فہرست کتب

اطلاع — اس مطبع میں جو ... شائق کو چھاپہ خانہ سے ... ہیں قیمت بھی ارزاں ... اردو ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلم لکھ حمد خلاق دو عالم
کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اُس نے بنایا
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہو تو ہے فرزانہ باقی

کہ جس کے نور کا پرتو ہے آدم
مہ و خورشید و سایہ کو فلک دار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
دیا سامان تماشا نہ کسی کو
مزہ ہیچ رہی اند وہنا کی
چھپا کے سیکڑون جلوے دکھائے
فقط عالم مین ہے افسانہ باقی

بنایا جس نے ایسے دو جہان کو
سنوارا یا ... قدم انداز رفتار
کیا پیدا النشان ہے نشان ...
بنایا ... ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ... حسن خوبان
تماشائین تصویر کیا کیا بنائے
جمیع حمد فقط ہین واسطے اُس

خدائے پاک کے کہ جس نے ایک لفظ کن سے زمین و آسمان شجر و حجر وغیرہ کو پیدا کیا اور بشر کو اشرف مخلوقات گردان کر اُسکو طاقت گویائی عطا فرمائی چشم بصیرت مرحمت کی کہ جس سے اُسکی تمام صنائع و بدائع مشاہدہ کر اور عجائبات نیرنگیہ و طلسمات ہزار رنگ وغیرہا جات گوناگون و نادرات بوقلمون کو اپنی نگاہ عبرت سے دیکھ کر اُسکے خالق یکتا و خدائے برحق ہونے کی شہادت دے اور گوش عطا کیے کہ جس سے اُسکے اوصاف وحدانیت و عدل و انصاف سنے اور جو احکام کہ اُس نے نسبت امر و نہی کے فرمائے ہین اُنپر عمل کرے اور زبان مرحمت فرمائی کہ جس سے اُسکے نعمات جو کہ اُس نے خلق فرمائے ہین اُنکے ذائقے سے آگاہ ہو اور ہماری نعمات کا شکریہ ادا کرے ماسوا اسکے انبیا و اوصیا و علمائے دین کو خلق فرماکر دنیا مین کافرون کی ہدایت کو انکو حکم فرمایا لاریب پروردگار عالم لایزال ہے قدرت نمائی مین بے مثال ہو کر شئے عجیب تماشا پیدا فرمایا کہ باوجود ان سب نعمات کے پیدا کرنے کے بندے بیرہ راہ ضلالت کو ترک نہین کرتے اور باوصف کہ کیسے کیسے نبی ہین نے خلق فرمائے اور انھون نے اپنی عمر انکی ہدایت مین صرف کی اور سیری خوشنودی کے

حمد خدا ہی یہ خوب نما ہر ہنر | جو کرے فرق زمین کا فسر ہی | کہ وہ علم حمد کا منکر ہی

دوست کلام کے قلعہ شکن ہی | دشمن انکا حسد انکا دشمن ہو

سبب تالیف کتاب

ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ بعد تالیف کرنے نوشیروان نامہ و دیگر دفاتر کے یہ خاکسار ذرہ بے مقدار
عبد گنہگار خالق کونین شیخ تصدق حسین بیکار خانہ نشین تھا اس بیکاری اور پریشانی خاطر سے اندوہگین
تھا ایک روز فضل خدا اور خوبی مقدر سے جناب معلی القاب خداوند نعمت عالی ہمت والا مرتبت فیض
منزلت رونق افزاے مسند کامرانی جلوہ فراے اریکہ قدردانی ذی عزت و خوش اقبال قدردان اہل ذی
کمال خلیق و بامروت صاحب دولت و لیاقت نیر سپہر شوکت ماہ فلک عزت ذی قدر و ذی وقار مالک
مطبع اودھ اخبار صاحب جود و سخا بحر ذخار فیض و عطا معدن کرم و الطاف قرین عدل و انصاف
ذی فہم خوش تدبیر بے مثل و بے نظیر فیاض زمان حاتم دوران یکتاے جہان تعریف پرور کرم گستر عالی
ہمم والا حشم کیوان علم فلک بارگاہ عالی جاہ یکسان ظاہر و باطن منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ
واجلالہ نے اس ہیچمدان خاکپاے سخنوران کو طلب فرمایا اس کمترین نے گوہر مدعا پایا جناب ممدوح
کا تو کیا ذکر ہے کہ قدردانی مین بے مثال ہین ملازم انکے خیرخواہ و ذی کمال ہین ہر ایک اپنے کام مین یکتاے
روزگار ہی ہر ایک ترقی خواہ و کارگزار و ایماندار ہی ہر ایک منشی دفتر رشک دبیر فلک ہی ہر ایک مترجم
بوجہ ذی علم ہونے کے سبقت مین گویا ملک ہی الغرض یہ کمترین حسب الطلب جناب ممدوح تمنا سے
دل بیقرار انجناب کے حاضر ہوا اور تسلیم و آداب بجا لایا جناب ممدوح نے کثرت خلق و مروت و عزت
افزائی سے حقیر کو قریب اپنے بیٹھنے کا حکم دیا یہ خاکسار آداب عرض کرکے بیٹھ گیا تب جناب
نے زبان درفشان صداقت بیان سے ارشاد فرمایا کہ تو فی الحال دفتر آفتاب شجاعت کو بعبارت فصیح
بلیغ کہ خاص و عام فہم ہو اس طرح تحریر کر کہ نثر رنگین ہو اور نظم بھی دلچسپ ہو تازگی مضامین کا خیال رہے
تاکہ دل ناظرین کو مسرت کمال رہے عبارت اسکی نقص سے صاف و پاک ہو تاکہ مرغوب طبع ہر ایک ذکا
و دراک ہو اس خاکسار نے انکار کرنا مناسب نہ جان کر عرض کیا کہ انشاء اللہ موافق ارشاد فیض بنیاد
یہ حقیر کاربند ہوگا یہ عرض کرکے اور جناب ممدوح الشان سے رخصت ہو کر اپنے غریب خانہ پر آیا اور کمر ہمت
مستحکم باندھ کر دفتر مذکور کے تحریر کرنے مین مصروف و مشغول ہوا تا اینکہ بہ شکر خدا جلد اول دفتر مذکور
بموجب حکم آن حضور تحریر کرکے پیش و حاضر خدمت کی گو کہ وہ اس قابل نہ تھی کہ پسند ہوتی مگر
منشی صاحب نے اپنے خلق کے سبب سے اسکو پسند فرمایا کہ جسکے سبب سے میرا دل پژمردہ مثل غنچہ گل
شگفتہ ہوا اور جرات ہوئی کہ دوسری جلد بھی تحریر کرون بس قلم اٹھا کر اور نام خدا لے کر جلد دوم لکھنا
شروع کی اس امر مشکل کو بھی خدا اپنے فضل سے آسان فرماے ناظرین کو معلوم ہو کہ اس جلد مین وہ
داستانین عجائب و غرائب و طلسمات نادرہ و نیرنجات خوبیہ تحریر دلپذیر ہین کہ جب ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے تو میرے عرض کرنے کا لطف پائینگے ناظرین نکتہ بین و دراک متمکین سے بصد التجا یہ عرض ہے کہ
اگر بمقتضاے الانسان مرکب من الخطا و النسیان اس خاکسار سے اس جلد مین کہین سہو یا غلطی ہو جائے
اور ناظرین یا سامعین اسے ملاحظہ فرمائین تو عیب پوشی سے ہاتھ نہ اٹھائین حجاب دل مین اسکو جگہ دین
اس احسان سے دل مولف کو شادمان کرین اور سنگ اعتراض سے سینہ دل احقر کہ بار یاب تر از آبگینہ

آکر دیکھ جاتا تھا اس دن جو آیا ملکہ کو محل میں نہ پایا باغ میں آیا یہاں ملکہ کو شکایت کرتے دیکھا غیرت [illegible]
صورت ایک حبشن کی بناکر ملکہ کی طرف آیا اور ابر سحر سے آفتاب کو پوشیدہ کر دیا یہاں ہوا ہے کہ بعد [illegible]
ملکہ کے باپ کو طلب کرکے ملکہ کی درخواست کی تھی اور پوشیدہ سحر کیا تھا کہ جسکے سبب سے وہ راضی ہو گیا تھا
اور حکم بخوشی دیا تھا اور خود چلا آیا تھا وہاں سے آنے کے بعد وہ سحر منع ہو گیا اور [illegible] ہو گیا دیوان
ملکہ سے وہ ساحر ہم بستر ہوا اور ملکہ حاملہ ہوئی دوسرے روز وہ ساحر چلا گیا تھا ملکہ اپنے محل میں آتی تھی اور
بالاے بام آرام کرتی تھی آفتاب ہما دوپہر ڈھلے آتا تھا اور عیش و عشرت [illegible] ملکہ کے ہمراہ بسر کرتا تھا
پر راز ان خواصوں کو معلوم تھا جو کہ اسکی خدمت کے لیے باغ میں تھیں اور کوئی نہ جانتا تھا وہ بھی آ کے
ہمراہ بالاے بام جاتی تھیں یہ سب حال تحریر ہو چکا ہے برائے یاد دہی ناظرین بطور تتمہ پھر تحریر کیا اب [illegible] حال
خورشید کا شروع ہوتا ہے اب میں اصل قصہ کو شروع کرتا ہوں کہ جب خورشید کو معلوم ہوا کہ آج [illegible]
خوشی ہے اور جشن ہے سبب جشن دریافت کیا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے حکم سے یہ سامان ہوا ہے [illegible]
آپنے تو بسبب سحر آفتاب کے وہ حکم دیا تھا اسکا اثر اسی باغ تک تھا جب وہ وہاں سے اپنے محل
میں آیا سب حکم فراموش کر گیا کہا کہ میں نے تو کوئی حکم نہیں دیا تھا کیوں بیکار حکم دیتا لوگوں نے عرض کیا کہ [illegible]
بدین سبب حکم فرمایا تھا کہ ملکہ کا عقد ہمراہ [illegible] کے تھا بادشاہ یہ سنکے بہت برہم ہوا اور [illegible]
دیوانے ہو گئے ہو کہ کبھی زمانہ سابق سے آج تک ایسا ہوا ہے کہ خدا بندے کے ساتھ عقد کرے [illegible]
اپنی طبیعت سے تراشتی کرتے ہیں میں نے کبھی کوئی حکم نہیں دیا میں نے سب کے دیوانہ [illegible]
بادشاہ نے کہا تو سب کو خیال ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے لیکن بسبب رعب و دبدبہ بادشاہ کے سب خاموش [illegible]
اور جشن موقوف کر دیا یہاں تو یہ سامان ہے ادھر ملکہ کا زمانہ حمل گذرتا جاتا ہے جب کہ قریب [illegible]
گذرے تو آثار حمل ظاہر ہوئے اہل محل میں تعجب ہونے لگی کہ ملکہ حاملہ ہے اسکا [illegible]
نام سے نفرت تھی یا یہ ہوا کہ بغیر شادی ہوئے کسی سے آشنائی کی اور ایسی بے غیرتی کی [illegible]
کہ یہ جو ظاہر ہو گا تو ماں باپ اور اپنے پرائے کیا کہیں گے اس لڑکی کی آنکھ کا پانی ڈھل گیا اور
دیدہ ایسا بے باک ہوا کہ ایسے فعل شنیع خلاف وضع شاہان کے مرتکب ہوئی [illegible]
رہتے ہیں مگر اس طور سے کوئی توجہ کرتا کہ جسمیں اسقدر بدنامی اور رسوائی ہو معلوم یہ ہوتا ہے کہ [illegible]
قبل سے عاشق تھی اسکے عشق میں مرد کے نام سے نفرت تھی اب اسکا وصل ممکن ہو گیا [illegible]
پیرا دیدہ کہ کسی کا کچھ خوف نہیں دیکھو کس چالاکی اور بیباکی سے رہتی ہیں [illegible]
چمن میں کھلا ہے یہ کیا جب ملکہ اور بادشاہ کو معلوم ہو گا اس وقت دیکھنا کیسی [illegible]
اور کون کون سزا پاتا ہے ایک بولی کہ یہ کیا کہا کہ کون کون سزا پاتا ہے وہی سزا پائینگی جو اسکے ہمراہ
رہتی ہیں انھیں سے دریافت ہو گا انھیں کی ناک چوٹی کاٹی جاے گی اور ایک بولی [illegible]
اور اناچھی ساتھ رہتی ہیں کہ جنھوں نے منع تک نہ کیا نہ اپنی آبرو کا خیال کیا ایک برہم ہو کر [illegible]
کہ وہ کیا منع کرتیں انھوں نے منع ضرور کیا ہو گا جب کوئی مانے بھی وہ کوئی انکی مالک تو نہیں [illegible]
نوکر ہیں جب انھوں نے برہم ہو کر کہا ہو گا کہ جو ہمارا جی چاہتا ہے کرتے ہیں تم کون ہو ہمارے مالک [illegible]
جو نصیحت کرتی ہو ہمارا جو جی چاہتا ہے وہ ہم کرتے ہیں تم کو اگر اپنی آبرو کا خیال ہے تو ہمارے
پاس سے چلی جاؤ جب ہم سے کوئی سوال کرے گا ہم جواب دے لینگے وہ لوگ بھی یہ خیال کرکے
اور کوئی صورت اپنی خلاصی کی تجویز کرکے خاموش ہو رہے یہ خیال کیا جو چاہیگا کرے گا انکی سزا پائے گا

مناکحت سے نفرت تھی مگر اب طبیعت ہو گئی ہے تو تیری شادی نہایت دھوم دھام سے کسی شاہزادے کے ساتھ
کر دیتے جو کہ ہماری بدنامی کا سبب نہ ہوتا تیری اس حرکت سے ہم انگشت نما مثل ہلال عید کے ہوئے
جب اہل خاندان سنینگے تو کیا ہوگا تمام عمر کے لیے یہ کلنک کا ٹیکا ہو گا یہ کونسی بے شرمی اور بےحیائی تھی
اگر کسی پر عاشق ہوئی تھی تو ہم سے کہا ہوتا ہم تیرا عقد اُسکے ساتھ کر دیتے جو کہ خرابی کا موجب نہ ہوتا
اب تو ننگ خاندان ہے ۔ عصمت میں لگایا داغ تو نے ۔ لٹوائی بہار باغ تو نے
جب ماں نے یوں برہم ہو کر کہا تو ملکہ بدر منیر حور نژاد نے سر شرم سے جھکا کر کہا کہ اماں جان کیا
عرض کروں اگر آپ اصل اصل دریافت فرماتی ہیں تو یہ ہے کہ واقعی مرد کے نام سے مجھکو نفرت ہے
اور جیسے آپنے کہا ہے محض میرے اوپر بہتان اور افترا ہے میں نے ابھی تک کوئی فعل خلاف
شرافت نہیں کیا کہ جسکے باعث سے آپکی بدنامی ہو یا آپ انگشت نما ہوں نہ میں یہ خیال کرتی
ہوں کہ کوئی حرکت ایسی کروں کہ جو بدنامی کا سبب ہوتا ہوں میں نہ میں نے کسی سے آشنائی کی نہ میں
کسی پر عاشق تھی نہ ہوں پھر آپ یہ کیا فرماتی ہیں میں نے کیا خلاف کیا یہ جو اُسنے کہا ملکہ کو بہت غصہ
آیا اور برہم ہو کر کہا کہ اے بے حیا ننگ خاندان ایک امر صریح ہے اُسکو تو کہتی ہے کہ میں نے کیا کیا جوتیوں
سمیت آنکھوں میں پیٹھی جاتی ہے آنکھ سے ملا کر یوں بات کرتی ہے تجھکو شرم نہیں آتی ہے تیری وہ مثل ہوئی
کہ اندھا سڑک چڑھ دوڑے اور کہے مجھکو کوئی نہ دیکھے سراسر آنکھوں میں خاک جھونکتی ہے میں اُن ماؤں میں
ماں نہیں ہوں کہ بیٹی آشنائی کرتی پھرے اور میں پوشیدہ کر دوں اری میں بڑی ظالم ہوں یہ نہ
خیال کرنا کہ تو میری ایک لڑکی ہے میں زندہ دفن کر دونگی ایسا لاڈ نہیں گوارا کرونگی میں کہے دیتی ہوں
کہ سچ سچ بیان کر اگر بدنامی کے ساتھ تو جیتی اور تیرے سبب بدنامی ہوئی اور ہم انگشت نما ہوئے تو ایسی
تیری زندگی کس کام کی وہ اولاد مر جائے تو اچھا کہ جو ماں باپ کی عزت کی خواہاں ہو اور یہ پاس نہ ہو کہ ہم
یہ کیا کرتے ہیں اس صاحب اولاد سے بے صاحب اولاد ہونا اچھا ہے کہ یہ ایک ہی تو غم ہے کہ اولاد نہیں ہے
یہ تو نہیں ہے کہ کوئی یہ کہے کہ فلاں کی لڑکی نے فلاں کے ساتھ آشنائی کی میں یہ جانتی کہ تو زندہ رہکر یہ نام
کرے گی تو میں تجھکو مار ڈالتی افسوس تیرے سبب سے تمام کنبہ کی ناک کٹ گئی ارے بد نصیب نہ تیرے باپ کے
خاندان میں کوئی بد وضع ہوئی نہ ہے نہ میرے خاندان میں یہ کسکا تو نے طریقہ اختیار کیا کسکا پرتو تجھ پر پڑا
اگر تو نہ بیان کرے گی تو یاد رکھ کہ میں ابھی ابھی تجھکو قتل کرا ڈالونگی اری کم بخت تجھکو یہ خیال نہ ہوا کہ یہ امر پوشیدہ
نہ ہو گا ایک نہ ایک دن ظاہر ضرور ہو گا تو سب کیا کہینگے اہل محل اپنے عزیز سب بُرا کہینگے صحبت سے پرہیز کرینگے
اور جب سب دریافت کرینگے تو میں کیا جواب دونگی اری جسکا باپ ایسا ظالم ہو اُسکی لڑکی کا یہ دیدہ
ہو اگر وہ سن پائینگے تو فوراً قتل کر ڈالینگے کبھی زندہ نہ چھوڑینگے یہ امر اُن سے پوشیدہ ہو نہیں سکتا ہے اگر
میں نے پوشیدہ بھی کیا تو اور لوگ اُنکے کان تک خبر پہونچا دینگے اُسوقت میرے لیے بھی خرابی ہے دوسرے
مجھکو یہ کب منظور ہے کہ تو ایک فعل بد خلاف شرافت کرے آئے اور میں اُسکو پوشیدہ کروں اپنے سر
الزام لوں تیرے ساتھ میں بھی بدنام ہوں میں خود تیرے باپ سے آج ذکر کرونگی دیکھوں کہ تو اُنکو کیا جواب
دیتی ہے تیرے ساتھ کے لوگ جو کہ تیری نگہبانی کے واسطے مقرر تھے اُنپر دیکھنا کیا ستم ہوتا ہے یہ جو کچھ ہوا ہے
یہ باغ میں جا کر ہوا ہے یہ نیا گل وہیں کا کھلا ہوا ہے یہ شگوفہ اُسی باغ کا ہے یہ دس دس پندرہ پندرہ روز باغ
میں جا کر رہنا خالی از علت نہ تھا یہی کرم ہوتا تھا اب مجھکو معلوم ہوا خیر دیکھ تو سہی کیا تیری گت کراتی ہوں آنے
دے اپنے باپ کو کیسی تجھکو سزا دلاتی ہوں خداوند کی قسم اگر وہ قتل کر ڈالینگے تب بھی میں منع نہ کروں گی

جو چلاؤ و ملکہ کی ماں نے جو یوں برہم ہو کر کہا اب تو اُس نے کہا کہ اب میں آپ سے صاف صاف عرض
کرتی ہوں میں نے کسی وجہ سے اختلال نہیں کی خداوند میں عاشق تھی جو خداوند آسمان پر سے خبر سے
آج میں تشریف لا کے میرے ساتھ عقد کیا خداوندی میں زوجہ ہوں میری خواصوں اور مصاحبوں سے دریافت
کر لیجیے بلکہ انھوں نے والد بزرگوار کو طلب کر کے اُن سے اجازت لی تھی والد کو معلوم ہے یہ کوئی خلاف شرع امر شریعت
نہیں ہے بلکہ فخر کرنے کی جگہ ہے کہ گھر خانہ خدائی بیٹی کو میں نے خداوند کی زوجہ کہلا کو ملکی اگر یہ امر خلاف ہے تو کیا امر
کوئی امر اسکے سوا ہے جو خلاف شریعت نہیں ہے ملکہ کی ماں نے برہم ہو کر کہا کیا ہی کل گل شگفت لو مجھ بوڑھی کو یہ فقرہ
دیتی ہے مجھکو مثل لڑکوں کے بہلاتی ہے یہ فقرہ اور بہلاوا اُنکے سامنے چلا ہے کہ جو تجھ سے چھوٹی ہیں یا شیر خوار
ہیں وہ تیرے اس فقرے کو سچ خیال کرینگی یا جنکو عقل نہیں ہے لو دوشیزہ اُنکے واسطے آسمان پر سے خداوند
اتر کر آئے اُنکے ساتھ انکا عقد ہوا جو کہ سلف سے آج تک کبھی نہیں ہوا ہے جسکو ہر ذی عقل کبھی گوارا نہ کریگا
فقرہ تصور کرے گا دھوکہ کی کیوں باتیں بناتی ہے میں تیری ماں ہوں جس سے کہیگی وہ جھوٹ خیال کریگا
دوسرے یہ بات کہ والد سے اجازت لے لی گئی ہے اُنکی اجازت سے عقد ہوا ہے بھلا یہ امر کیونکر بھی قیاس میں
آتا ہے کہ باپ کو خبر ہو اور ماں کو نہ معلوم ہو اور یہ فقرہ بھی کیا تو وہ کیا جو کسی کو یقین نہ آسکے بدر سے کہا
خواصوں کو بلا کر دریافت کر لیجیے میرے جھوٹ سچ کا حال ظاہر ہو جائے کہ میں جھوٹی ہوں یہ جو ماں
نے سنا غضبناک ہو کر کہا کہ ایک تو چوری اُس پر سر زوری خواہ مخواہ کی تقریر کیے جاتی ہے شرم سے
سر نہیں جھکاتی ہے کیسا تیرا دیدہ ہوائی ہو گیا ارے تیری غیرت کو کیا ہوا ہائے یہ کیسا زمانہ ہے کہ غیرت
بالکل دنیا پر سے جاتی رہی میں ابھی تیری خواصوں کو بلا کر تنبیہ کرتی ہوں سزا دیتی ہوں یہ امر کوئی
پوشیدہ ہونے کا نہیں ہے میں خود کیوں نہ ظاہر کر دوں جو ہر ایک کا منہ سنوں معلوم ہوتا ہے کہ ایسی
امر کے چرچے ہوتے ہیں اہل محل میں بھی سرگوشیاں ہوتی ہیں مگر کوئی میرے خوف سے میرے منہ
پر نہیں لاتا ہے آخر تا یہ کہ کوئی نہ کوئی بیان ہی کرے گا اُس وقت سوائے سر جھکا لینے اور شرمندہ ہونے
کے کوئی چارہ نہ ہوگا یہ نہیں سہ نہان کہ ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ اے خداوند میں کس بلا میں
مبتلا ہوئی اہل خاندان جب اِس امر کو سنینگے تو قرابت ترک کر دینگے جو کہ اس شہر کے بزرگ ہیں اور بطور
رہتے ہیں وہ ضرور حکم قتل دینگے اچھا تو ہوگا کہ تو قتل کی جائے میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ تیرا
باپ تجکو خود قتل کر ڈالے تاکہ یہ بدنامی تیرے سبب سے جو ہے وہ سر سے ٹلے یہ کہکر خواصوں کو آواز
دی وہ جو وہیں یہاں کچھ اور رنگ پایا دیکھا کہ ملکہ بہت برہم ہے اور بیٹی سامنے سر جھکائے بیٹھی ہے عرض
کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ بیٹی کی خواصوں و مصاحبوں کو بلا لاؤ کہنا کہ ملکہ کی ماں طلب فرماتی ہیں سب کو
لانا کوئی باقی نہ رہے وہ خواصیں یہ سنکے فوراً اُس مقام پہ آئیں جہاں بدر سیمیں کی ملازم رہتی تھیں
انھوں نے جو ملکہ کی خواصوں کو آتے ہوئے دیکھا باہم کہا کہ آج کیوں یہ ادھر آتی ہیں یہ تو کبھی نہیں
آتی ہیں کوئی نہ کوئی نئی بات ہے جب وہ قریب آئیں تو اُن سب نے کہا کہ بہن کدھر آنا ہوا تم تو کبھی
نہیں آتی تھیں آج کیا ہے کدھر ہوا سے اُڑ کر چلی آئیں انھوں نے کہا کہ ضرورت سے آئی ہیں چلو تم سب
کو ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے تمھاری ملکہ بھی انھیں کے پاس موجود ہیں یہ سنکے وہ سب کی سب فوراً اُن خواصوں
کے ہمراہ ہو لیں یہ کسی کی تاب نہ تھی کہ کچھ عذر کریں فوراً حاضر ہوئیں ملکہ عالم نے جیسے ہی انکو دیکھا آگ
ہو گئیں کہنے لگیں کہ کیوں حرامزادیوں ہم نے تم کو اس امر کے لیے اس ننگ خاندان کے پاس مقرر کیا تھا کہ
جو کچھ یہ کرے تم ہم کو خبر نہ کرنا خاموش بیٹھی دیکھا کرنا معلوم ہوا یہ سارا فعل تمھاری صلاح سے ہوا ہے تمھیں نے

گُشنا پا کیا ہی سچ سچ بیان کرو ورنہ ایک ایک کی ناک چوٹی کاٹ کر تمام شہر مین تشہیر کرا دونگی اُسکے بعد قتل
بھی کرا دونگی آیندہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کیا امر ہی مین بھی تو سُنون کس سے اس بیہودہ نے آشنائی
کی کس سے عشق بازی ہوئی کس سے آنکھ لڑی اُنھون نے جو یہ سُنا اور ملکہ کو برہم دیکھا سب مارے
خوف کے کانپنے لگین لرزنے لگین اور عرض کرنے لگین کہ ملکہ عالم ہم سے کیا قصور ہوا ہی کہ ہم پر یہ عتاب
ہی ہم بھی تو آگاہ ہون ملکہ نے کہا کہ مین نے سب کچھ کہدیا اور پھر تم پر ظاہر نہ ہوا کیون چلا چلا کے باتین
کرتی ہو اس قدر کیون نخی بنی ہو مین اُن سہلی بہلی باتون مین نہین آنے کی اگر سچ سچ نہ کہو گی تو جو مین نے کہا ہی
اُسی کے موافق کرونگی یہ جو کہا تو جو خواصین ملکہ کے پاس کی اُس مقام پر موجود تھین وہ بھی کہنے لگین کہ جو ملکہ عالم
دریافت کرتی ہین کیون نہین بیان کرتی ہو جو امر واقع ہوا اُسکو عرض کرو کوئی تمھارے لیے خرابی نہین ہی ملکہ
یہ دریافت کرتی ہین کہ تمھاری ملکہ نے کسی سے عشق کیا ہی یہ سُنکے اُنھون نے کہا کہ واہ واہ ہم کیون کسی پر
الزام لگائین کیون کسی پر بہتان لین جو امر اصلی ہی وہ ملکہ عالم پر بھی ظاہر ہی اور بادشاہ بھی بخوبی واقف ہین
ایسا وہ امر نہین ہی جو کسی کو نہ معلوم ہو بادشاہ نے اُسکے جشن کا حکم فرمایا تھا کیا حضور سے تذکرہ نہ کیا ہوگا
اُسکے علاوہ کوئی اور امر ہو تو ہم عرض کرین ظاہر امر کا عرض کرنا کیا ضرور ہے یہ جو اُنھون نے کہا تو ملکہ نے کہا
کہ صاف طور سے بیان کرو کہ یہ کیا امر ہی جو مجکو بھی معلوم ہی بادشاہ بھی جانتے ہین مین تو یہ جانتی ہون کہ اُسکو
مرد کے نام سے نفرت تھی کہ اسنے کوئی پھول ایسا جو مرد کے نام کا ہو اپنے باغ مین نہ رہنے دیا پھر یہ کیا ہوا
تم لوگ چاہتی ہو کہ مین صاف صاف کہون تو سُنو یہ عمل اُسکو کیسا ہی وہ کون ایسا بے خوف تھا کہ جس نے
ایسے امر عظیم پر کمر باندھی اور ناموس شاہی مین رخنہ انداز ہوا ذرا مین بھی تو سُنون تب اُن خواصون نے
دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ اگر ہم جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا کہ اگر صاف صاف کہدوگی تو تمھاری
جان تم کو بخش دیجائیگی ورنہ ضرور قتل کی جاؤگی یہ سُنکے اُنھون نے از ابتدا تا انتہا کل واقعہ بیان کیا تب
تو ملکہ نے کہا کہ تم کو خوب سبق یاد ہی خوب اُستاد نے تعلیم کیا کوشدن او صاحبو یہ لوگ تم ایسے جہان دیدہ کے
ساتھ فقرہ کرتی ہین مجکو بناتی ہین اس مکر کی بھی کوئی حد ہی او صاحبو بادشاہ نے بیٹی کا عقد کیا اور ان کو شہرہ کیا
عقد بھی کسکے ساتھ خداوند کے ساتھ لوگو وہ بات کہو جو کہ قرین قیاس ہو عقل مین آ سکے جو زمانے کا دستور
ہی وہ بات کہو کہ جسکے یقین لانے مین ایک لڑکا بھی تامل نہ کرے اگر یہ کہتین کہ فلان شہریار یا وزیر کا عقد
شاہزادی کے ساتھ کر دیا تھا تو زیبا تھا نہ یہ کہ فقرہ بھی وہ فقرہ جو کہ خلاف عقل ہوا ہے یہ ایسے کس عقل مند
تم سب کو دی جو کہ کبھی یقین نہ آئے معلوم ہوتا ہی کہ باہم صلاح ہو کر یہ کام ہوا ہی جو اُسنے کہا وہی تم
سب نے بھی کہا ایک بات کا بھی فرق نہ ہوا جب یہ ملکہ نے کہا تو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم خلاف
نہین گذارش کرتے ہین بلکہ ابھی تک روز خداوند شب کو تشریف لاتے ہین اور صبح روز تک باغ مین رہتے
خداوند کے نور سے تمام باغ روشن تھا مگر آسمان پر نور نہ تھا کیونکہ خداوند تو زمین پر تھے اسی سبب
سے شب کو تشریف لاتے ہین تا کہ اہل دنیا نور سے اُنکے محروم نہ رہین بلکہ بالاے بام جا کر آرام جو کرتی ہین
اُسکا بھی سبب یہی ہی یون جو اُن خواصون نے کہا اب تو اُسکو اور غصہ آیا اور حکم دیا کہ ان سب کو پکڑ لو یہ
بہت گستاخ ہو گئی ہین ہم سے صاف حال نہین بیان کرتی ہین یہ کہنا تھا کہ ملکہ کی خواصون نے انکو پکڑ لیا
ملکہ نے حکم دیا کہ انکو خوب مارو لگی مار پڑنے مگر وہ وہی کلام کیے جاتی ہین اب تو تمام محل کی عورتین جمع
ہو گئین آپس مین اشارے کرنے لگین بدر کا یہ حال ہی کہ دم بخود وہی تمام محل مین غل پڑا ہوا ہی خوب مار
مار پڑی مگر وہ اپنے قول پر [illegible] ملکہ نے کہا کہ [illegible]

وہ روح پہنچی اپنے مقام پر انہیں بیان ملکہ نے بدر کو ایک کمرے میں بند کر دیا کہ تھوڑے عرصے کے بعد خورشید
دربار برخاست کرکے محل میں آیا یہاں جو آیا اپنی زوجہ کو برہم پایا چونکہ ملکہ نے منع کر دیا تھا کہ کوئی بادشاہ
سے ذکر نہ کرے میں خود بیان کرونگی اس گیسو بریدہ کو قتل کرا دونگی میں اسکی زندگی نہیں چاہتی ہوں بادشاہ
نے جو زوجہ کو برہم دیکھا پاس آکر بیٹھے کہا کیوں مزاج کیسا ہے آج کچھ طبیعت برہم معلوم ہوتی ہے کس پر عتاب
نازل ہوا ہے یا کون امر خلاف مزاج وقوع ہوا ملکہ نے جواب دیا کہ کچھ نہیں تشریف رکھیے بیان کرتی ہوں
مجھکو آپ سے شکایت ہے خورشید یہ سنکر متحیر ہوا کہا کیا بیان کرو ملکہ نے کہا کہ کیا امر تھا کہ بدر میری کوئی
سوت کی لڑکی تھی میں نے اسکو نہیں چاہا تھا کہ تم نے اسکا عقد مجھ سے پوشیدہ باغ میں جا کر کیا اور اسکی
خوشی کا جلسہ کیا اور مجھکو بالکل خبر نہ کی کیا میں جل جاتی یا حسد کرتی مجھکو تو اسکی شادی کی خوشی تھی کس کس
تکلیف سے پرورش کیا کیا زحمت اٹھائی جب وہ جوان ہوئی تو اوس پر ظلم ہوا افسوس کا مقام ہے کہ جب
میں اپنی لڑکی سے جلونگی تو اور کوئی کیا ہے میری طرف سے آپکا ایسا خیال کرنا تعجب ہے یہ میرے
مقدر کا سبب ہے اگر سوت کی لڑکی ہوتی تو ایسا خیال کرنا زیبا تھا یہ تو مجھکو آپ سے امید نہ تھی ملکہ نے
جو یوں بادشاہ سے کہا خورشید نے جواب دیا کہ یہ تم کیا کہتی ہو کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے یا کسی نے
تم کو بہکا دیا ہے اگر میں بدر کی شادی کرتا تو میں تم سے یا کس کو خبر نہ کرتا ارے یہ کیا خیال ہے میں بدر
کی شادی بڑے دھوم سے کسی جلیل بادشاہ کے لڑکے کے ساتھ کرتا بہت کچھ جہیز میں دیتا اہل شہر و [illegible]
خاندان کو جمع کرتا کیا میرے کوئی اور اولاد تھی کہ جسکے لیے یہ سب دولت دنیا اٹھا رکھتا بادشاہ ہوکر
ایسا تو کبھی نہ کرتا بلکہ میں تو رات دن اسی غم میں مبتلا رہتا ہوں کہ اسکو شادی کے نام سے نفرت ہے
کیا تدبیر ہو کہ وہ راضی ہو اور تم یہ کہتی ہو یہ خیال تمہارا بالکل خلاف عقل ہے جب تم ماں ہوکے ایسا خیال
کروگی تو اوروں کو برا خیال ہوگا مجھکو تمہاری عقل سے بڑا تعجب ہے میں عقل و دانش میں [illegible]
معلوم ہوا کہ تم کو اسی امر کا قصہ تھا اتنے جوان ہیں بیشتر کہ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ لڑکی کی شادی ہو
اور ماں کو خبر نہ ہو جس نے تم سے کہا غلط کہا وہ کون ایسا ہے جو یہ شوشہ چھوڑ کے چلا گیا اور تم کو یقین
آگیا ملکہ نے کہا کہ کون کہیگا طریقہ سے ظاہر ہے بادشاہ نے قسم کھائی اسوقت ملکہ نے کہا کہ آپ ذرا
کان لگا کر سنیے کہ آپکی لاڈلی نے باغ میں جا کر کیا گل کھلایا ہے اور کیا غیرت ہے کل عفت و عصمت میں
پیدا کیا اور کس قدر پردہ ناموس کی حفاظت کی ہے ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس قدر اسکو شعور ہے اسکا لاڈلہ
اٹھاتے تھے مگر آپ نے سنا اسکا انجام یہ ہوا کہ ہم اپنے منہ دکھلانے کے قابل نہ رہے کسی سے
ہماری آنکھ نہ چار ہوگی سب میں انگشت نما ہوئے افسوس کیا اس پر کیا کروں جی میں آتا ہے کچھ
کھا کر سو رہوں کہ اس بدنامی سے تو نجات ہو خورشید نے کہا کہ پھر بیان تو کرو کہ میں بھی آگاہ ہوں تب
تو ملکہ نے کہا کہ بدر نے کسی سے آشنائی کی بالکل پاس شرم نہ کیا بے حیائی پر کمر باندھی تھی اور کچھ
خوف نہ کیا اور پردہ دری کی ایسی بے باک ہوئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اسکے ساتھ اپنی شادی کرا لی
کہ وہ ہر روز بالاسے بام جاتی ہے اور وہ بھی آتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا کہ اسکا آنا اسکے واسطے مقرر ہوا ہے اب تو
حمل سے ہیں جب ہی تو ظاہر ہوا یہ کہکر جملہ حال جو کہ گذرا تھا یعنی بدر کو بالاخانہ سے دریافت کرنا اسکا
پہلے انکار کرنا پھر اپنا خفا ہونا اسکا کل واقعہ بیان کرنا اسکی خواصوں کو طلب کرنا انپر خفا ہونا انکا بھی
وہی حال بیان کرنا جو کہ بدر نے بیان کیا تھا اپنا انپر زد و کوب کرنا انکا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا اور
بدر کو کمرے میں بند کرنا سب بیان کیا خورشید سنکے نہایت برہم ہوا اور کہا کہ تم نے اسکو

کر دکھایا لیکن خود پوشاک بیش بہا ادھر لوگوں نے برجیس کو آراستہ کیا اسلحہ جسم کو لگایا آخر برجیس کا جو عالم تاب
آراستہ ہو چکا خورشید اپنے ہمراہ لے کر بیرون محل آیا یہاں سواری موجود تھی پہلے برجیس کو سوار کیا
اسکے بعد خود سوار ہوا اور جو سردار کہ حاضر تھے وہ بھی اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور ہمراہ رکاب جشن
چلے عجب شان و شوکت سے سواری برجیس کی طرف دربار کے روانہ ہوئی یہاں دربار میں سب کو انتظار
تھا کہ صدائے آمد سواری بلند ہوئی نقیب بولتے ہوئے چلے آمد سواری کی صدا ان سب نے سنی
برائے تعظیم اٹھے در دیوان خاص تک برائے استقبال آئے کہ سواری پہونچی خورشید اتر کر مع برجیس
کے داخل دربار ہوا سب نے مجرا کیا برجیس و خورشید نے مجرا لے کر طرف تخت کے رخ کیا زینے
تخت پر سے غاشیہ اٹھایا خورشید نے برجیس کو ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا حکم دیا کہ سلامی کی توپیں فیر
ہوں پس پہلے خود نذر دی اسکے بعد کل اہل دربار نے نذریں گذرانی پھر تو نذریں گذرنے لگیں ادھر
توپیں فیر ہونے لگیں حکم ہوا کہ آج سے سکہ بنام برجیس جاری ہوا سپہ تحریر ہو کر شہر میں آفتاب پرست
پائے آفتاب بیں حکم ناچ کا دیا ناچ ہونے لگا انعام تقسیم کیا گیا کہ لوگ مالا مال ہو گئے بڑے بڑے تحفے
لوگوں کو تقسیم کیے گئے جاگیر و منصب مرحمت ہوئے محتاج امیر ہو گئے تین دن تک یہ صحبت جشن برپا
رہی چوتھے دن وہ صحبت برخاست ہوئی سب کو انعام تیز عنایت کیا گیا سب رخصت ہو کر اپنے
اپنے مکان کو گئے یہاں تو یہ جشن ہو رہا تھا ادھر آفتاب جادو نے وسط شہر میں ایک مقام وسیع
دیکھ کر سحر کا کل سامان تیار کیے سب کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر چوکا دیا خون خوک سے غسل کیا ایک
تہمت باندھ کر چوکے میں گیا جو جو اشیا کی اسکو ضرورت تھی سب بہم کر لی تھیں آپ بیٹھ کر سحر کرنے لگا
اب جو سحر کرتا ہے ایک غبار بلند ہوا اور ایک میل کے مربع میں اسنے اسکو سحر سے پھیلایا اور قلعہ کا نقشہ
بنایا اب جو سحر کرتا ہے تو چاروں طرف چار دیواری جو کہ اسکا تھی تیار ہو گئی اسمیں جا بجا یاقوت و
زمرد و نیلم کے پچکاری کی ہوئی تھی اس کے فصیل و برج تمام طلائی تھے اور ہر مقام پر شکل
آفتاب منقلب تھی کہ جس سے نور پیدا ہوتا تھا چنانچہ برج قلعہ کے بہت بڑا آفتاب تھا کہ جسکی روشنی
کئی کوس تک جاتی تھی وسط میں ایک محل تھا کہ جسکا گنبد تمام طلائی تھا اسمیں ہر قسم کا جواہر نصب
تھا وہ کئی کوس سے نظر آتا تھا اسپر بھی ایک آفتاب بہت بڑا اسکی یہ صورت تھی کہ ہر وقت
گردش کرتا تھا اور اس سے بھی روشنی پیدا ہوتی تھی اور ایک باغ چاروں طرف اس محل کے
تھا کہ ہر وقت اسمیں ہر قسم کے گل کھلے رہتے تھے اور ہر قسم کے اثمار و میوہ اشجار میں لگا
رہتا تھا کوئی زمانہ بہار سے خالی نہ ہوتا ہر طرف نہر جاری تھی کہ جسکے لب گرداں بلور کے تھے گرد
اس نہر کے طلائی و نقرئی ٹٹیاں روشنی کی کہ جن پر گیلاس الماس تراش و زمرد تراش سحر سے
چڑھائے تھے دیوان عام و دیوان خاص جلوخانہ ہر مقام پر آفتاب بنے ہوئے تھے جہاں پر جو بیٹھے
پہلے اسکو صورت آفتاب نظر آئے اندرون محل ہر مقام و دالان میں فرش مکلف کیا ہوا تھا چھت
پردوں سے درست ہر مقام پر سائبان تھے ایوان خاص میں تخت شاہی کہ جسپر چتر لگا ہوا اسکے اوپر
صورت آفتاب بنی ہوئی گرد تخت کے کرسیاں جواہر نگار و کل مرصع کار اور وہ وہ سامان عجائب
و غرائب مگر سحر سے بنے ہوئے وہ وہ گل بوٹے مرقع کہ جسکو دیکھ کر انسان کی بھوک پیاس جاتی رہے
یہ سب سحر سے برائے برجیس تیار کیا جب اسکی خواہش کے موافق تیار ہو گیا بعد اذاں اسنے سحر کیا
اور اس قلعہ کی بلندی سے کچھ بلند ایک آسمان مثل آسمان اصلی کے بنایا اسپر ایک عمارت

نیا واقعہ ہی یہ تو یہی خیال کر رہا تھا کہ ادھر آفتاب اس عمارت کو بنا کر اور ظاہر کر کے خورشید کے مقام پر
آیا کہ دیکھوں اہل شہر مین کیا غوغا ہوتا ہی اس عمارت کے ظاہر ہونے سے یہان جو پہونچا دیکھا کہ تمام اہل شہر
جمع ہین اور اس امر کو خورشید سے دریافت کر رہے ہین اور وہ اُسکے جواب مین حیران ہی یہ دیکھکر
آفتاب نے اُسی وقت صدا دی کہ اے بندگان من تم کیون حیران ہوتے ہو اور کیون خورشید کو
پریشان کرتے ہو کہ یہ دونون عمارتین میری قدرت سے پیدا ہوئی ہین جو عمارت کہ بالاے قلعہ درمیان
آسمان و زمین کے بنی ہوئی ہی وہ میرا مسکن ہی اور جو عمارت کہ شکل قلعہ کے ہی وہ براے برجیس ہی کہ
جو کہ نیا بادشاہ ہوا ہی اور میرا فرزند ہی اور مجھکو منظور یہ ہی کہ مین اُسکو اپنا نائب کرونگا اُسکو سب اہل شہر
اور جو لوگ آئین وہ سجدہ کرین اُسکی حکومت کو ترقی ہو اور میرا قصد ہی کہ اب مین آسمان پر سے آکر اس عمارت
مین جو کہ میری قدرت سے ظاہر ہوئی ہی اپنا قیام کرونگا اسمین کوئی حیرت کی بات نہین ہی ایسے ایسے
بہت سے امر ظاہر ہونگے جو کہ عقل بشری سے خارج ہونگے اُسوقت بھی تم کو استعجاب ہوگا کوئی مقام
تعجب نہین ہی جب کہ ہم آسمان پر سے زمین پر آتے ہین تو ہزارون طرح کے عجائبات ہم سے جو کہ قدرت
اپنی ظاہر کرنے کو ظاہر ہونگے یا اُن لوگون کے اعتقاد کے لیے جو کہ میرے منکر ہین ظہور مین آئینگے تو تم کو
تعجب ہوگا پس اُسوقت متعجب نہ ہونا ورنہ جو کہ منکر ہین وہ میری خدائی کے لیے قائل نہ ہونگے کیونکہ یہ
خیال کرینگے کہ جیسے اُنکے بندگی کرنے والے ہین ویسے انکو اپنا خدا جانتے ہین اُسکی قدرت کے
کرشمے مشاہدہ کرتے ہین اور پھر بھی اُنکی قدرت کے قائل نہین ہوتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ خدائی بالکل
جھوٹی ہی صرف ہمارے بہکانے کے لیے یہ امر کیا گیا ہی کہ ہم اپنے مذہب سے منحرف ہو جائین کیونکہ جو امر
ہمارے خدا سے ظاہر ہوتا ہی ہم اُسکو اُسکی قدرت خیال کرتے ہین اور جو امر انکے خدا سے ظاہر ہوتا ہی یہ
اُسپر تعجب کرتے ہین پس اب تم کو لازم ہی کہ یہ خیال کرلو کہ ہم آسمان پر سے اسی امر کے ظاہر کرنے کو آتے ہین
تاکہ اپنی قدرت نمائی جو کہ منکر ہین اُنکو دکھائین پس اب یہ امر ضروری ہی کہ کل سے برجیس مع اپنے نانا
خورشید کے اُس قلعہ مین جاکر مقیم ہو جو کہ اُسکے واسطے مقرر کیا گیا ہی اور اُسی مقام پر دربار کیا کرے
یہ جو صدا آئی تمام اہل شہر و خورشید سجدے کے لیے جھک گئے سجدہ کیا سجدے سے جو سر اٹھایا تو ایک
ایک تصویر آفتاب کی ہر ایک کے گلے مین پڑی تھی اور اُسپر یہ تحریر تھا کہ این تصویر خداوند آفتاب است
اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ اُدھر تو یہ لوگ سجدے مین جھکے اُدھر آفتاب نے سحر کر کے یہ تصویرین گلون مین
ڈال دین اور صدا دی کہ جو لوگ کہ اس وقت یہان پر حاضر نہین تھے اُنکے واسطے یہ حکم ہی کہ ایک تصویر بیچ
چوک مین لٹکا دی جائے اور ایک اشتہار اس مضمون کا چسپان کر دیا جائے کہ ہر ایک اہل شہر کے جنکے گلے مین
تصویر خداوند نہ ہو وہ اُسکی نقل کھنچوا کر اپنے گلے مین ڈالین یہ حکم خداوندی ہی اسکے خلاف نہ کرین اور ہر روز
بوقت سحر اُسکو سجدہ کرین اور جو کہ حاضر ہین اُنکے لیے بھی حکم ہی اور جو کہ دربار مین حاضر ہوتے ہین اُنکے
واسطے بھی اسوقت تو یہی حکم ہی بعد جو حکم صادر ہو اُسپر عمل کرین اور تمام سپاہ کو بھی خورشید اپنی
یہی تصویر دے کہ وہ بھی اسکی پرستش کرین یہ حکم دے کر وہ صدا جاتی رہی تھوڑے عرصہ تک خورشید
و اہل شہر نے تو یہ انتظار کیا کہ شاید کوئی حکم جاری ہو مگر جب دیکھا کہ اب صدا نہین آتی ہی تو سب اپنے
اپنے مکان کو گئے خورشید نے وزیر کو طلب کر کے یہ حکم دیا کہ یہ تصویر اور اس مضمون کا اشتہار چوک
مین آویزان کیا جائے اور اسی قسم کی تصویرین بنوا کر تمام سپاہ کو تقسیم کی جائین وزیر نے عرض کیا
بہت خوب خورشید نے کہا کہ شہر مین منادی پٹوا دے کہ ہم کل سے اُس قلعہ مین دربار کیا کرینگے

جو کہ قدرت خداوند سے ظاہر ہوا ہے سب اُسی مقام پر حاضر ہوا کریں یہ حکم دے کر خورشید محل میں آیا اپنی
دختر اور زوجہ سے کل حال بیان کیا یہاں اندرون محل بھی سب کے گلے میں تصویریں تھیں خورشید کی
زوجہ نے خورشید سے کہا کہ واقعی عجب ذات خداوند ہے ہر مرتبہ ایک نئی قدرت ظاہر ہوتی ہے سب
بیٹھے تھے کہ یکایک برق چمکی اور سب لوگ بیہوش ہو گئے اب جو ہوش آیا تو سب کے گلے میں یہ تصویریں
تھیں صدا آئی کہ اے اہل محل تم آگاہ ہو کہ آج سے حکم دیا جاتا ہے کہ تم سب ہر سحر اِس خدمت کو
گوارا کرو کہ تصویر کو سجدہ کیا کرو کہ یہ تصویر خداوندی ہے اور بادر کو معلوم ہو کہ آج رات کو بالا سے
بام سامان نہ کرے بوقت شب دو فرشتے آئیں گے وہ اُسکو ہمارے پاس اُس مقام پر پہونچا دینگے
جو کہ ہم نے اس شہر میں اپنے مسکن کے لیے مقرر کیا ہے جب خورشید اپنے اہل محل سمیت اُس قلعہ
میں داخل ہوگا تو ہم بھی کبھی کبھی آیا کرینگے بوقت سحر اُسکو وہی فرشتہ پہونچا دیا کرینگے اب یہی قاعدہ
مقرر ہوا ہے کیونکہ اب ہم نے اپنا مسکن اسی شہر میں بنا لیا ہے اب کوئی ہم کو یہ ضرورت نہیں ہے کہ ہم یہاں آیا
کریں جب یہ صدا آئی تو ہم سب سجدے میں گئے اُسکے بعد پھر کوئی صدا نہ آئی خورشید نے کہا کہ یہ کوئی امر
عجب کا نہیں ہے اب تمام اہل محل سامان کریں تاکہ اسی وقت ہم اُس قلعہ میں چلیں حکم ہے کہ کل کا دربار
اُسی مقام پر ہو یہ حکم خورشید کا دینا تھا کہ تمام اہل محل نے اپنا اپنا سامان کرنا شروع کیا اسباب
باندھنے لگے شاہی اسباب ایک لحظہ میں باندھکر درست کر دیا اُدھر بیرون محل تمام سامان
درباری بھی بندھکر تیار ہو گیا بس اُسی وقت خورشید نے حکم دیا کہ سواریاں حاضر کی جائیں بس اُسی
وقت در دولت پر سواریاں حاضر ہوئیں ناموس وغیرہ سوار ہوئے خورشید تخت پر بیٹھ کے سوار
ہو کر طرف اُس قلعہ کے چلا ایک امر اور خیال میں رہے کہ یہ قلعہ قریب دریا کے واقع ہوا ہے اور دریا
اُس شہر کے وسط میں واقع تھا شہر آفتاب نام جسکا حاکم خورشید تھا اور یہ قلعہ اُسی شہر میں ہے بہت
بڑا شہر ہے اس قدر وسیع ہے کہ جہاں قریب بیس لاکھ کے لوگ آباد ہیں علاوہ سپاہ و لشکر کے اسکے
قرب و جوار میں جو شہر ہیں وہ اسکے خراج گزار ہیں اس شہر میں تین سو مسجدیں ہیں مندر وغیرہ کی تو
کوئی حد نہیں ہے وہ وہ صحرا پُربہار و با فضا اس شہر میں ہیں کہ جن سے شان خالق و قدرت رازق
ظاہر ہوتی ہے برابر چار دریا دور سے شہر آکر ٹھہرے ہیں دونوں طرف دریا کے صحرا ہیں جو کہ باغ کا لطف
دیتے ہیں اور اس قلعہ پر سے بخوبی اُنکی سیر ہو سکتی ہے آمدم برسر مطلب خورشید جو مع سب سامان
کے قریب قلعہ پہونچا تو دیکھا کہ در قلعہ پر حاجب و دربان کیسی زرق برق وردیاں پہنے ہوئے بیٹھے ہیں
چوبدار کھڑے ہیں اُنکے ہاتھوں میں عصائے طلائی ہیں جیسے اُنھوں نے خورشید کو آتے ہوئے
دیکھا سب کھڑے ہو گئے کیونکہ یہ سب سحر کے بنے ہوئے تھے بخوبی خورشید کو پہچانتے تھے خورشید
داخل قلعہ ہوا وہی سب سامان اُسنے دیکھا جو کہ تحریر ہو چکا ہے یہ حالت تھی کہ جو سامان دیکھتا تھا یا
خداوند آفتاب کہتا تھا اور سجدے کو جھک جاتا تھا یہاں تک کہ محل میں پہونچا کوئی مقام
اُسنے آفتاب سے خالی نہ پایا یہی حالت سب اُسکے ہمراہیوں کی دیکھی گئی کہ ہر ایک ہر قدم پر
سجدے کرتے تھے خورشید نے ہر مقام پر سامان شاہی مہیا پایا کوئی شی ایسی نہ تھی کہ نہ ہو یا اُسکو
اپنے پاس سے درست کرنے کی ضرورت ہو یہاں تک جلوخانہ وغیرہ کو طے کر کے دیوان عام و دیوان
خاص میں پہونچا اُسکو بھی خوب آراستہ پایا اُدھر در محل پر سواریاں لگا دی گئیں سب لوگ اُتر کے ایسا
مقام پایا جو کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا ہر قسم کے اسباب سے درست تھا کسی قسم کی ضرورت

نہ تھی ہر جگہ فرش لائق تھا ہوں کے بچھا ہوا تھا یہ جو سامان دیکھا سب کے ہوش و حواس جاتے رہے جو
اسباب لائے تھے وہ سب بیکار تھا ہر ایک مقام مناسب اپنے اپنے قیام کے لیے تجویز کرکے مقیم ہوا ہم
ہوتے یہاں بھی خورشید باہر سے سب سامان موجود دیکھا اندر محل کے آیا تو اسامان یہاں بھی پایا بہت خوش
ہوا یہ طریقہ تھا کہ جسکی جیسی لیاقت و مرتبہ تھا اسکے لیے ویسا ہی مقام تھا اسکے کمرے یا دالان یا محل کی
پیشانی پر اسکا نام تحریر تھا ہر ایک اپنے مقام میں گیا اسی انتظام میں شام ہو گئی خورشید محل میں بیٹھا
ہوا سیر کر رہا تھا بیرون محل قلعہ میں جو سردار مثل وزیر و سپہ سالار وغیرہ کے تھے انکے لیے بھی مقام
و محل مقرر تھے وہ لوگ انہیں اترے اور تمام سپاہ و لشکر و دیگر سردار بیرون قلعہ اپنے اپنے مقام پر رہے
جب شام ہوئی آفتاب نے یہ تدبیر کی کہ ہر قسم کا طعام لذیذ جو کہ قلعہ میں آئے تھے بذریعہ سحر کے ہر ایک
کے روبرو حسب مرتبہ رکھدیا سب کو حیرت ہوئی کہ یہ طعام کہاں سے آیا صدا آئی کہ اہل قلعہ و خورشید
آگاہ ہو کہ تم لوگ آج رات کو ہمارے مہمان ہو ہم نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے تم کو طعام پہونچا دیا کوئی
مقام عجیب نہیں ہے اس طعام کو کھاؤ بہت قوت حاصل ہوگی یہ صدا سنکے سب نے خوشی خوشی وہ طعام
کھایا ہر ایک بعد فراغ اکل و شرب اپنے اپنے مقام میں لیٹ رہا ادھر آفتاب نے سحر کے ذریعہ سے دریافت
کرکے کہ ملکہ کس مقام پر ہے دو پتلے سحر کے روانہ کیے کہ فلاں مقام پر جو عورت مسہری پر سوتی ہے مع مسہری
اسکو اٹھا لاؤ وہ پتلے سحر کے چلے ادھر ملکہ لیٹی ہوئی یہ خیال کر رہی تھی کہ کیا سبب ہے نہ تو خداوند خود
تشریف لائے نہ مجھکو طلب کیا کہ یکایک مسہری اسکی بلند ہوئی اور ایک جانب کو چلی یہ مارے خوف کے
دم بخود ہو کر رہ گئی تھی کہ وہ مسہری کو لے کر اس عمارت بلوری میں پہونچے جس مقام پر آفتاب سامان
عیش کیے ہوئے لیٹا تھا مسہری پہونچا دی آفتاب نے جو ملکہ کو بدحواس پایا ملکہ کے پاس آکر کہا کہ
کیوں اس قدر بدحواس ہو کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش لیٹی رہی یہ خیال کر رہی تھی کہ میں کہاں
آئی ہوں اور یہ کیا مقام ہے اور یہ کون شخص ہے یہ تو اسی خیال میں غرق تھی کہ آفتاب نے کہا ملکہ کچھ جواب دو
کیوں خاموش ہو کیا ہوا میں ہوں خداوند چونکہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اب میں نہ آیا کرونگا تم کو اپنے پاس
اپنے مقام پر طلب کر لیا کرونگا لہذا بموجب وعدہ تم کو طلب کر لیا یہ کوئی مقام حیرت نہیں ہے کہ تم یوں
حیرت زدہ لیٹی رہو میں کلام کرتا ہوں تم جواب نہیں دیتی ہو یہ جو ملکہ نے سنا اب اسکے حواس درست
ہوئے دم میں دم آیا آواز سے شناخت کیا آنکھیں کھول کر صورت دیکھی اب تو بخوبی پہچان لیا کہا کہ
کوئی یوں طلب کرتا ہے ایک مرتبہ ناگاہ بلا اطلاع پلنگ اٹھوا لیا میرا دم نکل جاتا تو عجب نہ تھا ایک نہ
ایک دن یہ ضرور ہوگا آفتاب نے کہا کہ میں اطلاع دے چکا ہوں یہ خیال کرکے فرشتے روانہ کرکے
تم کو طلب کر لیا کوئی مقام خوف نہ تھا ملکہ نے کہا کہ مجھکو یہ خوف ہوا کہ نہ معلوم کون مجھکو اڑائے لیے
جاتا ہے اور کہاں لے جائے گا میں نے مارے خوف کے آنکھیں بند کر لیں کہ یہاں پہونچی وہ پلنگ لانے
والے بھی نہ معلوم ہوئے کہ تم نے سوال کیا کہ کیا حال ہے میں نے خیال کیا کہ نہ معلوم یہ کون مرد ہے میں
کیوں جواب دوں جب آواز پہچانی اور تم نے وہ تقریر بیان کی تو معلوم ہوا کہ یہ آپ کی کارروائی تھی
آفتاب نے کہا کہ ملکہ تم نے یہ خیال نہ کیا سوائے میرے یہ کسکی قدرت تھی کہ تم کو طلب کر سکے یہ
قدرت و طاقت مجھی میں ہے کیونکہ میں خدا ہوں یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی آفتاب نے کہا کہ اب
میں تمکو اسی طور سے روز طلب کیا کرونگا اب خوف نہ کرنا ملکہ نے کہا کہ کیا اب میں دیوانی ہوں جو
خوف کرونگی اب تو میں بخوبی واقف ہو گئی ہوں یہ سنکے آفتاب ملکہ سے لپٹ گیا راز و نیاز

کی تدبیر کرنا ضرور ہے اور اب وہ تدارک کرنا چاہیے کہ جس سے برجلیس کی ملامت کو ترقی ہو اور سب اسکو سجدہ
کریں خیال کرتے کرتے اسکے ذہن میں ایک تدبیر آئی یہ اسوقت نقاب سحر منہ پر ڈال کر تخت سحر پر سوار ہو کر
اپنے مقام پر سے چلا یہاں دربار میں برجلیس سیاہ لباس پہنے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا اور سب اہل دربار
جمع تھے اب تو خورشید نے اپنی زندگی میں لشکر بھی کئی لاکھ کا جمع کر لیا تھا ہزاروں سردار دربار میں بیٹھے تھے
دربار خوب ہوتا تھا اب بھی ویسا ہی دربار ہوتا ہے سب بحکم برجلیس یہاں دربار آراستہ تھا مگر سب
سیاہ پوش تھے کہ ناگاہ برق چمکی روشنی ہوئی اسکے بعد یہ صدا آئی اے بندگان من مودب شوید کہ
خداوند تشریف لاتے ہیں یہ سننا تھا کہ سب اہل دربار ساکت ہو کر رہ گئے ادھر اسنے سحر کیا اور پوشیدہ
برابر برجلیس کے پہونچا اور تخت پر بیٹھ گیا جب بیٹھ چکا تب ہوئے اپنے کو ظاہر کیا سب نے دیکھا کہ خداوند زبر
بادشاہ یعنی اپنے فرزند کے تشریف فرما ہیں سب اہل دربار سجدے کو خم ہو گئے برجلیس نے سجدہ کیا جب
سجدے سے سر اٹھایا تو دست بستہ روبرو کھڑا ہو گیا آفتاب نے برجلیس کی طرف دیکھا کہا کہ کیوں
برجلیس کب تک تو خورشید کے غم میں سیاہ پوش رہے گا چالیس دن تو ہو چکے یہ اس طور سے
کہا کہ برجلیس مارے خوف کے کانپ گیا تھرا اٹھا عرض کیا کہ میں ترک لباس سیاہ کرتا ہوں اس نے
کہا کہ بس اسی وقت ترک کرو حکم دو کہ کشتیاں پوشاک کی حاضر کی جائیں بس سیاہ پوشی ہو چکی برجلیس
نے اسی وقت حکم دیا کہ کشتیاں لباس کی حاضر کی جائیں بموجب حکم برجلیس کشتیاں حاضر کی گئیں برجلیس
نے اسیوقت تبدیل لباس کیا اہل دربار کو حکم دیا کہ اب لوگ بھی لباس سیاہ ترک کریں خداوند جب ترک
لباس کرا چکے کہا کہ میں جاتا ہوں کوئی امر خلاف قاعدہ نہ ہو جو کہ خورشید مقرر کر گیا ہے جب تک ہم
کوئی احکام جدید نہ دیں برجلیس نے عرض کیا کہ کبھی خلاف حکم خداوند نہ ہوگا خداوند اطمینان رکھیں یہ
سنتے ہی آفتاب اسی وقت وہاں سے سحر کر کے غائب ہو گیا اور اپنے مقام پر چلا آیا جہاں کہ یہ اب
رہتا تھا یہاں پر سب سجدے کو جھکے سجدے سے سر اٹھا کر جو دیکھا برجلیس کو تخت پر بیٹھے دیکھا برجلیس نے
دربار برخاست کیا داخل محل ہوا اندرون محل بھی سب سیاہ پوش تھے برجلیس کو دیکھ کر سب باہم گفتگو
کرنے لگے کہ لو ابھی بادشاہ کو مرے ہوئے کیا عرصہ ہوا ہے کہ اس لڑکے نے سیاہ لباس اتار ڈالے کچھ
غم نہ کیا کہ برجلیس نے ان سے کل حال کہا تب جو ہوا کہ اسنے بھی لباس سیاہ تبدیل کیا تمام اہل محل کو جو حکم
ملا سب نے سیاہ کپڑے اتارے زوجہ خورشید نے بھی لباس سیاہ ترک کیا یہاں تو یہ بندوبست ہو
ادھر جو آفتاب اپنے مقام پر گیا فکر کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کروں اسنے خیال کیا اپنے استاد سوفسطائیس کو
بلاؤں اسنے صلاح کروں چونکہ وہ مرد بزرگ ہیں اب تک تو میں نے اس تدبیر سے روکا مگر جو امر کہ میں چاہتا
ہوں کہ لوگ برجلیس کو سجدہ کریں اسکو تنہا کر نہیں سکتا اپنے استاد سے اس باب میں صلاح لوں بس
اسی وقت ایک رقعہ بنام اپنے استاد کے تحریر کیا یہ لکھا کہ اے استاد آپ کو معلوم ہو کہ میں امیدوار
ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے ایک عرصہ سے آپ کی زیارت نہیں نصیب ہوئی آنکھیں آپ کے
قدموں کی مشتاق ہیں اور ایک ایسی ضرورت ہے کہ بدون آپکے آئے نہ حل ہوگی مجھے ایک امر میں
آپ سے صلاح کرنا ہے میں خود حاضر خدمت عالی ہوتا مگر ایک امر سے مجبور ہو گیا اگر حاضر خدمت ہوں گا تو
میرا کام بنا بنایا بگڑ جانے کا مفت میں یہ ساری محنت بیکار ہوگی ایک زمانہ دشمن ہوگا دوست عدو ہست
بہرکیف یا مدعا یہ کہ میرے حاضر ہونے میں بڑی بڑی خرابیاں واقع ہونگی اگر آپ کی مہربانی ہو تو بعید از عنایت
نہ ہوگا زیادہ کیا عرض کروں تھوڑی تحریر کو بہت تصور فرمائیے گا مگر اس امر کا خیال رہے کہ بروقت

پہونچنے مین دیر ہو مگر ہمراہ وفادار یہ خود تشریف لائین کیونکہ بین الحسن مقام پر بیٹھا ہون جہان ان سے بیٹھا رہتا تھا جب آپ میرے پاس تشریف لاوینگے تو آپ پر میری کار گزاری ظاہر ہوگی یہ تحریر کرکے ایک پتلہ موم کا بنایا جب وہ مثل انسان کے باتین کرنے لگا وہ نامہ دیا اور کہا کہ اسکو سومنات جادو کے پاس پہونچا دے اور انکو ہمراہ لے آنا وہ میرے پاس تشریف لا سکینگے وہ اس مقام سے واقف نہین ہین غرضکہ وہ پتلہ نامہ لے کر سومنات کی طرف پردہ ظلمات کو روانہ ہوا

اب کچھ حال سومنات کا ملاحظہ ہو

ناظرین کو معلوم ہو کہ سومنات ایک بہت بڑا ساحر زبردست ہے اور پہلو نشین سامری و جمشید ہے ان دونون کے سحر اسکو آتے ہین کوئی ہزار برس کی عمر ہوگی گویا سحر مجسم ہے وہ خود سحر کا پتلہ ہے وہ وہ سحر کرتا ہے کہ کوئی اسکے سحر کا جواب نہین دے سکتا ہے جنبش لب مین کوہ کو کاہ و کاہ کو کوہ کرتا ہے اشارہ ابرو مین ہزارون کے سر کٹ جاتے ہین زیر زمین اسنے اپنا مسکن مقرر کیا ہے پردہ ظلمات مین اس نے وہ وہ عجائبات و غرائبات بنائے ہین کہ جسکے دریافت کرنے مین بڑے بڑے ساحر عاجز ہوئے ہین سومنات ہر وقت سحر تیار کرتا ہے اسلئے بڑے بڑے کامل شاگرد وہان جمشید و سامری کی صحبت اتفاقیہ ہے انکی آنکھین دیکھے ہوئے ہے اسکا جواب دینے والا کوئی ساحر نہین ہے آفتاب اسی کا شاگرد رشید ہے اسکے سبب سے بہت بڑا ساحر ہو گیا ہے اس آفتاب کی ایک بہن ہے وہ اسکی خدمت مین ہے اس سے ایک لڑکی ہے وہ بھی سحر مین کامل ہے آفت کی پرکالہ ہے مگر کسی قدر حسن بھی رکھتی ہے سومنات آفتاب کا بہنوئی ہے جب آفتاب سحر کی تعلیم کو جاتا تھا تو بسبب اپنی بہن کے برسون رہتا تھا سومنات نے آفتاب پر بڑی محنت کی ہے کیونکہ اسکی بہن تاکید رہتی ہے کہ آفتاب کو کسی امر سے ایسا نہ رکھنا کہ اسکو نہ آئے ہر فن سحر مین کامل ہو سومنات نے بسبب تاکید اپنی زوجہ کے بڑی محنت کرکے آفتاب کو کامل کر دیا مثل اپنے ہر فن کا ماہر کر دیا گو وہ وہی ہے اور یہی اسکا اسکا مرتبہ برابر نہین ہے اسکے آگے آفتاب ایک ذرہ ہے جب کوئی مشکل آفتاب پر پڑتی ہے تو اسکے وہ مدد کرتا ہے اسکی بلا رد کرتا ہے جب آفتاب تحصیل سحر سے فرصت کر چکا تھا تو یہ وہان سے چلا آیا تھا اسکا قاعدہ یہ تھا کہ ہر برس ان کی خدمت مین جاتا تھا دو تین پندرہ دن رہ کر چلا آتا تھا ایک نہ ایک سحر وہ اسکو ہر دور تعلیم کر دیتا تھا اب جو آفتاب ادہر اس امر مین مشغول ہوا عشق و عاشقی مین پھنسا اور اپنے کو قصر آفتاب بنایا وہ عمارت جدید تیار کی اسکو فرصت نہ ہوئی کہ جاتا جب ایک عرصہ تک آفتاب نہ گیا اسکی بہن نے اپنے شوہر سومنات سے کہا کہ اے سومنات میرا بھائی کئی برس سے نہین آیا لہذا میرا دل اسکے دیکھنے کو چاہتا ہے اگر تم اجازت دو تو مین جاکر دیکھ آؤن یہ سنکے سومنات نے کہا کہ کیا خوب اچھی بات کہی تم تو جاکر دیکھ آؤ اور مین نہ دیکھون تمہارا تو بھائی ہے میرا تو شاگرد وہی ہے مین نے تو اسکو مثل اپنے لڑکون کے پرورش کیا ہے میرا خود دل اسکے دیکھنے کو چاہتا ہے آنکھین اسکو تلاش کرتی ہین نہ معلوم کیا ہوا جو وہ نہین آیا دیکھو مین سحر سے اسکا حال دریافت کرتا ہون یہ کہکر اور کتاب سحر اٹھا کر آفتاب کے حال کو دیکھنے لگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جب آفتاب نے اسکو نامہ لکھا ہے اس نے جو آفتاب کا حال دریافت کیا تو کل واقعہ اسکے پیش نظر ہو گیا گویا سب امر اسکے روبرو واقع تھا اسنے وہ عمارت سحر و آسمان سحر سب دیکھا پہلے اسنے اس مقام کو دیکھا کہ جہان آفتاب مقیم تھا اسکو

آفتاب سے خالی پایا ادب ملاقی کرنے لگا کر اسکی نگاہ اُس عمارت پر تھا ان پر جو زمین پر ہے خوب سے دیکھا
کہ یہ عمارت کس ساحر نے سحر سے بنائی ہے اب جو غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں آفتاب اس آسمان پر عالی
بنگلہ میں بڑے جاہ و حشم سے بیٹھے ہوئے ہیں ہزاروں پتلے اُسکے خدمت میں حاضر ہیں زیر آسمان ایک
بہت بڑا قلعہ ہے وہ خوب آباد ہے اُسکے ہر مقام پر تصویر آفتاب لگی ہے ایسی عمارت سحر سے بنا رکھی ہے
کہ جہاں جس وقت فصل بہار رہتی کیا کیا چمن بندیاں کیں ہیں کہ بلبل کا دل اسیر شاہد ہے یہ حالت
دیکھکر سومنات نے اُسی کتاب میں خیال کیا کہ آفتاب کس کام میں مشغول ہے معلوم ہوا کہ اُنے تمہارے
نام ایک نامہ لکھا ہے اور تم کو طلب کیا ہے کوئی دم میں وہ نامہ آتا ہے یہ دیکھکر سومنات نے اپنی زوجہ سے
کہا کہ تمہارے بھائی بہت اچھے طرح ہیں انھوں نے تو نیا رنگ پیدا کیا ہے خوب عیش و عشرت کرتے ہیں بڑے
لطف سے زندگی بسر کرتے ہیں یہ کہکر کل حال جو کتاب سحر سے معلوم ہوا تھا بیان کیا کہ خود نہیں آئے مجھکو
تکلیف دی ہے اسکی زوجہ نے کہا کہ میں بھی چلونگی بھائی کو دیکھونگی سومنات نے کہا کہ اچھا یہی باتیں
ہو رہی تھیں کہ ایک پتلہ سحر کا سامنے سومنات کے آکر گرا اور یوں گویا ہوا کہ میں نامہ لیکر آیا ہوں
اپنے مالک آفتاب کا یہ کہکر وہ نامہ سومنات کو دیا سومنات نے اُسکو لیکر لفافہ چاک کیا
مضمون نامہ پڑھا حالات سے واقف ہوا زوجہ نے پوچھا کہ آفتاب نے کیا لکھا ہے سومنات نے کہا کہ
مجکو بلایا ہے لکھا ہے کہ بڑی ضرورت ہے میں خود حاضر ہوتا مگر مجبور ہوں اگر آپکی خدمت میں حاضر ہونگا تو میرا
بڑا حرج واقع ہوگا سب کام بنا بنایا خراب ہوگا ایک زمانہ دشمن ہو جاوے گا دوست سے عداوت ہوگی
کی کرائی محنت و مشقت بیکار ہوگی از حد ضرورت ہے آپ ہمراہ حامل رقعہ تشریف لائیں لہذا میں تو جاتا ہوں
نہ معلوم کیا ایسی ضرورت ہے زوجہ نے کہا کہ میں بھی چلتی ہوں کہا کہ تم عقب سے آنا پھر خیال ہوا کہ اسکو
اور وہ مقام معلوم نہیں ہے جہاں آفتاب مقیم ہے کیونکر پہونچے گی یہ خیال کرکے کہا کہ بہت بلند سامان
کر وہ بھی اسی وقت سامان سفر کیا ان لوگوں کا سامان کیا ایک لحظہ میں تو اُس مقام پر جہاں کا قصد
ہوتا ہے پہونچ جاتے ہیں بدیں سبب وہ کچھ سامان اپنے ہمراہ نہیں رکھتے ہیں بس زوجہ سومنات نے
کہا کہ چلو جو کچھ سامان کرنا تھا میں نے کر لیا پس دونوں اپنے تخت سحر پر سوار ہوئے اور بطرف آفتاب
کے روانہ ہوئے وہ پتلہ جو کہ نامہ لیکر آیا تھا آگے آگے انکے تخت کے اڑتا ہوا وہاں تھا یہاں تک کہ
سب کے سب قریب اُس عمارت سحر کے پہونچے وہ پتلہ اُس عمارت میں داخل ہوا آفتاب کو خبر دی کہ
آپکے بہنوئی و آپا تشریف لاتے ہیں یہ سنکے آفتاب براے استقبال آیا پیشوائی کرکے بڑی تعظیم و توقیر
سے لے گیا بڑی عزت سے مسند پر بٹھایا بہن سے ملا بھائی کو گلے سے لگایا سومنات نے دیکھا کہ آفتاب
نے تو وہ سامان کیا ہے کہ جو لائق دید ہے خوب طلسم بنایا ہے نئے طور کے نیرنجات بنائے ہیں وہ قلعہ
جو کہ زیر آسمان سحر ہے اُسمیں عجب عجب رنگ کے عجائب و غرائب ایجاد کیے ہیں یہ دیکھکر سومنات
بہت خوش ہوا آفتاب کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اے آفتاب تو نے وہ کمال اپنا دکھایا ہے کہ جو
زمانہ سابق کے ساحر کرتے تھے آفتاب نے جواب دیا کہ یہ سب آپکی تعلیم کا اثر ہے ورنہ میں کس
لائق ہوں سومنات نے کہا کہ اے آفتاب یہ سب سامان تو میں نے دیکھا اب یہ بیان کرو کہ یہ کیا
واقعہ ہے کس امر کے لیے تم نے اسقدر محنت کی اور مجکو کیوں طلب کیا ہے آفتاب نے کہا کہ تشریف
رکھیے میں سب حال بیان کروں گا اب آپکی مدد کی ضرورت ہے اب میری عقل نہیں کام کرتی ہے کہ میں
کیا کروں سومنات نے کہا کہ بیان کرو آفتاب نے کہا سنیے میں عرض کرتا ہوں اُسنے از ابتدا

تا اختلال حواس پیدا ہو کہ جب سومنات نے سنا کہا کہ خوب خوب تدارک کیے ہیں کہ جسکا خلل نہیں ہو اب
کیا ضرورت ہے کوئی سجدہ کرنے لگے خدا سمجھنے لگے خوب خدا بنے بیٹھے ایک عالم کو اپنا بندہ کیا خوب خورشید
کی دولت کو اپنی قدرت میں لائے آفتاب نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ لوگ بر جلیس کو سجدہ کریں صرف
میں اسکی مدد کیا کروں یہ ظاہر کروں کہ بر جلیس کو میں نے اپنا نائب کیا ہے اب یہ خدا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ جو
کوئی اسکی صورت دیکھے فوراً سجدے کو جھک جائے اس تدبیر سے مطلب یہ ہے کہ جب میں اسکو یہ قوت دونگا تو
اسکو لوگ بھی اپنا خدا جاننے لگینگے جب اس شہر کے لوگ سب اسکو اپنا خدا خیال کرینگے اور اسکی
پرستش کرنے لگیں گے تو میں حکم دونگا کہ تم لشکرکشی کرو مذہب آفتاب پرستی کو ترقی دو میں پوشیدہ طور
سے اسکی مدد کرونگا جس امر یا جس بات کی کوئی اس سے درخواست کریگا میں وہ امر اسکے حسب خواہش
سحر سے کر دیا کرونگا بس میری خواہش یہ ہے کہ جو لوگ اور مذہب رکھتے ہوں وہ اسکی صورت دیکھکر اسکو سجدہ
کریں اور کوئی عذر نہ کریں چونکہ اہل اسلام اپنے مذہب کے پختہ ہیں انکو کوئی انکے مذہب سے نہیں پھیر
سکتا ہے یہ صرف انکے لیے تدارک ہے کہ جب تم انکو اپنی صورت دکھلاؤ اور کہو کہ میں نائب خداوند آفتاب
ہوں تم سب مجکو سجدہ کرو بس وہ سجدہ کر لیں یہ جو آفتاب نے کہا سومنات نے کہا یہ کتنی بڑی
بات ہے میں تدارک کرتا ہوں یہ کہکر اور سحر کرکے غائب ہو گیا اور بعد تھوڑی دیر کے پھر اسنے اپنے کو ظاہر کیا
آفتاب نے کہا استاد کہاں تشریف لے گئے تھے جواب دیا کہ میں تمہارے کام کو گیا تھا وہ قصہ یہ تھا کہ جب
آفتاب نے بیان کیا کہ میں یہ تدبیر چاہتا ہوں تو اسکو یہ خیال آیا کہ تو نے جو غازہ سحر بنایا ہے جسکے یہ خواص
ہیں کہ جو اسکو اپنے منہ پر لگائے اور جسکے روبرو جائے یا جو اسکے سامنے آئے وہ شخص اسکو سجدہ
کرے جسکے وہ غازہ سحر لگا ہو یہ تو ایسی ایسی چیزیں سحر سے تیار کیا کرتا تھا جب آفتاب نے کہا اسکو یاد
آگیا فوراً وہ اپنے مکان پر سحر کرکے پہونچا اور وہ اسکو لے کر آیا آفتاب سے کہا کہ تو پریشان نہ ہو میرے
پاس وہ چیز ہے جو کہ تیرا مطلب بر لائے گی آفتاب نے کہا استاد میں اسی فکر و تردد میں تھا کہ کیا
کروں اب باہر تو میں نے اپنا سحر کیا اور جو چاہا کیا مگر اب کوئی تدبیر نہیں سوجھی تھی کہ کیا کروں آپ کو
اسی غرض سے تکلیف دی کہ آپ کوئی تدبیر کیجیے میرے دل کی مراد پوری ہو گی سومنات نے کہا کہ
اے آفتاب سن میں یہ غازہ سحر کا بنا ہوا لایا ہوں تو یہ بر جلیس کے منہ پر مل دے اور یہ حکم دے کہ
وہ ہر وقت نقاب ڈالے رہے جب دربار میں جائے اور سب حاضرین دربار حاضر ہوں دربار آراستہ ہو
اسوقت نقاب اٹھائے سب سجدہ کرینگے اور اسکے بعد پھر نقاب کو ڈال دے یا جو کوئی غیر مذہب کا اسکے
دربار میں آئے پہلے تو اسکو نصیحت کرے کہ اپنے خدا کو پہچانو میں تم سب کا خدا ہوں فرزند آفتاب
ہوں مذہب آفتاب پرستی اختیار کرو میں نائب ہوں خداوند نے مجکو اپنا نائب کیا ہے جب وہ نہ مانے
تو نقاب اٹھائے وہ اسکے دیکھتے ہی سجدہ کریگا اور یہ بھی بر جلیس سے کہہ دینا کہ کوئی اسپر سختی ہو تو وہ
طرف اس آسمان کے جو تو نے بنایا ہے سر اٹھا کر کہے کہ اے میرے خدا دیکھ یہ سختی مجھپر پڑی ہے میری مدد کرنا تجکو
لازم ہے بس تو اسکی مدد کر اور جو کام ہو اسکو سحر سے پورا کر دے اور یہ بھی کہنا کہ جب کوئی اس سے کسی
قسم کا سوال کرے اور وہ عاجز ہو اسکے پورا کرنے میں تو تیری طرف خطاب کرے کہ فلاں شخص یہ سوال
کرتا ہے بس تو سحر سے اسکے سوال کو پورا کر دے اگر یہی طریقہ مقرر کر دو گے تو خوب ترقی ہو گی جب وہ لشکرکشی کرکے
کسی ملک پر جائے تو تم اس طور کا ایک گنبد تیار کرنا جو کہ بالائے لشکر جاوی ہو سے آسمان کے سایہ میں لشکر
چلے تم اس گنبد میں رہنا ہر وقت جو بر جلیس تم سے کہے تم اسکے کہنے کے موافق کرنا یہ سب تدبیر اپنا تم

میرے کہنے کے موافق جو کروگے تو بڑے بڑے فائدے اٹھاؤگے خوب خدائی کو ترقی ہوگی کل عالم دین آفتاب
پرستی قبول کرے گا اس امر کا بھی خیال رہے کہ جو باتیں برجلیس کو تعلیم کرنا اسوقت سوائے تمہارے
اور کوئی اُس صحبت میں نہ ہو تخلیہ ہو آفتاب نے کہا کہ میں اسی وقت برجلیس کو یہاں طلب کرتا ہوں
اور سب کچھ تعلیم کیے دیتا ہوں آپ اسکے منہ پر غازۂ سحر لگا دیں سومنات نے جواب دیا کہ بہتر ہے
پس اسی وقت آفتاب نے دو چیلے سحر کے روانہ کیے کہ برجلیس کو اٹھا لاؤ ناظرین کو یہ خیال رہے
کہ سومنات کی لڑکی بھی اسکے ہمراہ آئی ہے وہ بھی اس جلسہ میں موجود ہے اپنے باپ اور ماموں
کی سب تقریر سنتی ہے حسین بھی ہے مگر سحر میں پرکالۂ آفت ہے بلا کی ساحرہ ہے سومنات نے خوب
تعلیم کیا ہے کوئی پندرہ برس کی ہوگی اپنے خیال کیا کہ برجلیس کو دیکھنا ضرور ہے کیسا جوان ہے یہاں
سے تو وہ چیلے چلے اور یہ لڑکی کہ جسکا نام ثمرات جادو ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے وہاں برجلیس
دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور دربار جمع تھا کہ وہ فرشتے یعنی چیلہ سحر دربار میں پہونچے کسی کو نظر آئے
اُن چیلوں نے تخت برجلیس کو اٹھایا اور لے کر چلے اہل دربار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ یکایک بادشاہ
کا تخت خود بخود بلند ہونے لگا تمام اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے سب متحیر ہو کر رہ گئے وہ
تخت نظروں سے غائب ہو گیا برجلیس نے جب دیکھا کہ میرا تخت بلند ہوا اور طرف اُس عمارت کے
چلا جو کہ خداوند نے اپنے مسکن کے لیے بنائی ہے خاموش ہو کر رہ گیا کہ کوئی خداوند کو ضرورت ہوگی
جو مجھکو طلب کیا ہے یہاں تک کہ وہ تخت اُس عمارت میں جا کر پہونچا اور اُس مقام پر اترا کہ جہاں
آفتاب مع سومنات و زوجہ اُسکی اور لڑکی موجود تھی جیسے ہی تخت برجلیس کا پہونچا برجلیس نے
جو خداوند یعنی آفتاب جادو کو دیکھا سجدہ کیا اسکے بعد سر کو اٹھا کر دیکھا کہ خداوند کے
پاس ایک مرد بزرگ بیٹھا ہے اور دو عورتیں بھی بیٹھی ہیں جن میں ایک لڑکی ہے مگر بہت خوبصورت ہے
اور دوسری سن دراز ہے برجلیس یہ دیکھکر سامنے آفتاب کے کھڑا ہو گیا آفتاب نے اشارہ کیا
بیٹھ جاؤ برجلیس بیٹھ گیا اُدھر ثمرات نے جو برجلیس کو دیکھا وہ اسیر زلف ہو گئی دل میں خیال
کرنے لگی کہ اگر میری شادی اسکے ساتھ ہو تو کیا اچھی بات ہے یہ تو یہ خیال کر رہی ہے اُدھر برجلیس نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ خداوند نے کیوں مجھکو طلب فرمایا ہے میں اسوقت دربار میں تھا سب دربار جمع
تھا کہ آپکے فرشتے یہاں سے پہونچے اور مجھکو اٹھا لائے کیا ارشاد ہوتا ہے آفتاب نے کہا کہ اے
برجلیس میرا قصد ہے کہ اب میں تجھکو اپنا نائب کروں اور سب تجھکو سجدہ کیا کریں اور تو خدائی کرے
لوگ تیرے بندے ہوں تیرا یہ کام ہے کہ تو انکو جو کہ اس طرف آئیں اور یا تو لشکر کشی کر کے جائے اگر وہ
مذہب آفتاب پرستی یعنی میری خدائی کو مانتا ہو تو خیر ورنہ اُسکو مذہب آفتاب پرستی کی طرف
رغبت کر اور اپنے کو سجدہ کرا اس طور سے مذہب آفتاب پرستی کا رواج دے برجلیس نے کہا کہ
جو آپ حکم فرمائینگے میں بجا لاؤنگا آفتاب نے کہا کہ جو کوئی تجھکو سجدہ کرے تو اُسکو بڑی عزت
سے اپنے پاس رکھنا اے برجلیس اس امر کا خیال رہے کہ جب تجھپر کسی قسم کی سختی پڑے تو تو آسمان کی جانب
منہ کر کے کہنا کہ اے خداوند یہ سختی میرے اوپر پڑی ہے فوراً آسان ہو جائے گی یا جو کوئی تجھسے
کوئی سوال کرے اور تو اُسکا جواب نہ دے سکے اُس حالت میں بھی میری طرف متوجہ ہو کر اُسکا
سوال بیان کرنا اُسکے سوال کے موافق جواب ملے گا برجلیس نے کہا بہت خوب پس سومنات
نے وہ غازۂ سحر برجلیس کے منہ پر مل دیا جسکے ملنے سے یہ انجام ہوا کہ اُسکا حسن چمک گیا اور

اسی صورت ہو گی اب تو برجلیس زرد ہو گیا آفتاب نے کہا کہ ای برجلیس اب تم منھ پر نقاب ہر وقت
ڈالے رہا کرو لیکن وقت ایسا نہو کہ نقاب منھ پر نہو ہم تمکو نقاب اٹھانے کا طریقہ تعلیم کیے دیتے ہیں طریقہ
یہ ہو کہ جب تو دربار میں آتا اور دربار جمع ہو نقاب اٹھانا سب تجکو سجدہ کرینگے جب سجدہ کر لیں پھر منھ کو نقاب
سے پوشیدہ کر لینا یا جو کوئی دوسرے مذہب کا آئے پہلے اسکو زبانی ہدایت کرنا یا ہمارے مذہب کے جانب آنے کی
ترغیب دینا جب وہ نہ مانے تو نقاب اٹھا کر اسکو اپنی صورت دکھانا وہ فوراً سجدہ کرے گا جب وہ سجدہ
کرے گا تو تم نقاب منھ پر ڈال لینا برجلیس نے کہا بہت بہتر آفتاب نے کہا کہ اسکے خلاف نہ کرنا برجلیس
نے عرض کیا کہ کبھی ایسا نہ ہوگا آفتاب نے کہا کہ اب تم جاؤ برجلیس نے کہا کہ میں کیونکر جاؤں آفتاب نے
کہا کہ ہم پہونچا دینگے سومنات نے کہا کہ ایک نقاب تو اسکے منھ پر ڈال دو وہی نقاب منھ پر پڑی رہے بس
اسی وقت آفتاب نے نقاب سحر منھ پر برجلیس کے ڈال دی اور سحر کیا کہ یکایک برجلیس کو غنودگی سی
طاری ہوئی آنکھیں بند ہو گئیں بس اسوقت آفتاب نے برجلیس کو [illegible] دربار میں پہونچا دیا یہاں
آکر برجلیس کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار میں تخت [illegible] پایا [illegible] برجلیس سنبھل کر بیٹھا کہ ناگاہ
صدا آئی کہ ای بندگان من آگاہ ہو کہ میں نے برجلیس کو اپنا نائب کیا ہو اب تم لوگ اسکو سجدہ کیا کرو سجدہ
نہ کرو دین کہ قبل میں تھا وہی مذہب اب بھی رہے گا [illegible] سے [illegible] تھا اور [illegible] ہوں برجلیس کو
اس غرض سے نائب کیا ہی تاکہ مذہب آفتاب پرستی کو ترقی ہو تمام دنیا میں ایک مذہب ہو جاے
جب تک میں کوشش نہ کر دینگا اسوقت تک یہ مذاہب [illegible] رواج پائے ہوئے ہیں نہ برطرف ہوں گے
اسواسطے برجلیس کو نائب کیا ہی کہ [illegible] کرے گا اور اپنا مذہب رواج دے گا
میری مدد [illegible] اسکا حامی ہوگا تم لوگ برجلیس کو نائب خداوند جانتا اور اسکو سجدہ کرنا اگر اسکے
خلاف کروگے تو عتاب ہمارا نازل ہوگا [illegible] برجلیس کو سجدہ کرو اور کہا کہ ای برجلیس تم سے
یہ کہتا ہوں کہ تم اپنے نائب ہونے کا جشن کرو اور تمام اہل شہر کو جمع کرکے یہ احکام میرے سنا دو اور سب
کو آگاہ کرو پھر صبح کو جو تم دربار میں آیا کرو تو نقاب اٹھا یا کرو اب تم کو لازم ہی کہ اپنی صورت کسی کو
نہ دکھاؤ کیونکہ کسی آنکھ میں ایسی تاب نہیں ہی کہ اب خداوند کی صورت دیکھ سکے سوا آئینہ کیا مجال
تری تاب لا سکے یہ خورشید جیسے آنکھ کو تجھ سے [illegible] بس اسوقت جب دربار میں آیا کرو ایک مرتبہ
صورت دکھا دیا کرو تا کہ لوگ سجدہ کریں یہ جو صدا آئی تمام اہل دربار نے برجلیس کو سجدہ کیا اب اس دن سے
یہ قاعدہ مقرر ہو گیا کہ سب برجلیس کو نائب خداوند کہتے ہیں یہی لقب برجلیس کا ہو گیا اسی وقت
برجلیس نے حکم دیا کہ منادی ندا کر دے کہ تمام اہل شہر دروازہ پر حاضر ہوں میں انکو احکام خداوندی سے
آگاہ کروں سامان جشن کے مہیا کرنے کا وزیر کو حکم دیا اور منادی نے تمام اہل شہر کو بذریعہ ڈھول کے
آگاہ کیا کہ حکم بادشاہ کا ہی کہ سب دردولت پر حاضر ہوں مجھے کچھ احکام جو کہ درگاہ خداوندی سے
صادر ہوئے ہیں سنانا ہیں یہ تو منادی نے ندا کی ادھر وزیر نے سامان جشن کرنا شروع کیا دوسرے
دن جو برجلیس دربار میں آیا نقاب تو ہر وقت منھ پر پڑی رہتی ہی اسنے دیکھا کہ سب اہل دربار حاضر ہیں دربار
خوب جمع ہی اسنے اپنے منھ سے نقاب اٹھا کر یہ کہا کہ ای حاضرین دربار اپنے خداوند کے نائب کو سجدہ کرو نقاب
کا اٹھانا تھا کہ ایک برق چمکی ایک مرتبہ سب نے برجلیس کے چہرہ پر جو نظر کی غازہ سحر کے سبب سے یہ جرأت
نہ ہوئی کہ سجدہ نہ کریں خود بخود سجدے کو جھک گئے اور سجدہ کیا جب سر سجدہ سے اٹھایا تو دیکھا کہ بادشاہ
نقاب ڈالے ہوئے تخت پر متمکن ہیں سب اہل دربار نے کہا کہ واقعی اب آپ میں وہ رعب و جلال پیدا

ہو گیا ہی کہ کسی کو یہ جرات نہیں ہو سکتی ہی کہ سجدہ نہ کرے ضرور آپ نائب و ولی عہد خداوند ہیں برجلیس یہ
سُنکے اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ میری یہ عزت ہوئی کہ لوگ مجھکو سجدہ کرنے لگے کیوں نہ ہو میں فرزند
ہو خداوند کا یہ انکے فرزند ہونے کا اثر ہی سب دربار جمع تھا خبر آئی کہ تمام اہل شہر در دولت پر جمع ہیں یہ سُنکے
برجلیس نقاب ڈالے ہوئے مع اہل دربار کے قلعہ کے باہر آیا دیکھا کہ تمام اہل شہر جمع ہیں اپنے کھڑے ہو کر
سب کو احکام خداوند سے آگاہ کیا وہ سب کے سب یہ حکم سُنکے کہنے لگے کہ ہم خداوند کے حکم سے باہر نہیں ہیں
جو انکا حکم ہوگا اُسکو بسر و چشم بجا لاوینگے اب ہم آپ کو آج سے نائب خداوند و ولی عہد جانینگے بس یہ
سُنکے برجلیس نے جو نقاب اُٹھائی برق چمکی سب اہل شہر نے چہرۂ برجلیس پر نظر کی تاب نہ لا سکے یا خداوند
کہکر سجدے کو بے ساختہ جھک گئے ادھر برجلیس نے نقاب کو درست کر لیا اُن لوگوں نے سجدے سے
سر اُٹھایا تو برجلیس نے سب سے کہا کہ آپ لوگ اب مجھکو نائب خداوند خیال کریں اُن سب نے کہا کہ ضرور
آپ نائب خداوند ہیں وہ رعب و جلال آپکے رخ سے ظاہر ہوتا ہی کہ جسکے دیکھنے کی کسی آنکھ کو تاب
نہیں ہوتی ہی اس امر میں کوئی شک نہیں ہی کہ آپ نائب خدا ہیں یہ سُنکے برجلیس نے ہر ایک کو پھول
تقسیم کیے اور مجمع کے برہم ہونے کا حکم دیا سب کے سب اپنے اپنے گھروں کو گئے برجلیس پھر دربار میں
مع اہل دربار کے آیا تھوڑی دیر دربار کر کے دربار برخاست کیا اُس دن سے تمام دیروں میں تصویر برجلیس
کی رکھی گئی جس صورت سے تصویر آفتاب تھی اُسی کے برابر برجلیس کی تصویر بھی رکھی گئی برجلیس کی
پرستش ہونے لگی مذہب آفتاب پرستی کو بڑی ترقی ہونے لگی جس دن آفتاب نے برجلیس کو
طلب کر کے وہ احکام سُنائے تھے اور بعد اُسکے برجلیس کو دربار میں پہونچا دیا تھا اور وہ تقریر بیان
کی تھی برجلیس جب دربار برخاست کر کے اپنے محل میں گیا اور اپنی ماں سے کل حال بیان کیا وہ بہت خوش
ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ بڑا مرتبہ ملا خدائی بھی گھر میں آ گئی اب کیا بات ہی جو چاہیں گے وہ ہوگا یہ خیال
کر کے خاموش ہو رہی اُدھر کا حال سُنیے کہ جب آفتاب نے برجلیس کو اُسکے دربار میں پہونچا دیا تھا
اُسکے بعد سومنات کی راہ سے وہ تقریر اہل دربار کے یقین دلانے کے واسطے کی اور سب کو آگاہ کیا کہ
یہ میرا نائب اور ولی عہد ہی پس سب اُسکو سجدہ کیا کریں اس تقریر کے بیان کرنے کے بعد برجلیس نے
تو ادھر یہ حکم دیا تھا کہ شادی ندا کرے اور سامان جشن کیا جائے یہ تو یہ حکم دے کر محل میں چلا گیا تھا
آفتاب جو یہ تقریر بیان کر کے اپنے مقام پر واپس گیا سومنات سے جا کر کہا کہ میں سب کو یہ حکم
دے آیا ہوں کہ برجلیس میرا نائب و ولی عہد ہی سب اُسکو سجدہ کیا کریں میرے اس حکم سے برجلیس
کو سب نے سجدہ کیا ای استاد کیا احمق ان سب کو بنایا ہی سومنات نے کہا کہ ای آفتاب اب
تو اس امر کو ترقی دے کہ مذہب آفتاب پرستی تمام عالم میں مروج ہو جائے اسکے رواج دینے سے
غافل نہ ہونا یہ کہکر کچھ عجائبات اپنی طرف سے نئے بتائے اور کہا کہ جب کوئی مشکل لاحق ہو تو مجھکو بلا لینا
میں اُسکی تدبیر کر دونگا اب میں جاتا ہوں لاکھ لاکھ آفتاب نے روکا مگر سومنات نے نہ مانا اُسی
دن رخصت ہو کر مع اپنی دختر و زوجہ کے اپنے مکان کو روانہ ہوا یہاں آفتاب نے بعد جانے اپنے
اُستاد کے بار سیمتن کو حسب دستور طلب کیا وہ جو آئی وہ رات عیش سے بسر کی بوقت صبح
اُسکے محل میں اُسکو پہونچا دیا بعدہ اُس مقام پر آ کر بیٹھا کہ جہاں سے دربار کا کل حال معلوم ہو اور
ادھر دن نکلنے کا بھی [illegible] تھا جب دربار جمع ہوا برجلیس دربار میں آیا سب نے اسکو سجدہ کیا
جب اہل شہر جمع ہوئے برجلیس نے سب کو میرے احکام سنائے سب نے اسکو سجدہ کیا یہ بہت

خوش ہوا جب برجلیس سے دربار برخاست کیا اور محل میں گیا آفتاب اُلٹا اپنے مقام آرام پر چلا آیا اب
یہ ان کی ہر روز ہوتے تھا برجلیس دربار کرتا ہی اور پہلے سب اہل دربار اسکو سجدہ کرتے ہیں آفتاب
بیٹھا ہوا سیر دیکھا کرتا ہی برجلیس کے اچھے ناصحب ہو گئے تھا حکم آفتاب بہت بڑا جشن کیا بڑی خوشی ہوئی
جشن سے جب فراغت ہوئی اب یہ اس فکر میں ہی کہ کسی طرف کو لشکرکشی کر دن سپاہ کو نوکر رکھ رہا ہی اور
فوج کی ترقی میں مصروف ہی خوب عدل و انصاف سے حکومت کر رہا ہی کوئی ناخوش نہیں ہی ادھر آفتاب
اس فکر و خیال میں ہی کہ لشکر جمع ہو جائے تو میں اسکو حکم لشکرکشی کا دوں اسنے وہ گنبد سحر بھی تیار کر لیا ہی
جو کہ سومنات نے بنایا تھا یہاں تو لوگ اس فکر میں ہیں اُدھر پرچہ نویسوں اور مخبروں نے تمام اطراف
کے ملکوں میں جو کہ مذہب دوسرا رکھتے تھے کوئی زردپرست تھا کوئی لقاپرست علاوہ اسکے اور مذہب
اور وہ ملک جو اسکے ملک سے بہت وسیع تھے اور ہر ایک ملک لاکھوں کا لشکر رکھتا تھا یہ خبریں پہونچائیں
کہ شہر آفتاب نما میں گو کہ قبل سے مذہب آفتاب پرستی جاری تھا نہ کہ اس قدر جیسا کہ آج کل ترقی پر ہی
کل حالات یہاں کے جو کچھ گذرے تھے اول سے آخر تک پرچوں میں لکھکر اپنے حاکموں کی خدمت میں روانہ
کیے اُن شاہوں کو جب خبر ہوئی تو اُنھوں نے خیال کیا کہ جب ہم سے کوئی سوال ترک مذہب کا کرے گا
تو دیکھا جائے گا یا جب ہم پر لشکرکشی کرکے آوے گا ہم اسکو جواب دے لینگے کیوں ہم اپنی طرف سے
پہل کریں ایسے ایسے خیال کرکے ہر ایک بادشاہ خاموش ہو رہا ناظرین پر ظاہر ہو کہ جب سومنات
آیا تھا تو یہ تحریر ہو چکا ہی کہ اسکی لڑکی بھی اسکے ہمراہ تھی اور وہ برجلیس کو دیکھکر فریفتہ ہوئی تھی چونکہ اس
وقت تک ایسی الفت نہ ہوئی تھی کہ بیقرار ہوتی بعد جانے برجلیس کے اسکو ایسا خیال ہوا اور محبت
نے ترقی کرنی شروع کی جب سومنات آفتاب سے رخصت ہو کر مع اپنی دختر اور زوجہ کے اپنے
مقام پر چلا آیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ آتش عشق نے اسکو جلانا شروع کیا اور اسکے قلب میں آتش عشق
بھڑکنے لگی فراق برجلیس کا ناگوار ہوا اسکی جدائی نے ستایا ؎ دل میں پوشیدہ تپ عشق بتان
رکھتے ہیں ✤ آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں ✤ پہلے تو اسنے دل کو سمجھایا کہ اے کم بخت یہ
کونسی بات ہو کوئی بھی ایسا کرتا ہی کہ یوں بغیر سمجھے بوجھے کسی پر مرتا ہی نہ معلوم وہ کون ہی کسی پر عاشق
تو نہیں ہی اسکا دل کسی طرف مائل تو نہیں ہی بغیر دریافت حال کسی پر دل آنا بالکل عبث ہی لاکھ لاکھ
طور سے پہلے تو چاہا کہ یہ محبت دفع ہو جائے مگر ممکن نہ ہوا اب نصیحت سے وہ آگ اور زیادہ مشتعل
ہوئی اور ترقی کرنے لگی جب یہ حالت اسنے اپنی دیکھی کہ دن بدن میری طاقت طاق ہوتی ہی قوت
جواب دیتی ہی رنگ زعفرانی ہوتا جاتا ہی آنکھوں میں حلقے پڑتے ہیں شب فرقت مفارقت نہیں کرتی
اگر یہی حالت رہی تو سب پر ظاہر ہوگا اسکے چرچے ہونگے لوگ دریافت حال کرینگے اس وقت
کہنا پڑے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اس طریقہ اور مذہب میں اس امر کا کوئی عیب نہیں ہی جس عورت
کا جس مرد کے ساتھ الفت کرنے کو جی چاہے بلاخوف و خطر محبت کرے چاہے وہ عورت ناکتخدا ہو
چاہے صاحب شوہر ہو اپنے دل کو نہ رنجیدہ کرے اور اسکو نہ غم میں مبتلا کرے پس میں کیوں اسقدر
اپنے کو زحمت میں ڈالتی ہوں یہ کیا امر ہی یہ خیال کرکے یہ اپنے مقام پر سے اٹھی نہائی پوشاک تبدیل
کی سر سے پاؤں تک زیور جواہر نگار زیب تن کیا عطر سہاگ ملا تنفس تازہ بر پا کیا گو یا سمند ناز کو اک
اور تازیانہ ہوا ✤ اس عطر میں یہ صفت سحر سے پیدا کی کہ جو کوئی اسکی خوشبو سونگھے وہ مست ہو جائے
اور اسکے بھی دل میں الفت پیدا ہو پس اپنی صورت کو سوتے اسنے آراستہ کیا اور تخت سحر پر سوار

ہو کر طرف قلعہ کے چلی اور سحر سے مسکن برجلیس کو دریافت کر لیا یہان تک کہ قریب شام متصل قلعہ پہونچی
خیال کیا کہ کوئی مقام ایسا تجویز کرنا چاہیے کہ جہان اُسکو لاکر شب بھر ہم صحبت رہون مزے اُڑاؤن چونکہ
قریب قلعہ پہونچ چکی ہی ایک طرف قلعہ کے شہر ہی اور ایک جانب دریا ہی مگر قلعہ سے فاصلہ پر ہی اور دو طرف
صحرا ہین یہ تحریر ہو چکا ہی کہ یہ قلعہ وسط شہر مین واقع ہوا ہی اور دریا بھی ضرور ملا ہی بعد اس دریا کے پھر
شہر آباد ہی اور چارون طرف قلعہ کے آبادی ہی مگر فاصلہ سے پس جب یہ قریب قلعہ پہونچی اس نے ایک
جنگل مین اپنا تخت اُتارا بلندی پر سے وہ صحرا اسکو بہت پسند آیا اسنے اسی مقام کو اپنے قیام کے لیے تجویز کیا
کہ اسی صحرا مین سحر سے عمارت تیار کر لو اور اُس شخص کو اُٹھا لاؤ یہان اُسکے ساتھ عیش سے شب بسر کرو صبح کو پھر
پہونچا دینا خود اپنے مکان کو چلی جانا شب کو آنا پھر اُسکے مقام پر سے اُسکو اُٹھا لانا اور بعیش و عشرت بسر کرنا یہی
قاعدہ مقرر کر لینا اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی اگر وہ مجھکو قبول کرلے تو تو بھی اُسکی مدد کرنا اُسکی خدائی و نیابت
کو ترقی دینا ادھر تو مدد کرتی ادھر آفتاب تیرا ماموں مدد کرے گا بہت جلد ترقی ہوگی پس یہ خیال کرکے
اُسنے اُسی صحرا مین ایک مقام بہشت پر فضا تجویز کرکے سحر جو کری ہی ایک باغ کیسا عمدہ تیار ہو گیا کہ جس باغ کی
یہ حالت تھی کہ تمام باغ مین وہ وہ اشجار لگے ہوئے تھے کہ جنکی صفت نہین ہو سکتی نہرین جاری تھین روشین
بلوری درست طائرون کے قفس درختون مین آویزان فوارے چھوٹتے ہوئے لعل و سبز مچھلیان نہرون مین
تیر رہی ہین بلبلین خوش فعلیان کر رہی ہین طاؤس پھر رہے ہین طائر چہک رہے ہین ہوا سے سرو کے
جھونکے آ رہے ہین اشجار کثرت اثمار سے زمین سے بوسے لے رہے ہین چار دیواری باغ کی طلائے خالص کی ہی
وسط باغ مین ایک بارہ دری بہت نفیس چھت پردون سے آراستہ فرش مخمل کیا ہوا چھپر کھٹ لگا ہوا مسند
آراستہ ہر قسم کے سامان سے پیراستہ سحر سے تیار کی بیرون بارہ دری ایک چبوترہ سنگ مرمر کا جسکو سحر
سے مرصع کر تیار کیا تھا اُسپر شہنگیرہ زربفتی کہ جسکی چوبین طلائی تھین کھنچا ہوا موتیون کی جھالر منقش کی
اُسکی ضیا مین گرد چبوترہ گملے رکھے ہوئے اُنمین خوشبو دار گلون کے درخت لگے ہوئے فرش کیا ہوا کل سامان
عشرت موجود سحر سے نوکر چاکر بھی پیدا کر لیے یہ سب انتظام کر لیا اُسکو اسی انتظام مین پہر بھر رات کے
قریب گذر گئی خوب روشنی کرا دی اب یہ اُسی وقت تخت سحر پر سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی اور محل مین
گئی اور برجلیس کی خوابگاہ کے قریب جب یہ محل مین گئی تھی اسنے دیکھا تھا کہ کل اہل محل اپنے
مقام پر جاگ رہے ہین اسنے سحر کرکے سب کو غافل کر دیا جب سناٹا ہوا یہ برجلیس کی خوابگاہ مین
پہونچی دیکھا یہان بھی جو لوگ پہرے وغیرہ پر مقرر ہین غافل ہین یہ اب تو برجلیس کی مسہری کے قریب آئی
دیکھا کہ دوشالہ تانے سو رہا ہی منھ پر سے دوشالہ سرکا کر دیکھا کہ یہ سو رہا ہی یا بیدار ہی مگر سوتا پایا دیکھا
کہ نقاب منھ پر پڑی ہی اسنے دوشالہ اُسی طرح سے منھ پر ڈال دیا اور اُٹھا کر اپنے تخت پر لا کر لٹایا اور
اُسکی مسہری پر ایک پتلا سحر کا اُسکی صورت کا بنا کر لٹا دیا اور وہی دوشالہ اُسکو اُڑھا دیا کہ شاید کوئی
بیدار ہو کر ادھر آئے تو دیکھے کہ بادشاہ ندارد ہی تو اُسی وقت سے تہلکہ پڑ جائے گا اس سے کیا حاصل
جب وقت ظاہر کرنے کا آئے گا تو ظاہر کرینگے یہ تدبیر کرکے اور تخت سحر کو اُڑا کر اُس باغ مین جو کہ
تیار کر گئی تھی زیر شہنگیرہ مسند پر لا کر لٹایا اور ہوشیار کیا برجلیس کی جو آنکھ کھلی کیا دیکھتا ہی کہ مین ایک
نئے مقام پر ہون نہ وہ میرا محل ہی نہ میرے لوگ ہین یہ حیران ہوا کہ یہ کیا مقام ہی کیا پھر خداوند نے
طلب کیا ہی یا مین خواب دیکھ رہا ہون یہ خیال کرکے آنکھین بند کر لین تصورات سے جو دیکھا کہ اسنے آنکھین
کھول کر بند کر لین آواز دی کہ ای جوان نائب خداوند کیون آنکھین بند کر لین ذرا آنکھین کھول کر دیکھو کہ

یہ کون مقام ہے اور مین کہان ہون اب تو برجیلیس نے یہ صدا سنکے اپنے حواس درست کیے کہ یہ کسکی صدا کہان سے
آئی جو کہ ابھی بیخبر تھی اور آنکھین کھول کر دیکھا کہ مین ایک تکیہ سے لگے مسند پر لیٹا ہون روشنی خوب
ہو رہی ہے خوشبو پھولون کی آرہی ہے اب جو غور کرکے دیکھتا ہے کہ ایک نازنین مہ جبین دھانی پوشاک
پہنے ہوے جواہر مین غرق لگائے میرے پہلو مین بصد ناز و ادا بیٹھی ہے یہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا اور اٹھ
بیٹھا کہ کسی کا کیسا سجا ہوا باغ ہے اسنے باغ کی طرف تو رخ بھی نہ کیا مگر اس نازنین کی طرف بغور دیکھا اسنے
بھی اسکی جانب دیکھکر مسکرا دیا اور بسبب شرم سر جھکا لیا اب تو برجیلیس سنبھل کر بیٹھا اور اسکے پہلو مین
بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ یہ کون مقام ہے اور تمہارا کیا نام ہے قمرات نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھی رہی
پھر برجیلیس نے یہ سوال کیا کہ مجکو مقام سے اور اپنے نام سے آگاہ کرو اور یہ بیان کرو کہ مین یہان کیونکر
آیا اور مجکو کون لایا اگر یہ بیان کردو گی تو اس حیرت سے حیران ہوکر پریشان ہونگا تب اسنے کہا کہ آگاہ
ہو کہ یہ مقام بہشت ہے اور مین حور جنان ہون مین تم کو تمہارے مکان سے یہان لائی ہون جس دن کہ
تم بالاے آسمان خداوند کے پاس آئے تھے مین نے تم کو دیکھا تھا اس دن سے مین تم پر عاشق ہوئی تھی
مگر موقع نہ ملتا تھا کہ مین تم سے ملتی آتش فراق سے جلتی تھی یہان تک کہ آج خلوت موقع ملا مین تم کو اٹھا لائی
یہ جو اسنے کہا کہ مین حور ہون اور یہ باغ بہشت ہے برجیلیس بہت خوش ہوا کہ خداوند کی بڑی عنایت ہے کہ
حور جنت میرے اوپر عاشق ہوئی ہے اب تو مجکو لی میری عزت ہوئی یہ خیال کرکے اس سے اختلاط کرنے لگا
یہان تک کہ پردے شرم و حیا کے درمیان سے اٹھ گئے راز و نیاز ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا تخلیہ تو تھا
ہی کسی کا خوف نہ تھا اس شعر کا مضمون حسب حال تھا چو خانہ خالی و معشوق مست و ناز بود ؎ تو ان
گریست بر او کس کہ پاکباز بود ؎ نہ یہ بات مانع تھی کہ بدون عقد کے کوئی امر نہ ہو انکے مذہب مین سب
جائز ہے غرض کہ باہم مصحف ہوئی رات بھر بآرام بسر ہوئی بوقت صبح قمرات نے برجیلیس کو اسکے محل
مین پہونچا دیا آپ اپنے مکان کو روانہ ہوئی اب یہی دستور ہو گیا کہ قمرات روز آتی تھی اور برجیلیس کو
اٹھا لے جاتی تھی اسی باغ سحر مین رات بھر بعیش و عشرت بسر کرتی تھی قمرات نے بھی بہت سے عجائب
سحر بنائے کہ جنکا ذکر ہوگا ایک تختی سحر سے بنا کر برجیلیس کے گلے مین ڈالی جسکی خاصیت یہ تھی کہ جسکے
گلے مین وہ تختی ہو اسپر کوئی غالب نہین آسکتا ہے کیسا ہی زبردست پہلوان ہو وہ زیر کرلے اور
ایک خال بنا کر اسکے جسم پر ملے کہ جسکے سبب سے اسکی یہ طاقت ہوئی کہ اگر وہ قصد کرے تو پہاڑ کو زمین
سے اکھیڑ لے برجیلیس نے لشکر بھی جمع کر لیا ادھر آفتاب ساحر نے سحر سے ایک بارگاہ بنائی کہ جو مخمل سرخ
کی تھی اسکے ستون تمام جواہر نگار سے اسمین وہ کام کیا ہوا تھا کہ جسکے دیکھنے سے عقل انسانی چکر
مین آئے تمام بارگاہ مین کئی ہزار دنگل و کرسیان لگی تھین وسط مین تخت مکلل بجواہر تھا اس تخت
پر تصویر آفتاب برابر اسکے تصویر برجیلیس بنی ہوئی تھی در بارگاہ طلائی تھا اسپر بھی تصویر آفتاب بنی تھی
اسپر چھتر قائم تھا کہ وہ ہمہ وقت گردش کرتا تھا جب ہوا آتی تھی تو تمام بارگاہ خوشبو سے مہک جاتی تھی
ہر ستون بارگاہ سے یا آفتاب خداوند کی صدا آتی تھی اور ایک نقارہ بنایا ہے کہ جسکی یہ خاصیت ہے کہ جہان
تک اسکی صدا جائے گی اس مقام کے باشندہ دشمن کا یہ حال ہوگا کہ انکی قلب ماہیت ہو جائے گی اور
یہی دل خواہش کرے گا کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرلو اور ایک علم بنایا ہے کہ جو بالکل ہم صورت
آفتاب ہے اسکے پھریرے پر تمام کار چوبی کا کام کیا ہوا ہے مگر سب کام مین ہر مقام پر تصویر آفتاب
بنی ہوئی ہے چھتر اسکے طلائی ہے اس علم مین جو آفتاب بنا ہوا ہے اس سے ایسی روشنی نکلا کرتی ہے

که اگر شب تاریک مین وہ نشان نکالا جائے اور جہان نصب کیا جائے اُس مقام پر بارہ کوس تک
روشنی ہوجائے گی ایسی روشنی ہوگی کہ جس روشنی مین انسان بخوبی کام کرسکے گا اور دن مین بھی اسکی
ایسی ہی روشنی ہوگی اُس بارگاہ کا نام بارگاہ برجیسی تھا اسی پر بخط جلی لکھا تھا علم کا نام آفتاب نما اُس
علم کے پھریرے پر تعریف آفتاب ذات آفتاب یعنی برجیس کی بخط طلائی تحریر تھی آفتاب
جب یہ سب سامان درست کرچکا تو اُسنے وہ بارگاہ وہ نقارہ وہ علم یہ تینون چیزین ایک درہ کوہ مین
جو کہ بیرون شہر آفتاب نما تھا رکھین اور چالیس ہزار سواران مسلح با ساز و یراق مرصع کار و وردیان طلائی
کام کی کہ جن کے سینون پر تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی رکھین اور اُسپر سحر کیا کہ وہ درہ پوشیدہ ہوگیا
لطف یہ تھا کہ چالیس ہزار مرکبون کا بھی سامان تھا مع زین و لگام کے اور ایک صندوق مین بہت
نادر کار اسلحہ اور پوشاک نفیس و یراق سب رکھکر اور یہ اُسپر لکھدیا کہ این براے برجیس اور اُن سب
پر یہ تحریر کردیا کہ این براے لشکر برجیس یہ سب تدبیر کرکے خاموش ہوکر بیٹھ رہا کہ اتفاق سے ایک
دن برجیس جو سوار ہوکر شہر کی گشت کو قلعہ سے نکلا قلعہ کی و شہر کی گشت کرکے بیرون شہر اس خیال
سے گیا کہ آج شکار کھیلون اُسوقت حکم دیا کہ سامان صید افگنی حاضر کرو مین تھوڑے عرصہ تک شکار
کھیلونگا یہ حکم دینا تھا کہ اُسی وقت کل سامان شکار حاضر کیا گیا یہ مشغول شکار ہوا اُدھر آفتاب
نے جو خیال کیا کہ یہی وقت ہے کہ اسکو اُس مقام پر پہونچا کے وہ اشیا دلوا دون بس یہ خیال کرکے
اُسی وقت ایک پرچہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ای نائب من یہان سے تھوڑی دور پر ایک پہاڑ ہے
اُسکے درہ مین تیرے واسطے کچھ اسباب رکھا ہوا ہے تجکو لازم ہے کہ تو اُسکو حاصل کرے کیونکہ وہ تیرے
لیے ہے اُسکے حاصل کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ تو یہان سے اکیلا مشرق کی طرف جا جب چالیس قدم کے فاصلہ پر
پہونچے تو یہ اسم جو کہ اس کاغذ پر لکھا ہوا ہے وہان کی خاک پر پڑھکر دم کرنا فوراً شگافہ ہوگا اور غبار بلند
ہوگا تو خوف نہ کرنا بعد تھوڑے عرصہ کے وہ پہاڑ ظاہر ہوگا اُسکے دہنہ پر ایک اژدر وہان بیٹھا ہوا منھ
سے شعلہ آتش چھوڑتا ہوگا تو اُس سے کہنا کہ ای الٰہی قدرت تو ہٹ جا مین اس مقام پر سے اپنی امانت
لیتا ہون وہ بزبان انسان گویا ہوگا کہ تم کون ہو اور کیا نام رکھتے ہو اور کیا تمھاری امانت ہے اور کس مقام پر ہے
تم کہنا کہ ای الٰہی قدرت مین نائب و ولی عہد خداوند ہون میرا نام برجیس آفتاب پرست ہے میری
امانت اس درہ مین ایک بارگاہ ہے کہ جسکا نام بارگاہ برجیسی ہے اور ایک نقارہ ہے کہ جسکو نقارہ
قدرت کہتے ہین ایک علم ہے کہ جسکا نام علم آفتاب نما ہے اور ایک صندوق اسلحہ ہے جسپر میرا نام لکھا ہے
اور چالیس ہزار سوارون کا سامان مع اسلحہ و یراق مرکب و پوشاک ہے یہ میری امانت ہے وہ اژدر
یہ سنکے ہٹ جائے گا تو فوراً اُس درے مین جانا وہان سب اشیا تیرے لیے رکھی ہین اپنے قبضہ مین
لانا جب تیرا قبضہ ہولے تو تو کھڑے ہوکر اور میرے مقام کی طرف منھ کرکے کہنا کہ ای خداوند یہ امانت
مین نے اپنی پائی مین اسکو لیے جاتا ہون یہ کہکر چلے آنا درے پر وہی اژدہا بیٹھا ہوگا اُس سے کہنا کہ
مین اپنے لشکر کو جاتا ہون میرے آنے تک حفاظت کرنا کہ مین اسکو یہان سے لے جاؤن لشکر مین جاکر
اور لوگون کو لاکر یہ سب اُٹھا لے جانا اب جب لشکر کشی کرنا یہ علم آگے ہو یہ نقارہ بجتا ہو اسی بارگاہ مین
دربار کرنا یہ بارگاہ ہمراہ ہو سواے اسکے اور بھی خیمہ وغیرہ ہون مگر یہ ضرور ہو اسمین فرق نہ ہو یہ تحریر کرکے
بذریعہ سحر کے برجیس کی گود مین ڈال دیا برجیس نے جو دیکھا کہ ایک رقعہ میری گود مین خود بخود کسی طرح
سے آگیا اُسکو اُٹھا کر جو دیکھا اور اُسکا مضمون پڑھا بہت خوش ہوا بغیر کہے سنے جانب مشرق

روانہ ہوا جس طرح سے اُس پرچہ مین تحریر تھا اُسی طور سے سب کام کیے اور لشکر مین آکر لوگون کو ہمراہ لے جاکر
بارگاہ و نقارہ و علم و صندوق وغیرہ اُس درے سے نکلوایا اور اپنے ہمراہ لے کر طرف شہر کے روانہ ہوا
اُدھر وہ اژدر جو ہوا تھا خود بخود غائب ہو گیا چونکہ اسکو آفتاب کا اسی قدر حکم تھا کہ جب یہ اسباب
سب اس مقام سے چلا جائے تو تو بھی اپنے مقام کو چلا جانا تیری یہی خدمت ہے وہ اپنے مقام کو چلا گیا
ادھر برجلیس وہ سب اشیا لیے کر داخل شہر ہوا تمام شہر مین شہرت ہو گئی کہ نائب خداوند شکار کو گئے تھے
وہان انھون نے کوئی طلسم فتح کیا یہ اشیا وہان سے لائے ہین بڑی عنایت اُنکے اوپر خداوندی ہے کیسے
کیسے کام بنتے ہین شکار کو گئے تھے کہ یہ اسباب ملا یہی چرچا تمام شہر مین ہونے لگا برجلیس داخل شہر ہوا
اور اسی وقت حکم دیا کہ چالیس ہزار کا لشکر جو کہ بہت جرار ہو کل ہمارے روبرو حاضر ہو ہم اُسکو اپنے
طور سے درست کرینگے سپہ سالار کو طلب کرکے حکم دیا کہ کس قدر سپاہ ہے اُسنے عرض کیا کہ قریب سات
لاکھ کے سوار و پیدل علاوہ افسر و ملازمان کے ہونگے یہ سُنکے حکم دیا کہ اس سات لاکھ سے چالیس ہزار
سوار جو کہ نہایت جری اور بہادر اور آزمودہ کار ہون انتخاب کرکے حاضر کرو کل ہم اُنکو کچھ حکم دینگے
سپہ سالار نے عرض کیا بہت بہتر یہ حکم دے کر داخل قلعہ ہوا سب کو رخصت کرکے محل مین گیا اپنی
مان سے ساری حالت بیان کی وہ بہت خوش ہوئی جب رات ہو گئی قمرات نے بذریعہ سحر کے برجلیس
کو اُٹھا منگوایا ادھر آفتاب نے بدر کو اپنے پاس طلب کیا بدر نے کہا کہ خداوند آج آپکے نائب
کو یہ اشیا صحرا سے دستیاب ہوئین آفتاب نے کہا کہ اُسکے لیے تو امانت کئی ہزار برس سے رکھی تھین کیون نہ
دستیاب ہوتین وہی تو مالک اُنکا ہے بدر بہت خوش ہوئی یہان برجلیس نے سب حال قمرات سے بیان
کیا وہ بھی خوش ہوئی دل مین کہنے لگی کہ ماموں جان نے خوب اسکو احمق بنا رکھا ہے اسکا انجام خوب
ہوگا تمام عالم آفتاب پرست ہوگا یہ خیال کرکے اپنے سحر سے دریافت کیا کہ آیا ان اشیا کی کیا خاصیت
ہے یہ کس غرض سے دی ہین اب جو دریافت کرتی ہے تو وہی خاصیت پائی جو تحریر ہو چکی ہین اب تو یہ
بہت خوش ہوئی اور برجلیس سے کہا کہ تم کو یہ وہ اشیا ملین جو کہ کبھی کسی کو کسی وقت نہ ملی تھین اور
نہ ملینگی تم بڑے صاحب اقبال اور صاحب نصیب ہو اور جو جو خاصیت تھی سب بیان کی برجلیس بہت
خوش ہوا رات بعشرت بسر کی بوقت صبح اپنے مقام پر آیا وہان سے دربار مین آیا سب نے سجدہ کیا حکم
احکام جاری ہونے لگے کہ سپہ سالار نے آکر عرض کیا کہ چالیس ہزار مع افسرون کے حاضر ہین یہ سُنکے
برجلیس مع اہل دربار کے اور وہ صندوق لے کر جلوخانہ مین آیا سب کو اپنے روبرو طلب کرکے ایک
ایک دستہ اسلحہ کا مع زرہ و خود و بکتر و دو طلقہ و چار آئینہ و جوشن و دستانین و موزے وغیرہ و تیر و کمان
و ترکش و شمشیر و گرز و یراق اسپ کا مرحمت کیا جیسا جو افسر و سوار تھا اُسکو اُسکی لیاقت کے موافق دیا
یہ سب اسلحہ وغیرہ طلائی تھے زرہ پر تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی سپہ سالار کو بھی اُسکے مرتبہ کے
لائق دیا اور اُن سب کو حکم دیا کہ تم یہ لباس و اسلحہ اُس وقت اپنے جسمون پر آراستہ کیا کرنا جبکہ
ہم سوار ہون اور ہمارے تخت کے گرد تم لوگ رہنا اور جہان ہمارا لشکر جاے اُس حالت مین تمہاری
جگہ قلب لشکر مین جہان ہمارا تخت ہوگا ہوگی گویا تم لوگ ہماری سواری کے ہمراہ رہا کرو اُن سب نے
سجدہ کیا اور سلام کرکے وہ اشیا لے لین اور رخصت ہوکر اپنے مقام پر چلے اُس دن سے اُن چالیس
ہزار کا لقب لشکر خداوندی ہو گیا اُس دن سے لوگ اُنکی بڑی عزت کرنے لگے برجلیس نے یہ قاعدہ
مقرر کیا کہ جو اسلحہ و پوشاک مع تاج کے اسکو اُس درے سے ملی تھی پہن کر دربار مین آتا تھا اور تخت

سلطنت پر متمکن ہوتا تھا اب مذہب آفتاب پرستی کو ترقی ہونے لگی برجلیس نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ دوپہر
تک شکار و دربار مین رہتا ہی بعد دوپہر کے دربار برخاست کرکے فنون سپہ گری کے حاصل کرنے مین کوشش
کرتا ہوا ایک پہر پہر مشغول رہتا ہی بعد اُسکے ناچ و رنگ کی صحبت رہا کرتی ہی رات کو طوائفات کے ہمراہ عیش
کرتا ہی ایک زمانہ اسی طور سے بسر ہوا کہ اب تو شہروں شہروں مشہور ہوگیا کہ مذہب آفتاب پرستی خوب
مذہب ہی اور بڑی ترقی پر ہی آفتاب نے خیال کیا کہ اب برجلیس کو حکم لشکرکشی کا دینا چاہیے کہان تک
اسی شہر مین رہنا چاہیے یہان برجلیس نے بھی فنون سپہ گری سے فراغت حاصل کر لی تھی کسی امر کی
اُسکو ضرورت نہ تھی شہرۂ آفاق ہر فن مین طاق تھا بہت چست و چالاک تھا سے ہر فن مین ہون مین طاق
مجھے کیا نہین آتا ہی جبکہ یہ بخوبی آفتاب پر ظاہر ہوگیا اب اُسنے خیال کیا ضرور ہی کہ یہ لشکرکشی کرے
کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا جب مجھ ایسا ساحر اسکی مدد کرے گا علاوہ میرے سو شیاطین ایسے ساحر ہے
کون مقابلہ کرسکتا ہی میرے سبب سے وہ بھی مدد کرے گا جب ہم دو ساحر زبردست اسکے مددی ہون گے
تو کون اسکے حکم سے سرتابی کرسکتا ہی اور کون اس سے مقابلہ کرسکتا ہی اسکے قبضہ مین تمام عالم ہوگا
یہ ہر مذہب کو نیست نابود کر دے گا بس فوراً اُسنے ایک پرچہ لکھکر جسوقت برجلیس تخت حکومت پر
دربار مین بیٹھا تھا روبرو [illegible] سے برجلیس کے روبرو رکھدیا برجلیس نے اُٹھاکر پڑھا اُسمین یہ تحریر تھا کہ تم کو
لازم ہی کہ اب لشکرکشی کرنے کی تدبیر کرو اور اپنے لشکر کو تیار کرو کیونکہ تمہارے پاس لشکر کم نہین ہی دوسرے
تم کو کوئی لشکر کی ضرورت نہین ہی کیونکہ تم نائب ہمارے ہو ہم تمہاری مدد کرینگے لشکر صرف تزک و احتشام
کیلیے درکار ہی جو ملک کہ تمہارے ملک کے قریب ہین پہلے اُنکو اپنا تابع کرو اُنمین اپنا مذہب رواج
دو اپنے نام کا سکہ جاری کرو اُسکے بعد اور ملکون کی طرف کوچ کرو جو بغیر جنگ و جدل تمہاری اطاعت
قبول کرے تو خیر ورنہ اُس سے مقابلہ کرکے اُسکے ملک پر قبضہ کرو خواہ اُسکو قتل کرو خواہ گرفتار کرو جب
لشکر تیار ہو جائے گا تو حکم دینا کہ پیش خیمہ نکلے مگر جب تک ہم کوئی دوسرا حکم نہ دین اُسوقت تک
پیش خیمہ نکلنے کا حکم نہ دینا ہم وقت و ساعت نیک دیکھکر تم کو کوچ کرنے کا حکم دینگے یہ جو مضمون
برجلیس نے تحریر پایا چہرہ اُسکا [illegible] فرط خوشی سے لعل ہوگیا اُس پرچہ کو سب اہل دربار کو پڑھکر
سنایا اور سپہ سالار کو حکم دیا کہ لشکر کو تیار کرو اور ہم وقت آمادہ سفر رہو نہ معلوم کس وقت حکم ملے اس
غرض سے لشکر تیار رہے جب حکم ملے اُسوقت فوراً کوچ کرین عرصہ نہ ہونے پائے اُسنے عرض کیا ایسا
ہی ہوگا آپ اطمینان رکھین جیسا حکم فرمایا ہی اُسی کے موافق ہوگا آپکے حکم کے خلاف نہ ہوگا جس وقت
دربار مین یہ حکم و احکام جاری ہوئے تھے ایک تاجر کہ نام اُسکا خواجہ خلیل تھا وہ بھی دربار مین موجود تھا اُسنے
بھی یہ تقریر سُنی اور خیال کیا کہ اسکی حکومت کو بڑی ترقی ہوئی جاتی ہی بڑی خرابی ہوئی جو ملک کہ اسکے
ملک کے قریب ہین اُنکے حاکم نا خبر ہونگے یہ دفعتہً اُنپر لشکرکشی کرے گا اور وہ نہایت پریشان ہونگے
اُنکے ملک تباہ ہونگے اسکو ترقی ہوگی مین جس جس ملک مین اپنا مال فروخت کرنے جاؤنگا اُنکو یہان کے
حال سے اور اسکے قصد سے آگاہ کرونگا تاکہ وہ لوگ ہوشیار تو ہوجائین یہ خیال کرکے بادشاہ سے
رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چونکہ اسکا مال فروخت ہوچکا تھا اُسنے اُسی دن وہان سے کوچ
کیا ایک طرف کو روانہ ہوا یہان برجلیس نے دربار برخاست کیا محل مین گیا سب اپنے اپنے مقام کو
روانہ ہوئے برجلیس تو ہر روز دربار حسب قاعدہ کرتا ہی لشکر اسکا تیار ہی اسکو یہ انتظار ہی کہ حکم ہو تو
مین لشکرکشی کرون مذہب آفتاب پرستی کو ترقی دون اپنا کوس بنا ثبت بجاؤن اور علم ولی عہدی

دختر اولی بلند کردن اور مذہب آفتاب پرستی کو ترک کردن اسکو تو اس تہہ خانہ مین رکھا جاتا ہی

اب حال مین خواجہ خلیل کے قلم دربانی کی جاتی ہی و حال حاکم خونریزیہ و مرد شیر افگن تحریر ہوتا ہی اور دیگر حالات برجلیں اور دیگر بادشاہون کا معرض تحریر مین آتا ہی

ناظرین کو معلوم ہو کہ خواجہ خلیل جو شہر آفتاب نمات سے کوچ کرکے چلا بعد طی مراحل و قطع منازل شہر خونریزیہ مین پہونچا تمام شہر مین خبر مشتہر ہوئی کہ تاجر آیا ہی بہت اسباب نفیس اسکے ہمراہ ہی چونکہ قاعدہ یہ ہی کہ جب کوئی تاجر آتا ہی تو پہلے کل اسباب لے کر دربار بادشاہ مین جاتا ہی جب بادشاہ خرید کر لیتا ہی تو پھر اور اہل شہر خرید کرتے ہین پس خلیل نے اس دن تو اسباب کے اتارنے مین بسر کیا اور سرا مین اترا جب رات گذری بوقت صبح درباری کپڑے پہن کر اور تمام اسباب تجارتی اپنے ہمراہ لے کر طرف دربار کے چلا یہان دربار خونخوار خونریز حاکم خونریزیہ کا آراستہ تھا تمام ارکین سلطنت و افسران لشکر و وزیران بہت حاضر دربار تھے ہر ایک اپنے مقام پر بصد شوکت و صولت بیٹھا ہوا تھا دربار پہلوانون و افسرون سے بھرا تھا چار لاکھ سپاہ کے افسر حاضر دربار تھے خود بادشاہ دعوی پہلوانی رکھتا تھا جس قدر پہلوان و سردار دربار مین تھے وہ سب اسکے زیر پیچ ہو چکے تھے اسنے سب کو زیر کیا تھا ایک پہلوان اسکے لشکر مین تھا کہ وہ بادشاہ کو بہت عزیز تھا نڈر جری اور باتمیز تھا اسکا نام شیر افگن تھا وہ شیر کو زندہ گرفتار کر لیتا تھا واقعی جو کہ اسکا نام تھا اسی کے موافق اسکا کام تھا اسم بامسمی تھا بادشاہ اسکو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا وہ بھی بادشاہ کو اپنا ولی نعمت اور مربی سمجھتا تھا ایام طفلی سے نمک شاہی سے پرورش پائی تھی مرد نمک حلال و باغیرت تھا بادشاہ و اہل شہر کا مذہب لقاپرست تھا اپنے مذہب پر سب جان و دل سے فدا تھے تمام ملازم شاہی باوفا تھے بادشاہ بہت عادل اور منصف تھا ظلم کو پسند نہین کرتا تھا مرد جری و بہادر تھا مردون کا دوست نامردون کا دشمن تھا حیا و مروت اسکا کام تھا اس امر مین اسکا بڑا نام تھا کہ بادشاہ خونریزیہ سپاہی دوست ہی لشکر بھی اسکا بڑا جرار تھا اور ہر وقت لڑائی کا خواستگار تھا جس ملک پر لشکر کشی کرکے گیا سوا سے ظفر کے کبھی شکست نہ پائی کئی ملک اسنے مقابلہ کرکے زیر حکومت کیے ہین ان ملکون کے بادشاہ خراج دیتے ہین اگر لقاپرست نہ ہوتا تو اسکو یہ کہنا زیبا تھا کہ بڑا مرد باخدا ہی سواے اس نقص کے کہ وہ کافر تھا اور سب اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ دربار اسکا آراستہ تھا درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ ایک تاجر حاضر دولت ہی باریابی چاہتا ہی حکم ہوا کہ اندر بھیج دو دیکھین کیا کیا اسباب لایا ہی اور کدھر سے اسکا آنا ہوا ہی کچھ اہل اسلام کا بھی اسکو حال معلوم ہی کہ انکا لشکر کہان ہی اور اب انکا کیا قصد ہی افسوس یہ ہی کہ وہ ادھر لشکر کشی کرکے نہین آتے ورنہ انکو یہان جنگ کا لطف ملتا اکثر اوقات ایسے ایسے تذکرے اسکے دربار مین ہوا کرتے تھے اسکو ازحد شوق تھا اور وہ اخبار دیکھا کرتا تھا کہ جسمین اہل اسلام کی جنگ و پیکار کا مذکور ہوتا تھا یہ انکو دیکھکر بہت خوش ہوتا تھا کہ واقعی یہ لوگ بڑے جری اور بہادر ہین جرأت انپر ختم ہی جب کہ یہ درگہ سالار نے عرض کیا اور بادشاہ نے یہ حکم دیا اسنے بیرون دربار آکر کہا کہ جاؤ بادشاہ نے طلب فرمایا ہی خواجہ خلیل مع اپنے ملازمون اور اسباب کے دربار مین گیا مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لایا حکم بیٹھنے کا ملا تسلیم کرکے کرسی چوبی پر بیٹھ گیا ملازمون نے اسباب روبرو رکھ دیا اسنے پہلے ایک لعل بیش قیمت نذر شاہی کہا

اسکے بعد جو اسباب کی بادشاہ کو ضرورت تھی اس سے دریافت کیا جو کچھ اسکے پاس تھا اسنے پیش کیا
اور جو مقام قیام پر تھا اسکا اقرار کیا کہ کل حاضر کرونگا بادشاہ نے اس اسباب سے جو کہ پسند آیا لے لیا اور
باقی واپس کر دیا اور کہا کہ جو اسباب کہ تم نے لانے کا اقرار کیا ہی وہ بھی دیکھ لیا جاے جو ہمیں پسند آئے گا
وہ لے لیا جائیگا باقی تم کو واپس کیا جائیگا اسکی اور اسکی قیمت بہرہ ملے گی اسنے عرض کیا کہ یہ غلام
آپ کی مہربانی اور پرورش کا خواستگار رہی جو حکم حضور نے فرمایا اسکی کیا ضرورت ہی یہ مال اور جو حضور پسند
فرمائیں سب حضور سے نثار ہی بلکہ میری جان تک حاضر ہی میں غلام ہوں یہ مال کیا حقیقت رکھتا ہی بادشاہ نے
کہا کہ تم مجکو بڑے مرد معقول معلوم ہوتے ہو اسنے عرض کیا کہ یہ صرف آپ کی غلام نوازی ہی ورنہ بندہ کسی لائق
نہیں ہی جیسا صاحب اخلاق میں نے حضور کو پایا سوا اہل اسلام کے ایسا خلیق کسی کو نہیں پایا خلق
کا خاتمہ آپ پر ہی یا اہل اسلام پر انہیں کا ایک ایک ادنا شخص ایسا خلیق ہی کہ میں کیا عرض کروں وہ لوگ
تو ہمہ تن خلق ہیں خصوصا صاحبقران ذیشان اولاد و سردار ایسے ہیں کہ کچھ اُنکے خلق کی حالت بیان نہیں
ہو سکتی ہی ادنا ادنا سے یوں ملتے ہیں کہ جیسے کوئی اپنے برابر والے سے ملتا ہی ویسا ہی لطف مجکو یہاں
بھی حاصل ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہی امر تو انسانیت ہی ورنہ حیوان و انسان میں کیا فرق ہی بے خلق
آدمی بہتر ست از دواب ✤ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب ✤ یہ کہکر کہا کہ تم اپنے نام سے تو ہم کو آگاہ
کرو کیونکہ تم اب کی مرتبہ پہلے پہل آئے ہو خواجہ خلیل نے عرض کیا جی ہاں واقعی ابکی مرتبہ میرے
آنے کا اتفاق ہوا ہی حضور اصل امر یہ ہی کہ مجکو ممالک اہل اسلام سے مہلت نہیں ہوتی ہی کہ میں
اور ملکوں میں جاؤں جو کچھ اسباب میرے پاس ہوتا ہی وہ انہیں ملکوں میں صرف ہو جاتا تھا حضور حسن
اتفاق سے ابکی مرتبہ میرا آنا ادھر ہوا کئی ملکوں میں گیا مگر جیسا دربار میں نے آپ کا دیکھا ویسے سردار
حضور کے دربار میں ہیں ایسے کسی بادشاہ کے یہاں نہیں دیکھا نہ ایسا دربار آراستہ پایا واقعی آپ کے
دربار کا طریقہ اہل اسلام کے دربار سے ملتا ہی اور پہلوان بھی بے مثل ہیں اہل اسلام کے سرداروں سے
مشابہ ہیں بہت ہی خوش ہوا بادشاہ نے کہا کہ اپنا نام بتاؤ تو ہم تم سے کچھ حال دریافت کریں
خواجہ نے عرض کیا کہ غلام کو سب خواجہ خلیل بازرگان کہتے ہیں اس نام سے یہ حقیر مشہور ہی بادشاہ
نے کہا کہ ای خواجہ خلیل یہ بیان کرو کہ آج کل لشکر اسلام کس مقام پر ہی اور کس فکر میں ہی خواجہ خلیل
نے عرض کیا کہ حضور صاحبقران ثانی جو افسر لشکر اسلام تھے مع ایک سو چالیس سرداروں اور عزیزوں کے
اپنے لشکر کو بدیع الملک کے سپرد کرکے اور انکو صاحبقران کرکے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے ہیں
بعد انکے تشریف لیجانے کے صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک طرف ایوان نہ طاق گئے کہ وہ ایک
طلسم ہی تعاقب میں آئینہ اندام کے جو کہ طلسم آئینہ کا خدا تھا اور خدائی کرتا تھا تشریف لے گئے ہیں اور
عزیز و اقربا صاحبقران کے جو کہ اُنکے ہمراہ گئے ہیں وہ تو خیر باقی اپنے ملکوں پر جو کہ اُنھوں نے
فتح کیے تھے چلے گئے اہل اسلام کی تو یہ خبر ہی جو کہ میں نے عرض کی علاوہ اسکے اور اُنکا حال مجکو نہیں
معلوم نہ اُنکے قصد سے اطلاع ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ مجکو معلوم ہی کہ بدیع الملک جو نہ طاق پر گئے تھے انھوں نے
اُسکو فتح کیا یا نہیں خواجہ نے کہا کہ مجکو ایک عرصہ مدید ہوا کہ میں ظلمات میں تھا جب کہ میں ظلمات
کو گیا تھا تو اہل اسلام میں یہ بند و بست ہو رہا تھا جو کہ عرض کیا اسکے بعد سے مجکو پھر حال نہیں معلوم ہوا
میں ظلمات میں جا کر بعارضہ تپ مبتلا ہو گیا دو برس تک صاحب فراش رہا طاقت زائل ہو گئی تھی اور
تنہا بیٹھنا دشوار تھا تین برس تک یہ نوبت رہی اب تو برس دن سے میں نے تجارت شروع کی ہی

رہی ہین اہل اسلام کے ملکون کی طرف برائے تجارت گیا بھی نہین ہون بادشاہ نے کہا کہ اب کدھر سے آئے ہو
عرض کیا انی اکحال تو یہ حقیر شہر آفتاب نما سے آتا ہے بلکہ اور بہت سے ملک ظلمات سے یہان تک بیچ اپنی جنس
فروخت کرتا ہوا اس ملک مین حاضر ہوا بادشاہ نے کہا کہ اُن ملکون کی حالت بیان کرو کیسے ملک ہین کیا
حالت ہے آبادی کیسی ہے حاکمون کے مزاج کیسے ہین رعایا کیونکر شاد ہے سوداگر نے عرض کیا کہ جن جن ملکون
مین یہ حقیر گیا سب کو آباد پایا رعایا کو شاد دیکھا ہر ایک بادشاہ اپنے ملک کے بند و بست مین مصروف
ہے مگر جب شہر آفتاب نما مین آیا تو یہان کا رنگ دیکھکر میرے حواس جاتے رہے ایک ماہ کامل مین اُس شہر مین
رہا روز نئے حکم و احکام سُنے بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا نئے حکم و احکام جاری ہوتے ہین خواجہ نے کہا کہ
خداوند عرض کرتا ہون مین ہر روز دربار مین جاتا تھا بادشاہ کو مین نے دیکھا کہ وہ ابھی کم سن ہے بادشاہ
نے کہا کہ وہ تو ضعیف ہوگا حاکم شہر آفتاب نما کا خورشید ہے جس شہر کا تم ذکر کرتے ہو اسکا اور کچھ نام
ہوگا کیونکہ اُس ملک کے حاکم کو خورشید آفتاب پرست کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا ہین کیونکر حضور کی
بات کو جھوٹ کہون مین تو دیکھ آیا ہون کوئی پندرہ سولہ برس کا سن ہوگا بڑا حسین نام بڑا خوش کلام
ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ خیال کیا جائے کہ خورشید کا پسر ہوگا تو اُسکے سوا سے ایک لڑکی کے کوئی
لڑکا نہین ہوا تمام عمر اُسکی اسی امید مین بسر ہوگئی علاوہ اسکے اُس لڑکی کی بھی شادی نہین ہوئی نہ وہ
شادی کرنے پر راضی ہوتی ہے کہ مین یہ خیال کرون کہ داماد کو سلطنت پر بٹھا دیا ہوگا اگر خورشید
مرجاتا تو ہواسس امر کی ضرور اطلاع دیجاتی ہم پر کیا منحصر ہے جو بادشاہ اُس ملک کے اطراف و جوانب
مین ہین سب کو آگاہ کیا جاتا گو ہر ایک مذہب جدا اور طریق دوسرا رکھتا ہے مگر اُس اقلیم مین یہ قاعدہ
ہمیشہ سے مقرر چلا آتا ہے کہ جس بادشاہ کی اولاد مین کوئی لڑکا نہ ہوا اور وہ مرجائے تو تمام اقلیم کے
بادشاہ جمع ہونگے اور اُسکی لڑکی کو تخت حکومت پر بٹھائینگے اگر لڑکا ہوگا تو کوئی ضرورت نہین وہ
خود سلطنت کرے گا اور ہم کو آگاہ کردے گا کہ فلان شخص نے اس تاریخ قضا کی اب مین یہان کا
حاکم ہون یہان کا یہ طریقہ ہے اگر خورشید مرجاتا تو ہم کو ضرور بالضرور خبر ہوتی مگر ایک امر ہے کہ ہم نے کئی
سال سے اور ملکون کے اخبار بھی نہین دیکھے ہین کہ حال معلوم ہوتا شاید کوئی واقعہ ہوا ہو کوئی لشکر کشی
کرکے آیا ہو اُسنے خورشید کو قتل کیا ہو اور اپنا قبضہ کرلیا ہو یا خورشید نے اپنی زندگی مین اپنے کسی عزیز
کو اپنا ملک دے دیا ہو تو وہ دوسری بات ہے وہی حاکم ہو ہان تم بیان کرو خواجہ نے عرض کیا کہ حضور وہ
بادشاہ ہر وقت نقاب پوش رہتا ہے اور سُنا گیا ہے کہ اہل شہر بادشاہ کو ہر صبح جب حاضر دربار ہوتے ہین
سجدہ کرتے ہین مین نے جو وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا سب نے یہ بیان کیا کہ یہ جو حاکم وقت ہین انکو
خداوند نے اپنا نائب و ولی عہد کیا ہے اور یہ فرزند ہین خداوند کے بطن سے ہماری ملکہ کے اور ایک دختر بھی
انکی ہمشیر ہین وہ بھی نور خالص خداوند سے بنی ہین یہ دو اولادین خداوند آفتاب کی ہین جو کہ ہمارے
ملک مین بزرگ جہان کہلاتے ہین اور یہ لائق پرستش ضرور ہین بدین سبب ہم سجدہ کرتے ہین انکو اپنا خداوند
نائب خداوند ضرور جانتے ہین حضور دریافت کرنے سے یہ امر ظاہر ہوا کہ خورشید کی دختر کو اُسکے خداوند
اپنے تصرف مین لائے ملکہ اسی سبب سے مرد کے نام سے نفرت رکھتی تھی کیونکہ خداوند کی مرضی تھی کہ مین
اسکے ساتھ عقد کرونگا تو یہ بادشاہ خورشید کا نواسہ ہے اور خداوند کا فرزند ہے خداوند نے ہم کو اسکی
بندگی اور سجدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے ہم بموجب حکم خداوند سجدہ کرتے ہین یہ کہکر خواجہ نے ابتدا سے
جو حال سُنا تھا کہنا شروع کیا حمل کا ظاہر ہونا سب کا غوغا کرنا ملکہ کا قسم کھانے پر راضی ہونا اور

قسم کھاتا آگ سے سلامت نکلنا سب کا یقین کرنا کہ ضرور خداوند نے ملکہ کے ساتھ عقد کیا ہے اُس
دن سے سب کا ملکہ کی عزت کرنا بعد نو ماہ کے لڑکے کا پیدا ہونا اُسکی پرورش ہونا خورشید کا برجلیس
نام رکھنا اس لڑکے سے ڈیڑھ برس بعد لڑکی کا پیدا ہونا اُسکی بھی خوشی کرنا یہان تک کہ ان دونون کا
سن تمیز کو پہونچنا خورشید کا بہت محبت کرنا برجلیس کا پڑھ لکھکر و دیگر فنون سے فراغت کرنا بموجب حکم
خداوند خورشید کا برجلیس کو تخت پر بٹھانا آپ غائب ہونا اور اُسکا سلطنت کرنا یہ کہکر عرض کیا کہ
حضور ایک نئی چیز مین نے شہر آفتاب نما مین دیکھی ہے جو کہ مین نے کبھی نہین دیکھی تھی وہ یہ ہے کہ وسط شہر
مین ایک قلعہ بنا ہے آج کل برجلیس کا تخت اُسی قلعہ مین ہے اُس قلعہ کی یہ حالت ہے کہ تمام قلعہ کی
عمارت نقرئی و طلائی ہے اور وہ عمارت ہے کہ جسکی تعریف نہین ہو سکتی ہے اور عجب چیز یہ ہے کہ ہر مقام پہ
تصویر آفتاب بنی ہوئی ہے اور ان آفتابون سے روشنی مثل خورشید اصلی کے پیدا ہوئی ہے برج کا جو
برج قلعہ کا ہے اُسکے اوپر ایک بہت بڑا آفتاب بنا ہوا ہے کہ جسکی یہ حالت ہے کہ اُسکی روشنی دن کو مثل
آفتاب کے اور رات کو مثل ماہتاب کے ہوتی ہے یون تو کوئی مقام آفتاب سے خالی نہین ہے اور اُس
قلعہ مین باغ ایسے ایسے ہین کہ جن مین ہمیشہ بہار رہتی ہے کبھی خزان نہین آتی ہے کیسی صاف صاف
نہرین جاری ہین کہ مین کیا عرض کرون ان سب امرون کے علاوہ یہ امر سب سے زیادہ حیرت انگیز و
تعجب خیز ہے کہ جسکو مین عرض کرتا ہون وہ یہ ہے کہ اُس قلعہ سے کسی قدر بلند ایک آسمان بنا ہوا ہے
اور ایسا صاف و شفاف ہے کہ جو عمارات اور باغات وغیرہ اُسکے نیچے ہین سب زیر آسمان سے نظر
آتی ہین اُسپر بھی عمارت طلائی ہے کیسے کیسے نقش جا بجا اور اُس عمارت کی دیوارون پر بنے ہین حضور
میرے تو حواس اس کارخانے کو دیکھ کر جاتے رہے لطف یہ ہے کہ شہر مین سے یا قلعہ مین سے جس مقام سے
دیکھو وہ آسمان نظر آتا ہے مین نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خداوند نے اس قلعہ کو اپنی قدرت
سے پیدا کیا ہے اور اسکا مالک اپنے نائب کو کیا ہے اور یہ آسمان اپنے واسطے پیدا کیا ہے کیونکہ اُنکا
قصد ہے کہ کچھ دنون دنیا پر رہین جو جو مذہب کہ دنیا پر مروج پائے ہوئے ہین اُنکو نیست و نابود کرین اور اپنا
مذہب اور اپنی پرستش کو ترقی دین اور اپنے نائب کو سجدہ کرائین چنانچہ حضور اُس آسمان پر خداوند
آفتاب رہتے ہین وہ اُنکا مسکن ہے مگر ایک بات ہے کہ ہر وقت اُس آسمان پر سے بارش گل ہوتی ہے
حضور یہ نئی چیز مین نے اُس ملک مین دیکھی بادشاہ نے کہا کہ واقعی نئی بات ہے ہان اور کچھ بیان کرو
یہ تو تم نے عجب قصہ بیان کیا اُسنے عرض کیا اور سماعت فرمائیے کہ ہر ایک اہل شہر کے گلے مین تصویر آفتاب پڑی ہوئی ہے
کیا امیر کیا فقیر اور مذہب آفتاب پرستی کو بڑی ترقی ہے اُس قلعہ اور آسمان کے ظاہر ہونے کے کئی برس بعد
خورشید مر گیا اہل شہر مین یہ امر مشہور ہے کہ خداوند نے بادشاہ کو بہشت کی سیر کے لیے روانہ کیا ہے بعد چند روز
کے پھر وہ پردہ دنیا پر بہشت سے آئین گے اُس دن سے برجلیس کا حکم و احکام جاری ہوا ہے وہی سلطنت کرتا ہے
کیسی گویا خدائی کرتا ہے بڑا رعب و داب ہے بڑا جاہ و حشم ہے کوئی اُسکے حکم سے باہر نہین قدم رکھتا ہے یہ تو سب
امر شنیدہ نہین جو کہ مین نے دیکھا وہ حضور مین عرض کیا اسی طور سے ایک زمانے سے چلا آتا ہے برجلیس کو سب
نائب خداوند و خدا اپنا تصور کر کے اُسکو سجدہ کرتے ہین اب بڑی ترقی ہوتی جاتی ہے لوگ مذہب آفتاب
پرستی قبول کرتے ہین ابھی تھوڑے دنون کا ذکر ہے کہ پانسو آدمی کسی طرف سے اُس شہر مین آئے تھے انھون
نے مذہب آفتاب پرستی قبول کیا یہ میرے روبرو واقعہ گذرا مین تو ہر روز دربار مین جایا کرتا تھا ایک دن
جو برجلیس شکار کو گیا تو صحرا سے ایک بارگاہ اور ایک نقارہ اور ایک علم لایا ہے اور چالیس ہزار سوارون کا سامان

مع اسلحہ وغیرہ والا اسباب کو تقسیم کیا جو سامان اُسکے پاس جمع ہو گیا ہی لشکر بھی قریب ساٹھ ہزار کے
فراہم کر لیا ہی اب اُسکا قصد ہی کہ جو ملک میرے ملک کے قریب ہین اُن پر لشکر کشی کر کے اپنا مطیع کرون اور
اُنسے خراج لون اور مذہب آفتاب پرستی اُنمین رواج دون جو عالم و بادشاہ میری اطاعت کرے خیر
ورنہ اُسکو قتل کرون تمام عالم مین مذہب آفتاب پرستی رواج پا جائے لوگ مجھکو سجدہ کرین یہ اُسکا قصد تھا
مگر اُسنے ابھی سامان نہین کیا تھا ایک دن دربار جمع تھا مین بھی موجود تھا کہ ایک پرچہ اُسکے پاس خود بخود
کہین سے [illegible] آیا اُسمین صاف صاف یہ تحریر تھا کہ ای نائب سن تمکو لازم ہی کہ اب لشکر کشی
کرو اور تمام ملکون کو برباد کر دو یہی خدائی کو ترقی دو یہ تحریر پڑھکر مین نے سب اہل دربار کو سنائی مین نے بھی
سنی اُسنے یہ ظاہر کیا کہ پہلے مین اُن ملکون پر لشکر کشی کرونگا جو کہ قریب ہین جب میرے پاس لشکر کثیر
ہو جائیگا تو مین ممالک اسلام کی طرف رخ کرونگا اُسی وقت اُسنے لشکر کے تیار ہونے اور سامان
سفر کے فراہم ہونے کا حکم دیا مین نے جو سنا خیال کیا کہ یہ بڑا مرتد ہی اور کوئی بادشاہ جو کہ یہان اس کے
قریب ہین اُسکے قصد سے ناواقف ہین یہ لشکر لیکر آئیگا اور دفعۃً پہونچیگا وہ لوگ پریشان ہونگے مین
تو مجھا رستے کے لیے نکلا ہون ہر ملک مین جاؤنگا سب کو آگاہ کرونگا یہ خیال کر کے چونکہ میرا مال تو فروخت
ہو چکا تھا مین نے اُسی روز وہان سے سفر کیا اور حضور کے ملک مین پہونچا یہ واقعہ مین نے دیکھا تھا یہ سنکے
بادشاہ بہت ہنسا اور بہت سے امر خواجہ نے بہ علیم کے ملک کے بیان کیے تھے جو اس کے حال مین تحریر
ہو چکے ہین خواجہ خلیل نے اہل دربار سے کہے تھے ان باتون کو سنکے خونخوار بہت ہنسا اور اہل دربار کی طرف
متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ کیا خوب ایسے واقعے شہر آفتاب مین گذر گئے اور ہم کو بالکل خبر نہ ہوئی واقعی خواجہ
خلیل نے بڑی دانائی کی جو ہم کو آگاہ کر دیا ورنہ خرابی ہوتی یہ تو کبھی نہین ہوتا کہ وہ ہمارے مقابلہ کو آتا اور
ہم اُسکا مذہب قبول کرتے یا اُسکی اطاعت کرتے مگر جنگ عظیم واقع ہوتی طرفین کا لشکر کام آتا پھر
جسکو خداوند تعالی فتح دیتے وہ حکومت کرتا اور اب کیا یہ نہ ہوگا مگر اب ایک امر ہی کہ میری رائے تو یہ ہی کہ
وہ کہان لشکر کشی کر سکے اور ادھر آسکے یہ امر بالکل خلاف شجاعت ہی کہ ہم پر کوئی سپاہ لے کر مقابلہ کو آسکے لیے
آسکے آج تک تو ایسا نہین ہوا ہی کہ کوئی ہم پر لشکر کشی کر کے آیا ہو ہم ہمیشہ دشمن پر لشکر لے کر گئے ہین
یہ تو بالکل ہماری بہادری کے خلاف ہی کہ وہ شخص ہم پر لشکر کشی کر کے آئے کہ جسکے باپ کا کوئی نشان نہ
ہو اور بالکل ایک افترا اور فقرہ اہل دنیا کے گمراہ کرنے کے لیے بنا لیا ہو اسکی کوئی اصل نہین ہی یہ سب
اشیا آفتاب و ماہتاب زمین آسمان شجر و حجر سب پیدا کیے ہوے خداوند تعالی کے ہین بھلا آفتاب
مین کیا قدرت ہی کہ وہ خدائی کرے یہ بھی کہین کسی کے منہ سے سنا ہی یا کسی کتاب مین دیکھا ہی
یا کبھی زمانہ ماقبل مین گذرا ہی کہ آفتاب آسمان پر سے اتر کر آیا ہو اور صورت بشر پیدا کی ہو یہ تو
ہم کو کبھی یقین نہ آئیگا کہ خداوند تعالی مین جو کہ اُسکا خالق تھا آسمان پر سے اُسکی خدمت مین تو آیا نہین
پھر کیا حقیقت رکھتے ہین اور آفتاب بھی مثل اور ستارون کے ایک ستارہ ہی جو کہ گردش کرتا ہی اسکو
ستارہ کہتے ہین وہ کوئی فرشتہ بھی نہین ہی کوئی حور بھی نہین ہی کوئی غلمان نہین کہ خورشید کی
لڑکی کے حسن پر عاشق ہو کر زمین پر آیا ہو اُسنے یہ مکر کیا ہو کوئی جادوگر ہی جس نے ان سب کو دغلا کر
رکھا ہی یہ سب فریب کارخانے سحر کے ہین جو کہ خواجہ نے بیان کیے ہین مگر ہم کو کیا تھا اگر وہ ہماری واقفیت کا رواج
کرتا اور ملکون مین اپنے مذہب کو رواج دیتا تو ہم کو کوئی غرض نہ تھی کہ ہم اُس سے مقابلہ کرتے اب تو
یہ خیال ہی کہ وہ پہلے ہمارے ملک پر آئیگا پھر اور طرف جائیگا اس سے بہتر یہ امر ہی کہ ہم خود کیون نہ

اسکے ملک پر جاکر اُس سے مقابلہ کرین کیون وہ ادہر آئے بلکہ پہلے اُسکو نصیحت کرین کہ کیون تو نے گمراہی
پر کمر باندہی ہی کیون اپنے کو سجدہ کراتا ہی جو خورشید کا مذہب آفتاب پرستی تہا اُسی پر قائم رہ ہم لوگ
تیری فوت نہین کرینگے کیونکہ نہ معلوم تیرا باپ کون ہی اگر وہ اسپر عمل کرے اور اپنے کردار سے باز
آئے تو خیر ورنہ مقابلہ کرین جسکے مقدر مین فتح ہو اُسی کے ملک پر لشکر کشی کرکے جانا میری راے مین
خوب ہی دوسرا امر یہ ہی کہ ایک مدت مدید سے اس اقلیم کو آباد ہوے آج تک کسی نے بابت مذہب کے
کسی سے مقابلہ نہین کیا ہمیشہ بابت ملکون اور دیگر امور کے مقابلہ ہوئے جو جس مذہب کا ہوا وہ
اپنے ملک پر قابض رہا اور اُسنے اپنا مذہب اپنے ملک مین جاری کیا دوسرے کو کوئی تعرض نہین کیا
ہم نے کسی کتاب مین دیکھا نہ کسی کی زبان سے سُنا یہ کیا بات کہ اسنے نئی بات ایجاد کرنا چاہی ملک
آفتاب نما ہمیشہ سے خورشید کے بزرگون کے قبضہ مین رہا اور اُسی خاندان کے لوگ بادشاہ ہوتے
آئے کسی نے کبھی کسی کی اطاعت نہین کی نہ خراج دیا اور شہر آدلیم کے جو ملک فتح کیے اُس سے ہمیشہ
خراج لیا گیا تسلیم کہ مین ایسا ہون پہر ہم کیونکر گوارا کرینگے کہ کسی کی اطاعت کرین اور اُسکو خراج
دین اسکا سر اُسی مقام پر کچلنا بہتر ہی تاکہ یہ اور زیادہ سربلندی نہ کرسکے اور دوسرا کوئی یہ ہی کہ اگر ہم ایسا
نہ کرینگے تو یہی حال ہمارا ابہی ہوگا اگر اسمین غفلت کی تو اورون کو بہی جرأت ہوگی پہر تو سب لشکر کشی کرنے
لگین گے جو زیادہ قوت رکہتا ہوگا وہ تمام اقلیم پر قبضہ کرلیگا ایک مذہب ہو جائیگا برسون کے
طریقہ مین فرق آئیگا علاوہ اسکے تمام اقلیم مین ایک تلاطم عظیم مچ جائیگا پس سوائے اس تدبیر کے
اور کوئی تدبیر نہین ہی مین تو ضرور لشکر کشی کرونگا اور جس بادشاہ کا جی چاہے وہ کرے ہر ایک کو اپنے
اپنے فعل کا اختیار ہی یہ جو بادشاہ نے کہا اہل دربار تو اسکی خصلت سے واقف تھے کہ جو زبان سے
کہتا ہی اسپر عمل کرتا ہی چاہے جان پر بن جائے مگر اپنے قول کی پابندی کا ضرور خیال رہتا ہی بدین سبب
سب نے اپنی راے بہی موافق راے بادشاہ کے ظاہر کی عرض کیا کہ جو حضور کی راے ہی بہت عمدہ
اسکے خلاف کوئی راے ظاہر نہین کرسکتا ہی ہم سب بہی آپ کی راے کے پابند ہین جو اہل دربار
نے کہا خونخوار بہت خوش ہوا اور اُسی وقت حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو ہم پرسون طرف شہر آفتاب نما
کے مع لشکر کے کوچ کرینگے اسکا ایک فرزند ہی وہ اپنے باپ سے بہی زیادہ خلیق اور بہادر ہی حسین بہی
بہت تہا اُسکا نام لعلان خونریز ہی اُسنے عرض کیا کہ اے والد بزرگوار مین بہی آپ کے ہمراہ چلونگا بادشاہ
نے کہا کہ اے فرزند میری راے یہ ہی کہ تم یہان رہو سلطنت کرو کیونکہ اگر تم بہی میرے ہمراہ چلوگے تو
یہان کون رہیگا جو کہ حاکم ہو شاہزادے نے عرض کیا اور کسی کو یہان کا حاکم آپ مقرر فرمایئے مجکو
ہمراہ لے چلیے بادشاہ نے کہا کہ یہ نہین ہوسکتا ہی کہ یہان کا حاکم اور کسی کو کرون سوائے تمہارے
یہ سنکے شاہزادہ خاموش ہو رہا بادشاہ دربار برخاست کرکے محل مین گیا سب اہل دربار اپنے اپنے
مکان کو روانہ ہوئے خونخوار نے اپنے مقام قیام پر آکے یہان وزیر نے سامان سفر درست ہونے کا حکم دیا
اُدہر سپہ سالار نے لشکر کو حکم شاہی سے آگاہ کیا کہ جلد سامان کرو پرسون بادشاہ یہان سے طرف شہر
آفتاب نما کے کوچ کرینگے یہ حکم جو لشکر نے سُنا یہ تو ہر وقت مقابلہ کا جویا رہتا تہا خوش ہوگیا کوئی لشکری
ایسا نہ تہا کہ جسکا چہرہ فرط خوشی سے لعل نہ ہو گیا اُسی وقت سے لشکر مین سامان سفر ہونے لگا یہان تو یہ بند و بست
ہی جب وہ رات اور دن تمام ہوا آخر ہوئی خونخوار نے دربار کیا سب حاضرین دربار حاضر دربار ہوئے
دربار آراستہ ہوا انجلیل وہ اشیا سے کہ جو کہ بادشاہ نے طلب کی تہین حاضر ہوکر پیشکش شاہی

پس بادشاہ نے پسند فرمائین اور دو سو الٹی بیت کا طرز دے دلوا دیا گیا اور سب کچھ جس کو دینا مقرر تھا
اور ایک خلعت گران قیمت مرحمت ہوا وہ تسلیم بجا لا کر رخصت ہوا چونکہ اسکو عجلت تھی کہ ان ملکون سے
بہت جلد فراغت کرکے ممالک اسلام مین پہونچون اور شاہان اسلام کو اس حال سے آگاہ کردون تاکہ وہ
اپنی تدبیر سے غافل نہ ہون اسنے اُسی دن وہان سے کوچ کیا اور یہ اب اپنا قاعدہ اسنے مقرر کیا ہی
کہ جس ملک مین جاتا ہی اُس ملک کے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کرتا ہی کر اپنا مال فروخت کیا اور دوسری
طرف کو روانہ ہوا اب ان بادشاہون کا حال جو جسنے اپنی راے کے موافق کیا ہی آیندہ تحریر ہوگا خواجہ
خلیل کو تو ادھر اس فکر مین روان رکھا جاتا ہی اور شہر خونریز کا حال تحریر ہوتا ہی کہ جب وہ بھی دن
گذرا اور وہ دن آیا کہ جس دن خونخوار نے کہا تھا کہ مین سفر کرونگا وزیر سے دریافت کیا سب لشکر و
سامان سفر تیار ہی اسنے عرض کیا کہ سب تیار ہی جس وقت حضور کا جی چاہے سفر فرمائین لشکر تیار
ہی یہ سنکے بادشاہ نے اپنے فرزند کو ملک کا حاکم کیا اور آپ مع تین لاکھ سپاہ کے اور اپنے سپہ سالار
کے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کیا یہ تو ادھر سے کوچ کرکے اور لشکر کو لے کر ادھر کو چلا ہی یہان پر جلیس
اس خیال مین ہی کہ جب بحکم خداوند ہو تو مین سفر کرون کہ خونخوار قطع منازل و طی مراحل کرتے مع لشکر
قریب شہر آفتاب نما کے پہونچا بیرون شہر مقام وسیع لائق جنگ و پیکار و بیراز آب و گیاہ دیکھا لشکر کو
اترنے کا حکم دیا لشکر اترنے لگا پڑاو ہونے لگا خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے بارگاہ شاہی برپا ہوئی
بازارین آراستہ ہو گئین ادھر بادشاہ اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور سب سردار وغیرہ اپنے اپنے
خیمون مین گئے چونکہ وہ دن تو لشکر کے اترنے وغیرہ مین تمام ہو گیا شام ہوگئی اُس رات کو خونخوار
نے یہ خیال کیا کہ آج تو مین یہان پہونچا ہون کل برجلیس کے نام نامہ لکھونگا اسی خیال مین وہ رات
بسر کی اتفاق سے جس روز یہ لشکر آیا تھا چند ہرکارے لشکر برجلیس کے کسی ضرورت سے بیرون شہر
آئے تھے کہ اُس مقام پر انکا گذر ہوا جہان یہ لشکر اتر رہا تھا انھون نے جو لشکر اترتے دیکھا یہ صورتین
بدل کر داخل ہوئے اور کسی سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی اسنے صاف صاف کہدیا کہ یہ بادشاہ
خونریز کا ہی یہ واسطے مقابلہ برجلیس آفتاب پرست کے آیا ہی یہ سنکے ہرکارے اور وہان سے ہٹ گئے
اور باہم صلاح کی آج کی رات تو اسی لشکر مین بسر کرو کل بوقت سحر اسکے لشکر کے بادشاہ کو دیکھ کر
اور دربار کی حالت دریافت کرکے اپنے شہر مین جا ئینگے اور نائب خداوند کو خبر کرینگے جب یہ آپ
باہم کر چکے تو وہ رات اُسی لشکر مین انھون نے بسر کی چونکہ لشکر اُسی روز آیا تھا کوئی بند و بست نہ ہوا تھا
یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر تمام لشکر بیدار ہوا بطریق لقا پرستان انھون نے پوجا کیا
بعدہ سب سردار اپنے اپنے خیمون سے نکل کر طرف بارگاہ بادشاہ کے روانہ ہوئے دربار آراستہ ہوا
خونخوار بھی بیدار ہو کر اور سب کامون سے فراغت کرکے دربار مین آیا تخت پر جلوہ گر ہوا وہ ہرکارے
بھی صورت بدلے ہوئے دربار مین موجود تھے کہ خونخوار نے دبیر کی طرف دیکھ کر حکم دیا کہ ایک نامہ
بنام برجلیس آفتاب پرست کے اس مضمون کا تحریر کرو یہ کہکر مضمون اُسکا بتایا دبیر نے اُسی مضمون کا
نامہ تحریر کرکے پیش کیا بادشاہ نے دیکھکر حکم دیا کہ لفافہ حاضر کرو اسنے لفافہ کرکے اور مہر شاہی
سے مزین کیا روبرو بادشاہ کے حاضر کیا جب نامہ تیار ہو گیا تو بادشاہ نے کہا کہ اے حاضرین دربار ان
بارگاہ تم مین کوئی ایسا مرد بھی ہی کہ جو نامہ میرا برجلیس کے پاس پہونچا دے اور اسکا جواب لاوے
پس یہ سننا تھا کہ اپنے شکل پر سے مرد شمشیر زن اٹھا اور روبرو بادشاہ کے آکر عرض کیا اے بادشاہ

یہ غلام بجا لانے لگا بادشاہ نے سر سے پاؤں تک اسکو دیکھا اور کہا کہ تم کیون رنجے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا
کہ جسکو کوئی نہیں کر سکتا تھا کوئی اور یہ کام کر لیتا اگر اب میں تم کو نہیں جانے دیتا ہوں تو میرے
قاعدے کے خلاف ہوتا ہے خیر لو یہ نامہ تمہیں لے جاؤ اور اسکا جواب لاؤ اس مرد جری نے وہ نامہ
لے لیا اور تسلیم کی اور اپنے ڈنگل پر آکر بیٹھ گیا ان ہرکاروں نے یہ سب واقعہ دیکھا اور دربار کو پہلوانوں
سے ایسا آراستہ پایا کہ باوصفیکہ اس اقلیم میں اب فی الحال برجیس کا دربار خوب تھا اور ہزاروں
سردار و پہلوان خورشید نے نوکر رکھے تھے اور بعد خورشید کے برجیس نے بھی نوکر رکھے تھے مگر یہ بات
نہ تھی ایسا دربار انھوں نے خواب میں نہ دیکھا تھا انکے جو اس جاتے رہے خیال کرنے لگے کہ باوجودیکہ
ہمارا آقا دارالک نائب خداوند ہے اور سب اسکو سجدہ کرتے ہیں اور قریب آٹھ لاکھ کے لشکر ہے اسکے
دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر یہ رعب و داب نہیں ہے جو کہ ہم اس بادشاہ کے دربار میں دیکھتے ہیں
باوجودیکہ ہمارے بادشاہ کے دربار میں اب یہ نیا قاعدہ جاری ہوا ہے کہ دربار میں کوئی کلام نہیں کر سکتا ہے
سب کو خاموش بیٹھنے کا حکم ہے سب سر جھکائے بیٹھے رہتے ہیں کوئی کسی سے کلام نہیں کرتا ہے مگر یہ حالت
نہیں ہے جو کہ اس دربار کی ہے یہ دونوں اپنے اپنے دل میں ایسے ایسے خیال کر رہے تھے کہ دربار برخاست
کیا گیا اپنے اپنے خیموں کو سب روانہ ہوئے مرد شیر افگن جو دربار سے اپنے خیمہ میں پہونچا فوراً
لباس تبدیل کیا اور دوسری پوشاک پہن کر اور ایک ہزار سوار ہمراہ لے کر بطور نامہ بر کے طرف شہر
آفتاب نما کے چلا وہ ہرکارے جو کہ دربار میں تھے جب کہ دربار برخاست ہوا دونوں نے باہم یہ صلاح
کی کہ جب نامہ بر روانہ ہوگا تو ہم اس سے قبل یہاں سے روانہ ہونگے اور جا کر خبر دینگے یہ صلاح باہم
کر رہے تھے دیکھا کہ نامہ بر اپنے خیمہ سے نکلا اور مع ایک ہزار سوار کے طرف ہمارے شہر کے چلا یہ دونوں
بھی اسکے لشکر میں مل گئے اور چلے کہ نامہ بر قریب شام متصل شہر پناہ پہونچا اپنے ہمراہیوں سے صلاح
کی کہ اس وقت یہاں قیام کرو بوقت سحر داخل شہر ہو کر دربار میں جا بیٹھینگے اور جواب نامہ حاصل کرینگے
سب نے عرض کیا کہ یہ رائے آپ کی بہت خوب ہے پس اس قدر دن جو کہ باقی تھا اسی مقام پر بسر
کیا رات ہو گئی رات بھی بسر کی بوقت سحر اٹھے اور اپنے قواعد بھی ادا کرنے میں مصروف ہوئے
وہ دونوں ہرکارے فوراً اسی وقت داخل شہر ہوئے یہاں قلعہ میں برجیس کا دربار جمع تھا سب
سردار حاضر دربار ہو چکے تھے کہ برجیس برآمد ہوا سب نے پہلے اسکو سجدہ کیا وہ تخت پر متمکن ہوا
کہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے آداب شاہی بجا لائے اور بعد دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند یہ غلام بیرون
شہر کل ایک ضرورت سے گئے تھے ایک طرف جو ہمارا گذر ہوا تو ہم نے دیکھا کہ لشکر کثیر اس صحرا میں اتر
رہا ہے ہم نے جا کر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ظالم خونریز کا ہے آپ کے مقابلہ کے لیے وہ
لشکر کشی کرکے آیا ہے ہم نے اس لشکر میں شب بسر کی صبح کو اسکے دربار میں گئے اسکے دربار کو پہلوانوں
سے آراستہ پایا ایک ایک اپنے وقت کا رستم و سہراب معلوم ہوتا ہے خوب آراستہ دربار تھا ہم اسی
مقام پر موجود تھے جب بادشاہ نے بنام حضور ایک نامہ تحریر کرایا اور ایک اپنے سردار کے ہاتھ آپ کے پاس
روانہ کیا جب دربار برخاست ہوا وہ سردار مع ایک ہزار سوار کے نامہ لے کر ادھر کو چلا ہم بھی اسکے
ہمراہ چلے قریب شام شہر کے نزدیک پہونچ کر قیام کیا ہم نے بھی اسی جگہ قیام کیا اسوقت قبل اسکے روانہ
ہونے کے ہم حاضر خدمت ہوئے تاکہ آپ کو خبر کریں یہ جو برجیس نے سنا تو ہرکاروں کو انعام
دے کر رخصت کیا اور فکر کرنے لگا حکم دیا کہ دربار آراستہ کیا جائے یہ حکم دے کر اور اس آسمان

جاہ

اُفق کی طرف منہ کرکے کہا کہ یا خداوند شہر خوب خوب بسے بادشاہ نے لشکرکشی کی ہو اور قریب شہر آکر اُترا ہو یہ خبر
یا اِس نامہ روانہ کیا ہو اُسکا اعتبار آتا ہی اُسکی بابت کیا حکم ہوتا ہی صدا آئی کہ اے نائب میرے تمام درون
شہر حکم بھیجے روانہ کر دے کہ کوئی نامہ بر کو نہ روکے آنے دے جس طرف سے آتا ہی اور اپنے دربار کو خوب
آراستہ کر اور دیکھ کہ نامہ میں اُسنے کیا تحریر کیا ہی بعد اُسکے پھر ہم حکم دینگے جو ہم کو مناسب ہوگا اُسپر عمل
کرنا یہ صدا سُنکے برجالیس نے فوراً حکم دیا کہ سب مقاموں پر حکم پہونچا دیا جائے کہ کوئی نامہ بر کو نہ روکے
آنے دے یہ حکم دینا تھا کہ تمام شہر کے قلعہ دار و دروازہ سالار کو حکم پہونچ گیا کہ نامہ بر کو نہ روکنا حکم خداوند ہی
کہ جسطرح آئے اُسکو آنے دینا مزاحمت نہ کرنا یہ حکم سُنکے سب حیرت میں آئے کہ نہ کوئی نامہ بر آتا ہی نہ کوئی اور
یہ کیسا حکم ہم کو ملا ہی یہ لوگ تو اِس فکر میں تھے کہ اِدھر مرد شیر افگن اپنے ضروری امور سے فراغت
کرکے مع اپنے لشکر کے داخل شہر ہوا شہر کو خوب آباد پایا ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع دیکھا ہر ایک بازار
آراستہ پایا چاندنی بازار بنے چوراہے راستہ کا ہر دوکان پر انبار دیکھا ہر جگہ کثرت رہی ہی اہل شہر اپنے کاروبار
میں مصروف ہیں خرید و فروخت میں دلال دوکانداروں سے اپنے حق کے لیے لڑ رہے ہیں کہیں کمروں پر کسبیاں
مشتاق ہیں تماشبین ٹہل رہے ہیں ایلچی ان سب مقاموں کو طی کرکے قریب عمارت شاہی کے پہونچا اُس مقام کو
خوب آباد پایا ایلچی نے اپنے ایک ہمراہی سے کہا کہ دریافت کرو کہ دربار شاہی کہاں ہی کیونکہ یہی عمارت
شاہی ہی یہاں تو کوئی طریقہ دربار کا نہیں معلوم ہوتا ہی اگر یہاں دربار ہوتا تو سرداروں کی سواریاں در
دولت پر موجود ہوتیں یہ سُنکے ایک سوار نے اہل شہر سے دریافت کیا کہ بادشاہ کا دربار کہاں ہی گو کہ عمارت
شاہی یہ ہی لیکن یہاں کوئی طریقہ دربار کا نہیں ہی چند آدمیوں نے کہا کہ تم کو دربار سے کیا غرض ہی اُسنے
کہا کہ ہمارے افسر اعلیٰ اپنے بادشاہ کا نامہ لیکر آئے ہیں وہ دربار میں جایا چاہتے ہیں تب اُسنے
کہا کہ اے بھائی قبل میں یہاں بادشاہ رہتے تھے اور دربار بھی ہوتا تھا جب سے قادر قدرت ظاہر ہوا ہی اور
بادشاہ کو حکم خداوند ہوا ہی کہ تم اُس قلعہ میں قیام کرو اور وہیں دربار بھی کرو اُس دن سے بادشاہ
اُسی قلعہ میں دربار کرتے ہیں وہ سامنے قلعہ ہی وہ سوار یہ سُنکے اپنے افسر کے قریب آیا اور جو کچھ اُس سے
سنا تھا بیان کیا مرد شیر افگن نے اُسی قلعہ کا رخ کیا جب سے یہ شہر میں داخل ہوا ہی تو اُسنے ایک
روشنی علاوہ روشنی آفتاب کے دیکھی ہی اُسکو حیرت ہی کہ یہ روشنی کیسی ہی مگر یہ مرد عاقل ہی اُسنے
کسی سے دریافت نہیں کیا اب تو یہ خاموش طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی جب یہ کسی قدر قریب پہونچا تو اُسنے
دیکھا کہ ایک آسمان زیر آسمان اور قائم ہی اور اُسپر طلائی عمارت بنی ہوئی ہی اور ایک آفتاب
اُسپر بنا ہوا ہی کہ یہ روشنی اُسی آفتاب کی ہی اب جو قریب پہونچا تو دیکھا کہ قلعہ تمام گنگا جمنی ہی اور
وسط قلعہ میں ایک برج طلائی ہی اُسپر بھی آفتاب بنا ہوا ہی اُس سے بھی روشنی پیدا ہوتی ہی قلعہ
کے پھاٹک پر بھی آفتاب بنا ہوا ہی اب یہ قلعہ میں داخل ہوا اُسکو کسی نے نہ روکا نہ کوئی مزاحم ہوا
اُسنے کوئی مقام آفتاب سے خالی نہیں پایا یہ حالت کہ خواجہ خلیل نے یہاں کی بادشاہ سے بیان
کی تھی سب مشاہدہ کی وہی سب کیفیت تھی جو کہ قبل میں تحریر ہو چکی ہی یہ سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا
عمارت قلعہ نقرئی و طلائی دیکھی اور آسمان نقلی قلعہ پر سایہ افگن پایا اور اُسپر سے پھول برستے دیکھے تمام
قلعہ کو باغات سے آراستہ دیکھا جب یہ در دولت پر پہونچا اُدھر برجالیس سے آفتاب نے کہا کہ اے
نائب ہمارا ایلچی آگیا ہی کسی سردار کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ کر دو یہاں اُس عرصہ میں دربار
آراستہ ہو چکا تھا صدا اُسکا سُننا تھا کہ فوراً برجالیس نے ایک سردار کو کہ نام اُسکا زحل تیغ زن

تھا حکم دیا کہ تو ایلچی کا استقبال کرکے دربار مین لے آ وہ بموجب حکم برجلیس اپنے ڈنگل پر سے اٹھکر طرف
جلوخانہ کے چلا اُدھر نامہ بر نے دربگہ سالار سے کہا کہ ہماری خبر کر دو کہ ایک نامہ بر حاضر دربار ہوا چاہتا ہی
اُسنے کہا کہ مجھے خبر کرنے کی ضرورت نہین ہی آپ تشریف لے جائین آپکی خبر قبل سے ہو چکی ہی کوئی خبر
کرنے کی حاجت نہین ہی یہ سنکے نامہ بر نے اپنے ہمراہیون کو اسی مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا آپ اکیلا
پردہ اٹھا کر چلا ادھر سے وہ سردار جو کہ برائے استقبال چلا تھا آ پہونچا اسکو دیکھکے کہنے لگا کہ کیا
آپ ہی نامہ لیکر آئے ہین شمشیر افگن نے کہا کہ جی ہان مین ہی نامہ بر ہون اُس سردار نے
جو شمشیر افگن کو دیکھا سردار زبردست پایا اُسکے چہرے سے رعب و داب شجاعت آشکار دیکھے کہا
کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلین مجھکو آپکے استقبال کا حکم ہوا ہی شمشیر افگن نے کہا کہ مین
حاضر ہون آپ چلین یہ سنکے وہ سردار اسکو اپنے ہمراہ لیکر داخل دربار ہوا ساتھ جلوخانے تھے ہر جلوخانہ
مین دو دو ہزار قلماقان زرین کمر پہرے پر مقرر تھے یہ سب کو دیکھتا ہوا اُسکے ہمراہ دربار مین پہونچا دربار کو
خوب آراستہ دیکھا یہ بات نئی پائی کہ ہر ایک کے سینہ پر تصویر آفتاب نمایان تھی بادشاہ کو دیکھا
کہ ایک زینہ کا تخت ہی اُس پر متمکن ہی منہ پر نقاب پڑی ہی سر پر چھتر گردش کر رہا ہی وزیر
سلطنت عقب پشت کھڑا ہی شمشیر افگن نے مجرا گاہ سے مجرا کیا حکم بیٹھنے کا ہوا اُسنے دیکھا کہ کوئی
کرسی یا ڈنگل خالی ہو تو مین بیٹھ جاؤن مگر کوئی کرسی و ڈنگل خالی نہ پایا یہ فکر کرنے لگا کہ کسکو ہٹا کر بیٹھون
ملازمون نے ڈنگل لاکر روبرو تخت کے بچھا دیا اشارہ ہوا کہ بیٹھ جا وہ یہ سلام کرکے ڈنگل پر بیٹھ گیا اُسنے
دیکھا کہ اس قدر سردار دربار مین موجود ہین مگر سب خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین کوئی بات
تک نہین کرتا ہی نہ کسی جانب کو دیکھتا ہی یہ رعب دربار تھا جب شمشیر افگن بیٹھ چکا برجلیس نے
ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب ناب دے ساقی نے جام بلورین لبریز کرکے شمشیر افگن کے روبرو
پیش کیا شمشیر افگن نے جام لے کر پی لیا پھر ساقی نے جام دیا اُسنے پی لیا ادھر آفتاب جادو
بھی پوشیدہ سب کی نظرون سے دربار مین موجود ہی سب واقعہ دیکھ رہا ہی جب دماغ اُسکا بادۂ ناب
سے گرم ہوا اُسنے کہا کہ مین نامہ لیکر آیا ہون برجلیس نے پوچھا کہ کسکا نامہ لیکر آئے ہو اُسنے
کہا کہ مین نامہ لیکر پہلوان جہان گرشاسپ دوران خداوند زمان شاہ نامداران جانگیر ملک خونریز سے لیکے
شکو خونخوار خونریز نامہ لایا ہون یہ نامہ آپکے نام ہی اسکو ملاحظہ کرکے جواب تحریر فرمائیے یہ سُنکے
برجلیس نے کہا کہ وہ نامہ کہان ہی شمشیر افگن نے نامہ نکال کر برجلیس کے ہاتھ مین دیا برجلیس نے نامہ
لیکر وزیر کو دیا اور کہا کہ باواز بلند پڑھو وزیر نے نامہ لیکر لفافہ چاک کیا اور پڑھنا شروع کیا بعد تعریف
لقا اور اُسکے گاودلنگی کے یہ تحریر تھا کہ ای نبیرۂ خورشید تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ نوشاہان گرام و انجم
پر لشکر کشی کرے تیرے نانا خورشید نے کبھی یہ قصد نہین کیا مگر یہ تیرا قصور نہین ہی تیرے نطفہ کا ہی جسکا
کچھ نشان نہین ہی نہ معلوم تو کس کے نطفہ کا ہی ایک امر مہمل اپنے مقام پر تجویز کر لیا کہ خداوند آفتاب
کے ہم فرزند ہین ای نادان یہ بھی کوئی قیاس کرنے کی بات ہی کوئی بھی عقل مند اسکو گوارا
کرے گا کہ تو آفتاب کا فرزند ہی ارے نادان آفتاب کی کب یہ قدرت ہی اول تو یہی امر خلاف
عقل تھا کہ تیرا نانا آفتاب کی پرستش کرتا تھا جو کہ خلق کیا ہوا خداوند لقا کا ہی ای طفل یہ بھی اُسکی نادانی
اور بے عقلی تھی کہ جسقدر اشیا دنیا مین خلق ہوئی ہین سب پیدا کی ہوئی خداے باختر مالک خشک و تر
یعنی لقا کی ہین بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ جب ایسا خدا جو کہ ہیجدہ ہزار ملک باختر کا حاکم ہو اور

اختیار اس نے اپنی مرضی سے خلق کی ہوں کیا آفتاب کیا ماہتاب کیا ستارے کیا شجر و حجر کیا زمین و آسمان
کیا جن و بشر وغیرہ وغیرہ اور جو چیزیں کہ دنیا میں پیدا کی ہوئیں اُسکو تو نہ مانیں اور اُسکی پیدا کی ہوئی
چیزوں کو خدا جانیں مگر ہم کو اس سے کوئی غرض نہ تھی کیونکہ اس اقلیم کا قاعدہ ہی کہ جو کوئی جو مذہب
رکھتا ہو دوسرے اُسکو کوئی مطلب نہیں وہ اپنے ملک میں اُس مذہب کو رواج دے یہ طریقہ
ہمیشہ سے چلا آتا ہی بلکہ جو لوگ تیرے دربار میں زمانہ سابق کے ہونگے اُن سے اس امر کو دریافت کر لینا
اور سُنا کہ وہ کیا کہتے ہیں مگر سنا ہی کہ تو کوئی نیا طریقہ پیدا کرنے والا ہی یعنی اپنے مذہب آفتاب پرستی
کو رواج دینے والا ہی اول تو یہ خیال کرنا ضرور ہی کہ پہلے ہم اپنے میں لیاقت اس امر کی پیدا کریں کہ جو عالی
خاندان میں اُنکے ہم سر ہوں دوسرے وہ مرتبہ حاصل کریں کہ سب ہم کو اپنے برابر کا تصور کریں یہ
تو خیال کرنے کی بات ہی کہ تیرا نانا ایک چھوٹے سے ملک کا بادشاہ ہمیشہ سے تھا اُسکے مرنے کے
بعد تو بھی اُسی ملک پر قابض ہوا اُسنے کبھی اس امر میں فکر نہ کی نہ کوشش کی کہ اپنے ملک کو ترقی دیتے
یا کسی طرف کو لشکر کشی کرتے یہ جرأت نہ ہوئی سوا اپنے ملک کی حفاظت کے دوسری فکر نہ تھی
نہ ایسا لشکر تھا کہ وہ یہ جرأت کرتا اب میں حیران ہوں کہ وہ کون سی قوت تجھکو حاصل ہو گئی ہی کہ تو نے
یہ جرأت کی اور یہ قصد کیا میرے خیال میں یہ امر کسی صورت سے نہیں آتا ہی کہ کیا امر تجھکو لاحق ہوا ہی
صرف اس امر پر خیال کر لینا کہ ہم خداوند کے فرزند ہیں بھلا کون اسکو تسلیم کرے گا کہیں یہ بھی سُنا گیا ہی
کہ آفتاب جو کہ خدا کا بندہ ہو وہ کیونکر آسمان پر سے زمین پر آسکتا ہی جس طرح اور ستارے ہیں
اُسی طور سے یہ بھی ہیں آفتاب و ماہتاب یہ بالکل بے عقلی ہی یہ خیال کر لینا کہ ہمارا جو خداوند یعنی آفتاب
ہمارے اوپر مہربان ہوا اور وہ میرا باپ ہی اور میں اُسکا فرزند ہوں اور اُسنے مجھکو اپنا نائب کیا ہی یہ کبھی نہیں
ہو سکتا ہی میرے نزدیک وہ کوئی ساحر ہی جو کہ اپنے کو خداوند کہتا ہی پس تم کو لازم ہی کہ تم اپنے قصد
سے باز آؤ اور اپنا وہی مذہب قدیم جو کہ تمہارے نانا کا تھا اُسی پر قائم رہو اور وہی طریقہ رکھو جو کہ ہمیشہ کا
تھا یہ امر بالکل خلاف ہی کہ تم اپنے کو سجدہ کرنے کا حکم دو کیسا خدا اور کیسے نائب خدا صرف ایک خدا
تھا جو کہ کسی سبب سے پردہ دنیا سے بہشت کی طرف تشریف لے گئے ہیں جب اُنکا جی چاہیگا وہ تشریف
لائینگے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم اپنے اُسی ملک پر اکتفا کرو اور زیادہ ہوس نہ کرو ورنہ
خرابی ہوگی میں نے جو سُنا کہ تمہارا یہ قصد ہی کہ تم لشکر کشی میری طرف کروگے میں نے خیال کیا کہ تم کو
کیوں زحمت ہو میں خود کیوں نہ تمہارے ملک پر لشکر کشی کرکے جاؤں اور اگر ممکن ہو تو تم کو تمہارے قصد
سے باز رکھوں پس میری نصیحت پر عمل کرو ورنہ زیادہ جنگ ہوگی یہ امر بالکل خلاف دانائی و عقل ہی کہ
آفتاب کو اپنا باپ تصور کرے جو کہ ایک بالکل بے حس چیز ہی سوا روشنی کے اور کوئی فائدہ
نہیں ہی زمین پر آنا کیسا اور تیری ماں سے عقد کرنا کیسا بس میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم میرے
کہنے پر عمل کرو آیندہ اختیار ہی کیوں اپنے کو خراب کرتے ہو بے عقلی سے کام لیتے ہو وہ مثل نہ ہو کہ بعد
کو عیب کوئی ذرک اُٹھاؤ تو یہ کہو کہ ہم نہ جانتے تھے کہ یہ امر یوں ہی تم ابھی لڑکے ہو وہ کام کرو کہ بڑے
بڑے بزرگ عزت کریں یہ خیال نہ کریں کہ یہ لڑکا ہی بالکل بے عقل ہی طفل مکتب خیال کرکے مثل میرے
لشکر کشی نہ کریں پھر اُسوقت بڑی مشکل ہوگی کس کس کو جواب دوگے اور کس کس سے مقابلہ کروگے
یہ حرکت تمہاری تمام شاہان اقلیم کو ناگوار ہوگی سب ضرور مقابلہ کو آئینگے جس جس کو خبر ہوگی اس
سے کیا حاصل کہ ذرا سے امر کے لیے اس قدر لوگوں کو اپنا دشمن کرو یہ بالکل خلاف عقل ہی یہ یقین ہی کہ بعد

کو پھر وہی کام کرنا پڑے گا جو کہ مین خیال کرتا ہون کہ آخر کو اس خودسری کا یہ انجام ہوگا کہ یہ ملک بھی ہاتھ سے
جاتا رہے گا لشکر تباہ ہوگا اور اگر صلح کر لی تو یہ انجام ہوگا کہ یہی مذہب جو کہ تمہارا آفتاب پرستی یہی
پر قائم رہو جو کوئی صلح کرے گا اسی اقرار پر وہ شامل ہوگی کہ سب الزام دینگے کہ لڑکا تھا جوانی کی اُمنگ مین
کچھ خیال نہ کیا یہ کیسے مشیر کار ہین کہ جنھون نے ایسی صلاح دی ہی وہ میرے نزدیک تمہارے دوست
نہین ہین بلکہ دشمن ہین یہ خیال کرو کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہی میرے اور تمہارے
نانا کے بڑی دوستی اور ملاقات تھی بدین سبب مین نے تم کو اس طور سے یہ نامہ تحریر کیا ورنہ مین صرف
اطلاع کر دیتا کہ مین مقابلہ کو آیا ہون اگر میرا مقابلہ کرو تو آو کیا غرض تھی کہ مین یون نصیحت کرتا صرف
اس خیال سے لکھا کہ یہ میرے دوست کا بالک ہی اور اُسکا نواسہ اسوقت مسیر عالم ہی اور بسبب
اپنی کم سنی و نودسالی کے عقل سلیم نہین رکھتا ہی جو کچھ چند برباد کنندگان حکومت نے تعلیم کیا ہی
اور کان مین پھونک دیا ہی اُسکو اُسنے اپنا ذریعہ ترقی خیال کر لیا ہی تو یہ بالکل خلاف ہی کہ اُسکے
دوست کا عزیز خواہ لڑکا خراب ہو اور دوست دیکھا کرے اُسکی مروت سے بعید ہی اس سبب سے
مین نے تم کو بطور نصیحت کے یہ نامہ تحریر کیا ہی کہان تک تحریر کو طول دون اس شعر کے مضمون پر مین
اپنے نامہ کو ختم کرتا ہون ع منت آنچہ حق بود گفتیم تمام ؛ تو دانی دگر بعد ازین والسلام ٭ یہ مضمون
جو بہ جلیس نے سنا بہت برہم ہوا اور کہا کہ بچہ خونخوار کی شامت آگئی ہی ضرور قضا سر پر کھیل رہی ہی
جو بادولت کی شان مین ایسے کلمات تحریر کیے ہین یون کوئی نائب خداوند کو تحریر کرتا ہی جو کہ اُسنے
تحریر کیا ہی وہ خود اپنی لیاقت کی طرف خیال کرے اور بادولت کی لیاقت و عالی خاندانی کی
جانب دیکھے کجا مین فرزند خداوند آفتاب کجا وہ بندہ آفتاب میرا اُسکا کیا مقابلہ ع چہ نسبت
خاک را با عالم پاک ٭ اُسکو لازم ہی کہ اپنی لیاقت سے زیادہ نہ کلام کرے اور اپنی لیاقت سے قدم
باہر نہ رکھے اول تو اُسنے بڑی خطا یہ کی کہ مجھ ایسے صاحب اختیار پر لشکر کشی کرکے آیا یہ نہ خیال کیا کہ
مین نائب خداوند و خود خداوند ہون یہ مین کس پر لشکر کشی کرکے جاتا ہون اگر آیا بھی تھا تو اُسکو لازم
تھا کہ میری خدمت مین حاضر ہوتا میری اطاعت کرتا اور مجھکو سجدہ کرتا بخدا اگر مین اُس مین
لیاقت پاتا تو اُسکو مرتبہ پیغمبری عنایت کرتا نہ یہ کہ اس طور کی تحریر میرے نام روانہ کی چونکہ مین خدا
و نائب خداوند ہون رحیم و کریم میرا طریقہ ہی بدین سبب مین بھی اُسکو پہلے بطور نصیحت اس نامے کا
جواب تحریر کرتا ہون اور اُسکی اس خطا سے درگذر کرتا ہون اگر اُسنے اسپر عمل کیا تو خیر ورنہ وہ سزا
سخت دونگا کہ تمام شاہان دنیا کو کان ہونگے اگر ہم خلاف حکم خداوند کرینگے تو یہی امر ہمارے
لیے بھی رکھا ہی یہی ثمر ہم کو بھی ملے گی پھر کوئی سرتابی نہ کریگا سب بلا جھجک و بیکار دائرہ اطاعت مین داخل
ہونگے اور میری نیابت و خدائی کے قائل ہونگے پھر میرے حکم کو بجا لائینگے یہ جو تقریر مرد شمشیر افگن نے اپنے
مالک کے حق مین سنی خلاف الفاظ سننے کی اپنے قلب مین جرأت نہ پائی چونکہ خاندانی حلال اور صاحب
غیرت تھا کچھ اسکا خیال نہ کیا کہ یہ دربار غیر بادشاہ کا ہی یہان سوا میرے کوئی میرا شریک
نہین ہی سب اسکے ملازم ہین مرد جری و بہادر تھا بہادر تو صاحب غیرت اکثر ہوتے ہین کچھ جان کا
خوف نہ کیا جرأت کرکے یون کہنے لگا کہ اگر اجازت ہو تو مین کچھ عرض کرون بہ جلیس نے جواب دیا کہ جو
تم کو کہنا ہو کہو کوئی مانع نہین ہی پس تب اُس مرد جری نے کہا کہ یہ خیال آپ کا بالکل خلاف ہی میرا
مالک کسی سے نہین خوف کرتا ہی اُسکے دربار مین اسوقت کتنی ہزار سردار ہین وہ آج تک جس

شہر پر لشکر کشی کرکے گیا سو ہر دفعہ کے کبھی اُنکے لشکر نے شکست نہین کھائی ہمیشہ مظفر و منصور رہا ہی بھلا وہ
کیون کسی سے خوف کرنے لگے اور کیون اطاعت کرنے لگے وہ ہمیشہ ہر ایک پر لشکر کشی کرتے گئے ہین
اور آج تک کوئی لشکر کشی کرکے نہین آیا ہی نہ آج تک کبھی اس اقلیم مین مذہب کی بابت مقابلہ ہوا پس
اب مین عرض کرتا ہون کہ آپ بادشاہ سے صلح کرین مقابلہ نہ کرین در حقیقت در اصل یہ امر بالکل خلاف
عقلمندی و دانائی ہی کہ آفتاب کو جو کہ ایک ستارہ ہی خدا تصور کرنا اسپر طرہ یہ کہ وہ آسمان پر سے
زمین پر آیا اُسنے صورت بشری پیدا کی اور اہل دنیا سے مواصلت کی اول تو آسمان پر یہ قدرت
نہین ہی وہ ستارہ ہی ہمارے خداوند تعالی کی قدرت سے خلق ہوا ہی بھلا وہ کب زمین پر آسکتا ہی
اور یقین کر سکتا ہی یہ سب بندے تعالی کے ہین اگر کوئی کہے کہ فلان شجر نے صدا دی یا اپنی جگہ سے حرکت
کی یا صورت انسانی پیدا کی تو سب یقین کر سکتے ہین کہ ایسا ہوا ہو یہ سب بندے تعالی کے ہین اور اُنکی
قدرت سے پیدا ہوئے ہین لہذا مین آپ سے بلا خوف و خطر عرض کرتا ہون کہ یہ خیال اپنے دل
سے دور فرمائیے کہ مین فرزند ہون آفتاب کا اور نائب ہون خداوند آفتاب کا بس یہی اپنا طریقہ
رکھیے کہ آفتاب کی پرستش کیجیے اور اپنے کو سجدہ نہ کرائیے اول تو یہی خلاف عقل ہی کہ آفتاب کو خدا
مانا جاے جیسا آپکا اور آپکے خاندان کا مذہب قدیم ہی اسمین کسی طور کی دست اندازی
نہین کی جا سکتی ہی کیونکہ اگر کسی طور کی دست اندازی کی جائے گی تو تمام باشندگان اقلیم فساد پر
آمادہ ہو جائین گے اور پھر اُنمین سے دوسرے کوئی نیا طریقہ نہین ایجاد کیا جا سکتا ہی آئندہ آپ
کو اختیار ہی جو چاہے جواب نامہ دیجیے مگر سن رکھیے کہ اُن لوگون کی شجاعت ہین دکار نمایان
کن ... یہ ضرور خیال کیجیے کہ وہ اپنے مذہب سے نہ انحراف کرینگے نہ آپ کی اطاعت کرینگے کیونکہ
جب اُنکا قصد اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کا ہی کہ جو اسوقت لشکر کثیر اور اتنی بڑی طاقت
رکھتے ہین کہ کوئی بادشاہ نہ رکھتا ہوگا نہ اس قدر لشکر اُسکے پاس ہوگا اہل اسلام کے ایک ایک
سردار و فوج کے ماتحت اس قدر لشکر ہی کہ اکثر شاہون کے پاس نہ ہوگا اُنکے ایک ایک افسر نے
اس قدر ممالک و طلسم فتح کیے ہین اور اُنکے قبضہ مین ہین کہ کسی بادشاہ کے پاس نہ ہونگے گو کہ خدا
پرستون نے تمام دنیا کے مذہبون کو تباہ کیا اور نیست و نابود کیا گو کہ یہ امر بہت مشہور ہی کہ خداوند
نے اہل اسلام کو بہت پریشان کیا اور خداوند تعالی نے رحم کو کام فرمایا بدین خیال کہ یہ بھی بندے
میرے ہین گو کہ اس وقت منحرف ہوگئے ہین مین کیون انپر اپنا عذاب نازل کرون جو اُنھون نے کہا
گوارا کیا وہ ماجرا ہو کر دنیا سے بہشت کی طرف چلے گئے اور اس رحم کا انجام یہ ہوا کہ اُنکی خدائی
بالکل دنیا پر سے جاتی رہی کوئی اُنکا ماننے والا نہین رہا یہ چند ملک جو باقی ہین وہ لوگ اس فکر
مین ہین کہ ان ملکون سے بھی مذہب لقا پرستی کو نیست و نابود کردین جو کہ ایسے ہوئے اُن سے
ہمارا ملک قصد مقابلہ رکھتے ہین بھلا وہ اور کسی کو کب خیال مین لائینگے میرے نزدیک آپ کا
اُن سے یہ سوال کرنا بیکار ہی یہ سنکر برجلیس نے کہا کہ ای ایلچی تو بھی مذہب لقا پرستی رکھتا ہی
شمشیر رنگین نے کہا کہ جو میرے بادشاہ کا مذہب ہی وہ میرا بھی مذہب ہی برجلیس نے
کہا کہ ایلچی میری دو باتین سن لے مین کہتا ہون بھلا یہ کون سی عقل ہی کہ ایک شعاع آفتاب
کو جو مثل ہمارے اور تمھارے ہو اُسکی بندگی کرین اور اُسکو اپنا خدا جانین اور اپنے
خدا سے حقیقی کو نہ پہچانین کہ جس کے نور سے تمام عالم روشن ہی تم بتاؤ کہ ... خدا ہی

اگر جو اپنے بندون سے مقابلہ کرے اور شکست کھا کر ملک بملک فرار کرتا پھرے اور بندون کے ہاتھ سے اسکو پناہ نہ ملے آخر کو اسقدر عاجز ہو کہ اُنکے ہاتھ سے قتل ہو یہ کوئی خدائی کی شان ہی ہو جو کہ خدا سے تعلق ہی اسکی بابت یہ کہا جائے کہ یہ لقا کے پیدا کیے ہوئے ہین خدائی یہ صفت ہی کہ جسکی ذات سے تمام عالم کو نفع پہونچے دیکھو یہ کتنی بڑی خداوند آفتاب کی صفت ہی کہ اُنکے نورجمال سے تمام دنیا روشن ہی اگر انکا نور جمال نہ ہوتا تو اس قدر تاریکی ہوتی کہ کوئی چیز نہ دکھائی دیتی سب نکر انکے اگر تمام ہو جاتے بھلا یہ صفت لقا مین کب تھی دوسری صفت یہ ہی کہ مثل آسمان کے دوسرا اور آسمان کس قدر اپنے قریب رہنے کے لیے بنایا ہی بھلا لقا نے بھی کوئی چیز کبھی بنائی تھی تیسری بات یہ ہی کہ اپنا نائب مجکو مقرر کیا ہی یہ امر کوئی تعجب کی جگہ نہین ہی کہ خداوند نے میری والدہ کے ساتھ عقد کیا اُنکو اختیار ہی کہ جس بندے کو چاہین اپنے ہمراہ کرلین یہ قدرت لقا مین نہ تھی تو اُس آسمان پر سے اس آسمان پر کیونکر آ سکتے اُنکی جو وہ چاہین تو میرے دربار مین چلے آئین تمہارے آنے کی اُنھون نے مجکو خبر دی تھی کہ ابھی در دولت پر آیا ہی اُسکو استقبال کر اسکے اپنے دربار مین طلب کرو اگر وہ نہ خبر دیتے تو کبھی نہ معلوم ہوتا اور خیال کرنے کی جگہ ہی کہ بقول تمہارے بادشاہ کے میرے نانا کا چھوٹا سا ملک تھا یہ خداوند کے قدم کی برکت سے اسکو شرف حاصل ہوا ہی کہ اس وقت جو مرتبہ اس ملک کو حاصل ہی اور کسی کو نہین ہی جس قدر اس وقت میرے پاس اس چھوٹی سی حکومت پر لشکر ہی کسی کے پاس نہ ہوگا اور جو سامان کہ میرے پاس ہی کسی بادشاہ کے پاس نہ ہوگا اور کیون نہ ہو جب کہ باپ خدا ہو تو اُسکے پاس کس چیز کی کمی ہوگی اس وقت تمام شہر مجکو اپنا خدا اور نائب خدا تصور کرتا ہی اور ہر صبح مجکو سجدہ کرتا ہی پس میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تم لقا پرستی سے باز آؤ اور مجکو سجدہ کرو اور اپنا خدا جانو میری اطاعت کرو اور خدمت اپنے بادشاہ کی ترک کرو اپنے پیدا کرنے والے اور خالق کو پہچانو اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگے تو مین تم کو اپنا سپہ سالار کرونگا اے ایلچی اپنے خدا کو پہچان کیون گمراہ ہوتا ہی اور اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہی اپنے خالق کو کیون نہین سجدہ کرتا ہی مرد شیر افگن نے یہ تقریر سُنکے جواب دیا کہ اے بے حس اپنی زبان کو روک اور کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکال مین لاکھ لاکھ لعنت مذہب آفتاب پرستی پر کرتا ہون اور اسکے ماننے والے کو کافر جانتا ہون مرد جری کہین یہ کرتے ہین کہ اپنے مذہب کو ترک کرتے ہین مذہب کو ترک کرنا گویا اپنے باپ سے منحرف ہونا ہی دنیا مین سوائے مذہب کے کوئی امر ایسا نہین ہی کہ جسکے لیے کوئی اپنی جان دے مذہب وہ چیز ہی کہ جو اسکے پابند ہین وہ جان دینا گوارا کرتے ہین اور مذہب ترک کرنا گوارا نہین کرتے ہین اُن لوگون کا ذکر نہین ہی کہ جو غیرت نہین رکھتے ہین اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنا لیتے ہین اور اسپر بھی کوئی منحصر نہین ہی بلکہ بعض ایسے ہین کہ جنکے باپ کا نشان تک نہین اُنھون نے ایک تمیز فضول اپنے دل سے تراش لی اور اسپر اوروں کو بھی ترغیب دلاتے ہین کہ تم بھی مذہب ہمارا قبول کرو اسپر طرہ یہ کہ اپنے کو سجدہ کرنے کو کہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم فرزند خداوند ہین اور نائب خداوند جو امر کہ آج تک کبھی نہین سُنا وہ اب سنتے ہین آنا کر اور اپنے مذہب کو سچا کہتے ہین مین صاف صاف کہتا ہون کہ مین اپنے جان سے نہین ڈرتا ہون جو کچھ آپ کو تقریر کرنا ہو تقریر کر لیجیے مجھ سے بابت ترک مذہب اور اطاعت کے نہ کہیے مین ایسی نوکری کو کچھ خیال مین نہین لاتا ہون کہ جس مین ترک مذہب کی گفتگو ہو دوسرے مین نمک حرام نہین کہ مین اپنے مالک کی رفاقت ترک کرون اور ایک غیر کی اطاعت کرون اب مجھ سے اس امر مین کسی طور رکھتی

تقریر نہ زیبا ہے کا ورنہ میں تجکو اسکا پاس دکھا کر ظاہر کرونگا کہ یہ دربار شیر ہی و روسیاہی بات پر جان دیتے ہیں جسکی
زبان ایک اسکا باپ ایک میرے باپ مین فرق نہین ہی جو میری زبان مین فرق ہو اور میرا نام شیر افگن
نہین کہ اگر کوئی اس امر مین کلام کرے اور مین اسکو زبان تیغ سے جواب نہ دون یہ جو تقریر شیر افگن نے
کی تمام اہل دربار کے تیور بگڑ گئے اور سب کو غصہ آگیا مگر بسبب خوف برجلیس کے کوئی دم نہ مارسکا مگر ایک
سردار جو کہ قریب تخت اپنے دنگل پر بیٹھا تھا اسکا نام مرتیخ برجلیس پرست تھا اور وہ نیا نیا انکے مذہب
مین آیا تھا اسکو تاب نہ رہی برہم ہوکر کہنے لگا کہ ای ایلچی بد ولت تیرے روبرو خداوند و نائب خداوند کی
شان مین یہ کلام پس اپنی زبان کو روک تیرے باپ کا پتہ نہ ہوگا یہ تو طعن خداوند یعنی برجلیس پر کرتا ہی
انکے تو وہ والد بزرگوار ہین جو کہ تمام دنیا کی خدا ہین ایسا ذی شرف تو کوئی نہ ہوگا جیسے نائب خداوند
ہین انکی شرافت مین جو کوئی شک کرے وہ کافر ہی ہم خود مذہب لقا پرستی پر طعن کرتے ہین کہ وہ ہمارے
خداوند آفتاب کا ایک بندہ تھا اُن سے منحرف ہوگیا خدائی کرنے لگا اُسکی سزا اسکو خداوند نے اہل اسلام
کے ہاتھ سے دلائی ہم اُسکی بندگی کرنے والے کو کافر جانتے ہین اور اُسکا قتل ہم پر واجب ہی مگر کیا کرین
دو امر مجبور کرتے ہین اول تو یہ کہ تیرے قتل کی خداوند و نائب خداوند نے اجازت نہین دی دوسرے
تو نامہ لیکر آیا ہی ورنہ ابھی اس حرب زبانی کی سزا دیتا ایک ہاتھ مین تیرا سر دوسرے مین قدم جدا کرتا یا تیری
زبان گدی کی طرف کھینچ لیتا بھلا ان کلام کی تاب کب شیر افگن کو تھی کبھی ایسے کلام سننے کبھی نہ تھے
فوراً غصہ آگیا اور کہا کہ او کبر آفتاب پرست تو کیا سزا دیگا تیری کیا یہ لیاقت ہوئی ابھی کل کا ذکر ہی
کہ فلان مقام پر قزاقی کرتا تھا پوشیدہ ہوکر قافلے لوٹتا تھا آج یہان بیٹھکر دلاوری کا دعوی کرتا ہی
ہمیشہ تو قزاقی مین بسر کی اب جو بیٹھکر چین سے روٹی نصیب ہوئی تو بہادرون کے منھ چڑھنے لگا سچ کہا ہی
کسی نے کہ کبھی کم ظرف کو فرصت نہ دے جان فرصت دی وہ یہ خیال کرتا ہی کہ ہمین دیکھے بے [illegible]
مارے غرور کے زمین پر قدم نہین رکھتا ہی تو کیا کرے یہ تیری رذالت کا سبب ہی تو جیسا جو ہوتا ہی
اُسکو اُسی کی صحبت پسند آتی ہی جیسا تیرا بادشاہ ہی ویسا تو بھی ہی بقول شخصے سہ کند ہم جنس با ہم جنس
پرواز * کبوتر با کبوتر باز با باز * ذرا میری طرف دیکھ اور چار آنکھین کرکے کلام کر [illegible] تو کہ سر دسی
قدم پر آکر گرتا ہی یہی منھ اور یہ کلام وہ وقت بھلا بھول گئے چوری سے مقابلہ کرتے تھے جب کسی بہادر
کا سامنا ہوگیا تو منھ چھپا کر بھاگ گئے پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہی اور آج یون تقریر کرتا ہی یہ خیال کرنا
کہ مین اس امر سے خوف کرون کہ یہان تیرے ساتھی ہین یہ ممکن نہین کہ [illegible] جو تقریر کرے گا
ویسا مین جواب دونگا اب صاف صاف سن کہ میری مان پر تہمت زنا لگاتی ہی تھی میری مان نے
قسم کھائی تھی اسی وجہ سے تو میرے باپ کا نشان نہین ہی میری مان نے بھی یہی کہا تھا کہ میرے ساتھ
خداوند آفتاب نے عقد کیا ہی یہ حمل تجکو اُنسے رہا ہی یہ سارا واقعہ میرے اوپر گذرا ہی یا تیرے بادشاہ پر جو جیسا
گذرا ہو بیان کردے اصل امر یہ ہی کہ جو کھری بات کہتا ہی وہ ہمیشہ برا قرار پاتا ہی اب مین کہان تک اپنی تقریر
کو طول دون تو کیون مجبور ہی لیکن موجود ہون جو تیرے سامنے میرا ہوسکے تو تقصیر نہ کرنا ہی نہ کر اگر بہادر ہی کہ
وہ شخص ہی مین جسکو نامرد تصور کرونگا آج سے پھر کبھی ایسی تقریر کسی بہادر سے نہ کرنا یہ جو تقریر شیر افگن نے کی
وہ سردار ہیون صاف طور سے بیان کیا پس مرتیخ کو غصہ آگیا تلوار میان سے نکال کر اپنے دنگل پر سے
اٹھا اور شیر افگن کی طرف چلا شیر افگن نے جو اسے اپنے طرف آتے دیکھا [illegible] تلوار سے نکال لائی
مین کہ جب وہ وار کرے تو قبضہ پر ہاتھ ڈال کر تلوار چھین لو اور اسی مقام پر بیٹھے بیٹھے اسکو اٹھا کر جو مارو

نقش زمین ہو جانے یہ بھی کوئی چیز ہی یہ تو یہ خیال کر رہا ہی اور اہل دربار خاموش بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہین اور
برجلیس کی یہ نوبت ہی کہ مارے غصہ کے تھر تھر کانپ رہا ہی بلکہ منہ سے کہتا نہین ہی خاموش ہی اور ہر
سب کی نظرون سے پنہان آفتاب بھی موجود تھا وہ بھی یہ تقریر سن رہا تھا اُسنے بھی یہ واقعہ دیکھا اب جو
فساد ہوا چاہتا ہی اپنے سحر سے دریافت کیا کہ برجلیس کا پہلوان اسپر غالب ہوگا معلوم ہوا کہ اگر مقابلہ
ہوا تو وہی غالب ہوگا یہ پہلوان مغلوب ہوگا نامہ بر بہت زبردست ہی بس یہ دیکھتا تھا کہ اس نے
دل مین کہا کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ یہ فساد دفع ہو بس یہ امر اسکے خیال مین آیا کہ تو برجلیس سے یہ کہہ کہ
اپنے پہلوان کو منع کرے اور نامہ بر سے یہ کہے کہ ادھر دیکھ اور اپنے منہ پر سے نقاب اٹھا دے بسبب
نظارہ سحر کے وہ اسکو سجدہ کرے گا ادھر مین سحر کرتا ہون کہ اسکے قلب ماہیت ہو جائے اور یہ مذہب
آفتاب پرستی قبول کرے لقا پرستی ترک کرے اپنے مالک کی اطاعت سے منہ موڑے برجلیس کی اطاعت
کرے یہ خیال کرکے برجلیس کے برابر آکر اُسکے کان مین آہستہ کہا کہ اے نائب من کیون خاموش کھڑا ہی
اپنے پہلوان کو کیون نہین منع کرتا ہی اور کیون نہین اپنے منہ پر سے نقاب اٹھاتا ہی یہ کہتا کہ اے نامہ بر
میری طرف دیکھ اور اپنے خدا برحق کو پہچان جیسے وہ تیری طرف دیکھے فوراً نقاب اٹھانا وہ تجھکو
سجدہ کرے گا تو اُسکو اپنا سپہ سالار کرنا اور نامے کا جو کچھ جواب بھیجنا اُنکے ہاتھ بھیجدے جو کہ اسکے
ہمراہ آئے ہین کیونکہ جب یہ تجھکو سجدہ کرے گا تو تیری اطاعت بھی ضرور کرے گا اب یہ اپنے آقا کے
پاس یہان سے نہین جانے کا بس یہ جو برجلیس کے کان مین آہستہ آفتاب نے کہا اُسنے خیال کیا کہا کہ
خداوند نے خوب تدبیر بتائی بس اپنے باواز بلند کہا کہ او مریخ کیا کرتا ہی یہ دربار خداوندی ہی اس جگہ
ایسی بے ادبی کیا ہم سزا نہین دے سکتے ہین جو تو اپنے مقام پر سے اُٹھا اور بھی تو مردار مین کوئی نہ بولا
تو بڑا جوان مرد معلوم ہوتا ہی یہ جی چاہتا ہی کہ اس بے ادبی کے عوض مین تجھکو نامہ بر کے ہاتھ سے قتل کراؤن
جا بیٹھ اپنے مقام پر ہم خدا ہین اگر ایسی ایسی باتون پر لوگون سے فساد کرینگے اور اُنکو قتل کرنے پر آمادہ
ہوجائینگے تو کوئی کاہے کو ہماری طرف رجوع ہوگا یہ جو ڈانٹ کر برجلیس نے کہا مریخ کانپ کر رہ گیا گو قریب
شیر افگن کے پہونچ چکا تھا قصد کیا تھا کہ وار کردون بس یون ہی سہم کر رہ گیا اور ہٹ آیا ادھر برجلیس
نے صدا دی کہ اے ایلچی میری طرف دیکھ اور اپنے خدا کو پہچان یہ سنکے شیر افگن نے اسکی طرف دیکھا
برجلیس نے اپنے منہ پر سے نقاب اُٹھائی اور کہا پرمن نگر پرمن نگر شاید کہ گھنٹا سی مر ادھر نقاب
اُٹھائی اُدھر آفتاب نے سحر کیا کہ شیر افگن کی قلب ماہیت ہو جانے سحر نے اپنا اثر کیا جیسے ہی
شیر افگن نے برجلیس کی طرف دیکھا اور اُسکے چہرے پر نگاہ پڑی قلب ماہیت ہو گئی دوڑ کر قدمون
پر گرا پہلے سجدہ کیا پھر قدم چومے اور رو رو کر یون کہنے لگا کہ افسوس مین آج تک اپنے خدا سے نہ واقف
تھا مجھکو خونخوار نے گمراہ کر رکھا تھا میرا خالق تو یہ ہی مین نے کیسی اپنی عمر گمراہی مین بسر کی اور کیا کیا
کلام مین نے خدمت مین اپنے خداوند کے کیے میری زبان لائق کاٹ ڈالنے کے ہی آج مین نے اپنے
خدا کو پہچانا لقا واقعی بندہ ہی بھلا وہ کیا خدائی کرسکتا ہی اگر مین جانتا کہ لقا میرا خدا نہین ہی تو کبھی اُسکی
پرستش نہ کرتا اے خداوند میری خطا کو معاف فرما میرا قصور عفو کر گو کہ مین لائق عفو نہین ہون سہ ہر چند
نیم لائق بخشائش تو بر من منگر بر کرم خویش نگر ∴ مگر تیرے رحم و کرم سے بعید نہین ہی کہ تو مجھ پر رحم کرے
تو بڑا رحیم ہی کریم ہی یہ کہتا ہی اور روتا ہی آنکھون سے باران اشک ہی کہ جاری ہی آنسوؤن کا تار بندھا
ہوا ہی متواتر آنسو جاری ہین یہ حالت جو برجلیس نے اُسکی دیکھی اپنے منہ پر کی نقاب درست کرکے

اور اسکا سر اٹھا کر کہا کہ کیون اس قدر گریہ کرتا ہی میری ذات رحیم ہی مین نے تیرا قصور معاف کیا تیری خطا کل
کی یہ تیرا قصور نہ تھا تو نہین واقف تھا کہ مین تیرا خدا ہون اور تیرے خدا کا نائب ہون چونکہ یہ منظور رہی کہ امر
خدائی کا مجھکو مختار کرین بدین سبب انھون نے میرے سجدے کا حکم دیا اور بہت سے کلام تشفی آمیز زبان
سے اپنے کہے کہ جس کے سبب سے اسکو تسلی ہوئی وہ جوش رقت کم ہوا آنسو تھمے برجلیس نے
قدمون پر سے اٹھکر اس مقام پر آیا جہان پہ بیٹھا ہوا تھا اور بلبلا کے کہنے لگا کہ ای خداوند مین آپ کا
بندہ بہت گنہگار ہون میرے قصور کو معاف فرمایئے مین توبہ کرتا ہون مین نے بڑی گستاخی کی کہ بہت
کلام سخت شان مین خداوند کے اپنے زبان سے کہے وہ کلام جو کہ ادنی سے بھی شان مین نہین سکے
جاتے ہین مجھکو خونخوار نے گمراہ کر رکھا تھا اگر اسکو پاؤن تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دون اور ٹکڑے ٹکڑے
کرون جیسا کہ مجھکو میرے خدا سے گمراہ رکھا تھا برجلیس نے یہ حالت دیکھکر شیر افگن سے کہا کہ تم
جو اپنا نامہ لے کر خونخوار کے پاس جاؤگے یا نہین اسنے جواب دیا کہ اب مین اسکی صورت نہ دیکھونگا
جانا کیسا میرے روبرو خداوند اسکا نام اپنی زبان پر جاری نہ فرماوین پس فوراً برجلیس نے حکم دیا کہ لاؤ
خلعت ہم نے شیر افگن کو اپنا سپہ سالار کیا آج سے اسکو ہم نے ستون قدرت القاب عطا کیا بموجب
حکم فوراً خلعت سپہ سالاری حاضر کیا گیا برجلیس نے شیر افگن سے کہا کہ ای ستون قدرت تم
یہ خلعت زیب تن کرو آج سے تم میرے لشکر کے سپہ سالار ہو اور میری بارگاہ قدرت کے ستون ہو
تم کو کوئی نہین زیر کر سکتا ہی پس فوراً شیر افگن نے وہ خلعت پہن لیا اور دنگل اسکا سب سے
بالا دست برابر تخت برجلیس کے بچھایا گیا یہ اس دنگل پر آ کر بیٹھ گیا جب ان کامون سے فراغت
ہوئی اسوقت برجلیس نے دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے خونخوار کو تحریر کرو کہ تم بڑے مغرور
ہو گئے ہو اور بڑے گستاخ ہو اپنے کلام کوئی شان مین خداوند کے تحریر کرتا ہی اگر تم کو چشم بصیرت ہی
تو دیکھو کہ کیسی یہ قدرت کاملہ ہی کہ اپنے نور جمال سے تمام عالم کو روشن کیے ہوے ہی اور بہت سی
ایسی ایسی قدرتین ظاہر ہین کہ وہ لقا کیا ظاہر کر سکتا تھا جسکی کہ تم پرستش کرتے ہو وہ بھی ایک بندہ تھا
خداوند کا اسکو خداوند نے اپنی قدرت سے اس قدر قدرت دی تھی کہ کسی کو اس زمانے مین نہ
دی تھی وہ مغرور ہو گیا اور خدائی کرنے لگا کیسا اسکو ذلیل اور خوار کیا ہی خداپرستون نے یہ اسکے
غرور کی سزا تھی جو کلام اپنے آقا سے پھر جاتا ہی اسکو یہی سزا دی جاتی ہی وہ کیا گیدی تھا اور کیا لیاقت
رکھتا تھا کہ خدائی کرتا خدائے حقیقی خداوند آفتاب ہی جسکا مین فرزند و نائب ہون پس مین تم کو تحریر
کرتا ہون کہ تم کو لازم ہی کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرو و غاشیہ اطاعت دوش ہوش پر رکھکر
حاضر خدمت ہو میری اطاعت کرو اور لقا پرستی ترک کرو ورنہ یہ یاد رکھو کہ وہ سزا دیجائے گی کہ تمام
عمر یاد کروگے دیکھو یہ خدا ہی کہ جس نے اپنے بندون کی ہدایت کے واسطے چند روز کے لیے اپنے
سجدے کو موقوف کیا اور مجھکو سجدہ کرنے کو حکم دیا کہ میرے نائب و فرزند کو سجدہ کرو اور یہ قدرت دکھائی
کہ اس آسمان کو چھوڑ دیا اور مثل اسی کے اور ایک آسمان تیار کیا جو کہ فی الحال اپنا مسکن مقرر کیا ہی
مین کہان تک اسکے اوصاف تحریر کرون اور کہان تک اسکی مدح مین قلم فرسائی کرون اور کیون نامہ کو
طول دون اور تمھاری بیکار تحریر کا کیا جواب دون مین ایسے مہمل تحریر کا جواب نہین تحریر کرتا ہون صرف
اس قدر تمھارے راہ دکھانے کو تحریر کیا ہی تاکہ تم جو گمراہ ہو رہے ہو راہ راست پر آؤ اور دوبارہ فساد کو
پہنچا تو ورنہ تم نے خطا تو ایسی کی تھی کہ اگر قہر خداوندی نازل ہوتا اور دریائے غیظ و غضب جوش زن

ہوتا تو تم مع لشکر خاک سیاہ ہو جاتے مگر چونکہ ذات خدا رحیم ہوتی ہے اور اسکا فرض ہے کہ اپنے
بندون پر رحم کرے کیونکہ وہ تو اسکے پیدا کیے ہوے ہین سب اپنے مالک سے ناز و نیاز کرتے ہین
بدین خیال تمھاری خطاعفو کی گئی تم کو لازم بلکہ الزم ہے کہ مثل شیر افگن کے جو کہ تمھارا نامی لشکر
آرا تھا اور بہادر تھا اسنے اپنے خدا کو پہچان لیا اور مذہب باطل کو ترک کیا اور مجھکو سجدہ کیا وہ بڑا مرد
عقیل تھا کہ جب اسکو ہدایت کی گئی کیونکہ وہ عقل سلیم رکھتا تھا فوراً اسنے مجھکو سجدہ کیا اور اپنی لاعلمی
کا قائل ہوا کہ مین واقف نہ تھا کہ لقا خدا نہین ہے خدا میرا آفتاب عالمتاب ہے ایسی حالت مین مین
کیون گمراہ رہون کیون نہ اسکی پرستش صدق دل سے کرون اسنے یہ خیال کرکے لقا پرستی ترک
کی اور میری اطاعت قبول کی مین نے اسکا یہ مرتبہ کیا کہ اسکو اپنا سپہ سالار کیا اور ستون قدرت
لقب دیا لہذا تم کو حکمی کیا جاتا ہے کہ بغور دیکھنے اس فرمان واجب التعظیم کے میری خدمت مین آؤ اور
اپنی خطا مثل شیر افگن کے معاف کراؤ اس کے عوض مین طرہ پیغمبری پاؤ گے اور وہ مرتبہ ہوگا
کہ تمام شاہان اقلیم اسکی خواہش کرینگے اور تمھارے بعد پھر کسی کو نہ نصیب ہوگا آیندہ تم کو اختیار
ہے اگر اسکے خلاف کروگے عذاب و عتاب اور قہر خداوندی مین مبتلا ہوگے بس مین نے نامہ اپنا اس شعر
پر ختم کیا ہے سپردم بتو مایۂ خویش را ٭ تو دانی حساب کم و بیش را ٭ یہ مضمون جو کہ بختیس نے
کہا دبیر نے فوراً قرطاس پر تحریر کیا جب نامہ تیار ہو چکا تو پیش کیا یہ نامہ حاضر ہے بختیس
نے وہ نامہ لے کر ایک چوبدار کو دیا کہ بیرون دربار جو لوگ کہ شیر افگن کے ہمراہی کھڑے
ہین انکو دے دینا کہ یہ جواب نامہ ہے اور کہنا کہ تمھارے افسر نے بادشاہ کی ملازمت ترک کی
اور خداوند و نائب خداوند کی اطاعت قبول کی اور مذہب لقا پرستی کو بھی ترک کیا مذہب اصلی
آفتاب پرستی قبول کیا اب وہ دربار مین تمھارے بادشاہ کے نہین جائیگا لہذا یہ نامہ تم لے جاؤ
یہ سنکے اس چوبدار نے وہ نامہ لیا اور باہر آکر شیر افگن کے ہمراہیون کو دیا اور جو کچھ بختیس
نے کہا تھا ان سے کہدیا وہ نامہ لے کر اور تقریر سنکے اسی وقت باہم یہ تقریر کرتے ہوئے اس
مقام سے چلے کہ ہمارے افسر نے برا کیا جو بختیس کی اطاعت قبول کی افسوس نمک حرامی پر
کمر باندھی ایسا مرد باغیرت ہوکر ایسی بے غیرتی کرے اول تو اپنا مذہب ترک کرے دوسرے
اطاعت بھی ترک کی یہ کیا ہوگیا ہم ایسا نہین جانتے تھے بادشاہ اسے بہت دوست رکھتے تھے
بسبب جرأت و غیرت کے جس وقت وہ سنینگے نہایت صدمہ ہوگا کسی کا اعتبار نہین ہے
ہمارے افسر کو بادشاہ مثل فرزند کے خیال کرتے تھے جس طور سے کوئی فرزند کی خاطر کرتا ہے وہ
اسی طور سے انکی خاطر کرتے تھے ایسا بادشاہ تو کوئی نہ ملیگا ایسی ایسی تقریر کرتے ہوئے قلعہ اور
شہر سے باہر آئے اور اپنے لشکر کی راہ لی قریب شام لشکر مین پہونچے چونکہ دربار برخاست ہو چکا تھا
بادشاہ داخل بارگاہ آرام تھا کیونکر خبر کرتے اپنے مقام پر قیام کیا اہل لشکر نے دریافت کیا کہ تمھارا
افسر کہان ہے انھون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم انھون نے ہمکو راہ سے واپس کر دیا ان سب نے
خیال کیا کہ کیا حاصل حیران سے یہ حال کہین پیشتر بادشاہ کو خبر کرین پھر تو خود تمکو سب پر ظاہر ہوگا
یہ امر ایسا تو ہے نہین کہ پوشیدہ رہے اور کوئی نہ سنے مگر ہم کو کیا ضرورت ہے جو ہم اپنی زبان سے
بیان کرین اس خیال سے کہدیا کہ ہم کو راہ سے واپس کر دیا وہ لوگ یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے
کہ کوئی مصلحت ہوگی وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر خسرو خونخوار نے دربار کیا سب لوگ حاضر دربار

ہوئے خونخوار نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آج دو روز ہوئے کہ شیر افگن نامہ لے کر گیا ہی
واپس نہیں آیا ہے اسکو دو روز سے نہیں دیکھا ہی طبیعت پریشان ہی دوسرے یہ دن اسکے ہمراہ دربار
سونا پڑا ہی وہ رونق دربار کی نہیں ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور وہ نامہ لے کر گیا ہی ابھی نامہ کا
جواب نہ ملا ہوگا وہ ابھی انتظار میں مقیم ہونگے کہ جواب ملے تو روانہ ہوں آج ضرور حاضر خدمت
ہونگے یہاں تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ادھر وہ لوگ جو رفیق اور آئین جو معزز افسر تھے انھوں نے درباری
کپڑے پہنے اور وہ نامہ جو انکو ملا تھا اسکو لیے کر واسطے دربار کے روانہ ہوئے داخل دربار ہو کر مجرا گاہ سے
مجرا کیا بادشاہ نے دریافت کیا کہ تم لوگ کیوں آئے ہو انھوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ ہمراہی میں مرد
شیر افگن کے تھے جبکہ وہ نامہ حضور کا لے کر طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوئے تھے تو انھوں نے اپنے
ہمراہ ہم کو لیا تھا ہم انکے ہمراہ گئے تھے بادشاہ نے متحیر ہو کر دریافت کیا کہ پھر وہ تمہارا افسر کہاں ہی
انھوں نے جو تقریر کہ آپس میں ہوئی تھی بادشاہ کے روبرو بیان کی اور وہ نامہ نکال کر دیدیے
بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ نامہ لیکر پڑھو وزیر نے انکے ہاتھ سے نامہ لیا تمام کمال
پڑھکر سنایا اب جو اسکا مضمون خونخوار نے سنا اور آگاہ ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ شیر افگن نے
میری اطاعت ترک کی اور اطاعت برجیس کی قبول کی اور مذہب اپنا جو ستارہ پرستی تھا ترک کر کے مذہب آفتاب پرستی
اختیار کیا اور برجیس کو سجدہ کیا چونکہ یہ مرد جری اور باغیرت ہی نہایت غصہ آیا اور ایسا وہ [illegible]
تھا کہ اسکے دماغ کو تو آزار کر گیا آنکھیں غیظ و غضب سے لال ہو گئیں دونوں ابرو [illegible] حرکت
کرنے لگے تمام بدن کے بال کھڑے ہو گئے اہل دربار کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ شیر افگن سے میری جو کچھ
کی اسکی پرورش سے یہ امید تھی وہ مرد باغیرت و بہادر تھا یہ کیا اسکے دل میں سمائی میرے خیال میں
نہیں آتا ہی کہ یہ کیا اسنے کیا بالکل خلاف شجاعت کیا مرد بہادر کو یہ زیبا نہ تھا جو اس نے ایسی حرکت کی
نہ معلوم اسکی وہ غیرت کیا ہوئی کہ ہو گئی بے غیرتی پر کیوں کمر باندھی نہ معلوم اسکی سمجھ میں افسوس کیا کہ میری رفاقت
ترک کی میں نے اسکو مثل اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا برابر لڑکوں کے خیال کرتا تھا یہ کیا فعل اس سے
سرزد ہوا بالکل اسنے بہادری کا نام ڈبو دیا اپنے خاندان کی عزت کو برباد کیا جیسا اسکا خاندان شجاعت
و بہادری میں مشہور تھا ویسا ہی اسنے اب بدنام کیا ناخلف اپنے خاندان میں پیدا ہوا شیخ سعدی علیہ الرحمہ
نے سچ فرمایا ہی بیت زنان باردار ای مرد ہشیار ۞ اگر وقت ولادت مار زایند ۞ ازان بہتر بہ نزدیک
خردمند ۞ کہ فرزندان ناہموار زایند ۞ یہ کہکر بادشاہ نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں
کوئی ایسا بھی ہی کہ جو شیر افگن کو سر دربار جا کر قتل کرے یا زندہ گرفتار کر کے لے آئے اسکا بھائی
مرد تیغ زن کہ وہ اس سے بزرگ تھا جب سے اسنے یہ سنا ہی کہ شیر افگن نے مذہب آفتاب پرستی
قبول کیا تاو پیچ کھا رہا ہی بیٹھے ہی تھے پھر دوبارہ بادشاہ نے کہا کہ اے حاضرین دربار ہی تم میں کوئی ایسا بہادر کہ جا کر
سر دربار قتل کرے یا گرفتار کر کے لائے مرد تیغ زن یہ سنتے ہی فورا اپنے دنگل پر سے اٹھا اور کہا کہ غلام
جان نثار حلم والا کیا لانے کو موجود ہی کیونکہ اس ناشدنی ننگ خاندان نے بالکل خلاف مردی و مردانگی
کے کام کیا کہ آپ کی اطاعت سے منہ موڑا اور دوسرے کی اطاعت قبول کی اپنا مذہب ستارہ پرستی
چھوڑ کے دوسرا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا میری دانست میں اسنے مذہب نہیں چھوڑا بلکہ اپنے
باپ سے انحراف کیا تمام خاندان میں داغ لگایا یہ جو بادشاہ نے سنا مرد تیغ زن نے کہا کہ حضور و
میں خود جاتا ہوں یا تو اسکو گرفتار کر کے لاتا ہوں یا اسکا سر کاٹ کر لاتا ہوں میں اسکا روادار نہیں

ہون کہ میرے لشکر کا ادنا سپاہی نامردی کرے اور مین اُسکو گوارا کرون نہ وہ کہ جسکو مین نے مثل فرزند کے
پرورش کیا ہو مین قسم کھا کر کہتا ہون اپنے دین ومذہب کی کہ اگر میرا فرزند بھی یہ حرکت کرتا تو یہی سزا اُسکو
بھی دیتا مگر یہ صدمہ نہ ہوتا جو اس شیر افگن کے لیے ہوگا مگر کیا کرون کہ نامرد کا تو مین دشمن ہون معلوم ہوتا ہی کہ
اُسنے صرف جان کے خوف سے یہ بے غیرتی گوارا کی بلا سے جان جاتی تو جاتی کوئی یہ تو نہ کہتا کہ خونخوار
کے لشکر کا سردار اعلیٰ ہمارے بادشاہ کا شریک ہو گیا مذہب لقاپرستی ترک کرکے ہمارا مذہب
آفتاب پرستی اختیار کیا کتنی بڑے شرم کی بات ہی اور غیرت کا مقام ہی کہ جو الفاظ ہم نے آج
تک کانون سے نہین سُنے تھے وہ اس نامرد کے سبب سے سُننا پڑے ہم پر فرض ہی کہ ہم اُسی کو کیون زندہ
رکھین کہ جو یہ الفاظ ناشایستہ اور کلام نازیبا کانون سے سُننا پڑین جب وہی نہ ہوگا تو پھر کوئی کیون کہنے لگا
اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد کرتے ہین خونخوار نے کہا کہ مین ابھی جاکر اُسکو اس
فعل بد کی سزا دیتا ہون اُس مرد نے کہا کہ آپ کیون زحمت اُٹھائین اور تکلیف گوارا فرمائین یہ غلام
حاضر ہو جاتا ہی اور حکم والا بجا لاتا ہی خونخوار نے کہا کہ نہین مین خود جاتا ہون اب اُسکی یہ جرأت نہ تھی
کہ پھر مکرر عرض کرتا اس شعر پر عمل کرکے اپنے مقام پر آ بیٹھا ع خلاف راے سلطان راے جستن ؎
بخون خویش باید دست شستن ؛ پس خونخوار بقصد غیظ وغضب اپنے تخت پر سے اُٹھا تلوار میان سے
لی اور اہل دربار سے پلٹ کر کہا کہ اگر کوئی میرے عقب مین چلا تو مین اُسکو اُسی مقام پر قتل کرونگا یہ وہ مثل
ہی کہ مرد مرے نام پر اور نامرد مرے نان پر اُس مردود کو جو ایسی نامردی کرنا تھی تو میرے ہمراہ کیون آیا اور
میرا نامہ لے کر کیون گیا اُسی مقام سے تم سے کا شریک ہو گیا ہوتا اس کم بخت نے مجکو بھی بدنام کیا کہ خونخوار
نے کیسے نامرد کے ہاتھ نامہ روانہ کیا تھا کہ جو جان کے خوف سے اُسکا مطیع ہو گیا اور اُسکا مذہب بھی
قبول کر لیا اور اپنی شجاعت وبہادری مین دھبہ لگایا ننگ خاندان مشہور ہوا یہ کہکر تلوار لیے ہوے
باہر آیا اور مرکب پری پیکر پر کہ جو ہوا سے کہے کہ تو تھم جا مین تیرے آگے جاتا ہون سوار ہوکر ایسا تیز چلا کہ
جو ایک پل مین تمام عالم کی گشت کرے اور جیسے روبرو یک نظر بھی تھک کر رہ جاے اور وہ نہ تھکے
باگ جو لی مرکب ہوا ہو گیا اور مثل سایہ کے نظرون سے نہان ہو گیا گویا ایک جھونکا ہوا سے تیز کا تھا کہ
چل کر رہ گیا یہ مرکب اُٹھائے ہوے تلوار علم منھ مین کف رخ لال غیظ سے عجیب حال جسم کے بال
کھڑے ہوے چلا جاتا ہی یہان دربار مین یہ تذکرہ ہی کہ افسوس بہت بڑا پہلوان زبردست وسردار
بالادست آج بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوگا بڑی خرابی کی بات ہی کیا تدبیر کرین کہ اُسکی جان بچے اور
بادشاہ کی بھی بات رہے اگر ہم مین سے کوئی جاتا تو سمجھا کر لے آتا مگر وہ خود تشریف لے گئے ہین وہ زندہ
نہ چھوڑینگے شیر افگن کے بھائی نے کہا کہ آپ لوگ بیکار افسوس کرتے ہین ایسے کا مرنا ہی بہتر ہی کہ
جس کے سبب سے باپ دادو کا نام ہوا ایسے بدنام کرنے والے بیٹے تو کیا بیٹے جو اپنی بدنامی کو فخر خیال کرین
یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر قلعہ شہر آفتاب نما مین برجیس تخت حکومت پر متمکن ہوا اور سب
اہل دربار جمع ہین دنگل برابر تخت کے شیر افگن بھی بیٹھا ہی سب خاموش ہین کوئی کسی سے بات
نہین کرتا ہی دربار کا یہ رنگ ہی اُدھر خونخوار خونخوار بنا ہوا مرکب کو اُڑاتا ہوا یہ کلام زبان پر مرد مرے
نام پر نامرد مرے نان پر میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتا ہی بغیر قتل کیے ہوے نہ پھرونگا چاہے میری
بھی جان جاتی رہے شہر پناہ پر پہونچا یون ہی دراتہ داخل شہر ہوا اہل شہر یہ حالت دیکھکر دنگ ہو گئے
کہ یہ کیا واقعہ ہی مگر بدین خیال کہ یہ امر بھی شاید کوئی اور خدائی سے ہو ہم جو دخل دین تو خلاف

خداوند ہوگا خاموش دیکھا کیے خونخوار کو یہ بھی خیال نہین کہ کوئی پائمال ہو جائے گا یا کوئی گر پڑے گا مرکب
دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہو خود بھی کسی سمت نہین دیکھتا ہی کہ کس مقام پر ایسا ہوا کہ دو ایک آدمی
مرکب کی جھپیٹ مین آ کر گر پڑے کچھ زخمی ہوئے کچھ بچ گئے کچھ کچل کر مر بھی گئے مگر یہان خبر بھی نہین کہ
کون مرا اور کس پر کیا گذری یہ چابک کو طرار کے سامنے قلعہ کے پہونچا چونکہ ان لوگون سے سب مقام
کا پتہ نشان دریافت کر چکا تھا اسی سبب سے بلا خوف و خطر مرکب اٹھائے چلا آیا یہان تک کہ
قلعہ سامنے دکھائی دینے لگا اسنے قلعہ کو دیکھکر اور مرکب کو تیز کیا اور ایک کوڑا مرکب کو مارا جس مرکب
نے کبھی پھول کی چھڑی نہ کھائی ہو اسپر چابک تازیانہ پڑے تو اسکا کیا حال ہوا ہوگا طرارے بھرکے
قریب در قلعہ پہونچ گیا یہان در قلعہ پر جو دربان تھے انھون نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا کہ ایک
سوار اس قصد سے چلا آتا ہی کہ اندر قلعہ مین جاوے اسکی یہ حالت ہی کہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہی منھ مین
کف ہی چہرہ لال ہی سر پر تاج چوڑے جلال شاہی نمایان مرکب تیز رفتار زیر ران بیحد تیزی چلا آتا ہی
ان لوگون نے خیال کیا کہ اسکو در قلعہ پر روکیے اور ایسی حالت سے قلعہ کے اندر نہ جانے دیجیے یہ قصد
کرکے دربان کھڑے ہو گئے جیسے ہی چابک در قلعہ پہونچا دربانون نے روکا اور کہا کہ اس صورت
سے قلعہ کے اندر جانے کا حکم ہرگز نہین ہی جب تک کہ ہم اجازت نہ لے لین یہ کب سنتے ہین انھون نے
مرکب کو تھما کر کوشش کیا اور شمشیر کی تلوار جو انکو دکھاتے ہین تو وہ تلوار کی چمک دیکھکر پیچھے ہٹے
مرکب کو پھر بڑھا کے آگے بڑھے مرکب نے طرارہ بھرا اور سب کے سرون پر سے ہوکر بیرون در قلعہ میدان مین جاکر
اترا یہ لوگ لپنا لپنا کہکر تعاقب مین پہنچے مرکب نے جو میدان پایا اب وہ کب قرار لیتا ہی برابر چلا جاتا ہی کہان
وہ سوار اور یہ لوگ پیدل کب پاسکتے ہین تھوڑی دور چل کر رہ گئے ایک قدم نہ چل سکے مرکب نے گرد قدم کی
نہ پائی ٹھٹھک کر نقل نظر دو قافلے رہ گئے خونخوار مرکب کو تیز کرکے قریب در دولت کے پہونچا اسنے
قلعہ کی کچھ کیفیت بھی نہ دیکھی اپنی حالت مین چلا گیا جب در دولت پر پہونچا تو دیکھا کہ تمام سردارون کی
سواریان موجود ہین دربارگاہ پر حاجب و دربان کھڑے ہوئے ہین یہ اسی طور سے مرکب اٹھائے ہوئے
چلا آتا ہی جو کوئی منع کرتا ہی یہ اسپر نگاہ قہر ڈالتا ہی اور تلوار دکھاتا ہی چونکہ بادشاہ ہی وہ لوگ مارے
خوف کے پھر کچھ نہین کہتے ہین یہان تک کہ یہ سب مقام طے کرکے اس مقام پر پہونچا جہان درگہ سالار
بیٹھا ہوا تھا اس نے جو کہ یہ سوار کو اس حالت سے دیکھا ادھر شور و غل بھی سنا کہ ہم لاکھ لاکھ منع کرتے ہین
مگر یہ سوار نہین مانتا ہی مع مرکب چلا آتا ہی بڑا مغرور معلوم ہوتا ہی کہتا ہی کہ مین یون ہی دربار مین جاؤنگا
یہ غل بھی درگہ سالار نے سنا اور سوار کو بھی دیکھا تلوار تول کر سر راہ کھڑا ہو گیا کہ اتنے عرصہ مین خونخوار
اسکے قریب پہونچا اسنے کہا کہ او سوار کہان بے ادبانہ آتا ہی آگے مقام ادب ہی دربار نائب خداوند
ہی یہان بڑے بڑے بادشاہ دست ادب جوڑ کر جاتے ہین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ انکی بابت حکم نہین ہوتا ہی
وہ واپس جاتے ہین بغیر اجازت بار نہین پاتے ہین بھلا تو کیونکر یون جا سکتا ہی کہ بلا اجازت مع مرکب
چلا جائے مرکب پر سے اتر تلوار میان مین کر دیں جاکر تیری خبر کرتا ہون اگر اجازت ہو تو جاؤ ورنہ اپنے
مقام کو واپس جاؤ کل پھر آنا یہ تقریر سنکے خونخوار نے کہا کہ وہ نامرد ہوتے ہونگے جو بہ اجازت
جاتے ہونگے ہم تو بلا اجازت مع مرکب دربار مین جائین گے دیکھین ہم کو کون روک سکتا ہی
جسکا قدم آگے بڑھا اسکے تن پر سر نہ ہوگا درگہ سالار نے کہا کہ تیری کیا ایسا قسمت جو تو جا سکے
خوب یاد رکھنا کہ بلا عرض معروض تجھکو اندر دربار کے ہرگز نہ جانے دونگا ایسی جرأت اچھی نہین ہوتی

بس مر گئے مرکب کا قدم نہ بڑھانا ورنہ تن پر تیرے سر نہ ہوگا مرکب کے پاؤں چھٹکے خونخوار نے کہا کہ
کیا لاف و گزاف کرتے ہو کیوں بیکار اپنے جان کے پیچھے پڑے ہو میں ان گیدڑ بھبکیوں سے نہیں
ڈرنے والا ہوں مع مرکب شہر میں جاؤنگا یہ سنکے درگہ سالار نے تلوار میان سے کھینچ لی یہاں جو
شور و غل ہوا اور یہ جلیس نے جو یہ صدا سنی اہل دربار سے کہا کہ یہ کیسا غل ہے کوئی برائے خبر تو
جائے یہ سنکے چوبدار [illegible] روانہ ہوا تھا کہ ادھر جیب خونخوار نے دیکھا کہ اسنے تلوار میان سے کھینچ لی
آگے بڑھکے [illegible] درگہ سالار کا سر زخمی ہوا وہ وار کرتا کرتا رہ گیا اسکا وار خالی گیا کاری
زخم لگا جب وہ زخمی ہوا انھوں نے نوک شمشیر سے پردہ بارگاہ کا اٹھایا جب درگہ سالار زخمی ہوا تو کسی کا
پھر یہ قصد نہ ہوا کہ روکنے یہ خیال کیا کہ جب ہمارے افسر اعلی زخمی ہوئے تو ہماری کیا اصل ہے کون ایسے
پہلوان سے مقابلہ کرے دوسرے اپنے مالک کی خبر لینے میں مصروف ہوئے یہ خیال کیا کہ کہیں یہ
قتل نہ کر ڈالے یہ غل کرنے لگے کہ یہ سوار بڑا زبردست ہے اسنے درگہ سالار کو زخمی کیا اب مع مرکب
دربار میں جاتا ہے یہاں ایک چوبدار بحکم جلیس برائے دریافت حال چلا تھا کہ پردہ اٹھا یہ وہ
نوک شمشیر سے اٹھا کر مع مرکب داخل دربار ہوا اہل دربار نے جو دیکھا کہ ایک سوار باشمشیر عریاں تنہا میں گھسا
مگر چہرے سے شان و شوکت شاہی ہویدا ہے نہایت جرار مع مرکب چلا آتا ہے غیظ و غضب کے
نہایت طاری ہے یہ لوگ بھی دست بقبضہ ہوئے کہ نہ معلوم کسکی تلاش میں آیا ہے ادھر جلیس کی بھی
نگاہ اسپر پڑی ڈانٹ کر کہا کہ او بے ادب کدھر آتا ہے یہ بارگاہ خداوندی ہے تو بڑا بے ادب معلوم
ہوتا ہے کہ مع مرکب و باشمشیر برہنہ دربار میں آیا تجھکو کسی نے منع بھی نہیں کیا کہ یوں بے ادبانہ جا بلکہ
اسی میں خیر ہے کہ جدھر سے آیا ہے واپس چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ جو جلیس نے کہا اس سوار نے جواب
دیا کہ او گیدی تو کیا بکتا ہے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تیرے دربار میں کوئی با ادب آسکے میں جس کام کو
آیا ہوں وہ کام اپنا کیے چلا جاؤنگا تیرے دربار میں قیام نہ کرونگا نہ تیرے اہل دربار سے کسی کو اذیت
دونگا تجھکو پھر دیکھونگا [illegible] ادھر سمجھونگا میں اس نامرد و نمک حرام کو سزا دینے آیا ہوں جس نے
جان کے خوف سے تجھکو سجدہ کیا اور اپنا مذہب ترک کیا وہ کہاں ہے اسنے یہ خیال نہ کیا کہ ہم کیا حرکت نامعقول
کرتے ہیں اسکا وہ حال کرونگا جو کسی نے کسی کا نہ کیا ہوگا یہ کہتا جاتا تھا اور چلا آتا تھا یہاں تک جب قریب
ایوان پہونچ گیا مرکب سے کود پڑا اور باشمشیر برہنہ داخل دربار ہوا ادھر جلیس نے دیکھا کہ اس نے
میرے کہنے پر عمل تک نہ کیا اور اسی حالت سے چلا آیا خیال کیا کہ دیکھا چاہیے کس غرض سے آیا ہے اور
کیا کرتا ہے بس خاموش ہو رہا یہ خیال کر لیا کہ یہ زندہ تو اب یہاں سے جا نہیں سکتا ہے یا سجدہ کریگا یا
جان سے [illegible] جائیگا [illegible] تو اسپر [illegible] خاموش ہو رہا [illegible] کیا اہل دربار بسبب جلیس کے
خوف [illegible] کچھ نہ بولے دوسرے [illegible] خونخوار [illegible] کچھ جرأت بھی نہ کی جب یہ ڈانٹ کر جلیس نے
کہا تھا کہ او بے ادب کدھر آتا ہے تو ادھر شیر افگن نے بھی سر اٹھا کر دیکھا تھا دیکھتے ہی یہ فوراً پہچان گیا کہ یہ
میرا بادشاہ ہے مگر ایسا سحر میں مبتلا ہے کہ خاموش بیٹھا رہا کسی سے کچھ نہ کہا نہ خود [illegible] جواب دیا ادھر خونخوار
[illegible] ایوان میں پہونچ کر [illegible] دیکھا تمام دربار کو دنگلوں و کرسیوں سے آراستہ پایا امیر پہلوانوں کو
متمکن دیکھا [illegible] مگر شیر افگن کو کہیں نہ پایا یکایک اسکی نظر تخت پر جا پڑی دیکھا کہ تخت
پر ایک [illegible] بیٹھا ہے کہ انکے منہ پر نقاب پڑی ہے اور برابر تخت کے ایک دنگل پر شیر افگن کمر و خود سے
[illegible] ہوئے خاموش بیٹھا ہوا ہے اور تخت کے جانب دیکھ رہا ہے میری طرف نگاہ بھی

نہین کرتا ہی اسکو اور غصہ آیا اور درشت کر کہا کہ او نمک حرام و نامرد بس اسی مین خیریت ہی کہ اپنے ہاتھ رومال
سے باندھ کر میرے روبرو حاضر ہو اور اپنی خطا کو معاف کرا ورنہ تیری آج زندگی نہین ہی تیرا پیمانہ عمر لبریز
ہو گیا ہی تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا مین تجکو قتل کر دونگا تیری اس نامردی کی سزا دونگا ارے او
نامرد تو نامہ لیکر آیا تھا یا اس مکار کی اطاعت کرنے آیا تھا کہ جس کے باپ کا نشان تک نہین ہی کر
ایسا نامردی کہ مین یون چلا آیا کسی نے روکا تک نہین واہ کیسا خدائی ہی کہ خبر بھی نہ ہوئی کہ کون ہمارے
دربار مین آتا ہی اور کس حالت و قصد سے آتا ہی اور کیا اسکی غرض ہی یہ کیسا خدا ہی کہ بالکل آگاہ نہ ہوا
یہ جو خونخوار نے کہا برجلیس کو غصہ آیا اور کہا کہ ارے اسکو کسی نے روکا تا نہین خونخوار نے کہا کہ
ملک الموت کو کوئی روک سکتا ہی برجلیس نے کہا کہ تو ملک الموت ہی خونخوار نے کہا کہ ہان اسکے لیے
ملک الموت ہون جو کہ نامرد ہی اور بہادر کے لیے ملک الموت نہین ہون اس وقت تو مین صرف شیر افگن
کی روح قبض کرنے آیا ہون خونخوار نے ایسے ایسے کلام کہے مگر شیر افگن خاموش بیٹھا رہا اور یہ
سب کلام سنا کیا اور کسی بات کا جواب نہ دیا خونخوار کو اور غصہ زیادہ ہوا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ ارے
شیر افگن ہم تجھسے کہتے ہین اور ہمارے کہنے کو تو گوز شتر سمجھ کر بالکل اثر عمل نہین کرتا ہی او نامرد
تیری وہ غیرت اور شجاعت کیا ہو گئی تیرا تو یہ قول تھا کہ مرد مرے نام پر او نامرد مرے نان پر اسے
تونے کیا نام پیدا کیا ہی خوب مردی کی داد دی ہی صد آفرین بادبرین ہمت مردانہ تو والہ بس خیریت اسی
مین ہی کہ اٹھ اور میرے ساتھ چل اگر تو نہ چلیگا تو تجکو اسی دربار مین تہ تیغ کر دونگا اور جہنم مین پہونچا دونگا
کہے دیتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے اسوقت زندہ نہ بچیگا لقمہ موت ہو جائیگا یہ کہہ کر خونخوار غلام کے
چلا اور چاہا کہ اسکو سزاے موت دون کہ ادھر شیر افگن نے برجلیس سے کہا کہ خداوند اسکے ہاتھ سے
مجھے بچائیے یہ میرا بادشاہ ہی مین اسی کے حکم سے نامہ لیکر آیا تھا اب یہ میرے قتل کرنے کو اپنے لشکر
سے آیا ہی یہ بغیر قتل کیے یہان سے نہ جائیگا یہ اپنے قول کا بڑا پابند ہی میری جان بچائیے اور مجھ پر رحم
کر کے اپنے دامن عاطفت مین پناہ دیجیے ادھر شیر افگن برجلیس سے یہ کہ رہا تھا کہ خونخوار
قریب پہونچ گیا اور تلوار علم کر کے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ تیری قضا آگئی ہی کہ تو میری بات کا جواب نہین دیتا اور
قصد کیا کہ ایک ہاتھ ایسا لگاؤن کہ اسکے سر کے دو ٹکڑے ہو جائین ادھر دم شیر افگن سہم کر رہ گیا اب
برجلیس پریشان ہو گیا کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ اسکو اسکے دست قوی سے بچاؤن فوراً خیال آیا کہ نقاب
اٹھا دینے یہ خیال آتا تھا کہ برجلیس نے خونخوار کی طرف دیکھکر کہا کہ ای مرد زبان دراز ذرا اپنے خدا کو تو پہچان
کہ جسکا تو بندہ ہی جس نے تجکو پیدا کیا ہی کیون اپنی عمر گمراہی مین بسر کرتا ہی جیسے ہی یہ کلام سنکے خونخوار
نے برجلیس کی طرف دیکھا اور قصد کیا کہ کچھ کہون کہ برجلیس نے یہ کہکر نقاب منھ سے اٹھائی اور کہا کہ برمن
بنگر شاید کہ بشناسی مرا ایسی نقاب کا اٹھانا تھا اور ادھر آفتاب جادو نے بھی سحر کیا کیونکہ
وہ تو ہر وقت دربار مین موجود رہتا ہی مگر سب سے پوشیدہ رہتا ہی یہ سب کو دیکھتا ہی اسکو کوئی نہین
دیکھتا ہی جیسے ہی نظر خونخوار کی برجلیس کے روے نحس پر پڑی فوراً غازہ سحر نے اپنا اثر کیا کہ اسکا
غصہ فوراً دفع ہو گیا قلب ماہیت ہو گئی مثل شیر افگن کے یہ بھی سحر مین مبتلا ہو گیا کوئی خبر نہ
رہی دوڑ کر برجلیس کے قدمون پر گر پڑا اور سجدہ کیا اور کہا کہ افسوس میری عمر اسقدر رفعت برباد
ہوئی گمراہی مین واہی مذہب آفتاب پرستی اصلی مذہب ہی اور تو بیشک نائب خدا اور خدا ہی اور آفتاب
خالق حقیقی اور خدا سے برحق ہی اسی کے نور سے تمام عالم منور ہی مین نہ جانتا تھا کہ آپ خداوند کے فرزند

جلد پہونچاؤ میں میری خطا کو معاف فرمایئے میں نے بہت بڑی گستاخی آپکی خدمت میں کی میں گردن
زدنی ہوں یہ کہتا ہی اور زار زار روتا ہی افسوس کرتا ہی کہ میری تمام عمر گمراہی میں ضایع ہوئی میں نے
اپنے خدا کو نہیں پہچانا خداے باطل جو کہ بندہ خداوند کا تھا اُسکو خدا تصور کیا اُس سے بہکا رکھا تھا خوب
ہوا جو وہ مر گیا یہ حالت جو برجلیس نے خونخوار کی دیکھی اُسکا سر اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا کہ کیوں
اس قدر بیقرار ہوتا ہی تیری خطا میں نے اور خداوند دونوں نے معاف کی کیونکہ تو لاعلم تھا اگر یہ امر ہوتا
کہ تو لاعلم نہ ہوتا اور اس حالت میں ایسی حرکت کرتا تو بیشک یہ تیری خطا تھی اُسوقت میں تو لائق سزا
تھا کہ دانستہ ایسے خدا کا ہمراہ تیرا چھوڑا اور اس حالت لاعلمی میں تو لائق سزا نہیں ہی تو پریشان نہ ہو اور
دریا سے انفعال میں غوطہ زن نہ ہو خونخوار کے ہوش و حواس درست ہوے ادھر اُدھر دیکھنے لگا
برجلیس نے کہا ہمارے دیوتا کے واسطے تخت لاؤ یہ حکم دینا تھا کہ فوراً ملازموں نے تخت حاضر کیا برجلیس
نے حکم دیا کہ ہمارے تخت سے برابر بچھا دو جب تخت برابر تخت برجلیس کے بچھا دیا گیا برجلیس نے
خونخوار سے کہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤ یہ تمہارے لیے ہی میں نہیں اپنا مرسل کرونگا پس خونخوار اُسی وقت
اس تخت پر بیٹھ گیا جب وہ تخت پر بیٹھ چکا برجلیس نے ساقی کو اشارہ کیا کہ ایک جام خونخوار کو شراب ناب
کا دو ساقی نے جام شراب ناب کا اُسکو دیا جب دماغ خونخوار کا شراب سے گرم ہوا اُس وقت شیر افگن
کی طرف دیکھکر کہا کہ واقعی تو بڑا مرد عاقل تھا کہ تو نے مذہب آفتاب پرستی کو قبول کیا اپنی عقبی درست
کی خیر میں بھی تیرے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچا اگر تیرے قتل کے لیے نہ آتا تو یہ افتخار کیونکر حاصل ہوتا قدم
راہ ضلالت و گمراہی سے باہر نہ نکلتا برجلیس نے کہا کہ تم دونوں صاحب آپس میں گلے مل جاؤ اور اے خونخوار
تم اس مرد جری کی خطا بحل کردو اسکا قصور نہ تھا یہ کیونکر اطاعت نہ کرتا اور کیونکر راہ ضلالت سے نہ نکلتا جب کہ
اُسنے اپنے خدا کو پہچان لیا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا خونخوار نے کہا کہ واقعی بہت بجا اور درست ہی
برجلیس نے شیر افگن سے کہا کہ تم [illegible] ہاتھ باندھکر اپنے آقا کے روبرو آؤ تاکہ وہ تمہاری خطا
معاف کریں خونخوار نے کہا کہ اے نائب خداوند میں نے اسکی خطا معاف کی کوئی ہاتھ جوڑ کر آنے کی
ضرورت نہیں ہی پس یہ کہا خونخوار نے حکم دیا کہ کوئی میرے لشکر میں جاکے اور میرے سرداروں کو مع لشکر
لے آوے اُن سے کہے کہ خونخوار تمہارے آقا نے مذہب لقا پرستی ترک کرکے آفتاب پرستی جو کہ مذہب
اصلی اور برحق تھا قبول کیا آج تک ہم سب کے سب حالت گمراہی میں تھے اب اپنے خدا کو پہچان لیا ہی لہذا
تم سب کو طلب کیا ہی کہ تم بھی آکر اپنے خدا کو پہچانو اور گمراہی سے نکلو یہ میرا مرکب براے نشانی لیتا جاے
تاکہ اُن لوگوں کو یقین آوے یہ خونخوار نے جو کہا تو برجلیس نے اپنے ایک سردار کو جسکا نام زنبور نیش زن
تھا حکم دیا کہ تم جاکر خونخوار کے لشکر کو لے آؤ وہ فوراً اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور مرکب خونخوار کو ہمراہ لے کر
طرف لشکر کے چلا یہاں دربار میں خونخوار کے سب سردار جمع ہیں اور اسکا انتظار کر رہے ہیں کہ
اب بادشاہ یا تو شیر افگن کو لے کر آتے ہیں یا اُسکو قتل کرکے واپس آتے ہیں کہ اتنے میں یہ سردار
جو واسطے طلب کے بھیجا گیا تھا داخل لشکر ہوا اہل لشکر نے جو اپنے بادشاہ کا مرکب اُسکے ہمراہ دیکھا
سب کے سب اُسکے گرد جمع ہوے اور دریافت کرنے لگے کہ بتاؤ ہمارا بادشاہ کہاں ہی اسیر کیا
گذری کہ تم اُسکا مرکب لے کر آئے ہو اُس سردار نے کہا کہ خیر افسر اعلیٰ تمہارے بادشاہ کے بعد ہیں
انکو ہمارے آنے کی خبر کرو کہ ایک شخص تمہارے بادشاہ کا کچھ پیغام لے کر آیا ہی اُسکو کچھ تم سے
کہنا ہی جو پیغام بادشاہ نے تم کو دیا ہی وہ سُن جاؤ یہ سنکر وہ لوگ دوڑ کر بارگاہ میں آگئے اور کہا

کہ آپ لوگ بار دوم تمام یہاں بارگاہ میں بیٹھے ہیں وہاں ایک شخص وہ رب سے کہتا ہے جسپر بادشاہ
سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے پہنچے جو دریافت کیا کہ بادشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں تو اُس نے
کہا کہ تم اپنے سرداروں کو خبر کر دو کہ وہ اگر جو پیغام تمہارے بادشاہ نے دیا ہی سننا چاہیں لہذا آ
لوگ اُسکے پاس تشریف لے چلیں اور سنیں کہ وہ کیا پیغام لایا ہو اور کیا واقعہ گذرا ہی کہ جو شاہی
مرکب آیا ہی یہ سنتے ہی وہ لوگ پریشان ہو گئے اور اُنکے ہوش و حواس بجا نہ رہے دل میں خیال
کرنے لگے کہ کیا بادشاہ گرفتار ہو گئے یا قتل ہو گئے چل کر دریافت کریں اور اُس واقعہ سے آگاہ
ہوں اگر قتل ہو گئے ہوں تو چل کر ہم لوگ بھی اپنی جانیں دیں حق نمک سے ادا ہوں کیونکہ ایسا
قدردان بادشاہ ہم کو نہ ملے گا اگر گرفتار ہو گئے ہوں تو جس تدبیر سے ممکن ہو رہا کرائیں اور
چل کر سنیں کہ کیا پیغام ہمارے بادشاہ نے ہم کو بھیجا ہی پس سب سردار بارگاہ سے نکل کر اُس مقام
پر آئے جہاں وہ سردار مع لباس پہنے ہوئے کھڑا تھا اُن سب نے وہاں آکر اُس سے دریافت کیا کہ
پہلے یہ بیان کرو کہ ہمارا بادشاہ بخیریت ہی پھر بادشاہ کا پیغام بیان کرنا تاکہ ہم لوگوں کو اطمینان
ہو اُسنے کہا کہ تم لوگ پریشان نہ ہو تمہارا بادشاہ خیریت سے ہی یہ سنکر ان لوگوں نے کہا اچھا اب
بیان کرو کہ کیا پیغام دیا ہی اُس سردار نے وہی تقریر جو کہ خوشخوار نے بیان کی تھی بیان کی اور کہا کہ
مرکب اپنا بر سبیل نشانی روانہ کیا ہی تاکہ تم کو یقین آئے یہ سنکے اُن سب نے کہا کہ ہم تو اُنکے تابع علم
ہیں جو فرمائینگے ہم سب بجا لائینگے یا وہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالینگے اگر انھوں نے یہ مذہب
ترک کیا اور ہم کو بھی اس مذہب کے ترک کرنے کے لیے طلب کیا ہی تو ہم یہ مذہب ترک کرینگے اور
جو مذہب کہ ہمارے بادشاہ نے اختیار کیا ہی ہم بھی وہی مذہب قبول و منظور کرینگے بقول اس کلمہ
کے کہ الناس علی دین ملوکہم جو ہمارے بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب اور ہم اُنکے تابع ہیں پس
اُسی وقت وہ سردار کل لشکر کو ہمراہ لیکر اُس سردار کے ہمراہ چلے جو کہ بادشاہ کا پیغام لایا تھا
باقی سب سامان اُسی مقام پر چھوڑ دیا اور کچھ لشکر بھی حفاظت کے لیے وہیں چھوڑا یہاں تک کہ داخل
شہر ہوئے یہاں برجلیس نے خوشخوار کو خلعت پیغمبری سے سرفراز کیا اُسکو لقب نامرسل عنایت کیا و
بہت خوشی ہوا ظاہرہ پیغمبری اُسکو دیا گیا شیر افگن اور خوشخوار کے گلے میں تصویر آفتاب
کی ڈال دی اور ان دونوں کے سینوں پر بھی جو لباس کہ انکو سرکار برجلیس سے مرحمت ہوا تھا
تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا تھا کہ وہ سردار مع سرداران خوشخوار کو لیکر
حاضر دربار ہوا یہاں اُن سب نے جو دیکھا کہ دربار آراستہ ہی ہمارا بادشاہ بھی تخت پر برابر اُس بادشاہ
کے بیٹھا ہی انھوں نے تو عدشاہی ادا کیے خوشخوار نے کہا کہ نائب خداوند کو سجدہ کرو انھوں
نے قصد کیا تھا کہ سجدہ کریں کہ برجلیس نے منہ پر سے نقاب اُٹھائی سب اہل دربار و شیر افگن
و خوشخوار اور دیگر سرداروں نے سجدہ کیا اور سب کے سب سحر میں مبتلا ہوئے اُن لوگوں نے عرض
کیا کہ لشکر آپ کا بیرون قلعہ حاضر ہی اُسکی بابت کیا حکم ہوتا ہی خوشخوار نے کہا کہ ہمارا لشکر بھی شامل
لشکر خداوندی ہو اب ہم یہاں سے نہ جائینگے صرف ایک نامہ اپنے فرزند کو تحریر کر دینگے کہ وہ بھی
یہ مذہب قبول کرلے اور تمام شہر میں اسی مذہب کو رواج دے یہ حکم سنکے وہ سردار رخصت ہو کر
لشکر میں آئے اور جو کچھ سامان تھا وہ سب لیکر داخل شہر ہوئے لشکر خوشخوار شامل لشکر برجلیس
ہوا ہر ایک سردار کے رہنے کو مقام عنایت ہوا خوشخوار کو حکم ہوا کہ تم بیرون قلعہ اُس عمارت میں

قیام کرو کہ جسمین پہلے ہم رہتے تھے ہر صبح کو ہمارے دربار مین آیا کرو خوشخوار بعد برخاست ہونے دربار
کے قلعہ سے نکل کر اُس عمارت مین آیا اور ہر سردار کو حسب لیاقت و مرتبہ مقام قیام کرنے کو ملا
سرداران برجلیس نے بہت عزت و آبرو سے اُتارا اور سب اہل لشکر اور سردارون کو تصویر آفتاب
عنایت ہوئی کہ اسکو گلے مین ڈال لو وہ تصویرین سحر نہ کرین تاکہ یہ لوگ بھی سحر مین مبتلا ہون اور
بموجب حکم اُنھون نے تصویرین گلے مین پہن لین یہان خوشخوار جو آیا اُس مقام پر جو کہ اُس کے
قیام کے لیے مقرر تھا اُسکو خوب آراستہ پایا یہ دیکھکر بہت خوش ہوا تھوڑے عرصہ مین ایک چوبدار
نے آکر کہا کہ خداوند نے فرمایا ہی کہ آج تمہاری دعوت مع لشکر کے ہمارے یہان ہی خوشخوار نے
منظور کیا شام کے وقت سب کو علی قدر مرتبہ طعام لذیذ پہونچ گیا کوئی ادنی سے اعلیٰ تک ایسا نہ تھا
کہ جسکو طعام نہ پہونچا ہو سب اُس طعام کو کھا کر بہت خوش ہوے جو کچھ سامان خوشخوار کے
ہمراہ تھا وہ سب شامل سامان برجلیس ہوگیا وہ رات خوشخوار نے بسر کی وقت سحر خوشخوار
مع اپنے سردارون نے داخل دربار برجلیس ہوا اپنے سردارون کا مقام دست چپ مین پایا
کے بالا دست شمشیر افگن ہو بعد اُسکے ہر سردار کو علی قدر مراتب جگہ مرحمت ہوئی خود بھی برابر
برابر تخت برجلیس کے متمکن ہوا اُس وقت ایک نامہ اپنے فرزند کے نام اس مضمون کا تحریر کیا
کہ اے فرزند دلبند پیوند قوت بصر تم کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہم یہان تک آفتاب نما پر بخیریت مع لشکر کے
پہونچے مقابلہ کی نوبت نہین آئی صرف نامہ و پیغام مین یہ انجام ہوا کہ ہم نے مذہب لقا پرستی ترک
کیا جو کہ بالکل بے اصل مذہب تھا آج تک ہم گمراہی مین رہے اب جو دریافت کیا فی الواقع
مذہب آفتاب پرستی مذہب حق ہی اُسکی کیا صفت تحریر کرون لہذا مین نے جب کہ خوب دریافت
کر لیا تو مع لشکر اُس مذہب کو قبول کر لیا جب کہ اُسکی بزرگی مجھپر ظاہر ہوئی اور مین اُسکے دائرہ
اصول سے ماہر ہوا لہذا تم کو تحریر کیا جاتا ہی کہ تم بھی بعد دیکھنے اس محبت نامہ کے تمام شہر مین منادی
کرا دو کہ سب لقا پرستی ترک کرین اور آفتاب پرستی جو کہ اصلی اور سچا مذہب ہی اختیار کرین اور تم
بھی یہی مذہب قبول کر لو اور اپنے لشکر کو بھی یہی تعلیم کرو اور مجھپر تو خداوند کی اس قدر عنایت ہی
کہ مجکو اپنا پیغمبر مقرر فرمایا ہی اور لقب مرسل سے سرفراز فرمایا کتنی بڑی خوشی کی بات ہی کہ مرتبہ
پیغمبری میرے خاندان مین آیا اب ہمیشہ ہمارے خاندان کے لوگ پیغمبر ہوا کرینگے اور یہ چند تصویرین
خداوند اور نائب خداوند کی مرسل ہین انہین سے ایک تصویر تم اپنے گلے مین ڈال لو اور باقی تصویرین
اہل شہر و لشکر کو تقسیم کردو اگر کم ہون تو انہین کے مثل اور بنوا لینا اور جس جس مقام پر تصویر لقا
رکھی ہو اُس اُس مقام پر تصویر خداوند و نائب خداوند حفاظت سے رکھوا دو اور تصویر لقا کو
دربدر کردو اور اب آج سے سکہ بنام نائب خداوند جاری کرو اُنہین یہ تحریر ہو کہ برجلیس فرزند خداوند
نائب خداوند ہی زیادہ دعا یہ نامہ تحریر کرکے اور کئی ہزار بلکہ قریب لاکھ کے تصویرین لے کر
اُس نامہ کے ہمراہ روانہ کین بعد روانہ کرنے نامہ و تصویر کے برجلیس نے حکم دیا کہ سامان جشن
کرو ہم خوشی کرینگے ہم نے اتنے بڑے شخص کو اپنا نائب کیا جو کہ اس اقلیم کا ایک رکن اعظم ہی
یہ جس قدر کام برجلیس نے کیے ہین سب آفتاب کی تعلیم سے کیے ہین کوئی اپنی طبیعت سے
نہین کیا ہی ناظرین پر واضح رہے کہ جو جو آفتاب کہتا گیا برجلیس اُسکے موافق حکم دیتا گیا
یا جو امر اُسکے کرنے کا تھا اُسکو خود اُسنے کیا کوئی کام بے حکم آفتاب برجلیس نے نہین کیا

کیونکہ آفتاب کو نخل سایہ کے بعد وقت ہمراہ برجلیس کے رہتا ہے علاوہ رات کے کیونکہ رات کو تو وہ
ہمراہ بدر کے بلش میں مصروف ہوتا ہے اور برجلیس ہمراہ قمر رات کے پس برجلیس نے بعد حکم دینے سامان
جشن کے دربار برخاست کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو گیا یہاں تو سامان جشن ہونے لگا ادھر وہ نامہ بر
نامہ لیے کہ جانب شہر خونریزیہ کے روانہ ہوا بعد قطع راہ کے داخل شہر ہوا اسوقت دربار میں لعلان کے
پہونچا خونخوار کا نامہ اسکو دیا اس نے جو نامہ اپنے باپ کا پایا پہلے سر پر رکھا اسکے بعد جو لفافہ چاک
کر کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اہل دربار سے کہا کہ آپ لوگ بھی آگاہ ہوں والد بزرگوار نے مذہب
لقا پرستی ترک کیا کیونکہ انکو اس مذہب کی بے اصلی اور مذہب آفتاب پرستی کی سچائی ثابت ہو گئی
بدین سبب انھوں نے یہ مذہب ترک کیا اور آفتاب پرستی قبول کی اب آپ لوگوں کو اپنے اپنے فعل کا
اختیار ہے یہ سنکے اہل دربار نے کہا کہ جب بادشاہ نے یہ مذہب ترک کیا تو ہم لوگوں کو بھی واجب ہے
کہ اپنے بادشاہ کے پیرو ہوں لہذا ہم سب نے بھی مذہب لقا پرستی ترک کیا کیونکہ ہم لوگ تو انکے پیرو ہیں
الناس علی دین ملوکہم سے ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست اسی وقت سب اہل دربار نے
مع لعلان کے تصویر لقا کو گلے سے دور کیا اور تصویر آفتاب کو گلے میں ڈالا وہ مثل ہوئی کہ گو لے نکل کر
سوت میں گرے پھر کافر کے کافر ہی رہے اور زیادہ گنہگار ہوئے لعلان نے بموجب تحریر اپنے باپ کے شہر میں
منادی کرا دی جیسا کہ نامہ میں تحریر تھا موافق اسکے کاربند ہوا جہاں جہاں تصویر لقا رکھی تھی اسکو
اس مقام پر سے اٹھوا کر تصویر آفتاب رکھوائی اور اسکو دریا میں ڈلوا دیا سب تمام شہر خونریزیہ آفتاب پرست
ہو گیا ہر ایک کے گلے میں تصویر آفتاب پڑ گئی سب اپنا خدا آفتاب کو خیال کرنے لگے جب یہ سب
بندوبست ہو چکا وہ شخص جو کہ نامہ لے کر آیا تھا بعد اس انتظام کے لعلان سے رخصت ہو کر خونخوار
کے پاس روانہ ہوا لعلان نے اسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا وہ بخوشی یہاں سے چلا یہاں
شہر آفتاب نما میں بموجب حکم برجلیس سامان جشن مہیا ہوا بڑے انتظام سے جشن ہفت روزہ
برپا ہوا سات روز تک کوئی ملکی کام برجلیس نے نہیں کیا بعد سات دن کے پھر موافق دستور حکم و
احکام جاری ہونے لگے اتنے میں وہ نامہ بر خونریزیہ سے واپس آیا تمام حالات وہاں کے بیان کیے
خونخوار و برجلیس سنکے بہت خوش ہوئے یہ خبر تمام اقلیم میں مشہور ہوئی کہ خونخوار حاکم خونریزیہ نے
اپنا مذہب لقا پرستی ترک کر کے مذہب آفتاب پرستی شہر آفتاب نما میں جا کر قبول کیا کیونکہ وہ مذہب
بہت سچا ہے خرقہ پیغمبری پا پڑی عزت ہوئی اب تو ہر بادشاہ کو جسکو خواجہ خلیل سے حالات معلوم ہوئے
تھے کہ شہر آفتاب نما میں مذہب آفتاب پرستی کی ترقی ہے اور عالم آفتاب نما کا قصد ہے کہ لشکر کشی کریں
اور تمام عالم میں اپنا مذہب رواج دیں یہ سنکے ہر ایک کو فکر پیدا ہوئی تھی اور سامان جنگ و جدال
کرنے لگے تھے کہ یہ خبر سنکے خونخوار نے بھی وہ مذہب قبول کیا کیونکہ ہر ایک نے دل میں خیال کیا
کہ خونخوار اسوقت اور شاہوں سے ایک بادشاہ قوی اور مرد جری تھا اور اپنے مذہب کا بھی پابند
ہے اور جس ملک پر لشکر کشی کر کے گیا ہے اسکو فتح کر لیا ہے اگر اسنے اس ملک کو بھی فتح کر لیا تو خیر ورنہ جو کچھ ارادہ
اسکا ہوگا وہ بھی معلوم ہو جائے گا جب وہ اس ملک کے بادشاہ سے سر بر نہ ہوگا تو ہماری کیا اصل
ہے کیونکہ اسوقت وہ ہم پلہ ہے افریق شاہ کو دیکھتا کا جو کہ تمام اقلیم خورشیدیہ کا شہنشاہ مشہور ہے
گو کہ آج کل اسکی قوت بہت کم ہو گئی ہے مگر پھر وہ شہنشاہ ہے تمام بادشاہ اقلیم خورشیدیہ اسکا حکم مانتے ہیں
جو وہ فیصلہ دیتا ہے اسی پر عمل کرتے ہیں جب اسنے شکست بادشاہ نے شکست کھائی تو ہم کس شمار

و قطار میں ہیں پس ہم بھی مذہب آفتاب پرستی اختیار کرلیں گے اپنی دولت و ملک کو تباہ نہ کرینگے
یہ خیال کرکے سب اپنے ملک کی حفاظت میں مصروف تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ خونخوار نے مذہب
آفتاب پرستی قبول کرلیا اور اسکا مطیع ہوا ہیں یہ خبر سنکے سب کے جی چھوٹ گئے خیال کیا کہ جب
خونخوار نے اسکی اطاعت کی تو ہم اب کیا کرسکتے ہیں ایک نے دوسرے کو نامہ تحریر کیا کہ اب تمھارا
اس امر میں کیا قصد ہی اسنے یہ جواب تحریر کیا کہ ہم تو افریق شاہ کے اوزیٹھے ہیں کیونکہ وہ ہمارے
شہنشاہ ہیں گو کہ ہم لوگ آج کل اسنے منحرف ہیں مگر اس امر میں انکی پیروی کرینگے کولی خونخوار کے
ہم تابع حکم نہ تھے کہ انکی اطاعت کرلینے سے ہم بھی اطاعت کرلیں یہ کیونکر ہوسکتا ہی پس جب افریق شاہ
اطاعت کرلینگے تو ہم بھی اسی پر عمل کرینگے کیونکہ خونخوار بھی مثل ہمارے بادشاہ تھا فی الحال اس نے
اپنی قوت کو ترقی دیکر کوئی اس سے وہ ہم پر حاکم نہیں ہوگیا لہذا ہمارا یہ قصد ہی ہر ایک کو اپنے اپنے
فعل کا اختیار ہی جب یہ نامہ و پیام باہم ہوئے جو بادشاہ کہ ملک خونریزیہ سے قریب تھے اور خونخوار سے
سلسلۂ دوستی رکھتے تھے انھون نے تو مصمم قصد کرلیا کہ ہم جاکر مذہب آفتاب پرستی مثل خونخوار کے
قبول کرلیں کیون اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالیں ہم کوئی افریق شاہ کے زیر حکم نہیں ہیں جب
خونخوار ایسے نے اطاعت قبول کرلی تو افریق شاہ کی کیا اصل ہی اسمین اب وقت کسی قسم کی قوت
نہیں ہی یقین ہی کہ وہ بھی اطاعت کرے تو پھر ہم کیون دیر کریں اور اپنے کو سلسلۂ دشمنان میں شمار
کرائیں یہ خیال کرکے بذریعہ نامہ و پیام کے ایک راے ہوکر ایک مقام پر جمع ہوئے اور قصد طرف آفتاب نما
کے جانے کا کیا اور جو بادشاہ ملک زولیقہ سے قریب تھے انھون نے یہ قصد کرلیا کہ جب افریق شاہ
اطاعت کرے گا تو ہم بھی اطاعت کرینگے اور جو حاکم کہ باہم جمع ہوئے تھے انکے نام یہ ہیں مسمار شاہ
حاکم مسماریہ اسکا مذہب شجر پرستی ہی ضحاک شاہ حاکم ضحاکیہ یہ مذہب مار پرستی رکھتا ہی سانپ کو
اپنا خدا جانتا ہی طلوبار شاہ حاکم طلوباریہ اسکا مذہب بھی لقا پرستی ہی قسطور شاہ حاکم قسطوریہ یہ
سامری پرست ہی تمور شاہ حاکم تموریہ آلات پرست ہی یہ سب جمع ہوکر کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ
سے طرف شہر آفتاب نما کے چلے کہ مل کر مذہب آفتاب پرستی قبول کریں یہان تک کہ قریب شہر آفتاب نما
کے پہونچے اور سب ایک مقام پر اُترے اور ایک نامہ اسی مضمون کا تحریر کیا کہ ہم چند حاکم چند ممالک
متفرقہ کے حاضر ہوئے ہیں چاہتے ہیں کہ ہم کو اجازت ملے کہ ہم آکر آپ کی اطاعت کریں اور اپنا مذہب
ترک کرکے آپ کے مذہب کی پیروی کریں کیونکہ ہم کو ثابت ہوگیا ہی کہ یہ سب مذہب باطل ہیں آپ کا
مذہب سچا ہی پس ہمارے دلون میں اسکی محبت اور صداقت نے اپنا گھر کرلیا اور زنگ کفر و ضلالت
مثل کافور کے اُڑ گیا لہذا ہم کو حکم دیا جاے کہ حاضر ہوکر قواعد بندگی سے آگاہ ہوں یہ نامہ تحریر کرکے اور سب
نے اپنے اپنے دستخط کرکے روانہ کیا نامہ بر نامہ لیکر داخل شہر ہوا چونکہ اب تو مشہور ہوگیا ہی کہ اندرون
شہر ایک قلعہ ہی اسمین دربار ہوتا ہی نامہ بر تمام شہر کو طی کرکے داخل قلعہ ہوا در دولت پر پہونچکر درگہ سالار
سے عرض کیا کہ خبر کردو کہ نامہ بر نامہ لیکر آیا ہی وہ حاضر خدمت ہوا چاہتا ہی درگہ سالار نے جاکر دربار
میں باادب عرض کیا کہ حضور ایک نامہ بر نامہ لیکر حاضر ہوا ہی بار چاہتا ہی برجلیس نے حکم دیا کہ اسکو
حاضر کرو درگہ سالار نے اس نامہ بر کو حاضر دربار ضلالت آثار کیا وہ مجرا گاہ سے مجرا بجا لایا اور دست بستہ
ہوکر یون عرض کرنے لگا کہ چند حاکمان اقلیم خورشیدیہ کا نامہ لیکر آیا ہون برجلیس نے یہ سنکے حکم دیا کہ نامہ
دبیر کو دے دو اور اسکو کرسی چوبی عنایت ہوئی وہ نامہ دبیر کو دیکر اس کرسی پر بیٹھ گیا دبیر نے نامہ پڑھا

برجلیس مضمون نامہ سے بخوبی آگاہ ہوا اور خوش ہوا بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ بادشاہان وقت بہت
لائق اور عاقل ہین یہ کہکر خونخوار سے کہا کہ تم کسی سردار کو حکم دو کہ وہ ان سب کا استقبال کرکے حاضر دربار
کرے اور اُنکے ہمراہ جو لشکر ہو اسکو شامل لشکر بادولت کردے اور اُنکے قیام کے لیے جو مقام شہر مین
عمارت شاہی کے قریب مقرر کیا گیا ہی اُن سب کو بڑی عزت سے رکھے جس طرح سے تم ہر روز دربار مین حاضر
ہوتے ہو اُسی طرح سے وہ بھی حاضر ہوا کرین یہ حکم سُنکے خونخوار نے ایک سردار کو کہ نام اُسکا محمل بارخوار تھا
مع چند سردارون کے اُس نامہ بر کے ہمراہ کیا کہ تم اُنکا استقبال کرکے لاؤ وہ سردار اُسی وقت مع اپنے
ہمراہیون کے اُس نامہ بر کے ہمراہ رخصت ہوکر دربار سے چلا اور قلعہ اور شہر سے نکل کر اُنکے لشکر مین پہونچا
اور اُن سب بادشاہون سے ملا وہ بہت عزت و حرمت سے پیش آئے بڑی آؤ بھگت سے اُسکو اپنا مہمان کیا وہ
بہت خوش ہوا رات بھر اُنکے لشکر مین بسر کی بوقت سحر اُن سب کو ہمراہ لیکر طرف شہر کے روانہ ہوا یہان
بعد جانے نامہ بر کے برجلیس نے دربار برخاست کیا تھا سب اپنے اپنے مقام پر گئے تھے خونخوار نے بموجب
حکم برجلیس اُن سب کے لیے مقام عمدہ خالی کرا رکھے تھے سب سامان درست کر لیا تھا دوسرے دن پھر دربار
ہوا سب حاضر دربار ہوے کہ وہ سردار اُن سب کو لیکر داخل دربار ہوا اُن سب نے دربار کو خوب آراستہ
پایا کہ جسکو دیکھکر اُنکے ہوش جاتے رہے اپنے دلون مین کہا کہ بھلا ہم کیونکر مقابلہ کر سکتے تھے دیکھا کہ خونخوار
برابر تخت کے ایک تخت پر متمکن ہی بڑی اُسکی عزت ہی یہ حال دیکھکر یہ لوگ بہت خوش ہوے کہ اُس سردار
نے عرض کیا کہ خداوند یہ سب بادشاہ تشریف لائے ہین پس پیشتر کہ برجلیس نے اپنے منہ سے نقاب
اٹھا لی قاعدہ ہی کہ جہان نقاب اُٹھی سب نے سجدہ کیا یہ پانچون بادشاہ بھی مع اپنے اپنے سردارون کے
خم ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے اب جو سجدے سے سر اُٹھا اپنی آنکھون کا اور رنگ پایا دوڑ کر برجلیس کے
قدمون پر گرے اور یون عرض کرنے لگے کہ آج ہم نے اپنے خدا کو پہچانا کہ یہ ہمارا خدا ہی ہم سب کے
سب آج تک گمراہی مین پڑے تھے برجلیس نے اُن سب کی تشفی و دلاسا کیا اور اُنکو مع اُنکے سردارون کے
ایک ایک تصویر آفتاب کی دی کہ اسکو گلون مین ڈال لو انھون نے گلون مین ڈال لی وہ بھی مسحور
ہوگئے کیونکہ یہ تصویرین سحر سے تیار ہوئی ہین آفتاب نے ایسا سحر کیا ہی کہ جو کوئی اس تصویر کو پہنے وہ کبھی
نہ برجلیس سے پھرے اور اُسکو سجدہ کرے اور اپنا خدا جانے غرضکہ ایسا ہی ہوتا ہی بعد اسکے اُن سب
کے واسطے دربار مین جا سے معقول علٰحدہ قدر مراتب عنایت کی گئی اُسکے بعد اُسنے دریافت کیا کہ تم سب
کے ہمراہ کس قدر لشکر ہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمارے ہمراہ قریب قریب گیارہ لاکھ کے ہوگا حکم ہوا کہ
اُن سب کو داخل شہر کرو اُنکو بھی تصویرین دو کہ وہ بھی گلون مین پہنین اُنکو بھی معلوم ہو کہ یہ ہمارا خدا ہی
بس اُسی وقت وہ بادشاہ رخصت ہوکر اپنے اپنے لشکر مین آئے اور اپنے اپنے لشکر کو آفتاب پرست
کیا وہ تصویرین اُنکو دین اُنھون نے پہنین اور سب آفتاب پرست ہوے اُسوقت وہ اپنے لشکر
کو لیکر داخل شہر ہوے یہ لشکر بھی شامل لشکر برجلیس ہوا اُنکے لیے اور اُنکے سردارون کے لیے جو مقام
مقرر کیا گیا تھا وہ لوگ اُسی مقام پر فروکش ہوے یہان دربار برخاست ہو چکا تھا دوسرے دن پھر
دربار ہوا اُس دن سب کی دعوت ہوئی برجلیس نہایت اخلاق سے سب کے ساتھ پیش آیا الغرض جب
دربار ہو چکا ہر ایک نے اپنے اپنے ملک کو اپنے نائب کے نام نامہ لکھا کہ ہم نے دین آفتاب پرستی قبول کیا تم بھی
شہر مین یہی مذہب رواج دو اور تصویرین روانہ کین اُنکے نائبون نے موافق تحریر اپنے مالک کے عمل کیا
اور تمام شہر نے مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا کسی نے سرتابی نہین کی اب یہ خبر تمام شہر (۱) مین پہونچی کہ

اسقدر شہروں کے حاکموں نے جا جا کر مذہب آفتاب پرستی قبول کیا اور اپنے ملکوں میں بھی یہی مذہب
رواج دیا وہ لوگ یہ خبر سنکے بہت پریشان ہوے کہ یہ کیا امر ہے کہ جو جاہے وہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرتا ہے
مگر یہ لوگ اپنی اس راے پر قائم رہے کہ جب افریق شاہ یہ مذہب قبول کرے گا تو ہم بھی قبول کرینگے
اب سب کے سب اسی راے پر قائم ہوکر بیٹھے ہیں ناظرین پر ظاہر ہو کہ خواجہ خلیل جو تمام اقلیم کی گشت لگاکر
شہر افریقیہ میں پہونچے اور حاضر دربار افریق شاہ ہوے اسکا دربار خوب آراستہ پایا سرداروں سے
دربار بھرا ہوا تھا ناظرین کو واضح ہو کہ افریق شاہ قبل میں اس تمام اقلیم کا بادشاہ تھا اور یہ جو حاکم ہیں
سب اسکی طرف سے ہر ایک کے نائب تھے جب کہ افریق شاہ جو کہ اس افریق شاہ کا باپ تھا
بیمار ہوا اور مرگیا اس زمانے میں اسکا سن کوئی تین یا چار برس کا تھا اسکا چچا اپنے بھائی کی جگہ پر بیٹھا
چونکہ وہ ظالم تھا اسنے ظلم کرنا شروع کیا پس ان سب نے یہ کیا کہ جو ملک جسکے قبضہ میں تھا اسکو دبا
لیا اور خود صاحب اختیار ہوکر بیٹھے اور لشکر جمع کرکے اسکے چچا سے مقابلہ کیا آخر کو اسنے شکست
کھائی یہ سب لوگ اس ملک پر بھی قابض ہوے چونکہ ایک وزیر اس سلطنت کا بہت خیر خواہ تھا
اس نے ان سب سے یہ کہا کہ تم لوگ ہمیشہ سے اس حکومت کے ماتحت رہے اور کبھی سرکشی نہیں
کی اور ہمیشہ خراج دیتے رہے جب تک افریق شاہ زندہ رہے چونکہ بھائی نے حکومت پر بیٹھکر
ظلم کیا آپ لوگوں نے انکو اسکے ظلم کی سزا دی اور اس ملک پر بھی قبضہ کرلیا لہذا میری راے یہ ہے
کہ آپ اپنے ملک کو تشریف لے جائیں اور یہ ملک میرے سپرد کردیں جب کہ فرزند شاہ جوان ہوگا
تو اسکو اس ملک کا بادشاہ کردونگا تب ان لوگوں نے منظور کیا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اب ہم لوگ
جن جن ملکوں پر قابض ہوگئے ہیں ہمیشہ قابض رہیں گے کبھی کوئی ہم سے اطاعت کی خواستگاری
نہ کرے ہم اطاعت نہ کرینگے اور خراج نہ دینگے وزیر نے اس شرط کو منظور کیا اور ایک عہد نامہ تحریر
ہوگیا اس دن سے یہ سب ان ملکوں پر قابض رہے جب یہ افریق جوان ہوا وزیر نے اسکو بادشاہ
کیا اسنے بھی اسی عہد نامے پر عمل کیا اور کبھی کسی سے خراج کا خواستگار نہ ہوا جس طور سے سب
بادشاہ تھے اسی طور سے یہ بھی تھا مگر اسکو یہ فکر تھی کہ کسی طرح لشکر جمع کرکے ان سب سے مقابلہ
کروں اور ان سب ملکوں پر قبضہ کروں اسی فکر میں اس نے یہ لشکر جمع کرنا شروع کیا تھا کہ اسی زمانہ
میں یہ واقعہ درپیش ہوا افریق کو یہ معلوم ہوا کہ شہر آفتاب نما میں آج کل یہ غوغا مچا ہوا ہے اور جلیس کا
یہ قصد ہے کہ لشکر کشی کروں اور اپنے مذہب کو رواج دوں اسکو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اسکی شامت
آئی ہے کہ اسنے قصد کیا ہے میرا تو پہلے ہی یہ قصد تھا کہ لشکر جمع ہو جاے تو لشکر کو ہمراہ لیکر سب ملکوں پر
لشکر کشی کروں خیر اب مجھکو یہ حیلہ خوب ہاتھ آگیا پہلے آفتاب نما سے لگا لگاؤنگا اس پر قبضہ
کرکے پھر اور ملکوں کا قصد کرونگا خواجہ خلیل تو خبر دیکر چلے گئے یہ تو سوداگر تھے انکو کیا غرض تھی
افریق اس دن سے اسی لشکر کشی کا سامان کرنے لگا یہ امر بھی ناظرین پر ہویدا رہے کہ یہ اقلیم خورشیدیہ
کی آبادی کا سبب افریق کا ایک جد امجد تھا وہ ماجرا یہ ہے کہ پہلے یہ سرزمین بالکل ویران تھی وہ بہت بڑا
بادشاہ تھا اسکا نام خورشید شاہ تھا وہ ایک دن جو شکار کو نکلا تو اس طرف اسکا گذر ہوا اسنے
اس سرزمین کو بہت شاداب پایا تب اسنے اسکے آباد کرنے کی فکر کی اسکے ہمراہ ایک حکیم برجلیس
نامے تھا اسنے اس سرزمین کو تقسیم کیا اور ایک ایک ملک قائم کیا ہر ایک ملک کا جدا جدا نام رکھا اور
اس ملک کو کہ جسمیں افریق شاہ حاکم ہے دار الحکومت قرار دیا خورشید کا ایک فرزند

لشکر مین روانہ کیا پہلوان طلب کیا طیران مار خوار نے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی گرفتار ہوا تا شام شیر افگن نے بہت سے پہلوان
سپاہ وان لشکر افریق کے گرفتار کیے بوقت شام دونوں لشکروں مین طبل باز گشت بجا سب اپنے اپنے مقام پر
پھر کر واپس گئے رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو پھر دونوں لشکر میدان کارزار مین آ گئے صف آرائی ہوئی لیکن
نقابت تحریر کیے چلی گئی کہ شیر افگن نے نکل کر مبارز طلب کیا افریق کے لشکر سے کنود کوہ پرست نکلا اس سے
مقابلہ ہوا وہ بھی گرفتار ہوا اسپر افریق نے یہ خیال کیا کہ میرا لشکر اکثر ہے اور لشکر حریف قلیل ہے جنگ مغلوبہ
کر دے ادھر سے خونخوار نے لشکر جا پڑا اتفاق سے شیران آفتاب پرست و مہران آفتاب پرست
و سیکران آفتاب پرست تین پہلوان مع تین لاکھ سپاہ کے آتے اپنے ملکوں سے کہ جو قبل سے یہ آفتاب پرست تھے
یہ خبر سنکے کہ آفتاب نما مین خداوند نے نزول فرمایا ہے چلے تھے اسوقت پہونچے کہ جب یہاں جنگ مغلوبہ
ہو رہی تھی انھون نے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے معلوم ہوا کہ آفتاب پرستون اور کوہ پرستون سے مقابلہ
ہے چونکہ یہ آفتاب پرست تھے فوراً مع اپنے لشکر کے شریک خونخوار ہوے اور لڑنے لگے خوب جنگ مغلوبہ
ہوئی کہ یہ نوبت بہم پہونچی کہ دونوں لشکر ایک ہو گئے قریب تھا کہ آفتاب پرست شکست کھائین دفعتہً آفتاب جادو
کو خیال آیا کہ جنگ دیکھنا چاہیے کہ لڑائی کا کیا حال ہوا یہ سحر سے اڑکر اور سب سے پوشیدہ اس مقام پر پہونچا کہ
جہان مقابلہ ہو رہا تھا یہاں آکر یہ دیکھا کہ حریف کا لشکر غالب آنے کو ہے اور لشکر برجلیس قریب شکست کھانے
کے ہے بس آفتاب جادو نے فوراً سحر کیا کہ ایک ہوا چلی جسکی یہ خاصیت تھی کہ تمام لشکر حریف بیہوش ہو کر
گرا جس قدر لشکر تھا سب کا سب مسحور ہو گیا یہ حالت جو خونخوار نے دیکھی قصد کیا کہ سب کو قتل کر دوں آواز
آئی کہ اے خونخوار انکو قتل نہ کر ان سب پر ہمین نے اپنا عذاب نازل کیا ہے ان سب کو گرفتار کر لو اور داخل
شہر ہو یہ صدا سننا تھا کہ اسی وقت خونخوار نے لشکر کو منع کیا کہ اب انکو قتل نہ کرو بلکہ زندہ گرفتار کر لو یہ سنتے ہی
سب لشکر نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور تمام خیمے وغیرہ لوٹ لیے وہ کل لشکر جو کہ قریب تیرہ لاکھ کے تھا اسیر ہو گیا
خونخوار مع شیران و سیکران ان سب کو گرفتار کیے ہوے اور سب انکا مال و اسباب لیے ہوے اسی
دن داخل شہر ہوے ابھی تک یہ سب کے سب بیہوش ہین یہان سنیے کہ اس عرصہ مین آفتاب جادو نے
ایک برج بالاے قلعہ سحر سے بنایا اور اسکا نام برج آفتاب نما رکھا اور وہ برج اس طور کا تھا کہ تمام قلعہ
شہر سے دکھائی دیتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسی مقام پر ہے اور ایک مکان سحر سے تیار کیا کہ اسکا نام خانہ
زرق رکھا اور ایک بہت وسیع مکان سحر سے تیار کیا اور اسکو خوب آراستہ کیا اسمین یہ طریقہ قرار دیا کہ اسمین
بروز ولادت برجلیس جشن ہوا کرے اور تمام اہل شہر و لشکر کی دعوت ہوا کرے اور یہ سحر سے بند و بست کیا کہ
جسکو جس چیز کی خواہش ہو وہ اسکے لیے بہم ہو جاے نہ کوئی کھانا کھلانے والا ہو اور نہ کوئی چیز کا دینے والا
ہو یہان تمام کارخانہ سحر کا تھا جب یہ بند و بست کر چکا تو اسکو ظاہر کیا برجلیس حسب معمول دربار مین بیٹھا
ہوا تھا کہ لوگون نے آکر عرض کیا کہ خداوند خود بخود بالاے قلعہ ایک برج پیدا ہوا ہے اور اندرون قلعہ دو
مکان ظاہر ہوے ہین اس برج پر تو بخط طلائی یہ تحریر ہے کہ این برج قدرت آفتاب نما اور ایک مکان
پر یہ تحریر ہے کہ این خانہ زرق اور دوسرے مکان پر یہ تحریر ہے کہ این خانہ جشن اور یہ سب عمارت طلائی ہے
اس برج مین یہان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیسے کیسے درجے بنے ہین اور کیا کیا خوشنما باغ ہین کہ سپہر فلک
نے کبھی ایسے [illegible] دیکھا ہوگا اور اسکے کل درجے خوب آراستہ ہین چل کر ملاحظہ
فرمائیے یہان سے بھی وہ برج نظر آتا ہے برجلیس نے جو سر اٹھایا دیکھا تو وہ برج سامنے نظر آتا تھا
یہ سنکر برجلیس نے حیران ہو کر دیکھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک پرچہ برجلیس کی گود مین آ گرا برجلیس نے

اُس برج کو اُٹھا کر دیکھا اُس میں تحریر تھا کہ اے نائب میں تو اب اُس برج میں رہا کر اور اب نقاب چہرے سے
نہ اُٹھایا کر کیونکہ اب کوئی تیرے جمال کی تاب نہ لا سکیگا اب تجھکو لازم ہے کہ تو دربار میں صرف بیٹھا رہا کر
ہان جو کوئی نیا شخص آئے اُسکو اپنی صورت دکھایا کر کیونکہ اب یہ سب تیرے مطیع ہو چکے ہیں اب کیا
ضرورت ہے اور وہ جو دو مکان ظاہر ہوئے ہیں جن پر یہ لکھا ہے کہ این خانہ رزق و این خانہ جشن جس پر یہ لکھا ہے
کہ این خانہ رزق وہ تو اس لیے ہے کہ جو شہر آفتاب نما میں غریب اور محتاج ہیں یا اور جو دیگر ملکوں کے
محتاج ہیں اور وہ آفتاب پرستی یعنی تجھکو خدائی مانتے ہیں اُنکو اُس مکان سے اُنکی لیاقت و قدر کے
موافق رزق ملا کریگا اُنکو حکم دے کہ وہ ہر روز بوقت سحر اُس مکان میں چلے جایا کریں جو جسکو ضرورت
ہوا کرے وہ مطلب اُسے فوراً ملا کرے گی یہ محتاج اور غربا کے لیے ہے اور جس پر یہ تحریر ہے کہ این خانہ جشن وہ
اس لیے ہے کہ جس روز تو ... اُس روز اگر جشن کیا کر یعنی سال بھر کے بعد اور تمام اہل شہر و
لشکر کی دعوت کیا کر اُسی مکان میں مگر تو کوئی سامان دعوت نہ کرنا اُس مکان میں خود بخود سامان
ہو جایا کریگا یعنی ہمارے فرشتے سامان کیا کرینگے اور جسکو جس چیز کی خواہش ہوا کریگی وہ موجود
مل جایا کریگی اور اب تو جسکو صورت دکھانا اُس برج سے دکھایا کرنا تو جس مقام پر جانا چاہیگا
وہ برج تجھکو وہان پہونچا دیگا جب کوئی دشمن آئیگا اُسوقت تجھکو لازم ہے کہ اُسکی دریچی کو
کھول کر اور سر باہر نکال کر اپنے منہ پر سے نقاب اُٹھانا اب یہ طریقہ مقرر کیا گیا اور یہی برج تیرے مقام
کے لیے مقرر کیا گیا ہے سوائے اس برج کے اب تو کسی اور مقام پر نہ قیام کرنا کل خونخوار بمع اُن سب
گنہگاروں کے تیرے دربار میں آئیگا اور تجھکو لازم ہے کہ تو کل اُن سب لوگون کو اپنی صورت
برج پر سے دکھانا کل بوقت سحر جب وہ زیر برج ہونگے تو دریچی سے سر نکال کر اپنے منہ پر سے نقاب
اُٹھانا وہ سب تجھکو سجدہ کرینگے تیری نیابت اور تیری خدائی کے قائل ہونگے اور ہمیشہ تیری اطاعت
اور فرمان برداری کیا کرینگے برجیس نے یہ عبارت پڑھکر ان سب سے کہا کہ یہ برج میرے رہنے کے
لیے ظاہر ہوا ہے اب میں اسی برج میں دربار کیا کرونگا اور یہ مکان جس پر خانہ رزق تحریر ہے اس سے
جو غریب اور محتاج شہر میں یا دیگر شہرون سے آکے مذہب آفتاب پرستی اختیار کرینگے اُنکو اس سے
رزق ملا کریگا اور جس پر خانہ جشن تحریر ہے اس میں سال بھر کے بعد تمام اہل شہر و لشکر کی دعوت ہوا
کریگی یہ سب قدرت خداوندی سے ظاہر ہوا ہے ادھر آفتاب نے ایسا سحر کیا کہ اب جب برجیس
منہ سے نقاب اُٹھاتے ایسا نور پیدا ہو کہ جسقدر آدمی ہوں تاب نہ لا سکیں بیہوش ہو جائیں ایک سحر
تو تازہ سحر کی یہ خاصیت تھی دوسرے سحر نے اُسکے اور دونی خاصیت کر دی تھی برجیس اُس دن
سے اُسی برج میں رہنے لگا اُس برج میں جو گیا اُسکو خوب آراستہ پایا کسی چیز کی ضرورت نہ تھی
ہمہ وقت ہر چیز موجود رہتی تھی اور ایک حجاب پڑا تھا کہ اُسکا نام حجاب قدرت تھا اُسکے عقب میں
تخت بچھا تھا اُس مقام پر برجیس کو ایک پرچہ ملا اُس پر یہ تحریر تھا کہ اِس حجاب کے عقب میں تو بیٹھا کر
اور اہل دربار اُسکے باہر بیٹھیں صرف خونخوار کو اپنے پاس آنے کا حکم دینا جو تجھسے عرض کرنا ہو وہ
اُسکے ذریعہ سے عرض کریں وہ آکر تجھسے عرض کریگا جو مناسب وقت ہو وہ اُسکو جواب دینا اور
یہ دریچی جو تیرے تخت کے پشت پر ہے اُس سے جو تو سر نکال کر دیکھیگا تو تمام شہر و قلعہ و لشکر تیرے
پیش نگاہ ہوگا اور یہاں سے جو تو بات کہیگا وہ سن لیگا اور اُسکو یہ معلوم ہوگا کہ کوئی میرے
پاس بیٹھا ہوا کلام کر رہا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ گنبد تمام سحر سے آراستہ تھا اور اس نے ایکیس

دریچے تھے اور ہر دریچہ بہت وسیع تھا کہ جنمین پچاس پچاس ہزار دنگل وکرسیان لگی ہوئی تھین اور جہان تخت رکھا ہوا تھا وہ دریچہ بھی بہت وسیع تھا انمین قریب ایک لاکھ کے دنگل مرصع کار لگے ہوئے تھے اور تمام دریچون مین مخمل سبز کا فرش کیا ہوا تھا آفتاب نے یہ صفت رکھی تھی کہ دریچہ بالا سے جو کوئی دیکھے تو دریچہ پائین تک کا حال معلوم ہو اور دریچہ پائین سے جو کوئی دیکھے تو دریچہ بالا کی کیفیت اسپر ظاہر ہو اور ہر وقت صدا سے نغمہ وسرود سا کنان گنبد کے کان مین آیا کرتے تھے عجائب اُس گنبد مین تماشے تھے اور یہی صفت تھی کہ جہان برجلیس حکم دے وہ گنبد یعنی برج چلا جائے اُس گنبد کی چوٹی پر ایک آفتاب نصب تھا کہ جس سے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور بارہ کوس تک اُسکی روشنی ظاہر ہوتی تھی اُسکی یہ خاصیت تھی اور یہ اثر تھا کہ جو کوئی اُس روشنی کو دیکھتا تھا اُسکو پھر وہ آفتاب نہین نظر آتا تھا جب تک وہ اُس روشنی مین قیام کرتا تھا جہان اُس سے نکلا پھر وہ آفتاب کو بخوبی دیکھ سکتا تھا یہ گنبد دیکھکر برجلیس بہت خوش ہوا اور اُسی وقت حکم دیا کہ کل سے ہم اسی گنبد مین دربار کیا کرینگے سب اہل دربار یہان حاضر ہوا کرین یہ حکم دے کر برجلیس نے اُسی گنبد مین قیام کیا اور یہ حکم دیا کہ شہر مین منادی کیجائے کہ جو غریب ومحتاج ہون وہ اُس مکان مین جاکر ہر صبح کو اپنی خواہش ظاہر کیا کرین اُنکی خواہش کے موافق اُنکو رزق ملا کریگا بموجب حکم منادی نے ندا کر دی بس اُس دن سے یہ قاعدہ مقرر ہو گیا کہ جو غریب اور مفلس تھے اور بازاری جو بندگی محتاج تھے وہ اُس مکان مین بوقت سحر جاتے تھے اور اپنی خواہش ظاہر کرتے تھے اُنکو اُنکی خواہش کے مطابق رزق ملتا تھا مگر کوئی دینے والا نظر نہ آتا تھا سب حیران تھے کہ یہ کیا اسرار ہی خیر یہان تو یہ طریقہ جاری ہی اب سنئیے کہ جب خونخوار ان سب کو لیکر داخل شہر ہوا رات تو اُسنے شہر مین بسر کی بوقت سحر طرف قلعہ کے چلا اب جو قریب قلعہ پہونچا تو اُسکو وہ گنبد نظر آیا جسکے اوپر نگاہ نہین کام کرتی تھی چاہیے ان سب کو لیکر زیر گنبد پہونچا چونکہ اُسنے یہ تدبیر کی کہ چھوٹون بادشاہ جو تھے اور جو سردار معتبر تھے اُنکو لیکر یہ دربار کو چلا تھا یہ بھی قریب بیس ہزار کے تھے اور باقی تمام لشکر کو اُسی طرح سے بیہوش چھوڑکر چلا آیا تھا کیونکہ اُسنے یہ خیال کیا کہ جب یہ سب مطیع ہو جائینگے تو اہل لشکر بھی اطاعت قبول کر لینگے ان سب کے چلانے کی کیا ضرورت ہی بس یہ ان سب کو لیے ہوئے جیسے ہی اُس گنبد کے نیچے پہونچا کہ آفتاب نے فوراً سحر کیا وہ سب اپنے ہوش مین آگئے اب جب ہوش درست ہوئے آنکھین کھولکر جو دیکھا اپنے کو گرفتار پایا خونخوار و شمشیران و ہیران و سیکران نے دیکھا کہ ہم سب کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتے ہین انھون نے کہا کہ ای خونخوار یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے ہم کو سوتے مین گرفتار کیا یہ تو بالکل خلاف مردی و دلاوری ہی کیا ہم تجکو مرد دلاور جانتے تھے خونخوار نے کہا کہ ای افریق مین نے سوتے مین تمھین گرفتار نہین کیا بلکہ جب تم میدان مین مقابلہ کر رہے تھے اور جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ غضب خداوند نازل ہوا تم سب بیہوش ہو گئے مین گرفتار کر لایا اب تمکو نائب خداوند کے روبرو لیے جاتا ہون جو وہ حکم تم سب کی بابت فرمائینگے وہ کیا جائیگا افریق نے کہا کہ کیسا نائب [illegible] اور کیسا نائب خداوند وہ کیا کید ی ہی مین تو کبھی سجدہ کرونگا نہ اطاعت کرونگا وہ کیا چیز ہی ہم [illegible] نہین خیال کرتے مین اپنے مذہب سے ہرگز نہ پھرونگا خونخوار نے کہا کہ کیا کرون مجکو حکم نہین ہی کہ تمکو قتل کرون [illegible] جہنم واصل کرون صرف یہی حکم ہی کہ اُنکو میرے نائب کے پاس لے جاؤ ورنہ مین ابھی تمکو [illegible] کی سزا دیتا افریق نے کہا کہ تو کیا سزا دیتا مین خود مجبور ہون کہ گرفتار ہون ورنہ مین خود اُسے تیر کا [illegible] مجھکو سزا دیتا کہ تو مجھکو بیبسی کی حالت مین لیے جاتا ہی خونخوار نے کہا کہ [illegible]

پہلے ہم خونخوار کو قتل کرینگے اسکے بعد قلعہ میں گھس کر برچلیس کو اسکے کردار کی سزا دینگے قلعہ کو اور تمام شہر کو
تاراج کر دینگے اب ہمارے ہاتھ سے بچ کر جاتے کہاں ہیں یہ حال جو اہل شہر نے دیکھا تمام شہر میں تہلکہ
پڑ گیا تلاطم مچ گیا کہ قیدی بگڑ گئے اور قید توڑ کر فساد پر آمادہ ہو گئے فوراً سب دوکانداروں نے اپنی اپنی دوکانیں
بند کرنے لگے اہل شہر نے اپنے مکانوں کی زنجیریں دے لیں کہ اب کوئی دم میں غدر ہو گا شہر لٹے گا تلوار
چلے گی فوج شاہی سے مقابلہ ہو گا میدان کارزار گرم ہو گا شہر میں تو یہ غوغا مچا ہوا ہے ادھر افریق طرف
خونخوار کے جھپٹ کر چلا ہے معمار شاہ طرف شیران کے حصار شاہ طرف شیران کے قلعقار شاہ
طرف پیلران کے سرشار شاہ طرف شیر افگن کے تاتار شاہ طرف ہژبران کے حملہ کر کے چلے یہاں
اہل قلعہ و اہل گنبد جو کہ دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ واقعہ عجیب دیکھ کر دل میں کہتے ہیں کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے
خونخوار کی کیونکر جان بچتی ہے اور کیونکر یہ قلعہ سلامت رہتا ہے بڑا غضب ہو گیا ہے کہ اندرون شہر یہ نوبت
جنگ و پیکار کی آئی ہے برچلیس بھی بیٹھا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے حیران ہے کہ کیا کروں یہ وہ پڑا ہوا ہے اسکے
حال سے کوئی واقف نہیں ہے کہ اسکا کیا حال ہے برچلیس کا ایسا حال ہے کہ اسکو مہتر ہومان کہتے ہیں
لقب اسکا نائب خداوند ہے اسکے کئی ہزار عیار شاگرد ہیں وہ اس وقت دربار میں جاتا تھا کہ راہ
میں یہ واقعہ نظر پڑا اسنے اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی جا کر لشکر کو خبر کرے اور باقی اسی مقام
پر رہیں میں دربار کو جاتا ہوں اور نائب خداوند سے اس واقعہ کی اطلاع کرتا ہوں دیکھوں وہ کیا حکم
فرماتے ہیں یہ کہکر ہومان مہتر گاہ کی اپنے شاگردیں قلعہ میں پہونچا ادھر چند عیاروں نے جاکر چھاؤنی میں لشکر
کو آگاہ کیا کہ جلد تیار ہو کر تو شہر میں پہونچو کر قیدی بگڑ گئے ہیں قید توڑ ڈالی ہے آمادہ فساد ہیں آکر
ان سے مقابلہ کرو ورنہ سب شہر تباہ ہو جائیگا بلکہ لٹ جائیگا یہ سننا تھا کہ لشکر میں قرنا ہوئی کوس
حربی پر چوب پڑی لشکر تیار ہونے لگا ادھر خونخوار سے اور افریق سے مقابلہ ہوا اور ہر ایک بادشاہ
سے اور ہر ایک سردار سے سامنا ہو گیا جو جسکی طرف چلا تھا ادھر مہتر ہومان گمشدہ زن قلعہ میں پہونچا راہ
طے کرنے پر شاید پر گیا مگر پریشان حال تھا سب دریچے طے کرتے آخرش درجے میں پہونچا دیکھا دربار جمع ہے
برچلیس غضب پر وہ بیٹھا ہے کہ اسکے پاس پہونچ کر کہا کہ یا نائب خداوند بڑا غضب ہو گیا سب قیدی
بگڑ گئے شہر میں تلوار چلا چاہتی ہے ہنگامہ کارزار بلند ہوا چاہتا ہے جلد حسب پیچ تن کو طلب فرمائیے تاکہ
وہ مقابلہ کرے ورنہ شہر تباہ ہو گا برچلیس نے کہا کہ تو اس قدر پریشان کیوں ہوتا ہے مجھ پر سب حال ظاہر ہے میں
سب واقعہ دیکھ رہا ہوں ذرا خونخوار کو اسکی حرکت کی سزا ملنے دیجئے اسنے میرے خلاف حکم کیا میں نے اسکو
قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا وہ افریق کو بیچ راستے سے قتل کرنے چلا تھا اسلئے اسنے خلاف مرضی بابر ولت
و خداوند کیا اسکو ویسی سزا ملی تو پریشان نہ ہو شہر تباہ نہ ہو گا نہ کوئی زخمی ہو گا تم بیٹھے ہوئے تماشا دیکھو یہ
سب خونخوار کی بیہودگی کا اظہار کرینگے اور اطاعت و فرمانبرداری تہ دل سے اختیار کرینگے اور مذہب لقا پرستی چھوڑ کر
مذہب آفتاب پرستی قبول کرینگے مہتر ہومان یہ سنکے خاموش ہو رہا ادھر باہم خونخوار اور افریق سے مقابلہ
ہونے لگا اتفاق سے خونخوار پر افریق غالب آنے لگا ہر ایک سردار پر ہر ایک بادشاہ غالب ہوا یہ لوگ
پسپا ہو کر عقب کو ہٹنے لگے یعنی قلعہ کی جانب ہٹنے لگے جب زیر گنبد و قلعہ پہونچے انکے عقب میں انکے وہ تیس
ہزار سوار تھے مگر یہ بات تھی کہ نہ کوئی جان سے مرا نہ کوئی ایک بھی زخمی ہوا تھا ادھر لشکر تیار ہو کر چھاؤنی سے چلا
ادھر یہ لوگ پسپا ہو کر زیر قلعہ پہونچے ایک مقام پر افریق نے قصد کیا کہ وہیں ہیکل ہی سر پر خونخوار کے مارے
جسوقت [illegible] خونخوار کے رد کرتا تھا اور اپنے کو بچاتا تھا ادھر ان پانچوں بادشاہوں نے پانچوں سرداروں

کو زخمی کرنے کا قصد کیا یا دفعتاً ہتھیار کسی کے پاس نہ تھے اور یہ لوگ سب مسلح تھے مگر اسیر بس یا ہوئے
پس یہ حال دیکھکر برجلیس نے پردے کے اندر سے کہا کہ آپ لوگوں نے دیکھا کہ بدون حکمی کی یہ لوگ خستہ
حال ہو یا دفعتاً یہ سب مسلح ہیں اور انکے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے مگر انکے اوپر غالب آ گئے ہیں یہ
صرف ہماری قدرت نمائی ہے کوئی کیا بہادری کر سکتا ہے اگر ہم نہ چاہیں تو کسی کی کیا طاقت کہ بہادری کا
فن دکھا سکے اہل دربار نے کہا کہ آپ کی قدرت بہت بڑی ہے آپ نائب خداوند ہیں آپ کی کوئی کیا
نافرمانی کر سکتا ہے جو آپ کی عدول حکمی اور نافرمانی کرے گا اسکو یہی سزا ملے گی بلکہ اس سے اور زیادہ
سزا پانے کا مستحق ہوگا برجلیس نے کہا کہ اب میری قدرت دیکھو کہ یہ لوگ کیونکر زیر ہوتے ہیں اور میں انکو
کیونکر اپنا مطیع اور فرمانبردار کرتا ہوں یہ تو ابھی سب کے سب مجھکو سجدہ کرتے ہیں یہ کلام برجلیس نے
کرکے بموجب کہنے آفتاب کے دریچہ کھولا جو کہ اُس طرف کے رُخ کا تھا اور سر نکال کر کہا کہ یہ [illegible] ظاہر
چونکہ مشہور ہوا تھا کہ قیدیوں نے قید توڑ کر خداوند کے ملازموں کو قتل کرنے پر کمر باندھی ہے یہ جو صدا دی
کہ یہ کیسا غوغا ہے بھلا اس ہنگامے میں کون کسی کا سنتا ہے قریب تھا کہ خونخوار وغیرہ زخمی ہوں کہ
برجلیس نے یہ دیکھ با آواز بلند کہا کہ اے بندگان مغرور و نادان دست خود را نگہ دارید خدا سے خود را شناسید کہ
من خداوند حقیقی و نائب خداوند آفتاب ہوں در این جانب نگاہ کنید یہ جو صدا سے ہولناک کہا
ایک مرتبہ سب کے ہاتھ رک گئے اور سوچنے لگے کہ یہ صدا کہاں سے آئی آواز آئی کہ بالائے قلعہ نظر کنید یہ سننا تھا
کہ سب نے سر اٹھا کر قلعہ کی جانب دیکھا کہ ان سب کی نگاہ اس گنبد پر پڑی دیکھا کہ ایک دریچہ کھلی ہوئی ہے اس
دریچہ سے ایک سر باہر نکلا ہے مگر منہ پر نقاب پڑی ہے ان سب نے قصد کیا تھا کہ سر جھکائیں آواز آئی کہ
اپنے خداوند کو پہچانو [illegible] یہ کہکر ایک مرتبہ نقاب منہ پر سے ہٹائی یہ [illegible] دیکھنا
تھا [illegible] اسی طرف دیکھنے لگے [illegible] ہزار سر اٹھے ہوئے تھے اسی طرف سب کی نگاہ تھی کہ
ہٹتے نقاب اُٹھی یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اور ایک نور ایسا پیدا ہوا کہ سب کی آنکھیں خیرہ کرنے لگیں
اور یہ نوبت ہوئی کہ سب کے سب ایک بارگی قدرت کو جھک گئے اور یا خداوند کہکر زمین پر گرے اور بحالت
سجدے میں بیہوش ہو کر رہ گئے کسی کو ہوش نہ آیا آواز آئی کہ جب ہمارے جمال کی کہ میں نائب خداوند ہوں
تاب نہ لا سکے تو خداوند کی صورت کیونکر دیکھ سکوگے کہ جسکا جمال اس جمال سے زیادہ منور ہے یہ تو اسکا
ایک شمہ نور ہے جو کہ تم لوگوں کو دکھایا گیا جب تم میری صورت نہ دیکھ سکے اور بیخود ہو کر گر پڑے تو بھلا
تم لوگ کیا صورت خداوند دیکھ سکوگے یہ کہکر خونخوار کا نام لے کر کہا کہ اے خونخوار اب یہ سب میرے مطیع ہوئے
اور خداوند کے قائل ہوئے ان لوگوں کو بڑی عزت سے قلعہ میں لانا کہ یہ سب صاحبان ملک و مال ہیں اور
صاحبان عزت و آبرو ہیں انکی توقیر و منزلت میں کوئی فرق نہ ہونے پائے جو لوگ کہ دربار میں موجود تھے انھوں نے
بھی یہ واقعہ دیکھا کہ سب نائب خداوند کی صورت دیکھکر بیخود ہو گئے اور سب نے نائب خداوند کو سجدہ
کیا قدرت خداوند ہے کہ جس نے انکے نائب کی صورت دیکھی فوراً سجدہ کیا ادھر برجلیس نے منہ پر نقاب ڈالی کر
سر دریچہ کے اندر کیا اور اپنے عیار سے کہا کہ تو جا کر ان سب کو لے آ اور میرا لشکر جو چھاؤنی سے تیار ہو کر آتا ہے
اسکو آنے سے منع کر اور کہدے کہ اب کوئی ضرورت نہیں ہے وہ سب مطیع ہو گئے اور جمال خداوندی دیکھکر سجدہ
کیا وہ یہ سنکے فوراً روانہ ہوا اور قلعہ و گنبد کو طے کر کے اس مقام پر پہونچا جہاں یہ سب لوگ بیہوش پڑے تھے
آتے ہی اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم جا کر لشکر کو منع کرو کہ اب کوئی ضرورت آنے کی نہیں ہے وہ سب کے سب
مطیع خداوند ہوئے اور خداوندی کے قائل ہوئے یہ سنتے ہی چند عیار روانہ ہوئے جو لشکر کہ تیار ہو چکا تھا

وہ تو روانہ ہوا تھا باقی تیار ہو رہا تھا کہ عیاروں نے جاکر راہ میں روکا اور منع کیا کہ اب کوئی ضرورت جانے
کی نہیں ہے لڑائی فیصل ہو گئی اور سب مطیع نائب خداوند ہو گئے یہ سنکر لشکر واپس گیا ادھر کا حال ملاحظہ
ہو کہ جب یہ لوگ ہوشیار ہوئے تو انکے لب و زبان پر یہ کلام تھا کہ بلاشک تو خداوند اصلی ہے جیسی
تیرا نائب ویسا ہی ہے ہم نے آج وہ جلوہ دیکھا کہ جو کبھی آج تک اپنے خداوندوں میں نہ دیکھا تھا وہ تیری قدرت
دیکھی جو کبھی نہ دیکھی تھی ہم لوگ سب گمراہ تھے وہ سب خدا سے باطل تھے تو خدائے اصلی ہے تیرے خدا
ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے ہم ضرور تیرے بندے ہیں تیری خدائی میں جو شک لاوے وہ کافر ہے کوئی
کہتا ہے کہ یہ قدرت کبھی لقا میں نہ تھی کوئی کہتا ہے یہ شان کبھی ہم نے خداوند کو میں نہ دیکھی کسی کی زبان پہ
یہ جاری ہے کہ یہ صدرہا کبھی ہم نے خداوند میں نہ دیکھی کوئی یوں گویا ہوا کہ یہ خاصیت اور یہ زہر اُگلنا
ہم نے خداوندوں میں نہ پایا ہم ہمیشہ یہ دیکھا کئے تھے جو بندے کہ انکو نہیں مانتے ہیں یہ انکو قتل
کرتے ہیں اور وہ انکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں وہ کیسے خداوند ہیں معلوم ہوا کہ وہ سوائے زہر اُگلنے کے اور
کچھ نہیں جانتے تھے یہ سب مکر اور ہیچ تھا بلکہ یہ ہماری قسمت کا پیچ تھا کہ ہم ایل کھا کھا کر سوائے انکے اور
کسی کو اپنا خدا نہ جانتے تھے کیا فرشتے کی بات ہے کہ عجیب موذی کے پنجے میں آ پھنسے تھے اس پنجہ گمراہی
سے نصیب ہم کو خداوند نے نکالا اور کس عمدگی و خوبصورتی سے موذی کے جال سے نجات دلوائی اگر ہم
ادھر خداوند اپنے سے اسی طرح پڑے رہتے کیونکر نکلتے جو وہ پرست تھے وہ یہ کہتے تھے کہ عجیب سختی کی گھڑی
تھی کہ جب ہم انکی خدائی کے قائل ہوئے تھے بڑی سختی ہم پر پڑی تھی کیا اگر نکلی خداوند نے دکھائی کیا کیا
تماشا ہم نے دیکھا کوئی وقت ہمارے کام نہ آئے جو پرست تھے وہ یہ بولے ہم لوگ برگ خزاں
دیدہ کی طرح شکستہ و تباہ ہو رہے تھے ہماری یہاں آ کے مدد نہ کی یہ بلا دُور کی کوئی اصل ہوتی تو شاخوں کو
بچا لیتے وہ خود ادھر بھاگ رہے تھے ہو گئے کسی تیز قلم سے قلم ہو گئے ہوئے وہ کسی کی کیا خبر لیتے وہ تو خود پانی
سے پانی کے محتاج ہیں اور جو لقا پرست تھے وہ کہنے لگے واہ واہ کیا خوب ہم کو گمراہ کر رکھا تھا اسوقت
تک ہماری خبر لی یہ وقت ہم پر نہ ڈالی ایسے اتنا خدا کہلاتے ہیں ہماری دانست میں تو باطل بے اصل
تھے اگر ہم جانتے تو کبھی انکی پرستش نہ کرتے یہ کہتے تھے اور روتے تھے کہ افسوس ہے بڑی خطا ہوئی کہ ہم نے
خداوند کی شان میں کیا کیا کلام نارسا اپنی زبان پر جاری کئے یہ ہماری بالکل نادانی اور بے عقلی تھی
کہ ہم نے خدائے اصلی کی پرستش چھوڑ کر خدایان باطل کی پرستش اختیار کی کہ یکایک آفتاب
نے جو یہ حالت انکی دیکھی صدا دی کہ اے بندگان من کیوں رو رہے ہو کیوں اپنے کو ناحق ہلاک کرتے ہو
بس ہم نے تمہاری تقصیر معاف کی خاطر جمع رکھو اب تم ہمارے نائب کی خدمت میں حاضر رہو اور اسکی
اطاعت و فرمانبرداری صدق دل سے کرو اور ہماری خدائی کے قائل ہو یہ سمجھ لو کہ وہ مار سب میرے
پیدا کئے ہوئے ہیں پر کوئی خدا نہ تھے یہ سب میرے بندے تھے میں ان سب کا خالق تھا اور لقا کو
میں نے اپنا نائب کر کے روانہ کیا تھا وہ یہاں آکر خدائی کرنے لگا جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے
منحرف ہو گیا پس میں نے اسکو خدائے نادیدہ کے ماننے والوں کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اور قتل کرایا
اسکے کردار کی اسکو سزا دی گئی اسی طور سے جو خدائی ہوئی وہ برباد ہوئی میں نے یہی خیال کیا کہ ان
سب کو خدائی کر لینے دو آخر کو تو برباد ہونا ہے سوائے میری خدائی کے جو کہ اصلی ہے سب نابود ہونگے وہی
انجام ہوا جو کہ پہلے خیال کیا تھا اور کیوں نہ ہوتا اب تم بتاؤ سوائے میرے کون خدا ہے تم دیکھ لینا یہ خدا
پرست کیونکر میری خدائی کے قائل ہوتے ہیں اگر نہ قائل ہونگے انکے اوپر میں اپنا عذاب نازل کروں گا

اگر غلام خو نہیں اپنی ہی صورت تم کو دکھا دوں مگر تاب نہ لاؤ گے یہ صدا سنتے ہی وہ سب لوگ توبہ توبہ کرنے لگے
اور کہا کہ ہماری کیا مجال ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم جمال خداوندی دیکھ سکیں ہم عرش نائب کا نور جمال دیکھ
کے بیہوش ہو گئے یہ جو کہا صدا آئی کہ اچھا تم خونخوار اور ہمارے یک کے ہمراہ ہمارے نائب کے پاس
آؤ یہ صدا سنکے ہمراہ صدا آئی خونخوار ان سب کو ہمراہ لے کر داخل قلعہ ہوا جتنے ہو ماں ان سب کو لیکے یہ
خونخوار کے اس گنبد میں داخل ہوا جو لوگ کہ انکے ہمراہ اور خونخوار اور شیران اور پیران اور
بیکران وزیران کے ہمراہ تھے سب کے ہمراہیوں کے نام کی کرسیاں و ڈنگل علیحدہ قدر مراتب ہر درجہ
میں بچھی ہوئی تھیں صدا آئی کہ سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں کیونکہ کوئی مقام نائب تک نہیں جا سکتا ہے
سوائے معزز لوگوں کے وہ البتہ جا سکتے ہیں یہاں تک کہ ہر ایک درجے پر سب ہمراہی بیٹھ گئے جہاں
برجلیس تخت پر بیٹھا تھا اور پردہ پڑا تھا اس مقام تک خونخوار و افریق و قاتار و حصار و سمار و فلانا
وسرسنا و شمشیر افگن و شیران و پیران و بیکران وزیران کے سوا کوئی نہیں تھا اور انکے عزیز مرا
سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے یہ لوگ قریب دو ہزار کے ہونگے اور جتنے ہو ماں بھی مع اپنے عیاروں کے موجود تھا
یہ لوگ جب اس درجے میں پہونچے صدا آئی کہ سب لوگ اپنے اپنے مقاموں کو تلاش کرکے بیٹھ جائیں
اب جو تلاش کیا جس کرسی خواہ ڈنگل پر جسکا نام تھا وہ بیٹھ گیا افریق و خونخوار کا مقام قریب پردہ
تھا اور باقی سردار سب کے سب درجوں میں تقسیم ہو گئے تھے مگر اسمیں بھی کرسیاں و ڈنگل خالی تھے ان پر
بھی کچھ تحریر تھا مگر پڑھا نہ جاتا تھا جب یہ سب بیٹھ چکے صدا آئی کہ اے خونخوار تم اندر پردہ کے آؤ خونخوار
کانپتا ہوا لرزتے ہوئے اندر پردے کے گیا دیکھا کہ برجلیس نائب خداوند تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں مورچھل
ہو رہا ہے مگر کوئی مورچھل ہلانے والا نظر نہیں آتا ہے وہ مقام خوب آراستہ ہے پھول برس رہے ہیں
تمام درجہ مہکا ہوا ہے عود و سوز اگر سوز رکھے ہوئے ہیں ان سے دھواں اٹھ رہا ہے خوشبو چلی آتی ہے کہ کلخلخہ
کے اوپر سونگھ رہے ہیں مشک وغیرہ کی خوشبو آتی ہے کیوڑے کی کبھی گلاب کی ہر قسم کے پھولوں
سے وہ مقام بسا ہوا ہے ہوا سے سرد و خوشگوار چلی آتی ہے کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہے اس مقام پر نہ
کوئی خادم ہے نہ خدمتگار ہے جس چیز کی برجلیس کو ضرورت ہوتی ہے وہ خود اپنے مقام پر سے اٹھکر چلی آتی ہے
اب نور پر عجب داب ہے کہ جگر کانپا جاتا ہے جاتے ہی خونخوار نے سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھایا تو
برجلیس نے کہا کہ تجھکو حکم دیا جاتا ہے کہ تو اور افریق اور بیک قدرت سوائے ان تین شخصوں کے
اور کسی کو اجازت پردے کے اندر آنے کی نہیں ہے پس تمھیں تین آدمی راز دار قدرت ہو تمہارا بڑا
مرتبہ اور اعزاز کیا گیا ہے جو جسکو عرض کرنا ہو تم تینوں کے ذریعے سے عرض کرے اور تم اگر ہم سے عرض
کرو جو مناسب وقت ہوا کرے گا وہ فرمان جاری کیا جاوے گا جو اس حکم کے خلاف کرے گا وہ
اپنے کردار کی سزا پائے گا اور اسپر ہمارا عتاب و خداوند کا عذاب نازل ہوگا یہ حکم تم جاکر سب
حاضرین دربار کو سنا دو بلکہ ہر درجے میں اسی احکام کے کاغذ لکھوا کر لگا دو تاکہ ہر ایک اس حکم سے
مطلع ہو جاوے یہ کہکر پھر کہا کہ اچھا اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے تم صرف یہ حکم سنا دو اسکا بندوبست خود
قدرت کر لیگی یہ سنتے خونخوار نے پردے سے نکل کر وہی حکم سنایا حاضرین دربار نے از درجہ اول
تا درجہ آخر سنا پھر صدا آئی کہ اے خونخوار حاضر ہو خونخوار پھر پردے میں گیا برجلیس نے حکم دیا کہ اے
خونخوار جسقدر لوگ ہماری خدائی کے قائل ہوئے ہیں ان سب کو خلعت عنایت کرو اور تصویریں
دو اور ہر ایک بادشاہ سے کہو کہ وہ جاکر اپنے لشکر کو ہماری پرستش کی طرف رغبت دلانے اور تمام لشکر

کو تصویرین دے کہ وہ اپنے اپنے گلون مین پہنین اور اپنے اپنے مالک کو نامہ لکھین کہ جو اسکی طرف سے وہان کا
نائب ہو وہ ہمارے مذہب آفتاب پرستی کو وہان رواج دے ہمارے نام کا سکہ جاری کرے اور ہماری
تصویر پہ اُس مقام پر روانہ کرے کہ کل اہل شہر اور تمام لشکر انکو گلون مین پہنین اور ان سب کے لیے شہر
مین مقام عمدہ دیکھکر انکے جگہ رہنے کی تجویز کر دو اور لشکر دون کو شاہل لشکر خداوندی کرو ہر ایک کے واسطے
علٰحدہ قدر و مرتب جگہ دو اُس حکم مین ذرا فرق نہ ہونے پاسے خونخوار نے عرض کیا بہت خوب جو حکم ہوا ہے
اُسکے خلاف ہرگز نہ ہوگا برجلیس نے کہا کہ اُن سب سے کہدینا کہ تم سب کی مع لشکر کے کل ہمارے
یہان دعوت ہی یہ حکم سُنکے برجلیس سے خونخوار رخصت ہوکر بیرون پر دنا آیا اور اُسنے حکم برجلیس
اُن سب سے بیان کیا وہ سب بہت خوش ہوئے تھوڑی دیر کے بعد صدا آئی کہ اب سب اپنے
اپنے مقام کو جائین اب وقت ہمارے آرام کرنے کا ہی یہ سُننا تھا کہ سب اپنے اپنے مقامون پر
روانہ ہوئے اور گنبد و قلعہ ٹوٹ گئے شہر مین آسکے افریق وغیرہ تو طرف اپنے لشکر کے چلے کیونکہ ان
سب کو تو خونخوار نے کر چلا آیا تھا اور سب مال و خزانہ انکا لوٹ لیا تھا وہ بھی لے آیا تھا اور تمام لشکر کو
گرفتار کرکے اُسی مقام پر چھوڑ دیا تھا اور لاشین بھی دونون لشکرون کی اُسی مقام پر پڑی ہوئی تھین
یہ ان سب قیدیون کو اور اپنے لشکر کو لے کر مع اُن چارون سردارون کے جو کہ بوقت جنگ مغلوب ہوگئے تھے
شیران و بیران و سیلران تو شتہ یک جنگ ہوئے تھے اور بیران جب یہ سب کو گرفتار کرکے
لے چلا تھا تو مع دشتی ہزار کے کہ اسکا شہر یک ہو رہا تھا ان چارون کا لشکر تو اُسی وقت جب یہ
داخل شہر ہوئے تھے ہمراہ لشکر خونخوار کے چھاونی مین چلا گیا تھا کیونکہ یہ قبل سے آفتاب پرست
تھے اور خبر نزول خداوندی کی سُنکے زیارت کو نائب خداوندی اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوئے تھے
پس خونخوار نے شہر مین آکر اُن چارون کو مع اُنکے لشکر اور سردارون کے تصویرین دین اور کہا کہ انکو اپنے
اپنے گلون مین ڈالو اور سردارون اور اُن چارون بادشاہون کو خلعت دیئے کہ جنکے سینون پر تصویر
آفتاب بنی ہوئی تھی اور اُنکے واسطے اور اُنکے سردارون کے واسطے علٰحدہ قدر و مراتب مقام آراستہ
کیے اور انکو بڑی عزت و حرمت سے اُتارا اور کہا کہ آج آپ کی دعوت مع سردارون وغیرہ کے ہمارے
خداوند کے یہان ہی یہ سُنکر وہ لوگ بہت خوش ہوئے جب ان لوگون سے فراغت ہوئی ان سب کے
لیے مقام آراستہ کیے مکانات خالی کرا کے درستی سامان کی یہان تو یہ بند و بست ہوئے تھا اُدھر وہ
بادشاہ مع اپنے سردارون کے جو چلے تو اپنے اپنے لشکر مین پہونچے یہان تمام لشکر بیہوش پڑا تھا کہ یکایک
اُنکو ہوش آیا وہ جو ہوشیار ہوئے تو دیکھا کہ نہ خیمے ہین نہ بارگاہین ہین نہ سردار ہین نہ بادشاہ یہ لوگ
حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی دیکھا کہ سامنے سے سب بادشاہ مع سردارون کے چلے آتے ہین خیمے اکی
ان سب نے دیکھا کہ بادشاہ مع افسرون کے آتے ہین سب کے سب دوڑ کر اُنکے قریب آئے اور یون
عرض کرنے لگے کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے اور یہ خیمے وغیرہ کیا ہوئے اُنھون نے تمام واقعہ جو
گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ ہمنے تو خداوند اور نائب خداوندی کی صدق دل سے اطاعت قبول کی کہ یہی مذہب
حق ہی جو مذہب کہ ہم اختیار کیے ہوئے تھے وہ فی الواقع غلط اور جھوٹ تھا اُسکی کوئی اصل نہ تھی اُس
مذہب کی بزرگی اور عظمت ہم پر ظاہر ہوگئی اہل لشکر نے کہا جو آپ کی مرضی ہم تو سب آپ کے ہمراہ رکاب
ہین پس اُسی وقت افریق مع اپنے لشکر کے داخل شہر ہوا جتنے اسکے لشکر کے اور لشکر برجلیس کے تھے
سب کو اُنھون نے ایک جا جمع کیا انکو جلا کر شہر مین آیا خونخوار نے تمام لشکر کو تصویرین دین اور

چھاؤنی کی جانب روانہ کیا سرداروں کو مع افریق کے خلعت اور تصویرین دین اور جو مقام اُنکے لیے
مقرر کیے تھے اُنکو علی قدر مراتب دیے یہ لوگ وہان اُترے اور اُن سے کہا کہ آپ سب کی خداوند کے یہان
دعوت ہی افریق شاہ وغیرہ پیشکش بہت خوش ہوئے اسی طرح سے جو بادشاہ آیا تو خونخوار نے اُنکو
اور اہل لشکر کو تصویرین دین انھون نے اپنے گلون مین پہنیان اور بموجب حکم خونخوار وہ اپنے بادشاہ
کے ہمراہ طرف چھاؤنی کے گئے اور شامل لشکر برجلیس ہوئے اب چھاؤنی مین اُترنے کی جگہ بالکل نہین ہی
آفتاب جادو جس مقام کو سحر سے دریافت کرتا ہی اور اُسکو سحر سے وسیع کرتا ہی یہ حالت ہی کہ اب شہر
مین سیکڑون مقام مین سحر کے تیار ہو گئے ہین سیکڑون عمارتین سحر کی ہین ایک تو وہ شہر در اصل بہت وسیع
اور آباد تھا اُسکے آبادی کی یہ نوبت تھی قبل مین کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہان زراعت نہ ہوتی ہو اب
یہ نوبت پہونچی کہ دریا کے اُس پار تک آبادی ہو گئی تھی اب دریا وسط شہر مین ہو گیا نصف شہر اِس پار
نصف شہر اُس پار ہو گیا اب چھاؤنی وغیرہ اندرون شہر بنے ہین لشکر گاہ اندرون شہر ہی اب تو اور آبادی
زیادہ ہوئی ہی کیونکہ تمام اقلیم کے لوگ و بیرون اقلیم کے لوگ آ گئے ہین آفتاب نے سحر سے
عمارت تیار کی ہی جہان کہیں کی جگہ دی کہ تمام اقلیم کے سب لوگ آ ایک ملک مین جمع ہون گویا اُس ملک کی
آبادی کی کیا کیفیت ہوگی اسی سبب سے آفتاب نے وہ جگہ دی ہی اور ملک نہایت آباد اور وسیع
ہوتا جاتا ہی اتفاق سے یہ ہوا کہ وہ چھاؤنی جو کہ سحر سے تیار ہوا ہی اُس مین لوگ اُترنے لگے اب جو لشکر
آتا ہی اُسمین اُترتا ہی وہ پانچون بادشاہ بھی پہلے بعد آ پہنچے اپنا لشکر لیکر آئے اُسی طریقہ سے اُترے
خونخوار نے سب کے تئین تصویرین دین سب بادشاہون کو خلعت و تصویرین دے کر جو مقام اُنکے لیے
تجویز کیے تھے سب کو اُتارا اور سب سے کہا کہ آپ کی اور آپ کے کل لشکر کی ہمارے خداوند کے یہان
دعوت ہی وہ لوگ خوشی خوشی اپنے اپنے مقام پر اُترے اور لشکر چھاؤنی مین اُنکو با فراغت جگہ ملی ہر ایک
مع افریق اور پانچون بادشاہ کے لشکرون کو طعام لذیذ علی قدر مراتب پہونچا کوئی دیکھنے والا نظر آتا تھا
اسی طور سے ہر سردار و ہر بادشاہ کو طعام لذیذ پہونچا صبح کو سب دربار زرین مین گئے ہر درجہ مین جسکی جہان
جگہ مقرر تھی وہ وہان حاضر ہوا جو کہ معزز اور مقرب بارگاہ تھے وہ درجہ بالا مین قیام پذیر ہوئے کیا سبب
قدرت کے ادھر برجلیس اگرچہ تخت پر بیٹھا گیا ناظرین کو واضح ہو بارہا تحریر ہو چکا ہی کہ یہ جو حکم احکام
برجلیس دیتا ہی یہ سب حکم آفتاب کا ہوتا ہی سوا رات کے برجلیس سے کسی وقت آفتاب
جدا نہین ہوتا ہی مگر یون کہ خود برجلیس کو نظر نہین آتا ہی مثل سایہ کے ساتھ رہتا ہی گویا ہمزاد ہی
ہمہ وقت یہ کان مین کہے جاتا ہی کہ یہ حکم دے پس جو آفتاب کہتا ہی وہی برجلیس کرتا ہی اور
وہی حکم دیتا ہی آج برجلیس نے بموجب حکم آفتاب حکم دیا کہ جو جو بادشاہ تازہ شریک ہوئے ہین
وہ اپنے اپنے ملکون کو اپنے اپنے نائبون کے نام نامے تحریر کرین اور تصویرین روانہ کرین کہ اُنکے نائب
اُن ملکون مین بھی مذہب آفتاب پرستی رواج دین اور مہر سے نام کا سکہ جاری کرین اب یہ قاعدہ ہی
کہ افریق و خونخوار یہ دونون قریب اپنے اپنے دنگلون پر متمکن تھے کہ یہ حکم سنا بس اُسی وقت
حصار شاہ و سمبار شاہ و قلقار شاہ و سمرشار شاہ و تاتار شاہ و افریق نے اسی مضمون کے
نامے تحریر کرکے روانہ کیے اُنکا مضمون یہ تھا کہ ہم نے مذہب آفتاب پرستی قبول کیا چونکہ یہ مذہب
اصلی تھا اور ہمارا مذہب باطل تھا لہذا تم کو تحریر کیا جاتا ہی کہ تم بھی یہی مذہب اختیار کرو اور شہر مین بھی
جاری کرو اور ہمارے خداوند کے نام کا سکہ جاری کرنا یہ تصویرین روانہ کی جاتی ہین انکو اہل شہر و اہل لشکر

کو تقسیم کرنا اور تم بھی اپنے گلے مین ڈالنا اور سب کو حکم دینا کہ سب اپنے گلون مین پہنین اور جو جو معبد ہمارے ہین انمین بھی یہ تصویرین رکھی جاوین یہی مضمون ہر ایک نے تحریر کرکے اپنے اپنے ملک کو روانہ کیا جب نامے انکو پہونچے تب وہ موافق تحریر اپنے بادشاہون کے کاربند ہوے تمام ملکون مین مذہب آفتاب پرستی رواج پاگیا اقلیم خورشید یہ اور اسکے قرب وجوار مین مذہب آفتاب پرستی ہوگیا کوئی ایسا نہ تھا کہ آفتاب کی پرستش نہ کرتا ہو خلاصہ یہ کہ بڑی ترقی ہوئی اب تو یہ حالت ہے کہ لوگ اپنی خواہش سے آتے ہین اور مذہب آفتاب پرستی قبول کرتے ہین شہر آفتاب نما مین تو روز بروز ترقی مذہب ہوتی جاتی ہے کوئی بیس ہزار سے آیا اور کوئی دس ہزار سے کوئی پچاس ہزار سے کوئی پانچ ہزار سے آکر ہیر طلیس کو سجدہ کیا اور تصویرین گلے مین پہنین اور داخل مذہب ہیر طلیس ہوے اطراف وجوانب سے لوگ آنے لگے جو کہ غریب مسکین و مفلس آتے ہین بعد قبول کرنے مذہب کے انکا خانہ رزق سے رزق مقرر ہوتا ہے اس حال کو یہان موقوف رکھا جاتا ہے کیونکہ اب یہ قاعدہ ہوگیا ہے کہ ہیر طلیس ہر روز دربار اسی گنبد مین کرتا ہے سب اہل دربار درجہ بدرجہ اپنے اپنے ڈنگلون وکرسیون پر متمکن ہوتے ہین جسکی جگہ جس درجہ مین ہوتی ہے بہت سے ڈنگل وکرسیان ہر درجے مین خالی ہین اور انپر بھی کچھ تحریر ہے مگر کوئی پڑھا نہین جاتا ہے جو نیا آدمی مذہب قبول کرتا ہے اور لائق دربار ہوتا ہے اور جس مرتبہ اور درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اسی درجہ کی کرسی خواہ ڈنگل پر اسکا نام ظاہر ہوتا ہے یہان تو یہ طریقہ ہے مذہب کو ترقی ہوتی جاتی ہے کفر کے پھیلنے کا سامان ہے بہت پر انکو اس آفتاب سنے کر رکھا ہے اور دوم سحر پھیلایا ہے کہ انمین لوگ مثل طائرون کے آکر اسیر قفس گمراہی ہوتے ہین کفر کی اقلیم خورشید یہ مین ترقی ہے گو وہ قبل سے کفر آباد تھی مگر اب زیادہ ہوگئی ہے کہ نشان اسلام بلند ہونے کی تدبیر ہے اس حال کو اب یہان چھوڑا جاتا ہے

اب کچھ حال خواجہ حسین تاجر کا تحریر ہوتا ہے خواجہ حسین کا وارد شہر آفتاب نما ہونا اور یہان کی حالت دیکھکر افسوس کرنا انکا دربار ہیر طلیس مین جانا وہان کی حالت دیکھکر توبہ کرنا اسی دن وہان سے کوچ کرنا اتفاق سے اس مقام پر پہونچنا جہان ثریا ستمگر نے اپنی سیر کے لیے مقام تیار کیا ہے اس مقام کی فضا و بہار دیکھکر انکا قیام کرنا ثریا کا برائے سیر آنا انکا اسکو دیکھکر اسکی کئی طور پر اس خیال سے تصویر کھینچنا کہ یہ نازنین لائق اولاد صاحبقران ہے کسی سے دریافت کرنا کہ یہ کون ہے معلوم ہونا کہ دختر خداوند دوستبر نائب خداوند ہے خواجہ کا خیال کرنا کہ جب یہ تصویر کسی بہادر اسلام کو ملے گی وہ ضرور اسکی خواہش مین ادھر آئیگا یہ ملک واقلیم بھی اسلام آباد ہوگی یہ نازنین بھی اسکے قبضہ مین آجائیگی بس کہ تصویرین لیکر وہان سے روانہ ہونا بعد قطع راہ کے خاور مین پہونچنا وہان خراب حالت پانا دریافت ہونا کہ یہ کیا واقعہ ہے انکا افسوس کرنا اور اس مقام پر جانا جہان ارژنگ اس قصد سے بیٹھا ہوا تھا کہ مین مقبوضہ قاسم کو تباہ کرون اہل شہر کا جمع ہونا یہ حالت دیکھکر اشکار و بروارژنگ کے جانا اور کچھ حال بیان کرکے ایک تصویر ثریا کی پیش کرنا اسکا اس تصویر کو دیکھکر عاشق ہونا اور اپنے قصد سے باز آنا اور اپنے مقام پر آکر

یہان بڑی ترقی ہے آفتاب پرستی کی اچھا لوگون کو گمراہ کر رکھا ہے خوب دام مکر و فریب گستردہ کیا ہے
یہ ہی دل مین باتین کرتے ہوئے سرا مین آئے سرا کو مسافرون سے مملو پایا مگر سب آفتاب پرست کوئی کمرہ
یا کوٹھری خالی نہ تھی انکے ہمراہ اول تو انکے ملازم بہت سے دوسرے اسباب تجارتی بہ کثرت تھا انھون نے
اپنا گذر اُس مقام پر نہ دیکھا یہ وہان سے واپس پہلے کہ بھٹیاری نے صدا دی کہ میان تاجر ادھر آکر ٹھہرو
تمھارے لیے مقام خالی کر دیا جائیگا اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا دوسری سرا مین آئے اُسکو بھی خالی نہ پایا جس
سرا مین جاتے ہین اُسکو خالی نہین پاتے انھون نے عاجز ہو کر آدمی روانہ کیے کہ کوئی مکان تلاش کرین تاکہ
اُسمین قیام کرین مگر مکان چوک مین ہو اور آسمین دوکان بھی ہو آدمی گئے مکان تلاش کیا کوئی نہ ملا بقدر کثرت
خلقت کی تھی کہ مکان کا ملنا امر دشوار تھا یہ لوگ واپس آئے عرض کیا کہ اس شہر مین نہ کوئی مکان خالی ہے
نہ دوکان خواجہ عاجز ہو کر آگے کو روانہ ہوئے تمام سرائین دیکھین کسی کو مسافرون سے خالی نہ پایا بہت
پریشان ہوئے خیال کیا کہ بیرون شہر چل کر خیمہ وغیرہ برپا کرکے اُسمین قیام کرین اور کیا کرین انکو مکان کی تلاش
و سرا کی خواہش مین وہ دن تمام ہوا شام ہونے کو آگئی کہ یہ شہر سے باہر جانے کے قصد سے چلے جب قریب
شہر پناہ پہونچے مشرق رخ کو ایک سرا نظر آئی انھون نے ملازم سے کہا کہ جا کر دیکھو شاید یہ سرا خالی ہو
گو امید نہین ہے مگر جا کر دیکھو وہ ملازم جو گیا تو اُس سرا کو خالی پایا دیکھا دو ایک مسافر ہین اُسنے یہ آکر
خواجہ حسین اپنے مالک سے عرض کیا کہ حضور یہ سرا خالی ہے اور وسیع بھی ہے اور چند مسافر ہین جلکہ اسمین
قیام فرمایئے یہ سُنکے خواجہ خوشی خوشی مع اپنے ملازمون کے اُس سرا مین آئے بھٹیارون نے جو دیکھا
تو رات ہو سب کی اُمید تھی دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ میان تاجر کیا کوئی کمرہ وغیرہ درکار ہے انھون نے کہا الا
نہ درکار ہوتا تو ہم سرا مین کیون آتے ایک کمرہ کیا دو تین کی ضرورت ہے وہ انکو لیکر اپنے ہمراہ آئی جتنے
کمرون کی انکو ضرورت تھی آن کے خالی کر دیے انکے ملازمون نے اسباب اتارا یہ مرکب پر سے اُترے جاکر
سائیس مرکب کو ٹہلانا شروع کیا پلنگون کی جس قدر ضرورت ہوئی بھٹیاری نے فوراً مہیا کر دیے نوکرون نے اُسپر
بچھونا بچھایا یہ بیٹھے نوکر پانی بھر کر لائے انھون نے ہاتھ منہ دھو دیا گرد راہ چہرے پر سے دور ہوئی بھٹیاری
نے دریافت کیا کس قدر طعام کی ضرورت ہے انھون نے کہا میرے ہمراہ باورچی ہے وہ کھانا طیار کریگا
کوئی کھانے کی ضرورت نہین ہے وہ بھٹیاری یہ سنکے اپنے مقام پر چلی آئی جو کرایہ کمرون اور پلنگون کا
اُسنے لیے طلب کیا انھون نے بلا عذر دیدیا چونکہ رات ہو گئی تھی کھانا پکا کر سو رہے انکے ساتھ مرکب
بہت سے اور شتر جن پر اسباب بار تھا کثرت سے تھے وہ بھی سب اُسی سرا مین باندھے گئے ایک حصہ سرا
کا انکے تصرف مین آیا چونکہ وہ سرا بہت وسیع تھی رات گذری اور مسافر بھی آئے جو کہ شہر کی سیر کو گئے ہوئے تھے
وہ بھی آکر اپنے اپنے مقام پر کھا پی کر سو رہے صبح ہوئی یہ اُٹھے نوکرون نے آب گرم حاضر کیا انھون نے
منہ ہاتھ دھو یا کپڑے پہنے اور چند ملازمون کو ہمراہ لیکر اس قصد سے چلے کہ کوئی دوکان خواہ مکان چوک
مین ملجائے تو اُسکو کرایہ لون اُسمین قیام کرکے اپنا مال فروخت کرون اور یہان کی حالت دیکھون پس یہ
سیر کرتے ہوئے ہر مقام و گلی کوچہ کو دیکھتے ہوئے چلے ہر مقام کو آباد پایا اہل شہر کے سبب سے راہ نہ ملتی تھی کہ
کوئی راہ چل سکے وہ صبح کا وقت تھا لوگ جوق جوق گروہ گروہ دربار کو چلے جاتے ہین کوئی اسپ سوار
ہے کوئی فیل سوار کوئی بوچے پر سوار کوئی تامدان پر سوار کوئی کلاہ وزارت سر پر رکھے ہوئے کوئی تاج
پہنے ہوئے مگر سب درباری کپڑے پہنے ہوئے سینون پر تصویر آفتاب بنی ہوئی چلے جاتے ہین خواجہ حسین
نے دیکھا کہ جتنے اہل شہر ہین سب کے سینون پر تصویر آفتاب بنی ہوئی ہے صبح کا ہنگام ہے ہر مقام پر [illegible]

ہو رہا ہے کثرت خلائق رنگ رہی ہے اور پھول اہل شہر خرید خرید کر اپنے مقام و مکان کو جا رہے ہیں بعض
دکانیں کھلی ہیں بعض کھل رہی ہیں بعض ابھی بند ہیں چونکہ یہ دوسرے پھاٹک پر شہر کے آئے تھے اس شہر
کے چار پھاٹک ہیں ایک شمالی ایک جنوبی ایک مشرقی ایک مغربی اور چاروں سے جو سڑکیں نکلی ہیں وہ ایک
مقام پر آ کر تمام ہوئی ہیں اُسی مقام پر چوک ہے اور اس مقام سے ایک راہ تو پہاڑی کو گئی ہے اور ایک
قلعہ کو جہاں اب دربار ہوتا ہے اور ایک اُس عمارات شاہی کو جو کہ قدیم ہیں اور سیکڑوں شاخیں نکلی ہیں
جو کہ تمام شہر میں پھیلی ہیں مگر جو جہاں سے چلتا ہے وہ چوک میں ضرور آتا ہے اُس شہر میں سیکڑوں بازار ہیں
ہیں اُس شہر کے چوک اور بازار کی آبادی کا کیا کہنا خواجہ حسین سب مقام کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں شہر کو
جو دیکھا سب کو حسین پایا خصوصاً عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہر ایک عورت نازنین نازک اندام لباس
اُسکے خوشنما ہر ایک سر سے پاؤں تک غرق جواہر غم کا تو نام نہ تھا کوئی مغموم نظر نہ آتا تھا ہر مقام پر
چہلیں اور قہقہے ہو رہے تھے باہم دس دس پانچ پانچ آدمی ایک مقام پر کھڑے آپس میں ہنس بول رہے
تھے عورتیں و مرد دریا کی طرف تماشے چلے جاتے تھے دریا کے جہاں جنون سے چھوٹی چھوٹی ڈولیوں میں بیٹھے
ہوئے نوکر انکو ہاتھوں سے ریتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ گوری گوری انکی صورتیں دو سر سے پاؤں
تک چلا او گوٹا ٹنکا ہوا سر میں اُس کے دو لٹکے اٹکلے ہوئے ہنستے ہوئے بعض اپنے اپنے باپ کی
دکانوں پر بیٹھے ہوئے سیر کر رہے ہیں یہ صفت ہر بازار میں جوہری بازار چاندنی بازار بزازہ داغ
میوہ فروش گلفروش حلوائی پان والے ہیں ہر مقام پر گل لالہ کھلا ہوا ہے کبوتریں شکاری لیے ہوئے
بیٹھے ہیں یہ سیر کرتے ہوئے اور تعریف کرتے ہوئے اپنے دل میں چلے جاتے ہیں ایک ہمراہی سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلسم کا دربار بہت بڑا ہوتا ہے جب سے میں ادھر آیا ہوں اہل شہر کو تو کم راہ چلتے
ہوئے دیکھتا ہوں مگر اہل دربار زیادہ چلے جاتے ہیں سوا سواریوں کے کوئی پیدل نہیں جاتا ہے
بہت بڑا جاہ و حشم اس کا معلوم ہوتا ہے دیکھو ہزاروں نشان لشکر بلند ہیں انھوں نے جواب دیا
کہ ہمنے آجتک ایسی کثرت نہیں دیکھی نہ معلوم کیا غضب کیا ہے کہ اسقدر لوگ مطیع ہوئے ہیں یہی باتیں کرتے
چلے جاتے تھے کہ ایک مرتبہ انھوں نے دیکھا کہ جلوس سواری چلا آتا ہے بہت جلوس کے بعد گذر جانے
جلوس کے انھوں نے جو دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ ایک تخت پر ایک گبر تاج پہنے ہوئے گلے میں [illegible]
آفتاب پڑی ہوئی پوشاک طلائی گرد تخت کے بہت سے سردار سب طلائی رنگ کی پوشاکیں پہنے ہوئے چلے
جاتے ہیں اُسکے عقب میں اور جلوس نمودار ہوا اُسکے بعد اور ایک تخت نشین اسی طور سے وہ تخت نشین گزر
گیا غرض بہت شور و غل ہوا خواجہ نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اسی
اقلیم کے ہیں اور جو بادشاہ و سردار بیرون اقلیم کے ہیں اُنکی یہ شوکت نہیں ہے وہ سب داخل بارگاہ ہو چکے
ہیں اب یہ لوگ جاتے ہیں یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے شور و غل کی صدا آئی خواجہ اُس مقام پر ٹھہر گئے
دیکھا کہ لباس زرق برق لباس پہنے ہوئے ایک عیار اُسکے عقب میں تین چار سو اُسکے شاگرد سب لباس
مکلف پہنے ہوئے چلے آتے ہیں خواجہ حسین نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے اُسنے جواب دیا کہ یہ
[illegible] عیار نائب خداوند ہے اب اسکا باپ خداوند ہے یہ بھی دربار کو جاتا ہے اُسکے بعد ایک اور
سواری ترک و احتشام سے آئی خواجہ حسین کو معلوم ہوا کہ یہ سواری کوتوال شہر کی ہے نام اسکا بہزاد آفتاب
پرست ہے خواجہ نے دیکھا کہ ایک گبر قوی ایک مرکب پر سوار عقب میں کوتوالی کے پیادے گرگے
گلوں میں تصویریں پڑی ہوئیں اُسکے گذر جانے کے بعد دیکھا کہ ایک جانب سے بہت سے چوبدار اور

عصا بردار و خاص بردار چلے آتے ہین اُنکے بعد تھکے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اب جو دیکھا کہ ایک جوان
مندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے گھوڑے مرکب پر سوار گرد و پیش اُسکے مصاحب چلا آتا ہی خواجہ
گو کہ سمجھ گئے کہ یہ وزیر ہوگا مگر دریافت کیا کہ یہ کون ہی ایک شخص نے کہا کہ وزیر شہر ہین اُنکا نام وزیر روشن را
ہی یہ بھی دربار کو تشریف لیے جاتے ہین اب تو خواجہ حسین اُسی مقام پر مع اپنے ہمراہیون کے کھڑے
ہین کہ ایک طرف سمہاسے مرکبان کی آواز آئی یہ حیران ہو کر اُدھر دیکھنے لگے کہ اُنھون نے دیکھا
کہ ہزار ہا سوار چلے آتے ہین مگر سب سنہری پوشش اُنکے بعد دیکھا کہ دو جوان بہت پر تکلف لباس پہنے ہوئے
اسلحہ الماس نگار لگائے ہوئے خود طلائی سرون پر مرکبان پری پیکر پر سوار برابر چلے آتے ہین اُنکے ہمراہ
اور بہت سے سردار مثل بہرام و شیران و پیکران و شہر یار و کیقباد و محمود و صمصام تنگ پیشانی و ضحاک
و عقفر و چنگیز وغیرہ کے ہین اُنکے عقب مین پھر سوار ہین خواجہ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہین ایک شخص نے
کہا کہ اے مسافر آگاہ ہو کہ یہ دونون جوان جو برابر مرکب پر سوار ہین دونون سپہ سالار ہین سپاہ کے افسر ہین
انمین ایک کا نام شیر افگن دوسرے کا نام ضرغام شیر صولت ہی تمام لشکر اُنکے زیر حکومت ہی اور باقی کوئی کرنیل
اور کوئی جرنیل فوج ہی یہ سب دربار کو جاتے ہین خواجہ حسین جون جون یہ حال دیکھتے ہین دل مین کہتے
ہین کہ بڑی شوکت اُسنے بہم کی ہی یہ دل سے باتین کر رہے تھے کہ دو جانب سے نقیبون کے بولنے کی صدا آئی
جو لوگ راستہ چل رہے تھے وہ سب کنارے کنارے ہو گئے سڑک کو بالکل چھوڑ دیا مگر سب متوجہ ہو گئے
جس مقام پر یہ کھڑے تھے اُس مقام پر ایک جوہری کی دوکان تھی وہ بہت مرد بامروت تھا اُسنے جو انکو شریف
وضع دیکھا اُسنے کہا کہ آئیے آپ میری دوکان پر بیٹھ جائیے ان سواریون کو نکل جانے دیجیے پھر آگے
تشریف لیجائیے گا کیونکہ بسبب کثرت جلوس سواری کے راہ نہ ملیگی انھون نے انکار کرنا مناسب نجانا چونکہ یہ تھک گئے
تھے اور دیر سے کھڑے ہوئے تھے اُسکی دوکان پر چلے گئے اُسنے انکو بڑی عزت سے بٹھایا انھون نے اُس سے دریافت
کیا کیون بھائی یہ کسکی سواری آتی ہی اُسنے جواب دیا کہ سواری کو نکل جانے دیجیے تو مین عرض کرونگا یہ خاموش
ہو کر دیکھنے لگے دونون طرف سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جیسے کوئی روشنی کثرت ہوتی ہوئی چلی آتی ہی یہ اُدھر دیکھ
رہے تھے کہ دیکھا دونون طرف سقے چھڑکاؤ گلاب کیوڑے کا کرتے ہوئے چلے گئے اُنکے گلون مین
سنہرے کام کی کرتیان سرون پر پگڑیان دہانون پر ہزارے طلائی لگے اُنکے بعد دونون جانب کہاسے کوتل
بازین و لگام مرصع دو دو جاکر جوریان لیے ہوئے ہمراہ نہایت آراستہ و پیراستہ اُنکے بعد چوبدار و عصا بردار و ہر دو
خاص بردار اور جلوس سواری مگر دونون طرف سے ایک قسم کا اُس مقام پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگ گئی ہی
بعد جلوس سواری کے دونون طرف دو بادشاہ دو تختون پر سوار اُنپر مرچھل ہو رہے ہین چتر سرون پر سایہ
سایہ ڈالتا ہی ڈنکا بجتا ہوا گھنٹ و ناقوس بجتے ہوئے نقیب بولتے ہوئے مگر اُنکے گلون مین تصویرین پڑی ہوئی انکی
یہ دونون پوشاک پر تکلف پہنے ہوئے سرون پر تاج اُنپر کلغی طلائی لگے ہوئے گرز و شمشیر الماس نگار
رکھے ہوئے چلے آتے ہین تمام اہل بازار نے سلام کیا انھون نے یہ بھی نہ دیکھا کہ کون سلام کرتا ہی اپنے کبر و
غرور مین تختون پر بیٹھے ہوئے چلے گئے اُنکے جانے کے بعد سب اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئے خواجہ نے
اُن صاحب دوکان سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے اُسنے کہا کہ اے بھائی یہ دونون پیغمبر خداوند ہین
قبل مین یہ دونون اُس اقلیم کے بادشاہ تھے مگر جب نائب خداوند پر لشکر کشی کرکے آئے تو یہان آکر
سجدہ کیا مطیع خداوند ہوئے اُسدن سے اُنھین طرح پیغمبری ملا ہی پیغمبر کے لقب سے مشہور ہوئے ہین انمین
ایک کا نام جو کہ جانب شمال سے آئے تھے تخت آرا خونریز ہی اور جو کہ جنوب سے آئے تھے اُنکا نام

افریقی شاہ ہو یہ دونون صاحب جناب قدرت کے اندر پاس نائب خداوند کے جاسکتے ہین تیسرے ملک قدرت
انکے سوا اور کوئی نہین جانے پاتا ہی یہ سب دربار کو تشریف لیگئے ہین سہ پہر تک دربار ہوگا اُسکے بعد سب اپنے
اپنے مقام کو واپس جاینگے خواجہ حسین نے دریافت کیا کہ اس شہر کے بادشاہ کے پاس لشکر کسقدر ہوگا اُس
جوہری نے انکے منہ سے للّٰلہ بادشاہ سُنکے اُنکی صورت دیکھی اور اپنی اُنگلی زبان کے نیچے رکھی اور کہا کہ کوئی
ایسی بیادبی اور گستاخی کرتا ہی کہ نائب خداوند کو بادشاہ کہتا ہی اب تو آپ سے ایسی خطا نادانستگی مین
ہوگئی آیندہ خیال رکھیے گا کسی کے منہ پر یون نہ کہیئیگا ورنہ خرابی ہوگی مین نے آپکو سمجھا دیا آگے آپکو
اختیار ہی خواجہ نے کہا بھائی مین تازہ وارد مسافر ہون چونکہ ابھی کل ہی اس شہر مین وارد ہوا ہون یہانکے
قاعدون سے آگاہ نہین ہون بدین سبب میرے منہ سے یہ نکل گیا تمنے بڑی عنایت کی کہ سمجھا دیا ورنہ ایسی طرح سے
اور کسی کے روبرو نکل جاتا وہ کچھ نفرت و درشتی اپنی زبان پر لاتا اُسنے جواب دیا کہ یہ یہان کا قاعدہ نہین ہی
کہ کوئی کسی کو نفرت یا درشتی کہے یا کسی طور سے اُسکی ذلت کا روادار ہو یا کسی قسم کا ظلم کرے یہان حکم نائب خداوند
ہی کہ جو کوئی جو خطا کرے اُسکی فریاد ہمارے جناب مین کرو ہم اُسکو اُسکے کردار کی سزا دینگے تم مت اُسکے ساتھ
سختی کرو یہان کوئی ظلم وستم نہین کرسکتا ہی اگر کرے تو عذاب شدید مین مبتلا ہوا ہی بھائی یہان چور وغیرہ کا
تو نام نہین اور ہم یونہین دوکانین کھول کر اکثر چلے جاتے ہین جب آتے ہین اپنی سب چیز تمام وکمال پاتے
ہین ذراسا فرق نہین ہوتا ہی یہ جو دوکانین بند ہوتی ہین یہ لوگ صرف اپنے اطمینان خاطر کے لیے بند کرتے ہین
ورنہ نائب خداوند کا حکم ہی کہ یون ہی کھلی چھوڑ جاؤ تمکو تمھاری چیز پاؤ گے ذرا بھی کوئی فرق نہو گا خواجہ حسین
نے کہا کہ ہان نائب خداوند کا کسقدر لشکر ہی یہ سُنکے اُسنے کہا کہ قبل ازین تو لشکر قلیل تھا صرف سات آٹھ
لاکھ کا لشکر تھا مگر اب قریب تیس پینتیس لاکھ کے ہوگا یہ سُنکے خواجہ نے کہا کہ بھائی لشکر بھی کم نہین ہی اب
مین جاتا ہون بڑی دیر ہوگئی جس کام کو نکلا تھا اُسکا کوئی بندوبست نہوا یہ سُنکے اُسنے کہا کہ آپ کس ضرورت سے
اس شہر مین وارد ہوئے ہین اور کہان فروکش ہین خواجہ حسین نے کہا کہ بھائی مین تجارت پیشہ جواہرات کی
تجارت کرتا ہون ابکی مرتبہ جو پردہ ظلمات کو براے خرید جواہر گیا اُدھر سے جو واپس آیا تو اسی اقلیم
مین پہونچا سب شہرون کی سیر کرتا ہوا کل اس شہر مین پہونچا تمام دن کل تباہ رہا نہ کوئی سرا خالی ملی تو کوئی
مکان نہ دوکان کہ مین اُسمین قیام کرتا آخر کو ناچار ہوکے بیرون شہر چلا تھا کہ سو مشرق کی جانب پھاٹک ہی
اُسکے قریب ایک سرا خالی ملی گو وہ خالی نہ تھی مگر خیر رات تو بسر کی اب صبح کو ملازمون کو مال کی حفاظت کے لیے
چھوڑکر اور چند آدمیون کو ہمراہ لے کر تلاش مکان نکلا تھا کہ ایک مکان خواہ دوکان خواہ جسقدر کرایہ لین
لے لون دوکان آراستہ کرون تاکہ مال فروخت ہو دونون مکان کی ضرورت اسلیے ہی کہ میرے ساتھ اول تو اسباب
بہت ہی دوسرے میرے کئی سو ہین نوکر چاکر کئی سو ہین اُن سب کے موافق ہو مگر شرط یہ ہی کہ چوک مین ہو
اور اُسمین دوکان بھی ضرور ہو اس خیال سے نکلا تھا کہ یہان تماشون مین مبتلا ہوگیا اب دن بہت آگیا ہی
اب مین سرا کو واپس جاؤنگا یہ سُنکے اُسنے کہا کہ آپ ذرا دیر ٹھہر جائین کہ میرے ملازم ایک ضرورت کو
گئے ہین وہ آلین تو آپ کے ہمراہ کردون کہ وہ آپکو میرے بھائی کے پاس پہونچا دینگے چونکہ اُنکی
دوکان چوک مین ہی وہ کوئی نہ کوئی مکان آپکی خواہش کے موافق اپنے نوکرون سے تلاش کرا دینگے
آپ کہان پریشان ہونگے اگر آپ اس مقام پر لین تو مین اسی وقت آپکی مرضی کے موافق دو کیا بلکہ چار مکان
بہم کر دیتا وہ جو سامنے آپ مکان دیکھتے ہین اُسکے نیچے وہ دوکان صراف کی ہی خالی پڑی ہی بہت بڑا مکان ہی
اُسکے برابر اور ایک مکان خالی ہی مین خیال کرتا ہون دونون مکان آپکے لیے کافی ہین اور اُن مین

دوکانین بھی ان گمر کی ہین صرف ایک دوکان خالی ہے وہ آپ کے مطلب کی بھی ہے اور اس شہر مین تو چوک ہر مقام پر ہے
کیونکہ آبادی اسقدر ہے دوسرے ہر طرف سے سوداگران سردارون کی جاتی ہین کیونکہ حکم ہے کہ تمام شہر کی گشت
کیا کرو سب کی خبر لیا کرو جو کوئی جو کچھ عرض کرے اُسکی خبر مجھکو کرو مگر آپ کی مرضی چوک کی ہے تو کیا مضائقہ
ہے خواجہ حسین نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ کل میرے ملازم تمام دن تباہ رہے اور انکو کوئی
خالی مکان نہ ملا اور آپ یون فرماتے ہین کہ کئی مکان خالی ہین اچھا اگر چوک مین نہ ملیگا تو پھر مین اسی مقام پر
لیلونگا اُس چوہدری نے کہا کہ جسکا نام زہرہ لال تھا کہ واقعی اگر آپ بھی تلاش کرین تو نہ ملین سبب اسکا یہ ہے کہ
کسی کو کرایہ کی تو پروا ہی نہین ہے جو اس امر کی خواہش کرے کہ ہمارا مکان کرایہ کو جاوے یہ صرف اس خیال سے
خالی پڑے ہین کہ جو کوئی کسی کا عزیز آجائے یا کوئی تاجر آکر اُترے اور اُسکو مکان خواہ دوکان کی ضرورت
ہو تو اسکو دیا جاوے یہ عمارتین سب خداوند کی طرف سے ہین ہم لوگون کے اختیار مین ہین آپ یہی کسکو
تلاش کرسکتے کہ مجھکو مکان و دوکان کرایہ کی درکار ہے کبھی کوئی نہ بتاتا یہی آپکے نوکرون سے بھی کہا ہوگا -
خواجہ نے کہا کہ ہان آپ سچ کہتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ اُسکے نوکر آگئے اُسنے اُنکی طرف دیکھکر کہا
کہ آپ کو بھائی یاقوت لال کے پاس پہونچا دو اور میری طرف سے کہنا کہ اے بھائی صاحب آپ مرد مسافر ہین
تاجر پیشہ ہین آپکی جو حاجت ہو اُسکو پورا کر دیجئے آپکے ہمراہ بہت کچھ مال ہے ہماری سرا مین
اُترے ہوئے ہین کل سے تباہ ہین یہ سنکے اُن نوکرون نے خواجہ حسین سے کہا کہ آپ تشریف لے چلین
ہم پہونچائے دیتا ہون یہ سنکے خواجہ اُٹھے اور اُس سے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون اُسنے جواب دیا کہ
بھائی صاحب کے پاس سے واپس ہو کر میرے پاس ضرور تشریف لائیے گا خواجہ نے کہا کہ ضرور حاضر ہونگا
یہ کہکر اُسکے نوکر کے ہمراہ ہو لیے وہ انکو لیے ہوئے قریب کی راہ سے بازار ہو بازار لیتے چوک مین پہونچا
یہان خواجہ نے چوک کو خوب آراستہ پایا ہر مقام پر خریدارون کا مجمع دیکھا دلالون کو لڑتے ہوئے پایا یکطرف
دوکانین صرافون جوہریون بیسے والون گندہ فروشون بزازون کی تھین کوئی ایسی شی نہ تھی کہ جسکی دوکان
چوک مین نہو بساطی وغیرہ کی بھی دوکانین بکثرت تھین ہر ایک شی کی دوکانون کی کثرت تھی کمرون پر کسبیان بنی ٹھنی
بیٹھی ہوئی تھین تماشبین پھر رہے تھے ساقنین اپنے اپنے تختون پر بیٹھی ہوئی تھین نشہ بازون کا جمگھٹا
تھا کہین طبلہ بج رہا تھا کہین ستار چھیڑ رہا تھا کوئی گا رہی تھی کسی کے رقص کی صدا آرہی تھی کوئی تعلیم
لے رہی تھی کہین چوسر ہو رہی تھی یہ سب صدائین سنتے ہوئے سیر کرتے ہوئے اُسکے ساتھ چلے جاتے تھے
کہ وہ انکو لیکر ایک مقام پر آیا کہ بہت سی دوکانین مہاجنون کی تھین ایک ایک آدمی لکھپتی کرورپتی طلائی
زنجیرین کمرون مین باندھے ہوئے گدی پر بیٹھا تھا گماشتے کام کر رہے تھے جواہر روبرو رکھے تھے کسی
کے روبرو روپیون کا انبار تھا کوئی اشرفیان پرکھ رہا تھا کسی کے روبرو سونے کا ڈھیر تھا کوئی چاندی کی
سلین دیکھ رہا تھا کسی کے روبرو جواہر کے ڈھیلے کھلے ہوئے رکھے تھے اُنکی جانچ کر رہا تھا کوئی موتیون
کی لڑیان درست کر رہا تھا کوئی اپنا بہی کھاتہ دیکھ رہا تھا گماشتہ اُسکو حساب دکھا رہا تھا کہ وہ آدمی
خواجہ کو لیکر یاقوت لال کی دوکان پر پہونچا وہ بھی اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسکے گماشتے کام کر رہے
تھے اُسکو اُسنے سلام کیا اُسنے سر اُٹھا کر کہا کہ کیون اسوقت کیسے آیا ہے خیریت تو ہے اُسنے عرض کیا
کہ آپکے بھائی نے ان میان مسافر کو آپکے پاس بھیجا ہے کہ یہ تاجر ہین اور کل سے پریشان ہین جو
یہ آپ سے کہین وہ کام انکا آپ کر دین کیونکہ انکے ہمراہ اسباب وغیرہ بہت ہے یہ سنکے اُسنے خواجہ حسین
کی طرف دیکھا اور کہا کہ تشریف لائیے خواجہ حسین اُسکی دوکان پر گئے وہ اُٹھ کھڑا ہوا انکو اپنے برابر

بڑی عزت سے بٹھایا اور اُس سے کہا کہ تو جا کہدیا کہ جو تمنے کہا ہی اُسکے موافق ہوگا وہ تو سلام کرکے چلا گیا تب
الائچیان اور چکنی ڈلیان اُنکے روبرو رکھین اور کہا کہ نوش فرمایئے اور اب اپنے مطلب سے آگاہ کیجیے
خواجہ حسین نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت ہی مین تو اپنے مطلب سے حاضر ہوا ہون آپ تو شرمندہ کرتے ہین
اُسنے کہا کہ شرمندہ کرنے کی کیا بات ہی یہ سب آپکا ہی آپ تو مسافر ہین ہم سے آپکی کیا خاطر
ہوسکتی ہی یہ بھی کوئی چیز ہی خواجہ نے اُسکے کہنے سے الائچی کھائی اور کہا کہ میرا مطلب یہ ہی کہ مین یہان کل وارد ہوا
ہون کل سے تلاش مکان کر رہا ہون مگر نہین ملتا ہی اسوقت مین اُسی تلاش مین نکلا تھا کہ آپکے بھائی سے
ملاقات ہوئی اُنسے سب کیفیت عرض کی اُنھون نے آپکی خدمت مین روانہ کیا کہ وہ آپکو مکان تلاش
کردینگے لہذا مین حاضر ہوا ہون یہ سنکے یاقوت لال نے کہا کہ آپکو کس قسم کا مکان درکار ہی تب خواجہ حسین
نے جس طور کے مکان کی ضرورت تھی اُس سے بیان کی اُسنے اُسی وقت اپنا ایک ملازم سے کہا کہ وہ جو
کوتوالی کے قریب دو مکان بہت بڑے خالی ہین اُنہین دو دکان بھی ہی جاکر دیکھو کہ خالی ہین یا اُنمین
کوئی آگیا ہی اگر خالی ہون تو ہمکو آکر آگاہ کرو وہ نوکر اُسی وقت گیا اور فوراً واپس آیا اور آکر کہا کہ حضور
وہ مکان دونون خالی ہین تب اُسنے اُسوقت ایک رقعہ بنام نیلم لال جو کہ اسکا چچا تھا اس مضمون کا تحریر
کیا کہ وہ جو دونون مکان قریب کوتوالی کے خالی ہین اُنکی کنجیان آپکے پاس ہین اور اُنکی حفاظت آپکے
تعلق خداوند کی طرف سے ہی لہذا ایک تاجر کل اس شہر مین وارد ہوئے ہین اُنکو دو مکانون کی ضرورت ہی
لہذا یہ مکان اسی ضرورت سے بنائے گئے ہین کہ جو کوئی مسافر یا تاجر آئے اور اُسکو ضرورت مکان
خواہ دوکان کی ہو تو اُسکو دینا اور اُسکی خبر لینا لہذا اسکی کنجیان آپ میرے پاس روانہ کردین تاکہ مین اُن کو
اُتاردون اُنکی مدارات کرون اور خداوند کی جناب سے نیکنامی حاصل کرون تاکہ وہ اپنے ملک مین جاکر
یہان کی تعریف کرین یہ لکھکر اپنے ایک نوکر کے ہاتھ وہ رقعہ روانہ کیا اور خواجہ سے کہا کہ آپ تشریف
رکھین رقعہ کا جواب آلے تو مین اور فکر کرون یہ کہکر کہا کہ آپکا آنا کدھر سے ہوا خواجہ حسین نے
اپنی کل کیفیت بیان کی اُسنے کہا کہ اپنا مال ہمکو بھی دکھایئے گا اگر ہمارے پسند آئیگا اور قیمت ٹھیک
ہو جائیگی تو ہم بھی خرید کرلینگے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اُدھر اُس ملازم نے وہ رقعہ نیلم لال کو جاکر دیا
اُسنے رقعہ دیکھکر اُسی وقت وہ کنجیان اُسکے حوالہ کین اور ایک پرچہ پر لکھدیا کہ یہ کنجیان موجود ہین
وہ نوکر کنجیان لیکر اپنے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ کنجیان حاضر ہین اُسنے کنجیان لیکر خواجہ سے کہا
کہ لیجیے یہ کنجیان حاضر ہین اب آپ اپنا کل اسباب لے آیئن خواجہ نے کنجیان اُس سے لین اور
کہا کہ مین آپکا بہت ممنون ہوا گویا آپ نے مجکو اپنا بندۂ احسان کیا اُسنے کہا کہ یہ کیا کوئی بڑی بات ہی آپکے
سے جو ہو جاسکے وہ کم ہی خواجہ اُس سے رخصت ہوکر چلے اُسنے کہا کہ پھر بھی ملاقات ہوگی اُنھون نے
جواب دیا کہ ضرور ہوگی یہ کہکر اُسی راہ سے اُسکے بھائی کے پاس آئے اُسنے پوچھا کہ آپکا کام ہوا یا نہین
خواجہ نے کہا کہ آپکی عنایت سے حسب دلخواہ کام ہوا آپکو اور آپکے بڑے بھائی صاحب کو
بڑی زحمت ہوئی اُسنے کہا کہ کوئی زحمت نہین انسان کا کام انسان سے ہوتا ہی یہ کوئی نئی بات نہین ہی
خواجہ نے کہا کہ آپکے بھائی بہت خلیق ہین معلوم ہوا کہ یہان کے باشندے سب بامروت ہین اُسنے
کہا اگر ہم ایسا نہ کرین تو یہان لوگ کیون آکر آباد ہون دوسرے کوئی ہماری گرہ کا تو خرچ نہین ہوتا ہی
کہ ہم اُسمین بخل کرین یہ کچھ بات نہین ہی کہ زبان ہلادی یہ سنکے خواجہ اُس سے بھی رخصت ہوکر سرا مین
آئے تمام مال اپنا اٹھواکر اور بار کرا کے وہان سے روانہ ہوئے راہ طے کرکے اُس مقام پر پہونچے

کہ جہان دوکان تھی یاقوت لال کی اُس سے کہا کہ ایک اور رخصت دینے آیا ہون کوئی آدمی ہمراہ کر دیجیئے
تاکہ مین اُس مقام پر پہونچ جاؤن اُسنے اُسوقت اپنا ایک نوکر اُسکے ہمراہ کر دیا کہ وہ مکان بتا آوے
نوکر خواجہ کو ہمراہ لیکر اُس مقام پر آیا اور کہا کہ یہی مکان ہی اندر جائیے مین رخصت ہوتا ہون خواجہ
نے اُسکو کچھ روپیہ دیکے رخصت کیا گو وہ نہین لیتا تھا کہتا تھا کہ لا خفا ہونگے خواجہ نے کہا کہ کوئی
اُنسے نہین کہیگا تم بیکار خوف کرتے ہو اُسنے جب دیکھا کہ یہ نہین مانتے ہین آخر کو عاجز ہو کے لیا اور
سلام کر کے رخصت ہوا یہان خواجہ اُن دونون مکانون کو کھول کر اندر گئے جیسے مکانون کی خواہش تھی
ویسے پائے بہت خوشی حاصل ہوئی خوب عمدہ مقام پر تھے دوکان بھی خوب موقع سے اُنھون نے تمام
مال و اسباب اپنا قرینہ سے رکھا اپنے رہنے کا مقام الگ درست کیا مکان کو خوب آراستہ کیا دوسرے
مکان مین مرکب شتر وغیرہ کا بندوبست کیا سب ملازم وغیرہ اُترے خوب آراستہ کا مقام رہنے کو ملا بہت
خوش ہوئے خواجہ نے کھانا کھایا یہ آمد سے پہ آکر کہی یہ چاہا کہ بیٹھے چوک کی سیر کرنے لگے تھوڑے
عرصہ مین شام ہوگئی پھر بازار سے جاکر آرام کیا وہ رات تو بسر کی بوقت سحر اُٹھے دوکان اپنی آراستہ
کی خوب اُسکو سجا مسند بچھا کر بیٹھے جواہر کے صندوقچے کھول کر آگے رکھے اب تو تمام چوک بھر مین غُل
مچ گیا کہ ایک سوداگر بہت بڑا آج وارد ہوا ہی خوب خوب نفیس مال اُسکے پاس ہی اتنے خریدار آنے لگے
مال فروخت ہونے لگا زہر دلال و یاقوت لال بھی آئے جو مال پسند آیا اُسکو خرید کر لے گئے خواجہ
تو یہان دوکان آراستہ کیے ہوئے بیٹھے ہین اُسی روز سے آج بھی سب دربار کو گئے اب حال دربار کا
سنیئے آج جو دربار جمع ہوا جب سب حاضر دربار ہو چکے تو برجیس نے صدا دی کہ اے خوشخوار
ادھر آؤ یہ اُٹھکر اندر پردہ کے گیا برجیس نے کہا کہ شہر مین منادی ندا کر دے چاروں چاپ دے کہ
پرسون تمام شہر کی مع لشکر و مسافر و ادنے و اعلے و صغیر و کبیر و برنا و پیر و جوان و طفل و زن و مرد و
فقیر و امیر و بادشاہ و وزیر و تاجر و غیر تاجر و مصاحب بیٹھے کی مع میرے سرداروں کے دعوت
خانۂ عیش مین ہوا اور یہی حکم اہل دربار کو بھی ہے خوشخوار نے باہر نکلکر آواز بلند کہا کہ سب اہل دربار کو
معلوم ہو کہ پرسون نائب خداوند کی ولادت کا دن ہی اُسکی خوشی کی گئی ہی لہذا پرسون جشن ہوگا سب
اہل دربار کی دعوت ہی خانۂ عیش مین سب حاضر ہو کر طعام لذیذ کھائین اور ناچ رنگ نا سُنین یہ کہکر
کوتوال کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تو آج بعد برخاست ہونے دربار کے منادی سے یہی
ندا کر دینا اُسنے کہا بہت خوب بالکل خلاف حکم نہوگا ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مُخبر ہو مان سے قریب
پردہ آکر عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ حقیر جو آج حاضر دربار ہوتا تھا تو چوک سے جو گذرا تو دیکھا کہ
ایک سوداگر بوضع اسلام برابر کوتوالی کے اُترا ہی اور دوکان آراستہ کی ہی بہت نفیس نفیس مال
اُسکے پاس ہی نہ معلوم کب سے آیا ہی کوتوال صاحب نے آپ سے آکر عرض نہین کیا بلکہ کوتوالی کے قریب
اُسنے دوکان آراستہ کی ہی یہ سُنکے برجیس نے افریق کو صدا دی کہ تم ادھر آؤ افریق اندر پردے
کے گیا برجیس نے کہا کوتوال سے دریافت کرو کہ یہ سوداگر کب سے آیا ہی اور تم نے اطلاع کیون
نہ کی اور ایک چوبدار کو روانہ کرو کہ وہ اُس تاجر سے جاکر کہے کہ کیا تم قواعد دربار سے و تجارت سے
نہین واقف ہو کیا نئی نئی تجارت کی ہی یہ پیشہ نیا اختیار کیا ہی کہ اُسکے طریقہ سے آگاہ نہین یا کسی شہر
مین جاکر تجارت نہین کی کہ قاعدہ سے آگاہ ہو کیونکہ یہ طریقہ کل ملکون کا ہی کہ جب تاجر کسی شہر مین
جاتا ہی تو پہلے دربار مین جاتا ہی جب مال بادشاہ خرید لیتا ہی تو دوکان آراستہ کرتا ہی اور اہل شہر

خرید و فروخت کرتے ہیں پیشہ تمہارا ہی کہ تم آج کئی روز سے ہمارے ملک مین آئے ہو باوصفیکہ ہم بادشاہ
ہوتے ہین نائب خداوند و فرزند خداوند ہین اسپر ہمارے دربار مین نہین آئے یہ تمنے بالکل خلاف پیشہ تجارت
کے کیا لہذا یہ خطا تمہاری معاف کیجاتی ہی تمکو لازم ہی کہ کل تم ہمارے دربار مین حاضر ہو افریق نے بیرون
پردہ آکر پہلے کوتوال سے دریافت کیا کہ یہ امر نائب خداوند تمسے دریافت کرتے ہین اسنے یون عرض
کیا کہ یہ سوداگر کل وارد ہوا ہی آج مین بھول گیا ورنہ عرض کرتا نائب خداوند میرا قصور معاف فرمائین اب
ایسی خطا نہوگی افریق نے یون ہی اندرون حجاب قدرت جا کر عرض کی برجلیس نے کہا کہ کہنا یہ خطا تیری
معاف کی گئی اگر اب کی ایسی خطا ہوگی تو سزا دیجائیگی افریق نے آکر حکم سنا دیا وہ کانپ گیا اسکے بعد افریق
نے ایک جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اشارہ کیا ایک چوبدار حاضر ہوا اُس سے کہا کہ تو اسی وقت چوک مین
قریب کوتوالی کے جا وہان ایک سوداگر آیا ہی اُس سے یہ کہنا یہ کہکر جو کچھ برجلیس نے کہا تھا وہ حکم اسکو دیا
چوبدار اُسی وقت طرف چوک کے دربار سے روانہ ہوا اور اُسی مقام پر آکر خواجہ حسین کو حکم برجلیس سے
آگاہ کیا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے خدمت نائب خداوند مین عرض کرنا کہ مین کل وارد شہر ہوا ہون
آج ہی نے دوکان کھولی ہی مین کل خود حاضر دربار شاہ ہوتا شرف قدمبوسی و آستانہ بوسی حاصل کرتا
مین ضرور طریقہ تجارت سے باہر ہون پہلے خود اشتیاق زیارت والا ہی کیونکہ ایسے آستانہ پر پہونچکر محروم رہون
یہ ممکن نہین ہی کہ طالع نے یہان تک رسائی کی اور کبھی مین نہ حاضر ہون ایسا دربار کب نصیب ہوسکتا کہ جہان
زیارت جمال خداوندی ہو اور جمال نائب خداوند سے آنکھین روشن ہوتی ہین ضرور حاضر ہونگا خواستگار
معافی کا ہون یہ میری جانب سے عرض کر دینا وہ چوبدار یہ سنکے اُسی وقت دربار مین آیا اور افریق سے
جو کچھ خواجہ حسین نے عرض کیا تھا بیان کیا افریق نے عرض کیا کہ ہمیں کچھ گذارش کرتا ہی مین حاضر ہوتا ہون
صدا آئی کہ آؤ افریق نے جو تقریر چوبدار نے بیان کی تھی وہ روبرو برجلیس کے عرض کی برجلیس سنکے
خاموش ہو رہا یہ آکر اپنے مقام پر بیٹھ رہا یہان تک کہ وقت برخاست ہونے دربار کا آیا دربار برخاست
ہوا سب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے کوتوال نے اپنے مقام پر آکر منادی کو حکم دیا اسنے تمام شہر مین
ندا کر دی کہ خلق خدا و بندہ آفتاب کی حکم نائب خداوند کا سب کو معلوم ہو کہ پرسون ولادت نائب خداوند
کا جشن ہی لہذا ہر امیر و فقیر برنا و پیر و شیخ و شریف ضعیف و کیا بادشاہ و وزیر تاجر و مسافر عورت و مرد کی خانہ [illegible]
مین دعوت ہی سب حاضر ہون طعام لذیذ کھائین یہ ندا کرکے تمام شہر مین چلا گیا ہر ایک کو معلوم ہو گیا وہ دن
تمام ہوا رات بھی گذری سحر ہوئی یہان دربار کا ڈنکا ہوا اہل دربار حاضر ہونے لگے یہان تک کہ دربار جمع ہو گیا
اور سب حاضر ہوئے یہان خواجہ حسین چند صندوقچے جواہرات نفیس کے لیکر اپنے چند ملازمان خاص کے
ہمراہ باسے نذر برجلیس لے اور اپنے کارندہ کو دوکان پر چھوڑ کر روانہ ہوئے چونکہ یہ دانستہ تو ہو چکے تھے
کہ قلعہ مین دربار ہوتا ہی یہ اُسی طرف کو چلے تھے راہ طے کر کے داخل قلعہ ہوئے قلعہ کی تو آراستگی و عجائب
جو کچھ ہین وہ تحریر ہو چکے ہین یہان تکرار کرنے کی کیا ضرورت ہی بیکار کا طول ہوگا یہ قلعہ کی سیر کرتے ہوئے
وہی سامان دیکھتے ہوئے کہین پھول برستے تھے کہین بہار تھی کہین نہرین جاری تھین کہین پر آفتاب
نکلا ہوا تھا کہین طائران خوش الحان بول رہے تھے بلبلین چہچہ زنی کر رہی تھین یہ سیر کرتے ہوئے قریب
دربار یعنے گنبد قدرت کے پہونچے دیکھا درگہ سالار کرسی صندلی پر بیٹھا ہی سامنے سپر و تلوار رکھی ہی ملازم
پس پشت کھڑے ہین خواجہ حسین نے درگہ سالار سے کہا کہ خبر کر دیجیے کہ ایک تاجر در دولت پر حاضر
ہی اور بار چاہتا ہی یہ سنکے درگہ سالار اُسی وقت اٹھکر داخل گنبد ہوا اور سب درجے طے کر کے خدمت مین خوشنوا

داقیرلوق کے پہونچا اور عرض کیا کہ ایک تاجر در دولت پر حاضر ہے خدمت مین بار چاہتا ہے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ طلب کرو
پس خونخوار نے درگہ سالار سے کہا کہ اسکو طلب فرماتے ہین روانہ کرو درگہ سالار بیرون گنبد آیا اور
خواجہ سے کہا کہ چلیے طلبی ہوئی خواجہ مع ملازمون کے پروا اٹھا کر چلے پہلے تو انکو صحن طلائی میں لا کر اُسکے
قریب ایک دروازے کے پہونچے دیکھا کہ چوبدار عصا طلائی لیے ہوئے کھڑا ہے وہ تمام گنبد طلائی ہے جب وہ
چوبدار دیکھکر آگے خواجہ حسین کے گیا کہا کہ کیا آپ دربار مین جائیے گا خواجہ نے کہا کہ ہان وہ چوبدار
اپنے ہمراہ لیکر چلا خواجہ نے دیکھا اسی مقام پر دوسرا چوبدار خود بخود پیدا ہو گیا اور عصا لیکر کھڑا ہو گیا
یہ چوبدار خواجہ کے ہمراہ چلا ایک زینہ پر لیے گیا خواجہ جب قدم اُٹھاتے تھے صدا سے راگ و رنگ
سنائی دیتی تھی طائرون کی چہچہے زنی کی صدا آتی تھی یہ رنگ و حالت دیکھتے ہوئے اور اس صدا کو سنکے
حیران ہوتے تھے اُس چوبدار کے ہمراہ ایک درجے مین پہونچے اُس درجے کو خوب آراستہ دیکھا ہزار دلت
دنگل و کرسیان بچھی ہوئی تھین اسپر اہل دربار بیٹھے ہوئے تھے جن لوگون کو آتے ہوئے دیکھا تھا انکو
دربار مین پایا خواجہ نے سلام کیا سب نے اشارے سے جواب سلام دیا مگر منہ سے نہ بولے خواجہ
نے اُس درجہ مین مخمل سرخ کا فرش دیکھا اور تمام در و دیوار پر خوب تصاویر بنی ہوئی پائین وہ
چوبدار لیکر دوسرے دروازے پر آیا اور چوبدار کہ اُس مقام پر کھڑا تھا آ کے سیر دکر کے
چلا گیا وہ چوبدار خواجہ کو لیکر آگے روانہ ہوا دوسرے درجے مین پہونچا اُسکو اُس سے زیادہ آراستہ
پایا یہان بھی اہل دربار کو بیٹھے ہوئے دیکھا اس درجے کو اُس سے وسیع پایا اور یہ نیا ماجرا دیکھا کہ پہلے
درجہ کا بھی حال معلوم ہوتا تھا اسی طرح سے ہر ایک درجے کی کیفیت و بہار دیکھتے ہوئے درجہ بالا مین
جہان تخت قدرت پردہ حجاب کے اندر تھا پہونچا وہان اُن بادشاہون و سرداروں کو بیٹھے ہوئے دیکھا
کہ جنکی سواریان بڑے جاہ و حشم کی دیکھی تھین خونخوار و اقیرلوق کو دیکھا کہ وہ ایک پردہ کے قریب
کرسیون پر سر جھکائے بیٹھے ہین اُس درجے کی حالت یہ ہے کہ وہ بہت وسیع و رفیع درجہ ہے ہزارون کرسیان
و دنگل اسمین آراستہ ہین اور سب اہل دربار شکلین ہین مگر خاموش سر جھکائے ہین کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی
نہین دیکھتا ہے نئی بات یہ ہے کہ اوپر سے تمام نیچے کا حال معلوم ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ وہ پردہ گھڑی
گھڑی رنگ بدلتا ہے اور جو وہ رنگ بدلتا ہے وہی رنگ از درجہ بالا تا درجہ آخر اہل دربار کا بھی ہو جاتا
ہے خواجہ یہ رنگ اور یہ حالت دیکھکر اپنے دل مین کہتے ہین کہ یہ کوئی بڑا شعبدہ گر اور کوئی بہت بڑا
ساحر زبردست ہے کہ اُس چوبدار نے بڑھکر خونخوار سے عرض کی کہ اے مخبر قدرت یہ تاجر مع اپنے
ملازمون و اسباب کے حاضر ہے خونخوار نے سر اُٹھا کر اُس چوبدار کی طرف دیکھا اُسنے اشارہ کیا خونخوار
نے خواجہ کی جانب نظر کی خواجہ حسین نے دیکھا کہ سوائے خونخوار کے اور کسی نے سر نہ اُٹھایا سب کے
سب اُسی طور سے سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے خونخوار نے خواجہ کی طرف دیکھکر اپنے مقام پر سے
اُٹھکر اور پردہ کی جانب منہ کر کے یون عرض کی کہ یہ تاجر حاضر خدمت ہے اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے صدا
آئی کہ اسکو پردہ کے پاس کرسی دے تاکہ بیٹھے خواجہ نے جرأت کر کے بڑھکر خونخوار سے عرض کیا مین خدمت
والا مین مجرا عرض کرتا ہون عرض فرما دیجیے خونخوار نے کہا کہ وہ تاجر مجرا عرض کرتا ہے قواعد شاہی بجا لاتا ہے
یہ کوئی تحریر کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ خواجہ ہر مقام پر قواعد شاہی بجا لائے کیونکہ وہ کل درجے اہل دربار
سے مملو تھے سب شاہ و شہریار و سردار حاضر دربار تھے جب یون خونخوار نے عرض کیا تو کوئی صدا
نہ آئی خواجہ نے دیکھا کہ ایک کرسی خود بخود برابر پردے کے پیدا ہوئی صدا آئی اے تاجر اس کرسی پر بیٹھ جا

خواجہ حسین آداب و تسلیمات عرض کرکے اُس کرسی پر بیٹھ گئے جب وہ بیٹھ چکے تو صدا آئی اے تاجر
کیا تیرا ہی نام خواجہ حسین ہے اور تو ہی پرسوں وارد شہر ہوا ہے خواجہ نے عرض کیا جی ہاں اسی غلام کو
خواجہ حسین کہتے ہیں یہی خاکسار حاضر شہر والا ہوا ہے پس یہ کہکر خواجہ خاموش ہوئے پھر صدا آئی کہ تو
کیوں نہ حاضر دربار ہوا خواجہ نے عرض کیا میں ضرور حاضر دربار ہوتا شرف ملازمت حاصل کرتا اور آستانہ
والا پہ اپنی جبین کو جھکاتا اور خاک آستان کو اپنی آنکھوں میں مثل سرمہ کے لگاتا قدمبوسی حاصل کرتا
نور جمال حضور سے اپنی چشم بےنور کو روشن کرتا بھلا یہ ممکن تھا کہ میں ایسی سعادت سے ایسے مقام پر
آکر محروم رہجاتا اگر ایسا ہوتا تو یہ میری کم نصیبی اور بدبختی تھی میری بھی وہ حالت ہوتی جیساکہ اسکندر سا
بادشاہ آب حیات تک پہونچکر محروم رہ گیا اُسی صورت سے کیا میں بھی محروم رہتا یہ تو کبھی نہوتا کہ آپ
ایسے متبرک کی خدمت میں نہ حاضر ہوتا یہ سنکے خواجہ کو جواب ملا کہ تو سچ کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہوسکتا تھا ہمکو
خود تیرے آنے کی خبر ہوگئی تھی مگر ہمنے اس خیال سے تامل کیا کہ دیکھیں تجکو بھی کچھ خیال ہے یا تو طریقہ
تجارت سے واقف ہے یا نہیں ہمنے صرف تیری آگاہی کے لیے بذریعہ چوبدار خبر کی تو بڑا مرد لایق
اور بامروت معلوم ہوتا ہے اب تو بیان کر تیرا آنا کدھر سے ہوا خواجہ حسین نے کہا کہ میں پردۂ ظلمات
سے آیا ہوں آپ کی شہرت سنکے آپ کے جمال کے اشتیاق میں یہاں حاضر ہوا اور کل حالت بیان کی
یہ سنکے آواز آئی کہ ہم تیرے تمام حال سے ماہر ہیں مگر تیری زبان سے سننے کے زیادہ مشتاق ہیں ہاں کیا کیا
لایا ہے جو مال لایا ہو اُسکو لیکر پردے کے اندر ہمراہ خوشخوار کے حاضر ہو یہ سنکے خواجہ نے تمام صندوقچے
لیے اور خوشخوار کے ہمراہ اندرون پردہ گئے جاکر خواجہ حسین نے دیکھا کہ مقابل پردہ تخت پر ایک جوان
کہ جسکا سن اٹھارہ (۱۸) انیس (۱۹) برس کا ہوگا لباس پرتکلف پہنے ہوئے تاج سر پر رکھا ہوا منہ پر اتنا سا بڑی ہوئی
بڑے کبر و غرور سے ایک تخت جواہرنگار پر بیٹھا ہوا ہے گلے میں موتیوں کے مالے پڑے ہوئے بازوؤں
پر الماس کی ایک بند بندھے ہوئے تاج میں بجائے پرہما کے الماس کی تراشی ہوئی کلغی لگی ہوئی ہے سامنے منہ کے
پیشانی پر ایک لعل بدخشان کی جسکی ضو سے تمام وہ جگہ روشن ہے تاج میں لگا ہے سر بسر وہ جنبانی ہو رہی ہے
مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا ہے ایک کٹہرہ زرنگار استادہ ہے کہ اسکے ستون الماس نگار ہیں تمام فرش مخمل سبز کا لگا ہوا
ہے اسپر کارچوبی کا کام کیا ہوا حاشیہ بنا ہوا ہے جدھر آنکھ اٹھاکر دیکھو طرفہ بہار معلوم ہوتی ہے ہر طرف چمن بندی
کی ہوئی ہے جواہرات کے درخت لگے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اصلی چمن ہے پھول برس رہے
ہیں خوشبو چلی آتی ہے قد آدم آئینہ لگے ہوئے ہیں جنکے چوکھٹے طلائی ہیں اُنپر جواہرات نصب ہے لخلخہ کے
پٹّے جابجا رکھے ہیں عودسوز اگرسوز روشن ہیں مشک و عنبر و عود و اگر سلگ رہا ہے خوشبو سے تمام درجہ
مہکا ہوا ہے یہ حال دیکھکر خواجہ نے بڑا تعجب کیا اور خیال کیا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہے پس خواجہ نے
جھک کر مجرا کیا اور وہ صندوقچے نذر گذرانے برجیس نے اُسپر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہاں حاضر کرو
یہ صدا دینا تھا کہ ایک کشتی ظاہر ہوئی روبرو تخت کے آئی برجیس نے خوشخوار کو اشارہ کیا اُسنے
تورہ پوش اُٹھایا برجیس نے خواجہ سے کہا کہ یہ خلعت تمکو ہماری سرکار سے مرحمت ہوا ہے تم بہت
خلیق و شیریں زبان ہو ہمکو تمہاری گفتگو بہت پسند آئی جو مال کہ تمہارے پاس ہے ہمکو دکھاؤ خواجہ
نے تسلیم کرکے وہ خلعت لیکر اُسی وقت پہن لیا جو جواہرات برائے فروخت لائے تھے پیش کیا پس
برجیس نے سب پسند کیا اور کہا کہ اسکی قیمت تمہارے مکان پر پہونچ جاےگی خواجہ نے کہا کہ
جب آپ کی مرضی مبارک ہو کوئی جلدی نہیں میرا جس قدر مال ہے سب خداوند پر سے صدقے ہے اسکی کیا

حقیقت یہ ہی مین تو صرف چشم عنایت کا خواستگار ہون برجیس نے جواب دیا کہ تم بہت مردلائق ہو جب تک
تم یہان ہو ہمیشہ دربار مین ہر روز آیا کرنا خواجہ نے کہا کہ مین جب تک ہون روز حاضر دربار ہوا
کرونگا حکم ہوا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو جب دربار برخاست ہوگا تب تم بھی اپنے مقام پر جانا
خواجہ یہ سنکے آداب بجالا کر بیرون پر دہ ہمراہ خونخوار کے آئے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے خونخوار اپنے
مقام پر آکر بیٹھا تا اینکہ دربار کے برخاست ہونے کا وقت آیا دربار برخاست ہونے لگا اہل دربار ٹھٹھکر
رخصت ہوکر جانے لگے خواجہ بھی رخصت ہوکر اپنے مقام کی طرف چلے راہ مین اپنے ہمراہیون سے
کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا ساحر زبردست و مکار معلوم ہوتا ہی ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہی بڑے بڑے
شعبدے دکھاتا ہی اس برجیس کا کوئی ساحر مربی ہی یہ سب اسی کی کارہی گری ہی یہ تمام اقلیم کفر آباد ہی
یہان قیام کرنا بیکار ہی میرا یہان دل نہین لگتا مین یہان سے بہت جلد کوچ کرتا ہون یہان سوا
کلمنۂ ربنا نوس کے اذان کی صدا تک نہین آتی ہی ایسی ایسی باتین اور افسوس کرتے ہوئے کہ یہ تمام
ملک کفرستان ہوگیا ہی اپنے مقام پر پہونچے اور اسی افسوس مین دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا
چوبدار شاہی اسکے عقب مین ایک صندوق طلائی اٹھائے دوکان پر آیا اور کہا کہ یہ روپیہ آپ کے مال کی
قیمت کا موجود ہی یہ کہکر وہ صندوق کھول کر تین توڑے زر سرخ کے خواجہ کو دیدیے اور ایک کاغذ
دیا کہ اسپر دستخط کر دیجیے خواجہ نے اسپر اپنے نام کے نیچے دستخط کر دیے گویا یہ رسید تھی اور وہ چوبدار
مع اس صندوق کے چلا گیا قاعدہ یہ تھا کہ برجیس جو مال خرید کرتا تھا اسکی قیمت دو فی صاحب مال کو
اسکے مقام پر بذریعہ قبلہ ہا سے شہر کے پہونچا دیتا یہی قاعدہ مقرر ہی یہان تک کہ وہ بھی دن تمام ہوا رات
بسر ہوئی دوسرا دن آیا یہان وہ دن ہی کہ جو دن جشن کا مقرر ہوا تھا بوقت سحر سب دربار مین آئے
جب تک دربار آراستہ رہا حاضر رہے اسکے بعد سب رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے یہان تک کہ
دن ختم ہوا شام ہوئی یکایک تمام شہر مین خود بخود علاوہ روشنی کے اور روشنی ہوگئی ہر گلی کوچہ مین مثل
چاندنی کے روشنی تھی ہر ایک کے کان مین صدا گانے کی آنے لگی اب اہل شہر طرف قلعہ کے روانہ ہوئے
داخل قلعہ ہوکر طرف خانۂ عیش کے دعوت کھانے چلے قلعہ کو خوب آراستہ دیکھا وہ وہ عجائبات نظر آئے
کہ جو کبھی نہ دیکھے تھے خواجہ حسین بھی مع اپنے ملازمون کے گئے تھے کیونکہ عام دربار تھا و حکم عام تھا کہ سب اہل شہر
کی دعوت ہو کہین پر تو گل سرخ برستے و سکے کہین گل لالہ کہین بیلا کہین چنبیلی کہین کیوڑا تمام قلعہ کو شیشہ
آلات سے آراستہ پایا قدر روشنی تھی کہ اگر کوئی چاہے تو اس روشنی مین سوزن باریک مین رشتہ ڈال سکے
ایسی روشنی تھی کہ تا بینا بغیر کسی کی اعانت کے باوجود دیکہ کور ہی مگر چلا جاسکے کوئی اسکو زحمت نہو ہر مقام پر
شیشے ساز و رنگ کی صدا آتی تھی پیسے کیسے طائران خوش گلو و خوش الحان سے بولنے کی صدا آتی تھی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وقت سحر ہی یعنی صبح صادق کا ہنگام ہی یہ سب اہل شہر سیر کرتے ہوئے انھین کے ہمراہ
خواجہ حسین بھی تھے کہ در خانۂ عیش پر پہونچے دیکھا کہ مجمع اہل شہر کا ہی یہ لوگ بھی داخل مکان ہوئے خواجہ
بھی گئے خواجہ نے اس مکان کو بہت وسیع پایا جابجا چمن بندی دیکھی خوب آراستہ تھا مگر دیکھا کہ کوئی
منتظم دعوت نظر نہین آتا ہی دستر خوان کئی مقام پر آراستہ ہین لوگ اسپر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہین
جسکو جس چیز کی احتیاج ہوتی ہی وہ خیال کرتے ہی فوراً مہیا ہو جاتی ہی مگر کوئی دینے والا نظر نہین آتا ہی
ایک جانب امیران شہر جمع ہین ایک سمت غریب و غربا ہین ایک مقام پر تمام اہل لشکر کا مجمع ہی ایک طرف
تاجران شہر و دیگر پیشہ ور ہین ایک مقام پر شاہزادگان و شاہان دیگر ممالک ہین خواجہ حسین

کئی اُنھین تاجور ون مین جا کر بیٹھ گئے جو لوگ کہ کھانے سے فراغت کرکے اُٹھے اُنھین عطر و پان و ہار وغیرہ
لیکر چلے گئے کوئی موجود نہین خواجہ نے دیکھا کہ ان سب نے ایک طرف کو سلام رخصتی کیا اور چل کھڑے ہوئے پھر
صدا آئی کہ اور لوگ آئین اب کی مرتبہ یہ سب کے سب جن مین خواجہ بھی شامل تھے دسترخوان پر جا کر
بیٹھے خواجہ نے دیکھا تھا کہ جسقدر لوگ آتے ہین اُتنی کرسیان خود بخود زمین سے پیدا ہو جاتی ہین جب وہ کھانا
کھا کر رخصت ہو کر چلے جاتے ہین وہ غائب ہو جاتی ہین یہ طریقہ بھی دیکھکر خواجہ کو حیرت ہوئی اب تو خواجہ
کو حیرت بالائے حیرت ہوئی یقین کامل ہو گیا کہ یہ کارخانہ سحر کا ہے خواجہ حسین بھی جا کر دسترخوان پر بیٹھے
جب سب لوگ بیٹھ چکے تھے ابھی تک کوئی چیز دسترخوان پر نہ تھی جب سب جمع ہو چکے اُسوقت دسترخوان
ہر قسم کی نعمت سے مملو ہو گیا اور صدا آئی کہ جسکو جس چیز کی خواہش ہو علاوہ ان اشیا کے وہ اپنے لئے مین
خیال کرکے اُسکو طلب کرے گی یہ صدا سُنکے خواجہ نے براہ امتحان اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسوقت
تازے تازے کباب ماہی ہوتے تو مین کھاتا یہ خیال کرتا تھا کہ فوراً کباب ماہی کے رکابی مین لگے
ہوئے موجود ہو گئے جتنے جو خواہش کی اُسکے لئے موجود ہو گیا خواجہ حسین یہ واقعہ دیکھکر دل مین کہنے
لگا کہ افسوس کیا غضب ہے کہ یہ سحر مین مبتلا ہین یہ ظالم تمام عالم کو ایسے ایسے شعبدے کرکے گمراہ کرے گا
یہ ایسے ایسے خیال دل مین کر رہے تھے یہان تک کہ کھانا کھا کر سب کے سب اُٹھے منہ ہاتھ دھویا اسی طور
سے پھول پان عطر وغیرہ ملا اور سب اُسی طرح جیسے پہلے صدا آئی تھی سلام کرکے اپنے اپنے مقام کو چلے
راہ مین ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ قدرت ہمنے کبھی خداوند لقا مین بھی نہ دیکھی تھی جو یہان نظر
آئی باوجودیکہ وہ بہت بڑی خدائی کرتے تھے جو جو قدرت نمائی انھون نے کی اسکے رو برو اسکی کوئی حقیقت
نہ تھی ثابت ہو گیا کہ یہ اصلی خدا ہین دوسرے نے کہا کہ بھائی سچ کہتے ہو کہ یہ قدرت ہمنے خداوند لقا مین بھی
نہین دیکھی واقعی وہ لوگ گمراہ کرنیوالے لوگ تھے ضرور اُنکے بندے تھے جو لوگ آفتاب پرست سے قبل تھے
وہ بولے کہ قبل مین بھی یہ مذہب کچھ دنون رواج پایا تھا مگر پھر اہل اسلام نے اُسکو برباد کر دیا نہ معلوم
یہ وہی خداوند ہین یا وہ بھی مثل لقا وغیرہ کے تھے باہم کئی مذہب کے لوگون سے جو کہ نئے نئے آفتاب پرست
ہوئے تھے یہ صلاح ہوئی کہ سب ملکر ایک درخواست اس مضمون کی دین کہ ای خداوند ہمپر یہ ظاہر ہو جائے
کہ جن جن کی ہم پرستش کرتے تھے وہ اصلی خدا تھے یا تیرے بندے تھے وہ رات بسر ہوئی یہان رات بھر
خانہ عیش مین سب کی دعوت ہوئی یہ بھی مقام خیال کرنیکا ہے کہ تقریباً ایک کرور سے مع لشکر و رعایا و مسافر
وغیرہ کے تھے سب کے کھانے سے رات بھر مین فراغت ہوئی یہان تک کہ سحر ہوئی دربار آراستہ ہوا
سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے خواجہ حسین بھی روز دربار مین حاضر ہوتے تھے یہی لوگ موجود تھے کہ وہ
اہل شہر جو کہ نئے نئے آفتاب پرست ہوئے تھے اور باہم رات کو صلاح درخواست کی ہوئی تھی آئے تھے
اور آکر ایک مقام پر جمع ہوئے اور اس مضمون کی درخواست بہت خوشخط تحریر کرائی کہ ای خداوند ہمپر ظاہر
ہو جائے کہ لقا و زمرد ثانی و فرعون ثانی و شجر و ماہتاب و ستارے و زمرد جمشید شاہ و مار وغیرہ
جنکی ہم لوگ پرستش کرتے تھے اور خدائی مانتے تھے یہ سب اصلی خدا تھے یا تیرے بندے تھے اور یہ بھی
ظاہر کر کہ جو خداوند آفتاب زمانہ سابق مین تھے اور اُنکا مذہب رواج پا گیا تھا اُنکو لوگ خدا جانتے
تھے اور نیر اعظم کے لقب سے مشہور تھے آپکی ذات والاصفات تھی یا وہ بھی مثل لقا وغیرہ کے تھے یہ لکھکر
اور سب نے اپنے دستخط کرکے ایک معزز شخص کے ذریعہ سے خدمت بابرکت مین روانہ کی وہ عرضی لیکر
دربار مین پہونچا وزیر کے سالار نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کون آئے ہو اُسنے کہا کہ مین اہل شہر کی عرضی

لیکر آیا ہوں کہ اسکو خدمت میں نائب خداوندی کی پیش کروں یہ سنکے درگہ سالار اندر گنبد کے گیا خونخوار سے
عرض کیا خونخوار نے وہی تقریر قریب پردہ جاکر عرض کی صدا آئی کہ اسکو طلب کرکے عرضی ہماری خدمت
میں پیش کردیں خونخوار نے درگہ سالار سے کہا کہ اسکو بھیجدو درگہ سالار نے جاکر اسکو اندر روانہ
کیا وہ سب درجے طے کرکے خاص دربار میں آیا اور قواعد شاہی بجالایا اسکو کرسی بحکم برجیس نشستنے کو ملی اسنے
وہ عرضی افریق کو دی کہ اسکو نائب خداوندی کی خدمت میں پیش کرو افریق نے وہ عرضی لیکر اندر پردہ کے
جاکر پیش کی برجیس نے کہا کہ دبیر کو طلب کرو پس یہ حکم دیتا تھا کہ دبیر حاضر ہوا برجیس نے کہا کہ گو اس عرضی سے مجھکو [illegible]
ہوں مگر اہل دربار ہوں واقف ہیں وہ [illegible] کہ اہل شہر نے عرضی میں کیا تحریر کیا ہے [illegible] لہذا پڑھو دبیر نے پڑھنا
شروع کیا تمام حاضرین دربار مع خواجہ حسین کے سب نے سنا اور دل میں کہا کہ اہل شہر نے خوب [illegible] اسی سے پھر
بھی کچھ ظاہر ہو جائیگا جب کل عرضی تمام ہوئی برجیس نے افریق سے کہا کہ اس شخص سے کہدو کہ اسکا جواب
کل ملیگا اور منادی کردو کہ کل کل اہل شہر داخل قلعہ ہوں تاکہ [illegible] ظاہر ہو جائے کہ [illegible] دین اصلی
قبول کیا ہے پہلے ہم گمراہ تھے یہی حکم افریق نے آکے اس سے [illegible] کہا تم [illegible] جاؤ [illegible]
وہ یہ سنکے رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا اور سب سے کل حال [illegible] کل جواب ملیگا وہ لوگ یہ سنکے اپنے اپنے
گھر گئے اور دربار برخاست ہوا اپنے اپنے مقام پر آئے افریق نے کوتوال سے کہا کہ منادی کرادو کہ کل
سب اہل شہر زیر گنبد آفتاب نما حاضر ہوں کیونکہ [illegible] خداوندی زبان سے ارشاد فرماوینگے بموجب حکم
کوتوال نے منادی کرادی تمام اہل شہر کو معلوم ہو گیا کہ کل [illegible] خداوند تقریر فرماوینگے دیکھیے کیا
فرماتے ہیں وہ دن تمام اہل شہر کا اسی فکر میں تمام ہوا رات آئی وہ رات بھی بسر ہوئی وقت سحر دربار مرتب
ہوا وہ لوگ مع اس شخص کے جو کہ عرضی لیکر گیا تھا حاضر دربار ہوئے دربار جمع تھا ادھر زیر دربار بیٹھے
اس گنبد کے نیچے سب اہل شہر آکر جمع ہوئے خواجہ حسین بھی حاضر دربار تھا کہ برجیس نے خونخوار
کو اندر پردہ کے طلب کیا اور کہا کہ جو اس عرضی پر دستخط خداوندی کی طرف سے ہوئے ہیں سب اہل شہر
کو سنادو اور عرضی دستخط شدہ انکو دیدو اسکے بعد جو کچھ تقریر کرنا ہوگی [illegible] اہل شہر کے روبرو [illegible] عمارت
سے سر نکال کر کہینگے کیونکہ دیکھو موجب ہمارے حکم کے سب اہل شہر زیر گنبد جمع ہیں یہ سنکے خونخوار نے
وہ عرضی لاکر جو اسپر دستخط ہوئے تھے دبیر سے کہا کہ پڑھو دبیر نے پڑھنا شروع کیا اسپر یہ دستخط ہوئے تھے
کہ تمکو معلوم ہو کہ واقعی یہ سب [illegible] باطل سے کیا لقا کیا زمرد جیلا کیا [illegible] وغیرہ ان سب کو میں نے اپنی
قدرت سے پیدا کیا تھا [illegible] انکو میں نے دولت و حشمت بہت عنایت کی تھی اور بہت [illegible] دن [illegible] حاکم
کیا تھا وہ دعوے خدائی کا کرنے لگے پہلے تو میں نے خیال کیا کہ اب یہ اپنے فعل سے باز آئینگے جب
دیکھا کہ وہ کسی طور سے باز نہیں آتے ہیں اور مغرور ہوئے جاتے ہیں مجکو غصہ آگیا میں نے ایک فرقہ ایسا پیدا کیا جو کہ
خداے نادیدہ کی بندگی کرتے ہیں اور اپنے خدا کو کہتے ہیں کہ وہ سب کا خالق ہے اور تمام دنیا اسکی خلق
کی ہوئی ہے پس انھوں نے اس طور سے ان سب [illegible] کو مثل حرف غلط [illegible] دنیا پر سے مٹا دیا
اور قلم انداز کیا سوائے دو چار ملکوں کے جو کہ باقی رہ گئے تھے اور اب بھی ہیں کہ انکا اس طرف گذر نہیں
ہوا وہ بھی مثل ان سب کے انکے قبضہ میں آجائینگے اور کوئی مذہب سوائے مذہب اسلام کے تمام دنیا پر
نہو تا اور یہی میرا قصد تھا کہ میں [illegible] کردوں کہ موجودہ چار یا دس ملک باقی ہیں جن میں مذاہب
مختلف ابھی تک جاری ہیں انکو بھی ان خداپرستوں کے ہاتھ سے برباد کراؤں پھر میں ظہور کروں جبکہ
ایک مذہب خداے نادیدہ کے ماننے والوں کا رہجائے اسوقت میں ظاہر ہوکر انکو ترغیب کروں

وغیرہ سکے اور اسی طرح سے میری بھی اوپر بڑی چشم عنایت تھی خصوصاً خورشید پر اُسکے ملک مین اُسکی آنکھ بڑی
عزت کی کہ اُسکی دفتر کو اپنے تصرف مین لایا اپنا نور خالص اُسکے جانب تاریک مین آتارا اور اپنے
نور جمال سے روشن کیا اُسکے موافق ہین کہ جو کہ وہ اپنے مذہب قدیم پر قایم رہا اور نہ پھرا اُسکے سیرے کو
گو میرا فرزند تھا اگر میری مرضی ہوتی تو کیونکر نایب ہو سکتا اور اپنا صاحب اختیار ہوا میرا اور جسکو جی
چاہتا یہ شرف عنایت کرتا مگر صرف اُسکے خلوص عقیدت کے سبب سے یہ مرتبہ دیا گیا کہ اسکو اپنا
نایب کیا اور تم لوگون کو اُسکے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور کارخانہ خدائی اُسکے خانہ ان دین دیا کہ اب
مجھ جیسی خدائی کرے پوشیدہ تھا اُنہین لیے اس نے ان نشان اُصرف نقوش سے دنون کے لیے اپنے کو ظاہر کیا تھا
کہ دیکھون کون کون میری بندگی کرتا ہے اور کون کون نہین کرتا اور کون بندگی کرکے ترک کرتا ہے اور کون اُسی
مقام پر قایم رہتا ہے اتنو با بدولتہ سے مذہب کو اپنے کل راز پوشیدہ سے آگاہ کیا وہ جو شک تمھارے
دل مین پیدا ہوا تھا وہ بیطرف ہو گیا مین تو سب کے دل کا حال جانتا ہون مین تمھا سا خدا ہون یہ بھی
ظاہر کئے دیتا ہون کہ وہ سزا اُس گمراہی کی اہل اسلام کو ملیگی کہ اُسکے حال پر ماہیان دریا دما کران ہوا افسوس
کرینگے اگر اُنھون نے میرے حکم سے سرتابی کی اور میری خدائی کو بھی مثل اور خداؤن کے خیال کیا
معاذ اللہ اُس کافر نے تحریر کیا تھا کہ وہ جو خدا ہے نادیدہ کی بندگی کرتے ہین اور اپنا خدا جانتے ہین
وہ بالکل کافر ہین نہ کوئی خدا اسکے نادیدہ ہے سوا اسکے میرے مین سب کا خدا ہون اور سب میرے بندے
ہین مین اکیلا ہم ہین تو آپ [illegible] زمین کو [illegible] سیاہ کر سکتا ہون وہ لوگ تمام عالم کو گمراہ کرتے ہین اور جو جو
اُنکے ساتھ ہین وہ سب گمراہ ہین اگر میری مرضی کے خلاف رہے تو سب کو داخل دوزخ کرونگا اب مین
کہان تک سنے اس حال کو بیان کرون اس میری تحریر کو تھوڑا نہ جاننا بلکہ اسکو ایک دفتر خیال کرنا
جو جو مین نے تمسے حکم کیا ہے اُسکے خلاف کبھی نہ کرنا ورنہ اپنی سزا اپنی کنا مین دیکھوگے آئندہ تمکو
اختیار ہے بس مین نے ختم کیا یہ مضمون دستخطی خاص خداوند سب کے سب اہل دربار کانپ گئے اور
لرز گئے اُنکے بدنون مین رعشہ پڑ گیا اور [illegible] لگے اور یہ نوبت ہوئی کہ سب ایک مرتبہ از درجہ
بالا تا درجہ آخر سجدے کو جھکے [illegible] سبب اسکے کہ اگر مین سجدہ نہ کرون اور یہ
ساحر ہے اسکو حال کھلجاے اور کوئی تدبیر [illegible] مین بھی مثل ان سب کے گمراہ ہوجاؤن تو کیا فائدہ
دو انگلیون کی محراب بنا کر [illegible] سجدہ کو خم ہوئے اور کہا کہ ای خالق برحق تو الٰہ ہے سجدہ ہے یہ کیسے ہی کیا
ہے جو مین اسکو سجدہ کرونگا تو وحدہ لا شریک ہے لیکن یہ شعر آہستہ زبان پر جاری کیا شعر پڑھ کیا ہے
کہ (از زمین [illegible]) وحدہ لا شریک لہ گویا نہ سب نے [illegible] سر اُٹھا [illegible] اُسنے مگر دل مین
توبہ توبہ کرتے ہوئے اور قصد کر لیا کہ مین آیندہ دربار مین نہ آؤنگا بلکہ آج ہی کوچ کرکے اور کسی طرف
چلا جاؤنگا اور جا کر اہل اسلام کو اس حال سے آگاہ کرونگا تاکہ وہ لوگ آکر اس کفرستان کو اسلام آباد
کرین یہ تو بڑا غضب ہے یہ تو اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے اُدھر جب سب سجدہ کرنے کو جھکے
تو خونخوار نے وہ عرضی دستخط شدہ اسکو دی جس نے عرضی دی تھی اور کہا کہ تو نے سن لیا جو عرضی پر
دستخط ہوا ہے لیجا کر سبکو دکھا دینا خونخوار جب عرضی دیکھ چکا برجیس نے صدا دی کہا و ہر آکر جب وہ پردے
مین گیا تو برجیس نے کہا کہ تم اس دریچہ سے سر نکالکر دیکھو سب ہوشیار ہوجاین نایب خداوند اپنا
جلوہ دکھاتے ہین اور جو اُنکا بیان کرنا ہے وہ بیان کرتے ہین یہ سُنکے خونخوار نے اُس دریچہ سے
سر باہر نکالا دیکھا کہ لوگ سولہ آدمی ہی آدمی [illegible] برس سے [illegible] کا بوڑھا تک اُس مقام پر اگر تھالی پھینکی جائے

دوسری سر جا سے اسقدر کثرت مردم تھی خونخوار نے سر نکال کر بصدا سے بلند کہا کہ اے اہل مجمع ہوشیار و خبردار باشید
نائب خداوند سب کو اپنا جمال دکھانے آگئے ہیں دریچۂ قدرت میں اور اپنی زبان درفشان سے کچھ ارشاد
کرینگے یہ سُننا تھا کہ سب مودب ہوگئے یہ بھی امر تعجب خیز ہے کہ ایک مرتبہ میں سب اہل مجمع کو خبر ہوگئی آفتاب
نے بذریعہ سحر کے سب کو ہوشیار کر دیا یہ صدا دے کر خونخوار ہٹ آیا تب برجیس تخت پر سے اُٹھا اور
اُس دریچہ میں آیا سر باہر نکالا اور منہ سے نقاب اُٹھائی برق چمکی سب کے سب بیہوش ہوگئے سجدے کو جھک
ہوئے جب ہوش آیا سر سجدے سے سب نے باہر کیا اُسوقت وہی تقریر برجیس نے جو کہ اُس عرضی پر
تحریر تھی بیان کی اور بہت سی مذمت لقا وغیرہ کی زبان پر لایا اور کہا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور نائب و فرزند خداوند
ہوں میری اطاعت و بندگی تم سب پر واجب ہے جو میری اطاعت سے منحرف ہوگا اُسکا مقام دوزخ ہے یہ
تقریر جو اہل شہر نے سُنی سب کے سب خاموش ہو رہے کسی نے دم نہ مارا بلکہ خوف سے سب پر یہ حالت
ہوئی کہ فرط خوف سے سبکے بند بند کانپنے لگے رونگٹوں پر افراط خوف سے عرق آگیا سب تھرا کر رہ گئے گویا
مرغ روح قفس جسم سے پرواز کر گیا یا حواس خمسہ مثل طائران خوف خوردہ کے بافشہ ہو گئے تھے یہ حالت بڑی
عرصہ تک سبکی رہی اُدھر برجیس یہ تقریر کرکے تخت پر آکر بیٹھا سب کے حواس درست ہوئے تو یکایک سب کو
پھول پان سے کوئی دینے والا نظر نہ آتا تھا سب کے ہاتھوں میں یہ اشیا خود بخود پہنچ جاتی تھیں جب سکو
برابر سے تقسیم ہوچکا اُسوقت صدا آئی کہ اب آپ لوگ تشریف لیجائیں جو حکم دیتا تھا وہ میرا نائب دیکھا
بس اسکے خلاف نہ ہو اور اسی مضمون کا ایک اشتہار قلعہ کے پھاٹک پر لگا دیا گیا ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے یہ سنکے
سب اہل شہر طرف قلعہ کے چلے دیکھا کہ واقعی اُسی مضمون کا ایک بہت بڑا اشتہار طلائی کہ جسپر آبدار جواہر رنگا رنگ
سے دم تحریر عبارت تحریر تھی جو کہ نائب خداوند نے اُنکے روبرو بیان کی تھی یہ طرفہ واقعہ تھا کہ جو کچھ برجیس
بیان کرتا تھا وہ تمام مجمع سنتا تھا باوجودیکہ مجمع کثیر جسکا شمار نہ تھا اہل شہر وہ عبارت مرقومہ بالا جسمیں تمام
مذہبوں کی مذمت تحریر تھی اور خصوصاً لقا وغیرہ کی تو از حد برا بیان انکی شان میں کلمہ فحش تحریر تھے اور خدا
برحق کی کو مذمت نہ تھی مگر اہل اسلام کی شان میں بہت کچھ تھا اور اپنی از حد تعریف و توصیف تھی اور یہ
مقام پر بھی تحریر تھا کہ میں خدا ہوں اور اسکے سوا اور خدا نہیں ہے اہل اسلام کا بھی مذہب باطل ہے معاذ اللہ
البتہ ایسے بہت سے کلمے تھے اہل شہر یہ عبارت پڑھکر ہوئے خوشی خوشی اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے
ادھر برجیس نے اہل دربار سے کہا کہ سبکے دلوں کا حال مجھپر روشن ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو ابھی
تک ایمان نہیں لائے ہیں اور اپنے مذہب قدیم پر قایم ہیں باوجودیکہ خداوند نے ایسی ایسی قدرتیں
دکھائی ابتک بھی اُن کے قلب تاریک میں روشنی ایمان نہ چمکی اور اُسی صورت سے قلب تاریک رہا
ہے یہ ہم سب بیان کیے دیتے ہیں کہ جو صاحب اسلام ہیں اور خدا سے نادیدہ کی پرستش کرتے ہیں اُنکے
قلب تاریک کبھی نہ روشن ہونگے اور یہ نور اُنکے قلب میں نہ چمکیگا وہ اسی کفر و گمراہی میں دنیا سے
سفر کرینگے اور انکا مقام دوزخ ہوگا اور میری رحمت اُنکے شامل نہوگی کیونکہ وہ مذہب باطل میں مرتکب
مذہب اسلام کوئی مذہب نہیں ہے وہ اپنے خیال میں اُسکو مذہب حق تصور کرتے ہیں مذہب حق یہ مذہب
ہے اور میں سب اشیا کا خالق ہوں اور یہ سب میرے بندے ہیں اور وہ اہل اسلام گو میرے بندے
ہیں مگر بندۂ مغضوب بارگاہ ہیں بابر دولت اُنکو کبھی نہ اپنی رحمت سے بخشینگے اور میں اسوقت دیدہ و دانستہ
اُن لوگوں سے چشم پوشی کرتا ہوں کہ دیکھوں کب تک یہ انکی حالت رہتی ہے اور کب تک اُنکے قلب تاریک
رہتے ہیں گو کہ وہ میری قدرت دیکھتے ہیں ابھی ہے کہ کوئی ساحر ہے اور یہاں موجود ہیں مگر میں ابھی اُنسے

ہوئی چنبیلی موگرہ موتیا نسترن کو لیا لہ گل شبو کی یہ حالت ہی کہ گویا چاندنی کا کھیت ہی کسی مقام پر گل خودرو کی بہار بلبلین درختون پر بیٹھی ہین گلون سے ناز و نیاز کر رہی ہین طائران خوش الحان چہک رہے ہین کہین فاختہ کہین قمری کہین یہ کوئل کوک رہی ہی پپیہا پی پی کا شور کر رہا ہی طاؤسان صحرائی یہ حالت صحرا دیکھکر رقص مین مصروف ہین طرفہ بہار ہی عالم فضا ہی موسم خزان کو اس صحرا مین بار نہین ہی ہر نوک خار نخل مژگان بت طناز سے سبزے پر چشمک زن ہی ہوا سے سرو کے جھونکے چلے آتے ہین خواجہ حسین اس صحرا کی بہار دیکھکر حمد خدا کر نے لگے یہ زبان پر جاری کیا کہ باغبان قدرت نے کیا خوب چمن بندی کی ہی یہ صحرا لائق سیر ہی شعر اگر فردوس بر روے زمین ست ✤ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ✤ اور آگے کو روانہ ہوے کہ دیکھا ایک نہر آب مصفا سے بھری ہوئی لب گردان اسکی سنگ مرمر کی جسکو فرہاد ایسے سنگ تراش نے درست کر کے بنایا ہی [illegible] رکھے روش پر اشجار گل خوشبو لگے ہوے ہزارہ نہر مین لگا ہوا اس سے پانی کر رہا ہی [illegible] اس مقام پر ٹھہرے وہان سے اور آگے کو روانہ ہوے دیکھا کہ اس صحرا کے ایک طرف کوہ فلک شکوہ ہی از قلہ کوہ تا پایین کوہ گلون سے بھرا ہوا ہی آبشار جاری ہی شعر [illegible] کوہ تا بدامان تمیرا ✤ کشیدہ قد گل ابرا یہ طرفہ ✤ اس مقام پر ایسی خنکی ہی کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ہوا سے سرد جب آتی ہی دماغ جان معطر ہو جاتا ہی روح کو تازگی حاصل ہوتی ہی چشم کو طراوت [illegible] خواجہ حسین [illegible] سبزہ زار کی ہوا سے دلکش دیکھا کہ شگفتہ مزاج ہو کے پھول [illegible] اوس پڑی تھی تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہان تمام فرش مخمل سبز پر موتی برستے ہین اشعار

لہکتا ہوا چار سو سبزہ زار ✤ گلستان عالم سے دونی بہار ✤ نگہ جس طرف اپنی مردم اٹھائے
تماشا ہو سوسن کی دل لوٹتا جائے ✤ ایسا وہ صحرا تھا کہ جو دیکھے دل نہایت فرحناک و باغ باغ ہو جائے

ہوا سے ہر دستہ اس صحرا کی غنچہ دل کو شگفتگی حاصل ہو دماغ معطر ہو جائے اگر بیمار صد سالہ آئے تو دوا کی ہوا کا اگر تندرست ہو جائے وہان کی ہوا اثر دم مسیح النفس کی تھی سبزے پر نظر لوٹی جاتی تھی آسکی سبزی نظر مین کھبی جاتی تھی غنچہ دل خواجہ حسین شگفتہ ہوا جاتا تھا اشعار

گل خودرو کی جابجا وہ بہار ✤ شگفتہ [illegible] انہار دار
ہو خجل جسکے آگے کوہ طور ✤ وہ چمکنا اس پہاڑ کی وہ نور
رفعت اسکی فلک سے ہو دو چند ✤ شرم سے گردن اپنی خم کر لی
یہ اس کوہ و صحرا کو دیکھے ہو

آگے کو چلے ایک مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک بارہ دری بہت رفیع اسکی بلندی کے روبرو بلندی فلک پست تھی پردے پڑے ہوے سے تھے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا روبرو اسکے بنا ہوا تھا انکو اسکے دیکھنے کا اشتیاق ہوا پردہ اٹھا کر اسکے اندر گئے دیکھا کہ خوب آراستہ ہی چھت پر دے شیشہ آلات سے مزین ہی فرش مخمل کاشانی بچھا ہوا ہی اشعار

تکلف سے وہ جھاڑ اور وہ کنول ✤ وہ جھمکیان زینت انجمن ✤ وہ فرش زری کی ہرا کچا بچھن
جھلا جھل سے پردے وہ ہر ایک جا ✤ بلورین وہ مردنگیان سب بدل ✤ وہ دیوار گیری ہر اک خوشنما
لگی تھین جو تصویرین چار و طرف ✤ بچھے سے جو قالین ہر جا تمام ✤ تصدق فلک ہوتا تھا صبح و شام
کہین سے تھے پھولے ہوے لالہ فام ✤ نظر آتا تھا آئینہ پر کاف ✤ کہین کشتیون مین تکلف کے جام
کہین پاندان اور کہین ناصدان ✤ خمون مین بھری بادہ مشکنا سب ✤ تکلف کے قابون مین شامی کباب
دکھاتے تھے عاشق کو تازہ بہار ✤ گلابی دھرے تھے کہین عطردان ✤ چنگیرون مین بیلا جنبلی کے ہار

طاقون پر گلدان رکھی ہوئین بر اسکے کون پر کٹہرا بان [illegible] سے لگی ہوئین جو کہ مثل عاشقون کے کٹہرا کر رہی تھین پل پل بھر کی خبر دیتی تھین کرسیان ایک جا نب جا ہوا ہر نگار مینز [illegible]

لگی ہوئی ہین اِن سامان سے ثابت ہوتا تھا کہ ابھی ابھی کوئی عاشق مزاج یہان سے اُٹھکر گیا ہی خواجہ حسین
بیتکلف اور زینت بارہ دری کی دیکھکر مثل آئینہ ششدر ہوکر رہ گیا اور خیال کیا کہ یہ کیسی عاشق مزاج
کے سیر کرنے کی جگہ ہی معلوم ہوتا ہی وہ کہین سیر کو مع اپنے ہمراہیون کے گیا ہی یہ بارہ دری کی سیر کرکے
باہر آئے گو باہر آنے کو جی نہ چاہتا تھا ایسی خوشبو تھی کہ دماغ معطر ہوا جاتا تھا مگر بحالت مجبوری کہ نہ معلوم یہ
کسکا مقام ہی کوئی آجاسے اور چور سمجھکے پکڑ جاسے تو بڑی خرابی ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلدیجیے
اُس بارہ دری سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہوے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ ایک دریا دیکھا جسکے دوسرے
کنارے کا نشان تک نہین ہی کس زور و شور سے بہ رہا ہی کہ اسکے سامنے فلک ایک حباب معلوم ہوتا ہی موجین
پیچ و تاب کھا رہی ہین گرداب پڑ رہے ہین نکر گھڑیال گھڑی گھڑی منہ نکالتے ہین گھڑیال پل پل بھر کے بعد
شور کرتے ہین حباب نہین ہین یہ معلوم ہوتا ہی پانی سے آنکھین نکالی ہین لہرین باہم لڑ رہی ہین مچھلیان
کنارے پر آتی ہین ماہیت دریا سے آگاہ کرتی ہین اُس نازنین کے کنارے کا پانی شفاف مثل آئینہ صاف نظر
آتا ہی عکس آفتاب عالمتاب پانی مین یون نظر آتا ہی کہ جیسے ایک اور ایک آفتاب نکلا ہوا ہی مرجان تہ سے
نظر آسکتے ہین اور جھلملاتا ہی مروارید صدف خوشنما کی آب دو بالا ہوتا ہی خواجہ یہ ساحل ناپیدا کنار دیکھکر
اُسکے کنارے بیٹھ گئے منہ ہاتھ دھو سنے لگے کہ دریا مین ایک جانب سے کچھ تلاطم ہوا موجین
اُٹھنے لگین لہرین بڑھنے لگین کچھ روشنی سی نظر آئی جیسے آفتاب نکلتا ہی اسنے کہا کہ یہ وقت آفتاب کے
غروب ہونے کا ہی نہ کہ طلوع ہونے کا اگر صبح ہوتی تو مین خیال کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہی یہ کیا
واقعہ ہی یہ اپنے دل مین خیال کر رہے تھے کہ دیکھا وہ روشنی قریب آگئی اب جو غور کرکے دیکھا تو یہ
دیکھا کہ ایک بجرا طلائی اُسپر شمگیرہ زرتار استادہ ہی اور اُسپر آفتاب کی صورت بنی ہوئی نہایت نزاکت
اور چالاکی سے پانی پر روانہ ہی اور چلا آتا ہی ابتو خواجہ اسطرفہ دیکھنے لگے کہ اُسپر کیسے کیسے حسین و
خوبصورت مہ جبین بیٹھے ہوے ہین طلائی ڈانڈون سے اُسکو کھیتے چلے آتے ہین اُسپر نور کی صورت
بنی ہوئی ہی عقب مین اُسکے اور سب مور پنکھیان ہین وہ بھی چلی آتی ہین جب وہ قریب ہو پہنچا تو خواجہ
نے دیکھا کہ زیر شمگیرہ مسند زرنگار پر ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین بیٹھی ہوئی ہی سرخ جوڑا اُسکے گلے مین
ہی گرد و پیش اُسکے اُسکی مصاحبین انیسین جلیسین ہمرازین دمسازین بیٹھی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ گرد
ماہتاب ستارے ہین یا جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہین اور باقی تمام مور پنکھیون پر اہل عملہ سوار ہین کہ وہ
سب مور پنکھیان کنارے پر آگئین اُدھر خواجہ نے اپنے کو ایک درخت کی آڑ مین پوشیدہ کر لیا
اور بیٹھکر تماشا دیکھنا شروع کیا خیال کیا کہ دیکھون یہ کون نازنین ہی اور کس غرض سے اس مقام پر
آئی ہی یہ تو اس خیال سے بیٹھے ہوے ہین ناظرین پر ظاہر ہو کہ یہ نازنین ثریا سے تن شہزادی
مہ جبین ہی جو کہ بطن سے پدر ستائن کے مسلب آفتاب جادو سے پیدا ہوئی ہی اسکا یہ طریقہ ہی کہ اسی
صحرا مین اپنی سیر کرنے کے لیے ایک بارہ دری بنائی ہی کیونکہ اُس صحرا کی بہار اُسکو پسند آئی تھی
تو یہ مقام اُسنے اپنی سیرگاہ کا مقرر کیا تھا ہر روز بوقت سہ پہر بجرے پر سوار ہوکر قلعہ سے آتی ہی اور
نصف شب یہ یہان قیام کرتی ہی بزم ناچ و رنگ و شراب و کباب گرم رہتی ہی حسب معمول قدیم یہ
آج بھی آئی اور بجرے سے اوترکر طرف بارہ دری کے چلی خواجہ حسین نے دیکھا کہ ایک نازنین
مہ جبین مہر تمکین سراپا ناز مثل طاؤس طناز رنگ بجرے سے اُتری سن اُسکا کوئی پندرہ سولہ برس
کا ہوگا بقول شاعر شعر

کا ہوگا بقول شاعر شعر	برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتین مرادون کے دن	

لب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے پاس کے چھالے تھے
حلقۂ چشم مہر تھا بالا
غیرت افزاے ہیکل گردون
نور کی پور پور وہ جھیلے
موتی ایک ایک حسن مین قبہ کا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
بے بہا تھے جواہر اسمین جڑے
صاف کنگن طلائی مہر کے تھے
چاند اسکا تھا دست برنجن کیسا
تھی زمرد نگار وہ خلخال

مہر مشتری کا ستارہ تھا
کچھلیان کانون مین جڑاؤ لیکن
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
نورتن بازون پہ یون تابان
دل عاشق کے چور دھیل سے
صدف حسن کا تھا دریتیم
پڑتا تھا جسکا عکس دامن مین
دست نازک مین تھے کڑے اسطرح
جلوہ ریز کشش ضیا سے مہر کے تھے
زیب پا اسکی کیا تھی وہ خلخال
جھنکتے ہی ہو دے دل پامال

کانون مین موتیون کے چھالے تھے
مچھلیان ہیرے کی تھین جڑین لیکن
ہیکل اس نور کی تھی پرافسون
تارے جس طرح گرد کاہکشان
تھا گلے مین وہ نور کا مالا
قیمت اسکی خراج ہفت اقلیم
وہ مرصع تھے زیب دست کرکے
شاخ گل مین لگے ہون گل جسطرح
جلوہ گر پاؤن مین تھی پایازیب
بدر کے گرد ہالہ سان تھا ہالال
خواجہ حسین سے جو سراپا

اور پوشاک اسکی دیکھی کا بچہ سے کہ افسوس ہے کہ ایسا خیال مین آیا اسکی تصویر ایک طیار کرنا ضرور ہے پس اسی وقت اسباب تصویر کشی لگا کر اس پری کی تصویر اس مقام پر کی کھینچی جہان وہ مع خواصون کے ناز و ادا سے استادہ تھی اس خیال سے کہ یہ تصویر سرداران اسلام سے نذر کرونگا کوئی نہ کوئی عاشق ہوکر اسکی ہواے وصل مین ضرور آویگا شاید اسی حیلہ سے یہ ملک اسلام آباد ہوجاے یہ بھی ایک وسیلہ بہت اچھا ہاتھ آیا اسی سبب سے میرا ادھر گذر ہوگا پس تصویر اسکی ساتھ نفاست کے طیار کی ادھر وہ پری کہ اسکے دست نازک مین ایک چھڑی یاقوت کی ترشی ہوئی لیے ہوے جھرمٹ خواصون کے سبزہ سے خوابیدہ کو مثل نسیم سحری کے پامال کرتی ہوئی چلی اسنے قد موزون سے نہال شمشاد کو شرمندہ کردیا کہ وہ مارے خجالت کے زمین پر گڑ گیا اور چہرۂ نور آگین سے نرگس شہلا کو شرمندگی حاصل سنبل اسکے زلف عنبر سرشت سے خجالت زدہ ہوئی لالہ اسکی پوشاک دیکھکر داغ بر دل ہوا گلہای باغ اسکے عارضون سے شرمندہ ہوکر پژمردہ ہوگئے بلبلین گلون کو چھوڑکر اسکے گرد جمع ہوگئین وہ گل رعنا انداز معشوقانہ سے جنبش بپا کرتی ہوئی طرف نہر کے چلی خواصین ہاتھون مین مورچھل لیے ہوے ہمراہ تھین کسی کے ہاتھ مین خاصدان کسی کے ہاتھ مین اگالدان کوئی پنکھا لیے ہوے اسی طور سے ہر ایک کے ہاتھ مین مسدہ کس ناز و ادا سے وہ پری وش پری تمثال خرامان خرامان لب نہر پہونچی خواصون نے جواہر نگار کرسی لاکر بچھادی وہ اس پر جلوس فرما ہوئی اسکا روے منور یون اس پانی پر نظر آتا تھا کہ گویا تہ آب آفتاب نکلا ہوا ہے ملکہ نے پائینچے چڑھا کر دونون پاؤن اپنے نہر مین ڈال دیے اور پانی سے کھیلنے لگی ساق پا اسکی پانی مین یہ معلوم ہوتی تھین کہ گویا دو مشعل نور پانی مین روشن ہین خواجہ نے اسکی تصویر اس ادا کی طیار کی اور دوسری اس ادا کی جبکہ وہ خرام ناز سے قیامت برپا کر رہی تھی اس وقت کی بھی طیار کی تھی جب پانی سے ملکہ کھیل چکی ادھر خواصون نے چبوترے پر مگیرہ استادہ کیا مسند زرین بچھائی اور سب سامان عیش و آرام ملکہ کا لاکر نہایت قرینہ سے رکھا کہ اس عرصہ مین شام ہوگئی روشنی کی تیاری ہوے بارہ دری کے باندھ دیے گئے تمام بارہ دری مین جسقدر شیشہ آلات تھا روشن کیا گیا کہ اتنے مین ملکہ نہر کے کنارے سے اٹھکر زیر شامیانہ آکر بیٹھی خواجہ حسین جو کہ پوشیدہ تھے اسی حالت پوشیدگی مین ملکہ کی اس صحبت کی بھی تصویر کھینچی کہ مسند پر ملکہ بیٹھی ہوئی گرد اسکے مصاحبین

اُسمین جا بیٹھیں بسبب قرینہ اور قاعدہ سے ہٹی ہین بہ رویہ بہ کشتی قریب کی رکھی ہی خواجہ تو سیر کشتی مین مصروف
تھے کہ ایک خواص کو تفریح ہر شے باب کی جو ہوئی تو وہ لوٹا لیکر اُس مقام پر آئی کہ جہان پر خواجہ بیٹھے
ہوئے تھے کہ اُسکی نگاہ جو خواجہ پر پڑی دیکھا اُسنے کہ ایک مرد بزرگ آدھی ریش اُسکی
سفید اور آدھی کالی سپید کپڑے پہنے ہوئے درختون کی آڑ مین بیٹھا ہوا ملکہ کی طرف دیکھ رہا ہی تو
دیکھکر وہ خواص چلا اُٹھی کہ ارے یہ کون شخص ہی یہ کہکے لوٹا پھینک کے الٹے پاؤن بھاگی اور بدحواس
سانس پھولی ہوئی روبرو ملکہ کے جا کر گر پڑی اور یہ کہا کہ اے ملکہ یہ کون شخص بیٹھا ہوا ہی سب خواصین
اور ملکہ اُسکا یہ حال دیکھکر گھبرا گئیان اور پوچھا کہ کیا ہوا کیون اسقدر بدحواس ہو گئی اُسنے اپنے حواس
درست کرکے کہا کہ ملکہ مین جو اس طرف گئی تھی درختون کے پیشاب کرنیکے لئے تو مین نے دیکھا
کہ ایک آدمی سپید کپڑے پہنے ہوئے زیر درخت بیٹھا ہی میرا اُسکو دیکھکر مارے خوف کے دم
نکل گیا لوٹا پھینک کے مین بھاگی دیکھئے میرا دل ابھی تک گھبرا رہا ہی ملکہ نے کہا کہ تو نے دریافت نہین
کیا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ میرے ہوش اُڑ گئے تھے مین دریافت کیا کرتی ملکہ نے اُن خواصون کی طرف
اشارہ کرکے یہ کہا کہ کوئی اور جا کر دیکھے کہ وہ کون ایسا جری و دلیر ہی کہ باوصف ایسی حالت مین کہ ہم
یہان آئے ہین اُسکو یہ خیال نہ ہوا کہ اگر کوئی دیکھ لیگا تو کیا خرابی ہوگی بلا خوف و خطر وہ بیٹھا ہوا ہی
اُسکو اپنی جان کا کوئی لالچ نہین ہی کوئی جا کر پکڑ لائے مین صبح کو اپنے بھائی کے دربار مین بھیج کر
اُسکو سزا اس حرکت کی دلاؤن گی یہ سنکے جو کہ ذرا سن رسیدہ تھین وہ بولین کہ وارث ہی یہ جنگل کا
واسطہ ہی کوئی ہوگا مثل مشہور ہی کیا ضرورت ہی کہ کوئی جا کر دیکھے کیا عجب وہ بیٹھا رہا ہوگا ادھر بھی گذر
ہو گیا ایسے لوگ کہین ٹھہرتے ہین وہ تو ہوا ہین ملکہ نے کہا کہ ہان لوگ جن اور شہید ہوگا برسون گذر
گئے یہان آتے ہوئے کبھی کسی نے نہ دیکھا آج نظر آیا معلوم یہ ہوتا ہی کہ کوئی شخص یہان آیا ہی اُسنے
ہمکو جو دیکھ لیا تو درختون مین پوشیدہ ہو گیا ہی یا کسی خواص کی تاک مین آیا ہی تاک لگائے بیٹھا ہی یہ
بیٹھا ہوا تاک جھانک کر رہا ہی جا کر دیکھو تو یہ سنکے چند جوان جوان کمسن کمسن خواصین جوانی کی
ترنگ مین اُٹھ کر چلین کہ ہم جا کر ابھی پکڑ کے لاتے ہین یہان خواجہ تصویر کشی سے فراغت کرکے
سب سامان قرینہ سے رکھ کر اور تصویرون کو بھی رکھکر بیٹھے تھے اور خالی تھے کہ دیکھا اُسی جانب سے
نکلتے کہ وہ خواصین پہونچین دیکھا کہ واقعی ایک مرد بزرگ سفید ریش والا بیٹھا ہوا ملکہ کی طرف غور دیکھ رہا ہی
خواجہ بھی ایسے محو تھے کہ اُنکو خبر بھی نہ ہوئی اپنے دل مین اُسکے حسن خداداد کی تعریف کرتے تھے اُسکی
توصیف زبان پر جاری تھی کہ تو نے ایسے ایسے حسین اور صاحب حسن بھی خلق کئے ہین کہ جنکے حسن کی
کوئی تعریف نہین کرسکتا ہی بیشک یہ نازنین کسی نہ کسی اہل اسلام کے قبضہ مین آنیکی کوئی نہ کوئی
اولاد صاحبقران سے اسکو اپنے تصرف مین لائیگا یہ تو یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ خواصین پہونچین
اور اُنکو دیکھکر کہا ریش کہ تو کون ہی اد موئے موذی کاٹے دیدہ ختم ہو جائین کہ تین آنکھون سے تو ملکہ کو
بیٹھا ہوا گھور رہا ہی ہین دیکھو تو بھی اس موئے کی کیسی بڑی بڑی آنکھین ہین خدا کرے جن آنکھون
ہماری ملکہ کو گھور رہا ہی وہ پھوٹ جائین ارے دیکھو تو یہ کمبخت کس دلیری سے بیٹھا ہوا ہی کچھ خوف و خطر
نہین ہی اب صبح کو اس گستاخی کی سزا جب ملیگی تو اس دلیری کا حال معلوم ہوگا تو اور دیکھو کس قدر
بڈھا ہی اسکو یہ خیال نہ ہوا کہ ہم جو یہان بیٹھے ہوئے ہین اور بڑے ناموس کو دیکھ رہے ہین
تو ہماری حالت کیا ہوگی جو کوئی دیکھ لیگا خداوندا ایسے ریسے بچائین باوجودیکہ اب بوڑھے ہوگئے ہین

پڑھا ہے میں یہ چیز نہیں لگا ہے کہ دیدہ بازی کرتے ہیں وہ کہاں ہیں جو کہیں یا شہید تھی کہیں اگر دیکھیں یہ تو زندہ
شہید ہیں کوئی مردہ شہید ہوتا ہے یہ زندہ شہید ہیں نہ جن ہیں آؤ ہمیں اسکو ملکہ کے پاس پکڑ کے لے چلیں یہاں
تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہاں خواجہ حسین محو بیٹھے تھے کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی کہ یہ سبب آفت اور بار کس پر نازل ہونیوالی
ہے کہ دو لڑکے دو عین خواصوں نے پکڑ لیا اور کہا کہ تو چور ہے چوری کرنے آیا ہے یہاں اس خیال کو بیٹھا ہے کہ جب
سب سو جائیں گے تو میں اپنا کام کر دونگا چل ہم تجھکو اپنی ملکہ کے پاس لیے چلتے ہیں دیکھ تو سہی وہ کیسی
سزا دیتی ہیں اور نائب خداوند سے بھائی بستے کنکر تیری کیسی گت کراتی ہیں لو اور سنو کہ یہ نیا گل کھلا اور نیا
شگوفہ پیدا ہوا جب خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا تو انکو خبر ہوئی کہ یہ کیا ہوا گھبرا کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ چند وہ
خواصیں ہیں جو کہ کیسے پیرا و تیغیں میرے گرد کھڑی ہیں اور باہم کانوں کانو کرتی ہیں وہ ایک نے میرا ہاتھ بھی پکڑ لیا ہے
یہ دیکھ کر گھبرا گئے ہو گئے اور کہا کہ کیوں تم لوگ ادھر آتے ارے مجھکو چھوڑ دو میں کوئی چور نہیں ہوں بلکہ
میں مسافر ہوں انھوں نے یہ سن کے آپس میں یہ کہا کہ دیکھیں اور سنو کہ یہ بدذات کیا کہتا ہے کہ میں چور
نہیں ہوں مسافر ہوں ہم انکو چھوڑ دیں کیا چور کے سر پر سینگ لگے ہوتے ہیں اسکی اور کوئی
شناخت ہے اگرچہ کہ خواجہ حسین بہت ظریف تھے کہا کہ اگر میں چور ہوں بھی تو کیا ایسی چیز کا ہوں کہ جسکی چوری
میں سزا ملے اور تم راضی ہو جاؤ اور خوشی خوشی چور رہنے دو بلکہ میں خود خیال کرتا ہوں کہ تم خود اسکو پورا کرو گی
اور میں ہاتھوں پر بجا لاؤنگا میرے چور ہونے کا وہ مزا پاؤگی کہ پھر خواہش کروگی کہ میں چوری کیا کروں میں
مال کا چور نہیں ہوں بلکہ اور اشیا کا چور ہوں جو کہ تمہارے پاس موجود ہیں یہ لطیفہ سنکے سب کی سب
خاموش ہو رہیں ایک نے دوسری کی طرف دیکھا اور اشارے سے کہا کہ ہے تو چور مگر ظریف بڑا
ہے عاشق مزاج معلوم ہوتا ہے اور زبان دراز ہے ایک ان میں بہت چالاک تھی وہ بول اٹھی کہ بھلا تم کیا
چوری کروگے کہ ہم راضی ہو جائینگے قبر میں تو پاؤں لٹکائے ہوئے ہو خواجہ نے کہا کہ تم تو بہت ہی
قفل پھاندنے کو سمجھتی ہیں کہیں مال ملے تو اور ہم ایسے خراب مال پر نظر نہیں کرتے ہیں مال کو تاکتے
ہیں ایسے ویسے مال پر نظر نہیں ڈالتے ہیں ارے ہم تو اس پیرانہ سالی میں کیسا مقام نقشہ ہو اسکو ہم
آسان جانتے ہیں ہم پرانے لوگ ہیں آپ نے کہا کہ اگر کسی سخت سے سامنا ہو جائے تو سب کر کری
جائے میاں کی بغلی بغل میں دبی رہجا سے منہ چھپا کے بھاگو پھر ادھر کا رخ نہ کرو خواجہ نے کہا کہ ہمکو اتنا ہی
مد نظر ہے کوئی مال نفیس ہمکو دکھا دے اور پھر ہماری جرأت و مردمی کا تماشا دیکھ کیونکر ہتھیا لیجاتے
ہیں اور کیونکر قفل کو کلید فکر و مردمی سے کھول لیتے ہیں کہ وہ تمام عمر یاد کرے کہ ہاں کسی سے سامنا ہوا تھا
یہ جو خواجہ نے کہا تو ایک بولی کہ بس بس لمبی تقریر کرنے کی [illegible] چلو ملکہ کے روبرو وہاں [illegible] خیال
ہے کہ ہم جو یہ جرأت کرتے یہاں بیٹھے ہیں اور بغیر ناموس [illegible] کوئی دیکھ لیگا تو کیا حال کرے گا ہم [illegible]
فرض کرلیا کہ تم چور نہیں ہو بادشاہ ہو مگر پرائے ناموس کو دیکھنا کس مذہب و ملت میں جائز ہے اگر [illegible]
ناموس بھی وہ ناموس کہ جو خداوندزادی ہو اور نائب خداوندی کی بہن ہو کہ جسکے دیکھنے کو [illegible]
مشتاق ہوں اور اسکی زیارت کو فخر اپنا تصور کریں اور تم انکو نصیب نہو اور تو پھر بالمشافہ [illegible]
کیونکر نور خالص کے دیکھنے کی تاب رہی تیری [illegible] کیوں نہ بھسم ہو گئے ارے [illegible] کیا خداوند
زادی کو دیکھ لیا افسوس سا ہے تیری پیرانہ سالی پر کہ کل صبح کو قتل کیا جائیگا یہ کتنی بڑی خطا ہوئی کہ [illegible]
نور خالص خداوندی سے بنا ہے اسکو ایک ادنیٰ آدمی یوں دیکھ لے چل تو سہی ملکہ کے روبرو [illegible] خواجہ نے
کہا کہ نہ معلوم کہتی کیا ہو صاف صاف کہو تو میں جواب دوں کیونکہ میں کسی کی رعیت نہیں ہوں کسی [illegible]

نہیں کرتا ہوں میں نے چوری نہیں کی ہے کوئی خون کیا نہیں ہے کوئی فعل حرام کا مرتکب ہوا نہیں ہوں اور فعل
حرام کرتا بھی تو کیسے ہمراہ تمہارے تھی اس مقام پر موجود ہو یا وہاں ہو تم میں کوئی اس قابل ہے نہیں میں نے وہ
وہ حسین لوگ دیکھے ہیں کہ تم لوگ انکے کف پا کی برابری کر نہیں سکتی ہو بھلا بتلاؤ میں کیا فعل حرام کرتا تم میری
آنکھوں میں خاک اچھی معلوم ہوتی ہو یہ سنکے اس عورت کو تاب ضبط نہ رہی اور کہنے لگی کہ بس بھی اور کہا کہو
آپ کو اور کچھ خیال ہے اور سودا انکو سوجھا ہے تو یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں بس بس اپنی زبان
بند رکھیے یہاں کوئی اسے کو پسند نہیں کراتی جو آپ ایسی تقریر کرتے ہیں وہ جو اسکے پیچھے کھڑی تھی سے پہلے مزہ نہ
تقریر ہوتی تھی بول اٹھی کہ میاں تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ کوئی اپنے کو پسند کرا سکے مرنے کے قریب ہو گیا
کوئی دیوانہ ہے جو اپنی زندگی خراب کریگا مردے کی بدن سے بو آتی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ کیا کہوں کوئی
پسند نہیں آتی ورنہ ابھی اپنے پہلو میں سلا لیتی اس وقت بو آنے کا مزا معلوم ہوتا کہ کیسی بو آتی ہے وہ یہ کلمات
سنکے سر جھکا کر خاموش ہو رہی خواجہ نے کہا کہ بیکار کا غصہ کرتی ہو صاف صاف کہو کہ کیا ہوا ہے تم نے آکر
بیکار کا دماغ پریشان کر رکھا ہے میں نے کسی کو دیکھ لیا کیسی خداوند زادی کیسا نور خالص ہے اور تو یہ گفتگو ہو رہی تھی
انکو جو وہ سیر کی ملکہ نے کہا کہ وہ مردارین جو گئیں تو بیٹھ رہیں کوئی خبر لیکر نہ آئی میں خود چلکر دیکھتی ہوں کہ وہ
کہاں چلی گئیں جو کہ سن رسیدہ تھیں وہ بولیں کہ لڑکی دیوانی ہوئی ہے بس بیٹھو کہاں جاتی ہو رات کے وقت
درختوں میں ملکہ نے کہا کہ میں ابھی آتی ہوں یہ کہکر اٹھی اور خواصوں کو لیکر چلی وہ بھی ہمراہ ہولیں روشنی
کے کنول وو ایک خواصوں نے اٹھا لیے آگے آگے روشنی اسکے عقب میں ملکہ جبکہ قریب اس درختوں کے
پہونچی اور ان سب نے روشنی دیکھی اور صدا سے خلخال سنی تو باہم کہنے لگیں کہ اس مردے نے ایسی تقریر کی
اور دیر لگائی کہ ملکہ خود گھبرا کر چلی آئی یہ کہکر وہ سب کی سب علیحدہ ہو گئیں مگر اس طور سے کہ خواجہ حسین کو نرغے
میں لے لیا کہ اس عرصہ میں ملکہ پہونچیں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ لباس مسافرت پہنے ہوئے کھڑا ہے اور گرد اسکے
خواصیں ہیں ملکہ یہ دیکھ کر انکی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ مردارو ان اسقدر کیوں تم سبھوں نے دیر لگائی
اور اسنے باپ کو لیکر مجھ تک نہ آئیں کہ مجھکو زحمت ہوئی نہ آکر خبر دی کہ ہمارا باپ آیا ہے اسے کیوں اس
مرد بزرگ کو گھیرا ہے اور اس بیچارے کو کیوں پریشان کر رکھا ہے ایک انمیں سے یہ سن کے عرض کرنے
لگی کہ قربان جاؤں بہن کیوں دیر لگائی اسنے خود دیر لگائی بیکار کی تقریر کرنے لگا کہتا ہے میں مسافر ہوں
بہن نے کہا کہ تو چوری کرنے آیا ہے اس پر ہمارے آپس کے بحث ہونے لگی اس میں دیر ہوئی یہ سن کے
ملکہ نے کہا کہ معلوم ہوا تم بہت چالاک ہو گئی ہو بیکار کی مجھکو زحمت دی یہ کہکر ملکہ نے کہا کہ بس اب تقریر
ہو چکی شیر لپیٹ دیا چلی دیکھو کرامات کیا کرد بھلا کیونکر یہ تقریر و بحث کرتے کیونکہ وہ بزرگ آدمی ہیں تم سب کی
سب انکو پریشان کرتی ہو گی یہ کہکر خواجہ کی جانب متوجہ ہو کر یوں گل فشاں ہوئی کیوں جناب آپ
کون صاحب ہیں اور یہاں آپ کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا خواجہ حسین نے کہا کہ میں مرد سوداگر
ہوں میرا قافلہ اس مقام پہونچا چونکہ شام ہو گئی تھی میں نے یہاں قیام کیا جب سب لوگ اتر چکے میں اس
طرف سیر کرتا ہوا چلا آیا چونکہ یہ مقام بہت پر فضا تھا یہاں کی بہار دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا میں ٹہل رہا تھا
کہ آپ کی سواری آئی میں ان درختوں میں آپ کے خوف سے پوشیدہ ہو گیا اس خیال سے کہ نہ معلوم
یہ کسکا ناموس ہے کیوں دیکھو اگر کوئی دیکھ لیگا تو خرابی برپا ہو گی جب یہ لوگ سیر کر کے چلے جائیں گے
تو میں بھی اپنے مقام پر چلا جاؤنگا بس اصلی واقعہ یہی ہے جو میں نے عرض کیا نہ میں چور ہوں نہ بدمعاش ہوں
نہ بدنگاہ ہوں ملکہ نے کہا کہ آپ واقعی سچ کہتے ہیں اس میں کوئی بات دروغ نہیں ہے خواجہ نے کہا

کہ

کہ میں اس مقام پر آیا تھا اگر کوئی طرف کی دیوار وغیرہ ہوتی چونکہ نہ دیوار تھی نہ کوئی اس قسم کا بندوبست
تھا کہ جس سے یہ خیال ہوتا کہ یہ کیسا باغ ہے اس میں نہ جانا چاہیے ایک صحرا کے طور پر ہے مگر یہاں
آ کر میں پریشان بہت ہوا ان آپ کی خواصوں سے بہت عاجز کیا اگر یہ جانتا تو میں نہ پوشیدہ ہوتا اپنے
مقام پر چلا جاتا کسیکو خبر بھی نہ ہوتی ملکہ نے کہا کہ آپ برا نہ مانیں انکا بھی کہنا حق بجانب ہے انہوں
نے اپنے نزدیک یہ خیال کیا اس مقام پر کوئی کیوں آنے لگا اور یوں پوشیدہ ہو کر کیوں بیٹھنے لگا
ضرور یہ کوئی بدمعاش ہے بدین خیال انہوں نے آپ کو پریشان کیا آپ انکی خطا معاف کریں کیونکہ آپ
مرد بزرگ ہیں خواجہ نے کہا کہ میری انہوں نے خطا کیا کی ہے بلکہ میں خود سراسر خطاوار ہوں آپ
میرے قصور کو معاف فرمائیں تاکہ میں اپنے دل میں آپ کی تعریف کروں کہ فلاں مقام پر قصور
ہوا تھا مگر ملکہ نے اپنے خلق کے سبب سے اسکو عفو کر دیا ملکہ نے کہا کہ آپنے میرا کچھ قصور نہیں کیا کہ
جو میں معاف کروں آپ بزرگ ہیں بلکہ میرا خود قصور معاف فرمائیے کہ میری خواصوں نے آپکو
پریشان کیا ہے یہ کہکر کہا کہ ذرا چل کر چبوترے پر تشریف رکھیے میں کچھ آپ سے دریافت
کرونگی خواجہ نے کہا تشریف لے چلیے میں حاضر ہوں انکو تو یہ امر اس سبب سے منظور تھا
کہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کون ہے اور کیا نام ہے اس خیال سے یہ ملکہ کے ہمراہ ہو لیے اور ذرا [illegible]
ملکہ آکر چبوترے پر مسند پر بیٹھی خواصیں گرد و پیش جمع ہوئیں خواجہ روبرو بیٹھے ملکہ نے کہا کہ آپ کا
آنا کدھر سے ہوا اور اب کہاں کا قصد ہے آپ کا اسم شریف اور مسکن اقدس کیا ہوگا خواجہ نے کہا
کہ اس حقیر کا نام خواجہ حسین ہے اور مسکن [illegible] کا ہے میں پردہ ظلمات سے آتا ہوں یہ کہکر تمام واقعہ
اپنا شہر آفتاب نما میں آنے کا اور دربار میں جانے کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اب
سب مال فروخت ہو گیا یہاں کا مال خرید کر اور شہر دل فریب کو جاتا ہوں یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ہمنے بھی
شہر میں سنا تھا کہ کوئی تاجر نئے آئے ہیں مال بہت نفیس نفیس انکے پاس ہے میں نے خیال
کیا کہ بھائی صاحب کے دربار میں ضرور مال کی خریداری ہوگی خواجہ حسین نے کہا کہ میں تو سوائے
دربار نائب خداوند کے اور کسی دربار میں نہیں گیا اور وہ ہی دربار میں نے نہیں دیکھا ملکہ نے کہا کہ
وہ ہی میرے بھائی ہیں میں انکی حقیقی بہن ہوں میں بھی خداوند زادی ہوں میرے بھائی نائب
خداوند ہیں خواجہ حسین نے کہا کہ آپ نائب خداوند کی ہمشیر ہیں آپکی زیارت سے تو بڑی عزت
ہو گئی میں نے بڑا شرف پایا کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا نائب خداوند کی زیارت سے
تو میں مشرف ہو ہی چکا تھا اب آپ کی زیارت سے یوں مشرف ہوا آپ کا اسم مبارک کیا ہے ارشاد
فرمائیے ملکہ نے کہا کہ میں کیا اور میرا نام ہی کیا آپ سنکے کیا کیجیے گا بلکہ شاید آپکو میرا نام سنکے نفرت
ہو گی خواجہ نے کہا جی ہاں بہت درست ایسے اسما سے نامی و گرامی کاہے کو سننے کو ملتے ہیں جب تک آپ
اپنا نام نامی ظاہر فرمائیں ملکہ نے کہا کہ مجھے نام ظاہر کرنے میں ایک قسم کی شرم معلوم ہوتی ہے خواجہ نے کہا کہ
نام کے بتانے میں اسقدر تکلف ہے مجھے کیسے کہ میں کتنا بڑا شوخ ہوں کہ بلا توقف آپ کے ساتھ چلا آیا جب ملکہ نے
دیکھا کہ خواجہ نہایت مصر ہیں تو ہنسکر یہ کہا کہ بہت اچھا آپ رنجیدہ ہوں نہیں اپنا نام بتائے دیتی ہوں
سنیے مجھے ثریا سے نسبت نہیں کہتے ہیں میں دختر ہوں خداوند کی تو اسی خورشید لقا کی خواجہ نے
پیشکش کے آگے دستہ ایک لعل بدخشان نذر کیا وہ ایسا لعل تھا کہ جسکی چھوٹ پڑتے ہی وہ تمام چبوترہ آپکی
روشنی سے منور ہو گیا جس قدر روشنی تھی سب اسکے روبرو ماند ہو گئی ملکہ اس لعل کو دیکھکر بہت خوش ہوا

ہوئی اور اسکے عوض مین ایک خلعت گران قیمت بیش بہا خواجہ کو دیا اور بہت سا روپیہ انعام دیا خواجہ نے
ملکہ کو سلام کرنے سے لیا اُدھر خواصین باہم ملکہ کی جانب خواجہ ملکہ سے باتین کر رہے تھے دو بیبیان کہ
رہین یقین ہے کہ یہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی اس نے ملکہ کو سحر سے دیکھو کیسا رام کر لیا ہی یہ ضرور
کوئی ساحر زبردست ہی جو ہو تو اکثر ساحر ہوتے ہین یہی باتین کر رہی تھین دوسری بولی کہ تو نے
ملکہ کو لعل نذر کیا ملکہ نے خلعت عنایت کیا یہی گفتگو باہم ہو رہی تھی کہ اسی باتون مین نصف رات
آگئی ملکہ کی دایہ نے ملکہ سے کہا کہ وقت جانے کا آگیا یہ سن کے ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی ساتھ اپنی
خواصون کے ملکہ جس طور سے آئی تھی اپنے مقام پر روانہ ہوئی خواجہ حسین بعد جانے ملکہ کے اُس
صحرا سے طرف اپنی فرودگاہ کے چلے چونکہ شب ماہ تھی یہان اُنکے ملازمون نے بیٹھے اُنکا بہت انتظار
کیا جب بہت دیر ہوئی تو سب تلاش کو جانے نکلے تھے کہ اتنے مین خواجہ پہونچے اُنھون نے عرض
کیا کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے خواجہ نے جواب دیا کہ مین اس صحرا مین ایک مقام پر بیٹھا ہوا صحرا
کی سیر کر رہا تھا اسپر نیند نے غلبہ کیا مین چلا آیا یہ کہکر اپنے مقام پر جاکر آرام کیا وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر
بیدار ہوکر حکم دیا کہ سامان سفر درست کرو نوکرون نے فوراً حکم کے پاتے ہی سامان سفر تیار کیا تھوڑے سے
عرصہ مین سب اسباب بندھ کر تیار ہو گیا قافلہ بھی مستعد ہو گیا خواجہ سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کوچ و مقام
کرتے ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کے اتفاق سے شہر خاور مین پہونچے یہ وہ زمانہ ہی کہ ارژنگ
قید سے چھوٹ کر عیاری سے کوہ حرزی آیا تھا اور دربار کیا تھا بعد چند روز یہان کے اہل شہر سے بوقت سہ پہر
برائے گشت شہر نکلا تھا اور اتفاق سے اُس مقام پر پہونچا تھا کہ جہان مقبرہ ملکہ خاتم کا بنا تھا اُسکی سیر
کرکے اور دریافت کرنے کل حال کے اور دربار سے نقشہ گنجکان کے اُسکے منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا پہلے
اُسکے مجاور ملازم نے سمجھایا تھا جب اُسنے نہ مانا تھا تو انھون نے اہل شہر کو خبر کی تھی اہل شہر اور عمائد
شہر کو ایک جلسے تھے ادھر اسلم دو دن ہی بھی خبر سن کے اور اس قصد سے چلے تھے کہ ہم ارژنگ کو
پہلے سمجھائین گے اگر اُسنے مان لیا تو بہتر ورنہ ہم بھی مقابلہ کرینگے کیونکہ یہ مقبرہ ہمارے ایک بزرگ کا
ہی اسکو کیا ہوا ہی جو اُسکے منہدم ہونے کا حکم دیتا ہی یہ ساری شرارت گنجکان کی ہی اور کسی کی
نہین اُسی کو ان لوگون سے عداوت قلبی ہی یہ لوگ ان پہاڑی چلے تھے اُسی دن خواجہ حسین پہونچے یہ جو
داخل ہوا شہر کو ویران پایا یہ سیر کرتا ہوا قریب ایک محل کے پہونچا وہان سے رونے کی صدا آرہی تھی
یہ وہ محل ہی جہان تو مان سب ناموس شاہی کو لیکے چلا گیا تھا جب حاکم شہر ادھر سے گئے تو خورشید
خاوری کے پاس آیا تھا اور عرض کیا تھا کہ آپ بھی تشریف لے چلیں کیونکہ ارژنگ
سے تیج پالی والد بزرگوار گرفتار ہو گئے اب کوئی دم مین وہ داخل شہر ہوگا مین بموجب حکم اُسکے
خداوند ناموس کو لیے جاتا ہون تمام محل خالی کر دیجے کیونکہ یہ وہ وقت نہین ہی کہ یہان ناموس کو
چھوڑا جا سکے خورشید خاوری نے فرمایا تھا کہ فرزند اب مین قریب مرگ ہون میرا زمانہ آخر
ہی وقت مرگ قریب آیا جام عمر لبریز ہی دوسرے شہر مین نہین رہتی ہون کہ خوف ہو کہ مین اہل شہر کو
تہذیب خانہ دیکھی نہ مرد ہون کہ لوگ میری اطاعت کرینگے صاف صاف یہ امر آپ لوگون سے
بیان کیا جاتا ہی کہ اب جو جانے سے ہوتا ہی مین یہان سے ہرگز ہرگز نہ جاؤنگی میرے بچے کی
یہان قبر بنی ہی مین جو بے چین ہوتی ہون قبر پر جاکر اپنے دل کی بھڑاس نکال آتی ہون اور بیکہ قبر کی بلائین بھی لے
آتی ہون کچھ تھوڑی سی دل کو تسکین ہو جاتی ہی اگر بچہ کی صورت دیکھنی نصیب نہین نصیب ہوتی ہی تو قبر کی

کئے پر عمل نہ کریگا تو ہم ضرور قتل کرینگے چاہے ہماری بھی جان جاوے یہ چوبدار نے سنا ایک کو اُن میں سے
اُس چوبدار نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جاتے ہو اور کس پر یہ لیکر جاتے ہو کون اپنے عہد سے پھر گیا
ہے اُسنے یہ جو سنا اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ ای بھائی کیا تمکو نہیں معلوم ہے کہ کیا آفت تازہ پھیر آئی ہے اور پھر
کون بلا نازل ہوئی ہے بار حقیقیا ہم لوگ تمہاری سرکار کے کارن لڑنے جاتے ہیں کیونکہ ہم لوگ
پہچانتے ہیں کہ یہ ملکہ کے لا ذمون میں سے ہے اُس چوبدار نے کہا صاف صاف کہو اُسنے کہا کہ تمکو
نہیں معلوم ہوا ارے بھائی بڑا غضب ہونے والا ہے قیامت آنیوالی ہے ارے بھائی یہ بات ہے کہ ارژنگ
نے ظلم پر کمر باندھی صبح کو تو عہد نامہ تحریر کیا اسوقت اپنے عہد سے پھر گیا خلاف عہد کرنے لگا کہ مقبرہ ہمارے
آقا کے نامدار قاسم عالی وقار کا منہدم کرنے کا قصد رکھتا ہے اور بڑا اچنبھا اہل شہر کا اُس مقام پر ہوا ہے
اگر مان لیا تو خیر ورنہ بڑا کشت و خون ہوگا ہمتو مقبرہ نہ کھودنے دینگے یہ کیونکر ہوگا کہ خاموش رہیں وہ
ہمارے مالک کا مقبرہ کھودڈالے اسلئے اس سے پہلے ہمنے عہد کرلیا اُسکے بعد ہمنے اطاعت کی ورنہ ہم کبھی اطاعت
نہ کرتے یہ ساری خرابی ہمارے شہر کی ہے کہ اُنھوں نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا اُس سے یہ عہدنامہ تحریر کرالیا
اگر ہم یہ جانتے تو کبھی نہ اُسکے کہنے پر عمل کرتے اور نہ اطاعت کرتے خیر وہ جو کہنا تھا کہا یا اب پچھتانے سے کیا
ہوتا ہے یہ وہ مثل ہوئی کہ آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کیونہ ہیت ... اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب
چڑیاں چگ گئیں کھیت دیگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد بقول این مصرعہ کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ سنکے اُس چوبدار کا رنگ اُڑ گیا سو اس جا سے رستے اور در و سے آگا
اُسی وقت دوڑا ہوا طرف محل کے چلا گیا وہاں محلدار قریب پردہ کے کھڑی ہوئی تھی کہ یہ چوبدار پہونچا
اور کہا کہ ای بی محلدار جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ حضور بڑا غضب ہوگیا کہ ارژنگ اپنے قول سے پھر گیا
افسوس ظلم پر اُسنے کمر باندھی ہے ہمارے شاہزادے کا مقبرہ کھودنے کا حکم دیا ہے یہاں درو محل اہل شہر
کا ہے کہ وہ منع کرنے جاتے ہیں اور یہ قصد ہے کہ اگر وہ نہ مانے گا تو مقابلہ کرینگے یہ اُسی کا خوف ہے یقین ہے
بہت کشت و خون ہوگا اور ملکہ سے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی اُسی مقام پر جاتے ہیں صرف ایک سپاہی کو
پہرے پر چھوڑے جاتے ہیں کہ دیکھیں وہاں کیا واقعہ گذرتا ہے تاکہ ہم آپکو خبر دیں یہ کہکر اس چوبدار نے
اپنے افسر کو خبر کی اور سپاہیوں کے جمعدار کو آگاہ کیا وہ سب کے سب ایک سپاہی کو پہرے پر چھوڑکر طرف مقبرہ
کے چلے یہاں ملکہ کو آکر محلدار نے خبر دی کہ حضور یہ واقعہ ہے آپ کے ملازم بھی گئے ہیں یہ سننا تھا کہ ملکہ کے
حواس جاتے رہے دھڑام سے دھڑ بیٹھ گئی اور اپنی حالت تباہ کرنے لگی اور یہ کہتی تھی کہ ہائے میں کیا کروں کیونکر
اپنے بچے کے مقبرے کو بچاؤں میرے اوپر تو فلک نے رنج و غم توڑا ہے تکیہ تو فوج الم نے لوٹا ہے ہائے کوئی میرا
حامی نہیں ہے پہلے وارث سے جدائی ہوئی مانگ اُجڑی کوکھ آباد تھی وہ بھی برباد ہوئی گود اجڑ گئی بعد
کمبخت کا تو کوئی خبر لینے والا نہیں ہے کون صاحبقران کو خبر کرے کہ آپکی بہو تباہ ہوئی ہے آپ کے پوتے
قاسم کہ جسکو آپ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اُسکے مقبرے کھودنے کی تدبیر ہو رہی ہے کوئی روکنے والا نہیں
ہے جب سے آپ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے ہیں ہمپر تو پہاڑ ظلم و الم ٹوٹ رہے ہیں میں تو لٹ گئی کوئی میرا وارث
نہ رہا اس بچے کا سہارا تھا وہ مر گیا میں نے صبر کیا اس خیال سے کہ ہوا اُسکی مرضی اب میں صرف اُسکی قبر کی
زیارت کرلیتی تھی دو گھڑی اُسکی قبر پر بیٹھکر رو لیتی تھی وہ بھی ظالمون کو گوارا نہوا اور مقبرہ کھودنا شروع کیا
خدا اس ارژنگ کو غارت کرے کہ جو میرے بچے کی قبر کا نشان مٹانے کو موجود ہوا ہے پھر خدا کا قہر نازل
ہو یہ حکم دینے پایا ہے کہ اُسکی زبان خشک ہوجائے موت ہے بجلی گرے جوان مرے اسکو کوئی اس سے جاکر

اس گریہ و زاری کی صدا سنکے انکا بھی دل بیقرار ہو گیا چونکہ شام بہت قریب تھی یہ اس مقام پر ٹھہر نہ سکے وہان سے
آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک سرا نظر آئی مگر وہ بھی ویران یہ اس سرا مین پہونچے انھون نے دیکھا کہ تمام کمرون
مین قفل پڑے ہوئے ہین چند بھٹیاریان بیٹھی ہوئی ہین مگر پریشان انھون نے جو یہ حالت دیکھی قصد
کیا کہ یہان سے واپس چلین اپنے ہمراہی کے لوگون سے کہا کہ یہان کوئی مقام قیام کرنے کے لیے
نہین ہے ہم اس شہر مین ایک مرتبہ آئے تھے جب تو یہ بہت آباد تھا اب تو ویران معلوم ہوتا ہے گو یہ اسلام آباد
ہے مگر اسکی بربادی و ویرانی کا سبب نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا یہ یہی گفتگو کر رہے تھے اور قصد تھا کہ واپس چلین
کہ بھٹیاری نے دیکھا کہ بہت سے آدمی تجارت پیشہ سرا مین آئے ہین مگر مسلم معلوم ہوتے ہین شاید
مقام فرودگش ہونے کی تلاش کرتے ہین اسنے یہ خیال کرکے صدا دی کہ میان مسافرون آؤ ہم آپکے واسطے
مکان خالی دینگے خواجہ حسین مع اپنے ملازمون کے اسکے قریب آئے اسنے کہا کہ کیا آپکو درکار ہے خواجہ
نے کہا کہ کئی کمرے درکار ہین ہمارے ساتھ مال بہت ہے اور سامان بار برداری بھی ہمراہ ہے اسنے جواب
دیا کہ جس قدر کمرون کی آپکو ضرورت ہو یہان موجود ہین خواجہ نے پانچ کمرے لیے بھٹیاری نے
پلنگ لاکر حاضر کیے خواجہ حسین نے تمام مال اتروا کر رکھوا دیا اسباب رکھا مرکب و شتر صحن مین
باندھے گئے ملازمون نے خواجہ کے لیے پلنگ بچھایا اسپر فرش کیا بعدہ اپنے اپنے بستر لگانے اور
کھانا پکانے پر مقرر ہوئے وہ کھانا پکانے لگے جب خواجہ اطمینان سے بیٹھے تو نوکرون سے کہا کہ بھٹیاری
کو بلا لاؤ ہم اس سے شہر کا حال دریافت کرینگے وہ جاکر بلا لایا بھٹیاری جو آئی خواجہ حسین نے اس سے
دریافت کیا کہ اے بھٹیاری یہ شہر تو خوب آباد تھا اب جو مین دیکھتا ہون تو ویران نظر آتا ہے اسکا کیا سبب
ہے وہ بھٹیاری یہ سنکے زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگی خواجہ اور پریشان ہوئے کہا کہ اے لو کچھ
سبب تو بیان کر اسنے رقت کو ضبط کرکے کہا کہ اے میان سوداگر کیا بیان کرون کہا یہ شہر اب نہین
آباد ہے بلکہ پیشتر سے زیادہ آباد ہے مگر ہان آج سے اسکے آباد رہنے کا شک ہے کیونکہ ایک بلا ایسی
نازل ہوئی ہے کہ جسکے سبب سے اسکی آبادی ساتھ ویرانے کے بدل جائیگی اور اسکے باشندون کی
مسلمانی ساتھ کفر کے مبدل ہوگی آجتک تو یہ شہر اسلام آباد تھا اب یہ کفر آباد ہو جائیگا اگر کوئی تلاش
کریگا کہ کوئی مسلمان ملے تو نہ ملیگا خواجہ نے کہا اسکا کیا سبب کیونکہ یہ ملک تو ملک قاسم کا ہے گو وہ
انتقال فرما گئے ہین مگر خدا انکے ورثا کو تا صد و سی سال سلامت رکھے کہ جنکے سبب سے انکا نام برقرار
ہے وہ کیون کفر آباد ہونے دینگے خدا ایرج نوجوان رستم عالی شان شہریار عالی وقار کو صحیح و تندرست
رکھے کہ جو کہ اس وقت جرأت و شوکت مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین اپنے اپنے وقت کے رستم و
سہراب ہین و دیگر ہر دو صاحبقران کہ جنکی نہیب شمشیر سے تمام عالم کانپتا ہے شیرون کو صحرا مین جنکا اسم
مبارک سنکے غش آتا ہے جنھون نے آب شمشیر سے ضلالت کفر کو پاک و صاف کیا اور علم اسلام
کو بلند کیا اور جو کہ گمراہ تھے انکو راہ ہدایت دکھلائی صحرا ے ضلالت سے نکالکر سر چشمہ ہدایت
پر پہونچا دیا ان صاحبون کی موجودگی مین یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کفر آباد ہو اسنے کہا یہی تو سبب ہے کہ ان
صاحبون کو یہان کی حالت کی بالکل خبر نہین ہے کہ یہان کے باشندون پر کیا گذر رہی ہے اسی سبب سے سب کے
سب ایک حالت تباہی مین مبتلا ہین خواجہ نے کہا کہ بیان تو کرو مین بھی تو سنون تب اس بھٹیاری نے
ابتدا سے حال کہنا شروع کیا ارژنگ کا لشکر کشی کرکے آنا بہرام کا مقابلہ کرنا بہرام کا شکست کھا کر
گرفتار ہونا قوبان فرزند بہرام کا تمام ناموس و خزانہ لیکر یہان سے فرار کرنا اسد اسے خورشید بنا دینا

نادر ملک قاسم کی وہ تو یہان باقی رہین تھین اور باقی کل محلات ہمراہ نوبان چلے گئے تھے خواجہ نے کہا
کہ وہ کہان تشریف فرما ہین اُسنے اُس مقام کا نشان دیا خواجہ نے خیال کیا کہ مین تو اُسی مقام پر
گیا تھا وہان تو ایک کہرام مچا ہی ہشیاری سے کہا کہ جب مین سرا مین آیا تھا تو میرا گذر اُس محل کے قریب
جسکا تو نشان دیتی ہی کہ وہ ملکہ عالم نادر ملک قاسم کا محل ہی اُس محل سے تو اسقدر صدا سے گریہ بلند تھی
اور ایسی دردناک تھی کہ مین اُس مقام پر نہ ٹھہر سکا دل پریشان ہوگیا ادہر کو چلا آیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا
کسی جوان رعنا کا انتقال ہوا ہی اُسکو سب رو رہے ہین کیا کوئی اُس محل مین مرگیا ہی ہشیاری نے
کہا کہ آج کل کی حالت اُس امر سے بہت بدتر ہی کہ کوئی مرجاے وہ تو پھر بھی اس حالت سے بہت اچہی
حالت ہی ملکہ پر تو واقعی کوہ غم ٹوٹا ہی جو حالت ہو بجا ہی یہ پیرانہ سالی اور اسپر یہ رنج و غم کے فوج کی
کشور دل پر چڑہائی یہ انہین کا کام ہی جو اس قدر صبر کیا ہان اگر پورا قصہ سنئے آپکو بھی گریہ کرنے
کا یہی حال معلوم ہوجائیگا جب نوبان مع ناموس وغیرہ انکے نکل گیا ارژنگ داخل شہر ہوا قتل عام شروع
کیا اہل شہر نے جمع ہو کر امان طلب کی اُس کافر نے امان دی اور کہا صبح کو حاضر ہونا ہم تمہاری بابت
حکم دینگے یہ حکم دیکر وہ مرتد مع اپنے سردارون کے داخل عمارت شاہی ہوا کچھ سپاہ بیرون شہر
رہی کچھ اندر شہر کے اُتری نہ معلوم رات کو کیا واقعہ ہوا سب اہل شہر جو بوقت سحر دردولت پر
گئے تو معلوم ہوا کہ ارژنگ بیمار ہو گیا ہی دربار نہ کریگا جب وہ دربار کریگا تو آپ لوگون کی
طلبی ہوگی تھوڑے دنون تک اُسنے دربار نہین کیا ہم لوگ اُسی طور سے آباد رہے اتفاق سے
کل حکم ہوا کہ خداوند یعنی ارژنگ دربار کرین گے سب اہل شہر حاضر ہون آج صبح کو دربار ہوا ہشیاری
نے کل حال عہدنامہ تحریر کرنے کا بیان کیا اور کہا کہ وہ مرتد آج سحر کو سوار ہوکر جو شہر کی گشت کو
نکلا اتفاق سے مقبرے پر ملک قاسم کے پہونچا جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ اُنکا ہی یہ سُنکے
اُسکو غصہ آیا اور اُسنے اُسکے کہدنے کا حکم دیا یہ خبر جب اہل شہر کو ملی سب کے سب اس قصد سے
گئے ہین کہ اگر وہ ہمارے کہنے پر عمل نہ کریگا تو ہم اُس سے مقابلہ کرینگے اپنی جان دینگے تاحیات اپنے
مقبرے کو کہدنے نہ دینگے اس سبب سے تمام شہر ویران معلوم ہوتا ہی اور کوئی شہر مین نہین ہی اُس امر
سے تمام ادنی و اعلی بگڑ گئے ہین کیونکہ وہ اپنے عہدنامے سے پھر گیا اور خلاف شرط نامہ کرنے لگا یہ سبب
ہی کہ شہر خالی ہی میرا ایک از قسم ... ہی گیا ہی سواے عورتون کے شہر مین کوئی مرد نہین ہی کیا رئیس
کیا غریب کیا مسافر کیا صاحب پیشہ کیا غیر پیشہ سب اُس مقام پر ہین ملکہ کے رونے کا یہ سبب ہی کہ اُسکے
فرزند کا مقبرہ کہدتا ہی وہ کیون نہ روئین اور اپنی حالت تباہ کرین اب تو تمام شہر کی ویرانی کی حالت معلوم
ہوئی یہ سُنکے خواجہ کے ہوش جاتے رہے اور رونے لگے اور کہا کہ افسوس یہ روئین دمون
کے نہ ہونے سے یہ تباہی ہی افسوس کیا دنیا کا کارخانہ ہی کہ ہر گھڑی نیا طور ہوتا ہی کوئی مقام آباد ہوتا ہی
کوئی ویران کوئی روتا ہی کوئی ہنستا ہی افسوس ہی کہ کفار خوش ہون اہل اسلام پر تباہی آے ہر گھڑی
فلک کی نئی گردش ہی ہر ساعت وہ نئے طور سے رنگ بدلتا ہی کیا برا وقت آگیا حیف ہی کہ کفار یون ظلم
کرین اور کوئی خبر نہ لے کیا پہر کوئی نیا طور ہونے والا ہی اہل اسلام پر ادبار آنے والا ہی کہ کفار کا یہ زور
ہی اور طریقہ یہ اختیار کیا ہی ابھی تو بہادرون سے زمانہ خالی نہین ہوا ہی خدا انکو سلامت رکھے کہ جنکے
سبب سے مذہب اسلام کی یہ رونق ہی اگر انکو خبر ہوجاے تو کیا طاقت اس مرتد کی ہی جو یہ مقبرہ کہود
سکے اسکے خود تن کو وہ تلوارون سے گرا دینگے اس ملک اور صاحب مقبرہ کے وارث وہ زندہ ہین

زندہ ہین اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ امر تھا کہ کون ہی جو جرأت کرے کیون اسنے اسقدر ظلم پر کمر باندھی ہی یہ کہکر خواجہ
نے اپنے نوکرون سے کہا کہ تم مین سے چند آدمی یہان رہین باقی میرے ہمراہ چلین مین بھی اُس
مقام پر جاؤنگا دیکھون تو کہ کیا ہوتا ہی اگر مقبرہ کھد گیا تو مین بھی ضرور اپنی جان دے دونگا ہمارا یہ سب اُن لوگون
کے احسان ہین کوئی انکے احسان سے بچا نہین ہی ان سب کے سبب سے ہم راہ نجات پر پہونچے ہین ورنہ
تمام عمر گمراہ رہتے اسی حالت گمراہی مین دنیا سے جاتے یہ کہکر اپنے غلامون کو ہمراہ لیکر طرف شہر کے
چلا اسکو تو راہ مین رہنے دیجیے حال اُس مقام کا سنیے کہ جہان ارزنگ موجود ہی اور حکم دے رہا ہی
کہ مقبرہ کھود ڈالو سب اور سب اہل شہر چلے آتے ہین ابھی اہل شہر نہین پہونچے ہین کہ اسلم و دیلم چلین
برجانب رو برو ارزنگ کے ہوئے یہ مردود تخت رکھوا کے ہوئے اسپر بیٹھا ہی اور سب سردار کرسیون
پر بیٹھے ہین اسی مقام پر دربار آراستہ ہی کہ اسلم و دیلم جو پہونچے یہ بھی برابر تخت کے کرسیون پر بیٹھ گئے
اور ارزنگ کی طرف مخاطب ہوکر دیلم نے کہا کہ ای خداوند مین نے سنا ہی کہ آپکا قصد ہی کہ مالک قائم کا
مقبرہ کھدوا دیجیے یہ کیا خیال آپکے دل مین پیدا ہوا ہی یہ ہمیشہ بخوبی ثابت ہی کہ یہ مرد مسلم اور بڑا مرشد
تھا ضرور اسنے خداوند کے باپ دادا کو تکلیف نہین دی ہین مگر اب وہ مر گیا تو اُسکے مقبرہ سے عوض
لینا بالکل خلاف عقل و دانائی ہی کوئی بھی مرد عاقل مردے سے عوض لیتا ہی جو کہ بالکل عجیب و حرکت ہو دوسرے
آپکو یہ لازم نہین ہی کہ آپ خلاف عہدنامہ کرین جو کہ باہم آپکے و اہل شہر کے تحریر ہوا ہی یہ کیا طریقہ
ہی کہ بوقت تحریر تو اتنے بڑے مجمع کے روبرو وہ اقرار کیا ہو اور پھر خلاف اُسکے کیا جاوے یہ امر بالکل
خلاف شرافت اور مردی کے ہی جو کہ آپ کرتے ہین اس امر مین صورت فساد نظر آتی ہی ابھی پورے طور
سے معاملہ نہین ہوا ہی کہ آپنے یہ طریقہ ایجاد کیا کہ جسکے سبب سے ایک فساد عظیم کا سامنا معلوم ہوتا
ہی ضرور یہ امر خلاف اہل شہر کے ہوگا وہ ضرور فساد کرینگے اور واقعی یہ امر بالکل خلاف ہی کہ کسی کے مقبرہ
کو جو کہ اُنکے آقا اور مالک کا کوئی کھدوا دے اور وہ نہ بولین بدین سبب وہ پہلے ہی سے اقرارنامہ
تحریر کرا چکے ہین جسمین یہ بھی شرط ہی کہ ہم کوئی تمہاری عمارت شاہی یا مساجد یا مقبرہ یا مدارس سے
غرض نہین رکھین گے اُسکا تمکو اختیار ہی پھر اسپر دست اندازی کی جاوے یہ کیونکر وہ لوگ گوارا
کرینگے ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ آپکو چند لوگون نے اس امر پر اغوا کیا ہی وہ آپکی جان و مال کے دشمن ہین
اور آپکی ترقی کے خواستگار نہین ہین اس امر مین دو سبب ہین کہ جو اُنکو منظور ہین ایک تو یہ کہ آپکے
اور اہل شہر کے فساد ہوا اور کشت و خون ہو دوسرے یہ کہ اہل اسلام کی ذلت ہو اور وہ بذلت و خواری
آپکے ہاتھ سے نکالے جائین جو ہمکو بھی منظور ہی کہ کسی طور سے اُنکا استیصال ہو اور ہمارا ڈنکا بجے
مگر ہر کام کے لیے ایک طریقہ ہوتا ہی اور ساتھ تدبیر کے وہ انجام پاتا ہی یہ امر خیال کرنے کے قابل ہی کہ
ابھی تو عالم مسلمان ہو رہا ہی اور اُنکی کثرت ہی اگر اُنکو خبر ہوگی اور سب ایک مرتبہ اُٹھ کھڑے ہوگئے
تو بڑی خرابی ہوگی کسکو کسکو جواب دیجیگا اور کس کس سے مقابلہ کیجیگا ایک شہر جو فتح کر لیا
تو کیا تمام ممالک اسلام پر قبضہ ہوگیا اسلیے بہت سے ملک پڑے ہین کہ جنکے قبضہ سے نکل جانے
سے کوئی نقصان نہین ہی وہ یہ خیال کرینگے کہ جب ہم قصد کرینگے فوراً قبضہ کر لین گے اس ملک پر انکا
قبضہ ہونے سے تو کوئی اُنکو خیال نہ ہوگا مگر جب وہ یہ سنین گے کہ مقبرہ کھدوا دیا گیا تب ضرور اُنکو خیال
ہوگا اس وقت لشکر کشی ہوگی اور ہر طرف سے سپاہ کی چڑھائی ہوگی آیندہ آپکو اختیار ہی ہماری جو
رائے مین آیا عرض کیا یہ تقریر ارزنگ نے سن کے کہا کہ بادولت کو نہ اہل شہر سے خوف ہی نہ اہل اسلام

سے اگر وہ لشکر کشی کر کے آئے تو بہتر کیا بنا بیٹھے مین خود اُنپر لشکر کشی کرونگا اُنکی کیا مجال ہو وہ میرا مقابلہ کر سکین
یہ بالکل خلاف ہے اب وہ بات نہین ہے لقا کی خدائی ہو نہ ہر دکی نہ مین ویسا خدا ہون کر اہل اسلام سے
خوف کرون اور اُن کے ڈر کر اپنے قصد سے باز رہون وہ زمانہ گذر گیا اب اُنکا وہ زور نہین رہا اب میری
خدائی کا زمانہ ہو بھلا میرا کوئی کیا مقابلہ کریگا اور کیا عہاد کریگا اگر اہل شہر فساد کرینگے تو میرا کیا کر لین گے
مین اُنسے خوف نہین کرتا ہون اپنی سزا کو پہونچین گے اور سب کو مین ایسی سزا دونگا کہ تمام عمر یاد کرینگے
یہ سن کے ویلم تو خاموش ہو گیا اور دل مین کہا کہ یہ اغوا کیا ہوا سختگان کا ہے مگر اسلم نے کہا کہ اے
خداوند یہ امر تو بالکل آپ کے قول کے خلاف ہے آپ کے ہمراہ وہی لشکر ہے جو کہ ہمیشہ لشکر اسلام سے
بھاگا کیا ہے اور کوئی قوت آپ کو ایسی نہین ہے جسکے سبب سے آپ اُنکا مقابلہ کرین ابھی کل کی بات ہے کہ بڑے
زور و شور سے میان محمود لشکر لیکر خانہ کعبہ پر گئے وہان تک اُنکو پہونچنا نہ نصیب ہوا راہ مین ایک
چھوٹا سا قلعہ ملا اُس سے جو نوبت مقابلہ کی آئی باوجودیکہ راہ مین ایک اور بادشاہ کو اپنا شریک کر لیا
تھا کہ وہ بھی چار لاکھ سے شریک ہوا تھا اُسکا بڑا شہرہ تھا مگر یہ دونون ملکر اُس صاحب قلعہ کا کچھ نکر سکے
اور شکست کھا کر بھاگے محمود کو تو پھر یہان آنا نہ میسر ہوا اور نہ اُس بادشاہ کو اپنے ملک تک واپس
جانا نصیب ہوا صرف دونون لشکر اپنے مقام کو واپس گئے اُس وقت خداوند سے اُنکی مدد نہ کی یہ
بخوبی ثابت ہے کہ یہ ساری فتنہ پردازی سختگان کی ہے کہ اُسکو ان لوگون سے از حد عداوت قلبی ہے وہ یہ
چاہتا ہے کہ کسی صورت سے یہ امر ہو کہ فساد ہو اور کشت و خون ہو یہ تو آپکا سارا فساد ہے دیکھیے سمجھ لو جو کچھ
تمام وقت آپ ہمارے کہنے پر عمل نہ کیجیے ہم آپ کے خیرخواہ ہین اور یہ نہین چاہتے ہین کہ فساد ہو چاہتا ہے کہ بالکل
آپکو قوت حاصل ہو اُس وقت تک ہم یہ راستے نہ دین گے کہ آپ اپنے کام کرین کہ جس امر سے فساد
ہو یہ جو اسلم نے کہا سختگان نے کہا کہ آپ لوگون کی تو اُن سے قرابت ہے اور اپنی قرابت کا پاس
کرتے ہین آپ اپنا خون ملا ہے یہ اُسی خون کا سبب ہے جو اس وقت آپ لوگ سفارش کر رہے ہین
خداوند کوئی اہل شہر کے تابعدار نہین ہین اُنکی رعایا نہین ہین جو خداوند کا جی چاہے گا وہ کرینگے ضرور
مقبرہ کھدے گا اگر اہل شہر فساد کرینگے تو کرین کیا خوف ہے خداوند کے ہمراہ لشکر کثیر ہے بڑا ہجوم ہے
کوئی خوف کا مقام نہین ہے ارزنگ نے کہا کہ ہان مین ضرور مقبرہ کھدواؤنگا یہ سنکے اسلم و ویلم نے اپنے اپنے
دل مین کہا کہ ضرور اسکے ادبار کا زمانہ آیا ہے ابھی اچھی طرح سے قبضہ نہ ہونے پایا تھا کہ یہ فساد اُسنے برپا کرنا
چاہا ہے باہم اشارہ سے کہے کہ ہم بھی شریک اہل شہر ہین یہی باتین ہو رہی تھین ابھی تک کوئی خبردار نہین آیا
تھا کہ شہر کی طرف سے غل و شور کی صدا آئی اب جو دیکھا کہ یہ صدا کہان سے آتی ہے اور کیسا شور ہے ارزنگ
بھی یہ صدا سنکے سر اُٹھا کیا دیکھتا ہے کہ شہر کی طرف سے لوگ جوق جوق انبوہ انبوہ چلے آتے ہین ہر ایک کے
ہاتھ مین کوئی نکوئی حربہ ہے اور یہ کہتے چلے آتے ہین کہ اگر مقبرہ کھدا گیا ہو تو مار ڈالینگے اور ہزار ہا گالیان دیتے
ہوئے آتے ہین کہ ہمنے ایسا خدا نہین دیکھا کہ جو اپنے قول سے پھر جائے ارزنگ بادشاہ نہین ہے
یہ کوئی بدتو ہے کہ صبح کو ہم سے عہد کیا اس وقت خلاف عہد کرتا ہے یہ امر سلطنت سے آج تک کسی بادشاہ
نے نہین کیا کوئی بادشاہ پیمان شکن نہین ہوا پیمان شکنی خلاف شان بادشاہت ہے اگر ارزنگ نے
ہمارے کہنے کو مان لیا تو خیر ورنہ ہم ضرور مقابلہ کرینگے ہم تو پہلے ہی اطاعت نہین کرتے تھے مگر مجبور تو
مجبور کیا گیا کہ تمکو اطاعت کرنی پڑے گی ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ ارزنگ کبھی اپنے قول و قرار پر
قائم نہین رہیگا کیونکہ چند مفسد اُسکے ہمراہ ہین جو کہ اُسکو فساد پر آمادہ کرینگے سختگان ایسا مفسد ہمراہ

غرض یہ کہتے ہوئے لوگ شہر کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اُنکے اس کلام پر ارزنگ کو اور غصہ آیا اور
برہم ہونے لگا اور کہنے لگا کہ جلد تیر اندازوں کو لاؤ دیکھوں اہل شہر میرا کیا کر سکتے ہیں یہ تو حکم دے رہا ہے
اور اہل شہر چلے آتے ہیں یہ حالت ہے کہ اب تو جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے اہل شہر کے اور کوئی نہیں
نظر آتا ہے اور ایک شور و غل ہے اُسی مجمع میں ملکہ خورشید خاوری کے بھی ملازم ہیں کہ ان عرصہ میں وہ عمائد
شہر کہ جن سے عہد و اقرار ہوا تھا ہو گئے اہل شہر کے مجمع کو دیکھا انکی تقریر کو سنکے یہ لوگ اپنی جانوں پر
کھیل کر اس مقام پر آ گئے کہ جہاں ارزنگ بیٹھا ہوا تھا یہ لوگ جب قریب ارزنگ ہو گئے اُنہوں نے
قصد کیا کہ ہم پاس ارزنگ کے جا کر گفتگو کریں کہ نشستگان نے انکو آتے ہوئے دیکھا خیال کیا کہ یہ لوگ بھی
اسی امر کے لیے آتے ہیں کہ ارزنگ کو منع کریں شاید یہ قریب آ کر منع کریں اور ارزنگ نہ مانے اور یہ حملہ
کریں تو خرابی ہو گی اس سے بہتر ہے کہ اسی مقام پر روکو یہ خیال کر کے کہا کہ اسی مقام پر ٹھہرو اور جو کچھ کہنا ہو
اسی مقام پر سے کہو کوئی قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے یہ سُنکے اُن لوگوں نے کہا کہ ہم تو قریب آ کر
گفتگو کرینگے ہم سب اپنی جان پر کھیل کر آئے ہیں یہ سارا فساد کیا ہوا تیرا ہے ہم ضرور قریب آ کر گفتگو کرینگے یہ سنکے
اسلحہ و ملم نے کہا کہ کیا ہرج ہے آنے کیوں نہیں دیتے ہو ہٹ جاؤ کہ اتنی دور سے وہ کیا کلام کرینگے نشستگان نے
ارزنگ نے کہا کہ آنے دو ہم بھی تو سنیں کہ کیا کہتے ہیں یہ لوگ قریب ارزنگ پہنچے سلام کیا اور کہا کیوں آپ نے ہمکو یاد فرمایا
ہے ارزنگ نے کہا کہ میں نے نہیں یاد کیا ہے جس نے یہ تم سے کہا وہ دروغ گو تھا میں تمکو کیوں
طلب کرتا عمائد شہر نے عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ خداوند نے قصد بقتل ملکہ قاسم کے کر دیا ہے اور
یہی سبب ہماری طلبی کا ہے لہذا جو کچھ ہم عرض کریں آپ اسکو سماعت فرمائیے ارزنگ نے کہا کہ کیا بیان کرتے ہو
اُنہوں نے عرض کیا کہ ہماری عرض یہ ہے کہ بادشاہ ہو کر آپکو یہ نہیں لازم ہے کہ آپ خلاف عہد کریں ہم رعایا
ہو کر تو عہد پر قائم رہیں اور آپ والی ملک ہو کر خلاف عہد ہوں یہ عہد نامہ موجود ہے اسکو ملاحظہ فرمائیے کہ اسمیں
ہمارے آپکے کن کن امروں کا اقرار ہوا ہے اُسکے ہم بھی پابند ہیں اور آپ بھی ارزنگ نے یہ سُنکے
جواب دیا کہ اسکے پڑھنے اور دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھکو سب شرائط یاد ہیں اُن شرائط کی تم پابندی
کر سکتے ہو میں بادشاہ بلکہ خود خدا ہوں مگر میں اسکی پابندی نہیں کر سکتا ہوں میں نے جو قصد کر لیا ہے اس سے
نہ پھرونگا اُس خاور ہی کی قبر کو فریدہ کو دکھلا دونگا میں فساد سے نہیں ڈرتا ہوں اُن عمائد شہر نے عرض
کیا کہ اگر آپ نہیں ڈرتے ہیں تو ہم بھی اپنی جان دینے پر آمادہ ہیں کیونکہ ہمارا آپکا مقابلہ کیا آپ حاکم ہم
رعایا کہیں حاکم اور رعایا سے مقابلہ ہوا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ جسقدر لوگ اس مقام پر موجود ہیں جو آپکے دیکھتے دیکھتے سب
جب قتل ہو لینگے تو یہ شہرہ کرہ کے گا اتنا ضرور ہو گا یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ اسکے پیشتر بھی خدمت عالی میں
گستاخی ہوگی جب آپ اپنے عہد پر نہیں قائم رہتے ہیں تو ہم کیوں رہنے لگے ہم بھی اپنے عہد کو توڑ ڈالینگے
اور اسکے خلاف کرینگے اتنا امر اور ہماری جانب سے سن لیجئے وہ یہ ہے کہ بھلا یہ کون سے مذہب میں روا
ہے کہ مُردہ سے پر ظلم کیا جائے اگر وہ زندہ ہوتے تو البتہ یہ امر تھا یہ تو کسی مذہب میں نہیں درست ہے یہ
خیال فرمائیے کہ جب یہ خبر تمام ممالک اسلام میں پھیلیگی اُس وقت یہ ہوگا کہ کل اہل اسلام لشکر کشی کرینگے
اُس وقت آپکے لشکر کو دقت ہوگی آپکو یہ زیبا تھا کہ جب کوئی ملکوں پر قبضہ کر لیتے اُسکو رکھتا یہ حرکت
زیبا تھی ہم لوگ تو اپنی جان پر کھیلے ہوئے ہیں ہمکو کب یہ امر گوارا ہوگا کہ ہمارے آقا کی نعش کے سبب سے
ہم راہ ہدایت پر ہوئے اُنکے مقبرے کو کھدوا دیں اور ہم خاموش رہیں یہ تو کبھی نہ ہوگا ہم لوگ پہلے تمام [illegible]
بیلچوں کے نیچے اپنے سر رکھ دینگے جب ہم سب قتل ہو لینگے اُس وقت آپکو اختیار ہے اب آپ صاف صاف فرما

سنیں کہ ہماری زندگی میں اس مقبرے کا کھدنا دشوار ہے سوائے مردوں کے اس شہر میں اور کوئی زندہ نہ رہیگا یہ جان
ہوگا عورتیں بھی کوشش کرینگی یہ جو ارزنگ نے سنا کہ اہل شہر کی طرف سے عمائد شہر کہتے ہیں اور انکا یہ منشا
ہے کہ مقبرہ نہ کھدے ارزنگ نے کہا کہ بادولت تو کبھی اپنے قول سے نہ پھرینگے شہر والے یہ مقبرہ کھدوا لینگے
عمائد شہر نے کہا کہ اس قول سے تو آپ اپنے نہ پھرینگے اور اس عہدنامہ سے پھر جائینگے کہ جو کہ شہر یہ کا
اقرار ہے ارزنگ نے کہا کہ وہ کوئی اقرار تھا یہ سن کے عمائد شہر نے کہا کہ ای اہل شہر بادشاہ اپنے اقرار سے
پھر گیا اب تم لوگ بھی اپنے اقرار سے پھر جاؤ ہم تمہارے شریک ہیں یہ کہکر اس عہدنامہ کو چاک کرنے کا
قصد کیا اسپر اسلم و دولیم نے کہا کہ [illegible] اقرارنامہ [illegible] بادشاہ کے پیمان شکن ہونے کی
اور ہم بھی تمہارے [illegible] شہر سے [illegible] ادھر بیلچہ پڑا
ادھر [illegible] یہ جو ارزنگ نے سنا [illegible] ہوش [illegible] مصاحبان نے ارزنگ سے
کہا کہ خداوند [illegible] اسلم و دولیم شریک اہل شہر ہو گئے اب بڑی خرابی ہوئی کیونکہ پہلے تو یہ بات تھی کہ اہل
شہر کا یار کوئی لشکر نہ تھا مگر اب یہ امر ہے کہ اسلم و دولیم شریک ہوے تو انکا لشکر بھی ہے اسلم ساحر ہے بڑی خرابی
ہوگی کہیں اسلم و دولیم سے یہ امید نہ تھی کہ وہ شریک اہل اسلام ہو سکتے ابھی لڑنے میں شام ہو گئی ادھر
عمائد شہر نے جو یہ پکار کر کہا کہ اب تم سب کو اختیار ہے اپنے اقرار سے پھر جاؤ ہم تمہارے شریک ہیں جو کچھ ہو
پس تمام اہل شہر بیلچہ کر کے طرف مقبرے کے چلے ارزنگ کے ہمراہیوں نے قصد کیا کہ روکیں یہ حال جو
ارزنگ نے دیکھا کہ فساد ہوا اور رات ہو گئی ہے اور میرا لشکر یہاں پر موجود نہیں ہے صرف تھوڑے آدمی میرے
ہمراہ ہیں اور اہل شہر لاکھوں ہیں تو بہتر یہ ہے کہ میرے قریب تک موجود ہیں جبتک میرے لشکر کو خبر ہو ہو
یہاں میرا خاتمہ ہو جائیگا بڑی خرابی ہوئی اسلم و دولیم بھی برخلاف ہو گئے ہیں جب یہ خبر لشکر میں جائیگی کہ اسلم و دولیم
بھی ارزنگ سے پلٹ گئے اور اسکے اور ارزنگ کے تلوار چل رہی ہے پس انکا لشکر بھی جانب گیر ہو جائیگا
اپنے اپنے مالک کے شریک ہو جائینگے یہ نوبت ہوگی کہ لشکر سے تلوار چلنے لگی [illegible] لشکر
پہونچے گا یہاں میرا خاتمہ ہوگا کیا کرنا چاہیئے اس [illegible] مصاحبان سے صلاح کی کہ کیا کروں انہوں نے کہا کہ خداوند
اس امر کو اس وقت ملتوی کریں کیونکہ بوقت سحر اسکا تدارک کیا جائے گا ابھی تک خبردار بھی نہیں ہوئے
ہیں [illegible] آپ صلاح کریں [illegible] اسکا انتظام کرینگے بڑی خرابی یہ ہے کہ اسلم و دولیم کیونکر موافق ہوئے ہیں
وہ تو بادشاہ [illegible] ارزنگ نے کہا کہ خیر اس وقت تو شام ہو گئی ہے خداوند وقت سحر اس مقبرے کو
ضرور کھدوائینگے دیکھیں کون روکتا ہے میں بسبب رات کے اپنے قصد کو فسخ کرتا ہوں صبح کو انتظام
ہوگا دیکھیوں کس قدر اہل شہر اتنی باتیں دیتے ہیں یہ صرف دکھانے کی باتیں ہیں جب مقبرہ کھدنے لگیگا کوئی
بھی نظر نہ آئیگا یہ کہکر کہا کہ ہمارے واسطے قیام کرنے کے لیے ایک خیمہ اس مقام پر استادہ کیا جاے ہم یہاں
سے بغیر اس مقبرے کے کھدوائے ہوے نہ جائینگے جب سب مقبرہ کھد لے گا تب بادولت
یہاں سے جا کر اپنے مقام پر آرام کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ اسلم و دولیم نے الگ جا کر باہم صلاح کی اس وقت
تو یہ امر ملتوی ہوا ہے صبح کو دیکھا جائیگا یہ تو یقین ہے کہ ہمارے اور ارزنگ کے فساد ہوگا ہم ضرور مقابلہ کرینگے
اسی وقت ہم نے اپنی رائے ظاہر کر دی ہے اگر اس وقت وہ یہ کوشش کرتا کہ اسی وقت مقبرہ کھدے
تو سب سے پہلے ہماری تلوار ارزنگ کے خون سے بھرتی ہمکو کوئی خوف نہیں ہے ہم خود اس ملک میں
حکومت کرینگے یہ دونوں باہم صلاح کر رہے ہیں ادھر تمام اہل شہر روضہ مقبرہ کھڑے ہوے ہیں اور یہ
کہہ رہے ہیں بالاعلان کہ اگر یہ مرتد بغیر مقبرہ کھدوائے نہ جائیگا تو ہم بھی بغیر اسکے مارے [illegible] اپنی جان

۱۲

دیے جانے مین سکے جو ایسا جہان مقبرہ بیبی مین اُسکا تو یہ قول ہی جو کہ بدتر ہوے اور کم لیاقت مین وہ سیکڑون گنا بڑھ گئے
رہتے ہین اور اورنگزیب کے لوگ دلّی سے ایک مقبرہ لا کر استادہ کر دیا ہی سب سردار اورنگزیب کے
قریب بیٹھے ہوئے ہین مجھکو ان کو یہ بات ہی کہ بندا دندا اسلم وغیرہ کو طلب کرکے کہ تمکو سمجھا مجھے اب اورنگزیب نے
حکم دیا ہی کہ اسلم و دیلم کو نکال لاؤ لوگ آسکے بلانے کو چلے ہین یہان جو لوگ کہ ملکۂ خورشید خاوری کے
ملازم تھے وہ اُسی وقت محل کو گئے یہان ملکہ رو رہی تھی اپنا حال تباہ کر رہی تھی کہ اتنے مین اسنے مجلدار کو
بلا کر کہا کہ ہم اُس مقام پر گئے تھے تمام اہل شہر جمع ہین اور آمادہ فساد ہین پہلے تو اورنگزیب کو خوب
سمجھایا جب اُسنے نہ سنا تو یہ قصد کر دیا گیا ہی کہ مقابلہ کرینگے چونکہ اُسنے جو اہل شہر کو آمادہ فساد دیکھا
اور یہ خیال کیا کہ رات ہو گئی ہی بدین سبب اس وقت تو اُسنے ملتوی رکھا ہی صبح کو جب وہ قصد
کھودنے کا کریگا اُسی وقت اہل شہر فساد کرینگے باقی خیر ہی مجلدار نے جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ حضور
کے جو نوکر ہین اُنسے دریافت خبر کیجئے تھے وہ حاضر ہوے ہین یہ سنکے ملکہ نے رفقت کو طلب کیا
اور فرمایا کہ کیا خبر لائے ہین اُنسے کل واقعہ جو انھون نے وہان سنا تھا عرض کیا ملکہ نے کہا خدا
اہل شہر کو جزاے خیر دے کہ جنکی وجہ سے اسوقت میرے پیم کا مقبرہ کھدنے سے بچ گیا خدا کوئی نکوئی
اب ضرور ایسا سبب پیدا کریگا کہ جو کہ اس امر کا ضرور مانع ہوا اسنے کہو کہ تم لوگ اُسی مقام پر جاؤ اور اہل شہر کو
میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم لوگون نے بڑا احسان کیا خدا تمھاری عمرون مین ترقی
دے اور تمھارے حسب دلخواہ کام ہو خدا کرے تم اورنگزیب پر ظفریاب ہو مقبرہ نہ کھدنے پاے
مین تمام عمر احسانمند رہونگی مجلدار سے جو کہ ملکہ نے فرمایا تھا آ کر ان سب سے کہا وہ اُس وقت وہان سے
اُس مقام پر آئے اور ایک مقام پر کھڑے ہوے اور پکار رہے ہین کہ اے اہل شہر آگاہ ہو کہ ہم
ملازم ہین ملکہ عالم کے جو کہ والدہ ہین ان صاحب مقبرہ کی انھون نے آپ لوگون سے کچھ ارشاد
کیا ہی یہ جو ان لوگون نے کہا سب اہل شہر اُنکی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ کیا ملکہ عالم نے ارشاد
فرمایا ہی وہ بیان کرو کہ ہم اسکو بسر و چشم بجا لائین ملازمین ملکہ نے کہا کہ ملکہ عالم نے آپ سبکو دعا
کہی ہی اور فرمایا ہی کہ خدا تمھاری ہمتون مین برکت دے کہ تمنے مجھ رانڈ بیوہ کی پرسش کی اور پسر کے
مقبرے کے بچانے کی کوشش کی یہ احسان تمھارا میری گردن پر تمام عمر رہیگا اور مین اس بار احسان
سے تمھارے سبکدوش نہ ہونگی خدا انکو اسکی جزا عنایت کریگا اب میری یہ دعا ہی کہ تم آپ ظفریاب ہو اور
اورنگزیب تمھارے ہاتھ سے قتل ہو خدا تم سب کی عمرون مین ترقی عطا کرے اولاد کو زندہ رکھے یہ جو ان
لوگون نے کہا تمام مجمع مین کہرام پڑ گیا ہر ایک کی آنکھون سے دریا سے اشک روان ہوا ہر ایک نے
اپنی اپنی جگہ یہ خیال کیا کہ خدا کسی فرد بشر پر وقت بد نہ ڈالے خواہ وہ امیر ہو خواہ فقیر خواہ گدا ہو خواہ شاہ
افسوس کا مقام ہی کہ یہ وہ ملکہ ہی کہ جسکی عزت خود خسرو خاوری آسکے والد بزرگوار کرتے تھے
جب انکی سواری نکلتی تھی تو ہزارون سوار و پیادے ہمراہ انکے ہوتے تھے ایک تو یہان یہ تشریف
کب رکھتی تھین جو سوار ہوتین سواے محلات صاحبقران مین شاید کبھی جب یہان تشریف لائین تو یہ
اتفاق سے ہیئے کبھی آ جاتی یہ نہین سنا کہ ملکہ نے فلان خواص کو ناراض ہو کر نکال دیا وہ عادل
بڑی ہین جب سے انکے شوہر نظام شاہ نے انتقال کیا اور یہ وہان سے تشریف لائین پھر نہ تشریف لیگئین
نہ اُس دن سے سوار ہوئین سواے ایک روز کے کہ جبکہ ہمارے آقا ملک قاسم نے انتقال کیا اور یہ
یہ مکان قریب مقبرہ طیار کرایا پس جب آمین تشریف لائی تھین تو سوار ہوئین مگر وہ تو اب سنہ تھا گو کہ

گو کہ خدا کا دیا سب کچھ موجود تھا مگر کچھ خیال بھی نہ کیا اور نہ ہمراہ لیا جس دن سے اس محل میں آئی ہیں شہر
منصورہ کے اور کسی مقام پر تشریف نہیں لے جاتی ہیں مگر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کب تشریف لے گئیں
اور کب یہیں نہ کوئی ملک سے غرض رکھی جسکی بانی تمام صاحبقران ملک خاور کی حکومت کر گئے کوئی
انکو غرض نہیں گو آنکے خاندان سے یہ بھی بادشاہ تھے مگر کوئی ملک و مال سے مطلب نہ تھا افسوس جس
ملکہ کی یہ عزت و توقیر ہو وہ یون ناچار و مجبور ہو اور ہمکو اسطور سے پیام بھیجے یہ گردش فلکی ہے یا یہ کہ ہم لوگ
اسکے ورد و لعنت پر اپنی البقا سے جاننے تھے اور ہماری حاجت روائی ہوتی تھی یا اب وہ ہم سے خود التجا کرتی ہے
یہ زمانے کا انقلاب ہے جاے حسرت و افسوس ہے مقام عبرت ہے یہ ہر ایک نے خیال کر کے کہا کہ اے
ملازمین ملکہ ہماری جانب سے ملکہ کی خدمت میں عرض کرنا کہ اے ملکہ عالم آپ یہ کیا فرماتی ہیں ہم غلاموں سے
کیا ایسا کام کیا ہے کہ یہ کلام آپنے ہماری نسبت اپنی زبان سے فرماتے ہیں آپکا ہمپر خود احسان ہے کہ جو
آجتک ہمسے ادا نہو سکا اور نہوگا اور ہم سب تو آپکے غلام و جان نثار ہیں جہان پر خدا نخواستہ حضور
کا پسینہ گرے تو ہم اپنا خون گرائیں اس مرتد کافر ارزنگ کی یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ اس شہر پر قبضہ کر سکتا
مگر یہ گردش فلکی تھی یا یہ بھی اجل ہے کہ ہم ایک کافر کی اطاعت کرتے ہیں و جہون سے اطاعت کی ہے آ سکے
خلاف کیا اب یہ بھی لیاقت رکھتا ہے کہ وہ منصورہ کی جانب بہ نگاہ کج دیکھ سکے جبتک ہمارے تن و
جان ہے جب ہم نہونگے اس وقت اسکو اختیار ہے یہ کہکر آ سنے اور سبنے یہ صلاح کی کہ اب صبح کو جائیں لڑا و
کفار کو منصورہ کے پاس سے ہٹا دو یہ صلاح کر کے ہر ایک اپنی زندگی سے مایوس ہو کر خاموش ہو رہے
تھے ادھر تو یہ حال ہے ادھر اس کے نوکروں نے جاکر اسلم و دیلم سے کہ خداوند یاد کرتے ہیں اسلم و دیلم جہان
بر جبین اپنے مقام پر سے اٹھ کر آئے ارزنگ کو دیکھا کہ تخت کے اوپر بیٹھا ہوا ہے ہمگیر اسکے استادہ ہے
اور سرداران بھی حاضر ہیں بختگان بھی موجود ہے یہ بختگان کو دیکھکر افروختہ ہوئے قریب ارزنگ کے پہونچکر
یہ بولے کہ کیون ہمکو طلب کیا ہے ارزنگ نے کہا کہ آپ تشریف رکھئے اسقدر افروختہ نہ ہو جیئے جو مین
کہون اسکو سنیئے اور انصاف سے کہئے اسلم و دیلم نے کہا کہ فرمائیے یہ کہکر دونون بھائی کرسیون پر بیٹھ گئے
ارزنگ نے کہا کہ بڑا امر تعجب ہے کہ آپنے اہل اسلام کی شرکت کی اور میری رفاقت ترک کرنے پر کمر باندھی
گو کہ یہ تخت و حکومت آپ ہی دونون بھائیون کے سبب سے مجھکو ملا حالانکہ مین اسکو قبول نہیں کرتا تھا جب
بہت آپنے اصرار کیا تب مین نے مجبور ہو کر قبول کیا اور اب آپ یون خفا ہو گئے ہیں کہ آمادہ
فساد ہوئے ہیں اور اتنی سی بات پر اس وقت کیا کیا کلام کیے ہیں لیکن اگر میری حکومت سے آپکو
انحراف ہے تو یہ تاج و تخت حاضر ہے اگر انحراف نہیں ہے تو مین حکم کرون اسمین آپ لوگ دخل نہ دین اور
اور یہ جو اس وقت آپنے بطور طعن کے کہا کہ ابھی کیا قوت ہم سے ہوئی ہے اسلیے امر [illegible] باندھی اگر تمام اہل اسلام
ایک مرتبہ اکٹھا ہو کر آ سکے ہون تو جواب دینا مشکل ہو اور کس کس سے مقابلہ کرو گے تو یہ جو کچھ مین کرتا ہون یہ فقط
آپکے بھروسے پر اور اہل اسلام سے جو قصد مقابلہ رکھتا ہون تو مین صرف آپکے سبب سے یہ خیال
کرتا تھا کہ آپ ایسے لوگ جری اور دلاور میرے ہمراہ ہین بھلا کون مجھکو شکست دے سکتا ہے اور کون میرا
مقابلہ کر سکتا ہے جب آپ یون پہلو تہی کرینگے اور آپس میں مقابلہ کرینگے تو کیون ترقی ہو سکے لگی خیال
کرنے کی جگہ ہے کہ آپنے سنیے والد کے ساتھ میرے والد کا [illegible] صورت مین تھے بڑا آخر کو جان دی آپ کیسے
انکے فرزند ہین ابھی ارزنگ یہی کہہ رہا تھا کہ بختگان بول اٹھا کہ یہ تو اچھی اس کمی کی ہے جو کہ اپنا
خون کو آپ مارتا ہے یہ کلمہ اسلم کو بہت ناگوار ہوا اور بہ نظر قہر بختگان کی طرف دیکھا اسکے یہ کلام

کرنے سے تمام سرداروں مین سنّاٹا چھا گیا مگر اسلم انکی طرف دیکھا خاموش رہا سختگان بھی یہ دیکھ کر خاموش ہو رہا
کیونکہ اسکا قصد تھا کہ کچھ اور کلام کرون مگر اسلم کی اس نگاہ قہر کے دیکھنے سے خاموش ہو گیا اور زنگ
نے سختگان کی طرف دیکھ کر کہا کہ تمسے کس نے کہا تھا کہ تم کلام کرو بس اب چپ رہو جب تک ہم کلام کرتے ہین
تم نہ بولنا یہ سختگان سے کہکر طرف اسلم و دیلم کے متوجہ ہوکر یہ کہا کہ یہ جو آپنے اس وقت فرمایا کہ تمہارا
لشکر جو کہ خانہ کعبہ گیا تھا آپنے ایک چھوٹے سے قلعہ پر شکست کھائی سردار انکا قتل ہوا آپکا آپ نے
کیا کر لیا اسکا یہ سبب تھا کہ وہ کوئی سردار زبردست نہ تھا نہین یہان یہ تھا کہ اس لشکر کے ساتھ میں بھی
بھاگا ہوں تو یہ کلام اس وقت زیبا تھا اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا اس لشکر کو کس نے شکست دی یہ ہم
آپنے سنا ہوگا کہ شہریار پسر ایرج نے فرنگستان سے آکر شکست دی ہے یقین کرتا ہوں اگر مین وہان
ہوتا تو ضرور وہ بھی قلعہ ہاتھ آتا اور آپ مثل بہرام کے شہریار کو زیر کر سکتے اسی طور کی چاپلوسی اور خوشامد
ارزنگ نے کی ان سب باتوں کا اسلم و دیلم نے یہ جواب دیا کہ یہ سب باتین تو صحیح ہین مگر جو کہا
کہ ہمیشہ آپ کے باپ ہمارے باپ کے ہمراہ رہتے یہانتک کہ جان دی تو آپ کے باپ نے کبھی ایسی
حرکت نہ کی جو انکے خلاف ہوتی اور آپ انکے بزرگون کی قسم کھاتے ہین جو انکے مرضی ہوا انھون نے کہا
وہ انھون نے منظور کیا جو بات کہ نقصان کی دیکھی اگر انھون نے منع کیا کہ ابھی اس امر مین نقصان ہے تو
فوراً منظور کر لی یہ امر نہ تھا کہ کوئی لاکھ سمجھاے مگر خیال مین نہین آتا ہے اگر یہ امر آپکے خیال مین تھا کہ ہم
یہ جو کرتے ہین انکے بھروسہ پر کرتے ہین بقول آپکے تو پھر یہ آپ کو خیال کرنا تھا کہ جبکہ انھون نے آپ کو
منع کیا تھا کہ ابھی رہنے کا موقع نہین ہے کیونکہ اسمین فساد ہے اور کشت و خون ہوگا پس یہ خیال کرنے کا
مقام تھا کہ جنکے بھروسے پر یہ امر کرتے ہین وہ تو ہمکو منع کرتے ہین کوئی اور وجہ ہے نہ کہ ایک کم عقل
کے کہنے پر آپ نے ہمکو بھی جواب صاف دیا بقول آپکے اگر ہم لوگون کے سبب سے آپ اہل اسلام
سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہین اور بیشک ہم نے بھی آپ سے یہ اقرار کیا ہے اور اسی سبب سے آپ کو
بادشاہ کیا بلکہ آپکی خدائی کے قائل ہوے کہ یہ خاندان خداوند ہے ہین انکی عزت کرنا چاہیے اور
جو جو ملک کہ انکے باپ دادا کے اہل اسلام کے قبضہ مین ہین ہم انکو لڑکر انپر قبضہ کرنا چاہیے اور انکو بقول
خدائی پر پھر جا کر بٹھانا چاہیے مگر یہ امر رفتہ رفتہ سرانجام پائیگا نہ یہ کہ ایک مرتبہ جنکے باعث ہے اس طور کی
زیادتی ہوگی تو اور ملکون کے باشندون کو کان ہونگے کہ جہان انھون نے شاہ و اقرار کیا آپنے تو یہ
برتاو کیا اب ہم اپنے جس طور سے ہو مقابلہ کرکے انکو ہٹا دین پس ہر ملک پر بڑی جنگ و جدل ہوگی
قبضہ مشکل سے ہوگا اور ہم لوگ کہانتک مقابلہ کرینگے اور جب اس ظلم کی خبر کل اسلام کو ہوگی ایک مرتبہ
سب لشکر کشی کرینگے اس وقت مین کیونکر ہر ایک کو جواب دینگے ایک کی دوا دو دو کی دوا چار اور ہزارون کا
کیونکر علاج ہوگا وہ جو سنا ہوگا کہ قطرہ قطرہ دریا و ذرہ ذرہ خیلے جو کام رفتہ رفتہ ہوتا ہے وہ بہت خوب ہوتا ہے
ایک مرتبہ مین بہت خرابی ہوتی ہے طریقہ زمانہ سابق کے شاہون کا یہ تھا کہ جہان انھون نے کسی ملک پر قبضہ
پایا تو اسکی رعایا سے وہ برتاو کیا کہ وہ خوش ہوئی اور ورون کو یہ خیال ہوا کہ اسی طور سے ہمسے بھی برتاو
کیا جائیگا پس انھون نے رفتہ رفتہ لشکر کشی کرنا شروع کی انکے قبضہ مین ملک آتے گئے یہ کوئی
بات جھوٹ نہین ہے اہل اسلام کے طریقہ کو دیکھیے کہ انھون نے کیونکر آہستہ آہستہ مذہب کو ترقی دی ہے
جو جس ملک کی رعایا نے کہا بادشاہ نے اسپر عمل کیا جو شرط انھون نے کی اسکو پورا کیا کبھی رعایا پر ظلم نہین
کیا کبھی انکے معابد کو نہین کھدوایا پس کسقدر ترقی ہوئی آپکے دیکھنے کی بات ہے کہ جس پر آپکے دادا

خواجہ نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ بڑا فساد عظیم اس شہر میں ہوگا بڑا بلوہ ہے غدر مچیگا یہاں کے زن و مرد
دونوں بڑے مذہب کے پکے اور صاحب جرأت اور اپنے ملک کے خیر خواہ ہیں یہ ابھی خیال میں
غرق اس مقام پر پہونچے اہل شہر کا مجمع دیکھا کہ انکو اور خوف ہوا اور افسوس کیا کہ جائے افسوس
ہے کہ یہ لوگ یوں قتل ہوں افسوس ہے کہ کوئی انکی مدد کرنے والا نہیں ہے صرف دو ایک دموں کے نہ ہونے
سے یہ فساد ہے اگر رستم ثانی یا شہریار یا ایرج نامدار یا صاحبقران ہوتے تو یہ فساد کیوں ہوتا یہ اسی
فکر میں غرق اور افسوس کرتے ہوئے مجمع کو طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہان ارزنگ
مع سرداروں کے بیٹھا ہوا تھا روشنی از حد تھی کہ ارزنگ کی نگاہ خواجہ پر پڑی اس نے تشنہ نگان سے کہا کہ
یہ کوئی تاجر ہے اسکو طلب کرو تاکہ اس سے کچھ حال اہل اسلام کا دریافت کریں کہ وہ کس خیال میں ہیں اور کہاں
ہیں یہ تاجر مجھکو نیا وارد معلوم ہوتا ہے اور یہ رات بھی تمام ہوگئی تشنہ نگان نے ایک چوبدار سے کہا کہ وہ جو شخص
ہے چند غلاموں کے اہل شہر کی طرف جاتا ہے اسکو بلا لاؤ وجہ یہ تھی کہ خواجہ حسین اس طرف سے مجمع کو
دیکھتے ہوئے اس طرف جاتے کہ جہاں اہل شہر قیصر کے گرد جمع تھے تو سامنے سے ارزنگ کے ہوکر چلے
گزرتے دیکھ لیا چونکہ یہ سوداگری لباس پہنے تھے اس سبب سے پہچان لیا کہ یہ تاجر ہے پس
اسنے طلب کیا وہ چوبدار تشنہ نگان سے یہ کلام سنکے اور ایک کر انکے قریب آیا اور کہا کہ اے سوداگر
چلو تمکو سردار نے خداوند طلب فرماتے ہیں یہ سنکے خواجہ حسین نے دل میں خیال کیا کہ چل کر دیکھو کہ
ارزنگ کیا کہتا ہے جلد شاید کوئی تدبیر چل جاوے اور یہ قصہ اسکا ختم ہوجاوے پس یہ اس چوبدار کے ہمراہ
اس مقام پر آئے کہ جہاں ارزنگ بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار خواجہ کو لیکر پہونچا خواجہ نے ارزنگ کو سلام کیا
ارزنگ نے حکم بیٹھنے کا دیا خواجہ حسین سلام کرکے کرسی پر بیٹھے اور غلام انکی پس پشت صف بستہ
ہو ادب کھڑے ہوئے ارزنگ نے خواجہ کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے خواجہ نے جواب دیا
کہ اس خاکسار کو خواجہ حسین کہتے ہیں ارزنگ نے کہا کہ میں نے تمکو جو دیکھا تو خیال کیا کہ تم تاجر ہو
پس فوراً میرے دل میں آیا کہ تمکو طلب کرکے کچھ ممالک اہل اسلام کا حال دریافت کروں اور یہ دریافت
کروں کہ آج کل لشکر اسلام کہاں ہے کیونکہ میرا قصد ہے کہ میں یہاں کی مہم سے فراغت کرکے طرف سہیل کے
کوچ کروں اور سہیل اپنا قبضہ کروں بعدہ دیگر ممالک اہل اسلام کی طرف جاؤں تو تم حال لشکر اسلام بیان
کرو خواجہ نے کہا کہ مجھکو لشکر اسلام کے حال سے ایک مدت ہوئی کہ خبر نہیں ہے کہ کہاں لشکر ہے میں تو مدت
سے طرف سیر و ظلمات کے گیا ہوا تھا اب وہاں سے واپس آیا ہوں مجھکو کچھ حال نہیں معلوم ہے
خواجہ نے کہا کہ ظلمات سے تم اسی طرف آتے ہو خواجہ نے کہا کہ جی نہیں میں جب وہاں سے چلا تھا تو راہ میں
ایک اقلیم ملی کہ اسکو اقلیم خورشید یہ کہتے ہیں اسمیں بارہ ملک ہیں ہر ایک ملک میں گیا سب ملکوں کو
دیکھا اہل شہر سے جو دریافت کیا کہ یہاں کے ملک کے لوگوں کا کیا طریقہ ہے انہوں نے بیان کیا کہ پہلے تو
کوئی شہر کے باشندے زر دپرست تھے کسی نے کہا کہ ہم لقا پرست تھے کسی نے کہا کہ ہم کوہ پرست
تھے لہذا ہر ایک ملک میں گیا اور ہر ایک ملک کا جدا طریق تھا مگر یہ سب نے کہا کہ اب تھوڑے عرصہ سے
سب ملکوں کا ایک مذہب ہو گیا ہے میں نے پوچھا کہ وہ کون مذہب ہے انہوں نے کہا کہ آفتاب پرستی
میں نے دریافت کیا کہ اسکا کیا سبب ہے انہوں نے بیان کیا کہ اس اقلیم میں ایک شہر ہے کہ اسکو آفتاب نگار
کہتے ہیں اسکا بادشاہ خورشید تھا کہ جسکا مذہب آفتاب پرستی تھا اتفاق سے کم سنی ایک لڑکی تھی اسپر خداوند
آفتاب عاشق ہوئے پس خواجہ حسین نے کہا کہ میں نے جو سنا کہ خداوند عاشق ہوئے میرے ہوش جاتے رہے

کہ یہ کون جلوہ ہی ہین سنے اُس سے کہا کہ پھر کیا ہوا اُسنے کہا کہ خداوند نے آسمان پر سے آکر اُسکے ہمراہ عقد کیا اُسکو
اپنے تصرف مین لائے وہ لڑکی ناکتخدا تھی اور حسین بہت تھی پس اُسکے حمل رہا ہی جب اُسکا حمل ظاہر ہوا اُسکے
باپ مان نے اُس سے دریافت کیا اُسنے ظاہر کیا کہ مین خداوند پر عاشق تھی خداوند سے ہمیشہ ہمیشہ راز و نیاز
ہوا کرتے تھے آخر کو خداوند میرے پاس آئے میرے ہمراہ عقد کیا یہ حمل اُنکا ہی کسیکو یقین نہ آیا اُس پر عورت
کی اُسنے کہا کہ مین قسم کہاتی ہون پس اُسنے قسم کہائی وہ آگ سے سلامت نکلی تب سب پر ظاہر ہوا کہ یہ
سچی ہی اُس روز سے اُسکی بڑی عزت کی جانے لگی اور مذہب آفتاب پرستی کو ترقی ہونے لگی بعد نو ماہ کے
ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام بہرجلیس رکھا گیا ہی جب خورشید نے انتقال کیا اُسکو خداوند نے اپنا نائب کیا
اُسکے رہنے کو قلعہ اپنی قدرت سے بنایا آپ خود آسمان پر سے اپنا نائب مقرر کرکے زمین پر تشریف لائے
ہین ایک آسمان بنایا ہی اُسپر رہتے ہین جب ہمارے حاکمون کو اِسکی خبر ہوئی وہ اُسپر لشکرکشی کرنے گئے آخر کو
اُنھون نے بھی مذہب آفتاب پرستی قبول کیا ہمکو بذریعہ نامون کے پھیر دیا پس ہم جب اُنکے حکم کے بموجب
ہمارا ہی خداوند ہم نے جو یہ سنا اور جیسی ملک مین گیا ہی حقیقت سنی گئی اور یہ بھی سنا کہ اب اُس
ملک مین بڑے مجمع ہین لوگ آتے ہین مذہب آفتاب پرستی قبول کرتے ہین پس [illegible] بھی [illegible]
اُس ملک کے دیکھنے کا ہوا مین بھی گیا اُس ملک کو واقعی خوب آباد پایا کہ ایسا کوئی ملک آباد نہ تھا ایسی
آبادی مین نے کسی ملک مین نہ پائی جیسی اُس ملک مین دیکھی انسان کی بہت کثرت دیکھنا پس تھوڑا حصہ سے
اپنا شہر اُسکو تلاش کرنا کسی سرا کا مسافر خانہ خالی نہ ملنا آخر کو عاجز ہو کر شہر سے باہر جاکر قیام کرنے کا قصد کرنا
مکان و دوکان پر اسکے کرایہ تلاش کرنا اُسکا بھی نہ ملنا کہ قریب ایک ہفتہ کے سرا کا ملنا اُسمین رات بسر
قیام کرنا بوقت سیر راستہ تلاش مکان و سیر شہر کے نکلنا راہ مین سردارون کی سواریون کا ملنا اور شہر کی
کیفیت و اُنکی سواری کی حالت اور اہل شہر کی خوشی و عمارت شہر و اپنا بذریعہ یاقوت لعل کے مکان لینا
اور جو جو حالت کہ سنی تھی دربیرجلیس کی سواری کا حال و طمطراق اور دیگر بادشاہون کا تبع افراق شاہ کی مذہب آفتاب
پرستی قبول کرنا اور اپنا چوک مین دوکان آراستہ کرنا روبرو سے چوبدار کا آنا کہ دربار مین طلب ہی اپنا دربار
مین جانا قلعہ کی حالت اور راستے کے عجائبات و عجائبات اور آسمان نقلی و کیفیت عمارت بالائی و حالت لب
و کیفیت دربار و حال پردہ و صندلی و کیفیت خانہ زرق و اپنا قریب پردہ جانا اور گفتگو کا ہونا اور اپنا
اندر پردہ کے ہمراہ چوبدار کے جانا نذر دینا بہرجلیس کی حالت اُسکا مال خرید کرنا اور دربار کا برخاست
ہونا اپنا دوکان پر آنا قیمت مال کا چوبدار کا دیجانا اور یہ حکم پانا کہ تم ہر روز دربار مین آیا کرو اپنا جانا ہر روز
اور ولادت بہرجلیس کا جشن ہونا سب اہل شہر و لشکر کی دعوت خانہ عیش مین ہونا خانہ عیش کی حالت اور
وہان کی کیفیت اور دوسرے دن اہل شہر کا عرضی دینا اور مضمون عرضی اُسپر حکم ہونا کہ کل جواب ملیگا اور شہر مین
بموجب حکم بہرجلیس منادی کا ندا کرنا کہ تمام شہر کل زیر گنبد جمع ہو دوسرے دن دربار کا ہونا و دستخط جو عرضی
ہوئے تھے اُسکا پڑھا جانا اُس مین مذمت لقا و زہرہ و دیگر خداوندون کی تھی پھر اُس عرضی کو لیکر اہل شہر کا جانا
اور بہرجلیس کا دریچہ گنبد سے سر نکالکر اپنا جمال دکھلانا سب کا بیہوش ہونا اُسکے بعد وہ لفظ جو کہ
لقا نے بیان کی تھی وہ اور جو لفظ کہ دربار مین کی تھی وہ اُس اشتہار کا بخط زہرہ نکلنا جسمین مذمت لقا
و زہرہ و دیگر خداوند تحریر تھی اور اپنا وہان سے کوچ کرکے اِس صحرا مین پہونچنا بیان کیا اور بارگاہ
و علم و لباس کا ماننا بیان کیا ارژنگ نے جو یہ کیفیت سنی کہا کہ یہ سب کارخانے سحر کے ہین
سوائے لقا و زہرہ کے کوئی خدا نہین تھا اور اب سوائے میرے کوئی نہین مین تو یہ جانتا ہون

وہان جاکر جو تباہیان ضرور کھاینگے جب ایسے ایسے بادشاہ جو کہ بڑی بڑی قوتین رکھتے تھے وہ اُسکے مطیع ہوئے اور اُسکو سجدہ کیا تو انکی کیا حقیقت ہے یہ لوگ جاتے ہی سجدہ کرینگے اگر وہان نقارا بجتا ہے تو منزا پا وینگے یہ لوگ سب اپنے دل سے ایسی ایسی باتین کررہے تھے کہ خواجہ نے کہا کہ خداوند نعمت فرمائین وہ واقعہ یہ ہے جو کہ مین خدمت خداوند مین عرض کرتا ہون حضور جبکہ مین شہر سے کوچ کرکے بیرون شہر آیا اور کچھ دور شہر سے چلا گیا ہونگا کہ مجھکو ایک صحرا مین وہ دن تمام ہوا اور ہنگام شام کا قریب پہونچا کوئی گھڑی بھر دن باقی تھا مین نے یہ خیال کیا کہ اسی صحرا مین رات بسر کرو صبح کو یہان سے کوچ کرینگے لوگون کو اُترنے کا حکم دیا سب مال و اسباب اُترنے لگا مین ٹہلتا ہوا ایک جانب کو چلا کوئی آدھا میل راہ طے کی ہوگی کہ ایک اور صحرا سے پُر بہار سبزہ زار جو کہ نمونہ فردوس برین تھا نظر پڑا اُس صحرا مین اُترا تھا گردونہ بہشت پر بہار تھا مگرم کسیکہ رو برو کوئی حقیقت نہ تھی وہ صحرا سبزہ زار نہایت وسیع تھا میدان حشر سے وسعت مین کچھ کم تھا صدہا منازل تک فرش سبزہ شاداب زمین پر گستردہ تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ مخمل سبز کا فرش ہی بچھا ہے خود رو رنگارنگ مانند کوثر پانی سے والا صحرائی وغیرہ سکے کھلے تھے چشمے بھی جا بجا جاری تھے کہین نسرین کہین نسترن کہین گل شبو کا تختہ کسی مقام پر گل سرخ کی بہار کسی طرف بیلا و چنبیلی پھیلا تھا کسین موتیا و موگرا کسی جانب یہ بیابان صحرا کیا نمونہ بہشت عنبر سرشت تھا روش پٹری مثل چمن بنی ہوئی تھی اُس پر سرخی پڑی ہوئی تھی مہندی کی ٹٹیان گرد گرد ہر چمن کے کہین پر گل مہندی کہین پر گل بوٹے کی بہار کسی مقام پر اشجار آثار کہ آثار آسمین مانند بوستان یار سکے لگے ہوئے اور دیگر اشجار میوہ دار قرینہ سے آراستہ بسبب بار اثمار سکے ڈالیان بوسہ زمین سکے لے رہی تھین ایک نہر وسط صحرا مین تھی کہ لب گردان آسکے باور شفافت کی تھی آسکی پٹری پھیلے رکھے ہوئے تھے اُسمین چھوٹے چھوٹے درخت لگے ہوئے تھے نہرین فوارا لگا ہوا تھا اُس مین سے پانی مثل ساون بھادون کی جھڑی سکے گر رہا تھا ہر رنگ کی مچھلیان اُس نہر مین پڑی ہوئی تھین گرد نہر کہین سنبل بل کھا رہے تھے مثل زلف یار سکے کہین نرگس دیدہ بازی کر رہے تھے مثل چشم نگار سکے طائران صحرا مثل کبک و طاؤس سکے پھر رہے تھے بلبلین چہک رہی تھین قمریان بول رہی تھین فاختہ کا نعرہ حق سرہ بلند تھا وہ صحرا جیسا دل پسند تھا وہ طائران صحرائی خوش الحانی مین لاجواب تھے اشجار صحرا پر طائر چہچہہ زنی کر رہے تھے سب اپنی زبان مین ذکر خدا مین مصروف تھے اور جو باسے مانند آہو و نیل گاؤ سکے بکثرت تھے جا بجا صحرا سے سبزہ زار مین نظر آتے تھے اور کس خوشی سکے ساتھ جست وخیز کر رہے تھے کہ مین کچھ عرض نہین کر سکتا ہون حضور اُس سبزہ زار کی تعریف بخوبی تو ہو نہین سکتی ہے مختصر یہ ہے جو کہ مین چند اشعار آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون نظم

خوب تھی سبزہ زار تھا وہ بہار
تند رستی سے ساتھ ہو بیدار
آبشارین بھی تھین رواں ہر سو
اُسکو خوش چشم حور رہتے تھے سیراب
آرہی تھی کہین سے صوت ہزار
آرہی تھی کہین ہوا سے سرد
بیل بوٹے یہ تھا نیا جوبن تھا
ستے تھے جنت و ختن ہین آج

چلتی تھی وہان ہوائے نفس
لالہ پھولا ہوا تھا نافرمان
فاختہ کا تھا نالۂ کوکو
کہین رفتار کبک جلوہ کنان
کہین پھولی ہوئی گلاب کی بہار
کوثر پانی کے وصف کیا ہون بیان
دامن دشت پر کڑھی تھی چکن
کہین چشمہ وہ صاف اور شتاب

سوسنے اُس سبزہ پر اگر بہار
اُسکی خوشبو سے تابع فرمان
تھا جو مرغوب سبزہ زار چمن
کہین غنچہ کہی طاؤسان
زعفران کا کہین تھا تختہ زرد
غیرت بار زلف جہرا فشان
مثل اطفال حور وحش ہر سو
سرو زن مثل چشمہ پرسحاب

مقام پر یہ تقریر جو کہ تحریر ہوئی ہی بیان کی رو برو ارزنگ کے پیش کے ارزنگ نے کہا کہ یہ بھی کچھ معلوم ہوا تھا
کہ اس نازنین کی شادی ہوگئی ہی یا کتخدا ہی خواجہ نے کہا کہ ابھی شادی نہین ہوئی ہی جب مین نے اُسکے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اسکی شادی نہین ہوئی ہی کیونکر ہو کہ یہ خیال ہی کہ کوئی نوخاص ہو تو اُسکے
ہمراہ عقد کیا جاسکے ایسے ویسے کے ہمراہ کیونکر ہو ملکہ کا پیوند نہین ملتا ہی جو عقد ہو یہ سبب ہی جو ابھی تک ملکہ کی
شادی نہین ہوئی ہی وہ گوہر ناسفتہ میری راے مین آپ کے قابل ہی ایک تو یہ سبب ہی کہ آپکے اور اُسکے
حسن مین سرمو فرق نہین ہی اگر آپکے پہلو مین بیٹھے تو بہت خوب ہی زینت کاشانہ ہو دوسرے جیسا وہ شوہر
چاہتی ہین اسی صفت کے آپ ہین اگر وہ بقول اُسکے خداوند زادی ہی تو آپ بھی فرزند خداوند و نبیرہ خداوند ہین
آپکی تو ایک پشت مین خدائی ہی یہان دو پشتین ہوئی ہین آپ خدائی کرنے آئے ہین باپ خدا تھے دادا
خدا تھے کیسے خدا کہ جنکے قبضہ مین اٹھارہ ہزار ملک با خبر تھے یہ مرتبہ اُسکو کب نصیب ہوگا اُسکے قبضہ
مین تو صرف بارہ یا تیرہ ملک ہین جو جو قدرت آپکے دادا نے دکھائی ہی وہ تو کبھی خواب مین بھی کسی نے
دیکھی ہوگی بس یہ تصویر آپکے لائق ہی آپ اسکو لین تو میرا قصد تھا کہ مین کسی شاہ و شہریار کے ہاتھ فروخت
کرونگا مگر میرے نزدیک آپ سے بہتر کوئی میری نگاہ مین نہین ہی کہ جسکو دون یہ کہکر خواجہ نے وہ
تصویر جو کہ لب دریا کی طیار کی تھی کہ جب ملکہ حجرے سے اُتر کر مع اپنے خواصون کے کنارے
دریا کے استادہ ہوئی تھی نکالکر ارزنگ کو دی ارزنگ نے لیکر اُسکو جو دیکھا اور غور جو کیا تو دیکھا
کہ ایک نازنین مہر تمکین بصد ناز و ادا لب دریا کھڑی ہی گرد اُسکے خواصین ہین جو تعریف خواجہ نے
کی تھی اس سے زیادہ اُسکو حسین دیکھا ایک ناوک دل دوز تھا کہ قلب کے پار ہوا دل بیقرار ہوا اُسکے
تیر مژگان نے جگر کو غربال کر دیا یعنی ارزنگ اس صاحب تصویر پر عاشق و دل دادہ ہوگیا عنان صبر و
قرار ہاتھ سے جاتی رہی بے اختیار ہوکر اور اس تصویر کی طرف مخاطب ہوکر یہ دو شعر ورد زبان کیے شعر
ساغر حیات کا چھلکا ؎ تو خبر میری جلد لے ملکہ ؎ تیری الفت سے دل ہوا گھائل ؎ دیکھکر تجکو مین ہوا مائل ؎
یہ شعر پڑھکر اور تصویر کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ مین تو تیرا دیوانہ ہوگیا ہون اس صاحب تصویر پر شیدا
و فریفتہ ہون کیا آنکھین جتون ہی کیا سرگین آنکھین ہین کیا خوب یہ صورت دلپذیر ہی اسکو لقا نے اپنے ید قدرت
سے بنایا ہی یہ سوداگر سچ کہتا ہی کہ یہ آپکے لایق ہی خواجہ نے کہا کہ گو خداوند یہ تصویر مین نے اپنے
لیے طیار کی تھی مگر اب میرا سن اس قابل نہ تھا کہ مین عشق و عاشقی کرتا بدین خیال مین نے قصد کیا تھا کہ کسیکو
نذر دونگا کہ اُسکے عوض مین زر کثیر ہاتھ آئیگا یہان جو پہونچا اور آپنے جو حال دریافت کیا فوراً یہ خیال ہوا کہ
یہ تصویر آپکی نذر کرون کیونکہ یہ آپکے لائق ہی بس مین نے اپنے خیال کے موافق کیا واقعی یہ نازنین
آپکے لایق ہی ارزنگ تو اسقدر محو ہوا کہ سواے تصویر کے اور کسی طرف نگاہ اٹھا کر نہین دیکھتا ہی تصویر کی جانب
ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی لب پر آہ ہی دل مین صاحب تصویر کی چاہ ہی اب کچھ خیال نہین ہی کہ مین کس ضرورت سے
یہان آیا تھا اور کس کام سے یہان پر رات بسر کی ہی اول تو خواجہ حسین نے اسقدر طول دیکر اس قصہ کو
بیان کیا تھا کہ وہ رات اسی ذکر مین تمام ہوگئی تھی اور ارزنگ اسقدر محو ہوا تھا کہ سب خیال فاسد اُسکے دل
سے جاتے رہے تھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ پہلے چلکر شہر آفتاب نما کی سیر کرون اور برجیس کو اپنا
مطیع کرون اُسکے بعد اہل اسلام سے مقابلہ کرون اور جب سے اس ملکہ کی حالت سنی تھی بغیر تصویر دیکھے
اُسکے دل مین یہ خیال ہوا تھا کہ اس نازنین کے ہمراہ چلکر عقد کرون جسکی تعریف تاجر کرتا ہی اور جب سے تصویر جو دیکھی ہی
ابتو قصد مصمم ہوگیا ہی حالت جنون بہم پہونچی ہی ابتو قصد اپنا بالکل ہی فسخ کر دیا ہی اور یہ خیال کر لیا ہی کہ بعد اس مہم

سکے یعنی عقد ہو جانے سکے اور ملکہ کے ہاتھ آنے کے اہل اسلام سے سمجھا جائیگا بڑا ہوشیار ہے اسنے خیال کیا کہ اگر مین یہان پھنس گیا اور اہل اسلام سے مقابلہ ہونے لگا تو خرابی ہوگی کوئی دوسرا ملکہ کو لے جائیگا ایسی نازنین سکے بہت سے خواستگار ہین خصوصاً اہل اسلام تو زیادہ تر اور وہ لوگ بڑے زبردست ہین اگر انکو کسی کی زبانی آسکے حسن و جمال کی خبر لگ گئی اور سن لیا اور کوئی عاشق ہو گیا تو پھر ہاتھ آنا محال ہے وہی لیجائیگا چند سبب ہین اول تو وہ لوگ خود ہی خوبصورت ہین دوسرے جری ہین تیسرے انکو اپنی جان کی کچھ پرواہ نہین ہے وہ لوگ تو جان لڑا دینگے اور جس طور سے ممکن ہوگا لیجائینگے مین ہاتھ ملکہ پر بچاؤنگا سوا سے افسوس سکے کچھ ہاتھ نہ آئیگا وہ لیجائینوالا خوب مزے اڑائیگا مین رات دن اس آتش غم سے مثل ہیزم خشک سکے جلا کرونگا زندگی دوبھر ہوگی مرنا پڑیگا آب و غذا ترک ہوگی کچھ اچھا نہ معلوم ہوگا اس سے کیا حاصل یہان کسی کو اپنا نائب کرو اور یہان سے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرو ایسی حالت مین مقبرہ نہ کھدواؤ اس مین خرابی ہے وہ یہ کہ اہل شہر تو آگ آباد فساد ہین اسلم و دیلم علحدہ بگڑے ہوئے ہین اگر کوشش مقبرہ کھدوانے کی کی تو فساد عظیم ہوگا اور یہ ہوگا کہ برسون اسی مقام پر گذر جائین سگے کل اہل اسلام بقول اسلم و دیلم اپنی اپنی لشکرکشی کرینگے اور لشکر لیکر دوڑ پڑینگے کی جان بچانی دشوار ہوگی میرا اصل مطلب فوت ہو جائیگا بعد ملکہ سکے حاصل کرنے سکے پھر اہل اسلام سے مقابلہ ہوگا ابھی بسبب عشق سکے میرے حواس بھی بجا نہین ہین یہ لوگ کہین بھاگے تو جاتے نہین ہین کہ یہ ملک قبضہ سے جاتا رہیگا یہ سب کام بعد کو بھی ہوسکتے ہین اگر اس مین تساہل کیا تو ملکہ البتہ ہاتھ سے جاتی رہیگی بس یہ امر خیال کرکے سنجگان و دیگر سردارون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بالفعل بادولت نے مقبرہ کھدوانے کو ملتوی کیا کیونکہ اب یہ دماغ خداوند کا بسبب عشق اس نازنین کے نہین ہے کہ طرف امور ملکی سکے توجہ کرسکے اور حقیقت حال کی طرف رخ کرے لہذا بعد عقد ہوجانے سکے پھر ان اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا اب مین سنے تا ہوسکے عقد سکے اپنے کل ارادے فسخ سکیے اب مین تا امکان اس امر مین کوشش کرونگا کہ عقد ہوجاسے کیونکہ دل بادولت کا آتش فراق مین اس صاحب تصویر سکے بیقرار ہو رہا ہے سوا سے اسکی وصل کے اور کسی امر کا خیال نہین ہے آئندہ جو ہو سو ہو بس اب بادولت اپنی قیام گاہ پر تشریف لیجاتینگے یہ کہکر اٹھنے کا قصد کیا کہ نظر تصویر پر جا پڑی آہ کہکر دل پکڑ لیا اور کلیجہ پر ہاتھ رکھکر یہ شعر پڑھنے لگا نظم حسب حال مقام ہذا

ٹوٹ کے آشیان ہے بیقراری اندنون
ہے سلیمان کو مرے جوش جوانی کا غرور
کون کرتا ہے ہماری غمخواری اندنون

نازپروردہ چمن کی ہے اب اسیر دام ہین
مرکب باد صبا پر ہے سواری اندنون

دل سنے کی ہے مشق ضبط آہ و زاری اندنون
کچھ تو اے صیاد کر خاطر ہماری اندنون
چل بسے ہوش و حواس طاقت و صبر و قرار

پھر یہ شعر کہنے لگا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد و گر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ❋ دیگر آہستہ برگ گل نفشان بر مزار ما بس نازک ست شیشہ دل رکنار ما یہ شعر پڑھکر اور تصویر کو لیکر ارزنگ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا کرون میرا اب کسی کام کو جی نہین چاہتا ہے سوا سے خیال معشوق سکے ورنہ مین کبھی بغیر کھدوا سے ہوسے مقبرے سکے یہان سے نہ جاتا خیر پھر دیکھا جائیگا ابتو مین معشوق سکے پانے کی تدبیر کرون کیونکہ بادولت کا اب قصد ہوا ہے کہ اپنی شادی کرین بعد انفراغ عقد بادولت اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے اور اس مقبرے کو کھدوائینگے یہ کہکر کہا کہ تخت اٹھاؤ کچھ دنون یہ مقبرہ اور باقی رہیگا خیر دیکھا جائیگا بس سب سردار بھی اسیوقت ہمراہ ارزنگ آئے اسلم و دیلم بھی خوش ہوگئے اور سکنے لگے اپنے اپنے دل مین کہ اس سود اگر سنے خوب یہ بلا اس وقت ٹالی اور خوب مقبرہ بچایا مشکل تو بڑا حرامزادہ ہے اسنے بڑھکر ارزنگ سے کہا کہ خداوند ایک امر میرے ذہن مین آیا ہے وہ یہ ہے کہ اکثر یہ لوگ جو کر تصویر بناتے ہین مصنوعی بھی بناتے ہین کہین خواجہ سنے یہ مصنوعی تصویر نہ بنائی ہو کیونکہ یہ انداز سے اہل اسلام کا دوست معلوم ہوتا ہے اسنے اس فقرے سے یہ بلا

ثابت ہوا کہ کوئی اہل شہر سے سوداگر کی صورت بنکر نہ آیا ہو وہ بھی عیار نہ ہو جو کہ بہرام کو لگیا ہو اس سوداگر
سے یہ پوچھنا دریافت فرمایئے کہ یہ تصویر اصلی ہی یا نقلی ارزنگ نے کہا کہ تو بڑا مرشد ہی خیر تیرے کہنے پر
عمل کرتا ہون یہ کہکر ارزنگ نے خواجہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ ای خواجہ جو کچھ سنتے بیان کیا یہ اصلی اور
یہ تصویر بھی اصلی ہی اسمین تمنے کوئی صنعت تو نہین کی ہی خواجہ نے یہ سنکے دست بستہ عرض کیا کہ یہ جو کچھ مین نے
عرض کیا ہی اگر اسمین فرق نکلے یا جو تصویر مین نے نذر خداوند کی ہی اسمین سر مو فرق ہو جو چور کا خیال
وہ میرا حال اگر یہ خوف ہو کہ مین فرار کر جاؤنگا تو مین اس امر سے دست بردار ہوتا ہون کہ مین اپنا مال تجارتی
نہین فروخت کرونگا آپکے ہمراہ لشکر مین رہونگا مگر ایک شرط ہے کہ اگر مین جھوٹا نکلون تو میرا قتل آپ پر
واجب ہی ورنہ اگر سچا نکلون تو جس شخص نے آپ سے عرض کیا ہی کہ یہ تصویر مصنوعی ہی خداوند اسکو میرے
سپرد کرین پہلے مین اس سے اپنے تمام مال کا جو کہ تجارتی تھا اور نہین سنتے آسکو بسبب اس امر کے نہین
فروخت کیا کہ مین آپکے ہمراہ تھا جو کچھ نقصان ہوا ہی مین اس سے لونگا اور اسکو پھر قتل کرونگا کوئی مزاحم اور
کوئی میری جان کا خواہان نہو میرین سے ارزنگ نے کہا کہ ہمکو یقین آگیا کوئی ضرورت نہین ہی اس وقت
ارزنگ مع اپنے سردارون کے طرف ایوان شاہی کے چلا گیا شہرہ کہہ نے سے بچ گیا اہل شہر نے اسوقت
سجدہ شکر ادا کیا اور بہت خوش ہوے ہر ایک نے خواجہ کے قریب آکر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپکا یہ احسان
ہم سبکی گردن پر ہوا کہ آپنے ہماری سبکی جان بچائی خواجہ نے کہا کوئی مین نے یہ امر جان کے نہین کیا خدا نے
اپنی قدرت سے یہ سبب پیدا کر دیا یعنی کل ہی تو مین وارد شہر ہوا تھا کہ یہان کی خرابی کی خبر ملی مین نے یہی
خیال کیا کہ حل کرین بھی اہل شہر کا شریک ہون یہان پہونچا ارزنگ نے طلب کیا مین چلا گیا آپنے حالات
دریافت کئے مین نے جو دیکھا تھا وہ بیان کر دیا اور لڑکی پری دیری وہ عاشق ہوگیا سودا سے عشق مین یہ بھی
خیال آیا کہ پہلے عقد کرلون تو پھر اہل اسلام سے مقابلہ کرون یہ اس خدا کے کارخانے مین جسنے ہمکو پیدا کیا
اور ہم سبکی پرستش کرتے ہین اور وہ خالق برحق اور رازق مطلق ہی بھائیون شکر کرو کہ یہ بلا بغیر جنگ و جدل
ٹل ہوگئی اور تم سبکا حسب دلخواہ کام ہوا اہل شہر خواجہ حسین کی تعریف کرتے ہوے اپنے اپنے مکان کو
بخوشی و خرمی روانہ ہوے اہل بصرہ اپنے اپنے مقام پر جا کر بیٹھے تو جو جسنے مراد و منت مانی تھی وہ ادا کرنے لگا
عمائد شہر اپنے اپنے مقام کو گئے جو اہل شہر اپنے مکان مین پہونچا اسکی اہلیہ نے اس سے دریافت کیا
کیا گذری قصہ تو بین کہدا اسنے ساری کیفیت بیان کی ہر ایک خواجہ کو دعائین دیسے رہا ہی تمام شہر مین گھر
خوشی ہو رہی ہی عمائد شہر بھی اپنے اپنے مکان پر گئے ساری کیفیت اپنے لوگون سے بیان کی وہ لوگ
بھی بہت خوش ہوے نذرین ہونے لگین تمام شہر کا تو یہ حال ہوا ادھر ملازمین ملکہ جو واپس ہوگئے تو محلدار کو
بلا کر کل حال کہا اور کہا کہ ملکہ سے عرض کرنا کہ ہم لوگ انعام کے امیدوار ہین محلدار نے جاکر کل حال ملکہ سے
عرض کیا ملکہ خوش ہوگئی نوبت یہ تھی کہ شادی مرگ ہو جاے پس اس وقت سبکو انعام دینا شروع کیا
سامان نذر و نیاز کا ہونے لگا ان لوگون کو اسی خوشی مین چھوڑ کے حال ارزنگ کا ملاحظہ ہو کہ اسکو راہ مین
خیال آیا کہ اس تاجر کو کچھ انعام دینا ضرور ہی اسی وقت ایک چوبدار کو روانہ کیا کہ جس تاجر نے ہمکو تصویر دی تھی
اسکو بلا لاؤ کہنا خداوند یاد فرماتے ہین چوبدار ادھر چلا سواری ارزنگ کی طرف در دولت کے چلی زبان پر
ارزنگ کے شعر عاشقانہ ہین سواے خیال ثریا کے سمنتن کے دوسرا خیال نہین ہی یہ آسکے عشق مین
غرق ہو دریاے عشق مین غوطے کھاتا ہوا چلا آتا ہی شراب الفت ثریا سے سمنتن نے اسے از خود رفتہ
کر دیا ہی اسکی تو یہ نوبت ہی کہ استنے عرصہ مین ہوش نشاط ہو گئے ہین رنگ زرد ہو گیا ہی آنکھون مین حلقے

پڑے گئے ہیں آثار حضرت عشق کے ظاہر ہیں اُدھر اسلم و دیلم و دیگر سردار خوش ہیں مگر بختگان کو بڑا رنج ہے
دل میں کہتا ہے کہ یہ کیا ہوا لیکایک یہ تو ورق اُلٹ گیا بنا بنایا کام بگڑ گیا کیا تدبیر کروں کہ ارزنگ پھر اس طرف
متوجہ ہو آ کہاں یہ تاجر کہاں سے آ گیا بڑا اسنے دھوکا دیا ضرور یہ کوئی عیار ہے اسنے مکر کیا ایسے ایسے خیال کرتا
ہوا خاموش خواصی میں بیٹھا چلا آتا ہے مگر رنج بہت ہے یہانتک کہ ارزنگ قریب ایوان شاہی کے پہونچا اور تخت
سے اتر کر داخل دربار ہوا سب سردار بھی ہمراہ ہیں ارزنگ آکر تخت پر بیٹھا تمام سردار اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے مگر حالت یہ ہے کہ ارزنگ نہ کسی سے بات کرتا ہے نہ چیت خاموش بیٹھا ہے تصویر کو دیکھ رہا ہے اگر بات
بھی کی تو کچھ شعر عاشقانہ پڑھے مجنون ہو گیا ہے یہاں تو یہ حالت ہے اسکو کبھی خبر نہیں کہ دربار میں کون کون ہے اور کون
نہیں ہے یہ بھی نہیں خبر ہے کہ میں کس مقام پر ہوں اُدھر دو چوبدار اُس مقام پر کہ جہاں مقبرہ ہے پہونچا دیکھا کہ ابھی
بہت سے اہل شہر ہیں اور خواجہ سے گلے مل رہے ہیں کہ اس چوبدار نے کہا کہ آپ کو خداوند یاد فرماتے
ہیں انھوں نے کہا کہ چلو انکو خیال ہوا کہ اب کیوں طلب کیا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی پیچ بختگان نے رخنہ اندازی
کی ہے چلو دیکھا جائیگا وہ چوبدار انکو لیکر دولت سرا آیا انکو بڑا افسوس ہوا اُس مقام کو دیکھکر انھوں نے
اپنے دل میں کہا کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا انسان کا کیا مقدور تھا یوں ویران پڑا ہے
یہاں اہل اسلام کا قبضہ تھا اسکا ڈنکا بجتا تھا اب یہاں ایک کافر حاکم ہے گھنٹہ و ناقوس بجتے ہیں جہاں خسرو
قادر ہی بیٹھکر حلم و احکام جاری کرتا تھا یہ اپنے دل میں خیال کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ جہاں ارزنگ تخت
پر بیٹھا تھا اور دربار جمع تھا اور سب اہل دربار حاضر تھے کہ چوبدار نے عرض کیا خواجہ حسین حاضر ہیں ارزنگ
نے سر اُٹھا کر خواجہ کی طرف دیکھا یہ شعر پڑھا شعر اے پیک راستان خبر یار ما بگو احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو
یہ کہکر کہا کہ خواجہ میں نے تمکو اس لیے طلب کیا ہے کہ تمنے اپنی آنکھوں سے میرے یار کو دیکھا ہے میں اُن
آنکھوں کو دیکھ لوں دوسرے میں نے تمکو کچھ انعام نہیں دیا ہے وہ دوں یہ کہکر جو پوشاک کہ اسوقت پہنے ہوئے
بیٹھا تھا کہ کئی لاکھ کی تھی مع تلوار کے خواجہ کو عنایت فرمائی اور کئی لاکھ روپیہ اسکے ہمراہ دیا اس خیال سے
کہ اسنے میرے معشوق کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ایسے شخص کی بڑی عزت کرنا زیبا ہے آپ اور پوشاک
پہنی خواجہ بہت خوش ہوئے اور سب اسباب لیکر دربار سے باہر آئے اور طرف سرا کے روانہ ہوئے
اور سرا میں پہونچکر اپنے مقام پر بیٹھے ملازم خوش ہوئے بھٹیاری نے حال دریافت کیا خواجہ نے کل حال بیان کیا
ملازموں سے کہا کہ کل مکان تلاش کرنا ہم اب کچھ دنوں یہاں قیام کرینگے انکو تو اب یہیں چھوڑئیے اب حال
ارزنگ سنئیے کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر ہیں کہ بختگان کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ ارزنگ
کی طرف منہ کرکے کہنے لگا کہ میرے خیال میں یہ امر آیا کہ خداوند نے مقبرہ لعل وا سے کیوں دست برداری
کی خبر سبا علی کی طرف سے تو اس عزم کو فسخ کیا کہ ادھر لشکر کشی کرکے جاتا تھا یہاں کوئی لشکر کشی تو کرنا
نہ تھی صرف زبان کا ہلانا تھا حکم دینے کی دیر تھی کل کام انجام پا جاتا ارزنگ نے کہا کہ تو تو بڑا عقلمند ہے کہ ہماری
بات کو نہ سمجھا ارے احمق یہ تو اس خیال سے اس امر کو ملتوی کیا کہ اب تو ہمکو سودا سے محبت کی تلاش ہے
اور ہم ایک بت رعنا کے عشق میں مبتلا ہیں اور یہ ہمارا یقین تھا اور ہے کہ بغیر گشت و خون ہوئے مقبرہ نہ کھلتا اور
یہ جنگ و جدل ایسی نہ تھی کہ یہ آج ختم ہو جاتی اسمیں برسوں صرف ہوتے جسوقت یہ خبر تمام ممالک اہل اسلام میں
منتشر ہوتی تو وہ سب لشکر کشی کرکے ادھر آتے اسی ملک میں خاتمہ جنگ و پیکار کا ہوتا اور کل اہل اسلام
اسی مقام پر قتل ہوتے مجھکو اسقدر کب یہ میسر تھا کہ میں بعد ختم جنگ و جدل اپنے معشوق کی طرف جاتا بس
میں نے اس خیال سے اس امر کو موقوف کیا کہ بعد عقد و شادی کے میں اس طرف توجہ کرونگا بختگان

کہا کہ اب میری سمجھ مین آیا ہان یہ راے تو آپ کی بہت خوب ہے میرے پسند ہے ارزنگ نے یہ سنکے کہا کہ اب تمہاری
کیا راے ہے آیا مین یہان سے کوچ کرون اور قریب شہر ہو کے نامہ تحریر کرون اور اپنے قصد سے برجیس
کو آگاہ کرون کیونکہ میرے دل کو قرار نہین ہے بغیر کوے یار کے سخنگان نے کہا کہ میری تو یہ راے نہین ہے
بلکہ یہ راے ہے کہ آپ پہلے اسی شہر سے اسکے نام نامہ تحریر فرمائین اور اسمین ملکہ کی طلب ظاہر کرین اگر مطلب سکے جواب
مین تحریر کرے کہ آ جائیے ملکہ موجود ہے ہم عقد کر دینگے تو آپ یہان سے خوشی خوشی مع لشکر سفر کرین اور وہان
جا کے شادی کیجیے اور اس طرف سے سب اہل چین لشکر کشی فرمائیے اور اہل اسلام سے مقابلہ فرمائیے اور اگر وہ
انکار کرین تو پھر اپنے لشکر کشی فرمائیے چلکر مقابلہ کرکے اپنی معشوقہ کو حاصل کیجیے اسکے بعد پھر اور طرف
لشکر کشی کیجیے مین تو یہ راے دیتا ہون ارزنگ نے اہل دربار کی طرف دیکھکر کہا کہ میری راے اچھی ہے
یا سخنگان کی سب اہل دربار نے کہا کہ اگر خلاف طبع عالی نہو تو عرض کرین ارزنگ نے کہا کہ شوق سے
عرض کرو انھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک وزیر صاحب کی راے اچھی ہے اسمین یہ ضرور فائدہ ہے کہ جس عرصہ
مین نامہ بر جواب لیکر آئیگا اس عرصہ مین خداوند یہان سامان سفر درست کرین اور سامان جنگ اگر جواب موافق
مرضی کے آئے تو خیر ورنہ اسی وقت لشکر کشی کرین اور یون بے سر و سامان کہین کے لائق نہین جہان سنا جاتا ہے
کہ کئی ملکون کے بادشاہ شہریار ہین تئیس لاکھ کے قریب لشکر ہے اسقدر قلیل لشکر سے جو کہ اس وقت
اسکا آٹھوان حصہ ہے کوئی چھ سات لاکھ کے قریب لشکر مین آدمی ہے اتنے بڑے لشکر کے روبرو کیا حقیقت ہے اور یہ
لشکر اسکے پاس اسوقت تھا جبکہ خواجہ چین اس شہر سے کوچ کرکے چلے تھے خواجہ یہ تو سنکے تھے کہ لوگ
آ کے جاتے ہین اور شریک ہوتے جاتے ہین اگر اس عرصہ مین اور لشکر جمع ہو گیا ہو تو کیا عجب بدون دریافت
حال ایک مرتبہ لشکر کشی کرنا بالکل خلاف عقل ہے نامہ بر روانہ کرکے منشاے دل تو دیکھیے کہ کیا منشا ہے اور کیا
جواب آتا ہے اس عرصہ مین آپ بھی اپنا لشکر بڑھا لیجیے اول تو آپ اتنے بڑے بادشاہ کی بہن کے ساتھ شادی
کرنے جاتے ہین جو کہ اپنے کو اس وقت نائب خداوند کہتا ہے اور لوگ اسکی اطاعت کرتے ہین دوسرے آپکا
یہ دعوی ہوگا کہ مین خداوند ہون تم میری بندگی کرو اور اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کر دو جبکہ آپکے ہمراہ
لشکر قلیل ہوگا تو اسکی نگاہ مین آپکی کیا وقعت ہوگی خیال کریگا اگر مین ایک حملہ کرونگا تو تمام لشکر کو کاٹ ڈالونگا
اگر اسکی مرضی شادی کرنے کی ہوگی بھی تو نہ کریگا اس نامہ کے جانے سے یہ امر ہوگا کہ آپکی وقعت اسپر ظاہر ہوگی اور
جو کوئی نامہ لیکر جائیگا اسکے ہمراہ دس ہزار سوار کر دینگے جب اسکو خبر ہوگی کہ فلان شخص کا نامہ بر آیا ہے جو کہ ظاہر ہے
اس وقت وہ دریافت کریگا کہ کسقدر لوگ نامہ کے ہمراہ ہین جب معلوم ہوگا کہ دس ہزار سوار نامہ بر کے ہمراہ
ہین تو خیال کریگا کہ بڑا لشکر ہے جب تو نامہ بر کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر ہے اور آپکی بھی وقعت ہوگی اگر یہ خیال
کریگا کہ مین خدا ہون تو یہ بھی کوئی بادشاہ بزرگ ہے آپ کے بزرگون کا بڑا نام ہے کیونکہ سنا گیا ہے کہ زیر قبطول
خداوندی چونسٹھ لاکھ کے لشکر کی چھاونی تھی اور [illegible] کے پاس بیس لاکھ سے کم لشکر نہ تھا یہ تو وقعت ہے
اور یہ نام ہے اور آپ اسکے پوتے ہوکر کہ جو اسقدر سپاہ رکھتا ہو اور خداوند ہو کر ایک بندے کے پاس اس حقارت
سے تشریف لے جائین بلکہ اس شان سے جانا زیبا ہے کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ ضرور یہ خداوند لقا کے پوتے ہین
انکے ساتھ شادی کرنے مین کوئی نقصان نہین بلکہ ہماری عزت ہے یہ جو اہل دربار نے تقریر کی ارزنگ کے
بھی خیال مین آ گئی کہا کہ بہتر نامہ تحریر کیا جاے بہت کچھ اسمین شان و شوکت تحریر ہو اہل دربار نے کہا کہ بہت خوب
لیکن فرمائیے کہ نامہ لیکر کون جائیگا ارزنگ نے کہا کہ یہ امر سواے سخنگان کے اور کوئی نہین کر سکتا ہے وہ نامہ لیکر
جائیگا یہ کلام سنکے ارزنگ کے منہ سے سخنگان کے ہوش اڑ گئے کیونکہ برجیس کے دربار کا حال سن چکا تھا

عرض کیا کہ خداوند یہ بحث مجھسے نہ اٹھ سکیگی کرای مجھسے جو ہی جانتی مین یہ نحی نہ برداشت کر سکونگا خداوند اور کسی کو
روانہ فرمایئے یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو میرا پہلوان قدرت سلیم شیر صولت نامہ لیکر جائیگا
بلکہ اسکا جانا بہت خوب ہوگا یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسے ایسے پہلوان و سردار لشکر مین ہین پھر تو ضرور خیال ہوگا کہ اگر
مقابلہ ہوگا تو بڑا کشت و خون ہوگا اسنکے حملہ کون روکیگا اچھا تم لوگ نامہ تحریر کراؤ اور سلیم شیر صولت
سے کہا کہ تمکو نامہ لیکر جانا ہوگا اسنے عرض کیا کہ غلام بسر و چشم نامہ لیجا سکیگا یہ تو میرا افتخار ہے کہ مین خداوند کا نامہ
لیجاؤن اور مین جہانتک ممکن ہوگا بہت اسکو سمجھاؤنگا یہ جو اسنے عرض کیا ارزنگ نے اسکو حکم دیا کہ دس ہزار سوار
لشکر سے منتخب کرلو انکو نئی وردیان دی جائین علمون کے پھریرے نئے ہون خیمے وغیرہ بہت نفیس ہون ایک
بارگاہ بھی ہمراہ ہو لیس یہ حکم پاتے ہی سپہ سالار سلیم اسی وقت اٹھکر دربار سے رخصت ہوکر طرف چھاونی کے آیا یہان
ارزنگ نے کہا کہ نامہ ابھی تیار ہوجاتا ہے تاکہ کل پہلوان قدرت روانہ ہوا اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ کل سے لشکر کی
بھرتی شروع کردیجائے ایک بارگاہ بہت نفیس ہمارے لیے تیار کی جائے تمام لشکر کے لیے نئی وردیان تیار
ہون یہ حکم سنکے اسی وقت دبیر کو طلب کرکے ایک نامہ کہ جسمین تعریف خدا و زمرد شاہ اسکے بعد تعریف
ارزنگ بعد اسکے شوکت و شان اسکے بعد مطلب بہت صحیح مضمون اور خوب صورت الفاظ مین تحریر کیا گیا
نامہ کو ختم کیا ارزنگ کو نامہ سنایا گیا اسنے پسند کیا اسکے بعد لفافہ کرکے اسپر مہر ارزنگ کی کی اور پیش کیا پس
ارزنگ نے کہا کہ پہلوان قدرت کہان ہے لوگون نے عرض کیا کہ وہ خداوند سے رخصت لیکر لشکر کو گئے ہین کہ سوار
دس ہزار انتخاب کرین ارزنگ نے حکم دیا کہ دس ہزار وردیان نئی اور ایک بارگاہ اور چند خیمے عمدہ داروغہ
فراش خانہ سے طلب کیے جائین کہ وہ پہلوان قدرت کے ہمراہ کیجا سکیگا پس اسی وقت حکم داروغہ فراش خانہ کو
دیا گیا اسنے اسی وقت بارگاہ و خیمے وردیان وغیرہ نکالین اور بار کرکے دردولت پر حاضر ہوا ادھر پہلوان قدرت
سلیم شیر صولت چھاونی مین گیا تمام لشکریون سے دس ہزار سوار انتخاب کیے اور انکو لیکر دردولت پر آیا
سوارون کو باہر ٹھہرا کر اندر دربار کے گیا ارزنگ نے کہا کہ سوار انتخاب کرلائے کہا کہ جی ہان لیں اسی وقت
ارزنگ نے کہا کہ داروغہ فراش خانہ کدھر ہے حاضر ہو وہ دست بستہ حاضر ہوا عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا وہ بارگاہ
خیمے وردیان اسپہ سالار کے سپرد کردو اور سلیم سے کہا کہ تم نامہ لو اور کل علی الصبح یہ نامہ لیکر مع دس ہزار سوار کے
یہان سے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرنا اور اپنا ملبوس خاص اسکو عنایت فرمایا وہ مجرا بجا لایا اور وہ
لباس اسی وقت پہنکے ہمراہ داروغہ کے بیرون دربار آیا اور سب اشیا جو جو کہ ارزنگ نے دینی تھین اپنے
قبضہ کیا اور سب سوارون کو وردیان تقسیم کین بارگاہ کا اٹالہ لدوا کر درست کیا یہان ارزنگ نے دربار
برخاست کیا اور اپنے مقام آرام مین آکر تصور مین ملکہ کے پلنگ پر لیٹ رہا یہانتک کہ وہ رات ارزنگ نے
تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح ہوئی دربار مین ارزنگ آیا سب اہل دربار حاضر ہوے دربار جمع ہوا ادھر سلیم
بھی مع اپنے دس ہزار سوار کے زرق برق لباس پہنے ہوے طرف دربار کے آیا سوارون کو دردولت
پر ٹھہرا کر دربار مین گیا اور مجرا بجالایا اور عرض کیا کہ یہ خاکسار رخصت ہوتا ہے ارزنگ نے کہا کہ جاؤ
بہت جلد جواب نامہ لیکر حاضر ہونا کہ مین تیرے انتظار مین ہون سلیم نے کہا کہ مین بہت جلد حاضر ہونگا
جانے کی دیر ہے وہان پہونچا اور جواب لیا حاصل کیا اور روانہ ہوا اور حاضر خدمت حضور ہوا ارزنگ یہ سن کے
خاموش ہورہا یہ سلام رخصت کرکے بیرون دربار آیا اور مرکب پر سوار ہوکر طرف شہر آفتاب نما کے مع
دس ہزار سوارون کے روانہ ہوے خیمہ و بارگاہ وغیرہ آگے لدکے بھیجے تھے شہر سے نکلکر دو پہر دن چڑھے روانہ ہوا دس
کوس پر جاکر قریب شام قیام کیا اسکو تو راہ مین چھوڑ کے یہان بعد جانے نامہ بر کے ارزنگ نے کہا کہ لشکر

سے بھرتی کرنے کی کوشش کی جاوے اُسی دن سے بھرتی شروع ہوگئی اب ارژنگ کو نامہ بر کے انتظار مین لشکر
جمع کرنے مین رکھا جاتا ہے اور نامہ بر کو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اب کچھ حال ہرجبیس کا اور اُسکے دربار کا تحریر ہوتا ہے و دیگر حالات

ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ حال یہانتک تحریر ہوا ہے کہ ہرجبیس نے دربار کیا تھا اور اہل شہر کی عرضی پر جو دستخط
ہوے تھے وہ پڑھے گئے تھے اور اہل شہر زیر گنبد جمع ہوے تھے اُنکو وہ تقریر سنائی گئی تھی جو کہ تحریر ہو چکی ہے
اُسکے بعد ہرجبیس نے وہ تقریر بیان کی کہ جسکی وجہ سے خواجہ حسین بعد برخاست دربار کے اُس شہر سے کوچ
کر کے ممالک اسلام کو روانہ ہوے تھے خواجہ حسین کا تو حال بیان ہو چکا اب یہان کا حال بیان ہوتا ہے
کہ جب دوسرے روز دربار آراستہ ہوا سب حاضرین دربار جمع ہوے کوتوال شہر نے آکر خود مختار سے عرض
کیا کہ خدمت مین خداوند کے یہ عرض کر دین کہ جو تاجر آکر برابر کوتوالی کے اُترا تھا وہ کل یہان سے مع اپنے
مال و اسباب کے کوچ کر گیا یہ ضروری عرض تھی خود مختار نے عرض کیا ہرجبیس نے کہا کہ ہمکو معلوم تھا اور وہ
مرد مسلمان تھا ہمنے جان کر اُسکو جانے دیا تاکہ وہ ہماری خدائی کے حالات بیان کرے لوگ سبق لین کہ
ادھر کو آئین یہ کوئی حیرت کی بات نہین ہے ناظرین کو معلوم ہو کہ آفتاب نے ایک سحر سے آئینہ بنایا ہے کہ جو
کچھ واقعہ شہر مین و اقلیم خورشید مین گذرتا ہے وہ اسکو معلوم ہو جاتا ہے سحر آسکو خبر دیتا ہے وہ اُسکا تدارک
کر دیتا ہے ایسی حالت ہے کہ دور دور سے لوگ آتے ہین مذہب آفتاب پرستی قبول کرتے ہین اور شریک
ہرجبیس ہوتے ہین دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے ناظرین پر واضح ہو کہ اقلیم خورشید سے ہٹ کر ایک بیشہ ہے
کہ اُسکو بیشہ طلسم کہتے ہین اُس بیشہ مین ایک پہلوان رہتا ہے کہ نام اُسکا شیر بنگ خود پرست ہے اُسکے پاس
چالیس ہزار کا لشکر ہے اُسنے اُن سبکو زیر کیا ہے اُنمین ہر ایک مثل اُسکے ہے کوئی اُس سے کم نہین ہے وہ
بارہ سو من کا گرز باندھتا ہے تین سو من کی تلوار آٹھ سو من کا تیر اُسکی زرہ سو من کی ہے خود پچاس من کا نیزہ
نو سو من کا قد اُسکا اسّی اینچ کا ہے اُسکی پیشانی پر ایک شاخ ہے جو کہ گز کی ہے ہاتھ اُسکے مثل شاخ
چنار کے ہین سر اُسکا مانند گنبد کے سینہ مثل فراخ کوہ کے دونون پاون مثل درخت خرما کے تیس اینچ کا
اُسکا سینہ ہے گردن مست پر سوار رہتا ہے خم کے خم شراب کے زہر مار کرتا ہے رستم کو زال و سہراب تو کودک
خیال کرتا ہے اُسپر ایک ساحرہ کہ نام اُسکا مجمر جادو ہے بڑی زبردست ساحرہ ہے اپنے وقت کی ساحری ہے عاشق
ہے اور رات کو آتی ہے باہم عیش و عشرت مین رات بسر ہوتی ہے خوشی خوشی سحر ہوتی ہے اُس ساحرہ نے اُسکو
سحر سے ایک زرہ بنوائی ہے کہ اُسپر تلوار کام نہین کرتی ہے ایک عطر اُسکی جسم پر ملا ہے کہ جسکے سبب سے اُسکو
کوئی زیر نہین کر سکتا ہے ایک تو اصل مین قوی تھا دوسرے یہ جو آسکے تدارک کیا تو اور قوی ہو گیا وہ مثل
ہوئی کہ ایک تو کڑوا کریلا اُسپر چڑھا نیم وہ خود پسند اپنے کو بہت کچھ جانتا تھا کسی کی اپنے روبرو اصل
نہ جانتا تھا مذہب اُسکا خود پرستی تھا اور جسقدر اُسکے ہمراہی تھے وہ اُسکو سجدہ کرتے تھے اُس بیشہ مین
کوئی نہین جاتا ہے طریقہ اُسکا یہ ہے کہ جو قافلہ اُدھر سے نکلا اُسنے لوٹ لیا تمام شیران صحرائی کو اُسنے مشت و تپنچے
سے مار ڈالا ہے افعی دراز کو وہ ایک گھونسے سے مارتا ہے اژدر کے کلے چیر ڈالتا ہے یہ قوت کا حال ہے درخت
تناور کو کولی مین لیکر ایک جنبش مین زمین سے نکال لیتا ہے تمام بیشہ مین اُسکا قبضہ ہے رنگ اُسکا اسقدر
سیاہ ہے کہ اُسپر شب تار کا دھوکا ہوتا ہے وہ ملعون اسم با مسمی ہے ہمیشہ اپنے مقام پر کہا کرتا ہے
کہ جب قصد کرونگا تمام دنیا پر قبضہ کر لونگا میرا کون مقابلہ کریگا کسکو میرے مقابلے کی تاب ہوگی مین خود
طرح دیتا ہون اہل اسلام کی بہادری کی تعریف سنتا ہون اُنسے ضرور مقابلہ کرونگا اُنسے کچھ مطلب نہین

حاصل ہوگا یہ تو اس فکر مین ہمیشہ رہتا ہی کہ اب کوچ کرون اب کوچ کرون مگر اسکی معشوقہ ارجمند بانو ہمیشہ اسکو منع کرتی
ہی کہ تو ابھی کوچ نہ کر جب مین کہون تب کوچ کرنا وہ اسنے قصد کو فسخ کر دیتا تھا اس سبب سے وہ منع کرتی
تھی کہ جب یہ جنگ و جدل مین مصروف ہوگا تو میرے کام مین کوتاہی ہوگی میری آتش شہوت کیونکر فرو ہوگی
دوسرے یہ خیال کرتی تھی کہ یہ اہل اسلام سے قصد مقابلہ رکھتا ہی وہ لوگ ایسے بہادر ہین کہ اسکے کوئی
سر پر ہوگا اسکے مقابلہ کو جو جائیگا وہ یا زیر ہوگا یا قتل وہان سے کوئی واپس نہ آئیگا اگر زیر ہوگیا تو مجھکو
نہ قبول کریگا اگر قتل ہوگیا تو مین کیونکر اسکے فراق کی تاب لاؤنگی پس بہتر یہ ہی کہ اسکو جانے نہ دون ایک
باغ اسی بیشہ مین اسنے سحر سے بنایا ہی اسی مین یہ رہتا ہی اور بیرون باغ تمام اسکا لشکر رہتا ہی کہ یہ خبر رفتہ رفتہ
اسکے بھی کان تک پہونچی کہ اقلیم خورشید مین ایک شہر آفتاب نما ہی اسمین مذہب آفتاب پرستی
کی ترقی ہی اور تمام واقف شناس سب ہم ہوا اور اسنے لوگون سے کہا کہ جو اشیا کہ مین نے خلق کی ہین انکو
لوگ آفتاب و ماہتاب بھی سمجھتے اور پھر اپنا خدا تصور کرتے ہین یہ بڑی نادانی ہی پس مین جاکر انکو سزا
دونگا اس گمراہی کی پس میرا لشکر طیار ہو کل ہم ضرور طرف آفتاب نما کے کوچ کرینگے اس بیشہ سے
قریب ایک اور بیشہ ہی کہ نام اسکا بیشۂ آذر ہی اسمین تین بھائی رہتے ہین کہ اس سے بھی طاقت و قوت
مین بدرجہا زیادہ ہین اور انکے حربہ بھی اسکے حربون سے وزن مین زیادہ ہین وہ بھی مثل اسکے کافر ہین ایک
کا نام منصور دراز آواز ہی دوسرے کا نام مقہور آدم خوار ہی تیسرے کا نام جو کہ چھوٹا بھائی ہی مریخ مارخوار ہی
یہ تینون بھائی ایک مقام پر رہتے ہین انکے پاس قریب دو لاکھ کے لشکر ہی انکے شمشیر زنی سے شہرہ ہین انمین
ایک ایک لاکھ لاکھ کے مجمع مین شمشیر زنی کرتا ہی انکی خوراک گوشت مردم و مار ہی پس شبر نک نے ایک نامہ
انکے نام تحریر کیا اور جو حالات سنے تھے وہ سب تحریر کیے اور یہ بھی لکھا کہ مین تو لشکر کشی کیے جاتا ہون اگر
تمھارا بھی جی چاہے تو تم لوگ بھی میرے ہمراہ چلو ورنہ اختیار ہی یہ نامہ جو انکے پاس پہونچا وہ بھی بہت برہم
ہوے اور رسم توقف مع دو لاکھ سپاہ کے تینون بھائیون نے کوچ کیا اور شبر نک کو جواب تحریر کیا کہ ہم
جاتے ہین تم بھی آؤ نامہ بر جواب لیکر ادھر آیا وہ ادھر کو روانہ ہوے چونکہ بیشہ قریب تھا نامہ کا جواب
جو شبر نک نے دیکھا اور سنا کہ وہ سبقت کر کے چلے گئے اسکو بہت غصہ آیا کہ یہ مجھپر سبقت کر گئے یہ بھی
فوراً مع اپنے چالیس ہزار کے اس طرف کو روانہ ہوا پہلے انکا حال تحریر ہوتا ہی جو کہ قبل روانہ ہوے تھے
کہ یہ تینون مع لشکر قطع راہ کرتے ہوے بعد تیز روی قریب شہر آفتاب نما کے پہونچے بیرون شہر خیمہ وغیرہ
برپا کیے لشکر اترا انکا لشکر اتر چکا تھا کہ یکایک میدان سے گرد اوڑی اور شبر نک مع چالیس ہزار کے
پہونچا آگے آگے شبر نک خود فولادی سر پر چار آئینہ بر مین زرہ تن مین چست دستانہ مین موزہ سے پیشہ تو
گرز کمر مین تلوار ہاتھ مین دوش پر کمان پشت پر سپر ترکش کمر مین نیزہ ہاتھ مین لیکر دن سمند پر
سوار عقب مین لشکر چار دہ ہی موزے پہنے ہوے خود سرون پر زرہ تنون مین تلوارین کمرون مین مرکبون پر
سوار چلے آتے ہین یہ دیکھکر تینون بھائی اپنے مرکبون پر سوار ہو کر تھوڑی دور تک اسکے لینے کو گئے جا کر راہ
مین ملے اسنے جو انکو دیکھا کہ یہ میرے استقبال کو آئے ہین وہ بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ انکے لشکر مین آیا
اپنا لشکر بھی اس لشکر مین شامل کیا یہ لشکر بھی اترا یہ تو یہان اترے ادھر کا حال سنیے کہ مہر جبیس دربار مین بیٹھا
ہوا تھا سب درباری مع تھا کہ ایک بار مہر جبیس نے خونخوار کو بلایا جب وہ اندر پردے کے گیا تو مہر جبیس نے کہا
کہ اے خونخوار شبر نک بیشہ نشین مع چالیس ہزار کے منصور و مقہور و مریخ بیشہ نشین مع دو دو لاکھ
سپاہ کے بیرون شہر پناہ مقابلہ آکر فروکش ہوے ہین انکا قصد ہی کہ مقابلہ کرین لہذا تم بھی شیر افگن

مع چار لاکھ سپاہ کے اُنکے مقابلہ کو روانہ کرو شیر افگن سے کہنا کہ وہ صف آرائی کرے ہمارا پہلوان قدرت
آئیگا وہ آتے ہی مقابلہ کریگا اور گرفتار کرکے لیجائیگا یہ لشکر برائے شوکت نمائی روانہ کیا جاتا ہی تاکہ یہ نہ
معلوم ہو کہ خداوند کے پاس لشکر نہیں ہے نخوار نے عرض کیا کہ بہت خوب پس پردے سے باہر آکر یہ حکم
شیر افگن کو دیا اُسنے عرض کیا کہ یہ جان نثار حاضر ہی آج ہی کوچ کرکے اُنکے مقابلہ کو جائیگا اور آکے اُنکے
مقابل خیمہ زن ہوگا پس یہ حکم دیکے برجیس نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے
ان چار دن کے آنے کی خبر آفتاب کو سحر سے معلوم ہوئی تھی جو اُسنے بذریعہ برجیس کے وہ حکم دیا تھا
پس جب شیر افگن وابستہ چھاؤنی میں چار لاکھ سوار لیکر آیا اور خیمہ وغیرہ باندھکر اُسکے اُسی وقت طرف
اُنکے کوچ کیا ادھر حضرت مع لشکر آئے ادھر اسکا حال سماعت ہو جب لشکر آچکا وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر باہم مشورہ
کیا آداب کیا کرنا چاہیئے صلاح ہوئی کہ ایکبار تحریر کیا جاسکے یہی صلاح ہو رہی تھی پردے بارگاہ کے اُٹھے
ہوئے تھے کہ شہر کی طرف سے گرد نمودار ہوئی سب سپاہ سیاہی دیکھنے لگے کہ وہ گرد قریب اُس صحرا
کے آکر شق ہوئی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان مرکب پر سوار خود سر پہ زرہ بر میں تلوار کمر میں نیزہ ہاتھ میں
عقب میں چار لاکھ کا لشکر ملازم آفتاب پھریرے کھولے ہوئے آتا ہے تشریف آفتاب و نائب آفتاب بحر تیر بیٹھا
آتے ہیں یہ حالت ہے کہ سب کو دوش بدوش رکاب برکاب چار آئینہ بند جلتہ پوش ہیں کہ وہ لشکر مقابل اُنکے آکر
اُترا خیمے وغیرہ برپا ہوئے افسر سردار خیموں میں اُترے بازاریں کھل گئیں جھنڈے بازاروں کے آراستہ ہوگئے
لشکری صحرا میں پھرنے لگے یہ دیکھکر اُنھوں نے ہرکاروں سے کہا کہ خبر لاؤ یہ لشکر کہاں سے آیا اور صاحب لشکر
کا کیا نام ہے پس وہ ہرکارے لشکر شیر افگن میں آئے حال دریافت کیا دریافت کرکے اپنے لشکر میں آکے
اُنکی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب نما نے آپکے مقابلہ کو آیا ہے چار لاکھ کا لشکر ہے اسکا
افسر سپہ سالار دست راست شیر افگن نام ہے یہ سنکے وہ خاموش ہو رہے اور بوقت شب انھوں نے کوس حربی
بجوایا یہ خبر شیر افگن کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ رزم کا بجوایا چونکہ یہ لشکر آج ہی آیا تھا پورے طور سے بند وبست
نہوا تھا رات بھر تمام لشکر بیدار رہا آلات حرب و ضرب کی دونوں لشکروں میں درستی ہوا کی یہاں تک کہ سحر
ہوگئی اُدھر وہ چار دن خواب غفلت سے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری کے مع لشکر کے میدان میں آکر
صف آرا ہوئے اور شیر افگن بھی سوار ہوکر مع اپنے لشکر کے آکے صف آرا ہوا تبر داروں نے نکل کر
پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو درخت کہ حائل نظر تھے اُنکو قلم کیا سقوں نے نکلکر آبپاشی کی گرد و غبار کو بٹھایا
نقیبوں نے نکلکر نقابت کی اور نقابت کرکے پیچھے ہٹ گئے ابھی کوئی دونوں طرف سے میدان جنگ میں نہیں
آیا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد بلند ہوئی وہ گرد یہ ثابت کرتی تھی کہ کوئی یکہ سوار آتا ہے کہ دامن گرد کا
قریب لشکر شیر افگن آکر شق ہوا اُس سے ایک سوار جرار مرکب تازی پر سوار نیزہ ہاتھ میں خود سر پہ
تلوار کمر میں آکے پہونچا شیر افگن سے کہا کہ ابھی کوئی میدان میں گیا تو نہیں ہے شیر افگن نے کہا کہ نہیں
پس یہ نیزہ ہلاتا ہوا مرکب کو مہمیز کرکے میدان میں آیا مرکب کو جولان کیا نیزے کے ہاتھ نکالے جب آپ
اور مرکب دونوں عرق عرق پسینہ میں غرق ہو گئے نیزہ زمین میں گاڑا اسکو مشت میں استوار پکڑا اور پسینہ خشک
کرنے لگا نقاب اُسکے منہ پر پڑی ہوئی تھی جب دم اُسکا استوار ہوگیا تو طرف لشکر حریف کے دیکھکر صدا دی کہ
جسکو تمنا ہے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے یہ سنتا تھا کہ لشکر شہرنگ سے سنتور نیزہ باز مقابلہ کو آیا
اور باہم ہم تکاور ہوا سب نے دیکھا کہ مرکب نقابدار کا کوئی دو قدم پیچھا ہوا اور مرکب سنتور کا کوئی
سات قدم ہٹا دونوں مرکبوں کو رانوں میں مسلکے ہم مقابل ہوئے سنتور نے نیزہ مارا نقابدار نے

حریف کے کمر سے پر روک لیا اور منھ پر نقاب بلند کی جیسے اسکی نگاہ اسکے منھ پر پڑی پس وہ غش کھا کر مرکب
پر سے زمین پر گرا اسکا گرنا تھا کہ صحرا سے ایک پیادہ نقابدار پیدا ہوا اور اُسکو اٹھا کر لے گیا
اُسنے پھر مبارز طلب کیا لشکر حریف سے اشمار شیرون نکلا وہ بھی اُسی طور سے گرفتار رہا اسکو بھی
وہ پیادہ اٹھا کر لیگیا پھر مبارز طلب کیا غماز گزر باز نکلا وہ بھی گرفتار ہو گیا تا شام تیدرہ پہلوان لشکر
حریف کے گرفتار ہوے شام کو دونوں لشکروں مین طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ پر
واپس گئے وہ سوار یہ کہہ گیا کہ مین پھر کل آؤنگا دونوں لشکر تو قیامگاہ پر گئے وہ سوار طرف صحرا کے چلا گیا
دونوں لشکروں مین رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو صف آرا ہوے وہی نقابدار آیا مبارز طلب کیا
حسب یوم گذشتہ آج بھی بیس سوار لشکر حریف کے گرفتار کیے شام کو دونوں لشکر واپس آئے فرودگاہ پر
وہ سوار صحرا کی طرف چلا گیا اسی طور سے دن میدان داریان ہوئین اس عرصہ مین کوئی سردار باقی نہین
رہا جو اُس نقابدار کے مقابلہ کو نکلے پس منصور خود مقابلہ کو آیا اسکا بھی وہی حال ہوا جو کہ سب کا
ہوا تھا یہ بھی غش کھا کر گرا اور گرفتار ہوا یہ حال دیکھکر مقصور مقابلہ کو نکلا وہ بھی گرفتار ہوا تو بت حرب و
ضرب کی آئی ہی نہین کچھ جوہر سپہ گری کھلتے صرف نقاب اُٹھتے غش کھا کر گرا گرفتار ہو گیا اُس دن کسی نے
لشکر حریف سے آفتاب کی کوئی مقابلہ کو نہین نکلا لاکھ لاکھ مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا تو وہ سوار واپس
چلا گیا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ محبوب جادو ہر روز شہرنگ پاس آتی
ہے حالت خراب و پریشان رستے چلی جاتی ہے آج جو آئی تو اسکو مغموم بہت پایا سبب دریافت کیا اُسنے
کل حال کہا کہ یہ واقعہ گذرا اب کل میری نوبت ہے محبوب نے کہا کہ اے جان جہان تجھکو لازم ہے کہ تو اُسکی
کی اطاعت قبول کرے کہ وہ واقعی سچا خدا ہے اور اُسکا کوئی ہمپلہ نہین ہو سکتا ہے نہ کوئی مقابلہ کر سکتا ہے
بدین سبب کہ جسکا وہ نائب ہے وہ خدا اسے برحق ہے اور رزاق مطلق اُسی کا یہ سب عالم پیدا کیا ہوا ہے نہین تو
بھی مثل اُن سب کے گرفتار ہوگا کوئی خدا سے مقابلہ کر سکتا ہے جو تو کرے گا شہرنگ نے ناز سے کہا کہ
مین تو اطاعت نہ کرونگا جبتک کوئی قدرت نہ دیکھونگا اُسنے کہا کہ یہ قدرت کیا کم ہے کہ ایک سوار آتا ہے
بغیر مقابلہ کیے اپنا منھ دکھا کر گرفتار کر لیجاتا ہے اُسنے کہا کہ یہ تو کوئی قدرت نہین ہے اسکے علاوہ اور
کوئی قدرت دکھاے تو مجکو یقین آوے محبوب نے کہا کہ اے جانی مین اس سبب سے یہ کہتی ہون کہ مجکو
معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کل لشکر زیر ہوگا اور تو بھی اُسکی بندگی ضرور کرے گا اگر بے عزتی کے ساتھ کی تو
کیا حاصل جس وقت تو اُسکا منھ دیکھیگا فوراً سجدہ کریگا شہرنگ نے کہا کہ جو ہو مین تو بغیر مقابلہ کیے
اُسکی اطاعت نہ کرونگا اور کل میرے مقابلہ کا دن ہے یہ کہکر منھ پھیر کر لیٹ رہا ہے اسکو اسکی کیا تاب
ہے یہ حال دیکھکر کہنے لگی کہ اے جانی تم خفا ہو مین جاتی ہون اسکی تدبیر کرتی ہون مگر میرا دل خوش
کر دو یہ سنکے شہرنگ نے اسکے دل کو خوش کیا وہ بعد الفراغ خیمہ سے باہر آئی اور شیر سے دریافت
کیا کہ وہ سوار کدھر سے آتا ہے شیر نے اسکے نشان دیا وہ اُسی سمت کو روانہ ہوئی بذریعہ شیر کے دریافت
کرتی چلی جاتی تھی کہ ایک مقام پر پہونچی شیر سے دریافت کیا کہ اب کدھر جاؤن معلوم ہوا کہ اسی مقام پر
تلاش کر یہ تلاش کرنے لگی اُسنے دیکھا کہ درے مین پہاڑ کے ایک مرکب بندھا ہوا ہے یہ اور آگے
بڑھی تو دیکھا کہ ایک کنگرہ استادہ ہے اسکے نیچے ایک مسہری بچھی ہے اسپر کوئی سو رہا ہے نفیر خواب بلند ہے
یہ دبے پاؤن قریب آئی اور دوشالہ اوٹھایا دیکھا کہ ایک جوان سو رہا ہے منھ پر نقاب پڑی ہے اُسنے جو
اُسکو دیکھا دل نے اور طرف رجوع کی اور کچھ خواہش ہوئی پس اسنے خیال کیا کہ پہلے نقاب اُٹھا کر

اسکا منھ تو دیکھون پھر جگاکر اپنی خواہش اس سے ظاہر کرون گی یہ خیال کرکے اسنے منھ پر سے اُسکے
نقاب اُٹھائی کہ ایک برق چمکی اور یہ غش کھاکر گری وہ بھی بیدار ہوا اسکو بھی گرفتار کر لیگیا یہان شیرنگ
اس انتظار مین رات بھر جاگا کیا کہ مہجبین جادو آتی ہوگی یہ خبر نہ تھی کہ وہ خود مہجبین سحر مین سپند ہوکر جل گیئین بلکہ
گرفتار ہوگیئین یہ تو اسی انتظار مین رہا یہان سحر ہو گئی یہ تو اسی فکر مین تھا کہ وہان مجمر فلک پہ ستارے
مانند سپند کے نیچے اور رات تمام ہوئی سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا شیر افگن بیدار ہوا اپنا لشکر لیکر
میدان مین آیا ناظرین پر واضح ہو وہ جو سوار نقاب پوش آتا ہے وہ تیلیۂ سحر آفتاب ہے اُسکی یہی خاصیت ہے کہ جو
اسکی صورت دیکھتا ہے وہ غش کھاکر گرتا ہے اور جو پیادہ آتا ہے وہ بھی سحر کا تیلہ ہے یہ اُن سب کو کہ جسکو گرفتار
کرکے لیجاتا ہے آفتاب پاس پہونچا دیتا ہے وہ قید کرتا ہے جب اُسکو ہوش آتا ہے اپنے کو قید پاتا ہے فکر کرتا
ہے کہ مین تو میدان مین مقابل پہلوان کھڑا تھا یہان کیونکر پہونچا اور کیونکر قید ہوا صدا آتی ہے کہ تجکو ہمارے
پہلوان قدرت نے زیر کرکے اور گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کیا تو پریشان نہو جب سب لشکر
گرفتار ہولیگا یا جو سردار اسلام مین اُسوقت تھا اور بار کیا جائیگا کوئی تمکو زحمت نہ ہوگی کوئی
تکلیف تمکو نہو گی وہ مجبور ہوکر رہجاتا ہے اسی طور سے مہجبین بھی گرفتار ہوکر پہونچی اسکو جب ہوش آیا تو اپنے
کو قید پایا سب جو سحر یاد رکھتی ہے تو سحر بالکل فراموش ہے خیال کیا کہ تو تو اُس شب مین اُس جوان پر
عاشق ہوئی تھی اور تو نے نقاب اُٹھائی تھی تو یہان کیونکر اسیر ہوکر آئی صدا آئی کہ اے مہجبین سحر فراموش
ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ مقام متبرک ہے یہ مقام خداوند کے رہنے کا ہے یہان سحر و ساحری کو کیا دخل ہے اور تو
جو گرفتار ہوکر آئی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تو نے قصد کیا تھا کہ مین راز خداوندی کو افشا کرون اور پہلوان
قدرت کے منھ پر سے نقاب اُٹھائی تھی بھلا کوئی بھی ہمارے راز کو افشا کر سکتا ہے اور ہمارے بھید
کو پہونچ سکتا ہے کیا تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہین سنا شعر توان در بلاغت بسحبان رسید۔ نہ در کنہ بیچون سبحان
رسید۔ بھلا تو کیا ہمارے راز کو اور کارخانہ خدائی کو سمجھ سکتی ہے ایک برق جمال کی تو تاب نہ لا سکی
اور غش کھاکر گر پڑی ہمارے راز کو کیا پہچانے گی بھلا بندہ کبھی خدا کے راز کو پہچان سکتا ہے بس اب
قید رہ تا وقتیکہ تیرا معشوق نہ گرفتار ہوکر آئے یہ سنکر مہجبین مارے خوف کے کانپ گئی خاموش ہوکر
بیٹھ رہی اُدھر جو اُس نقابدار کی آنکھ کھلی اپنی نقاب کو اُلٹا ہوا پایا پہلے نقاب درست کی اُسکے
بعد مرکب پر سوار ہوکر طرف میدان کے چلا ایک جملہ ناظرین پر اور واضح ہو کہ جب یہ مہجبین نے سحر سے
دریافت کیا کہ وہ نقابدار کدھر سے آتا ہے تو یہ نہ دریافت کیا کہ یہ سوار کون ہے اگر دریافت کرتی
تو ثابت ہو جاتا صرف اس خیال سے نہین دریافت کیا تھا کہ جب مین اُسکو دیکھونگی تو بلا ایذا سحر
گرفتار کر لونگی وہان جاکر جو دیکھا تو اسکی دوسری صورت ہوئی پس اسکو اسکی شکل دیکھنے کی خواہش
ہوئی صورت جو دیکھی غش کھاکر گری یہ سبب تھا جو نہین دریافت کیا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدم برسر
مطلب یہان دونون لشکر میدان مین صف آرا ہین کہ وہ نقابدار پہونچا میدان مین آکر مبارز طلب کیا
ہیچ یارخوار مقابلہ کو آیا اُسی طور سے اُسنے حربہ کیا اُسنے نقاب اُٹھائی وہ غش کھاکر گرا دوسرا
نقابدار پیدا ہوا اُسکو پکڑ کے لے گیا یہ دیکھکر شیرنگ کو تاب نرہی فوراً گرز بارہ سو من کا اُٹھا کر اور
گردن کو تیز کرکے چلا اور آتے ہی منھ کو پھیر کر وار کیا نقابدار نے خالی دیا اُسنے خیال کیا اب تیرے
گرز سے نقابدار پیوند زمین ہو گیا ہوگا اب دیکھنا چاہیئے ادھر تو اُسنے ادھر منھ کیا اُدھر اُسنے
منھ پر سے نقاب اُٹھائی پس اُسکی نظر جو اُسکے چہرے پر پڑی بس یہ بھی غش کھاکر گرا اور دو نقابدار

دوسرا پیدا ہوا اور اُٹھا لے گیا یہ حال جو لشکر نے دیکھا ایک مرتبہ سب کے سب تلواریں لے کر دوڑ پڑے اُدھر سے شیر افگن نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ لشکر حریف کو مقابلہ کر کے بھگا دو پس یہ جا ملا لشکر کا لشکر نیزہ و تلوار لے کر چلے اور باہم ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی گھمسان کی تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہوا خونوں کی ندی بہنے لگی زمین تمام لاشوں سے پٹ گئی قطعہ

کشت ہوا خون سے لالہ زار
وہ تیغ سرافشاں کی بانکی جھمک
قمر ور تیغ بر فرو ہو گیا
کسی کا کلائی سے پنجہ کٹا
لڑائی سے منہ پیچھے کو مڑ گیا
کوئی تھا نظر کردہ ہاسے دجل

ہوا دشت میں خون کا دریا رواں
چھپا لی تھی ہر بار چشم فلک
کسی کا جدا تن سے سر ہو گیا
کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا
لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی
سسکتا تھا کوئی پڑا ہو کے شل

ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار
نظر آیا مثل حباب آسمان
جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا
دو پارہ کوئی پر جگر ہو گیا
کسی کا دو شانے سے ہاتھ اڑ گیا
بڑی طور سے ایک ایک کو جان کی

ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ لاکھ رکا شکست ہوا سروں کا انبار لاشوں کا ڈھیر ہو گیا سے سردار کب تک مقابلہ کرتے آخر کو شکست کھا کر فرار پر قرار لیا جب وہ لشکر بھاگنے لگا اور لشکر شیر افگن نے قصد کیا تعاقب کریں صدا آئی کہ اے جوانان لشکر باید ولت انکا تعاقب نہ کرو انکو پڑا اؤ پر جا کر قیام کرنے دو جب انکے سردار ہماری اطاعت کرینگے تو یہ بھی سب اطاعت کرینگے بس اتنی سزا انکو کافی ہے اب کوئی ضرورت نہیں ہے یہ صدا سنکے لشکر نے جنگ سے ہاتھ روک لیا وہ لوگ بھاگ کر پڑاؤ پر گئے قصد کیا کہ یہاں سے فرار کریں جب دیکھا کہ ہمارے عقب میں کوئی نہیں آتا ہے تو انکو اطمینان ہوا انھوں نے اسی مقام پر قیام کیا ہرطرف ادھر بھی لوٹ سے محفوظ رہا ادھر شیر افگن اپنے لشکر کو لیکر قیامگاہ پر واپس آیا چونکہ رات ہو گئی تھی لشکر آسودہ ہوا وہ رات بسر کی بوقت سحر اُٹھکر شیر افگن نے اپنے لشکر کے کشتوں کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار قتل ہوئے اور پانچ ہزار زخمی اور حریف کے لشکر کے کشتوں کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ پچاس ہزار کام آئے شیر افگن نے اسی روز اپنے کشتوں کو جلایا دفن کیا اور بعد اسکے اسی روز لشکر کو ہمراہ لے کر طرف شہر کے کوچ کیا اور داخل شہر ہوا تمام شہر میں شور مچ گیا کہ شیر افگن لڑائی سر کر کے آتے ہیں اسنے لشکر کو تو چھاونی کی طرف روانہ کیا اور آپ تنہا مستقیم طرف دربار کے چلا اسی حالت سے کہ لباس زرین پہنے ہوئے اور قریب قلعہ پہنچکر داخل قلعہ ہوا ادھر کا حال سماعت ہو کہ جبکہ شبرنگ و مرتیح اسی صورت سے گرفتار ہو کر پاس آفتاب جادو کے پہونچے جبکہ انکو ہوش آیا اپنے کو گرفتار پایا بہت پریشان ہوئے کہ ہم کو کسنے اسیر کیا ہمتو اس سے مقابلہ تھا یا اور میدان میں آئے تھے ہمارے اسکے مقابلہ بھی نہیں ہوا کہ ہم خیال کریں کہ اسنے حملو آور کیا ہو گا شبرنگ تو یہ خیال کر رہا ہے کہ آج تک تو میں کبھی کسی سے زیر نہیں ہوا آج کیونکر اسیر ہوا اور قید سلاسل میں گرفتار ہوا یہ تحریر ہو چکا ہے کہ جو گرفتار ہوتا ہے وہ بلا سے آسمان لقلق جانا ہے اسکو آفتاب اپنے طور سے قید سحر میں مبتلا کرتا ہے گو بظاہر قید اصلی معلوم ہوتی ہے مگر دراصل وہ قید سحر ہے پس جب ان دونوں نے یہ خیال کیا تو فوراً صدا آئی کہ اے بندگان من پریشان نہو تمکو ہمارے جلوہ قدرت نے زیر کیا ہے کہ جب اس پر وہ دنیا پر کوئی زیر نہیں کر سکتا ہے تم گھبراؤ نہیں صبح کو تم کو ہماری خدائی کا حال معلوم ہو گا اور تم بھی ہم پر ایمان لاؤگے یہ صدا سنکے وہ بھی چپکے کبھی خاموش ہوئے وہ رات تمام ہوئی جب سحر ہوئی اور دربار ترتیب کا یہ سامان

معلوم ہوا کہ اس جنگ کے فتح کرنے کا باعث سراسر کارستے نائب خداوند کی صاحب سے ہے تب شیر افگن کو
سپہ سالار قدرت کا لقب عنایت فرمایا اُسنے بہت بڑی لڑائی فتح کی ہے یہ حکم سنکے افریق باہر حجاب
کے آیا اور وہ آفتاب یاقوتی شیر افگن کو دیا اور جو لقب ملا تھا اُس سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ لقب ملا وہ
آفتاب لیکر اور یہ لقب سنکے بہت خوش ہوا اب جو سب نے دیکھا کہ گرد اُس سورج یاقوتی کے بخط زری
یہ تحریر ہے کہ این شیر افگن مرد جری و سپہ سالار قدرت است یہ لقب اسکو آج سے ملا اسکا مرتبہ بڑھا
جب یہ عنایت سب نے خداوند کے نائب کی دیکھی ہر ایک کو یقین ہوا کہ ضرور ہماری یہاں قدر ہوگی
شیر افگن نے تو طرف حجاب کے سجدہ کیا اور آداب بجا لایا کہ اس امر کیلئے پھر حبیس نے افریق کو طلب
کیا اور حکم دیا کہ شیر افگن سے کہو کہ وہ چاروں پہلوان مع اپنے لشکر کے آج داخل شہر ہونگے
لہذا اُنکو ایک مقام مناسب پر اُتارا جاوے اور اُنکے لشکر علیحدہ رہیں اور اُنکے لیے ایک چھاؤنی
ابھی ابھی ہماری قدرت سے ظاہر ہوگی اُسی میں یہ لشکر رہیں اور اُسکے برابر جو عمارت ہوگی اُسمیں
اُسکے سردار اپنے اپنے نام کا مکان دیکھکر اُتریں یہ حکم دیا جاتا ہے شیر افگن کو کہ وہ بہت اچھے
طور سے سب کو اُتارے دیکھو کسی کو کسی امر کی تکلیف نہو یہ حکم دے کر حبیس نے دربار برخاست
کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے اب یہ قاعدہ مقرر ہوا ہے کہ ایک روز افریق پردہ
حجاب میں جاتا ہے ایک دن خونخوار جاتا ہے دربار سے اُٹھکر جو شیر افگن اپنے مقام پر آیا وہ لباس اُتارا
دوسرا لباس پہنکر طرف چھاؤنی کے چلا جب قریب چھاؤنی کے پہونچا تو دیکھا کہ واقعی ایک چھاؤنی
اور طیار ہو گئی ہے جو کبھی نہ تھی اور اُسکے برابر ایک بہت بڑی عمارت بھی ہے یہ اُس چھاؤنی میں
آیا دیکھا چار مقام ہیں ہر ایک کی پیشانی پر اُس سردار کا نام تحریر ہے کہ جسکے لشکر کے لیے وہ مقام بنایا گیا
ہے یہ چھاؤنی کو دیکھکر باہر آیا تھا کہ اس عرصہ میں خبر آئی کہ وہ چاروں سردار مع اپنے لشکر کے داخل
شہر ہوتے ہیں یہ سنکے شیر افگن طرف اُنکے چلا راہ میں اُنسے ملاقات کی اپنے ہمراہ لیکر
اُس چھاؤنی میں آیا ہر ایک کے لشکر کو جسکے نام کا تھا اُسمیں اُسکو اُتارا بعد اسکے اُنکے افسروں و
سرداروں کو لیکر اُس عمارت میں آیا اور جس افسر کے نام کا مکان تھا اُسمیں اسکو جگہ دی سب کو
براحت اُتارا اُن سب نے دیکھا کہ ہر چیز آرام کی مہیا ہے بہت خوش ہوئے شیر افگن سب انتظام
کر کے چلا آیا دوسرے روز جب دربار ہوا یہ چاروں سردار مع اپنے سرداروں کو لیکر دربار میں
آیا موافق قاعدہ کے ہر درجہ میں اُنکے سردار جنکے نام کرسی یا دنگل تھا وہ اُسی درجہ میں رہ گیا
جو معزز سردار رہتے وہ اُس درجہ میں پہونچے کہ جہاں پر دیو قدرت تھا اُنکے بھی نام جس دنگل یا کرسی
پر تحریر تھے وہ اسپر متمکن ہوئے حسب قاعدہ جس دن کہ وہ داخل شہر ہوئے تھے اُنکی دعوت خداوند کے
یہاں سے ہوئی تھی جس طور سے سب کی ہوتی تھی اب یہاں دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے مجمع جادو
بھی ہر روز بہمنگ کے پاس آتی ہے اب حال نامہ بر تحریر ہونا چاہیے وہ ملاحظہ ہو یہ جو نامہ
لے کر مع دس ہزار سپاہ کے طرف آفتاب تماشے کے چلا راہ کو طے کرتا ہوا بعد قطع منازل و طے مراحل
کے قریب اقلیم خورشیدیہ کے پہونچا اُسی صحرا میں قیام کیا جہاں اسکو شام ہوئی صبح داخل اقلیم ہوا
جب سے سرحد خورشیدیہ میں داخل ہونے سوائے مردم آفتاب پرست کے کوئی مذہب کے لوگ
نہیں آتے ہیں جس شہر میں یہ خبر پہونچی ہے کہ ایک نامہ بر نامہ لے کر نائب خداوند کے پاس جاتا ہے
اُسکے ہمراہ دس ہزار سوار ہیں اُس شہر کا حاکم اپنے لشکر میں بندوبست مقابلہ کرتا ہے یہ بیرون شہر سے

اور مقصود نے اس سبب سے پہچانا تھا کہ اول تو اسکے لباس کو اپنے شہر و لشکر کے لباس سے خلاف پایا
دوسرے یہ امر تھا کہ اُسنے سلیم کو ایک پہلوان قوی اور اعلےٰ درجہ کا دیکھا پس یہ سمجھا تھا کہ یہ نامہ بر
ہی اور شہر میں کیونکر معلوم ہوا کہ نامہ بر نامہ لیکر مع دس ہزار سپاہ کے آیا ہی کہ جب یہ شہر پناہ پر
پہونچا تو حاکم شہر کی طرف سے چند آدمی اسی امر پر مقرر ہیں کہ وہ ہر روز شہر پناہ پر آتے ہیں اور وقت
سحر سے دو پہر تک پہرہ دیتے ہیں آج جو وہ لوگ حسب قاعدہ آگئے یہ لوگ پہرے پر مقرر تھے کہ نامہ بر پہونچا
مع لشکر انھوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور اسقدر لشکر لیکے شہر میں کیوں جاتے ہیں نامہ بر نے کہا
تھا کہ میں نامہ لیکر آیا ہوں نامہ بر ہوں انھوں نے روکا تو نہیں مگر ایک سوار سے کہا کہ تم آگے آگے
اہل شہر کو آگاہ کرتے جاؤ کہ نامہ بر آتا ہی تاکہ اہل شہر پریشان نہوں یہ سبب تھا کہ جو اہل شہر کو معلوم ہو گیا
تھا کہ یہ نامہ بر ہی پس جب مقصود نے سلیم کو بصد صولت کے مسند پر بٹھایا برابر آپ بھی بیٹھا اور کل سامان نشست
مہیا تھا بڑی خاطر سے پیش آیا سلیم نے کہا کہ آپکو کہاں الہام ہوا کہ میں نامہ لیکر آیا ہوں
دربار میں جاتا تھا آپ بیان فرمائیں آپ نے اسکا کیا سبب کہا مقصود نے کہا آپکو معلوم نہیں آپ کے
آنے سے قبل خداوند نے حکم فرمایا کہ مقصود کو ایک نامہ بر ہمارے پاس سے کہ آج شہر میں داخل ہوگا اسکو تو
بڑی راحت سے اُتروانا اور بڑی خاطر مدارات سے پیش آنا اور یہاں کے طریقے سے آگاہ کرنا میں حسب
حکم خداوند آپ کے استقبال کو آیا اور آپکا استقبال کرکے اس مقام پر لایا یہ مقام آپ کے
قیام کے لیے مقرر ہوا کہ آپ یہاں تشریف رکھیں کیونکہ یہاں کا قاعدہ یہ ہی کہ کوئی بجز اہل دربار
کے دربار میں نہیں جانے پاتا ہی اور جو کہ خداوند نے آپکو قبول کیا پس اسکے خلاف قاعدہ نہیں ہوسکتا ہی آپ
کیونکر داخل دربار ہوں سلیم نے بصد صولت کہا کہ یہ نیا طریقہ ہی آج تک کسی دربار کا یہ طریقہ نہیں ہی کہ نامہ بر
دربار میں نجاوے ہم نے بڑے بڑے دربار بڑے بڑے شاہان جلیل القدر کے دیکھے اور سنے جیسا کہ دربار
خداوندوں کا ہوتا تھا کہ جسمیں اٹھارہ ہزار عالموں کے سردار حاضر رہتے تھے خداوند سال بعد اپنا جمال
دکھاتے تھے ایسے خداوند کہ جنھوں نے اپنی قدرت سے بہشت و دوزخ زمین پر بھی علاوہ آسمان
کے پیدا کیئے اسی طور سے زمرد شاہ نمرود ثانی فرعون ثانی زمرد ثانی مگر ان سب کے دربار میں ہر ایک
کے جانے کی اجازت تھی وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم اگر دربار میں آنے کی ممانعت کردینگے تو ہم تک کیونکر
ظلم و جور کا حال معلوم ہوگا جو لوگ ہمارے ملازم ہیں اور جنپر ہماری ملازمت کے غریب و غربا پر ظلم کرینگے تو
وہ ظاہر ہوگا اور ہم کیونکر عدل و انصاف کرینگے اور کیونکر ہماری رعایا جو کہ ہمارے بندے ہیں ہم تک
اپنی حالت کی خبر کرینگے کہ ہم اُنکی داد دیں اور اُن ظالموں سے کہ جو ستاتے ہیں اسکے خلاف یہاں پاتا ہوں
میرے نزدیک اہل ظلم وستم بھی خوب جانتا ہوگا کیونکہ وہ اپنی غرض حاجت نہیں کرسکتے ہیں اور یہ لوگ یہی تصور کرتے
ہوں گے کہ جسقدر ہمارا جی چاہے ظلم کرو وہاں تک خبر تو ہوگی نہیں پس ہماری رعایا اُن ظالموں کی ظلم
کی برداشت کرکے رہ جاتے ہونگے یہ کون سا عدل و انصاف ہی بالکل خلاف عدل ہی ہم تو بہت
عدل کی شہرت سنتے تھے مقصود نے جواب دیا کہ جیسا آپ نے سنا تھا واقعی اُسی طور سے ہی اسکے
خلاف نہیں ہی یہاں خوب انصاف ہوتا ہی جیسا کہ جہاں عدل و انصاف ہوتا ہو کسی ملک میں نہیں ہوتا ہی
نامہ بر نے کہا کہ یہی طریقہ انصاف کا ہی کہ نامہ بر ایک تو دربار میں جانے نہیں پاتا ہی اور لوگوں کی کیونکر
رسائی ہوتی ہوگی یہ خیال کرلو کہ تمہارا زمانہ جیسا کہ دربار اہل اسلام کا ہوتا ہی ویسا کسی کا نہیں مگر
وہاں بھی ممانعت نہیں ہی یہ امر ہمارے خیال میں نہیں آتا ہی یہ بات بالکل خلاف ہی تمہارا عدل شاہی کے مقصود نے

کہا کہ ہاں بلاشک یہ خلاف ہی قواعد کے جو کہ شاہ ہو ورنہ جو کہ خدا ہوا اسکے قواعد کے خلاف نہیں ہی یہ کوئی
بادشاہ نہیں ہیں یہ تو نائب خداوند و پیغمبر خداوند ہیں انپر تو سب حال جو صبح سے شام تک اور شام سے صبح
تک دنیا پر گذرتا ہی روشن ہی پھر ایک کی داد کو نہ پہنچتے ہیں ان سے عرض کرنے کی کیا ضرورت
اسپر بطور مزید احتیاط دو پیغمبر مقرر کیے ہیں کہ جب تم دربار میں آیا کرو تو تمام شہر کی گشت کر کے آیا کرو اور
جو کچھ گذرے یا جو کوئی جو کچھ فریاد کرے اسکو سن لو اور اسکی تسلی دو ہم سے آکر عرض کرو ہم
اسکو اسکے کردار کی سزا دیں اونپر کیا منحصر ہی سب افسران و سرداران کو حکم ہی جو کہ دربار میں
حاضر ہوتے ہیں وہ وقت ہر سردار گشت شہر کرتا ہی لیکنے بوقت جانے دربار کے اور بوقت واپسی
علاوہ برین آج تک کسی نے کسی پر ظلم نہیں کیا کہ جو خداوند کو سزا دینے کی ضرورت ہوئی اسقدر رعیت
ہی کہ قبل سے فاقہ زرق ظاہر کر دیا کہ جو غریب و مسکین و محتاج ہوں وہ یہاں سے رزق پائیں تاکہ
کوئی کسی کے روبرو ہاتھ اپنا نہ پھیلاسکے اور ہمیں کا آپ نے ذکر کیا وہ بادشاہ سکے کوئی خداوند سے
سواے ہمارے خداوند کے پھر وہ کیونکر نہ حکم عام دیتے کہ جب کبھی چاہیے دربار میں آسکے کوئی روک
ٹوک نہیں ہی انکو کوئی خبر کرتی نہیں ہی کہ کیا لڑائی تھی اور کہاں تک رعایا تھی ایسا تو پہلے سنتے کہ سب
حال انپر روشن ہیں مثل اسکے کہ دل اہل اسلام سے کہ ہیں کہ ہمارا خدا آسمان پر ہی اور ہم اس تک نہیں جا سکتے
ہیں اسنے ہماری ہدایت کیلیے نبی خلق کیے جنہوں نے ہم کو بدان کفر سے نکالا اور انہیں کے ذریعہ سے جو کچھ
عرض کرنا ہوا کیا یہ طریقہ اسکے مذہب میں جاری ہی کہ وہ نماز پڑھ کر دعا کرتے ہیں انکا یہ قول ہی کہ
جبکہ ہم نماز پر کھڑے ہوتے ہیں تو گویا ہم اپنے خدا کے روبرو حاضر ہوتے ہیں اور جو کچھ عرض کرنا ہوتا
ہی اپنے معبود سے ہم اسوقت عرض کرتے ہیں اور وہ لوگ اسکے قائل ہیں کہ ہم اپنے خدا کو دیکھ نہیں سکتے
ہیں اور جسقدر یہ مخلوق ہی سب ہمارے خدا کی پیدا کی ہوئی ہی انکا تو یہ قول ہی کہ وہ واحد ہی اسکا کوئی
شریک نہیں ہی نہ اسکے ماں ہی نہ باپ ہی نہ بیٹا ہی نہ بیٹی نہ جورو نہ وہ کسی شے سے بنا ہی نہ وہ پیدا
ہوا ہی اسنے یہ کل اشیا اپنی قدرت سے خلق کی ہیں انکا تو یہ مقولہ ہی کہ نہ اسکے ہاتھ ہیں نہ پیر ہیں
نہ جسم ہی نہ کوئی اعضا اعضاے انسانی سے نہیں رکھتا ہی اور نہ اسکو کھانے کی خواہش ہوتی ہے نہ پانی کی
ضرورت اور نہ ضروریہ سے کوئی ضرورت انکو نہیں ہی وہ القصہ نور ہی ہر جگہ وہ موجود ہی اور ہمیشہ سے ہی
وہ تمام امور دنیوی سے بری ہی ان کا یہ قول ہی کہ وہ ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ تک رہیگا
بخلاف اسکے ہمارے خداوند میں یہ سب باتیں ہیں کہ وہ ماں بھی رکھتے ہیں باپ بھی اور تمام امور دنیوی
سے انکو مطلب ہی اور وہ کبھی کبھی اپنی صورت بھی دکھا سکتے ہیں مگر اور امر میں فرق ہی جس طور
سے خداے نادیدہ کے پاس کوئی نہیں جا سکتا ہی اسی طور سے ہمارے خداوند کے پاس کوئی
نہیں جا سکتا ہی انکا ذریعہ ہی ان کے نائب اور فرزند پاس کوئی نہیں جا سکتا ہی سواے جن مضمون
کے وہ مرسل قدرت ایک عجیب قدرت سے کہ انکا بہت بڑا دربار ہوتا ہی مگر سواے ان لوگوں
کے جو کہ قبل سے حاضر دربار ہوتے ہیں وہ جا سکتے ہیں کوئی غیر نہیں جانے پاتا ہی سلیم
شہر ہولیت نے کہا کہ یہ تو میں نے سنا اب آپ یہ فرمائیں کہ یہ نامہ کیونکر نائب خداوند تک پہونچیگا
مقصور نے کہا کہ آپ تشریف رکھیں کل آپکی خدمت میں پیغمبر خداوند خود تشریف لائینگے انکو
آپ نامہ دیں وہ پیش کر کے اسکا جواب حاصل کرکے آپکے پاس بھیجدینگے بالطریق دیگر جو کہ پیشتر عرض کیا سلیم
نے کہا کہ میں نامہ اپنے ہاتھ سے دونگا اور اسکا جواب لونگا کیونکہ نامہ کوئی ایسے دینے کا نہیں جو کہ وہ یوں دیا جاسکے

نامہ ہی خداوندان خداوندان خداوند کا جو کہ اسوقت سب کے خدا ہین پہلے اور نکے بین زمرد بن لقا جو کہ ہما
ہزار لاکھ با عشر کے خدا تھے جنکی خدائی کو اب تک لوگ مانتے ہین بھلا مین نامہ کیونکر دون مین نائب خداوند
لیکے پر چین کے ہاتھ مین دونگا میرے نزدیک تو وہ ایک بادشاہ ہین اور یہ نامہ خداوند کا ہی اُن کو
اس نامہ کی عزت کرنا چاہیے مقور نے پر نظر قہر طرف سلیم کے دیکھا اور کہا کہ کیا کرون مجکو تمھاری
خاطر و مدارات کا حکم ہی ورنہ مین اس کلام کا مزا آپکو چکھاتا کہ جیسے آپ نے یہ کہا کہ میرے
نزدیک ایک بادشاہ ہی اب مین صاف صاف کہتا ہون کہ اگر آپ کو نامہ دینا منظور ہو تو خیر
ورنہ آپ نامہ لیکر چلے جائین آپ کا جانا کسی طور سے دربار مین نہین ہو گا ہم خلاف قانون کے
نہین کر سکتے اور اگر یہ مد نظر ہی کہ نامہ نائب خداوند تک پہونچے تو کل اُنکے پیغمبر آئین گے اُنکو نامہ
عنایت کیجیے گا وہ جواب نامہ لا دین گے یہ سنکے سلیم نے خیال کیا کہ نہین نامہ دو تو دیکھو کیا جواب
آتا ہی مگر افسوس دربار مین نہ جانا ہوا ذرا دربار کی حالت دیکھتے مین تو آتی کہ کس طور کا دربار ہی کیسے
کیسے سردار ہین مگر اسکی صورت سے تو ثابت ہوتا ہی کہ سردار تو اچھے معلوم ہوتے ہین کیونکہ یہ تو بہر دار
زبردست ہی ایسے ہی سردار ہین تو دربار خوب ہو گا خیر دیکھا جائے گا یہ خیال کرکے کہا کہ یہ طریقہ نہین ہی
کہ نامہ دیا جائے مگر مین نامہ لیکر جو نکہ آیا ہون ایسی حالت مین مناسب نہین جانتا ہون کہ نامہ واپس
لیجاؤن کیونکہ جواب لینے آیا ہون پس جواب حاصل کرکے جاؤنگا پھر جس طور سے ہو مقور نے کہا کہ
کل مرسل نائب خداوند یعنے پیغمبر خونخوار خود تشریف لائین گے اُنکو نامہ مرحمت کر دیجیے گا سلیم نے
جواب دیا کہ بہت خوب یہ کہکر اور طور پر گفتگو ہونے لگی کہ تمام حال جو کہ مقور نے سنا تھا از ابتدا تا انتہا
بیان کیا یہ حالت سن کے نامہ بر بہت حیران ہوا اور کہا کہ بڑے بڑے عجائبات یہان ہین کہ جنکا دیکھنا
ضروری ہی مقور نے کہا کہ جب خونخوار جو کہ مرسل ہین آپ پاس تشریف لائین تو آپ اُن سے یہ خواہش فرمائیگا
کہ مین قلعہ کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون اگر آپ میرے لیے اجازت اس امر کی دین تو مین
دیکھ لون اگر خداوند اجازت دین گے تو آپکو مین تمام قلعہ کی زیارت کرا دونگا مقور نے کہا بہت
خوب یہین وہ دن تمام ہوا شام ہوئی پہر تک شب تمام لشکر کو سلیم کے خود بخود ہر قسم کا طعام لذیذ پہونچا حسب مرتبہ
سلیم کے لیے بھی طعام لذیذ آیا مگر طعام کا لانے والا کوئی نظر نہین آیا اُسنے وہ طعام لذیذ کھایا یہ کارخانہ
دیکھکر اور حیران ہوا کہ جو یہان کا رخانہ ہی وہ نئے طور کا ہی یعنے کوئی نہ کوئی ساحر زبردست ہی پس بیرا
پھر کسی بارگاہ مین رہا ایسے ایسے خیالات مین غرق رہا کہ اُسکو تمام رات نیند نہ آئی سحر ہوگئی بوقت
سحر اُٹھا سب امور ضروری سے فراغت کر کے بیٹھا جو سردار اُسکے ہمراہ تھے وہ اسکے پاس آئے وہ بھی
اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے کہ اُسنے پر دے بارگاہ کے اُٹھوا دیے مین مقور جو اُسکو فرو کش کر کے
گیا ہی اور وہ تقریر کر گیا ہی جب سے نہین آیا ہی یہ حیران ہی کہ کیا کرون کیونکہ یہ نامہ جلسہ گاہ مین خداوند
کو میرا انتظار ہو گا اور فراق مین اُس صاحب تصویر کے بیقرار ہو گا یہان کل سے جو آیا ہون اُسوقت
تو تھوڑے عرصہ کے لیے وہ آکر بیٹھا تھا اور وہ تقریر کی تھی جبکہ طعام وغیرہ سے فراغت ہوئی تو وہ چلا گیا
جب سے نہین آیا پھر کسی نے خبر تک نہ لی کہ کون آیا ہی اور کون نہین مین تو عجب عذاب مین مبتلا ہوا ہون
تھوڑی دیر اور انتظار کرتا ہون اگر کوئی آیا تو خیر ورنہ مین خود طرف دربار کے جاؤنگا مین یہان کب تک پڑا
رہونگا یہ خیال کر کے اپنے ہمراہیون سے کل حال کہا اور جو تقریر مقور نے کی تھی وہ بھی بیان
کی اُنھون نے کہا پھر آپ کا کیا قصد ہی سلیم شیر صولت نے کہا کہ مین کیا بیان کرون کہ کیا میرا قصد ہی

خلاف ہوگا یہ سنکے سلیم نے کہا کہ بہت خوب مین نامہ حاضر کرتا ہون گر یہ طریقہ بیجا ہی میری ایک عرض ہو وہ
خدمت خداوندی مین عرض فرمایئے گا خونخوار نے کہا کہ وہ کیا عرض ہی سلیم شیرصولت نے کہا کہ
میری خواہش یہ ہی کہ مین قلعہ کی سیر کرون اور قدرت خداوند کا تماشا دیکھون اگر اجازت ہو یہ
سنکے خونخوار نے کہا کہ مین خدمت مین عرض کرونگا جو وہ ارشاد فرماینگے مین گذارش کرونگا یہ سنکے
سلیم نے کہا کہ خیمہ مین تشریف لے چلیے جواب دیا کہ اسقدر مہلت نہین ہی آپ نامہ دیجیے یہ سن سلیم نے
فوراً نامہ خونخوار کے ہاتھ مین جیب سے نکال کر دیدیا اور یہ کہا کہ نامہ بہت ضروری ہی بدین سبب
مین یون دیتا ہون ورنہ کبھی نہ دیتا جبتک موافق قاعدہ کے نہوتا اگر واپس لیجاتا ہون تو مطلب
رہا جاتا ہی بدین خیال مین نے یہ گوارا کیا اور نامہ دیا یہ سنکے خونخوار نے وہ نامہ لے لیا اور اپنے
پاس تخت پر رکھ لیا اور کہا کہ اب آپ مین سے تشریف رکھین اور اطمینان رکھین اسکا جواب
آپ کو آج ہی ملیگا اور جہانتک ممکن ہوگا مین کوشش کرونگا کہ آپ کی طلبی دربار مین ہو سلیم
نے کہا کہ یہ آپکی عنایت و مہربانی ہوگی یہ کہکر سلیم تو اپنے خیمہ کی طرف چلا اور ادھر سواری خونخوار
کی طرف دربار کے روانہ ہوئی یہان آکر سلیم نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ واقعی یہان بڑے
بڑے کارخانہ ہین یہ خدائی واقعی بہت بڑی ہی کہ جسکے زیر حکم اتنے بڑے بڑے بادشاہ مثل غلامون کے
حاضر رہتے ہین اور اپنا فخر تصور کرتے ہین دیکھو کس تزک و حشم سے دربار مین جاتے ہین یہ حالت تو
کبھی سنتے تھے لقا کی خدائی کی بھی نہین سنی ہی باوجودیکہ وہ بہت بڑی شوکت رکھتے تھے کہ جناب
الیہ مرسل کا دنگلی ایسے سرا قبیل مگر یہ شوکت نہ تھی اسکے ہمراہیون نے کہا کہ ہم کو تو یہ ثابت ہوتا
ہی کہ یہ خدائی ترقی کریگی اور ضرور خدا سے نادیدہ کے ماننے والون کو اسکے ہاتھ سے زک پہونچیگی
اور کچھ عجب نہین کہ یہ لوگ اپنے ظفریاب ہون گر لقا یہ کرین کہ ہمارے خداوند سے اور آپس نہ بگڑے جو
امر کہ انہون نے تحریر کیا ہی یہ منظور کرلین تو بڑی اچھی بات ہوگی ورنہ خرابی ہوگی کیونکہ یہ امر ہوگا کہ انکے
اور انکے مقابلہ ہوگا انجام کیا ہو سلیم نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ منظور کرلین میری نگاہ مین یہ امر
بعید ہی کہ ارژنگ سے اور جیپیل سے بہت بڑی جنگ ہوگی وہ اپنی خدائی ظاہر کرینگے یہ اپنی خدائی
کی ترقی چاہینگے جو کہ دشمن انکو اسوقت ہم ہی وہ تو ہمارے خداوند اگر برسون کوشش کرینگے
تو بھی نہوگا یہ اپنی شان کے خلاف تصور کرینگے دوسرے یہ کہ انھون نے اپنی خدائی کی تعریف کی ہی
یہ چاہینگے کہ میری خدائی یہ مانین اور خدا تصور کرین اور ہمارے خداوند یہ خیال کرینگے یہ میری خدائی کو
مانین پس اسی مین فساد ہوگا اور جس امر کے لیے انھون نے تحریر کیا ہی وہ تو کبھی یہ منظور نہ کرینگے ہمراہیون
نے کہا کہ خیر دیکھا جائے گا دیکھیے جواب نامہ کیا آتا ہی سلیم نے کہا کہ اکثر یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی ادھر
خونخوار وہ نامہ لیکر دربار مین پہونچا اور قریب پہونچ کر عرض کیا کہ خداوند وہ نامہ مین اس نامہ بر
سے لیکر حاضر ہوا ہون گو وہ نہین دیتا تھا اور جو تقریر کہ مقصود رہتے ہوئی تھی وہ بالکل بیان کی اور کہا
کہ وہ یہ تقریر کرتا تھا اسکا جواب دیا گیا اور جب وہ نامہ دیچکا تو اسنے یہ خواہش اپنی ظاہر کی ہی کہ میرا جی
چاہتا ہی کہ مین حاضر دربار ہون اور قدرت خداوند کا تماشا دیکھون کہ جو لوگ جو مجھسے دریافت کرینگے
کہ تم نامہ لیکر گئے تھے تو تمنے کیا دیکھا اور کیسا دربار پایا اور کیا کیا خدائی کی نیرنجات دیکھی تو مین
کیا کہونگا یہ تو بالکل خلاف ہی کہ مین اتنے بڑے مقام پر جاؤن اور پھر وہان سے محروم پھرون اکثر
سوداگرون اور اخبار سے یہان کے دربار کی حالت سنی گئی اور دیکھی گئی تو اشتیاق پیدا ہوا یہ بھی عرض

کیا کہ سوداگر تو داخل دربار ہون اور جو ایک سردار دوسرے ملک کا نامہ لیکر آئے تو وہ دربار
سے محروم رہے یہ کون طریقہ ہے یہ امر جو کہ خونخوار نے کہا یہ اپنی طرف سے کہا کہ وہ کہہ آیا تھا
کہ مین کوشش کرونگا کہ تمہاری طلبی دربار مین ہو اس سبب سے خونخوار نے یہ تقریر اپنی
طرف سے کی یہ سنکے بربجیس نے کہا کہ جب تم جواب نامہ لیکر اُسکے پاس جانا تو اُس سے یہ کہنا
کہ جب تک ہم نے یہ طریقہ جاری رکھا تھا مگر اب ہمنے بالکل یک قلم حکم قطعی دیا ہے کہ کوئی ہمارے
دربار مین نہ آسکے سوا ہمارے اہل دربار کے یا جو کہ ہماری خدائی کو مانے وہ اور کوئی نہ
آئے خواہ سوداگر ہو خواہ سفیر ہو خواہ نامہ بر خواہ فریادی اسی سبب سے ہم نے اپنے
سرداروں اور پیغمبروں کو حکم دیا ہے کہ تم لوگ دونوں وقت شہر کی سیر کیا کرو جو کوئی جو کچھ عرض
یا فریاد وغیرہ کرے اُسکو سنو اور ہماری خدمت مین عرض کرو دوسرے جو کوئی عرضی یا
نامہ وغیرہ آئے اُسکو اُس لانے والے سے لیکر ہماری خدمت مین پیش کرو اور اُسکی خاطر
و مدارات کرو کسی پر ظلم نہ ہونے پائے کوئی ظالم شہر مین نہ رہنے پائے یہ سب امر اس سبب سے
ہین کہ یہ مقام ایسا نہین ہے کہ ہر ایک چلا آئے کوئی بھی اپنے خدا کے پاس جاسکتا ہے سوا اُن
لوگون کے جو کہ مقرب بارگاہ خدائی ہین یہ سبب ہے پس بدین خیال تمہارا یہان آنا کسی صورت سے
نہین ہوسکتا ہے ہان اگر یہ خواہش ہے کہ قلعہ کی سیر کرون تو یہ امر کوئی مشکل نہین ہے ہمارے سردار
تم کو قلعہ کی سیر کرا دینگے قلعہ کی سیر کرنے مین کسی امر کا نقصان یا بدولتی کا نہین ہے کیونکہ اکثر لوگ اسکی
زیارت کو دور دور سے آتے ہین کیونکہ یہ قلعہ تو قدرت خدا سے پیدا کیا گیا ہے اور جو جو نادر اسکے
اسکان ہین وہ سب ہماری قدرت کے نمونے ہین اور ہمارے خدا ہونے کو ظاہر کرتی ہین یہ بھی امر
کیا کم ہے کہ لوگ ہمکو اپنا خدا تصور کرین اور جو کہ صاف باطن اور روشندل ہین اُنکے قلب اس نور
سے منور ہوتے ہین اور اس ایمان کی روشنی کو وہ لوگ اپنے دلون مین جگہ دیتے ہین اور ظلمت کفر کو
نور ایمان مثل ظلمت شب کے کہ جیسے ہمارے جمال کے سبب سے بوقت ظاہر ہونے ہمارے نور کے زائل
ہوتی ہے دفع کرتا ہے جسکو کہ عام لوگ آفتاب تصور کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جب آفتاب طلوع ہوتا
ہے تو دن ہوتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو رات ہوتی ہے تو اُس سے کہنا کہ جو لوگ یہ تصور کرتے
ہین وہ نور ایمان نہین لاتے ہین کافر ہوتے ہین اور جو یہ نہین تصور کرتے ہین بالکل ہماری قدرت
کو دیکھکر قائل ہوتے ہین اُنکے دل ہمارے نور سے روشن ہوتے ہین اور یہ ایک راز و اسرار
خداوندی ہے کہ جو تاریکی ہو جاتی ہے یہ کسی پر نہ ظاہر ہوا ہے نہ ظاہر ہوگا اور آفتاب کیسا اور ماہتاب
کیسا یہ میرا نور ہے خیر اس سے تو کوئی مطلب نہین ہے جو جسکا جی چاہے تصور کرے جو جو سیاہ قلب
ہین اُنکو خیال بعد مرنے کے ظاہر ہوگا اور جو ایمان لا سکے ہین اور لا سکینگے اُنکو بھی حال معلوم ہوگا
جسوقت وہ لوگ جو کہ ایمان نہین لاسکے ہین اور جو نہ لاسکینگے وہ ان کے مرتبے اور درجے اپنی نظر
کوتاہ اور چشم نابینا سے دیکھین گے اُسوقت حسد کرین گے اور باہم ملکر یہ افسوس کرینگے ہم کیون نہ
ایمان لائے اور وہان پر کیا منحصر ہے جو مرتبہ اُنکے یہان ہین اُسپر بھی اُنکو حسد ہوگا مگر اس وقت تو
اپنے دل کے تابع ہین اور خیال کرتے ہین کہ ہمارا مذہب حق ہے اور ہم راہ راست پر ہین باوجودیکہ
مین نے اُنکو چشم بصیرت دی ہے اُسپر وہ لوگ کور بنے ہوئے ہین اور میری قدرت کو دیکھتے ہین اور
قائل نہین ہوتے ہین خیر تو بھی آکر قلعہ کو دیکھ لے کوئی میرا نقصان نہین اگر قلب صاف رکھتا

ہوگا دفتر دبیری خدائی کا قائل ہوگا میرا نور حال تیرے قلب تاریک کو مثل شب چہاردہ کے
روشن کر دیگا یہ جواب میری طرف سے اسکی اس خواہش کا دینا اور کہنا کہ دربار مین تو کسی صورت
سے ایسی حالت مین آنا نہین ہوسکتا ہی کہ تو مذہب دیگر رکھتا ہی اور یہی خیال کر لیا جاوے کہ اب
کوئی تماشہ آنے پائیگا تو میرے اس حکم سے تو لوگون کو یہ گمان ہوگا کہ نہ معلوم کیا امر ہی جو دربار
مین آنے کی ممانعت ہی اور کوئی دربار مین نہین جانے پاتا ہی یا بدولت کو کوئی خوف نہین ہی
جو جسکا جی چاہے تصور کرے کوئی میرا نقصان نہین ہی وہ اپنے گناہ مین آپ مبتلا ہوگا جیسے
لیے کیا ہوگا بلکہ مین ایسے شخص کو بخشونگا بھی نہین ہان اس زمانہ مین جبکہ مین تمام عالم کو مین اپنا
نور دکھاتا ہون یعنے سال بھر کے بعد ایک جشن کرتا ہون اور آپ ہی کی دعوت کرتا ہون اسمین مین
جو دربار کرتا ہون عام اجازت ہی کہ جسکا جی چاہے آوے کوئی ممانعت نہین ہی وہ دن تو اسی دن
کے لیے ہی اور کوئی جشن ایک روز کا نہین ہوتا ہی وہ جشن ایک ماہ کا ہوتا ہی برابر ایک ماہ تک دربار
عام ہوتا ہی اور سب کی دعوت ہوتی ہی اسکو جشن قدرت کہتے ہین اس سے کہنا کہ اگر تجکو خدا [illegible]
میرے دربار کے دیکھنے کی ہی تو تو اس زمانہ مین آ میرا دربار بھی دیکھ لے اور جشن کی بھی کیفیت
دیکھ کہ کیا کیا قدرت خداوندی ظاہر ہوتی ہی کہ یہ پیام اسنے خونخوار لیئے میری طرف سے کہنا اور اگر وہ یہ
خواہش کرے کہ اچھا مین قلعہ کی سیر کرونگا تو اسکو بھی سیر کرا لینا ہان وہ نامہ کہان ہی دبیر کو دیجئے
کہ وہ پڑھے تاکہ سب اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہون کیا اسمین تحریر ہی کہ مین اسکے
مضمون سے باہر ہون مگر تم لوگ بھی توسن لو اس عرصہ مین کل دربار جمع ہوگیا اکثر امیران و
سرداران داخل دربار سے مملو ہوگئے تھے کہ خونخوار نے وہ نامہ دبیر کو دیا دبیر نے وہ نامہ
لیکر اور ایک صندلی طلائی پر کھڑے ہوکر پہلے تو یون کہا کہ ای اہل دربار پہلے تو مین تعریف و
توصیف اپنے خداوند نائب خدائی بیان کرتا ہون اسکے بعد اس نامہ کو شروع کرونگا کیونکہ
ہر دبیر کو لازم ہی کہ پہلے جو کام کرے خداوند کا نام ضرور شریک کرے اور یہ مجکو یقین کلی ہی کہ
اس نامہ مین نام خداوند ہوگا کیا اسطور سے کہ تعریف کے ساتھ ہو پس لازم ہوا مجکو کہ مین
پہلے تعریف خداوند سے زبان کو برکت دون اسکے بعد اس نامہ کو پڑھون اور لیکن
نیز نامہ مین پھر تعریف خداوند کرونگا اور آپ لوگون کے دل خوش کرونگا یہ کہکر [illegible]
کہا کہ سب آگاہ ہون کہ یہ وہ خدا ہی کہ جسکے نور کے سبب سے تمام عالم اجالا از مشرق تا مغرب
و از جنوب تا شمال و از سمان تا سمک سب روشن اور منور ہی اور تمام عالم اسکے نور سے بہرہ مند
اور جب یہ نور کسی سبب سے نقاب قدرت یا حجاب قدرت مین چلا جاتا ہی تو کسقدر تاریکی
ہوجاتی ہی یا وقت شب کہ جسکو لوگ رات کہتے ہین خداوند اپنے نائب کو چھوڑ کر اور دامن
خدائی کو دیکھتے ہین باوجودیکہ روشنی ہوتی ہی مگر اسپر بھی یہ کیفیت نہین ہوتی ہی جو خداوند کے
نور سے ہوتی ہی بہ نسبت اس روشنی کے وہ ظلمت ہوتی ہی کہان نور خداوندی کہان نور نائب
اور پھر یہ امر ہی کہ خداوند ہمہ وقت ایک نقاب ایسی منہ پر ڈالے رہتے ہین کہ جو مانع نور ہی
ورنہ کسکو تاب ہی کہ اسکے نور کی تاب لاسکے یقین ہی کہ اگر نقاب نہو تو تمام عالم جل کر
خاک سیاہ ہوجاوے آپ لوگ خیال کرلین کہ کس قدر اس نقاب پوشی پر حدت ہی اور
اسکا سبب یہ ہی کہ اگر یہ حدت نہوتی تو یہ غلہ وغیرہ کیونکر خشک ہوتا یہی تو سبب ہی کہ

کہ غلہ کو خدا سے جدا دینا عجب خدا سے بڑا کہتے ہین کہ یہ تو خداوندی سے نشو و نما پاتا ہی اور اسی طور کی قدرت
سے اپنی مراد کو پہونچتا ہی ورنہ کیونکر پختہ ہوتا اور کیونکر اپنی مراد پہ پہونچتا پس اسکی قدرت ہی
کہ پہلے خداوند نے اپنی قدرت سے دریاے قدرت اور بذریعہ سحاب قدرت آب رحمت براے
روئیدگی غلہ برسایا اور جب وہ زمین روئیدہ ہوئی تو زمین کو یہ حکم دیا کہ اسکی پرورش
کرے بموجب حکم خداوند کے زمین نے پرورش کرنا شروع کیا خداوند نے اپنی قدرت
سے اُس دانہ پیدا کیا بھلا یہ بھی قدرت کسی مین ہی کہ ایک دانہ سے اسقدر دانہ پیدا ہون
سواے خداوند کے جبکہ واسطے پیدا ہو چکے تو اسکو آپ اپنے نور جمال سے خشک کیا کہ وہ
اس قابل ہوا کہ ہم لوگ اُسکو کھا سکین خیال کرنے کی جگہ ہی کہ ایسا خدا کہ جسکو اپنے بندون
کی پرورش یون منظور ہو کر سکتا ہی اور اسی طور سے اور میوہ جات اور خوا کہات ہر قسم کی
ترکاری وغیرہ پیدا کرتا ہی اور اسکو اپنے نور جمال سے پختہ کرتا ہی اگر اہل دریا ... یہ سبب ہی
قدرت نور کا اگر یہ قدرت نہوتی تو یہ بات نہ حاصل ہوتی یہ ایک ادنیٰ سی اُسکی قدرت ہی اگر یہ ایسا
نہ ظاہر کرتا تو کیونکر ہم اُسکو اپنا خدا تصور کرسکتے ... پھر سے یہ خیال کرنے کی جگہ ہی کہ دیکھو ایک
قطرے سے کیسی کیسی خوبصورت صورتین پیدا کرتا ہی اور کیونکر اسکی پرورش کرتا ہی بھلا
کوئی بھی سواے خداوند آفتاب کے ایسا کرسکتا ہی اور جیسی اُسکی عنایت اور رحمت
ہم بندون پہ ہی ایسی کسی پہ نہین ہی خیال کرنے کی جگہ ہی کہ کس زمانہ سے دنیا خلق ہوئی ہی
اور کئی لاکھ برس گذرے اور کس قدر مذاہب دنیا مین ہوئے کوئی لات پرست ہوا کوئی منات پرست
کوئی فرعون پرست کوئی مردہ پرست کوئی زبرجد پرست کوئی سامری پرست کوئی خورشید پرست
کوئی خدا پرست کوئی شجر پرست کوئی ابلیس پرست پس یہ مذہب جاری ہوئے مگر کسی نے
خداوند کو نہ پہچانا اور ... کی بندگی کی اور نہ یہ خیال کیا کہ یہ کوئی ہمارا خدا نہین ہی خدا ہمارا
اور ہی کوئی ہی یہان تک تو نوبت پہونچی کہ لوگ آتش پرستی کرنے لگے اور اُسکو اپنا خدا
بنانے لگے تب تو خداوند نے دیکھا کہ یہ لوگ میری طرف رجوع نہین کرتے ہین اپنے
دلون سے خدا مقرر کرلیے ہیں اُنھون نے ... اور ... اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ یہ فرقہ
میری پرستش کریگا اور اُنکو اسقدر طاقت دی کہ جو سب پہ غالب ہون اُنھون نے جو دیکھا
کہ ہم مین اسقدر طاقت ہی تو انھون نے اپنا ایک اور مذہب بنا لیا کہ جسکو مذہب اسلام
کہتے ہین اور وہ خداے نادیدہ کی بندگی کرتے ہین چونکہ خداوند نے وہ فرقہ اس لیے
پیدا کیا تھا کہ ان سب خدائیون کو برباد کرے بسبب اس نافرمانی کے خداوند نے اُنکو اپنے ...
کیا اور تمام خدائیون کو اُنکے ہاتھ سے برباد کرایا اُس زمانہ مین بھی ایک مرتبہ خداوند نے اپنا نور
ظاہر کیا تھا کہ ایک فرقہ پیدا ہوا تھا کہ وہ خداوند کی پرستش کرتا تھا اسکو خداوند نے اسقدر
طاقت عطا فرمائی تھی کہ وہ خداے نادیدہ کے ماننے والون سے بھی زیادہ قوت رکھتے تھے
اٹھارہ برس تک ان سے مقابلہ کیا اور بہت سے ملک اُنکے چھین لیے آخر وہی زمانہ تھا
کہ یہی خدائی کا یہ نوبت پہونچی کہ لقمان نے بھی خدائی کو ہمارے خداوند کی قبول کیا مگر وہ لوگ
اسقدر اپنی طاقت پر مغرور ہوے کہ خداوند نے اُنکو مسلمانون کے ہاتھ سے زیر کرایا اور اب
جو اُس سے پوشیدہ ہوے تو پھر نہ ظاہر ہوئے صرف اپنا جمال دنیا پر رہنے دیا کہ دنیا

ہمارا ایک خدا ہو جانا ہے جب سے اسنے ظہور کیا ہم خداوند پر یہ رحمت کی اس الہام سے اس مذہب کی ترقی کرائی
اور یہ شرف خاندان خورشید میں دیا کہ ایک وجود جسمانی اپنی قدرت سے پیدا کرکے اسکو اپنے تصرف میں لاسکے
اور ایک فرزند پیدا کیا کہ جسکو اپنا نائب کیا اور اسکے ذریعہ سے اپنی خدائی کی ترقی کی بنا ڈالی وہ فرزند
بھی مثل خداوند کے کریم و رحیم و ہم سب پر مثل پدران شفیق کے ہے اور ہماری ترقی دولت و مرتبہ
کا اور ہماری پرورش کا ہمہ وقت خیال رکھتا ہے اور جسکو خداوند نے اسکے سجدہ کرنے کا حکم دیا
اسکو بھی ایسا جمال عطا فرمایا کہ ہم اسکی تاب نہیں لا سکتے ہیں اور اسکے نور کو دیکھکر غش کر جاتے ہیں
اسکا اسقدر مرتبہ بلند کیا کہ مثل اپنے ہر ایک امر کا اختیار دیا کہ جو کام وہ چاہے کرے یہاں تک کہ
اپنے سجدے کو موقوف کیا اور اسکے سجدے کا حکم فرمایا بھلا ایسا خدا اور ایسا نائب خدا کس کو
نصیب ہوا ہے اور جو جو قدرت دکھائی کہ جسکی تعریف ہم سے نہیں ہو سکتی اگر ہم اسپر بھی ایمان نہ لائیں
تو یہ ہماری کمال بدبختی اور سیاہ قلبی ہے پس ای اہل دربار میں نے اپنی تقریر ختم کی اب میں نامہ ہذا
ہوں [illegible] اسکے اشاعت کو جاتی کیا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دبیر جسنے یہ تقریر کی بہت واقف تھا
اکثر اسکے کانون اور اخبار دیکھے تھے جو اسنے یہ تقریر ہو وہ تراش کرکے اور تعریف آفتاب پرستی
کی اسطرح وہ تمام آفتاب پرست یا بدجنس کا لپتا تھا اس وقت الٰہی ہوا سے مرد آئی تھی کہ سبکے غنچہ دل
مثل گل کے شگفتہ ہو جاتے تھے اور الٰہی بو سے خوشبو آتی تھی کہ دماغ معطر ہو جاتے تھے اور سب
وجد میں آکر جھومنے لگتے تھے اور یہ نوبت ہوتی تھی کہ سجدے کرنے لگے اور اس دبیر کی بہت
اثر ایسا کرتے تھے ابھی اسنے نامہ نہیں شروع کیا تھا کہ بدجنس نے اندر سے حجاب کے کہا کہ مجھے
اس دبیر کو ارشاد [illegible] مذہب آفتاب پرستی کا پہلو اکیا پس سب کو قواعد مذہب سے آگاہ کیا کرے گا
کیونکہ جبتک اسکے قلب میں تمام قواعد مذہب اپنی قدرت سے جمع کیے ہیں یہ بہت خوب ہمارے راز و
اسرار سے ماہر ہے یہ صدا سنکے وہ دبیر بہت خوش ہوا اور اسی وقت [illegible] اسنے خم ہو کر طرف حجاب قدرت
کے سجدہ کیا اور سر سجدے سے اٹھا کر کہا کہ آپ لوگوں نے عنایت و رحمت خداوندی ملاحظہ فرمائی
یہ بندہ [illegible] نوازش ہے [illegible] چاہیں [illegible] میں بادشاہ کردیں اور بادشاہ کو گدا اب جو اسپر
بھی اسکی خدائی کا قائل نہ ہو وہ بالکل سیاہ قلب ہے بقول شاعر گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ + بآب
زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گو یہ قول اہل اسلام کا ہے اور یہ شعر بھی کسی اسی فرقہ کے شاعر نے کہا ہے میں نے
اسکو [illegible] مثال کے پڑھا ہے اسپر عمل ہے پس اب آپ لوگ نامہ سماعت فرمائیں یہ کہکر اسنے نامہ
شروع کیا مضمون نامہ یہ [illegible] ای بدجنس شفیق من ساتھ عبارت سلیس کے تمکو تحریر کیا جاتا ہے آگاہ ہو کہ
یہ محبت نامہ میری طرف سے بنام تمہارے اس غرض سے تحریر کیا جاتا ہے کہ تمکو معلوم ہو کہ میں [illegible] ہوں
خداوند زمرد کا اور نبیرہ ہوں خداوند لقا کا کہ جو قبل میری خدائی کے خدا تھے تمام عالم کے جن کے
قبضہ میں اٹھارہ ہزار ملک [illegible] تھے جو کہ سب عالم میں قبلوں پر خدائی کرتے تھے جنہوں نے بہشت
و دوزخ دنیا میں بھی علاوہ آسمان کے بنائی تھی جن کے پاس چودہ لاکھ کا لشکر تھا جو کہ [illegible] روز کے
بعد [illegible] اپنا نور جمال خلائق کو دکھاتے تھے اور لوگ انکو سجدہ کرتے تھے جن کے گنہگار
اپنے [illegible] تھے کہ جنکی سرکار میں اٹھارہ اٹھارہ لاکھ کا لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا جن کا
گاؤدم [illegible] ایسا سرافیل تھا جنکی خدائی کے سب لوگ قائل تھے اور اسکی بندگی کرتے تھے وہ بھی سب کا
خدا رہتا تھا [illegible] یہ زمین و آسمان شجر و حجر [illegible] سب اسکے [illegible] آفتاب و ماہتاب و دیگر

میں یہ چاہتا ہوں کہ تمھاری بھی خدائی اور ریاست قائم رہے کیونکہ ایک عالم پر یہ روشن ہو چکا ہے کہ تم فرزند
خداوند آفتاب ہو اور تم نے اپنے مذہب کے ترقی دینے میں بہت کوشش کی ہے اور خوب خوب
عجائب و غرائب پیدا کیے ہیں پس میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ امر ایسے طور سے رہے کہ ایک جانب تم خدائی
کرو اور ایک سمت میں لطف عالم میں تمھاری خدائی کا ڈنکا بجے لطف میں میں تو میں تمھاری طرف
کے لوگوں کو اس امر پر رغبت دلاؤں کہ وہ میری طرف رجوع کریں نہ تم میرے بندوں کو اپنی طرف بلاؤ
اور ہم اور تم اُن بندگان خوانی سے جنکو لقا سے باختر نے پیدا کیا ہے اور حد سے زیادہ قوت دی ہے اگر
جنکی موت خلق کرنا بھول گئے ہیں یعنی اہل اسلام سے مقابلہ کریں اُنکے تباہ و برباد کرنے کی کوشش
کریں جب میں اور تم ایک دل ہو کر اور کمر ہمت کو مستحکم کس کر اُنسے مقابلہ کرینگے تو یقین کلی ہے کہ وہ
برباد ہو جائنگے کیونکہ بقول شاعر کے دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را [illegible] وہ لوگ
برباد ہو جائینگے اور ہم تم برہ جائینگے اُس وقت لطف الحق تعالیٰ پر قبضہ کر لینگے اگر یہ لوگ برباد نہ ہوئے
تو یاد رکھو کہ نہ تمکو ترقی ہوگی نہ مجکو نہ یہ ہوگا کہ ہم اور تم اپنی خدائی کو ترقی دیں [illegible] دیکھو یہی وہ لوگ
ہیں کہ جن کے سبب سے خداوند لقا و خداوند زمرد پوش کو [illegible] اور ان لوگوں نے
بڑے بڑے شاہوں کو ایسی [illegible] شکست دی اور اُنکے ملکوں پر قبضہ کر لیا اُنکے ہاتھ سے خداوند
خداوند پریشان ہو کر شہر بشہر و دیار بدیار پا پیادہ پھرے اور آخر کو بہشت میں پہنچے [illegible] ممکن تھا کہ وہ انکو
تباہ کرتے اور خاک سیاہ کر دیتے مگر وہ [illegible] وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ عادل کے خلاف ہے کہ
اسقدر بندوں کو برباد کروں دوسرے اُنکو بھی اُن بندوں سے محبت [illegible] وہ سبب [illegible]
اُنکے تباہ کرنے کے درپے ہوئے اور اپنے اوپر اُنکے ظلم و بدعت کو گوارا کیا اور ہمیشہ پریشان
رہتے اور تباہ پھرے مگر اُنکو قتل و غارت نہیں کیا گر وہ لوگ تو رحیم تھے کہ [illegible] رحیم [illegible]
اور رحیم میری ذات میں ہے کہ وہ بندے خدا [illegible]
پس میں مثل اُنکے تو ہوں نہیں کہ محبت میں اپنے کو تباہ کروں اور پریشان ہوں [illegible] اُنکے
غارت کرنے کا قصد مصمم کر لیا ہے اور [illegible] ایک ملک پر قبضہ [illegible]
میری یہ خواہش ہے کہ میرے اور تمھارے سلسلہ محبت و قرابت ہوا اور دونوں ایک [illegible]
مسلمانوں سے مقابلہ کریں اور اُنکو شکست دیں اور بعد اُنکے امن سے اپنی اپنی خدائی کو رواج
دیں میں بابل میں جا کر قبیلہ خدائی آراستہ کروں اور اُسی مقام سے جہاں تک نصف عالم کی
حد ہو میں خدائی کروں اور بعد اُس ملک کے تمھاری خدائی کا شہرہ ہو نصف پر تم قابض ہو [illegible] ایک
صورت سے ہو سکتا ہے وہ صورت یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ ایک تمھاری ہمشیرہ ہے اور وہ بھی [illegible]
یعنی اختر خداوندگی ہے اور حسن و جمال میں بے نظیر اور بے مثال ہے اور اسکی تصویر بابر ولت کے پاس
ایک تقریب سے پہونچ گئی ہے اور میں اُس تصویر دلپذیر کو دیکھکر فریفتہ ہو گیا ہوں اب بغیر اُسکے وصل کے
میرے دل کو قرار نہیں ہے اور کسی ساعت دل کو چین نہیں آتا ہے لہذا میری یہ خواہش ہے کہ اس مشتری
آسمان خدائی کو مجھ آفتاب خدائی کے ہمراہ منعقد کرو تاکہ سلسلہ اتحاد نہایت میں جاری ہو اور یہ ہو
نہیں سکتا ہے کہ وہ بے شوہر رہے کوئی نہ کوئی اسکا شوہر ضرور ہوگا اور یہ وہ [illegible] ضرور کسی
کے رشتہ زوجیت میں جاوے گی خیال کرنے کا مقام ہے کہ مجھ ایسا شخص [illegible] خود اس امر کی درخواست [illegible]

لشکر کشی کرونگا اور جب مین براے مقابلہ اپنے مقام سے حرکت کرونگا تو اُسوقت زمین و آسمان کو زلزلہ سا ہوگا اور تمام کوہ و دشت مین تہلکہ پڑجاے گا میرے ہمراہ وہ لشکر جرّار سا ہی کہ جسکی تلوار کی پناہ نہین ہی اگر ایسا لشکر نہوتا تو مین کیون خداے نادیدہ کی پرستارون سے مقابلہ کرتا اور اسلئے امید مقابلہ رکہتا ہون دل اور جگر سواے میرے کسی کا نہین ہی کہ جو ایسے بہادرون سے مقابلہ پر آمادہ ہوا ہو کہ جن کی تلوار سے تمام عالم مین سکّے پڑے ہوے ہین اُن سے قصد مقابلہ رکھتا ہون پس مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ اگر تم خلافت میری تحریر کے کروگے تو یاد رکہو کہ مین اہل اسلام کیطرف جانے کو ملتوی کرونگا اور تمپر لشکر کشی کرکے آؤنگا اور تمام اقلیم خورشید پرستی کو شہر باد بایان سے برباد کرونگا اور اُس وقت کوئی خدائی کا پاس نہ کرونگا اور اپنی معشوقہ کو زبردستی حاصل کرونگا اسوقت یہ امر بصلح یون طے ہوتا ہی کہ تم اُسکا عقد میرے ہمراہ کردو تم بھی خدائی کرو مین بھی اُسوقت یہ ہوگا کہ جب مین مقابلہ کرکے حاصل کرونگا تو اُسوقت یا تو تم میرا مذہب قبول کروگے اور مجھکو سجدہ کروگے یا اپنے قتل پر آمادہ ہوگے یہ کارخانہ خدائی بالکل نیست و نابود ہوجاینگے اور ذلت فاش حاصل ہوگی اُسوقت مین یہ نہ کرونگا کہ تمکو برابر خدائی پر رہنے دون اور نصف نصف عالم پر قبضہ میرا اور تمہارا رہے یہ امر تو نہ ہی بگڑا سے پر نہین ہو جیسا مصرعہ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + بموجب این مثل جسکی تیغ اسکی دیگ + مین قبل سے سمجھائے دیتا ہون دیکھو ذرا سمجھ لو جو کچھ جواب تحریر کرنا جہانتک ممکن ہو میرے کہنے کو نہ ٹالنا اگر اپنی ترقی اقبال و دولت کے خواستگار ہو ورنہ تمکو اختیار ہے دیکھو بہکانے پر کسی کے نہ آنا ورنہ خراب ہوگے عقل سے کام لینا مین اب اس جواب کے بعد نامہ نہین تحریر کرونگا وہ اسلئے لشکر کشی کرونگا مجکو جو کچھ کہنا اور سننا تھا مین نے اس نامہ مین تحریر کردیا اور ان چند اشعار پر اپنے نامہ کو ختم کرتا ہون یہ اشعار بھی بطور نصیحت کے ہین آیندہ تمکو اپنے قتل کا اختیار ہے جو میرا کام تھا وہ مین کرچکا مجکو عشق مین اُس نازنین کے ہوش اپنے تن بدن کا نہین یہ اشعار تمکو مین بموجب اپنی راے کے تحریر کرتا ہون اور خیال کرتا ہون کہ ضرور میری تحریر پر عمل کروگے ورنہ خراب اور برباد ہوگے نظم

مزن پنجہ با شیر جنگ آزماے
حذر کن ز خشم جگر جوش من
تو در رخنہ باشی دلیری مکن
ز خاکے کہ بر آسمان افگنی
مشو عاصی اندر خداوند خویش
صف لشکرت گر شود دشمنم
ہمین گو میت باز گویم ہمین

وگرنہ چہ ہست و ہم گوش پیچ
مباش ایمن از خواب خرگوش من
بجا کے میادر کہ چشمم زجاے
سر و چشم خود را زیان افگنی
جوانی مکن گرچہ ہستی دلیر
اگر کوہ آہن بود بشکنم
منت آنچہ حق بود گفتم تمام

الا ای طفل ناپختہ و خام راے
کہ دانی تو ہیچی و کمتر ز ہیچ
مزن رخنہ در خاندان کہن
ندارد دلیری بہ پیل پاے
خداوند ملکم بہ پیوند خویش
منہ پاے گستاخ در کام شیر
محبنبان مرا تا نہ جنبد زمین
تو دانی دگر بعد ازین والسلام

جب نامہ تمام ہوا اور تمام اہل دربار نے سنا اور معلوم ہوا کہ یہ نامہ ارژنگ بن زمرد بن [illegible] کا ہی کیونکہ عبارت مین تو اُسنے کسی مقام پر اپنا نام نہین تحریر کیا تھا بعد ختم نامہ یہ تحریر کیا تھا کہ این نامہ محبت شمامہ از طرف خداوند ارژنگ بنام برجیس آفتاب پرست نائب خداوند آفتاب بس ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ اسنے یہ کیا مزخرفات نامہ مین تحریر کیا ہی اور یہ کلام کسکے نسبت تحریر کیے ہین کیا اسکو جنون ہوگیا ہی لقا کی خدائی برباد ہوئی زمرد کی خدائی نابود ہوئی یہ ارژنگ کون گیدی

ہی کہ جو اپنے کو خدا تصور کرتا ہی گیا اسکو خبط ہوا ہو یہ ایک بادشاہ کی لڑکی کے بطن سے ہو کر نکلے حسب
کا کچھ حال نہین معلوم اور زمرد اور لقا دونون خدا سے باطل تھے آپکی خدائی کب درست تھی
اگر خدا ہوتے تو یون بھاگتے پھرتے اور یون ہر ایک کے دامن مین جا کر پناہ لیتے اور وہان
بھی پناہ نہ ملتی اور اہل اسلام کا ایک مو بیکار بھی نہ کم کر سکتے یہ بالکل خلاف عقل ہی ہمارے
نزدیک تو ارژنگ کو خبط ہو گیا ہی تو اور سنیئے کہ خداوند زادی لوزخا لعل پہ فریفتہ ہوے
ہین اس گدھے کو کیا ہوا یہ تو وہ مثل ہوئی کہ کہا زاغ سیاہ اور کہا بلبل ہزار داستان
کہان خار کہان گل اہل دربار مین تو باہم باشارے یہ کلام ہونے لگے کہ ارژنگ کی شامت
آئی ہی ایسی اپنے کلام ناشائستہ کی سزا پاوے گا کہ تمام عمر یاد کرے گا اور یہ عشق سب نکلے کے رستے
نکل جاوے گا یہ معشوق کا تین ہزار تلوار اترے گا اور ایسا ذلیل ہوگا کہ پھر کبھی عشق کا نام نہ لیگا کیونکہ
بار ہا سامنے روبرو محبوبت بھی بھاگتا ہی اسکی بھی یہ لیاقت ہی کہ ہمارے اوپر لشکر کشی کر سکے اسلئے اگر آئے
بھی تو وہ سزا پاوے کہ یاد کرے اہل دربار تو یہ اشارے کر رہے ہین ادھر بدجیس نے جو یہ نامہ
سنا اور معلوم ہوا کہ میری بہن کی درخواست کی ہی اور بہت مزخرفات لکھا ہی بہت غصہ آیا ایک دود غلیظ
نکلا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر گذر گیا فرط غیظ سے اندیسے کا سینہ لگا تمام جسم کے بال مثل
خار سیاہی کے کھڑے ہو گئے حالت غیظ مین بڑے زور سے کہا کہ او افریق اندر حجاب قدرت
کے آ اور اس نامہ کو بھی لیتا آ اور دبیر سے کہ قلم و کاغذ ہاتھ مین لیکر بیٹھے جو مین کہون
جواب تحریر کرے ادھر دبیر نے قصد کیا کہ کچھ تعریف آفتاب و ماہتاب کی بیان کرے
کیونکہ اسنے اقرار کیا تھا کہ مین بعد ختم نامہ بھی تعریف کرونگا یہ جو حالت اسنے دیکھی اور صدا اسکے
غیظ آلود سنی وہ بھی کانپ کر دم بخود ہو گیا پس افریق اپنے مقام پر سے اٹھا اور نامہ دبیر کے
ہاتھ سے لیکر لرزتا ہوا کانپتا ہوا اندر حجاب قدرت کے گیا اور دونون ہاتھون پہ نامہ رکھکر کہا کہ یہ
نامہ حاضر ہی بدجیس نے بہ صد لعنت غیظ کہا کہ اس نامہ کو چاک کر ڈال پس افریق نے فورا
اس نامہ کو چاک کیا اور پرزے پرزے کر ڈالا بدجیس نے کہا کہ یہ نامہ چاک شدہ ایک چوبدار
کو دے کہ وہ لیجائے اور اس نامہ بر کو دے کہ جو پہلوان قدرت ہینکہ آیا ہی اور کہے کہ یہ
حکم ہی نائب خداوند کا کہ اسکی بتی بنا کر اپنے مقام مین رکھ لو تاکہ ظلمت تمام رہے اور
یہان سے لیجا کر اپنے خداوند کے مقام مقصود مین رکھ دینا اور یہ کہنا کہ یہ تحفہ تمکو عوض مین اس
نازنین کے دیا گیا ہی کہ تم اسکے قابل تھے اور میری طرف سے جواب یہ تحریر کیا جاوے کہ او کبر
ناہنجار او کنندہ ناشناس او عقل سے بے بہرہ او بیوقوف ازلی وابدی دور اگوش ہوش سے
پنبہ غفلت کو اپنے کانون سے نکال ارے چھوٹا منہ بڑی بات تیری بھی یہ لیاقت ہی
کہ تو خدائی کا دعوے کرے او فراریون کے فراری اور فراری ابن فراری تو تو کمین فراریون
کا لقب مستحق ہی جو کہ ہمیشہ اہل اسلام سے بھاگا کیے ہین اور آپکی تلوار کے روبرو کبھی نہین
ٹھہرے ہر ایک کے پاس پناہ لی مگر پناہ نہ ملی آخر اہل اسلام کی تیغ شمشیر کے لقمہ ہوے
اور اپنے مقام اصلی کو پہونچے تو کیا ہمپر لشکر کشی کرکے آئیگا اور آوے گا تو ہماری تلوار
کی تاب نہ لائیگا مثل اپنے باپ دادا کے بھاگیگا جیسے وہ ہمیشہ اہل اسلام سے بھاگتے تھے
ارے وہ کب خدا تھے جو تو خدا بنا ہی جیسا کہ انہون نے دعوے باطل کیا ویسی سزا پائی

اپنے کردار کو پہونچے خداوند نے تو اُنکو پیدا کیا اور دولت و حشمت دی وہ اُسپر مغرور ہوکے
دردہوے خدائی کر بیٹھے ارے تو نے کیا یہ نہین سنا ہی کسی شاعر کا شعر ہی جسکا یہ ایک
مصرع اُنکے حسب حال ہی ع اُنھون نے کھائی ہی ٹھوکر جو سر اُٹھا کے چلے + تو ہماری کیا برابری
کرے گا پس اپنی حد سے باہر قدم نہ رکھ اپنی حد مین رہ اب وہ زمانہ گذر گیا کہ تمھاری خدائی
تھی لوگ تمکو خدائی مانتے تھے اب وہ زمانہ ہی کہ خدا نے اعلی نے نزول کیا ہی اور مجھکو اپنا نائب
کیا ہی اب آفتاب کا زمانہ ہی کہ جو سب کا خدا ہی ایسا دین روشن کب کسی کا ہوگا یہ جو تو نے تحریر
کیا ہی کہ آفتاب ایک بندہ نقا کا ہی اور قرشی کا بیٹا کیا ہوا ہی اور وہ سب جس چیز ہی وہ کیا خدائی
کرے گا اور یہ کس وقت ہوا ہی کہ خداوند نے اپنی بندی کے ساتھ مواصلت کی ہو کہ اُن کو
اُنھین سے فرصت نہین ہی جو کہ اُنھون نے اپنے واسطے خلق کی ہین ارے نادان یہ کوئی امر
تعجب کا نہین ہی یہ رازو اسرار خداوندی ہین کہ جو امرحی مین آمادہ کیا یہی بی بی بن آیا کہ اُنھون نے
ایک بندی ایسی پیدا کی کہ جسکا ثانی کوئی نہ تھا اور پھر اعلیٰ اپنے تصرف مین لائے اُس سے
مین پیدا ہوا اور مجھکو اپنا نائب کیا وہ قدرت نمائی دکھلائی کہ تیرے باپ دادا نے کبھی
نہ دکھائی ہوگی وہ وہ عجائبات و نادرات خلق کئے کہ جنکے دیکھنے سے اُنکی قدرت ظاہر
ہوتی ہی ارے ادبیر توقف یہ وہی خداوند ہین جو زمانہ سابق مین ظاہر ہوئے تھے جن کا تو خود
قائل ہی کہ خواجہ عمرو عیار ایرج کو صاحبقران بناکر لائے تھے اور ایرج کا یہی مذہب
تھا اُس وقت مین خداوند نے اپنے کو اُس پردے مین ظاہر کیا تھا کہ دیکھین کون کون یہ مذہب
قبول کرتا ہی اُس وقت تیرا دادا ایرج پاس پناہ لیکر گیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ جب آپ صاحبقران
کو زیر کرلینگے تو مین بھی آپ کا مذہب قبول کرونگا یہ کیسا خدا تھا کہ دوسرون کا مذہب قبول کرنے کو
کہتا تھا یا یہ اُسکو لازم تھا کہ وہ اپنی طرف بلاتا اور اپنے دین اور اپنی بندگی کی ہدایت کرتا اُسنے
جو ایرج کو زبردست دیکھا فوراً اسکا شریک ہوگیا چونکہ ایرج نے غرور کیا اور اپنی قوت پر ناز
کیا جیسے کہ اہل اسلام نے کہ جنکو خداوند نے سب کی سرکوبی کے لیے پیدا کیا تھا اُنھون نے
غرور کرکے خدا سے نادیدہ کی بندگی شروع کر دی گو کہ یہ ممکن تھا کہ خداوند اُنکو تباہ کرسکتے تھے
مگر اُن کو تو ان سب کی سرکوبی منظور تھی جو اُنھون نے کہا اُسکو گوارا کیا اور سب مذہب اُنکے ہاتھ سے
نابود کرائے اُنکی سرکوبی کے لیے ایرج کو اُنھین کے خاندان سے پیدا کیا وہ کچھ دنون تو
راہ راست پر رہا بعد کچھ عرصے کے مثل اُنکے مغرور ہوگیا پس خداوند نے اُسکو اُنکے ہاتھ سے زیر
کرائے اُنھین کا شریک کیا اور خود خاموش ہو رہے کہ اُنکو خود ہی قوت بہم کرلینے دو اُسکے
بعد تو مین سزا دونگا پس اب اُنکی سزا کے لیے اپنے کو ظاہر کیا علاوہ اُسکے اور جو مذہب ہین
سب برباد ہونگے اب وہی زمانہ ہی لہذا اب مین نائب خداوند ہون کیون اپنی دولت کی تباہی
اور اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ تو آپ آکر مجھکو سجدہ کر ورنہ یاد رکھ
کہ وہ حال کرونگا کہ تیرے حال زار پر مرغان ہوا و ماہیان دریا رحم کھائینگے اور مجھکو ترس
نہ آئیگا تو میرا شریک ہوکر کیا اہل اسلام سے مقابلہ کرے گا مین ایسے فراری کو اپنا شریک
نہین کرتا ہون تیری شرکت میری بدنامی کا سبب ہی اور تیری عزت کا باعث بلکہ تو فخر و افتخار
کر کہ مین نے تجکو مرتبہ بادشاہی کا دیا ہی اگرچہ ہم مرتبہ نہ بنے تو تو کہاں اس مرتبہ کو پہنچ سکتا

یہ شعر تو نے حسب حال ہو سکہ پڑھا ع زیادہ بنیاد بکار ÷ اگرچہ بود زیادہ شہریار ÷ دیگر مانیست کز گر زیادہ
گرگ سگ شود ÷ گرچہ با آدمی بزرگ شود ÷ ارے تو اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہوا نہ ارے آدمی
کو آدمیت لازم ہے بقول شاعر ع آدمی را آدمیت لازم است ÷ عود را گر بو نباشد ہیزم است ÷ ارے
تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تیرے ساتھ نور خالص کا عقد کیا جاسکے کجا لوا ور کجا پیت رعنا آدمی کو لازم ہے
کہ اپنی لیاقت کے موافق بات اپنے منہ سے نکالے حد سے باہر قدم نہ رکھے ورنہ اسکی سزا پائیگا بموجب
اس مثل کہ کوا اپنی چال چلتے چلتے ہنس کی چال چلا اب جو یکھلاتا ہے تو اپنی بھی چال بھولا اور تجھ ہنس
کی بھی لگا لیں کھینٹ بیٹھا سنے تو کہین الہ بنو کہ بادشاہت سے خدائی کا دعوے کیا اپنے کبھی
اکتفا نہ کی اور خدا زادی سے منسوب ہونے کی خواہش کی اگر ایسی بلند پروازیان ہونگی تو تیری
پر پہنچ کٹ جائے گی سب یہ بلند پروازیان بھول جاؤگے یہ تو بتاؤ تنھے یا تمھارے باپ نے
یا دادا نے وغیرہ نے خدائی کرنے کی کوشش تو ہی بہت ہمائی کی اور کونسا کام ایسا کیا کہ جس سے
یہ ثابت ہو کہ ہم خدا ہیں بموجب شعر ع تو کار زمین را نکو ساختی ÷ کہ بر آسمان نیز پرداختی ÷ ہمارا تو
قول اسپر ہے کہ ہم جہاں ہیں اور تو تو ہی اگر لاکھ مقابلہ کرے گا تو کیا ہوگا آپ ہی منہ کی کھائے گا اور
ایسی سزا پائے گا کہ تمام عمر یاد کرے گا یہ شعر تو نے شاید نہیں سنا ہے ع گر خار لاکہ رنگ
گل نہو سکے گا ÷ کوا ہزار ہوسکے پر بلبل نہو سکے گا ÷ کوا لاکھ بلبل کی بولی بولے مگر وہ کوا ہی رہیگا
ارے ظالم کیون میرے منہ لگتا ہے مین کبھی تیری حقیقت نہ سمجھونگا ارے جس زبان سے تو نے نور خالص
کا نام لیا ہے وہ زبان جل جائے گی یا جس نگاہ سے تو نے طرف تصویر نور خالص کے دیکھا ہے
اور نظر بد ڈالی ہے وہ آنکھ کور ہو جائے گی یہ یاد رکھنا کہ اگر اب تو نے نام لیا یا نگاہ بد سے
طرف اس تصویر کے دیکھا یاد رکھنا کہ مین فرستندہ قدرت کو روانہ کرکے تیری زبان اور آنکھین
نکلوا لونگا کہ تو بالکل کورا اور بے زبان کا ہو جائے گا ارے وہ اسی نور خالص کے ہمراہ
منعقد ہوگی اب جب کہین اور خداوند کوئی صورت پیدا کرینگے اور اسکو اپنے تصرف مین لائینگے
اور اس سے نور خالص پیدا ہوگا تو اسوقت یہ نور خالص اور وہ نور خالص ایک ہوگا نہ کہ تیرے
ساتھ تجھ ایسے گدھے کے لایق یہ نازنین ہے تیرے اوپر سوائے خشت دیکھ کے اور کچھ بار نہیں
ہو سکتا ہے پس اب کبھی ایسی خواہش نہ کرنا اور مین تجکو نصیحت کرتا ہون کہ اب اس نازنین کا
نام لینا نہ لشکر کشی کا ورنہ پچھتائے گا یہ مجکو یقین کلی ہے کہ یہ نصیحت تجھ کام نہ کرے گی بموجب
شعر سعدی ع پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است ÷ تربیت نا اہل را چون گردکان بر گنبد است ÷
تو چکنا گھڑا ہے کہ جیسے اسپر پانی کی بوندیں پڑی پھسل گئی ویسی تیری بھی حالت ہے یہ جو تیری
شان مین کہا گیا تجکو اسکا خیال ہوگا بالکل نہین ہنس کر ٹال دیگا اور پھر اپنی حرکتین کرنے لگا جس
طور سے تیرے بزرگ کرتے تھے کہ آنکھوں کی دلیتن عمر وہنے دین گر وہ اپنی حرکت
سے باز نہ آئے اسوقت تو کچھ عرصہ کے لیے وہ خفیف ہو گئے جب وہ وقت گذر گیا پھر
وہ اپنی حرکتین کرنے لگے کسی نے سچ کہا ہے کہ جو جسکی اصل ہوتی ہے وہ اسی پر جاتا ہے بقول
کسی مثل کے ۔ باپ پوت پر اپت گھوڑا ۔ بہت نہین تو تھوڑا ہی تھوڑا ÷ دیگر لڑکا وہی سیدھا ہے
جو قدم بقدم باپ کے ہو تجھ مین ساری حرکتین اپنے باپ دادا کی ہین اب مین کہانتک
نامہ کو طول دون خلاصہ یہ کہ وہ نازنین تو تیرے ہاتھ نہ آئے گی اور نہ ہم تیری لشکر کشی سے

ثابت کرتے ہین تو ایک مرتبہ نہین بلکہ لاکھو مرتبہ لشکر کشی کرکے آئیں جب آئے گا شکست کھا کر جائیگا ذلت اٹھائیگا
یہان کچھ خوف نہین کہین خداوند بھی مردون سے ڈرتے ہین جو بندہ ہوگا وہ خود خوف کرے گا
اگر ہم لوگ نہین خوف کھا کر ہر ایک کے کہنے پر عمل کرین تو پھر خدا کیسے ہم کبھی تیری لشکر کشی
سے نہین خائف ہین ایک ہزار استون قدرت تیرے لیے کافی ہے جلد آ کہ ہم تیرے منتظر
بیٹھے ہین اور دیکھتے ہین کہ تو کیسا جوانمرد اور بہادر ہے اور کیسا تیرا لشکر ہے اور کیا ہیبت ہے تجکو اس
سخت کلامی کی سزا دون اگر غیرت رکھتا ہے تو تیرے لیے اسی قدر تحریر کافی ہے اگر غیرت نہین رکھتا
تو پھر بھی بیکار اور فضول ہے اور کیون مین اپنی زبان کو خراب کرون مین تو وہ رحمدل ہون
کہ کبھی کسیکو کچھ نہین کہتا ہون مگر تیری تحریر نے تمام تن بدن مین آگ لگا دی اُس غیظ مین یہ
یہ جواب تحریر کر اسکے روانہ کیا اور وہ تیرا نامہ جو کہ تو نے لکھا تھا چاک کیا ہوا اسکے ہمراہ ارسال
ہے اُسکی تہی نہ بنا سکے اپنے مقام مبرز مین رکھ لے کیونکہ یہ اُس نامزین کے عوض مین تجھکو تحفہ دیا گیا
ہے کہ تو اسی لائق ہے وہ نامزین تیرے قابل نہین ہے کیا کرون کہ مجھکو تیرے حال زار پر
رحم آتا ہے ورنہ وہ عذاب نازل کرتا کہ تو بھی دنون یاد کرتا اور پھر تیری خدائی کی قدرت
دیکھتا اور تیرے نامہبر کا وہ حال کرتا کہ وہ بھی اس نامہ کو لے کر آنے کا مزا پاتا پھر کبھی ایسا
نامہ لیکر کہین نجاتا اور اسکے پہلوان قدرت ہونے کی کیفیت دکھاتا کیا کرون کہ نامہ بر پہ
کسی مذہب مین ظلم روا نہین ہے صرف اسکے ہمراہیون کے ناک کان کاٹ کر تیرے پاس روانہ
کرتا ہون اگر وہ میرے کہنے پر عمل نہ کرین گے اس حالت مین اگر عمل کیا تو خیر پس اے نامہبر
اور ایک پرچہ بنام نامہبر اس مضمون کا تحریر کر کہ اے نامہبر یہ نامہ چاک شدہ پہلا تو اپنا
مقام مین رکھ لے اسکے بعد یہان سے اپنے مالک کے پاس جا اور اُسکو حوالہ کر دینا
کہ اس سے بہتر کوئی مقام نہین ہے اور ابھی یہان سے جلد جا تاخیر نہ کر ورنہ تیرے اور تیرے
ہمراہیون کے ناک و کان کاٹے جائینگے اس صورت سے تجکو اپنے ملک کی طرف واپس جانا ہوگا
اگر اس وقت نہ جائے گا اور کچھ عذر درپیش لائیگا تو بڑی ذلت پائیگا اور مفت مین ناحق
مین نے صرف اس بات کا پاس کیا ہے کہ تو نامہبر ہے ورنہ ایسی سزا دیتا کہ تمام عمر یاد کرتا اگر
میرے حکم کے خلاف کیا تو بیشک سزا قرار واقعی دیجائیگی آئندہ تجکو اختیار ہے والسلام یہ جو مضمون ان
نامون کا بر حسب سنے بیان کیا وہبر نے فوراً لکھکر پیش کیا حکم صادر ہوا کہ لفافہ کرکے
چوبدار لیجائے اور اب کوئی نامہبر کے پاس پہنچائے اور طرح قدرت کے نام حکم جاری کیا جاتا
ہے کہ وہ اسی وقت بیس ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام پر جائے اگر نامہبر اس وقت اپنا
سامان سفر درست کرکے شہر سے نکل جائے تو خیر ورنہ اسکے اور اسکے ہمراہیون کی ناک اور کان
کاٹ کر اُن کے گلون مین ڈال کر شہر سے نکال دے اگر وہ کچھ فساد کرین تو گرفتار کرکے
کے روبرو پیش کرے مین ابھی دربار برخاست نہین کرونگا جبتک یہ خبر نہ آئیگی کہ وہ
یہان سے چلا گیا یا جس طور سے مین نے حکم دیا تھا اُس پر عمل کیا گیا یہ حکم سُنکے اہل دربار کا
بدن مین رعشہ آگیا اور اپنے اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ آج نائب خداوند کو بڑا غصہ ہے
پس اُسی وقت وہبر نے دونون نامے طیار کیے اور افرلق نے نکل کر وہ نامہ چاک شدہ اور
وہ دونون نامے دیئے اور کہا کہ یہ نامے اُس نامہبر کو دے اور زبانی یہ کہنا کہ حکم ہے کہ ابھی شہر

خالی کرو ورنہ مرحج قدرت آکے تمکو سزا دیگا اور تمہاری ناک و کان کاٹ ڈالیگا اور کہا کہ اپنے
مالک سے کہنا کہ تو شوق سے برائے مقابلہ آ ہم موجود ہین یہی نامہ کا جواب ہے اور یہی مضمون نامہ
مین بھی تحریر ہے اور کہدینا کہ اگر ابکی وہ نامہ لکھے اور کسیکو اس نامہ کو لیکر جانیکا حکم دے تو نامہ لیکر
جو آتا ورنہ ہرگز ہرگز تمہارا پاس ایکی نہ کیا جائیگا اور اسکا سر کاٹ کر در قلعہ پر آویزان کیا جائیگا
آیندہ تمکو اختیار ہے وہ چوبدار نامہ لیکر طرف سلیم شیر صولت کے مقام قیام کے چلا اور یہان
دربار سے اٹھکر مرحج قدرت طرف اپنے لشکر کی چھاونی کے چلا کہ بیس ہزار سوار لیکر
ایلچی کی گوشمالی کے لیے جاؤن یہ تو ادھر کو چلا اور چوبدار ادھر یہان سنیے کہ سلیم شیر صولت بیٹھا ہوا
اپنے ہمراہیون سے یہ کہ رہا تھا کہ اگر جواب میرے خداوند کی مرضی کے موافق آیا تو خیر ورنہ
مین اسی مقام پر لڑکر جان دونگا تاکہ ان لوگون کو بھی معلوم ہو کہ کوئی ایلچی آیا تھا ہمراہیون نے کہا
کہ یہ کیا خیال وہمیات ہے اور آپکو یہ حکم خداوند کا نہین ہے کہ تم میری مرضی کے خلاف
جواب نہ لاتا بلکہ جو جواب ملے وہ لانا تو پھر کیا ضرورت ہے کہ بیکار کا فساد کیا جاسے اور بعد کو یہ
الزام ملے کہ ہمارے حکم کے خلاف کیا اسکی سزا ملی وہ تو سرکار ایسی ہے کہ اگر سپاہی اپنی مرضی سے
لڑکر جان دیدے تو بجائے انعام کے الزام ملتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ حکم نہین دیا تھا کہ جو تم نے
کیا شاید اسوقت خلاف جواب ملے اور بعد کو کوئی صورت صلح کی نکل آئے اور اب جو فساد کرین
تو یہ نہ کہینگے کہ ہو کہ اگر تمہارا ایلچی نہ فساد کرتا تو ہم ضرور صلح کرتے اسنے فساد کرکے ہماری طبیعت
کو برہم کر دیا اب ہم کبھی صلح نکرینگے یہ امرا بھی یہ کہہ رہے تھے کہ سلیم شیر صولت نے کہا کہ تمنے سچ کہا اور تمہاری
رائے بہت مناسب ہے جیسا جواب ملیگا مین لیکر چلا جاؤنگا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ چوبدار آگیا
اور آتے ہی پہلے تو وہ نامہ چاک شدہ دیا اور یہ کہا کہ یہ نامہ وہ ہے کہ جو تم لیکر آئے تھے جب وہ چوبدار
آیا تو سلیم حیران ہوا تھا کہ یہ چوبدار کہان کا ہے اور کس غرض سے آیا ہے اب جو غور کرکے دیکھا تو یہ دیکھا
کہ وہ چوبدار ہے خداوند کے یہان کا جو کہ تنخواہ کے ہمراہ تھا بس اسنے وہ نامہ دیکر کہا کہ یہ وہ نامہ
ہے جو آپ لائے تھے نائب خداوند نے غیظ مین آکر چاک کر ڈالا ہے اور کہا ہے کہ اس کو بھی ہمارا
اپنے مقام مقصود مین رکھ لو کہ وہ مقام بہت حفاظت کا ہے اور فرمایا کہ اسی وقت ہمارا شہر
خالی کر دو اور اپنے مقام کی طرف کوچ کرو ورنہ ہمارا مرحج قدرت ابھی آکر تمہاری اور تمہارے
ہمراہیون کی ناک و کان کاٹکر شہر سے باہر نکال دیگا اور بڑی ذلت دیگا اور ایسی بری
طرح پیش آئیگا کہ عمر بھر یاد کروگے آیندہ تمکو اختیار ہے اور یہ جواب نامہ ہے اور یہ پرچہ آپ کے
نام ہے مین مقام خداوندی آپسے کہکر جاتا ہون میرے نزدیک یہی بہتر ہے بلکہ انسب ہے کہ آپ اسی وقت
یہان سے کوچ کر جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی اور پھر کچھ آپ کے بنائے نہ بنیگی کیونکہ مرحج قدرت
چل چکے ہین اور انکو حکم مل چکا ہے کہ اگر وہ لوگ ایک پہر کے عرصہ مین شہر سے نکل جائین اور
شہر نہ خالی کر دین تو تم انکو عدول حکمی کی سزا دینا اور انکی ناک اور کان کاٹ کر انکو گوشمالی
دے کر اور ان کے گلون مین ڈال کر یہان سے نکال دینا اور اگر وہ آمادہ فساد ہون تو ان کو
جہان تک ممکن ہو گرفتار کرنا ورنہ قتل کرنا پھر جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا ہمکو کسی طرح کا خوف نہین ہے
وہ کیا گیدی ہے کہ جس کا ہمکو خوف ہو اور یہ کیا مال ہین اور انکی کیا اصلیت ہے کہ جو ہم سے فساد کرینگے
یہ کہکر وہ چوبدار تو دونون نامے دے کر اپنے منصب کو ادا کرکے طرف اپنے دربار کے روانہ ہوا

ادھر سلیم شیر صولت نے وہ نامہ جو کہ اُسکے نام تھا چاک کرکے پڑھا تو وہی مضمون تھا پس اُس کا
اُس نامہ کا پڑھنا تھا کہ ایک دود غلیظ اُسکے کاخ دماغ سے نکل گیا اور تمام تن بدن فرط غصہ
سے کانپنے لگا اول تو اُسکو چوبدار کے کلام پر غصہ آیا اور غیرت کا تقاضا ہوا تھا کہ اُس
چوبدار کو قتل کردوں مگر کچھ سوچ سمجھ کے اور خون کے گھونٹ پی کے رہ گیا تھا مگر اُس نامہ کو دیکھکر
تاب ضبط باقی نہ رہی آنکھیں فرط غیظ سے لال ہو گئیں مثل خون کبوتر یا پیالہ شراب ارغوانی کے
منہ سے کف جاری ہوا تمام بدن کے بال کھڑے ہو گئے موچھوں کو تاؤ دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں
کی طرف مخاطب ہو کر اور جھوم کر اور قبضۂ شمشیر آبدار کو چوم کر کہا کہ میں تو بغیر اب یہاں سے
جنگ کیے اور اپنی جان دیئے خواہ اُسکی جان لیے ہرگز ہرگز نہ جاؤنگا وہ اپنے دل میں
سوچا کیا ہے اور کیا خیال اُسکے دل میں جا گزین ہے مردان عالم کی شان میں یہ کلام جو کہ کبھی
آج تک گوش زد نہیں ہوئے ہیں قلعہ کے اندر گھس کر اُنکو عین دربار میں قتل کرونگا یہ مقابلہ بھی
یادگار عالم ہوگا ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہوگا کہ ایلچی نے بڑی جوانمردی اور جرات کی اور
وہ جنگ عظیم کی کہ جو کبھی آج تک کسی ایلچی نے نہیں کی میرا بھی نام مثل رستم و اسفندیار
کے صفحۂ روزگار پر باقی رہیگا اور ہر ایک کا کلمہ خیر کے ساتھ زبان پر جاری کریگا اے بھائیو
ہم نے تم نے برسوں اپنے مالک کا نمک کھایا ہے کچھ تو حق نمک ادا کریں یہی وقت نمک حلالی کا ہے
کہ یہ شہر پرایا ہے اور ہزاروں آدمی ہیں اگر اسمیں ہزاروں کو قتل کیا تو بڑا ہی نام ہوگا ہر ایک ادنے
اور اعلےٰ یہی کہیگا کہ نامہ بر نے بڑا نام کیا ضرور مرد جری اور ذی ہمت تھا اے بھائیو یہی دن
نام کا ہے اپنے مالک کے اوپر جان نثار کرو تمہارا ابھی فسانہ مثل رستم و سام و اسفندیار وغیرہ کے
صفحۂ روزگار پر تا قیام قیامت باقی رہیگا یہ وہ وقت ہے کہ اپنے مالک کے نام اپنی جان نثار کرو
مردود اپنے دل میں کیا خیال کرتا ہے مثل عورتوں کے قلعہ میں پوشیدہ ہو کر بیٹھا ہے کسی کو دربار
میں نہیں آنے دیتا ہے اسی خیال سے کہ شائد کوئی بگڑ کے دل آئے اور میری زبان سے
کوئی حرف اُسکی شان کے نا [illegible] نکل جائے وہ بگڑ جائے تو بڑی خرابی ہو دربار میں تلوار چلے
نہ معلوم انجام کیا ہو اس سے یہ بہتر ہے کہ کسی کو اپنے دربار میں نہ آنے دو اور بعد ہزار ایچ پیچ میں
آنے دی تو میں بہادران جہان و پہلوانان [illegible] زمانہ کے کہو اور جو جی میں آئے حکم جاری کر دیں یہ
لوگ تو اُسکے سحر میں مبتلا ہیں اور اُسکے غلام ہو رہے ہیں یہاں کوئی اُس مردود کا غلام نہیں
ہے یہ جو کلمے اُسنے زبان سے کہے بھلا یہ کان ایسے کلمے سننے کی کب تاب لا سکتے ہیں جو بہادر
ہیں وہ تو کبھی سننے کے روادار نہونگے اور جو کہ نامرد ہیں اس سے زیادہ سن سکتے ہیں بلکہ اُنکے
کان و ناک بھی کٹ جائے تو وہ فخر تصور کرینگے یہاں یہ کلمہ سنتے ہی آگ لگ گئی اب میں کب
رک سکتا ہوں بغیر اُسکو قتل کیے ہوئے اگر میں نے قلعہ میں گھس کر قتل کیا تو اپنا نام سلیم
شیر صولت نہ پایا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا یہ حال دیکھکر جو سردار کہ اُسکے پاس
تھے وہ بھی تلواریں ٹیک ٹیک اُٹھ کھڑے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں
جو آپ کا حال وہ ہمارا حال جو آپ پر گذریگا وہ ہمپر بھی گذر جائیگا واقعی اس مقابلہ
میں نام ہوگا اور یہ مشہور خاص و عام ہوگا کہ دس ہزار آدمیوں نے لاکھوں میں شمشیر زنی کی
بڑے دل و جگر کے یہ لوگ تھے اور اُس لشکر و اہل لشکر کو بھی معلوم ہوگا کہ یہ لوگ بڑے

یہ نہین کہتا ہون کہ کوئی میرے ساتھ اپنی جان دے اور خواہ مخواہ میرا شریک ہو یہ خیال کرکے کہ بہانسے
زندہ پھر کر جانا نہ ہوگا مین قلعہ مین جاکر برجیس کو سزا دونگا جس منہ سے اُسنے یہ کلام نا فرجام
کیے ہین اُسکو بنا دونگا خون کے دریا بہا دونگا پس ایسی حالت مین زندگی کی کیونکر امید ہو جن جن صاحبون
کا جی چاہے میرا ساتھ دین اور جن جن کا جی وہ ساتھ نہ دین مگر وہ صاحب اتنا تو ضرور کرین کہ جواب نامہ
لیتے جائین جو کہ برجیس نے تحریر کیا ہی مین کہہ چکا ہون کہ خیمہ مین دونون نامے پڑے ہوے ہین
چاک شدہ بھی اور جواب بھی اُسکو لے لین اور چلے جائین اور میرے حال پر ملال کی خبر خداوند
سے کردین کہ آپکے نمک خوار پر یہ گذری یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا اور کہا کہ آؤ جن جن کو نشۂ
بہادری و جوشش دلاوری ہو یہ جو کلام اُس نے کیا پس تمام اُسکے ہمراہیون نے خیال کیا
کہ ہمارے سردار کا یہ قول بہت ٹھیک ہی ایسی ذلت سے تو مرنا بہتر ہی جس سے کہ بدنامی اور رسوائی
ہو اور مرنے مین تو نیک نامی ہوگی یہ خیال کرکے ہر ایک نے تلوار میان سے کہ برابر سے تلوارین
کھینچ کیئن صدا سے شمشیر بلند ہوئی ادھر سلیم شیر صولت بھی مرکب کو جولان کرکے چلا اُسکے عقب مین
سب سردار اور سردارون کے عقب مین نو ہزار سوار اور جو سوار کہ سیچے دل کے تھے اُنھون نے یہ
خیال کیا کہ یہ لوگ تو بالکل نادان اور عقل سے بے بہرہ اور کوچہ خرد سے ناواقف ہین انکا کون
ساتھ دے جسکو مرنا منظور ہو وہ ساتھ دے کہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ ضرور قتل ہونگے کیونکہ پینتیس
لاکھ کے لشکر سے کیونکر دس ہزار کارزار کرسکتے ہین اور جیتی لیجا سکتے ہین بموجب اس مثل کے
جیتے آنٹے مین نمک اگر وہ ایک ایک مشت خاک اُٹھا کر ڈالدینگے تو ہم لوگ پوشیدہ ہونگے پس
اس سے بہتر ہی کہ ہم اپنی حفاظت خود کرین ان سب کی تو قضا آئی ہی موت سر پر کھیل رہی ہی یہ انکا
خیال خام و تصور ناتمام ہی کہ ہم قلعہ مین گھس کر بادشاہ سے مقابلہ کرینگے اور اُسکو قتل کرینگے ہمارے
نزدیک انکا قلعہ تک جانا محال ہی راہ مین مقابلہ ہوگا وہ لوگ جو کہ انکی تنبیہ کے لیے روانہ کیے گئے
ہین وہ خود ہی روکینگے پس ہم خود اُنکے مانند اپنی جان ضائع کرین میان جان ہی تو جہان ہی اگر ایسی
غیرت کرینگے یا کرتے تو آجتک کیون کر جان بچتی پس انکو جانے دو آؤ ہم اور تم اندر خیمہ کے چلین
اور نامے لیکر خدمت مین خداوند کی جاکر عرض کرین اور جواب نامہ دین وہ ایک ہزار یہ صلاح کرکے
رُک گئے یہ نو ہزار مع سلیم شیر صولت کے یہ شور کرتے ہوے کہ لینا جانے نہ پائے اندر قلعہ کے جاکر
اس بدزبان برجیس کو قتل کرنا یہ کہتے تلوارین کھینچے ہوے مرکب اُٹھاے ہوے چلے جاتے
تھے طرف قلعہ کے اور ہر ایک کی زبان پر یہی کلام تھا کہ بہادرون کی شان مین یہ کلام مزخرفات
یہ برجیس کس خواب خرگوش مین مبتلا ہی اسکو کیا ہوا ہی کہ بہادران جہان کی نسبت ایسا حکم جاری کیا
ہم وہ لوگ ہین کہ اگر دریاے آتش ہو تو پیر کر طے کرین اور موت سے نہ ڈرین یہ اپنے دل مین سمجھا
کیا ہی آئے وہ شخص جو ہمارے کان و ناک کاٹنے کو آتا تھا ہم موجود ہین تو سہی جو ہم برجیس کی ناک
وکان نہ کاٹ لین اپنی سحر و ساحری پر بہت مغرور ہی خود ہی سے بہت دور ہی یاد [illegible] سے از حد
چور رہی یہ سارا نشہ اُسکا اُتارے دیتے ہین ساری سرمستی اُسکی ہم نکالے دیتے ہین ابھی قلعہ مین گھس کر
قتل کرتے ہین اُسکے خون سے ہاتھ بھرتے ہین تمام میدان لاشون سے پاٹ دینگے زمین قلعہ کو خون سے
لالہ رنگ کردینگے دیکھین ہمارا کون مقابلہ کرتا ہی ہم تو مرنے پر آمادہ ہین وہ مرد میدان ہی جو شیر وار لون
سے مقابلہ کرے اور اپنی جان کا خوف نہ کرے یہی تقریر ہر ایک کی زبان پر تھی اور برابر سب

جانے سکتے یہ ادھر کو چلے وہ ایک ہزار سوار اندر پہنچ گئے اور وہ نامہ اٹھا کر اپنے پاس رکھا اور
باہر نکل کر اس خیال سے اسی جانب چلے کر جا کر اُنکے مقابلہ کا تماشا دیکھیں کہ کیا گزرتی ہے اگر
الغرض یہ لوگ مقابلہ کرکے ظفر یاب ہوئے تو ہم بھی شریک ہوں گے اگر قتل ہوئے اور گرفتار ہو گئے تو ہم اُسی
وقت یہاں سے فرار پر قرار لیں گے اور جا کر خداوند کو اُنکی نادانی کی خبر دیں گے یہ باہم مشورہ
کرکے وہ ہزار سوار کچھ فاصلہ سے ٹھہرے رہے کہ اگر کچھ بلا آئے تو وہی مبتلا ہوں ہم محفوظ رہیں
اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی نے یوں کہا ہے کہ جب وہ لوگ نو ہزار گئے تو نو ہزار اس قصد سے چلے
اور یہ کلام کرتے ہوئے کہ جو کوئی راہ میں ملے اُسکے دو ٹکڑے کر دو کیونکہ سب کے آگے آگے سلیم
بہ صولت تلوار تولے ہوئے ہر ایک کو ڈھیر کرتا چلا جاتا ہے جو کوئی آتا ہے اُسکے اژدر شمشیر کا لقمہ ہوتا ہے
اب تو شہر بھر میں تہلکہ پڑ گیا ہر ایک کے دل میں کھلبلی مچی کہ نامرد بگڑ گیا مع اپنے ہمراہیوں کے
وہ تیغ دو دم علم کیے ہوئے اپنے مقام قیام سے برابر قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے جو اُسکے روبرو آیا [illegible]
کی طرف جاتا ہے اُسکے عقب میں دس ہزار سوار کے قریب ہیں وہ بھی تلواریں علم کیے ہوئے ہیں
جلدی دوکانیں بند کر و اپنے اپنے مکان میں جا کر بیٹھ رہو بہت بڑی جنگ ہوگی خون کے دریا جاری
ہوں گے کیونکہ ان سب کا یہ قول ہے کہ ہم قلعہ میں جا کر نائب خداوند کو قتل کریں گے وہ سب بے ادبی
سے ساتھ نام لیتے ہیں جب اُنکا یہ خیال ہے تو ضرور غلامان نائب خداوند مقابلہ کریں گے کشتوں کے پشتے
بندھیں گے لاشوں کے انبار ہوں گے شہر کے تباہ ہونے کا ایسی حالت میں خوف ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دوکانیں
لٹ جائیں شہر غارت ہونے لگے اس سے بہتر یہ ہے کہ یہ دوکانیں بند کر لی جائیں پس یہ جو غوغا ہوا جھٹ پٹ
دوکانیں بند ہونے لگیں لوگ اپنے اپنے مکانوں کی طرف بسبب خوف کے چلے اور جو کہ مرد سپاہی
اور بہادر تھے انھوں نے خیال کیا کہ چل کر اس جنگ کا تماشا دیکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ جنگ بھی یادگار ہوگی
طرف قلعہ کے چلے تھوڑے عرصہ میں یہ حال ہوا کہ تمام شہر میں سناٹا سا ہو گیا راستے بند ہو گئے
وہ شہر ایسا آباد تھا کہ جہاں ہر مقام پر ہزاروں آدمیوں کا مجمع رہتا تھا کھوے سے کھوا ہر وقت چھلا کرتا تھا
پیدا سا معلوم ہوتا تھا شانہ سے شانہ چھلتا تھا کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جو آباد مثل گلزار پُر بہار
نہ آباد تھا اس خبر وحشت اثر کے منتشر ہوتے ہی سناٹا سا ہو گیا لاکھوں اہل شہر یہ شور کرتے
ہوئے نکل بھاگے ہوئے طرف قلعہ کے چلے کہ یہ کیا غضب ہے کوئی خبر نہیں لیتا ہے کوئی ایسی کو نہیں روکتا
ہے قلعہ دار جنت پر کمر باندھے ہوئے اور اہل شہر پر دست ظلم دراز کیے ہوئے ہے جو کوئی اُسکے سامنے
آیا اُسکو قتل کیا چلا آتا ہے بڑا ظالم معلوم ہوتا ہے کیا خداوند کچھ اہل شہر سے ناراض ہیں کہ یہ بلا نازل
کی ہے بڑے غضب کی بات یہ ہے کہ خداوند کی شان میں وہ کلام بے تصرفات کرتا ہے اور ساتھ ہی
کے نام لیتا ہے اور بے ادبی سے کچھ اُنکے حق میں کہتا ہے کہ جسکے سننے کے ہمارے کان متحمل نہیں ہو سکتے
ہیں ہم لوگ توبہ توبہ کر رہے ہیں یہ لوگ آوازے سے یعنی اہل شہر یہ غوغا کرتے ہوئے چلے ادھر سلیم
شمالی پھاٹک کی طرف سے جدھر اُسکے مقام کی جگہ تھی وہ یہی کلام کرتا ہوا طرف قلعہ کے مع اپنے
ہمراہیوں کے چلا آتا ہے اور حالت یہ ہے کہ جو کوئی ملا اُسکو قتل کیا سب بکراؤں کی نوبت آ گئی ہے
اب تو راہ بند ہو گئی ہے لوگ بھاگے ہوئے طرف قلعہ کے جاتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے پاس ہتھیار
نہیں ہیں ورنہ ہم مقابلہ کرتے کیونکہ بہ جنہیں کا یہ حکم تھا کہ اہل شہر ہتھیار نہ لگائیں بغیر ہماری
اجازت کے بدیں سبب اہل شہر کے پاس ہتھیار نہ تھے اسی سبب سے بھاگے جاتے تھے

اگر صاحب ہتھیار ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے یہ غل کرتا ہوا اور یہی کلام کرتا ہوا چلا آتا ہے اور اہل شہر
الگ غوغا کرتے ہوئے بہ چہار طرف سے قلعہ کی طرف جاتے ہین انکو قبضے نہین چھوڑتے مریخ جلاد
قدرت کا حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو چھاؤنی مین پہونچا جہان کہ اسکے لشکر کی چھاؤنی تھی اسنے
فوراً بیس ہزار سوارون کو حکم کمر بندی کا دیا وہ کمر بندی کرنے لگے تھوڑے عرصہ مین سبکے
سب مسلح اور طیار ہوگئے مرکبون کی پشتون پر کاٹھیان رکھکر اور لگامین دیکے سوار ہوگئے مریخ
جلاد قدرت انکو اپنے ہمراہ لیکر شمالی پھاٹک کی طرف چلا اس قصد سے کہ اگر نامہ بر
چلا گیا تو خیر ورنہ بموجب حکم نائب خداوند کے ناک اور کان کاٹکر ان سب کو شہر سے باہر کردون
اگر وہ مقابلہ کرین تو مقابلہ کرون اب جو یہ چھاؤنی کی سڑک کو طے کرکے شہر مین پہونچا تو اسنے دیکھا
کہ تمام شہر مین سناٹا پڑا ہے اہل شہر ایک جانب کو بھاگے جاتے ہین اسنے خیال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے
حیرت افزا ہے کیا دیکھتا ہے کہ تمام شہر کی دوکانین بند ہین جو کھلی ہین وہ بھی بند ہورہی ہین اور جو ہے وہ طرف
قلعہ خداوند کے چلا جاتا ہے اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ ابھی جب مین دربار سے اٹھکر چھاؤنی کو آیا
ہون تو وہ چہل پہل شہر مین تھی کہ راہ چلنے والون کو راستہ نہ ملتا تھا اتنے عرصہ مین یہ کیا آفت ناگہانی
نازل ہوئی کہ سب دوکانین ایک لخت بند ہوگئین شہر مین سناٹا ہوگیا یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی لوٹ
لے گیا اور جو ہے وہ طرف قلعہ اور دربار کے قدم اٹھائے بھاگا جاتا ہے یہ کیا سبب ہے کچھ سمجھ مین
نہین آتا مجھکو تو کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے انھون نے عرض کیا کہ جی ہان یہ تو آج نئی بات ہے
آپ تشریف لے چلین آگے بڑھکر معلوم ہوجائیگا کہ جو سبب ہے آپ اپنے کام کو تشریف لیچلین
یہ گفتگو اُن لوگون سے ہوئی ہے کہ جو اسکے ہمراہ دربار مین جاتے ہین اور اسکے لشکر کے سردار ہین
پس اسنے کہا کہ مین تو چلتا ہون یہ راہ طے کرکے اور شہر کی حالت دیکھتا ہوا چلا جاتا ہے اور اہل شہر
اسقدر بدحواس ہین کہ کوئی اسکو خبر نہین دیتا ہے جو ہے منہ اٹھائے چلا آتا ہے اگر کسی کو اسکے حکم سے اسکے
لشکر کے لوگ پکارتے بھی ہین تو وہ جواب نہین دیتا ہے صرف اشارہ سے کہتا ہے کہ ادہر چلے آؤ اور لینا
ہوتا ہے یہ حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے اہل شہر کی بدحواسی کا یہ سبب ہے کہ کبھی آج تک شہر مین ایسا واقعہ
نہین ہوا کہ کوئی مع لشکر شہر مین گھس آیا ہو اور تلوار چلنے کی نوبت آئی ہو اور کبھی دو ایک آدمی اہل شہر
سے بھی قتل ہوئے ہون گو کہ دو مرتبہ یہ واقعے گذر چکے ہین ایک جبکہ شیر افگن نے مذہب
آفتاب پرستی قبول کیا تھا جبکہ نامہ لیکر آیا تھا اور جب یہ خبر خونخوار جادو کو پہونچی تھی تو وہ
یکہ و تنہا اپنے لشکر سے برائے قتل شیر افگن چلا تھا اسکے ساتھ جاکر تک نہ تھا اتنی بات تھی کہ
اسنے کسی کو قتل نہین کیا تھا جو مرکب کی ڈپٹ مین آکر کچل گیا یا مر گیا اسنے اپنے ہاتھ سے
کسی کو قتل نہین کیا تھا اور نہ اسکے ہمراہ لشکر تھا نہ وہ اہل شہر سے بولا تھا اپنے مرکب کو مہمیز
کرتا ہوا طرف قلعہ کے چلا گیا مگر اسپر بھی اہل شہر مین تلاطم مچ گیا تھا اور دوکانین تمام شہر کی
بند ہونے لگی تھین اس خیال سے کہ جب اسکے لشکر کو خبر ہوگی تو وہ ضرور بالضرور یورش کرکے
اندر شہر کے گھس آئیگا اور کیا عجب کہ اسکے عقب مین کوئی نہ کوئی سردار مع لشکر کے آتا ہو مگر
جبکہ یہ ثابت ہوا کہ وہ بھی آفتاب پرست ہوا پھر شہر کی وہی حالت ہوئی دوسری مرتبہ جب
خونخوار اور افریق اور دیگر سلاطین کو گرفتار کرکے مع بیس ہزار سردارون کے شہر مین
لایا تھا اور افریق سے اور خونخوار سے زیر قلعہ تکرار ہوئی تھی اور افریق نے قید توڑ ڈالی تھی اور دیگر سردارون

وشاہون نے اور سب ایک مرتبہ خونخوار دشیر افگن و ببران و پیکران و ہژبران پر حملہ کرنے کو چلے تھے اور اہل شہر کو معلوم ہوا تھا کہ قیدی پکڑے گئے ہین تو انھون نے دوکانین بند کر دی تھین اور اسوقت بھی اسی طور کا تہلکہ پڑگیا تھا باوصفیکہ یہ ثابت تھا کہ یہ لوگ نکلے ہین اور چھپ گئی ہین خبر گئی ہی سپاہ آکر گرفتار کرنے کی مگر اہل چل پڑگئی تھی سب بدحواس ہوگئے تھے اسوقت کسی کی نکسیر تک نہین پھوٹی تھی مگر تہلکہ تھا شہر کے مکانون کی زنجیرین بند ہوگئی تھین دوکانین بند ہوگئی تھین راستے بند ہوگئے تھے نہ کہ اتنے بڑے واقعہ سے اہل شہر کیون نہ پریشان ہوں اُس حالت مین تو سب کے حواس جاتے رہے تھے نہ کہ وہ تین سو آدمی اہل شہر سے پیہم قتل ہون اور دس ہزار آدمی تلوارین برہنہ لیے ہوئے اندر شہر کے چلے آئین تو کیونکر اُنکے حواس رہ سکتے ہین یہ بدحواس ہونے کا سبب تھا آمدم برسر مطلب راوی نے بیان کیا ہی کہ جبکہ مریخ جلاد قدرت نے اہل شہر کی یہ حالت دیکھی تو یہ سخت پریشان و بدحواس ہوا مگر راہ طے کرکے اُس مقام پر پہونچا جہان ایلچی اترا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ اُس مقام پر کوئی نہین ہی وہ مقام بھی ہو ہو مار رہا ہی چند خیمے پڑے ہوئے ہین اسکو گمان ہوا کہ ایلچی اپنی جان و آبرو بچا کے چلا گیا بڑا مرد عاقل و دانا تھا ورنہ بڑی خرابی ہوتی مین ضرور پابندی حکم خداوند کرتا اور کوئی ایسا ہی نامرد ہوگا کہ اپنے جیتے جی اپنی ناک و کان کٹوا دے گا اور ہاتھ کو حرکت نہ دے گا اور رگ حمیت جوش زن نہوگی میرے نزدیک نامرد مطلق بھی ایسا نہ کرے گا ضرور کچھ نہ کچھ اپنے ہاتھ پاؤن کو حرکت دے گا پس اگر ایسا ہوتا تو ضرور مقابلہ ہوتا مجکو کچھ مقابلے سے تو خوف تھا نہین مگر اس امر کا خیال ضرور دامنگیر تھا کہ شہر مین مقابلہ ہوتا اہل شہر بہت پریشان ہوتے یہ اپنے ہمراہیون سے باتین کر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کچھ لوگ بدحواس طرف قلعہ کے جاتے ہین اُسنے چند سوارون سے کہا کہ ان سب کو میرے پاس پکڑ لاؤ اور جلد آکر خبر دو کہ یہ کیا ماجرا ہی کچھ ظاہر نہین ہوتا ہی سوار یہ حکم پاتے ہی فوراً اُدھر کو چلے کہ وہ لوگ جو کہ بہ جبیں کی طرف سے ان خیمون کے نگہبان تھے جبکہ نامبر مع اپنے لشکر کے براے قتل بہ جبیں اس حالت سے طرف قلعہ کے چلا گیا اور کوئی نہ رہا تو یہ لوگ خیمے وغیرہ لینے آئے تھے اور چند خیمے جو کہ عقب مین نامبر کے خیمہ کے تھے اُسکو گرا کر بار کر چکے تھے کہ اُدھر سے فراغت کر کے ادھر آئے اب کیا دیکھتے ہین کہ مریخ جلاد قدرت مع اپنے لشکر کے تشریف رکھتے ہین مگر یہ حالت ہی کہ حیران حیران مضطر و پریشان ادھر اُدھر دیکھ رہے ہین یہ لوگ پھر کر مریخ کی طرف آئے مریخ نے اُنکو دیکھکر اپنے قریب طلب کیا اور اُن سے پوچھا کہ بتلاؤ تم لوگ کہان رہتے ہو انھون نے کہا کہ ہم لوگ خیمہ وغیرہ بار کرانے آئے تھے کہ نامبر یہان سے چلا گیا ہم خیمہ وغیرہ اُٹھا لیجاتے ہین مریخ جلاد قدرت نے کہا کہ نامبر کو گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی اُنھون نے کہا کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی مریخ نے کہا کہ کدھر گیا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ کیا آپکو نہین معلوم وہ طرف قلعہ کے اس ارادہ سے مع اپنے لشکر کے گیا ہی کہ مین قلعہ مین گھسکر نائب خداوند کو قتل کر دونگا اور اس سخت کلامی کی سزا دونگا جو اُسنے میرے ساتھ اور میرے مالک کی شان مین لکھے ہین کیونکہ آج تک کسی نے ایلچی کے کان و ناک نہین کاٹے ہین اور نہ کسی بہادر نے اپنی ناک و کان کٹوائے ہین جو مین اس امر کو گوارا کرون اپنی بھی جان دونگا اور اُن کی بھی جان لونگا تو اے مریخ جلاد قدرت

نامہ بر تو اس قصد سے طرف قلعہ قدرت کے بڑے جوش و خروش سے گیا ہے نہ معلوم اُسپر کیا گذری
آیا قلعہ تک پہونچا یا نہین یہ کلام و خبر سنکے مریخ کو بڑا غصہ آیا اور کہا کہ نامہ بر کی کیا شامت آئی ہے
اور قضا دامنگیر ہوئی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ جب چیونٹی کے مرنے کے دن قریب آتے ہین تو اُسکے
پر نکلتے ہین کہ وہ اوڑ کر ہر ایک کے کاٹتی ہے اور یہ مصرعہ کسی شاعر کا حسب حال نامہ بر ہے ع صید راچون
اجل آید سوی صیاد رود * کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے وہ قلعہ تک جب زندہ پہونچے گا تو اُسوقت اُسکو
اختیار ہے کہ وہ قلعہ مین جاکر نائب خداوند سے مقابلہ کرے مین راہ مین جاکر قتل کرتا ہون اُسکے خون
سے ہاتھ بھرتا ہون مجکو وہ بڑا بد. ہان معلوم ہوتا ہے اپنے قیاس مین اپنے کو بڑا بہادر اور جنگ آزما
جانتا ہے میرے نزدیک کبھی بہادرون کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ کبھی کسی بہادر سے مقابلہ ہوا ہوگا
کیا سوچ کر طرف قلعہ کے گیا ہے یہ تو اُسی فراری کا پیرو ہے کہ جسکے باپ دادا ہمیشہ بھاگا کئے ہین خدا
پرستون سے یہ بھی پچاس ساٹھ مرتبہ بھاگا ہوگا اب اسکو کہان سے اسقدر جرأت ہوئی کہ اپنی
جان پر کھیل کر چلے ہین یہ بھی کوئی ایسا ویسا مقام خیال کیا ہے یا کوئی کھیل سمجھا ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان
شیرون کو آتے ہوئے تپ لرزہ آتا ہے مریخ فلک کو یہان کے نام سے بخار چڑھتا ہے تو یہان بہادری
دکھانے آئے ہین ہم سے مقابلہ کرینگے یہ سوا اسکے پہلوان قدرت کے کسی کی تاب نہ تھی کہ وہ ہمسے
مقابلہ کرتا پہلوان قدرت کے سبب سے ہم زیر ہوے ورنہ ہمکو کوئی کیا زیر کرتا اور ہم کیا اُس
نامہ بر فراری سے خوف کرینگے اگر راستہ ہی مین جاکر قتل نہ کیا تو اپنا نام مریخ نہ پایا * غرض وہ
سوار ہو کر اُن لوگون کو بلانے کو بھیجتے تھے اُنکے پاس جو گئے تو اُن سے کہا کہ آپ کو مریخ قدرت
طلب کرتے ہین وہ لوگ ایسے بدحواس تھے کہ انھون نے کہا کون مریخ قدرت ہے ہم نہین جانتے ہین
ہمکو جانے دو نہ معلوم وہان قلعہ پر کیا گذری اور اہل شہر پر نامہ بر کے ہاتھ سے کیا مصیبت نازل
ہوئی اُنھون نے کہا کہ تمکو نہین جانے دینگے جب تک تم ہمارے افسر کے پاس نہ ہو آؤ گے وہ لوگ
مجبور ہو کے اُنکے ہمراہ مریخ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ لوگ حاضر ہین اُنھون نے جو دیکھا کہ یہ تو
مریخ قدرت ہین اب پہچانا اور جانا کہ یہ تو خداوند کے لشکر کے افسر ہین اور دیکھا کہ اُنکے ہمراہ
کچھ لشکر بھی ہے تب تو اُنکے حواس درست ہوئے اور مریخ قدرت نے اپنے قریب طلب کرکے
آہستہ کہا کہ تم لوگ کہان بدحواس بھاگے ہوئے جاتے ہو اور یہ شہر کی کیا حالت ہے کیون اسقدر
سناٹا پڑ گیا ہے تب اُنھون نے کہا کہ آپ یہان کیون لشکر لیے ہوئے کھڑے ہین اسکا کیا سبب ہے
وہان جائیے کیا آپ کو کچھ خبر نہین ہے کہ نامہ بر قلعہ پر یورش کرکے گیا ہے اسی سبب سے شہر مین سناٹا
ہے دوکانین بند ہو گئی ہین اہل شہر سب طرف قلعہ کے بھاگے جاتے ہین یہی سبب ہے جو ہم بدحواس
ہین تب تو مریخ کو بڑا غصہ آیا اُن لوگون نے کہا کہ نامہ بر نے کئی سو آدمی اہل لشکر سے جو کہ
اُسکے روبرو آئے اُنکو قتل کر ڈالا وہ بیچارے راہ مین مرے ہوے پڑے ہین اُنکے وارث
مارے خوف کے اُنکی لاشین بھی نہین اُٹھا سکتے ہین یہ سُنتا تھا کہ مریخ کو اور زیادہ غصہ آیا اور
اُسیوقت مع لشکر کے طرف قلعہ کے چلا اسکو راہ مین رکھا جاتا ہے اب اُدھر کی حالت سنیے کہ سلیم
بیمروت مع لشکر کے اہل شہر کو قتل کرتا اور وہی کلام کرتا ہوا قریب قلعہ پہونچا ادھر اہل شہر بھی غوغا کرتے ہوے
قریب قلعہ پہونچے اب تو سلیم کی یہ حالت تھی کہ جو سامنے آیا اُسکو قتل کیا کیونکہ یہان شہر کے لوگون کا
بہت مجمع ہے اور یہ بیچارے بے گناہ قتل ہو رہے ہین اب تو بہت شور و غل مچا ہوا ہے کہ کان پڑی صدا

نہیں سنائی دیتی ہے اہل شہر سلیم کو کھڑے گالیاں دے رہے ہیں اور کچھ یہ فریاد کر رہے ہیں کہ ای رب
خداوند واسطے آپ کو اپنی نیابت کا اور سر خداوندی کا ہماری داد کو پہونچیے ادھر تو یہ شور و غوغا
ہو رہا ہے ادھر برجیس دربار میں حجاب قدرت کے عقب میں بیٹھا ہوا ہے اور دربار جمع ہے سوائے
سرپیچ کے اور اسکے سرداروں کے سب دربار میں حاضر ہیں برجیس کو یہ انتظار ہے کہ سرپیچ
آ لے تو میں دربار برخاست کروں کہ یکایک اہل شہر کے شور و غل و سلیم کے شور و چلانے کی صدا
کان میں برجیس کے پہونچی اور سب اہل دربار اور اہل قلعہ نے سنا سب نے اپنے کان کھڑے کیے اور حیران
ہو کر ادھر ادھر سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کدھر سے آتی ہے ادھر برجیس کے کان
میں آفتاب نے کہا کہ ای نائب من اہل دربار سے کہو کہ سر اٹھا کر طرف شہر کے دیکھیں اور اس
شور و غل کے سبب کو دریافت کریں اور تم یہ تدبیر کرو کہ دریچہ قدرت سے سر نکال کر کہو کہ
ای بندگان من یہ کیا غوغا کر رکھا ہے آگاہ ہو کہ ایلچی کے پاس جواب نامہ جو پہونچا اور یہ جواب اسکو معلوم
ہوا کہ لوگ میری ناک اور کان کاٹنے آتے ہیں برہم ہو کر بڑے غیظ و غضب میں مع اپنے اہل
لشکر کے تلواریں لیے ہوئے اس ارادے سے آتا ہے کہ قلعہ میں آ کر تم سے مقابلہ کرے اور قتل
کرے بھلا کیا ہوتا ہے اسنے کئی سو اہل شہر کو قتل کر ڈالا ہے یہ اسی کا غوغا ہے اور اہل شہر
تمسے فریاد کر رہے ہیں پس تمکو لازم ہے کہ سر دریچہ سے نکال کر ایلچی کو اپنا جمال جہان آرا
دکھا تا کہ وہ تمکو سجدہ کریں اور مذہب آفتاب پرستی بخوشی خاطر قبول اور منظور کریں اور تیر
نہ کھائیں ہوں پس یہ سنکے برجیس نے اہل دربار سے کہا کہ ای حاضرین دربار حیران و مضطر ہو طرف
شہر کے دیکھو تمکو اس شور و غل کا حال معلوم ہو جاوے گا گو میں بیان کر سکتا ہوں مگر تم لوگ
خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو یہ صدا سنکے سب اہل دربار نے از درجہ بالا تا درجہ آخر نظر اٹھا کر
طرف شہر کے دیکھا یہ نوبت ہوئی کہ گویا پردے آنکھوں پر سے اٹھ گئے اور یہ معلوم ہوا کہ گویا
وہ دیوار قلعہ و گنبد مثل آئینہ کے ہو گئی سب کو یہ نظر پڑا کہ زیر قلعہ لاکھوں اہل شہر جمع ہیں اور
فریاد کر رہے ہیں ایک طرف سے ایک لشکر کثیر کے جلو میں ایک پہلوان قوی ہیکل مرکب پر سوار
ہاتھ میں شمشیر آبدار عقب میں تمام سوار تلواریں برہنہ لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلے
آتے ہیں اور جو کوئی سامنے آتا ہے اسکو وہ سردار ایک وار میں دو ٹکڑے کرتا ہے کہ وہ بیچارا
ہیبت کا مارا قتل ہو جاتا ہے یہ حال دیکھکر سب حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے اور کون ہے خونخوار
مقدور رکھتا ایلچی کو دیکھا جیسے تھے یہ تو یہ رنگ دیکھکر گھبرا گئے اور ان دونوں کو غصہ آ گیا اور اسی جا
غیظ میں پردے کی طرف منہ کر کے بولے کہ ای خداوند یہ تو وہی ایلچی ہے کہ جو نامہ لے کر آیا تھا اسنے
سر اٹھایا اور اہل شہر کو قتل کرتا چلا آتا ہے اسکو کیا ہو گیا کیا دیوانہ ہے کہ یہ حرکت اس سے حالت جنون
میں سرزد ہوئی کہ کچھ اسکو اپنی جان کا خوف نہیں ہے از بسکہ شہرناک نے یہ حال دیکھکر
خونخوار سے کہا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ میں جا کر اسکو سزا دوں بیک ضرب شمشیر دو
پارہ کر ڈالے کروں یا ضرب گرز سے پیوند خاک کروں کہ اس کمبخت نے بہت سر اٹھایا ہے اسی
طرح سے منصور و دیگر اہل دربار نے بھی یہی عرض کیا از درجہ آخر تا درجہ بالا سبکو
اشتعال بدتمیز دیکھکر غصہ آیا ہر ایک مثل زلف پر خم برہم ہوا اور فرط غیظ سے کانپنے لگا مگر یہ
رعب و داب ہے کہ کسی نے اپنے مقام سے حرکت تک نہیں کی اور یہ عرض کرتے کہ جو شہرناک

منصور نے عرض کیا تھا سب سر جھکائے بیٹھے رہے گرگا پتا کیے اور اسکی بدعت و سرکشی کو دیکھا کیے
اور سپہر جبیں نے خونخوار اور شہر تاب و دیگر اہل دربار کی عرض سنی اور اُسکا یہ جواب
دیا کہ اے بندگان من تم غصہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دو اور برہم ہوا اور میری قدرت کا تماشا دیکھو
کہ کیونکر یہ زیر ہوتا ہے گو اسنے بہت سر اُٹھایا ہے مگر میرا بندہ خاص ہے اسکو ارژنگ نے
گمراہ کر رکھا ہے جب یہ میرا نور جمال باکمال دیکھیگا تو سجدہ کرے گا دیا نی حرکت پر نادم ہو گا کیون
حیران ہوتے ہو یہ کہکر اپنے تخت پر سے اُٹھا اُدھر اسکی یہ تقریر سُنکے اہل دربار خاموش ہو رہے
پھر یارا سے دم زدن نہ ہوا اُدھر سپہر جبیں اُس دریچہ قدرت میں پہونچا کہ جسکے نیچے یہ غوغا
مچا ہوا تھا اور اہل شہر فریاد کر رہے تھے اور سب اہل دربار نے دیکھا کہ اب وہ نامہ بر سر قلعہ
پہونچ چکا ہے کچھ دیر باقی ہے کہ داخل قلعہ ہو اُدھر در قلعہ پر جو نگہبان تھے وہ سب اپنے
آلات حرب و ضرب سنبھال کر اس قصد سے کھڑے ہوئے ہیں کہ ادھر اسنے در قلعہ پر قدم
رکھا اور ہم نے مقابلہ کیا پہلے ہم لڑکر اپنی جان دینگے اُسکے بعد اسکو قلعہ میں جانے دینگے
اب اُسنے رُخ در قلعہ کا کیا ہے کہ اُدھر سپہر جبیں نے دریچہ سے سر نکال کر اُسکی بدعت کو دیکھا
اور اہل شہر کی فریاد کو سُنا اور وہ ہزار سوار جو کہ اس خیال سے دور دور آ رہے تھے کہ کون
اپنی جان دے اُنھون نے دیکھا کہ بالاے قلعہ ایک گنبد طلائی تھا کہ جسکے اوپر آفتاب
لگا ہوا ہے اور اس آفتاب کی روشنی تمام سرزمین پر پھیلی ہوئی ہے اور اسکے اوپر نظر کام نہین کرتی
ہے یہ لوگ تو دور دور چلے آتے تھے اور سب تماشے دیکھتے ہوئے اور نامہ بر اور ہمراہیان
نامہ بر تو اپنی رو مین چلے آتے تھے یہ کیا دیکھتے اُنھون نے دیکھا کہ اُس گنبد مین ایک دریچہ تھا
کہ جسکے اوپر وہ زرلفتی پڑا ہوا تھا وہ خود بخود بند ہو گیا اور اُس سے ایک کھڑکی ظاہر ہوئی کہ
جسکے پٹ یاقوت احمر کے تھے اور چوکھٹ یا زمرد کی تھا وہ پٹ کھلا اور اُس سے ایک سر ظاہر
ہوا کہ اُس پر نقاب پڑی ہوئی تھی اُس سر کے نکلنے کے ساتھ ہی ایک برق چمکی یہ حال دیکھکر وہ
لوگ یا تو رفتہ رفتہ چلے آتے تھے یا اُسی مقام پر ٹھہر گئے کہ یہ کیا تماشہ ہے ذرا اسکو اسی مقام
سے دیکھنا چاہیئے شاید کوئی بلاے ناگہانی آفت آسمانی نازل ہو تو ہم بھی اُس بلا مین مبتلا ہون
جو کچھ گذرے انھین پر گذرے جو آفت آئے انھین پر آئے کہ اپنے غفلت کی حالت مین بلا خوف و
خطر چلے جاتے ہین ہم پھر کر بھی نہین دیکھتے ہین ہمکو اپنی اپنی جانین عزیز ہین یہ تو یہین ٹھہرے رہے
اُدھر بعد برق چمکنے کے ایک صدا رعد کے مانند آئی کہ جس سے سب کے جگر ہل گئے کلیجے پاش
پاش ہو گئے مع اہل شہر و نامہ بر اور اسکے ہمراہیون کے یا تو یہ لوگ اپنی رو مین چلے جاتے تھے
یا صداے مہیب کے آتے ہی سب کے سب تھم گئے اور ایک غبار سا آنکی آنکھون مین چھا گیا
یہ حالت سلیم شیر صولت و اسکے ہمراہیون کی ہوئی اور اہل شہر کی نہین ہوئی وہ صرف ششدر ہو کر
رہ گئے اب تو سلیم شیر صولت اور اسکے ہمراہیون نے جو غبار سا دیکھا اور وہ صدا سُنی خود بخود
کانپ کر رہ گئے اپنے کان کھڑے کیے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ غبار کیسا ہے اور یہ صدا کہان سے آئی اور ہم
خود بخود کانپ کیون اُٹھے ابھی یہ خیال کر رہے تھے کہ اُنھون نے سُنا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے
نامہ بر کیون اسقدر مغرور ہوا ہے کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے دیکھ اپنے خدا کو اور پہچان ارے
ارژنگ خدا سے باطل ہے وہ کل کا بچہ ہے یہ ساری ہماری کرامت ہے اور ہمارا اکرم اور رحیم ہے کہ [illegible]

اور اُسکے باپ و دادا کو یہ قدرت دی اُسکو کیا دی ہو جو اُنکو دی تھی اور دیتے اگر وہ بے خوف ہوتے
اور اسکو بھی دیتے جو یہ اُسکے قدم بقدم نہ چلتا اور اُنکی پیروی نہ کرتا اور مثل اُن کے
خدائی کا دعوی نہ کرتا اور میرے نائب کو اس طور کا نامہ نہ تحریر کرتا اور میرے نور خالص کی
خواستگاری نہ کرتا اُسنے اور اُسکے باپ و دادا نے تو یہ مثل کی اور ہمسے مقابلہ اور مجادلہ
پر آمادہ ہوئے چنانچہ ہمنے تو اُنکو خدا پرستون کے ہاتھ سے ذلیل و خوار کرا کے قتل کرا یا اب
اسکی نوبت آئی تو یہ بھی اُنھین کی طرح گمراہ ہو اُن سب کی یہ مثل تھی اور ہی کہ بازی بازی
با ریش بابا ہم بازی یا یہ جو شعر کسی اہل زبان نے خوب موزون کیا ہی اور اُسکے حسب حال ہی ع
کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ اُسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہی
وہ ہمسے اپنی خدائی چاہیگا جبکہ ہم اُسکے خالق ہین تو کہین خدا سے بندے کا زور چلتا ہی کہین بندہ
خدا سے لڑ سکتا ہی پس آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ عاجز ہو کر ہمکو سجدہ کریگا اور ہمارے نائب کی
اطاعت کریگا پس تجھکو بھی معلوم ہو کہ تو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی خود بھی زحمتون
مین پھنستا ہی اور دوسرون کو بھی پھنساتا ہی اب تیرا ظلم حد سے زیادہ ہو چکا ابھی تک ہمارا دریا
رحمت جوش زن ہی ہم یہ خیال کرتے ہین کہ اب تجھکو خیال آ جائے اور اپنے خیال خام سے درگذرے
مگر تو حد سے زیادہ مغرور ہوا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین بہادر ہون اور قوت و زور کے دینے
والے ہمین ہین ہمارے اوپر تیرا کیا زور چلیگا اگر ہم یہ قوت نہ دیتے تو تو کیونکر یہ جرأت کرتا
اور بایں لاف و گزاف جیل آتا یہ تیرا خیال بالکل ناقص ہی کہ قلعہ مین جا کر میرے نائب کو تکلیف
دے اور اُسکے اہل دربار اور میرے بندون سے مقابلہ کرے یہ کبھی نہوگا اور غیر ممکن ہی اگر اب
تو نے قدم آگے بڑھایا تو یاد رکھ اور یقین کرے کہ ایسی برق غضب تیرے اوپر گریگی کہ تو جل کر
خاک سیاہ ہو جائیگا مع اپنے ہمراہیون کے اگر اپنی جان کی خیریت درکار ہی تو سر اُٹھا کر میری
قدرت کا تماشا دیکھ اور یہ اثر میرا غضب تھا جو کہ تیرے روبرو پیش آیا کہ تو حیران و پریشان
ہو گیا ہی کہ یہ غبار کیسا ہوا اور یہ صدا کیسی آئی اسکے یہ غبار نہین ہی بلکہ یہ دم قہر میرا تیری نظر پر حائل
ہو گیا کہ تو وہ کچھ نہ دیکھ سکے اور میرے فرشتہ قدرت کی یہ صدا تھی کہ جسکے تو سنتے ہی ڈر گیا اور تیرا
زہرہ آب آب ہو گیا اور کانپ گیا قدم تیرا اور تیرے ہمراہیون کا نہ اُٹھ سکا یہ شمہ میرا قہر تھا
دیکھ مین تجھکو ہوا سے دیتا ہون کہ میرے غضب سے ڈر اور جو میرا نائب کہتا ہی اُسپر عمل کر اور اپنی زندگی
کو خراب نہ کر اور اپنی عمر کو گمراہی مین نہ بسر کر آیندہ تجھکو اختیار ہی یہ صدا جو آئی سلیم اور اُسکے
ہمراہی سنکے لگے اِدھر اُدھر دیکھنے کہ یہ صدا کہان سے آئی اور اس صدا کا دینے والا کون ہی کہ پھر
صدا آئی کہ تم لوگ بڑے نادان اور بے عقل ہو اور سنکر بھی آج تک اپنے خدا کو دیکھا ہی جو تم
دیکھنا چاہتے ہو اور میری صدا سنکے اِدھر اُدھر دیکھتے ہو ارے یہ صدا تمہارے خدا کی تھی اگر
تم میرے نائب کے کہنے پر عمل کروگے اور اُسکے جمال کی تاب لاؤگے تو مین بھی اپنا جمال تمکو دکھا دونگا
دل مین یہ تمکو نصیحت کرتا ہون کہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرو دیکھو تمہارا کیا مرتبہ ہوتا ہی پس یہ صدا اُسکے موقوف
ہوگئی یہ صدا سب نے سنی مع اہل لشکر و ہمراہیان سلیم کے اب تو سلیم اور اُسکے ہمراہیون کو حیرت ہوئی اور وہ حالت
جو سلیم کی تھی کسی قدر کم ہوئی اور کچھ غصہ بھی کم ہوا اور یہ صدا اُسکے ٹھہرا اُدھر اُن ہزار آدمیون
نے بھی یہ صدا سنی تو وہ اپنے مقام سے آگے نہ بڑھ سکا یعنی کسی تدبیر سے ہٹ گئے اور باہم کہنے لگے کہ کوئی نگری

دست خود ورنہ الحمد للہ انکو قتل کر رکھی ٹھہر جا اگر یہ ایسا نہ مانینگے تو اُسوقت ہمکو حکم دیجئے انکو قتل کرینگے آپ نے
بہت گستاخی کی ہو مگر مین رحیم ہون میری عادت رحم کی ہو بس مجھکو رحم آگیا ہو کہ بیکار اسقدر لوگون کا کیون خون ہو
اگر یہ میرے کہنے کو سنینگے تو بہتر ورنہ میرا دریائے غضب جوش زن ہوگا اگر تیرا جی چاہتا ہو کہ مین انسے مقابلہ کرون
تو خیر تیرے ہی ہاتھ سے انکو قتل کراؤنگا تیرے ہی ذریعہ سے ان پر عذاب نازل کرونگا تو ملکہ نے یہ کہکر جلیس
نے یہ جو کہا عورت کانپ کر رہگیا اور اُسی مقام پر صفت باندہ کر کھڑا ہوگیا یہ صدا جو آئی ہمراہ اُسکے ہمراہیون نے سنی
پلٹ کر دیکھا کہ کسکی بابت حکم ہو رہا ہو اور حکم دینے والا کون ہو دیکھتے کیا ہین ایک پہلوان قوی ہیکل بلند بالا اژدر
عفریت صفت [illegible] قامت نہایت قوی ہیکل خود فولادی سر پر گرز گران بدوش ایک مرکب قوی پر سوار تلوار آبدار
علم کئے ہوئے اسکے عقب مین کئی سو سردار اُنکے عقب مین کوئی بیس ہزار کا لشکر میرے لشکر کے قریب کھڑا ہو اور
اُسکی تلوار سے خون ٹپک رہا ہو اور جسقدر سردار اُسکے ہمراہ ہین وہ بھی تلوارین برہنہ لیے ہوئے ہین اُنسے بھی خون
ٹپک رہا ہو اور اُس پہلوان کا یہ حال ہو کہ فرط غیظ سے چہرہ اُسکا لال انگارہ ہو رعب و جلال آشکارا ہو اور
میری شان مین کلام بیہودہ کہہ رہا ہو اُسنے قصد کیا تھا کہ مین جواب دون اور مقابلہ کرون کہ اتنے مین یہ قصد اُسکا
دیکھکر جلیس نے [illegible] کہا کہ یہ بھی اُسکو جواب دیا چاہتا ہو اور اگر یہ جواب سخت دیگا تو میرے [illegible] قدرت کو تاب
نہ ہوگی فوراً اُسکے اوپر یہ جا پڑیگا تو ضرور مقابلہ ہوگا اور یہ [illegible] ضرور اسکو قتل کریگا کیونکہ وہ ایسا ویسا پہلوان
نہین ہو ناسمجھی کی اُسنے [illegible] کوئی حقیقت نہین ہو یہ ایک ضرب گرز سے [illegible] کریگا پس یہ خیال کرکے کہا کہ
تامل کرو مین [illegible] حیران ہون کہ یہ صدا کہان سے آتی ہو اسنے تو مع اپنے ہمراہیون کے ہر طرف قلعہ کے
دیکھا اور [illegible] میری طرف دیکھ یہ جو صدا آئی ایک مرتبہ سلیم اور اُسکے ہمراہیون نے سر اٹھا کے دیکھا
کہ بالائے قلعہ ایک گنبد طلائی ہو اُسمین ایک دریچہ بنا ہوا ہو اُس دریچہ سے ایک سر نکلا ہوا ہو اُسکے منہ پر نقاب
پڑی ہوئی ہو جیسے نامہ بر اور اُسکے ہمراہیون نے اُس قلعہ کی طرف دیکھا اور سر [illegible] سے انکا [illegible]
اور جلیس نے دیکھا کہ ان سب نے ادہر کو دیکھا پس یہ کہکر اپنے منہ پر سے نقاب اُٹھائی اور ادہر اُس قصد
سے سلیم نے سر اُٹھایا کہ قلعہ کی طرف دیکھون اس پہلوان سے مقابلہ کرونگا اور قلعہ کے اندر جاؤنگا
یہ قصد کرکے اُدہر دیکھا اور باگ پر بھی مرکب کے ہاتھ ڈالا کہ ادہر مین دیکھ چکا اُدہر [illegible]
مقابل ہوا کیونکہ مردان عالم کی شان مین کیا کلام [illegible] کہہ رہا ہو جیسے اُسکی نگاہ اُٹھی اُدہر جلیس نے
نقاب اُٹھائی اور یہ صدا دی کہ بس [illegible] بدبختا [illegible] نقاب کا اُٹھنا تھا کہ ایک برق
چمکی اور ایک نور ایسا پیدا ہوا کہ تمام صحرا روشن ہوگیا اور جیسے ہی ان سب کی نگاہ چہرہ جلیس پر پڑی
فوراً سب کو غش طاری ہوا اور وہ سب مع سلیم شیر صولت کے مرکبون پر سے زمین پر گرے اور گر کے
بیہوش ہوگئے اور جلیس نے نقاب اپنے منہ پر درست کر لی جب اُنکی یہ حالت ہوئی وہ جو سوار پہلے سے
الگ تھے اور دو ہزار سوارون کے محاصرہ مین تھے ایک مرتبہ یہ حالت دیکھکر اور یہ خیال کرکے کہ بھاگو
یہان سے نہین تو یہی حالت ہوگی پس مرکبون کو مہمیز کرکے سر و پا ایک جانب کو فرار ہوئے اس
خیال سے کہ خداوند کو جاکر اس حالت کی خبر کردین اور یہ جواب نامہ دین اگر ہم بھی یہان اس عذاب مین
مبتلا ہوئے تو کون اُنکو خبر کریگا وہ تو جواب کے منتظر ہونگے پیچھے یہ لوگ مر گئے ہین اس نور نے انکو [illegible]
خبر دار یہ کارخانہ سحر کا ہو کوئی ساحر زبردست ہو اُسی حالت مین کچھ تو فرار کر گئے اور کچھ اسی خیال سے رہ گئے
کہ دیکھین انکا انجام کیا ہوتا ہو جو سوار انکو گھیرے کھڑے تھے اُنھون نے بھی انکو بھاگنے دیا کہ کیا حال ہو
بیچارے قتل ہوئے ہین اُدھر کو بھاگے ادہر کا حال سننے کے بعد تھوڑی سی دور چلے تھے کہ ایک ہوا سے سرد چلی

اور بجلیان بغیر ابر کے چمکین پھر تو بڑی ہوشیار ہوا اور سجدے کو جھک گیا سلیم جو اٹھا تو اسکو اپنے بدن کا ہوش
نہ تھا یہ سب کے سب مبتلاے تحیر ہو گئے تھے اب تو سب جو اٹھے یہ حالت تھی کہ آنکھون سے اشک روان تھے گویا
ابر باران تھا کہ برس رہا تھا ہر ایک کی زبان پر یہ کلام تھا کہ بیشک معلوم ہوا کہ تو خدا ہے برحق ہے اور ہم ضرور باطل پرست
تھے ہمکو ارزنگ نے گمراہ کر رکھا تھا ہم یہ نہ جانتے تھے کہ ہمکو گمراہ کر رکھا ہے یہ بھی مثل ہمارے بندہ ہے اے
خداوند ہمارے گناہ معاف کر دے گو ہم اس قابل نہیں ہین کہ ہمارے گناہ معاف کیا جائے مگر تیری رحمت سے بعید
نہیں ہے کیونکہ تیری ذات رحیم ہے تیری عادت رحم کرنے کی ہے واسطہ تجھکو اپنی ذات کا ہمارے گناہ بخش دے ہم
تیرے عذاب کی تاب نہیں لا سکتے ہین ہم مین یہ قوت نہیں ہے کہ تیرے قہر کی برداشت کر سکین ہم نہ سمجھے تھے
تو خدا ہے ضرور یہ رہزن دل تھا ارزنگ خدا ہے باطل تھے ہمکو گمراہی اور ضلالت مین مبتلا کر رکھا تھا اگر وہ ہمکو
ملجاتا تو اسکو ابھی قتل کرین اور اسکے پرزے پرزے کر کے اور اسکے جسم کے پارچے کر کے زاغ و زغن کو دین
کہ جسنے ہماری عمر کو مفت برباد کیا ہمکو ضلالت مین رکھا ہاے کیا کرین کیونکر ہمارے گناہ معاف ہوے کیونکر
ہم ان عذابون سے نکلینگے اے خداوند ہم پر رحم کر اور ہماری خطا کی طرف نہ خیال کر کیونکہ تیری ذات عطا بخش و
عیب پوش ہے تو اگر چاہیگا تو ہمارے سب گناہ عفو ہو سکتے ہین یہ کہتے تھے اور روتے تھے اور زمین پر تڑپتے تھے
اور کبھی توبہ کرتے تھے کہ ہم تیرے آستان پر اپنے سرون کو پٹکتے ہین تا کہ تجھکو رحم آئے اور ہمارے قصور کو
معاف کر دے ہم نے بہت بڑا قصور کیا کہ تیرے اوپر تلوارین تول کر اپنے مقام سے چلے تھے کہ تجھسے مقابلہ
کرینگے اگر یہ ہاتھ خشک ہو جائین یا کسی فرشتہ قدرت کو روانہ کر کہ وہ ہم سب کے ہاتھون کو قلم کرے ہمارے منہ
اس قابل نہیں ہین کہ ہم تیرے روبرو آئین یہ لوگ تو یہ تقریر کر رہے تھے اور سلیم کی یہ حالت تھی کہ سجدے
مین سر ٹکا ہوا تھا اشک ابر نوبہار آنکھون سے آنسوون سے ہچکی بندھی ہوئی تھی زار و قطار رو رہا تھا اور یہ کلام
لب پر تھا کہ یہ بندہ تیرا اس قابل ہے کہ یہ گردن سے کھینچی جائے اور مین اس لایق ہون کہ برق غضب تیری میرے
اوپر گرے اور مین جلکر خاک سیاہ ہون تا کہ میرے گناہ تو پاک ہون اور بالکل گناہون سے پاک تیری خدمت
مین پہونچون اب تجھسے تیرے عذاب کی برداشت نہوگی کیونکہ تو نے مجھکو نازک پیدا کیا ہے اے میرے خدا
مین شرمندہ ہون لایق سزا ہون مین عبد گنہگار ہون بہت تجھسے شرمسار ہون کہ تجھکو فراموش کیے ہوے تھا اور
گمراہی مین پڑا ہوا تھا تو جانتا ہے اس ارزنگ مرتد کو غارت کر کہ جسنے مجھکو گمراہ کر رکھا تھا وہ بڑا مرتد ہے جادو ساحر
بڑا فیلسوف ہے دنیا مکر اسنے پھیلا رکھا ہے جال مکر و دغا بچھا رکھا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے باپ دادا بھی اسکے گمراہ
کرنے والے تھے اے میرے خداوند میرے اوپر رحم کرین تیرے قتل کا قصد کر کے اپنے مقام سے چلا تھا
افسوس مین نے راہ مین بہت سے بندگان خداوند کو بیگناہ قتل کر ڈالا انکا خون میری گردن پر ہے مین اسکے
خون مین مفت مبتلا ہوا ہون کہ ادھر جا کر پوشیدہ ہون کدھر نکل جاؤن کیونکر ان گناہون سے اپنے کو بچاؤن جہنم کے
عذاب سے کہ تو ہے تو بڑا ستم ہے کہ مین خداوند کے قتل کرنے کو تلوار لیکر آیا تھا یہ میرے دل مین کیا سما یا اور بہت
پھر گریہ و زاری کرنے لگا اور قصد کیا کہ اپنے کو آپ ہلاک کرے کہ اہل شہر نے دوڑ کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
کیون اپنے کو ہلاک کرتا ہے خداوند تیرے گناہ ضرور بخشدیگا اگر انکو گناہ نہ بخشنا ہوتا تو اپنی صورت کیون
دکھاتے ایک امر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جب شیخ نقاب الٹی تو سواے ان دو ہزار آدمیون اور جسقدر
وہ لوگ تھے جو کہ نامہ بر کی ہمراہی سے الگ رہگئے تھے اور قریب قلعہ نہیں پہونچے تھے وہ دو ہزار وہ تھے
کہ جنکو شیخ انکی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ تو نہیں غش کھا کے گرے تھے باقی کل اہل شہر و نامہ بر و شیخ
و اسکے مددگار اور اسکا لشکر و ہمراہیان نامہ بر سب بیہوش ہو کر گرے تھے مگر سب سے پہلے اہل شہر و شیخ

اور اسکے ہمراہیون کو جو غش آیا وہی بولیان انکی بڑی تھین یہ جو ہوش مین آگئے تھے تو پہلے سجدے کو تم ہوئے تھے
اسکے بعد جو سر اٹھا کر دیکھا تھا تو ان سب کو بیہوش پایا تھا کہ تھوڑے عرصے کے بعد ہوش مین آنے لگا تھا یہان تک
کہ سب کو ہوش آگیا تھا اور وہی تقریر ہر ایک کرنے لگا تھا پس جب اہل شہر نے سلیم شیر صولت کو پکڑ لیا اور یون
سمجھایا تو اسکی رقت کم ہوئی ادھر شجلیس نے کہا کہ ای سلیم تو نے دیکھی میری قدرت اور سمجھا نا اپنے خدا کو اب تو
تو اس راہ ضلالت سے نکلا تو نے ہمکو سجدہ کیا ہمنے تیرا سب قصور عفو کیا تو رو نہین ہمکو تیرے حال پر رحم تیرے
ہمراہیون کے رحم آگیا ہمکو خوب معلوم ہی کہ تو پہلے اس حال سے بالکل نہین واقف تھا تجھکو ارژنگ نے گمراہ
کر رکھا تھا اور تو نے یہ جو حرکت کی یہ عین نمکحلالی اور جوانمردی کی تھی جو کہ نمک حلال اور بہادر ہوتے ہین وہ اپنے
مالک کی بیعزتی کے خواہان نہین ہوتے ہین اور جو کوئی اُنکے یا اُنکے مالک کے خلاف شان کلمہ اُنکے روبرو یا
اُنکی غیبت مین کہتا ہی اور اُنکو معلوم ہوتا ہی تو وہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین سچ یہ امر ہی کہ آبرو کا صدقہ
جان ہی اور جان کا صدقہ مال ہی جب آبرو نہ رہی اور انگشت نما تمام اپنون اور بیگانون مین ہوئے تو ایسی زندگی
بیکار ہی یہ تیرا خیال بہت بجا تھا اور تیرا یہ خیال ہی جو بہادر ہین وہ ایسا ہی کرتے ہین یہ کوئی امر تو نے خلاف نہین کیا
ہمنے تیری خطا بحل کی تیرے گناہ سے درگذرے اب تو کچھ خوف نہ کر جبکہ مین بخشنے والا ہون یہ کہکر ہرمچ سے کہا
کہ ان سب کو ہمارے دربار مین لاؤ کیونکہ اب تو یہ ہمارے شہر کے ہوئے میری اطاعت قبول کی مذہب
آفتاب پرستی قبول کیا ہی ہم ان سب کو بڑا مرتبہ دینگے اپنے بندون میں جو کہ خاص ہین انہین شامل کرینگے یہ کہکر
شجلیس نے اپنا سر اندر دریچے کے کر لیا کہ پھر صدا آئی کہ ای بندگان من دیکھا تمنے قدرت کو میری کہ مین نے انکو
زیر کیا اور کیونکر اپنا مطیع کیا اُن سب نے میرا مذہب قبول کیا اور میری خدائی کے قائل ہوئے اب مین یہ
کہتا ہون کہ تم لوگ پریشان ہوتے جاتے تھے سب دوکانین بند کردین شہر ویران نظر آنے لگا تھا جو کیا بھلا
کوئی ہمارے شہر مین ہمارا نائب ہو کوئی قسم کی دست اندازی کر سکتا ہی اگر میری مرضی کے خلاف کرے تو
مین خاک سیاہ یا اُسکو سنگ سخت کا بنا دون کوئی میری خدائی سے باہر نہین ہوسکتا ہی یہ کہا کہ ای بندگان من
تمکو معلوم ہوا ہوگا جو لوگ کہ سلیم کے ہاتھ سے اہل شہر سے مارے گئے ہین اُنکے وارثون کو معلوم ہو کہ وہ [illegible]
ہمنے اُنکو بڑے مرتبے اعلی دیے ہین اور ہم یہ اقرار کرتے ہین کہ [illegible] ان سب کو پھر زندہ کرینگے اُن سب کی
لاشون کو اٹھوا کر باب رحمت مین ڈالدو جو کہ ہمارے نائب کے زیر قصر روان ہی تاکہ یہ لاشین بحفاظت تمام رہین
یہ صدا دیکر کہا کہ ای سلیم شیر صولت وای ہمراہیان نامہ ہمکو معلوم ہو کہ جبکہ تم میرے نائب کے جمال کی تاب
نلا سکے اور غش کھا کر گر پڑے اور یہ نوبت ہوئی کہ جو کبھی کسی کی نہین ہوئی تھی بھلا تم میرے نور جمال کی کیا تاب
لا سکتے [illegible] ہوکر جاؤ گے اُس شعلۂ نور سے جل جاؤ گے یہ وہ نور ہی جو کہ [illegible] کوہ طور پر گرا تھا کہ وہ جلکر خاک سیاہ
ہوگیا اسکو وہ مرتبہ دیا گیا کہ وہ چشم مردم مین رہے یہ کسکو تاب ہی اور کس چشم مین قوت ہی کہ ہمارے نور کو دیکھ سکے
بس اب تمکو لازم ہی کہ اس مذہب سے کبھی گمراہی نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے اور تم اپنی چشم سے خود دیکھ لوگے کہ جو حال
اُس مرتد ارژنگ کا ہوگا جیسا وہ خدا بنکر بیٹھا ہی ویسی اُسکو سزا دیجائیگی لقا [illegible] پریشان ہوئے
کہ جو ارژنگ پریشان ہوگا اُنکو کیا سزا ملی ہی جو اسکو ملیگی کہ تمام عمر یاد کریگا سر پر ہاتھ رکھکر رویگا وہ تو خود [illegible]
کرکے چلے گئے اسکو ایک راہ بتا گئے اب پہلے مین ارژنگ کی تدبیر کرون تو پھر خدا پرستون سے مقابلہ
کرون اتنا بھی اُنکی گمراہی کی سزا دون یہ صدا سنکر سلیم شیر صولت نے اپنے ہمراہیون کے پھر سجدے مین
گرا اور کہا کہ بیشک تو خدا برحق ہی یہ کہکر سر سجدے سے اٹھایا ایک صدا مہیب آئی اور برق چمکی ادھر
وہ غبار جو کہ اُنکی نظر کے روبرو تھا وہ غائب ہوگیا اب تو قلعہ کی جانب سب نے دیکھا ادھر شجلیس نے [illegible]

اسطرف بھی یہ ہوا کہ جہان واسطے لشکری لوگون کے انکے لشکر کے سوار دون سنے اپنے لشکر کو بلایا اور دربار سے
سے اور یہ حکم دیا کہ یہ مقام ہمکو رہنے کو ملا ہو اور اسکے باہر کی مکان ہین انمین ہر ایک کا نام اور سب سرداروں کے
نام تحریر ہین پس سلیم اس مقام پر آیا جہان وہ مکانات تھے موافق انکے کہنے کے پایا جو ہر ایک اپنے
مکان کو جسپر انکا نام لکھا تھا دیکھکر اندر گیا جس مکان پر دو سرداروں کا نام تھا انمین وہ دو سردار سلیم کے اپنے
مکان مین گیا ہر ایک نے مکان کو خوب آراستہ پایا کوئی ایسی چیز ضرورت کی نہ تھی جو موجود نہو ہمہ اسباب ملکر وہان
موجود تھا تمام مکان فرش وغیرہ سے درست تھا یہ دیکھکر ہر ایک بہت خوش ہوا راحت سے اپنے مقام پر بیٹھا
کہ وہ دن تمام ہوا ہر ایک اس فکر مین تھا کہ ابھی تک کوئی سامان دعوت نظر نہین آتا ہو یہ تو یہ فکر کر رہے تھے اور
ادھر لشکری بھی اپنے اپنے بستروں پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ سلیم نے کہدیا تھا کہ تمہاری دعوت ہو خداوندی مکان
مین وہ لوگ بھی منتظر ہو رہے تھے مگر اب متردد تھے کہ دیکھیے کب طلب ہوتی ہو برائے دعوت کہ خود بخود
لشکری ادھر گرتا سوار کے روبرو خود بخود طعام لذیذ موجود ہو گیا اور صدا آئی کہ لو یہ دعوت کا کھانا موجود ہو مگر کوئی لانیوالا
نظر آیا نہ صدا دینے والا وہ لوگ یہ حال دیکھکر حیران ہوئے ادھر یہی حال سرداروں کے یہان بھی ہوا کہ ہر ایک کو
کھانا علیٰ قدر مراتب ملا مگر کوئی نظر نہ آیا سب نے کھایا ظروف خود بخود غائب ہو گئے یہ لوگ بہت حیران ہوئے
کہ یہان جو کارخانہ ہو طلسمی ہو یہ نئی بات ہو اور نئی خدائی ہو جسدن سے ہم یہان آئے ہین ہر روز ایک نئے امر
سے سامنا ہوتا ہو کہ جسمین ہماری عقل کام نہین کرتی واقعی بہت سی خدائیان دیکھین اور کئی خدائیان دیکھین مثل خدائی
لقا و زمرد کے مگر یہ طریقہ اور قاعدہ کسی خدائی مین نہین پایا ضرور یہ خدائی اصلی اور برحق ہو اور یہ مذہب درست و
راست ہو اب ہمنے اپنے خدا کو پہچانا اور راہ راست پر آئے آج تک ضرور ہم لوگ گمراہ و لامذہب تھے خیر خوب ہوا
کہ ہمنے قبول یہ مذہب قبول کیا ارژنگ ضرور لائق نفرین و لعن ہو جسنے ہمکو گمراہ کر رکھا تھا اور جو جواب نامہ
لکھا گیا ہو بہت ٹھیک لکھا گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ کلمات سخت کا مستحق ہو یہ چرچے ہر جگہ ہو رہے تھے اور یہی
باتین کرتے کرتے سو رہے ہین یہانتک کہ وہ رات بسر ہوئی اور سحر ہوئی سلیم مع سرداروں کے اٹھا اور لباس
درباری پہنکر طرف دربار کے گیا موافق اپنے طریقہ کے جو کہ کل پیش ہوا تھا داخل دربار ہو کر اور ہر ایک اپنے
اپنے مقام پر بیٹھ گیا یہانتک کہ کل دربار آراستہ ہوا حسب معمول جسوقت تک دربار ہوتا تھا آرام سے رہا
تو یہان دیکھا جاتا ہو کہ یہ مذہب آفتاب پرستی قبول کرکے بہت خوش ہو اور ہر روز دربار مین آتا ہو اور ان لوگون کو
اسکی ہمراہی سے الگ ہو گئے تھے لو یہ سب حالت دیکھکر طرف خاور کے برائے خبر جواب نامہ بھیجا گئے تھے
راہ مین رکھا جاتا ہو کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا اب ارژنگ کا حال تحریر ہوتا ہو کہ وہ کس فکر مین ہو اور کیا اسکی حالت
ہو عشق مین ثریا سے مبتلا ہن کے اور جو کچھ واقعہ گذریگا وہ اب روبروے ناظرین پیش ہوتا ہو پس اب مین
طرف خاور کے اپنے اشہب قلم کو جولان کرتا ہون اس داستان کو ناظرین بنظر غور ملاحظہ فرمائین کہ یہ داستان
بھی عجیب طرز سے بیان ہوگی اور اسکا ہر مقام بہت نادرات سے مملو ہوگا جب ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو لطف کافی و
وافی پائینگے اس داستان مین رنگ رزم و بزم و سحر وغیرہ سب ہین انشاء اللہ تعالےٰ یہ داستان نہایت ہی
دلچسپ ہو مین کہان تک تعریف کرون وقت ملاحظہ آپ قدردانون پر خود ظاہر ہو جائیگا تعریف کرنے
سے کچھ حاصل نہین ہو بقول صائب مصرعہ ثنا سے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا اما ب مصرعہ دیگر قدر گوہر شاہ داند
یا بداند جوہری تا مین کیون تعریف کرکے طول دون اور اپنے مطلب کو فوت کرون اب مین اصل حال
تحریر کرتا ہون زیادہ تقریر کو طول دینا فضول ہو ناظرین و سامعین خود ملاحظہ فرمائینگے شعر کجا بودم اکنون کجا دم کجا
عنان قلم شد ز دستم کجا

اب شمہ حال ارزنگ بن زمرد بد اقبال راندۂ درگاہ ذوالجلال تحریر ہوتا ہی مع دیگر حالات و لشکر کشی بر سر برجیس بعد سننے جواب نامہ کے و جنگ و پیکار و مطیع برجیس ہونا ارزنگ کا بصلاح ہمگنان

راوی بیان کرتا ہی کہ جبکہ ارزنگ نامہ روانہ کرچکا تو اُسنے حکم دیا کہ فوج کی نگہداشت کی جاۓ اور وزیر کو طلب
کرکے کہا کہ چند نامہ جو جو لوگ اور والی شہر میرے باپ دادا کے بندگی کرنے والے باقی ہین اُنکو تحریر کردو تاکہ وہ میرے
شریک ہون مین اُنکو اپنے ہمراہ لیکر اہل اسلام پر لشکر کشی کرون بعد الفراغ کہ خدائی خود اگر برجیس منظور کرے تو بہتر
ورنہ پہلے مین برجیس پر لشکر کشی کرکے اُس سے اپنی معشوقہ کو حاصل کرکے پھر طرف اہل اسلام کے رُخ کرون یہ جو
ارزنگ نے کہا بس اُسی وقت دبیر نے چند نامے اس مضمون کے تحریر کیے کہ ای بندگان لقا و زمرد تم کو
معلوم ہو کہ یہ نامہ ہی طرف سے خداوندزادہ ارزنگ بن زمرد کے جو کہ آج کل تم سب کے خدا ہین اور آجکل امر خدائی
کے وہ مختار ہین یہ نامہ اُنکی طرف سے بنام تمھارے ہی لہذا آگاہ تحریر کیا جاتا ہی کہ تمکو لازم ہی کہ تم خداوند کے شریک
ہوکر برائے مقابلہ اہل اسلام چلو کہ لشکر اور خداوند سے مقابلہ ہو اور اب خداوند کو منظور ہی کہ انکا استیصال کرین
کیونکہ اُنھون نے بہت سر اُٹھایا ہی اور ایک امر ضروری اور درپیش ہی جب تم لوگ یہان آؤ گے تو تمپر وہ امر بھی
ظاہر کیا جائیگا بس فوراً اس نامہ کو دیکھتے ہی مع اپنی سپاہ و لشکر کے کوچ کرکے آؤ اور شرکت کرو وہ میرے یہ کہ اب
تمپر اطاعت خداوندی کی ضرور ہی اگر اسکے خلاف کروگے غضب خداوندی مین مبتلا ہوگے آیندہ تمکو اختیار ہے
والسلام یہی مضمون ہر نامہ کا تھا جب سب نامہ تیار ہو چکے ملفوف کرکے اور اُسپر مُہر کرکے خدمت مین خداوندی کی
پیش کیے ارزنگ نے حکم دیا کہ چند سانڈنی سوار نامے لیکر اُن ملکون مین جاوین جن جن ملکون مین ہمارے
بندگی کرنیوالے حاکم ہون اور ایک نامہ بنام مہران ریچ گردن اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہمکو معلوم ہوا ہی کہ تمھارا
باپ ہماری شرکت کرکے قتل ہوا جبکہ ہمارا لشکر جمہور لیکر برائے مقابلہ گیا تھا اُسکو تمھارا قلعہ راہ مین ملا تمھارے
باپ سے اُسنے مدد کی درخواست کی اُنھون نے اس خیال سے شرکت کی کہ یہ لشکر خداوندی ہی لیکن وہ مع اپنے
سپہ سالار کے ہاتھ سے اہل اسلام کے مارے گئے ہمکو یقین کلی ہی کہ تمکو کمال رنج ہوا ہوگا لہذا مین اقرار کرتا ہون
کہ تم رنج نہ کرو مین انکو مع اُنکے سپہ سالار کے بعد الفراغ مہم اہل اسلام و بعد فراغ تخت خدائی خود زندہ کردونگا تم اطمینان
رکھو اور مع لشکر میرے پاس آؤ کیونکہ میرا قصد ہی کہ مین مسلمانون سے مقابلہ کرون اُنکے مقابلے کے لیے لشکر جمع
کررہا ہون اور اطراف و جوانب کے حاکمون کو مین نے اپنی شرکت کے لیے طلب کیا ہی اُنھون نے ایک ملک پر
اہل اسلام نے قبضہ کرلیا ہی اور آجکل مین خاور زمین ہون یہان اُن سب کا انتظار کررہا ہون صرف اسقدر انتظار
ہی کہ لشکر جمع ہولے تو مین لشکر کشی کرون لہذا تمکو حسب میری درخواست کے مع اپنے لشکر کے کوچ کرکے آؤ
اور میری شرکت کرو اور اہل اسلام کو قتل کرکے ثواب حاصل کرو اُنسے اپنے باپ کے خون کا عوض لو یہ نامہ تحریر
کراکے ایک سانڈنی سوار کے ہمراہ مع اُس اسوار کے جو کہ قاصد سپہ تاب پر جمہور کے ہمراہ گیا تھا نامہ دیگر
روانہ کیا دیگر سانڈنی سوار اور نامے لیکر اس تلاش مین روانہ ہوے کہ جو ملک اسلام آباد ہین اُنسے ہمکو کیا غرض
ہان وہ ملک کہ جو زمرد پرست ہون خواہ لقا پرست ہون اُنکے حاکمون سے مطلب ہی باوجودیکہ اسقدر
شمشیر زنی کرکے صاحبقران اول و ثانی نے تمام دنیا اسلام آباد کردی ہی مگر اُسپر بھی ابھی سیکڑون ملک ایسے
ہین جو کہ لقا پرست و زمرد پرست ہین اور کافر ہین کہ اُنکا ذکر اب ہوگا سانڈنی سوار تو نامے لیکر اُدھر جاتے ہین

جواب نامہ لیکر آیا اور تشنگان سے عرض کیا کہ خداوند کیا آپ مجنونانہ کلام کرتے ہین مین رخصت ہوتا ہون لیکن مجھکو
آپ سے طلب کیا اگر مین جانتا کہ مین جا کر اس عذاب مین مبتلا ہو جاونگا تو کبھی نہ آتا یہ کہکر قصد کیا کہ از رنگ کے
اس تقریر سے حواس درست ہوئے اور وہ حالت جنون کی کم ہوئی کہنے لگا کہ اے تشنگان مین کیا بیان کرون
جو اسوقت میرے قلب کی نوبت ہو اسکی جدائی مین دل از حد بیقرار ہو مثل مرغ بسمل کے سینہ مین تڑپ رہا ہو یہ اسی
سبب سے مین نے کلام مجنونانہ کہے ہین مین نے مجھکو اس لیے طلب کیا ہو کہ کچھ تجھکو یاد ہو کہ نامے کو گئے ہوئے کتنے
دن ہوئے ہین اسکا کیا سبب ہو جو ابتک جواب لیکر نہین آیا تشنگان نے عرض کیا کہ کم روز ہوئے ہین
کوئی تین دن ہوئے ہین ابھی وہ پہونچا بھی نہوگا یہ آپکو کیا ہوا ہو کہ سب مالی و ملکی کاروبار سے ہاتھ اٹھا لیا
اور عشق مین مبتلا ہوئے ہین یہ آپکو زیبا نہین ہو یہ امر سوائے اہل اسلام کے اور کسی کو زیبا نہین ہو کہ وہ لوگ
اس قابل ہین اگر آپ صاف صاف مجھسے دریافت کرتے ہین تو صاف امر یہ ہو کہ وہ کبھی اس امر کو منظور ہی نکریگا
اور نہ وہ نازنین آپ کے قبضہ مین آئیگی بلکہ یہ اسوقت کا قول ہمارا آپ یاد رکھین کہ کسی اہل اسلام کی نذر ہوگی
کہ اگر دراصل یہ نازنین ایسی ہین ہو تو ضرور اس سوداگر نے اسکی کئی تصویرین کھینچی ہونگی جب وہ ممالک اسلام مین جائیگا
اور اسکا گذر دربارون مین اولاد صاحبقران کے ہوگا تو ضرور وہ یہ تصویر پیش کریگا کہ کوئی نہ کوئی ضرور اولاد صاحبقران
سے یا انکے سردارون مین سے عاشق ہوگا اور لشکر کشی کرکے اسکو قبضہ مین کریگا اور وہ نازنین بھی اسکو پسند کریگی
یہ شرف انھین کو تو خدا نے دیا ہو کہ جہان انکو عورت نے ہماری قوم کی دیکھا بس انکے اوپر فریفتہ ہو گئی سبب اسکا
یہ ہو کہ ہماری قوم کی عورتین خوبصورت ہین اور مرد بدصورت اور انکی قوم کے مرد بھی خوبصورت ہوتے ہین اور عورتین
بھی پس ہماری قوم کی عورتین انکی خوبصورتی پر گرتی ہین اور فریفتہ ہوتی ہین یہ بین سبب کہ مرد تو اس قوم کے بدصورت و
نامرد ہوتے ہین کہ عورت پر قبضہ کرہی نہین کرسکتے ہین جرأت تو بالکل اس قوم مین ہو ہی نہین جہان اہل اسلام عورت
کو لے گئے وہ انکا کچھ نہین کرسکتے ہین اور دوسرے یہ سبب ہوتا ہو کہ اس قوم کی عورتین آزادانہ مزاج رہتی ہین انکے
پردے کا اس قوم مین خیال نہین ہو باغون مین راہون مین بلاپردے نکلتی ہین پس جبکہ عورت آزاد ہوئی تو اسکو
کوئی نہین روک سکتا ہو جو اسکا جی چاہتا سو کرے اگر خبر ہوئی جابتک اسکا تدارک کیا جائے اسوقت تک
وہ اور طریقہ پیدا کرتی ہین آشنا کو طلب کرکے مقابلہ کرتی ہین اسکو آمادہ کرتی ہین آخر کو وہ مقابلہ کرکے لیجاتا ہو
جیسا کہ آپ نے سنا ہوگا بلکہ اکثر کتابون مین اور اخبارون مین اہل اسلام کے واقعات دیکھے ہونگے کہ وہ کیونکر
ہم لوگون کے قوم کی عورتون کو نکال لے گئے ہین کہ جسکی کوئی حد نہین اور کسقدر عورتین ہمارے قوم کی اہل اسلام
کے قبضہ مین ہین کوئی بھی اپنی قوم کے مرد کے ہمراہ نکلی ہو جو نکلتی ہو خداپرستون کے ہمراہ اور بڑے عالی
خاندان کی عورتین مثل پیغمبرزادیون و خدازادیون کے ہین اگر نام لونگا تو آپ خفا ہونگے مین آپ کے خوف کے
سبب سے نام نہین لے سکتا ہون پس اسی طور سے یہ بھی کسی کے ہمراہ نکل جائیگی باپ ماں بھائی سب ہاتھ
ملکر رہجائینگے یہ بھی حصہ خداپرستون کا ہو یہ تو بخوبی ثابت ہو کہ تمام عالم مین جسقدر حسین عورتین ہین اور جسقدر
بہادر ہین اور جسقدر دولت و حشمت ہو سب اہل اسلام کے لیے ہو کیونکہ انکا اقبال یاور ہو اور ستارۂ اوج اقبال
ترقی پر ہو اور دیگر اقوام کی قسمت خراب ہو اور انکے ادبار کا زمانہ ہو یہ اقبال کی بات نہین ہو کہ ملک پر قبضہ
تو ہوا مگر کچھ کر نہین سکتے ہین صرف ایک مقبرہ کھود سکا آپ نے قصد کیا تھا تو اسقدر بلوہ ہوا تھا اور آپ کے
ہمراہی جتنے بڑی امید تھی وہ اپنے خلاف ہو گئے تھے اسی وقت انکے اقبال سے ایسی ترقی کی کہ آپ دوسری طرف
متوجہ ہو گئے اور مقبرہ بچ گیا اور یہان بجا ضرورت ہے آپ خود مقبرہ کھودنا ہی کا کرتے اہل شہر منع کرتے وہ چار ہزار آدمی
کام آتے کچھ ادھر کے کچھ اہل شہر جب یہ نوبت ہوئی تو آپ ہی آپکو رحم آیا آپ رحم کھا کر موقوف کر دیتے یہ تو تعجب کی

شادی کریں اُسکے بعد اہل اسلام سے مقابلہ کریں اور یہ جو تو نے کہا کہ یہ نازنین اہل اسلام کا حصہ ہی اور آپکے قبضہ میں کبھی
نہ آئیگی اور اُسکی تو نے ایک دلیل فضول اور پرانے قصوں سے مثال دی یہ محض تیرا خیال خام ہی جسپر ما بدولت فریفتہ ہوں
وہ دوسرے کے قبضہ میں جائے یہ ممکن نہیں بلکہ غیر ممکن ہی ما بدولت جواب کے منتظر ہیں اگر اُسنے ما بدولت کے پہلوان
قدرت کے حوالے کر دی تو ما بدولت نے اُسی مقام پر اُسکے ساتھ عقد کیا اور ساتھ عیش و عشرت کے بسر کی اور اپنے
تصرف میں لایا اور اگر اُسکے خلاف اُسنے کیا تو ما بدولت فوراً لشکر کشی کر کے جائینگے اور مقابلہ کر کے اُسپر قبضہ حاصل کرینگے
اہل اسلام کے فرشتوں کو بھی اُسکی خبر نہوگی اور جب ما بدولت کے قبضہ میں آ گئی تو پھر کوئی اُسکو کیا پا سکتا ہی اُسکا کوئی ایک
موئے تن تک تو پا نہیں سکتا اُسکا ملنا تو امر دشوار ہے اور یہ امر ہونا ضرور ہے میں تجکو دکھا دونگا اور میرے اُسوقت کے کہنے
کو یاد رکھنا کہ یہ نازنین میرا حصہ ہی اہل اسلام کا حصہ نہیں ہی یہ جو تو نے کہا کہ خواجہ حسین سوداگر تصویر اُسکی لیجا کر کسی خدا پرست
کو دیگا وہ عاشق ہو کر جائیگا اور اُسپر قبضہ کریگا اور وہ نازنین بھی اُسپر فریفتہ ہوگی تو اُسکی تدبیر میں کل کرونگا خواجہ حسین کو دربار
میں طلب کر کے اُس سے تصویر طلب کرونگا اور کہونگا کہ اگر تمھارے پاس کوئی اُس نازنین کی تصویر اور ہو تو ہمکو دو کہ وہ تصویر
ہمارے پاس سے گم ہو گئی ہی اور جسقدر تصویریں تمھارے پاس اُنکی ہوں یا اور نازنینوں کی ہوں سب ہمارے ہاتھ فروخت
کرو ہم خرید کرینگے اگر اُسنے دیدیں تو بہتر اور اگر اُسکے پاس تصویریں نہیں اور اُسنے نہ دیں تو میں اُسپر ظلم و بدعت کرونگا
اور جسطور سے ہوگا اُس سے تصویریں لونگا جب اُسکے پاس وہ تصویر نہوگی تو وہ اہل اسلام کو کیا دیگا اور وہ کیونکر
عاشق ہونگے جہاں ما بدولت کا دل آ گیا اُس مقام پر کوئی دوسرا قبضہ کر سکتا ہی اور عاشق ہو سکتا ہی یہ امر محال ہی اور
تصور ناتمام اور خیال خام ہی یہ سب تقدیر بیکار الٹی تھی میں یہی تقدیر کرکے ہزار برس پیشتر کہہ رہا ہوں کہ یہ نازنین میرے
قبضہ میں آ جائے اور میری زوجہ بنے اور میں شوہر ہوں یہ جو تقریر ارژنگ نے کی سخت نگان قہقہہ لگا کر ہنسا اور یہ مصرعہ
پڑھا مصرعہ این خیال است و محال است و جنون ۔ یہ آپکی تدبیریں سب بیکار ہیں اور اُسوقت آپکو تقدیر بگڑ کر کرنا پڑیگی جیسے کہ
ہمیشہ آپکے آبا و اجداد صاحب تقدیر بگڑ کر کرتے رہے جب کوئی امر اُنکی تقدیر کے خلاف ہوا اُنھوں نے فوراً تقدیر تبدیل کر دی یہی
انجام آپکا بھی ہونیوالا ہی جیسے کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ پہلے تو یہ تقدیر کی کہ مقبرہ بنکر سے جب دباؤ پڑا تو یہ تقدیر کی کہ بعد شادی
ما بدولت کے پیشتر اسلام سے مقابلہ کیا جاویگا یہ تو آپکے خاندان کی بات ہی کہ پہلے تو ایک امر کرتے ہیں اور کر پاتے پھر
شکل یہ ہوا ان کے ایسا انجام دینے پر آمادہ ہوتے ہیں جب دباؤ پڑتا ہی تو فوراً اُسکے خلاف کرتے ہیں وہی اثر ہو وہ اثر کیونکر
جاتا رہے گستاخی معاف بہت تقدیر تقدیر کا نام زبان پر نہ جاری فرمائیے وہ لوگ بھی بہت گئے کیسے دنیا سے گئے یہ امر آپکے
یہاں اصلی نہیں ہی آگے لگے اُس تقدیر کو کیجئے جو کہ خراب کرے یہ جو سخت نگان نے کہا اُسکا جواب ارژنگ نے یہ دیا کہ
وہ لوگ کمزور تقدیر کرتے تھے اور میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ کمزور تقدیر کروں کہ مجکو تبدیل کرنا پڑے میں تو وہ تقدیر کرونگا
کہ تو پھر دن سے نہ لوٹے تبدیل کرنا کیسا اُسپر سخت نگان اور ہنسا اور دل میں کہا کہ یہ زہر دو لقا سے زیادہ بے عقل ہی
اور یہ اُنسے زیادہ خراب ہوگا اسمیں کچھ بھی جرات نہیں ہی بالکل نامرد ہی وہ لوگ تو سنتے ہیں کہ ورغلانے سے آمادہ ہو جاتے
تھے اور جرات کرتے تھے اور جہانتک ممکن ہوتا تھا جو کہتے تھے اُسپر عمل کرتے تھے مگر یہ تو کچھ بھی نہیں ہی اِسکو اپنی بات کا
خیال تک نہیں ہی افسوس کس نامرد ازلی و ابدی سے سامنا ہوا ہی اور نباہ کرنا پڑا ہی اگر میں یہ جانتا تو کبھی اِسکو نہ لشکر کا
بادشاہ اسلم و دیلم سے کہکر کراتا یہ تو تخت پر بیٹھتے ہی اور ہو گیا بالکل نامرد ہو گیا میں تو یہ سمجھا تھا کہ یہ اِس جرات دلانے
اور ورغلانے سے پھر آمادہ ہو جائیگا اور یقین ہی کہ ہرکو مقبرہ کھودنے کا حکم دے اور یہ کہے کہ جب میں اہل اسلام کی مہم
سے فراغت کر لونگا تو شادی کرونگا مگر یہ ایسے عشق میں مبہوت ہو گئے ہیں اور شہوت پرستی پر کمر باندھی ہی اور خواہش
نفس کے مطیع ہو گئے ہیں کہ کچھ بھی خیال نہیں ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ جبتک نیچا نہ دیکھینگے اُسوقت تک یہ غرور اِنکے
دماغ سے نہ نکلیگا میرے نزدیک کوئی نہ کوئی اہل اسلام ایسے ضرور اِنکا یہ غرور نکالدیگا اُسوقت یہ ساری شہوت پرستی

اور رادہ جنون روا رکھو ہو جائیگا اور یہ سب عشق بھول جائینگے اچھا نہیں کیا مگر نصیحت کرنا شرط کردی مقام افسوس ہو
کہ ایک ملک کو فتح کرکے یہ غرور ہوا کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں ہو اگر یہ کہیں مثل لقا کے ہوتے تو زمین پر پاؤن نہ رکھتے پھر اپنے
دل سے باتین کرنے لگے کہا کہ ان آپ فرمائین کہ آپ نے کسلیے مجکو طلب کیا ہو یہ تو قصہ ہوتا رہیگا جیسی پڑیگی وہ سہی جائیگی ہمکو
بھی دیکھنا ہو کہ ہمارا کہا ہوتا ہو یا آپکا اب مین اس امر مین کوئی تقریر نہ کرونگا سوا سے ہان ہان کے کیونکہ آپکے مزاج کے
خلاف ہوتا ہے یہ جو شنگان نے کہا تو ارژنگ نے کہا کہ مین نے اسلیے طلب کیا ہو کہ تم اسوقت جاکر اسلم و دیلم کو
میری طرف سے حکم دو کہ وہ فوج کی نگہداشت شروع کرین کو مین دربار مین حکم دے چکا ہون اور کیون شنگان مین نے
یہ تدبیر خوب کی ہو جو ہر ایک اپنے اور اپنے باپ دادا کے ماننے والون کو نامہ لکھ بھیجا ہو شاہ تہران کو لکہا کہ باپ تمہارا
قریب تخت پر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوا ہو وہ ضرور جلا ہوا ہو فوراً نامہ کے پہونچتے ہی [illegible] عرصے مین
میرا نامہ پہنچی واپس آئیگا اگر وہ موافق مرضی جواب لایا اور معشوقہ میری اسکے ہمراہ ہوئی تو [illegible] کام کرینگے
تو وہ یہ ہوگا کہ اس مقبرے کو کھود ڈالونگا اسکے بعد [illegible] کامون کی طرف رجوع ہونگا اور اہل اسلام [illegible] ہونگا اور اگر
میری مرضی کے خلاف جواب آیا تو مین پہلے اسپر لشکر کشی کرونگا اور اسکی مہم سے فراغت کرکے اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا
انھو مین سب کامون سے اس کام کو مقدم تصور کرتا ہون کہ جسکے سبب سے میری جان پر بنی ہو اور ہر وقت اسی فکر
مین رہتا ہون کیونکہ مین اپنی معشوقہ [illegible] یہ سنکر شنگان نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت خوب ہو اب مین رخصت ہوتا ہون
اور اسلم و دیلم کو آپکے حکم سے آگاہ کرتا ہون یہ کہکر اور رخصت ہوکر چلا آیا یہان ارژنگ اسی حال مین مبتلا رہا
جسوقت اسلم و دیلم کے پاس آیا ان دونون نے اسکی تعظیم و تکریم کرکے بٹھایا اور کہا کہ ملک جی اسوقت کدھر آنا ہوا
کسلیے تکلیف فرمائی شنگان نے منہ بناکر جواب دیا کہ ملک جی جائین جہنم مین جو لوگ ملک جی سے تھے
وہ [illegible] نام بدنام کرنے والے ہین ہم وہ لیاقت کب رکھتے ہین جو کوئی ہمکو ملک جی کہے [illegible] سے سابقہ پڑا ہو
جو [illegible] کے بیٹے دیوانہ ہورہا ہو عشق و عاشقی کی سوجھی ہو یہ عشق و عاشقی خراب کریگی اور مفت مین تم بدنام ہوگے
میان ہم [illegible] صاف کہتے ہین کہ بس انکی خدائی کا خاتمہ ہوا افسوس اس امر کا ہو کہ ترقی نہ ہونے پائی کچھ عروج نہ
پکڑا [illegible] انکے مقدر مین اسی قدر راحت تھی جو انھون نے کی اور جو کچھ کہ یہ اب کرینگے وہ خراب و
خیال ہین [illegible] ہو گئی ہین وہ اپنی راے کے نزدیک کسی کی راے کو مقدم نہین جانتے ہین بڑی خرابی
کی بات ہو جو کوئی [illegible] تو وہ برہم ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تقدیر کرچکے ہین جو ہمنے تقدیر کیا ہو اسکے خلاف نہ کہو
خیال [illegible] پیر شدی کا [illegible] کیا کہا تھا کہ عشق و عاشقی کی تمامی ہو انکا تو اب یہ قول ہو جیسا مصرع
سودا ہوا ہو مرغ جنون کے شکار کا [illegible] ہاہون گریبان کے تار کا اور یہ ہم کہتے ہین اور یہ شعر پڑھتے ہین مصرع
پر اس مسافر بیکس کی رو دیئے جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے دیگر قسمت کی کم نصیبی سے ٹوٹی کمان کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا میری نظر مین یہ حال اور یہ واقعہ پھر رہا ہو کہ وہان سے جواب صاف آیا یہ نشے مین آگرا اور
جوش عشق سے مدہوش ہوکر اس طرف کو لشکر کشی کرکے گئے اور وہان تو کارخانہ ساحری کا ہی ہو وہان گئے اور سحر مین مبتلا
ہوکر اسکے مطیع ہوے اور اگر اطاعت نہ کی تو مارے گئے ہم سب تباہ و خراب ہوے اب یہ امید کرنا کہ یہ اکیلے اہل اسلام
سے مقابلہ کرین بالکل خلاف ہو اور یہ امید کرنا کہ انکو وہ نازنین ملے یہ بھی محال ہو بلکہ نہ مطیع ہونگے اسی امید مین اسکے
ہمراہ لشکر کشی کرینگے اور شاید بعد الفراغ مہم اہل اسلام یہ نازنین قبضہ مین آجائے اسکا انجام یہ ہوگا کہ کوئی خدا پرست اسکو
لیجائیگا اور اس طلسم پر بھی اسکا قبضہ ہوگا یہ اور بڑے بڑے مثل لقا و زمرد کے شہر بشہر دیار بدیار مارے مارے پھرینگے
اور کہین پناہ نہ ملیگی یہ تقریر شنگان سنکر تو اسلم و دیلم نے کہا کہ ملک جی صاف صاف کہو کیا ہوا جو تم اسوقت
اسقدر ناراض ہو شنگان نے کہا کہ ملک جی کیا ابھی ابتک نہین بیان کرین میان اسوقت مجکو ارژنگ نے طلب کیا تھا

جب دربار سے اٹھ گئے تھے جب مین گیا تو مین نے یہ حالت دیکھی اور تمام حالت جو کہ دیکھی تھی بیان کی اور جو تقریر اور
گفتگو ہوئی تھی سب کہہ سنائی اور کہا کہ یہ حالت درپیش تھی وہ بھی بیان کی یہ سنکے اسلم و دیلم نے کہا کہ سبب ہی آپکے خفا
ہونے کا سختگان نے کہا کہ خفا ہونے کی کیا بات ہی جب جی جلتا ہو تو یہی حالت ہوتی ہی اسلم نے کہا کہ یہ نہ معلوم ہوا
کہ آپکو طلب کسلیے کیا تھا سختگان نے کہا کہ بیکار صرف ستانے کو تکلیف دینے کو اتنے سے امر کے لیے کہ اسلم و
دیلم سے جاکر کہو کہ نگہداشت لشکر کرین اور بھرتی جاری کرین انکے سے کام کے لیے طلب کیا تھا مگر اب مین تمسے کہے
دیتا ہون کہ زمانہ ادبار قریب آگیا ہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس نازنین پر یہ فریفتہ ہوئے ہین وہ نازنین انکے قبضے مین کبھی نہ
آئیگی بلکہ وہ حصہ اہل اسلام کا ہی ایسی عورتین تو انکے حصے کی ہوتی ہین یہ سنکے اسلم و دیلم نے کہا کہ عجب طور کا مزاج ہو گیا
ہی کہ سوا اپنے اپنے وہ کسی کو موجود نہین جانتے ہین وہ اپنے خیال مین بڑا عقلمند اپنے کو تصور کرتے ہین میرے نزدیک
خاک بھی عقل نہین ہی آپ بہت سے لڑنے کے بارے مین کسقدر سمجھایا اور کوشش کی کہ ہمارے کہنے کو مان لین
اور نہ کھو دین مگر نہ مانا چاہا کہ دیکھا اہل شہر جمع کرکے آئے ہین اور فساد ہوگا تو آپسے بہانہ تجویز کرکے اسکے کھو دینے سے
باز رہے خیر یہی ہماری دشمنی تھی ہمکو اس سے کیا کام ہی کہ بسبب خوف مرگ انھون نے یہ کام موقوف کیا کہ در اصل یہی امر ہی اور
یہ کہنا تھا کہ اگر انکے اقبال کا ادبار آگیا ہی تو بہت اچھا ہی ضرور دیا [illegible] آئیگا یہ اپنی خواہش ہین ضرور لشکر کشی کرکے
جائین گے وہان لشکر کثیر ہی بیشک خواجہ [illegible] مین گیا تھا تو تیس پینتیس لاکھ کا لشکر تھا اتھوڑا [illegible] کثرت ہوگئی ہوگی [illegible] اسکے مقابلہ
یا تو گریز کرینگے یا گرفتار ہونگے یا قتل کیونکہ یہ ممکن نہین کہ اتنے بڑے لشکر سے یہ برسر ہون [illegible] ممکن [illegible] انکے پاس
اسقدر لشکر ہی نہ ہوگا اگرچہ بھرتی بھی جاری کی جاوے اور جسقدر انھون نے نامے تحریر کیے ہین وہ لوگ بھی انکے شریک
ہون تو بھی تو انکے پاس اتنا لشکر نہین ہو سکتا ہی اور پھر نئی بھرتی کی ہوئی سپاہ کیا مقابلہ کریگی ہمکو کیا ہمتو کل سے بھرتی
جاری کردینگے مالک جی ہمکو طلب کرکے کہنے کی کیا ضرورت تھی دربار مین تو حکم دے چکے تھے اور یہ کہنا تمہارا بہت درست
ہی کہ وہ نازنین کسی مرد خدا پرست کا حصہ ہی انکے تصرف مین آئیگی یہ ضرور ہی وہ لوگ بلا کے ہین ہمتو زمانہ سابق سے حالات
سنتے چلے آئے ہین جو جو نازنین ہوئی اہل اسلام کے قبضے مین گئی پھر یہ کیون نہ جائیگی انکا اقبال ترقی پر ہی اسکے
اقبال کی قسم کھانا چاہیے انکا سایہ جسپر پڑجاوے وہ بھی صاحب اقبال ہوجاوے یہ سنکے سختگان نے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے
ہو اور میرے کام کی تصدیق کرتے ہو اور یہ جو تمنے کہا کہ نئی بھرتی کی سپاہ کیا مقابلہ کریگی اسکا جواب یہ دینگے کہ صرف
سپاہ دکھانے کو تو کافی ہو لڑنے کو یہ فوج جو کہ برسون سے نمک کھا رہی ہی اور جو لوگ کہ اپنا لشکر لیکر آئین گے اور یہ
شریک ہونگے انکی سپاہ مقابلہ کریگی یہ سنکے اسلم نے کہا کہ یہ انکی عقل کی خوبیان ہین ضرور ہی انکا خیال ہو اور یہی خیال انکو
تباہ کریگا بس ہماری بات اسوقت کی یاد رکھو کہ جبکہ یہ فوج لڑیگی اور انکی سپاہ نے یہ دیکھا کہ یہ لشکر قلیل ہی اور جنگ مغلوبہ کی
اور جنگ مغلوبہ مین یہ نئی فوج بھی لڑی بس ایک ساعت تک تو میدان جنگ مین قیام کرینگے ادھر دوسرا حملہ ہوا بھاگ
کھڑے ہونگے پھر لاکھ کوئی انکو روکیگا وہ نہ رکین گے جہان اسکے پیر اٹھے اسکے تعاقب مین یہ سپاہ بھی جسپر انکو بڑا بھروسا ہی وہ
بھی بھاگیگی کوئی نمک کا پاس نہ کریگا اور نہ یہ خیال کریگا کہ ہمارا مالک تو ابھی میدان مین ثابت قدم کھڑا ہی اسوقت ہر ایک
کی زبان پر یہ کلام ہوگا کہ جیسا زندم جہان زندم اپنی جان ہی تو جہان ہی اگر زندہ رہین گے تو دوسری جگہ نوکری کرکے اپنی بسر
کرینگے بال بچون کی پرورش کرینگے اگر مرگئے تو کون ہمارے بچون کی خبر لیگا اور جب کہا جائیگا تو یہی جواب دینگے کہ انکی فوج
بہت تھی ہم انکے حملے کی تاب نہ لا سکے اور ہم تو ضرور مقابلہ کرتے مگر اسوقت مین کہ جب تمام سپاہ مقابلہ کرتی نصرت تو
میدان سے فرار کر گئی ہمین کیا ضرورت تھی نمک خوار تھے وہ کیا نوکر نہ تھے کیا ہمکو اپنی جانین گران تھین کہ ہم میدان سے نہ ہٹتے
جہان نوکری نہ ہوگی تو ہم دوسرے مقام پر نوکری کرلین گے یہ سنکے دیلم نے کہا کہ ہمکو اور آپکو کیا مثل مشہور ہی جو آگ
کھائیگا وہ انگار ہگیگا اور آپ لوگون کا تو یہ نقشہ ہی کہ قاضی جی دبلے کیون ہو کہا شہر کے اندیشے سے میان ہمکو کیا جو جسپر پڑیگی

وہ اسکو اُٹھاسکے گا ہم بھی بطور تماشہ بین سکے ہمراہ ہین بقول شاعر شعر با اچراالدین قصہ کرگا دکامد فرزوات دہ قاضی شہر آمد و
کو ذوال بر وقت وہ جب کوئی بلا نازل ہوئی اور ہم دیکھین سگے کہ اس بلا مین ہم مبتلا ہوتے ہین ہم بھی اپنی عقب گذاری
کرینگے جب ہمسے کوئی شکایت کریگا تو ہم اسکا جواب دیدینگے کوئی ہماری زبان کو کوئی نہین لیگئی ہے ہم بہی زبان مین ہم بھی
جسوقت جیسا موقع دیکھین سگے ویسا کرینگے ہر ایک اپنی نیکی بدی کو سمجھ سکتا ہے بس بیکار کی تقریر کرنے سے کیا حصول
ہے جو دیلم نے کہا اسلم وغیرہ خاموش ہو رہے سپہگان نے کہا کہ اب مین جاتا ہون ابلاغ حکم کیے جاتا ہون یہ کہکر اُٹھ
کھڑا ہوا اور طرف اپنے مقام کے روانہ ہوا اسلم و دیلم نے اُسوقت بلاکے چاربچی کو اُس سے کہا کہ تمام شہر خطا و اور
اُسکے گرد و نواح مین ندا کر دے کہ جسکو فوج مین نوکری کرنا ہو وہ دربدولت پر حاضر ہو ہر قسم کے لوگ نوکر رکھے جائینگے
جو لائق سواروں کے ہونگے وہ سواروں مین جو لائق پیادوں کے ہونگے وہ پیادون مین اسکے علاوہ اور لوگ درکار
ہین اور جن جن تاجروں کے پاس مرکب ہون وہ لیکر حاضر ہوں کہ خداوند کی سرکار مین درکار ہین الغرض چاربچی نے یہ فکر
اُسیوقت شہر مین آکے یہ ندا لگائی کہ ملک خداوند ارژنگ کا اور حکم خداوند کا جسکو سپاہ مین ملازمت کرنی ہو وہ دربدولت
پر کل سے حاضر ہو اور جن تاجروں پاس مرکب ہوں وہ بھی لیکر حاضر ہوں قیمت معقول سے فروخت ہونگے اُسدن تو اُسنے
تمام شہر مین منادی کی اہل شہر نے جو سنا باہم کہا کہ کون کافر کی نوکری کرے اگر وہ اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے کہا تو اُسوقت
کیا کرین بعض نے جو کہ زیادہ غرض مند تھے یہ خیال کیا کہ نوکری کرلو خوب مال کافر کا کھاؤ مزے اڑاؤ اگر کفار سے مقابلہ ہو تو
شرکت کرو اگر اہل اسلام سے مقابلہ ہو تو وقت مقابلہ کے اُنکے شریک ہوکر کفار کو قتل کرو ہزاروں نے ایسے ایسے خیال کرکے
قصد ملازمت کر لیا وہ دن وہ رات گذری بوقت سحر ارژنگ نے دربار کیا مگر رات بھر اُسکی یہ حالت رہی کہ سو یا نہین
آہ و زاری مین بسر کی اختر شماری مین سحر کی تھی دربار مین آیا دربار منعقد ہوا تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ کوئی چوبدار جاکر خواجہ
حسین سوداگر کو بلا لائے کہ خداوند طلب کرتے ہین یہ سنکے ایک چوبدار طرف قیامگاہ خواجہ حسین کے گیا اُدھر
بوقت سحر ہراسدن کیا بلکہ ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے قریب اہل شہر از غریب تا امیر جوان جوان جنکے مزاج مین جرأت
تھی حاضر ہوئے اور درگہ سالار سے کہا کہ جاکر عرض کرو کہ کچھ لوگ برائے ملازمت حاضر ہین ادھر سوداگر اپنے اپنے
مرکب لیکر حاضر ہوئے درگہ سالار نے جاکر عرض کیا یہ سنکے اسلم و دیلم اُسیوقت اپنے مقام سے اُٹھے اور باہر دروازہ پر
آکر دیکھا کہ بڑا مجمع ہوا اور سب جوان ہین انھون نے کہا کہ آپ لوگ برائے ملازمت تشریف لائے ہین سب نے کہا
کہ جی ہان خطا تو ہوئی ہو اگر آپکی مرضی ہو تو نوکر فرمائیے پس اسلم و دیلم نے جو دیکھا تو سب کو لائق ملازمت پایا منشی کو اُسیوقت
بلاکر منشی فوج کو جو جس لائق تھا اُسکا نام اُس عہدے پر قائم کیا اُس روز ایک ہزار سوار و پیادہ بھرتی ہوا علاوہ چاکر و پیشہ
وغیرہ کے سب قریب دو لاکھ کے بھرتی ہوئے بعد اُسکے جب نام لکھے جا چکے اسلم نے حکم دیا کہ کل سے آپ لوگون کو
قواعد تعلیم کی جائیگی اب آپ کل تشریف لائیں یہ سنکے وہ لوگ رخصت ہوہو کر اپنے مکانون کو گئے اب اسلم و دیلم
طرف تاجرون کے متوجہ ہوئے کہ جو کہ مرکب لیکر حاضر ہوئے تھے اُنسے کہا کہ آپ کے پاس کسقدر مرکب ہین ہر ایک
نے بتاسے سب خرید لیے گئے انکو خزانہ خداوندی سے قیمت دلوادی گئی ان کامون سے فراغت کرکے مرکبون کو اصطبل
کو روانہ کرکے یہ دونون دربار مین فہرست اسما سے نوملازمین و فہرست خرید مرکب لاکر ارژنگ کے روبرو پیش کی
ارژنگ نے اُسکو دیکھا اسپر اپنے دستخط کیے وہ داخل دفتر ہوئین اُدھر اُس منادی نے نواح بیرون شہر جاکر منادی کی
چنانچہ دیہات و قریہ اور قصبے و مواضعات سے جنجسنے سنکے جنکو حصول ملازمت تھی وہ چلے کہ چلکر ملازمت کرین
لشکر کا یہ عالم تھا سال بسال اُس روز سے بھرتی جاری ہوگئی اب ادھر دربار کا حال سماعت فرمائیے
کہ وہ چوبدار جاکر خواجہ حسین کو طلب کر لایا کہ حضور خداوند نے یاد فرمایا ہے یہ سنکے خواجہ حسین مع اپنے
ملازمون کے ہمراہ اُس چوبدار کے راہ طے کرکے داخل دربار ہوا سات کرسی شیشت کو ملی وہ کرسی پر بیٹھا مجرا کرکے

تاجر و ضعیف تصور نہ کرنا مین مرد سپاہی بھی ہون اور تاجر بھی لیکن جب مین تلوار سے تجھکو جواب دونگا تیرے ملازم
بولین گے اُنکو میرے غلام روکین گے اسی دربار مین تلوار چلنے لگے گی کشت و خون ہوگا اس سے کیا حاصل مین تیرے
پاس نہین آیا ہون مین خداوند کا طلب کیا ہوا آیا ہون اور مین تجھ سے کلام نہین کرتا ہون مین خداوند سے کلام کرتا
ہون جو اُنھون نے فرمایا مین نے اُسکا جواب دیا وہ چاہے نہ اُنہین چاہے اُنہین تجھکو کیا اور اگر کچھ فساد منظور ہو تو مین
موجود ہون بس مین بسبب وزارت ابھی ابھی نکالا جاؤنگا یہ جو خواجہ نے کہا سختگان تو دم بخود ہوکر رہ گیا گویا اسکے ملازم
دربار مین موجود تھے مگر ایسا خوف زدہ ہوا کہ پھر جواب نہ دیا گویا اُسکی ساری جرأت نکل گئی مگر ارژنگ نے خواجہ
سے کہا کہ آپ برہم نہون یہ اسی قابل ہے یون ہی ہر ایک کی بات مین بول کر ذلیل ہوتا ہے کیا کیجے کہ اسکی عادت یہی ہوگئی
ہے کہ بغیر اس سے بولے رہا نہین جاتا ہے اور بولتا ہے تو ایسی بات جو ناگوار گذرے ہمکو آپ اسکے کہنے کا یقین آگیا ہے آپ
شوق سے رخصت ہون بس مین نے اسی امر کے لیے طلب کیا تھا کہ اگر تصویر ہو تو میرے ہاتھ فروخت کیجیے یہ سنکے
خواجہ نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون سر حضور کی کہ میرے پاس تصویر نہین ہے اگر ہوتی تو مین آپ کے قدمون پر نثار کرتا
یہ بھی کوئی چیز تھی مین تو حضور پر اپنی جان نثار کرنے کو موجود ہون یہ کہکر خواجہ اپنی کرسی پر سے اٹھے اور مجرا کرکے اور
رخصت ہوکر اپنے مقام کو روانہ ہوئے جب دربار سے باہر نکلے تو ادھر سختگان نے کہا کہ خداوند حضور یہ خواجہ کے
پاس تصویر ہے میرا یہ کہنا بہت ناگوار گذرا بھلا وہ کیون تصویر آپکے ہاتھ فروخت کرنے لگا اُسنے جسکے لیے رکھی ہے وہ
اُسکو دیگا کہ اُسکے عوض مین انعام کثیر ملے نہ معلوم اُسوقت کیا مصلحت تھی جو اُسنے وہ تصویر آپکے روبرو پیش کی مین
یقین کرتا ہون کہ وہ آپ پشیمان ہوتا ہوگا آپکو اُسکو قید کرنا تھا ارژنگ نے کہا کہ تو بڑا مفسد ہے بیکار کو مین ایک بیگناہ
کو قید کرون اپنی عدالت مین فرق لاؤن لوگ مجھکو نفرین کرین کہ سوداگر نے کیا کیا تھا جو اُسکو قید کیا کوئی مالی یا ملکی جھگڑا
تھا جو وہ بیچارہ مبتلا ہے قید ہوا جو کوئی سنے کہ ایک تصویر اُس سے طلب کی اُسنے انکار کیا کہ میرے پاس نہین ہے
اُسپر یہ تہمت رکھی کہ تو دروغ کہتا ہے یہ خطا قرار دیکر اُسکو قید کیا جو کہ کبھی کسی نے نہین کیا تو مین ایسا بدنام ہونا نہین
چاہتا ہون فرض کرو کہ تمہارے خیال کے موافق وہ جھوٹ ہی بولا اور اُسنے تصویر پوشیدہ بھی کی تو مین کیا کرون
کسی کے مال پر اختیار نہین ہے گو مین حاکم وقت ہون مگر کسی شخص کا مال زبردستی نہین لے سکتا ہون اور
کسی پر جبر نہین کرسکتا ہون کہ ضرور میرے ہاتھ فروخت کرو اور نہ مین قید کرونگا مین اپنے کو ظالم مشہور
کراؤنگا مین اتنا ظلم کرکے اپنے عدل و انصاف مین فرق لاؤن اور نا انصاف مشہور ہون معلوم ہوا کہ تو یہی چاہتا ہے
کہ میرے اوپر مثل لقا و زمرد شاہ کی الزام آئین جیسے تیرے باپ دادا نے ان لوگون کو تباہ و برباد کرایا اُسی طور سے
تو مجھکو خراب کرنا چاہتا ہے مین مثل اُسکے نادان و بیعقل نہین ہون سختگان تیوریان بدل کر بولا کہ وہ جو مقبرہ آپ کھودنے
پر تیار ہوئے تھے وہ خلاف انصاف و عدل نہ تھا جسکے سبب سے آپ عہد شکن تمام زمانہ مین مشہور ہوگئے ہین اور سب
آپکو پیمان شکن کہتے ہین اہل شہر تو اب بغیر اس لفظ کے یاد نہین کرتے ہین جبتک پیمان شکن نہین کہہ لیتے ہین اور واقعی
خیال کرنے کا مقام ہے کہ صبح کو تو عہد و اقرار ہوا اور وقت سہ پہر اپنے اقرار سے پھر گئے اور جو جو شہر اللہ تھا نہ اسمے مین
تھے اُنکو خوف کرنے لگے یہ ضرور انصاف تھا کہ ایک بیچارے کی قبر کو جو کہ مر گیا ہے کھودتا اور اسکے استخوان کے
پھینکنے کا منتظر ہے حکم دینا عین عدالت و انصاف ہے اسی کا نام انصاف ہے سچ ہے جو اسلم و دیلم برسر فساد آمادہ ہوئے
تھے آپ انھین لوگون سے دبے ہوئے رہتے ہین اور مین تو آپکی بربادی کا خواستگار ہون یہ جو اُسنے کہا ارژنگ
کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ یہ امر بھی تیری ذات سے ہوا اگر تو نہ ورغلاتا اور نہ اختلاف دلاتا نہ مین اتنے بڑے ظلم پر آمادہ
ہوتا اور پیمان شکن مشہور ہوتا یہ بھی تیری ذات سے ہوا خوب ہوا جو مین اس امر سے باز رہا اور صرف اسقدر مشہور ہوا اب
معلوم ہوا کہ تو دوستی کے بدلے دشمنی کرتا ہے تجھ سے امید دوستی رکھنا نادانی ہے ہان سچے دوست میرے اسلم و دیلم

تاجر و ضعیف تصور شکرتا ہیں مرد سپاہی بھی ہوں اور تاجر بھی پس جب میں تلوار سے تجکو جواب دونگا تیرے ملازم
بولیں گے اُنکو میرے غلام روکیں گے اسی دربار میں تلوار چلنے لگے گی کشت و خون ہوگا اس سے کیا حاصل میں تیرے
پاس نہیں آیا ہوں میں خداوند کا طلب کیا ہوا آیا ہوں اور میں تجھ سے کلام نہیں کرتا ہوں میں خداوند سے کلام کرتا
ہوں جو اُنھوں نے فرمایا میں نے اُنکا جواب دیا وہ چاہے مانیں چاہے نہ مانیں تجکو کیا اور اگر کچھ فساد منظور ہو تو میں
موجود ہوں پس میں سپاہ وزارت ابھی ابھی نکالدونگا یہ جو خواجہ سے کہا سخنگان تو تم مجھ سے مجبور ہو کر بیٹا گویا اُسکے ملازم
دربار میں موجود تھے مگر ایسا خوف زدہ ہوا کہ پھر جواب نہ دیا گویا اسکی ساری جرأت نکل گئی تھی اورنگ نے خواجہ
سے کہا کہ آپ برہم نہوں یہ اسی قابل ہو اور ہوں ہی ہر ایک کی بات میں بول کر ذلیل ہوتا ہے کیا کیجئے کہ اسکی عادت یہی ہو گئی
ہو کہ بغیر اس سے بولے رہا نہیں جاتا ہو اور ایلچی ہو تو ایسی بات جو ناگوار گذرے ہمکو آپ کے کہنے کا یقین آگیا ہو آپ
شوق سے رخصت ہوں لیکن میں نے اسی امر کے لیے طلب کیا تھا کہ اگر تصویر ہو تو میرے ہاتھ فروخت کیجئے یہ سنکے
خواجہ نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں سر حضور کی کہ میرے پاس تصویر نہیں ہی اگر ہوتی تو میں آپ کے قدموں پر نثار کرتا
یہ بھی کوئی چیز تھی میں تو حضور پر اپنی جان نثار کرنے کو موجود ہوں یہ کہکر خواجہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور پھر آکے اور
رخصت ہوکر اپنے مقام کو روانہ ہوئے جب دربار سے باہر نکلے تو ادھر سخنگان نے کہا کہ خداوند یہ خبر درست خواجہ کے
پاس تصویر ہی میرا یہ کہنا بہت ناگوار گذرا علاوہ کیوں تصویر آپکے ہاتھ فروخت کرتے اُنکا بیٹے کیلیے رکھی ہو وہ
اُسکو دیگا کہ اُسکو عوض میں انعام کثیر ملے نہ معلوم اُسوقت کیا مصلحت تھی جو اُسنے وہ تصویر آپکے روبرو پیش کی میں
یقین کرتا ہوں کہ وہ آپ پشیمان ہوتا ہوگا آپکو اُسکو قید کرنا تھا اورنگ نے کہا کہ تو بڑا مفسد ہی بیکار کو میں ایک بیگناہ
کو قید کروں اپنی عدالت میں فرق لاؤں لوگ مجکو آفرین کریں کہ سوداگر نے کیا کیا تھا جو اُسکو قید کیا کوئی مالی یا ملکی جھگڑا
تھا جو وہ بیچارہ مبتلا سے قید ہوا جو کوئی سنے کہ ایک تصویر اس سے طلب کی اُسنے انکار کیا کہ میرے پاس نہیں ہی
اُسپر تہمت رکھی کہ تو دروغ کہتا ہی بہتان افرا دیکر اُسکو قید کیا جو کبھی کسی نے نہیں کیا تو میں ایسا بدنام ہونا نہیں
چاہتا ہوں فرض کر دم کہ تمہارے خیال کے موافق وہ جھوٹا ہی بولا اور اُسنے تصویر پوشیدہ بھی کی تو میں کیا کروں
کسی کے مال پر اختیار نہیں ہے گو میں حاکم وقت ہوں مگر کسی شخص کا مال زبردستی نہیں لے سکتا ہوں اور
کسی پر جبر نہیں کرسکتا ہوں کہ تو ضرور میرے ہاتھ فروخت کر دو اور نہیں قید کرونگا میں اپنے کو ظالم مشہور
کراؤنگا میں اتنا ظلم کرسکے اپنے عدل و انصاف میں فرق لاؤں اور نا انصاف مشہور ہوں معلوم ہوا کہ تو یہی چاہتا ہی
کہ میرے اوپر مثل لقا و زمرد شاہ کے الزام آئیں جیسے تیرے باپ دادا نے ان لوگوں کو تباہ و برباد کرایا اسی طور سے
تو مجکو خراب کرنا چاہتا ہی میں مثل اُسکے نادان و بے عقل نہیں ہوں سخنگان تیوریاں بدل کر بولا کہ وہ جو تھے وہ آپ کے ویسے
ہی تیار ہو گئے تھے وہ خلاف انصاف عدل نہ تھا جسکے سبب سے آپ عہد شکن تمام زمانہ میں مشہور ہو گئے ہیں اور سب
آپکو پیمان شکن کہتے ہیں اہل شہر تو بجائے اس لفظ کے یاد نہیں کرتے ہیں جہانتک پیمان شکن نہیں کہ لیتے ہیں اور واقعی
خیال کرنے کا مقام ہی کہ پہلے تو عہد و اقرار ہوا اور وقت سہرا اپنے اقرار سے پھر گئے اور جو جو شرائط عہدنامہ میں
تھے اُنکے خلاف کرنے لگے یہ ضرور امر انصاف تھا کہ ایک بیچارے کی قبر کو جو کہ مرگیا ہی کھدوانا اور اُسکے استخوان کے
پھنکوانے کا مزا یہ حکم دینا عین عدالت و انصاف ہی اسی کا نام انصاف ہی سچ ہی جو اسلم و دیلم پر فساد آمادہ ہوئے
تھے آپ اُنھیں لوگوں سے دبے ہوئے رہتے ہیں اور میں تو آپکی بربادی کا خواستگار ہوں یہ جو اُسنے کہا اورنگ
کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ یہ امر بھی تیری ذات سے ہوا اگر تو نہ ورغلاتا اور نہ اشتعال دلاتا نہ میں اتنے ظلم پر آمادہ
ہوتا اور نہ پیمان شکن مشہور ہوتا یہ بھی تیری ذات سے ہوا خوب ہوا جو میں اُس امر سے باز رہا اور صرف اسقدر مشہور ہوا اب
معلوم ہوا کہ تو دوستی کے پردے میں دشمنی کرتا ہی تجھ سے امید دوستی رکھنا نادانی ہی ہاں پہلے دوست میرے اسلم و دیلم

لشکر کشی کرکے اہل اسلام پر گیا ہے تو اسکو بھی فکر ہوئی تھی کہ تو بھی اپنے دادا کا عوض اپنے لے اور خداوند کے شریک
ہوکر اسنے مقابلہ کیا یہ سبب ہوا اسکے نکلنے کا جیسا کہ تحریر ہوا کہ نامہ آیا اور ارزنگ سے نے وہ جواب تحریر کیا اب تحریر
ہوتا ہے کہ جب نامہ بر نے وہ نامہ جاکر اسکو دیا اُسنے جواب جو پڑھا تو بہت خوش ہوا اُسی وقت اسنے حکم دیا کہ کل ہمارا لشکر
تیار ہو ہم یہانسے طرف خاور کے کوچ کرینگے تاکہ خدمت خداوند میں پہونچکر شرف قدمبوسی حاصل کریں اور زیارت
سے نور جمال خداوند کے اپنی آنکھوں کو روشن کریں یہ جو حکم دیا اسوقت سے اُسکے لشکر میں سامان سفر ہونے لگا تمام
شب سامان سفر ہوا بوقت سحر شہنگ مردمخوار مع دو لاکھ سپاہ کے طرف خاور کے روانہ ہوا وہ منزل بہ منزل کرتا
ہوا قریب خاور پہونچا اپنے عیار مہتر سوسن خنجر زن کو برائے خبر خدمت میں ارزنگ کے روانہ کیا یہ داخل شہر ہوکر
شہر کی سیر کرتا ہوا دولت سرا پر پہونچا وہ وقت ہے کہ ارزنگ دربار میں بیٹھا ہوا ہے ذکر شہنگ کا ہو رہا ہے
کہ وہ ابھی تک جواب نامہ لیکر نہیں آیا یہان یہ جو در دولت پر پہونچا اسنے درگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کردو کہ ایک
عیار شہنگ مردم خوار پہلوان جہان کا در دولت پر حاضر ہے اور باریابی چاہتا ہے یہ عرض کرنا ہے یہ سنکے درگہ سالار
دربار میں گیا اور جو عیار نے کہا تھا عرض کیا حکم ہوا کہ اسکو لے آؤ درگہ سالار نے آکر کہا کہ چلو یاد فرمایا ہے وہ اندر دربار
کے آیا قواعد شاہی بجا لایا ارزنگ نے کہا کہ کیوں کسلیے حاضر ہوئے ہو اُسنے عرض کیا کہ پہلوان جہان مع لشکر کے
قریب خاور پہونچے ہیں انکو برائے خبر روانہ کیا ہے آپکی خدمت میں یہ سنکے ارزنگ نے کہا کہ ای سنگشگان تم چند
سرداروں کو لیکر جاؤ اور اسکا استقبال کرکے لاؤ یہ سنکے سنگشگان اُسی وقت اٹھا اور چند سرداروں کو لیکر ہمراہ اُس
عیار کے چلا وہ عیار اپنے ہمراہ لیے ہوئے بیرون شہر آیا جب اُسکا لشکر قریب رہ گیا تو اُسنے کہا آپ تشریف لائیں
وہ سامنے ہمارے لشکر اترا ہوا ہے میں جاکر اپنے مالک کو خبر کردوں کہ وزیر خداوند تشریف لاتے ہیں سنگشگان نے کہا
بہتر وہ یہاں سے شاطری مارتا ہوا اپنے لشکر میں پہونچا اور داخل خیمہ ہوکر شہنگ سے کہا کہ وزیر خداوند آپکے استقبال
کو بحکم خداوند تشریف لاتے ہیں میں انکو راہ میں چھوڑکر آپکو خبر کرنے حاضر ہوا ہوں یہ سنکے وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور خیمہ
سے نکل کر طرف سنگشگان کے مع اپنے سرداروں کے چلا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ عیار نے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے
وہ سامنے وزیر صاحب آتے ہیں اسنے دیکھا کہ ایک شخص جوان نکہ خچر پر سوار رفیدہ بسر گرد و پیش اور چند سردار مرکبون
پر سوار ادھر کو چلے آتے ہیں اُدھر جو سنگشگان کی نگاہ اسپر پڑی تو دیکھا کہ ایک پہلوان قوی ہیکل کہ قد اسکا مثل
شجر چنار کے ہاتھ پاؤں قوی سینہ تختہ آبنوس رنگ آبنوس سے بھی زیادہ سیاہ بڑے بڑے دانت سر پر خود درکے
ہوئے چلا آتا ہے گرد اُسکے کئی سردار ہیں جو مثل اُسکے ہیں پس سنگشگان نظر اول میں پہچان گیا کہ یہی وہ پہلوان ہے دیکھا کہ
برابر اُسکے وہ عیار آتا ہے اسنے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی کسی اہل اسلام کا شکار ہوگا کیونکہ اسکی پیشانی سے حرامزادہ
پنے کی علامت ظاہر ہے یہ بھی مسلمان ہوگا بس مارا جائیگا ایسی ایسی باتیں دل سے کرتا ہوا چلا آتا ہے جب اُسکے قریب
پہونچا اُسنے دیکھا کہ وزیر خداوند قریب آ گئے وہ فوراً گھوڑے پر سے کود پڑا اُسکو دیکھتے ہی جتنے سردار تھے سب
اپنے اپنے مرکبوں سے اتر پڑے یہ حرامزادہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے طرف سنگشگان کے یہ کہتا ہوا چلا
کہ آپ وزیر خداوند ہیں میرا قصور خداوند سے معاف کرا دیجیئے گا کہ مجھکو آنے میں تاخیر ہوئی سنگشگان نے کہا کہ معاذ اللہ یہ اتنا
بڑا کافر ہے اور اتنا بڑا ارزنگ کا ماننے والا ہے کہ جسکی حد نہیں ہے بس یہ بھی خچر پر سے اترا اور اُسکی طرف چلا راہ میں دونوں
بغلگیر ہوئے سنگشگان نے اُسکے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ خداوند بہت تجھسے خوش ہیں اسی سبب سے مجھکو تمہارے لینے کو
روانہ کیا اگر ناراض ہوتے تو کیوں مجھکو روانہ کرتے یہ کہکر اُسکو گھوڑے پر سوار کیا آپ اپنے خچر پر سوار ہوا اُسکے
ہمراہ اُسکے خیمہ میں آیا اُسنے بڑے اعزاز سے لاکر مسند پر بٹھایا آپ روبرو بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ سنگشگان نے ہاتھ
پکڑکر اسکو برابر اپنے بٹھا لیا مزاج پرسی کی اُسنے بہت ادب سے جواب دیا سنگشگان اُسکی اس تہذیب سے بہت خوش

ہوا بد مزاج پری کے تشنگان سے کہا کہ اب آپ میرے ہمراہ دربار خداوندی میں تشریف لے چلیں کیونکہ خداوند کو آپکا
از حد اشتیاق ملاقات ہے وہ انتظار میں دربار میں تشریف فرما ہونگے اُسنے جواب دیا کہ میرا قصد تھا کہ میں آج آپکی مہمان
رہ کر کل کو بوقت سحر آپکے ہمراہ دربار خداوندی میں چلتا مگر آپ فرماتے ہیں کہ خداوند کو انتظار ہوگا تو بندہ مجبور ہے
بندہ حاضر ہے تشریف لے چلیے تاخیر نہ فرمائیے کہیں ایسا نہو کہ عتاب خداوندی نازل ہو یہ سنکے تشنگان اُٹھا اُسکو
اپنے ہمراہ لیکر مع اپنے سرداروں کے اور اسکے افسروں کے طرف شہر کے چلا اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ زیر دیوار
شہر پناہ پڑاؤ کرو سب کے سب اسوقت خیمہ وغیرہ کھڑے کرنے لگے اُدھر یہ لوگ داخل شہر ہوکر دربار میں پہونچے جیسے تشنگان
نے ارژنگ کو دیکھا دوڑکر قدموں پر گرا اور جھک کے آنکھوں سے لگا لیکے قدموں پر بوسہ دیکے بہت کچھ عذر خواہی
کی ارژنگ اسکو دیکھکے بہت حیران ہوا اور خیال کرنے لگا کہ ایسا کوئی سردار میرے دربار میں نہیں ہے اہل دربار
اُسکو دیکھکے ششدر ہوگئے ارژنگ نے اُسکے لیے اپنے تخت کے برابر کرسی بچھوائی کہ بیٹھیے اُسکی لائق نہیں تھی
اور کہا کہ یہ مقام تمہارے لائق ہے وہ بیٹھکے بہت مغرور سے کرسی پر بیٹھا تمام اہل دربار کو بنظر غور دیکھا سب کو اپنے
سے حقیر پایا سوائے اسلم و سلیم کے باوصفیکہ دربار میں بڑے بڑے پہلوان تھے مگر سب اُسکے روبرو مثل طفل کے
معلوم ہوتے تھے اُسکے سردار اُسکے قوی تھے تمام سردار اُسکے علی قدر مراتب بیٹھے تو دربار کا اور ہی رنگ ہوگیا یہاں تو
تشنگان دربار میں آیا اُدھر اسکے لشکر نے تمام خیمہ وغیرہ زیر دیوار شہر پناہ برپا کیے لشکر اُترا اُدھر دربار میں ارژنگ نے
حکم دیا کہ انکی دعوت کا سامان کیا جائے کیونکہ یہ ہمارے مہمان ہیں یہ حکم دیکے دربار برخاست کیا اُسکے قیام کرنے کے لیے
ایک محل بہت عمدہ مقرر ہوئی وہ اُسمیں مع سرداروں کے اترا یہاں سامان دعوت ہونے لگا انکو تو سامان دعوت میں
مصروف رکھا جاتا ہے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا

اب حال اُن فراریوں کا تحریر ہوتا ہے جو کہ شہر آفتاب نما سے بھاگے ہیں کہ اُنپر کیا گذری اور وہ کیونکر ارژنگ کے پاس پہونچے اُسکے بعد اور حالات بیان ہونگے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جبکہ ہمراہیان سلیم شیر صولت ہمراہی سے سلیم کے کنارہ پر کے الگ کھڑے ہوئے تھے
اور تماشہ دیکھ رہے تھے جبکہ سلیم شیر صولت مع اپنے ہمراہیوں کے گرفتن ہتال ہو چکیں سے اُسکے چہرے پر نگاہ
کرکے سہم گئے غش کھا کر گرا اور پھر لوگ تو اُسکی یہ حالت دیکھکر بھاگ گئے تھے اور کچھ باقی رہ گئے تھے وہ اس خیال سے
کہ پھر اسکے بعد کی حالت کو دیکھیں کہ کیا گذرتی ہے جبکہ اُسکے روبرو سلیم مع اپنے ہمراہیوں کے آیا ہوا غش سے اُٹھا اور
سجدہ کیا جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے اور پھر اطراف کے طرف قلعہ کے چلا گیا اور اہل شہر اپنے اپنے مقام کو اور لشکر اپنی طرف
چھاؤنی کے تو لوگ باقی ماندہ بھی وہاں سے بھاگے یہ جو بھاگے تو کبھی اُنسے کوئی مزاحم نہیں ہوا پہلے اُنکا حال تحریر
ہوتا ہے کہ جو کہ قبل میں بھاگے تھے یہ جو بھاگے تو سیدھے شہر آفتاب نما سے ہو کے طرف بھاگ شمالی کے چلے جلد شہر سے
باہر ہو لیے تھے کیونکہ یہ جانب جنوب سے آئے تھے مگر اس بد حواسی میں کچھ خیال نہ رہا اسی طرف کو چلے گئے
اور بہت جلد راہ طے کر کے شہر سے نکل گئے اس خیال سے کہ کہیں ہم لوگ پر بھی کوئی بلا نازل نہو کیونکہ ہم بھی اسی شہر میں رہے تھے ہیں خداوند
کو کون اس حال کی خبر کریگا اس سبب سے یہ لوگ بھاگے اور شہر سے باہر آکر دو کوس پر ایک صحرا میں دم لیا اس
خیال سے کہ شاید وہ لوگ جو کہ ہمارے ساتھی ہیں اس بلا سے خوار ہیں وہ بھی آئیں تو سب اس مقام پر ملاقات ہو جائیگی
یہ خیال رہے کہ باقی اُنہیں کے پاس ہیں اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ شہر آفتاب نما حدود اقلیم خورشید پر
واقع ہوا ہے اسکے بعد اس اقلیم کا کوئی شہر نہیں ہے دونوں اقلیموں کے درمیان شہر ہیں بلکہ سب سے یہاں خالی کا ... ہوا ہے شہر اور

کیا گیا ہی قبل میں اسقدر وسیع نہ تھا کہ جو اب حالت ہی لہذا اب تحریر ہوتا ہی یہ لوگ تو یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں کہ وہ لوگ
بھی چلے تو وہ بھی اسی جانب چلے گئے بہت تیز اس خیال سے کہ شاید سلیم دربار میں پہونچکر یا قلعہ میں پہنچکر شتاب کرے
یا کوئی عرض کرے کہ اسقدر سوار انکی ہمراہی سے نکل گئے تو وہ یہ سمجھے کہ ہم ہوا اور کسی کو برائے گرفتاری روانہ کرے
تو بہتر ہوگا کہ جلدی یہاں سے نکل چلو یہ لوگ بھی بہت جلد راہ کو طے کرکے بیرون شہر آئے اور اسی صحرا میں پہونچے وہاں پہنچکر
اپنے ہم جلسوں سے ملے اُنھوں نے حالت دریافت کی اُنھوں نے جو کچھ حالت گذری تھی سب بیان کی وہ یہ سنکر کہنے
لگے کہ خوب خداوند نے ہمکو بچایا ورنہ مثل انکے ہم بھی اسی بلا میں مبتلا ہوتے اب ہمکو یقین ہو گیا کہ یہ ساحر ضرور ہی اب ہم یہ سب حال
خداوند کی خدمت میں جاکر عرض کرتے ہیں آج تو یہاں قیام کرینگے کل بوقت سحر یہاں سے کوچ کرینگے اُنھوں نے
کہا کہ اچھا وہ رات اسی صحرا میں بسر کی بوقت سحر وہاں سے ایک طرف کو روانہ ہوئے یہ لوگ بہت تیزی سے راہ
طے کرتے جاتے ہیں تین منزلیں طے کی ہونگی کہ انکو ایک صحرا ملا بہت شاداب کوسوں سبزہ لگا ہوا ہر مقام پر لالہ و نافرمان
کھلا ہوا موتیے موگرے کی خوشبو سے معطر نہایت ایسا ہوا اطراف صحرا کی درختوں پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہیں بلبلیں چہک
رہی ہیں طاؤس پھر رہے ہیں جا بجا چشمے جاری ہیں جانوران شکاری بکثرت ہیں ایک کوہ بلند بھی دراز قامت کوہ تا پائین
گلہائے رنگا رنگ سے آراستہ ہے آبشار اسپر سے گر رہی ہے ہوا سے گلبانگ وضع نفس چل رہی ہے خوشبو سے گلہائے
دور دور کے دماغ معطر ہوئے جاتے ہیں یہ حالت اُس صحرا کی دیکھکر باہم صلاح کی آج اسی صحرا میں قیام کریں کل
یہاں سے کوچ کرینگے یہ رائے سب کو پسند آئی یہ لوگ کئی روز کے تھکے ہوئے تھے بھی اُس صحرا میں اشجار میوہ دار بکثرت
تھے ان سب نے میوہ توڑکر کھایا پانی اُس چشمے سے پیا حواس درست ہوئے جو کہ ذرا شوقین مزاج تھے وہ برائے
شکار چلے اور چند آہوؤں کا شکار کر کے لائے انکے کباب لگاکر سب نے مل کر کھائے دس دس پانچ پانچ باہم ہوکر صحرا
کی سیر کرنے لگے کوئی ادھر چلا گیا کوئی ادھر گردہ گردہ ہو گیا جس مقام پر پہونچا اُسنے اُس مقام کو پر از لالہ و گل پایا
گویا وہ بہشت تھا صحرا نہ تھا یہ لوگ سیر کر رہے تھے کہ انکو دور سے ایک بارگاہ نظر آئی کہ اسکا کلس مثل آفتاب کے چمک
رہا تھا یہ لوگ اُس جانب کو چلے کہ چلکر دیکھیں یہ کیا چیز چمک رہی ہی آیا کوئی پہاڑ ہی یا کوئی عمارت ہی یا اسکا گنبد طلائی
ہی کہ وہ چمک رہا ہی یہی خیال کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ جب بہت قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک بارگاہ شاہی
برپا ہی اُسکے گرد دو ہزار اور بہت سے خیمے استادہ ہیں ایک لشکر اُترا ہوا ہی بازار بھی آراستہ ہیں تماشہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا
بادشاہ برائے شکار آیا ہی وہ جو چمک معلوم ہوتی تھی اس بارگاہ کے کلس کی تھی کیونکہ کلس اسکا طلائی تھا دور
سے چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا یہ لوگ یہ حالت دیکھکر اُدھر کو چلے اور اُس لشکر میں داخل ہوئے دیکھا کہ وہ لشکر خوب آباد
ہی سب لوگ دلشاد ہیں کوئی بادشاہ جلیل القدر کا لشکر ہی کہ وہ برائے شکار اس صحرا میں آکر مقیم ہوا ہی جو لشکریان
لشکر میں ہیں انکے چہروں پر تفریحیت لقا و فرحت ظاہر ہی یہ لوگ یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے کہ یہ لشکر کسی ذی مرتبہ کا
ہی اب تو یہ لشکر کی سیر کرنے لگے ادھر ادھر ٹہلنے لگے ابھی یہ سیر کر رہے تھے کہ ایک طرف سے کچھ مرکبوں کے ٹاپوں
کی صدا آئی سب لوگ اُدھر کو دیکھنے لگے کہ انھوں نے دیکھا کہ ایک تاجدار مرکب تیز رفتار پر سوار اور گرد اسکے بہت سے سردار
ہر ایک شکار بند سے ہرن شکار کیا ہوا باندھے چلا آتا ہی وہ داخل لشکر ہوکر وہ تاجدار اسی بارگاہ کے قریب آکر مرکب
پر سے اُترا اسکے اترتے ہی وہ سب سردار بھی مرکبوں پر سے اُترے اور اسکے ہمراہ داخل بارگاہ ہوئے ملازم وہ شکار لیکر
ان لوگوں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون بادشاہ ہی اور کیا نام ہی اور کس شہر کا بادشاہ اور کسقدر سپاہ و لشکر رکھتا ہی
اُسنے کہا کہ یہ بادشاہ ہیں ملک فیروز ہی کے فیروز شاہ انکا نام ہی لشکر انکے ہمراہ ہمہ وقت دو لاکھ کا رہتا ہی آج
کئی روز سے اپنے شہر سے برائے شکار یہاں تشریف لائے ہیں انکے دو سپہ سالار ہیں ایک کا نام اکرام شمشیر زن
اور دوسرے کا نام احرام خوک پیشانی ہی بڑے زبردست ہیں اُنھوں نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ خداوند لقا کی

مدد کو جائیں مگر کچھ ہو چکا تھا سو خاموش ہو رہے اُسوقت اُنکے باپ صاحب تخت و تاج تھے یہ ولیعہد تھے جب وہ
مر گئے تو یہ صاحب حکومت ہوئے اس حالت میں بھی یہ قصد کیا کہ خداوند لقا کی مدد کو جائیں معلوم ہوا کہ خداوند
چولا بدل کر طرف آسمان کے چلے گئے اب اُنکے فرزند رشید خداوند ہوئے ہیں اُنکا اسم مبارک زمرد شاہ ثانی ہے
یہ بھی خاموش ہو رہے کہ جبکہ خداوند نہیں ہیں تو ہمکو کیا ضرور ہے کہ ہم اُنکی مدد کریں جبکہ وہ ہمکو یاد نہیں کرتے
ہیں مگر یہ کیا کہ اُسدن سے خداوند زمرد کی بھی اقبال اپنے شہر میں کرنے لگے اور اُنکے بھی صفت اپنے نشانوں پر
تحریر کرائی اب یہ خبر پہونچی کہ وہ مسلمانوں سے عاجز ہو کر تبدیل چولا کر کے آسمان پر چلے گئے اُنکے فرزند ارژنگ
اب اُس عملداری کے مالک ہوئے اُنکا قصد ہے کہ وہ خدا پرستوں سے مقابلہ کریں چنانچہ اُنھوں نے ایک ملک
پر اہل اسلام کے قبضہ بھی کر لیا ہے اب اُنکا قصد اور طرف جانیکا ہے وہ لشکر جمع کر رہے ہیں یہ سنکے جناب شہنشاہ
بھی تیرہ لاکھ سپاہ سے اس قصد سے اپنے شہر سے چلے تھے کہ خداوند کی شرکت کریں اپنے فرزند ارجمند
یاقوت شاہ کو اپنی طرف سے شہر کا حاکم کیا اور اپنے دونوں سپہ سالاروں کو ہمراہ لیکر چلے کہ اس صحرا میں
پہونچکر پھر راستے پلٹ آئے فرمایا کہ کون جائے اسی صحرا میں قیام کرو یہاں کی آب و ہوا بہت خوب ہے سبزہ اس
صحرا کی دل کو مرغوب ہے کچھ شغل صید و شکار مطلوب ہے کیونکہ یہ امر دل کو بہت محبوب ہے بس آج پندرہ یوم سے اس
صحرا میں فروکش ہیں ہر روز شکار کو تشریف لیجاتے ہیں اور شکار کھیل کے وقت دوپہر تشریف لاتے ہیں ابھی ابھی سواری
انھیں کی آئی تھی وہ سپہ سالار ہمراہ تھے ورنہ تم دیکھتے کہ قالب انسانی میں دیو سمائے ہیں یہ سنکے وہ لوگ
خاموش ہو رہے کہ اُس لشکر کے چند سواروں نے اُنسے دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں چونکہ انکو معلوم ہو چکا تھا
کہ یہ لشکر لقا پرستوں کا ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم ملازم ہیں خداوند ارژنگ کے جو کہ آجکل خداوند ہیں ہم اُنکے لشکر
کے سوار ہیں یہ سنکے وہ سوار اُنکو لیکر اپنے افسر کے پاس آئے کہا کہ یہ خداوند کے لشکر کے سوار ہیں انکو شہنشاہ
کی خدمت میں حاضر کرنا چاہیئے وہ افسر یہ سنکے اُنکو ہمراہ لیکر دربارگاہ پر آیا یہاں فیروز شاہ شکار سے آیا تھا
سرداران شاہی سے دربار آراستہ تھا کہ وہ افسر اندر گیا اور مجرا بجا لایا اور دست بستہ ہو کر یوں عرض کرنے لگا
کہ یہ غلام ایک خبر خوش لایا ہے بادشاہ نے کہا کہ بیان کرو اُسنے عرض کیا کہ چند سوار آپ کے لشکر میں اسوقت
کسی طرف سے لشکر خداوند سے آگئے ہیں آپکے لشکر کے سواروں نے جو اُنکو تنہا دیکھا تو اُنھوں نے بیان کیا
کہ ہم لشکر خداوند کے سوار ہیں وہ اُنکو لیکے میرے پاس آئے ہیں میں نے جو دریافت کیا تو وہی تقریر اُنھوں نے
مجھسے بھی کی ہے اُنکو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ بیرون بارگاہ کھڑے ہیں یہ سنکے فوراً
فیروز شاہ نے کہا کہ اُنکو اندر بارگاہ کے طلب کرو اُس افسر نے ایک چوبدار سے کہا کہ وہ لوگ جو کہ بیرون
بارگاہ کھڑے ہیں اُنکو اندر بلا لو کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہیں اگر وہ آئیں تو اُنکو اپنے ہمراہ لے آؤ وہ چوبدار
یہ سنکے بیرون بارگاہ آیا اور اُن سواروں سے کہا کہ چلو تمکو شہنشاہ طلب فرماتے ہیں وہ سب کے سب
چوبدار کے ہمراہ ہوئے اور اندر بارگاہ کے آئے بارگاہ کو خوب تکلف و کرسی سے آراستہ پایا سرداروں سے
بارگاہ کو پُر دیکھا یہ سوار دیکھکر حیران ہوئے اور حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگے کہ وہ چوبدار اُنکو لیکر بارگاہ میں آیا
اور کہا کہ مجرا کرو وہ سامنے بادشاہ تشریف فرما ہیں ان سب نے مجرا کیا قواعد شاہی بجا لائے اسکے بعد
دست بستہ ہو کر سامنے کھڑے ہوئے فیروز شاہ نے خود اپنی زبان سے اُنسے دریافت کیا کہ تم لوگ
کون ہو اُنھوں نے دست بستہ ہو کے عرض کیا کہ حضور ہم خداوند کے لشکر کے سوار ہیں یہ سنکے فیروز شاہ
نے کہا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو کیونکہ یہ سنا ہے کہ ابھی کوئی لشکر خداوند کا ادھر نہیں آیا آدمی کا
آنا تو درکنار لشکر ابھی یہیں آیا یہ میری خوبی قسمت ہے کہ آپ لوگ تشریف لائے ہیں جناب آپ کا

ننگ پیدا کرون یہ تو فرمائیے کہ آپ کا آنا ادھر کیونکر ہوا کیا سبب ہوا ہے اُن لوگون سے آپ آپ کرکے
اس سبب سے کلام کرتا ہو کہ یہ جانتا ہے کہ یہ لشکر خداوندی کے لوگ ہین انکا اعزاز کرنا ضرور ہے پس
جب اُسنے یہ بات اقرار کی تو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم آپ کو اپنی سرگذشت سے آگاہ کرتے ہین یہ کہکر
ازابتدا تا انتہا تمام قصہ کہہ سنایا اور کہا یہ سبب ہمارے اسطرف آنیکا ہوا یہ سنکر فیروز شاہ بہت حیران
ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہوا اور اُسنے کہا کہ وہ جواب نامہ ذرا ہمین بھی دکھاؤ کہ آج نئی بات سننے مین آئی ہے
کہ کوئی خداوند افتا سے ہے اُنھون نے خدائی کا دعوی کیا ہے علاوہ خداوند کے جسکی ہم طلب ہین اُسکا
فرزند ہے اُسکو اُسنے اپنا نائب کیا ہے اور اس خداوند افتا سے کی لڑکی ہے اُسکی درخواست خداوند نے
کی تھی اُسکی طلب مین نامہ تحریر کیا تھا نامہ پر تو یہ افتاد پڑی تم لوگ نامہ لیکر کہا سے جھوٹ زمانہ
گذرتا جاتا ہے وہ وہ نئے نئے مذہب ایجاد ہونے والے ہین یہ کیا اُسکو خبط ہوا ہے جو اُسنے خداوند
کی درخواست سے انکار کیا کیا اُسکی قضا آئی ہے اگر انکو غصہ آگیا اور دریاے قہر خداوندی جوش مین
آیا تو ایک چشم زدن مین تمام ملک تیرہ و سیاہ ہو جائیگا نہ اُسکا نشان ہوگا نہ خدائی کا پتہ ہوگا
اور وہ اپنے دل مین سمجھا ہے کہ کوئی اُسکی خدائی ہے کیسی بڑی خدائی ہے یہ لوگ جنھون نے خدائی
ہتھیائی ہے انکی خدائی سے کون انکار کرسکتا ہے معلوم ہوا کہ اُسکی قضا دامنگیر ہوئی ہے کہ اُسنے خداوند
سے ... باز رکھی ہے ذرا ہمین بھی وہ نامہ دکھاؤ اُن سوارون نے کہا کہ وہ نامہ ہمارے پاس نہین ہے بلکہ
اور جو ہمارے ہمراہ تھا ہین اُنکے پاس ہے یہ سنکر فیروز شاہ نے کہا کہ اُنکے پاس سے وہ نامہ لیکر آؤ ذرا ہم
دیکھین یہ سنکے انمین سے ایک سوار جاکر بیرون بارگاہ اور طرف اُس مقام کے چلا اور اُس مقام پر پہونچکر
تمام واقعہ اپنے ہمراہیون سے بیان کیا اور کہا کہ نامہ طلب کیا ہے وہ لوگ یہ سنکے کہنے لگے کہ چلو ہم تو
چلتے ہین یہ کہکر وہ لوگ اُس سوار کے ہمراہ ہوے اور اُس لشکر کی طرف روانہ ہوے اور لشکر مین پہونچکر
بارگاہ کے قریب پہونچے اور وہ سوار اندر بارگاہ کے گیا اور عرض کیا کہ اے بادشاہ وہ لوگ حاضر
ہین جنکے پاس نامہ ہے یہ سنکے فیروز شاہ نے حکم دیا کہ انکو بلواؤ اُسنے چوبدار سے کہا کہ جو لوگ کہ باہر
بیرون بارگاہ کھڑے ہین اُنسے کہنا کہ تمکو شہنشاہ طلب کرتے ہین جنکے پاس نامہ ہے وہ میرے ہمراہ چلے
یہ سنکے چوبدار بیرون بارگاہ آیا اور اُسنے جو اُس سوار نے کہا تھا کہا پس وہ لوگ کہ جنکے پاس نامہ
تھا اُسکے ہمراہ ہوے اور مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لاکے بارگاہ کو خوب آراستہ پایا صاحب وہ مجرا
کرکے اُنسے فیروز شاہ نے نامہ طلب کیا اُنھون نے نامہ پیش فیروز شاہ کے دیا فیروز شاہ نے جو وہ نامہ پڑھا
اور اُسکا مضمون دیکھا نہایت غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ کیا کرون کہ یہ جواب نامہ ہے ورنہ ابھی چاک کر ڈالتا
خیر تم لوگ تو یہ جواب لیکر خدمت مین خداوند کی جاؤ مین اقلیم خورشید پر کوچ لشکر جاتا ہون اگر یہی ... ہے
تو مقابلہ کرکے خداوند کی معشوقہ حاصل کرکے لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون یہ سنکے وہ کہنے لگے کہ آپ کے
ہمراہ لشکر کسقدر ہوگا اُسنے کہا میرے ہمراہ دو لاکھ سپاہی ہین ابھی ایک لاکھ کا لشکر شہر سے منگا سکتا جلد
طلب کرسکتا ہون اُنھون نے عرض کیا کہ ہم کچھ عرض نہین کرسکتے ہین اگر خلاف مزاج مبارک و طبع عالی
نہو تو عرض کرین اگر گستاخی ہماری معاف کیجیے بادشاہ نے کہا جو کچھ کہ عرض کرنا ہو عرض کرو ہمارے
خلاف مزاج نہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور جسقدر لشکر لیکر جائینگے وہ اُس لشکر کے روبرو کوئی حقیقت نہین
رکھتا ہے یہ حالت ہے کہ جیسے آٹے مین نمک اور ایک گلہ مین ... کی تو معلوم ہوگا کہ یہ لشکر کیسا تھا کیونکہ وہان
اب قریب چالیس پچاس لاکھ کے لشکر ہے اُسکی چھاؤنی اندرون شہر و بیرون شہر ہے اور روز بروز لشکر زیادہ ہوتا جاتا ہے

کوئی دن ایسا نہیں ہوتا ہے کہ دس بارہ ہزار یا بیس ہزار شریک نہوتے ہوں پھر الہی سپاہ سکے بہ وجود نہیں لاکھ
کیا اصل رکھتے ہیں جو واقعہ اصلی تھا ہم نے بیان کر دیا آیندہ حضور کو اختیار ہے جو اُنھوں نے کہا بادشاہ
نے کہا کہ یہ میرا لشکر ایک کرور سے مقابلہ کرنے کو موجود ہے استفسار لشکر کی اسکے رو برو کیا حقیقت ہے آخر
پوچھا بادشاہ نے کہا وہ سنکے خاموش ہو رہے کہا کہ اب ہم کو رخصت ملے تو ہم جائیں بادشاہ نے دریافت
کیا کہ تم کسقدر آدمی ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ قریب آٹھ نو سو کے ہونگے پس اُسی وقت فیروز شاہ
نے ان سب کو خلعت دینے کا حکم دیا چونکہ بقصد شرکت ارژنگ اپنے شہر سے چلا تھا تو کل سامان اُسکے
ہمراہ تھا پس اُسی وقت اہلکاروں نے خلعت سب کو دیئے وہ خلعت لیکر اپنے مقام پر آئے پس اُدھر
اُسی وقت فیروز شاہ نے ایک سانڈنی سوار اپنے شہر کو پاس اپنے فرزند کے روانہ کیا کہ اُس سے
کہنا کہ بادشاہ نے تمکو دعا کہی ہے اور کہا ہے کہ ایک لاکھ سپاہ اور ہمارے پاس روانہ کرو میں فلان صحرا
میں لشکر کے انتظار میں قیام پذیر ہوں سپاہ آ لے تو میں یہاں سے طرف اقلیم خورشید یا رہ کے کوچ کروں
کیونکہ اُس اقلیم میں ایک نیا مذہب جاری ہوا ہے اور وہ لوگ بہت مغرور ہیں اُنکے حاکم نے خداوندی کے
نامہ کو چاک کیا اور جواب سخت لکھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ قبل پہونچنے خداوند کے میں جا کر اُس اقلیم کو
تاخت و تاراج کروں اور جب خداوند تشریف لائیں تو میں بہت خوش ہوں وقت ملاقات کے یہی تحفہ اُنکی
نذر کروں پس یہ پیام میرا دینا اور تاکید کہنا اور اسی مضمون کا ایک نامہ لکھوا کر روانہ کیا وہ سانڈنی سوار
فوراً نامہ لیکر روانہ ہوا یہاں فیروز شاہ انتظار لشکر میں اُسی مقام پر فروکش رہا جب وہ رات گذری
سحر ہوئی سواران مغرور بوقت سحر طرف خاور کے روانہ ہوے قطع راہ کرتے ہوے جاتے ہیں کہ ایک
روز دور سے اک گرد بلند ہوتی ہوئی معلوم ہوئی اُس گرد سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گویا کوئی لشکر آتا ہے یہ لوگ
اُس کو دیکھکر ایک جانب کھڑے ہو گئے کہ وہ دامن گرد قریب اُس صحرا کے آکر شق ہوا اور اُس گرد سے وہ لشکر
ظاہر ہوا جو کہ ارژنگ نے طرف طلسم فیروزیہ کے بسرداری طوفان کرگدن پیشانی روانہ کیا تھا اور وہ طلسم فیروزیہ
پر جا کر شہنشاہ خاور سے لڑا تھا اور صریح آفتاب علم کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا اور بیٹے کو طرف
خورشید نگار کے گیا راہ میں خبر ملی کہ خداوند لشکر کشی کر کے طرف شطاق کے روانہ ہوے تھے کہ راہ میں شہر
خاور ملا اُس مقام پر لشکر فروکش کیا مقابلہ ہوا بہرام خاوری سے اُنہیں شکست کھائی خداوند کا قبضہ شہر خاور
پر ہو گیا تو یہ لوگ خورشید نگار کو جاتے تھے یا اُدھر سے پلٹ پڑے اور طرف خاور کے روانہ ہوے قطع راہ
کرتے ہوے چلے آتے تھے کہ یہ بھی اُسی مقام پر پہونچے جس صحرا میں وہ سوار راہ طے کرتے ہوے چلے جاتے تھے
کہ وہ گرد نمودار ہوئی یہ گرد اُسی لشکر کی تھی جو کہ خاور کو جاتا تھا پاس ارژنگ کے پس جب ان سواروں نے دیکھا
کہ یہ تو لشکر ہمارا معلوم ہوتا ہے جو کہ طلسم فیروزیہ پر گیا تھا اور اسکا افسر طوفان تھا راہ میں آکے یہ کیا حالت ہوئی بالکل
تباہ ہے نہ کوئی افسر نہ اُسقدر سپاہ ہے یہ کیا اسپر آفت نازل ہوئی یہ جو حالت دیکھی کہ نہ خیمہ ہے نہ خرگاہ ہے لشکر بہت
تباہ ہے تو یہ لوگ بہت گھبرائے اُدھر اُن لوگوں نے ان سب کو پہچانا تب تو اُس لشکر سے بہت سے سوار انکی طرف
چلے اور انکے نام لیکر پکارے اور کہا کہ تم لوگ یہاں کہاں سے آئے ہو لشکر خداوندی کہاں ہے جو تم یوں اس صحرا میں
پھرتے ہو ہمنے تو سنا تھا کہ خداوند نے خاور پر قبضہ کر لیا ہے اور شہر خاور قبضے میں خداوند کے ہے تو اُسکے خلاف
معلوم ہوتا ہے انہیں سے چند سوار بڑھ کر آگے آئے اور کہا کہ تمسے کیا بیان کریں کہ جو واقعہ ہم پر گذرا تم بیان کرو کہ تم پر کیا گذرا
تم لوگ طوفان کرگدن پیشانی کے ہمراہ برائے فتح طلسمات گئے تھے اور ہمنے سنا تھا کہ تمہارا لشکر مقابل لشکر
شہنشاہ خاوری فروکش ہے اور مقابلہ ہونے والا ہے یہ کیا ہوا کہ تم لوگ بصورت تباہ و بحالت خراب چلے آتے ہو اور نوبت

ہم پہونچے اور تمہارے افسر صاحب کیا ہوے اُنھون نے کہا کہ ہم اپنی حالت بیان کرینگے مگر تم یہ کہو کہ شہزادہ تو اچھے
ہین کیونکہ ہمارے دل بہت پریشان ہین یہ سنکر اُن سب نے کہا پریشان نہو خداوند بہت اچھے طور سے ہین یہ سنکے
وہ لوگ بہت خوش ہوے کہا کہ آؤ ہمارے لشکر مین یہ کہکر اُنکو اپنے ہمراہ لیکر لشکر مین آئے اُنھون نے اپنی سرگذشت
بیان کی تمام روداد جنگ کی اُنھون نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم اس سبب سے اس صحرا مین تباہ ہین
یہ سنکے وہ لوگ کہنے لگے کہ خوب ہوا کہ آپ لوگ ہمکو مل گئے لہذا اب ہم آپ ملکر خدمت مین خداوند کی چلینگے وہ رات
اُسی مقام پر بسر کی بوقت سحر روانہ ہوے یہ لشکر کوئی قریب اسی ہزار کے ہی یا پچاس ہزار اس جنگ مین کام آیا ہی یہ تو
اُدھر کو روانہ ہوے کہ انکا ذکر کیا جائیگا پہلے حال فیروز شاہ بیان ہوتا ہی اور اُس ساندنی سوار کا جو کہ نامہ لیکر
گیا ہی یہ جب وہ ساندنی سوار نامہ فیروز شاہ کا لیکر اُسکے لڑکے کے پاس پہونچا تو وہ دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا
دربار جمع تھا سب سردار حاضر تھے کہ اسنے مجرا کرکے نامہ دیا اُسنے وہ نامہ لیکر سر پر رکھا نامہ پر بوسہ دیا اور اُس نامہ
کو دبیر کو دیا دبیر نے نامہ پڑھا وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور ساندنی سوار نے وہ نامہ دیکر جو زبانی بادشاہ نے
کہا تھا عرض کیا وہ پیغام اور مضمون نامہ سنکے یاقوت شاہ نے فورًا حکم دیا کہ ایک لاکھ کا لشکر تیار ہوکر اور کوچ کرکے بابا جان
کی خدمت مین جائے کیونکہ طلب فرمایا ہی یہ سنکے وہ جو سردار اُس دربار مین تھے عرض کرنے لگے کہ جن جن سرداروں کو
حکم دیا در ہو وہ جائین یاقوت شاہ نے کہا جو جو سردار معزز ہین وہ جائین پس اُسوقت جن جن کے نام لیے وہ وہ
سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام پر آئے سامان سفر کرنے لگے ادھر حکم تھا فوج مین پہونچا کہ ایک لاکھ سوار و پیادہ
تیار رہین کل اُنکو خدمت مین بادشاہ کی جانا ہوگا یہ حکم سنکے لشکر مین بھی سامان سفر ہونے لگا اُسقدر دن اور
وہ رات تو اسی سامان مین گذری دوسرے روز وہ سردار جو کہ منتخب کیے گئے تھے اُنکو ہمراہ کرکے یاقوت شاہ
نے ایک لاکھ سوار و پیادے طرف اُس صحرا کے کہ جہان باپ فروکش تھا روانہ کیا اور ساندنی سوار بیشتر پیش
لشکر جاتا تھا یہانتک کہ وہ لشکر اُس صحرا مین پہونچا اور اُس ساندنی سوار نے بڑھکر فیروز شاہ کو خبر دی اُسنے
چند سرداروں سے کہا کہ لشکر کو لا کر اُتار دو وہ گئے اور اُس لشکر کے افسرون سے ملے اُنکو لشکر مین لائے لشکر کو پڑاؤ مین
اُتارا افسر ہمراہ اُنکے خدمت مین بادشاہ کی آئے مجرا بجا لائے قواعد شاہی ادا کیے اُنکو حکم بیٹھنے کا ملا وہ لوگ قدم بہ
مرتبہ سلام کرکے بیٹھ گئے بادشاہ نے اپنے فرزند کی حالت دریافت کی اُنھون نے عرض کیا بہت اچھی طرح سے
ہین آپکو یاد کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ حکومت کس طور سے کرتے ہین عرض کیا کہ بہت عدل و انصاف کے ساتھ
تمام اہل شہر و اہل دربار و اہل لشکر سب اُن سے بہت خوش ہین اور اُنکے حکم کو مثل آپ کے حکم کے مانتے ہین اور اُنکو مثل آپکے
جانتے ہین یہ سنکے بادشاہ بہت خوش ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ کل وقت سحر لشکر تیار رہے ہم یہان سے طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرینگے
یہ حکم فرما کے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیمے مین سامان سفر کرنے لگے جب وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر مع لا انتہا فوج کے
فیروز شاہ نے طرف شہر آفتاب نما کے سفر کیا کہ انکا ذکر بھی آئندہ ہوگا

اب حال اُن ساندنی سوارون کا تحریر ہوتا ہی کہ جو نامہ لیکر گئے ہین اور اُس نامہ بر کا جو کہ قلعہ سیم تاب کو نامہ لیکر
گیا ہی اور اُن بادشاہون کا نامے دیکھکر روانہ ہونا مع سپاہ و لشکر کے خدمت مین ارژنگ کے اور راہ مین خبر
پاکر خداوند طرف اقلیم خورشید پیکر کے برسر جاسوس آفتاب پرست گئے ہین اُدھر کو روانہ ہونا مع دیگر حالات متعلق داستان ساقی نامہ

ساغر خوشتاب لا ساقی
غم سے غم کو کرتا ہون خالی

قدح آفتاب لا ساقی
سرخ آنکھین ہین یا پیالہ متوالی

کیون نہ پھر دم کو دل شراب شراب
نشہ ٹوٹا تو نہین مرا سر سون

زندگی ہو مری کباب شراب
بھولکا ہستی تھا کہ نہین سر سون

رستہ سے براے مقابلہ اہل اسلام قلعہ ہمیشگی کو مع بیس لاکھ اسی ہزار فوج کے تشریف لے چلے ہیں ہم انھیں کے لشکر
کے لوگ ہیں اور یہ جو لشکر ابھی شہر سے نکلکر گیا ہے یہ اُسی شہزادے کا لشکر ہے کیونکہ وہ کل شہر سے کوچ کرکے
دو کوس پر اُترا ہے یہ جو اُس سانڈنی سوار نے سُنا کہا خوب ہوا کہ میں اسوقت پر پہونچا ورنہ شہزادہ اگر کوچ کرکے
چلا جاتا تو بڑی خرابی ہوتی اُنھوں نے کہا کہ تمکو کیا ضرورت ہے شہزادے سے سانڈنی سوار نے کہا کہ میں نامہ لیکر
آیا ہوں خداوند ارژنگ کا اُنھوں نے اُنکو طلب کیا ہے کہ وہ براے مقابلہ اہل اسلام جاتے ہیں یہ سنکے وہ لوگ
کہنے لگے کہ اب تم شہر میں جاکر کیا کروگے ہمارے ہمراہ لشکر میں چلو اُسنے کہا مجھے انھیں سے ملنا ہے بس سانڈنی سوار
بھی ہمراہ اُنکے لشکر میں آیا یہاں جو آکر پہونچا دیکھا کہ بہت بڑا لشکر اُترا ہوا ہے سیکڑوں خیمہ و بارگاہیں استادہ ہیں اور
یہ لشکر بھی آکر اُترا ہے سانڈنی سوار قریب بارگاہ پہونچا دیکھا درگہ سالار دربارگاہ پر بیٹھا ہوا ہے اُسنے کہا کہ میری خبر کردو
کہ ایک نامہ بر پاس سے خداوند ارژنگ کے آیا ہے نامہ لایا ہے کچھ خداوند نے تحریر کیا ہے وہ درگہ سالار یہ سنکے اندر
بارگاہ کے گیا عرض گاہ پر سے نظر سے ہوکر عرض کیا کہ ایک نامہ بر پاس سے خداوند ارژنگ کے آیا ہے نامہ لایا
ہے بار چاہتا ہے اُسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے مہران نے حکم فرمایا کہ اُسکو بارگاہ میں لے آؤ کیونکہ مہر لہذا
نے ترقی کی کہ خداوند نے خبر لی ورنہ ایک مدت ہوگئی نہ کبھی خبر لی نہ مروتانی نے مگر ہم اُنکی بندگی کیسے
شہیدانہ معلوم کیا ہوا کیا ہمیشہ ستارہ نے گردش کی کہ خداوند ارژنگ کو میری طرف رغبت ہوئی اسی امید میں
والد بزرگوار رہے کہ خداوند کبھی یاد فرمائیں اُنھوں نے نہ یاد کیا جب وہ جو لاچار ہوکر آسمان پر چلے گئے اور اپنی
جان نا سے اپنے فرزند مروتانی کو خدا کر گئے تو یہ خیال ہوا کہ اب یہ خبر لینگے مگر اُنکو بھی کچھ خیال نہ آیا آخر وہ بھی چلے
گئے اپنی خدائی اُنکو دے گئے اُنھوں نے بھی ایک مدت تک خبر نہ لی مگر ہم ایسے اُنکے بندے ہیں کہ اُنکے ایک
سردار نے اُسکے کہا کہ ہماری شرکت کرو والد بزرگوار نے ایسی شرکت کی کہ اُسکے ہمراہ جان دی یہاں بھی شرکت
کی اور وہاں بھی ساتھ نہ چھوڑا چلے گئے عزیز کے بھی ساتھ رہے ایسی شرکت کرے چاہیے والد نے کی اب کیوں خبر لی
فوراً کہنا چاہیے یہ تو اپنے مقام پر بیٹھا ہوا یہ تقریر کر رہا تھا کہ درگہ سالار نے جاکے اُس سے کہا کہ چلو تمھاری
طلب ہے اندر بارگاہ کے وہ اپنی سانڈنی پر سے اُترکے اندر بارگاہ کے پردہ اُٹھاکر آیا مجرا گاہ سے مجرا ادا کیا
مہران نے مجرا لیکر اُسکو بیٹھنے کا حکم دیا وہ کرسی خالی پر بیٹھ گیا اُسنے بارگاہ کو خوب آراستہ پایا دیکھا کہ ایک
جوان تاج سر پر رکھے ہوے چہرہ مثل آفتاب کے روشن چہرے سے رعب شاہی و صولت جہانبانی آشکار
ہے دوسرے یہ بات ہے کہ وہ ہم بادشاہ ہے ہم پہلوان ہے اور برابر تخت کے قریب ایک پہلوان بیٹھا ہوا ہے عہدہ سپہسالاری
رکھتا ہے مثل و نظیر نہ ہوگا مگر بزرگی اُسکے چہرے سے آشکار ہے وہ بادشاہ اُس سے استاد استاد کرکے کلام کرتا ہے
اور بہت سے سردار ہیں تمام بارگاہ سرداروں سے معمور ہے یہ اس دربار کو دیکھکر دنگ ہوگیا مہران نے کہا کہ اے
نامہ بر کسکا نامہ لایا ہے اُسنے کہا کہ خداوند ارژنگ کا نامہ لایا ہوں مہران نے کہا لاؤ میں نامہ دیکھوں نامہ بر
نے نامہ مہران کو دیا اُسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھوں سے نامہ پر بوسہ دیا چوما اُسکے بعد دبیر کو دیا کہ پڑھو
اعلیٰ خداوند نے کیا تحریر کیا ہے بس دبیر نے نامہ لیکر اور لفافہ سے نکال کر پڑھنا شروع کیا جو کہ مضمون تحریر ہوچکا ہے
وہی مضمون تھا مہران یہ مضمون نامہ سنکے بہت خوش ہوا اور طرف اہل دربار کے متوجہ ہوکر کہا کہ اب خداوند کو خیال آیا ہے
اور ہمکو براے شرکت مقابلہ مسلمانان طلب فرمایا ہے جبکہ میں خود قصد کرکے شہر سے نکلا ہوں خیر یہ بے فکری کی
جگہ ہے کہ خداوند کو خیال تو آیا ورنہ کب ایسا ہوا تھا اسی امید میں کون کون نے انتقال کر گیا کتنے بڑے افسوس
کا مقام ہے اسوقت الدنیا مدارا نہ حیات ہوسکے ورنہ بہت خوش ہوتے کیونکہ تمنا یہ امید ہے کہ ہمکو خداوند
طلب فرمائیں اور میں اُنکی خدمت میں جاؤں خیر وہ تو انتقال کر گئے میں اُنکی اُمید کو بر لاتا ہوں خداوند کی

خدمت میں جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ اس نامہ بر کو بڑی خوشی سے اتارو جگہ قیام کرنے کی دو کہ یہ نامہ بر خداوند کا ہے بس لوگون
نے اُسی وقت اسکو لیجا کر ایک خیمہ معقول میں اُتارا ادہر مہران نے دربار برخاست کیا اور تنہا معہ لوش فرا کے چند
معزز سردارون کو شامل اپنے سپہ سالار وغیرہ کے طلب کیا اور صحبت تخلیہ برپا کی تب راست روشنی کی کہ کیا کرنا چاہئے
اس نامہ کا کیا جواب تحریر کرون آیا قلعہ قہر بخش پر سپہر اہل اسلام جاؤن اور اُنسے اپنے باپ کے خون کا عوض
لون یا خدمت خداوند میں جاؤن اُنکا شریک ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ کرون اس امر میں آپ لوگون کی کیا
رائے ہے تو سب نے ایک زبان ہوکر عرض کیا کہ ہماری تو یہ رائے ہے کہ آپ قلعہ قہر بخش پر لشکرکشی کرکے تشریف لیجائیے
اور ایسے بادشاہ کے خون کا عوض فرمائیے خداوند کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اُنکا منشا بھی تو اسی امر
کے لیے ہے اور آپ بھی تو تشریف لیے جاتے ہیں آپ ادہر سے مقابلہ کرتے ہوے اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہوے
تشریف لے جائیں خداوند اُدہر سے آئین اہل اسلام کو گہیرکر قتل فرمائیں جب دونون جانب سے اُنپر دباؤ پڑیگا تو خوب ہوگا اُسی
حالت میں پہنچیں یہ کہ اہل اسلام پریشان ہون اور عاجز ہوکر اطاعت قبول کرین یہ سنکے مہران نے طرف سپہ سالار کے
دیکھا اور کہا کہ آپ کچھ نہ بولے اسکا کیا سبب ہے کیا آپ کی یہ رائے نہیں ہے جو ان لوگون کی رائے ہے میں تو آپ کی
رائے کے موافق کاربند ہونگا یہ سنکے سپہ سالار نے اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ آپ لوگ کیا افلس
خیال کرتے ہیں اس امر میں کہ بادشاہ پاس خداوند کے تشریف لیجائیں جو منشا کہ آپ قلعہ قہر بخش کے اوپر جانے میں
خیال کرتے ہیں وہی امر تو اُنکے پاس جانے میں بھی حاصل ہوتا ہے یہی مرضی ہے کہ اہل اسلام سے مقابلہ ہو وہی امر تو
اُس مقام پر بھی جانے سے حاصل ہوتا ہے اور بالکہ ایک امر یہ ہے کہ ایک بہت بڑا احسان خداوند پر ہوتا ہے کہ اُنکی مدد
کرینگے اور اُنکی بشارت سے مشرف ہونگے جو کہ برسہا برس سے امید ہے میری تو یہ رائے ہے کہ اُدہر کا قصد معطل کیا جائے
اور طرف خداوند کے کوچ کیا جائے مہران نے کہا کہ آپ نے میری مرضی کے موافق ارشاد کیا میں اس رائے
کو پسند کرتا ہون وہ لوگ جو کہ اُسوقت حاضر تھے اور وہ رائے دی تھی جب یہ سپہ سالار نے کہا کہ کیا نقص خداوند
کے پاس جانے میں آپکے نزدیک ہے اُنھون نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ ہمکو خداوند کی شرکت منحوس معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے
بادشاہ نے شرکت اُنکے پہلوان کی کی قتل ہوے یہ سبب تھا جو ہم اُدہر جانے سے ممانعت کی مہران نے فرمایا کہ
یہ کوئی دلیل قوی نہیں ہے کہ جو اس امر کی مانع ہو لیں میرے اُستاد کی رائے بہت ٹھیک ہے کل میں اُدہر کے جانے کو معطل کرکے
خدمت خداوند میں روانہ ہونگا جب یہ رائے قرار پاچکی تو سب کو مہران نے رخصت کیا اور خود بھی اپنے مقام پر آرام کیا غرضکہ
کہ وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر اُس سانڈنی سوار کو ہمراہ لیکر تین لاکھ اسی ہزار لشکر کے طرف شہر خاورے کے کوچ کیا آگے
اسکا ذکر بھی ہوگا جب وقت آئیگا اب اور نامہ برون کا حال تحریر ہوتا ہے ایک نامہ بر شہر سحر خانہ میں سرخوش جادو ن
کے پاس پہونچا اور داخل شہر ہوکر در دولت پر جو پہونچا در کہ سالار سے اپنے آنے کی خبر کرائی داخل دربار ہوا اور قواعد شاہی
بجالا کر دیرنگ کا نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر اُسکی پشت پر تحریر کردیا کہ میں حاضر ہوتا ہون اور نامہ بر کو خلعت وغیرہ
دیکر رخصت کیا وہ اُدہر کو چلا اُسنے تین چار روز کے عرصہ میں سامان سفر درست کرکے ایک لاکھ پچاس ہزار لشکر سے طرف
شہر خاورے کے کوچ کیا اپنے فرزند سرخاب کو اُس شہر کا حاکم کیا کہ اسکا بھی ذکر وقت پر تحریر ہوگا دوسرا نامہ بر کوئی تو شہر
مضراب میں مضراب شاہ کے پاس پہونچا کیونکہ وہ لقا پرست تھا اُسکو نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکے اور نامہ بر کو
رخصت کرکے اور پچاس ہزار فوج سے طرف خاورے کے روانہ ہوا کوئی نامہ بر شہر صحرا بیابان میں صحرا شاہ کے پاس گیا اُسکو
نامہ دیا وہ بھی ایک لاکھ بیس ہزار فوج لیکر روانہ ہوا کوئی سانڈنی سوار تلاش کرتا ہوا شہر خنجر بیہ میں خنجر شاہ کے پاس
نامہ لیکر پہونچا اُسکو نامہ دیا وہ بھی نامہ دیکھکر اسی ہزار سپاہ سے طرف خاورے کے روانہ ہوا ایک سانڈنی سوار شہر شمشاد
میں شمشاد شاہ کے پاس گیا اُسکو نامہ دیا وہ بھی نامے کے مضمون سے واقف ہوکر ایک لاکھ دس ہزار فوج لیکر روانہ ہوا

ایک سانڈنی سوار شہر زنگبار میں پہونچا اور نامہ احمر زنگی کو دیا وہ بھی نامہ کے حال سے آگاہ ہوکر مع ایک لاکھ بیس ہزار زنگیوں
کے طرف خاور کے چلا ہے بس اسی قدر نامہ سانڈنی سوار لیکر چلے تھے اُن سب نے ملک کفار کے تلاش کرکے پہونچا دیئے یہ
خیال رہے کہ بادشاہ چلا ہے اسکے ہمراہ پہلوان زبردست ہیں کیونکہ اہل اسلام کے مقابلہ کو چلا ہے اور یہ لوگ اہل اسلام کی
شمشیرزنی کی خبر سنے ہوئے ہیں تمام خیال کرینگا ہر کہ اسقدر اہل اسلام نے شمشیرزنی کرکے اور کفارکشی کرکے دنیا کو پاک
کیا مگر اسپر بھی کفاروں کے شہر شہر سے لاکھوں چلے آتے ہیں انشاء اللہ اس دفتر میں سب کا خاتمہ بھی ہو کوئی نہ باقی رہیگا اور
جسقدر بادشاہ ارژنگ کی مدد کو چلے ہیں سب لقا پرست زبردست ہیں ابھی اور باقی ہیں جنکا ذکر آیندہ ہوگا
بس یہ بادشاہ مع لشکروں کے کوچ مقام کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ہر ایک کا ذکر وقت پر ہوگا دیکھیے کس وقت
پہونچتے ہیں اور کس مقام پر ارژنگ کے شریک ہوتے ہیں شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن ز جاے دگر داستان گوش کن

اب حال تحریر ہوتا ہے چہرنگ بن زہرد کا جو کہ ایران سے ایک ساحرہ کے ہوا اور اُسکی خدائی کا حال
اس داستان میں بیان ہوگا اور اُسکا لشکرکشی کرکے طرف ارژنگ کے چلنا اور راہ میں خبر پاکر
ارژنگ طرف اقلیم خورشیدیہ کے گیا ہے اسکا بھی اُسی طرف کو روانہ ہونا اور اُسکا راہ میں جو ملک
کہ لقا پرستوں کے تھے اُن سب کو اپنا شریک کرنا اور بڑے مجمع سے طرف اقلیم خورشیدیہ کے
جانا اور دیگر حالات متعلق داستان ہذا

راویان شیریں گفتار نے اس داستان عجائب نگار کو یوں زیب گوش سامعان ذی ہوش کیا ہے کہ جب زہرد [illegible] ہاتھ سے
صاحبقران ثانی کے واصل جہنم ہوا تھا اور اُسکا لشکر تباہ ہوا تھا اُسی زمانہ میں ایک ساحرہ اُسپر عاشق ہوئی تھی اور
اُسنے اُس سے وصل حاصل کیا تھا اور ایک زمانے تک اُسکے ہمراہ رہی تھی یہ داستان اُس جلد نامہ میں تحریر ہوئی تھی
اب لکھی جاتی ہے جبکہ لشکر تباہ ہوا تو وہ ساحرہ بھی ایک جانب کو تباہ ہوکر نکل گئی اُس ساحرہ کا نام محبوبہ جادو تھا
کوئی ساحرہ زبردست نہ تھی یہ جو بھاگی تو بسبب خوف اہل اسلام کے اُسنے اپنا مسکن کوہ و صحرا مقرر کیا اور اپنی بسر اوقات کو
یہاں کرنے لگی اُسنے سحر سے ایک باغ بنا لیا تھا اُسمیں رہتی تھی چونکہ شہوت پرست بہت تھی اُسنے یہ طریقہ بنا لیا تھا کہ جو
کوئی مسافر اُدھر سے برگشتہ بخت نکلا اُسنے اُسے سحر سے اپنا عاشق بنا لیا اپنا کام نکالا پھر اُسکو اُسی مقام پر چھوڑ آئی اور
اپنا سحر اتار لیا وہ اپنی راہ کو روانہ ہوا یہ بیٹھی ہوئی اپنے باغ میں یہ کرشمہ کیا کرتی تھی اور اپنے باغ کو اُسنے سحر سے نظروں
سے پوشیدہ کر دیا تھا کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اُسی صحرا کے قریب ایک
ملک ہے کہ اُس ملک کا نام شہر شیرنگر ہے اور اُسکا حاکم شہداد شاہ کرکے مشہور ہے مرد جوان خوبصورت مگر [illegible]
ہے وہ جو شکار کھیلتا ہوا ادھر آ نکلا اسکی جو نگاہ پڑی یہ اسکو تنہا دیکھ کر اپنے باغ میں اُٹھا لائی چونکہ حاملہ بھی تھی اور زمانہ وضع حمل
قریب تھا مگر اسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہ آئی تھی رات دن اسی فکر میں رہتی تھی کہ کسی صورت سے کام نکلے جائے جب
جوان ہوتا ہے صحبت اُسکو اپنے مطلب سے مطلب تھا شہداد شاہ کو جو اُٹھا لائی وہ بیہوش ہوگیا تھا اُسنے اُسکو
مسہری پر لاکر لٹا دیا اور آپ سحر سے ایک حسینہ کی صورت بنکر تیار ہوئی اور اُسکے بالین پر آکر کھڑی ہوئی اور لخلخہ
اُسکے منہ پر چھڑکا اُسکو ہوش آیا اُسنے جو آنکھ کھول کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بالین پر کھڑی ہے کہ جسکے نور
رخسار سے تمام مکان روشن ہو رہا ہے اور میں ایک مسہری پر لیٹا ہوں اور ایک مکان خوب آراستہ و پیراستہ ہے جو اُس
نازنین کو دیکھا اُسکی محبت اسکے دل میں پیدا ہوئی اور یہ اُٹھ بیٹھا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا وہ تو لگی ہوئی تھی

کوئی آنے جانے دیکھو میری کلائی ٹری جاتی ہے مین کس بلا مین مبتلا ہوگئی ارے مردوے تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جہان نہ پہچان بڑی خالہ سلام ارے تو نے تو ہاتھ پکڑتے ہی پہونچا پکڑا آپ بڑی خوشی مین آ گئے یہ کب سنتا تو سمجھ گیا کہ یہ سب باتین ہین اٹھا کے مسہری پر لا یا وہ وہان ہان ہان کرتی رہی اسنے نہ دیکھا آؤ نہ تاؤ جھٹ پٹ کام مین مصروف ہوا وہ جو افرا سکے دکھانے کو کوسنے و گالیان دیتی رہی اسنے فراغت کرلی مگر یہ سمجھا تھا کہ ناکتخدا ہے وہان ودیعت سامان نظر آیا اسکو حاملہ پایا گو اسنے اپنی صورت بہت نوجوان بنائی تھی مگر حمل کو نہ پوشیدہ کرسکی مجبور تھی جب وہ فراغت کرچکا اسکے دماغ کی گرمی کم ہوئی عجب منہ کالا ہوچکا تو کہتی ہوئی اٹھی کہ زمرد شاہ تجھکو غارت کرین جیسے اسوقت مجھکو تکلیف دی ہے ارے موے یہ تجھکو کیا سوجھی تھی کوئی بھی ایسی حرکت کرتا ہے میری عجب حالت ہوگئی نہ معلوم وہ کون سی گھڑی تھی جو مین گھر سے نکلی تھی یہ کہکر اٹھی مگر ایسی صورت بنی ہوئی تھی کہ یہ ممکن تھا کہ شہداد اس سے پرہیز کرتا پھر اسکو یہ کہکر گلے سے لگایا کہ جانی کیون پریشان ہوئی ہو ایسا ہی ہوتا ہے ارے مین تیرے اوپر مرتا ہون ابتو اسکی گرمی دماغ کی کم ہوگئی تھی اب جو یہ ابتہ بوسہ اسکے منہ کے پاس منہ لیگیا ایسی بو سے بدآئی کہ اسکا دماغ پریشان ہوگیا دور ہٹ گیا اور خاموش ہو رہا وہ بھی یہ حالت اسکی دیکھکر خاموش ہو رہی گو سمجھ گئی مگر کچھ بولی نہین کہ بعد تھوڑی دیر کے پھر اسنے قصد کیا کہ بوسہ اوس کا لے وہ مرتا ہے یہ نوبت ہوئی کہ جاتا رہا ہوگیا اور گلے سے لگا یا پھر قصد بوسہ لینے کا کیا کہ وہی بو سے بدآئی اب تو یہ دور ہوکے بیٹھا اسنے جو یہ حالت دیکھی تو کہنے لگی ارے یہ کیا ہے تو وہ کہ کیا گرمی یا یہ سب کچھ پہلے لوگ بشاشت سے پیش آتے کہ مین منع کرتی رہی چلاتی رہی ایک نہ سنی یا یہ کہ ہر مرتبہ قصد کرتے ہو اور ہٹ جاتے ہو یہ جو اسنے کہا شہداد کے ہوش جاتے رہے اول تو اسی وقت سے یہ حیران تھا کہ مین نے کچھ خیال کیا تھا یہان کچھ پیش آیا یہ تو حاملہ نکلی وہ صرف اسکی مکاری تھی یا یہ اب اس طور سے باتین کرتی ہے اور یہ کیا سبب تھا کہ پہلا کیون نہ بو سے بدآئی جواب آتی ہے یہ خیال کرکے کہنے لگا کہ ضرور کوئی نہ کوئی اسمین اسرار ہے یہ واقعی خالی از اسرار نہین ہے فرد اس امر کو دریافت کرنا ضرور ہے یہ سوچکر اسکی اس تقریر کا یہ جواب دیا کہ مین کیا کرون مین لاکھ لاکھ تمھارے پاس بیٹھنے کا قصد کرتا ہون مگر تمھارے منہ سے ایسی بو سے بدآتی ہے کہ دماغ اسکی برداشت نہین لاسکتا ہے یہی سبب ہے کہ تم سے الگ ہوگیا ہون اور پہلی مرتبہ یہ بات نہ تھی سچ بتاؤ یہ کیا سبب ہے وہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہنے لگی تمھاری تو وہ مثل ہے کہ گڑ کھاؤن گلگلون سے پرہیز پہلا تو جو کرنا تھا کر چکے اور اب یہ باتین کرتے ہو شہداد نے کہا ملکہ مین سچ کہتا ہون اسنے کہا کہ مین کب کہتی ہون کہ تم جھوٹ کہتے ہو شہداد نے کہا تم مجھکو یہ بات بتاؤ کہ یہ کیا امر ہے اسنے کہا کہ تم یہ قسم کھاؤ کہ جو تم کہو گی مین اوس سے منحرف نہونگا تمھارے کہنے پر عمل کرونگا اور تمھاری اطاعت سے کبھی باہر نہونگا تو مین ابھی ابھی سب حال بیان کئے دیتی ہون اور ایسا قبیلہ حیرت سے تمکو آزاد کیے دیتی ہون شہداد نے کہا کہ مجھکو قسم ہے تمھارے سر نازنین کی جو تم کہو گی اسپر عمل کرونگا تمھاری اطاعت سے باہر نہونگا اسنے کہا کہ یہ نہین تم اپنے دین آئین کی قسم کھاؤ تب مجھکو یقین آئے تب شہداد نے زمرد کی قسم کھائی اسنے کہا کہ سنو اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ساحرہ ہون میرا نام [illegible] جادو ہے قبل ازین مین زوجہ تھی خداوند زمرد شاہ کی جبکہ وہ ہاتھ سے خدا پرستون کے طلسم آئینہ مین قتل ہوے اور انکا لشکر تباہ و برباد ہوا خدائی مٹی مین بھی اسی حالت مین تباہ ہوکر ادھر ادھر ماری ماری پھرنے لگی بوجہ خوف خدا پرستون کے جب مین اس صحرا مین آئی یہان کی آب و ہوا مجھکو خوشگوار معلوم ہوئی یہین مین نے اپنا بود و باش اختیار کی اور یہ باغ بنایا اسکو چشم مردم سے پوشیدہ کیا یہ محل جو کہ ہے یہ خاص خداوند کا ہے مین اس باغ مین رہنے لگی تھوڑا زمانہ مجھکو یہان آئے ہوئے ہوا ہے کہ آج جو مین بالاے بام براے سیر گئی مین نے تمکو شکار مین مشغول دیکھا تمھاری صورت اچھی معلوم ہوئی مین تمکو جاکر اٹھا لائی اب میری مرضی یہ ہے کہ تم اپنی زوجیت مین مجھکو قبول کرو اور ہر روز اس باغ مین آیا کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو پچھتاؤ گے یہ سنکر شہداد نے کہا کہ زہے فخر کہ زوجہ خداوند ہوکر مجھکو اپنی شوہری مین قبول کرے

چونکہ قسم خداوند قدس سے بھی ہوا ہو وہ مجھ سے مس ہو مگر یہ امر خلاف ادب ہے کہ میں ایسی حرکت کا مرتکب ہوں اگر مجھکو پہلے معلوم ہوتا تو میں
ہرگز ایسی حرکت نہ کرتی لیکن آپ کی عنایت اسی قدر کافی ہے کہ آپ نے مجھکو اپنے اصلی حالت سے آگاہ کیا ورنہ میں بالکل لاعلم
تھا مجھکو لازم ہے کہ میں آپ کی عزت کروں اور آپ کی خدمت کو اپنا فخر خیال کروں مگر از راہ مہربانی اس امر سے باز رکھنا
چاہوں کیونکہ میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسی مستورہ میرے تصرف میں آئے گو کہ بہت بڑا گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے مگر حالت
نادانستگی میں میں اسکا عذر خداوند سے کرونگا بس معاف فرمایا جاؤں ہاں یوں بطور زیارت اور برائے خبر گیری ہر روز
باغ میں آیا کرونگا یہ جو شہزادے نے کہا اسنے جواب دیا کہ میں نے اسی امر سے قسم لی اور پہلے تم پر ظاہر نہیں کیا اور اگر
تم اقرار نہ کرتے تو میں کبھی اس راز کو نہ ظاہر کرتی اور جبکہ کوئی دریافت کرتا تو کوئی فقرہ کر دیتی اور جب لڑکا پیدا ہوتا تو اور
کسی کی زوجہ اپنے کو بیان کرتی اگر میں یہ جانتی تو تمسے جھوٹ بولتی مجھکو بالکل خیال نہ تھا کہ سچ کہنے سے تم انکار کروگے
اگر یہ یقین ہوتا تو کبھی سچ نہ بولتی کوئی اور فقرہ کرلیتی مگر چونکہ اس امر سے ہوگئی تھی کہ جس طور سے تم نے قسم کھائی تھی اسی طور سے
میں نے بھی اپنے دلمیں عہد کیا تھا کہ میں بھی سچا سچا کل واقعہ بیان کر دونگی بس میں نے اپنے عہد کو صادق کیا تمکو بھی لازم ہے کہ اپنی
قسم پر قایم رہو اور اس سے انکار مت کرو ورنہ خراب ہوگے یہ تو تمنے ضرور سنا ہوگا کہ قول مرداں جان دارد
وسخن مرداں اعتبار [illegible] اس امر پر عمل کرو اور یہ جو تمہارا گمان ہے کہ میں خداوند کی زوجہ ہوں کیونکر ایسے امر کا مرتکب ہوں
اور کیونکر اپنی زوجیت میں قبول کروں یہ بالکل خلاف عقل ہے کیونکہ اگر یہ امر ہوتا کہ خداوند زندہ ہوتے تو اس حالت میں نا زیبا
تھا نہ کہ جب وہ چولا بدل کر بالاے آسمان چلے گئے تو کیا ضرور ہے کہ انکی عزت کا پاس کیا جاے اب میں کوئی انکے
تصرف میں نہیں ہوں کہ یہ خیال ہو کہ خلاف خداوند ہوگا دوسرے یہ امر بھی لایق عذر نہیں ہے کہ اس مذہب میں کوئی
کسی پر حرام نہیں ہے جبکہ ماں بیٹے پر اور بیٹی باپ پر اور بہن بھائی پر اور صاحب شوہر کسی پر حرام نہیں [illegible] جسکا جی
چاہے اور جس پر طبیعت آئے اسکو اپنی زوجہ بنالے یا عورت اپنا شوہر بنالے کوئی امر خلاف نہیں ہے جبکہ میں خداوند
کے تصرف میں تھی اور جس مرد کو میرا جی چاہتا تو بلا سکتی تھی اور اس سے اپنا کام دل حاصل کر سکتی تھی کبھی خداوند
کے خلاف نہ ہوتا تھا نہ یہ کہ جب وہ مجھکو دنیا پر چھوڑ کر چلے گئے اس حالت میں کب خلاف ہوگا تم مشوش مت ہو اپنے تصرف
میں مجھکو رکھو بلکہ یہ ہوگا میرے مس ہونے سے جتنے گناہ تمنے کیے ہیں سب پاک و صاف ہو جاینگے اور تم بیگناہ
دنیا سے جاؤگے کیونکہ میں خداوند سے مس ہو چکی ہوں اور یہ بھی خیال کرلو کہ میں ساحرہ ہوں اگر تمنے انکار کیا اور مجھکو غصہ
آیا اور میں نے سحر سے تمکو مار ڈالا تو کیا لطف ہوا جو مزا دلی خواہش سے ہوتا ہے وہ جبر سے نہیں ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہے
اور اگر میری باتوں پر یقین نہ ہو [illegible] اس امر کا باعث ہو اور صرف یہ تمھارا نخرہ ہو اور عذر معقول ہو تو اسکی بابت میں یہ
کہتی ہوں کہ سواے اس امر کے اور کوئی عیب مجھ میں نہیں ہے جوان بھی ہوں اور خوبصورت بھی ہوں صاحب دولت
بھی ہوں اور ایک امر یہ بھی ہے کہ جب یہ لڑکا جو کہ میرے شکم میں ہے اور خاص نطفہ خداوند کا ہے پیدا ہوگا تو یہ خدائی
کا دعوی کرے گا کیونکہ خدا کا بیٹا ہے سواے اسکے کون خدا ہوگا یہ کتنے بڑے فخر کی بات ہے کہ تم اسکی خدائی
کے مقر ہوگے اور اسکی شرکت کروگے اہل اسلام سے مقابلہ کروگے کسقدر خداوند تمسے خوش ہوگا اور کسقدر توقیر
تمھاری اسکے رو برو ہوگی یہ جو کہ میرا [illegible] کی جو نہ شہزادہ دلاور کی صورت نقلی پر مرا ہوا تھا اسکی یہ باتیں دل کو خوش آئیں اس
امر کو قبول کیا اور کہا کہ تم سچ کہتی ہو یہ امر میرے خیال میں نہ آیا تھا تمنے خوب سمجھایا میں نے اب جو غور کیا تو کوئی سچ
نہیں ہے یہ سنکے وہ خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تمھاری شادی تو ہو گئی ہوگی شہزادہ نے کہا کہ شادی تو ہوئی تھی مگر جورو
بعد ایک برس کے مر گئی میں نے جب سے شادی نہیں کی کوہستان سے [illegible] آگئے مگر میں نے [illegible] سے آپنے
کہا کہ چلو خوب بات ہے تمہارے محل میں چلکر رہونگی تم یہ ظاہر کرنا کہ میں نے اسکے ہمراہ مدت ہوئی کہ عقد کیا تھا اب
میری بسر خوب ہوگی کیونکہ میں سوت کو نہیں دیکھ سکتی ہوں اب تمکو یہ لازم ہے کہ تم [illegible] لاکر مجھکو اس باغ سے

شداد نے اپنے وزیر کو جسکا نام مملوک تھا اُسکو بلا کر کل واقعہ بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ آپ نے خوب کیا بڑی عقلمندی کی اس امر سے خداوند آپ سے بہت خوش ہونگے شداد نے کہا کہ مین یہ خوف کرتا ہون کہ خداوند اس امر سے کہین ناخوش نہون کہ اسنے ہماری زوجہ کو اپنی زوجہ بنایا اور اُسکو اپنے تصرف مین لایا وزیر نے کہا کہ یہ کوئی نقصان کی بات نہین ہے بلکہ جلالی سے خوشی ہے اور آپ کی عزت کا سبب ہے ایک امر یہ ہے کہ جب خداوند اپنی زوجہ کو چھوڑکر اور جولا بدل کر چلے گئے تو کیا نقصان ہے جسکا ہی چاہے اُنکی زوجہ کو اپنے تصرف مین لائے اور اس مذہب مین تو ان باتون کا کچھ عیب نہین ہے شداد نے کہا پہلے مین نے انکار کیا تھا تو ملکہ نے بھی یہی تقریر کی جو کہ تمنے بیان کیا یہ سنکے وزیر کہنے لگا کہ ایسی تو وہ عورت عقلمند ہے شداد نے کہا وہ کیون نہ عقلمند ہوگی جو کہ خداوند کی خدمت مین رہے اور عقل سے اُسکو بہرہ نہو یہ سنکے وزیر نے کہا بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ ملکہ حاملہ ہے اور طفل جو کہ پیدا ہوگا بڑا صاحب نصیب ہوگا کیونکہ خداوندزادہ ہوگا شداد نے کہا اُسکے سبب سے ہماری بڑی عزت ہوگی وزیر ایسی باتین کرکے رخصت ہوا وہ ساحرہ شداد کے مکان مین رہنے لگی یہ حرامزادی دن بدن بذریعہ سحر کے دولت شداد کو ترقی دیتی جاتی تھی اور عیش و عشرت بسر کرتی ہے ساحرہ نقش سے سحر کرلی ہے یہانتک کہ وہ زمانہ گذرا اور وضع حمل کا زمانہ قریب آیا درد زہ شروع ہوا اُسکے بطن سے ایک لڑکا بصورت زمرد شالی پیدا ہوا کوئی سر مو فرق نہ تھا بعینہ ہمشکل زمرد شالی تھا جو دیکھتا وہ ساحر کہنے لگی کہ جسنے خداوند کو نہ دیکھا ہو وہ اس طفل کو دیکھ لے مگر ایک صفت اُسمین زیادہ ہے کہ اسکی پیشانی پر ایک شاخ بھی ہے جیسے گینڈے کے ہوتی ہے مگر چھوٹی سی اور آنکھین ارزق تھین رنگ سرخ مثل رنگ زمرد شالی کے اور سب باتین زمرد شالی کی تھین کوئی اعضا مین فرق نہ تھا بس اُسی وقت شداد نے چرخ رنگ بن زمرد نام رکھا اور اُسی وقت انائین نوکر رکھی گئین بہت بڑی خوشی شداد نے کی وہ لڑکا پرورش پانے لگا اُسی زمانہ مین جو عیار شداد کا تھا کہ نام اُسکا مہتر کلیک عضبان ہے اُسکا تمام شہر نیرنگ عیاری مین شاگرد ہے اس شہر مین عیاری کا بہت چرچا ہے اُسکی زوجہ کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا وہ اُسکو لیکر خدمت مین شداد کی حاضر ہوا عرض کیا کہ غلام کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا ہے شداد نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو بھی محل مین داخل کردو یہ بھی خداوندزادے کے ہمراہ پرورش پائے اور شداد نے اُسکا نام اُسی وقت مہتر کلیک رکھا یہ بھی ہمراہ چرخ رنگ پرورش پانے لگا اُسی عرصہ مین ایک غنیم لشکر کشی کرکے شداد پر آیا جس سے ہمیشہ شداد ہمقابلہ سربرہ ہوتا تھا اُسکا نام گلزار شاہ تھا بہت زبردست بادشاہ تھا جب یہ خبر شداد کو ہوئی کہ گلزار شاہ لشکر کشی کرکے آیا ہے یہ بہت پریشان ہوا ملکہ محل مین گیا اُسکی حالت جو اُس ساحرہ نے دیکھی تو بہت متفکر پایا سبب تفکر دریافت کیا شداد نے کل حال بیان کردیا وہ بہت ہنسی اور کہا کہ اتنی سی بات سے تم ایسے پریشان ہو تم لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مقابلہ کرو اس طفل کے قدم کی برکت سے فتح پاؤ گے یہ سنکے شداد کو بھی یقین آیا یہ اُسوقت محل سے باہر آیا اور حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ نکلے ہم گلزار شاہ سے مقابلہ کرینگے ابکی ایسا مقدمہ جنگ کو کردینگے کہ ہر مرتبہ کے قصہ سے نجات پائین وہ یہ خیال کرتا ہے کہ مین نے شداد کو دبا لیا ہے اُسنے یہ جو حکم دیا بس اُسی وقت یہ خبر لشکر مین پہونچی لشکر مین کمربندی ہونے لگی ایک لاکھ کا لشکر اُسکے پاس ہے وہ تیار ہوا ہے اُسی دن مع لشکر مقابلے مین گلزار شاہ کے پہونچا گلزار شاہ کو خبر ہوئی کہ شداد لشکر لیکر میرے مقابلہ کو دیا ہے اُسکو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے آج تک کبھی شداد مقابل ہوکر نہین لڑا آج کیا سبب ہے کہ خبر سنتا ہی میرے مقابلہ مین مع لشکر آ پہونچا کیا کوئی دوسرا شداد ہوگیا ہے بس اسنے یہ سوچکر اُسی وقت پیام روانہ کیا کہ جاکر شداد سے کہو کہ کیون اپنی قضا بولاتا ہے مین ابکی اسی قصد سے آیا ہون کہ تیرا ملک تجھ سے لے لون یا

تھا اُسنے نکلکر مقابلہ کیا یہان تو یہ مقابلہ ہو رہا ہے اُدھر کا حال سنیے کہ جمہور جادو کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ
وہان مقابلہ ہو رہا ہوگا اب چلنا چاہیے ایسا نہو کہ شداد شکست کھا کر بھاگے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے اور اپنی
کسی طرف کی نہ رہون یہ سوچکر فوراً اُسنے سحر سے ایک پتلا اپنی صورت کا بنا کر تیار کیا اور وہ پتلا اُسی مقام پر چھوڑا
اور آپ بزور سحر اُڑ کر میدان جنگ مین آئی اور ایک مقام پر پوشیدہ ہو کر سحر کرنے لگی جو سردار گلزار شاہ کی طرف
سے برائے مقابلہ نکلتا تھا یہ سحر کرکے اُسکی قوت کم کر دیتی تھی شداد کا سپہ سالار اُسکو قتل کرتا تھا یا گرفتار کر لیتا تھا تا
شام کئی پہلوان گلزار شاہ کے ہاتھ سے سپہ سالار شداد کے مارے گئے اور کئی گرفتار ہوئے گلزار شاہ
نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی جانب واپس گئے پھر گلزار شاہ نے اپنے مقام
پر جا کر طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہلکارون نے لشکر شداد مین آکر شداد سے کہا کہ گلزار شاہ نے میدان جنگ
سے واپس جا کر طبل جنگ بجوایا ہے شداد نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب
پڑی رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی بوقت سحر دونون لشکر میدان جنگ مین آئے صفین برائے جدال و قتال
آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکے لشکر شداد سے اُسکا سپہ سالار گھوڑا دوڑا کر نکلا اُسنے مبارز
طلب کیا خود گلزار شاہ نے نکلکر مقابلہ کیا اور اُسکو زخمی کیا یہ حال دیکھکر خود شداد اُسکے مقابلہ کو آیا پہلے تو
باہم گفتگو ہوئی اُسکے بعد نوبت شمشیر زنی کی آئی بعد رد و بدل کے کشتی ہونے لگی آج ساحرہ ابھی تک میدان جنگ
مین نہ آئی تھی اسکو چلتے چلتے مکان سے دیر ہو گئی کیونکہ ایک روز سحر کرکے آئی تھی تھک گئی تھی اور سامان سحر
بھی درست کرنا تھا تاہم اُسنے بتعجیل سب سامان درست کیا اور روانہ ہوئی مگر دیر اتنی ہوئی تھی کہ شداد کا سپہ سالار
ہاتھ سے گلزار شاہ کے زخمی ہوا اور شداد اور گلزار شاہ مین مقابلہ ہونے لگا یہ اُسوقت آکر پہونچی کہ جب
دونون کشتی مین مشغول تھے اسنے یہ واقعہ جو دیکھا گھبرا گئی پوشیدہ ہو کر بہت جلد جلد سحر کرنا شروع کیا اُدھر گلزار شاہ کا
زور کم ہونے لگا آخر شداد نے کشتی مین اُسکو زیر کیا یہ حال دیکھکر اُسکے لشکر والون نے جنگ مغلوبہ کر دی
ادھر لشکر شداد نے شداد کی مدد کی اُدھر سے ساحرہ نے سحر کیا کہ لشکر گلزار شاہ نے شکست کھائی اور بر
قرار بیقرار کیا اور پڑاؤ پر گئے وہان بھی لشکر شداد نے ٹھہرنے نہ دیا وہان بھی جا کر قتل کیا وہ لوگ پڑاؤ چھوڑ
کر بھاگے پڑاؤ کو لوٹ لیا بہت دور تک لشکر شداد نے تعاقب کیا جب دیکھا کہ تمام لشکر تباہ ہو گیا بہت سے
لوگ قتل ہوئے بہت سے لوگ گرفتار ہوئے بہت سے مطیع ہوئے امان دی لشکر شداد اپنے پڑاؤ پر آکر
اُترا شداد نے گلزار شاہ کو گرفتار کر لیا تھا اب زندان خانے مین روانہ کر دیا گو کہ گلزار شاہ کے ہمراہ دولاکھ
پچاس ہزار کا لشکر تھا مگر اسنے بسبب سحر کے شکست کھائی کبھی ایسا نہوا تھا کہ شداد نے یون مقابلہ کیا ہو
اُسکے اغوا کرنے سے جو کہ اُسکی زوجہ تھی کہ اُسنے کہا تھا کہ اس طفل کے قدم کی برکت سے تو ظفر یاب ہوگا
بس اُسنے سحر سے اسکو سب پر غالب کر دیا جب گلزار شاہ کو اُسنے گرفتار کر لیا تو یہ اپنے مقام پر چلی آئی
اُس پتلے سحر کو جلا دیا جو اپنے مقام پر اپنے عوض بنا کر چھوڑ دیا تھا سب کی نظرون سے پوشیدہ یہ کام کیا یہان
جب رات گذر گئی اور صبح ہوئی تو شداد نے دربار کیا گلزار شاہ کو طلب کیا اُسنے اطاعت کی درخواست
کی چونکہ وہ مرد منصف تھا اُسنے خیال کیا کہ اسنے مجھے کشتی مین زیر کیا ہے یہ نہین جانتا تھا کہ اسکی بھی یہ لیاقت
تھی کہ یہ زیر کرتا یہ سبب سحر ہی اور تقاضا بھی یہی ہے لیکن اب تو سب کے سامنے زیر کیا ہے جب اسنے گلزار شاہ
سے سوال اطاعت کیا اُسوقت گلزار شاہ نے کہا تمہاری تو یہ لیاقت نہ تھی کہ تم مجھسے مقابلہ کرتے
مگر کوئی خطا مجھ سے درگاہ خداوندی مین ہوئی ہے کہ جسکا عوض یہ ہے کہ مین تجھ سے زیر ہوا لیکن منصف
ہون تیری اطاعت ضرور کرونگا شداد نے کہا کہ اسکی قید کاٹ دو فوراً آہنگرون نے آکر اسکی قید کاٹ دی

جب شکست ہو چکی تو گلزار شاہ کو شداد نے اپنے برابر بٹھایا اُسکے جو سردار زیر ہوئے تھے اُنکو بھی قید سے رہا کیا وہ
بھی آکر بارگاہ میں بیٹھے اُسوقت شداد نے کہا اے گلزار شاہ یہ امر ضرور ہے کہ میں تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں
اور نہ مقابلہ کر سکتا تھا مگر یہ عنایت خداوندی ہے ابھی اُسکی چھٹی بھی نہیں کی تھی کہ تم لشکر کشی کر کے آئے میں تمھارے
مقابلے کو چلا آیا اُسکے قدم کی برکت سے میں تم پر ظفریاب ہوا اصل ذمہ یہ ہے اور یہ کوئی امر عجیب نہیں ہے تم ہمیشہ
مجھ پر لشکر کشی کر کے آئے میں نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا ابکی کیوں باہم سرگرم ہو کر مقابلہ کیا اسکی یہ سبب تھا جو
مقابلہ میرا تمھارا ہوا مگر جو میرا خیال تھا اُسکے مطابق ہوا یہ سُنکے گلزار شاہ نے کہا کہ تمکو درگاہ خداوندی سے
بڑا شرف ملا ہے میں نے تو تمھاری اطاعت کی اب میں تم سے کبھی نہ مقابلہ کروں گا یہ سُنکے شداد نے کہا
بہتری تو یہ بات ہے کہ تم میرے ہمراہ شہر میں چلو میں اُس طفل کی چھٹی کرونگا اسکا بہت بڑا جلسہ قرار دیا جائیگا
تم بھی اُسکی چھٹی کے جلسے میں شرکت کرو گلزار شاہ نے کہا کہ بہت مناسب ہے یہ تو سب میرے افتخار کا
ہے کہ میں خداوندزادے کی چھٹی میں شریک ہوں پس اُسی دن شداد شاہ مع گلزار شاہ و اپنے لشکر کے شہر
کی طرف روانہ ہوا اور گلزار شاہ نے اپنا لشکر بھی جو کہ پراگندہ ہو گیا تھا جمع کر لیا اور اُن سب سے کہا کہ ہم نے
تو اطاعت شداد کی قبول کی تم لوگ کیا کہتے ہو اُن لوگوں نے بھی جواب دیا کہ ہم بھی حاضر ہیں جہاں آپ
ہونگے ہم بھی موجود ہیں ہم کو کیا عذر ہے اُن سب نے بھی شداد شاہ کی اطاعت قبول کی دو لاکھ پچاس ہزار
میں دو لاکھ باقی رہے تھے وہ سب سپاہ بھی ہمراہ تھی یہ سب کے سب داخل شہر ہوئے شداد نے پہلے سے
گلزار شاہ کا ایک محل معقول خالی کرایا اُسکو تمام سامان سے درست کیا اُسمیں گلزار شاہ کو اُترا دیا گلزار شاہ
کا لشکر جو کہ تباہ ہو گیا تھا وہ بیرون شہر اُترا ہوا تھا کہ دوسرے دن جو شداد نے دربار کیا تو ارکان کو اُسکی بہم
کا حکم ہوا کہ خداوندزادے کی چھٹی کا سامان کیا جائے بڑی دھوم سے چھٹی کی سات دن تک بزم عشرت
بپا رہی بعد سات دن کے بزم طرب برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام کو گئے دوسرے دن
گلزار شاہ بھی شداد سے رخصت ہو کر طرف اپنے شہر گلزار کے چلا گیا یہاں تک کہ اب وہ لڑکا پرورش
پانے لگا جب وہ لڑکا چار برس کا ہوا اُسکو تعلیم کے لیے مکتب خانے میں سپرد معلم کیا مہتر کیسان بھی ہمراہ
خداوندزادے کے پڑھتا تھا یہاں تک کہ وہ پڑھ لکھکر فاضل ہوا اُسکو فنون سپہ گری و قواعد شاہی تعلیم
کیے جانے لگے اور مہتر کیسان کو اُسکا باپ فنون عیاری کی تعلیم دینے لگا جب ان دونوں کے سن دس دس برس
کے ہوئے خداوندزادہ تو فنون سپاہگری نیزہ بازی گرز بازی شمشیر زنی اسپ بازی چوگان بازی و فنون
کشتی وغیرہ سے خوب واقف ہوا شہرۂ آفاق ہوا پہلوان زبردست نکلا اور مہتر کیسان عیاری میں اپنا
مثل و نظیر نہ رکھتا تھا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ اپنے ہم صحبت کے لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نے کہا
اے حقیر تمکو اپنے باپ کا بھی نام معلوم ہے اُسنے کہا کہ میرے باپ کا نام شداد شاہ جو کہ اس ملک کا
بادشاہ ہے اُسکے منہ سے یہ نکل گیا کہ واہ کیا خوب سب ہنستے ہیں کہ جب تمھاری والدہ نے شداد کے ساتھ
عقد کیا تھا وہ حاملہ تھیں نہ معلوم کس کا حمل تھا چونکہ عورت خوبصورت تھیں شداد شاہ اُنپر عاشق ہو چکا تھا
اُس حالت عشق میں اُسنے اس عیب کو بھی ہنر سمجھ کر قبول کیا عقد کے دو ماہ کے بعد تم پیدا ہوئے ہو
نہ معلوم کسکے نطفہ سے ہو اور یہ کہتے ہو کہ میں شداد کا فرزند ہوں تمھاری ماں نے تو ایک فقرہ جھوٹ سچ
بنا کر شداد شاہ سے بیان کر دیا کہ میں زوجہ تھی خداوند زمرد شاہ لقی کی جبکہ وہ چولا بدل کر آسمان پر خدا پہنچے تو اُن
کے ہاتھ سے پہلے اُنکا لشکر تباہ ہوا میں بھی بھاگی اور یہ حمل ہے خداوند کا ہے بادشاہ جو کہ مخمور عشق میں چور
ہو رہا تھا اُسنے اس کہنے کو بھی سچ تصور کر لیا اور کسی قسم کا خیال نہ کیا اُسکے ساتھ عقد کر کے محل میں لے گئے

مگر یہ بالکل خلاف عقل ہے یہ سنکر چترنگ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا تو لایق صحبت شاہ و شہریار نہیں ہے تو ہمارا
صحبت میں نہ آیا کر چھوٹا منھہ بڑی بات اسکا اسنے یہ جواب دیا کہ ہاں جناب جو شخص کہتا ہے وہ ہمیشہ ذلیل و
خوار تصور کیا جاتا ہے میں خود ایسی صحبت سے پرہیز کرتا ہوں اگر یہ مجھکو پہلے سے یہ معلوم ہوتا تو میں کبھی
نہ آیا کرتا مگر خیر اب سہی ہرگز بھولے سے بھی اس مقام پر قدم نہ رکھونگا اور یہ مثل تو آپنے ضرور سنی ہوگی
تمام عالم میں مشہور ہے مثل کھری بات شہ اللہ کہے سب کے من سے اُترا رہے بس میں نے جو
سچ کہا تو آپکو سب سے برا معلوم ہوا خیر اب مجھکو اس مقام پر آتے ہوے نہ دیکھیے گا یہ کہکر اسی وقت
وہ تو اٹھکر چلا گیا مگر چترنگ بھی اس محل سے اٹھا اور شبستان میں گیا تو پہلے شہزادے کے پاس آیا مگر یہ حالت
کہ چہرہ متغیر ہے اور تیوری پر بل ہیں آنکھیں غصہ سے لال ہیں بیگمہ و ملال آستین چڑھی ہوئی آکر قریب شہزادے کے دو زانو
بیٹھ گیا اور یوں کہنے لگا کہ ایک امر میں آپ سے دریافت کرتا ہوں اسکو بلا مبالغہ مجھسے صاف صاف ارشاد
فرمائیے گا ورنہ آج میں اپنی جان دیدونگا شہزادے نے اسکو دیکھا کہ حالت غیر پائی جاتی ہے آج تو نیا طور
نظر آتا ہے جو کبھی یہ طریقہ نہوا تھا اسکی طرف متوجہ ہوکے بلا کر کہا کہ کہتے ہو کہو کیا ہوا ہے کس سبب سے یہ
حالت ہے اسقدر غصہ تو آیا ہوا ہے کہ مثل بھبھوکے کے بنا ہوا ہے تمام بال بدن کے کھڑے ہوے ہیں یہ کیا سبب
ہوا ہے یہ جو شہزادے نے کہا کہ کیا کہتے ہو تو چترنگ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا کہ شہزادے نے پھر کہا
کہ کیوں اسقدر غصہ ہے خداوند زمرد نہ کریں کہ تم اپنے کو ہلاک کرو جو تم دریافت کروگے میں ضرور صاف صاف
کہدونگا تم سے کون ایسی بات ہے کہ پوشیدہ کی جائیگی غصہ نہ کرو یہ جو شہزادے نے کہا تو چترنگ نے غصہ
کو ضبط کرکے کہا کہ یہ بتائیے کہ میرے باپ کا کیا نام ہے اگر یہ کہیگا کہ میں تیرا باپ ہوں تو میں کبھی اس
امر کو باور نہ کرونگا جبتک کہ اس حقیقت سے بالکل نہ ماہر ہولونگا تب تک کسی بات کو نہ مانونگا یہ تو مجھپر
بخوبی ظاہر ہے کہ میں آپکا فرزند نہیں ہوں بلکہ اور کسی شخص کا ہوں صرف آپنے پرورش کی ہے کیونکہ میں آپکے
محل میں پیدا ہوا ہوں اسی سبب یہی مشہور ہوا ہے میں بخوبی واقف ہو چکا ہوں اگر یہ صاف صاف یہ امر نہ
معلوم ہوگا میں اپنی جان ضرور دیدونگا کہانتک مجھکو خود اس امر کا یقین تھا کہ میں آپکا فرزند ہوں مگر آج
یہ امر ظاہر ہوا کہ میں آپکا فرزند نہیں ہوں بس اب میں صاف طور سے عرض کرتا ہوں کہ اسکے علاوہ
جو بات ہو وہ آپ ارشاد کریں زیادہ آئین نہ ضد کو کام فرمائیں یہ جو اُس خوک سیرت کمبخت کی صورت
نے کہا شہزادہ شاہ نے دیکھا کہ اسکو آج غصہ ہے آج جوش خداوندی آیا ہے کہیں ایسا نہو کہ خداوند کو ناگوار ہو
اور کوئی عذاب نازل کریں یہ خیال کرکے کہا کہ میں بھی تمسے صاف صاف بیان کیے دیتا ہوں جو کہ میں نے
سنا ہے یہ کہکر تمام واقعہ جو کہ اسے معلوم تھا سب بیان کر دیا اور کہا کہ یہ امر مجھے تمہاری ماں کی زبانی
معلوم ہوا چترنگ نے کہا کہ جب آپ سے انکی ماں نے عقد کیا تو وہ حاملہ تھیں شہزادے نے کہا ہاں یہ امر ضرور
تھا میرے عقد کرنے کے دو ماہ بعد تم پیدا ہوے اصل میں تم نطفہ خداوند زمرد کا ہو بلکہ تمہاری والدہ کے
کہ وہ قبل ازیں خداوند زمرد کے تصرف میں تھیں جب وہ عاجز ہوکر اہل اسلام سے اور اپنا چولا بدل کر ظاہر
انکے خیال میں تو قتل ہوے مگر وہ اپنے جسم ظاہر کو چھوڑ کر طرف آسمان کے تشریف لیگئے سب لشکر
تباہ ہوا تمہاری والدہ بھی تباہ ہوکر ادھر نکل آئیں چونکہ یہ شرف میری تقدیر میں تھا مجھکو پسند کیا میں انکی خدمت
میں خدمت کرنے کو حاضر ہوا اصل واقعہ یہ ہے جو کہ میں نے بیان کیا اسمیں سر مو فرق نہیں ہے جسطرح کہ
مجھسے بیان کیا گیا تھا میں نے تجھسے اظہار کر دیا یہ سب واقعہ چترنگ نے سنکر جواب دیا کہ آپنے
مجھسے پہلے ہی سے کیوں نہ ظاہر کر دیا کہ تم خداوند کے فرزند ہو پوشیدہ کیوں کیا اسکا کیا سبب تھا اور کیا

مصلحت کیا ہے یہ سنکے شداد نے کہا کہ اسکا سبب یہ تھا کہ خداوند کے سیکڑون دشمن ہین اسلئے اگر کسی کو خبر ہوجاتی
اور وہ لشکرکشی کرکے آتے تو بڑی خرابی ہوتی اس خوف سے یہ امر آپ سے پوشیدہ کیا تھا کہ جب آپ کو
یہ معلوم ہوگا تو آپ ضرور اہل اسلام سے اپنے باپ کے خون کا عوض لینے جائینگے وہ لوگ از حد بہادر
اور جمع دہرین انکو آپ کے جدامجد خلق کرکے چھوڑ گئے اور انکی موت خلق کرنا بھول گئے چنانچہ انکو کوئی قتل
نہین کرسکتا ہے لاکھ لاکھ تقدیرین انھون نے اور آپکے والد نے کین اور جب انپر اپنا عذاب نازل کیا جب
وہ مبتلاے عذاب ہوے پھر رحم آگیا تقدیر پلٹ دی کہ وہ اس عذاب سے خلاصی پا گئے حاصل کلام یہ
کہ خود اُنکے ہاتھون سے پریشان ہوکر بالاے آسمان چلے گئے مگر انکو نہ برباد کیا جب کہ وہ موت انکی خلق
کرنا بھول گئے تو انکو کون قتل کرسکتا ہے یہی خیال آپ سے اس امر کو پوشیدہ کیا یہ سنکے چہرنگ نے کہا
کہ تمنے بہت برا کیا اسقدر زمانہ گذر گیا کہ دنیا بے خدائی کے رہی تمام کاروبار عالم خراب ہوگیا ہوگا مقولہ تھا [illegible] اگر مجھکو
معلوم ہوتا تو مین ضرور خدائی کا دعوی کرتا پھر دیکھا جائیگا اگر سب مجھکو تحقیق ہوسکے تو پھر مین تدبیر کرون یہ کہکر
وہان سے اٹھا اور اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے بھی یہ تمام گفتگو کی کلام کہ پہلے تو اسنے خوب
سمجھایا کہ ایسی خرابی ہے اس امر کو اسی طور رہنے دو کیون جھگڑے مین پڑتا ہے آخر جب بیٹا مصر ہوا تو اسنے
بھی وہی تقریر بیان کی جو شداد نے تقریر کی تھی اب اسکو یقین واثق ہوگیا کیونکہ ماں کے اقرار سے ثابت
ہوتا ہے اگرچہ باپ کا اقرار معتبر ہے مگر اس حالت ہے کیونکر ثابت ہو جبکہ باپ ایسی حالت مین مرجاے کہ آثار
حمل نہ ظاہر ہون اور وہ مرگیا تو ایسی حالت مین ماں کا اقرار کافی ہوگا جب وہ یہ کہتی ہے کہ مین خداوند
مصر کی زوجہ ہون اور یہ حمل انہین کا ہے بس اب چہرنگ کو یقین ہوگیا اور ایک بات اُسنے اور
سنے یہ بھی کہی کہ اگر کچھ شک ہو تو وہ تصویر جو معبدگاہ مین زمرد ثانی کی تیرے باپ کی موجود ہے اسکو منگا کر
دیکھ لے کہ تیری صورت اور تیرے باپ کی صورت مین سرمو فرق نہین ہے سواے ایک امر کے کہ
پیشانی پر شاخ نہین تھی تیری پیشانی پر شاخ ہے یہ کوئی فرق نہین ہے یہ سنکے وہ کہنے لگا کہ اچھا یہ بتاو
کہ پوشیدہ کرنے کا کیا سبب تھا وہی عذر جو کہ شداد نے بیان کیا تھا بیان کیا جو کہ بالکل خلاف
عقل تھا بس یہ وہان سے اٹھکر پھر شداد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھکو معبدگاہ سے میرے باپ کی
تصویر منگا دیجیے کہ مین اپنی صورت سے مشابہ کرونگا تاکہ یہ امر مجھپر بخوبی ظاہر ہوجاے شداد نے
کہا معبدگاہ سے تصویر طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے میرے پاس تصویر ہر وقت موجود رہتی ہے کہ
جسکو مین ہر وقت سحر سجدہ کرتا ہون اسکو اپنی صورت سے ملا لیجئے آپکے دادا کی بھی تصویر ہے یہ سنکے
چہرنگ نے کہا کہ لا دیں بس شداد نے اسی وقت دونون تصویرین گلے سے اتار کر اسکو دین اب خود
جو ان تصویرون کو دیکھتا ہے اور اپنی صورت دیکھتا ہے تو بالکل وہ تصویرین ہمصورت ہین کوئی بات
کا فرق نہین ہے سواے اُس فرق کے کہ اُن تصویرون مین شاخ نہین ہے اسکے شاخ ہے اب تو
یقین کلی ہوگیا بہت خوش ہوا کہنے لگا اپنے دل سے کہ اگر تو دعوی خدائی کریگا تو لوگ تجھکو ضرور
خدا تصور کرینگے اور تجھکو سجدہ کرینگے مگر ایکبارگی مرتبہ یہ حکم دینا بالکل خلاف عقل ہے مگر ہان رفتہ رفتہ اس
امر کو سب پر ظاہر کر دو اور لشکر جمع کرکے اہل اسلام پر لشکرکشی کر دو دوسرا امر یہ ہے کہ آجکل کوئی خدائی نہین
ہے تمام دنیا بے خدائی کی ہے سواے آسمانی خدا کے کیونکہ لقا بھی جو کہ خداے اول تھے وہ بھی
آسمان پر چلے گئے خداے ثانی والد بزرگوار وہ بھی بالاے فلک اپنے باپ کے پاس گئے اب
کوئی جاگتی جوت کا خدا دنیا مین رہا بس ضرور لوگ تیری خدائی کو قبول کرینگے دوسرے تو کوئی ایسا

ویسا آدمی کبھی نہیں ہو، خداوند کا فرزند خداوند کا پوتا ہے یہ باتیں دل سے کر کے شہداد کے پاس سے اُٹھا
اور اپنے مقام پر آکر فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کروں کہ ایکبارگی آسمان پر ابر ہلکا ہلکا آگیا اور چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں
وہ ہلکا ہلکا ابر اُنہیں برق کا چمکنا عجیب لطف دیتا تھا کہ یہ کیفیت دیکھکر اسکے منہ سے یہ کلمہ نکلا کہ
واہ کیا میری قدرت ہے کہ میں نے ابر پیدا کیا ہے یہ اسی خیال میں غرق تھا اور یہی کہ رہا تھا کہ اسکا عیار
گرگ یک گندہ نزال سامنے سے نمودار ہوا اسکو دیکھکر یہ کہنے لگا کہ تم مجھکو سجدہ کرو میں تمھارا خدا ہوں کیونکہ
میں فرزند ہوں شہداد کا [illegible] گرگ نے ہنسکر کہا کہ کوئی قدرت دکھاؤ کہ جس امر سے تمھاری
خدائی کا ثبوت ہو چنچل ناگ نے کہا کہ دیکھو یہ میری قدرت نہیں ہے کہ اسوقت کوئی موقع نہ تھا نہ فصل تھی بارش
کی مگر میں نے اپنی قدرت سے کیسا ابر پیدا کیا کہ وہ اسوقت کیا لطف دے رہا ہے اور جو کہ فصل بہار
کا مزا دے رہا ہے یہ سنکے اس عیار نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور اُسکو سجدہ کیا کیونکہ یہ امر تو پہلے ظاہر
ہو چکا تھا کہ یہ فرزند میں خداوند شہداد کے آئین اور صورت خداوند میں کوئی فرق نہیں ہے اس نے خیال
کیا کہ خداوند کی تصویر کو سجدہ نہ کیا انکو سجدہ کیا کوئی نقصان کی بات نہیں اور انکی خوشی بڑی ہوئی [illegible]
کر کے سر اُٹھا لیا اور عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں اس وقت اسلیے حاضر ہوا ہوں کہ یہ ابر جو آیا
ہے اسوقت یہ جی چاہتا ہے کہ شکار کو جی چاہتا ہے لہذا آپ شکار تشریف لے چلیے تو بہتر ہوگا کچھ دیر شغل شکار
فرما کر واپس آیئے گا بادشاہ سے اجازت حاصل فرما لیجیے کہ وہ بزرگ ہیں چنچل ناگ نے کہا کہ اب مجھکو کوئی
ضرورت کسی سے اجازت لینے کی نہیں ہے میں خود صاحب اختیار ہوں میں کسی کا تابعدار نہیں ہوں کیونکہ
میں خداوند کا فرزند ہوں جب تک نہیں ظاہر تھا اسوقت تک تو کوئی امر نہ تھا اب میں خود سب سے اطاعت
کا اپنی حکم دونگا جو میری اطاعت نہ کریگا اسپر اپنا غضب نازل کرونگا اور جو اطاعت قبول کریگا اسپر نگاہ
رحمت کرونگا اور اسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور اُسکے لیے تقدیر بہتر کرونگا اور اسکا نام بڑھاؤنگا یہ جو گرگ نے
سنا اپنے دل میں کہنے لگا کہ اسکا دماغ خراب ہوگیا ہے خودی نے اس کے دماغ میں جگہ کی اب خداوند شہداد
خبر کریں دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے پھر سے نزدیک ہے تو اسکی کوئی اطاعت نہ کریگا کیونکہ یہ ابھی طفل کمسن ہے
اور طفل کی بات کا کیا اعتبار دیکھا جائیگا اور ہم دیکھتے ہیں یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے یہ کہکر عرض کیا کہ میں
نے ابھی آپ سے کیا عرض کیا تھا اسکا آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور دوسری تقریر شروع فرما دی یہ سنکر
چنچل ناگ نے کہا کہ میں نے اسی امر کے لیے تو یہ ابر پیدا کیا ہے میرا دل خود شکار کو چاہتا ہے تم سامان شکار
مہیا کرو میں چلنے کو موجود ہوں تم سواری میری لاؤ یہ سنکے وہ عیار اُسی وقت باہر آیا اور سب سامان
شکار درست کر کے حاضر ہوا کہا تشریف لے چلیے میں نے سب انتظام کر لیا ہے یہ سنکر چنچل ناگ نے اسیوقت
شکاری کپڑے زیب تن کیے اور باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر بغیر اطلاع اپنی ماں و شہداد کے برائے شکار
روانہ ہوا شہر سے باہر نکلکر ایک صحرا کی طرف رخ کیا کوئی شہر سے دس کوس چلا کہ ایک صحرا سبزہ زار
ملا جو گلگلوں سے مملو تھا سب رنگ کے اشجار لگے ہوئے تھے جابجا چشمے جاری تھے جگہ جگہ کوڑیالے
اور لالہ کے پھول کھلے ہوئے تھے شگفتہ شبو کے اور بیلا چنبیلی موگرے کے درخت لگے ہوئے تھے
کہیں پر گل خود رو کی بہار ایک طرف کو سوسن سبزہ زمردنگار لگا ہوا تھا طائران صحرائی اشجار پر بیٹھے ہوئے
بزبان بے زبانی حمد سبحانی کر رہے تھے کوئی اپنی زبان میں یہ کہتا تھا کہ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار کوئی یہ کہتا تھا شعر پڑھ گیا ہے کہ از زمین تا رو بام وحدہ لاشریک لہ گو یہ ہو فاختہ قلندرہ
مشرب سرو پر بیٹھی ہوئی کو کو کر رہی تھی قمریاں درخت شمشاد پر سایہ فگن تھیں اور بلبلیں [illegible] ہوئی یا ہو یا ہو کا

دم بھر رنگینی طاؤس ماں صحرائی اوس ابر لوہبار کو دکہلا کر اور وجد مین آکر رقص مین مصروف تھے بلبلین گلون کے
تماشا مین پھول ہوئی چہچہے زنی کر رہی تھیں وہ وقت تھا کہ انکو خوف صیاد بھی نہ تھا اُس صحرا پر عالم بہار رہتا جو مقام
تھا گلزار رہتا درختان میوہ دار بسبب بار اثمار کے اُس معبود حقیقی کی یاد مین سربسجود تھے ہر برگ خار بزبان حال
حمد خالق روزگار کر رہی تھی اور اسکی تحسینت کا دم بھر رہی تھی سبزہ کیا لہک رہا تھا صحرا خوشبوے
گل سے مہک رہا تھا ہر ایک طائر خوش الحان ایسا [illegible] چہک رہا تھا وہ ابر اکہورا ابر آسمان پر چھایا
ہوا اسکے سبب سے روے آفتاب پنہان وہ جابجا درختون کا بسبب ہوا کے سرف کے جھومنا اسطرح کوئی
معشوق طناز بعد ناز وانداز بہ صد کرشمہ [illegible] رطبا ہو نسیم خوشگوار کا وہ گلون سے کہیلنا وہ سبزہ نو دمیدہ
کو اپنی رفتار [illegible] سے پامال کرنا وہ شبنم کا بسبب آبیاشی شبنم کے زمرد گون ہونا گو کہ دن گھڑی
دو دہ سب اسپر پہلی ہو مگر اسپر بھی آنکھ [illegible] دل کو پامال کیے ڈالتا ہے وہ اودی اودی گھٹا مین
گاہ سے سرخ و سفید کا کہلنا ہوا انوار آفتاب [illegible] دکھاتا تھا اور نگاہ کو بھلا معلوم ہوتا تھا اسکو دیکھ صناعی
باغبان قدرت کی یاد آتی تھی اور وقت بھی وہ تھا کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے طائر اپنے اپنے آشیانون کی
فکر مین اڑے ہوے چلے جاتے ہین تاکہ سویرے سے اپنے مقام پر پہنچ جائین پرندون کا یہ حال
ہے کہ کوئی کسی سے بولتا نہین ہرن و شیر و فیل اسکے چیتے وغیرہ سب بعد غلبہ اپنے اپنے مقام کو روان
ہین سبب یہ ہے کہ ایک تو وقت لیسرے کا قریب آ دوسرے ابر چھایا ہوا ہے تو اندھیری تاریکی ہوگئی کہ اتفاق
سے یہ شہزادہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس صحرا مین پہنچا یہ سمان اور یہ بہار دیکھکر اسکے دل کو رغبت
ہوئی عالم وجد مین آکر سر کہسار پر جا بیٹھنے لگا اُسی حالت وجد مین اسکے منہ سے یہ کلمہ [illegible] نکلا کہ اے
بندگان من یہ بنیاد قدرت ہے [illegible] اپنے دل مین تصور کر چکا ہے کہ مین خدا ہوں بس اسی تصور مین
غرق ہوا اسی دریاے فکر خدائی مین [illegible] کر رہا کہ کوئی تو کہو [illegible] آجاتے اور
کوئی ایسی قلب ماہیت ہو کہ لوگ مجھکو خدا ماننے لگین بس اسی خیال مین اسکے منہ سے یہ کلمہ نکلا اور
اسکا اوپر طرہ یہ کہ کہنے لگا کہ یہ صحرا مین نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور یہ ساری میری قدرت
کا تماشا ہے آج اسی صحرا مین خیمے وغیرہ برپا ہون ہم یہین شغل صید و شکار مین مصروف ہونگے یہ حکم سنا
تو ملازمون نے خیمہ وغیرہ اُسی مقام پر قضا مین استادہ کرنا شروع کیے یہ اپنے مصاحبون سے علٰحدہ
گلگشت صحرا مین مصروف ہوا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا جو مقام دیکھتا ہے وہ گلون سے مملو ہے طائران خوش
الحان نغمہ آفرینند کا [illegible] ہزار عالم اپنی زبان مین کر رہے ہین یہ کو رنگ [illegible] اسے
خوش ہوکے اپنے ہمراہیون کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا کہ دیکھی میری قدرت اور کرشمہ خدائی کہ
مین نے کیسے کیسے طائر خوش رنگ و خوش الحان پیدا کیے ہین اور کیا کیا صحرا سے پر بہار بنا کے ہین
یہ قدرت سواے میرے اور کس مین ہے جب سے پدر بزرگوار رہا اے آسمان سے گئے امر خدائی مجھکو
[illegible] تک مین پوشیدہ رہا یعنی شکم مادر مین اُس حالت مین بھی غافل نہ رہا دنیا کا بندوبست
کرتا رہا جب عالم ظہور مین آیا اور حالت طفلی رہی اُس وقت بھی اسی انتظام مین رہا اب جب سے سن
شعور کو پہونچا اب تو تجلی قدرت حاصل ہوگئی اب مین نے خیال کیا کہ اپنی خدائی کو ظاہر کرون اب
زمانہ ہوا [illegible] خروج کرنے کا آگیا ہے پہلے تو مجھکو یہ خیال تھا کہ یہ لوگ خود میری طرف رجوع کرینگے جب
مین نے دیکھا کہ کوئی رجوع از خود نہین کرتا لیس اب مین نے خود قصد کیا کہ تم سب کو اپنی قدرت دکھا کر
اپنی بندگی کا حکم دون بدین سبب مین تمکو اس صحرا مین لایا ہون کہ دیکھو میری قدرت کا تماشا اور

اور میری جدائی کے قائل ہوا اور جانو کہ مین تمھارا خدا ہون یہ کلام اسکے سنکے ایک نے دوسرے کی
طرف دیکھا اور اشارے سے کہا کہ اس صحرا مین آکے اور یہان کی ہوا کھا کے اور مزاج ہوگیا یہان
کی ہوا نے ایسا اثر کیا کہ اپنے کو خدا تصور کرنے لگا اس صحرا کو دیکھکر رنگ بدل گیا دوسرا رنگ پیدا ہوا
اینکی دیگر شگفت کیا خوش لطیف اور با فضا اس صحرا کی ہوا تھی کہ جسکے سبب سے یہ مادہ جنون پیدا ہوگیا
سچ کہتے ہین کہ جسکے دماغ مین مادہ جنون ہوتا ہی وہ فصل بہار مین جوش زن ہوتا ہی اور اسکو دیوانہ کردیتا ہی بقول شاعر ع اینک سبزہ دوانی
صحرا بوے نزہت اردہ دیوانگی وحشی اسوقت شگوفہ وار دہ بس اس شہزادہ کی بھی یہی نوبت ہوئی ہی کہ صحرا کی جو ہوا کھائی اور تھوڑا بہت بھی ہی تو اسکے مادہ
سوداوی نے زور کیا ہی بیٹھے بیٹھے یہ خبط ہوا کہ مین خدا ہون واہ کیا خوب بات ہی خداوند ہر سب کے
حواس درست رکھین کہ حواس مقدم ہین اس صحرا کی ہوا کچھ بدلی ہوئی نظر آتی ہی وہ راہ دکھاتی ہی
جو کہ گمراہ کرنے والی ہی یہ باہم سب نے اشارہ کرکے خاموش ہو رہے ایک نے دوسرے
کا منہہ دیکھا اور سب نے ایک مرتبہ چترنگ کا منہہ دیکھا اور خاموش ہو رہے کہ اتنے عرصے مین بالکل
شام ہوگئی ادھر خیمے استادہ ہوگئے ملازمون نے آکر عرض کیا کہ حضور تشریف لے چلیے خیمے وغیرہ بپا
ہوچکے یہ سنکے چترنگ مع رفقا کے طرف بارگاہ کے آیا اور مرکب سے اترکر داخل بارگاہ ہوا سب رفیق
اپنے اپنے خیمون مین گئے اسکے ہمراہ دس ہزار کا لشکر تھا کیونکہ جتنا لشکر شہزادہ کا ہی وہ سب اسکو اپنا
شاہزادہ تصور کرتا ہی جب اسنے سامان شکار کا حکم دیا تھا تو اسکے عیارون نے سب سامان درست
کیا تھا اور لشکر کو بھی حکم دیدیا تھا کہ دس ہزار سوار تیار ہون کیونکہ شاہزادہ براے شکار تشریف
لے جائیگا تو وہی دس ہزار سوار تیار ہوکر ہمراہ ہوے تھے تب جب داخل خیمہ ہوے چترنگ کھانا
کھاکر سو رہا ادھر ہر ایک رفیق اسکا کھانے سے فراغت کرکے سو رہا کہ وہ رات تمام ہوئی مگر ابھی
تک اسی طور سے آسمان پہ چھایا ہوا ہی وقت صبح ہی سبزہ لہک رہا ہی گل کھلے ہوے ہین
خوشبو سے صحرا مہک گیا ہی طائر بول رہے ہین اور آشیانون سے طائر اڑ اڑکر قوت مین
جا رہے ہین صداے کیاک ورہی سے تمام صحرا گونجا ہوا ہی شور آمد سحر دیکھکر خوشی سے رقص مین
مصروف ہین بلبلین گل کے رخون کے بوسے لے رہی ہین طائر حمد الٰہی کر رہے ہین چرندے اپنے
اپنے مقام سے نکلکر چرا مین مشغول ہوے ہین اور اسکی عنایت کا شکر ادا کرتے ہین تمام سبزے
پر قطرہاے اوس یون پڑے معلوم ہوتے ہین کہ جیسے فرش مخمل سبز پر گوہر آبدار گسترده ہین خواہ
وہ بوندیان جو کہ پڑ رہی ہین وہ برگ اشجار پر بھی یہی سمان دکھلاتی ہین کہ گویا برگ زمرد پر گوہر جڑے
ہوے ہین کٹورہ گل مین جو قطرہاے آب شبنم مجتمع ہوگئے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی غنچہ دہن کے لیے
ساغر بلورین مین آب صاف وشفاف بھرا ہی نسیم سحری گلون کو پامال کرتی پھرتی ہی سبزے کو روندتی ہوئی
چلتی ہی آہوان صحرائی غول کے غول سبزہ نودمیدہ کو کس خوشی کے ساتھ چر رہے ہین نیل گاے وغیرہ بھی چر
رہی ہین کچھ لب دریا اپنی تشنگی بجھا رہے ہین کہ ادھر خیمے مین یہ نظارہ ہے وقت یعنی چترنگ بیدار ہوا
اور منہہ ہاتھ دھوکر قصد کیا کہ عیار کو بھیجکر رفیقون کو طلب کرون کہ ادھر وہ بھی الوقت بیدار ہو ہوکے
اپنے اپنے مقام سے اسکے خیمے مین آگئے اسکو آمادہ شکار پایا ادھر خادمون نے مرکب تیار کرکے
در خیمہ پر حاضر کیے چترنگ نے عیار کو حکم دیا کہ سب سامان شکار طرف صحرا کے روانہ کرو کہ ہم بدولت
جاکر شکار کرین گرگ رنگ عیار نے خیمے سے باہر نکلکر سب سامان شکار و صید افگنی طرف صحرا کے روانہ
کیا کہ بہت سے باز جرہ وغیرہ تھے شکار کے طول سے کیا حصول اگر کہین موقع ہوگا تو حد مستہ

ناظرین میں عرض کرونگا اگر بیان کو طول دیتا ہوں تو اصل مطلب فوت ہوتا ہو میرا یہ خیال ہو کہ اصل مطلب پر
آؤں کہ ابھی بہت کچھ بیان کرنا ہو بس بعد روانہ کرنے سامان شکار کے عیار نے آکر عرض کیا کہ تشریف لیچلیے
سب سامان درست ہو یہ سنکے چترنگ اپنے مقام پر سے اٹھا اور رفقا کو ہمراہ لیکر بیرون خیمہ آیا اور مرکب
پر سوار ہوکر طرف صحرا کے روانہ ہوا صحرا میں پہونچکر پہلے تو پرندوں کا شکار کیا ہزاروں طائر صاید کیے بعد اسکے
طرف چرندوں کے متوجہ ہوا ہر ایک رفیق نے ایک ایک ہرن کو شکار کیا چترنگ نے بھی تیر سے کئی
ہرن گرائے کہ کچھ لوگوں نے آکر عرض کیا کہ فلاں مقام پر ایک وسیع میدان میں نہایت عمدہ سبزہ لگا ہوا ہو
وہاں پر ایک جھیل ہو اسکے کنارے بہت سے ہرن چرا کرتے ہیں سبزے کو دیکھکر خوش فعلیاں کرتے ہیں
اگر حضور اُس مقام پر چلکر شکار کریں تو بہت آہو ہاتھ آئیں یہ سنکے چترنگ نے مرکب کا پو دالیا اسکے پو دا
لینے کے ساتھ ہی تمام رفیق بھی اپنے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے اسکے ہمراہ چلے تھوڑے عرصے میں اُس مقام
پر پہونچے دیکھا واقعی سیکڑوں ہرن چرا میں مصروف ہیں بعض آہو جھیل کے کنارے کھڑے ہوئے پانی پی رہے
ہیں یہ دیکھکر چترنگ نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ دیکھو یہ قدرت ہی یا دولت کی کہ یہ جانور پیدا کیے ہیں
یہ تو اپنی کہانی بیان کرتا ہو وہ لوگ مسکراتے ہیں اسکو تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اس صحرا کی ہوا دیکھا کے آتی ہو اور کچھ
نہیں آتا ہو قدرت قدرت کے سوا اور کچھ نہیں جانتا ہو یہ لوگ اس خیال سے اُسکی بات کا جواب
نہیں دیتے ہیں کیونکہ اسکے سبب سے پرورش پاتے ہیں اسی کے پاس نوکر ہیں اگر کوئی بات اُسکی مرضی
کے خلاف منہ سے نکالیں تو نوکری میں فرق آجائے دال روٹی کا سہارا جاتا رہے گو کافر ہیں مگر اُنکو بھی یہ
باتیں بری معلوم ہوتی ہیں مگر خاموش ہیں دل ہی دل میں جل رہے ہیں مگر کیا کریں یہ پیٹ جو کچھ نہ کرائے
تھوڑا کرنا پڑتا ہو یہ سب جب اُس صحرا میں پہونچے غزالان صحرائی نے جو مرکبوں کی ٹاپوں کی صدا آتی کان
کھڑے کیے اور چوکنا ہوکر دیکھنے لگے دیکھا کہ بہت سے لوگ مرکب اٹھائے چلے آتے ہیں صید اپنے
دشمن کو خوب پہچانتا ہو بس جست و خیز کرکے ایک طرف کو چلے یہ لوگ بھی قریب پہونچ گئے تھے انھوں
نے بھی مرکب اُنکے تعاقب میں ڈالدیے وہ آہو برابر چلے جاتے ہیں کسی مقام پر دم نہیں لیتے ایسی میں
ایک آہو کے تعاقب میں اسنے بھی مرکب ڈالا ہو وہ بھی جست کرکے چلا ہو ایک مقام پر اُسکے قریب پہونچکر
اسنے تیر مارا کہ اسکی پیشانی پر پڑا تڑا زدہ ہو گیا وہ پیچ کھا کر زمین پر گرا یہ بھی مرکب پر سے کود پڑا اور اسکے
پیر باندھکر اسکو موافق اپنے مذہب کے ذبح کیا قریب ایک درخت سہت پڑا تھا اُسکے سایے میں گھسیٹکر لایا آپ
انتظار میں ہو کہ کوئی آ جائے تو میں اسکو لیکر اپنے قیام گاہ پر چلوں کہ دیکھا سامنے سے سب رفیق ہرن
شکار کیے ہوئے اسکو تلاش کرتے ہوئے چلے آتے ہیں یہ اُنکو دیکھکر خوش ہوا اور قصد کیا کہ صدا دوں
کہ وہ سب کے سب اسکو دیکھکر اسکی طرف آئے اور قریب پہونچکر مرکبوں سے کود پڑے کہا اسنے اُنسے
کہا کہ تم سب نے بھی آہو شکار کیے عرض کیا جی ہاں مگر بڑی مشکل سے یہ آہو ہاتھ آئے ہیں بڑی عرق ریزی
کرنا پڑی چترنگ نے کہا کہ کچھ دیر یہاں توقف کرو تو پھر خیمہ گاہ کو چلینگے کیونکہ اب وقت دوپہر کا ہو یہاں
تھوڑی دیر استراحت کریں پھر سہ پہر کو شکار کرینگے اُنھوں نے عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی ہو مناسب ہو
بہتر تو یہی اسوجہ سے کہ اسوقت ملاحظہ تو فرمایئے کس شدت سے آفتاب کی گرمی سے دلریش ہوئی جاتی ہو
چشموں میں جو پانی بھرا ہو وہ بھی گرم ہو رہا ہو اور شدت یہ ہو کہ مچھلیاں اوپر پانی کے ابھر ابھر کر چلی آتی ہیں
اور منہ کھولے ہوئے ہیں اور جسوقت آفتاب کی ضو اُنکے سروں پر پڑتی ہو اسوقت پھر غوطہ لگا کر پانی
کے اندر چلی جاتی ہیں اور چرند و پرند بھی اسوقت اپنے اپنے آشیانوں اور جھاڑیوں میں جاکر پوشیدہ ہو گئے

زمین اور اسوقت یون بھی بشدت ہی یہ باتین ہو رہی تھین اُس میدان مین ایک جھاڑی لگی ہوئی تھی اُسمین سے
ایک بہت بڑا ہرن اُسپر کارچوبی جھول پڑی ہوئی طلائی گھنگرو اُسکے گلے مین چھم چھم کرتا ہوا نکلا اور طرف ان
لوگون کے چلا چترنگار کی جو نگاہ اُسپر پڑی اسنے اپنے رفیقون سے کہا دیکھنا کیا خوش قطع ہرن ہی یہ تو
کسیکا پالو معلوم ہوتا ہی دیکھو یہ انسان سے رم نہین کرتا اُن لوگون نے کہا بجا ارشاد ہوا ایک تیر چترنگار
وہی بولی بولا کہ یہ میری قدرت ہی سب لوگ مسکرا کر رہ گئے مگر اُسکی جانب سے منھ پھیر لیا اُس ہرن کو
دیکھنے لگے کہ وہ ہرن ان سب کے قریب آیا چترنگار نے کہا کہ اسکو پکڑ لو یہ جو چترنگار نے کہا تو اُسنے
گردن اُٹھا کر چترنگار کی طرف دیکھا اور اُسکی طرف دیکھکر صحرا کی جانب رُخ لیا دیکھتے ہی ایک رفیق چترنگار
اس قصد سے بڑھا کہ اسکو گرفتار کرلون وہ برق خانہ جست کرکے ایک تیر کے فاصلہ پر جا کر کھڑا
یہ حال دیکھکر چترنگار نے کہا کہ جب تک مین اس ہرن کو نہ گرفتار کرلونگا یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکر مرکب
پر بہت جلد سوار ہوا اور اُسکے رفیق بھی سوار ہوکر چلے چترنگار نے مرکب کو اُس آہو کے عقب مین جولان
کیا اور رفیقون سے کہا کہ جو کوئی اس آہو کو زندہ گرفتار کر لائیگا اُسکو مین بہت انعام دونگا کیونکہ مجھکو یہ آہو
بہت پسند آیا ہی یہ سنکر ہر ایک نے کمان کو دوش پر رکھا اور کمند لیکر اُسکی طرف رُخ کیا چترنگار نے اپنے
مرکب کو بھی اُسکے عقب مین تیز کیا ہر ایک نے گھیرا اور کمند مین اُسپر ماری مگر وہ حلقۂ کمند سے یون نکلگیا کہ جیسے
شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے یہ کیفیت دیکھکر چترنگار کو بہت غصہ آیا اور مرکب کو اُسکے عقب مین
سرپٹ ڈالدیا رفیقون نے بھی مرکب اُٹھائے مگر وہ آہو جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی کسی کے ہاتھ
نہین آتا ہی جب چترنگار قریب پہونچکر کمند مارتا ہی وہ صاف تیر شہاب کے مانند نکل جاتا ہی تا اینکہ
تمام رفیق اُسکے پیچھے رہ گئے کوئی عقب مین نہ پہونچ سکا مگر چترنگار کہ اسکا مرکب بہت تیز تھا اور نہایت
عمدہ تھا وہ تو برابر چلا گیا کسی مقام پر دم نہ لیا کوئی تین چار کوس کے فاصلہ پر نکلگیا کہ وہ آہو جست و
خیز کرتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ حالت بہم پہونچی ہی کہ چترنگار ہرچند مرکب کو تازیانہ مارکر دوڑاتا
ہی نہین گھوڑا اُس آہو کے پاس اب پہونچ سکتا ہی کیونکہ وہ مثل برق یا ہوا کے تیز رو تھا چترنگار حیران
و پریشان اپنے دل مین یہ کہتا تھا کہ یہ آہو نہایت چالاک اور سبکرو ہی کہ مجھ ایسا شہسوار اور میرا ایسا مرکب
لوروسے زمین پر نہین ہی مگر یہ آہو وہ جست و خیز کرتا ہی کہ اب تو قریب بھی اپنے آنے نہین دیتا ہی نہین معلوم
یہ کس بلا کا آہو ہی یہ باتین دل سے کرتا تھا اور مرکب کو مہمیز کرتا چلا جاتا تھا اور مرکب کی طرف جو خیال کرتا
تھا تو از سرتا پا عرق عرق پاتا تھا اسکا بھی کچھ خیال نہ تھا سمند کو اپنے دوڑائے اُسکے عقب مین چلا ہی
جاتا تھا اور دل سے یہ کہتا تھا کہ مین اس آہو کو تیر سے نہ مارونگا زندہ حلقۂ دام کمند سے گرفتار
کرونگا کہان تک یہ بھاگ کر جائیگا آخر کسی مقام پر ضرور ٹھہریگا مین اسپر قبضہ کرلونگا ابھی یہ باتین
دل سے کر رہا تھا اور برابر چلا جاتا تھا کوئی دوپہر تک اُسکے تعاقب مین پریشان رہا مگر وہ آہو ہاتھ نہ آیا
کوسون راہ طی کرکے نکلگیا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک باغ دکھائی دیا کہ وہ آہو قریب اُس باغ کے پہونچکر
ٹھہرا جب چترنگار اپنے مرکب کو دوڑا کر اُسکے قریب پہونچا تو آہو جست کرکے دیوار باغ کو پھاند کر اندر
باغ کے چلا گیا اُسوقت چترنگار کو بہت غصہ آیا اُسنے بھی قصد کیا کہ مین بھی مرکب کو مہمیز کرکے اور
دیوار باغ پھاند کے اندر باغ کے چلا جاؤن مگر مرکب مین حالت نہ پائی اور باغ کو جو دیکھا تو اُسکی
چار دیواری بہت اونچی اور منقش اور بیٹھا کار پائی جب وہ آہو اندر باغ کے چلا گیا اور اُسنے اپنے
مرکب مین طاقت نہ پائی مجبور ہوکر رہ گیا اور خیال کرنے لگا کہ یہ باغ ضرور کسی بادشاہ یا شہزادے کا ہی

فتح کرلی تھی موج تیغ خوش آب		درسیدم ہوئی تھی شکست حباب		یہ سما باغ کا دیکھکر اسکا دل باغ

باغ ہوگیا اور جو کچھ عرق آیا تھا وہ خشک ہوگیا اسکے حواس درست ہوئے اب یہ ہرن کو ہر ایک چمن میں تلاش
کرنے لگا اسنے کہیں ہرن کا نشان تک نہ پایا یہ بہت حیران ہوا کہ وہ آہو کیا ہوا میرے سامنے باغ میں کود
کر آیا اور غائب ہوگیا جب کہیں اسکو آہو نہ ملا تو یہ اس قصد سے آگے چلا کہ ذرا اس باغ کو تمام و کمال دیکھنا
ضرور ہے کہ یہ باغ کسی خوش مزاج کا ہے اور خوب آراستہ کیا ہے اور خوب خوب چمن بندی کی ہے مگر افسوس یہ ہے
کہ وہ آہو ہاتھ نہ آیا نہ معلوم کیا ہوا اسکو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا کچھ پتا نہیں چلتا ہے خیر اس خیال سے اس
باغ کی سیر ہوگئی یہ خیال کرتا ہوا چلا آتا ہے کیفیت باغ کو دیکھ دیکھ کر دل بشاش ہوتا جاتا ہے کہ اسنے دیکھا
کہ ایک بارہ دری بھی بہت نفیس باغ میں ہے اسکو اُسکے دیکھنے کی بھی خواہش ہوئی ہنوز یہ ابھی بارہ دری
کی جانب نہیں گیا تھا اُسی مقام پر لب نہر کھڑا ہوا نہر کی سیر کر رہا تھا کہ کچھ عورتوں کی باتیں کرنے کی آواز
کان میں آئی اسنے جو صدا زنانی سنی اس زنانے نا سنے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسیکا ناموس
ہے جو کہ اس باغ میں اُترا ہوا ہے یہ انھیں عورتوں کے کلام کرنے کی صدا آتی ہے دیکھنا چاہیے کہ کوئی ان میں
خوبصورت بھی ہے یا کوئی نہیں اور مجھسے تو کوئی پوشیدہ نہ ہوگا کیونکہ میں تو خداوند ہوں کوئی خدا سے بھی پردہ کر سکتا
ہے یہ خیال کر کے اُسی مقام پر کھڑا رہا یہ انسان نہیں ہے غالباً شہزادہ دیو ہے کہ سمایا ہوا ہے گو اسکا ابھی کچھ سن نہیں ہے
ہے کوئی تیرہ برس کا ہے مگر قد اسکا کئی گز کا ہے ہاتھ پیر بہت موٹے ہیں رنگ سیاہ ہے یہ مثل دیو کے نہر کے کنارے
کھڑا ہوا اُسی جانب کو دیکھ رہا ہے جدھر سے وہ صدا آتی ہے کوئی کسی طرح کا خوف نہیں ہے چونکہ وقت سہ پہر
کا تھا چند عورتیں باغ کی سیر کرتی ہوئی اور پھول چنتی ہوئی چلی آتی تھیں مگر سب جوان حسین مزاج میں شرارت
ایسی چہلیں کرتی جاتی تھیں کہ وہ بھی اسی مقام پر پہونچیں جہاں وہ دیو ... کو آئیں اور یہ بھی خیال ہوا کہ نہر میں چلکر
منہ ہاتھ بھی دھوئیں کہ انکی نگاہ جو چہرہ تاک پر پڑی کہ وہ سب کی سب دو دو ہاتھ اُچھل کر رہ گئیں اور ایک نے
دوسری سے کہا میں نے دیکھا کہ یہ نہر کے کنارے سے موا دیو کہاں سے آگیا اور یہ کون موا موذی کا تا ہے
کہ جسکو میں دیکھکر ڈر گئی خداوند تو ہے مرد اسکو جلدی ہی غارت کریں یہ کمبخت کیونکر باغ میں چلا آیا یہ تو دیو کا بچہ
معلوم ہوتا ہے دیکھو تو رنگ کیسا سیاہ ہے جیسے آبنوس اس موئے کے ہاتھ پیر آبنوس کے کندے معلوم
ہوتے ہیں یا جیسے ... کھمبے معلوم ہوتے ہیں دانت کیسے بڑے بڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
جیسے خوک کے ... ہیں اور آنکھیں زرد ہیں یہ تو کوئی بچہ شیطان معلوم ہوتا ہے بہتر یہاں سے
جلدی چلو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لپٹ جائے چلکر ملکہ سے عرض کریں کہ حضور آپ یہاں سے تشریف لے چلیں
اب یہ مقام رہنے کے قابل نہیں ہے یہاں کمبخت اور بلا کا گذر ہوگیا ہے اُسنے کہا میں بھی ڈر گئی دیکھو
میں بڑے بڑے دیووں سے ... ادھر کو دیکھ رہا ہے ادھر کریں یہ آنکھیں پھوٹ جائیں کسقدر موا لمبا ہے تاڑ کا
درخت معلوم ہوتا ہے اور موٹا کسقدر ہے کہ جیسے فیل مست ابھی میں سمجھی تھی اور بھی دیکھا تو اسکی پیشانی پر
ایک شاخ بھی ہے یہ تو کچھ گینڈے کا بچہ معلوم ہوتا ہے تیسری بولی کہ چلو چلو یہاں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہمکو
کو کھا جائے باہم غل کر رہی تھیں ایک نے اسکو اسی مقام سے کہا کہ او موئے مردے غارت گئے اس
باغ میں کیوں آیا ہے یہ ہماری ملکہ کا باغ ہے اسمیں غیر کوئی نہیں آنے پاتا ہے ملکہ بڑی خونخوار ہے اسے تجھکو
قتل کر ڈالے گی ایک نے کہا کہ ... ملکہ اسکو قتل کر ڈالیں ارے میں تو اسکو دیکھکر ڈر گئی میرا کلیجہ تو ابھی
تک قابو میں نہیں ہے ہاتھ پاؤں اُچھل رہا ہے ایک ان میں بہت ظریف تھی وہ بولی کہ میں تو اسکو دیکھکر یہ سمجھی
کہ کوئی نئے قسم کا جانور ہے یہ تو انسان نہیں ہے ایک نے کہا کہ تمکو یہی دکھائی دیتا ہے ارے میں میری تو

اور کہا کہ لوشنان زہرہ یہ خداوند میں چلو ہیں یہ کوئی دیوانہ ہے ملکہ اگر اسکا دیوانہ پن نکالیں گی تب اسکو ہوش آئیگا تو خداوند
آئے ہیں کیا خوب ہے خداوند ہیں تو یہ بھی اپنا غضب ہم پر نازل کرینگے تو یہ ملکہ کو خاک سیاہ کر دینگے اس موئے
کے منہ میں خاک جو ہماری ملکہ کے شان میں یہ کلمہ سکے جلوہ کبھی ہوسکا لاتوں کا بھوت باتوں سے نہیں مانتا ہے
ہمنے تو یہ خیال کیا کہ جیکا یہ اسکی جان جائیگی ملکہ قتل کروائیگی یہ باتیں بناتا ہے ایک نے کہا کہ تم بھی کس کی بات
کا برا مانتی ہو وہ اپنے آپ میں نہیں ہے دیوانہ ہو رہا ہے حالت جنون میں تو اس باغ میں چلا آیا ہے اور ڈھونڈتا ہے باتیں کرتا
ہے یہ بھی کوئی بات ہے کہ میں خداوند ہوں اسی سے اسکا دیوانہ پن ظاہر ہوتا ہے دوسری نے کہا کہ اگر اسپر
جنون کا دیو سوار ہے تو ملکہ آکر اتارینگی کیونکہ بار کے آئے تو بھی جاتا ہے سب خداوندی کا مزا معلوم ہوگا اسی طرح
کی باتیں باہم کرنے لگیں اب احوال دیگر سنیے کہ جب چیتر تاک اندر باغ کے آیا تھا اور سیر باغ کرتا ہوا
و تلاش کرتا ہوا اس باغ میں پہونچا اور وہ عورتیں آئیں اور باہم گفتگو اور چیتر تاک سے وہ تقریر کرنے لگیں یہ
غوغا سنکے ملکہ جو کہ اس باغ کی مالک ہے ایک چمن میں بیٹھی ہوئی جو کہ اسکے قریب تھا سیر کر رہی تھی یہ شور سنکے اپنے
مقام پر سے اٹھی اور اس طرف کو چلی دل میں خواہش اسکے ہمراہ ہولیں ہر اسوقت پہونچیں کہ جب یہ باہم گفتگو
کر رہی تھیں اور چیتر تاک اور طرف وہ تقریر کرکے دیکھنے لگا تھا کہ ملکہ پہونچی اگر ہمراہ جو خواصیں آئی تھیں انمیں
سے ایک عورت نے دوسری عورت سے اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو تو یہ مرد واکسقدر بد صورت ہے اسکی صورت
دیکھنے سے مجھے تو ہنسی آتی ہے اُسنے جواب اشارہ سے دیا کہ کیوں باتیں بناتی ہے ہر چند بد صورت ہے لیکن دیکھ
تو کیسا جوان قوی ہے تیرے مطلب کا ہے تو نہیں آتی ہے تیری رال ٹپکی پڑتی ہوگی وہ مسکرا کر بولی کہ ایسے
ایسی ہنسی نہ ہنسو تجھ کو ہی میں سمجھوں نوج میں ایسے کو کبھی منظور دل پسند کروں اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے
اتاروں موا ایسے کا معلوم ہوتا ہے کوئی نازنین اسکی صورت دیکھکر دوسری نازنین سے کہنے لگی کہ دیکھا
کیسا یہ مواکسقدر طویل القامت اور قوی الجثہ ہے انسان کا ہے کو دیو ہے وہ اسکو پایا یہ جواب دیتی ہے کہ یہ جوان
پہلوان نہایت قوی معلوم ہوتا ہے قوم انسان سے ہے نہ بھی جان سے اس سے ڈرنا بیکار ہے کوئی خوبرو کسی
ماہرو سے اسکی طرف اشارہ کرکے کہتی ہے کہ ای بہن یہ شخص سا مونڈی کاٹا کسقدر موٹا تازہ ہے کسقدر طویل القامت
صورت کیا بری ہے آنکھیں کسقدر کبود ہیں خداوند ہم سب کو اسکی نظر بد اور نگاہ زہر آلود سے بچائیں میں نے
ایسی آنکھ کی مذمت میں ایک شعر کسی شاعر کا سنا ہے وہ شعر یہ ہے شعر چند کبود چشمے کہ آسمان گون است
بسان نیزہ و شمشیر تشنہ خون است ۰ چونکہ وہ عاقلہ تھی اور کسیقدر ریاست کو سمجھتی تھی اسنے جب سے اسے
دیکھا ہے خیال کیا کہ کبھی آج تک اس باغ میں کوئی مرد نہیں آیا اسکے آنیکا کیا سبب ہوا یہی تصور کرکے
کہنے لگی ای نادان خاموش رہو کیوں اسقدر مذمت کرتی ہو اگر ملکہ عالم دیکھ لینگی تو غضب ہو جائیگا یہ شخص
نزدیک یہ شخص ہر طرح برا ہے یا نزدیک لانیوالے کے ارے یہ آپ سے نہیں آیا ہے کوئی نہ کوئی اسکو
لگاکر لایا ہے ہماری لانیوالے سے اس جوان کے کوئی خوبیاں دریافت کرے اور تو اسکی نگاہ سے
دیکھے تو بھی برا نہ کیسے اس جوان کو ایک تدبیر سے خوبان کوئی لایا ہے تھوڑی دیر میں یہ سب بخوبی ظاہر
ہو جائیگا وہ عورت یہ سنکے فکر کرنے لگی کہ اسکو کون لایا ہے اور ادھر ملکہ کی نظر چیتر تاک پر پڑی اور ادھر
چیتر تاک کی نگاہ ملکہ پر گو کہ وہ اور طرف دیکھ رہا تھا مگر آہٹ پانوں کی سنکے اسنے ادھر کو دیکھا کہ شاید
وہ عورتیں چلی گئیں کہ یہ صدا قدم کی آئی اب جو دیکھتا ہے تو ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سر سے پانوں تک
نور کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ابرو ہے خمدار ڈالی ہوئی تلوار پیشانی مثل بدر کے روشن اور سپید صبح
کا شیدا ہزار ہزار لطف دیتا تھا آنکھیں نرگس شہلا عارض گل سرخ سے نازک غنچہ دہن نازک بدن

گلا صراحی دار سینہ شگفتہ بلوریستان اُسپر یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو حباب نور کے رکھے ہوئے ہیں اُسکا سراپا کیا بیان ہو
ادرجو ڑا کلنار پہنے ہوئے چند عورتوں کے حلقہ میں کھڑی تھی یہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور اُسکی جانب بغور دیکھنے لگا
اُدھر ملکہ نے جو اُسکو دیکھا اپنی ایک ہمراہی سے کہا کہ انسے دریافت کرو کہ آپ کون ہیں اور آپ کا یہاں آنا کیونکر
ہوا آپ نے کیوں قدم رنجہ فرمایا ابھی وہ پوچھنے بھی نہ پائی تھی کہ وہ ظریف بول اٹھی کہ آپ خداوند ہیں یہی صورت
خداوندگار کی ہے آپ کو اس صورت پر سے تشریف لائے ہیں کہا خوب خداوند ہیں اور کیا خوب صورت ہیں دیوتا
کچھ معلوم ہوتے ہیں یہ جو اُسنے کہا ملکہ نے برہم ہوکر کہا تو چپ نہیں رہتی بہت ظریف بنی ہے پہ سنکے وہ تو
خاموش ہو رہی ایک اور بول اٹھی کہ ملکہ معلوم ہوتی ہے کہتی ہے یہ اس شخص نے کہا تھا ہم سب کے سب اسکو اس
باغ سے نکل جانے کو کہتے ہیں یہ نہیں کھڑا ہوا رہ جاتا تھا نہیں بڑا سخن ناشنوا ہے ملکہ نے کہا تم سب کی سب بڑی
مرا ہوا دیا ہے ہوا اگر کوئی بھوسے سے بہلا آ رہا تو اسکو دیوانہ بنا لیتی ہو کیا خراب عادت ہے جاؤ یہاں سے
اب جو کوئی بولی تو سزا دونگی یہ کہکر اُس سے کہا کہ جان دریافت کرا سنے دو قدم بڑھکر اور حسن بانک کی طرف مخاطب
ہوکر کہا کہ ہماری ملکہ عالم دریافت فرماتی ہیں کہ آپکا کیونکر آنا ہوا اور آپ کون صاحب ہیں کیوں قدم رنجہ فرمایا ہے
مجھکو بھی آگاہ ہونا اسنے تو یہ کہا اور یہاں خبر کسکو ہے اب تو اسکی حالت اور ہی ہوگئی ہے حضرت عشق نے رخ
کیا دل میں تیر محبت نے گذر کیا ہے اُسکی صورت دیکھکر اسنے آپ سے جاتا رہا ہے دل بیتاب ہوا یو نہیں رہا تارنگی بانیہ
ہوئے دیکھ رہا ہے یہ بھی نہیں سنا کہ کون ہے اور کیا کہتا ہے کچھ جواب نہ دیا خاموش کھڑا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا
کہ کچھ جواب نہ ملا اُسنے پھر اُسی کلام کا اعادہ کیا پھر جواب نہ ملا جب دو مرتبہ یہ نوبت ہوئی تو ملکہ خود اُسکے
نزدیک آئی اور اُسکی تقریر کو اپنی زبان پر لائی اُدھر اُسکے آگے بڑھنے سے یہ حالت ہوئی کہ قلب پر چوٹ لگی قلب لوٹا ہو
ہوگیا اور ایک آہ کی خاموش کھڑا ہوگیا کہ ملکہ نے کہا کہ میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں
سے تشریف لائے ہیں کیا ضرورت ہے ملکہ نے جو یہ کہا تو اُسنے ایک آہ کرکے یہ شعر پڑھا شعر حال دل کچھ کہا نہیں جاتا
خوب سنبھلا نہیں غش آجاتا دیکھکر تیر الفت سے دل ہوا گھائل ۔۔ دیکھکر تمکو ہیں ہوا مائل ۔۔ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہو رہا
ملکہ نے کہا کہ میں یہ نہیں سمجھی کہ آپ کیا کہتے ہیں اور کیا اپنی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں گو یہ ضرور سمجھ گئی کہ یہ میرے
اوپر عاشق ہوگیا ہے مگر تجاہل کرکے پوچھا اور یہ بھی خوب جانتی تھی کہ جو یہ شخص ہے مگر سب کے دکھانے کو لاعلمی تھی
جب یہ ملکہ نے کہا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ خود کلام کرتی ہے تو کہا کہ میں کیا بیان کروں کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں لیکن
یہی کافی ہے کہ ایک دل جلا ہوں حضرت عشق کی آنشور دل پر چڑھ آئی ہے یہاں کسی کی محبت کھینچ لائی ہے اگر میں یہ جانتا
کہ اس باغ میں آکر یہ صورت ہوگی تو میں کبھی نہ آتا اسکا قصہ یہ ہے کہ وہ آہو بہت خوبصورت تھا آیا تھا
اس خیال سے کہ اُسکو زندہ گرفتار کروں گر وہ اسقدر ہوا کہ ہاتھ نہ آیا اس باغ کے قریب آکر اس باغ میں
کود پڑا میں بھی اس خیال سے اس باغ میں آیا کہ جلکہ اُسکو اسیر کرلوں یہاں آکر اُسکو تلاش کیا نہ پایا تمام باغ چھان
مارا کہیں انشان تک نہ پایا اُسی کو تلاش کرتا ہوا اس طرف بھی آنکلا چونکہ یہ باغ بہت خوب بنا ہوا ہے اور دلچسپ ہے
میں سیر کرنے اور ہوا کھانے لگا اس مقام کی ہوا بھی کسی قدر خنک تھی اور میں گرمی سے چلا آتا تھا کھڑا ہوگیا کہ اس
عرصے میں یہ چند عورتیں آگئیں اور یہ باہم غوغا کرنے لگیں میں انکی تقریر سننے لگا گو انھوں نے مجھکو بہت پریشان
کیا مگر میں نے انکی کسی بات کا جواب نہ دیا کیونکہ میں خداوند ہوں اور خدا کو ہر امر کی برداشت کرنا ضرور ہے اسنے
بندوں پر ناراض ہونا زیبا نہیں ہے بس میں نے یہ خیال کرکے اور اسکے حال پر رحم کھا کے صرف اسقدر تو کہا
کہ اپنی ملکہ کو جاکر میری خبر کردو کہ تمھارے باغ میں خداوند جلا سے اسیری آہو آئے ہوئے ہیں یہ سنتے لگیں مگر میں کچھ
نہ بولا کیونکہ تو ... کی گرفتاری کا خیال تھا اور یہ ڈر تھی کہ آہو کہ ... لگا ہو گیا اسی فکر میں تھا کہ میں خود اسیر کمند عشق ہوا

وہ مثل ہوئی کہ جو غیر کے لیے کنواں کھودتا ہے وہ آپ ڈوب مرتا ہے میں آپکو اسیر کرنے آیا میں خود ہی ان گیسوئے زلف
میں گرفتار ہو گیا دل کا کوئی اور خریدار ہوا اپنا چھٹنا مجھکو دشوار ہوا بغیر اُسکے وصل کے ملکہ نے یہ سنکے کہا کہ آپ
میرے ہمراہ تشریف لائیے جسپر دل آیا ہوگا انہیں سے وہ حاضر کی جائیگی کیونکہ آپ مہمان ناخواندہ ہیں اُسکی اور سے زیادہ
خاطر کرنا چاہیے بسبب مہمان ناخواندہ کے کیونکہ وہ بلایا ہوا ہوتا ہے اور اسکو خدا وند بھیجتے ہیں یہ کہکر ملکہ نے خواصوں
سے کہا کہ چبوترے پر فرش کرو کہ یہ مہمان عزیز ہیں انکی خاطر ضرور ہے میں انکی دعوت خوب اچھی طور سے کرونگی
کیونکہ خدا وند نے بھیجا ہے اس ظریفہ عورت یعنی سیبوتی سے تاب نہ ہو سکی مسکرا کر بولی کہ جی یہ بھی تو خود خدا وند ہیں درکی
انکی خاطر لازم ہے ایسے متبرک کی مہمانی جہانتک ممکن ہوا اور جس طور سے ممکن ہو خاطر کرے اور جس امر کی وہ خواہش
کریں اُسکو بھی پورا کرے مہمانی کے تو یہ معنے ہیں یہ سنکے ملکہ نے تیوری کا چڑھا کر کہا کہ کیوں تجھکو بھی ہنسنے لگی
ایسا تیری زبان بہت چل نکلی ہے اور دن سے مذاق کرتے کرتے میری بھی طرف اُڑی تجھی آنے لگی میں مارے
کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دونگی میں کوئی تیری برابر کی نہیں ہوں میں کوئی تیری نوکر نہیں ہوں جو ڈر جاؤنگی کیا اب
کیا دو زبان تیز نہ کرنا ورنہ بہت سخت سزا ملیگی آپس والیوں سے مذاق کرتے تجھے بھی دل لگی کرنے لگی
سچ ہے کہ کبھی چھوٹی قوم سے منہ لگا کر بات نہ کیجئے جہاں اُسکا منہ لگایا اُسکا دماغ بالا سے آسمان پہنچا ہے وہ یہ
خیال کرتا ہے کہ کوئی تو بات ہے کہ یہ شخص ہمارا پاس کرتا ہے پس پھر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ یہ قصد کرتا ہے کہ اسکے
سر پر چڑھ کر موتو تو نے اپنی برابر والیوں کو کیا اپنی زبان سے دبا لیا ہے وہی حرکت میرے ساتھ بھی کرنا چاہتی ہے
وہ بیچاریاں میرے سبب سے نہیں بولتی ہیں کہ یہ ملکہ کی منہ لگی ہے ورنہ تیری یہ بھی مجال تھی کہ تو کچھ کلام کر سکے
خبردار ایسی دل لگی اب نہ کرنا ورنہ تیری خرابی آجائیگی وہ یہ کلام ملکہ کا سنکے خاموش ہو رہی اور اپنے دل میں
برا بھلا کہنے لگی ادھر خواصوں نے جاکر حسب الحکم چبوترے پر فرش کیا مسند لگائی تمام سامان تیار کیا
چنگیر دان پاندان عطردان پھولدان گلابیاں شراب کی قابیں کباب کی قرینے سے مہیا کردیں یہ سب سامان مہیا کر کے
عرض کیا کہ سب سامان درست ہو گیا حضور تشریف لے چلیں کیونکہ وقت شام کا قریب تھا چترنگ تمام دن اس
آہو کے تعاقب میں خراب رہا تھا جب اس باغ میں پہونچا تھا تو وقت سہ پہر تھا اس گفتگو میں قریب شام
ہو گیا ملکہ نے جب یہ سنا اور سیبوتی پر خفا ہو چکی تو چترنگ سے کہا کہ تشریف لے چلیے وہ قول اسکا امیدوار تھا
کہ میرے اسکے صحبت ہو تو میں اسکو رام کروں ورنہ میں ہلاک ہو جاؤنگا اگر اس سے فراق ہوا تو بڑی خرابی ہوگی
یہ ملکہ کا کہنا تھا کہ تشریف لے چلیے فوراً ہمراہ ہو لیا اور ملکہ کا ہاتھ آکر بے تکلف پکڑ لیا ملکہ نے درست دیکھکر خاموش
ہو رہی اتنا تو کہا کہ آپ مہمان ہیں ملکہ وہاں سے ہمراہ لیکر اس چبوترے پر آئی جہاں فرش کیا ہوا تھا ملکہ نے
چترنگ کو مسند پر بٹھایا آپ روبرو بیٹھنے لگی چترنگ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ یہ جگہ ہے ملکہ کبھی
شرما کر بیٹھ گئی خواصیں اپنے اپنے مقام پر اپنے قرینے سے کھڑی ہوئیں ملکہ نے کہا کہ آپ ارشاد فرمائیے
کہ آپ کا کدھر سے آنا ہوا یہ تو مجھکو معلوم ہوا کہ آپ آہو کے تعاقب میں اس باغ میں تشریف لائے ہیں مگر یہ
نہ معلوم ہوا کہ آپ کہاں کے بادشاہ ہیں اور کیا اسم مبارک ہے اور کس پر آپ کا دل آیا ہے اسقدر میری خواصیں
اور مصاحبین ہیں انہیں سے جسپر دل آیا ہو بیان فرمائیے وہ آپ کی خدمت میں حاضر کی جائے یہ کلام ملکہ کا سنکر
ہر ایک خواص و مصاحب نے اپنی تیوری بدلی اور اپنے دل میں کہا کہ لاحول ولا قوۃ ایسے بدصورت کو
پسند بھی کریں یا اسکی صحبت میں بیٹھیں خدا وند کرے جسکی صورت دیکھکر نفرت ہوتی ہے قے آتی ہے خدا وند کرے
کہ یہ موا جلدی یہاں سے جائے بھلا یہ کیا ہمکو پسند کرے گا کوئی چڑیل اسکے قابل ہو جیسا یہ ہے ویسی
جوتی اسکو زیبا ہے ہم میں سے کس کی شامت ہے کہ اسکی صحبت کو قبول کریگی اگر اندھیری رات میں

گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام ملکہ کی جانب بڑھایا اور اُسکے منہ سے لگا دیا اور کہا ملکہ مین نے جب سے
تمکو دیکھا ہی تمھارے اوپر عاشق ہوگیا ہون تمھارے اوپر جان جاتی ہی از براے خداوند میری آرزو پوری کرو
اور میرے دل کو شاد کرو یہ خیال تو کرو کہ مین خداوند ہو کر تمپر مرتا ہون اپنی زوجہ بناؤنگا تمھارا تو فخر ہی یہ شرف
کب کسی کو ملتا ہی ملکہ نے یہ سنکر اپنا سر جھکا لیا یہ مرتد ایسا عشق مین مبہوت ہو کر اسنے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ تم
کون ہو اور کون نہین ہو کس ملک کی شاہزادی ہو کیا نام ہی صاحب شوہر ہو یا ناکتخدا ہو ایسا عشق سوار تھا یہ بھی نہ خیال تھا
کہ یہ خواصین سامنے موجود ہین دوسرے مین ایک غیر مرد ہون ملکہ تو سر جھکا کے شرم کے مارے خاموش بیٹھی ہوئی
ہی اسنے وہ جام اُسکے ہونٹھون سے لگا دیا اور کہا تمکو ہمارے سر کی قسم جو نہ پی جاؤ تو وہ پی گئی دوسرا جام مملو کر کے اسنے
خود پیا کچھ سرور جو ہوا تو اُسکے برابر ہی تو بیٹھا ہوا تھا دست گستاخی کو دراز کرنا چاہا یہ رنگ دیکھکر سب خواصین اسکے
پاس سے اٹھکر چلی گئین کوئی کسی حیلے سے کوئی کسی بہانے سے اور ایک مقام پر جمع ہو کر یہ گفتگو کرنے لگین کہ اب
ہمپر کھلا کہ یہ شخص ملکہ کی مد نظر ہی وہی اسکو لائی ہین یہ جوان ان کے قابل ہی اُنکی خوب خدمت کریگا یہ اُنکو راضی
بھی کر دیگا سیوتی بولی کہ مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ یہ ساری کارروائی ملکہ کی ہی وہ تو ایسی فکرین پیدا کرتی ہین مگر
مین کیا بد صورت ہی ایک بولی کہ اے سیوتی تمھارے نزدیک یہ صورت ہی ملکہ کی آنکھ سے دیکھو اور ملکہ
کے دل سے تو اسکی حقیقت دریافت کرو تو نے نہین سنا کہ کسی نے کہا ہی کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید تمکو برا معلوم
ہوتا ہی وہ عورت جو کہ ملکہ کے ہمراہ آئی تھی اُسنے کہا کہ تھوڑے عرصے مین یہ احوال ظاہر ہو جائیگا کہ کون انکو
لایا ہی سیوتی بولی کہ کیون ہمنے کہا نہین تھا کہ یہ احوال تھوڑے عرصے مین ظاہر ہو جائیگا ہم ملکہ کی صورت دیکھکر پہلے
ہی سمجھ گئے تھے یہان تو باہم یہ گفتگو ہو رہی ہی اُدھر ملکہ وچتر رنگ ایک مقام پر تنہا بیٹھے ہوئے تھے اب چتر رنگ
نے تنہا پایا اور صحبت کو غیر سے خالی دیکھا بس اسکو تاب نہ رہی اسنے دست درازی شروع کر دی اور کسی مقام پر ہاتھ
لیجا کر فرسے لوٹنے لگا ملکہ نے جو یہ رنگ دیکھا اُسکے پہلو سے اُٹھنے کا قصد کیا صرف اُسکے ستانے کو ورنہ خود اسکی
خواہش تھی ناظرین پر تھوڑے عرصے مین ظاہر ہو جائیگا کہ یہ کون ہی اور کس غرض سے اسکو لائی ہی جب چتر رنگ نے
اُسکا یہ قصد دیکھا اور زیادہ بیتاب ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور خوب دبوچ کر گلے سے لگا لیا اور کہا ملکہ کیون ستاتی ہو
کچھ منہ سے بولو اپنے عاشق سے بات کرو اری نادان آخر تیرا کیا نقصان ہی لوگ تیری عزت کرینگے کیونکہ مین
خدا ہون خداوند کی زوجہ کہلاؤگی اور مرد و عورت اسی لیے ہوتے ہین یہی زندگی کا مزہ ہی یہی جوانی کا لطف ہی یہ کہا
جب سے تمکو دیکھا ہی دل قابو مین نہین ہی جی دل چاہتا ہی کہ تمکو گلے سے لگاؤن پیار کرون تمنا سے دل حاصل کرون
یہ کہکر قصد کیا کہ بوسہ لے کہ ملکہ نے شرم سے سر جھکا کر کہا کہ تمکو کبھی خوف معلوم ہوتا ہی یہ بھی کوئی بات ہی کہ بیکار
کو لپٹے جاتے ہو یہ سردار ہین مجھکو اکیلا چھوڑ گئین نہین معلوم کہان چلی گئین میرا تو دل گھبراتا ہی یہ مرد والیتا ہی جاتا ہی اب
چتر رنگ کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ یہ کون سی گفتگو ہی کوئی بھی ایسی تقریر کرتا ہی ارے مجھکو چھوڑ دے میرا دم گھبراتا
ہی میری اسپاہیان تو نے دبا ڈالین دیکھو مین چلاتی ہون مجھکو یہ باتین نہین بھاتی ہین اگر مین جانتی کہ مین اس عذاب
مین مبتلا ہونگی تو مین کبھی تمکو وہان سے اپنے ساتھ نہ لاتی مین نے تو رحم کھا کر یہ کام کیا اور یہ خیال کیا کہ نہ معلوم
آپکا مقام یہان سے کتنی دور ہی رات ہوگئی ہی آج کے دن اپنا مہمان کرون اب تو مین دوسرے عذاب مین
مبتلا ہوگئی خدا اوجدا ایسے دل کو غارت کرین کہ جسکو دیکھا رحم آگیا اور اُسکی ہمدردی کرنے کو موجود ہوگئی یہ نہ خیال
کیا کہ یہ غیر مرد ہی کچھ اونچ نیچ پڑے تو کیا ہو مین تو کسی طرف کی نہ رہون اور وہ اپنا کام کر کے چھپا کیا اُسکی سزا
پائی خود کردہ را علاجے نیست اپنے پاؤن مین اپنے ہاتھ سے کلہاڑی ماری خیر جو ہوا سو ہوا آپکی کوئی خطا نہین
لیکن ذرا میرے پاس سے الگ ہٹکر بیٹھو یہ جو اُسنے کہا چتر رنگ کے دل کو جیسے کسی نے بیچین کر دیا اور بیقرار ہو گیا

اتنو یہ حالت ہوگئی کہ آنکھون مین پردے سے پڑ گئے اور اسقدر بیقرار ہوا کہ سرد آہین بھرنے لگا اور خوب دبوچنے لگا اور
منہ سے کسی چیز کو ہاتھون مین لیکر اُڑانے لگا تب اُسنے دیکھا کہ یہ اب خوب مست ہوگیا ہے اب میرے افسون نے خوب
اثر کیا ہے اُسنے کہا کہ مین تمھارے مطلب کو سمجھ گئی گو بہت مشکل امر ہے اور مجھکو خوف بھی معلوم ہوتا ہے مگر مجھکو تمھاری خاطر
ہر طرح منظور ہے کیونکہ تم ہمارے مہمان ہو اور تم کسقدر بے لطف ہو کہ جس چیز کا لطف ہے اُسی سے کچھ غرض نہین تھوڑی
شراب خود نوش کرو اور مجھکو بھی شراب ایسے پلاؤ تو مزہ ہے یہ جو اُسنے کہا چترنگ نے شیشہ اُٹھا کر جام لبریز کیا
اور ملکہ کو دیا وہ پی گئی اس سے اسکا مطلب یہ تھا کہ یہ اور مست ہو جائے چونکہ یہ بھی تو اب مست ہو چلی ہے اُسکے گلے
لگانے سے اور دست ہوس کے دراز کرنے سے اسکا یہ مطلب ہوا کہ جب یہ شراب پیئیگا تو مجھکو بھی دیگا مین بھی
مست ہونگی اور ایسی حالت مین خوب مزا ملیگا بس اس سبب سے شراب کی ترغیب دی چترنگ نے جب اسکو
جام دے چکا پھر آپ پیا اُسکے بعد اُسکو پھر دیا پھر خود پیا اسی طور سے کوئی چار جام کی نوبت آئی اتنو دونون خوب
مست ہوے کہ اُسی حالت مستی مین چترنگ نے قصد کیا کہ اُسکے روے زیبا کا بوسہ لون کہ ایسی بو سے بدآئی کہ
اُسکی ساری مستی فوراً جاتی رہی دماغ پریشان ہوگیا یہ الگ ہٹ کر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے پھر طبیعت نے زور دیا
پھر اختیار اُکسانے لگا ابکی مرتبہ جو منہ بوسہ لینے کو اُسکے منہ کے قریب پہونچایا ہے تو پھر ویسی بو سے بدآئی کہ اُس
زیادہ بدتر حالت ہوئی بلکہ کچھ متلی بھی ہونے لگی اتنو یہ بہت دور جا کر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ صورت تو
یہ کہ جسکو دیکھکر میری یہ حالت ہوئی کہ جان جانے لگی مگر منہ کا یہ کچھ سنڈاس ہے یا کسی مکان کا بدرو ہے کہ جب
منہ کے برابر منہ کیا ایسی بو سے بدآئی کہ طبیعت پریشان ہوگئی ساری شیخی کرکری ہوگئی اُسنے جو یہ حالت دیکھی کہ یہ
دو مرتبہ قصد کر کے آیا اور جو تو نے تدبیر کی تھی وہ پوری ہوئی کہ خوب مست ہوا مگر بغیر مطلب حاصل کیے یہ لوٹ
خوف کرتا ہے صرف بوسہ لینے کو منہ بڑھایا اور بوسہ تک نہ لیا اور ہٹ گیا اسکا کیا سبب ہے سوا اس امر کے
کہ ابھی یہ بچہ ہے اور کوئی بات نہین کی ہے دوسرا سبب نہین معلوم ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈرتا ہے یہ خیال کر کے کہا
کہ کیون کیا ہوا یا تو وہ زور ہ زوری یا یہ ہے کہ کوئی نقص ہے یا خوف معلوم ہوتا ہے یہ سنکر چترنگ نے کہا کہ
کیا بیان کرون دل تو بہت بیقرار ہے اور نہایت بیتاب ہے مگر ایک امر ایسا ہوا ہے کہ جو میرے خیال مین نہین آتا ہے
وہی امر مانع ہوتا ہے اور میری حالت کو کم کر دیتا ہے مین نہایت متعجب ہون کہ یہ کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ بیان تو کرو کہ
وہ کیا سبب ہے یہ سنکر چترنگ نے کہا کہ جب مین بوسے کے قصد سے منہ تمھارے منہ کے برابر لاتا ہون ایسی
بو تمھارے منہ سے آتی ہے کہ طبیعت پریشان ہو جاتی ہے پھر وہ حالت باقی نہین رہتی ہے کہین کوئی اور قصہ نہ
کرون یہ کیا امر ہے میری کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کچھ بیان تو کرو کہ یہ کیا واقعہ ہے اور یہ بو سے بد منہ سے کیسی آتی ہے
کہ طبیعت گھبراتی ہے اُسنے کہا کہ ارے نادان سوا اس بات کے کوئی اور تو بات نہین ہے مین تو ڈری تھی کہ
تو اس قابل نہین ہے ناظرین یہ نہ خیال کرین کہ عورت ہو کر ایسے کلام کرے یہ فرقہ ہی ایسا ہے بہت سے مقامون
پر اور بہت سی جگہون مین تذکرہ ہوچکا ہے کہ اس سے زیادہ ترکیبین اس قسم کی عورتون نے کی ہین کہ جو
بالکل شرم و حیا کے خلاف ہین اور یہ تو کوئی بات نہین ہے اب ناظرین والاتمکین اور سامعان ذیشان کو معلوم
ہو کہ وہ اپنا حال بیان کرتی ہے یہ کہکر کہا کہ ارے مجھ مین اس عیب کے سوا اور کوئی عیب نہین ہے کیونکہ مین
خوبصورت ہون اور ابھی جوان ہون کوئی تین سو برس کا سن ہوگا ابھی میری شادی نہین ہوئی ہے مین مرد کی
صورت سے اچھے طور سے واقف نہین ہون ہان اسکی تو قسم نہین کھاتی ہون کہ مین نے کسی مرد کو دیکھا نہین
مگر شادی نہین کی ابھی ناکتخدا ہون تو ایسی حالت مین یہ کوئی عیب نہین ہے اسنے دلپر جبر کر کے میری طرف سے
منہ پھیر کر اپنا کام کر اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو یاد رکھ کہ تمام عالم مین تیری حکومت کرا دونگی سب تیری

اطاعت کرینگے تیری فرمانبرداری کا دم بھرینگے جو تیرا خیال ہے اُسکے موافق تیرا کام کردونگی تو اسنے کہ خدا کہلانا چاہا
ہو تو ایسا کردونگی کہ سب تیری خدائی کو قبول کرینگے اور تمام عالم تجھکو سجدہ کریگا میرے اسوقت کے کہنے کا تجھکو
اُسوقت لطف ملیگا جب تو اسکا مزا اُٹھائیگا ارے صاف سن لے مین ساحرہ ہون میرا نام قتال جادو ہے ارے
مین تجھسے ایک بات دریافت کرتی ہون اُسوقت نفرت نہوئی کہ جب ایسی بو سے پیدا ہوے اور اسی لہو کا دودھ
پیا وہ مثل ہوئی کہ گڑ کھاؤن گلگلون سے پرہیز ارے تیرا تو گوشت پوست اسی لہو کا بنا ہوا ہے تیری مان کون ہے
وہ بھی تو ساحرہ ہے اور اُسپر یہ لطف ہے کہ بدصورت ہے اور نوسی برس کی عمر ہے وہ اپنے کو سحر سے جوان بنا
رہتی ہے ورنہ اُسکی عمر بہت بڑی ہے اب اصل حقیقت سے آگاہ ہو کہ مین کون ہون اور تیری مان کون ہے جبکہ
حمزہ اول تیرے دادا کے تعاقب مین زبرجد نگار مین پہونچے اور حمزہ غیرہ و ماسم جادو کے سحر مین مبتلا
ہوکر زبرجد نگار کو سجدہ کرنے لگے تو حمزہ اول کہ جسکے فرزند بیٹے امیر ثانی نے تیرے باپ کو طلسم آئینہ مین
قتل کیا ہے وہ حمزہ چاہ الماس مین برائے قتل و ماسم جادو گیا تھا اور اُسنے تمام چاہ الماس کو ساحرون سے
پاک کیا تھا اُس زمانے مین مین بھی اور تیری مان بھی بچہ تو نہین تھی مگر جوان تھی اور کچھ سحر نہین جانتی تھی صرف
دوایک منتر یاد تھے اب یہ سن کہ مین اور وہ کون ہون ہوشیار جادو و ماسم جادو کی ایک بہن تھی اُسکی
ایک لڑکی مسمار جادو تھی اُسکی دو لڑکیان تھی ایک کا نام ناکام جادو تیری نانی اور ایک خود کام جادو
میری مان چونکہ یہ دونون بہنین جوان تھین یہ تو اپنی مان کے ساتھ لڑکر ماری گئین ہم دونون اُس زمانے مین
کچھ نہین جانتے تھے میری مان اور تیری نانی ہم دونون کو چاہ بابل مین برائے تعلیم سحر چھوڑ آئی تھین گو کہ خود
بہت بڑی زبردست ساحرہ تھین مگر اُنکو مہلت نہ تھی کہ ہمکو تعلیم سحر کرتین بدین سبب ہم دونون بچ گئے جب
ہمکو بربادی چاہ الماس کی خبر ہوئی ہم بہت پریشان ہوے مگر کیا ہوتا ہے اب یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے سحر
مین کمال پیدا کرو اور اہل اسلام سے مقابلہ کرکے اپنی اپنی مان کا عوض لو جب سحر مین کمال ہوا تو اُس مقام
سے چاہ الماس مین آئے مگر وہان تمام چاہ الماس کو ویران پایا جابجا اہل اسلام کا دمامہ دیکھا اُنکے نام کا سکہ
خطبہ جاری تھا ہمکو اور رنج ہوا ہم وہان سے اور طرف کو چلے جہان جاتے ہین سوائے اہل اسلام کے اور
کوئی نظر نہین آتا [illegible] دونون ہمراہ ہین جب یہ حالت دیکھی تو خیال کیا اور باہم صلاح کی اب اہل اسلام
سے سامنا ہونا ٹھیک نہین ہے کیونکہ اُنکے مذہب کو بڑی ترقی ہو گئی ہے اور ہمیشہ یہ بھی سنا کہ لقا قتل ہوے طلسم
ہوشربا جو بہت بڑا طلسم تھا جہان بڑے بڑے ساحر رہتے تھے مسلمانون نے فتح کر لیا طلسم نورافشان تک بھی اُنکا
قبضہ ہوا اب اُنھون نے بڑی ترقی کی ہے اُنسے لڑکر اپنی جان دینا ہے اور دوسرے حمزہ اول جنھے چاہ الماس
کو برباد کیا اور وہ زبرجد [illegible] سجدہ گاہ کو ڈہا دیا اور امیر ثانی اپنے فرزند کو صاحبقران کر گیا اب وہ مقابلہ کرتا پھرتا
ہے اُسکا کوئی بال بیکا نہین کر سکتا ہے پس اسی سبب ہم دونون نے اپنے قدیم کو ترک کیا اور اسی دن سے
بظاہر اہل اسلام ہم دونون نے الگ الگ رہنا قبول کیا ایک ایک باغ بنایا اُسکو چشم مردم سے پوشیدہ
کیا اُسمین رہنے لگے چونکہ میری مان نے انتقال کیا میرا کم سن تھا اس سبب سے میری شادی نہین
ہوئی تیری مان نے شادی کی نہ تیری مان کی شادی ہوئی تھی مگر اُسنے تو اپنی شادی زہرہ ثانی کے ساتھ
ایک مدت کے بعد کر لی کیونکہ وہ اُسپر عاشق ہوئی تھی کہ جس سے تو پیدا ہوا تو ضرور خداوند زہرہ کا لڑکا
ہے وہ تو زہرہ کے پاس رہنے لگی کہ ایک دوسرا برس تھا شادی کو کہ زہرہ کو بھی مسلمانون نے قتل کیا لشکر تباہ
ہوا [illegible] اپنے رہنے کے واسطے بنایا اُسمین رہنے لگی تو بیٹا
[illegible] اسکو وارث نہین تھا اُسنے کسی ترکیب سے شہزادہ

کو چھپا رکھا اور اُسکے ساتھ عقد کیا تو اُسی زمانے مین پیدا ہوا اور اب تیرا سن کوئی تیرہ برس کا ہوگا جب تو پیدا ہوا تھا اور ایک دن تیرے اناجی کے تجھکو صحن مین لیے ہوے کھڑی تھی مین اُدھر کسی ضرورت سے جا نکلی تھی تجھپر جو نگاہ پڑی عاشق ہوئی گو مین جانتی تھی کہ تو میری بہن کا فرزند ہی مگر دل کو کیا کرون کوئی قابو کی چیز ہی اسپر کسیکا کچھ زور نہین ہی اس سبب عاجز ہین اب اُسدن سے یہ فکر تھی کہ کسی صورت سے مین تیرے اوپر قابض ہون مگر بس نہ چلتا تھا یہانتک نوبت پہونچی کہ تو جوان ہوا اور تمام باتون کے قابل ہوا اور خوب فنون سپہ گری و علم وغیرہ سے ماہر ہوا اب مجھکو یہ فکر ہوئی کہ کسی طور سے مین تجھکو اپنے باغ مین لاؤن تو جو شکار کو نکلا مجھکو خبر ہوئی کہ تم شکار کو آئے ہو مین بیقرار ہو گئی فوراً اپنے باغ سے سحر کرکے چلی اور اس مقام پر پہونچی جہان تم اپنے رفیقون کے ہمراہ بیٹھے ہوے تھے ہرن بولی سمجھ لیجئے کہ مین ہرن بنکر تمھارے روبرو آئی اور تمکو لگا کر یہان لائی اصل واقعہ تو یہ ہی جو کہ مین نے بیان کیا اب لازم ہی کہ میری آرزو کو پورا کرو جو کہ ایک مدت سے میرے دل مین ہی اگر تو میری تمنا پوری کریگا تو مین وہ کام کرونگی کہ تو بھی خوش ہوگا اور وہ امر یہ ہی کہ جو تو اپنے دل مین خیال کرتا ہی اور ہر مرتبہ کہتا ہی کہ مین خداوند ہون تو ضرور مین تجھکو خداوند بنا دونگی وہ تدبیر کرونگی کہ سب تجھکو اپنا خداوند تصور کرینگے اور تیری خدائی ایک عالم پر عمل ہو جائیگی مین ایک ساحرہ ہون اور تجھکو دیتی ہون وہ یہ ہی کہ مجھکو سحر کے ذریعے سے دریافت ہوا ہی کہ ارژنگ کوئی شخص ہی اور وہ بھی زہرہ ثانی کا بیٹا ہی اور تمھارا بھائی ہی اُسنے دعوی خدائی کیا ہی اُسکے ہمراہ اسلیمن نورچ و ہلیمن نورچ سے جنگ ہوا کرتی ہین اور آٹھ لاکھ کا لشکر بھی جمع کیا ہی ایک عالم اُسکی خدائی کا قائل ہوا ہی اور اُسنے دام مکر پھیلا رکھا ہی لوگ اُسکو سجدہ کرتے ہین میرے نزدیک وہ قابل خدائی نہین ہی مگر کیا کیا جاے کہ کوئی اور خدا نہ تھا کہ جسکی لوگ پرستش کرتے بس لوگون نے اُسکی خدائی کو قبول کر لیا اور اُسنے لشکرکشی کرکے ایک ملک اہل اسلام کا اپنے قبضہ مین کر لیا ہی کہ جسکا نام خاوران اور اب اُسکے پاس بہت بڑا لشکر ہی اسکا قصد ہی کہ وہ اہل اسلام پر لشکرکشی کرے یہ ایک نئی خبر ہی بس تجھکو لازم ہی کہ تو میرے کہنے کو قبول کر اور میرے دل کو خوش کرتا کہ اُسکے عوض مین تیری خدائی کو ترقی دون اور یہ مشہور کرون کہ ارژنگ نے غلط دعوی کیا ہی اور ارژنگ نے بالکل مکر و دغا کی ہی کہ اپنے کو خدا کہلوایا ہی یہ خداوند نہین کہ جسکا نام چہرنگ ہی بنا ہی خدا ہی اور یہی خدا برحق ہی اور سب نے غلطی کے سبب سے ارژنگ کو خداوند سمجھا ہی اور وہ لائق خدائی کے نہین ہی چہرنگ کو حق خدائی بھی پہونچتا ہی اور وہ تجھکو کرشمہ بتا دونگی کہ جس سے سب کو تیری خدائی کا یقین ہو جاے اور وہ تدبیرین کرون کہ ہر شہر کے لوگ تجھکو سجدہ کرنے لگین چہرنگ نے کہا کہ مین سحر کی مدد سے خدائی نہین کرنا چاہتا ہون بلکہ اپنے قوت بازو کے زور سے خدائی کرونگا اُس ساحرہ نے کہ جسکا نام ہشود جادو تھا کہا کہ او نادان یہ جتنے خدا گذرے کیا لقا کیا نمرود کیا فرعون کیا زبرجد شاہ یہ سب سحر کے سبب سے خدائی کرتے تھے اور ارژنگ کے لشکر مین بھی اسلیمن نورچ ساحر زبردست موجود ہی کوئی نقصان کی بات نہین ہی یہ جو اُسنے کہا تو اسکو بھی ہوس ہوئی اور کہنے لگا کہ اگر تم اس بات کی قسم کھاؤ کہ مین تیرے کارخانہ خدائی کو درست کردونگی اور تیری خدائی کو رواج دونگی تو جو تم کہو گی مین قبول کرونگا اور تمکو خوش کردونگا اُسنے کہا کہ تم بھی اسکی قسم کھاؤ کہ جو تم کہو گی مین اُسکو قبول کرونگا کبھی تمھارے حکم سے سرتابی نہ کرونگا اور تمھارے کہنے کے خلاف نہ کرونگا ہمیشہ تمھارے کہنے پر عمل کرونگا تو مین بھی قسم کھاتی ہون بس چہرنگ نے یہ سنکر اُسی وقت قسم کھائی اُسکے بعد ہشود جادو نے بھی قسم کھائی باہم دونون مین عہد و پیمان ہوے بعد اسکے اب چہرنگ اُسکے قریب آکر بیٹھا اور اختلاط کرنے لگا مگر ہر مرتبہ یہ کہتا جاتا ہی کہ دیکھو ملکہ اپنے اقرار کے خلاف نہ کرنا یہ سنکر وہ کہتی ہی کہ تجھسے کبھی خلاف ورزی نہ ہوگی مگر تم اپنی خدمتگذاری کا خیال رکھنا اور مین تو ہر طرح سے تیری خدائی کو ترقی دونگی

مین یہ اُس سے سنکر بہت خوش ہوا اُسنے خوب اختلاط کیا خوب بوسے لیے اتنے مین پھر بوسے بد کا بھی خیال نہ کیا خوب خوب
لپٹا اور خوب پیار کیا جب خوب مست ہو گیا اُسکو اُٹھا کر سہری پر لایا وہ لاکھ تڑپی پھڑکی مگر کچھ زور نہ چلا اُسنے اپنا اُسکا منھ
کالا کیا خوب اُسکو راضی کیا وہ بہت خوش ہوئی اُٹھکر بلائین لینے لگی کہانتک بیان کیا جائے وہ رات اُسی شغل
مین بسر ہوئی جب سحر ہوئی تو اُسنے چترنگ سے کہا کہ تم ایک تدبیر کرو کہ مین تمکو تمھارے لشکر مین پہونچا
دیتی ہون کیونکہ وہ لوگ بہت پریشان ہین تم آج اُسی مقام پر قیام کرنا اگر لوگ دریافت کرین تو کہنا کہ مجھکو ایک
قصبہ مین رات ہو گئی مگر وہ ہرن ہاتھ نہ آیا مین نے اُسی قصبہ مین شب بسر کی بوقت سحر ادھر کو روانہ ہوا ورنہ آکر ملا وہ
لوگ یقین کر لینگے دن بھر تو راحت سے لشکر مین رہنا رات کو مین آکر تمکو اس باغ مین لے آؤنگی رات بھر یہان
عیش کرنا بوقت سحر مین تمکو پھر تمھارے لشکر مین پہونچا دونگی جب بیدار ہونا اور سب لوگ جمع ہون تو کہنا کہ رات
کو خداوند مہر نے خواب مین تشریف لائے تھے اُنکے ہمراہ میرے پدر بزرگوار لقی زمرد شاہ بھی تھے جنکا مین فرزند
ہون اور وہ خداوند تھے تو مجھے خداوند لقا و خداوند زمرد شاہ نے فرمایا کہ ہم تمکو کل فرشتہ قدرت روانہ کرکے
آسمان پر طلب کرینگے اور جو کچھ تمکو علم خدائی تعلیم کرنا ہی تمکو تعلیم کرینگے اور اپنا خاصہ خدائی تمکو دینگے کیونکہ آجکل دنیا
مین کوئی خدا نہین ہی اور درکار تھا کہ خدائی اب بند ہو اور ایک شخص نے جھوٹا دعوی خدائی کا کیا ہی زمرد کا فرزند ہے کہ
پس مین تمکو اُسکے نام سے بھی آگاہ کر دونگا اور کلید کارخانہ خدائی بھی تمکو دونگا کہ تم تمام عالم کو اپنے خدا ہونے سے
آگاہ کرو اور اسکو اس دعوی باطل کی سزا دو یہ خواب کا بیان تم اپنے اہل لشکر اور رفیقون سے کہنا کہ اگر مین بالا
آسمان چلا جاؤن تو تم لوگ یہان سے شہر کو چلے جانا مین وہان سے ہو کر شہر ہی مین آؤنگا اور شہزادہ و شاہ و دیگر
لوگون سے یہ خواب اور میرا جانا آسمان پر بیان کرنا تاکہ اُنکو بھی معلوم ہو کہ وہ لوگ تمھارے اس کہنے کو
باور نہ کرینگے مگر اُسوقت جب تم اُنکے روبرو بالا سے آسمان جاؤ گے لیئے تم سوار ہو کر یہان سے لشکر روانہ ہونا
مین سحر سے تمکو اُٹھا لاؤنگی اور دس دن یہان رکھکر جو کچھ کام مجھکو کرنا ہین درست کر دونگی اور جو جو امر تمکو تعلیم کرنا
ہین تعلیم کر دونگی پھر دیکھنا کہ کیسی تمھاری خدائی کو ترقی ہوتی ہی کہ کسی کی خدائی کو نصیب نہوئی ہوگی اور کس قدر لوگ
تمھارے معتقد ہو جائینگے کہ ایسے کسی اور خداوند کے معتقد نہوے ہونگے اور خداوندان گزشتہ سے تمھاری خدائی کا
روز بہت بڑھ جائیگا اور ارژنگ کی خدائی بالکل منسوخ ہو جائیگی پھر اہل اسلام سے اپنے باپ کے خون کا
بدلا لینا اور اُنکو بھی مطیع بنانا اور جو لوگ انکار کرین اُنکو قتل کرنا اور اُنکے ملک و جاگیر وغیرہ چھین لینا مگر یہ مسلمان کہ
نہایت سخت جان ہوتے ہین یہان کہین گرفتار ہو گئے یا مبتلائے سحر ہوے اُنکی مدد کے واسطے عجیب عجیب
طرح کے سامان مہیا ہو جاتے ہین اور یہ لوگ رہا ہو جاتے ہین تو اُنکی فطرت سے تم اپنے کو بچانا اور خوب ہوشیاری
سے کام کرنا یہ باتین سنکے چترنگ نے کہا کہ تدبیر تو خوب نکالی ہی کیا کہنا ہین موافق تمھارے کہنے کے کرونگا
سر مو فرق نہوگا جو تم بتا دوگی اُسی کے مطابق عمل کرونگا یہ کہکر اُسکو خوب پیار کیا اور اُسکے عوض مین اسکا دل خوش
کر دیا بعد ان باتون کے وہ اسکو لیکر سحر سے اُڑکر ایک صحرا مین آئی اور اسکا مرکب بھی لائی اور کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی
طرف جاؤ مین باغ کو جاتی ہون یہ سنکے چترنگ نے اُسکو خوب گلے سے لگایا پیار کرکے کہا کہ جاؤ مگر رات کو
ضرور لے جانا مین تمھاری جدائی کی تاب نہین لا سکتا ہون اُس نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین ضرور آکر لیجاؤنگی
مجھے کب صبر آئیگا یہ کہکر وہ تو اپنے باغ کو چلی گئی یہ طرف لشکر کے مرکب پر سوار ہو کر چلا اسکو تو اپنی راہ مین رکھا جاتا ہی

اب کچھ حال چترنگ کے رفیقون و لشکر کا تحریر ہوتا ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ جب چترنگ اُس ہرن کے تعاقب مین گیا اور تھوڑی دور تک اُسکے رفیق بھی گئے

جب انکے مرکب نہ چل سکے اور وہ رہ گئے اور یہ نکلا چلا گیا اسکا تو حال روبروے ناظرین بیان ہو چکا اب ان
لوگون کا حال سماعت فرمائیے کہ تھوڑے عرصہ تک تو یہ اسی صحرا مین اسکے منتظر کھڑے رہے کہ اب واپس آئے
اور اب واپس آئے جب نہ واپس آیا تو انھون نے خیال کیا کہ قیامگاہ پر چلو شاہزادہ بھی قیامگاہ پر واپس ہوکر
ضرور آئیگا یہ سوچکر سب پہلے اُس مقام پر آئے جہان ہرن پڑے ہوے تھے انکو وہان سے لیکر طرف
قیامگاہ کے سوار ہوے اور راہ طے کرکے یہ لوگ قیامگاہ پر آئے انکو رات ہوگئی تھی اور لوگون اور اہل لشکر
نے دریافت کیا کہ شاہزادے صاحب کہان ہین اُن لوگون نے کہا کہ وہ ایک آہو کے تعاقب مین گئے تھے
ابھی تک واپس نہین آئے ہم نے بہت انتظار کیا اور تلاش بھی کیا کہین نشان تک نہ ملا آخر عاجز ہوکر اسطرف
چلے آئے کہ شاید لشکر مین تشریف لے گئے ہون چلکر دیکھنا چاہیے کیا یہان تشریف نہین لائے انھون نے کہا کہ
یہان تو نہین تشریف لائے نہین معلوم کدھر نکل گئے ہین اتنی رات ہو گئی ہے تو تلاش کرین یہ کہکر ایک
اپنے اپنے مقام پر گیا مگر وہ رات اسی فکر مین بسر کی اور جاگ کے سحر کی کہ معلوم شاہزادہ کدھر نکل گیا کہ صبح ظاہر
ہوئی ہر ایک اٹھکر اپنے اپنے مقام سے بارگاہ مین آیا اور باہم مشورہ کیا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ شاہزادہ
تو رات کو بھی نہ آیا اسیوقت ضرور تلاش کرنا چاہیے اور ہر سمت سوار روانہ کرنا چاہیے کہ وہ تلاش کرین
اور ہم لوگون کو بھی تلاش کرنے کیلیے جانا چاہیے یہ صلاح کرکے اسی وقت چند سوارون کو بلاکر کہا کہ جاکر
اور شاہزادے کو تلاش کرو وہ سوار یہ حکم سنکر اپنے بستر پر آئے اور لباس پہنکر مرکبون پر سوار ہوکر چلنے کیلیے قصد
سے کمر بستہ ہوے شاہزادہ حمزہ لوگ بھی اسیطرح اپنے مرکب پر سوار ہوکر چلے تھے اور راہین قائم ہو رہی تھین کہ کوئی
مغرب کی جانب ڈھونڈھنے کو جائے اور کوئی مشرق کی سمت روانہ ہوا اور چند سوار تو جنوب کی طرف قریات اور
دیہات مین تلاش کرین اور چند سوار جانب شمال براے تلاش شہزادہ جائین ہر چہار سمت تلاش کرین لیکن تاکید
کہ بہت جلد پتہ ملجائے اور کل لشکر جو ہمراہی مین ہو اُسنے کہدیا ہر کہ سب تیار رہین کہ جسوقت کوئی سوار خبر پہونچائے
فوراً فوج براے مدد جائے کیونکہ آج کل مسلمانون کا نہایت زور ہو رہا ہے اسی وجہ سے خوف معلوم ہوتا ہے
کہ ایسا نہوا ہو کہ کسی مقام پر کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہو تو بڑی مشکل کی بات ہے یہ کہہ لشکر سب نے قصد کیا کہ ایک ایک
سمت کو روانہ ہون سب نے مرکبون کی باگ لی کہ دیکھا سامنے شہزادہ مرکب اڑائے چلا آتا ہے یہ سب
دیکھکر اور مرکبون کو بڑھاکر چتر نگار کے قریب آئے اور عرض کیا کہ حضور کہان تھے ہمکو تمام رات جاگتے اور
تشویش مین بسر ہوئی اب ہم لوگ براے تلاش حضور چلے تھے اور یہ سوار بھی جاتے تھے چتر نگار نے کہا کہ
بارگاہ مین چلو تو بیان کرون کہ کہان رات بسر ہوئی یہ سنکے وہ سب اسکو لیکر بارگاہ مین آئے سوار
اپنے اپنے مقام پر آئے کمرین کھولین یہان بارگاہ مین آکر چتر نگار اپنی کرسی پر بیٹھا تمام رفیق اسکے گرد بیٹھ
بیٹھے مگر اُسکا عیار بھی اُسکے آنے کی خبر سنکے بارگاہ مین آیا کیونکہ اسکا قصد بھی براے تلاش جانیکا
تھا جب سب بیٹھ چکے اسوقت چتر نگار نے وہی فقرہ جو کہ اُس ساحرہ نے بتایا تھا کہ مین آہو کے تعاقب
مین بہت دور نکلگیا اور وہ آہو قریب ایک قصبہ کے جاکر گم ہوگیا چونکہ رات ہوگئی تھی بدین سبب مین اسی قصبہ
مین رہ گیا بوقت سحر ادھر کو روانہ ہوا تم سے آکر ملا سب کے سب یہ کیفیت سنکے خوش ہوے اور کچھ صدقہ وغیرہ
شاہزادے کے اوپر سے اتار کر چتر نگار نے کہا کہ اب مکان کو تشریف لے چلیے کیونکہ آپ اطلاع کیے بغیر
چلے آئے تھے سب پریشان ہونگے چتر نگار نے کہا کہ کل کے روز اور شکار کرلین پرسون چلینگے آج تو کل
کے تھکے ہوے ہین آج استراحت کرکے کل شکار کھیلین گے پرسون ضرور چلینگے یہ سنکر وہ خاموش ہو رہا لیکن
رات بھر کا جاگا ہوا تھا اور چتر نگار بھی تو رات بھر کا جاگا ہوا تھا اسکے رفیقون کو بھی رات جاگتے گئی تھی

تھی سبھون نے ساتھ چترنگار کے خاصہ تناول کیا اور اپنے اپنے مقام پر بڑا سے آرام چلے گئے اور جا کر سو رہے اور چترنگار بھی اپنی خوابگاہ مین جا کر سو رہا دن بھر سو یا کیا قریب شام اُٹھا منہہ ہاتھ دھو کر بیرون بارگاہ آ کر بیٹھا سب رفیق بھی آ گئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے کوئی پہر رات تک صحبت کی سیر کیا کیا بعد اسکے بارگاہ مین آیا خاصہ طلب کیا مع رفیقون کے کھانا کھایا اُسکے بعد آرامگاہ مین جا کر سو رہا پہرہ چوکی سب موقوف کر دیا ہر ایک رفیق بھی اپنی اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہا جب دو پہر رات آئی تو ٹمو دجادو اپنی خواصون کو محفل عیش آراستہ کرنیکا حکم دیکر اور سحر سے اپنے کو آراستہ کرکے اور تخت سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر چترنگار کے چلی اور لشکر مین پہونچکر دیکھا کہ تمام لشکر مین سناٹا پڑا ہوا ہی سب سو رہے ہین یہ چترنگار کے مقام خوابگاہ کو سحر سے دریافت کرکے اُسکی خوابگاہ مین آئی اُسکو بھی سوتا پایا اُٹھا کر اپنے تخت پر لٹا یا اور لیکر اپنے باغ کو روانہ ہوئی اسنے اتنا دن اور اسقدر رات اسکے فراق مین تڑپ تڑپ کے بسر کی تھی اسکو اپنے باغ مین لیکر آئی یہان سب سامان تو درست ہی تھا اسنے چترنگار کو مسند پر لا کر لٹا یا اور اُسکو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اُسی باغ مین مسند پر لیٹا پایا اور ٹمو دجادو کو سرہانے بیٹھے دیکھا یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تم نے مجھکو ہوشیار کیون نہ کیا اور وہان سے اُٹھا لائین اُسنے کہا کہ ہوشیار کرنے کی کیا ضرورت تھی وہان نہ ہوشیار کیا یہان تو لا کر ہوشیار کیا یہ یہ کہکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اُسنے اُسکے بوسے لینا شروع کر دیے خواصین یہ کیفیت دیکھکر سرک گئین خوب تخلیہ مین اختلاط ہوے اُسکے بعد خواصون کو پکارا کیونکہ یہ دونون دن بھر کے بھوکے ہو رہے تھے تو ٹمو دجادو نے کھانا دکھایا تھا خواصین جو آئین تو اسنے خاصہ طلب کیا اُنھون نے خاصہ حاضر کیا گو کہ چترنگار کھا ئے ہوے تھا مگر اُسکی خاطر سے پھر کھانے کو بیٹھ گیا اور کھایا بعد کھانا کھانے کے دو ایک جام شراب کے پیے کچھ دیر گانا سنا اُسکے بعد بارہ دری مین جا کر دلون عیش مین مصروف ہوے اور منہہ کالے ہونے لگے کیونکہ دونون اسی کے طالب تھے یہان تک کہ قریب صبح یہی شغل رہا جب صبح قریب ہوئی ٹمو دجادو نے کہا کہ اب مین تمکو تمھارے لشکر مین پہونچا کے آتی ہون تم صبح کو سب کے روبرو وہی خواب بیان کرنا اور سوار ہو کر نگار کو جانا مین آ کر لیجاؤنگی مگر جب تک پابند ہوتا تو یہ کہتا یہ کہکر کچھ اُسکو تعلیم کیا کہ وہ وقت پر ظاہر ہوگا یہ سنکر چترنگار نے کہی اُسکے رخسار کے بوسے لیے اب لطف حرام کو بوسے بھی نہین معلوم ہوتی ہی اب مزے مزے بوسے لیتا ہی جیسا نطفہ ہی ویسا ہی تو ہوگا اسکا باپ نہین ٹمو دجادو کے ہمراہ منہہ کالا کیا کرتا تھا وہی اثر اسمین بھی ہی وہ جو مثل بنی ہو مثل کہ گوہ کا کیڑا گوہ ہی مین جاتا ہی فرزند وہی سعید ہی جو باپ کی پیروی کرے اور باپ کے قدم پر قدم رکھے ورنہ وہ فرزند نہین ہی جو اسکے خلاف ہو الیون کا فرزند نہین گو کا پوت نوما سے بے اختلاط کرکے وہ اسکو تخت پر سوار کرکے اُسکے لشکر کی طرف چلی راہ مین بھی یہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا اُسکو خوش کرتا ہوا آیا اُسنے لا کر اُسکو اُسکی خوابگاہ مین اُتارا اور آپ رخصت ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی گئی یہ بستر پر لیٹ کر خواب مرگ مین مبتلا ہو گیا اب راوی بیان کرتا ہی کہ ٹمو دجادو تو اپنے باغ مین جا کر کچھ دیر سوئی اُسکے بعد اُٹھکر اور سحر کرکے طرف چترنگار کے روانہ ہوئی اور ایک مقام پر صحرا مین آ کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے پوشیدہ سحر کرکے اپنے کو کھڑی ہوئی اور چترنگار کا انتظار کرنے لگی کہ وہ آئے تو مین اُسکو لیکر اُسکے ذریعے سے اپنے باغ کو جاؤن یہ تو یہان کھڑی ہوئی ہی اُدھر کا حال سنیے کہ چترنگار جو بیدار ہوا منہہ ہاتھ دھو کر بارگاہ مین آیا سب رفیق حاضر دربار ہوے کرسیاں بچھائی گئین تمام ہو گیا جب سب لوگ دربار والے آ چکے اور قرینے سے اپنے اپنے عہدے پر جلوہ افروز ہو چکے تو چترنگار نے سبکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے آج ایک خواب دیکھا ہی اور وہ نیا خواب ہی مین تم سب کے روبرو بیان کرتا ہون یہ کہکر وہی جھوٹا خواب سب کے روبرو بیان کیا وہ سب سنکر اپنے دلونمین ہنسنے

ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کہ بالکل دماغ خراب ہوگیا ہے کہ جسکی حد نہیں ہے بڑی خرابی کی بات ہے کہ یہ تو نئی
نئی باتیں کرتے ہیں ہم لوگ بسبب پاس نمک کے سوا اسکے ہان اور ہان کے کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں لو اور سنو کہ خواب میں خداوند
آئے تھے جو بات ہوتی ہے جو تقریر ہے وہ عمدہ ہے دل میں یہ سماگئی ہے کہ میں خدا ہوں بس اب یہ کیونکر دل سے نکلے یہ لوگ
تو باہم یہ اشارے کر رہے تھے کہ چہر نگار نے کہا کہ یہ بھی مجھکو خوب معلوم ہے کہ تم لوگ مجھکو جھوٹا اور کاذب جانتے ہو
مگر یہ حال تھوڑی دیر میں ظاہر ہو جائیگا اُسوقت تمکو یقین آئیگا لہذا تم لوگ بعد میرے آسمان پر جانے کے لشکر کو
لیکر شہر کی طرف چلے جانا اور بادشاہ اور اہل شہر کو میرے حال سے آگاہ کرنا اور یہاں نہ قیام کرنا ورنہ بڑی خرابی
ہوگی یہ کہکر حکم دیا کہ سامان شکار تیار کیا جائے ہم جاکر صید افگنی کرینگے یہ حکم سنکے عیار نے بارگاہ سے باہر نکلکر سامان
شکار کیا چاکروں نے مرکب لاکر دروازہ خیمہ پر موجود کیے کہ چہر نگار مع رفقا باہر آیا مرکبوں پر سب رفقا وغیرہ سوار
ہوئے چہر نگار مع رفقا کے طرف صحرا کے بقصد شکار روانہ ہوا جب اُس جنگل میں پہنچا جہاں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی اسکی منزل گڑھی
تھی جب شہزادے نے دیکھا کہ واقعی میرے کہنے کے بموجب شکار کو آیا ہے بس اُسنے اُسی مقام پر ٹھہر کر کہا کہ ایک برق کی
کڑک میں برق سے کئی درخت جل گئے اور جنگل میں آگ لگی تھی وہ بھی کہ ایک غبار پیدا ہوا اور تمام صحرا میں تاریکی ہوگئی
اور صدا آئی کہ ای بندگان من میں اپنے فرزند کو بالا سے آسمان بذریعہ ایک فرشتہ قدرت کے بلا لیتا ہوں یہ صدا
آکے پھر برق چمکی اور وہ تاریکی اور غبار برطرف ہوگیا سب نے دیکھا کہ ایک پنجہ چہر نگار کی کمر میں پڑا اور لیکر بلند ہوا
وہ پنجہ ایسا درخشندہ تھا کہ اُسپر کسی کی نگاہ نہ کام کرتی تھی چہر نگار کو لیکر وہ پنجہ طرف آسمان کے چلا اُسوقت چہر نگار نے
کچھ بلند ہوکر کہا کہ کیوں تم لوگوں کو تو میرے کہنے کا یقین نہ تھا تم لوگ مجھکو کاذب جانتے تھے جسوقت سے میں اس
صحرا میں آیا تھا اُسوقت سے میرے دل کو یقین ہوگیا تھا کہ میں خدا ہوں اب خدائی میری طرف سے ہوگئی اسی سبب سے
تو میں ہر چیز کو کہتا تھا کہ یہ میری قدرت سے خلق ہوئی ہے میں اسکا خالق ہوں تم لوگ باہم اشارے کرکے ہنستے
تھے اور کہتے تھے کہ یہ دیوانہ ہوگیا ہے اور جسدن میں نے پہلے وقت خواب بیان کیا تھا تو اُسوقت بھی تم لوگوں نے مجھے
سڑی قرار دیا تھا پہ تمہارا سے اقتضا و تقصیر بس اب سجدہ کرو اور توبہ کرو کہ کبھی آپ کے قول کو دروغ نہ خیال کرینگے
بلکہ آپکو اپنا خدا تصور کرینگے اگر اسکے خلاف کریں تو آپ ہمپر اپنا غضب نازل فرمائیں سجدہ کرکے اور سب سامان لیکر
شہر کو جاؤ بادشاہ و کل اہل دربار سے حال بیان کرنا اور انکو میری خدائی کی خبر دینا یہ کہکر چہر نگار نے کہا اب تو
سب کو یقین آیا مع گروہ ملک عیار کے سب نے سجدہ کیا اور سب نے توبہ کی اُدھر چہر نگار بلند ہوگیا اب جو سب نے
سر اٹھاکر دیکھا تو اُسکا نشان تک نہ پایا یہی تقریر تھوڑے پر وقت سحر اس سے بیان کی تھی بس یہ لوگ اُس مقام
سے باہم یہ تقریر کرتے ہوئے چلے کہ دراصل ہم جھوٹے تصور کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ دیوانے ہوگئے ہیں
اور خواب کو بھی دروغ تصور کیا تھا مگر یہ سچا نکلا ہمارے روبرو بالا سے آسمان فرشتۂ قدرت لے گیا اب شہزادے
کی بھی بڑی عزت ہوگی اور اُسکا مرتبہ بڑا ہوگا کہ اُسنے خداوند زادے کی پرورش کیا ہے یہی تقریر کرتے ہوئے
سب مقام قیام پر آئے اور اُسی وقت سامان کر دیا کہ یہاں سے چلو طرف شہر کے اور سب نے جو دریافت کیا
تو وہی واقعہ جو کہ دیکھا تھا اُنہوں نے بھی وہی سب بیان کر دیا وہ لوگ بہت خوش ہوئے اُسی وقت سب خیمہ وغیرہ
اُکھیڑ کر اونٹوں پر بار کرایا اور بار برداری بھی اونٹوں پر بار کرکے طرف شہر کے روانہ ہوئے طی منازل و قطع
مراحل کرکے قریب شام داخل شہر ہوئے اہل شہر نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ شاہزادہ کہاں ہے اُنہوں نے
سب سے کہا کہ کل دربار میں آنا ہم سب حال شاہزادے کا بیان کرینگے عجب واقعہ ہوا ہے سنکر وہ حیران ہوگا
جسنے دریافت کیا اُنہوں نے یہی بیان کیا وہ لوگ خیال کرنے لگے کہ کل صبح دربار میں ضرور جائینگے یہ لوگ تو کیا
فلاں میں کہ دیکھنا چاہئے نہیں معلوم کیا واقعہ ہوا ہے کہ جو کل کے روز بیان کیا جائیگا ادھر تو یہ سب اسی تردد میں تھے

اُدھر وہ سب کے سب اپنے مقام پر آئے لشکر اپنے مقام پر گیا یہ لوگ تو اس انتظار میں ہیں کہ صبح ہو لے تو دربار میں
جاکر شداد سے کل حال بیان کریں انکو تو چھوڑیے

اب حال شداد و جمہور جادو کا ملاحظہ ہو کہ جب انکو یہ خبر ہوئی کہ چترنگ شکار کو گیا ہے تو انکا حال کیا ہوا

راوی نے اس داستان کو بیطرح سے بیان کیا ہے کہ جب شداد کو یہ معلوم ہوا کہ چترنگ شاہ بغیر اجازت اپنے دربار کو چھوڑ کر
برائے شکار مع دس ہزار سواروں کے گیا ہے اسکو بڑا رنج ہوا اور اسی وقت دربار برخاست کیا کیونکہ دربار میں تھا اور
قاعدہ یہ تھا کہ چترنگ بھی ہر روز حاضر دربار ہوا کرتا تھا برابر تخت کے کرسی پر بیٹھتا تھا جب اُس روز چترنگ نہیں آیا تو
شداد و شاہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ آج چترنگ دربار میں نہیں آئے معلوم ہوا کہ برائے شکار گئے ہیں اسکو
رنج ہوا تھا اور اسی وقت دربار برخاست کرکے محل میں گیا تھا جمہور جادو اپنی زوجہ کو طلب کرکے کہا کہ کچھ آپ کو خبر بھی ہے کہ آپکے
فرزند نے کیا حرکت کی ہے کہ ہمسے بغیر اطلاع کیے ہوئے شکار کو چلے گئے کیا تمسے اجازت لیکر گئے ہیں جمہور جادو
نے کہا کہ مجھکو تو خبر بھی نہیں ہے کہ وہ کب گئے ہیں کچھ لشکر بھی ہمراہ گیا ہے یا نہیں شداد نے کہا کہ ہاں دس ہزار کا لشکر
ہماری سپاہ سے ہمراہ گیا ہے اُسنے کہا کہ مجھکو یہ خوف ہے کہ وہ کہیں اہل اسلام سے مقابلے کو نہ چلا جاسکے کیونکہ جبسے
اُسنے یہ سنا ہے کہ زمرد ثانی میرے باپ کو اہل اسلام نے قتل کیا اُسکو اُسدن سے اُنکے مقابلے کی ہوس ہے ہر دم
یہ کہتا ہے کہ میں مسلمانوں سے ضرور مقابلہ کرونگا اور عوض خون کا لونگا بس میرے نزدیک وہ ضرور اہل اسلام کے
مقابلے کو چلا گیا صرف بہانہ ہے شکار کا کہ شکار کو گیا ہے کیونکہ اپنے لوگوں سے کہ گیا ہوگا کہ جو کوئی دریافت کرے
تو کہدینا کہ شکار کو گئے ہیں اگر ایسا کیا تو بہت برا کیا کیونکہ دس ہزار سے کیا مقابلہ کریگا اہل اسلام کا لشکر کثیر ہے
اُن میں ایک ایک کے ہمراہ لاکھوں کی جمعیت ہے یہ کثرت ہے کہ جہاں وہ لشکر اُترتا ہے اُس صحرا کے قریب و جوار
کے قصبہ وغیرہ خالی ہو جاتے ہیں غلہ کی قلت ہوتی ہے یہ دس ہزار کیا معلوم ہونگے شداد نے یہ سنکر کہا کہ اگر
وہ مجھسے ذکر کرتے کہ میرا یہ قصد ہے تو میں خود اُنکے ہمراہ جاتا گلزار شاہ کو طلب کرتا وہ بغیر کہے سنے چلے گئے
ہمکو اطلاع بھی نہیں کی ہم مجبور ہیں مگر اب سوار روانہ کرتا ہوں کہ اُنکو تلاش کرکے لائیں یہ معلوم ہو کہ کس مقام پر جاکر
یہاں سے فروکش ہوئے ہیں جمہور جادو نے کہا کہ تم کیوں تکلیف کرو میں خود دریافت کیے لیتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں اگر
شکار کو گیا ہے تو خیر ورنہ تم لشکر ابھی اپنے ہمراہ لیکر جانا گلزار شاہ کو خبر کر دینا کہ ہم فلاں طرف لشکر لیکر
جاتے ہیں تم اپنا کل لشکر لیکر وہاں آنا کیونکہ ہمارا قصد اہل اسلام پر لشکرکشی کا ہے وہ ضرور آئیگا تم یہاں سے روانہ کرکے
اُسکی طرف کو روانہ ہونا شداد و شاہ نے کہا کہ بہتر دریافت کرو کہ وہ کہاں ہیں یہ سنکے جمہور جادو نے کچھ پڑھ کر اپنی
پشت دست پر دم کیا اور ایک پرچہ کاغذ کا اُٹھا کر اُسپر کچھ لکیریں بنائیں اور اُسکو طرف آسمان کے اُڑا دیا کہ وہ
کاغذ نظروں سے غائب ہو گیا یہ بیٹھکر کچھ پڑھنے لگی اور دم کرنے لگی کہ تھوڑی دیر کے بعد شداد نے دیکھا کہ وہ
کاغذ اُڑتا ہوا چلا آتا ہے اور سامنے شداد کے آکر گرا تب اُسکو اُٹھا کر دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ آگاہ ہو کہ فی الواقع چترنگ
برائے شکار گیا ہے کوئی مقام تشویش نہیں ہے وہ فلاں صحرا میں برائے شکار اُترا ہوا ہے یہ دیکھکر اُسکو اطمینان
ہوا اور وہ کاغذ جمہور جادو نے سامنے شداد کے ڈالدیا اور کہا دیکھو تو اُسنے جو دیکھا تو وہی عبارت تحریر پائی
وہ بھی اس کیفیت سے آگاہ ہو کر خاموش ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا آیا مگر خیال یہ ہوا کہ یہ لڑکا بڑا چالاک ہے
اسکو کسی کا خوف نہیں ہے کہ یہ کسی سے خوف کرتا ہوا سے یہ بھی نہ خیال کیا کہ ہم اجازت تو لیلیں یہ ایسا خود مختار
ہو گیا ہے یہ تو اپنے اپنے خیال کرینگے اب حال سماعت فرمائیے کہ جب کئی دن گذر گئے اور چترنگ شکار سے واپس نہ آیا
تو جمہور جادو نے کہا کہ اب تو کئی دن ہو گئے چترنگ کو شکار کو گئے ہوئے اب اُسکی خبر منگانا چاہیے کہ کس خیال میں ہے

اور کہاں ہے شداد شاہ نے کہا کہ میں کل سوار ہوکر ڈھونڈونگا یہ سنکر چپ ہو رہا اور خاموش ہو رہے وہ رات تمام ہوئی صبح کو شداد
دربار میں آیا سب اہل دربار بیٹھے ہوئے دربار آراستہ ہوا ابھی کوئی حکم دینے نہ پایا تھا وہ لوگ جو ہمراہ چیترنگ کے گئے
تھے اور جب اُسکا حکم سنکے شہر کو واپس آئے تھے بسبب رات ہوجانے کے اور دربار کے ہو چکنے کے اپنے اپنے
مقام پر چلے گئے تھے صبح کو اُٹھکر دربار میں آئے اور شداد کو مجرا کیا شداد نے مجرا لیکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ
ہیں جو کہ چیترنگ کے رفیق ہیں اُنکو اشارہ بیٹھنے کا کیا اس عرصہ میں بعض اہل شہر بھی دربار میں آ گئے تھے جنکو چیترنگ
سے الفت تھی جب وہ بیٹھ چکے تو شداد نے دریافت کیا کہ شاہزادہ کہاں ہے اور تم لوگ کیوں چلے آئے اُنکو کہاں
چھوڑ آئے کیا وہ محل میں گئے ہیں اُنھون نے عرض کیا کہ ہم سب واقعہ عرض کرتے ہیں جو کہ گزرا ہے یہ کہکر اُنھون نے ابتدا
سے کل حال یون عرض کیا کہ ہم ہمراہ شاہزادے کے فلان صحرا میں پہنچے اُنھون نے صحرا کو دیکھکر یہ فقرہ کہا
یہ میری قدرت ہے اور میں خدا ہون میں نے اسکو خلق کیا ہے ہم لوگ سنا کیے چونکہ رات ہوگئی تھی اُس دن اُنھون نے
اُسی صحرا میں قیام کیا چونکہ بسبب رات ہوجانے کے شکار نہیں کیا تھا صبح کو برائے شکار نکلے دو پہر تک بہت سے چرند
و پرند شکار کیے دوپہر کو ایک آہو نہایت خوبصورت نظر پڑا اُسکے تعاقب میں اُنھون نے گرفتار کرنے کو مرکب جولان کیا
وہ آہو چوکڑیاں بھرتا ہوا چلا اُسکے تعاقب میں نکل گئے ہم لوگ بھی ہمراہ تھے جہان تک ہمارے مرکبوں نے ساتھ دیا
ہم لوگ بھی ہمراہ تھے جب ہمارے مرکب نہ چل سکے تو ہم رہ گئے بڑی دیر تک اُنکا انتظار کیا جب وہ واپس نہ آئے
تو ہم لوگ قیامگاہ کو چلے آئے یہ خیال تھا کہ وہ بھی وہین تشریف لائینگے رات بھر انتظار کیا وہ تشریف نہیں لائے ہم
لوگ بہت پریشان ہوئے کہ کہاں تشریف لیگئے ہیں کہ ابھی تک واپس نہیں آئے صبح کو اُٹھکر چند سواروں کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اور ہم لوگ خود بھی تلاش کرنے کو چلے تھے ہنوز کوئی کسی طرف آمادہ ہوئے تھے کہ شاہزادے صاحب
تشریف لے آئے معلوم ہوا کہ دن بھر اُس آہو کے تعاقب میں پریشان رہے اور وہ آہو ہاتھ نہ آیا قریب ایک
قصبہ کے پہونچکر وہ آہو غائب ہوگیا شاہزادے نے فرمایا کہ وہاں اُسوقت رات ہوگئی تھی اور مقام قیام بہت دور
تھا میں شب کو اُسی قصبہ میں رہا اسوقت ادھر کو آیا حضور وہ دن تو شاہزادے نے راحت سے بسر کیا شام کو
آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوکر جب بارگاہ میں تشریف لائے تو ہم سب بھی حاضر ہوئے جب ہم سب جمع ہو چکے تو
فرمایا کہ میں نے شب کو ایک خواب دیکھا ہے ہم نے عرض کیا کہ کیا خواب ملاحظہ فرمایا ہے وہ خواب بیان فرمایا اُن لوگون
نے شداد کے روبرو اُس خواب کی سب کیفیت بیان کی ابتو شداد کے حواس جاتے رہے کہ یہ کیا امر ہے کہ یہ خواب
دیکھا اُن لوگون نے شداد سے کہا کہ خداوند ہمکو یقین نہ آیا کیونکہ وہ ابھی بچہ ہیں سمجھے جاتے کہ یہ تقاضا سن کا ہے کہ
اسی خیال میں آرام فرمایا تھا خواب و خیال تو مشہور ہے اسیکا تصور بندھا رہا اُسی سامان خواب میں بھی نظر آیا
کیونکہ جب سے یہان تشریف لائے ہیں یہی فرما رہے ہیں کہ میں خدا ہون میں خدا ہون علیٰ ہذا یہ خواب بھی ہے
ہم لوگ خاموش ہو رہے اُسکے بعد سامان شکار درست ہونیکا حکم فرمایا سب سامان درست ہوا ہم لوگون کو ہمراہ
لیکر برائے شکار روانہ ہوئے کوئی لشکر سے ایک میل آئے ہونگے کہ ایک برق چمکی جسنے تمام گھاس جلا دی اور
کئی درخت بھی جل گئے ایک غبار پیدا ہوا تمام صحرا میں تاریکی ہوگئی اُسکے بعد صدا آئی کہ میں اپنے فرزند کو لیے جاتا
ہون بالاے آسمان تاکہ اسکو دعوے خداوندی کا مزہ چکھا دون تم لوگ پریشان ہو نا شہر کو چلے جاؤ اُسکے بعد پھر برق
چمکی وہ تاریکی اور غبار بر طرف ہوگیا ہم نے دیکھا کہ شاہزادہ ابھی تک اپنے مرکب پر موجود ہے کہ ایک پنجہ خود بخود
پیدا ہوا اور شاہزادے کی کمر میں پڑا اور اُنکو مرکب سے لیکر بلند ہوا ابتو ہمارے حواس جاتے رہے پھر جو
تقریر کہ چیترنگ نے کی تھی وہ اُنھون نے شداد سے بیان کی اور عرض کیا کہ جو جو خیال ہم نے کیے تھے وہ سب
شاہزادے نے بیان فرمائے ابتو ہمکو یقین کلی ہوا کہ یہ سب امر سچ ہیں اُنھون نے ہمکو سجدہ کا حکم دیا تھا ہمنے سجدہ کیا

اب جو سجدے سے سر اٹھا کر دیکھا تو شاہزادے کو نہ پایا ہم بموجب ارشاد وہاں بیٹھے تھے ہم گاہ پیدا آئے سب کو ہمراہ لیکر
شہر کیطرف چلے کل شب کو آ کر یہاں پہنچے تھے چونکہ رات تھی بیٹھے آ کر خبر کرنا مناسب نہ جانا اپنے اپنے مقام پر ہم چلے
گئے اسوقت حاضر دربار ہوئے یہ واقعہ گذرا جو کہ ہمنے خدمت عالی میں عرض کیا اتنی کل حاضرین دربار سے
ہوش جاتے رہے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یا قدرت خداوندی ہے کوئی زمانہ خداوند سے خالی رہ نہیں سکتا
ہے اگر آپ چولا بدل کر آسمان پر چلے گئے تو دوسرا خدا ہمارے لئے مقرر کیا ہے اب انکو علم خداوندی تعلیم کر سکے
زمین پر بیٹھے ہیں [illegible] اہل دربار تو یہ ذکر کرنے لگے شمشاد نے ان لوگوں سے کہا کہ [illegible] کہاں ہے افسوس کہ [illegible]
عرض کیا کہ وہ نہیں آئے [illegible] کہا کہ جب میں [illegible] لونگا کہ شہزادہ آیا تو میں آؤنگا ورنہ میں اب نہ آؤنگا یہ سنکر
شمشاد کے ہوش جاتے رہے اسی وقت بحال خراب دیا طلب بیٹا ب دربار برخاست کیا اور محل میں چلا گیا [illegible]
حالت یہ ہے کہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں [illegible] لبوں پر آہ سرد چہرہ زرد اب جو دلرفتہ نے [illegible]
اور اسنے یہ حالت دیکھی کہا کچھ بیان تو کرو کہ کیا ماجرا ہے اور یہ تمھارا کیا حال ہے کیا کچھ میرے بچے کی خبر آئی کیا
کچھ اسکے دشمنوں پر بلا نازل ہوئی جلد بیان کرو میرے تو دل کی عجیب حالت ہے [illegible]
کلیجہ منہ کو چلا آتا ہے شمشاد اسکے قریب بیٹھ گیا اور کل حال از ابتدا تا انتہا سب جو کہ دیو سے بیان کیا [illegible]
کے رفیقوں سے سنا تھا یہ سننا تھا کہ دلرفتہ نے ایک چیخ ماری اور سر پیٹنے لگی اور تڑپنے لگی [illegible]
یا سے چند تک [illegible] کہکر چلانے لگی اور بین کرنے لگی کہ بیٹا تجھ ماں کو روتے [illegible]
گئے اپنے باپ پاس چلے گئے یہ کیا قیامت کی گھڑی یہ ہم پر کیا آفت نازل کی ایسا بھی کوئی کرتا ہے ابھی تو تم
پورے جوان بھی نہ ہونے پائے تھے اب کون خدا پرستوں سے زمرد کے خون کا عوض لیگا میں نہ مانوں گی
یہ ان لوگوں کا فقرہ ہے میرے بچے پر کوئی اور بلا نازل ہوئی ہے اگر یہ بات ہوتی تو کیسے ضرور آتا یہ کیا سبب
کہ کہ یہ نہیں آیا اسی صحرا میں رہا اور یہ کہا کہ جب شاہزادہ آئیگا تو میں بھی آؤنگا ابھی کچھ نہ کچھ بھید ہے یہ بالکل
خلاف عقل ہے جلدی میرے بچے کی خبر منگاؤ ورنہ میں اپنے کو ہلاک کروں گی کوئی بھی زندہ آجتک آسمان پر گیا
ہے سوا اسکے مرسکتا یا چولا بدل سکے وہ ابھی بچہ [illegible] سکے ہوتا ہے اپنے زمرد شاہ کہ جو میرے بچے کو یوں
لے گئے ہیں ایسی خدائی سے باز آئی وہ اپنی خدائی کو اپنے پاس رکھیں یا اور کسی کو دیں اگر میرا بچہ ہوگا تو سب
کچھ ہے ورنہ بیکار ہے ابھی اسکا سن کیا ہے جو وہ خدائی کریگا یہ تو ابھی جہاندیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ کا کام ہے اور
دوسرے یہ کسیطرح مجھکو گوارا ہے کہ وہ خدائی کرے اور اس خدائی کے سبب سے تمام عالم اسکا عدو ہو جائے کہ
جیسے اسکے باپ کے خون کا ہر ایک پیاسا تھا آخر عاجز ہو کر چولا بدلنا ہی پڑا اسوقت عالم عالم تو خدا پرست
ہو رہا ہے جب وہ لوگ یہ سنینگے کہ زمرد کے لڑکے نے خدائی کا دعوی کیا ہے وہ لشکرکشی کرکے ادھر کو آئینگے جب
لقا ایسا خداوند انکا کچھ نہ کر سکا کہ جسکے پاس لشکر بیشمار رہتا تھا ہمیشہ اہل اسلام کے ہاتھ سے عاجز رہا اور یہ بچا کچھا
تو یہ کیا کر سکیگا یہ سارا کام لقا کا تو یہ یاد کیا ہوا ہے کہ ان لوگوں کو پیدا کر سکے اور زور و طاقت جانتے یا دہ
ھ سکے اور انکی موت خلق کرنا بھول گیا وہ لوگ مشغول ہو گئے اب کس میں ایسی قدرت ہے کہ موت خلق کرے
ہمارا لقا سے تو خلق نہو سکی یہ کیا ہیں اور زمرد کیا تھے سب عاجز رہے اور عاجز رہینگے تو میں یہ نہیں چاہتی
ہوں کہ وہ مثل اپنے اسکو بھی تباہ کریں اسی سبب سے تو اس گوشہ میں آ کے بیٹھ رہی کہ اگر یہ لڑکا اس
ملک میں پیدا ہوگا جہاں زمرد کے ماننے والے ہیں اور اسکے لشکر کے لوگ ہیں وہ اسکو خدا مشہور کرینگے اور
یہ بھی اسکے کہنے کو قبول کریگا تو خرابی ہوگی وہی امر پیش آیا میں یہاں بھی ہوا میں ایسی خدائی کو پاپوش پر مارتی
ہوں کہ جسکے سبب سے میرے بچے کی جان پر بنے یہ کہکر چیخیں مار کے رونے لگی اشکوں سے منہ دھونے لگی

اور آفت تو نہین نازل ہوئی کہ جسمین وہ مبتلا ہو گیا ہو کیونکہ اُسکے دشمن ہزارون ہین یہ سنکر شہداد نے کہا کہ تم نے
تو بیفائدہ ہمارے کرنا شروع کی انسان کو لازم ہی کہ پہلے سب پہلو دیکھ لے اُسکے بعد پھر ہاتھ ڈالے
کریے اب تم ہی بتاؤ کہ سوا ہلاکت کے کیا حاصل ہوا اپنی جان کو بیکار ہلاکان کیا اُسپر طرہ یہ کہ دو مہرون کو کھو کر
پریشان کیا کہ اُنکے بھی ہوش و حواس جاتے رہے آئی ہوئی عقل گم ہو گئی کوئی بات بتانہین پڑتی تھی یہ سنکر
محمود نے کہا کہ اب کوئی بات خوف کی نہین ہی مجھکو اطمینان ہو گیا شہداد نے کہا کہ تمکو تو خوشی لازم ہی کہ تمھارا فرزند
خدا کہلائیگا لوگ اُسکو سجدہ کرینگے اور اُسکو اپنا خدا تصور کرینگے تمکو غم والم کرنے کی ضرورت ہو سکتی بڑی شرافت
حاصل ہوتی ہی یون جو شہداد نے کہا اب تو محمود کا مارے خوشی کے یہ حال ہوا گویا اپنے مقام پر جسم کی حرکت تک نہ رہی
کہنے لگی کہ اگر مین یہ جانتی تو کبھی نہ اسقدر اپنے کو پریشان کرتی یہ کہکر کہنے لگی کہ تم ایک تخت اس طور کا بنوا کے جو کہ مین
تمکو نقشہ بتا دیتی ہون کیونکہ مین تو تخت خداوند زمرد کا دیکھ چکی ہون کہ جسپر وہ بیٹھکر خدائی کرتے تھے اور
اب میرا فرزند بھی ویسے ہی تخت پر بیٹھکر خدائی کیا کریگا مگر سب تیاری ہوا اور اُسپر جواہر لگا ہو بہت جلد بنا کرا تا کہ
اب وہ بہت جلد آئیگا شہداد نے کہا کہ تم مجھکو نقشہ دو مین کل سے انتظام کرونگا پرسون تک تیار ہو جائیگا یہ سنکے
محمود نے ایک نقشہ اپنی رائے سے تیار کرکے شہداد کو دیا اُسنے اسکو دیکھا اور کہا کہ یہ کیا مشکل ہی کل ہی
اسکا بند و بست کرونگا سب اہل محل چلے گئے یہی دونون اس مقام پر رہ گئے اسی خوشی مین اپنا مقدر
شہداد سے کالا کرا۔ ناظرین یہ جو نقشہ محمود نے شہداد کو دیا ہی جب یہ تخت تیار ہو جائیگا اور چیزنگ جب اُسپر
بیٹھیگا تو اسکا حال عرض کیا جائیگا عنقریب۔ وہ بھی وقت آتا ہی بار دوسرین اور شہداد تو اُٹھکر اپنی خوابگاہ مین چلا آیا
چونکہ اسے رونے پیٹنے اور دیکھنے بھالنے مین شام ہو گئی تھی یہ تو آکر سو رہا اور محمود نے اپنی صورت کا ایک پتلا
بنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور ادھر سے پرواز کیا اکر کے طرف شمود جادو کے باغ کے چلی اسکو تو راہ مین رہنے

اب کچھ حال شمود جادو اور چیزنگ کا سنیے

شمود جادو چیزنگ کو اس صحرا سے اُسی ترکیب سے اُٹھاکر لائی اپنے باغ مین پہونچی اسکو تخت پر سے اُتارا
اور کہا کہ اب تم چین سے یہان رہو میرے ساتھ عیش کرو مین تدبیر کرتی ہون پرسون سے تدارک کرونگی
ساتھ روز مین سب بند و بست کرکے تمکو شہر مین پہونچا دونگی اُسدن سے یہ معمول کرلونگی کہ جب سب سو جایا
کرینگے مین تمکو اس باغ مین اُٹھا لایا کرونگی رات بھر عیش سے بسر ہوگی بوقت سحر پہونچا دیا کرونگی تم دربار مین جاکر
جو مین تعلیم کرون اُسکے موافق کام کیا کرنا بعد ایک ماہ کے جب لشکر جمع ہو جائے پھر لشکر کشی کرنا پہلے اژدر نگ
پر اُسکو اپنا مطیع کرکے پھر اہل اسلام پر لشکر کشی کرنا کیونکہ اژدر نگ کے پاس لشکر بہت ہی یہ سنکر چیزنگ بہت خوش
ہوا اور اُسی خوشی مین اُسکو بھی خوش کر دیا کہ جس خوشی کی وہ بھوکی تھی اور جسکے سبب سے اسکی خدائی درست
ہوئی ہی اگر یہ کچھ بھی کمی کریگی اُسی دن سب کارخانہ برباد ہو جائیگا کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا وہ مثل ہوگی کہ جیسے لوگ
کہتے ہین کہ سیتا نہ ہاتھ مین کٹھرے ہو سے پوچھ رہے ہین کہ مانگتی کدھر گئے انکی یہ حالت ہوگی پہنچا خضر تو کہان
جمکن گئین شاخ نہ ہاتھ مین ہوگا اور یہ دریافت کرتے ہونگے کہ خدائی کدھر گئی اگر ذرا بھی اسکے کام مین کمی ہوئی
تو یہ حالت ہوگی اس لالچ مین جان دے دے کر کام کرتا ہی جب وہ کہتی ہی یا ذرا مرضی پاتا ہی فوراً موجود
ہو جاتا ہی کوئی عذر نہین کرتا ہی گویا کاٹ کا لنگور ہی کہ جب ڈور ایک کی حرکت دی وہ کودنے لگا وہ حالت ہی
کہ انکی خدائی کا رشتہ یہی کام ہی اور یہی اُسکا وصف ہی جو کہ دکا کام کریگی وہ اس سے بہت خوش ہی یہ اس سے
کیونکہ وہ ایسے ہی مرد کی تلاش مین تھی اب اصل حال سماعت فرمائیے کہ یہ تو رہنے لگا وہ دن تمام ہوا رات آئی

رات بھر عیش مین بسر ہوئی صبح ہوئی دونون خلوت خانہ سے نکلے امور ضروریہ سے فراغت کرکے کچھ دیر اس باغ کی سیر کی اُسکے بعد کھانا زہر مار کیا پھر جاکر سو رہے سہ پہر کو بیدار ہوئے باغ مین نہر کے کنارے آکر بیٹھے آج شمود نے بزم عشرت برپا ہونیکا حکم دیا ہی یہ بھی خوب سنوری ہی آج اسنے اپنی صورت اور حسن کو اور ترقی کی ہو خوب اپنے کو آراستہ کیا ہی اسپر جو چترنگ نے دیکھا بے چھری کے حلال ہوگیا اُدھر خواصون نے بزم عشرت برپا کی کہ اتنے عرصے مین شام ہوگئی ملکہ مع چترنگ کے آکر بزم مین بیٹھی ناچ رنگ ہونے لگا ایک مطربہ پیشواز پہنکر مع اپنے سازندون کے محفل مین آئی سازندون نے ساز ملایا ایسی گت ناچی کہ دیکھنے والون کی بری گت ہوئی خوب خوب ناچی خوب خوب بتایا اُسکے بعد یہ غزل گانا شروع کی غزل

سینکڑون برس ساقی ترا آنکھ دیکھا نہ
پہنچیں گے کیونکر ہمارے اُس پری پیکر کے یارانہ
یہ وحشی مر گیا لیکن ہوا آباد ویرانہ

پہنچے آنا لے گیسو نگاری تری صحبت مین جانا نہ
وہ بے پروا مین سودائی وہ سنگدل مین دیوانہ
اگر زار پر گلستان مین ہوا ہو کس شرابی کا

بہار آئی ہو بھر دے بادہ گلگون سے پیمانہ
ہمری صورت فقیرانہ تیرا دربار شاہانہ
غزال پشت لیلی دیکھکر مجنون کی میت کو
کہ شاخین جھومتی ہین نالہ بلبل ہو مستانہ

یہ چند شعر اس غزل کے اس طور سے گائے کہ تمام اہل محفل و ناس ہو گئی ہر ایک عالم سماع مین آگیا جھومنے لگا چترنگ و شمود کا تو یہ حال ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بعلوان ہمراہ کے آخر یہ حال دیکھکر وہ خاموش ہو رہی بہت کچھ انعام چترنگ و شمود نے اُسکو دیا وہ بہت خوش ہوئی کہ اتنے عرصہ مین ایک خواص نے آکر دسترخوان لاکر بچھا دیا اور ہر ایک قسم کا کھانا لاکر دسترخوان پر چن دیا ان دونون نے کھانا زہر مار کیا اُسکے بعد دو دو جام شراب کے پیے دوسرے طائفہ کے حاضر ہونیکا حکم دیا دوسرا طائفہ یہ کہنا تھا کہ حاضر ہوا اُسنے پہلے گت ناچی اہل محفل کو سب گت کر دیا اُسکے بعد نہایت ناز و ادا سے یہ شعر اس غزل عاشقانہ کے گائے غزل

ظلم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
جس مین مجنون کا سدا ماتم رہا

دم کے جانیکا نہایت غم رہا
میرے رونے کی حقیقت جانی تھی

ہمیشہ لیلی کو حسرت ہین صبا رہا
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

یہ جو شعر گائے اور رات بھی قریب ڈیڑھ پہر کے آئی تھی تمام محفل اُلٹ گئی ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے سب عالم سکوت مین تصویر ہوکر رہ گئے بڑی دیر تک یہی حالت رہی اُسکے بعد سب کے حواس درست ہوئے اس مطربہ کی بہت تعریف کی اور بہت انعام ملا وہ بہت خوش ہوئی کہ شمود نے ناچ برخاست ہونیکا حکم دیا ناچ برخاست ہوا ان دونون نے شراب پی انتہا نشہ جو ہوا تو دوسری حالت ہوئی اہل محفل یہ رنگ دیکھکر اُٹھنے لگے اُنھون نے جو ان دونون کی یہ حالت بے رنگ دیکھی اب کب ٹھہرتے ہین سب چلے گئے یہان جو تنہا ہوا تو دوسرا کام ہونے لگا آخر دونون شراب کے نشے مین مست مسہری پر آئے یہ تو یہان اپنے کام مین مصروف ہین اُدھر سب کے سب جا جا کر سو رہے باغ مین سناٹا ہوگیا کہ کوئی نہین جاگتا تھا ادھر جھود جادو یہ جو چلی تھی تو ایک صحرا مین آکر پہونچی اُسنے ہر سے سمت باغ شمود جادو دریافت کی کہ کدھر کو ہی سب سمت معلوم ہوگئی تو یہ اُسی جانب کو روانہ ہوئی اور باغ مین شمود کے آکر پہونچی دیکھا کہ باغ مین روشنی تو خوب ہو رہی ہی کہ تمام باغ روشن ہو رہا ہی مگر سناٹا پڑا ہی کوئی معلوم نہین ہوتا یہ بالا سے ہوا سے زمین پر آئی برابر چبوترے کے اُتری جہان کہ صحبت عیش برپا تھی دیکھا کہ ایک مسند بچھی ہوئی ہی اُسکے برابر کشتیان شراب کی و جام بلورین رکھے ہوئے ہین کچھ کچھ شراب جام مین باقی ہی اُسنے خیال کیا کہ یہان کوئی بزم آرا تھا ابھی ابھی اُٹھکر گیا ہی مین جانتی ہون کہ مین اور کسی باغ مین چلی آئی یہ باغ شمود جادو کا نہین ہی اگر اُسکا باغ ہوتا تو کوئی نہ کوئی یہان ضرور ہوتا یہ باغ تو خالی معلوم ہوتا ہی میرے نزدیک تو باغ جس کسی کا ہو وہ صاحب باغ آیا تھا اُسنے بزم آراستہ کی تھی معلوم ہوتا ہی رات جو زیادہ گئی تو وہ اپنے مقام کو روانہ ہو گیا

بتائی ہو لیں اسنے اس امر کو بھی سمجھی کی دریافت کیا کہ اسکو شک تھا جس نے کبھی یہی خبر دی کہ یہ چپرنگ ہوا اور وہ شمو جادو
ہو لیں اسکو شک دفعہ ہو گیا اور ایک تخیلہ طاری ہوا سبب اسکا یہ تھا کہ یہ تو چپرنگ اپنے فرزند پر عاشق ہو چکی تھی
اور اسکا قصد تھا کہ موقع پا کر اپنا مطلب ظاہر کرونگی اگر یہ راضی ہوا تو خیر ورنہ بزور زبردستی اپنا مدعا حاصل کرونگی کیونکہ
اس قوم میں اسکا لحاظ و پاس نہیں ہو ماں بیٹے پسر اور بیٹا ماں پر حلال ہو خیال کرنے کی جگہ ہو کہ ماں میں اور رنڈی میں
کیا فرق ہو گو رشتہ کی ہو لیں جب شمو نے اسنے مطلب حاصل کیا تو ماں کی کیا حقیقت ہو یہی سبب اسکو غصہ آیا اور
حالت غیظ و غضب میں آکر پکار اٹھی کچھ خیال اسکا نہ کیا کہ یہ امر بالکل خلاف ہو کہ ایسی حالت میں جو کہ مقام شرم و حیا ہو
کہ وہ تو اپنے کام میں مصروف ہیں میں کیوں پکار رہی شرم کا مقام ہو یہ قوم تو بالکل بے حیا ہوتی ہو حیا کا تو نام بھی نہیں ہوتا کہ
لیں یہ پکار کر کہا کہ او ناشدنی میں تو تیرے فراق میں جلتی اور تو اوروں کے ہمراہ عیش کرے میں نے تجھکو اسی لیے
جنا تھا بلکہ اپنے مطلب کے لیے نو ماہ تک تکلیفیں اٹھائی کہ جب تو جوان ہوگا اپنا مطلب نکالونگی تو جب جوان
ہوکر یہ رنگ پیدا کیا میں کب گوارا کرونگی کہ تو اسکے ہمراہ عیش کرے اور میں سوختہ ہوں مثل ماہی بے آب تڑپا کرے اور
شمو وہیں سنتی تھی یہ جانا کہ تو ساحرہ ہو اور میرے سے بیچ و معشوق کو تو نے لیا ہے اسکے پاس وہیں گیا ہو اور میرے اور دیا یا
دیا ہو میں کہ گذارہ کیا از دست من زندہ و سلامت بدر رفتی ارمت نمی تو آ کے پاس رہا سنتے اسپر عاشق ہوں گو ماں
ہوں مگر دل کو کیا کروں میں تو آتش فراق سے کباب ہو رہی اور تو مزے کرے یہ کب ہو سکتا ہو دیکھ تو تیرا کیا حال
کرتی ہوں میں جمہور جادو آکی ماں ہوں میں خود ابھی خلوت میں تھی کہ اس سے اپنا کام لوں کیونکہ شیدا اور مائل کرتا ہو
یہ جو کہا اودھر دیکھی فراست کر چکی تھی کہ یہ صدا سنکر چپرنگ نے پلٹ کر دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ جمہور جادو ماں درنا مہربان کا انتہا
غیظ و غضب سے بگڑی ہو اور ایسی صورت مار سر و دم پیدا بیچ و تاب کھا رہی ہو یہ حالت دیکھ کر ایک خوف سا اسپر طاری ہو
اودھر شمو نے جو جمہور کو دیکھا یہ سمجھی اسکی صورت و شکل بھی گو اس سے بڑھ کر اولی اور زبردست ہو ساحرہ بے بدل ہو
وہ اسکے روبرو طفل مکتب ہو مگر چونکہ بڑی ہو دوسرے ایک حرکت نامناسب بھی ہوئی ہو کہ جاتی ہو مگر دفعتًا اسکا ایسے
وقت پر آنا اور ایکبار یہ صدا دینا باعث خوف ہوا دوسرے یہ بھی شمو کو نہیں معلوم ہو کہ میں نہ زبردست ہوں کیونکہ
کبھی سابقہ تو پڑا نہیں ہو جو اسکی سحر و ساحری کا حال ظاہر ہوتا اسنے یہ بھی خوف کیا کہ جمہور بڑی ساحرہ ہو اگر میں کچھ
زیادتی کرتی ہوں تو پیرا بر مقابلہ ہوگا یہ مجھسے بڑی ہو برسوں یہ اسی فن میں مصروف رہی ہو بلکہ جہاد لی ساحرہ زبردست
ہو ایسی حالت میں اس سے عذر کرنا مصلحتًا بجا ہو اور حال معاملت فرمایئے کہ سارے تنی دونوں کی کافور ہو گئی سارا
نشہ شراب کا رفو چکر ہو گیا چپرنگ تو سہری پہ سہم کر رہ گیا ہو شمو جادو یہ خیال بجز خواری اپنے مقام پر سے اٹھی
اور اپنے کو درست کرکے اسکی طرف چلی اسنے غصہ میں چپرنگ نے بھی اپنی حالت کو درست کیا اور کچھ نفع بھی ہو کہ جمہور کو دیکھ
آیا تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ ہم خلوت میں تھے چلی آئی اور کچھ خوف بھی تھا برطرف ہوا یہ بھی اٹھا اودھر جمہور نے دیکھا کہ شمو میری
طرف چلی آتی ہو کیونکہ اسکو دریافت ہو چکا تھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہو اور میں اس سے کمزور ہوں یہ تو خوب جانتی ہو
لیں اسکو بھی خیال ہوا کہ یہ تو نے کیا کیا کہ ایسے وقت میں اسکو ٹوکا اور اپنا دشمن کیا اگر غصہ آیا بھی تھا تو صبر کیا ہوتا
یہ تو اس خیال میں کھڑی تھی کہ شمو قدموں پہ آکر گر پڑی اور کہنے لگی کہ آپ میری خطا کو معاف فرمائیں دوسرے
جمہور کو یہ بھی نہیں معلوم ہو کہ وہ شمو وہی ہو کہ میری خالہ خود کام جادو کی دختر ہو اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی ایسی
شدت نہ کرتی اودھر شمو جب اسکے قدموں پر گری اور کہا میری خطا آپ معاف کریں کیونکہ آپ میری ہمشیرہ بزرگ ہیں
اور میں آپ کی خورد ہوں اور ابھی بدرجہ اولی خورد ہو گئی ہوں شاید آپ نے مجھکو نہیں پہچانا کہ میں کون ہوں میرا نام
شمو جادو ہو میں دختر ہوں خود کام جادو آپ کی خالہ کی اور باجی صاحبہ میں نے تو آپکو ایکبار بہت مدت ہوئی
دیکھا اگر میں یہ جانتی تو کبھی ایسی حرکت نہ کرتی کہ آپ خود اسپر عاشق ہیں یہ حرکت مجھسے نادانستگی میں ہو گئی دوسرے

دل کی بیقراری سے یہ حرکت کرائی یہ سنکے چھمود کو اور غصہ آیا یہ غصہ صرف دبانو دکھانے کے لیے تھا کہ کوئی [illegible]
سکے لیے ہو جب اسنے یہ سنا کہ یہ میری خالہ کی لڑکی ہے پس اب تو اسکا یقین کلی ہوگیا کہ یہ ضرور مجھ سے [illegible]
تھا بلکہ نہیں کر سکتی ہوں مگر یہ دیکھا کہ وہ عذر کر رہی ہے اسوقت میں اگر اسپر غضب ہو گیا تو بڑی [illegible] غصہ دکھانا
کا تھا صرف رعب ڈالنے کے لیے غصہ میں آکر کہنے لگی کہ او نکھٹو تجھکو غیرت نہ آئی کہ میں کہا سنے [illegible] عاشق اپنی ہوا ان اسکو
اپنا خصم بنائی ہون اگر ایسی خواہش تھی تو تو نے کوئی اور تدبیر کی ہوتی کہ جس سے تمام عمر کے لیئے خواہش رفع ہو جاتی
اور اس کام کی نہ رہتی آگ لگے تیری خواہش کو کہ تو نے یہ جیتے جی اپنی پر کمر باندھی ہے کیا کوئی اور مرد دنیا کے پردے
پر نہ تھا سوا تیرے ہم اسپچھے کے اور اس مردک کو بھی کوئی اور عورت نہ ممکن تھی سوا اس خالہ کے اگر ایسی مردمی سے
شدت کی تھی تو کاٹ کر پھینک دیا ہوتا یہ سنکے چھمود نے کہا اگر خطا معاف ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں چھمود نے
کہا کہ میں اپنے چھنال انگنگوٹے خوب جانتی ہوں بہن میں تجھ سے بڑی ہوں زمانہ دیکھے ہوے ہوں سب [illegible]
ہوں عشق و عاشقی کی راہوں سے خوب واقف ہوں سیکڑوں پر عاشق ہوئی سیکڑوں کو دیوانہ بنایا اب ہیں سامری
و جمشید و زمرد کے کرم سے سبکو جانا ہوں اپنا عاشق بنالوں مگر اب کیا بناؤں کیونکہ تب ہی خداوند زمرد نے نہیں
کرم کیا اور دست شفقت رکھا میں نے اس امر کو ترک کردیا اور پارسا ہوگئی صرف دیکھنا ہی [illegible] لئے کہ سب ایک دو
مرد سے بول لیتی ہوں اسی سبب سے لوشداد سے عقد کر لیا کہ اب حالت پارسائی میں آوارگی اچھی نہیں کیونکہ
توبہ کرچکی ہوں مگر اسپر بھی کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوتا ہے کہ جو میں دو ایک کو عاشق نہ کرتی ہوں اور اُنکے قالب ناخوب
کو مسرور نہ کرتی ہوں کیونکہ قالب بشر کو مسرور کرنا یہ بھی تو ایک عمل نیک ہے اور ذریعہ پارسائی کا ہے اسکے سبب سے
خواہ مرد ہو خواہ عورت درجہ اعلی پاتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب قلب بشر خوش ہوگا تو وہ دعا دیگا جیسی حق میں خوش ہوکر دعا
کے کریگا اسوقت کی دعا درگاہ میں سامری و جمشید و زمرد تالی و لقا کے قبول ہوگی وہی اسکی بخشش کا سبب
ہوگی اس خیال سے یہ عمل نیک میں نے جاری رکھا ہے مگر کبھی ایسا نہیں کیا جو کہ تو نے کیا اسپر طرہ یہ کہ [illegible]
مقر اپنی خطا کی ہوئی ہے اور عذر کرتی ہے یہ تیرا عذر بدتر از گناہ ہے اری کم بخت تو نے سنا ہوگا کہ ڈائن بھی اپنے ہمسایہ کے
دو ایک مکان چھوڑ کر کھاتی ہے تو تو اس سے بھی بڑھ کر نکلی کہ تو نے تو میرے دل کو کباب کیا تو نے یہ نہ خیال کیا کہ اسکی
جو شادی ابھی تک نہیں ہوئی ہے اسکا کیا سبب ہے کوئی تو وجہ ایسی ہے اور تو نے اسکو جو کہ ابھی کچھ نہیں جانتا تھا بالکل
نادان تھا اسکا کورا بیڑا اٹھا خراب کیا تو کیا حصول ہوا جو مزا تھا وہ تو تو نے حاصل کرلیا جسنے اسکو مزا حاصل کرنے کو
رکھا تھا وہ اچھی طور سے محروم رہا جیسا تو نے میرے دل کو اس آتش حسد سے کباب کیا ہے سامری کرے تیری آگ
ایسی بھڑکے کہ تو جلا کرے اور کسی کے بجھائے سے نہ بجھے تیری تمام عمر یونہی بسر ہو اور تو ہمیشہ اس امر سے محروم
رہے اب تو چھمود کو غصہ آیا اور کہا کہ اری ہمشیرہ اپنی زبان کو روکو میں تو یہ خیال کر کے عذر کرتی ہوں کہ تم بڑی بہن
ہو کیا فائدہ کہ کوئی فساد کی صورت ہو اسپر تم ہزاروں باتیں سناتی ہو اور کوستی ہو تو میں باز آئی عذر سے اب میں بھی
صاف صاف کہتی ہوں خیال کرنے کی جگہ ہے کہ جب آپ خاصیت ہو سکے ایسی خواہش کرتی ہوں کہ کوئی وقت مرد سے
خالی نہ رہتی ہوں اور یہ تو جنتا ہے کہ اسپر فرزند یہ فریفتہ ہوں جسکو خود دیکھا ہے اس سے وصل کی خواہش کیں تو کہ
یہ امر کوئی خلاف شریعت سامری و جمشید نہیں ہوا گر ایسا ہوا ہے کوئی مقام خلاف نہیں ہے مگر یہ امر اس حالت میں ہوا
ہے کہ جب جوانی دونوں کی تھی نہ کہ زمانہ بڑھاپے میں اگر میں نے کیا تو کیا برا کیا کوئی میں نے اپنے بیٹے میں نہیں کیا
ہے میرا تو حق ہے اور کوئی خلاف نہیں ہے کیونکہ میں بھی جوان ہوں اور وہ بھی جوان ہے پس اے آپا آئیں کہ نہ کریں جو ہونا
تھا ہوگیا اگر آپ عاشق ہیں تو کیا نقصان ہے آپ بھی اپنا مطلب حاصل کریں مجھکو کوئی رشک نہو گا اور یہ بھی خوش ہوگا
یہ کہکر چھمود نے کہا کہ ہیں جان جان [illegible] منظور ہے اسنے کہا کہ کیا نقصان ہے بیٹھ تم دیتے ہو میرے سکے

یہان چلی آئی ارسے یون کوئی بدون اطلاع آتا ہی خوب مجھکو ہلکان کیا ہین خوب سر و لی پٹی اپنی حالت خواب کی جب
سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا اور نہ مین نے یہ خیال کیا تھا کہ کسی بلا مین مبتلا ہو گیا مگر فضل خدا سے تجھکو زندہ
پایا یہ کہکر چینی نگ کے پہلو مین بیٹھ گئی وہ حرامزادہ بگرسے کی اولاد یہ سمجھا کہ یہ میری بلائین لیتی ہی اور اظہار محبت
جتاتی ہی صرف اپنی غرض سے گو اسکا جی نہ چاہتا تھا اور اسکو اسکی کچھ محبت نہ تھی صرف اسکی خوشی اور غصہ
رفع کرنے کو وہ تقریر کی تھی اور اسوقت بھی اور فتنہ کا ارادہ کیا اور اسکی طرف منہ کرکے لپٹ گیا اور قصد
بوسہ لینے اور دست درازی کرنے کا کیا وہ یہ حالت دیکھکر کہنے لگی کہ اپنے ہوش مین آ اگرچہ مین تیرے اوپر
عاشق ہون مگر ابھی یہ نوبت عشق کی نہین پہونچی ہی کہ تجھ سے اپنا کام دل حاصل کرون وہ جو تقریر تھی وہ صرف
حالت غیض مین تھی تو اپنی معشوقہ سے یہ گرمی نکال کیونکہ وہ بھی جوان ہی اور تو بھی جوان ہی اسکی تو شادی اور زندہ
ہی وہی کیا کم ہی کہ جسپر مین خود عاشق ہوئی ہون اسکو لپٹنا کیا ہی اسکی زندگی مین مجھے کسی امر کی وفا نہین
ہون اور مجھکو فقرہ کرکے اپنے اجرا سے کام نکلے لیے روک رکھا ہی یہ سنکے چینی نگ نے اسکا دل خوش کرنیکو
کہا کہ امان جان مین تو آپ پر مدت سے مرتا ہون اور اسوقت سے بڑھکر کوئی وقت نہ ملیگا مجھے اپنی
حسرت نکال لینے دیجیے پھر مین آپ سے کل حال کہونگا اسنے کہا کہ دور ہو مجھے ایسی باتین نہ کیا ہین سے
جو اسوقت وہ تقریر کی تو آپ کو بھی دن لگے وہ مثل ہوئی مثل کہ بی بلی ہاتھی کی بھی چلین مارون کو پایا۔ شعر
عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل ؛ چھچھوندر بھی ڈالے چنبیلی کا تیل ؛ مین نے جو منہ لگایا تو آپ کو بھی دن
لگے اور آپ بھی کچھ چل نکلے بس اپنی طرف خیال کر اور میری طرف سے الگ ہٹ مین ایسی نہین ہون کہ یون بیتاب
ہو جاؤن لیکن ازراہ کی تسلی نہین ہوتی بس میرے پاس سے ہٹ نہین تو ایک طمانچہ مارونگی کہ دانت حلق
مین جا رہینگے ساری مستی نکلجائیگی سارا قصہ بھول جائیگا یہ جو چھچھوندر نے یہ سمجھ کر کہا یہ بھی سوچا کہ تیرا جی
خود بھی نہین چاہتا ہی صرف بلا کاٹنے کو یہ کرتا تھا جبکہ اسکی مرضی نہین تو خوب جان بچی کیون زیادہ پریشان کر زیادہ
پریشان کرنے سے اگر یہ خفا ہو جائے تو پھر کوئی بات نہ بن پڑیگی یہ سوچکر کہنے لگا کہ خیر یہان تک بھی جا سہتا
آتش فراق مین جلا کر اور بیقرار کر دیا یہ کہکر قصد کیا کہ بوسہ لون اسنے کہا کہ پھر تو وہی حرکت کرنے لگا کوئی تیرا دماغ
تو نہین بدل گیا ہی شامت تو نہین آئی ہی زہرہ میرے شوہر کو زندہ و سلامت رکھین کہ وہ میری آرزو پوری کردیتا
ہی اگر ایسی تیری خواہش ہی تو اور کسی وقت دیکھا جائیگا جبکہ فرصت کا وقت ہوگا اسوقت مجھکو فرصت نہین ہی مین
بھاگی جاتی ہون نہ تو یہ کہکر کہنے لگی کہ میری بات کا جواب دے کیونکہ مجھکو دیر ہوئی ہی دوسرے تیری معشوقہ
بھی بیقرار ہوگی یہ سنکر چینی نگ نے کہا کہ خیر مین صبر کرونگا ہان سچ ہی صبر مین بڑا مزا ہوتا ہی بقول شاعر کہ مصرعہ
کیا خوب کہا ہی مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ولہ دیگر شعر جو مزا انتظار مین پایا ؛ وہ نہین وصل یار مین
پایا ؛ اچھا آپ بیان کرین کہ آپ کس امر کو دریافت کرتی ہین چھچھوندر نے کہا کہ تیری خدائی کی کوئی تدبیر شو دنے
کی یا نہین چینی نگ نے کہا کہ ابھی تو کوئی تدبیر نہین کی ہی اقرار کیا ہی کہ پرسون سے تدارک کرونگی چھچھوندر نے کہا کہ
مجھکو تو یہ فقرہ معلوم ہوتا ہی مین خود دریافت کرلی ہون اور بیٹا تم ناامید نہ ہونا تمھاری آرزو بھی پوری کرونگی
اسوقت ایک مصلحت ہی جو مین انکار کرتی ہون گو میرا خود دل یہ گوارا نہین کرتا ہی کہ تو آزردہ ہو مگر مجبوری ہی چھچھوندر
کی رگ خواہش نے تو حرکت کی تھی مگر چھچھوندر کچھ خیال کرکے خاموش ہو رہی اور صبر کیا مگر اسقدر تو ضرور کیا کہ خوب
اسکو گلے سے لگایا اور بوسے لیے اور کہا کہ ناخوش نہو مین ضرور تیری امید بر لاؤنگی اور اگر تیری یہی مرضی ہو تو مین یہ
بھی گوارا کر سکتی ہون کہ جو کچھ ہو مگر تو ناخوش نہو جو آفت مجھپر آئیگی گوارا کرونگی یہان تک اسکا دل چاہتا تھا صرف
یہی ایک فقرہ اور بتاتا کہ گیا کر سکے بغیر اسکے مفر نہ تھا کہا اچھا جیسی آپ کی مرضی آپ کیون اپنے کو آفت مین ڈالین

ہیں مجھے منظور ہے آپ کہیں جاتی ہیں نہ میں اُسنے کہا کہ جان مادر ہیں تیرے اوپر سے نثار ہوں تونے خوب میرے کہنے پر
عمل کیا میں بہت خوش ہوئی یہ کہکر اُسنے اُٹھکر کمرے کا دروازہ کھولدیا اور آواز دی کہ بی شمشو آؤ اپنے اشتیاق
سے ملو یہاں شمشو یہ سب واقعہ دیکھ رہی تھی اور سن بھی رہی تھی اپنے دل میں کچھ خوش ہوئی تھی کچھ ناخوش یہ صدا سنکے
مسکراتی ہوئی یہ وہاں سے چلی چھمو نے جو انکار کیا اسکا سبب یہ تھا کہ یہ توجانتی یہ تھی اسنے خیال کیا کہ اگر میں
اسوقت اسکے کہنے پر عمل کرتی ہوں اپنی خواہش کو اسکے وصل سے برلاتی ہوں اور اپنی آتش شہوت کو اسکے آپ
وصال سے فرو کرتی ہوں تو ہمیں خرابی ہوگی گو یہ خود مسیت بیقرار ہوئی تھی اسکی ان حرکتوں سے یعنے لپٹنے سے مگر مصلحت
کہ شاید شمشو دیکھتی ہو اور اسکو ناگوار ہوا اور وہ اسکے کام میں اس غصہ میں آگ لگی کرے یہ تو خرابی ہوگی پھر جب کام درست
ہوجائیگا تو دیکھا جائیگا گو میں اسکا جھوٹا ہونگی نہیں مگر اسوقت مصلحت وقت یہی ہے یہ سبب تھا کہ انکار کیا ورنہ کیا مقدور
تھا کہ انکار کرتی اُسکی تو خود خواہش تھی اس سے کیا غرض شمشو جب آئی ادھر چھمو نے یہ خیال کیا
کہ شاید یہ شمشو کھڑی ہوئی سن رہی ہو اور یہ ناراض ہو یہی اسکی توجہ دیکھی چھمو نے خیال کیا یہ حیا کو کام میں لایا اور لڑکے
اسکو گود میں اُٹھا لیا اور پیار سے لپٹنے لگا کہ اُسنے چپکے سے کہا کہ یہ وقت نہیں ہوا اُسکو دوا سے لپٹ کے بے اختیار ہوگیا وہ بھی
کچھ سوچکر خاموش ہو رہا لاکر برابر چھمو کے بٹھا دیا چھمو نے شمشو سے کہا کہ تم نے کچھ اسکے کام کی بابت فکر کی ہے کیا
انھوں نے تم سے کچھ کہا ہے یا نہیں اگر کہا تو انکی ضرور کچھ فکر کرنا چاہیے کہ تمھاری بھی عزت کا سبب ہوگا اور تم ایسا معشوق
انکے پاس ہو اور یہ اپنے مقصد کو نہ پہنچیں اگر تم یہ کہو کہ آپ کیوں نہیں فکر کرتی ہیں تو میں ضعیف ہوگئی ہوں مجھ سے کچھ نہیں
ہو سکتی ہے اور یہ کام مشقت کا ہے جب تک مشقت نہ ہوگی کوئی امر درست نہ ہوگا لہذا تمکو ضرور انکی فکر کرنا چاہیے کیونکہ
یہ ابھی فکر میں تمام ہوئے جاتے ہیں اگر یہ فکر نہ ہوئی تو پھر تم کسکی زوجہ ہوگی اور کس سے اپنا دل بہلاؤگی لہذا میرے
نزدیک سب سے پہلے اسکی فکر لازم ہے کہ جسکے سبب سے انکی جان بچتی ہے شمشو نے کہا کہ باجی اماں میں غافل نہیں ہوں اور
میں نے انسے اقرار کیا ہے کہ پرسوں سے کام شروع کرونگی مگر میں اس فکر میں ہوں کہ کیا تدبیر کروں کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی
ہے ساری بات یہ ہے کہ آپ کے ہوتے میں کیا کرسکتی ہوں آپ کے روبرو کیا حقیقت ہے میں آپ کے رتبہ کو تو
نہیں پاسکتی ہوں چھمو نے کہا بہن تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا ہے میں بالکل بیکار ہوں
کیونکہ ضعیف ہوگئی ہوں اب تمھارا زمانہ ہے کہ تم جوان جہان ہو جو کام کروگی خوب محنت کے ساتھ کروگی اُسنے کہا کہ کیا
آپکی مدد نہوگی کچھ بھی نہوگا چھمو نے کہا کہ اگر یہی تمھاری مرضی ہے تو میں وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہونگی جو کام تمھاری
سمجھ میں نہ آئیگا تو میں بھی اسمیں ضرور غور کرونگی اور تمھاری مدد کرونگی یہ سنکے شمشو نے کہا کہ اب کوئی راے آپ
آپ دیں خوب ہوا کہ آپ تشریف لائیں یہ میری خوبی قسمت ہے میں تو خیال کر رہی تھی کہ کس سے راے لوں کیونکہ استاد
صاحب نے انتقال کیا چھمو نے کہا کہ کیا استاد مرگئے شمشو نے کہا کہ جی ہاں انکو مرے ہوے کئی برس ہوے
چھمو نے کہا کہ بہت بڑا ساحر زبردست دنیا سے اٹھ گیا چراغ سحر ساحری گل ہوگیا آفتاب افسونگری غروب ہوگیا
تمکو خبر نہوئی ورنہ میں انکے پیروں کو اسنے سینے میں کرلیتی کیونکہ وہ بڑے بڑے کامل ہیں تھے اور جو کتابیں انکے
پاس اس فن کی تھیں سب حاصل کرلی کیونکہ انکے کوئی اولاد تو تھی نہیں نہ از قسم ذکور نہ اناث وہ کیا کرتے وہ تو یہاں نشین
ساحری تھے شمشو نے کہا کہ یہ حقیر غافل نہ تھی نہ اُنسے جدا رہتی تھی بلکہ ہر روز خواہ دوسرے روز انکی خدمت
میں جاتی تھی اور انکی خدمت کرتی تھی جو وہ کہتے تھے کبھی ضد نہیں کرتی تھی بلکہ ایک امر میں اُنھوں نے مجھکو شناق
کردیا یہ سنکے چھمو ہنسی اور کہا کہ کبھی نہ کبھی دست شفقت بھی پھیرا ہوگا کیونکہ انکی عادت تھی کہ وہ جہان جوان عورت
یا لڑکی جوان کو دیکھتے تھے ضرور دست شفقت پھیرتے تھے بلکہ ہر ایک پر کئی مرتبہ مہربانی ہوتی جبکہ میں انکی خدمت
میں تعلیم کو جاتی تھی وہ بہت مجھسے خوش تھے اپنے کسی شاگرد سے نہیں خوش تھے کیونکہ میں بھی انکی مرضی کے

خلاف نہیں کرتی تھی اگر صحبت تکلیف کیا ہو لی ہو مجھے بتایا کہوں تمہیں تو دکھ رہی ہو گی ایسوں کی خدمت کرنا فخر ہے اُسکی خدمت
کا سبب ہے ہمیشہ اور وقت ہر حکم کا نام لیتے ہیں ورنہ انکو کیا ضرورت تھی کہ ہم پر اتنی محنت کرتے یہ صرف ہماری اس خدمت کی
کا سبب تھا جس سے انکا دل خوش ہوتا تھا اور ہماری خوشی ہوتی تھی دیکھو برتاؤ تمہارے ساتھ بھی کیا ہو گا اگر تمنے انکی
خوشی کی ہو گی شمو نے مسکرا کر کہا کہ آپ کو تو ایسی باتیں نہ کرنا چاہئیں کیونکہ میں آپ کی چھوٹی ہوں اور جو امر آپ کو
معلوم ہو اُسکا دریافت کرنا کیا ضرور ہے چنانچہ بڑا جبر کہ ایک شخص کی عادت یہی تھی تو وہ ضرور ہر ایک کے ساتھ اسی طرح
کو برتنے لگا میں کیا عرض کروں کہ جو شفقت انکی میرے اوپر تھی بالکل بات یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سے تالی بجتی ہے ایک سے
نہیں بجتی یہ سبب میں نے انکی خوشی کی اور انکے دل کو خدمت کر کے خوش کیا انھوں نے بھی نظر عنایت میرے حال پر کی
جب میں نے انکی خدمت کی اور وہ مجھسے خوش ہوے ناراض نہیں ہوے میں نے یہ طریقہ کر لیا تھا کہ ہر روز
ایک وقت انکی خدمت میں جاتا اور وہ مجھے بیٹھا کر ایسی باتیں کرتی تھی کہ اسوقت اور کوئی نہیں ہوتا تھا وہ وہ تکبر
خوشی میں اگر تعلیم کرتے تھے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہو اور اس وقت کی صحبت کا کیا حال عرض کروں جب وہ وقت یاد آتا ہے
دل روتا ہے کہ ایک رنج ہوتا ہے دیگر مجبوری ہے آپ نے اسوقت انکا ذکر کر کے دل کو بیچین کر دیا ایسا اُستاد شفیق
نصیب نہوگا ہم اُستاد و ہم یار یہ حالت ہو گئی تھی کہ مجھکو بغیر انکے پاس جائے قرار نہ آتا تھا اور وہ بغیر میرے بیتاب رہتے
تھے جب ان میں کوئی جو کام کرتے ہوے اُٹھا کر رکھدیا یا کوئی بیٹھا ہوا اُسکو رخصت کر دیا اور مجھسے باتیں کرنے لگے یہ حالت
تھی اسی سبب بیمار ہو گئے تو ایک بار قبل سے مجھسے کہا تھا کہ تو اب میرے پاس سے نہ جا میں رہا کریں میں نے اُسکو
بھی قبول کیا اس سبب سے میں انکے پاس رہنے لگی اسی دن سے انھوں نے کل سے ملاقات ترک کر دی تھی
دن رات میرے پاس بیٹھے رہتے تھے اور سبق تعلیم کیا کرتے تھے اور جو کچھ کام ہوتا تھا مجھسے لیتے تھے میں بھی ان کی
خدمت کنیزوں کے طور سے کرتی تھی جو کچھ کہتے کام کرتا انکے حق میں اس قدر ہوا کہ وہ بیمار ہو گئے چونکہ ضعیف تو تھے
ہی کثرت جو تحریر و ساحری کی ہوئی اور محنت جو پڑی میری تعلیم میں اور میں نے انکی خوشی جو کی تو اس اوپر سے وہ میرے
اوپر شفقت کرنے لگے اسی سبب سے علیل ہو گئے آخر علالت میں کئی مہینہ سے وہ محنت اور خدمت کی کہ انھوں نے
اس خوشی میں کل اپنے ہنر میرے قابو میں کر دیے اور کل اپنی کتابیں مجھے دیدیں اور فرمایا کہ تو مثل میرے ہو گئی
کوئی تیرے سحر کا جواب نہیں دیگا فرمایا کہ محنت سے سلطنت ہاتھ آتی ہے تو نے میرے قلب کو خوب خوب مسرور
کیا یہ اُسکا صلہ ہے اور اب میں رخصت ہوتا ہوں یہ یاد رکھنا کہ ایسا شفیق کوئی نہ ملیگا اور اس حالت میں کئی مرتبہ آپ کو
یاد کیا اور کہا کہ تمنے بھی ہماری خدمت خوب کی تھی اور جیسا تمسے وہ ہمارے پاس آئیں تو ہم کیا کبھی اُسکے ہماری
مرضی کی خلاف کام نہیں کیا جو کہا خوشی سے داخل کیا انکار نہیں کیا نہ معلوم وہ کہاں ہے مجھکو بھی معلوم
ہے میں نے کہا جی نہیں میں بالکل نہیں واقف ہوں جب سے جاہ المکس تباہ ہوا انکا پتہ ہی نہیں لگا کہ کیا ہوا
بہت افسوس کیا کہ وقت آخری اُسکی صورت بھی نہ دیکھی اگر میں بچ گیا تو اُسکو ضرور تلاش کرونگا کیونکہ وہ بھی میری محبت
عاشق تھی اسی میں اُسی شب کو انتقال کیا کیا کہوں جو صدمہ پہونچا مگر ساحری کی مرضی میں کیا چارا تھا نا چار
منظور کرنا پڑا جو انھوں نے ہمپر ڈالا یہ انکی جو ہوئی صدقہ اور اپنی محنت اور انکی خوشی کرنے کا انجام ہے جو اسوقت ہم
یہ دوا ایک منتر کام میں لاتے ہیں یہ سنکے شمو نے کہا یہ میری کم نصیبی تھی کہ دنیا دیکھی اور میں ان تک نہ پہونچی
شمو نے کہا کیا کہوں کہ جیسا وہ تمہارے سبب پیار کرتے خیر وہ تو وقت گیا اب اسکے کام میں کوئی تدبیر
بتاؤ یہ سنکے شمو نے کہا تم بڑی نادان ہو کہ ایسے صاحب کمال کی کل کتابیں تمہارے پاس ہیں اور کل منتر وقت
میں ہیں اور تم اسکے کام نہیں لیتی ہو کہ وہ ضرور کام دینگی ایک کتاب استاد کے پاس تھی کہ جس سے وہ حال آئندہ و گذشتہ
اور جس کام میں انکو فکر کرنی ہوتی تھی اور وہ کام ظاہر نہیں بنتا تھا تو اس کتاب میں ایک اسم تحریر ہے وہ اسکو پڑھ کر دیکھتے

کرتے تھے کہ یہ کام ہمیں کیونکر کروں اُنکو اُسکے ذریعہ سے تدبیر معلوم ہو جاتی تھی جسطور سے وہ کرتے تھے پورا ہوتا تھا اور جو حکم
ہوتا تھا اُسکے خلاف نہیں کرتے تھے وہ کتاب بھی ضرور ہوگی اُسکو نکال کر دیکھو اور دریافت کرو کہ اس کام کو کیونکر کروں جیسا
حکم ہے اُسپر عمل کرو دیکھو کہ کیونکر یہ امر مشکل آسان ہوتا ہے یہ سنکے محمود کا چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا اور کہنے لگی کہ خوب
تدبیر بتائی اب یہ کام خوب انجام پائیگا و مجہان بھولی تھی یاد آیا گویا اسوقت آپ اسی کام کے لیے آئی تھیں وہ کتاب بھی ضرور
اور کوئی کتاب نہیں رہی ہے یہ کہکر ایک خواص کو آواز دی کہ ادھر آ کچھ خیال کر کے کہا کہ اچھا نہ آ جمو وسے کہا کہ میں
خود جاکر وہ صندوقچہ لے آؤں جس میں وہ کتاب ہے جمو وسے کہا کہ جاؤ وہ اُٹھکر چلی کہ جمو وسے کہا کہ میں بھی چلوں محمود
نے کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے میں ابھی آتی ہوں یہ کہکر ایک طرف کو باغ کے ایک گوشے میں گئی جمو وسے چترنگار
سے کہا کہ چلو دیکھیں یہ صندوق لینے کہاں گئی ہے یہ نہایت عمدہ چیز اُسکے ہاتھ لگ گئی ہے چترنگار نے کہا چلو یہ دونوں
بھی اُسکے تعاقب میں دبے پاؤں چلے کہ انھوں نے دیکھا کہ محمود ایک گوشے میں پہونچی اور ایک مقام پر کھڑے ہوکر
دستک دی دستک کا دینا تھا کہ ایک برق تڑپی اور برق کا چمکنا تھا کہ ان دونوں نے سنا کہ ایک تڑاقہ ہوا سنا تو وہی اُس
تڑاقے کے اُس مقام کی جسقدر خاک تھی غبار ہوکر اُڑ گئی اور ایک تختہ نظر آیا جمو وا اور چترنگار نے دیکھا کہ اُسمیں ایک زنجیر
لگی ہے اور قفل پڑا ہے کہ محمود نے اپنی چوٹی سے ہاتھ ڈالا اور اُسمیں سے ایک کنجی نکالی اُس قفل کو کھولکر زنجیر کھولی وہ پٹرا اُٹھایا
اُس پٹرے کا اُٹھنا تھا کہ اُسمیں سے ایک زنگی سیاہ روچہرہ درون نکلا اُسکے ہاتھ میں ایک تلوار برہنہ تھی اُس زنگی کی
صورت دیکھکر چترنگار کو یہ خوف طاری ہوا کہ اُسنے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کانپ کر رہگیا اُس زنگی نے کلائی ہی اُسکی
پشت کی طرف اشارہ کیا اُسنے جو دیکھا کہ زنگی پشت کی طرف اشارہ کرتا ہے کیا سبب ہے کبھی آج تک اُسنے یہ حرکت
نہیں کی ادھر جمو وسے بھی اُسکا اشارہ دیکھا قصد کیا کہ ہم غائب ہو جائیں کہ سکے غائب ہو جاؤں کہ ادھر محمود نے
پلٹ کر دیکھ لیا تو چترنگار اور جمو کو کھڑے پایا اور یہ بھی دیکھا کہ جمو غائب ہونیکا قصد کرتی ہے اتنی بڑی ساحرہ ہے
کہ اُسکے ہونٹھ کی حرکت سے سمجھ گئی یہ دیکھکر ہنسی اور کہا کہ کیوں میں تکلیف کرتی ہو میں تو پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ تم ضرور آؤ گی
اب تم غائب ہوکر کیا کرو میرے پاس آؤ میرے سحر کا تماشا دیکھو میں تو جانتی تھی کہ تم معہ چترنگار کے میرے تعاقب میں
آؤ گی میں اسی سبب سے تمکو چھوڑ آئی تھی کہ تمھارے دل کا حال معلوم ہو جائے یہ کیا خبر ہوا اور خبر دکھاؤ گی وہ
زمانہ تو آگئے ہیں ایسے وہ جیسے کی شاکر نہیں ہوں میں نے ایسی محنت کی ہے برسوں خدمت کی ہے جب یہ کمال حاصل
ہوا ہے دوسری عورت میرے مقام پر ہوتی تو دوسرے دن چلاکے بھاگ جاتی وہ وہ سختیاں اُٹھائی ہیں کہ میرا دل
خوب جانتا ہے بھلا کوئی کیا اُٹھائیگا دودو پہر صحبت تخلیہ رہی ہے جب یہ علم نصیب ہوا ہے میں تو خیال کرتی ہوں کہ دوسری
عورت ایک دن میں بھاگ نکلتی یہ ہمارا ہی دل و جگر تھا کہ جو جو محنت کی اور جن جن مشکلوں پر صبر کیا اور کوئی کیا کرسکتا ہے
ہر روز نئی مصیبت پڑتی تھی کبھی کا دودھ زبان پر لذت دے جاتا تھا جب جتنے یہ مشقتیں سہی اور یہ محنت کی اور ہر
مشکل پر صبر کیا اور ہر سختی کو گوارا کیا تو یہ سحر آئے اور چیزیں اور باتیں جو نایاب ہیں وہ سب یاد کر لیں یہ سنکے جمو
شرمندہ ہوئی اور قصد کیا کہ پلٹ جاؤں مگر محمود نے کہا آؤ تمکو ہمارے سحر کی قسم اور چترنگار کو بھی اپنی آنا ہوگا کہکر
اُس زنگی سے کہا کہ انکو بھی آنے دے یہ سنکے وہ زنگی الگ ہوگیا کہ جمو و چترنگار کا ہاتھ پکڑ کے اُس تختے کے
برابر آئی اب جو دیکھا تو ایک زینہ ہے سنگ مرمر کا پہلی سیڑھی پر محمود کھڑی ہے جب یہ دونوں بھی قریب آ گئے محمود
نے کہا کہ اب انتظار کسکا ہے آؤ یہ سنکے جمو وا اور چترنگار بھی اُس زینہ پر آ گئے کوئی دو زینے اُتر سکے ہونگے
کہ تڑاقہ ہوا وہ زنگی بھی اُسی زینہ پر آکر کھڑا ہوگیا اب وہ تختہ خود بخود بند ہوگیا اسکا سبب یہ تھا کہ ادھر یہ لوگ
زینے پر آئے ادھر محمود نے قصد کیا کہ وہ زنگی بھی اندر چلا آیا اُسنے کچھ پڑھ کر کہا کہ تختہ بند ہوگیا اب بالکل تاریکی ہوگئی
کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا یہ دنیا [illegible] تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھائی دیتا تھا جب یہ تاریکی ہوئی تو یہ دونوں

پریشان ہوئے کہ اُدھر عمرو نے کچھ پڑھ کر دم کیا کہ ایک برق چمکی اسی طور سے تڑاقہ ہوا اور صدا آئی حاضر حاضر
اب انھوں نے دیکھا کہ ایک زنگی اُسکے ہاتھ میں فانوس کہ جسکے سبب سے وہ تمام تاریکی دفع ہوگئی اور روشنی پھیل گئی
وہ زنگی سامنے عمرو کے آکر کھڑا ہوا کہا کیا حکم ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ آگے چل اور کیا حکم ہوتا ہے اب ان لوگوں نے
دیکھا کہ ہم لوگ جو بیٹھے ہیں زینے پر بیٹھے ہیں اور برابر سے برابر عمرو کی ٹھوکری ہے چترنگ کے ہوش جاتے رہے
اپنے کبھی ایسا تو دیکھا نہ تھا اسکو کیا اصل ہے جو کہ ساحرہ بی جمرو تھیں اُنکے بھی حواس جاتے رہے کہ انھوں نے
کبھی یہ طلسم اور یہ کارخانے نہیں دیکھے تھے خیال کرنے لگی کہ خوب ہوا جو میں نے مقابلہ نہیں کیا ورنہ یہ ایک
منٹ میں میرا کام تمام کرتی اب تو سب باتیں بھول گئی یہاں سے اپنے مقام کو واپس جانا فراموش ہوگیا اب رات
کوئی ڈھائی پہر کے قریب آئی ہے ابھی رات باقی ہے کہ وہ زنگی فانوس لیکر آگے بڑھا یہ لوگ اُسکے عقب میں چلے
آگے آگے عمرو اُسکے بعد جمرو و چترنگ برابر دونوں تھے وہ زینہ اکیس زینوں کا تھا جب وہ راہ تمام ہوئی تو ایک
دیوار نظر آئی کہ اُسپر کچھ نقش و نگار بنے ہوئے تھے اُس دیوار کے قریب پہونچکر وہ زنگی کھڑا ہوگیا کہ عمرو نے
اُس دیوار کے قریب پہونچکر اُس دیوار پر کچھ بنایا اور کچھ پڑھ کر دم کیا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور اُسمیں ایک دروازہ
پیدا ہوا اُنھوں نے دیکھا کہ وہ بھی مقفل ہے بعد عمرو نے کچھ دستک دی کہ خودبخود اُسکے سامنے ایک کنجی گری
اُسنے اُٹھا کر وہ کنجی قفل میں لگائی کہ وہ قفل کھلا یہ اُسکے اندر چلی جب چلنے لگی اُسنے دستک دی کہ وہ زنگی جو فانوس
لیے تھا غائب ہوگیا اب روشنی بخوبی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن ہے جیسے آفتاب نکلا ہوا ہے اُس دروازے کے برابر
ایک اژدر دربان بیٹھا ہوا تھا کہ وہ اژدر عمرو کی صورت دیکھکر ہٹ گیا عمرو نے جمرو و چترنگ کی طرف اشارہ
کر کے کہا کہ ان کو بھی آنے دینا یہ لوگ بھی عمرو کے عقب میں گئے جب یہ لوگ اندر اُسکے داخل ہوئے وہ اژدر
اپنے مقام پر جا بیٹھا دروازہ بند ہوگیا یہ خیال رہے کہ قفل ہر مقام پر چھوڑتی جاتی ہے اب جمرو و چترنگ نے دیکھا
کہ کیسا باغ پر بہار ہے کہ گویا نمونۂ بہشت معلوم ہوتا ہے ہوا سے سرو کے جھونکے چلے آتے ہیں درخت میوہ دار سبز
ہیں طائر چہچہے زنی کر رہے ہیں بلبلیں بول رہی ہیں نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں عمرو مع چترنگ
و جمرو کے سیر اُس باغ کی کرتی ہوئی طرف بارہ دری کے چلی اگر باغ و بارہ دری کی تعریف تحریر کی جاوے
تو اصل مطلب رہجاوے کیونکہ دو شب ہے کہ رات کم اور صفت بہت بس اسی پر موقوف کیا کہ وہ باغ اور بارہ دری
لائق دیدنی تھی اب ملاحظہ ہو کہ یہ سیر باغ کر کے مع اُن دونوں کے بارہ دری میں آئی بارہ دری بھی خوب آراستہ
تھی ایک مسند بچھی ہوئی تھی یہ اُسپر آکر بیٹھی اُن دونوں کو بھی اپنے برابر بٹھا لیا کچھ پڑھکر دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی
اُسکے ہاتھ میں ایک ساغر تھا اور ایک صراحی بلوریں اُسنے ایسا رکھا اُسنے شراب ساغر میں انڈیل کر ایک جام
عمرو کو دیا جب یہ پی چکی تو جمرو و چترنگ کو بھی جام شراب لبریز کر کے دیا اسی طرح کوئی تین تین جام کی نوبت
آئی ہوگی کہ نشہ الستہ ہوا وہ پتلی تو غائب ہوگئی اُسکے مقام پر ایک اور پتلی پیدا ہوئی کہ اُسکے سر پر ایک کشتی تھی
اُسنے وہ کشتی لا کر سامنے رکھی تو سرپوش اُٹھایا اُسمیں تین قابیں کباب کی اور تین قابیں میوے اور شیرینی
کی تھیں ہر ایک کے روبرو اُسنے وہ قابیں اُٹھا کر رکھیں سب نے کباب کھائے میوہ وغیرہ بھی کھایا جب
کھا چکے ایک برق چمکی وہ پتلی مع اُس کشتی اور قابوں کے غائب ہوگئی اُسکے تھوڑے عرصے کے بعد سنا تو ہوا
صدائے راگ و رنگ ہر در و دیوار سے آنے لگی اور کچھ پتلیاں پیدا ہوئیں کہ وہ گانے کی صدا پر ناچنے لگیں جمرو
و چترنگ کی تو یہ حالت ہے کہ ششدر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور عالم سکوت طاری ہے جمرو اپنے دل میں کہہ رہی
ہے بڑا غضب کیا یہ ساحرہ زبردست ہے اسکا کون مقابلہ کر سکتا ہے اتنا دریافت خوب عاقل ہوگئے ہیں اسنے اُنکی خدمت بھی خوب
کی ہے اور اُنکو معلوم ہوتا ہے کہ خوب راضی کیا ہے تو مجھے اُنکی نحنی نہ سہی گئی ہیں تو ہاک نکلی واقعی یہ بڑی جبر و صبر کی

ان دونون نے دیکھا کہ وہ تمام صندوق کتابون سے مملو ہے شکوہ دستنبو نے پیچھا اشارہ کیا کہ خود بخود وہ کتابین اسکے
روبرو آ آکے رنبار ہوگئین اُنمین ایک لفافہ بھی تھا وہ بھی نکلا شکوہ دستنبو نے اُس لفافہ کو اُٹھاکر اپنے زانو کے نیچے رکھا
اب پھر ایک کتاب کو اُٹھا کر دیکھنے لگی یہان تک کہ وہ کتاب نکلی جسکا اُسکو پتہ جمشید نے دیا تھا لیں اُسنے اُس کتاب
کو اُٹھا لیا باقی کتابون کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ وہ سب کی سب کتابین پھر اُسی صندوق مین خود بخود چلی گئین
سوا اُس کتاب اور لفافہ کے اب اُسنے اُس کتاب کو کھولا اور بہ نیت کرکے دیکھا کہ میری عقل نہایت حیران
ہے اور بہت متفکر ہون کہ کیا کرون اور کیونکر خدائی چشمہ ناگ کی درست کرون اسکی تدبیر بتائی جائے اور یہ
ظاہر کیا جائے کہ اگر مین اس امر مین کوشش کرونگی تو کامیاب ہونگی یا نہین جب سب نے دیکھا تھا تو وہ
کتاب سادی تھی اب جو دیکھا تو اُسپر یہ تحریر تھا کہ یہ چشمہ ناگ بہت صاحب نصیب ہے اور اسکی خدائی ضرور
ترقی کریگی چند روز اگر تو کوشش کریگی تب اسکی خدائی ترقی کریگی تیری کوشش پر منحصر ہے اور اسکی تدبیر تیرا اُستاد
اس لفافہ مین لکھ گیا ہے اسکو اُٹھا کر دیکھ لے اگر اُسمین نہ ظاہر ہو تو پھر اس کتاب مین دیکھ لینا یہ کتاب بہت کام دیگی
یہ تحریر پڑھ کے اُس کتاب مین دیکھکر اُسنے اُس کتاب کو بند کردیا اور وہ لفافہ زانو کے نیچے سے اُٹھایا اور لفافہ
چاک کیا اُسمین سے ایک دو ورقہ نکلا اُسکو اُسنے دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے شکوہ دستنبو آگاہ ہو کہ تجھکو ایک وقت
مین ایسی ضرورت درپیش ہوگی کہ تو خدائی کا بندوبست کریگی اُسکے لیے بہت سی چیزون کی ضرورت ہوگی
اور وہ چیزین بھی تجھکو مدد سے ساحری کے دستیاب ہونگی کوئی شخص چشمہ ناگ کا سا شہزادہ کا فرزند ہوگا اور
تیری بہن جمود کا لڑکا ہوگا تو اُسپر عاشق ہوکر اُسکو اپنے باغ مین لائیگی وہ تجھسے اس امر کی درخواست کریگا
کہ تو میری خدائی کو درست کردے تو ولولۂ عشق مین قبول کریگی اور فکر کریگی تیری کاہن میری کتاب کا نشان
دیگی تو اُس کتاب مین دیکھے گی وہ کتاب اس لفافہ کا پتہ دیگی اب اسکی تدبیر تجھکو لازم ہے کہ تو اس لفافہ کو
لیکر اپنے باغ مین جانا اور ایک رات اپنے باغ مین بیٹھکر یہ اسم پڑھنا دوسرے دن تو تنہا طرف مشرق کے
روانہ ہونا اُسکے بعد جو اس لفافے مین تحریر ہو دیکھ لینا اور اُسی تحریر پر عمل کرنا اور خلاف اُس تحریر کے کوئی کام نکرنا
ورنہ سب کام خراب ہوجائیگا پھر انجام نہ پائیگا یہ سب باتین خیال رہین اور بدون ساحر [illegible] کے ساتھ ہوئے
تیرا کوئی کام نہ بنیگا اور جن جن اشیا کی خدائی کے درست کرنے مین ضرورت ہے وہ اُسکو معلوم ہین اور وہ
میری بہن ہے اُسکے مقام کا پتہ اس لفافے مین تحریر ہے مگر وہ تحریر وقت پر ظاہر ہوگی اور جو مشکل پڑیگی وہ اس
کاغذ پڑھنے سے ظاہر ہوجایا کریگی اُسکی تدبیر بھی تحریر ہوا کریگی یہ کمال ہے کہ ابھی مرنے کے بعد بھی تحریر برقرار رہا
ورنہ بعد مرجانے ساحر کے تحریر بیکار ہوجاتا ہے اور یہ لفافہ تو نے مجھکو وقت مرنے کے دیا تھا اور کہدیا تھا
کہ ایک وقت اسکو دیکھنا تو بہت دل لگی خیر کام تو نکلا یہ اُسکا اثر ہے جو تو نے میری خدمت کی تھی اور میرے دل کو
ہر وقت خوش رکھا تھا یہ اُسکا ثمرہ ہے کہ مین نے محنت کرکے یہ سحر تیار کیا یہ خاص تیرے ہی لیے مین نے کوشش
اور مشقت کی تھی اور یہی وجہ میرے سحر کے قایم رہنے کی ہے کہ مین نے اپنے کل سحر تیرے قبضے مین کردیے
ہین مین تجھسے بہت خوش ہون کہ تو نے میرے دل کو خوب مسرور کیا اور میرے کہنے کو کسی وقت نہین
ٹالا مین ساحری سے تیری ترقی عمر کی دعا کرونگا اور جب ملاقات ہوگی تو سفارش کرونگا وہ میرے کہنے کو
ضرور خیال کرینگے اور تیری ہر وقت مدد کیا کرینگے اور جس کام کا تو قصد کیا کریگی وہ فوراً حل ہوجائیگا اور مجرم جادو
بہت بڑا ساحر زبردست ہے اُسکے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہین ہے وہ بہادر شیشہ ساحری ہے اور جمشید کی
بہت جیب خاص تھی جب سے ابتک وہ زندہ ہے اب آیندہ حال معلوم ہوگا یہ پڑھکر سارا مضمون چشمہ ناگ
وغیرہ کو سنایا وہ دونون بہت خوش ہوئے وہ لفافہ لوانے اپنے پاس رکھا اور وہ کتاب صندوق مین

نگی جدھر کو سانپ گیا تھا دیکھا کہ وہ سانپ چلا آیا گو غائب تھا مگر اسکے دیکھنے کے ساتھ ہی وہ سانپ ظاہر ہوا اور آکر اُس صندوق
مین چلا گیا اُسنے پٹرا صندوق کا بند کر دیا اور قفل لگا یا اُسی طور سے صندوقچہ کی طرف دیکھا اُسکا پٹرا اُٹھ گیا ادھر اُسنے اُس
کنجی کی طرف دیکھا وہ بھی نا گہان ہو گئی اور اُسی صندوقچہ مین چلی گئی اُسنے دستک دی کہ وہ پتلی پیدا ہوئی اسکو اشارہ کیا وہ
صندوقچہ لیکر اُسی شگاف سقف مین غائب ہو گئی چھت برابر ہو گئی پھر اُٹھی اُسی مقام پر آئی جہان سے وہ صندوق نکلا
تھا اُسی طور سے وہ فرش ہٹ گیا اور زمین شق ہوئی اور وہی زنگی نکلے پانچون اُسنے اشارہ کیا وہ چار زنگی اُس صندوق
کو اُٹھا لائے جب قریب اُس غار کے پہونچے اُسنے اُس زنگی سے کہا کہ میری امانت سے خبردار وہ زنگی مع اُس صندوق
کے چلا گیا زمین برابر ہو گئی اُسنے یہان آکر مسند پر بیٹھکر کچھ پڑھکر دم کیا کہ ایک چمک ہوئی بعد اُس چمک کے تاریکی
ہو گئی تھوڑے عرصے کے بعد وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو جمجو و چہرنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی اُسکے روبرو
کھڑا ہو اور اسکے ہاتھ مین قلم دوات ہو اور ایک ہاتھ مین ایک کتاب ہو اُسنے وہ دوات و قلم اُسکے ہاتھ سے لیا
اور کتاب بھی کھول کر کچھ اُسپر لکھا اور اپنے دستخط بنا لیے اُس زنگی نے ایک بیاض نکالا اپنے پاس سے دی اُسنے
اُس بیاض کو کھول کر دیکھا جمجو و چہرنگ نے بھی دیکھا کہ اُس بیاض مین کچھ لکھا ہوا ہے کہ جا بجا بیچ مین اُسکے
نیچے کچھ لکھا ہو کہ مٹھو نے ایک سطر کو کاٹ دیا اور اُسپر اپنے دستخط کر دیے اور وہ دوات و قلم و کتاب وغیرہ اُسی زنگی
کے ہاتھ مین دیدی اُسی طور سے پھر تاریکی ہوئی برق چمکی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ وہ زنگی ہو نہ کوئی اب اُسنے
اپنے مٹھو سے کہا کہ چلو سب چلنے پر آمادہ ہوئے کہ ادھر مٹھو نے کچھ پڑھا ایک صدا سے ہیبت آئی برق چمکی
تاریکی ہوئی ہوا سے تیز چلی اور ایک ایسی برق چمکی انکی آنکھین اُسکی چمک سے خیرہ ہو گئی کرنے لگین جب تھوڑی دیر کے
بعد وہ تاریکی و چمک وغیرہ دفع ہوئی تو جمجو و چہرنگ نے دیکھا کہ ہم اُسی باغ مین چبوترے پر جو کہ برابر بارہ دری
کے ہو کھڑے ہین اور مٹھو ایک طرف سے مستی ہوئی چلی آتی ہو نہ وہ باغ ہو نہ بارہ دری ہو فقط یہی باغ ہین ہین
جہان سے اُس باغ مین صندوق کتابون کا لینے مٹھو گئی تھی لینے مٹھو دا سپہ قیام کرنے کے باغ مین سے آئی
اب جو جمجو نے سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا تو ثابت ہوا کہ صبح قریب ہو اُسنے کہا کہ اے بہن اب مین جاتی
ہون اب تو تم خوب بندوبست کر لو گی مٹھو نے کہا کہ بدون تمہارے مین کوئی کام نہ کرونگی جب تک تم نہو گی
کیونکہ تم سن چکی ہو کہ تمہارا اسم تحریر ہونے کا حکم ملا ہو مین چاہتی ہون کہ تم بھی ہوتا کہ تمکو بھی معلوم ہو کہ یہ محنت
مین نے کی ہو جمجو نے کہا کہ تم میرے عیش مین خلل ڈالو گی میرا معشوق میرے لیے بیقرار ہوگا بدون میرے
اُسکو چین نہین آتا ہو مٹھو نے کہا کہ جو کچھ ہو اُسکے جواب مین جمجو نے کہا کہ اسوقت تو مین جاتی ہون کل شام کو
پھر آؤنگی مٹھو نے جواب دیا بہتر یہ کہکر مٹھو د تو مع چہرنگ کے بارہ دری مین گئی یہان باغ مین سناٹا پڑا
ہو سب ملازم اسکے سو رہے ہین یہ دونون بارہ دری مین آئے جمجو و چہرنگ کے طرف اپنے شہر کے روانہ
ہوئی داخل شہر ہو کر اپنے محل مین جا کر اپنی شبیہہ کو رخصت کیا اور خود خلوت خانہ مین شمشاد و کے آئی کیونکہ بدون
اُسکے پریشان تھی اُسکو بیدار کیا وہ سو رہا تھا آنکھ جو کھلی جمجو دلبر کو دیکھا بیقرار ہو کر اُٹھا اور کہنے لگا کہ آج
تمنے بہت پریشان کیا رات بھر تڑپتے گذرا تمنے آج ایسا کیا کہ کبھی اسطرح کا اتفاق نہوا تھا کوئی اپنے عاشق کو
اسطرح تڑپاتا ہو رات اس دشواری سے گذری کہ جسکا بیان کرنا غیر ممکن ہو آخر یہ نوبت ہوئی نیند کی وجہ سے نہایت
پریشان تھا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہوگا کہ مین سویا ہون اور مین جانتا ہون کہ صبح ہونے مین کچھ ہی عرصہ باقی ہوگا
آج تم تھین کہان کیا میرا خیال تمہارے دل سے جاتا رہا مین نے ایسا تو خیال تمہارا دیکھا نہ تھا مگر نہین معلوم
کیا وجہ ہوا اور تمھین اکیلے نیند کسطرح آئی ہوگی تم تو آج تک کبھی تنہا سونے کو پسند نہ کرتی تھین یہ سب باتین شمشاد
کی سنکر وہ الگاتہ بولی مجھے کیا معلوم ہین تو آج ایسی بیخبر سوئی کہ ہوش نہ رہا نہ تمکو بلایا نہ مین خود تمھارے پاس آئی

ابھی جو آنکھ کھلی تمھارے پاس اُٹھ چلی آئی ہون رات سے کیا غرض یہ کہکر بیٹھ گئی عیش و عشرت کی باتین ہونے لگین
یہان پیشتر مین مصروف ہین اُدھر شمو و چترنگ بھی عیش مین مشغول ہوے کہ وہ رات جسقدر باقی تھی تمام ہوئی
شمو و چترنگ کو تو عیش مین مصروف رہنے دیجیے یہان صبح کو شہداد اُٹھکر منھ ہاتھ دھو کر دربار مین آیا اُسی وقت فوراً
زرگرون کو طلب کرکے اُنکو وہ نقشہ تخت کا دیا جو کہ شمو نے بنا کر دیا تھا اور کہا کہ اس نقشہ کے موافق ہمکو ایک
تخت بہت جلد تیار کرو اور نہایت عمدگی و خوبصورتی سے بنا دو تمکو علاوہ تمھاری اجرت کے انعام بھی دیا جائیگا
کسی قسم کی کوتاہی نکرنا جسقدر جواہر درکار ہو خزانہ شاہی سے لینا کوئی مانع نہوگا مگر اس نقشہ کے مطابق ہو
سرمو فرق نہو اور بہت جلد تیار کرو اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند نعمت ایک ہفتہ کے عرصے مین تیار ہوگا اس سے
پیشتر نہین تیار ہو سکتا ہی وہ بھی ہمکو رات دن کوشش کرنا پڑیگی شہداد نے کہا اچھا جہانتک ہو سکے جلدی کرنا
زرگر حکم لیکر اپنے اپنے مکان پر آئے اُسکے بند و بست مین مصروف ہوے کہ اُنکا ذکر پھر ہوگا یہان شہداد نے
دربار برخاست کیا داخل محل ہوا شمو سے کہا کہ مین نے تخت کے بنانے کا حکم دیدیا زرگرون نے ایک ہفتہ کا اقرار
کیا ہی اُسنے کہا کہ بہتر ہی پھر دونون کھانا کھا کے خلوت خانے مین چلے گئے وہ دن تمام ہوا رات آئی شمو نے
خیال کیا کہ اب چلنا چاہیے کیونکہ شمو و میرے انتظار مین ہوگی یہ سوچکر قصد چلنے کا کیا اب کوئی پہر رات کے قریب
وقت آچکا ہی اُسنے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا قبل مین یہ بند و بست کیا کہ جسقدر عورتین اُسکے پاس پہرہ دیتی
تھین کوئی خواص تھی کہ اُسکا یہ خواص تھا کہ وہ پانون دباتی تھی کوئی پیش خدمت تھی یہ کام متعلق تھا کہ وہ اُنکے کام
کرتی تھی کوئی پہرہ دینے والی تھی اُسنے اُن سب کو اسم سحر پڑھکر بیہوش کیا کہ ہوا سے سحر کا جھونکا آیا کہ وہ سب کی
سب بیخبر ہوکر حالت غنودگی مین اپنے مقام پر لیٹ رہین اُسنے بذریعہ سحر کے جسقدر روشنی تھی گل کی صرف دو ایک
شمعین اس خیال سے روشن رہنے دین کہ جب تاریکی ہوگی تو جو کوئی اُٹھیگا تو تاریکی دیکھکر خیال کریگا کہ یہ کیا سبب
کہ ملکہ کی آرامگاہ مین تاریکی ہی لیکن وہ آئیگا اور میرے تئین یہان نہ پائیگا سب حال میرے جانیکا کھلجائیگا اُسنے
خیال کیا کہ شاید کوئی بات کو اُٹھکر آجانا چاہیے تو احتیاط ضرور ہی یہ بات دل مین سوچکر جھولی سے اُس بیعاش سے
ماش کا آٹا نکالا اور اپنے قماش کا ایک پتلا بنایا اور اُسے سحر کرکے صرف اپنی صورت کا بنا دیا مگر اُسمین کوئی
اُس سبب سے سحر نہین ڈالا کہ وہ صاحب روح ہوتا یہ امر تھا کہ جو کوئی دیکھے تو خیال کرے کہ ملکہ پلنگ پر آرام
کر رہی ہی یہ اس خیال سے کہ یہ تو سب بسبب میرے سحر کے بیہوش ہین اگر کوئی پہرہ بدلنے کو آیا اور اُسنے پلنگ کو
خالی پایا تو خرابی ہوگی یا شہداد خود چلا آیا تو بھی خرابی ہوگی اسواسطے بہتر یہ ہی کہ یہ تدبیر کیجائے اسکے بعد خیال آیا
کہ اگر شہداد آیا اور اُسنے اُٹھانیکا قصد کیا تو یہ نہ تو اُٹھیگا اور نہ بات کریگا اُسوقت بھی خرابی ہوگی لہذا اُسنے یہ تدبیر
کیا کہ جو کوئی اُس مقام پر آئے وہ بیہوش ہوکر گر پڑے یہ بند و بست کرکے اور تخت درست کرکے اُسپر سوار ہوکر بطرف
باغ شمو و کے مثل بلبل قفس آزاد کے کہ جیسے وہ قفس سے چھوٹ کر بہار کے نظارہ کو نکل جاتی ہی روانہ ہوئی پہلے
ادھر کا حال سماعت فرمائیے کہ بعد جانے اُس تحفہ کے کچھ عرصے کے بعد جو میان شہداد کی آنکھ کھلی اور کچھ ضرورت
جو ہوئی تو اپنے خلوت خانہ سے اپنا کمربند کھولتے ہوے اور بہت بیچین اور یہ خیال کرتے ہوے کہ یہ اچھا طریقہ
ملکہ نے کل سے مقرر کیا ہی کہ نہ تو خود آتی ہی اور نہ مجھکو بلاتی ہی کل بھی ساری رات مین بیچین رہا اور آج بھی اسقدر
رات آئی ہی یا تو وہ بات تھی کہ کوئی وقت جدائی کی خواستگار نہ تھی اب جو مین اسکا عادی ہو گیا تو خود مفارقت
کرنے لگی سچ ہی کہ ان لوگون کی ذات کا کوئی بھروسا نہین بالکل بیوفا ہوتی ہی اور یہ قوم اپنی غرض کی ہوتی ہے
جبتک اپنی غرض ہی ہم سے زیادہ کوئی نہین جہان اپنی غرض نکلی پھر کیا پروا ہو جاتی ہے کوئی مرے چاہے جیے کوئی
آرزومند ہے اُنکو کوئی غرض نہین ہوتی ہی ایسی بیوفا والی ذات ہی یہ اپنے دل سے کلام کرتا ہوا بہت جلدا ... نکلا

سے کہ وہ بیہوا آیا جو عورتین خاص ملازم اسکے پاس موجود تھین انھون نے جو اسکو جاتے ہوے دیکھا قصد کیا کہ ہم بھی اسکے ہمراہ چلین
اسنے منع کیا کہ تم نہ آؤ مین ملکہ کے خلوت خانہ مین جاتا ہون وہ سب عورتین وہین ٹھہر گئین سوچین کہ خوب جان بچی آج
تک تو ہم لوگون کی سونے کی نوبت نہین آئی ہے جب یہ آویگا تو دیکھا جائیگا اسی مقام پر جو فرش بچھا ہوا تھا وہین لیٹ کر
سو رہین خیال کیا کہ جب بادشاہ تشریف لائینگے ہم لوگ اُٹھا دیے جائینگے ہمسے تو ہین رہین مگر شہداد جو گھبرایا ہوا
تھا ایک مرتبہ داخل خلوتخانہ ہوا دیکھا کہ تمام لوگ جو کہ ملکہ کے پاس موجود رہتے ہین یعنی پہرے دارنیان و باری دارنیان
سب پڑی ہوئی بیخبر سو رہی ہین اسنے بھی جگانا اُن سب کا مناسب نہ جانکر طرف مسہری ملکہ کے بہت بیقرار چلا برابر مسہری کے
ایک جوان باری دارنی گوری گوری رنگت بڑی بڑی آنکھین پیاری پیاری صورت سن بھی کوئی سولہ سترہ برس کا پڑی
بیخبر ہاتھ پانون پھیلا کے جوانی کے عالم مین سو رہی ہے دوپٹہ جو سینہ پر سے ہٹ گیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو گنبد بلور
کے زمین کی طرف ہوے ہین یا دو حباب چشمہ حسن ہین اسکو اسکی یہ حالت دیکھکر قرار نہ رہا چاہتا تھا کہ مسہری پر جا کر ملکہ کو بیدار
کرون کہ جھونکا ہوا سے دکا آیا کہ جسنے اسکو بیخود کر دیا اور غش کھا کر برابر اُسی نازنین کے گرا یون کہ اگر اسکے ہاتھ اُسکے
ہاتھ اُسکے سینے پر اور منھ برابر منھ کے جیسے کوئی اپنے معشوق کے پاس اپنی حسرت دل نکالنے کو لیٹا ہو یہ تو غش کر کے گرا
ہوا لیکن یہ اپنے خلوت خانے سے اور قصد سے چلا ہے کہ شہباز کو کبوتر لے ہاتھ مین لیے تھا اس گرنے مین زیر جامہ بھی اسکا
کسی قدر سرک گیا ہے گرکر کروٹ جو لیتا ہے تو اس سے لپٹ گیا اسکی ٹانگین اسکی ٹانگون مین الجھین بس یہ حالت تو اسکی ہوئی
جو کہ عرض ہوئی اب جو کچھ کیفیت اسپر گذرے گی وہ اُسوقت زیب گوش سامعان ذی ہوش کیا ویگی جب کہ جمہور آئیگی

ابحال شمود و چترنگ عرض سحر مین آنا ہے و دیگر حالات

راوی نے بیان کیا ہے کہ شمود اپنے مکان کو گئی تھی تو شمود و چترنگ خلوت خانے مین سے گئے تھے اتنی رات عیش و
عشرت مین بسر کی جب صبح ہوئی دونون باہر آئے منھ ہاتھ دھوکر کچھ ناشتہ کیا اسکے بعد کچھ شراب وغیرہ کا شغل ہوا اسی
اثنا مین شمود نے کہا کہ اے چترنگ آج رات کو ہم تمسے جدا رہینگے دیکھین یہ رات کیونکر بسر ہوتی ہے چترنگ نے کہا یہ تو
نہین ممکن ہے کہ مین تمسے جدا ہون کیا تم کہین جاؤ گی شمود جادو نے جواب دیا کہ مین جاؤنگی تو نہین بلکہ اسی مقام پر رہونگی
اسپر جدائی واقع ہوگی یہ سنتا تھا کہ چترنگ نے ایک آہ کی اور کہا یہ سبب میری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ تم ہوگی اسی مقام
پر اور پھر جدائی ہوگی شمود نے کہا کہ آج وہ اسم سحر پڑھنے کا دن ہے کہ جسکے سبب سے تمھاری جدائی کا بند و بست ہوگا تقدیر
ہے کہ مین کل براے تلاش حمزہ جادو جاؤن کہ جسکے سبب سے تمھاری جدائی کا انصرام ہوگا یہ سبب ہی جدائی کا
چترنگ نے کہا یہ کیا مشکل ہے تم اسم سحر بیٹھکر پڑھنا مین تمھارے روبرو بیٹھا رہونگا اگر قربت نہوگی تو صورت تو دیکھنے
مین آئیگی دلکو تقویت تو رہیگی شمود نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا یہ کہکر دونون خاموش ہو رہے بعد تھوڑے عرصے کے دونون اُٹھکر
خوابگاہ مین آئے وہ اسقدر دن ساتھ عیش کے بسر کیا خوب راحت سے شام کی کہ رات ہوئی جب روشنی ہوئی تو یہ دونون
خلوت سے باہر آئے اپنے مقام پر پہنچے خواصون نے کھانا لاکر حاضر کیا دونون نے کھایا شراب پی اسکے بعد یہ اُٹھی اسنے اُس
مقام پر پہونچکر اپنی خواص کو کہ جسکا نام شبو تھا صدا دی کہ ادھر آ وہ آئی اُس سے کہا کہ تھوڑا پانی لا وہ پانی لینے گئی اسنے
اتنے عرصے مین ساری باندھی وہ پانی لیکر آئی اسنے غسل کیا اسکے بعد اُس خواص سے کہا کہ وہ جو ہتنے بچہ خوک پرورش کرتے
ہین اُنمین سے ایک بچہ لے آ وہ گئی اور بچہ خوک لائی اسنے اسکو ذبح کیا اور اسکا خون ایک ظرف مین لیا قدرے خون پانی
مین ملایا اور چوکا دیا اسکے بعد اسنے شبو سے کہا کہ وہ چوکی جسپر ہم بیٹھکر اسم سحر پڑھتے ہین اُسکو لا وہ گئی وہ چوکی لائی اسنے
چوکے مین بچھائی اور جھولی اپنے سحر کی اس چوکی پر رکھی اب اس انتظار مین تھی کہ چترنگ آئے تو اسم سحر پڑھنا شروع کرون
یہ تو انتظار کر رہی ہے کہ اُدھر شمود جو چلی تھی تو سیر کرتی ہوئی تخت سے اُترتی ہوئی آکر باغ مین پہونچی دیکھا کہ باغ مین بیٹھے

اب طرف ارژنگ کے خامہ فرسائی کی جاتی ہے اور اُسکا حال تحریر ہوتا ہے کہ پہونچنا اُن لوگون کا اُس لشکر کے جو کہ طرف طلسم فیروزیہ کے گیا تھا بسرکردگی داوفان گرگدن پیشانی کے اور وہان سے شکست کھا کر بھاگا تھا اور راہ مین اُن لوگون کو ملا تھا جو کہ شہر آفتاب نما سے بعد آفتاب پرستون کے سلیم کے بھاگے تھے اور خدمت مین ارژنگ کی جاتے تھے کہ یہ لشکر ملا تھا اسکو بھی اپنے ہمراہ لیا تھا اور پہونچکر جواب نامہ دینا ارژنگ کو ارژنگ کا جواب نامہ پڑھکر بہت غصہ کرنا اور اسی وقت حکم دینا کہ تمام لشکر طیار رہو ہم مع لشکر طرف شہر آفتاب نما کے کوچ کرینگے اور تیرہ بین کو اس سخت کلامی کی سزا دینگے بزور شمشیر اپنی معشوقہ کو حاصل کرینگے اسکے بعد اہل اسلام پر لشکرکشی کرینگے یہ حکم سنکر لشکر کا طیار ہونا اسکا مع گیارہ لاکھ فوج کے کوچ کرنا راہ مین ملنا سرخ پوش کج گردن کا و مہران کج گردن کا اور ان سب کا ہمراہ ارژنگ طرف شہر آفتاب نما کے جانا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا

راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب وہ آٹھ سو سوار جو کہ آفتاب نما سے بھاگے تھے اور راہ مین انکو وہ لشکر ملا جو کہ طلسم فیروزیہ پر گیا تھا اور شکست کھا کر بھاگا تھا جب باہم ملاقات ہوئی تھی تو ایک دوسرے کے حال سے آگاہ ہوئے تھے یہ باہم ملکر یکجا ہوکر روانہ ہوئے تھے ابھی یہ راہ مین تھے کہ مہنگا جو کہ پہلوان قدرت کی اولاد سے تھا اور وہ خود بھی خدائی لقا سے آیا تھا اُسکے آنیکا جشن ارژنگ نے کیا تھا اسکے برپا ہونیکا حکم دیا تھا کہ سامان جشن کیا جائے یہ جو حکم دیا تھا اہلکارون نے جشن کا سامان شروع کیا تھا اب پہلے حال جشن تحریر ہوتا ہے کہ اہلکارون نے سامان شروع کیا تمام شہر کو آئینہ بند کیا آتشبازی طیار کرائی خوب عمدہ عمدہ کھانے پکوائے گئے کیونکہ پہلوان قدرت لقا کے پوتے کی خداوند کے پوتے کے مہمان دعوت ہے خوب دیوان عام وخاص کو آراستہ کیا طائفہ دور دور سے طلب کیے گئے شام کو تمام شہر مین روشنی ہوئی ہر گلی کوچہ مینار زر نگار معلوم ہوتا تھا وہ رات نہ تھی شب برات تھی کہ تمام چراغان تھا اسقدر روشنی تھی کہ اگر نابینا جاسکے تو باوصف نہونے چشم روشن کے ہر گلی سے بھی کوئی آشنا نہ ملتا بخوبی خوف راہ طے کرے دربار خاص و عام کی تو حالت تحریر ہی نہین ہوسکتی ہے کہ کسقدر آراستہ کیا تھا تمام اہل شہر کی دعوت کی تھی اب لوگ آنے لگے جو جو مقام تجویز ہوے تھے اسپر بیٹھنے لگے اتنے مین مہنگا بھی مع اپنے سردارون کے آیا ارژنگ بھی آکر تخت پر بیٹھا اُسکا بھی سردار مثل سلطلم و دیلم وغیرہ کے آکے بیٹھے گا ن بھی اپنے مقام پر آکر بیٹھا محفل آراستہ ہوئی ارژنگ نے ساقی کو حکم دیا کہ شراب ناب کا دورہ چلے یہ سننا تھا کہ وہ فوراً میخانے مین گیا اور کئی کشتیان شراب کی طیار کرکے محفل مین آیا اور اُسنے جام لبریز کرکے ارژنگ کو دیا ارژنگ نے اُسکے ہاتھ سے لیکر لاجرعہ پیلیا اُسکے بعد اُسنے دور باندھ دیا تمام محفل کو شراب پلائی جب خوب سب مست ہو گئے تو ارژنگ نے حکم دیا کہ داروغہ ارباب نشاط سے کہو کہ طائفہ حاضر کرے یہ سننا تھا کہ ایک چوبدار دوڑ گیا اور داروغہ ارباب نشاط سے جاکر حکم ارژنگ کا سنایا وہ اُسی وقت طائفہ لیکر طرف محفل کے چلا داخل محفل ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا حکم ہوا کہ ناچ شروع ہو وہ یہ حکم پاکر محفل کے باہر آیا اور ایک طائفہ کو حکم دیا کہ طیار ہوکر محفل مین جائے بس وہ طائفہ اپنی سازندیون کو ہمراہ لیکر محفل مین آئی ارژنگ کو مجرا کیا ارژنگ نے اُسکو حکم ناچنے کا دیا اسکی سازندیون نے ساز ملایا ابھی ساز نہ درست ہوا تھا کہ داروغہ مطبخ نے آکر مجرا کیا اور دست بستہ یون عرض کیا کہ کھانا حضور طیار رہی ہے یہ سنکے ارژنگ نے

مفارقت سر پر پھیلے ہوئے تھے اُنکا تو یہ حال ہوا کہ اُنکی آنکھوں سے سیل اشک جاری تھی اور دیگر اہل محفل کو سکوت تھا تھوڑے عرصے تک تو یہ نوبت رہی اُسکے بعد وہ حالت برطرف ہوئی سب کے حواس درست ہوئے تب اُس مہ وش نے حسب فرمایش ارژنگ یہ غزل عاشقانہ عجیب ناز و کرشمہ دکھا کر نہایت خوش الحانی سے گانا شروع کی غزل

تیر مژگان چلے نشتر کی طرح
دل میں در آئے نیشتر کی طرح
وقت پینے کے کوندتی ہے برق
دل کو ہے شوق نامہ بر کی طرح
بن آفتاب آئے شب کو وہ لب بام
دل ہے جلتا مرا اگر کی طرح
کبھی تربت پہ ہم غریبوں کی
ہے دہن بھی نہاں کمر کی طرح
میرے پہلو سے جب وہ اٹھ کے چلے
نگران چشم فتنہ گر کی طرح
اے ہدف ہجر شعلہ رویان میں

دل ہدف ہو گیا جگر کی طرح
میرے نالوں نے بھی نہ کی تاثیر
دانتوں میں ہے صفا گہر کی طرح
تیرے ابرو کی تیغ کو قاتل
چاندنی کھل گئی قمر کی طرح
میری میت کو دیکھ کر غافل
ابر برسے تو چشم تر کی طرح
دیکھ فصل خزاں کو بکھرا ہے
رنگ فق ہو گیا سحر کی طرح
آہ سوزان کے ساتھ ہجر کی شب
دل سے اٹھا دھواں اگر کی طرح

تیری مژگان کے تیر او ظالم
یار پر آہ بے اثر کی طرح
وصل کا لیکے جا کون خود پیغام
دل پہ ہوں روکتا سپر کی طرح
آتش رشک غیر سے سر بزم
ہو چہتا ہیگا بے خبر کی طرح
کیسے قاتل کی نازکی تا چند
بال سنبل سے نوحہ گر کی طرح
گل نرگس چمن میں سے دیکھ کر
دل مرا جل بجھا شرر کی طرح
یہ غزل نئے طور سے گائی اہل محفل

کا دوسرا رنگ ہو گیا سب نے اس غزل کو پسند کیا سب بہت خوش ہوئے اسکو بہت کچھ انعام ملا کوئی دو پہر کے قریب گائی اُسکے بعد حکم ارژنگ ہوا کہ دوسرا طائفہ حاضر کیا جاوے اور طائفہ حاضر ہوا وہ بھی خوب گایا اور خوب سنایا یہاں تک کہ تا صبح یہی چہچہا رہا صبح کو بھی محفل برپا رہی سات دن تک یہی حال رہا آٹھویں دن محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے ارژنگ بھی محل میں گیا مہنگ اپنے مقام قیام پر گیا اسکا لشکر اُترا ہوا ہے بیرون شہر سات دن تک یہ لشکر بھی مہمان رہا چونکہ سب لوگ سات دن کے تھکے ہوئے تھے جا جا کے اپنے اپنے مقام پر پڑ رہے اُس دن ارژنگ نے دربار نہیں کیا وہ دن وہ رات آرام میں بسر کی نویں دن دربار میں آیا دربار روز کا ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے ایک مرتبہ ارژنگ کو خیال آیا کہ ابھی تک سلیم جواب نامہ لیکر نہیں واپس آیا اسکا کیا سبب ہے اور یاد نے مالکہ ثریا کے سینے میں کی بیقرار کر دیا سخنگان کی جانب دیکھکر کہا کہ کیا سبب ہے جو ابھی تک سلیم واپس نہیں آیا بہت عرصہ ہو گیا ہے سخنگان نے عرض کیا کہ ابھی جواب نامہ نہ ملا ہوگا یہ کلام سنکر ارژنگ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا شعر لیکر جواب نامہ جو آتا نہیں ہے تو ٭ کیا راہ کوسنے یار میں کی نامہ بر غلط ٭ یہ شعر پڑھ کر سخنگان سے کہا کہ اب تو صبر نہیں ہو سکتا ہے کیا تدبیر کروں سخنگان نے کہا کہ میں کیا عرض کروں کیونکہ کوئی امر خیال میں نہیں آتا ہے سوائے اسکے کہ ابھی جواب نہ ملا ہوگا کیونکہ دربار شاہی ہوگا ہے یہاں کسکو پروا ہے کیونکہ یہ نامہ طلب میں ملکہ کی گیا ہے اور مضمون نامہ دوسرا ہے اگر جنگ و پیکار کی نسبت ہوتا تو اب تک جواب آ چکا ہوتا یہ دوسرا امر ہے آپس میں صلاحیں ہو رہی ہونگی ابھی کوئی صلاح قرار نہ پائی ہوگی کوئی کہتا ہوگا قبول فرمائیے کوئی کہتا ہوگا نہ قبول فرمائیے کوئی اونچ نیچ دکھا رہا ہوگا کوئی سمجھاتا ہوگا کہ خداوند زادے ہیں ایسی آپکو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ انسے عقد کریں کیونکہ اُنکے خاندان سے ہم واقف نہیں ہیں کوئی یہ کہتا ہوگا کہ وہ بھی تو خداوندزادے ہیں ایسا شوہر ملکہ کو نہ ملیگا یہی تقریریں باہم ہو رہی ہونگی اسی سبب سے دیر ہوئی آپ کوئی فکر نہ کریں یہاں تو یہ تقریریں ہو رہی ہیں اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ وہ لوگ جو کہ بھاگے تھے مع اُس لشکر کے قطع راہ کرتے ہوئے قریب خاور کے پہونچے تھے کہ ناگاہ دور سے نظر آیا کہ ایک لشکر قریب شہر اُترا ہوا ہے انکو یہ خیال ہوا کہ یہ کیا سبب ہے جب ہم نامہ لیکر

گئے تھے تو یہ لشکر یہان پر شہر فروکش تھا بین اُسی وقت اُن سب نے باہم صلاح کر کے کہ اسی مقام پر اُترو اور دریافت
کرلو کہ یہ لشکر کسکا ہی تو پھر آگے چلو اور داخل شہر ہو یہ لوگ ادھر باہم صلاح کر کے اُترے ادھر یہ لوگ جو اُترے ہوے تھے
انھون نے دیکھا کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دامن گرد سے ایک لشکر ظاہر ہوا اُسمین کچھ تو ساحر ہین اور کچھ غیر ساحر مگر ساحر
بہت ہین اور وہ لشکر اسی طرف چلا آتا ہی یہ لوگ بھی متفکر ہوے کہ یہ لشکر کسکا ہی اور اسکا تو یہ قصد معلوم ہوتا ہی کہ یہ
داخل شہر ہو اسوقت کیا کرین کیونکر روکین کیونکہ ہمارا افسر تو خداوند کی خدمت مین ہی بدون اُسکے حکم کے ہم
کوئی دست اندازی نہین کرسکتے ہین یہان اسی طور کی تقریر ہو رہی تھی کہ وہ صلاح کر کے اُدھر اُترے اور چند
سوار اس جانب کو چلے کہ چلکر دریافت کرین کہ یہ لشکر کسکا ہی بس اتنے عرصے مین وہ سوار داخل لشکر ہوے اور
دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی وہ جو کہ لشکر مین آئے تھے وہ بھی زہرہ پرست تھے انھون نے دیکھا کہ اس لشکر
کے جسقدر لوگ ہین وہ سب زہرہ پرست ہین نشانون پر بھی تصویر زہرہ ولقا وارژنگ تحریر ہی حسب
ان لوگون نے زہرہ پرستی کی علامت پائی تو دریافت کرنے لگے نہایت سے لشکری انکے گرد جمع ہو گئے اور انسے
کہا کہ آپ ہمارے افسر کی خدمت مین تشریف لے چلیے تو اُنہین حال مفصل معلوم ہوگا یہ سنکے وہ اُنکے ہمراہ اُنکے
افسر کے پاس آئے اُن لوگون سے اُس افسر نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہین جو تمہارے ہمراہ ہین اُنھون نے
عرض کیا کہ یہ لوگ دریافت کر رہے تھے کہ یہ لشکر کسکا ہی ہم انکو آپ کی خدمت مین لیکر حاضر ہوے ہین یہ سنکر افسر نے
تب اُن لوگون سے کہا کہ پہلے آپ لوگ بیان کرین کہ آپ کون لوگ ہین اُنھون نے کہا کہ ہم لوگ لشکر خداوند کے ہین
اور ہمارے ہمراہ اور بھی لشکر ہی جو کہ آپ کے لشکر کو دیکھکر وہ سامنے صحرا مین اُترا ہی اور وہ لشکر خداوند کا طرف
طلسمات کے گیا تھا وہان سے واپس آیا ہی ہمکو راہ مین ملا تھا اور ہم لوگ نامہ لیکر طرف شہر آفتاب کے گئے
تھے یہ کہکر کل حال بیان کیا اور کہنے لگے جبتو اپنا حال بیان کر دیا اب آپ لوگ اپنا حال ہمپر ظاہر کرین کہ
آپ کون لوگ ہین اُنھون نے یہ سنکر کہا کہ ہم لوگ ہین لشکر پہلوان شمشاک کے جو کہ خاندان سے پہلوان قدرت
لقا کے ہین ہم لوگ برابر مدد خداوند آئے ہین اپنے افسر کے ہمراہ آج آٹھ روز سے برابر ہمارے افسر کی عزت
ہو رہی ہی خداوند کے یہان ہم لوگ بموجب حکم خداوند بیرون شہر فروکش ہین یہ سنکے اُن سوارون نے کہا کہ ہم
لوگ بیکار اس مقام پر فروکش ہوے اگر یہ جانتے تو ضرور اسی لشکر مین چلے آتے آج رات یہان بسر کرتے
صبح ہوتے خدمت خداوند مین جاتے یہ سنکے اُن سب نے کہا کہ اب چلے آؤ وہ بولے کہ ہم جاکر اپنے افسر سے
کہتے ہین اگر وہ راضی ہوے تو ہم ابھی آکر شامل ہوتے ہین کیونکہ ہمکو ثابت ہو گیا نشانہاے لشکر سے کہ آپ لوگ بھی مثل
ہمارے زہرہ پرست ہین خداوند کو اپنا خدا جانتے ہین اُنھون نے کہا کہ اسمین کیا شک ہی اب اسکے سوا اور کون
خدا ہی اُن سوارون نے کہا کہ جی ہان جہان ہم نامہ لیکر گئے تھے وہ بھی خدائی کا دعوی کرتے ہین کہ آفتاب سکا
خدا ہی اور مین اسکا نائب ہون یہ تو حماقت دیکھیے کہ وہ کہتا ہی کہ اُس شخص کی مان کو خداوند آفتاب اپنے تصرف
مین لائے ہین اُسکے پیٹ مین پیدا ہوا ہون مجکو خداوند نے اپنا نائب کیا ہی اور جیسی ملکہ کی ہمارے خداوند نے خواہش کی
تھی اُسکو بھی کہتے ہین کہ یہ خداوند کی دختر نیک اختر نور خالص ہی جب خداوند کسی اور معشوقہ پیدا کرینگے اُسکے شکم مین
نور خالص اُتارینگے اُس سے کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو اُسکے ساتھ اُسکی شادی کیجائیگی یہ تو اُنکا اعتقاد ہی بڑی خدائی
کو ترقی ہو رہی ہی بڑے بڑے سامان ہین مین نے آپ سے سجدہ کرنیکا طریقہ بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ نامہ بر کو
دربار مین نہین طلب کیا میری تو راے مین یہ آتا ہی کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہی کوئی ساحر زبردست ہی اُسنے یہ کرشمہ کیا ہی
اور وہ بھی بدر ریسمان پر عاشق ہوگا اُسنے اپنے کو خداوند ظاہر کر کے بیدر کو اپنے تصرف مین لایا چونکہ یہ لوگ قبل سے
آفتاب پرست تھے اُسنے یہ ظاہر کیا کہ مین خداوند آفتاب ہون اُس افسر نے کہا کہ بدر کون ہی وہ سوار بولے

برائے استقبال روانہ کریں اور محل کی آراستگی فرمائیں یہ خیال کرکے اُنکی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا ؎
اے پیک راستان خبر یار ما بگو ۔ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ۔ دیگر بیا بیا کہ ز تنگی در کشاکشم ۔ ہم ... آمدہ ام
پیمانہ انتظار کشم ۔ اے پیر سے قاصد کے ہمراہ ہیں تو تمہارے انتظار میں تھا جلد مجھسے حال بیان کرو کیونکہ دل از حد بیقرار
ہو رہا ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ خداوند پہلے ان دونوں ناموں کو ملاحظہ فرمائیں اُسکے بعد پھر ہم غلام جان نثار جو کچھ
گذرا ہو عرض کرینگے سخت کمان نے کہا تمہارا سردار افسر اعلیٰ کیا ہوئے اُنکی تو خیریت بیان کرو کہ زندہ ہیں یا اُنکو خداوند لقا
و ترمرد نے اپنی خدمت میں طلب کر لیا وہ کیوں نہیں آئے اُنھوں نے کہا کہ جی ہاں زندہ تو ہیں مگر مردے سے بدتر
ہیں اُنکا زندہ ہونا اور مرنا دونوں برابر ہیں بلکہ اگر مرگئے ہوتے تو یہ بدنامی تو نہ ہوتی نیک نامی سے تو مرتے وہ
مثل ہو کہ نکٹا جیا برے حال تو کیا حاصل ہم ایسی زندگی سے تو مرنا اچھا جانتے ہیں یہ باتیں سنکر سخت کمان نے کہا کہ تم
لوگ تو نئی تقریر کرتے ہو جو کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی کیا اُنکی ناک کٹ گئی صاف طور سے کہو کیونکر کٹی کسنے کاٹی
کون ایسا زبردست تھا جو کہ اُنکی ناک کا دشمن تھا اُنکی ناک تو ایسی بے موقع کی نہ تھی جو کہ کاٹ کر برابر کی گئی ہو
اُنکو تو قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا جس چیز کو قدرت بنائیں وہ کہاں بری ہو سکتی ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی
نقص قدرت سے صرف ناک میں رہ گیا ہوگا وہ نقص دوسری قدرت نے درست کر دیا ہوگا یا اصلاح دی وہ
قدرت کے استاد ٹھہرے کوئی مقام خوف نہیں ہے سچ ہے کہ بغیر استاد کی تعلیم کے کوئی کام درست نہیں ہوتا ہے وہ جو
مثل ہے کہ جائے استاد خالی سچ ہے کوئی قدرت کا بھی استاد ہونا ضرور تھا کیا سمجھا تھا ہمارے قدرت آج تک تھی استاد
کے بغیر اب اُنکا بھی اُستاد پیدا ہوا کوئی بہت بڑے ولی ہیں جو قدرت کے کاموں پر اپنا قلم قدرت کھینچتے ہیں
وہ تو لائق قدمبوسی کے ہیں ایسا کوئی کاہیکو ملتا ہے کہ جو بغیر شناسائی بغیر شاگردی اصلاح دی یہ تقریر اسنے جو کی
اسکے خیال میں آیا کہ سرجیس نے جواب صاف دیا ہے سلیم کچھ بگڑا ہے اُسنے ناک کٹوالی یہ خیال کرکے تقریر کی اسی تقریر
میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے سب کی ناکیں کٹ گئیں مگر مجھے تمہارے منھ پر ناکیں تو نظر آتی ہیں یہ کیسی ناکیں ہیں جو پھر
درست ہو گئیں کیا سب نے موم کی بنا کر لگا لیں ہیں کیونکہ جب کہ قدرت کے استاد نے قدرت کے بنائے ہوئے
پہ پر اصلاح دی تو اور جسقدر لوگ اُنکے ہمراہ تھے وہ تو فرشتوں کے بنائے ہوئے تھے ضرور اصلاح دی ہوگی
کوئی شک نہیں اچھا کیا کہ تمنے جو موم کی ناکیں لگا لیں کیونکہ کوئی یہ تو نہ کہیگا کہ فلاں لوگ نکٹے ہیں اور لونڈے
یہ تو لکھکر نہ عاجز کرینگے کہ نکٹے آئے چھپ چھپا کر مگر کوئی بڑا زبردست ہے یہ جو سخت کمان نے کہا دربار میں ایک قہقہہ
پڑا اور سب نے اُن لوگوں کی طرف دیکھا وہ برہم ہو کر بولے کہ ملک جی آپ تو بیکار کا مذاق کرتے ہیں نہ مرد نہ
خداوند نہ کریں کہ ہماری ناکیں کٹیں جو ہمارے دشمن ہوں اُنکی ناکیں کٹیں وہ کون ہے جو ہماری ناک کاٹیگا
ذرا ہم بھی اُسکی صورت دیکھیں یہ مذاق اچھا نہیں ہے ایک تو ہمیں یہ معلوم کیا مصیبت گذری نہیں معلوم ہم کس
عذاب میں مبتلا ہیں اُسپر آپ کو مذاق سوجھا ہے ذرا سمجھ بوجھ کے کلام کیا کیجیے کوئی وقت کیسا ہے کوئی وقت کیسا ہے
ہماری کیوں ناک کٹنے لگی جو جیسا کام کریگا ویسا اُسکے ساتھ سلوک ہوگا ہم کیا کوئی نادان تھے جو ہماری ناک
کٹتی یہ سنکے سخت کمان نے مسکرا کر کہا کہ بھائی معاف کرنا خوب سمجھے ہو کہا کہ اُنکی کیا حالت بیان کریں نکٹا جیا بے
حال تو مجھکو خیال ہوا کہ جب افسر کی ناک کٹی تو پہلے اور سب کی کٹی ہوگی اُسکے بعد اُنکی نوبت آئی ہوگی اس خیال
سے میں نے کہا کوئی میں تمہارا دشمن نہیں ہوں جو یہ کہتا خیر خوب ہوا جو اُنکی ناک کٹی خداوند نے تم سبکو تو بچا لیا
جائے شکر ہے اور مقام خوشی ہے میں معافی کا امیدوار ہوں میرا قصور معاف ہو یہ جو سخت کمان نے کہا وہ بولے
کہ پہلے تو ذلیل کر لیا اب معافی کے خواستگار ہیں واہ آپ کی بھی کیا باتیں ہیں اگر درحقیقت ہوتا تو ہم اس وقت
کیسے ذلیل ہوئے تھے صدمے آپ کی تقریر کے اور دل لگی کے یہ سنکے سخت کمان کہنے لگا کہ جو تمہارا جی چاہے کہو

کو لوہین تمھاری کسی بات کا برا نہ مانونگا کیونکہ ابتو تا دلشکنی مین خفا ہوگئی یہ جو کہا تو اور زیادہ لوگ ہنسے اُدھر ارژنگ
نے سخن نگار کی جانب رخ کر کے کہا کہ تمکو ہر وقت دل لگی کی پڑی رہتی ہی بات کرنا دشوار ہی آنکو کچھ حال تو بیان کرنے دیا
دوسری جانب متوجہ کر لیا اب ذرا دیر خاموش رہو لیکن تقریر دل لگی و مذاق کی ہو چکی یہ جو ارژنگ نے کہا تو
سخن نگار ان کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہا اُدھر ارژنگ نے اُن لوگون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہان تم
حال بیان کرو کیا کہتے ہو اسکی تو باتین اسی قسم کی رہتی ہین تم ان باتون کا کچھ خیال نہ کرو سمجھے تو وہان کے حال
سننے کا اشتیاق ہی انھون نے دو لفافے نامے یعنی ایک جواب نامہ دوسرا وہ نامہ جو کہ ارژنگ نے لکھا تھا اور وہ
بھی بنا ہوا اچھا پیش کیا اور کہا کہ پہلے آپ اسکو ملاحظہ فرمالین تو پھر ہم اور حالت عرض کرین جو گذری ہی یہ جو
سخن نگار نے دیکھا کہ ایک تو لفافہ ہی دوسرا ایک کاغذ کا کچھ لمبا سا بنا ہوا ہی اُن لوگون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ تو
مین سمجھ گیا کہ یہ لفافہ جو ہی اسمین جواب نامہ ہی اور لمبا سا جو یہ بنا ہوا ہی کیا یہ جو نذر روانہ کیا ہی کہ اگر اسکے برابر وہ کچھ
رکھتے ہون تو یہان شادی کر سکے آؤ ہمارے خداوند کے پاس اس سے بڑا اُن کے خود جواب دینا ہوتا اسکے
لانے کی کیا ضرورت تھی یہ جو کہا اور سب ہنسے وہ لوگ برہم ہو کر کہنے لگے کہ کاش ہی تم خداوند سے بھی مذاق کرتے
ہوا اسنے یہ وہ نامہ ہی جو خداوند نے انکو تحریر کیا تھا اُسکو پڑھکر اور چاک کر کے بتی بنا کر انھون نے بھیجا ہی اور
لکھا یا ہی کہ یہ خداوند کے وزیر کے کام آویگا اُسکو اسکی بہت خواہش رہتی ہی یہ سنتے ہی سخن نگار کہنے لگا یہ تو انھون
نے خوب کیا کہ یہ تحفہ میرے لیے روانہ کیا ہی مین بہت خوش ہوا مگر میرے ذہن مین ایک اور بات بھی آتی ہی کہ یہ
انھون نے اسلیے بھی روانہ کیا ہی کہ خیال کر لو جو یہان کے مرد ہین اُنکے ہتھیار اتنے بڑے ہین اگر خداوند
یہان آئینگے تو بہت پریشان ہونگے اسلیے کہ برداشت اُنکے ہتھیارون سے نہ ہوگی اگر برداشت کر سکتے ہون
تو ادھر کا قصد کرین تو مین تو بارز آیا ادھر منہ کر کے بھی نہ سوؤنگا مجھے یہ تاب نہین ہی کہ مین برداشت کر سکون
جسکو برداشت ہوگی وہ جائیگا یہ جو سخن نگار نے کہا سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسنے لگے مگر ارژنگ برہم ہو کر کہنے لگا
کہ تجھے بغیر بولے رہا نہین جاتا کسی کے ادب کا بھی خیال نہین ہی تمھاری زبان مین لو اسیری ہی اسوقت سے زبان
منہ مین ٹھہری ہی مین جانتا ہون کہ اگر منہ بند کر دیا جائے تو کسی اور طرف سے صدا نکلے سخن نگار کہنے لگا کہ یہ
تو اچھی بات ہی یہی صفت ہی کوئی بھی ایسا ہی کہ جسکی دو منہ ہون سوا میرے اگر خداوند نہ کرین کسی سبب سے
منہ بند ہو جائے تو مین خاموش نہ رہون آپ کو آپ کے سوال کا جواب تو دون ارژنگ مسکرا کر خاموش
ہو گیا مگر سخن نگار بھی خاموش ہو رہا کہ ارژنگ نے نامہ اٹھا کر دبیر کو دیا کہ پڑھو اُسنے لفافہ چاک کر کے
نامہ بہ آواز بلند پڑھنا شروع کیا وہ بھی نامہ تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو چکا ہی یہان اُسکا مضمون تحریر کرنے سے
سوائے طول کے کچھ حاصل نہ تھا اس سبب سے موقوف رکھا جب تمام و کمال نامہ پڑھا جا چکا اور ارژنگ
مضمون نامہ سے بخوبی آگاہ ہوا بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوا اسکی قضا آئی ہی کہ بادولت کی شان مین
یہ کلمات ناشایستہ تحریر کیے ہین اگرچہ کر بزور شمشیر اس سے اپنی معشوقہ کو نہ داخل کیا تو نام اپنا ارژنگ نہ رکھا وہ
سحر کے بھروسے پر بھولا ہی مثل مشہور ہی کہ بادولت کو عبارت تحریر کی ہی جب قضا آتی ہی تو سمجھ ہی کہ زبان
دراز ہو جاتی ہی مین بالکل رحم نہ کرونگا جاتے ہی اُسپر اپنا غضب نازل کرونگا یہ لوگ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین وہ
بجنسہ توکل کا لونڈا ہی ابھی اُسکو پوری بات بھی تو کرنا نہ آتی ہوگی اُسکے مشیر کیسے ہین کہ اُسنے یہ جواب لکھوایا
اور منع بھی نہ کیا سخن نگار نے کہا کہ خداوند کو تو یہ مزا نہ تھا یہ کب سے عادت ہوئی کہ بجنسہ کو پسند کیا کیا خوب
بات ہی اور بجا لائی ہی ہان دوسری سواری تو اچھی ہوتی ہی جسوقت بھی جاتا گھوڑی پر سوار ہو سے اور جسوقت
بھی جاتا گھوڑے پر سوار ہو سے ہان واقعی وہ تو لوٹتا ہوگا مگر بڑا دیوان آور معلوم ہوتا ہو اور بیٹھے کر لکھا ہی

کہ اس شاہ کو میں نے چاک کر سکے اسلیے روانہ کیا ہی کہ اسکو اسپنے مقام پر از بین رکھو کیونکہ بہت حفاظت سے رہیگا واہ کیا
خوب مقام محفوظ تجویز کیا ہی جو جی چاہتا ہے کہ معشوقہ کا بھائی ہی اور خود بھی تو معشوق ہی کیونکہ جو معشوق سے
تعلق رکھتا ہو وہ بھی معشوق ہوتا ہی اگر آپ نے اسقدر تحریر کیا تو کوئی بیجا نہیں کیا معشوق سے برا بھلا کہنے سے کوئی
نقصان نہیں ہوتا ہی بقول شاعر شعر ای واے شیخ بر امان نہ تو اسکے کہنے کا معشوق کی گالی سے تو عزت نہیں جاتی
اگر وہ ضرور منہ کو لیاں دے تو کوئی قباحت نہیں ہی آپ کیون اسقدر برا مانتے ہیں یہ جو آپ نے سنا ہو کہ ناکر
نا زبردار ہے اور سوداگر خریدار ہے یہ نازیبا مگر میں ایک بات کہے دیتا ہون کہ یہ جو اُنھون نے تحریر کیا ہی کہ یہ
کسی نور خالص کے ہمراہ ہو نہ ہو گی تو وہ نور خالص سوا ے اہل اسلام کے کوئی نہیں ہی یہ حصہ اُنھین کا
ہی میرے اسوقت کے کہنے کو یاد رکھیے گا اگر خلاف ہو تو سو جوتے میرے لگائیگا ارژنگ یہ سنکے کہنے لگا
کہ میں تمسے یہ نہیں دریافت کرتا ہون آپ خاموش رہیں میان طوطے نہ بولیں یہ سنکے سخنگان کہنے لگا کہ مجھکو
کیا ضرورت ہی اب میں نہ کلام کرونگا جب آپ میرے کہنے کو یقین نہیں لاسکے اور برا مانتے ہیں یہ کہکر خاموش
ہو رہا ادھر ارژنگ کو رہ رہ کے شعلون نا مہ پر غصہ آرہا ہی اپنی مونچھون کو تاؤ دے رہا ہی جو مثل زمانہ
کالے کے ہیں بڑی دیر تک غصہ کے عالم میں تجویز کیا اسکے بعد ان لوگون کی طرف دیکھا کہا کہ بان جسمی کی تو
حالت بیان کرو اور یہ بیان کرو کہ تم لوگ نامہ دیکے کہ وہ لوگ کیونکر پیش اُسکے دربار کی کیا حالت ہی لشکر کسقدر
ہی شہر کیسا ہی یہ سنکر ان لوگون نے عرض کیا شہر بہت آباد رہتا یا بہت شادی لشکر قریب چالیس لاکھ کے ہوگا
شخص بھی سکے نام پر جان نثار کرنے کو موجود ہی بڑے بڑے پہلوان اُسکے تابع فرمان ہین اُسکا حکم مثل قضا کے
ہی یا حکم نادری کہنا چاہیے کہ ٹلتا ہی نہیں ہی جیسے قضا ٹلتی نہیں ہی جو حکم صادر ہو اُسکے موجب کام ہو اُسمین ذرا
فرق ہو آسمان ٹلجا سکے مگر اُسکا حکم نہ ٹلے اور دربار کی جو حالت فرمائی ہمکو نہیں معلوم ہمکو کیا ہے افسر کوئی
نہ معلوم ہوتی مگر اب تو وہ بخوبی ظاہر ہوگئے ہونگے یہ کہکر تمام حالت اپنے پہونچنے کی خوبی گزرنے کی اکرام و اسکے کی
باہم گفتگو ہونے کی آخر کو مجبور ہو کر یہ قبول کرنا کہ ہم نامہ دینگے دوسرے دن نقیب ارکان پیش ہونا جانا وہ جسم شتے
آنا اور نامہ لیکر جانا اُسکے بعد یہ جواب نامہ آنا سلیم کا مع ہم ہو کر تحویل نو ہزار سکے پلاسے قتل جسپی جانا زیر قلعہ
پہونچکر سجدہ کرنا اپنا چھپا گتا نامہ لیکر جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا کوئی امر فروگذاشت نہیں کیا یہانتک کہا اپنا
یہان آنا راہ مین اُس لشکر سے ملاقات ہونا اپنا حال دریافت کرنا اُنکا کیفیت بیان کرنا اپنا اُنکو ہمراہ لیکر اپنے ہمراہ کو آنا عرض کیا
یہ سنکے ارژنگ نے کہا کہ وہ لوگ کہان ہین اُنھون نے کہا کہ حاضر ہین یہ کہکر اُسنے کہا کہ خداوند یاد فرماتے ہین روبرو فوراً
سکے آؤ وہ لوگ بھی سامنے آئے ارژنگ کو مجرا کیا ارژنگ نے حالت جنگ دریافت کی اُنھون نے کل کیفیت
عرض کی ارژنگ نے سنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا کہ جو تقدیر کرتا ہون وہ الٹی ہوتی ہی وہ مثل ہی سو
ہر بلا سے کہ از آسمان آید ٭ خانہ انوری کجا باشد ٭ جو رنج و غم ہی وہ میرے ہی لیے ہی پہلے تو یہ الم کہ نامہ کا وہ جواب
آیا اُسپر طرہ یہ ہوا کہ میرا رفیق قدیم محبت میں مبتلا ہو کر گرفتار ہوگیا تھا اُسی پر کمر باندھی رفاقت ترک کی اکیلا نہیں مع نو ہزار
فوج جرار کے اُسپر یہ الم و غم ہوا کہ لشکر کے شکست کھانے کی خبر آئی افسر لشکر مارا گیا واہ کیا مقدر نے کیفیت دکھائی
الم بالائے الم ہوا میرا تو کلیجہ مثل غربال کے ہوگیا اگر کوئی اور میرے مقام پر ہوتا تو اب تک مرجاتا خون تھوکنے لگتا
سخنگان نے کہا وہی زبان ہے کہ بعض نے سنا اور بعض نے نہیں سنا کہ واقعی آپ کی جان تو سگ کی بھی جان سے زیادہ
سخت ہی کہ کسی طور سے نکلتی ہی نہیں یہ سنکے ارژنگ نے بنظر قہر اُسکی طرف دیکھا بعد ازان اس لشکر کے افسرون سے
کہا کہ تمھارا اور لشکر کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ بیرون شہر فلان صحرا مین فروکش ہی ارژنگ نے کہا کہ تم اُسکو
اُسی مقام پر سے لے آؤ اور شامل لشکر منہنگ پہلوان قدرت کے کردو وہ لوگ تو مجرا کرکے گئے اور اسپنے

لشکر مین پہونچکر اُس مقام سے سب آئے اور اُس لشکر مین شامل ہوے جو کہ بیرون شہر اُترا ہوا تھا جسکو یہ لوگ دیکھکر
اُس صحرا مین اُترے تھے اسکا تو یہ حال ہوا انکے آنے کے بعد ارژنگ نے اُن لوگون کو رخصت کیا کہ شہر ہی جاؤ لیتے
مقام پر بلکہ انکو اس کام کی اجرت ملین کہ وہ بھاگ کر چلے آئے اور ارژنگ کو خبر دی انعام دیا جب وہ چلے گئے تو آپ
ارژنگ متوجہ ہوا طرف اہل دربار کے اور کہا آپ کے جواب نامہ سنا یا ہی مین اور صاحبہ جمشید [illegible] دولت کی [illegible] ہوگی کیا
کیا گذری اب کیا کرنا چاہیے یہ سنکے شہنگ نے کہا کہ خداوند آپکو حکم فرمائیں مین جا کر اس سے مقابلہ کرکے [illegible]
شمشیر آپکی سے [illegible] آون بھی اُسکی مجال ہی کہ وہ نہ رستے اور آپ کے اقبال سے مین بغیر لئے واپس آؤنگا اسکو
دیتے ہی بنے گا یہ جو شہنگ نے کہا تخشنگان کو تاب نہ رہی کہنے لگا کہ واہ کیا خوب آپ تقریر کرتے ہین بھلا
آپ سے اُسکے ناز [illegible] اُٹھینگے پہلے تو وہ ناز کریگا آپ کیون برداشت کرینگے آپ سپاہی آدمی آپ کیا جانیں
کہ ناز کیا چیز ہی بس آپ سے وہان جانے سے کام ابتر ہوگا خود خداوند اگر تشریف لیجائین تو بہتر ہوگا کیونکہ
وہ ناز کریگا یہ برداشت کرینگے اور [illegible] فوراً کچھ لیکر چلینگے تو سب کام بن جائینگے شاید آپ نے نہین سنا
کہ نازنیان کیا [illegible] اس مضمون کو سمجھ لیجیے ارژنگ نے کہا کہ یہ تو صحیح ہو اسکی کوئی بات قابل اعتبار نہین
ہی میری رائے مین تو یہ ہی کہ مین خود یہان سے مع لشکر کوچ کرون یہ تو معلوم ہوگیا ہی کہ وہ لوگ یہیں ہین
ایکمرتبہ پلٹا کرکے داخل شہر ہون شہر کو غارت کرنا شروع کردون یون ہی لڑتا ہوا داخل قلعہ ہون جسوقت اُسکو گرفتار کر لون
جب یہ جانین گرفتار ہوگیا تو پھر کسکی مجال ہی کہ مقابلہ کریگا مین قبضہ کر لونگا بلکہ اسکو آجائیگی یہ صورت ہی ورنہ سپاہ ہو
کہ وہ صورت دکھا کر بیہوش کر دیتا ہی اُسکے اس [illegible] کیونکہ ظاہر ہوگا جو جائیگا وہ سلیم کی طرح مبتلا ہو جائیگا
سوائے اس تدبیر کے کوئی اور تدبیر ممکن ہی نہین تو یہ رائے دونگا اور نہین [illegible] تو یہ تقدیر کی ہی تخشنگان نے کہا یہی تقدیر
اُلٹی ہوگی مین آپ سے پوچھتا ہون اُسکی تو تدبیر بتائیے کہ جہان زیر قلعہ پہونچے اُسنے دریچے سے سر نکالا اور نقاب اُلٹی
صورت دکھائی غش آیا آپ جو اُٹھے تو اُسکا دم بھرتے ہوے اُٹھے جب آپ زیر قلعہ مقابلہ کرتے ہوے پہونچے گو کہ
داخل شہر ہونا ہی محالات سے ہی مگر فرض کریم کہ داخل شہر ہو گئے مقابلہ بھی ہونے لگا اور تم ہی غالب آئے اور
لڑتے ہوے زیر قلعہ پہونچے مگر جب اُسنے صورت دکھائی تو کیا انجام ہوگا میری نظر مین تو وہ حالت بہتر نہی کہ سب
اُسکو سجدہ کیا سوائے اسکے اور کیا انجام ہوگا ارژنگ نے کہا میری قدرت کے روبرو اُسکا کچھ زور نہ چلیگا [illegible]
جبھی مین دیکھونگا تو اُسنے دریچے سے نکالا مین برق خاطف اسکے سر پر گراؤنگا کہ اُسکا سر اُڑجائیگا جب سر ہی نہ ہوگا تو وہ
صورت کسکو دکھائیگا کہ لوگ بیہوش ہونگے یہ سنکے سب اہل دربار کہنے لگے کہ یہ رائے آپکی بہت ٹھیک ہی ہم لوگ
پسند کرتے ہین ملک جی بالکل خلاف بیان کرتے ہین آپ ضرور لشکر کشی کرین ہم مقابلہ کرینگے برسون سے نمک سرکار
کھاتے ہین اُسکو ادا کرینگے یہ سنکے ارژنگ نے حکم دیا کہ کل لشکر ہمارا تیار ہو کل ہم طرف شہر آفتاب شجاعت
کوچ کرینگے اور شہنگ کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ بادولت کا لیکر روانہ ہو یہ حکم دیکر ارژنگ نے دربار برخاست
کیا یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہوگئی کہ کل ارژنگ یہان سے مع لشکر کوچ کریگا تمام اہل شہر خوش ہوے کہ یہ بلا یہان سے
ٹلی جاتی ہی اہل شہر تو باہم خوشیان ہونے لگین مگر تخشنگان بہت مغموم ہی کہ پورا بندوبست نہونے پایا کہ یہان سے
بندوبست سفر کا ہوگیا کیا تدبیر کیجائے یہ تو اس فکر و تردد مین ہی کہ دن بسر ہوا رات ہوئی وہ رات بھی تمام ہوئی صبح کو
ارژنگ نے دربار کیا سب لوگ آکر دربار مین حاضر ہوے اُدھر جو اہل شہر کو خبر ہوئی کہ کل ارژنگ مع لشکر یہان سے کوچ ہی
تمام لوگ [illegible] حاضر دربار ہوے اب دربار مین ایک مجمع عام ہی تمام چھاؤنیون مین لشکر تیار ہی سب اپنا اسباب سفر
کسے ہوے آمادہ ہین کہ ادھر نقارہ کوچ بجے اور ہم سب روانہ ہون سب اراکین پر اسباب لدا ہوا ہی جب سب دربار
[illegible] تو ارژنگ نے اہل شہر سے کہا کہ آپ لوگ کیون آئے ہین اُنھون نے کہا ہمنے سنا ہی کہ آپ آج سفر کرینگے تو آپکی خدمت

آپکی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کرین کیونکہ دیکھیے اب کب یہ قدم اس شہر مین آتے ہین کیونکہ برکت
ہمارے شہر سے جاتی ہی جبسے یہ قدم مبارک آئے تھے اُسوقت سے یہان اور رونق ہوگئی تھی نہ وہ
مفلسی تھی نہ گرانی تمام شہر مین ایک چہل پہل تھی جسقدر بیماریان تھین سب دفع ہوگئی تھین بیماری کا نام نہ تھا
مثل عنقا کالعدم ہوگئی تھی اورکہان تک آپکے قدمون کی تعریف کیجاے اور کہان تک آپکی مہربانیون کا
شکریہ ادا کیاجاے یہ سنکے ارژنگ نے کہاکہ مین بھی آپ لوگون سے بہت خوش ہون آپ لوگ اس لائق ہین
کہ آپکو شہر کی حکومت دیجاے لہذا مین ایک امر مین آپکی راے لیتا ہون اس سے کوئی میرے اہل دربار کو
غرض نہین ہی وہ یہ ہی کہ مین تو جاتا ہون میری راے مین کوئی شخص ایسا میرے اہل دربار مین نہین ہی کہ جو امور
سلطنت کو سرانجام دے سکے سب لڑنے اور مرنے والے ہین جو کہ ایسے لوگ ہونگے انسے کیا امور سلطنت درست
ہونگے لہذا کوئی شخص یا ایسے لوگ ایسا تجویز کرین کہ جو اس کام کو سرانجام دے سکے اور رعایا عدل و انصاف سے کام
کرے رعایا باشاد رہے کوئی کسی قسم کی شکایت نہ کرے کیا کرین کہ کوئی شاہی خاندان سے باقی نہین رہا ہی اور یہ بی بی تو
آخر عورت ہی وہ کیا حکومت کریگی اگر کوئی خاندان شاہی سے ہوتا تو ضرور مین اسکو یہان کا حاکم کرتا مگر کیا کرون مجبور
ہون یہ جواب ارژنگ سے سُنکر شہر گان نے کہا کہ یہ تو آپکی راے بالکل خلاف ہی کہ کوئی میرے لشکر و دربار مین
ایسا نہین ہی کہ جو سلطنت کرسکے جسکو حاکم فرمایئے وہ حکومت کرے یہ آپنے ضرور سُنا ہوگا کہ کام تو آپ ہی خود
سکھا لیتی ہی جب پڑتی ہی تو وہ آدمی اسکی فکر کرتا ہی تھوڑے عرصہ مین اُس کام مین کمال حاصل کرلیتا ہی تو یہ امر
کیا مشکل ہی اور یہ جو آپکی راے تھی کہ اگر کوئی خاندان شاہی سے ہوتا اسکو یہان کا حاکم کرتا یہ بالکل خلاف تھا
کیونکہ یہ امر ضرور تھا کہ جب آپ اسکو یہان کا حاکم کرکے جاتے وہ بعد جانے آپکے پھر اپنے مذہب کو جاری کرتا
تمام رعایا کو اپنے سے موافق کرتا جو لشکر کہ آپ براے حفاظت چھوڑ جاتے اُسکو وہ شہر سے نکال دیتا اور لشکر لازم کرتا
خود قبضہ کر بیٹھتا یہ انجام ہوتا میرے نزدیک چاہیے کسیکو جو مسلمان ہو یہان کی رعایا سے حاکم کرنا یا خاندان شاہی
سے کسی کے ہاتھ مین عنان حکومت دینا بالکل خلاف دانائی ہی گویا اپنے ہاتھوں سے اپنے دشمن کی پرورش کرنا ہی
اور اپنے ہاتھ سے خود حکومت اُسکے قبضہ مین دینا ہی یہ تو بالکل خلاف قیاس ہی میرے نزدیک تو بہتر یہ ہوگا کہ
آپ کسی کو اپنے ملازمون سے یہان کا حاکم مقرر فرمایئے تاکہ وہ یہ تو نہ کریگا اگر کوئی غنیم چڑھکر آئیگا اطلاع تو دیگا
کہ فلان شخص نے لشکرکشی کی ہی اور نہ کوئی اعتبار نہین ہی اہل اسلام کا یہ اپنی قوم کی بہت ہمدردی کرینگے
اور دوسری قوم کو جہانتک ممکن ہوگا قتل و غارت کرینگے یہ تو وہ مثل ہوتی ہی کہ افعی را کشتن و بچہ اش را
نگاہ داشتن کا معاملہ ہی ان لوگون کو مار آستین تصور فرمایئے جبتک آپ یہان ہین اُسوقت تک یہ لوگ
دبے ہوے ہین اور جہان آپ تشریف لیگئے اور جسکو حاکم کرگئے اُسنے سب کو اپنے سے موافق کرکے یہان لشکر
زبردستی سے شہر کو خالی کیا اُسکے بعد اہل اسلام کو خبر دی بلکہ ہمراہم کو اطلاع دینگے کہ آپکا شہر خالی ہی تشریف
لایئے وہ آکر قبضہ کرلیگا ابھی یہ شہر ہاتھ آتا کوئی شخص کا نوالا نہین ہی نہ معلوم ابکی کیا سبب ہوا کہ قبضہ ہوگیا ورنہ یہ بھی
ممکن تھا کہ قبضہ ہوتا اُسکے بعد بھی دیکھا تھا کیا کیا ہوسکتا ہی اگر یہ لوگ خوش ہوتے تو جو تم کرتے وہ یہ
قبول کرتے کبھی باہم عہد و پیمان نہ ہوتے مقرر کہ واسطے یہ استقدر فساد ہوتا کیا عقل کے خلاف کام کرتے ہو
سمجھانا ہمارا کام ہی یہ سنکے ارژنگ نے اسکا جواب دیا کہ بقول تمہارے یہ لوگ دشمن ہین اور وقت کے منتظر ہین
اور جو مین شہر سے نکالا انہین سے کسی کو حاکم کرکے اُدھر اسنے قبضہ کرلیا میری سپاہ و لشکر کو جو کہ مین یہان
براے حفاظت چھوڑ جاؤنگا نکال دیا تو تم خیال کرو کہ اگر مین اپنی طرف سے اپنے ملازمون سے حاکم بھی کرگیا
تو کیا انجام ہوگا یہ بھی جو کہ تمہاری عقل مین آتا ہو کہ یہ سب اہل شہر گویا ہم جمع کرکے اور ایک ہوکر شہر کو مین حاکم

مقرر ہوا تھا ہمراہ ارژنگ کے تھا اس خیال سے کہ اس گبر کو شہر سے نکال آئین انکو ہمراہ ارژنگ نے اپنے
قریب طلب کیا اور ابرار سے کہا کہ مین اپنا ملک آپکے سپرد کیے جاتا ہون اور آپکی کمک کے لیے بیس ہزار سپاہ
چھوڑے جاتا ہون اگر کوئی لشکر کشی کرکے آئے ہمکو خبر پہنچے گا ہم اُسکے مقابلہ کے لیے کسی سردار زبردست کو روانہ
کرینگے کہ وہ آکر اُس سے مقابلہ کریگا کیونکہ یہ تو ہمارے آپکے عہد ہو کہ ہم اہل اسلام سے مقابلہ نہ کرینگے نہ آپکی
مدد کرینگے ہان اگر کوئی غیر مذہب علاوہ اہل اسلام کے ہوگا اُس سے ضرور مقابلہ کرینگے اُسکی شرکت سے آپکی شرکت
کو مقدم جانینگے بس اگر اہل اسلام سے کوئی لشکر کشی کرکے آئے تو ہمکو آگاہ فرمائیے گا اور اگر کوئی غیر مذہب ہو
اُس سے خود مقابلہ کیجیے گا ابرار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا تا آخر کی اس حرام زادے نے ابلاغ سخنگان ایک شخص کو
خفیہ طور سے مع چند آدمیوں کے مقرر کیا کہ تو برابر اخبار کے ذریعے سے ہمکو بطور خفیہ خبر دینا اور جو واقعہ شہر میں گذرے
ہمکو آگاہ کرنا اُسکا نام شعوبلہ تھا اور اشتاد نطفہ حرام و نطفہ شیطان تھا کہ جسکی کچھ حد نہیں ہے لشکر مین
شامل ہو کر چلا آیا کیونکہ بسبب حکم و احکام جاری کرتا ہوا ارژنگ بیرون شہر پہونچ گیا تھا یہان لشکر تیار
کھڑا تھا تمام لشکر نے ارژنگ کو سلام کیا اپنے سلام لیکر کوس سفری کے بجنے کا حکم دیا
آگاہ کیا کہ اب کوچ ہوا اور تخت پر ارژنگ آگے آگے سامان و جلوس سواری کی فیلان
خوک پیکر اُنکے کالے کالے پھریرے عقب مین اُنکے مرکبان تیز رفتار با یراق مرصع کار آنکے عقب مین سوار
خاص بردار چوبدار اور سامان سواری اُسکے بعد تخت ارژنگ کی فیلان مست پر کسا ہوا اُسپر ارژنگ
سوار خواصی مین سخنگان نابکار گرد و پیش مرکبوں پر افسران سپاہ و سرداران بارگاہ و مرکبان تیز رفتار پر
اسلم و ویلم اپنی فوج کے پرے جمائے ہوئے ایک جانب اسلم ان غدار آزمودہ کار آفت کے پرکالے
چھو لیبان شانوں پر ڈالے اپنی اپنی سواریوں پر سوار کوئی قاز پر کوئی قرقرے پر کوئی باز و بط پر کوئی اژدر پر
کہ وہ قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا کسی کے زیر ران شیر ژیان اُسکے شانے پر دو پر لگے ہوئے کہ وہ پران کوئی
تخت پر کوئی گرم خو آتش مزاج دریا سے آتش مین نہائے ہوئے اُس سے شعلے نکلتے ہوئے کوئی ابر بنائے
ہوئے پھوار پڑتی ہوئی کوئی برقین چمکاتا ہوا کوئی نیرنگ دکھاتا ہوا کسی کے رو برو چمن عنبر سے تیار کیا ہوا
کسی کے سر سے موتی برستے ہوئے اسلم ان سب کو لیے ہوئے کہ یہ لوگ بھی قریب چار لاکھ کے تھے
چلا جاتا ہے ایک طرف ویلم اپنی فوج کو درست کیے ہوئے جو کہ غیبیا ہر ایک سلاح مین سر سے
پانوں تک غرق چار آئینہ پوش مغفر سر وہی تلوارین کمر مین نیزے کنوتیوں پر مرکبوں کے
رکھے ہوئے پانوں مین دستانے ہاتھوں مین دو دو شتی رکاب برکاب ہمراہ ارژنگ خانہ خراب
اس خوشی مین کہ ہمارا مذہب قدیم جاری ہوا ہے ہم بھی اسی مذہب کو قبول کرینگے چلے جاتے ہین عقب مین
سپاہ کی اور ارژنگ ہر اس شان سے سواری اس نار سی کی طرف شہر آفتاب کے برسر چلی
سپاہ مین گھنٹ و ناقوس بجتے ہوئے گویا القادیا مندیا ارژنگ کی جے پکارتے ہوئے ارژنگ
کی الفت کا دم بھرتے ہوئے روانہ تھے یہ طے مراحل کرتا ہوا بعجلت جاتا ہے قاعدہ یہ ہے کہ ارژنگ
دس کوس پر جا کر بارگاہ برپا کرا ہے سخنگان اُسی مقام پر پڑاو کرتا ہے لاہور بھی مع دیگر اسباب کے
پڑاو پر اترتا ہے یہی دستور ہے ارژنگ بھی جا کر اُسی بارگاہ مین داخل ہوتا ہے اسی طور سے کئی
منزلین طے کی ہونگی اب شہر تھا اور کچھ کوس پر چھوٹ گیا ہے ایک صحرا پر بہار دیکھ کر ارژنگ نے
خیمہ وغیرہ برپا کیا یہ دونوں بھی مع اپنے لشکر کے پہونچے تو آمد لشکر ارژنگ شروع ہوئی تمام لشکر آکر
اترا ارژنگ داخل بارگاہ ہوا وہ صحرا ہوست تھا اُس مرغزار مین شکار تھا ارژنگ نے

حکم دیا کہ ہم یہاں لشکر کا کیمپ لگا دیں گے دو ایک روز یہاں قیام کرینگے کیونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت ہمکو مرغوب ہی صحرا بھی
بہت خوب اور بہانے لشکر کا یہ ہی کہ لشکر بھی کئی روز کا تھکا ہوا ہی وہ بھی آرام پائیگا کہیں ایسا نہو کہ پلے در پلے پیادہ طی کرنے میں
لشکر کے سوار و پیادے بسبب تکلیف راہ کے کسلمند ہو جائیں لہذا انکو راحت دینا ضرور ہی یہ بھی خداوندی کا
اسلوب ہی کہ اپنے بندون کو راحت دیں تاکہ وہ اسکی اطاعت کریں یہ سنکے تمام لشکر خوش ہو گیا کیونکہ راہ چلتے چلتے
عاجز ہو گیا تھا وہ اتنا دن تو اسی مقام پر بسر کیا رات ہوئی رات بھر چہل پہل لشکر میں رہا کیونکہ نیا مقام ہی
دوسرے جنگل کا معاملہ ہی خزانہ ہمراہ ہی کہیں چور خواہ ڈاکہ زن نہ آپڑیں تو خرابی ہو رات اہل لشکر نے جاگ کر بسر کی
صبح کو ارزنگ اٹھکر بارگاہ میں آیا سب سردار آکر حاضر ہوئے ارزنگ نے پردے بارگاہ کے اٹھا کر اوپر کرا دیے تھے
کہ تماشا سے صحرا دیکھونگا وہ صحرا کوسون تک اشجار سایہ دار سے مملو تھا جنمیں میوہ وغیرہ لگا ہوا تھا کوسون
گلون کے درخت لگے ہوئے گل سے صحرا ایسا ہوا تھا جب ہوا کا جھونکا آتا تھا دماغ معطر ہو جاتا تھا سبزہ یون
سبزہ لگا ہوا تھا جس سے چشم کو ایک نوع کی تازگی ہوتی تھی چونکہ وقت سحر تھا جا بجا اوس کے قطرے
پڑے ہوئے مثل گوہر آبدار کے چمک رہے تھے آب پاشی شبنم سے اوس صحرا کی گیاہ کو باغبان قدرت نے سینچا تھا
جو قطرے شبنم کے برگ گیاہ سے درختون پر آگئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوحون زمردین پر گوہر آبدار کسی کاریگر نے
جڑے ہیں کٹورا سے گل آب شبنم سے مملو ہیں جب ہوا کا جھونکا آتا ہی درختون کو حرکت ہوتی ہی تو انپر سے یون
قطرے اوس کے جو گرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ابر بہار سے بوندیں پانی کی پڑتی ہیں کیا بھلا معلوم ہوتا ہی وہ سبزے
کی طراوت نظر دون میں کہیں جاتی ہی تمام صحرا میں ہوا انکی خوشبو سے بھری ہی الحان اپنے جو درختون پر بیٹھے ہوئے
چھوٹے آشیانون میں بیٹھے ہیں نغمہ سنا کر رہے ہیں انکے عشق کا دم بھر رہے ہیں لالہ و ریحان صحرائی کی جلوہ گری تا بہ روان کو بہار
کی جلوہ گری بلبلان خوش گفتار کی چہچہے فی عالم وجد میں لاتی ہی پرندون کا عالم ہی چہچہے سے مثل آہوے ختن گلگون
وغیرہ کے اپنے اپنے مقام سے نکل کر لب دریا کھا اس جزیرے میں چھوٹے چھوٹے نالے اسی وقت لاجورد کے انکو ابلیان
لیتے ہوئے ایک جانب بھر رہے ہیں اور صبح اخضری پر خسرو خاورکی آمد آمد کا غل ہی وہ آفتاب کی کرنون کا صحرا میں
پھیلنا انکے سبب سے اوس کے قطرون کا چمکنا نیا لطف تازہ سا دکھاتا تھا سرداران ارزنگ نے یہ سما دیکھکر
ارزنگ سے عرض کیا کہ کیا خوشنما صحرا ہی کیا یہ مقام پر بہار ہی لائق صید و شکار ہی ارزنگ نے اسکے جواب
میں کہا کہ یہ صحرا میری قدرت کا ادنے نمونہ ہی ایسے لاکھون صحرا پیدا کیے ہیں جو کہ ابھی کسی نے نہیں دیکھے ہیں
بختگان نے کہا کہ اسکی کیا اصل ہی ابھی جو آپ نے ارادہ کریں تو اس سے بہتر صحرا پیدا ہو فکر کیا کریں تقدیر بنانے کا
آلا تو بھلا کیا بدین سبب تقدیر بگڑ جاتی ہی اگر آلا درست ہوتا تو کیا مزا تھا یہ سنکر ارزنگ مسکرا دیا کہا کہ اسقدر
تو بد معاش ہی یہ تو اشیا بیسی کا وقت ہی یہ سنکے بختگان نے عرض کیا کہ حضور اسوقت کچھ طبیعت کو کلفت ہی اگر
شراب خواری ہو تو مزا ہی کہ یہ وقت اس فعل کے لیے بہت اچھا ہی ارزنگ نے کہا کہ واقعی کیا بات کہی ہی
کہ میرا بھی دل خوش ہو گیا یہ کہکے کہا کہ بلاؤ ساقی کو کہ ہمارے وزیر اعظم و دستور معظم کا شراب خواری کو جی چاہتا
ہی یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت شیشیان شراب کی حاضر کی گئیں شراب خواری ہونے لگی ساقی پلانے لگے
ہر ایک پینے لگا کہ یکایک ارزنگ کو فریاے ہمتن کا خیال آگیا چہرہ متغیر ہو گیا آنکھون سے سیل اشک
جاری دل پر ازغم ہو گیا وہ صحرا بدتر از ویرانہ نظر آنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر یاد دلبر مجھے ساون میں رلا جاتی ہی
جب گھٹا آتی ہی اک رنج دلا جاتی ہی ✿ یہ پڑھکر فلک کی طرف دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور خاموش
ہو کر رہ گیا کہ یہ نیزہ بھی حلق پر لگا ہماری تو یہ نوبت ہی کہ جسم تو یہاں ہی روح کو جانان میں پھر رہا ہی
ہو جسیا اس شعر کے شعر ~ چمن میں وفن ہوا کو سے یار میں نکلا ✿ زمین میں بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہو دل تہاں

انھون نے خیال کیا کہ مان کی تو مرضی ہی کہ کسی کے ساتھ شادی ہو مگر باپ خود ڈورے ڈالتے ہین یہ ہوا
پڑھا اس سے ہوگا کیا یہ جوان جو کہ ابھی تک پورا واقف نہین اسکو کیون نہ کرو کہ جسکے پاس جا کر کل
حسرتین نکلین تو یہ حالت ہوتی ہی خداوند جو خیال کرتے ہین کہ یہ صاحب تصویر میرے تصرف مین آئیگی
اول تو وہ جسکی لڑکی ہی اُسنے خود اپنے لیے رکھا ہوگا کیونکہ حسین بہت ہی اگر شاید اسکا ایسا خیال نہو تو اُسکا
بھائی خود جوان ہی اُسی کے سعون ہی کوئی بہن دو بہن کا چھوٹا یا بڑا یا وہ اپنے تصرف مین لانے کی فکر کیا
ہوگا مگر یہ سب فکرین بیکار ہین صرف یہ حصہ اہل اسلام کا ہی اسی سبب سے سب کے ہاتھ سے بچا ہوا ہی اِدھر
اُنکو خبر ہوئی وہ آسکے اور رہ گئے سب ہاتھ ملکر رہ جاینگے کسی سے نہ آگے بڑھی ہی نہ آگھٹے گی اگر فرض کرو ہم
کسی صورت سے اُنکے آنے کے قبل خداوند پہونچ گئے اور کوئی دباؤ پڑ گیا اور جسنے خداوند کے
حوالہ کر دی تو وہ منظور نہ کریگی آپکی صورت سے ڈریگی اگر آپ بالا کر اُسپر قبضہ کرنا چاہینگے وہ اپنے کو بچائیگی
اور آپکو نہ قابض ہونے دیگی آپ ہاتھ ملکر رہ جائینگے اور وہ کسی صورت سے نکل جائیگی جیسی کہ تصویر مین
صورت ہی اگر اسکے خلاف ہوئی تو خداوند کو قبول کریگی خداوند شرم کرینگے اگر نافرمانی پڑا اور کوئی لڑکی
پیدا ہوگئی تو بڑی عمدہ بات اور کہین صورتدار ہوئی تو وہ بھی حق اہل اسلام کا ہوگی جیسے خداوند لقا
کی دختر ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز کو اہل اسلام لے گئے خداوند لقا انکا کچھ نہ کرسکے تو
آپ کیا بنا لینگے یہ سنکے ارزنگ نے کہا بلا سے آپکی تم بلا کر جو ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر اُسکی یاد مین یہ
شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اب یہ نوبت ہی کہ مثل دیوانون کے ہاتھ ملا رہا ہی اہل دربار باہم اشارے بازی کرنے لگے
کہ یہ بڑا فریبی ہی کہ کیسی بیہودہ تقریر کرتا ہی ایک عورت کی بیکار حسرت لیتا ہی سخنگان سچ کہتا ہی بڑا اچھا آدمی ہی
وہ ہی خوب درست کرتا ہی اُس سے خداوند وہ شرمندہ ہین کیونکہ وہ کہدی کہتا ہی دیکھو تو کیسی باتین خداوند کرتے ہین
کہ بوسہ لیتا انگوٹھیون مین انگلین پڑی ہوئی ہوتین مین نور خالص آثار نا ہوتا صدا سے آہ آہ وہ بلند ہوتی کہ وہ یہ
کس کام کی تقریر تھی ایسی امر سے تو بلکہ سخنگان نے ایسی تقریر کی دوسرے یہ دیکھو ابھی لڑکی ہوئی نہین
اُسکی بنسبت خیال فاسد کیا کہ مین اُسکو خود اپنے تصرف مین لاتا یہ کونسی تقریر تھی بھلا یہ بھی کوئی بات کہنے
کی تھی ایسے لوگ تو بے غیرت کہلاتے ہین اگر ہم لوگ ایسی تقریر کرتے تو زیبا ہی یہ تو خداوند ہین انکو کب زیبا ہی
کہ یہ بندون کے روبرو بیٹھکر ایسی تقریر کرین اور مثل بندون کے بیقرار ہون جو کہ خدائی کا اختیار رکھتے ہون
ہمکو تو انکی خدائی مین شک معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسی مین ابھی لوگ ایسے بھی دربار مین ہین جو کہ لقا کے
اور زمرد کے دربار مین تھے انسے اگر دریافت کرو کہ کبھی لقا نے یا زمرد نے بھی ایسی تقریر سر دربار کی یا اپنی
لڑکیون سے خیال فاسد کی امید رکھی ہمکو تو یقین نہین آتا ہی کہ وہ لوگ ایسے بے غیرت ہون ہان وہ خداوند
تھے اگر انکی ایسی حرکتین ہونگی جو کہ بندون کی ہین تو ہم تو انکی اطاعت نہ کرینگے اور کسی مذہب مین اپنے کو
شامل کرینگے یہ تو بالکل اپنی شان کے خلاف تقریر کرتے ہین یہ تو اس طور کے باہم اشارے کر رہے ہین
ارزنگ اُسی خیال مین بیٹھا ہی کہ کیونکر مین اپنی معشوقہ کو حاصل کرون یہ تو اسی فکر مین ہی اور لوگ
باہم وہ گفتگو اشارون مین کر رہے ہین کوئی دو پہر ایسی گفتگو مین بسر ہوئی ارزنگ کو نہ اب فکر کا ہی
نہ فکر آب و طعام ہی اہل دربار بھی کچھ کشیدہ ہین اسکی تقریر سے سب خاموش بیٹھے ہوئے ہین یہ دیکھے آسکا
ہوئے ہین یکایک ایک گوشہ صحرا سے گرد بلند ہوئی کہ جسکے سبب سے روئے آفتاب پنہان ہوگیا تمام زمانہ
تیرہ و تاریک ہوگیا جو لوگ کہ دربار مین بیٹھے ہوئے تھے وہ اُس گرد کو دیکھکر باہم کہنے لگے کہ یہ گرد کیسی بلند
ہوئی ہی دیکھو کیا شے اسکو لے اٹھا ہی اگر اسی گرد مین کوئی آجائے تو وہ نظر نہ آئیگا اسکے زیادہ تر تعجب یہ ہی کہ آجکل اسکی اصل

کہ تم براے مقابلہ اہل اسلام جانے کا قصد رکھتے ہیں لہذا تکو لازم ہے کہ تم میری شرکت کرو چنانچہ بموجب طلب
خداوند ارزنگ ہمارا بادشاہ مع دولا کو سیاہ کے طرف خاور کے جاتا ہے چونکہ ایک ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ بادشاہ نے
شہر کو چھوڑا ہے یہ سنکے وہ ہرکارے جو کہ نقلی مسافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو بات اچھی ہوئی ہمارا بھی ساتھ ہوا کیونکہ ہم بھی
خاور کو جاتے ہیں بس ہم بھی اپنے گھوڑے لیے تمام تجویز کرتے ہیں یہ کہکر وہ ہرکارے ایک طرف کو راہی ہوئے
اور سبکی نظروں سے پوشیدہ ہو کر لشکر سے نکل کر طرف اپنے لشکر کے چلے ادھر وہ ہرکارے جو کہ سرخ پوش
نے صحرا کے دیکھنے کو روانہ کیے تھے وہ خدمت میں اسکی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم جو بموجب حکم عالی
براے دیکھنے صحرا کے گئے تو ہمنے دیکھا کہ صحرا تو بہت وسیع ہے اس صحرا میں ایک لشکر کثیر فروکش ہے کہ کوسوں تک
اترا ہوا ہے لاکھوں خیمہ وغیرہ برپا ہیں یہ جو ہمنے دیکھا تو ہم لشکر میں گئے اہل لشکر سے جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ یہ لشکر خداوند ارزنگ کا ہے کہ جنہوں نے آپکو طلب فرمایا ہے اب طرف شہر آفتاب نما کے تشریف لیے جاتے
ہیں ہم یہ خبر دریافت کرکے چلے آئے یہ سنکے سرخ پوش نے اپنے وزیر سے کہا کہ خوب ہوا کہ میں اس صحرا میں
پہونچ گیا ورنہ میں خاور میں جاتا تو خداوند سے ملاقات نہوتی یہ کہکر حکم دیا کہ تم لوگ خیمہ وغیرہ برپا کرو میں
خداوند کی خدمت میں جاتا ہوں کیونکہ کوئی تمکو یہ ضرورت نہیں ہے کہ جسوقت وہ طلب فرمائینگے تو میں
جاؤنگا میں تو انکی خدمت میں انکی زیارت کیلیے جاتا ہوں دوسرے وہ خداوند ہیں انکے سامنے کوئی تزک و
حشم کام نہ آئے گا کوئی ضرورت بھی نہیں ہے یہ کہکر چند سرداروں کو ہمراہ لیکر طرف لشکر ارزنگ کے چلا
یہ تو ادہر سے چلا ادہر گوہر سے تمام گردوں نے گوہر سے جاکر عرض کیا کہ اے استاد یہ لشکر زمرد پرستوں
و لقا پرستوں و ارزنگ پرستوں کا ہے کیونکہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ علاوہ لشکر ہاے تینوں
خداوندوں کی تحریر پہنچے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس صاحب لشکر کا نام سرخ پوش نجم گردوں
ہے اور شہر سمرقند خانہ سے آیا ہے خداوند کا نامہ گیا تھا وہ بادشاہ مع دولا کو سیاہ کے براے مدد خداوند
خاور کو جاتا ہے ایک ماہ اپنے شہر کو چھوڑے ہوئے ہوا ہے یہ سنکر گوہر اندر بارگاہ کے گیا اور روبرو سلام
ہو کر جو ہرکاروں نے بیان کیا تھا عرض کیا یہ خبر سنتے ہی کہ ارزنگ کا چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا
وہ جو مردنی چہرے پہ چھائی تھی سب بدل با خوشی ہوئی اور اہل دربار کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھی قدرت میری میں جو
وزیر تو کہتا تھا کہ اہل اسلام کا لشکر ہے میں نے کہا تھا کہ یہ لشکر میری مدد کو آتا ہے وہی ادہر نکلا تا کہ
سرخ پوش میرا طلب کیا ہوا آیا ہے یوں تقدیر کرتے ہیں میں نے یہ تقدیر کی ہے کہ پیشتر کی تھی
کہ تجھسے اور سرخ پوش سے اس صحرا میں ملاقات ہوگی چند سرداران لشکر میں بیٹھے تھے اور آپس سے
کہتے تھے کہ خداوند نے تکو طلب کیا ہے وہ اس صحرا میں فروکش ہیں ایسی تقدیر کہتے ہیں کیا کوئی غافل ہوں
ہر وقت تقدیر کیا کرتا ہوں اور جو تقدیر کرتا ہوں پختہ کرتا ہوں کچی نہیں کرتا ہوں تا یہ تکلم سنکے چند سردار
جو کہ معزز تھے انہوں نے قصد اٹھنے کا کیا کہ یہ تقریر سنکے سخن گان ہال گیا کہنے لگا کہ یہ تو وہ مثل ہوئی
کہ ایک نابینا تھا اسکے ہاتھ کہیں سے ایک بٹیر آگیا اب وہ اسکو نہیں چھوڑتا ہے ہر وقت ہاتھوں میں لیے ہے
جو کوئی بٹیر باز آیا اور اسکو معلوم ہوا کہ یہ بٹیر باز ہے وہ اس سے کہتا ہے کہ میرے پاس بھی ایک
بٹیر ہے میں کتنے اڑاؤنگا تو یہ تقدیر اندھے کے ہاتھ کی بٹیر ہے کہ بن گئی استاد سن نہ ہو سیے اتنا نہ آپکو
چاہیے یہ کوئی امر خوشی کا نہیں ہے ایسی بہت سی باتیں بنا کرینگے مگر انجام ان سب کا وہی ذلت ہے
جو کہ ہمیشہ آپکے باپ دادا کے نصیب ہوئی ہے اور میرے بیٹے وہ ہی جو سنتے ہیں جو میرے باپ دادا
کے نصیب میں تھے کیونکہ میں نے سنا تو آپ ایسے شخص کا دیا کہ جو عقل سے بالکل بیگانہ ہے کوئی جیحو دانائی

سے بالکل نابلد ہوا سے حماقت کا سیلاب میدان نادانی کا رہرو جسکے ذہن مین سمائی ہوئی کہ مین بڑا عقیل ہون
خاک بعقل نہین مثل اپنے بزرگون کے نادان تو آئین ہیں ایک بات تھی کہ وہ سمجھنے پر عمل کرتے تھے تم مین یہ بات
اور یہ صفت زائد ہے کہ اپنے رو برو کسی کی نہین سنتے ہو ارزنگ نے سخنگان کی طرف دیکھا اور کہا کہ
بس خاموش رہو وقت اس تقریر کا نہین ہے اور کسی وقت یہ تقریر کرنا اب اپنی زبان کو روکو سخنگان
خاموش ہو رہا کہ ارزنگ سردارون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ کون سو گیا ہے سرخ پوش
کے لینے کو یہ سنکے چند سردار آگئے کہ ہم جاتے ہین اپس وہ بارگاہ سے نکل کر طرف اُس صحرا کے چلے کہ
جس مین وہ لشکر اتر رہا تھا یہ خیال رہے کہ ارزنگ کی بارگاہ کے پردے آگے ہوئے ہین یہ لوگ تو
اودھر کو چلے اور سرخ پوش اپنے لشکر سے چل چکا ہے قریب لشکر ارزنگ پہونچ چکا ہے کہ یہ لوگ لشکر سے
نکلے انھون نے دیکھا کہ ایک بادشاہ مع چند افسرون کے مرکبون پر سوار ہمارے لشکر کے قریب پہونچ گیا ہے
یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ ہی سرخ پوش ہے پس ان سب نے سلام کیے سرخ پوش نے دیکھا کہ چند سردار
لشکر خداوند سے آئے ہین انھون نے ہمکو سلام کیا اسنے جواب سلام دیکر اُنسے کہا کہ آپ کون لوگ ہین
انھون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم خداوند کے آپکے استقبال کو حاضر ہوئے ہین کیونکہ خداوند کو خبر
ہوگئی ہے کہ یہ لشکر آپکا ہے آپ برائے مدد خداوند تشریف لائے ہین یہ سنکے سرخ پوش نے جواب دیا کہ مین خود
حاضر ہوتا تھا آپ لوگون کو خداوند نے کیون زحمت دی انھون نے کہا کہ یہ مروت کے خلاف تھا
کہ آپ تو اتنی دور سے انکی مدد کو تشریف لائے وہ کسی کو آپکے استقبال کو بھی نہ روانہ کرتے بالکل
خلاف خداوندی سے بعید تھا یہ عرض کرکے سرخ پوش کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کے چلے داخل لشکر ہوتے
پہنچ بارگاہ کا کیا حاضرین بارگاہ نے دیکھا کہ وہ جو سردار گئے تھے اُنکے ہمراہ ایک جوان تاج شاہی سر پر
رکھے اور اپنے سردارون کے بیچ مین چلا آتا ہے مگر جوان خوبصورت ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے سخنگان
نے کہا کہ خداوند یہ کوئی بڑا زبردست بادشاہ معلوم ہوتا ہے اسکے چہرے سے رعب شاہی ظاہر ہے آپ کو
اسکی عزت کرنا ضرور ہے ارزنگ نے کہا کہ عزت کرنے کی کیا ضرورت ہے میرا بندہ ہے یہان کوئی ایسا نہین ہے
کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت دیا جاتا ہمارے رو برو سب کا مرتبہ برابر ہے جیسے یہ بندے ہین ویسے وہ
وہ بھی بندہ ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سردار سرخ پوش کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے سرخ پوش
نے ارزنگ کو سجدہ کیا اور اُسکے سردارون نے بھی بعد اُسکے سرخ پوش نے سر سجدے
سے اٹھا کر مجرا کیا اب جو دیکھا کہ ایک گبرباد کا نخوت سے مسند تخت پر بیٹھا ہے اور اُسکے عقب
مین ایک شیطان مردود کھڑا ہوا ہے اور تمام بارگاہ سردارون سے بھری ہوئی ہے دو جوان دونون طرف
تخت کے دنگاون پہ بیٹھے ہوئے ہین کہ جنکے منہ سے حرامزادے پن کی علامت ظاہر ہے مگر بہت قوی
ہین اور ایک پہلوان بہت قوی اُس بارگاہ مین ہے کہ اُسکے مثل اُس بارگاہ مین کوئی نہین ہے
وہ بھی کرسی پہ بیٹھا ہے اس پیرنگ بارگاہ کا دیکھکر سرخ پوش اپنے دل مین کہنے لگا کہ خداوند کے بندے
بہت قوی قوی ہین پس ایک لعل بدخشان اپنے ہاتھون مین لیکر اور سر جھکائے ہوئے طرف تخت ارزنگ
کے چلا اور قریب تخت پہونچکر بعد عجز و انکسار کہا کہ یہ بندہ گنہگار آپ کا امیدوار ہے کہ یہ ہدیہ حقیر جو کہ
کچھ قدر و منزلت نہین رکھتا ہے قبول ہووے مین عفو کا خواستگار ہون اور میری عدم حاضری کا معاف
فرمایا جاوے مین اس امر کا امیدوار ہون کہ یہ جو میرے آنے مین دیر ہوئی ہے بھی معاف ہو گو مین اسکا
مستحق ہوا ہون اور میری خطا ایسی نہین کہ عفو کیا جائے مگر رحم خداوندی سے امید عفو ہے یہ جو اُسکے کہا ارزنگ نے

مسکرا کے کہا کہ تیری سب تقصیرین معاف ہین اور تیرا ہدیہ بھی قبول ہی کیونکہ میری ذات رحیم ہی خطا بخش عطا پوش ہی
تیرے سب گناہ عفو کیے تیرا بڑا مرتبہ ہوگا مین نے تقدیر کی کہ تو ہمیشہ زندہ رہیگا یہ کہکر لعل اُسکے ہاتھ سے لے لیا
اور سختنگان سے کہا کہ یہ لعل بہت حفاظت سے رکھنا مین اپنی معشوقہ کو بوقت شب عروسی حالت تخلیہ مین
جب اُس مین اور وہ ہونگی اور مین اُسکی صورت دیکھونگا تو دونگا دوسرے یہ ایک میرے بندہ مقرب کا نذر دیا
ہوا ہی سختنگان نے لعل لے لیا اور مسکرا کر کہا کہ وہ دن تو نصیب ہو کہ جسکی آپکو امید ہی ایسا نہو کہ تقدیر
پلٹ جائے ارزنگ مسکرا کر رہ گیا جب مسکراتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تو اہنستا ہی اُسکے بعد سرخ پوش کو حکم دیا
کہ بٹھلواسنے عرصہ مین ایک تخت برابر تخت ارزنگ لا کر بچھا دیا گیا ارزنگ نے سرخ پوش سے کہا کہ بیٹھو
اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ مین خداوند کے روبرو بھلا تخت پر بیٹھ سکتا ہون تخت نشینی آپ کے لائق ہی
مین ایک ادنے بندہ ہون بھلا یہ کب زیبا ہی کہ خداوند کے روبرو تخت پر بیٹھون مجکو ایک گوشہ بارگاہ مین
ایک جگہ بیٹھنے کو مین بوریا بچھا کر مثل غلامون کے بیٹھون اور کوئی خدمت ہو کہ مین اُسکو بجا لاؤن
تا کہ میری بخشش کی صورت ہو قسم ہی مجکو آپ کے عزت و جلال کی مین کبھی تخت پر آپ کے روبرو بیٹھونگا
ہان جب یہان سے اپنے ملک کو آپ کی خدمت سے واپس جاؤنگا تو پھر یہ حسرت نکلیگی ارزنگ
نے کہا کہ آپکے لیے کرسی لاؤ فوراً کرسی مرصع کا حاضر کی گئی تو سرخ پوش کچھ گردن کرسی پر بھی نہین بیٹھتا تھا
مگر ارزنگ نے مجبور کر کے اُسکو بٹھایا جب وہ سلام کر کے بیٹھ گیا تو اُسکے سردار بھی ٹھیر کر کے حسب قدر و مرتب
بیٹھ گئے جب سب بیٹھ چکے تو سرخ پوش نے دست ادب جوڑ کر بہت ادب سے التماس کیا کہ اگر حکم ہو تو یہ
بندہ کمترین کچھ حال دریافت کرے کہ جسمین اصلاً کچھ خلل کام نہین ہوتی ہوا ارزنگ نے کہا کہ اجازت ہی دریافت
کر واُسنے عرض کیا اول تو یہ امر ہی کہ یہ راز میرے اوپر ظاہر کیا جاوے کہ باوجود کہ مین بندہ ہون خداوند میرے والد کا
د آبا و اجداد بھی بندہ تھے اور یہ ساری ثروت و حشمت عطا کی ہوئی خداوند ہی کی ہی مگر یہ پھر اب خداوند نے
کنارہ کیا اور اس بندہ کو نہ یاد کیا یہان تک کہ عاجز ہو کر بالا سے آسمان چلا ہو کر تشریف لے گئے اس مین کیا
راز تھا کہ میرے آبا و اجداد اسی امید مین رہے مین بھی اسی امید مین رہا میرے برادر بزرگ کہ جنکی حکومت
بہت بڑی تھی وہ بھی ہمیشہ اسی امید مین رہے اور آخر کو یہ حسرت لیکر خدمت مین خداوند کی چلے گئے
مگر یہ امر اُنکی خوش اعتقادی کا تھا کہ گو اُنکو خدمت مین خداوند کی نہ آنا نصیب ہوا مگر کام مین خداوند کے
جان دی یعنی خداوند کے لشکر کے شریک ہو کر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوے مع اپنے وزیر کے دوسرا امر
یہ ہی کہ جبکہ خداوند نے طلب فرمایا تھا تو کیون اسقدر عجلت کر کے خاور سے کوچ فرمایا مین نے سنا ہی
کہ خداوند کا قصد اب اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کا نہین ہی بلکہ کوئی بیر جلیس ہی پہلے اسپر لشکر کشی فرمائینگے
گو ہمکو اس سے کوئی بحث نہین ہی کہ کیون نہین اہل اسلام سے مقابلہ کیا جاتا ہی بیر جلیس سے کیون مقابلہ
ہوتا ہی ہمکو تو خداوند کی شرکت سے غرض ہی مگر مجھکو تو ہم بھی آگاہ ہون مجکو یہ خیال ہوتا ہی کہ اگر مین اس
صحرا مین اتفاق سے نہ وارد ہوتا اور راہ سے خاور مین جاتا تو خداوند کی زیارت سے محروم رہتا اسی
زحمت پر بھی خداوند کی قدمبوسی نہ حاصل ہوتی یہ سنکے ارزنگ نے جواب دیا کہ یہ تقدیر تو ہو چکی تھی
کہ میرے اور تمہارے اس صحرا مین ملاقات ہوگی کیونکر نہ ملاقات ہوتی کیونکہ کوئی تقدیر میری خلاف
نہین ہوتی ہی بلکہ ایسی پوری ہوتی ہی کہ جسکی کچھ حد نہین ہی کیونکہ مین خوب سمجھ سمجھکر تقدیر کرتا ہون اور
تیرے ان دونون سوالون کا جواب میرا وزیر سختنگان دیگا کیونکہ مین نے پورا راز خداوندی سے اُسکو بھی
آگاہ کر دیا ہی یہ کہکر سختنگان سے کہا کہ ہان اسکے سوالون کا جواب دو مجکو یہ دماغ کب ہی کہ مین اتنی بڑی تقریر کا

جواب دون سخت نگان نے یہ حکم سنکے سرخ پوش کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ آپ مجھ سے پوچھتے ہین آپکے سوالون کا جواب
دیتا ہون یہ کہکر اپنے دل مین خیال کیا کہ خوب اپنی بلا میرے سر پر ڈالی کیونکہ خود تو کوئی جواب دیتے بن نہین پڑا میرے
اوپر ڈالا واقعی یہ ہی امر تھا کہ ارزنگ سے کوئی جواب نہ خیال مین آیا اسنے تصور کیا کہ یہ سخت نگان بہت عقلمند ہے وہ
خوب جواب دیگا یہ ہی سوچکر سخت نگان کے سر پر ڈالا تھا بس اب سخت نگان نے خیال کیا کہ کیا جواب دون خوب
ارزنگ نے بتلا سے بلا کیا ہی خیال کرتے کرتے سمجھ مین جواب آگیا کہا کہ ای سرخ پوش یہ جو تمنے سوال کیا کہ تمکو یا
میرے آبا و اجداد کو کسی خداوند نے نہین طلب کیا گو کہ ہم لوگ اُسکے بندے تھے اسکا یہ جواب ہے کہ اُن دونون خداوندون
نے یہ تصور کیا تھا کہ ہمارے زمانے کے بعد ارزنگ خدا ہوگا جو کہ میرا پوتا اور زرہرود کا بیٹا ہوگا اگر ہم سب اپنے
بندون کو بلا کر اہل اسلام سے قتل کرا ڈالین یا اُنکا مذہب ہمارے بندے قبول کر لین اور تمام دنیا مین خدا پرستون
کی حکومت ہو جاوے تو اُنکی کون مدد کرتا اور کون اُنکی خدائی کو مانتا اُنکی پرستش مین اپنی عقبے درست کرتا اسی
خیال سے چھوڑ دیا تم لوگون کو نہین طلب کیا تاکہ تم لوگ اُنکی شرکت کرکے اُنکی خدائی کو ترقی دو اور یہ جو تم نے
کہا کہ میرے تیرے بھائی نے اپنی جان دی خداوند کا نام لیا وہ کون تھے سرخ پوش نے کہا کہ حاکم قلعہ سنگ آب
قیران سیہ پوش سنج گردن یہ سنتے ارزنگ نے کہا کہ وہ تمھارے بھائی تھے سرخ پوش نے کہا کہ جی ہان
سخت نگان نے کہا کہ خیر خوب انھون نے خداوند کی مدد کی جیسے خداوند نے لشکر کی مدد کی ویسے اُنکی مدد کی
بس تمھارے آبا و اجداد کو جو خداوند لقا و زرہرود نے نہین طلب کیا نہ تمھارے بھائی کو تو یہ مصلحت تھی کہ تم
اُنکے زمانے مین اُنکے شریک ہو ورنہ کون اہل اسلام سے مقابلہ کرتا یہ سبب تھا جو نہ طلب کیا دیکھو تمھارے بھائی
کی اسطور سے شرکت خداوندون نے مقرر کی تھی اور یہ جو تمنے کہا کہ خداوند نے اہل اسلام کا مقابلہ ترک کرکے
سر چلیس پہ جو لشکر کشی کا قصد کیا اسمین دو سبب ہین اول تو یہ کہ اُسنے ایک نئے مذہب کے رواج دینے مین
کوشش کی ہے اور بہت سے لوگون کو گمراہ کر رکھا ہے دوسرا اُسکا سبب یہ ہے کہ ترقی دے رہا ہے دوسرے یہ کہ
اُسکی تاثیر پر خداوند فریفتہ ہوے ہین اُس سے پہلے طلب کیا اُسنے انکار کیا اب خداوند کی حالت اُسکے عشق
مین خراب ہوئی صبر نہ ہوسکا کسی کا انتظار نہ کیا لشکر لیکر اُسکی طرف کوچ فرمایا اسمین یہ بھی امر ہے کہ اسی
مقابلہ مین دونون کام انجام پذیر ہونگے اپنی خداوندی معشوقہ کو بھی حاصل کرینگے اور اُسکو اس گمراہی کی
سزا دینگے یہ سبب تھا جلدی کوچ کرنے کا اتنے مین سے کل تمھاری باتون کا جواب دیا مجکو تو یہ سبب معلوم تھے
آئندہ جو خداوند کو معلوم ہون اُسکا مجکو علم نہین ہے یہ کہکر ارزنگ سے کہا کہ کیون خداوند مجکو مطلب مین سے
غرض ہے اور اُنکے سوالون کا جواب دیا یہ ہی یا اُسکے خلاف ہے ارزنگ نے کہا یہ ہی ہے بلکہ یہ مین نے
تقدیر کی تھی کہ تم لوگون کو نہ طلب کیا جائے تم لوگ میری خدائی کے بندوبست مین شریک ہو ورنہ یہ ممکن تھا
کہ ہزارون شہر تباہ ہو گئے ہر مقام پر خداوندیاد سینے لگے تمھارے ملکون کی طرف نہ آسکے صرف یہ میری تقدیر
کی ہوئی تھی کہ اگر کل بندے خدا پرست ہو جاتے یا قتل ہو جاتے تو اسوقت کے دیگر میری خدائی کو ترقی ہوتی مجکو اور بندے
پیدا کرنے پڑتے یہ سنکے تمام اہل دربار نے مع سرخ پوش اور اُسکے سردارون کے کہا کہ خداوند سچ ارشاد
کرتے ہین آمنا و صدقنا ارزنگ نے کہا کہ مین نے چند راز خدائی سے سخت نگان کو بھی آگاہ کر دیا ہے ایسے ویسے
جواب وہ دے لیتا ہے جیسا کہ ابھی اُسنے جواب دیئے یہ سنکے سخت نگان نے عرض کیا کہ یہ آپکی عنایت ہے ورنہ آپ
کس لائق ہین بندہ سب لائق ہو اگر تو یہ مین قبول کیا آپ سب لائق ہین بندہ کسی لائق نہین ہے یہ سب میری جوتیون کا
صدقہ ہے اگر تو یہ سب آپکی پاپوشون کا صدقہ ہے کہ مجھکو یہ مرتبہ ہے سخت نگان کی ایسی باتون پر تمام اہل دربار نے بہت تحسین کی
سرخ پوش و اُسکے ہمراہی اور ساتھ بانکہ عرض کیا کہ ہماری تقدیر آپکا وزیر بہت خوش ہے ارزنگ نے کہا کہ اُسکا باپ و دادا

میرے باپ دادا کی درگاہ مین عہدۂ شیطانی پر مقرر تھے وہ بھی اپنے خزانے سے گریبن نے یہ خدمت کی کہ اسکو عہدۂ وزارت
دیا مگر اب مین بھی اسکو وہی عہدہ دونگا یہ سنکے سخت نگان نے کہا کہ وہ عہدہ تو خوب ہے لیکن ملاؤن کو ملتا ہے وزارت
مین کیا ہے سوا تنخواہ کے اور کیا ملتا ہے اسمین تو بہت کچھ حصول ہو جاتا ہے یہ سنکے ارژنگ نے کہا کہ مین
تقرر کرتا ہون کہ بعد اپنی شادی کے تجھکو عہدۂ شیطانی اپنی درگاہ کی دونگا جبکہ خدا پرستون پر لشکر کشی کرونگا
سخت نگان خوش ہو گیا ادھر سرخ پوش نے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اپنے لشکر کو جاتا ہون ارژنگ
نے کہا کہ اپنے لشکر کو بھی میرے لشکر مین شامل کرو سرخ پوش نے کہا بہت خوب اسوقت اپنے سردارون سے کہا کہ مین
تو یہان حاضر ہون تم جا کر میرا کل لشکر لے آؤ جہان بارگاہ خداوندی برپا ہوا کریگی میری بھی بارگاہ اسی مقام پر
برپا ہوا کریگی جہان لشکر خداوندی فروکش ہوگا اسی مقام پر میرا بھی لشکر اترا کریگا یہ سنکے وہ سردار گئے اور جو کچھ
خیمہ وغیرہ برپا ہوئے تھے انکو اکھڑوا کر اور کل لشکر کو لیکر اسیوقت لشکر ارژنگ مین داخل ہوئے کیونکہ
ابھی تک کل لشکر اسی طور سے کھڑا ہوا تھا ابتک خیمہ وغیرہ نہین برپا ہوئے تھے دوسرے سردار لشکر ابھی اپنے خیمون مین
نہین داخل ہوئے تھے کیونکہ بڑا دکرتا یہان سردارون نے اگر چاہے معقول تجویز کر کے لشکر کو اترنے کا حکم دیا
اب خیمہ وغیرہ برپا ہوئے اور ادھر تھوڑے عرصہ کے لیے ارژنگ نے دربار برخاست کیا سب اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے
مقام کو گئے سرخ پوش بھی اپنی بارگاہ کی طرف چلا یہان اسکی بھی بارگاہ برپا ہو چکی تھی یہ بھی اپنی بارگاہ مین
داخل ہوا اسکی سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے وہ دن اسیطرح تمام ہوا رات آئی وہ بھی گذر گئی دربار کا ہوا شام کا دربار
آراستہ ہوا سرخ پوش بھی دربار مین آیا کل اہل دربار حاضر ہوئے ارژنگ تخت پر متمکن ہوا ادھر ادھر کی
گفتگو ہونے لگی کہ ارژنگ نے کہا کہ پرسون مین یہان سے کوچ کرونگا کل اور یہان کی سیر کرونگا اسوجہ سے کہ
لشکر سرخ پوش بھی آسودہ ہو جائے کیونکہ یہ لوگ ایک ماہ کے تھکے ہوئے ہین ایکدن کی راحت پالین سرخ پوش نے
کہا کہ آپکو اختیار ہے مین حاضر ہون جب آپ کوچ کرینگے مین آپکے ہمراہ ہون ارژنگ نے کہا کہ کل دو سیر کرینگے
اور یہ اپنی قدرت تمکو دکھائینگے دیکھو یہ پہنچے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے سرخ پوش نے کہا کہ یہ جو کچھ کارخانہ ہے
سب آپکی قدرت کا نمونہ ہے ارژنگ نے کہا یہ تو بتاؤ کہ تم اپنے ملک مین کسکو حاکم کر آئے ہو کوئی زبردست ہے
یا کوئی کمزور ہے سرخ پوش نے کہا کہ وہ آپکا بندہ ہے میرا فرزند ہے سرخاب بہت زبردست ہے اگر کوئی غنیم لشکر کشی کر کے
آئیگا وہ مقابلہ کریگا اول تو کوئی ادھر غنیم ہی نہین چار دن طرف میرے ملک ہین اسکے بعد میرے بھائی کے
ملک ہین ارژنگ نے کہا کہ تمھارے قبضے مین کسقدر ملک ہین اور تمھارے بھائی کے قبضے مین کسقدر ملک ہین
سرخ پوش نے عرض کیا کہ آپ انکے ملکون کا کیا حال دریافت کرتے ہین بھائی کے قبضے مین ایسے ایسے ملک
ہین کہ جسقدر میرے کل ملک کی آمدنی ہے اتنی انکے ایک ملک کی جو بھائی حصہ کی آمدنی ہوگی جسقدر میرے کل ملکون کی
وسعت ہوگی اتنا بڑا ایک ایک ملک انکے قبضے مین ہے سولہ بڑے بڑے بادشاہ انکو خراج دیتے ہین اور
چار ملک کے بادشاہ مجکو خراج دیتے ہین مین انکو یعنی اپنے بھائی کو خراج دیتا ہون جو کہ انکا دار الحکومت ہے وہ اتنا بڑا
شہر ہے کہ بعض محلے اسکے ایسے ہین کہ جو کہ بمنزلہ ایک شہر کے ہونگے چالیس پچاس لاکھ آدمی اسمین رہتے ہین مسافر و
تاجر کا کچھ ذکر نہین ہے بہت بڑے بادشاہ ہین اس اطراف و جوانب مین جب کسی پر کوئی غنیم چڑھ آتا ہے تو انکی
فوج جا کر مدد کرتی ہے اور وہ لڑائی فتح کر لیتی ہے انکا غرور بیجا ہے کہ اب بادشاہ ہوا ہے انکے قتل ہونے کے بعد اتنا بڑا زبردست
پہلوان ہے کہ اس سرزمین کا رستم کہلاتا ہے مہران کج گردن اسکا نام ہے وہ سپہ سالار انکے ملک مین انکے
زیر کے رہتے تھے کہ جو اسوقت اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین ایک کا نام فہار فیل زور گرگدن پنجالی
ہے دوسرے کا بہران شمشیر زور نام ہے جب آپکا پہلوان انکے قلعہ کے قریب پہونچا تھا تو انہین نے اسکی مدد

جا رہی تھی وہ مع ایک اپنے سپہ سالار یعنی بہران شمشیرزور کے اور اپنے وزیر جو کہ زمانہ سابق میں سپہ سالار تھا اب
بسبب پیرانہ سالی کے بھائی صاحب نے وزیر کیا اُسکے دونوں بیٹوں کو جو کہ پدر سے اُس سے قوی تر تھے اپنا
سپہ سالار مقرر کیا تھا ایک کو دست چپ کا اور دوسرے کو دست راست کا یہ دونوں سپہ سالار اُس وزیر کے
فرزند تھے خلاصہ یہ کہ مع تین لاکھ سپاہ کے کوچ کیا کوئی قلعہ پر قلعہ بخش آسپہر مقابلہ ہوا پہلے اہل اسلام نے شکست
کھائی پھر اُنکی کہیں سے مدد آئی ہونے والی بات جب قلعہ پر یورش کرکے اُنکا پہلوان پہونچ گیا اسوقت اُنکی مدد آئی
کوئی شہریار تھا اُسنے آکر اُنکے پہلوان کو قتل کیا بھائی صاحب کو قتل کیا وزیر کو بہران کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا
ہوا کون اُسکو میدان جنگ سے اُٹھا لے گیا بھائی صاحب کی فوج دو لاشے مع بادشاہ و وزیر کے لیکر بھاگی
اُنکی فوج اپنے افسر کی لاش لیکر بھاگی جب یہ خبر مہران کو پہونچی اُسنے اپنی بڑی حالت کی مجکو خبر کی میں نے جاکر
اُسکو تخت پر بٹھایا اب اُسنے قصد کیا کہ میں جاکر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کردن اُس سے عوض خون لون اور اُسکی
مع تین لاکھ سپاہ اور اپنے سپہ سالار کے جو کہ بہت قوی ہیں اور آشنا و بھی ہیں بھائی صاحب اُسکو اپنے فرزند کے پاس
چھوڑ گئے تھے کوچ کیا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے خداوندوہ لڑکا صفت موصوف ہے اول تو یہ کہ وہ حسین ہے
دوسرے یہ کہ جری بہت ہے اور قلعہ کی تو کوئی حد نہیں ہے یہ لشکر ارژنگ نے کہا کہ ایک نامہ میں نے
اُسکو بھی روانہ کیا ہے اب معلوم ہوا کہ مہران کہاں عزیز ہے ابھی تک اُسکے پاس سے نامہ کا جواب نہیں آیا ہے چند
بہت سے نامے روانہ کیے ہیں سب ہی بادشاہوں کو طلب کیا ہے اُنہیں سے ایک تم آئے ہو دیکھیے اور کون
کب آتے ہیں اور مہران کے پاس سے کیا جواب آتا ہے سرخ پوش نے عرض کیا کہ اگر آپکا نامہ اُسکو ملگیا
تو وہ ضرور مع لشکر کے یہاں آئیگا اور طرف نہ جائیگا اگر نہ ملا تو وہ مجبور ہے اب جب نامہ پر آئیگا تو
حال معلوم ہوگا ارژنگ نے کہا کہ ہاں ایک مرتبہ سنگین گان بولا کہ اے سرخ پوش اب تم کیا کروگے
اپنے برادر زادے کو خراج دوگے سرخ پوش نے کہا کہ ہاں اس میں کوئی کلام بھی ہے سنگین گان نے کہا کہ تم خود کیوں
نہیں اُس سے خراج لیتے ہو اُسکے باپ کی حکومت پر کیوں نہیں قبضہ کرتے ہو کیونکہ یہ حکومت تو موروثی ہے سرخ پوش
نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جسقدر ملک سوا شہر سبز تاب کے ہیں وہ سب برادر صاحب اور آنکے فرزند
نے بزور شمشیر حاصل کیے ہیں شہر سبز تاب موروثی ہے کیونکر قبضہ کرون دوسرے میں اُسکا کسی حالت
میں مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں نہ میرے پاس اسقدر لشکر ہے نہ میں اتنا زور رکھتا ہوں کہ مقابلہ کرون اور اُس سے
کیا حاصل کہ چھوٹے سے مقابلہ کرکے اپنی آبرو برباد کرون جبکہ بھائی صاحب جہاں تھے تب تو میں نے
مقابلہ کیا نہیں اب کیا کرون دوسرے بڑے بڑے احسان اس لڑکے اور بھائی صاحب کے میرے اوپر ہیں
ہمیشہ اُنھون نے میری مدد کی میں احسان فراموش نہیں اور نہ باپ کے بیٹے سے میں کیا مقابلہ کرون
خلق مجکو کیا کہے گی تیسرے جبکہ اُسکے باپ کے مرنے کی خبر آئی وہ خود ترک حکومت کرکے بیٹھا تھا اور مجکو
طلب کیا تھا کہ آکر حکومت پر قبضہ کرو میں تارک سلطنت ہوتا ہون میں نے خود اُسکو تخت پر بٹھایا اور
حکومت پر راضی کیا ایسی حالت میں میں ضرور اُسکی اطاعت کرونگا وہ میرے بھائی کی نشانی ہے اور بہت
بڑی وجہ یہ ہے کہ میں اُس سے کسی صورت نہیں لڑ سکتا ہوں وہ ہر طرح مجھ سے قوی ہے نہ مجکو زر بل ہے نہ بازو بل ہے
اور میرے نزدیک بیٹے سے سرتاب بیٹے مہران سنگین گان نے کہا کہ تمنے بہت بڑی غلطی کی کہ جب
وہ خود تمکو حکومت دیتا تھا تو تمکو ضرور قبضہ کرلینا تھا اُسکو گرفتار کرنا تھا سرخ پوش نے کہا
کہ میرا کہیں نشان بھی نہ معلوم ہوتا نہ میرے ملکوں کا تمام لشکر اُسکا فوراً آجاتا اور مجکو گرفتار کرلیتا
اگر میں مقابلہ کرتا از شہر سبز تاب تا شہر سرخاب جسقدر ملک ہے سب اُسکے شریک ہو جاتے

بیا کوئی شہر بلکہ ہوتا خصوصاً جو بادشاہ کہ مجکو خراج دیتے ہین وہ بھی میری شرکت ترک کرکے مہران کی شرکت
کرلینگے کیونکہ اُنھی کے زیر نگین ہوئے ہین صرف اُنکے کہنے سے مجکو خراج دیتے ہین تو مین مہران سے دشمنی کرکے ایک
عالم کو اپنا دشمن کرتا سختگان نے کہا کہ اگر یہ امر تھا تو تمنے بڑی عقلمندی کی اب یہ بتاؤ کہ سب بادشاہ اُسکے
ہمراہ ہونگے اُسنے کہا کہ نہین اُسکا حکم ہی بلکہ یہی حکم بھائی صاحب کا تھا کہ جبتک ہم طلب نہ کرین تم
اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا اگر اسکے خلاف کروگے تو ہم اُسکی اُنکو سزا دینگے تو کوئی بادشاہ ہمراہ نہوگا کیونکہ اُنھونے کسی کو
خبر نہین کی ہی صرف اپنے باپ کے مرنے سے آگاہ کردیا ہی اور یہ خبر کردی ہی کہ اب مین حاکم ہوا ہون تم سب
مجکو خراج دو وہ کیون ہونے لگے کیونکہ اُنکا یہ قول ہی کہ مرد وہ ہی جو مدد غیر سے انکار کرے اور جہان تک
ممکن ہوا اپنے قوت بازو سے کام لے وہ مرد نہین ہی جو دوسرون کے بھروسے پر حکومت کرے خداوند نے
کیا کم مجکو طاقت عطا فرمائی ہی کہ جو مین اور دوسرون کی مدد کا خواستگار ہون اپنی بہادری مین بٹہ لگاؤن
[illegible] اگر ہم ہوتے تو کبھی مہران یہ لڑائی نہ فتح کرسکتا یا مین وجہ جب کبھی کیا ہم تن اپنی فوج لیکر اسے مقابلہ کیا
باپ کو بھی نہ جانے دیا تھا معلوم ایکی کیا تھا جو بھائی صاحب گئے تھے اُسکا انجام یہ ہوا کہ قتل ہوئے اگر
مہران جاتا تو ضرور یہ لڑائی بھی فتح ہوتی اُسکی لڑائی کا طریقہ اور ہی پہلے وہ کسی پر زیادتی نہین کرتا ہی جہانتک
ممکن ہوتا ہی صلح سے کام نکالتا ہی جب حریف اُسکے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی تو وہ مقابلہ کرتا ہی اُسکا طریقہ یہ ہی
کہ پہلے کسی پر وار نہین کرتا ہی جب اُسکی ضرب سے بچ لیتا ہی تو اپنی ضرب کرتا ہی کسی کے ساتھ فریب
نہین کرتا ہی اہل اسلام کی بہادری کی بہت تعریف کرتا ہی اکثر اُنکے قواعد جنگ کو پسند کرتا ہی یہ بھی پیروی اُنکی
کی ہی کہ حربہ کرنے مین سبقت نہین کرتا ہی کہتا ہی کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہین [illegible] تو جو ہر وہ بھی ہی وہ مرد اُنکی تقلید مین
اور سب لوگ ہین کوئی قوم بہادر نہین ہی اکثر جنگ نامے خدا پرستون کے دیکھا کرتا ہی سرخ پوش نے
مہران کی بہت تعریف کی سختگان نے کہا کہ اگر آپکے خلاف ہو تو مین ایک بات عرض کرون جو کہ میری
عقل مین آئی ہی سرخ پوش نے کہا کہ بیان کرو سختگان نے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو وہ پوشیدہ
مسلمان ہی کسی مصلحت سے نہین ظاہر کرتا ہی اہل اسلام کی تعریف کرنا اُنکے طریقون پر عمل کرنا اُسکی
دلیل ہی یہ سُننا تھا کہ نہایت غیظ سرخ پوش کو آیا مارے غصے کے کانپنے لگا اور تیور بدلکر کہنے لگا
کہ اگر تو خداوند کا ملازم وزیر نہوتا تو مین تجکو اسکی سزا دیتا کیا کرون خداوند کا پاس مانع ہی
ناچار ہون مگر یہ کہے دیتا ہون کہ میرے سامنے پر تو نے یہ کلمہ کہا مگر مہران کے روبرو کہتا وہ خداوند کا
پاس نہ کرے گا زبان تیغ سے تجکو اسکا جواب دیگا کہ [illegible] یاد رہے گا [illegible]
صاحب غیظ ہی ہر وقت اُسکی آنکھون سے خون ٹپکا کرتا ہی وہ اپنے روبرو کسی کو نہین خیال مین
لاتا ہی اور صاحب بھی افضل مین یہ ہی کہ کوئی ہم پلہ اُسکا نہین [illegible] خداوند کے دربار مین بڑے بڑے پہلوان
زبردست موجود ہین مگر میری نگاہ مین ایک بھی اُسکے سپہ سالار کے مقابل نہین ہی اُسکا تو ادنی [illegible] ہی جو
خداوند کے سپہ سالار ہین اُنکے ایسے تو اُسکے لشکر کے سوار ہین نہ معلوم کیا بھید ہی کہ [illegible] لشکر نے
شکست کھائی ضرور کوئی امر ضرور ہوا ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکست کھاتا مگر یہ خیال رہے کہ
شاید وہ آجائے تو اُسکے روبرو ایسی گفتگو ہو وہ ابھی طفل ہی وہ یہ نہ خیال کریگا کہ یہ خود ہی
وزیر خداوند ہی فوراً ایک وار مین دو حصہ کردیگا اور اگر کوئی اور بولے گا تو وہ بھی قتل
ہوگا اسی مقام پر کشت وخون ہونے لگیگا یہ سنکر ارژنگ نے کہا کہ اے سرخ پوش تم
اُسکی بات کا برا نہ مانو یہ اسی طور سے بکا کرتا ہی ہم خداوند ہوکے اُسکا برا مانتے نہین ہین تم کیون برا

مانتے ہو سرخ پوش نے کہا کہ مین تو نہین جانتا ہون مگر مہمان ضرور ہے ہم ہوگا انکو اختیار ہی
ارزنگ نے کہا کہ اسکو تمنے سمجھا دیا ہو یہ تو ہی ایسا بے عقل نہین ہو کہ ایسی حرکت کرے جو کہ
خلاف ہو سرخ پوش سنکے خاموش ہو رہا تھوڑی دیر تک دربار مین بیٹھا رہا اسکے بعد رخصت ہو کر اپنی
بارگاہ کو چلا گیا اسکے سردار بھی اسکے ہمراہ چلے گئے جب دربار مین صرف ارزنگ کے اہل دربار رہے تو ارزنگ
نے سختگان سے کہا کہ تو میرے ساتھ مذاق کرتے کرتے ہر ایک کے ساتھ مذاق کرنے لگا یہ اچھی بات نہین ہی
ایک نہ ایک دن ذلیل ہوگا سختگان نے کہا کہ مین کیا کرون مجھسے نہ رہا گیا سرخ پوش نے اپنے برادر زادے
کی اسقدر تعریف کی کہ جسکی کوئی حد نہین بعض باتین ایسی بیان کین کہ جو خدا پیغمبرون کی ہین تب مین نے
جھلا کر کہا کہ وہ پوشیدہ طور سے خدا پرست ہین ای خداوند آپ اسوقت کا میرا کہنا یاد رکھین کہ یا تو وہ خدا پرست
ہی یا ہو جائیگا کہ انکی باتین پرستی کی سی ہین پر ایسا ہونا ہی جو کہ اسوقت سرخ پوش نے کی ہی ارزنگ نے کہا
کہ نہین یہ امر نہین ہی بلکہ یہ لوگ ایسے فلسفی سے کچھ معلوم ہوتے ہین سختگان نے کہا کہ جو کچھ ہونے
ہین وہ ہی تو سچے ہو جاتے ہین ارزنگ نے کہا کہ انکو اس سے کیا اور ہمارا کیا ہوگا اسوقت یہ لوگ رخصت
ہوگئے تو ہمارا کیا بگاڑ لیا جو یہ باتین کیگئین گفتگو کرکے ارزنگ نے دربار برخاست کیا جا کر آرام کیا سب
اپنے اپنے مقام کو گئے ادھر سرخ پوش نے اپنے سردارون سے کہا کہ ایک تو مجکو امید نہین ہی کہ مہمان
یہان آئے شاید آگیا تو ضرور اس سختگان کی شامت سے فساد ہوگا اسوقت مین اسکی شرکت کرونگا
خداوند کا کچھ پاس نکرونگا کیونکہ میرے اسکی تو عزیز داری ہی میرے فرزند کی جگہ ہی دوسرے
میرا اسکا ملک ملا ہوا ہی مین کیونکر نہ اسکی شرکت کرونگا اگر نہ آیا تو میرے اور خداوند کے خود بگڑ جائیگی
ابھی مین نے طرح دی اور کچھ جواب نہین دیا ابھی جو سختگان کچھ کہیگا مین ضرور جواب دونگا اگر وہ اسکے
خاموش ہو رہا تو خیر ورنہ مین اسکو قتل کرونگا مین صرف بادشاہ نہین ہون بلکہ سپاہی بھی ہون اور مین آئین کا
نہین ہون صرف زر بین بنا کر بٹھا دیا ہو سوائے بیٹھے رہنے کے کوئی کام نہین ہی اگر وقت پڑا تو چھوڑ کر
بھاگینگے اور کہا کہ اگر جان تک نوبت ہی سلطنت بلا سے اگر ہم خود معدوم ہونگے تو حکومت کو کیا لیکر جائینگے تو یہ میرا
قول نہین ہی مین آبرو کے وقت جان کو جان نہین جانتا ہون میری دولا کو سپاہ اس ساری سپاہ کو
کافی ہی یہ لوگ جو ہمیشہ اہل اسلام سے بھاگے ہین تو ایسے ہی بودے تھے وہ لوگ واقعی جسا ور نہین
اچھے روزگار ہین تباہ ہو ہین انسے یہ کیا مقابلہ کر سکینگے دیکھو تو پہلے مجکو یہ نہ تھا کہ تمنے کیون قبضہ
کر لیا کوئی دنیا کا خون سفید نہین ہوگیا تھا اگر بیٹا بیٹے کو محروم کرتا اسکے باپ کے ملکون پر قبضہ کرتا اور
وہ بھتیجا کہ جسکو مین نے خود پرورش کیا ہی میرے سر کا سایہ سے کچھ بڑا ہو دوسرے مین کبھی انکے
سر پر ہوتا وہ بڑا بھاری سردار ہی سردارون نے عرض کیا کہ عالم آپ کے مطلب سے نہین بولے ورنہ اسکو
اسکی سزا دیتے ایک تو وہ تم تم کر کے کلام کرتا ہی بڑا زبردست بنا ہی یہ نہین جانتا ہی کہ ہم کون ہین اور یہ
کون ہین کیا کہین کہ اگر ہم جانتے کہ یہ لوگ ایسے ہین تو ہم آپکو کبھی ادھر نہ آنے دیتے بلکہ ہمارے نزدیک
تو بہتر ہوگا کہ آپ یہان سے اپنے ملک کو کوچ فرمائین سرخ پوش نے کہا کہ یہ امر زیبا نہین ہی کہ اگر جائین
اگر نہ آتے تو وہ اور بات تھی آ کر جانا تو بالکل خلاف مردانگی ہی کیونکہ لوگ یہی طعن کرینگے کہ اہل اسلام کے
خوف سے چلے گئے جب سنا کہ خدا پرستون سے مقابلہ ہی تو انکا یہ خوف غالب ہوا کہ اٹھ کر چلے گئے تو جو کچھ
ہونا ہو سو ہوا اس سے کیا حاصل سردار خاموش ہو رہے یہ لوگ تا در بارگاہ اسکے ہمراہ آئے کیونکہ
رات زیادہ آ چکی تھی سرخ پوش جا کر اپنی بارگاہ مین سو رہا سب سردار اپنے اپنے مقام پر

چلے گئے جا کر سو رہے یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی ارزنگ نے نکل کر بارگاہ میں آ کر دربار کیا سب درباری
حاضر ہوئے سرخ پوش بھی مع اپنے سرداروں کے آیا اپنے مقام پر بیٹھا کہ ارزنگ نے حکم دیا کہ میرا جی چاہتا ہے
کہ میں صحرا کی سیر کروں لہذا حکم دو کہ دربارگاہ پر سواریاں حاضر ہوں آج دن بھر تمام صحرا کی سیر کرینگے شخشگان
نے حکم دیا فوراً مرکب دربارگاہ پر حاضر ہوئے ارزنگ مع سرداروں کے لشکر باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر طرف
صحرا کے برائے سیر چلا سرخ پوش بھی مع سرداروں کے ہمراہ تھا وہ صحرا دیکھا کہ جو کسی کی نظر سے نہ گذرا تھا سیر کرتے
ہوئے دور نکل گئے ایک مقام پر بہت درخت سایہ دار تھے سب ان درختوں کے نیچے مرکب روک کر کھڑے ہو گئے
اس مقام پر ایک بہت بڑا ٹیکرا تھا کہ وہ تمام گیاہ سبزہ سے زمرد گون ہو رہا تھا اسکے اوپر بہت سے درخت سایہ دار
لگے ہوئے تھے ارزنگ نے کہا کہ اس ٹیکرے پر چلکر بیٹھے ہوں یہاں سے اس مقام پر بہت سایہ ہے چنانچہ سب کے سب
بموجب حکم ارزنگ اس ٹیکرے پر آ بیٹھے اور گرد ہو کر ادہر ادہر دیکھنے لگے شخشگان کی نگاہ ایک جانب کو نظر جا پڑی
کیونکہ اس ٹیکرے سے بڑی دور تک کا حال معلوم ہوتا تھا آہستہ دیکھا کہ ایک غبار عظیم بلند ہے کہ جسنے ہوا کو
گرد برد کر دیا ہے ایک اندھیرا آسمان تا آسمان خاک کا غبار ہو گیا ہے اسقدر غبار بلند ہے کہ روئے آفتاب اس غبار میں
پوشیدہ ہوا جاتا ہے یہ دیکھکر کہنے لگا اب تو واپس چلنا بہتر ہے یہ کہہ ارزنگ نے کہا کہ اب لشکر کو واپس لے چلیے
کیونکہ بہت زور سے آندھی آتی ہے دیکھیے وہ چلی آتی ہے سرخ پوش برابر ارزنگ کے مرکب پر کھڑا تھا اسنے کہا کہ
یہ زمانہ آندھی اٹھنے کا نہیں ہے یہ تو فصل بہار ہے آج کل آندھی و بگولہ کیسا یہ کیا تم کہتے ہو شخشگان نے کہا کہ
اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو خود ملاحظہ فرمایئے سر وہ سامنے کیسا غبار بلند ہے ارزنگ نے اور سرخ پوش نے
نگاہ اٹھا کر اس جانب جو دیکھا تو واقعی غبار بلند نظر آیا تب تو ارزنگ نے کہا کہ ضرور آندھی ہے مگر
سرخ پوش کے منہ سے نکل گیا کہ یہ غبار تو آمد سپاہ کا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی لشکر عظیم آتا ہے اب تو
سب اسی طرف دیکھنے لگے اس غبار کی یہ حالت ہے کہ برابر بلند ہوتا ہوا اسی طرف کو چلا آتا ہے اور بڑھا چلا آتا ہے
اور یہ نوبت ہے کہ تاریکی ہوتی جاتی ہے جو جب یہ مصرع صادق ہے شعر زگرد و غبار گشتہ سپہر پردہ رفتن خویش گم کردہ مہر
وہ غبار بڑھا آیا وہ آیا ایک آن واحد میں قریب اس صحرا کے پہونچ گیا اس غبار سے تلواروں کی جھنکار
مرکبوں کے سموں کی آواز صدائے نقارہ آتی تھی اور نظر پڑنا لوگوں کی شکل و تیروں کے چمکنی نظر آتی تھی یہ حالت
شخشگان نے دیکھی سرخ پوش کی طرف منہ کر کے کہا کہ تم سچ کہتے تھے کہ یہ غبار آمد سپاہ کا ہے کوئی لشکر عظیم
آتا ہے سرخ پوش سے پیشتر ارزنگ نے کہا کہ ابھی کوئی نہ کوئی سردار خدا پرستوں کا تمہارے تقرر کی
خبر سنکے اور یہ سنکے کہ شادویر پر قبضہ کر لیا ہے تمہارے مقابلہ کو ضرور آتا ہے یا خود بہرام خدا دی ہے کہ لشکر جمع کرکے
آتا ہے میرے نزدیک تو مناسب ہوگا کہ لشکر میں چلو ارزنگ نے کہا کہ آتا ہے تو آنے دو ہمارا کیا بنالیگا کوئی ہو
خواہ بہرام ہو خواہ کوئی اور خدا پرست ہو میں اس سے مقابلہ کرونگا تیرا بیکار دم نکلا جاتا ہے اگر تجکو
اہل اسلام کا اسقدر خوف ہے تو ہمارے ہمراہ کیوں آیا خدا پرستوں میں رہا ہوتا شخشگان نے کہا کہ مجکو
کچھ خوف نہیں ہے صرف یہ خیال ہے کہ یہ لوگ بڑے شہ زور و سخت ہوئے ہیں جہاں انکا ہاتھ لشکر پر لگا
پھر وہ لشکر سلامت نہیں بچتا ہے شکست پر شکست کھاتا ہے ارزنگ نے کہا کہ وہ زمانہ گیا اب
اور وقت ہے میں انکل آئے نہیں ہوں کہ فرار پر کمر باندھوں سب کو خاک سیاہ کر دونگا جب تم لوگ
میں تقدیر کر چکا ہوں کہ خدا پرست سب کے سب میرے ہاتھ سے قتل ہونگے انکا قاتل میں ہوں
والد بزرگوار و جد نامدار کا یہ خیال تھا کہ میں نے ان بندوں کو عالم خواب میں پیدا کیا ہے اور قوت بھی
خود میں نے دی ہے تو میں اپنے ہاتھ سے نہ قتل کروں کوئی اور قتل کرے وہ اسی فکر میں رہے آخر کو عاجز ہو کر چولا بدلکر

ہو بیگانگان تو اسکو پہچانتا ہی یا نہیں اُسنے کہا کہ مین نے اس جوان کو کبھی نہیں دیکھا کہ یہ کون ہی تب ارژنگ سرخ پوش
کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ برابر اُسکے مرکب کے کھڑا تھا اور کہا کہ کیون سرخ پوش شاہ تم اس جوان سے واقف ہو
اُسنے عرض کیا کہ جی ہان یہ میرا برادرزادہ ہی مہران کج گردن اسکا نام ہی اور یہ جو برابر اسکے پہلوان ہی یہی اسکا
سپہ سالار ہی اور وزیر کا فرزند ہی اور مہران کا اُستاد بھی ہی اور یہ مرکبون پر گرد و پیش افسران سپاہ و پہلوان لشکر
و سرداران بارگاہ ہین اور مقتضب مین جو تخت خالی ہی اسی کا ہی تخت ہمراہ اسکے رہتا ہی کیونکہ جب مین نے اسکو تخت پر
بٹھایا ہی تو اسنے اقرار کیا ہی کہ جب تک مین خداپرستون سے والد کے خون کا عوض نہ لیلونگا اسوقت تک تخت پر
نہ بیٹھونگا مگر تخت میرے ہمراہ رہیگا اسپر خالی تیہ پڑا رہیگا اور یہ لشکر بھی جو کہ مقتضب مین ہی اسوقت اسکے ہمراہ
کچھ لشکر نہیں ہی اسکے ماتحت سات آٹھ لاکھ کا لشکر ہی سرحت اسقدر لیکر آیا ہی باقی کو شہر مین چھوڑ آیا ہی
سرخ پوش نے اسیوقت پہچان لیا تھا جب علم فوج دیکھا تھا کیونکہ یہ اپنے ساتھ نور وانہ کرکے اپنے ملک کو گیا تھا
یہ اسیوقت ہو جب حکم اپنے چچا کے لشکر کو لیکر اپنے تھا باپ اہل اسلام چلا تھا اپنے باپ کا عوض لینے راہ مین
پیرون شہار ارژنگ کا نامہ پہونچا تھا جیسا کہ قبل مین تحریر ہو چکا ہی یہان مصر کو روانہ ہوا تھا کہ چلکر شاہ اور یہان
خداوند سے ملاقات کرون اُنکا شکریہ ادا کرکے خداپرستون سے مقابلہ کرون اپنے باپ کے خون کا عوض لون
اُنکے قاتلون کو قتل کرون تو یہ شاہ ورکو لشکر لیے ہوئے جاتا تھا اور ارژنگ نے جو سرخ پوش سے سُنا کہ
یہ مہران ہی تو بہت خوش ہوا اور اُس سے کہا کہ تم اپنے برادرزادے پاس جاؤ اُسکو میری خدمت مین لاؤ
اُسنے عرض کیا کہ مین کیونکر جاؤن کیونکہ وہ تو مع لشکر چلا جاتا ہی اگر اس صحرا مین قیام کرتا تو کیا مضائقہ
تھا مین ضرور اسکے پاس جاتا نہ معلوم کہ مصر کا قصد رکھتا ہی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر مہران کی
نگاہ ان لوگون پر پڑی اسنے دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر کئی سو آدمی مرکبون پر سوار میری طرف دیکھ رہے ہین
انمین ایک بادشاہ معلوم ہوتا ہی چونکہ یہ ارژنگ کو پہچانتا نہیں ہی اپنے دل مین خیال کیا کہ کوئی بادشاہ
ہوگا اب جو دیکھتا ہی تو ایک شخص برابر اس بادشاہ کے مشابہ سرخ پوش کے ہی جو کہ مرکب پر سوار ہی اور وہ
میری طرف دیکھ رہا ہی اسنے مرکب کو روک لیا اور قمار اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم نے کچھ تماشا دیکھا
اُسنے عرض کیا کہ کیا مہران نے کہا کہ وہ جو ٹیلہ ہی اسپر کوئی بادشاہ کھڑا ہوا ہمارے لشکر کی سیر کر رہا ہی
اس بادشاہ کے برابر جو شخص کھڑا ہی وہ بالکل میرے چچا کے مشابہ ہی سر مو فرق نہیں ہی ایسے بھی بندے
خداوند لقا نے پیدا کیے ہین کہ جو ایک دوسرے کے مشابہ ہین اگر مین یہ کہون کہ عم بزرگوار ہین تو وہ یہان
کہان اور یہ کون بادشاہ ہی کہ جسکے ہمراہ وہ یون بے سروسامان کھڑے ہون اور ایک امر دیکھو کہ کئی سردار
مثل اُنکے سردارون کے ہین قمار نے سر اُٹھا کر ادھر کو دیکھا بڑی دیر تک دیکھا کیا مہران کہنے لگا
اب قمار نے عرض کیا کہ حضور آپکے عم بزرگوار مجھکو تو معلوم ہوتے ہین کیونکہ مین اُنکے سردارون کو خوب
پہچانتا ہون کئی سردار اُنکے اس مقام پر ہین اور اُنکو بھی خوب پہچانتا ہون کسی سے مین نے اُنکو دیکھا ہی
ضرور آپکے چچا ہین مہران نے کہا کہ مجکو تو شک ہوتا ہی مین کیونکر یقین کرلون اگر وہ سرحد ہوتے
تو مین یقین کرلیتا کہان شہر سرخاب کہان یہ سرزمین ہمکو آج ڈیڑھ مہینہ ہوا ہی کہ ہم اس سرزمین کو چھوڑ کر
ادھر آگئے ہین بھلا وہ یہان کہان سپہ سالار نے عرض کیا کہ مین زیادہ تو نہین کہہ سکتا ہون کیونکہ
خلاف ادب ہی مگر کسی کو روانہ فرمایئے کہ دریافت فرمالیجیے یہ سُنکے مہران نے اپنے عیار سے کہا کہ اسکا نام
مہتر زنگار ہی کہا کہ اے زنگار ذرا تو جا کر اس ٹیلہ پر دیکھ تو کہ یہ عم بزرگوار ہین اگر وہ ہون تو اُنکو میرے
پاس لے آنا مین دریافت تو کرون کہ یہ کون مقام ہی اور یہ کون بادشاہ ہی کہ جسکے ہمراہ عم بزرگوار ہین

کھڑے ہیں زنگار عیار یہ حکم سنکے فوراً اُس ٹیلہ کی طرف چلا اُدھر سرخ پوش نے دیکھا کہ یا تو یہ مہران چلا
جاتا تھا یا اِس ٹیلہ کی طرف دیکھکر مرکب روک لیا تمام لشکر بھی رک گیا ارژنگ نے بھی دیکھا سرخ پوش
سے کہا کہ دیکھو تو مہران نے لشکر کو روک لیا اسکا کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ مین آپکی خدمت مین ہون مجھکو کیا
معلوم کہ کیا سبب ہے مین یہ جانتا ہون کہ اسی مقام پر قیام کریگا ارژنگ یہ سنکے کہنے لگا کہ اگر قیام کرے
تو تم جاکر اُس سے ملاقات کرنا سرخ پوش نے کہا کہ بہت خوب یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ زنگار عیار اُس ٹیلہ پر
آیا اُسنے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ واقعی یہ بادشاہ سرخ پوش ہے مگر یہ کون ہے جو کہ تاج سر پر رکھے ہوے اُسکے
برابر مرکب پر سوار ہے کسقدر سیاہ ہے کہ گندہ آبنوس معلوم ہوتا ہے یہ تاج اسکے اوپر کیا بُرا معلوم ہوتا ہے جی چاہتا ہے
کہ جوتے مار کر چھین لون اُدھر سرخ پوش کی نگاہ زنگار پر پڑی دیکھا کہ مہران کا عیار ٹیلے پر آیا ہے اور اِسیطرف
چلا آتا ہے بیقرار ہوکر پکارا کہ زنگار اِدھر آ گئے کیون کیا ضرورت ہے اُسنے آگے بڑھکر سرخ پوش کو سلام کیا ارژنگ
کی طرف دیکھکر ہنسا ارژنگ نے دیکھا کہ ایک عیار خبیث و چالاک ہے میری صورت دیکھتا ہے اور ہنستا ہے
یہ اُسکو دیکھنے لگا کہ سرخ پوش نے زنگار کو اشارہ کیا کہ ہنس مت وہ خاموش ہو گیا اور سرخ پوش سے کہا
کہ آپکے بھتیجے نے آپکو طلب کیا ہے وہ بہت پریشان ہین کہ آپ یہان کہان سرخ پوش نے کہا کہ یہ مہران
کہان مع لشکر جاتے ہین اُسنے عرض کیا کہ آپکی راہ سے براے مقابلہ خدا پرستان جاتے تھے آپ تو اُنکو
رخصت فرماکے اپنے شہر تشریف لے گئے وہ شہر سے باہر نکلے تھے اور ایک مقام پر قیام کیا تھا کچھ لشکر شہر
مین رہ گیا تھا اُسکا انتظار تھا کہ وہ آلے تو کوچ ہو کہ نامہ خداوند ارژنگ کا پہونچا کہ ہم خاور زمین مین
پہنچے اہل اسلام سے مقابلہ کرکے ایک ملک اُنکا کہ جسکا نام خاور ہے قبضہ مین لاے ہین لہذا اب ہمارا قصد ہے
کہ ہم اُنسے مقابلہ کرین تو اپنے لشکر کشی کرنے کا ارادہ ہے پس تم بھی آؤ اور اپنے باپ کے خون کا عوض اُنسے لو
میری شرکت کرو پس ہمارے شاہزادے نے اپنا قصد فسخ کیا اور خدمت مین خداوندی روانہ ہوے
اب مع لشکر خاور کو جاتے ہین کہ اس صحرا مین پہونچے آپکو اس ٹیلے پر دیکھکر حیران ہوے گو اُنکو آپکا
یقین نہ تھا مگر سپہ سالار نے کہا کہ یہ آپکے عم بزرگوار ہین اور اُنکے سردار ہین اُنھون نے فرمایا کہ کیونکر
مین یقین کرلون کہان سرخا یہ کہان یہ سرزمین یہ کوئی شخص اُنکے ہمشکل ہے سپہ سالار نے عرض کیا کہ
کسی کو روانہ کیجیے دریافت فرمالیجیے پس اُنھون نے مجھکو براے دریافت روانہ کیا ہے اور مجھسے فرمایا تھا
کہ اگر عم بزرگوار ہون تو اُنسے عرض کرنا کہ میرے پاس تشریف لائیے کہ مین بہت پریشان ہون یہ سنکے
سرخ پوش نے کہا کہ تو نے نہین پہچانا کہ یہ کون ہین ارے کمبخت یہ ہی خداوند ہین کہ جنکی خدمت مین مہران
جاتے ہین اُنکو سجدہ کر زنگار یہ سمجھا کہ بادشاہ مذاق کرتا ہے ہنس کر رہ گیا اور دل مین کہا کہ پھر
تم کرتے کہ خداوند ایسے ہوتے ہین تو کبھی نہ مانونگا اگر یہ خداوند ہین تو مین کبھی نہ سجدہ کرونگا یہ تو کسی کا
غلام معلوم ہوتا ہے یا زنگی ہے سجدہ تو کیا زنگی کو اپنا خدا نہ بناؤنگا یہ تو یہ دل سے تقریر کر رہا تھا
کہ سرخ پوش نے کہا کہ ارے سلام کر اُسنے سرخ پوش کی صورت دیکھی اور ہنسا اشارے سے کہا کہ مین تو سجدہ
ایسے بدصورت کو نہ کرونگا کہ جسکی صورت دیکھکر نفرت ہوتی ہے یہ تو بندر معلوم ہوتا ہے سرخ پوش نے اشارے
سے کہا کہ تو یہ کر دیکھ کہین عذاب نہ نازل ہو اُسنے سرخ پوش کے کہنے سے بکراہت سلام کیا مگر سجدہ
نہ کیا اُدھر سرخ پوش نے ارژنگ سے کہا کہ مین اپنے برادرزادے کے پاس جاتا ہون اُسنے بلایا ہے
آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں ارژنگ نے کہا کہ جاؤ مین تمہارے آنے تک اسی مقام پر ہون
زنگار اُسکی آواز سنکے ڈر گیا دل مین کہا کہ خداوند پھر جلدی اُسے غارت کرین کیا ہولناک صدا ہے کہ جسکے

سننے سے خوف آتا ہی سرخ پوش ازرنگ سے رخصت ہو کر زرنگار کو ہمراہ لیکر چلا ادھر مہران نے کہا کہ اے
استاد دیکھیے وہ زرنگار انکے پاس پہونچا جو کہ ستادے ہین عم بزرگوار اسکے دیکھیے وہ کچھ تقریر کر رہے ہین مگر استاد جو
بادشاہ کھڑا ہی کیا بدصورت ہی کیسی بُری صورت دیکھکر ڈر آتی ہی نہ معلوم یہ بچہ میمون کون ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی
تھی مہران ازرنگ کی صورت دیکھ دیکھکر ہنس رہا تھا اور سب اسکے ہمراہی ہنس رہے تھے جب زرنگار سرخ پوش
کو ہمراہ لیکر چلا تو مہران نے کہا کہ استاد آپکا قول ٹھیک نکلا کہ عم بزرگوار ہی نکلے اگر وہ نہوتے تو کیون زرنگار اسکے
ہمراہ آتے قمار نے کہا کہ اگر مین یہ کہتا کہ نہین وہ ہی ہین تو آپکو ناگوار ہوتا آپ اپنے دل مین خیال کرتے کہ
یہ ہماری بات کو جھوٹا کہتا ہی اس سے مین خاموش ہو رہا مہران نے کہا کہ مجکو بڑی حیرت ہی یہ یہان کہان اور کیسے
پیشتر پہونچ گئے آیا یہ کون مقام ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی اور تمام لشکر کھڑا ہوا تھا تمام سامان سواری رکا ہوا تھا
ڈنکے پر چوب پڑ رہی تھی کہ سرخ پوش زرنگار کے ہمراہ راہ طی کرکے قریب مہران کے پہونچا جیسے مہران کی
نگاہ چہرہ پر پڑی فورا گھوڑے سے کود پڑا اسکا کودنا تھا کہ سب سردار کود پڑے ادھر سرخ پوش بھی
اسپ پر سے کود پڑے اور مہران کو گلے سے لگایا مہران نے جھک کر سلام کیا اسنے پیشانی پر بوسہ دیا مہران
نے عرض کیا اے عم بزرگوار آپ یہان کہان سرخ پوش نے کہا کہ مین بیان کرتا ہون مہران نے عرض کیا کہ
جلد بیان فرمائیے مین بہت پریشان ہون اور یہ کون کمبخت ہی میمون خصال برادر شغال تاج پہنے
اسکے برابر کھڑا تھا کہ جیسے اوپر چہ تیان پڑ رہی ہین تاج کیا پہنے ہوئے ہی جی چاہتا کہ مار کر تاج چھین لون عجب
بدصورت آدمی ہی زرنگار نے کہا کہ آپ فرماتے ہین کہ یہ ہی خداوند ہین مین تو کبھی ایسے خداوند کو
سجدہ نہ کرونگا یہ تو بالکل نامعقول معلوم ہوتا ہی کسی کا غلام ہی تمیز بچھ ہمراہ کچھ تو زرنگار خاموش آیا
یہان آکر یہ گفتگو کرنے لگا سرخ پوش نے کہا بس خاموش رہو بات کرنے دو زرنگار نے عرض کیا کہ مین کیا
کہتا ہون آپ کلام کرین سرخ پوش نے کہا کہ یہ تم بتاؤ کہ تم کہان جاتے ہو اور ادھر کیسے کیا اتفاق
ہوا مہران نے عرض کیا کہ جب آپ مجکو رخصت کرکے برائے مقابلہ اہل اسلام اپنے شہر کو
تشریف لے گئے مین شہر سے نکل کر بیرون شہر مقیم ہوا دوسرے دن مجکو خداوند کا نامہ پہونچا اسکا مضمون
جو تھا وہ مہران نے سرخ پوش سے بیان کیا اور کہا کہ مین یہ سمجھکر کہ خداوند کی ہی تحریک سے مین خدا پرستون سے
مقابلہ ہوگا اسی مقام پر خوف خون ہو جائیگا مین ادھر کو روانہ ہوا کہ خداوند خاور زمین ہین مین انسے
ملکر اپنے عفو تقصیر اور ان کی زیارت سے مشرف ہون لیس مین ادھر کو آیا خداوند کی خدمت مین
جاتا ہون اب آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ یہ کونسا مقام ہی سرخ پوش نے کہا کہ اے مہران آگاہ ہو جبکہ
مین تمہارے پاس سے روانہ ہوکر اپنے شہر مین پہونچا میرے پاس بھی ایک نامہ خداوند کا پہونچا کہ مجکو
بھی خداوند نے طلب کیا تھا کہ اگر میری تحریک پر مشورہ کر مین خدا پرستون سے مقابلہ کرونگا مین یہ مضمون نامہ
سے آگاہ ہو کر مع دولاکھ سپاہ کے طرف خاور کے روانہ ہوا کہ جاکر خداوند کی زیارت کرون قطع راہ
کرکے اس صحرا مین پہونچا اتفاق سے خداوند ایک ملکہ ہی کہ نام اسکا ثریا ہی سے عاشق ہی اسپر فریفتہ ہو کے
اسکی خواہش اسکے وارثون سے کی انھون نے انکار کیا جب خداوند کو معلوم ہوا تو بہت غصہ آیا اور
بیقرار ہوئے اسی حالت بیقراری مین مع بارہ لاکھ سپاہ کے طرف شہر آفتاب نگر کے کوچ کیا
کیونکہ اس شہر مین اس ملکہ کے بھائی نے مذہب آفتاب پرستی رواج دے رکھا ہی اور اپنے کو ظاہر کیا ہی
کہ فرزند ہون خداوند آفتاب کا اور نائب بھی ہون اور اس ملکہ کو بھی خداوند کی دختر کہتا ہی لیس اس خیال سے
کہ اسکو اس کردار کی سزا بھی دیجائے کہ یہ جو اسنے مذہب نو جاری کیا ہی اور اپنی معشوقہ کو بھی حاصل کرین تشریف لیجاتے تھے

مذہب کا کوئی اعتبار نہیں ہے ارزنگ نے کہا کہ اے سنگدلو ایسی تقریر اسکے روبرو نہ کرنا کیونکہ وہ
بد مزاج معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوست کو دشمن بنا دو ارزنگ نے یہ جو کہا سنگدلان نے کہا کہ کیا ہم دیوانہ
ہوئے ہیں جو ایسی تقریر اسکے روبرو کریں گے یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سرخ پوش مع مہران اور اسکے سپہ سالار
اور دیگر سرداروں کے اس ٹیلے پر پہونچا مہران کی جیسے نگاہ ارزنگ کے منہ پر پڑی بیساختہ ہنسی آئی
مگر صاحب تمیز تھا کیونکہ شاہزادہ ہے آداب شاہی سے واقف ہے ہنسی کو ضبط کیا مگر ارزنگ سے ضبط
نہو سکا ہنس دیا اور دیگر سرداران لشکر اسکے ادھر مہران نے مجبوری سجدہ کیا مگر قہار نے تو تمسخر سے سجدہ کیا جب
سب نے سجدے سے سر اٹھایا تو سب نے سلام کیا سرخ پوش نے عرض کی کہ خداوند مہران بموجب حکم
خداوند حاضر ہے آپکی خدمت میں تھا ور جاتا تھا اپنے قصور سے توبہ کرتا ہے امیدوار عفو ہے تب ارزنگ
نے کہا کہ میں نے عفو کیا اسکو سبب گناہوں کے عذاب سے بچایا یہ سنکے سرخ پوش نے مہران سے کہا کہ
تمھارے سب گناہ بخشے گئے پھر سلام کرو انہوں نے سلام کیا اب سرخ پوش نے مہران سے کہا کہ تم خداوند
سے کہو کہ میں اپنے لشکر کو جاتا ہوں مہران نے کہا اے خداوند میں اپنے لشکر کو جاتا ہوں کیونکہ تم سب عرصے
سے یہاں ٹھہرا ہوا ہے ابھی تک کوئی مقام پڑاؤ تجویز نہیں ہوا ہے ارزنگ نے کہا کہ اے بندۂ خاص
اپنے لشکر کو بھی مثل اپنے سمجھ کے میرے لشکر میں شامل کر میں ادھر سے اپنے لشکر کو جاتا ہوں تم لشکر کو لیکر
آؤ یہ سنکے مہران نے کہا کہ بہت خوب بس مہران رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے ٹیلے پر سے اتر کر چلا
ادھر ارزنگ بھی مع اپنے سرداروں کے طرف لشکر کے مرکب اٹھا کر چلا سرخ پوش مہران کے ہمراہ
گیا کیونکہ ارزنگ نے کہا کہ تم بھی جاؤ کیونکہ مہران کو لشکر نہیں معلوم ہے کسی اور طرف لشکر لیکر چلا جائے
پس ارزنگ تو تھوڑے عرصے میں اپنے لشکر میں پہونچ گیا اور بارگاہ میں جا کر بیٹھا سب سردار حاضر ہوئے
دربار آراستہ ہوا گو کہ تھکا ہوا تھا مگر مہران کے خیال میں بیٹھا ادھر مہران مع سرخ پوش کے اپنے لشکر میں پہونچا
اور اپنے مقام پر آکر لشکر کو چلنے کا حکم دیا لشکر روانہ ہوا یہاں تک کہ سرخ پوش مہران کو لیکر اس مقام پر آیا جہاں
ارزنگ کا لشکر اترا ہوا تھا اور اسکا بھی لشکر تھا مہران نے دیکھا کہ سو سو کوس تک خیمے برپا ہیں لشکر کئی کوس
کے فاصلے میں اترا ہوا ہے لشکر کی آمد دیکھکر ہرکاروں نے ارزنگ سے عرض کی کہ ایک لشکر آتا ہے اسکا رخ ادھر ہی کا ہے
ارزنگ نے کہا کہ آنے دو وہ میرے دوست و بندۂ خاص کا لشکر ہے بلکہ میں نے اس لشکر کے لینے کو سرخ پوش
اپنے بندۂ خاص کو روانہ کیا ہے کہ تو جا کر لے آ کوئی نہ روکے لشکر کو آنے دو یہ سنکے ہرکارے بارگاہ سے چلے آئے
ادھر وہ لشکر لشکر ارزنگ کی سرحد میں داخل ہوا سب نے دیکھا کہ واقعی سرخ پوش ہمراہ ہے جب لشکر مہران کا
ارزنگ کے لشکر میں داخل ہوا اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ خیمہ وغیرہ برپا کر دو جا سے مشغول دیکھی لشکر کو اتار دیں
آتا ہوں یہ کہکر سرداروں کو ہمراہ لیکر مع سپہ سالار کے ہمراہ سرخ پوش اپنے چلا کے بارگاہ میں آیا ارزنگ نے اسکو بھی
کرسی عنایت کی برابر اپنے تخت کے اسنے دیکھا کہ بارگاہ سرداروں سے آراستہ ہے جتنے سردار ہیں مگر اسکی نگاہ میں کوئی
نہ سمایا سب کو اسنے نظر حقارت سے دیکھا اسکے سرداروں کو بھی مقام علے قدر مرتبہ ملے ہے اس مقام پہ بیٹھا جو اسکے لیے تقرر ہوا تھا
جب سب بیٹھ لیے تو ارزنگ نے کہا کہ ہاں ہمارے بندۂ خاص کے لیے شراب لاؤ ساقی جام و صراحی لیکر حاضر ہوا
پہلے ارزنگ کو ساغر لبریز کرکے دیا اسنے پیا تو ساقی نے دور بانا دیا تمام اہل دربار کو شراب پلائی کوئی نہیں
باقی رہا یہ رنگ دیکھکر کہ سب مست ہوکر جھوم رہے ہیں ارزنگ نے حکم کیا کہ پھر ایک اور دور ہوا ابھی جو دورہ ہوا تو
سب بے ہوش ہوگئے [illegible] مست تھا حد ہوش ہوکر بیٹھنے لگے مگر مہران و سرخ پوش و دران وہ ہیں کے سردار خاموش
بیٹھے ہیں کوئی چون نہیں کرتا ہے مست تو ہیں مگر کچھ ہوش تک نہیں ہے عالم سکتہ میں مثل تصویر کے بیٹھے ہوئے ہیں

انزار زرنگ کے سرداروں کا یہ حال ہی کہ ایک دوسرے سے مذاق کر رہا ہی کوئی تو یہ شعر پڑھتا ہی شعر گر یار
می پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں اکوئی کسی کو دیکھکر یہ شعر پڑھتا ہی کوئی کسی کے
سر پر ایک دھپ لگاتا ہی اور یہ شعر پڑھتا ہی شعر زاہد کے سر پر ایک لگا ئی چپاخ سے ا اور ہاتھ ملے ہیں
کر اچھی پڑی نہیں اکوئی کسی کی پگڑی اچھالکر یہ پڑھتا ہی شعر قدم رکھنا سمجھکر محتسب رندان میں لا ابی ابہاں پگڑی
اچھلتی ہی اسے میخانہ کہتے ہیں اانمیں بھی جو صاحب تہذیب ہیں وہ خاموش بیٹھے ہیں بعض کچھ اشعار عاشقانہ
پڑھ رہے ہیں بعض بیٹھے ہوے جھوم رہے ہیں اور جو بدتہذیب ہیں انکی تو حالت عرض کر چکا ہوں گالم
گلوچ ہو رہی ہی یا در بدرنگ نوبت پہونچی ہی دربار کا ہے کو ہے خانہ یا مدرک خانہ یا میخانہ یا دھوبیوں کی
پنچایت ہی یہ ان ار زرنگ کا یہ حال ہی کہ اس نشہ میں تو معشوق کا خیال آیا بہت جلد جیب سے تصویر
نکالی اور یہ شعر پڑھا شعر ایک تصویر یار جانی ہی اور وہ سراداغ دل نشانی ہی یہ اور تصویر کی طرف دیکھکر
کہنے لگا کہ ملکہ ہم تو شب و روز امور چھوڑ کر تمہارے اشتیاق میں آئے ہیں دیکھیے کب منزل مقصود پر پہونچا دیا
پہونچتے یہ کہا اور آنکھوں سے اشک حسرت جاری کیا ہوئے جو نوبت پہونچی کہ دیوانوں کے طور سے تقریر کرنے لگا تھا
بیخود ہو گئے ہیں چور ہی ادھر مہران کا اور سرخ پوش کا جو نشہ کم ہوا انھوں نے جو دربار کی یہ حالت دیکھی مہران
نے سرخ پوش سے کہا کہ آپ نے یہ حالت دیکھی کہ یہ دربار خداوندی ہی یہاں یا ہم ہوتی بیزار ہوتی ہی واہ آیا
دربار ہی قصائیوں کی بازار معلوم ہوتی ہی پیسہ یہ لوگ کم ظرف ہیں کہ ذرا سی شراب زیادہ ہو گئے یہ نوبت پہونچی
ہی اور کیا خوب خداوند ہیں کہ بیٹھکر دیکھ رہے حرکت ہو گئے اور وہ خاموش ہو ان ان سب کو دربار سے نکالوں یا دیا
تب رشک عیار نے عرض کیا کہ خود خداوند کی تو حالت ملاحظہ ہو کہ کیا کر رہے ہیں چونکہ یہ دونوں قریب تخت کے تو
بیٹھے تھے دیکھا کہ خداوند کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پرچہ ہی اسکو دیکھتے ہیں روتے جاتے ہیں پھر
پڑھتے جاتے ہیں نشہ طاری ہی مگر از حد بیقراری ہی کہ مہران نے بڑھکر اور ذرا جھککر جو اس کاغذ کو دیکھا تو تصویر
ایک نازنین پری کی جو آج تک کبھی نگاہ سے نہ گزری تھی مگر اسکو کچھ محبت نہ ہوئی بلکہ افسوس کیا کہ یہ نازنین اس لائق ہی
کے قابل ہی اگر خداوند ہیں تو ہوں میں نہیں دیکھ سکتا ہوں یہ کہکر زرنگار سے اشارہ کیا وہ قریب آیا جب قریب
پہونچا تو کہا کہ تمنے دیکھا کہ یہ کیا دیکھ رہے ہیں کیا نشان لقا ہی کہ یہ نازنین اور یہ خرس صورت یہ اسیر عاشق
ہوں وہ انکو قبول کر لیگی یہ جو مہران نے کہا عیار نے دیکھا سکتہ ہو گیا ششدر ہو کر رہ گیا طرف آسمان کے دیکھا
تھا اور سرخ پوش نے بھی وہ تصویر دیکھی چونکہ اب نشہ میں ہوا اور وہ حالت برطرف ہوئی اار زرنگ کو ہوش آیا
ادھر سب اہل دربار کو بھی ہوش آیا ار زرنگ نے دیکھا کہ سب لوگ جو کہ تازہ وارد ہیں میری طرف دیکھ رہے ہیں
مگر خاموش ہیں اسنے جلدی سے وہ تصویر جیب میں رکھ لی اور آنسو رومال سے پاک کیے مہران کی طرف
دیکھکر کہا کہ آج آپ آرام کریں کل لشکر کا کوچ ہوگا مہران نے عرض کیا بہت خوب مگر اسکی حالت یہ ہی کہ یہ
رہ کر اسکو غصہ آتا ہی مگر کیا کرے سوا اسکے خاموشی کے کوئی چارا نہیں ہی اسنے بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ ہر روز دربار میں آنا
اچھا نہیں ہی گو میں آج ہی آیا ہوں پھر میں سبب پہلے سے اسکا بندوبست کر لینا چاہیے کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ جو کوئی
دربار میں جاتا ہی خواہ ملازم ہو خواہ غیر ملازم ہر روز دربار میں ضرور حاضر ہوگا پس اسنے اس خیال سے جب دیکھا
کہ سب ہوشیار ہو گئے اور خود خداوند نے گفتگو کی تو اسنے کہا کہ میں ایک التجا عرض کرتا ہوں اسکو آپ قبول فرمائیں
ار زرنگ نے کہا کہ جو تم کہو گے وہ میں عرض تمہاری قبول کرونگا مہران نے عرض کیا کہ میں ہر روز کے دربار
کی حاضری سے معاف فرمایا جاؤں کیونکہ مجکو اسقدر ضرورت در پیش رہتی ہی کہ میں عرض نہیں کر سکتا ہوں جس زمانے
میں پدر بزرگوار حیات تھے تو وہ کل کاغذ دربار کے دیکھتے تھے میں نیابت کا کام کرتا تھا جب سے انکا انتقال

لیا تمام کاروبار ملکی میرے سپرد ہے مجھے ایکدم کی مہلت نہیں ہے ارزنگ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اسنے اس غرض
سے یہ عذر کیا کہ یہ دربار لائق آنے کے نہیں ہے یہاں تو غیر مہذب صحبت ہوتی ہے کوئی یہاں آکر اپنی عزت دے
جب یہ ارزنگ سے کہا یہ رخصت ہو کر اپنی قیامگاہ کی طرف چلا ارزنگ نے دربار برخاست کیا سب
اپنے اپنے مقام کو گئے ادھر اسکا لشکر بھی آیا اسنے اپنے لشکر کو یہ [illegible] لشکر سرخ پوش کے آثار نمایاں دن وہ رات
بسر ہوئی صبح ظاہر ہوئی کہ ارزنگ سوار ہوا اسنے لشکر کو حکم دیا کہ اٹھالو بارگاہ کا بار ہوا و بارگاہ روانہ ہو
حکم دیا تھا کہ تینوں لشکروں میں نقارہ [illegible] ہونے لگا انہوں نے تھوڑے سے عرصے میں بارگاہیں بار ہوگئیں سب نے
آگے کے لشکروں میں تیاری ہونے لگی کہ بارگاہ ارزنگ لیکر [illegible] افشین اور خزانہ لیکر بستگان وہ دیگر
اسباب لیکر لاہور روانہ ہوئے ہمراہ ان کی بارگاہ لیکر اسکا ہمراہ اول لشکر سرخ پوش کا ہمراہ اول لشکر اسکی بارگاہ
لیکر راہی ہوئے اسکے بعد موجب حکم ارزنگ سرخ پوش [illegible] لاکھ سپاہ کے اسکے عقب میں ہمراہ ان کے
تین لاکھ سپاہ کے اسکے بعد خود ارزنگ مع ۳ لاکھ سپاہ کے اس صحرا سے طرف [illegible] آفتاب کا کے راہی ہوئے کہ انکا
حال آئندہ تحریر ہوگا وہ عجب لطف کی داستان ہے اب کچھ حال شہر خاور کا تحریر ہوتا ہے

شمہ حال شہر خاور کا سماعت فرمایئے

راوی بیان کرتا ہے کہ جبکہ ارزنگ اپرار خاوری کو حاکم شہر کر گئے اور بیس ہزار لشکر برائے حفاظت چھوڑ کر
چلا گیا اہل شہر بہت خوش ہوئے کہ یہ بلا سر سے ٹلی [illegible] بہت تاج ورنگ برپا ہوئی یہ خبر ملکہ خورشید خاوری
کو پہونچی وہ بھی بہت خوش ہوئی کہ خدا وند کریم نے یہ بلا سر سے ٹالی ملکہ تو دعائیں کرنے لگی یہاں تو شہر میں خوشی ہے
یہ جو حال خواجہ حسین سے [illegible] دل میں خوش ہوئے اور کہا کہ خوب ہوا [illegible] کو باہم
لڑوا دیا ہے جب تک باہم جنگ و جدل [illegible] کوئی اہل اسلام سے آجائیگا یا رستم ثانی یا بدیع الملک
وہ ان دونوں کا فیصلہ کر دینگے [illegible] تو اہل اسلام ان دونوں کے شر سے محفوظ رہینگے یہ خیال کرکے اسی دن اپنا
اسباب بار کرا کے طرف کوچک باختر کے [illegible] ملکہ کی اسکے پاس ہیں انکو یہ خیال ہے کہ کسی شاہزادے کو
اولاد صاحبقران میں سے دونگا وہ [illegible] باقی ہیں جا کر یہ ملک بھی فتح کرے گا وہ اقلیم بھی آباد ہوگی سلطان سے
اور ملکہ سے عقد بھی کرے گا اور [illegible] بہت خوش ہوگا اور مجکو بھی ثواب ہوگا کہ وہ گبر جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے وہ اسکی
گمراہی سے بچینگے یہ اپنے خیال کرکے طرف باختر کے روانہ ہوا یہ بہ تیزی طے کرکے بعد قطع منازل و طے مراحل
شہر سنجان میں پہونچا آجکل شہر سنجان میں رستم خان بن نجاب حاکم سنجان تھا خواجہ حسین کاروان سرا میں آکے
بار اتروا یا کمرہ کرایہ لیا اسمیں اترے شہر میں غل مچ گیا کہ سوداگر ظلمات سے آئے ہیں چونکہ قاعدہ ہے کہ جب تاجر آتا ہے
تو پہلے دربار میں بادشاہ کے جاتا ہے اسکے بعد اہل شہر کے ہاتھ فروخت کرتا ہے لیہذا اسنے وہ دن تو اترنے میں بسر کیا بار
سے مال نکالا بوقت سحر درباری لباس پہنکر چند کشتیاں برائے نذر لیکر چلا در دولت پر پہونچا درگاہ سالار سے کہا
کہ بادشاہ کو خبر کرو کہ خواجہ حسین [illegible] ظلمات سے واپس آئے ہیں حاضر دربار ہونا چاہتے ہیں درگاہ سالار نے جاکر عرض کیا
حکم ہوا کہ بعجلت آسنے آکر خواجہ سے کہا [illegible] بادشاہ نے طلب فرمایا ہے خواجہ حسین جلو خانہ طے کرکے پہونچے دربار میں
بارگاہ [illegible] آداب [illegible] سلام کرکے پہلے نذر دی اسکے بعد کرسی پر بیٹھے دربار کو دیکھا خوب آراستہ
ہے [illegible] رستم خان نے پوچھا کہاں سے آئے ہو خواجہ نے کہا کہ ظلمات سے
آتا ہوں انہوں نے کہا کہ [illegible] بدیع الملک [illegible] رستم ثانی کا حال معلوم ہے [illegible] دونوں صاحب کہاں تشریف فرما
ہیں اور صاحبقران ثانی کا کہاں نزول اجلال درد و اقبال ہے لشکر اسلام کی کیا خبر ہے [illegible] خواجہ حسین

نے عرض کیا کہ کیا آپکو بذریعہ پرچہ اخبار کے نہ معلوم ہوا ہوگا کہ صاحبقران ثانی بعد قتل کرنے زہرہ ثانی و توزیع
کے سرداروں کو ملک تقسیم کرکے خانہ کعبہ کو مع ایک سو چالیس سرداروں کے تشریف لیگئے تھے اور اسبیضا صاحبقرانی
بدیع الملک نوجوان کو عنایت فرماگئے تھے اور انکو لقب صاحبقران ثالث کا عطا کیا تھا اور حکم دیا تھا
کہ تم ایوان شہ طاق میں جا کر آئینہ اندام جادو کو قتل کرو اور جو جادوگر باقی ہیں انکو قتل کرو اور جو ملک کہ
کفرستان ہیں انکو اسلام آباد کرنا یہ حکم فرما کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے ہیں اور رستم ثانی مع اپنے لشکر کے
سامنے صاحبقران کے بیابان کے تشریف لیگئے تھے انکا کچھ حال ابھی تک نہیں معلوم ہوا نہ صاحبقران ثانی
کا کچھ حال ظاہر ہوا کہ وہ خانہ کعبہ پہونچے نہ بدیع الملک کی کیفیت ظاہر ہوئی کہ انھوں نے شہ طاق فتح
کیا کیونکہ جب یہ سب انتظام ہو رہے تھے تو میں دشت ظلمات میں تھا جب یہ سب لوگ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگئے
تو میں ظلمات کو راہی ہوا پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا آپکو تو سب پرچہ اخبار سے معلوم رہتا ہوگا بادشاہ میں کیا عرض
کروں جو کچھ حال تھا جبکہ صاحبقران سب کو رخصت کرکے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے ہیں ایک کہرام تھا
لشکر پھر زیری اتر میں ہر ایک زمین پر تشنل زبان کہتا تھا کہ خدا کیسا غضب مچا ہے کیا تھا کسی کو ہوش نہ تھا سب بے ترتیب ہوگئے تھے
کیا عرض کروں جو حال تھا ابتک نہیں فراموش ہوتا ہے خاص کر بدیع الملک کا صاحبقران سے گلے لگ کر رونا جب وہ وقت
یاد آتا ہے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں قلب بیقرار ہو جاتا ہے رستم خان نے کہا کہ یہ تو خبر مجھکو
معلوم ہوئی تھی بلکہ یہاں تک کی خبر معلوم ہوئی تھی کہ صاحبقران ثانی بیابان کاج لاج میں پہونچے تھے
اسکے بعد پھر کوئی خبر پرچہ اخبار سے نہیں معلوم ہوئی اُس دن سے فکر ہوا اور صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک
کی یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ وہ دشت چہار افسرا میں مع لشکر فروکش ہوئے تھے اور جشن کیا تھا تخت نشینی
داراب جمشید کا کہ انکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا تھا اور خود دریائے سبز رنگ کے کنارے فروکش
تھے جب سے انکی خبر نہ معلوم ہوئی کہ انپر کیا گذری رستم ثانی کی کوئی خبر نہ معلوم ہوئی تھی نہ کچھ خبر پہونچی
خواجہ حسین نے کہا کہ ان لوگوں کے متفرق ہو جانے سے بڑی بڑی خرابیاں واقع ہوئی ہیں میں کیا عرض
کروں رستم خان نے کہا کہ کچھ اور اپنے ملک کا حال بیان کرو کیا حالت ہے خواجہ حسین نے کہا کیا عرض
کروں ایک واقعہ نیا رونکار ہوا ہے میں جو ظلمات سے واپس آیا تو ایک اقلیم خورشید ہے جو کہ کبھی میں نے
نہ دیکھی تھی اُسمیں میرا گذر ہوا وہاں ایک عجیب غوغا دیکھا کہ تمام لوگ آفتاب پرست ہو رہے ہیں کوئی شہر
آفتاب نما ہے وہاں یہ مذہب رواج پایا ہے میں بھی اُس شہر میں گیا اُسکو خوب آباد پایا یہاں تک کل حال
خواجہ حسین نے از ابتدا تا انتہا شہر آفتاب نما میں جانا اور دکان لیکر اترنا دربار میں طلب ہونا
خانہ عیش و خانہ زرق کا ظاہر ہونا سب کا دعوت میں طلب ہونا اپنا بھی جانا قلعہ کی اور گنبد کی
حالت اور جو کچھ حال کہ خواجہ حسین کے روبرو گذرا تھا اہل شہر کا درخواست کرنا اُسکے موافق میں
مذمت کل مذہبوں کی درخواست پر تحریر ہونا پر جلسہ کا سب کو جمع کرکے کل مذہبوں کی مذمت کرنا اپنا
مذہب اسلام کی برائی سنکے وہاں سے فرار ہونا کہ یہ ملک قابل بود و باش نہیں ہے اپنا اُس مقام سے سفر
کرنا راہ میں صحرائے پر بہار کا ملنا وہاں ملکہ ثریا سے سیمتن کا آنا اپنا تصویر کھینچنا اور وہاں سے روانہ ہونا
خاور میں پہونچنا وہاں غوغا قیصر کے کھدنے کا سنکے افسوس کرنا اہل شہر کا ہجوم کرنا اپنا بھی اُس مقام پر
جانا وہاں پر بیابان گشت و خون پانا اہل شہر کو آمادہ فساد دیکھنا ازرنگ کا مجکو طلب کرنا
اپنا جا کر کل حال بیان کرنا اُسکو تصویر دینا اُسکا اُس تصویر پر عاشق ہونا اس مذہب کے
قیصر کے کھدنے سے بچنا اور اُسکا عشق میں مبتلا ہو کر اُس مقام سے شہر یا شتا [illegible] آیا

صدا سے کوس رحیل بلند ہوئی آواز آچکی ہے کہ زاد آخرت مہیا کر تیرا زمانہ سفر قریب ہے اے بھائی کوئی نوشتہ نہیں ہے کہ جو سبب
نجات ہو دوسرے زمانہ توبہ کرنے کا قریب ہے نہ کہ یہ زمانہ کہ دلکو کسی کی طرف رجوع کریں بلکہ یاد خالق میں رجوع
کرنے کا ہنگام ہے نہ کہ خلائق کی یاد میں خواجہ حسین نے عرض کیا کہ یہ ہی اپنی بھی نوبت ہے اچھا صرف ایک نظر
ملاحظہ فرمایئے کہ خداوند کریم نے ایسے بھی خوبصورت لوگ خلق کیے ہیں کہ جنکو بلقیس وقت کہنا زیبا ہے
پر تو یقین کامل ہے کہ یہ حصہ اولاد صاحبقران کا ہے کہ خدا نے انکو بھی ایسا ہی حسن و جمال عطا فرمایا ہے میں نے
اسی خیال سے یہ تصویر کھینچی تھی ورنہ کیا ضرورت تھی کیونکہ اب ہمکو کوئی ہوس نہیں ہے ہم کیا عاشقی
کرینگے یہ جوانوں کا کام ہے کہ وہ عشق و عاشقی کریں ہمارا تو بقول آپ کے یہ کام ہے کہ کسی گوشہ عافیت
میں بیٹھکر زندگی جو کچھ باقی ہے بسر کریں اسکی عاشقی کا دم بھریں کہ جسکے سبب سے صورت نجات کی ہو
رستم خان نے کہا اچھا لاؤ دیکھوں پس خواجہ حسین نے وہ تصویر نکالکر رستم خان کے روبرو
پیش کی جیسے ہی نظر رستم خان کی تصویر پر پڑی ایکبارگی رنگ اڑ و متغیر ہو گیا باوجود پیر ہونے کے
کچھ ولولہ پیدا ہوا عالم سکتہ طاری ہوا اس صاحب تصویر کی صورت کو خیال کر کے سکتہ ہو گیا اور پریشان
زلف پریشان ہوا مانند آئینہ حیران ہوا تھوڑے عرصہ تک بیہوش رہے دلکو اپنے قابو میں کیا اور اسکی
طرف خطاب کر کے کہا کہ ارے نادان یہ تیرا وقت بیقرار ہونے کا نہیں ہے تو تو اب مثل گل پژمردہ
کے ہے کون تیری خواہش کریگا اب تو طرف اسکے راغب ہو جو کہ تیرا خالق ہے اسکی یاد میں مشغول رہ
تاکہ بخشش کی سبیل ہو دنیا کے امور سے پرہیز کر راہ نیک کی جانب رغبت کر کہ وہی سبب نجات کا ہے
زمانہ حیات کا گذرا وقت موت قریب پہونچا ہے اب کیوں کسی کو دیکھکر بیقرار ہوتا ہے پس ایسے ایسے
خیالات سے درگذر یہ جوانوں کا پیشہ ہے اب تجھ سے عشق کی سختیاں نہ گوارا ہو سکینگی ایسی راہ میں قدم زنی
کرنا جوانوں کا کام ہے یہ بہت بڑی راہ سخت ہے اسمیں ہر گھڑی بلا کا سامنا ہے مجنوں نے جو قدم رکھا تو
کیا انجام ہوا برسوں خاک تلاش لیلیٰ میں چھانی آخر انجام یہ ہوا کہ حسرت لیکر دنیا سے گیا فرہاد نے
مصیبت گوارا کر کے کس سختی سے قلب پر سنگ صبر رکھکر اشتیاق میں شیریں کے سنگ تراشی کر کے
ستون بنایا بڑی بڑی سختیاں پیش آئیں بڑی بڑی کٹھن منزلیں طے کیں آخر یہ نتیجہ ہوا کہ تیشہ مار کر
مر گیا یہ شعر اسکی زبان پر تھا شعر فرہاد نہ بیشہ پر سنگ زد سے تیشہ * میگفت بانگ تیشہ بسنگ آہ سخت آہ
حسرت وصل شیریں لیکر گیا اگرچہ جان شیریں اپنی دیدی یا نخل عشق سے کوئی ثمر شیریں نہ پایا سوا اسکے کہ بہ رفتار قدرت کے
کہ وہ کسقدر تلخ و ناگوار ہے جبکہ ایسے ایسے لوگ یوں حسرتیں لیکر گئے تو تیری کیا اصل ہے ایک گوشہ میں تمام
ہے کیونکہ اب قریب موت کا ہنگام ہے صرف کوچہ جانان کی طرف قدم رکھا کہ عمر نے جواب دیا وہاں تک
پہونچے نہیں کہ خواب مرگ نے سلا دیا یہ جو تقریر کی چونکہ کوئی مادہ عشق و عاشقی دل میں اب باقی تو
تھا نہیں صرف وقتی جوش تھا جو کہ کبھی ہو جاتا ہے ایسے خیال کرنے سے برطرف ہو گیا دل قابو میں آگیا
پس تصویر خواجہ حسین کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ واقعی یہ صاحب تصویر بڑی حسین ہوگی کہ جسکی تصویر سے
یہ نشان حسن و عالم نزاکت ظاہر ہوتا ہے کہ باوجودیکہ اب زمانہ میرا اس امر کا مقتضی نہیں ہے کہ میں دلکو
کسی جانب مائل کروں مگر اسپر بھی دل سے بیتابانہ آہ نکل گئی قلب کی حالت خراب ہو چلی تھی
مگر اب کیا ہوتا ہے وہ مادہ ہی نہیں ہے کہ جو مادہ جنون کو برانگیختہ کرے اگر ایسا ہوتا تو کہاں اب نصیحت
سے یہ آتش عشق کہیں فرد ہوتی مگر عجب کی یہ نازنین صاحب تصویر حسین ہے کہ جس کے تیر ناز نے
میرے دل کو نشانہ کیا تھا مگر کیا ہوتا ہے اگر عالم شباب ہوتا تو میں ضرور اسکے فراق میں ناز کا

مجروح ہوتا خواجہ حسین نے عرض کیا آہ کیا عرض کرون کہ جب مین نے صورت دیکھی تھی تو دل کی کیا نوبت ہوئی تھی کہ جو مین عرض نہین کرسکتا ہون رستم خان نے کہا کہ جو کچھ کہو بہت بجا ہی جبکہ میری حالت تصویر دیکھکر خراب ہو چلی تھی تو معاذ اللہ اصلی صورت دیکھکر اگر تمہارے قلب کی حالت خراب ہوئی تو کیا عجب تھا بلکہ تم بڑے صابر ہو کہ ایسے وقت مین تمنے صبر کیا دل کو قابو مین رکھا خواجہ حسین نے عرض کیا کہ یہ کوئی اختیاری فعل نہ تھا بلکہ یہ خیال فرمائیے کہ وہ مادہ ہی نہین باقی رہا ہی جو کہ ایسی حالت پیدا کرتا ہی یہ جو اچھی صورت دیکھکر ایسی حالت ہو جاتی ہی یہ صرف اُس وقت کا اثر ہی کہ جو کسی وقت مین ہمارے دل مین یاد عاشق تھا اب وہ بسبب پیر ہونے کے جاتا رہا ہی رستم خان نے کہا کہ یہ قول تمہارا بہت درست ہی خیر اب اس کو جانے دو دیکھو یہ تعجب ہوتا ہی کہ ایسی نازنین پر ارزنگ ایسا دیو بچہ عاشق ہوا ہی گو مین نے ارزنگ کی صورت نہین دیکھی ہی مگر جیسی صورت اُسکے باپ اور دادا کی تھی ویسی ہی اسکی بھی ہوگی خواجہ حسین نے ارزنگ کا سراپا بیان کیا رستم خان ہنس پڑے اور اہل دربار بھی قہقہہ لگا کر ہنسے خواجہ حسین نے عرض کیا کہ مین جاتا ہون اب آپ جلدی فرمائیے اور خاور کی خبر لیجیے اور مین یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ مین تمام ممالک اسلام مین خبر کردونگا اور جہان بدیع الملک یا رستم ثانی تشریف فرما ہونگے انکو بھی آگاہ کرونگا رستم خان نے فرمایا کہ مین ابھی بندوبست کرتا ہون اور کل یہان سے طرف خاور کے روانہ ہوتا ہون یہان کسی کو اپنی طرف سے حاکم کرونگا یہ ذکر ہی ہو رہا تھا کہ پرچہ اخبار آیا رستم خان نے اُسکو اُٹھا کر دیکھا تو اُسمین یہ کل حالت تحریر تھی کہ ارزنگ نے خروج کیا خاور کو فتح کر لیا بہرام خاوری قید ہوا تھا اُسکے بعد اُسکا عیار اُنکو رہا کرکے لے گیا بلکہ ارزنگ کو بھی اسیر کیا تھا مگر اُسکا عیار رہا کر لایا جو عہد و اقرار باہم اہل شہر اور ارزنگ کے ہوا تھا وہ بھی تحریر تھا اُس اخبار مین اُسکے بعد اُسکا مقبرہ کھود دینے کا قصد کرنا اہل شہر کا بلوہ کرنا تحریر تھا اور جو کچھ کہ واقعہ خواجہ حسین نے بیان کیا وہ سب تحریر تھا سوا اسکے کہ یہ خواجہ حسین کو نہ معلوم تھا کہ تو ماں پسر بہرام طرف خاور کے مع خزانہ و ناموس گیا ہی اور بہرام رہا ہو گیا ہی ارزنگ قید ہو گیا تھا یہ اخبار پڑھکر رستم خان نے کہا کہ اب ہوش آیا کہ جب تمام واقعے گذر چکے وہ مردود وہان سے چلا گیا اگر قبل سے یہ خبر ہوتی تو مین ضرور جاکر پتا لگا کر اسکو اسکے اعمال کی سزا دیتا خیر اب جاکر اسیر کو قتل کرتا ہون اور خاور کو پھر اسلام آباد کرتا ہون مگر اخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل خاور نے کوئی عہد نامہ اُس سے تحریر کرایا ہی اُسنے تحریر کر دیا ہی اخبار مین وہ تحریر بھی ہی مگر اہل خاور نے اُسکا مذہب کو کیون قبول کیا جب جاؤنگا تو حال معلوم ہوگا یہ اخبار پڑھکر رستم خان نے حکم دیا کہ ایک لاکھ کے قریب لشکر یہان رہے باقی سب تیار ہو مین کل یہان سے طرف خاور کے کوچ کرونگا یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے سامان سفر کرنے لگے یہان رستم خان نے بھی سامان سفر کیا رستم خان کا ایک پوتا ہی برس پندرہ ایک کا بہت بہادر اور جری ہی اُسکو طلب کرکے کہا کہ اے فرزند مین تو مع لشکر طرف خاور کے جاتا ہون سنا گیا ہی کہ اُسیر ارزنگ کوئی مردود ہی اُسنے قبضہ کر لیا ہی گو وہ اسوقت خاور مین نہین ہی اور جانب کوچ کر گیا ہی مگر اپنی جانب سے خاور مین کسی کو حاکم کر گیا ہی مین جاکر اُسکو قتل کرون خاور پر قبضہ کرون مین تمکو یہان کا حاکم کرتا ہون خوب ہوشیاری سے ساتھ حکومت کرنا انصاف سے کام لینا اگر کوئی ادھر لشکر کشی کرکے آئے تو ہمکو خبر کرنا ہم فوراً تمہاری مدد کرینگے مین بہت جلد خاور پر قبضہ کرکے آتا ہون افسوس یہ ہی کہ

کوئی خبر شہنشاہ بدیع الملک کی معلوم ہوئی کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں نہ رستم ثانی ہی کہ ان صاحبوں کو
اسکی خبر پہنچائی انکا نبیرہ کہ جسکا نام طوس خان ہو یون عرض کرنے لگا کہ ہمارا رنگ کون مرتد ہو رستم خان
نے فرمایا کہ ایک فرزند نیا پیدا اترنگ مرتد اپنے کو زہرہ و بہرام تانی کا فرزند مشہور کرتا ہو اور کہتا ہو کہ میں خداوند ہوں
کیونکہ میں فرزند ہوں معاذ اللہ خداوند کا اور نبیرہ ہوں میں ہی وارث ہوں خدائی کا بس یہ مرتد شہر
خورشید نگار میں ظاہر ہوا ہو وہ لوگ جو کہ ابھی تک دائرہ اسلام میں نہیں آئے تھے اور بہت سے ملک ایسے
تھے کہ جو اسلام آباد نہ ہوئے تھے اور وہ لشکر جو کہ کافر تھا اور جنگ مغلوبہ میں اہل اسلام کے ہاتھ سے
بچکر کوہ و صحرا میں پنہان ہو گیا تھا سب اسکے پاس جمع ہو گیا اسنے ان سبکی تسلی کی اور کہا کہ بلا شبہہ
میں خدا ہوں اور خدائی میرے حصے میں ہو تم لوگ اطاعت کرو اسکے ہمراہ سوختگان ساحرانی موجود ہیں
جو کہ ز طلسم ہوشتگان ولد ابراہیم کا وہ فرزند نور رج پدرگ جالی کے شریک ہوئے ہیں جو کہ بلقیس و خضر
فرعون کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ان میں ایک ساحر زبردست ہو ایک پہلوان قوی ہیکل جسپر یہ
سب لوگ تابع ہو گئے اور قریب سات آٹھ لاکھ کے لشکر جمع ہوا اسنے خروج کیا اور ظاہر کیا کہ میں
خدا ہوں اور اہل اسلام سے انتقام بابکر ونگا اور نور نظر وہ مرتد پہلے تھا وہ ریہ ہو چونکہ بہرام خاوری
کو خبر نہ تھی وہ بہرے وہ مرد جری ہو خاندان سے تھا اور سپاہ کے ہمراہ وہ کب اپنے مرتد کی اطاعت کرتا
ہو چونکہ ستارہ ہم لوگوں کا خراب تھا بہرام نے شکست کھائی اور گرفتار ہو گیا اسنے ملک پر قبضہ کر لیا رستم خان
نے کل واقعہ جو کہ اخبار میں دیکھا تھا اور خواجہ حسین سے سنا تھا اپنے نبیرے کے روبرو بیان کیا وہ اسکے
عرض کرنے لگا کہ آپ تشریف رکھیں میں جا کر خاورہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوں رستم خان نے کہا کہ نہیں
بلکہ تم یہان رہو کیونکہ جوان ہو لیکہ ابھی پورے جوان بھی نہیں ہوئے ہو لڑکے ہو تمہارے مزاج میں تیزی کا ہو
حدت جوانی کے سبب سے تھا وہ یہ تمہارا کام نہیں ہو وہان مرد جہاندیدہ کی ضرورت ہو کہ وہ جاکر
بصلاح کام نکالے کیونکہ وہ لوگ اہل اسلام سے تھے اگر بصلاح و آشتی کام نکلے تو کیون قتل کئے جائیں
کیونکہ بندگان خدا کا خون ہوا اور تم جاتے ہی برس پڑو گے یہ خیال نہ کرو گے کہ کس طور سے مقابلہ کرنا چاہیے
انہیں جو کام بننے والا بھی ہو وہ بھی خراب ہو جائے گا طوس نے کہا کہ جو آپکی مرضی میں نے اس سبب سے
عرض کیا تھا کہ آپ پیر ہیں رستم خان نے کہا کہ میں نے اسی سبب سے تم سے پہلے ہی کہا کہ وہان مرد جہاندیدہ
کا کام ہے میں کل یہان سے کوچ کرونگا تمکو حاکم کرکے تمکو لازم ہو کہ خوب خلق سے پیش آنا جو کوئی ادھر کفار
کے لشکر سے کشتی کرکے آئے اسکو جو دینا سب وقت دیکھنا جواب دینا اور یہکو اور دیگر بتا ہاں اسلام کو آگاہ
کرنا کہ وہ سب بھی خبردار رہیں مجکو اسقدر فرصت نہیں ورنہ میں خود سب کو اس واقعے سے خبردار کرتا
کیونکہ میں نے خواجہ حسین کی زبانی یہ بھی سنا ہو کہ کوئی برجیس ہو اسنے اپنے کو خداوند آفتاب کا کہ جو اسکا
مذہب تھا وہ لوگ آفتاب پرست تھے فرزند ظاہر کیا ہو اور نائب آفتاب کہتا ہو اور تمام کارخانہ
سحر و ساحری کا ہو اور اسکے شریک بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں اسکو سجدہ کرتے ہیں یہ نیا مذہب ایجاد ہوا ہو
لہذا انکو اس سے بھی آگاہ کرتا ہوں کہ اس مرتد کا بھی قصد ہو کہ وہ بھی لشکر کشی کرے اور مذہب آفتاب پرستی
کو رواج دے اب یہ دو دشمن تازہ اہل اسلام کے پیدا ہوئے ہیں میں تمسے بیان کر چکا ہوں کہ خواجہ حسین
نے اپنی حکمت عملی سے ان دونوں مرتدون کو باہم لڑوا دیا ہو تاکہ اہل اسلام اس حال سے واقف ہوں اور اسی عرصے
میں اپنا بند و بست کر لیں ایسا نہو کہ وہ غافل ہوں اور کسی قسم کی زک اٹھائیں طوس نے کہا کہ بہتر جو سب
کی ہو خواجہ حسین نے کوئی دو پہر رات تک دادا پوتون میں یہ تقریر رہی اسکے بعد جاکر دونوں اپنی اپنی آرامگاہ میں

سویرے ہی بوقت سحر دولو بیدار ہوئے امور ضروری سے فراغت کرکے رستم خان دربار میں آیا یہان سب اہل دربار
حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ ہوا رستم خان تخت پر آکر متمکن ہوا اپنے پوتے طوس کو اپنے برابر تخت پر جگہ دی
جب سب دربار جمع ہو چکا تو رستم خان نے اہل دربار سے کہا کہ میں تو آج لشکر لیکر طرف خاور کے جاتا ہون جو
لوگ کہ میرے ہمراہ جائینگے انسے تو نہین میرا سوال ہی بلکہ جو یہان قیام کرینگے انسے میں کہتا ہون کہ میں اپنی جگہ
پر تا آنے اپنے اپنی طرف سے اپنے نور نظر پارۂ جگر قوت بصر طاقت قلب مانوس شاہزادۂ طوس کو کہ یہ میرا
فرزند زادہ ہی اور میری آنکھ کا تارا ہی حاکم کیے جاتا ہون اور خدا کے حفظ وامان میں اسکو دیتا ہون اور اسکے
بعد آپکے سپرد کرتا ہون اور یہ میرا حکم ہی کہ آپ سب صاحب اسکی اطاعت سے منہ نہ موڑین بجاے میرے تصور
کرین کہ یہ میں ہی ہون اور یہ فرزند بھی آپکی خوشنودی کا جویا رہیگا عدل وانصاف سے حکومت کریگا رعایا کو
خوش وخرم آپکو شاد وآباد رکھیگا ظلم وجور نہ کریگا اور اگر کوئی امر خلاف داب حکومت سرزد ہو تو اسکو آپ اسکے
سن کی طرف خیال کرکے اس سے درگذر کرین اور مجھکو اس امر سے خبر دین کہ میں اسکا تدارک کرون کیونکہ یہ ابھی
بالکل نادان ہی یہ تقریر اہل دربار سے کرکے طوس سے کہا کہ ای فرزند تم سواے عدل وانصاف کے کوئی امر خلاف
داب سلطنت نہ کرنا جو امر کرنا بغیر مشورے اہل دربار کے نہ کرنا کیونکہ خداوند عالم نے بھی فرمایا ہی کہ شاورہم
فی الامور یعنی مشورہ کرو تم اپنے کامون میں مشورے سے بڑے بڑے کام نکلتے ہین بڑی بڑی مشکلین حل ہوتی
ہین بغیر مشورۂ اہل دربار کوئی کام نہ کرنا طوس نے عرض کیا کہ بسرو چشم جو آپنے ارشاد کیا ہی اسکے خلاف نہو گا
اگر خلاف اسکے ہو تو جو سزا آپ تجویز فرمائینگے اسکو مین قبول کرونگا رستم خان نے پوتے کو گلے سے لگایا اور
کہا کہ خدا تیری عمر مین ترقی دے ادھر اہل دربار نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہم سب نے منظور کیا یہ
ہمارے مرشد زادے ہین ہمارے سر کے تاج ہین ہم انکو ضرور آپکی جگہ خیال کرینگے بلکہ انکی اطاعت آپکی اطاعت
سے زیادہ کرینگے خدا نے یہ روز سعید ہمکو نصیب کیا کہ ہمنے اپنے شاہزادے کو آپکی زندگی مین تخت حکومت پر
بیٹھے دیکھا خداوند کریم انکی عمر مین ترقی دے ہم لوگون کے سرون پر سلامت رکھے یون جو اہل دربار نے عرض کیا
رستم خان نے یہ تقریر سنکے سب کے حق مین دعا کی اور کہا کہ شاباش و مرحبا جو نمک حلال ہوتے ہین انکی یہی تقریر
ہوتی ہی اور وہ اپنے مالک کے خیرخواہ ہوتے ہین یہ کہکر تخت پر سے اٹھا طوس کو اپنے مقام پر بٹھایا اور چند سردارون کو
دربار مین چھوڑا کہ جنکو نہ لیجانا منظور تھا باقی سب کو لیکر بیرون دربار آیا بموجب حکم ایک لاکھ سوار تو اسی شہر
سنجان مین رہے باقی تین لاکھ سامان سفر سے تیار رہے تھے انکو خبر پہونچی کہ بادشاہ تیار ہو کر تشریف لاتے ہین سب
اٹھ کھڑے ہوے مرکبون پر سوار ہوے تا آنکہ رستم خان کا لشکر چلنے پر تیار ہو گیا رستم خان جو خانہ سے باہر تشریف
لائے تمام مرکب سردارون کے در دولت پر موجود تھے کہ رستم خان نے بیرون جلو خانہ آکر مرکب سواری
طلب کیا رستم خان نے سردارون کو حکم دیا کہ مرکبون پر سوار ہو ادھر جلو داران نے مرکب خاص حاضر کیا
رستم خان نے طوس سے کہا کہ ای فرزند اب تم جاؤ مین سوار ہوتا ہون طوس سلام کرکے مع ان سردارون
کے دربار مین گیا اور تخت پر آکر بیٹھا ادھر رستم خان سوار ہوے اور سب سردار بھی سوار ہوے
گرد وپیش اپنے افسر کے آکر موجود ہوے ڈنکا بجا جلوس سواری آگے بڑھا نقیب صدا لگانے لگے سواری
کوچہ سلامت کو طے کرکے شہر مین آئی ادھر افسر لشکر کو لیکر آگے یہان تک کہ رستم خان مع تین لاکھ
سپاہ کے بیرون شہر آیا اور طرف خاور کے روانہ ہوا اور منزل بہ منزل کرتا ہوا چلا یہان تک کہ
قطع منازل اور طے مراحل کرتے ہوے عرصہ پندرہ روز میں قریب خاور پہونچے چونکہ خاور باختر
سے ڈیڑھ ماہ کی راہ تھا مگر رستم خان نے پندرہ دن مین طے کی اور قریب خاور پہونچا ایک میدان

وہیں دیکھ کر لشکر کے پڑاؤ کا حکم دیا فوراً خیمہ وغیرہ برپا ہوئے لشکر اترا بارگاہ رستم خان کی برپا ہوئی رستم خان
داخل بارگاہ ہوا جو سردار کہ دربار میں حاضر ہوتے تھے آکر حاضر بارگاہ ہوئے رستم خان نے اپنے عیار کو طلب
کر کے حکم فرمایا کہ ہرکاروں کو روانہ کرو کہ شہر خاور کی خبر لائیں کہ کیا کیفیت ہے یہ حکم سنکے عیار نے اپنے چند
شاگردوں کو حکم دیا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ جا کر شہر کی خبر لاؤ کہ حال کیا ہے وہ شاگرد اسی وقت طرف
شہر خاور کے سلام کر کے روانہ ہوئے یہ ادھر کو روانہ ہوا یہاں رستم خان نے دبیر کو طلب کر کے کہا کہ ایک نامہ
بنام ایرج خاوری جو کہ حاکم فی الحال ہے شہر خاور کا طرف سے اس متمرد ازلی و ابدی ارژنگ بن زرصرد
کے تحریر کرو دبیر نے عرض کیا کہ مضمون اسکا کیا ہوگا رستم خان نے اپنی زبان سے مضمون نامہ بیان کیا دبیر نے
نامہ تحریر کر کے پیش کیا رستم خان نے اسکو ملاحظہ کیا اور دبیر سے کہا کہ اسے لفافہ کر دو اور ہمارے پاس لاؤ
دبیر نے لفافہ کر کے اور مہر رستم خان اسپر ثبت کر کے دوسری مرتبہ حاضر کیا رستم خان نے نامہ لیکر
اپنے عیار کو دیا کہ یہ نامہ لیکر تم کل بوقت صبح شہر خاور میں جانا اور ایرج کے دربار میں جا کر یہ نامہ اسکو دینا
اور اسی وقت جواب نامہ لیکر ہمارے پاس آنا بعد جواب آنے کے کہا جائیگی دیکھیں جواب کیا آتا ہے عیار نے سلام
کر کے نامہ لیا اور پھر آکر اپنے مقام پر بیٹھ گیا ادھر کا حال ملاحظہ ہو یہاں تو رستم خان دربار میں بیٹھا ہوا ہے
قاعدہ یہ ہے کہ تخت شاہی ہمراہ لشکر رہتا ہے مگر اسپر غاشیہ پڑا رہتا ہے برابر اسکے نیم تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے جو کہ
طرف سے اہل اسلام کے بادشاہ ہیں یہ صاحب نائب ہیں بادشاہ اسلام کے جو کہ لشکر امیر کے سب بادشاہ ہیں کیونکہ
خطبہ بادشاہ اسلام کا تمام مملکت اسلام میں جاری ہے ہر دربار کا یہ طریقہ ہے کہ تخت شاہی پر غاشیہ پڑا رہتا ہے
اور نیم تخت پر اس ملک کا حاکم حکم و احکام جاری کرتا ہے یہ ادب کرتے ہیں کہ ہم مقام پر اپنے مالک و آقا کے
بیٹھیں یہ بالکل خلاف ہے بلکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب دربار میں آتے ہیں اس تخت کو مودب ہو کر سلام کرتے ہیں گویا کہ
اسپر بادشاہ اسلام جلوہ گر ہیں یہ ادب مانتے ہیں اور تمام قواعد شاہی بجا لاتے ہیں یہی طریقہ و قاعدہ ہر ایک
ملک و شہر میں جاری ہے بلکہ یہ طریقہ ہے کہ وہ تخت شاہی ہمراہ لشکر کے رہتا ہے غاشیہ پوش اسکو قلب لشکر میں
قائم کرتے ہیں اور اسکا بہت ادب کرتے ہیں یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدم بر سر مطلب یہاں دربار جمع ہے
اُدھر ہرکارے طرف شہر خاور کے روانہ ہوئے ہیں چونکہ دو وقت سے ہرکارے چند ہرکارے شہر خاور سے برائے
بالادوی کے نکلے تھے بیرون شہر سے دیہات و قریہ کی خبر لیتے ہوئے اب شہر کو جاتے تھے کہ اپنے افسر اعلیٰ
کو خبر دیں کہ یہ حالات ہیں بس یہ جو پھرتے ہوئے ادھر آ نکلے دیکھا انہوں نے کہ ایک لشکر اترا ہوا ہے خیمہ وغیرہ
برپا ہیں نشان جو لشکر کے ہیں انپر تعریف خداوند کریم جل جلالہ و نعت رسول اکرم تحریر ہے اور ایک بارگاہ وسط
میں لشکر کی برپا ہے کہ جو اپنی بلندی سے روبرو بلندی کی چرخ دوار کو پست کئے دیتی ہے اور شمسہ اسکا شمس جہاں
چشمک زن ہوتا ہے یہ ہرکارے پہلے ہی سمجھ گئے کہ یہ لشکر اہل اسلام کا ہے اور یہ لوگ خدا پرست ہیں پھر وہ ہرکارے داخل لشکر ہوئے
اور ادھر کی سیر کرنے لگے لشکر کو بہت دیکھا ایک مقام پر جو پہونچے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں چوسر بچھی ہوئی ہے کھیل
ہو رہا ہے یہ ہرکارے بھی جا کر کھڑے ہوئے کہ ان میں سے ایک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ چند آدمی ہیں شکل جاسوس ہمارے
جلسے کے قریب کھڑے ہیں مگر وضع سے خاوری معلوم ہوتے ہیں اسنے کہا کہ آؤ کہاں بیٹھو یہ کچھ بولو تھا کہ ادھر سے
آنا ہوا کیا خاور میں رہتے ہو اور یہ جو شناخت کر لیا تھا کہ یہ جاسوس ہیں اسکا سبب یہ تھا کہ انہوں نے صورت
نہیں تبدیل کی تھی اس سبب سے کہ یہ سمجھے تو خدا پرستوں کا ہے کیا خوف ہے بس جب اسنے یہ کہا کہ آؤ بیٹھو
وہ ہرکارے آکر بیٹھ گئے صاحب سلامت کر کے جب بیٹھ چکے تو دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں اور یہ لشکر کس کا ہے اور کہاں
جاتا ہے یہ تو بخوبی ثابت ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں بابت مذہب کے تو کوئی ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے یہ جو انہوں نے کہا تو

تکمیل رہے تھے یا انکی طرف متوجہ ہوتے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ شہر نیجان کے رہنے والے ہیں یہ جو لشکر کہ تم دیکھتے ہو یہ
رستم خان بن گشتاسپ کا ہے جو کہ حاکم ہے نیجان کا اور ہم اسکے ملازم ہیں رستم خان یہ خبر سنکے کہ ارژنگ بابن زرد
نے شہر خورشید نگار سے خروج کیا اور لشکر کشی کرکے شہر خاور پر قبضہ کیا بہرام شاہ خاوری شکست
کھا کر طرف ترکستان کے فرار ہو گیا اب فی الحال ارژنگ اپنی طرف سے ابرار خاوری کو حاکم شہر
کر کے طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوا بلکہ یہ جیسی آفتاب پرست ہے گیا ہے ہمارے آقا نے خیال
کیا کہ جلد از جلد اپنا لشکر کے شہر خاور پر قبضہ کریں اسکے بعد اسلام آباد کریں گو انکو یہ خبر اسوقت پہونچی
کہ جب ارژنگ ولد ارژنگ یہاں سے کوچ کر گیا ہے ورنہ اس سے ہی مقابلہ ہوتا اب تم بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو
اور کہاں کے رہنے والے ہو انھوں نے کہا کہ ہم ملازم ہیں حاکم خاور کے بعہدۂ جاسوسی آج ہم لوگ اپنے بالائے شہر
سے نکلے تھے صبح سے ادھر ادھر پھرا کیے جو جو خبریں دریافت کرنا تھیں دریافت کیں اب شہر کو واپس جا رہے تھے کہ
بیچ کو جاکر دربار میں حاکم کے عرض کریں یہاں جو پہونچے تو یہ لشکر دیکھا خیال آیا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کون
بادشاہ ہے کہ شہر کو جاتا ہے کس پر لشکر کشی کی ہے کیونکہ یہ تو بخوبی ثابت ہو گیا تھا نشان لشکر سے کہ خدا پرستوں کا
ہے مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ اس لشکر کا عزم خاور پر لشکر کشی کا ہے افسوس کا مقام ہے اب یہ نوبت پہونچی خاور کی
کہ ہر ایک لشکر کشی کرنے لگا پہلا ارژنگ نے آکر تباہ کیا مگر فطرت سے اہل شہر کی بالکل تباہ نہیں ہوا گو آباد رہا
مگر اب امید نہیں ہے کیونکہ جو حاکم شہر ہے وہ طرف سے ارژنگ کی ہے جیسی وہ اطاعت نہ کرے گا یہ لوگ جانتے ہیں کہ
اطاعت کرے بس مقابلہ ہوگا اہل اسلام وہ لوگ ہیں کہ بس بلکہ کر لینگے اپنا قبضہ کیا اور در اصل واجبی بات ہے
کہ کیوں نہ قبضہ کریں کیونکہ یہ ملک بھی تو اسلام آباد تھا اور اس ملک میں اس لشکر کا مقبرہ واقع ہوا ہے جسنے عالم کو
اپنی شمشیر سے خدا پرست کیا اور کیسے کیسے بہادروں کو تہ تیغ کیا راہ خدا میں ہزاروں بہادر کیا کافر کشی پر کمر باندھی اور
اپنی جان راہ حق میں فدا کی کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ فکر نہ کی جائے کہ یہ ملک اسلام آباد رہے یہ تقریر جو سنی تو انھوں نے کہا کہ
یہ ملک کیا کفر آباد ہو گیا ہے ہرکاروں نے کہا کہ تمام ملک تو نہیں کفر آباد ہوا ہے مگر بعض بعض مقام کفر آباد ہیں سب میں انکے
خوف سے تمام شہر نے تقیہ کیا ہے چونکہ حاکم شہر ابھی تک تو کافر معلوم ہوتا ہے مگر یہ وہ شخص تھا کہ رات دن عبادت میں
خداوند کریم کی مصروف رہتا تھا بلکہ اسکو کسی قدر قرابت بھی ہے حاکم اول یعنی شمسیر وخاور سے اسی خیال سے تمام اہل شہر
نے انکو حاکم قرار دیا ہے کیونکہ ارژنگ نے کہا تھا کہ اہل شہر تجویز کریں کہ فلان شخص حاکم ہو پہر اہل شہر نے انکو تجویز کیا
ارژنگ نے اپنی طرف سے انکو حاکم کیا اسی عبادت کے سبب سے یہ ابرار ہوئے اور انکو سب ابرار کہتے ہیں ان لوگوں نے کہا
کہ تمہارا کیا طریقہ ہے انھوں نے کہا کہ ہم خدا پرست ہیں مگر حالت تقیہ میں ہیں تب انھوں نے کہا کہ اب تم نہ جاؤ کہا یہ تو
ہو نہیں سکتا ہے کہ ہم نہ جائیں اور حاکم شہر کو خبر نہ کریں کیونکہ یہ ہمارے طریقہ کے خلاف ہے اور نمک حرامی ہے اور ہمارے مشرب
میں نمک حرامی حرام ہے مگر ہاں ہم خبر کرکے ضرور اس لشکر میں چلے آئینگے کیونکہ یہی ذریعہ ہے نجات کا وہ لوگ یہ سنکے خاموش
ہو رہے جب رات ہونے لگی انھوں نے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں کل اگر خدا نے چاہا تو ضرور آئینگے انھوں نے کہا کہ ہمارے افسر
کے پاس چلو جواب دیا کہ جب کل آئینگے تو تمہارے افسر کے پاس چلینگے آج کوئی ضرورت نہیں وہ لوگ خاموش ہو رہے
یہ لوگ یعنی ہرکارے سلام کرکے اپنے شہر کی طرف چلے ادھر یہ لوگ اس مقام سے اٹھکر اپنے افسر کے پاس گئے وہ دربار سے
آچکا تھا کیونکہ قریب شام رستم خان نے دربار برخاست کیا تھا کیونکہ اسی روز تو اس صحرا میں پہونچا تھا راہ کا تھکا ہوا
بھی تھا جا کر اپنے مقام پر راحت پذیر ہوا تھا بس ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا تھا یہ افسر بھی دربار سے اپنے مقام پر آیا تھا کہ
ان سب نے وہ تقریر آکر جو کہ ان ہرکاروں سے سنی تھی بیان کی اس افسر نے کہا کہ میں کل ضرور بادشاہ سے
بیان کرونگا کہ یہ حالت ہے شہر کی انکو تو اب راحت و آرام میں رکھا جاتا ہے اور کچھ حال ان ہرکاروں کا تحریر ہوتا ہے

جو کہ بحکم رستم خان شہر میں گئے تھے راہ طے کرتے داخل شہر ہوئے شہر کو اسی طور سے آباد دیکھا بلکہ یہ دیکھا کہ مساجد وغیرہ
تو اسی طور سے ہیں مگر جا بجا مندر وغیرہ نئے بنا دیے ہیں کہ جن پر لقا و زہرہ کی تصویریں بنی ہوئی ہیں اُنکے دروازوں پر
ممنت وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں ناقوس بج رہے ہیں جو بیگاری جا رہی ہے یہ ہرکارے لاحول پڑھتے ہوئے اور بطرف
روانہ ہوئے چونکہ یہ کئی مرتبہ آ چکے تھے اور یہاں سب انھیں سب مقامات معلوم تھے ناظرین والا تمکین عالی ہمم دقیقہ سنج
نکتہ رس پر واضح ہو کہ راوی نے یہ بیان کیا ہے بسند معتبرہ کہ جب ارزنگ تمام امور سے فارغ ہوا تھا
اور فسق میں مبتلا ہوا تھا تو اسنے بعض بعض مقام پر مندر بنوا لئے تھے انکو خوب آراستہ کیا تھا ممنت وغیرہ
نوکر رکھے تھے اور چند محلے نئے آباد کئے تھے کہ جن میں سب زہرہ پرست و ارزنگ پرست رہتے ہیں یہ چند پیشہ
کرتے تھے اور لشکر لیکر چلا گیا انھیں لوگوں میں جو کہ دراصل زہرہ پرست و ارزنگ پرست تھے ایک ایسا
شخص تھا کہ جسکو یہ عہدہ دے گیا تھا کہ جو حال یہاں گذرے اسے خفیہ طور سے ہمکو خبر دینا ہم اسکا تدارک
کرینگے تو یہ ہر بار و روز روز کا حال تحریر کرتا ہے ابھی تک تو کوئی نئی بات نہیں ہوئی ہے کہ وہ تحریر کرے اسنے یہ
طریقہ مقرر کیا ہے کہ دربار میں بھی جاتا ہے حالت دربار بھی دیکھتا ہے جو کچھ ہوتا ہے اسکو بذریعہ پرچہ اخبار کے
ارزنگ کو خبر کرتا ہے یہی روز مرہ کی کیفیت ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ گو ابرار خان کہ جو حاکم شہر ہے
مرد باخدا ہے مگر حالت تقیہ میں ہے اس خوف سے کہ شاید اہل شہر نے حاکم شہر کے دکھانے کو تقیہ کیا ہو اور یہ باطن
ارزنگ پرست ہوئے ہوں اگر میں اپنے کو ظاہر کروں اور یہ لوگ مجکو گرفتار کریں تو خرابی ہو اور جو امر میں نے
اپنے تمام پر تجویز کیا ہے وہ بھی ناتمام رہ جائے دو ایک روز رکھو اور اہل دربار سے صلاح کر کے انکا عندیہ لیکر دیکھوں کہ وہ
لوگ کیا طریقہ رکھتے ہیں یا ارزنگ پرست ہیں اگر ارزنگ پرست ہیں تو انکو سمجھا کر مذہب اصلی کی رغبت دلاؤں
جب سب اہل دربار میرے شفیق ہو جائیں تو فوج کی فکر کروں تاکہ وہ بھی میرے شفیق ہوں آ جائے جب سب پیرو
ہیں پھر جانیں تو اپنے کو ظاہر کروں اور چند بلندے ملک اہل اسلام کے نام لکھوں کہ یہاں یہ آفت ہو رہی ہے اگر یہ لوگ
میرے کہنے پر عمل کرینگے تو میں اپنے کو پوشیدہ رکھونگا اور اگر میرے کہنے پر عمل کر لیا تو پھر یہ خواہش ہیں اسی خیال سے
ابھی تک کوئی دست اندازی نہیں کی تھی اسی طور سے ابھی تمام شہر اسی طور سے مندر وغیرہ بنا رہے ہیں جس طور سے
ارزنگ چھوڑ گیا تھا اہل شہر ان خوف سے اپنے مذہب اصلی کو نہیں ظاہر کرتے ہیں کہ شاید حاکم شہر ارزنگ
پرست ہو تو ہم اپنے خیال کے بموجب یہ مثل ہمارے ہونگے یعنی انھوں نے بھی تقیہ کیا ہوگا جب یہ حاکم ہوئے تھے
تو ضرور تدارک کرینگے ہمارا خیال غلط نکلا کیونکہ ابھی تک انھوں نے کوئی بندوبست نہیں کیا جس طور سے ارزنگ چھوڑ گیا
تھا اسی طور سے ہے اہل شہر اس فکر میں ہیں کہ ہم کسی طور سے انکو مسند حکومت سے اٹھا دیں اور یہ تدبیر کریں کہ کسی کو
حاکم کریں اور اپنے حاکم اور بادشاہ کو خبر کریں یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ترکستان گئے ہیں یہ خیال اہل شہر کے
مگر وہ کچھ ظاہر نہیں کرتے ہیں ابرار کو تو اہل شہر کا خوف تھا اور اہل شہر کو ابرار و لشکر کا خوف تھا اسی سبب سے ابھی تک
کوئی انتظام نہیں ہوا تھا راوی نے کہا ہے کہ وہ ہرکارے سیر کرتے ہوئے تمام شہر کو دیکھتے ہوئے دن بھر سے قریب شام
اس خیال سے کہ چلکر خبر کریں کہ یہ کیفیت ہے بیرون شہر چلے آئے اور اپنے لشکر کا راستہ لیا چونکہ شام ہو گئی تھی وہ
ہرکارے اپنے لشکر میں آئے اپنے استاد دستہ کے پاس یعنی مہتر بہا کمند زن کے پاس گئے اور جو کچھ حال دیکھا بیان کیا انھوں نے کہا
کہ میں بوقت سحر بیان کر دونگا یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی رستم خان بارگاہ میں آ کر بیٹھا سب اہل دربار
حاضر ہوئے جب دربار جمع ہو چکا تو اس نے جو کہ اپنے ماتحت کے لوگوں سے سنا تھا بیان کیا کہ کل ہرکارے
شہر گئے تھے و رہے آئے تھے فلان فلان سے یہ بیان کرتے تھے رستم خان نے سنکے کہا کہ میں نے نامہ تو تحریر کیا ہی ہے پہلے
ہی سے یہ گمان تھا کہ ضرور حالت شہر کی خراب ہوگی مقابلہ کرنا ہوگا کیونکہ ابرار ضرور ارزنگ کا پاس کرے گا اور اسکا

پاس کرے گا کہ بھجوار رشنگ حاکم کر گیا ہے یہ جو تقریر ختم ہوئی مہتر بیجا نے وہ خبر جو کہ ہرکارے سے دریافت کرکے آئے تھے بیان کی
رستم خان نے فرمایا کہ تم نامہ لیکر جاؤ اور اسکا جواب لاؤ تا کہ بندوبست کیا جائے مہتر بیجا اسیوقت بعد تیزی
سلام کرکے طرف شہر کے روانہ ہوا ساعت بھر مین سبکی نظرون سے پنہان ہوگیا سا یہ بھی نظر آیا یہ تو ادھر سے
نامہ لیکر چلا ادھر کا حال سماعت ہو کہ بوقت سحر ابرار نے دربار کیا سب اہل دربار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا ابرار
اسی فکر مین رات دن غرق رہتا ہے کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ یہ امر ظاہر ہوا آج اسنے دربار مین آکر یہ حکم دیا کہ
یہ حکم دیا جائے کہ تمام عمائد شہر کو خبر کرے کہ حاکم فوت ہوگیا وقت سے یہ طلب کیا ہے حکم دینا ہی تھا کہ
ہوا کہ وہ ہرکارے پہونچے انھون نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا دست ادب باندھکر کھڑے ہو گئے ابرار نے کہا کہ
کیا خبر لائے انھون نے پہلے تو تمام شہر کی خبرین عرض کین اسکے بعد عرض کیا کہ غلام جو بالا دو کی گئے تھے تو کل بوقت سحر
شہر کو واپس آتے تھے کہ ہمنے قریب شہر ایک لشکر کثیر کو دیکھا کہ اترا ہوا ہے کہ سوا نامہ خیمہ وغیرہ بپا ہین تو علم ہاے
لشکر پر چہد خدا وحدت رسالت پناہ مرقوم ہے ہم اس خیال سے اس لشکر مین گئے کہ یہ لشکر اہل اسلام کا ہے دریافت کرنا
چاہیے کہ کہان سے آیا ہے اور کدہر کو جاتا ہے اور کون حاکم لشکر ہے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نام لشکر دار کا رستم خان
بن گنجاب ہے سنجان سے ادھر آئے ہین خاور کا قصد ہی خرابی خاور کی خبر پاکر لشکر لیکر آئے ہین مقابلہ کرین
اور شہر پر قبضہ کرین حضور یہ خبر تازہ ہے جو کہ غلامون نے عرض کی یہ سنکر ابرار نے ظاہر تو کہنے لگا کہ آگیا ہے تو کیا کرے گا
مگر دل مین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خوب ہوا جو رستم خان آگیا ہے اب خوب بندوبست ہو جائیگا مین تو
مقابلہ کبھی نہ کرونگا بلکہ یہ ظاہر کرونگا کہ مین حالت تقیہ مین تھا یہ ملک موجود ہے جو چاہو کرو یہی خیال
کر رہا تھا اور ہرکارے روبرو کھڑے تھے کہ ادھر مہتر بیجا جو راہ طے کرکے داخل شہر ہوا شہر کو دیکھتا بھالتا
طرف دربار کے چلا یہ اکثر اوقات زمانے مین بہرام شاہ کے آچکا ہے جو لوگ کہ ملازم بہرام شاہ کے تھے وہ پہچانتے
تھے مگر اب وہ کہان ہین یہ دربار وغیرہ سے واقف ہے دردولت پر پہونچا وہی حال شہر کا دیکھا جو کہ ہرکارون نے
بیان کیا تھا دربان پر درگاہ سالار تھا اس سے کہا کہ تم جاکر خبر کرو کہ ایک نامہ دار پاس رستم خان
کی نامہ لیکر آیا ہے جو کہ آپکے نام ہے وہ باریابی چاہتا ہے یہ تقریر اسنے قبل سے بیان کردی درگاہ سالار کچھ دریا
بھی نہ کرنے پایا بس درگاہ سالار فوراً اٹھا اور پردہ اٹھا کر جلوخانہ طے کرکے دربار مین پہونچا مجرا گاہ سے
مجرا عرض کیا اور یون عرض کرنے لگا کہ ایک عیار بوقعہ نامہ دار حاضر دردولت ہے باریابی کا خواستگار ہے
اسکا یہ بیان ہے جو کچھ مہتر بیجا نے عرض کیا تھا عرض کیا ابرار خاوری نے حکم دیا کہ طلب کرلو درگاہ سالار
مجرا کرکے بیرون دربار آیا کہا کہ جاؤ طلب کیا ہے بس مہتر بیجا اجازت پاکر طرف دربار کے چلا اور داخل
دربار ہوکر مجرا کیا اور دربار کو دیکھنے لگا دربار کو آراستہ پایا مگر وہی معمولی طور سے وہ دربار نہ تھا
جو بہرام خاوری کے وقت مین تھا بلکہ اس تخت پر ابرار خاوری کو بیٹھے دیکھا جو کہ ہمیشہ نقاب پوش
رہتا تھا کہ ابرار خاوری نے اسکو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ یہ ابھی دربار کو دیکھ رہا تھا اور افسوس
کر رہا تھا کہ یہ وہی دربار ہے کہ جہان بہرام شاہ ایسا بادشاہ بیٹھتا تھا گو کہ اسکے وقت مین بھی
کوئی دربار نہ تھا مگر ہان اس سے بہت اچھا تھا وہ دربار کہان جو کہ خسرو کے وقت مین تھا گو
دیکھا نہین مگر سنا جاتا ہے یہ تو افسوس کر رہا تھا کہ ابرار خاوری نے حکم بیٹھنے کا دیا تھا جو کرسی
بچھا دی گئی تھی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا ابرار خاوری نے کہا کہ تم کہان سے آئے ہو اور کیا ضرورت رکھتے ہو
اسنے عرض کیا کہ مین نامہ لیکر آیا ہون رستم خان حاکم شہر سنجان کا انھون نے آپکے نام ایک نامہ لکھا ہے اور
وہ لشکر لیکر آئے ہین قریب شہر فلان مقام پر اترے ہین ابرار نے کہا کہ نامہ لاؤ مہتر بیجا نے نامہ پیش کردی

سے ٹکڑے کر دیا ابرار نے لیکر دبیر کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو پڑھو دبیر نے نامہ لیکر لفافہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا اُسکا
مضمون یہ تھا کہ ای ابرار یہ کیا فعل ہے کہ وہ مرتد تو آکر یہ قیامت برپا کر گیا کہ ملک پر قبضہ کر لیا خیر یہ تو مقابلہ جنگ و
پیکار کا ہی کوئی مضائقہ نہیں تھا مگر جبکہ وہ تمکو حاکم کر گیا تھا تو تمکو لازم تھا کہ تم پھر اپنے مذہب کی طرف رجوع کرتے
اور اہل شہر کو بھی ترغیب دیتے اور جو لوگ کہ ہنود بت پرست تھے انکو قتل کرتے مندر وغیرہ منہدم کراتے ڈنکا
دین اسلام کا بجاتے تمکو اور دیگر شاہان اسلام کو خبر کرتے کہ وہ خوش ہوتے نہ یہ کہ تم خود تو بادشاہ ہو بیٹھے
کوئی کام اپنی رائے سے نہیں کیا بالکل اُسی طور سے رہنے دیا تمکو لازم تھا کہ بادشاہ سابق مہرام شاہ کو
تلاش کرکے انکو تخت پر بٹھاتے گو یہ امر ثابت ہے کہ تم بھی رشتہ قرابت رکھتے ہو خاندان شاہی سے مگر یہ امر کیونکر
ہو سکتا ہے کہ جسکو صاحبقران بادشاہ کر جائیں اگر وہ کسی سبب سے بیکار کر دیا جائے اور اُسکے مقام پر
کوئی شخص غیر اپنی رائے سے حاکم کرے تو وہ ملکیت اُسکی کسی طور سے نہیں ہو سکتی ہے نہ وہ حاکم سابق
بلا حق تصور ہو سکتا ہے پس یہ حق اُسی کا ہے اور اُسکی جانب عود کرتا ہے اور ارژنگ کوئی ہمارا یا تمہارا حاکم نہ تھا
کہ ہم اُسکے کہنے پر عمل کریں اور جو وہ کہہ گیا ہے اُس سے انحراف نہ کریں بلکہ تمکو زیبا ہے کہ بالکل اُسکے حکم کے
خلاف کرو پس میں تمکو تحریر کرتا ہوں کہ تم بمجرد دیکھنے اس نامہ کے میری اطاعت کرو اور اپنے مذہب
قدیم کو قبول کرو ورنہ یاد رکھو کہ میں تمکو ضرور قتل کرونگا اس ملک میں کفر رواج نہیں پا سکتا کیونکہ
یہ ملک حضرت باخدا کا ہے کہ جنہوں نے راہ خدا میں اپنی جان دی پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ ملک کفر آباد ہو
افسوس کا مقام ہے کہ نام تو ابرار ہو مگر حرکت سے ایک مرتد مشرک کے اپنے کو عذاب خدا میں مبتلا
رکھو اور اُسکے مشرک ہونے میں شرکت کرو یہ تو تمہاری عقل سے بالکل بعید ہے اور خیال تو میرے کہنے پر
عمل کرو یا آمادہ جنگ ہو میں نامہ کو تمام کرتا ہوں کیوں استقدر لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے اور دنیا سے
یہ سب تمہارے ہمراہ ہونگے اور اُنکے گناہ بھی تمہارے سر پر ہونگے کیوں اپنے سر پر استقدر بار عصیان
لیتے ہو کیوں اُس دینی عبادت کو جو گذشتہ تمام عمر کی ہے برباد کرتے ہو اگر یہ حرکتیں صاحبقران اول یا ثانی
یا بدیع الملک سنینگے تو وہ لوگ بہت ناراض ہونگے اور کسی ایسے کو روانہ کرینگے کہ جو گھڑی بھر میں سواری
اس ملک پر قبضہ کر لے اگر کہیں رستم ثانی یا ملک ایرج کو خبر ہو گئی تو وہ دونوں صاحب آتش خو
شعلہ مزاج ہیں کسی کی نہ سنینگے تمام اہل شہر کو مع زن و مرد قتل کرینگے انکا یہ قول ہے کہ جان دے دے
مگر مذہب نہ ترک کرے اگر وہ مرتد لشکرکشی کرکے آیا تھا تو کیوں نہ تمکو خبر کی اگر خبر نہ کی تھی اور شہر والوں نے
مقابلہ کیا تھا اور شکست کھائی تھی اور اُسکا قبضہ شہر پر ہو گیا تھا تو اہل شہر کو لازم تھا کہ سب نے مقابلہ
کیا ہوتا یا شہر کو بالکل خالی کر دیا ہوتا وہ مرتد خود ہی عاجز ہو کر چلا جاتا نہ یہ کہ اُسکا مذہب قبول کر لیا
بس اسی جرم پر وہ ضرور سب کو تہ تیغ بیدریغ کرینگے یہ خیال کرو کہ مثل لقا و زہرو کے اسکی بھی قضا ہے جبتک
اسکی زندگی ہے یہ ظلم و جور کر لے جہان ان صاحبوں سے کسی کو اسکے خروج کی خبر ہو گئی سب ایک مرتبہ اس پر
لشکرکشی کرینگے اور مثل سگ و خوک کے قتل کرینگے جسقدر رہ جاے لوگوں کو اسنے زمانے میں گمراہ کر لے انجام
اسکا وہی ہے جو کہ ان دونوں مشرکوں کا ہوا ہے بموجب شعر وہی حال ہوگا شعر بیک گردش چرخ نیلوفری +
نہ نادر بجا ماند نے نادری + دوسرے شاعر نے بھی اسی مضمون کو دوسرے طور سے نظم کیا ہے وہ بھی تحریر ہوتا ہے اسکو
ملاحظہ کرو اور اپنی عاقبت نہ خراب کرو شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
اب آئندہ تمکو اختیار ہے پس استقدر زمانہ سخت تھا اہل خطا و ریو جو کہ گذر گیا اب روز سعید اُسکے لیے پھر آگیا ہے اگر زمانہ
سخت نہوتا تو کبھی یہ امر نہوتا کسی نہ کسی کو اُسکے خروج کی خبر ہوتی وہ آکر اُسکی سرکوبی کرتا یہ نہوتا کہ جب یہان تک

چلا جاتا تب مجکو خبر ہوئی مین قسم خدا کی کھا کر کہتا ہون اگر مجکو جب وہ یہان موجود تھا خبر ہوتی تو مین ضرور آ کر
اُس سے مقابلہ کرتا اُسکو شکست دیکر اس ملک پر قبضہ کرتا مگر افسوس یہ ہی کہ اب خبر ہوئی مگر اسپر بھی مین فوراً
ادھر کو روانہ ہوا مقام تاسف ہی کہ اُس آرام گاہ خلد مکان سے ہونے سے جو کہ اسوقت بزاحمت و آرام بہشت بہشت
مین تشریف فرما ہین یعنی ملک قاسم اگر وہ ہوتے تو کبھی یہ خرابی نہوتی جو کہ اسوقت پیش نظر ہی وہ خلد آشیان
اپنے ملک کا بہت خیال رکھتے تھے معلوم ہوتا ہی کہ یہان کے اخبار نویس بھی مرتد ہو کر ساز کر گئے تھے کہ انھون نے
اس خبر وحشت اثر کو پرچہ اخبار مین نہ لکھا ورنہ یہ ممکن تھا کہ اہل اسلام کو اس خرابی کی خبر ہوتی اور پھر ایک شخص اپنے
مقام پر خاموش بیٹھا رہتا ہر ایک مثل ہی ہے لشکر کشی نہ کرتا ہوا ہی مین کہان تک اپنے نامے کو طول دون اس شعر کے مضمون پر
نامہ کو ختم کرتا ہون شعر ۔ بیکہ گردش چرخ بیدادگر ۔ نہ تو ذر رہا و نہ وہ کر و فر ۔ جب نامہ تمام ہوا ابرار خاوری نے
جو مضمون نامہ سنا نہایت برہم ہوا اور کہا کہ بس اس نامے کا یہی جواب ہی کہ اسکی پشت پر لکھ دو
کہ ہمکو جنگ منظور ہی ہم آنے ہین تم بھی تیار رہو نا ہم ضرور مقابلہ کرینگے بس اسکی پشت پر جواب جنگ لکھوا دیا
اور اُس عیار کو دیا کہ اپنے آقا کو دینا اور زبانی کہنا کہ مین نے جواب اس لیے نہین تحریر کیا کہ بیکار کا
طول ہوگا مجکو تو صرف جنگ منظور ہی بیکار کی تقریر و تحریر سے کیا حاصل اب مین اُنکا نہ تھا اب کسی کا تابعدار
نہین ہون مین خود بادشاہ ہون اگر تابعدار ہون تو ارژنگ کا ہون کہ وہ مجکو حاکم شہر کر گئے ہین مین ہرگز
مقابلہ پر شہر نہ دونگا کیونکہ اب یہ شہر پھر اپنے طریقے پر آگیا ہی چنانچہ سابق مین بھی یہی طریقہ رکھتا تھا یہان کے
لوگ آتش پرست تھے اب زرد ہشت پرست ہین جو زمانے نے گردش کر کے پھر اصلی حالت پر اسکو
پہونچا دیا آپ کیون اسقدر کوشش کر کے آئے ہین یہ سب بیکار ہی مین ایسی دھمکیون سے نہین ڈرتا ہون
یہ زبانی کہہ دینا جواب نامہ تو جنگ ہی عیار یہ سنکے رخصت ہو کر چلا گیا اہل دربار کو یہ تقریر ابرار خاوری کی
بہت ناگوار گذری مگر بپاس و لحاظ کچھ نہ کہا اپنے اپنے دل مین یہ امر مقرر کر لیا کہ جب ابرار خاوری ہمکو لیکر
مقابلہ پر شہر سے نکلیگا اور صف آرائی ہوگی تو ہم اُسی طرف ہو جاینگے اسوقت ساتھ چھوڑ دینگے پھر
دیکھین کسکے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہین یہ امر ہر ایک نے اپنے نزدیک ٹھہرا لیا اور ابرار خاوری سے
اہل دربار کے سامنے یہ تقریر کی تھی اور جواب جنگ دیا تھا جب وہ عیار چلا گیا تو ابرار خاوری نے
حکم دیا کہ لشکر تیار رہے ہم جا کر رستم خان سے مقابلہ کرینگے یہ امرا اور اہل دربار کو گران گذرا اور
کہا کہ بڑی خرابی کا سامنا ہی ہمارے خیالات بالکل خلاف ہوئے ہم یہ سمجھے تھے کہ یہ ضرور زمانہ کا پاس کریگے
یہ بھی حالت تقیہ مین ہونگے مگر یہ تو ہمہ تن اُسی کے شریک ہوئے اور اسقدر بر خلاف ہوئے کہ وہ عہدنامہ
بھی فراموش کیا کیونکہ اُسکا یہ مضمون ہی کہ ہم اہل اسلام سے نہ مقابلہ کرینگے خلاف اہل اسلام کے اور
سب سے مقابلہ کرینگے یہ تو اُسکے بالکل خلاف کرتے ہین خود مقابلہ کو جاتے ہین ہم تو نہ مقابلہ کرینگے اہل دربار
تو یہ اپنے اپنے دل مین منصوبہ کر رہے تھے ابرار خاوری نے دربار برخاست کیا بعد برخاست ہونے
دربار کے ہر ایک اپنے اپنے مقام پر گیا ابرار خاوری تو جا کر فکر کرنے لگا کیا تدبیر کیونکر رستم خان
کو خبر کرون یہ تو اسی فکر مین ہی ادھر لشکر مین خبر پہونچی کہ رستم خان بن گنجا سب لشکر لیکر آیا ہی اُسکا قصد
ہی کہ اس شہر پر قبضہ کرے اُسنے نامہ لکھا تھا حاکم شہر نے جواب جنگ دیا ہی اور حکم لشکر کی تیاری کا ہی
آج ہی یا اب مقابلہ جائے گا کل مقابلہ ہوگا اہل لشکر باہم جمع ہوئے انھون نے باہم صلاح کی کہ یہ تو
بڑی خرابی ہوئی کہ ہم لوگ تو خدا پرست ہین نہ ازرد ہشت پرست بنے تھے اور رستم خان بھی
خدا پرست ہین پھر ہم اُنسے کیونکر مقابلہ کر سکتے ہین اپنے عہد کے خلاف ہوگا دوسرے ہم ہم تدبیر سے کیونکر

مقابلہ کر سکتے ہیں یہ کیا کیا اہل شہر نے جو ابرار کی حکومت کو قبول کر لیا کہ جسکے سبب سے یہ روز بد ہمکو نصیب ہوا
کیا تدبیر کیجائے ہر ایک اپنی اپنی رائے بیان کرنے لگا کہ یکایک ایک نے کہا کہ جو سب کا افسر تھا کہ میری رائے تو
یہ ہے کہ یہاں سے تو ہمراہ ابرار کے چلو جب صف آرائی ہو تو ابرار کو گرفتار کر کے رستم خان کے حوالے کردو اور اسکا ملک پر
قبضہ کرا دو وہیں جو شخص کہ سب نے اسکی رائے کو پسند کیا بیس ہزار ایک رائے ہوئے یہاں تو یہ رائے قائم ہو گئی
علاوہ ان بیس ہزار کے قریب دس ہزار سپاہ کے جو ارژنگ بطور نگہبانی چھوڑ گیا تھا پہلے انہیں یہ خبر پہونچی
وہ شخص کہ جسکو ارژنگ پرچہ اخبار پر بطور خفیہ نویسی مقرر کر گیا تھا آہستہ ان دس ہزار سے جا کر کہا کہ
یہ واقعہ گذرا تم لوگ بھی تیار ہو کوئی دم میں خبر آتی ہو گی کہ تیار ہو کہ ہم برائے مقابلہ روانہ ہونگے یہ وہ
لوگ ہیں کہ جو دو ایک محلے میں آباد ہیں نئے محلے ہیں جو کہ ارژنگ نے آباد کیے ہیں یہ لوگ بھی خبر پا کے
تیار ہونے لگے ادھر ابرار کا حکم پہونچا کہ تیار رہو بادشاہ برائے مقابلہ تشریف لے جائیگا بس
بیس ہزار سپاہ تیار ہوئی کہ یہاں ابرار فکر کرنے لگا کہ یہ پریشان ہوا سبب کوئی تدبیر نہ پڑی تو عاجز ہو کر
بیرون محل آیا یہاں سب سردار درباری حاضر تھے چونکہ وہ نگفتہ تھے یہ وہی لوگ ہیں جو کہ عمائد شہر
کہلاتے تھے انکے آگے اپنی ارژنگ و اہل شہر کا باہم صلح کے یہی لوگ سبب ہوئے تھے ورنہ اکثر کشت
و خون ہوتا یا اہل شہر میں سے کوئی نہ رہتا یا تمام فوج ارژنگ کی کام آتی اور ارژنگ بھی قتل ہوتا
مگر ان لوگوں نے عقلمندی کر کے ان سب کو بچا لیا اور باہم کشت و خون نہ ہونے دیا جب ابرار خاوری
حاکم ہوا تو ان سب کو ملازم کیا اور چند وہ افسر تھے اور اہل دربار جنکو ارژنگ چھوڑ گیا تھا
اور اس دس ہزار سپاہ کے افسر بھی دربار میں آتے تھے جو کہ رہا کے اور سے یہاں مقیم رہتے تھے اور
چند محلے ایسے تھے بس یہ سب افسر وغیرہ دردولت پر حاضر تھے ادھر اس نطفہ حرام نے یہ کل خبریں بذریعہ اخبار
ارژنگ کو روانہ کیں کہ یہاں یہ حال ہے بس ابرار خاوری محل سے نکل کر مرکب پر سوار ہو اسپ کو
ہمراہ لیکر چلا ادھر یہ دل سے سپاہ آئی ادھر دس ہزار وہ لوگ تھے جو کہ پوشیدہ طور سے تھے مگر اہل لشکر
ارژنگ تھے ابرار خاوری کے ہمراہ ہوئے ابرار خاوری تیس ہزار سپاہ سے برائے مقابلہ
روانہ ہوا جب اہل شہر کو خبر ہوئی کہ رستم خان بن گنجاب لشکر لیکر برائے مقابلہ تشریف لائے ہیں اور
شہر پر قبضہ چاہتے ہیں یہ ابرار خاوری انکے مقابلے کو لشکر لیکر جاتے ہیں تمام اہل شہر یہ حال سنکے حیران
ہوئے کہ ابرار خاوری نے یہ کیا حرکت کی یہ تو بڑے خدا پرست تھے ہمکو انسے ایسی امید نہ تھی بڑا افسوس کا
کہا با خیر اگر برائے مقابلہ جاتے ہیں تو جانے دو اگر مقابلہ ہوا اور ابرار خاوری نے شکست کھائی
اور طرف شہر کے آئے تو ہم اہل شہر سب ایک مرتبہ آخیر حملہ کرینگے ادھر سے ہم ادھر سے رستم خان کا
لشکر انکو بیچ میں رکھکر قتل کرینگے یہ صلاحیں اہل شہر میں ہو رہی تھیں یہاں ابرار شہر سے نکل کر گرد لشکر
رستم خان کے چلے عقب میں خیمہ وغیرہ کیا ادھر عیار جواب نامہ لیکر اپنے لشکر میں آیا یہاں بارگاہ میں
رستم خان بیٹھا ہوا تھا سب اہل دربار جمع تھے کہ عیار نے جا کے نامہ دیا اور زبانی ابرار نے جو کہا تھا
بیان کیا رستم خان سنکے بہت برہم ہوا کہا کہ ابرار کو بڑا غرور ہو گیا ہے یہ اب مرتد ہو گیا اسکا
قتل لازم ہوا کہ یہ خداوند کریم کی وحدانیت میں شرک لاتا ہے مشرک ہو گیا ہے جواب نامہ جو دیکھا تو جواب
جنگ تھا رستم خان نے فرمایا کہ میں آج و کل اور انتظار کرونگا پرسوں لشکر لیکر شہر پر حملہ کرونگا کہ جس سواری
شہر کو لے لونگا تمام اہل شہر کو پھر مسلمان کرونگا جو دیر و بتکدے ہیں انکو منہدم کر دونگا اس اس مقام پر
بنائے مساجد کرونگا اہل دربار نے کہا کہ انتظار کی کیا ضرورت ہے کل ہی نہ غضب فرمائیے کہا کہ میں نے لکھا ہے

اور زبانی بھی کہلا بھیجا ہے کہ مین برائے مقابلہ آتا ہون پھر مین کیون پیش قدمی کرون اور اہل اسلام کے طریقے
کے خلاف کرون رستم خان کی یہ تقریر سنکے اہل دربار نے کہا کہ آپکو اختیار ہے ہم موجود ہین جو آپ کا حکم ہو
رستم خان نے بیان کیا کہ یہی میری راے ہے جو کہ مین نے بیان کی ہے یہ سب خاموش ہو رہے
تھوڑی دیر کے بعد رستم خان نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے کو گئے تو دوسرے روز صبح کو
رستم خان نے دربار کیا سب آ کر موجود ہوے دربار آراستہ ہوا رستم خان نے [illegible] بارگاہ کے
اٹھا دیئے سیر صحرا کرنے لگے کہ [illegible] کہ شہر کی جانب سے گرد اڑی اور آندھی [illegible] علامت
پیدا ہوئی کہ لشکر آتا ہے تک قلیل اسی دامن گرد سے [illegible] لشکر [illegible] ظاہر ہوا ابرار [illegible] مرکب پر
سوار گرد و پیش سردار عقب مین سامان ضروری ابرار نے لشکر اسلام کو دیکھکر میدان جنگ [illegible] میدان مین
چھوڑ کر پڑاؤ کا حکم دیا خیمہ وغیرہ جو کہ ہمراہ تھے برپا ہونے لگے سامان جنگ [illegible] خیمہ وغیرہ
برپا ہو چکے ابرار مرکب سے اتر کر اپنے خیمہ مین گیا اور سردار اپنے خیمون مین [illegible] آرام [illegible] ابرار
نے دربار نہ کیا ادھر رستم خان نے لشکر ابرار کو دیکھکر اپنے اہل دربار سے کہا کہ [illegible] سپاہ [illegible] پر
ابرار مقابلہ کرنے آیا ہے ایک حملہ مین تباہ ہوگا کیونکہ میرے نزدیک [illegible] لاکھ سپاہ [illegible] مین تو خیال کرتا تھا کہ
بڑا لشکر ہوگا یہان تو کچھ بھی لشکر نہ نکلا اہل دربار نے کہا کہ بھلا یہ لوگ کیا مقابلہ کر سکتے ہین [illegible] شاہ [illegible]
کل لشکر لیکر فرار ہو گیا تو اب لشکر کہان سے آسکے سنا گیا ہے کہ یہ لشکر [illegible] ہے جو اسکو
یہان چھوڑ گیا ہے اپنا کل لشکر ہمراہ لے گیا ہے یہ کیا مقابلہ کریگا یہ گفتگو کر کے رستم خان نے دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہے یہان تو یہ لوگ آرام [illegible] ہوشیار سے حاضر باش
و ناظر باش بلند ہے ادھر جب ابرار اپنے خیمہ مین داخل ہوا اپنے عیار مہتر اسرار کو طلب کیا اور
اس سے یہ کہا کہ تو جا کر خیمہ رستم خان کا دریافت کر کہ کس مقام پر ہے تو کچھ [illegible] اسکے
خیمہ مین جاؤ [illegible] اس سے کچھ خفیہ طور پر تقریر کرنا ہے مہتر اسرار نے عرض کیا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین
رستم خان کو گرفتار کر لاؤن ابرار نے کہا کہ نہین اسکی کوئی ضرورت نہین ہے مہتر اسرار اپنے مالک کے
حسب حکم اپنے لشکر سے نکل کر اپنی صورت بدل کر لشکر سجان مین آیا اور خیمہ رستم خان دریافت کر کے واپس گیا
اور اپنے مالک سے کہا کہ مین خیمہ معلوم کر آیا ابرار نے کہا کہ ذرا رات گذر لے تو مین چلون عیار پاس ابرار کے موجود رہا جب نصف رات
کے قریب پہونچی تمام لشکر سو گیا [illegible] لوگ بیدار رہے ابرار خاور زمین نے لباس شب روی تن پر آراستہ
کیا اور اپنے ہمراہ اپنے عیار کو لیکر چلا کیونکہ مہتر اسرار پر ابرار ظاہر تھا کہ یاد خدا وحدہ پرست ہے
کسی مصلحت سے نہین ظاہر کرتے ہین پس یہ اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر رستم خان کے چلا تمام راہ سے
بچتا ہوا [illegible] کی گشت سے اپنے کو پوشیدہ کرتا ہوا داخل لشکر رستم خان ہوا دیکھا کہ تمام لشکر سو رہا
ہے پیچھے عقب خیمہ رستم خان کے آیا اور سراپچہ چاک کیا اسکے اندر جھانک کر دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ تمام
پہرے والے اور جو جس کام پر مقرر تھے سب سو رہے ہین صرف ایک خادم بیٹھا ہوا [illegible]
کر رہا ہے اور روشنی خوب ہو رہی ہے انکو دیکھکر اب تو خوف کھا نہین اپنے لشکر سے نکل آئے تھے رستم خان
کے بھی لشکر سے پوشیدہ یہان تک پہونچے تھے اسی سراپچہ کے ذریعہ سے مع اپنے عیار کے داخل
خیمہ ہوئے در خیمہ سے اس لیے نہین آئے کہ کوئی دیکھ لے اور شور کرے تو راز افشا ہو جائے اپنا مطلب
رہ جائے میرے لشکر کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو اس خیال سے عقب خیمہ سے گئے تھے اس خدمتگار نے
دیکھا کہ دو سیاہ پوش سراپچہ چاک کر کے داخل خیمہ ہوئے ہین اور اسطرف چلے آتے ہین یہ انکو دیکھکر ایسا

خوف زدہ ہوا کہ کچھ کلام نہ کرسکا آواز تک نہ دے سکا خاموش بیٹھ رہا کہ وہ دونون قریب مسہری کے پہونچے ابرار
نے اُس خادم سے کہا کہ اپنے آقا کو بیدار کردے اُسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش صورت دیکھا کیا کہ خود ابرار نے
منھ پر سے دوشالہ اُٹھا لیا اور صدا دی کہ اے رستم خان بیدار ہو مین تمھارے پاس آیا ہون مجھ سے کچھ کہنا ہے
یہ صدا سُنکر رستم خان کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ دو سیاہ پوش برابر مسہری کے کھڑے ہین اور میرا خادم
خاموش بیٹھا ہے رستم خان نے آواز دی کہ تم کون ہو جو یون میرے خیمہ مین چلے آئے ہو ابرار نے کہا کہ
آپ پریشان نہ ہون مین ابرار خاوری ہون آپ سے کچھ عرض کرنا ہے یہ سُنکے رستم خان اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ
کیون اسوقت اس طور سے تشریف لائے ہو ابرار نے کہا کہ مین ایک ضرورت سے آیا
ہون اور اگر آپکو یقین ہو تو آپ جسکی فرمائین مین قسم کھا کر اقرار کرون کہ مین دوسرا نہین ہون رستم خان نے
کہا کہ مجھکو کسی قسم کا خوف نہین ہے مین قسم لیتا ہون یہ کہکے مسہری پر سے اُتر کے مسند پر آ بیٹھا اور اپنے
ابرار کو بٹھایا اور شمع پیش کی اُسکے بعد کہا کہ فرمائیے کیا آپکو فرمانا ہے ابرار نے کہا کہ مین اسوقت اس لیئے
حاضر ہوا ہون کہ آپ سے اپنی کیفیت عرض کرون وہ کیفیت یہ ہے کہ آپکا نامہ میرے پاس پہونچا اُس
کے مضمون سے آگاہ ہوا مجھکو کوئی عذر نہین ہے مین خطاوار اور حاضر ہون آپ جو فرمائین بجا ہے مین اصل
حالت تقیہ مین ہون اور یہ میرا عیاری کا گروہ لوگون کا حال مجھکو نہین معلوم ہے کہ انکی کیا حالت
ہے اور انکے دلون کی کیا کیفیت ہے مگر مین تو خدا پرست ہون اگرچہ کسی وقت مین خدا پرستی
سے انکار نہین کیا جب ارزنگ تھا تو بھی مین حالت تقیہ مین تھا مگر یہ جو جواب مین نے
آپکو تحریر کیا تھا اُسکا سبب یہ تھا کہ مصلحت وقت یہی تھی کیونکہ مجھکو اہل دربار اور اہل لشکر پر
اپنے اعتبار نہ تھا کہ انکی کیا کیفیت ہے آیا وہ بھی خدا پرست ہین یا نہین مجھکو یہ خوف تھا کہ مین اگر
اپنی اصلی حالت ظاہر کرون اور کسی قسم کی بدعنوانی کرون اور یہ لوگ میری اس بدعنوانی
سے ناراض ہون اور مجھکو گرفتار کرلین اور کسی کو بادشاہ کردین تو شہر ابھی ہو مین اس فکر مین تھا
کہ کسی طور سے مین کسی اہل اسلام کو خبر کرون وہ لوگ لشکر کشی کرکے آئین اور شہر پر قبضہ کرین یہ
فکر میری تھی اور اسی فکر مین غرق رہتا تھا ناگاہ آپ نے جواب تحریر کیا اور اسی روز لشکر کو لیکر آپکے
مقابلہ کو آیا مین کیا آپ سے مقابلہ کرسکتا ہون کیونکہ مین بھی خدا پرست آپ بھی خدا پرست ہین
ارزنگ کا کیا پاس کرونگا جب تک یہان ارزنگ تھا تو کل اہل شہر جو کہ اسوقت میرے ملازم
ہین سب برخلاف تھے بات بات پر آمادہ فساد تھے وہ عہد و اقرار کیا کہ جو کسی نے نہ کیا ہوگا خوب شہر کو
تباہی سے محفوظ رکھا دوسری مرتبہ مقبرہ کہدینے سے بچایا مگر نہ معلوم اب انکی کیا کیفیت ہے مین اسی
خوف سے آپکے پاس آیا ہون کہ مجھکو خیال ہے یہ نہ کہین کہ ابرار خاوری مرتد ہوگیا اپنے ہم مذہبون سے
مقابلہ کرتا ہے دوسرے مین اس حکومت سے عاجز ہون خدا آبرو رکھے میری رائے یہ ہے کہ مین صبح کو
طبل جنگ بجوا کر آپکے مقابلے کو نکلون کسیکو نہ بھیجون خود مقابلہ کرون آپ بھی اپنے لشکر سے نکل کر میرا
مقابلہ کرین میرے آپکے جنگ و پیکار ہو مین آپکا کسی حالت مین مقابلہ نہین کرسکتا ہون
آپ مجھکو ضرور گرفتار کرلیجیئے پس مین آپ سے کہونگا کہ مین نے اپنا مذہب قدیم قبول کیا اُسکے
بعد لشکر کا بھی حال معلوم ہوجائیگا رستم خان نے ابرار خاوری کو گلے سے لگایا اور کہا کہ
مین خود حیران تھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ ابرار خاوری نے مذہب خدا پرستی ترک کیا اور کفر
اختیار کیا اور کسی صورت سے شہر کو کفر آباد رہنے دیا اور میرے نامہ کا جواب جنگ لکھا مجھکو

میرا نام ملک الموت ہی مین ہر مقام پر بلا اجازت جا سکتا ہون مجکو حکم ہی جہان جاہون چلا جاؤن
کوئی مجکو روک نہین سکتا ہی نہ منع کر سکتا ہی مجکو حکم ہوا کہ ہمارے دوست سلیمان کو ہمارے پاس لے آؤ
مین آپکی روح قبض کرنے کو بحکم خداوند جلیل آیا ہون آنحضرت نے یہ سنکے ملک الموت سے فرمایا
کہ اتنی مہلت دو کہ مین اپنی کل سپاہ کا معائنہ کرلون ملک الموت نے عرض کیا کہ حکم نہین ہی انھون نے
فرمایا کہ بسم اللہ کرو کوئی مجکو عذر نہین ہی مین موجود ہون بس ملک الموت نے حضرت سلیمان کی روح قبض کی
یہ خدائی کے معنی ہین یہ خداے حقیقی و رب تحقیقی ہی کہ اسکا حکم ٹل نہ سکا اور جسکو اسنے طلب کیا وہ بلا عذر
چلا گیا یہ کیسا خدا کہ اپنے بندون سے خواہش کرے اور وہ انکار کرین یہ تو صفت خدا کی نہین ہی اگر با دالزن
نہ خدا کی آنکھ ہی مگر دیکھتا سب کچھ ہی ہر ایک کی رگ گلو سے قریب ہی قالب انسان خاتمہ خدا کہلاتا ہی منہ نہین ہی
مگر کلام کرتا ہی کوئی اعضا مثل اعضاے بشری کے نہین رکھتا ہی نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہی نہ اس سے کوئی پیدا
ہوا ہی صرف اسکے حکم سے یہ تمام دنیا زمین و آسمان جن و بشر شجر و حجر دیو و پری بہشت و دوزخ خلق ہوئے
ہین اسنے ہم گمراہون کی ہدایت کے لیے نبی برحق خلق فرمائے تاکہ ہمکو راہ نیک کی ہدایت کرین اسکو
بھیجوائین تاکہ ہم راہ ضلالت کو ترک کرکے راہ ہدایت اختیار کرین یہ صرف اسکی ہمارے حال پر عنایت
تھی اگر وہ مرسل نہ خلق فرماتا تو ہم لوگ ہمیشہ گمراہ رہتے ہر ایک شی کو اپنا خدا تصور کرتے جو چیز ہماری
سبب حیات ہوتی وہی ہماری خدا تھی یہ اسکی عین قدرت ہی کہ اسنے کیا کیا اشیا ہمارے لیے جو کہ زندگی
کا سبب ہین پیدا کین خیال کرنے کا مقام ہی کہ کیونکر نو ماہ تک شکم مادر مین بچہ کو رزق پہونچاتا ہی اور نو ماہ
تک پرورش کرتا ہی جب زمانہ ولادت کا قریب ہوتا ہی تو تین دن قبل پستان مادر مین شیر پیدا کرتا ہی
اس قسم کا خدا ہی یہ خدا کیسا کہ بندون سے بھاگا بھاگا پھرے اسی ارزنگ کے باپ دادا اسقدر
پریشان ہوئے کہ ہر ایک ملک و دیار مین پوشیدہ ہوتے پھرے دامن کوہ مین پناہ لیتے پھرے گر الیسے
منحوس قدم تھے کہ جہان گئے اس ملک کو ویران کیا اور اس ملک کے بادشاہ کو قتل کرایا آخر کو
خود بھی قتل ہوئے یہ ہی شان خدائی ہی یہ ہی قدرت نمائی ہی کہ ایک عمرو عیار نے کیا کیا گت کی ایسا
بے خبر خدا کہ اسکی ریش پر عمرو نے پیشاب کرکے گند استرے سے مونڈا اور اسکو خبر تک نہوئی یا مثل
اسکے بہت سی ذلیل باتین کین جو کہ بیان کرتے ہوئے حجاب آتا ہی تو یہ امر بالکل خدائی کے خلاف ہی
جو کمزوری کہ بشر کو ہوتی ہین وہ خدا مین نہین ہین اول تو وہ ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا نہ اسکی
مان ہی نہ باپ نہ بیٹا نہ بیٹی نہ جورو وہ ایک بقعۂ نور ہی ایسا نور ہی کہ کوئی اسکے جمال کی تاب نہین لا سکتا
ہی اسکو کون دیکھ سکتا ہی زمانہ سابق مین حضرت موسی کی امت نے اسکی خواہش کی تھی کہ ہم خدا کو
دیکھینگے ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ کسی کو تاب نہ رہی سب بیہوش ہوکر گر پڑے کوہ طور جل گیا نہ یہ کہ خدا اسکے
سامنے موجود ہی سب اسکو دیکھتے ہین وہ مثل ہمارے کھاتا ہی بول و براز کرتا ہی یہ صفت خدا کی نہین ہی
وہ وحدہ لا شریک ہی وہ اکیلا ہی تمام دنیا سے قبل ہی اور سب فنا ہونگے وہ باقی رہیگا جو جیسا کہ آیہ
کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - اسکے سوا کوئی باقی نرہیگا سوا اسکے
اسکی ذات کے سب کو فنا ہی پس اے بھائیون تمکو لازم ہی کہ تم اس گمراہی کو دور کرکے راہ نیک کو
اختیار کرو دیکھو تو اس راہ کے اختیار کرنے سے تمکو کیا مرتبہ ملتا ہی بہشت تمہارا مسکن ہوگا
بعد وفات زمانہ حیات مین مومن کہلاؤ گے ہر ایک عزت کریگا وہ لقا کیا مرتبہ تھا وہ [illegible]
سنکر ناخلف بختی ارزنگ تو زبان [illegible] حرام در حرام ملنگ والدا [illegible] یہ کیا کرسکتا ہی اسکی [illegible]

کرتاون سے جو لگی تو دماغ مین جاکر بھی دماغ سے شعلے نکلنے لگے دنیا آنکھون مین تاریک ہو گئی یہ بھول گئی کہ مین سحر
کر گئی تھی کہ جو کوئی مسہری پاس آئے بیہوش ہو کر گرے اور یہ خواص اسکے سامنے اسی مقام پر بیہوش ہوئی تھی مگر یہ حالت
دیکھکر اُسکا یہ خیال ہوا کہ شہزادہ جو یہان آیا اسکو جوان دیکھا اسپر اسکا دل آگیا اسکے پاس اس قصد سے لیٹا
اسنے کچھ انکار کیا ہوگا بس اسی تکرار مین یہ اس سے بیٹھکر اور اپنا مطلب دل پورا کرنے کا قصد رکھتا ہوگا کہ سو گیا
اس وقت سے بیدار نہین ہوا ہے یہ خیال کر رہی تھی کہ اسکو خیال آیا کہ یہ خواص تو میرے سامنے بیہوش ہو گئی
تھی اسکی کچھ خطا نہین ہے بلکہ یہ ساری شرارت شہزادہ کی ہے یہ آیا ہے اسکو جوان پاکر اس سے لپٹا ہے کہ کام دل
حاصل کرون کہ یہ بیہوش ہو گیا مگر یہ خیال نہین آتا ہے کہ یہ میرا سحر ہے کہ اسکے سبب سے بیہوش ہوا ہے بس یہ اسکو
خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کرو کہ کیا ارادہ ہے اسکا بس یہ اسکے قریب آئی اور شانہ پکڑکر ہوشیار کرنا چاہا وہ
تو سحر سے بیہوش ہوا تھا جب تک سحر نہ دفع ہو کیونکر ہوشیار ہو یہ ہوشیار کرتے کرتے عاجز ہو گئی یہ خیال کرنے لگی
کہ کیا یہ مر گیا ہے سینہ پر جو ہاتھ رکھا تو سانس کو پایا وہ گمان اسکا جاتا رہا کہ مر گیا ہے مگر حیران ہے کہ یہ کیا
سبب ہے جو ہوشیار نہین ہوتا یہ خیال آیا کہ یہ میرے سحر کا اثر ہے یہ میرے سحر سے بیہوش ہوا ہے گویا اسکا قصد تھا کہ
مین اس سے اپنا کام دل حاصل کرون مگر سبب سحر کے بیہوش ہو گیا اب مین اسپر سے سحر دفع کرون دیکھون کہ
کیا اسکی کیفیت ہے بس اسنے اپنا سحر شہزادہ پر سے دفع کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے کو عجب حالت سے دیکھا
کہ مین ایک خواص کے پہلو مین لیٹا ہون میری ٹانگین اور اسکی ٹانگین باہم ملی ہوئی ہین اور ایک ہاتھ
میرا اسکے پستان پر ہے ایک اسکی گردن کے پاس میرا منہ اور اسکا منہ میرا برابر ہے یہ حالت دیکھکر شہزادہ بدحواس
ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا مین کوئی خواب دیکھ رہا ہون اپنی آنکھین ملکر جو دیکھا کہ در اصل یہی حال ہے یا خواب
و خیال ہے اب جو دیکھا تو در اصل اسی حالت کو پایا بس بہت جلد اس سے جدا ہو گیا اور طرف مسہری
کے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہے یا جاگتی ہے کہین اسنے تو یہ حالت نہین دیکھی اگر دیکھی ہوگی تو بڑی خرابی ہوگی کیا
تدبیر کرون مگر ملکہ سے کیا کہونگا جو وہ دریافت کرینگی بس یہ خیال کر کے ملکہ کے خوف سے اسکے پہلو سے
اٹھکر غرق شرم مین ڈوبا ہوا ایک طرف سرنگون ہوکر بیٹھ گیا ملکہ نے جو اسکو شرمندہ پایا تو معلوم ہوا کہ شہزادہ
بیدار اپنی حالت سے نہین اس سے لپٹا تھا یہ میرے سحر مین مبتلا ہو کر اسکے برابر گر پڑا اسکی خطا نہ تھی نہ اسکی خطا ہے
یہ سوچکے تو پوشیدہ تھی اسی حالت مین مسہری پر آئی اس نیلے کو سحر سے غائب کر دیا آپ پلنگ پر لیٹ رہی اور
اپنے کو ظاہر کیا چونکہ جاگ رہی تھی ایک انگڑائی لی اور ڈوپٹہ منہ پر سے اٹھایا منہ کھولکر دیکھا کہ یہ میری
صورت دیکھکر کیا کرتا ہے جب شہزادہ نے دیکھا کہ ملکہ بیدار ہوئی ہے اور شرمندہ ہوا اور زانو سے فکر پر سر
جھکا لیا اور دریائے فکر مین غوطہ زنی کرنا شروع کی کہ کیا تدبیر کرون ملکہ اتنے مین اٹھ بیٹھی گو یہ سب
باتین جھوٹ کی صرف بنالے اور اس سبب سے کہتین کہ کوئی پہونچا نہ کہ ملکہ یہان نہ تھی جب بیٹھی
تو شہزادہ کی طرف دیکھکر کہنے لگی کہ کیون تم وہان کیون بیٹھے ہو مسہری پر کیون نہ آئے مجھکو جگا
کیون نہ لیا مگر شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا ملکہ نے کہا کہ کیون جواب نہین
دیتے ہو کیا مجھسے خفا ہو شہزادہ نے کہا کہ مین کیا جواب دون تم سے شرمندہ ہون آج ایک نئی
بات ہوئی کہ جو کبھی آج تک نہ ہوئی تھی مجھکو بڑی حیرت ہے کہ یہ کیا امر تھا جمودہ نے کہا کہ کیا ہوا
شہزادہ نے کہا کہ جب مین نے تمھارا انتظار کیا اور تم میری خوابگاہ مین نہ آئین تو مین تمھاری
خوابگاہ مین آیا تمکو دیکھا کہ تم مسہری پر لیٹی ہوئی ہو مین مسہری کے قریب آیا یہ خواص جو مسہری
پاس دیکھو لیٹی ہے اسی حالت سے پڑی ہوئی تھی مین جیسے ہی مسہری پاس پہونچا نہ معلوم

کیا خواص تھا کہ ایک ہوا سے سر و آئی میری آنکھ بند ہو گئی پھر مجکو خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری کیا نیا خواص تھا
اُس ہوا کا کہ جس سے یہ حالت پیدا کی ابھی ابھی میری آنکھ کھلی ہے کو اس خواص سے پہلو مین لیٹے ہوئے
پایا اور عجب صورت سے وہ حالت بیان کی جس سے میری یہ حالت ہوئی ہے مین شرمندہ ہون
میری آنکھ چار نہین ہو سکتی ہے کہ تم اپنے دل مین کیا کہتی ہو گی کہ عجب اسکی خراب طبیعت ہے خواص یہ سنکر فریفتہ
ہو گئی اسکو پیار بھی خوف نہوا ملکہ شمسی اور کہا کہ واہ کیا خوب یہ تو نئی بات ہے خوب فقرہ کیا قسمت کا اسے
سمجھی مین نے اس حالت کو نہین دیکھا تم شرمندہ نہو کوئی عارضہ تمکو لاحق ہوا ہوگا کسی سبب سے تم
گر پڑے ہو مین سوتی تھی ورنہ اسکی تدبیر کرتی یہ نہوتا کہ تم بیہوش پڑے رہتے خیر جو کچھ گذرا سو گذرا
اسکو جانے دو آؤ یہ خواصین کسقدر بیباک ہو گئی ہین اور تمام حرامی ہے کمر باندھی آ کر کیا اب تک سو رہی ہین
جزری کا سنا ہو گئی ہین کوئی کام کا خیال نہین ہے مستانیان ہو گئی ہین یہ کہکر کچھ پڑھا کہ کسی کو نہ معلوم
ہوا سب پر سے سحر دفع ہو گیا بس اسنے ایکبار تنبیہ کا سر کیا اور غصہ کرکے کہا کہ تم بہت بے ادب ہو گئی ہو کہ
ابھی تک سو رہی ہو کوئی خیال نہین ہے کہ مالک اٹھے ہونگے تمھاری نیند تو ہماری نیند سے زیادہ ہے تم
سب کی سب لائق سزا کے ہو یہ جو کہا سحر تو دفع ہو چکا تھا سب کی سب گھبرا کر اٹھین خصوصاً وہ خواص جو کہ
اُس حالت سے پڑی ہوئی تھی اب جو اٹھی اپنے کو درست کرنے لگی کیونکہ دیکھا کہ بادشاہ بیٹھے ہوئے ہین
جھو و سب پر بہت خفا ہوئی شہداد کی بھی شرمندگی کم ہوئی خواصون نے عذر کیا کہ ملکہ خطا ہوئی اب
ایسی خطا نہو گی معاف فرمایئے ملکہ نے کہا کہ اب ایسی خطا ہوگی تو سزا دونگی یہ کہکر مسہری پر سے
اٹھی اور شہداد کو ہمراہ لیکر بیرون خوابگاہ خفا ہوتی ہوئی آئی کہ آج سب کی سب مرگئین تھین کسی نے
نہ بیدار کیا سب اس لائق ہین کہ برطرف کیجائین کسی کو خیال نہین سب مارے سستی کے بلبلاتی ہین
مرد کی تلاش ہے کسی کو سستی کے سبب سے ہوش نہین ہے کہ ملکہ و بادشاہ ابھی تک بیدار نہین
ہوئے ہین جاکر بیدار کرین وہ سب کی سب عذر کرنے لگین کہ ہم سے خطا ہوئی ہے اس سبب سے
نہین بیدار کیا کہ شاید آپ خفا ہون جھو و نے کہا کہ تمکو یہ بھی خیال نہ آیا کہ یہ وقت دربار کا ہے
بادشاہ کو دربار مین جانے کی دیر ہوتی ہے اہل دربار منتظر ہونگے جھو و بہت خفا ہوئی سب نے
عذر کیا اتنے عرصہ مین شہداد نے سب امورون سے فرصت کرکے طرف دربار کے راہ لی
یہان جھو و سب پر غصہ کیا کی شہداد دربار مین گیا اہل دربار نے مجرا کیا کہا کہ پرچہ اخبار آیا اسمین
یہ خبر ہے تھا کہ گلزار شاہ پر گلاب شاہ بادشاہ گلابستان نے لشکر کشی کی ہے اور اب ہم دونون
لشکر مقابلہ کرتے ہین شہداد نے طرف وزرا کے دیکھکر کہا کہ ہمکو گلزار شاہ نے خبر نہ کی ہم
ضرور اسکی مدد کرتے وزرا نے عرض کیا کہ مہلت نہ ملی ہوگی جو آپکو خبر کرتے خیر اب جو حال
گذرے گا وہ پرچہ اخبار سے معلوم ہوگا شہداد نے کہا کہ تمھاری رائے کیا ہے کہ مین مدد کرون اور
لشکر لیکر جاؤن یا نہ وزرا نے کہا کہ آپکو کیا ضرورت ہے جب اسنے خبر نہ کی تو کیا سبب
کہ آپ بادشاہ کو اپنا دشمن کرتا کیا ضرور ہے گلاب شاہ بہت بڑا بادشاہ ہے اسکے پاس لشکر کثیر ہے
ایسے شخص کو دشمن کرنا کسی صورت مین زیبا نہین ہے ہان اگر گلزار شاہ مدد کا خواستگار ہوتا تو
ضرور اسکی مدد کرنا واجب تھی شہداد نے کہا کہ تمھاری رائے خوب ہے اب شہداد نے بعد
تھوڑی دیر کے دربار برخاست کیا محل مین گیا وہ دن تمام ہوا رات ساتھ جھو و جادو
کے آرام سے بسر کی صبح کو پھر دربار مین آیا راوی نے بیان کیا ہے کہ ارزنگ بن زمرد

۲۰

سے دو پہلوان روانہ کیے تھے کہ تم تمام عالم مین میرا مذہب جاری کرو لوگون کو میری بندگی پر راضی
کرو ایک خط منشور دیا کہ تم جس ملک مین جاتا یہ خط منشور اس ملک کے حاکم کے روبرو پیش کرنا
اور کہتا کہ یا تو اس خط منشور پر مہر کرو کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان نہین ہے جو پہلوان
قدرت ارژنگ سے مقابلہ کرے اور مذہب ارژنگ پرستی قبول کرو یا کسی پہلوان کو حکم دو کہ
وہ میرا مقابلہ کرے اگر مین اسکو زیر کر لون تو اس وقت مین بھی تمکو مہر کرنا ہوگی اور مذہب ارژنگ
پرستی قبول کرنا ہوگا اور اگر مین مغلوب ہونگا تو تمھاری اطاعت کرونگا یہ تقریر دونون کو بصلاح
شگان تعلیم کی تھی چنانچہ وہ دونون مرتد اسی شہر سے روانہ ہوئے تھے انمین سے ایک تو
شہر زرین حصار مین ہاتھ سے رستم ثانی کے قتل ہوا کہ جسکا ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے اسکا نام صہیب قل کشتی گیر تھا
جبکہ رستم ثانی حالت فقیری مین تھے اور فقیر ہوکر نکل گئے تھے یہ داستان تو ناظرین کی نظر سے
گذر چکی ہوگی دوسرا کہ نام اسکا صہیب تیغ زن تھا وہ خط منشور لیکر جو چلا تھا تو پہلے اس شہر مین پہونچا
اسکے ہمراہ پانچ ہزار اسکے شاگرد اور ملازم تھے جب یہ اس شہر مین پہونچا ایک شہر مختصر پایا مگر بہت
آباد کاروان سرائین بہت رعایا شاد ملک آباد ہر جگہ کو دیکھ رہا ہے یہ شہر کو دیکھتا ہوا مع اپنے
ہمراہیون کے ایک سرا مین پہونچا اور ایک کمرے کرایہ پر اترا تمام شاگرد و ملازم اترے ایک بھٹیاری
سے پوچھا کہ اس ملک کا کیا نام ہے اور یہان کا حاکم کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اور کیا مذہب ہے
اسنے اسکی صورت دیکھی اور بہت جوان قوی با صورت دیکھکر حیران ہوکر کہنے لگی کیون پہلوان
صاحب آپ یہ فرماتے ہین کہ سوائے زہرہ پرستی کے کوئی اور مذہب ہے جو آپ دریافت فرماتے ہین
کہ کیا مذہب رکھتا ہے ہمکو ایک زمانہ ہو گیا اس شہر مین رہتے ہوئے اور دنیا پر آئے ہوئے ہمکو تو
سوائے لقا پرستی اور زہرہ پرستی کے دوسرا مذہب نہین سنا ہے وہ خدا ہین لقا جو خدا تھے
وہ جب چولا بدلکر بالائے آسمان تشریف لیجانے لگے تو خدائی اپنے فرزند زہرہ کو دے گئے تھے انکی لوگ
بندگی کرنے لگے اب سنا ہے کہ وہ بھی چولا بدلکر بالائے آسمان تشریف لیگئے ہین مگر ہم لوگ انھین کو
خدا مانتے ہین اس ملک مین یہی مذہب جاری ہے یہان کے بادشاہ کا بھی یہی مذہب ہے ہمنے سوا
اسکے اور کوئی مذہب سنا نہین نہ کوئی خدا ہے کہ جسکا مذہب ہو صہیب تیغ زن نے کہا کہ تو ایک مذہب
اور ایک مدت سے رواج پا چکا ہے اور اسکے قبضہ مین بہت سے ملک ہین وہ مذہب یہ ہے کہ وہ
لوگ خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین اسکو اپنا خدا جانتے ہین وہ خدا پرست کہلاتے ہین انھون
نے بہت زور باندھا ہے انھین کی باتون سے دونون خدا عاجز ہو کر بالائے آسمان تشریف لیگئے
ہین اسی سبب سے مین نے دریافت کیا کہ یہان کے لوگ کیا مذہب رکھتے ہین کیونکہ جہان جہان جاتا ہون
سوائے خدا پرست کے کوئی ملک ایسا نہین ملتا ہے جو لقا پرست ہو یا زہرہ پرست ہو مین تو عاجز
ہو گیا کیونکہ یہ لوگ ہمارے نزدیک ملیچھ ہین اگر انکی ہوا بھی لگ جائے تو ہم ناپاک ہوجائیں ہمکو ضرور ہے
کہ ہم اشنان کرین تو مین پریشان ہوتا ہوا اتفاقاً اس ملک مین آ نکلا مین سمجھا تھا کہ یہ ملک بھی انھین
ملیچھون سے آباد ہوگا خیر میرے مذہب کے لوگ اس ملک مین آباد نکلے ہان بتا کہ اس ملک کا نام کیا ہے
اسنے کہا کہ اسکو ملک نیرنگ کہتے ہین یہان کے حاکم کا نام شمشاد شاہ ہے یہ سنکے اسنے اسکو خرچ دیا کہ ہم
پانچ ہزار آدمی ہین ہمارے لیے کھانا تیار کر وہ بھٹیاری بہت خوش ہوئی انتظام کرنے لگی اسنے دو دن تو اس
سرا مین بسر کیا بھٹیاری نے کھانا وغیرہ پکا کر لا کر کھلایا اور رات بھی بسر ہوئی چونکہ یہ راہ کا تھکا ہوا تھا اس دن تو

اُسنے سرائے مین قیام کیا دوسرے دن چند اپنے شاگردون کو لیکر اور خط فتنشور لیکر طرف دربار کے چلا راہ طے کرکے
درِ دولت پر پہونچا درگاہ سالار سے کہا کہ جاکر عرض کرو کہ ایک پہلوان پاس سے خداوند ارژنگ [illegible]
زمرد کے آیا ہے اسکو کچھ عرض کرنا ہے باریابی چاہتا ہے درگاہ سالار یہ سنکے اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پر سے
مجرا کیا عرض کیا کہ حضور مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون شداد نے کہا کہ کیا عرض کرتا ہے درگاہ سالار نے
عرض کیا کہ ایک پہلوان وارد دولت پر حاضر ہے باریابی چاہتا ہے کچھ عرض کرتا ہے شداد نے یہ سنکے کہا کہ اسکو
بھیجدو کہ وہ کیا عرض رکھتا ہے یہ سنکے درگاہ سالار اسیوقت باہر دربار کے آیا اور اُس سے کہا کہ
آپکو طلب کیا ہے یہ سنکے وہ پہلوان مع اپنے شاگردون کے داخل دربار ہوا مجرا گاہ سے قواعد شاہی
بجا لایا دربار کو دیکھا کہ خوب آراستہ ہے چند پہلوان کرسیون پر دنگلون پر بیٹھے ہوئے تھے یہ
سردار جو کرسیون پر بیٹھے تھے وہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگئے کہ یہ پہلوان زبردست ہے ایسا کوئی جوان اس دربار
مین نہ تھا سب سے زیادہ زبردست تھا قد اسکا کوئی [illegible] انچ کا ہاتھ پاؤن قوی سینہ کشادہ کمر
گنبد دوار کے مقابل آلات جنگ سے درست سر پر خود آہنی رکھے ہوئے سامنے آکر کھڑا ہوا شداد
دیکھکر حیران ہوگیا تمام اہل دربار پر اُسکا رعب طاری ہوا شداد نے جو اُسکو دیکھا تو اُس سے کہا آئیے
تشریف لائیے یہ سنکے وہ پہلوان ایک دنگل پر جو کہ برابر تخت شاہی کے بچھا ہوا تھا بیٹھ گیا وہ دنگل
دراصل جبرنگ کا تھا جب سے وہ گیا ہے اسپر غاشیہ پڑا رہتا تھا یہ غاشیہ اٹھاکر اسپر بیٹھ گیا یہ حرکت
دیکھکر اہل دربار دنگ ہوگئے یہ اُسنے حرکت بہت بیجا کی کہ اُس دنگل پر بیٹھ گیا جو کہ بہت بڑے
شخص کا ہے اگر وہ ہوتا تو بہت بڑی خرابی ہوتی کیونکہ وہ بہت بڑا بدمزاج تھا ضرور کشت و خون
ہوتا یہ باہم اشارے کرکے سب خاموش ہو رہے مگر شداد نے کہا کہ اے پہلوان تو نے بڑا
غضب کیا کہ اُس شخص کے دنگل پر بیٹھ گیا کہ جو کہ جو خداوندزادہ ہے یعنی زمرد بن لقا کے فرزند
ہین وہ آجکل بالائے آسمان پاس اپنے پدر بزرگوار کے گئے ہوئے ہین کیونکہ انکو انکے والد بزرگوار
نے برائے سپرد کرنے خدائی کے طلب کیا ہے وہ وہان گئے ہین اگر وہ ہوتے تو اسوقت بڑا
غضب ہوتا وہ بہت بڑے بدمزاج ہین وہ پہلوان یہ سنکے کہنے لگا کہ یہ کون فرزند ہے زمرد کا
زمرد تعالی کے ایک فرزند ارژنگ ہین جو کہ خداوند ہین یہ سنکے شداد نے کہا کہ کیا کوئی ارژنگ
خداوندزادہ زمرد کے فرزند ہین اُسنے کہا کہ ہان مین جنکا روانہ کیا ہوا آیا ہون ابھی آئینگے وہی خداوند
ہوئے ہین مین انھین کا روانہ کیا ہوا آیا ہون انکی خط فتنشور میرے ہاتھ روانہ کیا ہے کہ یا تو
مجھ سے کوئی مقابلہ کرے یا یہ اظہار کرے کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان نہین ہے کہ جو آپکے
پہلوان قدرت سے مقابلہ کرے بس مہر کردے خط فتنشور پر اور اطاعت کرے خداوند ارژنگ
کی شداد نے کہا کہ یہ تو مین نے سنا کہ آپ خط فتنشور لیکر آئے ہین میرے ملک مین بہت سے
ایسے پہلوان ہین کہ جو تمہارا مقابلہ کر سکتے ہین مگر جب تک وہ نہ آئینگے جنکو ہم فرزند خداوند کہتے
ہین اور وہ بالائے آسمان تشریف لے گئے ہین کیونکہ اب ہم انکے تابع ہین آپ جب تک قیام
فرمائین کہ وہ آلین اُس پہلوان نے کہا کہ گو مین قیام نہین کرسکتا ہون مگر آپ فرماتے ہین تو مین ضرور
قیام کرونگا تاکہ فیصلہ ہوجائے یا آپ مہر فرمائین یا آپکا پہلوان مجھکو زیر کرے یہ سنکے شداد نے کہا
کہ بہت اچھا اور حکم دیا کہ انکے قیام کرنے کے لیے کوئی مقام تجویز کیا جائے تاکہ آپ اُس مقام پر قیام
فرمائین یہ حکم دیکر شداد نے کہا کہ آپ کہان تشریف رکھتے ہین اُسنے جواب دیا کہ مین سرزمین [illegible] آیا ہون شداد نے

کہا کہ آپ اپنا اسباب وغیرہ منگالین اُسیوقت اپنے ملازم کو حکم دیا کہ میرا اسباب لے آؤ یہان اُسکے
قیام کرنیکے لیے مقام تجویز ہوا وہ اُسوقت تک دربار مین رہا جب تک دربار آراستہ رہا جو کہ تکلم ارژنگ
نے اسکو دیا تھا اور اوسپر ذکر ہو چکا ہے بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ کوئی اور فرزند نہ تھا خداوند زہرہ کا
جو کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے محض غلط دعویٰ کرتا ہے یہ سنکے کو شہداد اور اہل دربار کو برا معلوم ہوا تھا
مگر اُسکو زبردست پایا تھا باہم یہ اشارے کرکے خاموش ہو رہے کہ یہ بڑا مغرور ہے کہ ایسے کلام
کرتا ہے اول تو بے ادبی کی کہ آتے ہی دنگل پر بیٹھ گیا ہے یہ کچھ خبر نہ لی کہ خیر بیٹھ گیا تھا تو بیٹھ گیا وہ اسوقت
دربار مین کچھ نہیں ہین بالا سے آسمان گئے ہوئے ہین اسپر یہ تقریر کرتا ہے مگر کیا کرین کہ بادشاہ کا حکم
نہین ہے ورنہ اسی وقت اسکو زبان درازی کی سزا دینا ضرور تھی بادشاہ نے آنکی تشریف لانے پر جو موقوف رکھا ہے
تو ضرور شہداد ہی انکے تشریف لانیکے تو فساد ہوگا کیونکہ جب انکو معلوم ہوگا کہ یہ میرے مقام پر بیٹھ گیا ہے
تو وہ ضرور سزا دینگے یہ تو باہم مشورہ کر رہے تھے کہ شہداد نے دربار برخاست کیا اور داخل محل
ہوا نجود جادو سے تمام ماجرا بیان کیا وہ سنکے کہنے لگی کہ تمنے خوب بلا ٹالی اُسکو میرے فرزند کے
آنے تک رہنے دو وہ اگر ایسی تقدیر کریگا کہ نہ یہ ہو جائیگا شہداد نے کہا کہ اسی سبب سے
تو مین نے یہ بہانہ کیا کیونکہ یہان کوئی پہلوان اُسکا ہم مقابل نہ تھا جو اُس سے مقابلہ کرتا اور
اس تدبیر سے کوئی اور تدبیر نہ تھی شاید آنکے آنے تک کوئی پہلوان زبردست ہم پہنچ جائے
جو کہ اسکا مقابلہ کرسکے اور اسکو زیر کرے نجود جادو نے کہا کہ ہان تم خوف نہ کرو یہی سنکے شہداد وہان سے
باہر آیا اور اپنے وزیر کو طلب کیا اور کہا کہ کیون مین نے جو یہ تدبیر کی اچھی تدبیر کی یا بُری اُنہون
نے عرض کیا کہ آپ نے تدبیر تو خوب کی مگر یہ ہمکو بڑا مغرور و متکبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسنے وہ
حرکت کی ہے جو کہ ہم سبکے خلاف ہوئی اگر شاہزادہ ہوتا تو ضرور فساد ہوتا شہداد نے کہا کہ وہ تو
جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب بتاؤ کہ کون اس سے مقابلہ کریگا وزیر اعظم نے عرض کیا کہ خداوند اس
شہر کے قریب ایک صحرا ہے اُس مین ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعہ کو نمرود کہتے ہین اُس قلعہ کا حاکم نمرود
فیل پیکر ہے بہت قوی ہے زبردست ان روزگار ہے آج تک اُسکا کسی نے مقابلہ نہین کیا ہے سنا
اسکے سننے مین آیا ہے اور دیکھا بھی ہے کہ وہ صحرا مین تن تنہا جاکر شیر ببر کو پکڑ لاتا ہے اور اُسکے کان مین
ہاتھ ڈالکر مثل گربہ پاس کھینچ کے چیر ڈالتا ہے فیل مست کو ایک ضرب مشت سے پست کر دیتا ہے
اگر آپ اُسکو نامہ تحریر فرمائین اور اُسکو طلب کرین اور اسکا امیدوار کرین کہ مین تجھکو اپنا
سپہ سالار کرونگا تو یقین ہے کہ وہ آپکی مدد کرے کیونکہ مرد صحرائی ہے اُسکو کسی کا خوف نہین ہے
یہ سنکے شہداد نے کہا کہ یہ تدبیر تمنے خوب بتائی مین نامہ تحریر کرتا ہون تم مین سے کوئی لیکر
جائے بس اُسیوقت شہداد نے اسکو نامہ تحریر کیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے پہلوان جہان [illegible]
زبان رستم دوران نمرود فیل پیکر تمکو بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمکو معلوم ہوا کہ تم ایک
زمانہ سے اس صحرا مین مسکن گزین ہو مگر ہمکو اسکی بالکل خبر نہ تھی ایک عرصہ سے ہم اس فکر مین تھے
کہ کوئی پہلوان قوی ہمکو دستیاب ہو تو ہم اپنا سپہ سالار کرین کیونکہ ہمارا لشکر بدون
سپہ سالار کے بیکار ہے کوئی بند و بست لشکر کا کرنے والا نہین ہے کہ جو لشکر کو درست کرے
مگر کوئی میری نظر مین نہ آتا تھا قدرت سے خداوند زہرہ کی تم اس اقلیم کے قریب آکر مقیم ہوئے ہو
تمنے یہ قلعہ آباد کیا ہے اُسکو اپنے نام سے نامزد کیا ہے مگر تمنے آج تک ہمکو خبر نہ کی کہ ہم یہان آکر

مقیم ہوسے ہیں یہ صحرا ہماری قلمرو میں ہے لہذا ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ تم اس نامے کو دیکھکر ضرور ہمارے پاس آؤگے کیونکہ آجکل ہمپر ایک بلاے عظیم نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک پہلوان زبردست کوہی ارژنگ ہے اُسکی طرف سے آیا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی مجھسے مقابلہ کرے اگر میں زیر کرلون تو وہ میری اطاعت کرے اور جو میں سب میں کہون اُسکو قبول کرے اور بادشاہ اُس ملک کا یہ عبارت لکھکر مہر کردے کہ ہمارے ملک میں کوئی پہلوان ایسا نہیں ہے کہ جو اس سے مقابلہ کرے لہذا سبھنے مہر کردی ایک پہلوان تھا وہ زیر ہوگیا یا اگر کوئی نہو تو مہر کردے لہذا پہلا ملک اُسکو میا بلا میرے لشکر و شہر میں کوئی پہلوان ایسا نہیں ہے جو اُسکا مقابلہ کرے بس میں بہت پریشان ہوں میری آبرو جاتی ہے ذلت حاصل ہوگی تمام شہر کی ناک کٹجائیگی لہذا میں یہ امید کرتا ہوں کہ تم ضرور اُسکو مقابلہ کرکے زیر کروگے تم بھی تو اسی سرزمین کے رہنے والے ہو پس اگر ہماری آبرو ریزی ہوئی تو تمہاری بھی آبروریزی ہوئی کیونکہ لوگ یہ کہینگے اس سرزمین پر اتنا بڑا پہلوان موجود تھا اُسنے مقابلہ کیا اور مہر [illegible] کردی یہ بدنامی تمہاری ہے لیکن ہی ہے لہذا تم آکر اُسکا مقابلہ کرو اُسکا حلقہ اطاعت یہانکسی کو نہ پہننے دو بلکہ اپنا حلقہ اطاعت اُسکی گردن میں ڈالو تمہارے سبب سے تمام شہر کی آبرو بچتی ہے دوسرا یہ سبب نہیں رواج پاتا ہے کیونکہ سب اُسکا بھی مذہب پرست ہے مگر اب وہ یہ کہتا ہے کہ ارژنگ ہی زمین و خداوند ہیں اُنکو سجدہ کرو تو کتنی بڑی خرابی کی بات ہے یہ احسان بہت بڑا تمہارا اہل شہر پر ہوگا اور اسکے عوض میں میں تمکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا بہت بڑا عہدہ جلیل دونگا لہذا تم ہم سبکی آبرو رکھ لو اور بہت سے کلمات خوشامد تحریر کیے یہ نامہ تحریر کرکے اپنے وزیر کو دیا اور کہا کہ یہ نامہ لیکر تم آج ہی روانہ ہو وزیر نے کہا کہ ایک امر کا خیال رہے کہ کل وہ جو دربار میں آئے تو اُسکے لیے دنگل الگ ہو جائیگا جو دنگل پر شاہزادہ تمکن ہوتا تھا اُسپر اُسکو جگہ نہ دیجیے گا اور ایک دنگل جب آپ سنیگا کہ ثمود آتا ہے تو برابر اپنے تخت کے اُسکے لیے بچھائیگا اور اُسکا بہت اعزاز فرمائیگا سرداروں کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ فرمائیگا شداد نے کہا کہ جو تمنے کہا ہے اُسکے موافق ہوگا تم اطمینان رکھو بس وزیر بادشاہ سے رخصت ہوکر طرف قلعہ ثمود پیہ کے روانہ ہوا اُس نامے کو لیکر کہ اسکا ذکر آئندہ ہوگا شداد وزیر کو رخصت کرکے محل میں آیا اب حال شداد پھر تحریر ہوگا اب کچھ حال ثمود کا تحریر ہوتا ہے یہ قصہ اسی مقام پر موقوف کیا جاتا ہے آئندہ تحریر ہوگا

اب حال ثمود میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

کہ یہ جو تخت سحر پر سوار ہوکر طرف مشرق کے روانہ ہوئی تھی یہ تخت سحر اُڑائی ہوئی چلی جاتی ہے کہیں پر دم نہیں لیتی ہے چلا برابر چلی جاتی ہے جب دو پہر دن اُسکو راہ پر ہی میں گذرا اب اسکی یہ حالت ہوئی کہ مارے گرمی کے از سرتا پا غرق ہوگئی پیاس شدت سے لگی گرسنگی نے غلبہ کیا اُسنے ایک سایہ دار درخت دیکھکر اپنا تخت سحر بالاے ہوا سے زمین پر نیچے اُس درخت کے اُتارا کیونکہ وہ صحرا بہت شاداب تھا تمام صحرا میں گھاس لگی ہوئی تھی اُس درخت کے نیچے ایک چاہ بھی تھا یہ تخت سے اُترکر اُس چاہ پر آئی اور جگت پر بیٹھکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی اور یہ تصور کرنے لگی کہ کوئی پانی بھرنے آئے تو اُس سے ڈول لیکر میں بھی پانی پیوں اور اپنی پیاس کو بجھاؤں بڑی دیر تک انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر یہ مارے پیاس کے بیتاب ہوئی اسنے عرصے میں وہ وقت آگیا کہ وہ نماز

آفتاب گم ہو گئی اتنے عرصے تک یہ مارے پیاس کے بیتاب رہی جب سہ پہر کا وقت قریب آیا تو
اُٹھی کہ جا کر تلاش آب کرون تھوڑی راہ طے کی ہو گی کہ دیکھا چند عورتین باہم باتین کرتی ہوئین
ادھر کو چلی آتی ہین مگر جوان ہین خوبصورت ہین یہ انکو دیکھکر اُسی جانب چلی اودھر انھون نے
دیکھا کہ ایک عورت حسین خوبصورت سر سے پاؤن تک لباس فاخرہ پہنے ہوئے زیور جسم پر
آراستہ ہماری طرف آتی ہے انھون نے خیال کیا کہ ہمکو برسون ہوئے اس صحرا مین آتے ہوئے
مگر کبھی ہمنے کسی کو یہان غیر سے نہین دیکھا یہ کیا سبب ہے کہ آج ایک غیر عورت جو کسی ملک کی
شاہزادی معلوم ہوتی ہے نظر آتی ہے اسکے پاس جاکر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کہان کی شاہزادی
ہے یہان کیونکر آئی یہ باہم تقریر کرتی ہوئی قدم اُٹھائے ہوئے چلی آتی تھین جب نگود جادو کے قریب
ہو پہنچین تو اُسکو جھک کر سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا آپکا کدھر سے تشریف لانا ہوا کیونکہ اس
صحرا مین کوئی نہین آتا ہے جب تک حکم خداوند جم کا ہے سرزمین کوہ پرستون کے قبضے مین ہے آج تک
کوئی ہماری قوم کے خلاف اس صحرا مین نہین آتا ہے یہان اکثر ظہور ہوتا ہے ہمارے خداوند کا
ہر دم بندگی ہم کرتے ہین یہان سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ وہ بہت پُر فضا ہے اُسپر درخت میوہ دار
لگے ہین اُسی پہاڑ سے ہمیشہ صدا آتی ہے کبھی ہنسی کی کبھی راگ و رنگ کی اور ہمکو یہ حکم ہے کہ تم
اس پہاڑ کو سجدہ کرو کہ یہ ہمارا خدا ہے ہم اُسکو سجدہ کرتے ہین اس سرزمین مین تمام عورتین
بستی ہین مرد کا نام نہین ہے یہان کی بادشاہ ایک ملکہ ہے جسکو ملکہ الفراحم کہتے ہین وہ بہت
بڑی بہادر ہے کوئی آج تک اس سرزمین پر لشکر کشی کرکے نہین آیا ہے سوا آپکے آج ہمنے
آپکو دیکھا بڑا عجب ہوا کہ آپ کیونکر یہان تشریف لائین یہ کیا سبب ہے نگود جادو نے کہا کہ مین
اودھر سے جاتی تھی پیاس نے غلبہ کیا مین نے اس صحرا کو پُر فضا دیکھا اس صحرا مین آئی
پانی کی تلاش کرنے لگی کہ تم سے ملاقات ہوئی یہ تو بتاؤ کہ یہ جو بیان کیا کہ یہان سوا عورتون کے مرد کا
نام نہین ہے تو اولاد کیونکر پیدا ہوتی ہو گی انھون نے کہا کہ ہم آپ سے اس امر کو کیا بیان کرین یہ بہت بڑا
قصہ ہے آپ تشریف رکھین ہماری ملکہ تھوڑی دیر مین تشریف لاتی ہین آپ اُنسے ملاقات کرین اور جو
آپکو دریافت کرنا ہو اُنسے دریافت فرمائین وہ بیان کریگی وہ خوب ماہر ہین نگود جادو نے
کہا کہ تمھاری ملکہ یہان کیون تشریف لانے لگین انھون نے عرض کیا کہ یہان آٹھوین دن ظہور خداوند
ہوتا ہے اور جو کچھ آتا و حکم و احکام جاری کرنا ہوتے ہین وہ ملکہ سے بیان کرتے ہین ملکہ اُسپر عمل
کرتی ہین تو آج وہی دن ہے آج خداوند آسمان کوہ سے نکلکر یہان تشریف لائینگے نگود جادو نے
کہا کہ اے بہنون تمھارا بڑا احسان ہو گا جو تھوڑا پانی ہمکو پلا دو وہ یہ سُنکے صورت دیکھنے لگین اور
کہنے لگین کہ تم پیاسی ہو اور تمنے ابھی تک پانی نہین پیا نگود جادو نے کہا کہ پانی کہان تھا جو مین
پیتی انھون نے کہا کہ وہ سامنے چاہ قدرت ہے اور تم کہتی ہو کہ پانی کہان تھا جو مین پیتی نگود جادو نے
کہا کہ یہ تو مین نے بھی دیکھا کہ کنوان ہے مگر رسی ڈول ہو تو پانی کنوئین سے نکلے وہ یہ سُنکر اور حیران ہوئین
کہ یہ کہتی کیا ہے کہا یہ رسی ڈول کسے کہتے ہین کس چیز کا نام ہے ہمنے تو یہ نام آج تک نہین سُنا ہمکو جب
پیاس لگی ہم کنوئین پر چلے آئے ہمنے کہا کہ اے چاہ قدرت ہم پیاسے ہین بس پانی بلند ہوا ہمنے پی لیا ڈول رسی
کی کیا ضرورت ہے جو لوگ اس کنوئین سے دور ہین اور شہر مین رہتے ہین ہر ایک کے گھر مین چاہ قدرت ہے اسی
طور سے سب پانی پیتے ہین سب اپنے مصارف مین لاتے ہین یہان سے ایک کوس بھر کے فاصلے پر ایک شہر آباد ہے

کہ جسمین ملکہ انصرام حکومت کرتی ہین اُنکے تابع کئی ملک ہین جہان تمام عورتین حاکم ہین ٹمود نے
کہا کہ تم لوگ کیونکر کہاتے پیتے ہو انھون نے کہا ہماری خوراک تو ثمر صحرائی ہین اُس کنوئین کا پانی پیتے
ہین اور جو شہر مین رہتے ہین وہ کہانا وغیرہ کہاتے ہونگے مگر پانی اسی طور سے پیتے ہین کیونکہ سر کنارہ اور
ہر مکان مین چاہ قدرت ہی یہ خداوند کی رحمت ہی ہم لوگ صحرائی ہین یہان اس سبب سے رہتے ہین کہ ملکہ آتی
ہین اُنکے آنے کا بند وبست کرتے ہین ٹمود نے کہا کہ یہ خوب بات ہی یہان نیا طریقہ ہی خیر مجھکو کیا مطلب ہی
مین آج اس صحرا مین رہونگی کل یہان سے جس کام کو جاتی تھی روانہ ہونگی اے بہن چلو مین ٹھنڈا پانی تو
پی لون پھر اُس کوہ کے پاس چلو نکلی جہان سے صدا آتی ہی یہ سنکے وہ عورتین اُسکو لیکر اُس پہاڑ کے پاس
آئین اسنے کہا مین پانی تو پی لون پھر ادہر چلینا انھون نے کہا ایک چاہ قدرت اس مقام پر بھی ہی یہ کہکر
کنوئین پر لائین اسنے دیکھا کہ اُس چاہ کی جگت یاقوت سرخ کی ہی وہ اُس چاہ پر آکر کھڑی ہوئی اُن عورتون نے
کہا اس کنوئین سے پانی پی لو اسنے کہا کیونکر عورتون نے کہا کنوئین کی جگت پر جاکر یہ کہو کہ اے چاہ
قدرت مین پیاسی ہون پانی اوپر کو آجائیگا بس تم پی لینا ٹمود نے اُس کنوئین پر آکر کہا کہ اے چاہ قدرت
مین پیاسی ہون یہ کلمہ زبان سے نکلنا تھا کہ ایک مرتبہ کچھ شور سا ہوا اب جو اسنے دیکھا تو پانی جگت سے
ملا ہوا ہی ایک ساغر بلوری آب شیرین سے بہرا ہی اسنے وہ ساغر اٹھا کر کے خوب سیر ہوکر پانی پیا پینا تھا کہ اُسی
پانی پر چھوڑ دیا ساغر کا رکھنا تھا کہ وہ پانی پھر کنوئین مین چلا گیا جیسا اسکی پیاس بجھ چکی اب اسنے کہا
کہ چلو مین پہاڑ کی سیر کرون چونکہ کوہ کے قریب آچکی تھی تھوڑی سی جو راہ طی کی اسنے دیکھا کہ ایک
پہاڑ سر بفلک کشیدہ ہی از قلہ کوہ تا پائین ہزارہا اقسام کے گل لگے ہوئے ہین گویا دلہن سجا ہوا
معلوم ہوتا ہی بالاے کوہ ہزارون قسم کے درخت لگے ہوئے ہین گیاہ سبز ودمیدہ ہی آبشار جاری ہی
ہوا سرد چلی آتی ہی خوشبو ہر قسم کی پھیلی ہوئی ہی کبھی عنبر کی خوشبو آتی ہی کبھی مشک وعنبر کی کبھی گلہاے
نو دمیدہ کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہی کیوڑے کی مہک سے صحرا ایسا ہوا ہی گلاب کی اسقدر خوشبو ہی
کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی گویا چھڑکاؤ کیا ہوا ہی ایک ابر تنک اُس کوہ پر سایہ فگن ہی اُس سے موتی
برس رہے ہین کبھی بوندیان پڑتی ہین کہ جسکے سبب سے وہ سبزہ تر وتازہ ہی لوگ تماشا دیکھ کر آرزو
گلون کو اپنے دامن مین لیے ہوئے ہی کہ میرے سبب سے کسی گل کو تکلیف نہو وہ صفت ہی کہ جیسا یہ گل
اُس صحرا مین ہین سب اس قسم کے ہین کہ سب موسم ہین مگر کوئی گل نہین ہی مگر خوشبو اُسکی بھی آتی ہی
یعنی بیلے کی بھی خوشبو ہی گلاب وکیوڑا بھی معلوم ہوتا ہی کہ لگا ہوا ہی مگر دکھائی نہین دیتا ہی جو گل کہ مثل
یاسمن ونسترن کے ہین وہ نظر آتے ہین طائران خوش الحان بلبلان خوش بیان درختون پر بیٹھے ہوئے
چہچہے کر رہے ہین مگر مقام عجب یہ ہی کہ کوئی طائر سرخ رنگ ہی کوئی سبز رنگ کوئی اخضر کوئی اودہ
ہی کوئی فیروزی ہی کوئی زعفرانی ہی کوئی نارنجی ہی کوئی گلنار کوئی نیلم کے رنگ کا ہی کسی کے پر سرخ
شکم وگردن وپیر سبز ہین کوئی شکم وپیر وگردن سرخ رکھتا ہی اور پر سبز ہین کوئی ہفت رنگ کا ہی
کوئی تین رنگ رکھتا ہی کوئی بالکل سفید ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب طائر جواہرات کے تراشے ہوے
ہین طلائی قفسون مین جو ہوا مین بالاے کوہ وہ قفس درختون پر آویزان ہین ہزارون تماشا ہے
درختون پر بیٹھے ہوئے نغمہ سنجی کر رہے ہین وہ صحرا نہ تھا نمونہ بہشت شدادی تھا وہ کوہ اُس صحرا
مین ایک عروس شب اول تھا کہ گلون سے لدا ہوا ہی کوہ بہت سے عورتین بصورت غیب باتین ہوئی
پوجا پاٹ کر رہی تھین گھنٹ وناقوس بج رہے تھے جو خداوند کوہ کی پکاری جا رہی تھی شمع والی

بصورت حسین از قسم اناث خوش پوشاک زر بفت نفیس پہنے ہوئے جوڑے ترچھے باندھے ہوئے و ویسے آراستہ
پیراستہ ہوئے ہار پھول لیے ہوئے بیٹھی ہین جو کوئی مراد مند آتا ہے وہ اسکو ہار پھول شمع دیتی ہین ایک جانب
جا بجا انھین حسین چھیل پری تھالون مین ہر قسم کی شیرینی لیے ہوئے بیٹھی ہین جو کوئی آئے اسکے ہاتھ فروخت
کرتی ہین جب محمود ان عورتون کے ہمراہ اُس کوہ کے قریب پہونچی جو وہان عورتین تھین وہ اسکو دیکھکر
حیران ہوئین کہ یہ عجب ڈھالک عورت آون ہی مگر بسبب اسکے کہ وہ عورتین ہمراہ تھین جو اس مقام کی رہنے
والی تھین تو یا اعتبار کیا ورنہ کتین کسی نے کچھ سوال محمود سے نہ کیا کہ تم کون ہو سب اپنے مقام پر بیٹھی
رہین ان عورتون نے محمود سے کہا کہ یہین کچھ ہار وغیرہ خرید کر و کچھ شیرینی لو نذر خداوندی دو یہ ایسی
بہشت ہوئی ہے اس صحرا کی بہار کو دیکھکر کہ اب اسکو جو اپنے کام کی بھی فکر نہین ہے کہ مین کس ضرورت سے
یہان آئی تھی اور کس کام کو آئی تھی اور کس امر کا قصد رکھتی ہون جب انھون نے اس سے یہ کہا اسنے ہار خرید
تھین مول لین شیرینی خرید لی اور کہا کہ کیا طریقہ ہو نذر کا انھون نے کہا کہ ہمارے ہمراہ آؤ وہ سب کی
سب ایک طرف کو چلین یہ بھی اسکے عقب مین ہولی وہ اسکو لیکر اس پہاڑ کے ایک دروازے کے
قریب آئین کہ اُس دروازے پر دو عورتین حسین مہ جبین سمن بر خوش پوشاک پہنے ہوئے موجود
تھین انکے ہاتھون مین طلائی چھڑین تھین وہ جو دو تین جلا رہی تھین ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو کہ
کار چوبی تھا ان دونون نے ان سب کو سلام کیا اور پردہ اٹھا دیا وہ عورتین اس پردے کے
اندر گئین محمود ٹھہری گئی کہ ان دونون نے کہا کہ آپ بھی تشریف لیجائین کوئی منع نہین کریگا محمود
بھی اندر پردے کے آئی تھوڑی دور تک تو تاریکی رہی اسکے بعد روشنی نظر آئی اسنے دیکھا کہ وہ
عورتین کھڑی ہوئی ہین جب یہ قریب پہونچی جو کہ اتنا وقفہ ہوا تھا کہ یہ ٹھہر گئی تھی وہ اور آگے
چلی گئی تھین جب اس درے مین پہونچی تھین تو پلٹ کر دیکھا تو اسکو نہ پایا تھا یہ جو ٹھہر گئی تھین کہ
وہ آئین تو چلین اتنے مین محمود پہونچی انھون نے کہا تم کہان رہ گئی تھین اسنے کہا کہ جب تم اندر
پردے کے آئین تو مین ٹھہر گئی کہ شاید مین اندر جاؤن کوئی منع کرے مگر ان عورتون نے کہا آپ
جائین کوئی منع نہ کریگا بس مین اندر آئی اتنی دیر ہوئی انھون نے جواب دیا یہان کسی کی ممانعت
نہین ہے جسکو ہم لیکر آئینگے اسکو کوئی منع نہین کرسکتا ہے اگر یہان کوئی خود آئیگا خواہ غیر قوم کا ہو
خواہ ہماری قوم کا اسکو جانا نہ ملیگا جب تک کہ ہم آکر اسکو پہچان نہ لینگے اور اپنے ہمراہ نہ لیجائینگے کیونکہ
ہم اسی کام پر مقرر ہین کہ جو کوئی آئے اس سے نذر دلوائین اسکے بعد زیارت سے خداوندی کی مشرف
کرائین اب تم نذر دے لو تو تمکو خداوندی کی زیارت نصیب ہو یہ نہ خیال کرنا کہ خداوندی کی صورت
نظر آئیگی صرف صدا آئیگی اسکے سوا اور کچھ نہ معلوم ہوگا مگر ہان اسوقت صورت نظر آئیگی جب ملکہ
تشریف لائینگی اور خداوندی کا ظہور ہوگا وہ بھی وقت آتا ہے جلدی کرو یہ سنکے محمود نے کہا جو تم فرماؤ
مین بجا لاؤن انھون نے کہا کہ ہمارے ہمراہ چلی آؤ جب وہ مقام آئیگا جہان نذر دیجاتی ہے ہم بتا دینگے
اسکا طریقہ تعلیم کر دینگے تم اُسی طور سے کرنا محمود جو بات دریافت کرتی ہے وہ یہ کہتی ہین کہ تمھارے
ان سب سوالون کا ملکہ انصرام جواب دینگی ہمکو حکم یہ ہے جو کوئی آئے اسکو زیارت کراؤ قسم ہے خداوندی کی
ہمکو کچھ حال معلوم ہی نہین ہے ورنہ ہم ضرور بیان کرتے محمود خاموش ہو جاتی ہے محمود نے اس مقام کو
اُس صحرا سے زیادہ سر سبز پایا اور بہت شاداب تھا یہان اس سے زیادہ بہار تھی عجب مقام پر بہار
تھا یہان اور قسم کے جانور تھے محمود یہ مقام دیکھکر اور زیادہ حیران ہوئی اور انکے ہمراہ چلی گئی

تھوڑی دور پر جا کر ایک حوض ملا کہ وہ خالی تھا مگر اسمین ہر قسم کی مچھلیان بدون پانی کے زندہ تھین جیسے
عورتین ہو گئین وہ حوض خود بخود پانی سے مملو ہو گیا اور ایک نہنگ اس حوض سے پیدا ہوا اور اوپر اسکے
آیا اور اسنے منہ کھولا اسکے منہ سے شعلہ نکلا کہ تمام صحرا اس شعلہ سے جلنے لگا اس نہنگ نے شعلہ
چھوڑ کر اپنا سر پانی مین کر لیا کہ اس حوض سے ایک گنبد ظاہر ہوا اسکے دروازے پر ایک عورت خوبرو
سر پر تاج رکھے ہوئے بیٹھی تھی ایک کرسی جواہر نگار پر اسکے ہاتھ مین ایک طبق تھا طلائی کہ اسمین حلوا تھا اور
ایک تھال نقرئی اسکے دوسرے ہاتھ مین تھا وہ خالی تھا اسنے صدا دی کہ کون نذر لیکر آیا ہے یہ سنکر ان
عورتون نے کھوڑ سے کہا کہ تم بڑھکر یہ ہار اور شمع اور شیرینی اس تھال نقرئی مین رکھ دو اور جو کچھ
تمہارے پاس نقد ہو پیش کرو بس کھوڑ نے وہ ہار اور شمع اور مٹھائی ایک مالا موتیون کی جو کہ اسکے گلے مین
تھا اتار کر اس تھال نقرئی مین رکھ دیا جب یہ رکھنے چلی تھی تو اسنے اپنا ہاتھ اسکی طرف دراز کیا تھا کیونکہ
وہ گنبد وسط حوض مین تھا جب یہ رکھ چکی تو اسنے دوسرے ہاتھ کو اسکی طرف دراز کیا کہ جسمین حلوے کا
طبق تھا اور کہا کہ لے تبرک یہ تیرے لیے موجود ہے تھوڑا سا لے لے بس کھوڑ نے تھوڑا حلوا لے لیا اور اسنے
حلوا لیا ایک برق چمکی اور وہ گنبد غائب ہو گیا حوض کا پانی خشک ہو گیا وہ عورتین اس سے کہنے لگین
کہ تیری نذر قبول ہو گئی ہے اب چلو خداوند کی زیارت کرو کھوڑ انکے ہمراہ بیرون در کے آئی مگر اسنے وہ
حلوا لے لیا تھا یا نہین ان عورتون نے کہا کہ اسکو کھا لو تمہاری عمر زیادہ ہو جائیگی یہ سنکے اسنے کھا لیا جب
بیرون در کے آئی تو اس مقام پر پہونچی جہان گھنٹ و ناقوس بج رہے تھے اسکا پہونچنا تھا کہ ایک برق چمکی
تمام صحرا روشن ہو گیا وہ جو عورتین گھنٹ وغیرہ بجا رہی تھین اور زیادہ بجانے لگین اور کچھ گانے لگین
کہ اتنے مین صدا آئی کہ سب خاموش ہون کچھ خداوند کلام کرینگے یہ سننا تھا کہ سب خاموش ہو رہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ برق چمکی تھی اور گھنٹ و ناقوس بجنے لگے تھے تو وہ طائر بھی اور زیادہ
خوش ہو کر چہچہے زنی کرنے لگے تھے اور باد دھیرے دھیرے ادھر ادھر آ کر لے لگے تھے انکے پرون سے جو
ہوا آتی تھی وہ دماغ کو معطر کیے دیتی تھی اور کچھ بوندیان بھی انکے پرون سے گرتی تھین کہ جو گلاب
و کیوڑے کی خوشبو دیتی تھین جب یہ صدا آئی تو یہ سب امر موقوف ہو گئے جب سب خاموش ہو گئے
تو صدا آئی کہ کیون اے کھوڑ تم یہان کہان یہ صدا آئی تھی کہ جسقدر عورتین اس مقام پر تھین وہ
سب سجدے کو خم ہو گئین کھوڑ نے بھی سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھایا تو یہ صدا آئی کہ بیان کرو
تم یہان کہان آئین کیونکہ تم تو ایک ضرورت سے جاتی تھین وہ ضرورت بھی بھول گئین اس صحرا مین
پہونچکر مبہوت ہو گئین بس لے لیس دیکھ لیا تم بڑی عقلمند تھین ارے اے کھوڑ تم راہ فراموش
کر کے دوسری اقلیم مین چلی آئین یہ اقلیم تمام عورتون سے آباد ہے یہان کی حاکم عورتین ہین آگاہ ہو
کہ مین خداے برحق ہون یہ سب میری بندیان ہین مین انکا خالق ہون مین نے اپنا مقام یہ صحرا اور یہ کوہ
مقرر کیا ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان کوئی نہین آسکتا ہے نہ معلوم تیرا کیونکر ادھر آنا ہوا اے کھوڑ تو آگاہ ہو
کہ اس صحرا کو شہر اسنے جلوۂ خداوندی کہتے ہین یہان مین آٹھوین دن ظہور کرتا ہون تجکو لازم ہے
کہ تو اس ملکہ کے پاس جا جسکا نام انصرام ہے وہ تجکو یہان کے حالات سے بالکل آگاہ کر دیگی
اور تیرا کام بھی اسی صحرا مین نکلیگا تیرے پاس کاغذ تو موجود ہے اسکو دیکھ لے جو اسمین تحریر ہے اسپر
عمل کر بس اب اس صحرا کی عمر تمام ہوئی اب ہم یہان سے اور طرف کو جائینگے کیونکہ یہ لوگ بہت مغرور
ہو گئے ہین یہ ملک بالکل تباہ ہوگا یہ جو صدا آئی کھوڑ نے کہا کہ مین ضرور اپنے کام کو جاتی تھی

مگر اتفاق سے اس مقام پر پہونچی جب یہان آئی تو پیاس نے غلبہ کیا دوپہر کا وقت تھا اس صحرا کو
ہر طرف دیکھا پانی کی تلاش مین آئی ان عورتون سے ملاقات ہوئی انھون نے یہان کی زیارت کرائی
اب مین ملکہ سے ملکر اپنے کام کو جاؤنگی صدا آئی کہ جہان تو جاتی اور کاغذ جو تیرے استاد کا تیرے
پاس تھا اسکو دیکھتی تجکو اسی صحرا مین آنے کی ہدایت کرتا کیونکہ تیرا کام اسی مقام پر سرانجام پائیگا اور یہ
سبب تیری سلیح … ملک تباہ ہونیگے اور اسکی راہ نابود کی مگر تجکو بزور علم خدائی ثابت ہوگیا تھا
کہ تو آئی ہے مین نے راہ ظاہر کردی تاکہ تو چلی آئے تجکو کسی قسم کی وحشت نہو کیونکہ تجکو کاغذ اسی صحرا کی
ہدایت کرتا کیونکہ یہ سمت مشرق ہی یہان کی تجکو ہدایت ہوئی تھی اے شمو جب تجھ سے اور انصرام سے
ملاقات ہوا اور سبب حالت یہان کی معلوم ہوئے تو تو اسکے ساتھ جانا اسی صحرا مین رہنا کیونکہ
تجکو لازم ہی کہ بہت جلد اپنے کام سے فراغت کر کیونکہ دیر اچھی نہین ہے اور رات کو کاغذ دیکھنا جو طرفہ
اسمین تحریر ہو اسپر عمل کرنا شمو نے کہا کہ بہت خوب پھر صدا آئی کہ اب جاؤ اس مقام پر جہان
ملکہ انصرام آنے والی ہے جب وہ آئیگی تو مین بھی اپنا جلوہ دکھاؤنگا شمو یہ سنکے حیران ہوئی اور
اسکے جواب … جانے … کہ یہ تو بالکل میرے حال سے واقف ہین ضرور خداوند ہین صدا آئی خوفزدہ (?)
ہوئی شمو نے کہا کہ اب چلو وہ عورتین شمو کو لیکر ایک مقام پر آئین کہ یہان پر بہت سے درخت
لگے ہوئے تھے اور ایک میدان (?) ایسی سرسبز کا چبوترہ تھا جیسے شمو وہان پہونچی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ دیکھا ایک
طرف سے چند عورتین کچھ سامان فرش وغیرہ لیکر آئی ہین انھون نے لاکر وہ فرش اس چبوترے پر
بچھا دیا ایک مسند بچھائی اور سب سامان شاہی مہیا کیا تھوڑے عرصے مین صدا … آئی
اب جو دیکھا ایک طرف سے جلوس سواری نمودار ہوا بعد جلوس سواری آنے کے دیکھا کہ ایک تخت پر
ایک جوان عورت سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے ایک عورت بعہدہ وزارت پاس تخت کو پکڑے ہوئے چلی آتی
ہے مگر اس مقام پر بھی جو ہجوم (?) عورت ہے مرد کا نام نہین سب ملازم وغیرہ از قسم اناث ہین کہ وہ جلوس آکر
ایک طرف اس صحرا مین ٹھہرا تخت اسی چبوترے پر آیا انصرام کی نظر شمو پر پڑی اسنے دیکھا
کہ ایک عورت بہت خوبصورت ہے مگر غیر ملازمون کے ہمراہ جو تھا وہ ہین وہ نگاہ خداوندی کی
منظور ہی یہ دیکھکر وہ حیران ہوئی کہ یہ کون عورت ہے یہ تخت پر سے شاہ آتری اسنے اشارہ سے اپنے
وزیر سے کہا کہ تم جاؤ درگاہ خداوندی کو میرے پاس طلب کرو ان سے دریافت کرونگی یہ کہکر انکی طرف
دیکھا سب نے شمو کے انصرام کو سلام کیا کہ اسکی وزیر نے کہا کہ تم مین سے ایک ملکہ پاس آکے
ملکہ مجھکو کلام کرینگی یہ سنتا تھا کہ ایک عورت ہاتھ باندھے ہوئے ملکہ کے روبرو آئی ملکہ نے پوچھا
کہ یہ کون عورت ہے اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ آج نئی عورت وارد ہوئی ہے ہم اسکو نہین جانتے ہین
مگر اسنے جو ہمنے کہا وہ کیا اسنے نذر بھی دی تمام حالت بیان کی اور کہا کہ اسکو حکم خداوند ہے کہ ملکہ
انصرام کے پاس جاؤ اس سے ملاقات کرو وہ تمام حالت بیان کرینگی یہ موجب حکم خداوند
آپکے پاس آئی ہین یہ سنتا تھا کہ انصرام نے کہا کہ انکو میرے پاس لے آؤ وہ عورت جاکر شمو کو اسکے
پاس لائی جب شمو قریب تخت پہونچی تو وہ اپنے تخت پر سے اتری اور شمو کو اپنے ہمراہ لیکر مسند پر آکر
بیٹھی نام پوچھا شمو نے کہا مجکو شمو کہتے ہین رہنے والی ہون شہر … کی مین ایک ضرورت سے
جاتی تھی کہ اس مقام پر پہونچی شمو نے سب حالت اپنی بیان کی مگر یہ نہ کہا کہ مین محروم جادو کی
تلاش مین آئی ہون مگر یہ دیکھا کہ انصرام بھی ساحرہ معلوم ہوتی ہے اور جسقدر اسکے ہمراہ عورتین ہین

سب ساحرہ ہین انصراصم ایک عورت حسین اور خوبصورت اور جمیلہ ہی کہ اسکے حسن کے روبرو آفتاب شرماتا تھا
جب ثمود اپنی حالت بیان کر چکی تو عرض کیا کہ آپ یہ فرمائین یہ کون مقام ہی اور یہان عورتون کی کیون حکومت ہی
اور اس ملک کا کیا نام ہی یہ ہی ایک ملک ہی یا اور بہی کوئی ملک ہی اور یہان عورتین کہان سے آئی ہین انصراصم
نے کہا کہ آگاہ ہو مین دختر ہون خداوند کی یہان عورتون کی حکومت ہونیکی یہ وجہ ہی کہ مین مردون کے نام
سے نفرت رکہتی ہون اور جو ملک اس سرزمین پر ہین سب میرے قبضے مین ہین مین نے انمین بہی سب
عورتین مقرر کی ہین تمام باشندے ہر شہر کے عورت کی قسم سے ہین آگاہ ہو کہ مرد کا یہان نام نہین ہی ثمود
نے کہا کہ بتائیے یہ عورتین کہان سے آئی ہین انصراصم نے کہا کہ یہان پیدا ہوتی ہین ثمود نے کہا کہ مرد تو
ہی نہین پہر پیدا کیونکر ہوتی ہین انصراصم نے کہا کہ جب زمانہ بہار کا آتا ہی سال بہر کے بعد خداوند کا
حکم ہوتا ہی کہ چارسو عورتین اس صحرا مین آکر رات کو مقیم ہون پس بموجب حکم خداوند چارسو عورتین آکر شب کو
مقیم ہوتی ہین صبح کو سب حاملہ ہوتی ہین انکے بطن سے جو لڑکے پیدا ہوتے ہین وہ تو اسیوقت قتل کیے جاتے
ہین جو لڑکیان پیدا ہوتی ہین انکی پرورش ہوتی ہی میرے حکم سے جب وہ جوان ہوتی ہین تو ملکون مین
روانہ کیجاتی ہین اسلیے یہ ملک آباد ہوگئے ہین یہ طریقہ پانسو برس سے جاری ہی یہان کی آب و ہوا ایسی ہی
کہ سب جوان رہتی ہین بڑہاپے کا نام نہین ہی جو ہی بیس برس سے زیادہ نہین ہی یہ سنکے ثمود نے
کہا کہ یہ سبب ہی انصراصم نے کہا یہان کی خاصیت یہ ہی کہ ایک ماہ کے بعد لڑکی خواہ لڑکا پیدا ہوتا ہی
اور ایک برس مین اس قابل ہوتا ہی یعنی بیس برس کا ہوجاتا ہی لڑکا تو اسیوقت میرے حکم سے قتل ہوتا ہی
لڑکی کی پرورش کیجاتی ہی دہ سال کے بعد مین تیار ہوجاتی ہین یہ ہی طریقہ ہمیشہ سے جاری ہی مین نے اپنی
شادی نہین کی اسی سبب سے کہ مرد بیوفا ہوتے ہین ثمود یہ سنکے خاموش ہو رہی مگر خیال کرنے لگی یہ کیا
اسرار ہی انصراصم از روے سحر کے اسکے خیال سے واقف ہوگئی کہنے لگی کہ اے ثمود آگاہ ہو یہ سال بہر کے
بعد چارسو عورتین طلب کیجاتی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ چارسو فرشتے بحکم خداوند آتے ہین اس صحرا مین
وہ ان عورتون کے ساتھ ہم بستر ہوتے ہین مگر انکو دکھائی نہین دیتے ہین مگر وہ عورتین حاملہ ہوجاتی ہین
چونکہ فرشتون کا نطفہ ہوتا ہی بقدرت خداوند کی ایک ماہ مین بچہ قابل پیدا ہونے کے ہوجاتا ہی پیدا
ہوتا ہی چونکہ اولاد انسان کی تو ہی نہین کہ اسکو زمانہ چاہیے ایک سال مین بقدرت خداوند بیس برس کی
ہوجاتی ہی یہ سبب ہی ثمود نے کہا کہ ان ملکون کا کیا نام ہی انصراصم نے کہا جہان مین حکومت کرتی ہون
اسکو الصراصیہ کہتے ہین اور جو ملک ہین ان سب کے ایک نام ہین سب کو سحر و سیہ کہتے ہین اور اس
صحرا کو صحراے خداوندی کہتے ہین اب تمکو حال معلوم ہوا ثمود نے کہا کہ بخوبی معلوم ہوا انصراصم
نے کہا کہ یہ سرزمین نئی ہی اب جو ثمود یاد کرتی ہی تو سحر بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد تھا وہ جو حلوا کہایا
تھا وہ سحر کو فراموش کرنے والا تھا اسکا حال ناظرین پر ظاہر ہوگا اب تو ثمود کو بالکل اعتقاد ہوگیا کہ یہ ضرور
خداوند برحق دربطلاق ہی آج تک مین گمراہ رہی یہان یہ ہی گفتگو ہو رہی تہی کہ یکایک برق چمکی تمام صحرا مین روشنی
ہوگئی یہ وہ وقت تہا کہ قریب شام ہی جب روشنی ہوئی تو انصراصم کہڑی ہوگئی اور ثمود سے کہا کہ خداوند تشریف
لاتے ہین یہ بہی کہڑی ہوگئی کہ پہر برق چمکی ایسی کہ سبکی آنکہین بند ہوگئین تہوڑے عرصے کے بعد صدا آئی کہ آنکہین
کہولو ثمود نے لاکہ کہولنا چاہا تہا جبکہ اسکی آنکہین چمک کے سبب سے بند ہوئی تہین کہ کہولون مگر نہ کہل سکین
جب صدا آئی اب کہولو آنکہین کہل گئین اسکو ورحیرت ہوئی اپنے جو سر اٹہا کر دیکہا تو یہ دیکہا کہ ایک گنبد بالا سے
ہوا قائم ہی اور اس گنبد کے چارون طرف نہایت چار ... ہے ہین کہ وہ اپنے ہاتہ سے شعلے چہوڑ رہے ہین وہ شعلے بالا سے

اب جو اکیلی ہوگئی اور خوف معلوم ہوا تو گھبرا گئی آخر تارا کی حالت خوف میں اُسنے اُس نقاب کو جھولی سے نکالا
اور منہ پر ڈالا کہ پڑھوں مگر تاریکی تھی کچھ حرف نہ دکھائی دیے پس اب تو پریشان ہوئی کہ کیا کروں کیونکر پڑھوں
اسی فکر میں تھی کہ اُسنے دیکھا ایک طرف روشنی ہو رہی ہے سنا ہوگا آپ نے کہ الغریق مجنون کا سہارا تنکا ہوتا ہے
ایسے ہی غرض جو کچھ تھی تو کچھ خوف جان بھی تھا کچھ مارے خوف کے جان پر بنی ہوئی تھی کانپتی ہوئی اُس روشنی کی جانب چلی
تو اُسکو یہ خوف اور زیادہ ہوا کہ یہ روشنی کیسی ہے کوئی بلا تو نہیں ہے مگر ڈرتی ہوئی طرف روشنی کے دو تین قدم
چلی تھی کہ اسکو خیال آیا کہ اپنے جی سے تو کیوں نہ مشعل سحر کو روشن کرے اور اسکی روشنی میں پڑھ لے اب جو
سحر کو یاد کرتی ہے تو سحر یاد نہیں آتا ہے کیونکہ اُس حالت تو ایسی ہی بند و بست ہو چکا تھا سحر کیونکر یاد آتا اُسکو باور مجبور
ہوئی اور اپنے دل میں سوچنے لگی کہ یہ اُن مقام ہے جہاں سحر تک فراموش ہوگیا ہے یہ تو بڑی خرابی ہوئی آخر کو عاجز ہوکر
اُسی روشنی کی طرف چلی مگر بہت جلد جب قریب اُس روشنی کے پہونچی تو دیکھا کہ ایک جوگی بیٹھا ہوا ہے اُسکے آگے
روشنی ہے وہ روشنی یہ ہے کہ نہ تو شمع ہے نہ چراغ ہے نہ کوئی فانوس ہے ایک اژدہا ہے کہ وہ زمین پر بیٹھا ہے اُس جوگی
کے روبرو اُسکے منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے وہ اُس اژدہے کے سر پر قائم ہو جاتا ہے اُسکی لو نہیں جاتی ہے گویا چراغ
روشن ہو جاتا ہے پھر شعلے نکل رہے ہیں اُسی دہن سے جا رہے ہیں جوگی کے روبرو آگ یاری شعلہ ... ہے
اور گل ... سوں سے جلنے کی بو آرہی ہے جو کچھ دیا ہوا ہے اُس جوگی کی یہ صورت ہے کہ زمین پر دو زانو بیٹھا ہوا ہے
گلے میں ... کوڑیاں ... پیشانی پر ... دیا ہوا ہے ... ہے گیروی تہمت
باندھے ہوئے ... سر پر ... ہے یہ حالت تھی کہ منہ سے برابر شعلے نکل رہے ہیں
ہیں دونوں آنکھیں مثل دو مشعل کے روشن ہیں کانوں سے شعلے نکل رہے ہیں دسوں انگلیاں ہاتھوں کی روشن
ہیں وہ وحشی بیٹھا ہوا ہے تن آگ کا پتلہ بنا ہوا ہے اُسکی ایسی صورت دیکھکر خود ڈر گئی باوجودیکہ خود بھی ساحرہ
زبردست ہے اور اپنے استاد کی صحبت میں رہ چکی ہے مگر ایسی صورت نہ دیکھی تھی جو اس وقت نظر سے گذری تھی وہ
جوگی بیٹھا ہوا کچھ سحر پڑھتا جاتا ہے اُسکے آگے ایک چرخا رکھا ہوا ہے اُسکو گردش دیتا جاتا ہے اُس چرخہ سے کچھ غبار
نکلتا ہے اب جو غور سے دیکھا تو تار رقعا تاگے کا کہ وہ مثل غبار کے معلوم ہوتا تھا اور ایک مقام پر جمع ہوتا جاتا
ہے اور اُسکے روبرو ایک ظرف گلی رکھا ہے کہ اُسمیں خون تازہ بھرا ہوا ہے جب وہ سوت جو چرخے سے نکلکر جمع ہوتا ہے اور
زمین پر گرکے سوت کی صورت پیدا کرتا ہے اُسکو وہ اٹھاکر اُس ظرف میں ڈالدیتا ہے وہ سرخ ہو جاتا ہے یہ نکالکر اُسے
زمین پر رکھ دیتا ہے اور کچھ پڑھکر دم کرتا ہے زمین شق ہوتی ہے اور دو پتلے پیدا ہوتے ہیں وہ اُسکو اُٹھا لیجاتے
ہیں بعد تھوڑے عرصے کے نکلتے ہیں اُنکے ہاتھوں میں اُس سوت کے چھوٹے چھوٹے بنے ہوئے پتلے ہوتے ہیں
وہ اُسکے روبرو رکھکر چلے جاتے ہیں یہ آتش کچھ پڑھکر دم کرتا ہے کہ اُنمیں گوشت پیدا ہوتا ہے اور وہ
صورت انسان کی پیدا کر لیتے ہیں جب وہ سب ہیئت انسانی پیدا کر چکتے ہیں تو وہ یہ کرتا ہے کہ
آتش کچھ پڑھکر دم کرتا ہے زمین شق ہوتی ہے اُس زمین سے دو پتلے پیدا ہوتے ہیں آتش اُن پتلوں
کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ تیار ہیں انکو لیجاؤ وہ پتلے ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو جو کہ دراصل سوت
کے بنے ہوئے پتلے تھے جیسے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اپنے کھیلنے کے لیے سوت کو خواہ کپڑے کو بٹ کر
گڑیاں بناتی ہیں وہ ویسے تھے یا اب یہ حالت ہوئی کہ بچے انسان کے معلوم ہونے لگے تھے
اٹھا کر لے گئے غرض یہ حالت دیکھا کی بڑے عرصے تک حیران کھڑی رہی وہ اُسی طور سے اپنے
کام میں مصروف رہا اسکی جانب اُسنے نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اب تو اسکو خیال آیا کہ تو جس
کام کو آئی تھی وہ اپنا کام کر تو کیوں بیکار کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہے یہ کوئی تماشا گر ہے تماشا

کر رہا ہے یہ خیال کر کے لفافے کو نکالا اور اسکو دیکھا شروع کیا مگر مارے خوف کے ہاتھ پاؤں
کانپ رہے ہیں جب سے اُس جوگی کی صورت دیکھی ہے اور خوف کی زیادتی ہو گئی ہے کچھ کہہ نہیں
سکتی ہے بس کھڑی ہوئی کاغذ دیکھ رہی ہے اسمیں یہ تحریر تھا کہ اے محمود جب تو جانب مشرق
روانہ ہوگی اور بہت دور نکل جائیگی تو تجھکو ایک صحرا ملیگا جو کہ بڑا پُر فضا ہوگا تجھکو لازم ہے کہ اُس صحرا
میں ضرور قیام کرنا کیونکہ تیرا مقصد اُس صحرا سے حاصل ہوگا کیونکہ وہ ہی قیام گاہ ہے محمر ہم جادو کا
اور تمام حالت اُس صحرا کی تحریر تھی وہ حالت اور کیفیت وہ ہی تھی جو کہ بیان ہو چکی اسی صحرا کی کیفیت تحریر
کی تھی جس صحرا میں یہ موجود ہے اسکے بعد تحریر تھا کہ تجھکو پیاس بشدت معلوم ہوگی تو تلاش آب میں ایک
جانب روانہ ہوگی چند عورتیں ملینگی انسے اُس صحرا کی حالت معلوم ہوگی وہ تجھکو ایک درہ کوہ میں
لیجائینگی وہاں نذر دلوائینگی تیرا سحر فراموش ہوگا اسکے بعد انصرام جادو سے ملاقات ہوگی وہاں
کے خداوند اُس صحرا میں ظہور کرینگے اور تجھ سے بھی کلام کرینگے قبل ظہور کرنے کے وہ جس سے صدا
آئے گی اور جو کچھ محمود پر گذرا سب تحریر تھا اسکے بعد یہ تحریر تھا کہ تجھکو لازم ہے تو اُس پہاڑ کے دہنی طرف کو
روانہ ہو جب ان سب امروں سے تجھکو فراغ ہولے پھر جب تو چالیس قدم راہ طے کر لے گی تجھکو ایک درہ ملیگا
تو اُس درے میں چلی جانا تو اُس مقام پر پہونچے گی جہاں وہ حوض ہے بس تو یہ اسم سحر پڑھکر اُس حوض پر
دم کرنا اسمیں ایک دریچہ نمودار ہوگا تو اُس دریچہ میں چلی جانا وہاں ایک صحرا ملیگا تو اُس صحرا میں تلاش کرنا
ایک صندل کا درخت ہوگا اُس درخت کے قریب جا کر تو یہ کہنا کہ اے محمر ہم جادو باہر تشریف لائیے
میں آپکی ملاقات کی بہت مشتاق ہوں کچھ صدا نہ آئیگی تو پھر یہی کہنا پھر صدا نہ آئیگی جب تو تیسری مرتبہ کہیگی
تو صدا آئیگی کہ تو کون ہے اور کیا کام ہے تو کہنا میں محمود جادو آپکے بھائی کی شاگرد ہوں یہ جو تو کہیگی تو صدا
آئیگی کہ کیا ثبوت ہے کہ تو محمود ہی ہے تو کہنا آپ تشریف لائیں تو میں انکا رقعہ آپکو دوں بس جب یہ تو کہیگی تو
ایک ہاتھ اُس درخت سے نکلے گا اور یہ صدا آئیگی کہ وہ رقعہ ہمکو دے پہلے ہم دیکھ لیں پھر باہر آئینگے تو رقعہ
دیدینا اسکے بعد جو وہ ارشاد کریں اُسپر عمل کرنا اب یہ کاغذ بیکار ہے اس سے کوئی امر ظاہر ہوگا اور وہ صدا
کو سنتی آئی تھی کہ تو کاغذ کو دیکھ جو وہ حکم کرے اُسپر عمل کر اگر تو اور کسی مقام پر جاتی پھر تجھکو اسی مقام پر
آنا ہوتا وہ سچ امر تھا اب تو بخوبی ظاہر ہو گیا ہوگا بس اب تاخیر نہ کر اپنے کام میں مصروف ہو یہاں
کی کل حالت تجھکو محمر ہم جادو سے معلوم ہوگی تو محمر ہم رہے گی تیرا مطلب خوب پورا ہوگا وہ
بھی مثل میرے تیری خدمت کرے گی کہ تو رضامند ہوگی یہ جو تحریر پائی محمود فوراً اُس مقام سے
چلی اور اُس کوہ کے پاس آئی جہاں سے صدا آئی تھی اور دہنی طرف روانہ ہوئی درہ ملا اُس
درے میں گئی ایک صحرا ملا اُس صحرا کو طے کر کے اُس مقام پر پہونچی جہاں وہ حوض تھا مگر اُسی طور سے
خشک ایسے وہ اسم سحر جو کہ اُس کاغذ میں تحریر تھا یاد کر لیا تھا اُسکو پڑھکر حوض پر دم کیا دریچہ
ظاہر ہوا یہ اُس دریچہ میں گئی وہاں ایک صحرا ملا یہ اُس صحرا میں پھرنے لگی یہ صفت تھی کہ باہر
اُس صحرا کے یعنی جہاں وہ کوہ تھا اور جہاں حوض تھا بالکل تاریکی تھی کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا
یہ صرف قدم کے شمار سے اُس درے میں گئی تھی کیونکہ چالیس قدم کی قید تھی جب یہ درے سے
باہر نکلی تھی تو یہ صرف اپنے خیال کے موافق گو ایک مرتبہ یہ اُس حوض پر گئی تھی مگر اسکو اُس حوض کی صورت
یاد تھی اور اُس صحرا کی کیفیت جب یہ درے سے نکلی تھی تو اسنے اُسی صحرا کی حالت پائی جو اُن عورتوں سے
سنا اور دیکھ چکی تھی صرف اندازے سے اور وہاں بنسبت اُس صحرا کے کسی قدر روشنی بھی تھی ایسی تاریکی بھی نہ تھی

ہوا جاتا ہے قندیلیں ہوا میں جلتی ہیں اور گرد اس گنبد کے وہ قندیلیں گردش کرتی ہیں یہ ہی تماشا ہو رہا ہے کہ یکایک
صدا آئی ہم باہر تشریف لاتے ہیں سب ہوشیار رہو یہ صدا آتی تھی کہ القا عم وغیرہ جو اس مقام پر تھے سب بڑے
سجدہ ختم ہوئے اور عمر زیر کوہ کہتے تھے دنا تو سر بکف ہونے لگے کیونکہ وہ کوہ سر بر دو کرتا ہے یہ حال معلوم ہوتا تھا
عمرو بھی جلدی سے کوئی کی آگ کسی نے سجدہ نہیں کیا تھا کہ عمرو نے دیکھا اس گنبد سے ایک مرد پیر پیدا ہوا اسکے
سر پر ایک تاج رکھا ہوا تھا کہ جس سے نور پیدا ہوتی تھی اسی گنبد سے نکلکر طرف آسمان کے اشارہ کیا ایک
تخت پیدا ہوا وہ اس تخت پر بیٹھا صدا ساز راگ و رنگ خود بخود پیدا ہوئی اور وہ سب طائر جو بالائے
کوہ درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور قفسوں میں بند تھے اڑ کر اس مرد پیر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جو قفس
میں بند تھے خود بخود قفس کھل گئے وہ نکلکر آئے اور سایہ کیا وہ ابر جو کہ کوہ پر سایہ فگن تھا اس مرد پیر
کے سر پر سایہ فگن ہوا اور صدا پی ہونے لگی تمام عورتیں سجدے کو جھکی تو کہیں مگر جلدی جلدی سجدہ کرنے لگیں
عمرو نے بھی سجدہ کیا اب جو سر اٹھایا اس تخت کے ایک گوشہ پر اسی عورت کو جو اس درہ کوہ میں اس حوض
میں جسکا پانی پیدا ہوا تھا اور ایک گنبد اور بیٹھی ہوئی تھی چشمہ ندر لی تھی دیکھا کہ کھڑی ہے اور
تین گوشوں پر اس تخت کے تین [illegible] قسم قسم کے پھول
گرتے ہیں یہ عورتیں اٹھا کر ان پھولوں کو کھا لیتی ہیں اور تھوڑے سے کے انکے منہ سے ایک طائر نکلکر نکلتا ہے
اور اڑ جاتا ہے عمرو نے جو پھول کھایا اسکے منہ سے کوئی جانور نہ نکلا نہ القا عم کے منہ سے جب یہ سب تمام کچھ
ہو چکا اسوقت صدا آئی کہ اے بندگان من آگاہ ہو اب زمانہ خدائی میرا تمام ہوا کیونکہ میں پیر ہو گیا ہوں دو ہم
ادھر ہوں کہ میں نے لقا کو اپنا نائب کر کے اور ملکوں کی طرف روانہ کیا اسنے [illegible]
خدائی کرنے لگا ہے میں نے اسکو ادھر کا کل اختیار دے دیا تھا میں نے ادھر اپنے ملکوں پر اپنا دارو مدار
کر رکھا تھا کہ میں یہاں خدائی کروں گا اور میری دختر کو حکومت ان چند ملکوں کی جو اسوقت عورتوں
سے آباد ہیں کافی ہے لقا کو بہت بڑا اختیار دیا تھا کہ وہ مثل میرے خدا تھا پیدا کرنے اور مارنے کا
اسکو اختیار تھا اسنے عالم ظلمات میں ایسے بندے پیدا کیے کہ جنکی مورت خلق کرنا بھول گیا اور انکو ازحد
قوی پیدا کیا جنکی قوت کے روبرو کوئی چیز کی اصل نہیں ہے وہ بندے اس سے منحرف ہو گئے اسکا
سبب یہ تھا کہ لقا ان بندوں کو پیدا کر کے مغرور کبھی ہو گیا تھا اسکو اپنی خدائی پر دعوی تھا اب وہ بندے
جو منحرف ہوئے انھوں نے اور مذہب خلق کیا یعنی خدائے نادیدہ کی بندگی کرنے لگے پہلا انھوں نے
نوشیروان ایسے بادشاہ کو زیر و زبر کیا کیونکہ انکے سب کا جو افسر تھا اسکو نوشیروان نے اپنے وزیر
بزرجمہر کی رائے سے پرورش کیا تھا جب وہ جوان ہوا تو اس نے پہلا حربہ نوشیروان پر کیا کہ
اسکے تمام ملک چھین لیے اسکو تباہ کیا اب اولاد اس خدا پرست کی زیادہ ہو گئی اسکا حمزہ نام
تھا اسکی اولاد جو ہوئی وہ بھی مثل اسکے ہوئے اسی حمزہ نے لقا کی بھی خدائی کو برباد کیا کہ وہ دربدر
ہر ایک کے دامن میں پناہ لیتا پھرا لقا کی دختروں بہنوں کو اسکی اولاد و سردار لیگئے وہ انکے
ہمراہ نکل گئیں کوئی پاس خداوندی نہیں کیا تمام قصہ حمزہ صاحبقران کا از ابتدا تا انتہا
اس مرد پیر نے جو کہ اپنے کو معاذ اللہ خدا کہتا ہے بیان کیا اسکے بعد تمام حال زمرد شاہ
و صاحبقران ثانی کا بیان کیا اور کہا کہ اسکا فرزند چہرنگ عمرو کے بطن سے ہوا ہے
اور زمرد کا اصلی فرزند ہے گو ارزنگ اپنے کو بھی فرزند زمرد کہلاتا ہے اور دعوی خدائی کا
کیا ہے لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے ہیں یہ دعوی اسکا بالکل باطل کیا ہے کیونکہ وہ زمرد کا

فرزند نہیں ہے یہاں ایک شخص چیتر تنگ نامے شہر پناہ میں ہے وہ ضرور زرمرد کا فرزند ہے اب میرا قصد ہے کہ
میں بالا سے آسمان جاؤں اور مثل اُسکے باپ دادا کے اُسکو اپنی طرف سے خدا کردوں کیونکہ اب میرا
یہاں بہت دم گھبراتا ہے فردا بہشت میں جاکر ہمراہ حوروں کے اپنا دل بہلاؤں بس اب یہ سب ملک تباہ
و برباد ہونگے کیونکہ انکا بندوبست میرے ذمہ تھا الصرام کو لازم ہے کہ جو میں حکم دوں اُسپر عمل کرے اب میں
جاتا ہوں ایک ہفتہ کو میں آکر جو حکم دوں اُسی پر عمل کیا جاوے کوئی اُسمیں خلاف امر نہو ورنہ میرے غضب
میں مبتلا ہوگی یہ کہکر کہا کہ سجدہ کرو بس سب سجدے کو خم ہوگئی ادھر برق چمکی اور رقبا دبلیت یا سوا اوئی
گرد سی اُٹھا تو اب سر اُٹھاکر دیکھا نہ وہ گنبد تھا نہ وہ پیر مرد جو کہ کلام کر رہا تھا صرف میدان صاف تھا ثمود یہ
دیکھکر بہت حیران ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگی کہ یہ سب امور ان سے واقف ہے ضرور یہ خدا ہے اسکے باپ
ثانی زرمرد خدا تھے کیونکہ جو کچھ حال زمانہ آئندہ میں ہونے والا ہے وہ بھی بیان کیا اور زمانہ ماضی میں
گذرا وہ بھی بیان کیا گویا موجود تھا یہ تو یہ خیال کر رہی تھی کہ خدا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ضرور یہ
سب کا خدا ہے کہ ادھر الصرام نے کہا اب میں جاتی ہوں بہن ثمود تم بھی چلو ہم تمہاری دعوت کرینگے ثمود نے
کہا کہ مجھکو خداوند کا حکم نہیں ہے میں اسی صحرا میں رہونگی تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی کیونکہ مجھکو اس صحرا میں
ضرور رہنا ہے الصرام نے کہا کہ وہ کیا ضرورت ہے ثمود نے کہا میں بیان نہیں کرسکتی ہوں کیونکہ مجھکو حکم نہیں ہے
دوسرے یہ امر ہے کہ میں جس کام کے لیے اپنے مکان سے نکلی ہوں اُسمیں تاخیر ہوگئی ہاں جب اس سے فراغت
کرکے آؤنگی تو تم سے ملاقات کرونگی اور دعوت کھاؤنگی الصرام نے کہا نہ معلوم تم کب آؤ اور یہاں تو خاتمہ
ہوا جاتا ہے کیونکہ تم نے سنا ہوگا مجھے کہ خداوند نے فرمایا ہے کہ ایک ہفتہ کو میں آکر حکم دونگا اُسپر عمل کرنا اس ہفتے بھر
تمہاری اور ہماری زندگی ہے بس ادھر حکم صادر ہوا ادھر ہم لوگ تمام ہوئے پھر کس سے آکر ملاقات
کروگی ثمود نے کہا یہ تو سچ ہے مگر میں اسی ہفتہ میں اپنے کام سے فراغت کرکے آتی ہوں کیونکہ مجھکو بھی تو جلدی
منظور ہے کیونکہ وہ لوگ میرا انتظار کرتے ہونگے بس میں کل پرسوں میں واپس آؤنگی اور تا زمانہ ظہور
خداوند اسی مقام پر قیام کرونگی اُسی عرصہ میں تمہاری دعوت بھی قبول کرونگی الصرام خاموش ہو رہی اور
جس طور سے آئی تھی اُسی بندوبست اور دھلوس سے اپنے مقام کو چلی گئی مگر جو فرش وغیرہ براے
ثمود چھوڑ گئی جب جانے لگی تو ثمود نے کہا کہ ہمشیرہ یہ جو تم چھوڑے جاتی ہو تو اسکی نگہبانی کون
کریگا کیونکہ میرا کوئی ٹھیکہ نہیں ہے میں ابھی اپنے کام کو روانہ ہوں یہ سنکر الصرام نے کہا کہ
تم اسکو اسی مقام پر چھوڑ جانا کوئی نگہبانی کی ضرورت نہیں ہے یہ اُس وقت تک پہونچ جائیگا فرشتہ
خداوند پہونچا دینگے پس ثمود خاموش ہو رہی جب الصرام جا چکی اب بالکل تنہائی ہوئی اور رات بھی
کوئی پہر بھر کے قریب گذری چونکہ تاریکی تھی تاریخیں آخر کی تھیں وہ تاریکی وہ جنگل کا سائیں سائیں
کرنا جا بجا وہ شعلوں کا اُٹھنا وہ شیاطین کا اُس صحرا میں پھرنا کیونکہ وہ مسکن تھا انکا وہ لوگ
جو کہ یہاں کے مقیم تھے سب ہو رہے ہو وسوسہ اس سے دور بھی سکتے یہ اس مقام پر اکیلی تھی وہ وقت عجب
وقت تھا گو ساحرہ تھی مگر یہ حالت تھی کہ خوف کے مارے دم نکلا جاتا تھا دن کو تو وہ صحرا
نمونہ جنت معلوم ہوتا تھا مگر رات کو صحرا ے قیامت کا ہم پلہ تھا مگر یہ تو حالت تھی کہ خوف طاری
تھا دم بدم ہوئی تھی کیا کرتی کیونکہ اُس کو وہ سے صدا آئی تھی کہ اسی صحرا میں قیام کرنا اور وہ جو رقعہ تیرے
پاس ہے اُسکو ملاحظہ کرنا اُسپر جو تحریر ہو اُسپر عمل کرنا کیونکہ وہ تیرے کام کا ہے اور بہت بڑے شخص کا ہے اُسکے ذریعہ
سے تیرا کام نکلے گا یہ اسی سبب سے الصرام کے ہمراہ نہیں گئی کہ میں آج شب کو رقعہ دیکھکر اپنے کام سے تو فراغت کروں

صدا آئی تھی یہ سنگ اٹھاکر گنبد میں گئی ناشاد کو پیام دیا وہ بھی سنتے ہی غرق زمین ہوا یہ اُس صندوق
کے پاس آئی صندوق کو کھولا کنجی نکالی صندوق کو اٹھاکر اُس نقب سے باغ میں آئی دیکھا ایک طرف
وہ گنبد رکھا ہے جو نظاہر ہوا تھا جسکے چاروں طرف اژدر آتش فشاں لگے ہوئے تھے اور انکے منہ سے
شعلے نکلتے تھے اور صورت قندیل پیدا کرکے قائم ہو جاتے تھے وہی گنبد ہے یہ اُس باغ کی سیر کرتی ہوئی بارہ دری
میں آئی اسنے بارہ دری میں اُس مرد کو دیکھا کہ جسکو اُس گنبد کے دروازے پر تخت پر سوار دیکھا تھا
اور یہ سب نے سجدہ کیا تھا اور وہ تقریر کی تھی جسکو سب خداوند کہتے ہیں یہ اسکو دیکھکر وہی پیام کہنے لگی
اُسنے سر اٹھاکر کسی اور کو بھی طلب کیا ہے مُشّو نے کہا نشان گردن کو وہ یہ سنکے اٹھا اور ایک طرف کو روانہ
ہوا یہ پیچھے سے نکلکر تخت پر سوار ہو لی اُس چبوترے پر ہو بیٹھی اسم سحر پڑھا وہ چبوترہ غائب ہوگیا
دروازہ ظاہر ہوا یہ مکان میں گئی وہ صندوق لیا اور شیشہ لیا اور باہر نکلکر تخت پر سوار ہوکر چلی وہ تخت
اسکو اُسی مقام پر لایا جب یہ حوض پر پہونچی تخت پر سے اترکر اُسی درخت کی راہ سے اُسی صحرا میں درخت
صندل پہونچی اسنے دیکھا کہ اُس مقام پر وہ جوگی موجود ہے اور ناشاد بھی مگر ابھی جمروت نہیں آیا ہے
یہ جب قریب درخت کے پہونچی درخت سے صدا آئی کہ سب کو خبر آئی اور وہ صندوق اور شیشہ بھی
لائی مُشّو نے کہا جی ہاں حاضر ہے پھر یہ صدا آئی کہ جمرود و ناشاد تو آگئے مگر جمروت ابھی تک نہیں
آیا وہ آئے تو میرے باہر آنے کی تدبیر کرے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ گرد اڑی اور برق چمکی اب جو دیکھا
تو جمروت اُسکے ہمراہ کوئی تین چار سو ساحر اُنکو لیے ہوئے چلا آتا ہے اُسکو جمرود و ناشاد نے
دیکھا جھکجھک کر سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا جب قریب درخت پہونچا تو اُسنے پکار کر کہا کہ اُستاد میں ابھی
پہونچے صدا آئی کہ بیٹھے رہو خوب پہونچاتے ہوئے آئے اب آپ بڑے ظریف ہوگئے ہیں یہ بھی زیبا ہے
کہ اُستاد کو اپنا یہ تو پہونچاتے ہیں بڑی زبان درازی اختیار کی ہے خیر آئیے آپکو میں ابھی یاد کر رہا
تھا یہ سنکے جمروت نے کہا کہ غلام حاضر ہے جو حکم ہو بجا لاؤں آواز آئی کہ اے جمروت اب وہ زمانہ
آیا ہے کہ میں اس درخت سے نکلا چاہتا ہوں بلکہ تمکو اسی واسطے طلب کیا ہے کہ جب تم کوشش
کروگے تو میں نکلونگا اب میرے طلسم کی عمر تمام ہوئی یہ کارخانہ تو میں نے صرف اپنے دل بہلانے کے
لیے بنایا تھا اب تمکو لازم ہے کہ تو ایکی ہفتہ کو یہ کہنا کہ اب خداوند طرف آسمان کے جاتے ہیں اور
اپنی طرف سے جمروت کو دنیا کا خداوند کر دینگے اور یہ سب کارخانہ برباد ہوتا ہے اب میں ظہور کرونگا
یہ کہکے چلے آنا اسکے بعد سب کارخانہ برباد ہو جائیگا صرف جو لوگ اصلی ہیں وہ رہینگے یہ سنکے
جمروت نے کہا بہت خوب میں کوشش کرتا ہوں یہ کہکر اُسنے سامنے درخت کے چوکا دیا اور اُس چوکے
میں بیٹھکر کچھ اشارہ کیا کہ خود بخود کشتی پیدا ہوئی اُسمیں اسباب سحر رکھا ہوا تھا وہ کشتی اسکے روبرو
آئی اور ایک بچہ خوک بھی پیدا ہوا اُسنے اُسکو پکڑ کر ذبح کیا اور اُسکا خون لیکر اپنی پیشانی پر
ٹیکا دیا اور آگیاری روشن کرکے بخور جلانے لگا اور پھر رائی کا سے دانہ پر پڑھکر ادھر ادھر پھینکنے لگا
ایک مرتبہ اسنے کیا کیا کہ اپنی ران میں نشتر دیا اور وہ خون لیکر اُسپر کچھ پڑھکر دم کیا اُس
خون کو اُس درخت صندل پر کھینچ مارا کہ ایک تڑاقہ ہوا برق چمکی غبار بلند ہوا وہ درخت
جڑ سے اکھڑ گیا اور اُسمیں آگ لگ گئی درخت کی جڑ سے ایک غار ظاہر ہوا جمروت یہ دیکھکر اُسی وقت اُس
غار میں کود پڑا اور بہت جلد کچھ خاک لیکر باہر آیا اُس خاک پر کچھ پڑھکر دم کیا اُس غار میں
ڈالی کہ پھر برق چمکی اب جو دیکھا تو وہ غار نہیں بلکہ ایک دریچہ ہے یہ جو سنکے میں سے اٹھا اور سب کو

ہین صاف انکار کر دیگی یہ تو اس خیال مین ہی تھا اور صرصر وہم نے جو تمھو کو دیکھا تو ایک حسین عورت پایا خیال
کیا کہ اگر یہ راضی ہو تو خوب مزا حاصل ہو ایک مدت ہوئی تو اس لطف سے واقف بھی نہین ہوا ہی جب
اپنی دختر نیک اختر انصرام سے ہم بستر ہوا ہی وہ بھی کبھی کبھی آکر تنبیہ سے دل کو خوش کرتی تھی مگر جو مزا اس
حاصل ہوگا وہ انمین کب تھا اور اب کب ہوگا وہ اور چیز ہی یہ اور چیز ہی یہ تمام اسکے امرون سے واقف ہی
وہ ابھی بچہ ہی وہ کیا جانے یہ ایسے خیال کرکے اسکی طرف دیکھنے لگا تھوڑے عرصے تک دیکھا کیا تھوڑے عرصے
کے بعد کہنے لگا کہ ای تمھو تم خیریت سے رہین ذرا میرے قریب آکر بیٹھو کیونکہ مجھکو تم سے کچھ کلام کرنا ہی یہ سنتے ہی
تمھو کا دم نکل گیا گو خود بھی ساحرہ تھی اور اسکا بھی سن کوئی ساٹھ ستر برس سے کم نہوگا یہ اسنے کو
سحر سے جوان بنا رکھا ہوا ہی صرف [illegible] عشق مین [illegible] ڈرتی ہوئی اسکے قریب جاکر
بیٹھی مگر یہ خیال ہی کہ یہ تو بولے خیریت ہی کہین ایسا ہو کوئی حرکت کر بیٹھے تو خرابی ہوگی کوئی ہرج ہوگا
استاد کا بھائی ہی جیسے وہ ویسے یہ مگر صورت سے خوف معلوم ہوتا ہی صرف [illegible] کے سبب سے انکا [illegible]
اور کوئی سبب نہین ہی یہ تو یہ خیال کر رہی ہی ادھر اسی قریب آئی اسنے اسکا ہاتھ پکڑکر اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ
تم ہماری مہمان ہو ہمکو تمھاری خاطر کرنا زیبا ہی ہم تمھاری عزت کرین یہ تمھو یہ ہوکر برابر بیٹھی کہ یہ کیا خرابی ہی کہ
شکل کی لڑ فراموش ہی صورت بھی تو تبدیل نہین کر سکتی ہی کیا کرے مجبوری سبب کچھ کرائی ہی اسنے کہا کہ ای
تمھو تمھاری تعریف بھائی صاحب نے بہت کی ہی [illegible] کا مقام ہی کہ بھائی صاحب نہوے ورنہ
مین انسے تمکو مانگ لیتا کیا کرون کہ وہ دنیا سے چلے گئے مگر واقعی بہت بڑے ساحر زبردست تھے مین انکو
ایسا نہ جانتا تھا کہ وہ ایسے ساحر ہین [illegible] انکو نقل اور ساحرون کے تصور کرتا تھا اگر مین انکو ایسا جانتا
ہوتا تو کبھی انکے پاس سے جدا نہوتا [illegible] انکی مایہ [illegible] سب پر قبضہ کرتا خیر وہ تو تیرے مقدر کا تھا وہ
تحریر فرما گئے ہین کہ تمھو کو مین نے نقل اپنے کر دیا ہی کوئی اسکے سحر کا جواب نہین دے سکتا ہی اور تحریر
فرمایا ہی کہ اسنے میری خدمت بہت کی ہی اسکے عوض مین مین نے اسکو ہر فن مین کامل کر دیا ہی اور مجھکو
تاکید کرکے تحریر فرمایا ہی کہ تم ضرور اسکی مدد کرنا ورنہ مین کبھی نہ نکلتا صرف انکے فرمانے سے نکلتا ہون تو یہی خیال
کر کہ یہ کتنے بڑے تعجب کا مقام ہی کہ آج بھائی صاحب کو دنیا کو ترک کیے ہوے کوئی سو برس کے قریب
ہوے ہین مگر انھون نے اسوقت کی پوری حالت دریافت کرکے اسکا یون بندوبست کیا اور [illegible]
مجھکو مجبور کیا کہ مین سوا انکی تحریر پر عمل کرنے کے کوئی اور راہ نہین کر سکتا ہون بس مین ضرور تیری
مدد کرونگا اور تیرے ہمراہ چلونگا کیونکہ تو مجھکو اپنے استاد کی جگہ تصور کرتی ہی اور مین تجھکو اسوقت
سے اپنی دختر کی جگہ تصور کرونگا جیسے میری لڑکی ویسے تو اب مین تجھ سے اپنی حالت بیان کرتا ہون
میرا اصل مین پہلو نشین سامری و جمشید ہون تیرے استاد کا برادر خورد ہون جب سامری و
جمشید یہان سے جانے لگے تو ارشاد کر گئے تھے کہ تو اپنے کو پوشیدہ رکھنا تیری ایک وقت مین ایک ساحرہ کو
ضرورت ہوگی بس جب وہ تشریف لیگئے تو مین مع اپنی دختر اور شاگردون کے جو کہ تیرے روبرو موجود ہین
وہان سے چلا اور اس صحرا مین آیا یہ صحرا مجھکو بہت پسند آیا مین نے یہان یہ طلسم بنایا یہ وہ طلسم ہی
کہ کسی کو نہ معلوم تھا سبکی نظرون سے پوشیدہ تھا اور یہ جو کچھ تو نے سامان دیکھا یہ سب سحر کا ہی جو ملک
کہ تو نے دیکھا ہی حورون سے آباد یہ بھی سحر کے ہین مین نے اپنی دختر انصرام کو جو کہ مثل میرے ساحرہ ہی ان سب کا حاکم
مقرر کیا اور یہ طریقہ جاری کیا کہ کوئی مرد یہان نہوا یہی شاگرد ان کے ذمہ کام کر دیے یہ جو جوگی کی صورت
ہین انکا یہ کام تھا کہ صورتین بنا بنا کر ایک مقام پر روانہ کرتے تھے وہ صورتین جب جمع ہوتی تھین تو سال بھر کے بعد

ظاہر کردیا اس خیال سے کہ یہ ضرور اُدھر آئیگی بھائی کی تحریر اسکے پاس ہے انھوں نے ضرور اس مقام کے
ظاہر ہونے کی تدبیر تحریر کی ہوگی اگر تم نہ ظاہر کروگے تو یہ اسکے ذریعہ سے ظاہر کرلیگی اور یہاں آئیگی
اور تمکو اُسکی مدد کرنا ضرور ہوگی کیونکہ اسکے وطن رزق قبیل خداوند جمشید و ساحری تشریف لائے تھے
اور فرما گئے تھے کہ ای تمرو اب تیری گوشہ نشینی کا زمانہ تمام ہوا تو اپنے کو ظاہر کر تمکو دیکھا دو تیرے پاس
آنے والی ہے تیرے بھائی کی تحریر اُسکو مل گئی ہے اُسکی مدد کرنا ضرور ہے وہ ہماری نیک بندی ہے ہم اُسپر بہت
مہربان ہیں بس تو اُسکی خوشی کرتا یہ تو تجھ پر ظاہر ہو چکا تھا اور یوں بھی معلوم ہوا بس میں نے اس صحرا کو
ظاہر کردیا مگر میں نے بذریعہ تحریر دوست نے یہ حکم جاری کردیا تھا کہ کچھ عورتیں یعنی سحر کے پتلے اس صحرا میں
سفر کرتے جائیں کہ جو کوئی اس صحرا میں آئے وہ ہماری زیارت اُسکو کرائیں یعنی اُس در سے میں لیجائیں جہاں
پردہ پڑا ہے اور وہ عورتیں بطور پاسبان کے ہیں بس اُس سے یہ طریقہ جاری تھا کہ وہ پتلے آتے تھے کیونکہ
وہ تو خیال کرتے ہیں کہ ہم انسان ہیں اور الضرام بھی یہی تصور کرتی ہے وہ کیا جانے کہ ساحرہ زبردست ہے مگر
میں نے اُنکو اس کام میں نہیں شریک کیا جب میرا جی اُنکے دیکھنے کو چاہتا ہے یا دوسرے امر کو تو میں اُسکو
طلب کرلیتا ہوں دیکھ بھی لیتا ہوں اور اپنی ضرورت کبھی نکال لیتا ہوں مگر اُنپر یہ نہیں ظاہر ہے وہ اپنے کو
آکشہزادہ تصور کرتی ہے مگر دراصل وہ میرے تصرف میں آچکی ہے نشے کوئی پردہ نہیں ہے یہ اسرار اسلیے تھا
کہ جب تم یہاں آؤ گی تو یہ عورتیں جو کہ سحر کی ہیں تمکو بھی اُسی مقام پر لیجائینگی تم ضرور اُنکے ہمراہ آؤ گی
اس سے یہ غرض تھی کہ کسی طور سے تمکو سحر فراموش ہوتا کہ تم سحر سے یہاں کی حالت دریافت کرسکو بس وہی
جو میں نے خیال کیا تھا اور تدبیر کی تھی جسے میں نے اس صحرا کو ظاہر کیا تم آئیں تمکو عورتیں لیکر اُس مقام پر
آئیں کہ جس حوض سے تم یہاں آئی ہو اور وہ کشیدہ ظاہر ہوا اور سنگے زہر دی اور بھلا دیا اور کھایا
وہ طلسم نہ تھا سحر کے فراموش کرنے کا عمل تھا تم نے کہا کہ ایسی چیز دی ہوئیں کہ تمکو سحر فراموش ہوگیا
یہی سبب تھا جو تمکو سحر فراموش ہوا تھا جو تم پر سب حال ظاہر ہوگیا اب تمکو لازم ہے کہ تم یہ صندوق اور
یہ شیشہ لیکر اپنے باغ میں جاؤ میں یہ سب کارخانہ برباد کرکے آتا ہوں آنے کے بعد سب کام درست
کردونگا مگر اسمیں شرط یہ ہے کہ اگر تم اُسکو قبول کرو وہ شرط یہ ہے کہ تم مجھکو اپنے وصل سے شاد کرو میرے
دل کو اس غم سے آزاد کرو یہ تقریر سنکے تمرو نے کہا کہ یہ تو سب میں نے سنا اور شرط سے بھی آگاہ ہوئی
میں بھی آپ سے صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ یہ امر نہ ہوگا خواہ آپ میری مدد کریں خواہ نہ کریں کیونکہ
میں چیترنگ کے عشق میں مبتلا ہوں اُسکی زندگی میں میں دوسرے مرد سے نہ بولونگی کیونکہ ہمارا یہی
طریقہ ہے دوسرے میرا سن بھی آپکے قابل نہیں ہے کیونکہ میں ابھی بچہ ہوں آپ پیر ہیں تمرو نے کہا کہ میرا
کیا سن ہے میں خود ابھی بچہ ہوں صرف دو ہزار برس کا سن ہوگا تمرو نے یہ سنکے کہا کہ میں تو خیال کرتی
تھی کہ شاید دس سو برس کے ہونگے یہ تو اور زیادہ ہے خداوند ساحری محفوظ رکھے کس آفت میں مبتلا
ہوئی ہوں یہ تو اسنے دل میں خیال کیا اُسکی تقریر کا جواب دیا جو کہ تحریر ہوا اُسنے کہا کہ خیر مجھکو کوئی اس
عجلت نہیں ہے جب تیری خوشی ہوگی تو خود راضی ہوگی کیونکہ تیری صورت مجھکو اس وقت بھلی معلوم ہوئی
دوسرے میں نے یہ خیال کیا کہ اسکو آزماؤں تو کہ یہ کس طور سے چیترنگ پر عاشق ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ
میں تو کوشش کروں اُسکی خدائی کو درست کروں اسکا دل کسی اور پر آجائے اور یہ چیترنگ کو چھوڑ کر
اُسکی طرف متوجہ ہو تو میری کوشش بیکار ہو مگر میں نے تمکو ثابت قدم پایا اب میرا بھی دل لگیگا اور کام خوب
انجام پائیگا انشاءاللہ کل سے یہ سوال نہ کرونگا ابتک ہو آتا ہوں یہ سنکے تمرو خاموش ہورہی اُسنے عزت سے کہا کہ تو کل اپنے کو

ظاہر کرنا اور جو تقریر مین نے تعلیم کی ہے بیان کرنا اور سب کو آگاہ کرنا کہ یہ دنیا تمام ہوتی ہے اسکی عمر آخر ہوئی اب
ہم آسمان پر جاتے ہین لیکن یہ تاریخ جو کہ مین تمکو دیتا ہون اسکو طرف آسمان کے اچھال دینا اسکے بعد تماشا
دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے کیونکہ یہ سب مین نے اس سبب سے تیار کیا تھا کہ مین ظاہر تو ہونگا نہین بیکار ہو رہا کیا
کرون سحر کو تازہ کرتا رہون اور تمکو اپنے سحر کی قوت دکھاتا رہون تم مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے کام کو
مین درست نہ کرتا ہون سب نے کہا کہ یہ امر تو ضرور رکھا ہم شاگرد ہین آپ استاد ہین مگر اسبار ہے یہ نزدیک ہے
آپکے مثل کوئی ساحر نہین ہے کہ جو آپکا جواب دے بیشک تمرودم نے کہا کہ نہین ایسا تو ہو چکا ہے کہ پاس
جو ساحر ہے وہ مجھ سے بھی زبردست ہے مین یہ کہے دیتا ہون اگر اس سے مقابلہ ہوا تو یا ہم صلح کرنی ہوگی
انجام یہ ہوگا کہ ہم وہ بادشاہ شہر کا ہو نگا اور دونوں خدا ایمان ایک … ہونگی یہ مین اوقت کہے دیتا
ہون مگر جہان تک ممکن ہوگا مین اس سے مقابلہ کرونگا مگر سب یہ ہونا ممکن نہین ہے ضرور یا ہم صلح کرنی ہوگی
تمکو دیتے ہین کہ اگر ہم اسکو قتل کر سکین تمرودم نے کہا یہ خیال خام ہے … دیکھا جائیگا … وہ تاریخ
تمرودم نے اسکو دیا اسنے اپنے پاس رکھا اب تمرودم نے … وہ کی نشست … ایک
طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا آواز سے صدا آئی حاضر ہا حاضر اب جو دیکھا تو … حاضر ہے اسنے کہا کہ الفہراسم کو
اٹھا لاؤ وہ یہ سنکے فورا روانہ ہوئے یہان الفہراسم اپنے شہر مین جو کہ تمرودم نے تیار کیا تھا … حکومت
کر رہی تھی تمام عورتین دربار مین حاضر تھین اور ملکاؤن کے کاغذات آئے ہوئے تھے اسکو دیکھ رہی تھی کہ وہ دیو
اٹھا کر اسکو لیگئے تمام عورتین جو کہ دربار مین حاضر تھین دنگ ہو کر رہ گئین سب ساحرہ تھین کہ یہ کیا قہر ہوا
شاہزادی کہان دفعتا غائب ہوگئی کبھی ایسا واقعہ نہوا تھا جو آج ہوا آخر کو سب اہل دربار عاجز ہو کر اپنے
اپنے مقام کو چلے گئے دربار برخاست ہو گیا مگر ہر ایک عورت حیران … تھی یہی آپس مین گفتگو ہو رہی تھی کہ ملکہ کو
کون اٹھا لے گیا خداوند خیر کرے یہان تو سب اسی فکر مین ہین وہان الفہراسم کو ان دیوون نے تمرودم کے
پاس پہونچا دیا یہان تمرودم بیٹھا ہوا … کر رہا تھا کہ الفہراسم پہونچی آج تو الفہراسم دیو و
… دیکھا کہ تمام شاگرد موجود ہین … ان … خیال کرنے لگی کہ
یہ کیا صورت ہے آج کیا ضرورت ہے جو یہ سب جمع ہین کہ تمرودم نے الفہراسم کو دیکھا اٹھکر اسکو
گلے سے لگایا پیار کیا رخسار کے بوسے لیے اور لاکر اپنے برابر بٹھایا اور اسکو کل حال سے آگاہ کیا
اپنی بھی کارروائی سے ماہر کیا اور کہا کہ اب مین یہ سب کارخانہ برباد کرتا ہون اور یہان سے
چلکر جمشید کی خدائی کو درست کرتا ہون یہ … اسی غرض سے یہان آئی ہین
جب الفہراسم کو معلوم ہوا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا تھا بہت حیران ہوئی اپنے دل مین کہا
کہ بڑا دھوکا کھایا کبھی سحر سے نہ دریافت کیا والد بزرگوار بڑے ساحر زبردست ہین یہ
خیال کر کے کہا کہ آپ کو اختیار ہے مین تو آپکی تابع حکم ہون بس تمرودم نے کہا کہ کل جو تم دربار
مین آنا تو یہ حکم دینا کہ آج ہم میدان جلوہ گاہ مین جا بیٹھینگے کیونکہ کل پھر خداوند ظہور فرمائینگے
اور کل جو مین دربار سے غائب ہوگئی تھی خداوند نے طلب کیا تھا یہ خبر دینے کو اور اسیوقت
… ملک مین اُن سبکے نام اسے تحریر کرنا کہ سب آج سہ پہر کو میدان جلوہ گاہ مین حاضر ہون جو سب
وہ نامے انکو اسیوقت پہونچ جائینگے تم لکھکر اپنے تخت پر اپنے زانو کے نیچے رکھ لینا وہ لوگ
حاضر ہونگے اور تمام شہر مین منادی کرا دینا کہ سب اہل شہر میدان جلوہ گاہ مین حاضر ہون
خداوند اپنی قدرت دکھائینگے بس یہ منادی کرا دینا اور سہ پہر کو تم اس میدان مین آنا جب سب

جمع ہو لینگے تو ثمروت اپنے کو اُسی طور سے ظاہر کریگا اور جو مین نے اُسے تعلیم کیا ہے اُس سے ہر ایک کو
ماہر کریگا بعد اُسکے نارنج سحر سے سب کو جلا دیگا سوا اُسکے تمہارے اور تمہارے چند ملازمون کے جو کہ
اصلی ہین کوئی باقی نہ رہیگا یہ باغ و صحرا و کوہ اور تمام ملک سب برباد ہونگے سوا صحرا کے اصلی
کے کچھ باقی نہ رہیگا ہان یہ بھی تمہارے پاس ہوگا یہ جو میرے تمہارے آنا دیتے ہین صرف سحر کا ہے ورنہ
یہان اور تم ایک مقام پر ہونگے پس شکل افصراہم خاموش ہو رہی کہ اسنے عرصے مین تمود جادو نے کہا کہ مین
رخصت ہوتی ہون یہ جو ثمرودم نے سنا تو کہا کہ اچھا یہ کہکر ایک شیشہ اپنی بغل سے نکالکر دیا کہ اسکو میرے
روبرو پی لو تاکہ تمکو تمھارا سحر یاد آجائے بس یہ سنکے تمود نے وہ شیشہ لیکر پی لیا اب جو خیال کرتی ہے
تو سب سحر یاد تھا بس اُسیوقت اُٹھکر ثمرودم کو سلام کیا اور باہر بارہ دری کے آئی وہ صندوق
اور شیشہ بھی ہمراہ لائی تخت سحر بناکر اور اُسپر صندوق و شیشہ رکھکر خود بھی بیٹھی اور سحر سے اُسکو
اڑا کر چلی ادھر ثمرودم نے اپنا سحر برطرف کیا اُسکو راہ ملی یہ اُس صحرا مین آئی کہ جہان کنوئین پر اُتری
تھی پانی پینے کو اور صحرا کی سیر کرنے کو جہان وہ عورتین ملی تھین اسنے ابھی تک اُسی طور سے سب کا رنگ نہ
پایا یہان جو پہونچی تو دیکھا کہ سہ پہر کا وقت ہے وہان یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی صبح ہوئی ہے وہ وقت ہے کہ آفتاب
نہین نکلا ہے اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسنے اچھا کارخانہ تیار کیا ہے تخت سحر کو اڑا کر اُسی سمت کو روانہ ہوئی جدھر سے یہ
آئی تھی یہ تو ادھر جاتی ہے کہ اسکا حال بعد تحریر ہوگا ادھر افصراہم جادو جو بھی ثمرودم جادو سے رخصت ہوکر
اپنے مقام کو چلی اُنھین دیوؤن کے ذریعہ سے ثمروت جادو و سب ساحرون کو ثمرودم کے
پاس چھوڑ کر ناشاد جادو کو ہمراہ لیکر اپنے مقام پر آیا مجرود جادو ثمرودم کے پاس رہا یہان
ثمرودم نے بعد جانے تمود جادو و افصراہم جادو و ثمروت جادو و ناشاد جادو
کے سحر جو کیا نہ وہ باغ تھا نہ وہ بارہ دری صرف ایک صحرا تھا یہ سب اُس صحرا مین بیٹھے ہوئے
تھے کہ ثمرودم نے سحر کرکے کچھ خیمے وغیرہ برپا کیے انکو تو یہان چھوڑا جاتا ہے وہان ثمروت اپنے مقام پر
پہونچا اور اپنے کام مین مصروف ہوا کیونکہ ابھی اسکو کل پھر جانا اور ثمرودم کو ملنا ہے ناشاد اپنے
مقام پر آکر اپنے کام مین مصروف ہوا کیونکہ یہ ثمروت کا مددگار ہے یہان محل طلسمی مین تمام عورات
سحر برائے افصراہم گریہ و زاری کر رہی تھین کوئی ایسی نہ تھی کہ روتی نہ ہو کہ افصراہم پہونچی سب نے دیکھا
کہ ملکہ خود بخود ظاہر ہوئی یہ سب دوڑین کہ ملکہ آپ کہان تشریف لے گئی تھین افصراہم نے
کہا کہ خداوند نے طلب فرمایا تھا وہ سب خاموش ہو رہین یہان تک کہ صبح ہوئی افصراہم نے دربار کیا
سب ارکین سلطنت حاضر ہوئے افصراہم نے وہ ہی حکم جاری کیا شہر مین ندا کرائی نامے لکھکر زیر زانو
رکھے کہ خود بخود غائب ہوگئے یہان تک کہ دربار برخاست کیا بوقت سہ پہر مع سامان و جلوس سواری
کے طرف میدان جلوہ گاہ کے روانہ ہوئی یہان جو آکر پہونچی تو دیکھا کہ تمام شہر بھر کی عورتین جمع ہین اور
چلی آتی ہین اور وہ نامے جو غائب ہوئے ہر ایک صورت ہو کہ جس ملک کی حاکم تھی اُسکی گود مین جا کر گرے
اُنہنے اُسکو دیکھا مضمون سے آگاہ ہوئی شہر مین منادی کرائی اور خود مع سامان طرف جلوہ گاہ کے
روانہ ہوئی کیونکہ یہ کارخانہ سحر کا ایک آن مین سب آکر پہونچے شام تک سب ملکون کے باشندے
اور حاکم آگئے وہ صحرا سب [illegible] ہوگیا بوقت شام قریب مغرب برق چمکی گنبد ظاہر ہوا سب
اُسی طور سے [illegible] کو ختم ہوئے کہ وہ ہی [illegible] ثمروت جادو گنبد سے نکلا تخت طلب کیا
اُسپر بیٹھا سب نے سجدہ کیا اسنے باواز بلند کہا کہ اے [illegible] آگاہ ہو کہ آج تا دن میرے ظہور [illegible]

کرنے کا نہ تھا مگر ایک ضرورت تھی اور اپنی قدرت دکھانی منظور رکھی اور سبب یہ تھا کہ دنیا یہ تمام ہونے کو ہے
ہم بالا سے آسمان تشریف لیجائینگے اور اپنی طرف سے جمشید بن زہرہ ثانی کو خدا کرینگے کیونکہ اب
ہمارا دل برائے سیر بہشت بیقرار ہے اب ہم دونوں جنت کی سیر کرینگے اب تم لوگ ہمکو آخری سجدہ کرو اور
ہماری قدرت دیکھو یہ جو اس مرد پیر نے کہا ایک مرتبہ سبکے سب برائے سجدہ خم ہوئے اور سجدہ کیا
ادھر اس مرد پیر نے جب دیکھا کہ سب کے سب سجدے کو خم ہوئے ہیں اسنے وہ ناریج جو کہ محروم نے دیا تھا جھولی
سے نکالا اتنے عرصے میں یہ سبکے سب سجدے سے اٹھیں کہ ادھر محروست نے اٹھاکر وہ ناریج طرف آسمان
پھینکا اسکا طرف آسمان کے جانا تھا اور یہ دیکھا ہوتا تھا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور ناریج ٹوٹا اس سے شعلے نکلے
اور ہر کا ۔۔ اٹھے اور تمام میدان میں پھیل گئے ایک برق چمک کر گری کہ جسقدر اس مقام پر عورتیں
جمع تھیں جو کہ اصلی تھیں انکی تو نہیں جو کہ سحر کی تھیں ان سب میں آگ لگ گئی وہ کوہ بھی جلنے لگا
وہ صحرا بھی جلنے لگا ہر شجر شجر آتش تھا ہر پھول پھول آتشبازی کا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارہا انار
چھوٹتے ہیں اور جو مکان کہ سحر سے بنائے تھے ان سب میں آگ لگ گئی کیونکہ یہ ناریج جو تھا
یہی سب کا مٹانے والا تھا محروم نے یہی ترکیب رکھی تھی کہ جو کوئی اس ناریج کو اٹھاکر طرف
آسمان کے پھینکے خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر یہ طلسم تمام برباد ہو جائے گویا یہ ناریج جان تھی اس
طلسم کی یہاں کوئی مقام اصلی نہ تھا سوائے اس صحرا کے اور چند عورتوں اور چار پانچ سو ساحروں
کے اور سب سحر کا کارخانہ تھا بس جب ناریج پھٹا اور شعلے نکلے جہاں جہاں جو جو چیز طلسمی تھی
سب میں آگ لگ گئی اور جلکر خاک سیاہ ہوگئی ایک آندھی سیاہ آئی بڑا شور و غل ہوا
تاریکی ہوگئی اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ کوہ ہے نہ وہ لوگ ہیں نہ وہ گنبد ہے نہ وہ صحرا ہے
نہ کہیں ان مکانوں کا نام و نشان ہے نہ وہ عورتیں افسر اعظم نے دیکھا کہ میں ہوں اور میری چند
خواصیں جو کہ اصلی تھیں وہ ہیں ایک مقام پر محروست کھڑا ہوا ہے ناشاد ایک طرف بیٹھا ہوا ہے
چند خیمے ایک جانب استادہ ہیں انمیں سے آواز آدمیوں کی آتی ہے افسر اعظم اس طرف کو چلی
چونکہ اسکو محروم اس حال سے آگاہ کر چکا تھا یہ سمجھ گئی کہ وہی ہوا جو کہ والد بزرگوار نے فرمایا
تھا جو اصلی عورتیں تھیں وہ باقی رہیں اور سحر کی تمام جلکر خاک سیاہ ہوگئیں اب نہ وہ ملک ہونگے
نہ وہ لوگ ہونگے غیر ان خیموں میں دیکھیں کہ کیا ہے یہ اپنے ملازموں کو ہمراہ لیکر چلی کہ ادھر سے
محروم نکلا کہ تمام کارخانہ مٹ گیا اب چلو افسر اعظم کو اپنے ہمراہ لے آؤں آج کا دن اس
مقام پر بسر کروں کل یہاں سے طرف باغ ثمود کے چلینگے یہ تصور کرکے خیمے سے نکلا تھا کہ افسر اعظم
پہونچی اسنے باپ کو جھک کر سلام کیا محروم نے دوڑکر اسکو گلے لگایا بوسے لیے اور خیمے میں لیگیا
اتنے عرصے میں محروست جادو و ناشاد جادو اپنے اپنے مقام سے اٹھکر آئے اور محروم
سے عرض کیا کہ اب آپکی کیا رائے ہے محروم نے کہا کہ کل یہاں سے طرف باغ ثمود جادو
کے روانہ ہونگے پرسوں تک پہونچ جائینگے وہاں پہونچکر جو امر کہ ہمکو منظور ہے اسکا بندوبست
کرینگے یہ کلام سنکے وہ دونوں خاموش ہو رہے اسنے شراب طلب کی ہمراہ اپنی دختر نیک اختر
کے شرابخواری کرنے لگا جب نشہ خوب ہوا اور ضبط نہو سکا تو افسر اعظم جادو کو لیکر خلوت میں
گیا باپ نے بیٹی کے ساتھ منہ کالا کیا بیٹی نے باپ کو راضی کیا بعد اسکے دونوں اپنے اپنے
مقام پر جاکر سو رہے چونکہ کوئی دو پہر رات اسی بندوبست میں بسر ہو چکی تھی باقی رات بھی

تمام ہوئی ہر ایک ساحر اٹھا اور اپنے امور ضروری سے فراغت کرکے سامان سفر کرنے لگا کیونکہ محروم
سے کہا تھا کہ ہم کل طرف باغ ثمود کے روانہ ہونگا ادھر محروم بھی خواب مرگ سے مع اپنی دختر
بدر النساء ام جادو کے بیدار ہوا تھا سب کاموں سے فراغت کرکے بیرون خیمہ آیا اور عفریت کو
طلب کرکے کہا کہ اے عفریت تمہارا دلبستہ چلنے کا کر وہ عفریت نے اسیوقت سب ساحروں
سے کہا کہ اپنا انتظام کرو اُستاد روانہ ہوتے ہیں یہ سنکے سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا
کہ ہم سب تیار ہیں آپ سفر کریں یہ سنکے عفریت جادو نے کہا کہ میں استاد سے عرض کرتا ہوں
اور جا کر محروم سے کہا کہ اُستاد تشریف لیجائیں یہ سنتے ہی محروم اٹھا اور بیرون خیمہ آکر
تخت سحر تیار کرکے اسپر سوار ہوا ادھر بدر النساء ام جادو نے طاؤس سحر تیار کرکے اسپر سوار ہوئی
عفریت جادو و نانشاد جادو و دیگر جادو و جادو ہر ایک اژدر سحر تیار کرکے سوار ہوئے
پھر تو تمام ساحر اپنی اپنی سواریاں تیار کرنے لگے تھوڑے عرصے میں سب تیار ہوگئے خیمہ وغیرہ
اژدر سحر پر بار کیے گئے یہ سب سامان لیکر طرف ثمود جادو کے روانہ ہوئے اگر روانہ رکھا
جاتا ہے ورد

اب حال ثمود کا تحریر ہوتا ہے

یہ جو تحریر ہو ثمود جادو سے رخصت ہوکر طرف اپنے باغ کے مع اس صندوق کے جو ساتھ تھا چلی گئی
تخت سحر آراستہ ہوتے چلی آتی ہے کسی مقام پر دم نہیں لیتی ہے کیونکہ اسکو فراق چتر نگسا کا
بہت ناگوار ہے بیرون اسکے اسکو قرار نہیں آتا ہے یہ تخت سحر پر سوار تصور میں چتر نگسا کے چلی
آتی ہے یہاں چتر نگسا کا اسکے فراق میں یہ حال ہے کہ ہر وقت آنکھوں سے آنسو رواں ہیں ہر دم
آہ سوزاں ہے اسکی مصاحبیں خواصیں اکثر کہتی ہیں کہ خداوندا اسقدر بیقرار نہوں ملکہ تشریف لاتی ہونگی
آپ کیوں اپنے کو پریشان کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں کیا کروں میرے دل کو قرار نہیں آتا ہے وہ
سنکر سب خاموش ہو جاتی ہیں آج چوتھا دن ہے کہ اسنے ایک نوالہ نہیں کھایا ہے سوا رونے
کے کوئی کام نہیں ہے آج یہ بہت بیقرار ہے گھڑی گھڑی باغ میں آتا ہے پھر بارہ دری میں جاتا ہے اسکی
تو یہ کیفیت ہے کہ یہ کسی پہلو قرار نہیں لیتا ہے خواصیں وغیرہ تسلی دے رہی ہیں کہ ملکہ اپنے کام کو
تشریف لیگئی ہیں آپ کیوں بیقرار ہوتے ہیں وہ فرصت کرکے تشریف لاتی ہونگی یہ خاموش نہیں ہوتا
ہے یہ تو اسی حالت میں بیقرار ہے اور اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے ادھر وہ اسکے فراق میں بیقرار
بصد تیزی چلی آتی ہے چونکہ قریب شام چلی تھی اسقدر دن اور رات اسنے راہ میں بسر کی صبح ہوتے ہوتے
یہ قریب اپنے باغ کے پہونچی ابھی آفتاب نہ نکلنے پایا تھا کہ یہ داخل باغ ہوئی ادھر چتر نگسا بھی
اُس وقت سحر رات کا جاگا ہوا اسکو چار دن ہوئے ہیں کہ یہ بالکل نہیں سویا ہے باغ کی سیر کرنیکو
نکلا تصور میں ثمود کے اسکو ہر ایک گل خار معلوم ہوتا تھا بیٹھا ہوا کنارے نہر کے اسکے فراق میں
رو رہا تھا کہ دفعۃً سناٹا ہوا اور برق چمکی کہ اسنے سر اٹھاکر طرف آسمان کے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک تخت
آسمان سے زمین کی طرف آتا ہے یہ گھبرا کے دیکھنے لگا جب وہ تخت بالکل نیچا ہوا تو اسنے دیکھا کہ اسپر
ثمود جادو میری معشوقہ بیٹھی ہوئی ہے ایک صندوق اسکے پاس ہے اور دو بیٹھے ہیں ادھر ثمود نے
دیکھا کہ میرا معشوق چتر نگسا نہر کے کنارے بیٹھا ہوا ہے کسی کو یاد کرکے رو رہا ہے یہ جو اسنے دیکھا

فوراً تخت کو نیچے اتارا لائی قریب چیترنگ کے تخت اترا جیسے تخت اترا چیترنگ دوڑ کر ثمود کے قریب
پہونچا اودھر ثمود بھی تخت سے بہت جلد اتری دونون باہم خوب گلے ملے اور روئے چیترنگ نے
کہا کہ واہ ملکہ تمنے خوب اپنے فراق مین بیقرار کیا کہ آج کئی دن ہوئے ہین کہ کچھ نہ کھایا ہی نہ پیا ہی نہ سویا
ہون سوا اسکے رونیکے دوسرا کام نہ تھا کوئی یون بیخبر ہو جاتا ہی ثمود نے کہا کہ کیون فقرے کرتا ہی مجکو
دھوکا دیتا ہی کسی اور کو فقرہ دے جو تیرے فقرے مین آجائے مین کوئی بچہ نہین ہون کہ تیرے فقرے مین
آؤن یہ سنکے چیترنگ نے کہا کہ ای ملکہ اپنی خواصون سے دریافت کرلو میرے جھوٹ سچ کا حال معلوم ہو جائیگا یہ
جو چیترنگ نے کہا ثمود نے کہا کہ مین تیرے ستانیکو کہتی تھی کہ تو فقرہ کرتا ہی تیرے چہرے سے ظاہر ہی کہ تیری
حالت بخوبی روشن ہی تیرا چہرہ کہتا ہی کہ تو میرے فراق مین بیقرار تھا مین کس سے اپنا حال کہون کہ میرے دل پر کیا گذری
میرے دل کی خبر میرے خداوند پر روشن ہی مین بہت جلد آئی ورنہ ابھی فرصت مشغولی مین کوئی اپنی ضرورت کو
نہین گئی تھی بلکہ تمہارے کام کو گئی تھی جو ہونے والا تھا وہ ہوا آؤ چلو بارہ دری مین یہ کہکر چیترنگ سے
کہا کہ شیشے اٹھالو اُنے شیشے اٹھا لئے ثمود صندوق کو ٹکڑے کے ذریعے سے اٹھایا اور بارہ دری مین لائی کیونکہ
ابھی تک تمام خواصین وسہاجین سو رہی ہین کوئی کہا تک جاگے اور چیترنگ کا ساتھ دے جس سے چند روز
جاگا گیا جاگی پہر اپنے مقام پر جاکر سو رہی یہ سبب تھا جو خود اٹھا کر لائی دوسرے یہ ابھی ظاہر نہین کرنا تھا
کہ ملکہ صندوق و شیشے لائی ہی یہ بارہ دری مین آکر صندوق و شیشے حفاظت سے رکھو لیے اب دونون
باہم ملکر بیٹھے اور اپنی ثمود نے ساری حالت بیان کی اپنا اس صحرا مین پہونچنا اور صحرا کی بہار دیکھکر تخت کا اتارنا اور
ایک درخت سایہ دار کے نیچے اپنا ٹھہرنا پیاس کا شدت معلوم ہونا تلاش آب مین ایک سمت کو جانا عورتون
سے ملاقات ہونا انسے کل حالت کا معلوم ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ اب ثمر و دم نے
انکا اقرار کیا ہی کیونکہ انسے اپنا مسکن ترک کیا ہی مین انسے رخصت ہو کر پہلے چلی آئی ہون وہ بھی کل تک
تشریف لائینگے اب سب کام ہو جائیگا دریغا رہے فراق نے بہت بیقرار کیا تھا چیترنگ نے کہا یہی حالت
میری تھی کہ مین بھی بہت بیقرار تھا کسی پہلو قرار نہ آتا تھا اب سے مین نے تمکو دیکھا ہی دل کو قرار آیا ہی ثمود نے کہا
کہ سچ ہی کسی شاعر کا شعر ہی شعر — دل رابدل رہ ایست درین گنبد سپہر ❊ از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر
وہان مین بیقرار تھی یہان تم بیتاب تھے خیر ان باتون کو جانے دو اور کچھ باتین کرو یہ سنکے چیترنگ نے ثمود کو
گلے سے لگایا اسکے لب و عارض کے خوب بوسے لیے دوسرے امر کا قصد کیا یہان کب انکار تھا راضی تھی
ادھر یہ تو اس امر مین مصروف ہین ادھر خواصین اٹھین منہ ہاتھ دھو کر طرف بارہ دری کے چلین
یہان آکر پردے پڑے ہوئے پائے خیال کیا کہ اسوقت چیترنگ آرام کر رہا ہی خاموش پلٹ گئین کہ یہ
دونون فراغت کرکے باہر آئے دیکھا کہ تمام خواصین بیدار ہین ملکہ کو دیکھکر سب کی سب دوڑ پڑین اور عرض کرنے لگین کہ
آپنے تو بڑا عرصہ کیا یہان خداوند بیقرار رہے بغیر آپکے ثمود نے کہا کہ عرصہ تو نہین ہوا مین تو بہت جلد آئی ہون کوئی پانچ
دن ہوئے ہونگے خیر اب تم اپنے اپنے کام مین مصروف ہو وہ سلام کرکے اپنے اپنے کام مین مصروف ہوگئین جب وقت
کھانے کا آیا کھانا کھایا دن بھر عیش سے بسر کی رات کو جلسہ نشاط برپا کیا خوب گانا ہوا قریب دو پہر رات تک کے
جلسہ برپا رہا جب رات زیادہ آئی یہ دونون جاکر اپنے اپنے مقام پر سو رہے کہ صبح ہوئی سب اٹھے حسب معمول اپنے اپنے
کام مین مصروف ہوئے وہ دن تمام ہوا قریب شام ثمود و چیترنگ دونون کنارے نہر کے بیٹھے ہوئے باہم باتین
کر رہے تھے کہ یکایک مشرق کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اسمین برق کی چمک تھی کہ وہ ابر آکر اس باغ پر قائم
ہوا ثمود نے جو اس ابر کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ کسی ساحر کی آمد ہی مگر چیترنگ نے ثمود سے کہا کہ ملکہ

ہی اُسکے پاس لشکر ہی مجمر و دم نے کہا کہ یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی مگر آپکے پاس بھی کچھ سپاہ ہی چیپرنگ نے کہا میرے
پاس نہیں ہی تب مجمر و دم نے کہا کہ ای تمود یہ کیونکر تیرے باغ مین آسکے ہین تمود نے کہا کہ اُسدن تو
آپنے ساری حالت مجھ سے بیان فرمائی تھی آپ کیا فراموش کر گئے ہین مجمر و دم نے کہا ہان یاد آگئی ای چیپرنگ
اب کل ہم آپکو شدّاد کے دربار مین پہونچا دینگے آپکو لازم یہ ہی کہ آپ یہ ظاہر کرین مین خداوند ہون دیکھو مجھکو
میرے پدر بزرگوار نے آسمان پر طلب فرمایا تھا یہ جامۂ خدائی اور تاج خدائی مرحمت کیا اور فرمایا کہ تو خدا ہی اور
سب تیرے بندے ہین بس آج سے لوگ میری پرستش کرین مذہب چیپرنگی اختیار کرین مگر ابھی مجھکو سجدہ نہ کرین
جبتک مین شدّاد پرستون کو غارت نہ کرونگا اُسوقت تک کسی سے سجدہ نہ لونگا بس میرا یہی سجدہ ہی کہ میری اطاعت
کرو مجھکو اپنا خدا تصور کرو کوئی سجدہ نہ کرنے سے خدائی نہین جاتی رہتی ہی بس جب آپ یہ فرمائینگے تو لوگ آپکی خدائی
کو مان لینگے اور اطاعت کرینگے اپنے نام کا آپ سکہ جاری فرمائین تمام شہر پر اپنا حکم جاری کرین شدّاد کو اپنا
نائب کرین وہ بطور نائب کے کام کرے فوج ملازم رکھین ایک تخت اس قسم کا تیار کرائین مین جسکا
نقشہ دیتا ہون یہ کہکر ایک نقشہ نکالکر دیا تمود نے کہا کہ اسی قسم کا ایک نقشہ اور انکا تھا یقین ہی
کہ تخت تیار ہوگا کیونکہ مین نے انکی مان سے کہہ دیا تھا مجمر و دم نے کہا کہ آپ یہ بھی دربار مین تخت پر بیٹھکر
فرمائیے گا کہ آسمان پر سے میری مدد کے لیے فرشتے آئینگے آج سے سپہ کو انکی سپاہ آئیگی انکے افسر
کا نام ناشتاد فرشتہ ہی ہین تیلماسہ سحر تیار کرکے انکو سحر سے صورت انسان بنا کر تمام سامان جنگ
سے آراستہ کرونگا ای تمود تم انکے ہمراہ ضرور رہنا مین ایک ابر سحر بنا کر انکو انکے محل پر قائم کرونگا مین انکا
قیام کرونگا انکو لازم ہی کہ یہ اہل دربار سے کہین کہ جسکو شک ہو میری خدائی مین وہ میری قدرت دیکھے
کچھ مجھ سے طلب کرے دیکھو مین اُسکو اسی مقام پر بیٹھے بیٹھے دیتا ہون یا نہین بس جو شخص ان سے جو چیز طلب کرے
یہ یہ کہکر ہاتھ کو اپنے بلند کرین کہ ای فرشتۂ قدرت فلان چیز فلان شخص طلب کرتا ہی [illegible] لا
ادھر انکا ہاتھ بلند ہوگا ادھر وہ چیز انکے ہاتھ مین آجائیگی اسی طور سے جس کام کو چاہینگے وہ ہو جائیگا
کیونکہ ہم تو مع حمروت و النصر اصم و مجمر و دم کے ہر وقت انکی خبر لیا کرینگے اور سبکی نظرون سے پوشیدہ
ہونگے جب یہ کہین سوار ہو کر جایا کرینگے وہ ابر انکے سر پر سایہ فگن ہوگا اُس سے ہزارون جانور پیدا
ہوا کرینگے وہ انپر سایہ کرینگے ایک گنبد آتش طور کا جیسا کہ تونے میدان جلوہ گاہ مین دیکھا تھا انکی سواری
کے لیے تیار کیا جائیگا وہ گنبد اُسی ساحرون کے لشکر کے ہمراہ آئیگا تم جب سوار ہونا اُسی گنبد مین سوار
ہونا دربار مین جب تخت پر بیٹھنا تو اس گلدستے کو روبرو رکھ لینا اور جب سوار ہونا تو گنبد کے در پر
رکھنا مگر روبرو اپنے رکھنا بلکہ اسکو رکھنا کبھی نہ بھولنا اگر بگڑا اسکا مین خود بند و بست کرونگا یہ کہکر مجمر و دم نے
خود چیپرنگ کو نذر دی اور کہا کہ خدائی مبارک اُسکے بعد النصر اصم سے نذر دلوائی پھر تو حمروت و ناشتاد
و مجمر و دم نے نذر دی اب تو چیپرنگ کو سب خداوند کہنے لگے یہان تو یہ کاروائی ہوئی اُسکے بعد مجمر و دم
اپنا سحر درست کرنے لگا تمود کو جو کچھ سحر سے تیار کرنا تھا وہ اُسکا بند و بست کرنے لگی حمروت
اپنا سحر کرنے لگا کیونکہ مجمر و دم نے اُس سے کہا تھا کہ تو میرا شریک رہنا النصر اصم بھی اپنے باپ کی شریک
ہوئی مجمر و دم نے ابر سحر تیار کیا النصر اصم نے اُسکے اوپر سحر کیا کہ اُس سے موتی برسنے لگے اور جانور پیدا ہونے لگے
حمروت نے گنبد سحر تیار کیا مجمر و دم نے پتلہا سے سحر تیار کیے وہ قریب ایک لاکھ کے تھے اسنے کیا کیا کہ کاغذ کے
پتلے قینچی سے کاٹ کر اور جھاڑو کے تنکون کے تیر کمانین تیار کین کاغذ کی تلوارین کاٹین اور سپرین ان سب کو زمین پر
رکھا اور تسخیر کرکے کالا دانہ و دانش جو مارے وہ سبکے سب صورت انسانی پر ہو گئے انکو اسنے وہ ہتھیار

دیا کہ تم انکو لگا تو اُن سب نے وہ ہتھیار لگائے قریب ایک لاکھ کے یہ لشکر تیار کیا ان سب کو اسی تدبیر مین
وہ دن تمام ہوا انکو دنے ایک تختی تیار کی وہ گلے مین چتر تنگ کے ڈالی اسی تدبیر مین رات ہو گئی سب
اپنا اپنا بند و بست کر کے بارہ دری مین آئے یہان جلسہ آراستہ ہوا چتر تنگ کو مسند پر بٹھایا اور سب گرد پیش بیٹھے
جام شراب گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوئے گانا ہونے لگا یہان تو جلسہ آراستہ ہوا ادھر کا حال سنیئے
کہ شداد کے دربار مین زرگر تخت بنا کر لائے یہ وہ دن ہے کہ اسنے بنام نمرود فیل پیکر نامہ روانہ کیا ہے
اور خود دربار کیا ہے صرصر تیغ زن بھی دربار مین آیا ہے کہ زرگر تخت لیکر آئے وہ تخت اس طور کا تھا کہ
پہلے ایک تخت تھا اسپر سات زینے اس تخت پر چڑھنے ہوسکتے تھے بعد اسکے ایک انغرلی سہ دری تھی اسکے اوپر
ایک چتر لگا ہوا تھا اس سہ دری مین ایک تخت آراستہ تھا برابر اس تخت کے چار کرسیان آراستہ تھین
اور ایک کرسی روبرو تخت کے تھی اور اس تخت کے پیچھے پیچھے سہ دری واقع ہوئی تھی اسپر آٹھ ڈنگلی آراستہ
تھے وہ تخت اس طریقے کا تھا اور یہ ہی نقشہ بنا کر نمرود نے دیا تھا اور نمرود کو اسی طور کا نقشہ [illegible] نے
دیا تھا جب یہان یہ تخت آ چکا تو شداد نے اس تخت کو وسط ایوان مین آراستہ کیا اور اپنا تخت اسکے برابر
بچھا لیا اب دربار کا ہی رنگ ہو گیا ادھر تو دربار مین یہ حالت تھی ادھر وہ وزیر نامہ لیکر جو
طرف قلعہ نمرود پیچ کے روانہ ہوا تھا قریب قلعے کے پہونچا وہان نمرود فیل پیکر اپنے قلعے مین بیٹھا ہوا ہے
اسنے قریب ایک لاکھ کے لشکر جمع کیا ہے اسکے افسر اسکے پاس موجود ہین اسکا قصد یہ ہے کہ اب میرے پاس
سپاہ ہو گئی ہے اب مین طرف شہر گلریز کے لشکر کشی کر کے چلوں اور اس شہر کو اپنے قبضے مین کر لون
یہ اسی فکر مین ہے کہ وزیر شداد اسکے قلعے مین داخل ہوا قلعہ کی سیر کرتا ہوا در ایوان پر پہونچا ایک
چوبدار در دولت پر کھڑا تھا اسنے اس چوبدار سے کہا کہ اے چوبدار خبر کرو کہ وزیر شداد
حاکم شہر نیر تنگ نامہ لیکر آیا ہے بار یابی چاہتا ہے یہ سنکے وہ چوبدار گیا اور جا کر نمرود فیل پیکر
سے جا کر عرض کیا کہ وزیر شداد نامہ لیکر آپکے در دولت پر آیا ہے باریابی چاہتا ہے
یہ سنکے اسنے حکم دیا کہ اس سے کہو تمکو طلب کیا ہے یہ سنکے وہ چوبدار باہر آیا اور وزیر
سے کہا کہ آپکو طلب کیا ہے وزیر یہ سنکے اسیوقت اندر چلا مجرا گاہ سے مجرا بجا لایا
نمرود نے مجرا لیکر حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ وزیر نے دیکھا کہ ایک کرسی روبرو تخت کے
آراستہ ہے یہ اس کرسی پر بیٹھ گیا اب جو دربار کو دیکھا تو تمام دربار کو پہلوانون سے مملو
پایا ہر ایک انمین رستم وقت سہراب زمانہ معلوم ہوتا تھا اور نمرود ایک ڈنگل مرصع پر
بصد شوکت متمکن تھا اسکے چہرے سے شان و شوکت پیدا تھی وزیر یہ دیکھکر دنگ ہو گیا
کہ نمرود نے وزیر سے کہا کہ آپ کسکا نامہ لیکر تشریف لائے ہین وزیر نے جواب دیا کہ
مین نامہ شداد حاکم شہر نیر تنگ کا لیکر آیا ہون نمرود نے کہا کہ کون شداد مین نے
تو آج تک یہ نام بھی نہ سنا تھا یہ مجھکو معلوم تھا کہ اس قلعہ کے قریب و جوار مین کئی ملک
ہین ایک کا نام گلریز ہے وہان کا حاکم گلریز شاہ ہے ایک ملک کا نام گلزار ہے وہان کا حاکم
گلزار شاہ ایک ملک نام احرامیہ وہان کا حاکم احرام شاہ ہے ایک کا نام احتزامیہ ہے
وہان کا حاکم احتزام شاہ ہے یہ سب ملک میرے سنے ہوئے ہین یہ نیا ملک کیونکر پیدا ہوا کہ
جسکا نام آج تک مین نے نہین سنا اور نہ کوئی اس سمت کو آیا سوا اسکے تم اسکے حسب
یہ بیان کرو کہ اس نامے مین کیا تحریر ہے وزیر نے کہا اے پہلوان جہان یہان سے قریب

اسکی دعوت کرنے کا سامان کیا بڑے بسامان سے دعوت کی دوسرے دن کیمرود نے دربار کیا وزیر
آیا بڑی دیر تک دربار آراستہ رہا جب دربار کے برخاست کا وقت آیا ہر ایک اپنے اپنے مقام کو
جانے لگا اسوقت ثمرود نے حکم دیا کہ کل ہم کوچ کرینگے تم لوگ سب صبح سے تیار رہنا یہ سنکے
ہر ایک نے عرض کیا بہت خوب یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی رات کٹی صبح کو تمام افسر مسلح
و مکمل ہوکر آگئے لشکر تیار رہا خیمہ وغیرہ نکالے گئے اراون پر بار ہوئے سب سامان سفر درست ہو گیا
وزیر بھی تیار ہوکر آیا اس عرصے میں ثمرود بھی محل سے برآمد ہوا مگر مسلح اسیوقت نکل کر اپنے فرزند
ثمرود کو حاکم قلعہ کیا اور مع ایک لاکھ لشکر کے ہمراہ وزیر کے طرف شہر شیرنگ کے روانہ ہوا کہ انکا ذکر
آئندہ ہوگا اب حال کچھ شہر شیرنگ کا تحریر کیا جاتا ہی

کچھ حال شہر شیرنگ و جمود کا سماعت فرمائیے

کہ جب تخت تیار ہوکر آیا اور وہ دربار میں بچھایا گیا یہاں تک کہ شداد نے دربار برخاست کیا محل
میں آیا جمود سے بیان کیا کہ تخت آگیا ہی مگر ابھی تک آپکے فرزند نہیں تشریف لائے آسمان پر سے
اتنی بہت زمانہ گذرا ہی یہ سنکے جمود نے کہا کہ ای شداد کیا کہوں میں خود اس فکر میں ہوں کہ
کیا سبب ہی وہ دن تمام ہوا رات آئی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہا شداد اپنی خوابگاہ
میں گیا جمود اپنی خوابگاہ میں گئی کہ بیٹھے بیٹھے اسکا دل گھبرایا اور بہت پریشان ہوئی خیال آیا کہ نہ
معلوم کیا سبب ہی جو ابھی تک چترنگ نہیں آیا ہی چلو آج چلکر دیکھیں کہ کیا بند و بست ہوا یہ
خیال کرکے جمود نے تمام اپنے کو اسباب سحر سے درست کیا اور کچھ پڑھا کہ تمام خواصیں بیہوش ہوگئیں پھر کمرے سے
باہر آئی پر پرواز پیدا کرکے اڑکر طرف باغ ثمود کے روانہ ہوئی یہ وہ دن ہی کہ وہاں جلسہ آراستہ ہی
اور ہر ایک اپنا اپنا سحر تیار کر چکا ہی ثمود نے تختی سحر تیار کرکے چترنگ کے گلے میں ڈالدی ہی جلسہ آراستہ ہی
سب خوش خوش بیٹھے ہیں شرابخواری ہو رہی ہی کہ جمود آکر پہونچی اب جو باغ میں آئی ہی کیا دیکھتی ہی
کہ تمام باغ ساحروں سے بھرا ہوا ہی ایک ایک انمیں اپنے وقت کا زبردست ہی ساحری میں جمشید معلوم ہوتا ہی
یہ جو اسنے دیکھا تو اپنے کو پوشیدہ کیا اور بارہ دری میں آئی یہاں آکر دیکھا کہ چترنگ تو تاج سر پر رکھے
ہوئے بیٹھا ہی بہت نفیس پوشاک تن میں ہی ثمود اسکے برابر بیٹھی ہی اور کئی ساحر ہیں مگر ایک ساحر
بہت زبردست ہی کہ سب کا افسر معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر جمود نے اپنے کو ظاہر کیا کہ نگاہ ثمود کی جمود پر پڑی
آوازدی کہ آؤ ہمشیرہ تمھارا تو انتظار تھا تمنے تو اسدن سے خوب خبر لی ہمنے یہاں سب بند و بست کر لیا مگر تمنے
خبر تک نہ لی یہ جو جمود نے سنا تو اسیوقت اس جلسہ میں آئی ثمود نے کہا کہ تمنے نہیں پہچانا استاد کے بھائی ہیں
کو یہ چھوٹے استاد ہیں یہ سنکے جمود نے سحر وہم کو سلام کیا کیونکہ ثمود نے اشارہ کر دیا تھا کہ وہ جو سامنے
چترنگ کے بیٹھے ہوئے ہیں استاد ہیں سحر وہم نے دعا دی یہ بھی بیٹھ گئی ساقی نے اسکو بھی جام شراب لبریز
کرکے دیا اسنے لیکر پی لیا اب تو خوب شراب چلنے لگی پے بر پے اڑنے لگی ہر ایک مست ہوا اپنے اپنے طور کی
سکھنے لگا اسی نشہ شراب میں جمود نے کہا کہ ای ثمود تمنے کیا تدبیر کی ثمود نے جو کچھ کہ کام کیا تھا بیان
کیا جمود نے کہا کہ خوب بند و بست کیا ای بہن میں نے بھی تخت تیار کرا لیا ہی یہ کہکر وہ نقشہ پیش کیا جو کہ
براے درستی تخت دیا تھا اب جو ثمود نے دیکھا کہ یہ نقشہ تو بعینہ وہی نقشہ ہی جو کہ سحر وہم نے
دیا تھا کہ ایسا تخت بنواؤ ثمود نے وہ نقشہ سحر وہم کو دیا اور کہا کہ چھوٹے استاد تخت بھی تیار ہی

جو کوئی جو چیز اس سے طلب یا جو حاجت ہوگی مین اسکو دونگا آرزو دونگا یہ کہنا کہ جیترنگ سب برلائیگا اپنی قدرت سے
اسکے ہونے پر نوح آئے گی نہ کھانا پینا نہ بیٹھیگی بڑی صفت ہے کہ وہ ہر ایک بار کو اٹھاتا ہے ہوئے ہونگے کوئی دشمن انکا
کوئی نہین اٹھا سکتا ہے ہندا اسکے مرکب تخت کو اٹھا نگے یہ کہ شاکر یہ اعجوبہ سے فرماستگار ہے [illegible] دیکھا کہ بہت خوب یہ مین
یہ ہی کہونگی محروم نہ رہا کہ جاؤ اپنی آنسیدوقت جمود اپنے محل کی طرف روانہ ہوئی اور بہت جلد اس مقام سے
اپنی خوابگاہ مین آئی یہان بعد جانے جمود کے سب اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہے یہان جو جمود پہونچی
دیکھا کہ سب بیخبر سو رہے ہین یہ بھی اپنی مسہری پر لیٹ رہی اور چونکہ رات بہت کم باقی ہوئی تھی سو رہی یہان تک
کہ سحر ہوگئی شداد بیدار ہوا ادھر جمود بیدار ہوئی اسکی خواصین وغیرہ اٹھین چونکہ اسنے آکر اپنا سحر دفع
کردیا تھا جب یہ سب اٹھین تو اسنے کہا کہ کوئی جاکر بادشاہ سے میری طرف سے عرض کرے کہ بعد ادائے ہم
ملاقات کئی ہوئے دربار مین نہ تشریف لیجائیگا کیونکہ کچھ عرض کرنا ہوتا ہے خواص دوڑی ہوئی شداد
کی خوابگاہ مین گئی یہان شداد دربار کی تیاری کر رہا تھا کہ اس خواص نے جاکر عرض کیا اور عرض کیا کہ ملکہ
نے فرمایا ہے بعد دونا میرے پاس آئیے ہوئے اور مجھ سے ملے ہوئے دربار مین نہ تشریف لیجائیگا
کچھ عرض کرنا ہے اور وہ ضروری امر ہے یہ جو اسنے کہا شداد نے کہا کہ مین آتا ہون وہ خواص یہ
جواب پاکر جمود کے پاس آئی اور جو شداد نے کہا تھا بیان کیا جمود [illegible] خوش ہو رہی کہ
اتنے عرصے مین شداد آیا اور کہا کہ ملکہ بیان کرو کیا عرض کرنا ہے جمود نے جو کہ محروم نے تعلیم کیا تھا
سب شداد سے کہا اور کہا کہ یہ خواب دیکھا ہے لہذا آپکو لازم ہے کہ تم دربار کو آراستہ کرو شداد نے
کہا کہ مین دربار کو آراستہ کرتا ہون یہ کہکر دربار مین آیا تخت پر بیٹھا حکم دیا کہ سب دربار آراستہ
کیا جائے آج خداوند جیترنگ تشریف لائینگے بالاے آسمان سے کیونکہ انکو جامہ خدائی و تاج خدائی
خداوند زمرد ولقا نے عنایت کیا اور علم خدائی تعلیم کردیا ہے اور آج شام کو یعنی بوقت سہ پہر
قریب شام کے لشکر فرشتگان آئیگا جو کہ گنبد اور بارگاہ رکھتا ہوگا گنبد مین خداوند سوار ہونگے
جب کہین سفر کو جایا کرینگے اور بارگاہ برپا ہوا کریگی یا جب میدان جنگ مین جایا کرینگے تو اسی
گنبد مین سوار ہوا کرینگے اور ایک ابر ہر وقت ایوان اور قصر پر قائم رہا کریگا جو کوئی حاجت
یا چیز طلب کریگا اسکو خداوند اپنی قدرت سے اسکی حاجت برلائینگے یہ جو شداد نے کہا تمام اہل دربار
دنگ ہوگئے خصوصاً صاحبان بیتفیرزان کہ وہ ارژنگ پرست ہیں شداد کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ کیا خداوند
ارژنگ تشریف فرما ہونگے اہل دربار نے کہا کہ نہین ہمارے خداوند جیترنگ ابن زمرد [illegible]
یہ سنکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ خوب ہوا مین بھی ذرا اسکے خداوند کو دیکھلون اچھے زمانے مین آیا اور
خوب ہوا جو مین نے جلدی نہین کی ورنہ اسکی زیارت سے محروم رہتا یہ تو اپنے دل مین یہ تقریر کر رہا ہے ادھر
دربار آراستہ ہونے لگا تمام فرش تبدیل کیا گیا اور دستی ہوئی کرسی دنگل وغیرہ آراستہ ہوئے بعد
اس بند و بست کے ہر ایک سردار و افسر اپنے تہیہ اور قاعدے سے کرسی و دنگل پر متمکن ہوا یہان تو
سب بند و بست ہو رہا ہے ادھر جب محروم خواب سے اٹھا اور ہر ایک ساحر خواب غفلت سے اٹھا تو جیترنگ
نے کہا کہ اب آپ لوگ میرے جانے کی تدبیر فرمائین اس پر یہ سنکے محروم نے الضراہم سے کہا کہ تمہارے
[illegible] یہ کام کیا جاتا ہے کہ تم اس کام پر مقرر ہوئے ہو کہ جب یہ پوشاک و تاج اتار کر رکھین تو تم
اسکو اٹھا لیا کرنا اور نگاہ رکھنا بھی اٹھا لینا اور جب یہ دربار مین جائین خواہ کہین سوار ہون تو پہونچا
دیا کرنا مگر [illegible] ہون سے پوشیدہ رہنا اور جہان یہ جائین انکے ہمراہ رہنا اور محروم نے کہا کہ تم اس

کام یہ مقرر کیے جاتے ہو کہ تم یہ کیا کرنا کہ جو کوئی دربار مین آئے خواہ راہ مین خواہ کسی مقام پر اپنے کوئی چیز
طلب کرے اور یہ جیب ہاتھ ڈالکر طرف اپنے پیر کے کہین کہ ای فرشتۂ قدرت فلان شخص یہ چیز طلب کرتا ہی ذرا
بہشت سے لا تو دے بس تم فوراً ہو پہنچا دیا کرو اور مین نے اپنے ستیر دیو کا کام کیا ہی کہ جو کوئی جو
حاجت طلب کریگا مین اسکو پورا رہ سے برلاؤنگا اور بجر دیو کے متعلق یہ کام کیا جاتا ہی کہ وہ بیٹھا ہوا
میرے پاس ہی خبر رکھے جو چیز مین طلب کرون از قسم بخورات وہ مہیا کردیا کرے اور بارگاہ کی خبر
رکھا کرے اور جب چتر نگ سوار ہو تو گنبد مین جو گھنٹہ و ناقوس ہین انکو سحر سے بجاوے اور یہ سحر
کرے کہ وہ پتلیان سحر سے ساج کی بلند کرین اور ناشاد دیو کے سپرد یہ کام کیا گیا ہی کہ وہ آج ان پانچ سو ساحرون
کو لیکر اور وہ جو لشکر سحر ہی اسکو لیکر اور جو بارگاہ سحر سے تیار کی گئی ہی اور خیمہ وغیرہ اور گنبد شہر تنگ سے
مین ہو پہنچا دے اور اپنے سحر سے آن پتلیان سحر کو درست رکھا ہے اور بارگاہ خیمے سے تیار کرے ان سب کا
بند و بست اسکے متعلق ہی اور یہ مین کہتا ہون کہ کوئی اپنے کو ظاہر نہ کرے سوا ناشاد و بجر دیو کے
یہ لوگ ہمراہ چتر نگ کے تخت پر بیٹھکر روانہ ہونگی اسکو چتر نگ یہ سمجھے کہ یہ حور بہشتی ہی میرے ہمراہ آئی ہی اور
مین نے اسکو اپنی زوجہ بنایا ہی اور ناشاد لشکر لیکر جائیگا باقی جو کہ ہین وہ پوشیدہ رہین جب چتر نگ
سوار ہو سب میرے پاس اس ابر سحر مین چلے آیا کرین سب نے کہا کہ جو کچھ آپنے فرمایا ہی اسمین کمی نہوگی بجرودم
نے کہا کہ پھر سب جاؤ پس النصر اسم اسوقت سحر کرکے غائب ہوگئی جمہور شاد بھی پوشیدہ ہوکر چلا گیا اور
بجرودم نے دو دیو پیدا کیے اور بجر دیو کو ہمراہ لیکر طرف اس ابر کے روانہ ہوا ناشاد سے کہا کہ تم سحر سے ہمراہ
آنا ناشاد نے کہا کہ نہایت خوب بجرودم نے کہا کہ اب مین طرف دربار کے انکو لیکر جاتی ہون بجرودم نے کہا کہ جاؤ
بس اسوقت بجرودم نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر چتر نگ کو بٹھایا گلدستہ سامنے رکھا چتر نگ وہی تاج سر پر
رکھے ہوے تھا اور وہ ہی جامہ پہنے ہوے تھا اور سفید پر خواصین مصاحبین بجرودم کی تھین وہ بھی سحر کرکے برابر
تخت کے ہوگئین کوئی کسی سواری پر نہ سوار تھی لیکن ظاہر بگر باطن مین ہر ایک سواری سحر پر سوار تھی بس بجرودم
تخت پر بیٹھی اور سحر کیا کہ تخت بلند ہوا اور وہ خواصین اور مصاحبین بھی چلین وہ ابر سحر کیک سر پر چتر نگ کے
قائم ہوا اس سے گوہر برسنے لگے یا قوت سرخ کی بوچھار ہونے لگی اس تخت پر یہ سامان تھا کہ بخورات جل رہے تھے
عود و عنبر سلگ رہا تھا اسکی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اس جاہ و حشم سے چتر نگ طرف شہر تنگ کے
روانہ ہوا کیونکہ بجرودم نے سحر سے شہر کو دریافت کر لیا تھا بس اسی کے ہمراہ جمہور شاد و النصر اسم بھی چلا اور
ابر مین بجرودم جادو تھا اور بجر دیو تھا یہانتک کہ وہ ابر جاکر قصر پر قائم ہوا جس قصر مین شداد دربار کر رہا تھا
شداد و اہل دربار سب انتظار کر رہے تھے کہ خداوند تشریف لاتے ہونگے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ سبکی آنکھین
خیرگی کرنے لگین اور ایک نور پیدا ہوا اور صدا آئی کہ ای اہل دربار ہوشیار ہو خداوند تشریف لاتے ہین اور
سواری دیا تو تاج برسنے لگے اور عود و عنبر کی خوشبو آنے لگی اب جو دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ ایک تخت ہوا پر سے اترا چلا
آتا ہی اور اس تخت پر ایک نوجوان تاج سر پر رکھے ہوے بیٹھا ہی اسکے برابر ایک عورت حسین جمیلہ بیٹھی ہی اور برابر اسکے
بہت سی عورتین ہین جو کہ ملازم معلوم ہوتی ہین نہ اس تخت کو کوئی اٹھائے ہی خود بخود چلا آتا ہی نہ وہ عورتین
کسی چیز پر سوار ہوا پر اڑتی چلی آتی ہین یہ حالت دیکھکر سب اہل دربار مع شداد حیرت سے دنگ ہوگئے
یہ جو شداد نے دیکھا کہ چتر نگ اس شان و شوکت سے آتے ہین تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا اسکا اٹھنا تھا کہ سب
اہل دربار کھڑے ہوگئے شداد طرف صحن کے چلا وہ تخت اسکا ہوا پر سے صحن مین اترا اور زمین پر قائم ہوا وہ عورتین
بھی قرینے سے کھڑی ہوگئین یہ خیال رہے کہ اس قوم مین کوئی پردے وغیرہ کا خیال نہین ہی خواہ ملکہ خواہ کوئی ہو

ہیں ہوں دنیا بھی یہی ادھر میں آسمان پر گیا ادھر دنیا بھی تمام ہوئی لہذا میں تمکو تحریر کرتا ہوں کہ تم بغور دیکھو اس نامہ کے غاشیہ
اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر میری خدمت میں حاضر ہو اور میری اطاعت کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو یہ خیال کر لو کہ میں
بلا عذاب تمپر نازل کرونگا اور لشکر قدرت کو روانہ کرونگا کہ وہ تمکو گرفتار کرلائیگا اور تمہارے ملک کو تباہ و برباد کریگا
آئندہ تمکو اختیار ہے یہ لکھنے دونوں امروں سے تمکو آگاہ کردیا ہے جو چینر تگین نے کہا وزیر نے فوراً نامہ تحریر کیا اور عرض کیا کہ خداوند نامہ
تیار ہے چینر تگین نے کہا کہ اسکی نقل ایک بنام گلاب شاہ اور ایک بنام گلزار شاہ اور ایک بنام ابراہیم شاہ اور ایک بنام
گلزیر شاہ و ایک بنام اختر اعظم شاہ کرکے روانہ کردو اور اصلی نامہ کو داخل دفتر شاہی خداوندی کردو کہ وقت پر کام آئیگا
وزیر نے اسیوقت یہ نامے تیار کیے اور آسپر مہر چینر تگین کی چینر تگین نے اپنے ہاتھ سے انگشتری اتار کر دی تھی جو کہ مہر بنی تھی جب نامے
تیار ہوچکے جو نامے لکھے اسیقدر سانڈنی سوار بھی طلب کیے گئے اور انکو وہ دیے کہ تم یہ نامے لیکر طرف گلزاریہ و گلزیریہ
و ابراہیم و اختر اعظم کے جاؤ اور دو نامے جو کہ گلزار شاہ و زنار شاہ کے نام تھے اور سانڈنی سوار کو دیکر انسے علاوہ کہا
کہ تم یہ نامے لیکر زناریہ و گلزاریہ کو جاؤ اور ان حاکموں کو یہ نامے دو سانڈنی سوار نامے لیکر روانہ ہوئے جب
سانڈنی سوار جاچکے اسوقت چینر تگین نے حکم دیا کہ اہل دربار آگاہ ہو کہ کل ہمارا پہلوان قدرت شہر و فصیل سے لیکر
ہمراہ وزیر شہزادہ و شاہ کے آئیگا اور داخل شہر ہوگا لہذا اسیقدر سردار ہیں سب انکے استقبال کو جائیں اور بڑی
آبرو سے دربار میں لائیں اور آج سے شہر کو آراستہ کرو قدرت کا استقبال کریں کچھ کمی نہ ہو آئیں گرنہ و بارگاہ کو تنگ خانہ
خداوندی میں داخل کریں یہ سنکے سب اہل دربار عرض کرنے لگے بہت خوب چینر تگین نے کہا کہ ابھی ابھی علم خدائی
سے ثابت ہوا ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ جو آہستہ سے کان میں چینر تگین کی کہتا ہے یہ الف اعظم جادو ہے جو ابر میں
جاتی ہے اور جو تحریر وہم تحریر سے دریافت کرتا ہے وہ آکر کہتی ہے اور گلدستہ بھی اسنے اس تخت پر سے اٹھا کر یہاں رکھدیا تھا
اور تخت بھی اسی نے غائب کردیا تھا اور وہ جو ہاتھ ابر سے پیدا ہوا تھا وہ سحر وست کا تھا کہ یہ کام اسکے سپرد تھا
جیسے چینر تگین نے یہ کہا اسنے سحر سے حلوا تیار کیا اور اپنا ہاتھ سحر سے دراز کرکے چینر تگین کو دیا تھا چینر تگین نے
ہر پاپ کو دیا تھا جسکے سبب سے وہ اور ہر پاپ ہوا بلکہ پلید ہوا آمدم برسر قصہ یہ حکم دیکر چینر تگین نے کہا کہ اب دربار
برخاست کیا جاوے یہ اسکا حکم دینا تھا اور تخت پر سے اٹھنا فوراً سب اہل دربار اٹھے ادھر ابر سے صدا آنے لگی
جی خداوند چینر تگین کی چینر تگین شہزادہ کو ہمراہ لیکر طرف محل کے چلا اب اہل دربار نے دیکھا تو تخت پر گلدستہ نہ رہا تھا
انکو اور تعجب ہوا کیونکہ ادھر چینر تگین تخت پر سے اترا الف اعظم نے گلدستہ اٹھا لیا اور ابر میں پہونچا آئی اور ہمراہ
ہوگئی ادھر تو چینر تگین و شہزادہ دونوں کا قدم محل کی طرف چلے محل کا حال ملاحظہ ہو کہ جب سے ثمود پہونچی ہے ثمود
بڑی خاطر کرتی ہے اہل محل آ آکر زیارت کرتی ہیں کہ یہ زوجہ ہیں خداوند کی ثمود و جمود دونوں انعام تقسیم کرتی ہیں
مگر ثمود بہت بڑی ساحرہ ہے اسنے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک سحر ایسا تیار کیا ہے جو تمام دربار کی خبریں دیتا ہے جو جو وہاں گذرتی ہے
اسکو معلوم ہوا چینر تگین آتا ہے اسنے کہا کہ اے ملکہ عالم آپکے فرزند تشریف لاتے ہیں جو کہ خداوند ہیں اول تو یہ سنتے ہی
ہیں انکے ہمراہ شہزادہ بھی ہیں جمود یہ سنکے خوش ہوئی اور کہا کہ بی تمکو کیونکر معلوم ہوا اسنے جواب دیا کہ میں
زوجہ ہوں خداوند کی دوسرے حور بہشتی ہوں اس سے ثابت ہوا سب کے سامنے تو یہ کہا اور اشارہ سے
کہا کہ سحر نے خبر دی جمود پر تو بخوبی ظاہر ہے کہ یہ سحر دو ہے مگر اسنے بڑی کوشش کی ہے اس امر میں اسنے کیا ہے جو کیا ہے
بس جمود و ثمود دستہ یہ سنکے اٹھی اور اپنے سب ملازموں کو لیکر یعنی خواصوں انیسوں جلیسوں مصاحبوں کو
طرف صحن کے چلی ثمود بھی مع ملازمین کے ہمراہ تھی کہ دیکھا آگے آگے چوبدار گھوڑا ہاتھ میں سب کو ہٹاتی ہوئی
اور یہ کہتی ہوئی کہ خداوند تشریف لاتے ہیں اسکے عقب میں چینر تگین بڑی شان و شوکت سے تاج الماس نگار
و یاقوت نگار سر پر قبا بیش قیمت کا زیب تن چلا آتا ہے اسکے عقب میں شہزادہ شہزادہ کی جو نگاہ پڑی جمود

لشکر ونگلے آئے ہین اور قریب شہر اترے ہین کہ کوس کے گرد سے ہین انکا لشکر فروکش ہی قریب اٹھارہ
لاکھ کے لشکر ہی کیونکہ یہ بھی بخبر نجوم کے دریافت کر لیا تھا اور اقصر ایم سے کہدیا تھا لہذا انکے واسطے
تین کرسیان اور انکی تخت پر لا کر آراستہ کرو کہ سب بادشاہ اسی تخت کے برابر بیٹھینگے اور اسی تخت کے اس
سہ دری مین بیٹھا کرینگے اور تمام دربار کو آراستہ کرو کیی ہزار کرسیان و دنگل دربار مین اور آراستہ
کیے جائین کیونکہ انکے سردار کرسیون اور دنگلون پر حسب قدر مراتب متمکن ہونگے اور وہ ایک شرط
سے کہہ ہین ہون تم سبکو روبرو اسکے بیان کرونگا اور اسکو پورا کرونگا بلکہ تمہیں یہ امر تھوڑے عرصہ مین ظاہر
ہوا جاتا ہی مگر تم لوگ سب میرے معتقد ہو مگر اکثر ہر ایک کو شناسا واقع ہوا ہی وہ کیونکر ظاہر ہوگا کہ ان لشکرون
سے تو قاصد برائے اطلاع روانہ ہو چکا ہی اور میرے پہلوان قدرت کے لشکر سے ایک سردار یہ حال
دریافت کرکے آتا ہی کہ اسقدر لشکر آیا ہی اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہی تم لوگون کو لازم ہی کہ تم سب کے سب
برائے استقبال جاؤ بلکہ تمہارے ہمراہ شداد و شاہ و پہلوان قدرت و سپہ سالار لشکر قدرت
ہر چند ہمارا [illegible] بھی ہونگے ان سبکی بڑی عزت کرنا چاہیے کیونکہ یہ میرے بندے خاص ہین جو تمہاری
محبت رکھتا ہوگا وہ انکے استقبال کو روانہ ہوگا یہ جو تقریر چیتر ناگ نے کی سب اہل دربار نے خیال
کیا کہ ضرور خداوند حقیقی ہین جو کچھ کہ انھون نے بیان کیا ہی اگر پورا ہوا مگر ہم کو تو یہین معلوم ہوتا ہی کہ پورا
ہوگا اہل دربار خیال کر رہے تھے ادھر [illegible] حکم چیتر ناگ تین کرسیان لا کر اس سہ دری مین برابر
ان کرسیون کے آراستہ کی گئین وہ مرصع نگار تھین اور تمام دربار کو خوب آراستہ کیا کیی ہزار اور
دنگل و کرسیان آراستہ کی گئین اور دربار خوب آراستہ نہ ہو چکا تھا کہ وہ سردار جو کہ لشکر نمرود سے
برائے خبر وہی روانہ ہوا تھا داخل دربار ہوا اسکو درگہ سالار نے منع نہین کیا کہ یہ لوگ تو ہر وقت کے
آنے والے ہین اسنے جو آکر دیکھا کہ دربار کی درستی ہو رہی ہی ہر روز تو چار کرسیان برابر تخت خداوند
کے ہوتی تھین آج سات کرسیان خالی ہین اور ہزارون کرسیان و دنگل اور دربار مین خالی آراستہ کیے
گئے ہین یہ دیکھکر حیران ہوا اگرچہ آگاہ سب سے ہوا گیا اور دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ مین کچھ خبر لایا ہون
چیتر ناگ نے کہا کہ بیان کرو مجھکو آگاہی ہی مگر تم بھی بیان کرو یہ دربار جو آراستہ کیا گیا ہی تو انھین لوگون کے لیے
تب سردار نے تمام حال بیان کیا جو کہ عرض ہو چکا ہی یعنی ان شاہون کا لشکر لیکر آنا اور فروکش اپنے
لشکر کی ہر کارونکا خبر کو جانا اور معلوم کرنا کہ بقصد طلب خداوند آئے ہین اپنا ادھر کو برائے خبر آنا اور
عرض کرنا کہ انکی بابت کیا حکم ہوتا ہی چیتر ناگ نے کہا کہ تم اپنے لشکر کو جاؤ وہ ہمارے دوست ہین اور بندے
خاص ہین انکی بابت ہم حکم جاری کر چکے ہین ہمکو علم خدائی سے خبر تھی وہ سردار مجرا کرکے بیرون دربار آیا
اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا اب تو اہل دربار کا وہ شک دور ہوگیا اب سماعت ہو کہ وہ قاصد جو
برائے اطلاع چلا تھا وہ داخل شہر ہوا تمام شہر کو خوب آباد پایا رعایا کو دل شاد دیکھا ہر جگہ گلشن سا سجا پایا ہر ایک
گلی و کوچہ مثل گلزار کے آراستہ دیکھا چوک تو نمونہ جنت تھا کیسے کیسے جوہری و صراف و پان والے
ساقنین طرح دار ہزار ہا پھول والے گکڑون پھلوالیان شہر باد سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہین تماش بین کہل
رہے ہین آوازے کس رہے ہین اہل شہر خرید و فروخت کر رہے ہین دلال اپنی بولیون مین بول رہے
ہین یہ سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا اسنے قصد اندر جانے کا کیا درگہ سالار نے منع کیا کہ بغیر خبر کیے جانے کی
اجازت نہین ہی یہ بتاؤ کہ تم کہان سے آئے ہو اسنے عرض کیا کہ خبر کر دیجیے کہ مین شاہان کے پاس سے شاہان ہفت
سے آیا ہون مجھکو کچھ عرض کرنا ہی درگہ سالار اندر آیا مجرا کرکے عرض کیا کہ ایک قاصد شاہان ہفت ملک کا کچھ پیام لیکر

در دولت پر حاضر ہوا ہے اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے چتر نگار نے کہا کہ اُسکو اندر بھیجدو درگہ سالار نے آکر اُس سے
کہا کہ اب جاؤ کوئی منع نہیں کر سکتا ہے وہ قاصد جو اندر آیا اُسنے بہت بڑا جلوخانہ پایا اُسکو طے کرکے جو گیا اور
صحن میں جو پہونچا تو دیکھا کہ کرسیوں پر غلامان زرین کمر دو طرفہ استادہ ہیں اور دربار خوب آراستہ ہے ہزاروں امرا
و افسر زرنگار پوش پیر اور کرسیوں پر متمکن ہیں اور ہزاروں کرسیاں و صندل خالی ہیں یہ جلوہ گاہ پر آیا عجب اگیا اسکے ہوش
دربار کو دیکھکر جاتے رہے مگر حواس درست کرکے عرض کیا کہ میں ایک پیام لیکر حاضر ہوا ہوں اگر اجازت
ہو تو بیان کروں چتر نگار نے شداد سے کہا کہ اے شداد اس سے کہو کہ ہمپر ظاہر ہے جو تو پیام لایا ہے اور برا سے
خبر آیا ہے کہ شاہان ہفت ملک آسکے ہیں انھوں نے خبر کرائی ہے اپنے آنے کی تب اسکا جواب یہ ہے کہ تم جاؤ انسے
کہو کہ ہم اپنے سرداروں کو روانہ کرتے ہیں تم سب اپنے اپنے لشکر کو اسی مقام پر فروکش کرکے اور اپنے افسروں
اور پہلوانوں و سرداروں کو لیکر آؤ ہم تمہاری شرط سے بھی واقف ہیں یا بدولت تمہاری شرط کو بھی پورا کرینگے
تم سب لوگ اطمینان کرو بس تیرے بیان کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اسکو خلعت دیکر رخصت کرو اور تم کل سبکو
لیکر جانا اور انکا استقبال کرکے لانا یہ سنکے شداد نے اُس سے کہا کہ خداوند یہ فرماتے ہیں کہ تمہارے بیان
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سب امروں سے بعلم خدائی واقف ہیں ہمسے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے تم اپنے لشکر کو
اور یہ پیغام اپنے حاکموں کو دینا یہ کہکر وہی تقریر جو کہ چتر نگار کی تھی اُس قاصد سے کہی اور اسکو خلعت دیکر رخصت
کیا وہ قاصد تعریف کرتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا ناظرین نکتہ بین پر یہ امر ظاہر ہے کہ یہ کیا سبب تھا جو
چتر نگار کی صورت دیکھکر یہ قاصد برائے سجدہ کیوں نہ جھکا اور کیوں نہ مسحور ہوا اسکا سبب یہ تھا کہ مہرو مہ نے
ایک اسم اُسوقت الحضر امکو ایسا تعلیم کردیا تھا کہ جب قاصد آسکے تو اُسپر اسم پھونکے اور دم کردینا کہ وہ مسحور نہ ہوا اور
نہ سجدہ کرے اسکا سبب یہ تھا کہ مہرو مہ کو منظور یہ تھا کہ اگر قاصد مسحور ہوگیا تو کیا ہوگا اسلئے کہ جب وہ بادشاہ لوگ الخ
کرینگے تو یہ مطلع ہونگے اس خیال سے تدارک کیا تھا جب وہ قاصد جاچکا تو شداد نے چتر نگار سے کہا کہ خداوند یہ
کیا سبب ہے کہ قاعدہ تو یہ ہے کہ جو کوئی نیا آدمی دربار میں آتا ہے وہ ضرور خداوند کو دیکھکر برائے سجدہ خم ہوتا ہے یہ
قاصد کیوں نہ خم ہوا ہم اسکو منع کرتے ہیں تو وہ سجدہ نہیں کرتا ہے بس اُسوقت افضر اسم نے یہ جواب
اسکو تعلیم کیا کیونکہ ہم جسکے دل میں کچھ شک دیکھتے ہیں اُسکو اس امر کی طرف رغبت نہیں دیتے ہیں کیونکہ ابھی
اُس سے اگلے بادشاہوں کے دل میں ہماری طرف سے شک ہے لہذا ہمنے بھی اسکے دل میں ابھی یہ امر
نہیں قرار دیا کہ یہ ہمکو سجدہ کرنے کو خم ہو ورنہ کیا قدرت تھی جو نہ خم ہوتا یہ تقریر سنکے یہی جواب شداد کو دیا شداد
نے کہا کہ بیشک آپ خداوند ہیں ایک مرتبہ تمام اہل دربار پکار اٹھے کہ خداوند چتر نگار کی ہو سچ ہے اسکے بعد
کہا کہ اب کل تم سبکے سب استقبال کو جانا شداد نے کہا کہ کل اہل دربار چتر نگار سے کہا کہ میں بھی نام بتائے
دیتا ہوں تم اور پہلوان قدرت سپہ سالار لشکر قدرت ظفر پیکر سنگین دل تمہارے ساتھ ہوں جتنا افسر ہو سب پہلوان
قدرت مقرر افسر سپہ سالار قدرت کے مقرر سردار دربار سنگدل کی صاحب تیغ بازان ہی سب اہل دربار دربار
میں آئیں اگر سب چلے جاینگے تو میں کیا اکیلا دربار میں رہونگا شداد نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی
ہوگا چتر نگار نے کہا کہ ہمارے مطبخ میں حکم دو کہ کل طعام ہائے لذیذ تیار ہوں ہم ان سبکی
دعوت کرینگے بس اسیوقت شداد نے یہ حکم جاری کیا چتر نگار نے کہا کہ اب دربار برخاست کیجیے یہ
کہکر اٹھ کھڑا ہوا شداد کو ہمراہ لیکر داخل محل نکہت اثر ہوا یہاں اسی طور سے گلدستہ نابود ہوگیا
سب اہل دربار باہم تعریفیں کرتے ہوئے اپنے اپنے مسکن کو روانہ ہوئے یہاں محل میں آکر چتر نگار نے
لباس تبدیل کیا وہ لباس و تاج بھی نابود ہوا یہ تو یہاں چین سے اپنی آرام گاہ میں بیٹھا ہے ادھر وہ قاصد

جو کہ خبر لیکر آیا تھا لشکر نمرود سے وہ اپنے لشکر میں گیا اور اہل لشکر سے کہا کہ ضرور یہ خدا و ند برحق ہیں کہ لشکر کے
جانے سے قبل بعلم خداوندی معلوم ہو گیا جیسے فرمایا کہ جاؤ یہ لشکر ہمارے دوستوں کا اور بندگان خاص کا ہے
کوئی مقام خوف نہیں ہے سب اہل لشکر تعریف کرنے لگے اور خاموش ہو رہے کہ وہ قاصد جو خلعت پہنے ہوئے
اور تعریفیں کرتا ہوا راہ طے کر کے اپنے لشکر میں گیا اب جو اہل لشکر نے اسکو مخلع دیکھا اس سے دریافت
کرنے لگے کہ کہاں گئے تھے جو ایسا گران قیمت خلعت زیب تن کر کے آئے ہو اسنے سب حالت
بیان کی اور کہا کہ ضرور یہ خداوند برحق اور مطلق ہیں ضرور یہ نمرود ثانی کے فرزند اور ہمارے خداوند ہیں یہی
خبر سب لشکروں میں منتشر ہو گئی اس طور سے کہ ایک نے دوسرے سے دوسرے نے تیسرے سے تیسرے
نے چوتھے سے غرض کہ چھوٹوں سے بڑوں تک سلسلہ جاری ہو گیا ادھر قاصد لشکر میں یہ خبر کرتا ہوا اس
بارگاہ میں آیا جہاں تمام بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے جب قاصد پہنچا سب نے کہا کہ خبر کیا لائے اور کیا جواب لائے
اسنے عرض کیا کہ مجھکو بیان کرنے کی فرصت نہیں دی انھوں نے خود سب حالت بیان فرمائی اور جو کچھ کہ
اسنے کہا تھا اس قاصد نے سب بیان کیا اور کہا کہ یہ خلعت مجھکو عنایت فرمایا وہ سب بادشاہ یہ حال سنکے
دنگ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ضرور یہ خداوند ہیں اپنے خدا کا دامن ہاتھ میں آیا ہے اے قاصد مجھکو دربار کا حال بیان کر
جو قاصد نے دیکھا تھا سب بیان کیا وہ بادشاہ اسکی زبانی حال سنکے خاموش ہو رہے کہ وہ دن تمام ہوا رات
آئی ہر ایک نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ تم لوگ اول وقت سے تیار رہنا کیونکہ ہمارے ہمراہ چلنا ہو گا
ہر ایک سردار نے [illegible] کیا کہ بہت خوب سب تیار رہینگے یہ بادشاہ اپنے اپنے آرام کے مقام پر گئے
سردار بھی اپنی اپنی جگہ پر گئے کہ وہ رات تمام ہوئی اور صبح ہوئی سب نے صبح کی [illegible] لگی یہاں لشکروں
میں وردی پہنے [illegible] جاری ہونے لگی شہر میں گھنٹے اور نقارے بجنے لگے جو چیرتاگ کی سواری جانے لگی
سب کا فرمانبردار [illegible] سوار ہو [illegible] پوجا پاٹ کر کے سب کا سوار
فراغت ہوئی سردار اور سالار بادشاہوں کے آراستہ ہو کر بارگاہ میں آئے کہ وہ بادشاہ اپنے اپنے
خیمہ سے نکلکر بارگاہ میں آئے دیکھا کہ سب سردار موجود ہیں دربار آراستہ ہوا باہم صلاح کی کہ
جب وہ لوگ ہمکو لینے آئینگے تو ہم چلیں گے ورنہ آج تو نہیں جائینگے دیکھیں ہماری کیا عزت ہوتی ہے دوسرے
[illegible] کہ ہمارے سردار لینے کو کل آئینگے تو یہاں انتظار میں ہیں ادھر شداد محل میں [illegible]
[illegible] سب کاموں سے فراغت کر کے پوشاک پہنکر دربار میں آیا اسنے جو صحن میں سب سردار
[illegible] کوئی باقی نہ تھا کہ چیرتاگ محل سے برآمد ہوا خداوند کی [illegible] تخت پر آکر بیٹھا آج دربار خوب
آراستہ ہے کہ کسی وقت میں نوشیروان کا دربار ایسا آراستہ نہیں تھا چیرتاگ کا آج دربار ہوا ادھر جب
چیرتاگ تخت پر بیٹھ چکا شداد نے عرض کیا کہ اب میں ان کے استقبال کو جاتا ہوں چیرتاگ نے
کہا کہ ہاں جاؤ بہت جلد انکو لے آؤ چیرتاگ سے [illegible] شداد اسیوقت نمرود و تاشاؤ و مریکو اور
ہر ایک سرداروں کو جو کہ [illegible] باہر آیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر بیرون
شہر کی طرف روانہ ہوئے شہر کو طے کر کے نمرود کے لشکر میں پہونچے کہ نمرود نے سبکو آتے ہوئے دیکھا اور
کہا کہ یہ لشکر اس احمق کا ہے شداد نے لشکر کو [illegible] اس لشکر سے [illegible] طرف اس لشکر کے روانہ ہوئے
جو کہ باہم ملا ہوا اترا تھا ادھر ان سب بادشاہوں نے اس قاصد کو طلب کر کے دربار میں بٹھا لیا تھا کہ وہ دربار
ہو آیا ہے کہ جانتا ہے جو کوئی آئیگا اسکو وہ ہمیں بتا دیگا اور بارگاہ کے پردے اٹھا دیے ہیں کہ [illegible]
لشکر میں نمرود کے لشکر کی سیر کرتے ہوئے [illegible] بارگاہ [illegible] بارگاہ میں تھے مگر باہم جو اتفاق تھا

تو ایک بارگاہ بپا تھی دور سے نظر آئی تھی یہ اسطرف کو چلے اہل لشکر نے جو ان آدمی دیکھے اور سبکو معزز پایا تو
باہم جمع ہوکر آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم پر یہ ظاہر کر دیجیے کہ آپ کون لوگ ہیں شداد نے جواب دیا کہ ہم لوگ
بندے خداوند چنربانگ کے ہیں ہم حکم سے خداوند کے آئے ہیں اُنکے ایک سردار نے کہا کہ یہ بادشاہ ہیں شہر
چنربانگ کے اور نائب قدرت اُنکا لقب ہے اور یہ جو اُنکے برابر ہیں یہ پہلوان قدرت ہیں اور یہ جو اُنکے دہنے
ہاتھ پر بیٹھے ہیں یہ سپہ سالار قدرت ہیں اور یہ جو اُنکے عقب میں ہیں یہ سپہ پہلوان قدرت ہیں اور یہ سب
ملازم و سردار انکے ہیں یہ سُنکے وہ لشکری خاموش ہو رہا مگر اسقدر دریافت کیا کہ آپ لشکر میں کسلیے تشریف لائے ہیں کہا
کہ ہم تمہارے بادشاہوں کے استقبال کو آئے ہیں اُنکے خیمے کو جاتے ہیں اتنے میں وہ لوگ اپنی اپنی طرف کو چلے
گئے یہ لوگ طرف بارگاہ کے چلے اتنے میں تمام لشکر میں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ ملک چنربانگ سے استقبال کے
لیے آئے ہیں اب کوئی نہیں دریافت کرتا ہے کہ یہ سامنے بارگاہ کے پہونچے چونکہ پردے بارگاہ کے اٹھے ہوئے
تھے گلزار شاہ کی نظر شداد پر پڑی کہا کہ ای کیا یہ شداد ہے جو استقبال آیا ہے اُسکے ساتھ اور بہت سے لوگ
ہیں کیونکہ یہ شداد کو خوب پہچانتا ہے اور اُس قاصد نے بھی دیکھ کر کہا کہ انمیں سب معزز سردار ہیں کوئی غیر معزز
نہیں ہے کیونکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ دربار میں ان سبکی بڑی عزت ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یہ سب سردار بارگاہ
پر پہونچے کہ ادھر سے اُنکے پہنچنے سے قبل سپہ سالار نے کہلا بھیجا تھا کہ یہ جو لوگ آئے ہیں انکو روک نہ دینا آنے
دینا انکی اجازت ہی لیں یہ سب جب دربارگاہ پر پہونچے تو سپہ سالار نے منع نہ کیا یہ لوگ بارگاہ کے اندر گھوڑوں
سے اُتر کر داخل ہوئے چاکروں نے مرکبوں کو ٹہلانا شروع کیا جب یہ صحن بارگاہ میں پہونچے وہ سب بادشاہ
مع اپنے سرداروں کے اُٹھکر آئے اور انکا استقبال کر کے جانب صدر پر لا کر بٹھایا ہر ایک کو جا سے معقول دی
ہر ایک سردار اپنے مرتبہ سے بیٹھے اُنکے سردار بھی بیٹھے صاحب سلامت ہوئی جب بیٹھ چکے تو مزاج پرسی ہوئی
انھوں نے انکا مزاج پوچھا انھوں نے انکا مزاج شداد نے کہا کہ ای شاہان بہت ملک سکو اور پہلوان
قدرت و سپہ سالار لشکر قدرت و دوسرے پہلوان قدرت کو خداوند نے آپ کے استقبال کو روانہ کیا ہے
ہم سب آپکے لینے کو آئے ہیں آپ تشریف لے چلیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم موجود ہیں چلیے مگر کچھ دیر
یہاں توقف تو فرمائیے شداد نے کہا کہ ہمکو حکم ہے کہ بہت جلد اُنکو لیکے حاضر ہونا ہمکو ان سب کا نہایت اشتیاق
ہے پس یہ سُنکے شداد نے کہا ہر ایک بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھا انھوں نے شداد سے دریافت کیا کہ لشکر
کی بابت کیا حکم فرمایا ہے شداد نے جواب دیا کہ لشکر کی بابت یہ حکم ہے کہ وہ اسی مقام پر قیام کرے کیونکہ شہر میں
اسقدر لشکر کی جگہ نہیں ہے دیکھو کہ پہلوان قدرت کا لشکر بیرون شہر مقیم ہے یہ سُنکے اُن سب نے تھوڑے تھوڑے
سردار معزز اپنے ہمراہ لیے اور حکم دیا کہ تم لوگ اسی مقام پر فیروکش رہو مع لشکر کے ہم دربار میں خداوند کے
جاتے ہیں وہ سردار خاموش ہو رہے یہ ساتوں بادشاہ مع شداد وغیرہ اور اپنے سرداروں کے بیرون بارگاہ
آئے اور مرکب پر سوار ہو کر ہمراہ شداد کی طرف شہر چنربانگ کے چلے شداد ان سب کو لیے ہوئے بڑے جاہ
وحشم سے داخل شہر ہوا اور سب کو شہر کی سیر کراتا ہوا دولت سرا پر لایا اور سبکو لیکر داخل دربار ہوا سب جو سلاطین
بادشاہ داخل دربار ہوئے انھوں نے دربار کو خوب آراستہ دیکھا کبھی ایسا دربار نہ دیکھا تھا ہر ایک شاہ و سردار دربار
کی حالت دیکھکر دنگ ہو گیا جب یہ لوگ ایوان میں پہونچے ہر ایک کی نگاہ چنربانگ پر پڑی اور قصد کیا کہ سجدہ
کریں یہی حالت اُنکے سرداروں کی ہوئی تب شداد نے سبکو منع کیا اُن لوگوں نے پھر اسطرف کو دیکھا اور
دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہوا ہے اُسکے روبرو گلدستہ رکھا ہوا ہے انکی نگاہ جو گلدستہ پر پڑی تو وہ سب کے سب حیران
ہو گئے مع سرداروں کے یہ حالت ہوئی کہ کوئی ایسا نہ تھا کہ مسرور نہ ہو جب یہ خبر اُنکے پاس پہنچا اور [illegible]

اسکو فرصت دیگا کیونکہ یہ اقرار کر کے آیا ہے یہ جو صدا آئی سب اہل دربار نے سنی انہوں نے سر اٹھا اٹھا کر دیکھا کہ صحن بارگاہ میں ایک تخت پر ایک جوان تاج سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے مگر خاموش حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہے چپر تانگ نے کہا کہ اے گلزار شاہ اپنے فرزند کو پہچان یہ کہ یہی ہے کہ کوئی اور ہے اب جو گلزار شاہ صحن کی طرف دیکھا تو اپنے فرزند جگر پیوند کو تخت پر موجود پایا چپر تانگ سے عرض کیا کہ خداوندا ہاں یہ میرا فرزند ہے لیکن چپر تانگ نے اشارہ کیا کہ اے شمشاد شاہ تو میرے پاس آ تاکہ تیرا باپ اور سب لوگ تجھکو دیکھیں یہ جو اشارہ کیا ادھر ہر دم نے سحر کو زور دیا وہ بیلا تخت پر سے اتر کر اندر ایوان کے آیا اور اس تخت پر آ کر بیٹھ گیا انہوں سب نے دیکھا گلزار شاہ نے گلے سے لگایا اور اپنے پاس کرسی پر بٹھا لیا تھوڑے عرصے کے بعد وہ اُس مقام پر جا سب اہل دربار دیکھکر حیران رہے کہ اسی عرصہ میں چپر تانگ نے کہا کہ اب تم جاؤ یہ کہکر اور طرف متوجہ کر کے کہا کہ فرشتہ قدرت یہ شمشاد موجود ہوا اسکو لیجاؤ یہ سنکے وہ بیلا سحر کا اسی تخت پر جا کر بیٹھا اور وہ تخت خود بخود بلند ہوا اُس ابر کے قریب پہونچا ابر میں شگاف ظاہر ہوا وہ تخت اس شگاف میں گیا گیا گلزار شاہ دیکھکر رہ گیا اُسکے جانے کے بعد ایک ہاتھ ابر سے پیدا ہوا اور صدا آئی کہ یہ تصویر موجود ہو وہ کاغذ پر چپر تانگ کے قریب پہونچی چپر تانگ نے تصویر لیکر گلزار شاہ کو دی انہوں نے گلزار شاہ نے سب بادشاہ مطلع ہو کے مع اپنے سرداروں کے اُس وقت چپر تانگ سے عرض کیا کہ حکم قدیر ہیں نہایت ہوں ہم آپ لشکروں میں اور شہروں میں روانہ کریں تاکہ سب آپکی بندگی کریں یہ اسی وقت ہزار تصویریں اُن سے کہ میں انھوں نے اپنے سرداروں کے ہاتھ اپنے لشکروں میں روانہ کیں اور کہدیا کہ ایک تصویر ہر ایک شہر میں روانہ کر دیا اور ہمارے یہاں حکموں کو تحریر کر تاکہ سب نے پرستش قبول کیا لہذا ہمارے شہروں میں یہ طرح جو رواج دو وہ سردار تصویریں لیکر لشکروں میں آئے اور اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ کیا وہ سب کے سب ذریعہ چپر تانگ کے ہو گئے اسکے بعد انھوں نے ایک ایک تصویر اور نامہ ہر ایک بادشاہ کے ملک کی طرف روانہ کیا اور وہی مضمون جو کہ انھوں نے تعلیم کیا تھا تحریر کر دیا تھا اور یہ کہ وہ نامے ہر ایک ملک میں گئے اور ہر ایک بادشاہ کو نامہ و تصویر دی انہوں نے بموجب مضمون نامہ کے کام کیا تمام شہروں میں منادی کر دی کہ سب چپر تانگ کی پرستش اختیار کریں اُن ساتوں ملکوں میں چپر تانگ پرستی ہونے لگی چپر تانگ کے نام کی جے پکاری جانے لگی یہ تو اُن شہروں کی حالت ہوئی اسی طور سے قلعہ نمرود یہ تمہیں بھی نمرود کا نامہ پہونچا تھا نمرود دین نمرود نے بموجب اپنے باپ کی تحریر کے دین چپر تانگی کو رواج دیا یہاں چپر تانگ نے اُن بادشاہوں کی دعوت کی بڑی دھوم سے ایک جلسہ قرار دیا اطراف و جوانب سے حاضر طلب کیے گئے تھے لند لند مشتاق اسکو بلا کیونکہ پہلے سے حکم دیا گیا تھا کہ ہم دعوت کرینگے دعوت کے دن بڑا جلسہ اُس روز ہوا ہر رات کو گویا آتشبازی چھوٹی سب لوگ جلسہ میں تھے اُس روز چپر تانگ نے دربار برخاست نہیں کیا محل میں بھی نہیں گیا باہر دربار میں رہا رات کو جلسہ میں آکر بیٹھا ساغر گلفام گردش میں آیا محفل کے لوگ مست ہوئے حکم ناچ کا ہوا طائفہ طلب کیا گیا ایک مطربہ بیشہ ناگی بہت حسین و خوبصورت محفل میں آئی کہ سب کی نگاہ اُس پر پڑی جو سردار کہ اپنے لشکروں میں رہ گئے تھے وہ بھی جلسہ میں طلب کیے گئے اب کوئی پچاس ہزار کے قریب لوگ جلسہ میں ہیں کہ اس مطربہ کے سازندوں نے ساز درست کیے وہ حسینہ خوب گت ناچی کہ اہل محفل کو حیرت کر دیا اسکے بعد بہت خوش آواز سے یہ غزل گائی ع غزل

دلمیں ہر روح کی صورت سے محبت انکی
ایک کا نظاہر مرے لیے عنایت انکی
کہیں معشوق بھی دنیا میں فنا کرتے ہیں

چلتے جی جاتی کسطرح سے الفت انکی
شب فرقت جو کیا انکا تصور ہم نے
کیسے کیا ہی ادل تو شکایت انکی

چین لینے نہیں دیتی ہے محبت انکی
کھلگئی آنکھ میں وہ چاندسی صورت انکی
دید یا تیرا [illegible] جواب

آگاہ ہو کہ میں حکم دیتا ہوں کہ سب لشکر تیار ہو میں پرسوں سفر کرونگا اور پہلا ارژنگ کو اسکے بے ادبی کی سزا
دونگا اسکے بعد خداپرستوں پر لشکر کشی کر کے سب کو غارت کرونگا جب تمام دنیا میں میری حکومت ہو جائیگی
تو سما محل میں جا کر پتلیوں کو درست کرونگا وہاں خدائی کو ترقی ہوگی کیونکہ وہ مقام بہت عمدہ ہے عمدہ
ہزار ملک باختر کو آباد کرونگا گنبد جہان نما میں بیٹھکر سب سے سجدہ لونگا اور سجدہ کراؤنگا اور اپنی میلاد کے
دن جشن خوشی کا کیا کرونگا عمروں میں ترقی دیا کرونگا جو جو کہ قتل ہوے ہیں مر گئے ہیں سب کو زندہ کرونگا
اب میں ان خداپرستوں پر ہرگز ہرگز رحم نہ کرونگا اور آخر اپنا عذاب نازل کرونگا اب میرے دل میں یہ بات
سما گئی ہے یہ جو لفظ چنگیز تماسا نے کہی سب اہل دربار کا شب گزرا اس تیور سے یہ کہا تھا کہ سب دم بخود ہو کر
اٹھ کھڑے ہوسکے اور شیشہ عرض کیا کہ سب لشکر تیار ہیں آپ جسوقت چاہیں سفر کریں اب چنگیز تماسا نے
حکم دیا کہ ہماری بارگاہ و گنبد و سامان سواری نکالو ہم کل یہاں سے کوچ کرینگے کیونکہ ہمکو اب تاب نہیں ہے ہر کام
صبر کیا جاتا ہے نانشاد سے کہا کہ تم بھی اپنے لشکر کو تیار کرو شداد سے کہا کہ تم بھی تیاری کا حکم دو نمرود سے
جو کہا اسنے عرض کیا کہ ای خداوند میرا لشکر تیار ہے اور بیرون شہر موجود ہے کوئی تیاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے
عرض ان ساتوں بادشاہوں نے بھی کی یہ چنگیز تماسا خاموش ہو رہا اسدن دربار برخاست کیا یہ ہیں تو
دن بھر دربار آراستہ رہتا تھا اور محل میں آیا ثمود سے کہا کہ مجکو حکم سفر ہوا ہے اسنے کہا کہ میں بھی چلونگی چنگیز
نے کہا کہ اجازت ہے لے تو بہتر ہے یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پریچہرہ آئی اسمیں یہ تحریر تھا کہ ثمود کو ضرور ہمراہ لینا ہیں اسوقت
چنگیز تماسا نے شداد کو طلب کر کے کہا ایک خیمہ بہت عمدہ برائے ناموس بھی ہمراہ لے لینا اسنے عرض کیا
بہت بہتر ثمود کو بلا کر کہا کہ آپ بھی تشریف لے چلیں اسنے کہا کہ میں تو ضرور چلونگی اب یہ بندوبست
کر کے چنگیز تماسا خاموش ہو رہا انہاں محل میں سب اپنا اسباب بار کرنے لگے ضروری اسباب لے لیا گیا اور
باقی کو کوٹھریوں میں بند کر کے قفل لگا دیئے گئے دن بھر میں تمام اسباب بندھ گیا محل اداس نظر آنے
لگے یہی حال مقام چنگیز تماسا کا تھا اندرون محل تو یہ حال تھا بیرون محل شداد نے سرداروں کو طلب کر کے حکم دیا
کہ لشکر کو تیار کرو خزانہ بار کرو خیمہ وغیرہ اونٹوں پر بار کیا جائیں سب سامان سفر درست ہو کل خداوند کوچ کرینگے
اور کیجیے خیمہ معقول برائے ناموس ضرور ہمراہ ہوں یہ دیکھ سنکے اہلکاروں نے سب سامان درست کر دیا
بندوبست کیا بعض خزانہ بار کیا گیا خیمہ وغیرہ فراشخانہ سے نکالے گئے اونٹوں پر بار ہونے لشکر میں
جو یہ خبر پہنچی وہاں بھی بندوبست ہونے لگا ہر لشکری نے اپنا اسباب باندھا سرداروں نے بھی سامان
سفر درست کیا اپنا اپنا سب اسباب لے لیا اور رخصت ہو کے تمام شہر میں خبر مشتہر ہو گئی کہ کل خداوند
سفر کرینگے اہل شہر ہیا سے تماشا کے سواری کی سر شام سے مقامات تجویز کر کے بیٹھنے لگے ادھر وہ بارگاہ
اژدہوں پر بار ہوئی وہ اژدر جو کہ اس بارگاہ کو لیکر اسکے نانشاد نے بھی لشکر کو درست کیا
گنبد نکالا گیا وہ بھی چار ستونوں پر اسکو لیکر سر شام سے در دولت پر لاکر موجود ہوئے نمرود و گلزار شاہ
وغیرہ نے خبر لشکروں میں کر دی کہ کل تیار رہنا کیونکہ ہمراہ خداوند کے سفر کرنا ہوگا وہ لشکر بھی تیار ہو گیا
جلد سامان درست ہوا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے وہ رات تمام ہوئی بوقت سحر ہر ایک سردار و افسر رخصت اپنے
اہل و عیال سے حاصل کر کے آیا یہاں جو پہونچا تو دیکھا کہ تمام سردار جمع ہیں اور گنبد در دولت پر رکھا ہے
اس گنبد کو دیکھکر سب دنگ ہو گئے کہ نانشاد بھی آیا اور اسکے افسر بھی وہ ساتوں بادشاہ بھی اسکے نمرود
وغیرہ بھی حاضر ہوئے نمرود لشکر اپنا ہمراہ برائے ناموس آکر موجود ہو گئیں کہ ناموس بحکم چنگیز تماسا سوار ہونے
لگے جب اپنا سب ناموس سوار ہو چکے محل شاہی میں سناٹا ہو گیا اسوقت چنگیز تماسا باہر آیا دربار

سب جمع تھے گو دربار ویران تھا کوئی رونق نہ تھی اسنے آتے ہی وہ تخت اٹھوا دیا وہ بھی اڑکے ہوا پر گیا
آتش فانوس پیدا کیا کہ بارگاہ مین جتنے کا لشکر تھا حکم دیا کہ مرید زعفران مع پچاس ہزار کے بارگاہ لیکر آگے روانہ ہون منتظر
مرید زعفران پچاس ہزار کا لشکر لیکر اور بارگاہ کو لیکر روانہ ہوا اسکے ہمراہ وہ پتلے جو کہ بارگاہ بنا کر
مین کھڑے اور جتنے ساحر اسکے بعد حیرت ناک سب کو لیکر بیرون دربار آیا تخت بھی ہمراہ بارگاہ کے گیا
کیونکہ یہ اسنے بارگاہ کی رونق کے لیے بار گرایا تھا جس قدر دنگل اور کرسیان تھین سب آ گئین وہ تخت
جس پر شداد بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا رکھا گیا حیرت ناک نے صدا دی تیری کو جو کہ شداد کا بھائی ہوتا ہے اپنی طرف سے
حاکم مقرر کیا اور کہدیا کہ جب کوئی وقت تجھ پر پڑے تو ہمکو آگاہ کرنا اور ہمارے مذہب کے رواج دینے
مین بہت کوشش کرنا اور بیس ہزار کا لشکر ہمراہ اسکے حفاظت شہر چھوڑے جاتا ہون یہ حکم دیکر خود اس گنبد
مین نذر پہنچے کیا درجہ وسط مین جا کر بیٹھ گیا گنبد سحر اسکے روبرو آگیا وہ ابر آکر اس گنبد پر
قائم ہوا اس گنبد کی بارہ دری کے دروازے اک مرتبہ کھل گئے درجہ بالا مین نقارہ نوبت تمام مرتبہ
کے دروازے کھل گئے درجہ بالا سے آواز نوبت کی آنے لگی درجہ دوم مین ناقوس بجنے لگے
خود بخود بجنے لگے درجہ سوم مین جو پتلے اور پتلیان تھین وہ صدا اسم حیرت ناک کی بلند کرنے لگین اور
رقص مین مصروف ہوئین درجہ چہارم مین تو خود حیرت ناک آیا سب نے دیکھا کہ اسکے سر پر مگس رانی
ہو رہی ہے کوئی مگس ران نظر نہین آتا ہے درجہ پنجم مین یہ لوگ ہین کہ وہ کاروبار کرتے ہین خم
کے خم شراب کے رکھے ہوئے ہین درجہ ششم مین ارباب نشاط ہین کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین درجہ ہفتم خالی
ہے کہ حیرت ناک نے تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ جو ہمارے بندگان ہین اور ہمارا وزیر ہے وہ اس درجہ مین آکر بیٹھے
اور شداد و دیگر شاہون کو حکم دیا کہ تم گھوڑون پر سوار ہو کر گرد اس گنبد کے ہو اپنے سردار و افسرون
کے رہو یہی حکم دیا تا شاہون کو اور نمرود کو بھی حکم دیا کہ تم بعد وہ سپہ سالاری آگے گنبد کے مرکب پر سوار
ہو کر چلو جس طور سے حیرت ناک نے کہا اسی طور سے سب بجا لائے اب حکم دیا کہ جلوس سواری بڑھے
آگے آگے ماہی مراتب آبپاشی کرتے ہوئے آئے عقب مین مرکبان تازی و عراقی انکے بعد سانڈنی سوار
بعد انکے خاص بردار چوبدار عصا ہائے طلائی ہاتھون مین لیے آئے انکے بعد نقیبان خوش گو صدا دیتے ادب
باش و ہوشیار باش کی دیتے ہوئے آئے عقب مین دس ہزار سواران زرہ پوش یہ کہتے ہوئے کہ حیرت
رہیے خداوند کی انکے بعد سب لشکرون کے سردار انکے بعد اوجی بنا ہوا نمرود فیل پیکر سپہ سالار
اسکے تمام شاہان اور وہ گنبد پتلے سحر کے اٹھائے ہوئے گنبد کے عقب مین وہ لشکر سحر اسکے بعد ایک
لاکھ تیس ہزار سپاہ شداد کی اس سپاہ کے ساتھ خزانہ و ناموس کی سواریان اس تزک و حشم سے
سواری اس مردود ازلی کی شہر سے چلی اہل شہر دیکھکر دنگ ہو گئے اس ابر سے پوچھا ہوتی ہون اور
لعل و یاقوت کی ہوتی ہوئی نوبت نقارے بجتے ہوئے کوس سفری کی چوب پڑتی ہوئی ڈنکا بجتا ہوا
وہ سواری نہ تھی بلکہ یہ ثابت ہوتا تھا کہ بانی کفر و عناد نے اپنی جگہ سے حرکت کی ہے جو انکے ساتھ تھا
کارخانہ سحر کا تھا یہان تک کہ سواری حیرت ناک کی بیرون شہر پہونچی اہل شہر تماشا سواری کا دیکھکر اپنے اپنے
مکانون کو واپس گئے یہان لشکر نمرود کا تیار کھڑا تھا کیونکہ اسکو معلوم ہو چکا تھا کہ جب مرید زعفران پیش خیمہ
لیکر نکلا تھا تو سب تیار تھے سواری کا جلوس نکلا سب نے اپنے مرکب جھکا کر صدا دی کہ خداوند کی
جلوس سواری کا نکل گیا اور گنبد سامنے آیا انھون نے اپنے سردار کو بڑی عزت سے دیکھا ان لوگون نے
پہلے حیرت ناک کو سلام کیا اسکے بعد نمرود کو یہ خیال رہا کہ اس گنبد پر پردے کا [illegible] بیٹھے ہوئے ہین کہ [illegible] ادب

خداوند جیپر تنگ بن زمرد ثانی کا ہے چونکہ یہ بادشاہ بھی زمرد پرست تھا اسنے اپنے وزیر سے کہا کہ چونکہ
خداوند زمرد تو آسمان پر تشریف لیگئے ہیں اور کوئی جاگتی جوت کا خداوند نہیں ہے لہذا انکی بندگی کرنا ضرور ہے
اور سنتا ہون کہ اسی خاندان سے ہیں وزیر نے عرض کیا کہ آپکی راے بہت ٹھیک ہے پس وہ بادشاہ بصلاح
وزیر کے چند افسرون کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر کے چلا اور اپنے لشکر کو اسی مقام پر قیام کرنے کا حکم دیا
یہ تو ادھر سے چلا ادھر محرودم نے سحر سے اس صحرا کی حالت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اس صحرا کے حوالی میں چند
شہر ہیں اور سب لقا پرست ہیں مع حاکمون کے اور اس صحرا میں ایک بادشاہ کہ نام اسکا اریان شاہ ہے شہر اریانہ کا
بادشاہ ہے شکار کھیلنے آیا تھا اسنے جو اس لشکر کے آنے کی خبر سنی تو دریافت کرکے برائے اطاعت آتا ہے
ناظرین پر ظاہر ہو کہ کوچ اور مقام سب محرودم کی راے سے ہوتا ہے جو وہ کہلا بھیجتی ہے وہی ہوتا ہے جہان جتنی
دیر قیام کرنے کو کہتی ہے اتنی دیر جیپر تنگ قیام کرتا ہے پر لکانہ ہر مقام کی حالت سحر سے دریافت کر لیتی ہے
مگر اسنے نہیں دریافت کی ہے کہ ارژنگ کہان ہے کیونکہ یہ تو اسکو یقین ہے کہ ارژنگ خاور میں ہے اور جیپر کا
حال اس سبب سے اسکو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسکو ادھر کی کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی ہے کہ تمام عالم کی حالت
کو سحر سے دریافت کرے گو کہ ہود کے استادونے رقعہ میں تحریر کر دیا تھا کہ جیپر بھی دعوی خدائی کرتا ہوگا اسکا
مذہب آفتاب پرستی ہوگا اسنے اس طرف توجہ اس سبب سے نہیں کی کہ ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم بیکار کو درد سر
مول لیں جب خدا پرستون سے فراغت ہو لے گی تو اس سے بھی سمجھ لیا جائیگا کہ ہیچ ہین ارژنگ کا قصد دریافت
ہو گیا اسکی [illegible] ہود کا استاد رقعہ میں تحریر کر گیا تھا گو اسکا قصد نہ تھا مگر جب [illegible] سحر و م
نے بھی سحر سے دریافت کر لیا تو یہ لشکرکشی کر کے چلا ورنہ پہلے خدا پرستون سے مقابلہ کا قصد تھا کہ ادھر
[illegible] مطلب یہ ہے [illegible] ہر مقام کی حالت سحر سے معلوم کر لیتی تھی جب لشکر کے اترنے کا حکم جیپر تنگ سے دلاتا تھا
اگر یہ امر کوئی نہیں جانتا ہے کہ یہ کیا [illegible] اسکو ایسی قدرت تصویر کرتے ہیں [illegible] حالت سحر
معلوم ہوئی تو اسنے القصہ [illegible] کہ اریان شاہ حاکم اریانہ [illegible] یہان اترنے کی
خبر سنکے برائے اطاعت آتا ہے اسکے پاس [illegible] اسی ہزار کے لشکر ہے اسکی پیشوائی [illegible] سردار روانہ کرو
دوسرے کسی ملک [illegible] جو حوالی میں [illegible] اطاعت کریں القصہ
[illegible] کہا کہ [illegible]
نے چند سردارون کو حکم دیا کہ ایک بادشاہ اریان شاہ نامی اس صحرا میں شکار کھیلنے آیا ہوا تھا اسنے جو میرے
لشکر کے آنے کی خبر سنی چونکہ وہ [illegible] بارگاہ کا ماننے والا ہے جو اسنے سنا کہ میں خدا ہون اور اسکا فرزند
ہون تو میری اطاعت کرنے آتا ہے لہذا تم لوگ اسکا استقبال کرکے لے آو یہ سنکے چند سردار روانہ ہوئے ادھر
اریان شاہ قریب لشکر پہونچ چکا ہے ادھر جیپر تنگ نے اسی بارگاہ کو آراستہ کیا اور سب بادشاہون کو
طلب کرکے اور سب افسرون کو طلب کرکے بارگاہ میں بٹھایا اور خود بھی بڑے تزک و حشم سے بیٹھا یہان تو یہ
بندوبست ہو رہا ہے ادھر جو سردار لشکر سے نکلے تو انھون نے دیکھا کہ واقعی ایک بادشاہ [illegible] مع چند
سردارون کے ادھر کو آتا ہے یہ لوگ تیز قدم کرکے انکے قریب پہونچے ادھر انھون نے بھی دیکھا کہ چند سردار
اس لشکر کے ادھر کو آتے ہیں وہ بھی برائے دریافت حال ٹھیر گئے وزیر نے اریان شاہ کے قریب آکر کہا کہ آپ
کون لوگ ہیں جو ادھر کو آتے ہیں اور کیا غرض ہے انھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ فرمائیں کہ آپ کون لوگ ہیں اور اس
لشکر کی [illegible] جانتے ہیں اور کیا غرض ہے وزیر نے کہا کہ یہ [illegible] قبضہ میں ہے بلکہ سب بادشاہون کے قبضہ میں
[illegible] اور [illegible] ہمارے بادشاہ کے چلا آتا ہے [illegible] نے آج تک اس ملک کی نسبت کچھ نہ سنا تھا

بندگی کرنے والے ہو لہذا تم کو لازم ہے کہ میں اُنکا نبیرہ ہوں پس میری اگر اطاعت کرو مثل ارمان شاہ کے
ورنہ میرے عذاب میں مبتلا ہو گے آیندہ تمکو اختیار ہے مجھپر یہ کہنا کہ خداوند نے ہمکو آگاہ نہ کیا ورنہ ہم اطاعت
کرتے جو امر تمکو منظور ہووے کرو اور اس نامے کا جواب بدست نامہ بر روانہ کرو اگر اطاعت کرنا ہے تو میں اس
ہیجا امین فرو کش ہوں جو کہ تمہارا شکارگاہ ہے آکر میری مع لشکر اطاعت کرو کیونکہ میں خدا پرستوں اور
ازرنگ سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں جو کہ میرے خاندان کا غلام ہے اور اُسنے دعوے خدائی کا کیا
ہے پہلے اُسکو اس کردار کی سزا دونگا اُسکے بعد خدا پرستوں سے مقابلہ کرونگا یہ مضمون ہو چکا تو اُس پر نے
پہلا تو تحریر لیہ لکھا تھا ادھر دوسرا چترنگ کی لکھی اُسکے بعد وہ بھی مضمون جو چترنگ نے کہا تھا تحریر کیا چترنگ
نے منشی کہا کہ نامے تیار ہو چکے اُسنے وہ نامہ تیار کرکے دئیے چترنگ نے نامہ لیکر ارمان شاہ کو دئیے اور
کہا کہ میرے لشکر کے سواران ملکوں سے نہیں واقف ہیں لہذا تم اپنے سواروں کے ہاتھ یہ نامے روانہ کرو
ارمان شاہ نے وہ نامے لیکر وزیر کو دیے اور کہا کہ ابھی نامے روانہ کردو وزیر نے نامہ لیکر اور
باہر آکر وہ جو سوار ہمراہ تھے انہیں سے چار سواروں کو نامے دیے اور کہا کہ یہ نامے اُن چاروں ملکوں میں
پہونچا دو جن ملکوں کے نام اُن ناموں پر تحریر ہیں وہ سوار وہ نامے لیکر اور نام لفافوں پر دیکھکر جس لفافہ پر
جس ملک کا نام تھا اُدھر کو روانہ ہوئے یہاں ارمان شاہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے شہر میں جا کر اُسکے
دین کو رواج دوں اور اپنا لشکر لے آؤں چترنگ نے کہا کہ جاؤ کوئی نقصان کی بات نہیں ہے پس
ارمان شاہ رخصت ہوا اور لشکر سے نکلکر شکارگاہ میں آیا اور جو کچھ لوگ شکارگاہ میں تھے اُنکو لیکر طرف اپنے شہر کے چلا جب ارمان شاہ
رخصت ہو کر جانے لگا تھا تو اُسوقت اُسکو زنجیرین دی گئی تھیں کہ اُنکو لیجا کر تمام دیروں میں رکھنا اور اُنکی پرستش کرنا پس ارمان شاہ
اپنے شہر میں آکر دوسرے روز دربار کیا سب اہل شہر حاضر ہوئے اُسنے حکم کیا کہ میں نے دین چترنگی قبول کیا جو کہ اُسوقت جاگتی جوت کا خدا ہے قبول کیا اور
تم سے کہتا ہوں کہ تم لوگ بھی قبول کرو سبنے عرض کیا کہ ہمنے بھی قبول کیا اُسی وقت تمام شہر میں منادی کرادی کہ
آج سے دین چترنگی نے یہاں رواج پایا ہے لہذا اسکا سکہ بنام خداوند چترنگ کے جاری کیا جاوے اور قصور میں
جو کہ لایا تھا اُنکو تمام دیروں میں بچھوا دیں کہ ادنی سے تا اعلی سب لوگ اُنکی پرستش کریں حکم دیا کہ کل لشکر تیار ہو کہ کل
ہمراہ شاہ خداوند کے برائے مقابلہ خدا پرستوں کے کوچ کرونگا کیونکہ جو اس لڑائی میں شریک ہوگا اُسکو بڑا ثواب
حاصل ہوگا سبنے عرض کیا کہ ہم موجود ہیں یہ کہکے ارمان شاہ نے دربار برخاست کیا اور ادھر سرداروں
نے سامان سفر درست کیا دوسرے دن ارمان شاہ نے اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم شہر کرکے
دس ہزار سپاہ چھوڑ کر ستر ہزار کا لشکر لیکر اور کرسی اُٹھا کر شریک چترنگ کا ہوا یہاں شہر ارمانیہ میں مذہب چترنگی کا
رواج ہو گیا جب یہ شریک لشکر ہوا تو اسکی بڑی عزت کی گئی برابر غفار شاہ کی مقابل لشکر اسکا اُتارا گیا
یہاں تو ارمان شاہ شریک ہوا ادھر وہ نامہ جو کہ روانہ ہوئے تھے ایک دربار میں طاعون شاہ کے
دوسرا دربار میں املاک شاہ کے تیسرا دربار میں قزاق شاہ کے چوتھا دربار میں امراض شاہ
کے پہونچا چونکہ ناموں کا مضمون ایک تھا ہر ایک کو نامہ دیا ہر ایک بادشاہ نے نامہ کو دبیر سے
پڑھوایا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوا پس اُسیوقت جواب تحریر کیا کہ آپکا نامہ پہونچا ہمکو معلوم ہوا لہذا آپکی
اطاعت قبول کی اور مع لشکر حاضر ہوتے ہیں یہی ہر ایک کے نامہ کا جواب تھا وہ سوار نامہ کا جواب لیکر
ہر ایک ملک سے چلے ادھر بعد جانے اُن نامہ بروں کے اپنے اپنے ملک میں ہر ایک بادشاہ نے اپنے
وزیر کو اپنی طرف سے حاکم کیا اور دس دس ہزار سپاہ برائے حفاظت شہر چھوڑ کر طرف چترنگ کے کوچ کیا
یہاں چترنگ انکے انتظار میں تھا کہ اُن چاروں نامہ بروں نے جواب نامہ دیکر عرض کیا کہ ہم آج مع

بلقیس نوم تصور کر لیا ہو جیسا ارژنگ نے جو خروج کیا پہلے خدا پرستون سے مقابلہ کیا مگر قدرت خدا
وہ بلا تو یون دفع ہوئی کہ وہ عاشق ہوگیا اور لشکر لیکر شہر آفتاب نما کی طرف سیدھا چلا گیا اب جو کچھ ہوگا دیکھا
جائیگا کچھ دنون تو خدا پرست اُسکے شر سے محفوظ رہینگے چالیس نے جو دعوے کیا اُسکا بھی قصد خدا پرستون سے
مقابلہ کرنیکا تھا مگر ارژنگ کے سبب سے وہ بھی کچھ دنون رکا تیسرے یہ جو اُٹھے یہ بھی خدا پرستون کے
دشمن نکلا اور اُنکے مقابلہ کو چلے مگر خدا نے یہ سبب پیدا کیا کہ پہلے یہ ارژنگ سے فیصلہ کرلین اُسکے بعد
خدا پرستون سے مقابلہ کرین اسکا سبب یہ ہی کہ آجکل کوئی سرپرست ان خدا پرستونکا نہین ہی یہی سبب ہی کہ
کہ خدا ہر ایک بلا کو دفع کردیتا ہی اُسکو دوسری طرف ٹال دیتا ہی کیونکہ کوئی ایسا نہین ہی کہ اُسکے حملون کو روکے بس
خدا انکا حافظ ہی اور حفاظت کرتا ہی اور بلا کو ٹال دیتا ہی بس اب مین اُسکے دربار مین جاتا ہون تاکہ اُسکو آگاہ
کرون کہ ارژنگ [illegible] نہین ہی بلکہ شہر آفتاب نما مین برائے مقابلہ چالیس گیا ہی کیونکہ ارژنگ اُسکی
بہن پر عاشق ہوا تھا اور وہ بہت خوبصورت تھی اُسکی طلب مین نامہ تحریر کیا تھا کہ اُسکا چالیس نے جواب
صاف تحریر کیا بس ارژنگ اُس جواب کو دیکھکر بہت برہم ہوا اُسیوقت لشکر لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اگر
اور اُسکا قصد یہ ہی کہ مین مقابلہ کرکے چالیس کو زیر کرون اور اپنی شادی کرون اگر وہ راضی ہو تو بلا مقابلہ
میرے ساتھ شادی کردے اگر چنگ ناگ یہ [illegible] طرف ارژنگ کے چلا جاے تو کیا مضائقہ ہی کہین ایسا
کہ یہ [illegible] پہونچے اور جب اُسکو معلوم ہوا اُسیوقت اُسکو لالچ آسکے کہ اس شہر کو تو اپنے قبضہ مین کرو [illegible]
خون ہو اگر یہ آدھر کو چلا جاے تو اہل اسلام کی جانین بچین یہ صلاح کرکے اپنے ہمراہیون سے اور کچھ تحفہ
وغیرہ لیکر طرف لشکر چنگ ناگ کے اُس درہ سے نکلکر چلا چند غلام ہمراہ تھے جب لشکر مین پہونچا اہل لشکر
نے روکا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین تاجر ہون خداوند کے لشکر کے آنیکی خبر سنکے یہان آیا ہون کہ
خداوند سے ملاقات کرون زیارت سے مشرف ہون اُنھون نے کہا کہ تمہارا مذہب کیا ہی خواجہ اسلام نے
کہا کہ ہم لوگونکا کیا مذہب ہی ہملوگ تاجر ہین ہمکو مذہب اور غیر مذہب سے کیا کام ہی جو جسکا مذہب ہو ہم
مسلمانون مین مسلمان دیگر مذہب والونمین وہی مذہب رکھتے ہین کبھی ہم خدا پرست ہین کبھی زردپرست ہین
اب ہملوگ چنگ ناگ پرست ہین ہمارے یہ خداوند ہین وہ لشکری یہ سنکے خاموش ہورہے یہ تاجر طرف بارگاہ کے
آیا ادھر محرم نے الفیل اوم کے ذریعہ سے چنگ ناگ کو آگاہ کیا کہ خواجہ اسلام آتا ہی یہ لوگ کوئی [illegible] نہین
ہین لہذا یہ [illegible] سجدہ کو تم کہو گا [illegible] کوئی امر نقصان کا نہین ہی دوسرے یہ امر ہی کہ وہ اگر [illegible] کہ ارژنگ طرف
طلسم آفتاب نما کے اپنی شادی کرنیکو گیا ہی اگر یہ چالیس آفتاب پرست جو کہ ناحق خدا بنا ہی اور پیر
خدا اسیکو کہتا ہی گو اُسکا مذہب بالکل باطل ہی مگر لاکھون آدمی و سیکڑون بادشاہون نے اُسکا مذہب قبول
کیا ہی اور بڑی ترقی کی ہی بس امر یہ ہی کہ تم بھی اُسطرف کو روانہ ہو پہلے ارژنگ سے فیصلہ کرلو اُسکے بعد خدا
پرستون سے مقابلہ کرنا اُسکے بعد چالیس سے مقابلہ کیا جائیگا دراصل یہ چالیس کی بہن بہت خوبصورت ہی کہ اُسکی
خوبصورتی کی تعریف نہین ہو سکتی ہی اب تم یہ ظاہر کرنا کہ مین شہر آفتاب نما مین دو امرون سے جاتا ہون اول تو برائے مقابلہ
ارژنگ دوسرے یہ چالیس کی بہن کے دیکھنے کو کہ مین نے کیسی صورت پیدا کی ہی یہ جو الفیل اوم نے کہا چنگ ناگ سنکر [illegible]
ہورہا یہان خواجہ اسلام نے دربارگاہ پر آکر درگہ سالار سے کہا کہ جاکر خداوند کو خبر کرو کہ ایک تاجر دیدہ دولت پہ حاضر ہی باریابی
ہونا چاہتا ہی یہ درگہ سالار نے جب یہ عرض کیا چنگ ناگ نے کہا کہ اُسکو بھیجدو درگہ سالار نے اُسکے بعد آکر اُسکو اندر جانیکی اجازت
دی یہ اندر گیا ادھر محرم نے یہ [illegible] کیا کہ [illegible] آگاہ [illegible] قبل اسکے [illegible] وہی تقریر جو کہ الفیل اوم نے
چنگ ناگ سے کی تھی اور کہا تھا کہ یہ لوگ اطاعت نہین کرتے ہین تا جب یہ خبر بیان کریگا ہین

صاحبقران برپا کیا گیا تھا اسلیے کہ بادشاہ اسلام اس خیمہ میں بیٹھ کر تماشا کریں اُدھر لقین کے حکم سے انبار ہیزم خشک صحرا
میں مجتمع ہوا تھا کہ جو آسمان سے باتیں کر رہا تھا اور ہزاروں پیپے روغن نفت کے اور پیال ہزاروں من لاکر جمع کی گئی تھی اور
شہر میں منادی کرا دی گئی تھی کہ کل جو روز امتحان ہے اہل اسلام کے لشکر کا افسر اعلیٰ آتش سوزان میں جلیگا اور اپنے دین کی
بزرگی دکھائیگا یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ ایک خیمہ برای ناموس اس صحرا میں جو کہ برای امتحان مقرر ہوا ہے برپا کیا گیا ہے اور
بہت سے خیمہ برای سرداران لقین خود پرست یہ بھی تحریر ہو چکا ہے کہ ناموس لقین خود پرست اول شام سے اپنے
خیمہ میں آگیا ہے اور خود بادشاہ اسلام سردار ہیں یہ داستان اسی مقام پر پہنچی ہے کہ لشکر صاحبقران میں سب دعا میں مشغول
ہیں اب حال عرض کیا جاتا ہے کہ جب یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تو دوکانداروں نے اپنی اپنی دوکانیں لیکر اس مقام پر آئے کہ اس خیال سے
کہ تمام خلقت جمع ہوگی دوسرے لشکر اسلام کے لوگ ہونگے ہر ایک چیز کی ضرورت ہوگی یہ خیال کر کے دوکانیں آراستہ کیں اُدھر
افسران شہر نے اپنے اپنے بیٹھنے کے لیے پہلے سے مقام تجویز کر کے خیمہ اور چھولداریاں ایک خوبی کے ساتھ برپا کرا دیں تاکہ خوب
اچھے طور سے تماشا دیکھیں علی الخصوص شہر والوں نے اپنے معشوقوں و عاشقوں سے کہکر پہلے سے مقام تجویز
کرا لیے تھے اور جو لوگ غریب تھے وہ اس تصور میں تھے کہ صبح کو جاکر جگہ لیں گے مگر شام سے آکر جمع ہونے لگے خود بھی
آکر مقیم ہوئے سیکڑوں پاؤ نبریان [illegible] بیان کرتا ہے اس خیال سے کہ پہلے سے جگہ اچھی لیکر بیٹھیں ایسا نہو کہ کل جگہ نہ ملے
اور تماشا دیکھنا نہ ملے تو کیا غضب ہے بس ہزاروں اہل شہر جو غریب تھے آ کر سر شام سے بیٹھ رہے ہیں اس خیال سے
کہ کیا ضرور ہے کہ ایک بندہ خداوند نعمت کے روبرو بیٹھا رہے اور ہم جا کر تماشا دیکھیں بہت سے اس تدبیر میں ہیں کہ جب صبح قریب ہوگی
تو ہم جا کر دیکھ لینگے یہ سب بھی اپنی تدبیریں کر رہے ہیں صاحبقران ایک جانب اپنے لشکر میں دعا میں مصروف ہیں اور
اہل اسلام بھی دعا میں مصروف ہیں اور گریہ و زاری کر رہا ہے اُدھر سودے والے کوئی پہر رات سے آکر دوکانیں لگانے لگے
ایک طرف ہوا لگی [illegible] والے تھے ایک سمت میوے والے بیٹھے مہاجنوں نے بھی اپنے خیمہ دالان کیے تھے وہ آکر ان خیموں میں
مقیم ہوئے پہر رات سے جنکو شوق آتا تھا وہ چلے آتے تھے ایک رسد لگی ہوئی ہے امیران شہر اپنے خیموں میں آکر مقیم ہوئے گویا معلوم
ہوتا تھا یہاں تک کہ ہر قسم کے دوکاندار ساقی و نان بائی کبابی نانوں سے تخت آراستہ ہوئے [illegible] تماش بین [illegible] کسی کی ہوئی
سے رات کو کہیں جو [illegible] ہے کوئی [illegible] عاشق بادشاہ [illegible] کھیل رہا تھا کہیں [illegible] رہا تھا کہیں [illegible]
تھی کوئی بیٹھا ہوا اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ عابد شب زندہ دار طرف عبادت خانہ مغرب کے میدان سے گیا صبح آ
متعلقین کے اپنی ماہتاب نے طرف مغرب کے راہ لی اور [illegible] اپنی سجدہ گاہ عبادت کو اُٹھایا اور سجادہ عبادت
زاہد روز کا آراستہ ہوا آمد آمد آفتاب عالمتاب کی عبادت خانہ مشرق سے شروع ہوئی مشعل نور کھلنے لگی سپیدی سحر نے
ظہور کیا صدائے اللہ اکبر لشکر اسلام میں بلند ہوئی کوئی لشکری اس خوف سے رات بھر نہیں سویا تھا بلکہ تمام شب جاگتا رہا
تھی کہ کل وقت سحر ہمارا سردار دانا برائے امتحان آگ میں تشریف لیجائیگا یہ رات سونے کی نہیں ہے بلکہ برای عبادت و
دعا ہے جہاں تک ہو سکے دعا کر لیں وہ رات بیٹھ جاگ کر بسر کی جب اذان کی صدا آئی تو ہر ایک نے تجدید وضو کی اور سجادے
بچھا کر نماز سحر میں مصروف ہوئے اُدھر صاحبقران و بادشاہ اسلام بھی نماز پڑھنے لگے اُدھر کفار بھی موافق اپنے مذہب
کے پرستش کرنے لگے اور سب آکر جمع ہونے لگے اب جو سحر ہوئی تو جہاں تک نگاہ جاتی تھی سوائے انسان کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور بجز
سر انسان [illegible] جڑے ہوئے تھے اور انکے سر معلوم ہوتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ درخت صحرائی نہیں ہیں بلکہ درخت مردم ہیں یہ مجمع
تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا ہوا کا بھی گذر اُس صحرا میں محال تھا اگر کسی صورت سے چلی جاتے تو کدھر نکلنا دشوار ہو گویا قید
ہو گئی ایک نظر تو جا ہی نہ سکتی تھی قریب اس مجمع کے پہونچکر کھڑا رہ جاتی تھی کوسوں تک سوائے انسان کے کچھ نظر نہ آتا تھا
ہر قسم کی دوکاندار دوکانیں لگائے ہوئے بیٹھے تھے اہل مجمع خرید و فروخت کر رہے تھے ایک طرف کو خیمہ میں
ریگستان [illegible] تھے ایک طرف [illegible] کے خیمہ برپا تھے ایک طرف خیمہائے زرنگار برپا تھے جس میں لقین خود پرست اور

کبھی کسی سردار کو جرأت نہوئی بلکہ ہر ایک اپنے مقام پر یہ خیال کرکے خاموش رہا کہ اولاد صاحبقران میں ابتک کسی نے کسی کو منظور
نظر کیا انہیں کہنا بار بار بیکار ہے پھر بھی لقیین نے کہ بہت سمجھایا مگر صاحبقران نے ایک نہ سنی آخر کو لقیین نے کہا کہ مجھکو
یہ امر منظور ہے کہ آپ آگ میں کسی صورت سے نہ جائیں کیونکہ مجھکو منظور نہیں ہے کہ میں آپکی جان لوں کیونکہ یہ تو یقین ہے کہ آگ جلانیکی
اسکا کام جلانا ہے اور میں نے جو یہ شرط کی تھی تو اس خیال سے کہ آپ منظور نہ کرینگے جو ذی عقل ہوگا وہ کبھی قبول نہ کریگا جب آپنے قبول
کرلیا تھا تو میں نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ امر یوں ہوگا کہ جب وہ دن آئیگا تو مع لشکر یہاں سے کوچ کر جائیگا نہ کہ یہ یقین تھا
کہ آپ اپنے قول پر مضبوط رہینگے اور میری شرط کو بجا لائینگے اگر میں جانتا تو کبھی ایسی شرط نہ کرتا کیونکہ آپ کی جان تو میرے سبب سے
تلف ہوتی ہے اب میں اسکا ہرگز بھی قبول کرتا ہوں میری عرض کرنے پر عمل فرمائیے صاحبقران نے یہ تقریر سنکے
فرمایا کہ اے لقیین پھر بھاگ جانا تو ہونیکا کام ہے اسکے تلفظ میں فرق ہوتا ہے نہ میں بدقول ہوں نہ میرے تلفظ میں فرق
ہے میں خاندان شریعت سے ہوں اور قسم کھاتا ہوں اسی خدا کی کہ جسنے مجھکو پیدا کیا ہے کہ میں بروں آگ میں جا کے نہ مانونگا
بیشک ضرور آگ میں جاؤنگا اگر اب کوئی منع کریگا تو اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسمیں خواہ میرا فرزند ہو خواہ سردار ہو یا کوئی
غیر ہو کیونکہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں اگر میری قضا آج آئی ہے تو میں کسی صورت سے نہیں بچ سکتا ہوں اگر قلعہ
فولادی میں بھی جا کر پوشیدہ ہونگا تو ملک الموت نہ چھوڑیگے قضا سے کیا خوف ہے بموجب شعر روزیکہ قضا باشد
روزیکہ قضا نیست ٭ روزیکہ قضا نیست در مرگ روا نیست ٭ اگر میری قضا نہیں ہے تو میں مثل حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کے آگ سے زندہ نکلونگا گو وہ مرتبہ نہیں رکھتا ہوں مگر اسکی ذات سے امید قوی ہے یہ اسکی قدرت ہے
کہ وہ مجھکو زندہ اور سلامت نکالے میں اس امر کو گوارا نہ کرونگا کہ لوگ یہ خیال کریں کہ بدیع الملک جان کے
خوف سے آگ میں نہیں گیا جان ایسی عزیز ہوئی یہ کیا صاحبقرانی کریگا اور یہ خیال کرنیکا مقام ہے کہ موت سے کسکو
چارا ہے بڑے بڑے شاہان ہفت کشور جو کہ دعوے خدائی کرتے تھے مثل شداد و بخت النصر و دیگر کہ بادشاہ تھے بلکہ
دعوے خدائی کرتے تھے جب قضا آئی ایک کی خدائی نے کام نہ دیا خاموش چلے گئے جز نیک نیتی کے اثر کیا نتیجہ ہے وہ بادشاہ جو کہ موجود
تھے اور ہفت اقلیم انکے قبضہ میں تھی اور جن و پری پر حکمران تھے مثل فریدون وغیرہ کے کوئی حکومت کام نہ آئی موت سے
نہ چھوڑا اس جہان سے خالی ہاتھ گئے پھر یہ تو بادشاہ تھے جب وہ لوگ جو کہ نبی تھے اور وہی اہل خدا تھے انکو اس موت سے
پناہ نہ ملی تو ہم کیا چیز ہیں یہ دنیا مقام سیرگاہ ہے جو دم گذرتا ہے وہ غنیمت گذرتا ہے بس انسان کو لازم ہے کہ وہ کام کرے
تا قیامت نام باقی رہے یہ خیال کرو کہ نوشیروان گو کافر تھا مگر عدل ایسا کر گیا کہ سب اسکے عدل کی تعریف کرتے ہیں اور
نام اسکا تا زمانہ قیامت اس صفحہ ہستی پر قائم رہیگا جیسا کہ شاعر کہتا ہے شعر زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند ٭ آن سرا لشکر اکہ سر و ند زیر خاک ٭ خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
جبکہ یہ دنیا بے ثبات ہے تو موت سے خوف کرنا بالکل بیکار اسکی راہ میں مرنا حیات ابدی ہے جب کسی سے فکر ہوگا تو
لوگ یہ کہینگے کہ بدیع الملک نے بڑا کام کیا جو کہ مردان عالم کرتے ہیں یہ فسانہ تا قیامت ہر ایک کی زبان
رہیگا اور سب ساتھ نیکی سے یاد کرینگے اور نام نیک باقی رہیگا ایسے امر کو میں ترک کرکے اور اپنے کو
ساتھ بدی کے مشہور کروں کہ لوگ میرا نام ساتھ بدی کے زبان پر لائیں یہ آپ لوگوں کی مرضی ہے تو مجھسے نہ ہوگا جو کچھ مجھکو کہنا
تھا میں کہہ چکا اگر اے لقیین اب تم کچھ کہو گے تو میں زبان تیغ سے جواب دونگا اسے مجھکو جوش آگیا ہے صاحبقران کی
یہ حالت ہوئی کہ تمام ریش کے بال راست ہوگئے آنکھیں و چہرہ لعل ہوگیا منہ سے کف جاری تھا ایسا غیظ طاری ہوا
کہ کانپنے لگے یہ جو کیفیت اہل دربار نے دیکھی اسوقت یقین ہر ایک کو ہوگیا کہ صاحبقران ضرور آگ میں تشریف
لیجائینگے ہر ایک کو صاحبقران کیجانب سے مایوسی ہوئی اور آہستہ آہستہ دعا کرنے لگے اب لقیین کو بھی یقین ہوگیا
کہ یہ نہ مانینگے کیونکہ یہ خیال کرکے آیا تھا کہ شاید منع کرنے سے مان جائیں اور جو امر کہ اس شرط پر منحصر تھا مانینگے

منظور کرتا ہون تو کیون نہ قبول کرینگے مگر اسے بالکل یقین ہوگیا کہ نہ مانینگے اسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لائین مین
اپنے خیمہ مین جاکر سبکو آگاہ کرتا ہون اور مین بھی اس میدان مین آتا ہون یہ کہکر اسنے کہا کہ ای اہل دربار سب صاحب
یہ امر سماعت فرمالین مین اپنی شرط سے باز آیا اور مذہب اسلام کو بھی قبول کرتا ہون مع لشکر و اہل شہر و عزیز
و اقارب کے اور صاحبقران کو منع کرتا ہون کہ آپ آگ مین تشریف نہ لیجائین میرے سر پر انکا خون ناحق ہوگا
نہ میری گردن پر مین سبکت رنج ہون مگر یہ نہیں اسنے ہین کوئی صاحب یہ نہ فرمائین کہ یقین خود پرست دشمن
تھا اسنے صاحبقران کی جان لی تھی مین کسی کی جانکا خواستگار نہیں ہون مین بری ہون اسمین یہ عرض
کرتا ہون صاحبقران اپنی خوشی سے آگ مین تشریف لیے جاتے ہین مین مسلمان ہوا یہ کہکر کلمہ طیبہ اکثر
کتابون مین دیکھ چکا تھا کہ یہ کلمہ ہے جو کہ خدا پرست پڑھتے ہین اور یہ اول رکن ہے انکے مذہب کا اسی کے پڑھنے
سے کافر مسلمان ہوتا ہے اور نہ پڑھنے سے حالت کفر مین رہتا ہے از سر صدق پڑھا اور کہا کہ سب شاہد ہین یہ کلمہ اپنی
زبان پر جاری کیا کہ یہ امر سب پر ظاہر ہوگیا کہ یقین نے مذہب اسلام قبول کر لیا آپکے ہمراہ اور جو سردار تھے وہ بھی
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے جب کلمہ پڑھ چکا تو صاحبقران سے رخصت حاصل کرکے بارگاہ سے باہر آیا اور
اپنے خیمے مین پہونچا جہان سب سردار اسکے بیٹھے ہوے تھے اور باہم باتین کررہے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اسی صاحبقران
نے منظور کرلیا ہے سچ ہے آگ مین جلا جانا کوئی نہ گوارا کریگا اسنے صرف اس سبب سے گوارا کرلیا تھا کہ کوئی
نکوئی خود منع کریگا اور روک لیگا مین اگر آمادہ ہونگا تو کیا ہوگا وہی امر ظہور مین آیا کہ خود بادشاہ نے جاکر منع
کیا بس اسنے منظور کرلیا جان بہت عمدہ چیز ہے ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے اسکی کوئی قیمت نہیں کوئی دیدہ و دانستہ
اپنی جان اپنے ہاتھ سے نہیں دیتا ہے یہ صرف کہنے کی بات ہے کہ جسکو جان اپنی عزیز نہیں ہے اگر کوئی سو برس کا بھی بوڑھا ہو
تو اسکو بھی جان عزیز ہے کہ وہ پلنگ پر پڑا ہے ہل نہیں سکتا ہے مگر کبھی یہ نہیں گوارا کرتا ہے کہ مین مرجاؤن بلکہ کوئی
کریگا اسکو اچھی طور سے زندگی بسر کرنا اچھی معلوم ہوتی ہے نہ کہ جوان آدمی اور جسکی حکومت مین لاکھون بلکہ کروڑون
آدمی ہون جنمین سے زندگی بسر کرتا ہو لاکھون کی جان اسکے ساتھ وابستہ ہے یہ خیال کرتا ہو کہ اگر مین اپنی جان دون تو لاکھون
جانین میرے ساتھ برباد ہونگی وہ کیونکر گوارا کریگا یہ بھی ایک وجہ تھا کہ منظور کرلیا جب وہ وقت آتا اپنے اہل لشکر کو
حکم دیتا کہ اس آگ کو گل کردو اور ان سبکو گرفتار کرلو کوئی زندہ بچنے نہ پائے یا جو اسیر ہو اسکو زندہ اسیر کرلو اور ملک
اور پر قبضہ کرلیتا اور ہم سبکو قتل کرتا ایک کو بھی زندہ رکھتا مگر بغیر کشت و خون یہ ملک اسکے قبضے مین آگیا اب کیون
نہ قبول کرلیا ہوگا یہی سبب ہے جو بادشاہ اسوقت تک تشریف نہین لائے ہین باتین ہورہی ہونگی ہم تو جو انمرد
اسکو تصور کرتے ہین جو اپنے قول پر قایم رہے اور اس سے نہ پھرے یہ کام مردونکا نہیں ہے کہ اسوقت کچھ کہا
اور وقت پر کچھ کہا زبان نہوئی کوئی اور مقام ہوا سرداران یقین خیمہ مین بیٹھے ہوئے یہ باتین کررہے تھے کہ
یقین خود پرست مع ان سرداروں کے اور اس عالم یاس چہرہ پر اداسی برستی ہوئی کچھ مغموم آیا جب سرداران نے دیکھا تعظیم کو کھڑے ہوئے
مگر صورت جو دیکھی رنجیدہ پائی یہ خیال کرنے لگے کہ کیا سبب ہے جو بادشاہ غمگین ہین جب یقین اپنے مقام پر بیٹھ چکا تو انھون نے
عرض کیا کہ نصیب دشمنان مزاج مبارک کیسا ہے کیونکہ اسوقت کچھ گرد ملال چہرہ مبارک پر ہم جان نثار پاتے ہین کیونکہ جب
آپ تشریف لیگئے تھے تو حضور رنجیدہ نہ تھے نہ ملال تھا اس ملال کا کیا سبب ہوا بیان فرمایئے تاکہ ہم غلام بھی آگاہ
ہون اور کیا تقریر باہم ہوئی اور جو لوگ آپکے ہمراہ ہین وہ بھی رنجیدہ ہین یقین نے یہ سنکے انکی طرف دیکھکر کہا کہ کیا بیان کرون
کوئی امر نہیں پڑتا ہے انھون نے عرض کیا کہ کیا وہ خدا پرست راضی ہوگیا یقین نے کہا کہ اسی کا تو ملال ہے کہ وہ راضی
نہین ہوتا ہے لاکھ طور سے سمجھایا مگر آگ نہ مانی بڑے دل و گردے کا آدمی ہے سچ ہے تو آجتک ایسا آدمی نہین دیکھا
یہ کہکر تمام تقریر آپکے روبرو بیان کی اور کہا کہ مین تو خدا پرست ہوگیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرا ساتھ دے ورنہ اپنی

اُسی خاندان سے ہین مگر اصل امر یہ ہی کہ کوئی تو لشکر کا پشت و پناہ ہو یہ امر ضرور ہی کہ اگر آپ بھی میرے ہمراہ
آگ مین تشریف لیجائینگے تو یہ امر ہوگا کہ لشکر تباہ ہوگا اُسکی تو پشت پناہ ہوتا مقدم ہی ورنہ کون انکو
سنبھالیگا یہ لوگ تو تباہ ہو جائنگے یہ سنکے بادشاہ نے کہا کہ یہ تو آپ سچ عرض کرتے ہین مگر میرا دل نہین مانتا
ہی صاحبقران نے جواب مین کہا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر آپکو میرے سر کی قسم اور صاحبقران کے سر کی قسم ہو
کہ آپ اسمین کد نکرین اور جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کرین یہ سنکے بادشاہ نے جواب دیا کہ مین آپکے قسم
دینے سے مجبور ہوگیا ورنہ کبھی نہ مانتا اچھا صاحبقران تو ضرور جاوینگا یہ سنکے صاحبقران نے جواب دیا کہ
اس امر مین کوئی مضایقہ نہین ہی پس بعد اس گفتگو کے صاحبقران مع بادشاہ و سرداروں کے خیمے
سے نکل کر طرف اُس میدان کے چلے اُدھر سے یقین خود پرست اپنے سرداروں کو لیکر طرف صاحبقران
کے ہو چلا تھا وہ بھی قریب صاحبقران کے پہونچا دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ و سرداران اسلام چلے
آتے ہین یہ جو دیکھا تو سب نے ملکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیکر کہا کہ اب
دیر نہ کرو طرف اُس میدان کے چلو کہ جہان آگ مشتعل ہو رہی ہی مین اپنے خدا کی قدرت دکھاؤن مین نہین چاہتا
ہون کہ دیر ہو یہ کلام سنکے یقین خود پرست نے جواب دیا کہ ای صاحبقران مین پھر عرض کرتا ہون کہ آپ آگ مین
تشریف نہ لیجائین اور نہ اپنی جان تباہ کرین مین نے مذہب اسلام قبول کر لیا ہی اور میرے سرداروں نے
بھی جب مین نے اور سرداروں نے قبول کر لیا تو لشکر اور اہل شہر کیا اصل ہی وہ ضرور قبول کر لینگے یہ سنکے
صاحبقران نے فرمایا کہ قول مردان جاندار و سخن مردان اعتبار یہ کہنا ہوگا کہ نامرد مرتا ہی نان پر
اور مرد جیتا ہی نام پر تو مین مرد ہون اپنے قول سے کبھی نہ پھرونگا پس اب اسمین حجت کرنا بیکار ہی یہ سنکے
یقین نے کہا کہ مین مجبور ہون معلوم ہوگیا کہ آپ نہ مانینگے الغرض سرداران یقین کے سرداروں مین کتا کہ اسکا
قالب سیاہ تھا اور وہ بڑا سنگدل تھا اُسنے جو یہ تقریر سنی کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ آپ کسی امر سے مجبور
ہی اور وہ امر میری رائے مین سوا سحر کے کوئی امر نہین ہی کہ آپ یہ سحر فرماینگے کہ سب کو معلوم ہوگا کہ آپ
آگ مین گئے اصل مین یہ ہوگا کہ آپ اپنی صورت کا پتلہ بنا کر آگ مین ڈال دینگے بعد تھوڑے عرصے کے
آپ اپنے کو ظاہر فرماینگے یہ سنکے صاحبقران کو غصہ آگیا کہ تمام بدن مثل بید کے کانپنے لگا چہرہ
لال ہوگیا منہ سے کف جاری ہوا اور حالت غیظ مین یون فرمایا کہ او مرتد مین کیا فرعون ہون یہ کام
کافرون کا ہی مین سحر و ساحری پر لعنت کرتا ہون ساحر کو کافر اور سحر کو کفر تصور کرتا ہون اپنے خدا پر نظر رکھتا
ہون کہ جو بچانے والا ہی اور وہی بچاویگا اور وہی میرا حامی اور مددگار ہی ای نالایق یہ مکر و زور اہل کفار
مین ہوتا ہی اہل اسلام اسکو کبھی نہین منظور کرتے ہین جو کچھ فریب وہ مکر کرتے ہین جو مرد مسلم ہین وہ اُسکو کبھی نہین
گوارا کرتے ہین مکر کرنا اہل کفر کا کام ہی جو نامرد ہوتا ہی وہ یہ مکر کرتا ہی اور جو مرد ہی وہ کبھی اس امر کو گوارا نہ کریگا یہ کیا بیہودہ کلام
کرتا ہی مین کبھی نہین گوارا کرونگا اب جو ایسی تقریر کریگا تو مین تجھکو ابھی تیغ سے دو ٹکڑے کرونگا مردان عالم کی شان
مین ایسے کلام مین کیا ہون ایک ادنے اُسکا بندہ ہون وہ ایسا خدا ہی کہ جسنے ہزارون انبیا پیدا کئے اور
ہزارون بلاؤن مین میری اور میرے بزرگون کی مدد کی یہ کیا بلا ہی اسکو بھی رد کریگا وہ ایسا کریم و رحیم ہی کہ مجھ جیسے
ناچیز کو مرتبہ سلیمان عطا کرتا ہی معلوم ہوا تو بڑا سیاہ قالب ہی کو میرا قصد سمجھا جاسکے کا تھا تا اب تجھکو ہمراہ
لیتا جاونگا تاکہ تجھکو معلوم ہو کہ مین سحر سے گیا یا در اصل گیا یا مین نے اپنا پتلہ آگ مین ڈالا یا کہ اپنے کو بچایا یہ سنکے
تو اُسکے ہوش جاتے رہے سمجھا کہ یہ تو بڑا غضب ہی اگر یہ ذرا پرست مجھکو آگ مین لیجائیگا یہ خیال کرکے کہنے لگا کہ ای صاحبقران
مجھکو کوئی اپنی جان دوبھر نہین ہی کہ آگ مین جاؤن آپ تو سحر سے اپنے کو بچا لینگے مین کیونکر بچونگا مرا ہی ہوا تو شرارا ہونگا یا نہ

ایک بندہ ناچیز و ذلیل ہون از سر تا پا گنہ ہون غرق ہون تو رب جلیل ہی ہم گنہگار و غفار ہی تیری راہ مین مین اس مرگ کو گوارا
کرتا ہون تو میرے اوپر رحم فرما میرے گناہون کو بخشدے ای خالق برحق تیری ذات سے بڑی امید ہی مین موت سے
خوف نہین کرتا ہون اگر میری قضا آگئی ہی تو کچھ خوف نہین ہی بموجب شعر سر نپیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب
ادھر صاحبقران تو یہ کہتے ہوئے قدم اٹھاتے ہوئے چلے جاتے ہین یہ جو دعا خدا سے صاحبقران نے کی ادھر
بادشاہ اور سرداران۔ یہ جو خدا وند کریم سے براے صاحبقران دعا فرمائی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا دریاے
رحمت الہی جوش زن ہوا آگ کو حکم ہوا کہ گلزار ہو جا اور ان سبکو میری قدرت دکھا دے کیونکہ میرا بندہ خاص میری
قدرت نمائی کے لیے میرے اوپر بھروسا کرکے آگ مین جاتا ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین اسکو جلا دون بس گلزار ہو جا یہ جو
حکم خداوند کریم کا آگ کو پہونچا تو پرا گلزار ہو گئی ہواے سرد چلنے لگی یہ جو قدرت خدا ظاہر ہوئی تو فرشتگان مقرب بارگاہ خدا
آسمان پر سے طرف زمین کو دیکھنے لگے کہ خدا ہی قدرت ایسے ایسے بندے بھی خلق فرماتا ہی کہ جو اسکی راہ مین یون قدم رکھتے
ہین اور ثابت قدمی دکھاتے ہین یہ بالاے آسمان حال تھا یہان دنیا پر اب اہل مجمع مین ماتم برپا ہونے لگی
ہر ایک صاحبقران کی صورت و جرأت دیکھکر افسوس کرنے لگا کہ مقام تاسف ہی کہ ایسا جوان بیباک آگ مین جلایا
جاتا ہی جو کہ صاحب اولاد تھے وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ جب اسکے ماں و باپ کو خبر ہوگی تو انکے دل کا
کیا حال ہوگا نہ معلوم کن کن ناز و نعمت سے پرورش کیا ہوگا کچھ دیکھو تو اسکی جوانی کا دیکھو کیا حسین ہی اسکے نور جبین کے روبرو روی آفتاب بے
ہی دھوپ مانگی معلوم ہوتی ہی کیا صورت پائی ہی معلوم ہوتا ہی خدا نے بطبیعت مجرد و صفی اپنے ہاتھ سے بنایا ہی بنائی ہی کچھ بھی
یہن کیا ہی کوئی بیس یا بائیس برس کا ہوگا خدا وند اس عمر کا تو کوئی درخت بھی نہ قلم کرین یہی حال تمام اہل مجمع کا
تھا اور ہر ایک افسوس کر رہا تھا کسی کی آنکھ سے اشک حسرت جاری تھے کوئی آہ سرد دل پر درد سے بھر رہا تھا جو لوگ
دل کے کمزور تھے وہ دلگیر ہو کے کھڑے تھے جو کہ اختلاجی حالت مین مبتلا تھے انسے یہ حالت نہ دیکھی گئی طرفہ ہوا کہ
غش کرکے گرے ایک تو یہ بات تھی کہ دھوپ کی حدت دوسرے آگ کی گرمی تیسرے صاحبقران کی جوانی کا جو خیال کیا تو اور
اختلاج کی شدت ہوئی تا مین یقین خود درست نہین کہ ہم کہتا جب سے صاحبقران کی جوانی دیکھی تھی جو
طولانی شہر براے تماشا آگئے تھے یقین تو جو آئی صاحبقران پر روئے تھین آنسوؤن کی حالت تر ہو رہے تھے
اسوقت کی حالت اہل مجمع کی کیا تحریر ہو اگر تحریر کیجاے تو ایک دفتر اور تیار ہو مجھے طول سے از حد نفرت ہی اور یہ
طول بیجا ہی فقط اصل مطالب سے غرض ہی اہل جلسہ کو تو افسوس مین مبتلا رکھا جاتا ہی اب مین اصل حال تحریر کرتا ہون
ناظرین پر ظاہر ہو کہ جبکہ صاحبقران طرف آگ کے تشریف لیچلے تھے بڑے شعلے بلند تھے تمام صحرا گرم تنور ہو رہا تھا
ہوا سے گرم چل رہی تھی جسم جلے جاتے تھے جسقدر لوگ اس مقام پر تھے از سر تا ناخن پا عرق مین غرق تھے پسینہ کے قطرے
مسلسل رہے تھے رومال پر رومال تر ہوتے تھے مگر کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے یہی حالت بادشاہ کی بھی ہونٹھ خشک تھے
زبانین کانٹے پڑے ہوئے تھے پیاس کی شدت تھی خادم گلاس پر گلاس پانی کا دے رہا تھا مگر شدت پیاس کی نہ کم ہوتی تھی
کیونکر کم ہوتی پانی بھی تو حدت ہوا سے گرم ہو جاتا تھا یہ نوبت ہوتی تھی کیونکہ ضعف قلب پر ہوتی یقین کی تو اس سے بدتر حالت
تھی اب قدرت خدا کا تماشا ملاحظہ ہو کہ کیا ہوا کہ ادھر تو صاحبقران قریب آگ پہنچے اور حکم ہوا خدا کا کہ آگ گلزار ہو جا
ایک ہوا سرد کا ایسا جھونکا آیا کہ وہ حدت اس صحرا کی بالکل برطرف ہو گئی اب تو یہ حالت ہوئی کہ سردی معلوم ہونے لگی بجاے
آگ تو ان لوگون کی یہ حالت ہوئی ادھر صاحبقران نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اور بسم اللہ کہکر آگ مین قدم رکھا قدم رکھنا
تھا کہ وہ آگ مثل برف کے سرد ہو گئی اب جو صاحبقران نے دیکھا کہ ایک گلزار کیا شاداب ہر قسم کے گلون سے مملو لگا
ہوا ہی نہرین جاری ہین طائران خوش الحان چہچہے زنی کر رہے ہین بلبل ہزار داستان شاخ درخت پر بول رہی ہی بہت ہوا
سرد کے جھونکے آہستہ آہستہ آرہے ہین ایک کرسی بچھی ہوئی ہی یہ جو حالت صاحبقران نے دیکھی خیال کیا کہ مین آگ مین

جل گیا ہوں اُسکی راہ میں جو جہاد کیا ہو تو اُسنے مرنے پر بھی مجھکو باغ خلد عنایت فرمایا مگر اب جو خیال کیا تو اپنے جسم کو پایا پھر خیال ہوا کہ اگر میں مرجاتا تو یہ جسم خاکی کیونکر میرے پاس ہوتا صرف روح کو خلد عنایت ہوتا کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ جب قیامت ہوگی تو پھر روح کو جسم ملیگا ابھی قیامت نہیں ہوئی ہے پھر جسم اصلی کہاں اب جو خیال کرکے دیکھا تو وہ سردار بھی جو ہے خیال کیا کہ یہ کافر تھا اسکو کیوں خلد ملا پس اُسیوقت یہ خیال ہوا کہ خدا نے تیرے اوپر رحم کیا اور آگ کو گلزار کردیا یہ وہی گلزار ہے اُسیوقت اُسی مقام پر سجدہ شکر کیا اور اُسکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور یہ کلام زبان پر جاری کیا کہ اے کریم و رحیم و قدیر میں تیری عنایتوں کا کہانتک شکریہ ادا کروں مجھ ایسے بندہ ناچیز کو پھر تو نے عنایت کیا یوں میرے اوپر پرورش فرمائی میرے گناہ بخشدیے کیا عنایت ہے بموجب اس اشعار کے شعر اے کریمے کہ از خزانہ غیب ∴ گبر و ترسا وظیفه خور داری ∴ دوستانرا کجا کنی محروم ∴ تو کہ با دشمنان نظر داری ∴ یہ اشعار پڑھکر اُس کرسی پر بیٹھ گئے اُس سردار کو اپنے برابر بٹھا لیا اور یہ فرمایا کہ تو نے میرے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا کہ اُسنے کیونکر آگ سے حفاظت کی اور کیونکر بچایا یہ اُسکی قدرت کاملہ ہے اُسنے جواب دیا کہ یا صاحبقران آپکا مذہب بہت برحق ہے اور آپکا خدا سچا ہے آپ حق پر ہیں مجھکو کلمہ تعلیم ہو میں مسلمان ہوتا ہوں صاحبقران نے اُسے کلمہ تعلیم کیا وہ اُسیوقت مسلمان ہوا جب امیر صاحبقران نے اسکو مسلمان کیا تو اُسنے بھی سجدہ کیا ناظرین پر یہ امر ظاہر ہو کہ اسکو جو آگ نے تکلیف نہ دی اسکا سبب یہ تھا کہ صاحبقران اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انکی برکت سے یہ بھی محفوظ رہا بیان صاحبقران مع اُس سردار کے اُس گلزار میں تشریف فرما ہیں یہانکا حال ملاحظہ ہو بیرون آتش جو لوگ تھے ایسی ہوا سرد چلی کہ بسبب برودت ہوا کے سبکے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے یہ جو ہوا چلی تمام مجمع کی حالت بسبب سردی کے دوسری ہوگئی اٹھ بیٹھے کہا کہ یہ کیا ہے کہ یا تو وہ گرمی تھی یا یہ سردی ہوگئی جو لوگ کہ قریب تھے وہ تو کانپنے لگے رئیسوں نے دوشالے طلب کرکے اوڑھ لیے ادھر بادشاہ و سرداروں کے لیے دوشالے آئے لقیقن نے بھی دوشالہ اوڑھنے کو طلب کیا لقیقن کے لیے خادم دوشالہ لیکر آگے اُسنے بھی اوڑھ لیا اب جو سینے دیکھا مع بادشاہ کے تو یہ نظر پڑا کہ وہ آگ بالکل گل ہے اور اُس کے مقام پر ایک باغ لگا ہوا ہے اُس سے ہوا سرد چلی آتی ہے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے ہیں وہ ہوا ایسی سرد ہے کہ جسکے سبب سے یہ برودت اور ایسی خوشبو آتی ہے کہ دماغ معطر ہوئے جاتے ہیں اور ہر قسم کے طائران خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوئے زمزمہ سنجی کر رہے ہیں بلبلیں چہک رہی ہیں نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے کہ اُسپر کرسی بچھی ہوئی ہے اُسپر صاحبقران تشریف فرما ہیں اور وہ سردار برابر اُنکے کھڑا ہے اُس سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے ہیں یہ دیکھکر بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً اُسی مقام پر سجدہ کیا اور کہا کہ اے پروردگار عزت اور آبرو تو نے خوب رکھی کیوں نہ آبرو رکھتا تیری راہ میں اس امر پر کمر باندھی ہے تو بڑا کارساز ہے رحیم ہے آمرزگار ہے تو نے اپنے کرم سے آگ کو گلزار کردیا اپنی قدرت دکھادی تیرے کرم کا کوئی کیا شکریہ ادا کرسکتا ہے کہ اپنے بندوں پر ایسے ایسے وقت میں ایسی ایسی عنایتیں فرماتا ہے تیری قدرت کی کوئی کہانتک تعریف کرے شعر اگر ہر موی تن گردد زبانے ∴ نیاید شکر تو ہرگز بیانے تو بلاشک سب سے اکبر ہے تیرا کرم عمیم ہے تو خالق ہے رازق ہے تو مالک ہے بموجب اس آیت کے بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر تو ہر شے پر قادر ہے تیری قدرت بہت بڑی ہے میری زبان میں اسقدر گویائی کہاں کہ تیری تعریف کرسکوں اگر تمام عمر بھی تعریف کروں تو بھی ایک حرف تیری تعریف کا ادا نہوگا اگر تمام دریا سیاہی ہوں تمام اشجار قلم ہوں تمام سر کہاں کے زمین بمنزلہ کاغذ کے ہوں اور سب جن و انس لکھیں تو بھی تیری وحدانیت و قدرت نہیں بیان ہوسکتی ہے بڑے بڑے حکما تیری ذات کے دریافت کرنے میں عاجز رہے انکی عقل رسا نے رسائی نہ کی تیرے امر قدرت تک نہ پہونچ سکے کچھ نہ کرسکے تو وہ حکیم مطلق و خداے برحق ہے کہ تیری حکمت کا راز کوئی نہیں جان سکتا ہے میں کیا ہوں جو تیری قدرت کی تعریف کرسکوں جو کہ نبی اور وصی سے تھے وہ تو تعریف کرنے سے عاجز رہے تو نے بڑا احسان اس بندہ ناچیز پر کیا اور

اُس خیمہ میں تشریف لائے بادشاہ تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے صاحبقران نے اپنے مقام کو رونق بخشی سب سردار بیٹھے لقین کے لیے
کرسی لائے بیٹھی آپ وہ بیٹھا اُسکے سردار بھی حسب قدر مراتب بیٹھے جب سب بیٹھ چکے اُسوقت صاحبقران ثانی نے لقین سے
فرمایا کہ اب تمکو کچھ حجت نہیں باقی ہو اگر باقی ہو تو بیان کرو لقین نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ میں تو پہلے ہی آپکی خدمت میں
عرض کر چکا ہوں کہ میں نے آپکا مذہب مع سرداروں کے قبول کیا اب اہل شہر کا مسلمان ہونا باقی ہے اگر اجازت ہو تو
میں جا کر اہل شہر و اہل لشکر کو مسلمان کروں اور اپنے ناموس کو بھی صاحبقران نے فرمایا کہ دیر نہ کرو جلد جاؤ یہ ایسا امر کا
خیال رکھنا کہ پرسوں سے میرے لشکر میں جشن ہوگا میں اس خوشی کا جشن کرونگا تو تم مع سرداروں کے آنا تمہارا
ہے اور جیتے تمکو حرج سے لقین یزدان پرست خطاب دیا یہ سنکے لقین نے سلام کیا اور صاحبقران سے رخصت
ہو کر مع سرداروں کے طرف اپنے خیمہ کے روانہ ہوا صاحبقران بھی اُسوقت مع بادشاہ کے اُس خیمہ سے اٹھکر
طرف اپنی فرودگاہ کے تشریف لیچلے راہ میں اہل لشکر آملے تھے اور صاحبقران و بادشاہ کو مبارکباد دیتے تھے
بادشاہ و صاحبقران بخندہ پیشانی یہ فرماتے کہ خدا تمکو بھی مبارک کرے ہم سبکی خدا نے سُن لی انہوں نے عرض کیا
کہ خدا نے آپکو ہم سبکے سر پر سلامت رکھا اور پھر یہ بار تازہ دکھائی پھر لشکر آپکے قدم سے آباد ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ
اُسکی عنایت ہے اور کرم ہے کہ اسنے میرے حال پر بہت فضل فرمائی انہوں نے عرض کیا کہ خدا اسی طور سے ہمکو آپکی امید بر لایا کرے
اور ہمکو خوش و خرم رکھے اُس مقام پر سے تا فرودگاہ ہزاروں صدقہ اترے لاکھوں روپیہ نثار ہوا ایسا تھا کہ جو صاحبقران
اپنے لشکر میں آئے لشکر نے کہا کوئی پھر وہی کھانا ایسی ہوگئی ہر ایک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ہمنے تو قصد
کر رکھا تھا کہ اگر آپکے دشمن خدانخواستہ آگ میں جل گئے تو ہم لوگ بھی اپنی جان دینگے گو آپ نے منع کیا تھا مگر قصد یہی تھا
مگر خدا نے اُسوقت کو بھی نہ آنے دیا آپکی پھر صورت مبارک اور قدم اپنے میں دکھائے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ رحیم ہے
اپنے بندوں پر ہر وقت نظر لطف و کرم رکھتا ہے وہ کبھی نہ گوارا کرتا کہ یوں تم لوگ برباد ہو یہ کلام صاحبقران سے سنکے سب
سردار خداوند کریم کی تعریف کرنے لگے تھوڑے عرصہ تک صاحبقران دربار میں رہے جب کہ رات پہر سوا پہر جا چکی ہوگی
تب بادشاہ سے فرمایا کہ اب دربار برخاست فرمائیے کیونکہ سب سردار رات بھر کے جاگے ہوئے ہیں اور جنہوں نے بھی بیدار رہے
ہیں کہیں ایسا نہو کہ کسی طور سے کچھ مزاج ناساز ہو جائے بادشاہ نے یہ سنکے فرمایا کہ میں خود ہی عرض کرنیوالا تھا کہ رات بھر
تو سب بیدار رہے ہیں اور صبح سے یہ وقت آیا ہے کہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے سب بیقرار تھے سوائے دعا اور گریہ و زاری کے
کوئی کام نہ تھا سب روتے تھے اور دعا میں مصروف تھے یہ فرما کے اٹھ کھڑے ہوئے ادھر بادشاہ اٹھے
صاحبقران بھی اٹھے یہ دونوں صاحب اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے پھر تو سب سردار اٹھکر اپنے اپنے خیمہ کو روانہ
ہوئے خواجہ نے آمدنی اسقدر روپیہ حاصل کیا کہ مالامال ہو گئے جو روپیہ برائے تصدق لایا خواجہ نے کہا کہ تمکو دیدو میں خانہ
خیرات کر دونگا وہاں مسکین و محتاج بہت ہیں اکثر لوگ میرے پاس آتے ہیں اور عرضیاں بھی آتی ہیں سب پیسے
ہر ایک سے روپیہ لیلیا جب سب اٹھکر چلے گئے خواجہ بھی اپنے خیمہ میں آئے جو آیا خیمہ میں کچھ نوش کیا اور آرام
میں مصروف ہوا ادھر صاحبقران اور بادشاہ بھی جا کر خیمہ میں سو رہے یہاں تو یہ واقعہ گذرا اہل لشکر بھی سب چین سے
بیٹھے کھانے پکانے لگے عیار اپنے اپنے مقام پر جا کر بیٹھے یہاں امن ہوا خیمہ وغیرہ جو اس میدان میں استادہ ہو
تھے سب اٹھکر چلے اسکے بیان تو یہ بند و بست ہے ادھر لقین یزدان پرست جو اپنے مقام پر پہونچا اپنے وزیر سے
حکم کیا کہ میں تو شہر میں جاتا ہوں تم ناموس کو سوار کر کے شہر میں بھیجدو اور جو کچھ یہاں سامان ہو سب روانہ کر دینا وزیر
نے یہ سنکے عرض کیا بہت خوب لقین تو سوار ہو کر طرف شہر کے چلا گیا وزیر نے پہلے ناموس کو سوار کرا کے روانہ کیا
اُسکے بعد سب اسباب کے بار ہونے کا حکم دیکر خود بھی چلا گیا تھوڑے عرصہ میں اُس میدان میں سناٹا ہو گیا جہاں
لاکھوں آدمی تھے اب جو دیکھا تو ایک متنفس نہ تھا وہ مقام ہو مارنے لگا ویران ہو گیا دوکاندار بھی دوکانیں اپنی

اپنے اپنے مقام کو چلے گئے ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ لقیین جو شہر میں آیا سرداروں کو رخصت کرکے داخل محل ہوا کہ
اتنے عرصہ میں ناموس بھی آگئی اُس سے لقیین نے سبکو جمع کیا اور کہا کہ تمنے دیکھی خدائی نادیدہ کی قدرت کہ کیونکر
اُسنے اُس خداپرست کو بچایا کہ جسکی امید نہ تھی میں نے تو مع سرداروں کے اُسکا مذہب قبول کیا اب تم لوگ بھی قبول
کرو سب اہل محل نے قبول کیا چونکہ لقیین بھی تھکا ہوا تھا جاکر اپنی آرام گاہ میں سو رہا اُسدن دربار نہ کیا یہانتک کہ رات گذری صبح
ہوئی لقیین نے دربار کیا سب سردار و افسر آکر حاضر ہوئے جو کہ کل لقیین کے ہمراہ نہ گئے تھے وہ بھی حاضر ہوئے جب دربار
آراستہ ہو چکا لقیین نے حکم دیا کہ اے حاضرین دربار تمنے خدا کی قدرت دیکھی لہذا میں نے تو اُسکا مذہب قبول کیا اور جو
سردار بیٹھے ہیں انھوں نے بھی قبول کیا اب آپ لوگونکو لازم ہے کہ قبول فرمائیں یہ جو لقیین نے کہا جسقدر لوگ اُس
دربار میں حاضر تھے سبنے قبول کیا اور کلمہ پڑھا از سر صدق مسلمان ہوئے کفر کی حالت نہ باقی رہی وہ سردار بھی
مسلمان ہوگئے جو کہ سمندر پر سے براے مدد لقیین آگئے تھے اب لقیین نے حکم دیا کہ شہر میں منادی کیجائے کہ آج
سہ پہر کو سب اہل شہر از زن و مرد فلاں مقام پر جمع ہوں اور اہل لشکر بھی فراہم ہوں تاکہ جو کچھ حکم فرمایا جائیگا اُسوقت جاری
کیا جائیگا اہل شہر کو آگاہی ہوئی ناظرین پر ظاہر ہو کہ جب صاحبقران نے لقیین کو رہا کیا تھا اُسوقت بہت سردار و لشکر
بھی اُسکے ساتھ روانہ کر دیا تھا آخر وہ بھی سردار تھے جو کہ سمندر پر سے مدد کو آئے تھے لقیین کے ساتھ وہ بھی مسلمان
ہوگئے تھے اور بعض سردار ایسے تھے انھوں نے رہائی اپنی نہیں کرائی تھی اور بعض نے شرط کی تھی کہ جب آپ آگ سے
سلامت باہر تشریف لائینگے تو ہم آپکا مذہب قبول کرینگے کوئی ہماری رہائی کی ضرورت نہیں ہے ہم اسوقت رہا ہونگے
جب آپکا مذہب قبول کرینگے وہ جسقدر سردار تھے پہلے لقیین کا حال ملاحظہ ہو یہ حکم دیکر لقیین نے دربار برخاست کیا
سب اپنے مقام پر گئے یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ جس وقت تمام اہل شہر و لشکر کو طلب کیا تھا سب
اہل شہر و لشکر اُس مقام پر جمع ہوئے اور نیز لقیین بھی کہ لقیین نے محل سے برآمد ہو کر سرداروں کو ہمراہ لیکر اُس مقام پر آکر وہاں
پر تخت بچھوا کر بیٹھا بہت کچھ تعریف اہل شہر و لشکر کی کی اُسکے بعد صاحبقران و بادشاہ اسلام کی تعریف کی اسکے بعد تعریف
مذہب اسلام کی بیان کی اور کہا کہ میں نے اور میرے عزیزوں نے مذہب اسلام قبول کیا لہذا آپ صاحب کو منظور ہو یعنی
خود پرستی پر لعنت کریں اور مذہب اسلام قبول کریں یہ جو تقریر لقیین نے کی اور وحدانیت خدا میں جو کلمہ لقیین نے
صاحبقران سے سنے تھے بیان کئے پس جب یہ تقریر ختم کی تو سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہمنے مذہب اسلام
قبول کیا الغرض علاوہ ... پس سب اہل شہر و اہل لشکر مسلمان ہوئے چند سیاہ قلب جو کہ لشکر سمندر کا
سے آئے تھے وہ بھی اُسوقت اس مصلحت سے مسلمان ہوئے کہ اگر ہم اسوقت انکار کرتے ہیں تو یہ سب ہمکو ملکر
قتل کر ڈالینگے پس انھوں نے کلمہ اسلام قبول کیا تھا جب یہ تقریر لقیین نے سنی حکم دیا کہ جسقدر دیر و بتکدے
ہوں منہدم کیے جائیں اور اُنکے مقام پر مساجد تعمیر ہوں اور جو نقشہ صاحبقران دینگے اُسکے موافق تعمیر ہونگے
یہ حکم دیکر لقیین نے مجمع کو متفرق ہونے کا حکم دیا تمام مجمع متفرق ہوگیا لشکر چھاؤنی کو چلا گیا لقیین اُس مقام پر
سے اپنے محل میں آیا اور اُسوقت سے وزیر نے بندوبست کیا کہ دیر و بتکدے گرنے لگے اب یہاں تو یہ ہو
ہی ادھر کا حال سماعت ہو کہ جبکہ صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا صاحبقران اور سب اہل دربار حاضر ہوئے بادشاہ
تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے پس صاحبقران نے حکم فرمایا کہ سامان جشن کیا جائے
ہم جشن کرینگے اس خوشی کا کہ لقیین نے اس بلا سے بفضل خدا نجات پائی اور کئی لاکھ کفار مسلمان ہوئے اور ایک ملک
اور اسلام آباد ہوا یہاں تو صاحبقران نے یہ حکم دیا ادھر اُن سرداروں نے جو سنا جو کہ قید تھے کہ صاحبقران جسنے
آگ میں جاکر قدرت خدا سے صحت و سلامتی کے ساتھ ثابت قدمی دکھائی اور زندہ نکلے انھوں نے یہ سنکے داروغہ زندان سے
کہا کہ ہماری طرف سے خدمت بادشاہ و صاحبقران میں جاکر عرض کرو کہ ہم لوگ بھی امیدوار ہیں کہ آپ ہم

اپنے روبرو طلب کریں کہ جو کچھ ہمکو عرض کرنا ہے ہم عرض کریں کیونکہ ہم جس امر کے امیدوار تھے وہ ہمارے حسب
دلخواہ ہوا ہے سنکے داروغہ زندان اسوقت دربار میں آیا اور جو کچھ ان سب نے کہا تھا عرض کیا صاحبقران
نے حکم دیا کہ انکو حاضر کرو پس داروغہ زندان نے ان سے جاکر کہا کہ چلو طلب کیا ہے پس ان سبکو لیکر داروغہ
زندان حاضر دربار ہوا وہ کئی سو سردار تھے کہ صاحبقران نے انکو دیکھکر حکم دیا کہ انکی قید کاٹ دیجائے اسوقت
حدادون نے قید کاٹ دی انکو کرسیان صاحبقران نے مرحمت فرمائیں وہ سلام کرکے کرسیون پر بیٹھ گئے پھر
صاحبقران نے انسے پوچھا کہ تمکو کیا عرض کرنا ہے انھون نے کہا کہ اب یہ فرمائیے کہ چونکہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں
صاحبقران نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے اسوقت صاحبقران نے انکو خلعت عنایت
فرمائے اور اسکے مرتبہ بلند کیے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یقین نے کل اہل دربار کو مسلمان کیا اور حکم دیا ہے کہ سب اہل شہر
بوقت سحر آکر فلان مقام پر جمع ہون ہم انسے کچھ کہینگے یہ خبر ہے شہر یقینیہ کی خواجہ نے کہا کہ تم اسی شہر میں جاؤ اور دیکھو کہ
یقین اہل شہر سے کیا کہتا ہے وہ عیار آکر روانہ ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست کیا یہان سامان جشن ہونے لگا
اب دوسرا حال سماعت ہو کہ جب رات ہوئی تو وہ سیاہ قلب جو کہ مسلمان نہوئے تھے رات کو غنیمت جانکر اپنے منہ
پوشیدہ کرکے شہر یقینیہ سے طرف سمندریہ کے روانہ ہوئے کہ آگے انکا حال پھر تحریر ہوگا جب رات گذری صبح کو یقین
دربار میں آیا سب حاضرین دربار حاضر ہوئے یقین نے کچھ دیر دربار کیا اسکے بعد حکم دیا کہ سواری حاضر کیجائے میں خدمت
میں صاحبقران کے جاتا ہون اور میرے شہر میں بھی سامان جشن کیا جائے میں صاحبقران و بادشاہ اور کل سرداران اسلام
کی دعوت کرونگا کہ جنکے سبب سے یہ نعمت عظیم مجکو حاصل ہوئی اور میرے عقائد درست ہوئے پس اسوقت یہ حکم دیکر اور چند
سردارونکو لیکر طرف صاحبقران کے روانہ ہوا یہان بوقت سحر بادشاہ نے دربار کیا تخت کو اپنے قدوم مبارک سے
منور کیا صاحبقران ذیشان بشوکت پر جلوہ گر ہوئے سردارونکا مجرا ہوا دربار خوب آراستہ ہوا کہ ہرکارون
نے شہر یقینیہ آکر خبر گذرانی کہ کل سبکو جمع کرکے یقین نے یہ حکم سنایا تمام شہر و لشکر مسلمان ہوا آتشکدے منہدم
ہونے لگے صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوئے خواجہ بھی آئے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ انکو کچھ انعام دینا چاہئے
اور مجکو بھی کہ میں انکا افسر ہون صاحبقران نے ہرکارونکو انعام دیا خواجہ نے بھی انعام لیا کہ پھر ہرکارون نے خبر دی کہ
یقین مع چند سردارون کے آتا ہے صاحبقران نے چند سردارونکو حکم دیا کہ یقین کا استقبال کرکے لاؤ سردار
استقبال کرکے اسکو بارگاہ میں لائے اسکو صاحبقران نے کرسی مرحمت فرمائی برابر تخت بادشاہ کے اسیطرح ذرہ
علے قدر مراتب جگہ ملی سب بیٹھے کہ اہل کارون نے آکر عرض کیا کہ سامان جشن مہیا ہے جب سے حکم ہو محفل آراستہ ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ کل محفل نشاط میں ہو یہ جشن سات دن تک برپا رہے بعد سات دن کے ہم اس جشن
سے فراغت کرکے طرف سمندریہ کے کوچ کرینگے یہ سنکے یقین نے عرض کیا کہ خداوند نعمت بعد آپکے جشن
کے اس غلام نے آپکی و بادشاہ کی مع سردارون کے دعوت کی ہے آپکو قبول کرنا ہوگی اسکے بعد پھر حضور
کو اختیار ہے کہ جس طرف چاہیں کوچ فرمائیں صاحبقران نے فرمایا کہ بہت اچھا میں نے منظور کیا اور بادشاہ
نے بھی اور سردارون نے بھی مگر میرے جشن میں تم اور تمہارے کل سردار کل سے آئین یقین نے عرض کیا کہ حاضر
ہونگے بعد اس گفتگو کے تھوڑے عرصہ تک یقین دربار میں رہا اسکے بعد رخصت حاصل کرکے اور مجرا کرکے
بادشاہ و صاحبقران کو اپنے شہر میں آیا یہان دربار جمع تھا تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ کل سے آپ لوگونکی سات
روز تک دعوت ہے صاحبقران کے یہان سب حاضر ہو محفل نشاط صاحبقرانی ہون سب نے عرض
کیا کہ بسر و چشم اسکے بعد حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی جشن کا سامان کیا جائے یہی حکم دے رہا تھا کہ چند افسران
نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک ہزار آدمی جو کہ شہر سمندریہ سے لشکر آیا تھا انمین سے فرار ہوگئے اور باقی سبنے

مذہب اسلام قبول کیا معلوم ہوتا ہی کہ ان سے نہیں قبول کیا تھا اگر فرار کر گئے ہیں تو کیا نقصان ہی کوئی پروا کی بات
نہیں ہی اگر سمندر سیاہ دو کو خبر ہوگی تو کیا کریگا انہو نے مذہب اسلام قبول کیا کیونکہ اسکی بزرگی ظاہر ہو گئی یہ سنکے ان
افسرون نے عرض کیا کہ ہمنے خبر کر دی تاکہ یہ الزام ہم پر آئے کہ ہمنے خبر نہ کی تھی اسکا کیا سبب تھا ہمکو آگاہ نکیا و ہو سکے یہ بلکہ
یقین ہی سنکے کہا کہ یہ تمہاری نمک حلالی و خیر خواہی پر دال ہی اسکے بعد حکم دیا کہ یہ نقشہ لیجاؤ اسکے مطابق تم مساجد بنواؤ
یہ سب صاحبقران کی خدمت میں گیا تھا تو نقشہ مساجد کا لایا تھا اور یہی حکم دیا تھا کہ آج سے سکہ و خطبہ بنام بادشاہ
اسلام جاری ہو یہ حکم و احکام جاری کرکے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مکان کو گئے لقیس داخل
محل ہوا اسنے بند و بست صاحبقران کی محفل میں جانے کا کرنا شروع کیا ادھر دربار شاہی آراستہ تھا کہ خواجہ
نے عرض کیا کہ میں الگ ایک عرض کرنے والا ہوں وہ عرض یہ ہی کہ قران ثالث نے وہ کام کیا ہی کہ جسکی میں
تعریف نہیں کر سکتا ہوں وہ بلا ایسی ہی کہ جسکے سبب سے تمام لشکر تباہ ہوتا اگر وہ اگر غفلت میں اپنا کام کر لیتی
اور تمام قصہ عزالال [illegible] کا بیان کیا کہ وہ بہ اسبہ مدد لقیس شہر سے مع دو ہزار ساحران کے روانہ
ہوئی تھی جب قریب لشکر کے پہنچی تو ایک صحرا میں اتری وہاں قران موجود تھے انہوں نے بیماری کی
جو بیماری کی تھی بیان کی اور عرض کیا کہ جب ثابت ہو گیا کہ یہ اس غرض سے آئی تھی جو اسکو گرفتار کر لیا اور قران
کافر کو اسکی صورت بنا کے قتل کر ڈالا اسکو لیکر میرے پاس آئے اسدم ان پہونچے کہ جس دن آپ نے صبح کو اٹھ میں
لشکر لیے جانے والے تھے میں نے اسکو لیکر اپنے پاس رکھا اور خیال کیا کہ جب اس امر سے فراغ حاصل ہوگا
تو میں اسکو ظاہر کرونگا اول تو یہ امر ہی کہ قران کو بھی انعام ملے اور مجکو بھی دوسرے یہ امر ہی کہ وہ ساحرہ حسینہ بھی ہی
میں اسکو فروخت کرتا ہوں جسکے پسند آئے وہ اسکی قیمت پانچہزار روپیہ میں مجکو دے میں اسکے حوالے کر دوں
تقریر سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ انعام کیا بابت اسکے ہی جو اسنے ہی کہ جو کچھ کام کیا ہی قران نے کیا ہی اگر انعام دیا جائے
تو اسکو تم کون ہو جو انعام لوگے کیونکہ اسنے بڑا کام کیا بابت تمہاری [illegible] تمنے صرف اسقدر کام کیا کہ اسکو اپنے پاس رکھا
تو اسکا کیا انعام ہوا اور بابت فروخت کرنے کے یہ امر ہی کہ تم کب سے بردہ فروشی کرنے لگے ہو اگر [illegible] قران تمہارے
اسکون اسکے مالک ہیں اور کوئی کیونکر پانچہزار روپیہ دے کہ اگر وہ ساحرہ مسلمان نہو تو قتل کیجاتی تو کسی کے پاس بیکار
رہ جاتی ہی کہ تمکو دے یہ سنکے خواجہ نے تیور بدل کے کہا کہ میں نے کوئی ایسی نہیں کہا ہی میں نے بھی بادشاہ سے
عرض کیا ہی کیونکہ مجکو معلوم ہی کہ جو سلطنت میں صاحبقران اول و ثانی میں تھیں وہ بالکل آپ میں بھی الگی میں آپ
سے ایک حبہ ملنا دشوار ہی جو لوگ تھے میں وہ انعام دینگے اور یہ جو آپ نے کہا کہ قران کو انعام دیا جائے مجکو کیوں
دیا جائے اسکا جواب یہ ہی کہ وہ میرے شاگرد ہیں جو انہوں نے کام کیا ویسے ہی ہیں تو کیا انکا مال میرا مال ہی اور میرا مال میرا ہی اسکا کیا کہنا
انہوں نے لاکر مجکو دیا اگر میرا مال نہوتا تو وہ کیون مجکو دیتے کیونکہ جیسے میں خواجہ عمر ثانی کے مقام پر مقرر ہوا وہ مرتبہ پایا
جو انکے شاگرد تھے پھر میرے شاگرد ہوئے کیونکہ طریقہ یہی ہی کہ جو خواجہ ثانی تھے بعد انکے جانے کے ہوئے اسی طرح پر
جو انکے شاگرد تھے وہ میرے ہوئے تو پھر شاگرد کی کل چیز استاد کی ہی جب شاگرد کو انعام ملے تو بعد استاد کو ملے
کیونکہ انکے سبب سے یہ مرتبہ اسکو ملا ہی انکا کیا نقصان ہی میں اپنے شاگرد کے مال کو فروخت کرتا ہوں اسنے
مجکو لاکر دی مجکو اختیار ہی چاہے میں فروخت کروں چاہے رہنے دوں آپکو کیا مطلب ہی جواب نے فرمایا کہ اگر وہ
مسلمان نہوگی تو قتل ہوگی یہ امر واجبی ہی اسمیں کوئی عذر نہیں ہی صاحبقران یہ تقریر خواجہ کی سنکے ہنسنے لگے
بادشاہ نے اسیوقت ایک ہزار روپیہ طلب کرکے خواجہ کو دیا اور قران کو بھی انعام ملا خواجہ نے وہ
انعام قران سے لیکر اپنے پاس رکھا کہا کہ بیٹا جب تمکو ضرورت ہو مجھ سے لینا اگر تمہارے پاس رہیگا تو بیکار صرف
کر دوگے قران ثالث نے بلا عذر دیدیا خواجہ نے زنبیل کیا بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ اس ساحرہ کو نکال کر آتش

بابت تیمبا اسلام قبول کرنے کے دریافت کیا جاسے خواجہ نے کہا کہ ایک شرط سے نکالتا ہون کہ اگر کسی کے پسند آئے تو وہ مجکو روپیہ اسکی قیمت کا دے اگر وہ مسلمان ہو اگر مسلمان نہو تو مین خود اسکو قتل کرونگا اگر مسلمان ہو تو کوئی جبر سے بیچنے نہ دے کیونکہ وہ میری ملکیت ہے یہ سنکے اہل دربار نے کہا کہ جو شرط آپنے کی ہے سبکو منظور ہے خواجہ نے کہا کہ پہر اسکی رونمائی کا تو روپیہ جمع ہوا اور جو صاحب روپیہ نہ جمع کرین وہ تھوڑے سے عرصہ کے لیے دربار سے تشریف لیجائین کیونکہ یہ وہ ساحرہ ہے جو لشکر سمندر سے آپ لوگون کے گرفتار کرنے کو آئی تھی ضرور اسکی رونمائی چاہیے ہے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا خوب یہ تو خوب بات ہے کہ جو ہمارا دشمن ہو ہم اسکی رونمائی دین سزا دینے سے تو گئے روپیہ دیکر صورت دیکھین یہ نئی رسم ہے خواجہ نے کہا کہ مین آپ سے نہین کہتا ہون جسکو غرض ہوگی وہ دیگا جسکو غرض نہوگی وہ دربار سے چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی بھی نہین جائیگا صاحبقران و خواجہ سے یہ تقریر ہو رہی تھی کہ بادشاہ نے دو ہزار روپیہ منگا کر رکھدیا اور کہا کہ یہ سب اہل دربار کی طرف سے رونمائی ہے خواجہ نے اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور غزالان کو زنبیل سے نکالا کس غضب کی بیہوشی دی تھی کہ کئی دن ہو گئے تھے کہ ہوش نہ آیا تھا بیہوش پڑی ہوئی تھی کہ خواجہ نے زبان نکالکر سوزن دی اور ستون بارگاہ سے خوب جکڑ کر باندھ دیا گو کہ یہ معلوم تھا کہ اس بارگاہ مین ساحر کو سحر فراموش ہو جاتا ہے مگر احتیاطاً یہ تقدم کیا کہ سوزن دی تیر اسپ۔ فتیلہ دفع بیہوشی دیا کہ ہوش آیا اسنے جو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک بارگاہ برپا ہے اسمین ہزارون سردار بیٹھے ہین ایک سے ایک بہادر معلوم ہوتا ہے اور ایک سے ایک حسین و خوبصورت ہے کہ اسکے حسن کے روبرو ستارہ ہائے فلک ماند ہین اور ایک بادشاہ ہے کہ وہ تخت پر جلوہ گر ہے چہرہ اسکا مثل آفتاب درخشان ہے اسکے برابر دنگل پر ایک جوان بیٹھا ہے اسکا چہرہ مثل مہتابان کے چمکتا ہے نہ تنہا ہوتا ہے گویا ماہ کے ستارے ہین یا گرد آفتاب کے کرن ہے اور اپنے کو ستون سے بندھا ہوا پایا اسنے خیال کیا کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ تصور کر کے آنکھیں بند کر لین یہ جو تماشا خواجہ نے دیکھا تو پکار کر کہا کہ اری ساحرہ تو کیون آنکھ بند کرتی ہے یہ خواب نہین ہے بلکہ عین بیداری ہے تو ہوشیاری مین ہے واقعہ دیکھ رہی ہے آنکھ کھولکر دیکھ کہ تیری کیا حالت ہے مجکو میرا اشتیاق گرفتار کرلایا ہے یہ جو خواجہ نے کہا تو غزالان نے تصور کیا کہ یہ تو میرے کان مین صدا آدمیون کی بولنے کی آئی تو سنکر خیال کیا تھا کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ تو بیداری ہے ارے مین تو اپنے ہمراہیون کے ہمراہ برائے مدد لقین خود بسمت جاتی تھی راہ مین ایک مقام پر اتری تھی اور لشکر کو بھی اتارا تھا کہ پہر دیکھکر طرف شہر لقیہ کے چلونگی سیر کرتی ہوئی اس درہ مین گئی تھی وہان ایک جوگی سے ملاقات ہوئی تھی اُسمین بڑی کرامات تھی انہون نے مجکو پھول دیے تھے اب مجکو خبر نہین کہ مین یہان کیونکر پہونچی واقعی یہ خواب نہین ہے بیداری ہے یہ تصور کر کے آنکھ کھولی کہ ذرا دریافت تو کرون کہ مین کہان ہون اور یہ کون مقام ہے مین کیونکر آئی ہون بس آنکھ کھولکر قصد کیا کہ کلام کرون چونکہ سوزن دی ہوئی تھی یہ جرأت نہوئی کہ کلام کرسکے اتنے مین دیکھتی ہے کہ ایک عجیب الخلقت آدمی کوتاہ قد بیٹھے ہوئے میرے برابر کھڑا ہے راوی نے بیان کیا ہے خواجہ عمر ثانی بالکل ہم شکل تھے خواجہ عمر بن امیہ ضمری کی اور خضران بن عمر بالکل مشابہ اپنے باپ سے گویا خواجہ اول کی صورت مین کوئی فرق نہین ہے بس عفیفہ خواجہ عمر کو نہ دیکھا تھا خضران کو دیکھنے سے جیسے دیکھا او ملک الموت کی کبھی صورت دیکھی جان نکل گئی گویائی کی طاقت نہ پائی اشارا کیا کہ مین بات نہین کرسکتی ہون زبان سے سوزن نکال لو تو مین کلام کرون کیونکہ اسکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ زبان مین سوزن دئے ہوئے ہین اس سبب سے مین کلام نہین کرسکتی ہون کیونکہ خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ اس بارگاہ مین اسکو سحر یاد نہ آئیگا بس فوراً سوزن زبان سے نکال لیے جب اسکی زبان قابو مین آئی تو پہلے اسنے قصد کیا کہ سحر کرون ایسا جو سحر یاد کرتی ہے تو بالکل فراموش ہے نہایت حیران ہوئی آخر کو مجبور ہوکر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ اری بدقماش تو کون ہے خواجہ نے کہا کہ ذرا زبان درست کرکے کلام کرنا مین تیرا باپ ہون ارے مین شاہزادہ

ولایت اول کا پوتا ہون خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری قاتل ساحران و شہنشاہ عیاران کا میری شان مین یہ کلام کیے تو کون ہے
ابکی جو یعنی کلام کرو گی تو تیری زبان گدی سے نکال لونگا اری سن مین وہ ہون کہ جسنے آفتاب جادو و سحران
سیہ پوش کو دریا کے اندر جا کر عیاری کر کے قتل کیا ہے مین وہ ہون کہ مین نے ماہیان طوفان کشش کو قتل کیا ہے
ہوئے سبب سے دریاے ششدر رنگ فتح ہوا ہے دریاے سبز رنگ کا فاتح ہون مثل اپنے باپ و دادا کے ساحرونکا دشمن ہون
کافرونکا قاتل ہون میرا نام حیقران بن عمرو ثانی ہے اور لقب میرا ہر پدرہ کافران و ساحران ہے اور دوسرا لقب
خواجہ ثالث ہے حضور سے صاحبقران الثانی ربیع الملک نوجوان ہین مین انکا عیار ہون یہ بارگاہ ہے
صاحبقران کی دیکھ وہ سامنے تخت پر شہنشاہ لشکر اسلام دارا بن جمشید تشریف فرما ہین وہ دو تکل پر
صاحبقران جلوہ گر ہین اور یہ سب سرداران لشکر اسلام ہین یہ خشت ہاے زرین پر عیاران نیکنام ہین جنکا
مین افسر ہون یہ یاد رکھنا کہ شہر سمندریہ جہان سے تو براے مدد لقین خود پرست آئی تھی اور یہ اقرار کر کے آئی
تھی کہ مین لشکر اسلام کو گرفتار کر کے قتل کرونگی بیہودہ خون سحران و ماہیان تیرے ہمراہ دو ہزار ساحر تھے مہرنگار
وخلیفہ وستم جو کہ وہ میر دو تیر سے وہ خشت زرین پر بیٹھے ہین تجکو عیاری جوگی کی کر کے گرفتار کر کے لے آیا ہون اب
تیری رہائی غیر ممکن ہے اور شہر سمندریہ بھی اسی طور سے فتح ہوگا جس طور سے دریاے سبز رنگ و شہر لقینیہ فتح
کر لیا ہے سمندر جادو کو مین ضرور قتل کرونگا کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہان تک کہ انکا اسلام کا ڈنکا بجیگا
بھی اسلام آباد ہوگا اندریای سبز رنگ تا شہر سمندریہ جسقدر ملک ہوئے سب فتح ہوئے اور جنکی کم ہمتی کرنے کو
آئیگی جتنی وہ لوگ بھی تو مسلمان ہوئے اور وہ جو سمندریہ سے سردار آگئے تھے وہ بھی مسلمان ہوئے دیکھ لو کہ
کسقدر سردار لشکر لقین کے دربار مین حاضر ہین لقین خود پرست سے لقین یزدان پرست خطاب ملا درجہ
اعلیٰ اسنے حاصل کیا اگر اپنی جان کی امان چاہتی ہے تو دین اسلام قبول کر ورنہ قتل ہوگی دین اسلام کے قبول کرنے
مین بڑا مرتبہ ہے اور بہشت کی سیر نصیب ہوتی ہے وہ سامری و جمشید کیا کہ جی ہین جو انکو کوئی خدا کہے وہ
دونون کندۂ دوزخ کے تھے یہ کہکر خواجہ نے چند کلمہ مذمت سامری و جمشید و مذہب تصویر پرستی مین بیان
اور چند کلمہ وحدانیت خدا مین کہے اور کہا کہ تمنے قدرت ہمارے خدا کی دیکھی کہ تجکو کیونکر گرفتار کر دیا ورنہ کسی کو
بھی معلوم تھا کہ تم براے مقابلہ آئی ہو آسمنے اس طور سے ہم سبکی حفاظت کی کہ یون تمکو گرفتار کرا یا وہ
ہو قدرت نمائی کی ہم سبکو تمہارے شر سے محفوظ رکھا اور یہان جو واقعہ گذرا ہے اسکو بھی سن لو کہ لقین نے شرط
کی تھی کہ مین اسوقت دین اسلام قبول کرونگا کہ جب آپ آگ مین تشریف لیجائیگے مین آگ افروختہ کرتا ہون
نے منظور کیا تھا چنانچہ کل ایسا ہی ہوا صاحبقران آگ مین تشریف لیگئے تمام آگ گلزار ہوگئی وہ اس آگ سے
زندہ و سلامت نکل آئے تمام شہر لقینیہ و اہل شہر مسلمان ہوئے اور جو پہلوان سمندریہ سے مدد کو آئے تھے وہ بھی
مسلمان ہوئے لہذا تجکو بھی لازم ہے کہ دین اسلام قبول کر یہ تقریر جو خواجہ نے کی مخزالان بہت حیران ہوئی کہ اسی
بات کہکر مین گنہگار ہوگئی یہ جو کہتا ہے کہ ای ساحرہ تو دین اسلام قبول کر لقین بھی مسلمان ہوا ہے ورنہ قتل ہوگی اور یہ
شہر سمندریہ فتح ہوگا سمندر جادو قتل ہوگا مین جو دیکھتی ہون تو ان لوگونکا بڑا اقبال ہے کہ جو کام کرتے ہین وہ
ہو جاتا ہے سحران ماری گئی ماہیان قتل ہوئی اور یہ لوگ گرفتار ہوئے انکا کون مقابلہ کر سکتا ہے دیکھو کس دلیری سے
کہ رہا ہے کہ مین نے آفتاب جادو کو قتل کیا ایسے لوگون سے کون ملاقات کر سکتا ہے ضرور انکا دین سچا ہے اور کل مذہب باطل
ہین یہ سامری و جمشید و خداوند تصویر کوئی چیز نہین ہین اگر کچھ قدرت رکھتے ہوتے تو ضرور اپنے بندون کی مدد کرتے جیسا کہ
لوگ کہتے ہین کہ وہ بندے تھے ساحر بہت بڑے تھے انھون نے اپنے سحر کے ذریعے سے سبکو گمراہ کر دیا تھا ہاں کیونکر خیال
کرون کہ انکا خدا ہونا سراسر درست ہے کہ مین یہان تک نہ پہنچی راہ مین گرفتار ہوگئی اگر یہان آتی اور گرفتار ہوتی تو یہ کہنے کو ہوتا کہ

نوبت بھی عود کر آئی تھی اُسکو اسکی ایسی خوشی ہوئی کہ بالکل مرض دفع ہو گیا گو اُسکے دوسرے دن اُسنے قصد کیا تھا کہ میں بارگاہ میں جاؤں
مگر حکیم صاحب نے منع کیا تھا مجبور ہو گیا تھا صاحبقران کو اس ہنگامہ سے مہلت نہ تھی کہ خبر دریافت کرسکتے آج پھر تیسرے روز
بیٹھا ہوا قصد کر رہا تھا کہ میں بھی بارگاہ میں جاؤں کہ چوبدار پہونچا اُسنے سہراب کو بیٹھے ہوئے پایا سلام کیا اور جو کچھ صاحبقران
نے فرمایا تھا عرض کیا سہراب نے جواب دیا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ اب غلام بالکل اچھا ہے بلکہ قوت بھی عود کر
آئی ہے سابق سے زیادہ میں کسیقدر اپنے میں قوت پاتا ہوں میں نے قصد کیا تھا کہ حاضر دربار ہو کر مبارکباد دوں مگر حکیم صاحب نے
منع کیا مجبور ہو گیا مگر میں اسیوقت حاضر ہونے والا تھا کہ حضور کا چوبدار آیا تھا خدا آپکو ہم سبکے سر پر سلامت رکھے کہ غریب نواز ہو
یوں لطف فرماتے ہیں میں آپکی عنایتوں کا کہاں تک شکریہ ادا کروں اگر سر موئے تن میرا زبان ہوتا تو بھی نہیں ادا ہوسکتا اسقدر
لطف و کرم والدین بھی اپنے فرزند پر نہیں کرسکتے ہیں جو آپ لوگ فرماتے ہیں میں خود حاضر ہوتا ہوں اور قدم بوسی حاصل کرتا
ہوں کیونکہ آنکھیں آپکے دیدار کی زیارت کو ترستی ہیں کہ کتنا عرصہ ہوا ہے کہ میں نے آپکی زیارت نہیں کی ہے یہ دل بیتاب ہے
حضور و ظل اللہ و دیگر سرداران ذیجاہ کا مشتاق ہے تم جاؤ میں حاضر ہوتا ہوں چوبدار سلام کرکے طرف بارگاہ کے گیا ادھر
سہراب نے کپڑے پہنے اور سواری طلب کر کے طرف دربار کے چلا کہ چوبدار نے جاکر جو کچھ سہراب نے عرض کیا تھا
بیان کیا صاحبقران نے سنکر فرمایا کہ الحمد للہ کہ ہمارے دوست صادق نے شفا پائی میری طرف سے جاکر کہدو کہ تم
ابھی تکلیف نہ کرو آج میں خود آؤنگا کہیں ایسا نہو کہ پھر مرض خدانخواستہ عود کر آئے ابھی طاقت اتنی تم میں اچھی طرح آئی
ہو گی یہ کلام سنکے صاحبقران فرما رہے تھے کہ سہراب جادو سامنے سے نمودار ہوا بادشاہ نے صاحبقران سے
فرمایا کہ ملاحظہ فرمائیے سہراب جادو آگئے ہیں صاحبقران نے جو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ سہراب مسکراتا ہوا چلا آتا ہے
آواز دی کہ اے سہراب تمنے کیوں ابھی تکلیف کی میں خود آتا بھائی کیا کروں جسدن سے اس زمین پر آیا ہوں
مہلت نہ ملی کہ میں تم تک آتا پہلے چیچک کی بیماری میں مبتلا رہا اُسکے بعد یہ کشمکش ہوا کہ آگ میں جانا پڑا خدا نے سلامت رکھا
کر دیے ورنہ میں ضرور تمہاری عیادت کو آتا بھائی معاف کرنا مجبور تھا یہ سنکے سہراب نے عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ فرمایا
بہت بجا ارشاد فرمایا ہم سب غلاموں کو اس سے زیادہ امید ہے آپ کیوں اسقدر محجوب فرماتے ہیں میں خود نادم ہوں کہ
آپ پر ایسی مصیبتیں اسقدر گذریں میں مرض میں مبتلا تھا کہ شرکت نہ کر سکا بلکہ آپ عیادت فرماتے ہیں اس خدا کے نثار ہوں کہ جسنے
یہ قدم مبارک مجھکو دکھا دیے ورنہ مجھکو امید کب تھی کہ میں اس مرض سے صحت پاؤنگا روز بروز ترقی کرتا تھا دفعتہً ایسا معلوم
ہوا کہ نام تک نہ رہا یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ میں ایسا علیل تھا یہ سب آپکی دعا کا اثر ہے اور اسکا فضل و کرم ہے کہ ایسے
مریضوں کو یوں شفا بخشے یہ کہتا ہوا قریب تخت کے آیا بادشاہ کے قدم چومے ہاتھ آنکھوں سے لگائے اُسکے بعد
صاحبقران کے قریب آیا قدم بوسی کی ہاتھ آنکھوں سے لگائے صاحبقران نے اُسے گلے سے لگایا بادشاہ نے
پشت پر ہاتھ پھیرا صاحبقران نے فرمایا کہ اپنی کرسی پر بیٹھو سہراب سب سرداروں سے ملا شہنشاہ کو مصر کلاہ کو سلام
کیا سب سے ملکر اب جو بیٹھا اپنی کرسی پر اُسکی نگاہ عز الال پر پڑی یہ پہچان گیا کہ یہ تو دختر ہے آفتاب جادو کی بہت
بڑی ساحرہ ہے اسکو آفتاب نے دو وہ سحر دیے ہیں کہ جو کہ سمندر کو نہیں معلوم ہیں یہ یہاں کیونکر آئی اسکا کیا سبب ہوا عز الال
نے تو پہلے ہی دیکھا تھا کہ سہراب آیا ہے جو اُسنے دیکھا تو سہراب کے چہرہ پر اور رونق پائی کہ جو کبھی نہ دیکھی تھی نور اسلام
اُسکی پیشانی سے ظاہر تھا جب صاحبقران نے اُسکو گلے سے لگایا تھا تو اُسنے خیال کیا کہ دراصل یہ لوگ بڑی عزت
کرتے ہیں بڑے قدردان ہیں ایسے آقا کی غلامی افتخار ہے جو مرتبہ یہاں سہراب کو حاصل ہے یہ مرتبہ تو دربار میں سمندر جادو
نہ تھا باوجودیکہ سپہ سالار تھا بلکہ یہ مرتبہ میرے باپ کا بھی نہ تھا گو کہ سمندر اُنکو اپنی جان تصور کرتا تھا اُنکے مرنے کی خبر سنکے
بڑا صدمہ کیا تھا ایسے قدردان کی اطاعت میں بڑا مرتبہ ملتا ہے سچ ہے یہ لوگ جو جان دیتے ہیں اسی قدردانی پر یہ تو یہ خیال کر رہی
تھی کہ ادھر سہراب نے عز الال کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ملکہ تم یہاں کہاں آئیں کیا تمنے بھی سمندر کی اطاعت ترک کی

اور یہ تو بتاؤ کہ میری معشوقہ ملکہ ظفر سمندر جادو تو اچھی طرح ہے غزالان نے جواب دیا کہ بھائی سہراب وہ تو بہت اچھی طرح ہے مگر انکو حکم ہے
کہ تم محل سے نہ نکلو میں اکثر انکی خدمت میں جایا کرتی تھی اور یہ بھی تمنے کہا کہ تم یہان کہان یہ بھی گردش فلکی ہے سنتی ہون کیونکر اپنے پدر
کی اطاعت کرتی کہ جو اسکی بیٹی کے برابر ہوا ہے خیال فاسد کا قصد رکھے یہ بھی کہین ہوا ہے مین اسی سبب سے اُسکے دربار مین
نہین جاتی تھی جب سے والد نے قضا کی جانے کا اتفاق ہوا مین نے جو رنگ دیکھا تو خراب پایا مین نے خیال کیا کہ ہوگا مگر
بھائی میرے نزدیک اسکی دولت برباد ہونے کا زمانہ آیا ہے کہ جب تو اسنے یہ حرکتین کرنا شروع کین مین تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ تم
رفاقت ترک کی ایک بار تو تمنے اُسکا توڑا اگر میرے والد نے رفاقت نہین ترک کی مگر انکو سمندر نے یون ضائع کیا کہ وہ یون
قتل ہوئے کہ میری طرف ایسے خیالات پیدا کیے کہ جسکے سبب سے مین نے بھی ترک رفاقت پر کمر باندھی جب بادشاہ ایسے
خیالات کریگا تو اُسکا انجام یہی ہوگا دوست دشمن ہو جاتے ہین جب ادبار آتا ہے تو ایسے خیالات پیدا ہوتے ہین اور پھر اُسکا قصہ
عجب طرح کا ہے مین بیان کرتی ہون جبکہ والد کے مرنے کی خبر سنی تو مین نے بہت غم کیا اور خیال کیا کہ ترک دنیا کرون مگر کچھ سوچ کر
اُس قصد سے پھری اور اسی غم مین طرف ایک صحرا کے نکل گئی تلاش قاتلان پدر جو کہ میرا ہے اور جو مصیبت گذری ہے مین کیا
بیان کرون جب کوئی نہ ملا تو مین پھر واپس آئی یہ وہ زمانہ ہے کہ دربار سمندر کا ہے فتح ہو گیا ہے کہ سحر ان وہان قتل ہوتا ہے اور
اور یہ سب جنس ہین سمندر کے سر پہونچ چکی ہین وہ اسکے غم مین مبتلا ہے اور ترک حکومت کر چکا ہے اسی زمانے مین میرا بھائی
گلاب جادو چاہ بابل سے والد کے مرنے کی خبر سنکے آیا تھا کہ اُسی زمانے مین عشاق استاد سمندر آیا انہون نے اسکو سمجھا
سمجھا کے حکومت پر راضی کیا اور خود بندوبست حکومت کیا اور شہر کا انتظام کیا اور کہا کہ جب صاحبقران یہان
آئینگے تو انکو معلوم ہوگا مین بھی دربار مین گئی سمندر نے چاہا کہ مین باپ کے عہدے کو منظور کرون چونکہ میرا ارادہ آنے کا تھا
مین نے اسکی سفارش کی اُسکو باپکا عہدہ دلوایا اُسکو بڑی خوشی ہوئی اُسی زمانے مین خبر پہونچی تھی کہ صاحبقران نے لشکر
لشکر دولت سمندر پر کوچ فرمایا سمندر نے جو جو بادشاہ کہ گرد و نواح مین سمندر کے ساحرون کے وزیر ساحرون کے تھے انکو نامے لکھ کر
اور سبکو طلب کیا اور جدھر سے صاحبقران کوچ فرماکے آئے تھے اُدھر کے حاکمون کو تحریر کیا کہ تم اُدھر کو صاحبقران کو نہ آنے دو
راہ مین روکنا اگر مدد کی ضرورت ہو تو مین ساحر و غیر ساحر سے مدد کرونگا جانتا ہے تم لوگ مدد طلب کروگے ان تمام حکم ایک نامہ
بھی لکھا کہ پہلے اُسکا ملک ترا کا تھا اور بہت کچھ خوشامد کی تحریر کی لیکن نامہ تحریر کرنے کے دو سردارونکو مع اسی ہزار سپاہ کے روانہ کیا
اور مجھسے کہا کہ تم دو ہزار ساحر لشکر جاؤ اور لقانیون کی مدد کرو اور جو کام کی ضرورت ہوگی تو مین روانہ کرونگا مجھکو خبر کرنا اُدھر تو وہ سردار روانہ
ہوئے اور ادھر مین اپنے بھائی اور یہان سے رخصت حاصل کرکے روانہ ہوئی میرے آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ مجھکو یہ خیال تھا
مین جا کر اپنے باپ کے قاتلون سے انکے خون کا عوض لونگی اس سبب سے مین نے اور بھی آنا ادھر کا قبول کیا تھا کئی روز تک
ساحرون کے راہ طے کرکے چلی آئی ایک مقام پر صحرا مین اتری کہ کچھ دیر دم لیلون تو روانہ ہون میرے ساحر بھی اترے کوئی کچھ کام کرتا تھا
کوئی سیر کرنے لگا مین ایک طرف سیر کرتی ہوئی ایک درہ کوہ مین گئی وہ درہ بہت شاداب تھا مین اسمین سیر کرنے لگی
اتفاق سے ایک جوگی سے ملاقات ہوئی اُسنے مجھسے کل حال پوچھا مین نے بیان کیا اور جو حالت اُسپر گذری تھی اور قران نے دریا
کی تھی سب اُسنے بیان کی جو گفتگو باہم ہوئی تھی اُسکے بعد پھول کا دینا اپنا اور بے خود ہونا بیان کیا اور کہا کہ پھر مجھکو خبر نہ ہوئی
کہ میرے اوپر کیا گذری اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس بارگاہ مین قید پایا سوزن زبان مین پایا اشارے سے سوزن نکلوائے سحر
یاد کیا کہ سحر یاد ہو تو مین اپنی جان بچاؤن سحر یاد نہ آیا اُسکے بعد جو کچھ خواجہ سے تقریر ہوئی تھی سب بیان کی اور اپنا مسلمان ہونا
بیان کیا یہ حالت سنکے سہراب بہت خوش ہوا اور کہا میری طبیعت بہت شاد ہوئی کہ میرا جاننے والا ایک دربار مین موجود
ہوا اب خوب دل لگیگا یہ کہکر صاحبقران سے عرض کیا کہ خداوند یہ وہ ساحرہ ہے کہ جس سے کوئی سحر پوشیدہ نہین ہو سکتا ہے اسکو بڑے
بڑے سحر یاد ہین یہ تمام کائنات آفتاب جادو کی تھی آفتاب اسکو بہت دوست رکھتا تھا اسکو اپنے سے بہتر کر دیا ہے آفتاب بھی
کہ جسکا مین مقابلہ نہین کر سکتا تھا اور سمندر کی تو کیا اصل تھی اب یہ سمجھا کہ وہ بادشاہ ہے اور سحر بند ہے اور چند تحفہ

کرتا تھا دریافت کیجیے کہ اتنے عرصہ میں ایک چوبدار تلاش کرتا ہوا خیمہ میں سہراب کے آیا اور کہا کہ ملکہ غزالان
یہاں تشریف رکھتی ہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی شریک لشکر اسلام ہوتا ہے اُسکے واسطے خیمہ وغیرہ سرکار شاہی
سے عنایت ہوتا ہے اور چند ملازم بھی مقرر ہوتے ہیں یہ وہی چوبدار تھا جو کہ تلاش کرتا پھرتا تھا پہلے بارگاہ میں گیا جب
نہ پایا تو سرداروں کے خیمے میں گیا یہانتک کہ اُس خیمہ میں گیا جہاں سہراب و غزالان بیٹھے ہوئے تھے اور
باتیں کر رہے تھے کہ چوبدار نے جو دریافت کیا سہراب سے کہا کہ ملکہ یہاں تشریف رکھتی ہیں آنے کی غرض
کیا کہ آپ اپنے خیمہ میں تشریف لیجئے سب سامان درست ہے غزالان نے کہا کہ میرا خیمہ کہاں ہے نہ بارگاہ میرا خیمہ
کہاں سے آیا اُس چوبدار نے عرض کیا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ تم لازم ہو ملکہ غزالان کے اور یہ خیمہ ملکہ کا ہے سہراب
نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ یہاں کا طریقہ ہے کہ جو کوئی شریک ہوتا ہے اور اُسکے پاس سامان نہیں ہوتا ہے تو سرکار شاہی سے
اُسکے لیے مہیا کیا جاتا ہے چنانچہ اسی طور سے میرے لیے بھی ہوا تھا غزالان یہ سنکے اپنے دل میں
کہنے لگی کہ نئی اتفاقات یہ لوگ بڑے قدردان ہیں یہ تصور کرکے سہراب سے کہا کہ اب میں جاتی ہوں اپنے خیمہ
میں پھر ملاقات ہوگی اور رخصت ہوکر غزالان اپنے خیمے میں جو کہ اُسکے واسطے لشکر اسلام سے مقرر
ہوا تھا اُس چوبدار کے ہمراہ آئی یہاں آکر کل سامان درست پایا مسند پر آکر بیٹھی کہ ایک مرتبہ گلفام کا خیال
آیا اور اُسکی محبت نے جوش مارا چونکہ فریفتہ تو ہو چکی تھی اب جو تنہائی ہوئی تو تصویر یار پیش نظر ہوئی اُسکی یاد آئی اور
سماں اُسکی صورت کے گھورنے کی تھی سے نکلی دل سے کہا کہ اے دل یہ کیا امر ہے کہ اسقدر بیقرار ہوتا ہے اور یوں اپنے کو ستاتا
کرتا ہے اچھے کم بخت یہ کیا غضب ہے کہ پرائی بارگاہ میں تو ایک پر آ گیا جس سے میں واقف نہ تھی اور نادان
اُس سے تو کوئی صورت وصل کی ممکن نہیں ہے کیا تدبیر کروں کس بلا میں مبتلا ہوئی ہوں جو چند دل کو سمجھاتی
ہے وہ اور بیتاب ہوتا ہے کسی پہلو اُسکو قرار نہیں آتا ہے یہ تو اُسے سمجھاتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ جس طور سے ہو وصل
کی صورت نکالو غزالان اس فکر و تشویش میں ہے کہ ادھر خواجہ کو خیال آیا کہ چلکر غزالان کا تو مزاج لو کہ
اُسکی کیا صورت ہے دیکھ وہ کس حال میں ہے یہ سوچ کے خواجہ اپنے خیمہ سے باہر آئے اور یہ دریافت کیا کہ غزالان
کے واسطے کونسا خیمہ مقرر ہوا ہے چونکہ اہل لشکر کو معلوم تھا اور خواجہ کی رائے سے خیمہ وغیرہ برپا ہوتے ہیں
مگر اسوقت متفکر ہیں کہ اس امر کا خیال نہیں ہے کہ فلان مقام پر خیمہ کا میں نے خود حکم دیا ہے اب جو دریافت کیا
تو معلوم ہوا یہ خیمہ غزالان کا ہے طرف چلے اور قریب خیمہ پہونچکر اور کان لگا کر سننے لگے کہ سنو تو کہ غزالان
کس فکر و تردد میں ہے کہ آپنے غزالان کو کچھ شعر پڑھتے ہوئے سنا اب آپ پردہ اٹھا کر اندر خیمہ کے آئے غزالان
کو دیکھا کہ مسند پر اکیلی بیٹھی ہوئی تھی غزالان خواجہ کو دیکھکر ڈر گئی اور اٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم استقبال
کرکے مسند پر لائی بڑی عزت اور توقیر سے خواجہ کو مسند پر بٹھایا جب خواجہ بیٹھ چکے تو غزالان نے عرض کیا کہ
آپ نے کیوں تکلیف فرمائی میں تو آپکی خادمہ ہوں کوئی سامان میرے پاس نہیں ہے جو میں آپکی خاطر
کر سکوں بے سروسامان ہوں میں تو ایک حالت مسافرت میں ہوں آپنے تشریف لاکر مجھکو سرفراز کیا ایسی
شیرین زبان تھی کہ شہر سمندر میں لوگ اُسکے کلام کے مشتاق ہوکر آتے تھے اور پہروں سنا کرتے تھے خواجہ بھی
خوش بیانی سنکے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ملکہ تم بہت خوش بیان ہو غزالان نے عرض کیا کہ آپکی عنایت
ہے میں تو ایک ادنے کنیز ہوں خواجہ نے کہا کہ تم ہماری مالک ہو غزالان نے کہا کہ اے خواجہ میں یہ حیران
ہوں کہ آپ کیوں اسوقت تکلیف فرما کے آئے ہیں اس کنیز کو سرفراز کیا ہے خواجہ نے کہا کہ میں ایک ضرورت
سے آیا ہوں وہ ضرورت یہ ہے کہ میرا ایک کام تم سے متعلق ہے وہ کام یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ تمھاری شادی نہیں
ہوئی ہے بس میری یہ مرضی ہے کہ تم اپنے راز دل سے آگاہ کرو کیونکہ میں ابھی سن رہا تھا کہ تم کچھ شعر عاشقانہ پڑھ رہی تھیں

اور تمھارے چہرہ سے آثار عشق ظاہر ہین اور یہ بھی مین نے دیکھا تھا کہ جب تم دربار مین بیٹھی ہوئی تھین تو ایک سردار
کی طرف کہ نام اسکا گرگین ہے اسکی طرف دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے بھرتی تھین گو مین نے کبھی عشق نہین کیا ہے مگر بہت
سے عاشقون کو دیکھا ہے یہ عشق وہ بلا ہے کہ کسی طور سے پوشیدہ نہین ہو سکتا ہے چونکہ تم نئی وارد ہو لہذا مین نے خیال
کیا کہ تمھارے درد کا شریک حال ہونا زیبا ہے اور تمسے دریافت کرنا لائق ہے کہ اگر تم عشق مین مبتلا ہو تو تمھارے مرض
کی دوا کیجیے غزالان یہ امر سنکے خاموش ہو رہی اور سمجھا کر کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین مین کیا جانون کہ عشق کسے
کہتے ہین اور محبت کس چیز کا نام ہے ہان تو ایک آزاد طبیعت کی عورت ہون خواجہ نے کہا کہ ہان یہ مانونگا تم ضرور عاشق
ہو کیون پوشیدہ کرتی ہو مین اسکی تدبیر کرونگا خواجہ نے اسقدر اسکو پریشان کیا کہ وہ آخر کو بولی کہ اچھی بات ہے میری
طبیعت کا میلان اسطرف ہے خواجہ نے کہا کہ اے غزالان اگر کچھ دیجیے تو مین اس امر کو ظاہر کر دون غزالان نے کہا
کہ میرے پاس کیا ہے جو مین دونگی خود جو تو دو خواجہ نے کہا کہ یہ بالا مردار یہ کام ہے کہ کوئی رشک نہین ہے بھی دو دیکھو تو مین
کیونکر اس امر کو طے کیے دیتا ہون غزالان نے وہ مالا آکر نذر کیا خواجہ نے تھیلی مین رکھا اسکے بعد کہا کہ اے ملکہ
مبارک ہو کہ وہ سردار خود بھی فریفتہ ہے اور تمھارے عشق مین مبتلا ہے مگر جان دیتا ہے لیکن اسکا فرستادہ آیا تھا کل رات
قریب کو صاحبقران سے عرض کرکے تمھارا اور اسکا عقد کرا دونگا یہ کہکے خواجہ غزالان کے خیمہ سے اٹھکے چلے آئے
اور اپنے خیمہ مین آکے بیٹھے چونکہ رات ہو گئی تھی اسنے غزالان بیٹھکر سوچنے لگی کہ کیا تدبیر کرون کہ جو یہ امر جلد ہو جائے
کہ صاحبقران آگ مین تشریف لیگئے تھے اب اسکی نسبت مین فساد آیا یہ اپنے خیمہ سے ہوا کی طرح ہو نکلی اور سب
اہل لشکر سے اپنے کو پوشیدہ کرکے طرف شہر یقینیہ کے روانہ ہوئی اسنے یہ تدبیر سوچی کہ مین یقین کے پاس جاکر اس سے
دریافت کرون کہ یہ کیا امر ہے اگر وہ اسکو بیان کرے تو خیر ورنہ مین اسوقت اسکے ہو سے ان سبکو قتل کرون کیونکہ یہ لوگ
غافل تو ہونگے گو کہ وہ صدق دل سے مسلمان ہوئی تھی مگر شیطان نے اغوا کیا کہ یہ خیال دل مین پیدا ہوا کہ اسنے
خیال کیا کہ اگر دراصل صاحبقران آگ سے زندہ نکل آتے ہین تو مین خود بھی اسی طریقہ پر جو کہ ہون خدا کیا
ہو رہونگی اگر یہ امر دروغ ہے تو مین ان سبکو حالت غفلت مین قتل کرونگی اور اپنے ہمجنسون کو لیکر اپنے مقام پر چلی جاؤنگی
گو وہ مسلمان ہے مین اسکو اپنے طریقہ پر لے آؤنگی یہ خیال اور تصور کرکے بطرف شہر یقینیہ کے روانہ ہوئی مگر سحر
سے اپنے کو پوشیدہ کیا کسیکو نظر آئی شہر مین پہونچی کہ دیکھا کہ تمام شہر کی دوکانین بند ہین ایک دو آدمی راستہ
چل رہے ہین پہرہ چوکی پھر رہا ہے کوتوال روند لیے ہوئے گھوم رہا ہے صداے حاضر باش و ناظر باش کی
بلند ہو رہی ہے یہ سنکے نگاہون سے اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے محل شاہی کے قریب پہونچی پر پرواز پیدا کرکے
بالاے بام محل آئی یہ دریافت کیا کہ کس مقام پر یقین ہے جب معلوم ہو گیا اسنے محل مین جانا مناسب نہ دیکھا کہ
کچھ لوگ جاگتے اور کچھ سو رہے تھے پہرہ چوکی خوب تھا بس اسنے ایک سحر کیا تھا ایک ہوا سرد چلی جو تمام
ترکنین جسقدر پہرے پر تھین وہ ہوا لگکر سو گئین اسنے پنجہ اٹھا کر سحر سے اسی مقام پر پھینکا اور کہا کہ
اے پنجہ تو یقین کو اٹھا لا وہ پنجہ اسیر ہوتا جہان یقین تھا یقین کی کمر مین پڑا اور اسکو اٹھا کر بالاے آسمان
لیگیا یہان یقین کی جو آنکھ کھلی تو یہ دیکھا کہ مین بالاے ہوا چلا جاتا ہون بس یہ خوف ہوا کہ یہ کیا امر ہے یہ تو بنا
واقعہ ہی بس یہ خیال کرکے آنکھ بند کر لی ادھر غزالان نے بعد روانہ کرنے پنجہ کے سحر سے ایک مسند طیار
کی تھی اسکو فرش پر بچھا کر اور کل سامان مہیا کیا کہ وہ پنجہ یقین کو لیکر پہونچا چونکہ اسکی آنکھ تو کھل چکی تھی اور
کوئی زیادہ بلندی پر جاتا نہ تھا کہ یہ مشوش ہو جاتا مگر صرف خوف سے آنکھین بند کیے ہوئے تھا جسوقت پنجہ نے
لاکر سامنے غزالان کے رکھا اور اسکو ثابت ہوا کہ کسی مقام پر پہونچا ہون اسنے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مین
ایک مقام پر لیٹا ہون اور سامنے ایک عورت بہت حسین و خوبصورت بیٹھی ہے چونکہ یہ ہلاک رہا تھا یہ دیکھکر

آتے ہی سویرا ہوا تھا کہ وہ رات تمام ہوئی یہاں بادشاہ نے برآمد ہو کر دربار فرمایا صاحبقران تشریف لائے کل سردار
حاضر دربار ہوئے گرانسپنوا اپنے مقام پر پہنچے سہراب جادو بھی آکر بیٹھا ادھر خواجہ نے آکر ایک رقعہ صاحبقران کے ہاتھ
میں دیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ گرگین غزالان پر عاشق ہوئے ہیں اور وہ بھی اُنکی طرف کسیقدر مائل ہوئی ہے لہذا
میں امیدوار ہوں کہ اِن دونوں کا عقد کرا دیا جائے یہ کار ثواب ہے یہ رقعہ صاحبقران نے پڑھا مسکرائے اور بادشاہ کو دیا بادشاہ
نے بھی رقعہ پڑھا ادھر صاحبقران نے خواجہ سے مسکرا کر کہا کہ تمکو بھی ضرور دیا ہوگا جو تم کوشش کرتے ہو اور
تو نے گرگین سے پانچ ہزار لیے ہونگے اسکے بعد اور پیشتر جو نکاح کرتے لیا ہوگا کچھ غزالان سے لیا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے
صاحبقران مجکو کچھ نہیں بالصرف بسبب کار نیک کے ثواب ہوگا اسوجہ سے کوشش کرتا ہوں ورنہ مجکو کیا ضرورت تھی یہ
دونوں [illegible] بدگمان ہو صاحبقران نے فرمایا کہ میں مانونگا جب تم انکار کرو یہ ناممکن ہی نہیں کہ تمہارا فائدہ ہو اور بیہودہ
کوشش کرو خواجہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ بہت خوب ہر بات میں ہزاروں روپیہ [illegible] گیا کہ کیا صرف ہو کوئی آتا
خزانہ سے ملتے ہیں جہاں کوئی کام میں نے کیا [illegible] سے شروع کیا کہ [illegible] صاحبقران
فرمانے لگے کہ تم اسقدر برہم کیوں ہوتے ہو اگر بلا کچھ لیے [illegible] لونگا اور خوش ہونگا خواجہ نے کہا کہ جی
ہاں آپ ایسے ہی تو خوش ہونیوالے ہیں میں ابھی [illegible] چلا جاؤنگا نہیں [illegible] اور معلوم
ہوا الغرض معلوم کیا حال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ میں جانتا ہوں اس سبب سے تجھسے پوشیدہ رکھا
خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر فرمایا کہ اے خواجہ میں بھی جو جشن کرتا ہوں اسی جشن میں ان دونوں کا عقد بھی کر دونگا کیونکہ
یہ موقع بہت اچھا ہے یہ سنکر خواجہ نے طرف گرگین کے دیکھا کہا کہ لو مبارک ہو تمہارا کام ہو گیا یہاں غزالان تیار
ہو کر اپنے خیمہ سے اُسوقت دربار میں آئی جبکہ یہ گفتگو ہو چکی تھی اور یہ رائے قرار پا چکی تھی ادھر گرگین بھی صبح کو بیدار
ہوا اور دربار میں آیا سرداروں کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلکے داخل بارگاہ ہوا بادشاہ و صاحبقران
کو مجرا کیا اور قواعد شاہی بجا لایا کرسی مرحمت ہوئی کرسی پر بیٹھا تمام اُسکے سردار علیٰ قدر مراتب بیٹھے چونکہ صاحبقران
نے وہ دن مقرر کیا تھا کہ آج سے سامان جشن کیا جائے حکم دے چکے تھے لیکن سامان جشن ہو چکا تھا اہلکاروں نے آکر
عرض کیا کہ سامان جشن سب تیار ہے محفل نشاط ترتیب دے چکے ہیں آج شام سے جشن شروع ہوگا صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا یہاں تک کہ دربار برخاست ہوا امرائے لقین و سرداران لقین خیمہ ہائے لقین اُن خیموں میں گیا اور
اپنے اپنے مقام پر گئے غزالان اپنے خیمہ میں گئی کہ صاحبقران نے اپنے مقام پر پہونچ کے غزالان کو طلب کیا چوبدار
نے آکر غزالان سے کہا کہ صاحبقران نے طلب فرمایا ہے غزالان اُسی وقت طرف خیمہ صاحبقران کے چلی ادھر
صاحبقران نے چند عورتیں اہل لشکر کی ناموس سے طلب کیں اور اُن سے کہا کہ میں نے غزالان کو طلب کیا ہے تو اُسکا امتحان
کرو کہ وہ راضی بھی ہے گرگین سے عقد پر یا خواجہ نے شرارت مجکو دھوکا دیا ہے سمجھائے اُن عورتوں کو صاحبقران نے حکم دیا
کہ تم یہیں رہو کہ غزالان آتی ہو گی میں نے اُسکو طلب کیا ہے کہ غزالان آکر پہونچی صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ اُس گھر میں جاؤ وہاں جو وہ پہونچی تو دیکھا کہ چند عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں اُسنے اُنکو سلام کیا انھوں نے جواب
سلام دیا باہم ملنے لگیں خوب تپاک بڑھایا کیونکہ اُنکا قاعدہ ہے کہ یہ لوگ ایک آن میں تپاک بڑھاتے ہیں اور ایک آن میں کوئی
کوئی بات نہیں ہے جب خوب مل گئیں اُسوقت جو کچھ اُنکو صاحبقران نے تعلیم کیا تھا غزالان سے دریافت کیا پہلے تو اُسنے
سر جھکا لیا شرم سے جب اُنھوں نے بہت پریشان کیا تو کہا کہ صاحبقران کو اختیار ہے دوسرے خواجہ صاحب کو تھا اُنکے کہنے
سے کوئی عذر نہیں ہے اِس طور سے کہا کہ ثابت ہو گیا کہ رضامندی ہے یہ سنکر وہ عورتیں اور باتیں کرنے لگیں کہ غزالان نے کہا
کہ میں باہر جاتی ہوں یہ تو معلوم ہو کہ صاحبقران نے کس دن طلب فرمایا ہے یہ کہکر اُٹھی بلکہ باہر آئی یہاں جو پہونچی تو معلوم ہوا کہ
صاحبقران آرام فرماتے ہیں اُسنے خیال کیا کہ اُسی امر کے لیے طلب فرمایا تھا پھر یہ خیال کر کے اپنے خیمہ میں آئی اور خاموش

انکی صحت پانے کا اب آسنے انسے اُنکی حالت پوچھی انھون نے کہا کہ ہم لوگ عیسائی ہین حمزہ صاحبقران کا لشکر کفار سے مقابلہ ہوا تھا مین
زخمی ہوکر ادھر چلا آیا ہون میرا مرکب نکلا کہ اس جزیرہ مین آیا نہین کسی سبب سے پشت مرکب سے زمین پر گرا کہ آپکے غلام اُٹھا لائے
بیہوش واقعی ہوا اب آپ اپنا حال بیان کرین کہ آپ کون ہین اسنے کہا کہ مین اس جزیرہ کا حاکم ہون عادی نے دریافت کیا تھا کہ تم
کیا ہو اسنے کہا کہ آفتاب پرست ہین سنکر کہا کہ یہ مذہب باطل ہے ترک کرو ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اسنے یہ جو سنا تو بہت برہم ہوا
اور اپنے اہل دربار کو حکم دیا کہ اس خدا پرست کو گرفتار کرلو خواہ قتل کر ڈالو غضب ہوا کہ اسنے خداوند کے دشمن کو اپنا مہمان
کیا اسی سے اہل دربار لوٹ پڑے تھے انھون نے سو دو سو کو قتل کیا اور دربار کو درہم برہم کر دیا تھا اور قیصر کو پکڑ کر
اُسکے تخت سے اُٹھا لیا تھا اُسنے کہا تھا کہ امان انھون نے جواب دیا تھا کہ بشرط ایمان اُسنے جواب دیا کہ مین قبول کرتا ہون مگر
ایک شرط سے عادی نے کہا تھا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مجھکو آپ سا کوئی عادی نے کہا تھا کہ اگر تو مکر کریگا اسنے
کہا کہ جو مرد ہین وہ جو زبان سے کہتے ہین وہ ادا کرتے ہین تب عادی نے اسکے کہنے پر اُسکو رہا کر دیا تھا وہ اُسکا قدم بوس ہوگیا تھا
اور عرض کیا تھا کہ وہ شرط یہ ہے کہ اس جزیرے سے تھوڑی دور پر ایک صحرا ہے اس صحرا مین ایک غار ہے اس غار مین ایک دیو رہتا ہے
وہ دیو اکثر میری دختر کو اُٹھا لیگیا ہے اس سے وصل کا خواستگار ہے لیکن وہ انکار کرتی ہے وہ اسکو پریشان کرتا ہے اگر آپ اسکو قتل کرین
تو مین اس دختر کا آپکے ساتھ عقد کردون آپکی کنیزی مین دون اور ایمان قبول کرون یہ عورت سے تو بہتر سے بہتر
تھی کیونکہ کوئی عورت اسکے ملاقات کی تاب نہین لاسکتی تھی مرجاتی تھی سوا انکی چار عورتون کے مثل عادیہ یا تو دختیرہ کے
وہ افسوس کرتی تھین بس انھون نے عورت کا نام اور عقد کا ذکر سنتے ہی قبول کر لیا تھا بس انکو پہنچا اس غار پر جاکر
انھون نے اُسکو پکارا تھا وہ اُسکے ساتھ بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا تھا اُسکے لب و عارض کے بوسے لے رہا تھا عادی کی
صدا دی تھی وہ صدا سے عادی کے اُس عورت کو بغل مین دبا کر باہر غار سے آیا تھا کہ قیصر نے کہا تھا کہ جو اسکی بغل مین
ہے یہی میری دختر ہے عادی اُسکو دیکھکر بیکل ہوگئے تھے کیونکہ وہ حسین بہت تھی اور آپکے قابل بھی تھی جب دیو باہر نکلا تھا
اُسنے جو قیصر کو دیکھا تو اُسکے سامنے کے لیے خوب دبوچ کر اُس نازنین کو جسکا نام جمیلہ بانو تھا گلے سے لگایا عارض کے
بوسے لیے یہ امر عادی کو بہت ناگوار معلوم ہوا تھا مگر کیا کرتے کیونکہ اُسکے قبضہ مین تھی جب بوسے لے چکا تو قیصر سے
کہا کہ اے قیصر تو اسوقت کیون آیا ہے قیصر نے جواب دیا تھا کہ مین نہین آیا ہون بلکہ یہ پہلوان جو تیرے روبرو کھڑا ہے
تجھسے مقابلہ کرنے آیا ہے اور اسنے تجھکو پکارا ہے یہ سنکر وہ دیو بہت ہنسا تھا اور کہنے لگا تھا کہ تو اسکو اپنا حمایتی بنا کے
لایا ہے خیر یہ میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اُسکے بعد تجھکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر اُسنے اُس نازنین کو زمین پر کھڑا کر دیا تھا اور کہا
تھا کہ اے جان جہان تم یہان ذرا ٹھہر جاؤ پھر مین تمسے بوس و کنار کرونگا پہلے اس آدمزاد سے مقابلہ کرلون اسکے
گوشت سے کباب بناؤنگا جب شراب خواری کرونگا اور یہ کباب کھاؤنگا اور تمہارے عارض کے بوسے لونگا بس وہ
کہکر عادی سے مقابلہ کیا تھا ایمان کا یہ ہے کہ عادی نے اُسکو قتل کیا تھا قیصر نے مذہب اسلام قبول کیا تھا اور اپنی
دختر جمیلہ کا عقد ہمراہ عادی کے کیا تھا یہ تو ابن امر کے عادی تھی عروس کو اُٹھا حجلہ عروسی مین لیگئے جو کہ جمیلہ بھی
انپر عاشق ہو چکی تھی مگر دل مین کہتی تھی کہ ایک دیو سے جان بچی دوسرے کے قبضہ مین آئی ادھر تمام جزیرہ کو قیصر نے مسلمان
کیا تھا یہ اس سے بہتر ہوگئے تھے وہ انکے قابل تھی خوب بہتر سے ہوے تھے اسی شب کو حاملہ ہوئی تھی دو چار دن رہکر
اُسی جزیرہ مین چھوڑکر چلے آئے تھے چونکہ حاملہ تھی اور یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب صاحبقران کی صاحبقرانی کا زمانہ ختم
تھا اور اس واقعہ کے کوئی برس ہی تھے بعد صاحبقران خانہ کعبہ مین تشریف لیگئے اور صاحبقران ثانی صاحبقران ہوئے
تھے چونکہ ان لوگون کا اسکی کچھ ذکر تو تھا نہین کہ یہ کہان عقد کیا اور کہان نہین بیانکے عادی نے بھی شہادت پائی تھی
وہان لڑکا پیدا ہوا تھا اُس قصہ کو تو موقوف کیا گیا کہ صورت مطلب یہ تھا کہ یہ لڑکا عادی کا ہے جو کہ لشکر آیا ہے
یہ داستان کاتب سے آن جلدون مین رہگئی تھی اگر یہان ہوگئی ہوتی تو یہان کوئی اُسکے بیان کرنے کی ضرورت نہ ہوتی مگر

فی الجملہ یاد دہی بیان کر دی گئی تاکہ یہ کوئی نہ خیال کرے کہ یہ داستان تو پہلے کسی جلد میں نہیں دیکھی اور یہ لڑکا کہاں سے عادی کا پیدا ہوا پس ناظرین پر ظاہر ہو گیا کہ یہ اس طور سے پیدا ہوا تھا پس جب پیدا ہوا قیصر نے جبریل بن عادی نام رکھا تھا بالکل مشابہ تھا عادی اپنے باپ سے پس قیصر نے بڑی دھوم سے چھٹی کی تھی بسم اللہ کی تھی یہانتک کہ سن تمیز کو پہونچا مثل اپنے باپ کے تن و توش بھی پیدا کیا قیصر نے بڑے بڑے صاحب فن نوکر رکھ کر ہر فن کی تعلیم کرائی یہانتک کہ کل فنون میں ماہر ہوا اپنی ماں سے اپنے باپ کا نام دریافت کیا تھا اسوقت اسنے کل حال بیان کیا کہ تمہارے باپ برادر رضاعی ہیں حمزہ صاحبقران کے عادی بن معدی کرب انکا نام ہے قلعہ تنگ رواحل کے شاہزادے ہیں لشکر اسلام میں بڑی عزت رکھتے ہیں داروغہ بارگاہ صاحبقران ہیں اسنے عرض کیا تھا کہ میں اپنے باپ کے پاس جاؤنگا لشکر اسلام میں رہونگا اپنے نام اور آبرو کو ترقی دونگا اہل اسلام کی مدد کرونگا ماں نے کہا تھا کہ پہلے فوج بھی جمع کر لے اتنی قوت تو بہم پہونچا لے کہ بارگاہ صاحبقرانی میں عزت ہو وہاں تیرے باپ سے زیادہ زبردست بہادر موجود ہیں مثل لندھور اور بہرام وغیرہ کے دوسرے تیرا بھائی کرب غازی اور اولاد صاحبقران مثل عالم شاہ و بدیع الزمان کے اسکو بہادری کیا وقعت ہوگی یا ان کچھ لشکر بہم کر کے جبریل نے سامان کچھ ہی اسباب جمع کیا تھا اسدن اپنے ہمسروں کو جمع کر کے اسنے مشورہ کیا تھا کہ ہمارا قصد ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں لیکن آخر یہ رائے کو پسند کیا تھا اسنے ظاہر کیا تھا کہ میرا یہ قصد ہے کہ میں لشکر جمع کر کے خدمت میں صاحبقران کے جاؤں اور اس بارگاہ میں عزت پاؤں تمہارے بھی بڑے مرتبے ہونگے ان لوگوں نے اسی سبب سے پسند کیا تھا پس یہ اسی طرح کے محل سے نکلکر کے انکو ہمراہ لیکر ایکطرف کو روانہ ہوا تھا جب صبح ہوئی تھی تو نانا اور ماں نے انکی حالت بہت تباہ کی تھی آخر کو صبر کر کے بیٹھ رہے تھے اگر انکی حالت کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ داستان چھوٹ گئی ہے اسکا ذکر قبل کی جلدوں میں مثل نعل نامہ وغیرہ کے ہوتا تو بہتر تھا یہاں تحریر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف یہ کہ لیا اسقدر کافی ہے کہ مختصر ہے ورنہ اس کے ہیچ دفتر کی بہت بڑی داستان ہے جبریل کے ملک حاصل کرنے کی یہ تو یہاں صبر کر کے بیٹھ رہے تھے ادھر جبریل مع اپنے ہمراہیوں کے ایک شہر میں پہونچا تھا وہاں ایک قزاق رہتا تھا کہ نام اسکا طالب قزاق تھا اسکے ہمراہ دس ہزار کا لشکر تھا اسنے اسکو گھیر لیا تھا اور مقابلہ ہوا تھا جبریل نے اسکو زیر کیا تھا اسنے اطاعت کی اور قزاقی ترک کی یہ اسکو ہمراہ لیکر اور طرف روانہ ہوئے تھے ایک ملک عادیوں کا ملا تھا وہاں مقابلہ ہوا اس ملک کے بادشاہ کو کہ نام اسکا ہمود عاد تھا زیر کیا تھا وہ بھی مسلمان ہوا تھا دس ہزار سے وہ بھی ہمراہ ہوا اور کل شہر کو اسلام آباد کیا تھا یہ طور سے انھوں نے دس برس کے عرصہ میں چھ ملک فتح کیے تھے تین ملک تو تین بھائیوں کے کہ نام انکے طالم و سالم و ظالم تھا ان تینوں نے دس دس ہزار سے مسلمان ہوئے تھے اور ایک ملک ساطان کوہ نشین کا کہ اسکا ملک کوہ پر واقع ہوا تھا یہ بھی دس ہزار سے زیر کیا ہوا تھا جب جبریل کے پاس ساٹھ ہزار کا لشکر ہو گیا تو اپنے نانا کے ملک میں پھر آیا قیصر کو خبر پہونچی کہ تمھارا نواسا مع لشکر آیا ہے اور بڑی شوکت حاصل کی ہے اسنے یہ سنکے بڑی خوشی کی اور استقبال کر کے لے گیا تھا ماں سے ملا تھا اسکے بعد ماں سے کہا کہ اب میں لشکر میں صاحبقران کے جاؤں ماں نے کہا تھا کہ اب جاؤ مگر سنا گیا ہے کہ صاحبقران اول تو خانہ کعبہ میں تشریف لیگئے صاحبقران ثانی لشکر کے افسر اعلیٰ ہیں تمہارے باپ نے بھی انتقال کیا خیر جاؤ مگر اب کوئی لطف نہیں ہے یہ سنکر اپنے باپ کا بڑا رنج کیا تھا اب یہ کوئی دس برس تک خانہ نشین رہا لیکن اپنے نانا کے ملک میں اب اسکو خیال آیا تھا کہ چلو یہاں کے رہنے سے کیا حاصل کیونکہ یہ تو ثابت ہو گیا کہ والد انتقال کر چکے ہیں چلو لشکر اسلام کے شریک ہو کر جہاد کروں تاکہ خدا خوش ہو اور یہ معلوم ہو کہ عادی کا یہ لڑکا ہے اب اسکا سن کوئی تیس برس کا ہوگا وہ یہ لشکر ساٹھ ہزار کا لیکر چلا ہوا آتا ہے چند روز سے دریافت کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ اسکو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام طرف شہر طلا قیا کے گیا ہوا ہے مع الملک لشکر کے صاحبقران میں صاحبقران ثانی بھی خانہ کعبہ تشریف لیگئے ہیں یہ خبر تھی کہ

نے وہ تکیہ انکو دیا کہ آپ لوگ اس تکیہ کو پہچانتے ہیں کہ یہ تکیہ کس کا ہے انکے کہتے ہی جبرئیل نے فرمایا کہ ہر ایک نے وہ تکیہ دیکھا اور بتقسیم خدمت
بادشاہ میں عرض کیا کہ یہ تکیہ ضرور پہلوان عادی کا ہے اور ایک لفافہ بھی جبرئیل نے پیش کیا جو کہ اس تکیہ کے ہمراہ رکھا
تھا وہ تکیہ اور لفافہ ایک ہی پارچہ میں تھا اگر وہ کاغذ موم جامہ کیا ہوا تھا جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ کاغذ بھی حاضر ہے گو
اسکو تعویذ تصور کرتا ہوں مگر ہمراہ اس تکیہ کے ہے اور میرے بازو پر بندھا ہوا ہے اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسکو
اسکے ہمراہ دیکھتا ہوں گو میری ماں نے صرف تکیہ پیش کرنے کو مجھسے کہا تھا اس تعویذ کو نہیں کہا تھا مگر یہ بھی پیش کرتا ہوں تاکہ
اسکا لکھا بھی ملاحظہ کریں اگر تعویذ ہے تو میں اسکو بدستور رکھونگا اگر تعویذ نہیں ہے کوئی اور کاغذ ہے تو پھر کیا ضرورت ہے اسکا
تکیہ کے ہمراہ ہونا تو دلیل ہے کہ یہ بھی کوئی سند ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ عادی نے ایک کاغذ کل اپنی حالت کا تحریر کرکے
اور جو کچھ یہاں کام کیا تھا اور جو امر کہ گذرے تھے اپنے خط سے تحریر کیا تھا اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ جو کوئی اس کاغذ کو دیکھے اور
میرے خط کو پہچانتا ہو تو یقین کرے کہ میرے ہاتھ کا ہے اگر یہ خط والا لڑکا کہ میری اولاد سے ہے لیکر لشکر صاحبقران میں پہنچے
چونکہ میں اس جزیرہ میں مریض ہو کر آیا تھا یہاں میں نے قیصر کو مسلمان کیا تھا اسنے اپنی دختر سے میرا عقد کیا تھا وہ حاملہ
ہو گئی تھی اس سے اگر اولاد ہو وہ کافر ایک جا ہے اور اہل اسلام یا صاحبقران کو نشانی ہو اور میں [illegible]
تو اسی مضمون کا ایک کاغذ اور ایک اسکے ساتھ کا تکیہ میں یہاں سے [illegible] خزانہ شاہی میں بحفاظت رکھوا دونگا اور
مہر اپنی کردونگا لہذا اسکو خزانچی سے طلب کرکے دیکھ لیا جاوے تاکہ صحیح شناخت ہو یہ بھی اپنی زوجہ کو موم جامہ کرکے دیا تھا کہ
ہو لڑکے کے بازو پر باندھ دینا ہمراہ اس تکیہ کے اور اس سے کہدینا کہ تم جب لشکر صاحبقران میں جانا اگر تمھارے باپ کے پہلوان
تو انکو یہ تکیہ اور کاغذ دینا اگر وہ نہوں تو جو کوئی بادشاہ ہوا اسکو دینا چونکہ یہ کہنا بھول گئی تھی صرف اتنا کہا تھا اگر جبرئیل
وہ کاغذ بھی پیش کیا بادشاہ نے موم جامہ اسکا علحدہ کرکے اسے جو کھولا کیا تو وہ مضمون مرقوم پایا یا صاحبقران کو
دکھایا پس صاحبقران نے ملاحظہ کرکے خزانچی سے فرمایا کہ دیکھو خزانے میں کوئی اس قسم کا تکیہ ہے اور موم جامہ کیا
ہوا کاغذ رکھا ہے چونکہ وہ خزانچی تو مر چکا تھا اسکی اولاد میں تھا اسنے تلاش کیا تو ایک صندوقچہ میں رکھا تھا کہ اسپر لکھا
جلی یہ تحریر تھا کہ یہ امانت پہلوان عادی کی ہے اور صندوقچہ پر پہلوان عادی کی مہر لگی تھی یہ دیکھکر وہ خزانچی اس صندوقچہ کو
اٹھا لایا اور عرض کیا کہ ایک تکیہ تو نہیں لایا یہ صندوقچہ موجود ہے اسپر یہ تحریر ہے کہ یہ امانت پہلوان عادی اسکو خود
ملاحظہ فرمائیں صاحبقران نے صندوقچہ لیکر اسکو کامہ سے کھولا گو اسکی کلید نہ تھی مگر خزانچی کو نشان [illegible]
تھا اس میں سے ایک کامہ سے وا کیا اسکو دیکھا تو اسکے اندر سے ایک تکیہ اسکے ساتھ کا اور ایک کاغذ موم جامہ کیا ہوا رکھا تھا اسکو
جو کھولکر دیکھا تو اسمیں بھی وہی مضمون تھا جو کہ اس کاغذ میں تھا بلکہ اسقدر اور زیادہ تھا کہ فلاں تاریخ میں اس جزیرہ میں پہنچا
اتنے عرصہ تک میرا علاج کیا گیا فلاں تاریخ مجھکو غسل صحت کا اسنے کیا ہو فلاں تاریخ میں نے دیو کو قتل کیا اور قیصر کو مسلمان
کیا اور کل اہل جزیرہ کو فلاں وقت میں میرا عقد ہوا اور میں اس سے ہمبستر ہوا وہ مجھسے حاملہ ہوئی تھی یقین ہے کہ لڑکا یا لڑکی
ہو میں اسکے ساتھ کا ایک کاغذ لکھکر اپنی زوجہ کو دے آیا ہوں تاکہ نشان رہے جب وہ آوے تو کوئی کہ وقت اسکی شناخت
میں نہ واقع ہو اسی سبب سے میں نے ایک تکیہ اور اسی مضمون کا کاغذ لکھکر خزانہ شاہی میں رکھا ہے جو کہ میں لکھکر اپنی
زوجہ کو دے آیا ہوں پس لازم ہے مجھکو اور جو کوئی اسوقت میں صاحبقران یا بادشاہ ہو خواہ میں ہوں خواہ نہوں جو یہ تکیہ
اور کاغذ لاوے اور اس کاغذ اور تکیہ کے مطابق ہو خواہ وہ قسم ذکور سے ہو خواہ اناث سے گر مسلمان ہو تو میرا فرزند خواہ دختر
تصور کیا جاوے اگر کافر ہو تو اسکو زیر کرکے مسلمان کیا جاوے اگر وہ مذہب اسلام قبول کرے تو بہتر اور اگر قتل کرنے کی
قدرت ہو اور مذہب اسلام نہ قبول کرے تو قتل کیا جاوے بحالت کفر ہرگز زندہ نچھوڑا جاوے پس جب یہ مضمون صاحبقران
و بادشاہ پر ظاہر ہوا تو صاحبقران اور بادشاہ نے فرمایا کہ اے اہل دربار یہ لڑکا عادی کا ہے یہ سنکے جبرئیل اپنے دلمیں
بہت خوش ہوا اور شکر اپنے پروردگار کا کیا کہ بادشاہ نے مجھکو بھی پہچان لیا پھر جبرئیل نے کرسی پر

انکا بادشاہ کی قدمبوسی کی بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اسکے بعد صاحبقران کی قدمبوسی کو بڑھا صاحبقران
نے سر اٹھا کر سینہ سے لگایا پھر ایک ایک سردار سے ملا سب نے گلے سے لگایا شفقت سے ہر ایک پیش آیا خواجہ عمران
بہت خوش ہوئے ہو کہ عزیز تھے اور اولاد عادی تھی [illegible] پوشاک پہنے آئے کہا کہ کچھ انعام دو تمہارے نانا نے
کہا ایک شخص آیا ہے مقام خوشی ہے ہر ایک شخص خوش ہو کر خواجہ کو انعام دیا ادھر خواجہ نے صاحبقران و بادشاہ
سے لیا بادشاہ و صاحبقران نے جزیل کو خلعت دیا وہ بہت خوش ہوا عرض کیا کہ میں اپنا لشکر جو کہ لشکر حضور سے
الگ ٹھہرا ہوا ہے لاؤں تو حاضر ہوں صاحبقران نے فرمایا شوق سے جاؤ یہ رخصت ہو کر بارگاہ سے نکلکر
لشکر میں آیا صاحبقران و بادشاہ و سرداروں کی بہت تعریف کی اور بارگاہ کی آراستگی کی اور حکم دیا کہ لشکر چلے
یہ لشکر کو لیکر لشکر صاحبقرانی میں آیا ادھر خواجہ کو حکم صاحبقران ہوا کہ جزیل کے لشکر کو جا سے مناسب پر
اتارو خواجہ بارگاہ سے باہر آئے اتنے عرصہ میں جزیل کا لشکر آچکا تھا کہ خواجہ نے لشکر کو اتارا خیمہ وغیرہ برپا
ہونے لگے جزیل لشکر کو اتار کر پھر بارگاہ میں آیا یہاں صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ حضور کیا اچھی بات
ہوئی کہ میں اتالیہ بارگاہ کا دیکر جزیل کو روانہ کرونگا جب جزیل آیا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اے جزیل تمہارے
باپ بھی داروغہ بارگاہ تھے تمکو بھی داروغہ بارگاہ کیا اور جو کہ درگ سالار تھے وہ بھی تمہارے خاندان
تھے اسی پیشا انکو تمہارے ماتحت کیا یہ فرما کر خلعت داروغگی بارگاہ کا دیا سب سردار بھی جزیل کے ہمراہ بارگاہ میں
آئے تھے جسمیں طالب وزیر اور عمود عاد تھا اور جو سردار تھے جب خلعت ملا تو خواجہ نے جزیل سے کہا کہ
مبارک ہو کچھ خوشی میں پیش کرنا چاہیے جزیل نے خواجہ کو انعام دیا صاحبقران نے درگ سالار کو طلب
فرمایا کہ میں نے آپکو داروغہ بارگاہ کیا تمکو انکا ماتحت کیا افسوس ہے کہ سب عادی نہیں ہیں ورنہ وہ بارگاہ
کے داروغہ تھے یہ منصب انکا تھا مگر وہ ہمراہ صاحبقران کے [illegible] ہیں دیکھا بہت گاہ لشکر تھے
کیونکہ وہ لشکر دہ تھے انکے سبب سے [illegible] لشکر کی [illegible] آگے میں نے وہی مرتبہ عنایت
کیا ہے یہ سنکے بادشاہ نے فرمایا کہ شکر خدا ہے کہ یہ منصب اسی خاندان میں رہا گو کہ اسی خاندان میں تھا مگر اب
اس مرتبہ کا آدمی آگیا جو کہ عادی کا مرتبہ تھا [illegible] صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ لشکر میں
منادی کرا دو کہ کل یہاں سے کوچ ہوگا [illegible] جب جشن ہو چکا اور
قرار پا چکی تو اس نے عرض کیا میں رخصت ہوتا ہوں کیونکہ شہر کو آباد کرنا ہے [illegible] لشکر وغیرہ کو لے آؤں صاحبقران
نے اسکو رخصت کیا وہ اسی دن رخصت ہو کر [illegible] گیا یہاں منادی ہوئی لشکر میں منادی کہ کل صبح
لشکر کا کوچ ہوگا کوس سفری پر چوب پڑی نقارہ کوچ بجا یہ خبر لشکر میں مشتہر ہوئی کہ کل یہاں سے کوچ ہوگا یہ خبر
جو لشکر میں پھیلی تو سب اپنا اپنا بندوبست کرنے لگے اسباب بار کرنے لگے ادھر بارگاہ کا اتالیہ کیا گیا ہر سوار و پیادہ
نے اپنا اسباب باندھکر درست اور تیار کیا سب لشکر میں بندوبست ہو گیا وہ رات گذری سحر ہوئی صاحبقران
و بادشاہ بیدار ہو کر باہر تشریف لائے سب سردار حاضر ہوئے جزیل بھی حاضر ہوا جو بارگاہ میں اور خیمہ وغیرہ بار ہونے سے
رہ گئے تھے وہ بار ہوئے ادھر لقین بھی رخصت ہو گیا تھا وہ [illegible] مع لشکر خیمہ وغیرہ کر اپنے وزیر کو حاکم
کر کے تھوڑا سا لشکر چھوڑ کر طرف لشکر صاحبقران کے ملا تھا وہ دونوں سردار بھی مع اس لشکر کے ہمراہ
لقین کے تھے اسنے کل ہی جا کر تیاری لشکر کا حکم دیا تھا اور بارگاہ وغیرہ کل ہی سے نکلکر بار ہو چکی تھی یہ بھی
آکر پہونچا صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا جب سب لشکر تیار ہو چکا تو صاحبقران نے جزیل کو حکم دیا کہ تم
آگے مع بارگاہ کے روانہ ہو پس اسوقت جزیل اپنا لشکر لیکر اور اتالیہ بارگاہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا وہ درگ سالار بھی مع [illegible] لشکر
ہزار کے ہمراہ جزیل ہوا تھوڑی [illegible] ایک لاکھ کے سوار و پیادے ہیں ہمراہ اتالیہ بارگاہ کے اسکے بعد صاحبقران نے

مع کل لشکر کے کوچ فرمایا مع خیمہ و خرگاہ وغیرہ اور بارگاہ بھی ہمراہ لشکر ہیں پیش خیمہ بھی جو کہ آگے روانہ ہوا ہے طلیعہ
بھیجا گیا ایک منزل کا فاصلہ سے پیش خیمہ آگے روانہ ہوتا تھا مگر صاحبقران نے آج ہی پیش خیمہ روانہ کیا اور خود بھی
مع لشکر و بادشاہ کے کوچ فرمایا سب سامان تھا کہ سرخ و سبز نشان کھلے ہوئے باجے جنگی بجتے [illegible]
سواروں کے غول کے غول پیدلوں کے [illegible] جاتے تھے لشکر تھا کہ سمندر کی موج تھی قریب ایک کروڑ کے سپاہ تھی
چوبداران کو یہ حکم تھا کہ ایک منزل کے فاصلہ پر جا کر قیام کرنا وہ بہت جلد بارگاہ کو لیکر چلا گیا صاحبقران لشکر لیکر
خوشی خوشی طرف سمندر کے کوچ فرماتے ہیں راہ طے کرتے ہوئے جاتے ہیں انکو راہ میں رکھا جاتا ہے اور حضرت کل
کو بھی اب کچھ حال ہمراہیان غزالان اور ان فراریوں کا لکھا جاتا ہے جو کہ شہر یقینیہ سے فرار کر گئے تھے اسکے بعد
انشاء اللہ پھر یہی داستان تحریر ہوگی +

شمہ حال ہمراہیان غزالان کا انکا جا کر سمندر جادو کو غزالان کے حال کی خبر کرنا سمندر و گلاب کا
اسکا غم کرنا اسکے امور تعزیت سے فراغت کر کے پھر نامہ تحریر کرنا اور تاکید کرنا کہ بہت جلد آؤ کہ ان
لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو برای مدد کے طرف یقینیہ کے گئے تھے اور بیان کرنا کہ یقین نے مذہب اسلام
قبول کر لیا تمام شہر خدا پرست ہوا بلکہ وہ سردار بھی مع لشکر خدا پرست ہوئے جو کہ حضور نے ہمراہ
مدد یقین روانہ کیے تھے صرف ہم لوگ نہیں مسلمان ہوئے اور موقع پا کر آپکی خدمت میں حاضر ہوئے
کہ آپ کو خبر کریں یہ سنکے سمندر کا عشاق سے کہنا کہ اوستاد کیا کیا جاوے اسکا دریافت کر کے سمندر کا
کہنا کہ وہ طرف سے ان ملکوں کے ادھر کو آتا ہے کہ جدھر ساحروں کی عملداری ہے لہذا ان سب کو
بتاکید تحریر کرو کہ جہاں تک ممکن ہو وہ کمک سمندر کا نامہ تحریر کرنا و دیگر حالات داستان ا

راویان اخبار خبر رنج و غم لوت صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ داستان جلد اول میں بیان
بیان ہوئی تھی کہ جب مہتر قران ثالث غزالان کو عیاری کر کے اس درہ میں ایک طرف لیکے لشکر کے روانہ ہوئے
تھے اور اسکی شکل ایک کسان کی بنا کر قتل کر کے چھوڑ گئے تھے یہ تو ادھر روانہ ہوئے تھے ادھر اسکے ہمراہی
تلاش کرتے ہوئے اس درہ میں آئے تھے لاش نقلی کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اور اسی لاش کو لیکر طرف سمندر
کے روانہ ہوئے تھے یہ بیان ہو چکا ہے اب وہی داستان بیان ہوتی ہے کہ یہ لوگ روتے ہوئے سر پیٹتے خاک ڈالتے
ہوئے راہ طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ تو ادھر کو جاتے ہیں دربار سمندر کا حال ملاحظہ ہو یہ لیک روانہ کرنے
سرداران و غزالان کے خوش بیٹھا ہے کہ لشکر اسلام میں کوئی ساحر نہیں ہے جو مقابلہ کریگا غزالان ساحرہ ہے پیرو
و ہوشیار ہے جاتے ہی پہلے اسم اعظم بند کر لیگی پھر سحر کے سب کو بیکار کر دیگی کہ یہ سردار و یقین و فوج باہم لڑکر خون
کرینگے خواہ دن کو خواہ رات کو غرض سب کو قتل کرا دیگی معلوم ہوا کہ اس مقام پر خدا پرستوں کی تباہی کی [illegible]
اقبال کا ادبار تھا یہ کیا ہی یقین کی قسمت کی تھی خبر کوئی آئی ہو تو انکی بربادی سے غرض ہو یہی ہو خدا ایک دربار سے
گفتگو کرتا ہے عشاق اپنا بندوبست کرتا ہے اور کر چکا ہے جب سمندر یہ گفتگو کرتا ہے تو عشاق یہ کہتا ہے کہ اگر ادھر
یہاں بھی آجائینگے تو جانبر ہو کر نہ جاسکینگے اگر کروڑوں ہونگے تو ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہی تقریر ہو رہی ہے [illegible]
سمندر و گلاب جادو اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھے [illegible] سنا کرتا ہے مگر یہی خیال ہر وقت رہتا ہے کہ دیکھیے کب [illegible]

خرابی یہ ہی کہ عیاروں سے سامنا ہی وہ لوگ بلا کے ہیں جیسے والد اپنے پر دست ساحر کو قتل کیا سوان و ماہیان ایسے
ساحران نامی کو مارا دریاے سبز رنگ برباد ہوا تو یہ تیسا ہی خداوند تصویر اسکی جان بچا ہی لا کر ہیسے بلا ہیں تو ہم کیا
اسکو یہ فکر ہی جب مکان پر دربار سے جاتا ہی تو ہان سے یہ گفتگو کرتا ہی کوئی دس دن کا عرصہ گذرا ہوگا کہ یہ دربار
میں بیٹھا ہوا ہی سمندر اپنے تخت پر عشاق اسکے برابر کرسی پر بیٹھا ہی اور ساحروں سے کچھ ذکر اہل اسلام کا
ہو رہا ہی عشاق کہہ رہا ہی کہ جو ساحر قتل ہوئے وہ اپنی نادانی سے قتل ہوئے کسیکو عقل نہ تھی اگر ہم یار ہیں
تو کیا کرینگے دیکھنا کہ جب وہ یہاں آئینگے تو کیا بلائیں نازل ہوتی ہیں اور کیونکر قتل ہوتے ہیں اور عیاری کیا کام
دیتی ہی کہ وہ لوگ روتے پیٹتے ہوئے معہ نعش لاش غزالان کی لیکے چلے تو شہر میں پہنچے راہ طی کرکے دربر دولت پہ
آئے اور اندر چلے انکے رونے کی صدا جو گلاب سمندر کے کان میں پہنچی تو سمندر نے کان کھڑے
کیے اور عشاق سے کہا کہ استاد ذرا توقف فرمائیے اور سنیے کہ رونے کی صدا در دولت کی طرف سے کیسی کی
آتی ہی دراصل صدا ایسی ہی کہ کچھ اور شور و غل ہی یہ سنکے عشاق خاموش ہو رہا سمندر نے اہل دربار سے
کہا کہ ذرا تم بھی سنو کہ گلاب نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہیں میرے بھی کان میں آئی ہی بلکہ میں کیا عرض کروں
کہ اس صدا کے سننے سے میرے قلب کی کیا حالت ہی بہت بیقرار ہو خداوند تصویر خیر کرے کوئی خبر بد سننا میں
یہی تقریر ہو رہی تھی کہ وہ لوگ سامنے سے ارتھی لیے ہوئے نمودار ہوئے اب جو سمندر و عشاق و گلاب و
دیگر اہل دربار نے دیکھا تو پایا اور پہچانا کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو کہ ہمراہ ملکہ غزالان کے براسے مدد لشکر میں خود بید
شہر یقیناً گئے تھے کہ کیا آفت آئی کہ یہ اس حالت سے آتے ہیں اور یہ ارتھی کسکی ہی گلاب نے جو انکو دیکھا
تو سمندر سے کہا کہ خداوند اس ارتھی کو دیکھکر میرا قلب پھٹا جاتا ہی اور کلیجہ منہ کو آتا ہی مجکو غزالان کی خیر نہیں
معلوم ہوتی ہی سمندر نے کہا کہ ایسی بدشگونی نہ نکالو خداوند اسکو زندہ رکھیں یہ اور کسیکی ارتھی ہوگی کہ یہ لوگ
اسکے ہمراہیوں میں سے ہیں امر ساسے یہیں یقین ہو سکتا ہی کہ کوئی آفت اسپر آئی ہو کوئی اور مر گیا ہوگا ملکہ نے روانہ
کردیا ہوگا کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں ہی پریشان نہو دوسروں کو اپنے ہمراہ پریشان نہ کرو کیا دیر ہی وہ
لوگ آتے ہیں کوئی دم کی دیر ہی کہ ثابت ہوا جاتا ہی کہ وہ سب کے سب قریب ایوان کے آئے انہیں سے چند ساحر
ارتھی لیکر دربار میں آئے ارتھی قریب تخت سمندر جادو کے رکھدی اور یوں عرض کرنے لگے کہ خداوند ہم لٹ گئے
ہم کو قزاق اجل نے صحراے لق و دق میں لوٹ لیا ہم کیا تدبیر کریں یہ کہکر رونے لگے اور اپنی جان کھونے لگے ا
رونے سے سمندر و گلاب و عشاق و کل اہل دربار کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے کہ سمندر نے انسے
کہا کہ کچھ حال تو صاف طور سے بیان کرو کہ کیونکر لٹ گئے یہ ارتھی کسکی ہی کون مر گیا ہی انھوں نے کچھ جواب بھی نہ دیا
اسی طور سے رو رہے تھے تو سمندر نے برہم ہو کر کہا کہ ای حرامزادوں روئے جاتے ہو کچھ بیان نہیں کرتے جب
سمندر نے برہم ہو کر کہا تو انکی رقت کم ہوئی اب وہ لوگ اپنے حواس درست کرکے کھڑے ہوئے کہ گلاب نے
کہا کہ پہلے ملکہ غزالان کی خیر بیان کرو کہ وہ خیریت سے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم بیان کرتے ہیں یہ کہکر انھوں نے
یہ بیان کیا کہ ہم ملکہ غزالان کے ہمراہ روانہ ہوئے تین شبانہ روز برابر چلے گئے چوتھے روز وقت قریب دوپہر ملکہ ایک
صحرا میں اتریں چونکہ وہ صحرا نہایت پر فضا تھا ہمکو بھی اترنے کا حکم فرمایا اب سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ میں بیٹھی ہوں
انھوں نے کہا کہ چونکہ تین دن کے تھکے ہوئے تھے اور ملکہ بھی پریشان تھیں تخت سے اتر کر ٹہلنے لگیں ہم سبکو حکم
فرمایا کہ تم لوگ بھی راحت لے لو کچھ کھا پی لو ابھی کوچ کرینگے تو لقیہ میں جا کر دم لینگے کیونکہ اب یقیناً کوئی آیا اسے ان
کی راہ سے ہوگا ہم لوگ بھی اترے کھانا پکانے لگے جب کھانا پک چکا تو کھانے بیٹھے لگے ملکہ سیر صحرا کرتی ہوئی
ایک طرف کو چلیں لیکن ہم لوگ اپنے کام میں مصروف تھے جب بہت عرصہ گذرا اور وقت کوچ کرنے کا آیا ہمنے خیال کیا کہ ملکہ

کرنے تشریف لیگئی ہیں ابھی تک واپس نہیں آئیں اسکا کیا سبب ہے ہم چند آدمی تلاش کرتے ہوئے چلے اس صحرا میں
ایک درہ تھا کہ اسکے اندر گئے کہ گلاب نے یہانتک سنکے کہا کہ تم اپنی حالت بیان کرنا پہلے یہ بتاؤ کہ ملکہ خیریت سے
ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم وہی حالت بیان کرتے ہیں آپ سماعت فرمائے جب یہ سنکے گلاب خاموش ہو رہا
کہ انہوں نے کہا کہ ہم جو اس درہ میں پہونچے اور سیر کرتے ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے ایک مقام پر جو پہونچے
تو دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہے اور الگ ہی سر الگ ہے اسکے برابر ایک کاغذ پڑا ہے سمجھے وہ کاغذ اٹھا کر دیکھا اسمیں یہ تحریر تھا
کہ یہ لاش عز الالان جادوگنی ہے میں نے اسکو عیاری کرکے قتل کیا ہے کیونکہ یہ جاتی تھی ملکہ کی شکل میں خدمت میں
کے اور جاکر خدا پرستوں کو پریشان کرتی اس سے میں نے راہ میں عیاری کرکے قتل کیا میرا نام صاحبقران ہے
اسی طور سے ہم میں سمندر جادو کو قتل کرونگا یا جو کوئی ادھر آئیگا اور یہی آکر انہوں نے مضمون بیان کیا کہا اب جو غور
کرکے دیکھا تو دراصل ملکہ کی لاش تھی اب ہمارے ہوش و حواس جاتے رہے رو رو کر اپنی جان کھونے لگے جتنے سمندر کے
لوگ اس درہ میں گئے تھے وہ سب جمع ہوئے لاش کو اٹھا کر باہر درہ کے لائے باہم صلاح کی اب کیونکر شہر کو
جائیں آکو خبر کریں یہ تجویز کرکے لاش لیکر آپکی خدمت میں آئے اس ارتھی میں ملکہ کی لاش ہے اور وہ کاغذ یہی ہے ناظرین
پر واضح ہو کہ قران اسے یہ رقعہ لکھکر ڈال گئے تھے یہ حال سمندر و عشاق و گلاب و اہل دربار نے سنا اسکا ایسا
صدمہ ہوا کہ بہت سے لوگوں کو سکتہ ہوگیا بہت سے چیخیں مار کر رونے لگے بہت اپنا سر پتھر سے ٹکرانے لگے
تو واسطے ایسا صدمہ ہوا کہ وہ تو بیخود ہو کر گر گیا اور نعرے مار کر رونے لگا گلاب نے ہائے کا نعرہ کرکے اپنے کو تخت
پر سے گرا دیا تمام دربار ماتم کدہ ہوگیا عشاق بھی رویا مگر مرد جہاندیدہ ہی ساحر زبردست ہی عقل سے کام لیا تھوڑا
گریہ کرکے خاموش ہو رہا مگر اہل دربار میں کہرام ہی اپنے سبکو منع کیا اسکے منع کرنے سے سب خاموش ہوگئے مگر
گلاب و سمندر کی رقت کم نہیں ہوتی ہے گلاب کی تو زبان پر یہ بین ہیں کہ بہن میری کدھر گئیں مجھکو اکیلا چھوڑ گئیں
افسوس تمنے باغ جوانی کا کوئی پھل نہ پایا تمہارے باغ جوانی میں کوئی شگوفہ امید نہ کھلا کیسی حسرت و ارمان دنیا سے لیگئیں
کوئی اس عمر میں نہ مرے ابھی کیا عمر تھی صرف سولہ یا سترہ برس کا سن تھا کہ سفر کر گئیں ہائے کیسی خزاں آئی کہ پوری
جوان بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ کلیاں ہی جل گئیں باغ جوانی میں آکر گل رنج کو چن لیا باغبان اجل نے نخل جوانی کو قلم کیا ہائے کوئی
شاخ نمایاں پھولی نہ پھلی ہمکو روتے کو چھوڑ کر گئیں والد نے یوں انتقال کیا میرا گھر تو برباد ہوگیا اب میں کسکو عز الالان کہکر پکارونگا
میری امید قطع ہوگئی ایسی صاحب الفت بہن مجھکو کہاں ملیگی کہ باپ کی جگہ نہ قبول کی مجھکو دی ہائے جسدن آئی تھی
کس شان و شوکت سے آئی تھی تیری تصویر آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے میں کیا خبر لیکر والدہ کے پاس جاؤں انکی پیری کا
سہارا تھیں والدہ کو جب خبر ہوگی تو اپنے کو ہلاک کرینگی یقین ہے کہ اس غم میں مر جائینگی ہائے کیسی تباہی اس گھر پر آئی
یہ بین کرکے قریب تھا کہ گر جائے اور ہائے کا نعرہ مار کر گرا اور بیہوش ہوگیا سمندر کی زبان پر یہ بین تھے کہ ای ملکہ عز الالان
ہماری آس کو توڑ گئیں ہمکو حسرت چھوڑ گئیں افسوس جو دل میں تھا وہ نکلنے نہ پایا کیسی مصیبت ہے اور آئی ہے کہ
سوا اسکے رنج و غم کے کوئی خبر اچھی نہیں آتی ہے جو کوئی ادھر جاتا ہے قتل ہوکر آتا ہے یہ کیا آفت ہے یہ بیان کرتا ہے اور روتا ہے اسکو
بڑا صدمہ یہ تھا کہ یہ عز الالان پر عاشق تھا اگر اسنے قصد کیا تھا کہ آفتاب سے طلب کروں مگر موقع نہ پایا تھا کہ اسی
عرصہ میں آفتاب قتل ہوا اسنے قصد کیا تھا کہ خود اس سے درخواست کروں اسکو باپ کے غم سے فراغت ہو
تو کہا جائے کہ سمتران و باسبان کے مرنے کی خبر آئی یہ اس آفت میں مبتلا تھے اب کب توقع تھا کہ ایسی تقریر کرے
تو اور فکر ہوگئی کہ صاحبقران کی خبر آئی اسنے اب یہ خیال کیا کہ جب ہم خدا پرستوں سے فراغت ہوگی تو میں درخواست
کرونگا اس امید پر تھا کہ دیکھا اسکا دل ٹوٹ گیا امید جاتی رہی دوسرے ساحرہ زبردست تھی علاوہ اسکے
بہت خوبصورت تھی لہذا یہ خیال کرکے روتا تھا اور جان کھوتا تھا عشاق نے دیکھا کہ سمندر روتے روتے بیدم ہے

ہلاک کرینگا سمندر کے قریب آکر کہا کہ کیا تو دیوانہ ہوا ہے جو اپنی جان دیتا ہے کوئی بھی ملازم کے لیے اسقدر بیقرار ہوتا
ہے پس جو اس درست کر یہ کہا کہ عورتون کی طرح رونے لگا ارے پھر کیون جوانمردی ہے کہ تخت پر بیٹھا ہے اب جو تو رویا
تو یاد رکھ مین چلا جاؤنگا عشاق نے جو یہ تقریر کی تو کچھ خیال سمندر کو آیا خیال کیا تو کیون روتا ہے صرف محبت
تھی اور نیز قصد تھا کوئی تیری وہ معشوقہ نہ تھی اگر نہ قبول کرتی تو کیا ہوتا یہ خیال کرکے عشاق سے کہنے لگا
کہ اوستاد مین اس امر پر روتا ہون کہ کیسی جوان تھی ہو جب مصر عمر آن ناہم سخت سست گو بندہ جوان ہے ورنہ
ہمکو کیا تھا صرف اسکی جوانی پر رحم آتا ہے اور ترس کہ مفت مین جان گئی کیون اوستاد یہ لوگ کیسے بیرحم ہین کہ انکو
جوانی پر رحم نہ آیا نہ صورت پر کیسی بھولی بھولی صورت تھی بڑے سخت قلب کے آدمی ہین اسے خداوند ہی بچانے
اور بڑے سفاک ہین کہ کوئی انکے ہاتھ سے بچا ہی نہین ہے جس طرح سے چاہا قتل کر ڈالا اب تو مجکو اپنی جانکا بہت خوف
ہے خداوند ایسا کرین کہ انکو نہ قتل کیا ہو عشاق نے کہا کہ تم پریشان نہو یہان اگر زندہ رہنا دشوار ہے تو دیکھ
لینا یہ کہکر سمندر کے آنسو پونچھے اور کہا کہ اے سمندر غم نہ کر مین نے تیری محبت مین اپنے مقام کو ترک کیا
پھر دنیا پر آیا ورنہ مین نے تو گوشہ نشینی اختیار کی تھی مگر تیری الفت نے ناچار کر دیا مین تو تیری الفت مین
جانتک کہ اگر مصیبت پڑے تو ہون اور تو یہ رنج ایسا کرے کہ کوئی مرگیا اپنی جان دیے بیٹھا ہے یہ کر فسادلی ہی لیس
اب ایسی حرکت نکرنا یہ سنکے سمندر ذرا ہوش ہوا اب جو دیکھا تو گلاب کو اسکی لاش کے قریب بیہوش پایا حکم دیا
کہ اسکو ہوشیار کرو اور رکھو کہ لاش کو لیکر اپنے مکان پر جائے اسکی اول منزل کرے یہ سنکے لوگون نے گلاب
کو ہوشیار کیا بڑی مشکل سے ہوش آیا مگر اسے جو ہوش آیا تو پھر وہی رونا اور پیٹنا سمندر نے کہا کہ ہمارے
پاس لاؤ لوگ اسکو اٹھا کر سمندر کے پاس لیگئے سمندر نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی گلاب اب رونے
سے کیا حاصل جو ہونا تھا وہ ہو گیا کوئی رونے سے واپس تو آئیگی نہین وہ خدمت خداوند سامری مین ہو چکی ہین
بس اب صبر کرو انکی اول منزل کی تدبیر کرو یہ خبر یا نسیم بیان کرو یہ سنکے گلاب نے کہا اگر آپکی رائے ہو تو مین
اس لاش کو لیکر مکان پر جاؤن ماں کو بھی آخری دیدار دکھا دون یہ سنکے سمندر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے پس گلاب
سمندر سے رخصت ہو کر اور ارتھی کو اٹھوا کر دربار سے باہر آیا اپنے ملازمون کو اور عزاداران کے ملازمون کو
ہمراہ لیکر سر و پا برہنہ روتا خاک اڑاتا چاک گریبان مکان کیطرف چلا اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہان جب گلاب لاش
کو لیکر چلا گیا تو وہ حالت کم ہوئی سمندر نے ان ساحرون کو روبرو طلب کیا اور پھر حال دریافت کیا وہ پرچہ جو ہو
تو قلمبند تھا وہ حال تحریر تھا جو کہ بیان کیا گیا ہے یہ بھی تحریر تھا کہ سمندر یاد رکھنا سبب لشکر اسلام اگر تو نہ پہنچیگا تو جان
بچانا دشوار ہوگا مین آگاہ کیے دیتا ہون اسی طور سے تیرا بھی ایک روز خاتمہ ہے ورنہ تو بت پرستی سے توبہ کر کے
ترک کر اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہو آئندہ اختیار ہے یہ تحریر دیکھکر یقین کر لیا کہ یہ لوگ بڑے غضب کے
ہین عشاق سے کہا کہ تم دانے تحریر دیکھی عشاق نے کہا کہ جب آئینگے تو معلوم ہوگا ابھی تو کچھ چاہین تحریر سر کرین
عشاق نے ان لوگون سے پوچھا کہ تمنے یہ بیان کیا کہ ہم لوگ تلاش کرنے گئے مگر کوئی علامت سحر سے ہمکو معلوم ہوا کہ
تلاش کرنے چلے تھے انھون نے جواب دیا کہ خداوند ہمکو کوئی علامت سحر نہین معلوم ہوئی نہ سیاہ آندھی آئی نہ تاریکی
ہوئی نہ برق چمکی نہ برف باری ہوئی نہ سنگ باری نہ پری دیو کی صدا آئی نہ اور کوئی علامت سحر ظاہر ہوئی کہ جس سے
ہمکو خبر ہوتی ہم تو صرف خود تلاش کرنے لگے تھے کیونکہ جو وقت انھون نے وہان سے کوچ کرنے کا مقرر کیا تھا تب ہمکو خیال
ہوا اور تلاش کیا ہم خود پریشان تھے کہ یہ کیا سبب ہے کہ کوئی علامت سحر کی ظاہر نہوئی کہ جس سے ثابت ہوتا
کہ فلان شخص قتل ہوا اسکا کیا سبب ہے یہ تصور کر لیا تھا اور دراصل یہ امر تھا کہ وہ درہ کوہ اس مقام سے بہت
دور تھا اور وہ پہاڑ بھی بہت بلند تھا اس سبب سے نہ ظاہر ہوا عشاق نے یہ سنکے کہا کہ جانے دو جو ہونا تھا ہو چکا ہے قریب تھا

مرنے کی ساحر کے ضرور ظاہر ہوتی ہے یہ کوئی بات نہیں ہے کیوں تمہارے دربار میں اسے سمندر آپکے ہاتھ سے کچھ
تیاری کی کوئی چیز آئی یا نہیں سمندر رند نے جواب دیا کہ جی میرے دربار میں کوئی چیز نہیں ہے ہاں شاید آپنے اپنے رہنے
کے مکان میں خواہ باغ میں کوئی علامت رکھی ہو اسکی بابت بھائی کو معلوم ہو آپنے دریافت کیا جائیگا عشاق نے
کہا کہ ضرور ہے کیونکہ یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ جب کوئی ساحر سحر سے کوئی چیز بناتا ہے اور وہ قتل ہوتا ہے خواہ مرتا ہے تو وہ طلسم
اسکے مرنے کے برباد ہوجاتا ہے جیسے کہ دریائے عنبر رنگ ہے دیگر عمارات جو کہ شہر کی ہوئی سحران و ماہیان کی کشتی اور انکو
لازم ہے کہ جسقدر ساحر زبردست تیرے ملک میں ہوں آپنے ایک ایک چیز اتنی سحر سے طیار ہو کر وہ بروقت کے موجود رہا
جب کہ وہ کسی مہم یا کام پر جائیں تاکہ وہ اگر قتل یا اپنی قضا سے مریں تو اسی سے ثابت ہو جاسکے کہ اسقدر پریشانی حاصل نہو
سنکے سمندر رند نے جواب دیا کہ آپنے تدبیر تو خوب فرمائی ہے اب میں یہی حکم دونگا اور جو ساحر دیگر ممالک سے آئینگے انسے
بھی یہی فرمائش کر دونگا اب اسوقت تو موقع نہیں ہے کہ دریافت کیا جاوے وہ خود اسی ہوا میں نہیں ہیں جب انکے حواس
درست ہونگے تو دیکھا جائیگا عشاق نے کہا کہ اچھا کوئی مضائقہ نہیں ہے پس بعد تھوڑے عرصہ کے سمندر رند نے دربار
برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے عشاق اپنے مقام پر گیا سمندر رند نے محل میں جا کر اپنی دختر سے کہا کہ اے بیٹی
تمہاری سہیلی اور ہمسن غزالان آہو چشم کو بھی عیاران لشکر اسلام نے قتل کیا بلکہ یہ بھی بات کی زبانی سنا اور دریافت
کیا کیونکر گیا وہ لوگ یہاں آگئے سمندر رند نے تمام قصہ بیان کیا بلکہ یہ کہا کہ یا جان اسکی جان آپنے لی ہے
روانہ کرتے نہ وہ جاتی نہ قتل ہوتی سمندر رند یہ سنکے خاموش ہو رہا بلکہ بڑا صدمہ ہوا اسدن کھانا نہیں کھایا سمندر دختر
کو تو اسی فکر میں رکھا جاتا ہے کہ وہ محل میں ہے مگر اب اسکو بڑی فکر ہے کہ دیکھئے ان عیاروں سے کیونکر جان بچتی ہے یہ سب
بلا کے ہیں انہوں نے جب دریا میں جا کر سحران اور ماہیان کو قتل کیا تو میری کیا اصل ہے میں تو صاف میدان میں
بیٹھا ہوں آتے ہی لقمۂ اجل ہونگا یہ تو اس فکر میں تھے ادھر گلاب جو لاش لیکر طرف مکان کے چلا تھا تو اسکی یہ حالت تھی
کہ قدم قدم پر بیٹھ جاتا تھا اور روتا تھا اور نعرے مارتا تھا لوگ ہاتھوں ہاتھ لیے ہوئے تھے ارتھی کے قریب تھا اسکا
حضورت سے چلا جاتا تھا یہ تو مکان کی طرف رواں ہے ادھر اسکی ماں بھی روتی ہوئی اپنے مصاحبوں سے گفتگو کر رہی
تھی کہ آج کئی دن ہوگئے میں نے اپنی پیاری دختر غزالان کو نہیں دیکھا کہ وہ کیسی ہے کیا کہوں اس نوکری نے ایسا
مجبور کر دیا انکا نمک کھاتی ہوں اگر انکے حکم کی تعمیل نہ کروں تو نمک حرام قرار پاؤں تعمیل کرنے میں یہ نقصان ہے کہ اپنی
بیٹی کے واسطے بیقرار ہیں بیٹی کے واسطے اسکی نمک حرامی کے خوف سے میرے شوہر کی جان گئی دیکھو سہراب نے
نمک حرامی کی اب تک زندہ ہے جو نمک حلالی کریگا اسکا انجام بھی ہوگا خداوند میری لڑکی کی خیر خبر سنائیں
مصاحبوں نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہوں انکی خیر خبر بھی آئیگی ہی یہ کہہ رہے تھے کہ گلاب اسکی لاش
لیکر پہنچی کہ اسکے کان میں صدائے گریہ پہنچی کہ ملکہ کی ماں یہ صدا سنکر پریشان ہوئی کہ یہ رونے کی صدا کہاں سے
آتی ہے مصاحبوں نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ رونے کی صدا گلی سے آتی ہوگی آپ باتیں کریں یہ سنکر ملکہ نے صبر
کرنا شروع کی کہ وہ صدا قریب سے آنے لگی یہاں تک کہ یہ معلوم ہوا کہ یہ صدا میرے گھر کے دروازے پر سے آتی
ہے اتنے میں ملکہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ صدا تو میرے مکان کے دروازے پر سے آئی ہے یہ کیا ہوا اتنے ہی ابھی
یہی گفتگو کر رہی تھی کہ دیکھا کہ گلاب سیاہ لباس پہنے سر برہنہ خاک سر پر ڈالے ہوئے نظر آئے اور اسکے چہرے کی یہ
حالت دیکھی گھبرا کر دوڑی اور بیتاب ہو کر پوچھنے لگی کہ کیوں اے فرزند یہ کیا حالت ہے کچھ بیان تو کر گلاب نے ایک نعرہ مارا
اور اپنی ماں کے قریب آ کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا ملکہ نے دوڑ کر اسکا سر زانو پر رکھا گلاب کو ذرا اٹھا کر جھنجھوڑا
کہ اسکو ہوش آیا ماں نے پوچھا کہ اے فرزند بیان کر گلاب نے کہا کہ ہائے غزالان آہو چشم کو کسی نے کہاں قتل
کون کہاں کسنے دغا سے مار ڈالا ہم نے تمہاری لاش لائے ہیں جو کہا اے ماں غزالان کی پریشان ہوتی ہو

یہان ہی تو جہان ہی ایسی نوکری سے باز آئی اور جب ملازم ہو چکے تو جو مالک حکم دیگا اُسکو ضرور بجا لانا پڑیگا کیونکہ نمک کھایا ہے
اگر خلاف حکم کرینگے تو نمک حرام مشہور ہونگے اُنھون نے جو اُسکو سمجھایا تھا تو فی الجملہ اُسکو تسکین ہوئی کہ اتنے عرصہ مین گلاب
پہونچا ماں نے دوڑ کر گلے سے لگایا خوب روئی کہا کہ میرے چاند کو تم کہان چھوڑ آئے گلاب بھی رویا لوگون نے
ماں بیٹون کو جدا کیا دونون کی رقت کم ہوئی کہ گلاب اپنے کمرے مین آیا کیسینے اُسدن کھانا نہین کھایا کہ پھر گلاب
کو اُسی امر کا خیال آیا ماں کو طلب کیا اور ماں سے کہا کہ اماجان مجھکو ایک امر مین بڑا تعجب ہوا ہے اُس مقام پر
ماں بیٹھی ہیں اور کوئی نہین ہے. ماں نے کہا کہ کس امر مین گلاب نے کہا کہ مجھکو اس امر مین تعجب ہی کہ کیسی چیزین
غزالان کے سحر کی اسوقت نہین ہین اور سب بلکہ وہ جو بارہ دری ہی وہ اُسکے سحر کی ہی اسکا کیا سبب ہی کہ اُسکے مرنے کے بعد
وہ کیون نہ گری یا اور جو چیزین ہین وہ کیون برباد ہوئین اُسکے مرنے کیون نہ گرین یعنی اسکا کیا سبب ہی اگر
کچھ آپ کو معلوم ہو تو بیان فرمائیے ماں نے کہا کہ اے فرزند یہ امر ضرور ہی کہ جب ساحر مرتا ہی تو اُسکی بنائی ہوئی چیز ضرور
مٹجاتی ہی اب تمھارے کہنے سے مجھکو بھی خیال آیا مین کیا بیان کرون گلاب نے کہا کہ مین سحر سے دریافت کرتا ہون
اگر معلوم ہوا تو پھر اشیا اُسکے سحر سے ہی بچ رہی ہین آپنے اُسکی حالت دریافت کر دیگا مجھکو تو اب شک ہوتا ہی ماں
نے کہا کہ شک کیا گلاب نے کہا کہ یہ شک کہ وہ مری نہین ہی یا یہ چیزین اُسکے سحر کی ہی نہین ہین ماں نے کہا کہ وہ
ضرور ہی کہ یہ اشیا اُسکے سحر کی ضرور ہین ماں رہا اب اس امر مین شک کہ وہ مری یا نہین یہ مجھکو بھی معلوم ہیگا کیونکہ
لاش جلائی گئی تھی گلاب نے کہا کہ مین نے لاش دیکھی بھی نہین اور عزیزون نے جلائی مجھکو ہوش کب تھا آپنے کہا کہ
ارتھی پر تو دیکھی ہوگی جب لوگ لیکر آئے تھے دربار مین بادشاہ کے جواب دیا کہ مین تو وہان بھی نہین دیکھی صرف
اُن لوگون کے بیان کرنے سے معلوم ہوا ماں نے کہا کہ وہ لوگ کیون جھوٹ بولنے لگے کیا وہ دشمن تھی گلاب نے
کہا کہ اُنکا تو یہ بیان ہی کہ سینہ لاش درہ کوہ مین پائی کوئی اُسکو پروردہ تو قتل کیا یا نہین اور ایک کاغذ ملا اُسکا یہ مضمون تھا وہ کیا
جانتی ہی مینگی ماں نے کہا کہ وہ یہی جانتے تو مین گلاب نے کہا کہ ضرور یہی تو سبب یقین کرنے کا ہی صرف اسقدر شک
واقع ہوتا ہی اُسکو مین رفع کیے لیتا ہون ماں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی بس اُسیوقت گلاب نے اپنی جھولی اُٹھائی اور جو کچھ ہے
بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا اور ایک ماش کے آٹے کا پتلا بنایا اُسکو خوک کے خون سے غسل دیا اور جو پڑھ پڑھکر
دم کرتا ہی اور چند دانہ ماش کے اُس پر معاش نے مارے تو اُس پتلے کا تماش بدلا اُسنے صورت انسان پیدا کی
اُسنے اپنی زبان مین نشتر دیکر چند قطرے خون کے لیے اور اُس پتلے کے اوپر چھڑکا پڑھکر مارے کہ وہ گویا ہوا الصدا سے
مہیب اور کہا کہ کیون اسوقت مجھکو طلب کیا ہی اسکا کیا سبب ہی گلاب نے کہا کہ مین نے آپکو کچھ حال دریافت
کرنے کو طلب کیا ہی آپکی خوراک حاضر ہی آپ میرا مطلب بیان فرمائیں تو مین حاضر کرون یہ سنکر اُسنے کہا کہ جو
دریافت کرنا ہو جلد دریافت کرو کہ مجھکو مہلت نہین ہی گلاب نے کہا کہ پہلے آپ یہ فرمائین کہ کوئی قاعدہ ایسا بھی ہی کہ ساحر
مرجائے اور اُسکے سحر سے جو اشیا تیار ہون وہ نہ مٹین صدا آئی کہ یہ ممکن نہین ہی کہ ساحر مرے اور اُسکا سحر نہ برباد ہو جو کوئی
یہ کہتا ہی وہ بالکل کاذب ہی کبھی ایسا نہین ہوا ہی بس یہی دریافت کرنا تھا گلاب نے کہا کہ دریافت یہ کرنا ہی کہ میری
بہن غزالان برائے بدہ یقین خود سرست بحکم سمندر جادو بمقابلہ خداپرستان گئی تھی اُسکے مرنے کی خبر آئی ہی
بلکہ لاش بھی اُسکے ہمراہی لائے معلوم نہین کہ اُسکو عیارون نے قتل کیا مگر اُسکے سحر سے جو چیزین تیار ہین وہ اسوقت
موجود ہین مٹی نہین ہین اسکا کیا سبب ہی یہ سنکر وہ پتلا بہت زور سے ہنسا اور کہا کہ تم اُسکے غم مین سیاہ پوش ہو
کیونکہ گلاب نے اور اُسکی ماں نے اُسیوقت سے سیاہ پوشی اختیار کی تھی گلاب نے کہا کہ ہان ماں بھی
گلاب کی اُس مقام پر موجود تھی اور تیسرا آدمی نہین تھا پتلے نے کہا کہ لباس سیاہ اُتار دو اور تم نہ کرو غزالان
زندہ ہی مگر تمھارے کام کی نہین ہی کیونکہ مرتد ہوگئی اُسنے اپنا مذہب ترک کیا اور دین اسلام قبول کیا وہ خداپرستون کے

شریک ہو گئی ہے یہ کل کل عیاری قران کی بیان کی اور جو کچھ کہ بارگاہ میں صاحبقران کے گذرا تھا وہ سب کہا
کہ وہ لاش جو کہ تمنے جلائی تھی وہ ایک کسائی تھی کہ جسکو قران نے آسکی صورت بنا کے قتل کیا تھا یہ بھی میں خبر دیتا
ہوں کہ لشکر اسلام اس مقام پر سے کوچ کرچکا ہے یقین اور سارا شہر مسلمان ہوگیا ہے بلکہ وہ لوگ بھی جو کہ
سمندر پر سے مع لشکر کنیز یقین کی کمک کو گئے تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے ہیں انہیں سے چند لوگ بھاگ کے
سمندریہ تک آئے ہیں وہ چند روز میں یہاں پہونچینگے یہ بھی خبر دیتا ہوں کہ سمندریہ فتح ہوگا سمندر جادو
قتل ہوگا سمندریہ پر کیا منحصر ہے بڑے بڑے ملکوں پر خدا پرستوں کا قبضہ ہوگا یہاں کے ساحر سارے مارے
جائینگے جو مذہب اسلام قبول کرینگے وہ زندہ رہینگے انکا گھر بار برباد نہوگا مگر یہ کون کرے کہ اپنا مذہب ترک کرے
اگر بچگی یقین نہوتی غزالان زندہ ہوتی تو اسکے سحر سے دریافت کرلے میرے کہنے کا حال تجھپر ظاہر ہوجاتے مگر ایک امر کا
خیال رہے کہ برابر سمندریہ سے نہ کہنا ورنہ تیرے لیے خرابی ہے بلکہ وہ کل حال تجھے دریافت کریگا جبکہ تو دربار میں جائیگا
کہ غزالان کے سحر کی کوئی چیز تھی تو کہنا کہ ہاں ہے ایک درخت سرو کا تھا ایک مکان تھا وہ سب برباد ہوگیا
ہے کیونکہ بہت ابتری لشکر آنے کے بعد سمندریہ نے ان لوگوں سے دریافت کیا تھا انھوں نے کل حال کہا تھا
انھیں اسکو بھی شک گذرا اور اسکے استاد کو بھی اور باہم یہ صلاح ہوئی کہ اسکے بھائی سے دریافت کیا جائے کہ اسکے
سحر کی کوئی چیز تو نہ تھی کہ اسکے مرنے کے بعد برباد ہوئی ہو اگر تو یہ کہیگا کہ نہیں برباد ہوئی تو شاق اسوقت سحر سے
دریافت کریگا اسپر سب حال ظاہر ہوگا وہ تیرا بھی دشمن ہوجائیگا اس سے کیا حاصل کہ دوست کو دشمن کریں
گلاب نے یہ سنکے زانو پر ہاتھ مارا اور پتلے سے کہا کہ اے پتلے ساحری یہ تو بڑا غضب ہوا اسکا کیا علاج کیا
جائے پتلے نے کہا کہ علاج اسکا کیا ہے جو ہونا تھا وہ ہوگیا اب میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں میری خوراک دے یہ سنکے گلاب نے اپنی ران میں
نشتر مارکر چلو میں خون لیکر اس پتلے پر مارا اور گلے میں اسکے ڈالا کہ وہ مثل انسان کے اسکو پی گیا اب جو دیکھا
تو وہی بالش ہے آگے کا پتلہ تھا اب گلاب آکر مسند پر بیٹھا وہ غم کم ہوا ماں نے کہا کہ آپ نے سنا یہ حالت گذری
کیا نالائق حرکت اس گیسو بریدہ نے کی ہے تمام خاندان کی ناک کاٹی ارے غضب کیا کہ اپنا مذہب ترک کیا اگر ایسا
ہی تھا تو مکر کرکے چلی آئی ہوتی پتلے نے یہ نہیں بیان کیا تھا کہ اسکا عقد ہوگیا ہے نہ یہ بیان کیا تھا کہ یقین کیونکہ
مسلمان ہوا اور غزالان کیونکر اور اہل دربار کیونکر شہ گلاب نے یہ دریافت کیا تھا جو وہ بیان کرتا اس سبب سے
نہ معلوم تھا گلاب نے ماں سے کہا کہ اب بڑی خرابی ہوئی کہ یوں غزالان مسلمان ہوگئی اگر یہ معلوم ہوتا تو قتل کرواتا
تو بہتر تھا کاش مرجاتی تو یہ بدنامی نہ ہوتی یہ تو نہوتا کہ آفتاب جادو کی لڑکی گلاب کی بہن مسلمان ہوگئی
ہے خاندان بھی بدنام ہوا جب سمندر کو معلوم ہوگا تو اسکے نزدیک کوئی وقعت ہماری نہوگی نظروں سے
گر جائینگے جس طور سے سہراب کی عزیز ہیں اور ہم انپر طعنہ کرتے ہیں اسی طور سے وہ ہمپر طعنہ کرینگے آج
میں کیا منہ سمندر کو دکھاؤنگا یہ امر پوشیدہ نہیں ہوسکتا ہے آج نہ ظاہر ہوا کل ظاہر ہوگا کیا ہو گیا اسکو
جو اسنے ایسی حرکت کی جو کہ کبھی کسی نے ہمارے خاندان میں نہ کی تھی کیا ایسا دباؤ پڑا کہ یہ اسکے سبب سے مجبور
ہوگئی ماں نے کہا کہ میں کیا بیان کروں میرے تو یہ امر سنکے حواس جاتے رہے کو غم اور رنج ہوتا افسوس سے
اگر مرجاتی تو بہتر ہوتا رو کر بیٹھ رہتی جیسے کہ اکثر تھوڑا عرصہ ہوا یہ تو مرنے سے بدتر ہوا کہ ہر وقت کی کاہش ہوئی
جو سنیگا طعن کریگا مثل ہلال شب اول کے انگشت نما ہوئی جس جلسے میں جائینگے لوگ یہی تو کہینگے کہ انکی لڑکی
مسلمان ہوگئی اسوقت کیسی شرمندگی حاصل ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اپنی جان دیدیں گلاب نے کہا کہ جان دینے
سے کیا حاصل جو مقدر کا لکھا تھا وہ ہوا اسوا سے صبر کے کیا چارا ہے مگر یہ خداوند کیسے ہیں کہ ہمکو اس امر سے
آگاہ نہیں کرتے ہیں ای اماجان ایک بات اور تو سنیے کہ وہ پتلا کہ گیا ہے کہ سمندریہ فتح ہوگا سمندر جادو مع

اور شاہ کے مارا جائیگا جو نہ ہب اسلام قبول کریگا اُسکا گھر و بار بچیگا ورنہ سب برباد ہوگا یہ دوسرے افسوس کا
مقام ہے کہ جسکے سبب سے پرورش پاتے ہین وہ یون برباد ہوگا ماں نے کہا کہ کوئی ہمارا قتل نہین ہی کہ ہمکو
اسکا خوف و خطر ہو گلاب نے عرض کیا کہ یہ امر تو سچ ہی مگر افسوس کا مقام تو ہی کیونکہ جسکا نمک کھایا ہی اگر اپنی
جان بچاکر بھاگتے ہین تو نمک حرام مشہور ہونگے اگر مقابلہ کرتے ہین تو جان کا ضرر ہی ماں نے کہا کہ بیٹا ادھر دیکھنا
جب لشکر اسلام یہان آئیگا مین تجکو لیکر یہان سے نکل جاؤنگی مین مقابلہ نہ کرنے دونگی کیونکہ مجکو کچھ خداوند نے اسقدر نہین دیا
دیا ہی کہ برسون بیٹھکر کھاؤن تو بھی کم نہو دوسرے ہم ساحر ہین ہماری لوگ خواہش کرینگے گلاب نے کہا کہ جسوقت
وقت آئیگا دیکھا جائیگا جو تدبیر پیش ہوگی وہ کرینگے اب مین سحر سے غزالان کی جاکر خبر دریافت کرتا ہون
اپنا بالکل اطمینان کرلون ماں نے کہا کہ بہتر ہی مگر اب وہ رنج و غم جاتا رہا صرف یہ رنج ہی کہ مسلمان ہوگئی ہی
اسکا تو یقین ہوگیا کہ زندہ ہی ہان تو اپنے مقام پر چلی آئی یہان جو عورتین مہمان آئی تھین آپس مین باتین کرنے
لگی کسی پر یہ امر ظاہر نہین کیا اسی طور سے صفت نامہ آراستہ رہی کہ یہ مقام ہو بلکہ یہ امر اسی طور
سے مخفی رہے اور سمندر کو نہ معلوم ہو اگر معلوم ہوگا تو وہ ضرور آفت برپا کریگا ادھر گلاب نے ایک
مقام پر کھڑے ہوکر ایک درخت پر کچھ پڑھکر دم کیا اُس درخت مین سے صدا آئی کہ کیا ہی اسنے کہا کہ تو
کیسا سحر ہی اسنے کہا کہ مین سحر ہون ملکہ غزالان کا اسنے کہا کہ اسکی کیا حالت ہی بیان کر اسنے کہا کہ وہ لشکر
اسلام مین موجود ہی اور مسلمان ہوگئی ہی شریک اہل اسلام ہوئی اب وہ تمہارے کام کی نہین ہی بلکہ تمہاری دشمن
ہی گلاب نے کہا کہ اور کچھ حال بیان کر وہ صدا آئی کہ جو امر ہونے والا ہی وہ خود تمپر ظاہر ہوجائیگا مین بیان نہین کرسکتا
ہون دوسرے کا سحر ہون مین نے اسقدر بھی بیان کیا تو بہت کیا تمنے اسکی حالت دریافت کی کہنیکا مین سحر
ہون اس وجہ سے مین نے کلام بھی کیا ورنہ مین کبھی نہ کلام کرتا یہ صدا آکے پھر صدا نہ آئی گلاب اپنے مقام پر
آیا اور خاموش ہوکر بیٹھ رہا یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی سحر ہوگئی گلاب دربار کی پوشاک پہنکر دربار
کی طرف چلا اس خیال سے کہ سمندر یہان پر دریافت کرنے کو کسی کو روانہ کرے تو خرابی ہو جاؤ دربار مین جلدی اسی
سبب سے دربار مین آیا تھا یہان تک کہ سمندر جادو بیٹھا ہی دربار آراستہ ہی سب حاضرین دربار جمع ہین گلاب
بھی دربار مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا کہ سمندر نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ گلاب تم کیون آئے کیونکہ ابھی تو تمکو فرصت
اپنی بہن کے کاروبار سے نہوئی ہوگی کیونکہ کل کا واقعہ ہی گلاب نے کہا کہ یہ دنیوی امور ہین کوئی ایسی ضرورت
نہین ہی کیونکہ مین ملازمت کو اپنی ضرورت سے مقدم جانتا ہون کیونکہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہی کسی کی خبر
آئی ہین نہ معلوم سرکار کو کیا ضرورت ہو اور کسوقت ضرورت ہو سمندر نے کہا کہ یہ تیری خیر خواہی و نمک حلالی ہی
گلاب نے جواب دیا کہ یہ آپکی بندہ پروری و غلام نوازی ہی یہ سنکر خاموش ہو رہا کہ سمندر نے کہا کہ ابھی
گلاب تمہارے جانے کے بعد جو مین نے اُن لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آجتک کوئی علامت سحر
سے نہین ثابت ہوا کہ تمہاری بہن کو عیارون نے قتل کیا بلکہ جب یہ تلاش کرتے ہو لئے گئے تو لاش
پائی تو مین یہ خیال کرتا ہون کہ وہ ساحرہ زبردست تھی مثل تمہارے باپ کے تھی اگر وہ قتل ہوئی تو
اُسکے ہمزادون نے کیون نہین غل مچایا آندھی کیون نہ آئی سنگ باری وغیرہ کیون نہوئی یہ بتاؤ کہ کوئی چیز
اُسکے سحر سے تیار کی ہوئی کسی مقام پر تھی کہ وہ اُسکے مرنے کے بعد شکست ہوگئی ہو گلاب نے کہا کہ جی ہان ایک
درخت سحر کا تھا اور ایک مکان اب جو دیکھا تو نہ وہ درخت سحر ہی نہ وہ مکان ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ
سحر تھا ملکہ غزالان کا اس سے تو یقین ہوگیا ورنہ مجکو خود یہ شک پیدا ہوا تھا سمندر نے کہا کہ یہ صرف
شک تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا تھا عشاق نے کہا کہ مین نے عرض کیا تھا کہ ضرور ایسا ہوا ہوگا یہی

گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ ایک ابر آکر صحن بارگاہ پر حائل ہوا اُس ابر سے برق چمکی رعد کی گرج پیدا
تھی اور سنگ باری ہو رہی تھی کہ سب اُس ابر کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ابر شق ہوا اُس ابر سے ایک
تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا تھا گلے میں سانپ و عقرب لٹکے ہوئے تھے شعلے منہ سے
نکل رہے تھے کہ وہ تخت صحن میں آکر اترا سمندر نے جو دیکھا تو عشاق سے کہا کہ آتشار جادو آیا ہے
خداوند خبر کریں کیونکہ یہ کبھی اپنے مقام سے نہیں آیا میرے دادا کو ان تاجدار نے اکثر طلب کیا اُسنے انکار
کیا کہ میں نہیں آسکتا ہوں آج یہ کیوں آیا ہے یہ بہت بڑا خود سر ساحر ہے آجتک کسی سے نہیں دبا کسیکو
کوہ آتش نما کا خراج دیا اسی سبب سے اُسکو نامہ نہیں لکھا نہ اُسی کو آنے کے لیے طلب کیا نہ معلوم کیوں خود آ
گیا ہے عشاق نے کہا کہ آنے دو اُسکے لیے کرسی طلب کرو کرسی سمندر نے طلب کی کہ اتنے عرصہ میں وہ
تخت پر سے اُتر کر طرف دربار کے چلا اور دربار میں آیا حالت یہ تھی کہ جو اُسکی صورت دیکھتا تھا وہ ڈر جاتا تھا گو ساحر تھے
مگر اُسکا خوف طاری تھا کہ جب وہ سامنے سمندر کے پہونچا سمندر کو سلام کیا سمندر نے جواب
سلام دیا مگر تعظیم نہ کی یہ امر اُسکو سخت ناگوار ہوا اُسنے جو دیکھا تو عشاق کو بھی برابر سمندر کے تخت کے
بیٹھا ہوا پایا اُسنے عشاق کو بھی سلام کیا عشاق نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ کرسی موجود ہے
سب اہل دربار سے صاحب سلامت کرکے کرسی پر بیٹھ گیا کرسی پر بیٹھکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا سب اہل دربار
کو دیکھا دیکھکر کہا کہ آفتاب جادو جو کہ آپکا سپہ سالار ہے وہ کہاں ہے کیونکہ وہ میرا بھائی ہے میں اُسکی تلاش میں
آیا ہوں سمندر نے کہا کہ اُسنے تو انتقال کیا یہ اُسکے فرزند گلاب جادو اُسکے مقام پر بیٹھے ہیں آتشار نے
کہا کہ یہ کیا کہا کیونکر انتقال کیا کہا کچھ علیل ہوئے تھے اُنھوں نے اپنے علالت کی مجھکو خبر کی میں عیادت کو آتا
سمندر نے کہا کہ علیل نہیں ہوئے بلکہ ایک لڑائی پر مارے گئے یہ سنکے اُسنے کہا کہ وہ تو ایسے ساحر تھے
کہ کسیکے مقابلہ میں جاکر قتل ہوئے کیونکہ میں اُنکے کمالات سے بخوبی واقف تھا اُنمیں ایسے ایسے کمالات
تھے کہ جنکی کوئی حد نہیں ہے اُنکا ایک سحر آفتاب ایسا تھا کہ جس مقام کو جاتا تباہ کر دیتا اگر کروڑوں کا لشکر
ہوتا تو بھی نہ بچتا یہ کیا کہا جاتا ہے سمندر نے کہا کہ یہ جو تم کہتے ہو سب درست ہے مگر خداوندی امور میں کسیکو
دخل ہے آتشار نے کہا کہ صاف طور سے بیان فرمائیے میرے خیال میں نہیں آتا ہے یہ کہکر گلاب کی طرف دیکھکر
کہا کہ اے صاحبزادے تم بیان کرو سمندر تو اسوقت کچھ بدحواس معلوم ہوتے ہیں گلاب نے جواب دیا
کہ میں تو اُنکی زندگی سے طرف چاہ بابل کے برائے تعلیم سحر گیا ہوا تھا کہ مجھکو وہاں خبر پہونچی چونکہ تعلیم سحر سے
فراغت کر چکا تھا فوراً اُستاد سے رخصت لیکر چلا آیا میں اس واقعہ سے بالکل واقف نہیں ہوں تب
سمندر سے کہا کہ آپ بیان کریں سمندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا کہ یوں لشکر اسلام کنارے
دریاے سبز رنگ کے آکر اترا جشن کیا صنوبر کو خبر ہوئی اُسنے ملاقات کی دیوانہ تجہوت و مبہوت کو معلوم ہوا وہ
اُسکا لشکر آئے لشکر اسلام کا جو افسر اعلے تھا وہ صنوبر شاہ کے خیمے میں تھا اُس سے اور دیواؤن سے مقابلہ ہوا
اُسنے دیواؤن کو زیر کیا وہ دیو اُسنے اور صنوبر شاہ دونوں خدا پرست ہوگئے یہ خبر سحر آن کو معلوم
ہوئی اُسنے حباب جادو و سہراب جادو میرے سپہ سالار کو صنوبر شاہ و صاحبقران کی گرفتاری کو
روانہ کیا آخر کو حباب جادو قتل ہوا سہراب گرفتار ہوا سہراب نے اُسکا مذہب قبول کیا یہ خبر مجھکو ہوئی
میں نے سنجاب جادو و سنجر جادو کو صنوبر شاہ کے ملک پر روانہ کیا کہ صنوبر کو گرفتار کر لاؤ اور تمام لشکر
شہر برباد کرو انہوں نے ایسا ہی کیا صنوبر کو مع اُسکے وزیر و ارکین سلطنت کے گرفتار کر لائے اور اہل شہر کو
شہر بدر کر دیا جب یہ قیدی آ گئے تو میں نے پاس ناہیان کے روانہ کیے کہ انکو دریاے سبز رنگ میں قید کرو کیونکہ

اُنکا اختیار مین نے ماہیان کو دیا تھا اُسنے اپنی بہن کے سپرد کیا مہراب نے کہ سے آکے سحران کا خبر تک ہوا
سحران سے خدا پرستون سے مقابلہ کرایا بہت سے سردار گرفتار کرلیے ماہیان نے اسم اعظم صاحقران
کو بند کیا مین نے آفتاب کو روانہ کیا کہ تم جاکے سحران کی مدد کرو وہ گئے انھون نے اپنا سحر آفتاب تیار کیا
مہراب نے اسکی خبر خدا پرستون کو دی انکے یہان سے عیار آئے نہ معلوم کیونکر یہ بات پہونچی انھون نے
عیاری کرکے پہلے آفتاب کو قتل کیا بعد مہراب کی بہن کو قتل کیا ساحر سحران کو دریا کے اندر جاکر مارا اُسکے بعد
ماہیان کو عیاری کرکے قتل کیا کہ پانی مرنے سے میری کہ گوٹ گئی دریا سے سبز رنگ اسٹ گیا راستہ سمندر
کا کھل گیا وہ لوگ ادھر کو روانہ ہوئے تو مجکو خبر ہوئی مین نے سب طرف نامے لکھے سب ساحرون کو بلا
کہ کمک طلب کیا کیونکہ استاد کی یہی رائے تھی مگر یہ اتفاق ہوا کہ آپکو بھی اطلاع دون مگر مین خیال سے
نہین دی کہ اکثر خداوند نے طاق سے آپکو طلب فرمایا آپنے انکار کیا مین نے خیال کیا کہ اسوقت بھی
انکار ہوگا مین نے نامہ نہین لکھا چونکہ لشکر [illegible] الاکثر ساحرون کے آنے کو جو عالم اُن ملکون کے مین نے
نامے بھیجے کہ تمھاری طرف لشکر اسلام آتا ہے لہذا انکو آنے نہ دینا چنانچہ پہلا ایک لقین خود پرست
کا ہے اُسکو بھی تاکید کردی تھی اور [illegible] اور ایک ساحرہ جو کہ اسوقت ملکہ سحر مین فرد تھی
اور یہ خبر بھی آفتاب جادو کی گلاب [illegible] ہزار ساحرون کے ہمراہ لیکے لقین پر روانہ کیا تھا مگر
کل خبر آئی ہے کہ اُسکو راہ مین عیارون نے قتل کیا [illegible] یہان [illegible] تھا اب تو گلاب
اُسیکا ذوبار سے فرصت کرکے دربار مین [illegible] انشار یہ سنکر بہت متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ گو کہ
کا بڑا صدمہ ہوا اور یہ حالت سنکر نہایت رنج ہوا کہ دریاے سبز رنگ برباد ہوا اور یہ خبر سچی ہے تو بڑی خرابی
ہوئی کہ یہان خدا پرستونکا قدم ہو پہونچا یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین [illegible] سحران و ماہیان کے
مرنے سے خرابی ہوئی کیونکہ وہ بڑی زبردست ساحر تھے ایسا اب کوئی ساحر اس قلمرو مین نہین ہے یہان عشاق جادو
ہین کیونکہ یہ پہلو نشین ساحری ہے [illegible] عشاق نے کہا کہ مین [illegible] ہون جو اس جا نشین ہین
اب وہ آپ لوگون کے کمال کے ہین کہ [illegible] قوت [illegible] فرمایئے کہ کوئی ساحر نہین ہے اب بھی اسپے
بہتسے ساحر ہین جو کہ ماہیان و سحران سے بدرجہا اچھے ہین جب مقابلہ ہوگا تو معلوم ہوگا آپ کیا کم ہین یہ جو عشاق
کہا اُسنے تیور بدل کر کہا کہ مین اُنکی بات کو درفع نہین کرسکتا ہون مگر یہ نزدیک سب طفل مکتب ہین عشاق
نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ انکی برابری کوئی نہین کرسکتا ہے کیونکہ آپ ایسے کامل ہین کہ آپ نے خداوند کو خراج نہین دیا
لاکھ لاکھ انھون نے طلب کیا آپ نے نہین وہ آپکا کچھ نکرسکے سواے خاموشی کے انشار نے کہا کہ مین کیون
خراج دون کوئی پایہ کمی کا رکھتا ہون تو اطاعت کرون خیر اس سے تو کوئی بحث نہین ہے مین اسوقت آفتاب کی
ملاقات کے لیے آیا تھا کیونکہ عرصہ سے ملاقات نہین ہوئی تھی مین نے خیال کیا کہ خود جاکر ملاقات کرون اور دریافت
کرون کیا سبب ہے جو وہ نہین آتے یہان آکر یہ معلوم ہوا خیر مین اُنکے قاتلون سے سمجھ لونگا اور بہت لاف و گزاف
بکا جو کہ عشاق و سمندر و گلاب کل اہل دربار کو گران گذرا مگر سبب یہ تھا کہ وہ اپنے مکان پر آیا تھا جواب دینا
مناسب نہ جانا خاموش بیٹھے سناکیے آخر کو اُسنے یہ کلمہ کہا کہ اگر ایسا ہی ہو کہ غلامون سے امور سلطنت سرانجام
پائین تو لوگ کیون عالی خاندان کو بادشاہ کرین سو جب مثل اگر گدھون سے ہل چلے تو کوئی کیون بیل خریدے
بھلا غلامون کو یہ دماغ کہان کہ وہ امور حکومت کو دیکھین یہ عالی دماغونکا کام ہے اگر کوئی عالی دماغ سمندر کا حاکم
تو یہ جلد عقوبانیان نہ ہوتین وہ کبھی ایسا نہ کرتا کہ دریاے سبز رنگ کا اختیار چند عورتون کے سپرد کرتا بلکہ اپنے قبضے
مین رکھتا کیونکہ اصل مین سارا فتنہ اسی مقام رود کہ وہی تھا اگر ٹھیک سے وہ نہ برباد ہوتا کوئی نہ آسکتا یہ سارا عقل کا

فتور ہم گر اب کیا ہوتا ہی جو ہونا تھا وہ ہو گیا دشمن آگیا اب اس شہر کا بچنا دشوار ہی کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگا یہ وہ لوگ
ہین کہ جنھون نے بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا کہ جو کہ اپنے وقت کے سامری و جمشید تھے مثل ورامہ جادو وساحر
شمش کے تو ان ملکون کی کیا اصل ہی ہم تو آج سے سمجھے گئے کہ یہ ملک بھی اہل اسلام کے قبضہ مین گیا اب
جو کچھ ہوگا نہ طاق پر ہوگا کیونکہ وہان ساحر زبردست ہین یہ کہکر خاموش ہو رہا یہ کلمہ سمندر کو بہت برا معلوم
ہوا اور جواب دیا کہ ای آتشبار اب ہم دیکھتے ہین کہ اب تم جا کر خدا پرستون کو قتل کروگے کیونکہ تم عالی خاندان
ہو اور ساحر زبردست ہو اور عقلمند بھی ہو اور مین تو غلام ہون سچ ہی کہ مجھکو یہ عقل کہان کہ مین امور حکومت کو انجام
دون مگر کیا ہوتا ہی اب تو مین حاکم ہون میری حکومت ہی اور بہت سے میرے تابع حکم ہین چاہے غلام ہون چاہے
بادشاہ ہون مگر مین بھی کسیکو اپنے نزدیک کامل نہین جانتا ہون سب کو طفل مکتب خیال کرتا ہون اور پاس کرتا ہون
کیا کسی سے ہو لون اگر مین اپنا سحر دکھاؤن تو زمین کے طبقے الادون مجھکو کوئی کم نہ تصور کرے آتشبار نے
جواب دیا کہ میرا ایک یہی تصور کرتا ہی اپنے مقام پر اور یہی خیال کرتا ہی کہ ہمچو من دیگرے نیست مگر مین نے کسیکا کمال
آجتک دکھا نہین یہ جو سمندر نے سنا غضبناک ہوگیا اور برہم ہوکر اپنی جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ میرا کمال دیکھو
آتشبار نے کہا کہ کیا نقصان ہی جو کوئی دکھا دیگا ضرور دکھاؤنگا یہ جو آتشبار نے کہا سمندر نے اپنی جوڑی سے ایک گولا فولاد کا
نکالا اور کہا کہ یہ میرا سحر ادنی ہی اگر اسکو کوئی مٹا دے تو مین اسکا شاگرد ہوتا ہون آتشبار نے کہا کہ مین کوئی تیرے
مقابلے نہین آیا ہون کہ مقابلہ کرون ہان اگر تم اپنا کمال دکھاؤگے تو مین بھی اپنا کمال ظاہر کرونگا یہ سنکے
سمندر نے اس گولے کو طرف آسمان کے پھینکا وہ گولا آسمان پر جا کر پھٹا ایک برق چمکی کہ سبکی آنکھین
چمک گئین اب جو دیکھا تو ایک ابر سنکے تیار ہوا اس سے بارش ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین تمام صحن مین پانی
پانی ہوگیا اس پانی سے شعلے نکلنے لگے وہ پانی طغیانی کر کے طرف ایوان کے چلا کہ سمندر نے کہا کہ کوئی ایسا
ہی کہ اس پانی کو روکے اور اندر نہ آنے دے سب ساحرون نے سر جھکا لیا مگر آتشبار نے ایک مرتبہ ہنسکر ایک
ایک نارنج جھولی سے نکالا کر پھر دم کر کے سمندر سے کہا کہ مین روکتا ہون میرے تمہارے امتحان ہی کوئی دشمن کا تو مقابلہ
ہی نہین کیونکہ ہم اور تم ایک ہی خداوند کے بندے ہین سمندر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی روکو لیکن آتشبار نے
وہ نارنج اٹھا کر اس پانی کی طرف پھینکا جیسے نارنج قریب پانی کے پہونچا یہ ریاض سمندر کا برسون کا ہی اپنے لیے
سے نہین ٹرکتا ہی ان جب تک کوئی کمال کا سحر نہو ادھر نارنج چلا ادھر سمندر نے زور دیا کہ اس پانی
سے ایک نہنگ نے منہ نکالا جیسے نارنج قریب پانی کے پہونچکر شق ہوا ویسے ہی اس نہنگ نے اسکو منہ مین لیلیا
اور پانی مین چلا گیا وہ پانی ایوان مین آگیا اتنے لوگ پریشان ہوئے کہ ہم سب غرق ہو جاینگے لوگ حیران ہوکر
ادھر ادھر دیکھنے لگے گو سب ساحر زبردست تھے عشاق بھی اس مقام پر تھا مگر سب پریشان ہو گئے
عشاق ایسا ساحر تھا وہ چاہتا تو پانی ایک بالشت نہ بڑھ سکتا لیکن عمداً کوتاہی کی اور خاموش ہو کر بیٹھ رہا
صرف یہ تدبیر کر لی کہ وہ غرق نہوگا جب سمندر نے اہل دربار کو پریشان دیکھا تو کہا کہ آپ لوگ پریشان نہون یہ پانی
کسیکو غرق نہ کریگا جب تک مین حکم نہ دونگا یہ دشمنون کے لیے ہی نہ کہ دوستون کے لیے صرف آتشبار کے اور میرے
پانی بھی مجھکو انکا کمال دیکھنا ہی یہ کہکر کہا کہ ای سمندر تو کسیکو غرق نہ کرنا سبکی کرسیون کے نیچے قیام کرنا اب
پڑھنا ہی جو کہا تو پانی نے ہالہ باندھ لیا کہ سبکی کرسیون و تخت و دنگلون کے نیچے ٹھہر گیا بڑھنا موقوف ہوگیا اب سمندر
نے کہا کہ ای آتشبار اب اس دریا سحر کو مٹا دو مین نے اجازت دی تاکہ کچھ تو کمال تمھارا ظاہر ہو آتشبار نے جو سحر
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سحر ایسے کمال کا ہی کیون اپنی اوقات برباد کرتا ہی کیون باہم نزاع کرتا ہی گو تو قادر ہی کہ اسکو برباد
کردے مگر کیا ضرورت ہی یہ جو دریافت ہوا تو آتشبار نے کہا کہ ای سمندر معلوم ہوا کہ تو صاحب کمال ہی [illegible]

سحر دفع نہین کر سکتا ہی بس معلوم ہو گیا مین صرف امتحان کرتا تھا یہ جو آتشبار نے کہا تو سمندر نے کہا کہ نہین تم رد
کرو مین اجازت دیتا ہون کیا نقصان ہی آتشبار نے کہا کہ کیون مین تمھارے سحر کو جسکے ریاض کو جو کچھ تم نے تیار کیا ہی
برباد کرون یہ دشمنون کے مقابلے کے لیے رہنے دو مین کوئی دشمن تو ہون نہین یہ جو اسنے کہا سمندر کو یقین ہوا
کہ یہ عاجز ہی کہا کہ اچھا پھر کوئی تدبیر کی ایک اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ پانی برسنا موقوف ہو گیا پھر برق چمکی اٹھ
دیکھا نہ وہ ابر تھا نہ وہ پانی تھا زمین خشک پڑی تھی دیکھا کہ تیلی ہی گولے لیے کھڑی ہی سمندر نے وہ گولا
لیکر اپنی جوڑے مین رکھ لیا یہ جو آتشبار نے دیکھا اور خیال کیا کہ سمندر اپنے دل مین کہیگا اور سب اہل دربار کہ
طرف آتشبار کی زبانی زبان تھی کوئی کمال اسمین نہین ہی ایسا ویسا ساحر ہی تو تھی اپنا کچھ کمال دکھایے تصور
کر کے اسنے کچھ کہا نہ سنا اسکی آنکھ بچاکر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ناریل نکالا اور اسپر کچھ پڑھکر اب جو طرف آسمان
کے پھینکا وہ جاکر شق ہوا ایک صدا تڑاقے کی پیدا ہوئی ہوا سے گرم چلنے لگی ایسی ہوا سے گرم چلی کہ سبکے
جسم جلنے لگے ہونٹ خشک ہو گئے پیاس کی شدت ہوئی یہ نوبت ہی کہ خادم پانی پر پانی دیتے ہین
مگر تشنگی کم نہین ہوتی ہی جو جو ہوا چلتی ہی وہ در و دیوار سے شعلے نکلتے ہین گرمی بڑھتی جاتی ہی ساحر سحر کر کے
برداشت چاہتے ہین مگر اصلا برداشت نہین محسوس ہوتی ہی آتشبار خاموش بیٹھا ہی نہ اسکو گرمی معلوم ہوتی ہی نہ پیاس
معلوم ہوتی ہی مگر اور سبکی حالت دگرگون ہی عشاق کی بھی یہی نوبت تھی مگر عشاق ساحر زبردست ہی اسنے سحر سے
ایک سیب بنایا ہی کہ جب زیادہ شدت ہوا اور پانی نہ ممکن ہو یا پانی سے سیری نہو تو اسکو کھالے تو تسکین ہوتی ہی
اسنے اس سیب کو نکالکر ایک قاش کھائی اسکی تو پیاس کم ہوئی اب جو اسنے خیال کیا اور حواس درست ہو گئے کہ کیا
سبب ہی کیسی گرمی ہی اسکو معلوم ہوا کہ یہ سحر ہی آتشبار کا یہ آتشبار کی طرف دیکھکر ہنسا وہ سمجھ گیا کہ عشاق کو معلوم ہو گیا اسنے
اپنی کرسی پر سے اٹھکر اور قریب عشاق کے جاکر آہستہ سے کہا کہ استاد مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون کیا
سحر ہی یہ آپکے اشارون مین برباد ہو گا آپ بھولنین ساحری مین میری آبرو جاتی ہی سب کہتے ہین کہ آتشبار کچھ
کمال نہین رکھتا صرف بادہ گو ہی اسلیے مین نے یہ سحر کیا ہی کہ دیکھون کون اسکو دفع کرتا ہی جیسے سمندر نے دفع کیا
تھا کہ مین دفع نہ کر سکا آپ خاموش رہین کسیکا کچھ ضرر نہوگا کوئی ہلاک نہوگا یہ جو آتشبار نے کہا کہ آپ خاموش رہیں
جیسے سمندر کے سحر کے وقت آپ خاموش رہے تھے عشاق نے کہا کہ تم جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو مین نہ بولونگا ہان
اگر تم مجھسے یہ کہتے تو مین ضرور اسکو رد کرتا دیکھو اسکا خیال رہے کہ کوئی ہلاک نہو آتشبار نے کہا کہ کیا مجال ہی اگر کوئی
ایک مو سے تن کبھی کم ہو تو آپ مجھکو قتل کرین یہ کہکر اپنے مقام پر آکر بیٹھا کہ اتنے عرصہ مین ایک ابر پیدا ہوا آتش ابر
آگ برسنے لگی انکو ساحرون نے اٹھ اٹھکر اس ابر پر سحر کیا مگر کسیکے سحر نے اثر نہ کیا کیونکہ یہ سحر اسکا بھی کمال کا تھا بڑی
مشقت سے تیار ہوا تھا اور جو سحر اسکا ہی وہ ایسا ہی ہی کیونکہ بڑا ریاض کیا ہی یہ ایک دم مین سمندر کے سحر کو برباد کرتا مگر
اسکے سحر نے اسکو منع کیا اور اسنے بھی خیال کیا کہ بیکار کی عداوت ہوگی اس سے کیا حاصل ہے بدین سبب یہ خاموش
ہو رہا تھا یہ بیٹھا ہوا ہنس رہا ہی ساحر اس ابر پر اپنا سحر کر رہے ہین سمندر نے بھی سحر کیا کچھ نہ ہو سکا وہ ابر نہ برباد
ہوا نہ آگ برسنا موقوف ہوئی نہ گرمی کم ہوئی نہ ہوا سے گرم کم ہوئی تو سمندر نے عشاق سے کہا کہ استاد یہ
کیا بات ہی کسکا سحر ہی عشاق نے کہا کہ اے سمندر مین کیا جانون تم لوگ ابھی جوان ہو تمھاری ریاضت و مشقت
تازہ ہی دریافت کرو کہ کسکا سحر ہی مین پیر ہو گیا ہون نہ اب وہ مشقت ہی کہ مین دریافت کر سکون سمندر نے کہا
کہ استاد مین نے لاکھ لاکھ تدبیر کی مگر کوئی کام نہین دیتی ہی کیا کرون عشاق نے کہا کہ بس مجھ جانے دو جسکا ہی
ہوگا معلوم ہو جائیگا یہ سنکے سمندر نے آتشبار کی طرف دیکھا تو وہ ہنس رہا ہی سمندر کو یقین ہو گیا کہ یہ اسی کا سحر
ہی کہا کیون بھائی کوئی ایسا سحر کرتا ہی کہ یون پریشان کرتا ہی معلوم ہو گیا کہ تم بھی بڑے کامل ہو بس دفع کیجیے

سحر کو دفع کرو ہم تم برابر ہو گئے آتش بار نے کہا کہ یہ میرا سحر نہیں ہو سکا ہوگا میں کیونکر رد کروں وہ ناخوش نہ ہوگا
سمندر نے کہا کہ باتیں نہ بناؤ معلوم ہو گیا تمکو اور سب اہل دربار کو اور تمہارا کمال ظاہر ہو گیا کیوں نہو بڑے
ساحر ہو آتش بار نام ہے یوں جو سمندر نے کہا تو آتش بار نے کہا کہ جو تم کہو پھر میں رد کرتا ہوں یہ کہکر کچھ پڑھکر
دستک دی کہ ایک طائر پیدا ہوا اسکو حکم دیا کہ اس ابر کو جو آتش فشاں ہے لیجا اور ہیبت کے ابر سے کہا کہ تو اپنے
مقام پر جا یہ کہنا تھا کہ وہ طائر پھر اڑا اور قریب اس ابر کے آیا اور اسے پنجہ کو اس ابر میں گرو کر ایک طرف کو
لیچلا جدھر سے وہ ابر آیا تھا اودھر کو وہ ابر چلا ادھر وہ گرمی وہ آتشباری کم ہونے لگی ہوا سے گرم سے جو سب
برطرف ہو گئے تھوڑی دیر میں وہ ابر غائب ہو گیا اسی طور سے مطلع صاف ہو گیا نہ وہ آگ ہے نہ وہ گرمی ہے نہ ابر
گرم ہے اب سب کے ہوش و حواس درست ہوئے آتش بار کی سب تعریف کرنے لگے آہستہ کہا کہ اگر یہ نہ کرتا تو اب سب کی زندگی دشوار
ہوتا سمندر نے کہا کہ بھائی تم بڑے صاحب کمال ہو میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں اور ہم تم تو ایک ہیں مجھکو تو اتنی
سی بات پر غصہ آ گیا تمہیں ہر ایک کیا کہ اپنا کیونکر غصہ نہ آتا آتش بار نے کہا کہ مجھکو غصہ آیا مجھے اپنا کمال کا دکھانا
میں نے اپنا مجھے تمہارا سحر دفع ہو سکا مجھے میرا میں تم برابر ہو گیا یہ تقریر سنکر عشاق اپنی کرسی پر سے
اٹھا اور دونوں کا ہاتھ پکڑ لیا کہ اب تم گلے ملو اور کوئی خیال نہ کرو آتش بار نے کہا کہ مجھکو کوئی عذر نہیں ہے نہ
آپ سے کسی طرح کا فساد ہے صرف یہ امر میں نے اپنی آبرو بچانے کے لیے کیا تھا اگر ایک یہ خوشی ہے تو میں موجود ہوں
عشاق نے کہا کہ تم اپنے سحر میں کامل ہو بڑا اپنے سحر میں بس دونوں باہم گلے ملو پھر اس کے آتش بار اپنی کرسی
پر آ کر بیٹھ گیا سمندر نے کہا کہ بھائی میں نے تمہاری دعوت کی ہے تم اسکو قبول کرو آتش بار نے کہا کہ مجھکو کوئی
عذر نہیں ہے یہ سنکر سمندر نے حکم دیا کہ سامان دعوت کیا جاوے یہ حکم دیکر کہا کہ بھائی میں یہ چاہتا ہوں کہ تم
میری مدد کرو کیونکہ خدا پرستوں سے مقابلہ ہے وہ لوگ بڑے زبردست ہیں آتش بار نے کہا کہ یہ امر کوئی تمہارے
کہنے پر منحصر نہ تھا بلکہ میرا خود قصد ہے دو سبب سے ایک تو یہ سبب ہے کہ یہ بات بھی اسکے قبضہ میں آ جائیگا اگر
یہ لوگ کوشش نہ کریں دوسرا امر یہ ہے کہ میرے پیر بھائی کے قاتل ہیں میں ضرور اسے عوض انکے خونکا لونگا اور
ملکہ غزالان سے بھی خونکا عوض لینا ہے کیونکہ اس سے مجھے بہت محبت تھی وہ اکثر آفتاب کے ہمراہ میرے
مکان پر گئی تھی عجیب اسکی بھولی بھولی صورت تھی جب سے میں نے سنا ہے میرا خون جوش کھا رہا ہے اسکی
تصویر میری آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے میری آنکھوں میں خون اتر آیا ہے مگر کیا کروں کہ وہ لوگ یہاں موجود
نہیں ہیں ورنہ میں اس قصد سے اپنے مقام سے چلا تھا کہ میں انتظام کر کے چلتا اب میں دعوت سے فراغت
کر کے اپنے مقام پر جاؤنگا وہاں سے لشکر وغیرہ لیکر آؤنگا اگر اس عرصہ میں تمنے انکو قتل کیا اور یہ لڑائی فتح ہو
تو خیر ورنہ میں خود اسوقت جاؤنگا جہاں اسکا لشکر ہوگا اسی مقام پر جا کر مقابلہ کرونگا سمندر نے کہا کہ اچھا
تمکو اختیار ہے آتش بار خاموش ہو کر بیٹھ رہا کہ سمندر نے دربار برخاست کیا اور گلاب سے کہا کہ تم اپنے چچا کو
اپنے مکان پر لیجاؤ شام کو لے آنا کیونکہ میں نے جلسہ انکی دعوت کا مقرر کیا ہے یہ سن آتش بار ہمراہ گلاب کے
اسکے مکان پر آیا اسے خوب جا سے معقول پر اتارا ان سے جا کر کہا کہ چچا تشریف لائے ہیں اسنے کہا کہ کون چچا
اسنے نام بتایا ان نے کہا کہ وہ اکثر آپکا ذکر کرتے تھے اور جا کر آپکے یہاں رہتے تھے بڑی محبت تھی اور بڑا
ارتباط تھا بیٹا انکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے بہت خاطر کرنا گلاب نے کہا کہ جہانتک ممکن ہوگا خاطر
کرونگا ناخوش نہونگے انکی دعوت آج بادشاہ نے کی ہے ماں نے کہا کہ کل تم کرنا گلاب نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکر باہر آیا ہر ایک طرح کی خاطر کرنے لگا آتش بار بہت خوش ہوا ہر مرتبہ آفتاب کو یاد کر کے افسوس کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ اے فرزند تم دیکھنا کہ میں کیونکر ان خدا پرستوں کو قتل کرتا ہوں ان عیاروں کے خون کا پیاسا ہوں

یہ خبر اُس پرچہ سے معلوم ہوئی ایسا رنج ہوا کہ سمندر کا چہرہ زرد ہو گیا منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اہل
دربار بھی دنگ ہو گئے کہ لشکر نے بڑے زبردست بادشاہ نے یون شکست کھائی کہ خود گرفتار ہو گیا
کیا اقبال ہے عشاق نے جو یہ حالت سمندر کی دیکھی سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے سمندر
اگر تم ایسی حرکت کرو گے اور ذرا اندیشے ملکون کے نکلجانے کا اسقدر صدمہ کرو گے تو مین چلا جاؤنگا تم
غم نہ کھاؤ وہ لوگ یہان آکر تباہ ہونگے میرے سحر کی تاب نہ لا سکینگے تم صدمہ نکرو سمندر یہ کلام سنکے
کہنے لگا کہ استاد میری جو زندگی ہے تو صرف آپکے بھروسے پر ہے ورنہ مین اب تک تمام ہو چکا ہوتا کیونکہ ایسے
ایسے صدمے مین نے اُٹھائے ہین کہ میرا ہی قلب تھا کہ مین برداشت کر رہا ہون دوسرا ایسے مقام پر ہوتا تو
اب تک اُسکا قلب ان صدمات سے دہل کے پھٹ جاتا اور مر رہتا عشاق نے کہا کہ سچ کہتے ہو مگر تم صدمہ
نکرو جہان تک اُنکا اقبال ترقی پر ہے دیکھو ایک مرتبہ یہان آکر ایسا پلٹیگا کہ ایک خدا پرست تو روئے
زمین پر باقی نہ رہیگا ابھی اُنکے ستارہ اقبال کو اوج ہے کبھی تو پست ہوگا اسی زمین پر اُنکی ہوش نہ رہینگے سمندر
نے کہا کہ خداوند آپ کو ہمارے سر پر زندہ سلامت رکھے آپ میرے دل کو قوی کرتے رہتے ہین ورنہ مین اب تک
دیوانہ ہو جاتا تو کچھ عجب نہین تھا عشاق نے کہا کہ اور کاغذات دیکھو اس فکر کو جانے دو یہی ذکر ہو رہا تھا کہ گلاب
آکر پہنچا اُسنے فوراً رنگ دربار کا دیکھا تو ہر شخص کو پایا اُسکی یہ حالت تھی کہ عالم سکوت مین بیٹھے ہین سمندر کا چہرہ
زرد ہے عشاق کچھ نصیحت کر رہا ہے اپنی کرسی سپہ سالاری پر آکر بیٹھ گیا جب عشاق کلام کر چکا گلاب
نے سمندر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ نصیب دشمنان مزاج کیسا ہے سمندر نے کہا کہ اچھا ہون گلاب
نے کہا کہ کچھ چہرہ عالی پر گرد کدورت پاتا ہون اور اہل دربار کو بھی مکدر پاتا ہون اسکا کیا سبب ہے سمندر نے
پرچہ اخبار کی حالت یہان کی گلاب کو اپنے سحر کا خبر دینا یاد آیا کہ اُسنے خبر دی تھی کہ لقین مسلمان ہو گیا اور کل اہل
شہر اور جو لوگ اُسکی مدد کو گئے تھے وہ بھی اُنہین سے چند لوگ تھے قریب انکے اسکے ہوا کہ گلاب آ سکے ہین
اُس مضمون کو خیال کر کے خاموش ہو رہا اسکو بھی صدمہ ہوا سمندر نے اُس سے پوچھا کہ انتظار کر گئے
گلاب نے کہا کہ جی ہان مین انکو رخصت کر کے حاضر دربار ہوا ہون سمندر نے کہا کہ کب آنے کا اقرار
کر گئے ہین گلاب نے عرض کیا کہ بہت جلد تشریف لائینگے یہ سنکے سمندر خاموش ہو رہا اور کاغذات
دیکھنے لگا کہ یکایک دربارگاہ پر غل و شور ہونے لگا اور یہ صدا آئی کہ ہم فریادی ہین بادشاہ کی خدمت مین
جائینگے اب جو لوگون نے دیکھا کہ وہ لوگ ہین کہ جو ہمراہ سردارون کے برائے کمک لقین خود پرست ولایت
شہر لقین کے گئے تھے انکو سپاہی نہ روک سکے زیادہ لوگ قریب دو ڈھائی سو کے تھے اندر دربار کے
چلے آئے تین پر واضح ہو کہ یہ جو وہان سے بھاگے تو راہ مین کہین دم نہ لیا بھاگے چلے آئے پندرہ روز کی
راہ کو آٹھ دن مین طے کیا صرف سمندر پر آکر دم لیا کہ حواس درست ہو لین تو جا کر عرض کرین انکو کئی
ملک راہ مین ملے کہین نہین گئے اُسکے باہر باہر آئے کسی کو خبر نہ کی کہ وہ لوگ اپنا بندوبست کر لے کہ سمندر
کے ناموں سے جو کہ قبل مین تحریر کیے تھے سب ہوشیار ہین مگر اب اور خبردار ہو گئے القصہ یہ داخل دربار ہو
یہ جو شور و غل سمندر نے سنا تو کاغذات اُٹھا کر رکھدیے دربارگاہ کی طرف دیکھنے لگا کہ جب وہ سامنے صحن
مین آگئے تو اُسنے دیکھا کہ ایک طوفان بے تمیزی ہے کہ چلا آتا ہے یہ گھبرا گیا مگر خاموش ہو کر بیٹھا دیکھا کیا کہ یہ کون
لوگ ہین اہل دربار بھی حیران ہو گئے کہ وہ قریب ایوان کے آگئے جب تو سب نے پہچانا کہ یہ وہ لوگ ہین جو
ہمراہ سردارون کے برائے کمک لقین گئے تھے انکو سمندر اور بھی پریشان ہوا اور پوچھا کہ اپنے کہو کہ جلد
قریب آکر حال بیان کرین کیا ہوا جو تم لوگ اسقدر بدحواس ہو نہ قواعد شاہی بجا لاسکے نہ طریقہ صاحب سلامت

کہ وہ عورت کون ہے اُسنے کہا میں نام نہیں بتاؤنگا ہاں اسکی حالت بیان کرتا ہوں جو کہ دربار میں ہے کیونکہ
تمنے دربار کی حالت دریافت کی ہے خداپرستوں کی اُس عورت کی حالت نہیں دریافت کی ہے اور میرا قاعدہ
ہے کہ جو میرا جی چاہتا ہے وہ بات تو میں بیان کرتا ہوں بدون دریافت کیے ہوئے ورنہ نہیں بیان کرتا ہوں
ہاں وہ حالت بیان کرتا ہوں جو دریافت کرنے والا پہلے دریافت کرلیتا ہے قبل میرے بیان کرنے کے اگر دریافت
نہ کرتا ہے جیسے تمنے تو میں نہیں بیان کرتا ہوں پس تمنے اُس عورت کی بابت نہیں دریافت کیا تھا
جو نام بتاؤں ہاں اسقدر بیان کیے دیتا ہوں کہ تمہارے شہر کی رہنے والی ہے تمہارے سب رازوں سے
واقف ہے وہ بھی مسلمان ہوئی ہے اُسکا عقد ہوا ہے ایک خداپرست کے ساتھ وہ بہت بڑی کاملہ ہے اب لاؤ
میری خوراک عشاق نے تیسرا حصہ اور خم دیا وہ کھا گیا اور خم پی گیا اُسکے بعد کہا کہ اے عشاق یہ میں اپنی
طرف سے بیان کرتا ہوں کہ سمندر ریشہ نادانی کریگا یہ بلا اپنے سر پر لیگا سہراب کو نکال لانا اُسکے
سر آئی کیونکہ اُسنے سہراب کے دل کی شکایت دور کی ہے سچ تھا کہ یہ اپنی دختر کے ساتھ عقد کر دیتا وہ کوئی غیر
نہ تھا بلکہ عالی خاندان تھا بہت بڑا ساحر تھا اپنے بیان سے بڑی بڑی شکایتیں اُٹھائیں اُسکے بعد سمندر نے
خداپرستوں کی گرفتاری کو روانہ کیا وہ گرفتار ہو گیا خداپرستوں نے اُس سے اقرار کیا کہ اگر تم دریا سے
سبز رنگ سے فتح کرا دو تو ہم سمندر پر لشکرکشی کرین تمہاری معشوقہ سمندر کو قتل کرکے رہا کرائینگے
سحران کے پاس آیا اُسکا دوست تھا سب حال دریافت کرکے خداپرستوں کو آگاہ کیا اُسی کے سبب
سے آفتاب قتل ہوا عیار اور ہمراہ کے سحران کو اُسنے قتل کرایا آسمان مارا گیا سنگی دریا تھا اب یقین
کہ وہ لوگ سمندر پر ضرور آئینگے اور سہراب اپنی معشوقہ کو پائیگا لاؤ میری خوراک عشاق نے کہا
کچھ اور بیان فرمائیے اُسنے کہا کہ اب میں نہیں بیان کرونگا اتنا حال میں نے اپنی طرف سے بیان کر دیا جلد
خوراک لاؤ کہ میرا دم نکلتا ہے ورنہ تمکو کھا جاؤنگا یہ جو اُسنے کہا عشاق نے جلدی سے باقی خم دیا اُسکو
دیا وہ کھا کر اور شراب پیکر دم سے زمین پر گر پڑا اور کہا کہ اب ہم جاتے ہیں اور یہ کہکر جاتے ہیں کہ
دو ماہ تک تم ہمکو نہ طلب کرنا ہم نہ آئینگے تمہاری محنت بیکار ہوگی آئندہ تمکو اختیار ہے یہ کہا اور اب جو
دیکھا کہ نہ وہ پتلا ہے نہ کچھ ہے صرف کاغذ کا پتلا پڑا ہوا ہے عشاق نے سر پر ہاتھ مارا اور کہا کہ آجتک یہ بات نہیں
ہوئی کہ یوں نکلے کہ نہ ہوں جب میں نے کہا تب تمکو خفا ہو گئے ہیں خیر دیکھا جائیگا اے سمندر اب تو حال معلوم
ہو گیا سمندر نے کہا کہ اُستاد انھوں نے اُس عورت کا نام نہ بتایا وہ کون عورت ہے عشاق نے کہا کہ اُسکی
بابت دریافت نہیں کیا تھا اُنھوں نے خود بیان کیا جو جی چاہا جسکی بابت دریافت کیا تھا وہ پورا حال بتا
دیا کون عورت ہوگی ادھر گلاب کی جان میں جان آئی کہ صرف اتنی ہی خیر گذری کہ نام نہ لیا ورنہ خرابی
ہوتی اور بڑی شرمندگی حاصل ہوتی میں نے تو خیال کیا تھا کہ بیان کر دیا مگر خیر گذری گلاب یہ خیال کرکے خاموش
ہوا کچھ بات نہ کی عشاق نے سمندر سے کہا کہ میری رائے ہے کہ پھر اُن ملکوں میں نامے لکھو جو کہ تمہارے
کی طرف ہیں سمندر نے کہا کہ کیا مضمون ہو عشاق نے کہا کہ یہ مضمون ہو کہ تمنے سنا ہے کہ یقین
مسلمان ہو گیا ہے مع اپنے لشکر و اہل لشکر کے بلکہ جو لشکر اُسکی کمک کو گیا تھا وہ بھی مسلمان ہوا لہذا تمکو
لکھا جاتا ہے کہ خداپرست مع لشکر تمہارے ملکوں کی طرف سے ادھر آتے ہیں جہان تک ممکن ہو تمنے
مقابلہ کرو اُس مقابلے میں خواہ وہ قتل ہوں خواہ اسیر ہوں اگر تم یہ لڑائی فتح کروگے تو ہم بہت خوش
ہونگے اور خراج اپنا معاف کر دینگے اور تمہاری تعریف تحریر کرکے خدمت خداوند میں روانہ کرینگے
آئندہ تمکو اختیار ہے اگر کمک کی ضرورت ہو تو ہمکو تحریر کرو خواہ ساحر خواہ غیر ساحر جسکو طلب کرو ہم

ہوگا اُدھر کو پیش خیمہ روانہ کرینگے مہراب شاہ نے کہا کہ یہ نہایت مناسب ہے اسی دن ماران ایسا ہی کرنا
چاہیئے ماران نے کہا کہ ایک رائے میری بھی قبول فرمائیے وہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچاس ہزار لشکر کو حکم دیجئے
کہ وہ ہر وقت تیار رہے کیونکہ میرا قصد ہے کہ جب اُنکا پیش خیمہ حوالی شہر میں پہونچے میں اُسکے لشکر پر حملہ کرکے اُنکی
بارگاہ و پیش خیمہ پر اپنا قبضہ کروں اور وہی بارگاہ یہاں حضور برپا کروں اگلے دن آپ تشریف لیجا کر مع لشکر
تشریف لے جائیے اُنکی بارگاہ میں قیام فرمائیے مہراب شاہ نے کہا کہ یہ رائے تمہاری بہت ٹھیک ہے سپلان
نے بھی پسند کی اور کہا اس امر سے اُنکو معلوم بھی ہوگا کہ اس مقام پر بہادر ہیں اگر تم کہو تو میں بھی تمہارا ساتھ
دوں ماران نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ میں کم ہمت ہوں کہ آپکی کمک ڈھونڈھوں وہ وقت آنے دیجئے میری جرأت کا
حال معلوم ہوگا ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک برق چمکی کہ سبکی آنکھیں بند ہوگئیں اسکے بعد آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ایک ساحر
صحن بارگاہ میں کھڑا ہے مہراب شاہ نے وزیر سے کہا کہ کوئی ساحر سمندر کے پاس سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سمندر جادو نے نامہ
بھیجا ہے وہ ساحر دربار میں آیا اور مہراب شاہ کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان یعنی سمندر شاہ کا ایلچی
آیا ہوں پیام حضور ہے مہراب شاہ نے کرسی دی کہ بیٹھ جاؤ ہم نامہ دیکھکر اُسکا جواب تحریر کرینگے وہ ساحر کرسی پر
سلام کرکے بیٹھ گیا نامہ جیب سے نکالکر پیش کیا مہراب شاہ نے وہ نامہ دبیر کو عطا کیا کہ اُسکو دیکھو یا کہ اسکو پڑھو دبیر
نے بآواز بلند نامہ پڑھا مہراب شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے تحریر کرو کہ ہمکو
خبر ہے قبل آنے آپکے نامہ کے ہم بندوبست کر چکے ہیں جب تک ہمارے دم میں دم ہے اور ہاتھ میں تلوار ہے تو کوئی سمندر
کی طرف رخ نہیں کر سکتا ہے اور یہ جو آپ نے کمک کا جو اپنے تحریر فرمایا ہے اُسکی نسبت یہ عرض ہے کہ فدوی کو کمک کی کوئی ضرورت نہیں
ہے میرے پاس لشکر کثیر ہے اور چونکہ ساحران سے جنگ ہے میں حضور سے ساحر طلب کروں اور آپ کے ذریعہ سے
خدا پرستوں پر فتح حاصل کروں یہ بدنامی کبھی فدوی گوارا نہ کریگا کیونکہ یہ حقیر غیرت دار ہے مقابلہ کرکے مرجائیگا یہ نکتہ ہی
بہت بڑی ہے کہ مہراب شاہ نے خود نہ سکتے سے مقابلہ کیا یہ تو کوئی نہ کہیگا کہ مہراب شاہ نے ساحروں کے بھروسہ
پر مقابلہ کیا یا یہ کہیگا کہ جب سمندر نے لشکر روانہ کیا اُسکی کمک کے بھروسہ پر مقابلہ کیا یہ بھی گوارا نہیں ہے
لہذا آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں کہ میں مثل لقمان کے اُسکی شکست نہ کرونگا جب تک میری جان میں جان ہے
میں مقابلہ کیے جاؤنگا اگر ایک آدمی بھی میرے لشکر کا باقی رہیگا اُسکو ہمراہ لیکر مقابلہ کرونگا یہ نہ کرونگا کہ آپسے کمک طلب
کروں یا کسی دوسرے ملک میں جا کر پناہ لوں یہ بالکل میری غیرت کے خلاف ہے سر میدان جان دونگا دوسرے میں
کیونکر یہ یقین کروں کہ میری شکست ہوگی اور یہ میں سمجھ بیٹھونگا مجھکو یقین ہے کہ خدا پرست اس مقام پر آکر ضرور
ضرور شکست کھا جائینگے اُنکا لشکر تباہ ہوگا [illegible] جہاں وہ گئے اُنھوں نے قبضہ کر لیا آپکو یقین
نے ایسا کیا تو انکو یقین ہوا [illegible] اور آپ تو ایک زمانہ میں
دوسرے آپکے خراج گذار ہیں آپ اطمینان رکھیں جب تک ممکن ہوگا روکیں گے ورنہ جان دینگے ہم تدبیر کر چکے
ہیں زیادہ حد ادب یہ جواب لکھوا کر اور لفافہ پر مہر کرکے اُس ساحر کو دیا اور خلعت سے سرفراز کیا وہ رخصت
ہوکر طرف سمندر کے روانہ ہوا ایلچی کے بعد جانے نامہ بر کے مہراب شاہ نے ماران سے کہا کہ تم اپنے لشکر میں سے
ایک لاکھ پچاس ہزار سوار انتخاب کرکے اُنکو تیار رہنے کا حکم دو اور جس وقت یہ سننا کہ خدا پرستوں کا
پیش خیمہ اپنی طرف کو روانہ ہوا ہے اُسی دن ہماری اطلاع کے اُس لشکر کو لیکر روانہ ہونا پہلے ہراول لشکر کو
قتل کرکے بارگاہ پر قبضہ کرنا اور اُسکو جائے مناسب دیکھکر برپا کرنا اور ہمکو اطلاع دینا مگر یہ ضرور کرنا کہ
جس وقت جانا تو یہ اطلاع کر دینا کہ میں جاتا ہوں [illegible] مقابلہ ہوا آپ تیار رہیں میں بارگاہ دیکھ کر آپکو اطلاع
دونگا آپ فوراً تشریف لائیں اس سے منشا یہ ہے کہ تم اُدھر جاؤ میں اِدھر تیاری لشکر کا حکم دوں جس وقت

خبر آئے کہ تمنے بارگاہ چھین لی اور فلان مقام پر برپا کی یہان تو لشکر تیار ہی ہوگا مین فوراً کوچ کرکے
پہونچ جاؤنگا کیونکہ پھر لشکر اسلام کی آمد شروع ہو جائیگی لیکن ایسا نہو کہ تمام لشکر مین یہ خبر برپا ہو
تم سے مقابلہ ہونے لگے اور بارگاہ قبضے سے نکل جای تو تمام محنت برباد ہو جائے اگر مین تیار ہونگا تو
فوراً یہان سے روانہ ہونگا اور عین وقت پر پہونچونگا پھر اگر وہ لوگ آکر مقابلہ بھی کرینگے تو دیکھا جائیگا
برابر کا مقابلہ ہوگا یاران نے عرض کیا بہت خوب اسکے بعد محراب شاہ نے اپنے عیار مہتر خاکین
کو طلب کیا اور حکم دیا کہ بھی سو ہرکارے مقرر کیے جائین یہان سے تقینتاک کہ وہ ہمکو خبر دین کہ
خدا پرستون کا یہ قصد ہو اور کدھر کو کوچ کیا ہو کس طرف ہین شہر روانہ کیا ہو یہ حکم سنکے مہتر خاکین
نے سلام کیا اور بیرون بارگاہ آکر حکم دیا سو سو اسو ہرکارے اسیوقت روانہ ہوگئے یہ داستان یہان پر
موقوف ہوئی اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا اب اور بادشاہونکا حال تحریر ہوتا ہو کہ ہر ایک نے خبرین
پاکر حکم دیا کہ ایک ایک لاکھ کا لشکر تیار رہے بموجب حکم ہر ایک شہر مین ایک لاکھ سپاہ ہر وقت
مسلح و مکمل موجود رہتی تھی اور بھرتی جاری تھی قواعد ہوتی تھی بادشاہ بلاخوف و خطر دربار کرتے
تھے پہلے امثال شاہ کا حال ملاحظہ ہو اسنے جو دربار کیا ایک دن کا ذکر ہو کہ یہ دربار مین بیٹھا ہوا
تھا ایک ابر پیدا ہوا وہ بارگاہ پر آکر قائم ہوا تھا ایک برق چمکی وہ ابر شگافتہ ہوا اس سے ساحر پیدا
ہوا وہ ساحر ہی جو کہ اسکی طرف نامہ لیکر سمندر پری سے چلا تھا یہ واقعہ دیکھکر پریشان ہوا اہل دربار
سے کہنے لگا کہ شاید غضب خداوندی نازل ہونے والا ہو کہ ابر شق ہو گیا اور یہ صورت پیدا ہوئی مگر
کوئی امر کی شکایت سمندر نے خداوند سے کی ہوگی کیونکہ سمندر شاہ تو غلام خداوند ہین پہلے
تو وہ پاس خداوند کے رہتے تھے جب سے عتاب نازل ہوا تو اس مقام پر بھیجے گئے یہان انہون
نے یہ شہر آباد کیے ساحرون کو ملک دیے ہم لوگون سے مقابلہ کرکے اپنا تابع فرمان کیا سوا
محراب شاہ و یقین شاہ کے سب انکے زیر کردہ ہین ہم لوگ باج گذار ہین نامہ و سلام خداوند کو
رہتا ہو کچھ شکایت میری تحریر کی ہوگی خداوند نے فرشتہ غضب کو حکم دیا ہوگا کہ امثال شاہ پر
ہمارا عتاب ہو اسنے ہمارے غلام کی عدول حکمی کی ہو اسپر یہ عذاب نازل کرو یہ وہی فرشتہ غضب ہو
اسکا سبب یہ تھا کہ کبھی اس ملک مین کوئی ساحر نہین آیا تھا یہ لوگ ساحر سے بالکل واقف نہ تھے
یہ بھی نہ جانتے تھے کہ سحر کون چیز ہو پس اس سبب سے امثال شاہ کو یہ گمان ہوا آخر جو مرضی خداوند کی
مین نے تو کوئی خطا سمندر شاہ کی نہین کی ہو کہ اسنے شکایت کی ہو [illegible] تھا کہ وہ ساحر اس ابر
سے نکل کر زمین پر آیا اور دربار مین آکر سامنے کھڑا ہوا سلام کیا امثال شاہ نے اسکی صورت دیکھکر جواب
سلام دیا کیونکہ اسکو مثل اپنے پایا تب کچھ خوف کم ہوا اہل دربار بھی اس تقریر سے امثال شاہ کو خوف زدہ ہوتے
سمجھکر دیکھیے کیا غضب نازل ہوتا ہو جب اسکو اپنی ہمصورت پایا تو انکا بھی خوف کم ہوا ادھر امثال شاہ
نے اسکو کرسی بیٹھنے کو دی وہ کرسی پر سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہان سے تشریف
لائے ہین اور کیا ضرورت ہو اسنے کہا کہ مین نامہ بر ہون اور سمندر پری سے آیا ہون سمندر شاہ کا آپکے نام
نامہ لایا ہون یہ سنکے امثال شاہ کا وہ خوف کم ہوا اسنے خیال کیا کہ سمندر شاہ نے نامہ اسی امر
کے مقابلہ کی بابت تحریر کیا ہوگا یہ ڈر دل سے جاتا رہا اگر عذاب خداوندی نازل ہوا ہو فرشتہ عذاب آیا
ہو بس پھر امثال شاہ نے کہا کہ نامہ لاؤ اسنے جھولی سے نامہ نکالکر دیا امثال شاہ نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا
چوما بوسہ دیا اسکے بعد چاک کرکے پڑھا جب مضمون سے آگاہ ہوا دبیر کو طلب کرکے یہ جواب تحریر کرایا کہ سرفراز نامہ عالی

شرف صدور پایا بہت ممنون و شکر ہوا اپنے تحریر فرمایا ہے اسی پر عمل کیا جائیگا اقبال نے افتخار نامہ کے اس طور
سے اپنا بندوبست کر لیا ہے کیونکہ میرا اختیار سے خبر ملتی رہتی تھی یہ خاکسار بہت پریشان تھا اپنے ملک کی فکر و تردد تھا اسی ہوگی
اور جس طور کی کمک کی ضرورت ہوگی یہ بندہ طلب کر لیگا خداوند اطمینان رکھیں یہ جواب لکھکر اس نامہ بر کو دیا اور
بہت بڑا گران قیمت خلعت سے سرفراز کیا وہ جواب نامہ لیکر روانہ ہوا اسی طور سے تیسرا ساحر دربار میں اقبال شاہ
کے پہونچا اگرچہ وہ بھی اپنا بندوبست کر چکا تھا کہ اسنے جاکر نامہ دیا اقبال شاہ اس انتظار میں تھا کہ یہ بڑا اگر
وہ جواب پر پہونچا تو اب شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہے تو میں اپنا لشکر لیکر بیرون شہر فروکش ہوں کیونکہ میرا بھی
ملک کی باری ہی ہے تو اس انتظار میں تھا کہ نامہ بر نامہ لیکر پہونچا اقبال شاہ کو دیا اقبال شاہ نے نامہ پڑھکر
یہ جواب تحریر کیا کہ اب اطمینان رکھیں جب تک میں زندہ ہوں اسکو یہ کو تکا اگر کمک کی ضرورت ہوگی تو
طلب کر لونگا یہ جواب تحریر کرکے اسکو دیا خلعت بھی خلع کیا وہ رخصت ہوکر طرف سمندریہ کے چلا اب ساحر
نامہ لیکر مراد شاہ کے دربار میں پہونچا وہ بھی اپنا بندوبست کرکے اطمینان سے بیٹھا تھا کہ اسنے جاکر نامہ
دیا اسنے بھی وہی جواب تحریر کیا جو اقبال شاہ نے تحریر کیا تھا یہ ساحر بھی جواب نامہ و خلعت سے سرفراز
ہوکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوا پانچواں ساحر حیرت شاہ کے دربار میں پہونچا یہ بھی انتظار کرتا تھا اپنی دلمیں بھی سوچ
میں فکر کرتا تھا خیال یہ تھا کہ جب سب ملکوں کے بادشاہ شکست کھا گئے ہیں تو میری بھی نوبت آئیگی اسکے
ملک کے بعد سمندریہ کا ڈانڈا ہے اسنے بہت بندوبست کیا ہے بڑا انتظام ہے کہ اسنے نامہ دیا اسنے نامہ پڑھکر جواب
تحریر کیا کہ خداوند دلجمعی فرمائیں اس غلام نے بہت بندوبست کیا ہے یہاں اگر بڑا مقابلہ ہوگا فدوی نے لشکر
کثرت سے لازم کیا ہے چاروں طرف کے راستے بند کر دیئے ہیں قلعہ خوب مستحکم و مضبوط ہے آراستہ کیا ہے
کیونکہ فدوی کے ملک کے بعد تو حضور کا ملک ہے اب وہ ہی چاروں بادشاہ مہابت نژاد دیکھا ہوں ہیں کسی
نامی ملک پر خاتمہ لشکر اسلام کا ہوگا میرے نزدیک تو اب شاہ ہی نہ آنے دیگا خاتمہ کر دیگا
کسی اور بادشاہ کی نوبت نہ آئیگی فرض کرو اگر ایسا ہوا بھی کہ سب نے شکست کھائی تو فدوی ایسا
مقابلہ کریگا کہ انکو بھی معلوم ہوگا فدوی قلعہ بند ہوکر لڑیگا پہلے تو میدانداری کریگا اگر دیکھیگا کہ انکی فتح رہی
تو فدوی قلعہ بند ہوکر مقابلہ کریگا یہ قلعہ برسوں میں فتح ہوگا ہاں جب قلعہ فتح کر لینگے تو ادھر کا قصد کرینگے
کیا آسان ہے سمندریہ آنا فدوی نے کئی سو برس کا غلہ بھر لیا ہے حضور باطمینان حکومت کریں ہم خاکسار کے
کس دن کے لیے ہیں اگر کمک کی ضرورت ہوگی ساحر فداہ غیر ساحر کی فدوی طلب کر لیگا یہ جواب تحریر کرا
نامہ بر کو خلعت دیکر رخصت کیا بعد جانے نامہ بر کے خوب بندوبست کیا اور باطمینان بیٹھا اسکا حال تحریر
ہوگا جہاں موقع ہوگا اب حال نامہ بروں کا تحریر ہوتا ہے کہ پانچوں پانچوں ملکوں سے جواب لیکر اور
خلعت سے سرفراز ہوکر چلے تھے یہاں سمندریہ میں سمندریہ شاہ دربار کرتا ہے سب ساحر حاضر دربار
ہوتے ہیں مگر سمندریہ کو استقدر فکر و تشویش تھی کہ راتوں کا سونا ترک ہوگیا ہے رات دن اسی تردد میں
رہتا ہے کہ دیکھیے خداوند انجام کیا کرتے ہیں ایسے زبردست لوگوں سے مقابلہ آ پڑا ہے لاکھ لاکھ عشاق
و دیگر اہل دربار سمجھاتے ہیں مگر اسکو اطمینان کسی طرح سے نہیں ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے
اور اسی فکر میں شبانہ روز رہتا ہے آج دربار میں حاضر تھا کہ سمندریہ نے عشاق سے کہا کہ استاد ابھی
تک وہ نامہ بر واپس نہیں آئے جو کہ غیر ساحروں کے ملکوں کی طرف گئے تھے عشاق نے کہا کہ اسنے
بہت [illegible] کیا ہے ابھی آتے ہونگے [illegible] کہ دن ہوئے ہیں یہی کلام ہو رہا تھا کہ اتنے میں وہ نامہ بر پانچوں
آکر پہونچے پہلے [illegible] شاہ کا جواب سمندریہ نے دیکھا اسکو پڑھکر بہت خوش ہوا عشاق سے کہا کہ فیصلہ

صحراب شاہ یہ تحریر کرتا ہے عشاق نے کہا اور کیا تحریر کیے اسکے بعد سمندر رستے کی ناموں کا جواب دیکھا ہر ایک کے جواب سے خوش ہوا اسکے بعد عشاق سے کہا کہ استاد ابھی تک وہ نامہ بر نہیں آسکے جو طرف ان ملکوں کے گئے ہیں جو کہ ساحروں کے ملک ہیں عشاق نے کہا کہ ہم نے ان ملکوں کی طرف ساحر دانستہ بھیجے تھے وہ بزور سحر فوراً آسکے اور جواب لیکر آسکے اسواسطے ساحر کی سواری دیر سے پہنچے وہ جب راہ سے کوسے جائینگے جواب حاصل کرینگے پھر راہ کو طے کرینگے اسکے بعد آئینگے سمندر رستے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں اب سمندر رکوان ملکوں کی طرف سے ہر ایک کا جواب دیکھکر اطمینان ہوا اور وہ متردد اسکا کم ہوا اپنے استاد سے کہا کہ اب مجکو اطمینان ہو گیا کیونکہ پریشان میں ابھی تک فراہمی سپاہ نہیں ہے آج نہیں آسکے جانتے ہیں جب پانچوں تک فتح کرلین تو نہین کہوں اسقدر پریشان ہوتا ہوں اطمینان سے حکومت کروں نہیں سے لیکر واں عشاق نے کہا میں تم کو ہمیشہ سمجھاتا ہوں مگر تمہاری سمجھ میں نہیں آتا ہے تو نہیں کیا کروں تم نہیں سے باہر کردیں نے بہت دفعہ کہا ہے اور اسکے بعد میں کر او کا پہنچے سمندر نے جواب دیا کہ ہاں اب شاہ ہو ہاں تک نکلیں ہو تو بے استقلام فرمانے کا سمندر رستے ناچ ورنگ کا حکم دیا سب سمندر کے ناچ رنگ میں عشاق کو بند لیکے عیش میں مد ہوش رکھا جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ پھر داستان آئندہ بیان ہوگی اب پھر طرف حال صحراب شاہ و صاحبقران کے قلم کو رواں کیا جاتا ہے

شمہ حال صحراب شاہ کا کہ اسکو ہرکاروں کا خبر دینا صاحبقران نے ادھر کو کوچ فرمایا انکا پیش خیمہ مع ایک لاکھ سپاہ بہادر کی دو جوانان صحراب کے ادھر آتا ہے اسکے سپہ سالار یاران زاہد کا یہ خبر سنکے مع ایک لاکھ پچاس ہزار سوار کے روانہ ہونا کہ میں جا کر خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرتا ہوں اور سب کو مار کر بھگا دونگا اسکے جانے کی خبر سنکے صحراب شاہ کا اپنی فوج کو طیار کرنا اور یہ تقریر اس خبر کا رہنا کہ خبر آسکے تو نہیں یہاں سے کوچ کروں ادھر صاحبقران کا قریب حوالی صحراب پہنچنا اس کا پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہونا یاران سے مقابلہ ہونا جرول کا زخمی ہونا لشکر پر وقت تنگ پڑنا صاحبقران کو خبر ہونا شہنشاہ دگو ہر کلاہ کا صاحبقران سے اجازت لیکر جرول کی مدد کو روانہ ہونا دفعتاً بادر کا آکر اسکو قتل کرنا بارگاہ پر اپنا قبضہ کرنا اسد ثانی کا بارگاہ کو ملا نہین اٹھا یار چھین لینا اٹھا بدر سے و شہنشاہ سے ملاقات ہونا باہم دعوت کھانا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہونگے و صاحبقران کا صحراب شاہ سے مقابلہ کرکے اسکو زیر کرنا وقت اقبالیہ روانہ ہونا قبیلا

پلا ساقیا بادہ جنگ جو
کہ شمشیر بران ہے جس کی لہر
نہ کس طرح میخانہ آباد ہو

کہ اس معرکے میں بڑھے آبرو
جوان بخت کیوں ہو نہ پیر مغان
کہ ناشاد دل پی کے ہو شاد ہو

وہی جام دے جو ہو اعلا سے وہ
کہ بادہ کا ہے قدر دان اک جہان
مجھے بھی کوئی جام لبریز دے

نے کہا کہ میں بیشتر حکم دے چکا ہوں اب اجازت کی کیا ضرورت ہے یہ سنکے یاران وہاں سے باہر
آیا مرکب پر سوار ہو کر چھاؤنی میں آیا یہاں لشکر تو طیار تھا ہی آتے ہی اُسنے حکم دیا کہ سب میرے
ہمراہ آئیں یہ حکم دینا تھا کہ ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرکبوں پر بیٹھکر طیار ہو گئے یہ اُن سب کو ہمراہ
لیکر چلا ادھر جزیل مع بارگاہ اُترا ہوا تھا یہ تو اُدھر کو اس قصد سے روانہ ہوا کہ مالک بارگاہ [illegible]
اُسپر قبضہ کر دوں ادھر جواسپا شاہ نے پیلان کو حکم دیا کہ تم یہ تدبیر کرو کہ چھاؤنی میں جاکر حکم دو کہ کل
لشکر طیار رہے جسوقت ہم حکم دیں فوراً ہمارے ہمراہ چلے کیونکہ جب خبر آئیگی کہ قبضہ بارگاہ پر ہو گیا اور
قریب شہر بارگاہ پہونچی تو میں فوراً یہاں سے روانہ ہونگا یہ سنکے پیلان نے عرض کیا کہ بہت
خوب میں ضرور حکم عالی بجا لاؤنگا یہ سنکر اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور سلام کر کے طرف چھاؤنی کے
روانہ ہوا یہاں آکر لشکر کو حکم دیا کہ حکم شاہی ہے کہ سب لشکر طیار رہے جسوقت حکم صادر ہو اسیوقت
ہمارے ہمراہ چلے یہ حکم پیلان نے دیا لشکر میں اُسی وقت سے سامان سفر ہونے لگا اُدھر
جواسپا شاہ نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا یہاں کا تو یہ حال ہے اُدھر یاران چلا جاتا ہے اب لشکر
جزیل کا حال ملاحظہ ہو کہ جزیل نے ایک رات اس صحرا میں قیام کیا بوقت سحر وہاں سے کوچ کیا وہ
جو ہرکارے اُس مقام پر واسطے خبر مقرر تھے وہ یہ خبر لیکر چلے کہ لشکر آتا ہے اُدھر کو اُدھر سے صاحبقران
بھی تشریف لاتے تھے یہ تو عرض کر چکا ہوں کہ جو مقام عمدہ ہوتا ہے اُس مقام پر تشریف فرما ہوتے تھے لشکر
جزیل سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر قیام فرماتے تھے القصہ جزیل کی بارگاہ لیے ہوئے مع ایک لاکھ لشکر کے
چلے آتے تھے کہ اب بالکل صحرا میں پہونچ گئے ہیں کوئی اس صحرا سے ایک منزل کوچ کیا ہوگا
کہ شام ہو گئی جزیل نے اُس صحرا میں قیام کیا اب ہرکارے جو کہ خبر لیکر گئے تھے وہ جو ایک صحرا میں
پہونچے جو کہ شہر سے ایک منزل پر تھا دیکھا کہ لشکر اُترا ہوا ہے یہ جو لشکر میں سے گئے دیکھا تو یہ لشکر شاہی ہے
معلوم ہوا کہ یاران یار خوار سپہ سالار واسطے مقابلہ مع لشکر شہر سے بحکم بادشاہ روانہ ہوا ہے طرف لشکر
جزیل کے جاتا ہے جو کہ پیش خیمہ کر آتا ہے یہ اُسیوقت اُسکے خیمہ میں آئے یاران کو مجرا کیا اُسکے بعد عرض
کیا کہ ہم یہ خبر لیکر آئے ہیں کہ وہ خدا پرستا جو بارگاہ لیکر آتا تھا اُسنے اُس صحرا سے کوچ کیا تھا جو کہ
حوالی صحرا میں تھا ہم لوگ اُس مقام پر واسطے خبر کے گئے تھے اور ہرکارے شہر کو واسطے اطلاع
روانہ ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر سنکے حضور مع لشکر تشریف لاتے ہیں وہ خدا پرست اُسرات تو اُسی
جنگل میں رہا بوقت سحر وہاں سے کوچ کرکے ادھر کو روانہ ہوا آج دن بھر میں اُسنے ایک منزل راہ طے
کی ہے فلاں مقام پر اُسنے قیام کیا ہے یقین ہے کہ کل صبح کو پھر کوچ کرے پرسوں تک حضور کے لشکر سے مقابلہ
ہو جاوے گا یاران نے کہا کوئی مقام خوف نہیں ہے میں بارگاہ چھین لونگا یہ بتاؤ کہ وہ بچکر کہاں
جاوے گا اس کمبخت کو بھی کیا یقینہ تصور کیا ہے یہ تمام صحرا بیشہ شیران ہے یہاں شیروں کا مقام ہے
دیکھنا ہے کہ وہ یہاں آکر کیونکر زندہ واپس جاتے ہیں میں وہ نہیں ہوں کہ اُنکی آمد سے ڈر جاؤں
ہاں یہ تو بیان کرو کہ یہ جو لشکر آتا ہے یہ تو بارگاہ کے ہمراہ ہے اصل لشکر صاحبقرانی اس لشکر سے
کس قدر فاصلہ پر رہتا ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ چھ سات کوس کے فاصلہ پر رہتا ہے جہاں یہ آج قیام
کرتا ہے وہاں وہ لشکر دوسرے دن قیام کرتا ہے لشکر اسقدر رکھتا ہے کہ چھ سات کوس کے فاصلہ میں آتا ہے
یاران نے کہا کہ بہت جلد اُس لشکر سے بھی مقابلہ ہوگا خیر دیکھا جاوے گا چونکہ یہ خبر ہرکاروں نے
بوقت شام آکر دی تھی اُسنے قصد کیا تھا کہ اسیوقت روانہ ہوں مگر کچھ سوچ کر اپنے قصد کو فسخ کیا کہ

راستہ تھی ادھر سے اُدھر جرنیل نے وہ رات بسر کی بوقت سحر اُدھر سے جرنیل اِدھر سے یاران
مع لشکر روانہ ہوئے کہ اُس دن بھی ان دونون نے ایک ایک منزل راہ طے کی کہ رات ہوگئی سرکار کی
ڈاک بیٹھی ہوئی ہے لشکر یاران سے دم بدم کی خبر پہونچ رہی ہین کہ فلان مقام پر قیام کیا ہے کل
بوقت سحر جو کوچ کرے گا تو آپ کے لشکر سے مقابلہ ہو جاے گا یاران نے لشکر کو حکم دیا کہ اے بہادرو
کل حریف سے مقابلہ ہوگا جانین لڑا کر بارگاہ کو چھین لینا سپر قبضہ کر لینا میری آبرو کا خیال رہے
میرا مرشد تمہارے ہی بھروسے پر یہ قصد کر کے بادشاہ سے اسکا اقرار کر کے چلا ہون اہل دربار
کے روبرو شرمندہ نہ کرنا مجھکو خصوصاً پہلوان جہان پہلوان جو کہ میرا ہم چشم و ہم پلہ ہے اور اپنے نزدیک بہادران
جہان سے بہتر اور بہتری تصور کرتا ہے اس سے خجالت ہو اُسکے روبرو مین سرنگون ہون وہ
دیکھ کے ذکر سے اگر اُسنے طعن کیا تو مقام مرجانے کا ہے سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حسب مقابلہ
ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا ایک ایک مقابلہ کرینگے ایسے حملے کرین گے کہ دشمنون کو سواے بارگاہ چھوڑ کر چلے
جانے کے کوئی امر نہ بن پڑیگا کیا ہم کوئی مردم نہین مثل انکے نہین اور اسکے اہل لشکر کے ہم ہو کے ویسے نہین
نہین یہ ہی تقریر کل لشکر نے کی کل ہم بارگاہ چھین لین گے اگر خداوند تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی
اور انھون نے تفضل کیا یاران اہل لشکر کی یہ تقریر سنکر خاموش ہو رہا اور اپنے خیمہ مین جا کر آرام سے
سو رہا ادھر سرکار سے دم بدم کی خبر مہراب شاہ کو دیکر رہے ہین مہراب شاہ نے یہ حکم جلدار کو دیا ہے
کہ اگر ہم محل مین ہون اور سرکار سے ہمکو خبر دینے آئین خواہ ہم بیدار ہون خواہ ہم آرام مین ہون ہم کو
فوراً اطلاع دینا کہ سرکار سے دردولت پر حاضر ہین یہ رات رات بھر جاگتا ہے اور کل افسران فوج و سرداران
دربار کو حکم ہے کہ جسوقت مین طلب کرون فوراً حاضر ہونا سب کا ناک مین دم ہے راتون کی نیند حرام ہو گئی ہے
فرشتہ مین کہ معلوم بادشاہ کسوقت طلب فرمائین ہر الان تو ہر وقت طیار رہتا ہے ہر سردار رہے ہیں وقت مطلع
و مکمل اپنے مقام پر رہتا ہے لشکریان پر بندوبست ہے کہ لوگ ہتیار لگائے ہوے رہتے ہین اور مسلح کھانا کھاتے
ہین وہ مثل ہے کہ جہان کیلئے کا ہو اپنا آسکتے مثل جو کہی ہے اُنپر صادق ہے کہ تپ ملک کا بندوبست کا
نیند اس خوف مین حرام ہے شہر مین تو یہ حال ہے کہ ہرکارہ دو دن سے دردولت پر آکر جلدار سے کہا کہ خبر
کردو کہ ہرکارہ سے حاضر ہوا ہون مہراب شاہ سے جلدار نے عرض کیا کہ ہرکارہ سے حاضر ہین مہراب شاہ
فوراً چلا آیا اُنسے حال دریافت کیا اُنھون نے عرض کیا کہ اب حضور کے لشکر سے اور جرنیل کے لشکر سے
ایک منزل کا فاصلہ رہ گیا ہے یقین ہے کہ کل مقابلہ ہوجائیگا لیسے دیکھو کہ جب ہرکارہ سے خبر لیکر آئے اگر
مہراب شاہ محل مین ہو فوراً اسکے آنے کی خبر سنکے باہر چلا آیا کہ ممکن ہے کہ جلدار سے دریافت کرائے
اگر خود سننے کا مشتاق ہے جبسے دربار مین رہتا ہے کہ کوئی ضرورت نہین ہوتی ہے بلکہ یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ دن
بھر دربار مین رہتا ہے دربار آراستہ رہتا ہے بلکہ کھانا بھی باہر کھاتا ہے اور دو پہر رات تک وہین رہتا ہے کسی دن رات کو بھی
دربار مین رہا رات کا کھانا بھی باہر ہی کھایا شہر مین تو یہ حال ہے کہ کل اہل شہر نے یہ خبر سُن کے کہ لشکر اسلام آتا
ہے انکو بڑی فکر ہوا اپنا مال و اسباب اپنے خوف سے زمین مین دفن کر دیا کہ شاید بادشاہ سے شکست
کہا وے کہ اہل اسلام کا اس ملک پر قبضہ ہوا انھون نے لوٹ کا حکم دیا تو ہمارا مال لٹ جاے گا اس خیال
سے پہلے ہی سے دفن کر دیا ہے یہان تو یہ بندوبست ہے اب اُدھر کا حال سماعت ہو کہ اُدھر جب رات
تمام ہوئی تو جرنیل نے لشکر کو حکم کوچ دیا لشکر چلا اُدھر سے یاران لشکر کو لیکر چلا وہ دن بھی ان دونونکو
طے منازل مین تمام ہوا اب اسقدر فاصلہ ہے کہ ان دونون لشکرون مین کوئی دو کوس کا فاصلہ ہے

مقام سے نکلے ہین انگڑائیان لیکر آہستہ آہستہ طرف دریا کے چلے جاتے ہین نیل گاؤ ذخیرہ بھر رہے ہین صبح کا جو
وقت ہی تو چرند و پرند سب خوش ہین دریا موجزن ہی لہرین آرہی ہین اُسپر جو عکس آفتاب پڑتا ہی تو طلائی
معلوم ہوتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ تمام آب دریا طلائی ہی کسان کھیتون مین پانی دے رہے ہین پانی کس چاہ
سے زمین پر رواں ہی اُسپر جو عکس پڑتا ہی تو وہ بھی سنہری معلوم ہوتا ہی عجیب وقت فرحت افزا و مسرت انگیزی
یہ لشکر اُس صحرا سے ہوا کھاتا ہوا نکلا کوئی کوس بھر آیا ہوگا کہ جنرل نے کہا سب باگین تھامین بند قبا
درست کرین دن بھی کسیقدر چڑھ آیا ہی اس صحرا کی فرحت کے سبب سے آج دیر ہوگئی کہین ایسا نہو
کہ منزل پر نہ پہونچین خلاف مقام منزل شام ہوجاے اب مناسب یہ ہی کہ باگین اُٹھا دو یہ حکم دیکر
اپنے قبا کے بند درست کیے پھر تو تمام لشکر نے اپنے کو درست کیا مرکب بھی خوب اپنا پسینہ بھر چکے
تھے باگین مرکبون کی لین ایک مرتبہ تمام لشکر کے مرکب کنوتیان بدل کر گردنون کو اٹھا کر دمون کو چنبر کرکے
چلے انکی تگاپو سے خاک بلند ہوئی تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہوا ان سب نے مرکبون کو ڈال دیا
کہ سرپٹ روانہ ہوے اسی طور سے کوئی ایک کوس راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے گرد و غبار بلند ہوا کہ اُس
گرد و غبار سے صحرا تاریک ہوگیا اُس گرد سے صدا سمہاے مرکب آتی تھی سنان نیزہ چمکتی ہوئی نظر
آتی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون آئینے چمک رہے ہین کہ جنرل نے عادل کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی
یہ تو کسی لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہی یقین کرلو کہ کوئی لشکر ضرور آتا ہی اپنے لشکر کو حکم دو کہ وہ ٹھہر جاے
معلوم ہوجاے کہ یہ لشکر کیسا ہی اور کسکا ہی کدھر سے آتا ہی ہم سے تو کچھ مطلب نہین ہی جب یہ لشکر نکل جائیگا
تو روانہ ہونگے بھائی عادل یہ تو صحرا ایسا ہی کہ یہان کوئی مقام قیام کرنے کا نہین ہی نہ کوئی پہاڑ ہی نہ آڑ ہی
کہ اُسکو پشت پر لیکر قیام کرین اگر یہ لشکر ہم سے مقابلہ کرے تو بڑی خرابی ہو بارگاہ کو کسی مقام پر برپا
کرین کیونکہ تمام ریگستان ہی کوئی دریا بھی نہین ہی دریا بہ مقام پر اس لشکر سے سامنا ہوگا اگر لشکر صاحبقران
آگیا تو بڑی تکلیف ہوگی پانی کی زحمت ہوگی یہ سنکر عادل نے کہا کہ کوئی مقام فکر نہین ہی اگر ہم سے مقابلہ
ہی تو ہم مقابلہ کرینگے انکی کیا اصل ہی جو ہم سے مقابلہ کرسکین ہم وہ لوگ ہین کہ جنکے خوف سے شیرون کو تپ
آتی ہی جنرل نے کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ مقابلہ نہ کرونگا بلکہ میرا یہ کلام یہ ہی کہ صاحبقران کو تکلیف ہوگی
عادل نے کہا کہ کوئی تکلیف نہوگی وہ صحرا قریب ہی کہ ابھی جس سے ہم نکلے ہین بلکہ یہ خیال کرلو کہ لشکر
صاحبقرانی اُسی صحرا مین فروکش ہوگا کوئی لشکر تھوڑا نہین ہی کہ یہان تک پہونچ جاے گا یہ تو بخوبی ظاہر
ہی کہ جب لشکر اُترتا ہی تو چھ سات کوس کے گرد مین فروکش ہوتا ہی یہان تک ایک سر الشکر کا ہوگا بلکہ یہ
مقام براے مقابلہ خوب ہی کہ کوئی طرح کی آڑ نہین ہی جنرل نے کہا کہ پھر لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دو کہ وہ ٹھہرے
اور ہرکارون کو براے خبر روانہ کیجیے جو جنرل نے کہا عادل نے افسران سپاہ سے کہا کہ اسی مقام پر لشکر
صف بندی کرو بارگاہ کو بیچ مین رکھو کوئی لشکر آتا ہی نہ معلوم کسکا لشکر ہی یہ لشکر نکل جاے تو روانہ ہو
یہ جو حکم دیا لشکر مین صف بندی ہونے لگی ادھر عادل نے چند ہرکارون سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ گرد جو
بلند ہوئی ہی کون آتا ہی ہمکو تو لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہی کیا کوئی بادشاہ براے شکار آتا ہی یا ہمارے
آنے کی خبر پاکر مقابلہ کرنے کو آتا ہی ہمکو اسکے قصد سے آگاہ کرو وہ ہرکارے یہ حکم پاکر طرف اُس
گرد کے روانہ ہوے [illegible] ناظرین پر ظاہر ہی کہ اُس لشکر کے ہمراہ صحرا سے بھی ہرکارے ہین انھون نے
جو غبار کو بلند دیکھا سب کی نگاہون سے چھپکر اُس غبار کی طرف روانہ ہوے یہان تو صف بندی ہوگئی اپنا
بند و بست کرلیا جنرل و عادل دونون مرکبون پر سوار از سر تا پا دریاے آہن مین غرق نیزون کو

زمین میں گاڑ دیا ہے اسکے پہرہ پر سے اُتر رہے ہیں اُسکی ہوا میں کھڑے ہیں ادھر لشکر میں بھی صف بندی ہو چکی
ہو کسی قسم کی خرابی نہیں ہے وہ ہرکارے جو کہ صحرا میں سے اس لشکر میں تھے اور سب سے اپنے کو
پوشیدہ کرکے اُس غبار کی طرف گئے تھے ان ہرکاروں سے پہونچنے کے قبل جب قریب غبار کے
پہونچے تو دیکھا آگے آگے سپہ سالار دست چپ یعنی ماران خونخوار اژدہا بنا ہوا مرکب پر سوار ہے
عقب میں لشکر بیشمار چلا آتا ہے سب مرکبوں کی باگیں اُٹھائے ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے سامنے
جا کر سلام کیا اور دعا دی کہ ماران نے جو ہرکاروں کو دیکھا تو مرکب کو روک لیا اُسکا مرکب کو روکنا
تھا کہ تمام لشکر رُک گیا اُسنے ہرکاروں سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو اُنھوں نے
عرض کیا کہ آپ اس تیزی سے کہاں تشریف لیے جاتے ہیں اپنے حواس درست فرمائیے لشکر کا
دم راست کیجیے سامنے سے لشکر حریف مع بارگاہ کے آتا ہے اُسکے ہمراہ بھی ایک لاکھ سپاہ ہے سب
مرد میدان پہلوان جہان ہیں بڑے بڑے قد کے آدمی ہیں قالب انسان میں دیو ہیں عادی بہت
ہیں قوم عاد سے ہزاروں آدمی ہیں اگر آپ اس طور سے مقابلہ فرمائیے گا تو وہ لوگ غالب آئینگے کیونکہ وہ
لوگ بہت راحت کے ساتھ راہ طے کرتے ہیں کہ انکو کسل راہ بالکل نہیں معلوم ہوتا ہے ہم نے جو یہ
غبار بلند دیکھا اور آمد لشکر کا گمان ہوا تو ہم براے خبر ادھر کو آئے کہ اگر آپ تشریف لاتے ہوں تو
خبر کر دیں دوسرا امر یہ ہے کہ وہ لوگ بھی اس غبار کو دیکھکر بے حساب ہوئے ہیں یقین ہے کہ اسی
مقام پر قیام کیا ہو کیونکہ وہ لوگ بڑے جہاندیدہ و کار آزمودہ معلوم ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں لاکھوں
معرکے پڑے ہیں کروڑوں مقابلے کیے ہیں طرز جنگ سے ماہر ہیں فنون سپہ گری اُنپر ظاہر ہیں بڑی
ہوشیاری کے ساتھ آتے ہیں مقام مناسب جنگ دیکھکر قیام کرتے ہیں آپ کو لازم ہے کہ آپ بھی
آہستہ روانہ ہوں پس تھوڑی راہ درمیان میں ہے کہ وہ لشکر ملے ہم نے آپ کو آگاہ کر دیا یہ جو ہرکاروں
نے خبر دی ماران نے افسروں کی طرف دیکھکر کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ لشکر حریف آ پہونچا ہے وہ جو غبار بلند
ہے اُسی لشکر کا ہے یہ ہی خبر لیکر ہرکارے آئے ہیں پس تمکو لازم یہ ہے کہ اسوقت جانیں لڑا دو بارگاہ پر قبضہ
کر لو پھر موقع آبرو کا ہے پہلے تو میں بآشتی بارگاہ طلب کرونگا اور کہونگا کہ بارگاہ مجکو دیدو اور تم لوگ
واپس جاؤ اور اپنے صاحبقران سے عرض کرو کہ یہ وہ مقام نہیں ہے کہ جہاں آپ کا قبضہ ہو اگر آپ
سمندریہ کو جاتے ہیں تو دوسری طرف سے تشریف لیجائیے ادھر آپ کو جانا نہیں ملیگا کیونکہ یہ بیشہ ہے
شیروں کا یہاں شیر رہتے ہیں یہ مقام مثل نگینہ کے نہیں ہے کہ آپ قبضہ کر لیں یہاں کا حاکم محراب شاہ
ہے جو کہ شیروں کا بادشاہ ہے اس طرف شیروں کو آتے ہوئے لرزہ آتا ہے اُنکی بو لی بوئی یہاں سے
پہلوانوں کا نام سنکے کانپتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سمندر شاہ بھی لشکر کشی کرکے کبھی نہیں آیا ہے صبح فلک
ادھر منھ کرکے نہیں سوتا ہے دیو یہاں کا نام سنکر بسبب خوف کے آنکھیں بند کر لیتے ہیں منھ چھپا کر بھاگتے
ہیں جن کی کیا اصل ہے ہم وہ لوگ ہیں کہ پری کو شیشہ میں بند کرتے ہیں فیل کو ایک سخت ضرب سے
ہلاک کرتے ہیں شیر کا کلہ چیر ڈالتے ہیں انسان کی کوئی حقیقت نہیں ہے سمجھے گو آپ کا بہت کچھ نام سنا ہے
مگر یہاں کچھ کام نہ آئیگا آپ ادھر جانب سے سمندریہ کو تشریف لیجائیں اگر یہ سنکر اُنے بارگاہ دیدی
اور وہ واپس چلا گیا تو خیر ورنہ مقابلہ کرکے بارگاہ پر قبضہ کرینگے یہ سنکے افسروں نے عرض کیا کہ آپ
تشریف لے چلیں ہمارے حواس درست ہیں ہم مقابلہ کرنیکو موجود ہیں کوئی مقام خوف نہیں ہے یہ سنکے
ماران نے اپنے لشکر کو حکم دیکر باہستہ روی اوس مقام سے کوچ کیا ادھر جو ہرکارے عادل نے

ہین کہ جنکی تلوار کے سکے بیٹھے ہوے ہین بڑے بڑے شجاعون کو جنکا نام سنکے بخار آتا ہی انکے نام
سُن کے شیر صحرا مین دامن کوہ سے منھ چھپاتے ہین مریخ فلک کو انکے نام سے تپ لرزہ آتا
ہے انھین لوگون کے بزرگون نے قاف مین جاکر تباہ کیا وہ شمشیر زنی کی ہی کہ آج تک دیو انکے
نام سے شکست کھاتے ہین اور انکے تابع ہین قاف کا کیا ذکر ہی پر دہ دنیا پر ایک ایک نے لاکھون
سے تن تنہا مقابلہ کیا ہی انکی بہادری کے ذکر سے ہزارون کتابین مملو ہین جو کہ بطور داستان کے
ہر محفل اور جلسے مین پڑھی جاتی ہین لوگ بصد اشتیاق زر کثیر صرف کر کے سنتے ہین کوئی یہ لوگ بھی
مملو انھین ہین نہ بڑے غضنفر کی فتنگ ہوگی پھر جو کچھ ہو جو کچھ تو انکو معلوم سا ہی جو وہ ادھر کو آتے ہین
خیال کرنے کا مقام ہی کہ اپنے دریاے سبز رنگ کو جو سحر کا افشا ہی کیونکر فتح کیا ہے آئین دنیا جہان و آفتاب
جنکے سحر کے سکے بیٹھے ہوے ہین وہ کیونکر قتل ہوے ہین انکی کیا اصل ہی بڑے بڑے طلسم فتح کیے جو کہ
کوئی نہین فتح کر سکتا ہی لقا بھی کوئی ایسا ویسا شہر نہین کہ اکر ون فتح ہو جاتا ایک ماہ تک مقابلہ رہا
بڑے بڑے مدبر کہ بڑے سنا گیا ہی کہ ہم اس مقام پر نہین تھے کان گنہگار ہین کہ ین شاندروز جنگ
مغلوبہ رہی دو سردار سپاہ کثیر سے شہدار شاہ لقین کی مدد کو روانہ کیے تھے وہ مین وقت پر پہنچے
انجام کیا ہوا کہ شکست ہی کہانی انکا قبضہ ہوا لقین ایسا شخص کہ جسنے آج تک مذہب تصویر پرستی نہ چھوڑ لی
کیا تھا خود بدستور رہا باوجود یکہ بندرہ شاہ ساحر ہین مگر کچھ نہ کر سکے یہ نہ کہنا کہ دشمنون کی تعریف کرتے
ہو ہم کلمہ حق کہتے ہین انصاف کی یہ بات ہی کہ اگر ہم سے کوئی آکر ہم سے مقابلہ کرے تو ہم تو اسکی اطاعت قبول
کرین نہ کہ بہ انھین لوگون کا دل ہی کہ مقابلہ کرتے ہین خوف نہین کرتے ہین کہ ایک دانہ باقی ہین فوراً
بدل جاتا ہی سنتے بھی سنا ہی کہ بڑے بہادر ہین ہان جب مقابلہ ہوگا معلوم ہو جائیگا تو ایسی بات کہتے ہین
چاہیے کوئی ناراض ہو جاے شش آفتوش نے کہا کہ یہ کلام سچا اپنا ہی مگر یہ سب سنا ہوا انکی
زبان کرو کہ کوئی امر انھین دیدہ ہی اور یہ جو ساحرون سے مقابلہ کیا طلسم فتح کیے وہ عیارون کے فریب سے
ہر جہان تم نے یہ سنا ہوگا کہ دریاے سبز رنگ تھا ساحر قتل ہوے یہ بھی ضرور سنا ہوگا کہ عیارون نے قتل
کیے یا جو طلسم فتح ہوے وہ عیارون کی وساطت سے غیر اس سے کچھ غرض نہین سنی ہوئی بات کا
اعتبار کرنا مردون کا کام نہین سنائی بات کا اعتبار نہین بموجب مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ہان
جب ہم دیکھین تو اعتبار کرین یہ تم نے سنا ہوگا کہ اندھا جب تک اپنا آنکھین نہ پائے ہم اسکو یقین نہین
کرتے ہین جو کچھ وہ ہین انکا حال ظاہر ہو جاے گا ہمارے نزدیک تو وہ روباہ سے بدتر ہین چاہیے
وہ شیر نر ہون ہان جب ہمارے روبرو آئینگے قدم سے رہین اور وہ لوگ ثابت قدم رہین تو ہم جانین یہ سنکے
اُن عیارون نے کہا کہ معلوم ہو جاے گا یہ مثل ضرور سنی ہوگی کہ کبھی حجام سے کسی نے کہا کہ کوئی بال گرتے ہین اس
نے جواب دیا کہ میان جی آگے آتے ہین جس طور سے تم خیال کرتے ہو کہ ہم بہادر ہین وہ بھی اپنے مقام پر
یہی تصور کرتے ہونگے سچ کسی نے کہا ہی کہ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا ہے بہت شور کرتا ہی اور
خیال کرتا ہی کہ ہمچو من دیگرے نیست جہان پہاڑ کے نیچے آیا سارا کس بل نکلتا ہی سب شور کرنا فراموش
ہو جاتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ ہان مجھ سے بڑا ہی ہمارے نزدیک تو یہ قصہ ہی جو کچھ ہونے والا ہے تھوڑے
عرصہ مین ظاہر ہو جائیگا سب ماہر ہو جاے گا کہ کون بہادر ہی اور کون بزدل ہی یہ سنکے اُن سوارون نے قلعہ
کیا تھا کہ کچھ ہوا ہین کہ دیکھا لشکر روانہ ہوا وہ اس مقام سے اپنی ... آسمان ...
کرنے لگے کہ یہ لوگ رسالہ کے تھے جو یون تقریر کر رہے تھے ...

کہ جبرئیل کے ہمراہ لشکر کم ہے سپاہ حریف زیادہ ہے لہذا یہ خبر لشکر صاحبقرانی میں کرنا ضرور ہے کہیں ایسا نہو
کہ بارگاہ پر کفار کا قبضہ ہو جائے تو بڑی خرابی ہو اگر خبر لشکر میں ہو جائے گی تو کوئی نہ کوئی سپہ
صاحبقران مدد کو ضرور آئے گا یہ تصور کر کے لشکر سے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئے انکا حال
پھر تحریر ہوگا یہاں کا حال ملاحظہ ہو کہ جب جبرئیل یہ تقریر کر چکا لشکر و سرداروں کو جوش دلا چکا
اہل لشکر سے کہا کیا کہ بارگاہ کو بیچ میں کیا اور خود آگے گرد تلواریں پکڑ کر صف باندھ کر استادہ
ہو رہے کہ یکایک وہ دامن گرد کا شق ہوا اس میں سے لشکر کفار بصد تیزی پیدا ہوا اور اسی طور سے
باگیں اٹھائے ہوئے چلے آتے ہیں آگے آگے بار ان کے عقب میں لشکر ہے جب قریب لشکر کے پہنچے
قواد عسکر سے چند سردار نکلکر جبرئیل کے آگے بڑھے انھوں نے بلند آواز سے کہا کہ اے لشکر کفار تم کدھر کو آتے ہو
اور کس طرف جاتے ہو دیکھو نہ کہ ادھر لشکر اسلام کا ہے اور لب لشکر کھڑا ہوا ہے یہ اسکا لشکر ہے کہ دو طرف ٹھہرا ہے
کہ بیشک یہ شمار کیا ہے کہ رہا ہے اگر تم لوگ ادھر کو آؤ گے تو بیکار کو مقابلہ ہوگا کیونکہ ہم ادھر سے جانے
نہ دینگے ہم اپنے لشکر کو دوسری طرف سے لیجاؤ بیکار کی جنگ سے کچھ حاصل نہیں ہے ہمارا
یہ قول ہے کہ تم لوگ جدھر کا قصد کرتے ہو اسی طرف کو جاتے ہو ہم اپنے ارادے سے باز
نہیں آتے ہیں ہمارا لشکر جدھر کو جاتا ہے اس طرف سے پھر کر اور طرف سے نہیں جاتا ہے ہم لوگ
کبھی پلٹتے نہیں ہیں آسمان ٹل جائے مگر ہم اپنے مقام سے نہیں ٹلتے ہیں تم لوگ اور طرف سے
چلے جاؤ یہ سنکے لشکر کفار سے چند سرداروں نے کہا کہ تم جا کر اپنے افسر اعلے سے کہو کہ ہم کو بارگاہ
دیدیں اور خود طرف اپنے لشکر کے چلے جائیں کیونکہ یہاں انکا گذر نہیں ہوگا یہ بیشہ شیران ہے یہاں
انکا آنا بیکار ہے یہاں آکر وہ زک اٹھائینگے لشکر تباہ ہوگا یہ ملک مثل اور ملکوں کے نہیں ہے کہ
انھوں نے قبضہ کر لیا یہاں ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار ہے ہم لوگ جدھر کا قصد کرتے
ہیں اسی طرف سے جاتے ہیں ہم لوگ تو تمہاری تلاش میں آتے ہیں کہیں جانے کو نہیں آتے ہیں
صرف بارگاہ پر قبضہ کرنے کو آئے ہیں یہ بارگاہ ہمارے شاہ کے لائق ہے آج تک کوئی اس
طلسم پر چڑھا ہو کر نہیں آیا ہے یہ لوگ لشکر کشی کر کے کیوں ادھر کو آئے ہو مفت میں جان برباد
ہوگی لیکن ہم لوگ تمکو اور تمہارے افسر کو نصیحت کرتے ہیں کہ بارگاہ کو چھوڑ کر چلے جائیں ورنہ
ہم مقابلہ کرینگے بارگاہ چھین لینگے تمہارے ان کلاموں سے نہیں ڈرینگے آیندہ تمکو اختیار ہے
بلکہ یہ پیام صاحبقران کو دینا کہ ماران مار خونخوار جو کہ سپہ سالار ہے مہراب شاہ کا اسنے بارگاہ لیلی
ہے اور آپ سے عرض کیا ہے کہ آپ ادھر نہ آئیں اور طرف سے سمندر پر کو جائیں کیونکہ ہم لوگ
ضرور مقابلہ کرینگے اور لشکر کو تباہ کر دینگے ادھر سے جانا غیر ممکن ہے آیندہ آپ جانیں اور آپ کا
کام یہاں ہر ایک بیشہ جنگ کا شیر ہے اور دریائے شجاعت کا نہنگ ہے ہماری ضرب کی تاب نہیں
ہے یہاں آکر آپکو پریشانی ہوگی لشکر کو حیرانی ہوگی ایک خداپرست کا نشان نہوگا مذہب خدا
پرستی صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جائیگا ہر ایک یہاں آکر سزا پائیگا یہ جواب مکاروں
نے کہا تو ان سرداروں نے جواب دیا کہ کیا بکتے ہو تمہاری کیا یہ لیاقت ہے کہ تم بارگاہ
کی طرف دیکھ سکو اگر اسکی طرف نگاہ کج سے دیکھو تو آنکھیں نکال لیں صاحبقران کیا ایسے گیدیوں
سے مقابلہ کرینگے مریخ فلک سے تو وہ خوف کرتے نہیں ہیں دیوان قاف مطیع حکم ہیں دلاور
صاحبقران کی تلوار کا لوہا مانے ہوئے ہیں نام سے کانپتے ہیں دم بند ہو جاتے ہیں تم ان سے

کیا مقابلہ کرو گے تم کیا ہو اور بھلا افسر یاران مارخوار کیا ہے وہ تو حرام کے لقمہ کھا کھا کر زبردست ہوا
ہے اگر بہت بل کی لیگا تو موذی کا سر کچلا جاوے گا سارا زہر اُگلنا بھول جائیگا پس ساری اسکی مارخواری
باہر نکل جاوے گی اگر وہ مارخوار ہے تو ہم خوب زہر بجھی تلواریں رکھتے ہیں وہ موذی ہم سے کیا مقابلہ کریگا
خود بل کھا کر مریگا یہ لشکر وہ لشکر ہے کہ جہاں جاتا ہے بدون اُس ملک کو اسلام آباد کیے واپس نہیں ہوتا ہے
ایسے ایسے مارخوار بہت سے مارے گئے اور کسی کا زہر ہم پر نہیں چلا اب اسی میں خیر ہے
کہ واپس جاؤ ورنہ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ جواب سرداروں سے کہا ماران کو بہت
غصہ آیا اور کہا کہ یہ لوگ بڑے چرب زبان ہیں یہ یوں نہ مانینگے بدون سزا پائے ہاں سب لشکر ایک
مرتبہ انکے لشکر پر جا پڑے ہم دیکھیں کہ یہ کیسے بہادر ہیں کیونکر مقابلہ کرتے ہیں یہ حکم دیا تاکہ
ایک مرتبہ تمام لشکر ٹوٹ کر کے چلا کہ لینا پکڑ لینا ان خداپرستوں کو جانے نہ دینا دیکھیں کیونکر یہ بار لگا ہمکو
نہیں دیتے ہیں انکی کبھی یہ لیاقت و طاقت ہے کہ ہم سے مقابلہ کریں یہ سنکے وہ سردار [illegible] انہوں نے
دیکھا کہ سب لشکر ادھر کو ایک مرتبہ حملہ آور ہوا ہے وہ سب سردار اپنی صفت میں آئے جنرل نے
جو یہ معرکہ دیکھا اپنے اہل لشکر سے پکار کر کہا کہ ہاں غازیو نام آورو اور مردی و مردانگی دکھاؤ یہ سب
تمہارے شکار ہیں یہ بچکر نہ جا سکیں آج انکو اپنی جوانمردی دکھا دو انکو اپنی بہادری پر بڑا
غرہ ہے یہ جو جنرل نے کہا ادھر سے ایک بارگی تلواروں پر ہاتھ بڑھے میان سے کھینچکر اور میانوں
کو توڑ کر پھینکدیا اور ایک ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے گریبانوں میں ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو کفن
ہو جا یعنی لباس تو کفن ہوتا آج ہم خون سے غسل کرینگے یہ کہا اور دامن دانتوں میں دبائے آمادہ
مرگ ہوئے مگر سبقت اسکے طریق میں ناجائز ہے اس سبب سے اپنے مقام سے حرکت نہ کی اسی مقام پر
کھڑے رہے دو [illegible] بارگاہ کی حفاظت مدنظر تھی وہ لوگ ایک مرتبہ باگیں اٹھا کر آپڑے سپاہ کے
آگے ماران تھا اسکے عقب میں لشکر تھا کہ عادل نے بڑھکر ماران کو روکا کہا او [illegible] کدھر چلا آتا ہے
باادب باش اگر آگے قدم رکھا تو تیرا سر ہوگا یہ تو یہ دعا اسکے رکا مگر [illegible] کہا کہ [illegible]
میں اس خداپرست سے سمجھ لیتا ہوں یہ کیا میرا مقابلہ کرے گا ایک ضرب تیغ میں سر قلم کریں کہاں تا پھریگا
تن کا پتہ بھی نہ ہوگا کہ کہاں تھا کدھر گیا یہ سنکے لشکر نے ایکبار لشکر پر حملہ آور ہوا ادھر سے اہل اسلام
بھی تلواریں پکڑ پکڑ کر آپڑے تلوار چلنے لگی تلواروں کی جھنکار بلند ہوئی صدائے نعرہ تکبیر سے میدان
گونجنے لگا صدائے گیر و بزن بلند تھی بازار ملک الموت گرم ہوا خریدار جان آنے لگے ہر طرف جانوں
کی خرید و فروخت ہونے لگی بازار مرگ گرم تھا دلال اجل پکار رہا ہے ایک کی جان کا طلبگار ہے [illegible]
سفالی کے مول بکیں کہیں جاسکے امن ممکن نہ تھی کوئی گوشہ سوائے گوشہ کمان کے نہ تھا کہ اسمیں
جا کر گوشہ گیر ہوتے ملک الموت روحیں قبض کرتے پھرتے تھے کالشہ سر مٹی کے مول تھے مینہ سروں کا
برستا تھا خون کا دریا رواں تھا ہاتھ جو انکے مثل ماہیان سیل آب کے تیرتے پھرتے تھے
لاشوں پر لاش پڑی تھی یوں وہ کفار باہم اہل اسلام سے مل گئے تھے جیسے شب دیجور روز روشن سے
ملجاتی ہے یا نور سے ظلمت یہ ثابت ہوتا تھا کہ شام سحر سے مل رہی ہے یا مومن دیگر باہم ملے تھے
چمک شمشیر و [illegible] کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی اسمیں برق شمشیر کوند رہی تھی مثل ساون
بھادوں کے سروں کا مینہ برستا تھا صدائے ہاے دلیران مثل صدائے رعد کے بلند تھی ہر طرف
بوچھاڑ خون کی روانی تھی کشتی حیات کی طوفانی تھی زورق عمر گرداب موت میں آگئی تھی ضرب

اُسنے صدا دی کہ یہ ضرب میری آخری ہی اس سے اگر بچ جاؤ تو مین جانون یہ کہکر تلوار کو علم کیا اُنھون نے سپر کو بلند کرکے مرکب کو مہمیز کیا اور یہ قصد کیا کہ مرکب کو بڑھا کر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لون یہ گبر بڑا مکر کرتا ہی جیسے مرکب کو مہمیز کیا اُس مقام پر موش خانہ تھا مرکب کا پانون اُس موش خانہ مین جا رہا اُسنے سکندری کھائی یہ اُسکو سنبھالنے مین مصروف ہوئے ادھر تو سپر کا ہاتھ سر پر سے ہٹ گیا دوسرے بسبب نقصان کے خود بھی گرا تھا اور وہ ضرب ارا کر چکا تھا بھر پور آکر تلوار سپر پر پہنچی کرتا دو ابرو اُتر آئی اُنھون نے جھیلا کر دیا تھا شانہ مارا کہ تاوار تو سر سے نکل گئی کلائیان مجروح و استان نے قلم ایک چادر خون تھی کہ سینے نکلی انگوٹھا اُسنے لگا کر دامن جراءت کرا اسی حالت مین اپنے حواس درست کرکے شدہ تحت اخلاک سے خوب مضبوط زخم کو باندھا کہ جسکے سبب سے خون بند ہوا اُدھر اُسنے ضرب لگا کے جب اُسکی تلوار سر سے نکلی تھی تو قصد کیا تھا کہ دوسرا وار کرے اتنے عرصہ مین انھون نے یہ تدبیر کی اور اپنا وار کیا کہ ایک اچھا سا زخم اُسکے بھی آیا تو غصہ مین آکر یہ پھر وار کیا اُنکا زخم سر جو بارا ہوا ہے جو خون نکلتا ہی تو مرکب پر اُنکو سنبھلنا دشوار ہوا اُس مرتد نے قصد کیا کہ قتل کرون یہ جو جبرئیل نے دیکھا گو جنگ مین مصروف تھا مگر بہت ہوشیاری سے ہر طرف کی خبر رکھتا ہی ادھر جو نگاہ پڑی یہ واقعہ نظر مین آیا فوراً چند سردارون سے کہا کہ جاکر عادل کی خبر لو اُنکو سردار لشکر کفار قتل کئے ڈالتا ہی یہ کہکر اپنے مرکب کو بھی اُس طرف تیز کیا مگر چند سردار بہت جلد پہونچے اور بیچ مین آگئے اُسنے بار اُن لڑنے لگا اور چند سردار عادل کو ایک طرف لیکر نکل گئے اب ماران بھی تلوار لیکر لشکر اسلام سے لڑنے لگا اور ایک طرف قتل کرتا ہوا چلا ایک طرف لشکر کفار کو سرداران اسلام نے تیغ کے نیچے رکھ لیا ہی برابر قتل کر رہے ہین جبرئیل کی تو یہ نوبت ہی کہ اپنے رستے کے پرے صاف کر دیئے ہین جب ہاتھ پڑتا ہی تسمہ نہین باقی رہتا ہی لشکر کفار قتل ہو رہا ہی مگر جان پر کھیلے ہوے مقابلہ کر رہا ہی لشکر اسلام نے گو ایسا کبھی چھوڑ دیئے ہین مگر اسقدر آمادہ ہین کہ کم نہین ہوتے ہین بلکہ بڑھے چلے جاتے ہین لشکر خدا پرست اُنکے حملے کو روک رہا ہی جب خود حملہ کرتا ہی تو کفار رہیں پا ہو جاتے ہین پھر سردار جرات دلا کر لاتے ہین نقیب دونون لشکرون مین یہ صدا لگا رہے ہین کہ جوانون آج دن نام کا ہی وہ کام کرو کہ صفحۂ روزگار پر تم سب کا نام باقی رہے مثل نام رستم و اسفندیار کے سہراب کی طرح لشکر کفار کو تہ تیغ کرو لشکر کفار کے کرکیت کہ رہے ہین کہ وہ جنگ کرو کہ یہ لوگ بھی جانین کہ ہان کہین مقابلہ ہوا تھا تم زیادہ ہو وہ کم ہین بارگاہ پر قبضہ کر لو ابکی جو حملہ کیا تو قبضہ کر لیا ایک سردار کو جو کہ اسکے ساتھ تمھارے افسر طلے نے زخمی کیا ہی صرف ایک سردار باقی ہی وہ بھی زخمی ہوا تو لڑائی ختم ہی میدان ابھی تک تمھارے ہاتھ ہی کیا تمھاری بات ہی وہ کام کر رہے ہو کہ جو کسی بہادر نے نہین کیا کیا کہنا کس بادشاہ کے ملازم ہو مگر اب شاہ تمھاری بڑی قدر کرے گا کرکیت جو یہ کہتے ہین لشکر اور بھی توڑ توڑ کر حملہ کرتا ہی ہر مرتبہ یہ قصد کرکے حملہ آور ہوتا ہی کہ اپکی بارگاہ پر قبضہ کر لیا مگر لشکر اسلام بھی ایسی جنگ مردانہ و مقابلہ شیرانہ کر رہے ہین کہ پیر فلک بھی جھکا ہوا چشمہ آفتاب کو لگائے ہوے دیکھ رہا تھا اور تعریف کر رہا تھا نقیبان لشکر اسلام یہ صدا دیتے تھے کہ اے غازیان دیندار و اے دلیران نامور شعار یہ ادب جنگ ہی اسمین کوشش نام و ننگ ہی دیکھو کفار بارگاہ پر قبضہ نہ کرلین تو قصد ابلہو نام بہادری مٹ جا ہر ایک چشم حقارت دیکھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے

اشعار

دلیران لشکر شکن تیغ زن پا
بزرگون کا تم نام روشن کرو
فقط نام ہی نام رہ جائے گا

کرو کام ہنگام ہے کام کا
کہ لاشون سے میدان زرق برق
رہے گی نہ دولت نہ حشمت مدام

جوانان ذی ہوش جنگ آزما
کرو صفدری وقت ہے نام کا
لڑائی مین کوئی نہ کام آئے گا
جہان مین رہا ہے شجاعت کا نام

کیا ایک مرتبہ اپنے ونگل پر سے شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک کو دیکھا اور عرض کیا کہ یہ جان نثار جاکر جسمنیل کی مدد کرے گا اور کفار کو قتل کرکے بھگا دیگا اور بحفاظت بارگاہ کو قریب شہر مصراعیہ پر لگا دیگا یہ جو شہنشاہ نے عرض کیا صاحبقران نے شہنشاہ کی صورت دیکھی اور سر جھکا لیا اور فرمایا کہ جاؤ شہنشاہ نے جام شربت پی لیا بیڑا اٹھا کر کھا لیا سپر و تلوار کمر سے لگائی خلعت زیب تن فرمایا بادشاہ و صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا شہنشاہ نے عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ غلام وہ کردہ کام کرے گا کہ کفار بھی یاد کریں گے پس یہ کہکر اور مجرا کرکے باہر آئے اور اپنے مرکب پر سوار ہوئے جو سردار کہ شہنشاہ کے تھے وہ بھی انکے ہمراہ بارگاہ سے باہر آئے ادھر شہنشاہ نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار ہو یہ حکم دینا تھا کہ شہنشاہ کی سپاہ میں کوس حربی پر چوب پڑی فوراً ایک لاکھ پچاس ہزار سوار طیار ہو گئے ادھر شہنشاہ نے سرداروں سے فرمایا کہ زیادہ لشکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف لاکھ کے قریب ہمراہ لے لو باقی کو حکم دو کہ وہ یہیں قیام کریں سرداروں نے یہ حکم بالشکر یہاں دیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے طیار ہیں سرداروں نے کہا کہ بس کافی ہیں اور کوئی ضرورت نہیں ہے اب جو طیار ہو رہے تھے انھوں نے کمریں کھول ڈالیں سرداروں نے آکر عرض کیا کہ لشکر طیار ہے چونکہ جب یہاں سے شہنشاہ نے مع لشکر کوچ کیا تھا تو شام قریب ہو گئی تھی گر اسی وقت لشکر کو لیکر کوچ کیا شہنشاہ مع ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ کے بقصد تیز گامی ان ہرکاروں کو لیکر طرف لشکر جسمنیل کے براستہ کمک جسمنیل روانہ ہوئے انکو راہ میں رکھا جاتا ہے اب پھر حال جنگ کا بیان ہوتا ہے کہ وہ دن تمام ہوا آفتاب کا شانہ مشرق سے بخوف جنگ دلیران لرزاں و ترساں چلا گیا دھوپ کا رنگ زرد ہو گیا کہ آفتاب مغرب ہوا آمد سلطان شب کی شروع ہوئی ماہتاب بلند آیا و ثابت مع سپاہ ثوابت و سیارگان کے نیزہ نور ہاتھ میں لیکر میدان جنگ فلک پر نکلا روز روشن سپہ شب تاریک سے شکست کھائی تمام عالم میں عمل ظلمت بیٹھ گیا روشنی روز شکست کھا کر طرف مغرب کے گئی ظلمت نے تمام دنیا کو گھیر لیا ماہ نے تیز ذرا سے اپنے عالم کی ظلمت کو بر طرف کیا میدان میں آکر جنگ دلیران دیکھنے لگا رات ہو گئی وہ تارے نہ تھے بلکہ شعلوں نے جو اسے تماشاے جنگ روزن بنا لیے تھے یا یہ کہ دیدہا سے فلک تھے تارے نہ تھے مگر یہاں دلیروں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ رات ہو گئی ہے دن بھر اسے جنگ ہے رات بھر اسے آرام مقابلہ موقوف کریں یہ کسی کو خیال نہ آیا برابر لڑا کیے تلوار چلا کی وہ رات بھی نہیب شمشیر دلیران سے بہت جلد کٹی اور سلطان شب نے خسرو روز سے شکست کھائی اسکی آمد دیکھکر مع اپنی سپاہ کے طرف مغرب کے کوچ کرنا شروع کیا ظلمت شب پر روشنی روز کا گزر ہونے لگا ستارہ سحری آسمان پر چمکا سپیدہ سحری نے اپنا جلوہ دکھایا اعلام نور پھیلنے لگی ظلمت شکست کھا کر طرف ظلمات کے جانے لگی ستارے کا رسے خوف کے میدان فلک سے گریزاں ہونے ماہتاب کا رنگ آمد خسرو خاور دیکھکر فق ہو گیا بعد تیز گامی طرف قلعہ مغرب کے چلا یعنی خسرو انجم حصار مغرب میں جاکر محصور ہوا شہنشاہ گیتی افروز یعنی نور روشناس مہر میدان فلک پر جلوہ آرا ہوا یعنی دن ہو گیا رات تمام ہوئی مگر دونوں لشکر اسی طور سے لڑ رہے ہیں ابھی تک کسی لشکر میں آثار شکست ظاہر نہیں ہوئے ہیں ادھر ہرکارے دم بدم کی خبر جمشید شاہ کو دے رہے ہیں وہ بھی رات بھر دربار میں رہا ہے دربار برخاست نہیں کیا ہے شہنشاہ جو سے چلے تھے چونکہ رات ہو گئی تھی انھوں نے بھی ایک مقام پر قیام کیا تھا جیسے دن ہوا فوراً کوچ کر دیا یہ چلے آتے ہیں کہ وہاں کا حال پھر تحریر ہوگا اب یہاں حال میدان جنگ کا تحریر ہوتا ہے کہ برابر تلوار چل رہی ہے لاشوں سے میدان جنگ پٹ گیا ہے سوا لاشوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے دریا خون

ہوا نامور رستم پہلوان	ارادای میں جرأت کا گاڑا نشان	وہ ہیں کون سہراب و اسفندیار
ہوا ان کا دبدبا میں عز و وقار	انھون نے بڑے معرکے سر کیے	تیغ سے ان میں لشکر کے لیے
نہ منہ موڑے جس وقت پیکار سے	سپاہی جو کھیلے تو تلوار سے	

یہ اشعار جو لکھیون سے لکھ دیا سے بلند پڑھے تمام جوانان لشکر اسلام کو جوش شجاعت زیادہ ہوا اور جوانمردی سے حملہ کیا قریب تھا کہ کفار کے قدم اکھڑ جائیں مگر ماران نے جو یہ رنگ دیکھا خود لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا اقرار کر کے آئے ہو مشعل سیاہ یقین خود پرست کے اپنے کو بھی بزدل مشہور کرو گے آج وہ نام کرو کہ سب تمہاری تعریف کریں یہ خدا پرست ساری بہادری بھول جائیں میں تمہارے ساتھ موجود ہوں پہلے میرا سر قلم ہوگا اسکے بعد تم لوگوں کو اختیار ہے میری زندگی میں تو بھی نہ ہارو اول تم زیادہ ہو وہ کم ہیں دوسرے مجھ ایسا والی تمہارے ہمراہ ہے پھر تم کس امر کا خوف ہے یہ جو ماران نے کہا لشکر پھر لڑنے لگا مقابلہ ہونے لگا یہان جنگ مقاومت ہو رہی ہے کوئی لشکر غالب نہیں آتا ہے دونون باہم ملے ہوئے لڑ رہے ہیں انکو تو یہان باہم مقابلہ میں چھوڑا جاتا ہے کچھ حال ہرکارون کا بیان ہوتا ہے اور بارگاہ صاحبقرانی کا۔ وہ جو ہرکارے جبرئیل کی خبر سے کہ یہ خیال کر کے طرف لشکر کے روانہ ہوئے تھے کہ صاحبقران کو یہ خبر کریں کہ معرکہ درپیش ہوا ہے مقابلہ ہونے والا ہے شاید وہ کمک روانہ فرمائیں یہ تو ادھر چلے تھے یہان مقابلہ ہونے لگا یہ تو راہ میں چلے جاتے ہیں ادھر کل لشکر صاحبقران ایک صحرا پر فضا میں اترا ہوا ہے خیمہ و خرگاہ برپا ہیں یہ مقام اس مقام سے ایک منزل ہے چونکہ فاصلہ تو صرف ساٹھ کوس کا تھا مگر صاحبقران نے آج کوچ نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ حکم دیا تھا کہ ہم یہان سے کل کوچ کرینگے اور جبرئیل کوچ کر گیا تھا اس سبب سے ایک منزل کا فاصلہ ہو گیا یہان صاحبقران و بادشاہ دربار میں جلوہ فرما ہیں سب سردار حاضر دربار ہیں خواجہ عمر و اپنی کرسی پر متمکن ہیں کل عیاران ہاے طلائی پر بیٹھے ہوئے ہیں صاحبقران بادشاہ سے صحرا کی فضا کی حالت عرض فرما رہے ہیں کہ اس سرزمین میں جسقدر جنگل ہیں سب پر بہار ہیں دریا سے سبز رنگ اس مقام تک کوئی ایسا صحرا نہیں ملا کہ جو پر بہار نہ ہو کیا خداوند کریم نے اس سرزمین کو رتبہ دیا ہے یہ اسکی قدرت ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ جوڑی ہرکارون کی دربار میں حاضر ہوئی مجرا گاہ پر سے مجرا عرض کیا دعا و ثنا سے شاہی بجا لا کے

الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + حضور کے دشمن پامال ہوں دوست شاد ہوں یہ خاکسار ایک خبر تازہ لیکر حاضر خدمت ہوئے ہیں خواجہ نے کہا کہ بیان کرو انھون نے کہا کہ ہم لشکر جبرئیل کے ساتھ وہ برابر منزلیں طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اب صحرا پر کوئی دو منزل رہ گیا ہوگا کہ گرد پیدا ہوئی ہم خبر کو گئے تو معلوم ہوا کہ مہراب شاہ نے حضور کے آنے کی خبر سنکے اسنے اپنے ایک سپہ سالار کو مع لشکر کثیر کے روانہ کیا کہ جہان پر ہراول لشکر اسلام ملے اس سے مقابلہ کر کے بارگاہ صاحبقرانی کو چھین لو اور لشکر کو قتل کرو یہ جب ہمکو معلوم ہوا ہم نے جبرئیل کو اس امر سے آگاہ کیا اسکے بعد ہمنے یہ خیال کیا کہ ہم جاکر صاحبقران کو خبر کریں کہ یہ واقعہ ہوا ہے لہذا ہم خبر کرنے آئے ہیں بس یہ خبر تازہ ہے۔ یہ خبر صاحبقران نے سنی اسی وقت حکم دیا کہ چوکی اور جام شربت و بیڑا اور سپر و تلوار حاضر کرو فوراً سب اشیا حاضر کیے گئے جب سب چیزیں مہیا ہو چکیں اور خوب اچھی طرح سے جانچ کر لیگئی اور معلوم ہوا کہ اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اسوقت صاحبقران نے سب اہل دربار کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں ایک سردار ایسا چاہتا ہوں کہ وہ جاکر جبرئیل کی مدد کرے اور وہ تدبیر عمل میں لائے کہ جس کی وجہ سے اسکی رہائی کی صورت پیدا ہو جائے اور بارگاہ کو اپنے قبضہ سے نکلنے نہ دے یہ صدا دینا تھا

کہ ایک مرتبہ اپنے دل کل پر سے شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک کو دیکھے اور عرض کیا کہ یہ جان نثار
جاکر جسندل کی مدد کرے گا اور کفار کو قتل کرکے بھگا دیگا اور بحفاظت بارگاہ کو قریب شہر مصر ابیہ برپا کرادیگا
یہ جو شہنشاہ نے عرض کیا صاحبقران نے شہنشاہ کی صورت دیکھی اور سر جھکالیا اور فرمایا کہ جاؤ شہنشاہ نے جام
شربت پی لیا بیڑا اٹھا کر کھا لیا سپر و تلوار کمر سے لگائی خلعت زیب تن فرمایا بادشاہ و صاحبقران کو مجرا
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا شہنشاہ نے عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ غلام
جا کر وہ کام کرے گا کہ کفار بھی یاد کریں گے پس یہ کہکر اور مجرا کرکے باہر آئے اور اپنے مرکب پر سوار ہوگئے جو
سردار کہ شہنشاہ کے تھے وہ بھی انکے ہمراہ بارگاہ سے باہر آئے ادھر شہنشاہ نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار
ہو یہ حکم دینا تھا کہ شہنشاہ کی سپاہ میں کوس حربی پر چوب پڑی فوراً ایک لاکھ پچاس ہزار سوار طیار ہوگئے ادھر
شہنشاہ نے سرداروں سے فرمایا کہ زیادہ لشکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف لاکھ کے قریب ہمراہ لے لو باقی کو
حکم دو کہ وہ یہیں قیام کریں سرداروں نے یہ حکم جاکر لشکریوں کو دیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قریب ایک لاکھ
پچاس ہزار کے طیار ہیں سرداروں نے کہا کہ بس کافی ہیں اور کوئی ضرورت نہیں ہے اب جو طیار ہو رہے
تھے انھوں نے کمریں کھول ڈالیں سرداروں نے آکر عرض کیا کہ لشکر طیار ہے چونکہ جب یہاں سے شہنشاہ نے
مع لشکر کوچ کیا تھا تو شام قریب ہوگئی تھی مگر اسی وقت لشکر کو لیکر کوچ کیا شہنشاہ مع ایک لاکھ پچاس ہزار
سپاہ کے بصد تیز گامی اُن ہرکاروں کو لیکر بطرف لشکر جسندل کے براستہ کمک جسندل روانہ ہوئے انکو
راہ میں رکھا جاتا ہے اب پھر حال جنگ کا بیان ہوتا ہے کہ وہ دن تمام ہوا آفتاب کاشانہ مشرق
سے بخوف جنگ دلیران لرزان و ترسان چلا گیا دھوپ کا رنگ زرد ہوگیا کہ آفتاب غروب ہوا آمد سلطان
شب کی شروع ہوئی ماہتاب بصد آب و تاب مع سپاہ ثوابت و سیارگان کے نیزہ نور ہاتھ میں لیکر میدان
جنگ فلکی پر نکلا روز روشن نے شب تاریک سے شکست کھائی تمام عالم میں عمل ظلمت بیٹھ گیا روشنی روز
شکست کھا کر طرف مغرب کے گئی ظلمت نے تمام دنیا کو گھیر لیا ماہ نے نیزہ نور سے اپنے عالم کی ظلمت کو
برطرف کیا میدان میں آکر جنگ دلیران دیکھنے لگا رات ہوگئی وہ تارے شب کے نفیس شمعیں واسطے نظارہ
جنگ روشن بنا لئے تھے یا یہ کہ دیدہ ہائے فلک تھے تارے نہ تھے مگر یہاں دلیروں نے یہ بھی خیال نہ کیا
کہ رات ہوگئی ہے دن برائے جنگ ہو رات برائے آرام مقابلہ موقوف کریں یہ کسی کو خیال ہوا یہ ابر لڑا سکے
تلوار چلائی وہ رات بھی نہیب شمشیر دلیران سے بہت جلد کٹی اور سلطان شب نے خسرو روز سے شکست
کھائی اسکی آمد دیکھکر اپنی سپاہ کے طرف مغرب کے کوچ کرنا شروع کیا ظلمت شب پر روشنی روز کا گذر
ہونے لگا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سپیدۂ سحری نے اپنا جلوہ دکھایا اعلام نور پھیلنے لگی ظلمت شکست
کھا کر طرف ظلمات کے جانے لگی ستارے خوف کے میدان فلک سے گریزاں ہوئے ماہتاب کا رنگ
آمد خسرو خاور دیکھکر فق ہوگیا بصد تیز گامی طرف قلعہ مغرب کے چلا یعنی خسرو انجم حصار مغرب میں جاکر چھپ رہا
شہنشاہ گیتی افروز بصد نور و شعاع مہر میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا یعنی دن ہوگیا رات تمام ہوئی مگر دونوں
لشکر اسی طور سے لڑ رہے ہیں ابھی تک کسی لشکر میں آثار شکست ظاہر نہیں ہوئے ہیں اُدھر ہرکارے
دم بدم کی خبر مصر اسپہشاہ کو دے رہے ہیں وہ بھی رات بھر دربار میں رہا ہے دربار برخاست نہیں کیا ہے
شہنشاہ جو چلے تھے چونکہ رات ہوگئی تھی انھوں نے بھی ایک مقام پر قیام کیا تھا جیسے دن ہوا فوراً کوچ
کردیا یہ چلے آتے ہیں کہ وہاں کا حال پھر تحریر ہوگا اب یہاں حال میدان جنگ کا تحریر ہوتا ہے کہ سراسر
تلوار چل رہی ہے لاشوں سے میدان جنگ پٹ گیا ہے سوائے لاشوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے دریا خون

انھون نے بھی مرکب کا ہے پر ڈالا اس قصد سے کہ مرکب سے مرکب کو ملا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دو پھر دیکھا جائیگا
مارا غرور اسکا نکال دو چونکہ ستارا انکا گردش مین تھا اور اسکی قضا جنرل کے ہاتھ سے نہ تھی اسکا قاتل
دوسرا شخص تھا پس انکے مرکب کا پانون ایک سمر پر پڑا کہ آسنے سکندری کھائی یہ مرکب کی طرف متوجہ ہوے
ادھر جھونکا جو ہوا بچا تو خود بھی سر سے سرک گیا سر برہنہ ہوگیا وہ تو ضرب کر سکا تھا اور اسوقت کو بھی غنیمت جھا
اور ضرب آسنے پھر رد کی کتنی کھچ سے آن کر تلوار سر پر پہنچی تا دو ابرو آتہ گئی انھون نے جو دیکھا کہ اسکی
ضرب نے کام کیا بس باگ چھوڑ کر اور غصہ مین آکر دستانے مارے کہ تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر دلون کلائیان
زخمی دا شلبانہ قلم نگر داور ہی جرأت زخم سر کو خوب چیکے سے پکڑ کر اور اپنا وار کیا آسنے اپنے کو اسی
طور سے بچایا کہ رو برو سے پہلو پر آگیا عجب تک یہ پھرین پھرین آسنے پہلو سے دوسرا وار کیا کہ زخم سر جو
پارا ہو گیا جا در خون سر سے جاری ہوئی غشی طاری ہوئی آسنے یہ قصد کیا کہ بڑھکر سر کاٹ لون یہ حال
جو سواران لشکر نے دیکھا اور ان سردارون نے جو کہ اسکے پینہ بر خوان گرا نے کو موجود تھے ایک مرتبہ ہی
سب اسطرف متوجہ ہوے اور اپنے کو اس شمع شبستان پہلوان عادل پر مثل پروانون کے نثار کرنے لگے
اور چند سوار جنرل کو لیکر ایک طرف کو روانہ ہوئے یاران قتل کرنے لگا جب یہ سردار زخمی ہوا یاران
نے اپنے لشکر سے پکار کر کہا کہ یاران خدا پرستون کو مین نے سردار لشکر کو زخمی کیا کچھ لوگ اسکو اٹھا کر
میدان سے لے گئے ہین اب یہ لشکر بے سردار کا ہی اسکا بچا دینا کیا مشکل ہی بڑا فضل کیا خدا اور لقمہ نے
کہ مین نے سپر بہادر کو زخمی کیا یہ جو کہا پس انکا لشکر اپنے تو سینہ سپر ہو کے لڑنے لگا اور لشکر اسلام پر وقت
تنگ ہونے لگا اور در اصل یہ امر ہی کہ بے سردار کا لشکر نہین لڑ سکتا ہی انھین لوگون کا جگر اتھا کہ انکا مقابلہ
کر رہے تھے جب یہ سنا کہ سردار لشکر زخمی ہوا دل چھوٹ گئے امید قطع ہو گئی مگر یہ خیال کیا کہ میدان سے زندہ
جانا بیکار ہی جان دیدو کہ پھر کہ یادگار رہے یہ تصور کر کے لڑنے لگے مگر اب انکو زور ہو گیا ہے انکے
دل ٹوٹ گئے ہین وہ بڑھتے گئے یہ پسپا ہونے لگے مگر مقابلہ سے منہ نہین پھیرتے ہین ہر مقام پر جم کر
لڑتے ہین جس مقام پہ اڑ گئے ہزارون سر کٹ گئے نوبت باینجا رسید کہ یہ بارگاہ کے قریب ہٹ گئے
اس مقام پر اسقدر تلوار چلی اور اسقدر کفار و خدا پرست قتل ہوے کہ ایک نہر خون جاری ہو گیا لاشون کا انبار
ہوا سرون کا ڈھیر مگر حالت یہ ہوئی کہ لشکر کے پانون اکھڑ گئے مگر مقابلہ سے نہین باز آتے ہین جب بارگاہ
چھوٹ گئی کفار نے آکر اسپر قبضہ کیا اور یاران لشکر لیکر چلا کہ انکو جہان تک یہ بھاگ کر جائین قتل کرون
چند سردارون سے کہا کہ تم بارگاہ لیکر طرف شہر کے چلو مین انکو قتل و غارت کر کے آتا ہون انھون نے
قصد کیا کہ ہم بارگاہ اٹھائین پینہ اراون کو بڑھائین کہ اہل اسلام نے پھر حملہ کیا اور پھر لڑنے لگے مگر کیا
ہوتا ہی کہین پانون اکھڑے ہوے جمتے ہین یہ پھر بھاگے وہ لوگ بارگاہ کے اڑا لے لیکر چلے یاران انکے
تعاقب مین اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا چلا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ بارگاہ پر کفار کا قبضہ ہو گیا وہ لیے جاتے
ہین پس انکو خیال آیا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہی کہ ہمارے ہاتھ سے بارگاہ نکل جائے اور ہم جا کر
صاحبقران کو یہ خبر دین کہ خداوند بارگاہ چھن گئی تف ہی ایسی زندگی پر پس اسی مقام پر لڑ کر مر جاؤ یہ قصد ہر ایک
نے کر کے اور قدم استوار کر کے مقابلہ کرنا شروع کیا یاران لڑنے لگا مگر دل مین کہتا ہی کہ بڑے غضب کے
لوگ ہین کسی طور سے بھاگتے ہی نہین ہین ہر مقام پر جم کر لڑتے ہین سب تو انکا کوئی سردار بھی نہین ہی اگر سردار ہوتا تو
یہ کبھی نہ شکست کھاتے بارگاہ پر کبھی نہ قبضہ ہوتا ادھر وہ لوگ بارگاہ لیکر چند قدم گئے ہونگے کہ
لوگ مقابلہ کرنے لگے وہ لوگ تھم گئے کہ ادھر اہل اسلام نے مقابلہ بھی کیا اور بلک کر اپنے خدا سے دعا کی

کہ اے کریم کوئی ایسی صورت پیدا کر کہ یہ بارگاہ اہل کفار نہ لیجائیں ہماری آبرو رکھ لے چونکہ رجوع قلب سے
دعا کی تھی در اجابت وا تھا ہدف مراد نشانہ دعا پر ہوچکا کہ ازبیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ سر گرد تا سما
رسیدہ دریا سے گرد بزمین دوزیدہ شعر زگرد و غبارے کہ برشد بچرخ + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + از دامن دشت
عاج اور نگ + گردے برخاست کو تیارنگ + اس گرد و غبار نے چہرہ دوار کو تیرہ و تار کر دیا تمام
میدان تاریک ہوگیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ آندھی طرف سے مشرق کے اٹھی ہے پس اہل اسلام نے اس
گرد کو سیاہ آندھی تصور کر کے صدائے اللہ اکبر بلند کی یہ گرد و غبار دیکھ کر دونوں لشکر مقابلہ سے باز
رہے سب طرف اس غبار کے دیکھنے لگے روز روشن سے شب تیرہ و تار ہو گئی طائر ہنگام زوال آفتاب
خیال کر کے طرف اپنے آشیانوں کے روانہ ہونے لگے یا انکو آندھی کا خیال ہوا ہوگا چرند بھی صحرا سے
طرف اپنے مسکن کے چلنے شیر دم دبائے بھاگے جاتے ہیں ایک طرف ہرن ہیں شیر ان سے خبر بھی نہیں
ہوتے ہیں چیتے و نیل گاؤ سے باہم ملے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ حالت ہے وہ غبار بلند ہوتا ہوا چلا آتا ہے
کہ قریب اس میدان جنگ کے آکر شق ہوا اس گرد سے ایک گرد سبز رنگ پیدا ہوئی کہ جس کے سبب سے
تمام صحرا زمردی ہوگیا ہر ایک درخت پر یہ عالم ہوا کہ بہار تازہ آگئی یا تو اس گرد کے سبب پژمردہ ہوگئے
تھے یا ہرے ہوگئے از زمین تا آسمان یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر سبز ہے کہ وہ بلند ہے وہ گرد جو کہ قریب اس میدان
کے آکر شق ہوئی اس گرد سے صدائے نقارہ جنگی کی آرہی تھی سنان نیزہ مثل زمرد کے سبب گرد کے زمردی
سنانوں کے چمکتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں صدائے نقارہ سے زمین ہلی جاتی تھی اب تو ماران نے کان کھڑے
کیے کہ یہ کوس حربی کی صدا کہاں سے آتی ہے کیا اس گرد میں کوئی لشکر ہے اس گرد کو دیکھکر اسکا دل
پریشان ہوا قلب کانپنے لگا مگر اہل اسلام کے دل بشاش ہو گئے یہ لوگ گرد سبز رنگ کو دیکھکر خود سبز
ہونے کی امید کرنے لگے ایک مرتبہ لشکر مار ان سے لڑنے لگے ماران مقابلہ کرنے لگا اس خیال سے کہ
اگر لشکر ہوگا تو ظاہر ہوگا جو کچھ ہوگا معلوم ہو جاوے گا تم کیوں اپنے کام میں تاخیر کرو یہاں مقابلہ ہونے لگا
کہ دامن گرد سے ایک نقابدار سبز پوش بصد جوش و خروش یہ نعرہ کرتا ہوا پیدا ہوا کہ منم شیر بیشہ شجاعت
منم نہنگ دریائے جرأت منم غازی صف شکن منم دلاور تیغ زن منم صاحبقران منم مالک شمشیر براں
منم غازی منم جانباز صفدر و نمازی منم قاتل کفار منم تباہ کنندہ قوم اشرار منم ملک الموت جان کفار منم
برہم زن لشکر اہل نار منم برباد کنندہ راہ کفر و ضلالت منم رہنمائے چشمۂ ہدایت اے اہل کفار میں تمہاری
جان کا ملک الموت آ پہنچا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتے ہو یہ بھی ممکن ہے کہ تم بارگاہ لیجاسکو ہر کہ داند
داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم نقابدار سبز پوش یہ نعرہ جو کیا اس نعرے کی صدا کان میں ماران اور
اسکے لشکر کے پہونچی اور اہل اسلام نے یا تو مقابلہ کر رہے تھے یا سب نے اس صدا کی طرف سر اٹھا کر دیکھا
کہ ایک نقابدار جوان رعنا مرکب برق جلو پر سوار نیزہ خطی ازالتوئی مرکب پر رکھا ہوا کمان کیانی دوش پر تیغہ
برق تاب کاندھے پر سپر فراخ دامن پشت پر ترکش کمر میں موزے پاؤں میں دستانے ہاتھوں میں خود سر پر
زرہ زمرد نگار جسم میں منہ پر نقاب سبز رنگ سر پر سہرے کا بہرہ اٹھتا ہوا اگرچہ حسن چھپ کر نقاب سے چھن کر نکل
رہا ہے یہ رعب ہے کہ کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا ہے یہ نعرے کرتا ہوا مرکب کو میدان میں ڈالے ہوئے اس گرد زمرد رنگ
سے پیدا ہوا اسکے عقب میں ساٹھ ہزار سوار زمرد پوش دوش بدوش حلقہ پوش آئینہ بند جوشن پوش مرکبان تیز رفتار
کے پر سوار نیزے اٹھائے ہوئے کمانیں دوش پر سپریں پشت پر خود فولادی سر پر تلواریں کمر میں زرہیں جسم میں
موزے پاؤں میں رکاب در رکاب مگر سب سوار نقابدار کے عقب میں مرکب اٹھائے ہوئے چلے آتے ہیں

ہر ہر رومی قم شیر بیان ہم حیدر وصف شکن یہ صدا جو نعرے کی کان میں کفار و اہل اسلام و نقابدار کے پہونچی ایک
مرتبہ سب نے سر اٹھا کر اس صدا کی طرف دیکھا اہل اسلام نے تو پہچان لیا کہ شاہزادہ کیوان بارگاہ قوت
قلب و جگر صاحبقران تشریف لائے ہیں آنکے عقب میں لشکر ہے اور کفار نے و نقابدار نے دیکھا کہ
ایک جوان رعنا مرکب تیز رفتار پہ سوار نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا شمشیر برہنہ ہاتھ میں کمان دوش پر
خود سر پر زرہ زمرد کی کڑیوں کی بدن میں مرکب کو جولان دیئے چلا آتا ہے نعرے کرتا ہوا لشکر اسلام نے
جو شہنشاہ کو دیکھا آنکے قلب و جگر قوی ہوگئے حوصلے زیادہ ہوئے کفار کے دم سوکھ گئے مردنی رخون پر
چھا گئی خون خشک ہوگیا یہ خیال کرنے لگے کہ نقابدار نے آکر آفت برپا کر رکھی ہے نقابدار کیا کم تھا کہ یہ دوسرا غضب
نازل ہوا بڑا غضب ہوا کہ اسکے ہمراہ لشکر کچھ معلوم ہوتا ہے کہ کثرت سمہا ہے مرکب کی صدا بلند ہے تو نقابدار
یہ خیال کر رہا ہے کہ بڑی خرابی ہوئی کہ یہ خدا پرست آگیا اپنے لشکر کی مدد کو میں سنتے جاتا تھا کہ کفار کو قتل
کرکے بارگاہ پر تصرف کر چکا تھا ان سے مقابلہ کرکے اور سب کو قتل کرکے اپنے مقام کو چلا جاتا مگر اب
کیا ہوتا ہے کہ لشکر اسلام سے سردار اسکا آگیا ہے ضرور اس سے مقابلہ کرنا ہوگا مگر جب سے شہنشاہ کو نقابدار
نے دیکھا ہے ایک انس قلبی پیدا ہوا ہے الفت دلی ہوگئی ہے مگر یہ خیال کرتا ہے کہ یہ الفت کیسی کیونکر تو یہ
قصد رکھتا ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کرکے بانطور صاحبقرانی کو لون جو انکا افسر ہے اسکا تو دشمن ہے یہ کیا
ہوگا یہ تو یہ خیال کر رہے ہیں مگر ہاتھ برابر چلے جاتا ہے کہ شہنشاہ بھی لرزہ کر گئے کفار پر آگرے شمشیر بھی چلا کر
شمشیر ادکار کرد یکی را دو کرد و دو را چار کرد بازار مرگ پھر گرم ہوگیا ملک الموت نے اپنا تیمسر وسیاہ لشکر میں
برپا کیا بیٹھے ہوئے روحیں قبض کر رہے ہیں ہزاروں مر گر رہے ہیں کہاں تک قبض روح کریں سر
پیادہ و صف پر بارہ ہے سر ہائے سواران مثل برگ خزان دیدہ کے گر رہے ہیں پھر اسی طور سے جنگ ہونے
لگی ہر طرف سے صدائے برن و بکش آنے لگی بن بولنے لگا صدائے دلیران سے زمین معرکہ ہلنے لگی منہ
کے نعرے بلند تھے تلوار بڑے غضب سے چل رہی تھی ایسا رن کبھی نہ پڑا تھا پیر فلک ششدر تھا شہنشاہ
گیتی افروز لیکر تیز رفتاری بجوف سرداران لشکر اسلام راہ طے کر رہا تھا روز روشن غیر شمشیر جدا کر رہا سے گیا
جاتا تھا مگر اہل اسلام و نقابدار کفار کشی میں اسقدر مصروف تھے کہ سر و پا کا ہوش نہ تھا ایک طرف نقابدار سرخرو
کر رہا تھا ایک سمت شہنشاہ لاش پر لاش گرا رہے تھے لشکر تازہ دم آیا تھا اسنے تمام لشکر کفار کو حلقہ
میں لے لیا تھا کفار کو نکلنا دشوار تھا ہوا بجوف اس امر کے اس مقام سے چلی گئی تھی کہ کھیت میں نہ قتل ہوں
سوا اسکے مرغ تیر کے کوئی طائر نظر آتا تھا آسکے بھی پر تیغ کی ہوسے پڑھے تھے یا اڑتا سے پر تیر
سنسن آرہی تھی یا جھنکار تلواروں کی بلند تھی ضرب گھوڑوں سے گوش گردون کر ہو جاتے تھے دو
میدان نہ تھا چیک آہنگران تھا چقا چاق خنجر بلند تھے کمانیں گوشہ گیر ہوئیں کھینچیں تیر جلا کر پرواز کر رہے تھے
کمندوں کے حلقے جا بجا پھیلے ہوئے تھے مگر کفار کو کوئی مقام گوشہ نہ ملتا تھا کہ جا کر پوشیدہ ہوں جانور
پھیلے ہوئے مقابلہ کر رہے تھے اور مر رہے تھے ماران کا یہ حال تھا کہ لشکر اسلام میں شمشیر زنی کر رہا تھا
مگر حواس باختہ تھے کہ یہ کہ لڑائی بگڑ گئی یہ کیسی ہوا کاش خروج پر چل گئی کہ تمام سپاہ تباہ و برباد
ہوگئی یہ کون سی آفت نازل ہوئی یہ خیال کرتا جاتا ہے اور لڑ رہا ہے ایک طرف سے نقابدار کفار کو قتل
کرتے ہوئے لشکر کو دبا لے ہوئے چلے آتے ہیں ایک طرف سے شہنشاہ اسی طور سے چلے آتے ہیں۔
ماران مارخوار اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا تھا کہ نقابدار سے اور ماران سے اتفاق سے سامنا
ہوگیا نقابدار نے دیکھا کہ یہ گبر خدا پرستوں کو قتل کر رہا ہے غیظ میں آکر صدا دی کہ اے گبر نابکار یہ کیا

دل قوی ہو گیا ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ کیا سبب ہے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے دل کی نئی حالت ہے ایسی
محبت پیدا ہوئی ہے کہ جیسے بھائی کو بھائی سے ہوتی ہے اس محبت اور زور و طاقت کو دیکھ کر جوش الفت
میں زبان سے نکل گیا کہ ماشاء اللہ بھائی ماشاء اللہ کیا خوب اس گبر ناہنجار کو قتل کیا ہے یہ سنکے نقابدار
نے جھک کر سلام کیا شہنشاہ نے جواب سلام دیا اُدھر لشکریان نے اپنے سردار کی جو یہ حالت دیکھی
کہ مارا گیا سب کو بہت بڑا صدمہ ہوا خیال کیا کہ لڑکر جا سکے سوا کوئی اور تدبیر نہیں ہے جہاں تک ممکن ہو
اس نقابدار و ملک روزگار کو قتل کریں یا اپنی جانیں دیں اسنے بڑا غضب کیا کہ یوں ہمارے افسر کو
آن واحد میں قتل کر دیا کہ خورد سال ہے قتل کیا ہے اب ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جا سکتا ہے یہ وقت نام کا ہے
کہ بے سردار کی فوج خوب لڑی کفار کو یہ تجربہ ہو گیا ہے کہ اہل اسلام کی مردانگی ہے یہ نقابدار
اہل اسلام کی طرف سے نہیں آیا ہے ہاں یہ شہنشاہ کو پہر کا لاکر [illegible] سے آئے ہیں انہوں
نے یہی خیال کیا ہے کہ یہاں سے بچکر جانا غیر ممکن ہے کیونکہ اب لشکر اسلام کہیں ہو گیا ہے یہ لوگ ہمارے
تلوار کے دھنی ہیں پھر بیگناہ قتل کرتے ہیں [illegible] سے انکے ہاتھ سے رہائی مشکل ہے جس طرح سے ہو لڑ کر جانیں
دو اپنا نام کرو یہ مقابلہ بھی یادگار رہے بہتر کل سے اس وقت تک لڑ رہے ہیں کوئی پروا نہیں ہے دشمنی یہ
روزگار ہے [illegible] کہ لشکر ٹھہرا ہے تو کیا لڑا اگر اسکا سردار اسکے روبرو قتل ہو چکا تھا بس یہ تقریر
کر کے ایک مرتبہ پھر لشکر کفار نے حملہ کیا ادھر لشکر اسلام نے انکو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے قتل کرنا
شروع کیا شہنشاہ و نقابدار نے کاٹ ڈالنے پھر مارنا شروع کیا کوئی آئے [illegible] قتل ہوتے [illegible] ان
کے لشکر نے مقابلہ کیا تھا کہ سپاہ کے قدم اٹھ گئے فوج نے [illegible] کیا یا لشکر کو شکست دیا کہ جلا نقابدار
نے جو یہ واقعہ دیکھا لشکر سے کہا کہ ایک طرف سے راہ کر دو کہ یہ نکل جائیں لشکر اسلام نے تین طرف سے
گھیر راہ روک لی ایک طرف کی راہ کھول دی یہ لڑنا ہمارا غرض ہو چکا ہے کہ لشکر کفار کا افسر [illegible] رہو تا ہے کہ
تمام لشکر کام آ چکا ہے جو کہ باقی تھا اسکے قدم اٹھ گئے میدان میں نہ ٹھہر سکے یہ بر وقت تھا کہ پاؤں کے نیچے
سے زمین نکلی جاتی تھی ایسے بدحواس تھے کہ راہ تو معلوم ہی تھی ٹھوکریں کھا کھا کر گر رہے تھے سوار
پیدلوں میں اور سواروں میں پیدل پاکروں میں پیدل [illegible] تھے جان ایسی بڑی شے ہوئی ہے کہ یہ گوارا
کر لیا کہ کوئی ہمکو پا کر کیگا کیونکہ جان رہیگی ایسی بھاگڑ کبھی نہ ہوئی تھی جیسی اس میدان میں ہوئی
کفار جان بچا کر یوں فراری ہوئے جیسے قیدی زندان سے یا قفس سے طائر نکل کر گریزاں ہوتا ہے
اور پھر پلٹ کر اس طرف نہیں نظر کرتا ہے اب جوش مقابلہ سے موڑا اور فرار پہ قرار لیا تو سیدھے طرف شہر [illegible] کے
بھاگے لشکر کفار کو جو اہل اسلام نے فرار کرتے ہوئے دیکھا انکو قتل کرتے ہوئے انکے عقب میں پہنچے
تھوڑی دور وہ جا کر متفرق ہو گئے کہ وہ صحرا میں منتشر ہو گئے یہ جو حال نقابدار نے دیکھا تو اپنے
لشکر سے کہا کہ اب انکا تعاقب کرنا بیکار ہے جو اپنے سے بھاگے اسکو کیا ضرور ہے کہ پریشان کرو یہ جدھر جاتے
ہیں جانے دو اپنی سزا کے اعمال کو پہونچ گئے اب کبھی یہ مقابلہ نہ کرینگے یہ سنی نہیں [illegible] شہنشاہ نے اپنے لشکر
سے کہا بس دونوں لشکر تھم گئے وہ لوگ بھاگے کہ انکا حال بعد کو تحریر ہوگا کہ انہوں نے شہر میں جا کر کیا
کیا ادھر نقابدار انکے تعاقب سے باز آیا اپنے لشکر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ جو ہمارے لشکر کے کشتے ہوں
انکو دفن کرو اب جو دیکھا تو کل ایک سو آدمی لشکر نقابدار کے اس جنگ میں کام آئے تھے انکو جمع کر کے
نقابدار نے نماز خود بنفس نفیس پڑھی ادھر شہنشاہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کے کشتوں کو جمع
کر کے دفن کرو اب جو کشتے جمع کیے گئے اور شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب بیس ہزار کے اہل اسلام و در [illegible] ور

ایک شب کی جنگ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے جن میں ہزار ہا ان شہنشاہ قریب دو سو کے ہوں گے باقی
سب لشکر جبریل کے لوگ تھے شہنشاہ نے جمع کرکے نماز جنازہ ادا فرمائی بعد اُنکو اُسی مقام پر دفن کیا
اب حکم دیا کہ کفار کی لاشوں کا تو شمار کروایا جو شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ آٹھ ہزار کفار اہل اسلام کے ہاتھ
سے قتل ہوئے ہیں اور قریب پانچ ہزار کے زخمی پڑے ہیں کہ انکی حالت بھی خراب ہے اور پانچ ہزار لشکر
نقابدار و لشکر اسلام نے اسیر کئے ہیں تو سب ہزار کفار اس معرکہ میں کام آئے اس میدان میں کئی روز تک
ایسی بو سڑ آیا کی خوب زاغ و زغن کا پیٹ بھرا اس زمین پر پھول واقف آگا جب تھا جلنے ہوا اور لالہ رنگ
ہوا اسقدر خونریزی ہوئی تھی کہ تمام خاک خون سے لال ہوگئی تھی جب گیاہ روئیدہ ہوئی تھی تو سرخ رنگ کا
یہاں اس زمین پر ایک چیز کی کثرت تھی کہ لالہ کے درخت بہت روئیدہ ہوتے تھے ادھر شہنشاہ نے
اپنے کشتوں کے دفن سے فرصت پائی اُدھر نقابدار نے بھی فراغت حاصل کی جب دونوں آدمی فرصت پا چکے
تو شہنشاہ کو ہرکاروں سے معلوم ہو چکا تھا کہ بارگاہ نقابدار کے قبضہ میں گئی نقابدار نے
کفار سے مقابلہ کرکے انکا خون بہا کر بارگاہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنے ملازموں کے ہمراہ اپنے مقام
فرودگاہ پر روانہ کر دی ہے مگر جبریل کے اہل لشکر سے شہنشاہ نے دریافت فرمایا کہ بارگاہ کیا ہوئی
کیا کفار بارگاہ کو لیکر بھاگے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ پہلے کفار نے بارگاہ پر قبضہ کیا تھا اور ہمارے
قبضہ سے انکے قبضہ میں گئی تھی وہ لیکر روانہ ہوئے تھے کہ نقابدار نے آکر انکو قتل کرکے بارگاہ چھین
لی اور اپنے ملازموں کو ہمراہ کرکے کسی طرف روانہ کر دی یہ سنکے شہنشاہ نے کہا کہ نقابدار تو مرد
خداپرست و صاحب مروت معلوم ہوتا ہے میں اس سے بارگاہ طلب کرتا ہوں دیکھوں کیا جواب دیتا ہے گو
جواب اسکا یہ ہوگا کہ میں نے بارگاہ آپکے ملازموں سے نہیں لی تھی نہ آپکے لشکر سے لیکر حاصل کی تھی
بلکہ ایک غیر لشکر سے لیکر حاصل کی تھی جو کہ آپکے ملازموں سے مقابلہ کرکے اور بھگا کر لیگیا تھا میں نے آکر
انکو قتل کیا اسنے بارگاہ حاصل کی آپکا کوئی دعوےٰ اسپر نہیں ہو تو میں کیا جواب دونگا خیر جب وہ یہ سوال
کریگا تو دیکھا جائیگا پس یہ اپنے سرداروں سے لیکر کی خود طرف لشکر نقابدار کے چلے اُدھر
نقابدار نے لشکر کو حکم دیا تھا کہ یہاں سے اپنے مقام پر چلو جب کوئی تم سے بارگاہ کا دعوےٰ کریگا
تو دیکھا جائیگا کہ اتنے میں نقابدار نے دیکھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک میرے لشکر کیطرف
تشریف لاتے ہیں یہ دیکھکر چند سرداروں سے کہا کہ استقبال کرکے لاؤ کہ یہ بہت بڑا معزز و ممتاز لشکر اسلام
کا افسر اور سردار ہے بلکہ بعد صاحبقران کے اسکی بھی تعظیم واجب ہے کیونکہ یہ فرزند جگربند صاحبقران ہے
نقابدار کو ہرکاروں سے معلوم ہو چکا تھا وہ سردار اپنے مرکب بڑھا کر قریب شہنشاہ پہنچے مرکبوں
پر سے کود پڑے دست ادب جوڑ کر عرض کیا کہ ہمکو ہمارے آقا نے آپکے استقبال کیلئے روانہ
فرمایا ہے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی میں خود آپ کی خدمت میں
حاضر ہوتا مجکو آپ نے بہت شرمندہ کیا میرا افتخار تھا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اگر آپ
تشریف لائے ہیں اور غلام کو سرفراز فرمایا ہے تو میری عین خوشی اور آپ کی بندہ پروری ہے یہ سنکے
شہنشاہ ہمراہ ان سرداروں کے طرف نقابدار کے چلے اُسکے لشکر میں پہنچے تا حد لشکر نقابدار
بھی براے استقبال آیا اور استقبال کرکے قلب لشکر میں لایا اور عذر کیا کہ میں بہت شرمندہ ہوا ہوں
کہ نہ کوئی مقام ہے جہاں آپ کو بٹھاؤں میں آپ کی خاطر نہیں کر سکتا ہوں حالت سفر میں ہوں نہ بارگاہ
میرے خیمہ وغیرہ ہیں کہ میں آپ کی دعوت کروں ہاں اسقدر میں امیدوار ہوں کہ اگر آپ

سرفراز فرمائین اور میرے مقام فرودگاہ پر تشریف لیچلین تو جو تاوان و نکس حاضر ہے ادا فرمائین بندہ بہت ممنون
ومشکور ہوگا شہنشاہ نے جو خیال کیا تو نقابدار کی تقریر سے بوے محبت آتی ہے اس تقریر کو سنکے
خوش ہوے اور جواب مین کہا کہ مین خود آپسے شرمندہ ہون کہ آپنے آکر صرف پاس مذہبی سے
اتنی بڑی زحمت گوارا فرمائی اور یہ تکلیف اٹھائی کسقدر کشت و خون ہوا اگر آپ تشریف نہ لاتے تو کفار
بارگاہ کو لیجاتے لشکر اسلام تو شکست کھا چکا تھا آپنے اسکی آبرو رکھ لی بڑا احسان ہم سب پر کیا ہم
آپ کے اس احسان سے تمام عمر سبکدوش نہونگے ہان اگر آپ ایک امر قبول کرین اور یہ اقرار فرمائین کہ مین
پہلے یا بعد تمہارے ہمراہ تمہارے لشکر مین چلونگا اور تمہاری دعوت قبول کرونگا تو کیا مضائقہ ہے اور دوسری
غرض میری آپکی خدمت مین یہ ہے کہ اگر آپکے خلاف طبع نہو تو مین عرض کرون نقابدار نے جواب دیا کہ آپ
فرمائین میرے کوئی امر خلاف طبع نہوگا شہنشاہ نے فرمایا کہ وہ امر یہ ہے کہ جو بارگاہ آپنے کفار سے
لی ہے اور اسکو بزور تلوار حاصل کیا ہے کہ یہ بارگاہ صاحبقرانی ہے اگر اسکو اب مجکو عنایت فرمایئے اور
میرے ہمراہ بارگاہ صاحبقرانی مین تشریف لیچلیے صاحبقران آپکی بڑی عزت فرماینگے مین آپکی
بہت تعریف کرونگا صاحبقران بہادر دوست ہین جوانمردون کی عزت فرماتے ہین نقابدار نے جواب
مین کہا کہ یہان تو کوئی موقع اس گفتگو کا نہین ہے کہ مین بھی [illegible] اگر آپ میری فرودگاہ پر قدم
رنجہ فرمائین تو مین آپکو ان سب باتون کا جواب دون اور رہا بارگاہ کے جو آپنے فرمایا اسکی نسبت یہ جواب
ہے کہ اگر مین آپکے ملازمون سے لیتا نہین ضرور آپکے دینے کا مستحق تھا چونکہ مین نے ایک غیر لشکر سے
بزور شمشیر لی ہے تو وہ بارگاہ میری ہو چکی مین اسکو کسی طرح سے نہ دونگا ان حریفون سے مین نے حاصل کی ہے
کوئی اسطرح سے مجھ سے لیجا سکے تو مین جانون اب آپکو کسی قسم کا اس پر دعوی نہین ہے آپ اسکے مالک نہین ہین
شہنشاہ نے فرمایا کہ یہ آپنے بجا ارشاد کیا مین اسکا معترف ہون مین کسی امر کو قبول کرتا ہون مگر میری راے
ہے کہ کیون باہم کشت و خون ہو ہم بھی مسلمان آپ بھی خداپرست تو آپس مین مقابلہ کرین تو اہل کفار کو [illegible]
بیجا باہم نفاق کرتے ہین انکی تو مین کم ہو گئی ہین اب انپر دباو ڈالو اور انکو زیر کرو نقابدار نے کہا کہ بارگاہ
تو لون نہ دونگی بدون مقابلہ کے شہنشاہ نے جواب مین فرمایا کہ پھر آپکے ہمراہ جانا آپکی فرودگاہ پر
اور دعوت مین شریک ہونا بیکار ہے کیونکہ اسوقت مین آپکا مہمان ہون کل آپ سے مقابلہ پر آمادہ ہون
اور میدان مین آپسے مقابلہ کرون اور کوئی پاس اس دعوت کا نہ کرون یہ بالکل خلاف مروت ہے
ہاں ہم لوگ جنکا نمک کھاتے ہین پھر اس سے نفاق کے ساتھ پیش آتے ہین نقابدار نے کہا کہ آپ
تشریف لیچلین صرف دو تین گھنٹے [illegible] آپکے [illegible] جو امر عرض کرنا ہے مین آپسے عرض
کرونگا آپ صاحبقران کی خدمت مین عرض کر دیجیے گا اور وہ امر ضرور کا ہی ہے اور مین آپکو بیدون
اپنے مقام فرودگاہ پر لیجائے ہوے نہ مانونگا شہنشاہ نے کہا کہ آپ اس امر مین ضد نہ کیجیے نقابدار
نے کہا کہ ایک قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی عزت و جلال کی کہ مین اس امر سے باز آؤن اور
ایک قسم ذاتی خداے عزوجل کی کہ جسنے مجکو اور آپکو اور تمام دنیا کو خلق کیا ہے کہ آپ ضرور تشریف فرمائین
میرے ہمراہ میرے فرودگاہ پر تشریف لیچلین یہ قسم نقابدار نے شہنشاہ کو دی اب شہنشاہ
مجبور ہو گئے فرمایا کہ آپنے تو قسم دیکے مجبور کر دیا خیر جو آپکی مرضی مین موجود ہون مین اپنے لشکر
کو رخصت کر دون تو آپکے ہمراہ چلون یہ سنکر نقابدار اپنے لشکر مین آئے اور تمام لشکر
سے کہا کہ جاؤ مین بھی آتا ہون [illegible] ہمراہ نقابدار کے انکی فرودگاہ پر جاتا ہون صاحبقران سے

تیسری طرف سے عرض کرتا کہ میں ایک ضرورت سے لقابدار کی بارگاہ میں گیا ہوں انھوں نے قسم دی تھی
اس سے مجبور ہو گیا آپ تشویش نہ فرمائیں میں اسلیئے لگ بہت جلد حاضر ہوتا ہوں اور جو کچھ مجھکو عرض کرنا
ہی عرض کرونگا یہ کہکر لشکر کو رخصت کیا چند سرداروں کو ہمراہ لیا اور لشکر لقابدار میں آئے اور لشکر
لشکر شہنشاہ و لشکر جبریل طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوا لقابدار شہنشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
طرف اپنے مقام فرودگاہ کے مع لشکر کے چلا راہ میں بہت خلق سے کلام کرتا تھا شہنشاہ اُسکے
خلق کو دیکھکر بہت محظوظ ہوتے تھے اور اپنے دل میں کہتے تھے کہ اس لقابدار سے بوئے محبت
آتی ہے ہمنے خلق و مروت کرم میں آج تک کوئی ایسا شخص خلیق نہیں دیکھا اسکی کیا تعریف ہو یہ ایسے
ایسے خیال دل میں کرتے ہوئے لقابدار کے ہمراہ جاتے ہیں ان سب کو راہ میں رکھا جاتا ہے اب حال
کچھ بارگاہ صاحبقرانی کا تحریر ہوتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ جن ہرکاروں نے شہنشاہ کو یہ خبر
دی تھی راہ میں کہ بارگاہ کفار نے چھین لی لشکر نے شکست کھائی وہ شہنشاہ سے یہ کہکر طرف
صاحبقران کے روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں صاحبقران تشریف فرما ہیں ظل اللہ تخت جہانبانی پر
متمکن ہیں اور سب سردار حاضر ہیں کہ جوڑی ہرکارے کی پہونچی خواجہ ثالث اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے
ہیں سب عیار اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں کہ ہرکاروں نے حاضر ہوکر مجرا کیا ثنائے شاہی بجا لائے اُسکے
بعد عرض کیا کہ غلام خبر لیکر حاضر ہوئے ہیں وہ یہ خبر ہے کہ کفار سے حضور کے غلاموں نے شکست کھائی
یاران مار خوار کے ہاتھ سے جبریل و عادل زخمی ہوئے بارگاہ پر قبضہ کفار کا ہو گیا جب وہ بارگاہ لے کر
چلے تو ہم یہ خبر روانہ ہوئے کہ راہ میں ہمکو شاہزادہ عالم ملے ہم نے اُن سے یہ خبر عرض کی وہ
اُسی وقت بصد عجلت روانہ ہوئے یقین ہے کہ پہونچ گئے ہونگے اور اُنھوں نے بارگاہ اپنے قبضہ
میں کر لی ہوگی ہرکارے یہ عرض کر چکے تھے ابھی کوئی حکم اُنکو نہ ملا تھا کہ وہ لوگ جو جبریل و عادل کو لیکر
چلے تھے آکر پہونچے داخل دربار ہوئے مجرا کیا دونوں صاحبوں کو اُسکے بعد عرض کیا کہ ہم جبریل و عادل
کو لیکر چلے کیونکہ وہ زخمی ہوئے اور شدت زخم سے بیہوش ہو گئے ادھر چلے آئے یہ دونوں صاحب حاضر ہیں
صاحبقران نے جو ملاحظہ فرمایا تو زخم کاری لگے تھے اُسی وقت اُنکی حالت دیکھکر جراح سرکاری طلب فرمایا
اپنے روبرو بارگاہ میں اُنکے زخموں میں بخیہ کرائی پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اسکے بعد حکم ہوا کہ انکو شفاخانہ
شاہی میں لیجاؤ تاکہ انکے زخموں کا علاج خوب اچھی طرح سے کیا جاوے جراح کو حکم ملا کہ تم دو وقت
انکے زخم جاکر دیکھہ آیا کرنا اسمیں کوتاہی نہو انکو اُنکے ملازم اُٹھا کر لے گئے اُنکے جو خیمے تھے وہ برپا کرا کے
اُسمیں رکھا انکا حال بہتر ہوگا جب یہ لوگ جا چکے تو صاحبقران نے فکر کرنا شروع کی کہ کیا تدبیر
کیجاوے کسی اور سردار کو برائے مدد روانہ کروں ابھی کچھ حکم نہ فرمایا تھا اور وہ ہرکارے روبرو کھڑے
تھے کہ دوسری جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ سر دن پیر راہ کی خاک حاضر دربار ہوئے مجرا کیا
دعا و ثنائے شاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ خبر لیکر آئے ہیں یہ خبر ہے کہ جب لشکر نے جبریل کے شکست
کھائی اور بارگاہ پر کفار کا قبضہ ہو گیا ابھی لشکر دیجار ہا تھا کہ قدم اُٹھ چکے تھے اور وہ لوگ بارگاہ لیکر تھوڑی دور گئے
تھے کہ صحرا سے گرد و غبار بلند ہوا کہ جسکے سبب سے روز روشن مثل شب تاریک ہو گیا سب کو سیاہ آندھی کا
گمان ہوا کیلیائی موقوف ہو گئی کہ وہ گرد شق ہوئی دامن گرد سے ایک گرد زمردی رنگ کی پیدا ہوئی کہ جس سے
تمام صحرا زمردگون ہو گئی اُس گرد زمرد رنگ سے ایک لقابدار زمرد پوش پیدا ہوا حضور ہم اسکی شفقت
و صولت کیا عرض کریں جس وقت اُسکی صولت کا خیال کرتے ہیں تو تمام جسم کے بال فرط خوف سے سیخ

ہو جاتے ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار سواران زرہ پوش سے حضور لڑ لیتا تھا اور وہ جری ہم جان نثارون
نے آج تک نہین دیکھا جرأت تو اُسکے گھر کی کنیز زر خرید معلوم ہوتی ہی آخر سی اُسنے وہ شمشیر زنی کی
کہ کفار کے جی چھوٹ گئے ایک آن واحد مین کفارون کو قتل کرکے اُسنے بارگاہ پر قبضہ کر لیا بارگاہ کو
چھین لیا اور اپنے ملازمون کے ہمراہ کرکے اپنے مقام فرودگاہ کو روانہ کر دی جب ہمنے یہ رنگ دیکھا تو
ہم وہان سے چلے کہ آپکو آگاہ کرین خداوند وہ نقابدار مع فوج کے کفار سے لڑنے لگا یہ معرکہ دیکھکر
لشکر سرکاری بھی پھر جسم کر لڑنے لگا اُن ہرکارون نے اسقدر تعریف نقابدار کی کی کہ صاحبقران
کے دل مین الفت پیدا ہوئی جیسے باپ کو فرزند کے ساتھ ہوتی ہی اور بادشاہ کو بھی ایک انس ہو گیا
اُسکی جرأت و شوکت سنکے پس اُسی وقت ہرکارون سے فرمایا کہ ہان اور کچھ بیان کرو اُنھون نے عرض
کیا کہ ہم یہ حال دیکھکر ادھر کو روانہ ہوئے قریب لشکر کے پہونچا رہے تھے کہ آقا زادے سے ملے ہمنے انکو اس حال
سے آگاہ کیا وہ اسی وقت لشکر کو لیکر لشکر حریف پر جا پڑے اب ہمکو حال نہین معلوم کہ کیا گذری صاحبقران
نے خیال کیا کہ کہین ایسا نہو کہ شہنشاہ سے اور نقابدار سے بابت بارگاہ کے فساد ہو تو بڑی خرابی ہو آن
ہرکارون سے کہا کہ تم اسیوقت اُس مقام پر جاؤ ہماری طرف سے شہنشاہ کو روکنا اور کہنا کہ صاحبقران نے
کہا ہی کہ اے فرزند اگر نقابدار بارگاہ بخوشی دے تو لے لینا ورنہ فساد نکرنا کیونکہ ہم منصف ہین اور یہ مقام
انصاف ہی اُسنے ہمارے لشکر سے بارگاہ نہین چھینی ہی بلکہ لشکر کفار سے لی ہی اب ہمارا کوئی حق اسپر نہین ہی
کیونکہ اُسکی ملک ہو گئی ہان اگر ہمارے لشکر سے لڑکر چھین لیتا تو ہمکو اُس سے فساد کرنا زیبا تھا وہ تو ہمارے
ہاتھ سے جا چکی تھی اگر دوسرے نے لے لی تو چارا کیا اور جہان تک ممکن ہو نقابدار کو سمجھا کر ہماری بارگاہ
مین لاؤ ہم اُس بہادر کے بہت مشتاق ہین اور نقابدار سے کہنا کہ صاحبقران نے کہا ہی کہ اگر آپ
میری بارگاہ مین تشریف لائین تو آپکی عنایت ہوگی اور مین اور میرے تمام سردار آپکے ممنون ہونگے
آپکی ملاقات کا مجھکو بہت اشتیاق ہی مین خود آپکی زیارت کو آتا مگر مجبور ہون کہ بدون بادشاہ کے
نہین آسکتا ہون اور یہ بھی شہنشاہ سے کہنا کہ اگر اُسکے خلاف کروگے اور کسی قسم کا فساد ہوگا تو مین تمسے
بہت ناراض ہونگا پس یہی تمکو لازم ہی کہ نقابدار کو میرے پاس جس طور سے ہو سکے لے آؤ کیونکہ مین
نیز جہان پناہ و دیگر سردار بہت مشتاق ہین یہ سنکے وہ ہرکارے مجرا بجا لائے اور دربار سے نکلکر طرف
اُس صحرا کے چلے جہان مقابلہ ہو رہا تھا یہ تو ادھر راہ سے گئے اور لشکر اسلام دوسری راہ سے ادھر کو آ گیا
ہرکارون کا حال پھر تحریر ہوگا لشکر اسلام جو شہنشاہ سے رخصت ہو کر چلا تو داخل لشکر ہوا سرداران لشکر
اُسی صورت سے حاضر دربار ہوئے لشکر نے پڑاؤ پر جا کر کھولی صاحبقران و بادشاہ کو مجرا کر کے اپنے
مقام پر بیٹھے صاحبقران نے فرمایا کہ شہنشاہ کہان ہین وہ کیون نہین آئے اور نقابدار سے کیا گذری
اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند ہمارے آقا ہم سے یہ کہکر لشکر نقابدار مین تشریف لے گئے تھے کہ مین جاکر
اُن سے بارگاہ طلب کرتا ہون ہمکو چھوڑ گئے تھوڑے عرصہ کے بعد تشریف لائے نہ معلوم کیا باہم لشکر سے
ہوئی ہم سے کہا کہ تم لشکر مین جاؤ لشکر کو لیکر ہم ہمراہ نقابدار کے اُنکے خیمہ مین جاتے ہین تھوڑی دیر
بیٹھکر آتے ہین اگر جناب صاحبقران دریافت فرمائین تو یہی عرض کر دینا اور عرض کرنا کہ کوئی مضائقہ
تشویش نہین ہی حضور خاطر جمع فرمائین بس یہ فرما کر چند سردارون کو لیکر چلے گئے ہمنے لاکھ لاکھ عذر کیا
کہ ہم بھی ہمراہ چلین مگر نہ قبول کیا آخر ہم مجبور ہوکر ادھر چلے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی فساد کی
تو نوبت نہین آئی یا کوئی کشمکش فساد ہوا اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند خیال فرمائین کہ اگر فساد ہوتا

یہ ہم دیکھتے کہ فساد ہوگا تو ہم اپنے آقا کو چھوڑ کر چلے آتے جب ہم نے انکو خوش پایا بلکہ اُنھون نے یہ فرمایا
کہ مین تو نہ جاتا مگر تیرے سے ناچار ہوگیا اب نہ جاؤن تو گنہگار ہوتا ہون دوسرے مروت کے خلاف ہر یہ سبب
میرے جانے کا ہر یہ سنکے صاحبقران نے دوات و قلم و قرطاس طلب فرمایا اور اپنے دست حق پرست
سے ایک رقعہ بنام شہنشاہ گوہر کلاہ اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ ای نور نظر قوت قلب و جگر طال اللہ عمرہ
بعد دعا سے ترقی حیات و درجات کے معلوم کرو کہ ہمکو قسم ہی ہمارے سر عزیز کی نقابدار سے کسی قسم
سے فساد نہ کرنا اگر وہ بارگاہ بخوشی خاطر دے تو کچھ مضائقہ نہین ہی ورنہ اُسکو ناراض کرکے بارگاہ نہ لینا
وہ بارگاہ اُسی کو مبارک رہے ہم اور بارگاہ مین دربار کرین گے کیونکہ اب وہ بارگاہ اُسکی ہو گئی اُسنے مقابلہ
کرکے کفار سے لی کوئی تمھارے لشکر سے نہین لی ہی بلکہ اگر وہ ہمارے لشکر سے بھی لیجاتا تو ہم بزور نہ
لیتے کیونکہ وہ بھی مرد مسلمان ہی ہماری مروت اس قسم کی نہین ہی کہ ہم خدا پرست سے مقابلہ کرین کیونکہ ہم تو
ایک طریق رکھتے ہین ای فرزند یہ مال تحفہ سے نکلگیا اور دوسرے کے تصرف مین چلا گیا اُس سے کسی
اور نے چھین لیا تو اُسپر پھر ہمارا قبضہ کیونکر رہا انصاف یہ کہتا ہی کہ اب اُس مال کی طرف نگاہ بھی اُٹھاکر
نہ دیکھنا چاہیے پس وہ بارگاہ اب نقابدار کی ملکیت ہی ای فرزند جہان تک ممکن ہو نقابدار کو راضی کرکے
میرے پاس لاؤ یا نقابدار سے میری طرف سے کہنا کہ یار لیج الملاپ تمھاری ملاقات کا بہت مشتاق ہی
مین خود آتا مگر سبب یہ ہی کہ جہان پناہ بھی تمھاری ملاقات کا شوق رکھتے ہین اور جملہ سرداران بادشاہ
نے بھی فرمایا تھا کہ ای صاحبقران نقابدار کو یہان طلب فرمایئے اس سبب سے صاحبقران نے یہ
تحریر فرمایا اور یہ کہنا کہ آپ کے آنے سے میری بارگاہ کی زینت ہوگی آپ نے بڑا احسان کیا کہ کفار سے
بارگاہ لے لی جیسے تمھارے پاس رہی ویسے میرے پاس کیونکہ ہم تم ایک ہی ہین یہ لکھکر صاحبقران نے
رقعہ کو ختم کیا اُسپر اپنی مہر کی اُسکے بعد خواجہ سے کہا کہ خواجہ یہ رقعہ تم لے کر شہنشاہ پاس جاؤ اور شہنشاہ
سے زبانی بھی کہدینا یہ کہکر وہ تقریر جو بیان فرمائی اور فرمایا کہ تم جاکر خود اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ کہ شہنشاہ سے
وہ نقابدار کس طور سے پیش آیا اور کچھ باہم فساد کی تو نوبت نہین ہوتی ہی اگر ہو تو تم خود مرد دانا ہو شہنشاہ کو
منع کرنا اگر وہ تمھارا کہنا نہ سنے تو یہ کہنا کہ صاحبقران تم سے بہت ناخوش ہونگے آیندہ تمکو اختیار ہی
اور خواجہ تم نقابدار کو بھی دیکھنا کہ کس مرتبہ کا آدمی ہی خواجہ نے عرض کیا کہ مین خود اپنی فکر مین
مبتلا ہون جان چورا ہے یہان بیٹھا ہون باہر تمام فوجدار کھڑے ہوئے ہین باہر نکلا اور انھون نے مجھکو
پریشان کیا مین نہین جاسکتا ہون اور نہ میرے پاس اسوقت زر ہی یہ ہی کہ انکو دو دن نہ کہین سے ملنے کی
امید ہی کہ وعدہ کر دون مین کیون اپنی جان کو عذاب مین مبتلا کرون آپکی تو ایسی ہی باتین ہین کہ خواجہ
تم جاؤ خواجہ نہوئے خدمتگار ہوئے کہ چلے جاتے ہین ہان اگر کوئی ضرورت شدید ہوتی تو کیا مضائقہ
تھا نقابدار کی بارگاہ مین نہ جاؤنگا مجھکو نقابدار سے خوف معلوم ہوتا ہے دوسرے تم لوگ اولاد
صاحبقران سمجھتے ہو جس اور بیٹے کہتے ہو اُس سے کہ نہین پھر تمھارے لڑکے جو ہین وہ کسی کا کہنا
نہین سنتے ہین مین لے جاکر رقعہ دیا اُنھون نے نہ مانا تو مجھکو رنج ہوگا میری بات رائگان ہوگی مجھکو
غصہ آجائیگا مین کچھ کہونگا وہ مجھکو کلام درشت مین جواب دین تو از راہ مجھکو ملال ہوگا کس لیے کہ
یہ لڑکے کسی کے کہنے پر چلتے نہین کیسے ہین خود سر اپنی پسند کی بزرگی خورد کی خوردی کا انکو بالکل لحاظ
پاس نہین ہی بلکہ جو چاہتے ہین جو دل مین آتا ہے وہ کرتے ہین آج کل کے لڑکے بے لحاظ اور بدتمیز ہوتے ہین تو مین
کیونکر جاکر اور اُنکے درمیان مین بول کر اپنی عزت دو دن آبرو مٹاؤن جو کچھ انکو میرا پاس ہی

ہو کر اس میدان جنگ سے قریب تھا ہوپہنچے تھے یہ آج صبح کو جو اس صحرا مین ہوپہنچے چونکہ وہ جنگل بہت
پر فضا اور پربہار تھا اور شکار بھی بیشمار تھا انھون نے اپنے رفیقون سے کہا کہ آج دن بھر اس صحرا مین
شکار کھیلو اور رات بھی یہین بسر کرو بوقت سحر یہان سے روانہ ہونگے کئی ماہ کا زمانہ ہوا ہو کہ ہم صحرانوردی
کر رہے ہین مگر اس شہریار کا نشان نہین ملا باوجودیکہ لشکر کثیر ہو اور وہ صاحبقران لشکرون مین سنا گیا ہے
کہ انھون نے اپنے لشکر کا بادشاہ دارین جمشید کو کیا ہو اور وہ طرف خانہ قاف کے مع لشکر کے روانہ
ہوئے ہین یہ بھی سنا گیا ہو کہ کوئی دشت بہار افزا ہو اسمین دریاے سبز رنگ ہو اسکے کنارے لشکر
فیروزی اثر مقیم ہو یہ حال بحکم زبانی شہریار کے معلوم ہوا تھا کیونکہ اسنے سنا تھا کہ جب رستم ثانی کو خبر
ہوئی کہ صاحبقران ثانی نے بدیع الملک کو لشکر کا صاحبقران کیا بانی و اثاثہ صاحبقرانی انکو
سپرد کیا اور آپ طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے انکو ملال ہوا وہ لشکر کو چھوڑ کر فقیر ہو کر نکل گئے جب یہ
خبر شہریار کو معلوم ہوئی وہ بھی بھائی کے غم مین فقیر ہوئے اور انکی تلاش مین روانہ ہوے یہ خبر تھی کہ
لشکر صاحبقرانی فلان مقام پر فروکش ہے زبانی شہریار کے معلوم ہوئی تھی مگر ہم تلاش کرتے پھرتے ہین
کہین نہ دشت بہار افزا کا نشان ہو نہ کسی مقام پر دریاے سبز رنگ ملا کہ جسکے سبب سے لشکر کا پتہ چلتا ہان
ایک امر ہو کہ اس سفر مین صحرا تو بہار افزا بہت ملے مگر دریاے سبز رنگ کوئی نہ ملا کہ نشانہ ملتا یا امید
ہوتی کہ اب ہم قریب لشکر پہونچے تم خیال کر دیہ بھی صحرا بہار افزا معلوم ہوتا ہو اگر ہمارے مقدر
مین صاحبقران ثالث سے ملاقات بدی ہو تو ضرور ہوگی ورنہ اسی صحرانوردی مین بسر ہوگی میری آرزو
بر آئیگی یہین یہ ہی حسرت وارمان لیکر اس دنیا سے طرف عالم بقا کے راہگیر ہونگا یا تو مین نے صاحبقران
کے لشکر کو تلاش کیا یا اس صحرانوردی مین اپنی جان دی افسوس اس فلک ناہنجار کے ہاتھون کسی طرح سے قرار
نہین ہو ایک صورت پر یہ گردش نہین کرتا ہو خیال کرنے کا مقام ہے یا تو وہ زمانہ تھا کہ صاحبقران اول کی
لشکر مین موجود تھے کیسے کیسے سردار افسر بارگاہ مین متمکن ہوتے تھے سنتے ہین اٹھارہ فرزند صاحبقران
تھے جن مین بعض تو ایسے بہادر تھے کہ جنکی جرأت کے جھنڈے گڑے ہوے ہین تلوار کفار کش
کے کشور دل پر سکہ بیٹھے ہوے ہین مثل عمرو بن حمزہ یونانی عالمشاہ بدیع الزمان و دیگر پسران عالیوقار
اور پوتے پر پوتے مثل نور الدہر و ملک قاسم ایرج نوجوان کے بارگاہ صاحبقران مین بارہ ہزار پانچ سو متعین
سردار باقی دنگل و کرسیون پر بیٹھتے تھے لندھور و مالک و بہرام فرامرز عادی مغربی وغیرہ کے اسوقت کا دربار
لائق دید تھا اسفند لاور تو ایسے تھے صاحبقران کا لشکر کثیر تھا ایک سردار و فرزند و نبیرہ صاحبقران
کے ہمراہ تھا کل لشکر تین یا چار کروڑ سے کم نہوگا کیسے کیسے سورما سر ہونگے کیسی بہار تھی گلشن لشکر پر
ایک چشم زدن مین وہ طریقہ نہ رہا صاحبقران اول اپنی طرف سے صاحبقران ثانی کو صاحبقران کرکے
طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے گو وہی لشکر تمام وہی لوگ تھے مگر وہ رونق و زینت نہ تھی باوجودیکہ
سردار زیادہ ہو گئے تھے مثل بدیع الملک و رستم ثانی کے کہ ان لوگون نے سیکڑون طلسم
فتح کیے ہزارون ملک مگر وہ بات نہ تھی وہ بات صاحبقران اول کے ہمراہ گئی کہ ایک زمانہ گذرا تھا کہ اولاد
صاحبقران و سرداران صاحبقران پر تباہی آئی طہماس الیسا ولا در قتل ہوا لندھور مارے گئے بہرام
کی کچھ خبر نہ معلوم ہوئی اور اسی طور سے بہت سے سردار قتل ہوئے دربار سردارون سے خالی ہو گیا انکے
جانشین انکی اولاد ہوئی اولاد صاحبقران سے عالمشاہ قتل ہوئے عمرو بن حمزہ درجہ شہادت پر فائز
ہوئے قاسم نے انتقال کیا مگر پھر بھی بہت سے لوگ تھے اب جو فلک گردش کرتا ہو تو یہ تباہی آئی

کہ صاحبقران ثانی بھی طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے یا بدیع الملک کو صاحبقران کیا گو لشکر اسی طور سے
رہا مگر سیکڑوں سردار رخصت ہو ہو کر طرف ملکوں کے چلے گئے یہ خبر سنکے رستم ثانی فقیر ہوئے شہریار نے
بھی درویشی اختیار کی اب فلک نے یہ رفتار کی کہ جو صاحبقران کے ہمراہ خانہ کعبہ کو چلے تھے راہ میں
یہ آفت آئی کہ صحرا میں آگ لگی تمام اشیا جلنے لگے تمکو معلوم ہی کہ میں اس صحرا سے نکلا تم چند لوگ میرے
ہمراہ تھے کوئی لشکر نہ تھا پھر یہ لشکر کیونکر بچ رہا اسکے بعد میں اس آفت میں مبتلا ہوا کہ عیار گرفتار
کرکے لے گیا کوئی دم میرے قتل ہونے و تمام کے ختم ہونے میں باقی نہ رہا تھا مگر کیونکر آسان ہوا اور کیا
سبب ظاہر ہوا اس سے تم لوگ بھی ماہر ہو خیر اب خداوند کریم نے اس صحرا میں پہنچایا ہی کوئی نہ کوئی
صورت ملاقات بدیع الملک کی پیدا کریگا گو تلاش بسیار بیہودہ آزار ہی مگر خدا کے فضل سے امید قوی ہی
اہل لشکر نے کہا کہ جیسا حکم ہو اسد ثانی نے فرمایا کہ آج یہیں قیام کرو کل یہاں سے روانہ ہونگے ہمکو اس
صحرا میں شکار بکثرت معلوم ہوتا ہی لہذا تم لوگ یہاں پڑاؤ کا سامان کرو میں ذرا شکار کھیل لوں تو آتا ہوں یہ فرما کے
چند سرداروں کو لیکر ایک جانب چلے یہاں اہل لشکر نے مقام سایہ دار تجویز کرکے پڑاؤ کرنے کا سامان کیا
تھا ابھی کرسی وغیرہ بچھونے بھی نہیں صرف اپنے کمل وغیرہ تاننے کی فکر کر رہے تھے یہاں تو یہ لوگ اس
فکر میں تھے اور یہ وہ دن تھا اور وہ دلربا کہ جہاں میدان میں اسی صحرا کے قریب مقابلہ ہوا تھا اور بارگاہ لقا بیدار
نے کفار سے چھین کر روانہ کی تھی طرف اپنی فرودگاہ کے وہ لوگ بارگاہ لیے ہوئے چلے آتے تھے
اسد شکار میں مصروف تھے سامنے انکا لشکر اتر رہا تھا کہ ادھر سے دیکھا کہ ایک طرف سے گرد پیدا ہوئی جب تک
گرد و غبار کو دیکھتے رہے اور مرکب کو بڑھا کر ادھر کو چلے جب قریب گرد پہنچے وہ گرد شگافتہ ہوئی انھوں
نے دیکھا کہ اس دامن گرد سے لشکر پیدا ہوا اگرچہ قلیل ہے لشکر کو دیکھکر اسی مقام پر ٹھہر کے اب جو غور کر کے
دیکھتے ہیں تو اس لشکر کے ہمراہ بارگاہ ہی اور بہت سے زخمی ہیں مگر لشکر صاحبقرانی کے یہ وہ لوگ ہیں جو کہ
ہمراہ بدیع الملک کے رہ گئے تھے یہ دیکھکر انھوں نے بوق کو اپنی بجایا اسکی صدا جو بلند ہوئی ان کے
لشکر میں پہونچی اہل لشکر نے جو سنی یا تو وہ لوگ اس بند و بست میں تھے کہ کیونکر کھولیں یا ایک مرتبہ ہوشیار ہوئے قریب
اپنے مرکبوں کے آئے اس خیال سے کہ یہ آقائے نامدار کے بوق کی صدا تھی کیا سبب ہی اور کیا ضرورت ہی کہ
آقا نے بوق بجایا کہ ادھر اسد نے دوسری مرتبہ بوق کو دم دیا یہ لوگ اس صدا کے سنتے مرکبوں کی پشت پر
سوار ہوئے تیسری مرتبہ جو صدا آئی تو یہ لوگ مرکبوں کو اٹھا کر اس صدائے بوق کی جانب روانہ ہوئے یہ تو ادھر
چلے ادھر اسد بوق کو دم دے کر اس لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اب جو دیکھا تو بارگاہ صاحبقرانی کا اٹالہ ہی
کہ اسکو یہ لشکر لیے ہوئے چلا آتا ہی اور ہمراہی اس بارگاہ کے زخمی ہیں یہ دیکھنا تھا کہ بس ایک تو دو غلبہ تھا کہ
کاخ دماغ کو توڑ کر پار گزر گیا اور آتش غیظ و غضب کانون سینہ میں مشتعل ہوئی مگر انھوں نے اس لشکر کو بھی
اہل اسلام سے پایا تو یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ خدا پرست ہیں یہ بارگاہ کیونکر چھین کر لائے ہیں اسکو پہلے دریافت
کرلو پھر جو منظور ہی وہ کرنا یہ تصور دل میں کرکے آگے آکر کھڑے ہوئے اور راہ روک لی اور کہا کہ تم کون لوگ ہو
کیونکہ وہ لشکر قریب آچکا تھا انھیں سے ایک سردار بڑھا اور کہا کہ تم کون لوگ ہو کہ جو راہ روکے کھڑے ہو
ہمکو آگاہ کردو اور راہ سے ہٹ جاؤ کہ بارگاہ ہم لیے جاتے ہیں یہ بارگاہ بڑی مشقت سے حاصل ہوئی ہی ہمارے
آقا نے ہمکو حکم دیا ہی کہ بارگاہ کو لیکر میری فرودگاہ پر برپا کرو ہمکو عجلت ہی کہ ہم یہاں جو تم سے گفتگو کرینگے
تو دیر ہوگی یہ سنتے اسد نے کہا کہ جب تک تم یہ نہ بتاؤ گے کہ یہ بارگاہ فلان شخص کی ہی اور ہم فلان کے ملازم ہیں
اسوقت تک میں راہ سے نہ ہٹونگا نہ تمکو جانے دونگا بلکہ بارگاہ تم سے چھین لونگا انھوں نے دیکھا کہ اس

اگر جنگ کرتے ہیں تو مقابلہ ہوگا اور دیر ہو گی وہان آقا پہنچ جاینگے اور بارگاہ کو پا ئینگے تو ناخوش ہونگے لہذا
اپنے پورا حال کہدین تاکہ یہ بلا ٹل جاے یہ لوگ قزاق پیشہ معلوم ہوتے ہین یہ سوچ کے اُن لوگون کا جو افسر
تھا وہ آگے گیا اور اس سردار سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین تقریر کیے لیتا ہون وہ ہٹ گیا اُسنے کہا کہ ہم لوگ طاہر
ہین نقابدار سنبر پوش کے وہ فلان صحرا مین مقیم تھا کہ اسکو خبر پہونچی کہ بارگاہ صاحبقرانی کو کفار لیے جاتے ہین
چونکہ اُنکو بھی دعوے صاحبقرانی ہے بدین سبب وہ مع لشکر اسطرف کو روانہ ہوے اور وہان جا کر اُنھون
نے کفار کو قتل کیا اور بارگاہ پر قبضہ کرکے اپنی فرودگاہ پر روانہ کی ہے ہم وہی بارگاہ لیے جاتے ہین
یہ بارگاہ صاحبقران ثالث بدیع الملک کی ہے اُنھون نے مع اپنے ورگہ سالار کے طرف شہر ابیض کے روانہ
کی تھی کہ شہر ابیض اُنکے سپہ سالار نے اگر مقابلہ کرکے خدا پرستون سے لی ہے آقا نے سبکو اُن سے چھین
لی یہ جو اسد کو معلوم ہوا تو یقین ہو گیا کہ یہ بارگاہ صاحبقرانی ہے پس یہ سنکے کہا کہ یہ بارگاہ ہمکو دو کہ ہین اسکو
لیجاؤن اُنھون نے کہا کہ کیا خوب آپ اچھے آئے کہ ہم تمکو بارگاہ دیدین کیونکہ ہمکو تو ہمارے آقا نے دی
ور ہم تمکو دین جو کہ آقا نے بڑی محنت سے حاصل کی تھی اسد نے کہا کہ ضرور دینا ہوگی یون نہ دوگے
تو زبردستی دو گے اپنے بس نہ دوگے بزور شمشیر دوگے اُنسے کہا کہ تم ہو کون اسد نے کہا کہ ہم کوئی
ہین تمکو اس سے کیا غرض تمکو آم کھانے سے غرض یا پیڑ گننے سے تم ہمکو بارگاہ دو جدھر سے آئے
ہو اُسی طرف چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے پریشان ہوگے ہین بارگاہ ضرور لونگا تمکو نہین خیال تھا کہ یہ
بیشہ میرے قبضہ مین ہے یہان کا مالک و مختار مین ہون تم کیون ادھر سے بارگاہ لیکر آئے اب آگئے ہو تو
بارگاہ میرے ہاتھ سے بچکر نہین جاسکتی ہے جس طور سے دوگے مین لونگا یہ جو اسد نے کہا وہ افسر بہت
برہم ہوا کہ اب تو رستم کی بھی طاقت نہین ہے کہ بارگاہ پر قبضہ کرسکے اصل مین جسکی بارگاہ ہے اگر وہ بھی آئیگا
تو سفر اپائیگا بارگاہ نہ پائیگا تمھاری کیا اصل ہے یہ جو کہا بس غضب آگیا اسد نے کہا کہ تمھاری قضا
آئی ہے یہ کہ جب چیونٹی کے مرنے کے دن آتے ہین تو اُسکے پر نکلتے ہین بس معلوم ہو گیا کہ تم لوگ
یون یہ بارگاہ نہ دوگے یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ان لوگون نے دیکھا کہ صحرا سے گرد پیدا ہوئی اُس
گرد سے قریب چالیس ہزار کے لشکر نکلا قزاق وضع سب کے ہاتھون مین تلوار مثل اُس جوان کے جو کہ ملا ہوا
گفتگو کر رہا ہے بوق مین وہ لشکر آکر عقب مین اُس جوان کے استادہ ہوا بس اُدھر اُس جوان نے یہ کہا کہ معلوم
ہو گیا کہ تم لوگ یون بارگاہ نہ دوگے یہ کہکر اسد نے بوق اُٹھا کر اسمین صدا دی کہ این رانیز بند و بند بند
کہتا تھا کہ وہ قزاق وضع ایک مرتبہ سپٹے وہ چالیس ہزار یہ پانچ ہزار کہان مقابلہ ہو سکتا ہے ناظرین یہ امر
ظاہر ہوا کہ اس بارگاہ کے ہمراہ جو لوگ ہین وہ لشکر خنجر ملک کے ہین لشکر صاحبقرانی کے نہین ہین یہ جو کہ
اسد کو پہچانتے اول تو کل لوگ اُسی وقت بارگاہ کو چھوڑکر بھاگ نکلے یہ چند آدمی اس سبب سے رہ گئے
تھے کہ زخمی تھے گویا انکا بھی قصد فرار کرنے کا تھا مگر فرار نہ کرنے پائے تھے کہ نقابدار آگیا اور بارگاہ پر
قبضہ کرلیا اب یہ لوگ یہ سوچے کہ یہ لوگ مسلمان ہین اسی سبب سے ہمراہ تھے پس اسد دو چار کو مار کر بارگاہ پر
مگر ادھر لشکر نے اُن پانچون ہزار کو ایک حملہ مین متفرق کر دیا قتل نہین کیا کیونکہ اسد نے بوق مین یہی کہا
تھا کہ یہ لوگ خدا پرست ہین جو لوگ مرکبون کی جھپیٹ مین آگئے وہ تو مر گئے ورنہ ایک کو بھی جان سے مارا
ہان گرفتار ضرور کر لیا اور حملہ جو کیا تو سب متفرق ہو گئے اُدھر اسد نے جا کر بارگاہ پر قبضہ کیا
ہان کچھ لوگ اسد کے لشکر کے کام آئے جب اسد کا قبضہ بارگاہ پر ہو گیا اسد کے ہاتھ سے دو ایک
سوار مارے گئے جو کہ بہت منچلے تھے یہ لوگ اس سبب سے اور بچ گئے کہ ہم قتل ہون گے [illegible]

ہین یہ لوگ کثیر ہین ایک ہی مرتبہ ہمکو قتل کر ڈالینگے دوسرے یہ امر ہی کہ یہ بارگاہ کوئی ہمارے آقا کی نہین ہے
بلکہ چھینی ہوئی ہی پس اسکے لئے لڑنا کیا ضرور ہے چلکر خبر کرین [illegible] دو سو کے قریب آسکے جب اسد بارگاہ
لے کر چلا تو [illegible] یہ کہا کہ ای قزاقان بدرر و [illegible] پسران [illegible] کہا بس سب چھوڑکر ایک طرف کو
راہی ہوئے وہ لوگ ابھی [illegible] کو مقدم خیال کرکے خاموش ہو رہے کیونکہ یہ لوگ تو بلاے ناگہانی کی
طرح سے آگرے تھے اور سب کو پکڑ لیا تھا مگر وہ افسر جو کہ گفتگو کرنے آیا تھا مرد جہاندیدہ اور گرم و سرد
بالا چشیدہ تھا اُسنے جو لشکر کو آتے ہوے دیکھا تھا گو تقریر دلیرانہ کرتا تھا اسکو خیال ہوا کہ اگر مقابلہ ہوا
سب مارے گئے جب اسد اسکی طرف بڑھے تھے کہ کہان جاتا ہے یہ ایک جانب کو چل کھڑا ہوا تھا کیونکہ انکو تو
طلب بارگاہ سے تھا اسکا قتل کرنا مدنظر نہ تھا اس سے اُسکا لڑنا تب تک تھا اُنکے مطلب سے مطلب
رکھا بارگاہ کو لیکر چلے جب اسد نے یہ کہا کہ [illegible] چھوڑکر اور [illegible] آگے چلے آگے آگئے اسد بارگاہ
لیے جاتے ہین عقب مین انکا لشکر ہے جب وہ لوگ چلے گئے یہ لوگ ہاتھ ملکر رہ گئے اور وہ لاشین اٹھا کر طرف
نقابدار کے چلے کہ جا کر اسکو خبر کرین کہ بارگاہ کو قزاق چھین لیکر چلے ادھر نقابدار شہنشاہ کو ہمراہ
لیے ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ ہرکارے جو کہ صاحبقران نے روانہ فرمائے تھے انکی
زبانی شہنشاہ کو پیغام دیا تھا وہ اُس لشکر مین آئے اور قریب شہنشاہ و نقابدار پہونچکر مجرا کیا اور عرض کیا
کہ ہمکو آپسے کچھ عرض کرنا ہے ذرا آپ علحدہ تشریف لیچلیے کچھ پیغام صاحبقران نے آپکو دیا ہے جو
شہنشاہ نے سنا کہ کچھ پیغام صاحبقران نے انکی زبانی دیا ہے نقابدار سے کہا کہ آپ چلیے مین اتنے
پیغام سن لون تو آتا ہون آپ آگے تشریف آہستہ آہستہ لے چلیے کچھ فکر [illegible] آپکے ہمراہ لشکر ہے مین ابھی
آتا ہون نقابدار نے کہا کہ آپ پیغام سن لیجیے مین اسی مقام پر قیام کرتا ہون جب آپ تشریف لائینگے تو مین
آپکے ہمراہ چلونگا شہنشاہ یہ سنکے ان ہرکارون کے ہمراہ ایک طرف چلے اور لشکر سے نکل کر باہر
آ گئے یہ تو ادھر آئے ادھر نقابدار انکے انتظار مین [illegible] لشکر ٹھہرا ہوا تھا کہ گرد اڑی اور اس
گرد سے وہ لوگ پیدا ہوئے جو کہ بارگاہ لیکر گئے تھے اور اسد نے چھین لی تھی فریاد کنان خاک
برسرافشان چاک گریبان آکر پہونچے انھون نے جو اپنے لشکر کو دیکھا وہ اپنے لشکر مین آئے وہ لاشین
بھی ہمراہ تھین اہل لشکر نے کہا کہ کیا گذرا یہ کیا حال ہے کچھ بیان کرو انھون نے جواب دیا کہ آقا کہان
ہین ہم اُنسے بیان کرینگے انھون نے جواب دیا کہ وہ سامنے تشریف فرما ہین [illegible] کہ وہ لوگ
اسی صورت سے نقابدار کی طرف آئے کہ ہرکارون نے نقابدار کو خبر دی کہ [illegible] آپ نے
کفار سے بارگاہ چھین کر دی تھی اور فرمایا تھا کہ [illegible] لوگ [illegible] داخل لشکر ہوے
ہین چند لاشین ہمراہ ہین سرون پر خاک فریاد کنان [illegible] آتے ہین [illegible] عرض کرتے
تھے کہ وہ لوگ آکر پہونچے نقابدار کو مجرا کیا نقابدار نے فرمایا کہ کیون یہ کیا حال ہے کیا آفت نازل
ہوئی کس بلا مین مبتلا ہوے کچھ بیان تو کرو مین نے تمکو [illegible] بارگاہ [illegible] کیا تھا کہ بارگاہ
لیکر [illegible] بارگاہ کیا ہوئی انھون نے عرض کیا کہ ہم [illegible] چلے جاتے تھے کہ [illegible]
آگے جو [illegible] ہین [illegible] تو قزاق آکر گرے اور بارگاہ [illegible] ہم لوگون کو زخمی و قتل کرکے
لے گئے [illegible] قزاقون کے ہاتھ [illegible] نقابدار [illegible]
نے دیکھا کہ قریب سو ڈیڑھ سو کے لاشین ہین اور بہت سے لوگ زخمی ہین [illegible] بیان کیا [illegible]
[illegible] اسد نے [illegible] قتل نہین کیا [illegible] کیا [illegible]

جنکی قضا تھی وہ قتل بھی ہوئے جان کر ایسا نہین کیا یہ جو نقابدار سبزپوش نے دیکھا ایک دو دو نعلینا سمجھا کہ کانون
سے نکل گیا اُسنے دریافت کیا کہ وہ نقابدار کدھر گیا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ وہ اسی صحرا مین
ایک طرف کو مع بارگاہ وا پنے لشکر کے روانہ ہو گیا ہم لوگ ادھر چلے آئے کہ آپ کو آگاہ کرین آپکی
خدمت مین عرض کرین یہ سنکے نقابدار نے کہا کہ تم مین سے ایک دو سوار میرے ہمراہ آئین اور مجھکو
اس مقام کا نشان دین کہ جس مقام پر سے وہ بارگاہ تمسے چھین لے گیا اور جدھر کو گیا ہی بس یہ حکم
دیا اور اپنے مرکب کی باگ لی بس یہ حکم سنکے چند سوار عقب مین نقابدار سبزپوش کے چلے نقابدار
کا یہ عالم ہی کہ بسبب غیظ کے دونون آنکھین لال ہو رہی ہین منہ سے کف جاری ہی غصہ طاری ہے
بند بند کانپ رہا ہی مرکب کو جولان کیے ہوئے چلا جاتا ہی برابر مرکب پر تازیانہ پڑ رہا ہی وہ مرکب جسپر
کبھی پھول کی چھڑی نہ پڑی ہو اُسپر تازیانہ پڑے اُسکا کیا حال ہو گا ایک آن واحد مین اس صحرا مین
پہونچ گیا بعد ما سے نقابدار کے کل لشکر چلا چونکہ نقابدار یہ حکم فرما گیا تھا کہ کوئی میرے عقب
مین نہ آئے سوا چند سوارون کے انکو بھی مین اپنے ہمراہ لیتا ہون کہ مجھے یہ نہین معلوم کہ وہ بارگاہ
کس مقام پر سے لے گیا ہی اور کدھر کو گیا ہے اُسکی نشانی ہی سے مین ادھر کو جاؤنگا اگر کہین بھی پتا لگا ہی کہ وہ
میرے ملازمون سے بارگاہ لیجائے قزاق ہو کر گو اُسکے ہمراہ لشکر بھی ہوتا جاکر اور اُسکو قتل کر کے
بارگاہ پر قبضہ کر دونگا یہ حکم فرما کے روانہ ہوئے تھے امیران لشکر نے باہم یہ صلاح کی کہ گو آقا ے
نامدار منع فرما گئے ہین مگر یہ کب لائق ہے کہ ہم اسی مقام پر قیام کرین اور اُنکے عقب مین نہ روانہ ہون
چاہے وہ خفا ہون ہم تو فرمودہ چاہین گے یہ صلاح کر کے لشکر چلا تھا مگر آہستہ آہستہ اُدھر جب نقابدار
اس صحرا مین پہونچا تو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہم لوگ اس مقام پر پہونچے تھے اور اس طرف سے وہ
قزاق ظاہر ہوئے پہلے چند سوار آئے بعد جو انکا افسر تھا جب اُسنے ہمکو مع بارگاہ کے دیکھا کسی قسم
کا باجا اُسکے ہمراہ تھا اُسنے تین مرتبہ اسکو بجایا بجانے کے تھوڑے عرصہ کے بعد اُسکے ہمراہی
آگئے پس اُسنے ہمکو زخمی کیا گرفتار کیا کچھ مارے گئے بارگاہ کو لیکر اسطرف کو چلا گیا یعنے جانب مشرق
اُسکا لشکر چونکہ اُسی افسر نے پھر اُسی باجے مین کہا جب بارگاہ لیکر نکل جا چکا تھا پس ان لوگون نے ہم
سب اسیرون کو رہا کر دیا اُسی کے عقب مین چلے گئے یہ جو نقابدار نے سنا اور نشان ملا کہ وہ اسطرف
گئے ہین پس مرکب کو اُسی طرف مہمیز کیا گرم تاز کر کے چلا وہ سوار بھی پیچھے چلے تھے کہ انکو منع کیا کہ تم نہ آؤ
اُنھون نے عرض کیا کہ یہ غلام آپکو اُس قزاق کی شناخت کرا دینگے یہ جواب اُنھون نے کہا نقابدار
خاموش ہو رہا اب اس جانب نقابدار چلا ہی جس طرف اسد ثانی بارگاہ لیکر لشکر کے گئے ہین
وہ راہ طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین تھوڑی دور نکل گئے تب خوف حریف جاتا رہا تو
آہستہ آہستہ راہ طے کرنے لگے اور کوئی مقام امن تلاش کرنے لگے انکو اسی فکر مین اور
نقابدار سبزپوش کو انکے عقب مین انکی تلاش مین رکھا جاتا ہی اب کچھ حال شہنشاہ کا تحریر ہوتا ہی
کہ وہ جوہرکارون کے ہمراہ علیحدہ مقام پر تشریف لائے ہرکارون نے کل پیغام صاحبقران کا
شہنشاہ سے عرض کیا اور کہا کہ یہ پیغام صاحبقران نے نقابدار کو بھی دیا ہی اور آپ سے فرمایا ہی
کہ بارگاہ کیسی اُس سے نہ طلب کرنا ہم کسی کا احسان نہین چاہتے ہین بارگاہ کے جانے سے کوئی نقصان
ہمارا نہین ہے جہانتک ممکن ہو نقابدار کے ہمراہ سے آؤ شہنشاہ نے فرمایا کہ مین چل کر کہتا ہون کہ ہم بھی
پیام صاحبقرانی کہتا اُنھون نے عرض کی کہ ضرور یہ عرض کر کے ہرکارے خاموش ہوئے

شہنشاہ انکو ہمراہ لیکر نقابدار کے لشکر کی طرف آئے دیکھا کہ لشکر چلا جاتا ہے یہ مرکب کو مہمیز کرکے داخل لشکر
ہوئے اور اُس مقام پر آئے کہ جو مقام نقابدار کا تھا اپنے دل میں خیال کرتے جاتے تھے کہ میں نے
نقابدار سے کہا تھا کہ تم چلو میں آتا ہوں تو انکار کیا اور خود روانہ ہوئے انکے بھی قول کا اعتبار نہیں ہے
جب قلب لشکر میں پہونچے اپنے سرداروں کو دیکھا نقابدار کے سرداروں کو دیکھا نقابدار کو نہ پایا
اور حیران ہوئے اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ نقابدار نامدار کہاں ہیں کیا وہ قبل سے چلے گئے
نقابدار کے سرداروں نے عرض کیا کہ ابھی نہیں وہ قبل سے نہیں تشریف لے گئے ہیں بلکہ وہ ایک ضرورت
سے تشریف لیگئے ہیں شہنشاہ نے فرمایا کہ ضرورت کیسی تب انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے تشریف
لیجانے کے بعد وہ لوگ آئے کہ جو کہ بارگاہ لیکر گئے تھے کہ انھوں نے عرض کیا کہ قزاقوں نے آکر
بارگاہ ہم سے چھین لی ہمکو قتل بھی کیا اور زخمی بھی یہ سنا تھا کہ آقائے نامدار چند سواروں کو ہمراہ
لیکر اُن قزاقوں کی تنبیہ کو تشریف لے گئے ہیں بلکہ ہم نے عرض بھی کیا کہ ہمراہ چلیں فرمایا کہ میں
ابھی جاکر قزاقوں کو سزا دونگا فرمایا تم آنکے جانے کے بعد ہم بھی اُسی طرف کو جاتے ہیں یہ سنا تھا کہ
شہنشاہ نے فرمایا کہ میں بھی جاتا ہوں یہ فرما کے اور چند اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکر اور چند سوار اُن
سواروں میں سے جو کہ بارگاہ کے ہمراہ تھے اُسی طرف روانہ ہوئے یہ بھی اُس صحرا میں پہونچے اُن سواروں
نے نشان دیا کہ اسی مقام پر ہمسے بارگاہ قزاقوں نے چھین لی اور طرف مشرق کے چلے گئے شہنشاہ بھی جلد
شہنشاہ لشکر کو حکم فرما گئے تھے کہ تم لوگ بھی آؤ اب لشکر بھی تیز چلنے لگا مگر شہنشاہ لشکر سے قبل روانہ
ہوئے تھے انکو راہ میں رکھیے اب حال نقابدار ملاحظہ ہو کہ یہ جو مرکب کو تیز کیے ہوئے چلے جاتے
تھے تو اسکے کان میں ہنہنانے مرکب کی صدا آئی یہ مرکب کو لیکر اُسی جانب کو متوجہ ہوئے جب اور قریب
پہونچے تو آدمیوں کے کلام کرنے کی صدا آئی انکو یقین ہوا کہ ادھر لوگ ضرور ہیں یہ اُس طرف کو چلے
اُدھر اسد ثانی بارگاہ کو لیے ہوئے جو لشکر کے مقام پر اپنے فرودگاہ تلاش کر رہے تھے یہ جو صدا آدمیوں
کی آرہی تھی وہ یہی لوگ تھے ادھر اسد ثانی کے کان میں سم مرکب کی صدا آئی کہ انھوں نے پلٹ کر
دیکھا کہ یہ صدا کیسی آئی ہے کیونکہ ہمارے لشکر کے مرکب تو آہستہ آہستہ آرہے ہیں یہ صدا گھوڑے زور سے
جو گھوڑا آتا ہو اُسکے سم کی ہے یہی خیال کر رہے تھے کہ ایک گولہ گرد کا ظاہر ہوا کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ یک سوار آتا ہے کہ وہ گولہ قریب آکر شق ہوا اُس سے ایک نقابدار سبز پوش پیدا ہوا اسد نے
دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب پری پیکر پر سوار نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا شمشیر برق نظر کا اب میں بڑی
ہولی کمان کیانی دوش پر ترکش کمین گرد ہ سپر پشت پر نقاب رخ پر کہ جس سے حسن پیدا ہے رعب
و داب ہویدا ہے وہ چلا آتا ہے اُدھر نقابدار نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہے مگر وہ لوگ قزاق وضع
ہیں انکو یقین ہوگیا کہ یہی لوگ بارگاہ کو چھین لائے ہیں نقابدار یہی خیال دل میں کر رہے تھے کہ
وہ سوار آکر پہونچے اُنھوں نے عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہی قزاق ہیں جنکہ بارگاہ لیکر
بھاگے ہیں اور ہم سب کو زخمی کیا ہے یہ جب اُن سواروں نے عرض کیا پس اُسی وقت نقابدار نے
صدا دی کہ اے قزاقان بیہودہ وا ای مکاران بیحیا کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر
روید کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جاؤگے یہ بارگاہ بھی تم نے کوئی مال تاجروں کا تصور کیا ہے
کہ اُنکو زخمی یا قتل کیا اور مال پر قبضہ کر لیا کیا تم لوگ اس بارگاہ کو بھی اُسی طور کا مال تصور
کرتے ہو یہ مال شیروں کا ہے یہ کسی طور سے تمکو ہضم نہیں ہوگا اسکے لیے تمہاری جان جاے گی

مین غرق ہو گیا تمام جہان نظر مین تیرہ و تار ہو گیا اور آ عمود پر ہاتھ ڈالا اور اُسکو بلند کر کے صدا دی
کہ معلوم ہوا تجھکو فن نیزہ بازی مین بڑی مہارت ہی کہ تو نے میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا نیزہ
کے نکالنے سے کوئی مین تجھ سے مغلوب نہین ہوا نہ میرے کمال مین فرق آیا لے یہ ضرب عمود
ہی اسکو اگر روک لے تو مین جانون اسکی ضرب سے کوہ کی کمر ٹوٹ جاتی ہی یہ کہکر اور گرز اٹھا کر چلایا
اُدھر اہل لشکر مین باہم یہ گفتگو ہونے لگی کہ آج تک آقا کے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہین نکالا یہ جوان
نقاب پوش بڑا بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اسنے نیزہ نکال دیا مگر اس ضرب عمود سے بچنا دشوار ہی ادھر
نقابدار نے گرز کو گرز پر روکا سب اہل لشکر اسد کو دیکھ رہے ہین کہ ایکبار ایسا تراقہ ہوا شور تراقی عمود از
جہان خاستہ ⁂ کہ یکبارگی ہشت زمین طاق آراستہ ⁂ صدا اُسکے تراقہ سے گوش کر دل کے ہو گئے
قالب گلگون مین دل گیا غبار بلند ہوا نقابدار اُس غبار مین پنہان ہو گیا کچھ دونون ہاتھ شل ہونے لگے
تا کمر رہے اسد نے ادھر صدا دی کہ نزدم و پیست کردم پھر یون ہی سی ضعف دل نقابدار کو آئی تھی کہ یہ
صدا کان مین پہنچی اپنے کو ہوشیار کیا مرکب کو جو ابھارا گی وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا یہ رومال سے عمود کی
کے چہرے کی گرد پونچھنے لگے اور کہا کہ کمال درد کر کے پست کر دی مین تیرا حریف موجود ہون
یہ جو اسد نے دیکھا یہیں دوڑ کر دوسری ضرب لگائی نقابدار نے وہ بھی گرز پر روکی کہ اس نے
تیسری ضرب لگائی وہ بھی نقابدار نے روکی اور کہا کہ اب میری نوبت ہی اسد نے جواب دیا کہ
کیا مضائقہ ہے مین موجود ہون نقابدار نے کہا کہ خبردار ہو جاؤ اب اہل لشکر اسد دیکھنے لگے
کہ نقابدار نے تین ضرب عمود کو رد کیا اب اسکی باری ہی سب مرکبون کو بڑھا بڑھا کر اور قریب آ گئے
رکابون پر زور دے کر کھڑے ہو گئے دیکھنے لگے اور کچھ لشکر سراسیمہ حفاظت بارگاہ اُسی مقام پر رہا کہ
ادھر نقابدار نے گرز کو گرد سر چرخ دے کر مارا اسد نے گرز کو گرز پر روکا ایک تراقہ ہوا کہ زمین اور
آسمان ہل کر رہ گیا زمین معرکہ کو لرزہ سا ہوا مرکب چراغ پا ہونے لگے مگر سوارون نے روکا ادھر
غبار بلند ہوا اسد اُس غبار مین پوشیدہ ہو گیا غش طاری ہوا عرق پیشانی سے جاری ہوا مگر ہاتھ
اُسی طور سے بلند رہے اسکا عیار چھاگل پانی کی لے کر اندر گرد کے آیا دیکھا کہ بسبب سختی کے مرکب بر
جھوم رہے ہین مرکب تا بہ شکم زمین مین غرق ہو گیا مگر ہاتھ بلند ہین ادھر نقابدار نے صدا دی کہ اسے
ضرب کہتے ہین زدم و پیست کردم افسوس اسکا ہی کہ جوان سنبھلا تھا مگر کیا کیا جاے اسنے نہ مانا اُدھر عیار نے
اسد کے منھ پر چھینٹا دیا کہ اسد کو ہوش آیا عیار نے عرض کیا کہ کیا حال ہی اسد نے فرمایا کہ بلا کی ضرب
لگائی بھائی چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا مگر بچایا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عیار
نے عرض کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی تشریف لے چلیے بس یہ سنکے اسد نے جو مرکب کو ایڑ کی چونکہ
مرکب بہت اچھا تھا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا یہ چہرے کی گرد رومال سے پاک کرتے ہوے باہر آ کے کہا مین
تیرا حریف موجود ہون انکو جو یہان عرصہ ہوا تھا تو لشکر مین انتشار پڑ گیا تھا کہ کیا سبب ہی کہ آقا ابھی تک نہ
نکلے نہ عیار کہ اسد نے نکل کر یہ کہا اور گرز اُٹھا کر وار کیا اہل لشکر کو اطمینان ہوا نقابدار نے گرز پر
وار کو روکا گی گرزبازی ہونے یہان تک کہ گرزون مین بل پڑ گئے اسد نے گرز اُٹھا کر زمین پر
دے مارا اور کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی یہ حلال
مشکلات ہی بہادرون کا قصہ ایک دم مین پاک کرتی ہی میرے پیٹرے اس سے مقابلہ ہو جاے یہ سنکے
نقابدار نے بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا ادھر سب سوار و افسر دیکھنے لگے کہ یہ موقع دیکھنے کا ہی اب لڑائی

ہر دو کیا مقابلہ تھا آئین فن سپہ گری سے کیہ ہنر کھولین گے اور حال معلوم ہو گا سب اسطرف متوجہ ہو گئے
دونون طرف تلوارین کھینچ گئین یہ معلوم ہوا کہ دو ناگین کینچل سے نکل آئین یا دو برقین ابر سیاہ کو
چھوڑ کر چمکین یا دو پریان قاف سے پردہ دیتا یہ آئین ادھر تلوارین میان سے نکلین ادھر دونون
طرف اسپر اٹھا کے وار چلنے لگے ہر کسب پھرنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل لگی ہوئی ہے کبھی یہ بائین طرف
کبھی وہ کبھی یہ دہنی طرف کبھی وہ کبھی اسد کی تلوار سایہ سر کے آکر سن سے نکل گئی کبھی انکی تلوار
قریب گردن جاکر نکل آئی کبھی اسد نے پلٹ کا ہاتھ لگایا کبھی نقابدار نے سر کا ہاتھ لگایا کبھی باہم
طمانچے کے ہاتھ چلنے لگے کبھی کمر کی پکڑ یہ دونون صاحب کسی پھرتی و چالاکی سے رد کرتے تھے کہ دیکھنے
والون کو لطف حاصل ہوتا تھا صدا سے جھنکار تیغ سے صحرا گونج رہا تھا مریخ فلک کو لرزہ تھا ادھر
لشکر اسد ہمہ تن چشم بنا ہوا دیکھ رہا تھا اپنے آقا کی تعریف کرتا تھا مردم چشم خوف جان پردہ مژگان
مین پوشیدہ تھے مگر اسی جانب نگران تھے تعریف سے عہدہ تک رد و بدل رہی ایک مقام پر اسد نے
کہا کہ اے نقابدار خبردار ہو جا مین ضرب کرتا ہون اس ضرب سے بچا دشوار ہے اسد نے کہا کہ مین
خبردار ہون تم ضرب لگاؤ یہان تو مقابلہ ہو رہا ہے ادھر شہنشاہ مرکب کو اٹھائے ہوئے چلے آتے ہین
قریب اس مقام کے پہونچ سکے ہین انکے عقب مین انکے سردار ہین کہ گرد بلند ہوئی ادھر اسد نے
نقابدار پر ضرب لگائی سب اسی لڑائی کی طرف متوجہ ہین کسی نے وہ گرد جو کہ آمد شہنشاہ کے بلند
ہوئی تھی نہ دیکھی اسکا کیا ذکر یہ تو مقابلہ ہی کر رہے ہین جب اسد نے ضرب لگائی نقابدار نے جو
جھٹکا دیا علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوٹ دیا سپر پشت پر جا کر جھولی ادھر انھون نے تلوار کو نیم ران رکھا
اور تلوار اسد سے نظر لڑائی جیسے تلوار قریب سر آئی نگاہ تو لڑائی ہوئی تھی بازو کو بچا کر جو بجلی ماری
تلوار سپاہی پنجہ بلی دراز کرکے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ پر اپنا قبضہ کیا اور قصد کیا کہ کلائی مروڑ کر
تلوار چھین لون مگر یہ ممکن نہ تھا گو اسد نقابدار سے قوت مین کم تھا مگر تلوار کا ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار
تھا خوب زور ہونے لگا نقابدار نے خیال کیا کہ تلوار کو یہ نہین چھوڑتا ہے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمربند مین ڈال دیا
اور زور جو کیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے بلند کیا اسد کو قاش زین سے اٹھا لیا ادھر خیال جو اسد کا
ادھر بٹا اور زور بھی کم ہوا تلوار ہاتھ سے نکل گئی نقابدار نے تلوار تو پھینک دی اور زور کرکے اسد
کو اٹھا لیا لاکھ لاکھ اسد نے لنگر مارا کچھ نہوا کجا اسد کجا نقابدار گو یہ قلیل ہے مگر وہ بھی اس سے کم نہین ہے
لیکن نقابدار کی قوت خداداد ہے ایسا قوی ہے کہ وہ صاحبقران ثالث سے مقابلہ کا قصد رکھتا ہے پیش سر
سے بلند کیا اور گرد سر چرخ دیا اور قصد کیا کہ زمین پر مارون کہ لشکر مین غل ہوا کہ نقابدار نے
آقا کو اٹھا لیا ان سب نے قصد کیا تھا کہ ہم تلوارین علم کرکے نقابدار پر جا پڑین اور سب کے سب
ملکر اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین ایک تن واحد کہان تک مقابلہ کرے گا اور آقا کو اسکے ہاتھ سے
چھین لین بس یہ لوگ قصد کرکے تلوارین میان سے لیا چاہتے تھے کہ ادھر جو شہنشاہ نے
نعرہ تکبیر نقابدار سے سنے مرکب کو ڈپٹا اس غبار سے پیدا ہوئی اب جو اسد کی نگاہ پڑی کہ
غبار بلند ہے انھون نے خیال کیا کہ نقابدار کی کمک کو اسکا لشکر آگیا باہم کہا کہ اگر آگیا تو
کیا ہوتا ہے کہ اس غبار سے شہنشاہ ظاہر ہوئے شہنشاہ نے جو دیکھا کہ نقابدار ایک جوان
کو ہاتھون پر بلند کیے ہوئے گرد سر چرخ دے رہا ہے اور قصد ہے کہ زمین پر مارون شہنشاہ
نے یہ قصد دیکھ کر صدا دی کہ بھائی نقابدار ذرا ٹھہر جاؤ مین آلون تو اس جوان کو زمین پر

تازیانہ پہ کہکر مرکب کو دوڑا کر قریب نقابدار کے پہنچے یہ جو صدا لشکر اسد نے سُنی اُس طرف دیکھا جو سردار
کہ اسد کے ہمراہ تھے انہین ابھی ایسے تھے جو شہنشاہ سے واقف تھے شہنشاہ کو دیکھکر خوش
ہوگئے ادھر نقابدار نے یہ صدا سنکر پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ شہنشاہ مرکب کو دوڑائے ہوئے چلے
آتے ہین اسد کی بھی نگاہ شہنشاہ پر پڑی اُسنے جو شہنشاہ کو دیکھا تو ایسی شرمندگی ہوئی کہ پسینے مین
غرق ہوگیا منھ پھیر لیا اب جو شہنشاہ اسکے قریب پہونچے تو ان لوگون نے دیکھا کہ اسد ثانی ہاتھ
نقابدار کے بلند ہین یہ دیکھکر حیران ہوگئے کہ یہ تو ہمراہ صاحبقران ثانی طرف خانہ کعبہ کے
تشریف لے گئے تھے یہان کیونکر یہ واقعہ ہوا یہ کوئی شخص انکی صورت کا ہے شہنشاہ نے لشکر کو بھی
استادہ دیکھا اب جو دیکھا ان مین چند سردار اسد کے ہین اب تو انکو یقین ہوگیا نقابدار سبزپوش سے
کہا کہ ای بھائی اس جوان کو ہاتھ سے زمین پر رکھدو مین اسکا حال پوچھونگا یہ جو شہنشاہ نے کہا نقابدار
نے اسد کو زمین پر ہاتھ سے رکھدیا پھر شہنشاہ مرکب پر سے کود پڑے اور آکر قریب اسد اسکو
گلے سے لگالیا اس خیال سے کہ کہین ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے یہ واقعہ دیکھکر نقابدار بھی
مرکب پر سے کود پڑا اور قریب شہنشاہ کھڑا ہوگیا اتنے عرصہ مین جو سردار ہمراہ شہنشاہ کے
چلے تھے وہ بھی آگئے انھون نے یہان آکر دیکھا کہ ایک لشکر کھڑا ہوا ہے اور نقابدار اور آقا
مرکبون سے اُترے ہوئے کھڑے ہین اور آقا ایک جوان کو گلے سے لگائے ہوئے ہین یہ لوگ جو قریب
آئے تو کیا دیکھا کہ جس جوان کو آقا گلے سے لگائے ہوئے ہین وہ اسد ثانی ہین یہ لوگ بھی حیران ہوگئے
کہ یہ کیا واقعہ ہے اسد ثانی کہا یہ مقام کہا اسد ثانی تو ہمراہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ تشریف لے گئے
تھے یہ سردار حیران کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ ادھر شہنشاہ نے اسد ثانی کو گلے سے لگا کر کہا
کہ ای اسد تم کہان یہ کیا واقعہ ہے کچھ بیان کرو اسد ثانی سر جھکائے ہوئے خاموش کھڑا ہے کچھ جواب
نہین دیتا ہے شہنشاہ بار بار گلے سے لگاتے ہین اسد یہ خیال کر رہا ہے کہ یہ کیا ہوا افسوس مین اس نقابدار
سے زیر ہوگیا بڑے شرم کی بات ہے شہنشاہ نے آکر دیکھ لیا کاش شہنشاہ نہ آتے یہ مجھکو قتل کر ڈالتا
اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے یہ اسیطرح ایسے ایسے خیال دل مین کر رہے ہین ادھر نقابدار نے کہا کہ کیون
بھائی یہ کون جوان ہے جو آپ اسکو گلے سے لگائے ہوئے ہین اور شفقت فرماتے ہین مین بہت
حیران ہون کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ یہ جوان آپ کا عزیز و یگانہ ہے تو کبھی مقابلہ نکرتا مین تو قزاق
تصور کرتا تھا بڑی شرمندگی آپ سے حاصل ہوئی یہ جو نقابدار سبزپوش نے کہا کہ مین تو قزاق
تصور کرتا تھا یہ اسد نے سنا نگاہ قہر آلود طرف نقابدار کے دیکھا اور کہا کہ تو خود قزاق
ہوگا بس اب تو کہا اگر ایکی کہا تو مین زبان تیغ سے جواب دونگا یہ نہ خیال کرنا کہ تو نے مجھکو اٹھا لیا
ہے یہ نہ معلوم کیا سبب ہوا کہ میرا خیال اور میری طرف تھا ورنہ تیری کبھی یہ مجال تھی کہ تو مجھکو اٹھا لیتا میرا
خیال جدا اور جانب تھا الغرض نہ قائم ہوسکا پس ایسی کوئی کلام میری شان کے خلاف نہ کہنا ورنہ بہت بری
طرح پیش آؤنگا یہ جو شخص قزاق تو آپ کہین اور دوسرے کو اس امر مین متہم کرین نقاب منہ پر ڈالکر
یہ مغرور ہوگیا ضرور تو قزاق ہے یہ کہکر اسد ایک تلوار جو کہ انھین کی نقابدار نے اسکے ہاتھ سے لیکر
زمین پر ڈالدی تھی اُٹھا کر نقابدار کی طرف چلے کہ اگر میری طرف دیکھا یا دیکھنا کہ سر تن پر نہوگا کہ
شہنشاہ نے دوڑکر ہاتھ پکڑلیا اور کہا کہ کیون اسد تمکو کیا ہوگیا کچھ سب اسکا بھی خیال نہین ہے اسد
نے جواب دیا کہ اب آپ نہ روکین ملاحظہ فرمایئے کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہا ہے مجھکو قزاق

سے لیکر زمین پر ڈال دی تھی اُٹھا کر نقابدار کی طرف چلے کہا کہ اگر میری طرف دیکھا یا درکنا کہ تن سے
سر جدا کر دونگا کہ شہنشاہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیون اسد تمکو کیا ہو گیا کچھ ہمارا بھی خیال نہین ہے اسد
نے جواب دیا کہ اب آپ نہ روکیں ملاحظہ فرماتے ہین کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہا ہے مجھکو قزاق خیال کرتا
ہے جیسا آپ ہوتا ہے ویسا دوسرے کو بھی تصور کرتا ہے نقابدار اسکی ان حرکتون پر کھڑا ہوا
ہنس رہا ہے اور کچھ جواب نہین دیتا ہے جب بہت کچھ شہنشاہ نے سمجھایا تو کہا کہ آپ منع کرین کہ اب
وہ کلام اسطرح کا میری شان مین نہ کہے اور نہ میری طرف دیکھے ورنہ مین آنکھین نکال لونگا ساری
نقابداری بھلا دونگا اگر آپ نہ ہوتے تو اس وقت یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوتا شہنشاہ نے کہا کہ آپ
خود تو اسیر تھے کیونکر قتل کر سکتے وہ خود آپ کو قتل کرتا یہ خیال فرمایئے کہ مین جو پہونچ گیا تو آپ
بچ گئے اسد نے کہا کہ اسکی بھی یہ لیاقت تھی کہ مجھکو قتل کرتا واہ کیا آپ کی بھی بات ہے ابھی حضرت
جب تک قضا نہ آئی کوئی میرا ایک موے تن نہ کم کر سکتا کوئی نہ کوئی سبب پیدا ہوتا بقول شاعر کے
اگر تیغ عالم بجنبد ز جا + نہ برّد رگے تا نخواہد خدا + دیگر روز یکہ قضا باشد و روز یکہ قضا
روز یکہ قضا نیست در مرگ روا نیست + اگر قضا ہوتی لاکھ آپ آ گئے تھے نہ ٹلتی مین ضرور قتل ہوتا یہ کوئی
آپکا احسان میرے اوپر نہین ہوا ہے میرے خدا نے مجھکو بچایا شہنشاہ نے فرمایا کہ آپ بجا ارشاد
کرتے ہین خیر اب غصہ کو جانے دیجئے میری طرف دیکھئے اب کوئی موقع غصہ کا نہین ہے نقابدار
بھی مرد خدا ہے بہت اور آپکا ہم مشرب ہے کوئی اپنے ہم قوم سے مقابلہ کرتا ہے اگر اسنے قزاق تصور
کیا تو کیا قصور کیا آپ بارگاہ سے کر انکے سوارون کو انہی قتل کر کے بھاگے تھے یہ کام کسکا ہے
قزاقون کا نہین ہے تو کیا شاہون کا ہے اسد نے کہا کہ آپ بھی اُسی طرف ہو گئے اور نقابدار نے جو جا کر
صاحبقران کی فوج سے بارگاہ لی تھی اور اِدھر کو روانہ کی تھی تو وہ کام شاہون کا تھا کہ قزاقون کا
شہنشاہ نے جواب دیا کہ نقابدار نے لشکر صاحبقران سے بارگاہ نہین لی تھی بلکہ لشکر کفار نے لشکر
صاحبقران کو زخمی کر کے بارگاہ چھین لی تھی اور اپنا قبضہ کر کے اپنے ملک کو لیے جاتے تھے کہ نقابدار
نے جا کر انکو قتل کیا لشکر کو شکست دی بارگاہ پر قبضہ کیا اور اِدھر کو روانہ کی کوئی چوری سے نہین لی
خیر اب شہنشاہ ہین آپ اپنی طرف دیکھئے اور غصہ کو فرو فرمایئے تصور ہوا یہ فرما کر نقابدار سے کہا کہ بھائی
تم انکے گلے ملو اور اسد سے فرمایا کہ آپ قصور معاف فرمایئے اسد نے کہا کہ مین مجبور ہون کہ آپ منع
فرماتے ہین خیر مین ملا جاتا ہون ورنہ مین انکو اس گستاخ کلامی کی ضرور با ضرور سزا دیتا شہنشاہ نے فرمایا کہ
خیر یہ آپکا احسان میرے اوپر ہوا آپ [illegible] یہ فرما کر اسد کا ہاتھ پکڑ کر طرف نقابدار کے لیچلے اُدھر سے
نقابدار چلا شہنشاہ نے دونون کو گلے سے ملوا دیا باہم صفائی کرا دی نقابدار نے اسد کو جب گلے
سے لگایا تو اسد نے آہستہ نقابدار کے کان کے پاس کہا کہ کیا کرون بھائی صاحب کا پاس ہے ورنہ ایک
ضرب تیغ مین تیرا کام تمام کرتا خیر سمجھ لونگا نقابدار یہ سنکے ہنس دیا اور دل مین کہا کہ یہ بڑا چالاک ہے
اپنی حرکت سے باز نہین آتا ہے یہ دل مین تصور کر کے کہا کہ اے بھائی شہنشاہ آپنے کچھ انکی تعریف نفرمائی کہ یہ کون
بزرگوار ہین شہنشاہ نے جواب دیا کہ جب ہم اور آپ اطمینان سے بیٹھینگے تو سب حال بیان ہوگا یہ مقام
حال بیان کرنے کا نہین ہے نقابدار یہ سنکے کہنے لگا کہ آپ تشریف لیچلین اور انکو بھی اپنے ہمراہ لین کیونکہ میرے انکے
اب صفائی ہوگئی اسد نے جواب دیا کہ ابھی مین کہین نہین جاؤنگا سوا اپنے لشکر کے یہ بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران
مین جاتا ہون انکی قدمبوسی حاصل کرتا ہون کیونکہ اب اس بارگاہ پر کسی کا دعوی نہین ہے نہ کسی کا احسان ہے

ہین سنکے بسرور تلوار اصل کی ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ بھائی اسد میری دو باتین سن لو پھر تمکو اختیار رہی اپنے فعل کا
اسد نے کہا کہ فرمائیے شہنشاہ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے ہمراہ مع بارگاہ لشکر نقابدار کی فرودگاہ پر چلو
وہان آج شب کو قیام کرو کیونکہ مین آپکی قسم سے مجبور ہو گیا ہون صبح کو ہم اور تم دونون لشکر مع بارگاہ خدمت
مین صاحبقران کی چلین گے اسد نے جواب دیا کہ آپ قسم سے ناچار ہو گئے ہین مین تو نہین ہوا ہون پھر مین کیونکر
جاؤن کسی کی دعوت کیون کھاؤن بندہ ایسا لالچی بندہ نہین ہے کوئی اپنے دوشالے مین مست ہے بندہ اپنی کملی
مین مست ہے شہنشاہ نے یہ سنکر فرمایا کہ تمکو ہمارے سر کی قسم اگر انکار کرو یہ شہنشاہ نے فرمایا اور سر کی قسم دی اسد
نے کہا کہ آپ تو مجکو مجبور کرتے ہین خیر مین چلا جاتا ہون مگر ایک شرط سے کہ میرا لشکر انکے لشکر سے الگ اترے گا میرا ڈیرا اور
الگ ہوگا شہنشاہ نے فرمایا بہتر ہے جو آپکی مرضی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے عرصہ مین نقابدار کا لشکر
بھی آگیا اور وہ ہرکارے جو پیام شہنشاہ پاس لیکر صاحبقران کا آئے تھے اور نقابدار سے بھی آکر ملا تھا جو
انھون نے اسد کو جو دیکھا اسد کو سلام کیا اسکے بعد نقابدار سے عرض کیا کہ صاحبقران نے آپسے فرمایا
ہے کہ مین آپکی ملاقات کا بہت مشتاق ہون نہایت احسان ہوگا جو آپ میری بارگاہ مین تشریف لائین و ظل اللہ
بھی مشتاق ہین اور کل سردار بھی خود آپکی ملاقات کیواسطے آتا مگر مجبور ہون کہ جہان پناہ کو بھی آپکا اشتیاق
از حد ہے جب سے آپکی جرأت و جوانمردی کی تعریف سنی ہے بہت مشتاق ہین لہذا میرے غریبخانہ کو
اپنے نور قدم سے منور فرمائیے اور بارگاہ کو آپنے کفار سے لڑکر حاصل کیا ہے وہ آپکا حق ہے اس امر سے تو
بہتر ہوا کہ کفار لیے جاتے کوئی آپ سے نہین لے سکتا ہے آپ شوق سے اسکو لیجائین یہ تقریر سنکے ہرکارے خاموش
ہوگئے اسد نے جو بارگاہ کا نام سنا اور یہ سنا کہ اسکی بابت یہ کہلا بھیجا ہے تو بہت ہنسکر کہا کہ بارگاہ ان کے
قبضہ مین کب ہے اسکا تو مالک یہ بندہ ہے جہان غلامان صاحبقران ہون وہان سے بارگاہ کو کوئی دوسرا بھی لیجا سکتا
ہے یہ بھی کوئی بات ہے دیکھو دوبارہ میرے لشکر مین موجود ہے مین خدمت مین صاحبقران کی لیکر حاضر ہونگا یہی
تحفہ نذر کرونگا مین حیران تھا کہ کیا چیز برائے نذر صاحبقران لیجاؤن یہ خوب عمدہ تحفہ ہاتھ آیا ہرکارے یہ
تقریر سنکے اسد کی طرف دیکھنے لگے اسد نے فرمایا کہ میری طرف سے صاحبقران سے عرض کرنا کہ اس
بندہ کمترین اسد ثانی نے بارگاہ پر قبضہ کر لیا اور وہ بارگاہ لیکر حاضر ہوتا ہے ہرکارون نے عرض کیا
کہ بہت خوب اسکے بعد نقابدار نے ہرکارون سے فرمایا کہ میری طرف سے خدمت ظل اللہ و صاحبقران
مین عرض کرنا کہ مین ابھی بالفعل حاضر ہونے سے قاصر ہون ہان جب وہ وقت آئیگا تو حاضر ہونگا شرف قدمبوسی
حاصل کرونگا اور جمال سے اپنے دیدہ و دل کو روشن کرونگا اور جو کچھ مجکو عرض کرنا ہے مین شہنشاہ سے
عرض کر دونگا وہ آپکی خدمت مین میری جانب سے گذارش فرمائینگے اور بہت بہت دونون صاحبون کی خدمت مین
تسلیم عرض کرنا نقابدار سے یہ کلام سنکے ہرکارے رخصت ہوکے یہ تو طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئے
نقابدار شہنشاہ و اسد ثانی کو لیکر طرف اپنی فرودگاہ کے چلا دونون لشکر ہمراہ ہوئے اٹھا لی بارگاہ کا لشکر اسد
مین تھا یہانتک کہ نقابدار قریب اپنی فرودگاہ کے پہونچا دور سے خیمہ زرنگاری نظر آنے لگا کہ جسکی رنگ سا
روبرو فلک اطلسی ذلک تھا رفعت اسکی رفعت گردون سے کم نہ تھی شمسہ اسکا شمسہ خورشید سے چشمک زن تھا
وہ خیمہ تمام کا رچوبی تھا اسپر ہر قسم کا کام کیا ہوا تھا اور کئی ایک خیمہ اسکے گرد بپا تھے کہ جو اسکی رونق دو بالا [illegible]
کسی کی نہ تھی لشکر کے علم جابجا گڑے ہوئے تھے آنکے پھریرے اڑ رہے تھے کہ جیسے بازار [illegible]
آراستہ تھے یہ سیر کرتے ہوئے داخل لشکر ہوئے اسد نے اپنے لشکر کو بیرون لشکر نقابدار فروکش ہونے کا حکم دیا اور
اسد قریب لشکر نقابدار ٹھہر گیا مقام فرودگاہ تجویز کرنے لگا بارگاہ کو اپنے قبضہ مین رکھا بڑی خبرداری کے ساتھ

وسط لشکر میں پہنچے اپنے محل میں کہ گرد بارگاہ کے اُترے ادھر نقابدار و شہنشاہ و اسد مع جملہ سرداروں کے
لشکر کی طرف چلے وہ لشکر نقابدار میں آئے لشکر نقابدار جو کہ نقابدار کے ہمراہ تھا اُسنے مقام پر آکر کھولنے لگا
نقابداران سب کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ میں آیا شہنشاہ و اسد و دیگر سرداروں نے بارگاہ نقابدار کو خوب
آراستہ پایا دیکھا کہ سب سامان موجود بارگاہ میں فرش زرنگار کیا ہوا تھا اُسپر مسند زرنگار آراستہ تھی نقابدار نے
لا کر شہنشاہ و اسد کو اُس مسند پر بٹھایا اور سرداران دونوں صاحبوں کے اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے افسر نقابدار
بھی قرینہ سے بیٹھے نقابدار آپ بٹھا کر خود روبرو بیٹھنے لگا کہ شہنشاہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اب صحبت
گرم ہوئی نقابدار نے حکم دیا کہ ہم نے ان دونوں صاحبوں کی دعوت کی ہے ارباب نشاط کو حکم دیا جائے
کہ وہ طیار رہیں داروغہ مہمانخانہ اپنے سامان سے طیار رہے باورچیخانہ میں حکم دیا جائے کہ طعام لطیفہ طیار کیا جائے
جب ہم حکم دیں چیز کا حاضر کریں وہ اُسیوقت حاضر ہو یہ حکم جو نقابدار نے دیا فوراً ہر ایک کارخانہ میں
حکم پہونچا دیا گیا کہ وہ لوگ یہ حکم پا کر اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے ادھر نقابدار نے جگیر داران
یاران وغیرہ حاضر ہونے کا حکم دیا کارپردازوں نے سب اشیا حاضر کیں گلدستے آگے لا کر رکھ دیے خوشبو کی
مجمریں لگا دیں عود و عنبر کے دھوئیں سے فضا معطر ہو گئی عطرداں حاضر کیے عطر لگایا گیا سب نے پان کھائے تب نقابدار
نے فرمایا کہ آپ فرمائیں یہ کون صاحب ہیں آپ کے اسم مبارک سے تو میں آگاہ ہوا شہنشاہ نے جواب میں
فرمایا کہ یہ اسد ثانی پسر اسد اول ہیں جنکو نواسے تھے صاحبقران اول کے جنکا ذکر کرو وہ تھے زیب بارگاہ لشکر
تھے جنہوں نے طلسم ہوشربا ایسا طلسم فتح کر کے اپنے ماموں جان بدیع الزمان پسر رشید صاحبقران
عالمگیر بدیع الملک نوجوان جنکا اب صاحبقران لشکر میں اور مرے بدر بزرگوار میں رہا کیا تھا یہ اُن
اسد کے فرزند ارجمند ہیں یہ ہمراہ صاحبقران ثانی کے واسطے خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے تھے معلوم ہوتا ہے
راہ میں کچھ وحشت ہوئی کہ اُن سے جدا ہو گئے یہ لشکر بھی گیا ادھر آ نکلے یہ سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ اب
معلوم ہوا کہ یہ حضرت صاحبقران ہیں مگر کچھ انکو وحشت ہے اُدھر اسد کا یہ حال ہے کہ گو باہم صفائی ہو گئی
ہے مگر بار بار نقابدار اسکی طرف دیکھتے ہیں اور خوشہ پیر تاؤ دیتے ہیں اور قبضہ تلوار پر ہاتھ رکھتے ہیں جب
یہ نقابدار نے کہا کہ آپ کو کچھ وحشت ہے اسد نے کہا کہ وحشت آپ کو ہو گی میں اسی لیے نہ آتا تھا کہ
مجھ سے آپ کے کلام کی برداشت نہ ہو گی میں جواب ضرور دونگا بھائی صاحب کو ناگوار ہوگا یہ کیا
کلام ہے کہ آپ کو وحشت ہے آپ مجکو دیوانہ تصور کرتے ہیں جو مجکو دیوانہ تصور کرے وہ خود دیوانہ ہے
شہنشاہ نے فرمایا کہ آپ کو کوئی دیوانہ نہیں تصور کرتا ہے آپ یہ سمجھے نہیں میں نے جو کہا کہ آپ کو وحشت
ہوئی ہوگی جو یہ چلے آئے اسد نے کہا کہ جی ہاں آپ تو ضرور بات کو بنا کر فرمائیں گے مجکو آپ کا بڑا پاس
ہے نہیں تو جواب کا جی چاہتا ہے کہ لیکن اگر آپ کے مقام پر اور کوئی ہوتا ضرور سزا دیتا یہ کہکر خاموش ہو رہا
اُدھر شہنشاہ نے فرمایا نقابدار سے کہ آپ میری طرف متوجہ ہوں میری جانب خیال فرمائیے اسکی بات کا
کچھ خیال نہ فرمائیے ان باپ بیٹوں کی بات کا کوئی بارگاہ صاحبقرانی میں کبھی جواب نہیں دیتا ہے
انکے باپ کی بھی یہی حالت تھی جو انکی ہے اور اب کیا ہے یہ سنکے نقابدار نے فرمایا کہ میں بھی انکو یہ کہتا
ہوں سمجھانا ہی چاہئے فرمائیں میں جواب بھی نہ دونگا یہ سنکے اسد نے منتظر بیٹھے آ کر وہ نقابدار
کی طرف دیکھا اور خیال کیا کہ یہ مجکو ایسا لغو تصور کرتا ہے کہ بات کا جواب بھی نہ دیگا یہ ضرور میرے
ہاتھ سے ذلیل ہو گا جیسے والد بزرگوار کے ہاتھ سے ایرج نوجوان ذلیل ہوا تھا اور پریشان
وہ حالت کفر میں تھا اسکو اور قسم کی ذلت دی گئی تھی یہ خدا پرست ہیں انکو اور قسم کی

ولت دی جائیگی بدون اسکے یہ نہ مانینگے یہ تو یہ تصور کررہے ہین ادہر شہنشاہ نے نقابدار سے
فرمایا کہ سنا آپنے کہ انھون نے میری نسبت کیا فرمایا یہ بڑے زباندراز ہین انکی اس زباندرازی کے
سبب سے صاحبقران بھی انکی کسی بات کا جواب نہین فرماتے تھے سنکے خاموش ہوجاتے تھے انکی بڑی
عزت ہے کیونکہ اسکے پدر بزرگوار زیارتگاہ لشکر تھے انکے سبب سے سب انکی عزت و توقیر کرتے ہین
انکی کسی بات کا برا نہین مانتے ہین آپ بھی نہ خیال فرمائین دوسرے یہ خورد ہین ابھی مزاج مین لڑکپن ہے یہ تقریر
شہنشاہ کی سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا مین پہلے ہی عرض کرچکا ہون کہ اب مین انکی کسی بات کا
خیال نہ کرونگا خاموش سنا کرونگا یہ کلمہ سنکے اسد ثانی نے تیوری پر بل ڈالا اور اپنے سردارون کی طرف متوجہ ہوکر
فرمایا کہ جو کوئی ہماری بات کا جواب نہ دیگا اور یہ تصور کریگا کہ بکتا ہے ہم خود اسکو نامعقول تصور کرتے
ہین جو ہمکو ایسا تصور کرے شہنشاہ نے بنگاہ قہر آلود دو ایک مرتبہ اسد کے دیکھا سر جھکا کر اسد رہ گیا اور آنکھ
جھکا کر شہنشاہ کی نقابدار کی طرف دیکھکر قبضہ پر تلوار کے ہاتھ رکھا بلکہ ایک دو بالشت تلوار کھینچ لی اور کہا کہ
جو کوئی ہماری طرف دیکھیگا اسکا منہ بنا دونگا شہنشاہ نے فرمایا کہ تم نہ خاموش ہوسکے لو ہم تمھاری طرف
دیکھتے ہین ہمارا منہ بنا دو اسد نے سر جھکا کر کہا کہ آپکو نہین کہا آپ کیون برہم ہوتے ہین آپ تو
میرے بزرگ ہین یہ اور لوگون کی طرف خطاب ہے مین کسی سے دبتا نہین ہون یہ کوئی نہ خیال کرے کہ مین
کسی کے گھر پہ آیا ہون اگر ہم وہان ڈالین گے یہ اٹھا دینگے ہم وہ شیر ہین جو گھر پہ جا کر مقابلہ کرتے ہین ہمارے
بزرگ ہمیشہ لشکر کشی کرتے آئے ہین آج تک کوئی لشکر کشی کرکے نہین آیا ہے پھر ہم کیون کسی سے خوف
کرنے لگے کیا ہمکو ضرورت ہے کہ ہم کسی کا دباو مانین یہ جو اسد نے کہا شہنشاہ نے جواب دیا کہ بجا ارشاد
ہوا بس اب آپ اپنی زبان کو بند فرمائین خاموش تشریف رکھین بات کرنے دین اسد نے عرض کیا کہ مین
کیا آپکو بات کرنے سے منع کرتا ہون ہان جو کوئی میری بات ہوگی مین ضرور بولونگا ورنہ مین جاتا
ہون کیونکہ مجھسے خاموش نہ بیٹھا جائیگا یہ کہکر قصد کیا کہ تلوار کھینچکر اٹھون کہ شہنشاہ نے دامن
پکڑ لیا اور فرمایا کہ تشریف رکھئے ہان اگر کوئی تمھاری بات ہو تو ضرور کلام کرنا ورنہ خاموش بیٹھے رہنا
یہ سنکے اسد بیٹھ گیا اب شہنشاہ نے نقابدار سے فرمایا کہ یہ تو کلام ہوا کرینگے مین جس امر کے لیے یہان
حاضر ہوا ہون اسمین امر مین تقریر فرمائی کیجیے نقابدار نے جواب دیا کہ ارشاد ہو شہنشاہ
نے فرمایا کہ وہ امر یہ ہے کہ مین نے راہ مین عرض کیا تھا کہ آپ میرے ہمراہ بارگاہ صاحبقرانی
مین تشریف لے چلیے آپ نے فرمایا تھا کہ مین نہین جاسکتا ہون آپ میرے ہمراہ چلین اور مین
آپکی دعوت کرون مین نے انکار کیا تھا آپ نے قسم دی تھی مین مجبور ہوگیا تھا پس مین
آپکے ہمراہ آیا ہون اب وہ امر ارشاد ہو نقابدار نے جواب دیا کہ ہان مین عرض
کرتا ہون پہلے یہ امر خیال فرمائیے کہ جو مین عرض کرون اسکو آپ قبول فرمائین شہنشاہ
نے جواب دیا کہ ضرور مین منظور کرونگا نقابدار نے جواب دیا کہ جی ہان مین عرض کرتا ہون
اصل امر یہ ہے کہ مین ابھی بارگاہ صاحبقرانی مین نہین جاسکتا ہون کیونکہ مجھکو ابھی دعوے
صاحبقرانی ہے دونون مقابلہ کیے ہوے ہین بارگاہ مین جاؤنگا ضرور اپنے مقدر کو آزماؤنگا
جسکو خدا دے جبکہ میرا یہ قصد ہے تو مین کیونکر جاؤنگا آپ یہ تصور تو فرمائین دوسرے یہ
امر ہے کہ میری طرف سے صاحبقران سے یہ عرض کیجیے گا کہ نقابدار نے عرض کیا ہے کہ ہان
اگر حضور یہ امر کرین کہ بدون امتحان زور و طاقت اتاقہ صاحبقرانی مرحمت فرمائین اور

خود طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجاہین کیونکہ ضعیف ہو گئے ہین تو مین حاضر ہونگا مگر مین یہ جانتا
ہون کہ ابھی میری ملاقات کا وقت نہین آیا ہے یہ تو مین ضرور عرض کرونگا کہ اثاثہ صاحبقرانی
مین صاحبقران سے لونگا خواہ بخوشی خواہ بمقابلہ اگر مین زیر ہوگیا تو انکا غلام ہون جس طور سے
اور سردار اگر مینے زیر کرلیا تو اثاثہ لے لیا اسی سبب سے تو مین نے بارگاہ پر جاکر قبضہ کیا تھا
کہ مین صاحبقران ہون یہ بارگاہ میری ہے مگر وہ بھی چھین گئی پھر جاتی کہان ہے جب سب اثاثہ ملیگا تو
بارگاہ کیا چیز ہے وہ پہلے ملے گی اب تو مین جاتا ہون ہان اگر ابھی کہین مقابلہ ہوا تو اسکا ضرور بندوبست
ہوگا مین تو اب کی مرتبہ فیصلہ کرکے جاتا مگر ایک ضرورت ایسی ہے کہ مین ٹھہر نہین سکتا ہون مجبور ہون
آپ بھی معاف فرمایئن اور صاحبقران بھی مین ضرور بارگاہ مین ملتا اور قدمبوسی صاحبقران کی
حاصل کرتا مگر لاچار ہون یہ تقریر جو نقابدار نے اسد ثانی کی سنی بہت غصہ آیا اور تیور بدل کر کہا
کہ کیا خوب چھوٹا منھ بڑی بات بیچارے گل دیگر شگفت یہ صاحبقران سے اثاثہ صاحبقرانی طلب
کرتے ہین یہ اپنی عقل ناقص مین صاحبقران سمجھے ہین ارے میان پہلے وہ مرتبہ تو بہم کرلو یہ وہ شخص
ہے جس نے ہزارون طلسم فتح کیے لاکھون ملکون پر قبضہ کیا سیکڑون مرتبہ لشکرون کو شکست دی ہزارہا
پہلوانون کو قتل کیا جو کہ رستم ثانی آنکے ہم پلہ ٹھہرا اور وساحل انھون نے بھی وہ کار نمایان کیے
ہین کہ دوسرا نہین کرسکتا ہے وہ تو انکا مقابلہ نہ کرسکے آنکو تو صاحبقران نے صاحبقران کیا نہین
جس امر پر وہ لشکر سے نکل گئے اور یہ خبر سنکے کہ صاحبقران ثانی نے بدیع الملک کو صاحبقران کیا فقیر ہوگئے
آپکی کیا اصل ہے جو آپ انسے مقابلہ کرین گے آنکا ایک سردار آپکو کافی ہے یہ مجھکو اٹھا کر بہت متعجب ہو رہے
ہین بڑے بڑے خیال ہو گئے ہین اللہ اللہ کیا حوصلہ ہے یہ بھی ایک وقت تھا کہ مین نے دھوکا کھایا
ورنہ مین زیر ہوتا مین کیا زیر ہوا کہ یہ تصور کرتے ہین کہ مین صاحبقران ہون صاحبقرانی کیا امر سہل و
آسان ہے بس اب ایسی تقریر نہ کرنا ورنہ مین جواب آپ کو تلوار سے دونگا آپ کو ہو کیا گیا ہے
کہ آپ یہ کہتے ہین کہ صاحبقران اثاثہ صاحبقرانی مجکو دین جو خوش ہان اگر آنکے لشکر مین کوئی نہو
تو وہ آپ ایسے کمزور سے مقابلہ کرین اور جبکہ آنکے غلام مجھ ایسے آپ سے مقابلہ کو موجود ہین تو آنکی
پابوسش کو کیا ضرورت ہے بہت سے غلام ہین جو کہ ایک آن واحد مین آپ کو زیر کر لینگے آپ
کیون اسقدر غرور و تکبر کرتے ہین اب تو ایسی تقریر مین نے صرف اس خیال سے کی کہ بھائی صاحب
موجود ہین ورنہ مین وہ سزا دیتا کہ پھر یہ جرأت کسی کو نہوتی اور کوئی یہ کلام نہ کرتا مگر مین کیا کرون مجبور
ہون سواے خون جگر پینے کے اور کیا ہے اسی سبب سے کہا ہے کہ آپ کبھی کسی کم مرتبہ کو منہ نہ چڑھایئے
جہان اسکی عزت کی اسکو برابر جگہ دی اسنے خیال کیا کہ ہم بھی کوئی چیز ہین جو یون ہماری عزت کیجاتی ہے اگر
وہ بڑھکر کلام کرنے لگا اور بزرگون کی برابری پہ آمادہ ہوا کیا کہون اگر میرا بس ہوتا تو اس
زبان درازی کی ضرور سزا دیتا جو کہ کم ظرف ہین وہ بہت جلد آپے سے باہر ہوجاتے ہین
جیسے کہ ساغر لبریز ہوا وہ چھلکنے لگا وہ ان کم مرتبہ والے لوگون کا حال ہوتا ہے کہ وہ یہ
تصور کرتے ہین کہ ہم مین بھی کوئی نہ کوئی فوقیت ایسی ہے جو کہ عالی مرتبہ ہین وہ ہم سے جھک کر
ملتے ہین انکی اس وقت کی تقریر پر مجھکو ایک شعر کسی شاعر کا یاد آیا ہے کہ اسنے گو مضمون تو
مہمل نظم کیا ہے مگر اس وقت کے موافق نظم کیا ہے وہ شعر یہ ہے ؎ عجب تیری قدرت عجب
تیرے کھیل + چھچھوندر بھی ڈالے چنبیلی کا تیل + یہ مضمون ہے بھلا یہ کیا امر ہے کہ یہ ایسی تقریر

کر رہے ہین بھائی صاحب آپ خاموش بیٹھے ہوئے کیا سُن رہے ہین یہ جو اسد ثانی نے کہا شہنشاہ نے
اسد کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم خاموش نہین بیٹھتے ہو اگر یہی امر ہی تو اب ہم کہان تک تمھارا پاس کرینگے
ضرور صاحبقران سے شکایت کرینگے کہ تم کون ہو بولنے والے ہم جواب دیتے جو مناسب ہوتا پس اب
کلام نہ کرنا یہ جو ڈانٹ کر شہنشاہ نے فرمایا اسد نے جواب دیا کہ اب مین نہ کلام کرونگا چاہے کوئی
دشنام بھی دے انکی تقریر ناگوار معلوم ہوئی بدین سبب مین نے یہ تقریر کی شہنشاہ نے یہ سنکے جواب
دیا کہ آپ نہ کلام کرین ہم جواب دینے کو موجود ہین یہ اسکے بعد فرما کر نقابدار کی طرف متوجہ ہوکے
اور فرمایا کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہی کہ صاحبقران سے میری طرف سے عرض کرنا کہ اثنا عشر صاحبقرانی مجکو
دیدیجئے کیونکہ مین صاحبقران ہون اور آپ خانہ کعبہ کو تشریف لیجائیے اسکا یہ جواب ہی کہ ابھی کوئی
صاحبقران پیر نہین ہوئے ہین جو خانہ کعبہ کو تشریف لیجائین اور اثنا عشر صاحبقرانی آپ کو دین یہ ممکن نہین
ہی کیونکہ صاحبقران ثانی کو انکی طرف سے صاحبقران فرما گئے ہین اور حکم فرما گئے ہین کہ تم نہ طاق
فتح کرکے اور جو ملک کفر آباد ہون انکو اسلام آباد کرنا اور جو ساحر ہون انکو قتل کرکے خانہ کعبہ کو تشریف
لاتا لہذا صاحبقران بموجب حکم صاحبقران ثانی طرف نہ طاق کے تشریف فرما ہوئے راہ مین دریا
سبز رنگ ملا اُسکے ساحران کو قتل کرکے اُسکو فتح کیا اُسکے بعد لقیہ ملا اُسکو فتح کیا اب طرف
صحرا بیہ کے تشریف لیجاتے ہین کہ راہ مین یہ واقعہ گذرا کہ صاحبقران ثانی حنظل بن عادی کو اطالیہ
بارگاہ کا وکیل طرف صحرا بیہ کے روانہ کیا تھا کہ کفار نے آکر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسکے بعد آپ نے آکر
اپنا قبضہ کیا ابھی تو ہم نہ طاق باقی ہی کیونکر صاحبقران آپ کو اثنا عشر صاحبقرانی مرحمت فرمائینگے دوسرے
بدون مقابلہ تو دینا غیر ممکن ہی نقابدار نے جواب دیا کہ اسی سبب سے تو مین یہ کہتا ہون کہ ایک شہر
سمندریہ کی طرف جاتے جاتے انکو کسقدر زمانہ گذرا کہ جسکی حد نہین ہی دریاے سبز رنگ پر
ایک عرصہ ہوا ایسی معلوم ہوا کہ انکے یہ مہم نہ سر ہوگی مین ایک آن مین سمندریہ و صحرا بیہ وغیرہ کو فتح کرکے
نہ طاق کی طرف روانہ ہونگا کیونکہ مرحلہ تھو کہ انکا زمانہ ضعیفی ہی ہر کل مین فتور ہوگیا اُسلئے یہ مہم سر ہوگی
یہ جو آپنے کہا کہ بدون مقابلہ نہ دینگے تو مین مقابلہ سے کب باہر ہون مقابلہ کو بھی موجود ہون بلکہ یہ آرزو
مین خوشی ہی کہ امتحان صاحبقرانی ہو جائے مجکو بھی معلوم ہو جائے کہ مین حق پر ہون اور در اصل
صاحبقران ہون یا صرف اپنے خیال کے موافق ہون اور شاید یہی اصلی صاحبقران ہون مین ضرور
مقابلہ کرونگا مگر اسوقت مجبور ہون ہان ابھی جو کسی مقام پر مقابلہ ہوگا تو ضرور امتحان صاحبقرانی ہو جائیگا
پس آپ معاف فرمائین مین بارگاہ صاحبقرانی مین نہین جا سکتا ہون ہان جب یہ فیصلہ یکسو ہو جائیگا
اُسوقت کوئی مضائقہ نہین ہی پھر تو ہم اور آپ ایک ہو جائینگے اُسوقت دیکھا جائیگا اب آپ اس امر
مین کد نہ کرین مین نہین جا سکتا ہون بدون فیصلہ آپ اب اس امر مین کوشش نہ فرمائین بلکہ دو قسم کی باتین
فرمائین ورنہ آپکا سخن رائگان ہوگا کیونکہ تیسرے جانے کا ہنگام خدمت صاحبقران مین ابھی نہین آیا ہی جب وہ
وقت آئیگا اُسکا سبب پیدا ہوگا یہ تو آپنے ضرور سنا ہوگا کل امر مرہون باوقاتہا کل امر وقت پر منحصر
رہتے ہین جب اُنکا وقت آتا ہی تو وہ ہو سکتے ہین ورنہ نہین الا انسان چاہے کچھ نہین ہوتا ہی جو خدا چاہتا ہی وہ
ہوتا ہی بموجب شعر من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ہی کار یکہ خدا کند فلک را چہ مجال ٭ بدون اُسکے
حکم کے ایک پتہ بھی نہین ہلتا ہی بموجب اس مضمون کے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ پس آپ اس امر مین کوئی رنج
نکرین مین آج نہین کل ضرور آؤنگا اور مقابلہ کرونگا خواہ ایک لشکر ہوونگا یا کل لشکر کا افسر اعلی و صاحبقران ہونگا

یہ ہونا ضرور ہے بخدا ئے لا یزال میں ایک ضرورت سے جاتا ہوں ورنہ نہ جاتا بدون فیصلہ کیے یہ سنکر شہنشاہ
نے فرمایا کہ میں مجبور ہوں خیر دیکھا جائے گا میں صاحبقران سے عرض کر دونگا کہ لقا بدار فرما گئے ہیں
کہ اگر انعام صاحبقرانی آپ سے ضرور لونگا خواہ آپ مجھکو عنایت فرمائیں خواہ مجھ سے لیجئے اور آپ نے
اسوقت بسبب چند در چند وجوہوں کے انکار کیا لقا بدار نے جواب دیا کہ جی ہاں میری طرف سے بہت
بہت آداب و تسلیمات خدمت صاحبقرانی میں عرض فرمائیے گا اور جو میں نے عرض کیا ہے فرما دیجئے گا
یہ کہکر حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق جام و صراحی لے کر حاضر ہوں تاکہ یہ باہمی کلفت و کسل رفع ہو جلدی کی اور
ہوا ادھر شہنشاہ نے فرمایا کہ میں مرخص ہوتا ہوں تکلیف کی بابت ہوئی لقا بدار نے جواب دیا کہ میں نہ
جانے دونگا آج شب بھر ہم اور آپ باہم جلسہ عیش برپا کریں اور ناچ رنگ دیکھیں بوقت سحر آپ
اپنے لشکر کو تشریف لیجائیے اور بندہ اپنے کام کو رخصت ہو یہ تقریر ایسی لقا بدار نے کی کہ شہنشاہ
کو انکار کرتے بن نہ پڑا خاموش ہو کر رہ گئے جواب دیا کہ خیر جو آپ کی خوشی رنج اسکا ہے کہ آپ میرے
ہمراہ لشکر میں تشریف نہ لیچلے لقا بدار نے جواب دیا کہ میں قسم کھاتا ہوں اپنے پیدا کرنے والے کی کہ
اب کی جو حاضر ہونگا تو ضرور آپ کے ارشاد کو بجا لاؤنگا شہنشاہ نے فرمایا کہ دیکھئے کب تشریف لاتے
ہیں جواب دیا کہ بہت جلد حاضر ہونگا آپ تشویش نہ فرمائیں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ساقیان گلفام شیشہ
ہائے مشکفام و جام زرنگار لیکر حاضر ہوئے اور سب اہل جلسہ کو خبر ہو گئی اور جام کو لبریز کر کے اور چشمہ
زلال سے جام جمشید دکھلا دیکے زمین پر چھڑکے اور جام کو لیکر روبرو لقا بدار کے پیش کیا لقا بدار
نے اشارہ کیا کہ شہنشاہ کو پہلے دو کیونکہ مہمان ہیں میں تو صاحب خانہ ہوں پس ساقی نے وہ جام
شہنشاہ کے روبرو پیش کیا شہنشاہ نے انکار کیا کہ پہلے آپ نوش کریں لقا بدار نے ایک نہ سنی پس شہنشاہ
نے ساقی کے ہاتھ سے جام لیکر لاجرعہ نوش فرمایا دوسرا جام ساقی نے بھر کر لیا اسد کو دیا اسد نے بھی
نوش کیا پھر لقا بدار کے روبرو لایا لقا بدار نے بھی نوش کیا اب تو دور بند ہو گیا ساقی نے تمام جلسہ کو شراب
پلائی دور دور جام کی نوبت آئی سب کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے مست ہو کر جھومنے لگے کہ لقا بدار نے حکم
دیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوں یہ حکم دینا تھا کہ ایک طائفہ حاضر جلسہ ہوا سپرداؤں نے ساز درست کیے وہ مطربہ
ناچنے لگی اہل محفل اسکی طرف متوجہ ہوئے یہاں تو کیفیت ناچ رنگ بپا ہے انکو تو اسی شغل میں رکھا جاتا ہے
اب حال خواجہ عمرو ثالث یعنی خضران بن عمرو ثانی کا سنیے یہ ہوتا ہے کہ یہ جو رقعہ
صاحبقران لے کر پاس شہنشاہ کے چلے تھے کیونکر پہونچے دکھیاری خواجہ عمرو
پس جب خواجہ ثالث رقعہ لیکر چلے تو جیسے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ انکو خیال آیا کہ بہت
عرصہ ہوا کہ کوئی چیز نہیں کھائی بہت تنگدست ہوں پہلے کچھ فکر کر لوں تو پھر شہنشاہ کے پاس جاؤں چونکہ یہ
جو بارگاہ سے چلے تھے تو کچھ دن باقی تھا یہ ایک جنگل میں پہونچے تو انہوں نے دیکھا بہت سے گھسیارے
بیٹھے ہوئے گھاس کھود رہے ہیں یہ بھی اپنی صورت ضعیف گھسیارے کی بنا کر انکے قریب آکر گھاس کھودنے لگا
ان گھسیاروں نے جو ایک نئے شخص کو دیکھا سب ملکر کہنے لگے کہ ای بڑے میاں یہ مقام ہمارے ٹھیکے میں ہے تم
یہاں نہ گھاس کھودو اس گھسیارے نے جواب دیا کہ ای بھائی تمہارا کیا حرج ہے اگر میں ایک گٹھا گھاس کا لیجاؤنگا تو تمہارا
کیا نقصان ہوگا بھائی میں نیا آیا ہوں یہاں میں بھی کوئی ٹھیکہ میں لونگا تو پھر کوئی ضرورت نہوگی ان سب نے
جو یہ تقریر سنی تو باہم یہ کہا کہ خیر آج اسکو لیجانے دو کل جو آئیگا دیکھا جائے گا کل نہ لیجانے دینگے یہ صلاح کر کے
اب سب خاموش ہو رہے اسنے ایک پورانی سی کھرپی نکالی اور ایک چال کہ گھاس کہیں اٹھی کھانے لگا گھاس کھود دیتا تھا

اور کہا لیتا جاتا ہے تھوڑی سی گھاس کھود کر کتی کرا ایک مرتبہ ایک ٹکڑا نکالا اسمین سے تنباکو نکال کر اور مل کر کھا لیا اور
اور ایک چلم نکالی اسپر تنباکو جمایا اور جنگل سے لکڑی جمع کرکے اسمین آگ لگا دی جب کولہ ہو گیا تو چلم پر رکھکر دم لگایا
کہ ان گھسیارون نے جو دیکھا تو کہا کہ بھائی یہ تو تم نے خوب کیا بڑی دیر سے تنباکو نہین پیا تھا سنتے ہی تو آکر دم
رکھو لیا لیں ہر ایک اسکے گھسیارے کے پاس آکر یہ کہکر بیٹھا کہ بھائی ہم روز آیا کرینگے بیٹھ گئے ہر ایک کے ہاتھون
مین طلائی کڑے تھے بازؤون پر تعویذ تھے گلون مین جنیو تھے کمرین کردھنی کی تھی مرزبان بھی یا ناقی سے پہنے
ہوئے تھے خواجہ یعنی اُنکی گھسیارے سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگ کہین نوکر ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم
سب کے سب ملازم ہین صحرا سپاہ شاہ کے مرکبان شاہی کو گھاس پہونچاتے ہین یہ جو کچھ ہمارے پاس ہے سرکاری
ہی سرکار سے ملا ہے گھسیارا یہ سنکر کہنے لگا کہ بھائی ہم مسافر ہین یہان آئے ہین کہ کہین ملازمت ہو جائے
آج تو یہ گھاس لیجا کر بازار مین فروخت کرونگا اسی مین اپنی بسر کرونگا جو کچھ ملے کل اور کسی جنگل سے
لے آؤنگا کیونکہ تم منع کرتے ہو انھون نے جواب دیا کہ نہین تم روز آیا کرو ہمارا کیا نقصان ہے
جب تک تمہاری نوکری کہین ہو بلکہ آج ہم اپنے جمعدار سے کہینگے خواہ سرکاری اصطبل مین
خواہ لشکر مین اگر کسی گھسیارے کی ضرورت ہوگی تو ہم لا کر مدد کر دینگے کیونکہ ایک گھسیارہ
آیا ہوا ہے یہ جب انھون نے کہا تو خواجہ نے کہا کہ بھگوان تمھاری عمر مین ترقی دے اور تم کو
بڑا مرتبہ دے ہان بھائی مین مسافر ہون تمکو میری خبر لینا لازم ہے وہ کہنے لگے ضرور ایسا کرینگے
کہ خواجہ نقی نے چلم انکو دی اب ہر ایک چلم پر دم لگانے لگا جسنے دم لگایا اسکو چکر آیا دوسرے
کو دی اسی طور سے دو دو بار دم دیا ہر ایک چلم پی کر اور چکر کھا کر گرا اور بیہوش ہو گیا جب سب بیہوش
ہو گئے خواجہ نے پہلے تو اپنی کھرپی اور جال نذر زنبیل کیا پھر ہر ایک کے ہاتھون سے کڑے اتارے
اور تعویذ اور جنیو اور کردھنی لی اور مرزبان وغیرہ تیان سب لیکر نذر زنبیل کین انکی جان کھرپی سب
لے لی اور ایک ایک لنگوٹی باندھ دی اور خود وہان سے صورت بدل کر یہ کہتے ہوئے چلے کہ خیر خدا نے کچھ
دلا تو دیا مگر کیا یہ تو آدھر کو روانہ ہوئے کہ اب مین پاس شہنشاہ کے جاؤن چونکہ دن تو تمام ہو چکا تھا اُس
صحرا مین پہونچے جہان کشت و خون ہوا تھا کیا دیکھتے ہین کہ ہزارون لاشین کافرون کی پڑی ہوئی ہین
یہ دیکھکر انکو لالچ آیا کہ انکی کمرون مین کچھ ضرور ہوگا یہ لوگ بڑے دور اندیش ہوتے ہین اپنے پاس ضرور
کچھ نہ کچھ رکھتے ہین یہ دل مین تصور کرکے میدان مین آئے یہان آکر جو دیکھا تو ہزارون تلوارین خود
زرہین سپرین ستاین عمود پڑے ہوئے ہین یہ دیکھکر اُن سب کو ایک مقام پر جمع کیا اور اُٹھا کر
نذر زنبیل کیا کہ جب لشکر مین پہونچونگا تو انکو فروخت کر لونگا بعد اسکے ہر ایک کی کمر دیکھنے لگے
کردھنی وغیرہ جو کچھ ملا نکال لیا نقد جو نکلا وہ لیا کپڑے تک اُتار لیے اس خیال سے کہ دھلوا کر وہ بھی
فروخت کر لیے جاوینگے اور اگر کسی کے پاس کچھ نہ نکلا اسکو بالکل برہنہ کر دیا اور کہا کہ او مردک تو نے ہمارا
نہ خیال کیا کہ اگر ہم مرے اور خواجہ آئے تو کیا لینگے تیری یہ سزا ہے کہ تو برہنہ رہے تیری لاش کو کوّے
کتے کھائین تو اسی قابل تھا یہ کہا اور ٹھوکر ماری دوسری لاش کے پاس گئے اسی طور سے سب لاشون کو
دیکھ بھال لیا اب بالکل رات ہو گئی ہے جب سبکو دیکھ لیا تو آپ وہان سے روانہ ہوئے ادھر جو اُس صحرا مین گھسیارے
تھے ہوا جو سرد چلی سب کو ہوش آیا ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اسنے کہا کہ جو تیری حالت
ہے وہ ہی میری حالت ہے اب جو دیکھا سب ایک حال مین مبتلا ہین اب باہم کہنے لگے کہ یہ کون تھا جو ایسی
حرکت کر گیا ہمکو بیہوش کرکے لوٹ لے گیا چلو بادشاہ سے فریاد کرین ایک نے انمین سے کہا کہ وہ جو نیا گھسیارا آیا تھا

اٹھی پیشاب کرنے کو بیٹھ گئی کہ بند کھول کر پیشاب کرنے لگی خواجہ بھی اسکے عقب میں آ کے بیٹھے چوبدار تو یہ
کہکر چلا گیا تھا اُسی مقام پر بیٹھ گئے کیونکہ انکو اسکی صورت پسند آئی تھی اور خیال کیا تھا کہ اسکی صورت بنکر
محفل میں جاؤ اور کچھ حاصل کرو اسکے بعد یہاں آکر سب کا مال و اسباب لوا دو پھر اپنی صورت اصلی
سے بارگاہ میں آکر شہنشاہ سے طور تمھرو دیر تصویر کے اسکے عقب میں چلے تھے جب وہ پیشاب کرنے
لگی انھوں نے عقب سے حلق کمند کے مارے کہ وہ گلے میں پڑے وہ ادھی کہکر جھکی اور پلٹی تھی کہ انھوں نے
جھاب مارا وہ بیہوش ہو کر گری جھاب اسکے منہ پر پڑا تھا اور ٹوٹا تھا بیہوش ہو گئی انھوں نے اُٹھا کر بند زنبیل
کیا اسکے کپڑے اتار پہنے اپنی صورت اسکی صورت سے مشابہ کی اور لوٹا لیکر اسکے کپڑے پہن کر وہان سے
ناز و انداز سے چلی ادھر کی مالن نے جو دیکھا کہ دیر ہوئی اپنے ساتھیون سے کہنے لگی کہ یہ چھوکری ابھی تک نہ آئی
پیشاب کرنے گئی تھی پیشاب ہوا یا اسے جان ہوا کوئی جاکر خبر لائے کہ یہ جو پیشاب کرنے گئی تھی تو کیا
اتنی سے کلام کر رہی تھی ایک سازندہ کہ نام اسکا [illegible] قوال تھا اور زبن رسیدہ تھا اُسنے سیوتی کو [illegible]
کیا تھا پیشک اُٹھا اور چلا تھوڑی دور گیا ہوگا دیکھا کہ وہ لوٹا لیے ہوئے چلی آتی ہے اُسنے کہا کہ بیٹا سیوتی
کیا کرنے گئی تھی اُسنے جواب دیا کہ پیشاب کو گئی تھی خواجہ نے خیال کیا کہ اسکا نام سیوتی تھا یہ خیال
کرکے اُسکے ہمراہ ہو لیے وہ آکر پہونچا سیوتی اپنے بستر پہ آکی بیٹھ کر سر میں کیا مجلس حیران لگائی سرمہ
آنکھون میں دیا یہ عالم ہوا وہ چہرہ اک تو [illegible] رس بھرے دو چیچے انکی سار ہو اسکے پوری کوئی دیتا ہے [illegible]
چیوہار + سرمہ لگاکر [illegible] لگائی یہ معلوم ہوا کہ آسمان حسن میں ستارے نکلے ہیں دو میان دونون ابرو دل
سے [illegible] دیکھا بلکہ دیا جیسے شاعر کہتا ہے + نہین سیدہ در کا [illegible] میان محراب ابرو مین + چراغ اس شمع رو نے
بیچ کعبہ میں جلایا ہے + وہ [illegible] پہنی کہ دیکھنے والون کے دل پیس گئے وہ تیر قلب دوز تھے کہ سینون کے
پار ہو گئے بعد اسکے زر و اطلس کا پائجامہ پہن لیا [illegible] لگی ہوئی گلنار دوپٹہ تمام زیور سے
اپنے کو آراستہ کیا وہ گوری گوری کلائیان انہین وہ سیاہ سیاہ چوڑیان سے [illegible] چوڑی بدست آن نگار است +
بشاخ صندلین پیچیدہ مار است + یہ معلوم ہوتا تھا کہ مار سیاہ درخت صندل کی شاخ میں لپٹے ہوئے ہیں +
ایک یہ غضب کیا کہ کسی کی نظر نہ لگ جائے دونوں رخساروں پر دو تل بنا لیے آراستہ ہو کر پیشواز پہن کر
سازندون کو ساتھ لے کر طرف محفل عیش کے چلی یہاں وہ مطربہ گا رہی تھی کہ یہ پہونچی ایسے ناز سے اسنے
قدم محفل میں رکھا کہ سب دنگ ہو گئے اور اسکو حکم ملا کہ اب تم جاؤ اب دوسرا طائفہ اپنا کمال دکھائے گا
پہلے اسنے گانا موقوف کیا کیونکہ بیٹھی ہوئی گا رہی تھی بہت کچھ انعام ملا وہ تو اپنے بستر کی طرف روانہ
ہوئی اسکو حکم ملا [illegible] دیوان [illegible] ساز ملایا طبلہ پر تھاپ پڑی [illegible] سارنگی کا کھینچا بجنے
لگے وہ کھڑی ہوکر گت ناچنے لگی ایسی حسین تھی کہ سب اہل محفل اُسکی صورت دیکھکر دنگ تھے
وہ جوانی کا عالم ایک ایک کی طرف دیکھ کر آنچل دوپٹہ کا سر پر ڈالنا ہر جان سے اشارے کرنا کبھی سینہ
ابھار کر جوبن کا ابھار دکھانا کبھی کسی کو حالت گت میں ناز کرکے پامال کرنا ہر ایک کی زبان پر صدائے
واہ واہ بلند تھی ہر ایک اُسی جانب دیکھ رہا تھا ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ کیا خوب یہ گت ناچی ہے
کیا بتایا ہے اور ہر طرف سے انعام مل رہا تھا یہ اٹھا اٹھا کر سازندون کو دیتی جاتی تھی بگہ نگاہ میں
جا رہی لیتی تھی کہ اسقدر روپیہ اسکے پاس جمع ہو گیا [illegible] آتا ہے ایسا ہی کہ ایک مرتبہ نقابدار نے طرف اپنے
خدمتگار کے دیکھا اُسنے لاکر [illegible] چند کشتیان حاضر کین نقابدار نے ایک کشتی جس سے تورے
پوش اٹھا کر اس مطربہ کو ایک دو شالہ انعام میں دیا اور ایک مالا موتیون کا یہ امر اسد ثانی کو

مظفر بر نقلی نے اپنے مکان کو خوب صاف کیا استقبال کیا تھا بادشاہ و شہنشاہ و دیگر اہل جلسہ نے انعام دیا کہ وہ مالا مال
ہو گئے اب تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ تم جاؤ بہت تھک گئی ہو آستانے تسلیم کی ادھر بکاول نے آ کر عرض کیا
دستر خوان آراستہ ہے بہتر ہے کہ [illegible] تھا بادشاہ نے شہنشاہ دام اقبالہ سے عرض کیا کہ کچھ ادنیٰ فرمایئے چونکہ
اب وقت آ گیا پہلے تو انکار کیا جب بہت اصرار ہوا تو مجبور ہو کر اٹھے تھا بادشاہ سب کو لیکر نعمت خانہ
میں تشریف لایا سب نے بیٹھ کر دستر خوان پر خاصہ نوش فرمایا ہر قسم کا طعام لذیذ موجود تھا کوئی اسکے
تجسس پر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کس کس قسم کا طعام تھا طول بیجا ہوگا اس سے کیا حاصل ادھر وہ
مظفر بر نقلی اپنے مقام پر آئی جب [illegible] پہنچی تو وہاں وہ مال و متاع دیکھ کر بہت خوش ہوئی سازندوں
نے قصد کیا تھا کہ [illegible] تو وہاں [illegible] آ کر جو انکو دیکھا پہچان لیا اب کسی کو [illegible] سرقہ
اسکا ہو گا [illegible] اور [illegible] ہر طرف یہ تھا دیکھتی کہ کیا اسباب اور کون کون دیتا ہے کہیں ایسا
نہ ہو کہ یہ لوگ نکال لیں [illegible] جب سب مال دیا اور روپیہ بھی دیا تو جو چیزیں تھیں کل
ملاحظہ کیں جو نہ پائیں کہا کہ فلاں سردار نے فلاں چیز دی تھی وہ کہاں ہے [illegible] کسی کے پاس ایک
چیز نہ چھوڑا بلکہ جو خود اسکا مال تھا وہ بھی لے لیا تھا تو اٹھ کر [illegible] قربان ہو گئی اور گلے سے لگایا
پیار کیا اور لا کر بستر پر بٹھایا کہ بیٹی آج تو اسقدر لائی ہے کہ تمام عمر آرام سے کرے گی کوئی ضرورت نہ ہوگی
سیوتی نے عرض کیا کہ کیا اماں [illegible] کچھ [illegible] تکلیف [illegible] اور [illegible] گرفتہ تھی اسکے
سبب سے کسی قدر حرارت بھی ہو آئی وہاں جو گانا گائی اور زیادہ بخار ہو گیا میں آپ سے
عرض نہ کر سکی کہ میں بیمار تھی اس خیال سے کہ آپ خفا ہونگی چلی گئی اگر صحت ہوتی تو میں وہ
کمال دکھاتی کہ سب لوگ دنگ ہو جاتے خیر اگر زندگی ہے تو پھر دیکھا جائے گا [illegible] زندہ ہے اگر
یار تو صحبت باقی [illegible] ماں نے جو ہاتھ ماتھے پر رکھا تو دیکھا بخار پایا کہا لڑکی تو لیٹ رہ میں تیرا
سر دابتی ہوں سیوتی نے کہا کہ آپ کو زحمت ہوگی گو تکلیف تو ہے اور درد سر بھی ضرور ہے مگر میرے
صندوقچہ میں ایک پڑیہ لوبان کی رکھی ہوئی ہے اسکو نکال لائیے میں جبکہ رسالدار کی ملازم تھی تو انکے
مکان پر ایک شاہ صاحب تشریف لائے تھے انھوں نے سب کو لوبان دیا تھا کہ جب کبھی درد سر
ہو تو اسکو سلگانا ادھر اسکی بو دماغ میں گئی فوراً درد سر جاتا رہے گا اور جو اسکی بو سونگھیگا اسکو تپ
عمر بھر درد سر نہ ہوگا اس عارضہ میں وہ کبھی نہ مبتلا ہوگا بس وہ لے آیئے تاکہ میں اچھی ہو جاؤں سب
کے خانہ میں رکھی ہے اور تھوڑی سی آگ بھی لیتی آیئے گا اور سب سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی لوگ آ کر میرے
پاس بیٹھیں تاکہ انکو بھی اس خوشبو سے فائدہ حاصل ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے ہاتھ پاؤں ہیں اگر ان میں سے
کوئی ماندہ ہو گیا تو بہت خرابی ہو گی ماں نے کہا کہ تو نے آج تک مجھ سے ذکر ہی نہ کیا میں کئی مرتبہ
اس عارضہ میں مبتلا ہو لی سیوتی نے عرض کیا کہ مجکو قسم آپ کے سر کی بالکل یاد نہ تھا ورنہ میں
عزیز کر لیتی اسکی ماں اٹھی یہاں خواجہ پہلے ہی پیشتر [illegible] گئے کہ لوبان
بیہوشی آمیز کی پڑیہ بنا کر [illegible] کے خانہ میں رکھ دی تھی اسکا پتہ دیا تھا بس وہ آئی اور صندوقچہ
کھولا اور وہ پڑیہ نکالی اور سب سازندوں و ملازموں کو مع گاڑی والوں کے لیکر اسی مقام پر
آئی اور تھوڑی سی آگ بھی لائی یہ سب کے سب آ کر گرد اس پلنگ کے بیٹھے جہاں سیوتی
نقلی پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اسکی ماں نے سب سے کہہ دیا تھا کہ میں اسلئے تم سب کو لیے جاتی
ہوں کہ لڑکی کو کسی فقیر نے لوبان دیا ہے اگر جس کے درد سر ہو اس کے پاس چلا جائے ادھر

اسکی خوشبو دماغ مین پہونچی ادھر ورد جاتا رہا جو کوئی اُس خوشبو کو سونگھے گا اُسکو کبھی یہ عارضہ
نہوگا وہ لوگ بھی خوشی خوشی آکر گرد بیٹھے تھے ادھر اتنے عرصہ مین خواجہ نے اپنا بندوبست کر لیا تھا
کہ اُنکے دماغ مین جو خوشبو نہ اثر کرے بس آستینے لاکھ پتی سے بہ ابر اُس لوبان تھیلی کی پوٹلیہ کھولکر
آگ پر ڈالی سیوتی نے کہا کہ اماں سب ڈال دو تاکہ خوب خوشبو پھیلے بس اُسنے سب ڈالدی
دھواں بلند ہوا خوشبو پھیلی ہر ایک بتی پھولا پھولا کر سونگھنے لگے ہاں اُسکی تو قریب ہی تھی جیسے اُسکے
دماغ مین خوشبو پہونچی اُسنے اپنا اثر کیا وہ تو بیہوش ہو کر گر پڑی تو سب کہنے لگے ہر ایک کے دماغ
مین پہونچی اثر کرنے لگی تھی تھوڑے عرصہ مین سب بیہوش ہوگئے جب خواجہ نے دیکھا کہ سب
بیہوش ہوگئے کوئی باقی نہین ہے پلنگ پر سے اُٹھے ناظرین کو خیال رہے کہ اسکی چھولداری سب سے
الگ مقام پر تھی کوئی اُسکی چھولداری کے برابر نہین ہے بالکل مقام تنہائی اور سناٹے کا ہے پس خواجہ
نے اُٹھکر تمام مال و اسباب جو انعام مین ملا تھا وہ لیا اور ہر ایک کا مال لیا ایک سنگانہ چھوڑا ہوا تھا کہ
کوڑیا تیلی پانگان کپڑے منہ و چھرلے کار وپیہ پیسہ ہر ایک کی کمر کو ویا جو کچھ نکلا لے لیا سب کو
مفلس کردیا بس سیوتی کو نکال کر اور جو کپڑے کہ اُس نے محفل سے آکر پہنے تھے پہنا کر اُسے
پلنگ پر لٹادیا اور خود سب مال زر تبدیل کرکے اور اپنی صورت بدل کر وہان سے روانہ ہوئے
گرچہ اب اپنی اصلی صورت پر حسب دستور سابق روانہ ہوئے ہین طرف بارگاہ کے راوی نے
اس طرح بیان کیا ہے کہ خواجہ نے بخیال اہل اسلام ہونے کے کسی کو بیہوش نہین کیا اسکا سبب
یہ تھا کہ یہ سب لوگ خدا پرست تھے مگر افسوس بہت کیا اور دل مین کہا کہ انکے گھر سے جو زر لیے
گو نقصان ہے مگر خدا پرست ہین انکے ساتھ یہ حرکت لازم نہین تھا اسکے عوض خدا اور دیگا یہ لوگ
تو یہان بیہوش پڑے ہین اُدھر خواجہ طرف بارگاہ کے چلے ادھر شہنشاہ و نقابدار و اسرا
دیگر سردار خاصہ سے فراغت کرکے پھر محفل مین آئے ساقی طلب ہوا اُسنے شراب پلائی طائفہ
طلب ہوا ناچ ہونے لگا یہان تو ناچ ہو رہا ہے کہ خواجہ دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار سے کہا کہ
جاکر شہنشاہ سے خبر کردو کہ آپکے والد کے پاس سے خواجہ تشریف لائے ہین صاحبقران نے
کچھ فرمایا ہے وہ کہنا ہے اور ایک رقعہ بھی لائے ہین درگہ سالار پیشکے اندر گیا یہان ناچ ہو رہا تھا
اُسنے مجرا گاہ سے مجرا کیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ کیا ضرورت ہے اُسنے عرض کیا کہ کچھ عرض
کرنا ہے نقابدار نے مطرب کو اشارہ سے منع کیا کہ ٹھہر جاؤ مین سن لون کہ یہ کیا خبر لایا ہے وہ
خاموش ہو رہی درگاہ سالار نے عرض کیا کہ شہنشاہ کی بارگاہ سے تشریف لائے ہین خواجہ [illegible]
کچھ صاحبقران نے فرمایا ہے وہ عرض کرنا ہے اور ایک رقعہ بھی لائے ہین یہ جو نقابدار نے
سنا شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے فرمایا کہ بھیجدو درگہ سالار پھر اکے اندر سے باہر آیا آپ یہان
اس قصد سے کھڑے ہوئے ہین کہ درگہ سالار نے بڑا عرصہ کیا اگر اب نہ آئیگا تو مین بلا اجازت خود
اندر چلا جاؤنگا کون مجکو منع کرسکتا ہے یہی تجویز کر رہے تھے کہ درگہ سالار نے آکر کہا کہ تشریف
لیجائیے آپ یہ سنکے اندر پہونچے وہ اُٹھکر چلے ادھر تو نقابدار نے خواجہ کی تعریف شہنشاہ سے پوچھی
یہ کون صاحب ہین جو تشریف لائے مین شہنشاہ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہین کہ جنکی صاحبقران
بڑی عزت و آبرو کرتے ہین انکا بڑا مرتبہ ہے لشکر مین یہ پوتے ہین خواجہ اول یعنی خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کے اور فرزند ہین عمرو ثانی کے جو اوصاف اُن دونون بزرگوارون کے تھے وہ سب ان مین

ہیں جو انکا مرتبہ تھا وہ انکا ہی ہے ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ ثالث آکر پہونچے شہنشاہ نے سلام کیا خواجہ
نے دعا دی پھر لقا بدار نے سلام کیا اسکے بعد اسد نے سلام کیا اور پھر ایک نے تعظیم کی خواجہ
بھی آکر مسند پر روبرو شہنشاہ کے بیٹھے مگر چہرہ سے بل پڑا ہوا کہ شہنشاہ نے عرض کیا کہ مزاج کیسا ہے خواجہ
نے برہم ہوکر جواب دیا کہ کیوں صاحبزادے آپ اسقدر خودسر ہوگئے ہیں کہ جدھر جی چاہا بدون اجازت
چلے آئے تمہارے آنے کیوں خدا اجازت لیکر آتے اور ہمکو مخالف دی آپکے والد تو بڑے پریشان ہیں آخر
تو مجھکو بھیجا میں جو آیا تو یہاں خبر نہ ہوئی بڑے عرصہ کے بعد اجازت ہوئی یہ ہماری عزت کی گئی ہاں جب
ایسے خودسر ہوگئے تو کیوں کسی کی عزت دل پر دھیان ہوگا میں تو اسی سبب سے نہ آتا تھا مگر صاحبقران
سے مجبور ہو گیا کہ انھوں نے بھیج دیا آخر اسکا یہ انجام ہوا کہ بڑی دیر تک دروازے پر کھڑا کیا کوئی جواب
نہ آیا تو میں نے قصد کیا تھا کہ میں خود اندر بارگاہ کے جاؤں کہ اتنے میں درگہ سالار پہونچا میں نے
اپنے آنے کی خبر بادشاہ کی شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں کیا عرض کروں میں خود سے یہاں آیا مجبور ہو گیا لقا بدار
نے اجازت نہ دی قسم ہو دی میں چلا آیا اسی سبب سے میں نے لشکر کو اپنے والد کی خدمت میں روانہ
کر دیا تھا کہ وہ پریشان نہوں مگر انکی محبت نے نہ مانا آپکو انھوں نے تکلیف دی معاف فرمائیے اور یہ
جو آپنے فرمایا کہ بڑے عرصہ تک دربارگاہ پر کھڑا رہا مجھکو نہ معلوم تھا جسوقت درگہ سالار نے آکر کہا
فوراً آپکو اجازت دی خواجہ نے کہا کہ کیا میں جھوٹ بولتا ہوں شہنشاہ نے جواب دیا کہ معاذ اللہ
آپکو کون دروغگو کہہ سکتا ہے درگہ سالار کی یہ حرامزادگی ہے کہ آپکے دیر لگائی اسکی بھی معافی فرمائیے
خواجہ نے کہا کہ آپ ایسی حرکتیں کریں میں معاف کیا کروں سچ ہے کہ آجکل کے لڑکے بزرگوں کی بزرگی
کا نہیں خیال کرتے ہیں جو انکے مزاج میں آتا ہے کرتے ہیں اگر خفا ہوئے تو کہا کہ معاف فرمائیے اب
ایسی خطا نہوگی یہ سنکے خواجہ کے جواب میں لقا بدار نے کہا کہ آپ میری خاطر سے معاف کریں اور میں
اس درگہ سالار کو سزا دونگا یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ خیر اب میں نے معاف کیا یہ کہکر اسد کی طرف
دیکھکر کہا کہ صاحبزادے آپ یہاں کہاں آپ تو صاحبقران کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے کیا راہ سے
واپس آئے اسد نے عرض کیا کہ میں عرض کرونگا جب خدمت میں صاحبقران کی حاضر ہونگا یہاں
موقع نہیں ہے خواجہ نے کہا کہ بہت خوب کوئی نہ کوئی فقرہ تجویز کرکے آئے ہوگے تم لوگ بہت چالاک
ہوگئے ہو یہ کہکر لقا بدار سے کہا کہ میں آپ سے نہیں واقف ہوں میرے روبرو اپنی تعریف فرمائیے لقا بدار
نے جواب دیا کہ میں ایک اس رب جلیل کا عبد ذلیل ہوں جس نے تمام عالم کو پیدا کیا اور باقی حال
پھر اب جب میری ملاقات صاحبقران سے ہوگی عرض کرونگا خواجہ نے کہا کہ آپ کوئی بڑے مرد
خدا رسیدہ معلوم ہوتے ہیں کہ ہر وقت خدا کا نام زبان پر جاری رہتا ہے لقا بدار نے عرض
کیا کہ میں کیا کروں آپ جو کچھ فرماتے ہیں یہ آپکی بزرگی ہے خواجہ نے کہا کہ میری بزرگی ہے تو آپکی
خوردی ہے خیر اس سے کچھ مطلب نہیں ہے جس ضرورت سے آیا ہوں وہ بیان کرتا ہوں شہنشاہ
نے لقا بدار سے آہستہ سے کہا کہ یہ بڑے لالچی آدمی ہیں انکو کچھ دیجیے تو یہ بہت خوش
ہونگے اسد تو انکے حال سے بخوبی واقف تھے اٹھے تو اپنے لشکر سے کچھ نقد و جنس منگا کر دیا
لقا بدار نے بھی بہت کچھ دیا خواجہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ لوگ بہت سخی ہیں خواجہ
یہ کہکر طرف شہنشاہ کے متوجہ ہوئے اور رقعہ نکال کر دیا کہ یہ صاحبقران نے تمہارے
نام تحریر کیا ہے اسکو دیکھو اسمیں کیا تحریر ہے اور زبانی بھی کچھ کہا ہے وہ بھی میں بیان کرونگا

شہنشاہ نے وہ رقعہ لیکر سر پر رکھا بوسہ دیا اسکے بعد کھول کر پڑھا وہی مضمون تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو
چکا ہی اپنا جبینہ رقعہ پڑھ چکے تو خواجہ سے کہا کہ کیا فرمایا ہی بیان فرمایئے خواجہ نے تبسم کر کے
اور کہا کہ فرمایا ہی کہ بارگاہ کی بابت کوئی فساد نہ کرنا اور جہان تک ممکن ہو نقابدار کو اپنے
ہمراہ لانا کیونکہ مین وظل اللہ و تمام بارگاہ نقابدار کی بہت مشتاق ہی شہنشاہ نے یہ سن کے
جواب دیا کہ مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون اور کیا ضرورت ہی کہ مین بارگاہ کو کہون وہ تو اسد
ثانی لے چکا ہی جب نقابدار کا لشکر لے کر چلا تھا تو راہ مین ملا اسنے انکو اسیر و زخمی کر کے بارگاہ
پر قبضہ کر لیا بارگاہ اسد کے لشکر مین ہی مین کیون نقابدار سے طلب کر دونگا اگر نقابدار
کے پاس بھی ہوتی تو نہ طلب کرتا کیا کوئی مین نادان ہون یہ کہکر کل واقعہ مقابلہ اسد و نقابدار کا بیان
کیا اور کہا کہ اگر مین نہ پہونچتا تو نقابدار اسد کو قتل کر ڈالتا مین عین وقت پر پہونچ گیا یہ کہکر کل حال کہا اور
کہا کہ مین نے خود پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ بارگاہ مین تشریف لیجائین انھون نے انکار کیا اور خود
تقریر نقابدار سے ہوئی تھی بیان کی خواجہ یہ سنکے طرف نقابدار کے متوجہ ہوئے اور کہا کہ آپکو
صاحبقران وظل اللہ نے سلام کہا ہی اور کہا ہی کہ مین خود حاضر ہوتا مگر مجبور ہون کہ جہان پناہ کو
بھی آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق ہی لہذا مین حاضری سے معذور فرمایا جاؤن اور اگر آپ
میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائین اور اپنے قدم الوس سے کاشانہ کو منور فرمائین تو عین
عنایت ہوگی نقابدار نے خواجہ کی تقریر سنکے وہی جواب دیا جو کہ شہنشاہ کو دیا تھا خواجہ نے
کہا کہ یہ تو آپ کا خیال خام ہی صاحبقران کوئی مرد ضعیف نہین ہین کہ آپ سے زیر ہو جائینگے یا خوف
کھا کر آپکو اثاثہ صاحبقرانی دیدینگے بدون مقابلہ اور مقابلہ مین بڑی دقت ہوگی کیا حصول
کہ بیکار کو کشت و خون ہو اور بندگان خدا کی جانین برباد ہون آپ بھی مرد خداپرست ہین نقابدار
نے جواب دیا کہ یہ کلام تو آپ کا بہت ٹھیک ہی مگر مجھکو بھی تو دعوے صاحبقرانی ہی اور دو صاحبقران
ایک مقام پر کیونکر حکومت کر سکتے ہین اور ایک فارسی مثل ہی کہ دو تلوارین ایک میان مین نہین رہ سکتی
ہین اور بقول سعدی - ده درویش در گلیمی بخسبند و دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند بھلا یہ کیونکر ہو سکتا
ہی جب تک ایک نہ ہو جاوے خواجہ نے کہا یہ قول آپ کا ٹھیک ہی مین نے اسکو مان لیا مگر میری رائے
مین تو کسی طرح نہین آتا ہی کہ صاحبقران بدون مقابلہ آپکو اثاثہ صاحبقرانی دین ہان ایک جنگ
عظیم ہوگی ہزارون آدمی ادھر کے ہزارون ادھر کے قتل ہونگے باہم نفاق ہوگا کفار بیچ مین سے
انکو زور ہوگا خدا پرستون کا خون ہوگا نقابدار نے کہا کہ اسکی پروا نہین ہی بلکہ میرے نزدیک جب تک وہ
نہ آئینگے مین خود نکل کر مقابلہ کرونگا بدین خیال کہ کیون خداپرست قتل ہون خواجہ نے کہا خیر جیسا
وہ وقت آئیگا دیکھا جاے گا اب تو آپ کو لازم ہی کہ صاحبقران کی خدمت مین تشریف لیچلیے
نقابدار نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا مین آجکل بہت مجبور ہون ایک ضرورت سے جاتا ہون اتفاق سے ادھر
آنکلا تھا اس صحرا کی کیفیت اچھی معلوم ہوئی مین نے یہان قیام کیا آج دوسرا دن تھا کہ وقت صبح
مین تھوڑا سا لشکر لیکر شکار کو گیا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یہان سے تھوڑی دور پر چند کفار
سے اور اہل اسلام سے ایک بارگاہ پر مقابلہ ہو رہا ہی اور اہل اسلام نے شکست کھائی ہی
کفار بارگاہ کو لئے جاتے ہین مین نے ان سے پوچھا کہ وہ کفار کون ہین اور اہل اسلام کون ہین
انھون نے بتایا کہ ایک نوجوان ایسے آئے ہین انکے ہمراہ عمرو سا شاہ کا سپہسالار آیا ہی

اُسنے سب کو زخمی کیا ہے اور یہ لشکر اہل اسلام اور صاحبقران کے ہراول ہین بارگاہ صاحبقرانی و پیش خیمہ
شاہی لے کر طرف سحر ایمہ کے جاتے ہین تعاقب مین لشکر صاحبقرانی کوچ بکوچ منزل بمنزل چلا آتا ہے
مین نے جو یہ سنا چونکہ مجکو خود دعوے صاحبقرانی تھا اور یہ خیال کیا کہ بارگاہ اسکے درو
لی جاتی ہے باقی اثاثہ وہ بھی بلجائے گا اسکو لیکر لو یہ تصور کرکے مع ساٹھ ہزار سوار کے جو اُسوقت
میرے ہمراہ تھے روانہ ہوا جاکر کفار کو قتل کیا بارگاہ پر قبضہ کیا اپنے ملازمون کے ہمراہ کرکے
طرف پڑاؤ کے روانہ کی اسکے بعد کفار سے مقابلہ کیا مقابلہ کر رہا تھا کہ شہنشاہ پہونچے یہ بھی شریک
جنگ ہوئے مین نے کفار کے لشکر کے افسر کو قتل کیا وہ لوگ بھاگے جب میدان صاف ہو گیا مین نے
اپنے لشکر کے لاشے دفن کیے شہنشاہ نے اپنے لشکر کے لاشے دفن کیے میرے انکے ملاقات ہوئی
انھون نے سوال کیا کہ بارگاہ مین صاحبقران کی جلو مین لے انکار کیا انکو قسم دیکر اپنے پڑاؤ
کی طرف چلا اُنھون نے اپنے لشکر کو طرف لشکر کے روانہ کیا چند سردارون کو لیکر میرے ہمراہ
چلے راہ مین چند ہرکارے آئے وہ انکو طرف گوشہ کے لیکر چلے یہ تو ادھر گئے مین انکے انتظار مین
مع لشکر کھڑا ہوا تھا کہ وہ لوگ آئے جو کہ بارگاہ لیکر طرف پڑاؤ کے روانہ ہوئے تھے اُن کی
حالت خراب تھی مین نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قزاق بارگاہ پر آکر گرے بارگاہ کو لیگئے
یہ جو مین نے سنا بہت برہم ہوا اُسوقت اُن سے پوچھکر اُسی مقام پر پہونچا کہ جہان انکا لشکر لیئے
اسد کا پڑاؤ کی فکر مین تھا مین نے جاکر لوٹا میرے اسد کے مقابلہ ہوا مین نے اسد کو مرکب
پر سے اُٹھا لیا کہ اتنے عرصہ مین شہنشاہ پہونچے اُنھون نے منع کیا مین نے زمین پر رکھدیا
اب معلوم ہوا کہ اسد ثانی ہین مین ان سب کو لے کر اپنے لشکر مین آیا اتنے عرصہ مین میرا لشکر
بھی آگیا تھا اسد نے اپنا لشکر میرے لشکر سے الگ فرود کش کیا مین ان سب کو لے کر بارگاہ
مین آیا یہان جلسہ آراستہ کیا شہنشاہ بر یاست بارگاہ مین چلے گئے فرمایا یہی عرض کیا جو کہ
آپ سے عرض کیا اور عرض کیا کہ مین عنقریب آکر اس امر کا فیصلہ کیے دیتا ہون اور یہ میری
طرف سے آپ بھی اور آپ بھی صاحبقران سے عرض کر دین کہ مین مجبور ہون کہ چند امر ایسے
درپیش ہین کہ مین اُنکو موقوف نہین کرسکتا ہون کہ یہان قیام کرکے آپ سے فیصلہ کرلون انشاءاللہ
اُن سے فراغت کرکے جو حاضر ہونگا تو یہ دو دن فیصلہ سنادونگا مجکو خود بار بار انکار کرنا گوارا معلوم
ہوتا ہے کیونکہ بزرگ تو اصرار کرے اور ہم انکار کرین یہ بالکل خلاف مردی و مروت کے ہے
مگر ضرورت سے مجبور ہون اب آپ بار بار اصرار فرما کر مجکو محجوب نہ فرمائین اور کوئی ذکر
کرین خواجہ نے فرمایا کہ مین عرض کر دونگا کہ انکو فی الحال آنے سے انکار ہے اور آپ چلے ہمراہ
قصد پیکار ہی تھا بدار نے کہا کہ یہ کیا آپ فرماتے ہین بھلا مین اُن سے مقابلہ کرسکتا ہون صرف اپنے
دل کا حوصلہ نکال لونگا مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + مین اصلی اصلی حالت عرض کرچکا ہون
کل بوقت سحر یہان سے کوچ کردونگا گو یہان کی آب و ہوا مجکو بہت پسند آئی دوسرے قدمبوسی صاحبقران
جہان پناہ کا بہت اشتیاق ہے مگر کیا کرون یہان ایک روز جو قیام کیا سیکڑون کام ہرج ہو
گئے کیا چارا ہے اسی طور سے ملاقات ہونی مقدر تھی اگر مین نہ ہوتا تو کفار بارگاہ لیجاتے اگر یہان قیام
نہ ہوتا تو آپ کی قدمبوسی کیونکر حاصل ہوتی یہ سبب تھا یہان کے قیام ہونے کا یہ کل امر وہ جاتے
جو اسکو منظور ہوتا ہے وہ بندے کے حق مین کرتا ہے آیندہ اسکا مقدر رہیگا تو ہر وقت مجبورا جا رہا ہے

اسکا کیا اختیار ہے کسی وقت اسکے حکم کے خلاف نہین ہو سکتا ہے یہی ہوتا ہے یہ جو نقابدار نے کہا کہ مین نہین
ٹھہر سکتا ہون خواجہ نے اسکو جواب دیا کہ اب کب آنے کا اتفاق ہوگا نقابدار نے جواب دیا کہ جب منظور خدا
ہوگا خواجہ نے کہا کہ پھر یہی جواب جو کہ آپنے فرمایا صاحبقران کی خدمت مین عرض کر دیا جائے نقابدار نے
کہا کہ جی ہان ابکی مرتبہ جو مین آؤنگا تو ضرور اسکا فیصلہ ہو جائے گا یہ کہکر نقابدار نے اس مطرب کی طرف
دیکھا وہ گانے لگا اُس نے یہ غزل شروع کی

غزل

یہ غزالتی ہے لیلی تیرے دیوانہ کو
شہر مین اپنے یہ لیلی نے منادی کردی
آج ہی بیکس اُٹھا لی اب اپنے بیگانہ کو

منع کرتا ہے تو مجھے یار کے گھر جانے کو
کوئی تقصیر نہ [illegible] مرے دیوانہ کو

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو
ناصحا آگ لگے اس تیرے سمجھانے کو
وہ کچھ تجکو خبر عاشق بیدل کی نہین

غرض چار پانچ شعر اس غزل کے جو گائے محفل کا اور رنگ ہوا مگر وہ طوطی ہوا
ہوا کہ سیوطی قتل کے وقت مین ہوا تھا جب وہ غزل گا چکی خواجہ خاموش بیٹھے سنا کیے مینا گانا موقوف
ہوا تو خواجہ نے شہنشاہ سے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور جو نقابدار نے فرمایا ہے مین بوقت سحر
صاحبقران سے گذارش کر دونگا یہ جو خواجہ نے کہا شہنشاہ پھر متوجہ ہوے طرف نقابدار کے اور کہا
کہ یہ رقعہ ملاحظہ ہو جو اللہ یار گار نے بنام اس خاکسار کے تحریر فرمایا ہے اور مین پھر عرض کرتا ہون کہ بارگاہ
مین تشریف لیچلیے چونکہ صاحبقران و جہان پناہ کو آپکا بہت اشتیاق ہے اسکے بعد آپکا اختیار ہے صرف
لشکر چلے آیئے گا لشکر کو اسی مقام پر رہنے دیجیے کل بوقت سحر میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اور ملاقات
کرکے چلے آیئے اور سہ پہر کو یہان سے کوچ فرمایئے نقابدار نے جواب دیا کہ مین آپ سے عرض کر چکا ہون
آپ بار بار ارشاد کرتے ہین مین نہایت ادب سے کہتا ہون کیا کرون سخت مجبور ہون ورنہ کبھی نہ انکار کرتا
مجھے قصور کو معاف فرمایئے اور مین نے رقعہ بھی دیکھا کیا عرض کرون کہ جو مشکل درپیش ہوئی ہے میری
تو وہ حالت ہے اگر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل اگر مین خلاف آپکے فرمانے کے کرتا ہون تو آپ ناخوش
ہوتے ہین اگر آپکے ارشاد پر عمل کرتا ہون تو کل کام ملتوی رہے جاتے ہین بس مین یہ عرض کرتا ہون
کہ ابکی جو مین حاضر ہونگا تو ضرور قدمبوسی سے مشرف ہونگا بس میری یہی عرض ہے اسکو آپ قبول فرمایئن شہنشاہ
نے جواب دیا کہ جو مرضی مولے آپکی ہمارا دسلے مین یہی صاحبقران سے عرض کر دونگا خواجہ نے کہا کہ مین
رخصت ہوتا ہون شہنشاہ نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ بھی یہان تشریف رکھین بوقت سحر یہانسے
ہم اور آپ سب کے سب روانہ ہونگے خواجہ نے کہا کیا خوب یہ تو وہ مثل ہوئی کہ مال ندیدہ
مین تیرا مہمان آپ تو صاحب خانہ ہو گئے ہین کہ ہر ایک کو روکتے ہین مجکو کیا ضرورت ہے کہ مین کسی کا
مہمان ہون یہ مہمانی آپکو مبارک رہے خواجہ نے جو یہ کہا نقابدار نے اسکے جواب مین کہا کہ یہ خانہ
بے تکلف ہے اور مین نے آپکو اپنا بزرگ تصور کیا ہے آپکا اختیار ہے جسکو چاہین مہمان کرین جسکو چاہین
نہ کرین مین ہر طرح خوش ہون کیونکہ آپ میرے مہمان ہین مہمان کی خاطر ہر طرح منظور کرنا لازم ہے اور مین
بھی آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آج میرے غریبخانہ کو اپنے قدم کے نور سے منور فرمایئے آپکے
ہونے سے برکت ہوگی محفل کا اور رنگ ہوگا کیونکہ آپ بزرگ ہین اور بزرگون کا محفل مین ہونا ایک
موجب برکت ہوتا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ یہ تو بہت بجا ارشاد ہوا مگر مین کیونکر قیام کرون اگر آپ
قبل سے یہ ارشاد کرتے کوئی عذر نہ تھا جب شہنشاہ نے فرمایا تو آپ نے بھی بطور دنیا سازی کے صلاح
کی نقابدار نے کہا کہ مین قسم کھا کر عرض کرتا ہون کہ مین خود عرض کرنے والا تھا کہ انھون نے آپ سے
فرمایا خیر میری خطا کو معاف فرمایئے اور آپکو قسم ہے اسی پیدا کرنے والے کی کہ جس نے مجکو اور آپ کو

اور جام و مینا کو طلب کیا اور قسم ہے آپ کو صاحبقران کی کہ آپ اسوقت تشریف نہ لیجائیں یہاں تشریف
رکھیں جو مجھ سے آپ کی خدمت ہو سکے گی میں بجا لاؤنگا جو نقابدار نے کہا اور قسم دیکر خواجہ مجید
ہو گئے اور کہا کہ خیر آپ قسم دیتے ہیں میں بجا لاؤنگا یہ کہکر خاموش ہو رہے کہ دو ساعت پیالہ گشت [illegible] لگی
اپ کو کی رات [illegible] میں بہر کے آئی ہے کہ نقابدار نے فرمایا اور طائفہ طلب کیا جاسکے اسکو گاتے ہوئے
بڑا افسوس ہوا اور ساقی سے اشارہ فرمایا کہ سب کو مئے ناب پلا ساقی نے جام لبریز کر کے دینا شروع کیا
ساغر گردش میں آیا سب نے شراب پی کہ اتنے عرصہ میں دوسرا طائفہ آیا وہ طائفہ جو کہ گا رہا تھا چلا گیا
اسکی نوبت آئی تا گھڑی شب چار ہا گئے او عصر سپیدہ سحری افق مشرق سے ظہور کرنے لگا سلطان فلک
طرف نشاط خانہ مغرب کے روانہ ہوئی تیغ اسنے سازندوں کے اور عابد سحر کی عبادت خانہ مشرق
سے آثار شروع ہوئی تمام عالم نور سے پر نور ہو گیا ظلمت شب دیجور مبدل بروشنی نور ہوئی
موذنوں نے مساجد میں جا کر اذان شروع کی صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی وہ نسیم سحری کا جھونکا چلنا
وہ گلہائے رنگا رنگ کا کھلکر مہکنا ہوئیا باغوں سے بو عطر کا معطر ہو کر آنا ہر ایک کے دماغ کو
پسا [illegible] درج کو تازہ کرنا بلبلوں کا گلوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہونا گلوں کے رخسار کے بوسے لینا طائران باغ
کا شاخ اشجار پر بیٹھ کر حمد الٰہی کرنا وہ آب نہر کا بسبب رنگ دھوپ کے طلائی رنگ ہونا باغوں کا
تو یہ عالم تھا حالت صحرا یہ تھی کہ کوسوں سبزے سے صحرا زمرد گون معلوم ہوتا تھا گلہائے خودرو کھلے ہوئے
تھے انکی خوشبو سے تمام جنگل مہک رہے تھے کسی طرف لالہ کی بہار کسی جانب اشجار میوہ دار کی قطار
کسی سمت کو [illegible] کے اشجار نوع بنوع کے پھول سے لدے ہوئے طائران صحرائی درختوں پر
بیٹھے ہوئے بہزار بولی زبانی حمد باری کر رہے تھے ہر طرف ایک طرفہ بہار تھی اشجار بسبب کثرت
اثمار کے زمین سے لپٹے ہوئے تھے گویا دوگانہ سحری ادا کر رہے تھے ہر مرتبہ سجدہ شکر کرتے تھے نسیم
سحری جو چلتی تھی ہر برگ درخت سے حمد خالق کی صدا آتی تھی غنچہ بسبب خنکی سحر کے مسکرا رہے تھے
ہر طرف ایک عالم بہار تھا جو صحرا پر ابہار تھا یہ عالم تھا جیسے شعر صادق آگیا ہے کہ از زمین [illegible]
وحدہ لاشریک لہ گویاں + دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار +
جو جانور اپنے اپنے مقام پر سے مثل آہوان صحرائی و [illegible] سے نکل کر چرا میں مصروف تھے
یہ تو صحرا کی حالت تھی ادھر محفل نقابدار میں شمعوں کی روشنی کافوری کا رنگ بدلا یا بلکہ زرد ہی
ہو گئیں آنکھیں جھلملانے لگیں صدائے اذان آئی نقابدار نے محفل کے برخاست ہونے کا حکم دیا اور
پانی برائے وضو طلب کیا طائفہ رخصت ہو کر چلے گئے خادموں نے پانی لا کر حاضر کیا شہزادے کے
پیچھا و سب نے وضو کیا نماز سحر پڑھ کر بعد رجوع قلب ادا کی ہر ایک وظیفہ میں مصروف ہوا بعد
فراغ وظیفہ شہزادے پر سے اٹھے ادھر نقابدار نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر طیار ہو اب ہم طرف اپنے
منزل مقصود کے کوچ کریں گے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت لشکر میں کمربندی ہونے لگی اسنے
اپنے لشکر کو چلتا ہونے کا حکم زبانی ایک سردار کے دیا وہ لشکر بھی طیار ہونے لگا یہاں نقابدار
نے شہزادہ سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں انشاء اللہ پھر حاضر ہونگا جو کچھ خطا ہوئی ہو وہ
معاف فرمائیے کوئی اعتبار حیات مستعار نہیں ہے شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں خود اس امر کا امیدوار
ہوں [illegible] کہ آپ خود معاف فرمائیں واقعی کوئی ہمدرد سا حیات مستعار کا نہیں خصوصاً ہم
لوگوں کی کہ ہر وقت جنگ وجدل میں بسر ہوتی ہے حریف سے مقابلہ رہتا ہے یہ جو شہنشاہ نے کہا

نقابدار نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ ہی میرا اقبال ہے یہ کہکر باہم ملے اسکے بعد نقابدار اسد سے
ملا اور کہا کہ آپ بھی میرے کہنے سننے کو معاف فرمایئے اسد ثانی نے جواب دیا کہ آپ خود معاف
کریں نقابدار نے جواب دیا کہ مین نے تو معاف کیا ایسا تو آپ نے میری نسبت کچھ کہا نہین ہے
گرہان مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوا ہے اسکو معاف فرمایئے اسد نے جواب دیا کہ معاف کیا اسکے بعد خواجہ
نے کہا کہ مین اب آپ سے رخصت ہوتا ہون خواجہ نے جواب دیا کہ آپ کے رخصت ہونے سے صدمہ
ہوتا ہے نقابدار نے جواب دیا کہ مین بہت جلد حاضر ہونگا میری طرف سے صاحبقران کی خدمت مین و
بادشاہ کی حضور مین آداب عرض فرمایئے گا اور یہ فرمایئے گا کہ میری گستاخی کو معاف فرمایئے کہ مین نے
آپ کے ارشاد کے خلاف کیا اگرچہ مجبور تھا جب نقابدار سب سے مل چکا تو خواجہ نے فرمایا کہ ایک کشتی
ایک خلعت کی حاضر کرو وہ کشتی لے کر حاضر ہوا تو خواجہ کو نقابدار نے خلعت دیا اور دو ہزار روپیہ
دیا خواجہ اسکو لیکر بہت خوش ہوے پس سب نقابدار سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے
راہ مین شہنشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ یہ نقابدار بہت مرد با مروت و خلیق ہے اسد ثانی نے
کہا کہ مین نے کیا کیا نہ کہا مگر اس نے کچھ برا نہ مانا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ مرد صاحب خاندان معلوم ہوتا ہے شہنشاہ نے
فرمایا کہ مجکو تو محبت ہو گئی ہے ایسی الفت ہے جیسے بھائی کو بھائی سے ہوتی ہے اگرچہ صدمہ نقابدار کے
جانے کا مجکو ہوا ہے وہ کسی کو نہوگا خواجہ نے جواب دیا کہ سچ کہتے ہو مجکو بڑا رنج ہوا نقابدار نے
مجکو بہت کچھ دیا اسکی سخاوت کی کیا تعریف کرون یہ سخاوت کسی مین نہین ہے شہنشاہ نے جواب دیا
کہ واقعی امر بہت سچا ہے ایسی ایسی باتین کرتے ہوے لشکر اسد مین آئے اسد لشکر مین جا آیا لشکر
تیار تھا اسد و شہنشاہ و خواجہ لشکر کو لیکر بارگاہ طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے یہ تو ادھر
جاتے ہین ادھر نقابدار اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا جہان پر موقع ہوگا نقابدار تو اپنی
منزل مقصد کو جاتا ہے اسکو راہ مین رکھا جاتا ہے ادھر لشکر مین صاحبقران و دیگر سردار و بادشاہ آکر
بیٹھے دربار آراستہ ہوا کہ وہ ہرکارے آکر حاضر دربار ہوے مجرا کیا اور عرض کیا کہ ہم غلامون نے
خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہو کر جو کچھ حضور نے ارشاد کیا تھا عرض کیا اور نقابدار سے بھی کہا نقابدار
نے جواب دیا کہ میری طرف سے آپ دونون صاحبون کی خدمت مین عرض کرنا اور عرض کرنا کہ مین
مجبور ہون ورنہ مین ضرور حاضر ہوتا جو کچھ مجکو عرض کرنا ہے مین شہنشاہ سے عرض کردونگا وہ آپ سے
کہدینگے مجکو معاف فرمایئے صاحبقران یہ سنکے خاموش ہو رہے مگر صدمہ ہوا اہل دربار سے فرمایا کہ
خواجہ کل سے گئے ہین تو ابھی تک نہین آئے ہین نہ معلوم کیا گذری ان ہرکارون کو خلعت دے کر
رخصت کیا اور فرمایا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ کیا گذری ان ہرکارون نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ جب نقابدار
نے بارگاہ لیکر اپنے لشکر کے حوالے کرکے طرف اپنے لشکر کے روانہ کی تھی راہ مین اسد ثانی نے
آکر ان سب کو زخمی کرکے بارگاہ لے لی اور ان کو شکست دے کر بھگا دیا ہم سب لوگ اسوقت
لشکر مین تھے شاہزادے حضور کا نام روشن کر رہے تھے چنانچہ جب نقابدار کو خبر ہوئی تھی وہ
اسی وقت روانہ ہوا اس مقام پر پہنچکر اسد ثانی سے مقابلہ کیا اسد ثانی کو زیر کر لیا
تھا کہ شاہزادے ہمارے اس مقام پر پہنچے انھون نے بچایا نقابدار کو منع کیا آخر
کو ملاقات ہوئی اسد ثانی سے حال دریافت کیا انھون نے فرمایا کہ مین خود سے
صاحبقران مین کل حال عرض کرونگا اب وہ سب کے سب لشکر نقابدار مین سے گئے

وہان دعوت ہوگی یہ سُنکے صاحبقران نے فرمایا تھا کہ خبر لاؤ یہان دربار جمع ہی اُلقا بدار کی طرف
ہوری تھی ہرکارے ادھر کو روانہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ گرد اُڑی اور وہ گرد وسنی ہوئی
اُس گرد سے لشکر اسد و اسد ثانی مع شہنشاہ و خواجہ چلے آتے ہین بارگاہ بھی ہمراہ ہی یہ خبر
لیکر ہرکارے روانہ ہوئے حاضر دربار ہوکر عرض کیا کہ خداوند اسد ثانی و شہنشاہ و خواجہ مع
بارگاہ کے تشریف لاتے ہین قریب لشکر آچکے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار بھی ہمراہ ہین انھون
نے عرض کیا کہ جی نہین وہ تو نہین ہین یہ سُنکے صاحبقران نے فرمایا کہ چند سردار برا ے استقبال
تشریف لیجاءین اور استقبال کرکے لائین بس اُسی وقت چند سردار روانہ ہوئے اور راہ مین آکر
ملاقات کی سب ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوئے لشکر اسد ثانی ایک طرف اُترا بارگاہ کا اُتالہ ایک طرف
رکھا گیا شہنشاہ اسد کو لے کر داخل بارگاہ ہوے شہنشاہ نے بڑے ادب سے صاحبقران و بادشاہ
کو سلام کیا و دیگر عزیزون کو اُسکے بعد اپنے مقام پہ آکر بیٹھے اسد ثانی نے بھی سب کو سلام کیا اسد کو
وہی جگہ ملی جہان ہمیشہ اسد اول تشریف رکھتے تھے اسد کے قایم مقام ہوئے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے
دربار آراستہ ہوا کہ شہنشاہ کی طرف صاحبقران متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا واقعہ گذرا شہنشاہ نے اول سے
آخر تک کل حال بیان کیا اور جو کچھ نقابدار نے پیام دیا تھا وہ بھی بیان کیا صاحبقران یہ سُنکے بہت
ہنسے کہ کیا خوب جو کوئی آئیگا یہی سوال کرے گا کہ اثاثہ صاحبقرانی دیا جاے ہم صاحبقران ہین ہین
کہان تک ہر ایک کو دونگا جواب کی جو نقابدار آئیگا تو مین ضرور مقابلہ کرونگا اور صاحبقرانی کا امتحان
ہو جائیگا جیسا معلوم ہو جاے گا جو خدا کو منظور ہوگا اور معلوم ہوا کہ یہ انکا قصہ ہی یہ فرماکر اسد کی
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے اسد ثانی تم اپنی حالت بیان کرو تمھارا اور حمزہ کیونکر آنا ہوا کیونکہ تم تو
صاحبقران کے ہمراہ گئے تھے راہ سے کیون چلے آئے یہ جو صاحبقران نے سوال کیا تو اسد
کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ کیا عرض کرون کہ کیا واقعہ گذرا اگر مین عرض کرتا ہون جس وقت
اسکا حال یاد آتا ہی تو قلب کو صدمہ ہوتا ہی خداوند کریم نے اپنا فضل کیا ورنہ مثل میرے سب زندہ ہون
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیا کہا کچھ بیان تو کرو اسد نے کہا کل حال یہ ہی کہ جب صاحبقران سب کو
ہمراہ لیکر طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے تو ایک صحرا مین پہونچا وہان ہم سب نے بحکم صاحبقران
قیام کیا کیونکہ وہ صحرا بہت پرفضا تھا رات کو ہر ایک نے خواب دیکھا تو وقت سحر سب نے صاحبقران کے
روبرو بیان کیا اب جو دیکھا تو ایک ہی خواب تھا اسد نے وہ خواب بیان کیا صاحبقران سن کے بہت
متفکر ہوئے اے صاحبقران جب صاحبقران ثانی نے وہ خواب سنا اور ہر ایک نے اپنا اپنا خواب بیان
کیا تو صاحبقران نے بھی اپنا خواب بیان کیا انکا بھی خواب مثل ہم سب کے خواب کے تھا بس اُسکے
بعد یہ تصور کر کے کہ خواب خیال ہی کوئی اسکا اثر نہوگا وہان سے کوچ کیا اور ایک صحرا مین پہونچے وہ صحرا
بہت فضا تھا وہان قیام کیا رات کو تمام صحرا مین آگ لگ گئی تمام صحرا جلنے لگا سب لوگ متفرق ہوگئے مین
بھی ایک طرف کو مع چند سردارون کے روانہ ہوا ایسی آگ مشتعل تھی کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر
نہ تھی کہ کیا ہوا تمام سردار پریشان ہوگئے انکا تو حال مجھے معلوم نہین کہ کیا اُنپر گذری آیا زندہ رہے یا
انتقال کیا جب مین آگ سے نکلا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مین نے قصد کیا کہ دوسری سمت کو جاکر
سب کی خبر لون مگر جرأت نہوئی جدھر گیا آگ کو افروختہ پایا آخر کو سب کو سپرد خدا کرکے ایک طرف
روانہ ہوا راہ مین کئی قلعہ فتح کرکے یہ لشکر جمع کیا مگر بڑا صدمہ تھا اس صدمہ کے سبب سے کئی دن تک

ناچار آخر کو صبر کر کے اور دل پر جبر کیا اور یہ خیال کیا کہ جس طور سے خدا نے ہمکو بچایا ہے اسی طور سے
ان سب کی بھی حفاظت کی ہو گی کوئی نہ کوئی سبب انکی بھی حفاظت کا مقرر فرمایا ہو گا وہ لوگ بھی زندہ نکلے ہونگے
یہ تصور کر کے میں نے یہ خیال کیا کہ اب آپ کی خدمت میں چلوں چنانچہ وہان سے جو کچھ لشکر میں نے
بہم کیا تھا اسکو ہمراہ لیکر ادھر کو روانہ ہوا راہ میں بہت سے واقعے گذرے ہیں کہاں تک عرض کروں
چنانچہ ایک نیا واقعہ یہ ہے کہ ایک مقام پر پہونچا وہاں ایک لشکر اترا ہوا تھا ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا
دریافت ہو کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار کا ہے یہ لوگ تصویر پرست ہیں اہل قلعہ خدا پرست ہیں کفار نے
قلعہ پر یورش کیا مجکو انپر رحم آیا میں نے روز خون مارا بس اسد نے اپنا روز خون و شبخون لشکر زنگار شاہ
پر مارا اور انکا یورش قلعہ سے عاجز ہونا اور لشکر کا تباہ ہونا عیار کا عیاری کر کے گرفتار کر لیجانا اسکا قفس میں
بند کر کے قلعہ میں یورش کرنا شہریار کا بصورت فقیر آکر اہل قلعہ کی مدد کرنا اور سب کو قتل کر کے خدا پرست
کرنا اہل قلعہ کا آکر مدد کرنا شہریار کا رہا کرنا اور اپنا بدست شہریار رہا ہونا ان سب کا مسلمان ہونا اہل قلعہ
کا سب کو اندر قلعہ کے لیجانا شہریار کی بڑی تعظیم و تکریم کرنا شہریار کا اپنا ظاہر ہونا بیان کرنا زبانی شہریار کے
معلوم ہونا کہ رستم ثانی یہ خبر سنکے کہ بدیع الملک کو قضا صاحبقران ثانی صاحبقران لشکر کر گئے ہیں اس غم
و رنج میں فقیر ہو کر کسی سمت نکل جانا اپنا یہ خبر سنکے فقیر ہو کر انکی تلاش میں نکلنا اتفاق سے اس مقام پر پہونچنا
اسد کا یہ حال بیان کر کے کہنا کہ میں رات بھر انکے پاس رہا وقت سحر شہریار تو اس تکیہ پر گئے جہان
کہ قبل شہریار کے جا کے ایک فقیر آکر بیٹھا تھا جو کہ سنتے ہیں بالکل مشابہ تھا شہریار سے اسی نے اس
ملک کو اسلام آباد کیا ہے میرے خیال میں تو وہ رستم ثانی تھے کسی سبب سے کسی اور طرف چلے گئے ہونگے
چونکہ یہ انکی ہمسر رہتا تھے بہر بیں سبب انھوں نے انکو انھیں کے شبہہ میں اپنے ملک میں جگہ دی دوسرے
انھوں نے میری مدد بھی کی تھی اس سبب سے اور بھی خاطر کی تھی جب شہریار تکیہ پر گئے ہیں سب سے رخصت
ہو کر مع اپنے لشکر کے انکی تلاش میں روانہ ہوا اس صحرا میں پہونچا شکار کو چلا تھا کہ یہ لوگ ملے جو کہ بارگاہ
لیے جاتے تھے میں نے بارگاہ کو پہچان لیا انکو قتل و اسیر کر کے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار سے مقابلہ ہوا
میں نے دھوکا کیا اس نے مجکو اٹھا لیا ورنہ میں ضرور قتل کرتا یا اسیر کرتا اتنے عرصہ میں بھائی صاحب پہونچ
گئے انھوں نے پہچان کر نقابدار کو منع کیا اس نے مجکو چھوڑ دیا گو میرا قصد ہوا کہ میں اسپر حربہ کروں مگر پاس
بھائی صاحب میں خاموش ہو رہا اسنے دعوت کی میرا جی نہ چاہتا تھا مگر بھائی صاحب نے مجبور کیا چلا گیا
گو رات میں نے بڑے رنج میں بسر کی اسوقت مجکو بڑا غصہ آیا تھا جب اسنے آپ کی نسبت کلام
لا یعنی کہے سنتے مگر مجبور تھا اگر بھائی صاحب نہ ہوتے تو مزا معلوم ہوتا زبان کو اسکی قلم کرتا الغرض رات بھر
میں نے بڑے غصہ میں بسر کی وقت سحر وہ تو اپنے کسی طرف روانہ ہوا میں ادھر کو ہمراہ بھائی صاحب کے
آیا جب میں لشکر لیکر آپکی خدمت میں آنے کے لیے اس آگ سے بچ نکلا تھا تو یہ خیال کیا تھا کہ کیا تحفہ براے نذر کے
لیجاؤں چنانچہ خداوند کریم نے یہ سبب پیدا کر دیا کہ بارگاہ ہاتھ آگئی یہ بارگاہ نذر ہے صاحبقران نے
یہ کل حال سنکے اول تو صاحبقران و دیگر سرداروں کو اس امر کا بڑا صدمہ ہوا کہ نہ معلوم صاحبقران و
باقی لوگوں پر کیا گذری اس آگ سے زندہ نکلے یا نہیں اور نکلے تو کون کون سلامت رہا پھر یہ خیال
ہوا کہ وہ خالق ہے جسکی آئی ہو گی وہ جل گیا اور جسکی قضا نہ ہو گی وہ مثل اسد سلامت نکلا ہو گا تھوڑے
عرصہ تک سب اہل دربار خاموش بیٹھے رہے عالم رنج و غم طاری ہوا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ
میں نے سب کو سپرد خدا کیا اگر زندگی ہو گی تو سب سے ملیں گے اب مجکو لازم ہے کہ بہت جلد طلسم

نہ طاق سے فرصت کر سکے اور جو باقی کفرستان ہوں انکو اسلام آباد کروں اور جب فرصت ہو جائے تو
مین بھی طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجاؤں اور دونوں صاحبقرانوں سے شرف ملازمت و قدمبوسی حاصل
کروں کیونکہ یہ واقعہ سنکے میرا دل بہت پریشان ہوا کیونکہ یہ خبر ایسی دیکھی نہین ہے کہ مین سنکے خاموش
ہو رہوں گو مجکو لازم ہے کہ مین اسکا بہت بڑا صدمہ کروں مگر مجبور ہوں کہ اگر مین اس خبر کے دریافت
کرنے کے لیے ہرکارے روانہ کروں اور جب تک خبر نہ آلے تو مین اسی مقام پر رہوں مگر کیا
کروں کہ ایسی مہم مین مبتلا ہوں خیر عالم مجبوری ہے یہ کہکر صاحبقران خاموش ہو رہے کہ جب اسد نے یہ
بیان کیا کہ رستم ثانی و شہریار فقیر ہو کر نکل گئے رستم ثانی کا پتہ نہین ہے اور شہریار فقیر ہو کے
ہوے شہر بہ شہر انہین حدود مین ہین یہ سنکے بہت بڑا صدمہ ہوا اور اہل دربار سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
اب ہم لوگوں پر ادبار آیا ہے کیونکہ صاحبقران کی یہ خبر آئی فورا انکو پتا رستم ثانی و شہریار کی یہ کیفیت
سننے مین آئی کہ نہ معلوم وہ کہاں چلے گئے ہین اب صدمہ پہ صدمہ ہوتا ہے کہ بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ زادون
کو طلب فرماکے ان سب کی خبر دریافت فرمائیے کہ کیا گذری اور ان سب سے ملاقات ہوگی یا نہین
یہ جو بادشاہ نے فرمایا پس اسی وقت خواجہ زادے طلب ہوئے آئے صاحبقران نے تعظیم فرمائی صاحبقران
و بادشاہ کو انھون نے مجرا کیا انکے واسطے جو کی حاضری تھی وہ چوکی پہ آکر بیٹھے صاحبقران سے عرض
کیا کہ کیون حضور نے طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا دریافت تو فرمائیے کہ صاحبقران کا
مزاج کیسا ہے اور کس طرح ہین انھون نے عرض کیا کہ یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مزاج کیسا ہے مگر یہ نہین ثابت
ہو سکتا ہے کس طور سے ہین ہان حیات و غیر حیات کی خبر دریافت ہو سکتی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو معلوم
ہو سکتا ہے کہ ملاقات ہوگی یا نہین انھون نے جواب دیا کہ یہ معلوم ہو سکتا ہے پس صاحبقران نے فرمایا
کہ ملاحظہ فرمائیے انھون نے قرعہ پھینک کر اور خانون اور ستارون کا شمار کر کے حکم نکالے اور بعد
بہت غور و فکر کے سر اٹھا کر کہا کہ صاحبقران ثانی بہت اچھی طرح ہین کسی قسم کا ضرر انکو نہین ہوا ہے
وہ اپنی منزل مقصود پہ پہونچ گئے ہین ملاقات ہوگی مگر ہم لوگ یہ نہین مقرر کر سکتے ہین کہ کب ملاقات
ہوگی یہ امر خدا پہ منحصر ہے جب اسکو منظور ہوگا آپ اطمینان رکھین کچھ فکر نہ فرمائین صاحبقران نے
خواجہ زادون سے سنکے فرمایا کہ یہ واقعہ صاحبقران پر گذرا ہے انھون نے عرض کیا کہ جی ہمارے
طریقہ سے کسی قسم کا انکو ضرر نہین محسوس ہوتا ہے خانہ حیات برقرار ہے اور ملاقات بھی آپ سے
ضرور ہوگی اسکے بعد صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ فرمائیے کہ رستم ثانی و شہریار سے بھی ملاقات ہوگی
کیونکہ وہ دونون صاحب فقیر ہو کر نکل گئے ہین خواجہ زادون نے احکام نکال کر عرض کیا کہ ان سے
بھی ملاقات ہوگی اور بہت اچھی طرح ہوگی وہ لوگ بڑے جاہ و حشم سے آکر ملینگے انکے ہمراہ بہت سے
لوگ شکر ہونگے آپ فکر نہ فرمائین اس سے زیادہ ہم کچھ عرض نہین کر سکتے ہین بموجب مصرعہ حال پیشی
کس نمیداند بجز پروردگار وہ عالم الغیب ہے اسکو معلوم ہوگا خدا کی مصلحت مین کسکو دخل ہوگا پیشین گوئی کا
یہ طریقہ ہے جو نکالا وہ ہمنے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ بہت بجا ارشاد ہوا درحقیقت یہی امر ہے فرماکے
انکو خلعت دیا وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر گئے اسد ثانی کو صاحبقران دو جگر عزیز دل سے لگے
سے لگایا اور انکا شکریہ ادا کیا کہ وہ بارگاہ لایا اور پھر صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے سب کو سپرد خدا
کیا جب اسکو منظور ہوگا اسلئے ملاقات ہوگی اسکی مصلحت مین کیا چارہ ہے اگر ہم مرجاتے تو کیا ہوتا مگر صاحبقران
کو ان دونون امرون سے بہت بڑا صدمہ ہوا تھا مگر بمصلحت وقت اسکو ضبط کیا اس خیال سے

اگر مین ظاہر کرونگا تو یہ ہوگا کہ تمام لشکر بیدل ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اپنے دلپر جبر کرو اور خدا پر نظر رکھو
مسبب الاسباب ہی ہر امر کا کوئی سبب پیدا کرتا ہی جو اسکی مرضی ہوگی وہ ہوگا یہ خیال فرماکے حکم دیا
کہ کوئی جاکر خبر لائے کہ جزیل بن عادی و عادل کیسے ہین کیونکہ کل سے کوئی اُنکی خبر نہین معلوم ہوئی
اُنکے زخم کیسے ہین کوئی خبر تو لائے کیونکہ میرا قصد ہی کہ مین کسی کو پھر بارگاہ دیکر طرف صحرا ہیبت
کے روانہ کرون کیونکہ اب مجکو تعمیل ہی یہ جو حکم دیا فوراً ایک چوبدار طرف اُنکے خیمہ کے روانہ ہوا یہان
کا حال سنئے کہ جب یہ لوگ لینے عادی مین جزیل و عادل اُنکو لیکر بارگاہ صاحبقران مین آئے تھے
صاحبقران نے اُنکے زخم دیکھ لئے تھے اور حکم دیا تھا کہ انکو شفا خانہ شاہی مین سے جاکر اُنکے خیمون
مین جراح سرکاری آکر دیکھ لیا کریگا چنانچہ وہ لوگ انکے خیمون مین لائے تھے یہان آکر اُنکو ہوش آئے
خادمون سے حال پوچھا اُنھون نے کل حال بیان کیا بڑا افسوس کیا جراح نے تشخیص بتائی کہ گئی وہ دی
گئی گو زخم کاری لگے تھے مگر جرأت کرکے کچھ ٹھیک ہی کہ سب جراح نے آکر زخم دیکھا پٹی چڑھائی
اُسکے بعد چلا گیا ان دونون نے ایک ہی خیمہ مین وہ رات بسر کی صبح ہوئی آج انکا زخم بہت اچھا ہے
امید یہ ہی کہ دو ایک دن مین غسل صحت کرینگے کیونکہ ہمراہ ہین وہ اکسیر کا خواص رکھتا ہین دوسی بیمار ہون
مین یہ نوبت ہوئی کہ امید رکھو کہ اچھے ہو جائینگے جو ہوئی جراح آیا تھا تم دیکھو سنا تھا کہ جب بارگاہ آکر پوچھا
اور کہا کہ صاحبقران نے آپکے مزاج کی حالت دریافت فرمائی ہی اُنھون نے عرض کیا کہ عرض کر دینا
کہ غلام بہت اچھے ہین کوئی امر خرابی کا نہین ہی کل پرسون تک ہم حاضر خدمت ہونگے یقین ہی کل تک
اور زخم اچھے ہو جائینگے جو بارا یہ سنکے دربار مین آیا جو اُنھون نے عرض کیا تھا وہ کہا صاحبقران نے
یہ سنکے فرمایا کہ خیر مین اسوقت تک انتظار کرون جام شربت و خلعت و زیور حاضر کر دین کسی کو بارگاہ دیکر
طرف صحرا ہیبت کے روانہ کرونگا جب تک وہ لوگ اچھے ہو جائینگے مجکو دیر کرنا منظور نہین ہی اگر مین
یہ خیال کرون کہ جب یہ دونون صاحبون کے زخم اچھے ہونگے تو مین یہان سے روانہ ہون تو بڑا
عرصہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ کسی اور کے ہمراہ بارگاہ روانہ کرون اور اُنکے نائب کے جب وہ اچھے
ہون پھر اپنے کام پر آئین یہ عہدہ اُنسے لیا نہین جاتا ہی یہ جو صاحبقران نے فرمایا اُسی وقت کل اشیاء
حاضر کی گئین صاحبقران نے اہل دربار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ مین ایک بہادر چاہتا ہون کہ بارگاہ کو لیکر
طرف صحرا ہیبت کے جائے اور مین بھی اُسکے عقب مین مع لشکر آتا ہون پوری بات منہ سے نکلی تھی کہ اسد
ثانی اپنے مقام پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور جام پی لیا خلعت اٹھا کر پہن لیا تلوار کمر سے لگائی اور عرض کیا
کہ یہ غلام بارگاہ لیکر جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم آج ہی آئے ہو تمکو کیا ضرورت تھی کہ تم اپنے
مقام پر سے اُٹھنے جلدی کی اور چلا جائیگا تم اپنے مقام پر بیٹھو اسد ثانی نے عرض کیا کہ یہ غلام ضرور
جائیگا کیونکہ یہ طریقہ ہی لشکر صاحبقران کا کہ جسنے جو قصد کیا پھر اُس سے کوئی نہین پھر سکتا ہی نہ اُسکو
صاحبقران منع کرتے ہین جس امر کا جسنے قصد کر لیا وہ اُسکے ذریعہ سے نکالا گیا کوئی نیا طریقہ آپ نے
ایجاد کیا ہی کہ آپ فرماتے ہین کہ تم جاکر اپنے مقام پر بیٹھو کوئی اور بارگاہ لیجائیگا یہ تو نیا طریقہ معلوم ہوتا
ہی مین نے تو جو قصد کر لیا وہ تو ضرور کرونگا دوسرا امر یہ ہی کہ بارگاہ بھی مین ہی چھین کر لایا ہون
یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ مین نے قصد کیا اور پھر مین اپنے قصد سے باز آؤن اور دوسرا کوئی جائے مین
اپنی جان دیدونگا یہ جو اسد نے تقریر کی صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ مین منع نہین کرتا ہون اِسلئے
اِس خیال سے کہا کہ تم تھکے ہوئے ہو کئی مہینے سے ادھر اُدھر رہے ہو راحت سے نہین بسر ہوئی ہی

دو ایک دن تو آرام کر لو تاکہ اس خیال سے کہ تم کمزور ہو یا اسکی لیاقت نہین رکھتے ہو نہین سنے کوئی نیا
طریقہ ایجاد کیا ہو نکوئی نیا قانون وہ ہی طریقہ ہی وہ ہی قانون ہی جو کہ قبل سے تھا مین منع نہین کرتا ہون
یہ جو صاحبقران نے فرمایا اسد نے سلام کیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے ہر دن بارگاہ آیا اسی وقت
بدرق کو دم دیا تیسری مرتبہ کی صدا مین تمام لشکر طیار ہو گیا گو ابھی لشکر نے کمر نہ کھولی تھی کہ پھر کمربندی
ہو گئی جب لشکر طیار ہو گیا یہ لشکر مین آئے بارگاہ کا لیکر مع اپنے لشکر کے طرف صحرا ہیبہ کے روانہ ہوئے
انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی بعد انکے جانے کے صاحبقران نے حکم دیا کہ کل ہم یہان سے کوچ
کرینگے کل لشکر طیار رہے بموجب حکم صاحبقران نے دیا منادی نے ندا کی تمام لشکر کو معلوم ہوا کہ کل یہانسے
سفر ہو گا اسباب تو ہر ایک کا بندھا ہوا تھا کیونکہ یہ تو معلوم تھا کہ یہان سے کوچ ہو گا یہ کوئی مقام قیام نہین
ہی یہان تو بند و بست سفر ہونے لگا اول تو سب حالت سفر مین ہین ادھر بادشاہ نے دربار برخاست
کیا صاحبقران شہنشاہ کو لیکر اپنے خیمہ مین تشریف لائے تمام حال نقابدار کا دریافت کیا شہنشاہ
نے نقابدار کی بہت تعریف کی جرأت کی مروت کی خلق کی حسن کی اور کہا کہ بڑا مرد جری ہی صاحبقران
نے فرمایا کہ افسوس ہی کہ ہم سے ملاقات نہوئی شہنشاہ نے عرض کیا کہ مین نے بہت کوشش کی مگر کیا
کرون اُنھون نے انکار ہی کر سوا اقرار نکیا مین لاچار ہو گیا خواجہ سے آپ دریافت فرمالین صاحبقران
نے فرمایا کہ مجکو یقین ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خواجہ آکر پہونچے صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو کیا
بیان کرتا ہی پہلے خواجہ نے نقابدار کی بہت تعریف کی اور سخاوت کی تو حد سے زیادہ اسکے بعد کہا کہ
مین تم سے یہ کہتا ہون کہ نقابدار وہ مرد ہی کہ جسکے بشرے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ تم سے مقابلہ کرسکے
اثاثہ صاحبقرانی سے لیگا لہذا میری راے مین یہ ہی کہ اب کی مرتبہ جو آئے تو تم خود اسکو اثاثہ دیکے دو
کیا حاصل کہ بیکار کا مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار نے تمکو کچھ رشوت دی ہی کہ جو تم تعریف
کرتے ہو یہ تو کبھی نہوگا تمھاری نصیحت بیکار ہی صاحبقران نے جو یہ جواب دیا تو خواجہ نے کہا کہ یہ
کہا ہی جو کچھ نقابدار نے کہا تھا صاحبقران سے سب بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو سب
شہنشاہ تمھارے آنے کے قبل بیان کر چکے ہین خیر دیکھا جائے گا جب نقابدار آئے گا ابھی تو وہ موجود
نہین ہے کہ اسکی بابت فکر کیجاے اب تو یہ فکر ہی کہ کسی صورت سے صحرا ہیبہ فتح ہو تو سمندریہ کی طرف
کوچ کیا جائے خواجہ نے کہا کہ آپ نے پیش خیمہ تو روانہ کیا ہی کل خود بھی تو کوچ فرمائیے گا خدا کو
اگر منظور ہو گا جلد فتح ہو گا کیون اسقدر فکر فرماتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم نے صاحبقران
ثانی کا حال سُنا اُنکی طرف سے دل بہت پریشان ہی گو خواجہ زادون کے کہنے سے فوری تسکین ہوئی
ہی مگر کوئی انکا قول پایہ یقین کو نہین پہونچ سکتا ہی مگر مقدر و مصلحت خدا مین کیا چارا ہی جو لکھا ہوا ہی وہ
پیش آئیگا وہ ضرور ملاقات کرائیگا اگر اسکی مصلحت مین ہی مجکو اسقدر صاحبقران کے حال پر افسوس نہین
ہی جسقدر رستم ثانی کا حال سُن کے افسوس ہوا کیونکہ وہ بڑا مرد جری اور بہادر تھا اُسنے کبھی کسی مقام پر کمی
نہین کی اگر انصاف سے دیکھا جائے تو میرا ہم پلہ رہا میری کمر اُسکے سبب سے بہت استوار تھی اُس کے
مانند بہادر لشکر مین کوئی نہین ہی ہان جو اُسکے مقابل تھا تو مین تھا مین اُس سے مقابلہ کرسکتا تھا اگر
مین نے طلسم فتح کیا تو اُسنے بھی فتح کیا اگر مین نے کوئی ملک اسلام آباد کیا تو اُسنے بھی اور اس ہنگام
مین یہ ہوتا تھا کہ عالم اسلام آباد ہوا جاتا تھا اب اگر مین صاحبقران ہون تو کیا وہ میرا ہمچشم نہین ہی اگر وہ
ہوتا تو مین ضرور اُسکو سمندریہ پر روانہ کرتا اور خود طرف لم طاق کے جاتا کیا کرون وہ مجھ سے سفر یارہ

فقیر ہو جانے سے اور زیادہ صدمہ ہوا کیونکہ شہریار رستم ثانی سے زیادہ جری اور بہادر تھا مثل ایرج نامدار
کے تھا اسکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اسوقت کوئی نہیں ہے میں صاف کہتا ہوں کہ اگر شہریار سے اور جہور سے مقابلہ
ہوتا تو میں اسکو زیر نہیں کر سکتا ہوں نہ معلوم ان دونوں صاحبوں کے دل پر کیا گذری جو انھوں نے یہ طرز
اختیار کیا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ دونوں صاحب میرے لشکر میں آتے تو میں ان سے بطور حکومت
نہ پیش آتا بلکہ جو کام کرتا ان سے صلاح کر کے کیونکہ وہ دونوں صاحب میرے ہم پلہ تھے نہ معلوم لشکر شاہ
ہو کر کیوں فقیر ہو گئے ہمیشہ یہ انقلاب پیدا ہے خدا ہی خیر کرے اور سب کو باہم متحد کرے خواجہ نے جواب دیا کہ دنیا کی
تو ہمیشہ چلتی ہی آئی ہے ہاں اسی چلن میں یہ لوگ فقیر ہو کر نکل گئے ہیں کوئی مقام تشویش نہیں ہے ہم سب کو نہایا دیکھو
فقیر یہ لوگ آئینگے مگر بہت کچھ لشکر لیکر کیونکہ زمانہ اول سے یہ طریقہ جاری ہے کہ جب کوئی اولاد صاحبقران
سے نکل جاتا ہے پھر جو آتا ہے لشکر لیکر آتا ہے غرض ان سب کا عقیدہ ہے جو خواجہ نے کہا صاحبقران نے فرمایا
کہ ان کی ذات سے بہت بڑی امید ہے یہ فرما کے خاموش ہو رہے کہ خواجہ نے عرض کیا کہ میں رخصت ہوتا ہوں صاحبقران
نے فرمایا کہ خواجہ خیال ہے کل یہاں سے کوچ ہوگا خواجہ نے عرض کیا کہ خیال ہی ہے خواجہ رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آئے اور شتابی سے رخصت
ہو کر اپنے خیمہ میں آئے صاحبقران نے آرام فرمایا یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا رات ہوئی رات بھی بسر کی صبح ہوئی صاحبقران بادشاہ
نے دربار نہیں کیا اس خیال سے کہ کل یہاں سے کوچ ہوگا آج سردار آرام سے رات بسر کریں یہاں تک کہ صبح ہوئی بعد نماز لشکر میں کرنیل بجی
ہوئی اور صاحبقران و بادشاہ نے نماز سے فراغت کی برآمد ہوئے خیمہ وغیرہ بار ہوا سب سرداران
کا بھرا ہوا لشکر کے پرے جمے ہر ایک سردار و افسر و عزیز اپنا اپنا لشکر لیکر روانہ ہوا حسب دلخواہ ہر خیمہ
پر پٹی بندھی ہوئی اپنا اپنا لشکر لیے ہوئے ہمراہ تھا اسی طرح سے عادل بھی برابر لشکر ہیزل کے ہمراہ اپنے
لشکر کے تھا صاحبقران اپنے مرکب پر سوار بادشاہ تخت پر جلوہ گر بڑے جاہ و حشم سے لشکر روانہ
ہوا نشان لہراتے ہوئے باجے بجتے ہوئے انکو تو راہ میں رکھا جاتا ہے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا
اب حال محراب شاہ میں خامہ فرسائی ہوتی ہے ناظرین کو معلوم ہو کہ محراب شاہ نے یہ
طریقہ مقرر کیا تھا جب اسکا سپہ سالار باران مازندرانی سے مقابلہ کیا تھا کہ کل لشکر کو حکم دیا تھا کہ ہمہ وقت
تیار رہے اور ہرکارے مقرر کیے تھے کہ دم بدم کی خبر دیتے رہیں کہ کیا گذری چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا کہ
ہر وقت لشکر تیار رہتا تھا اور ہرکارے دم بدم کی خبر دیتے تھے کہ اسوقت لشکر یہاں پہونچا اور یہ واقعہ
گذرا اسوقت لشکر وہاں پہونچا یہ حال ہوا یہ نوبت گئی ہے آج رات بھر سوتا نہ تھا محلدار کو حکم تھا کہ جب ہرکارے
خبر لیکر آئیں ہمکو خبر کرو اگر اسکے خلاف ہوگا تو ہم سزا دینگے خلاصہ یہ کہ جس دن مقابلہ ہوا تھا ہرکارون
نے خبر دی تھی کہ آج دونوں لشکر باہم ملینگے اور مقابلہ ہوگا بعد دن گذشت دونوں بارگاہ ہاتھ سے گئی چنانچہ
اس دن محراب شاہ دربار میں مع کل سرداروں کے بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مقابلہ ہو گیا
یہ بہت خوش ہوا اسنے خیال کیا کہ خداوند لقا ہو یہ شکست کریں کہ دوسرے ہرکارے نے آکر عرض کیا
کہ ایک افسر لشکر اسلام کو آپکے سپہ سالار نے زخمی کیا اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے ہماری ظفر معلوم ہوتی ہے
کہ قریب دوپہر ہرکارے نے آکر خبر دی کہ دوسرا افسر بھی ہاتھ سے سپہ سالار کے زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے کر
نکل گئے ہیں اب صرف لشکر لڑ رہا ہے کوئی دم میں شکست کھاتا ہے محراب شاہ بہت خوش ہوا کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ لشکر اسلام نے شکست کھائی بارگاہ پر قبضہ ہو گیا اور سپہ سالار نے بارگاہ طرف شہر کے روانہ
کی ہے اب محراب شاہ نے خیال کیا کہ جب یہ خبر آئے گی کہ لشکر اسلام فرار کر لیا اور بیرون شہر بارگاہ
برپا ہے تو میں کل لشکر لیکر یہاں سے کوچ کرونگا مگر دربار نہ برخاست کیا تھا اسی عرصہ میں ایک ہرکارہ

آکر خبر دی کہ لشکر اسلام شکست کھا کر اور فرار پر کمر باندھ چکا تھا کہ ایک نقابدار سبز پوش آکر گرا سپہ آ سکے
بارگاہ پر قبضہ کیا جو لوگ کہ بارگاہ کے ... سے تھے انکو قتل کر کے اپنے غلامون کے ہمراہ بارگاہ کو سکے
کسی سمت کو روانہ کر دی اور خود لشکر حضور سے مقابلہ کرنے لگا بڑا ایسا دریہی اُسکے ہمراہ لشکر کوئی ساٹھ ہزار
سے زیادہ نہو گا مگر جیسا بہادر ہی اُسکے دو پیر کالے ہوتے ہین لشکر کا ارشتہ اُڑ کر دیا ہی ایسی جنگ ہوئی ہی
ہو کہ کبھی ایسا نہوئی ہوگی یہ حال دیکھکر لشکر اسلام بھی پلٹ پڑا ہی اب تو دونون لشکر لڑ رہے ہین یہ خبر سنکے
محراب شاہ کا رنگ فق ہو گیا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ یہ نقابدار کون مشکوک ہی جو یون آکر
لڑنے لگا اور بارگاہ لے گیا ہی سپہسالار کی ساری محنت برباد ہوئی خداوند اسکی ظفر کرین میرا
سپہسالار نتھا اب ہوا اہل دربار نے عرض کیا آپکی ظفر ہوگی آپ بے فکر رہین وہ ہرکارے یہ خبر
دیکر چلے گئے کہ ادھر کا ... آیا اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند بڑا غضب ہو گیا لشکر اسلام سے
کمک آگئی اب لڑائی کا درست ہوا اور ظفر کا حاصل ہونا غیر ممکن ہی چار لشکر ایک ہو گئے ہین نقابدار
نے آکر قیامت برپا کر رکھی تھی اور جب یہ کمک آئی ہو اسکے افسر نے تو آفت برپا کر رکھی ہی اب تو محراب
شاہ بہت پریشان ہوا اور قصد کیا کہ کسی کو بیاسے خبر روانہ کرون اور مدد بھیجون کہ اہل دربار نے کہا کہ
حضور کیون پریشان ہوتے ہین اگر لشکر حضور شکست کھا کر آئیگا تو کیا نقصان ہی جس امر کیلئے فساد
ہوا تھا وہ تو دوسرے کے قبضہ مین ہی اب یہان سے کمک کا روانہ کرنا بیکار ہی کیونکہ بارگاہ تو لیلے گئے ہین اگر
کمک روانہ کی اپنا لشکر کم ہوگا حریف کو زور ہوگا اُسی لشکر کو لڑنے دیجیے اپنا کمک نہ روانہ فرمایئے ہان
جب حریف یہان آکر پہونچے تو مقابلہ فرمایئے خوب جم کر حریف کو بھی معلوم ہو یہ جو اہل دربار نے
راے دی محراب شاہ نے اپنے قصد کو فسخ کیا اور اب اسی انتظار مین رہا کہ دیکھیے کیا خبر
آتی ہی تھوڑا سا عرصہ کے بعد خبر آئی کہ آپکا سپہسالار ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا اب لشکر لڑ رہا ہی
یہ سنکے محراب شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اب اہل دربار کا یہ حال ہوا کہ رنگ اڑ گیا سب نے بڑا افسوس
کیا محراب شاہ نے کہا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا یہ سپہسالار نہین قتل ہوا ہی میرے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی بہت بڑا
بہادر مارا گیا اب مین کیا کرون اہل دربار نے کہا کہ ہم لوگون کی تو یہ راے ہی کہ کل یہان سے کوچ کر کے
بیرون شہر قیام کرین جب لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو محراب شاہ نے کہا کہ جو تم سب کی راے ہی اسوقت
بدحواس ہون یہ کہکر دربار برخاست کیا اور حکم دیا گیا کہ کل ہم یہان سے کوچ کرینگے اُدھر کا تو حال
تحریر ہو چکا ہی کہ لشکر شکست کھا کر فرار پر قرار کر چکا ہی اب ہرکارے بھی یہ خبر لیکر نہ آسکے اس خیال سے کہ
کیا خبر دین جا کر یہانی خبر دینے مین تو بہت کچھ انعام ملتا تھا اس خبر مین کیا ملیگا سوا سے رنج و افسوس کے جب یہ لشکر
جائیگا خود معلوم ہو جائیگا اس سبب سے ہرکارے بھی نہ آسکے تھے محراب شاہ محل مین جا کر منہ لپیٹ کر مسہری پر
سو رہا سپہ سردار بھی اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے لشکر مین خبر کر دی گئی کہ کل کوچ ہوگا تیاری ہونے
لگی کہ وہ رات بسر ہوئی سحر ہوئی محراب شاہ سب سے رخصت ہو کر باہر برآمد ہوا اور سردار و افسر جو
اپنے اپنے عزیزون سے ملکر حاضر ہو چکے تھے کہ بادشاہ برآمد ہوا سب کا مجرا ہوا سپہسالار دوست راست
نے مجرا کیا جسکا نام میلان شہر خوار ایک شہر کی نہاری کھاتا ہی بس بادشاہ تخت پر سوار ہوا رعیت کو
اپنی طرف سے حاکم شہر کیا آپ مع لشکر شہر سے روانہ ہوا گرد و پیش تمام سردار و افسر تھے سپہسالار آئندہ
سپہسالار ہی پیشاپیش لشکر دلیا آتا تھا کہ لشکر بیرون شہر پہونچا شہر سے پانچ کوس پر جا کر خیمہ و خرگاہ
بر پا ہوئے لشکر اُترا پڑاؤ ہوا محراب شاہ کے ہمراہ قریب پانچ یا سات لاکھ کے

لشکر ہوا بازار تیار آراستہ ہو گئے لشکر اترنے لگا بارگاہ مہراب پہ بلند ہو گئی مہراب شاہ بارگاہ میں آکر بیٹھا سپہ سالار
آکر جمع ہوئے دربار آراستہ ہوا کہ مہراب شاہ نے کہا کہ کچھ خبر نہ آئی کہ لشکر پر کیا گذری اہل دربار نے
عرض کیا کہ جی نہیں کیا گذری ہوگی لشکر نے شکست کھائی ہوگی کہ سپاہ سے افسر کیونکر مقابلہ کرسکتی ہے
معلوم ہوجائے گا حضور اس فکر میں مہراب شاہ نے حکم دیا کہ پردے بارگاہ کے اٹھا دو میرا دل
گھبراتا ہے میں صحرا کی سیر اور تماشا یہ جو حکم دیا تو فوراً پردے بارگاہ کے اٹھ گئے یہ تو صحرا کی سیر کر رہا ہے اتنے میں
وہ جو لشکر شکست کھا کر آتا تھا سے لقا بدار وحشت کے اپنے افسر کی لاش لیکر [illegible] کا تھا راہ طے کرتا ہوا
چلا آتا تھا کہ راستہ ہو گیا تھا ایک [illegible] بوقت عصر روانہ ہوئے یہ لوگ اس وقت پہنچے جبکہ مہراب شاہ
بیرون شہر آکر قیام کرچکا تھا بارگاہ کے پردے اٹھے ہوئے تھے کہ گرد پیدا ہوئی ان سب کو گمان ہوا
کہ لشکر حریف آتا ہے پیر لوگ [illegible] دیکھنے لگے کہ اس گرد سے لشکر پیدا ہوا مہراب شاہ نے اپنے لشکر
کے ہرکاروں کو روانہ کیا کہ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے وہ ہرکارے برائے خبر گئے انہوں نے جو جاکر دیکھا
تو اپنا لشکر پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا شکست کھا کر آیا ہے سپہ سالار کی لاش ہے یہ خبر دریافت
کرکے ہرکارے لشکر میں آئے مہراب شاہ کو خبر دی کہ یہ لشکر آپ کا ہے جو کہ ماران کے ہمراہ گیا تھا
ماران مارا گیا لشکر نے شکست کھائی آپ کی خدمت میں آتا ہے مہراب شاہ نے کہا کہ ان سے کہدو
کہ بادشاہ خود بیرون شہر آکر خوش ہوا ہے چند عزیز ماران کے ماران کی لاش کو لیکر شہر میں جائیں
اسکا کریہ کرم کریں باقی کل لشکر شامل لشکر ہو جو مجروح ہوں انکا علاج کیا جائے جو مجروح ہیں وہ
اپنے مقام پر پہونچا دیے جائیں افسر حاضر دربار ہوں یہ جو حکم مہراب شاہ نے دیا ہرکاروں نے جاکر
اس لشکر میں یہ حکم پہونچا دیا وہ لشکر خود پریشان تھا کہ یہ لشکر کسکا ہے جو شہر کے قریب اترا ہوا ہے کیا کسی
اور طرف سے حریف نے آکر شہر کو گھیر لیا یہ لوگ اس فکر میں تھے کہ ہرکاروں نے جاکر یہ کہا وہ لوگ
سنکے خوش ہوئے اسی وقت لشکر میں آئے چند لوگ ماران کی لاش لیکر شہر کو روانہ ہوئے باقی
لشکر شامل لشکر ہوا جو زخمی تھے اسی وقت سے انکا علاج ہونے لگا باقی جو افسر رہ گئے تھے وہ دربار
میں آئے مہراب شاہ کو مجرا کیا اپنے مقام پر بیٹھے مہراب شاہ نے حال جنگ دریافت کیا انہوں
نے کل حال بیان کیا مہراب شاہ سنکے دنگ ہو گیا کہ عجیب واقعہ ہے یہ لقا بدار کون تھا کہ جس نے
آکر یہ قیامت برپا کردی خیر دیکھا جائے گا یہی خداوند تصویر نے تقدیر کی تھی ہم مجبور ہیں اب
مہراب شاہ تو یہاں اترا ہوا ہے ادھر وہ کھیار سے اپنے الحبیب کے پاس روانہ ہوکے آئے جن کا
مال و اسباب خواجہ نے عیاری کرکے لے لیا تھا اور کل حال عرض کیا انہوں نے سنکے مہراب شاہ
کی بارگاہ میں آکر بیان کیا مہراب شاہ نے حکم دیا کہ انکا زر اسباب دیا جائے کوئی قزاق ہوگا جو
یوں لے گیا اسکی تدبیر کیجائے گی پہلے اس مہم سے تو فراغت ہولے تو پھر دیکھا جائے گا یہ حکم دیکر
مہراب شاہ نے دربار برخاست کیا اور اپنے خیمہ آرام میں جاکر آرام فرمایا اور سب سردار اپنے
اپنے مقام پر گیا ادھر وہ لوگ لاش ماران کی لیکر داخل شہر ہوئے [illegible] لاکر جلائی اسکے
[illegible] کو خبر ہوئی وہ آئے [illegible] نے اسکا کریہ کرم کیا بعد اسکے جو لوگ لاش لیکر
گئے تھے وہ ایکدن رہ کر دوسرے دن طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں وہ دن گذرا رات ہوئی رات
بسر ہوئی صبح کو مہراب شاہ نے دربار کیا سب لوگ حاضر دربار ہوئے آج پھر بارگاہ کے پردے
اٹھا دیے گئے مہراب شاہ کو اپنے سپہ سالار لشکر کے شکست کھا کر [illegible] ماران کے

قتل ہونے کا بڑا صدمہ ہو کچھ اسکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرے مجبور ہی یہ خبر پرچہ نویسون نے
لکھکر اُن ہماروں ملکون کی طرف روانہ کی ہر ایک بادشاہ دیکھکر بہت پریشان ہوا کہ یہ تو بڑا غضب
ہوا خدا پرستون کی نوبت اب آجاتی ہی ان لوگون سے سر برہو نا غیر ممکن ہی ہر ایک بادشاہ کو اُس
وقت سے فکر پیدا ہو گئی کہ انکا حال پھر تحت تحریر ہوگا کہ انھون نے کیا کیا اب حال اسد تحریر
ہوتا ہی کہ یہ جو پیش خیمہ لیکر چلے تھے چونکہ شہر حمرا بیہ قریب ہی تھا دوسرے انکا یہ طریقہ ہی کہ تین دن
کی راہ کو ایک روز مین تمام کر لیتے ہین اُسی دن انھون نے قریب شام ہو نیکے جب انکو یہ ثابت ہو گیا
کہ تین منزلین طے کر چکا ہون ایک صحرا مین قیام کیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اب یہان سے حمرا بیہ
دو منزل ہی رات تو انھون نے اُس صحرا مین بسر کی بوقت سحر لشکر کو لیکر روانہ ہوئے اسقدر جلد
راہ طے کی کہ قریب دوپہر ہو اُس مقام پر پہونچے جہان لشکر محراب شاہ فروکش تھا محراب شاہ
بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ گرد بلند ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی خبر لاوے کہ یہ گرد کیسی بلند ہوئی
بظاہر تو آمد لشکر معلوم ہوتی ہی ہرکارے روانہ ہوئے کہ وہ گرد دشتی ہوئی اُس سے لشکر پیدا ہوا
یہ جو محراب شاہ نے دیکھا تو تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سواری طلب کرکے سرداروں کو
ہمراہ لے کر اپنے لشکر کے کنارے پر آکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ دیکھون یہ لشکر کسکا ہی اور کس قدر
ہی اس خیال سے یہان کھڑا ہوا ہی لشکر کی طرف دیکھ رہا ہی اُدھر اسد ثانی نے جو لشکر کو دیکھا کہ
ایک لشکر اترا ہوا ہی اور ایک بادشاہ لشکر کے کنارے پر چتر زرین لگائے ہوے مع اپنے سرداروں کے
کھڑا ہی انھون نے ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہی ہرکارے ادھر سے خبر کو روانہ ہوئے داخل
لشکر محراب شاہ ہوئے اور دریافت خبر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محراب شاہ کا ہی اور خود محراب شاہ
کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا ہی اور آمد لشکر کا تماشہ دیکھ رہا ہی یہ خبر دریافت کرکے وہ ہرکارے اپنے
لشکر کی طرف چلے گئے محراب شاہ کے ہرکارے لشکر اسد مین پہونچے تھے انھون نے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر اسد ثانی کا ہی پیش خیمہ لیکر آئے ہین اُنکے عقب مین لشکر صاحبقرانی بھی
آتا ہی یہ خبر دریافت کرکے ہرکارے اپنے لشکر کی طرف آئے اسد کے ہرکارون نے اسد کو خبر دی کہ
یہ لشکر محراب شاہ کا ہی براے مقابلہ صاحبقران بیرون شہر آکر فروکش ہوا ہی اور یہ جو چتر لگائے
ہوے کھڑا ہی یہ خود محراب شاہ ہی آپ کے لشکر کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہی یہ سن کے اسد نے حکم
دیا کہ میدان جنگ کا فاصلہ دیکر بارگاہ صاحبقرانی برپا کیجاے دیگر بارگاہین برپا ہون یہ جو
حکم اسد نے دیا اہلکارون نے میدان جنگ کا فاصلہ دیکر بارگاہین برپا کیں لشکر اسد
بھی اترنے لگا دونا ہی پڑاؤ کا سامان کرنے لگا لشکر کی بازارین لگ گئین محراب شاہ نے اسد کو
جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک جوان رعنا بہت خوبصورت چہرہ مثل آفتاب کے درخشان سیاہ ہو رہے گھونگر والے
بال خود سے باہر لٹک رہے ہین وجاہت چہرے سے ہویدا ہی یہ دیکھکر محراب شاہ کو اسد کی صورت
بہت پسند آئی اور سردارون سے کہا کہ یہ جوان بہت خوبصورت ہی اور کمسن ہی انھون نے عرض کیا
کہ سنا گیا ہی کہ لشکر صاحبقران مین جو ہی وہ خوبصورت ہی اسپر کیا منحصر ہی وہ ہرکارے جو کہ ہمراہ
لشکر اسد کے گئے تھے اُس مقام پر موجود تھے انھون نے عرض کیا کہ یہ کیا خوبصورت ہی وہ جو
سردار ہی براے کمک لشکر اسلام آیا تھا بہت حسین تھا اُسکے مقابلہ پر نگاہ نہ کام کرتی تھی اسکے حسن کا یہ
عالم تھا کہ آفتاب اُسکے روبرو شرمندہ رہتا تھا محراب شاہ نے کہا کہ ہمارا اقبال تصویر سے

ہر چیز کا خاتمہ ان لوگون پر کر دیا ہی جرأت بہادری مروت خلق حسن سیرت یہ لوگ سنا جاتا ہی بہت
سنی ہین بہادری کا تو حال روشن اظہر من الشمس ہی کیا بیان ہو سرداران نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے
یہ کلام کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ادھر اسد اپنی بارگاہ مین داخل ہوے تمام لشکر اترا بارگاہ مین
برپا ہوگئین اب صرف آمد صاحبقران کا انتظار ہی یہان بارگاہ مین محراب شاہ آکر بیٹھا تھوڑے
عرصہ کے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام کو گئے اندرون محراب شاہ نے سیر
کا دربار نہین کیا ایک انجمن مشاورت برپا کی شمع رات کو روشن کیا اور اپنے چند سرداروں سے سوال
کیا کہ میری تو یہ راے ہی کہ مین ایک سردار کو حکم دون کہ تھوڑا سا لشکر لیکر جاے اور اس جوان کو قتل
کرکے بارگاہ لے آے تم لوگ اس امر مین کیا راے دیتے ہو ان لوگون نے جواب دیا کہ یہ راے بہت
ٹھیک ہی مگر اب وہ وقت نہین ہی کیونکہ آپ سماعت فرما چکے ہین کہ اس لشکر کے عقب مین لشکر صاحبقران
چلا آتا ہی کہین ایسا نہو کہ یہ خبر سنکے وہ کل لشکر ایک مرتبہ آگرے اور نیا مقابلہ ہو جاے وہ لوگ تو
دلیر ہونگے ہمارا لشکر نہ تیار ہوگا خرابی ہوگی حضور کو کیون فکر ہی آپنے دیکھے دیکھین تو کیا کرتے ہین وہ
لوگ کوئی دو پری نہین باندھے ہین جو اُنکے دو ہاتھ پاؤن ہین وہی ہمارے ہین جو انکا دل و جگر ہی
وہی ہمارا ہی اگر خیال کرین کہ تھوڑا لشکر ادھر روانہ کرین باقی لشکر کو حکم دین کہ وہ ہر وقت طیار رہے
تو یہ خیال فرماتے کہ ایک بارگاہ پر اسقدر لشکر کا ٹوٹنا بالکل اسوقت خلاف ہی وہ وقت اور تھا جو
سب کی یہ راے ہوئی تھی مگر کیا کیا جاے مقابلہ ارسے نے آکر تمام کارخانہ درہم برہم کر دیا پس
اس سے یہی بہتر ہی کہ لشکر کو آنے دیجیے مقابلہ فرمائیے اپنے غلامون کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائیے
کہ کیونکر حضور پر جانین نثار کرتے ہین اور دشمن کشی مین سرگرمی کرتے ہین محراب شاہ نے کہا کہ جو تم لوگونکی
راے ہین سنے ایک امر بیان کیا اگر تم لوگ پسند کرتے تو کیا مضائقہ تھا یہ کہکر اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تمہاری
کیا راے ہی اُسنے جواب دیا کہ جو سب کی راے وہ میری راے یہ لوگ سچ کہتے ہین محراب شاہ نے
یہ سنکے جواب دیا کہ بس یہی امر خوب ہی کہ جو تم سب کی راے ہی اُسکے بعد محراب شاہ نے اس
جلسہ کو برخاست کیا جب جلسہ برخاست ہوا تو اُسکے سپہ سالار نے کہا کہ مجھکو کچھ عرض کرنا ہی آپ لوگ تھوڑی
دیر اور ٹھہر جائین وہ سب بیٹھ گئے پہلوان نے کہا کہ مین نے اس سبب سے اور اس امر کو نہین منظور کیا
کہ یہ بھی تو خیال ہی کہ کہین پھر مقابلہ ارنہ آگرے اور اُس سے مقابلہ ہو تو اور خرابی ہو اور ہمارے
لشکر کی قوت کم ہو مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ بارگاہ پھر اسکے پاس کیونکر آئی یہ وہی بارگاہ ہی یا دوسری
ہرکارون کو طلب فرمایئے تو اُن سے دریافت کیا جاے محراب شاہ نے ہرکارون کو طلب کیا وہ حاضر
ہوئے یہ وہ ہرکارے ہین جو کہ لشکر یاران کے ہمراہ تھے محراب شاہ نے ہرکارون سے کہا کہ یہ بیان
کرو کہ یہ جو بارگاہ آئی ہی وہی بارگاہ ہی یا دوسری اور دریافت کرو کہ وہی ہی تو انکو پھر کیونکر ملی ہرکارون
نے عرض کیا کہ یہ تو غلام بخوبی پہچانتے ہین کہ یہ بارگاہ تو وہی ہی دوسری نہین ہی مگر یہ نہین معلوم کہ کیونکر ملی
اسکو تو مقابلہ ارلے گیا تھا کیا وہ مقابلہ ار یہی جوان تھا محراب شاہ نے کہا کہ پھر جاؤ وہ ہرکارے
سلام کرکے روانہ ہوئے اُسکے بعد محراب شاہ نے وہ جلسہ برخاست کیا اور کہا کہ صبح کل دربار ہوگا
تو خیر معلوم ہوگی وہ لوگ اپنے مقام پر آئے ہرکارے ادھر اپنی صورتین بدل کر طرف لشکر اسد ثانی کے
روانہ ہوئے داخل لشکر ہوکر یہ دریافت کرنے لگے کہ یہ کون لوگ ہین چونکہ جانتے تھے مگر دیدہ و دانستہ انجان
بنے اور صورت مسافر کی بنائی اُن لوگون نے کہا کہ تمکو کیا ہم کوئی ہین اور کسکا لشکر ہی انھون نے

جواب دیا کہ ہم مسافر ہین اس سبب سے دریافت کرتے ہین چونکہ یہ لوگ تو مسافر دوست ہین جواب دیا کہ
اگر تم لوگ مسافر ہو اور تمھاری منزل دور ہو اور کوئی مقام قیام کرنے کا نہین ہی تو آج تم لوگ ہمارے
مہمان ہو ہم تمھاری دعوت کرینگے اُنھون نے خیال کیا کہ یہان قیام کرکے سب حالت دریافت کرلینا ضرور
ہی پس دل مین یہ خیال کرکے جواب دیا کہ آپ کی بڑی عنایت ہوگی دراصل منزل تو ہماری یہان سے
بہت دور ہی ہم اسی فکر مین یہان آنکلے کہ اگر مقام سکونت مل جاے تو قیام کرین آپ نے اسقدر
سہارا دیا ہماری جان مین جان آئی ورنہ اسی صحرا مین کسی درخت پر رات بسر کرکے پھر بوقت سحر وہانسے اپنی منزل
کی طرف روانہ ہوتے یہ کہکر خاموش ہوے اُن لوگون نے کہا کہ کیون مہمان قیام کرو یہ کہکر اُنکو ہمراہ لیکر
اپنے مقام پر آئے انکو جگہ دی اُنکی دعوت کا سامان کیا جو کچھ ہوسکا وہ کیا چونکہ عالم سفر مین تھے جب
کھانے وغیرہ سے فراغت ہو گئی وہ سب ملکر بیٹھے اُن لوگون نے کہا کہ آپ کدھر سے آتے ہین اور کدھر کا
قصد ہی جواب دیا کہ ہم قنبالیہ سے آتے ہین اور امثالیہ کو جاتے ہین ہم لوگ خدا پرست ہین یہ امر تھا
آپ پر اس سبب سے ظاہر کیا کہ آپ کے بھی چہرون سے نور اسلام ظاہر ہی بلکہ ہم قبل مین تصویر پرست
تھے جب سے یہ سنا کہ لشکر خدا پرستون کا آیا اُسنے دریاے سبز رنگ برباد کیا شہر لقینیہ پر اپنا قبضہ
کر لیا اُسکے بعد صحرا ایہم پر لشکر کشی کی صحرا ایہم فتح ہو اپنے سپہسالار کو براے امتحان روانہ کیا ہی کہ لشکر
اسلام کے پہلوان سے بارگاہ چھین لو شاہ الیاس بھی اُسکے ساتھ تھا جاکر بارگاہ پر قبضہ کر لیا تھا ہم لوگ یہ خبر سنکے
اپنے دل مین کہنے لگے کہ چلکر صحرا ایہم شاہ [illegible] مین قیام کرین خیال اسی قصد سے چلے تھے اور ہم تصویر پرست
تھے راہ مین یہ خبر پائی کہ یہ واقعہ ہوا ہم نے اپنے قصد کو فسخ کیا امثالیہ کا قصد کیا جب ہم نے یہ سنا کہ وہ بارگاہ
لشکر محمد ابن شاہ سے کوئی نقابدار جو نقش پوش چھین کر لے گیا ہم نے خیال کیا کہ مذہب اسلام بہت اچھا
مذہب ہی ہم نے اُسیوقت سے تصویر پرستی ترک کی ہی چونکہ اکثر کتابون مین ارکان اسلام دیکھ چکے تھے اُسی طریقہ
سے ہم نے اسلام قبول کیا اب ہم امثالیہ کو جاتے ہین کیونکہ جیسا کہ مذہب اسلام کا قبضہ ہو ہم لوگ اسی
طور سے بسر کرین اگر یہ ان شہرون کے باشندون کو معلوم ہو جاے گا تو ہم کو قتل کر ڈالین گے اسی سبب سے
امثالیہ کو جاتے ہین جلا وطنی کرتے ہین یہ جو انھون نے کہا اُن لوگون نے جواب دیا کہ یہ تو تمھارا گمان بہت
ٹھیک ہی اگر یہی خیال ہی تو تم اسی لشکر مین رہو کیونکہ یہ لشکر خدا پرستون کا ہی ہمارا سردار بھی خیمہ شاہی
لے کر آیا ہی وہ جو لشکر سلطنت اترا ہوا ہی محمد ابن شاہ کا ہی یہ لشکر اسلام ہی جسمین تم بیٹھے ہو وہ بارگاہ
جو ہمراہ ہی یہ وہی بارگاہ ہی جو کفار نے چھین لی تھی اور نقابدار آکر لے گیا تھا نقابدار سے ہمارے افسر
اسد ثانی نے چھین لی اور لاکر صاحبقران کی نذر گذرانی یہ کہکر کل حال بیان کیا وہ مکارین کے
خاموش ہو رہے اور خیال کیا کہ یہ جوان نقابدار سے بھی بہادر ہی کہ نقابدار سے بارگاہ چھین لی اس سے
کون مقابلہ کرسکتا ہی یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے اس امر کا یہ جواب دیا کہ اب تو ہم امثالیہ کو جاتے ہین وہانسے
جو واپس آئینگے تو اس لشکر مین قیام کرینگے یہ جو کہا تو لشکر اسد کے لوگ کہنے لگے کہ تمکو اختیار ہی
وہ رات تو اُسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر وہ لوگ لشکر سے نکل کر لشکر محمد ابن شاہ مین آئے یہان
محمد ابن شاہ نے دربار کیا تھا سب سردار حاضر دربار تھے کہ وہ مکار سے آکر پہونچے پہلے سلام
کیا اور عرض کیا کہ غلام دریافت کر آئے یہ جوان جو کہ سب کا افسر ہی اسکا نام اسد ثانی
ہی اس نے بارگاہ نقابدار سے چھین لی تھی اور صاحبقران کو نذر دی تھی اب وہ یہی بارگاہ
لیکر تمھارا صاحبقران ادھر آیا ہی وہ وہی بارگاہ ہی جو کہ قبل مین آئی تھی اور آپکے سپہسالار نے اُسے

چھین لی تھی کل لشکر صاحبقران کے آنے کی خبر گرم ہوئی ہے کل لشکر صاحبقران داخل ہوگا یہ خبر سنکے محراب شاہ
نے اہل دربار سے کہا کہ یہ جوان ایسا بہادر ہے کہ اسنے اس شخص سے بارگاہ چھین لی جس نے ماران
ایسے بہادر کو قتل کیا خوب ہوا کہ ہماری راے ہوئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی اب کل لشکر صاحبقران کا
آئیگا تو جو امر قرار پاے گا اور جو مقابلہ مقرر ہوگا اس دن مقابلہ کیا جاے گا کیا ضرور ہے کہ ہم
اپنی طرف سے شر کریں یہ جو محراب شاہ نے کہا اہل دربار نے جواب دیا کہ اسی سبب سے ہماری راے
ہوئی کہ بیکار اپنی قوت سپاہ کم کرنا ہے یون مقابلہ کرکے پس یہ سنکے محراب شاہ نے حکم دیا کہ کل ہم آمد
لشکر صاحبقران ملاحظہ کرینگے لہذا کنارے پر لشکر کے کسی بلندی پر ہمارے قیام کے لیے بندوبست
کیا جاے یہ جو حکم دیا کارپردازون نے کنارے لشکر کے روبرو لشکر اسلام کے اس طرف کو جدھر سے
لشکر اسلام آئیگا ایک بلندی پر بنگرہ کارچوبی بہت وسیع استادہ کیا اسکے نیچے فرش کیا تخت
آراستہ کیا گرد تخت کے کرسیان سردارون کی آراستہ کین یہ بندوبست کر کے سب نے آکر محراب شاہ
سے عرض کیا کہ ہم نے بموجب حکم سرکار سب انتظام کر لیا ہے کل صبح کو سرکار اسی طرف تشریف لائیکر اسی
مقام پر دربار فرمائیں کیونکہ کل صبح سے آمد لشکر اسلام شروع ہوگی محراب شاہ نے کہا اچھا یہ کہکر
دربار برخاست کیا سب اپنے مقام کو گئے یہاں لشکر اسد میں خبر آئی کہ کل آمد لشکر اسلام ہے اسد نے
حکم دیا کہ کل صبح کو لشکر تیار رہے اور آمد صاحبقرانی کا تیار و بست کرے یہ حکم دے کر اسد نے کل
بارگاہیں وغیرہ درست کرائیں آپ انکو آراستہ کیا اب کوسون بارگاہیں و خیمہ وغیرہ برپا ہیں سواے
خیمون و بارگاہون کے دوسری چیز اس صحرا میں نظر نہیں آتی ہے یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی
رات گذری سحر ہوئی ادھر تو لشکر اسد ثانی آراستہ ہوا ادھر محراب شاہ اپنے سردارون کو
لیکر اس بلندی پر زیر بنگرہ آکر بیٹھا سب سردار حاضر ہوے کہ محراب شاہ نے دیکھا کہ اس جوان
نے اپنے لشکر کو آراستہ کر کے صفین درست کر کے کھڑا ہوا ہے محراب شاہ نے کہا کہ دیکھو اسکی
کیا شان ہے اس لشکر پر کیونکر مسلح و کامل کھڑا ہے جو شوکت لشکر اسلام کی ہم نے دیکھی ہے آج تک کسی لشکر کی
نہین دیکھی بھلا کسی لشکر کا یہ رعب ہے جو اس لشکر کا ہے سردارون نے عرض کیا کہ کیا عرض کرین یہان
یہی باتین ہو رہی تھین اس مقام پہ وہی سردار ہیں جو کہ ہمراہ ماران کے گئے تھے اور جنگ میں شریک
تھے وہ بھی تھے اور وہ ہرکارے بھی تھے جو کہ دم بدم کی خبر دیتے تھے اور چند ہرکارے
محراب شاہ نے مقرر کیے تھے کہ جو لشکر آوے اسکے افسر کا نام دریافت کر کے خدمت میں عرض کرنا
وہ ہرکارے اس امر کے لیے گئے ہوے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑتی محراب شاہ اسطرف
دیکھنے لگا کہ وہ گرد شق ہوئی دیکھا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوے آتے ہیں عقب میں ہاتھیون پر نشان
انکے پھریرے کارچوبی منقش زری فیلبان مخملی وردیان پہنے ہوے پگڑیان باندھے ہوے
شتونپر آبیٹھے لگے ہوے چلے آتے ہیں انکے پیچھے شترون کی قطار مرکبون کی بہار سانڈنی سوار اور جلو میں
سواری خاص سردار چوبداران سپاہ کے ایک ایک جوان سردار ہر قسم کے ہتھیار لگائے ہوے آلات حرب و ضرب سے
آراستہ مرکبون پر سوار عقب میں لشکر بیشمار چلے آتے ہیں یہ دیکھکر محراب شاہ نے کہا کہ کیا یہی صاحبقران
ہیں ان سردارون نے عرض کیا کہ وہ سردار ہیں جو کہ قتل میں بارگاہ لیکر آتے تھے اور آگے یہ سپہ سالار تھے
زخمی ہوے تھے اور انکو لیکر نکل گئے تھے یہ وہی افسر ہیں محراب شاہ نے کہا کہ یہی افسر آئے
تھے جو ان خولیسر رستے میں کیا انکا لشکر ہے انھون نے عرض کیا کہ ہان لشکر انکا ہے وہ لشکر بھی آکر اسی

تھا یہ ایک طرف صف باندھ کر کھڑا ہوا کیونکہ دریافت کر چکے تھے کہ وہ لشکر جو کہ سامنے اترا
ہوا ہے مہراب شاہ کا ہے اور یہ لشکر جو کہ اترا ہوا ہے یہ آپ کا ہے اسد بارگاہ لیکر آیا ہے جبریل
دریا دل بھی اپنا لشکر لیکر ایک طرف کھڑے ہوئے کہ پھر گرد اٹھی اور ایک سردار مع لشکر آیا اب تو
سلسلہ بندھ گیا ہے پے در پے گرد اڑنے لگی متواتر لشکر آنے لگا پہلے تو چھوٹے چھوٹے سردار آئے
لشکر لیکر بعد اسکے بڑے بڑے سرداروں کی آمد شروع ہوئی تا شام لشکر صاحبقران آیا ہرکارے
مہراب شاہ کو خبر دیتے رہے کہ یہ لشکر مغرب ہے یہ لشکر ترکستان کا ہے یہ لشکر طرطوس ہے یہ لشکر ہندوستان
آیا یہ فلاں مقام کا لشکر ہے یہ فلاں سردار ہے یہ کئی لاکھ سے آیا ہے اسدن جس قدر سردار واقف تھے
سب آگئے کوئی نہیں باقی رہا قریب شام یقین خداپرست مع اپنے لشکر کے و صنوبر شاہ آئے
آمد لشکر موقوف ہو گئی اب سرداروں میں کون رہ گیا ہے گرگین درشت چنگال قیصر صاف
باطن وغیرہ کہ جن میں مالک فرزند لندھور وغیرہ اور کوئی سردار نہ تھا کہ مہراب شاہ نے حکم دیا
کہ پہرا کرو اب تو لشکر نہ آئیگا ہرکاروں نے عرض کیا کہ کل پھر آئیگا مہراب شاہ یہ سنکے خاموش ہو رہا
لیکن پھر کو دیکھ کر جل گیا کہا سنئے یہ برا کیا کہ خدا یہ ستون سے مل گیا چونکہ شام ہو گئی تھی اس
مقام پر ٹھہر کر داخل بارگاہ ہوا خاصہ وغیرہ کھا کر آرام کیا یہاں جو سردار آئے تھے اپنے اپنے
خیمہ میں آ گئے لشکر اسلام کو سوں نشانہائے لشکر کھلے ہوئے ہیں بازار میں آراستہ ہو گئے ہیں
چار بازار میں آراستہ ہیں بازار روم بازار مصر بازار چین بازار ترکستان یہ چاروں بازار میں خوب
آراستہ ہیں کنجوں کے جھنڈے گڑ رہے ہیں کوسوں تک لشکر اترا ہوا ہے ابھی نصف لشکر آیا ہے
کہ رات کو لشکر میں طلایہ پھرنے لگا رات تمام ہوئی صبح کو سب مسلح و مکمل ہو کر صف باندھ کر کھڑے
ہو گئے ہر سردار اپنے اپنے لشکر کو لیکر استادہ ہوا مہراب شاہ آکر اس مقام پر بیٹھا کہ آمد لشکر شروع
ہوئی پہلے وہ سردار جو کہ باقی رہ گئے تھے اسکے بعد عزیزان صاحبقران کی آمد شروع ہوئی مثل
یمن الزمان علوالزمان کے ہرکاروں نے سب کے نام مہراب شاہ کو بتائے کہ پہلے جو آئے تھے
سب سردار تھے اب عزیز صاحبقران مع اپنے لشکر کے آرہے ہیں شام تک کل عزیز آئے آخر
میں شہنشاہ گوہر کلاہ مع کئی لاکھ لشکر کے آئے اب ہرکاروں نے مہراب شاہ کو خبر دی کہ سب
عزیز و سردار آچکے کل خود صاحبقران و بادشاہ آئینگے آج زیادہ لشکر میں چہل پہل ہو رہی ہے اب تو
سات آٹھ کوس کے گرد میں لشکر اترا ہوا ہے اسپر ابھی تک بہت سے سردار و عزیز نہیں آئے
ہیں اپنے اپنے ملکوں میں ہیں جب ہو جاوے گی تو صحرا میں جگہ نہ ملیگی جب وہ لوگ آئینگے یہ سنکر مہراب شاہ
نے کہا کہ خداوند تصویر مالک ہیں یہ کہکر چونکہ شام ہو گئی تھی مہراب شاہ اٹھکر اپنے خیمہ میں آیا ادھر
سب سردار اپنے اپنے خیموں میں اترے لشکر نے کمر کھولی آج پھر طلایہ پھرا رات تمام ہوئی کہ سب
عزیز و سردار اپنا اپنا لشکر آراستہ کر کے طرف دست چپ و راست کے کھڑے ہوئے کہ ادھر
مہراب شاہ بھی آکر بیٹھا کہ تھوڑے عرصہ میں ادھر سے گرد بلند ہوئی کہ جسکے سبب سے روے
آفتاب دامن گرد میں پوشیدہ ہو گیا روز روشن مبدل بشب تاریک ہو گیا تاریکی چھا گئی پرندے
سیاہ آندھی کا خیال کر کے اپنے آشیانوں کی طرف گریزاں ہوئے چرندے مثل
آہوان صحرائی و شیر تیر پران و پلنگ جنگل کے یا تو چر رہے تھے یا تاریکی دیکھکر بھاگے ایسے
بدحواس تھے کہ شیر جنگل کے غول میں چلا جاتا تھا اور نہ بولتا تھا جنگل کا بھیڑوں میں گھسیں

جاتیں لیکن ایک مقام پر چلے جاتے تھے کوئی کسی کو تکلیف نہ دیتا تھا یہ خیال تھا کہ جلدی اپنے مقام پر پہونچ
جائیں کہیں ایسا نہو کہ زیادہ تاریکی ہو جاے اہل لشکر مہراب شاہ بہت پریشان ہوے یہ خیال کرنے
لگے کہ کوئی نہ کوئی غضب خداوندی نازل ہوا ہی اس عذاب سے نجات غیر ممکن ہی مہراب شاہ خود
اس گرد و غبار کو دیکھکر پریشان ہو گیا کہ یہ کیا آفت آئی ہی ایسی تاریکی تو کبھی نہوئی تھی ایسی سیاہ
آندھی کبھی نہ اٹھی تھی یہ لوگ تو بہت پریشان تھے گو لشکر اسلام کو معلوم تھا کہ یہ آمد لشکر اسلام ہی مگر وہ
لوگ بھی پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا سیاہ آندھی اٹھی ان لوگوں نے قصد کیا تھا کہ اذان دیں
گرد کا یہ عالم تھا کہ بڑھتی چلی آتی تھی ایسی گرد بلند ہوئی تھی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا ہو جب شعر + ازدامن دشت
عاج اورنگ + گردے بہر خاست طوطیان ناگ + دیگر ز گرد و غبارے کہ برشد سپہر + رہ رفتن خور بس
گم کرد مہر + گرد تیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ دیا گرد بزمین و دزدیدہ اس گرد سے سہا سُمِ مرکب کی صدا
آتی تھی اور جنگی باجوں کی صدا بلند تھی خود مہراب شاہ نے کہا کہ یہ نہ آندھی ہی نہ غبار ہی کسی لشکر کثیر کی آمد کا
سامان ہی کیونکہ مرکبوں کے ٹاپوں کی صدا آ رہی ہی اور کوس نوبتی کی اور غور کرکے دیکھو وہ نشان لشکر نظر
آتے ہیں سنا ہیں مثل ستاروں کے چمک رہی ہیں خود کی کلغیاں چمک رہی ہیں سرداروں نے
عرض کیا کہ آپ نے بجا ارشاد کیا ہماری بھی یہی معلوم ہوتا ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اُدھر پاوے نے بار اگر دکو گرد
نے مارا باد کو دامن گرد شگافتہ ہوا اُس سے کئی ہزار ستے آہپاشی کرتے ہوے بادے کی لنگیاں باندھے
ہوئے مشکوں سے دہانوں پر ہزارے طلائی چڑھے ہوے ان میں گلاب کیوڑا بھرا ہوا تھا وہ چھڑکا و کرتے
ہوے کوس پچیس آگے آگے چھڑکا ہوا سڑک پختہ ہوئی آگے عقب میں کئی ہزار ہاتھی انکے خرطوموں میں طلائی
زنجیریں پڑی ہوئیں مشکوں پر آ پہنچے لگے ہوے کار چوبی جھولیں پڑی ہوئیں فیلبان زرد وزی وردیاں
پہنے ہوے سرداران پر گوشے دار پگڑیاں ہاتھوں میں طلائی آنکس مستکوں پہ بیٹھے ہوے پشتوں پر علمدار
عمدہ عمدہ وردیاں پہنے ہوے طلائی چھڑوں کے علم لیے ہوے چلے آتے ہیں مہراب شاہ نے یہ دیکھکر
سرداروں سے کہا کہ کیوں ہمارا کہنا ہوا نہ کہ کوئی لشکر آتا ہی انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے بھی تو عرض کیا
تھا کہ بجا ارشاد ہوتا ہی یہ کوئی بہت بڑا بادشاہ ہی کہ اتنے عرصہ میں وہ تاریکی سب طرف ہو گئی ہرکارے
اس گرد و غبار کو دیکھکر اس طرف کو روانہ ہوے تھے وہاں سے یہ دریافت کرکے واپس آئے کہ یہ آمد لشکر
صاحبقران ہی مہراب شاہ سے آکر عرض کیا کہ لشکر صاحبقران آتا ہی اور خود صاحبقران بھی
اُس لشکر کے ہمراہ تشریف لاتے ہیں یہ لشکر کثیر ہی ادھر ہاتی دستے ایک طرف آکر کھڑے ہوے کہ رسالہ ہا
مرکب سوار ماہی مراتب چوبدار عصاے طلائی ہاتھوں میں خاصبردار خاصیان کاندھوں پر رسالہ دل مردوں
غول کے غول آکر صف باندھ کر کھڑے ہوے اسکے بعد کئی ہزار مرکیان برق بجام دو دو جاکر گذر گئے
وہ بھی ایک طرف کھڑے ہوے اور جلوس سواری اب نقارہ سکندری کی صدا آنے لگی دیکھا کہ غول کے
غول غنطے کے غنطے سواروں کے چلے آتے ہیں بیچ میں اُنکے چتر زرین لگا ہوا اور اُن میں جمشید تخت مہر
جلوہ گر گرد ساتھ سو شاہان جلیل القدر مرکبوں پر سوار سر پر تاج شاہی جسم میں قبا سے جہان پناہی بازوؤں
الماس نگار اُنکے بال ہما کا مورچھل ہوتا ہوا سر پر چتر گردش کھاتا ہوا تیغ آبدار رو برو رکھی ہوئی صاحبقران
مرکب برق مثال پر سوار از سر تا پا آلات حرب و ضرب سے آراستہ بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
نقیبان خوش گلو صدائے باادب باش دیتے ہوے چلے آتے ہیں سواری مثل باد بہاری کے رواں
تھی عقب میں قریب اسّی لونڈے لاکر کے لشکر سواران جلادت پوش چار آئینہ در دوش بدوش رکاب بہ رکاب

چلے آتے ہیں جیسے ہی سواری بادشاہ کی اُس صحرا میں پہونچی جو کہ لشکر آ کے ہوئے تھے اور قبل سے آئے ہوئے
تھے سب نے سلام و مجرا کیا مرکبوں سے اُتر کر سب نے بڑی دور پیادہ آکر آداب کیا یہ حال دیکھکر محراب شاہ
دنگ ہو گیا تخت شاہی قریب بارگاہ پہونچا بادشاہ تخت پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران
بھی بارگاہ میں تشریف لیگئے کہ دربار کا ٹھاٹھ لگا ہوا سب سرداران نے اپنے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دے کر
حاضر دربار ہوئے ادھر لشکر نے کمر کھولی وہ لشکر جو کہ آئے ہوئے تھے اور جو اس وقت آیا تھا سب آسودہ
ہوا بیڑا اور بیڑا نشان کھل گئے ہر کہیں ٹھکانے جانے لگے اب جو محراب شاہ نے نگاہ کی سوائے
لشکر کے کوئی مقام خالی نہ معلوم ہوتا تھا چار طرف نگاہ کام کرتی تھی خیمہ و بارگاہیں و علم نظر آتے جہاں تک
ایک نگاہ جاتا تھا لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا حلقہ لشکر میں جا کر اسیر ہو جاتا تھا مرغ وہم کے اُس لشکر کے
پار جانے سے رہ جاتے تھے اسقدر لشکر تھا کہ کثرت سپاہ دیکھکر محراب شاہ کے حواس جاتے
رہے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ بھلا اس لشکر سے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ لشکر ہے کہ مجمع مور و ملخ بھی کم ہوگا لشکر
کی صفیں ہیں کہ سمندر کی موجیں ہیں اس لشکر سے کوئی نہ سر بسر ہوگا بڑا سخت امر ہے اس لشکر سے مقابلہ کرنا دشوار
نے جواب دیا کہ آپ پریشان نہوں سب آسان ہوگا یہ لوگ کیا ہیں ایک حملہ میں تہ و بالا ہو جائینگے محراب شاہ
وہاں سے اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا اور آکر دربار کیا ادھر ہرکارے برائے خبر دربار صاحبقران میں آئے
یہاں دربار کو خوب آراستہ پایا وہ دربار دیکھا جو کہ کبھی نہ دیکھا تھا ہر ایک کو ایک شیر درندہ پایا اپنے اپنے دنگل
کرسی پر متمکن تھے اسد ثانی روبرو صاحبقران کے بیٹھے ہیں خواجہ اپنی کرسی پر دیگر عیار خشتہا سے
زمین پر کھڑے ہوئے ہیں کہ صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں اسد دلاور تمہارے آنے کے بعد
محراب شاہ لشکر لے کر آیا تھا یا قبل اسد نے عرض کیا کہ محراب شاہ کا لشکر اُترا ہوا تھا اگر نہ اُترا ہوا
ہوتا تو میں قریب شہر جا کر بارگاہ برپا کرتا چونکہ صاحبقران کو ہرکارے خبر دے چکے تھے کہ اسد
نے بمقابلہ محراب شاہ بارگاہ برپا کی ہے بدین سبب یہ سوال صاحبقران نے اسد سے کیا اسکے بعد
صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ معلوم ہے کہ محراب شاہ کے پاس کسقدر لشکر ہے اسد دریافت کر چکے تھے
عرض کیا کہ چار پانچ لاکھ کا لشکر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کل ایک نامہ بنام محراب شاہ تحریر کیا جائے
پہلے اسکو پند و نصیحت سے سمجھایا جائے اگر مان لے تو خیر ورنہ پھر مقابلہ کیا جائے آج تو ہم سب تھکے ہوئے
ہیں کل ضرور نامہ تحریر کیا جائیگا یہ فرماکے صاحبقران خاموش ہو رہے کہ اُن ہرکاروں نے یہ کل حال سنا
تھوڑے عرصہ کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو اُٹھ اُٹھ کر گئے وہ ہرکارے
اُس لشکر سے نکل کر اپنے لشکر میں آئے یہاں محراب شاہ دربار میں تھا آکر عرض کیا یہ غلام دربار میں
گئے تھے ایسا دربار تو آج تک نظر سے نہیں گذرا اُن میں جو ہے وہ شیر زیان و اژدہا ہے وہاں ہی تمام بارگاہ
دنگلوں و کرسیوں سے مملو ہے ہر ایک پر سردار متمکن ہیں ہم حاضر دربار تھے کہ صاحبقران نے آپ کے
لشکر کی حالت دریافت فرمائی اُسکے بعد حکم دیا کہ ایک نامہ بنام محراب شاہ کل تحریر کیا جائے اگر وہ
اُسپر عمل کرے تو خیر ورنہ مقابلہ کیا جائے محراب شاہ یہ سنکے اہل دربار سے کہنے لگا کہ دیکھئے کل نامہ
میں کیا تحریر ہوگا اُنھوں نے عرض کیا کہ پیام صلح و آشتی تحریر ہوگا ہمکو تو صلح کسی طور سے منظور نہیں ہے
محراب شاہ نے کہا کہ نامہ آنے دو اُسکا مضمون تو دیکھو کہ کس شرط سے صلح ہوتی ہے آیا لایق قبول
کرنے کے ہے یا نہیں یہ کہکر حکم دیا کہ کل ہمارا دربار خوب آراستہ ہو نامہ بر بھی دیکھکر دنگ ہو جائے
ایک سردار بہت معزز ہے بعد سپہ سالار کے اسکا مرتبہ ہے اور وہ زیادہ تر محراب شاہ کا منہ بھی لگا ہوا ہے

اور وہ خود اپنے ستون سے از حد عداوت رکھتا ہے اُسنے جو سنا کہ کل نامہ بر نامہ لیکر آئیگا محراب شاہ
سے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ کل کوئی ونگل خواہ کرسی دربار میں ایسی نہو کہ اُسپر سردار نامہ بر اور جو خالی
ہو اسکو دربار سے اُٹھا دیا جاوے تاکہ جو دبیر نامہ بر آکر کھڑا رہے اور ذلیل ہو اُسوقت تک تو
ضرور کھڑا رہیگا جبتک کرسی آئیگی اس سے یہ غرض ہے کہ یہ معلوم ہو کہ انکے روبرو کوئی ہماری قدر
نہیں ہے انھوں نے تو اون ہمکو ذلیل کیا کہ ہم دربار میں کھڑے رہے ہمارے لیے کوئی مقام خالی
نرکھا دوسرے دربار کی بھی حالت اُسپر ظاہر ہوگی کہ اتنا بڑا دربار ہے کہ کوئی مقام خالی نہیں ہے
کہ کوئی آکر بیٹھ سکے محراب شاہ نے یہ امر قبول کیا بلکہ یہ رائے کل اہل دربار و سپہسالار کو ناگوار
معلوم ہوئی اگرچہ چند وجوہ سے نہ کہسکے اول تو یہ کہ بادشاہ نے رائے نرالی دوسرے اُسکے روبرو
کسی کی سماعت نہوگی تیسرے یہ خیال کیا کہ جو جیسا کریگا ویسی سزا پائیگا اہل دربار نے خیال کیا کہ جو سپہسالار
ہیں انھوں نے تو اس امر میں کچھ نہ کہا لہذا ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم ہر کام کو دخل دیں ہاں یہ امر بالکل خلاف
ہوگا آج تک کسی نے نامہ بر کو ذلت نہیں دی ہے بہت عزت سے پیش آیا ہے بڑے بڑے بادشاہوں
نے عزت کی ہے یہ کیا ہیں ہمارے خیال میں خود انکی ذلت ہوگی اگر کوئی نامہ بر چرب زبان چالاک ہوا وہ
خود انکو سر دربار ذلیل کریگا اُسوقت حال کھلیگا ہم کیوں بول کر برے ہوں اور پھر ایک
سے دشمنی لیں یہ باہم اشاروں میں باتیں ہوئیں محراب شاہ نے کسی سے اس امر خاص میں رائے
بھی نہ لی نہ کسی نے کچھ کہا دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے راہ میں اسی امر کی باتیں
باہم رہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ دن گذرا رات ہوئی دونوں لشکروں میں طلایہ پھرنے لگا
صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی لوگ اپنے اپنے خیموں میں جاکر آرام پذیر ہوئے وہ رات
اسی طور سے کٹی چرخ اخضری پر روشنی سحر ہوئی پیک شب پیام جنگ لیکر طرف مغرب کے روانہ
ہوا قاصد روز لشکرگاہ مشرق سے قرطاس نور کہ جسپر پیام نصیحت آمیز تحریر تھا لیکر میدان فلکی پہ
راہرو ہوا یعنے آفتاب نکل آیا دربار آراستہ ہوا بادشاہ برآمد ہوئے صاحبقران اپنے ونگل میں تمکن
ہوئے جب سب حاضر دربار ہوچکے صاحبقران نے دبیر سے فرمایا کہ تم ایک نامہ کا مسودہ کرکے
ہماری نظر سے گذرانو جسمین کلام تہدید آمیز بھی ہوں اور صلح آمیز بھی مگر اسکا خیال رہے کہ مرتبہ میں
کمی نہونے پاے نہ اسلام کی وقعت کم ہو ہر مرتبہ اپنا بلند رہے درست رہے کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے
اسلام کی حقارت ہو نہ کوئی لفظ ایسی کہ جو اسکی شان کے خلاف ہو ان سب باتوں سے نامہ پاک
ہو دبیر نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اُسی وقت ایک مسودہ طیار کرکے روبرو صاحبقران کے پیش
کیا صاحبقران نے اُسکو ملاحظہ فرمایا جو کوئی لفظ خلاف تھی اسکو قلم کش کیا اُسکے مقام پر اور لفظ
لکھدی اُسکو درست کرکے صاحبقران نے دبیر کو دیا اور فرمایا کہ اسکو دوسرے قرطاس پر صاف
کرو دبیر نے اُس نامہ کو دوسرے کاغذ پر صاف کیا اور لفافہ میں بند کرکے مہر صاحبقران کرکے پیش
کیا صاحبقران نے اُسی وقت خلعت سپر و تلوار و جام شربت و بیڑا طلب کیا ایک چوکی پر رکھا اور
فرمایا کہ میں ایک شخص کا خواستگار ہوں کہ جو یہ نامہ لیکر جائے اور نامہ کی عزت بنا سکے اُسکا جواب لا
یہ بات پوری ابھی منہ سے نکلی تھی کہ اپنے ونگل پر سے شہنشاہ گوہر کلاہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور
آکر وہ جام شربت پی لیا بیڑا اُٹھا لیا سپر و تلوار اُٹھا کر کمر سے لگائی خلعت زیب جسم کیا اور نامہ سر سے
باندھا اور مجرا کیا صاحبقران شہنشاہ کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہے مرضی استفسار تو فرمایا کہ تم تو اعد

نامہ بری سے واقف ہو جو ایسی جرأت کی ہے شہنشاہ نے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو کوئی طریقہ باقی
نہ رہیگا یہ سنکے صاحبقران خاموش ہو رہے شہنشاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اُسکے بعد صاحبقران
کو پھر تمام اہل دربار سے ملے بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ سپرد خداوند کریم کیا شہنشاہ سب سے
رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے اپنے مرکب پر سوار ہو کر پانچہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر
محراب شاہ کے چلے یہان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم بھی جاؤ کہ تمھارے سپرد خدمت
خفیہ نویسی ہے خواجہ نے کہا کہ آپ یہ عہدہ مجھ سے لے لین مجھ سے نہین ہو سکتا ہے کہ جو کوئی جاتے
ہین اُنکے ہمراہ جاؤن مین اس کار سے دست بردار ہوتا ہون یہ سنکے صاحبقران نے ایک پرچہ
کاغذ کا لکھا بارگاہ مین ہاتھ بلند کرکے چھوڑا کہ خواجہ تو خدمت خفیہ نویسی سے دستبردار ہوئے
یہ چار ہزار کا رقعہ ہے جو کوئی اس خدمت کو قبول کرے اور حال ایلچی گری شہنشاہ سے ہمکو آگاہ
کرے ہم اسکو یہ چار ہزار روپیہ دینگے یہ فرما کر جو رقعہ چھوڑا اور عیارون نے قصد کیا کہ ہم اس
رقعہ کو لین اور یہ خدمت بجا لائین کہ خواجہ نے اپنی کرسی پر سے جست کی اور کہا کہ خیر اب کی تو مین یہ
خدمت بجا لاتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے جسکو منظور ہو سپرد فرمائیے گا مین یہ کام آج کیے دیتا ہون
یہ کہکر رقعہ لے لیا اور عرض کیا کہ روپیہ منگا دیجیے صاحبقران نے اسیوقت روپیہ منگا دیا خواجہ نے
اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور سب سے رخصت ہو کر بارگاہ سے باہر آئے اور صورت بدل کر روانہ ہوئے
عقب مین شہنشاہ کے یہان محراب شاہ دربار مین آیا آج اسکا بھی دربار خوب آراستہ ہے سب سردار
حاضر دربار ہین جو نہ آتے تھے وہ بھی آئے ہین سیکڑون کرسیان و دنگل آراستہ ہین کوئی دنگل و کرسی خالی
نہین ہے ہر ایک سردار کی پشت پر اُسکا ملازم کھڑا ہوا ہے ہر ایک مسلح و مکمل ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ صاحبقران کے فرزند نامہ لیکر آئے ہین جنھون نے آکر نقابدار داشتہ لشکر کی کمک کی تھی جبکہ
بارگاہ پر فساد ہوا تھا یہ خبر سنکے محراب شاہ نے اُس سردار کے کہنے سے یہ حکم درگہ سالار کو دیا کہ
جبتک ہمکو خبر نہ کرلینا اُسوقت تک کسی کو اندر نہ آنے دینا یہان تو یہ بندوبست ہوا ہے اُدھر شہنشاہ اپنے
لشکر کو طے کرکے اور میدان جنگ کو داخل لشکر ہوئے لشکر کو بہت آراستہ پایا جو جو مقام کہ آراستہ ہونے
کے تھے اُنکی سیر کرتے ہوئے مرکب کو تیز گام کیے ہوئے چلے جاتے ہین یہ بالکل خیال نہین ہے کہ کوئی
مر جاے گا یا کچل جائیگا اگر کوئی خیمہ راہ مین ملا اُسکے سبب سے راستہ بند ہوا اُسکی طناب کاٹ دی
کہ وہ گر پڑا یا جو کوئی رد برو آگیا کچھ خیال نہ کیا اُسی طور سے وہ چلے خواہ وہ کچل کر مر گیا خواہ اسکی جھڑپ
آکر گر پڑا یا جو کوئی درخت ملا ایک ہاتھ اُسکے تنہ پر مارا کہ وہ قلم ہو گیا نشان لشکر گرا دیے اس طور سے
چلے آتے ہین لشکر مین ہلکہ پڑا ہوا ہے کہ نامہ بر نے بڑی بدعت کی ہے اور ستم کرتا ہوا چلا آتا ہے کسی کو
خیال مین نہین لاتا ہے جس مقام پر کھڑے ہو گئے اسکی دوکان لٹوا دی اپنی خودسری دکھاتے ہوئے چلے
آتے ہین یہ خبرین محراب شاہ کو پہونچ رہی ہین وہ کہتا ہے کہ آنے تو دو یہان آکر سب غرور نکل جائیگا
یہ اسی طور سے قریب بارگاہ پہونچے اپنے ہمراہی کے سوارون کو اُسی مقام پر کھڑا کیا آپ تنہا دربارگاہ پر
آئے اور قصد کیا کہ اندر بارگاہ کے مع مرکب جاؤن کہ درگہ سالار نے اُٹھکر کہا کہ تم کون ہو
جو یون بےادبی سے اندر جانے کا قصد رکھتے ہو کیا کبھی کسی دربار مین نہین گئے ہو قواعد شاہی سے نہین
واقف ہو کیسے بے ادب ہو کوئی کہین دربار شاہی مین جاتا ہے جب تک اجازت نہ ہولے گی اندر نہ
جانا ملیگا شہنشاہ نے فرمایا کہ ہمکو کوئی اجازت کی ضرورت نہین ہے ہم نامہ بر ہین نامہ لیکر آئے ہین

نامہ بر کو کسی کی اجازت کی حاجت نہیں ہے ہم بدون اطلاع اندر جائینگے ورگہ سالار نے کہا کہ ہمارے
بادشاہ نے دربار کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ کوئی بدون اجازت جاسکے آپ یہاں قیام کریں میں جاکر
اطلاع کرتا ہوں اگر اجازت ملے تو بہتر ورنہ واپس جائیے گا اور آپ کس کا نامہ لائے ہیں یہ تو بیان
فرمائیے شہنشاہ نے فرمایا کہ میں نامہ لایا ہوں صاحبقران دوران کا اور ہم کوئی تیرے بادشاہ کے
ملازم نہیں ہیں کہ اگر اجازت ملے تو نامہ لیکر جائیں ورنہ واپس جائیں ہم تو ضرور نامہ
لیکر اندر بارگاہ کے جائینگے ہم کو کوئی نہیں منع کرسکتا ہے تیری کیا اصل ہے کیا ہمکو بھی ایسا ویسا خیال کیا
ہے تو کیا ہے اور تیرا بادشاہ کیا ہے یہ کہکر قصد کیا کہ مرکب کو جنبش کروں کہ اُسنے باگ پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا
کہ تم نہیں سنتے ہو جبتک ہم خبر نہ کرلیں گے اندر بارگاہ کے نہ جانا ہوگا کیا تمنے کوئی ایسی ویسی بارگاہ
خیال کی ہے کہ جو ہم بھی کر سکتے ہو شہنشاہ نے فرمایا کہ کیوں قضا آئی ہے ہمکو فرشتہ بھی نہیں منع کرسکتا ہے
تو کیا اصل ہے بس اسی میں خیر ہے کہ روبرو سے ہٹ جا ورنہ ایک طمانچہ میں سر توڑکر ... اُسنے کہا کہ یہ
جو شہنشاہ نے فرمایا اُسنے کہا کہ ہمنے دیکھا نہیں ہے کہ کوئی چلا جاوے ہم تو اتنی قدرت کسی میں نہیں پاتے ہیں
اگر آپکی مرکب کا قدم آگے بڑھے تو ایک ہنگامہ ... ہوتا ہے کیا قریب ہے یہ نئی بات ہو اور اچھی
زبردستی ہے یہ جو اُسنے کہا انکو غصہ آگیا اور فرمایا اُسکے روکنے سے ہم رہ جائیں یہ فرماکر مرکب کو ایڑ
لگائی مرکب چلا اُسنے باگ کو جھٹکا دیا کہ وہ جھم سے پھل چلا انکو غصہ آگیا خشمناک ہوکر جو طمانچہ مارا
اور طمانچہ بیٹھا صدا اسکی ایسی بلند ہوئی یہ صدا اندر بارگاہ کے گئی ہوگی کہ لوگوں کے کان کھڑے
ہوگئے ادھر سر اسکا جیسے گردن سے اڑ گیا تن زمین پر گر کر تڑپنے لگا اسکے ملازم یہ حال دیکھکر ... پیٹتے
دوڑے کہ یار لینا اس مفسد کو اسنے ورگہ سالار کو قتل کیا ہے زندہ بچ کے نہ جانے پاوے سلامت اندر بارگاہ
کے نہ جاسکے یہ جو غل دربارگاہ پر ہوا اندر بھی خبر آئی کہ دربارگاہ پر کسی سے تلوار چل گئی ہے مہراب شاہ
نے اپنے عیار سے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ کس سے تلوار چل گئی یہ کیا خرابی ہے ابھی آتا ہے وہ جو یہ حال دیکھیگا
تو کیا اپنے جی میں کہیگا کہ یہ لوگ تو باہم کٹے مرتے ہیں جاکر منع کرو ابھی عیار یہ حکم پاکر چلا تھا صرف قصد
کیا تھا کہ ایک سر میں بارگاہ میں آکر گرا یہ حال دیکھکر مہراب شاہ حیران ہوا کہ یہ سر کسکا ہے ملازم سے کہا کہ
اٹھالاؤ وہ چلا ادھر شہنشاہ نے جو یہ غوغا دیکھا تو خیال کیا کہ اگر ہم اسے لڑنے لگے تو اور لوگ انکی کمک
کو آئینگے بیکار کا فساد ہوگا اس سے بہتر ہے کہ ہم اندر بارگاہ کے چلیں یہ دل میں خیال کرکے مرکب کو جو جنبش
کی تو وہ مرکب اڑکر چلا سر ایک پچھاڑ گیا وہ چار اور اسکی ڈپٹ میں آگئے اور گرکر مرگئے مثل برق چمک کر
صحن بارگاہ میں اترا ادھر تو یہ اندر بارگاہ کے گئے ادھر وہ لوگ یہ کہتے ہوے کہ لینا جانے نہ پاوے
یہ ہمارے افسر کو قتل کرکے اندر بارگاہ کے آیا ہے یہ اُدھر سے ہوتے شہنشاہ مع مرکب صحن میں اترے
اتفاقاً یہ اُسی سر کے برابر اترے ادھر سے وہ چوبدار چلا تھا کہ یکایک یہ بھی پہنچے تو سب دیکھتے
رہے کہ یہ کون ہے کہ جو بدون ڈر کے مع مرکب بارگاہ میں چلا آیا اور ورگہ سالار نے منع بھی نہ کیا
اور وہ لوگ آئے اور کہنے لگے تو ہمارے ہاتھ سے بچکر کہاں جاے گا ہم اپنے افسر کے خون کا عوض
ضرور لینگے تو نے صرف اتنا ہی جرم پر اسکو قتل کیا کہ انہوں نے منع کیا کہ بدون اجازت ہم نہیں جانے
دینگے تو نے تلوار کی انکو قتل کیا اور مع مرکب اندر بارگاہ کے چلا آیا ہے یہ کیا ہے اور یہی ہوا اول
تو خون کیا دوسرے بے ادبی کی یہ حال دیکھکر مہراب شاہ کے حواس جاتے رہے
کہ یہ کیا واقعہ ہے ان لوگوں کی طرف دیکھکر کہا کہ کچھ بیان تو کرو کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ اتنے میں وقت

وہ ہرکارے بھی اندر بارگاہ کے آئے کہ ہو چھپ کر گئے ہوئے تھے اُنھوں نے جو آکر دیکھا کہ اول تو اُنکو وہ تین لاشین در بارگاہ پر ملین یعنی تین لاش درگہ سالار کی بھی تھی اُنھوں نے جو دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ نامہ بر سے تکرار ہوئی اُسکے ہاتھ سے درگہ سالار مارے گئے اور یہ لوگ اب وہ مع مرکب اندر گیا ہی ملازم درگہ سالار کے اُسکے عقب مین گئے ہین پھر ہرکارے اُسوقت پہونچے کہ دیکھا شہنشاہ تو مرکب پر کھڑے ہوئے ہین اور ایک سر پڑا ہوا ہی اور چند آدمی با شمشیر برہنہ کچھ تکرار کر رہے ہین بادشاہ خاموش بیٹھا ہی ہر ایک کو حیرت کا جوش ہی سب اسی طرف نگران ہین بادشاہ و اہل دربار کو یہ حیرت ہی کہ اسکا کیا سبب ہی کہ یہ سب لوگ یون گفتگو کر رہے ہین اور یہ غیر شخص کون ہی جو یون مع مرکب اندر بارگاہ کے چلا آیا ہی اور یہ سر کسکا ہی آخر سبب سے تو بادشاہ نے اُن لوگون سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی کیونکہ یہ تو پہچان لیا ہی کہ یہ ملازم ہین درگہ سالار کے جیسے بادشاہ نے اُنسے کہا کہ بیان کرو یہ کیا ماجرا ہی تو ہرکارون نے پھر کر عرض کیا غلام عرض کرتے ہین آپ ان لوگون کو منع فرمایئے کہ خاموش ہون اپنے جو ہونا تھا وہ ہو گیا اگر یہ منظور ہی کہ یہ بارگاہ خون سے نعل ہو تو نہ منع فرمایئے ہرکارون سے یہ سنکے محراب شاہ نے اُنسے کہا کہ خاموش رہو ہمکو سننے دو کہ یہ کیا ماجرا ہی نہ تو تم بیان کرتے ہو نہ دوسرے کو کہنے دیتے ہو جاؤ باہر جاؤ ہم دریافت حال سے آگاہ ہوکر تمکو طلب کرلینگے یہ جو محراب شاہ نے کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے اور الگ کھڑے ہو گئے ادھر شہنشاہ نے اُس چوبدار سے فرمایا کہ جو سر اُٹھانے کو آیا تھا وہ قریب سر پہونچ چکا تھا کہ انکا مرکب اُترا تھا وہ سہم کر اُسی مقام پر رہ گیا تھا فرمایا کہ تو میرے مرکب کی باگ لے مین بادشاہ سے دو دو باتین کرلون تو پھر سوار ہو کر چلا جاؤنگا وہ اُنکے تیور دیکھکر ڈر گیا اور بہت خوب کہکر قریب مرکب آیا ادھر ہرکارون نے عرض کیا کہ خداوند صورت حال یہ ہی کہ ایلچی تمام لشکر کو طے کرکے در بارگاہ پر پہونچا قصد کیا کہ اندر بارگاہ کے جاوے درگہ سالار نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور کہا کہ ہم ضرور بدون اجازت جائینگے تکرار ہوئی درگہ سالار نے مرکب کی باگ پر ہاتھ ڈالا اُسنے طمانچہ مارا کہ سر تن سے اُڑ گیا وہ سر یہان آکر گرا اُسکے ملازم ایلچی پر دوڑے ایلچی مع مرکب بارگاہ مین چلا آیا یہ لوگ بھی اُسکو قتل کرنے کو آئے ہین اب محراب شاہ کو معلوم ہوا کہ یہ ماجرا ہوا ہی یہ شہسوار عرصہ جرأت وہی ایلچی ہی یہ جرأت و طاقت سنکے محراب شاہ و اہل دربار کے ہوش جاتے رہے اور خیال کیا کہ اگر ہم کچھ حکم دیتے ہین تو واقعی یہ تمام بارگاہ تاراج کر دے گا اُن لوگون سے کہا کہ تم جاؤ ہم اسکی بابت پھر حکم دینگے اسوقت موقع نہین ہی یہ سنکے وہ لوگ اپنا سا منھ لے کر باہر آئے محراب شاہ کو بڑا کہتے ہوئے ادھر شہنشاہ مرکب پر سے اُتر کر اُس مقام پر آئے جہان دربار آراستہ تھا اور آکر کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو کہ خدا کو واحد جانتا ہو یہ جو کہا تمام اہل دربار مین ایک شور ہوا کہ ہان ہان اے ایلچی یہ کیا کلام کرتا ہی ہمارے روبرو خدا ئے آسمانی کا نام لیتا ہی اپنی زبان کو بند کر شہنشاہ نے جواب دیا کہ تم لوگ خود اپنی زبان بند کرو مین تو نامہ لے کر آیا ہون جو میرا جی چاہیگا وہ مین بیان کرونگا سنتے ہی مثل اژدر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھایا اور خاموش ہو رہے اُنھون نے آکر جو دیکھا تو تمام دنگلون و کرسیون پر سردار بیٹھے ہوئے ہین کوئی دنگل نہ کوئی کرسی خالی ہے مین کس پہ بیٹھون اب یہ نظر دوڑانے لگے کہ اگر کوئی کرسی خالی ہوگی یا کوئی دنگل دیکھا کہ کوئی خالی نہین ہے اب اُنھون نے یہ خیال کیا کہ اُس دنگل پہ بیٹھنا چاہیے جو کہ قریب تخت شاہی کے ہو یہ تصور کرکے جو دیکھا اُدھر بادشاہ نے حکم دیا کہ نامہ بر کے لیے کرسی لاؤ چوبدار کرسی لینے گیا ادھر اُنھون نے

دیکھا کہ ایک سردار قریب تخت شاہی بیٹھا ہے تب انھون نے خیال کیا کہ یہ معزز ہے اسی کو اُٹھا کر اسکے دنگل
پر بیٹھ جاؤن اور نامہ دیگر جواب نامہ حاصل کرون پس اُسکے قریب آ گئے اور کہا کہ ای بھائی ذرا تھوڑی
دیر کے واسطے تم اس دنگل پر سے ہٹ جاؤ مین بیٹھ کر بادشاہ سے دو دو باتین کر لون نامہ کا
جواب لے لون مین تمھارا مہمان ہون مہمان کی خاطر واجب ہے اور کوئی تمھارا ہرج بھی نہین ہے اُسنے
جو یہ کلام سنا اپنے دل مین خیال کیا کہ اسنے مجکو اہل دربار مین سب سے زیادہ تر ذلیل دیکھا کہ مجکو
اُٹھاتا ہے اور کسی کو نہین مین تو نہ اُٹھونگا چاہے کچھ ہو جاے یہ تصور کرکے دل مین جواب دیا کہ ای
نامہ بر تو نے کیا مجکو کوئی بد قوم خیال کیا جو تو مجکو اُٹھاتا ہے اتنے لوگ دربار مین موجود ہین اُن کو
اُٹھا کر کسی کے دنگل پر بیٹھ جا نہین ذرا دیر توقف کر کہ تیرے لیے کرسی آتی ہے اُسپر بیٹھ کر باتین کرنا مین
تو نہ اُٹھونگا شہنشاہ نے جواب دیا کہ یہ تو نہوگا کہ مین کھڑا رہون تیرے ہی دنگل پر بیٹھونگا کیونکہ یہ
قریب تخت شاہی ہے اور دنگل و کرسی دور ہین اس تکرار سے کچھ حاصل نہین ہے تم ذرا دیر کیلیے
اُٹھ کھڑے ہو وہ کرسی آئیگی اُسپر بیٹھ جانا مین ٹھہر نہین سکتا ہون مجھے جلدی ہے تیرا کیا نقصان ہے
اُس سردار نے کہا کہ یہ تو نہوگا مین تو اپنے مقام پر سے نہ اُٹھونگا اور کسی سردار کو اُٹھا کر اُسکی کرسی
پر بیٹھ جا اور کیا تیرے پاؤن اتنے عرصہ مین تھک نہ جاینگے کہ کرسی آ لے شہنشاہ نے جواب دیا کہ کیون
جہالت کرتا ہے درگسالار کا حال سنا ہوگا کہ وہ کیونکر میرے ہاتھ سے مارا گیا وہی تیرا حال ہوگا
آیندہ تجکو اختیار ہے اب تو ہم اسی دنگل پر تجکو اُٹھا کر بیٹھینگے اُسنے جواب دیا کہ کیا طاقت وہ بیوقوف
تھا کہ مارا گیا دوسرے وہ کیا مقابلہ کر سکتا تھا یہان ہر ایک رستم وقت ہے خصوصاً میری طرف تو کوئی
نگاہ اُٹھا کر نہین دیکھ سکتا ہے قتل کرنا تو شئ دیگر ہے یہ جو اُسنے کہا شہنشاہ نے جواب دیا کہ بس خیر اسی
مین ہے کہ ہٹ جاؤ ورنہ خرابی ہوگی اُسنے جواب دیا کہ مرنج فلک تو مجکو اُٹھا سکتا نہین ہے یہ جو کہا اب
انکو غصہ آگیا اور قریب آ کر اُس سے کہا کہ بس ہٹ جا زیادہ تقریر نہ کر نہین مین اُٹھا دونگا اُس نے
جواب دیا کہ کیون قضا آئی ہے میرے منھ کیون لگتا ہے اپنی خیر منا بس اسی مین خیریت ہے کہ تیری جان بچی ہے
کہ تو نے اتنا بڑا جرم کیا اور کچھ نہ کیا گیا اور نہ سزا دی گئی ورنہ اسکی بہت بڑی سزا تھی شہنشاہ نے
جواب دیا کہ کیون نہ دی کیا کوئی مانع ہوا تھا مین تو موجود ہون کہین چلا نہین گیا ہون اگر منظور
ہو تو سب ایک مرتبہ ہی مقابلہ کر لین یا فرداً فرداً مین کسی طور سے بند نہین ہون اور مین تجکو ضرور اُٹھا دونگا
یہ فرما کے اور ہاتھ دراز کر کے اُسکی کمر بند مین ڈالا اور کہا کہ ہٹ جا اُسنے قصد کیا کہ لنگر
قائم کردن شہنشاہ نے جھٹکا دیا اُسکو اُٹھا لیا اور الگ کھڑا کر دیا اور خود دنگل پر بیٹھ گئے یہ
واقعہ اور یہ زبردستی دیکھکر اہل دربار و تحراب شاہ کے ہوش جاتے رہے اور سب نے خیال کیا
کہ یہ لوگ بڑے زبردست ہین یہ کہین نہ ٹرکین گے ادھر اُس سردار نے جو کہ یہ خیال کر رہا تھا کہ اُسنے
بڑی ذلت دی میرا ہاتھ پکڑ کر دنگل پر سے اُٹھا دیا خود بیٹھ گیا یہ وہی سردار ہے جس نے یہ رائے
دی تھی کہ سب کرسیان اور دنگل اُٹھا دیے جائین جو کہ خالی ہون تا کہ ایلچی کو ذلت حاصل ہو اُسی
کی رائے سے یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوئی بدون اجازت اندر نہ آنے پاوے اس حکم سے ایک شخص کی
جان گئی وہ جو مثل مشہور ہے کہ جو اور کے لیے کنوان کھودے وہ خود گرے اُسنے قصد کیا تھا کہ
ایلچی کو ذلت ہو خود ذلت اُٹھائی یہ جو ذلت اُٹھائی بڑا غصہ آیا اور تلوار میان سے لے کر
شہنشاہ پر چلا ادھر شہنشاہ نے جو تلوار کی چمک دیکھی فوراً سنبھل بیٹھے جب تلوار قریب سر آ گئی

کھینچی وہی کہ تلوار پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور بند دست پکڑ کر جو جھٹکا دیا
وہ منھ کے بھل آیا ایک گھونسا مارا کہ اسکا مغز سر پریشان ہو گیا تیورا کھا کر گرا اور بیہوش ہو گیا اہل دربار
دیکھکر دنگ ہو گئے کہ کیا جرات ہے یہ لوگ بڑے بیخوف ہیں کسی کا خوف نہیں ہے یہ خیال نہیں کہ کسی
کے دربار میں ہیں یہ مقام غیر ہے یہان سب غیر لوگ ہیں ہم تنہا ہیں یہان سے کیونکر جاوینگے مگر کیا بے خوف ہیں
وہ سردار جو کہ بیہوش ہو کر گرا تھا خاموش پڑا رہا کہ اتنے میں خادم کرسی لے کر آیا اسنے آنکھیں کھولی
مردہ کی طرح بیہوش ہی پڑا رہا ایسا خوف غالب ہوا ادھر شہنشاہ نے سہراب شاہ سے کہا کہ آپ کیون تشریف
لائے ہین جواب دیا کہ نامہ لے کر آیا ہون سہراب شاہ نے کہا کہ لائیے نامہ برنے جواب دیا کہ چند
شرطین ہین نامہ کے ساتھ سہراب شاہ نے کہا کہ کیا شرطین ہین جواب دیا کہ نامہ کو گیارہ سلام کرو اور
ہمکو سات سلام گیارہ قدم نامہ کی تعظیم کرو اور سات قدم میری اور گیارہ کشتیان جواہر کی نامہ پر سے
نثار کرو اور سات میرے اوپر سے اور یہ شرط ہے کہ نامہ کے ساتھ کوئی بدعنوانی نہ کرنا ورنہ تمہاری
جان نہ ہوگی اس نامہ کے ساتھ میرا سر ہے بس جو کچھ تمکو جواب دینا منظور ہو وہ نامہ کی پشت پر تحریر کر دینا
کیونکہ یہ نامہ ہے اس مین بہت سے کلمے سخت ہین ہیبت سے ترم ہین یہ شہنشاہ نے کہا سہراب شاہ
نے جواب دیا کہ ہمکو کوئی شرط نہین منظور ہے آپ اپنا نامہ لے جائین شہنشاہ نے فرمایا کہ ابتدہ ہمکو نامہ لینا ہوگا
ورنہ تمام بارگاہ تہ و بالا کر دو لگا ادھر اس سردار نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ وہ پہلوان ہے جو کہ نامہ لے کر آیا تھا
پا گیا دیکھا کہ میرے دنگل پر بیٹھا ہوا ہے پھر آنکھین بند کر لین کہ شہنشاہ کی نگاہ اسپر پڑی اسکی یہ حرکت دیکھکر
ہنس دیے اور فرمایا کہ جا اب مین تجھ سے نہ بولونگا مین نے تیری خطا معاف کی وہ یہ سنکے مارے
خوف کے کانپ گیا اور آہستہ سے اٹھا اور آنکھین بند کیے ہوئے اس مقام پر سے چلا اور ایک اور
سردار کے برابر آکر خاموش ہو کر بیٹھ رہا کہ اس سردار سے اور شہنشاہ سے بہت فاصلہ تھا ادھر سہراب شاہ
نے شہنشاہ سے فرمایا کہ جو مین نے کہا ہو وہ شرطین بجا لاؤ مجھکو دیر ہوتی ہے اسنے اپنے سپہ سالار کی طرف دیکھا
اسنے جواب دیا کہ جو نامہ بر کہتا ہے وہ ادا فرمائیے کیونکہ یہی طریقہ ہے اگر نہ ادا فرمائیگا تو فساد ہوگا لہذا
فساد آہستہ سے کہی سہراب شاہ مجبور ہو گیا تھا اسنے سپہ سالار سے اس سبب سے کہا تھا کہ شاید یہ کم
ہمت با ندیشہ اور اس سے مقابلہ کرے جب یہ سنا اور اہل دربار کو بدحواس پایا خیال کیا کہ اس سے کچھ نہ ہوگا
یہ لوگ زبانی جمع خرچ جانتے ہین جو نامہ بر کہتا ہے وہ قبول کر دون پس اسی وقت سات سلام شہنشاہ کو
گیارہ نامہ کو اسی طور سے سات قدم شہنشاہ کی تعظیم دی گیارہ قدم نامہ کی سات کشتیان جواہر کی شہنشاہ پر
نثار کین گیارہ نامہ پر جب کشتیان نثار کی گئین جتنے لوگ علاوہ سردار کے اس بارگاہ مین ملازم
و غیر ملازم تھے سب اس قصد سے چلے کہ لوٹین مگر ایک کے بھی ہاتھ کچھ آیا سب مایوس ہو کر رہ گئے
باہم لڑنے لگے کوئی کہنے لگا کہ سب تمنے لے لیا اسنے جواب دیا کہ بھائی میرے ہاتھ کچھ نہ آیا ہمکو
تہمت لگاتے ہو کیون طوفان باندھتے ہو اسنے جواب دیا کہ مین نہ مانونگا آخر کچھ تو ہاتھ لگا نہین کہا گئی یا
آسمان اسنے جواب دیا کہ جس طور سے تیرا گمان میرے اوپر ہے اسی طور سے مین تمہارے اوپر گمان کرتا
ہون کہ تم نے سب لے لیا اور مین محروم رہ گیا یہ باہم تکرار ہونے کی یہان خواجہ موجود تھے جیسے کشتیان
نثار کی گئین خدمتگارون کے مجمع مین کھڑے تھے انھون نے سب سے آگے بڑھکر جال مارا اور
سب مال نذر زنبیل کیا اور دوسری صورت بدل کر اور مقام پر جا کر کھڑے ہو رہے کس طور سے
ان لوگون کے ہاتھ آتا جہان یہ ذات بابرکات ہون وہان کچھ مال کسی کو ملے خواجہ الگ

کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں یہ جو حال محراب شاہ نے دیکھا کہ سب لوگ باہم تکرار کر رہے ہیں اور نوبت
مار پیٹ کی بھی پہنچی ہو، حکم دیا کہ ان سب کو نکال دو یہ کیا کوئی بازار مقرر کیا ہے کہ باہم لڑ رہے ہو یہ دربار
نہیں ہے کہ واسطے لڑائی جھگڑے کے ہو محراب شاہ نے حکم دیا چوبداروں نے چلا کے کہا کیوں باہم تکرار کرتے ہو بادشاہ خفا
ہوتے ہیں یہ جو چوبداروں نے کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے سبب یہ تھا کہ یہ جو چوبدار جو منع کر رہے تھے
خود بھی شریک تھے جب کچھ ہاتھ نہ لگا تو الگ جا کر اپنے مقام پر کھڑے ہو گئے انھیں میں خواجہ بھی تھے
جب وہ خاموش ہوئے اس سبب سے کہ بادشاہ برہم ہوتے ہیں وہ غل و شور موقوف ہوا اب شہنشاہ نے
محراب شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم نے کل شرائط ادا کیں اب یہ نامہ لو مگر یہ خیال رہے کہ نامہ
کے ہمراہ کوئی بے ادبی نہو ورنہ خرابی ہو گی آیندہ تمکو اختیار ہے محراب شاہ نے جواب دیا کہ آپ
اطمینان رکھیں کبھی بے ادبی نہوگی جو کچھ جواب دینا ہوگا پشت نامہ پر تحریر کر دینگے بلکہ میں ابھی سے
جواب دیتا ہوں کہ ہمکو کسی طرح سے صلح نہیں منظور ہے بلکہ مقابلہ منظور ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ یہی جواب
تحریر کر دینا کوئی بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ فرما کر نامہ نکال کر دیا محراب شاہ نے اٹھکر سرو قد
کھڑے ہو کر نامہ دونوں ہاتھوں پر لیا اور سر پر رکھ لیا اور بوسہ دیا اور بعد اسکے کہ دیا کہ اسکو پڑھو دبیر نے
لیکر لفافہ چاک کیا شہنشاہ دنگل پر مثل شیر ببر کے تشریف فرما ہیں کسی کی جرأت نہیں پڑتی ہے کہ کچھ کلام
کر سکے سب خاموش سر جھکائے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا پہلے
اسمیں حمد الہی و نعت رسالت پناہی تحریر تھی اسکے بعد کل واقعات صاحبقران اول و ثانی مجملاً تحریر تھے
اور انکی تعریف بھی لکھا اسکا اپنی حالت تحریر تھی اور یہ تحریر تھا کہ میں وہ ہوں کہ جسکے قدم کی برکت سے
دریائے سبز رنگ کہ جہاں وہم انسانی بھی نہیں جا سکتا تھا فتح کیا جہاں سحر و ساحری کا مقام تھا کیونکر
باسانی فتح ہوا ایک ساحر بھی نہ باقی رہا اسکے بعد شہر لقینیہ کو کیونکر فتح کیا آگ میں گیا وہاں سے زندہ نکلا لقین
نے میرا مذہب قبول کیا وہ میرے ہمراہ ہے اگر یقین نہو تو لقین سے دریافت کر کے میرے
کہنے کو یقین کر دیں میں تمکو تحریر کرتا ہوں کہ اس کفر و کافری سے باز آؤ تصویر پرستی ترک کرو مذہب اسلام
و ملت بیضا قبول کرو غاشیۂ اطاعت کو دوش بدوش پر رکھکر حاضر خدمت والا ہو یہاں آکر مذہب اسلام کی پیروی
کرو ورنہ یہ یاد رکھو کہ مثل دریائے سبز رنگ و شہر لقینیہ کے یہ ملک بھی تباہ ہوگا اور تم لوگ بھی مثل
لقین کے اسلام قبول کروگے اگر ذلت اٹھا کر اسلام قبول کیا تو کیا ہے عاقل و دانا وہی ہے کہ جو عاقبت اندیشی
کرے یہ یاد رکھنا اور اس پر غرور نہ کرنا کہ میرے پاس لشکر ہے یہ سپاہ و لشکر کچھ کام نہ آئیگا سب ایک حملہ
میں تباہ ہوگا بڑے بڑے بادشاہ تباہ ہو گئے ہیں تمہاری کیا اصل ہے میرے نزدیک یہ امر بہتر ہوگا کیوں بندگان
خدا کا خون ہو بیکار کو کشت و خون ہو یہ بڑا امر ہے میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تم ایسا بادشاہ صاحب اختیار
میرے ہاتھ سے ذلت پاوے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جسنے تمکو اور تمام عالم کو خلق کیا اسکو نہ پہچانا تو بلکہ ایک
تصویر جو کہ بالکل بے حس و حرکت ہے اسکی بندگی کرو اپنے خالق برحق کو تو سجدہ نہ کرو تصویر کو سجدہ کرو یہ جو
شجر و حجر کوہ صحرا باغ و دریا جن و بشر دیو پری ارض و سما چاند و آفتاب ثوابت و سیارے خلق فرمائے
ہیں سب اسکے خالق ہونے کے شاہد ہیں اسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے پیدا کیے ہیں ہم کو
راہ نیک و بد کا اختیار دیا ہے یہ نفس امارہ ہمارا جدھر کو چاہے لیجائے بلکہ اس پر بھی اکتفا نہ کی انبیاء
و اوصیا ہمارے ہدایت کے لیے خلق فرمائے انھوں نے ہمکو ایسی راہ نیک بتائی کہ جسکے سبب سے ہم
شاہراہ ہدایت پر پہنچے چشمۂ ضلالت سے نکلے یہ خیال کر لو کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اسکا کوئی شریک

بیت۔ اگر جنگجوئی ندارم درنگ ۔ وگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ۔ جو تم کو منظور ہو وہ جواب نامہ کی پشت پہ
تحریر کر دو اُس نامہ میں واحدانیت خدا کے بہت سے الفاظ تھے اور ہر مذہب کی مذمت تھی خصوصاً مذہب
آتش پرستی کی زیادہ تر تھی مضمون نامہ سُنکے محراب شاہ و اہل دربار کو بہت غصہ آیا مگر کیا کریں خاموش
بیٹھے ہوئے سنا کئے جب نامہ ختم ہو چکا تو محراب شاہ نے دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے پشت پہ نامہ کے یہ
تحریر کر دو کہ ہمکو اسقدر دماغ نہیں ہے کہ ہم اس نامۂ طویل کا جواب تحریر کریں صرف اس عبارت طویل کا یہ جواب
ہے کہ ہمکو کچھ منظور نہیں ہے سوائے جنگ کے نہ ہم مثل لقین کے ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا مذہب آبائی ترک کر کے
اپنے باپ دادا کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنا باپ دادا بنائیں اور مذہب غیر قبول کریں یہ تو بہتر ہوگا
کہ ہمکو قبول ہے ہم صلح سے جنگ بہتر جانتے ہیں یہ جواب تحریر کر دو دبیر نے جواب جو کہ محراب شاہ نے
لکھا تحریر کر دیا محراب شاہ نے وہ نامہ شہنشاہ کو دیا اور کہا کہ لیجئے میں نے جواب جنگ تحریر کر دیا ہے
یہ نامہ حاضر ہے شہنشاہ نے وہ نامہ لے کر کمر میں رکھا اور تلوار کو ٹیک کر کھڑے ہو گئے اور تمام اہل دربار
کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں موجود ہوں جن صاحب کو مجھ سے اس امر کا عوض لینا منظور ہو کہ میں نے
درگ سالار کو قتل کیا ایک سردار معزز کو سر دربار ذلیل کیا تو لے لے بعد کو یہ نہ کہے کہ ایلچی چلا گیا اور
ہم سفارت میں آگاہ کر کے جاتا ہوں کسی وقت میں عاجز نہیں ہوں یہ جو شہنشاہ نے کہا سب اہل دربار
نے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجائیں کوئی منع نہیں کرتا ہے ہم آپ سے اور آپ کے لشکر سے مقابلہ میدان
جنگ میں کریں گے یہاں کیا بولیں یہ سنکے شہنشاہ جو سیڑھی ہوئے اپنے مرکب کے قریب آئے اور اس پر
سوار ہو کر روانہ ہوئے اور بیرون دربار آ کر اپنے لشکر کی طرف چلے وہ جو کہ ہمراہی تھے اُنکو ہمراہ
لیا خواجہ پہلے سے وہاں سے روانہ ہو گئے یہاں دربار میں سب سردار و صاحبقران مع بادشاہ
کے موجود ہیں دربار آراستہ ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی تک جواب نامہ لیکر شہنشاہ نہیں آئے
ہیں خواجہ کچھ خبر لیکر آئے ہیں کہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے انھوں نے مجرا گاہ میں آکر مجرا کیا اور عرض
کیا کہ ہم یہاں سے خبر روانہ ہوئے تھے یہ خبر لائے ہیں کہ شاہزادہ عالم نے بڑی شوکت سے نامہ بری کی پہلے
تو تمام لشکر کا تتر بتر کر دیا کسی کو نہ کیا جو کوئی سامنے آیا وہ چھپ گیا میں مرکب کی آگیا نشان لشکر کو قلم کر ڈالے
خیمے گرا دیے اسی طرح سے قریب بارگاہ پہنچے درگ سالار نے اندر جانے سے منع کیا اسکو قتل کر کے
اندر گئے بڑا شور و غل ہوا سب لوگ ہوا سے مقابلہ چلے کسی کا ہوا نہ پڑا کہ کلام کرے مقابلہ کرتا تو
نی دیگر ہی آخر سب اپنا سا منہ لیکر رہ گئے آپ مرکب پر سے اوتر کر دربار میں گئے اور اہل اسلام سلام کیا
کو اہل دربار کو گراں گذرا مگر کیا کریں دربار میں کوئی کرسی خالی نہ تھی صندلی قریب تخت کے ایک پہلوان
بیٹھا ہوا تھا اُس سے کہا کہ تم ہٹ جاؤ ہم اس صندلی پر بیٹھ کر کچھ کلام بادشاہ سے کرینگے اُسنے جواب دیا
کہ میں نہ اٹھونگا اس امر پر باہم تکرار ہوئی آخر کو شاہزادے نے اسکو زبردستی اٹھا دیا وہ ذلیل ہوا اُسکے
صندلی پر بیٹھ کر جو شرائط نامہ تھے سب اُس سے پہلے اسکے بعد نامہ دیا اُسنے جواب نامہ تحریر کرا دیا اب
شہنشاہ عالم نامہ کا جواب لیکر آتے ہیں اور جو کچھ گذرا تھا وہ سب بیان کیا ہرکارے یہ عرض کرکے
خاموش ہوئے اُنکو خلعت ملا وہ رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے صاحبقران نے بادشاہ سے
فرمایا کہ دیکھا اصل حسب نامہ بری کی بھلا ایسی امید نہ تھی بادشاہ نے جواب میں فرمایا خیال تو فرمائیے
کہ وہ فرزند کسکے ہیں جرأت و دلاوری تو انکا حصہ ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خواجہ آ کر پہنچے
اور اپنی کرسی پہ سلام کرکے بیٹھ گئے صاحبقران والا شان نے فرمایا کہ کیا خبر لائے کیسی نامہ بری کی

شہنشاہ سے خواجہ نے کہا کہ نامہ بری تو خوب کی مگر میرا نقصان ہوا مین باز آیا اس عہدہ سے کہ نفع تو درکنار
اور نقصان ہوا یہ تو وہ مثل ہوئی کہ گئے تھے روزے کو نماز گلے پڑی کچھ پیدا کرنے گئے تھے وہان جاکر
کچھ اپنا کھو آئے یہ تو ہمسے نہ ہوگا آدمی نوکری جو کرتا ہے تو نفع کے لیے نہ کہ نقصان کے لیے مین تو کبھی اس
عہدہ کو نہ قبول کرونگا یہ عہدہ اور کسی کو دیا جاوے مین کہان سے لاؤنگا کہ ہر مرتبہ نقصان ہو اسکی
برداشت کرون مین تو اسی طور سے تباہ ہو جاؤنگا ایک قرضدار ہون دوسرے اور قرضدار ہو جاؤنگا
لوگ تو مجکو صاحب امانت جانتے ہین اپنا مال میرے پاس امانت رکھتے ہین اگر اسی طرح سے مین کرتا
پھرا ایک کا مال کھو دیتا تو کوئی کیون امانت رکھواتا اگر اسی طرح سے نقصان ہوتا تو مین کیون صاحب امانت
ہوتا میری الٹی یہ طرح ٹھیری کہ جسکا مال ضایع کیا مین نے اپنے پاس سے دیا اسی سبب سے قرضدار ہو گیا ہون اور
یہ قرضہ جو کچھ ہوا ہے اسی صورت سے ہوا کہ آپ لوگون کے کام مین صرف کیا یا نقصان جو ہوا وہ بھی آپ ہی
کے کام مین ہوا جیسے اسوقت اور کسی نے وہ نقصان نہ دیا اگر دیا بھی تو بہزار دقت سو کی جگہ دس دیے اور بہت
بڑا احسان کیا ایک والد بزرگوار قرضہ چھوڑ گئے تھے کہ ادا کرو دوسرے خود اپنا قرضہ تیسرے آپ لوگونکی
طرف کا قرضہ ایک میری جان ہے اور اسقدر آلام ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بیان تو فرمایئے کہ کیا نقصان ہوا اسکی
فکر کیا ہے خواجہ نے کہا میرے پاس پانچہزار روپیہ کی انگشتری ایک تاجر کی تھی کہ اسنے فروخت کرنے
کو دی تھی کہ اسکو کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر دینا مین نے لیکر اسکو پہن لیا تھا میری انگلی مین تھی اس خیال سے
پہنے ہوئے تھا کہ بوقت دربار کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر دونگا جسکو پسند آئیگی یہان جو آیا تو یہ جھگڑا نکلا کہ
نامہ بر کے ہمراہ جانا چاہئے چنانچہ مین اسطرف روانہ ہو گیا کہ صبر لادکن وہان جو پہونچا اسوقت پہونچا جبکہ شہنشاہ سے اور
درگیسالار سے مقابلہ ہو رہا تھا وہ انکو منع کر رہا تھا یہ تکرار کر رہے تھے کہ مین ضرور جاؤنگا چنانچہ یہ اسکو
قتل کر کے اندر گئے لوگ جو اسکے ملازم تھے وہ حملہ کر کے اندر چلے مین جو انکے ہمراہ چلا چھٹ کر اور
ہاتھ میرا ایک آدمی کی پشت پر پڑا اسمین جھٹکا کھایا مجکو کچھ خیال نہ رہا مین اس گھبراہٹ مین اندر چلا گیا
وہان بھی جاکر خیال نہ آیا انگشتری اسی گھبراہٹ مین انگلی سے نکل گئی کیونکہ ڈھیلی تھی اب جو میری
نگاہ انگشت پر پڑی تو انگشتری نہ تھی دم تن سے نکل گیا جان پر بن گئی چونکہ مجکو اسوقت معلوم ہوا تھا کہ
جبکہ جواب نامہ مل چکا شہنشاہ دربار سے چل چکے تھے مین نے بہت تلاش کیا کہین نہ ملی مین مجبور ہو کر
رہ گیا عاجز ہوا آخر کو صبر کر کے چلا آیا کہ اسکا قرضہ ادا کر دیا جاوے گا معلوم ہوتا ہے کسی نے اٹھا لی اس
مجمع مین سے میرا تو نقصان ہو گیا یہ جو خواجہ نے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ ہم تمکو اس انگشتری
کی قیمت دینگے تم کل حال ایلچی گری کا بیان کرو خواجہ نے عرض کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے
آپ کے سبب سے لشکر قائم ہے مثل آپ کے کوئی سخی نہین ہے بہت سی تعریف کرکے کہا کہ روپیہ طلب
فرمایئے بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ طلب کر کے خواجہ کو دیا خواجہ نے کل حال ایلچی گری کا
بیان کیا بادشاہ و صاحبقران و اہل دربار سب سنکے اور بہت خوش ہوئے کہ اتنے عرصہ مین
شہنشاہ آکر پہونچے سب کو سلام کیا اپنی دنگل پر آکر بیٹھ گئے جواب نامہ صاحبقران زمان کو
دیا صاحبقران نے دبیر کو نامہ دیا کہ اسے پڑھو اسنے نامہ پڑھکر سنایا صاحبقران نے جواب
نامہ سنکر [illegible] ارشاد فرمایا کہ ان لوگون کو بہت غرور ہے اب دیکھئے کب مقابلہ ہوتا ہے یہ
فرما کے صاحبقران خاموش ہو رہے یہان دربار آراستہ ہوا ادھر لندھور نے شہنشاہ کے ہمراہ بادشاہ
نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ نامہ بر آکر بہت زبردستی کر گیا اور ہم مین سے ایک بھی نہ بولا اسکا

کیا سبب تھا سپہ سالار نے جواب دیا کہ آپنے ملاحظہ کیا تھا کہ اُس سے جو ورگہ سالار سے تکرار ہوئی
اسکا انجام کیا ہوا اور آنھون نے جو کہ اُسکے بڑے مقرب تھے اور اپنے کو زبردستان روزگار سے تصور
کرتے تھے آپ نے اُنکی رائے کے موافق کوئی دنگل و کرسی خالی بارگاہ مین نہ رکھا تھا تو کیا ہوا انھین کو
ذلت حاصل ہوئی اُنھین کو اُسنے دنگل پر سے اُٹھا دیا وہ کچھ نہ بنا سکے ایک گوشہ مین بیہوش ہو گئے
جو کوئی اُسوقت بولتا وہ یون ہی ذلیل و خوار ہوتا اسکا سبب یہ ہی کہ نامہ بر ہمیشہ سے گناہ ہوتا ہی
نامہ بر کی عزت کیجاتی ہی نہ کہ ذلت یہان تو اُسکے لیے ذلت کا سامان کیا گیا تھا مگر کیونکر ذلت ہوتی
کیونکہ وہ نامہ بر تھا بدین خیال کسی نے کچھ اُسکو جواب نہ دیا سب خاموش بیٹھے رہے سبب
تھا ان اب میدان مین جاکر اُسکو بے مقابلہ طلب کرین گے اس بیلے آدمی کی سزا دینگے آپ پریشان
نہون میری رائے یہ ہی کہ طبل جنگ بجوائیے کل میدان جنگ مین دنگل کر مقابلہ فرمائیے کیونکر کیا ضرورت
ہی کہ عرصہ ہو پھر سپہ سالار نے کہا محراب شاہ نے اُس پہلوان کی طرف دیکھا جو کہ ہاتھ سے شہنشاہ
کے ذلیل ہوا تھا بعد جانے شہنشاہ کے وہ پھر آکر اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اتنی بڑی ذلت اُٹھائی
تھی مگر یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو ذلت ہوئی تھی بالکل اُسکے چہرے سے آثار شرمندگی نہ ظاہر تھے بیٹھا ہوا
ہنس رہا تھا کہ جب محراب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا تو وہ یہ کہنے لگا کہ سپہ سالار سچ فرماتے ہین اب
طبل جنگی بجوائیے پہلے مین جاکر مقابلہ کرونگا اور اُس سردار کو جو کہ نامہ لیکر آیا تھا میدان مین طلب کرونگا
آپ ملاحظہ فرمائین کہ مین کیونکر سر میدان قتل کرتا ہون یہان تو مین نے جان کر طرح دی یہ جواب سنکر
محراب شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ جو حکم محراب شاہ نے دیا اُسی وقت نقارہ رزمی پر
چوب پڑی صدا سے نقارہ لشکر مین پھیلی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا لشکر حریف سے جب
نقارہ پہ چوب پڑی صدا سے نقارہ لشکر مین ہر چہار طرف منتشر ہوئی یہان لشکر مین اندر بارگاہ کے
صاحبقران و بادشاہ بیٹھے ہوے ہین کل اہالیان دربار جمع ہین خواجہ بھی موجود ہین شہنشاہ
کی نامہ بری کا ذکر ہو رہا ہی کہ صدا سے نقارہ کانون مین پہونچی اہل دربار سے فرمایا کہ یہ کیسی صدا
آرہی ہی یہ نقارہ کیسا بجا ہی کوئی جاکر خبر تو لاے کہ یہ نقارہ کہان بجا ہی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ جو سرکار
کی یہ خبر لیکر حاضر دربار ہوئی یہ ہرکارے ہمہ وقت لشکر حریف مین موجود رہتے ہین اسلیے کہ جو واقعہ
گذرے اُسکو بجلدی دریافت کرکے صاحبقران والا شان سے عرض کرین آکر پہونچے مجرا ادا
مجرا بجا لائے دعا و ثنا سے شاہی ادا کی اور عرض کیا کہ یہ غلامان جان نثار حاضر لشکر حریف تھے کہ بعد
آنے نامہ بر کے باہم صلاح ہوئی کہ کیا کیا جاے صلاح ہوئی کہ نقارہ جنگ بجایا جاے حسب حکم
کوس حربی بجا ہی حضور سے مقابلہ کرنے کا ارادہ ہی اور باقی خیریت ہی یہ خبر سنکے صاحبقران
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے کل ہم لشکر حریف سے مقابلہ کرینگے
یہ حکم ملا فوراً خواجہ بارگاہ سے اُٹھکر نقار خانہ مین آئے یہان نقارچیون نے نقارے
سینک سانک کر درست کر رکھے تھے کہ خواجہ پہونچے اُنھون نے پانچ اشرفیان نذر
لین خواجہ نے نذر قبول کرکے نقارے پر چوب لگائی کہ صدا سے نقارہ گونجی صدا سے
نقارہ سے گوش گردون کر ہوگئے ز نقارہ آواز آمد برون ۔ کہ دون ست دون ست گردون دون
دگر دل زن وہل زن بہ تحسین او ۔ بہ مین دین ادین ادین ادین او صدا سے کوس رزمی سے صحرا
گونج گیا اور نقارچیون نے نوبت بجائی شروع کی یہ جو خبر لشکر مین پھیلی کہ کل مقابلہ ہوگا

وہ لوگ یہ خبر سن کے کہ لشکر میں کوس حربی بجا ہے حریف سے مقابلہ ہوگا سب لوگ اپنا اپنا
سامان جنگ درست کرنے لگے آلات حرب و ضرب آراستہ ہونے لگے اودھر لشکر حریف میں بھی
سامان جنگ ہونے لگا تمام دن اسی طور سے نقارے بجا کیئے وہ دن تمام ہوا شب آئی دونوں
لشکروں میں نقارے بجتے رہے سب سامان جنگ میں مصروف ہوے کوئی زرہ کو درست کرنے لگا
کوئی تلوار پر صیقل کرنے لگا کوئی تیروں کو درست کرنے لگا کوئی آہنی خود کو درست کرکے سر پر
رکھنے لگا کسی نے کمان کو جو کہ خانہ کر گئی تھی اسکو سینا سانک کر درست کیا جو کہ بہادر رہتے
وہ دو دو چار چار باہم ملے ہوے بیٹھے ہیں اور باہم تذکرہ جنگ و پیکار کر رہے ہیں یہ کہ رہا ہے
کہ کل تلوار سر حریف پر مثل برق کے چمکے گی یہ تیر میرا قلب دشمن کو نشانہ کرکے پشت سے نکل جائیگا
یہ نیزہ میرا قلب کو اوہ میں در آئیگا کسی نے باواز بلند کہا کہ میرے گرز کی ضرب سے کرکہ وہ لوٹتی ہے
ایک گز زمین حریف پیوند زمین ہو جاتا ہے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں کوئی ہم سے مقابلہ نہیں
کر سکتا ہے ایسے ایسے کلام باہم کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ کل یہ لالہ خون کی ضیا سے رنگین ہوگی
دیکھیں کل کون عروس مرگ سے ہمکنار ہوتا ہے کل کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوتا ہے جام زندگانی چھلکتا
ہے کون ثابت قدمی دکھاتا ہے کسکا قدم کمیت سے باہر ہوتا ہے کون جھک کر سینہ پر تلواریں کھاتا ہے
کون نیزۂ دشمن کو سینہ پر روکتا ہے کون تیروں کو اپنی چھاتی پر لیتا ہے جو کہ بہادر ہوگا وہ یہ کام کریگا
بزدل کب اسکی برداشت کریگا دیکھیں کل کون قدم بڑھا کر دشمن کی ضرب کو رد کرتا ہے یہ جو بہادر
ہوگا وہ کریگا بہادروں میں تو یہ تقریر ہو رہی ہے باہم گلے مل رہے ہیں جو کہ بزدل ہیں وہ گریز
کی تدبیر کر رہے ہیں اپنا اپنا اسباب باندھ رہے ہیں اور اس فکر میں ہیں کہ رات زیادہ آ جائے
تو یہاں سے فرار کریں اگر جان ہے تو جہان ہے ہم زندہ ہیں تو ہزاروں نوکریاں ملینگی اگر ہم یہیں مر گئے
تو کون نوکری کریگا ہمارے بال بچے مارے فاقوں کے مر جائینگے بعض یہ فکر کر رہے ہیں کہ ابھی صرف
بیس دن شادی کو ہوا ہے جس دن سے شادی ہوئی ایک دن بھی بی بی کے ہمراہ نہ رہے صرف
چار دن تک تو ہمراہی رہی کہ یہاں سے طلب کا خط پہنچا اگر ہم قتل ہوگئے تو جورو رانڈ ہو جائیگی
اسکی جوانی کیونکر بسر ہوگی کیونکر رنڈاپا کاٹیگی ابھی تو کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی ہے کہ نشانی ہوتی ہم کیونکر
اپنی جان دیں یہ خیال کرکے اپنے چاکر کو صدا دی کہ میاں فتاح یہاں آؤ وہ حاضر ہوا کہا کہ ہماری سواری کا
مرکب و پیرتل کا ٹٹو طیار رکھنا ہم ابھی ضرورت سے جائینگے اسنے کہا کہ میاں کل صبح کو تو مقابلہ ہے آپ
یہ فرماتے ہیں کہ میں ضرورت سے جاؤنگا یہ کون سا امر ہے جو کہ خلاف بہادری ہے یہ کلام چاکر
سے سنکے برہم ہوکر جواب دیا کہ تجھکو کیا ہمارے امر میں دخل ہے ہم مالک ہیں اور تو نوکر تجھکو کیا دخل
اسنے جواب دیا کہ میں نے اس سبب سے عرض کیا کہ کل مقابلہ ہے اور نمک شاہی کھایا ہے اس کا
کچھ تو حق ادا فرمائیے گا یا نہیں انھوں نے جواب دیا کہ تو بڑا نمک حلال ہے اور بہت نمک کا پاس ہے
تو تو رہ ہمکو اپنی جان بھاری نہیں ہے ابھی تو شادی ہوے ہی کوئی بیس دن ہوا ہے اچھی طور سے جورو
کی صورت تک نہیں دیکھی ہے اگر مر گئے تو کون اسکی جوانی کاٹیگا اس سے اگر ہم زندہ ہونگے تو دوسرے
مقام پر نوکری ملجائیگی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ کا نقشہ ہے پس ہم جتنا سچ سمجھتے
ہیں اتنا کسی کو خبر نہ ہو وہ ملازم بڑا جھلا کہتا ہوا اپنے مقام فرودگاہ پر آیا جس طور سے آقا
نے کہا تھا اسی طور سے سب سامان درست کر دیا یہ لوگ اسوقت کے منتظر تھے ہر ایک پر سوار ہو کر بال بچے اسباب

دوسرے مرکب پر لاد کر روانہ ہوئے اسی طور سے سیکڑون لشکر سے نکل گئے کوہ و صحرا مین جا کر
پوشیدہ ہو گئے سیکڑون تو نکل گئے سیکڑون نے یہ تدبیر کی کہ چھال گوٹے کی لیے ہزارون دست
آنے لگے برابر چوکی لگ گئی سیکڑون نے مارے خوف جنگ کے لحاف اوڑھ لیے تپ کر پڑ رہے کہ تپ لرزہ
آ گئی ہی سیکڑون کو در اصل خوف جنگ سے بخار نے آ کر گھیر لیا یہ حال بزدلون کا تھا جو کہ بہادر تھے
وہ بیٹھے ہوئے باہم ذکر جنگ کر رہے تھے یون گفتگو ہو رہی تھی کہ گویا تلوار چل رہی ہی ہر ایک فقرہ تلوار
تھا ہر ایک کلام خنجر کی انی تھا وہ بزم نہ تھی گویا میدان رزم تھا باتین ایسی ہو رہی تھین کہ تلوار چلتی معلوم
ہوتی تھی کچھ لوگون کو جو خیال آیا تو کہا کہ چلو بھائی محمود خان کی خبر لین کہ وہ بہت بہادری کا دم بھرتے
ہین بات بات پر تلوار برساتے ہین خون کا دریا بہاتے ہین ہر مرتبہ موچھون کو بل دیتے ہین دوسرے نے
کہا کہ ہان چلو یہ بات تو تم نے اسوقت خوب بتائی یہ صلاح کر کے باہم پانچ چار آدمی ملکر چلے محمود خان
کے خیمہ مین آئے دیکھا کہ محمود خان پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین ملازم برابر پلنگ کے بیٹھا ہوا ہی دوائی بنا
رہا ہی اس سے پوچھا کہ بھائی کہان ہین آہستہ سے جواب دیا کہ غش مین پڑے ہوئے ہین سہ پہر سے انکو
دست آ رہے ہین تخمہ کیا ہی اسقدر دست آئے ہین کہ پلنگ پر سے اٹھ نہین سکتے ہین یہ جو ملازم نے
کہا وہ لوگ پلنگ کے پاس آ کر بیٹھے آواز دی کہ بھائی محمود خان کیون مزاج کیسا ہی محمود خان نے
کچھ جواب نہ دیا پھر آواز دی اب کی مرتبہ آہستہ کہا کہ اچھا ہون کیا کہون بھائی آج ہزارون دست
آ گئے ہین تخمہ ہوا ہی بات تک نہین کہی جاتی ہی یہ سن کے انھون نے جواب دیا کہ بڑا مقام افسوس ہی
کہ کل صبح کو مقابلہ ہی اور تمھارا یہ حال ہمکو تمھاری جنگ کا بڑا اشتیاق تھا کیا کہین کہ یہ حسرت دل مین رہی
محمود خان نے جواب دیا کہ بھائی خود مجکو افسوس ہی کہ مدت کے بعد جو مقابلہ کا دن آیا تو میری یہ حالت ہوئی
کیا کہون خداوند کریم جلد شفا دے یہ سنکے وہ لوگ یہ کہکر اٹھے کہ خدا اسکے بہتر کیا اور باہر خیمہ کے
آئے اور باہم صلاح کی چلو منے خان کے پاس چلین انکی خبر لین کہ انپر کیا گذری یا تو وہ روز
ہمارے پاس آتے تھے اور باہم بیٹھکر باتین کرتے تھے آج جو یہ شب مقابلہ ہی کل سحر کو مقابلہ ہوگا
نہ معلوم کون زندہ رہے کون مر رہے یہ دم بھر کی صحبت غنیمت ہی ع غنیمت شمر صحبت دوستان +
کہ گل پنج روز است در بوستان + جو دم گذرتا ہی وہ غنیمت ہی پھر ہم کہان اور یہ جلسہ کہان نہ معلوم
کون گوشہ گیر قبر ہوگا کسکو آغوش اجل نصیب ہوگا کون پھل تلوار کا کھا کر بسمل ہوگا جس سے
ملنا ہو مل لو یہ باتین باہم کرتے ہوئے اس مقام پر آئے جہان منے خان کا خیمہ تھا اندر خیمہ
کے آ کے دیکھا منے خان تو پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین خادم پاؤن دبا رہا ہی کئی لحاف پڑے ہوئے
ہین خادم سے پوچھا کہ کیون تمھارے میان کا مزاج کیسا ہی اسنے جواب دیا کہ سردی سے بڑی
شدت کا بخار آیا ہی غفلت مین پڑے ہوئے ہین ہوش نہین ہی یہ جو زبانی خادم کے سنا وہان سے
چلے آئے غرضکہ اسی طور سے جس خیمہ مین گئے وہان کسی کو بخار مین پایا کسی کو دستون مین سر و دست
مبتلا دیکھا آخر کو عاجز ہو کر اپنے خیمون مین چلے آئے اشتیاق عروس مرگ مین جاگنے لگے
وہ رات عیش و عشرت بسر کرنے لگے جو کہ بہادر تھے وہ دم بدم خیمہ سے نکل کر طرف آسمان کے
سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ کسقدر رات باقی ہی آثار سحر فلک پر ظاہر ہوئے یا نہین نسیم سحری کے
جھونکے چلنے لگے کہ نہین کوئی اپنے دامن قبا سے ہوا احساس کرتا تھا کوئی نشان لشکر کے پھریرون کو
دیکھتا تھا کوئی فرط مسرت سے اچھلتا تھا کوئی ہوا سے کے رخ کرکے ہو کر شب تب

کھولے ہوئے ہوا کے احساس میں مصروف ہوتا تھا پھر خیمہ میں چلا جاتا تھا اور پھر گھبرا کر نکل آتا تھا
کوئی مرغ سحر کی صدا کا منتظر تھا کوئی یہ کہتا تھا کہ آج کی رات کسقدر دراز ہوگئی ہی کہ نہین بسر ہوتی ہی
کہاں سنس رات نہوئی ہوتی ای خداوند کریم جلد سحر ہو بہادرون کو تو سحر ہونے کی خوشی تھی جو کہ بزدل تھے
وہ یہ دعا کر رہے تھے کہ شب دراز ہو جائے دس راتون کی ایک رات ہو جائے کہ جس قدر یہ رات
دراز ہوگی اُسی قدر جنگ مین تاخیر ہوگی مقابلہ نہوگا جتنے عرصہ تک دنیا کی ہوا کھاتے ہین کھاتے ہین
پھر تو سحر کو ہم ہین اور نوک نیزہ و کھپل شمشیر ہی رات کی درازی زندگی کی تدبیر ہی اُدھر طلایہ پھر رہا ہی
صدائے حاضر باش ناظر باش بلند ہی ہر ایک بزدل دردمند ہی اُسکو رات کی درازی پسند ہی
جو کہ بہادر ہین وہ درازی شب سے پریشان ہین گھڑی گھڑی خیمون کے باہر آکر رخ آسمان دیکھ
رہے ہین کہ سحر ہوئی یا نہین اہل اسلام کے لشکر کی تو یہ حالت ہی جو کہ سردار معزز ہین وہ اپنے اپنے
خیمون مین بیٹھے ہوئے ہین دوست آشنا جمع ہین باہم کلام کر رہے ہین بعض عبادت خدا مین مصروف
ہین بعض عیش و عشرت مین مشغول ہین بادشاہ یاد الٰہی کر رہے ہین صاحبقران اپنے عبادت خانہ مین
مشغول نماز شب ہین یہان تو ہر ادنےٰ و اعلیٰ اپنے اپنے کام مین مصروف ہی اُدھر لشکر حریف مین نقارہ
رزمی بج رہا ہی سامان جنگ ہو رہا ہی کوئی تلوار صاف کرتا ہی کسی نے زرہ کو صاف کیا ہی اُسکا زنگ
برطرف کیا ہی کسی نے خنجر کو چرخ پر چڑھایا ہی کہ جسکے سبب سے مثل چرخ پیر کی چکر مین آئی ہی کوئی
تیرون کو زہر مین بجھا رہا ہی کوئی سنان نیزہ صاف کر رہا ہی کسی نے اپنی سپر کے پھول درست
کیے ہین کوئی کمان کو درست کر رہا ہی کوئی گرز کو ہوا مین گھما کر اُسکی ضرب کو آزماتا ہی اور کہتا ہی کہ کل سر حریف
پر تو لگا دونگا کہ خدا پرست کا نشان بھی صفحہ ہستی پر نہوگا یہ باہم کلام کر رہے ہین کہ خدا پرست اپنے
اپنے خیال مین اپنے کو بہت زبردست تصور کرتے ہین اور اُنکے تصور کرنے کا سبب یہی ہی کہ وہ
لاکھون ہین تو ہمارا لشکر بھی بہت کم نہین مگر اُنکے لشکر کے روبرو کیا حقیقت رکھتا ہی اسی لشکر کا دل و جگر
ہی کہ جو اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ کرتا ہی ہماری اُنکے روبرو یہ حقیقت ہی کہ جیسے سمندر اور ایک
نہر بھلا ہم کیا اصل رکھتے ہین اگر وہ خاک کی چٹکی ہم پر مارینگے تو ہم چھپ جائینگے ہمارا نشان
بھی نہ ہوگا ہمارے اُنکے کیا مقابلہ مگر کیا کرین کہ برسون نمک کھایا ہی اگر حق نمک نہ ادا کرین تو
نمک حرام مشہور ہون یہ تو ہم سے ہرگز نہوگا چاہے کچھ ہو کل ہم ضرور اپنی جان دینگے خدا پرستون کو
بھی معلوم ہوگا کہ کسی لشکر سے مقابلہ ہوا تھا اور وہ لشکر ہم سے لڑا بڑا بہادر تھا کل ان لوگون کو
ہماری بہادری کا حال معلوم ہو جائے گا اگر اُنکے قدم نہ اُکھڑ گئے تو ہم نے اپنا نام بدل ڈالا اُنکو
اپنی کثرت پر غرور ہی وہ بہت مغرور ہین بہت سے لشکری تو یہ کلام کر رہے ہین بہت سے مارے خوف
کے لشکر سے نکل گئے ہین ہزارون نے اپنے کو علالت مین مبتلا کر لیا ہی بہت سے فکر گریز مین ہین جو کہ
معزز سردار ہین کچھ تو آرام کر رہے ہین کسی مقام پر چوسر بچھی ہوئی بازی ہو رہی ہی کوئی بدمعاش
بدقماش بادشاہ جنگ مین مصروف ہی کہین سوغت ہو رہا ہی کسی مقام پر تختہ نرد بچھا ہوا ہی
کہین سیر ہو رہی ہی کہین ہنسوڑی پھاک رہی ہی کسی مقام پر چپین آراستہ ہی کسی خیمہ مین ناچ ہو رہا ہی
کوئی خوش گلو تان لگا رہا ہے طبلہ پر تھاپ پڑ رہی ہی کسی خیمہ مین ستار بج رہا ہی ڈھولک بج
رہی ہی کوئی خود ملہار گا رہا ہی دوست بیٹھے ہوئے ہین خاصدان رکھے ہوئے ہین
دور شراب کا بندھا ہوا ہی جام گردش مین ہی ایک ماہرو پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی بوسہ بازی ہو رہی ہی

کوئی اپنی معشوقہ کے ہمراہ عیش و عشرت مین مصروف ہی شراب ناب سے مست ہو مسہری کے پردے چھٹے ہوئے ہین اس خیال سے کہ کل روز جنگ ہی نہ معلوم کیا ہو اس سے حسرت دل تو نکال لو تاکہ ارمان جہان سے بچا و در پیا اپنے خدا سے دعا ہی کہ یہ شب دراز ہو جائے تاکہ جو جو ارمان دل مین بھرے ہین وہ سب بر آئین کوئی بیٹھا ہوا اپنے مذہب کے طریقے سے عبادت کر رہا ہی محراب شاہ نو در ساتھ حسینان جہان کے عیش و عشرت اور بوس و کنار مین مشغول ہی راز و نیاز ہو رہا ہی شب دیگر کا وعدہ ہو رہا ہی یہ عالم لشکر حریف مین ہی غرضکہ دونون طرف خوشی و غم ہی دونون لشکرون مین طبل جنگ بج رہا ہی طلایہ پھر رہا ہی صداے حاضر باش بلند ہی ہر ایک کے دل مین یہ فکر ہی کہ کسی طرح سے یہ رات بسر ہو تاکہ سحر ہو میدان جنگ مین چلکر ہنر مردی دکھائین داد مردانگی لین حریف کو قتل کرین اسکے خون سے اپنے ہاتھ بھرین یا خود دریا ے خون مین غوطہ زن ہوون اپنے خون سے آپ غسل کرین جو خدا پرست ہین وہ یہ خیال کرتے ہین کہ مرتبہ شہادت کا پائین جو کہ خدا پرست نہین ہین وہ یہ خیال کرتے ہین کہ ہر خرو ہم قسمت مین اپنے خداوند کی جا پہنچینگے اپنے عزیزون سے ملینگے ادھر تو یہ عالم ہی آسمانپر ماہ تا با نکلا ہوا ہی وہ مردان عالم کی کارسازی کے تماشے مین مصروف ہی ستارے نہین ہین بلکہ فرشتون نے ہزار آ دید تماشا سے درستی سامان جنگ سے روزن بناے ہین کہ ہم اہل اسلام و کفار کے سامان جنگ کا مشاہدہ کرین ماہ عالم افروز نے چادر نور کو فرش کیا تھا تمام جہان از زمین تا آسمان روشن تھا ایک عالم نور تھا کہ حسن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دریاے نور موجزن ہی ماہتاب بھی اسی طرف بچشم حیرت نگران تھا سامان جنگ دیکھ دیکھ کر اسکا رنگ فق ہوا جاتا تھا جیون جیون رات بسر ہوتی تھی وہ دور سے قمر زرد ہوتا تھا چادر نور میلی ہوتی جاتی تھی دنیا پر تو یہ عالم تھا ادھر خلد مین خدا پرستون کی روح کی آمد کا غل تھا حورین ان شہدا کی مشتاق تھین در خلد پر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی تھین در دوزخ پر مالک کو کفار کی روح کا انتظار تھا تمام ارواح کفار برا ے استقبال دونون طرف استادہ تھین کوئی یہ کہتا تھا کہ ہمارا بھائی آتا ہی کسی کا یہ قول تھا کہ باپ کی آمد کا غل ہی کوئی بیٹے لیے کھڑا ہوا تھا کہ وہ ضرور آئیگا اسنے خوب اپنے آبائی طریقے کو ابھی تک بنا ہا کسی کے بہکانے پر نہین لگا بڑا اپنے مذہب کا پختہ تھا یہ تو عالم دوزخ تھا خلاصہ یہ کہ ادھر دنیا پر بہادر خیمہ سے نکل نکل آثار سحر کو دیکھ رہے تھے بہت سے صداے اذان پر گوش لگا ے ہوے تھے کہ یکایک مرغ سحر نے صدا دی صداے اذان بلند ہوئی نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے روشنی شمع بالکل زرد ہوئی چراغ جھلملانے لگے بہادران ہر دو لشکر آثار سحر دیکھکر اپنے دوست و آشنا سے باہم بغل ہونے تھے اور یہ کلام کرتے تھے یارون یہ شب حاملہ ہی دیکھئے فردا چہ زاید اور یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار

کردانکہ فردا چہ خواہد رسید | ببینم کہ تا گرد گار جہان | درین آشکارا چہ دارد نہان
کرا گشتہ تا بوت در بر کشید | نہ دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید | کرا تاج اقبال بر سر نہند

القصہ جوانان شمشیر زن دلاوران تیغزن اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کر چلے تھے اور آثار سحر کے منتظر تھے حاصل یہ کہ طرفین کے لشکرون مین جب درستی حرب و ضرب ہو چکی تھی تو ہر ایک عیش و عشرت مین مصروف ہوا تھا اسی عیش و عشرت مین وہ رات تمام ہوئی دونون لشکرون مین طلایہ رات بھر پھرا کیا صداے ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہوتی کہ آثار سحر ظاہر ہوئے سفیدہ صبح نے سر نکالا آفتاب کی کرن نکلنے لگی اشعار

دم صبح لین ترک عالی مقام | بر آورد رخشندہ تیغ از نیام | عساکر بنا در درگاہ آمدند

باگ لیتے ہی مرکب کے تیور بدل گئے گویا پری تخت سلیمان لیکر چلی تھوڑا جیسے نے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران
مرکب کو لے کر آہستہ آہستہ طرف دردولت کے تشریف لے چلے یہاں سب سردار جمع تھے کچھ توزین پوش
کچھ بانے ہوئے اسپر بیٹھے تھے خادم مرکب ٹہلا رہے تھے کچھ خود مرکب پر سوار ہوا کھڑا رہے تھے بند قبا
کھڑ لے ہوئے تھے کچھ تیراندازی کر رہے تھے نشانہ تاک رہے تھے کچھ سیوفت کے ہاتھ نکال رہے تھے کچھ
وظیفہ پڑھ رہے تھے بعض میدان جنگ کے تصور میں کھڑے تھے آنکھے پیش نگاہ میدان جنگ تھا اور
لشکر میں جنگی باجے بج رہے تھے ایک تو صبح کا وقت تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی گلوں کی خوشبو
آرہی تھی جوانان لشکر مست تھے صدا باجہاے جنگی سے اور مست ہوے جاتے تھے اکثر ناظرین نے
مشاہدہ کیا ہوگا کہ جیسا چھاؤنی میں بوقت سحر باجے بجتے ہیں تو کس قدر لوگ مست ہو جاتے ہیں یہ ان باجوں کا
اثر ہے کہ پہلوانوں کو مست کر دیتے ہیں کہ صاحبقران آکر پہونچے سب نے مجرا کیا صاحبقران سبکا
مجرا لیکر آئین شامل ہوگئے سرداروں سے باتیں کرنے لگے اب صرف انتظار شہنشاہ گیتی پناہ سلیمان بارگاہ
خدیو جہان کا انتظار ہے کہ وہ تشریف لائیں تو لشکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہو کہیں ایسا نہو کہ لشکر
کفار آجاے یہاں تو یہ انتظار ہے اندر بارگاہ کے بادشاہ نے نماز سے فراغت کر کے کشتی پوشاک کی طلب فرمائی
خادم نے حاضر کی تبدیل پوشاک فرمائی اسکے بعد کشتی اسلحہ حاضر کی گئی بادشاہ نے ہتھیار لگائے
تخت حاضر کیا گیا اسپر سوار ہوئے کہاروں نے تخت اٹھایا سر پر چتر لگایا گیا آگے آگے نقارہ جلوی
سواری روانہ ہوا طفلان منہیان لوٹے لخلخہ کے لیے ہوئے دوطرفہ کنزل الماس نگار عہدیداروں کے
ہاتھ میں نقاچہ عصا کوڑا ہاتھ میں لیے ہوئے سب کے سب باقاعدہ اور ہمراہ سب باادب باتیں ملتمس سواری کی
چلی آتی ہے کہ ایک مرتبہ پردہ کہار نے پرکھینچا تحویلدار نے صدا دی کہ سب ہوشیار ہو جائیں کہ ظل اللہ جہاں پناہ
تشریف لاتے ہیں سب باادب ہو جائیں یہاں سب سردار مع صاحبقران کے قرینے سے کھڑے ہوگئے کہاروں
نے تخت برلوایا نقارہ جلوس سواری واپس گیا کہار تخت شاہی کے کر جلو خانہ سے باہر آئے
سب کا مجرا ہونے لگا اول مجرا صاحبقران کا ہوا بادشاہ نے سینہ پر ہاتھ رکھا کہ تمہاری جگہ ہمارے
دل میں ہے اسکے بعد اور سرداروں کا مجرا ہوا تخت شاہی بڑھا طرف میدان جنگ کے چلا اور
صاحبقران مع ہمہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے آگے قلب میں تخت شاہی کے گرد تمام سرداران
شان وشوکت سے طرف میدان جنگ کے روانہ ہوے عقب میں سپاہ کے پرے جوق جوق گروہ گروہ
چلے آتے ہیں جس سردار کا لشکر آیا اور جس رنگ کی پوشاک ہوئی اسی رنگ کا صحرا کا رنگ ہو گیا یہ عالم
ہے کہ صحرا دم بدم رنگ بدلتا ہے کبھی فیروزی ہوگیا کبھی زنگاری کبھی گلنار کبھی طلائی کبھی نقرئی گویا آسمان
رنگ بدل رہا ہے علموں کے پھریرے کھولے ہوئے پرچم چمکتے ہوئے نشان لہراتے ہوئے سنانین
کلغیاں خود کی چمکتی ہوئیں تلواروں کی جھنکار مرکبوں کی ٹاپوں کی آواز سے گوش گردون دون کر
ہوے جاتے تھے اسقدر خاک بلند تھی کہ ایک آسمان خاکی زیر آسمان نیلگون پیدا ہو گیا تھا جیسا کہ فردوسی
فرماتے ہیں سہ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ اس
جاہ وحشم سے لشکر اسلام میدان جنگ میں پہونچا صفین آراستہ کرنے لگے ادھر لشکر کفار
کی سفر دع ہوئی کالے کالے علم کھولے ہوے مہیب صورتیں بادہ نخوت سے مست
بحساب شاہ تخت پر سوار گرد تخت کے سرداران ہیں لشکر بیشمار مقابلہ میں لشکر اسلام کے

دو ہر کار بستند چون کوہ قاف		رسیدند لشکر بجائے مصاف		آگر صف آرا ہوا اشقیا

زکین بہ نیزک سوار بود پشت سپاہ	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب	ز خشک سر گذر گاہ کین ریختند
تیغ یلان خروشیدن انگیختند	ز لبیاری لشکر ہر دو جاے	فرو بست گوشندہ راہ دست و پای
دو رویہ شادند بر جاے جنگ	شوو تند در پیشہ سستی درنگ	جب دونوں لشکر میدان جنگ

مین پہونچے دونوں طرف سے صف آرائیکے صفین درست ہوگئین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کیا تبرداروں نے جنگل جھاڑی جھنڈی کو کاٹا جو درخت کہ حایل نظر تھے انکو قطع کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے مشک لیکر آبپاشی کی گرد و غبار کو ہٹایا جب یہ سب بند و بست ہوچکا تو دونوں طرف نقیبان بلند آواز نکلے انہوں نے یہ صدا دی کہ اے جوانان شیرافگن وای دلاوران تیغ زن وای پہلوانان تہور شعار وای نامداران رکاب کرفتار وای شیران بیشۂ شجاعت وای نہنگان دریاے تہور آگاہ ہو اور آگاہ باش کہ یہ روز جنگ ہی آج وہ دن ہی کہ نام کرو دشمن کی شمع حیات کو ہوا سے تیغ سے گل کرو آج دریاے تیغ مین وہ شناوری کرو کہ یہ ثابت ہو کہ یہ لوگ آب تیغ کے بہت بڑے شناور ہین آج نام کو دشمن کے صفحہ ہستی پر سے مثل حرف غلط کے مٹا دو اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو کیونکہ تم اُن شیرون کے شیر ہو جو کہ ہمیشہ میدان جنگ کو محفل عیش تصور کرتے تھے اور کبھی پیچھے اُنکے قدم باہر نہ ہوتے ہمیشہ آگے ہی رہے وہ نہایت قدمی دکھائی جو کہ یادگار زمانہ ہی مثل رستم و اسفندیار کے نام کر گئے بدین خیال کہ یہ دنیا چند روزہ ہی اسکا کیا اعتبار ہی یہ زوال دنیا وہ چیز ہی کہ جس سے اپنے ہمت کی اسکی مٹی خراب ہوئی یہ مقام قیام کرنے کا نہین ہی بلکہ گذرگاہ ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان ہم لوگ اسلئے آئے ہین کہ توشۂ آخرت بہم کرین تاکہ نام نیک دنیا مین پیدا کرین مثل رستم و سہراب کے جو امر و مشہور ہوں خیال کرنے کا مقام ہی کہ جو کہ سلطان ہفت اقلیم تھے جنکو سر و سامان عیش و نشاط مہیا تھے ہمہ وقت پری رویون کا مجمع اُنکے گرد رہتا تھا جملہ سامان عیش موجود تھے وہ طاق ایوان کہ جنکی دید سے انسان کی بھوک و پیاس جاتی تھی جو کہ ہمہ وقت جملہ سامان سے آراستہ رہتے تھے جہان وہ مسند آرا مقام سکونت رکھتے تھے جہان ہمہ وقت چنگ و رباب بجتا تھا جہان پر ہزاروں قہقہے رہتے تھے اب وہی مقام ہو مار رہتے ہین نہ وہاں وہ حسینان جہان ہین نہ وہ شاہان ہفت اقلیم سب زیر خاک جاکر مقیم ہوے اسقدر عرصہ ہوا کہ خاک اُنکی استخوان تک کھا گئی کا نشان سر کا پتا بھی نہین ملتا ہی کوئی اُنکے نام پر سورۂ فاتحہ تک نہین پڑھتا ہی یہ بھی نہین معلوم کہ اُنکی لحد کہان ہی کہ انپر دو پھول چڑھا دیے جاوین جو کہ ہمہ وقت خوشبو سے گل کے لیے رہتے تھے اب وہ دو پھول کو محتاج ہین مقام افسوس و حسرت ہی کہ جنکی یہ حالت ہو کہ لوگ جنکے روبرو جاتے ہوے خوف کھاتے وہی لوگ یون زیر خاک جبکے سر و سامان بڑے ہوں جنہوں نے سیکڑون کو قتل کرکے سامان عیش بہم کیا اُس سامان سے اُنکو سواے دو گز کفن کے اور کچھ نہ ملا ہو جملہ سامان صرف دنیا بھر کے لیے ہی اسکے لیے انسان کیون اپنی عمر کو برباد کرے جو نیکی کرنا ہو کرلے اپنا نام صفحہ ہستی پر روشن کرے دا مردی و مردانگی دے کہ یہی کام آئیگی ورنہ نہ دنیا کام آوے گی نہ دولت نہ مال نہ باپ نہ اولاد صرف یہ سب سامان دنیوی ہین جب مرگئے تو کوئی کسی کا نہین ہوتا ہی ہان جو نیکی کرجاتا ہی اُس سے نام روشن رہتا ہی جیسے کہ نوشیروان کا نام آج تک ساتھ عدل کے مشہور ہی یا جیسے کہ بادشاہ مثل فریدون و منوچہر و کیکاؤس وغیرہ کے

گذرے کہ ان سب کا نام ساتھ نیکی کے مشہور ہے یا ضحاک ماران کو تصور کیا جاسکے کہ جو کوئی اسکا نام لیتا ہو سوا اسکے بدی کے نیکی کے ساتھ نہین لیتا ہے پھر وہ کام کیون نہ کرے کہ نام نیک باقی رہے جو کہ بادشاہ ہے اُسکو عدل وداد سے کام لینا چاہیئے جو کہ پہلوان ہے اُسکو یہ لازم ہے کہ وہ وہ ثابت قدمی میدان جنگ مین دکہا سکے کہ تا قیام قیامت تا مرور روئے زمین پہ باقی رہے پس اے جوانمردو آج دن نام کا ہے وہ نام کرو کہ سب کو معلوم ہو جائے وہ تلوار کرو کہ حریف کے دانت کہٹے ہو جائین دریائے آب تیغ مین شناوری کرو آتش جنگ وفساد کو دوبالا کرو بڑہکر سینہ پر سنانین کہاؤ کہیل تیغ کا کہیلو چکول ڈہال کا سونگہو عروس مرگ کے مشتاق زندگی سے ہاتہ اٹہاؤ مرکب تیز کرکے صف دشمن پر جا پڑو صفون کو درہم وبرہم کردو خون کے دریا بہ جائین سر خاک پہ لوٹتے نظر آئین یہ دن نام کا ہے اگر آج جانبازی نہ دکہائی تو کچہ کام نہ کیا اسی سے تمہارے باپ دادا کا نام روشن ہوتا ہے یہ امر نام روشن کرنے کا ہے خیال کرلو کہ یہ دنیا مقام گذر گاہ ہے یہان قیام غیر ممکن ہے بڑے بڑے اولوالعزم جو کہ دعوے خدائی کرتے تھے ایک چشم زدن مین ناپید ہو گئے نہ وہ خدائی رہی نہ وہ کروفر آنکہین بند کیے چلے گئے

نظم

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے	تاج مین جنکے ٹانکتے تھے گہر	ٹھوکرین کہاتے ہین وہ کاسۂ سر
کونسی گور مین گیا بہرام	آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے	کوئی لیتا نہین ہے قیس کا نام
کل تھا جس جا پہ بلبلون کا ہجوم	ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا	نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا
نہ کبھی دہوپ مین نکلتے تھے	آج اُس جا ہے آشیانۂ بوم	عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
صبح کو طائران خوش الحان	گردش چرخ سے ہلاک ہوئے	استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے
مورد مرگ ناگہانی ہے	پڑھتے ہین کل من علیہا فان	جا سے عبرت سرا سے فانی ہے

پس اے بہادرو خیال کرلو کہ یہ مقام سرا ہے بلکہ سرا سے بھی بدتر ہے کیونکہ سرا مین جسقدر قیام کرنے کا قصد کرکے جاتے ہین اُتنے عرصہ تک ضرور قیام کرتے ہین یہان یہ بھی ممکن نہین ہے جب اُسنے حکم دیا کہ سیٹ آدہر یہان قیام نہین ہو سکتا جو کہ جی سکتے وہ عدول حکمی نہ کرسکے پہر ہماری کیا اصل ہے ایسے ایسے نبی جو کہ اُسکے پیارے تھے وہ تو ادہر اُسکا حکم آیا چلے گئے لمحہ بہر کبہی نہ ٹہہر سکے پس اے شجاعان روزگار وہ کام کرو کہ ثبات قدم سے صدائے تحسین وآفرین ہر سمت سے اُٹہے یہ جو نقیبون نے صدا لگائی کڑکیتون نے کڑکا کہا لشکرون مین سناٹا ہو گیا ہر صف مثل صف مژگان کے ہو گئی سب عالم حیرت مین کہڑے ہوئے سن رہے تھے شجاعت کا جوش تہا چہرے لال ہو گئے تھے مست کہڑے ہوئے جہوم رہے تھے یہی ولولہ تہا کہ مرکبون کو بڑہا کر صف دشمن پہ جا پڑین مار کر دشمن کو رین دراصل یہ دنیا مقام عبرت ہے اور جائے حسرت در حقیقت کیسے کیسے شاہان جلیل جا جا کر زیر خاک پنہان ہو گئے بس یہی آج کی کارزار یادگار رہجائیگی یہ خیال کرکے قصد کیا تہا کہ مرکبون کو پہلے سے نکالین کہ پہر نقیبون نے صدا دی کہ اے جوانان بکوشید ہاجا ہے کہ زنان نپوشید سہ اسکے نامور ہو وہ نام کرنا رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا ÷ لشکر مین ہر طرف سناٹا ہے سب جوش شجاعت مین جہوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین جو کہ افسر ہین اُنکے ادب سے سوار رکے ہوئے ہین افسر بپاس صاحبقرانی دم بخود ہین زیادہ جرأت نہین کرسکتے ہین خلاف داب شاہی ہے لشکر اسلام کی تو عجیب حالت ہے کہ جسکا کچہ حال تحریر نہین ہو سکتا ہے اُنکے روبرو تلوار چل رہی ہے وہ یہ خیال کرتے ہین کہ اب کوئی دم مین ہم بہی فنا ہوتے آمادہ مرگ ہین تلوارین نیام سے لے لین ہین طرف لشکر کفار کے جہوم جہوم کے دیکہتے ہین

اور کبھی تیغ شمشیر آبدار لشکر کفار کو دکھاتے ہین لشکر کفار کا یہ عالم ہی کہ وہ بھی الگ جھوم رہے تھے قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین ہر صف پہ سناٹا ہی ہر طرف مقام ہو معلوم ہوتا ہی گو کہ اس صحرا مین دو لشکر کثیر اُترے ہوئے تھے اور میدان جنگ مین برابر سے مقابلہ آئے ہوئے تھے مگر سناٹا تھا ایسی صدا نقیبون نے لگائی تھی کہ سب خاموش ہو رہے تھے لشکر کفار مین تھوڑے عرصہ تک تو یہی حال رہا بعد تھوڑے عرصے کے پھر وہی چہل پہل ہونے لگی جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو لشکر کفار سے ایک پہلوان کہ نام اسکا مسموم تصویر پرست تھا بڑا زبردست با دبدبہ و نخوت سرمست تھا ایک مرتبہ جھوم کر اپنے پرے سے نکلا اور روبرو مہراب شاہ کے آکر عرض کیا کہ غلام اجازت میدان کا امیدوار ہی مہراب شاہ نے جواب دیا کہ بسپر خداوند کیا جاؤ وہ خود پرست جھومتا ہوا مرکب کو مہمیز کر کے میدان جنگ مین آیا خوب سراپا دکھایا تھوڑے عرصہ تک تماشا بازی کیا کیا جب خود بھی عرق مین غرق ہو مرکب بھی پسینہ مین غرق ہو گیا تو ایک مقام پر مرکب کو روک لیا اور نیزہ زمین مین گاڑ کر اور اسکی پشت درشت سے استوار پکڑ کر ایک رکاب کو خالی کر کے اچھا دم استوار کر کے لگا ہوا اسکے رخ کھڑا ہو کر پسینہ خشک کرنے لگا نگاہ تیز و تند طرف لشکر اسلام کے دیکھنے لگا جب دم اسکا درست ہو گیا پسینہ خشک ہو گیا وہ سنبھلکر مرکب پر بیٹھا اور صدا دی کہ جسکا دم تمنا سے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے یہ جو کہا پس دست چپ سے مملوک بن مالک نے اپنے مرکب کا پوڈالیا اور مرکب کو صف سے نکالکر اپنے بادشاہ کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی لہذا یہ خادم مقابلہ کو جاتا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے کیون قصد کیا کوئی اور مقابلہ کو جاتا یہ تو دیکھا ہوتا کہ ان لوگون کا طرز مقابلہ کیا ہی یون بغیر سمجھے بوجھے نکل آنا کیا ضرور تھا مملوک نے عرض کیا کہ خدا کا فضل اور آپکا اقبال شامل حال ہی دیکھا اس گبر کو ابھی اوسے لیتا ہون یہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہی جیسا کہ یہ غرور کر رہا ہی ویسے اس غرور کی اسکو سزا دیجاتی ہی بادشاہ نے کہا کہ جاؤ سپرد خدا کیا مملوک نے سلام رخصت کر کے مرکب کے تنگ کو درست کیا اور سوار ہو کر خدمت مین صاحبقران کی آئے عرض کیا کہ مین اس گبر کے مقابلہ کو جاتا ہون اجازت مرحمت ہو ظل اللہ سے تو رخصت حاصل کر لی ہی یہ جو مملوک نے کہا صاحبقران نے بھی اجازت دی مملوک پوداباگ کا لیکر صاحبقران کو سلام کر کے طرف میدان کے چلے کہ اتنے عرصہ مین اُسنے دوسری صدا دی کہ جسکو تمنا سے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے یہ صدا ونہی تھی کہ مملوک مرکب کو تیز کر کے اُسکے قریب پہونچے اور کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی اپنی زبان کو بند کر یہ مقام رزم ہی نہ جاے بزم کیون اسقدر اجل کا خواستگار ہی جتنی دیر کہ میرے آنے مین ہوئی ہی اُسی قدر تیری زندگی باقی ہی تو خود اپنے پاؤن سے دہن اجل مین آیا ہی کسی اور کو نکلنے دیا ہوتا تو کیون آیا ہی یہ جو مملوک نے کہا اور اُسنے اپنے روبرو ایک سردار زبردست کو استادہ دیکھا کہا کہ تو کیون آیا ہی میری ضرب شمشیر سے دو پہر کاٹے ہونگے یہ وہ گرز ہی کہ جسکی ضرب سے کمر کوہ ٹوٹ جاتی ہی میرا نام مسموم ہی مثل باد سموم کے شمع حیات حریف کو گل کر دیتا ہون اور گلشن جسم پر خزان آتی ہی ہر اعضا میری ضرب سے مثل باد سموم کے کہ جسکے سبب سے برگہاے درخت خشک ہو کر گر جاتے ہین اُسی طور سے میری ضرب تیغ خواہ گرز سے اعضاے انسانی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہین جیسے باد سموم سے گلشن مین ویرانہ ہو جاتا ہی اُسی طور سے گلشن جسم مین میری ضربت کے بعد ویرانہ

ہوتا ہے لو سے گل کی طرح روح جسم سے نکلجاتی ہے میں اسم بامسمی ہوں میرا سموم نام ہے میں بہت
اپنی گرمی سے ہر ایک کو محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا ہوں کہ کوئی میرے مقابلہ کو نہ آوے جہاں آیا پھر
زندہ کا سلامت جانا غیر ممکن ہوتا ہے پس اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو میرے روبرو سے چلا جا
ورنہ تیری بھی وہی حالت ہوگی جو کہ اکثر مقامات پر جو میرے مقابلہ کو آیا ہے اور میرے ہاتھ سے قتل
ہوا ہے اسی طرح سے تو بھی قتل ہوگا مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان بے عناد حسین یوں
میرے ہاتھ سے قتل ہو میں وہ شخص ہوں کہ لاکھوں سے تنہا لڑا ہوں میرے سکے پرے کے پرے
صفوں کی صفیں درہم و برہم کر دی ہیں مثل باد سموم کے لشکر پر چل گیا ہوں تمام لشکر ابتر ہو گیا
ہے میں تیرے مقابلہ سے خوف نہیں کرتا ہوں صرف جوانی کا خیال ہے یہ جو اس ملعون نے تقریر
کی مملوک بہت برہم ہوئے جواب دیا کہ کیوں اسقدر اپنی تعریف کرتا ہے اور تیزی دکھاتا ہے یہ
شیشہ تیری کچھ کام نہ دیگی بہت گرمی اچھی نہیں ہوتی ہے اگر تو باد سموم کی خاصیت رکھتا ہے
تو میں اسکو ٹھنڈا کرنے والا ہوں اسکی ساری گرمی نکال دونگا تو کیا لاکھوں سے مقابلہ کریگا ایک ضرب
تیغ میں سر زمین پر ٹھوکریں کھاتا پھرے گا چہرہ پہچان نہ پڑیگا کبھی خواب میں بھی تو نے نہ لاکھوں سے
مقابلہ کیا ہوگا اور تیری شمشیر کیا قتل کریگی شیر اگر نکیا کرونگا تو پھر کیا کسی سے مقابلہ کریگا
تو بہت مغرور معلوم ہوتا ہے دیکھ یہ تیرا غرور کچھ کام نہ آئیگا جو غرور کرتا ہے وہی سر ٹھوکریں کھاتا
ہے صدا تکبر کرنے والا سر نگوں رہتا ہے ارے نادان اسقدر سر اٹھا کر چلنا اچھا نہیں ہے ارے ستمگر
اسقدر بل کھانا مثل افعی دراز کے تیرے حق میں بہت برا ہے سر کچلا جائیگا سارا اکڑنا بھول جائیگا
میں تیری سب ہرزہ گوئی کو سوجھ رہا ہوں یہ تیرا زہر اگلنا بہت خرابی لائیگا پس اپنی زبان بند کر یاد رکھنا
کہ یہ مقام گفتگو نہیں ہے بلکہ مقام جنگ و پیکار ہے ہے وہ پیارا تیغ داری زہر دی نشان و کمان کیانی
دگر زگران ﴿ یہ جو جواب ملا اسنے برہم ہو کر کہا کہ میں کیا تیری اس تقریر کا جواب دوں صرف یہی
جواب ہے کہ لاجرم سپر رکھتا ہو تاکہ یہ نہ کہے کہ اگر ہم ضرب کرتے تو حریف کو قتل کرتے کیونکہ تو
میری ضرب سے نہ بچیگا مملوک نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہے کہ ہم پیشدستی کریں جب خدا
ہمکو حریف کی ضرب سے محفوظ رکھتا ہے تو ہم اپنا صبر کرتے ہیں جب خدا تیری ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی
اپنا حربہ کریں گے یہ سنکے اسنے کہا کہ اگر تیرا طریقہ نہیں ہے تو ہمارا تو طریقہ ہے یہ کہکر اور نیزہ اٹھا کر سینہ پر نشانہ
مملوک کو تاک کر وار کیا مملوک نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے
لگے وہ بلیلیں تھیں کہ باہم گتھ گئیں یا دو افعی دراز تھے کہ باہم لپٹ گئے شرارے سنانوں سے نکل
ہوا پر جانے لگے نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر مملوک نے نیزے کو گانٹھ کر صدا دی کہ خبردار رہنا
نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے پھر نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اسنے جواب دیا کہ کیا مجال بڑے بڑے تو
میرے ہاتھ سے نیزہ نکال نہیں سکتے ہیں تیری کیا اصل ہے یہ جو کہا مملوک نے مرکب کو دھنپر ڈالا
اور برچھے کو سیدھا جو کیا تو صاف اسکے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اگر وہ نیزہ چھوڑ نہ دے تو اسکا ہاتھ
کلائی پر سے بیکار ہو جاوے نیزہ اسقدر بلند ہوا کہ نظر مردم سے پنہان ہو گیا ایک صدائے تحسین و
آفرین دونوں لشکروں سے بلند ہوئی شجاعت کے معنی یہی ہیں کہ وہ کام کرے کہ دوست تو دوست دشمن
بھی تعریف کرے وہ ملعون نیزہ پھر آب خجالت میں غرق ہو گیا بڑی ندامت ہوئی سر جھکا کر رہ گیا اور
سوچنے لگا معلوم ہوا کہ تم لوگ نیزہ بازی میں بڑی مہارت رکھتے ہو اس فن میں کامل ہو تم سے

نیزہ بازی کوئی نہین کر سکتا ہی یہ کہکر اور قربوس زین سے تبر لیا اور خبردار کہکر وار کیا اُنھون نے تبر کو آتے
ہوے دیکھکر نیام سے تیغ لی جیسے تبر برابر آیا آڑا جو ہاتھ لگاتے ہین تبر بیچ مین سے مثل خیار تر کے کٹکر
گر پڑا النصف ہاتھ مین رہ گیا لصف زمین پر پڑا ہوا تھا اُسنے غصہ مین آکر وہ النصف اُبر کھینچ مارا اُنھون
نے خالی دیا اُسنے جھکاکر اپنے پر سے گرز گران سر لیا اور کہا کہ اب تیرا بچنا بہت دشوار ہی وہ نیزہ تھا
اور تبر تھا یہ ضرب گرز ہی اس سے کوئی نہین بچ سکتا ہی فیل مست پر پڑے تو وہ چیخ مار کر بیٹھ جاے
اگر پہاڑ پر اتفاقاً اگاؤن تو از تیغ تا قلہ کوہ زمین مین درآسے اور انسان نہلے ضرب گرز سے کمر کوہ ٹوٹ
جاے ملوک نے کہا کہ تو کیون اسقدر لاف و گزاف کرتا ہی لا ضرب گرز مین ہوشیار ہون اور دیکھون
کیونکر کمر کوہ ٹوٹ جاتی ہی یہ سنکے وہ خبردار خبردار کہتا ہوا اور گرز کو گردش دیتا ہوا برابر آیا اُدھر ملوک
نے یہ دعا کرکے سپر کٹائی کہ ای کریم پناہ تو دارم پناہ سپر ندارم چہرہ مین نازک تر از گل ست تو ہی بچانیوالا
ہی تیرا ہی بھروسا ہی ورنہ مین کیا ہون یہ دعا کرکے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اُسنے گرز مارا اُنھون نے
نگاہ مین رکھا گو سپر کی آڑ تھی مگر نگاہ لڑی ہوئی تھی جیسے ہی گرز قریب سپر آیا اُنھون نے جھٹکا دیا کہ ٹلی بند
سپر کا پشت کی طرف جاکر جھولا اور دونون ہاتھ بڑھاکر کلۂ عمود پر ڈالدیے اور استوار پکڑکر جھٹکا دیا
کہ وہ منہ کے بل آرہا اگر چھوڑ نہ دے تو دونون ہاتھ شانون پر سے اکھڑ جاتے مگر گھبراکر چھوڑ دیا اُنھون
نے گرز پر بھی قبضہ کیا اور کہا کہ دیکھا تو نے ہماری جرات و دلاوری کو یون ضرب گرز سے بچتے ہین
جب خدا ہمارا ہمکو بچاتا ہی تو یون بچاتا ہی یہ وہی گرز ہی کہ جس سے کمر کوہ ٹوٹتی تھی اب اسی گرز سے تیری
کمر ٹوٹیگی یہ کہکر کہا کہ شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ ہوشیار
ہو جا اور خبردار رہ نہ کہنا کہ مین اپنے رنج مین تھا اُس حالت مین مجھپر ضرب کی اُسنے جواب دیا کہ مین ہوشیار
ہون تم ضرب کرو یہ سنکے اُنھون نے وہ گرز لیکر اُسپر وار کیا وہ مثل ہوئی میان کی جوتی میان کا سر
وہی گرز اُسکے اوپر لگایا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور زیر سپر تلوار لگائی کہ گرز تا کمر سپر پر پڑا کہ صدا
پیدا ہوئی یہ گرز لگا کر الگ ہوے غبار بلند ہوا اُنھون نے صدا دی کہ زدم و لپستا کردم اُدھر اُسکا یہ حال
ہوا کہ جیسے گرز سپر پر پڑا تو سپر کہان اور ضرب گرز کہان سپر کے تو پرزے پرزے ہوگئے گرز اُسکے سر پر
آیا سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم کردلون مین کمر دو کر کے مرکب مین مرکب تھلتھلا خون کا
ہوکر رہ گیا روح اُسکی طرف دار اسفل کے راہی ہوئی بالا سے نے بڑھکر اُسکے کان لیے اور کہا
کہ خوش آمدی و صفا آوردی یہ صدا دے کر چھینے لگے اُدھر تھوڑے عرصہ تک تمر اشاہ
نے اسکا انتظار کیا کہ وہ نکلے مگر نہ نکلا عیار سے کہا کہ جاکر ذرا خبر تو لاؤ کہ کیا گذری عیار دوڑکر
قریب اُس غبار کے آیا اور چھینٹا پانی کا دے کر غبار کو بٹھلایا اور خود اندر غبار کے آیا
یہان اُسکا کہین نشان نہ پایا حیران و مضطر اِدھر اُدھر ہر طرف نگاہ کو دوڑانے لگا خیال کیا کہ
مین اندر غبار کے جو آیا ہون اس سبب سے کچھ دکھائی نہین دیتا ہی بڑے عرصہ تک تلاش کرتا
رہا ایک مقام پہ اُسکا سر کیچڑ مین اُسینے پڑا پایا اُسنے جلدی سے وہ سر اُٹھایا اتنے عرصہ مین وہ
غبار بھی بیٹھ چکا تھا اب جو خوب غور سے دیکھا تو تمام سر خون مین بھرا ہی وہ حیران ہوا اسکا تو کہین پتہ
نہ تھا ہان مگر ایک جگہ خون کا بھرا ہوا تھا مع رکاب و مرکب ایک جسم تھا استخوان ریزہ ریزہ ہو گئی تھین
یہ حال دیکھکر عیار بیٹا کہ مین کسکو تلاش کرون اُسکا تو خاتمہ ہو گیا نہ وہ ہین نہ انکا مرکب وہ مع مرکب
پیوستہ مقام کو گئے یہ کہکر طرف لشکر کے چلا یہ ٹھٹکے کہ اس انتظار مین کہ کوئی اور سب سے مقابلہ آئے

جب یہ معلوم ہوا کہ سموم مثل باد سموم کے چل کر رہ گئے اور کوئی آنچ بھی وعدہ سے اتر گیا
لشکر میں تہلکا پڑ گیا اور ایک پہلوان کہ نام اسکا سرخوش تیغ زن تھا ایسا شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور کہا کہ اے جوان تو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے کہ سموم کو ایک ضرب کر کے
میں خاک میں ملا دیا معلوک نے کہا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ وہ میرے ہاتھ سے نہ قتل ہو مگر میں
کیا کروں اسکو اسکی قضا نے مہلت نہ دی میں مجبور ہو گیا میں نے کیوں اسکو خاک میں ملایا اسنے
غرور سے اسکو خاک میں ملایا نہ وہ غرور کرتا نہ خاک میں ملتا کیونکہ غرور کسی کو زیبا نہیں ہے سوا اسکی
ذات باری تعالی کے وہ غرور کرے تو زیبا ہے کیونکہ وہ سب کا خالق ہے اسنے سب کو خلق کیا ہے
نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا جیسا کہ یہ آیہ شاہد
ہے آیہ کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام اسکی ذات کو فنا نہیں باقی
بقا ہے اور سب کو فنا ہے بقا نہیں ہے پھر کون غرور کر سکتا ہے تو کیوں آیا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو دین محمدی
اسلام قبول کر ورنہ اپنے مقام پہ چلا جا کیونکہ تو کیوں میرے ہاتھ سے مارا جاتا ہے دیکھ میں کہتا ہوں کہ میری
ایک ضرب سے کیسا زبردست پہلوان مارا گیا جو کہ اپنے کو تہمتن و سام تصور کرتا تھا اسنے
جواب دیا یہ تو سچ ہے کہ غرور کسی کو نہیں اچھا معلوم ہوتا ہے تمہارے مذہب میں اور طریقے سے اسکو
کہتے ہیں ہمارے مذہب میں اور طریقہ ہے غیر غرور نہیں میں نہیں کرتا ہوں جو مجھکو خوف ہے کہ میں یہ کہتا ہوں
کہ تو خود میرے روبرو سے چلا جا میں معلوم نہیں ہوں کہ تیرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں مجھکو سموم سمجھ
تصور کرنا وہ تو باد سموم کی طرح ہیبت رکھتا تھا ایک جھونکا سا آ کر رہ گیا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ سے مردان
عالم سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ایک اوسنے پہلوان کو قتل کر کے یہ دماغ ہوا ہے کہ بڑے بڑے پہلوانوں سے
آمادہ نبرد ہے آگاہ ہو کہ میرا نام سرخوش تیغ زن ہے میرا کام تیغ زنی و دشمن کشی ہے اسی تیغ سے میں نے
ہزاروں کے سر اتارے ہیں سیکڑوں کو زخمی کیا لاکھوں سے مقابلہ کیا کبھی قدم پیچھے نہ ہٹا ہمیشہ لشکر
کے آگے رہے یہ وہ تلوار ہے کہ جسکے خوف سے لشکر گریزاں ہوتے ہیں میں نے ایسی شمشیر زنی کی ہے
کہ میں شمشیر زن مشہور ہو گیا ہوں میری شمشیر زنی کے اس اقلیم میں سکہ پڑے ہوئے ہیں یہاں پہ کیا موقوف
ہے بڑی بڑی دور میری تلوار کی دھاک ہے میری تلوار سے اور موت سے الگ ہے یہ ذبح کرتی ہے وہ
جان لیتی ہے یہ خون پیتی ہے وہ قبض روح کرتی ہے میں یہ خوف کرتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل نہ ہو تو
اپنے خیال میں مجھکو بھی مثل سموم کے سمجھے ہوئے ہے پس اسی میں خیر ہے کہ چلا جا اور کسی کو میرے
مقابلہ کو روانہ کر جو کہ جہاں دیدہ و کار آزمودہ ہو تو ابھی جوان ہے تو کیا مقابلہ کرے گا اور سموم ایک ادنی
پہلوان تھا معلوک نے ان سب باتوں کا یہ جواب دیا کہ میں کسکو مرد میدان و پہلوان جہان تصور کروں
وہ یہ کہتا تھا کہ میں پہلوان ہوں میرے مقابل اس لشکر میں کوئی پہلوان نہیں ہے تو یہ کہتا ہے کہ وہ ادنی
پہلوان تھا تو میں کسکو سچا اور کسکو جھوٹا تصور کروں میرے نزدیک دونوں جھوٹے ہیں کیونکہ تم
دونوں بہت مغرور ہو گئے ہوا کسے تو غرور کا پھل پا کر اپنے مقام اصلی کو روانہ ہوا اب تو باقی ہے جو تیرا
جی چاہے وہ کر نصیحت و پند کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ مقام جنگ ہے نہ جائے نصیحت و پند یہ جو کہا اسنے
کہا کہ پھر جو حربہ کہ منظور ہو حربہ کر دیکھیں ضرب کرونگا معلوک نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہیں ہے ہم خدا پر
میں ضرب میں جلدی نہیں کرتے ہیں اسنے کہا کہ میں کیا کروں تیری قضا ہی آئی ہے لے یہ ضرب تیغ ہو
ہے کیونکہ یہ تو سیکھا ہے کہ نیزہ بازی گرز بازی اور اس فن میں کم لوگ کامل معلوم ہوتے ہیں تم سے کبھی

شمشیر و بازی کرنے دیجیو بازی تلوار سے مقابلہ کرے تلوار کا اول مشکلات ہی وہ دم بھر مین برسون کا فیصلہ
کر دیتی ہی آخر یہ کہکر تلوار نیام سے لی یہ معلوم ہوا کہ انگی دراز نار سے نکلا ادھر انھون نے اپنی ولایتی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا اور سپر پشت پر سے لی وہ اسطور سے نکلی کہ جیسے ابر سے برق یا پانی سے ناگن یا سنگ سے شرارہ
اس طور سے وہ چمکی کہ اُسکی نگاہ جھپک گئی یون اُنکی جوہر چمک رہے تھے جیسے مہر سے چمکتے ہین چال
تھا کہ نگاہ اُسپر نہ کام کرتی تھی اُسنے بھی سپر لی دونون طرف سپرین اُٹھ گئیں ابر سپر بلند ہوا اُسمین برق شمشیر
کوندنے لگی برابر کے وار ہونے لگے جو وہ وار کرتا ہی سپاہ کو یقین ہوتا ہی کہ اس وار سے ملوک نہ بچیگا
جب یہ وار اسکا رد کرتے ہین زبان دوست و دشمن سے صداے تحسین و آفرین نکلجاتی ہی جب یہ وار
کرتے ہین اُسکے لشکر کے لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ نہ بچیگا گر وہ بھی بہت ہوشیار ہی ہر مرتبہ یون
نکل جاتا ہی کہ حیرت ہوتی ہی یہ تو اُسکی ضرب سے بچکے یون نکلتے ہین جیسے عینک سے نگاہ و کمان سے
تیر سنگ سے شرار اب تو برابر کے وار ہوتے ہین یہ گھس گھس کر وار کرتے ہین دم لینے کی مہلت نہین دیتے
ہین وہ وار پہ وار کر رہا ہی مگر دبا جاتا ہی ہر مرتبہ یہ تصور کرتا ہی کہ اب کی ضرب مین میرا کام تمام ہی یہ ابھی آکر
کھلا رہے ہین اسقدر ریا صفت قابلیت ہین کہ جہان یہ چاہین مارلین مگر خیال کرتے ہین کہ یہ پاک کر کہان جائے گا
جب چاہونگا قتل کر ڈالونگا مین اسیر قابلیت ہون شیر کیچھ سے نکلکر کہان جائے گا جب شکار ہاتھ آگیا
تو سیر ہو نہین نکل سکتا ہی یہ تو یہ تصور کرکے اُسکے وار رد کر رہے ہین وہ جان دیکے وار کرتا ہی
یہ اُسکو یون رد کرتے ہین کہ جیسے طفل خوردسال سے کوئی کھیلتا ہی اور اسکی ضرب کو رد کرتا ہی یا کوئی
جس طور سے پھول کو روکتا ہی وہ وہ وار کرتا ہی جو کہ اُسکے سیکھے ہوئے ہین اپنا کمال دکھا رہا ہے
یہ کچھ خیال بھی نہین کرتے ہین اب انھون نے یہ کرنا شروع کیا جہان وار کیا اُسنے رد کیا اور پورا ادا
نہ ہوا انھون نے اُس مقام پہ چرکا دیا جہان یہ وار کیا تھا اور کہا کہ دیکھو یون شریفہ پہ وار کرکے چھوڑ
دیتے ہین یون قابو پاکر وار نہین کرتے ہین تو ہر مرتبہ میری تلوار کے نیچے ہی وہ تیری تیغ زنی کہان
گئی تو نے تیغ زنی کر کے لشکر بھگا رکھا ہی مین نہ قائل ہوسکا داد یہی شمشیر زن مشہور ہوا اسی تلوار کے
سیکھے ہوے ہین اسی شمشیر زنی پہ تجھکو ناز ہی ارے تو نے تو وہ ضربین کی ہین جو کہ طفل مکتب بھی
نہ کریگا اور میری اُن ضربون سے جو درج ہوا جو کہ طفل مکتب ہی وہ بھی نہ زخمی ہوگا کیا خوب یہی تیغ زنی
تجھکو آتا ہی سچ ہی تجکو اسی پہ ناز ہی ہان تیرے مثل ایسا شمشیر زن تو کوئی نہوگا تیرا یہ دعوے تو سب
درست ہی وہ ملعون ان فقرات سے کٹا جاتا ہی زبان تیغ سے آگ کھا کل ہو رہا ہی رہ رہ کر جرکے
کھاتا ہی دل مین کہتا ہی کہ بڑی بلا سے سامنا ہوا ہی عجیب کشمکش مین پھنسا ہون اگر مین یہ جانتا تو کبھی
مقابلہ کو نہ آتا یہ عجب بلا سے بدا ہی کسی مقام پہ چوٹ نہین کھاتا ہی کیا بلا کا بنا ہوا ہی یہ خیال کرکے پھر وار کرتا
ہی کہ شاید اس وار سے زخمی ہو مگر کچھ نہین ہوتا ہی وہ بھی خالی جاتا ہی یہ مقابلہ مین مصروف رہے
اتنی بات ہی کہ وہ کبھی چوٹ نہین کھاتا ہی گو یہ وار کمال کے متعلق کر رہے ہین انکے سبھی وار وہ ہین جو کہ
اکثر لوگ کرتے ہین مگر یہ حال ہی کہ شدت دھوپ سے عرق عرق ہو گئے ہین کیونکہ وہ وقت دوپہر کا
تھا جب مقابلہ ہورہا تھا ایک لو گردش مرکبان سے گرد بلند تھی دوسرے وار چل رہے تھے اُسکی
کچھ تو گرانی ہوگئی تھی دھوپ کی شدت پیاس بھی لگ آئی تھی زبان مین کانٹے پڑے جاتے
تھے اسکی اور انکی زبان تالو سے چمٹی جاتی تھی اُسوقت اُسنے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے لیے مقابلہ
موقوف ہو تو مین لشکر سے پانی طلب کرکے پی لون کیونکہ مین بہت پیاسا ہون ملوک نے کہا یہی میرا بھی حال ہی

خوب کہنے یاد دلایا خبر ٹھہر جاؤ تم اپنے لشکر سے پانی منگاؤ مین اپنے لشکر سے یہ کہکر دونون نے ہاتھ روک
لیے ملوک نے اپنے لشکر سے پانی طلب کیا خادم پانی لیکر حاضر ہوا خوب آب سرد سے قلب کو
سکون دیا اُدھر اُسنے بھی پانی منگا کر پیا جب پانی پی چکے پھر باہم مقابلہ کرنے لگے کہ ایک مرتبہ اُسنے
وار کیا انھون نے خالی دیا انھون نے وار کیا اُسنے خالی دیا پھر تازہ دم ہوکر مقابلہ کرنے لگے
یہ عالم ہو کہ نہ اورا خطر نہ این را ظفر نہ اورا ظفر نہ این را خطر غالب و مغلوب مین تمیز ہوتی تھی دیکھنے والے
دیکھ رہے تھے کہ دونون برابر ہین جب وہ وار کرتا ہو یہ سب کے سب رد کرتے ہین اور جب یہ وار
کرتے تھے اسکو رد کرنے مین زحمت ہوتی تھی اب وہ تھک گیا ہی ہر مرتبہ رہ جاتا ہی یا تھو ہی
رک کر چلتا ہی یہ برابر وار کر رہے ہین سپرین دونون غربال ہوگئی ہین کہ ایک مرتبہ اُسکو
خیال آیا کہ بڑی دیر ہوئی اور یہ جوان زخمی تک نہوا اور مین کئی چرکے کھا چکا ہون میرے لشکر
کے لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ تو بڑا شمشیر زن تھا اور ابھی تک اس جوان کا کچھ نہ بنا سکا اب
اس معرکے کو فیصل کرنا چاہیے یہ تصور کرکے اُسنے کہا کہ مین وار کرتا ہون یہ آخری وار ہی اگر
اس ضرب سے بچ گئے تو خیر ورنہ یہ ممکن نہین ہے کہ تجھ پر وہ وار ہی کہ اسکو طلسم بھی نہ رد
کرسکے ہین تمھاری کیا اصل ہو ملوک نے جواب دیا کہ تم وار کرو میرا خدا مجھکو بچاوے گا تو بچ لگا
اُسنے کہا کہ تمکو اپنے خدا پر بڑا بھروسا ہی دیکھین کیونکر بچتے ہو یہ کہکر تلوار علم کرکے سر کو بچا کر
کمر پر وار کیا انھون نے یون خالی دیا کہ دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے اور اپنے اپنے دل مین
کہنے لگے کیا چالاکی سے بچے ہین یون تو کوئی نہین بچ سکتا ہی یہ تو یون بچے اُسنے پھر تلوار علم
کرکے سر پر وار کیا انھون نے سپر تو چھوڑ دی اور اپنی تلوار زیر ران رکھکر تلوار سے نگاہ لڑائی جب
قریب سر آئی بازو کو بچا کر تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی انھون نے ہتھیلی دراز کرکے قبضہ
پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور وہی تلوار لیکر کہا کہ اب میرا وار رد
کر تونے بہت سے وار کیے ہین مین نے سب رد کیے اب میری باری آئی یہ کہکر اُسکی تلوار تو زمین
پر پھینک دی اور اپنی تلوار لی اور وار کیا اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار سپر پر پڑی اُسکو مثل قرص قمر
کے قلم کرکے خود پر آئی خود و دوبلغہ و مغفر و عرق چین کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی یہ ابو کلہ پھاڑ کے کھا
چیرتی ہوئی صراحی گردن مین آئی وہان سے گذر کر صندوق سینہ مین آئی صندوق سینہ سے گذر کے
شکم کی جھلی چیرتی ہوئی کمر مین پہنچی کمر کو قلم کرتی ہوئی زین پر پڑی زین سے پشت مرکب پر پشت مرکب
سے گذر کر شکم مرکب مین آئی اسکو دو کرکے زمین کو بوسہ دیا بلکہ ایک وجب زمین مین بھی در آئی یا تو قبضہ
سپر پر جھکی تھی یا زمین کو بوسہ دے کر شفق خون مین آلودہ اٹھی اور وہ چو ٹکڑے ہوکر خون مین لوٹنے لگے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت جڑے ہوئے ہین انھون نے تلوار کو علم کرکے صدا دی کہ ہی کوئی
اور کہ نامرد ہو جو میرے مقابلہ کو آوے ادھر اُس سردار کے بیٹے راکب وہ کیا دیکھا کہ پہر کا ٹکڑے
ہوکے وہ خاک و خون مین ملکر رہ گیا یہ ضرب دست دیکھکر سب کے ہوش اڑ گئے ملرا سب شاہ کو
اُس سردار کے قتل ہونے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا صدا طبل بازگشت
جو بلند ہوئی لشکر اسلام مین بھی کوس بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر طرف فرودگاہ کے واپس
ہونے کی ذکر کرنے لگے کہ ملوک جنگ گاہ سے پھر کر دربار مین آ جہان زمان سے آکے صاحبقران
کو سلام کیا اُسکے بعد خیمہ مین آئے ادھر لشکر کفار اپنی فرودگاہ کی طرف واپس آیا

لشکر واپس بلا لیا تو صاحبقران بھی اپنے لشکر کو لے کر فرودگاہ پر آئے لشکر نے کمر کھولی دونوں لشکر
آسودہ ہوئے بادشاہ نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر دربار میں تشریف لائے اسی طور سے ہر سردار
حاضر دربار ہوا صاحبقران آکر اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ تخت شاہی پر رونق افروز
ہوئے تھوڑے عرصہ تک سب خاموش بیٹھے رہے اسکے بعد ملوک کی بہادری کی تعریف ہونے لگی
ہر ایک نے تعریف کی کہ کیا بہادری کی ہے دو بڑے سرداروں کے مرنے سے کفار کے جی چھوٹ گئے طبل
بازگشت بجوا کر واپس گئے دیکھیں اب طبل ہماری یا انہیں کی یہی کلام ہو رہے تھے کہ یکایک صدائے کوس
حربی کانوں میں آئی اسکا ماجرا یہ ہے کہ جب مہراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر رزمگاہ سے واپس گیا تو
لباس رزم تبدیل کر کے دربار میں آکر بیٹھا سب سردار حاضر ہوئے بڑی دیر تک تو خاموش بیٹھا
رہا اہل دربار کو بھی سکوت رہا مہراب شاہ پر ایک رنج طاری رہا بعد کتنی دیر کے مہراب شاہ نے
سر اٹھا کر اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آج تو میدان حریف کے ہاتھ رہا وہ دو پہلوانوں کو قتل کر گیا
اگر میں طبل بازگشت نہ بجواتا تو ضرور ایک دو اور قتل ہوتے کیونکہ تلوار اسکے ہاتھ میں جم گئی تھی مگر کیا ضرب
دست ہے ایسی ضرب دست تو سنی نہیں دیکھی کہ ایک ضرب گرز میں اتنے بڑے پہلوان کو یوں خاک
میں ملا دیا کہ استخوان تک باقی نہ رہے دوسرے پہلوانوں کو ایک ضرب تلوار سے قلم کیا کہ تسمہ نہ لگا رہنے
دیا یہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے جو کوئی اسکے مقابل کو جاتا مارا جاتا کیونکہ اسکا خوف ہر ایک کے دل پر
چھا گیا تھا ہر ایک کو یہ خیال ہوتا کہ اسنے اسی طور سے دو پہلوانوں کو قتل کیا ہے یہ خیال آتا اور ہاتھ پاؤں
پھول جاتے حواس جاتے رہتے موت کا سامنا ہوتا اس سے میں نے طبل بازگشت بجوانا مناسب
جانا کل دیکھا جائیگا اہل دربار نے جواب دیا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک تھی ضرور ایسا ہوتا مہراب شاہ
نے کہا کہ میں لشکر کا حال دیکھکر پریشان ہوا تھا کہ سب بدحواس ہیں بدین سبب میں نے یہ کارروائی
کی ورنہ ابھی بخوبی مقابلہ کا وقت تھا اگر کیا کرتا یہ امر مصلحت وقت تھا سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا جو
آپکا ارادہ تھی وہ بہت ٹھیک تھی تکلیف کی پسند آئی پہلے تو ہم حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ابھی سے
بادشاہ نے طبل باز بجوا دیا کیونکہ ابھی تو وقت مقابلہ باقی ہے مگر ہم نے خیال کیا کہ امور مملکت خویش
خسروان دانند یہ گدا گوشہ نشینی تو ہو خطا محض ہے دربار میں جا کر دریافت کرینگے اب معلوم
ہوا اسی مصلحت سے یہ کام سرکار نے کیا کہ جس میں ہماری عقل پریشان تھی مہراب شاہ نے
کہا کہ حکم دو کہ کوس حربی پر چوب پڑے کل ہم میدان جنگ میں جا کر حریف سے مقابلہ کرینگے یہ جو حکم
دیا اسیوقت نقارے پر چوب پڑی یہی صدا تھی جو کہ کان میں صاحبقران کے آئی تھی صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ دریافت کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ہرکارے آتے
ہیں وہ آکر خبر دینگے یہ سخن درمیان تھا کہ جوڑی ہرکارے کی حاضر دربار ہوئی مجرا گاہ
پر مجرا بجا لاکے بعد دعائے دولت شاہی کے یوں عرض کرنے لگے کہ لشکر کفار میں نقارہ حربی بجا ہے
کل مقابلہ کے لیے میدان جنگ میں آئیں گے اور آتش کینہ و فساد دوبالا کرینگے یہ خبر ہرکاروں
سے قبول کیا بادشاہ اسلام و صاحبقران نے حکم نواختن طبل جنگ دیا یہ حکم سنکے خواجہ
نقار خانہ میں گئے نقارہ زنوں نے چوب لگائی صدائے نقارہ پھیلی لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل پھر مقابلہ ہوگا یہ حکم دیکر بادشاہ نے اس خیال سے کہ اہل لشکر دن بھر کے تھکے ہوئے
ہیں اور کل پھر مقابلہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ دربار برخاست کیا جائے سب سردار اپنے اپنے

مقام کو روانہ ہوئے اور جا جا کر آرام پذیر ہوئے ادھر کفار کے لشکر مین صداے طبل پھیلی انکو معلوم ہوا
کہ کل مقابلہ ہوگا وہان بھی سامان جنگ ہونے لگا محراب شاہ نے بھی دربار برخاست کیا سب
سردار اپنے اپنے خیمون کو روانہ ہوئے اور اپنے خیمون مین آکر آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے
وہ رات دونون لشکرون کو کارسازی حرب مین بسر ہوئی طلایہ دونون لشکرون مین پھرنے لگی
صداے حاضر باش و ناظر باش و بیدار باش بلند ہوئی کہ جوانان لشکر و افسران سپاہ ہر دو لشکر درستی
آلات حرب و ضرب مین مصروف رہے کہ یکایک چرخ پیر آثار سحر نمایان ہوئے طایران خوش الحان
حمد الٰہی مین مصروف ہوئے صداے اذان بلند ہوئی نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے سردارون کا یہ
عالم تھا کہ خیمون سے نکل نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ سحر ہوگئی یا نہین کوئی ہوا کے رخ
کھڑے ہو کر دیکھتا تھا کہ نسیم سحری چلنے لگی کرن آفتاب چمکنے لگی کہ سردار اٹھے اپنے اپنے
خیمون سے آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر در دولت پر حاضر ہوئے لشکر طیار ہوگیا کہ صاحبقران
نماز وغیرہ سے فراغت کرکے تشریف لائے آمد بادشاہ کی خبر آئی سب اپنے اپنے قرینہ سے
ادب سے کھڑے ہوئے بادشاہ تشریف لائے پہلے صاحبقران کا مجرا ہوا اسکے بعد سردارون
کا مجرا ہوا اسکے بعد لشکر کوچ کرکے بادشاہ مع صاحبقران طرف میدان جنگ کے روانہ ہو
اور میدان مین پہنچکر صف آرائی کا حکم دیا صف بندی ہونے لگی ابھی صف بندی نہ ہوچکی تھی
کہ ادھر سے لشکر کفار کی آمد شروع ہوئی جب شب گذری سحر ہوئی تو قہر شاہ بھی بیدار
ہو کر باہر آیا اسکے سردار بھی آچکے تھے لشکر طیار تھا وہ اپنے سردارون اور لشکر کو لیکر
طرف میدان جنگ کے چلا اور داخل میدان ہوا سے رسیدند لشکر ہا صف بصف + دو پیرکار
ببستند چون کوہ قاف + دونون لشکر نکل کر باہم مقابل ہوئے سقون نے نکل کر آبپاشی کی جو
گرد و غبار کہ آمد لشکر سے بلند ہوا تھا اسکو بٹھایا نقیبون نے نکل کر نقابت کی جب نقیب نقابت
کرکے چلے گئے دونون لشکرون کی صفون پر سناٹا ہوگیا ہر بہادر جوش شجاعت سے بھونے
انکا چہرہ سرخ ہو گئے ابروؤن پر بل پڑ گئے رحیق شجاعت نے اپنا رنگ دکھایا بادہ جرات
کا نشہ ہوا تھوڑے عرصہ تک یہی عالم رہا اسکے بعد لشکر کفار سے ایک پہلوان کہ نام اسکا ہفر ہمر
دیوپوش تھا محراب شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز
طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار کہ وہ بہت منچلا تھا مرکب کو مہمیز کرکے روبرو تخت شاہی کے
آیا اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے اجازت دی وہ میدان مین آیا ہم رنگا ور ہوا دونون مرکب برابر
رہے اس ملعون نے نیزہ مارا انھون نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بڑے
عرصہ تک نیزہ بازی رہی آخر کو دونون نیزے مثل خلال کے ہوگئے ہاتھون سے پھینکدیے
گرز لیکر باہم ہم نبرد ہوئے متواتر ضربین لگانے لگے آخر کو گرز بھی رکھدیے دوال کمر پکڑ کر زور
ہونے لگے جب اس سے بھی عاجز ہوئے تلوارین نیام سے لین باہم ضربین چلنے لگین رد و بدل
ہونے لگی ایک مقام پر تلوار بلند کرکے اسنے صدا دی کہ اے خداپرست خبردار ہوجا یہ میری ضرب
آخری ہے خداپرست نے کہا لگا ضرب کا جواب دیگا اور سپر کو سر پر لاکر مرکب کو بڑھاکر یہ قصد کیا
کہ تلوار چھین لون چنانچہ مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے سنسناتی کھائی سپر سر پر سے ہٹ گئی خنجر کا جو ہوسکا
خود بھی سر پر سے گرا تلوار آکر سر پر پوری بیٹھی کھچا کے کی صدا آئی تلوار تا دوابر دار اتر آئی اسنے جھٹکا

سے کمر تک پہنچی اور آنتڑیاں صراحی گردن کو قلم کرتی ہوئی صاف نکل گئی یہ مرد دیندار شہید ہوا اُس کافر نے
ہجوم کرکے صدا دی کہ جسکو تمنا ہے مرگ کی وہ میرے مقابلہ کو آئے یہ اسکا صدا دینا تھا کہ ایک اور سپاہی
لشکر کا اجازت لیکر میدان میں آیا چونکہ یہ کافر بہت زبردست ہے لشکر اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ جو کوئی اپنے
پرے سے نکلا پھر اُسکے سوا کوئی مقابلہ کو نہیں جاتا ہے اس سبب سے جو نکلا وہی آیا خواہ ہم مقابل
ہو خواہ غیر مقابل پس اسی سبب سے وہی سردار آیا گو اُسکا مقابل نہ تھا خلاف قاعدہ کیونکر ہوتا جب
یہ اُسکے مقابل پہونچے اُسنے تلوار کو اٹھا کر کہا کہ نہیں ہم تکا در ہونگا نہ نیزے سے مقابلہ کرونگا نہ گرز
سے یہ تلوار مشتاق ہے خون خدا پرست کی ایک کا خون کر چکی ہے تیرے خون کی مشتاق ہے کہاں جاتا ہے
یہ کہکر اُسنے تلوار کا وار کیا تلوار سر پر چلی گردن اُس مرد مومن کی قلعہ تن پر سے اُڑ گئی جسم مرکب پر سے
تڑپ کر زمین پر گرا اُسنے پھر صدا دی دو خدا پرست جو قتل ہوئے اُسنے مبارز طلب کیا فوراً لشکر اسلام
سے جزبیل بن عادی اپنے مرکب کو مہمیز کرکے روبرو تخت شاہی کے آیا اسکا زخم سر اچھا ہو چکا ہے بادشاہ
کو سلام کیا اجازت چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کریم کیا یہ سنکے جزبیل نے تنگ مرکب کو
اپنی مرضی کے موافق درست کیا سلام کرکے مرکب پر سوار ہوا جلو دا باگ کا لیا برچھا ہلاتا طرف میدان کے
چلا اُسنے صدا دی کہ کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آئیگا کیا میں خود آؤں کیونکہ کہاں تک انتظار کروں وہی
سرداروں کے قتل ہونے سے پراگندہ ہو گیا یہ جو صدا دی جزبیل نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے میں تیرے
مقابلہ کو آتا ہوں تجھ ایسے ہزاروں کے آنے سے کیا پراگندہ ہوگا دو دو سرداروں کو قتل کرکے بڑا مغرور
ہو گیا انکی قضا تیرے ہاتھوں سے تھی ورنہ اگر قضا ہوتی تیرے لیے وہ کافی تھے اور کسی کی کیا ضرورت تھی بس
اپنی زبان کو بند کر میں آیا یہ صدا دیکر اُسکے قریب پہونچے اُسنے جو دیکھا کہ ایک جوان بہت قوی ہیکل
قوی تن قد آور دور کا نیزہ مرکب پر سوار میرے مقابلہ کو آیا ہے بس یہ بھی سپر لے کر بڑھا ہنگامہ دار ہوئے
دونوں سپریں باہم لڑیں اور جھڑ سپر کی پڑی ابر سپر سے شرارے نکلے گل سپر مثل گل آتش بازی کے
چھوٹے اب جو دیکھا تو چھ قدم مرکب شیر کا اور دو قدم مرکب جزبیل کا پس پا ہوا شیر مرکب کو زانوں
میں مسلکر باہم مقابل ہوا جزبیل نے کہا کہ تو بہت مغرور ہے دو پہلوانوں کو قتل کرکے آ گیا لشکر پر
جائے گا اور تیری کیا اصل ہے جو کوئی تیرے مقابلہ کو نہ آئیگا تیری یہ حقیقت ہوئی کہ تیرے سبب سے
پراگندہ ہو جائے میں تیرے مقابلہ کو آیا ہوں دیکھیں میں نے تجکو لیپ اکر دیا اب جو تیرے پاس حربہ ہو وہ کر
میں تیرے حربہ کو رد کرکے اپنا وار کرونگا اُسنے جواب دیا کہ میں اسی تلوار سے مقابلہ کرونگا کیونکہ تیرہ بازی
و عمود بازی تو بیکار ہے ان فنون میں تم لوگ بہت ہوشیار ہو یہ تلوار وہ دو خدا پرستوں کا خون پی کر چکی ہے اسکی
زبان پر اسکا مزا ہے یہ بھی تیرا خون کر چکی یہ جو اُسنے کہا جزبیل نے کہا کہ تیرا جس حربہ سے جی چاہے مقابلہ
کر میں موجود ہوں تو کیوں اسقدر زبان درازی کرتا ہے تو کیا ہے میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جائے گا میں تیری
جان کا ملک الموت ہوں تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے یہ جو جزبیل نے کہا اُسکو غصہ آ گیا اُسنے کہا کہ خبردار
ہو جا میں وار کرتا ہوں یہ کہکر ادر تلوار علم کرکے مرکب کو بڑھایا انھوں نے اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالا
سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار نیام سے لی اُسکا وار رد کیا اب اُسنے وار کرنا شروع کیے وار ہونے لگے مرکب
مثل کل کے پھرنے لگے مرکبوں کی گشت سے غبار بلند ہوا روے آفتاب پنہان ہو گیا ہر مرتبہ جب جزبیل
ضرب کرتا تھا تو صدا اسکے نعرہ تکبیر بلند کرتا تھا وہ ہر مرتبہ یہ صدا دیتا تھا کہ اُنکی میں نے قتل کر لیا ای خدا پرست
تو میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے میں تجکو مثل اُن دونوں کے قتل کرونگا جزبیل اُسکے جواب میں کہتے ہیں

یہ تقریر سنکے اُن سب نے جواب دیا کہ آپ یہ خیال نفرمائین کوئی آپ کی نسبت ایسا گمان نہین کرسکتا
ہے یہ لشکر آپ دو صاحبون کے سبب سے قائم ہے اول تو بادشاہ کے قدم مبارک سے دوسرے
آپ کے دم سے جب آپ نہونگے تو یہ لشکر کیونکر قائم رہ سکتا ہے سپہ سالار نے کہا کہ یہ صرف تم
لوگون کا خیال ہے مین کیا ہون ہان یہ قدم ہم سب کے سر پر سلامت رہین کہ جنکی یہ روشنی ہے ایسا قدردان
تو کوئی نہوگا کہ یہ سون سٹھلا کر کھلایا اب جو وقت آیا ہے ہم پہلوتہی کرین یہ تو نہوگا خیر آج تو نہین کل مین
اپنے نام پہ طبل جنگ ضرور بجواؤنگا کل کا بھی معرکہ دیکھونگا یہ جو کہا وہ پہلوان جو کہ ہاتھ سے شہنشاہ
کے بے وزن نامہ بری سر دربار ذلیل ہوا تھا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا ایک مرتبہ بول اٹھا کہ ہان
سپہ سالار صاحب آپ کل میرے مقابلہ کا تماشا مشاہدہ کرین کہ مین کسقدر سردارون کو زخمی کرتا ہون
اور کتنون کو اسیر اور کتنون کو قتل کرتا ہے اگر لشکر اسلام میرے ہاتھ سے پریشان نہوجاوے تو اپنا نام بدل ڈالون
نکبھی اپنا یہ نام رکھون اگر اس نام سے کوئی مجکو پکارے تو اسکو بھی قتل کردون یہ سنکے بادشاہ نے کہا کہ
مرجان مارخوار اسکی کیا خطا ہوگی جو اسکو قتل کروگے اُسنے جواب دیا کہ جب ہم نے اپنا نام بدلا تو پھر کیا ضرور ہے
کہ کوئی وہی نام لے بادشاہ نے کہا کہ کیا نام بدل کر رکھوگے اُسنے جواب دیا کہ جو اسوقت طبیعت اجازت
دے ایک سردار اسکے منہ سے نکل گیا کہ جب یہ زندہ واپس آئینگے تو نام بدلینگے ورنہ انکو نام بدلنے کی کیا
ضرورت ہوگی یہ خود بدل جائینگے کسی کے کام کے نہ رہینگے کوئی ہار بنا کر پہن لیگا ساری مارخواری فراموش ہوگی
اسدن آپ نے دیکھا تھا کہ ایک گھونسے مین آپ کا کیا حال ہوا تھا بڑے عرصہ تک ہوش نہ آیا تھا جب وہ
جواب نامہ لے کر چلا گیا تو آپ کے حواس درست ہوے یہ بھلا کیا مقابلہ کرینگے انکا یہ تن و توش صرف دیکھنے کا ہے
بیکار اپنے کو خواہ مخواہ پہلوان بنا رکھا ہے دیکھیے گا کہ لشکر کو بدنام کرینگے ایک ادنی پہلوان انکو قتل کریگا یہ انکی قضا
ہے کہ اپنے اِن کو یہ مرتبہ دیا ہے ورنہ انکی یہ لیاقت نہ تھی کہ یہ لعب سپہ سالار کے بیٹھتے مگر کیا کرین کہ زمانہ موافق ہے ہمکو ایسی
چاپلوسی نہین آتی ہے ہم تو سپاہی ہین ہمیشہ کرتے رہینگے سے پلہ پیدا کرتے ہین چاہے یہ اسوقت میرا کہنا انکو
ناگوار ہے مگر مین صاف کہونگا اُسنے تیور بدل کر جواب دیا کہ آپ بہت چرب زبان ہوے ہین شاہون کے
دربار مین ایسی چرب زبانی اچھی نہین ہوتی ہے ایسی چرب زبانی منہ کی کھلاتی ہے ساری عزت خاک
مین ملجاتی ہے مین تو بزدل و نامرد تھا آپ ہی نے نامہ بر کو روک لیا ہوتا تو کیا ہوتا آپ تو اپنے کو بہت
زبردست تصور کرتے اور سپاہی جانتے ہین اتنے سردار تھے کسی کا بھی تو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ وہ اسکو ٹوکتا
یہ میرا ہی دل تھا مین نے تو مار لیا تھا مگر کیا کرون کہ مجکو غش آگیا مین گر پڑا اُسنے گھونسہ مارا ورنہ اسکی کبھی یہ
حقیقت تھی دیکھو جیکر جو بیٹھ جاتا تو اسکا اٹھنا مشکل تھا اگر مین اسپر گر پڑتا تو وہ دب جاتا دم اسکا نکلجاتا یہ اسکی
خوش قسمتی تھی کہ مین چکر کھا کر گر پڑا اُسکی بن آئی یہ امر آپکو سننے کو ہوگیا خیر کل دیکھ لیجیے گا کہ کون کون میرے ہاتھ سے
مارا گیا اور کون کون زخمی ہوا کتنے سر لوٹنے لگے کتنے تن بے سر ہوگئے یہ جو کہا سپہ سالار نے جواب دیا کہ یہ لوگ نادان
ہین کیا جانین بلاشک آپ ایسے ہی پہلوان ہین آپکی پہلوانی کا مزا کوئی میرے دل سے پوچھے کہ آپ جس مرتبہ کے
پہلوان ہین بلکہ بادشاہ نے آپکی کچھ قدر نہ کی بعد ماران کے اسکا مرتبہ آپکو دینا تھا آپکو سپہ سالار دستا جب مقرر
کرنا تھا آپکے سبب سے لشکر کو رونق ہوتی خیر یہ لڑائی فتح ہوجائے تو یہ مرتبہ آپکو ضرور ملیگا یہ کہکر ادھر منہ پھیر کر
مسکرا اسنے تکا سپہ سالار کی اس تقریر سے محراب شاہ کو بھی ہنسی آگئی ہر ایک اہل دربار بپاس بادشاہ منہ پر رومال
رکھکر ہنسنے لگا وہ یہ تقریر سپہ سالار کی سنکے اور پھول گیا اور کہنے لگا کہ بلاشک آپ میرے قدردان ہین مین اُن
شیرون کا شیر ہون کہ جنہون نے اکثر لشکر بھگائے ہین بزرگون کے نام سے ابتک لشکرون مین ملاحظہ پڑھا جاتا ہے

ہو کل اسکا پھر ارادہ ہی کہ فلاں فلاں سرکار سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہی یہ خبر دی جو کہ غلاموں نے عرض کی صاحبقران
وہ تقریر سنکے جو کہ مرزبان و پہلوان مین ہوئی تھی ہنسے اور کہا کہ عجب گدھا ہی اچھا ہی جب لشکر مین حکم دو کہ نوبت
طبل رزمی فورا بجی تو وہ سمجھیں کہ وہ مرزبان کیسا بہادر ہی کسقدر ہمارے لشکر کے سرداروں کو زخمی کرتا
ہو لشکر اسلام مین بھی نقارہ چوب پڑی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے دونون
لشکرون مین طلایہ پھرنے لگا صدا سے ہوشیار باش ہر سو بلند ہوئی طبل جنگ بج گیا کہ زمانہ شب کا آخر وقت ہوا
تمام شب بجا سے صبح برآمد ہوئی آفتاب عالمتاب دریچہ مشرق سے نمودار ہوا دونون لشکرون مین سامان جنگ
ہونے لگا سب سردار آراستہ ہوکر پرے قلب پر حاضر ہوئے دونون لشکرون مین کر بندی ہوئی کہ ادھر
بادشاہ اسلام ادھر مہراسپ شاہ اپنے لشکر لیکر میدان جنگ مین آئے صفین آراستہ ہوگئین نقیبوں نے
حکم اماسپ کی اقامت کرکے نقیب چلے گئے تو لشکر کفار سے مرزبان نامدار اپنے مرکب کو مہمیز کرکے
مہراسپ شاہ کے روبرو آیا اور اجازت لیکر میدان مین آیا اور خوب صف ماوردی دکھائی بعد اسکے مبارز طلب کیا
اور کہا کہ جب کو پتہا سے ہوگیا ہو مقابلہ کیا نہ کے بلکہ مین تو اسکا خواستگار ہون جو کہ نامہ لیکر آیا تھا اور
بہت زبردستی اپنی ظاہر کی تھی مین نے اسدن اس سبب سے درگذر کی تھی کہ نامہ لیکر آیا ہی ورنہ میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچتا آج اسکا عوض لونگا وہی آئے کوئی دوسرا نہ آئے اودھر صاحبقران سے خواجہ نے
کہا کہ یہ وہی پہلوان ہی جسکو شہنشاہ نے زنگل پر سے سر دربار اٹھا دیا تھا اور خود آکے ولکل پہ بٹھا دیا
دیا تھا آج وہ میدان مین آیا ہی اور شہنشاہ کا نام لیکر پکارتا ہی صاحبقران نے اسکی طرف دیکھا اور خواجہ
سے کہا کہ یہ شہنشاہ سے مقابلہ کریگا اور شہنشاہ نے جو سنا کہ یہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اپنے مرکب کی
باگ لی تمام علم دست راست کے جلوہ گری مین آئے شہنشاہ روبروے تخت شاہی آئے مرکب
پر سے اتر کر سلام کیا اور اجازت چاہی بادشاہ نے ابن حضرت شیث چہاردہ کا جام کلاہ خود یت عنایت کیا شہنشاہ
نے بوسہ دیکر سر پر رکھا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا شہنشاہ نے اپنے مرکب کی باگ کو جنبش دیا کہ حریف
پر عرصہ جنگ کا تنگ ہوا ور سوار ہوکر خدمت مین صاحبقران کی آئے انسے بھی اجازت لیکر مرکب کو
گرم تاز کرکے طرف میدان کے چلے ادھر جو شہنشاہ کو آتے ہوے سب نے دیکھا پہلوان نے مہراسپ شاہ
سے عرض کیا کہ غضب ہو گیا وہی سردار ہمارے مقابلہ آتا ہی جو کہ اسدن نامہ لیکر آیا تھا اور یہ اسکے
ہاتھ سے ذلیل ہوا تھا ایک سردار جو کہ پہلوان کے قریب مرکب پر سوار کھڑا ہوا تھا اسنے کہا کہ آپ نے
نہین سنا انھون نے خود اسکو طلب کیا ہی وہ کیون نہ ہمارے مقابلہ آتے وہ تو آپکی ملاقات کو ایک بیر
دیکھ چکا ہی انکو کیا ضرورت تھی کہ یہ اسکو طلب کرتے یون ہی مبارز طلب کرتے جو مقابلہ کو آتا اس سے مقابلہ کر
یہ تو خود دیدہ و دانستہ کام اژدر مین گرتے ہین اپنے ہاتھ سے اپنی قضا بلاتی ہی پہلوان نے کہا کہ انکو اپنی سپہ گری پر
غرہ ہوا اپنے خاندان کی بہادری پر مغرور ہی شہرت ہی انکو اتنا آتا ہی کہ تم ہمین آتی ہی راست کو دیکھا کہ
کیا کیا انھین کہا اگر اسکو کچھ بھی معلوم ہوا وہ اسکو اپنی تعریف سمجھا مہراسپ شاہ نے ان دونون کی تقریر سنکے
جواب دیا کہ گو پہلوان زبردست ہی مگر اپنی نادانی سے بے خبر ہی کہ تیکیا ہی اگر بے غیرت نہ ہوتا تو مین ضرور اسکو باران
کا مہرہ دیتا یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ یہ کس خاندان سے ہی ارے اسی خاندان سے ہی جس سے باران تھا باران کا کوئی
نہ کوئی عزیز ہی مارخواری سوا اسکے اس خاندان کے اور کسی خاندان مین نہ ان ہی کہ نہین بھول گیا رات کو تمکو سنا دیا تھا
کہ جو حرکت اس سے اور باران سے ہوئی جسے باران قتل ہوا ہی تو اسنے بہت غم کیا تھا اگر مجھ سے کہا ہوتا مرے ہمراہ یہان
آ چکا تھا ورنہ کریہ کرم آتا اگر زندہ واپس آیا تو ستاد و دیتا مگر اسکا زندہ واپس آنا محال ہی کیونکہ اسنے بہت بڑی

نادانی کی که ایسے پہلوان زبردست سے مقابلہ کی خواہش کی که جسکے ہاتھ سے ایک مرتبہ زک پا چکا ہے یہ
نادانی نہیں ہے تو عقلمندی ہے پیلان نے جواب دیا که یہ ارشاد حضور کا بہت بجا ہے اور آپکے اور اس غلام کے نزدیک
نادانی ہے آنکے نزدیک تو عقلمندی ہے کیونکہ اپنے گرز بر دستان روزگار سے قصور کرتے نہیں اور حضور کو بھی آپکے
بہادر ہونیکا یقین ہے میں قسم کھا کر عرض کرتا ہوں که حضور کے ایک ادنی پہلوان لشکر سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے جسم اسکا
تو مرتبہ اور ہے میں آپکو کیونکر دکھلا کر عرض کروں میرے تجربہ میں جہاں تک آیا ہے میں نے عرض کیا ہے اور یہ تکبر
تہور اور جو ہے سے ہیں انکے سر میں خودی آگئی ہے یہ قصور کرتا ہے که مجھ میں دیگر نسبت جہاں خودی آئی
پھر اسکا دماغ درست نہیں رہتا ہے بادشاہ نے یہ سنکے کہا که ہوگا اچھا مقابلہ کا تماشا دیکھو کیا ہوتا ہے
پیل مست سے او شیر سے مقابلہ ہے یہ کہکر اس طرف سب دیکھنے لگے یہاں شہنشاہ جو اسکے قریب پہونچے
وہ لگا دراز ہونے کے قصد سے سپر لیکے گرز چلا انکو بھی اسکا قصد معلوم ہو گیا انھوں نے بھی سپر پشت
پر سے لی اور شتاب سے مرکب کو یہ تنبیہ لگا دی جولان کیا دونوں مرکب باہم لڑے سپرین لڑین سپرون سے شرارے
نکلے گل سپر چنگاری ہو کر اڑ گئے اب جو لشکر کے لوگوں نے دیکھا تو یہ نظر آیا که شہنشاہ کا مرکب کوئی ایک
قدم پیچھا ہٹ کر رہ گیا ہے مرجان کا مرکب کوئی آٹھ قدم پیچھا ہٹا ہے پیلان نے بہرام شاہ سے کہا
که آپ نے فتح و شکست کا حال ملاحظہ فرمایا بادشاہ نے جواب دیا که اسمین اسکا کیا قصور ہے مرکب کا
قصور ہے مرکب پر کیا اختیار ہے اس سے ضرب برداشت ہو سکی اس امر میں کوئی اسکا چارہ نہیں ہے ذاتی
زبردست و زبردست معلوم ہو سکتا ہے پیلان نے جواب دیا که جو کچھ ارشاد ہوا ہے اسکا کیا جواب دوں مان
اگر کوئی برابر والا کہتا تو جواب دیتا خداوند نعمت ایسی لگاو میں تو جسم کی طاقت کا حال تیزی کا حال کھلتا
ہے جیسا قوی پہلوان و صاحب قوت ہوگا ویسا اسکا لنگر ہوگا ویسی اسکی تیزی ہوگی بادشاہ نے کہا که مقابلہ کا
تماشا دیکھو یہ تقریر پھر کرنا پیلان پھر اس طرف متوجہ ہوا دیکھا که وہ مرکب کو مسلا شہنشاہ سے ہم مقابل ہوا اور کہا
اس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا مجھکو چکر آگیا ورنہ میں تجھکو ضرور قتل کرتا تیرا قابو چل گیا میں جو چکر کھا کر گرا
تو نے گھونسہ مار دیا تیری قسمت پوری تھی میں بے ہوش ہو گیا جب میرے حواس درست ہوئے میرا دماغ صحیح
ہو گیا تو تو جواب نامہ لیکر چلا آیا تھا آج میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائے گا شہنشاہ نے جواب دیا
که کیوں اسقدر اپنی زبان کو دراز کرتا ہے پہلے اپنا نام تو بتا که تیرا کیا نام ہے اسنے کہا که تجھکو میرے نام سے کیا
کام ہے بلکہ تو اپنا نام بتا که میرے ہاتھ سے گمنام نہ قتل ہو شہنشاہ نے جواب دیا که میرا ابھی یہی مطلب ہے میرا
جو نام دریافت کرتا ہے میرا اصلی نام تو ملک الموت جان کفار اور تیری روح کا قابض ہے اور سب مجھکو شہنشاہ
گوہر کلاہ کہتے ہیں میرا نام تو نے سن لیا اب تو اپنا نام بتا کیا ہے اسنے کہا که مجھکو گرشاسپ جہان پہلوان
دوران رستم زمان اسفندیار روزگار مرجان مارخوار کہتے ہیں شہنشاہ نے کہا که کیا تو مارخوار ہے تیرا خاندان
کجھ ہی مارخواری تو انکا کام ہے معلوم ہوا که تیرا تمام جسم زہر سے بنا ہے اسنے کہا که میرا خاندان کجھ تو نہیں ہے بلکہ مارخواری
اس سبب سے کی گئی تھی که اکثر سنا گیا ہے که آلات حرب و ضرب کو زہر میں کہا ہے [illegible] ہم سب مارخوار
ہوئے تاکہ زہر اثر نہ کرے زہر کے ضرر سے محفوظ رہیں شہنشاہ نے کہا که ساری مارخواری [illegible] جو تو مار
کھا کھا کر خود افعی دراز ہو گیا ہے کیوں اسقدر بل کھاتا ہے کیوں زہر اگلتا ہے میں تیرا سر مثل موذی کے کچلونگا یہ سارا
بل کھانا بھلا دونگا میں وہ ہوں که میرے رو برو کسی کا کچھ بس نہیں چلتا ہے میں اژدر دہان سے دانت چیر ڈالتا ہوں
افعی دراز کو چٹکی سے مل ڈالتا ہوں تو کیوں بار بار مارخوار کہکر مجھکو ڈراتا ہے بلکہ اسدن میں نے تیرے اوپر رحم
کیا که زندہ چھوڑ دیا بڑا بے غیرت ہے که آج پھر میرے مقابلہ کو آیا معلوم ہوا که تیری قضا آگئی ہے اب میرے ہاتھ سے تو نہ

پیش آیا شہنشاہ تو اُسکو اُسی وقت قتل کر چکے تھے یہ صرف اُنکا کھیل تھا جو وہ اسکو کھلا رہے تھے مہراب شاہ
نے کہا کہ دراصل یہ لوگ بڑے بہادر ہیں ان سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہی دیکھا تھے مہر جان کو
کیونکر قتل کیا چیر کر پھینکدیا ادھر مرکب پہ سوار ہو کر شہنشاہ نے مبارز طلب کیا لشکر حریف سے مہران
ارغوار برائے مقابلہ نکلا اُسکو بھی شہنشاہ نے قتل کیا اسی طور سے شام تک شہنشاہ کے ہاتھ سے دس
جوان مارے گئے اور بارہ جوان زخمی ہوئے اور چھ جوان اسیر کیے جب شام ہوئی مہراب شاہ نے طبل
بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر طرف فرودگاہ کے واپس گئے کمر بند لشکر کے سپاہیوں نے کھولیں دربار
آراستہ ہوئے سردار حاضر دربار ہوئے سب سردار جمع ہوئے لشکر کفار میں جو بادشاہ کفار نے دربار کیا
تو اپنے سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کیا صلاح ہی میں طبل جنگ بجواؤں یا نہیں یا کچھ دنوں ٹھہر جاؤں
اہل دربار نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کوئی مقام خوف نہیں ہی ابھی ہم لوگ برائے مقابلہ موجود ہیں
مہراب شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ حکم دینا تھا اُسی وقت نقارہ زرمی پہ چوب پڑی ہرکارے
خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے یہاں پہ مہراب شاہ نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے
یہاں لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا سامان جنگ ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا اُدھر لشکر اسلام میں بادشاہ
اسلام دربار میں جلوہ گر ہیں سب حاضر دربار ہیں ذکر شجاعت شہنشاہ ہو رہا ہی کہ ہرکارے آکر پہنچے
خبر طبل جنگ بجنے کی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی دمامۂ شاہی
طبل زرمی بجے فوراً کوس زرمی پہ دوال پڑی یہاں بھی رات طیاری جنگ میں بسر ہوئی بادشاہ تو یہ
حکم فرما کے دربار برخاست کر کے اپنے آرامگاہ کو تشریف لے گئے ادھر بھی طلایہ پھرنے لگا
سامان جنگ ہونے لگا رات بھر دونوں لشکروں میں طلایہ پھرا کیا طبل جنگی بجا کیا دونوں لشکروں میں سامان
جنگ ہوا کیا کہ سحر ہو گئی دونوں لشکر میدان میں آئے صف آرائی ہونے لگی نقیب القاب کر کے
چلے گئے لشکر کفار سے ایک سردار نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے عادل برائے مقابلہ نکلے شام تک کئی پہلوانوں کو
جان سے مارا کئی کو زخمی کیا کئی اسیر کیے شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر قیام گاہ پہ آئے پھر طبل
جنگ بجا پھر صبح کو مقابلہ ہوا اسی طور سے پندرہ دن تک متواتر مقابلے ہوئے اس پندرہ دن کی میدانداری
میں جسقدر پہلوان و سردار مہراب شاہ کے لشکر میں تھے وہ سب زخمی و قتل و اسیر ہو گئے اب صرف
ایک سپہ سالار اور دو ایک پہلوان و سردار ہیں کہ آج جو مہراب شاہ میدان جنگ سے واپس آیا تھے
جو دربار کیا تو اہل دربار سے کہا کہ آج پندرہ دن ہوئے مقابلہ ہوتے ہوئے کوئی دن ہماری فتح نہ ہوئی
لہذا لشکر بھی پندرہ دن کا تھکا ہوا ہی اگر تمھاری رائے ہو تو میں صاحبقران سے چند دن کی
مہلت طلب کروں اور اقبال شاہ وغیرہ کو اپنے حال پر ملال سے آگاہ کروں سپہ سالار نے کہا کہ جو
آپکی رائے میں مقابلہ کرنے کو موجود ہوں مہراب شاہ نے کہا کہ میں کب یہ کہتا ہوں کہ تم مقابلہ
کرنے کو نہیں موجود ہو بلکہ میری خود یہ رائے ہی کہ چند دن کے لیے مقابلہ موقوف ہو جائے سپہ سالار
نے کہا جو آپکی رائے اُسی وقت مہراب شاہ نے دبیر کو طلب کر کے کہا کہ ایک نامہ بنام صاحبقران
تحریر کرو اُسکا مضمون یہ ہو کہ چونکہ آج پندرہ دن کا عرصہ ہوا ہی کہ برابر لشکر مقابلہ کر رہے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں
کہ ایک ہفتہ کی مہلت دیجیے کہ اس عرصہ میں لشکر آسودہ ہو جائے اور آرام پائے گو میں مقابلے سے عاجز نہیں
ہوں صرف پہلوانوں اور اہل لشکر کی پریشانی کا خیال ہی کہ وہ لوگ پریشان ہونگے لازم ہی کہ آئندہ بھی جو مہلت
دیجائے آئندہ آپکو اختیار ہی میں اسوقت بھی موجود ہوں اور صبح کو بھی اور پرسوں بھی جب آپکا جی چاہے

مقابلہ فرمائیے اگر مرضی ہو مہلت عنایت فرمائیے یہ مضمون ہو دبیر سے لیکر وہی عبارت تحریر کرکے پیش کیا
محراب شاہ نے دیکھکر اسکو لفافہ مین بند کرکے اپنے عیار کو کہ جسکا نام مہتر خاک زن ہی دیا اور کہا کہ
اسکو صاحبقران کی خدمت مین پہونچا دے اور اسکا جواب لے آ وہ نامہ لیکر طرف لشکر صاحبقران
کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین دربار جمع ہی بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہین یہ ذکر ہو رہا ہی کہ آج
پندرہ دن ہوے کہ برابر مقابلہ ہو رہا ہی ہمکو اسقدر زمانہ گذرنے کی امید نہ تھی ہم یہ جانتے تھے کہ ایک
ہفتہ عشرہ مین فیصلہ ہو جائیگا یہان تو بڑا عرصہ ہوا پندرہ دن ہوے ہین کہ نہ لشکر کو دن کو چین ملا نہ
رات کو راحت لی دیکھئے کب فیصلہ ہوتا ہی کہ لقین نے کہا کہ محراب شاہ کے پہلوان سب زخمی ہوے
یا قتل یا اسیر اب چند پہلوان باقی ہین وہ بھی ایک دو دن مین قتل ہونگے یا اسیر یا زخمی اسکے بعد خاتمہ
ہی یا محراب شاہ اطاعت کریگا یا اسیر ہوگا اسکو بہت بڑا بھروسہ اپنے سپہ سالار پر ہی کیونکہ وہ ابھی تک
میدان مین برابر مقابلہ نہین آیا ہی محراب شاہ کے لشکر مین دو سپہ سالار تھے ایک کا نام باران مار تھا
بہت زبردست تھا جو کہ ہاتھ سے لقابدار کے مارا گیا اور ایک کا نام ہیلان ہی یہ اس سے بھی زبردست
ہی اسکی قوت کا یہ حال ہی کہ ایک مشت سے فیل مست کو ہلاک کرتا ہی اسی کا بڑا بھروسہ ہی محراب شاہ
کو اسکو ابھی تک میدان مین نہین جانے دیا ہی اسکو بچا رکھا ہی وہ جب مارا جائے گا تو محراب شاہ کی قوت کم
ہو جائیگی یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ کل کے مقابلہ مین ضرور وہ نکلیگا لقین نے عرض کیا کچھ عجب
نہین ہی کہ بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ یا صاحبقران ابھی تک لشکر کفار مین طبل جنگ نہین
بجا اسکا کیا سبب ہی نہ ہرکارے خبر لیکر آئے نہ صدائے طبل آئی کیا مقابلہ کرنے کا کل اسکا قصد نہین ہی
صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہو جائے گا ہرکارے تو وہان موجود ہین جو کچھ صلاح ہوئی ہوگی وہ آکر بیان کرینگے
یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی کہ مہتر خاک زن وہ نامہ لیے ہوے داخل لشکر اسلام ہوا لشکر اسلام مین بڑی گہما گہمی
پائی یہ سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ آیا درگہ سالار سے کہا کہ خبر کردو کہ مہتر خاک زن محراب شاہ کے پاس
سے نامہ لے کر آیا ہی بار چاہتا ہی یہان دربارگاہ پر عادل تھے انھون نے کہا کہ ٹھہر جاؤ خبر کی جاتی ہی
تو وہ یہ کہکر اٹھے اندر بارگاہ کے آئے مجرا کیا جو اسنے کہا تھا عرض کیا حکم دیا گیا کہ اسکو بھیجدو دیکھین کیا
نامہ لایا ہی عادل نے آکر کہا کہ جاؤ طلب کیا ہی وہ اندر بارگاہ کے پردہ اٹھا کر آیا مجرا گاہ پر سے مجرا
کیا اور عرض کیا کہ ایک عرضی لایا ہون محراب شاہ کی صاحبقران نے حکم دیا کہ لاؤ اسنے ایسی بارگاہ
دیکھی کہ جو کبھی نہ دیکھی تھی اسکے حواس اس بارگاہ کو دیکھکر جاتے رہے اس سے پوری بات تو کہی جاتی نہ تھی
مگر اسنے اپنے کو سنبھال کر وہ نامہ نکال کر پیش کیا صاحبقران نے وہ نامہ لے کر دبیر کو دیا کہ پڑھو دبیر نے
وہ نامہ لے کر پڑھا وہی مضمون تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو چکا جب نامہ پڑھا جا چکا تو صاحبقران نے فرمایا
کہ ہماری طرف سے اسکی پشت پر تحریر کردو کہ جس طرح تمکو جنگ سے عجز نہین ہی اور تم موجود ہو تو ہم بھی عاجز
نہین ہین بلکہ تم سے جنگ کرنے پر موجود ہین جسوقت تمھارا جی چاہے مقابلہ کرو پس موافق تمھاری تحریر
کے اور تمھارے خیال کے کہ پندرہ دن ہو گئے ہین لشکر کو مقابلہ کرتے ہوے لشکر پریشان ہی پس
ہم نے تمھاری صلاح اور خواہش کے بموجب تمکو مہلت دی گو ہمکو منظور نہ تھا کہ تمکو مہلت دیجاتی مگر مجبوری
سب کچھ کراتی ہی اگر مہلت نہ دیتے تو سب کہتے کہ محراب شاہ نے مہلت طلب کی اور صاحبقران
نے مہلت نہ دی بدین سبب ہم نے تمکو مہلت دی اور تمھاری خواہش بھی تھی تمنے ایک ہفتہ کی مہلت
جو طلب کی تھی وہ تمکو دی گئی یہ جواب ہی تمھارے نامہ کا بلکہ ہم یہ خیال کرتے ہین کہ اگر ہم مہلت طلب کرتے

تو ہم کبھی نہ دیتے یہ ہمارا ہی طریقہ ہے کہ حریف نے مہلت طلب کی فوراً دی جاوے یہ نامہ لیجاؤ یہ مضمون جب نامہ
مین تحریر ہو چکا اس عیار کو صاحبقران نے جواب نامہ دیا وہ سلام کرکے اپنے لشکر کو چلا ادھر جانے نامہ بر کے
صاحبقران نے بادشاہ سے کہا کہ یہ سبب تھا کہ انکو مہلت طلب کرنا تھی جو وہان طبل جنگ نہین بجائیں
اب ایک ہفتہ تک تو اطمینان ہے اسکے بعد مقابلہ ہوگا اب کی ضرور فیصلہ ہوگا کہان تک لشکر پڑا رہے گا یہ جو
صاحبقران نے فرمایا بادشاہ نے جواب دیا کہ مہلت نہ دینا تھی کیونکہ انکو قوت ہو جاوے گی وہ دم لے لینگے
یقین نے عرض کیا کہ وہ ضرور اور ملکون سے اس زمانہ مہلت مین مدد طلب کرین گے عرصہ مہلت مین
کمک آجائیگی پھر مقابلہ ہوگا کیونکہ انکا دم تازہ ہوجائیگا یہ سبب ہی مہلت کے طلب کرنے کا صاحبقران
نے فرمایا کہ آنے دو کوئی پروا کی بات نہین ہے بموجب مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ؎
دیگر سری پیچم ز شمشیر حبیب ؎ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ؎ چاہے کمک آئے چاہے وہ خود مقابلہ کرین کچھ خوف
نہین ہے یہ فرماکے صاحبقران خاموش ہو رہے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے
آج راحت سے بسترون پر لیٹے اہل لشکر بھی آسودہ ہوے کہ آج طبل جنگ نہین بجا ہے کل مقابلہ نہین ہوگا
پریشان ہو گئے تھے کہ پندرہ دن ہوے آرام سے سونے نہ پائے تھے صبح ہوئی میدان مین پہنچے
دن بھر میدان مین رہے شام کو واپس آئے پھر سامان جنگ کرنے لگے رات اسی سامان سے بسر ہو گئی
کوئی وقت راحت کا نہ تھا کہ راحت ملے رات سامان جنگ مین بسر ہوتی تھی اور تمام دن میدان جنگ
مین گذرتا تھا آج تو خدا نے اس امر سے اطمینان دیا کہ اب ایک ہفتہ تک مقابلہ نہوگا اتنے عرصہ تک آرام
سے گذرے گی لشکری تو باہم یہ تقریر کرتے ہین کہ راحت سے بسر کرین گے یہ لوگ تو اس خیال مین ہین سب
سرداران اپنے خیمون مین راحت سے آرام پذیر ہین صاحبقران اپنے خیمہ مین بادشاہ اپنی آرامگاہ مین لشکر اسلام
مین تو یہ حالت ہے ادھر خنجر خاک زن جواب نامہ لے کر چلا ہے وہان بارگاہ مین محراب شاہ بیٹھا ہوا ہے
سب اہل دربار جمع ہین جسقدر ہین حالت یہ ہے کہ دنگل و کرسیان خالی پڑی ہین چند کرسیون پہ لوگ
بیٹھے ہوے ہین کہ محراب شاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران مہلت
نہ دینگے مہلت کا طلب کرنا بیکار ہے کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اب لشکر محراب شاہ کا کم رہ گیا ہے کیون مہلت
دین فیصلہ کیون نہ کرلین سپہ سالار نے کہا کہ آپ کی راے غلطی پر ہے میرے نزدیک ضرور صاحبقران
مہلت دین گے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عیار جواب نامہ لے کر پہونچا اور محراب شاہ کو نامہ دیا اور کہا کہ
اسکی پشت پر جواب تحریر ہے محراب شاہ نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے نامہ لے کر پڑھا جو جواب
کہ اول تحریر ہو چکا تھا پڑھا گیا جب سب جواب پڑھا جا چکا تو سپہ سالار نے محراب شاہ سے کہا کہ آپ
تو فرماتے تھے کہ صاحبقران مہلت نہ دینگے ملاحظہ فرمایئے کہ کیون مہلت دی وہ لوگ بڑے باحرمت
اور صاحب خلق معلوم ہوتے ہین یہ جو انھون نے تحریر فرمایا ہے کہ ہم مہلت طلب کرتے تو بھی تم ہمکو
مہلت نہ دیتے یہ امر ضرور تھا ہم تو ایسی حالت مین کبھی مہلت نہ دیتے یہ انھین لوگون کا کام تھا بڑے
بیخوف ہین یہ نہ خیال کیا کہ اس زمانہ مہلت مین اگر کمک آجاے تو کیا ہو جنگ کو طول ہو اسکا بھی
کچھ خوف نہ کیا ہماری خواہش پر مہلت دی اہل اسلام کے بہت سے طریقے اچھے ہین جو وہ کام
کرتے ہین طریقہ اور قاعدہ سے کرتے ہین یہ جو سپہ سالار نے کہا محراب شاہ نے کہا کہ یہ تو تمہارا قول بہت
ٹھیک ہے ہم تو کبھی مہلت نہ دیتے یہ خوف ہوتا کہ یہ جو مہلت طلب کرتے ہین انھون نے ضرور
کمک طلب کی ہے جب کمک آلیگی تو وہ لوگ مقابلہ کرین گے اس سے ہم کیون مہلت دین یہ خیال کرکے

ابھی مہلت دیجئے ضرور ایسا کرینگے سپہ سالار نے کہا کہ آپ کیون یہ کہتے ہین ہمکو خود بھی منظور ہوتا کہ ہم مہلت
دیتے محراب شاہ نے کہا کہ دراصل یہ لوگ بہت بامروت و صاحب خلق ہین عمدہ عمدہ طریقے ہین کہ
جو کہ بہادرون کے طرز ہین وہ اہل اسلام کے طرز ہین ہمکو انکے سب طریقے پسند آئے ہین اگر خلاف
مذہب نہوتے تو مین ضرور انکی اطاعت کرتا کیونکہ ان لوگون کی اطاعت مین بڑے مرتبہ ہین یہ لوگ
بڑے صاحب خلق ہین اور عالی خاندان معلوم ہوتے ہین دیکھو جو لوگ کہ انکے مطیع ہین انکی کیسی قدر کرتے
ہین یہ لوگ ضرور قدردان ہین سپاہی جو جان دیتا ہی تو قدردان پر دیتا ہی سپہ سالار نے یہ سنکے
کہا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین پس یہی سبب ہی کہ مذہب اسلام پر رکھتے ہین ورنہ ہین تو آپ سے قبل
انکی اطاعت کرتا اور یہ بھی کہے دیتا ہون کہ اگر مین زندہ ہو گیا تو ضرور انکی اطاعت کرونگا چاہے مذہب
اسلام رکھتے ہون یا نہ انکا مذہب بھی قبول کرونگا یہ جو سپہ سالار نے کہا محراب شاہ نے
کہا کہ خدا وہ دن نہ کرے کہ تم زندہ ہو جاؤ یہ کہکر محراب شاہ نے دربار برخاست کیا سب
اپنے مقام پر گئے لشکر آسودہ ہوا ایک ہفتہ تک تو راحت سے بسر ہوئی لشکر تو یہ فکر کرنے لگا
سب آسودہ ہوئے وہ رات بسر ہوئی سحر ہوئی لشکر اسلام مین بادشاہ نے دربار کیا ادھر محراب شاہ
نے بعد ازان دبیر سے کہا کہ چند نامے بنام اقبال شاہ و امثال شاہ و حیرت شاہ و مراد شاہ کے تحریر
کرو ان مین حالات جنگ و پیکار تحریر کرو اور لکھو کہ یہ وہ وقت ہی کہ تم کو لازم ہی کہ ہماری مدد کرو کو
مین چاہتا ہون تو مدد طلب کرون مگر مین سمندر شاہ کو تحریر کر چکا ہون کہ مجھکو مدد کی ضرورت نہین ہی
اب طلب کرونگا تو وہ مجھکو دروغگو قرار پاونگا لہذا مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ تم لوگ میری مدد کرو یہ وقت
مدد ہی یہ نامہ لکھکر مجھکو دو مین روانہ کرون جب یہ مضمون محراب شاہ نے کہا تو دبیر نے تحریر کیا
محراب شاہ نے کہا یہ بھی تحریر کرنا کہ مین نے ایک ہفتہ کی مہلت لی ہی اسی عرصہ مین تمکو لازم ہی کہ میری
مدد کرنے آؤ یہ جو لکھوا کر نامے طرف ان ملکون کے اپنے عیار کے ہاتھ روانہ کیے وہ عیار نامے لیکر
روانہ ہوا اسقدر تیز رفتار تھا کہ ایک دن مین شہر اقبالیہ مین پہونچا رات تو اس ملک مین سرا مین بسر کی
صبح کو دربار مین آیا اقبال شاہ کو نامہ دیا اقبال شاہ نے دبیر کو نامہ دیا دبیر نے نامہ پڑھا جب
مضمون نامہ سن چکا تو اس عیار سے کہا کہ تم جاؤ مین اسکا جواب روانہ کر دونگا وہ عیار سلام کرکے
طرف امثالیہ کے روانہ ہوا ایک رات دایک دن راہ طے کی بوقت صبح شہر امثالیہ مین پہونچا چونکہ
صبح کا وقت تھا داخل دربار ہوا امثال شاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا دبیر نے نامہ پڑھا وہی جواب
امثال شاہ نے بھی دیا عیار وہان سے طرف مرادیہ کے روانہ ہوا دوسرے دن مرادیہ مین پہونچا
داخل دربار مراد شاہ ہوا نامہ دیا مراد شاہ نے نامہ پڑھوا کر سنا جب سن چکا مراد شاہ
نے عیار سے کہا کہ میری طرف سے کہدینا کہ مجھکو اسقدر مہلت نہین ہی کہ مین کمک کرنے کو آؤن
مجھکو خود اپنے ملک کی فکر پڑی ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ میرا ملک بچے اگر مین تمہاری کمک کو آؤن تو
میرے ملک کے بچنے کی کیا تدبیر ہوگی یہ تو زبانی کہدینا اور مین اُن کے نامہ کا جواب بھی
عقب سے روانہ کر دونگا عیار مرادیہ سے شہر حیرتیہ کی طرف روانہ ہوا دوسرے دن
حیرتیہ مین پہونچا داخل دربار حیرت شاہ ہوا مجرا کرکے نامہ دیا حیرت شاہ نے مضمون
نامہ سن کے کہا کہ محراب شاہ سے کہدینا کہ جب تم ایسے بادشاہ نے شکست کھائی تو میری
کیا اصل ہی مین کیا کرونگا اگر میرا ملک کیونکر بچیگا اس سبب سے مین نہین آسکتا ہون

میں اپنے ملک کی حفاظت کی خود فکر میں ہوں نہ کہ دوسرے کی فکر کروں اور میں جواب بھی روانہ
کر دونگا اور اگر جواب نہ آئے تو یہ جواب ہی ہو کہ میں نے تم سے زبانی کہا ہی یہ جواب سنکے عیار وہاں سے
رخصت ہو کر طرف اپنے ملک کے آیا اور تیسرے دن داخل شہر محراب یہ ہوا یہاں اُس دن پہونچا کہ ہفتہ
تمام ہو چکا تھا جب زمانہ مہلت کا تمام ہونے لگا تھا تو محراب شاہ نے بہ صلاح سپہ سالار ایک نامہ
اور روانہ کیا تھا کہ ہمکو اور ایک ہفتہ کی مہلت دو کیونکہ جو سردار میرے زخمی ہو گئے ہیں اُنکے زخم اچھے
ہو جائیں جب یہ نامہ صاحبقران کے پاس پہونچا تو صاحبقران نے پھر ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی اور
تحریر فرمایا تھا کہ تم جہاں تک مہلت طلب کیے جاؤ گے ہم دیے جائینگے جہاں جہاں سے تمکو مدد طلب
کرنا ہو طلب کر لو ہم عاجز نہیں ہیں جب یہ نامہ پہونچا تھا تو محراب شاہ خوش ہو گیا تھا کہ اتنے عرصہ میں
میرے ناموں کا جواب آجائیگا جسکو یہاں سے کمک آنا ہوگا وہ آئیگا کہ بعد آٹھویں روز کے عیار پہونچا داخل
دربار ہو کر محراب شاہ کو سلام کیا محراب شاہ نے دریافت کیا کہ نامے دیکے آئے اُن لوگوں
نے کیا جواب دیے عیار نے کہا کہ اقبال شاہ نے تو کہا کہ میں جواب سوچکر تحریر کر دونگا یہی جواب
امثال شاہ نے بھی دیا مراد شاہ نے کہا کہ میں خود اپنے ملک کی فکر میں ہوں دوسرے کی کیونکر کمک کو
جاؤں اور میں جواب بھی روانہ کر دونگا اور حیرت شاہ نے زبانی پیام یہ دیا ہی کہ جب آپ ایسا بادشاہ
خدا پرستوں سے نہ مقابلہ کر سکا اور شکست کھا کر آپ ایک سے کمک طلب کرنے لگا تو میں کیونکر آؤں
میرا بھی تو ملک ہی اُسکی حفاظت کون کریگا میرا آنا نہ ہوگا اور بعد کو جواب روانہ کرنے کا اقرار کیا ہی اور
یہ بھی کہا ہی کہ اگر میں جواب نہ روانہ کروں تو یہی جواب ہی جو کہ زبانی دیا ہی محراب شاہ یہ جواب ہر ایک
کا سنکے کہنے لگا کہ یہ لوگ ہمکو آتے ہوئے نہیں معلوم ہوتے ہیں ای مہتر خاکزن یہ تو بیان کر کہ اُن
لوگوں کا آنے کا قصد ہی یا نہیں کچھ تمکو اُن کے طرز کلام سے بھی معلوم ہوتا تھا عیار نے جواب دیا کہ
مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ کمک کو نہ آئینگے محراب شاہ نے یہ سنکے اپنے سپہ سالار سے کہا
کہ برے وقت کا کوئی کسی کا شریک نہیں ہوتا ہی اور سچ ہی کہ ہر ایک کو اپنی فکر ہی اگر وہ لوگ ادھر کمک کو چلے
آئیں تو اُنکے ملک کی کون حفاظت کریگا خیر جو کچھ ہم پر گزرے گی وہ تو گزریگی مگر میں یہ کہے دیتا ہوں کہ یہ
ملک بھی ضرور تباہ ہونگے مثل میرے ملک کے اب کیا تدبیر کیجیے مراد شاہ و حیرت شاہ کا جواب
معلوم ہو گیا اب اقبال شاہ و امثال شاہ کے جواب کا انتظار رہی اور پانچ چھ دن ابھی مہلت میں
بھی باقی ہیں اس عرصہ میں اُنکے بھی جواب آجائینگے یہ کہکر دربار برخاست کیا کہ اُنکو تو یہاں اس فکر میں
رکھا جاتا ہی اور حال اقبال شاہ و امثال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ تحریر ہوتا ہی کہ جب اقبال شاہ
کو نامہ پہونچا اُسنے مضمون نامہ سنا تو عیار کو تو یہ کہکر ٹال دیا کہ میں عقب سے نامہ روانہ کر دونگا
جب وہ عیار چلا گیا اقبال شاہ نے دربار برخاست کیا اسیوقت ایک محفل مشورت گرم کی شمع رائے
روشن ہوئی جو کہ معتبر سردار تھے وہ سب آئے اقبال شاہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہی کہ اس نامہ کا
جواب تحریر کروں آپ لوگوں نے مضمون نامہ تو سنا ہی اب رائے فرمایئے کہ کیا کیا جائے آیا مدد کو
روانہ ہوں یا کچھ جواب نہ تحریر کروں نامہ لکھدوں کہ میں کمک کو نہ آؤنگا سب نے یہ سنکے کہا کہ جو آپکی
رائے ہو وہی ہماری رائے ہی پہلے یہ آپ فرمائیں کہ آپکو مدد کرنا منظور ہی یا نہیں اقبال شاہ
نے کہا اصل امر تو یہ ہی کہ میرے ہوش اُڑ گئے ہیں اور میرے جی چھوٹ گئے ہیں کہ جب محراب شاہ
ایسا بادشاہ یوں تحریر کرے کہ خدا پرستوں سے میں عاجز ہوں اور یہ بھی اخبار سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ لوگ

بہت زبردست ہیں پندرہ دن تک محراب شاہ نے مقابلہ کیا ایک دن بھی ظفر نہوئی ہر روز اُنکی ظفر ہوئی آخر
کو عاجز ہوکر مہلت لی یہ ہی پرچہ زمین لکھا ہے یہ ہی محراب شاہ نے لکھا ہیں یہ خیال کرتا ہوں جب
محراب شاہ کچھ نہ کرسکا تو میری اُنکے روبرو کیا اصل ہے میں کیوں ایسے بادشاہ سے مقابلہ کروں جو کہ
اژدہا سے وہاں کی خاصیت رکھتا ہو جس نے بڑے بڑے ملک فتح کر لیے ہوں تو کون مقابلہ کرے
میں تو ضرور اطاعت کرلونگا اگر محراب شاہ نے اُنکے ہاتھ سے شکست کھائی اور خداپرستوں کا شہر
محرابیہ پر قبضہ ہوگیا تو میں ضرور اُنکی اطاعت کرونگا اور اُنکا مذہب قبول کرونگا سمندر شاہ سے
طلب آپ بیکار ہے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یقین کی بات ہے کہ جو لوگ گئے تھے وہ کس کام آئے آخر
کو زیر ہوگئے اور اُنکے شریک ہوگئے یہاں بھی یہ ہی حال ہوگا ایک تو احسان ہوا دوسرے وہ ہی
انجام ہوا جو کہ اب ہونیوالا ہے ہمکو یقین ہے کہ ہم بھی مثل محراب شاہ و یقین شاہ کے شکست کھا
آخر کو اُنکی اطاعت کرینگے یہ مثل ہوگی کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد بموجب
شعر کہ آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار ہے یہ خلاف عقل ہے کہ مقابلہ کرکے اطاعت
کریں ہزاروں بندگان خدا کا خون ہو اور پھر وہ ہی نتیجہ ہو کہ ملک ہاتھ سے جاے آبرو میں فرق
آئے اگر یہ کوئی اعتراض کرے کہ محراب شاہ وغیرہ نے شکست کھائی تو کیا ضرور تھا کہ ہم بھی شکست
کھاویں پہلے یہ کوئی ہمکو دکھادے کہ جس ملک پر خداپرست لشکرکشی کرکے گئے ہوں اُس ملک کو فتح نہ کیا
ہو بلکہ اس ملک کے بادشاہ نے شکست دی ہو یہ تو ہم نے آج تک نہ سنا نہ کسی کتاب میں دیکھا نہ کسی پرچہ
اخبار سے ثابت ہوا میں کیونکر یقین کرلوں کہ میں ظفر پاؤنگا اس امید پر مقابلہ کرنا بالکل خلاف عقل ہے میں
تو ضرور اطاعت کرونگا میں نے اطاعت سمندر شاہ ترک کی اور نہ کوئی نامہ محراب شاہ کو تحریر کرونگا
نہ نامہ کا جواب دونگا جبکہ یہ سن لونگا تو ایک عرضی بنام صاحبقران روانہ کرونگا جسمیں اپنی اطاعت کرنے
کی حالت تحریر کرونگا اور اپنے ملک میں طلب کرکے مہمانی کرونگا اُنکے ہمراہ طرف سمندریہ کے روانہ
ہونگا یہ جو اقبال شاہ نے کہا اسکی رائے کو سب اہل جلسہ نے پسند کیا اور کہا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے
مقابلہ کرنے میں بڑی خرابیاں ہیں بلکہ یہ رائے بہت ٹھیک ہے کہ خاموش بیٹھے رہیں جو انجام کہ محرابیہ کا ہو
اُسکو دیکھیں اگر محراب شاہ ظفریاب ہوا تو خیر اگر ہنوا تو یہ ہی رائے ہے کہ اُسکی اطاعت کرو اور سمندریہ پر جلد
اب اسکا فیصلہ سمندریہ پر ہوجاے گا اگر سمندر شاہ کی فتح ہوئی اور خداپرست قتل ہوے تو ہمیں اپنا
مذہب قدیم قبول کرلیا اگر ایسا ہوا اور خداپرست ظفرمند ہوے تو ہمتو یہ مذہب قبول کرچکے ہیں پھر کوئی ضرورت
نہیں ہے کہ ہم اطاعت سے انحراف کریں دراصل مقابلہ کرنے میں بڑی خرابی ہے یہ ہی رائے خوب ہے جب سب نے
یہ رائے دی اور اقبال شاہ کی رائے کو پسند کیا پس اقبال شاہ نے اسی وقت سے یہ عہد کرلیا کہ اگر
مذہب اسلام حق ہے تو خداپرست ضرور فتح پاوینگے اور محراب شاہ کی شکست ہوگی میں ضرور مذہب
اسلام قبول کرلونگا یہ کہکر کہا کہ اب میں سمندریہ سے کمک بھی نہ طلب کرونگا بلکہ اگر کوئی نامہ اس مضمون کا آئیگا کہ ہم
کمک روانہ کرتے ہیں تم مقابلہ کرو تو میں اُسکے جواب میں یہ تحریر کردونگا کہ مجھکو کمک کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں خود مقابلہ
کرلونگا میرے پاس لشکر کثیر ہے اور اب کل سے نگہداشت فوج موقوف کیجاے کوئی ضرورت نہیں ہے جبکہ مقابلہ
کرنا منظور نہیں ہے پہلے تو گویا قصد مصمم تھا کہ میں مقابلہ کروں مگر اب میرے ہوش اُڑگئے کہ جب محراب شاہ کچھ نہ بنا
سکا تو میں کیا کرلونگا دیدہ و دانستہ اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالنا ہے اور خود اپنے کو چاہ میں گراتا ہے اور یہ وہ امر
ہے کہ اگر میں پڑی تو سب یہ کہیں گے کہ یہ ہی مقدر میں تھا ورنہ لڑتا اقبال تھا اور خداپرست تو لڑا اور بات تھا او دیگر کی

تو کوئی یہ نہ کہیگا کہ مقدور رکھتا بلکہ ہر ایک یہ ہی کہے گا کہ نادانی تھی جبکہ اتنے اتنے بڑے بادشاہ نہ سر بر ہوے تو یہ کس شمار و قطار مین تھے جو انھون نے مقابلہ کیا آخر کو زک اٹھائی پس اس الزام سے تو بری ہو سکتے ہین اور زحمت سے تو بچتے ہین پس مین تو نہ مقابلہ کرونگا نہ سمندر شاہ کو اس امر سے آگاہ کرونگا بلکہ جو اپنے دل مین مین نے تصور کر لیا ہے وہ کرونگا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرا ساتھ دے سب نے کہا کہ ہم سب ساتھ دین گے یہ سنکے اقبال شاہ نے کہا کہ اب خاموش رہو اور محراب شاہ کی خبر کو آنے دو اور نہین کسی امر کا جواب دونگا سب نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہے بہت ٹھیک ہے پس ہم سب نے بھی منظور کر لیا جب یہ رائے قرار پا چکی اسکے بعد وہ جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے اقبال شاہ نے کوئی جواب محراب شاہ کو نہ تحریر کیا خاموش ہو کر بیٹھ رہا یہ تو حال اقبال شاہ کا ہے جو کہ تحریر ہوا امثال شاہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب اسکو نامہ محراب شاہ کا پہونچا تو اسنے بھی محفل تخلیہ برپا کی اور رائے پیش ہوئی وہ ہی تقریر امثال شاہ نے بھی کی جو کہ اقبال شاہ نے کی تھی گویا دونون مین باہم صلاح ہو چکی تھی کہ دونون کی ایک تقریر تھی بلکہ امثال شاہ نے کہا کہ مین نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور خود سر ہو گیا اگر محراب شاہ نے شکست کھائی تو مین صاحبقران کی اطاعت کرونگا انکی دعوت کرونگا جب یہ تقریر سب اسکے سردارون نے سنی جواب دیا کہ ہم نے آپ کی رائے کو قبول کیا ہمکو بھی پسند آئی مثل اقبال شاہ کے امثال شاہ نے بھی عہد کیا اور کوئی جواب محراب شاہ کو نہ روانہ کیا خاموش ہو کر بیٹھ رہا نگہداشت سپاہ موقوف کر دی یہ بھی اسی فکر مین بیٹھا تھا کہ دیکھیے محرابیہ کا کیا انجام ہوتا ہے امثال شاہ کو اسی فکر مین رکھا جاتا ہے اور مراد شاہ کی حالت تحریر ہوتی ہے کہ جبکہ نامہ پہونچا اور مراد شاہ نے زبانی وہ جواب دیا جب نامہ بر چلا گیا تو ایک جلسہ برپا کیا اسمین رائے پیش کی ہر ایک نے اپنی رائے بیان کی کسی نے کہا کہ ضرور ہے کہ کمک جانا چاہیے کسی نے کہا کوئی ضرورت نہین ہے بلکہ اپنے ملک کی حفاظت فرمایئے کوئی بولا سمندر شاہ سے کمک طلب فرمایئے سب کی رائے سنکے مراد شاہ نے کہا کہ آپ سب رائے دے چکے میری رائے اسکے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ نہ مین سمندر شاہ سے کمک طلب کرون نہ مین سپاہ کو نوکر رکھون نہ مین محراب شاہ کی کمک کو جاؤن نہ کوئی نامہ اسکے نامہ کے جواب مین تحریر کرون بلکہ خاموش اپنے ملک مین اس خیال سے بیٹھا رہون کہ دیکھون بعد محرابیہ کے اقبال شاہ و امثال شاہ کیا کرتے ہین اگر ان ملکون کو بھی خدا پرستون نے فتح کر لیا تو ہم اطاعت کر لینگے اگر ان سب نے بھی اطاعت کی تو اس حالت مین بھی اطاعت کرینگے خلاصہ یہ کہ جب محراب شاہ نہ مقابلہ کرے گا تو ہماری کیا حقیقت ہے ہم اسکے روبرو کوئی حقیقت نہین رکھتے ہین ہماری اور اسکی یہ مثال ہے کہ جیسے شمع و پروانہ ہم نہ لشکر اسقدر رکھتے ہین نہ قوت جبکہ محراب شاہ جو کہ لشکر کثیر رکھتا تھا وہ کچھ نہ بنا سکا تو ہم لوگون کی کچھ اصل نہین ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ کام کرین کہ عزت بھی رہے اور کام بھی ہو جاوے اب اس امر پر رائے رہی ابتو ہم اطاعت کر لین اور اپنی آبرو و جان و مال و لشکر کی حفاظت کرین جب سمندریہ پر چڑھا کر وہ سمندر شاہ سے مقابلہ کرین اگر سمندر شاہ غالب آئین تو خیر ہم پھر اپنے مذہب قدیم کو اختیار کر لین ورنہ اطاعت تو کر چکے ہین یہ جو مراد شاہ نے کہا سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ رائے بہت خوب ہے ہم سب کو مرغوب ہے پس اسیوقت سے اس رائے پر قول و قرار ہو گیا وہ جلسہ برخاست ہوا فوج کی بھرتی معطل کر دی گئی پرچہ اخبار ہر روز دیکھا جانے لگا اس خیال سے کہ دیکھین محراب شاہ و اقبال شاہ و امثال شاہ کا کیا انجام ہوتا ہے انکو تو اس فکر مین رکھا جاتا ہے حال حیرت شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ ملک حیرتیہ

کے بعد سمندر ریہ ہی کوئی چار پانچ منزلین درمیان مین ہونگی یہ ملک سب ملکون سے چھوٹا ہی یہان کا
بادشاہ حیرت شاہ ہی جب اسکے پاس نامہ محراب شاہ کا پہونچا چونکہ یہ مرد عاقل ہی اسنے وہ پیام تو
زبانی کہلا بھیجا اور اپنے دربار کو برخاست کر کے اپنے خلوت خانہ مین آیا عقل کو دوڑانے لگا کہ کیا
کرنا چاہیے آیا محراب شاہ کی کمک کرون یا اپنے ملک مین رہون اسکی حفاظت کرون پھر یہ خیال کیا کہ اگر
مین اپنے ملک مین رہا اور حفاظت کی تو ضرور خداپرست ادھر کے ملکون کو فتح کر کے ہم کو اور اینہر
قبضہ کرتے ہوے آینگے تو وہ ہی حال میرا بھی ہوگا جو کہ محراب شاہ کا ہوا اور ہوگا اور ذلت حاصل
ہوگی لہذا اس سے بہتر یہ ہی کہ مین نہ کمک کرون محراب شاہ کی نہ سمندر ریہ سے کمک طلب کرون بلکہ خاموش
بیٹھا رہون جبکہ خداپرست یہان آئین تو انکی اطاعت کرون اور انکے ہمراہ سمندر ریہ پر لشکرکشی کرون ایسی ذلت
اٹھانے سے کیا حاصل ہی اپنے مقام پر راے کر کے دوسرے دن ارکین سلطنت کو تخلیہ مین طلب کیا اور
اپنی راے بیان کی وہ کہنے لگے کہ آپکی راے بہت عمدہ ہی ضرور اس امر مین خرابی نظر آتی ہی اگر کوئی امر کیا اور
بعد خرابی کے کیا تو کیا حاصل عاقل وہ ہی جو انجام کو سوچ کر کام کرے وہ عاقل نہین ہی جو انجام نہ خیال
کرے اور ایسا کام کر گذرے ہم لوگ اس راے کو پسند کرتے ہین جو کہ آپ کی راے ہی اور ہم لوگ
بہت خوش ہوے کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی قوت و طاقت کی ہر پرچہ اخبار سے حالت معلوم ہوتی رہتی ہی
ہم لوگ اسی فکر مین تھے جبکہ وہ لوگ ایسے ہین تو کیونکر انسے مقابلہ کیا جاے گا سواے شکست کھانے کے
اور ذلت اٹھانے کے ہم لوگ آپکے خوف سے کچھ عرض نہ کرتے تھے رات بھر اسی فکر مین رہتے تھے جو کہ
آپ نے خود آج ظاہر کی حیرت شاہ نے کہا جبکہ تمہاری بھی یہی راے ہی تو بس خاموش بیٹھے رہو دروازہ قلعہ
کھول دو فوج کی بھرتی نہ کرو اگر سمندر ریہ سے کمک آئے تو اسکو واپس کر دو یہ کہکر کہ کمک کی کوئی ضرورت
نہین ہی بس جب محراب شاہ کے شکست کھانے کی خبر سمندر ریہ مین پہونچی گی تو ضرور سمندر شاہ کے پاس سے
نامہ آئیگا اسکا کیا جواب ہی میرے نزدیک یہ جواب ہی کہ مجکو مدد کی کوئی ضرورت نہین ہی جب وہ لوگ ادھر
کو آئینگے تو ہم انکو مقابلہ کر کے نکالدینگے کیونکہ یہ شہر مثل لقینیہ و محرابیہ و اقبالیہ و امثالیہ و مرادیہ کے نہین
ہی یہان بڑی مشکل پڑیگی انکو تو اس سہارے مین رکھو اور خود انکی یعنی خداپرستونکی اطاعت کرو سب نے کہا
کہ ہم پہلے ہی عرض کر چکے کہ جو آپ کی راے ہی وہ ہی ہماری بھی راے ہی جب سب نے ایک راے بیان کی
حیرت شاہ ان سب سے بہت خوش ہوے اور کہا کہ جو نمک حلال لوگ ہوتے ہین وہ مالک کے خیرخواہ
ہوتے ہین اور وہ راے دیتے ہین جس امر مین مالک کی بہتری ہو خرابی سے محفوظ رہے اور جو نمک حرام ہوتے
ہین وہ خیرخواہی پر نظر نہین کرتے ہین بلکہ وہ راے مالک کو دیتے ہین جو کہ بربادی کا سبب ہو تم لوگ بڑے خیرخواہ
ہو کہ آبادی کو چاہتے ہو بربادی کے خواستگار نہین ہو یہ کہکر حیرت شاہ نے ہر ایک کو انعام کثیر دے کر
رخصت کیا وہ اپنے مقام پر آے حیرت شاہ بھی اس فکر مین رہا کہ جبکہ صاحبقران ہر ملک پر قبضہ کرتے
آئینگے تو مین اطاعت کرونگا ان سب کو تو اس فکر و تشویش و انتظار مین رکھا جاتا ہی ایک حال اور تحریر
ہوتا ہی کہ اقبال شاہ و امثال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ نے ایک ہی رات کو خواب دیکھا کہ ایک بہت
بڑا میدان ہی اسمین بہت سے آدمی ہین اور ہزارہا آدمی ایسے ہین کہ جنکی کئی قسم کی صورتین ہین اور ایکطرف بہت
سی آگ روشن ہی وہ جو مہیب صورت لوگ ہین انکے ہاتھون مین گرز آتشین ہین وہ ہر ایک کو مارتے ہوے چلے آتے
ہین اور کچھ لوگ انکو پکڑ پکڑ کر طرف آگ کے لیجاتے ہین اور آگ مین ڈالدیا یہ دیکھکر اقبال شاہ وغیرہ ڈر گئے اور ایک طرف
اس میدان کے بھاگے اور ننگے ہوے چلے گئے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ادھر سے چلے آتے ہین انسے انھون نے پوچھا

کہا حضرت ادھر راستہ ہی یا نہین اُنھون نے فرمایا کہ ای اقبال شاہ وہ پھر کدھر سے آتے ہو کیونکہ تمھارے
حواس جاتے رہے ہین بہت بدحواس ہو کدھر سے آتے ہو اقبال شاہ نے جواب دیا کہ یا حضرت ہمارے حواس
کیونکر بجا ہون ہمنے یہ واقعہ دیکھا ہی ہمکو اپنی جان کا خوف ہی اس سبب سے بھاگے جاتے ہین تا کہ کوئی مقام امن
ملجاے پوشیدہ ہو رہین اُن بزرگ نے جواب دیا کہ ای اقبال شاہ تم جدھر جاوگے وہی لوگ تمکو نظر
آوینگے اور یہی آتش قہر وغضب نازل رہیگی اور تم کو گھیرے رہیگی کیونکہ تم لوگ لامذہب ہو اور یہ لوگ
جو کہ آگ مین ڈالے جاتے ہین سب لامذہب ہین یہ اُن خداؤن کے ماننے والے ہین جو کہ باطل خدا تھے
اور جب تم مروگے تمھارا بھی یہی حال ہوگا ہان اگر مذہب اسلام قبول کر لو تو کیا مضائقہ ہی یہ عذاب قہر نہ نازل
ہوگا ورنہ اسی عذاب مین ہمیشہ مبتلا رہوگے آتش قہر وغضب مین جلائے جاوگے اور یون ہی آگ مین
ڈالے جاوگے یہ فرشتگان عذاب ہین جو کہ گرز آتشین مار رہے ہین ورنہ دین اسلام قبول کرو اقبال شاہ
نے جو سنا تو اُسکے حواس جاتے رہے اور زیادہ اُس عالم خواب مین بدحواس ہوا اُنکے قدم پر گر پڑا اور کہا
کہ آپ مسلمان کرین مین نے توبہ و بت پرستی بیعت کی ہو جو اقبال شاہ نے عرض کیا اُن بزرگ نے کلمہ
طیبہ تعلیم کیا اقبال شاہ نے پڑھا اور کلمہ پڑھ کر خوف خدا سے اسقدر رویا کہ اُسکی آنکھ کھل گئی اپنے
تکیہ کو اشکون سے تر پایا اور وہ ہول اُسکے دل مین سما گیا ہر دم ایسا خوف غالب ہوا کہ اُسیوقت سے
مسلمان ہو گیا وہ کلمہ طیبہ پڑھتا مگر اُسنے اپنا مذہب ترک کرنا کسی پر ظاہر نہین کیا بطور خفیہ مسلمان رہا اور
وقت کا منتظر رہا یہی خواب اشتال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ نے دیکھا یہی سب کے سب
مسلمان ہوگئے اور وقت کے منتظر رہے اب انکو حالت اسلام مین مگر پوشیدہ رکھا جاتا ہی اور یہ
منتظر ہین آمد صاحبقران کے اب حال سہراب شاہ و صاحبقران کا تحریر ہوتا ہی کہ سہراب شاہ نے
اپنے عیار کو خلوت مین طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہی کہ تو صاحبقران کو کسی تدبیر سے
گرفتار کر لا تو مین تجکو زر کثیر انعام مین دونگا مگر یہ حال کسی پر ظاہر نہو اُسنے کہا کہ آپکے اقبال سے
جاکر ضرور اسیر کر لاؤنگا سہراب شاہ نے کہا کہ اگر تو اسیر کر لا تو مین بوقت سحر قتل ہی کر ڈالون جب صاحبقران
قتل ہو گئے تو پھر کسی کی یہ جرأت نہوگی کہ وہ مقابلہ کرے سب عاجز ہو کر چلے جاوینگے عیار نے
کہا کہ گرفتار تو مین کیے لاتا ہون قتل کرنے نہ کرنے کا آپکو اختیار ہی یہ کہکر وہ عیار ایک گنوار کی
صورت بنکر لشکر امیر کی طرف چلا ناظرین پر واضح رہے کہ پہلے یہ سہراب شاہ کے پاس سے ایک
صحرا مین گیا تھا وہان کوئی تدبیر کر کے اور اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر صاحبقران مین آیا یہان
دربار جمع ہی صاحبقران ولنگر پر متمکن ہین اور سب حاضر دربار ہین صاحبقران یہ ذکر فرمارہے ہین
کہ اب کے دن مہلت کے باقی ہین کہین یہ زمانہ بھی تمام ہو تو مقابلہ ہو یہ جھگڑا ابھی فیصل ہو جاے
بادشاہ نے فرمایا کہ وہ پھر مہلت طلب کرینگے اور آپ مہلت دیدینگے صاحبقران نے فرمایا کہ مین
قسم کھاتا ہون اب جو پیدا کرنے والے کی کہ مہلت نہ دونگا چاہے تمام زمانہ مجکو برا کہے یہ ذکر فرمارہے
تھے ادھر اپنی بارگاہ مین سہراب شاہ بیٹھا ہوا اپنے سپہ سالار اور اُن سرداروں سے جو کہ
زخمی ہوگئے تھے اور اس مہلت کے زمانہ مین اُنکے زخم اچھے ہوگئے تھے اب وہ دربار مین
آنے لگے تھے کہہ رہا تھا کہ زمانہ مہلت گذر گیا دو دن باقی ہین اور ابھی تک نہ اقبال شاہ
نے کوئی جواب دیا نہ خود آیا نہ اشتال شاہ نے مراد شاہ و حیرت شاہ تو پہلے ہی جواب
دے چکے ہین پھر ہم مقابلہ تو ضرور کرینگے جو ہمارے خداوند کو منظور ہوگا وہ ہوگا اہل دربار

کہا کہ آپ کیون کسی کی کمک کے خواستگار ہوئے وہ لوگ کیا ہین جو آپکی مدد کرینگے مہراب شاه نے جواب
دیا کہ مجھکو صرف اُن شاہون کا حال دریافت کرنا تھا کہ کس طرح سے پیش آتے ہین اگر اسوقت میری کمک
کی تو کل آئندہ کوئی وقت پڑے گا تو ہم ساتھ نہ دینگے اور ہم کو اس کام سے مہلت ہوجاے تو ان سبکو
اس عدم حاضری اور کمک نہ کرنے کی سزا دینگے یہ لوگ میرے ہاتھ سے جاتے کہان ہین اہل دربار
نے کہا کہ ضرور بالضرور ان کو سزا دینا لازم ہی کہ انھون نے بڑی بڑی خطا بیجا کین ایسے وقت
مین کمک نہ کی مہراب شاه نے کہا کہ دیکھا جاے گا یہ کہکر خاموش ہو رہا بلکہ دربار برخاست
کیا اور اپنے محل مین آیا اس فکر مین ہی کہ میرا عیار صاحبقران کو اسیر کرکے لاے گا اقرار تو کر گیا
ہی یہ تو اس فکر مین ہی ادھر وہ گنوار لشکر کو طے کرکے قریب بارگاه پہونچا اور دورگے سالار کی
آنکھ بچا کر داخل بارگاه ہوا اور دوڑکر صاحبقران والاشان کے قدم پر گر پڑا اور رونے لگا
چوبدار دوڑے کہ اسکو مار کر نکال دین صاحبقران نے منع کیا اور کہا کہ نہ معلوم اسپر کیا بلا نازل
ہوئی ہی جو یہ لوگون سے بیخوف اپنی جان پر کھیل کر آیا ہی اور اسنے یہ بھی خوف نہ کیا کہ لوگ مجھکو
گرفتار کر لین گے مارین گے یہ لوگ بلا تامل میرے قدمون پر آکر گرا ہی مجھکو اسکا حال پر ملال
دریافت کرنے دو صاحبقران کے منع کرنے سے سب چوبدار وغیرہ خاموش ہو رہے اور
اپنے اپنے مقام پر جاکر کھڑے ہوگئے کہ صاحبقران والاشان نے اُس گنوار سے کہا کہ تیرے
اوپر کیا بلا نازل ہوئی تو اسقدر کیون بیقرار ہی اسکا کیا سبب ہی کچھ بیان تو کر وہ اُس گنوار نے
سر قدمون پر سے صاحبقران کے اُٹھا کر اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ ای خداوند فیاض جہان
میرے اوپر وہ آفت نازل ہوئی ہی کہ بیان سے باہر ہی یہان سے قریب ایک موضع ہی اُس موضع مین یہ
آپکا غلام رہتا ہی چند لڑکے ہین اور بہت سے مکان اُس موضع مین ہین تین برس سے ایک باگھ
آتا ہی اور تمام موضع کو برباد کر جاتا ہی ایک ایک شخص کو اُٹھا لیجاتا ہی ہم نے اکثر اس امر کی شکایت مہراب
شاه سے کی اُنھون نے سپاہ وغیرہ روانہ کی مگر وہ شیر کسی کے ہاتھ نہ آیا وہ لوگ واپس آگئے ای خداوند
وہ موضع بہت آباد تھا اب برباد ہوگیا ہی ہر روز ایک شخص کو باگھ لیجاتا ہی کل میرے جوان فرزند کو
اُٹھا لے گیا ہی مین اُسکے غم مین روتا ہوا جو ادھر آنکلا تو معلوم ہوا کہ آپ یہان تشریف رکھتے ہین
مین نے سنا تھا کہ آپ باگھ کو مار ڈالتے ہین تو مین حاضر ہوا ہون کہ آپ یہ بلا اہل موضع کے سر سے
دفع کرین اور ہمکو اس بلاے جانکاه سے نجات دین آپ کا بڑا احسان ہوگا ہم سب
آپ کے غلام ہوجائین گے گویا آپ کے سبب سے ہم لوگ زندگی پائینگے یہ سنکر صاحبقران
نے فرمایا کہ وہ شیر کہان ہی اُس نے کہا کہ اسکے رہنے کا ایک مقام ہی وہ مجھکو معلوم ہی مین آپکو
چلکر بتا دونگا آپ اُسے قتل فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا یہ کہکر حکم دیا کہ اس گنوار کو لیجاؤ
اور اسکی خاطرداری کرو جب دربار برخاست ہوگا تو مین اُسکے ہمراه جاکر اس شیر کو قتل
کرونگا اور اُسکو اور اہل موضع کو اس بلا سے نجات دونگا کیونکہ میری ذات حلال مشکلات
ہی مجھکو خداے برحق نے اسی امر کے لیے پیدا کیا ہی کہ جو بیکس ہون اُنکی مدد کرون یہ سنکر
صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ اسکو لیجاؤ وہ پھر صاحبقران کے قدم پر گر کر رونے لگا
اور کہنے لگا کہ میرا دل چلا جاتا ہی جیسے میرے بیٹے کو لے گیا ہی اب وہ تھوڑی دیر مین
موضع مین پھر آئیگا اور آفت برپا کرے گا اور کسی نہ کسی کو اُٹھا لیجاے گا ایک اور شخص کی جان

پہ کیا تڑپنے لگا یہ وہ وقت ہی کہ سپہر کا وقت دربار بھی برخاست ہونے کا آگیا تھا بادشاہ نے دربار برخاست
کیا سب سرداران اپنے اپنے مقام کو چلے گئے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ مین اجازت
چاہتا ہون کہ مین جاکر اس گنوار کے ہمراہ شیر کو قتل کرون اسکے بعد واپس آؤن آپ پریشان نہ ہون
بادشاہ نے فرمایا کہ سردارون کو ہمراہ لیجئے جاہیئے صاحبقران نے جواب دیا کہ جہان پناہ سردار جو ہمراہ
ہون گے مگر کیون کی ٹاپون کی صدا سے شیر ہوا کے جائے گا یہ بیچارہ رہ جائے گا اس سے بہتر یہ ہی
کہ مین تنہا جاؤن آپ اطمینان رکھین مین اسکو قتل کرکے بہت جلد حاضر خدمت ہوتا ہون بادشاہ
نے فرمایا کہ گو طبیعت نہین گوارا کرتی ہی کہ آپ تنہا جائین مگر مجبوری ہی ذرا ہوشیاری کے ساتھ کام کیجئے گا
جائیے سپرد خدا سے فوراً انتقال کیا صاحبقران والاشان بادشاہ سے اجازت لیکر اُس گنوار کے
ہمراہ پہلے مرتبہ ایک جاکر کو ہمراہ لے لیا اور کسی کو سوا اُن نہر نہ کی خواجہ تک کو خبر نہ کی وہ گنوار آگے
آگے دوڑتا ہوا صاحبقران کو دعائین دیتا ہوا چلا جاتا ہی اُسکے عقب مین صاحبقران مرکب پر
سوار مسلح وکمل چلے جاتے ہین وہ گنوار شوق سے دیکھتا جاتا ہی کہ دور تک پیدا ایک درے کے سر پہنچ
گیا ہی گنوار درہ کوہ پر جاکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اُسی درہ مین وہ باگھ رہتا ہی بڑا ہی زبردست
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تو اسی مقام پر ٹھہر جا مین اُسے قتل کرکے آتا ہون اُس گنوار نے
کہا کہ جی نہین مین بھی ہمراہ چلونگا وہ اس مقام پر نہین رہتا ہی اُسکے رہنے کا اس درہ کوہ کے
اندر ایک اور مقام ہی مین اُس سے واقف ہون صاحبقران والاشان نے کہا کہ آؤ جاکر کو اُسی مقام
پر ٹھہرنے کا حکم دیا اُسنے عرض کیا کہ مین بھی چلون صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ تمہارے
چلنے کی کوئی ضرورت چندان نہین ہی تو اسی مقام پر ٹھہرا رہ وہ بیچارہ مجبور و ناچار اُسی مقام پر کھڑا ہو گیا
صاحبقران والاشان اُس گنوار کے ہمراہ اُس درہ مین آئے اُس درہ کو گل وریاحین سے خوب شاداب
پایا سبزہ خوب لگا ہوا تھا آبشارین جاری تھین ہوا سے سرد چلی آتی تھی نسیم سحری کے جھونکے چل رہے
تھے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا صاحبقران والاشان اس مقام کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہین
یہان وہ جاکر بیرون درہ کھڑا ہوا انتظار کر رہا ہی رات ہو گئی ہی کوئی دو گھنٹہ رات آگئی ہی اب وہ گھبرانے
لگا ادھر صاحبقران والاشان ایسے محو ہوئے ہین اُس مقام کی سیر مین کچھ بھی خیال نہین ہی کہ مین کس
کام کو آیا ہون اور کیا وقت ہی یہ بھی خیال نہین ہی کہ رات ہو گئی ہی وہ گنوار ابھی ہمراہ ہی کہ ایک
مرتبہ وہ گنوار بیساختہ چلا اُٹھا اور لرزنے لگا اور کہنے لگا کہ ای خداوند وہ باگھ وہ باگھ اس طرح سے
کہا کہ صاحبقران والاشان کی سمجھ مین مطلق نہ آیا اُسکی آواز کو بجید ہی تھی ایسا خوفزدہ تھا کہ صاحبقران
اُسکے قریب ہی تھے فرمانے لگے کہ کیون خیر تو ہی کیا ہوا اپنے حواس خمسہ درست کر تب اُسنے
کہا کہ وہ باگھ وہ باگھ اب صاحبقران والاشان کے بخوبی سمجھ مین آیا کہ یہ کہ رہا ہی کہ وہ باگھ وہ باگھ شیر
کو دیکھکر ڈر گیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کہان ہی اُس درہ کی فضا دیکھکر ایسے از خود رفتہ ہوئے
ہین کہ کچھ ہوش نہین ہی یہ بھی خیال نہین ہی کہ رات ہو گئی ہی اُس گنوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ہی
اور پھر اپنا ہاتھ ہٹا لیا کہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک مقام پر ایک شیر ببر کھڑا ہوا ہی ادھر
اُسکی دم ہی اُدھر نظر ہی یہ دیکھکر صاحبقران والاشان نے آہستہ آہستہ اپنے مرکب کو اُسکی
طرف بڑھایا اور اُسکے منھ کی طرف آئے وہ گنوار اُسی مقام پر کھڑا ہوا ہی نہ کچھ منھ سے بولتا
ہی نہ چالتا ہی صرف مارے خوف کے کانپ رہا ہی ادھر جب صاحبقران اُس شیر کے مقابل پہنچے

ڈانٹ کر کہا کہ او شیر صحرائی کیا کھڑا ہوا ہی میرے مقابل آ وہ شیر خاموش کھڑا رہا صاحبقران نے خیال
فرمایا کہ یہ کیا سبب ہی کہ یہ شیر خاموش کھڑا ہی نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہی اسکا کیا سبب ہو کیا یہ
مردہ ہی یہ خیال فرما کے بالکل قریب آئے اور تلوار نیام سے نکال کر اسکو دکھائی اور فرمایا کہ تو کیون
نہین حرکت کرتا ہی یہ کہکر تلوار کا وار کیا جیسے تلوار اُسکی گردن پر ماری سر تن پر سے الگ جا کر گرا اُس سے
غبار نکلا کہ وہ دماغ پہ صاحبقران کے پہونچا کہ صاحبقران کو چھینک آئی بیہوشی تاثیر کر گئی صاحبقران
مرکب پر سے بیہوش ہوکر گرے ادھر صاحبقران گرے اُدھر اُسنے صدا دی کہ ہنم مہتر خاک زن
عیار محراب شاہ یہ صدا دے کر قریب صاحبقران آیا اور ایک حباب اور صاحبقران کے منھ پہ
مارا احتیاطاً کہ شاید بیہوش نہوئے ہون حباب مار کر بیہوش کر لیا چادر عیاری مین باندھکر
اور پاسے شاطری مارتا ہوا پشتارہ دوش پر لگا لیا اور بعد بیہ رو دی روانہ ہوا ناظرین کو معلوم ہو کہ
جب مہتر خاک زن محراب شاہ سے یہ اقرار کر کے چلا تھا اس درہ مین آیا اسنے اس درہ کو بہت
پُر فضا پایا اسنے تمام گلون پر بیہوشی چھڑکی اور ایک طرف بیٹھکر خیال کرنے لگا کہ کیا عیاری کرون
پس یہ عیاری خیال مین آئی اسنے ایک شیر نقوے کا بنایا اسمین بیہوشی بھر دی اُسکو گھاس پہ کھڑا کر کے اور
ہر طرف بیہوشی چھڑک کے گلون پہ بیہوشی ڈال کر اور گنوار کی صورت بنکر صاحبقران کی خدمت مین
روانہ ہوا یہ تصور کر لیا تھا کہ جا کر صاحبقران سے بیان کرونگا اگر مین پڑا تو لے آیا اور یہان لاکر
بیہوش کیا وہ جو فقرہ سوچا تھا مین پڑا صاحبقران کو لے کر اس مقام پر آیا تھا وہان جو بیہوشی
چھڑکی ہوئی تھی وہ جو گلون مین ملی اور اُن گلون کی خوشبو کے ساتھ ملکر صاحبقران کے دماغ
مین پہونچی صاحبقران جو محو ہو گئے تھے وہ یہی سبب تھا کہ ہر ایک بات صاحبقران کے ذہن
سے اتر گئی تھی کوئی خبر نہ رہی تھی اُسی بیہوشی کے سبب سے کسی امر کا خیال نہ تھا اُسی عالم
محویت مین یہ بھی خیال نہ تھا کہ مین کہان آیا ہون اور یہ کیا امر ہی کہ نہ یہ شیر بولتا ہی نہ حرکت کرتا ہی وقف
اسقدر خیال تھا مگر بیہوشی اثر کر چکی تھی اگر کبھی تلوار شیر پہ لگاتے تو بھی بیہوش ہوکر گر پڑتے مگر بسبب
بیہوشی کے کسی امر کا خیال نہ کیا تلوار لگائی تھی کہ گردن کٹ گئی تھی اُس سے بیہوشی اُڑی تھی اور
اُسنے اثر کیا تھا ایک تو وہ بیہوشی اثر کر چکی تھی دوسرے اس بیہوشی نے تاثیر کی تھی کہ گر پڑے
تھے وہ عیار اُٹھا کر لے گیا وہ تو ادھر کو چلا گیا تھا بہت خوشی خوشی ادھر کو روانہ ہوا یہان محراب
شاہ دربار مین بیٹھا ہوا ہی سب سردار جو کہ باقی رہے ہین اور جو کہ زخمی تھے انکے زخم اچھے ہو گئے
ہین وہ بھی بیٹھے ہوئے ہین کہ محراب شاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ کل کا اور پرسون کا دن اور مہلت
مین باقی ہی اسکے بعد مقابلہ ہوگا دیکھے انجام اسکا کیا ہوگا کیونکہ انکو بڑی خرابی ہو گئی ہی اب وہ لوگ مہلت اور نہ دینگے
کیونکہ دو مرتبہ مہلت دے چکے ہین اب کہان تک مہلت دینگے دوسرے ہمکو بھی غیرت آتی ہی
کہ گھڑی گھڑی مہلت طلب کرین سپہ سالار نے جواب دیا کہ اب مہلت طلب کرنے کا موقع بھی
نہین ہی یہ جو سپہ سالار نے کہا تو محراب شاہ نے کہا کہ پھر کیا ہوگا سپہ سالار نے جواب دیا کہ آپ
کیون اسقدر پریشان ہوتے ہین ہم ضرور مقابلہ کرینگے ہم لوگ تو ابھی مقابلہ کرنے کو موجود ہین وہ لوگ
کہان تک مقابلہ کرینگے ایک نہ ایک دن ضرور شکست انکو حاصل ہوگی محراب شاہ نے کہا کہ
بہتر ہی ہم لوگون کی مین تو تمھارے بھروسہ پہ مقابلہ کرتا ہون ورنہ مین کبھی اب مقابلہ نہ کرتا
یہ کہکر تھوڑے عرصہ کے دربار برخاست کیا اور محل مین چلا گیا چونکہ جب صبح کو دربار

برخاست کیا تھا تو دن بھر انتظار کیا کیا بعد آسکے شام کا دربار کیا بعد دربار برخاست کرنے کے محل مین
جو آیا تو اپنے لوگون سے کہا کہ اگر میرا عیار آئے تو مجکو خبر دینا اور محلدار سے حکم دیا کہ جب آئے تو ہمکو خبر
کر دینا کسی وقت مین ایسا نکرنا کہ خبر نہ کیجا اسے ورنہ خرابی ہوگی بہت بڑی ضرورت ہی اگر خبر نہوگی تو کام برہم
ہوجائیگا مین اپنی آرامگاہ مین بیدار ہون یہ کہکر محلدار نے عرض کیا کہ مین جسوقت عیار آئیگا اسی وقت خبر کردونگی
یہ کہکر اپنے پہرے پر آکر بیٹھی یہان بادشاہ محل مین بیدار ہی کہ وہ عیار جب پشتارہ صاحبقران کا لیکر اُس
درہ سے روانہ ہوا تھا قریب دو پہر رات کے در محل پر پہونچا معلوم ہوا کہ بادشاہ دربار برخاست کرکے محل مین
تشریف لیجا چکے ہین اُسنے پشتارہ تو ایک گوشہ مین رکھا در محل پر آیا محلدار سے کہا کہ بادشاہ کو خبر کردو اگر
بیدار ہون محلدار نے جا کر کہا کہ مہتر خاک زل آئے ہین بادشاہ نے جو مہتر خاکزل کا نام سنا کہ وہ آیا
فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور طرف در محل کے چلے بیرون محل آئے مہتر سے پوچھا کہ کیون کیا خبر ہی شہریار کیا
مہتر نے جواب دیا کہ ہم لوگ حضور کے اقبال سے ہمیشہ سرخرو رہتے ہین یہ سنکر بادشاہ خلوتخانہ مین آیا اور کل حالت
دریافت کی عیار نے کل کیفیت بیان کی سہراب شاہ نے کہا کہ کل صبح کو جب مین دربار مین ہون تو اسکو لیکر
آنا اور کہنا کہ مین صاحبقران کو گرفتار کر لایا ہون مین بہت خفا ہونگا تم عرض کرنا کہ اب تو مجھ سے قصور ہوگیا
ہی میری محنت کو بیکار نہ فرمایئے اجر اسکو جو آپ کو سزا دینا ہو سزا دیجیے مین اُسیوقت قتل کا حکم دونگا بس قتل
ہو جاے گا عیار نے کہا کہ بہت خوب مگر آپ اسوقت دیکھ تو لیجیے سہراب شاہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہی مجکو
یقین ہی عیار نے کہا کہ جو آپنے اقرار فرمایا ہی وہ پورا فرمایئے سہراب شاہ نے ایک مالا مروارید کا جو کہ ملک صحرابیہ
کا خراج ایک سال کی قیمت رکھتا تھا اُسکو اُتار کر گلے سے دیا اور پانچہزار روپیہ نذر نقد دیا اور ایک خلعت
گران قیمت دیا اور وہان سے اُٹھکر محل مین آیا عیار پشتارہ لیکر اپنے مکان پر آیا اُس پشتارہ کو ایک کوٹھڑی مین
رکھا اور جا کر سو رہا یہان بادشاہ بھی آکر بآرام تمام سو رہا اُنکو تو اس خیال مین رکھا جاتا ہی کہ صبح کو جب دربار
آراستہ ہوگا تو صاحبقران قتل ہونگے اب اُس مالک کا حال تحریر ہوتا ہی کہ وہ دو پہر رات تک اُس درہ پر کھڑا
رہا جب دو پہر رات آئی اسکو خیال آیا کہ بڑی دیر ہوئی صاحبقران فرما گئے تھے کہ تو یہان ٹھہر مین ابھی آتا
ہون کیا سبب ہوا کہ اتنا عرصہ ہوا ابھی تک نہین آئے ذرا چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا گذری ہی جو نہین آئے ہین یہ
تصور کرکے داخل درہ ہوا اور تلاش کرنے لگا تمام درہ کو تلاش کیا کہین سراغ نہ ملا اُسکے دماغ مین بھی
اُن گلون کی خوشبو نے اثر کیا کہ وہ بھی بیہوش ہو کر گرا اور بیخود ہو کر رہ گیا جب ہوا چلی تھوڑے عرصہ کے بعد
اُسکو ہوش آیا پھر تلاش کرنے لگا ایک مقام پر پہونچا دیکھا کہ مرکب صاحبقران کوتل کھڑا ہی اور ایک شیر بیٹھا ہوا ہی
صاحبقران نادار و ہین یہ دیکھکر اُسکے ہوش جاتے رہے یہ قریب مرکب آیا اب جو اُس شیر کو غور کرکے دیکھا
تو وہ شیر مرا ہوا پڑا ہی اور مرکب خالی ہی یہ جو پہونچا اُسنے غور کیا تو دیکھا کہ شیر کا سر نہین ہی اور وہ شیر کاغذ کا معلوم
ہوتا ہی یہ اور حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہی چونکہ شب ماہ تھی اس سبب سے کل حالات معلوم ہوگئے تھے ایسی چاندنی کھلی ہوئی
تھی کہ اگر دانہ زمین پر ڈال دو تو چن لو ایسی چادر نور پھیلی ہوئی تھی اُسنے سب حال دیکھا بہت پریشان ہوا اُسنے
وہ شیر اُٹھا لیا اور مرکب کی باگ ہاتھ مین لے لی اور اُس مقام پر سے طرف لشکر کے چلا اسقدر دور چلے آئے
تھے کہ وہ اسقدر راہ اُسی رہروی مین گذری اور قریب صبح لشکر مین پہونچا یہان تک کہ لشکر مین داخل ہوا یہان جب
صبح ہوئی تو بادشاہ نے دربار آراستہ کیا تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا دل کل
صاحبقران پر غائب پڑا ہوا لشکر خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اتنا عرصہ ہوا کہ
ابھی تک صاحبقران تشریف نہین لائے ہین اسکا کیا سبب ہی وہ سمجھے یہ کہ کل صاحبقران اس کنور کے ہمراہ

اس شیر کو قتل کرنے تشریف لے گئے تھے کسی کو ہمراہ بھی نہ لیا تھا نہ معلوم واپس آئے یا نہیں ذرا خیمہ میں
جا کر دریافت تو کرو کہ مزاج کیسا ہے جو دربار میں تشریف نہیں لائے ہیں یہ سنکے خواجہ نے چالاک
ثانی سے کہا کہ دیکھو خبر تو لاؤ وہ چلا اور دربار سے نکلکر باہر آیا طرف خیمہ صاحبقران کے چلا تھا
کہ دیکھا صاحبقران کے مرکب کو چاکر لیے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک شیر اسکے کندھے پر ہے یہ دیکھا چالاک
اسکے قریب آیا دیکھا کہ وہ شیر تو کاغذ کا ہے مگر چاکر بہت پریشان ہے چالاک نے اس سے کہا کہ تو تو نیا
تماشا بنا کے مرکب کو لیے ہوئے ٹہل رہا ہے وہاں صاحبقران تیرا انتظار کر رہے ہونگے ابھی تک دربار میں
نہیں آئے ہیں معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا کہ صاحبقران جو دربار میں تشریف نہیں لائے ہیں جا جلد مرکب لیکر
کیونکہ بادشاہ بہت پریشان ہیں اسنے کہا کہ کیا صاحبقران تشریف لائے ہیں چالاک نے کہا کہ یہ کیا تو نے دریافت
کیا کہ صاحبقران تشریف لائے ہیں کیا کہیں تشریف لیگئے ہیں اسنے کہا کہ مجھکو نہیں معلوم ہے وہ اس گنوار کے
ہمراہ کل سہ پہر کو تشریف لے گئے تھے میں بھی ہمراہ تھا کہ وہ گنوار صاحبقران کو لیکر درہ کوہ میں آیا صاحبقران
تنہا اس درہ پر ٹھہر کر خود اس گنوار کے ہمراہ گئے بڑی دیر کے بعد رات ہو گئی میں کھڑا رہا جب صاحبقران
نہ آئے تو قریب دو پہر رات کے مجکو خیال آیا کہ بڑا عرصہ ہوا کہ صاحبقران نہ آئے میں صاحبقران کی تلاش
میں اندر درہ کے آیا وہ درہ بہت پر فضا تھا میں نے تمام درہ میں تلاش کیا کہیں پتہ نہ لگا ایک مقام پر میں خود
گر پڑا تھوڑے عرصہ کے بعد ہوش آیا میں پھر تلاش کرنے لگا ایک مقام پر یہ شیر ملا میں نے خیال کیا کہ یہ شیر اصلی ہے
جب قریب پہونچا تو مرکب خالی پایا اور یہ کاغذ کا شیر پڑا ہوا تھا میں اسکو اٹھا کر اور مرکب کو لیکر چلا اسی طرف سے
چلا آتا ہوں یہ جو چالاک نے سنا وہ بہت پریشان ہوا اور کہا کہ بڑا غضب ہو گیا تو نے بڑی کوتاہی کی کہ صاحبقران
کو جانے دیا یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر دربار میں آیا اور جو کچھ کہ اس سے حال سنا تھا وہ بیان کیا بادشاہ نے جو سنا تو
دم بخود ہو کر رہ گئے اور سب اہل دربار حیران ہو کر رہ گئے خواجہ کے تو حواس جاتے رہے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ بہت
سخن ناشنو ہیں کسی کے کہنے کو نہیں سنتے ہیں ایسا تو جانے کی کیا ضرورت تھی اگر گئے تھے تو کسی کو ہمراہ
لیجاتے ایک سے دو بھلے نہ معلوم کیا بلا نازل ہوئی کہ وہ غائب ہو گئے ای برق اس چاکر کو ہمراہ لیکر جاؤ اور اس
مقام کو دیکھو تو کہ وہاں کیا ہے آیا کوئی طلسم تو نہیں ہے یہ سنتے ہی برق ثانی اس چاکر کو ہمراہ لے کر اسی وقت بارگاہ
سے آئے اور طرف اس درہ کے چلے یہاں جو خواجہ نے جو اس شیر کو دیکھا تو کہا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ کوئی عیار
صاحبقران کو عیاری کرکے لے گیا یہ شیر عیاری کا بنایا ہوا تھا کسی عیار کو کسی نے روانہ کیا تھا کہ صاحبقران
کو جا کر لے آ تو وہ عیاری کرکے لے گیا نہ معلوم کہاں لے گیا اور کیا گذری یہ جو خواجہ نے کہا نواب اور سب کو فکر
ہوئی کہ یہ تو بڑا غضب ہو گیا اہل دربار کہنے لگے کہ کیا تدبیر ہو خواجہ نے کہا کہ کوئی جاکر لشکر حریف سے
خبر لائے اور میں بھی جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ اٹھے تھے اور قصد کیا تھا کہ روانہ ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ ای خواجہ
اتنے عرصہ تک ٹھہر جاؤ کہ جب تک برق ثانی اس درہ سے دیکھکر واپس آئیں خواجہ نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکر خواجہ بیٹھ گئے ادھر چند ہرکارے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے ادھر برق ثانی ہمراہ اس چاکر کے
اس درہ میں پہونچا جہاں صاحبقران غائب ہو گئے تھے اسنے اس مقام کا پتہ دیا جہاں پر کہ مرکب
ملا تھا اور وہ شیر نقلی پڑا ہوا تھا اب جو برق ثانی نے دیکھا تو تیر اعیار کا پایا اس تیر کو وہاں سے
دیکھکر واپس آیا اور پاسے شاطری مارکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ میں پہونچکر خواجہ سے کہا کہ عیار کا یہ تیر
ہے وہ عیار جسکے یہ تیر ہے کو میں نے نہیں دیکھا ہے خواجہ نے کہا کہ ہاں میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں تم
اپنے مقام پر رہو میں تلاش میں صاحبقران کی جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ بارگاہ سے باہر آئے اور دوڑی

طرف لشکر کفار کے روانہ ہو سکے یہ تو ادھر سے جاتے ہین ادھر کا حال سنو کہ جب سحر ہوئی وہان بارگاہ مین
محراب شاہ آکر تخت پر بیٹھا سب سردار آکر حاضر ہوئے دربار خوب آراستہ تھا کہ مہتر خاک زن دربارگاہ سے پشتارہ
بدوش پیدا ہوا اور روبرو محراب شاہ کے لاکر رکھدیا اور کہا مین ایک تحفہ حضور کے لیے لایا ہون انعام کا
خواستگار ہون محراب شاہ نے کہا کہ بیان تو کرو اُسنے وہی تقریر جو کہ محراب شاہ نے کہی تھی بیان
کرنے لگا کہ مبارک ہو آپکو آپکے دشمن کو مین گرفتار کر لایا ہون اس پشتارہ مین آپکا دشمن ہے مین امیدوار
ہون کہ مجھکو انعام ملے تو مین اسکو پشتارہ سے نکال کر دکھاؤن محراب شاہ نے کہا کہ جبتک تو دکھا دیگا یا نام نہ لیگا
مین انعام نہ دونگا ناظرین پر واضح رہے کہ دم بھر کا سب جو کہ خواجہ نے خبر کو لشکر کفار مین روانہ کئے تھے وہ بھی یہان
دربار مین موجود ہین وہ بھی دیکھ رہے ہین کہ یہ پشتارہ کیسا آیا ہے ذرا دیکھنا چاہیئے وہ بھی اسی طرف دیکھنے لگے اُس
عیار کی تقریر سنی جب محراب شاہ نے کہا کہ نام بیان کرو تب کہا کہ مین لشکر اسلام کے افسر اعلے یعنے صاحبقران
کو گرفتار کرکے لایا ہون اس پشتارہ مین صاحبقران ہین یہ جملہ سنکر سواے محراب شاہ و سپہ سالار کے
اور سب اہل دربار خوش ہو گئے مگر بظاہر تو محراب شاہ ناخوش ہوا مگر باطن مین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ
کیون تو کس کے حکم سے صاحبقران کو گرفتار کر کے لایا ہے تو نے بڑا غضب کیا مجھکو مفت بدنام کیا بلکہ بالکل
خلاف طریقہ کیا یہ جو حرکت تو نے کی ہے بالکل مردمی کے خلاف کیا مجھکو تمام عالم مین رسوا کیا لوگ یہ کہین گے کہ
محراب شاہ نے خلاف قاعدہ شجاعت کیا کہ صاحبقران کو گرفتار کرا لیا جبکہ زبردست دیکھا اسیر کرا لیا تیرے
سبب سے مین تمام دنیا مین رسوا ہوا تو نے کسکے حکم سے یہ کام کیا بس ابھی میرے روبرو سے دور ہو یہ جو
محراب شاہ نے کہا تو سپہ سالار اسکا کہنے لگا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین ضرور بدنامی کا سبب ہے ضرور
آپ بدنام ہون گے اہل دنیا یہ ضرور کہین گے کہ جب محراب شاہ نے دیکھا کہ صاحبقران غالب آتے
ہین تو اُسنے عیار کو بھیجکر گرفتار کرا لیا جو کہ بہادر ہین وہ ضرور طعنہ زن ہونگے پس اس سے بہتر ہے کہ انکو فوراً رہا کر دیجیے
جبکہ یہ سپہ سالار نے کہا تو محراب شاہ نے کہا یہی مجھکو بھی خیال ہے ابھی بدنامی کا ملال ہے اپنے ہی طرف کا دیکھا ہر ایک بادشاہ کی
روبرو ذلیل کیا بہادرون کی نظرون مین تو حقیر ہو گیا ضرور سب مجھکو بنظر حقارت دیکھین گے کوئی حاضر ہے اسکو
گرفتار کر لو اور اس پشتارہ کو کھول دو یہ جو محراب شاہ نے کہا وہ عیار دوڑ کر محراب شاہ کے
قدم پر گر پڑا اور کہا کہ مین تو جان دے کر لایا ہون بڑی محنت اور جانفشانی کی ہے میری محنت کو رائگان
نہ فرمائیے اب تو مجھ سے بیشک خطا ہوئی مین اس امر کا خطاوار ہون مگر یہ نہ کیجیے گا کہ رہا کر دیجیے بس قتل
کر ڈالیے محراب شاہ نے کہا کہ لو اور سنئے ہمکو فہمائش کرتے ہین کہ قتل کر ڈالیے رہا نہ فرمائیے دوسری بدنامی
اپنے سر پر لون اتنے مین دیگر شگفت عیار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ جو بدنامی آپ کے لیے ہونی تھی
وہ تو ہو چکی اسکا افسوس بیکار ہے اب مین اسکو ہوشیار کرتا ہون اس سے آپ کلام کرین اگر مطیع ہو جائے
تو خیر کیا مضائقہ ہے ورنہ اسی جرم مین اسکو قتل فرمائیے سپہ سالار نے کہا کہ ایسا ہرگز ہرگز کبھی نہ کیجیے گا
اور یہ خیال بھی اپنے دل مین نہ لائیے گا کہ صاحبقران کو قتل فرمائیے اور مفت کی بدنامی اور الزام
اپنے سر لیجیے میری تو یہ راے ہے کہ رہا کر دیجیے اگر رہا نہ فرمائیے تو قید فرمائیے اور سر میدان لشکر پر
جاکر مقابلہ فرمائیے گو یہ امر بھی خلاف جرأت و شجاعت ہے مگر کیا کیا جاے بلکہ جہان تک ممکن ہو بہت
جلد اس امر کو طے فرمائیے کہین ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام مین خبر ہو جاے تو بڑی خرابی ہے اور وہان سے
لوگ دوڑے ہوے آئین مقابلہ ہونے لگے اور یہ امر سب پر ظاہر ہو جاے گا بڑی بدنامی ہوگی
اس سے بہتر اور مناسب وقت یہ بات ہے کہ ابھی کسیکو کانون کان خبر بھی نہین ہوئی ہے لوگون [illegible]

انکو قید فرمائیے یہ جو سپہ سالار نے کہا کہ میری راے یہ ہی کہ آپ انکو قید فرمائیے مہراب شاہ
نے کہا کہ میری راے اب یہ ہوتی ہی کہ ابھی تک کسی کو خبر مطلق نہین ہوئی ہی اس سے اولی یہی امر بہتر ہوگا کہ قتل
کر ڈالون بلکہ گرفتار کرنے مین یہ ہوگا کہ شاید معلوم ہو جاے اور اس لشکر کے عیار آکر اسکو رہا کر لیجائین
تو ضرور بدنامی کا سبب ہوگا اور وہ جاکر سب کو اس امر سے آگاہ کرے گا اور وہ ہی امر بدنامی کا موجب
ہوگا لوگ یہ اپنے دل مین خیال کرینگے کہ ضرور مہراب شاہ نے گرفتار کرا لیا تھا اور یہ امر بطور بدگمانی
ہوگا کوئی اسکو دراصل نہ خیال کریگا اسی وجہ سے مہراب شاہ بظاہر اپنے عیار پر خفا ہوا تا کہ یہ معلوم ہو جاے اگر یہ مہراب
شاہ کا کردہ ہوتا تو ضرور رہا کر دیتا قید نہ رکھتا پس قتل کر ڈالنے سے اس بدنامی سے بچتا ہون
یہ کہکر عیار سے کہا کہ بہت جلد آہنگرون کو بلاؤ اور پشتارہ کو کھولو جو حکم مہراب شاہ نے دیا
سپہ سالار نے کہا کہ جب آپ حکم قتل فرمائیے گا تو مین یہان سے چلا جاؤنگا کیونکہ مین تو اس بدنامی
مین شریک ہون یہ کہکر مہراب شاہ سے کہا کہ آپ بڑی غلطی کہاتے ہین پھر پیچھے کو پچھتائیے گا آئندہ
آپکو اختیار ہی مہراب شاہ نے کہا کہ تم سے کیا مطلب ہی تم خاموش بیٹھے رہو کوئی دربار مین تو
مین قتل کراؤنگا نہین ہان صرف حکم قتل دونگا ہان تم بھی تو وہ کلام سنو جو کہ آتا ہی سپہ سالار نے کہا کہ
خیر جب وہ وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا ادھر چوبدار جاکر جلاد کو بلا لایا جلاد نے آکر عرض کیا کہ کیا
حکم ہوتا ہی مہراب شاہ نے حکم دیا کہ ایک دشمن میرا ہی وہ بہت مشکل سے گرفتار ہوکر آیا ہی اسکو قید کرنا
منظور ہی مہراب شاہ نے جو یہ کہا اسنے عرض کیا کہ مین حاضر ہون جب حکم ہوگا مین قید کر لونگا یہان
تو یہ تدبیرین ہو رہی ہین وہ جو ہرکارے اس مقام پر موجود تھے وہ یہ واقعہ سنکے اور یہ خوب
اچھی طرح معلوم کر کے کہ صاحبقران والاشان یہان اسیر ہوکر آئے ہین وہان جلد اپنے ہمراہیون
کو چھوڑ کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے جب وہ ہرکارے قریب لشکر اسلام پہونچے تو کیا
دیکھتے ہین کہ خواجہ چلے آتے ہین خواجہ نے جو ہرکارون کو دیکھا تو آواز بلند پکار کر پوچھا کہ
کہان سے آتے ہو اور کیا خبر لائے ہو کچھ حال صاحبقران کا معلوم ہوا یا نہین وہ ہرکارے دوڑ کر
خواجہ کے قریب آئے اور کہا کہ خواجہ غضب ہوگیا کہ صاحبقران والاشان کو لشکر کفار کا ایک
عیار گرفتار کر کے لیگیا ہی ابھی ابھی ہمارے روبرو وہ پشتارہ لاکر اسنے پیش کیا اور یہ تقریر کی وہ سب
تقریر جو کہ بادشاہ اور عیار اور سپہ سالار مین ہوئی تھی اول سے آخر تک بیان کی اور کہا کہ جب ہم
چلے تھے تو جلاد آچکا تھا مہراب شاہ نے حکم دیا تھا کہ پشتارہ کھولو انکو قید کر دو مین قتل
کر دونگا چنانچہ جب ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم وہان سے اسلیے چلے کہ جاکر صاحبقران کے دربار مین خبر
کرین تاکہ وہ لوگ آکر صاحبقران والاشان کو جس طرح سے ممکن ہو رہا کر لیجائین یہ خبر ہی جو کہ
عرض کی خواجہ نے جو یہ سنا فوراً وہان سے طرف لشکر کفار کے بصد تیز گامی روانہ ہوے اور ہرکارون
سے کہا کہ تم جاکر یہ خبر لشکر مین کر دو وہ ہرکارے طرف لشکر کے راہی ہوے بارگاہ مین پہونچے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ
خداوند نعمت بڑا غضب ہوگیا کہ صاحبقران گرفتار ہوکر لشکر مہراب شاہ مین آئے ہین تدبیر قتل ہو رہی ہی ہم خبر کرنے آئے ہین یہ
جو ہرکارون نے کہا بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوگیا بس یہ کہکر بادشاہ اٹھ کھڑے ہوے اور حکم دیا سواری لاؤ بس سب
سردار اپنے اپنے مقام پر سے اٹھے اور ہمراہ بادشاہ کے چلے بادشاہ نے فرمایا کہ مین جاکر صاحبقران
والاشان کو رہا کرونگا سب کے سب طرف بارگاہ کفار کے روانہ ہوے وہ شہنشاہ تھے انکے بعد [illegible] الزمان
انور الزمان و گرگین و رستم جہنگال اور باقی سردار مثل سکندر فرخ لقا سلیمان اعظم ثانی و انجم ماہ طلوت وغیرہ کے پیچھے بعد دیگرے

ہوئے یہان بادشاہ نے جو سواری طلب کی ہر ایک سردار اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اب حال
ناشتا بندھ گیا اسنے عرصہ مین بادشاہ کی بھی سواری آئی بادشاہ سوار ہوئے اور سب سردار بھی سوار ہوئے
لشکر مین خبر ہوگئی کہ صاحبقران لشکر کفار مین قید ہین اُنکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے بادشاہ مع سردارون کے
طرف لشکر کفار کے تشریف لیے جاتے ہین یہ جو خبر پھیلی سپاہ مین کمر بندی ہونے لگی ہر ایک آمادہ ہوا چلنے لگا
ان سبکو مع بادشاہ کی طرف لشکر کفار کے روانہ رکھا جاتا ہے اُدھر بارگاہ مین کفار کے عیار نے پشتارہ کھولا تو
دیکھا کہ ایک شیر پڑا ہوا ہے باوجودیکہ یہ معلوم تھا کہ صاحبقران بیہوش ہین مگر یہ رعب تھا کہ سبکے بند بند کانپ
رہے تھے سب پر رعب صاحبقران کا طاری تھا یہ جو حال دربار کا مہراب شاہ نے دیکھا او صاحبقران
کو بیہوش پایا جلاد کو حکم دیا کہ انکو قید سلاسل مین گرفتار کرو بس صاحبقران کے گلے مین طوق ہاتھون مین
ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان بغلون مین خاردار لٹھا بازوؤن کے اوپر جوڑے فولاد کے کمر مین کی زنجیر خوب
قید گران مین قید کیا کہ ہل نہ سکین جیسا قیدی تن پر آراستہ ہو چکی اب سبکو اطمینان ہوا اسوقت مہراب شاہ نے
عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو اسنے فتیلہ رفع بیہوشی دیا کہ صاحبقران کو چھینک آئی اب جو آنکھ کھول کر دیکھا
تو یہ دیکھا کہ ہین قید مین گرفتار ہین اور یہ بارگاہ کفار کا دربار ہے پہلے یہ خیال کیا کہ شاید خواب دیکھ رہا ہون لاحول
پڑھی اب جو حواس درست کرکے دیکھا تو اصل مین گرفتار پایا اسوقت تو اس آگ سے آتش کے خانہ زنجیر مین قل
ہوا اسکو یہ یقین ہوا کہ صاحبقران نے قید توڑ ڈالی ہر ایک نے شمشیر قبضہ کی طرف دیکھا اور ارادہ کیا کہ
آمادہ لڑائی ہو جاوین یہی خیال دل مین تھا کہ ادھر صاحبقران نے صدا دی کہ سلام من در بین مجلس و دین
ما و ایمن کس باد کہ بدانند کہ خداے کریم برحق است و دین اسلام برحق است یہ جو صاحبقران نے فرمایا ایک
دو دھم غلغلہ تھا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر نکل گیا ہر ایک نے نگاہ قہر صاحبقران کی طرف دیکھا تھا خود مہراب شاہ
نے و دیگر سردارون نے اور سپہ سالار نے بھی دیکھا مگر سر جھکا لیا اُدھر عیار نے صاحبقران کے سر پر آکر کہا کہ
او مرد نادیدہ خدا کی بندگی کرنے والے کیون قضا نے گھیرا ہے ہوش آئی ہے قضا دامن گیر ہوئی ہے دریا
مین غیر مذہب کے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہے تم لوگون کی یہ حالت ہے کہ رسی جل گئی مگر ابھی بل نہین گیا کیون
شامت آئی ہے یہ نہین جانتا ہے کہ مہراب شاہ کی یہ بارگاہ ہے اور تو گرفتار ہو کر یہان آیا ہے اٹھ اور بادشاہ کو سلام کر
اور عذر کر کہ مجھے خطا ہوئی ہے مین اب مقابلہ نہ کرونگا بلکہ جو سردار اسیر کرکے لیگیا ہون انکو حاضر خدمت کرونگا
اور یہان سے طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا کبھی ادھر کا قصد نہ کرونگا مین نے بہت بڑی سزا پائی مین اپنی خطا سے
نادم ہوا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ یون آپ اسیر کرائیگا در حقیقت مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون ہاتھ جوڑ
اور یون عذر خواہی کر تو تیرا قصور معاف کر دیا جاوے بلکہ مذہب تصویر پرستی قبول کر اور مذہب اسلام کو ترک
کر مذہب تصویر پرستی ہی مذہب حق ہے اگر نہ قبول کریگا اور نہ عذر کریگا یاد رکھنا کہ یون بادشاہ تجھکو قتل کرا
کہ تیرے حال پر آسمان و دریا و مرغان ہوا ترس کھا جاوینگے اور بادشاہ کو رحم نہ آویگا اور ہم سب بطور ثواب
ایک ایک ضرب لگا جاوینگے اور تیری بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کو دینگے اور کوئی تیری مدد نہ کریگا تیرے لشکر
مین یہ حال معلوم بھی نہوگا یہان ہم تجھکو قتل کروا لینگے پھر لشکر بے سر تیرا کیا کر سکتا ہے آخر کار شکست کھا کر
بھاگیگا سواے تیرے لشکر مین کوئی ایسا نہین ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے یہ لشکر مین رونق تیرے دم سے ہے یہ سب
سردار تیرے سبب سے ہین اور مقابلہ کرتے ہین بس ابھی یہی بہتر ہے کہ مذہب اسلام کو ترک کر اور مذہب
تصویر پرستی قبول کر اور مہراب شاہ کی اطاعت کر اور جو قصور کہ تجھسے سرزد ہوئے ہین مین معاف کرا دونگا جب
تونے اطاعت کر لی تو اور لوگ اور تمہارا لشکر سب اطاعت کرینگے اگر جان عزیز ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرو ورنہ

اب جان کا بچنا محال ہے ہر ایک کو مع محراب شاہ کے یہی تیری جوانی کا ملال ہے جو اسنے کہا بس صاحبقران کو اُسی
حالت قید مین غصہ آگیا دونون آنکھین فرط غیظ سے لال ہو گئین مزاج برہم ہو گیا منہ سے کف جاری ہوا غصہ
ظاہر ہوا تمام بدن کے بال کھڑے ہو گئے کانپنے لگے یہ حال تھا کہ جیسے شیر ژیان جال مین پھنسکر تڑپتا ہے
اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہین آتی ہے اور مجبور ہوتا ہے بس صاحبقران نے نگاہ قہر اور غضب سے طرف تما
سکے دیکھا یہ عالم ہوا اہل دربار کا کہ سب مارے خوف کے لرزنے لگے اور ہر ایک کا بند بند کانپنے لگا وہ نگاہ
قہر آلودہ تھی کہ اگر رستم بھی دیکھ لیتا تو وہ بھی خوف کے مارے قریب ہلاکت پہونچتا مریخ فلک بھی دیکھکر کانپ
جاتا اور جب اس نگاہ قہر سے صاحبقران نے اُسکی طرف دیکھا وہ مارے خوف کے دو بر دو سے ہٹ گیا
یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ یہ قیدی قید کو توڑ ڈالے یہی گمان ہر ایک کو ہوا آخر صاحبقران نے حالت غضب مین
آکر قید توڑ ڈالی سبکو اپنی اپنی جان کی فکر پڑی ادھر صاحبقران نے اسکی طرف دیکھکر قصد کیا تھا کہ
کچھ کلام کرین کہ وہ سامنے سے ہٹ گیا اور زیادہ غصہ آگیا محراب شاہ کی طرف متوجہ ہو کر بحالت غضب یہ فرمایا کہ او
محراب شاہ تو زمانے بھر کا بزدل ہے بڑا نامرد ہے وہ تونے حرکت کی ہے جو نامرد اصلی ہوگا وہ بھی نہ کریگا جب تونے
دیکھا کہ میرا لشکر نہ غالب آئیگا تو تونے مہلت طلب کی اس زمانہ مہلت مین تونے اپنے عیار کو یہ حکم دیا کہ
صاحبقران کو اسیر کر دے جب وہ قید ہو کر آئیگا تو لشکر بے سردار کا ہو جائیگا پھر کوئی نہ مقابلہ کریگا یہ تو
تیرا خیال خام اور تصور باطل ہے میرے لشکر مین ایک ایک صاحبقران ہے تیرے مقابلہ سے کوئی نہ ہا
آئیگا تیرے قتل کرنے کو سب موجود ہین تیرا لشکر کیا اصل رکھتا ہے ایک حملہ مین تباہ ہوگا یہ جو تونے حرکت
کی ہے بالکل خلاف جرأت و مردی کے ہے کوئی صاحب غیرت ایسی حرکت نہ کریگا جو تونے کی ہے بھلا کسی شجاع سے تو
پوچھ تیرے دربار مین جسقدر ہین سب نامرد ہین کسیکو غیرت نہین ہے اگر غیرت اور جرأت ہوتی تو تجھکو اس حرکت سے منع کر
دیتے اور سمجھا کر روکتے بلکہ غیرت والے وہ کیا کرین انکی اصل بزدلی ہے بلکہ تجھکو ہان مین ہان ملائی ہوگی اور
یہ کہا ہوگا کہ یہ رائے تمہاری بہت ٹھیک ہے جسقدر یہ سردار ہین تیرے دربار مین کوئی ان مین جری نہین ہے سب
نامرد بیغیرت ہین مین یہ کہتا ہون کہ اگر غیرت ہوتی تو یون بیٹھے رہتے جبکہ مین گرفتار ہو کر آیا تھا تو تجھکو منع
کرتے کہ یہ بالکل مردی و مردانگی کے خلاف ہے صاحبقران کو رہا کرو ہم میدان مین جا کر بڑے زور شور سے
مقابلہ کر کے گرفتار کر لائینگے اُسوقت سوال اطاعت و ترک مذہب کرینگے کیونکہ ہم بزور بازو اسیر کرینگے
یہ وقت اس سوال کا نہین ہے اگر یہ لوگ یہ صلاح دیتے تو کبھی اُس ناعیار کی یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ اس
طور سے کلام کرتا جو کہ اُسنے کیے ہین اور تم لوگ خاموش سُنا کیے مین مجبور تھا ورنہ اُسکو اس سخت کلامی کی سزا
دیتا کہ وہ تمام عمر اپنی یاد کرتا ایک ضرب طمانچہ مین سر اُسکا نظر نہ آتا مگر کیا کرون مجبور ہون دوسرے وہ سامنے سے
چلا گیا ہے اتنے بیٹھے ہوئے ہین جسکو جوہر سپاہ گری و زور و طاقت کا ہو وہ میرا امتحان کر لے ایک ہاتھ کی ہتکڑی
میری اُتار کر پھر پہنا دین تو مین جانون یہ کیا کہ فریب سے اسیر کر لیا اور پھر اس طور کے کلام کیے جو کہ خلاف
شان ہین بہادر تو کبھی اس امر کو روا نہ رکھیگا اور یہ جو کہا گیا کہ مذہب اسلام ترک کر دو اور تصویر پرستی قبول
کر لو تو اُسکا یہ جواب ہے کہ تم مین سے کوئی مجکو بزور بازو گرفتار لایا ہے جو یہ تقریر کی جاتی ہے مین کبھی یہ نہ قبول
کرونگا اور تمہین شرم نہین آتی کہ ہم یہ کیا کلام کرتے ہین اور کس منہ سے یہ بات کہتے ہین اول تو تمنے دغا سے مجکو اسیر کیا
ہے اور اسپر یہ تقریر ہے بالکل خلاف ہے اور یہ جو خوف دلایا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ کروگے تو تمہاری جان جائیگی ہم تمکو
قتل کرینگے تو مین قتل ہونے سے نہین خوف کرتا ہون جب تک کہ قضا نہ آئیگی اُسوقت تک کوئی نہین قتل
کر سکتا ہے اگر تمام عالم ایک مقام پہ بھی جمع ہو جائے بموجب شعر اگر تیغ عالم بہ جنبد ز جای + نہ برد رگے تا نخواہد

خدائی ہے تیری بھی کیا طاقت ہے کہ تو یا تیرا لشکر یا تیرے سردار مجھکو اسیر یا قتل کر سکیں جبتک کہ اُسکی مرضی
نہ ہو میری قضا نہ آئیگی کچھ میرا بال بانکا نہین جائیگا مین نے ایسی ایسی بہت دقتین اٹھائی ہین اس سے زیادہ
زیادہ سخت بلا و قید مین مبتلا ہوا ہون اور میرے بزرگ بھی مبتلا ہوئے ہین مگر اُسکے فضل و کرم سے ایک بال بھی
کم ہوا اور وہی لوگ شرمندہ ہوئے کہ ابھی میرے لشکر مین خبر ہو جائے تو تمام سردار آ جائین اس بارگاہ مین
حملہ کرین ابھی یہ بارگاہ خون سے رنگین ہو جائے ایک آن مین سب لشکر یہان پہونچ جائے مین کسی وقت خوف
نہین کرتا ہون سوا اپنے خدا کے کسی سے نہین ڈرتا ہون کیونکہ وہ سبکا مالک مختار ہے اُسکے قبضہ مین سبکی
موت و حیات ہے کوئی کسیکو بدون اُسکے حکم کے قتل نہین کر سکتا ہے تمھاری کیا لیاقت و طاقت و قوت ہے
اگر میری موت آئی ہے تو مین بچ نہین سکتا ہون اگر نہین آئی ہے تو قتل نہین ہو سکتا ہون اور اس خوف سے مین
مذہب اسلام ترک کرون اور آتش پرستی قبول کرون یہ تو کبھی نہوگا اور نہ ہوا ہے ہماری قوم کے لوگون نے اپنا
مذہب دیدہ و دانستہ نہین ترک کیا ہے یا مجبور ہوگئے ہین یا کسیکے عشق مین مگر وہ کبھی پھر اپنے مذہب اصلی
کی طرف رجوع کیا ہے مین اس سے خوف نہین کرتا ہون جو تمھارے ہاتھ مین ہے میرا اللہ یہان موجود ہے
شعر سعدیا تسلیم کن شمشیر * هر چه آید بر سر من بالنصیب * یہ جو صاحبقران نے دلیرانہ تقریر کی اُسکے جواب
مین محراب شاہ نے کہا کیون اسقدر برہم ہوتے ہو اپنی حالت تو دیکھو کس بلا مین مبتلا ہو کہ میرے روبرو قید
ہو چاہون تمھارا حال کرون کوئی میرا کچھ نہین کر سکتا ہے صاحبقران نے کہا کہ بالکل خلاف شجاعت و جرات کیا ہے
فعل نامردون کا ہے کہ کسیکو اسیر کرا کے اپنے ذلیل کرین تمکو اسیر نہین کرایا ہے میرا اعتبار تمکو اپنی راہ سے اسیر کرا لایا
ہے جب تک کہ یہ دیکھا کہ وہ گرفتار کر لایا ہے تو مین بہت اسپر خفا ہوا اور میرا سپہ سالار بھی ناراض ہوا اُسنے غدر کیا
مین نے اُسکو منظور کیا اُسوقت یہ خیال مین آیا کہ آخر تو یہ گرفتار کر لایا ہے تو اب اگر رہا کرتا ہون تو میری بدنامی
ہے کہ محراب شاہ نے اسیر کرا کے جب دباؤ پڑا تو رہا کر دیا اس سے بہتر ہے کہ قتل کرون مین نے پہلے بار
تمکو اسلیے کہا ہے کہ شاید تم میرا مذہب قبول کرلو اور میری اطاعت کرو ورنہ مین ضرور قتل کرونگا دوسرے
یہ امر ہے کہ دشمن کو جس طور سے ہو سکے قتل کرے اسکو تباہ کرے دشمن کا سر کاٹ کے قتل کرنا زیبا ہے یہ کوئی نامردی نہین ہے یہ
خلاف شجاعت ہے مین عقلمندی و دانائی ہے کہ جس طور سے ہو حریف کو قتل کرے بلکہ میرا سپہ سالار اس امر سے
بہت ناراض ہے مگر مین نے نہ قبول کیا اُسکی یہ رائے تھی کہ اُنکو رہا کر دو مین گرفتار کر لاؤنگا یہ نہین قبول کیا ہے
جو تم سمجھتے ہو کہ میرے ہاتھ سے ہتھکڑی اتار کر کوئی ہتیار دے تو مین جانون یہ قصور ہے کہ میرے لشکر مین
مین کیا اور کسی کے لشکر مین کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ وہ تمھارا یا تمھارے لشکر کا مقابلہ کر سکے کیونکہ
کوئی اسقدر طاقت اور قوت نہین رکھتا ہے جو مقابلہ کر سکے مین کیون نہ ایسی حرکت کرتا اور کیونکر نہ اپنی جان
بچاتا میری جان پر کیا منحصر ہے ہزارون و لاکھون کی جان بھی گئی ملک تباہ ہونے سے محفوظ رہے اگر تم
تمھارے قتل سے کہ تمھارے لشکر مین جو ہے وہ اپنے وقت کا رستم و سہراب ہے مگر دراصل امر یہ ہے کہ انکا علاج
ہو سکتا ہے وہ کبھی یونہی گرفتار ہو کر آسکتے ہین یہ ساری آفت برپا کی ہوئی تمھاری ہے جب تم نہ ہوگے تو کسی کی جرات
نہین ہے کہ وہ یہ امر گوارا کرین بلکہ سبب یہ ہے کہ ہر ایک کو تمنے زیر کیا ہے اسی وجہ سے سب تمسے دبے ہوے ہین
اگر تم نہ ہوگے تو ہر ایک خود سر ہو جائیگا اپنی اپنی راہ لیگا یہ لشکر تباہ ہو جائیگا ہر ایک ہر طرف چلا جائیگا پھر کون مقابلہ
کریگا جو کہ لشکر باقی رہ جائیگا اُسکو مین قتل کر دونگا کوئی ایسا نہ رہیگا جو کہ مقابلہ کر سکے اور اگر رہیگا بھی تو میرا
گرفتار کرا لیگا مین اُسکو مثل تمھارے قتل کرونگا یونہی تمام قصہ پاک ہوگا معلوم ہو گیا کہ تمھارا اقبال یہان
آ کر گم ہو گیا یہان تمھارا ادبار تھا جیسے بڑے بڑے ملک تباہ کیے بڑے بڑے ظالم سر پا دیکھے یہ آن سب کا قصہ

کہ جو یہاں اگر نکلا اب تمہارا زندہ رہنا بہت محال ہے بدون اس امر کے یا تو میری اطاعت کرو اور مذہب اسلام قبول
کرو یا اس امر کا اقرار کرو کہ میں اپنا لشکر لیکر یہاں سے چلا جاؤنگا اور کبھی اس مقام پر قیام نہ کرونگا اگر ان میں سے ہر دو امر قبول کروگے
تمہاری جان بچے گی ورنہ میں تمکو ضرور قتل کرونگا یہ جو مہراب شاہ نے کہا تو صاحبقران نے جواب دیا
کہ تیری کیا لیاقت ہے جو تو میرا ایک بال بھی کم کر سکے بس اسی میں خیریت ہے کہ اپنی زبان کو بند کر میں اس حالت
پر بھی تجھے ... ایسی سخت دونگا کہ تو تمام عمر یاد رکھیگا یہ تقریر جب ہو رہی تھی اسوقت خواجہ بھی آ
گئے اور اپنی صورت بدلے ہوئے ایک گوشے میں کھڑے تھے ایک مقام پر اور یہ تقریر سن رہے تھے اور یہ خیال کر رہے
تھے کہ کیا ابھی تک شاہ ... خبر نہیں ہوئی جو کوئی نہیں آیا اودھر تو یہ اپنے خیال میں تھے یہ جو صاحبقران
نے کہا تو مہراب شاہ نے کہا کہ بقول تمہارے عیار کے رسی جل گئی اسکا بل نہیں جاتا ہے ابھی تک آپ کو
غرور ہے جب جلاد آکر سر جدا ہوگا اسوقت معلوم ہوگا ساری شہزادگی بھول جائیگا ہمکو بھی دیکھنا ہے کہ
کیونکر تم نہیں مرتے ہو یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ یہ حکم سنتے ہی چوبدار فورا روانہ ہوا اودھر مہراب شاہ
نے حکم دیا کہ ساقی کو طلب کرو کہ وہ آکر شراب پلائے آج بہت بڑا دن خوشی کا ہے کہ ہمنے اس شخص کے
قتل کرنیکی تدبیر کی ہے کہ جو کہ دشمن ہے خداوندوں کا جسکے بزرگوں نے ہزاروں خدائیاں برباد کی ہیں
اور خداوندوں کو زحمت دی ہے اور ہمارے خداوند کو بھی زحمت دینے آئے ہیں جو کہ خداوندوں کا دشمن
ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے اسکا قتل کرنا بہت درست اور جائز ہے جس طور سے ہو سکے میں نے آج وہ دن
مقرر کیا ہے جو کہ پیدایش خداوند کا دن ہے اور جو اسدن خوشی کیجاتی ہے وہ آج خوشی کرونگا بہت جلد ساقی
حاضر ہو یہ حکم دیتا تھا کہ ساقی جام و صراحی لیکر حاضر ہوا جام سے گلفام گردش میں آیا صاحبقران روبرو
تخت مہراب شاہ کے مسلسل و مطوق بیٹھے ہوئے ہیں سپہ سالار مہراب شاہ خاموش سر جھکائے بیٹھا
ہوا ہے اور اپنے دل میں خیال کر رہا ہے کہ آج تو نے بہت بڑی ذلت پائی اگر تو دربار میں نہوتا تو بہتر تھا یا چلا جاتا جبکہ
صاحبقران گرفتار ہو کر آگئے تھے اور جو تقریر انھوں نے کی تھی وہ بہت ٹھیک تھی اور مہراب شاہ بالکل
خلاف جرأت و شجاعت کرتا ہے اور نامنصف ہے یہ طریقہ حریف کے قتل کرنے کا نہیں ہے اگر میں کچھ کہتا ہوں تو سب
خیال کرینگے کہ یہ مل گیا ہے اور بظاہر ہمارا دوست ہے مگر باطن میں دشمن ہے کیونکہ ہمارے حریف کی سفارش
کرتا ہے خصوصا بادشاہ کو ایسا خیال ہوگا گو میں نہ بادشاہ سے خوف رکھتا ہوں نہ اہل دربار سے کوئی
میرا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے صرف پاس نمک کا ہے ورنہ یہ بھی لیاقت ہے کسی کی کہ میرا مقابلہ کر سکے بس یہ سبب ہے
کہ نمک کھایا ہے اور پاس نمک کا ہے اگر میں نمک حرامی پر کمر باندھوں گو انکے حق میں بہتر ہوگا وہ اس امر سے
بچینگے کہ انگشت نما ہوں یا نہوں مگر میں ملعون ہو جاؤنگا اور یہ سب لوگ مجکو نمک حرام مشہور کرینگے اور جو کوئی کہیگا
وہ اگر عقلمند ہوگا تو کہیگا بڑی دانائی کی اور جو کہ مثل انکے ہوگا وہ بھی انکے ہمراہ شریک ہو جائیگا اور کہیگا
کہ ضرور نمک حرامی کی اور بظاہر اسوقت نمک حرامی ہی ہے کیونکہ میں بگڑ کر اسکو رہا کردونگا بس سب پر
یہ ظاہر ہوگا کہ یہ بادشاہ و اہل شہر کا دشمن تھا جو کہ اسنے اتنے بڑے حریف کو یوں رہا کرادیا اور نمک کا پاس
نہ کیا خیر اس امر سے تو یہ بہتر ہے کہ میں خاموش بیٹھا رہوں اور دیکھوں کہ کیا ظاہر ہوتا ہے میں اسوقت یہ عہد کرتا ہوں
اگر خدائے نادیدہ برحق ہے تو ضرور اسکی مدد کریگا اگر یہ بچ گیا تو میں نے بھی اسکی اطاعت کی اور اسکا مذہب
قبول کیا چاہیے کوئی نمک حرام مشہور کرے چاہیے اور کسی قسم سے بدنام کرے میں تو حق کی طرف شریک ہوں
ضرور یہ بیگناہ قتل ہوتا ہے عیار نے بڑا غضب کیا ہے میرے خیال میں تو یہ امر جو کارروائی مہراب شاہ کی ہے
انھوں نے اجازت دی ہوگی ورنہ عیار کی اتنی بڑی جرأت نہیں ہے کہ وہ ایسی حرکت کر سکے انھوں نے اسکو

اسمین بھی راضی ہون تیرا ایک بندہ ہون گنہگار ہے گناہ معاف کر یا یہ جو صاحبقران نے دعا مانگی تیر دعا بہدف
اجابت پر پہونچا اُدھر شہنشاہ وغیرہ تو چل چکے تھے اسوقت دربارگاہ پر پہونچے جبکہ مہراب شاہ حکم دیچکا
ہی اور سپرنگا سونے لشکر اسلام کے یہ حال دیکھکر اور بیقرار ہو کر بارگاہ مہراب شاہ سے نکلے ہین اور چلے ہین کہ شہنشاہ
سے ملے تمام حال بیان کیا شہنشاہ وغیرہ یہ حال سنکے بیقرار ہوگئے تھے اور پہلے دربارگاہ پر پہونچے
تھے اُدھر مہراب شاہ نے درگہ سالار کو حکم دیا تھا کہ کوئی بیدون اجازت اندر بارگاہ کے نہ آسکے یہ تو بارگاہ
پر پہونچے ہین اُدھر مہراب شاہ نے پھر صاحبقران سے کہا کہ مذہب اسلام ترک کرو اور میری اطاعت
کرو تو تمھاری جان بچیگی ورنہ محال ہے جب یہ تقریر صاحبقران نے سنی جواب دیا کہ او مہراب شاہ ایسی تقریر نہ کر
ورنہ تیری خرابی ہوگی یہ کہکر لاکھون گالیان خداوند قدیر کو صاحبقران نے دین پس جب گالیان صاحبقران
نے خداوند مصنوعی کو دین چونکہ مہراب شاہ کو یہ خیال تھا کہ یہ تو قیدی ہے بڑا غصہ آیا برہم ہو کر وہ پیالہ جو کہ اُسکے
ہاتھ مین تھا اُسمین شراب بھی صاحبقران پر کھینچ مارا وہ صاحبقران کے سینے پر آکر گرا پڑا بس غصہ سے
لبریز گیا بس تو ٹوٹ گیا کر شجاعت نے جوش مارا چہرہ مارے غصہ کے لال ہوگیا دونون آنکھین خون کبوتر
ہوگئین کف مونہہ سے جاری ہونے لگا اور کہا کہ او مہراب شاہ تیری قضا آئی ہے تو بڑا نامرد ہے رہ تو جا دیکھ تیرا
کیا حال کرتا ہون یہ جو مہراب شاہ نے سنا دوسرا جام جو اُسکے برابر رکھا ہوا تھا وہ خالی تھا مگر اسمین تہ
شراب کی دُرد تھی وہ پھینککر صاحبقران پر مارا کہ تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے مرنے کا وقت تیرا قریب آگیا
ہے اسیر ہے زبان درازی ہے بس او جلاد اسکو جلد قتل کرو دیر نہ کرو دیکھتا ہے کہ یہ زبان درازی کر رہا ہے یہ جو مہراب
شاہ نے جلاد سے کہا اُسنے زنجیر پکڑ کر گردن کو جھٹکا دیا چونکہ پہلے ہی جلاد صاحبقران سے کہہ چکا تھا کہ جو
لکھا ہے ہوگا لو جو پینا ہے پی لو صاحبقران نے فرمایا تھا کہ مجھکو کھانا ہے نہ پینا ہے اُسنے کہا کہ مین تیری آنکھون پر
پٹی باندھونگا صاحبقران نے جواب دیا کہ کیا ضرورت ہے تو اپنا کام کر یہ سنکے جلاد نے پٹی نہ باندھی تھی جب
جلاد نے زنجیر پکڑ کر گردن جھٹکا دیا ہے گلے مین صاحبقران کے طوق کا خار لگا ایک تو مہراب شاہ کے گالیاں
دینے پر غصہ آچکا تھا دوسرے اس دُرد کے پھینکنے پر غصہ تھا تیسرے یہ حرکت جو جلاد نے کی نہایت غصہ
آیا اُسی حالت غیظ مین جھٹکا جو دیا تو جلاد تو مونہہ کے بھل آرہا ادھر صاحبقران نے غیظ مین آکر جو زور کیا
اور جگہ سے نعرہ الله اکبر کھینچا فوراً قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا ہاتھون کی ہتکڑیان پاؤن کی بیڑیان گلے کا
طوق سب کو ریزہ ریزہ کر ڈالا اور اُٹھکر ایک گھونسہ سر جلاد پر مارا کہ اُسکا مغز سر نکل آیا اور وہ تڑپ کر
مر گیا اُسکا تیغہ اُٹھا لیا اور کہا کہ او مہراب شاہ تو نے دیکھا کہ کیونکر میری جان بچی اور میرے خدا نے مجھکو
بچایا اب حکم دے کسیکو کہ وہ مجھکو قید کرے مین کھڑا ہون راوی نے بیان کیا ہے کہ جب جلاد آیا تھا تو سرکار
[illegible] گئے تھے یہان خواجہ موجود تھے اپنی صورت بدلے ہوئے اُنھون نے جو دیکھا کہ جلاد آگیا ہے وہ اس امر پر
آمادہ کھڑے تھے کہ اُدھر جلاد نے سر قلم کرنے کو تیغہ اُٹھایا مین نے یہان سے تیر مارا کہ جلاد کا کام تمام ہوگیا یہ
دوسرا واقعہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران نے قید کو توڑ ڈالا اور تنہا بارگاہ مین کھڑے ہین گو ابھی اس
بارگاہ مین اسقدر سردار نہین ہین مگر اُسپر بھی سیکڑون ہین ایسا نہو کہ کوئی چشم زخم صاحبقران کو پہونچے
لہذا اس امر سے تو اطمینان ہوگیا ہے کہ اب کوئی اسیر نہین کر سکتا ہے بہت امر دشوار ہے اور نہ قتل کر سکتا ہے مین
جا کر لشکر مین خبر کرون یہ دلمین خیال کر کے باہر بارگاہ کے آئے تھے اور قصد کیا تھا کہ روانہ ہون کہ دیکھا تھا
کہ شہنشاہ آکر پہونچے شہنشاہ نے خواجہ کو تو پہچانا نہین مگر قصد کیا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن کہ درگہ سالار نے
روکا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر کہا کہ او شہریار یہ بہشت خلد کا مرتبہ [illegible] وہان صاحبقران نے قید توڑ ڈالی ہے تنہا بارگاہ مین ہین

اور سنکر لڑون کفار میں یہ تو اس چوبدار نے کہا اور شہنشاہ نے جو سُنا تو اور غصہ آیا اودھر درگہ سالار نے روکا بس
نیام سے فوراً تلوار لی اور ایک ہاتھ مارا کہ اُسکا سر تن پر سے اڑ گیا وہ خاک پر گر کے تڑپنے لگا اودھر چوبدار نے
پھر کر سردار کو بتا دیا یہ مع مرکب اندر بارگاہ کے چلے اودھر صاحبقران کو جو قید سے رہا پایا محراب شاہ
نے دیکھا تو اہل دربار سے کہا کہ مارلو قیدی نے قید توڑ ڈالی ہر ایک تلوار لیکر اُٹھا اور طرف صاحبقران
کے چلا اودھر محراب شاہ نے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم کیا بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہو جب قیدی تمکو
قتل کر ڈالیگا تو تم اُٹھو گے سپہ سالار بھی مجبور ہو کر اپنے ڈنگل پر سے اٹھا تلوار نیام سے لی یہ سنتے سب ملولین
لیکر صاحبقران کی طرف چلے یہ مجمع جو صاحبقران نے آتے ہوئے دیکھا وہ ہی تیغ علم کر کے نعرہ مارا
اور جو قریب آیا ایک وار میں اُسکو فنا کیا اودھر تو صاحبقران نے نعرہ مارا اودھر شہنشاہ نے نعرے
کی صدا سنکے نعرہ کیا شہنشاہ کا نعرہ کرنا تھا ابو ضمضم کی صدا بلند ہونے لگی نور الزمان کا نعرہ ہوا
عین الزمان اسفنتانی ممکوک بن مالک جزبیل بن عادی عادل قیصر صاف باطن گرگین و رستم جنگال
کے نعرونکی صدا آنے لگی ضمضم کی صدا سے بارگاہ ہل رہی تھی جو آیا سیدھا بارگاہ میں آیا اُسی
وقت میں شہنشاہ جب تک آئیں اُتنے میں صاحبقران نے کئی سردارونکو قتل کر ڈالا یہ صدا اُنکی جو محراب
شاہ نے سُنی اُسوقت حکم دیا کہ لشکر میں حکم کر دو کہ تیار ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام آ گرے تو بڑی
خرابی ہوگی کون مقابلہ کریگا یہ حکم دیکر خود بھی سپہ سالار اُٹھا کر تخت پر سے اُٹھا کہ میں ہی مقابلہ کروں کہ
شہنشاہ بھی قریب صاحبقران کے پہونچ گئے اور قتل کرنے لگے جو سردار بارگاہ میں آیا وہ کٹنے
لگا اب تو محراب شاہ کے ہوش جاتے رہے حکم دیا کہ سراپچہ اُٹھا دو تاکہ مجھ تک ... ہو جائے فوج اسلام کو
اُٹھا دیئے گئے محراب شاہ اپنی جان بچا کر سردارون کے بیچ سے نکلکر باہر آیا اور فوراً نقارہ جنگ طلب کیا اور تیار
ہوا یہاں لشکر میں محراب شاہ کے کمربندی ہونے لگی کہ پھر صدا نعروں کے دلیرانہ آنے لگی اُس صدا میں بادشاہ
کے بھی نعرے کی صدا تھی نعرہ کہ بادشاہ ضمضم شاہ شاہان فریدون حشم بہارستان کا ... اب تو یہ حال
ہوا کہ جوق جوق گروہ گروہ سپہ سپہ ... اہل اسلام آنے لگے جو آیا بڑا ... تلوار چلنے لگی محراب شاہ کا
بھی لشکر تیار ہو کر لڑنے لگا سردار بارگاہ سے زخمی ہو ہو کر نکلنے لگے بارگاہ کا یہ حال ہے کہ تمام فرش
خون سے تر ابور ہو رہا ہے لاشیں پڑی ہوئی ہیں صاحبقران بھی شمشیر زنی کرتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے
اُنکے عقب میں اور سردار اسلام بھی میدان سے نکلے اب تو میدان میں خوب جم کر تلوار چلنے لگی اُتنے عرصہ میں
تمام لشکر صاحبقران آ گیا اور لشکر محراب شاہ بھی جلد تیار ہو گیا یہ حال ہے کہ لشکر محراب شاہ میں کوئی ادھر
اور کوئی اُدھر سے بدحواس بھاگا جاتا ہے کوئی تلوار کے عوض نیزہ کمر سے نکالتا ہے کوئی زیر جامہ ہاتھوں میں
لیتا ہے گو وقت ہے روز روشن ہے اگر رات ہوتی تو یہ خیال ہوتا کہ بسبب تاریکی کے یہ حال ہے مگر سبب یہ تھا کہ وہ
لوگ بدحواس ہو گئے تھے خیر جس طور سے ہو سکا تیار ہو کر آمادہ پیکار ہوئے محراب شاہ کے لشکر میں
لیکن لشکر اسلام تک لشکر بچھا یہاں تلوار چل رہی تھی تمام لشکر اسلام چلا آتا تھا ہر ایک کفار کی جان کا خواہاں
تھا کوئی یہ کہتا تھا کہ آج اِنکو جلنے نہ دینا یہ کہاں جائینگے انکو گھیر کر مار لو کوئی یہ کہتا تھا کہ کفار نے بہت سر کھایا
کمر پر کمر باندھی ہے ہمارے صاحبقران کو بہانے سے گرفتار کرایا ہے اس مکاری کی سزا دو سر تن سے اُتار لو یہ فرقہ
بڑا فریب باز معلوم ہوتا ہے کہ دیکھو تو کس فریب سے ایسا کام کیا ہے پہلے تو مہلت لی اُسکے بعد یہ فکر کی اچھا کہاں جا
... ہم ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے سبکو قتل کرینگے یہ تو لشکری باہم تقریر کرتے ہوئے طرف لشکر کفار کے آتے
تھے اودھر تلوار چل رہی تھی نقیب صدائیں لگا رہے تھے دونوں لشکر ... تھے بڑی گھمسان کی تلوار چل رہی تھی

کہ سون جانوران صحرائی نے اُس صحرا میں اگر گوشت کھایا ہے اور وہ رن بولا کیا خواجہ کا تو یہ عالم ہے کہ کسی کا کوں
سے نکل گئے کوئی کسی کے شانون پر سوار ہو کر مین مشغول رہتے ہین جو ملا اسکو لیلیا فرد دو ہزار چار چار ہزار لاشین
جمع کین اور جھنڈی لگادی کہ ابر ہم تان خواجہ صاحبقران بن عمر خواجہ ثالث جو جسکی کمر مین نکلا اُسکو لیلیا ہزارونکو
برہنہ کر دیا جو تلوارین و تیر و خود و سپرین و زرہین وغیرہ گری ہین اُنکو اُٹھا کر نذر زنبیل کر لیا ہے کہ تو نے ترخت
کرونگا جب ان کا سورت سے جماعت ہوئی کہ تو بھی زنی کرنے لگے تھے سیکڑون کے سر اُڑا دیے سیکڑون
کے پانون ہزارون کے شکم چاک کر ڈالے جسکے شانے پر گئے اُسنے جو مارا پایا شانے سے پار اجیران ہو کر
ہاتھ مارا کہ اُنھون نے پھر مارا اُسکا سر اُڑ گیا وہ جگر کرنے لگا اُسکے شانے پر سے آکے کو دوسرے کے
شانے پر پہنچے وہ جب تک خبردار ہو ہو اسکے سر کو قلم کر کے تیسرے کے شانے پر پہونچے یونہی قتل کرتے
پھرتے ہین اسی طرح عیار بھی لڑ رہے ہین کہین چھپا ہے آتش بازی مار دیا کہ دھوان دھار ہو گیا
اُسی تاریکی مین سیکڑون کو مار ڈالا لشکر کفار پر ایک بلا آئی ہوئی تھی ہر طرف سے آفت نازل تھی مہراب
شاہ تخت پر سوار لشکر کو آمادہ کارزار کر رہا ہے سردار لڑ رہے ہین ایک طرف بادشاہ اسلام مرکب پر
سوار تلوار کر رہے ہین قبضہ تلوار ہاتھ مین چپکا ہے فرق تک آستینین چڑھی ہوئی ہین خون تک ہاتھ
زرہ پر خون کے لختے جم گئے ہین یہی حال ہر سردار کا ہے تین شبانہ روز ہوتے ہین کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہے صاحبقران و سب سردار اسی طور سے لڑ رہے ہین حقیقت یہ ہے کہ صاحبقران کے جسم مین لباس
رزم نہین ہے بلکہ درباری پوشاک ہے کیونکہ دربار مین پہنے ہوئے تھے اُسی طور سے اُس گنوار سے جو پہلے
چلا آئے تھے کہ عیار اسیر کر لیگیا تھا اُسی لباس درباری سے لڑ رہے تھے عیارون نے یہ تدبیر کی تھی کہ
ہتھیار لے لیے تھے اسی سبب سے صاحبقران نے جلاد کا تیغہ اُٹھا لیا تھا وہی تیغہ ہاتھ مین تھا لڑائی
مقابلہ کر رہے تھے جب روز چہارم شروع ہوا اتفاق سے صاحبقران اور پہلوان سے مقابلہ کی
اُسنے صدا دی کہ اے صاحبقران مین آپکو چار روز سے تلاش کر رہا ہون اگر تم مردان عالم سے مقابلہ
کرو کیا تین روز سے سپاہ و نیزہ کو صاف کر رہے ہو ایسے مقابلہ کرو جو کہ تلوار کے دھنی ہین تو کچھ لطف
مقابلہ بھی حاصل ہو وہ بیچارے کیا جانین کہ کیونکر مقابلہ کرتے ہین یہ جو صدا اُسنے دی صاحبقران نے
نگاہ اٹھا کر اُسکی طرف دیکھا تو یہ دیکھا کہ وہ سردار ہے جو کہ برابر تخت مہراب شاہ کے برتبہ سپہ سالاری
بیٹھا ہوا تھا یہ کیا کہتا ہے خیر اس سے بھی مقابلہ کرو یہ بھی کیا نہ کہیگا یہ خیال فرما کے مرکب کو ڈپٹ کر ناظرین پہ
ظاہر ہو کہ جب صاحبقران بیرون بارگاہ آئے تھے تو پیدل تھے کیونکہ سوار ہو کر لاپاں نے تھے تو خواجہ کے
ایک سوار کو قتل کر کے صاحبقران کو مرکب پہ ہاتھ آیا صاحبقران اُسی مرکب پر سوار تھے بس مرکب کو ڈپٹ کے
اُسکی طرف چلے خواجہ کا یہ قاعدہ ہے کہ بیا سے مقابلہ چلے جاتے ہین دو چار کو قتل کر کے پھر صاحبقران کے
پاس چلے آتے ہین یہان لڑنے لگتے ہین صاحبقران کے سر ایک امر کی نگرانی کرتے ہین جب صاحبقران
اُسکی طرف چلے خواجہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کہ صاحبقران اُسکے قریب پہونچے اُسکے ہاتھ مین تلوار
خون آلودہ تھی اُسنے کہا کہ یہ موقع نہ لگا وزنی کا ہے نہ ہم سنتی کا کیسن یہ موقع تلوار زنی کا ہے یہ وار ہو جو دیکھ
صاحبقران نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تم وار کرو اُسنے تلوار علم کر کے صاحبقران کے سر پہ
وار کیا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پہ روکا سپر بھی نہ اٹھائی تلوار چلنے لگی مرکب جو کھپر سے اور تلوارین جو چلین
تو میدان ہو گیا لوگ ہر طرف مقابلہ کرنے لگے وا انیس مقدر میدان ہوا کہ بجز یہی مقابلہ ہو جائے انہو صاحبقران
اُسکے داد و دکر نے لگے اور وہ پید رپار وانہ کرنے لگا کوئی ستر وار کے رد و بدل کی نوبت آئی تھی کہ اُسنے کہا

سکے بھاگ کر میدان سے گرد اڑی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا دونوں لشکر کے ہرکارے برابر خبر رسانی میں
اگر مقابلہ برابر ہوا کیا تلوار برابر چلا کی یہ بھی نہ خیال کیا کہ یہ گرد کیسی بلند ہوئی ہے یا ان کچھ لشکر کا خیال
ہی تھا مہراب شاہ نے اس گرد کو دیکھ کر اپنے اہل لشکر سے کہا تھا کہ بیشک ان تمہاری کمک آگئی ہو گی
مگر تمہاری مدد کو جو لشکر آیا ہے یہ جو مہراب شاہ نے پکار کر کہا یا تو لشکر فرار ہونے کو تھا یا ایک مرتبہ
پھر سب لشکر جمع ہو گیا اور لڑنے لگا کہ وہ گرد قریب اس میدان جنگ کے آکر شق ہوئی اس گرد میں سے ظاہر ہوا
اژدر خوار ستم پچاس ہزار سوار کے پیدا ہوا اس نے جو جنگ مغلوبہ دیکھی ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لاؤ کہ
یہ کس سے مقابلہ ہو رہا ہے کس کا لشکر ہے وہ ہرکارے ادھر کو روانہ ہوئے چند سوار لشکر مہراب شاہ کے بھاگے
ہوئے چلے جاتے تھے کہ وہ ہرکارے ملے انہوں نے جوان سواروں کو دیکھا تو پکار کر کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم کو کچھ
دریافت کرنا ہے ہم کو بتاؤ کہ لشکر مہراب شاہ کس مقام پر فروکش ہے اور یہ کونسا لشکر ہے جس سے مقابلہ ہو رہا
ہے انہوں نے جو یہ صدا سنی اور دیکھا کہ یہ لوگ لشکر مہراب شاہ کی تلاش میں ہیں وہ سوار ایک مقام پر
ٹھہر گئے کہ وہ ہرکارے انکے قریب آئے ان ہرکاروں نے کہا کہ بیان کرو کہ تم کس لشکر کے ہو کچھ
ہم کو شاہ کے بھی لشکر کا حال معلوم ہو انہوں نے کہا کہ تم کو مہراب شاہ کے لشکر سے کیا غرض ہے تم کیوں مہراب شاہ کے لشکر کو تلاش
کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ہرکارے ہیں لشکر اژدر کے وہ برابر کہا مہراب شاہ کی مدد کو
لیکر آئے ہیں سنا ہے کہ مہراب شاہ اور خدا پرستوں سے مقابلہ ہو رہا ہے برابر ترک نہیں ہوتا چونکہ
دینی امور ہیں اس سبب سے ہمارا آقا بھی کمک کو آیا ہے آتے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی تو ہم کو روانہ
کیا کہ خبر لاؤ کہ یہ جنگ کس سے ہو رہی ہے اور یہ کون لشکر ہیں اور لشکر مہراب شاہ کہاں ہے یہ
تو لشکر نہیں ہے ان سواروں نے کہا کہ آگاہ ہو ہم لشکر مہراب شاہ کے سوار ہیں قریب ہے کہ
لشکر مہراب شاہ شکست کھا جائے جلد جا کر اپنے آقا کو خبر کرو کہ وہ آکر کمک کریں ایسا نہ ہو کہ لشکر
فرار ہو جائے یہی وقت کمک کا ہے یہ جو ان سواروں نے کہا وہ ہرکارے فوراً اپنے لشکر کی طرف
چلے یہاں اژدر اس انتظار میں تھا کہ یہ خبر آئے اور یہ دریافت ہو جائے کہ فلاں لشکر ہے اور
لشکر مہراب شاہ کہیں ہے اور سبب مقابلہ معلوم ہو جائے تو میں اپنی راہ لوں کہ وہ ہرکارے
پہنچے انہوں نے ان سواروں سے جو سنا تھا وہ بیان کیا اژدر یہ سنکر اپنے اہل لشکر
سے کہنے لگا کہ بھائیو جلد روانہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ لشکر مہراب شاہ شکست کھا جائے یہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی ہے یہ لشکر مہراب شاہ اور خدا پرستوں سے ہو رہی ہے ہم نے سنا تھا کہ لشکر
اسی مقام پر ٹھہرا ہے نیام سے کھینچ لیں اور مرکب اٹھا دیے اور یلغار کر کے چلے ادھر وہ ہرکارے
جو کہ لشکر اسلام سے اور کفار سے برابر خبر لاتے تھے وہ دریافت کر کے اپنے لشکر کی طرف چلے
عین جنگ مغلوبہ میں مہراب شاہ کے ہرکاروں نے مہراب شاہ کو خبر دی کہ اے بادشاہ مبارک ہو
کہ یہ جو گرد اڑی تھی اور اس گرد سے لشکر پیدا ہوا ہے یہ لشکر آپکی کمک کو آیا ہے اسکا افسر اژدر عالم
اژدر ہے وہ لشکر لیکر آپکی کمک کو آیا ہے یہ جو مہراب شاہ نے سنا خوش ہو گیا گویا اس کے سر سے
ہو جانے سے اسکا دل ٹوٹ گیا تھا اور شکستہ دل ہو رہا تھا مگر اس خبر کو سنکے خوش ہو گیا اور
اپنے لشکر کو ندا دی کہ اے جوانان لشکر آگاہ و خبردار باشید کہ یہ جو لشکر آیا ہے یہ تمہاری کمک کو آیا ہے جان
لڑا دو یہ وقت جان لڑانے کا ہے تمہاری کمک کے لیے لشکر تازہ دم آیا ہے وہ لوگ آج تک [illegible]
لڑے ہیں ابھی وقت مار لینا چاہیے لشکر تازہ دم اور ہم تھکا [illegible] یہ جو مہراب شاہ نے کہا مہراب شاہ کے

لشکر کے دل قوی ہوگئے پھر جم کر لڑنے لگے اُدھر یہ خبر صاحبقران کو اور بادشاہ کو ہرکارون نے دی کہ
سپہ کفار کی کمک آئی ہے مشرو داژدر تو اربہ وہ لشکر لیکر آیا ہے یہ جو صاحبقران و بادشاہ نے سنا فرمایا کہ خدا
بزرگ است مصرع عدو دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ۔ اگر ہماری موت آئی ہے تو کوئی خوف نہین
ہے ہر ایک کو مرنا ہے اور اس طور سے مرنا عین خوشی ہے کہ تا ابد نام رہیگا اور بیمار ہوکر مرنے سے مرد سپاہی
کے لیے تلوار سے مرنا حیات ہے اور بیمار ہوکر مرنا بدنامی کا مرنا ہے اور اگر موت نہین آئی ہے تو کوئی ہمکو قتل
نہین کر سکتا ہے ایک نہین ہزار لشکر آئین اور سیکڑون کمک آئے تو کیا ہوتا ہے یہ فرماکر پھر لڑنے لگے کہ
ادھر وہ مشرو دیو لشکر کے آپہونچا اور خدا پرستون سے مقابلہ کرنے لگا یہ تازہ دم آیا تھا وہ لوگ
تین شبانہ روز کے تھکے ہوئے تھے مگر کیا اُنکے حواس تھے برابر مقابلہ کر رہے تھے تلوار چل رہی تھی کسی
مقام پہ پاؤں پھر کبھی نہ کرتا تھا تلوار کاٹ مین کوتاہی نہ کرتی تھی جب ہاتھ مارا ہے راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے اپنا کچھ خوف نہ تھا کہ یہ لوگ تازہ دم آگئے ہین جاوشان لشکر اسلام پکار رہے تھے کہ اے جوانان
جان لڑا دو لشکر کفار کی کمک آئی ہے وہ لوگ تازہ دم ہین ایسی شمشیرزنی کرو کہ اُنکے جی چھوٹ جائین وہ
جنگ سے باز آئین وہ کام کرو کہ رستم و اسفندیار کو لوگ فراموش کر جائین اُنکی کارزار مثل حرف غلط
صفحہ روزگار سے مٹجائے تمہارا افسانہ باقی رہے اسطور سے صدا لگا لگا کر اپنے لشکر کے دل کو
قوی کر رہے تھے وہ روباہ خصال تھے بھلا ان شیران دشت وغا کا مقابلہ کر سکتے تھے یہ لوگ ان
دیگر مقابلہ کرنے لگے ایک شبانہ روز اُسی طور سے مقابلہ رہا سر پر سر گر رہے تھے تن پر تن گر کے ڈھیر
ہو رہے تھے خون کا دریا جاری تھا سر مثل اولہ کے برستے تھے برق شمشیر ہر طرف چمک رہی تھی گھٹا سے
گھنگھور چھا رہی تھی ہزارون زخمی تڑپتے ہوئے تھے لاکھون سسکتے تھے سیکڑون خواب مرگ مین مبتلا تھے
کسی طرف سے صدا ہے آہ آرہی تھی کوئی گھبرا رہا تھا کوئی پانی کا طلبگار تھا کسیکا دم نکلتا تھا کوئی
حالت نزع مین آنکھین بند کیے ہوئے پڑا تھا کسیکا سینے پر دم آگیا تھا کوئی مرکب پائمال کر کے چلا گیا
وہ آہ بھی نکر سکا استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے کوس حربی کی یہ حالت تھی کہ اُس سے صدا نہ آتی تھی اُسکی
آواز بیٹھی ہوئی تھی قرنا دم بخود تھی شہنہ کی صدا بلند تھی جلاجل صدائے افسوس دیتی تھی حال سرنا
کے حیرانی تھی ایسا خوف غالب تھا کہ صدا اُسکے حلق سے نہ آتی تھی اور اگر تاشا بھی صدا دیتا تھا تو افسوس کی
آواز نکلتی تھی نقارے کا شکم پھول گیا تاشے کو یہ افسوس تھا کہ لشکر اسلام کی ظفر ہوئی سرنا جا اپنی صدا اُن
افسوس کی صدا دے رہا تھا جو کوئی کوس کو بجاتا تھا ایسی اُسکی آواز بری نکلی سبب خوف کے کہ کچھ صدا نہ آتی
تھی زیر و بم سب خاموش تھے نہ باب و دف سب دم بخود تھے باجا بجانے والون کے ہوش بجانہ تھے
یہ خیال کر رہے تھے کہ ہم کیا بجاتے ہین کوئی اپنے سر پر اٹھا کر چوب مارتا تھا کوئی جلاجل کو معکوس بجاتا تھا
کوئی قرنا کو معکوس دم دیتا تھا ایسے لشکریان کفار کے حواس باختہ ہوگئے تھے کہ بیان نہین ہو سکتا ہے سوا
ستر سوارون مین لگے ہوئے تھے اپنے مرکب چھوڑ دیے تھے پیدل مرکبو پر سوار ہوکر راہ فرار تلاش کر رہے
تھے مگر راہ نہ ملتی تھی پیدل سوارون مین سوار پیدلون مین بہت سے سوارون نے ہتھیار کھول کر پھینک دیے
اور ادھر اُدھر پوشیدہ ہوکے چھپنے لگے مگر لشکر کفار بھی جان لڑائے ہوئے مقابلہ کر رہا ہے اب کسی
مقام پر کمی نہین کرتا ہے جب مشرو د آیا ہے ایک طرف صاحبقران شمشیرزنی کر رہے ہین ہزارون
کفار پر مر کر گر رہے ہین ایک سمت سرداران معزز لشکر اسلام کے نعرے مار رہے ہین برابر کفارون کو مار
مار کر گرا رہے ہین بادشاہ اسلام مرکب پر سوار تلوار ہاتھ مین کفار کشی پر مستعد ہین ایک طرف لقین خود پرست

چونکہ تازہ مسلمان ہوا ہے اپنی جان پر کھیلا ہوا مقابلہ کر رہا ہے ایک وہ سردار فولقین کی کمک کو سمندر سے آیا تھا معہ اپنے لشکر کے کفار
سے مقابلہ کر رہا ہے چونکہ یہ بھی خدا پرست ہو گیا ہے وہ بھی کفار سے لڑ رہا ہے یہ معرکہ بڑا ہوا ہے کہ پناہ بخدا تیغ فلاکت جنگ دیکھ کر فلک
پنجم پر لرز رہا ہے فلک سر جھکائے ہوئے دیکھ رہا ہے ہر طرف صدائے ضرب و کشش بلند تھی زمین اس معرکے سے کانپ رہی تھی یہاں
تو یہ معرکہ بڑا ہوا تھا اور لشکر کفار چھایا ہوا لڑ رہا تھا جب سے مشرو آیا ہے لشکر کفار کو بڑی قوت ہو گئی
ہے کیونکہ اسکے ہمراہ جو لشکر آیا ہے وہ لشکر تازہ دم ہے ابھی اسے ایک دن گذرا تھا کہ یہ لشکر لڑ رہا ہے
اور ان دونوں لشکروں کو چار شبانہ روز گذرے ہیں کہ برابر مقابلہ کر رہے ہیں دوپہر کا وقت ہو گا کہ صحرا سے
گرد اڑی کہ جس گرد سے تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا کہ وہ گرد شق ہوئی اس گرد کے اندر سے ایک اور گرد پیدا
ہوئی کہ جسکا رنگ گلنار تھا کہ جسکے سبب سے تمام صحرا لالہ رنگ ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ لالہ کا تختہ کھل
گیا کہ وہ گرد قریب اس میدان کے آکر شق ہوئی اس گرد سے ایک نقابدار یاقوت پوش با صد جوش و خروش
اسکے ساتھ بیس ہزار لشکر ہیں چلتہ پوش درع بدوش رکاب برکاب خود فولادی سروں پر ہیں نیزے
ہاتھوں میں کمانیں دوش پر تلواریں کمر میں سپر پشت پر کہ وہ یکایک سب آنکھیں اٹھائے ہوئے
برابر چلے آتے ہیں وہ نقابدار سب کے پیش آگے آگے مرکب تیز رفتار پر سوار کہ جس کے مرکب پر زیور لگا ہوا
طلائی ... پڑی ہوئی کمان کیانی دوش پر ترکش پشت پر خود یاقوت نگار سر پر دستانے ہاتھوں میں ... پاؤں میں
یاقوت کی کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے منہ پر نقاب یاقوت گون ڈالے ہوئے مرکب اڑاتے ہوئے چلا آتا
ہے اسنے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ خبر لاؤ کہ یہ کیسی جنگ ہو رہی ہے ادھر شہنشاہ ...
کی اسپر جو نگاہ پڑی اپنے لشکر کے ہرکاروں سے فرمایا کہ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے ہرکارے چلے ادھر نقابدار
نے بھی اپنے لشکر کے ہرکاروں سے کہا کہ تم بھی خبر لاؤ شاید ہماری کمک کو کوئی آیا ہے یہ ہرکارے ادھر
سے چلے راہ میں لشکر اسلام کے ہرکاروں سے اور نقابدار کے ہرکاروں سے سامنا ہوا انھوں نے
انسے پوچھا کہ تم کدھر جاتے ہو انھوں نے کہا کہ اس لشکر میں جاتے ہیں اس خبر کے لیے کہ یہ لشکر کس کا ہے اور
کدھر سے آیا ہے انھوں نے پوچھا تم کدھر جاتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس لشکر میں جاتے ہیں جو ابھی
مقابلہ آیا ہے اس امر کے دریافت کرنے کو کہ یہ کس سے جنگ ہو رہی ہے ہمارے آقا نقابدار نے خبر منگائی ہے
چونکہ نقابدار نے اپنے عیار کو حکم دیا تھا اسنے ہرکارے روانہ کیے تھے اسلیے کہ وہ یہ خبر سنکے آئے تھے کہ
کسی نواح میں لشکر اسلام فروکش ہے اور کفار سے مقابلہ ہے وہ بھی برائے مقابلہ کفار آئے ہیں ان ہرکاروں
نے کہا کہ ان نقابدار کا کیا نام ہے انھوں نے جواب دیا کہ نقابدار یاقوت پوش کہتے ہیں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
تھی ادھر نقابدار کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ مرکب اٹھا کر طرف جنگ متوجہ ہو کے چلا اسی ہزار مرکب سے ایک
مرتبہ قدم اٹھ گئے باگیں لیں اور ہمراہ نقابدار کے طرف لشکر کے چلے نقابدار نے تلوار نیام سے لی تھی
نقابدار کا تلوار لینا تھا کہ اسی ہزار تلواریں ایک مرتبہ نیام سے نکلیں اور سب طرف لشکر کے روانہ ہوئے
نقابدار نے نعرہ کیا کہ منم نقابدار سرخوش ای کافران ہرزہ ناداں ناہنجاران بتا کہاں جاتے ہو میرے ہاتھ
سے بچکر اور پھر ایک مرتبہ اس امر کو دریافت کیا کہ کون لشکر کفار ہے اور لشکر کفار کی بہت بڑی پہچان یہ تھی
کہ انکے لشکر کے علم سیاہ ہوتے ہیں انکی پیشانی پر سیندور کے ٹیکے دئے ہوئے تھے اور گلوں میں تصویریں
پڑی ہوئی تھیں اس سبب سے نقابدار نے پہچان لیا کہ یہ کفار ہیں اور یہ پہچان لیا کہ یہ لشکر اسلام ہے کیونکہ
لشکر اسلام کے سبز رنگ کے علم تھے علاوہ سیاہ علموں کے کہ یہ تھے لشکر کفار کا ہے بس یہ دیکھکر نقابدار
نے یہ نعرہ مارا کہ منم نقابدار یاقوت پوش یہ جو نعرہ مارا اور تلواریں علم کرکے ایک مرتبہ اسی ہزار تلواریں برابر

پڑے ہیں اسی ہزار سر کٹ کر زمین پر گرے اور اسی ہزار مرکب قتل ہو گئے اور ادھر لقابدار کے بیکار
نکلی یہ دریافت کرکے آگے بڑھے اور لقابدار سے آکر عرض کیا تھا کہ لشکر کفار اور لشکر اسلام سے مقابلہ ہو
رہا ہے اور پیش لشکر صاحبقران ہے اور یہ لشکر فیروز شاہ ہے چونکہ تصویر پرست ہے یہ سنا تھا کہ لقابدار نے
قتل کرنا شروع کیا خود برابر ہی غرش میں کہ تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا لشکر کا ستھراؤ کر دیا ایسی جنگ
واقع ہوئی کہ تمام لشکر میں ایک کھلبلی پڑ گئی میدان کشادہ ہو گیا لقابدار کی جو جرأت و شوکت صاحبقران نے
دیکھی ہوش جاتے رہے یہ حال تھا کہ ایک سوار اٹھا کر دوسرے سوار پر مارا کہ مع راکب و مرکب چور چور
ہو گیا دونوں سواروں کے استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے یا یہ کیا کہ سوار کو مع مرکب اٹھا کر زمین پر مارا
کہ راکب و مرکب ایک ہو گئے اور استخوان سرمہ ہو گئے ہر مرتبہ دو دو چار چار کو اٹھا کر دے مارتا تھا
کہ وہ پیوند خاک ہو جاتے تھے ایسی چالاکی سے مقابلہ کر رہا تھا کہ لشکر کفار کے ہوش اڑے جاتے تھے
صاحبقران نے جو یہ جرأت لقابدار کی دیکھی اور سن و سال دیکھا کہ ایک جوان شانزدہ برس کا
سن ہے اور چہرہ سے شوکت و شان پیدا ہے کہ دیکھ کر رعب و دبدبہ سے ہوش اڑے جاتے ہیں تمام لشکر کفار
پر رعب چھایا ہوا ہے لشکر کے سوار اسکی صورت دیکھ کر بھاگے جاتے ہیں صاحبقران اپنے دلمیں فرماتے ہیں
کہ کیا جوان ہے اور کیا شوکت ہے اس شان و شوکت کا کوئی جوان آج تک نہیں دیکھا اس میں وہ بات ہے
یہ جرأت اور یہ چالاکی اسی کا کام ہے ادھر لقابدار شمشیر زنی کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور صاحبقران بھی کفار کی
ہیں مصروف ہیں کفار ویسے بھی مقابلہ کرتے ہیں اور لقابدار کی جنگ کو بھی دیکھتے ہیں اور لقابدار کی تعریف
کرتے ہیں سردار پر اسکے زبان سے صدا آئی واہ کیا بھلا آدمی ہے لقابدار کفار کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا
ہے کہ ادھر سے شرود بھی لڑتا ہوا آتا ہے کہ لقابدار سے مقابلہ ہو گیا کہ اسنے لقابدار کو دیکھ کر صدا
دی کہ اے لقابدار تو کدھر چلا آتا ہے تو نے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا ہے تیری ہر ضرب سے سیکڑوں کفار
قتل ہو کر گرے ہیں تیغ نے ہر مرتبہ میرے کلیجہ کو خون کر دیا ہے اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے بڑی
بیحیائی کا ہونٹ پر ڈال لیا اور لشکر ہمراہ لے لیا اور مقابلہ کرنے لگا بس آ آگے قدم نہ رکھنا میں
تیرا حریف آگیا ہوں یہ کیا تیری حرکت ہے کہ ان تین روپیہ کے پیادہ و شتر یا تلوار صاف کر رہا ہے مردان عالم
سے مقابلہ کر یہ جو شرود نے پکار کر کہا لقابدار نے صدا دی کہ کیوں تیری قضا آئی ہے میں تیری جان کا ملک الموت
ہوں میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا ایک ضرب تیغ میں تیرا کام تمام ہوگا یہ جو لقابدار نے کہا تب
ایک مرتبہ شرود مرکب کو تیز کرکے لقابدار کے روبرو آگیا آتے ہی اسکا دونوں پاؤں مرکب لقابدار کا
اسی مقام رہا اور مرکب شرود کا چھ قدم پسپا ہوا ہے مرکب کے پیچھے پیر آرہا تھا اگر نہ سنبھل جاتا تو زمین
پر آرہتا لقابدار نے صدا دی کہ واہ ری شہسواری و جوانمردی تیری تاب یوری نہیں قائم ہوئی ہے
اور اپنے کو شہسوار کہتا ہے اور طاقت دکھلاتا ہے ایک ہی نگاہ درزنی میں تیرا حال کھل گیا یہ تقریر اسکی
لقابدار کی شرود نے جواب دیا کہ اس تقریر سے کیا حاصل ہے اپنا وار کر لقابدار نے کہا کہ طریقہ ہمارا نہیں
ہے کہ ہم پہلے ضرب کریں جب تیری ضرب سے خدا بچائیگا تو میں اپنا وار کرونگا یہ لقابدار کی تقریر سنکے
شرود نے نیزہ اٹھا کر سینہ نے کیا لقابدار پر لقابدار نے نیزے کو نیزے پر روک لیا اور نیزہ بازی ہونے لگی بانو
صاحبقران و دیگر سردار مقابلہ کر رہے تھے یا لقابدار کے مقابلہ کا تماشا دیکھنے لگا اور کوئی امر کا
خوف نکیا ادھر لقابدار نے پانچویں طعن میں اسکا نیزہ ہوائی کیا کیونکہ اسکو جلدی منظور تھی شرود نے
جو نیزے کو ہوائی دیکھا نیزہ لیکے بحالت میں جو ضرب گیا برہم ہو کر وہ گرز جو کہ تیرہ سو من کا تھا ارابے پر سے اٹھایا

اور گرو پیچ دیکر پایا اور کہا کہ نقابدار خبردار ہو جاؤ نقابدار نے صدا دی کہ مین ہوشیار ہون تو وار
کر جیسے ہی مثرود نے عمود کا وار کیا نقابدار نے خالی نہ دیا بلکہ دونون ہاتھ بلند کر دیے جیسے عمود
قریب سر آیا کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور خوب استوار پکڑ کر جو جھٹکا دیا وہ مرکب پر سے سنبھلنے کے بل آسیر
لگا پس اسنے عمود کو چھوڑ دیا نقابدار نے عمود کو لیکر اپنے نقابدار عیار کی طرف پھینکدیا اور کہا
کہ گرز اٹھا لو یہ گرز کام آئیگا یہ جو نقابدار نے کہا اسکے عیار نے وہ گرز اٹھا لیا اور لیکر اپنے جا کر
کو دیا جبکہ برابر اسکے عیار کے کھڑا تھا پس مثرود نے ایک مرتبہ تیغہ پانچسو من کا نیام سے لیا ایک تختہ
کا تختہ تھا اور سر نقابدار پر مارا نقابدار نے سپر کو سر کے پناہ کیا اُدھر اسنے وار کیا نقابدار کی نگاہ
تلوار سے لڑی تھی جیسے ہی تلوار قریب سر آئی نقابدار نے سر جھکا دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا
پس جیسے تلوار قریب سر آئی نقابدار نے جھکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی پھر اسنے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور
مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار لیکر کہا کہ شعر تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن * ہمہ شادی
از دل فراموش کن * یہ کہکر وہی تلوار لیکر اسپر جو وار کیا ہے تو وہ تلوار قبہ سر پر جھکی تھی یا زین پر مرکب آکر
لہو دیا مع راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اُدھر نقابدار نے صدا دی کہ یارو مین ہمیشہ قتل عام
کرتے ہین یہ میرا شکار تھا اسکے قتل کرنے کو مین بڑی دور سے آیا ہون مگر اسکی قضا لائی تھی مین آگئی یا
ملک الموت تھا اسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا جام زندگانی چھلک چکا تھا جو بہادر ہوتے ہین وہ یون قتل
کرتے ہین اسنے اگر سنا گیا ہے کہ بڑا تہلکہ ڈالدیا تھا بڑے بڑے لوگ دعوے کرتے ہین کہ ہم یہ مقابلہ
ہین یہ لڑائی نہ فتح ہو سکے کئی دن اسکو گذر گئے ہین کہ برابر مقابلہ ہو رہا ہے مین نے سنا ہے کہ آٹھ چار شبانہ
روز ہو چکے ہین کہ برابر مقابلہ ہو رہا ہے اب مین آیا ہون یہ معرکہ سر ہوا جاتا ہے یہ کہکر اور نعرہ کرکے لشکر کفار
پر جا پڑا اور جاتے ہی علم فوج کو قلم کیا کوس پر تلوار ماری کہ وہ چاک ہو گیا نقارچی کے دو ٹکڑے
ہو گئے یہ جو شجاعت نقابدار کی اہل اسلام نے دیکھی سبکو جوش جرأت آگیا اور ایک مرتبہ جو حملہ
کیا اور اہل کفار کو تلوار کے تلے رکھ لیا اور برابر قتل کرنا شروع کیا وہ جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ خدا
خدا پھر برسنے لگے پھر خون کا دریا بہنے لگا پھر سر مثل اولے کے خاک پر گرنے لگے پھر تن خاک پر تڑپنے
لگے پھر بازار ملک الموت گرم ہوا پھر ملک الموت روحین قبض کرنے لگے پھر آثار قیامت و رستخیز
برپا ہوئے پھر علم لشکر اسلام لہرانے لگے پھر خون کی طغیانی ہوئی پھر کشتی حیات طوفانی ہوئی پھر
زورق عمر کفار گرداب بلا مین آگئی اہل اسلام دریا کے اندر مین شناوری کرنے لگے اور پھر پھر کر
کفار کو قتل کرنے لگے خون کی چھینٹین آسمان پر جانے لگین خون سے تمام زمین لالہ رنگ ہو گئی گویا کہ
خون کا دریا روان تھا لاشین اسمین بہکر جانے لگین نشان لشکر جو گرے ہوئے پڑے تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ مردے کفنائے ہوئے پڑے ہین یہ حال تھا کہ دفتر لشکر پریشان و اوراق سکوت شکستہ
اوراق دفتر منتشر ہو گئے پڑے ہین لشکر تہ و بالا ہے کوئی نہین خبر لینے والا ہے عجب قسم کی ابتری پڑی
ہے تمام خیمے گر گئے ہین پڑاو لشکر کا لوٹ لیا گیا ہے اتنا جو گری پڑی تو ساری سپہ گری بھول گئے اب تو
ہر ایک کو جان کے لالے پڑے ہین اُدھر نقابدار نے جسقدر نشان لشکر کے تھے سب قلم کر ڈالے کوس
رزمی توڑ ڈالے قرنا پھینک کر رہگئے کوس کا شکم پھول کر نقارہ ہو گیا باجے کی صدا مارے خوف کے
بند ہو گئی کتاب لشکر پرے ٹوٹ گئے ہر ورق جدا ہو گیا شیرازہ اوراق لشکر تتر بتر ہو گیا ہر طرف سے اڑ
لشکر اڑنے لگے گلشن لشکر مین خزان آگئی برگ خزان دیدہ کی طرح سر تڑپ رہے تھے ہر صف مین خاک اڑ رہی تھی

سیدھا خدمت مین مالک کے گیا اُسنے داخل جہنم کیا کسی کو قاش زین پر سے اٹھا کر زمین پر مارا وہ بیدم خاک
خاک ہوا قسیس تیغہ نقابدار کو دیکھا تو بڑا اُسکو دھڑکا ہونے لگا جسنے یہ دیکھ لیا کہ میری طرف نقابدار آتا ہی مثل
روباہ کے بھاگ گیا خواجہ ثالث نے قیامت برپا کی اُسکو آچک کے مارا اُسکو لپیٹ کے دو کیا کسیکو
حقہ آتشبازی سے جلا دیا کسیکو آب شمشیر پلا دیا ہر سردار نے ہر طرح مقابلہ ہو رہا تھا سیکڑون سرونکا
کھیت ہو رہا تھا سرون کے انبار میدان کارزار تھے اون کے ڈھیر دام اجل کا پھیلا ہوا غازیان لشکر اسلام
بھی اس جنگ مین جان بحق تسلیم ہوئے فلک کج رفتار کو انکا قلق ہوا سیکڑون مجروح ہوئے اکثر غازی
کھائے زخم کی برچھیان سینہ پہ جھوم رہے ہین قبضہ شمشیر آبدار چوم رہے ہین عندلیب شجاعت پر پھیرا
ہوا ہی باغبان دیکھ رہ پیچھے رہا ہی اجل طائران جان کا شکار کر رہا ہی قفس جسم کی تیلیان شکست مین نخل
مراد لشکر اسلام بارور ہی مزرعہ حیات کفار خشک زیادہ تر یہ ہی معرکہ کارزار مین عجب تزلزل ہی زمین کارزار
سمہاے مرکب سے ہل رہی ہی مرکبان کفار کو قتل پھر رہے ہین چار طرف یہ غل ہی کہ جاوین کدہر دو
کفار کو اس معرکے سے بچا سکے وہ فوج کفار بھاگنے کی تدبیر کر رہی ہی کچھ بے سر و پا بھاگی جاتی ہی غل ہی کہ بھاگو
بھاگو موت پیچھے لگی چلی آتی ہی ہمکو تو کوئی گوشہ امان کا سواے گوشہ کمان نظر نہین آتا ہی اور نہ کوئی کوچہ
بھاگنے کا بجز کوچہ زخم کے ملتا ہی یہ عالم ہی جدھر جسنے مونھہ اُٹھایا بھاگا پھر پیچھے پھر کر نہ دیکھا کہ ہمارے ساتھیون
کیا گذری مگر دام اجل نے اُسکو نہ چھوڑا کسی نہ کسی نے لشکر اسلام کے سردار کا شکار ہوا بعضون کی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آ گیا خود بخود ٹھوکر کھا کے گر پڑا اُوپر سے ہاتھ تلوار کا پڑا دو ٹکڑے ہوا باپ کو بیٹا نہ سجھائی دیا
بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی نہ دکھائی دیا دوست کو دوست نے نہ پہچانا یہ بھی نہ جانا کہ کون ہی لشکر اسلام ایسا
غالب آیا ہی اہل کفار کے دلون پر ایسا خوف چھایا ہی کہ سب بدحواس ہین سامان ہراس ہین دل قابو مین نہین
ہین زور بازون مین نہین ترکش سے تلوارین ڈھونڈھتے ہین میان سے تیر نکالتے ہین الٹے ہوکے دمچی کے
تسمے کو باگ سمجھ کے کھینچتے ہین تنگ گھوڑون کے ڈھیلے ہوگئے ہین بجاے رکاب کے بدحواسی مین
اپنے پانون رکھکر گھوڑے پر سوار ہوئے ہین الغرض اسی طرح فوج کفار قطار در قطار تتر بتر آگے پیچھے
بھاگی گھوڑے چھوٹ گئے دل بڑے بڑے پہلوانون کے ٹوٹ ٹوٹ گئے ہتھیار پہلوانون
کے بیکار سپاہیون نے تلوارین پھینکدین سیمرغ الدین ایک چشم زدن مین میدان کارزار بیابان سے
دہان تک صاف ہوگیا کفار بھاگ بھاگ کر ادھر اُدھر پوشیدہ ہونے لگے اب صاحبقران اور
مہراب شاہ سے مقابلہ ہوگیا صاحبقران نے مہراب شاہ کو ڈانٹا کہ او گبر نابکار کہان جاتا ہی مین
تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا اُسنے پلٹ کے تلوار کا ہاتھ صاحبقران کے مارا صاحبقران نے
سپر پر کانٹے کر کے بجنبش ہاتھ ڈالکر تیغہ کا اندا کر جگہ سے کھینچا اور پہلے ہی زور مین قاش زین سے
اٹھا کے بلند کیا کفار نے دیکھا ہمارا بادشاہ گرفتار ہوگیا جو کچھ حواس باقی تھے وہ بھی جاتے رہے
ادھر صاحبقران نے اُسے گرد پیچ دیکر زمین پر مارا خواجہ نے دوڑ کر کمند سے اُسکی مشکین باندھ لین اور
نظر بند کیا اب صاحبقران تلوار علم کر کے لشکر کفار پر جا پڑے چارون طرف سے لشکر اسلام نے
راہین بھاگنے کی بند کردین لشکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا ایک طرف سے نقابدار یاقوت پوش مع اپنے
اسی ہزار سوارون کے شمشیرزنی کرتا ہوا اُن روباہ خصلتون کا مثل شیر ژیان شکار کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک
جانب سے لشکر اسلام و سرداران لشکر اسلام اپنی جرأت دکھلا رہے ہین عالم ہے لشکر کفار سرنگون ہین
کوئی گوشہ کفار کو پناہ کا نظر نہین آتا ہی جبکہ چارون طرف سے لشکر کفار پر دباو پڑا آخر کو اُنھون نے

عاجز ہوکر صدا دی کہ ہم خواستگار امان ہین ادھر سے اہل اسلام نے جواب انکو دیا کہ امان شمشیر دا بیان تم اگر عہد
تصویر پرستی ترک کرو تو تمکو امان دیجائے انھون نے عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ہم آپکی اطاعت اور
فرمانبرداری سے باہر نہین ہین آپ ہمارے حال پر رحم فرمایئے بقول کسی کے آپ خدیو جہان زمین و
جان ہے تو جہان ہے یہ کہکر جو جو سردار قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ تلوارین پھینککر اپنے ہاتھون
رومال سے باندھکر مثل گنہگارون کے سر کو جھکا کر خاموش کھڑے ہو رہے یہ جو حال انکا کرکیا
کے سوارون اور پیدلون نے اپنے افسرونکا دیکھا انھون نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا یہ تو حال
صاحبقران لشکر کفار کا دیکھکر بہت خوش ہوئے اور حکم فرمایا کہ اب انکو کوئی قتل نکرے مشقت وکڑے یہ
جنگ سے عاجز آگئے ہین اور انھون نے امان طلب کی ہم رحیم ہین اور اسی کرم کے بندے ہین کہ جو
اپنے بندون کا صبح گناہ دیکھتا ہے اور معاف کردیتا ہے اور بخش دیتا ہے ہمارے خاندان کا یہ طریقہ
نہین ہے کہ جو امان طلب کرے اسپر ہم زیادتی کرین یہ سنکر لشکر اسلام نے و غازیان اسلام نے ہاتھ
روک لیا اور بڑاو کو اہل کفار کے لوٹ لیا نقابدار یاقوت پوش نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ کفار نے
امان طلب کی اور صاحبقران نے انکو امان دی اپنے غبار سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنے کا موقع
نہین ہے اپنے قیامگاہ کی طرف چلو یہ کہکر اور صاحبقران کی طرف دیکھکر بآواز بلند یون کہا
کہ بہادر جو ہین وہ یون جنگ سر کرتے ہین اور یہ دیکھو کفار تھے جو چار ہزار سوار سے مقابلہ کرتے ہے
تھے یہ ہمارے قدم کی برکت تھی کہ دو پہر کے عرصہ مین لڑائی فتح ہوگئی اور سپہسالار اس سردار کو
قتل کیا جو کہ اپنے وقت کا رستم تھا اب تمکو لازم ہے کہ اتارہ صاحبقرانی ہمکو دو کہ ہم صاحبقران بننا
اسی قوت اور طاقت پر تو سے صاحبقرانی کا کرتے ہو خیر اسوقت تو مین جاتا ہون کہ مجکو
ضرورت ہے ایک مرتبہ آکر اگر تمنے بخوشی خاطر مجکو اتارہ صاحبقرانی کا دیدیا تو بہتر ورنہ بقوت بازو
تمسے لیلونگا کیونکہ صاحبقرانی میرا حق ہے یہ بالکل صاحبقرانی کی ناانصافی کی ہے اب جب کبھی معرکہ
پڑیگا تو میرے زور و طاقت کا تمکو حال معلوم ہوجائیگا مین اس شخص کا فرزند ہون کہ جسنے ہزارون
کفار کشی مین اپنی عمر عزیز صرف کی اور لاکھون پہلوانان زبردست تہ تیغ بیدریغ کر دیئے اور
مین اس خاندان سے ہون کہ جس خاندان کے بزرگون نے بڑے بڑے معرکہ سر کیے ہین اور
ہمیشہ اپنے دشمنون سے زیادہ رہے ہین یہ صدا دیکر اور اپنے مرکب تیزرفتار کو اٹھا کر جسطرف سے
آیا تھا مع اپنے لشکر جرار کے روانہ ہوا اور اسقدر تیز گیا کہ گرد لشکر بھی نظر نہ آئی ادھر صاحبقران
نے یہ تقریر سنکر خواجہ سے کہا کہ یہ نقابدار ہمارے خاندان سے معلوم ہوتا ہے اے خواجہ بڑا جری
اور بہادر ہے اسکی جرات کی کیا تعریف کرون کوئی میرے دل سے پوچھے جبسے مین نے
اسکو دیکھا ہے ایک نسبت سی پیدا ہوگئی ہے خواجہ نے کہا کہ ابھی تو یہ حال ہے کہ جہان کہین جوان مرد کو یا بہادر
کو دیکھا اس سے محبت ہوگئی ہوگی وہ تو اتارہ صاحبقرانی طلب کرتے ہین اور آپکو اس سے محبت
ہے ابھی چندون کا ذکر ہے کہ نقابدار سبزپوش کو دیکھا تھا اسکی بھی محبت آپکو ہوئی تھی اور کسقدر
بیقرار ہوئے تھے کہ اسکے اشتیاق ملاقات مین اسکو نامہ تحریر کیا تھا اسنے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کیا کہتے
ہو وہ بھی اتارہ صاحبقرانی طلب کرکے اور وعدہ کرکے چلا گیا کہ مین ایک مرتبہ آکر آپکی صاحبقرانی
کا امتحان کرونگا اے صاحبقران نقابدارون سے خوف کرنا چاہیے اور انکے منہ نہ چڑھنا
چاہیے کیونکہ یہ وہ لوگ ہین کہ انھون نے ہرقسم بیحیائی کا اپنے منہ پر ڈال لیا اور جو چاہا وہ کیا اور

چلے گئے پس لازم یہ ہے کہ ان لوگوں کو انکے حال پر چھوڑ دیجیے اور انکی ملاقات کی فکر نہ کیجیے ورنہ انکے
ہاتھ سے سوا اسکے رنج کے کچھ حاصل نہوگا صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ میں نے ان عیاروں کو دیکھکر
محبت ہو گئی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ اگر محبت ہو گئی ہے تو پھر اثاثہ صاحبقرانی انمیں سے ایک شے
حوالے کیجیے اور یہ کہیے کہ تم دونوں آپس میں مقابلہ کرو میں خانہ کعبہ جاتا ہوں صاحبقران نے
کہا کہ یہ ٹھیک تھا کہ اب دونوں مقابلہ میں انکو اثاثہ صاحبقرانی دوں اس حالت میں جو انمیں سے
ظفر غالب آئے یہ حال اسکا ہی فرما کے بادشاہ کو ہمراہ لیکر مع اپنے لشکر کے طرف اپنی فرودگاہ کے
تشریف لے چلے اور کفاروں سے کہا کہ تم لوگ جاؤ کل بوقت صبح حاضر خدمت عالی ہونا اور
چند خیمے انکو برائے قیام عنایت فرمائے اور ایک سردار کو حکم دیا کہ تم کشتگان اہل اسلام میں
انکے لاشوں کو جمع کر کے نماز جنازہ پڑھو اور دفن کر کے داخل لشکر ہو اور محاسبان لشکر کو طلب
کر کے فرمایا کہ حساب کرو کہ کسقدر اہل اسلام آج بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور کتنے کفار اہل اسلام
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے یہ حکم محکم دیکر صاحبقران مع لشکر فیروزی اثر کی طرف اپنی قیام گاہ کے
تشریف لائے اور داخل بارگاہ فلک جاہ مع بادشاہ جمجاہ اور سرداران نامی کے ہوئے اور فوراً
زخمیوں کے زخموں میں ٹانکے دئے گئے زخم کے پھاہے چڑھائے گئے صاحبقران نے سجدہ شکر
ادا کیا اور حمد پروردگار بیشمار کی بعد اسکے سب سرداروں کو رخصت کیا اور خود اپنے خیمہ خاص
میں آنکر لباس تبدیل کیا اسی طور سے بادشاہ نے اور دیگر سرداروں نے اپنی اپنی بارگاہوں میں
جاکر تبدیل لباس کیا چونکہ چار شبانہ روز سے جاگے ہوئے تھے ہر ایک نے آرام کیا خواجہ بکی بعد
برخاست ہونے دربار کے بکر میدان قتل گاہ میں آئے اور جو لاشے کفار کے پڑے ہوئے تھے انکے
جسکے لباس اتار لیے اور جو کچھ انکی گردن میں تھا وہ لے لیا اور سونے چاندی کے زیور جو کہ مقتولوں کی
کمر میں ودیگر آلات حرب وضرب جو کہ میدان میں پڑے ہوئے تھے انکو اٹھا کر تبدیل کیا اور
وہاں سے آن کر اپنے خیمہ خاص میں سو رہے ادھر لشکر اسلام نے کہ جن کو بھی سب آسودہ ہوگئے
مال غنیمت بہت کچھ ہاتھ آیا تھا اسکا حصہ ہونے لگا وہ جو سردار کہ حکم صاحبقران برائے دفن کشتگان
اسلام اس میدان جنگ میں گیا تھا اسنے سب لاشوں کو اہل اسلام کی جمع کیا اور ایک مقام پر
نماز پڑھکر دفن کیا اسکے بعد اپنے لشکر میں آیا اپنے خیمے میں آرام پذیر ہوا اور حساب ہر دو لشکر کے
کشتوں کا کر لیا یہاں تک کہ اسقدر دن رات میں مارے گئے بعد اپنے خیمہ میں آرام کیا اور بوقت صبح
ہر ایک بیدار ہوا وضو کر کے دوگانہ ادا کیا بعد الفراغ نماز ووظیفہ درباری لباس پہنکر حاضر بارگاہ
فلک جاہ ہوئے اور اپنے اپنے دنگل وکرسی پر متمکن ہوئے کہ اتنے عرصہ میں صاحبقران بھی نماز
وغیرہ سے فراغ حاصل کر کے بارگاہ میں تشریف لائے سب برائے تعظیم کھڑے ہوئے مجرا کیا
صاحبقران سب کا سلام و مجرا لیتے ہوئے اپنے دنگل شوکت پر آنکے رونق افروز ہوئے کہ اس
عرصہ میں آمد آمد بادشاہ کا غل ہوا سرخ پردے چرخی پر کھنچے ظل الہ جہان پناہ رونق بارگاہ
فلک جاہ مالک تخت ملک سلیمان برآمد ہوئے صاحبقران کا پہلے مجرا ہوا بادشاہ نے سینہ پر ہاتھ رکھا
کہ تمہاری جگہ ہمارے دل میں ہے پھر اسکے بعد اور سرداروں کا مجرا ہونے لگا بادشاہ سب کا مجرا
لیتے ہوئے قریب تخت تشریف لائے اور تخت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق بخشی کہ اس عرصہ
میں محاسب نے حساب لاکر پیش کیا ملاحظہ جو فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس جنگ مغلوبہ میں اسی ہزار

اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار قریب دو لاکھ کے واصل جہنم
ہوئے یہ دیکھکر بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اور بڑا کھیت پڑا
ایسا معرکہ کم پڑتا ہی کفار بھی خوب لڑے اہل اسلام نے انکو خوب قتل کیا چار شبانہ روز معرکہ رہا برق شمشیر
چمکا کی خون کے دریا بہائے یہ در اصل امر یہ ہی کہ کفار بھی خوب جم گئے تھے کسی صورت سے مقابلہ سے دست بردار
نہوتے تھے یہ جو پہلوان آیا تھا بڑا زبردست تھا مگر اس نقابدار یاقوت پوش نے اگر اسکو قتل
کیا وہ نقابدار بھی بہت بڑا زبردست اور بہادر تھا ایک ضرب میں اسکے دو ٹکڑے کیے خوب
مقابلہ کیا آپنے ملاحظہ فرمایا تھا کہ کیا اسکا سن و سال تھا ابھی تو وہ بہت کم سن ہی مگر غضب کی چالاکی
اور پھرتی جسم میں ہی اور قیامت کی جرأت و دلاوری طبیعت میں تھی آتے ہی لشکر کفار کا ستیاناس کر دیا
تمام لشکر کو درہم و برہم کر دیا ورنہ یہ مقابلہ کل ختم ہوتا ہاں سر تو ضرور ہوتا اور ظفر بھی ہماری ہوتی
مگر دیر لگتی کیونکہ لشکر کفار کی کمک کو لشکر تازہ دم آگیا تھا اسنے آکر یہ معرکہ سرد کیا تھا اسی لشکر کے
سبب سے ایک شبانہ روز اور مقابلہ رہا جو بادشاہ نے فرمایا صاحبقران نے اسکا جواب دیا
کہ میں کیا کہوں کہ جو جرأت و شوکت نقابدار دکھا گیا آج تک تو ہمنے کسی میں نہیں دیکھی جو
کہ نقابدار میں پائی گئی اس کم سنی کے زمانہ میں کیون شہنشاہ ایسی ہی جرأت نقابدار سرخ پوش
میں تھی شہنشاہ نے عرض کیا کہ اسنے بھی وہ جرأت دکھلائی تھی کہ ما بدولت شاید میں یہ خیال کرتا تھا کہ
اس سے بڑھکر کوئی بہادر نہ ہوگا مگر یہ نقابدار تو اس سے بھی زیادہ نکلا اس سے کم سن معلوم ہوتا ہی
اور بہادر بھی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ نہ معلوم کس طرف چلا گیا اور کدھر سے آیا تھا اور کس خاندان
سے ہی اگر دریافت ہو تو ثابت ہوتا ہی کہ اسی خاندان سے ہی ابکی جو آئیگا تو ثابت ہو جائیگا ای خواجہ ان
ہرکاروں کو طلب کرو کہ جو براے خبر طرف لشکر نقابدار کے گئے تھے جبکہ لشکر آچکا تھا وہ لشکر کو دیکھکر
چلے آئے تھے خواجہ نے صاحبقران سے کہا کہ کیا عادت سخت آپکی ہی کہ جہاں کسیکو دیکھا اور بہادر پایا
پھر اسکی تلاش ہونے لگی کہ یہ کون ہی اور کہاں سے آیا ہی اجی جناب کوئی ہوگا ہمکو کیا سنا جاتا ہی
کہ یہی طریقہ صاحبقران اول و ثانی کا بھی تھا کہ انکے ذہن میں جو بات آگئی اور جس امر کی فکر ہوئی
وہ کرنے لگے بدون اسکی اصلیت دریافت کیے ہوئے نہ باز آئے آپ بھی تو اسی باغ کے
گل ہیں اور اسی شجر کے ثمر ہیں کیون نہ آپنے بھی وہی طریقہ اختیار کیا اچھا میں انھیں ہرکاروں کو
طلب کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے بیرون بارگاہ آکر حکم دیا کہ وہ ہرکارے حاضر دربار ہوں جو کہ لشکر نقابدار
کی خبر کو گئے تھے یہ جو حکم دیا وہ جوڑی ہرکارے کی حاضر ہوئی خواجہ نے انکو دربار میں طلب
کرکے روبرو صاحبقران کے پیش کیا انھون نے بادشاہ و صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ جب گرد بلند ہوئی تھی اور تم براے خبر روانہ ہوئے تھے اور اس گرد میں نقابدار مع لشکر جرار
ظاہر ہوا تھا اور تمنے دریافت کیا تھا تو کیا معلوم ہوا تھا انھون نے عرض کیا کہ ہم لشکر میں نہ پہنچنے
پائے تھے کہ اس لشکر کے ہرکارے خود ادھر کو آتے تھے انھون نے ہمسے راہ میں دریافت کیا کہ
یہ کس لشکر سے جنگ ہو رہی ہی ہمنے انکا اسم مبارک اور سہراب شاہ کا نام لیا بعد اسکے ہمنے انسے
دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کدھر جاتے ہو تو انھون نے جواب دیا کہ ہم لشکر نقابدار کے ہرکارے
ہیں اسی خبر کو اس لشکر کی جاتے ہیں ہمنے دریافت کیا تھا کہ نقابدار کا اسم نامی و گرامی کیا ہے
انھون نے جواب دیا کہ نقابدار یاقوت پوش ہم اور کچھ دریافت کیا چاہتے تھے کہ لشکر نقابدار آگیا ہم

تلوارین لیکر لشکر کفار پر آپڑے اور مقابلہ کرنے لگے ہم اور کچھ نہ دریافت کرنے پاسے کیونکہ اسقدر
موقع نہ ملا کہ دریافت کرتے ہاں ان غلامون نے اسوقت کچھ قصہ کیا تھا جبکہ نقابدار مقابلہ کر
بعد فرار ہونے کفار کے و اسیر ہونے محراب شاہ کے اور بعد ازان دیکھے حضور کے لشکر کفار کو
نقابدار وہ تقریر کرکے مع اپنے لشکر کے طرف صحرا کے روانہ ہوا تھا ہم لوگ آپکے عقب مین چلے تھے
کہ جہان یہ لشکر فروکش ہو وہان دریافت کرین تھوڑی دور گئے تھے کہ وہ لشکر ایسا تیز روان ہوا
کہ جسکے عقب مین جانے سے ہم عاجز رہے اور یہانتک خیال کے بھی پانون پھول گئے و ہرکارے
نگاہ سے غائب کر رہے تھے ہم مایوس ہوکر واپس آئے خداوند گرد لشکر بھی تو نہ ملی یہ جو ہرکارون
نے عرض کیا صاحبقران نے انکو انعام دیکر رخصت کیا اور خواجہ سے فرمایا کہ اگر تم کوشش کرو
تو ضرور حال معلوم ہو جاتا پس تمنے کوتاہی کی خواجہ نے جواب دیا کہ مین کوئی دیوانہ نہ تھا کہ خواہ مخواہ
اپنے کو زحمت مین ڈالتا نہ کارے نہ شغلے دوسرے مین نقابدار کے نام سے خوف کرتا ہون کیونکہ
جس شخص نے بیحیائی کا مونہہ پر ڈال رکھا ہو اسکو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکی مروت کرے ایسے
لوگ نہایت کج خلق و بیمروت ہوتے ہین یہان لشکر مین جاکر نقابدار نے اپنی آبرو دیتا یہ جو خواجہ نے
کہا صاحبقران نے جواب دیا کہ بہت ٹھیک بات کہی مین بھول گیا تھا خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جاویگا
اب اس ذکر کو جانے دو جب وقت آئیگا ظاہر ہونے کا آپ ظاہر ہو جاویگا یہ فرماکے حکم دیا کہ قیدیون کو
لاؤ کر انکا دربار کیا جاوے اور محراب شاہ کو بھی حاضر کرو اور یہ شمار کرو کہ کسقدر لوگ ہمارے
لشکر کے زخمی ہوئے ہین انکے علاج کی فکر کی جاوے یہ جو حکم دیا اسیوقت یہ خبر داروغہ زندان کو
پہونچی وہ محراب شاہ و پیلان و دیگر سردارون کو لیکر طرف دربار شاہی و بارگاہ جہانپناہی
کے مع محراب شاہ کے سب قیدی قریب پانچہزار کے تھے زنجیرین کھڑکاتے ہوئے چلے آتے تھے
چونکہ قاعدہ یہ تھا کہ جب لڑائی فتح ہوئی ہر سردار کے عیار نے اپنے اپنے مالک کے قیدیون کو
حوالہ داروغہ کیا تھا اسی طور سے خواجہ نے بھی پیلان و محراب شاہ و دیگر سردارون کو جو صاحبقران
نے اسیر کیے تھے اور خواجہ نے نذر زنبیل کیے تھے میدان جنگ سے آکر داروغہ زندان کے
سپرد کیے تھے تاکہ جب وقت صبح دربار کیا جاوے تو یہ لوگ حاضر کیے جائین چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ
حکم داروغہ کو پہونچا تو وہ سب قیدیون کو لیکر حاضر دربار ہوا اور دور آگاہ سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ قیدی
حاضر ہین پس صاحبقران نے حکم دیا کہ کرسیان حاضر کیجائین پس اسیوقت کرسیان حاضر کی گئین
صاحبقران نے ایک کرسی روبروے اپنے دنگل کے بچھوائی وہ کرسی مرصع کار تھی اسپر محراب شاہ سے
کہا کہ آپ تشریف رکھین یہ سنکے محراب شاہ کرسی پر بیٹھ گیا اسی طور سے پیلان کو کرسی مرحمت
ہوئی پھر تو ہر اسیر کو اسکی لیاقت کے موافق جگہ دی گئی یہ طریقہ تھا دربار صاحبقران کا کہ جو قیدی وہان
آتے تھے خواہ معزز ہون خواہ غیر معزز وہ کھڑے نہین کیے جاتے تھے انکو بیٹھنے کو ملتا تھا یہ صاحبقران
کے خلق کے خلاف ہے اور خلاف مروت ہے اس سبب سے سب اسیران کو انکے بیٹھنے کا ارشاد ہوا حسب مراتب ان
مقامات پر بیٹھ گئے مگر حالت یہ تھی کہ سب طوق و زنجیر مین گرفتار ہین اسی طور سے بیٹھ گئے صاحبقران نے
محراب شاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کیون محراب شاہ تمنے سمجھ لیا کہ زیر کیا آیا مین نے اپنے
عیار کو بھیجکر گرفتار کرا لیا یا بزور قوت بازو اسیر کیا محراب شاہ نے سر جھکا کر کہا کہ حق مین کیا عرض کرون
بس یہ خلاصہ ہے کہ جس طور سے بہادر زیر کیے ہین آپ نے اسی طور سے مجھکو زیر کیا ہے کوئی مکر و فن

نہین کیا یہ کلام سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ پھر میری اطاعت کرنے مین کیا کہتے ہو اور دین اسلام
کی شرکت کرنے مین اور اپنے مذہب کے ترک کرنے مین جو عذر ہو وہ بیان کرو یہ جو صاحبقران نے
فرمایا کہ اے مہراب شاہ مذہب اسلام کے شریک ہو اور اپنا مذہب ترک کرو مہراب شاہ یہ کلام سنکے
خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کے بیٹھا رہا پھر صاحبقران نے وہی تقریر فرمائی جو کہ پہلے کی تھی
مہراب شاہ نے پھر کچھ جواب نہ دیا اسی طور سے خاموش بیٹھا رہا تیسری مرتبہ صاحبقران
نے برہم ہو کر نگاہ قہر آلودہ دیکھکر مہراب شاہ سے فرمایا کہ مین تجھسے کلام کرتا ہون اور تم میری
بات کا کچھ جواب نہین دیتے ہو پس اب مین صاف صاف کہتا ہون اگر مذہب اسلام نہ قبول کروگے
اور میرے کلام کا کچھ جواب نہ دوگے یاد رکھو کہ مین تمکو ضرور قتل کرونگا یہ فرما کے چند کلمے حمد الٰہی مین ایسے
سے فرمائے کہ جسکے سبب سے زنگ کفر آئینہ دل سے مہراب شاہ کے دھو گیا اور قلب اسکا مثل
آئینہ کے صاف ہو گیا اگرچہ اسکا یہ قصد قبل سے تھا کہ مین اپنے مذہب باطل کو ترک کرون چونکہ اسیر ہوا تھا اسلئے خوف
سے صرف صاحبقران کی بات کا اس سبب سے جواب نہ دیا تھا کہ ولیکن فکر مین ایسا محو تھا کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے
صاحبقران کے کلام کو نہ سنا تھا جب تیسری مرتبہ صاحبقران نے اس کلام کو برہم ہو کر فرمایا تو اسکو ہوش
آیا اور صاحبقران کی طرف متوجہ ہوا اور صاحبقران کی تقریر سنی کہ جسکے سبب سے اسکا آئینہ دل
روشن ہوا اور سیاہی کفر برطرف ہوئی شمع نور اسلام روشن ہوئی صاحبقران سے عرض کیا کہ مین حاضر ہون
ضرور آپ نے مجھکو بزور بازو اسیر کیا ہے مین نے آپکی غلامی کی اور مذہب تصویر پرستی ترک کیا جو آپکا
مذہب ہے اسکو مین نے قبول کیا یہ جو مہراب شاہ نے کہا صاحبقران نے حکم دیا کہ اسکی قید کاٹ دو
دربار مین جلاد حاضر رہتا ہے ہر قسم کے لوگ حاضر رہتے ہین کہ نہ معلوم کس کام کی ضرورت ہو جیسے ہی یہ حکم دیا
کہ قید کاٹ دو جلاد نے جلد دوڑ کر مہراب شاہ کی قید کاٹ دی مہراب شاہ قید سے رہا ہوئے
پس صاحبقران نے حکم دیا کہ کرسی مہراب شاہ کی ہمارے قریب لا کر بچھا دو کرسی مہراب شاہ
کی برابر تخت صاحبقران کے بچھائی گئی صاحبقران نے مہراب شاہ کو کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر از
سر صدق مسلمان ہوا مہراب شاہ نے پہلے قدم بادشاہ کے چومے دست بوسی حاصل کی بادشاہ
نے گلے سے لگایا دست شفقت پشت پر رکھا اسکے بعد صاحبقران کے قدمون پر گرا کہ انکی بدولت
سے مین راہ ضلالت سے نکلا اور سرچشمہ ہدایت پر پہنچا صاحبقران نے گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ تمہارے مقدر مین یہی تھا جو کچھ پیش آیا اور کہا کہ جا کر کرسی پر بیٹھو مہراب شاہ مجرا کرکے
اپنی کرسی پر بیٹھ گیا پھر پہلوان سے بھی سوال صاحبقران نے کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا
وہ بادشاہ اور صاحبقران کے قدمون پر گرا اسکو بھی صاحبقران نے گلے سے لگایا مہربانی فرمائی بڑی
عزت سے پیش آئے پھر ہر ایک سردار از سر صدق مسلمان ہوا ان اسیرون مین وہی لوگ تھے
جو کہ مشہور و قدیم سے مشہور و کے ہمراہ آ گئے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے کیونکہ انکا افسر ہاتھ سے لڑائی
کے قتل ہو گیا تھا کوئی انکا افسر نہ تھا سب از سر صدق مسلمان ہوئے راوی نے بیان کیا کہ وہ باافتخار
جو کہ قدیمی تھے سب دائرۂ اسلام مین آ گئے قید سے رہا کئے گئے اور انکو علی قدر مرتبہ مقام بٹھایا گیا
بعد مہراب شاہ سے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا لشکر بھی امان طلب ہوا تھا مین نے اسکو امان دی
ابھی یہ ہی کہ وہ لوگ بھی آتے ہونگے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ لشکر مہراب شاہ
کے افسر و لشکر مشہور ۔ کے افسر حاضر در دولت ہین اور باریاب ہونا چاہتے ہین صاحبقران نے

فرمایا کہ انکو بھیجدو وہ حاضر دربار ہون یہ جو صاحبقران نے حکم دیا درگہ سالار بیرون بارگاہ گیا اور
انکو ہمراہ لیکر اندر بارگاہ کے آیا سب نے مجرا کیا انکو بھی کرسی بیٹھنے کو ملی انھون نے جو دیکھا کہ ہمارا بادشاہ
و سپہ سالار و دیگر سرداران سب بڑی عزت و توقیر سے حاضر دربار ہین یہی حال ششرود کے لشکر کے افسرون
نے دیکھا کہ ہمارے لشکر کے سردار بڑی آبرو سے حاضر دربار ہین جب ان سبھون نے یہ دیکھا خوش ہوئے
ادہر صاحبقران نے انسے کہا کہ تم سبکو معلوم ہو کہ تمھارے بادشاہ اور تمھارے سردارون اور
افسرون نے میری اطاعت کی اور مذہب اسلام قبول کیا اب تمکو بھی لازم ہے کہ مذہب اسلام قبول
کرو انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم لوگون نے تو کل ہی سے آپکا مذہب قبول کیا تھا جب تو امان پائی ورنہ
ہم امان نہ پاتے یہی صورت ہماری زندگی کی ہوئی ہم پر کیا منحصر ہے بلکہ کل لشکر جو کہ اس معرکہ مین
قتل ہونے سے بچا ہے آپکے حضور لشکر ہمارے بادشاہ کا قریب پانچ لاکھ کے تھا انمین سے دو لاکھ تو قتل ہوئے
اور پچاس ہزار زخمی ہوئے اور کوئی قریب بیس ہزار کے فرار کر گئے پس ہم سب جو کہ یہان موجود ہین آپکا
مذہب قبول کیا اور کل لشکر نے یہی ہوا انکے مذہب مین کلمہ تعلیم ہوتا ہو بیان فرمایئے صاحبقران نے
کلمہ تعلیم کیا ان لوگون نے عرض کیا کہ ہم جاکر لشکر کو بھی تعلیم کرتے ہین اسکے بعد ششرود کے لشکر کے
سردارون نے بھی یہی تقریر کی اور کہا کہ ہمارا سردار اسی ہزار کا لشکر لیکر آیا تھا انمین پانچہزار مارے
گئے اور پانچہزار فرار کر گئے جو کہ باقی ہین وہ آپکا مذہب اسلام قبول کرنے کو مستعد ہین صاحبقران نے
انکو بھی کلمہ طیبہ تعلیم کیا سبکے سب رخصت ہوکر صاحبقران سے باہر آئے اور لشکر مین آکر سب نے
لشکر کو مسلمان کیا اور کہا کہ ہمارا بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا ہے تمام لشکر خوش ہوا زخمیون کے
علاج کی تدبیر ہونے لگی یہان بڑے عرصہ تک صاحبقران نے دربار کیا اسی دربار مین محراب شاہ
نے بادشاہ سے عرض کیا اور صاحبقران سے کہ اب مین رخصت ہوکر اپنے شہر کی طرف جاتا ہون
تاکہ اہل شہر کو مسلمان کرون صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ کیا مضایقہ ہے محراب شاہ نے عرض کیا
کہ مین امیدوار ہون کہ ایک عرض میری قبول فرمایئے وہ یہ ہے کہ مین نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر مین نے
لڑائی فتح کی تو جشن کرونگا اور شکست ہوئی اور شریک لشکر اسلام ہوا تو صاحبقران کی دعوت کرونگا
لہذا میری دعوت قبول فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے قبول کی بادشاہ کی خدمت مین عرض
کیا بادشاہ نے بھی منظور کیا سب اہل دربار سے دعوت کا وعدہ لیا جب سب سے وعدہ لے چکا
اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے محراب شاہ یہ ششرود کون تھا اسنے عرض کیا کہ اے صاحبقران
میرے شہر کے حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اسکو ششرود دیو کہتے ہین اسکا حاکم تھا اسکا یہ پیشہ تھا کہ وہ قزاقی
کرتا تھا اکثر میرا خزانہ لوٹ لیا مین نے لشکر کو اسکے مقابلہ کو روانہ کیا وہ لشکر شکست کھا کر بھاگا کیونکہ وہ
زبردست تھا اسنے کسی کی اطاعت نہ کی ہمیشہ خودسر رہا نہ معلوم کیا سبب تھا جو یہ اسوقت میری کمک
کو آیا یہ جو محراب شاہ نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ قلعہ ششرود دیو کا بھی مین نے حاکم کیا تمھارے
قبضہ مین یہ قلعہ دیا اور اس لشکر کو بھی تمھارے زیر حکم کیا محراب شاہ نے اٹھکر سلام کیا ایک فرمان
بنام سرداران ششرود دیو صاحبقران نے تحریر فرمایا کہ ہمنے تمکو زیر حکم محراب شاہ کیا ہے اور اسکو قلعہ کا
بھی حاکم کیا ہے تم اسکی نافرمانی نہ کرنا یہ فرمان لکھکر محراب شاہ کو دیا محراب شاہ وہ فرمان لیکر اور کل
سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر بیرون بارگاہ آیا سرداران ششرود دیو نے بھی محراب شاہ کی بخوشی خاطر
اطاعت کی پہلوان سے جو محراب شاہ نے کہا کہ تم بھی چلو انسے جواب پایا کہ مین خدمت صاحبقران مین حاضر

رہا ہونگا اسی دربار میں حاضر ہونگا جب یہ کلام محراب شاہ نے سنا تو خاموش ہو رہا ادھر صاحبقران نے
یہ عرض پیلان کی منظور کی اور اُسکو جگہ سرداران میں) کرسی مرحمت ہوئی کہ وہ اُس کرسی پر بیٹھا
محراب شاہ بیرون بارگاہ آیا اور سب سردارون کو اپنے لشکر میں لایا اور لشکر کو لیکر طرف شہر کے
روانہ ہوا یہ خبر ہرکارون نے اہل شہر و وزیر محراب شاہ کو پہونچائی تھی جو کہ اُسکی طرف سے حاکم شہر کا
تھا کہ پندرہ دن تک مفرد مقابلہ ہوا اُسکے بعد مہلت محراب شاہ نے طلب کی صاحبقران نے
مہلت دی اُس عرصہ میں محراب شاہ کا عیار صاحبقران کو اسیر کر لایا صاحبقران سے دربار
میں گفتگو کی انھون نے قید توڑ ڈالی اور جنگ مغلوبہ ہوئی اُسکا لشکر بھی اُنکی کمک کو آگیا تھا
مرشد و اپنے قلعہ سے باہر آیا محراب شاہ کی کمک کے لیے مع اسی ہزار سپاہ کے آخر کو مرشد
بھی قتل ہوا محراب شاہ نے شکست کھائی خود اسیر ہوئے جو لشکر کہ اُس جنگ مغلوبہ سے
بھاگا تھا وہ بھی خدمت میں وزیر کے آیا تھا کل حال سے آگاہ کیا تھا کہ یہ واقعہ گذرا ہرکارون نے
بھی یہ خبر دی تھی کہ سب قید ہو گئے لشکر نے امان طلب کی اُسکو امان ملی یہ خبر سنکے وزیر بہت پریشان
ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے وہ رات تو اُسکو فکر و تشویش میں گذری جبکہ صبح ہوئی تو اُسنے سب اہل شہر کو
جمع کیا تھا اور کل لشکر کو اور جو لشکر فرار کرکے آیا تھا اُسکو بھی جمع کیا اور کہا کہ کیا تدبیر کیجیے انھون
نے عرض کی اے وزیر اعظم ہم کیا عرض کرین جو آپکی راے ہو اُسی پر عمل کرین یہ جو اہل شہر و اہل لشکر
نے کہا وزیر نے ہرکارون کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر دربار صاحبقرانی کی خبر لاؤ کہ کیا گذری کیونکہ آج دربار
ضرور کیا جائیگا جیسا کچھ معلوم ہوگا وہ ہم کو سنائیے ہرکارے بموجب حکم وزیر دربار میں صاحبقران کے
آئے انھون نے جو بات واقعہ گذرا تھا وہ بیان کیا وزیر نے جو یہ سنا کہ بادشاہ مسلمان ہو گیا اور
کل لشکر بھی مسلمان ہوا ہے اور قلعہ مرشد و سے کہ جو بھی لشکر نے دین اسلام قبول کیا اور وہ قلعہ بھی محراب
شاہ کے زیر حکم ہوا ہے صاحبقران نے اُسکو زیر حکومت دیا ہے اور کل قلعہ فتح ہوا ہے یہ جو خبر وزیر
نے سنی اُسیوقت تمام اہل شہر و لشکر سے کہا کہ تم لوگونکو معلوم ہو کہ بادشاہ نے دین اسلام قبول
کیا صاحبقران کی اطاعت کی پس تمکو بھی لازم ہے کہ تم بھی اپنے بادشاہ کی پیروی کرو جیسا کہ اہل
اسلام کہتے ہیں کہ الناس علی دین ملوکہم پس اسی امر میں تمھاری زندگی ہے پس سبنے منظور کیا
کہ اتنے میں خبر آئی کہ محراب شاہ مع لشکر کے تشریف لاتے ہیں یہ سنکے وزیر ارکین سلطنت کو
لیکر برائے استقبال گیا کہ اتنے عرصہ میں محراب شاہ داخل شہر ہو چکا تھا راہ میں وزیر سے ملاقات
ہوئی وزیر نے سلام کیا بادشاہ کو لیکر دربار میں آیا محراب شاہ تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ سب اہل
شہر حاضر دربار ہوں اُسیوقت یہ حکم صادر ہوا کل لشکر جو کہ بھاگ کر آیا تھا اور جو کہ لشکر محراب شاہ
یہاں چھوڑ گیا تھا سب حاضر ہوا اہل شہر بھی حاضر ہو گئے محراب شاہ نے بعد اس حکم دینے کے
تمام اہل دربار کے روبرو حمد خدا و انبیا کی بہت بیان کر کہ ہمراہ محراب شاہ کے تھے وہ تو مسلمان ہو کر
آئے تھے اُنکے علاوہ اور سب اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا وزیر بھی مسلمان ہوا وہ لشکر
جو کہ برائے مقابلہ گیا تھا وہ بھی مسلمان ہو گیا تھا وہ چھاونی میں آیا اور اُسی مقام پر فروکش ہوا اُدھر
محراب شاہ اہل دربار کو مسلمان کرکے بیرون بارگاہ آیا سب اہل شہر اور لشکر کو مسلمان کیا
بعد اسکے منادی کرا دی محراب شاہ نے حکم دیا کہ تمام بتکدے منہدم ہوں اور اُس مقام پر مسجدوں کی
بنیاد ڈالی جاوے [illegible] محراب شاہ [illegible] اُسیوقت تمام بتکدے منہدم ہوگئے

مساجد کی بنا ڈالی گئی مدرسے تیار ہونے لگے مہراب شاہ نے حکم دیا کہ دعوت کا سامان
کیا جاوے میں صاحبقران کی دعوت کرونگا یہ حکم دیتا تھا کہ اُسیوقت سامان دعوت ہونے لگا مہراب
شاہ یہ حکم دیکر دربار برخاست کر کے محل میں گیا مہراب شاہ نے اُسیدن اپنے ایک سردار کو
حاکم قلعہ مقرر و دیہ کر کے مع اس لشکر کے روانہ کیا جو کہ ہمرہ وہ سے آیا تھا وہ اُسیدن مع اُس
لشکر کے گیا اور داخل قلعہ ہو کر اہل شہر کو آگاہ کیا کہ تمہارا حاکم و سردار مارا گیا اور سب اہل
لشکر مسلمان ہو گئے یہ قلعہ بھی زیر حکم مہراب شاہ کے صاحبقران نے کر دیا ہے پس سب اہل
قلعہ جمع ہوئے اُس سردار نے سب اہل قلعہ کو مسلمان کیا وہاں بھی مساجد کی بنا ڈالی گئی اور
مدرسے بھی تیار ہوئے وہ سردار حکومت کرنے لگا یہاں مہراب شاہ نے محل میں جا کر سب
اہل محل کو مسلمان کیا اب راوی نے بیان کیا ہے کہ کئی دن تک مہراب شاہ نے سامان دعوت
کیا اُسکے بعد طرف خدمت صاحبقران کے چلا یہاں لشکر میں صاحبقران کے جو جو سردار تھے
وہ اچھے ہو گئے یہاں دربار آراستہ تھا کہ مہراب شاہ آ کر ہو سوا مہراب شاہ نے بادشاہ اور صاحبقران کو
مجرا کیا مہراب شاہ کو کرسی مرحمت ہوئی صاحبقران کو مجرا کر کے کرسی پر بیٹھ گیا بعد گھڑی دیر کے عرض کیا
کہ میں نے سامان دعوت کر لیا ہے آپ تشریف لے چلیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا میں چلتا ہوں
مہراب شاہ نے اپنے وزیر سے کہلا بھیجا کہ سب سامان تیار رکھو صاحبقران مع جہان سپاہ
شہر میں تشریف لاتے ہیں پس وزیر نے تمام شہر کو آئینہ بند کیا ہر گلی کوچہ صاف و شفاف ہو گیا
چہل پہل ہونے لگی کہ یہاں صاحبقران نے دربار برخاست کیا صاحبقران و بادشاہ و کل
اہل دربار و لشکر کو ہمراہ لیکر مع مہراب شاہ کے اُسکے شہر کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ
داخل شہر ہو گئے کل اہل شہر براے دید صاحبقران جمع ہو گئے صاحبقران کل اہل لشکر
دیکھتے ہوئے داخل دربار ہو گئے بادشاہ نے تخت پر جلوہ فرمایا اور دربار آراستہ ہوا ناچ و
رنگ کی صحبت برپا ہوئی شراب و کباب کا جلسہ آراستہ ہوا خلاصہ یہ کہ سات دن تک مہراب
شاہ نے صاحبقران کی دعوت کی ساتوین روز صاحبقران شہر مہراب سے اپنے لشکر میں
آئے مہراب شاہ سے کہا کہ تم لشکر لیکر آنا ہم پرسون یہان سے طرف اقبالیہ کے کوچ کرینگے
مہراب شاہ نے عرض کیا بہت خوب جب صاحبقران داخل لشکر ہوئے اور دو روز وہاں
قیام کیا تیسرے دن حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم یہان سے کوچ کرینگے یہ حکم سنتے ہی لشکر تیار ہونے لگا
جب کل لشکر تیار ہو گیا اُسیوقت مہراب شاہ بھی شریک لشکر ہوا اور اپنے وزیر کو حاکم شہر کا کیا
دوسرے روز صاحبقران نے پہلے اپنی بارگاہ ہمراہ عمرو بن عادی روانہ فرمائی اُسکے
بعد خود کوچ فرمایا مہراب شاہ بھی ہمراہ ہوا الغرض خود سب بھی ہمراہ تھا پہلے سے سردار
لشکر کے بعد لشکر کے روانہ ہوئے آگے اسکے بعد صاحبقران انکو تو راہ میں رکھا جاتا ہے اب کچھ حال
اقبال شاہ و اقبال شاہ مہر اور شاہ و حیرت شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ پرچہ نویسوں کو حکم
دیا تھا کہ تم ہر ایک واقعہ کی ہمکو خبر کرنا چنانچہ پرچہ اخبار سے ہر ایک بادشاہ کو معلوم ہوا کہ پہلے
بارگاہ پر فساد ہوا اُسکے بعد لشکر آیا پندرہ دن تک مقابلہ ہوا مہراب شاہ نے مہلت طلب
کی انکو مہلت ملی اُس زمانہ مہلت میں عیار صاحبقران کو اسیر کر لایا اور اُس عرصہ میں مہراب شاہ
نے نامے تحریر کیے تھے کہ اگر کمک کرو چنانچہ آپ لوگ براے کمک نہ گئے کہ عیار صاحبقران کو

دعوت کی اسکے بعد صاحبقران نے وہان سے کوچ کیا اور شہر اقبالیہ مین آئے اقبال شاہ نے بھی
اطاعت کی اپنا مذہب ترک کیا اور دین اسلام اختیار کیا اُسنے بھی صاحبقران کی دعوت کی سات دن
صاحبقران مہمان رہے اب وہان سے کوچ کرکے امثال شاہ کی طرف آئے امثال شاہ نے
یہ خبر سنکے حکم دیا کہ سامان دعوت کیا جاوے اسوقت سے سامان دعوت ہونے لگا کہ اتنے عرصہ
مین خبر آئی کہ صاحبقران کا لشکر آگیا امثال شاہ بھی اسیطور سے شہر کے باہر گیا اور آیا لشکر
صاحبقران کی سیر کی جس طور سے اقبال شاہ نے جاکر نذر گذرانی تھی اسنے بھی گذرانی صاحبقران
کو اپنے شہر مین لایا دعوت کی بڑی دھوم سے سات دن تک بادشاہ و صاحبقران مع کل
اہل دربار کے امثال شاہ کے مہمان رہے راوی نے بیان کیا ہے کہ دسوین روز وہان سے بھی
صاحبقران نے کوچ کیا اور طرف مرادیہ کے گئے مراد شاہ کو بھی اس واقعہ کی خبر پہونچی
اسنے بھی سامان دعوت کیا خلاصہ یہ کہ اسی طور سے مراد شاہ نے بھی دعوت کی سات دن
صاحبقران مراد شاہ کے بھی مہمان رہے اسکے بعد دسوین روز مراد شاہ کو ہمراہ لیکر طرف
شہر حیرتیہ کے روانہ ہوئے حیرت شاہ کو بھی خبر معلوم ہوئی بذریعہ پرچہ اخبار کے کہ اقبال شاہ
نے بھی اطاعت کی اور دعوت کی بعد دعوت کے صاحبقران نے وہان سے کوچ کیا اقبال
شاہ بھی مع اپنے لشکر کے ہمراہ ہوا اور امثالیہ پر آئے امثال شاہ نے بھی اطاعت کی اور دین
اسلام قبول کیا امثال شاہ نے بھی دعوت کی جب صاحبقران وہاں سے چلے امثال شاہ
بھی ہمراہ ہوا اقبال شاہ و امثال شاہ قبل سے مسلمان تھے مع اپنے اہل شہر و اہل لشکر کے اسی طور
سے مراد شاہ بھی پیش آیا اب مع مراد شاہ کے صاحبقران ادھر کو تشریف لاتے ہین مراد
شاہ و امثال شاہ و کل حال جو کہ انپر گذرا تھا اور رقیعہ خود اپنے کہ اقبال شاہ کا تھا وہ ان دونو
نے بیان کیا تھا پس صاحبقران جب قریب حیرتیہ کے پہونچے یہان حیرت شاہ نے یہ سنکے سامان
دعوت کیا صاحبقران کو استقبال کرکے لیگیا جو اسپر گذرا اسنے سب حال رو برو صاحبقران کے بیان
کیا اور نذر گذرانی دعوت کی صاحبقران آٹھ روز تک حیرت شاہ کے مہمان رہے بڑی دھوم
سے دعوت کھلائی خوب ناچ و رنگ کے جلسہ رہے نوین دن شہر حیرتیہ مین بادشاہ آئے اور دربار کیا
سب جمع ہوئے صاحبقران نے حیرت شاہ سے دریافت کیا کہ اسکے بعد اب کون ملک ہے
حیرت شاہ و مراد شاہ و امثال شاہ و اقبال شاہ نے عرض کیا کہ اسکے بعد شہر سمندریہ ہے اور
وہانکا حاکم سمندر شاہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ شکر ہے آج کہ ہم سمندریہ کے قریب پہونچ گئے
بڑی ہم سر ہے ایک بڑی سخت منزل ہماری خداوند کریم نے آسان فرمائی یہ فرماکے حکم دیا کہ لشکر
مین سامان سفر ہو اور پھر اسپہدار جبرئیل بن عادی کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ شاہی لیکر روانہ ہو اور ہمراہ
جادو و غزالان آہو چشم کو جبرئیل کے ہمراہ کیا کہ اب کارخانہ سحر و ساحر کا ہے تمہین ایسا نہو کہ یہ
کسی آفت مین گرفتار ہو جاوین چنانچہ اسپہدار جبرئیل مع بارگاہ و سہراب جادو و غزالان آہو چشم
کے طرف سمندریہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا اسکے دوسرے دن صاحبقران نے اپنے
سرداروں کو روانہ کرنا شروع کیا اسکے بعد دیگرے غرضکہ سات دن مین اپنا تمام لشکر روانہ کیا آٹھوین روز
خود مع بادشاہ کے کئی لاکھ کا لشکر لیکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آیندہ تحریر ہوگا

اب کچھ حال سمندر جادو کا تحریر ہوتا ہے

اب حال ہی سمندر جادو کے خامہ فرسائی کیجاتی ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر جادو جب سب طرف نامے روانہ کر چکا تو اب پھر عیش و عشرت میں مصروف
ہوا کہ اُسکو اطمینان ہو گیا تھا کہ پانچ ملک درمیان میں ہیں جب اُن سب ملکوں سے گذر لیگا تو یہاں
آئیگا انہیں سے جسکو کمک کی ضرورت ہوگی وہ مجھسے کمک طلب کریگا چنانچہ یہ تو اس خواب خرگوش میں
مبتلا تھا یہاں دوسرا واقعہ پیش ہوا اور تمام ملک فتح ہو گئے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے یہ اسی غفلت میں
ہے کہ جب صاحبقران اس طرف آئینگے تو ضرور کوئی نہ کوئی بادشاہ مجھسے کمک کا خواستگار ہوگا میں
یہاں سے کمک روانہ کرونگا ساحر و غیر ساحر کی یہ تو اس فکر میں تھا اور رات دن صحبت ناچ و
رنگ برپا رہتی تھی رات دن ماہرویان پری پیکر سے صحبت تھی شراب و کباب کا شغل تھا ہم
وصل ماہرویان تھا کوئی لحظہ اسکو انکی صحبت سے مہلت نہیں تھی رات دن بوس و کنار ہے اور وصل یار ہے صبح
دو پہر تک دربار میں رہتا ہے دو پہر سے صبح تک ناچ و رنگ عیش و عشرت میں بسر کرتا ہے کچھ کام اسکا اسکے
سوا نہیں کہہ دیا تھا کہ ہم تو صرف دو پہر کے عرصہ میں جو کچھ کام ہوا اسکو دیکھتا ہے پھر اسکے بعد
کچھ خبر نہیں رہتی ہے اسی زمانہ میں یہ سب حالات گذر گئے خبر آئی کہ کیا اسکو خبر ہوئی کہ کیا کیا
حال تحریر کیا گیا سمندر کو عیش و عشرت سے کب مہلت تھی جو یہ دیکھتا اتنے میں صاحبقران
مع لشکر فراوان بیشہ کو پہنچ گئے پھر شہر روانہ ہوا اور بیشہ بھی فتح ہوا اتفاقاً اس دن سمندر جادو
کو تحریر کر کے آگاہ کیا مگر اسکو کچھ خبر نہ ہوئی کہ کیا ہے جو اخبار سے خبر آئی ہے یہ عیش و عشرت میں مصروف
تھا اور صاحبقران بادشاہ جمشید شاہ کے مہمان تھے ایک ایک حسین اور خوبصورت سے سمندر کو
صحبت تھی اُسکے حسن کی طرف فریفتہ تھی ایک دن جو دربار میں آکر بیٹھا تو خیال آیا کہ عرصہ سے کچھ خبر لشکر اہل
اسلام کی نہ معلوم ہوئی کہ محرابیہ پر پہونچا یا نہیں اور محراب شاہ سے مقابلہ ہوا یا نہیں آیا محراب شاہ
غالب آیا یا اہل اسلام یہ تصور کر کے اپنے اہل دربار سے کہا کہ اب ہماری ایسی عیش کی نوبت ہو چکی
لگی کہ ہمنے اخبار نویسوں کو حکم دیا تھا کہ ہمکو روز بروز کی خبر ملتی ہے کہ لشکر اسلام کس فکر میں ہے
اور محراب شاہ سے مقابلہ ہوا تو کیا انجام ہوا اُنھوں نے کچھ پروانہ کی اور ہمارے حکم کی تعمیل نہ کی
اور مثل گوش شتر کے اڑا دیا اور کوئی خبر ہمکو نہ دی کہ جس سے ہم آگاہ ہوتے یہ جو سمندر جادو نے
برہم ہو کر کہا عشاق نے عرض کیا کہ اے سمندر اخبار نویس کی کوئی خطا نہیں ہے آپنے جو حضور
حکم کے ہر روز کی خبر دریافت کر کے پرچہ روانہ کیا ہے وہ پرچے برابر آگئے ہیں یہاں تک کہ آج تک کا
پرچہ آیا ہوا ہے یہ جو سمندر شاہ نے سنا فوراً حکم دیا کہ جو پرچہ اخبار آگئے ہیں حاضر خدمت کیے جائیں تاکہ
ہم حالات سے لشکر اسلام کے آگاہ ہوں یہ جو حکم دیا سب نے وہ پرچہ اخبار حاضر کیے سمندر جادو نے
اپنے اُستاد سے کہا کہ آپنے بھی مجکو نہ آگاہ کیا کہ پرچہ اخبار کے آگئے ہیں معلوم نہیں کہ کیا گذرا ایک
پرچہ اخبار جو کہ پہلا پرچہ تھا اُٹھا کر دیکھا اسمیں یہ تحریر تھا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو اور لشکر اسلام کا تعاقب
سفر کر کے محرابیہ پر آنا اور محراب شاہ کے سپہ سالار کا جا کر بارگاہ پر لشکر اسلام سے لڑکر اور سردار کو
زخمی کر کے قبضہ کرنا اور نقابدار سبز پوش کا آکر محراب شاہ کے لشکر کو شکست دیکر بارگاہ لیجانا
اور سپہ سالار کو قتل کرنا دوسرے پرچہ میں یہ تحریر تھا کہ اسکے بعد پھر صاحبقران کو بارگاہ کا حال
ہونا جو کہ حال سعد وغیرہ کا گذرا تھا اور تحریر ہو چکا ہے سب تحریر تھا اور صاحبقران کا محرابیہ کی طرف
جانا اور محراب شاہ کا اپنے سپہ سالار کی خبر قتل کی سنکے بیرون شہر مع لشکر کے آنا اور اخطار

صاحبقران مین فروکش ہونا تحریر تھا تیسرے پرچہ اخبار مین یہ حال تھا کہ صاحبقران کا لشکر اس طرح سے
آیا وہ طریقہ تحریر تھا اُسکے بعد صاحبقران کا نامہ روانہ کرنا اور نامے کا دربار مین جانا اور جو حالات
کہ دربار مین گذرے تھے وہ سب بیان تھے اُس پرچہ مین جو حال تحریر تھا وہ دیکھکر سمندر رعاد و کا
رنگ متغیر ہو گیا اور اپنے استاد سے کہنے لگا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ ابھی یہ لشکر اسلام کے آنیکی خبر
اس پرچہ اخبار سے ثابت ہوئی اُس زمانہ مین مین نے یہ پرچہ نہ دیکھا تھا کہ میرے اوپر یہ امر فرض نہ تھا
مگر مین ضرور کمک مہراب شاہ کی کرتا گو وہ کہہ چکا تھا کہ مجکو مدد کی ضرورت نہین ہے مگر مجکو اپنی حفاظت
ضرور ہے خیر وہ وقت گذر گیا اب دیکھون کہ کیا حال تحریر ہوتا ہے اور کس مقام پر لشکر اسلام نے کھیت
سر پرچہ اُٹھایا اُسمین باہم مہراب شاہ سے اور لشکر اسلام سے مقابلہ ہونا تحریر تھا سارا پرچہ شکست
سے مملو تھا آخر مین شکست مہراب شاہ کی تھی اسی طرح پندرہ پرچہ مقابلہ کے نکلے جنمین سوائے مقابلہ کے
دوسرا حال نہ تحریر تھا اور سب مین مہراب شاہ کی شکست اور لشکر اسلام کی فتح تحریر تھی سولھوین
پرچہ یہ تحریر تھا کہ مہراب شاہ نے مہلت طلب کی ہے اور اقبال شاہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر آتا ہے
تحریر تھے مین اور اُسکے جواب مین یہ تحریر تھا کہ صاحبقران نے مہلت دی ہے یہ حال دیکھکر سمندر جادو
نے اہل دربار سے کہا کہ بڑا مقام تعجب ہے کہ پندرہ مقابلہ اہل اسلام اور مہراب شاہ سے ہوئے ہر
مقابلہ مین لشکر اسلام فتحیاب رہا آخر کو مہراب شاہ نے عاجز ہوکر مہلت طلب کی اور انھون نے
مہلت دی مگر افسوس یہ ہے کہ مہراب شاہ نے اور شاہون سے کمک طلب کی اور مجسے نہ طلب
کی اسکا سبب معلوم نہین کہ کیا ہوا خیر دیکھئے کہ انجام کیا ہوتا ہے پھر پرچہ اخبار اُٹھا کر دیکھا اُسمین عیار
کی عیاری کرکے صاحبقران کو گرفتار کرانا اور دربار مین مہراب شاہ کے لاکر حاضر کرنا اور
مہراب شاہ سے اور صاحبقران سے تقریر ہونا یہ حال دیکھکر سمندر شاہ خوش ہو گیا اور اہل
دربار سے کہنے لگا کہ مہراب شاہ نے بڑی عقلمندی کی اور اُسکے عیار نے بڑی چالاکی کی کہ وہ عیاری
کرکے صاحبقران فیض اعلان لشکر اسلام کو گرفتار کرالایا ہے مین یقین کرتا ہون کہ آگے تحریر ہوگا کہ صاحبقران
کو مہراب شاہ نے قتل کر ڈالا یہ کہکر جو پرچہ دیکھا اُسمین یہ تحریر تھا کہ صاحبقران سے اور مہراب شاہ
سے یہ تقریر ہوئی اور صاحبقران نے قید توڑ ڈالی اور جنگ مغلوبہ کا ہونا تین شبانہ روز اُسمین
قریب بھاگنے کے لشکر کفار کا تھا اور آنا مسعود کا مع اسی ہزار سپاہ کے اور مہراب شاہ کی کمک کرنا
لقا نیزہ پوش کا آنا اور اُسکا مسعود کو قتل کرنا اور مہراب شاہ اور اُسکے سپہ سالار کا گرفتار ہونا
اور اُسکے سب سردار و نکا اسیر اور زخمی ہونا اور لشکر کا شکست کھا کر بھاگنا اور امان کا طلب کرنا
اور صاحبقران کا امان دینا اور صبح کو صاحبقران کا دربار کرنا اور سبکو دربار مین طلب کرنا
اور سبکا مسلمان ہونا اور صاحبقران کا قلعہ مسعود کا قبضہ مین کرنا اور مہراب شاہ کو جاکر مسلمان
کرنا اور مہراب شاہ کا اپنے شہر مین آکر تمام شہر کو مسلمان کرنا اور پھر صاحبقران کی دعوت کرنا اور
بعد فراغ دعوت طرف اقبالیہ کے کوچ کرنا اب جو پرچہ دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ اقبال شاہ وغیرہ
قبل آنے صاحبقران کے یہ خبر سنکر کہ مہراب شاہ نے اطاعت کی جو دل سے مسلمان ہوئے تھے
اور اہل لشکر کو بھی مسلمان کیا یہ حال دیکھکر سمندر شاہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور بہت افسوس کیا
اور کہا کہ افسوس ہوئی غفلت مین تمام کام خراب ہو گیا مہراب شاہ بھی لشکر اسلام کا شریک ہو گیا
اقبال شاہ وغیرہ بھی مسلمان ہو گئے لیکن یقین کرتا ہون کہ وہ اُسکی اطاعت کرینگے بڑی غفلت کا

سامنا ہوا ہے جو سمندر شاہ نے کہا تمام اہل دربار دنگ ہو گئے اور کہنے لگے کہ بڑی غفلت ہوئی
خیر یہ فرمائیے کہ کیا ہوا سمندر شاہ نے جو پرچہ دیکھا اسمین تحریر تھا کہ اقبال شاہ نے بڑی
دھوم سے دعوت کی وہان سے صاحبقران اقبالیہ پر آئے اقبال شاہ نے دعوت کی اور
جو حالات گذرے تھے سب تحریر تھے اور مراد شاہ کی دعوت کا حال تحریر تھا کہ مراد شاہ نے دعوت کی اسکے بعد
چتر شاہ نے دعوت کی دولتی کی دعوت کا حال مرقوم تھا یہ حال دیکھکر سمندر شاہ نے سر پیٹ لیا اور
کہا کہ لو دشمن سر پر آ گیا آتشیہ سے اقبالیہ تک اور اقبالیہ سے چتر تک ایک مدت ہو گیا دین
اسلام کا ڈنکا بجنے لگا نشان لشکر اسلام برپا ہو گئے دین اسلام کے جھنڈے گڑ گئے سکہ و خطبہ بنام
بادشاہ لشکر اسلام کے جاری ہوا یہ غضب ہماری غفلت کرنے مین ہو گیا اگر یہ حال مجھکو معلوم ہوتا
تو مین ان سبکو خاک سیاہ کر دیتا اور انکے مقام پر دوسرا حاکم مقرر کرتا کہ وہ انکو روکتا اور اہل
اسلام سے مقابلہ کرتا یہ میرے عیش و عشرت مین مصروف رہنے کا انجام ہے اب کیا ہوتا ہے اگر
مجھکو معلوم ہوتا کہ یہ ہوگا تو مین پہلے سے بندوبست کرتا ان سب بادشاہون نے مجھکو بڑی دغا دی
اور مجھکو تو اس امید پر لکھا تھا کہ ہم مقابلہ کرینگے اور خوب لڑینگے اگر ضرورت ہوگی تو کمک طلب کرینگے انھون
نے بالکل خلاف کیا موافق اپنی تحریر اور اقرار کے اور پیٹھ دکھا دیا اب کیا ہوتا ہے وہ مثل ہوئی کہ مشتے
کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کا نقشہ ہوا خیر اس سے کیا ہوتا ہے ای استاد اب کیا ہوگا
عشاق نے کہا کہ پرچہ اخبار کا دیکھو اسمین کیا تحریر ہے کیا صاحبقران چتر ہی مین ہین یا وہان
کوچ کر کے ادھر کو روانہ ہوئے ہین اب جو سمندر نے پرچہ اخبار کا دیکھا تو اسمین لکھا تھا کہ بعد دعوت چتر
کے صاحبقران نے صلاح کی اور اپنا پیش خیمہ مع سہراب جادو و ملکہ غزالان آہو چشم کے آگے
روانہ کیا یہ ملکہ گو ساحرہ ہے مگر بہت بڑی رفیق لشکر اسلام کی ہے اسکے حالات سے مین بخوبی واقف ہون
یہ ہمراہ لشکر اسلام کے آتشیہ پر سے چلی آئی تھی مین نے اسکو آتشیہ پر دیکھا ہے اور سہراب جادو کو دریا
سبز رنگ کے کنارے پر دیکھا ہے سہراب جادو سے تو واقف ہون خلاصہ یہ کہ بعد روانہ کرنے پیش خیمہ
کے صاحبقران نے اپنا لشکر ساتھ روز مین اس طرف کو روانہ کیا آٹھوین دن مع [illegible] ہون کے
کوچ کیا ہے یہ حالات تھے جو کہ تحریر کیے گئے اب جو حال ہوگا وہ تحریر کیا جائیگا مین برابر [illegible] سرکار
کو آگاہ کرتا ہون مگر سرکار نے کوئی تدبیر نہ فرمائی اسکا کیا سبب ہے اور دشمن سر پر آ گیا اور کوئی تدارک
نہوا مین مورد الزام نہ فرمایا جاؤن یہ حال تحریر دیکھکر سمندر شاہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہ افسوس غفلت
ہی غفلت مین دشمن اپنا کام کر گیا ہمکو خبر نہ ہوئی یہ کیا بلا نازل ہوئی خداوند سامری کو خبر کرون عشاق
سے کہا کہ ای استاد وہ چتر سے کوچ کر چکا ہے اور ادھر کو آتا ہے یہ جو سمندر جادو نے کہا عشاق
نے جواب دیا کہ اگر آتا ہے تو آنے دو وہ یہان آکر وہ بہت بڑی زک پائیگا تمام صاحبقرانی بھول جائیگا یہ بھی [illegible]
ہی کہ یہان سے زندہ نکلنا سکین تمام انکا لشکر یہان تباہ ہوگا ایک اہل اسلام سے زندہ [illegible]
انکو انکا ادبار لایا ہے اس سرزمین انکا خون روان ہوگا یہان صاحبقران کی صاحبقرانی کا خاتمہ
ہی ان لوگون نے بڑے بڑے ملک فتح کیے وہ دن گذر گئے انکا اقبال اب جاتا رہا یہان سے انکا
بامراد جانا غیر ممکن ہے یہ مقام انکے ادبار کا ہے وہ مقام نہین ہے کہ جہان وہ گئے اور انھون نے فتح کر لیا ہے
بڑے بڑے طلسم فتح کیے یہ لوگ گو فتاح طلسم ہین مگر یہان انکی فتاحی کوئی کام نہ دیگی گو کہ اس لشکر صاحبقران
باطل السحر ہی لیکن ہوا پہلے اسکی تدبیر کرونگا اسکے بعد اور سب بندوبست کرونگا انشاء اللہ [illegible] اپنا

بندوبست کرتا ہون اور کر چکا ہون اب تم اپنی تدبیر سے غافل نہو کیونکہ اسپر مقام غفلت نہین
ہے یہ کلام عشاق کا سنکے سمندر شاہ نے جواب دیا کہ مین کب غافل ہون آپ پر ظاہر ہے کہ جب
آپ نے فرمایا مین نے تدبیر کی جدھر جدھر آپ نے فرمایا مین نے نامے تحریر فرمائے آتشبار جادو کے
روبرو آیا تھا اور اقرار کر گیا ہے کہ مین اپنی فوج لیکر آتا ہون وہ بھی سپاہ لیکر آئیگا یہ خیال کرنے کا مقام ہے
کہ یہ وہ شخص تھا جسنے کبھی نہ اطاعت کی نہ کبھی خراج دیا وہ خود بخود آیا اور اس امر کا اقرار کیا سمندر
جادو نے کہا یہ تو عشاق نے جواب دیا کہ یہ تو سچ ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ تمنے اس قدر غفلت کی کہ نامے
روانہ کیے اور پھر ایسے غافل ہوے کہ کبھی کچھ فکر نہ کی باوجودیکہ مہراب شاہ وغیرہ نے جواب تحریر کیے
مگر تمنے اسپر بھی کچھ خیال نکیا ان لوگون کی تمکو خبر لینا ضرور تھی انکی کمک کو لوگ روانہ کرنے ضرور تھے
اور لشکر انکی کمک کو جانا ضرور تھا تمنے جو یہ سن لیا کہ مہراب شاہ نے تحریر کیا ہے کہ ہمکو کسی کی ضرورت
نہین ہے مین مقابلہ کر لونگا تو تمنے خیال کیا کہ مہراب شاہ نے سچ کہا اسکا انجام یہ ہوا کہ وہ سب لوگ لڑکے
مارے گئے اب نوبت یہ پہونچی کہ مہراب شاہ سے لیکر حیرت شاہ تک سب نے اطاعت اہل اسلام کی کی
گو روز پرچہ اخبار آتا تھا مگر تم ایسے غافل تھے کہ اسکو دیکھتے بھی نہ تھے آج جو ہوش آیا تو یہ حال کھلا کہ
جسکی تدبیر احاطہ امکان سے باہر ہے اگر روز روز پرچہ اخبار دیکھتے رہتے تو یہ انجام کیون ہوتا جب مہراب
شاہ کے شکست کی خبر آئی تم یہان سے کمک روانہ کرتے ابھی تین برسون گذر جاتے وہ شکست کھاتا جاتا تم
یہان سے لشکر برائے کمک روانہ کیے جاتے ایک ایک برا انکو جب برسون گذر جاتے وہ خود عاجز ہوکر
پلٹ جاتے ادھر کا پھر قصد نہ کرتے فرض کردم اگر مہراب شاہ بھی اقبال شاہ وغیرہ کے مثل
ہو جاتا ادھر تم کمک کرتے اور انکو امید دلاتے کہ ہم تمھاری کمک کو ایک سپاہ سے بھی اور روپیہ سے اور فوج
ساحران بھی روانہ کرینگے اور سپاہ غیر ساحر بھی اور ہر قسم کی کمک کرتے رہینگے تو وہ لوگ ضرور جان لڑا
دیتے اور ہر ایک ملک پر بڑا کشت و خون واقع ہوتا یہ تدبیر تھی کہ جو سپاہ یہان سے غیر ساحر کی جاتی
انکو یہ تعلیم کیا جاتا کہ جب دیکھنا کہ سپاہ نے شکست کھائی تم وہان سے فرار کرنا جہان تک ممکن
ہو اس سپاہ کو لڑنے دینا خود نہ مقابلہ کرنا اور ہوشیار رہنا اسکو صرف دیا لا کرنے کے لیے روانہ کیا گیا
ہے بس وہ سپاہ یہی تدبیر کرتی کہ اپنی جان تو بچاتی اور جس بادشاہ کے کمک کو گئی تھی اسکو گرفتار کر لیتی
اور جب وہ بادشاہ قتل ہوتا یا مسلمان ہوتا یہ جو لوگ کہ اس لشکر کے مسلمان ہوتے اور جو قتل ہونے
سے اور کافر ہونے سے بچے انکو لیکر یہ دوسرے بادشاہ کے ملک مین جاتے اسوقت تم یہان سے یہ خبر سنکے
اور لشکر روانہ کرتے یہان سے یہی تدبیر کیجاتی چنانچہ ان تدبیرون مین ایک زمانہ گذر جاتا اور جو لشکر ساحرون
جاتا وہ یہ تدبیر کرتا کہ پوشیدہ ہوکر لڑتا اور جہان تک ممکن ہوتا خدا پرستون کے قتل کرنے کی تدبیر کیجاتی اسی لیے
مقام تک آتے آتے نصف مسلمان رہجاتے تم یہان ایسی جنگ کرتے کہ انکا نام و نشان تک باقی
نہ رہتا بذریعہ سحر کے ہولوگ انکو عاجز کرتے اور لشکر غیر ساحران انکو قتل کرتا بس وہ لوگ تمام کمال نیست و نابود
ہو جاتے اس غفلت مین یہ حال ہوا کہ سب شریک خدا پرستون کے ہوگئے لشکر انکا کثرت ہوگیا خیر اب
یہ تدبیر کرو کہ انکو راہ مین روکا جائے اور اس عرصہ مین ہم سب اپنی تدبیر کرلین اور بادشاہ سے لکھکر لکھا سبکو
برائے کمک طلب فرمائیے یہ جو عشاق نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ اسوقت آپنے تدبیر بیان
کیون نکی جو کہ اب آپ کچھ فرماتے ہین جب مین نے آپسے کہا آپنے جواب دیا کہ مین اپنی تدبیر کر چکا ہون
اور سب منظور کیے گر دے ... کر چکا ہون مین اسی وجہ سے اور بھی غافل رہا دوسری وجہ یہ ہوئی کہ مہراب شاہ

۳۰

تحریر کیا تھا کہ مجکو کمک کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اقبال شاہ وغیرہ نے تحریر کیا تھا کہ جب ہمکو ضرورت
ہوگی تو ہم ضرور کمک طلب کرینگے بلکہ حیرت شاہ نے تو بڑا اقرار کیا تھا مین اس سبب سے اور بھی
غافل ہوگیا تھا یہی دو تین سبب تھے کہ مین نے خیال نہ کیا اُن سبھون سے میرا ساتھ دفاشی مجکو اُنسے امید
بہت بڑی تھی اب وہ مسلمان ہوگئے ہین تو اس خیال مین تھا کہ جب اُن لوگون کے ملک پر فوج اسلام
آئیگی تو یہ لوگ مجکو خبر کرینگے مین یہان سے اُنکو کمک روانہ کرونگا انھون نے خبر نہ کی کیسی وہ خود خدا
پرست ہوگئے یہ سبب میری غفلت اور اُن لوگون کے خرابی کا ہے اچھا اب جو کچھ ہوا وہ ہوگیا اب مین
یہ چاہتا ہون کہ اب آپ اپنی تدبیر فرمائیے مین اپنی تدبیر کرتا ہون پھر نامہ پیدا کرتا ہون اور بہت
جلد اُنکو طلب کرتا ہون اور یہ جو آپنے فرمایا کہ آپکا تدبیر کیجیے کہ اُنکو راہ مین روکیے تو مین بھی تدبیر اسکی مقرر کرونگا
مگر آپکی موجودگی مین کیا کر سکتا ہون کیونکہ آپ اُستاد ہین مین شاگرد ہون مین سحر سے آپکے روبرو
عاجز ہون عشاق نے جواب دیا کہ اے سمندر شاہ یہ تو کہنا تمھارا بالکل خلاف ہے تم بادشاہ ہو تمھارے
پاس اکثر تحفہ جات ہین مجھمین تم مین زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ اگر تم ایسے نہ ہوتے تو تمکو ملک ہست کیون
ملتی تم اسوقت بادشاہ ہو مین کوئی بادشاہ نہین ہون سیکڑون ملک ساحرون کے وغیرہ ساحرون کے
تمھارے زیر حکم ہین تمکو خراج دیتے ہین تم اُنپر حکومت کرتے ہو مین بھی اُن سب مین ایک ادنے تمھارا
خراج گذار ہون ایسے ایسے زبردست ساحر تمھاری اطاعت کرتے ہین جوکہ اسوقت اپنے وقت کے
سامری وجمشید ہین بلکہ اُنکی کیا اصل ہے وہ بھی ہوتے تو اُنکے روبرو عاجز ہوتے اور اُنکی اطاعت کرتے
اتنا بڑا طلسم تمھاری کمک پر ہے کہ جہان تمام عالم کے ساحر آکر مثل طفل مکتب کے معلوم ہوتے ہین کہ
جن ساحرون کے روبرو بیرون طلسم کے ساحر سحر بھول جاتے ہین اُس مقام پر اگر سب ساحر اولی ساحرون
کے روبرو کوئی اصلیت نہین رکھتے ہین تمنے سنا ہوگا کہ آئینہ اندام جادو کہ طلسم آئینہ کا خداوند تھا جبکہ
وہ طلسم صاحبقران ثانی نے فتح کیا اور اشراق جادو قتل ہوا اور آئینہ اندام نے یہان آکر پناہ لی
تو اُسکو بالکل سحر فراموش تھا اول تو اُسکو اس مقام پر بار نہ ملتا تھا بہ مشکل داخل طلسم ہوا اسکے
اُسکا امتحان لیا گیا تو سحر بالکل فراموش تھا سنتے ہین کہ خداوند سے عرض کیا گیا حکم ملا کہ اُنکو تعلیم سحر
کرا کے ایک مرحلہ بیرون طلسم مقرر کرو اور اُسکا حاکم اُنکو کرو اور ایک برس تک تعلیم دیا جائے
بعد اُسکے پھر امتحان لیا جائے اگر امتحان مین پاس ہو تو خیر ورنہ طلسم سے باہر نکال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا یہ خیال کرنے کا مقام ہے جو کہ خداوند ہو اور خود بھی مالک طلسم ہو اور صاحب طلسم کسی سبب سے کسی
مقام پر جائے اور اُس مقام کے ادنے ساحرون کے روبرو وہ طفل مکتب خیال کیا جائے جبکہ ایسا
ایسا طلسم تمھاری کمک پر ہو تو مین تمھاری کیا برابری کر سکتا ہون یہ صرف تمھاری لیاقت و قدردانی
ہے کہ تم اپنا اُستاد مجکو تصور کرتے ہو اور میری عزت افزائی کرتے ہو ورنہ میری یہ لیاقت نہین ہے کہ
مین تمھاری اُستادی کا دعوے کرون بس دوسرے یہ امر ہے کہ مین ضعیف ہوگیا ہون اور جو کچھ مجکو
علم وعمل معلوم تھا مین نے تمکو تعلیم کر دیا تھا پھر اب کیا ضرورت ہے کہ مین اپنے کو تمھارا مقابل تصور
کرون بلکہ جو امر تم کر جاوگے وہ کبھی مجھسے نہ ہوگا اب تمھارے علم وعمل کو ترقی ہے اور تمھارا کمال اوج
پر ہے تم تو مثل ہلال کے ہوگئے ہو کسی وقت مین بھی صاحب کمال تھا اب بسبب ضعف کے مجھسے
محنت نہین ہوسکتی ہے جب تمھارے کمال کا زمانہ آیا تو ہم پیر ہوگئے اب ہمارے ہاتھ پانون نے جواب دیا
اب تمکو لازم ہے کہ تم کوشش کرو کیونکہ تم بادشاہ ہو مین گوشہ نشین ہون اسی سبب سے بر...

گوشہ نشین رہا مگر سہران و ماہیان کے مرنے سے ایسا پریشان ہوا اور مین نے خیال کیا کہ اب سمندر شاہ
مارا گیا جو کہ اسوقت تمام بیرون طلسم کے ملکونکا پشت پناہ ہی وہ بے یار و مددگار رہ گیا کیونکہ مین تو
یہ خیال کرتا تھا کہ مین تو گوشہ نشین ہوا ہون گو میری کیا اصل تھی اور کیا اصل ہی سمندر شاہ کے روبرو
مگر یہ تو ہی کہ گو مین کچھ نہین ہون لیکن میرے دو شاگرد بہت بڑے جو کہ مثل میرے ہین اور آنکی خدمت مین
موجود ہین مجکو بہت بڑی قوی امید تھی اور مین جانتا تھا کہ مین نہونگا تو وہ آنکی کمک کرینگے اور میری
پشت قوی تھی اور وہ دونون میرے قوت بازو ہین یہ تصور کرتا تھا کہ گویا مین ہی ہوت تمھارے
پاس جبکہ وہ قتل ہوئے تو میری امید جاتی رہی مین نے یہ خیال کیا کہ اب گوشہ عافیت کو ترک کرو اور
چلکر اپنے بادشاہ سمندر شاہ کی خدمت مین حاضر ہو شاید کوئی ضرورت ہو کیونکہ جو کہ میری عوض مین وہکی
خدمت مین حاضر رہتے تھے وہ تو دنیا سے چلے گئے اب کس سے کام لونگا اور کون آنکی خدمت کریگا
یہ تصور کرکے مین نے اپنے مقام کو ترک کیا اور تمھارے پاس آیا ہون کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اب شاگردونمین سے کوئی نہین باقی
رہا ہی سوائے بادشاہ کے کہ یہ بھی کبھی میرے شاگرد تھے مین جا کر انکی کمک کرون کیونکہ وہ ان دونون کو
بہت دوست رکھتے تھے اور محبت کرتے تھے اور بہت بڑا آنکو آنکی خدمت مین اختیار تھا ایسی بڑی
حکومت تھی کہ بادشاہ نے ایک مرحلہ کا حاکم کر دیا تھا اور وہ مرحلہ جو کہ اس اقلیم کی سرحد ہی اور اسی سرحد
سے کوئی آئیگا تو روک لینگے کیونکہ یہی تو دروازہ ہی اس اقلیم کے آنے کا ایسا صاحب اقتدار تصور کیا
تھا جب تو اتنی بڑی حکومت دی تھی مگر دشمنون نے میرے بادشاہ کو بے یار و مددگار کر دیا اور وہ دریائے
سبز رنگ جو کہ راستہ روکے ہوئے تھا وہ بھی ہٹ گیا اب دشمن یہان آئینگے اور بادشاہ سے مقابلہ ہوگا
میرے شاگرد تو کام آئے آنھون نے اپنی جانین بادشاہ پر نثار کین مین کہان تک گوشہ نشین رہون مین
بھی چلکر اپنی جان نثار کرون کیونکہ اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہی کہ اپنے روبرو کیسے کیسے لائق و صاحب
کمال گذر گئے ہین جنکو مین نے بڑی محنت و مشقت سے علم سحر کی تعلیم کی تھی وہ یون بے بس اور بے قابو
ہوکر خدا پرستون کے عیارون کے ہاتھ سے مارے گئے پس زندگی کا کیا اعتبار اس سے تو موت بہتر ہی
وہ کل رہتا تو نہ ہوتا اور ضعیف اور پیر جو کہ ہل نہین سکتا ہی زندہ رہے بس یہ خیال کرکے آیا ہون
جو کچھ مجھسے ہوسکیگا وہ کرونگا اور ہو سکا وہ کیا بس تمکو لازم ہی کہ تم راہ مین انکو روکو اور مین یہ تدبیر
کرون سمندر شاہ نے جواب دیا کہ استاد یہ آپ کیا فرماتے ہین اور مجکو سرفراز بخشتے فرماتے ہین یہ ساری
آنکی تعلیم کا سبب ہی آپ ہی نے مجکو اس مرتبہ کو پہونچایا نہ آپ مجکو تعلیم کرتے اور علم سحر نہ سکھلاتے تو مین
اس مرتبہ کو نہ پہونچتا انھی تعلیم کے نتیجہ سے مین بادشاہ ہوا ہون اور اسقدر لوگ اور ملک اور ایسے ایسے
زبردست ساحر میرے زیر حکومت ہین اور مین آنپر حکومت کرتا ہون یہ سب آپکی عنایت اور پرورش کا انجام ہی
اور آپکی جوتیونکا صدقہ ہی کہ مین اسوقت بادشاہ بنا ہوا ہون ایسی حالت مین آپکے روبرو زبان ہلا سکتا ہون
اور اصل تو یہ ہی کہ سہران و ماہیان و آفتاب ذنگار کے مرنے سے تو میری نصف قوت رہ گئی ہی اور جو امید آن
لوگون سے تھی وہ سب جاتی رہی اور مین بالکل نا امید ہوگیا تھا اور میری کمر شکست ہو گئی تھی کیونکہ آنسے
مجکو بہت بڑی امید تھی کہ یہ لوگ میری جان پر اپنی جان نثار کرینگے جیسا کہ میرا خیال تھا وہی ہوا کہ انھون نے
بقول آپکے کس بے بسی سے اپنی جانین دین کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا ہی مگر آپکے آنے سے جو عالم
بے بسی تھا وہ جاتا رہا اور پھر امید قوی ہو گئی اور قوت بھی ہو گئی اور مین جو دل شکستہ ہو گیا مین نے خیال کیا
کہ اب وہ شخص آیا ہی کہ جو میرا اور آنکا سبکا پشت پناہ ہی اور سبکا استاد ہی کہ جنکے تعلیم کردہ سب تھے

اور مین کبھی ہون جو وہ چاہینگے وہ ہو جائیگا اب عنان حکومت اُنکے دست زبردست مین دیدو ویسا
ہی مین نے کیا اور اُنکے اختیار مین دی باوصفیکہ مین بعد مرنے شہزادان ناہیان کے ترک حکومت کرچکا
تھا اور گوشہ نشین ہوا تھا مگر آپکے سمجھانے اور فرمانے سے مین نے پھر حکومت کی اور آپکے سبب سے
پھر مین بادشاہ ہوا اب مین آپ سے یہ کہتا ہون کہ جو اب فرمائین اُسپر مین عمل کرون اور اُس روز سے
جو کچھ آپنے فرمایا ہی اُس سے مین نے سرتابی نہین کی اور آپکے فرمانے پر عمل کیا جو آپنے فرمایا وہی کیا اور
جو فرمائیگا اُسپر عمل کرونگا آپ میرے اوپر عنایت بزرگانہ فرمائین مین اُس سے کبھی باہر نہین ہون اگر آپ
اجازت دیتے ہین کہ مین اُن سبکو راہ مین روکون بہت خوب اور جو کچھ آپ اب فرمائین مین وہی کرونگا
اور اب اُسمین غفلت نہ کرونگا اور ہر وقت ہوشیاری اور خبرداری سے کام لونگا قسم ہی مجکو خداوند تقدس
کی میرا دل چاہتا ہی کہ مین ایک عرضی خدمت مین خداوند کے تحریر کرون اور جو کچھ مجھپر مصائب گذرے ہین
اور جو کچھ واقعات یہان گذرے ہین وہ تحریر کرون اور کمک طلب کرون کو خداوند مجھسے ناراض ہین مین امید کرتا ہون
کہ میرے عرضی کے تحریر کرنے سے وہ خوش ہو جائینگے اور ضرور میری کمک کرینگے کو کہ جب سے مین یہان
آیا ہون اور حکومت کرنے لگا ہون اُسدن سے آجتک مین خدمت مین خداوند کے نہین گیا ہون نہ کوئی
عرضی تحریر کی ہی اِس سبب سے خداوند اور بھی ناخوش ہونگے اور یہ فرمائینگے کہ اب جو ضرورت ہوئی تو تحریر
میری خوشامد کرنے لگا اور میری خدمت مین عرضی روانہ کی خیر میرا بندہ ہی مین اُسکی کمک کرونگا یہ تصویر
فرماکے ضرور کمک کرینگے عشاق نے کہا کہ جب خداوند ناخوش ہین تو کیا ضرورت ہی کہ عرضی تحریر کیجا
کیونکہ جب خداوند ناخوش ہین تو کوئی نہ سنیگا بلکہ یہ جو آفت آئی ہوئی ہی خداوند کے ناخوش ہونے سے
آئی ہی گو یہ امر ضرور ہی پس کوئی ضرورت عرضی کے تحریر کرنے کی معلوم نہین ہوتی ہی شاید وہ اور اِس امر سے
زیادہ ناخوش ہون اور کوئی عذاب نازل کرین پھر بڑی مشکل ہوگی اگر وہ زیادہ ناخوش ہوگئے تو اور بھی
خرابی واقع ہوگی کیونکہ جو اپنا پیدا کرنے والا ہی جب وہی ناراض ہوگیا تو کون خوش ہوگا عرضی بھیجنے سے تو کچھ
نہوگا جبتک تم خود نجاؤگے اور عذر نہ کروگے اور اُنکی خدمت مین حاضر ہو کر معذرت کرو اور اپنی خطا معاف
کراؤ تو شاید راضی ہون ورنہ عرضی کے جانے سے بہت ناخوش ہونگے اور تمکو اسقدر مہلت نہین ہی کہ تم جاؤ
اور وہان سے کمک لاؤ اِس عرصہ مین یہان خاتمہ ہو جائیگا خداپرست آجائینگے اور وہ حکومت کرنے
لگینگے تو بڑی خرابی ہوگی اُسوقت جو تمکو معلوم ہوگا اور تم خداوند سے عرض کروگے تو اُسوقت خداوند یہ
فرمائینگے کہ وہ بھی تو میرے بندے ہین تمنے میری نافرمانی کی مین نے تمکو روانہ کیا کہ جا کر سمندر کو قتل کرو اور
اُسکی حکومت پر اپنا قبضہ کرو جبکہ وہ لوگ آگئے تو تمکو خبر ہوئی اور تم میرے پاس یہ خواہش کرکے آئے ہو کہ
مین اُنکو مٹادون اب یہ نہین ہو سکتا ہی جو مین تقدیر کرچکا ہون اب اُسکے خلاف نہوگا آئندہ کو خیال رکھنا
تم دوسرا ملک آباد کرو مینے تمھاری خطا معاف کی مگر اِس شرط کے ساتھ پس اس سے کیا حاصل مجکو یقین
ہی کہ خداوند کبھی خطا معاف نہ کرینگے مفت مین یہ ملک ہاتھ سے جائینگے پس میری راے یہ ہی کہ نہ تم جاؤ نہ عرضی
روانہ کرو خاموش بیٹھے رہو دیکھو کہ کیا ہوتا ہی جب اُنکو اِس حال کی خبر ہوگی تو وہ خود کوئی تدبیر کرینگے اور کمک بھی
روانہ کرینگے اور یہ فرمائینگے کہ تمنے کیون نہ اِس حال سے مجھے آگاہ کیا اُسوقت تم یہ کہنا کہ آپ ہی نے یہ بلا نازل کی
فرمائی تھی اور آپ ناخوش تھے اِس سبب سے مین نے آپکو اپنے حال سے آگاہ نہ کیا اور مین اِس امر پر ہار کر
جو خداوند نے کی [illegible] پر صبر کیا یہ بہت پسند آئیگا وہ خوش ہونگے کیونکہ جب خداوند ایسے ناخوش تھے
جبھی تو خداوند نے یہ بلا نازل فرمائی تھی رجوع بھی کرینگے اِس خیال سے مین نے نہین عرض کیا [illegible]

جواب دیا کہ آپکی یہ رائے بہت ٹھیک ہے اور مجھکو بھی پسند آئی کہ اب مین نہ عرضی تحریر کرونگا نہ خود جاؤنگا اگر مین جاتا
تب بھی عرضی تحریر کرتا نہ اب تحریر کرونگا آپ سچ فرماتے ہین دو امر ہونگا مجھکو بھی خیال آیا کہ اگر مین نے عرضی
تحریر کی اور اُنکی خدمت مین نہ پہونچی راہ مین کسی نہ کسی مقام پر رک کر رہگئی یا کسی فرشتہ نے روک لی
تو اور بھی خرابی ہوگی کیونکہ سب ہی تو میرے دشمن ہو رہے ہین جو ہے میری دشمنی کا دم بھرتا ہے اور
مین جو خدمت خداوند سے نکالا گیا تو انھین کے سبب سے ان لوگون نے دراندازی کی خداوند ناخوش
ہوے اور کچھ میری خطا بھی تھی بس خداوند نے اپنی خدمت سے نکالدیا ایک تو یہ امر ہے دوسرا یہ امر ہے کہ
اگر عرضی خدمت خداوند مین پہونچی بھی تو کیا ہوا اگر خداوند نے یہ خیال کیا اُسکو اسی طور سے داخل دفتر ہونیکا
حکم دیا کیونکہ سواے اکوان تاجدار کے کوئی خداوند کی خدمت مین نہین جاسکتا ہے نہ کسیکو خداوند کی صورت دکھی
ہے یا دیکھ سکتا ہے کسی زمانے مین مین بہت معزز تھا مگر مجھے کوئی قسم دیکر دریافت کرے کہ خداوند کی صورت کیسی
ہے تو مین بیان نہین کر سکتا ہون باوجود اس قرب و منزلت کے مین نے آجتک اُنکی شکل نہین دیکھی کہ کیا
صورت و شکل رکھتے ہین ہان اکوان تاجدار بخوبی واقف ہین جو مجکو خواہ اور کسیکو خداوند کی خدمت مین عرض
کرنا ہوتا ہے وہ اُنکی خدمت مین بذریعہ اکوان تاجدار کے عرض کرتا ہے مین تو خود اکوان تاجدار کی خدمت مین
عرض کر سکتا تھا مگر اور لوگ اُنکے اہلکار کے ذریعہ سے عرض کرتے تھے کوئی خداوند تک اُنکے سوا نہین
جاسکتا ہے یہی طریقہ ہمیشہ سے جاری ہے ایسی حالت مین میری عرضی خدمت مین خداوند کے نہین جاسکتی
ہے اور اگر مین جاؤن تو میری بھی پہونچ نہین ہوسکتی ہے مین بھی جاکر خدمت اکوان تاجدار مین عرض کرتا
وہ بہت بڑے میرے دشمن ہین وہ کبھی عرض نہ کرتے برسون پڑا رہتا جب اُنکی از حد خوشامد کرتا تو شاید
کبھی رحم آتا اور وہ عرض کرتے جو اُسوقت خداوند تقدیر فرماتے اگر میرے حق مین بہتر ہوتی تو کبھی نہ کچھ کلام
کرتے اگر اچھی ہوتی تو ضرور کچھ نہ کچھ دراندازی کرتے اول تو میری خود پہونچ اُن تک نہ ہوتی لیکے
اکوان تاجدار تک کیونکہ مین نے سنا ہے کہ بالکل ممانعت ہے نہ طاق بھر مین کہ کوئی سمندر کا نام نہ لے
جو نام لیگا اُسپر میرا سخت عذاب نازل ہوگا بدین سبب میری کوئی خبر نہ کریگا بلکہ میرا نہ طاق مین جانا بھی
مشکل ہے اس سبب سے آپکی رائے بہت عمدہ ہے کیا بیان کرون بدحواسی کی حالت اور عالم یاس مین
میری زبان سے یہ نکل گیا کہ مین عرضی روانہ کرون ان امور کا کچھ خیال نہ تھا آپکے اس تقریر کرنے سے خیال
ہوا اور یہ سب امر یاد آئے مگر اس تقریر سے تو کچھ حصول نہین اب وہ تدبیر فرمائیے کہ جس سے کوئی نتیجہ نکلے
کہ جسکا انجام اچھا ہو عشاق نے جواب دیا کہ مین تدبیرین کرتا ہون جو میرے کرنے سے ہوتی ہین اور
تم کچھ نامے روانہ کردو اور راہ مین رکو یہ جو عشاق نے کہا سمندر جادو نے اُسوقت دبیر کو طلب کیا
اور حکم دیا کہ نامے تحریر کرو اس مضمون کے کہ اے حاکمان دربند و اے ناظمان شہر و اے ساحران سامری و
و اے جادوگران با دولت تمکو تحریر کیا جاتا ہے کہ تمکو قبل اسکے مین دو مرتبہ نامے روانہ کر چکا ہون اور تمکو بلانے کا
طلب کر چکا ہون مگر تمنے کچھ خیال نہ کیا اور نہ میرے کمک روانہ ہوئے نہ خود آئے نہ سپاہ روانہ کی یہ کیا حال
ہے کیا تم سب نے میری حکومت سے سرتابی اختیار کی اور نافرمانی پر کمر باندھی ہے کہ نہ تو جواب نامہ تحریر کیا نہ کمک
کو آئے لیکن مین تمکو خبر دیتا ہون اور آگاہ کرتا ہون لہٰذا دیکھتے اس نامے کے میری خدمت مین حاضر ہو اور جہان
ہو اپنا لشکر لیکر آؤ اور بہت جلد آؤ ورنہ گردیہان یہ حالت ہے کہ اب سب پریشان ہین تمام شاہان شرق خدا
پرستون سے ملگئے ہین مثل لقین بخود پرست و سحر اب شاہ و اقبال شاہ و امثال شاہ وغیرہ کے ان
سبنے میری اطاعت سے انحراف کیا اور نافرمانی پر کمر باندھی اور شریک خدا پرستان ہوگئے اب لشکر اسلام جمشید سے

ایک برق چمکی سب اہل دربار نے دیکھا کہ بلوری نہر اُس شگاف سے پیدا ہوئی اُس نہر مین کسقدر آب شفاف تھا اُس پانی سے وہ نہر بھری ہوئی تھی وہ نہر روبرو سمندر کے آکر قائم ہوئی سب نے دیکھا اُس نہر مین ایک کشتی خرد کہ جسکا چہرہ بالکل انسانی تھا تیرتی ہوئی تھی اور اُسپر ایک کنگرہ استادہ تھا اُس کنگرہ کے نیچے ایک کرسی بچھی ہوئی تھی اُسپر کوئی نظر نہ آتا تھا اور اُس کشتی مین ہزارون تصویرین آویزان تھین اور ہر ایک تصویر ایسی ہولناک تھی کہ جسکو دیکھکر جان قالب تن مین پریشان ہوتی تھی بس جب وہ نہر اور وہ زورق روبرو سمندر کے آکر قائم ہوئی اور وہ زورق اُس نہر مین گردش کرنے لگی کہ سمندر نے آواز دی کہ اے زورق جلد حاضر ہو مین کہانتک انتظار کرون یہ کہنا تھا کہ وہ کشتی ایک مرتبہ چرخ مار کر اُس نہر بلوری مین غرق ہو گئی اور اُس نہر مین ایک تلاطم پیدا ہوا اور اُس پانی سے شعلے نکلنے لگے کہ ایک مرتبہ اُس نہر مین تڑاقا ہوا سب نے دیکھا کہ وہ کشتی پھر کر بالا سے آب آئی اور اُسمین تڑاقا ہوا اور کشتی کا ہر جز جدا ہوا اُس سے ایک ساحر پیدا ہوا اور جست کر کے اُسپر سے باہر آیا سمندر جادو کو سلام کیا سمندر نے حکم دیا کہ زورق کے لیے کرسی لا دو جھکا دیا فوراً کرسی حاضر کی گئی سمندر نے اشارا کیا زورق سلام کر کے بیٹھ گیا وہ نہر بلوری اُسکے سر پر قائم ہو گئی جب زورق کرسی پر بیٹھ چکا تو سمندر نے خیال کیا ہو گا کہ فقط زورق کیا ہو گا اور بہ دولت کر ناظر ہے شاق بھی دربار مین حاضر تھا اور سب اہل دربار بھی موجود مین راوی بیان کرتا ہے کہ جب سمندر شاہ دربار مین تخت پر آکر بیٹھتا ہے تو ملازم اُسکے روبرو ایک کرسی لاکر بچھا دیتے ہین اور ایک مختصر سی میز رکھدیتے ہین اور اُسکے چارون گوشہ پر چار گلدستے رکھے ہوتے تھے اور وسط مین اُن گلدستون کے ایک آئینہ لگا ہوا تھا اُسپر غلاف زربفتی پڑا ہوا تھا اور ایک صندوقچہ اُسی میز پر رکھا ہوا تھا اور ایک سنگ مرمر کا ٹکڑا سیر اُس صندوقچے کے رکھا تھا ہمیشہ کا طریقہ ہے کہ جب سمندر دربار مین آتا ہے یہ محل مین جاتا ہے یہ میز اُسکے ہمراہ ضرور رہتی ہے بس یہ خیال کرکے سمندر نے طرف اُس صندوقچے کے دیکھا اور کچھ اسم پڑھکر اُس صندوقچے پر دم کیا کہ فوراً قفل اُس صندوقچہ کا کھل گیا اُسمین دس گیارہ خانے تھے ہر خانے مین فولادی تہ یان تھین ہر پتلی کی پیشانی پر سمندر کا ٹیکا دیا ہوا تھا جب صندوقچہ کھلا سمندر نے اشارہ کیا ایک پتلی تڑپکر باہر صندوقچے سے آئی باہر آکر وہ درازی پیدا کرنے لگی یہانتک کہ اُس پتلی نے اسقدر قد پیدا کیا کہ جیسے ساٹھ ستر برس کے لڑکے کا قد ہوتا ہے اور وہ پتلی ہاتھ باندھکر روبرو سمندر کے آئی اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے سمندر نے کہا کہ اے کنیز سامری جاکر دربار آسمان نشین کو آگاہ کر کہ تمکو سمندر شاہ نے یاد فرمایا ہے یہ سننا تھا کہ وہ پتلی تھرا کے تڑپکر وہان سے چلی اور سبکی نظرون سے غائب ہو گئی یون جیسے بجلی سے نگاہ خیرہ ہو جاتی ہے وہ پتلی تو ادھر روانہ ہوئی ادھر سمندر نے آئینہ کی طرف دیکھا کہ وہ جو غلاف آئینہ پر تھا خود بخود غائب ہو گیا آئینہ کھل گیا سب نے دیکھا کہ ایک صورت اُس آئینہ مین نظر آئی اُسنے سمندر کو سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیکر کہا کہ اے آئینہ اندام آئینہ مین اپنی کیون حیران ہے اُسنے کہا کہ میرے پاس کسلیے مجھکو اس سے ایک کام ہے اُس آئینہ سے صدا آئی کہ وہ حاضر ہوتی ہے اگر حکم ہو تو کنیز بھی حاضر ہو سمندر نے کہا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہین ہے جب ضرورت ہوگی تو تمکو بھی طلب کر دینگا اُسنے عرض کیا کہ مین ہر وقت حاضر خدمت ہونے کو موجود ہون یہ جو اُسنے کہا سمندر نے جواب دیا اچھا یہ جو سمندر نے کہا اور کچھ پڑھکر اُس آئینہ کی طرف اشارہ کیا فوراً وہ غلاف اُس آئینہ پر آگیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب آئینہ پر سے غلاف اُٹھ جاتا ہے تو ایک روشنی علاوہ روشنی دن کے ہو جاتی ہے جب غلاف اُسپر پڑ گیا وہ روشنی برطرف ہو گئی اسکے بعد سمندر نے طرف اُس سنگ

لیکن شہر و قصبہ تک دین اسلام جاری ہو گیا ہے سب سے پہلے صنوبر شاہ نے دین اسلام
قبول کیا تھا اب وہ لشکر لیکر مع صاحبقران سمندریہ پر آتے ہیں لہذا تم سب کو لازم و واجب ہے
کہ بادشاہ کی کمک کرو اسکا حق تمہارے اوپر ہے دوسرے یہ امر ہے کہ یہ لڑائی مذہب کی ہے کیونکہ
ان سب کا یہ قول ہے کہ سواے خداے آسمانی کے کوئی اور خدا نہیں ہے اور یہ سب خدا سب باطل
تھے ہے کہ ہم سب کے خدا اور جو باقی ہیں وہ بھی باطل ہیں اور انھون نے عیارون کی کمک سے ان
سب خداؤن کو پریشان کرکے یہ کیا کہ جب وہ لوگ یعنی خداوند عاجز ہوئے تو چولے بدل بدل کر
آسمان کی طرف تشریف لیگئے اور جا کر بہشت میں مقیم ہوئے انھون نے وہ جسم جو کہ یہان چھوڑ
گئے تھے اپنے خیال کے بموجب قتل کیے اور مشہور کیا کہ ہمنے خدایان برباد کردیں چنانچہ ابھی
فکر میں ادھر بھی آگئے ہیں اول تو وہ لوگ ایسے ہیں کہ جس خدا نے انکو پیدا کیا اسی برا کہتے
ہیں ایسے خود سر بندے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کو ساتھ بدی کے یاد کرتے ہیں اس
قصد سے ادھر آئے ہیں کہ سمندریہ کو فتح کرکے شہر طاق پر جائیں اور خداوند تصویر کو پریشان
کرکے طرف آسمان کے روانہ کریں اور ہم سب کو بے خدا کا کر دیں پس ایسے وقت میں
ضرور سمندر شاہ کی مدد کرنا ہے کیونکہ وہ بابت خدائی کے مقابلہ کرتے ہیں پس کمک
کرو اگر ایسی غفلت کروگے تو خدائی برباد ہوجائیگی اور سمندریہ تباہ اور برباد ہوجائیگا پھر کوئی
خداوند تصویر کا نام بھی نہ لیگا اور کوئی اہل تصویر پرست سے دنیا میں باقی نہ رہیگا آیندہ تمکو
اختیار ہے بس بغور دیکھنے ان ناموں کے اگر مدد کرو اگر عرصہ کروگے تو خرابی زیادہ ہوگی
والسلام یہ نامے تحریر کرا کے اور ملفوف کرکے طائران سحر سے بنائے اور انکے گلون میں
نامے باندھکر روانہ کیے اور انکو حکم دیا کہ تم نامے فلان فلان مقام پر فلانے فلان کو پہونچا دو
یہ حکم دیکر روانہ کیا وہ طائر نامے لیکر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئے بعد جانے ان
طائرون کے سمندر شاہ نے کہا کہ میں کسقدر بدحواس ہو رہا ہوں کہ اپنے دوستون کو
فراموش کر دیا ہے عشاق نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ ای استاد
سحاب جادو و شجر جادو و ثمر جادو و نونہال جادو و سنبل جادو و کاکل جادو و
گلنار جادو ہیں انکو بھی خبر کرنا ہے ضرور ہے یہ سنکے عشاق نے کہا کہ ان سب کو بھی خبر کرو
سمندر شاہ نے کہا کہ جی ہان میں انکو بھی خبر کرتا ہون اور دوسرے اثار جادو کو بھی خبر
کرونگا یہ جو سمندر شاہ نے کہا بس اسیوقت چند نامے اور روانہ کیے طائران سحر کے ذریعہ
سے وہ طائر نامے لیکر چلے جب یہ بھی نامے روانہ ہوچکے راقم ان سب ناموں کا حال
آیندہ تحریر کریگا اور جب یہ سب ساحر و غیر ساحر براے کمک سمندر شاہ آئینگے تو انکے
سحر کی حالت بیان ہوگی اب راوی حالت دربار سمندر شاہ کی تحریر کرتا ہے کہ ابھی نامے
سمندر شاہ روانہ کر چکا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ جن ساحرون کو میں نے طلب کیا
ہے وہ آئیں تو میں انکو روانہ کردون کہ جس ضرورت کے لیے میں نے بلایا ہے یہی فکر اس طرف کو کر رہا
تھا کہ یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور سنگ باری ہوئی اور ایک آندھی سیاہ اٹھی تھوڑے
عرصے کے بعد اس آندھی سے اکبارگی سنگ مربع پیدا ہوا اور وہ پارچہ سنگ آکر صحن بارگاہ
سمندر شاہ میں گرا وہ آندھی اور تاریکی برطرف ہوگئی وہ سنگ برابر تخت سمندر شاہ جادو

کے آیا ایک تڑاقہ پیدا ہوا اور اُس سنگ کے دو ٹکڑے ہو گئے اُسکے اندر سے ایک ساحر
پیدا ہوا جسکی یہ صورت تھی کہ آنکھ و ناک کانون سے دھوئین نکل رہے تھے بڑے بڑے
عقرب اُسکی پیشانی پر بیٹھے ہوئے تھے کالی کوڑیالی گلے مین پڑی ہوئی تھی ایک گیروی تہمد
باندھے ہوئے تھا اور ایک کرتہ شنجرفی رنگ کا پہنے ہوئے تھا اور اُسکی آنکھون سے اور ہاتھون سے
شعلے نکل رہے تھے بند ۵ .. سامری تھا جو سامری کی پکار رہا تھا نکلتے ہی اُس پارچہ سنگ سے
اُسنے پلٹ کر سحر کیا کہ وہ سنگ برابر ہو گیا اور سینا تا گز کے بلند ہو گیا وہ جھوم کر روبرو سمندر
کے آیا اور سلام کیا اب اُسکی صورت دیکھکر سب اہل دربار دنگ ہو گئے کہ یہ کون ساحر ہے کہ
ہمنے آجتک نہین دیکھا تھا یہ کہان سے آیا اور اسکا کیا نام ہے مگر آج معلوم ہوا کہ سمندر شاہ
بہت صاحب اختیار اور بہت بڑا ساحر زبردست ہے جب ہی تو شہر سمندر کی حکومت ملی ہے اور
استقدر ملک اُسکے زیر حکم ہین اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون اتنا بڑا بادشاہ ہوتا ہر ایک تو یہ خیال کر رہا
تھا اپنے دل مین اُدھر سمندر شاہ نے اُس ساحر کو سلام کا جواب دیکر کہا کہ اسے مرجادو
کیسے رہے اُسنے جواب دیا کہ آپکی جان و مال کو دعا کرتا ہون اور آپکا شکریہ ادا کر کے کہتا ہون
اور اپنے پہاڑ پر رہتا ہون اسوقت تھا کہ صاحب تشریف لائے تھے اُنھون نے فرمایا کہ تمکو
بادشاہ نے اسوقت طلب کیا ہے اُنکو بابت تمہاری ضرورت ہے تم ابھی جاؤ مین اُسیوقت وہان سے
روانہ ہو کر حاضر خدمت ہوا کیا ارشاد ہوتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ مرجادو کے لیے کرسی لاؤ خادم
نے کرسی حاضر کی اور زورق کے برابر بچھا دی مرجادو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا یہ ابھی بیٹھا
تھا کہ یکایک ایک روشنی ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ دوسرا آفتاب نکل آیا ہے وہ روشنی قریب
آئی اب سبھی دیکھا کہ ایک بلوری گنبد ہے اُسکے روبرو ایک آئینہ لگا ہے یہ روشنی اُسی آئینہ
کی ہے وہ گنبد آکر صحن مین اُس ایوان کے قائم ہوا اور ایک تڑاقہ ہوا اور دروازہ اُس گنبد کا
کھلا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کریہ منظر بڑے بڑے دانت منہ کے باہر نکلے کوڑی سی
برس کا سن آنکھین دیدہ لاس خون تمام جسم مین سانپ وغیرہ لپٹے ہوئے بڑے بڑے بال جھبرلے ہو رہے
پاؤن شانے پر پڑی ہوئی کالی کالی صورت وہ لگاتہ کالی کی صورت بنی ہوئی لمبے لمبے ہونٹ
پستان کھلے ہوئے ناریل کا تیل بالون مین ڈالے ہوئے نیلی چادر سر پر ایک کرتی
نیلی گلے مین وہ لون چھاتیان اُسکی باہر نکلی ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو تھیلیان ہین لٹکا ہوا
پاؤن مین گھنگرو سے اونچا پہاڑ کی کیان سجا کے زیور کے کانون مین پہنے ہوئے اور ایک
پتیل ناری اسمین کا شمع شعلے بلند پڑے ہوئے ہنستی ہوئی اُس گنبد سے باہر نکلی اور
نکلکر باہر کھڑی ہوئی اور کچھ پڑھکر اُس گنبد پر دم کیا کہ اُس گنبد کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ
گنبد بلند ہوا وہ اُس گنبد کو روانہ کر کے طرف ایوان کے چلی سمندر اُسکی صورت دیکھی اور اول
پڑی وہ ایسی بدشکل تھی کہ اُسکو دیکھکر اہل دربار نے آنکھین بند کر لین اور ہر ایک ڈر گیا اور
ایسا خوفزدہ ہوا کہ کانپنے لگا مگر سمندر شاہ نے ذرا بھی خوف نہ کیا غرض ساحرہ نے تخت کے
اُسنے آکر سلام کیا سمندر شاہ نے کہا کہ آؤ ملکہ حیران اچھی رہین اُسنے عرض کیا کہ آپکی جان و مال کو
دعا کرتی ہون سمندر شاہ نے کہا کہ تمہاری بہن ملکہ آئینہ نہ آئی ہم اُسکے مشتاق تھے اچھی ہین اُسنے جواب دیا
کہ وہ بھی دعا گو ہین اُنھون نے آپکا حکم مجکو پہنچایا کہ تمکو بادشاہ نے طلب فرمایا ہے اسیوقت بہ حاضر خدمت ہوئی

روانہ ہوئی اور اب حاضر خدمت ہوئی ہوں سمندر شاہ نے اُسکے واسطے بھی کرسی منگائی وہ کرسی پر
سلام کرکے بیٹھ گئی پیچھے تھی کہ وہ پتلی آگے روبرو تخت سمندر شاہ کے گری سمندر شاہ نے کہا کہ خبر لاؤ
آواز آئی کہ وہ آتی ہین لیپ سمندر شاہ نے اشارہ کیا کہ وہ پتلی کم ہونے لگی اپنی حالت پر آگئی
اُنھی طور سے جست کرکے اُسی صندوقچے مین اپنے خانہ کے اندر جاکر بیٹھ رہی ادھر وہ پتلی اندر
گئی ادھر فوراً آیٹرا بند ہوگیا اب سمندر شاہ نے یہ خیال کیا کہ دریا بار آسکے تو مین ان سبکو روانہ
کرکے دربار برخاست کرونگا یہی خیال کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر ابر آیا اُس سے پانی برسنے
لگا تھوڑے عرصہ مین ایک چھوٹا سا دریا صحن مین بن گیا ایک مرتبہ اُس دریا مین طلاطم ہوا اور
ایک مگر نے مونہہ نکالا اُس مگر کے مونہہ سے ایک شعلہ نکلا وہ شعلہ ہوکر دریا آکر زمین پر گرا اور
ایک برق چمکی اُس شعلہ سے ایک پتلی پیدا ہوئی اُس پتلی نے اُس دریا کے کنارے پر آکر کچھ پڑھکر
دریا پر دم کیا کہ پھر تلاطم ہوا اور ایک تخت پیدا ہوا اُسپر دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہے بہت بدقوارہ صورت
اور بیشکل تمام کان اور ناک سے پانی نکلتا ہوا اور اُسی دریا مین ملتا ہے وہ تخت بڑھا کر کنارے اُس
دریا کے آیا اور تخت پر سے اُتر کر طرف دربار کے چلا وہ پتلی اُسکے عقب مین تھی اُسنے بھی آکر سمندر شاہ
کو سلام کیا سمندر شاہ نے جواب دیکر کہا کہ آؤ اے دریا بار جادو تمنے بڑی دیر لگائی دیکھو یہ سب کھڑے تمھارے منتظر بیٹھے
ہوئے ہین اُسنے جواب دیا کہ حاضر ہوا ایک دور و دراز تخت سے آیا وہ جو پانی روان تھا اُسکی حالت تھی کہ دو چشمہ ادھر اُدھر اُسکے
جاری تھے وہ جاکر اُس دریا مین ملجاتے تھے اُسکو بھی کرسی ملی یہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے سمندر شاہ نے
کہا کہ اے دریا بار جادو ہمزہ برق و حیران آگاہ ہو کہ مین نے تمکو ایک کام کے لیے طلب کیا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ خدا پرستون نے
اسطرف لشکر کشی کی ہے پھر کل حال جو گذرا تھا بیشے لشکر کا صاحبقران کے کنارے دریا کے آکر اُترنا اور [illegible] شاہ کا مسلمان ہونا
اُسکی مہمانی خبر ہونا اور اپنا [illegible] جادو و سحاب جادو کو روانہ کرکے سب کو اسیر کر لینا اور آفتاب کو ہمراہ
لیکر [illegible] سحران روانہ کرنا آفتاب و سحران و نامیان کا عیارون کے ہاتھ سے قتل ہونا اور دریا کا اُٹھنا
اور صاحبقران کا سب ملکون سے مقابلہ کرتے ہوئے آنا اور سبکا صاحبقران کے ہمراہ ادھر کو آنا دین
اسلام قبول کرنا اور اپنا نامہ تحریر کرنا بیان کیا اور کہا مین نے تمکو اسلیے طلب کیا ہے کہ شہر [illegible] لشکر
اسلام کوچ کرکے ادھر کو آتا ہے خرپیل و عادل بیش خیمہ لیکر آتے مین اُنکے ہمراہ دو ساحر ہین ایک تو
ملک سپہ سالار سہراب جادو اُنکا شریک ہوگیا ہے اور ایک عورت ہے غزالان وہ بھی شریک ہوگئی ہے سوا
اُسکے لشکر اسلام مین کوئی ساحر و ساحرہ نہین ہے مگر یہ سحر سے ثابت ہوتا ہے کہ جبکہ لشکر اسلام اسطرف
آیا اور دشت [illegible] مین [illegible] تو لشکر ساحران بھی ہمراہ تھا اُسی زمانے مین ایک عرضی
صاحبقران کے پاس سے آئی تھی جناب فیروز ہے سے کہ ادھر کو ایک لشکر ساحرون کا آتا ہے میری کمک ضرور ہے
اور [illegible] میری کمک کے لیے روانہ کرنا چاہیے چنانچہ صاحبقران نے مرزا آفتاب علم کے ہمراہ تمام
لشکر ساحران کو روانہ فرمایا یہ سبب ہے جو لشکر ساحران ہمراہ نہین ہے سب اُدھر کو گئے ہوئے ہین لشکر ساحرون کا
نہین ہے غیر ساحرون سے مقابلہ کرنا کوئی امر مشکل نہین ہے ایک جنبش لب مین انکا کام تمام ہوتا ہے اور یہ
دو ساحر ہین ایک سہراب دوسری غزالان انمین سے ایک بھی تمھارا مقابلہ نہین کرسکتے ہین تم انکو اسیر کرلو
ہان ایک امر کا خیال رہے کہ لشکر کا جو افسر ہے اُسکے پاس وہ اشیاء موجود ہین کہ باطل سحر ہین اور اسم اعظم اُسکے
قابو مین ہے اُس اسم کے سبب سے وہ سحر کو رد کیے دیتا ہے اور سحر اسم ہوا اسپر اثر نہین کرتا ہے بلکہ جب وہ چاہتا ہے جہان
جہان سحر ہوتا ہے رد ہوجاتا ہے اس سبب سے کوئی اُسکے مقابلہ مین نہین آسکتا ہے اسی سبب سے ساحرون کا

مع اپنے افسرِ اعلیٰ کے تمام ہو جائیگا تو ہم تمھاری عزت و آبرو کرینگے کہ آج تک خداوند تصویر
نے کسی بندے کی نہ کی ہوگی اور وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ تمام دنیا کو تمھارے مرتبہ پر رشک و
حسد ہوگا بس اب تم لوگ جاؤ دیر نکرو وہ لشکر روانہ ہو چکا ہے یہ جو سمندر شاہ نے کہا وہ چاروں اپنی
اپنی کرسی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سب غلام ہیں سرکار کے ہم سرکار جاتے ہیں اور
سلام کیا سمندر شاہ نے کہا جاؤ تم کو سپرد خداوند تصویر کیا یہ سننا تھا کہ زورق نے طرف اپنی
نہر کے اشارہ کیا وہ نہر پھر زمین پر آئی اسنے ہوکر کیا اور زمین پر گرا اسنے دیکھا کہ اسی طور کی
ایک کشتی خود بخود پیدا ہو گئی اور زورق غائب ہو گیا جب وہ کشتی ظاہر ہوئی خود بخود ایک مرتبہ
اچھلکر اس نہر میں جا پڑی پھر اسی طور سے تلاطم ہوا شعلہ نکلا اسکے بعد وہ کشتی اسی طور سے بآرام
آہستہ شناوری کرنے لگی اور وہ نہر ایک طرف کو روانہ ہوئی اسی طور سے ہرمز جادو نے اپنے سنگ کی
طرف اشارہ کیا وہ زمین پر آیا اور دو مرتبہ اسنے کچھ کھڑکھڑ کیا کہ گراتا ہوا اس پتھر کے دو ٹکڑے ہوکے
ہر اسکے درمیان میں چلا گیا پھر وہ پتھر برابر ہو گیا برق چمکی وہ پتھر ایک مرتبہ ایک طرف کو جس طور سے
آیا تھا روانہ ہوا اسی طور سے سنگ باری ہوتی ہوئی حیران جادو اپنے گنبد بلوری میں بیٹھکر
ہوئی دریا پار جادو اپنے دریا کو لیکر روانہ ہوا اسکی تیلی اسکے ہمراہ گئی اور ہر ایک نے کہا کہ جو کوئی
جائے اور جو کام کرے ایک ہی مقام پر رہے اور جو کام کرنا باہم صلاح کرکے کرنا اور باہم ملکر مخالفت نہ کرنا
ورنہ بڑی خرابی ہوگی اور جو کام اتفاق سے ہوگا اسکا انجام اچھا ہوگا لیجئے یہ تو صلاح سمندر شاہ
کے روبرو ہو چکی تھی اور سمندر شاہ نے بھی کہا تھا کہ تم چاروں ملکر کام کرنا ساتھ اتفاق کے اسی
سبب سے میں نے تم چاروں شخصوں کو ایک کام پر روانہ کیا ہے کہ وہ کام خوب سرانجام پاتا ہے جو کہ
باہم صلاح ہوکر ہوتا ہے اور آپس میں نفاق نہیں ہوتا ہے پس جبکہ زورق روانہ ہوا تھا اسکے ہمراہ
بہتیوں ساحر بھی روانہ ہوئے انکا حال پھر تحریر ہوگا بعد جانے اسکے سمندر شاہ نے دربار برخاست
کیا سمندر شاہ داخل محل ہوا عشاق اپنے مقام پر آیا اور تدبیر کرنے لگا ان سبکو اس فکر و تردد میں
دیکھا جاتا ہے اور حال لقابدار سبزپوش کا تحریر ہوتا ہے

اب سے حال لقابدار سبزپوش میں تماہر سالی کیا لی ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ جبکہ لقابدار سبزپوش شہنشاہ سے رخصت ہوکر اور یہ عذر کرکے کہ مجھکو
ایک ضرور ہے اور کچھ کام میرے لیے ہیں کہ جنکے سبب سے یہاں قیام نہیں کر سکتا ہوں میری
طرف سے صاحبقران کی خدمت میں عذر فرما دیجئے گا اگر مرتبہ دیا آؤنگا تو حاضر خدمت ہونگا چنانچہ شہنشاہ
مع فوج اسد ثانی و لشکر اسد ثانی مع بارگاہ کے طرف صاحبقران کی روانہ ہوگئے تھے اور جو حال
کہ صاحبقران پر گذرا تھا اور مقابلہ وغیرہ ہوا تھا وہ سب تحریر ہو چکا ہے اب لقابدار کا حال
تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو اس صحرا سے اپنا لشکر لیکے چلا ہے ایک ملک ہے کہ اسکا نام آتشو ہے وہ زمان کی
رہنے والی آتشو جادو ایک ساحرہ ہے اسکی ایک لڑکی ہے بہت حسین و خوبصورت وہ ساحرہ
نہیں ہے وہ لقابدار پر عاشق ہوئی تھی ایک مرتبہ وہ لقابدار کو اپنے ذریعہ سے اپنے مقام پر
لے گئی تھی لقابدار بھی اسکی صورت پر فریفتہ ہو گیا تھا چونکہ یہ خدا پرست ہیں اور یہ کافر تھی بغیر
والدین کی اجازت کے سب رضامند ہوئی ہے خدا [illegible] نے اس سے کہا تھا کہ تو دین اسلام قبول کر
لے تو میں تجھ سے شادی کرونگا [illegible] تم میری ماں کو قتل خواہ اسیر کرکے تو میں دین اسلام قبول کرونگی کہ تمھارے

بیٹھی ہین اُنکے آشنا اُنکے پاس بیٹھے ہین جو کہ مفلس ہین اور عالم جوانی سے مجبور ہین وہ بیچ
کر سے کوڑیاں رہے ہین اور سیکڑون تماشے ہین آوازے کس رہے ہین کسی گھر سے پرستار
بج رہا ہے کہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے کہین بادشاہ جنگ ہو رہا ہے کسی گھر سے آواز آرہی ہے کہ
مہ پیارا چور ہے دیکھنا بھائی کیا خوب میرے اسوقت اپنا تماشا کا چور لیا ہے کسی گھر سے یہ صدا آرہی
ہے کہ جو مرغی تجھی ہی اوپر کہ رہے کہ لو یارو پڑے ہین یہ لڑائی اُس شہر کا ہے کہ ہر ایک کا دل شاد و رنج و غم
سے آزاد ہے بڑی گھما گھمی ہے ہر طرف ایک میلا سا معلوم ہوتا ہے کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان
مجمع اہل شہر کا نہو لوگ پھر رہے ہین مگر سب لوگ خوش پوشاک ہین یہ ہر کارے شہر کی سیر
کرتے ہوئے عمارت شاہی کے قریب آئے کیسی بلند عمارت دیکھی کہ جو فلک سے باتین
کرتی تھی بڑی خوشنما عمارت تھی تمام کلس عمارت کے طلائی تھے وہ وقت یہ تھا کہ آفتاب
قریب غروب تھا اُسکا جو عکس پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کئی آفتاب نکلے ہوئے ہین قریب
اُسی عمارت کے افسران سپاہ و رئیسان شہر کے بھی مکانات تھے جہان عمارت شاہی [illegible]
متصل باغات شاہی تھے جو کہ بہت پُر بہار اور شاداب تھے سبزہ زار اُنکے روبرو و جہات
سے تر و تازہ ہوا جاتا تھا یہ سیر کرتے ہوئے سرا مین آئے یہان آکر دیکھا کہ ہزارون مسافر بیٹھے
ہوئے ہین غرضکہ اُسکے باہر یہ کھڑے ہوئے ہین ایک جانب سرا کی بھٹیاریان خوب بنے ٹھنے آراستہ
کئے ہوئے بیٹھی ہین جو کہ سرا کا چودھری ہے اُسکی جورو بڑے تزک اور حشم سے بیٹھی ہے
چار پانچ آدمی اُسکی خدمت کر رہے ہین اُنکو دیکھکر ہر ایک نے صدا دینی شروع کی کہ میان
مسافر ادھر آؤ ہماری دولت تمکو بہت آرام ملیگا ہر کارے بھی جوان سی بھٹیاری دیکھکر اُسی
دالان کو چلے جب یہ قریب پہونچے اُسنے دو پلنگ نکالکر بچھا دئے اور اپنے ہاتھ سے بستر لگایا پھر
لگا لئے انہون نے کمر کھولی اُسنے پانی لاکر دیا انہون نے ہاتھ منہ دھویا اُسنے پوچھا کہ میان
مسافر کچھ کھاؤ گے انہون نے جیب سے نکالکر خرچ دیا اور جس چیز کی فرمایش کی وہ اُسکا بندوبست
کرنے لگی پان بنا کر لادئے یہ بیٹھے تھے انکے پلنگ کے برابر اور ایک جوان کا پلنگ بچھا تھا اُسنے
متوجہ ہوا تھا کہ انہون نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی ہم بھی بیٹھے ہین اُسنے جو دیکھا کہ یہ لوگ میری
طرف مخاطب ہوئے ہین اُسنے پوچھا کہ آپ لوگ کس شہر کے رہنے والے ہین اور کہان جانیکا
قصد ہے ان دونون نے جواب دیا کہ ہم شہر حمیرا کے رہنے والے ہین اور سمندر کو جاتے
ہین راہ فراموش کر گئے ادھر نکل آئے آج کئی دن سے تباہ پھر رہے ہین یہ شہر ملا تو یہ کچھ
ہوا کہ روٹی تو کھانے کو ملی ورنہ انتظار پر بسر ہوتی تھی خداوند مجرا کہ ہم ایک درویش کی کہ جنہون نے ہمکو
گمراہ کیا راہ بتا دی ہم سیکڑون مرتبہ حمیرا سے سمندر تک گئے کبھی راہ فراموش نہ کی ابکی جو
ہم چلے تو دیکھا کہ ایک فقیر بھی چلا جاتا ہے جب ہم اُسکے قریب پہونچے اُسنے سوال کیا ہمکو جو نصیب
تھا ہمنے اُسکو دیا اُسنے دریافت کیا کہ بابا کدھر جاتے ہو کہان کا عزم ہے ہمنے کہا کہ سمندر کو جاتے
ہین اُسنے کہا کہ کتنے دن مین پہونچو گے ہمنے کہا کہ پندرہ دن مین اُسنے کہا کہ بڑی دور ہے ہمنے کہا کہ ہم دو منزلہ سہ منزلہ کرکے جاتے
ہین تو پندرہ دن مین پہونچتے ہین اُسنے کہا کہ ہان وہ شہر تو یہان سے بہت دور ہے مگر تم نہایت
دور کی راہ سے جاتے ہو ہمنے کہا کہ کوئی اور راہ قریب کی ہے اُسنے جواب دیا کہ ہان مین تو جب
جاتا ہون اُسی راہ سے جاتا ہون ہمنے کہا کہ ہمکو بھی بتا دیجیے اُسنے کہا کہ جب تم یہان سے کوئی

چالیس قدم پر جاؤ گے تو ایک دوراہا ملیگا ایک تو وہ راہ ہو کہ جس راہ سے تم جاتے ہو اور ایک
جو بائیں طرف ہو وہ بڑی راہ قریب کی ہو یہ سنکے کہا کہ شاہ صاحب آپنے بڑی عنایت کی
اس فقیر نے یہ کہا کہ میرا کیا نقصان ہو کہ میں تم کو آگاہ نکرتا یہ کہکر وہ ایک طرف کو چلا گیا اسنے اسکے
کہنے پر وہی راہ اختیار کی مگر بہت پریشان ہوئے دس دن سے زیادہ ہوئے سمندریہ کا پتا نہیں
نہ کوئی شہر ملتا ہو کہ جو دریافت کرین کہ سمندریہ یہاں سے کسقدر دور ہو اس جوان نے کہا کہ تم لوگ شہر
سمندریہ کے بہت قریب آگئے ہو کل چار دن کی راہ ہو اگر شاہ نہوتے تو ایک ہفتہ میں پہونچتے تو
ان سرکاروں نے کہا کہ آپ کہاں سے آتے ہیں اسنے کہا کہ ہم بھی سمندریہ کے رہنے والے ہیں لیکن شاہ
ہیکل بھاگی لشکر اسلام نے شہر ابیرہ پر قبضہ کر لیا ہی اور شہر اب شاہ کا مسلمان ہو گیا ہو امیر بھاگی جب
خبر سمندریہ میں آئی تو حضرت شاہ پر ایسا خوف غالب ہوا کہ آسنے دس دن میں تا باہر نکلے ہیں اور
لشکر اسلام کے آتے ہوئے اپنا مذہب تبدیل کر دیا اور سب اہل شہر کو طلب کرکے حکم دیا کہ
تم لوگ بھی دین اسلام قبول کرو چنانچہ سب اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا مگر چند اہل شہر
بظاہر قبول کیا اسکے بعد اپنے مقام پر آکر باہم مشورہ کرکے کہا کہ یہاں سے نکل چلو چنانچہ
کچھ لوگ سمندریہ کو روانہ ہوئے کچھ ادھر گئے چونکہ میں نے اس شہر کی تعریف سنی تھی کہ شہر
اچھا ہو بہت آباد ہو اور وہاں کی فضا باوصف شادابی بہت حسین وخوبصورت زن و مرد ہیں عمارتیں
نہایت پاکیزہ ہیں باغات نہایت پر فضا ہیں ہر وقت اس شہر میں جلسہ رہتا ہو جنگ و جدال سے
بچا کرتا ہی وہان کی جو حاکم ہو وہ بہت صاحب عدل و انصاف ہو بلکہ اسقدر ہے کہ اسکا نام ہی
اسکے سبب سے کسی قسم کا ظلم اور ستم نہیں ہوتا ہو چنانچہ مجکو اس شہر کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا
میں بھی ادھر چلا آیا یہاں آکر جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا در اصل یہ شہر بہت آباد ہو یہاں کے
زن و مرد سب حسین ہیں حسینان جہان کے سر کا تاج ہیں میرا وہاں دل لگ گیا ہو دو مرتبہ یا
میں بھی گیا ملکہ کو دیکھا در اصل بڑی صاحب خلق وذی مروت ہیں دربار بھی بہت آراستہ رہتا ہو
سیکڑون افسر ہیں ہزارون سرداران لشکر ہیں ارکین سلطنت بھی بہت ہیں دربار میں کوئی مقام
ایسا نہیں کہ جو سردارون سے خالی ہو میں تو اس دربار میں جاکر بہت خوش ہوا گو حضرت شاہ کا
بھی خوب دربار ہوتا ہی اور وہ بھی بہت با مروت بادشاہ ہی مگر یہ بات نہیں ہی جو اس ملکہ میں ہو
اور اس ملکہ کی ایک دختر نیک اختر ہو کہ حسینان جہان کی فخر ہی ایسی حسین ہو کہ حسن یوسفی
اسکے روبرو کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہی آفتاب اسکے عارض گلگون کو دیکھکر شرمندہ ہو جاتا ہی ایسی
شیرین کلام ہی کہ شیرینی اسکے کلام شیرین کے روبرو کچھ اصل نہیں رکھتی ہی اگر خسرو فرہاد ہوتے تو وہ بھی
محبت شیرین سے دست بردار ہوتے اور اسکے در پر آکر بیٹھ جاتے اگر ہزار مجنون ہوتے تو الفت
لیلی سے باز آتے اور اسکے سودا سے عشق میں آوارہ ہوکر دشت نجد کو آباد کرتے سنتے ہیں کہ
وہ گل باغ حکومت ہمیشہ باغ میں مع چند خواصوں کے مقیم رہتی ہی اسی خیال میں نے لاکھ لاکھ تدبیر
کی کہ اس شگوفہ نونہال ریاست کو دیکھون مگر ممکن نہوا کہ باغ میں جا سکون جس باغ میں وہ گل غنچہ دہن
رہتا ہی اس باغ میں ہوا کا بھی گذر نا محال ہو یہ بھی ہوا کی مجال نہیں کہ اندر باغ کے قدم رکھ سکے انسان
کی کیا اصل ہی اسی بھائی اسی سبب سے نہ دیکھ سکے آج کتنی دن ہوئے کہ یہی فکر رہتی ہی اور اسی
فکر میں شبانہ روز رہتے ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی ہو بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اس

امید ہے موجود رہینگے ایسی صاحب عصمت وعفت ہے کہ سنا جاتا ہے کہ آجتک کسی نے اس اختر برج
شاہی کی صدا تک نہین سُنی ہے صورت دیکھنا تو شے دیگر ہے ان ہرکارون نے پوچھا کہ اُس ملکہ کا
اسم مبارک کیا ہے اُس جوان نے کہا کہ ملکہ کا اسم مبارک ملکہ جمشید ہے یہان ہے اُسی بھائی اُسکے
حسن کی بہت شہرت ہے ہرکارون نے کہا کہ ہمنے بھی سنا ہے کہ ایک شہر ہے اُسکی شاہزادی بہت
خوبصورت ہے اب معلوم ہوا کہ اِسی ملک کی شاہزادی کا یہ ذکر ہر طرف مشہور ہے اور اُسکے حسن
کی شہرت ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ بھٹیارن کھانا طیار کرکے لائی اُنھون نے کھانا کھایا
بعد اُسکے حقہ پیا اور اپنے اپنے پلنگ پر لیٹ رہے تھکے ماندے تو تھے قریب شام تو آئے تھے اس گفتگو
مین اور کھانا طیار ہوتے ہوتے پہر رات گذری تھی آنکھون مین نیند کا غلبہ ہوا سب اہل سرا
سو رہے یہان تک کہ سحر ہوگئی سب بیدار ہوئے انھون نے بھی آنکھ کھولکر اپنی اپنی کمرین باندھین
اور بستر باندھکر کندھے پر رکھے کہ اُس جوان نے کہا کہ کیا قصد ہے انھون نے جواب دیا کہ ہم
جاتے ہین سب حال اس شہر کا معلوم ہوگیا اُسنے کہا کہ بہتر جاؤ مین بھی جاونگا انھون نے
جواب دیا کہ کب اُسنے کہا کہ پرسون ہو لے کہ ہم اسقدر توقف نہین کر سکتے ہین کیونکہ ہمکو
اشد ضرورت ہے کام ہرج ہوجائیگا دوسرے یہ بھی تمھاری زبانی معلوم ہوا ہے کہ حضرات شاہ نے
اول عقدہ اسلام اختیار کی ہے جب ہم یہان سے چلے تھے تو مقابلہ ہو رہا تھا اب مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر
اور اُس بھٹیارے کی کرایہ کی کوٹھری کی جمع دیکر اپنا اسباب اُٹھا کر سرا سے باہر آئے اور راہ
بیرون شہر کا لیا جس راہ سے آئے تھے اسی راہ سے باہر شہر کے آئے اہل شہر سے جو اُنکو
دریافت ہوگیا تھا کہ یہ شہر آشوبیہ ہے اور یہان کی حاکم ملکہ آشوب ہے شہر کے باہر آکر اپنے لشکر کا رستہ
لیا یہان نقابدار نے دربار آراستہ کیا ہے سب سردار حاضر دربار ہین کہ نقابدار نے فرمایا کہ ہمنے
کل ہرکارے برائے خبر روانہ کیے تھے وہ ضرور دریافت کرکے نہین آئے اسکا کیا سبب ہے سردارون
نے عرض کیا کہ جو دریافت ہوا ہوگا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے داخل بارگاہ ہوئے
مجرا بجا لائے دعا دیکر جو کچھ دیکھا تھا وہ سب عرض کیا اور جو کہ دریافت کیا تھا اُسی جوان سوار
سے و نیز اہل شہر سے معلوم ہوا تھا سب عرض کیا نقابدار نے جو سُنا کہ یہ شہر آشوبیہ ہے
خوش ہوا اُسوقت وزیر کو طلب کرکے ایک نامہ بنام آشوب جادو تحریر کرایا اسکا مضمون
یہ تھا کہ اے ملکہ آشوب جادو تمکو معلوم ہو کہ تم جو [illegible] پرستی اور سامری پرستی خواہ جمشید پرستی
کا رکھتی ہو یہ سب اُسی خدا کے بنائے ہوئے تھے اور یہی انھون نے وہ عمل اختیار کیا کہ جو کہ کفر ہے اور
اُسکا کرنے والا کافر ہے بسبب سحر کے صاحب اختیار ہوگئے چونکہ اُسوقت مین کوئی اس عمل سے
واقف نہ تھا انھون نے وہ نیرنجات اور عجائبات دکھائے کہ جسکے سبب سے لوگون کو یقین
ہوا کہ یہ خداوند ہین انھون نے دعوی خدائی کیا اور انکی خدائی نے ایسی ترقی کی کہ آجتک
اُنکے گمراہ کیے ہوئے لوگ موجود ہین باوجودیکہ صاحبقران اول وثانی نے سیکڑون ہزارون
و لاکھون قتل کیے مگر پھر بھی موجود ہین پھر تو جمشید نے علم سحر کی تعلیم پائی اور اسمین اُسنے کمال
حاصل کیا اُسی نے دعوے خدائی کا کیا مگر جو بعد اس فعل زشت مذموم کے سامری و جمشید
ہین یہ دو لوگ ملعون اسکے باقی ہین دونون صاحبقرانون نے بہت سی خدائیان برباد کیا
اب جو چند خدائیان باقی ہین اُنکو مین برباد کرونگا اور [illegible] الملک جو کہ اسوقت اپنے کو

صاحبقران کہتے ہیں اور یہ جو تصویر پرستی کا رواج ہے اور تم لوگ خداوند تصویر ایک ساحر کو کہتے ہو وہ بھی یقین کر لو کہ وہ ساحر
گمراہ کرنے والا ہے اور گمراہ کر رکھا ہے وہ بھی مثل ہمارے ساحر ہے اگر تمکو اُسقدر کمال ہو جو کہ اُس مرتد کو ہے تم بھی
دعوے کر سکتے ہو پس تمکو لازم ہے کہ اپنے خدا کو پہچانو اور اُسکو مانو تم سب کا خدا وہی ایک خدا ہے جو کہ میرا
خدا ہے جسنے زمین اور آسمان و تمام دنیا کو خلق کیا ستاروں سے آسمان کی زینت کی تمکو عقل کامل عطا فرمائی بہشت
دوزخ خلق فرمائی تم کو یہ عقل دی کہ تم نیک و بد کی تمیز کر سکتے ہو اُسنے دو راہیں مخلوق کی ہیں ایک راہ
طرف بہشت کے ہے ایک طرف دوزخ کے ہے اہل دنیا کو اختیار ہے کہ جس راہ کو قبول کریں اگر نیک اختیار کرینگے
تو بہشت ملیگا اگر بد اختیار کرینگے تو دوزخ اسی لیے انبیا و اوصیا و اولیا خلق فرمائے کہ انھوں نے ہمکو راہ ہدایت
بتایا اور کچھ ضلالت سے نکالا چونکہ ہم عقل سلیم رکھتے تھے ہمنے وہ راہ اختیار کی جو کہ بالکل گمراہ تھے وہ راہ
نیک پر نہ آئے اُسی ضلالت میں مبتلا رہے جسکا انجام یہ ہوا کہ مثل سگ و خوک کے آگ کی غذا ہوئے
اس آشوب ضلالت سے نکل اور یہ کہنے پر عمل کر کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں ہے
یہ سب اُسکے بندے تھے جو دعوے خدائی کرتے تھے چونکہ خدا کے ہاتھ نہ پاؤں ہیں نہ وہ جسم رکھتا ہے
نہ کان نہ ناک نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اُس سے کوئی پیدا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا نہ اُسکا
کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی نہ وہ کسی کا فرزند ہے نہ کوئی اُسکا مقام معلوم ہے وہ ہر جگہ موجود ہے وہ ایک نور ہے کوئی
مقام اُسکی موجودگی سے خالی نہیں ہے ہم جو فعل نیک خواہ بد کرتے ہیں وہ سب کو دیکھتا ہے اور سب پر قادر ہے
مگر اس قدرت کے ہونے سے البتہ رحیم اور کریم ہے کہ کسی کو سزا نہیں دیتا ہے اُسنے جو روز جزا مقرر کیا ہے اُسدن
سب کو سزا و جزا ملیگی جسمیں قیامت برپا ہوگا اور سب لوگ میدان حشر میں جمع ہونگے اُس زمانے میں زمین
آہنی ہوگی آسمان سے سوا نیزہ پر آفتاب ہوگا سر سے جو عرق نکلتا ہوگا تو پاؤں تک عرق میں ڈوبے ہونگے
اُسوقت وہ خدائے کریم تخت عدالت پر متمکن ہوگا ہر ایک کا نامہ اعمال در میزان عدل رکھا جائیگا اور جسکا نامہ
اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا اور جسکے اعمال نیک ہونگے وہ بیدون پرسش حساب و کتاب داخل بہشت کیا جائیگا
یا جنھوں نے انبیا و اوصیا کے کہنے پر عمل کیا راہ ضلالت کو ترک کیا اور اُس خدا کو خدا جانا اور اُسکے قہر و
غضب سے خوف کیا اور توبہ کی وہ لوگ اور جو کہ متقی و پرہیزگار رہے ہونگے وہ داخل بہشت ہونگے یہ تو
نیک و پارسا لوگوں کا ذکر ہے یا جن لوگوں نے اُسکی راہ میں ہمیشہ جہاد کیا اور اس فکر میں رہے کہ اُسکا
دین تمام عالم میں رہے اور شہید ہوئے وہ بھی داخل فردوس ہونگے یا جن لوگوں نے اپنی جان شیوہ میں کفار
کشی میں لیں کی اور دین اسلام کو رواج دیا انکا بھی یہی حال ہوگا اب اُن لوگوں کا ذکر ہے کہ جنکے اعمال بد ہیں
اور منکر اہل اسلام سے ہیں اُنکا پلہ اعمال گران ہے اُنکو سزا ملیگی اُسکے بعد داخل فردوس کیے جائینگے ہاں وہ
لوگ جو کہ حالت کفر میں قتل ہوئے ہیں یا مرے ہیں یا قتل ہونگے یا مرینگے اُنکے اعمال کسی صورت سے
نہ بخشے جائینگے کیونکہ اُنھوں نے اُسکی راہ میں کوئی نیک کام نہیں کیا بلکہ اُسکے ساتھ دوسرے کو شریک
کیا خدا کی نافرمانی کی اور اُسکے بندے کو اپنا خدا جانا کہ جسمیں سب عیب موجود تھے اور سب افعال مثل
ہمارے اور تمھارے تھے اور موجود ہیں اُسکے بندوں کو خدا جان کے اُنکو سجدہ کیا اگر انبیا و اوصیا نے سمجھایا
کی اُنکی نافرمانی پر کمر باندھی اور جن لوگوں نے اُنپر لشکر کشی کی اور چاہا کہ راہ ہدایت پر ہیں اُنسے مقابلہ
کیا اور سرکشی پر کمر کسی وہ مجاہدان راہ خدا کے ہاتھ سے مارے گئے وہ لوگ داخل دوزخ کیے جائینگے
اُنکی بخشش کبھی ہونی نہیں کیونکہ اپنی عاقبت کو خراب کرو کیوں دیدہ و دانستہ راہ نیک ترک کرتے ہو راہ بد
اختیار کرو پس میں تمکو تحریر کرتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ خدا کو خدائی مانو اور اُسکو پہچانو اور اس فعل بد سے

باز آؤ خداوند تصویر کوئی چیز نہیں ہے صرف گمراہ کرنے والا ہے اے اشقوبیہ دیکھ میں نصیحت کرتا ہوں اور فہمائش بھی کرتا ہوں
اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگی تو یاد رکھ میرے ہاتھ سے تیرا زندہ رہنا محال ہے گو تجکو یہ خیال ہو اور ہوگا کہ میں ساحرہ ہوں
اور یہ شہر ساحروں میں میرا کیا مقابلہ کرینگے ایک جنبش لب میں انکا کام تمام کردونگی تمام لشکر کو خاک سیاہ کردونگی تو یہ تیری
مجال نہیں ہے میرا اگرچہ میرا فنا ہو میری حفاظت کریگا میرا ایک موئے تن تو نہ کم کرسکے گی اگر میری قضا نہیں ہے
اور اگر ایسی مقام پر آگئی ہے تو کوئی چارہ نہیں ہے میں موجود ہوں مگر یہ یاد رکھ کہ اگر قضا نہیں ہے تو ایک پل میں میں
ملک اشقوبیہ کو غارت کردونگا کسی کو اہل شہر سے زندہ نہ رکھونگا ہاں جو کہ مذہب اسلام قبول کرینگے وہ تو میری
ضرب شمشیر سے مفر پائینگے ورنہ سب طعمہ اجل ہوجائینگے آئندہ تمکو اختیار ہے تم کو لازم اور واجب ہے کہ غاشیہ
اطاعت کردو کش ہوش پر رکھکر میری خدمت میں حاضر ہوکر اطاعت کرو ورنہ یہ خیال کرلو کہ میں نقابدار سبز پوش
ہوں جسنے ملک کافروں اور ساحروں کے غارت کردیے ہیں میرے ہاتھ سے کوئی بدون قتل
ہوئے یا مذہب اسلام قبول کیے نہیں بچا ہے اور دوسرے اپنی دختر نیک اختر ملکہ غنچہ دہن کی میرے
ساتھ شادی کردو اس گوہر درج عفت و عصمت کو لوسے نگو میرے ساتھ پیوند کرو اور میرے رشتہ
زوجیت میں دو آئندہ تمکو اسے فعل کا اختیار ہے جو مجھکو تحریر کرنا تھا تحریر کردیا باقی والسلام خیر اختتام یہ تحریر کرکے
اس نامے پر اپنی مہر ثبت کرکے ایک عیار لشکر کے ہاتھ پاس اشقوبیہ کے روانہ کیا وہ عیار نامہ لیکر روانہ
ہوا اور یہ بھی اس نامے میں تحریر کردیا تھا کہ اگر یہ امر منظور نہیں ہے تو آمادہ جنگ ہو اور لشکر لیکر بیرون شہر آؤ اگر
آنے میں عرصہ کروگی تو میں خود داخل شہر ہونگا اور خاک شہر کو سم یادپا سے اڑا دونگا ایک اہل شہر کو زندہ
نہ رکھونگا جو تمکو منظور ہو وہ جواب تحریر کرنا غرضکہ عیار نامہ لیکر چلا یہاں نقابدار نے دربار برخاست کیا دوسری
بارگاہ میں تشریف لیگیا سب سردار اپنے خیموں میں داخل ہوئے انکو تو اس حال میں رکھو اب حال اس عیار
کا تحریر ہوتا ہے کہ جب وہ نامہ لیکر اور راہ کو طے کرکے چونکہ لشکر قریب شہر فرودگش تھا تھوڑے عرصہ میں داخل شہر
ہوا تمام شہر کی کیفیت و حالت دیکھتا ہوا قریب ایوان شاہی کے آیا اور در دولت پر پہونچا دربار سالار
سے کہا کہ ملکہ کو آگاہ کردو کہ ایک نامہ دار نقابدار سبز پوش کے پاس سے نامہ لیکر آپکی خدمت میں آیا
ہے اور باریاب ہونا چاہتا ہے یہ تقریر سنکے دربار سالار اٹھکر اندر آیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے عرض کیا کہ ایک
نامہ بر نقابدار سبز پوش کے پاس سے نامہ لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہے نقابدار نے آپکو نامہ تحریر
کیا ہے اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے یہ کلام سنکے اشقوبیہ نے اہل دربار سے کہا کہ یہ نیا نام سنا ہے ہمنے آجتک
کبھی نہیں سنا تھا کہ کوئی نقابدار ہے اور میں یہ خیال کرتی ہوں کہ نقابدار کو مجھے کیا ضرورت ہے جو مجھکو نامہ
تحریر کیا ہے اور سمندر رسے کے تو نامہ و پیام نہیں ہوتا گو کہ میں اسکے ملک کے قریب رہتی ہوں اور جتنے
ملک سمندر کے قریب ہیں یا دور ہیں سب سمندر شاہ کے تابع ہیں سوا میرے آپ لوگوں کو معلوم
ہے کہ جب میں بیاہی جاتی تھی اور سمندر شاہ سے ملاقات ہوئی تھی تو وہ سوا سمندر کے دوسرے
طور سے کلام نہ کرسکتے تھے میں نے کبھی اونکو باج دیا نہ انھوں نے مجھسے خراج لیا ہاں بہت دنوں
سے میں بیاہی نہیں گئی ہوں اسکے جو میلے کا زمانہ آئیگا تو میں ضرور جاؤنگی جب سے لڑکی جوان ہوئی
وہ جانے لگی میں نے ترک کردیا جو کہ بہا لکھا شہنشاہ ہے جب اوس سے نامہ و پیام نہیں ہے تو میں حیران
ہوں کہ یہ کون نقابدار ہے جسنے یوں بیباکی سے مجھکو نامہ تحریر کیا کسی امر کا خیال نہ کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا حال کم
ہے اہل دربار نے کہا کہ نامہ بر کو طلب کرکے نامہ کو اس سے لیکر ملاحظہ فرمائیے سب حال معلوم ہوجائیگا کوئی
مقام فکر و تردد کا نہیں ہے ملکہ نے حکم دیا کہ اس نامہ بر کو دربار میں بھیجو دربار سالار یہ حکم پاکر بیرون دربار آیا

اور اس عیار سے کہا کہ جاؤ ملکہ عالم نے طلب فرمایا ہے وہ عیار نامہ لیکر ہمراہ داخل دربار ہوا دربار کو
نوبت آراستہ پایا پہلے مقام ہوا آگاہ پر آیا ملکہ کو سلام کیا دعا دی ملکہ نے کرسی طلب کی اور بہت
خلق سے پیش آئی خادمہ نے کرسی حاضر کی ملکہ نے اشارہ کیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ وہ عیار کرسی پر بیٹھ گیا
ملکہ نے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کسکا نامہ لائے ہو عیار نے کہا کہ میں اسی مقام سے
آیا ہوں اور اسی لقادار کا نامہ لایا ہوں اس شیر بیشہ جرات و نہنگ دریائے شجاعت نے آپکے
نام ایک نامہ تحریر کیا ہے اگر اجازت ہو میں نامہ پیش کروں مگر ایک امر کا ملکہ عالم خیال رکھیں اگر مضمون
نامہ خلاف مزاج عالی ہو تو نامہ بر پر کسی طور کا غصہ نہ فرمائیں اسکا جواب جس طور کا مناسب
جانیں تحریر فرمائیں میں جا کر اپنے آقا کو دیدونگا اگر نامہ بر غصہ فرمائیگا یہ کاغذ تو اسکی کیا بساط ہے مگر
میرا سر اسکے ساتھ ہوگا میں اپنی جان نثار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ ہمکو کیا ضرورت ہے جو ہم نامہ بر پر غصہ
کریں جو کچھ ہمکو جواب دینا ہوگا ہم تحریر کر دینگے تم شوق سے نامہ لاؤ ہم اول تو اس امر سے حیران
اور پریشان ہیں کہ یہ کون لقادار ہیں اور کس ملک کے حاکم ہیں سنتے تو آجتک کبھی انکا نام نہیں
سنا جو کہ اس اقلیم کے قریب و جوار میں ملک ہیں انکے حاکموں کے نام کی فہرست ہمارے پاس
موجود ہے اسمیں لقادار کا کہیں نام نہیں ہے یہ کہاں سے آئے ہیں عیار نے عرض کیا کہ آپ
پریشان نہوں وہ اس اقلیم کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ اتفاق سے ادھر انکا گذر ہوا ہے
نے آپکی تعریف سنکے آپ کو نامہ تحریر کیا ہے آپ مضمون نامہ سے آگاہ ہو جائینگی کہ وہ کون ہیں اور
کہاں کے رہنے والے ہیں اور کس غرض سے نامہ تحریر کیا ہے ملکہ نے کہا کہ نامہ لاؤ کیونکہ
میں بہت حیران ہوں میری عقل میں نہیں آتا ہے یہ سنکے اس عیار نے وہ نامہ نکالکر پیش کیا
ادھر ملکہ نے حکم دیا تھا کہ چند کشتیاں خلعت کی لاؤ میں نامہ بر کو خلعت دونگی تاکہ اسکے آقا سے
میری تعریف کرے وہ کشتیاں حاضر کی گئیں ادھر ملکہ نے نامہ عیار کے ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا اور
کہا کہ پڑھو اسمیں کیا تحریر ہے دبیر نے لفافہ کھولکر نامہ پڑھنا شروع کیا پہلے نامہ میں تعریف خدا
تحریر تھی اسکے بعد مذمت تھی خداوند تصویر کی اسکے بعد وحدانیت خدا کو ثابت کیا تھا اور وہ
ہی مضمون تھا جو کہ تحریر ہو چکا ہے ملکہ اور اہل دربار خاموش بیٹھے ہوئے سنا کیے جب نامہ
تمام ہو چکا دبیر نے عرض کیا کہ نامہ ختم ہو گیا اسوقت ملکہ نے سر اٹھا کر اہل دربار سے کہا کہ اب
معلوم ہوا کہ یہ لقادار خدا پرستوں میں سے ہیں جنکے ہم شہرے سنتے چلے آتے ہیں انھوں نے
ادھر بھی قصد کیا ہے اور یہاں بھی آکر اپنا قبضہ کرینگے ان لوگوں نے اس اطراف کو بھی مثل انھیں
ملکوں کے تصور کیا ہے جو کہ انھوں نے فتح کیے ہیں یہاں کے ملک ایسے نہیں ہیں کہ کوئی فتح
کر سکے بڑے معرکے پڑینگے انھوں نے بیکار ہمکو خوف دلایا ہے انکے خوف دلانے سے ہم ڈرنے
والے نہیں ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم اپنا مذہب آبائی ترک کریں اور وہ مذہب اختیار کریں کہ ہمکو ہمارے آبا
واجداد نے کبھی نہ قبول کیا لاکھ لاکھ ظلم و ستم ہوا وہ اپنے مذہب اصلی میں مرے اور ہمارے خداوند اس
مذہب کی ہمیشہ مذمت کرتے ہیں اور آج جو خداوند گذرے ہیں وہ سب بھی مذمت کرتے تھے سامری
و جمشید اپنی کتابوں میں ہمیشہ تحریر کر گئے ہیں کہ ہمارے خدا کی نافرمانی [illegible]
اس مقام پر [illegible] کیونکہ [illegible]
وہ لقادار [illegible] قتل کر دیا [illegible]

پھر اوس شادی کو تحریر کیا ہے جبکہ ہمکو اوسکی اطاعت نہین منظور ہے تو مین شادی کیون کرنے لگی ہان اگر اطاعت
بھی کرتی تو اوسوقت مین ہمکو اپنے فعل کا اختیار تھا کہ چاہتے شادی کرتے چاہتے نہ کرتے کوئی ہمپر جبر نہین
کر سکتا ہے بس صاف صاف امر یہ ہے کہ ہمکو کوئی امر اوسکی تحریر کے موافق منظور نہین ہے لیں نامہ کا جواب بیباکانہ
یہی ہے عبارت میری جانب سے تحریر کر دو اور لکھدو کہ آپ ہوشیار رہین مین سپاہ لیکر آتی ہون آپسے
مقابلہ کرونگی جس مین آپکے مقابلے سے عاجز ہونگی تو دیکھا جائیگا مین وہ ہون کہ میرے مقابلے مین کبھی
کوئی لشکر لیکر نہین آیا اتنا بڑا سمندر شاہ جو کہ کبھی سب ملکو نکا حاکم ہے آپنے تو کبھی ادھر کا قصد نہین کیا پھر
کیا حقیقت ہے آپکے رعب و دبدبہ مین اسکا مقابلہ نہین کر سکتی ہون نہ سپاہ مین ملکہ کچھ ایسا فریب کہ انکا خوف
[illegible] ہے کہ وہ ہمیشہ ادھر سے خائف رہتا ہے تو تمہاری کیا اصل ہے تم تو غیر ساحر ہو لیں اگر اپنی زندگی سے خوف
ہو تو بہتر ہے کہ اسکے [illegible] طرف کو [illegible] اس نامہ کے واپس جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تم مین سے ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگی [illegible] ایک دم مین خاک سیاہ کر دونگی آیندہ اختیار ہے مین طول کو زیادہ پسند نہین کرتی ہون
تمہارے نامہ کا جواب جنگ ہے مین لشکر لیکر آتی ہون یہ تحریر کرا کے اور اپنے ہاتھ سے مہر کر کے اوسپر مہر اپنی
کر دی اور اس عیار کو دیا اور وہ خلعت دیا اور کہا ہماری طرف سے زبانی کہنا کہ یہ وہ ملک نہین ہے کہ جسکو
خدا پرستون نے فتح کر لیا یہان خدائی خداوند تصویر کی ہے کہ جو کہ سب کا خدا ہے اور جسکے سبب خداؤن کو
[illegible] اور وہ سب خداوند تصویر کے بندے تھے اور خدا [illegible] کی مین اطاعت نہ کرونگی اور ہم
تم سے مقابلہ کرونگی یہ کہکر وہ خلعت اس عیار کو دیا عیار نے سلام کر کے وہ خلعت لے لیا اور ملکہ سے
رخصت ہو کر بیرون دربار آیا اور وہان سے راہ طے کر کے اپنے لشکر مین آیا یہان لقا بدار تو دربار برخاست
کر کے [illegible] بارگاہ مین آیا جب دربار کو برخاست پایا تو اپنے مقام پر آیا اور خیال کیا کہ جب کل دربار آراستہ
ہوگا تو مین جواب نامہ پیش کرونگا یہ تصور کر کے اپنے مقام پر آکر آرام سے بیٹھ رہا یہان شہر مین بعد جانے
عیار کے ملکہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کو حکم دیا جائے کہ وہ آراستہ ہو کل ہم یہان سے کوچ کر کے [illegible]
شہر جا کر مقابل لشکر اسلام و لقا بدار فروکش ہونگے اور لقا بدار سے مقابلہ کرینگے نہ معلوم لقا بدار نے بھی
کیا خیال کیا ہے جو ادھر کا قصد کیا ہے اسکی مجال ہے کہ میرا بدولت سے مقابلہ کرسکے ایک پل مین تمام لقا بدار
و خدا پرستی [illegible] کر دونگی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا محل مین آئی پھر خیال مین آیا کہ جمشید بدن کی دایہ
کو [illegible] کرون اسکو بھی اس حال سے آگاہ کرون قاعدہ یہ ہے کہ جمشید بدن پندرہ دن تو شہر مین رہتی ہے
اور پندرہ دن [illegible] ایک باغ تیار کرایا ہے جو کہ شہر سے پندرہ میل ہے اور اسمین رہتی ہے ملکہ جب دایہ
کے ذریعہ سے لقا بدار کو [illegible] تھی تو اسی باغ مین تھی ورنہ یہان شہر مین موجود رہتی ہے اب کوئی تین چار دن ہوئے
ہین کہ شہر سے گئی ہے لیں جب یہ خیال کیا اوسنے ایک پرچہ کاغذ کا اٹھا کر اوسپر یہ تحریر کیا کہ اے دایہ تمکو معلوم
ہو کہ بادولت کو تمسے ایک ضرورت ہے تھوڑی دیر کے واسطے میرے پاس آؤ کیونکہ مجھکو ایک ضرورت تمسے ہے ابھی
چلی جانا اگر آج نہ آؤگی اور کل آؤگی تو مجھکو شہر مین نہ پاؤگی مین ایک ضرورت سے [illegible] یہان حاکم کر کے چلی جاؤنگی
پھر کسی امر کی کوئی مجھسے شکایت نہ کرے یہ لکھکر اور ایک طائر سحر تیار کر کے اسکے گلے مین باندھکر اوسکو
روانہ کیا یہان باغ مین ملکہ جمشید بدن چبوترے پر زیر [illegible] کا [illegible] بچھی ہوئی تھی اور سب خواصین
حاضر تھین دایہ بھی روبرو بیٹھی ہوئی تھی ملکہ لقا بدار کا ذکر کر رہی تھی کہ دیکھیے کب وہ آتے ہین اور
میری ماں سے کیا ہوتا ہے آیا باہم فیصلہ ہوتا ہے یا مقابلہ ہوگا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی
کہ وہ طائر آکر روبرو دایہ کے بیٹھ گیا اور صفت کر کے دایہ کے زانو پر بیٹھ گیا دایہ نے جو دیکھا کہ [illegible] مین اس طائر کے

نامہ بندھا ہوا ہی دایہ نے کھولکر اُسکے گلے سے نامہ پڑھا جب پڑھ چکی تو ملکہ چندر بدن سے کہا کہ ای
فرزند تیری ماں نے مجکو طلب کیا ہی بہت جلدی اس نامے مین تحریر کیا ہی معلوم نہین ایسی کیا ضرورت
پیش ہی تو کچھ خوف نہ کرنا مین اُنکے پاس سے ہوکر ابھی چلی آؤنگی یہ کہکر اور کچھ اسم سحر دم کرکے اپنے
بازوؤن پر دو پر پیدا کیے اور اوڑکر طرف شہر کے روانہ ہوئی یہ بہت بڑی ساحرہ ہی اور بڑائی ساحرہ
ہی اُسکا مثل نہین ہی یہ پرواز کرتی ہوئی شہر مین آئی یہان اشوب بیٹھی ہوئی تھی اور دایہ کا انتظار
کر رہی تھی ان ساحرون کو اسقدر قدرت ہی کہ ایک ماہ کی راہ کو ایک گھنٹہ مین طی کرتے ہین دو گھنٹہ
کے عرصہ مین وہ طائر اور دایہ آگئے اور آکر سلام کیا ملکہ نے کہا کہ دایہ تم آگئین دایہ نے جواب دیا کہ آپنے
طلب فرمایا تھا مین کیونکر حاضر نہوتی ارشاد فرمائیے کہ کیون طلب فرمایا ہی اس کنیز کو اسوقت میری بچی
باغ مین تنہا بیٹھی ہی ملکہ نے کہا کہ ایک ضرورت ہی ذرا ٹھہر جاؤ اسکے پاس اور خواصین وغیرہ تو ہونگی کیا
کوئی نہین ہی دایہ نے جواب دیا کہ جی ہان سب ہین اُسکو بدون میرے چین نہین آتا ہی اور مجکو بدون
اُسکے ایک پل آرام نہین ہی اشوب نے کہا کہ ذرا صبر کرو مین بیان کرتی ہون یہ سنکر دایہ
بیٹھ گئی اشوب نے دایہ سے کہا کہ دایہ غضب ہو گیا خدا پرستون کا یہان قدم آگیا [illegible]
کل حال ملکہ نے نامے کا آنا اور مضمون نامہ اور اپنا جواب تحریر کرکے جو کہ جواب دیا تھا روانہ کرنا
جانے نامہ بر کے تیاری لشکر کا حکم دینا پھر دربار برخاست کرکے محل مین آکر خیال کرنا کہ دایہ کو
طلب کرکے اُس سے تو رائے اس امر مین لون دیکھون کیا رائے دیتی ہی بس اسواسطے تمکو طلب
کیا ہی اور کہا کہ کل میرا قصد ہی کہ لشکر لیجاؤن اور اُنکا مقابلہ کرون وہ میرا کیا مقابلہ کرینگے کیونکہ
وہ غیر ساحر ہین ساحر تو میرے مقابلے سے ذرا پرہیز کرتے ہین نہ کہ غیر ساحر اُنکی کیا اصل ہی یہ سنکر
دایہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ جو آپنے ارشاد فرمایا یہ تو بجا ارشاد کیا مین آپ سے سچ عرض کرتی ہون
اور یہ آپ کو بخوبی معلوم ہی کہ نہ مین آپکی دشمن ہون نہ آپکی صاحبزادی کی نہ مین اُسکی خواہان ہون
کہ آپکی حکومت برباد ہو جو مین نہ ظاہر کرون اور یہ بھی آپ کو معلوم ہی کہ مین علم کہانت مین بھی
دخل رکھتی ہون مین نے ایک دن دیکھا تھا کہ جب کہ مین نے یہ سنا تھا کسی کی زبانی کہ دریا کے
سفید رنگ کے کنارے لشکر اسلام آکر فروکش ہوا ہی اُس زمانے مین مین نے جو خیال کیا تو معلوم
ہوا کہ اُس اس اطراف و جوانب مین اور شہر سمندر ریگ مین دین اسلام رواج پائیگا اور شہر [illegible]
بھی فتح ہوگا یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضہ مین ہو جائیگا جو کوئی اُنسے مقابلہ کریگا وہ اُنکے ہاتھ سے
مارا جائیگا جو اُنکا شریک ہوگا وہ بڑا مرتبہ پائیگا نہ اُسکا مال تباہ ہوگا نہ ملک نہ کسی قسم کی ذلت اُسپر ہوگی
نہ اُسکی جان پر بنیگی بس مین نے یہ جو دیکھا تو بڑی فکر ہوئی ایک مرتبہ پھر دیکھا تو وہی مضمون نکلا اُسکا انجام
ظاہر ہوا ناظرین پر واضح ہو دایہ نے جو تعویذ لقابدار کو دیا ہی تو اسی سبب سے کہ وہ دریافت کر چکی تھی کہ یہان
خدا پرستون کا زمانہ ہوگا دین اسلام کا ڈنکا بجیگا مذہب خدا پرستی کا رواج ہوگا اور جو خدا پرستون کا
شریک ہوگا اُسکا بہت بڑا مرتبہ ہوگا یہ جو اُسنے دیکھا تھا تو اُسنے خیال کیا کہ اس امر سے کیا حاصل کہ خود
سے قتل ہون اور پھر یہ ہو کہ انجام اچھا نہو اس سے بہتر یہ ہی کہ اس لقابدار کے شریک ہو اور [illegible]
اُسنے دریافت کر لیا کہ یہ ملک کس کے ہاتھ سے فتح ہوگا تو معلوم ہوا تھا کہ اسی ملک کا فاتح یہ لقابدار
ہی اسی سبب سے اُسنے لقابدار کو تعویذ دیا تھا اور اُسکو یقین ہو گیا کہ ضرور اہل اسلام کا دورہ ہوگا
یہ تو دریافت کر چکی تھی جب اشوب نے کہا کہ یہ واقعہ ہوا ہی تو اُسنے جو دریافت کیا تھا سب بیان کیا

اور کہا کہ آپ بھی دریافت کرلیں یہ لوگ بڑے صاحب اقبال اور عالی ہمت ہیں انکے اقبال کی قسم کھانا چاہیے
یہ نقابدار بھی اسی فرقہ اہل اسلام سے ہے بڑا زبردست ہے اسی کے ہاتھ سے یہ ملک فتح ہوگا جو اسکی
یا اہل اسلام کی شرکت کریگا وہ بڑی عزت پائیگا آئندہ ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہے الغرض جب سے میں نے
یہ واقعہ دیکھا تو میرے ہواس جاتے رہے جبکہ میں نے سُنا کہ دریائے سبز رنگ میٹھا کیا صحرا ان
ماہیان ماری گئیں تو پھر میں نے دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ یہی نشان ہے اہل اسلام کے اس طرف ترقی ہونیکا
پھر تو متواتر خبریں آنے لگیں کہ یہ ہوا اور یہ ہوا آپ پرچہ اخبار طلب فرماکے ملاحظہ فرمایئے سوائے
ظفر اہل اسلام کے دوسرا حال پرچہ اخبار میں نہ ہوگا یہ کسی پرچہ میں نہ تحریر ہوگا کہ فلان وقت اور فلان دن
اور فلان مقام پر ہماری ظفر ہوئی یہی تحریر ہوگا کہ اہل اسلام غالب آئے اور فلان فلان لوگ شریک
اہل اسلام ہوئے یہ جو صاحبقران انکے لشکر کا ہوتا ہے وہ بڑا صاحب اقبال ہوتا ہے آئندہ جو ہونا
ہے وہ بھی اپنے سحر سے دریافت فرمالیجیے میرے عمل سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سمندر یہ فتح ہوگا اور
نہ طاق اور جو ملک ہیں سب اسلام آباد ہونگے کوئی خداوند تصویر کا ماننے والا نظر نہ آئیگا اور جو
دین اسلام قبول کریگا خواہ عورت ہو خواہ مرد وہ مرتبہ جلیل پائیگا خداپرست اُسکی بڑی خاطر کرینگے
آشوب نے جو یہ تقریر سُنی تو دایہ سے کہا کہ تم نے تو وہ تقریر بیان کی کہ جسکے سبب سے مجکو ایک
قسم کا خیال پیدا ہوا کہ جسکا میں کچھ حال بیان نہیں کرسکتی ہوں اب یہ مجکو ضرور ہوا کہ میں بھی دریافت
کروں گو تمہارے بیان پر مجکو اعتبار ہے اور میں تمکو صادق جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ جسقدر
تمکو علم کہانت میں دخل اور عبور ہے اُس سے زیادہ اس شہر میں کسی کو نہیں ہے اکثر امور میں میں نے تمہارا
امتحان کیا تو بہت ٹھیک اور درست پایا جسقدر تمنے بیان کیا اُسمیں کچھ فرق نہوا پھر میں کیونکر یہ امر دروغ
جانوں پہلے یہ بیان کرو کہ میں کیا کروں کوئی امر میرے خیال میں نہیں آتا ہے اور تمہارے بیان سے
اس امر کی صداقت ہوئی ہے کہ یہانتک قدم خداپرستوں کے آگئے آج صبح کو میں نے پرچہ اخبار
دیکھا تو اُسمیں یہ تحریر تھا کہ ملک یقینہ فتح ہوگیا یقین بھی شریک اہل اسلام ہوا بڑی دھوم دھام
سے تمام لشکر اسلام کی دعوت کی اور بعد دعوت صاحبقران نے اپنا پیش خیمہ طرف محرابیہ کے روانہ کیا
چنانچہ جب محراب شاہ کو خبر ہوئی محراب شاہ نے اپنے سپہسالار دست چپ کو روانہ کیا کہ جا
پیش خیمہ چھین تو چنانچہ ایسا ہی ہوا محراب شاہ کے سپہسالار نے پیش خیمہ چھین لیا کوئی نقابدار
آیا اسنے وہ بارگاہ اپنے قبضہ میں کی اور سپہسالار کو قتل کیا پھر وہ بارگاہ اہل اسلام کو ملی اہل اسلام
صاحبقران کا فرزند تراسے کمک اپنے لشکر کے آیا تھا یہ خبر سُنکے کہ بارگاہ پر لشکر محراب شاہ نے
قبضہ کرلیا ہے کیونکہ بعد بارگاہ روانہ کرنے کے خود بھی صاحبقران نے کوچ کیا تھا چھ یا سات
کوس پر اول لشکر سے الگ فروکش ہوتے تھے چنانچہ اُس خداپرست سے اور نقابدار سے
بڑی دوستی ہوئی نقابدار اُس خداپرست کو اپنے لشکر میں لیگیا بڑی عزت سے پیش آیا
اُس نقابدار کا بھی مذہب اسلام تھا اُس نقابدار کو بھی سبز پوش تحریر کیا ہے کیا یہ
نقابدار وہی نقابدار تو نہیں ہے کہ اُدھر سے ادھر روانہ ہوا ہے اور یہاں آکر پہونچا ہو پرچہ اخبار والا
ای دایہ تحریر کرتا ہے کہ بہت عرصہ سے یہ نقابدار یہاں آیا ہوا ہے اب آگے تحریر کیا ہے کہ جب فرزند
صاحبقران نقابدار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا تو صاحبقران نے اُس مقام سے کوچ
کیا اور محرابیہ پر پہونچے اور محراب شاہ نے خبر قتل سپہسالار کی سُنکے مع لشکر بیرون شہر

نزدیک ہوا تھا تحریر کرتا ہے کہ بعد نامہ و پیام کے مقابلہ ہو رہا ہے مگر ہر مقابلے میں اہل اسلام ظفر یاب
ہوتے ہیں پس اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جو تمنے دیکھا ہے وہ سب درست اور سچا ہے ضرور ہے
اس مقام پر بھی دین اسلام رواج پائیگا مگر یہ بتاؤ کہ میں کیا کرون جو تم بتاؤ وہ کرون اگر میں یہ
کرتی ہوں کہ دین اسلام قبول کرتی ہوں تو اپنے عزیزوں میں بدنام ہونگی کوئی میرا اقرباء اور
نہ ملیگا سب مجکو چھوڑ دینگے دوسرے جب سمندر شاہ کو خبر ہوگی گو مجھسے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا
ہے مگر جب یہ معلوم ہوگا تو ضرور لشکر کشی کریگا بڑی خرابی ہوگی اگر مقابلہ کرتی ہوں تو یہ امر
ضرور ہے کہ میں اس سے شکست کھاؤنگی کیونکہ یہ اب مجکو تمھاری تقریر سے یقین ہو گیا اور
بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں انسے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے یہ جس ملک پر لشکر لیکر
جائینگے اوسکو ضرور فتح کرینگے لقا بدار بدخواہ ہیں اور میں دل سے دین اسلام رکھتا ہوں پس ایسی حالت میں کیا کرون اسوقت
تو میں نے نامے کا جواب جنگ دیا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اب کیا کرنا چاہیے مجکو بڑی حیرت ہے کہ
کیا کرون کیا نکرون دایہ نے کہا کہ یہ حال آپ ہی جانیں کیونکہ اگر عزیزوں میں بدنامی ہوگی تو کوئی اسقدر
خوف نہیں ہے جو امر اپنے حق میں بہتر جانا وہ کیا جسمیں اپنی عزت و جان و مال و اولاد بچے وہ امر کرنا چاہیے
اور جسمیں ان امروں کی بربادی ہو اسکو ترک کرنا چاہیے اب یہ فرمائیے کہ یقین نے جو دین اسلام
قبول کر لیا تو اسکا سمندر شاہ نے کیا کر لیا اور اسکے عزیزوں نے کیا اسکے ساتھ سلوک بد کیا بلکہ برعکس
اخبار سے صاف ظاہر ہے کہ سب اسکے عزیزوں نے اسکی پیروی کی اور مذہب اسلام قبول کیا ہیں
جو کہ عقلمند تھے انھوں نے بخوشی اعتراض نہ کیا اور جو کہ بیوقوف تھے وہ اسی ضلالت میں پڑے
رہے اور یقین کو برا کہتے ہیں اسیطرح جو کہ آپ کے عقلمند عزیز ہونگے وہ آپ کو بھی اچھا اور عقلمند
خیال کرینگے جو کہ نادان ہونگے وہ آپ کو بدنام کرینگے تو اس سے کیا ہوتا ہے اور سمندر شاہ کیا
کر لیگا پس میری راے یہ ہے کہ ضرور لقا بدار کی اطاعت کرنا آپ کو واجب اور لازم ہے کسواسطے
کہ ضرور اس ملک میں دین اسلام جاری ہوگا یہ جو دایہ نے کہا اور یہ بھی کہا کہ ای ملکہ یہ تو میں بخوبی
جانتی ہوں کہ آپ میری راے سے ضرور انحراف فرمائینگی اور جو ارا کین سلطنت کہینگے وہ آپ کرینگی
کیونکہ انکا کہنا اور انکی راے تو بہت ٹھیک ہے بدین سبب عورتیں ناقص العقل مشہور ہیں میں دایہ
ہوں لڑکے کھلانا جانوں یا امور سلطنت میں راے دینا کیا جانوں پس جو میری راے میں آیا وہ میں نے
عرض کیا میں یہ ضرور عرض کرونگی کہ یہ امر فرض ہے کہ آپ لقا بدار کی اطاعت فرمائیے اور جو اوسنے
لکھا ہے اوسپر عمل فرمائیے میرے نزدیک اس امر میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ اچھا ہی ہے ہر طرح کی
عزت و آبرو ہے یہ جو دایہ نے کہا تو آشوب نے اسکے جواب میں کہا کہ میں تو بدون دریافت
کیے ابھی کچھ نہیں کر سکتی ہوں یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ میں اسلام قبول کر لوں ہاں جو امر
تو نے کہے ہیں اور بعض امور اسمیں درست نکلے ہیں انکی صداقت بھی مجکو ظاہر ہو جائیگی گو ظاہر
ہوئی ہیں یہ کہکر آشوب نے اسیوقت اپنا سامان سحر طلب کیا خادموں نے سب سامان
لا کر حاضر کیا پس آشوب اٹھی اوسنے خون خوک سے غسل کیا تہمت باندھکر چوکی پر بیٹھی ایک آدمی
آدمی اٹھن کا آٹا گوندھکر ایک پتلا تیار کیا جب یہ سامان کرنے لگی تو دایہ نے عرض کیا کہ میں رخصت
ہوتی ہوں آشوب نے کہا کہ ابھی قیام کرو میں دریافت کر لوں تو پھر جو میری مرضی ہوگی میں ظاہر
کرونگی دایہ تسکین خاموش ہو کر بیٹھی رہی کہ اتنے عرصہ میں آشوب نے وہ پتلا تیار کر لیا اور کچھ

اسم پڑھکر دم کیا لوبنگ و کافور روشن کیا اور انگیاری مین شراب جلائی ایک خادم نے سامنے
پہنچکر حلوا اتارا کیا اشتوب نے اپنی ران مین نشتر دیا بعدہ اپنی زبان مین بھی نشتر دیکر اُس پتلے
کی پیشانی پر خون ٹپکایا اور تھوڑا سا خون اُسکے دہن مین ڈالا کہ وہ پتلا گویا ہوا اور کہا کیا کام
ہے اشتوب نے کہا کہ ای مخبر سامری جو حال مین دریافت کرون اُسکی خبر مجکو دے پس اُسنے
صدا دی کہ ای ملکہ آپ دریافت کرین مین بیان کرونگا حال گذشتہ و آیندہ پس اشتوب نے
کہا کہ حال اہل اسلام از ابتدا تا انتہا بیان کر جو حال گذرا ہی وہ اور جو آیندہ گذریگا وہ یہ جو
آشوب نے کہا اُس پتلے نے کہا کہ ای ملکہ تمنے وہ سوال کیا ہی کہ جسکے بیان کرنے سے
مین عاجز ہون مگر جو کچھ بیان کرونگا اور تمکو خبردار کرونگا اول تو یہ امر ہی اور بخوبی خیال کر لیا جاے
کہ سمندر شاہ و دیگر بادشاہ بہت غفلت کر رہے ہین کہ اُنکے سبب سے اور سب بھی غافل
ہین یہ امر ضرور ہی کہ خدا پرست بڑے اقبالمند ہین یہ لوگ جہان جاینگے اُوس ملک کو ضرور فتح
کرینگے یہ مین خبر دیتا ہون کہ سمندر یہ و دیگر ملک ضرور فتح ہونگے اور سب خدا پرست ہونگے
چونکہ مذہب اسلام اختیار کرینگے اُنکی بہت بڑی عزت ہوگی اور بڑے بڑے عہدے پر سرفراز کیے
جاینگے اور جو مقابلہ کرینگے اُنکا تمام گھربار تباہ و برباد ہوگا اور ایسا ادبار آئیگا کہ سخت پریشانی
اُن لوگونکو ہوگی اور ایک زمانہ آئیگا کہ سب خدا پرست ہونگے کہین ساحرونکا نام بھی نہوگا بلکہ
وہ ساحر ہونگے جو کہ شریک مذہب اسلام ہونگے اور مذہب اسلام رکھتے ہونگے تصویر پرستی کا
کہین نام و نشان بھی نہوگا کوئی تصویر پرست نظر نہ آئیگا اور یہ جو لقابدار آیا ہی اسکا قبضہ ضرور
اس ملک پہ ہوگا اور جو کہ شرکت اُسکی کریگا وہ اچھا رہیگا ورنہ خرابی ہوگی کیونکہ یہ بھی خدا پرست
ہی تمام عالم مین خدا پرستی کا رواج ہوگا اور جو کل حال ابتدا سے گذرا تھا وہ سب بیان کیا اور
آیندہ یہ کہا کہ سمندر تو فتح ہوگا اُسکے بعد طاق و دیگر ممالک اور سب شریک اہل اسلام ہونگے
خداوند تصویر و سمندر شاہ ہر ایک تباہ و برباد مارا مارا پھریگا کوئی پرسان حال نہوگا اور یہ بھی
خبر دیتا ہون جو جو کہ جا بجا باقی ہین وہ سب فتح ہونگے اُنکے فاتح یہی اہل اسلام ہین یہ کہکر وہ پتلا
خاموش ہو رہا پھر آشوب نے کہا کہ جو سمندر شاہ کی کمک کریگا اُسکا کیا حال ہوگا اُسنے
جواب دیا کہ وہ ایسا تباہ و پریشان ہوگا کہ کہین اُسکو بیٹھنے کی جگہ نہ ملیگی اور قتل بھی کیا جائیگا
اور جو مال اور اسباب ہوگا وہ لوٹ لیا جائیگا اُسکا انجام کسیطرح سے اچھا نہوگا پس جب یہ
اشتوب نے سنا تو پھر اشتوب نے اُس پتلے سے دریافت کیا کہ یہ تو کہو کہ جو اس لقابدار
کی شرکت کریگا اُسکا کیا انجام ہوگا پتلے نے جواب دیا کہ سب طرح اچھا رہیگا کسیطرح کی اُسکو
مضرت نہ ہوگی اور اُسکی ترقی جاہ و جلال ہوگی وہ ہمیشہ حکومت کریگا گو یہ امر ہمارے مذہب
کے خلاف اور مجھے بیان کرنے کا نہین ہی اور نہ کوئی اعمال سے واقف ہی اسمین بھی بڑی خرابی
ہی ای ملکہ یہ حال بیان کرنا بالکل مذہب سامری و جمشید و تصویر پرستی کے خلاف ہی کیا کرون جب
تمنے دریافت کیا تو مجھے بتانا ہوا کہ مجکو بیان کرنا پڑا اب مین کچھ حال اور نہین بیان کر سکتا ہون
نہ اسکے سوا کوئی دریافت کرنا کیونکہ پردہ خداوند کا غضب نازل ہوگا کیونکہ خداوند اس مذہب کی
عزت فرماینگے مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا یہ تقریر کرکے وہ پتلا خاموش ہوا آشوب نے وہ تھال حلوے کا جو کہ خادم
نے تیار کیا تھا اُسکے آگے رکھدیا اور ایک شراب کی بوتل بہت اچھی اُس پتلے نے وہ حلوا کھا لیا اور

شراب اٹھا کر پی گیا پس شراب کا پینا تھا کہ اُس شیشے نے چیخ ماری اور اُسمین آگ لگ گئی وہ جلنے لگا اور
جلکر خاک ہو گیا آشوب یہ کہتی ہوئی اُس مقام سے اٹھی کہا کہ افسوس ہے اس پر بڑا غضب نازل ہوا جو
وہ کہتا تھا کہ میں نے اصلی واقعہ بیان کیا تھا عذاب نازل ہوگا وہی ہوا مگر مشکل حال کھل گیا اور معلوم
ہو گیا ای دایہ اب بیکار ہے اس امر میں کوشش کرنا کیونکہ یہ امر تو اب بالکل ثابت ہو گیا کہ یہ سب دین
مٹا سینگے جو کوئی اس مذہب کو قبول کریگا وہ اچھا رہیگا اور جو خلاف کریگا اور مقابلہ کریگا وہ از حد خراب
اور تباہ و برباد ہوگا پس میں یہ کہتی ہوں کہ میں کیوں وہ کام کروں جو کہ خرابی کا سبب ہو مگر میں بدون اسکا
امتحان کیے ہوئے نہ اُسکا مذہب قبول کرونگی یہ کہکر آشوب نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ کل میں شہر
سے لشکر لیکر باہر جاؤنگی اور اُس سے مقابلہ کرونگی اگر میری فتح حاصل ہوئی تو خیر ورنہ بوقت شکست
میں طلب امان چاہونگی اور جاکر لقا بدار کی شرکت کرونگی اسمین دو امر ہیں اول تو میں یہ جواب لکھونگی
ہوں کہ میں لشکر لیکر آتی ہوں مقابلہ کرنیکو آمادہ بیکار ہے دوسرے جو کہ میرے عزیز و اقربا و اہل
شہر و اہل لشکر میں سب یہ خیال کرینگے کہ آشوب ڈر گئی یہ پہلے سے خدا پرست تھی مگر اپنے کو پوشیدہ
کرتی تھی جب موقع ملا تب اُسنے اپنے کو ظاہر کیا میں ایسا نہ کروں کہ مجھکو گرفتار کرکے سمندر شاہ کے
پاس روانہ کردیں تو بڑی خرابی ہو مقابلہ کرنے میں یہ امر ہے کہ جب خدا پرست کی فتح ہوگی تو میں یہ ظاہر
کرونگی کہ میں نے اس لقا بدار کی شرکت قبول کی دین اسلام اختیار کیا جو میری ہمراہی کریگا وہ
بہت اچھا رہیگا اور جو نہ کریگا وہ تباہ اور برباد ہوگا ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہے جسکے دل میں
آئے وہ قبول کرے میں کسی پر جبر نہیں کرتی ہوں نہ کسیکو اپنے سے جدا کرتی ہوں پس اسوقت جسکے جی
میں آئیگا وہ کریگا جو کہ میرے ہمراہ ہونگے وہ سب دین اسلام قبول کرینگے جنکو منظور نہ ہوگا وہ نکل جاینگے
اسمیں کوئی میرے اوپر الزام نہ ہوگا اور نہ کوئی مجھکو برا کہیگا نہ کوئی اعتراض کریگا جو کوئی کچھ کہیگا تو
اُسکا جواب میرے پاس ہی ہو کہ جو عاقل ہوگا وہ خود اعتراض نہ کریگا یہ جو آشوب نے دایہ سے کہا
دایہ نے عرض کیا کہ آپکی رائے بہت درست اور ٹھیک ہے اب میں رخصت ہوتی ہوں یہ کہکر اُسنے
اپنے اوپر سحر دم کیا اور اُڑکر طرف باغ کے چلی آشوب نے کہا کہ ای دایہ ذرا خیال رکھنا جو
وقت پڑے تو اسوقت میری شرکت کرنا اور اس امر کا بھی خیال رہے کہ اُس چھوکری کو
اس حال سے خبر نہ ہو کیونکہ اگر اُسکو معلوم ہو گیا تو وہ اسیوقت اپنی جان دیدے گی اور یہ خیال
کریگی کہ نہ معلوم اسکا کیا انجام ہوگا دایہ نے عرض کیا کہ کیا ضرورت ہے میں کیوں عرض کرنے لگی یہ کہکر
چلی گئی یہاں آشوب آکر اپنے آرام گاہ کے کمرے میں سو رہی اب اسکا حال پھر تحریر ہوگا دایہ
وہاں سے اُس باغ میں آئی یہاں ملکہ حیدر بدن دایہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی خواصوں
سے کہہ رہی تھی کہ دایہ نے بڑی دیر لگائی نہ معلوم امان جان نے کیوں طلب کیا تھا اور کیا ایسی ضرورت
شدید تھی اور کس کام کو بھیجا کہ اتنے عرصہ میں دایہ آکر پہونچی ملکہ اُسکو دیکھکر خوش ہو گئی اور کہنے لگی
کہ دایہ اماں تمکو بڑا عرصہ ہوا میں یہاں پریشان ہو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ایسی کیا ضرورت تھی
جو اماں جان نے تمکو طلب کیا تھا دایہ نے کہا کہ ایک ضرورت تھی اُسنے کہا کہ میری اچھی دایہ وہ
کیا ضرورت تھی امّی نے جو تمکو اتنے عرصہ تک نہ آنے دیا کیا کسی مقام پر روانہ کیا تھا اُسنے
کہا کہ ای بچی تیرے سننے کی وہ ضرورت نہیں ہے تم ابھی بچہ ہو پوچھکر کیا کروگی اور وہ امر دو چار دن کے
عرصے میں خود ظاہر ہو جائیگا دایہ نے اسطور سے کہا کہ ملکہ حیدر بدن خاموش ہو رہی مگر کلام

اسکی تھوڑے عرصہ تک ملکہ اور دایہ دونوں خاموش بیٹھی رہیں ملکہ عورت عاقلہ تھی جب دایہ نے
یہ کہا کہ تمہیں خود ظاہر ہو جائیگا تو ملکہ حیدر بدن سمجھ گئی کہ کوئی ایسی ہی راز کی بات ہے اسوجہ سے جلسہ
خاص میں دایہ نے نہیں کہی تخلیہ میں دایہ مجھسے بیان کریگی اسی سبب سے کچھ دایہ سے ملکہ نے
ضد نہیں کیا اور نہ ضد کی جب دایہ نے دیکھا کہ کوئی نہیں پہر رات کے قریب آگئی ہے سب سے کہا
کہ اے صاحبو اپنے اپنے مقام پر جاؤ اور اے لڑکی کہاں تک جاگیگی ایسا ہو کہ کچھ طبیعت
تیری ناساز ہو جائے کچھ نیند کا کسل ہو جائے یہ جو دایہ نے کہا ملکہ اٹھی اور اپنی خوابگاہ میں آئی سب
خواصیں اور ہمرازیں اپنے اپنے مقام پر آکر سو رہیں دایہ جو ہمیشہ ملکہ کے پاس سوتی تھی یہ بھی
ملکہ کی خوابگاہ میں آئی اب جو تخلیہ ہو گیا تو ملکہ نے کہا کہ اے دایہ میں تمہارے قربان گئی جو امر
کہ تمہی نے مجھسے چھپایا کہ کہا ہے اُس سے مجھکو آگاہ کرو اب فرمائیے کہ کیا ضرورت تھی جو تمکو اتنا عذر
لگا دایہ نے کہا کہ بچی تیری بڑی زبان ہو گئی ہے میں بات چھپانے والی نہ قربان ہوں تیرے اور پہلے
میں خود بیان کیے دیتی ہوں اب کبھی ایسی بات نہ کرنا ورنہ میں ناراض ہونگی تیری اماں سے کہہ دونگی
مجھکو اُنسے کہنے کی کیا ضرورت ہے میں خود تمکو سنا نہیں سکتی ہوں یہ کہکر کہا کہ اے بیٹیا وہ یہ امر تھا
کہ تجھکو مبارک ہو کہ نقابدار لشکر لیکر تیرے باپ کے ملک پر چڑھ آیا ہے اور نامہ بھی تحریر کیا تھا
اسمیں بہت کچھ تقریر تھی تیرے باپ نے جواب جنگ دیا تھا اُسی میں میری رائے لینے کو بلایا تھا
یہ کہکر جو کچھ تقریر ہوئی تھی سب بیان کی اور جو امر کہ پیش آیا تھا سب ظاہر کیا اور کہا کہ ملکہ کو بھی
ثابت ہو گیا کہ مذہب اسلام کا ڈنکا بجیگا اور یہ لوگ سب صاحب اقبال ہیں انکا کوئی مقابلہ
نہیں کر سکتا ہے جو شخص کہ اہل اسلام ہوگا وہ سب میں بہت بڑا ذی عزت ہوگا اور بہت بڑا مرتبہ ہوگا
جب یہ دریافت ہو گیا تو ملکہ نے یہ رائے کی جو کہ اُس مقام پر دایہ اور ملکہ میں ہوئی تھی جب
یہ سُن چکی تو دایہ سے حیدر بدن نے کہا کہ اے دایہ یہ تو بڑی خرابی کی بات ہوئی کہ مقابلے کی
نوبت آئی نہ معلوم اسکا انجام کیا ہوگا دایہ نے کہا کہ اے فرزند انجام اسکا یہ ہوگا کہ ملکہ کو شکست ہوگی
تم کچھ خوف نہ کرو اور آخر میں سب لوگ دین اسلام قبول کرینگے اور جو ملکہ کے ہمراہ ہونگے اور
شریک ہونگے اُن لوگوں کے بہت بڑے مرتبے ہونگے اور بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیے جائینگے
اے فرزند میں صاف کہتی ہوں کہ تیرا تو بہت بڑا مرتبہ ہوگا اور بڑی عزت ہوگی اور بہت چین و آرام
ملیگی یہ جو دایہ نے ملکہ حیدر بدن سے کہا یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور پلنگ پر جاکر سو رہی
ان سبکو اس فکر میں رکھا جاتا ہے ادھر جب رات تمام ہوئی اور سحر ہوئی نقابدار کل امور
ضروری سے فراغت کرکے بارگاہ میں تشریف لایا سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا
نقابدار نے کہا کہ ابھی تک عیار جواب نامہ لیکر نہیں آیا اسکا کیا سبب ہے معلوم نہیں کہ اُسپر
کیا گذری اور کس آفت میں مبتلا ہو گیا کیا اُسکو جواب نامہ نہیں ملا جو ابھی تک نہیں واپس آیا یہ
ذکر ہو ہی رہا تھا کہ وہ عیار حاضر دربار ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور جواب نامہ پیش کیا نقابدار نے
جواب نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے جواب نامہ پڑھکر سنایا جب نقابدار مضمون جواب سے آگاہ
ہوا اہل دربار سے فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ اپنے سحر پر بہت ناز کرتے ہیں میں ایک دم میں سبکا
خاتمہ کر دونگا انکا لشکر [illegible] کی مہلت نہ دونگا وہ کس امر پر [illegible] ہے آئے [illegible] آگیا [illegible] سکتی ہے یہ فرمانے کے حکم
دیا کہ [illegible] بارگاہ [illegible] شاید [illegible] ہمارے [illegible] ہم اسکا تماشا ملاحظہ

کسیکا یہ حکم سنتے ہی ملازمون نے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیئے راوی نے بیان کیا ہی کہ آشوب
تو حکم دیچکی تھی کہ کل لشکر تیار رہے ہم برائے مقابلہ نقابدار جائینگی لیس صبح ہی سحر ہوئی سب لشکر
تیار ہو گیا یہان آشوب محل مین اُٹھی لباس رزم پہنکر باہر آئی سب ارا کین سلطنت و سرداران
لشکر حاضر تھے سب کا مجرا ہوا اور تخت سحر پر سوار ہوئی اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم کیا اور سب
سردارون کو ہمراہ لیکر بیرون دربار آئی یہان بھی سب سردار موجود تھے اُنکا مجرا ہوا تخت اژدر
سحر پھر آراستہ کیا گیا سب سردار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئے سواری چلی عقب مین لشکر
روانہ ہوا سب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ ملکہ آشوب برائے مقابلہ نقابدار تشریف لیے جاتی ہین
تا در شہر پناہ سب رعایا نے آکے آشوب لشکر لیکر بیرون شہر آئی یہ لشکر ساحران یہ ایک قسم مین
ایک ماہ کی راہ طے کرتا تھوڑے عرصہ مین راہ طے کرکے مع لشکر و جملہ سردارون وغیرہ کے
اُس مقام پر پہونچی کہ جہان نقابدار تشریف فرما تھے کہ یکایک ایک ابر پیدا ہوا وہ قریب آکر صحرا
کے آیا اہل دربار نے نقابدار سے عرض کیا کہ ذرا حضور ملاحظہ فرماوین کہ کسقدر ابر غلیظ اُٹھا ہی اگر
یہ معلوم ہوتا کہ حریف برائے مقابلہ لشکر آراستہ لا رہی ہی تو ہم آپ سے گذارش کرتے کہ برائے شکار تشریف
لیجائیے مگر عالم مجبوری ہی نقابدار نے جواب مین فرمایا کہ مین خود جانتا کیونکہ بہت عرصہ سے واسطے شکار
کھیلنے کے نہین گیا ہون ضرور چلتا مگر کیا کرون مجبور اس وجہ سے ہون کہ حریف کی آمد ہی اور وہ ساحرہ
ہی اور مقابلہ پر آمادہ ہی اگر وہ ساحرہ نہوتی کوئی غیر ساحر ہوتا تو کوئی نقصان نہ تھا بلکہ یہ امر تھا کہ مین
یہ خیال کرتا کہ جب لشکر آکر اُترینگا تب مقابلہ ہوگا ایک دو دن مین شکار کھیلکر دل بہلا لیتا نقابدار
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ابر شق ہوا اُس سے شعلہ آتش کے نکلنے لگے اہل دربار لشکر سب اُسی ابر کی طرف
دیکھ رہے تھے یہ جو واقعہ سے دیکھا اُن لوگون نے نقابدار سے عرض کیا کہ کیا امر ہی نقابدار
نے کہا کہ لشکر ساحران آتا ہی یہ اُسی کی علامت ہی خوب ہوا کہ جو حکم سامان شکار درست ہونے کا
نہ دیا تھا اب جو دیکھا اُس ابر سے اژدر آتش فشان پیدا ہوئے اُنکی پشتون پر علم نصب تھے اُنکے
کالے کالے پھریرے اُسپر تعریف خداوند تصویر تحریر تھی وہ اژدر آکر بالائے ہوا سے زمین پر قائم ہو
اب اور سامان جلوس سواری ہوا پر سے اُترنے لگا یہان تک کہ دیکھا کہ ایک تخت چار اژدر و شیر
ہوا سے نیچے زمین پر اُتر رہا ہی اُسپر ایک ساحرہ تاج زرین سر پر رکھے ہوئے بیٹھی ہوئی ہی گرد صف بصف
ہی اُسکے برابر سرداران لشکر کوئی ہنس سحر پر سوار کوئی اژدر پر سوار کوئی مرکب سحر پر کوئی قاز پر کوئی
قرقرے پر کوئی باز پر کوئی بط پر کوئی طاؤس پر کوئی ماہی پر سوار تھے اسی طرح ہر سردار اپنی اپنی پسند
کی سواری پر سوار اور اُسکے عقب مین لشکر بیشمار وہی سواران سحر پر سوار باہم سحر آزمائی کرتے
ہوئے کوئی سنگ دل سنگ بازی کرتا چلا آتا ہی کوئی اپنی دریا دلی دکھا رہا ہی کسی کے سر پر ابر سیاہ
سایہ فگن ہی اور اُس ابر سے مروارید و مرجان برس رہے ہین کوئی ابر آتش بار بنائے چلا آتا ہی کسیکے سر پر
سایہ فگن باز ہی کوئی برقین چمکا رہا ہی کوئی اپنے روبرو سحر سے باغ تیار کیے ہوئے ہی اس طور سے لشکر ساحران
آکر ہوا تھا وہ عیار جو کہ نامہ لیکر گیا تھا وہ بھی نقابدار کے دربار مین اپنے مقام پر موجود تھا کہ اُسنے
اس لشکر کو دیکھکر عرض کیا کہ خداوند یہ جو تخت اژدر پر سوار ہی یہی آشوب جادو ہی اور یہی سب سردار
اُسکے ہین جو کہ دربار مین حاضر تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ آشوب اپنے ہمراہ تین لاکھ ساحر لیکے
برائے مقابلہ نقابدار آئی ہی اُسکے پاس کل تین لاکھ سپاہ تھی یہ کچھ تھی شہر مین چھوڑ آئی تھی سب

اپنے ہمراہ لائی تھی پس وہ لشکر اُترا اُسکے عقب میں ہزارہا اژدر ویں بیابان بارگاہ وغیرہ آراستہ تھا
اور بار تھا اُسکے ہمراہ بھی چند ساحر تھے اور یہ وہ اژدر بھی آکر اسی میدان میں اُترے پس اُس ساحرہ
نے جو اُسکے ہمراہ تھی اور چند ساحر بھی تھے وہ آکے افسر تھے اُسکے آتے ہی اب جو سحر کیا ایک مرتبہ وہ
بارگاہیں خود بخود برپا ہوگئیں ملکہ آشوب تخت پر سے داخل بارگاہ ہوئی اور سب سردار بھی اپنے
اپنے خیموں میں جانے لگے لشکر اُترنے لگا اُنہوں نے اپنے لیے خیمے سحر سے تیار کیے اُسمیں جا کر بیٹھے یہ
حال دیکھ کر نقابدار نے حکم دیا کہ منادی لشکر میں ندا دی کہ اب کوئی لشکر سے باہر نہ نکلے کیونکہ لشکر
کفار آگیا ہے اور وہ لوگ ساحر ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی گرفتار سحر ہو جاوے تو بڑی خرابی پیش آویگی پس جب تک
اُنکے مقابلے کا طرز نہ معلوم ہو جاوے اُسوقت تک کوئی لشکر سے نہ نکلے یہ لوگ بہت بڑے ساحر ہیں اور
ہم لوگ غیر ساحر ہیں یہ جو حکم نقابدار نے دیا اُسیوقت منادی نے ندا دی کہ یہ حکم نقابدار عالی مقدار کا ہے یہ
یہ حکم لشکر میں منتشر ہوا سب کو معلوم ہوا کہ یہ حکم نقابدار ہے اُسیوقت سے لشکر میں بندوبست ہونے لگا
جو لوگ بیرون لشکر گئے ہوئے تھے سب داخل لشکر ہوئے اُسیوقت سے پھر کوئی باہر نہ نکلا بیابان و لشکر
ساحران اُترا بازاریں برپا ہوئیں ساحر لوگ ادھر اُدھر بازار میں پھرنے لگے سودا سلف خریدنے لگے
بہت عمدہ طور سے بازار آراستہ تھا کہ لائق دید تھا ہر ساحر اپنے سحر کو آزما رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ
جس وقت نقابدار سے مقابلہ ہوگا اُسکو ہم اپنے سحر سے زیر کرکے گرفتار کر لینگے اور اُسکے لشکر کو تباہ
اور برباد کر دینگے غرض کہ وہ دن اسی بندوبست اور تدبیر میں گذرا نقابدار کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ساحر
بہت زبردست ہیں تو فکر پیدا ہوئی کہ کیا تدارک کیا جاوے یہ تو فکر میں دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں اودھر
ملکہ چندر بدن جو خواب سے بیدار ہوئی بعد فراغت ضروریہ کے دایہ سے کہنے لگی کہ کیوں دایہ یقین ہے
کہ امی جان لشکر لیکر برائے مقابلہ نقابدار گئی ہونگی دایہ نے کہا کہ ہاں ضرور گئی ہونگی ملکہ نے کہا کہ دایہ
کوئی تدبیر ایسی ہو کہ میں بھی یہ مقابلہ دیکھوں کیونکہ یہ مقابلہ لائق دید ہے میں نے اکثر لوگوں کی زبانی
سنا ہے کہ ساحر سے غیر ساحر مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں میں اسکے خلاف پاتی ہوں کہ جو لوگ خدا پرست
ہیں وہ غیر ساحر ہیں اور والدہ کے ہمراہ جتنے ہیں وہ بہت زبردست ساحر ہیں پھر یہ لوگ کیونکر
مقابلہ کر سکینگے میں نے اکثر کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ انھوں نے بہت سے ساحروں کے ملک فتح
اور برباد کیے ہیں کیا یہ امر غلط ہے کیا کوئی نسبت ربط لیکر انکی جنگ و جدل کا ہے دایہ نے کہا
کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے اگر میں تجھکو لیجاؤں تو بڑی خرابی ہے کیونکہ تیری ماں نے منع کیا تھا کہ لڑکی
سے نہ کہنا ورنہ وہ بہت پریشان ہوگی میں نے اسکے کہنے کا خلاف کیا پس جب تم اُس مقام پر
جاؤگی اور وہ دیکھینگی تو بہت ناراض اور ناخوش ہونگی اور کہینگی کہ نافرمانی کی دوسرے یہ امر
ہے کہ تو نے آج تک لڑائی دیکھی نہیں ہے اور بیٹھ تیرا کوئی ہمراہ [illegible] وہاں خون کے دریا بہتے ہیں
ایسا نہ ہو کہ خون دیکھکر تجھکو غش آجاوے تو خرابی ہوگی یا کچھ دشمنوں کی طبیعت ناساز ہو جاوے
ملکہ چندر بدن نے کہا کہ اری میری اچھی دایہ تجھکو میرے سر کی قسم ہے تو انکار نہ کر میں یہ مقابلہ ضرور
دیکھونگی اری دایہ تجھکو میری جان کی قسم مجھے ضرور لیچل اگر انکار کریگی تو میں [illegible] یہ جو ملکہ چندر بدن
نے دایہ سے کہا دایہ اسکو بہت چاہتی تھی اور اسکی محبت میں نقابدار کو اُٹھا لیگئی تھی اسکا یہ خیال
ہے کہ لڑکی کا دل کسی طرح سے نہ میلا ہو الغرض ایسے کہ دایہ تو [illegible] اور کہا
تو چپکی رہ [illegible] لادونگی [illegible] دیں اور یہ کہا [illegible]

انکار کرے تو دایہ نے کہا کہ چھوکری تیری زبان بہت تیز اور طرار ہوتی جاتی ہے تو بہت اب چل نکلی ہے اور بہت
شوخ ہوگئی ہے کیا اچھی بات تجھے کہتی ہے جو تیرا برا چاہتے ہیں انکو یہ دعا دوں تیرے دشمن نہ ہوں جو تیری ہوا کو
میری روح تیرے سامنے نکلے اب تو بہت ضد کرنے لگی ہے میں نے لاکھ مرتبہ تجھے کہا کہ ایسی بات
بار بار زبان پر نہ لایا کر اگر تو پھر بار ضرور وہی بات کریگی کہ جس سے مجھکو غصہ آہی جاتا ہے ملکہ چندر بدن نے
کہا کہ اے دایہ تم چاہے خفا ہو جاؤ چاہے ناراض ہو جاؤ ہے بارے مگر مجھکو اس جنگ کا تماشا دکھلاؤ جب دایہ نے
یہ دیکھا کہ یہ لڑکی کسی طرح سے نہ مانیگی اور بہت عاجز کریگی اسوقت یہ دل میں خیال کرکے ملکہ چندر بدن سے
کہا کہ ظاہر میں تو لیکے چلنا تیرا اچھا نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی ہوں کہ تجھکو پوشیدہ لیے جاتی ہوں اور ایک مقام پر تجھ
سے الگ مخفی تجھکو بٹھا رکھونگی اور خود بھی پوشیدہ رہونگی مگر اپنے ہمراہ کسیکو نہ لے چلنا صرف میں اور تم
ہونگی اور ایسے مقام پر بیٹھنے کیلیے جگہ تجویز کرونگی کہ دونوں لشکر تیرے پیش نظر رہینگے راوی نے بیان کیا
کہ یہ جو دایہ نے ملکہ سے کہا ملکہ بہت خوش ہوگئی دایہ کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ اے دایہ تم بہت اچھی
آدمی ہو میں تمکو اپنی امی جان سے زیادہ جانتی ہوں اور آپسے زیادہ محبت رکھتی ہوں دایہ نے ملکہ سے
کہا کہ تم محبت کرنے والی زندہ اور سلامت رہو کہ جسکے سبب سے مجکو ہر قسم کی راحت ہے جب یہ باتیں
ہوچکیں اور قرار پاچکا ملکہ نے اٹھکر موتیوں کا [illegible] ادھر دایہ نے بھی کل کاموں سے فرصت
کرلی کہ چندر بدن نے کہا کہ دایہ چلو دایہ نے کہا کہ اچھا پس اسوقت دایہ نے تخت سحر تیار کیا اور وہ سحر کیا کہ
جسکے سبب سے کوئی دایہ کو نہ دیکھے نہ چندر بدن کو سحر غائب کرکے تخت سحر کو اڑا کر اس میدان میں لی
وہاں ایک مختصر سا پہاڑ تھا اس پہاڑ پر سے دونوں لشکر پیش نگاہ تھے اور جو معرکہ پیش نگاہ آنے والا تھا
وہ روبرو ہوگا یہ اس پہاڑ پر آئی اسنے [illegible] کیا مگر ایسی طور سے کہ کوئی نہ دیکھ سکے اس میں دایہ اور ملکہ جاکر
بیٹھی یہ وہ وقت ہے کہ آشوب آچکی ہے اور لشکر آچکا ہے نقابدار اپنی بارگاہ میں [illegible]
ہوئے ہیں کہ یہ آکر ہوئی تھی اپنے جو نقابدار کو دیکھا یہ تو اسکی [illegible] دیکھتے ہی غش کھا کر گری دایہ نے گلاب وغیرہ چھڑکا
اسکو ہوش آیا اسنے دایہ سے کہا کہ اے دایہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ لوگ غالب آئیں دایہ نے کہا کہ میرے تدبیر
کرنے سے کیا ہوگا وہ خود ہی غالب آئینگے ملکہ نے کہا کہ مجکو ایک امر کا خیال ہے کہ کہیں ایسا نہو کہ امی جان تو
پر فساد ہیں ایسا کریں کہ جب یہ لوگ غافل ہوں اور امی جان سحر کرکے انکو عاجز و پریشان کریں اسوقت یہ لوگ تباہ ہوجائیں
خرابی ہو دایہ نے کہا کہ اے فرزند اسکی میں تدبیر کیے دیتی ہوں یہ کہکر دایہ نے کہا کہ بیٹیا تم اسی مقام پر ٹھہری رہو پس دایہ
سبکی نظروں سے پوشیدہ ہوکر لشکر نقابدار میں آئی اور تھوڑا سا پانی اپنے ہمراہ لائی تھی اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا
اور اس پانی کا حصار گرد لشکر نقابدار کیا اور ایک اسم پڑھکر گرد نقابدار کی بارگاہ کے دم کردیا کہ ایک دیوار آہنی
تیار ہوگئی یہ سحر اسنے اسلیے کیا تھا کہ رات بھر پہرا ہو اور یہ کیا تھا کہ جو کوئی لشکر نقابدار کا نکلے تو نکل جائے اور پھر چلا
آئے اگر لشکر حریف کا کوئی آ نکلے اور سحر نہ اثر کرے کیسا ہی ساحر زبردست ہو یہ دایہ بھی زبردست ساحرہ ہے سوائے [illegible]
کے کوئی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے اسی سبب سے آشوب اسکی خاطر کرتی ہے کہ ایسا نہو کہ یہ بگڑ جائے تو خرابی ہو پس
دایہ یہ تدبیر کرکے اپنے مقام پر آئی اور ملکہ سے کہا کہ بیٹیا میں تدبیر کر آئی ہوں اب کوئی آسیب نہ پہونچیگا اگر کوئی لاکھ
تدبیر کریگا ہاں اگر تیری اماں کوشش کرے تو کچھ سد ولیت ہوسکتا ہے مگر اسکی کوشش بھی [illegible] ہوگی اسوقت جو دایہ
نے کہا ملکہ خوش ہوگئی دایہ نے جو اسقدر کوشش کی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ خفیہ طور سے مطیع اسلام تھی اور اسنے اپنے کمال کا
سحر کیا تھا جو کہ برسوں کی محنت میں تیار ہوا تھا راوی نے بیان کیا ہے جبکہ رات ہوئی آشوب نے اپنے لشکر میں طبل جنگ
بجوایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ [illegible] سحر کو ہم مقابلہ کرینگے یہ حکم دیا تھا کہ لشکر آشوب میں طبل بجا یہ خبر لشکر نقابدار میں آئی

یہاں نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے کہ اپنے اہل دربار سے فرما رہے تھے کہ ساحرون سے مقابلہ ہے جب میدان جنگ مین
صف آرائی ہو اسوقت بدون اجازت کوئی کسیکے مقابلے کو نہ جاے کیونکہ تم لوگ غیر ساحر ہو اور وہ ساحر ہین اہل دربار
نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ہم سبکو قتل کرینگے کچھ مقام خوف نہین ہے ہم غازی ہین اور جہاد کو ہم فرض جانتے
ہین اور مرگ کو حیات اور حیات کو موت تصور کرتے ہین نقابدار نے فرمایا کہ یہ تو مجکو یقین ہے کہ آپ لوگ اگر دریا
آتش ہو تو اسمین بھی کود پڑینگے کچھ خوف جانکا نہ کرینگے یہ کیا امر ہے یہ تو ساحر ہین انھون نے عرض کیا کہ خداوند امر یہ ہے
کہ جب ہم حملہ کرینگے ایک مرتبہ انکا سحر اثر کریگا جب ہم جا پڑینگے تو انکے حواس جاتے رہینگے وہ بھی تلوار سے مقابلہ
کرنے لگین گے ساحر بکار خستہ جاتا رہیگا نقابدار نے فرمایا کہ یہ نہ خیال کرو انکے ایک سحر مین سب بیکار
ہو جاینگے انھون نے عرض کیا اگر قتل ہوے تو مرتبہ شہادت پایا کیونکہ کفار کے ہاتھ سے بے بس ہو کر قتل ہوے
نقابدار نے فرمایا کہ جزاک اللہ صرف نقابدار ان سبکے قصد کو دریافت فرماتے ہین اس سبب سے کہ دیکھین
یہ لوگ کس قسم کا دل رکھتے ہین اور یہ جنگ ساحران سے تو خوف نہین کرتے ہین انکے دلون کا حال معلوم ہو جاے
جبکہ یہ کلام اہل دربار سے سنا تو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ لوگ اپنی جانین نہ عزیز کرینگے اور کفار سے مقابلہ کرینگے پس یہ
اسوقت نقابدار نے خیال کیا کہ کوئی تدارک ایسا ہو کہ یہ ساحر زیر ہون اور ہماری فتح حاصل ہو یہ اس فکر مین بیٹھے
ہوے تھے کہ ناگاہ طبل جنگ کی صدا آئی دریافت ہوا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا نقابدار نے بھی طبل جنگ
بجنے کا حکم دیا یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صبح کو کفار سے مقابلہ ہوگا سامان
جنگ کرنے لگے نقابدار نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین آے آلات حرب و ضرب
درست کرنے لگے باہم اہل لشکر یہ تقریر کرنے لگے کہ عجب طرح کا سامنا ہے کیونکہ وہ لوگ ساحر ہین اور ہم غیر ساحر ہین
وہ بد معاش ایک دانہ ماش مین ہمارا کچھ ہوش نہ رہیگا ہم بیکار ہو جائین گے وہ قتل کرنے لگین گے ایک نے
کہا کہ پھر کیا ہوگا مرتبہ شہادت کا پاینگے حق نمک سے ادا ہونگے ہم بہادر ہین ہم کو اس امر سے کیا خوف
ہے جو ہمارے حق مین ہوگا یہان لشکر نقابدار مین تو اہل لشکر باہم یہ تقریر کر رہے ہین اور سامان جنگ
مین مصروف ہین ادھر لشکر حریف مین ساحر اپنا اپنا سحر جگا رہے ہین دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری ہو رہی
ہے طلایہ پھر رہا ہے صداے خبردار باش بلند ہے جب کوئی نصف شب آئی تو آشوب نے یہ خیال کیا کہ لشکر
نقابدار پر سحر کرنا چاہیے کہ یہ لوگ بیکار ہو جائین صبحکو ہم سب جا کر انکو قتل کرین بدون بکھیڑہ و غا کے
ایسے سحر ہونا محال ہے یہ خیال کر کے اپنے خیمہ مین آئی اور سامان سحر طلب کر کے سحر کیا کہ ایک ابر لشکر نقابدار پر
آکر قائم ہوا اور اس سے پانی برسنے لگا گرد لشکر نقابدار برستا تھا اندر لشکر کے ایک قطرہ نہ پڑتا تھا یہ سحر کر کے
باہر آئی اس خیال سے کہ لشکر مین تلاطم مچا ہوگا چلکر تماشا دیکھین جب اپنے لشکر سے باہر آئی دیکھا کہ گرد لشکر پانی برس رہا
ہے اندر اس لشکر کے ایک قطرہ نہین پڑتا ہے اسنے جو دیکھا پھر یہ اپنے لشکر مین آئی اس سحر کو اسنے واپس کیا اور
دریافت کیا کہ تیرا یہ کام کیا اسنے جواب دیا کہ اے مالکہ اس لشکر پر کوئی سحر نہ اثر کریگا وہ لوگ بڑے ساحر ہین کہ
انھون نے قبل سے تدارک کیا ہے آشوب نے جو یہ سحر سے سنا اسنے خیال کیا کہ یہ لوگ تو ساحر نہین ہین سحر کو توڑ جاتے
ہین اور برا کہتے ہین پھر اسکا کیا سبب کہ میرا سحر کام نہین کرتا اسنے غصہ مین آکر ایک اور سحر بہت زبردست کیا
اگر وہ یہ تدارک نہ کر جاتی تو اسنے جو قائم کیا تھا وہ سحر بھی اسکا واپس آیا اور وہی کلام کیا اسی تدبیر و تدارک
مین آخر رات تمام ہوئی ادھر سے نقابدار ادھر سے آشوب اپنے اپنے لشکر لیکر میدان جنگ مین آے صفین آراستہ
ہوئین نقابدار کی طرف سے سردار نکلے انھون نے جو درخت حائل ہوا انکو قطع کیا پست و
بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے نکل کر آبپاشی کر کے گرد و غبار کو بٹھایا لشکر آشوب سے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا

جو درخت حائل نظر پڑتے انکو قلم کیا پستا بلند زمین ہموار کی ایک نے سحر کر کے پانی برسایا گرد و غبار کو بٹھایا
دونوں طرف سے نقیب نکلے لقائیت کی دونوں لشکروں کی صفوں پر سناٹا ہو گیا سب کو جوش شجاعت آیا
بڑے عرصہ تک یہی عالم رہا اسکے بعد لشکر آشوب سے ایک ساحر نکلا اسنے مبارز طلب کیا لقا بدار کے
لشکر سے ایک سردار لقا بدار سے اجازت لیکر اسکے مقابلہ کو آیا پہلے ہم کلام ہوا اسکے بعد اسنے کہا کہ جو تیرا جی چاہے
وہ کر ساحر نے یہ سنکے کچھ پڑھنا شروع کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ دایہ نے رات ہی میں یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ساحر
وغیر ساحر سے مقابلہ ہوگا اسوقت بڑی خرابی ہوگی کیونکہ یہ لوگ تو بالکل سحر سے ناواقف ہیں یہ سحر کر کے انکو گرفتار کر لیجائینگے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تو اسی مقام سے ایسی تدبیر کرے کہ اثر تو یہ ظاہر ہو کہ اسنے قتل کیا اور قتل سحر سے ہو پس اسنے سحر
تیار کیا تھا اسی مقام پر سے بیٹھی بیٹھی سحر کر گئی ایک برق چمک کر گریگی اسکا خاتمہ ہو جائیگا پس جب اسنے دیکھا کہ
دونوں لشکر باہم ملے اور مقابلہ ہونے لگا ایک سردار لشکر لقا بدار سے نکلا ہے ساحر کے مقابلہ پر اور اس ساحر نے
قصد کیا ہے کہ سحر کر کے گرفتار کر لیجائے پس دایہ نے اس پہاڑ پر سے سحر کیا کہ برق چمک کر گری اس ساحر کے دو ٹکڑے
ہو گئے یہ جو حال آشوب نے دیکھا پریشان ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ برق سے یہ ساحر قتل ہوا اور خدا پرست زندہ رہا یہ
اسی فکر میں تھی کہ دوسرا ساحر اس سے اجازت لیکر میدان میں آیا اس نے اس خدا پرست سے مقابلہ ہوا جب
اسنے قصد کیا کہ سحر کروں اسی طور سے برق چمک کر گری اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے اسی طور سے کئی ساحر لشکر آشوب
کے مارے گئے اسوقت آشوب کو غصہ آیا چونکہ لشکر اس ساحرہ کا برابر آگیا تھا دو ہزار وہ صرف رات بھر کے لیے تھا
اسنے غصہ میں آکر اہل لشکر سے کہا کہ اب کوئی مقابلے کو نہ جائے میں خود جا کر مقابلہ کرتی ہوں کیونکہ اس سے کیا حصول کہ ہمارا
ہر ایک اہل لشکر کا خاتمہ ہو جائے میں لقا بدار کو طلب کر کے مقابلہ کیے لیتی ہوں یہ کہکر اور تخت سحر کو میدان سے
نکالا کہ میدان میں آئی وہ سردار اس مقام پر کھڑا ہوا حریف کا انتظار کر رہا تھا کہ یہ آگئی تو بھی اسنے کہا کہ اے خدا پرست
تو واپس جا اور اپنے افسر اور آقا لقا بدار کو میرے مقابلہ کے لیے بھیج دے کیونکہ میں بھی اپنے لشکر کی بادشاہ ہوں اور وہ
بھی اپنے لشکر کے افسر ہیں باہم مقابلہ ہو جائے جو ہونا ہو وہ ہو جائے جسکی فتح ہو یہ سنکے وہ سردار کہنے لگا کہ میں تیرے
مقابلے کو موجود ہوں اسنے جواب دیا کہ میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں تجھ سے مقابلہ کروں یہ کہکر صدا دی کہ اے لقا بدار
اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے تو اپنا لشکر لیکر چلی جاؤ ورنہ میرے مقابلہ کو آؤ یہ جو میدان میں لقا بدار کچھ کہیں آشوب کے جانا شرا لشکر
فوج نے کہا کہ جب تک ہم لوگ موجود ہیں حضور کیوں مقابلہ کو تشریف لیجائیں ہم جان نثار ہیں لقا بدار نے جواب میں فرمایا کہ وہ
مجھکو برائے مقابلہ طلب کر رہی ہے میں کیونکر مقابلہ کو نہ جاؤں اور تمکو اجازت میدان دوں اپنے طریقہ کے خلاف کروں اور
قاعدہ اسلام سے پھروں یہ کہکر فرمایا کہ اگر خداوند کریم چاہتا ہے تو میں اس سے مقابلہ کر کے زیر کرتا ہوں اسکا سحر مجھپر کچھ اثر
نہ کریگا اُن سب کو اس مقام پر روکا اور خود مرکب کو مہمیز کر کے اسکے مقابل آئے اور سردار کو بھی واپس کر دیا ناظرین پر واضح رہے
کہ ایک تعویذ دایہ نے دیا ہے کہ جسکا ذکر ہو چکا ہے اسکا اثر یہ ہے کہ جسکے پاس وہ تعویذ ہو اسپر سحر اثر نہیں کر سکتا ہے کیسا ہی زبردست
ساحر ہوگا اسکا سحر اثر نہ کریگا یہ تعویذ دایہ نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا کیونکہ اسپر بڑے کیا تھا اسنے وہ تعویذ انکو دیا
تھا انکے بازو پر بندھا تھا پس جب یہ اسکے سامنے آئے اور مقابل ہوئے اسنے بہ آہستہ کچھ کلام کیے اور نصیحت کی اور
کہا کہ کیوں اپنی جوانی کے پیچھے پڑے ہو میں ساحرہ ہوں ایک سحر میں تم بیکار ہو جاؤ گے دوسرے یہ امر ہے کہ مجکو تمہارے
اوپر رحم آتا ہے ہاں یہ بیان کرو کہ تم خدا پرست ہو تمکا یہ قول ہے کہ سحر کو برا اور کفر جانتے ہو اور ساحر کو بھی ویسا کہتے ہو اسپر یہ حال
ہے کہ ظاہر تو برا کہتے ہو اور باطن میں بہت بڑے ساحر ہو کیسے کیسے ساحر میرے لشکر کے تمہارے سردار لشکر کے
مقابل آئے مگر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ذرا دم لینے کی مہلت نہ ملی کہ برق چمکی اور گری وہ قتل ہوا اسکا کیا سبب ہے
اور یہ کیا بات ہے اور کونسا طریقہ جنگ کا ہے کہ ظاہر سحر سے نہیں مقابلہ کرتے ذرا ایک مقابلہ کرنے آتا ہے دوسرا اسکی

لمکسکتا ہی کہ وہ تو مقابلہ کرنے لگا اور یہ اُسکی طرف متوجہ ہوا اور حریف بھی دوسرے نے سحر کیا حریف تو غافل ہی اُسکی طرف
متوجہ ہی کہ اتنے عرصہ مین اُسکا وار چل گیا یہ تو اپنا وار اسپر کرتا رہا یہان تو خاتمہ ہوگیا یہ کوئی طریقہ جنگ ہی اب ظاہر ہوا کہ تم لوگ
مکر سے مقابلہ کرتے ہو یہ جو تقریر آشوب نے کی لقا بدار کو غصہ آیا اور جواب دیا کہ ای لکانہ یہ کیا بیہودہ تقریر ہی ہم لوگ سحر و
ساحری کو حرام جانتے ہین اور جاننے والے کو کافر سمجھتے ہم کیونکر فعل حرام کے مرتکب ہونگے اور مکر سے مقابلہ کرنے کو برا جانتے ہین
اور دغا سے لڑنے کو بالکل خلاف شجاعت و مردانگی تصور کرتے ہین جو کہ نامرد ہین وہ مکر اور دغا سے لڑتے ہین یہ ہمارے
طریقہ اور قاعدے کے خلاف ہی یہ بات کبھی نہ خیال کرنا ہم لوگ کبھی ایسا نہ کرینگے یہ ہمارے خدا کی قدرت ہی اور تم لوگوں پر
غضب خدا نازل ہوا ہی خدا کی طرف سے برق چمک کر گرتی ہی اور تمکو قتل کرتی ہی یہ جو لقا بدار نے فرمایا اُسنے جواب دیا کہ
اب مین دیکھتی ہون کہ اُنکا خدا آپ کو میرے ہاتھ سے کیونکر بچاتا ہی اور کیونکر آپ میرے سحر سے محفوظ رہتے ہین اور آپکا لشکر
اسی سبب سے مین خود آپکے مقابلہ کو آئی یہ خیال کیا کہ کیا ضرورت ہی کہ اہل لشکر دونون طرف کے قتل ہون خصوصاً میری
طرف کے بس مین خود جا کر لقا بدار کو طلب کرتی آپ آئے سو اس قصہ کو کہہ لون اب کیا ضرورت ہی کہ باہم تقریر ہو جو آپ
حربہ رکھتے ہون وہ کیجیے تاکہ آپ کے دل مین حسرت نہ رہے کہ مین نے مقابلہ کیا اور حربہ کرنے کی نوبت نہ آئی لقا بدار
نے کہا کہ تو اپنا سحر کر اور جو حربہ تیرا جی چاہے وہ کر جب مین تیرے حربہ سے بچ نکلا اور میرا خدا بچا لیگا تو مین تیرے اوپر وار کرونگا
یہ جو لقا بدار نے کہا اُسنے کہا کہ مین ابھی تیرے اوپر حربہ نہین کرتی ہون بلکہ تیرے کل لشکر پر حربہ کرتی ہون اور اُسکو
بیکار کیے دیتی ہون اس خیال سے کہ اگر تو میرے ہاتھ سے مین مارا جائے تو تیرے اہل لشکر میرے لشکر پر حملہ کرین اور نقصان
کرین بعد تیرے سب کا خاتمہ ہو جائے لقا بدار نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر مین موجود ہون یہ کہکر خود خاموش
ہو رہا کہ اُسنے یہ کلام سنکے ایک مرتبہ اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولا اور فولادی نکالا اور اسپر کچھ پڑھکر طرف لشکر لقا بدار
کے پھینکا وہ گولا بالائے آسمان جا کر شق ہوگیا اس سے دھوان نکلا دو ظلمت پیدا ہوا اور تمام لشکر کو گھیر لیا جسکی آنکھ مین وہ دھوان لگا
اسکو درد چشم عارض ہوا اور درد چشم سے زمین پر تڑپنے لگا انجام یہ ہوا کہ کل لشکر کو درد چشم ایک دم مین عارض ہوگیا ہر ایک
اپنے مقام پر تڑپنے لگا اور شدت درد سے چلانے لگا ایک شور اور غل لشکر مین ہوا یہ صدا جو کان مین لقا بدار کے آئی
انھون نے بانگ طرف لشکر کے دیکھا دیکھا تو لشکر سے صدا آرہی ہی انھون نے قصد کیا تھا کہ دریافت کرون کہ کیا واقع
ہی آشوب ہنسی اور کہا کہ دیکھا تمنے میرے سحر کو تمھارا لشکر بیکار ہوگیا درد چشم سب کو عارض ہوا ہر ایک بینا ہوگیا یونہی تڑپ
تڑپ کر مر جائینگے اسکا کچھ علاج نہین ہی اسی عالم مین مبتلا رہینگے لقا بدار نے کہا کہ تو بڑی لیکا ہی کہ میرے لشکر کو تونے پریشان کیا
اب مجھکو فرض ہوا کہ مین تجھکو قتل کرون تاکہ میرا لشکر اس بلا سے نجات پاکے یہ سنکے وہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہا کہ یہ خیال مین
خبردار ہو جاؤ اب مین تمپر حملہ کرتی ہون ناظرین پر واضح رہے کہ آشوب نے اس سحر مین لقا بدار پر بھی سحر کیا تھا مگر اس سبب سے
اُس پر اثر نہ کیا کہ تعویذ تھا جو کہ رد سحر تھا اور اہل لشکر کے پاس کوئی دافع سحر کا تعویذ نہ تھا کہ وہ اُسکی وجہ سے بچتے وہ لوگ
مبتلائے بلا ہوگئے درد چشم عارض ہوا آشوب چشم مین مبتلا ہوگئے جو کہ اُسکا سحر تھا کہ جہان اُسنے سحر کیا آشوب
چشم ہوا اسی سبب سے آشوب اُسکا نام پڑ گیا جسپر وہ سحر کرتی ہی وہ اسی بلا مین مبتلا ہوتا ہی اور تڑپ تڑپ کر مر جاتا
ہی یہ اُسکا سحر کمال کا ہی اسپر سارا اُسکا بھروسا ہی اور دار و مدار رہتا ہی سحر اُسنے کیا مگر جب لقا بدار پر اس سحر نے اثر نہ کیا تو
پریشان ہوئی اور یہ خیال کیا کہ ہوا کیا سبب ہی کہ لشکر پر تو میرے سحر نے اثر کیا مگر اس جوان لقا بدار پر اثر نہین کیا پہلے تو یہ خیال کیا
تھا کہ اسی سحر مین یہ بھی مبتلا ہو جائیگا مگر کچھ نہوا اب اسنے تیر دار کر کے سحر کیا ایک اژدرہان بنکر طرف لقا بدار کے چلی لقا بدار اُسی
طور سے اپنے مرکب پر سوار کھڑے رہے اُسنے آکر قریب دم کھینچا شعلے مونہہ سے نکلے قریب لقا بدار آکر فرو ہوگئے اُسنے لاکھ
لاکھ کوشش کی کہ مین لقا بدار پر غالب آؤن لاکھ لاکھ دم کھینچے مگر ہر ایک شعلہ قریب لقا بدار آکر فرو ہوا اور لقا بدار کو بالکل
حرکت تک نہوئی یہ عاجز ہوکر پھر اپنی اصلی صورت پر آئی اور تخت پر بیٹھکر سحر کیا کہ ہزاروں برقین چمکیں کہ لقا بدار پر گرین اور

قریب نقابدار پہونچکر شکست و نابود ہو لیکن تب اپنے دل مین خیال کیا یہ کیا ماجرا ہے کہ اسپر کوئی میرا سحر اثر نہین
کرتا ہے پھر جھنجھلا کر تھوڑے ماش لیکر اسپر کچھ پڑھکر اور دم کرکے نقابدار پر پھینکا پر نقابدار کے اوپر سے وہ بھی
نچھاور ہوکے زمین پر گر پڑے کچھ بھی اثر نہوا پھر ایک نارنج اپنی جھولی سے نکالا اور کچھ اسپر دم کیا اور طرف
نقابدار کے پھینکا وہ بھی قریب نقابدار کے آکر شق ہوکر گر پڑا اُسکا بھی اثر نہوا اب یہ سحر کرکے عاجز
ہوگئی اب اسکے پاس کوئی سحر نرہا کہ جسکو کرتی نہایت شرمندہ اور پریشان ہوئی چونکہ ایک سحر اسکے پاس اور بھی تھا
مگر اُسوقت اُسکو یاد نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد یاد آیا بس ایک مٹھی سحر لیکر اور ایک مرکب سحر بناکر نقابدار کے قریب
آپہونچی اور مقابلہ کرنے پر نقابدار سے آمادہ ہوئی بس نقابدار نے اُسکے حملہ کو رد کرکے اُسکے قبضہ
پر ہاتھ ڈال دیا اور پنجہ چھین کر اور اُسکا لشکر توڑ کر مرکب سحر پر سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے گرد
سر چرخ دیا اور زمین پر دے مارا اُسوقت واہ واہ اور سبحان اللہ کی چارون طرف سے صدا آنے لگی
اور پھر عیار کی طرف نقابدار نے دیکھا وہ بھی رزمگہ مین از حد پنہان تھا وہ کیونکر آتا یہ جو حال نقابدار
نے دیکھا خود مرکب پر سے کودا اور اُسکے قریب آکر پھر اُسکو زمین پر سے اُٹھا لیا کیونکہ جب زمین پر
مارا تھا تو یہ خیال کیا تھا کہ عیار با زخم لگا وہان عیار خود بھی اس بلا مین مبتلا تھا وہ کیونکر باندھ لیتا
اتنے عرصہ مین آشوب آنکھ کھڑی ہوئی کہ نقابدار نے مرکب پر سے کودکر اور اُسکو زیر کرکے
کہا کہ تو شناخت مین پروردگار عالم کے کیا سستی ہے اب بھی اگر تو میرا دین قبول کریگی تو بہت
اچھی طرح سے رہیگی اور تیری جان بھی بچیگی ورنہ ایک مرتبہ تجکو اس زور سے مارونگا کہ تو نقش
زمین ہو جائیگی تیرا نشان تک نہ باقی رہیگا اور استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے اُدھر اُسکے اہل
لشکر نے جو یہ حال دیکھا پہلے تو باہم یہ تقریر کر رہے تھے کہ ملکہ نے تمام لشکر نقابدار سکار کردیا ہے
یہ لوگ اسی طور سے تڑپ تڑپ کر مرجائینگے اور اس جوان کو بھی مار لینگی ہمکو زحمت کرنا نپڑیگی
وہ جو دو چار سردار قتل ہوئے انھون نے جلدی کی ورنہ وہ بھی قتل نہوتے پہلے ہی ملکہ آشوب
جاکر خاتمہ کردیتین بھلا ہماری ملکہ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہی تقریر سب آپس مین کر رہے تھے اُدھر
جو سحر ملکہ آشوب نے نقابدار پر کیے تھے سب رد ہوئے اور کسی نے کچھ اثر نکیا اور نقابدار
نے آشوب کو اُٹھا لیا تھا پھر تو یہ حال دیکھکر اہل لشکر نے اور سب سرداروں نے سحر کیا
کسی نے نارنج مارا کسی نے ناریل کسی نے گولا فولادی کسی نے بیضین گرائین کسی نے ایسا
سحر کیا کہ زمین برابر شق ہوگئی کسی نے یہ سحر کیا تھا کہ جہان پر نقابدار ہے اُس مقام پر کی زمین شق
ہو اور نقابدار زمین مین سما جاوے اُس سحر نے کچھ اثر نہ کیا کسی نے یہ سحر کیا تھا کہ ملکہ نقابدار
کے ہاتھ سے چھوٹ جاوے کسی نے سنگ برسائے کسی نے آگ برسائی مگر کسی کے سحر نے نقابدار
پر اثر نکیا تمام لشکر سحر کرتے کرتے عاجز ہوگیا اُدھر نقابدار نے جو آشوب سے کہا کہ اگر تجکو اپنی
جان سلامت رکھنا منظور ہے تو اسیوقت کلمہ پڑھ اور دین اسلام قبول کر ورنہ تجکو قتل کرتا ہون
آشوب نے اُس حالت مین بھی کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے کچھ اثر نکیا اب آشوب کو یقین کامل ہوگیا
ضرور اسکا مذہب برحق ہے کہا کہ اے نقابدار مین نے آپکی اطاعت قبول کی اور آج سے آپکے
دین کا طریقہ اختیار کیا اب جو حکم آپکا ہوگا اُسکو بجا لاؤنگی یہ نہ خیال فرمائیگا کہ مین مکر و فریب سے آپ کی
اطاعت کرتی ہون بلکہ تہ دل سے ہے یہ سنکے نقابدار نے اُسکو زمین پر رکھدیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور دوڑکر
نقابدار کے قدمون پر گر پڑی اور دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ میرا قصور معاف فرمائیے نقابدار نے

فرمایا کہ پہلے میرے لشکر کو اس بلا سے نجات دے اُسنے عرض کیا کہ ابھی کل لشکر کو نجات دیے
دیتی ہوں یہ کہکر ایک سلائی اُسنے اپنی جھولی سے نکالی اور اُسپر کچھ پڑھا اور لوبان وغیرہ کی دھونی دی اور
عرض کیا کہ ابھی یہ سب اچھے ہوئے جاتے ہیں یہ کہکر ایک شخص کے پاس آئی اور اُسکی آنکھ میں وہ
سلائی پھیری یہ حال ہوا کہ اُسنے ایک چیخ ماری کہ تمام جسم اُسکا لرز گیا اور چند قطرے آب گندیدہ کے
اُسکی آنکھ سے گرے اب نہ وہ درد تھا نہ وہ سرخی تھی نہ وہ تڑپ تھی نہ وہ ظلمت تھی آنکھ مثل تارے
کے روشن اور صاف ہو گئی پس ملکہ آشوب نے ایک سلائی اُسی آدمی کو دی کہ تو اس سلائی کو سب کی
آنکھوں میں پھیر دے سب کی آنکھیں اسی طرح سے صاف اور روشن ہو جائینگی وہ شخص اُس سلائی
کو لیکر لشکر میں آیا اور سب کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے میں مشغول ہوا اب ملکہ آشوب لقا بدار کی
خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ جو حکم آپکا ہو بجا لاؤں لقا بدار نے فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اُسنے
دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کی بجا آوری ارشاد سے ہرگز ہرگز انکار نہیں ہے جو آپ فرمائیں لقا بدار
نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ پڑھ اُسنے کہا کہ کلمہ پڑھنے سے ایک بات ہوگی کہ پھر میں سحر نہیں کر سکونگی اور حضور کو
اکثر مقام پر سحر و ساحری و ساحروں سے مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس اقلیم میں ملک ہیں انمیں بڑے بڑے
ساحر زبردست ہیں جب اُنکو آپ کے آنے کی خبر ہوگی کہ لقا بدار اس طرف آتے ہیں تو وہ ضرور
ہمارے مقابلہ آپ سے آئینگے اور وہ سحر سے مقابلہ کرینگے اُسوقت آپ کو ضرورت ہوگی تو بڑی مشکل
ہوگی ہاں جب ان سب ملکوں پر آپکا قبضہ ہو جاوے اور آپ کے زیر حکومت ہو جائیں اور دین اسلام
کا ڈنکا بجے اُسوقت میں ترک سحر کرونگی اور جو آپ کا حکم ہوگا بجا لاؤنگی ابھی کلمہ پڑھنے سے مجکو معاف
فرمائیے یہ جو لقا بدار نے سنا تو فرمایا کہ اچھا اب تو مطیع اسلام ہو اور جو چیزیں دین اسلام میں حرام ہیں اور مذہبوں
میں حلال ہیں اُنکو ترک کر اور جو جو چیزیں دین اسلام میں حلال ہیں اُنکو عمل میں لاؤ اور بتکدوں میں جانا ترک
کرو بلکہ منہدم کرا کے مساجد کی بنا ڈالو دین اسلام کا ڈنکا بجے تمام اہل شہر کو مسلمان کرو ملکہ آشوب نے
عرض کیا کہ یہ سب مجکو منظور ہے یہ حال جو آشوب کے لشکر نے دیکھا باہم کہنے لگے کہ ملکہ آشوب نے
اگر اسکی اطاعت قبول کی تو ہم لوگ بھی اطاعت ضرور کرینگے کیونکہ ہم سب بھی تو اپنا اپنا سحر
آزما چکے ہمارے سحر نے اس جوان پر کچھ بھی اثر نہ کیا نہیں معلوم کہ اسکے پاس کون چیز ہے کہ جسکی وجہ سے
ہمارے سحر سب بیکار ہو گئے پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا صاحب اقبال ہے اس سے کوئی مقابلہ نہیں
کر سکتا ہے اگر کبھی مقابلہ کیا تو شرمندہ ہوگا پس جو ہماری ملکہ کی رائے ہو وہی ہم سبکی رائے ہے اور ملکہ کے
حکم میں بہتری سمجھی ہوگی اہل لشکر تو باہم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ادھر ملکہ نے اُس مقام پر کہ جہاں پر اُسنے
مقابلہ کیا تھا آئی اُدھر لقا بدار ملکہ کو رخصت کر کے اپنے لشکر میں آیا یہاں اُس شخص نے سب کی
آنکھوں میں سلائی پھیر کر سب کو اچھا کرنا شروع کیا سرداروں کی جو آنکھیں کھلیں تو اُنکی تکلیف
کم ہوئی اہل لشکر نے لقا بدار کو دیکھا کہ اپنے مقام پر تشریف رکھتے ہیں پہلے آداب و تسلیمات بجا لائے
بعد اسکے عرض کیا کہ خداوند کیا واقعہ گذرا ہم سب تو آشوب چشم میں ایسے مبتلا ہو گئے تھے اور اس غضب کا
درد تھا اور شدت تھی کہ ہم سے صبر نہ ہو سکتا تھا مارے درد کے ہر شخص چیختا تھا اور چلاتا تھا اور تڑپتے تھے جو جو دم
ہوتا جاتا تھا اسی قدر درد کی تکلیف زیادہ ہوتی جاتی تھی کچھ نہ دکھائی دیتا تھا بالکل نابینا ہو گئے تھے اب
یہ فرمائیے کہ انجام مقابلے کا کیا ہوا کیونکہ ہمارے روبرو تو یہ ہوا تھا کہ آپ سے اور اُسکے یہ تقریر ہو رہی
تھی اُسنے اُسی حالت تقریر میں کچھ سحر کیا تھا کہ دھواں سا پیدا ہوا تھا وہ جو ہماری آنکھوں میں لگا یہ حالت

ہو گئی پھر ہمکو خبر نہوئی کہ کیا واقعہ گذرا گو ہمکو آپ کے آنے کے مقابلہ کا بہت اشتیاق تھا مگر کیا کرتے
تقابدار نے کل حال گذشتہ اوسیان کیا اور یہ فرمایا کہ بفضل خدا وہ مطیع اسلام ہوئی ہے اب اسنے
لشکر کو گئی ہے اور یہ کہ گئی ہے کہ لشکر مین ہم سمجھا سب کو مسلمان کرونگی یہ سنکے تقابدار سے سب سرفراز
بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ مبارک ہو آپکو اس جنگ کا فتح ہونا عنبر دل کہ تقابدار
نے بہت بڑا جلسہ کیا اور لوگون کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا اکثر لوگ کہتے تھے کہ کسیکو اس جنگ
کے فتح ہونیکا یقین نہ تھا تقابدار نے فرمایا جبکہ فضل خدا شامل تھا تو کیا ضرورت تھی کہ نہین
نہ ہوتا وہ ہر جگہ اور ہر امر مین اپنے بندہ کی آبرو رکھتا ہے جو کام اسکی ذات پر بھروسہ کرکے
کیا جائیگا انشاءاللہ وہ اپنے بندے کی کمک کریگا وہ بڑا رحیم و کریم اور عادل ہے ہر مقام پر عزت
رکھ لیتا ہے یہ بہ مین تو اسکی ذات پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا تھا وہ کیونکر میری کمک کرتا اسنے یون اس
بلاکو رد کیا اور اس طور سے یہ جنگ ختم ہوئی یہ فقط اسکی کرنی تھی یہ کلام تقابدار سے سنکے سب دم
خاموش ہو رہے خداوند کریم کی حمد و ثنا کرنے لگے یہان تو تقابدار اپنے لشکر کو لیے ہوئے میدان
جنگ مین تشریف فرما ہین آدھر آشوب نے اپنے لشکر مین آکر اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ ای اہل لشکر
وای سرداران لشکر آگاہ باشید و بدانید کہ مین نے دین اسلام برضا و رغبت اپنی قبول کیا اور
اس جوان تقابدار عالی مرتبت کی اطاعت کی اور کنیزی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا منظور ہو وہ ہم
لشکر مین رہے اور جسکو ساتھ دینا منظور نہو وہ اسیوقت اپنا بوریا بندھنا اٹھا کر لشکر سے نکل جاے
اور پھر کبھی اس دولت و اقبال کے پاس نہ آوے یہ مین تمھین خوشی کہتی ہون کسی پر جبر نہین کرتی ہون کہ
شاید کوئی یہ سمجھے کہ جبر سے یہ دین اسلام قبول کراتی ہین یہ خیال کوئی نہ کرے یہ جو کلمات سب اہل لشکر نے
آشوب کی زبان مبارک سے سنے کل اہل لشکر ازادنی تا اعلی نے ایک زبان ہوکر جواب دیا کہ اگر
آپنے اطاعت بدل منظور اور قبول کی ہے تو ہم نے بھی اطاعت قبول کی ہم لوگ آپکے نمک خوار قدیم ہین بلکہ
ہمارے آبا و اجداد بھی ہم سب کو آپکی جدائی منظور نہین ہے اگر آپنے کوئی امر قوی ایسا دیکھا اور آپ پر
ظاہر ہوا کہ جسکی وجہ سے آپ نے مذہب قدیم اپنا جو کہ مدتہاے مدید سے چلا آتا تھا اسکو آپنے ترک
کیا اور اطاعت کی پھر ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم سب آپکی پیروی نہ کرین اور اپنے مذہب قدیم پر قایم رہین
پس ہم سب نے بھی اطاعت قبول کی اب یہ فرمائیے کہ تقابدار نے آپکو کیا تعلیم کیا کہ آپکے سبب سے
کفر جاتا رہا آشوب نے کہا کہ ابھی مین مطیع اسلام ہوئی ہون اور جو خواہشیا مذہب اسلام مین حرام
ہین ان سبکو مین نے ترک کیا تصویر پرستی و سامری و جمشید پر لعنت کی ابھی کلمہ اس سبب سے
نہین پڑھا کہ پھر فراموش ہو جائیگا اور ابھی ساحرون سے مقابلہ کرنا ہے یہ جو مین نے عذر کیا بسر و
انھون نے یہی مرے کہنے کو منظور فرمایا مین آنسے رخصت ہو کر اسلیے آئی ہون کہ تم سب کو مسلمان
کرون اور اہل شہر کو پس جسکو دین اسلام کی اطاعت کرنا منظور ہو وہ ادیان باطلہ جو پرانے دو
خداوندی دنیا پر لعنت کرے اور اس تقابدار کی غلامی و کنیزی قبول کرے اور جب سب ملک فتح
ہو جائینگے اسوقت ہم لوگ کلمہ پڑھینگے یہ جو آشوب نے کہا سب اہل لشکر نے آسکے کہنے کو قبول
کیا جو طریقہ تقابدار نے آشوب کو تعلیم کیا تھا وہ اسنے ان سب کو تعلیم کیا پس آشوب چند سردارونکو
لیکر خدمت مین تقابدار کے آئی یہان تقابدار اپنے لشکر مین سردارون سے باتین کر رہے تھے
کہ آشوب آکر پہنچی اور عرض کیا کہ سب میرے اہل لشکر نے حضور کی اطاعت کی اور دین اسلام

قبول کیا اب میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے شہر میں تشریف لیچلیں اور میری دعوت قبول فرمائیں
اور جس امر کے لیے حضور نے نامے میں تحریر کیا تھا یہ کنیز اسکا بھی سامان کرتی ہے اور فراغ حاصل کرے نقابدار
نے یہ کلام سنکے جواب میں فرمایا کہ تم جا کر تمام شہر کو اسلام آباد کرو میں بھی آتا ہوں یقین ہے کہ ہر سو لشکر
میں شہر میں آونگا ناظرین کو معلوم ہو کہ آشوب کو یہ امر منظور تھا جیسا کہ قبل میں حال تحریر ہو چکا ہے کہ دایہ
نے جو بیان کیا تھا اور خود آشوب نے اپنے سحر سے دریافت کیا تھا اور اُسکے بعد رائے کی تھی اور یہ
رائے قرار پائی تھی کہ مقابلہ کر کے اطاعت کی جائے صرف اہل لشکر اور اہل شہر کے دکھانے کو یہ تصور
سے کیا جس روز مقابل میں آکر فروکش ہوئی اور اُسی روز شب کو سحر کیا اور امتحان کیا کہ دیکھوں جو کچھ
دایہ کہتی تھی وہ یہی امر ہے جبکہ سحر نے اثر نکیا تو اور زیادہ اُسکی صداقت ہوئی پس جس صبح کو مقابلہ
ہوا دو چار سردار بلکہ آشوب کے مارے گئے جنکا اسکو دوسرا منظور تھا اس سبب سے اسنے
خود جا کر مقابلہ کیا تھا آخر کو زیر ہوئی اور کوئی تدبیر اُسنے اپنے بچنے اور نقابدار کے قتل کرنے
میں باقی نرکھی پھر اُسنے خیمے میں آکر لشکر نقابدار کو اس بلا میں مبتلا کیا تھا چونکہ اُسکو اطاعت
منظور تھی بدین سبب نقابدار نے جو وہ تقریر کی تھی پس اطاعت کی جب نقابدار نے یہ امر
دیکھا پس آشوب مع سرداروں کے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آئی اور لشکر کو لیکر اسوقت
طرف شہر کے روانہ ہوئی پیچھے اُسی طور سے ابر سحر جا کر لشکر روانہ ہوا جب لشکر جا کیا نقابدار
بھی اپنا لشکر لیکر بڑھا اور پھر آیا اور فروکش ہوا اور نقابدار اپنی بارگاہ میں گیا اور دوگانہ خالق اکبر
اور بہت عجز و انکسار سے اُس خالق برحق و رازق مطلق کا شکریہ ادا کیا اور سجدہ کیا اور کہا کہ
تو بڑا کریم اور رحیم تیری رحمت کاملہ کا انسان اور حیوان اور جن اور ملایک نے بھید نہیں پایا پھر اپنے
خیمے میں جا کر آرام کیا یہاں آشوب جو لشکر لیکر داخل شہر ہوئی اہل شہر میں یہ چرچا ہونے لگا کہ ملکہ
پہلوان براے مقابلہ تشریف لے گئیں تھیں اور آج تشریف لے آئیں اسکا کیا سبب ہے یہاں ملکہ
داخل محل ہوئی لشکر چھاونی میں مع اپنے ساز و سامان کے گیا اور سب سردار بھی اپنے اپنے مکانوں کو
گئے کہ بیاہ بھر اہل شہر کو یہی فکر رہی کہ اسکا کیا سبب ہے کہ ملکہ چلیں آئیں اہل شہر تو اس فکر میں
رہیں اور ملکہ اپنے محل میں باطمینان بیٹھی ہوئی ہیں اور اپنے امور ضروری سے فراغت کر کے خوابگاہ
میں جا کر رہی اب اُنکو تو اسی فکر و تردد میں رکھا جاتا ہے اب حال ملکہ دایہ کا بیان ہوتا ہے کہ جبکہ دایہ نے
اسی مقام پر سے بیٹھے بیٹھے چند ساحروں کو جو کہ نقابدار کے سرداروں سے مقابلہ کو آئے تھے قتل
کیا اور اسکے بعد خود آشوب نکلی تو دایہ چندر بدن سے کہنے لگی کہ اب بڑا غضب ہوا کہ یہ
سردار تمھاری والدہ کے ہاتھ سے ضرور قتل ہوگا اور بڑی خرابی ہوگی اب یہ اپنے سحر میں کل
لشکر کو گرفتار کریگی یہ جو دایہ نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ اے دایہ میں اب کیا کروں اور کدھر جاؤں
اور کسکو نگہبان کو منع کروں دایہ نے چندر بدن سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اسقدر بیتاب نہ ہو جاؤ
دیکھو تو کیا ہوتا ہے اے لڑکی یہ بلا اور آفت تیری لگائی ہوئی ہے اب تو یہ کہتی ہے کہ جب تک میری ماں
مسلمان نہ ہوگی میں مسلمان نہونگی پس وہ لوگ تو جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں پس انھوں نے
اقرار کر لیا تھا تو وہ ضرور اس امر کو پورا کرینگے کیونکہ انکو کچھ ہوس لڑکی نار بیتابی اور دیکھو براے تعارف
دیکھیں اب انکا خدا اُنکو اس بلا سے نجات دیگا یہاں نقابدار اور آشوب سے جو تقریر ہوئی
وہ دایہ نے سب سنی نہ تھی ہاں یہ دیکھا تھا کہ اُسنے سحر کر کے لشکر کو مبتلاے بلاے رد چشم کیا یہ

یہ حال دیکھکر دایہ نے ملکہ سے کہا کہ اے فرزند تیری ماں نے بڑے غضب کا سحر کیا کہ جسکا رد کرنا سوا
تیری ماں کے اور کسی سے ممکن نہیں ہے یا وہ قتل ہو تو یہ بلا دفع ہو جائے ورنہ اگر تمام دنیا کے
ساحر جمع ہوں اور دفع کرنا چاہیں تو غیر ممکن ہے جب تک یہ حیلہ کوشش نکریں وہاں اتنا زمانہ کب ہے کہ یہ لوگ
زندہ رہیں ہر شخص دس روز تک اُن سب کو بخار عارض رہیگا بعد دس یوم کے ایک درد ایسا سخت
پیدا ہوگا اور آپس میں اُن سب کی یہ حالت ہوگی کہ کل اہل لشکر کی پیشانیاں شق ہو جاینگی اور مغز [illegible]
سے باہر نکل آئینگے اور سب راہی ملک عدم ہونگے اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اے دایہ یہ تو بڑی خرابی ہوگی اگر
میرے سبب سے اسقدر بندگان خداوندی جانیں برباد ہوئیں مجھ پر بڑا عذاب ہوگا کوئی تدبیر ایسی کرو
کہ ان لوگوں کی جانیں سلامت رہیں اور اس بلا سے نجات پاویں آخر اُسنے چندر بدن سے کہا کہ بیٹا یہ سحر ساحری
کا بنایا ہوا ہے مجھ سے بیٹا کچھ نہیں ہو سکتا ہے کیا کروں ہوا ہے اُس تدارک کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ میں تو دین
اسلام قبول کر چکی ہوں اور اُسکے خدا سے دعا کر لی ہوں جو کہ لقا بدار کا خدا ہے اُس سے دعا کرو ملکہ نے
کہا کہ میں بھی ابھی خدا سے دعا کرتی ہوں یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ملکہ اور دایہ دعا کر رہی تھیں کہ ادھر
لقا بدار نے اُسکو زیر کر لیا تھا دایہ کی نگاہ لوح سحر پر لگی ہوئی تھی اُسنے کہا کہ چندر بدن مبارک ہو
کہ لقا بدار نے تمہاری ماں کو زیر کر لیا پس راوی نے بیان کیا کہ ملکہ نے سجدہ کیا اور سب کیفیت دیکھی
جب لقا بدار اپنے ہمراہ چلا گیا اور آشوب لشکر کو لیکر طرف شہر کے چلی گئی تو دایہ اٹھی دیا کہا
سب اسباب اور سب سہیلی روانہ کیا ادھر چندر بدن کو لیکر اسی باغ میں آئی اور کہنے لگی کہ ملکہ تمہاری
والدہ نے لقا بدار کی اطاعت کی اب کوئی مقام خوف نہیں ہے ملکہ نے وہ بات سنکر اُس باغ میں
کی سب کو دایہ اور کنیزوں اور خواصوں کو اپنے ہمراہ لیکر محل میں آئی یہاں اُسوقت ملکہ آشوب نے دربار کیا
اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ کل اہل شہر از غریب تا امیر جمع ہوں با دولت کچھ فرمائینگی بس
اُسی وقت سب اہل شہر کو منادی نے ندا کر کے آگاہ کیا دوسرے روز جو کہ مقام اُنکے جمع ہونے
کے لیے مقرر کیا تھا وہاں آکر کل اہل جمع ہو گئے ملکہ آشوب کو خبر ہوئی کہ سب لوگ اُسی مقام پر جمع
ہیں یہ خبر سنکے ملکہ سوار ہو کر آئیں سب سردار بھی ہمراہ تھے ملکہ نے وہی تقریر فرمائی جو کہ اہل لشکر
سے کی تھی وہی جواب سب اہل شہر نے آشوب کو دیا اور عرض کیا کہ ہمکو کیا حکم حضور کا منظور ہے اور نہ
ہوگا یہ کہکر سب مطیع اسلام ہوگئے جو کہ ساحر تھے اور جو کہ غیر ساحر تھے وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے
پس ملکہ دربار میں آئی اور حکم دیا کہ جسقدر بتکدے اِس شہر میں ہیں سب اسیوقت منہدم کیے جائیں اور اُس
مقام پر مساجد بنائی جائیں پس یہ حکم سنتے ہی مزدوروں اور معماروں کو بلا کر بتکدے منہدم کرنے
کا حکم دیا اب وہ بتکدے منہدم ہونے لگے اور مساجدوں کی بنیاد ڈالی گئی اور اُسکے بعد ملکہ نے حکم
دیا کہ شہر کی آرایش کی جائے کیونکہ میں لقا بدار کی دعوت کرونگی سامان دعوت کیا جائے یہ جو
حکم دیا اُسیوقت سے سامان دعوت کی تیاری ہونے لگی جو کہ سامان لائق شاہوں کے ہو تاکہ
وہ تیار ہونے لگا ملکہ حکم دیکر دربار کو برخاست کر کے محل میں آئی دیکھا کہ دایہ اور لڑکی دونوں موجود
ہیں ملکہ آشوب نے جو اپنی دختر یعنے چندر بدن کو دیکھا بیتاب ہو گئی اور دوڑ کر گلے سے لگا لیا
اور بہت پیار کیا اور کچھ جواہرات وغیرہ اُسپر سے نثار کر کے لٹایا اور دایہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اے
دایہ تم کب آئیں اُسنے جواب دیا کہ ابھی تو آئی ہوں صاحبزادی کا دم گھبرایا آخر اُنھوں نے کہا کہ دایہ
چلو میں نے اپنی امی جان بہت دنوں سے نہیں دیکھا میں اُسیوقت اُنکو لیکر چلی آئی ملکہ نے

کہ آپ کا مکرر بھی مین کیا منع کرتی ہون یہ صاحبزادی یہان خود ہی رہنے سے انکار کرتی ہی اسکا
دل یہان نہین لگتا ہی سواے باغ کے دایہ نے کہا کہ اے ملکہ اسکا سبب یہ ہی کہ خدا کے فضل
سے یہ رنگین مزاج ہی گل وغیرہ دیکھکر اسکا دل خوش ہو جاتا ہی اسیوجہ سے اسکا دل یہان
نہین لگتا ہی سواے باغ کے کہ اسنے اپنے باغ کو بہت آراستہ کیا ہی ہر چمن کی چمنبندی کیا
کرتی ہی ہر پٹری اور روش کو اپنی خواصون اور کنیزون سے بنوایا اور درست کیا کرتی ہی تمام
دن اسکو یہی شغل رہتا ہی اسیوجہ سے اسکا دل آنیکو نہین چاہتا ہی اور طبیعت بشاش اور خوش
رہتی ہی پھر ملکہ نے کہا کہ ہان ایسی سبب سے تو مین بھی منع نہین کرتی ہون جہان رہین خوش
رہین مین انکی سلامتی جان چاہتی ہون اور ہر وقت درگاہ الٰہی مین انکی تندرستی کے دست بدعا
رہتی ہون یہ کہکر دایہ سے کہا کہ خوب ہوا کہ تم اسوقت یہان آگئین مین تمکو طلب کرنیوالی
تھی اور صاحبزادی کو بھی دایہ نے کہا کہ فرمایئے کیا ضرورت ہی ملکہ نے اول سے آخر
تک کل حالات جنگ و پیکار کے بیان کیے اور کہا کہ مین نے انکی اطاعت قبول کی اور
کل اہل لشکر و اہل شہر مین آج سے دین اسلام کا ذکر کیا جہانگیر نے کہا اگر تمکو اور صاحبزادی کو بیرا
ساتھ دینا منظور ہو تو اطاعت اسکی کرو ورنہ مین نے تو اولاد کی محبت سے بھی ہاتھ اٹھا لیا
اور صاحبزادی کو بھی چھوڑا تمہارا اور انکا جو جی چاہے چلی جاؤ پھر مجکو تمسے اور صاحبزادی سے
کوئی سروکار اور واسطہ نہ رہیگا جب دایہ نے یہ گفتگو ملکہ کی سنی تو دایہ اپنے دل مین کہنے لگی کہ اسکے دل مین
دین اسلام کا اثر بخوبی ہو گیا اس سے بہتر یہ ہی کہ مین دین اسلام قبول کرلون اسوقت دایہ نے
ملکہ سے عرض کیا کہ اگر آپنے مذہب اسلام قبول کیا تو ہمکو کیا عذر ہی اور یہ آپکی اولاد ہین انکو
آپکے کہنے سے کبھی عذر نہوگا یہ تو امر ظاہر ہی کہ یہ دونون تھے دایہ اور خندہ بدن پہلے سے
مسلمان ہو چکین تھین انکو کیا عذر تھا لیکن اسوقت یہ دونون بھی بکشادہ پیشانی مسلمان
ہوگئین دایہ تو مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے کلمہ پڑھا آشوب نے کہا کہ اے دایہ مین نے نقابدار
کی دعوت کی ہی کل دعوت ہوگی ملکہ نے کہا کہ اے جان کیا دعوت شہر مین ہوگی آشوب نے
جواب دیا کہ ہان شہر مین نہوگی تو کیا صحرا مین ہوگی ابھی تک تیرے مزاج مین لڑکپن باقی ہی کیا
تیری عقل ہی آشوب نے جواب دیا کہ مین نے خیال کیا کہ شاید لشکر مین ہو ملکہ نے کہا کہ ہان یہی تو
عقلمندی ہی کہ لشکر مین بھلا لشکر مین کیون ہونے لگی اے دختر یہان دعوت مین بہت بڑا جلسہ ہوگا
رقص و سرود کا بھی چرچا رہیگا یہ جلسہ لائق دید ہوگا ملکہ خندہ بدن پہ جشن کا جوش ہو رہی
ہان سے رخصت ہوکر اپنے مقام پر آئی یہان جو کہ اسکے لازم تھے سبکو مسلمان کیا ملکہ نے
دایہ سے کہا کہ اے دایہ میری راے یہ ہی کہ مین لڑکی کا عقد نقابدار کے ساتھ کر دون دایہ نے
کہا کہ اس کیا بہتر ہی کیونکہ یہ بہت بڑا عالی خاندان ہی بہت مناسب آپکی راے ہی دایہ نے جو یہ کہا
ملکہ خوش ہو گئی دایہ کو انعام دیکر رخصت کیا گو خندہ بدن اسکی دختر تھی مگر دایہ کا بہت اختیار رکھتا
سبب سے دایہ سے بھی دریافت کیا اسکے اقرار کرنے سے یہ خوش ہوئی دایہ تو ملکہ کے پاس سے
خندہ بدن کے پاس آئی اور جو ملکہ آشوب اور دایہ سے گفتگو ہوئی تھی سب بیان کی خندہ بدن
بھی خوش ہوئی یہان تک وہ دن تمام ہوا اور رات بسر ہوئی صبح کو ملکہ نے دربار کیا اور حکم دیا کہ سب
سردار بھی حاضر دربار ہون فوراً کل سردار حاضر ہوئے پھر ملکہ نے داروغہ و اہل کارون سے دریافت کیا کہ

سب سامان درست ہوگیا انھون نے عرض کیا کہ سب سامان درست ہے بلکہ سنئے وزیر نے
کہا کہ سامان عقد بھی کرو مین حضور ہدان سے عقد سے بھی فراغت کرونگی وزیر نے عرض کیا کہ
بہت خوب بس سامان عقد تیار ہونے لگا ملکہ آشوب نے پھر حکم دیا کہ سب سردار تیار ہون سواری
حاضر کیجائے مین نقابدار کو لینے جاؤنگی یہ جو حکم دیا اسیوقت سواری حاضر کی گئی ملکہ تخت پر سے
اٹھی اور پوشاک شاہانہ زیب بدن کی اور بیرون دربار آئی تخت پر سوار ہوئی اور سب سردار بھی اپنی
اپنی سواریون پر سوار ہوئے اب ملکہ اپنے شہر سے نکلکر نقابدار کے لشکر کیطرف چلی یہان نقابدار اپنی
بارگاہ مین بیچ سردارون کے دربار مین بیٹھا ہوا تھا اور اہل دربار سے باہم گفتگو کر رہا تھا کہ ہیون
سے جو آشوب گئی ہے آج تک کچھ خبر نہ لی معلوم ہوتا ہے کہ وہان سے مطیع اسلام ہوئی تھی اور آج اُس سے
مین نے اقرار کیا تھا کہ مین تمہارے شہر مین آؤنگا کوئی جاکر خبر لائے کہ کیا سبب ہے کہ جو وہ نہ آئی اور نہ خبر
لی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا اور عرض کیا کہ آشوب جادو حاضر ہوئی ہے نقابدار
نے درگہ سالار کو حکم دیا کہ ملکہ آشوب جسوقت آئے تم اُسکو منع نکرنا اور نہ روکنا فوراً آنے دینا
اُسکے لیے اجازت ہے اتنے مین آشوب مع اپنے سردارون کے دربارگاہ پر پہونچی اور درگہ سالار
سے کہا کہ ہماری خبر کردو اُسنے کہا کہ آپکی خبر کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہے مجکو پہلے ہی حکم ہوچکا
ہے کہ جسوقت آشوب آوے ہرگز اُسکو نہ روکنا آپ بلاتکلف تشریف لیجائیے یہ سنکے آشوب
مع اپنے سردارون کے داخل بارگاہ ہوئی یہان پہلے ہی سے کرسیان برائے آشوب و سرداران آشوب
آراستہ ہوچکی تھین بحکم نقابدار آشوب نے آکر نقابدار کو مجرا کیا نقابدار نے بڑی تعظیم و تکریم کی
اور بڑے اعزاز سے بیٹھ آسکے برابر اپنے دنگل کے کرسی مرحمت فرمائی وہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھی
اور سردار بھی کرسیون پر حسب قدر مراتب بیٹھے نقابدار نے آشوب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہو
اچھی تو رہین تم جو اسدن سے گئین تو خبر بھی نہ لی کہ کیا کرنا چاہیے آشوب نے عرض کیا کہ کنیز جو آپ سے
رخصت ہوکر گئی کل لشکر کو مسلمان کیا اور شہر مین جاکر کل اہل شہر کو مسلمان کیا اور حسب حکم
عالی بنائے مساجد ڈالی اور آپکی دعوت کا سامان مہیا کیا اب حضور کو لینے آئی ہون اب مہربانی فرما
تشریف لیچلین نقابدار نے فرمایا کہ مین نے جو تمسے اقرار کیا ہے مین ضرور اُسکا ایفا کرونگا ہمارا
یہ طریقہ نہین ہے کہ کہین کچھ اور کرین کچھ اول تو جو بات کرتے ہین وہ بہت سمجھ کے کرتے ہین اور اگر
اقرار کیا تو چاہے جو کچھ ہوجائے انکار نہین رہیگا اے ملکہ آشوب مین ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہون
یہ کہکر دنگل سے اُٹھ کھڑے ہوئے انکا اٹھنا تھا کہ سب سردار اٹھ کھڑے آشوب بھی اٹھی اور اسکے
سردار بھی نقابدار توشکخانہ مین تشریف لیگئے پوشاک تبدیل کی وہان سے برآمد ہوکر ہمراہ آشوب کے
شہر مین آئے اہل شہر برائے تماشا کوٹھون پر کوٹھون پر جمع تھے اور کہتے تھے کہ نقابدار کی
سواری کا تماشا دیکھینگے کہ کس تزک و احتشام سے سواری آتی ہے اور کس شان اور شوکت کا جوان
ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نقابدار تمام شہر کی سیر کرتے ہوے داخل ایوان شاہی ہوئے ملکہ آشوب
نے قصد کیا کہ نقابدار کو تخت پر بٹھائے نقابدار نے انکار کیا اور آشوب کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل
شوکت پر تشریف فرما ہوئے سردار بیٹھے محفل عیش آراستہ ہوئی ساقی جام صراحی لیکر حاضر
دربار ہوا ساقی نے سب کو شراب پلائی بحکم آشوب رقاصہ حاضر محفل ہوئین رقص و سرود
ہونے لگا طائفے چہچہا لینے لگے اور اپنے اپنے مجرے کرکے جانے لگے انعام کثیر پاکر

ایک مطرب نے یہ غزل گائی غزل

دوستی کا ہو رہا ہے مجھ کو سا کس پہ | تو مجھے چھوڑ چلا او دل شیدا کس پر
تو ہی عادل تو ہی منصف تو ہی شاہ ہے میرا | اقربا سے مرے کرتا ہے خون کا دعوی کس پر
فتنہ پرداز فسوں ساز ستمگر عیار | ہائے کمبخت دل آیا ہے تو آیا کس پر
دے دیا ہے مرے دشمنوں کو جدا کبھی ہو آ | اب بھروسہ ہو کسے سمجھے ہیں مسیحا کس پر

چند شعر اس غزل کے سنکے تمام محفل کا حال دگرگوں ہوا ہر ایک نشۂ محبت میں اگر مست ہوا اور جھومنے لگا تصور خیالی معشوق کی ہاشنے پھرنے لگی دریائے الفت موجزن ہوا تمام جلسہ بیخود ہو گیا اس مطرب کو بہت انعام ملا تھوڑے عرصہ تک محفل میں عالم سکوت رہا کوئی ہمکلام نہوا جب وہ حالت کم ہوئی دوسرا طائفہ اور آیا پہلے آ سینے مجرا کیا بعدہ یہ غزل گائی

بیوفا کو کبھی آشنا نہ کرے
یار کا شکوہ و گلا نہ کرے
ہم اسی کو وفا سمجھتے ہیں
وصل کی شب اگر حیا نہ کرے
شرط الفت ہے وعدگی ہر ہی
دل مرا آہ کی صدا نہ کرے

ایسے لوگوں کو دل دیا نہ کرے
ضبط درد فراق جسکو نہیں
رسم کے ہوئے وہ جفا نہ کرے
خوب معشوق لٹ کے وصل کی
وعدہ کر لے مگر وفا نہ کرے
عشق صادق وہی ہے اے شاد ال

درد دل کی کوئی دوا نہ کرے
کشتۂ عشق میں رہا نہ کرے
دل کے ارمان سب نکالے ہیں
جو کبھی مجھسے وہ حیا نہ کرے
ہیں وہ عاشق ہوں اہل مردن کبھی
درد کی اپنے جو دوا نہ کرے

اس غزل کے سنتے ہی تمام اہل محفل رقص فرماتے ہوئے اور اس کو بہت کچھ انعام دیکر رخصت کیا ناول نے عرض کیا دسترخوان تیار ہے آشوب نے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے نقابدار نے فرمایا اچھا گانا موقوف کیا گیا نقابدار ہمراہ آشوب کے اس ایوان میں آیا جہاں دسترخوان آراستہ تھا نقابدار نے مع سب سرداروں اور آشوب کے خاصہ نوش فرمایا پھر آکر محفل میں بیٹھے ناچ و رنگ ہونے لگا دو دن اسی حالت میں بسر ہوا شام کو آتشبازی طرح طرح کی چھوٹنے لگی نقابدار آتشبازی کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور آتشبازوں کو انعام دیا غرض کہ رات بھر جلسہ رہا ایسی ہی سات دن تک محفل عیش برپا رہی انہی زمانے میں عقد بھی ملکہ شہزادی پری ان کا آشوب کے ہمراہ نقابدار نے کر دیا عاشق و معشوق باہم ملے عیش سے بسر ہونے لگی جب سات دن ختم ہوئے جلسہ بھی موقوف کیا گیا آشوب حسب معمولی دربار کرنے لگی ایک ماہ تک نقابدار اس شہر میں تشریف فرما رہے ایک روز نقابدار نے آشوب سے کہا کہ میں اپنے کام کو جاتا ہوں جب تمکو ضرورت ہوگی تمکو آگاہ کرونگا تم مع لشکر میرے پاس چلی آنا آشوب نے عرض کیا کہ کوئی نہیں چاہتا ہے کہ آپ کے حکم سے مجبور ہوں کہ جہاں حضور ایک ماہ تک تشریف فرما رہے ہیں ایک ہفتہ اور تشریف فرما ہوں اسکے بعد آپکو اختیار ہے نقابدار نے منظور کیا آشوب نے اس سبب سے روکا تھا کہ اسنے قصد کیا تھا کہ ایک ایسی چیز تیار کروں کہ جسپر کسی طرح اثر نہ کرے اسی کی تدبیر کر رہی تھی یہ سبب تھا یہانتک کہ اس سات روز کے عرصہ میں آشوب نے ایک تختی تیار کی کہ وہ تختی جسکے پاس ہو اسپر سحر نہ اثر کریگا ایک دن کا ذکر ہے کہ نقابدار و آشوب دربار میں رونق افروز تھے اور سب اہل دربار حاضر تھے دربار آراستہ تھا کہ ایک ساحر نامہ لیکر آیا آشوب کو سلام کیا

اور عرض کیا کہ مین نامہ لایا ہون قسیم جادو کا انھون نے آپ کو نامہ تحریر کیا ہی آشوب نے کہا کہ لاؤ
اُسنے نامہ دیا آشوب نے دبیر کو نامہ دیا کہ پڑھو اُسنے پڑھا اُسمین تحریر تھا کہ خداپرستون نے
سمندریہ شاہ پر لشکرکشی کی ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ سمندریہ شاہ کی کمک کرو اگر اُسکے خلاف کروگے
تو یہ خیال کرلو کہ آجتک تو سمندریہ شاہ نے تمھاری جانب کچھ نہ خیال کیا تمھاری حشمت و عزت کیا کیے اس
امر کا خیال نہ ہوگا اور اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بعد انفصال مقدمہ خداپرستان تمپر لشکرکشی کیجائیگی یہ تحریر و
تقریر سمندریہ شاہ کی جانب سے نہین ہی بلکہ مین نے اپنی جانب سے تمکو تحریر کیا ہی اسوقت
تک کوئی نامہ و پیام میرے پاس سمندریہ شاہ کا نہین آیا ہی چاہیے آئے چاہیے نہ آئے تمکو اُنکی
کمک کرنی ضرور چاہیے اس سبب سے کہ ہم اُنکے زیر حکم ہین اور باج اُنکو دیتے ہین اسوجہ سے
ہم اُنکے خیرخواہ ہین بلکہ فرمان بردار ہین اور اس وقت وہ اس سرزمین کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہین
صاحب لشکر و ثروت انکو خداوند لقا نے ایسی قدرت دی ہی کہ کسیکو نہین دی ہی انکا کون مقابلہ کرسکتا ہی انھون نے
آجتک کسی پر لشکرکشی نہین کی ہی اور نہ انکی نیت ہی کہ مین کسی پر جبر کرون اور اُسکا ملک لے لون اُنکے
مزاج مین رحم ہی انکو انصاف و مروت ہی اور وہ یہ نہین چاہتے ہین کہ بلا وجہ قصد کسیکے لشکرکشی کرنا کیا امر
ہی جو کہ ایسا بادشاہ صاحب مروت اور عادل ہو اور اُسپر کسی طرح کی بلا نازل ہو تو اُسکی کمک کرنا ضرور ہی تمکو
جب یہ حال پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ ملک حشمتیہ تک خداپرستونکا دخل ہوگیا حیرت شاہ نے
بھی خداپرستونکی اطاعت قبول کی اب خداپرست لشکر لیکے سمندریہ شاہ پر آئے ہین اُسوقت
مین نے خیال کیا کہ مین خود اُنکی کمک کرنے کو جاؤن اور تمکو بھی آگاہ کرون کہ تم بھی سامان جنگ تیار
رکھو اسواسطے کہ وقت پر کوئی حجت پیش نہ آئے لہذا سامان کرکے میرے ملک مین آؤ اور ہم تم دونون
ملک سمندریہ کو کوچ کرین والسلام یہ جو مضمون نامہ آشوب نے سنا دبیر سے کہا کہ جواب لکھدو کہ
ہمکو کوئی ضرورت نہین ہی کہ ہم بیکار کو دردسر مول لین ہمکو کیا غرض ہی کہ جو سمندریہ شاہ کی اطاعت
کرین اور اُسکی کمک کو جائین جو کہ باج گذار ہین وہ اُسکی کمک کرین مین کوئی اُنکی باج گذار نہین ہون
جو کمک کرون مجھے کیا ضرورت ہی کہ بیٹھے بٹھائے اپنے کو آفت اور بلا مین ڈالون اور خداپرستون کا
خون اپنے ذمہ لون اور انکو اپنا دشمن کرون ہان جب وہ ادھر کو آئینگے تو دیکھا جائیگا اور جو کچھ ہونی
ہین آئیگا کیا جائیگا مین تمھارے ہمراہ کیون جاؤن نہ سمندریہ شاہ نے طلب کیا ہی نہ انھون نے کوئی
نامہ مجکو تحریر کیا ہی خواہ مخواہ اُسکو خیرخواہ بنانے کے لیے بدون طلب چلی جاؤن ہان یہ امر تمکو لازم ہی
مین اُسکی مستحق نہین ہون ہان جس وقت سمندریہ شاہ تحریر کریگا اور جو مناسب وقت ہوگا وہ
کیا جائیگا یہ جو تمنے تحریر کیا ہی کہ سمندریہ شاہ اس امر کے خلاف مین تمپر لشکرکشی کریگا تو مین اس
امر سے ڈرتی نہین ہون مین نے آجتک حکومت بزور تلوار کی ہی نہ کسی کی دی ہوئی کی ہی مین خود
یہ دعوی رکھتی ہون کہ لشکرکشی کرکے سمندریہ پر جاؤن اور اس ملک پر بھی اپنا قبضہ کرکے زیر
حکومت کرون اگر اس ملک پر قبضہ میرا ہوگیا تو سب میری بندگی کرینگے اور سب ملکون پر میرا قبضہ ہوجائیگا
مین خود بعد مقدمہ خداپرستان اُدھر کا قصد کرونگی اگر خداپرست ظفریاب ہوئے تو خیر ورنہ مین
اگر قبضہ کرونگی ہان تم لوگ اس امر کا خوف کرو کہ اگر ہم لوگ برائے کمک نہ جائینگے تو سمندریہ شاہ
ناراض ہونگے اور انکا عتاب ہم لوگون پر نازل ہوگا تم لوگ اُنکے باج گذار ہو مجکو کوئی خوف اُنکا نہین
ہی بس مین کسی طور سے اُنکی کمک نہ کرونگی خلاصہ خلاصہ تحریر کرتی ہون کہ جس کو جس امر مین دعوی ہو

وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرنے چاہے سحر میں یا سپاہ میں میں کسی امر میں نہیں ہون تمکو
آگاہ کرتی ہون کہ اب سمندر شاہ کی زوال حکومت کا زمانہ آگیا ہے اور خداپرستونکا یہان بھی
حکم جاری ہوگا اور یہ سرزمین سب اہل اسلام سے آباد ہوگی کیونکہ اب سمندر شاہ کو ہمیشہ عروج
ہوگیا ہے اور میں تو ابھی نہ سمندر شاہ کی کمک کرونگی نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی جب
سمندر شاہ کا مقدمہ ایک سو ہو جائیگا اور خداپرست میری طرف کا قصد کرینگے اسوقت جو
مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا اور سمندر شاہ میں ضرور مقابلہ کرونگی جب وہ خداپرستون پر
غالب آئیگا اور اسکی حکومت رہیگی اسوقت میں ورنہ کیا ضرورت ہے یہ جواب تقریر کرا کے لفافے
میں بند کیے اور اسپر اپنی مہر اور دستخط ثبت کرکے اُس کو دیا وہ ساحر جواب نامہ لیکر طرف اپنے
مالک کے روانہ ہوا بعد جانے اُس ساحر کے نقابدار نے آشوب سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ
میں سمندر شاہ پر لشکرکشی کرون قبل آنے صاحبقران کے کیونکہ وہ دعوے صاحبقرانی کرتے
ہین اور مجھکو بھی یہی دعوے ہے پس اس امر سے ظاہر ہو جائیگا کہ جو صاحبقران ہے گا وہی سمندر شاہ
پر لشکر لیکر پہونچیگا لہذا میں کل یہان سے طرف سمندر شاہ کے کوچ کرونگا آشوب نے
عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلونگی اپنا لشکر لیکر نقابدار نے کہا کہ اے آشوب ابھی موقع
نہیں ہے کیونکہ صاحبقران کے ہمراہ بھی ساحرونکا لشکر نہیں ہے یہ بدنامی کی بات ہے کہ وہ لوگ
یہ نہ کہیں کہ نقابدار ساحرون کے بھروسے پر صاحبقرانی کرتے ہین پس جب صاحبقران کے
پاس ساحرون کا لشکر آجائیگا اُسوقت میں تمکو آگاہ کرونگا تم بھی لشکر لیکر آنا آشوب نے جواب دیا
کہ صاحبقران تو صاحب اسم اعظم ہین اس بھروسے پر وہ ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین تم
کیا رکھتے ہو نقابدار نے جواب دیا کہ اپنے خدا کی ذات پر بھروسا رکھتا ہون جسنے تم پر مجھکو ظفریاب
کیا وہی سمندر شاہ پر بھی فتحمند کریگا لاکھ لاکھ آشوب نے چاہا اور بہت کچھ سمجھایا کہ میں بھی
ہمراہ رہون مگر نقابدار نے نہ منظور کیا آخر آشوب عاجز ہوئی اور کہنے لگی کہ مجھکو ضرور آگاہ
فرمائیگا جب مقابلہ ہو نقابدار نے کہا کہ ضرور آگاہ کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کل ہم یہان سے
کوچ کرینگے آشوب نے دربار برخاست کیا لشکر نقابدار بیرون شہر فروکش تھا یہ خبر
لشکر نقابدار میں پہونچی کہ کل نقابدار کوچ کرینگے اُسوقت سے لشکر میں سامان سفر ہونے لگا
اور اپنا اپنا اسباب چھکڑون پر باندھ باندھکر بار کرنے لگے یہان محل میں نقابدار نے اپنا سامان
کیا وہ رات اسی سامان میں گذری جب صبح ہوئی نقابدار امور ضروری سے فراغت کرکے
لباس سفری زیب تن فرما کے چند بدن سے رخصت ہوکر اور ملکہ بیرون محل آیا یہان
آشوب دربار میں آئی سب سردار نقابدار کے اور آشوب کے حاضر دربار ہوئے کہ نقابدار
تشریف لائے اور اسپر دنگل میں بیٹھے تھوڑے عرصے کے بعد نقابدار نے آشوب سے فرمایا
کہ اب میں جاتا ہون کیونکہ اگر عرصہ ہوگا تو دن زیادہ چڑھ آئیگا تمازت آفتاب سے تکلیف ہوگی
آشوب نے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے جو آپ نے ارشاد کیا بہت درست فرمایا تمازت تکلیف
لگی یہ سنکے نقابدار اٹھکھڑے ہوئے سب سردار بھی اٹھے آشوب بھی اٹھی اور ہمراہ نقابدار
بیرون دربار آئی نقابدار مع سرداران اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئے آشوب بھی سوار ہوئی
اور اسکے سردار بھی نقابدار نے فرمایا کہ اے آشوب تم کیون تکلیف کرتی ہو واپس جاؤ میں برابر

ہمسفر جا کر لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کرونگا آشوب نے کہا کہ میں تا بہ لشکر ضرور ہمراہ جاؤنگی
نقابدار خاموش ہو رہے یہاں تک شہر سے باہر آکے یہاں لشکر تیار تھا سرداروں نے
استقبال کیا نقابدار کو لشکر میں لائے آشوب بھی آئی نقابدار نے کوس سفری بجنے کا
حکم دیا نقارے پر چوب پڑی صدا سے نقارۂ سفری لشکر میں پھیلی سامان سواری و جلوس ہونے
لگا نقابدار نے آشوب سے کہا کہ خدا حافظ اسوقت آشوب نے جھککر نقابدار کے
گلے میں تختی جو کہ اپنے سر سے نثار کی تھی ڈال دی وہ تختی یاقوت نگار تھی اور عرض کیا اسکو
اپنے سے کسی وقت میں جدا نکیجئے گا جب تک یہ تختی آپ کے پاس رہیگی آپ پر سحر اثر نکریگا تحفہ میرا
آپکے پاس رہیگا یہ میری نشانی ہے اب نہ معلوم ملاقات آپسے نصیب ہو یا نہ ہو یہ کہکر آشوب نے
سلام کیا نقابدار آشوب سے رخصت ہوکر اپنا لشکر لیکر روانہ ہوئے آشوب مع اپنے
سرداروں کے شہر میں واپس آئی مگر شہر کی یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی لوٹ لیجاتا ہے نقابدار کے جانے
کا ہر ایک کو رنج تھا سب کے دل پریشان تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جتنے زمانہ تک نقابدار اس
شہر میں رہے اس زمانے میں سب بندوبست کر لیا تھا مساجد وغیرہ تیار ہوگئیں مدرسہ بھی تیار ہوگئے
طالب العلم درس پانے لگے کتب دین اسلام پڑھائی جانیں لگیں مسجدوں میں اذانیں ہونے لگیں دین
اسلام کا سکہ جاری ہوا یہ کام ہوگئے تھے ہر طرف دین اسلام کا چرچا تھا پس نقابدار کے جانے
سے سب کو بہت ہی صدمہ ہوا اور یہ نئی بات ہوئی تھی کہ جب سے اس ملک میں دین اسلام جاری
ہوا اسدن سے برکت شہر میں ہوئی اور ہر قسم کی برکت تھی آبادی کی ترقی مال کی زیادتی ہر ایک صاحب
دولت و ثروت ہو گیا مگر انکا اس شہر میں نام نہ تھا خیر اب اس داستان کو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور نقابدار
کو طرف سمندر پر کے روانہ کیا جاتا ہے اور اب حال ان ساحروں و غیر ساحروں کا تحریر ہوتا ہے
کہ جنکے نام سمندر شاہ نے نامے تحریر کیے تھے کہ انکو نامے پہونچے اور وہ کمک کے لیے لشکر
لیکر روانہ ہوئے آئندہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوگا

اب حال نامہ بروں کا تحریر ہوتا ہے کہ وہ جو خدمت میں ان سبکے پہونچے اور نامے دیئے اور وہ لوگ روانہ ہوئے ان سبکے حال میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ پہلے جو نامے سمندر شاہ نے عشاق کی رائے سے تحریر کیے تھے اور طائران
سحر کے ذریعے سے روانہ کیے وہ طائر نامے لیکر روانہ ہوئے تھے اور ہر ایک ساحر جو کہ حاکم
و غیر حاکم یا ساحر یا غیر ساحر تھا انکو نامے دیئے ہر ایک نے نامے پڑھے اور مضمون نامہ سے
آگاہ ہوئے اور جواب نامہ یہ تحریر کیا کہ جلد مع لشکر اور سامان جنگ لیکر حاضر ہوتے ہیں آپ ہر
طرح سے اطمینان فرمائیں یہ جواب لکھ لکھکر طائران سحر کو دیے وہ جواب نامہ لیکر طرف سمندر
کے چلے تھے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ پچھلا ان نامہ بروں کا حال تحریر کیا ہے اگر دفعہ دفعہ تحریر کیا جاتا تو طول
ہوجاتا اسوجہ سے یہاں پر تحریر کرنا مناسب جانا اب بعد جانے ان طائران سحر کے ہر ایک نے
اپنے اپنے سرداروں کو سامان جنگ کرنے کا حکم دیا کہ بہت جلد سامان تیار کرو اور ہر ایک اپنے لشکر
کو جمع کرے اور جو کچھ سبب انکا ہوا اپنے ساتھ رکھے کہ ہر وقت کسطرح کی دقت نہو کیونکہ خدا پرستوں سے
مقابلہ ہے پس ہر ایک فوج جمع کرنے لگے اور اپنے اپنے سحر درست کرتے تھے کہ وہ سامان

اُسے لیکر پہونچے یہ نامے تاکیدی تھے ہر ایک نے نامہ پڑھا اور خوش ہوا اور اُسیوقت جواب
نامہ تحریر کیا کہ ہم لوگ بندوبست کر چکے ہین تھوڑا سا سامان باقی ہے وہ امروز فردا مین ہم کر لین تو
حاضر ہون آپ ہم لوگون کی جانب سے اطمینان اور دلجمعی رکھین ہم لوگ جتنا کہتے ہین وہ کرتے
ہین اور اسمین فرق نہین ہوتا یہ جواب لکھکر روانہ کیے راوی نے بیان کیا ہے کہ ہر ایک ساحر و غیر
ساحر اپنے کارندون کو تاکید کرنے لگا کہ جلد سامان کرو کیونکہ بادشاہ کے دو نامے پے در پے
آچکے ہین کہین ایسا نہو کہ خدا پرستون سے مقابلہ ہو جائے اور ہم سب وقت پر نہ پہونچ سکین
اہلکار سامان کرنے لگے ابھی سامان لشکر درست نہین ہوا تھا کہ تیسری مرتبہ نامہ تحکم آگے راوی
نے بیان کیا ہے کہ قسیم جادو نے جو اشوب کو نامہ تحریر کیا تھا ہنوز ان نامون کا جواب نہ
آیا تھا اور جواب کا منتظر تھا کچھ نامہ آیا یہ سامان جنگ درست کرنے مین مصروف تھا کہ اشوب
کی طرف سے نامہ پہونچا جواب اپنے نامہ کا دیکھکر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ پہلے مین اشوب
کو اس جواب کی سزا دے لون تب سمندر شاہ کی کمک کو جاونگا اور کہنے لگا کہ اشوب
کس امر پر مغرور ہوا ہے سمندر شاہ نے جو خود سر کر دیا تو وہ جانتا ہے کہ ہم بھی کوئی چیز
ہین وہ اپنے حال کو بھول گیا ہے ضرور اسکو سزا دونگا اب مجکو لازم ہوا کہ مین اسکو سزا دیتا ہوا اور
اشوب پر قبضہ کرتا ہوا سمندر پر چلا جاونگا سمندر شاہ پر جب یہ ظاہر ہوگا تو وہ مجھسے بہت
خوش ہوگا اور میری عزت اور آبرو بڑھائیگا یہ خیال کر رہا تھا کہ تیسرا نامہ سمندر شاہ کا پہونچا
اسمین بہت تاکید سے تحریر تھا کہ فوراً نامہ کو دیکھتے ہی اپنے کو میرے پاس پہونچاؤ جب
نامہ پڑھا اور اسمین حال دیکھا تو اسنے اپنے قصد کو فسخ کیا اور اپنے اہل دربار سے کہا
کہ مین مجبور اور لاچار ہون کیا کرون تاکید برابر چلی آتی ہے اب مین طرف سمندر کے جاونگا کل
یہان سے کوچ کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کل کل لشکر تیار ہو ہم طرف سمندر کے کوچ کرینگے
بیان تاکسکہ قسیم نے دوسرے دن چالیس ہزار ساحران زبردست سے طرف سمندر کے
کوچ کیا جب جمشید کو نامہ پہونچا اسنے بھی تیس ہزار سپاہ سے طرف سمندر شاہ کے کوچ کیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ جس ساحر و غیر ساحر کے پاس تیسرا نامہ پہونچا اسنے اس نامے کا
جواب کچھ نہ تحریر کیا اُسکے جواب مین لشکر لیکر ہر ایک اپنے ملک سے روانہ ہوا کوئی تیس
ہزار سے کوئی چالیس ہزار کوئی پچاس ہزار کوئی ساٹھ کوئی ستر کوئی اسی کوئی نوے کوئی
لاکھ کوئی ڈیڑھ لاکھ کوئی دو لاکھ سے روانہ ہوئے جو ساحر ہین وہ بالائے آسمان لشکر لیے
جاتے ہین جو غیر ساحر ہین وہ منزل بمنزل جاتے ہین اب انکا حال وقت پر تحریر ہوگا اُتبان
جادو جب اپنے مقام پر پہونچا لشکر جمع کر کے قصد کیا تھا کہ کوچ کرون کہ اتنے مین نامہ
پہونچا اُس نامے کو دیکھکر روانہ ہوا اسی طور سے شمر جادو سہاب جادو انار جادو
وغیرہ جب یہ سب ساحر و غیر ساحر سمندر پر آئینگے تو پھر نام تحریر ہونگے بوقت نامہ نگاری
تو تحریر ہو چکے ہین ناظرین کو یاد ہونگے جہان اور جس موقع پر ہوگا اُسکا نام تحریر ہوگا اب
ان ساحرون و غیر ساحرون کو جن جن کو سمندر نے نامے تحریر کیے ہین اور وہ نامہ دیکھکر مع
لشکر روانہ ہوئے ہین انکو طرف سمندر کے روان رکھا جاتا ہے اب تھوڑا احوال
جزیل و عادل و اُن ساحرون کا تحریر ہوتا ہے کہ جو راہ روکنے کو بحکم سمندر شاہ

سے گئے ہیں اور آنا لشکر صاحبقران کا سمندر پر پہاڑ اور آنا لقا بار کا اور سہو بختنا سمندر
پہنچنا جادو و ہیم جادو کا سب سے پہلے اور انکو ہمراہ لیکر سمندر شاہ کا بڑا سے
و بعد لشکر صاحبقران آنا اور لشکر کو دیکھکر چلا جانا تیم و جیم کا اسی مقام پر قیام
کرنا اسی قصد سے کہ جب تک آپ لشکر لیکر آئیں ہم خدا پرستوں سے مقابلہ
کرینگے انکو باقبال حضرت شکست دینگے دوسرے دن مقابلہ کرنا لشکر اسلام سے
اور چند سرداروں کا لشکر اسلام کے زخمی ہونا انکے ہاتھ سے اور اسیر ہونا لقا بار
سحر پرستان آکر انکو قتل کرنا اور شریک ہونا صاحبقران سے لقا بار کا حال ظاہر ہونا
اور سب کو معلوم ہونا کہ یہ لقا بار فرزند ہیں صاحبقران کے و دیگر حالات و
لشکر کشی سمندر شاہ کی و عیاریاں خواجہ کی بطرز جدید اور آمد جاکمان و سپند کی و
باقی حالات متعلق داستان ہذا

باغبانان چمن خیال و گلچینان حدیقہ مقال و مبارزان میدان سخنگوئی و دلیران عرصہ سخندانی و دلاوران
جنگگاہ سخن گستری و صف آرایان میدان نکتہ پروری و نگارندگان وقائع نادر بیان و نقش طرازان عجائب
و غرائب داستان حال نیرنگ سازی ساحران و مکاری و عیاری عیاران و لشکر کشی دلاوران
کو یوں صفحہ قرطاس پر رقم فرماتے ہیں کہ جب زورق جادو و مرجادو و دریا جادو و حیران جادو
چاروں ساحر بحکم سمندر شاہ واسطے راہ روکنے کے روانہ ہوئے دریا سے تو ایک ایک وقت
ہوا تھا یہاں بیرون شہر آکر ایک مقام پر جمع ہوئے زورق اپنی کشتی سے دریا پار اسکے ساتھ
سے حیران گنبد سے مرجادو سنگ سے باہر نکلے اور باہم صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے آپس میں
بولنے لگے دریا جادو نے کہا کہ میں تو جاکر راہ میں دریا سے مگر تیار کرونگا اور جو کوئی ادھر آئیگا
اسی دریا میں غرق کردونگا اگر ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہونگے تو کبھی نشان نہ ملیگا زورق نے
کہا کہ میں کشتی بناتا ہوں یا میں رہونگا جب کنارے دریا کے آئینگے اسوقت کشتی وغیرہ کی
ضرورت ہوگی ہم میں سے ایک ملاح بنے وہ انکو کشتی پر سوار کرے اور اسی بار لاکر
بذریعہ سحر کے انکو اسیر کرے اسی طور سے سب کو جب سب اسیر ہوجائیں ایک سحر ایسا کیا جائے
کہ وہ سب غائب ہوجائیں اور نیست و نابود ہوجائیں اسی طور سے دریا جادو کہ پھر جو لشکر آئے
اسکے ساتھ بھی سلوک کیا جائے پھر سب لوگوں نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور درست نہیں ہے بلکہ
چار مرحلہ قرار دو پہلے دریا جادو اپنا مرحلہ قرار دیں اور وہ سب لشکر اور سرداروں وغیرہ کو
غرق دریا کریں شاید انکو عیار قتل کریں اور راہ کو کھول لیں تو ہم اُن سبکو روکیں اسکے بعد
مرجادو اپنا مرحلہ بنائیں جس طور سے چاہیں انکو قتل کریں اگر یہ بھی قتل ہوں پھر ہم تو مقابلہ
کرنے کو موجود نہیں مگر مرجادو کے بعد میں اپنا مرحلہ بناؤنگا جہاں تک ممکن ہوگا میں انکو تباہ کرونگا

کوشش کرونگا اور راہ مین ان سبکو قتل کرونگا جس تدبیر سے ہو سکے گا اگر مین نے اس کام کو کیا
تو خیر ورنہ زورق اپنا کام کرین اور اپنے سحر کو ترقی دین ایک مقام پہنچنے مین بہت خرابی ہوگی
اول تو شاید عیار آسکے اور وہ عیاری کرکے ہم چار دن کو اپنے قبضے مین کرلے اور بعد اُسکے سبکو
قتل کرے تو دل مین ایک حسرت باقی رہجائیگی اور سب بیوقوف اور بے عقل اور بدتمیز بنا ئینگے
اور کہین گے کہ ایک مقام پر رہنے کی کیا ضرورت تھی اب جان بھی گئی اور اگر یہ کہو کہ عیار
ہمارا کیا کر لینگے اُنکا آنا یہانتک بہت محال ہے اُنکی اتنی مجال نہین ہے تو یہ خیال خام ہے پھر یہ سمجھ لو
کہ سحران کو دریا کے اندر پہونچکر قتل کیا اور آفتاب کو اس پار آکر مارا اور کتنا بڑا دریا حائل
تھا کہ جسکے اس پار یا اُس پار ساحر جاتے ہوئے خوف کھاتے تھے دریا مین ساحر نہین
جا سکتے تھے بدون اجازت ساحران و ماہیان کے اور ماہیان ایسی ساحرہ کو کیونکر عیاری
کرکے قتل کیا کہ جسنے یہ تک معلوم کرلیا تھا کہ تین دن میرے اوپر بہت سخت ہین اُنھین دنون کو
بسر کرنے کو اُس مقام پر گئی تھی کہ جہان کوئی نہ جا سکتا تھا اور کسی کو نہ معلوم تھا کہ بخوف
عیارون کے اپنا مقام خالی کر دیا اور جس مقام پر گئی وہانکا بھی خوب بندوبست کیا تھا مگر پھر بھی عیارون
نے حاضر ہوکر قتل کیا تو اُنسے بچنا محال ہے اس سبب سے الگ الگ رہو شاید کسی نہ کسی کا کام
کر جاے اور لشکر تباہ اور برباد ہو جائے جب ہین خیمہ پر قبضہ کرلیا تو پھر کیا بات باقی رہی پھر تو
خوب کام چلے گا وہ تدبیر یہ ہے کہ اُس لشکر کو اسیر کرلینگے اور دن سے پہلے سحر تیار کرینگے اور
ایک مقام پر بارگاہ برپا کرینگے اور عرض کرینگے کہ سمندر قریب ہے اس سبب سے ہمنے
یہان بارگاہ برپا کی ہے اُسوقت وہ لوگ مع اپنے لشکر اور نگل اور سردار کے اسی مقام پر فروکش
ہونگے پھر شب کو موقع پا کے حالت خواب مین سحر کرکے اسیر کرلینگے اسی سبب سے مہینون
سے محنت اور مشقت کرکے سحر تیار کیا ہے کہ وقت پر خطا نکرے اور جب صبح ہوگی تو اُنکے لشکر کا
صورت کے پتلے تیار کرینگے کہ کوئی پہچان نہ سکیگا کہ یہ وہی لشکر ہے یا اور ہے یہانتک کہ جسطرح
ممکن ہوگا اور جہانتک قابو چلیگا کل کو گرفتار کرلینگے اور جب صاحبقران یہان آوینگے
اور پہچان بھی نہ سکینگے تو ہمارا کیا کر لینگے اُسوقت ہم پر یہ سحر پوشیدہ ہو جائیگا یا جیسا موقع
اور محل ہوگا ویسا کیا جائیگا ہم لوگ ایک جنبش ابرو مین تمام لشکر کو جلا کے خاک سیاہ کردینگے خود تھا جنکو
پہنچے اسیر کیا ہوگا اور جب لشکر نہوگا اور قلیل باقی رہیگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہے خود ہی عاجز ہوکر
خدا پرست فرار کر جائینگے یا ہمارے بادشاہ کی اطاعت کرینگے سواے اس تدبیر کے دوسری
تدبیر ذہن مین نہین آتی ہے اور جب تم سب کو گرفتار کرنا جو تمھارے بعد ہون اُنکو بھی
آگاہ کرنا مثل اس امر کے اگر مین اسیر کرونگا تو ہر کو اور حیران اور زورق کو خبر
کرونگا تم لوگ اُسوقت چلے آنا تساہل اور کاہلی کو دخل نہ دینا فوراً اپنے کو پہونچانا کہ اتفاق
کرکے اور صلاح کرکے کام کرین اگر کوئی ہم لوگون سے قتل بھی ہو جائیگا تو دوسرا بھی
تدارک کرے یہ جو راے دریا بار نے سب لوگون سے بیان کی سبنے بہت پسند کی
اور کہا کہ اس سے بہتر کوئی راے نہین ہے اُسیوقت ہر ایک نے اپنے اپنے چلنے کا قصد کیا اور
بعد سامان کے تیار ہوکر چلا زورق نے شہر سمندر سے بیس کوس پر آکر اپنا انتظام
کیا کہ وقت پر ظاہر ہوگا اور اُس سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر جاکر حیران نے اپنا

سند و لیسپیا اُس سے آگے بڑھ کے دس کوس پر ہرمز نے اپنا تدارک کیا اب دریا پار سے
جاکر عین اُس مقام پر کہ جدھر سے لشکر اسلام کا آئیگا شور کیا اور ایک دریاے زخّار
ناپیدا کنار بہت جلد بناکر تیار کیا جس شخص کی حد نگاہ جاتی تھی سواے پانی کے اور کوئی
دوسری چیز نظر نہیں آتی تھی اُس دریا کا کنارہ کنارۂ عدم سے ملا ہوا تھا ہمہ وقت اُس
دریا میں تلاطم رہتا تھا اور پانی کا اسقدر زور و شور کہ دیکھنے والوں کے رنج چھوٹے جاتے
تھے اور کہتے تھے کہ یہ دریا ایسا کبھی کسی نے نہیں دیکھا اور اُسمیں ہر وقت طوفان آتا تھا گرداب بڑے بڑے
تھے بھنور سے اُچھل رہے تھے کوئی مقام اُس دریا میں ایسا نہ تھا کہ جہاں جانور آب نہ تیرتے
ہوں جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ملاحوں میں نہیں اور اسقدر گرم تھا کہ ناگوار ہوتا تھا اُس
دریا میں اُس ملعون نے ایک بنگلہ بہت عمدہ بنایا کہ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی طبیعت خوش
ہو جاتی تھی اور اُسمیں خود مقیم تھا سب حال دریا اُسکے پیش نظر تھا سحر سے جانور ان دریا کے
بنائے تھے وہ بہت بڑے بڑے تھے اب اُن جانوروں کا حال تحریر ہوتا ہے کہ نہنگ منہ پانی سے
نکال رہے ہیں مگرمچھ کسی مقام پر منہ نکالے ہوئے بیٹھے ہیں سوس کسی مقام پر [illegible]
ہزار گز کی ماہی اُسی دریا میں ہے سنگ پشت بڑے بڑے ہیں کبھی اُس دریا سے [illegible]
نکلتے ہیں اور جب نہنگ اور سوس منہ نکالکر سانس لیتے ہیں تو تمام درخت صحرا کے جل جاتے
ہیں اور اکثر اُنکے منہ میں چلے جاتے ہیں یہ انتظام کر کے اور راہ میں ہر پاک کے [illegible]
بیٹھا ہے اور انتظار لشکر اسلام کا کر رہا ہے اُدھر جبریل ہوشیار خیمہ لیکر چلے تھے اُنکے ہمراہ دو لاکھ سوار تھے
عادل بھی ہمراہ تھے سہراب جادو و غزالان دا[illegible]ستم بھی ہمراہ تھے یہ دونوں خوب
راہ سے واقف ہیں برابر لیے ہوئے کل لشکر چلا آتے ہیں دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے دن بھر راہ
طے کرتے ہیں رات کو صحرا سبزہ زار میں قیام کرتے ہیں اور نہایت عیش و آرام سے بسر کرتے
ہیں کہ جبریل نے سہراب و غزالان سے دریافت کیا کہ اب سمندریہ کی منزل ہوا [illegible]
عرض کیا کہ اب ساتھ روز کی راہ اور ہے آٹھویں دن نواحی سمندریہ میں آپہنچا کہ [illegible]
آپکا جی چاہے بارگاہ سلطانی برپا فرمائیگا سمندریہ سے بیس کوس پر ایک صحرا لق و دق کہ نہایت
پُربہار اور شاداب ہے وہ صحرا لائق لشکر صاحبقران کے فروکش ہونے کے ہے اُس صحرا میں [illegible]
نہریں ہیں پانی اُنکا نہایت صاف اور شیریں اور ٹھنڈا ہے چشمہ جابجا جاری ہیں درخت سایہ دار بھی ہیں
اور یہ ضرور ہوگا کہ کچھ فاصلہ دیکر لشکر اُتریگا کیونکہ لشکر حریف بھی تو اُتریگا اور میدان جنگ کا بھی تو
فاصلہ رہے جبریل نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے پس سہراب نے کہا کہ آپ اُسی مقام پر فروکش ہوں
جبریل نے کہا کہ وہ تو شہر سے بہت فاصلہ ہوا سہراب نے جواب دیا کہ وہ صحرا پانچ کوس کے
فاصلے میں ہے جب اُس صحرا میں قیام کرینگے تو پندرہ کوس کا فاصلہ شہر سے رہیگا وہ صحرا [illegible]
آبادی میں ہے اور بہت پرفضا ہے ادھر لشکر آنکا ہو پہنچا اُدھر سمندر شاہ کو خبر ہوگی کہ لشکر اسلام آ
ہو پیش خیمہ آگیا جبریل نے کہا کہ ہاں اسقدر فاصلہ کا کچھ مضائقہ نہیں ہے اُسدن تو اُسی مقام
قیام کیا صبح کو بارگاہ لیکر اُس صحرا سے کوچ کیا دو پہر راہ طے کی تھی تمازت آفتاب بہت تھی شدت
سے گرمی معلوم ہو رہی تھی بڑے عرصے سے پانی بھی لشکر نے نہیں پیا تھا پانی کی تلاش کر رہے تھے
لشکر بعجلت چلا آتا تھا سہراب نے جبریل سے عرض کیا کہ اس صحرا میں پانی نہیں ہے یہاں سے

قریب ایک صحرا ہی اسمین بہت صاف و شفاف آب سرد کے چشمے ہین وہ صحرا آپکو تھوڑے ہی عرصے
مین ملیگا آج اسی صحرا مین قیام فرمائیگا کل صبح کو کوچ کیجیگا جبرئیل نے جواب دیا کہ لشکر تو مارے پیاس
کی شدت سے مرا جاتا ہی تمنے پہلے سے ہمکو خبر نہ کی ورنہ ہم اسی منزل سے پانی کا بندوبست کرکے
یہ تکلیف سخت کیون اٹھاتے کہ جسکی وجہ سے تمام لشکر پریشان ہوا ہی سخت تردد ہی کہ کیا تدبیر کیجائے
آپ نے کہا کہ مجھے بڑی غلطی ہوئی مجھکو خیال نہ رہا ورنہ مین ضرور آگاہ کردیتا جبرئیل نے اہل لشکر سے
کہا کہ جس طرح ہوسکے بہت جلد راہ طے کرو تاکہ یہ صحرا تمام ہو اور صحراے سبزہ زار ملے اہل لشکر نے
مرکب اٹھا دئے اب مرکب کا یہ حال تھا کہ مارے پیاس کے زبانین نکالے ہوئے تھے راہ نہین چل
جاتی تھی قدم ادھر ادھر پڑتا تھا گرتے پڑتے رات بسر ہوئی صبح ہوئی یہان تک کہ تھوڑی ہی دور
اور راہ چلے ہونگے کہ دیکھا کہ ایک دریا کے قریب آپہونچے کنارا ... بہت ہی خوش ہوے یہ حال دیکھکر
سبکو تسکین ہوئی اور جان مین جان آئی پانی کو دیکھکر آنکھون مین خنکی معلوم ہونے لگی مرکبون نے
جو اس پانی کو دیکھا ہنہنانے لگے جلد جلد چلنے لگے لاکھ روکتے تھے وہ رکتے نہین تھے
... سبکے سب چلے جاتے تھے جبرئیل اور عادل نے اس دریا کو دیکھکر اہل لشکر سے
کہا کہ خداوند کریم نے ہم سب پر بڑا رحم کیا کہ یہ دریا دکھلا دیا ورنہ ہمکو تو یقین تھا کہ شدت
عطش سے جان جاتی اور کچھ نہوگا اسی صحرا مین ہماری قضا تھی وہ قضا ہمکو یہان سے آئی ہی
دریا کے پاس نہین پہونچے تھے اور پانی بھی نہین پیا تھا کہ دل مین خیال ہوا کہ یہ مقام سحر و ساحرون کا ہی
اور یہان سب ساحر رہتے ہین کہین ایسا نہو کہ یہ دریا بھی مثل دریاے سحر کے ہو
کیونکہ ہمیشہ جادو سے مقابلہ ہی اسکا نام سمندر ہی شاید اسنے ہی سحر کیا ہو کہ اسی کا یہ دریا
بھی ایک عجیب ہو دوسرے یہ امر ہی کہ سہراب نے یہ بیان کیا تھا کہ آگے چلکر ایک صحرا
ملیگا وہ بہت پر بہار ہوگا مگر یہ نہین کہا تھا کہ دریا ملیگا اور اسکا پانی خوشگوار ہوگا اور خنک
ہوگا اس امر کو انسے بھی دریافت کرین کیونکہ وہ واقف ہین یہان کے حالات سے شاید
وہ ذکر کرنا بھول گئے ہون یہ جو جبرئیل و عادل نے کہا انہین جو کہ ذرا صاحب وقوف و با تمیز
تھے وہ تو تھم گئے اب یہ حال تھا کہ دریا کوئی کوس بھر پر یہ لشکر ہوا آگے جو لوگ
کم سمجھ تھے مثل گنوار سپاہی وغیرہ کے وہ ایسے پیاسے تھے اور ان تک یہ خبر نہ پہونچی تھی کہ
ہمارے افسر نے منع کیا وہ لوگ جسقدر تھے قریب دریا کے پہونچ گئے تھے بس ایک مرتبہ تھا
ہوکر کنارے دریا کے بیٹھ گئے اور ہاتھ ڈالکر قصد کیا کہ پانی پی لین ادھر انھون نے ہاتھ ڈالا
کہ ایک شعلہ دریا سے نکلا اور اسقدر پانی گرم معلوم ہوا کہ انھون ہاتھ کھینچ لیا ہاتھ کا کھینچنا
تھا کہ ایک مگر نے منہ نکالکر جو دم کھینچا جسقدر لوگ کنارے دریا کے پہونچ گئے تھے ان
سبکو نگل گیا اور پھر منہ پانی کے اندر کر لیا اور چند لوگ آگے انھون نے جو ہاتھ پانی مین
ڈالا تو انکو بھی گرم معلوم ہوا اسی وقت پھر ایک شعلہ نکلا اور مگر نے منہ نکالا ان لوگون کو
اسقدر گرمی پانی کی معلوم ہوئی کہ خود بخود بیقرار ہوکر دریا مین گر پڑے اور نیست و نابود
ہوگئے بعضون کے پاس اونٹ وغیرہ تھا انھون یہ حال دیکھکر ہاتھ نہ ڈالا اونٹ کے ذریعے سے پانی
نکالا اس سبب سے وہ اس امر سے محفوظ رہے نہ تو دریا مین گرے نہ انکو مگر نے نگلا پس
انھون نے پانی اس لوٹے مین لیکر پیا تو گرم تھا جیسے جوش کیا ہوا پیاسے کیا کرتے جان پر

ہی ہوئی تھی اگر نہ پیتے تو کیا کرتے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مرجاتے اس خیال سے پی لیا اُس پانی نے
یہ اثر کیا کہ جیسے کوئی نشہ پیکر بیہوش ہوکر گر پڑے وہ لوگ جنھون جنھون نے پانی پیا تھا وہ گر پڑے
یہان تو یہ حال ہوا اُدھر جبرئیل نے جو منع کیا تو اہل لشکر نے قصد کیا تھا کہ چلکے پانی خود بھی پی لین
اور مرکبون کو بھی سیراب کردین اور جو بار برداری کے جانور ہین اُنکو بھی پانی پلادین مگر حاکم اور افسر
سپاہ کے منع کرنے سے تھم گئے وہ لوگ جو کہ اس عذاب مین مبتلا ہوگئے تھے اول تو وہ آگے آگے
سپاہ کے تھے دوسرے یہ امر تھا کہ اُنکو اس حکم کی خبر نہین ہوئی تھی تیسرے یہ امر تھا کہ وہ دریا کو
دیکھکر بیتاب ہوکر بے تحاشہ دوڑتے ہوئے افتان و خیزان آگے چلے آگئے تھے اس سبب سے
وہ لوگ اس بلا مین مبتلا ہوگئے لیکن یہ حکم دیکر جبرئیل و عادل نے کہا کہ سہراب و نغزالان جو
کہو کہ آپکو در کچھ سالار طلب کرتے ہین راوی نے بیان کیا ہے چونکہ دریا بیچ مین حائل ہوگیا ہے
لہٰذا اس سبب سے لشکر اُس مقام پر ٹھہر گیا تھا اور یہ انتظار کر رہے تھے کہ اگر کوئی جہاز یا کشتی
نظر آجاوے تو ہم لوگ اُس پار اُتر جائین جب سہراب کو جبرئیل نے طلب کیا تو لوگ پہنچ کر جلد
یہان ایک مقام پر سہراب و نغزالان باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ ہم بارہا اسی راہ سے گئے ہین
مگر یہ دریا کبھی نہین دیکھا یہ دریا کہان سے آگیا ہے کہ اسکا اول اور آخر کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اتنے
روز ہین یہ دریا جاری ہوا ہے کہ ہمکو کوئی ایک سال سے اِدھر نہین آیا ہون جب سے لشکر اسلام مین
گیا ہون یہان یہ دریا جاری ہوگیا ہے نغزالان نے کہا کہ مجکو تو ایک برس کا عرصہ ہوا مجکو تو چند مہینے گذرے
ہین کہ مین ادھر سے گئی ہون کہین اس دریا کا نام و نشان بھی نہ تھا دریا کیسا ایک چشمہ بھی نہ تھا یہ کہان
سے جاری ہوگیا بڑی خرابی ہوئی دوسرے خرابی کی بات یہ ہے کہ اس دریا مین نہ کوئی کشتی نظر آتی ہے نہ
کوئی جہاز نظر آتا ہے یہ لشکر کیونکر اُس پار اُترےگا اور جبرئیل جو مجھسے سوال کرینگے کہ تمنے ہمکو آگاہ نہ کیا
کہ آگے دریا ہے تو ہم اسکا بندوبست کرتے یا دوسری راہ سے جاتے جو کہ خشکی کی راہ ہوتی ادھر
سے کیون آتے تو کیا جواب دیا جائیگا یہ گفتگو باہم کر رہے تھے اور حیران کھڑے ہوئے تھے کہ ایک
سوار نے آکر کہا کہ آپ دونون صاحبون کو جبرئیل و عادل یاد فرماتے ہین یہ سنکر تھا کہ سہراب و
نغزالان اُس مقام پر سے روبرو جبرئیل کے آئے لشکر کا مارے پیاس کے یہ حال ہے کہ لبون پہ
دم آرہا ہے مگر اپنے افسر کے اسقدر تابع حکم ہین کہ منع جو کردیا ہے تو جان دینا گوارا ہے مگر عدول حکمی
گوارا نہین ہے سب خاموش مرکبون کو روکے ہوئے کھڑے ہین نظر یاس سے دریا کی طرف
دیکھ رہے ہین بیدل ہی مایوس کھڑے ہین نگاہ سبکی طرف دریا کے تھی کوئی اُدھر سے مونھہ
نہین پھیرتا ہے یہ حالت ہے کہ جب سہراب جبرئیل کے قریب آیا جبرئیل نے کہا کہ اے سہراب
تمھاری عقل سے بعید تھا کہ تم اس راہ سے ہمکو لیکر آئے ہو کہ جدھر دریا حائل ہے تمنے ہمسے یہ
بھی نہ کہا کہ دریا ملیگا بلکہ یہ کہا کہ اسکے آگے ایک صحراے سبزہ زار نہایت پرفضا ملیگا اور اسکے خلاف اُسمین
صحراے ریگستان ملا کہ جسمین ہمارا لشکر بسبب نہ ملنے پانی کے شدت پیاس سے تڑپ رہا ہے اور تباہ
ہورہا ہے دریا بھی ملا تو یہ خیال ہے کہ کہین دریاے سحر نہو جیسے الیاد ریالق و دق آجتک نہین دیکھا
کہ جسمین نہ کوئی کشتی نظر آتی ہے نہ کوئی جہاز معلوم ہوتا ہے اور قیاس مین آتا ہے کہ یہ دریاے سحر
ہے اے سہراب لشکر کی یہ حالت دیکھو شدت عطش سے کیا حیرت ہے اب جلد بیان کرو کہ یہ دریا اصل
ہے یا دریاے سحر ہے یا یہ بھی کوئی تازہ سحر سمندر کا بنایا ہوا ہے کیونکہ اُنکا نام سمندر ہے

اگر اصلی ہوتو مین حکم دون اہل لشکر پانی پیکر اپنی پیاس بجھائین ہر کیے مرے جاتے ہین تم دونون
صاحب یہان کے حالات سے بخوبی واقف ہو صاف صاف حال بیان کرو تو فکر کشتی وغیرہ کی
کیجائے کیونکہ لشکر صاحبقران کا آتا ہوگا کیونکر اُس پار جانا ہوگا بڑی خرابی ہوگی یہ
جو کلام غزالان نے کہا تو سہراب نے جواب دیا کہ کیا عرض کرون مین خود حیران اور پریشان
ہورہا ہون کہ دریا کیونکر جاری ہوا کیونکہ ہزار مرتبہ مین ادھر سے گیا ہون یہ دریا مین نے
کبھی نہین دیکھا تھا شاید اس عرصہ مین یہ دریا کسی پہاڑ سے نکلا ہوگا مین تو آپکو قریب کی راہ
سے لیکر آیا تھا اور اسی راہ سے صاحبقران بھی مع لشکر کے تشریف لاوینگے وہ کیسے ناخوش
ہونگے اور فرماوینگے کہ سہراب نے دھوکا دیا معلوم ہوتا ہو یہ مکر سے شریک ہوا ہو مین حیران
ہون کہ سمندر یہ کا کوئی راستہ ایسا نہین ہو کہ جسمین دریا ہو سوا سبزہ زار کے یہانتک
کہ شہر سمندر یہ تک مین دریا نہین ہو مین کیونکر عرض کرتا کہ دریا ملیگا جہاز اور کشتی کی فکر فرمایئے مین
کیونکر عرض کرون کہ یہ اصلی دریا ہو آپ نے خوب کیا کہ جو اہل لشکر کو منع کیا کہ کوئی پانی نہ پیے
جبتک یہ نہ معلوم ہو لے کہ دریا سحر کا ہو یا کہ اصلی ہو یہ کہکر شغزالان سے کہا کہ کیون غزالان تم
مجھسے زیادہ واقف ہو ہمیشہ شہر و بیرون شہر گشت کیا کیے ہو اور تمھارے والد کے اکثر باغات
بھی بیرون شہر تھے اور تم اکثر اپنے باپ کے ہمراہ سمندر سے جیحون کو کو آیا کرتین تھین کیونکہ اکثر عزیز تمھارے
اُس شہر مین ہین وہان اکثر تم جایا کرتی کبھی تمنے یہ دریا دیکھا تھا اُسنے جواب دیا کہ مین نے تو کبھی نہین
دیکھا مین خود حیران ہون کہ یہ کیا واقعہ ہو سہراب نے کہا کہ مین تو یہ جانتا ہون کہ جب سمندر
شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر اسلام ادھر آتا ہو اُسنے راہ بند کرنے کے لیے یہ دریا پیدا کیا ہو اور سمندر
کی راہ روکی ہو اسلیے کہ لشکر اسلام نہ آسکے یہ سنکے غزالان نے کہا کہ تمھاری راے
بہت ٹھیک اور درست ہو چلو اس دریا کا حال دریافت کرین کنارے دریا کے سب حال معلوم
ہوجائیگا یہ کہکر خود طرف دریا کے چلی اور پکار کر کہا کہ اے لشکر اسلام جبتک یہ دریافت نہ ہولے
کوئی اس دریا کے کنارے نہ آئے اور نہ پانی پیے آگے ہلاک بھی ہوجاؤگے جب سہراب نے دیکھا
کہ غزالان جاتی ہین تو یہ بھی اُسکے ہمراہ چلا جب کنارے دریا کے پہونچا غزالان و سہراب نے
دیکھا کہ کئی آدمی کنارے دریا کے بیہوش پڑے ہوے ہین اُنکو تن بدن کا کچھ ہوش باقی نہین ہے انہون
اُسوقت یہ خیال اپنے دل مین کیا کہ یہ لوگ شدت پیاس اور تمازت آفتاب سے گر گئے
ہین اور بیہوش ہوگئے ہین پس یہ دونون کنارے دریا کے آگے اور ہاتھ دریا مین ڈالا
ہاتھ کا ڈالنا تھا کہ دریا سے ایک شعلہ آگ کا پیدا ہوا کہ اُسکے سبب سے پانی دریا کا کھولنے لگا
شعلے کے نکلتے ہی سہراب نے طرف غزالان کے دیکھا کہ ایک نگر نے مونہہ نکالکر شعلہ
چھوڑا اور دم کشتی کی چونکہ یہ دونون ساحر زبردست تھے ایسے ایسے بہت شعبدہ انھون نے
دیکھے تھے اور سم اپنے بند و لیست سے کنارے دریا کے گئے تھے انپر کچھ اثر نہ کیا لاکھ لاکھ نگر نے
دم کشتی کی مگر کچھ ان دونو پر اثر نہوا جب سہراب نے طرف غزالان کے دیکھا غزالان نے کہا کہ اب تو یقین
ہوتا ہو کہ ضرور یہ دریا سحر ہو یہ کہکر غزالان نے کچھ اسم پڑھکر کنارے کی خاک اُٹھائی
اور کچھ اسم پڑھا اور کہا کہ اے خاک بتادے کہ یہ دریا اصلی ہو یا سحر کا ہو اگر سحر کا ہو تو کسکا سحر
ہو یہ جو کہا اُس خاک سے صدا آئی کہ اے غزالان یہ دریا اصلی نہین ہو بلکہ سحر کا ہو اور یہ سحر ہی

دریا بار جادوگر اسکو سمندر نے طلب کرکے اسلیے روانہ کیا ہے کہ جاکر لشکر اسلام کی راہ کو روکو
اور سکو نہ آنے دو اور اسنے آکر یہ دریا بنایا ہے آتش دریا کے اندر مقیم ہوا ہے اور چند آدمی تمھارے
لشکر کے اسنے گرفتار کرلیے ہین وہ لوگ شدت پیاس سے بیقرار ہوکر آئے تھے انمین سے چند
آدمیون نے جو قصد کیا کہ پانی پیین اور ساتھ جو پانی مین ڈالا تو شعلہ پیدا ہوا اور مگر نے مونھہ نکالا کہ دم کشی
کی اور انکو نگل گیا اور چند آدمی بسبب شعلہ آتش کے غش کھاکر دریا مین گرپڑے اور یہ جو بیہوش ہوکے
پڑے ہین یہ سب آدمی پانی پیکر بیہوش ہوگئے ہین جب تک دریا بار نہ مارا جائیگا اسوقت تک ہوش مین
نہ آئینگے اور خود شہزادی لنی بیٹا اسکا یہی حال ہوتا کل لشکر اسی صورت سے تباہ ہوتا یہی اُس کا سحر ہے اور
یہی اسنے سحر بہت بڑا کمال کا کیا تھا جب اس لشکر مین تلاطم ہوگا اور یہ سحر کیا ہے کہ جب اس صحرا مین لشکر
پہونچیگا تو ان سب کی یہ حالت ہوگی کہ مارے شدت عطش کے سب لوگ بیقرار ہونگے اور گرمی بہت ہوگی
اور جب شدت عطش ہوگی بیقرار ہوہوکر ضرور پانی پر گرینگے اور بیہوش ہوکر مرجائینگے اکثر قصد
مین اُن سبکو گرفتار کرلونگا اسیلیے اُسنے اس صحرا کو بھی گرم کردیا ہے یہ جو گرمی ہے یہ سحر کی ہے معمولی گرمی
نہین ہے یہان تو سبزہ زار تھا یہ جو اس خاک نے بیان کیا غزالان سے غزالان نے سہراب سے
کہا کہ آپنے سُنا سہراب نے کہا کہ مین پہلے ہی سے جانتا تھا کہ ضرور یہ کوئی نہ کوئی سبب ہے کیونکہ اس
مقام پر کبھی بیابان تھا ہے کیونکہ میدان پر غراب معلوم ہوا اے غزالان یہ دریا بار جادوگر کون ہے مینے آج کبھی
اسکا نام بھی نہین سُنا تھا غزالان نے کہا کہ سمندر جادو کے بہت ملازم ایسے ہین کہ جنکے نام بھی
نام تک نہین سنے ہین بس یہ بھی کوئی اُنھین کا ملازم ہوگا اس تقریر سے کیا مطلب ہے خیر کوئی ہو تمہارے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا آپ لوگون کی دعا سے مجکو بھی وہ وہ سحر زبردست معلوم ہین کوئی ایسا
مقابلہ نہین کرسکتا ہے جسوقت مین اپنا سحر کرونگی سب کے سب چھوٹ جائینگے تھاکے راہ نہ پائینگے کیا
کوئی مقابلہ کرسکتا ہے مین اس دریا کو ابھی مٹائے دیتی ہون اور بالکل نیست و نابود کیے دیتی ہون سہراب
نے کہا کہ آپ کیون اسقدر تکلیف فرماتی ہین مین خود ہی چشم زدن مین اس دریا کو مٹا سکتا ہون اور دریا بار
کی کیا اصل ہے مین ایک اسم پڑھ کر اسکو دیوانہ کیے دیتا ہون کہ تمام صحرا مین مارا مارا پھریگا تم میرے
سحر کا تماشا دیکھو مین یہ دعوے نہین کرسکتا ہون کہ تمھاری برابری کرون یا تمھارے والد ماجد کی برابری
کرتا ہان اسقدر ضرور ہے کہ کچھ تو سمندر شاہ نے سمجھ لیا تھا کہ مجکو سپہ سالار کیا تھا تمھاری دعا سے
اسقدر ضرور آتا ہے کہ وقت پر کسی امر سے رکونگا نہین اور فتحیاب ہونگا اور یہ امر ضرور رہتا کہ لیکن
سمندر شاہ و تمھارے والد کے کوئی پیرا ہے نہ تھا سحران وغیرہ کی مین کوئی حقیقت نہ جانتا تھا
اور نہ کبھی انکو کچھ سمجھا صرف اس سبب مین نے آجتک طرح دی کہ کیا انسے مقابلہ کرون اور کیا
سحر کرون یہ تو ایک ہی سحر کرنے مین بھاگ جائینگے اور یہ بھی خیال تھا کہ صاحب دریا ہین اور ایک سمندر
کے مالک ہین اور معزز سمجھے جاتے ہین دوسرے چند تحفہ جات انکے پاس تھے نہ معلوم کدہر
کے وہ کیا ہوگئے اور کسکے قبضہ مین ہین سمندر سے جو مین مقابلہ کرنے مین ذرا خوف کرتا ہون تو
یہی سبب ہے کہ اُسکے پاس بھی تحفہ ہین غزالان نے کہا کہ یہ جو تمنے کہا بہت ٹھیک اور درست
کہا مگر خیر اب دیکھ لیا جائیگا نہ کچھ تحفون کا خیال کیا جائیگا نہ کسی امر کا اگر خدا نے چاہا تو سرنگون ہوکر
مقابلہ کیا جائیگا اچھا مین اور تم دونون ملکر مقابلہ کرلینگے سہراب نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت ہے پہلے
جنرل کو اور کل لشکر کو تو اس امر سے آگاہ کردینا چاہیے ایسا نہو کہ کوئی بیقرار ہوکر پانی نہ پی لے

تو بڑی خرابی ہو جائیگی غزالان نے کہا کہ چلو یہ کہکر غزالان اور سہراب کنارے سے دریا کے قریب
جنرل کے آئے اور کہا کہ اے جنرل جو مین نے خیال کیا تھا وہی امر نکلا آپ نے خوب کیا کہ اہل
لشکر کو منع کر دیا تھا دراصل یہ دریا سحر کا ہی یہ کہکر جو معلوم ہوا تھا وہ حال از اول تا آخر بیان کیا
اور کہا کہ ہم اسکی تدبیر کرتے ہین اور یہ کہکر باواز بلند کہا کہ کوئی اس دریا کا پانی نہ پیے یہ دریا سحر کا
ہی بلکہ کوئی اسکے کنارے پر بھی نہ جاے ورنہ گرفتار ہو جائیگا آیندہ اسکو اختیار ہی اور جنرل سے
کہا کہ لشکر کو اسی مقام پر قیام فرمایئے اسوقت تک کہ مین اور غزالان اس دریا کا بندوبست
کرین جنرل نے یہ سنکے کہا کہ اسکی کیا تدبیر کیجاے کہ لشکر تو شدت عطش سے مرا جاتا ہی اور گرمی بہت
ہی اگر ایکدن پانی نہ ملا تو مارے پیاس کے ہلاک ہوگا سہراب نے کہا کہ مین کیا عرض کرون اس
مرنے سے تو یہ مرنا بہتر ہی کہ اسیر گرفتار ہو کر قتل ہون جنرل نے یہ سنکے اسوقت یہ حکم دیا کہ اسی
مقام پر لشکر اترے سہراب و غزالان تدبیر کرتے ہین اسوقت تک کہ جب تک دریا سحر اور
اس دریا کا بنانے والا قتل ہو یہ حکم دینا تھا کہ اسی مقام پر خیمے برپا ہونے لگے لشکر اترا ادھر اندنے
دریا کے جو دریا پار سے دیکھا کہ لشکر اترنے لگا صرف چند آدمیون نے سفر اور پیاس سے بیتاب ہوکر
پانی پینے کا قصد کیا وہ آفت مین مبتلا ہوگئے اور اسیر سحر ہوکر بیہوش ہوگئے اور گر پڑے اب
کوئی نہین آتا ہی اور دو شخص ایک عورت اور ایک مرد آگے تھے انھون نے قصد پانی پینے کا
کیا تھا اسی طور سے شعلے سر سے سحر کے نکلے اور گرنے بھی دم کشتی کی گلی اٹکا کچھ نہ سنا آگ کر
کرکے رہگیا یہ جو اسنے دیکھا پس اسوقت اسنے اپنے سحر کو زور دیا کہ گرمی کی شدت اور
زیادہ ہوگئی اور اہل لشکر کی پیاس نے ترقی کی اب یہ حالت ہوئی کہ لوگ بیقرار ہو ہو کر گرنے
لگے اور بیہوش ہوگئے ہر ایک سے خیمہ کرۂ نار معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا زمین سے
آگ نکل رہی ہی پردون اور قناتون سے شعلے نکل رہے تھے تمام اہل لشکر عرق عرق تھا اسقدر
شدت گرمی کی تھی کہ احاطۂ تقریر و تحریر سے باہر ہی دہنون مین لعاب دہن تک خشک ہوگیا تھا
سوا ے عرق جسم سے ایک قطرہ آب نا ممکن تھا مقام عجیب یہ تھا کہ روبرو دریا روان تھا مگر کچھ
نہ ہوسکتا حسرت کی نگاہ سے بار بار اس دریا کو دیکھتے تھے اور رہ جاتے تھے ہر شخص کف افسوس
ملتا تھا کہ کیا کرین اور کیونکر پانی پئین ہمارے سامنے دریا یون روان ہو اور ہم پانی کو ترسین خیر یہ بھی
وقت نہ رہیگا اب جو اسنے سحر کیا تھا تو اسکی وجہ سے گرمی کی شدت ہوئی جاتی تھی سب اہل
لشکر پریشان اور مارے پیاس کے بیتاب ہو رہے تھے خیمون مین جا جا کر پوشیدہ ہوتے
تھے وہان بھی انکو قرار نہین آتا تھا پھر پریشان ہوکر باہر نکل آتے تھے اور پھر خیمے مین چلے جاتے
تھے ہر شخص دعا مانگ رہا تھا کہ کسطرح پانی پینے کو ملے جنرل و عادل خان و دیگر سرداران
و اہل لشکر کا تو یہ حال ہی جو کہ تحریر ہو چکا ہی اب جنرل نے سہراب کو طلب کیا اور کہا بھائی
سہراب بہت جلد اسکا تدارک کرو سب لوگ لشکر کے ہلاک ہوئے جاتے ہین اسنے عرض کیا
کہ آپ اطمینان رکھیئے مین تدبیر کرتا ہون جنرل نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ گرمی کسیطرح
سے کم ہو جاے گرمی تو ہلاک کیے دیتی ہی سہراب نے کہا بہت اچھا مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ
کہکر باہر خیمے کے آیا غزالان سے کہا کہ اے غزالان تم یہ تدبیر کرو کہ یہ جو شدت گرمی کی ہی یہ
کم ہو جاے تاکہ اہل لشکر کسیقدر تو آسودہ ہون اسنے کہا کہ یہی سحر ہی دریا بار کا مین ابھی اسکی تدبیر کرتی ہون

تم جاؤ اور اپنی تدبیر کرو یہ کہکر غزالان نے ایک ٹکڑا ابر مردہ کا اپنی جھولی سے نکالا اور اُسپر اسم سحر
پڑھکر دم کیا کہ وہ بلند ہو کر آسمان پر گیا اور تمام صحرا پر وہ ابر محیط ہو گیا اب یہ حال ہوا کہ شدت گرمی
کم ہوئی اور کسیقدر دھوپ بھی کم ہوئی اور کچھ ترشح بھی ہونے لگا یہ اب سحر تھا زمین پر گر کے تاپ
ہو جاتا تھا کوئی پی نہ سکتا تھا وہ شدت عطش بھی کم ہوئی اسنے اپنے سحر کو زور دیا غزالان کا سحر
اُسکے سحر پر غالب آیا وہ بھی بیٹھا ہوا اپنے سحر کو زور دے رہا تھا مگر کچھ اثر نکرتا تھا یہان کنارے
دریا کے آ کے سہراب نے ایک اپنی جھولی سے ناریل نکالا اور اُسپر دھونی لوبان وغیرہ کی دیکر
کچھ پڑھکر اپنی زبان مین نشتر دیکر چند قطرے خون کے اُس ناریل پر ٹپکا دیے اور اُس ناریل کو
اُس دریا پر مارا وہ ناریل پانی پر پڑکر شق ہوا اور ایک شعلہ پیدا ہوا اور پانی مین تلاطم ہونے لگا
تمام جانوران آبی جو کہ سحر کے بنے ہوئے تھے وہ بیقرار ہو ہو کر اوپر پانی کے اُچھلے اور اُنمین آگ
لگ گئی تمام دریا آتشبار ہو گیا دریا بار جادو اپنے بنگلے مین بیٹھا ہوا اُنپے سحر کو خوب زور دے رہا
تھا اب اُسنے دیکھا میرے دریا مین آگ لگ گئی سب جانور جلنے لگے پانی دریا سے آب تھا یا وہ دریا
آتش ہو گیا اسکا کیا سبب ہے یہ دیکھ گھبرا کر اُٹھا کہ دیکھون کیا آفت آئی ادھر سہراب نے پھر سحر کو زور دیا
ایک مرتبہ خون لیکر اور اسم سحر پڑھکر دم کیا اور دریا پر مارا اور کہا کہ اے دریاے سحر اُتر جا یہ کہنا تھا کہ
وہ دریا دھوان ہو کر اُڑنے لگا تھوڑے عرصہ مین نہ وہ دریا تھا نہ وہ پانی تھا خشک زمین پڑی ہوئی تھی یہ
گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ یہ کون ایسا شخص آیا کہ اُسنے یہ آفت برپا کر دی
کہ جسکے سبب سے میرا بنا بنایا ہوا دریا مٹ گیا یہ بہت زبردست ساحر معلوم ہوتا ہے یہ خیال دل مین کر کے
باہر بنگلے کے آیا اب صرف اُسکا بنگلہ باقی رہ گیا تھا یہ اپنے بنگلے سے باہر آیا اب سہراب نے دیکھا
کہ دریا تو مٹ گیا صرف دریا کے مقام پر ریگ پڑی ہوئی ہے اور اُس ریگ پر ایک بنگلہ ہے اور
ہوا اُس سے کچھ شعلے نکل رہے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ دریا بار یہ سوچ رہا تھا کہ دریا تو سحر
سے بنا دیا تھا اُسکے بعد اس فکر مین تھا کہ کسی صورت سے زیادتی گرمی کی ہو اور یہ لوگ پریشان
ہو کر اور پیاس کے سبب سے تڑپ تڑپ کے اپنے کو دریا مین گرا دین اور پھر مبتلاے سحر ہو جاوین
یہان دوسرا کارخانہ ہو گیا یعنے اُسکے سحر کو غزالان نے دفع کر دیا تھا یعنے ابر سحر قائم کر کے
اُس گرمی کو کم کیا بلکہ اب کسیقدر خنکی ہو گئی تھی وہ شدت عطش بھی کم ہونے لگی پسینہ بھی خشک
ہونے لگا ہے ادھر سہراب نے دریاے سحر دریا بار کو مٹا دیا اب سواے اُسکے بنگلے کے
اور کوئی چیز اُس صحرا مین باقی نہین ہے یا وہ حالت تھی کہ اُس صحراے سبزہ زار کو اپنے سحر کے زور سے
مبدل بہ خارستان کر دیا تھا دراصل وہ صحرا تو نہایت سبزہ زار تھا اور از حد پر فضا اور خوشگوار
تھا مگر سحر کی وجہ سے ویران اور بیابان سان معلوم ہوتا تھا پس جب اُسکا دریا سحر سے مٹ گیا اب
یہ بہت پریشان ہوا اور لاکھ لاکھ اپنے سحر کو زور دیتا تھا مگر کچھ اثر نہوتا تھا بلکہ اور کمزور ہوتا جاتا تھا
اب یہ اپنے بنگلے سے یکبارگی گھبرا کر نکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے اب
یقین کامل ہو گیا کہ میرا سحر اسی نے رد کر دیا ہے اُسوقت اُسی مقام سے زور سے آواز دی کہ او نابکار
لطف شیطان مین نے دیکھا کہ تو نے میرے سحر کو دفع کیا اسکا نتیجہ اچھا نہ ہو گا اسوقت تک مین حالت
غفلت مین تھا اور میرا خیال اور طرف تھا ورنہ تیری بھی یہ مجال تھی اور تو بھی یہ لیاقت رکھتا تھا کہ
میرے سحر کو دفع اور برباد کر دیتا اگر تو اپنے تئین ساحر زبردست سمجھتا ہے تو میدان مین آ اور مجھسے مقابلہ کر

یہ کہکر اور جھپٹ کر باہر اپنے بنگلہ سے آیا اور ہزار الان نے اپنے سحر کو زور دیا اب دریا بار نے
دیکھا کہ یہ تو بنا واقعہ ہی اور میرا سحر بھی کمی کرتا ہی اپنے گرمی کی شدت کم ہوتی جاتی ہی اور وہ شعلے جو کہ
میرے سحر سے بھڑک جاتے تھے وہ گل ہوتے جاتے ہیں اب اسنے خیال کیا کہ اسی کے سحر سے میرا
سحر کمزور ہو گیا اب یہ تدبیر ذہن میں آئی کہ اس سے مقابلہ کرلو بس یہ خیال کرکے طرف سہراب
کے چلا سہراب نے جو یہ سنا کہ اسنے کہا کہ او نابکار آیوں (؟) اسنے میرے سحر کو دفع کیا میں کب
سمجھے تھوڑا ہوں تیری بھی یہ لیاقت تھی کہ تو میرے سحر کو دفع کر سکے یہ کلام سہراب کو بہت
ناگوار گزرا کیونکہ سہراب نے یہ کلام بحالت کفر میں کسی کی زبان سے سنے تھے نہ جب سے
یہ مسلمان ہوا ہی ایسے کلام ناشائستہ کسی کی زبان سے نہیں سنے تھے اسکو ایسے کلام سننے کی کب تاب
آتی اسنے صدا دی کہ تو نابکار اور تیرا باپ دادا نابکار کون طرز کلام ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو قوم کا پاجی ہی
بس اپنی زبان کو روک اور ایسے کلام زبان سے کبھی نہ نکالنا ورنہ تیری زبان گدی سے کھنچوا لی جائیگی
تو بڑا نامعقول اور نالائق ہی ارے او نابکار تو کیا ہی اور تیرا سحر کیا ہی تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ
تو ہمارے روبرو دعوے ساحری کرے یہ جو تو نے سحر کیا یہ میرے خاندان کے لونڈے شعبدہ کرتے ہیں
بس اب تو ہوشیار ہو جو تیرا جی چاہے میرا ہمائے میں تو تجکو طفل مکتب سے بھی کم تصور کرتا ہوں
وہ جو تیرا حمایتی ہی یعنی سمندر شاہ جادو اسکو اپنی کمک کے لیے طلب کر وہ آکر تیری
کمک کرے جسنے تجکو روانہ کیا تھا کہ تو جا کر راہ روک اور خود نہ آیا اور دنکو تیل ناش (؟) کرتا ہی وہ
بڑا ہوشیار ہی کہ آپ تو شہر میں ہو کر چھپا ہوا ہوکے پوشیدہ بیٹھا ہی اور کافروں کی جان لے رہا ہی
خیر وہ ہمارے ہاتھ سے کہاں جائیگا ایک نہ ایک دن ضرور سامنا میرا اسکا ہوگا وہ بڑا مکار ہی اور
دغاباز ہی اسنے میرے ساتھ وہ حرکت کی ہی کہ کوئی مرد اور صاحب غیرت نہ کریگا جب مجھے نا امن (؟)
ہوا اور خیال کیا کہ میں اسکو ملازمت سے علیحدہ کرتا ہوں اور اس الزام کی سزا دیتا ہوں تو
بڑی خرابی کی بات ہوگی کیونکہ ساحر زبردست ہی اور سب سپاہ اسکے قبضے میں ہی مقابلہ ہوگا
اس سے بہتر یہ ہی کہ مکر و فریب سے مجکو فقیرہ دیکر پاسبان کے پاس بھیجا اور اسکو خفیہ
طور سے تحریر کر دیا کہ اسکو ناقل کرکے قید کر لینا چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا یہ صاحب غیرت
و مرد کا کام ہی اور ہوگا اور سپاہی کرکے گرفتار کرے بالکل نامردی ہی یہ ایسا آدمی ہی کہ جسکو دیکھتا ہی
کہ یہ نرم اور سلیم ہی صلاح اور مشورہ اسکو تو دبا لیتا ہی اور جسکو زبردست پاتا ہی اسکے ساتھ پردہ
دوستی میں دغا کرتا ہی یہ اسکا قصور نہیں ہی بلکہ اسکی اصل کا قصور ہی شاعر نے یہ شعر اسکے حال
کے موافق کہا ہی شعر پرستار زادہ نیاید بکار ✤ اگرچہ بود زادی شہریار ✤ دیگر اگر تشاد (؟)
بانو بدی ✤ مرا سیم و زر تا بزانو بدی ✤ وہ کہا کہ اگر ایسے آدمی لاکھ ثروت اور حکومت
ہو جاوے مگر اپنی اصل کی طرف ضرور جاتا ہی اسکا اثر کم نہیں ہوتا ہی یہ سبب اسکی اصل کا ہی اسمیں
کچھ فرق نہیں ہی بموجب اس عبارت کے کل شئی یرجع الی اصلہ کیونکہ کل شئے رجوع کرتی
ہی طرف اپنی اصل کے جسکی اصل خراب ہوتی ہی اسمیں ضرور اسکا اثر ہوتا ہی کبھی نہ کبھی
وہ اپنی اصل کی طرف آجاتا ہی کیونکہ یہ اسکی خلقی بات ہی کوئی بناوٹ نہیں ہی اب میں اسکو کچھ نہ کہونگا
ہوں جب کبھی میرا اسکا سامنا ہوگا میں اسکے منہ پر بھی یونہی کہونگا میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا
تو اسکا فرستادہ ہی تو بھی بڑا بیغیرت ہی نابکار آگیا کہ لیگا آمیں میدان میں گو سے اب میرے تیر کے

مقابلہ ہو جائے معلوم ہوتا ہے کہ تیری بھی اصل خراب ہے جو تو نے اصل سے ملا ہے اور اسکی تربیت
کی ہے یہ جو سہراب نے کہا اور اسقدر سہراب کو غصہ آیا کہ تمام چہرہ لال ہو گیا اور تمام بدن
مارے غصے کے کانپنے لگا اور منہ سے کف جاری ہوا دریا تاب یہ کلام سہراب کے سنکر بہت
برہم ہوا اور جامے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ او سہراب میں نے پہچانا تو وہی ہے کہ جسکو
سمندر شاہ نے اپنا سپہ سالار کیا تھا اور تو نے اپنے ولی نعمت کو نگاہ بد سے دیکھا تھا
اور اس جرم میں تو قید کیا گیا تھا اب تو کسی تدبیر سے رہا ہو گیا ہے اور نمکحرامی پر کمر باندھی ہے
اپنے ولی نعمت سے مقابلہ کرنے آیا ہے اب تجھ سے بڑھ کے نمکحرام تمام روئے زمین میں نہوگا وہ
نمک تیرے بدن سے پھوٹ پھوٹ کر نکلیگا تو اصل کا بد ہے یا میں ارے سچ بیان کر کہ جسنے اسقدر
دولت عزت اور پرورش کی اور تجھکو پرورش کیا جب تو نے اسکے ساتھ یہ حرکت نالائق کی اور
نمکحرامی پر کمر باندھی تو تو اور کسکے ساتھ کیا کریگا اور کون تجھ سے کیا امید ہوگی سہراب نے جواب دیا
کہ ہم اصیلی ہوا کی حمایت رکھتے ہیں کہ جبتک ہاتھ میں سکت ہے اسی کے ہو رہے جب ہم سہراب کے
لازم تھے اسکی خیرخواہی اور نمک کا پاس کرتے تھے اسنے جب ہمارے ساتھ سلوک بد کیا
اور ہمارا جوہر ان سے ہمکو ہدایت فرمائی اور راہ نیک دکھائی گمراہی سے نکالا راہ راست
پر لایا اب ہم انکے شریک ہیں جو انکے دشمن ہیں انکے ہم بھی دشمن ہیں سمندر میرے ساتھ
کیا سلوک کریگا جب سمجھے اپنی جان کو عزیز سمجھا تب اسنے کبھی ہمارے ساتھ سلوک کیا اتنا سلوک
کرے ذرا سے امر میں ہمارا دشمن جانی ہو گیا کوئی میں بدقسمت تھا یا محتاج نہ تھا جو اسنے اس
امر سے انکار کیا بلکہ اسکا ہر طرح سے اختیار رکھتا تھا جو ایسا عالی خاندان اسکی دامادی قبول کرتا تھا بلکہ
میری بیٹی اور سبب آبروئی تھی مگر دل سے ناچار اور مجبور تھا اتنا اس گناہ کا اور قصور سے کیا
اور کیا فائدہ جب مقابلہ ہمارے اور اسکے ہوگا اسوقت میں سب حال ظاہر ہو جائیگا کہ کون عالی
خاندان ہے اور کون بدگوہر اور یہ حقیقت ہے اسوقت ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو ہمارا
حال کیا جانے بیفائدہ تو بیہودہ تقریر اور بحث کر رہا ہے اب جو تیرا جی چاہے وہ میرے ساتھ کر
عرصے میں وہ بھی قریب آگیا تھا یہ جو تقریر ہوئی اور گرمی کی شدت بہت کم ہوئی سب سردار
اور جرنیل اپنے خیموں سے باہر نکل آئے ضروریات ضروریہ سے فراغت کی نماز پڑھی
سجدہ کیا اور دعائیں مانگیں کہ خداوند تو اپنی آفت سے ہمکو بچا سکے اب جو اس میدان کو
دیکھا تو یہ دیکھا کہ دریا کا نام و نشان بھی نہیں ہے صاف میدان پڑا ہے جیسا کہ پہلے سے تھا مگر ایک
ساحرے اور سہراب سے مقابلہ ہو رہا ہے گفتگو سخت ہو رہی ہے یعنی وہ اسکے مقابل میں
کھڑا ہے اور وسط لشکر میں غزالان کھڑی ہوئی اپنے سحر کو زور دے رہی ہے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا
بلکہ شدت گرمی کی بہت کم ہوتی جاتی ہے غزالان اپنے دل میں کہتی تھی کہ کیا سبب ہے کہ میرا سحر
کچھ اثر نہیں کرتا یہ گرانبرو ساحت معلوم ہوتا ہے اسپر بھی کچھ پڑھ پڑھ کے طرف اسکی دم کرتی تھی
اور دیکھتے سب سردار قریب آگئے کہ دیکھیں یہ کیا واقعہ ہے مقابلہ کا تماشا دیکھیں یہ لوگ بہت
قریب آسکے کہ اتنے عرصے میں سہراب کے وہ قریب آیا اور کہا کہ او سہراب تو اپنا
میرے اوپر کر سہراب نے جواب دیا کہ پہلے تو حربہ کر جب میں تیرے حربے سے بچ نکلا تو میں
بھی تیرے اوپر اپنا حملہ کرونگا یہ سنکے اسنے اپنی جھولی سے ایک تاریخ نکالا اور سر اسم پر

دم کرکے طرف سہراب کے پھینکا سہراب نے جب دیکھا کہ نارنج قریب آیا اُس اریل کیطرف
سہراب نے اشارہ کیا کہ وہ شق ہوگیا اور سرد ہوکر زمین پر گرا تب سہراب نے باآواز
بلند کہا کہ ابھی سحر پر تو غوطے کرتا ہو میں اُسوقت غافل تھا اور میرا خیال اور جانب تھا ورنہ
تیری مجال اور طاقت تھی کہ تو اِس مقام پر دریا بنا سکتا اب تو نے بڑی ہمائی کی جو حربہ کیا تھا
دیکھ کیا ہوا دیکھ تیرا نارنج زمین پر پھٹا ہوا پڑا ہی اب اور کوئی حربہ کر ایسے کوئی کمال کا سحر کر
کہ دل لگے ایسے ایسے تو ذرا ذرا سے بچے کیا کرتے ہیں یہ جو سہراب نے کہا اُسنے سحر خیکالیا
اور کہا کہ ہوشیار رہ میں ایک حربے میں تیرا کام تمام کرتا ہوں صرف دیکھتا تھا کہ تیرا سحر کس قسم کا
ہی اب معلوم ہوا کہ تو ساحر زبردست ہی ہاں اب مقابلے کا لطف ہوگا سہراب نے کہا کہ الحمد للہ
تو ہمارا امتحان کرتا ہے ابھی بھی یہ لیاقت ہوئی ننھا کی کبھی دن سے لگے تو اپنا حوصلہ ہر طرح سے
نکال لے کوئی حوصلہ تیرے دل میں باقی نہ رہ جاے اُسکے بعد میں سحر کرونگا تو جسقدر سحر کریگا میں
سب دفع کردونگا پھر تو میرے سحر کو دفع کرنا یہ سنکے اُسنے ایک سحر کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا
پیدا ہوا اُسمین سے آگ برسنے لگی سہراب نے کہا کہ شعلہ مزاجی و آتش باری تیری میرے ساتھ
نہ چلیگی یہ کہکر کچھ پڑھکر طرف اُس ابر کے دم کیا وہ ابر دھواں ہوکر غائب ہوگیا اب اُسکو بہت
غصہ آیا اور طیش کھاکر زمین پر دو ہتڑ مارا اور کہا کہ اے زمین شق ہوجا اور سہراب کو نگل جا
یہ اُسنے کہا اُدھر سہراب نے یہ کیا کہ ایک قطرہ خون کا اپنی زبان سے نکالکر زمین پر ٹپکا دیا اور کہا کہ مثل
پتھر کے سخت ہوجا یہ کہنا تھا کہ زمین مثل سنگ کے سخت اور کرخت ہوگئی اب یہ بھی سحر اُسکا رد
ہوگیا پھر اُسنے اپنے سر کا ایک بال توڑکر اور سحر پڑھکر کہا کہ اے بال تو اژدر ہوجا اور حریف کو نگل لے
یہ کہتے ہی وہ بال اژدر بنگیا اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا سہراب کی طرف چلا سہراب نے ایک دانہ [illegible]
آتش اژدر پر مارا اور کہا کہ ابھی تو جل جا اُسیوقت اژدر میں آگ لگ گئی اور جلنے لگا ایک چشم زدن
میں جلکر خاک سیاہ ہوگیا جب یہ بھی سحر اُسکا دفع ہوگیا وہ زمین پر گر پڑا پھر شیریں زبان بنکر طرف
سہراب کے چلا سہراب نے کہا کہ یہاں سے تو چلا جا تیرے رہنے کا مقام جنگل میں ہی تو یہاں
کیوں آیا ہی یہاں تیرا کیا کام ہی اور اپنی اصلی صورت پر آجا یہ کہنا تھا کہ وہ اپنی صورت پر
ہوگیا پھر یہ بھی حملہ اُسکا دفع ہوگیا اُسنے سنبھل کر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور ایک
گولا فولادی نکالکر اور اپنی زبان میں نشتر دیکر اور خون ایک پیالے میں لیکر اُس گولے پر
ٹپکا دیا اور سحر کرکے اُس گولے پر سہراب سے کہا کہ جب میں جانوں کہ تو بڑا زبردست ساحر
ہی اور خوب سحر جانتا ہی میرے اِس حربے کو تو رد کردے اب اِس حربے سے تیرا بچنا بہت محال
ہی سہراب نے جواب دیا کہ تیری کیا مجال ہی جس طور سے میں نے تیرے سب حملے رد
کیے یہ بھی رد کردونگا اسقدر غرور نکر شعر غرور و تمکین و جاہ و حشمت یہ چند انفاس کے ہیں
جھگڑے ٭ اجل ہی استادہ دست بستہ تو بیدر خصت ابھی کام ہی ٭ اور پھر دوسرا شعر پڑھا
شعر بکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ بس یہ سنکے اُسنے گولہ طرف سہراب کے
پھینکا جب وہ گولا قریب سہراب کے آیا سہراب نے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ وہ گولا شق ہوگیا
اُسمیں سے ایک لعل نکلا وہ لعل پرواز کرکے سہراب کے سر پر آیا اور ذفیر دی اُسکا ذفیر دینا تھا
کہ سہراب اُسکے سحر میں مبتلا ہوا اور جھوم کر چلا اور حالت غشی کی ہوئی اِدھر سے یہ تلوار لیکر چلا کہ

سے کاٹ لون اب جو لعل نے پھر فیروزی سہراب اور زیادہ جھومنے لگا اور یہ قریب
پہونچ گیا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی برابر سہراب کے اور اُس سے ایک پتلا
پیدا ہوا اُسکے ہاتھ مین ایک پچکاری تھی اُسنے نکلتے ہی وہ پچکاری سہراب کے مونھ
پر ماری اور کہا کہ ہوشیار ہو جیو اب حریف قریب آگیا ہے پچکاری کا پڑنا تھا کہ سہراب
کی یہ حالت ہوئی کہ جیسے کوئی سوتے سے جگا دیتا ہے دفعتہً ہوشیار ہو گیا اور وہ حالت
غشی باقی رہی اور سنبھل کر سہراب نے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور اُسمین سے ایک چھوٹی
ڈبیا نکالی اور اُسکو کھولا اُسمین سے ایک پتلا نکالا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پتلا جو
پچکاری لیکر نکلا تھا اور سہراب کو ہوشیار کر کے غائب ہو گیا تھا پس سہراب نے
اُس پتلے سے کہا جو کہ اُس ڈبیا سے نکالا تھا کہ اِس لعل کو حلال کر ڈال یہ سہراب کا کہنا تھا
کہ اُس پتلے کے پر پیدا ہو گئے اور وہ اُڑا اور قریب اُس لعل کے پہونچا اُس پتلے کے ہاتھ
پر ایک چھوٹا سا جال تھا اور ایک ہاتھ مین کارد تھی پس اُس پتلے نے وہ جال اُس لعل پر
مارا وہ لعل اُس جال مین پھنس گیا اور تڑپنے لگا لاکھ لاکھ کوشش کی کہ مین رہا ہو جاؤن
مگر کچھ بس نہ چلا ادھر دریا پار نے اپنے سحر کو زور دیا مگر کچھ نہوا اُس پتلے نے کارد سے اُس
لعل کو حلال کر ڈالا اور اُسی وقت اُسکا خون لیکر سہراب کے پاس آیا اور کہا کہ خون لعل کا
حاضر ہے سہراب نے وہ خون لیکر اپنے پاس رکھا ادھر اُس مردے لعل مین آگ لگ گئی
اور جلکے خاک سیاہ ہو گیا ادھر سہراب نے صدا دی کہ او ملعون تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاتا ہے مین تیرے بہت سے فرزند روک چکا ہون اب تیرے حملے کی نوبت آئی ہے شعر
تو ضربے زدی ضرب من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر اور جیب سے
سے ایک گولا نکالا اُسپر اُس لعل کا خون ٹپکا دیا اور کہا اب تو میرے حربے کو روک تو
مین جانون کہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور کمال رکھتا ہے اُسنے جواب دیا اچھا تم کرو مین
تمھارے حربے کو روکونگا پس سہراب نے وہ گولا دریا پار پر مارا اُسنے بھی چند سحر اُسکے دفع ہونے
کے پڑھے مگر کچھ نہو سکا وہ گولا پیشانی پر اُسکے آکر پڑا اور پاش پاش ہو گیا سر ہوتے ہی تاریکی تمام میدان مین
چھا گئی صدائے گیرو دار بلند ہوئی سنگ باری ہونے لگی پھر غل مچانے لگے آواز آئی کہ مارا مجھکو
کہاں بودیم افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم مرا تو کہ نام من دریا پار جادو
بود دو گھڑی تک تو تاریکی رہی اور سنگ باری رہی بعدہ وہ تاریکی رفع ہو گئی اور روشنی
ہوئی دیکھا کہ ایک لاش ساحر کی اُس میدان مین پڑی ہوئی ہے پھر ایک بگولا پیدا ہوا اور لاش کو
اُٹھا کر طرف سمندر کے لیگیا جلا اب اُسکے مرنے کی خبر ہر جا دو دو حیران جادو اور روشن جادو
کو ہوئی یہ تینون جادوگر بہت متفکر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر فکر کرنے لگے کہ کیا غضب ہو گیا یہ
یہ تو بڑا غضب ہوا کہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا اب انھون نے دریافت کیا کہ اسکو کسنے قتل کیا
معلوم ہوا کہ سہراب جادو نے جو کہ قبل مین سمندر شاہ کا سپہ سالار تھا اب وہ اہل اسلام کا
شریک ہو گیا ہے اب انھون نے خیال کیا کہ یہ تو بہت بڑا ساحر زبردست ہے کہ جسنے اتنے بڑے
ساحر کو یون قتل کیا کہ جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ معلوم ہوا کہ لشکر اسلام کے ساتھ بہت
بڑے ساحر زبردست ہین یہ خیال کر کے فوراً اپنے مقام پر سے حیران کے پاس آیا حیران

مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور یہی فکر کر رہا تھا کہ مرمر آکر پہونچا حیران جادو نے کہا کہ کیون مرمر اسوقت
تم کدھر آئے اور کس فکر مین ہو اور اپنے مقام کو تنہا چھوڑ آئے ہو اگر حریف تمھارے مقام پر پہونچے
تو کیا ہوگا تمکو تو معلوم ہوگا کہ دریا بار تو مارے گئے مرمر نے کہا کہ یہی خبر سنکے تو جلدی سے آیا ہون
کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر حفاظت کیجائے اب معلوم ہوا کہ اہل اسلام بھی بڑے بڑے ساحر رکھتے ہین
یہ تو معلوم ہوا ہوگا کہ دریا بار کو سہراب جادو نے قتل کیا جو کہ سپہ سالار سمندر شاہ تھا اب کسی
سبب سے اہل اسلام کا شریک ہوگیا ہے اسنے دریا بار کو قتل کیا سہراب ساحر زبردست ہے مین
اس سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون اب کوئی راہ ایسی بتلاؤ کہ جس سے یہ قصہ دفع ہو جائے حیران
نے کہا کہ میری عقل خود دنگ ہو چلی زورق کے پاس اس سے بھی صلاح کرین جو وہ تدبیر بتلاوے
اور مناسب سمجھے اوسکو کرنا چاہیے مرمر نے کہا کہ چلو یہ سنکے حیران اٹھا اور مرمر کو ہمراہ لیکر
زورق کے مقام پر آیا تھا زورق بھی اسی فکر مین بیٹھا ہوا تھا کہ یہ دونون زورق کے پاس
پہونچے اور زورق سے صاحب سلامت ہوئی یہ دونون بیٹھے زورق نے کہا کہ اسوقت تم دونون
صاحب کہان سے آئے ہو مرمر اور حیران نے کہا کہ تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ دریا بار کو سہراب نے
قتل کیا اب کیا تدبیر کیجائے ہم پہلے سے غافل تھے ہمنے عیارون کا فقط بندوبست کر لیا تھا اور
انھین کا خیال تھا زورق نے کہا کہ تمنے اسکی تدبیر کی تھی مین تو تدبیر کر چکا ہون کیونکہ مجھے سمندر شاہ
نے کہا تھا کہ لشکر کے ہمراہ دو ساحر بڑے زبردست ہین ایک سہراب اور ایک شعلان کیا تمکو
اسکا خیال نہ تھا ان دونون نے کہا کہ ہمکو بالکل خیال نہ تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ دریا بار بھی اسی
دھوکے مین مارے گئے یہ سنکے زورق نے کہا کہ وہ تو مارے گئے اب آپ لوگ اپنی تدبیر کیجیے
ان دونون نے کہا کہ جو آپ فرمایئے اسنے جواب دیا کہ جو آپکا جی چاہے وہ کیجیے مین تدبیر کیا بتلاؤن
یہ سنکے حیران اور مرمر کہنے لگے کہ آپ تو تدبیر کر چکے ہین اسنے کہا کہ ساحر کی کیا تدبیر ہو اپنا اپنا
سحر درست کیجیے اور بخور وغیرہ دیکر آلہ تیار کیجیے کہ وقت پر دغا نہ کرین اور اسنے مقابلہ کرین سوا
اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی ہے اور جو سحر کہ کمال کے ہون انکو تیار کرو
اسکے سوا اور کیا تدبیر ہے یہ جو زورق کا ہے یہ سنکے حیران اور مرمر نے کہا کہ ہم دونون جاتے ہین صرف آپ کو آگاہ
کرنے آئے تھے زورق نے کہا کہ مجھکو تو پہلے ہی سے معلوم ہوگیا تھا کیونکہ مین نے اسکا بندوبست
کر لیا تھا اور کر لیا ہے جو تمپر آسیب گذری تھی اور جو اب گذریگا سب کی خبر ہو جائیگی یہ سنکے یہ دونون
زورق کے پاس سے اٹھکر اپنے مقام پر آگئے اور اپنے اپنے سحر کو درست کرنے لگے اور
زور دینے لگے اور جو کہ سحر کمال کے تھے انکو پرتنے لگے یہ تو اس فکر مین ہین اب اس میدان کا
حال تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد مرنے دریا بار کے وہ سب حالت دفع ہو گئی وہ دریا اور وہ شگاف مٹ گیا وہ
گرمی بھی جاتی رہی اور تاریکی بھی دفع ہو گئی اب جو دیکھا گیا تو وہ صحرا سرسبز ہے تمام گلون سے
مملو ہے ہر طرف سبزہ لگا ہے جسکو دیکھکر ایک قسم کی فرحت حاصل ہوتی تھی روح کو راحت اور قلب کو
تر و تازگی اور مسرت ہوتی تھی ہوائے سرد و خوشگوار چل رہی تھی باد سموم موقوف ہو گئی تھی ہر طرف
چشمے پانی کے لبریز تھے یہ بہار دیکھکر اہل لشکر بہت خوش ہوگئے جرنیل نے سہراب سے آکر عرض
کیا کہ اقبال صاحبقران سے ہمنے اس ساحر کو قتل کیا کہ جسکے سبب سے یہ صحرا دوزخ بنا ہوا
تھا گرمی بشدت تھی اور اہل لشکر کو شدت سے پیاس لگی ہوئی تھی کہ مارے عطش کے انکی حالت

خراب تھی اب حکم فرمائیے کہ پانی پئین کیونکہ وہ ساحر تو مارا گیا اُسکے مرتے ہی جتنی آفتین تھین
سب دفع ہو گئین جو ہین سے عرض کیا تھا کہ صحرا پُر بہار ہو حضور ملاحظہ فرمائیے کہ کیسا یہ با فضا جنگل
ہو اب یہان سے لیکر اور سمندر پر تک اسی قسم کی جنگل کی راہین ملینگی کوئی مقام سبزہ زار سے خالی
نہین ہو ایک سے ایک مقام پُر فضا ہو اور پُر بہار ہو جبرئیل نے کہا کہ دراصل جو تمنے کہا تھا اُسمین
فرق نہوا یہ سب حالت اُسی نابکار کے سحر کی تھی تمنے نہایت بڑا کام کیا اور بڑی جوانمردی کا کام
کیا کیا کہنا تمہارے سحر کی تعریف نہین ہو سکتی ہو اب یہ معلوم ہوا کہ تم ساحر زبردست ہو آج تمہارا
کمال ہم سبکو ظاہر ہوا صاحبقران کی خدمت مین تمہاری جان فشانی کی تعریف کی جائیگی سہراب
نے عرض کیا کہ یہ کیا امر مشکل تھا مین نے کیا ایک ساحر کو قتل کیا اُسکا حربہ مجھپر نہ کارگر ہوا
میرے وار نہ رد کر سکا آخر کو قتل ہوا جبرئیل نے کہا کہ یہ امر تو صحیح ہو مگر کچھ جرأت اور کمال
کی بھی تو ضرورت ہو اگر تم کمال نہ رکھتے ہوتے تو کیونکر اُسکے حربون کو رد کرتے اور اُسکو
کیونکر قتل کرتے سہراب خاموش ہو رہا کہ اتنے عرصے مین غزالان بھی آگئی اُسنے بھی سہراب
جادو کی بہت تعریف کی کہ ایسا ساحر زبردست کم ہوگا سہراب نے کہا کہ ای ملکہ تمنے بھی تو
سحر کو خوب دفع کیا اور خوب شدت گرمی کو دفع کیا ورنہ اہل لشکر تڑپ تڑپ کے ہلاک
ہو جاتے غزالان نے کہا کہ یہ سحر کیا تھا اور یہان کیا ضرورت تھی کہ جو کمال دکھایا جاتا
اس سحر کی کیا اصل و حقیقت تھی اور ایسا ساحر تھا کہ جو کمال دکھایا جاتا یہ بھی ایک شعبدہ
تھا سہراب نے کہا کہ تم سچ کہتی ہو تمہارے سحر کا کون مقابلہ کر سکتا ہو کس کو قدرت ہو
تم آفتاب جادو کی تعلیم کردہ ہو جو کہ اپنے وقت کے ساحری اور جمشید تھے غزالان
نے کہا کہ یہ آپ کی صرف بزرگی ہو کہ جو آپ ایسا فرما رہے ہین ورنہ میری کیا اصل جو مین
آپ کے روبرو آپ خود اپنے وقت کے ساحری ہین آپ جیسے بڑے ساحرون کو ہم
یافتہ ہین جو کہ اپنا مشق اور نظیر نہین رکھتے تھے ساحرون کے کمال آپ مین ہین آ
کو مین اپنے کام مین مصروف و مشغول تھی اور اپنے سحر کو زور دے رہی تھی اُسپر بھی آپ
کے مقابلے کا تماشا دیکھ رہی تھی کس کس بے پروائی سے آپنے اُسکے حربے رد کئے ہین
آپ پر ایک حربہ بھی اُسکا کارگر نہوا لاکھ لاکھ اُسنے اپنے سحر کو زور دیا کچھ نہ ہو سکا مثل
مشہور ہو کہ کالے کے آگے کہین چراغ جل سکتا ہو پھر آپنے جو ادنی سحر کیا وہ نہ رد کر سکا
آخر کو قتل ہوا سہراب جادو نے کہا کہ میری کیا مجال تھی کہ مین اُسکو قتل کرتا فقط صاحبقران
کے اقبال نے اُسکو قتل کیا یہ سنکر جبرئیل نے کہا کہ اب آپ یہان قیام فرمائین کوئی
خطر نہین ہو جبرئیل نے اُسیوقت اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اب جسکا جی چاہے پانی پیے جو
اصلی ہو وہان پہنچکر اب پانی کی خواہش بھی نہ تھی بلکہ کوئی پانی کا نام بھی نہین لیتا تھا نہ جانے
نہ انسان وہ تو اُسکے سحر کا اثر تھا کہ سب بسبب پیاس کے بیقرار تھے اب کون پانی پیتا سب
اپنے اپنے خیمون مین آرام تمام بیٹھے تھے مگر کوئی باہر نہ نکلا ہان فقط جبرئیل چند سردارونکو
لیکر برائے سیر صحرا نکلا تمام صحرا کے جنگل کو ہر ایک قسم کے گلون سے مملو دیکھا وہ صحرا نہ تھا
بلکہ نمونہ تھا باغ شداد کا یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا رات ہوئی لشکر طلایہ پھرنے لگا ہر ایک اپنے مقام
راحت سے آرام پذیر ہوا وہ رات گذری صبح کو جبرئیل نے لشکر کے کوچ کرنے کا حکم دیا اُسیوقت

لشکر میں بندوبست ہونے لگا اور سب لشکر تیار ہو گیا اُسوقت جبرئیل نے کوچ کیا آگے
آگے لشکر کے غزالان تخت پر سوار تھی فقط اس خیال سے کہ شاید کوئی اور ساحر
سمندر نے ہراسے راہ روکنے کے روانہ کیا ہو اور وہ راہ میں مقیم ہو اور کوئی مقام اُسنے
سحر سے درست کیا ہو نہیں لشکر اسطور سے چلا جاتا تھا وہ دن تو لشکر براحت منزل پر پہونچا
رات بسر ہوئی سحر کو پھر لشکر طرف منزل کے روانہ ہوا کوئی نصف راہ طے کی ہوگی کہ غزالان
نے دیکھا کہ جدھر کو ہم جاتے ہیں اُس طرف ایک پہاڑ ہے اور اُس پہاڑ سے شعلے آگ کے
نکل رہے ہیں اور اسقدر وہ پہاڑ بلند ہے کہ آسمان سے ملا ہوا ہے قلہ کوہ نہیں معلوم ہوتا ہے اور مثل برف
کے سفید ہے اور بڑی دور تک ہے غزالان اُسکو دیکھتے ہی دل میں کہا کہ یہ پہاڑ کیسا ہے اس طرف
تو کوئی پہاڑ نہ تھا اور ہمیں اُس راہ پر چونکہ سمندر یہ کوئی ہے خبر دیکر کوئی ٹکڑی یہ امر ہے اور کسی نہ کسی ساحر نے
آگے راہ روکی ہے غیر کیا جائیگا یہ خیال کرتی ہوئی آگے آگے لشکر کے چلی آتی ہے ابتو سب لشکر نے
بھی اُس پہاڑ کو دیکھا کہ جدھر کو ہم جاتے ہیں اُس طرف ایک کوہ حائل ہے اور اُس پہاڑ سے شعلے نکل
رہے ہیں یہ حال دیکھکر سب اہل لشکر اُسی مقام پر ٹھہر گئے جب آگے کے لوگ ٹھہر گئے تو عقب
کے بھی لوگ ٹھہر گئے جبرئیل نے جو دیکھا کہ لشکر تھم گیا تو دریافت کیا کہ اسکا کیا سبب ہے جو لشکر
تھم گیا اہل لشکر نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیں ہم لوگ کیونکر آگے بڑھنے کا قصد کریں ایک پہاڑ
سد راہ ہے جدھر جانیکا قصد کرتے ہیں وہی پہاڑ حائل نظر آتا ہے یہ خبر سنکے جبرئیل نے دیکھا تو واقعی
کوہ بلند حائل ہے اُسوقت اسنے خیال کیا کہ یہ بھی کسی ساحر کا ہے چونکہ وہ مقام نزہت فضا تھا حکم
دیا کہ ابھی مقام پر سب لشکر اُترے جب کوئی تدبیر کیجائے گی تو آگے کو لشکر روانہ کیا جائیگا اور
کوئی اہل لشکر میں سے نیچے اُس پہاڑ کے نہ جاسکے آئندہ اُسکو اختیار ہے یہ جو حکم دیا تو لشکر اُسی مقام پر
اُترنے لگا خیمے بر پا ہونے لگے سہراب عقب لشکر میں تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا کہ لشکر بغیر منزل کے پہنچے
لگا اسکا کیا سبب ہے سہراب نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو واقعی میں ایک پہاڑ بہت بڑا کہ جسکا
اول و آخر کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے اور بلندی میں آسمان سے ملا ہوا ہے حائل راہ ہے یہ دیکھکر اسنے خیال
کیا معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے لشکر نے قیام کیا ہے یہ پہاڑ بھی کسی نہ کسی ساحر کا ہے ضرور کسی نے
اپنے سحر سے بنایا ہے فوراً چلکر دیکھنا چاہیے کہ یہ کون ذات شریف ہیں ایمان پر تشریف لاتے ہیں
جو راہ روک کر کھڑے ہوئے ہیں اور ہماری راہ روکی ہے کیا انکو قتل ہو جانے کی خبر نہیں ہوئی جو
ایسے آکے راہ روکی یہ دل میں خیال کرتا ہوا جبرئیل کے پاس آیا اور کہا کہ آپنے لشکر کو بدون پہونچے
منزل پر کیوں اُترنے کا حکم دیا جبرئیل نے جواب دیا کہ لشکر آگے کیونکر روانہ کیا جاتا دیکھتے
نہیں ہو کہ راہ بھی نہیں بہت بڑا پہاڑ سد راہ ہے سہراب نے کہا کہ یہی سبب ہوا ہے جبرئیل یہ
پہاڑ کسی ساحر کا اگر حکم ہو تو ابھی ایک چشم زدن میں دفع کیے دیتا ہوں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اس
پہاڑ میں سے ایک ایسا ابر اُٹھا اور آسمان پر چھانے لگا یہاں تک کہ تمام لشکر اور صحرا محیط ہو گیا اور
اُسمیں سے ... برف کی بارش بشدت تھی اور ہوا سرد چل رہی تھی کہ جسکی حد نہیں
اہل لشکر کا مارے سردی کے یہ حال ہے کہ کانپ رہے ہیں دانت سے دانت بج رہے ہیں لحاف کمبل
اوڑھے ... آگ کو جلاتا ہے ... کوئی ورقی اوڑھے ہے ... وہ دوشالے
اوڑھے ہیں ... شدت سردی سے کانپ رہے ہیں آتشدان بنائے ہیں اُسمیں بیٹھے ہوئے ہیں

آگ گل ہوئی جاتی ہے یا تو ہوا چل رہی تھی اور ابر محیط تھا کہ ایک مرتبہ پانی برسنے لگا اور بڑی شدت
سے برف گرنے لگی اب تو اور سردی زیادہ ہوئی ہر چہار طرف برف کا انبار لگا ہوا ہے سب خیمے
برف کے اندر دب گئے ہیں خیموں میں جو سردار ہیں وہ سب مارے سردی کے کانپ رہے ہیں یہ
حالت تھی سہراب نے یہ حالت سردی کی دیکھی اور برف باری کی اسوقت اسنے خیال کیا کہ
یہ کیا سبب ہے آیا یہ ابر سحر کا ہے اور بارش آب سحر کی سحر ہو رہی ہے یا اصلی بارش ہے اسنے اپنی جھولی سے
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اسپر چند لکیریں کھینچی ہوئی تھیں سہراب نے اُس کاغذ پر کچھ سحر پڑھا اور کہا
کہ اے کاغذ یہ بیان کر کہ یہ ابر اصلی اور برف باری اصلی ہے یا سحر کی ہے یہ جو سہراب نے دریافت
کیا تو اُس کاغذ پر تحریر پایا کہ یہ برف باری اور بارش سحر کی ہے اور یہ سحر ہرمر جادو کا ہے جو کہ وہ
کوہ مرمر بنا سے نکلا ہے اور سر راہ روک کے بیٹھا ہے اور راستہ سمندر کا بند کیا ہے یہ جو سہراب نے
ملاحظہ کیا پس سہراب نے کچھ اسم سحر ایک نارنج پر پڑھکر اور اُس نارنج کو طرف اُس ابر کے پھینکا وہ نارنج اُس
ابر پر جا کر پڑا اور ایک برق چمکی وہ برف باری اور بارش آب سب موقوف ہوگئی اور وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہو کے ہوگیا وہ برودت اور سردی سب جاتی رہی ابر کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا معلوم بھی نہ ہوا
کہ کدھر غائب ہوگیا اور وہ رعد کی گرج و برق کی چمک یک لخت موقوف ہوگئی وہ جو ابر اور
برف سے پہاڑ بنکر تیار ہوگئے تھے اور خیمے برف میں پوشیدہ ہوگئے تھے وہ سردی کم ہوئی
یہ جو ہرمر نے دیکھا کہ میرے ابر سحر کو کسی نے برطرف کیا میرا سحر رد کیا بڑا غصہ آیا اور سبب برہم
ہوا چونکہ اُس پہاڑ کے اندر بخوف عیاران بیٹھا ہوا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا اور اپنے سحر کو
برطرف پایا ایک مرتبہ پہاڑ سے نکل آیا اور کہنے لگا کہ کسنے میرے سحر کو رد کیا وہ کون اجل رسیدہ
تھا کہ جسنے یہ حرکت ناشائستہ کی یا بدولت اقبال کا ذرا بھی خوف نہ کیا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ
کوئی اسکا بانی ہے جسنے یہ حرکت کی ہے وہ میرے سامنے تو آئے ذرا میں بھی تو اُسکو دیکھوں کہ
وہ کون ہے اور کیسا ساحر ہے جسکو اپنے کمال کا اتنا غرہ ہے میرے روبرو آکے مقابلہ کرے یہ کہتا
ہوا باہر پہاڑ سے آیا ایک درہ اُس پہاڑ میں بنگیا تھا یہاں غزالان آگے لشکر کے کھڑی
ہوئی تھی جب جبریل نے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا تھا اور یہ تخت سحر کو بڑھا کر طرف اُس
پہاڑ کے چلی تھی اُسوقت پہونچی تھی کہ جب وہ ابر محیط ہوا تھا اور بارش ہونے لگی تھی یہ حیران
کھڑی تھی اور اپنے دلمیں خیال کر رہی تھی کہ یہ کیسا ابر ہے کہ فقط لشکر پر برستا ہے اور برف بھی لشکر
ہی پر گرتی ہے یہاں نہ تو بارش ہوتی ہے نہ برف گرتی ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضرور سحر کا کارخانہ
ہے اور یہ قصد کر رہی تھی کہ میں کچھ سحر کروں اور اس ابر کو دفع کروں کہ ادھر سہراب نے
اُسکو دفع کر دیا تھا اب اسنے خیال کیا کہ یہ ابر اصلی تھا سحر کا ابر نہیں تھا اگر سحر کا ہوتا تو کیا کوئی
نہ موقوف ہو جاتا اسی طور سے محیط رہتا اور بارش بھی اُسی طور سے رہتی اور برف بھی
گرا کرتی خود بخود برطرف ابر ہو جاتا یہ تو یہ خیال کر رہی تھی کہ ایک مرتبہ اُس کوہ سے ایک
گران ڈیل قوی تن نہایت بدشکل ساحر نکلا اور کچھ منہ سے کہتا ہوا نکلا یہ جو کلام غزالان
نے سنے غزالان پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر پہاڑ سے نکلا ہوا غصے میں بھرا ہوا چلا
آتا ہے اسنے جو اُسکو دیکھا اور وہ تقریر سنی جواب دیا کہ ہمنے تیرے سحر کو دفع کیا ہے جو تیرا
جی چاہے وہ ہمارا بنا لے ہم تیرے سامنے موجود ہیں جب اُسنے یہ تقریر غزالان کی سنی

تو دل میں خیال کیا کہ اسکے سحر کو سہراب جادو نے دفع کر دیا ہی یہ انھیں کی سب کارروائی
ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو معلوم ہو گیا کہ یہ ابر سحر ہی اور سحر کی بارش اور برف کی گولیاں دفع کر دیا اس
ساحر سے میں مقابلہ کرون یا خیال کر کے یا تو تخت بزور سحر بلند کیے ہوئے تھی یہ کہتی ہوئی
نیچے آئی کہ دیکھوں تو یہ میرا کیا کر لیتا ہی جسنے تیرا سحر دفع کیا ہی اب تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ
ہمارے روبرو سحر کر سکے اور ہمارے آگے دعوے ساحری کا کرے یہ علم سحر خاص ہمارے
لیے ہی نہ کہ تجھ ایسے نامردوں کے لیے ذرا اچھو کر دیا سب سحر خاک میں ملگیا پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہاں
چلد یا یہ کہتی ہوئی زمین پر آئی هرمر نے جو دیکھا کہ ایک آفتاب آسمان پر سے تخت پر بیٹھا
ہوا چلا آتا ہی چونکہ غزالان بہت حسین تھی اور ابھی اسکا سن بھی کم ہی یعنے چودہ یا پندرہ برس کا
تھا جوان ہی هرمر نے جو دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین مہ جبین مہ تمکین دھانی جوڑا پہنے ہوئے
بیٹھی ہوئی ہنستی ہی اور بائیں شانے پر جھولی سحر کی پڑی ہوئی ہی وہ یہ تقریر کرتی ہوئی چلی آئی
ہی بس هرمر نے صدا دی او چھوکری کیا بیہودہ تقریر اور گفتگو کرتی ہی تو نے کبھی ساحروں کو
نہیں دیکھا اور کبھی کسی ساحر سے مقابلہ ہوا ہی جب کسی ساحر سے مقابلہ ہوگا تو اسوقت
حال معلوم ہوگا آج سامنا ہوا ہی دم بھر میں ساری قدر و عافیت معلوم ہوئی جاتی ہی آج تو میرے
ہاتھ سے ماری جائیگی دریا بار میں نہیں ہوں کہ تجھ ایسی ساحرہ مجھکو قتل کرلے اگر مقام عجب ہی کہ اسکو
سہراب نے قتل کیا سہراب تو نہ نکلا اسکے عوض میں تو نکلی خیر کسے باشد یہ جو غزالان نے سنا
چونکہ وہ قریب آگئی تھی کہا کہ او نامرد بیغیرت سہراب تیرے مقابلے کو کیوں آتا کیا اسے غرض تھی
کہ تجھ ایسے نامرد سے مقابلہ کرتا میں تیرے قتل کو کافی ہوں تو پہلے میرے سحر کو رد کر دے اور
مجھکو تو زخمی کر دے دیکھوں تو تیرا سحر کس کمال کا ہی اور تو کیسا ساحر ہی تو میں جانوں تو میرا مقابلہ
بھی کر سکیگا تو کیا سہراب سے مقابلہ کریگا اول تو تیری یہی نامردی ہی کہ تو نے پوشیدہ ہو کر سحر کیا
جب میں نے تیرے سحر کو دفع کیا تو عاجز ہو کر اور گھبرا کر نکل آیا بڑا تو نامرد اور سخت بیغیرت ہی کہ مجھ سے
چار آنکھیں کر کے کلام کرتا ہی تجھکو تو زمین میں گڑ جانا تھا اول تو اپنے نام سے مجھکو آگاہ کر اسکے
بعد مجھ سے مقابلہ کرنا کیا فائدہ ہوگا کہ بے نام و نشان تو مارا جائے اسنے جواب دیا کہ تو نے سنا ہوگا کہ
ساحر ہم عصر ساحری هرمر جادو وہ میں ہی ہوں اور میرا ہی نام هرمر جادو ہی غزالان نے
اسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ هرمر تو پہلے ہی سے تیرا نام ہی تو میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا تو
بیکار تیری اولاد اور تیرے عزیزوں کو تیرے مرنے کا افسوس ہوگا کہ ایک نشانی تھی اگر کوئی
سنگ تراش دیکھ لیگا تو کیا عجب ہی کہ تیری بڑی قدر و منزلت کرے اور کوئی چیز بہت عمدہ
و نادر روزگار تیار کر کے بقیمت گران فروخت کریگا اور اس سے بہت فائدہ اٹھائیگا کیونکہ
هرمر بڑے کام آتا ہی اگر تو مجھ سے مقابلہ کریگا تو ساری شیخی بھول جائیگا میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے
کر کے زاغ و زغن کو کھلاؤنگی تیشۂ سحر سے تو جانتا ہی کہ فرہاد نے کیونکر کوہ سخت کو تراشا ہی میں
تیری سب کرختگی نکالدونگی تو یہ خیال کرتا ہی کہ میں ساحر زبردست ہوں اور میرا نام هرمر جادو
ہی مجھ کون مقابلہ کر سکتا ہی تو کس بھروسے پر پھولا ہی پہلے ہی بسم اللہ غلط ہی کہ لفظ هرمر پتھر کے
نام میں سے مشتق تیرا نام ہی رکھا ہی بہت مناسب سمجھکے رکھا ہی اب تجھے کہاں تک نفرین کروں
اور اپنے دماغ کو خالی کروں کیونکہ تو مرنے والا ہی یہ سنکر هرمر جادو نے کہا کہ اری لکا غزالان

میرے تیرے تو مقابلہ اگر رات کو ہوتا تو خوب لطف اور مزہ ہوتا اور مجھکو بھی تیری وجہ سے مزہ حاصل
ہوتا اور تجھکو بھی میری سختی اور کرختگی کا حال رات کو پلنگ پر ظاہر ہوتا کہ مین مرد ہون یا نامرد ہون لیکن
دن کو کیا مقابلہ کرون عورت مرد کا پلنگ پر خوب مقابلہ ہوتا ہی اسوقت تو جا میرے تیرے مقابلہ رات
ہوگا یہ مقابلہ کا میرے تیرے وقت نہین ہی آج رات کو امتحان میری مردی اور نامردی کا کر لینا
یہ جو کلام نامعقول غزالان نے سنے بہت غصہ آیا کہ اپنے جامے سے باہر ہو گئی مارے غصے
کے مونہہ سرخ ہو گیا کیونکہ کبھی ایسے کلام غزالان نے نہ سنے تھے پس برہم ہو کر کہا کہ یہ کلام کیسے
بیہودہ کر رہا ہی اپنی زبان کو روک معلوم ہوتا ہی کہ تو باحیون کی صحبت رکھتا ہی اگر اچھی صحبت ہوتی تو
ایسے کلام ناشائستہ نہ کرتا اب مین تجھے اس تقریر کی سزا دیتی ہون اور سب لطف اور مزہ بتا کے
دیتی ہون یہ کہکر قصد کیا کہ برق سحر چمکا کر اسکے دو پرکالے کر دون پھر خیال آیا یون کہا کہ طریقہ اسلام
مین حریف پر پیشدستی کرنی جائز نہین بالکل خلاف شجاعت و مردانگی ہی اور اہل اسلام کے طریقے کے خلاف
ہی پس رک گئی اور کہنے لگی کہ تو اپنا حربہ کر اسنے کہا کہ جانی تیرے اوپر ہاتھ نہین اٹھتا ہی کیا تیرے
پر ہاتھ اٹھاؤن خصوصاً تجھ ایسی عورت پر جو کہ حسین اور شکیل اور جوان لائق پیار کرنے کے ہی
اور جسکی صحبت سے مزہ لے دل کو راحت حاصل ہو اب تو بڑا ظلم کرتی ہی جو مجھسے مقابلہ کرتی ہی
لے میرا سر حاضر ہی تو اپنے ہاتھ سے کاٹ لے تیری تیغ ابرو کا مین گھائل ہون تیری نظر نے مجھکو
بسمل کر دیا ہی غزالان نے کہا کہ دراصل تیری قضا میرے ہاتھ سے آئی ہی اور تیرے سر پر قضا کھیل
رہی ہی بس اپنی زبان کو بند کر اسمین خیریت ہی ورنہ گدی کی طرف سے کھینچ لی جائیگی اگر تو مقابلہ
کرتا ہی تو مقابلہ کر اس بیہودہ گفتگو کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ورنہ تو میرے سامنے سے چلا جا ہرمز
نے کہا کہ تو یون نہ مانیگی مین تجھے قتل تو کیا کرون ہان اسیر کر کے لیجاؤنگا اور تیرے ساتھ عیش و
عشرت کرونگا یہ کہکر اور گیند سحر تیار کر کے طرف غزالان کے رہا کی غزالان نے اف جو کی
گیند جل کے خاک سیاہ ہو گئی یہ دیکھکر ہرمز نے کہا کہ اسنے میرے ایسے سحر کو اپنی پھونک سے
جلا دیا غصہ ہو کر کہا لے یہ حربہ رد کر یہ کہکر اور نارنج سحر جو کہ اسنے بڑی محنت اور مشقت سے
تیار کیا تھا غزالان کے مارا بس وہ نارنج سحر آکر پیشانی پر غزالان کی پڑا اگر ایسکے مقام پر
دوسرا ساحر ہوتا فوراً اسکا کام تمام ہو جاتا قدرت خدا سے اسکے لگنے سے بھی اور آ وہ نارنج
سحر کو اسنے ہاتھ مین لیا اور طرف ہرمز کے اسم سحر پڑھکر مارا ہرمز نے جو دیکھا کہ میرا سحر خود
میری طرف واپس آتا ہی فوراً کچھ سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ وہ شق ہو گیا اور سرد ہو کر زمین پر
گر پڑا اب تو ہرمز بہت ہی برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میرے دونون سحر کو اسنے رد کر دیا بس آگ بگولا ہو کر جیب
سے نکالا اور سپر خون کے چھیلے دیکھ غزالان پر مارا غزالان نے سحر کیا اور اشارہ کیا وہ
گولا شق ہوا اسمین سے برق جھپٹ کر گری غزالان نے سپر سحر پر قائم کی وہ برق جو گری
سپر کو قلم کر کے سر پر آئی اور دو انگل سر مین در آئی اسنے جو سحر کیا وہ برق سر سے ہو کر نکل گئی اسنے
اسکو دفع کیا مگر خون غزالان کے سر سے جاری ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شفق مین ماہ تابان آگیا
ہی پس اسکو غصہ آگیا اور کہا کہ او ہرمز تو نے بڑا غضب کیا اور مجھکو زخمی کیا اب میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جاتا ہی ایک ضرب مین تیرا کام تمام کرتی ہون مین تیرے حربے رد کر چکی ہون اب
تو میرے حربے سے بچ اور ہوشیار ہو یہ کہکر اور جیب مین ہاتھ ڈالا اور ایک ڈبیا جیب سے نکالی

انسے پھر کچھ پڑھا کہ وہ خود بخود کھل گئی اس مین سے ایک پھول نکلا اس غزالان نے وہ پھول
لیکر اوپر کو اسکو اڑا دیا تو دشمن دیکر ہرہر کے مارا اینٹھی لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ اڑا اس حرشے سے بچ جاؤن
مگر بچ نہ سکا وہ پھول سینہ پر ہرہر کے گرا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا اور پھر غزالان کے ہاتھ
مین آگیا ادھر شیشہ کے گذرتا تھا کہ ہائے مارا گیا ہرہر مرتا تھا کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا تھوڑے
عرصے مین تمام ہو گیا اسکے مرتے ہی ایک تاریکی ہوئی اور شور عظیم برپا ہوا سنگ باری
ہونے لگی وہ پہاڑ جو کہ حائل راہ تھا غبار ہو کر اڑ گیا معلوم بھی نہوا کہ پہاڑ تھا یا نہین اور
جو کہ ابر تھا سب برطرف ہو گیا مطلع بالکل صاف ہو گیا سردی جاتی رہی اصلی حالت ہو گئی صحرا
کی ہوا جیسی حالت تھی ویسی رہی ایسے پر صحرا تھا یہ جو جرنیل نے دیکھا اور پہاڑ کو غائب پایا
اور تاریکی دیکھی حیران ہوا کہ اس ساحر کو جسکا یہ سحر تھا کسنے قتل کیا کہ ایک مرتبہ آواز آئی کشتی مرا
کہ نام مین ہرہر جادو ابود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم یہ صدا آئی وہ تاریکی رفع
ہوئی اب دیکھا تو نہ پہاڑ ہے نہ وہ ابر ہے نہ وہ سردی ہے ادھر سہراب نے اپنے دل مین خیال کیا
کہ مین نے تو صرف اسکا سحر دفع کیا تھا اور ساحر تک پہونچا بھی نہوا تھا جو مین قتل کرتا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ
غزالان نے قتل کیا کیونکہ وہ آگے آگے لشکر کے تھی یہ معرکہ اسیکے سر کیا ہے کیا خوب کام کیا ہے
کہ اگر اسکی تعریف تحریر کیجیے تو بہت بڑا طول ہو جاویگا اسواسطے مختصر طور پر لکھا یہ خیال کرکے
جرنیل کے پاس سہراب آیا جرنیل نے کہا کہ ای سہراب کیا تمنے اس ساحر کو قتل کیا سہراب
نے جواب دیا کہ مجھکو اسکے قتل کی خبر بھی نہ مین نے اسکو قتل کیا مین نے سنا ہے کہ ملکہ غزالان نے اس
ساحر کو قتل کیا ہے یہ کام اسی نے کیا ہے یہ جرأت اور جوانمردی اسی کی ہے مین اس غرض سے
آپکے پاس آیا ہون کہ اب آپکو چاہیے اس مقام پر قیام فرمایئے دو چار روز اس صحرا کی
سیر کیجیے اور جب چاہیے آگے روانہ ہوجیے جرنیل نے کہا کہ اب لشکر اتر چکا ہے اس سبب سے کل
کوچ کرینگے سہراب نے کہا آپکو اختیار ہے اب اس مقام پر کوئی خوف و خطر نہین ہے یہی باتین
ہو رہی تھین کہ غزالان اس ساحر کو قتل کرکے اور اپنے زخم سر کو درست کرتی ہوئی اور خون کو
گرتے سے پونچھتی ہوئی اور ہنستی ہوئی چلی آتی ہے سہراب نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمہارا کیا کہنا خوب
تمنے حریف کو قتل کیا ہم ابھی فکر مین رہے کہ اسکے سحر کو دفع کرین مگر تمنے بہت جلد اپنا کام کر لیا ہمکو خبر
بھی نہوئی غزالان نے کہا کہ یہ کیا کام تھا مین اسے نزدیک کچھ اصل نہین سمجھتی ہون وہ مُوا پہلے ہی
سے مرا ہوا تھا ہرہر جادو اسکا نام تھا اصل امر یہ ہے کہ وہ آپکا شکار تھا میرا صید تھا مگر کیا کہون کہ
کس غضب کے اُسنے سحر کیے ہین کہ جس سے مین زخمی ہوئی دوسرے سمندر شاہ نے بڑے بڑے
ساحرون کو راہ بند کرنے کے لیے روانہ کیا ہے ضرور اور کوئی نکوئی ساحر راہ مین آپکو ملیگا سہراب
نے کہا کہ اب تو ہم ہوشیار ہو گئے ہین اب دھوکا نہ کھاینگے اگر مل بھی جائیگا تو ہمارا کیا کریگا غزالان
نے کہا کہ خوف تو کسی امر کا نہین ہے مگر تدبیر ان لوگون نے خوب کی ہے یہ کہکر پھر کہا کہ اب جرنیل کا
کیا قصد ہے آیا اسی مقام پر قیام کرینگے یا کوچ کرینگے سہراب نے کہا کہ نہین ابھی مقام پر قیام
کرینگے کل یہان سے سب لشکر کو لیکر کوچ کرینگے یہ سنکے غزالان اپنے خیمے مین گئی اور سہراب
بھی اپنے خیمے مین اور جرنیل اپنے خیمے مین آئے اور آرام پر بیٹھے ادھر جب ہرہر قتل ہوا
اور اسکی لاش طرف سمندر کے پہونچی یہ خبر حیران وزرق کو ہوئی کہ ہرہر بھی قتل ہوا اسکا

بھی مرحلہ تمام ہوا اب تمھاری باری ہے یہ سنکے خیال کیا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اُسوقت حیران
زورق کے پاس آیا اور کہا کہ اے زورق جو کہ ساحر لشکر اسلام کے ساتھ ہین وہ بڑے زبردست
معلوم ہوتے ہین کیونکہ جو سحر اِدھر سے ہوا اُسکو اُنھون نے دفع کیا اور بلکہ ہلاک کر ڈالا اسوجہ
سے ہم اُن لوگون سے مقابلہ نہین کر سکتے اگر مقابلہ کیا تو سر بر نہو سکیگا لہذا میری یہ راے ہے کہ
اس مقام کو ترک کرکے سمندریہ کو چلو کیونکہ یہان ٹھہرنے کا موقع نہین ہے اب یہ حال سمندر شاہ
سے کہنا چاہیے شاید وہ کوئی صورت نکالین اور اپنی راے بھی اُنسے ظاہر کر دینا چاہیے کہ اُنکو آنے
دیجیے ہم اُنسے یہان مقابلہ کر سکینگے کیونکہ ہم تو راہ کے بندوبست مین رہتے ہین حریف اپنا کام
کرتا جاتا ہے اسی وجہ سے دریا بار اور مہر قتل ہو گئے ہم تو دیکھو تنہا ہوتے ہین وہ کئی ایک
ہوتے ہین اس سے بہتر یہ ہے کہ جب وہ لشکر لیکر آ نکلینگے اُسوقت ہم اُنسے مقابلہ کرینگے اس سے
کیا حاصل کہ راہ روکین بیکار کی زحمت اُٹھائین خلاصہ کہ ہم اِن ساحرون سے مقابلہ نہین
کر سکتے ہین اگر ہمکو پہلے سے یہ حال معلوم ہوتا تو ہم کبھی نہ آتے ہم تو یہ جانتے تھے کہ فقط ساحر
ہین اور یہ جو دو ساحر ہین اُنکی کیا اصل ہے کوئی اپنے ویسے ساحر ہونگے یہان ہر ایک آئے
وقت کا سامری و جمشید نکلا ایسے ایسے زبردست ساحر مارے گئے اس کیا حاصل کسی سے نہ کچھ ہوا
نہ ہوگا نہ ہمارے جوہر مردی و کمال سمجھ کے کبھی ہم ظاہر ہوئے اُنھون نے پروردہ کو مارا
اور قتل بھی کیا تو سنیے یہ کہا کہ کس سے قتل کیا کیونکہ ہم راہ روکنے گئے تھے یہ سبب ہے پس
بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلے چلو جاسے سمندر شاہ خوش ہون یا ناخوش ہو جائین ہم اُنسے
مقابلہ نہ کرینگے اور نہ راہ روکین گے یہ جو حیران نے کہا زورق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اے
بڑے عقلمند ہو چلو ہین بھی تمھاری راے کو پسند کرتا ہون پس حیران نے کہا کہ کیون دیر
لگائی ہے چلو اُسوقت حیران اور زورق اپنا اپنا سحر برطرف کرکے طرف سمندریہ کے
روانہ ہوئے اور راہ صاف کر دی یہ تو اُدھر کو چلے گئے اور تھوڑے عرصے مین داخل شہر
سمندریہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہے جب کہ دریا بار جادو قتل ہوا اور اُسکی لاش طرف
سمندریہ کے ہوا اُڑا کر لیگئی اُسوقت سمندر شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا اور دربار بہت
خوب آراستہ تھا کہ یکایک دریا بار کی لاش آکر پہونچی اور روبرو سمندر شاہ کے گری یہ حال
دیکھکر سمندر شاہ حیران ہوا اور بہت گھبرایا اور کہا کہ یہ کیا آفت آئی اُسوقت پریون نے
کہا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ دریا بار کو سہراب نے قتل کیا اور جو واقعہ کہ گذرا تھا سب
بیان کیا اور آگ لگ گئی لاش دریا بار کی جل گئی پھر ایک آندھی بڑے زور و شور سے
چلی کہ وہ خاک بھی اُڑ گئی سمندر شاہ کو یہ حال دیکھکے بہت غم ہوا اور اہل دربار و عشاق
سے کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام بہت با اقبال ہین آگے سنتا تھا کہ دریا بار نے
بندوبست کر لیا تھا اگر ساحر لشکر کے ہمراہ نہوتے تو سب لشکر گرفتار ہو جاتا لیکن کیا کیا جاے خیر
ہر دم خواہ حیران کوئی نہ کوئی ضرور گرفتار کرینگے اور اِن دونون ساحرون کو بھی قتل کرینگے
عشاق نے کہا کہ ضرور اب ہم اپنے بندوبست مین رہین مگر یہ خیال کرو کہ لشکر اسلام آگیا
یہ لوگ روکنے والے نہین ہین اسی طور سے مقابلہ کرتے ہوئے چلے آئینگے سمندر شاہ نے کہا کہ
مین کیا بندوبست کرون جب طرف نامہ لکھ چکا ہون وہ لوگ آتے ہونگے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ طائر آکر

انکو پہونچے جو کہ پہلے نامہ لیکر گئے تھے اور جو جواب اُن سب نے تحریر کیے تھے وہ دیے سمندر شاہ
نے دیر سے جواب پڑھوائے مضمون سے آگاہ ہوئے اہل دربار اور عشاق سے کہا کہ تم
لوگون نے سنا جو اُن سب نے جواب لکھا ہے اسکے بعد جو مین نے نامے روانہ کیے ہین سانڈنی
سوارون کے ہاتھ اُنکا دیکھئے کیا جواب آتا ہے یہ کہکر دربار برخاست کیا اور داخل محل ہوا
وہ دن تمام ہوا رات بھی بسر ہوئی صبح ہوئی سمندر شاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے کہ وہ سانڈنی سوار آکر پہونچے کہ جو کہ بعد کو نامے لیکر گئے تھے اور وہ جواب دیے جو کہ
لیکر آئے تھے سمندر شاہ اُس مضمون سے بھی آگاہ ہوا اور کہا کہ اے اہل دربار یہ جو انھون
نے تحریر کیا ہے کہ ہم لشکر لیکر آتے ہین اپنا بندوبست لشکر کا کر لیا ہے بس اب معلوم ہوتا ہے کہ
انکی مرتبہ جو نامے ان سبکے پاس پہونچینگے یقین ہے کہ وہ لشکر لیکر روانہ ہون کیونکہ بہت تاکید سے
انکو نامے لکھے گئے ہین اس تحریر پر ضرور لشکر لیکر آوینگے اہل دربار نے کہا کہ جبکہ آپ نے
ان سبکو براے کمک طلب کیا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اہل اسلام کی راہ روکی جاے انکو آنے
دیجیے اور مقابلہ کیجیے یہ کیا امر ہے کہ راہین روکی جاتی ہین سمندر شاہ نے کہا کہ مین نے اس سبب سے
راہین روکنے کا بندوبست کیا کہ ابھی تک میرے نامون کا جواب نہین آیا ہے نہ اُن لوگون کا حال معلوم ہوا
ہے کہ جنکو مین نے براے کمک طلب کیا ہے اگر یہ لوگ نہ آئے اور لشکر اسلام آگیا تو کیونکر مقابلہ ہوگا
اس سبب سے انکو راہ مین روکے تاکہ یہان تک نہ آسکین اہل دربار نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت
عمدہ تھی مگر اسمین یہ نقص تھا کہ اگر اُنکے ساتھ ساحر نہوتے تو وہ لوگ ضرور گرفتار ہوتے مگر جب
صاحبقران اُس مقام پر آتے وہ اسم اعظم کے ذریعہ سے سبکو قتل کرکے رہا کرتے اور اس طرف آتے
تو وہ ساحر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے جاتے ہمارے لشکر مین کم ہو جاتے جیسے کہ ابھی ہوا
کہ ایک ساحر زبردست مارا گیا اگر وہ ہوتا تو ایک دن مقابلہ کرتا اچھا آپکو یہ لازم ہے کہ لشکر بڑھایے
نہ کہ کم کیجیے لوگون کو ادھر اُدھر روانہ فرمائیے لشکر کثیر فراہم کرکے حریف سے مقابل جائیے تاکہ حریف کو معلوم
ہو کہ لشکر کثیر ہے اُسکو بھی تو یہ بات ثابت ہو جاے کہ برسون مقابلہ ہوگا اور اگر لشکر کم ہوگا تو حریف کی
نگاہ مین کچھ نہ معلوم ہوگا سمندر شاہ نے کہا کہ اسوقت یہ راے نہ بیان کی اُنھون نے عرض
کیا کہ اسوقت آپکی اور آپکے اُستاد کی یہ راے تھی ہمنے خیال کیا کہ اگر ہم کچھ راے دینگے تو خلاف
مزاج عالی ہوگا بموجب شعر
شعر
خلاف راے سلطان راے جستن * بخون خویش باید دست شستن *
اس شعر پر ہمنے عمل کیا اور کچھ حضور کی خدمت مین نہ عرض کیا سمندر شاہ نے کہا کہ اچھا ہوا ہے وہ
لوگ تو چلے گئے اُنھون نے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے کیا حاصل ہوا اُنکے لشکر کے ہمراہ ساحر تھے
اُنپر یہ حال ظاہر ہوا کہ راہ کسی ساحر نے روکی ہے آخر کو مقابلہ کرکے قتل کیا اور یہ بھی کوئی امر ہے کہ آگے
زمانہ مین تو یہ راہ صاف تھی یا اب ایک دریا حائل ہو گیا جو کہ درمیان مین حائل ہے سہراب ایسا واقف کار
اُنکے ہمراہ موجود ہے وہ یہان کی کل راہون سے واقف ہے بھلا کیونکر وہ یقین کر لیتا کہ یہ دریا اصلی ہے
ضرور اُسنے خیال کیا ہوگا کہ یہ دریاے سحر ہے اُسنے دریا بار کو قتل کیا ہوگا اور جو کوئی راہ مین خلاف
بندوبست ہوا ہوگا اُس سے بھی وہ آگاہ ہو جائیگا کیونکہ اتنا تو ایک امر اُسپر ظاہر ہو گیا کہ راہ روکنے ساحر
آئے ہین اب وہ ساتھ ہوشیاری کے اور اپنے بندوبست کے ساتھ لشکر لیکر آئیگا اب وہ دھوکا نہ کھائیگا
سمندر شاہ نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے اب کوئی بندوبست نہین ہو سکتا ہے جو ہونا تھا وہ ہوا یہ سنکے اہل دربار

نے کہا کہ اب آپ یہ تدبیر فرمائیے کہ لشکر کا بندوبست کیجیے جو جو ساحر حضور کے ملازم ہین انکو طلب فرمائیے
سمندر شاہ نے کہا کہ مین اسکا بندوبست کر چکا ہون یقین ہے کہ وہ لوگ آتے ہونگے کل یا پرسون سے
آمد لشکر شروع ہو جائیگی یہ کہکر سمندر شاہ نے دربار برخاست کیا دوسرے دن پھر دربار کیا سب
اہل دربار حاضر ہوئے اسکے دربار مین ساحر و غیر ساحر دونون قسم کے سردار ہین دست راست کی طرف
تو ساحر ہین اور دست چپ کی طرف غیر ساحر ہین بہت بڑا دربار ہے اسکے تخت مین چار شیر لگے ہوئے
ہین وہ طلائی ہین مگر سحر کے ہین کیسے کیسے زبردست ساحر ہین جو سامری و جمشید کو طفل مکتب جانتے
ہین ہر ایک اپنے زمانہ کا سامری ہے اور جو پہلوان ہین وہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہین اور بڑے
زبردست ہین دربار خوب آراستہ ہے کہ مرمر جادو کی لاش آکر پہونچی اسی طور سے اسکے بھی ہمرہیون نے
آگاہ کیا سمندر شاہ کو بہت بڑا افسوس ہوا اور بہت رنج ہوا اور اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا
کہ تم لوگ سچ کہتے تھے دراصل اب بیکار ہے مناسب ہوگا کہ حیران اور زورق چلے آئین اہل دربار
نے کہا کہ مناسب تو ہے یہی تقریر ہو رہی تھی کہ حیران و زورق دونون آکر پہونچے حیران اُس
گنبد مین آیا نہ زورق اپنی طلسم سحر مین آیا یونہی باعلان آئے سمندر شاہ کو آکر سلام کیا
اور عرض کیا کہ ہم لوگ اہل اسلام کی راہ نہین روک سکتے ہین وہ لوگ بڑے زبردست ہین کیسے
کیسے زبردست ساحر انکے ہاتھ سے مارے گئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ انکے ہمراہ
بھی ساحر زبردست ہین سمندر شاہ نے کہا کہ مین نے تو تمسے کہدیا تھا کہ انکے ہمراہ ساحر
ہین ایک سہراب ہے جو کہ میرا سپہ سالار تھا ایک کوئی اور ساحر ہے اسپر تم لوگ غافل رہے
انھون نے جواب دیا کہ ہم غافل نہین رہے بلکہ بہت ہوشیار رہے مرمر حالت خبرداری مین
مارا گیا وریابار ہان حالت غفلت مین مارا گیا جب وہ قتل ہوا تو ہمکو بھی ہوش آیا ورنہ ہم
بھول گئے تھے کہ آپنے فرمایا تھا خیر یہ تو گذر گیا اب ہم اس سبب سے چلے آئے ہین کہ راہ
روکنے سے کیا حاصل ہے انکو یہان آنے دیجیے مقابلہ کرینگے وہان ہمارے جوہر اور کمال دیکھنے
والا کون تھا جو ہم اپنے کمال اسکو دکھاتے ہم چلے آئے سمندر شاہ نے کہا کہ تمنے اچھا
کیا اور بہت خوب کیا آنے دو ہم ان سے مقابلہ کرینگے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ ہمکو معلوم
ہے کہ لشکر اسلام کسقدر دور ہے انھون نے جواب دیا کہ جہان پر ہم تھے اُس سے دس کوس
لشکر کل انکا آکر مقیم ہوگا جہان ہم راہ روکے ہوئے انکے منتظر تھے اور ہم سے دس کوس
کے فاصلے پر زورق تھے پس اب بیس کوس کے فاصلے پر انکا لشکر ہے اور زورق شہر
سے بیس کوس کے فاصلے پر تھے لہذا یہ امر ہمکو ثابت ہوا اور بخوبی یقین آگیا کہ شہر سے
چالیس کوس پر انکا لشکر ہے پرسون لشکر انکا قریب شہر کے پہونچ جائیگا سمندر شاہ نے
کہا کہ آپ صاحبان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ کسقدر لشکر ہے اور کون کون ساحر انکے لشکر کے
ہمراہ ہین یہ امر ضرور دریافت کرنا چاہیے انھون نے جواب دیا کہ یہ جو لشکر آتا ہے یہ تو انکے لشکر کا
پیش خیمہ لشکر آتا ہے نہ کہ کل لشکر ہے اسکے بعد لشکر کی آمد شروع ہوگی سمندر شاہ نے یہ سنکے
چند ہرکارے براے خبر آمد لشکر روانہ کیے مگر وہ ہرکارے جو کہ سحر سے واقف تھے انکو حکم دیا
کہ تم جا کر بہت جلد خبر لاؤ کہ لشکر اسلام کا پیش خیمہ کب تک آئیگا پس وہ ہرکارے حکم پا کر طرف
اُس لشکر کے روانہ ہوئے ادھر سمندر شاہ نے طائران سحر کو اس خبر کے لیے روانہ کیا اور کہا

بیان کرتا ہی کہ سمندر یہ تدبیر کرکے اور دربار برخاست کرکے اندر محل کے گیا اور سب نے
اپنے مقام کی راہ لی ہر چند کہ سمندر نے یہ تدارک اسلیے کیا تھا کہ جب پیل تنیہ آئیگا تو
وہین جاکر دیکھونگا اور بادشاہ بنیگا تو اسکی آرزو دیکھونگا یہ بھی اسکی ایک سوچ تھی جو ذہن مین
آگیا تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر شاہ کا ایک قدیم ہی کہ وہ بہت بڑا امیرزادہ ہو اور زہد
سخت وہی ہو اسکی ہر ہزد کیا یہ حال تھا کہ اسکو ہر وقت اور ہر ساعت یہ فکر رہتی تھی کہ کوئی تدبیر
ایسی ہو کہ اہل اسلام کو ذلت ہو مگر ابھی تک اسنے کوئی بات ایسی نہین کی کہ جسکے سبب سے
ذلت ہو مگر اسکی رائے دی خاموش بیٹھا سنا کیا کوئی مرتبہ قصد ہوا کہ کچھ رائے دون مگر کچھ
خیال کرکے خاموش ہو رہا اسی فکر مین کہ کیا تدارک کرون جب یہ خیال کرتا ہی کوئی تدبیر بنتی
نہین کرتی ہی اسی فکر مین تھا جب یہ دونون ساحر واپس آئے اور دوبارہ کے کوئی رائے اسکی
بہت پسند آئی تھی کہ یہ جاکر راہ روکین جب یہ امر ظہور مین آیا تو اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا مگر اسکی
کوئی رائے اسکے ذہن مین نہین آئی ہی کہ یہ بیان کرے خاموش اپنے مکان پر دربار
برخاست ہونے کے بعد چلا آیا اور فکر کرنے لگا کہ کون سی تدبیر کیجائے کہ لشکر اسلام ذلت
اٹھائے اسکو ابھی اسی فکر مین رکھا جاتا ہی اسکی جوانمردی کا آئندہ حال تحریر ہوگا یہ خاص نظام سخندان
صحیح راوی نے بیان کیا ہی کہ جب وہ دن تمام ہوا اور غروب آفتاب سے تمام صحرا تاریک ہو گیا
لشکر اسلام نے اسی صحرا مین خیمے برپا کئے اور پہلوانان تمام بسر کی صبح کو پیش خیمہ اسکی طرف
سمندر کے روانہ ہوئے کہ اس طور سے کہ تمام آگے لشکر کے عمر و الان تخت پر سوار سر پر
ابر سایہ کئے ہوئے جیولی بائین شانے پر پڑی ہوئی جو زرانج بندھا ہوا تخت چلا آتا ہی
عقب مین اسکے تمام لشکر جبریل سلاح جنگ سے آراستہ دورکابے مرکب پر سوار خود سر پر
تلوار کمر سے لگی ہوئی نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا برابر جبریل کے عادل وہ بھی خوب آراستہ
اور دیگر سردار وسط لشکر مین اتالیق بارگاہ کا عقب لشکر کے لیے ہوئے چلے آتے ہین یہانتک
اسدن جو منزل کی تو اس مقام پر جہان مرحلہ حیران نے بنایا تھا اور بموجب لشکر اسلام فرازکوہ
چلے گئے تھے جبریل نے اسدن اسی مقام پر اپنا خیمہ برپا کیا اور سب لشکر نے باطمینان تمام وہان
بسر کی دوسرے دن پہلے تو پیش خیمہ روانہ کیا پیچھے لشکر نے کوچ کیا یہ تو ادھر سے جاتے ہین
ادھر طائران سمندر آئے اور سمندر شاہ کو خبر دی کہ اے بادشاہ کل لشکر اسلام کے ہراول کا لشکر فلان
مقام پر پہونچیگا اور پرسون کے روز اس صحرا مین داخل ہوگا جو کہ ہمارے شہر سے سبزہ کوس پر ہی
اور وہ صحرا بہت پرفضا ہی جابجا چشمے جاری ہین اور ہزارہا درخت پھولون کے اسمین طرح
طرح کے پھول کھلے ہوئے ہین واقعی وہ صحرا قابل دید ہی یہ سنکے سمندر شاہ نے حکم دیا کہ کل
ہمارے سردار تیار رہین ہم بھی جاکر آمد لشکر اسلام دیکھین گے یہ حکم دیکر سمندر شاہ نے دربار
برخاست کیا یہ واضح رہے کہ اب سمندر روز دربار کرتا ہی پہلے یہ امر تھا کہ کبھی دن دربار مین آیا کبھی
نہ آیا کوئی پرواہ نہ تھی سوائے عیش و عشرت کے دوسرا کام اسکو نہ تھا مگر جب سے اسکو معلوم ہوا
کہ خدا پرستون نے بہت سے ملک مغرور تلوار کے زور سے چھین لیے ہین اور بہت سے بادشاہ اسکے مطیع
ہوگئے ہین مگر عمر الان ادھر کو لشکر لیکر چلی آتی ہین اسدن سے روز دربار کرنے لگا ہی اب کوئی
دن ناغہ نہین کرتا ہی اب جو خبرین آتی ہین دربار مین آتی ہین جب یہ دربار برخاست کرکے گیا اسدن

انتظام کرنے لگے کہ کل ہمراہ بادشاہ کے چلنا ہوگا اُسنے عام حکم دیا تھا اور کسیکا نام نہیں لیا تھا سب سردار ساحر وغیر ساحر اپنا اپنا بند و بست کرنے لگے یہان دوسرے دن جرنیل نے بھر کوچ کیا اور اُس مقام پر آکر قیام کیا کہ جہان زورق نے آکر اپنا مرحلہ تیار کیا تھا جب اُسنے یہ خبر سُنی کہ مرمر قتل ہو گیا اُسیوقت وہان سے چلا گیا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ اب کوئی ایک منزل وہ مقام رہگیا ہے کہ جسکی تعریف سہراب نے کی ہے کہ وہ مقام نہایت خوشنما اور پر فضا ہے غزالان کا یہ طریقہ ہے کہ وہ سب پیش خیمہ لشکر کا اور سب سامان اپنے سحر کا لیے ہوئے چلی جاتی ہے اُسکو کوئی خوف نہیں ہے اسوجہ سے آگے لشکر کے جاتی ہے کہ اگر میرے شراکت کی خبر سمندر شاہ کو ہوگی تو وہ میرے بھائی سے بہت ناخوش اور ناراض ہوگا بلکہ غزالان کو یہ خیال ہے کہ اگر مقابلہ ہو تو پہلے مین ہی سمندر شاہ سے مقابلہ کرون کیونکہ اُسنے چند مرتبہ میری طرف گمان بد کیا اور اکثر مجھکو نظر بد سے دیکھا اور خیال فاسد میرے ساتھ رکھتا تھا اور یہ خیال کرتا ہے کہ مین اسکو اپنے عقد مین لاؤن اسی سبب سے دربار مین کم جاتی تھی اور اپنے کو ہمیشہ بچایا کرتی تھی بلکہ غزالان اس سبب سے اُسکو نہین قبول کرتی تھی کہ وہ مرد ضعیف اور بدصورت از حد تھا اور نہایت بدشکل تھا رنگ اُسکا سیاہ جیسے کندہ آبنوس لب موٹے موٹے دانت بڑے بڑے ہاتھ اور پیر مین جھریان پڑی ہوئی تھین منھ پر چیچک کے داغ غرضکہ یہ معلوم ہوتا تھا کسی نے قینچی چھرے سے کتر ڈالا ہے اور یہ ایک حسین مہ جبین عورت از حد خوبصورت جوان نازنین تھی کہ جسکی خوبصورتی کا شہرہ تھا اور ابھی کم سن تھی کیونکر یہ منظر کو قبول کرتی جب اُسنے ایسے خیالات اپنے دل مین کیے تو اُسنے دربار کا جانا ترک کر دیا تھا آٹھوین ساتوین جایا کرتی تھی یا کوئی ضرورت پیش آجاتی تھی اُسوقت جاتی مگر ذرا بہت گھڑی آدھ گھڑی کو چلی جاتی اور تھوڑے عرصہ مین اپنے کام سے فراغت کرکے اپنے مقام پر چلی آتی تھی اسی سبب سے اُسنے سپہ سالاری اُسکی نہین کی ہر چند وہ کہتا تھا کہ تم میری سپہ سالاری قبول کرو یہ عہدہ بہت بڑا ہے مگر اسکو انکار رہا اپنے بھائی کو عہدہ سپہ سالاری دلوا دیا کیونکہ اُسکو تو دربار سے انکار تھا یہ کیون سپہ سالاری قبول کرتی دوسرا امر یہ تھا کہ ہمیشہ سے سمندر شاہ کی اطاعت سے کراہیت رکھتی تھی بس یہ سبب تھا کہ جو اُسکو خوف کسی طرح کا نہ تھا باعلان ہمراہ لشکر صاحبقران تھی اور اسی نے مرمر جادو کو قتل کیا تھا یہ بھی ایک باعث تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ دن جرنیل نے خیمے برپا کرکے اُسی صحرائے پر فضا مین بسر کیا دوسرے روز بوقت صبح لشکر کو خوب آراستہ کرکے نئی وردیان سبکو پہنا کر اور خود بھی سلاح جنگ صاف کرکے آراستہ ہو کر طرف سمندریہ کے چلے کیونکہ سہراب نے کہا تھا کہ اب جو قیام ہوگا تو اُسی صحرا مین ہوگا جو کہ شہر سے متصل ہے اس سبب سے جرنیل نے لشکر کا بندوبست بہت اچھی طرح سے کیا تھا یہ لشکر کو لیکر جب اُدھر چلے تو عجب کیفیت نظر آتی تھی کہ ہزارہا آدمی واسطے دیکھنے لشکر کی آمد کے کھڑے ہوئے کوئی اپنے کوٹھون پر کوئی درختون پر چڑھ گئے تھے جب لشکر آ پہونچا تو دیکھا کہ کیسے کیسے نئے نئے نشان ہمراہ لشکر تھے اُنکے سنہرے پھریرے نئی نئی وردیان کل فوج پہنے ہوئے زرق برق اور اہل لشکر کی پوشاکین نہایت عمدہ اور سردارون کے لباس کیسے کیسے مرکب خوش رفتار زیر ران خود چمکتے ہوئے سینا نین چمکتی ہوئین سپرین پشت پر سینانین بابند ودوش ہر ہر ترک رکاب سپہ کا سب چلے آتے ہین ان

سمندر شاہ نے جب صبح ہوئی دربار کیا جو کہ سردار ساحر تھے علاوہ عشاق جادو کے
سب کو حکم دیا کہ آپ لوگ میرے ہمراہ چلیں میں آمد لشکر اسلام کا تماشا دیکھنے جاتا ہوں
عشاق سے کہا کہ استاد آپ یہاں تشریف رکھیں آپ کیوں زحمت فرماویں ابھی تو ہراول
لشکر پیش خیمہ لیکر آتا ہے ہاں جب لشکر آئیگا اسوقت آپ برائے تماشہ تشریف لیجائیے گا یہ
سنکے عشاق نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر یہ مصرعہ پڑھا مصرع راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری
رضا ہے۔ اسوقت سمندر شاہ عشاق کو اور چند سرداروں کو دربار میں چھوڑ کر اور چند سرداروں کو
اپنے ہمراہ لیکر جو کہ ساحر تھے مثل گلاب جادو و سرخاب جادو و بط جادو و سوسمار جادو
وغیرہ کے تخت پر سوار ہوکر چلا یہ سب سردار کوئی طاؤس پر کوئی باز پر کوئی ہنس پر
کوئی قرقرے پر کوئی بط کوئی مرکب سحر پر قریب دو تین سو کے تھے ہمراہ ہوئے تخت سے اونچا
ہوا ابر سحر سر پر سایہ فگن اس سے بارش مروارید ہوتی ہوئی سرخ لباس پہنے ہوئے الماس نگار
بازو و کمر بند باندھے ہوئے تمام جواہرات سے آراستہ گلدستہ نہایت خوشنما روبرو تخت پر
رکھے ہوئے گرد سردار اپنی اپنی سواریوں پر سوار بڑے جاہ و حشم سے چلا چونکہ یہ ساحر تھا
تھوڑے ہی عرصہ میں اس مقام پر آکر پہونچا کہ جدھر سے لشکر اسلام آتا تھا ایک مقام پر فضا
دیکھکر اسنے خیمہ سحر آراستہ کیا اسکے اندر تخت سحر پر بیٹھا اور سب سردار گرد کرسیوں پر اور زمین پر
متمکن ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ کو اس مقام پر پہر بھر گذرا تھا کہ ایک طرف
سے غبار بلند ہوا کہ یکایک سمندر شاہ کی نگاہ اس غبار پر پڑی اسنے سرداروں سے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ لشکر اسلام آتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ کس شان و شوکت کا لشکر ہے وہ غبار کہ قریب
اسکے آکر شق ہوا سمندر شاہ اور اسکے سردار سب لشکر کی آمد کو دیکھنے لگے ناظرین
پر معلوم ہو کہ سمندر شاہ جو بادشاہ ہوا خود برائے دید لشکر اسلام آیا ہے اسکا کیا سبب ہے
چونکہ یہ لشکر اسلام کی بہت تعریف سنتا تھا اور اکثر کتابوں میں بھی اپنی نظر سے دیکھ چکا تھا کہ نبی آخر الزمان
ہے اور یہ شوکت ہے اس طرح سے لشکر اسلام آتا ہے اسکو بہت اشتیاق تھا کہ لشکر اسلام دیکھوں جب
اسنے سنا تو اسی اشتیاق میں برائے دید آیا ہے پس جب وہ گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ
وہ گرد شق ہوئی اس سے کئی سو سقے بادلے کی لنگیاں باندھے ہوئے گلبدن کے پاجامے
انمیں چست گٹھنوں تک پہنے ہوئے تھے مخمل کی کرتیاں سروں پر سرخ پگڑیاں سروں میں
باندھے ہوئے مشکیں پشتوں پر انکے منہ پر ہزارے چڑھے ہوئے تھے اور وہ سقے برابر
چھڑکاؤ کرتے ہوئے سامنے سے آئے اور مزدور وغیرہ زمین کا نشیب و فراز درست کرتے
ہوئے چلے آتے ہیں غرض کہ از حد صفائی راستے کی ہو رہی تھی کہ وہ بھی قابل دید تھی جب صفائی
کر چکے تو ایک طرف کو سب سقے اور مزدور وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوگئے چونکہ سہ پہر کا وقت
تھا اور منزل بھی تمام ہوئی تھی اس سبب سے یہ سب کے سب ایک طرف مؤدب کھڑے ہو گئے
اسکے عرصے میں کئی سو فیل کہ جنپر زرنگار و جھولیں زربفت کی پڑی ہوئیں انپر لکھا ہوا
تعریف خدا و نعت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و سلم مرقوم تھی وہ بھی آہستہ آہستہ آئے اور ایک
مقام پر کھڑے ہوگئے اور انکے عقب سانڈنی سوار بہت عمدہ وردیاں پہنے ہوئے کہ جنکا شمار نہیں کیا جاتا
تھا وہ آئے انکے بعد خاص بردار رسالہ دار چوبدار مرکبان خوش رفتار لوگ ہمراہ چوبداران

ہاتھ میں اُنکے عقب میں اور جلوس زرق برق آیا یہ سب سمندر شاہ و سرداران سمندر شاہ نے دیکھا
کہ ایک تخت سحر چلا آتا ہے اُسپر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی ہے اور سر پر ابر سایہ فگن ہے اُس ابر سے
بارش مروارید ہو رہی تھی سمندر شاہ نے اپنے سرداروں سے کہا کہ دیکھنا یہ کون تخت سحر پر سوار
ہے کہ اتنے عرصہ میں وہ تخت بھی آکر ایک سمت قائم ہوا اب جو غور کرکے سمندر نے دیکھا تو پہچانا اور
سرداروں سے کہا کہ یہ نازنین بالکل ہمشکل ہے اور مشابہ ہے ملکہ غزالان دختر آفتاب جادو سے یہ
سنکر گلاب جادو سے کہا کہ دیکھو یہ عورت جو کہ تخت سحر پر سوار ہے اور آگے لشکر کے آئی ہے بالکل ہمشکل
بعینہٖ کی صورت ہے میں جانتا ہوں کہ وہی ہے گلاب نے کہا کہ یہ قدرت خداوند تعالے ہے کہ ایک صورت
کے کئی انسان ہوتے ہیں اُسکو مرے ہوئے ایک زمانہ ہوا لاش بھی اُسکی آگئی تھی وہ بھی جلا دی گئی اب
وہ کہاں یہ اُسکی صورت کی کوئی اور ساحرہ ہے اگر وہ زندہ ہوتی تو ضرور پیش حضور ہوتی نہ کہ اہل اسلام کے سمندر شاہ
نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے مگر میں نے ایسی چہرہ کی ایسی ہم صورت انسان کم دیکھے ہیں سمندر کے یہ کلام سنکر
سردار کہنے لگے کہ حضور ہمکو تو وہی معلوم ہوتی ہے چاہے وہ ہو گلاب نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ
زندہ ہوتی اور یوں آپکی گون سے جدا ہوتی اور اگر وہی ہے تو کوئی مقام تعجب نہیں اکثر ہم صورت ہوتے ہیں
مگر دل میں یہی خیال ہر وقت تھا کہ دراصل وہی ہے چونکہ یہ مسلمان ہو گئی تھی مگر اسوقت تو اسنے پہلے سکہ
دفع کیا چونکہ دراصل امر یہ تھا لاش آچکی تھی اور جلائی بھی جا چکی تھی اس سے یقین ہو سکتا تھا کہ وہ نہیں ہے غرض سمندر
شاہ نے کہا کہ یہ تو ضرور ہے کہ یہ وہ نہیں ہے بلکہ اُسی کی ہم صورت ہے گلاب نے کہا کہ ہاں یہاں تو یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ سمندر شاہ نے دیکھا کہ ایک جوان سر سے پاؤں تک سلاح جنگ سے آراستہ اسپ پر
سوار اُسکے برابر دوسرا جوان عقب میں لشکر دیکھا کہ سہراب جادو بہ دولت لشکر آتا ہوا بڑی
شان و شوکت سے چلا آتا ہے اُٹھالا بارگاہ کا وسط لشکر میں ہے کہ وہ جوان آکر اُس صحرا میں مرکب کو
روک کر کھڑا ہو گیا اور اُس جوان نے ادھر اُدھر دیکھا کہ اتنے عرصہ میں سہراب اُسکے قریب آیا جرنیل
نے کہا کہ کیوں سہراب یہ وہی صحرا ہے جو کہ قریب شہر کے تھا سہراب نے کہا کہ جی ہاں اب
جو کوچ فرمائیگا تو شہر میں منزل ہوگی یہ کہکر سہراب نے ادھر اُدھر دیکھا اور عرض کیا کہ جہاں
حکم ہو وہاں پر خیمہ شاہی اور بارگاہ برپا کرائی جاوے یکایک سہراب کی نگاہ سمندر شاہ
پر پڑی دیکھا تو ایک طرف صحرا میں جانب شہر کے ایک خیمہ زرنگار بہت عمدہ اور پر تکلف برپا
کئے ہوئے فروکش ہے اور چند سردار ہمراہ ہیں یہ دیکھکر سہراب نے جرنیل سے کہا کہ آپنے
دیکھا وہ جو سامنے خیمہ برپا ہے اُسمیں سمندر شاہ مع چند سرداروں کے بیٹھا ہوا ہے معلوم
نہیں کہ یہاں کس غرض سے آیا ہے اور کیا نیت ہے ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شکار کھیلنے کو آیا ہے
اگر برائے مقابلہ آیا ہوتا تو لشکر مع سامان جنگ آتا یہ ضرور شکار وغیرہ کو آیا ہے جرنیل نے کہا
اگر شکار کو آیا ہے تو کیا پرواہ ہے باہر آکے مقابلہ کرے ہمکو کوئی خوف نہیں ہے یہ کہکر حکم دیا کہ
کہ لشکر اُترے مناسب جگہ دیکھکر اور بارگاہ سلطانی و خیمہ شاہی برپا کیا جاوے مگر یہ خیال
ضرور کر لینا چاہئے کہ ہمراہ صاحبقران کے لشکر کثیر ہے ہزاروں خیمہ وغیرہ سرداروں کے
برپا ہونگے کوسوں کے گرد میں لشکر اُتریگا یہ صحرا تمام لشکر سے مملو ہو جائیگا مگر اسکا خیال
رہے کہ پانی کی تکلیف نہ ہو چشمہ آب وغیرہ وسط لشکر میں ہوں کیونکہ یہ صحرا بہت بڑا فضا اور سر سبز
پر بہار ہے اس صحرا کو صاحبقران نے بہت پسند فرمایا ہے جو حکم دیا لشکر اُترنے لگا خیمہ برپا ہونے لگے بارگاہ سلطانی برپا

کی گئی کوسون تک صحرا بارگاہون اور خیمون مین مملو ہوگیا لشکر اترا چھاونی ہوگئی بازارین
آراستہ ہوئین سب لشکر اترا سہراب لشکر کا بندوبست کرکے اپنے خیمے مین گیا جرجیل
دعادل اپنے اپنے خیمون مین گئے غزالان بھی اپنے خیمے مین گئی یہ دیکھکر سمندر شاہ نے
اپنے سردارون سے کہا کہ یہ بہت بڑا لشکر آیا نہ معلوم انمین کون صاحبقران ہین سمندر
شاہ سہراب کو دیکھکر جل گیا اور اپنے سردارون سے کہنے لگا کہ اجو سہراب بڑے شان و
شوکت سے ہوگئے ہین اسنے بہت بڑی شوکت پیدا کی ہے کل لشکر کا مختار معلوم ہوتا ہے سردارون
نے کہا کہ یہ بہت بڑا صاحب اختیار معلوم ہوتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ ہان مگر کیا ہوگا یہان
آکر سب قال بکھل جائیگا یہ لشکر سب یہان شاہ اور برباد ہوجائیگا یہ کہکر کہا کہ چلو اب یہان
ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے جب لشکر آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی کیا ضرورت ہے کہ اب ہم یہان قیام
کرین جب لشکر آئیگا تو ہم بھی برابر سے مقابلہ کرینگے اور اپنا لشکر بھی ہمراہ لائینگے اسقدر عرصے
مین ہمنے جن جن لوگون کو نامے تحریر کیے ہین وہ بھی آجائینگے ہمارے پاس بھی لشکر جمع ہوجائیگا
یہ کہہ رہے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اے بادشاہ یہ جو لشکر آیا ہے یہ لشکر اسلام کا ہراول
ہے اسکے ہمراہ ایک لاکھ پچاس ہزار کا لشکر ہے اور بارگاہ لیکر آیا ہے اس لشکر کے ہمراہ آپکا
سپہ سالار سہراب جادو بھی ہے اور ایک ساحرہ ہے کہ جو کہ بالکل مشابہ ہے ملکہ غزالان سے
ہمکو تو شبہ ہوتا ہے کہ غزالان یہی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ وہ تو مرگئی ہے وہ کہان ہے یہ اسکی
صورت ہے یہ کہکر سمندر شاہ نے کہا کہ مین تو اب جاتا ہون تم یہ دریافت کرو کہ کب سے آمد لشکر
کی شروع ہوگی انھون نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر ہرکارے تو اودھر کو روانہ ہوئے سمندر شاہ
اپنے شہر کو مع سردارون کے چلا گیا چونکہ رات ہوگئی تھی یہ داخل شہر ہوکر محل مین چلا گیا سب سردار اپنے
اپنے مقام کو گئے مگر سمندر شاہ جو محل مین گیا تو اسکو فکر ہوئی کہ یہ کیا سبب ہے کہ یہ جو ساحرہ ہے ہو بہو صورت
ہے ملکہ غزالان کی اور مین یقین کرتا ہون کہ یہ غزالان ہے جب یہ مرا ہے کہ ایک یقین کی تھی اور
عیار اسکو قتل کرکے چلا گیا تھا تو یہ امر نہین ہے بلکہ یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ اسکو اسیر کرلیگیا اور اسکی صورت کا پتلہ
بناکر یا کسی انسان کو اسکی صورت بناکر قتل کر ڈالا یا ہمکو دھوکا ہوا اور یہ ضرور وہی ہے خیر دیکھا جائیگا
معلوم ہوجائیگا یہ خیال کرکے سمندر شاہ اپنے مقام آرامگاہ مین چلا گیا اور جاکر سو رہا گلاب جو محل
مین آیا اپنی مان سے کہنے لگا کہ والدہ صاحبہ بڑا غضب ہوگیا اب دربار مین کسکو منہ دکھانے کے
قابل نہین رہے اس گیسو بریدہ نے ہماری آبرو لے لی سب اہل دربار یہ کہینگے کہ آفتاب کی
دختر گلاب کی ہمشیر شریک اہل اسلام ہوئی اور اپنے مذہب اصلی کو ترک کردیا جب یہ ذکر ہوگا تو
کیونکر ہماری آبرو رہیگی سوا سر جھکانے کے کوئی امر نہ بن پڑیگا مان نے کہا کہ اے فرزند اب کیا ہوتا
ہے جو ہونا تھا وہ ہوا گلاب نے کہا کہ اے والدہ آج ہی کا ذکر ہے کہ بادشاہ نے خبر آمد لشکر اسلام سنی چند
سردارونکو لیکر برای دید لشکر اسلام گئے تھے تو مین بھی ہمراہ گیا تھا وہ گیسو بریدہ آگے آگے لشکر اسلام کے
تخت پر سوار چلی آتی ہے سمندر شاہ نے دیکھکر کہا کہ اے گلاب یہ نازنین کسقدر مشابہ ہے غزالان تمھاری ہمشیرہ سے
بلکہ مجکو شبہ ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے مین نے گو اسوقت تو یہ کہکر اس امر کو بادشاہ کے دل سے نکالدیا کہ ایک
صورت کے بہت انسان ہوتے ہین یہ تو بخوبی معلوم ہوگیا کہ غزالان مرگئی اسکی لاش بھی جلادی گئی اب وہ کہان سے
آتی گو سرداران نے کہا مگر مین نے ابھی اس امر سے انکو قائل کیا مین تو جانتا تھا کہ یہی گیسو بریدہ ہے مگر اسوقت ٹال دیا مگر یہ امر

پوشیدہ نہ رہیگا ضرور ظاہر ہوگا اُسکی ماں نے کہا اے فرزند جب یہ امر ظاہر ہوگا تو دیکھا جائیگا ہم جواب دے لینگے کیا کوئی
اُسنے تو کسی طرف کا نہ رکھا اسکو کیا کرین ہم کسی کے دل مین نہین پیٹھے ہین کسی پر ہمارا قابو نہین ہے جب تک اولاد ناسمجھ
رہتی ہے اور کمسن نابالغ ہوتی ہے اُسوقت تک ماں باپ کا اختیار رہتا ہے جب وہ صاحب سمجھ ہوجاتا ہے تو پھر اُسپر اختیار نہین
رہتا ہے اُسکو اپنے فعل کا اختیار رہتا ہے کہ جو چاہے کرے اگر سعادت مند ہے تو اپنے باپ دادا کے نام کو بدنام نہین کرتا ہے
اور اگر بدافعال ہے تو اُسکو اس امر کا بالکل خیال نہین رہتا ہے باپ دادا کے نام کو بدنام کرتا ہے مگر کیا کیا جائے
کوئی کسیکا ساتھ نہین دیسکتا ہے ہر ایک اپنے فعل کا صاحب اختیار رہیگا اسپر اسنے کہا کہ یہ سب باتین بارے کی ہین خیر
کیا کیا جائے جو ہوتا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر اپنی ماں کے پاس سے چلنے کا قصد کیا کہ ماں نے کہا اے فرزند تم خیال نہ کرو کوئی
امر تمہاری نسبت نہوگا ہاں اگر مین یا تم شریک ہو جاؤ تو امر شرمندگی اور خجالت کا ہے گو اس امر سے بھی شرمندگی ہے مگر
کیا کرین گلا اسپر اسنے کہا کہ یہ سب باتین اپنے مقام پر دل کے بہلانے کی ہین نہ کہ اورون کے کہنے والون کا کوئی
منہ نہین بند کر سکتا ہے ان تانے دینے والون کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے کہان تک کوئی کسی کے منہ مین ہاتھ دیسکتا ہے زبان
کو خلق کی کوئی نہین روک سکتا ہے ماں نے کہا ہاں یہ سچ ہے مگر تم کوئی فکر نہ کرو یہ جو ماں نے کہا کالب خاموش
ہو گیا اور اُٹھکر اپنے مقام پر چلا آیا اور فکر کرنے لگا کہ اسنے کسی طرف کا نہ رکھا اب کیا نام ہمیشہ کیلئے جو یہ بدنامی
مٹجائے یہ تو اس قابل ہے اسکو تو اسی فکر مین رہنا چاہتا ہے اُدھر ہرکارے جو لشکر مین پہنچے کسی نہ کسی سے دریافت کیا
کہ یہی لشکر اسلام ہے اب تو اور لشکر نہ آئیگا چونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لشکر صرف بارگاہ لیکر آیا ہے مگر اب تک دریافت
کیا اُنھون نے کہا کہ ابھی تو یہ پیش خیمہ آیا ہے کل سے لشکر آئیگا ابھی تو آٹھوان حصہ بھی لشکر کا نہین آیا ہے ہاں لشکر آئیگا
اُنھون نے کہا کہ اس لشکر کا کون سردار ہے اُسنے کہا کہ اس لشکر کے سردار اعلیٰ تو جبرئیل و عادل ہین اور سہراب جادو ملکہ
غزالان یہ دونون ساحر سمندریہ کے ہین انھین سے ایک تو سپہ سالار سمندر شاہ ہے جو سمندر شاہ سے ناخوش ہو کر شریک
اہل اسلام ہوا ہے اور ملکہ غزالان جو کہ ساحرہ ہے وہ بھی کوئی سپہ سالار آفتاب تھا وہ اُسکی لڑکی ہے وہ بھی شریک
اہل اسلام ہوئی ہے یہ دریافت کرکے وہ ہرکارے داخل شہر سمندریہ ہوئے اور چونکہ رات ہو گئی تھی اُسوقت تو
نہ خبر کی جب صبح ہوئی دربار آراستہ ہوا سب لوگ حاضر دربار ہوئے اور سمندر شاہ بھی دربار مین آ کر تخت پر بیٹھا
سمندر نے عشاق کی طرف دیکھکر کہا کہ اے استاد کل جو مین لشکر کو دیکھنے گیا تھا تو مین نے دیکھا کہ لشکر تو بہت ہے مگر
ایک امر عجیب کا یہ ہے کہ ہمراہ اُس لشکر کے ایک ساحرہ ہے جو کہ بالکل مشابہ ہے غزالان کے مجھکو تو یہ شک ہوتا ہے
کہ غزالان ہے مگر یہ امر پھر اس امر کو دفع کر دیتا ہے کہ اُسکو تو عیاران لشکر اسلام نے قتل کر ڈالا تھا اُسکی لاش بھی
جلادی گئی تھی وہ پاس خداوندون کے چلا پہل کر چلی گئی تھی اور اسکی خبر بھی سب جگہ مشہور رہی کہ غزالان کو عیاران
لشکر اسلام نے نیست و نابود کر دیا اُسکے چراغ ہستی کو بجھا دیا وہ دنیا مین ہے کہان مگر ایسا دیکھا ہم نے ایسی صورت
مشابہ ہوئی نہین دیکھی جیسے یہ مشابہ ہے قد و قامت سیرت و صورت ہاتھ پاؤن طریقہ چال وغیرہ کسی بات کا فرق
نہین ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا بات ہے یہ باتین سنکر عشاق نے کہا کہ ہان ایسا ہوتا ہے اکثر لوگ بعضون
سے نہایت مشابہ ہوا کرتے ہین کہ جنکی شناخت مین آدمی کو غور و فکر ہوتی ہے کوئی امر عجب نہین ہے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ
ہرکارے آ کے حاضر خدمت ہوئے اور انھون نے بعد مجرا کرنے کے عرض کیا کہ آج سے لشکر اسلام کی آمد شروع
ہوئی اور یہ جو لشکر اُترا ہوا ہے یہ صرف پیش خیمہ لیکر آیا ہے اس لشکر کے افسر کا نام جبرئیل ہے جو کہ افسر اعلیٰ ہے اُسکے
ماتحت بہت سے افسر ہین اُنکے یہ نام ہین عادل اور سہراب جادو جو آپکے سپہ سالار تھے اور کسی جرم پر
آپ نے اُنکو نکال دیا تھا وہ جا کر شریک اہل اسلام ہوئے ہین وہ بھی ہمراہ ہین مگر حضور ایک امر تعجب کا ہے کہ
جسکے سننے سے ہمکو بڑا تعجب ہوا وہ یہ امر ہے ہمنے جو دریافت کیا کہ یہ ساحرہ کون ہے تو معلوم ہوا کہ ملکہ غزالان دختر

آفتاب جادو نے خیال کیا کہ انکو تو عیاران اسلام نے قتل کر ڈالا تھا کوئی امر ہوگا ہماری سمجھ مین نہین آیا ہم دریافت کرکے
چلے آئے یہ امر ہی یہ کلام ہرکارون کا سنکر گلاب نے تو سر جھکا لیا اور کچھ شرمندہ ہو کر رہ گیا سمندر نے عشاق کی طرف
دیکھکر کہا کہ ای اُستاد سنا آپ نے کہ ہرکارے کیا کہتے ہین جو میرا گمان تھا وہ سچ نکلا مگر یہ بھید سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا فعل
ہی عشاق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ عیارون نے یہ تدبیر کی اُسکی صورت کا کوئی اور انسان بنا کر قتل کیا اُسکو گرفتار کرکے
لیگیا اور بیچا کر اُسکو اپنا شریک کیا کیونکہ عورت تھی اُنکے کہنے مین آگئی ہوگی جبکہ سہراب نے مرد ہوکر شراکت کی وہ
تو عورت ذات تھی سمندر شاہ نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر اُسکی ذات سے مجھکو بڑا تعجب ہی اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی
سہراب نے جو یہ حرکت کی اُسکا یہ سبب تھا کہ مین نے اُسکے ساتھ یہ بدسلوکی کی تھی کہ اُسکو قید کرا دیا تھا اُسنے اُسی غصہ
مین جو کیا اُسکے ساتھ کیا بدسلوکی ہوئی جو اُسنے یہ کیا اپنے خاندان بھر کو بدنام کیا عشاق نے کہا کہ اس سے کیا ہوتا ہی
ایک کے خراب ہو جانے سے کوئی خاندان بھر ویسا نہین ہو جاتا ہو عورت کی ذات سے سدا بیوفائی ثابت ہوئی ہی اسکی
ذات بیوفا ہی سمندر نے کہا اس سے کوئی غرض نہین ہی یہ کہکر گلاب سے کہا کہ ای گلاب تم کچھ اپنے دل مین خیال
نہ کرنا کوئی تمکو الزام نہ دیگا یہ کوئی تمھارا فعل نہ تھا جو جیسا کریگا ویسا ہوگا ہر ایک اپنے فعل کا مختار ہی گلاب یہ سنکر
خاموش بیٹھا رہا کچھ جواب نہ دیا ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے مین سمندر شاہ نے کہا کہ ہرکارے خبر لائے ہین
کہ آج سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوگئی تو مین چلکر ضرور دیکھونگا کہ لشکر اسلام کس قدر ہی اور کس طریقے سے آئیگا
اور کون کون لوگ ہمراہ ہونگے یہ کہکر حکم دیا کہ اُس صحرا مین قریب شہر بازار خیمہ برپا کیا جائے ہم اُسی مین جاکر قیام کرینگے
اور آمد لشکر اسلام کی سیر دیکھینگے اور شام کو وہان سے اپنے مکانپر چلے آئینگے یہ جو حکم اُسنے دیا اُسی وقت انکا خیمہ
وغیرہ لیکر بیرون شہر آئے خیمے برپا کیے ادھر سمندر شاہ چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اور عشاق کو بھی ساتھ لیکر
اپنی موج مین چلا اور آکر اُن خیمون مین اُترا پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے گئے اور سمندر راستہ دیکھ رہا ہی کہ ابھی لشکر آئیگا
یہان صحرا مین لشکر اسلام اُترا ہوا ہی جو پیش خیمہ لیکر آیا ہی بازار مین آراستہ ہین چھ بڑے کھلے ہوئے اُنکے درمیان مین لشکری
پھر رہے ہین خیمے و بارگاہین کوسون تک برپا ہین بڑا چند دلیست ہی بارگاہون کا شمار نہین صد ہا شمسہ ہی سمندر اپنی
بارگاہ مین بیٹھا ہوا سب کیفیت دیکھا کیا کہ قریب دوپہر گرد بلند ہوئی اُس گرد سے صدا سم اسپان وجھنکار تلواران
آتی تھی کہ وہ گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ قریب اُس جنگل کے آکر شق ہوئی اُس سے کوس سکندری کی صدا آتی تھی جنگی باجے
بجتے رہے تھے جب گرد شق ہوئی اُس گرد سے سنکے آچہا شور کرتے ہوئے پیدا ہوئے اور اُسکے بعد علم ونشان
نظر آئے سمندر شاہ نے ہرکارے روانہ کیے کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ کیسی گرد بلند ہوئی ہی اور کسکا لشکر آتا ہی وہ ہرکارے
گئے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صفشو پری شاہ آتا ہی یہ بھی شریک لشکر اسلام ہی یہ اُسی کے لشکر کی آمد ہی ہرکارے
یہ خبر دریافت کرکے واپس آئے اور حاضر خدمت سمندر ہو کر عرض کیا کہ بادشاہ صفشو پری شاہ آتا ہی یہ سنکے سمندر
چلایا تا کہ پیچھے کہاں گیا خلاصہ یہ کہ صفشو پری شاہ مع لشکر آکر پہونچا خیمے و بارگاہین استادہ ہونے لگین اُسکے آنے کے
بعد پھر گرد اُڑی اور جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی تو اُس گرد سے لقلین خودپرست مع اپنے لشکر کے ظاہر ہوا وہ بھی
لشکر اسلام مین چلا گیا ہرکارون نے سمندر کو آکے خبر دی کہ لقلین خودپرست مع لشکر کے آیا ہی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ
پھر گرد بلند ہوئی اُسکی پھر اسپ شاہ مع تین لاکھ لشکر کے آکر پہونچا اُسکے بعد پھر گرد بلند ہوئی اقبال شاہ مع لشکر بسیار
آکر پہونچا اور شامل لشکر اسلام ہوا کہ پھر گرد بلند ہوئی امثال شاہ و مراد شاہ و حیرت شاہ یہ جو کہ شریک اسلام
ہوے تھے وہ آئے کہ شام ہوگئی سب لشکر اُترے اور چہل پہل ہونے لگی تمام جنگل کئی کوس تک لشکر سے معمور ہوگیا
سمندر شاہ کو ہرکارون نے متواتر خبرین دین کہ یہ پھر اسپ شاہ آیا اور اقبال شاہ و امثال شاہ و مراد شاہ
و حیرت شاہ یہ سن سن کر جلا کیا مگر کیا کرے کئی مرتبہ قصد کیا کہ سحر کرون کہ سب لشکر تباہ ہو جائے مگر عشاق نے

منع کیا کہ اس سے حاصل کیا ہو سب کو آنے دو ایک ہی مرتبہ سب کو قتل کرینگے سمندر خاموش ہو رہا ورنہ کئی مرتبہ
اُسکی موج مین آیا تھا اور یہ قصد تھا کہ طلاطم برپا کر دے اور لشکر کو بحر کرکے تہ و بالا کر دے لیکن اوستاد کے منع کرنے سے
خاموش رہا اور اُٹھکر طرف شہر کے چلا گیا رات جاکر اپنے مکان پر بسر کی صبح ہوتے ہی پھر سرداروں کو اپنے ساتھ
لیکر اُسی خیمے مین آیا اور بیٹھکر انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسکے وہان جانے کے تھوڑی دیر کے بعد گرد بلند ہوئی اور
آمد لشکر اسلام شروع ہو گئی راوی نے بیان کیا ہو کہ آج سرداران لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی اولاً اول
جو کہ سردار آیا وہ اولاد بہرام سے تھا اُسکا نام حسام بن بہرام اسکے ہمراہ لشکر جہان تھا اُسکے بعد اور سردار آئے
مثل خواجہ حسام و اولاد سیف ذو الیدین سے قلابچی وکیا بچی وغیرہ کے دس سردار آئے کہ شام
ہو گئی سمندر رشاہ شام کو پھر شہر مین چلا گیا اور رات وہین بسر کی اور صبح کے وقت پھر آکر اُسی خیمے مین بیٹھکر انتظار
کرنے لگا کہ گرد اُڑی اور آمد شروع ہو گئی مثل اولاد فرامرز و نقاد و منقرولی کے اور دیگر سرداران نامور کی اولاد سے آج بھی
دس سردار آئے کہ شام ہو گئی چار دن تک متفرق سردار آئے پانچوین دن ملوک بن مالک بڑے کر و فر سے
اپنی سپاہ کو لیے ہوئے اسی ہزار نیزہ باز ہمراہ مادیان ترکی پر سوار عقب مین لشکر کا نشان زنبورک تمام ہمراہیان سیاہ پوش ہو رہا تھا
کہ ہرکاروں نے سمندر رشاہ سے کہا کہ یہ صاحبقران اول کے سپہ سالار رستم کا فرزند ہی اسکا نام ملوک
بن مالک ہو آج گرگین درشت چنگال مع اپنی سپاہ کے آیا آمد لشکر مین شام ہو گئی آج اسقدر لشکر آیا ہی کہ سمندر
شاہ کے ہوش جاتے رہے جتنا لشکر چار روز مین آیا تھا اُسی قدر آج آیا ہی تمام صحرا جہانتک کوس کے گرد سے
مین لشکر سے بھر گیا ہی سوا سے خیمے و بارگاہ و علامات لشکر کے دوسری چیز نظر نہین آتی ہی جدھر نگاہ اُٹھاتی ہی
سیکڑون بارگاہ یا نشان لشکر کے کچھ نظر نہین آتا ہی کوسون تک لشکر اُترا ہوا ہی سمندر رشاہ نے ہرکاروں سے کہا
کہ لشکر آچکا اُنھون نے عرض کی کہ ہمنے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ ابھی نصف لشکر بھی نہین آیا ہی صرف ابھی سردار
آرہے ہین دیکھیے کس دن تک سردار آتے ہین سمندر رشاہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اور اُٹھکر تخت سحر پر سوار ہوا
اور شہر کی جانب روانہ ہوا کیونکہ آج ملوک و گرگین وغیرہ کی آمد مین شام ہو گئی تھی اب اسکو بڑی فکر ہو کہ بڑا
لشکر مسلمانون کا ہو کہ پانچ روز ہوے ہین اور آمد لشکر کی تمام نہین ہوئی یہی باتین دل سے کرتا ہوا اپنے مقام پر گیا
اور بعد فراغ طعام وغیرہ اپنی خوابگاہ مین آیا رات بھر اسکو اسی فکر مین نیند نہ آئی کہ دیکھیے کب تک لشکر آئیگا اور
کسقدر لشکر ہی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سمندر رشاہ اپنی خوابگاہ سے برآمد ہوا اور بعد فراغت ضروریات پھر
سب سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی خیمے مین آیا تھوڑا دن چڑھا تھا کہ گرد اُڑی اور اُس گرد سے علم لشکر پیدا
ہوئے جاماس پسر طہماس مع ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کے آیا آلاگرد فرنگی کے فرزند و مالاگرد فرنگی کے
مع فوج فرنگیان انگریزی باجے بجتے ہوئے طنبور گڑگڑاتا ہوا سب انگریزی لباس پہنے ہوئے کرچین لگائے ہوے
بڑی شان و شوکت سے آئے وہ بھی آکر اُترے ہرکاروں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہین معلوم ہوا کہ یہ جو دو نوجوان
جوان ہمراہ لشکر ہین یہ افسر ہین اور فرزند ہین آلاگرد کے اور مالاگرد کے جو کہ رفیق تھے طلمشاہ رومی کے
جو کہ فرزند رشید تھے صاحبقران اول کے جنھون نے تنہا جاکر کل فرنگستان کو مسخر کیا تھا اسکے ہمراہ ہمیشہ فوج
فرنگ رہتی ہی گو کہ جو فوج فرنگ وہ توشہریار جو کہ فرزند ہین ایرج نوجوان کے اُنکے ہمراہ ہی مگر یہ دو سردار حکم
سے صاحبقران ثانی کے تھوڑی سی فوج سے لشکر اسلام کے ہمراہ رہتے ہین اس سے غرض یہ ہو کہ تاکہ
حریف کو معلوم ہو کہ ہفت اقلیم کی فوج لشکر اسلام مین ہی یہی خبر ہرکاروں نے سمندر رشاہ سے بیان کی اسکے
آنے کے بعد قیصر صاف باطن مع اپنی کل سپاہ کے آیا اور آکر شامل لشکر اسلام ہوا بارگاہین وغیرہ استادہ
ہونے لگین سب سپاہ اُترنے لگی آج بھی آمد سپاہ مین دن تمام ہوا رات کو سمندر روانہ ہوا صبح کو پھر آکے بیٹھا

آج ساتوان دن تھا کہ پھر لشکر آنے لگا آج بھی بہت سے سردار آئے اسکے بعد قریب شام بہزاد خان بن لندھور
زلالکر ہندیون سے آکے پہونچا کہ شام ہوگئی سات دن تک سرداران اسلام آئے سمندر شاہ نے شان و
شوکت جو بہزاد خان کی دیکھی تو ہرکارون سے پوچھا کہ کیا یہی صاحبقران ہین ہرکارون نے عرض کیا کہ یہ
دوسرے سپہ سالار کا فرزند ہے صاحبقران اول کے جو کہ بادشاہ تھا ملک ہند کا لندھور اسکا نام تھا یہ
جو سمندر کو معلوم ہوا اور حیرت ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی سردار بڑے کر و فر سے آتا تھا تو
سمندر شاہ یقین کرتا تھا کہ یہی صاحبقران ہے مثل عملوک بن مالک وغیرہ کے مگر ہرکارے اسکو آگاہ
کر دیتے تھے کہ یہ فلان سردار ہے اور یہ فلان افسر ہے گو اسکو سحر سے اسقدر قوت تھی کہ دریافت کرلیتا مگر اسنے
اس سبب سے سحر سے اسوقت تک کام نہین لیا کہ کیا ضرورت ہے جب مقابلہ ہوگا سحر و ساحری سے اسوقت
کام لیا جائیگا جب ہرکارے موجود ہین تو کیا ضرورت ہے ہان اگر لشکر ساحران آتا تو البتہ سحر کا کام تھا الغرض جب
دن تمام ہوا شام کو سمندر شاہ شہر مین چلا گیا صبح کو آکر پھر اسی خیمہ مین بیٹھا اور دیکھنے لگا آج بہت گرد عظیم بلند ہوئی
جب قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو اسمین سے سقے آبپاشی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے اسکے بعد فیلان قوی
ہیکل انکے خرطوم مین زنجیر ہاے طلائی بندھی ہوئی مستکون پر آئینے لگے ہوئے اوپر علمدار بیٹھے ہوئے علمون کے
پھریرے زرنگار آگے آگے وہ آئے اسکے بعد شتر سوار سانڈنی سوار خاص بردار چوبدار پیادل مرکبان خوش رفتار
کی قطار کیسے کیسے قوی اور خوش وضع زیورات جواہر سے آراستہ اسکے بعد اور جلوس سواری نقارے بجتے
ہوئے کوس سفری صدا دیتا ہوا ایک جوان خوبصورت مرکب پری پیکر پر سوار مسلح و مکمل عقب مین کئی لاکھ سپاہ
سب دوش بدوش چلتہ پوش چار آئینہ بند چلے آتے ہین سرون پر خود جھومون مین طلائی زرہین موٹے پاؤن
مین چلے آتے ہین یہ لشکر بھی شامل لشکر اہل اسلام ہوا اور بارگاہین وغیرہ استادہ ہوتے گئین ہرکارون نے جو
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عزیز صاحبقران ہین صاحبقران اول کے فرزند ہین سکندر فرخ لقا انکا نام
ہے انکے آنے سے تمام صحرا طلائی ہوگیا تھا کیونکہ انکے لشکر کی پوشاک طلائی تھی یہ آکر پہونچے تھے کہ پھر گرد
بلند ہوئی اس گرد کا رنگ زعفرانی تھا کہ وہ بھی گرد آکر قریب صحرا شق ہوئی اس لشکر کے ہمراہ بھی وہی سب
سامان تھا جو کہ تحریر ہوچکا ہے ہرکارون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی عزیز صاحبقران ہین انکا نام
اسفندیار گیلانی ہے یہ بھی فرزند ہین صاحبقران اول کے اسکے بعد پھر گرد اڑی اس گرد سے ایک لشکر
پیدا ہوا کہ جسکے علمون پر ستارے بنے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون تارے نکل آئے ہین وہی سامان
سواری کا اُسی قدر لشکر تھا اب جو پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ خورشید ہین ایک زمانے ہین یہ ستارہ پرست تھے
مگر یہ عزیز ہین صاحبقران کے پوتے ہین صاحبقران اول کے اسکے بعد پھر گرد بلند ہوئی اس گرد سے بھی لشکر کثیر
ظاہر ہوا اس لشکر کے علمون پر تصویر ماہتاب بنی ہوئی تھی اور تعریف خدا ہر ایک لشکر کے نشان پر تحریر تھی معلوم
ہوا ہرکارون کو کہ یہ نور جہ ہین یہ بھی پوتے ہین صاحبقران اول کے ان چارون شاہزادون کے آنے
مین شام ہوگئی سمندر شاہ نے ہرکارون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج آمد عزیزان صاحبقران شروع
ہوئی ہے یعنی جو کہ اول آئے تھے کہ جنکے لشکر کا لباس زعفرانی و طلائی تھا یہ فرزند ہین صاحبقران اول کے
اور جنکے نشانون پر ستارے و چاند بنے ہوئے تھے یہ دونون پوتے ہین صاحبقران اول کے چونکہ
شام ہوگئی تھی سمندر شاہ شہر مین آیا صبح کو پھر اُسی خیمے مین آکر بیٹھا کہ آمد لشکر شروع ہوئی کہ ایک مرتبہ گرد
فیروزی بلند ہوئی جب وہ گرد شق ہوئی اُس گرد سے علم فیروزی پیدا ہوئے وہی سامان سواری طول بیجا
سے کیا حاصل یہ انجم یا ماہ طلعت تھے انکے بعد سلیمان اعظم مع اپنے لشکر کے آئے اسکے لشکر کا لباس بہشتی تھا

سلطان سعد کے فرزند مع لشکر یونان کے کہ اُنکا نام فرامرز بن سلطان سعد تھا آئے آج ان تینون شاہزادون
کی آمد مین دن تمام ہوا شام ہو گئی سمندر شاہ اُٹھکر جانب شہر چلا گیا اپنے محل مین رات بسر کی صبح کو آکر پھر اُسی
بارگاہ مین بیٹھا کہ گرد اُڑی اور آمد شروع ہو گئی آصف شاہ مع لشکر کثیر کے آئے اسد ثانی اپنے فرزندون کو
لیے ہوئے بوق ترکی بجاتے ہوئے آکر پہونچے راوی بیان کرتا ہے کہ جو لشکر آتا ہے وہ شامل ہو جاتا ہے لشکر اسلام
سے ایک دریا ہے فوج ہے کہ موجزن ہے دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے اب اُس جنگل مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہے جب
لشکر آتا ہے خیمے برپا ہوتے ہین سمندر شاہ کثرت سپاہ دیکھکر حیران ہوتا جاتا ہے یہ ہر مرتبہ اُسکی موج ہوتی
ہے کہ سحر کرکے طلاطم ڈالدون مگر عشناق منع کرتا ہے کہ سب کو آ لینے دو یہ لوگ جاتے کہان ہین انکی کثرت دیکھ لو
ایک جنبش لب مین تو انکا کام تمام ہے ساحرون کے آگے غیر ساحرون کی کیا اصل ہے ایک ماش کے دانے مین تو قیامت
بدل جاتا ہے انسان ساری بدمعاشی بھول جاتا ہے کیا مقابلہ کرینگے مثل برگ خزان دیدہ کے یہ سب لشکر تباہ
ہوگا جب باد خزان چلے گی تم دیکھ لینا یہ باتین سنکر سمندر کا جوش کم ہو جاتا تھا وہ خاموش ہو جاتا تھا اور جو ایک
طوفان سحر اُسکے دل مین پیدا ہوتا تھا وہ برطرف ہو جاتا تھا آج بھی آمد لشکر مین دن تمام ہوا دوسرے دن پھر
سمندر شاہ آکے پہونچا اور بارگاہ مین بیٹھا آمد لشکر شروع ہوئی آج آمد جو شروع ہوئی تو صحرا کا رنگ کاہی ہو گیا
عین الزمان مع اپنے لشکر کاہی پوش کے پہونچے اُنکے بعد نور الزمان مع اپنے لشکر سبز پوش کے پہونچے کسی
لشکر کی آمد سے صحرا کا رنگ نارنجی ہو گیا کسی کی آمد سے گلنار ہو گیا کسی کی آمد سے فالسائی جو آتا ہے کوئی نیلم کی کڑیون
کی زرہ پہنے ہوئے کوئی پکھراج کی کوئی فیروزہ کی کوئی یاقوت کی کوئی زمرد کی کوئی زبرجد کی کوئی یشب کی
سات دن تک لشکر آیا کیا آٹھوین دن شہنشاہ گوہر کلاہ مروارید کی کڑیون کی زرہ پہنے ہوئے سواران مروارید
پوش ہمراہ رکاب آکر پہونچے اُنکے بعد جمشید بن دارا بن دارا ستین زرہ نقرئی پوشاک پہنے ہوئے بڑی
شان وشوکت سے آکر پہونچے ہرکارون نے سمندر شاہ سے کہا کہ یہ فرزند ہین صاحبقران کے جوکہ اب لشکر
اسلام کے صاحبقران ہین انکا نام ہے شہنشاہ گوہر کلاہ اور یہ پوتے ہین صاحبقران ثانی کے انکا نام جمشید
ہے اور وہ جو کل آئے تھے وہ دونون بھائی تھے اور چچا تھے اُنکے جوکہ اب صاحبقران ہین اُنکے نام نور الزمان اور
عین الزمان ہین اب ہمنے سنا کہ لشکر آچکا کل صاحبقران تشریف لائینگے مع شاہ کے سمندر شاہ نے کہا کہ
ابھی صاحبقران نہین آئے اُنھون نے عرض کیا جی نہین اب جو سمندر شاہ نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ
چودہ روز مین لشکر آیا سمندر شاہ شام کے وقت وہان سے اُٹھکر شہر مین آیا مگر فکر مین ہے کہ لشکر اسلام تو آگیا مگر
میرے مددگار ابھی تک نہین آئے باوجودیکہ ہر ایک سے کہا ہوا ہے مین تحریر کیا تھا کہ ہم آتے ہین کیا سبب ہے کہ جو
اب تک نہین آئے یہ تو اس فکر مین اپنی خوابگاہ مین آکر سو رہا سب سردار بھی اپنے اپنے مقام کو چلے گئے صبح کو
پھر آکر جمع ہوئے سمندر شاہ اُن سب سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی خیمہ مین آکے بیٹھا یہان آکر یہ سامان دیکھا
کہ جسقدر لشکر اس چودہ روز کے عرصے مین آیا تھا سب سردار اپنی اپنی سپاہ کو لیے ہوئے آراستہ کیے ہوئے مسلح و
مکمل پرے باندھے ہوئے صف بستہ دو طرفہ کھڑے ہین اور طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین یہ حال ہے کہ ہر ایک مرکب کی
پشت پر ہاتھ رکھکر اور ابلق ہو کر طرف صحرا کے دیکھتا ہے اس طور سے کہ جیسے کوئی کسی کی آمد کا منتظر ہوتا ہے صف آرا
پھر رہے ہین کوئی مرکب صف سے آگے نہین بڑھ سکتا ہے ہرکارون کی ڈاک بندھی ہوئی برابر خبرین دے رہے
ہین سانڈنی سوار الگ چلے آتے ہین جو جو خبر آتی ہے وہ دم بدم لشکر قاعدے سے درست ہوتا جاتا ہے سمندر شاہ
حیران ہے کہ یہ کیا امر ہے کسکا اس لشکر کو اسقدر انتظار ہے اسکے ہرکارے لشکر مین موجود ہین وہ بھی جو خبر آتی ہے دریافت
کرلیتے ہین ہرکارے و سانڈنی سوار یہ آکر خبرین دیتے ہین کہ ابھی تو خواجہ ثالث خضران بن عمرو ثانی مع اپنے

عیارون کے آتے ہین لشکر صاحبقران کا ابھی تک نشان نہین ہی یہی خبرین گذرتی ہین کہ ایک مرتبہ گرد اُڑی جب وہ
گرد شق ہوئی ادھر لشکر اسلام نے اُدھر سمندر شاہ نے دیکھا کہ گرد سے ہزارون عیار بادھر سے باندھے ہوئے
پانہاے عیاری سے آراستہ ظاہر ہوے تخت پر ایک عیار عجیب الخلقت سوار راوی نے بیان کیا ہی کہ صورت
خضران کی بالکل صورت خواجہ اول سے مشابہ تھی کوئی امر کا فرق نہ تھا ایک سر ایسے ہمصورت تھے کہ اگر
کوئی انکو دیکھے تو یہ نہ کہے کہ یہ وہ نہین ہین یا انکو دیکھے تو خواجہ اول جانے یہ صورت دیکھکر سمندر شاہ کے
ہوش جاتے رہے بدحواس ہو گیا کہ خواجہ خضران بھی مع اپنے عیارون کے آکر ایک طرف اُس صحرا کے
کھڑے ہوے سب عیارون نے صف باندھی کہ ہرکارون نے سمندر شاہ سے آکر کہا کہ اے بادشاہ جو تخت
پر سوار آیا ہی اسکا نام خضران بن عمر ثانی ولقب خواجہ ثالث ہی اسنے آفتاب جادو وقہران وماہیان
کو قتل کیا یہ عیار رہا اور یہ سب عیار رہین جو کہ اسکے ہمراہ ہین یہ کلام سنکے سمندر شاہ کا دل کانپ گیا بدن مین تھرتھری
پڑ گئی تمام جسم مثل بید کے لرزنے لگا یہی حال عشاق کا ہوا مگر سنبھلے اپنے کو سنبھال لیا کہ اتنے مین وہ ہرکارے
یہ خبر دیکر پھر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو گئے راوی نے بیان کیا ہی کہ جو سردار یا عزیز صاحبقران آتا تھا
وہ سمندر شاہ کو دیکھکر اپنے لشکر سے جو کہ اُس مقام پہ مقیم ہوتا تھا دریافت کر لیتا تھا کہ یہ کون ہی جو کہ لشکر ٹھہرا ہوا
کیسے اُترا ہوا ہی وہ بیان کر دیتا تھا کہ یہی سمندر شاہ ہی حاکم شہر سمندر یہ یہی ہی وہ سردار خاموش ہو جاتا تھا
جب خواجہ خضران آئے انھون نے دریافت کیا کہ یہ کون ہی جو سامنے اُترا ہوا ہی لوگون نے کہا کہ یہی سمندر شاہ
ہی جیسے ہی خواجہ نے سنا کہ یہی سمندر شاہ ہی بنگاہ تند طرف سمندر شاہ کے دیکھا راوی نے بیان کیا ہی کہ اُسدن
سمندر شاہ بہت گران قیمت لباس پہنے ہوے تھا اُسکے سر پہ تاج زرنگار رکھا جو کہ ایک سال الخراج سمندر یہ
مین تیار ہوا تھا اُسکے تمام جسم مین جواہرات تھے یہ دیکھا خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا کہ یہ لباس ملجا سکے تو
کچھ قرضہ ادا ہو جائے یہ تو ادھر دیکھ رہے ہین کہ سمندر شاہ نے جو دیکھا کہ جب سے یہ عیار آیا ہی میری ہی
طرف دیکھ رہا ہی عشاق سے کہا اے اُستاد مین یہ دیکھتا ہون کہ یہ عیار جب سے آیا ہی میری طرف دیکھے جاتا
ہی خواجہ خضران کی یہ حالت ہی کہ اُسکی طرف دیکھتے ہین اور پھر اُٹھا کر اُسکو دکھاتے ہین چونکہ فاصلہ ہے کچھ
کلام تو کر نہین سکتے ہین کہ اتنے عرصے مین یہان تو یہ حرکت ہو رہی ہی اُدھر سانڈنی سوارون نے آکر خبر دی کہ لشکر
صاحبقران آتا ہی سب خبردار ہو جائین یہ خبر دیتا تھی کہ ایک مرتبہ نقیبون نے صدا لگائی کہ اے سرداران اہل
اسلام و لشکریان لشکر اسلام باادب باش صاحبقران تشریف لاتے ہین یہ صدا دیتے ہی لشکر مین ہلچل پڑ گئی
سب صفین درست ہونے لگین سب باادب ہو گئے سب سردار اپنے اپنے طریقے سے لشکر لیکر کھڑے ہو گئے سلامی
کے باجے لشکر مین بجنے لگے علمہاے لشکر جلوہ گری مین آئے صداے باجون سے کان پڑی آواز نہ سنائی
دیتی تھی کوسون زمین ہل رہی تھی کہ ایک مرتبہ گرد عظیم بلند ہوئی کہ جس سے سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا روے
خورشید خاور گرد مین پوشیدہ ہو گیا دن کی رات ہو گئی لشکر اسلام مین روشنی کا بند و بست ہونے لگا ایسی گرد
بلند ہوئی کہ زمانہ تاریک ہو گیا دھوپ پنہان ہو گئی شعر از دامن دشت عاج اورنگ + گردے بر خاست
تو تیار رنگ + دیگر ز گرد و غبار یکہ پر شد سپہر + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + گرد تیرہ تیرہ و چہرہ چنبر گرد تا جان
رسیدہ و پاے گرد سر زمین دو دیدہ ایسی گرد بلند ہوئی اور تاریکی ہوئی کہ اندھیرا ہو گیا دکھائی دینا ہر شے کا مشکل ہوا
لوگون کو یہ گمان ہوا کہ سیاہ آندھی اُٹھی ہی اسی سبب سے لشکر اسلام مین روشنی کا بند و بست ہونے لگا
اذانین دی جانے لگین درندے یہ تاریکی دیکھکر یا توچر رہے تھے یا ایک مرتبہ منھ اُٹھا کر بلا تحاشہ طرف اپنے
اپنے آشیانون کے بھاگے یہ عالم تھا کہ شیر و ہرن برابر چلے جاتے تھے شیر ہرن سے بولتا تک نہ تھا ایسی تاریکی تھی

یہی عالم نیل گائے و پلنگ کا تھا سب طرف اپنے مقام کے منھ اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے کوئی کسی سے
خبر بھی نہوتا تھا کہ تو کون چیز ہی درندون و چرندون کا تو یہ عالم تھا پرندے بھی طرف اپنے آشیانون کے
چلے مگر ایسے بیخبر تھے کہ باز و شاہین و بہری کبوتر و تیتر و تدرو کے برابر سے نکل جاتے تھے اور نہ شکار کرتے تھے ہر ایک کو
اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی کہ کسیطرح سے ہم اپنے مقام سکونت پر پہونچ جائین یہ وقت شکار کرنیکا نہین ہی اژدر
سر جھکائے طرف کوہستان کے چلے جاتے تھے باوجودیکہ اسقدر آدمی اُس صحرا مین موجود تھے مگر دم کشی نہین
کرتے تھے اور اس فکر مین تھے کہ اپنے مقام پر پہونچ جائین قبل اس سے کہ یہ آفت آئے ادھر لشکر اسلام مین
اذان ہونے لگی اُدھر سمندر شاہ نے جو یہ تاریکی دیکھی پریشان ہوگیا عشاق سے کہنے لگا کہ ای اُستاد
کیا سیاہ آندھی اُٹھی ہی نہ معلوم یہ کسی ساحر کی آمد ہی یا سیاہ آندھی ہی ای اُستاد ایسی آندھی تو آج تک ہمنے
نہین دیکھی کہ اس قیامت کی سیاہ آندھی اُٹھی ہو اس آندھی مین کوئی نہ کوئی بلا ضرور ہی ہم یہ جانتے ہین
کہ غضب خداوندی نادیدہ خدا کے پرستارون پر نازل ہوا ہی عشاق نے جواب دیا کہ معلوم ہوا جاتا ہی
زاغ و زغن کا یہ حال ہی کہ اُڑتے ہوئے چلے جاتے ہین اپنے آشیانے بھول گئے ہین تباہ پھرتے ہین یہ
عالم جو ہوا سپہر دوار بسبب گرد کے تیرہ و تار ہوگیا چرخ اخضری پر تارے نظر آنے لگے دن کی رات ہوگئی
باوجودیکہ وقت دوپہر تھا اُسپر یہ عالم ہوا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا یہ تاریکی کا حال تھا سب تو سب
پریشان ہوئے اُدھر اُس گرد و غبار سے صدائے طبل اسکندری جو آرہی تھی جب چوب پڑتی تھی زمین
کانپ جاتی تھی سب یہ تصور کرتے تھے کہ غضب ہین اس آندھی کے ابر ہی کہین سے یہ صدائے رعد
آرہی ہی وہ جو سنا مین چمک رہی ہین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون برقین چمک رہی ہین صدائے سم
اسپان کان کے پردے اُڑائے دیتی تھی جھنکار تلوارون کی الگ تھی ایک قیامت صغرا برپا تھی زمانہ
ستیزہ کار تھا مردے زمین کے اندر کانپے جاتے تھے ہر ایک کا دل دہل رہا تھا کہ وہ گرد آکے اُس صحرا کے
قریب منتشر ہوئی ہوا کو مارا گردنے گردنے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اُس گرد سے کئی ہزار سقے نکل کر
ہوئے آگے آگے اُنکے کوس کچیہ پھرتا ہوا جسکی نیا مشک سے سڑک سرخی کی بنی ہوئی اُسپر وہ چھڑکاؤ گلاب
کیوڑیکا کرتے ہوئے جب گرد منتشر ہوئی تھی تو وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی ہر ایک کی جان مین جان آگئی وہ
خوف برطرف ہوا اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر فیروزی اثر کی آمد کی یہ گرد تھی اُدھر سمندر شاہ
کو بھی جو ہرکارے اُسکی طرف کے مقرر تھے اُنھون نے خبر دی کہ یہ صاحبقران کے لشکر کی آمد سے گرد
بلند ہوئی تھی اب صاحبقران آتے ہین یہ سنکے سمندر شاہ خیمے کے باہر نکل آیا تھا میان جو یہ
خبر اہل لشکر کو ہرکارون نے دی تو سب طریقے سے کھڑے ہوئے علمہا سے لشکر کو جلوہ دیا سلامی
ہونے لگی یہ بھی دیکھا کہ سقے آبپاشی کرتے ہوئے آتے ہین وہ سقے اپنا لشکر دیکھکر اُسطرف کو متوجہ
ہوئے اور ایک طرف صف باندھ کر کھڑے ہوئے ایک مرتبہ کئی سو فیلان مست قطار در قطار نظر
آئے باہم زنجیرہائے طلائی سے بندھے ہوئے اُنکے خرطوم مین زنجیرین پڑی ہوئی پیشانیون پر آئینے
لگے ہوئے فیلبان بیٹھے ہوئے ہاتھون مین طلائی گجگاہ لیے ہوئے گولیدار پگڑیان سرون پر اُنپر طلائی
فیتے لپٹے ہوئے مخملی کار چوبی کرتیان گلون مین گلبدن کے پائجامہ پہنے ہوئے پیٹھون پر علم لیے
ہوئے بیٹھے ہین علمون کے پھریرے رنگ برنگی اُڑ رہے ہین ہر مرتبہ صحرا کا رنگ دگرگون ہوجاتا ہی
ہاتھیون پر ڈنکے رکھے ہوئے ہاتھی ارانب اور سامان سواری سانڈنی سوار شتر سوار پیادل چوبدار
خاص بردار خاصگیان لیے ہوئے اُنکے بعد ہزارون مرکبان تیز رفتار با ساز و یراق مرصع کار

دو دو سائیس ہمراہ چلے آتے ہیں تا مالان ہوا دار ہزاروں ہمراہ جب سب سامان سواری گذر گیا اور ایک طرف صدا باندھ کر کھڑا ہوا کہ دیکھا نقارے سے بہ جوہ سیاہ پڑی ہوئی ہر مرتبہ زمین ہلا لی ہو نقارخانے کے گذر جانے کے بعد دیکھا ایک مرد ضعیف باریش سفید علم اژدہا پیکر لیے ہوے اُسکے شقے کھلے ہوے اُس سے صداے یا صاحبقران یا صاحبقران چلی آتی ہو اور خوشبو جو اُس سے مشک و عنبر کی نکلتی ہی تو تمام صحرا مہک جاتا جب صدا سے طبل سکندری بلند ہوتی ہی تو شیران صحرا کی کان دبا کر طرف جنگل کے بھاگتے ہیں اب دیکھا سمندر شاہ نے کہ اُس علم کے بعد ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار سر سے پا تک آلات حرب و ضرب سے آراستہ خود سر پہ موزے پاؤن میں دستانے ہاتھ میں تھے زرہ داؤدی بر میں کندلی مرکب پر نیزہ رکھا ہوا گردہ سپر گرشاسب پشت پر شمشیر الماس نگار زیب کمر پھر تیہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے آگے اُس جوان کے عقب میں ایک جوان تخت پر سوار تاج شاہی بر سر و قباے شہریاری در بر موتیوں کے مالے گلے میں الماس نگار آگے بازوؤن پر شمشیر جواہر نگار رو بہ رو رکھی ہوئی سر پہ چتر طلائی گردش کرتا ہوا گرد و پیش تخت سات سو شاہان فلک مرکبوں پر سوار ملبوس زرنگار نقیبان خوش آواز صدائیں لگا رہے ہوے کہ جوانو ہوشیار و خبردار ہو سواری آتی ہی جہان پناہ فلک بارگاہ مالک سریر سلیمانی ظل رحمانی خدیو جہان خلیفۃ الرحمان کی سب با ادب ہو جاؤ روشن چوکی بجتی ہوئی نقیبوں کی زبان پر یہ شعر جاری شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ❊ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ❊ گل اقبال تو دائم شگفتہ ❊ بچشم دشمنانت خار بادا ❊ آگے آگے نقیب یہ اشعار پڑھتے ہوے عقب میں اُس شاہ کے لشکر بے شمار گروہ گروہ غٹ کے غٹ غول کے غول برق برق بخق بخق رکاب در رکاب دوش بدوش سواران جہاں پوش چار آئینہ بند چلے آتے ہیں ہر رنگ کی وردیاں ہیں کبھی صحرا سبز ہو گیا کبھی گلنار کبھی زعفران زار کبھی نیلگوں یہ حالت ہو ہر کارے نے خبر دریافت کر کے سمندر شاہ کے پاس ہو کے عرض کیا کہ وہ جوان جو کہ مرکب پر سوار تھا اور زیر علم چلا آتا تھا وہی صاحبقران ہی اور یہ جو تخت پر سوار ہی بادشاہ ہی یہ سنکے سمندر شاہ کے حواس جاتے رہے اور اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ بہت لشکر ہی اس لشکر کا کون مقابلہ کر سکتا ہی در اصل ان بادشاہوں نے جو اطاعت کی بجا نہ کی بلکہ جا سے کی کیونکہ کون اس لشکر کثیر و جم غفیر سے لڑ سکتا تھا انکے ایک حملہ میں لاکھوں کا لشکر اگر ہو تو بھاگ جائے کچھ عجب کی بات نہیں ہی ہرکاروں نے عرض کیا سنا گیا ہی کہ ابھی کیا لشکر آیا ہی ہزاروں سردار و بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ہوے ہیں اور بہت سے عزیزان صاحبقران کو خبر نہیں ہی ورنہ لشکر سے اس صحرا میں جگہ نہ ملتی اور جب خبر ہو گی تو جگہ نہ ملیگی اس لشکر کو غلہ پہونچنا غیر ممکن ہو گا سمندر شاہ نے کہا کہ یہ نصف لشکر آیا ہی اُنھوں نے عرض کیا کہ نصف نہیں بلکہ ایک حصہ لشکر آیا ہی اور تین حصہ لشکر باقی ہی سمندر شاہ نے کہا کہ کیا وہ لشکر بھی آئیگا اُنھوں نے عرض کیا کہ اگر خبر ہو گی تو ورنہ کیا ضرورت ہی یہ سنا گیا ہی کہ خدا پرستوں کا طریقہ ہی کہ جہاں ایک سردار گیا اور جس کو خبر ہوئی وہ لشکر لیکر براے کمک چلا ان لوگوں کا مثل اور لوگوں کے طریقہ نہیں ہی ایک کے لیے سب اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں سب جا کر کمک کرتے ہیں پس جب سب کو معلوم ہو گا تو ایک مرتبہ لشکر آئینگے سمندر شاہ نے کہا کہ کیا پرواہ ہی جو آئیگا وہ غیر ساحر ہو گا ایک جنبش لب میں کام تمام کروں گا جو آئیگا اُسے دیکھ لونگا یہ کہکر اُسطرف دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو کل لشکر آئے ہوے تھے سب کے سردار مرکبوں پر سے اُتر اُتر کر تا حد لشکر براے استقبال آئے اور استقبال کر کے لے چلے یہاں تک کہ لشکر میں صاحبقران و بادشاہ داخل ہوے لشکر اُترنے لگا بادشاہ داخل بارگاہ ہوے سب سردار اپنے اپنے لشکر کو چھوڑ کر دربار میں آئے دربار آراستہ ہونے کا سامان ہوا تھوڑی

عرصے مین دربار آراستہ ہوا بادشاہ و صاحبقران نے پوچھا کہ یہ سامنے خیمے مین کون ہی سب نے عرض کیا کہ
سمندر جادو حاکم شہر سمندر یہ ہمارے دیکھنے تماشے لشکر کے آیا ہی بادشاہ نے کہا کیا ہمارے مقابلہ
نہین آیا ہی سب نے عرض کیا کہ ابھی نہین اتنے عرصے مین سب سردار آگئے لشکر اُترا لشکر نے کمر کھولی جو کہ
سپاہ ہمارے استقبال صاحبقران و بادشاہ آراستہ ہوئی تھی اُسنے بھی کمر کھولی اپنے اپنے مقام پر آ کے
سب اُترے وسط لشکر مین لشکر صاحبقران و بادشاہ اُترا جو کہ ہمراہ انکے آیا تھا یہان دربار آراستہ ہوا تھوڑے
عرصے تک بادشاہ نے دربار فرمایا بعد اسکے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے خیمون
مین آکے خواجہ بھی اپنے مقام پر آئے اب لشکر کا بندوبست ہونے لگا جب لشکر آچکا تو سمندر شاہ نے کہا
کہ ای اُستاد چلیے کیونکہ لشکر آچکا ہی اب لشکر نہ آئیگا اور شام بھی قریب ہی عشتاق نے کہا اچھا چلو سمندر نے
کہا ای اُستاد ابھی تک کوئی میرے مددگارون مین سے نہین آیا اسکا کیا سبب ہی گو کہ سب نے تحریر کیا تھا کہ
نامہ آپ کا پہونچا حال مرقومہ سے آگاہ ہوے حسب الحکم ہم بہت جلد آتے ہین اور آکر شرف قدم بوسی حاصل
کرتے ہین ہم کو تو خود بھی عرصے سے لشکر اسلام سے مقابلہ کا اشتیاق ہی خوب آپ نے اطلاع دی خدا پرستون
نے نہایت بے ادبی کی کہ آپ کے ملک پر لشکر کشی کی ہم آکر آپ کے اقبال سے اُنکو سزا پاکر پہنچینگے اور دیکھتے ہی
ہم لوگون نے سامان سفر کر دیا ہی بہت جلد آتے ہین ایسی مستعدی پر نہین معلوم کیون خوف ہوا کہ ابھی تک
کوئی نہ آیا یہ سنکر عشتاق نے کہا آتے ہونگے کوئی مقام تشویش نہین ہی ابھی تو لشکر اسلام آیا ہی جب ادھر
سے کوئی تحریک ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا اب لازم ہی کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر ہمارے مقابلہ آؤ اور مقابل
مین لشکر اُتارو سمندر شاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا مین یہ حیران ہون کہ میرے پاس تو اسقدر لشکر نہین ہی جو
مقابلہ کرے عشتاق نے کہا کہ یہ لوگ غیر ساحر ہین انسے کیا ضرورت ہی کہ لشکر کثیر لیکر مقابلہ کیا جاے
سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر ان مین جو صاحبقران ہی وہ باطل اسم سحر یاد رکھتا ہی جب
سحر کیا جائیگا وہ باطل سحر پڑھ دیگا سحر برطرف ہو جائیگا عشتاق نے جواب دیا کہ اسکا بھی بندوبست کر لیا
جائیگا مین اُسکا اسم اعظم بند کر دونگا سمندر نے کہا یہ امر تو ضرور ہی مگر عیار بڑے غضب کے ہین انکی عیاری
سے خداوند محفوظ رکھین یہ کہکر کہا کہ اب چلیے بس یہ سنکر سب اُٹھے اور چلنے پر تیار ہوے ابھی سمندر شاہ
نہ چلا تھا اور نہ رات ہوئی تھی کچھ دن باقی تھا کہ ایک مرتبہ ایک ابر سیاہ طرف سمت شمال کے اُٹھا اُس ابر مین
برق کی چمک رعد کی گرج تھی اُس ابر سے بارش سنگ ہو رہی تھی کہ وہ ابر آکر قریب اُس صحرا کے شق ہوا اُس
ابر سے تخت ہاے سحر پیدا ہوے اُنپر ساحران غدار سوار تھے اب جو سمندر شاہ نے دیکھا تو پہچانا کہ قسیم
سیاہ پوش و جسیم سیاہ پوش وغیرہ چارون بھائی ہین یہ دیکھکر سمندر شاہ نے کہا کہ ای اُستاد یہ تو میرے
مددگار ہین میری کمک کو آتے ہین یہ کہکر سمندر شاہ بیرون خیمہ آیا اُدھر قسیم نے دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہوے
ہین یہ دیکھکر تخت سحر کو زمین پر لایا چارون بھائی تخت پر سے اُترکر طرف سمندر شاہ کے چلے انکا لشکر بھی ہوا پر
سے اُترنے لگا چار لاکھ کا لشکر تھا سب ساحر تھے اور پہلوان بھی ساتھ تھے عقب مین ساحران غدار کافران نابکار
جھولیان جھولیان شانون پر ڈالے ہوے کالی کالی صورتین بڑے بڑے دانت منہ سے باہر نکلے ہوے
کالے کالے علم لیے ہوے اژدرون کی پشتون پر سوار تھے یہ لشکر آکر اُترا ساحرون نے جو سحر کیا خیمے برپا
ہو گئے ایک بارگاہ برپا ہوئی لشکر اُترنے لگا بازارین آراستہ ہوئین ادھر یہ چارون بھائی خدمت مین
سمندر شاہ کی پہونچے مجرا کیا سمندر شاہ نے سلام لیکر اور اُنکی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ ای قسیم و
جسیم و سلیم و حلیم تم لوگون نے بڑا عرصہ کیا یہان لشکر اسلام آگیا اب تم لوگ آئے ہو اُنھون نے

عرض کیا کہ جب آپکا نامہ پہونچا ہم فوراً روانہ ہوے راہ مین عرصہ ہوا یہ سنکے سمندر شاہ نے کہا کہ
چلو جب سب لشکر آئیگا تو ہم کل لشکر کو ہمراہ لیکر براے مقابلہ آئینگے کیونکہ مین نے بہت سے نامے تحریر کیے
ہین وہ لوگ بھی آتے ہونگے جب تمکو نامہ روانہ کیا تھا اُن سب کو بھی نامے تحریر کیے تھے قسیم نے کہا
کہ ای بادشاہ ہماری راے تو یہ ہی کہ آپ شہر مین تشریف لیجائیے ہم یہین مقیم ہونگے اور خدا پرستون سے
مقابلہ کرینگے جب تک اور سب آئینگے ہم چارون بھائی کافی ہین اور جو جو سردار یا بادشاہ آتے جاوین
وہ بھی لشکر مین آجائین آپکی کوئی ضرورت نہوگی سمندر شاہ نے کہا کہ ابھی کیا ضرورت ہی اُنھون نے عرض
کیا کہ اب تو ہم اس مقام پر آگئے ہین اگر لشکر مین پہونچ جاتے تو جو آپ ارشاد فرماتے وہ ہم قبول کرتے اب ہمکو
مقابلہ کر لینے دیجیے یہ جو قسیم نے کہا جسیم وغیرہ نے بھی اُسکے کلام کی تائید کی اور کہا جو بھائی صاحب کہتے
ہین اُسکو قبول فرمائیے یہ سنکے سمندر شاہ نے کہا اچھا مین تو جاتا ہون اور طائران سحر مقرر کیے جاتا ہون
جب تم لوگ مقابلہ کروگے ہم لوگ بھی براے دید جنگ آئینگے یہ سنکے قسیم وغیرہ بہت ہنسکر خاموش ہو رہے
سمندر شاہ طائران سحر کو مقرر کرکے اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر اپنے شہر کو روانہ ہوا یہ تو اُدھر چلا گیا یہان
قسیم وغیرہ اپنے لشکر مین آئے سمندر شاہ بہت خوش ہوا اور راہ مین عشاق سے کہا کہ ای اُستاد یہ تو خوب
ہوا کہ اُن لوگون نے مقابلے پر کمر باندھی جو آئیگا اُسکو اُنکی کمک کو روانہ کر دونگا اور مین ابھی مقابلہ کو نہ آؤنگا
مین یہ خیال کرتا ہون کہ میرے مقابلے کی نوبت نہ آئیگی یہی لوگ خاتمہ کر دینگے عشاق نے کہا ای سمندر
مین جو تمسے کہتا تھا وہی ہوا مین یہ کہتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ تمھارے مقابلہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئیگی بلکہ خیال
کر لو کہ یہ حالت ہوگی کہ یہی قسیم وجسیم وغیرہ کافی ہین کیونکہ یہ لوگ ساحر بھی ہین اور پہلوان بھی ہین ہر طرح سے
مقابلہ کر سکتے ہین سمندر شاہ نے کہا کہ یہی میرا بھی خیال ہی یہ سنکے عشاق خاموش ہو رہا کہ اتنے عرصے مین
اندر شہر کے آگئے سمندر شاہ داخل محل ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے عشاق اپنے مقام پر آیا یہ لوگ
تو اسی مقام پر ہین اُدھر بعد آنے سمندر شاہ کے قسیم وغیرہ اپنے مقام پر آئے یہ لوگ اُسطرف سے کو اُترے
تھے جدھر کو شہر تھا شہر کو روک کر لشکر اُتارا خیمے وغیرہ برپا ہوے لشکر اُترا جب یہ ابر اُٹھا تھا تو ہرکارے لشکر
اسلام کے براے خبر روانہ ہوے تھے وہ قریب خیمہ سمندر شاہ جو آئے تو دیکھا کہ ایک لشکر اُس ابر سے
ساحرون کا پیدا ہوا اُنھون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر ساحران براے کمک سمندر شاہ آیا ہی بعد
ازان سمندر شاہ تو شہر کو چلا گیا یہ ساحران غدار براے مقابلہ لشکر فرو کش ہوے ہین یہ مقابلہ کرینگے یہ حال
دریافت کرکے وہ ہرکارے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے یہان دربار برخاست ہو چکا تھا ہرکارے
خواجہ کے پاس آئے عرض کیا کہ ای اُستاد یہ جو ابر اُٹھا تھا اُس ابر سے لشکر کفار براے کمک سمندر شاہ
آیا تھا اُسکے آنے کا یہ ابر تھا وہ سب ساحر ہین سمندر شاہ اُنکو آپ کے مقابلے مین چھوڑکر شہر کو چلا گیا یہ لوگ
آپ سے مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا کیا پروا ہی سب ہمارے ہاتھ سے مارے جائینگے کہان جا سکینگے ہم
لوگ تو ساحرون کے دشمن ہین ہم لوگ تو قاتل ساحران مشہور ہین اب تم لوگ اُسی لشکر مین جاؤ اور جو واقعہ
گذرے اُسکی خبر لاؤ وہ ہرکارے پھر لشکر قسیم مین آگئے اور اپنی صورت تبدیل کرکے لشکر مین پھرنے لگے یہان لشکر کا
بندوبست کیا گیا رات ہو گئی دونون لشکرون مین تلاطم پھرنے لگا یہان تک وہ رات تمام ہوئی صبح کو اُدھر
قسیم وجسیم وغیرہ نے دربار کیا اُدھر صاحبقران نے دربار فرمایا بادشاہ آکر تخت پر جلوہ فرما ہوے سب
سردار حاضر دربار ہوے دربار آراستہ ہوا خواجہ بھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھے سب عیار اپنے اپنے مقام پر اور اپنے
اپنے سردارون کی پشت پر کھڑے ہوے کہ خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای صاحبقران

مین نے چند ہرکارے براے خبر روانہ کیے تھے جب آپ کل تشریف لا چکے ہین تو ایک ابر سیاہ اُٹھا تھا دوپہر
یہ خبر دریافت کرنا تھی کہ سمندر شاہ کیا صلاح کرتا ہی وہ ہرکارے جو گئے تھے تو اُنکے روبرو قریب جا رہا کہ
کے لشکر ساحران آیا ہی چونکہ سمندر اس مقام پر تھا وہ لوگ بھی اُترے سمندر شاہ سے ملاقات کی سمندر نے
صلاح دی کہ تم میرے ہمراہ ٹھہرو چلو جب سب لوگ جنکو جنکو مین نے نامے تحریر کیے ہین وہ آلین گے تو
پھر ہمارے مقابلہ آئینگے انھون نے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجائین ہم مقابلہ کرینگے جب ہم نہ سر ہون
اُسوقت آپکو اختیار ہی جو چاہیے گا وہ بندوبست فرمائیے گا سمندر پر لشکر اور طائران تھر مقرر کرکے اور
یہ کہکر کہ جو لشکر لیکر میری کمک کو آئیگا مین تمھاری کمک کو روانہ کرون گا یہ کہکر چلا گیا جب جا لے گا تو آپکے
لشکر کا نشان دیکھا ہی کہ وہ لشکر فروکش ہو کوئی نشان دیکھنے کی بھی ضرورت نہ تھی صاف ظاہر تھا کہ یہ
لشکر خدا پرستون کا ہی سبب یہ ہوا کہ انھون نے کہا کہ جو لشکر سامنے فروکش ہی یہی لشکر اسلام ہی اور یہ بھی
اُن ہرکارون نے بیان کیا ہی کہ یہ جو ساحر آئے ہین ہم ساحر ہین و ہم پہلوان ہین صاحبقران نے فرمایا
کہ آگئے ہین تو آنے دو اب تو ہم سمندر پر آگئے ہین کبھی نہ کبھی سمندر شاہ سے بھی مقابلہ ہوگا وہ لاکھ اسپچ کو
بچائیگا تو کیا ہوگا جسقدر لشکر ہمارے مقابلے کو آئیگا بفضل خدا قتل ہوگا اگر قضا ہماری یہان لائی ہی تو کیا ہوا
ہی مرنا تو ایک دن ضرور ہی اس موت سے بہتر کون سی موت ہوگی کہ کفار کے ہاتھ سے قتل ہون مرتبہ شہادت
پائین خواجہ عمر نے کہا کہ اب وہ کام فرمائیے کہ اس جنگ کا فیصلہ بہت جلد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ جب خدا
کو منظور ہوگا اُسی کے حکم سے سب کام انجام پاتے ہین بغیر اُسکے حکم کے کوئی پتّا نہین جنبش کر سکتا ہی میرا
کیا اختیار ہی اُسی کی ذات پر سب بھروسہ ہی یہ فرما کر ارشاد کیا کہ میرا قصد ہی کہ ایک نامہ بنام سمندر شاہ
تحریر کرون اور ایک نامہ بنام قسیم و جسیم تحریر کیا جائے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ رائے آپ کی بہت
ٹھیک ہی بس صاحبقران نے دبیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ دو نامے تحریر کرو ایک بنام قسیم و جسیم اور ایک
نامہ بنام سمندر شاہ دبیر تو نامے تحریر کرنے لگا یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی اُدھر قسیم و جسیم و غیرہ نے بھی دربار
کیا سب حاضر دربار ہوے دربار آراستہ تھا کہ قسیم نے جسیم سے کہا کہ بھائی میری رائے یہ ہی کہ پہلے ایک
نامہ روانہ کرکے بادشاہ اسلام کو آگاہ کرون اگر میرے نامہ پر وہ عمل کرکے اطاعت سمندر شاہ کی قبول
کرین تو خیر ورنہ مقابلہ کیا جائے گا جسیم نے جواب دیا کہ یہ رائے تمھاری بہت ٹھیک ہی بس اُسی وقت قسیم
نے دبیر کو طلب کرکے نامہ تحریر کرایا مضمون نامہ یہ تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران کو معلوم ہو کہ ابھی کوئی
خرابی نہین ہوئی ہی بلکہ تمکو مناسب یہ ہی کہ دین تصویر پرستی قبول کرو یہ ثروت و دولت و حشمت و شوکت و کثرت
سپاہ و فراز دنیا و ممالک جو تم لوگون کو بہم پہنچا ہی یہ سب عطیہ ہی خداوند تصویر و سامری و جمشید کا انھون نے
تم لوگون کو خلق کیا اول تم مین سے جو کہ تمھارا جد اعلیٰ ہی جسکو تم صاحبقران اول کہتے ہو جسنے یہ بنا
اسلام جو کہ تمھارا مذہب ہی دنیا پر جاری کی اُسکو یہ قوت یہ طاقت کب تھی صرف ایک خانہ کعبہ مین اُسکے
بزرگ جو کہ تم لوگون کا معبد گاہ ہی مجاور تھے تم لوگ مجاور زادے ہو اُسی ملک مین یہ دین جاری تھا
جبکہ حمزہ پیدا ہوا اُسکی پرورش و پرداخت نوشیروان ملک عادل کسریٰ نے کی اسکا سبب یہ تھا کہ ایک
وزیر نوشیروان خدا پرست تھا اُسکی مرضی یہ تھی کہ کسی صورت سے دین اسلام کی ترقی ہو اس خیال سے اُسنے
یہ تدبیر کی کہ نوشیروان کو اسطرف متوجہ کیا اُسنے ہزارون روپیہ صرف کرکے پرورش کی جب وہ جوان ہوا
چونکہ خداوند تصویر نے وہ طاقت و زور عطا کیا تھا کہ کوئی اُسکا ہمسر نہ تھا ایک عیار بھی اُسکو خداوند نے ایسا
کامل دیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اُسی عیار کے بھروسے پر حمزہ نے ہزارون ملک فتح کر لیے لاکھون ساحرون کو قتل کیا اُسنے

ان اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جنکے مانند کوئی نہ تھا چنانچہ نوشیروان سے بگڑی تمکرا ای پر کرکسی جسنے پرورش کیا جسنے
رو پیہ سے پرورش پائی اُسپر لشکر کشی کی اُسی سے خصومت پیدا کی اُسکی دشمنی پر کمر باندھی اُسکی دختر پر عاشق ہوا
چونکہ خداوند زور و طاقت مرتبہ صاحبقرانی دے چکے تھے بدین سبب وہ نوشیروان پر غالب آ گئے یہ
مرتبہ خداوند نے دیا کہ اٹھارہ برس پہ دہ قاف مین رہے مرتبہ صاحبقرانی وہان بھی پایا دیوون کو قتل
کیا بادشاہ قاف کی دختر سے عقد ہوا جو خداوندون کو بُرا کہتے گئے اُسیقدر خداوند مہربان ہوتے گئے
اسکا سبب یہ تھا کہ خداوند یہ جانتے تھے کہ جب ہم اسکو دولت و ثروت و طاقت اپنے سب بندون سے
زیادہ دینگے یہ ہماری خدائی کا قائل ہوگا دوسرا سبب یہ تھا کہ چند خدائیان اور تھین کہ جنکا خداوند کو برباد کرانا
مدنظر تھا اس سبب سے ترقی دیتے گئے یہان تک کہ نوشیروان تباہ ہوا اور آخر کو شہر بشہر دیار بدیار پھرنے لگا
حمزہ بھی اُسکے عقب مین جاتا تھا اور ملک فتح کرتا تھا چنانچہ اُسی سلسلہ مین جو جو مذہب باطل ایجاد تھے سب
حمزہ نے برباد کیے یہانتک کہ خدائی لقا و خدائی شداد و خدائی زبرجد و خدائی فرعون وغیرہ یہ سب
خدائیان بعد نوشیروان کے مرنے کے برباد ہوئین جبکہ فرزندان نوشیروان لقا کے پاس پناہ کے لیے
گئے اُسنے اُنکی کمک کی اب صاحبقران یعنے حمزہ سے اور لقا سے مقابلہ کی نوبت آئی وہ بھی مثل نوشیروان کے
بھاگتا پھرا آخر کو قتل ہوا اُسکے بعد حمزہ تو خانہ کعبہ چلا گیا اپنے فرزند کو صاحبقران کر گیا چونکہ یہ سب امر
خداوند کی طرف سے ہوتے تھے خداوند نے اُسکو بھی اتنی قدر قوت عطا کی تھی جسقدر حمزہ کو اُسنے بھی
بہت سے ملک آباد کیے اُسنے زمرد شاہ کو قتل کیا بہت سے طلسم زمانہ حمزہ مین فتح ہوئے اور بہت سے
زمانے مین اُسکے فرزند کے فتح ہوئے چنانچہ وہ اب تمکو صاحبقران کر گیا ہی خلاصہ اس تحریر کا یہ ہی کہ یہ سب
عطیہ خداوند تصویر کا ہی لہذا مین تمکو تحریر کرتا ہون کہ اپنے خداوند کو پہچانو اور اس سرکشی سے باز آؤ ورنہ
خراب ہوگے ابھی تک خداوند تمسے راضی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ تمنے اُسکے خاص بندون پر ظلم نہین کیا
اُنکو پریشان نہین کیا بلکہ اُنکو برباد کیا جوکہ خداوند سے منحرف تھے اب تمنے یہ قصد کیا ہی جو کہ خداوند
کے خاص بندے ہین جنکو خداوند اپنی اولاد کے مثل تصور کرتے ہین اور خداوند نے اپنے ہاتھ سے
خلق کیا ہی اُنپر ظلم و ستم کرو چنانچہ تمنے کئی بندون کو خداوند کے قتل بھی کیا اسپر بھی خداوند نے کچھ خیال نکیا
یہ تصور کیا کہ شاید یہ لوگ اب بھی راہ پر آئین مگر تم لوگ کب راہ پر آتے ہو ایسی سرکشی پر کمر کسی کہ لشکر
لیکر چڑھ آئے اور سمندر شاہ ایسے خاص بندے کو خداوند کے عاجز کیا غضب خداوندی سے خوف
کرو ابھی تک دریاے قہر خداوندی کو جوش نہین آیا ہی تمھارے حال پر نظر عنایت ہی ورنہ جب دریاے
قہر موجزن ہوگا تو تم لوگون کا نشان بھی نہ معلوم ہوگا سمندر شاہ کو حکم ہوگا وہ اپنے گرداب سحر سے
تم سب کو پریشان کر دیگا اور طوفان سحر مین لاکر غرق کر دے گا یہ سمندر شاہ ایک چھوٹی سی لہر ہے
دریاے قہر خداوندی کی ابھی سمندر شاہ کے اسقدر غلام ہین کہ تم اُنسے برسون مقابلہ کروگے تو بھی کم
نہوگے ہان جب سمندر شاہ کی نوبت آئیگی اُسوقت خداوند کو بھی خیال ہوگا ایک ہم چار رکھائی ہین پہلے
اُسے مقابلہ کر لو اور اُسپر غالب آلو تو پھر اور لوگون سے مقابلہ کرنا ہمارے ہی ہاتھ سے تمھارا بچنا ذرا دشوار ہے
کیونکہ ہم وہ لوگ نہین ہین کہ تمھارے لشکر کثیر سے خوف کرین یہ کیا لشکر ہی ایک ساعت مین تو سب
تباہ ہوگا ہمارا کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہی آیندہ تمکو اختیار رہی خلاصہ طور سے تحریر کیا جاتا ہی کہ خداوند کو پہچانو
اطاعت کرو خداے نادیدہ کی بندگی ترک کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی دوسرا امر یہ ہی کہ جب کہ تمکو یہ تنبیہ ہوگیا
ہی کہتا ہون سے اور بہرچہ اخبار رسے کہ تم لوگ مع ہا وزرا دسے ہوگو کہ شاہزادیان تم سب کی پاس ہین

اگر نسل تو تمھاری وہی ہی ہے یہی سبب یہ لیاقت سمندر شاہ کی نہ تھی کہ تمسے مقابلہ کرتا کیونکہ وہ اسوقت شہنشاہ
ہے سیکڑون بادشاہ اُسکے زیرِ قلم ہین ہزارون ملکون سے خراج آتا ہے ایسا صاحب مرتبہ ہے کہ زیرِ مکان خداوندی
اُسکا ملک آباد ہے اور نسل ہمارے ہزارون بادشاہ اُسکو خراج دیتے ہین بادشاہ سمندر شاہ کا وہ مرتبہ ہے
کہ اسوقت عالم مین کسیکا نہوگا سمندر شاہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ کوئی نہ رکھتا ہوگا بعد خداوند کے سمندر شاہ
کا مرتبہ ہے سمندر شاہ نے آج تک کسی پر ظلم دستی نہین کیا خود سب نے باج دینا قبول کیا اُسکی شان وشوکت
دیکھکر اُسنے خود آکر خداوند کی خدمت سے ہزارون ملک آباد دیکھے خداوند نے اس لیے اُنکو پیدا کیا دنیا پر روانہ
کیا کہ تم جاکر ہمارے دین کو اب رواج دو کیونکہ سب مذہب جو کہ دنیا پر تھے باطل تھے جانتے رہے پس
بموجب حکم خداوندی سمندر شاہ ایک ماہ بعد ایک پیدا کرتے تھے جو کہ عرش سامری کے نام سے
مشہور تھا اُسمین دریا سے سبز رنگ تھے جو کہ سمندر شاہ نے بنایا تھا ایک بار سبز رنگ پیدا ہوتا تھا
قدرت خداوند سے وہ ارکان دین لقاء پرستی سے کو تعلیم کرتا تھا اسی سبب سے وہ یہ حالت ہے کہ سمندر
شاہ نے بیلہ کی بیان کی تھی نامے مین تحریر کی اُسکے بعد تحریر کیا کہ تم لوگ اپنے تئین قائم آ سکے کہ وہ بیلہ
بھی موقوف ہوگیا دریا بھی سٹ گیا وہ بار جو کہ دریا سے پیدا ہوتا تھا حالانکہ خداوندی کی پیدا ایک ماہ کے
زیارت ہوتی تھی آیا یہ غضب خداوندی نازل ہوا کہ تم لوگ اس ہوا و ستے سے محروم رہے لہذا ابھی کچھ
نہین گیا ہے اپنا مذہب ترک کرو اور دین لقاء پرستی قبول کرو اگر یہ منظور ہے تو جلد حضور سے آ ملے ہو
اُسی طرف سے لشکر چلے جاؤ پھر تمپر رعایت کی جاتی ہے اس سبب سے کہ تم بھی بندے ہو خداوند کے
اور خداوند تمسے ابھی خوش ہین اور یہ دوستی دی ہے اگر ہمارے کہنے پر عمل نہ کروگے اور ہمکو عاجز
کروگے تو ہم سب ملک خداوند سے تمھاری فریاد کرینگے پس خداوند تمپر اپنا غضب نازل کرینگے ہم لوگ
اُسوقت فریاد کرینگے جب کہ تمسے عاجز ہو نگے اول تو ہم ہی تمھارے قتل کرنے کو کافی ہین شاید ہم کسی سبب
غالب نہ آئینگے تو فریاد کرینگے ضرور خداوند ہمارا پاس کر پہنچے اور تمکو غارت کرینگے کیون اپنی جانون کے
پیچھے پڑے ہو اب بھی راہ راست پر آؤ اس سرکشی سے ہاتھ اُٹھاؤ خداوند کی عنایتون کا شکریہ ادا کرو
یہ وہ خداوند ہین کہ جنھون نے سب کو خلق کیا ہے انھین کے خلق کیے ہوے سب ہین کیا سامری کیا
جمشید کیا لقا کیا فرعون و دیگر خداوند یہ سب اُنکے نائب ہین اُنھون نے سب کو دنیا پر اس غرض سے
بھیجا تھا کہ ہمارے دین کو رواج دین جیساکہ حمزہ کو یہ سب ایسے مغرور ہوے کہ خود خدائی کرنے لگے
چونکہ انکو خداوند نے بڑے بڑے اختیار دیے تھے اسی سبب سے خدا بن بیٹھے اُسکے برباد کرنیکو
حمزہ کو خلق کیا وہ بھی مغرور ہوگیا وہ خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے لگا مگر خداوند نے کچھ خیال نہ کیا
یہ ترقی دی کہ آج تمکو یہ دن نصیب ہوا کہ خاص بندگان خداوند پر لشکرکشی کرنے آئے ہو اب خداوند
کسی امر کی رعایت نہ فرمائینگے ضرور اگر تم اطاعت نہ کروگے تو تم پر عذاب نازل کرینگے اب اسقدر
غرور نہ کرو اب تمھارا زمانہ غرور جاتا رہا اب یہ سرکشی اچھی نہین ہے آئندہ تمکو اختیار ہے ہم کہانتک
تحریر کرین بس یہ امر کافی ہے کہ تم غاشیۂ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر ہو اور سمندر شاہ سے
اپنی خطا معاف کراؤ اگر وہ معاف کرویگا تو ضرور خداوند بھی معاف کردینگے اور ابھی تک خداوند
خوش ہین ہماری تھوڑی تحریر کو بہت جانو اور کیا تحریر کرین یہی تمھارے حق مین بہتر ہوگا نفس اپنے اس
نامے کو اس شعر پر ختم کیا شعر منت آنچہ حق بود گفتم تمام ؛ تو دانی دگر بعد ازان والسلام ؛ اُس نامہ کا
اپنا آنا اور سمندر شاہ سے اجازت جنگ لیکر اس مقام پر قیام کرنا تحریر کر دیا تھا راوی نے بیان کیا ہے

کہ یہ لوگ پہلے شہر سمندریہ میں گئے تھے وہان یہ سنا تھا کہ سمندر شاہ براے مدد لشکر اسلام گئے ہین
یہ لوگ بھی اپنا لشکر لیکر یہین چلے آئے چونکہ یہ تحریر ہو چکا ہے کہ سمندر شاہ اپنے ہمراہ انکو لیکر آئیگا
ضرور انکو ہمراہ لیکر آتا مگر اسکو راہ مین عرصہ ہو گیا اس سبب سے یہ لوگ ہمراہ سمندر شاہ کے نہ آسکے
اور نہ انھون نے تماشا سے آمد لشکر اسلام دیکھا مگر یہ لوگ بعد کو آئے خلاصہ یہ کہ جب نامہ تیار ہو چکا
یہان ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے وہ یہ سب حال دیکھ رہے تھے جب نامہ ختم ہوا اور
لفافہ کر کے دبیر نے قسیم کے پاس حاضر کیا اُسنے کہا کہ ایک ساحر یہ نامہ لیکر لشکر اسلام مین جائے
اور بادشاہ لشکر اسلام کو نامہ دیکر جواب لائے یہ سنکے ایک ساحر کہ نام اسکا ظلمان سیہ پوش تھا
اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض کیا کہ مین جا کر جواب نامہ لاؤنگا اور دربار کا بھی حال دیکھ آؤنگا قسیم
نے کہا اچھا لو نامہ اور جا کر یہ نامہ دینا اور جواب لیکر آنا اور بہت ہوشیاری سے کام کرنا اور دیکھنا کہ دربار
کی کیا حالت ہے بس اب جلد جاؤ دیر نہ کرو کیونکہ جلد حال جواب نامہ معلوم ہو اگر وہ لوگ اطاعت قبول
کرین تو خیر ورنہ اُنسے مقابلہ کیا جائے اور بہت جلد لڑائی کا خاتمہ ہو جائے اور لوگ آئے نہ پائین
ہمین چاروں بھائی لڑائی سر کر لین ہار سے ہمارا یہ فتح نام لکھی جائے کیونکہ ہم سب سے پہلے آئے ہین یہ سنکر وہ
ساحر یعنی ظلمان سیہ پوش آگے بڑھا اور نامہ لیکر سر سے باندھا اور چلا یہ حال ہرکارے لشکر اسلام کے
جو موجود تھے دیکھکر فورًا طرف اپنے لشکر کے بارگاہ قسیم سے نکلکر روانہ ہوے قبل ہو پہنچنے اُس ساحر
نامہ بر کے بارگاہ بادشاہ مین پہونچے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور دست ادب جوڑ کر یون عرض کرنے لگے
کہ شہریار جہان پناہ کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارۂ اقبال ہو یہ غلامان جان باز ایک خبر تازہ لیکر حاضر ہوے
ہین اگر حکم عالی ہو تو عرض کرین صاحبقران نے فرمایا بیان کرو کیا خبر لائے ہو اُنھون نے عرض کیا ہم
لشکر کفار مین بموجب حکم خواجہ صاحب موجود تھے آج اُن کا فرون نے دربار کیا ہم دربار مین بھی موجود
تھے باہم صلاح کر کے اُنھون نے ایک نامہ بنام جہان پناہ و حضور کے تحریر کیا ہے وہ نامہ ایک ساحر
لیکر آتا ہے باقی خیریت ہے ہم جان نثارون نے خیال کیا کہ اُس نامہ بر کے آنے سے پہلے حضور کو آگاہ
کردین یہان وہ وقت ہے کہ صاحبقران نے دبیر کو طلب کیا ہے اور حکم نامہ تحریر کرنے کا دیا تھا کہ ہرکارے
آکے پہونچے اُنھون نے یہ خبر بیان کی صاحبقران نے دبیر سے کہا کہ ابھی نامہ نہ تحریر کرو اُس نامے کا
مضمون دیکھ لین تو تحریر کیا جائیگا اور خواجہ کو حکم دیا کہ دربار کو درست کرو اور آراستہ کرو جو سردار
کہ دربار مین کسی سبب سے نہ آئے تھے اُنکو بھی خواجہ نے حکم سے صاحبقران کے آگاہ کیا وہ بھی سب
آئے خواجہ نے دربار کو آراستہ کیا کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ خالی ہوا ایک طرف سہراب جادو ایک طرف
ملکہ غزالان کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی سواے ان دو کے کوئی ساحر ہمراہ نہ تھا گو کہ ہمراہ لشکر صاحبقران
لاکھون ساحر تھے مگر سب بموجب حکم صاحبقران ہمراہ مریخ آفتاب علم کے طرف طلسم فیروزیہ کے براے
کمک بہمن جادو گئے ہین وہ ابھی تک واپس نہین آئے ہین اتنے عرصے مین صاحبقران سمندریہ پر
پہونچ گئے اُنکا انتظار بھی نہ کیا ساحر کہان سے ہوتے اور صاحبقران کو کوئی پروا نہ تھی کہ ساحر ہون تو
مقابلہ کو جائین یہ لوگ ہمیشہ کے بے پروا ہین نہ ساحر سے خوف کرتے ہین نہ غیر ساحر سے سواے
خداے کریم کے کیونکہ اُسکو تو اپنا مالک جانتے ہین یہ کیون اس خیال مین رہتے کہ مریخ آلے تو
ہم سمندریہ پر جائین اس عرصے مین کئی مقابلے سحران سے ہوے جبکہ دریاے سبز رنگ نہ مٹا تھا
بہت سے سردار قید بھی ہوے صاحبقران کا اسم اعظم بھی رد ہوا مگر کچھ خوف نہ کیا یہ سمندر شاہ

کیا ہی جو اسکے خوف سے نہ آئے اپنے خدا پر بھروسا رکھتے ہین راوی بیان کرتا ہی کہ اتنے عرصے مین سب
دربار آراستہ ہوگیا ہر ایک اپنے طریقے اور قاعدے سے اپنے مقام پر بیٹھا خواجہ بھی اپنی کرسی پر اور عیار
خشتہا سے زرین پر کھڑے ہوے کہ اتنے عرصے مین وہ جو ساحر نامہ دار نامہ لیکر چلا تھا تخت سحر پر سوار
تھا آکر قریب بارگاہ کے اُترا اور در بارگاہ پر آکر پہونچا یہان در بارگاہ پر عادل طرف سے جنرل
کے ونگل در گہ سالاری پر بیٹھے ہوے تھے اس ساحر نے قصد کیا کہ بدون اجازت داخل بارگاہ
ہون کہ عادل نے کہا اے شخص کہان جاتا ہی یہ دربار شاہان خدیو جہان ہی یہان کوئی بدون
اجازت نہین جاسکتا ہی جو کام ہو ہمسے کہو ہم جاکر عرض کرین اگر اجازت ہو تو اندر جاؤ ورنہ واپس جاؤ
یہ جو ظلمان نے سنا پہلے تو غصہ آیا اور قصد کیا کہ جواب سخت دون پھر خیال کیا کہ اس سے کیا فساد
کرون ہان اگر دربار مین کوئی سخت کلامی کریگا اُس سے سمجھ لیا جائیگا اسکا کیا قصور ہی یہ تو ملازم ہی جو
اسکو حکم دیا گیا اُسکا پابند ہی جو ان سب کا افسر ہی اُس سے اسکا عوض لیا جائیگا اگر یہ خلاف حکم کرے
تو نمک حرام کہلائے نوکری پر سے برخاست کیا جائے بس کیا حرج ہی اس سے کہدو کہ مین نامہ لیکر آیا ہون میری خبر کردو وہان
جب اجازت ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا مجکو کون منع کرسکتا ہی مین سحر کرکے داخل بارگاہ ہون گا یہ دل مین
خیال کرکے عادل سے کہا کہ جاکر خبر کردو کہ ظلمان سیہ پوش نامہ لیکر قیصر سیہ پوش بادشاہ کوہستان سیہ
کا آیا ہی اجازت کا خواستگار ہی یہ سنکے اُسی وقت عادل اندر بارگاہ کے آئے مجرا کیا اور جو اُس نے کہا تھا عرض
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اُسکو اندر بارگاہ کے بھیجدو عادل نے باہر آکر کہا کہ جاؤ کوئی اب نہ منع کریگا
یہ پردہ اُٹھاکر اندر آیا اُسنے دیکھا کہ ایک جلوخانہ ہی اُسمین دو طرف غلامان سیاہ پوش با شمشیر الماس نگار
صف بستہ کھڑے ہین یہ اُنکو دیکھتا ہوا دوسرے دروازے سے پہونچا اور پردہ اُٹھاکر اندر گیا یہان بھی دیکھا
کہ اُسی طور سے غلامان زرد پوش دو طرف کھڑے ہوے ہین تیسرے جلوخانہ مین آیا یہان غلامان نیلم
پوش کو دیکھا چوتھے جلوخانے مین غلامان نارنجی پوش کو دیکھا پانچوین مین زمرد پوش کو چھٹے مین یاقوت پوش
کو ساتوین مین فیروزہ پوش کو آٹھوین مین سب نقرئی پوش تھے نوین طلائی پوش تھے دسوین مروارید
پوش تھے گیارھوین الماس پوش ہر جلوخانے مین پانچ ہزار سے کم غلام نہ تھے بارھوان پردہ جو اُٹھا تو
اسکی آنکھین کھل گئین ہوش جاتے رہے وہ بارگاہ دیکھی کہ کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی شعر عجب بارگاہ ہے
عجب کر و دار، تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار، یہ ہر جلوخانے کی آراستگی دیکھکر حیران تھا کہ جس لباس
کے غلام تھے اُسی رنگ کا فرش مخملی بچھا ہوا تھا کارچوبی اُسی رنگ کے شیشہ آلات سے بارگاہ کا جلوخانہ
آراستہ تھا وہ غلامان ترکی تھے کہ جنکی صورت دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہوجائے مگر باادب کھڑے
ہوے تھے جب یہ بارگاہ کے اندر پہونچا اُسنے اُس بارگاہ کو سب سے زیادہ آراستہ پایا یہان بھی تمام
غلامان زرین کمر کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تا ایوان بارگاہ دو طرفہ کھڑے ہوے ہین وہ رعب وداب ہی
کہ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو مودب ہوجائے رستم و اسفندیار بھی اگر اُس بارگاہ مین آئین تو فرط خوف سے
انکا تمام جسم لرزنے لگے دل کانپ جائے ظلمان یہ رعب وداب شان و شوکت بارگاہ کی دیکھکر حواس باختہ
ہوگیا ساری سحر و ساحری بھول گیا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا طرف دربار کے چلا جب قریب ایوان پہونچا
ایک چوبدار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ مقام مجراگاہ ہی پہلے یہان آکر مجرا کرو پھر دربار مین آؤ یہ ایسا بدحواس
تھا کہ کچھ نہ سمجھا بس وہ قریب آیا اور مقام مجراگاہ پر لایا اور آہستہ سے کہا کہ مجرا کرو صاحبقران جہانپناہ کو
پھر دربار مین چلو کہا کہ تم قواعد شاہی وارکان دربار سے واقف نہین ہو کیا کسی دربار مین کبھی جانے کا اتفاق نہین ہوا

یہ چوچو بدار نے کہا اب اسکو ہوش آیا راوی نے بیان کیا ہی کہ صاحب دیہہ چوبدار و بیا دل کا ذکر اس سبب سے
نہین کیا کہ یہ تو سب پر ظاہر ہی کہ یہ لوگ ہر بارگاہ و ہر دربار مین ہوتے ہین انکے ذکر کی کیا ضرورت تھی بس جب
چوبدار نے اُسکو ہوشیار کیا اُسکو ہوش آیا اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا مگر ہر طرف حیران ہو ہو کر دیکھ رہا تھا جب
مجرا کر چکا اب وہ چوبدار اُسکو لیکر دربار مین آیا اُسنے دیکھا کہ تمام بارگاہ سردارون سے مملو ہی ایک تخت
وسط بارگاہ مین جواہر نگار رسات زینون کا آراستہ ہی اُسپر ایک جوان رعنا تاج اکیس کنگرون کا الماس نگار
سر پر رکھے ہوے قبا سے قلم کار جسمین مروارید بیضہ گنجشک کے برابر لگے ہوے ہین پہنے ہی الماس و زمرد
و یاقوت کے رستے بازوؤن پر بندھے ہوے ہین گلے مین مروارید کے مالے پڑے ہوے ہین اُن مین
الماس وغیرہ کی لوحین پڑی ہین سر پر ایک چتر لگا ہوا ہی جو کہ بالکل الماس نگار ہی عقب پشت دو غلام
زرین کمر کھڑے ہوے ہین اُنکے ہاتھ مین بال ہما کے مورچھل ہین اُس سے مگس پرانی کر رہے ہین روبرو بادشاہ
کے تخت پر سپر و شمشیر رکھی ہی جو کہ بالکل الماس نگار ہی تخلخے کے لوٹے رکھے ہوے ہین اُنمین عود و
عنبر سلگ رہا ہی تمام بارگاہ مہکی ہوئی ہی گلدستے گلون کے رکھے ہوے ہین اُنکی الگ خوشبو تھی نامہ بر
یہ دیکھ رہا اُسنے دیکھا کہ چار وزیر کھڑے ہوے ہین مندیل وزارت سرون پر اور بہت سے بادشاہ گرد و
پیش تخت کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین برابر تخت کے ایک ڈنگل پر دیکھا کہ ایک جوان بمرتبہ صاحبقرانی
متمکن ہی دونون طرف تخت کے ہزارون سردار ڈنگلون و کرسیون پر حسب قدر و مرتبہ بیٹھے ہوے ہین
کوئی مقام خالی نہین ہی سب کرسیان و ڈنگل مملو ہین یہ حیران دیکھ رہا ہی کہ کس مقام پر بیٹھون کہ
بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی براے نامہ بر حاضر کرو بس اُسوقت کرسی حاضر کی گئی روبرو تخت شاہی
و ڈنگل صاحبقرانی کے آراستہ کی گئی ساری ساحری وہ اس دربار کو دیکھکر فراموش کر گیا تھا جو جو امر خیال
کر کے آیا تھا سب فراموش تھے اشارا ہوا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ بس وہ سلام کر کے کرسی پر بیٹھا کہ اشارہ
ہوا ساقی کو کہ جام شراب نامہ بر کو دے ساقی نے جام لبریز کر کے اُسکو دیا وہ بہ انجام اُس جام کو
ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی گیا ساقی نے متواتر بحکم بادشاہ تین جام دیے اُسنے سب پی لیے اب جو دماغ
بادہ ناب سے اُسکا گرم ہوا ایک مرتبہ پکار اٹھا کہ منم نامہ دار منم نامہ دار خواجہ نے کہا کہ اسقدر بے ہیبت
نہو کسکا نامہ لائے ہو بیان کرو اُسنے کہا کہ مین نامہ لایا ہون ساحران جہان سامری وقت جمشید عصر
قیصر سیم پوش کا اُنھون نے نامہ بنام بادشاہ اسلام و صاحبقران نیک انجام کے تحریر کیا ہی وہ نامہ
لیکر آیا ہون بس خواجہ نے کہا کہ وہ نامہ خدمت بادشاہ مین پیش کرو یہ سنکے اُسنے نامے کو
سر سے کھولا اور دونون ہاتھون پر رکھکر خدمت بادشاہ مین پیش کیا بادشاہ نے نامہ لیکر دبیر کو دیا کہ
پڑھو دبیر نے جو یہ حکم پایا نامے کو لیکر لفافہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھنا شروع کیا اُسمین پہلے تو
تعریف خداوند لقا و پیر سامری و جمشید تحریر تھی اُسکے بعد تعریف سمندر شاہ کی تحریر تھی اُسکے بعد وہی
مضمون تھا جو کہ مذکور ہو چکا ہی جب دبیر نے نامہ پڑھ کر ختم کیا سب اہل دربار و بادشاہ و صاحبقران
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے صاحبقران کو اُسکی اس تحریر پر غصہ آیا اور برہم ہو کر فرمایا کہ جواب نامہ
تحریر کرو اسنے تحریر بہت خلاف طریق لکھی ہی جو کہ بالکل ہماری شان کے خلاف ہی اسکا جواب تحریر کرو دبیر
نے کہا کہ جو مضمون ارشاد ہو وہ تحریر کر دیا جاے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ مضمون تحریر کرو کہ یہ جو تمنے
تحریر کیا ہی کہ تم صحرا و دریا دے ہو بالکل خلاف ہی اور وہ کیا تمھارا خداوند لقا جو ہی کہ وہ ہمکو یہ شان و
شوکت دیگا اُسکو اپنی پشت کا تو حال معلوم نہین ہی وہ گمراہ کرنے والا ہی تمام عالم کا حبطور سے

لقا وغیرہ خدا سے باطل تھے اُسی طور سے یہ بھی ہوگا بالکل خلاف ہی وہ ہمکو کیا پیدا کرے گا اور کسی پر کیا
عذاب نازل کریگا پہلے اپنی تو خبر لے اُسکا قیامت مین یہ حال ہوگا کہ وہ ہر طرف پناہ لینا پھریگا اور
کوئی پناہ نہ دیگا ہر اعضا اُسکا اور تمھارا گواہی دیگا ہین تمکو تحریر کرتا ہون کہ تم خود غاشیۂ اطاعت کو دوش ہوش
پر رکھکر ہماری اطاعت کرو اور خدمت بابدولت مین حاضر ہو اور اس گمراہی سے نکلو راہ ضلالت کو ترک
کرو سرچشمۂ ہدایت پر پہونچو یہ کیا گمراہی ہی کہ ایک بندے کو جو کہ مثل ہمارے اور تمھارے آنکھ منھہ رکھتا ہی
سب ضرورتیں رکھتا ہی یہ فعل خدا کے نہین ہین کوئی شیطان ہی یا ساحر ہی اُسپر لعنت کرو ہم ہزار ہزار لعن کرتے
ہین وہ ہمپر کیا رعایت کریگا وہ کوئی بچہ شیطان ہی بس لعن کرو ورنہ آمادہ قضا رہو مین تمکو مع سمندر شاہ کے
قتل کرون گا یہی جواب نامہ ہی اور کیا تحریر کیا جائے صاحبقران نے بہت کلمات و ہدایت خاص تحریر کیے
ہزارون دشنام بنام ساحری و جمشید و دیگر ساحران نابکار و لقا و بہر جادو و اپوان جادو کے تحریر کیے اور بہت
خدمت سمندر وغیرہ کی کی اور آخر مین لکھدیا کہ جواب جاہلان باشد خموشی یہ تحریر کرکے اُسکو دیا اور ظلمان
سے کہا زبانی کہدینا کہ کیون قضا آئی ہی ہم وہ لوگ ہین کہ ایک ساعت مین تمام لشکر کو تباہ کردیتے ہین ساحرون
کی جان کے قاتل ہین کفارون کے ملک الموت ہین کیون اپنی قضا بلاتے ہو ایک پل مین تمام لشکر کو
غارت کردون گا ہزارون طلسم غارت کیے ہین اس ملک کی کیا حقیقت ہی تم اپنی ساحری پر بھولے ہو
ہم سحر و ساحری کو کچھہ نہین جانتے ہین یہ کلام سنکے ظلمان نے کہا کہ ای صاحبقران آپ کے حق مین یہ بہتر
ہوگا کہ آپ سمندر شاہ کی اطاعت قبول فرمائیے اور دین اسلام ترک فرمائیے یہ جو ظلمان نے کہا تو
صاحبقران نے برہم ہوکر فرمایا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمکو نصیحت کرتا ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ تو جو جا
نامہ لیکر جا تجھکو کیا ہی اگر تو نامہ لیکر نہ آیا ہوتا تو اس سخت کلامی کی سزا دیجاتی تو یہان سے زندہ واپس
نہ جاتا یہ سنکے ظلمان بہت برہم ہوا اور قصد کیا کہ سحر کرون اب جو خیال کرتا ہی تو سحر بالکل فراموش ہی
آئینۂ حیرت کا جوش ہی لاکھہ لاکھہ سحر یاد کرتا ہی کچھہ یاد نہین آتا ہی عاجز ہوکر اپنے دل مین تاؤ پیچ کھا کر رہ گیا
اور یہ جواب دیا کہ مین خود یہ خیال کرکے جواب نامہ لیکر جاتا ہون کہ تمھاری بارگاہ مین آیا ہون اور
یہ خیال ہی کہ جسکے مکان پر آؤ اُس سے فساد نہ کرو ورنہ مین خود اس سخت کلامی کی سزا دیتا صاحبقران
نے فرمایا کہ تو کیا سزا دیتا اُسنے کہا کہ اُسوقت بتا دیتا یہ جو کہا سہراب کو بہت غصہ آیا اور اپنے مقام
پر سے لپیدا سے بلند پکارا کہ کیا زبان لڑاتا ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ اپنی آبرو لیکر چلا جا اور اپنی
جان سلامت لے جا اگر اب کی مرتبہ تو نے کچھہ جواب دیا تو یاد رکھ مین تجھکو زبان تیغ سے جواب دون گا
تیری یہ لیاقت نہین ہی کہ تو صاحبقران سے کلام کرے اُنکے غلام استقدر رہین کہ تجھکو سزا دینا یہ جو سہراب
نے کہا اُسنے سہراب کی طرف دیکھکر جواب دیا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی یہ لیاقت اسی دربار مین ہے
ورنہ وہ اپنے دن بھول گیا جب کہ مارا مارا پھرتا تھا اور کوئی نہ پوچھتا تھا خداوند لقا و سمندر شاہ
کو سلامت رکھے کہ اُنھون نے تیری پرورش کی اور مرتبہ سپہ سالاری دیا اور خاک سے پاک کیا اُسپر
تو نے یہ نمک حرامی کی کہ اُسکے ناموس کو بنگاہ بد سے دیکھا جسکی سزا مین نکال دیا اور اسیر کیا نہ معلوم
کیونکر رہا ہو گیا دوسری نمک حرامی یہ کی کہ اپنا مذہب آبائی ترک کیا اور شریک اہل اسلام ہوا اُسپر یہ کلام
کرتا ہی شرم بھی نہین آتی یہ جو اُسنے کہا سہراب نے برہم ہوکر جواب دیا کہ کیا بیہودہ کلام کرتا ہی سمندر کی
بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ کسی کو کیا پرورش کریگا وہ خود تو اپنی پرورش کرلے وہ کسی کو کیا مرتبہ دے گا
یہ بھی ہماری لیاقت تھی کہ اُسکی ہم اطاعت کرلے سکتے ورنہ وہ کیا لیاقت رکھتا تھا وہ خود غلام ہی وہان سے

نکالا گیا چونکہ سقدر کا اچھا تھا یہان آکر دولت بہم ہوئی عشاق جوکہ اول درجہ کا کافر ہی اُسنے سحر تعلیم کیا اُس
سحر کے سبب سے یہ مرتبہ ہوا دوسرا یہ سبب ہوا کہ سب نے خیال کیا کہ یہ غلام ہی ایوان تاجدار کا جوکہ
حاکم ہی ندطاق کا اس سبب سے سب مطیع ہوے کہ ایوان کے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا ہی
اس خوف سے سب نے اطاعت کی ورنہ کیا حقیقت تھی وہ اپنی لیاقت کو فراموش کر گیا ہین نہین اپنی
لیاقت کو بھولا ہون بلکہ سمندر بھول گیا ہی مین کسی کا غلام نہ تھا بلکہ عالی خاندان ہون میرے آبا و
اجداد ہمیشہ مرتبہ اعلیٰ پر سرفراز رہے ہمیشہ اہل ثروت رہے گردش فلکی سے یہ ہوا کہ مین نے اُسکی
ملازمت کی اور وہ ملازمت جو کہ مرتبہ اعلیٰ تھا سمندر بھولا ہوا ہی مین کسیکا خانہ زاد نہ تھا جیسے کہ
سمندر ہی جسکی تو تعریف کر رہا ہی بس اب اپنی زبان کو بند کر کیون اسقدر مجمع مین سمندر کے اوصاف
بیان کراتا ہی مین نے کب نمک حرامی کی بلکہ سمندر نے نمک حرامی کی جوکہ ملک ایوان کے قبضے مین
تھے اُنپر قبضہ کر لیا اور خود مالک ہو گیا یہ نمک حرامی ہی یا نمک حلالی ہی ایک تو نمک حلالی ہی ایک سمندر نے کیا بُرا
کیا کہ اُسکی دختر کی خواہش کی اگر میرے ساتھ منظور کر لیتا تو اسکی عزت ہو جاتی اُسکے گھر مین بھی عالی خاندانی
آجاتی وہ بڑا بے غیرت تھا کہ اُسنے میرے ساتھ یہ سلوک کیا بس اب زبان روک ورنہ بہت خرابی
ہوگی اور بہت سے سخت کلام شان مین سمندر کی سہراب نے کہے اور کہا کہ یہ کوئی نہ کہے کہ جسکا
نمک کھایا اُسکی اسقدر مجمع مین آبرو ریزی کرے یہ صرف اُسکی حرکت بیجا کی سزا ہی اور ہم لوگ تو عالی خاندان
ہین جیسکے شریک ہوے اُسکے ہوے جب تک ہم سمندر شاہ کے ملازم تھے اُسکو ہمارے روبرو کوئی
بُرا نہ کہہ سکتا تھا باوصفیکہ ہم اُسکے حالات سے واقف تھے اُسپر اپنے سر کا تاج جانتے تھے اور جب
الگ ہوے اور یہ سمجھ لیا کہ سمندر خود اور اُسکے ملازم ہمکو بُرا کہتے ہین تو ہمنے بھی اُسکی بُرائی پر کمر باندھی
اور اُسکے حالات بیان کرنا شروع کیے نہ وہ یہ کہتا نہ اُسکے حالات سب پر ظاہر ہوتے پس مین نے
کوئی امر بیجا نہ کیا ظلمان نے کہا کہ کیا اسکا جواب دون کیونکہ تمھارے مقام پر ہون ہان اگر تمھارے
مقام پر ہوتا تو اسکا جواب دیتا سہراب نے کہا کہ یہی بات کا جواب کیا ہی مین خود اس سبب سے
خاموش ہون کہ تو میرے مقام پر آیا ہی یہ نہ کہنے کو ہو کہ ہم جو دربار مین گئے تو ہمکو ذلیل کیا یہ جو تقریر کی
تو اس سبب سے کی کہ جب تمنے میرے حالات کو بحقارت بیان کیا تو مین نے تمھاری ذلت کی کوئی بات
نہین کہی بلکہ سمندر کو کہا اسکا سبب یہ تھا کہ جیسکے تم شریک ہو اُسکی یہ لیاقت ہی بس جیسے تم ہو ویسا
تمھارا مالک ہی کیونکہ زمانے کا طریقہ ہی کہ جیسا جو ہوتا ہی ویسے کے ساتھ اُسکی بسر ہوتی ہی ع
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ٭ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭ اسی سبب سے تم اُسکو اچھا کہتے ہو یہ جو سہراب نے کہا
اُسنے جواب دیا کہ اسکی حقیقت اُسوقت ظاہر ہوگی کہ جب میدان مین مقابلہ ہوگا اور سمندر شاہ بھی موجود
ہوگا سہراب نے کہا مجکو کسی قسم کا خوف نہین ہی مین اُسکے روبرو بھی اسی طور سے بیان کر دونگا
سچ کہنے والے کو کسی وقت و کسی حالت مین خوف نہین ہوتا ہی ظلمان نے کہا کہ معلوم ہوگا اُسوقت
سچائی و جھوٹائی سب حال بس مین تو اب جاتا ہون بیکار کی تقریر سے کیا حاصل معلوم ہوا کہ تم سب کی
شامت آئی ہی سہراب نے کہا تیری قضا آئی ہی اور تیرے سرداروں کی اور اُس سمندر کی کہ جسکے
بھروسے پہ تم لوگ کود رہے ہو اس کلام پہ گو اُسکو غصہ آیا مگر کیا کرے سحر تو بالکل فراموش تھا مجبور
ہو کر اُٹھا اور بادشاہ و صاحبقران کو سلام کر کے جواب نامہ لیکر چلا بادشاہ نے خلعت دیا اُسنے
انکار کیا مگر اُسکا انکار مانتا ہی کون ہی کہا یہ نامہ بر کا حق ہی آخر اُسکو وہ خلعت لینا ہی پڑا اُس خلعت کو

لیکر باہر بارگاہ کے آیا اُسی طور سے سب جلو خاص نے طے کیے وہی سامان پایا جب بارگاہ سے نکلکر باہر آیا
اور کچھ دور بارگاہ سے ہوا اُسوقت جو سحر یاد کیا سب یاد تھا بہت حیران ہوا کہ یہ کیا سبب تھا کہ
اندر بارگاہ کے مجھکو سحر نہ یاد آیا کہ مین کچھ اپنا کام کرتا معلوم یہ ہوتا ہے کہ سہراب نے کوئی تدبیر کی تھی
کہ مجکو سحر فراموش ہوگیا تھا چونکہ مین غافل تھا اُسکے سحر نے تاثیر کرلی مین اُسکے سحر مین مبتلا ہوگیا اس سبب
سے سحر فراموش ہوگیا اگر یہ معلوم ہوتا ضرور اسکا بھی بندوبست کرتا یہ خیال کرتا ہوا لشکر سے نکلکر اور
تخت سحر پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلا ہرکارے لشکر اسلام کے یہ دیکھکر کہ نامہ بر واپس جاتا ہے
طرف لشکر قسیم کے روانہ ہوے اس فکر مین کہ اب چلکر خبر دریافت کرنا چاہیے کہ نامہ بر جو اب لیکر آیا ہے
اب ان لوگون کو کیا منظور ہے اور کیا ارادہ ہے جو خبر ہو دریافت کرکے بادشاہ و صاحبقران سے اطلاع
کرین اس فکر مین قبل پہنچنے نامہ بر کے داخل بارگاہ قسیم و جمشید ہوے یہان بعد جانے نامہ بر کے
صاحبقران نے فرمایا کہ ضرور مقابلہ ہوگا معلوم یہ ہوتا ہے کہ سمندر پہلے دن سب کو لڑوائیگا جب دیکھیگا
کہ کسی طور سے لڑائی فتح نہین ہوتی ہے پھر خود برائے مقابلہ آئیگا سہراب نے کہا جو آپ کا ارشاد
بہت بجا ہے سمندر بڑا ہوشیار اور آزمودہ کار ہے جبتلک ممکن ہوگا خود مقابلہ کو نہ آئیگا اُسکو
انھین سب کا بھروسہ ہے گو خود بھی ساحر زبردست ہے مگر مجھکو کچھ خوف ہے کیونکہ اکثر کتابون مین
دیکھ چکا ہے کہ بڑے بڑے ساحر مثل سگ و خوک کے آپ لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے حیران
و ماہیان و آفتاب پر بڑا بھروسہ تھا وہ یونہی مارے گئے کہ اُنکی حسرت دل کی نہ نکلی یا ان اگر وہ ہوتے
تو اور اُسکو بڑا زور ہوتا اُنکے مرنے سے اسکا زور کم ہوگیا اب صرف چند بادشاہون پر اسکا دارومدار
ہے وہ مہ سے عشاق پر جو اُسکا اُستاد ہے اور وہ اُسکے ہمراہ تھا کیونکہ پرانا ساحر ہے سامری و جمشید
کے وقت کا ہے اُسکے سحر بڑے بڑے غضب کے ہین مگر غلامان حضور کو اُسکا بھی خوف نہین ہے ای
خداوند یہ جو ساحر آئے ہین یہ چار بھائی ہین جنھون نے آپ کو نامہ تحریر کیا ہے یہ بڑے خیرخواہ ہین
سمندر شاہ کے یہ ساحر بھی زبردست ہین اور پہلوان بھی ہین انکا بڑا زور ہے اور اسی طور سے بہت
سے ساحر ہین وہ سب آئینگے اور مقابلے ہونگے اُنکے سحر کا حال معلوم ہوگا غلام سب سے مقابلہ
کریگا یہان پہلوانی و دلاوری کا کام نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا یہان تو یہ گفتگو
ہورہی ہے اُدھر وہ ساحر جواب نامہ لیکر بارگاہ مین اپنے سردارون کی یعنی بارگاہ قسیم و جمشید مین پہونچا
جواب نامہ دیا قسیم نے پوچھا کیون دربار کی حالت دیکھی کیسا دربار ہے اُسنے تمام کیفیت دربار
کی بیان کی اور کہا کہ ہمنے آج تک ایسا دربار نہین دیکھا مین خیال کرتا ہون کہ سمندر شاہ جو کہ
اسوقت شہنشاہ ہے اور مثل آپ کے ہزارون بادشاہ اُسکے خراج گذار ہین اُسکا بھی ایسا دربار
نہوگا سمندر شاہ کا کیا ذکر ہے مین یہ تصور کرتا ہون کہ یہ ثروت و حشمت و رعب و داب و شان و شوکت
خداوند کے بھی دربار کی نہوگی جو ان خدا پرست کے دربار کی ہے ہزارون بلکہ لاکھون سردار ہین
مین تو جاکر حیران ہوگیا اسقدر کرسیان و دنگل تھے کہ جسکی انتہا نہین مگر سب مملو از سرداران تھے
میرے لیے اور کرسی آئی جب مین اُسپر بیٹھا جب نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھوایا اور اُسکا مضمون سنا بہت
سخت جواب دیا اور زبانی بھی یہ کہا ہے یہ کہکر جو صاحبقران نے کہا تھا سب تقریر بیان کی جو تقریر کہ
سہراب سے ہوئی تھی وہ بھی بیان کی اور کہا اے بادشاہ یہ نئی بات تھی کہ اندر بارگاہ کے سحر فراموش
ہوگیا تھا جب باہر بارگاہ کے آیا تو سحر یاد آیا مین نے یہ خیال کیا کہ یہ کارروائی سہراب کی تھی

اگر سحر فراموش نہوتا تو ضرور بارگاہ مین ایک نہ ایک کو قتل کرتا یہ نہ معلوم تھا کہ سہراب اُس بارگاہ مین ہی ورنہ
اُسکا بند و بست کرلیتا اس سبب سے مین دھوکا کھا یا خیر دیکھا جائیگا یہ سُنکے اُن چارون بھائیون کو بہت غصہ
آیا برہم ہو کر اُس نامے کو دبیر کو دیا کہ اس نامہ کو پڑھے اُسنے جو نامہ پڑھا اور اُسکا مضمون جو سنا تو اور بہ
غصہ آیا پس دبیر سے نامہ لیکر فوراً چاک کرڈالا اُسی حالت غصہ مین حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ بجے یہ لوگ یون
نہ مانینگے بدون سزا پائے ہوے یہ لوگ اس مقام کو بھی مثل چاہ الماس وغیرہ کے تصور کرتے ہین خبر
اب کہان جاتے ہین وہ اور مقام تھے یہ اور مقام ہی یہ لوگ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین ہم لوگون سے
کیا مقابلہ کرسکتے ہین ایک سحر مین سب کا خاتمہ ہو جائیگا وہ جو صاحبقران ہین جنکو وسحر لینے اسم اعظم یاد ہی
اور اسپر اُنکو بڑا ناز ہی ایک دم بھر مین اسم اعظم بند کرلو انگا سب بھول جائینگے بے سر و سامان ہو کر میرے
ہاتھ سے مارے جائینگے اور مین نے سنا ہی کہ حمزہ بڑا کشتی گیر ہی جب ہم لوگون سے مقابلہ ہوگا اُسوقت
حال معلوم ہوگا پس حکم طبل جنگ دینا تھا کہ طبل سحر پر چوب پڑی لشکر کفار کو معلوم ہوا کہ کل حریف سے مقابلہ
ہوگا طبل جنگ کا حکم دیکے قسیم جسیم وغیرہ نے دربار برخاست کیا اور اپنے مقام راحت کو چلے گئے
یہان لشکر مین خبر جنگ کی پھیل گئی لشکر اسلام کے ہرکارے جو بامر جاسوسی مقرر تھے اور قبل آنے نامہ بر کے
لشکر قسیم مین موجود تھے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے بعجلت روانہ ہوے جب لشکر مین پہونچے یہ حالت تھی
کہ پسینے مین غرق خاک مین آلودہ سانس پھولی ہوئی ہچکیے ہوے بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر کھڑے ہوے
مجرا کیا و دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا جہان پناہ کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پامال ہون یہ غلام
خبر تازہ لیکر آئے ہین خواجہ نے کہا کہ بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ یہ غلام دربار مین کفار کے موجود تھے
کہ جواب نامہ پہونچا اُس نامہ بر نے جو یہان تقریر ہوئی تھی سب بیان کی اُسپر وہ لوگ بہت برہم ہوے
اُسکے بعد نامہ کا جواب سنا اور زیادہ غصہ آیا اُسی حالت غیظ مین نامہ کو چاک کرڈالا اور حکم طبل
جنگ دیا پس لشکر کفار و ساحران غدار کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی یہ خبر ہی باقی سب خیریت ہی بادشاہ نے
ہرکارون کو انعام دیا وہ تو سلام کرکے رخصت ہوے اُدھر صاحبقران نے بادشاہ کی طرف
دیکھا بادشاہ نے خواجہ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین حکم دو کہ بفضل ایزدی وبتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے یہ حکم دینا تھا کہ خواجہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور طرف نقار خانہ کے چلے ادھر نقارچیون
کو خبر ہوئی کہ خواجہ آتے ہین حکم طبل جنگ بجنے کا ہوا ہی پس اُنھون نے نقارون کو سینک سانک سے
درست کیا داروغہ نقار خانہ نذر لیکر انتظار مین خواجہ کے کھڑے ہوے کہ خواجہ پہونچے اُنھون نے
نذر دی خواجہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہی کیونکہ یہان تو یون ہی طبل جنگ بجا کریگا ہر روز تم کہان تک
نذر دیا کروگے کہان سے لاؤگے کیونکہ تم خود ملازم ہو اُنھون نے کہا کہ آپ کی عنایت سے سب کچھ
ہمارے پاس موجود ہی یہ آپ کا حق ہی خواجہ نے کہا کہ خیر تم مجبور کرتے ہو مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تم ناخوش
ہو اگر تمھاری خوشی اسی مین ہی تو لاؤ یہ نہ کہنا کہ ہمکو خواجہ نے اس قابل نہ جانا کہ نذر دی اُنھون نے
نذر لی خیر ابکی تو مین لیے لیتا ہون مگر اب نہ ایسی حرکت کرنا یہ کہکر نذر قبول کر لی اُنھون نے چوب خواجہ کے
ہاتھ مین دی اور غاشیہ طبل پر سے اُٹھایا خواجہ نے چوب اُٹھا کر نقارے پر لگائی صدائے نقارہ بلند
ہوئی صدائے نقارہ سے تمام زمین ہل گئی درندے صحرا سے بھاگنے لگے شیر کان کھڑے کرکے بھاگے صدائے
نقارہ سے گوش گردون دون کر ہو گئے شعر ز نقارہ آواز آمد برون * کہ دون است و دون است
گردون دون * صدائے نقارہ سے تمام صحرا ہل گیا طائر آشیانون سے پرواز کر گئے ادھر نقارچی نقارے

بجانے لگے شیشا کو وہم دیا نوبت بجنے لگی خواجہ نقارہ بجا کر چلے آئے اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل لشکر کفار
سے مقابلہ ہوگا یہان بھی سامان جنگ ہونے لگا بادشاہ نے جب حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اُسکے بعد دربار
برخاست ہوئیگا سب سردار اپنے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے لشکر مین بندوبست ہونے لگا ادھر وہ طائران
سحر جو کہ سمندر شاہ نے مقرر کیے تھے وہ یہ خبر لیکر طرف شہر سمندریہ کے چلے یہان سمندر شاہ دربار مین
بیٹھا ہوا ہے دربار آراستہ ہے سب سردار حاضر دربار ہین عشاق بھی بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہین کہ وہ
طائران سحر دربار مین آئے یہان یہی ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھیے قسیم و حبیبہ کب مقابلہ کرتے ہین سمندر نے کہا
کہ جب طبل جنگ بجے گا تب کو طائران سحر خبر دینگے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچے انھون نے
بزبان انسانی یون تقریر کی کہ اے سمندر شاہ آگاہ و خبردار ہو آج آپ کے ہواخواہون نے طبل جنگ
بجوایا ہے کل خدا پرستون سے مقابلہ کرینگے یہ خبر ہم اسی امر پر مقرر تھے اب ہماری خدمت تمام ہوئی بس
اتنا کہکر اوڑے اور وہ طائر جلکر خاک ہو گئے یہ خبر سنکر آپس ہوا خواہون سے سمندر شاہ نے حکم دیا کہ سب تیار رہین
اور سواریان حاضر ہین ہم کل جاکر تماشہ جنگ کا دیکھینگے کیونکر خدا پرست مقابلہ کرتے ہین ساحرون اور
غیر ساحرون سے کیونکر مقابلہ ہوگا یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا یہان سب اپنا بندوبست کرنے لگے ادھر کا
حال سماعت فرمایئے کہ جب دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور دربار برخاست ہوئے سب اپنا بندوبست
کرنے لگے لشکر ساحران مین سب ساحر اپنا سحر جگانے لگے ہر طرف گوگل اور لونگون کی خوشبو پھیلی ہر خیمہ سے
صدائے خوک آنے لگی اگیاری ہر ایک نے روشن کی کسی نے خوک کے بچہ کو جھٹکا کیا اُسکے خون سے غسل
کیا اپنے سحر کو تازہ کیا ہر خیمہ سے دھوان بلند تھا کوئی لونا چماری کو پکارتا تھا کوئی یہ کہتا تھا کہ کالی کلکتہ
والی کوئی زبان بنگالہ مین الفاظ سحر ادا کر رہے تھے ہر ایک اپنے سحر کو جگا رہا تھا نارنج و ناریل و پیکان
و سوئیان ہر ایک سحر کی تیار کرتا تھا ماش مسور رائی وغیرہ سب سامان درست کر لیا تھا کسی نے چوکا
دیا کوئی گلدستہ سحر تیار کرنے لگا لشکر کفار مین تو ساحران غدار سحر کو درست کر رہے تھے لشکر اسلام مین
جب دربار برخاست ہوا سب سرداران نیک نام و افسران خوش انجام و غازیان دیندار و نجبا مہران
تہور شعار اپنے خیمون مین آئے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے ہر مقام پر یہ چرچے ہو رہے
ہین کہ کل بڑا غضب ہے کہ ہم لوگ تو سحر سے واقف نہین ہین اور ساحرون سے مقابلہ ہے خدا ہماری آبرو
رکھیگا تو رہیگی ورنہ کیا رہ سکتی ہے وہی حامی و مددگار ہے وہی عزت رکھنے والا ہے وہی سب کا مالک ہے
وہی مختار ہے جو ہمارے مقدر مین ہوگا وہ ہوگا ہم اُسکے بندے ہین اُسکے حکم سے باہر نہین ہو سکتے ہین
اگر اسی طور سے ہماری قضا آئی تو کیا چارہ ہے یہ تو نہوگا کہ ہم کفار کے خوف سے فرار کر جائین اگر ان
بدمعاشون کے ماش چلینگے تو ہمارے بھی ہاتھ جہانتک کام دینگے چلینگے اگر ہاتھ بیکار ہو جاینگے تو
دانتون سے بوٹیان کاٹینگے کھبت سے باہر نہونگے اپنے سردار کے پسینہ پر خون گرائینگے یہ تقریر باہم
کرتے تھے ہر ایک کے خیمہ مین دس دس پانچ پانچ سردار جمع تھے اور میدان جنگ کے ذکر ہو رہے تھے
ایک کہتا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے خدا نے تو اُس مقام پر آبرو رکھی تھی کہ جہان بالکل آبرو جانے کا موقع تھا
کیسے کیسے ساحرون کو قتل کیا کس کس طرح سحر سے بچے یہ کیا جنگ ہے وہ ضرور مدد کریگا یہ بھی پار کرے گا
ابھی تھوڑے دنون کا ذکر ہے کہ کنارے دریائے نیل رنگ کے کسقدر سردار جمع ہوئے تھے اور کوئی موقع
جان کے بچنے کا نہ تھا اور جس سے مقابلہ تھا وہ وسط دریا مین تھی جب تک وہ نہ قتل ہوئی اُس وقت تک
اُسکا سحر نہ دفع ہوتا پھر کیونکر خدا نے وہ بلا رد کی کیسی مدد کی یہان تک نوبت آئی تھی کہ صاحبقران کا

اسم اعظم بند ہوگیا تھا مگر اسپر بھی کسی کو ہراس نہ تھا نظر بخدا تھی اُسنے وہ مشکل کیونکر حل کی یہی اُسی طرح سے
حل کرے گا کوئی مقام تشویش نہیں ہی اُسکی ذات پہ نظر رکھنا چاہیے ہر خیمے میں یہ چرچے ہو رہے ہیں
سب سردار اپنے آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہیں کوئی نیزے کی سنان کو [illegible] چمکاتا ہی کوئی تیر
اچھے اپنے ترکش میں رکھتا ہی کوئی زرہ صاف کر رہا ہی کوئی خود کو درست کر رہا ہی کوئی تلوار کو سان پہ چڑھا
رہا ہی کہ عقل چرخ پیر کی گردش میں ہی کوئی نیمچون کو صیقل کر رہا ہی یہی سامان جنگ درست ہو رہا ہی چونکہ
رات ہی تمام صحرا میں چاندنی پھیلی ہوئی ہی دونوں لشکروں میں طلایہ پھر رہا ہی صدائے حاضر باش و ناظر باش
بلند ہی طبل جنگ بج رہا ہی سہراب و غزالان اپنے خیموں میں بیٹھے ہوئے سحر کو جگا رہے ہیں سردار جو جو
کہ منچلے ہیں اور اُنکو شوق جنگ ہی اشتیاق سحر میں جاگ رہے ہیں یہ خیال ہی کہ سحر ہو تو میدان جنگ میں
جا کر مقابلہ کریں کفار کشی میں مصروف ہوں اس اشتیاق میں خیموں سے نکل نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے
ہیں کہ ستارہ سحری آسمان پر نکلا یا نہیں سفیدۂ سحری ظاہر ہوا نسیم سحری کے جھونکے آئے یا نہیں بیرون خیمہ
آ آ کر دیکھتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں پھر گھبرا کے نکلتے ہیں اسی شغل میں اپنی شب بسر کر رہے ہیں بہت سے
باہم گلے مل رہے ہیں کہ کل عروس مرگ سے ہمکنار ہونگے اُنکے نزدیک وہ رات شب عید سے زیادہ تھی
ہر ایک باہم مل رہا ہی اور کہتا ہی کہ بھائی باہم مل لو آج شب عید ہی وہ خوش ہو ہو کر گلے ملتے ہیں اور خوش
ہوتے ہیں اس خوشی و سامان جنگ میں رات بسر ہوگئی اور ستارہ سحری آسمان پر چمکا شمعیں جھلملانے لگیں
روشنی پھیکی سفیدی چھا گئی روے ماہتاب فق ہوگیا پروانے جل جل کر جو لگن میں گرے تھے وہ نظر آنے لگے
اور جو باقی تھے وہ شمع پر صدقہ ہونے لگے کیونکہ اُنپر ثابت ہوا کہ اب شمع کا کوچ ہی یکایک ظلمت شب
پر نور عالم افروز کا قبضہ ہوا سپاہ ظلمت نے لشکر نور سے شکست کھائی ماہتاب مع ستاروں کے طرف
ہوم خانہ مغرب کے روانہ ہوا آمد آمد ساحر روز کی ہوم خانہ مشرق سے شروع ہوئی ساحر شب نے
شکست کھائی اُسکا سحر رد ہوا ساحر شب بخوف ساحر روز طرف اپنے مقام کے مع اپنے ہمراہیوں کے
روانہ ہوا یعنی ماہتاب نے کوچ کیا خورشید خاوری افق مشرق سے بصد کر و فر برآمد ہوا آفتاب عالمتاب
کا وہ دریچہ مشرق سے برآمد ہونا یعنی آفتاب کی آمد ہوئی آثار سحر آسمان پر ظاہر ہوئے یہ جو حال سب نے
دیکھا خادموں سے پانی براے وضو طلب کیا لشکر میں اذان ہونے لگی لشکر کفار میں وردی بجنے لگی
ساحر مشرق میدان فلکی پر جھولی سحر شعاع کی پر ڈالے ہوئے ہوم خانہ مشرق سے برآمد ہوا یعنی آفتاب نکلا
ظلمت شب برطرف ہوئی نور سحر سے عالم کو روشن کیا باغوں سے نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے گل
کھلے تمام باغ مہک گئے خوشبوے گل سے ہر ایک کے دماغ معطر ہوئے اشجار بار اثمار سے زمین
کے بوسے لیتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حمد خدا میں مشغول ہیں جب ہوا کا جھونکا آتا تھا شاخیں جھک
جاتی تھیں یہ معلوم ہوتا ہی کہ سجدۂ شکر کر رہی ہیں طائران خوش الحان شاخہاے اشجار پر بیٹھے ہوئے
بزبان بے زبانی حمد باری کر رہے ہیں کوئی کہہ رہا ہی کہ ٭ ہر گیاہے کہ از زمین روید ٭ وحدہ لا شریک لہ
گوید ٭ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ فاختہ قلندر مشرب کسوت قلندری
پہنے ہوئے شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی صداے کوکو دے رہی ہی قمری حق سرہ کے دم بھر رہی ہی بلبلیں
گلہاے شگفتہ کو دیکھکر خوش ہو رہی ہیں یہ حالت وجد تھی کہ کبھی اس شاخ پر گلوں کے پاس بیٹھی ہوئی گلوں
کے بوسے لے رہی تھی کبھی اُس شاخ پر ہر رنگ کے گل کھلے ہوئے ہیں سرخ و زرد کوئی اودہ ہی کوئی نارنجی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ [illegible] طناز لباسہاے گوناگون پہنے ہوئے کھڑے ہیں کسی طرف سنبل کھلی ہوئی ہی یہ

ثابت ہوتا ہی کہ کوئی معشوق اپنے گیسو سنوار رہا ہی کسی جا شب نرگس کا یہ عالم ہی کہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی معشوق دیدہ بازی مین مصروف ہی ایک طرف نسترن کی بہار یاسمین کے درختون کی قطار وہ کھلے ہوے اُنکی مہک ایک جانب یاسمن و نسرین کسی طرف گل داؤدی کسی طرف اشجار لالہ قطار در قطار چونکہ وقت سحر تھا ہر رنگ کے پھول کھلے ہوے تھے بیلا چنبیلی موگرا کوڑیالہ انکی الگ خوشبو تھی کیوڑہ گلاب الگ اپنی خوشبو دے رہا تھا ہر باغ پر عجب عالم ہر ایک اشجار گلون سے لدا ہوا تھا باغبان اپنے باغ کی بہار دیکھکر شاد ہو رہے تھے ہر طرف تھالون مین پانی دیتے پھرتے تھے بلبلون کو گلچین کا خوف تھا ہر مقام سبز گلون کا انبار تھا نہرین پانی چھلک رہا تھا فوارے جاری تھے ہر اشجار زمردین معلوم ہوتا تھا ہر گیاہ درخشت لوح زمردین کا نمونہ تھی باغون کا تو یہ عالم تھا صفت پروردگار عالم کا نمونہ تھا ہوا جو اس طرف سے ہو کر آتی تھی دماغ معطر ہو جاتے تھے صحرا کا یہ عالم تھا کہ گھاس خودرو مہکے ہوے ہر طرف سبزہ روئیدہ وہ سبزہ نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے بال کھڑے ہو گئے ہین سبزے پہ جو قطرہ ہاے اوس پڑے تھے وہ گوہر غلطان کا لطف دکھاتے تھے طائران خوش رنگ شجر پہ بیٹھے ہوے حمد الٰہی کر رہے تھے اور عالم وجد مین جھوم رہے تھے گلون کا سہرا چوم رہے تھے کاشتکار کھیتون مین پانی دے رہے تھے ہر طرف زمین پر جو پانی روان تھا اسپر جو عکس آفتاب پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر آفتاب نکلے ہوے ہین یہ ثابت ہوتا تھا آب مروارید روان ہو عجب سمان تھا زیر آسمان صبح کا وقت تو عجب عمدہ وقت ہوتا ہی ہر ایک دل خوش و بشاش ہوتا ہی صحرا کا یہ عالم تھا باغون کا یہ حال تھا یہان لشکرون مین سب سردار صداے اذان سنکر اُٹھے وضو کیا نماز سحر ادا کی اُدھر لشکر کفار مین گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے یہان تک کہ آفتاب نکل آیا تمام عالم روشن و منور ہو گیا ہر طرف آمد سحر کی دھوم ہوئی خلاصہ یہ کہ سب نے نماز سے فراغت کر کے جنگ پر کمر کسی اپنے اپنے خیمون سے نکلے یہان لشکر کفار مین بھی کمر بندی ہو چکی تھی سب لشکر تیار تھا یہان لشکر اسلام مین سب سردارون کو بادشاہ و صاحبقران کا انتظار تھا کہ بادشاہ برآمد ہون تو ہم لوگ بھی طرف میدان جنگ کے چلین آخر کو انھون نے لشکر طرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ کیا خود طرف در دولت کے چلے جلوخانہ مین آکر بادشاہ و صاحبقران کا انتظار کرنے لگے اُدھر صاحبقران کو خادم نے بیدار کیا صاحبقران خواب راحت سے بیدار ہو کر مسجد کر پاس مین امور ضروری سے فراغت کر کے تشریف لائے وضو کر کے نماز ادا کی وظیفہ شروع کیا بصد خشوع و خضوع دعا کی اپنی ظفر کی درگاہ باری مین عرض کیا کہ اے کریم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی میرا حامی و مددگار ہی کیونکہ مین علم سحر و ساحری سے واقف نہین ہون اور ساحرون سے مقابلہ ہی تو اگر مدد کریگا تو یہ بار رد ہو گی تیری ذات پہ میرا تکیہ ہی تیرے بھروسے پر ساحرون سے مقابلہ کرتا ہون تو اگر مدد کریگا تو یہ جنگ بھی سر ہو گی مین تیرا ایک عبد گنہگار ہون بخشش کا امیدوار ہون یہ کہکر اور دونون ہاتھ بلند کر کے کہنے لگے اور یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے نظم

شش چیز عطا بکن ز ہستی
یارب تو چنان کن کہ پریشان نشوم
تا از در تو بدر پریشان نروم
نہین کوئی ایسا جو ناکام ہی
بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا

ایمان و امان و تندرستی
محتاج برادران و خویشان نشوم
الٰہی تری سلطنت ہے رفیع
زمانے پہ بخشش تری عام ہے
سیہ رو جو آیا ہوا روسپید

اے خالق ہر بلند و پستی
علم و عمل و فراخ دستی
بے منت مخلوق مرا روزی ده
الٰہی تری منزلت ہی وسیع
گدا جو ترے در کا ای رب ہوا
کب اس در سے سائل پھرا ناامید

برابر نظر دشمن و دوست پر
عقوبت کرے جو سزاوار ہون
مین عاصی ہون ای طرف دعیا نگر
کوئی اور معبود ہے یا الہ
یہ مناجات جب ختم کی تو یہ رباعی
در دامن شب صبح نما بندہ توئی

نہین منحصر مغز ہر پوست پر
ترا ایک بندہ ہون مین بے ہنر
تو اب جلد مشکل یہ آسان کر
مین بندہ ہون تیرا مرا تو خدا
یہ دل جوئی پڑھتا متضرع کی رباعی
کار مین بیچارہ قوی بستہ شدہ

الٰہی مین بندہ گنہگار ہون
ترے عبد احقر کا ہون مین پسر
سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ
نہین کوئی بندے کا تیرے سوا
ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی
بکشا خدایا کہ کشایندہ توئی

پڑھ رہے تھے کہ خواجہ اپنے خیمے سے بیدار ہوکر مسجد کے پاس مین آئے دیکھا کہ صاحبقران مناجات کر رہے ہین آکر کہا کہ صاحبقران تمکو بھی اپنے باپ و دادا کی طرح التجا کرنے کی عادت ہوگئی ہے بس مناجات کر چکے اب اٹھو میدان جنگ کے چلنے کا وقت آگیا ہے سب لشکر تیار ہے اور میدان جنگ کو جا چکا ہے سب سردار جلوخانے مین حاضر ہین لشکر میدان جنگ کو جانے لگا ہے یہ سنکے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا اور خواجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ خواجہ تم بڑے شیطان ہو کسی وقت اپنی حرکت سے باز نہین آتے ہو یہ کون سا وقت مذاق کا تھا تمنے پوری دعا بھی نہ کرنے دی کہ آ پہونچے اچھا اسلحہ کا صندوق حاضر کیا جائے بس یہ حکم دینا تھا کہ خادم نے اسلحہ کا صندوق حاضر کیا بس صاحبقران نے تبرکات جسم پر آراستہ کیے آلات حرب و ضرب سے اپنے کو آراستہ کیا خادم مرکب لیکر در مسجد پر حاضر ہوا کہ صاحبقران آلات حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوے خواجہ عقب مین تھے صاحبقران آکر مرکب پر سوار ہوے خواجہ نے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران طرف جلوخانے کے چلے یہان سب سردار حاضر جلوخانہ تھے کوئی سیف ہلا رہا تھا کوئی تو دہ بنائے ہوے تیراندازی کر رہا تھا کوئی گرز ہتوا شے ہوے ضرب آزما رہا تھا کہ صاحبقران پہونچے کوئی زین بچھائے ہوے بیٹھا تھا کوئی ٹہل رہا تھا کوئی مرکب پر سوار مرکب کو کاوے پر لگائے تھا کوئی مرکب کو پھیر رہا تھا صاحبقران کو جو سب نے دیکھا سب طرف سے کھڑے ہو گئے جو مرکب پر سوار تھے وہ بھی اتر پڑے سب نے جھک کر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور مرکب پر سے اتر پڑے کہ خواجہ نے زین پوش بچھا دیا صاحبقران بھی سرداروں کے ہمراہ تیرافگنی کرنے لگے انتظار آمد شاہ کرنے لگے کہ اتنے عرصے مین نقیب کی صدا آئی راوی نے بیان کیا ہے کہ آدھر خادم نے بادشاہ کو بیدار کیا بادشاہ نے نماز وغیرہ سے فراغت حاصل کی بعد اسکے لباس مریب تن کر کے تخت پر سوار ہو کر حکم دیا کہ تخت اٹھایا جائے کہاریان تخت لیکر طرف جلوخانہ کے روانہ ہوئین آگے آگے نقیب صدا دیتے بڑھے طفلان ماہ پیکر کے ہاتھون مین لوٹے عود عنبر کے تھے کہ جنمین عود سلگ رہا تھا کہاریان دنوجین کنول الماس نگار و زمرد نگار ہاتھون مین لیے ہوے کہ جنمین مومی و کافوری شمعین روشن چلی آتی تھین کہ سرخ پردہ چرخی پر بلند ہوا اسکی صدا سے سب ہوشیار ہوے مودب کھڑے ہو گئے کہ نقیبون نے صدا دی کہ سب خبردار ہو جائین کہ جہان پناہ خدیو بارگاہ کیوان کلاہ مالک تخت سلیمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی تشریف لاتے ہین اس صدا سے سب ہوشیار ہوے قاعدے سے کھڑے ہوے کہ پہلے طفلان ماہ پیکر آئے اسکے بعد کہاریان جو کہ کنول لیے ہوے تھین کہاروں نے تخت بدلوایا زنانہ عملہ واپس گیا اب سواری چلی چتر سر پہ گردش کھانے لگا بال ہما کے مرچھل ہونے لگے نقیب صدا دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ جاہ و اقبال کی ترقی ہو

دمبدم ستارۂ اقبال چمکتا جائے ادب سے قاعدے سے طریقے سے جوانو کھڑے ہو کہ سواری آتی ہی چلیے سواری جلوخانے مین آئی صاحبقران نے بڑھکر مجرا کیا عرض بیگی نے عرض کیا کہ جہان پناہ صاحبقران نگاہ روبرو بادشاہ نے سینے پر رکھا پھر تو تمام عزیزون کے سلام ہونے لگے عرض بیگی ہر ایک کا نام لیکر عرض کرتا کہ فلان نے مجرا کیا فلان نے سلام کیا بادشاہ ہر ایک کا مجرا و سلام لیتے ہوئے بیرون جلوخانہ آئے یہان سردار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوکر گرد تخت کے چلے چونکہ صبح کا وقت تھا سہانا نوار خوشنما کو دم رہے تھے نیچے نیچے سرون مین یہ غزل گا رہے تھے غزل

تھا کہ خداوند ہی تو لوح و قلم [illegible]	اس [illegible] ت پہ کہو جلوہ نما ہے
بستے ہین ترے سایہ مین سب شاہ بڑے سے [illegible]	آباد ہی جسے ہی تو گھر دیر و حرم کا
اور دل مین بھر و سا ہے [illegible] نام لیکر [illegible]	مانند حباب آنکھ تو اک جو ہر دکھلی تھی
مقدور ہے کہان لب تر سے وصف تیرے رقم کا	
کیا تاب کہ گذر ہو سکے تنقل سکے قدم کا	
ہی خوف اگر جی مین تو ہی تیرے [illegible]	
گذرانہ ہر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا	

یہ غزل اس دھن ہائم الیسی تو بیری ہی گویم [illegible] تھے کہ صدا آسمان کے پار ہوئی جاتی تھی اُدھر نقیبان خوشگلو الگ صدا دے رہے تھے اُنکی صدا سے آتا [illegible] دل کیل ہوے جاتے تھے اس طور سے تو سواری مثل بادبہاری کے بادشاہ طرف میدان جنگ کے چلی اُدھر وقت کا یہ عالم تھا کہ جو لشکر اسلام مین پہونچا کبھی اُسکا رنگ زمرد گون ہو گیا کیونکہ لشکر اسلام مین ہر قسم کے لباس ہر نوع بیس سبز وزرد اپانی غزیز نے طلسم فتح کیا اور جس رنگ کا لباس اُسکو اُس طلسم سے ملا اُسنے اپنے لشکر کو تقسیم کیا بدین سبب ہر ایک کے رنگ جدا ہین اور اُنکا لباس جدا ہی لیکن جب لشکر آتا ہوا اور غبار بلند ہوتا ہی اُسی رنگ کا رنگ صحرا کبھی ہو جاتا ہی خلاصہ یہ کہ کبھی یاقوت رنگ صحرا ہو گیا کبھی زنگار گون ہو گیا یہانتک کہ کل لشکر آکر پہونچا ہر ایک کے علم کھل گئے پھریرے اُڑنے لگے باجے بجنے لگے پہلوان گرجنے لگے کہ اتنے مین صدا نقار سے کی آئی تمام لشکر طرف پڑاؤ کے دیکھنے لگا کہ سواری بادشاہ کی آئی کیونکہ یہ عرض ہو چکا ہی کہ سردارا اپنے اپنے لشکر روانہ کر کے جلوخانے کی طرف روانہ ہوے تھے یہان لشکر قبل سے آگیا تھا بس سواری بادشاہ کی بھی آکر پہونچی راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ صبح کا وقت نسیم سحر کی سے جھونکے کا چلنا گلون کا کھلکر خوشبو دینا وہ اُسکے قطرون کا عکس آفتاب سے مثل دُر غلطان کے چمکنا ہوا سے سرد کے جو جھونکے آئے سردارون نے بندقبا کھولدیے ہوا کھاتے ہوئے ہمراہ بادشاہ کے چلے آتے ہین جو کہ عاشق مزاج ہین وہ تو ہوا سے سرد کے جھونکے کھا کر مست ہو گئے جھومنے لگے یہ معلوم ہوا کہ نشہ شراب محبت سے مست ہوے ہین اسی طور سے سواری بادشاہ کی جنگ گاہ مین پہونچی ہر ایک سردار اپنے لشکر مین آیا تخت شاہی قلب لشکر مین قایم ہوا صاعقہ آرا نکلے اُنھون نے صفین درست کرنا شروع کین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ابھی صفین نہ آراستہ ہو چکین تھین کہ اُدھر سے آمد آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی کالے کالے علم کے پھریرے اُڑتے ہوے اژدرون کی پشت پر علم نصب کیے ہوے اُسکے عقب مین تختہا سحر پر چار و ناچار بہائی قسیم و شسیم وغیرہ سوار عقب مین لشکر کفار کے ساحران غدار جھولیان جھولیان شانون پر ڈالے آفت کے پرکالے نیزے ہاتھون مین لیے ہوے طائران سحر پر سوار مثل باز و بط و طاؤس وغیرہ کے کوئی اژدر آتش فشان پر سوار منھ سے اُسکے شعلے نکلتے ہوے کسی ساحر کا یہ عالم کہ تمام جسم سے آگ شعلے نکلتے ہوے کسی کے گلے مین ماران سیاہ لپٹے ہوے کسی کی پیشانی پر عقرب چپکے ہوے ڈنک زنی کر رہے تھے کسی کے دونون ہاتھون کی اُنگلیان مثل شمع کے روشن تھین کسی کے منھ سے مثل تنور کے دھوان نکل رہا تھا کسی کے سر پر ابر سحر سایہ فگن تھا اُس سے بار و عقرب برس رہے تھے لشکر کفار اس شان و شوکت سے آکر پہونچا ہر ایک آمد لشکر کفار کو دیکھکر دنگ ہو گیا وہ اُنکی کالی کالی صورتین یا کالی کالی مورتین بڑھو بڑھ

دانت سیاہ لباس پہنے ہوئے ہیں معلوم ہوتا تھا کہ شب تاریک روز روشن پر غلبہ کرنے کو آئی ہی یا سیاہ آندھی ہی
کہ چلی آتی ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سحر ہوئی سب کفار بیدار ہوے قسیم و قیم لشکر کو لیکر میدان میں
جب لشکر کفار بھی میدان جنگ میں پہونچا یہاں بھی صفیں درست ہونے لگیں میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوا جب دو
صفیں دونوں طرف آراستہ ہوئیں کہ لشکر اسلام کی طرف سے تبرداروں نے آکر انہوں نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا جو درخت کہ حائل نظر لشکر اسلام تھے انکو قلم کیا اسکے بعد سقوں نے آکر آبپاشی کی گرد و غبار کو بٹھایا
ادھر کفار نے بھی اپنا بند و بست کیا ایک ساحر نے جو سحر کیا تمام زمین ہموار ہو گئی اشجار خود بخود قلم ہو کر
گر پڑے ایک ہوا چلی تمام میدان خس و خاشاک سے صاف ہو گیا ایک نے پڑھ کر سحر کیا کہ ابر پیدا
ہوا اُس سے بارش ہوئی کہ سب گرد و غبار بیٹھ گیا جب [illegible] اور سب صفیں آراستہ
ہو چکیں لشکروں سے نقیب نکلے انھوں نے نقابت [illegible] نے صدا لگائی
دل لشکر کے بڑھا نے آواز دی کہ اے بہادرو ہوشیار [illegible] نام کا ہی وہ کام
کرو کہ صفحہ ہستی سے پہلے نام رستم و سہراب کا مثل [illegible] تمہارا نام روشن ہو اپنے
باپ دادا کے نام کو روشن کرو وہ ثابت قدمی دکھا [illegible] اور دشمن کو مٹا دو آج وہ تلوار
کرو کہ دشمن کے بھی چھوٹ جائیں وہ بھی یاد کریں کہ [illegible] سا ہوا تھا مگر کچھ بہت سے باہر قدم نہو
آج عروس جنگ سے ہمکنار ہو گئے وہ کام کرو کہ سب پر پتا ہو کہ اہل اسلام نے وہ تلوار کی ہی کہ جو
کبھی کسی مذہب کے لوگوں نے نہ کی ہوگی کیونکہ ساحروں سے مقابلہ کیا آپ بغیر ساحر تھے اسطور سے
مقابلہ کرو کہ سب پر روشن ہو جائے کہ یوں لڑتے ہیں کیونکہ یہ دنیا بالکل ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جو جو
کہ بڑے بڑے بادشاہ تھے وہ زیر خاک مقیم ہوئے اب انکا کوئی نام تک نہیں لیتا ہی انکی لحد کے نشان
تک نہیں باقی ہیں کوئی فاتحہ پڑھنے والا تک نہیں ہی خیال تو کرو کہ دارا و جمشید و کیقباد کیا ہوے یہ سب
حشمت و شوکت رکھتے تھے مگر کچھ کام نہ آیا ایک پل میں سب مٹ گیا سوائے لحد کے انکو مال دنیا سے
کچھ نصیب ہوا ہاں نام نیکی ابھی تک باقی ہی وہ خود نہ رہے صرف اتنی سی زندگی کے لیے یہ ثروت و
حشمت بیکار ہی وہ کام کرے کہ نام نیک رہے ہر ایک ساتھ نیکی کے یاد کرے نہ یہ کہ ساتھ بدی کے
ضحاک ماران کو دیکھیے کہ ایک ہزار برس زندہ رہا اور کسقدر ظلم کیا انجام اسکا کیا ہوا کہ فریدون نے
اُسکو کس عذاب سے قتل کیا اب سوائے بدی کے اسکو کوئی نہیں یاد کرتا ہی اگر نیکی کرتا سب نیکی کے ساتھ یاد
کرتے جیسے کہ نوشیروان کو جیسا کہ شاعر کہتا ہی ع زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل ٭ گرچہ بسے
گذشت کہ نوشیروان نماند ٭ آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک ٭ خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند ٭
مگر اسکا نام اب تک باقی ہی پس انسان کو لازم ہی کہ وہ کام کرے کہ جس سے نام باقی رہے آج اگر
تم لوگ مقابلہ کروگے حریف کو بھاگنے کی راہ نہ دوگے تو تمہارا نام صفحہ روزگار پر تا قیام قیامت قائم
رہیگا اور سب اس طور سے یاد کرینگے کہ فلان زمانے میں فلان لشکر خوب لڑے بڑے ملکر کہ بہت سے
ہزاروں کے کھیت ہوے لاکھوں زخمی ہوے گو یہ وقت نام کرنے کا ہی کہ جن سے تم مقابل ہو وہ
ساحر ہیں کیا نام ہوگا کہ غیر ساحروں نے ساحروں کو بھگا دیا بس اپنے نام روشن کرو اور دنیا کو
بے ثبات سمجھو ایسا مرنا تو حیات ابدی ہی کہ اگر قتل ہوے تو فہرست شہیدان میں نام لکھے گئے اور اگر
کفار کو مارا تو غازی کہلائے اسکی ذات سے یہ امید رکھنا چاہیے کہ ہم فتحیاب ہونگے نا امید نہ ہونا چاہیے
اُسکے نزدیک کیا بات ہی ایک پل میں وہ کوہ کو کاہ اور کاہ کو کوہ کر دیتا ہی وہ ہر مقام پر تمہارا حافظ ہی

اور تمھارے باپ دادا ہمیشہ میدان جنگ مین کھیت نہ چھوڑتے وہ ثابت قدمی دکھائی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو انکی غلامی قبول کرتے ہر ایک اُنمین اپنے وقت کا رستم و سہراب تھا وہ شمشیر زنی کی ہے کہ آج تک اُنکے نام کے سکے بیٹھے ہوے ہین بڑے بڑے بہادر انکا نام سنکے کانپ جاتے ہین بڑے بڑے دلاورون کو زیر کیا اپنے نام کے نشان بلند کیے ہر ایک معرکے اُنکے ہاتھ آئے ہی جو تو تم اُن شیرون کے شیر ہو کہ جو شیر صحرائی کو مثل روباہ کے تصور کرتے تھے اور تم اُس بیشہ کے شیر ہو کہ جو بیشہ شجاعت ہے اور اُس دریاے دلاوری کے نہنگ ہو کہ جسکا ہر ایک نہنگ نہنگ دریائی کے کانکو مثل کہنہ کے چیر ڈالتا تھا دلاوری اور جوانمردی تو تمھارا حصہ ہے تمسے کون مقابلہ کر سکتا ہے تمھارے آبا و اجداد نے بڑے بڑے سرکشان دہر کو ایک پل مین سرنگون کیا ہے تلوار کے سکے بیٹھے ہوے ہین ہر ایک بہادر اُنکا نام لیکر تلوار اُٹھاتا ہے کتابین تمھارے آبا و اجداد کی شجاعت کے ذکر سے بھری ہوئی ہین کوئی مقام ایسا نہوگا کہ اُنکی شجاعت کا ذکر نہو بس اپنے آبا و اجداد کے نام کو نہ مٹانا اپنی آبرو رکھنا یہی نام نیکی کام آئیگا ورنہ دنیا مین کوئی کسیکا نہین ہے اجل سے ایک نہ ایک روز دو چار ہونا ضرور ہے ناحق کا غرور ہے جو اسوقت جی ہے ہزار برس کے بعد مگر اُس مرنے سے یہ مرنا بہتر ہے کہ قابل ہو کر مرے تمھارے آبا و اجداد سے کوئی اپنی موت سے نہین مرا بجز تلوار کے کہ اُسنے میدان جنگ مین شہادت پائی مرتبہ شہدا ملا ہونا سورہ خیال لوکہ اس مقام پہ مرنا اچھا ہے کیونکہ چار اپنے اہل و چشم و ہم مذہب ہین اُس مقام پہ سے کہ جہان کوئی نہو خیال کرو کہ نہ ایسے ہونگے کہ اُنکو کفن تک نہ ملا ہو کسکا عالم مسافرت مین مرے کوئی اُنکا پرسان حال نہوا زاغ و زغن اُنکے گوشت و پوست کو کھا گئے اُنکے شکم اُنکے لحد ہوے کوئی اُنپر رونا بھی نہین اس سے وہ مرنا بالکل خراب ہے ہو یہان اگر مروگے تو اچھا ہے ہم جنس تمھارے جنازہ پڑھینگے شریک بیت ہونگے لحد مین کے کفن دیا جائیگا چار اپنے عزیز اپنی لاش پر گریان ہونگے اس سے یہ امر ہوگا کہ یہ سب یاد کرکے روئینگے کہ بڑا بہادر تھا کہ دشمن کے روبرو سے نہ بھاگا اپنی جان دی مقام افسوس ہے حال پر اُن لوگون کے کہ جو عالم غربت مین سفر آخرت کر گئے ہین اُنکا نہ کوئی عزیز اُنکے پاس تھا نہ کوئی دوست نہ معلوم اُنکی قبرین کہان ہین کوئی پوچھی تو نہین دریافت کرنے والا ہے یہ عالم اسباب ہے آمین جو جس سے ہو سکے قصور نہ کرتا ہی تارک بس آج تم اپنے آبا و اجداد کے نام کو روشن کرو اس دنیا کو طلاق دو اور لشکر کفار کے قتل کرنے پر کمر ہمت باندھو شعر بیاہ لاؤ تم عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو اپنے جسم نازنین پر زخمون کی پدھیان پہنکر عروس مرگ سے ہمکنار ہو یا لشکر کفار کو درہم و برہم کر دو بس ان چند اشعار پر خیال کرو

قطعہ

کل جہان پر شگوفہ و گل سے تھے　　آج دیکھا تو خار بالکل تھے
آج اُس جا ہی آشیانہ بوم　　اونچے اونچے مکان تھے جنکے کھڑے
کوئی لیتا نہیں ہے قیس کا نام　　تاج ہیں جنکے ملتے تھے گوہر
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتہ　　کون سی گور میں گیا بہرام
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے　　غیرت حور مہ جبین ندرے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوے　　نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے
صبح دم طائران خوش الحان　　جائے عبرت سرائے فانی ہے
　　پڑھتے ہیں کل من علیہا فان

دیگر

آج وہ شہسوار گور میں ہیں پڑے
کل تھا سیما پر بلبلوں کا ہجوم
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسہ سر
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتہ
ہے مکان تو مکین نہ رہے
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
مورد مرگ ناگہانی ہے
کہہ یکا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے

کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے	عجیب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر	کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

اور چند فقرے مذمت دنیا میں بیان کیے اسی طور سے کفار کی طرف کے نقیبوں نے بھی بیان کیے اپنے طریقے سے خوب جوش جنگ دلایا خوب خوب آمادہ جنگ کیا ایسی ایسی مذمت دنیا ثابت کی کہ جس سے یہ ہوا کہ سب کی نگاہوں میں نقشہ موت پھرنے لگی شکل اجل چار آئینے میں نظر آنے لگی جوانوں کی نگاہ میں یہ ثابت ہونے لگا کہ گویا تلوار چل رہی ہے ہر ایک آمادہ جنگ ہوا تلواریں پکڑ پکڑ کر قصد کیا کہ لشکر حریف پر جا پڑیں جوش شجاعت میں جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے دونوں طرف صفوں پر سناٹا چھا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لشکر کو لوٹ لے گیا ہر ایک عالم سکوت میں کھڑا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک کے سروں پر طائر بیٹھے ہوئے ہیں کہ اُنکے خوف سے حرکت نہیں کر سکتے ہیں سب پر عالم سکوت تھا ابھی دونوں لشکروں میں یہ عالم تھا کوئی نہیں نکلا تھا دونوں طرف سناٹا تھا نقیب یہ صدا لگا کر لشکر میں چلے گئے جوانوں کو جنگ پر آمادہ کر گئے یہی عالم تھوڑے عرصہ تک لشکروں میں رہا کہ کوئی نہ نکلا اب اسقدر ہوا ہے کہ ہوش آنے لگا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُدھر شہر میں سمندر شاہ صبح کو بیدار ہوا اور باہر آیا سب سردار حاضر ہوئے پس سب سردار جب حاضر ہو چکے اُسوقت سمندر شاہ نے کہا کہ چلو میدان جنگ میں قسیم و اسلام کا مقابلہ دیکھیں کہ کیونکر مقابلہ اسلام ساحروں سے کرتے ہیں یہ کہکر سمندر اپنے تخت پر سے اُٹھا اُسکا اُٹھنا تھا کہ سب سردار وغیرہ اُٹھے بیرون دربار آکے سمندر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اُسکے برابر عشاق بیٹھا اور سردار اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے سمندر نے ابر سحر اپنے سر پر قایم کیا وہ ابر گلنار تھا اُس سے بارش گوہر و یاقوت ہوتی جاتی تھی اسی طور سے ہر سردار نے اپنے مرتبہ کے موافق اپنا اپنا سحر کیا سمندر بڑی شان و شوکت سے طرف میدان جنگ کے بہر دید مقابلہ چلا یہ عالم تھا کہ گھنٹہ و ناقوس خود بخود بجتے تھے صداے نوبت آتی تھی ہر قسم کے باجے کی صدا اُس ابر سے آرہی تھی اسی طرح سمندر اُس مقام پر پہونچا ابھی کسی طرف سے کوئی برائے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ وہ ابر پیدا ہوا اُس سے صداے باجہاے جنگی و صداے نوبت آنے لگی یہ ابر جو اُٹھا دونوں لشکروں کے سردار اُس ابر کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ ابر کیسا اُٹھا ہے کون آتا ہے کہ یکایک اُس ابر سے سمندر شاہ پیدا ہوا تمہارے تخت پر سوار بڑی شان و شوکت سے آیا یہ دیکھکر قسیم وغیرہ نے جھک کر سلام کیا سمندر ایک طرف میدان جنگ کے سب سے الگ اپنے سرداروں کو لیکر کھڑا ہوا دیکھا اُسنے ایک طرف لشکر اسلام بڑی شان و شوکت سے صف آرا ہے نشانہاے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں صفیں آراستہ ہیں صاحبقران کو دیکھا کہ وہ بمرتبہ صاحبقرانی زیر علم چالیس قدم آگے لشکر کے کھڑے ہیں تخت شاہی وسط لشکر میں ہے سر پر چتر لگا ہوا ہے کوئی سو بادشاہ گرد تخت کے ہیں اور سب سردار اپنی اپنی سپاہ کو لیے ہوئے کھڑے ہیں ایک طرف سہراب تخت سحر پر سوار اپنے سحر کو درست کیے ہوئے ایک جانب غزالان طاوس سحر پر سوار کھڑی ہے سمندر یہ شان و شوکت لشکر اسلام کی دیکھکر سہراب و غزالان کو دیکھکر جلگیا مگر کیا کرے دیکھا کہ ایک طرف قسیم اپنے لشکر کو لیے ہوئے صفیں آراستہ کیے کھڑا ہے کوئی ابھی برائے مقابلہ نہیں نکلا ہے یہ سمندر نے دیکھا عشاق سے کہنے لگا کہ اے اُستاد ملاحظہ فرمائیے کہ کسقدر لشکر کثیر ہے خدا جانے کہاں تک لگا جاتی ہے سواے لشکر اسلام کے دوسری کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی ہے یہ کثرت ہے کہ زمین تک نظر نہیں آتی ہے یکایک نگاہ جا کر قید ہو جاتا ہے اُسکا نکلنا ایسے لشکر سے دشوار ہے

ہوا کا بھی گذر نا محال ہی ملاحظہ تو فرمائیے کہ تل رکھنے کی جا نہین ہی یہ بارگاہ زمین سے کیونکر اُٹھتا ہی اُسکی کمر
خم ہوئی جاتی ہوگی عشاق نے کہا کہ یہ کیا لشکر ہی اس سے زیادہ لشکر دیکھے ہین سمندر نے کہا کہ
نہ معلوم کیا سبب ہی جو ابھی تک مقابلہ نہین شروع ہوا ہی ادھر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ تمنے
دیکھا وہ نابکار بھی آیا ہی نہ معلوم کس قصد سے آیا ہی مین یہ خیال کرتا ہون کہ براے دید تماشا سے جنگ
آیا ہی خواجہ نے کہا کہ معلوم ہوا کہ سمندر کے آنے سے انکو خوف ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ وہ کیا نابکار
ہی مین سواے خدا کے کسی سے نہین ڈرتا ہون اسکی کیا اصل ہی جو مین خوف کرون ادھر جب قسیم وغیرہ
سمندر کو سلام کر چکے اور سمندر بھی ایک طرف الگ میدان جنگ سے کھڑا ہو چکا تو لشکر کفار سے
ایک مرتبہ ظلمان سیہ پوش اپنے اژدر سحر کو بڑھا کر خدمت مین قسیم کی آیا یہ وہی ظلمان ہی جسنے
نامہ بری کی تھی قسیم سے کہا کہ مجھکو اجازت جنگ مرحمت ہو کیونکہ مین مشتاق ہون کہ سہراب سے مقابلہ
کرون ذرا اسکے سحر کا زور دیکھون قسیم نے کہا کہ جا تجھکو سپرد خداوند قدیر کے کیا وہ سلام کرکے طرف
سمندر کے متوجہ ہوا اسکو جھک کر سلام کیا اور اژدر کو بڑھا کر میدان جنگ مین آیا اسطور سے سراپا
میدان کا دکھایا کہ سحر کیا ہزارون برقین چمکین رعد گرجا اولے پڑے کئی مقام سے زمین شق ہوگئی اژدر
پیدا کیے آگ برسائی سنگ باری کی خوب اپنے سحر کو آزمایا اُسکے بعد اژدر کو روک کر صدا دی کہ مین
امیدوار ہون کہ میرے مقابلے کو سواے سہراب کے کوئی نہ نکلے کیونکہ مین اُسکے سحر کا امتحان کرونگا
وہ اپنے کو بڑا ساحر زبردست تصور کرتا ہی حالت غفلت مین اُسنے میرے اوپر سحر کیا کہ جس سحر مین
مین مبتلا ہو گیا تھا مجھکو سحر کل دربار مین فراموش ہو گیا تھا کیونکہ مین نے جو خیال کیا تھا کہ مین سحر کرکے
کوئی کار نمایان کرون اُس سخت کلامی کی جو کہ کل تم لوگون نے دربار مین کی تھی سزا دون مگر تم
لوگ بہت ہوشیار اور عاقل تھے چپکے ہی یہ تدبیر کی کہ سہراب نے مجھکو غافل پاکر وہ سحر کیا کہ مین سحر
فراموش کر گیا اب مین دیکھتا ہون کہ آج کیونکر میرے مقابلے سے بچکر سہراب جاتا ہی یہ کہنا تھا کہ
سہراب اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روبرو بادشاہ کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ اجازت
جنگ مرحمت ہو کیونکہ حریف مجھکو اپنے مقابلے کے لیے طلب کر رہا ہی مین جاکر اُس سے مقابلہ کرون
بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو خداوند کریم کے سپرد کیا یہ فرماکر جام شربت عنایت فرمایا سہراب نے سلام
کرکے وہ جام پی لیا اور اُسکے بعد سلام رخصت کرکے خدمت مین صاحبقران کی آیا اُسنے اجازت
طلب کی صاحبقران نے بھی اجازت دی صاحبقران کو بھی سلام کرکے تخت سحر کو اُڑا کر میدان مین
آیا اور اُسکے روبرو کھڑے ہوکر تخت سحر کو روک کر کہا کہ او نابکار کیا لاف و گزاف کرتا ہی اسی منہہ پر
دعوی کرکے آیا ہی اور مجھکو طلب کیا ہی تیرا سب اسباب سحر زمین پر پڑا ہی ایسا بدحواس ہو گیا ہی کہ تجھکو
کچھ خبر نہین ہی میرے آنے سے تیرے ہوش جاتے رہے یہ میرا رعب تیرے اوپر غالب ہوا کہ تیرا
تمام جسم کانپنے لگا تو کیا مقابلہ کریگا تیرے ہاتھ پانون تو تیرے قابو مین ہین نہین تیرے اعضا خود
تجھ سے جدائی چاہتے ہین جبکہ تیرے اعضا تیرے قابو مین نہونگے تو تو کیا مقابلہ کریگا یہ اسطور
سے کہا کہ اُسنے جو خیال کیا دیکھا کہ دراصل تمام اسباب سحر زمین پر پڑا ہی اور میرے ہاتھ پانون بھی
درحقیقت قابو مین نہین ہین اور تمام جسم مثل بید کے کانپ رہا ہی یہ اپنی حالت دیکھکر وہ خیال
کرنے لگا کہ یہ کیا حالت ہی کہ مین کیون کانپنے لگا اب جو خیال کرتا ہی تو پورے طور سے زبان سے
الفاظ سحر نہین ادا ہوتے ہین زبان بھی لکنت کرتی ہی یہ اپنا عالم دیکھکر بہت حیران ہوا کہ اب کیا

کرون یہ صرف سہراب نے اسکو عاجز کر نیکو اور پہرا سے امتحان سحر کیا تھا کہ دیکہون یہ کیا کرتا ہی
اسکو بھی رد کر سکتا ہی یا نہین جب سہراب نے دیکھا کہ وہ کچھ حیران حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہی اور کچھ
نہین کر سکتا ہی یہ عالم دیکھکر کہا کہ بس اسی منہ پر یہ دعوی کرتا تھا کہ مین سہراب سے مقابلہ کرونگا
ایک ادنی سے میرے سحر کا جواب نہ دیسکا بس تیرا سحر اور دعوی دیکھ لیا سچ کسی نے کہا ہی بعض قول
شاعرون کا بھی درست ہوتا ہی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی شعر نہ ہر جا کہ ہین چمٹے سانپ وہ ڈستے نہین
کبھی ٭ گرجتے ہین جو بہت وہ برستے نہین کبھی ٭ دیکہو یہ ہر ہا ہے مرکب توان ناخنق ٭ کہ جا ہا میر
بابید انداختن ٭ تیری ساری زبان درازی ویاوہ گوئی کا حال کھلگیا بس معلوم ہوگیا پہلے اپنے
حواس درست کرلے تو پھر مقابلہ پر آ جو کہا اسپر ظلمان نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پاؤن قابو مین ہین
اور وہ لرزہ کم ہوگیا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ سحر سہراب نے کیا تھا جو اسکی یہ حالت ہوگئی تھی جب
یہ کلام سہراب نے اور اپنا سحر اسپر سے اتار لیا پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آگیا اُسنے اژدر سحر پر سے اترکر
اپنا سب اسباب سحر اٹھا لیا مگر از حد شرمندہ ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ کیا حالت ہوگئی تھی بہت بڑی
خفت حاصل ہوئی مگر ایسے کب شرمندہ ہوتے ہین کہ تھوڑے ہو چکے ہین وہ حالت بر طرف ہوگئی پھر
اسی طور سے لاف و گزاف کرنے لگا اژدر سحر پر سوار ہوکر کہا کہ ای سہراب جو حربہ رکھتے ہو میرے
اوپر حربہ کرو کیونکہ یہ حسرت تمھاری دل مین نرہے کہ اگر مین پہلے حربہ کرتا تو ضرور قتل کرتا کیونکہ تمھاری
قضا تمکو میرے مقابلے مین لائی ہی سہراب نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہین ہی ہان مین اگر تیرے
حربے سے بچونگا تو اپنا بھی حربہ کرونگا تم اپنا حربہ کرو یہ جو سہراب نے کہا ظلمان نے اپنی جھولی پر
ہاتھ ڈالا اور ایک ناریل جٹا دھاری نکال کر اسپر کچھ اسم سحر دم کرکے طرف سہراب کے پھینکا سہراب
نے دیکھا کہ وہ ناریل آتا ہی فورًا ہاتھ بڑھا کر اُسکو روکا کچھ اسم سحر جو پڑھ کر دم کیا وہ پھر واپس اُسنے
دیکھا کہ ظلمان نے میرا سحر میری ہی طرف رد کیا اُسنے ایک کارد نکال کر اُس ناریل کی طرف اشارہ
کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہوگیا اور آگ لگ گئی جلکر گرا بس ظلمان نے وہی کارد طرف سہراب کے پھینکی
بس سہراب نے جو سحر کیا وہ کارد ٹوٹکر زمین مین گر گئی یہ بھی سحر ظلمان کا رد ہوا اب ظلمان نے تاریخ سحر
کا وار کیا ظلمان نے جو اشارہ کیا وہ تاریخ قریب سہراب کے آکر شق ہوا اُس سے ایک برق پیدا
ہوئی سہراب نے اُس برق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ جا اپنے بنانے والے کو قتل کر یہ کہنا تھا
وہ برق طرف ظلمان کے چلی ظلمان نے دیکھا کہ اس سے میرا زندہ بچنا محال ہی بس فورًا اژدر پر سے
کود پڑا وہ برق آکر اژدر پر تڑپ کر گری کہ اژدر مین آگ لگ گئی اگر ظلمان اژدر پر ہوتا تو اسکے بھی
دو پرکالے ہوتے اور وہ جلکر خاک ہوجاتا یہ جو ظلمان نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا سہراب نے
اشارون سے اُسے رد کر دیا ہی ایسے وہ ایسے سحر سے نہ عاجز ہوگا اسپر کمال کا سحر کرنا ضرور لازم ہی
یہ تصور کرکے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پنجہ فولادی نکالا اپنی ران پر نشتر دیا اُس سے خون لیکر
اُسپر چھینٹا دیا اور اُس پنجہ فولادی کو طرف آسمان کے پھینکا وہ آسمان پر جاکر شق ہوا اُس سے ایک
برق پیدا ہوئی اور وہ چمک کر طرف سہراب کے چلی اُدھر ظلمان نے صدا دی کہ میان سہراب
اس سے بچو تو جانون کہ تم بڑے ساحر ہو یہ سنکے سہراب نے سپر سحر سر پر قائم کی وہ برق اُس سپر پر
گری اُسکو قلم کرکے طرف سہراب کے چلی سہراب نے فورًا تخت کو خالی کیا زمین پر کود کرا اور پہر ہاتکر
غرق زمین ہوگیا وہ برق اُس تخت کو قلم کرکے زمین پر آئی اور غرق زمین ہوگئی اُدھر سہراب برابر

ظلمان کے زمین کا طبقہ توڑ کر نکلا اور صدا دی کہ اے ظلمان خبردار ہو اور ہوشیار ہو پہنچا تیرا حریف
آ پہونچا تو نے کئی حربے کیے ہیں سب رد کیے تو میرا حربہ تو روک میں کوئی سحر نہیں کرونگا بلکہ خنجر
سے مقابلہ کرونگا میں سمجھا ایسے نالائق کو کیا سحر سے قتل کروں اپنی زبان بھی تکلیف دوں ہاں اگر
سمندر سے مقابلہ ہوتا تو کچھ سحر کا مزا ہوتا تو میں سحر بھی کرتا تجھ کو کیا سحر کروں تجھ ایسے میرے شاگرد ہیں
جو تو نے سحر کیے ہیں یہ سحر تو طفل مکتب کرتے ہیں میں تجھ سے مقابلہ کرتا عار سمجھتا ہوں مگر اس امر سے
مجبور ہو گیا کہ جو تو میری طرف مخاطب ہو کر مبارز طلب کیا ہے لشکر اسلام کا طریقہ ہے کہ جسکا نام
لیکر حریف پکارے وہی مقابلے کو نکلے اس سبب سے میں آیا ورنہ کوئی نہ کوئی اور آکر تجھ کو قتل کرتا یہ جو
صدا اسکے برابر سے آئی ادھر ظلمان نے یہ خیال کیا تھا کہ برق سحر نے کام سہراب کا تمام کیا
اس حربے سے میرے کوئی نہیں بچا ہے یہ سحر میں نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے جیسا تجھ پر تو اسی فکر
میں کھڑا تھا اور قصد کر رہا تھا کہ اب کسی اور کو برائے مقابلہ طلب کروں کہ پہلو سے صدا آئی آپ
جو پلٹا تو دیکھا کہ سہراب تیغ سحر لیے ہوے زمین سے نکلا ہے اسکی جان نکل گئی اور خیال کیا کہ اب
اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ تو جرأت کر کے اسنے کہا کہ خوب تو نے غوطہ زمین ہو کر اپنی جان بچا لی
بڑا مکر کیا ورنہ تیرا اس ضرب سے اور میرے اس سحر سے بچنا دشوار تھا کیونکہ یہ سحر میرا بڑی مشقت سے
تیار ہوا تھا اور میرے کمال کا سحر ہے یہ کہکر اور تیغ سحر لیکر سہراب پر چلا یہ سب دیکھ رہے تھے میں
جیسے یہ قریب سہراب کے پہونچا اور تیغ کا وار کیا سہراب نے جھک کر تیغ کا وار تو اسکا خالی
دیا اور اپنا جو وار کیا اور تیغ دوال کمر پر جو مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کے گرے مرنے کے
آندھی سیاہ اٹھی اور تاریکی ہو گئی آواز آئی کشتی مرا نام ظلمان سیہ پوش جادو ہو دیکھ سنگباری ہوئی اور شور
ہوئی یہاں تک کہ وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی اسکے بعد غل مچا سہراب کیا سبب
ظلمان قتل ہوا اب سہراب اپنے مقام پر آیا اور تخت سحر تیار کر کے اور اسپر خود بیٹھا اور صدا دی
کہ اے قسیم و تمیم کسی کو میرے مقابلے کو بھیج یا خود آ یہ جو کہا لشکر سے اطبال جادو اپنے اژدر سحر کو دیکھ
کہ قلابہ آتشین چھوڑ رہا تھا بڑھا کر میدان میں آیا اور کہا کہ سہراب آ میرا مقابلہ کر میں تیرا حریف ہوں
یہ جو اطبال نے کہا سہراب نے جواب دیا کہ لاجرم یہ رکھتا ہو اسنے ایک مرتبہ جھوم کر اور جیب میں
ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیہ نکالی اور کہا کہ میں ایک ہی سحر کرتا ہوں اس سے کیا حاصل کہ میں بھی اپنا سحر کروں
اور تم رد کرو بس اسی سحر میں خاتمہ ہے سہراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے میں بھی چاہتا ہوں کہ جلدی
فیصلہ ہو جائے بس اطبال نے وہ ڈبیہ کھولی اسمین ایک جانور مثل باز کے نکلا اور پرواز کر کے
آسمان پر گیا اور جا کر صدا دی کہ اے سہراب میری طرف دیکھ کیا کھڑا ہے یہ صدا دینا تھی
سہراب گردش کی اسکا گردش کرنا تھا کہ ایک مرتبہ سہراب جھومنے لگا اور تا یہ کہ پتھر کا ہو گیا یہ
حال سہراب نے اپنا دیکھا اسنے خیال کیا کہ اس کمبخت نے بہت زبردست سحر کیا ہے اسکا توڑ کرنا ضرور
ہے یہ خیال کر کے دل میں تصور کیا کہ اس طائر نے ابھی ایک صدا دی اگر یہ تین مرتبہ صدا دے لیگا
تو میں تمام پتھر کا ہو جاؤنگا بس اسکی تدبیر کرنا ضرور ہے ابھی ایک مرتبہ صدا دے چکا دو مرتبہ صدا دینا
باقی ہے یہ خیال کر کے اسنے طرف آسمان کے دیکھا اور صدا دی کہ اے طائر سحر آ کر جا تو سحر اطبال کو
نکال کر یہ کہنا تھا کہ طرف سے مشرق کے ایک جانور مثل چکری کے پیدا ہوا اس جانور کو دیکھ کر اسکے
جو بازا کر آگرا وہ اپنی جان بچانے لگا اور اس سے لڑنے لگا لاکھ لاکھ اطبال کے جانور سے

تڑپی اور اپنی جان بچائی مگر نہ بچی سہراب کے طائر نے اُسکو پنجوں میں پکڑا اور سر پر سہراب کے لا کر جو اسکا گوشت کھانے لگا نوچ نوچ کر اُسکے بعد قطرے خون کے جو سہراب کے سر پر پڑے وہ حالت اصلی پر ہو گیا ابطال نے لاکھ لاکھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر اس جانور پر دم کیا مگر کچھ نہ ہوا وہ جانور اُسی طور سے اُسکو کھایا کیا جب کھا چکا بس سہراب نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے تیری خوراک تجکو دی اب تو میرا کام کر یہ کہکر اُسکی طرف اشارہ کیا کہ جو یہ اژدر سحر پر سوار کھڑا ہے اسکو قتل کر وہ جانور منقار کھول کر طرف ابطال کے چلا ابطال نے جو دیکھا کہ وہ طائر میری طرف آتا ہے اُسکے ہاتھ میں ایک رمل تھا اُسنے یا خداوند لقا کہکر سر پر اُس اژدر کے مارا کہ اژدر کا سر شق ہوا اُس سے ایک شعلہ نکلا اور طرف اُس طائر کے چلا جب سہراب نے دیکھا کہ اُسنے دوسرا سحر کیا اور میرے ساحر کے جانور کے جلانے کی فکر کی سہراب نے فوراً ایک اسم سحر دم کیا کہ وہ شعلہ گل ہو کر رہ گیا یہ دیکھکر اسکو بہت غصہ آیا اور اژدر پر سے برہم ہو کر کود پڑا اور زمین پر دو پتھر مارا اور کہا کہ ای پتلہ ساحری جلد آ یہ کہنا تھا کہ ایک پتلہ زمین سے پیدا ہوا بس اُسنے اشارہ کیا کہ اس جانور کو پکڑ لے وہ طرف اُس جانور کے چلا اب حال یہ ہے کہ وہ جانور سر پر ابطال جادو کے پہونچ چکا ہے یہ جو دیکھا سہراب نے کہ اُسنے پتلہ پیدا کیا ایکبارگی اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بجلی نکالی اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا اور اُنگلی پر گردش دیکر طرف آسمان کے پھینکی کہ وہ برق بنکر چلی اُسنے پتلے سہراب نے زور دیا بس وہ برق تڑپ کر جو گری ہے تو اُس پتلے کے جلاتی ہوئی سر پر ابطال کے آئی اُسنے لاکھ سپر سحر سر پر قایم کی مگر کچھ نہوا صاف اُسکی ٹانگون سے نکل گئی لاش اُسکی جلنے لگی آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا ابطال جادو تھا اُسکے مرنے کی بھی علامت بلند ہوئی تاریکی ہو گئی تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ صرف سہراب کھڑا ہوا ہے اور کوئی نہیں ہے اور راکھ کا انبار ہے یہ حال دیکھکر سمندر نے کہا کہ ای اُستاد سہراب سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے یہ بہت بڑا ساحر ہے ایک مرتبہ میرے بھی سحر کو رد کر دیگا ملاحظہ کیا آپنے کہ کیونکر اسنے ان دونون ساحرون کو ایک آن میں قتل کیا عشاق نے کہا کیون نہو تمھارا تعلیم کیا ہوا ہے سمندر نے کہا جی نہیں میں نے اسکو نہیں تعلیم کیا ہے بلکہ یہ چاہ بابل سے تعلیم لیکر آیا ہے اور بہت سے ساحرون سے اُسنے حاصل کیا ہے شہر سمندر میں بھی تو چار پانچ ساحر زبردست تھے جیسے سحران و ہامان تو بڑے ساحر تھے جن کہ جنکی تعریف ہو نہیں سکتی تو اُسکے سہراب و آفتاب و غزالان دختر آفتاب اور چند ساحر ہیں کہ سہراب و غزالان تو شریک اہل اسلام ہوے آفتاب و سحران و ہامان قتل ہوئیں اب صرف چند ساحر باقی ہیں ان سب کا یہ حال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکتے تھے اور کر سکتے ہیں ابھی آپنے سہراب کے سحر دیکھے عشاق نے کہا یہ کیا کمال ہے ان سب کو اپنے دل کی حسرت نکال لینے دو جب انکے قتل ہونے کی نوبت آئیگی تو یہ لوگ پناہ ڈھونڈتے پھرینگے اور مقام امن نہ ملیگا جب میرے سحر کی نوبت آئیگی تم دیکھ لینا سمندر نے کہا آپ کی نوبت کیون آنے لگی یہی لوگ کافی ہیں بس یہان اُستاد و شاگرد میں یہ تقریر ہو رہی ہے لشکر اسلام سہراب کی تعریف کر رہا ہے قسیم نے جو ابطال کو بھی کشتہ پایا خیال کیا یہ ساحر زبردست ہے کوئی زبردست ہی اسکے مقابلہ میں جائے قسیم خیال اپنے دل میں کر رہا تھا کہ ادھر جشیم جادو مقابلہ کو سہراب کے آیا اُسکو بھی قتل کیا چند ساحر اور سہراب نے قتل کیے اب قسیم اس فکر میں ہے کہ کسی کو سہراب کے مقابلہ کو بھیجون کہ شام ہو گئی پندرہ ساحر ہاتھ سے

سے سہراب کی ماری گئی جبکہ شام ہو گئی تو قسیم نے دیکھا کہ اب بیکار ہے کل دیکھا جائیگا حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے
بس طبل باز پر چوب پڑی جب طبل بازگشت بجا ادھر لشکر اسلام میں بھی طبل آسائش پر چوب پڑی دونوں لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس آئے پہلے لشکر کفار واپس گیا اسکے بعد لشکر اسلام اپنی آرامگاہ میں آیا اسپہ
سمندر نابکار اپنے سرداروں کو لے کر طرف سمندریہ کے چلا گیا یہاں قسیم اپنی بارگاہ میں آیا سب سردار
حاضر دربار ہوئے لشکر نے کمر کھول سہراب نے وہ مقابلہ کیا تھا کہ قسیم کے دل پر داغ پڑ گئے تھے بڑا صدمہ
تھا کہ افسوس آج سہراب نے وہ معرکہ سر کیا کہ جسکے سبب سے میری کمر ٹوٹ گئی یہ قسیم نے اپنے اہل دربار سے
کلام کیے اور کہا کہ کل دیکھا جائیگا کل اس ساحر کو میں براے مقابلہ روانہ کرونگا کہ جو کہ سہراب کو جا کر قتل
کرے گا اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند آپکے لشکر میں ایسے ایسے ساحر ہیں کہ ایک پل میں سہراب کو قتل کرینگے
آپ فکر نہ فرمائیں بس قسیم نے یہ سن کے طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ بجا ہرکارے یہ خبر لے کر طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں صاحبقران و بادشاہ جلوہ فرما ہیں سہراب کی تعریف ہو رہی
ہے ہر ایک شخص سہراب کی تعریف کر رہا ہے سہراب سب کو سلام کر رہا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی تک
طبل جنگ نہیں بجا اہل دربار نے عرض کیا کہ یقین ہے کہ طبل جنگ نہ بجے کیونکہ آج وہ سر شکست پائی ہے کہ جی
چھوٹ گئے ہونگے کیونکہ پہلے ہی روز شکست ہوئی عزالان نے عرض کیا کہ نہیں ضرور طبل جنگ بجے گا
بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ عجب نہیں ہے جو طبل جنگ نہ بجے خیر دیکھا جائیگا اور باتیں ہونے لگیں لشکر کمر کھول کر آسودہ
ہوا کہ اتنے میں ہرکارے خبر لے کر حاضر دربار ہوئے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ لشکر کفار میں نقارہ رزمی
بجا ہے باقی خیریت ہے یہ جو بادشاہ نے سنا حکم فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے یہ حکم جو بادشاہ نے دیا فوراً
نقارے پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا اسی وقت سے سامان جنگ ہونے لگا یہاں
لشکر کفار میں بھی سامان جنگ ہونے لگا ادھر بادشاہ نے اپنا دربار برخاست کیا ادھر قسیم نے بھی دربار
برخاست کیا دونوں لشکروں میں رات بھر طبل جنگ بجا کیا طلایہ پھرا کیا صداے ہوشیار باش و خبردار باش
بلند ہوئی وہ رات اسی طور سے بسر ہوئی ادھر سمندر رنشاہ مع اپنے سرداروں کے شہر سمندریہ میں آیا رات تو
ہو گئی تھی سب کو رخصت کر کے داخل محل ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آ گئے وہ رات بسر ہوئی یہاں صبح کو دونوں
لشکر میدان کارزار میں آ گئے صف آرا ہوئے سمندر رنشاہ بھی اسی طور سے آکر ایک جانب میدان کے آکر
کھڑا ہوا نقیب نکلے نقابت کر کے لشکر میں چلے گئے اسی طور سے لشکروں کی صفوں پر سناٹا چھا گیا جب وہ وقت
برطرف ہوا اور وہ حالت کم ہوئی ایک مرتبہ لشکر کفار سے مجسم جادو نکلا اس نے میدان میں آ کر صدا دی کہ جسکو
تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے یہ جو سنا تھا بس عزالان طاؤس سحر کو اڑا کر روبرو تخت شاہی کے
آئی اور اجازت میدان طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند عالم کیا یہ جو بادشاہ نے کہا وہ سلام
کر کے خدمت میں صاحبقران کے آئی اور عرض کیا کہ مجکو اجازت میدان کی ملے صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ
بس عزالان صاحبقران سے بھی رخصت ہو کر میدان میں آئی مجسم سے کہا کہ کیا لاف و گزاف بکتا ہے بس
اپنی زبان کو بند کر جو حربہ رکھتا ہو وہ کر یہ جو عزالان نے کہا مجسم یہ سنکر کہنے لگا کہ تو عورت ہے میں کیا تجھ سے
مقابلہ کروں ہاں کوئی مرد ہو تو مقابلے کا لطف ہے اور میرے تیرے مقابلہ تو شب کو ہوگا بڑی بیغیرت ہے کہ
دن کو مقابلہ کرنے آئی ہے میں ایسا بیحیا نہیں ہوں کہ سب کے روبرو مقابلہ کروں عورت و مرد کی لڑائی پلنگ
کی خوب ہوتی ہے یہ جو مجسم نے کہا عزالان کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے اپنی زبان کو بند کر ورنہ
اسکی سزا دی جائیگی اب جو کہا تو تیری زبان گدی سے کھینچ لیجائیگی مجسم نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو بڑی زبان دراز ہے

خیر معلوم ہوا کہ تو بدون سزا پائے اپنی حرکت سے باز نہ آئیگی غزالان نے کہا کہ پھر مقابلہ کر کیوں بیکار کی
تقریر کرتا ہی یہ جو غزالان نے کہا فوراً مجسم نے گولہ سحر جھولی سے نکالا اور اسکو طرف غزالان کے پھینکا اور
کہا کہ اس حربہ سے میرے بچ یہ جو مجسم نے کہا بس غزالان نے اپنے طاؤس سحر کو بڑھایا اور گولے پر سحر کیا
وہ گولہ پلٹ کر طرف مجسم کے چلا مجسم نے دیکھا کہ اسنے میرے سحر کو میری طرف واپس کیا اُسنے سحر کو اپنے زور
دیا غزالان نے اپنے سحر کو زور دیا اب انجم چلنے لگے نوبت یہ پہونچی کہ غزالان نے ایک سحر جو کیا وہ گولہ ایک
مرتبہ درمیان سے شق ہوا اُس سے ایک برق تپاک کے سر پر غزالان کے گری غزالان نے سپر سحر سر پر قائم کی
جب وہ برق سپر پر آئی اب جو غزالان نے اسم سحر دم کیا وہ برق سرد ہو کر زمین پر گری مجسم نے دوسرا سحر
کیا کہ کمند اپنے بال کی بنا کر طرف غزالان کے پھینکی غزالان نے اُسکو بھی جلا دیا جو سحر مجسم کرتا ہی غزالان
اُسکو رد کر دیتی ہی آخر کو عاجز ہو کر مجسم نے دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اُس سے ایک اژدر نکلا اُسنے دہانہ آتشین
غزالان کی طرف منہ کر کے چھوڑا وہ شعلہ چلا اُسنے قریب غزالان پہونچکر گنبد کی صورت پیدا کی اور
غزالان کو چاروں طرف سے گھیر لیا بس غزالان نے پھر اسم سحر پڑھکر جو دم کیا اُس گنبد میں تڑاقہ ہوا
اور پتلہ پیدا ہوا اُسکے ہاتھ میں تلوار تھی وہ تلوار لے کر چلا اُدھر سے مجسم نے صدا دی کہ ای غلام من لینا
اسکو جانے نہ دینا بس وہ تلوار لے کر طرف غزالان کے بڑی تیزی سے چلا غزالان نے خیال کیا کہ اپنے
بڑے کمال کا سحر کیا بس اسنے دستک دی ایک پتلی اسکی پشت پر سے پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ میں ایک گلدستہ
تھا غزالان نے اُس گلدستہ سے ایک پھول لے کر طرف اُس پتلہ کے پھینکا اور کہا کہ پہلے اسکو سونگھ لے
پھر میرے قتل کے لیے آنا اُس پتلے نے اُس پھول کو لے کر سونگھا بس سونگھنا تھا کہ ایک مرتبہ وہ پتلہ پکار
اٹھا کہ ملکہ میں غلام تمھارا ہوں کیا حکم ہوتا ہی جو فرمائیے میں بجا لاؤں غزالان نے مجسم کی طرف اشارہ کیا
کہ اسکا سر کاٹ لا اُدھر وہ پتلی وہ گلدستہ لے کر غائب ہو گئی اُدھر مجسم نے سحر کو اپنے زور دیا جب غزالان
نے اُس پتلہ سے یہ کہا وہ ہٹا اور یہ کہتا ہوا طرف مجسم کے چلا کہ تیری جان لونگا میری ملکہ سے مقابلہ کرنے
آیا ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہی اسی تلوار سے تیرا سر کاٹونگا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب وہ پتلہ
پیدا ہوا تھا وہ گنبد غائب ہو گیا تھا مگر اژدر اُسی طور سے نکلا ہوا کھڑا تھا قلابہ چھوڑ رہا تھا یہ جو پتلے نے مجسم
سے کہا مجسم نے جواب دیا کہ اے غلام من وہ حریف میری ہی میں نے تجھکو اُسکے قتل کرنے کو طلب کیا ہی
کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی دیکھ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اُس پتلہ نے کچھ جواب نہ دیا اُسی طور سے تلوار
لیے ہوئے چلا آتا ہی غزالان کہہ رہی ہی کہ یہی میرا دشمن ہی اگر تو اسکو قتل کر کے آئیگا تو بڑا مرتبہ پائیگا وہ اور تیزی
سے چلا مجسم نے دیکھا کہ اسنے بڑا غضب کیا کہ میرے سحر کو میری طرف واپس کیا یہ پتلہ ضرور قتل کریگا بس یہ
خیال کر کے اُسنے جھک کر زمین میں سے خاک اُٹھائی اُسپر کچھ پڑھکر دم کیا جب وہ پتلہ قریب آیا اُس پر وہ
خاک ماری بس خاک کا پڑنا تھا کہ جیسے تودہ بارود میں آگ لگا دی بس وہ پتلہ جلنے لگا اُسکے سر سے جو
آگ لگی تو مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا بس جب پتلہ میں آگ لگی تو وہ اژدر ایک مرتبہ بل کھا کر طرف اُس
پتلہ کے آیا اور قلابہ چھوڑنے لگا ایک مرتبہ دم کشی جو کی اُس جلتے ہوئے پتلے کو نگل گیا اُسکو نگل کر طرف غزالان
کے چلا غزالان نے دیکھا کہ اژدر میری طرف آتا ہی بس اُسنے جو سحر کیا وہ اژدر اپنا دہن کھول کر پلٹ پڑا
اور طرف مجسم کے چلا مجسم نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا اُس پتلہ سے تو میں یوں بچا کہ اُسکو جلا دیا اب یہ اژدر
میری طرف چلا اسنے میرے سحر کو خود میرے ہاتھ سے برباد کرایا اب اس اژدر کو بھی برباد کروں بس مجسم نے
ایک مرتبہ جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک دانہ یاقوت کا نکالا اُسپر کچھ دم کر کے اُس اژدر پر کھینچ مارا وہ دانہ یاقوت

جو اسکی پیشانی پر پڑا اُسپار نکل گیا وہ اژدر چرخ کرکے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا اُسکے جسم سے شعلہ پیدا ہوا اُسمین
آگ لگ گئی جلنے لگا یہ حرکت تو کی مگر بڑا افسوس کیا کہ مین نے اپنے سحر کو اپنے ہاتھ سے برباد کیا اسنے جان
تو اپنی بچائی مگر کمال کا سحر ہاتھ سے جاتا رہا جسپر اُسکو بھروسا تھا اور کئی برس کی محنت سے تیار کیا تھا وہ یون
برباد ہوا جب وہ اژدر جل گیا اور راکھ ہو گیا ایک مرتبہ اُس راکھ سے ایک باز پیدا ہوا اور وہ پرواز کرکے
طرف غزالان کے چلا اُسکے سر پر آکر اُسنے ذفیر دی بس ذفیر کا دینا تھا کہ ایک مرتبہ غزالان کو کچھ غنودگی
سی ہوئی اور جھومنے لگی مست ہوگئی اُسنے دوسری ذفیر دی اور زیادہ اُسکی حالت خراب ہوئی اب یہ امر
باقی ہو کہ تیسری ذفیر دی کہ یہ مست ہوکر گرے اور بیہوش ہو جائے راوی نے بیان کیا ہو کہ مجسم نے یہ چار سحر
طیار کیے تھے اور ایک مرتبہ اسپر محنت کی تھی اور ایک کو دوسرے کے بعد رد کیا تھا پہلا سحر وہ تھا کہ اژدر
پیدا ہوا اور اُسکے مُنھ سے شعلے نکلے اُسکا گنبد طیار رہا اگر ساحر زبردست ہو تو اُس گنبد پر سحر کریگا وہ گنبد برطرف
ہوگا اُسکے برطرف ہونے کے بعد یہ دوسرا سحر ظاہر ہوگا اگر حریف نے اُس سحر کو بھی دفع کیا تو اژدر نکل جائیگا
اور اژدر کو بھی جلا دیا تو یہ سحر جو کہ سب سے زیادہ زبردست ہو اُس سے نہ بچے گا یعنی باز نکل کر حریف کے
سر پہ ذفیر دیگا حریف غش کھا کہ تیسری صدا مین زمین پہ گر یگا مین جا کر قتل کرونگا وہی ہوا کہ دو سحر غزالان
نے مجسم کے ہاتھ سے برباد کرا اسلئے پہلا سحر جو اُسکا رد کیا چہ تھا اُسکا سحر تھا یعنی باز کا خاک سے پیدا ہونا ذفیر
دینا اُس سحر مین اب غزالان مبتلا ہو اُسپر جو اسنے اثر کیا تو اسکا سبب یہ تھا کہ اُسنے کوئی تدارک نہین
کیا تھا یہ ایسی ہی زبردست ساحرہ تھی کہ تین سحر رد کیے ورنہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو وہ پہلے ہی سحر مین
مر جاتا اسکی نوبت بھی نہ آتی بس وہ باز دو مرتبہ آواز دے چکا ہو اور غزالان حالت غش مین مبتلا ہو چکی
ہو اُدھر اُسنے تیسری صدا دی یہ زمین پر گری مجسم نے آکر قتل کیا حالت غفلت مین یہ حالت ہوئی تھی اسکو یہ
نہ معلوم تھا کہ سحر سے سحر پیدا ہوگا ایک برباد ہوگا دوسرا اُس سے ظاہر ہوگا یہی تدبیر اس نابکار نے کی تھی کہ
جب حریف دفع کریگا وہ یہ خیال کریگا کہ مین سحر تو دفع کر چکا ہون کہ وہ دھوکے مین اسطور سے کسی نہ کسی مین مبتلا
ہوگا کیونکہ وہ تو اس سے ناواقف ہو وہی ہوا جیسا کہ اسکا خیال تھا غزالان جھوم رہی ہو کفار مجسم کی تعریف
کر رہے ہین سمندر جادو عشاق سے کہ رہا ہو کہ اس ساحر نے بڑے کمال کے سحر کیے ہین کیا عمدہ سحر کرکے
برابری کی ہو اب غزالان کسی صورت سے نہین بچتی ہو ضرور مجسم کے ہاتھ سے قتل ہوگی عشاق نے کہا کہ
یہ لوگ ساحر ہین کو وہ ظلمان کے انکے سحر بہت زبردست ہین ملاحظہ فرمایئے کہ ایک سحر سے کہ سحر ظاہر
ہوئے حریف کو دفع کرتے کرتے ایک زمانہ چاہیے جب ایک سحر کو دفع کریگا اُتنے عرصے مین دوسرا
سحر اپنا کام کرے گا مجکو غزالان کی جوانی پر افسوس آتا ہو سمندر جادو نے کہا کہ مجکو خود رنج ہو گلاب برادر
غزالان بھی ہمراہ سمندر کے تھا اُسنے جو یہ حالت دیکھی خون عزیزی نے جوش مارا خیال ہوا کہ گو یہ مجھ سے
جدا ہو گئی ہو دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہو مگر بہن ہو میرے سامنے ایک ساحر جو کہ غیر مقام کا ہو وہ اسے قتل
کرے اور مین دیکھا کرون یہ تو مجھ سے ہرگز نہوگا اور دوسرے یہ کہ غزالان حالت غفلت مین قتل ہوتی ہو
ورنہ اسکی یہ بھی مجال تھی کہ یہ غزالان کو قتل کر سکتا تھا یہ اپنے دل مین خیال کرکے اسنے قصد کیا تھا کہ سحر
کرے بہن کو بچائے ابھی اسنے سحر نہ کیا تھا کہ اُدھر برابر سے غزالان کے زمین شق ہوئی اور وہ پتلی جو
کہ گلدستہ لے کر آئی تھی پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ مین ایک شیشہ تھا اُسمین کچھ بھرا ہوا تھا آتے ہی اُس پتلی
نے اُس شیشہ سے پانی لے کر غزالان کے مُنھ پر چھینٹا دیا بس قطرون کا اُسکے مُنھ پر پڑنا تھا کہ ایک مرتبہ
اُسکو ہوش آیا اُس پتلی نے کچھ غزالان کو سونگھایا کہ جس سے بالکل ہوشیار ہوئی اُس پتلی نے کہا کہ ملکہ کوئی

ایسا غافل ہوتا ہی کہ حریف نے اپنا کام کرلیا تھا بس اب تدارک فرمایئے یہ جو اُس پتلی نے کہا غزالان نے
طرف اُس باز کے دیکھا بس اسکا دیکھنا تھا کہ ایک برق چمک کر اُس باز پہ گری کہ جس سے وہ جلنے لگا
بس اب غزالان کو غصہ آیا اور پکار کر کہا کہ ای مجسم مین نے کئی سحر تیرے رد کیے اور خود تیرے ہاتھ سے
برباد کر اسلئے اب تو میرا ایک سحر رد کر مین ایسا ہی سحر کرونگی بہت سے سحر نہ کرونگی کیونکہ اب بہت عرصہ
ہوچکا ہی غزالان نے جب اُس باز کو برق سحر سے جلا دیا یہ حال دیکھکر مجسم کے ہوش جاتے رہے کیونکہ اب
اسکا کوئی سحر کمال کا نہ رہا سب ختم ہوگئے اُدھر سمندر نے کہا کہ غزالان نے بہت بڑا سحر رد کیا اور خوب
بچی اُدھر اسکا برادر گلا ب یہ ماجرا دیکھکر بہت خوش ہوا عشاق نے سمندر کو جواب دیا کہ مین نے تو جانا تھا
کہ غزالان آج قتل ہوئی مگر معلوم ہوا کہ ساحرہ زبردست ہی کسی اچھے اُستاد کی تعلیم دی ہوئی ہی اُسنے سب
تدبیرین کرلی ہین کہ کوئی اسکو مار نہین سکتا ہی کیا وقت سے پتلی پیدا ہوئی اور خوب خبردار کیا وہ حالت غشی
کس طور سے برطرف ہوئی اب مجسم کی خیر نہین ہی غزالان ضرور اسکو قتل کریگی سمندر نے کہا کہ یہ بات
ضرور ہی اُدھر اہل اسلام کو بھی یہ حالت دیکھکر ناامیدی ہوگئی تھی کہ ضرور غزالان قتل ہوئی سہراب جادو
اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ افسوس غزالان ایسی ساحرہ یون قتل ہوئی جب غزالان نے اُس سحر کو اُسکے
دفع کیا خود بچی اور باز کو جلا دیا سب اہل اسلام خوش ہوئے اُدھر غزالان نے سنبھل کر اور ایک مرتبہ
اپنے گلے سے جو کہ مالا پڑا ہوا تھا اُس سے ایک موتی نکالکر اُسپر کچھ دم کرکے طرف آسمان کے پھینکا وہ جاکر
آسمان پر شق ہوا اُس سے ایک برق پیدا ہوئی وہ کڑک کر جو چلی مجسم نے دیکھا کہ اگر یہ برق آپڑی تو دو پرکالے
ہوئے ایک مرتبہ اپنے گینڈے پر سے اپنے کو زمین پر گرا دیا اور پیر مارکر غرق زمین ہوگیا وہ برق جو گینڈے
پر گری گینڈے کو قتل کرکے زمین مین درآئی ایک غار عظیم ہوگیا اُدھر غزالان نے دیکھا کہ مجسم نے اپنے
کو گینڈے پر سے گرا دیا اور اپنے کو غرق زمین ہوکر بچایا بس اُسنے سحر کیا کہ زمین مثل سنگ کے سخت ہوگئی
جب مجسم نے قصد نکلنے کا کیا دیکھا کہ زمین سخت ہی بس اسنے سحر کیا کہ جہان پر یہ تھا اُتنا طبقہ زمین کا اُڑ گیا یہ
نکلا اسنے نکلکر کہا کہ لے میرا یہ ایک حربہ اور روک لے غزالان نے کہا کہ مین اسے بھی رد کرونگی یہ سننا تھا
کہ مجسم نے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈال کر ایک بیضہ اسنے نکالا اور اُس بیضہ کو طرف غزالان کے پھینکا
وہ چلا کہ غزالان نے دیکھا کہ اسنے سحر کیا ہی یہ سحر بڑے غضب کا معلوم ہوتا ہی بس یہ تدبیر کرنے لگی وہ
بیضہ آسمان پر جاکر شق ہوا اُس سے پھول برسنے لگے ایک ہوا جو چلی یا تو وہ صحرا اتھا یا دفعۃً گلزار ہوگیا
ہرطرف چمن بن کر طیار ہوا ہوا سے سرو کے جھونکے آنے لگے بلبلین چہکنے لگین یہ حال دیکھکر یا تو
غزالان اپنے سحر کو درست کر رہی تھی اور اس فکر مین تھی کہ کسی طور سے اس گولہ آہنی کو رد کرون
کہ باغ طیار ہوگیا تھا اسنے جو اس باغ کو دیکھا فوراً طاؤس سحر پر سے کود کر اُس باغ کی سیر کرنے لگی
پھول اُٹھاکر سونگھنے لگی اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی جب مجسم نے دیکھا کہ غزالان بیہوش ہوگئی ہے
اُسنے ایک سحر کیا کہ ایک زنگی اُس باغ مین سے ایک تنہ درخت مین سے پیدا ہوا یعنے تنہ درخت کا
شق ہوا اور اُسمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُس زنگی کے ہاتھ مین ایک گلدستہ تھا وہ گلدستہ لے کر طرف
غزالان کے چلا غزالان گلچینی کرتی چلی آتی ہی کہ اُس زنگی نے وہ گلدستہ غزالان کو دیا کہ اسکو
سونگھ غزالان نے وہ گلدستہ لے کر جو سونگھا اور زیادہ خود رفتہ ہوئی جھومنے لگی یہ حال دیکھکر پھر سب
لشکر اسلام مین افسوس کرنے لگے اُدھر سمندر نے عشاق سے کہا کہ یہ دوسرا سحر تھا اب غزالان
بالکل سحر مین مبتلا ہوگئی ہی وہ عورت تھی یہ مرد ہی عورت اور مرد کا کیا مقابلہ ہی بڑا فرق ہی آخر کو مجسم نے

قتل کیا یہ تقریر بیان ہو رہی تھی کہ اُدھر ایک مرتبہ غزالان جھوم کر زمین پر بیٹھ گئی شعر عاشقانہ پڑھنے لگی وہ
رنگی بھی سامنے بیٹھا ہوا ہی اُدھر تجسم نے اپنے سحر کو زور دیا اور اُسکی بیخودی نے ترقی کی یا تو بیٹھی ہوئی تھی
ایک مرتبہ جھوم کر اُٹھی اور طرف تجسم کے یہ شعر پڑھتی ہوئی چلی اشعار

لائق پابوس جانان کیا صبا تھی مین نہ تھا
کوئی جا سکتا نہین عصمت سرا سے یار تک
پھر ایا شوخی دزد حنا تھی مین نہ تھا

مین تڑپتا رہ گیا اور مر گئے فرہاد و قیس
پردہ در جیسے کہ تھا وہ ہوا تھی مین نہ تھا

یار تھا گلزار تھا مین تھی فضا تھی مین نہ تھا
کیا انہین ہو وصل کے حصے مین قضا تھی مین نہ تھا
ہاتھ کیون باندھے مرے چھلا اگر چوری گیا

یہ غزل گاتی ہوئی چلی اب سب کو یقین کلی ہو گیا کہ یہ قریب تجسم کے پہونچی
اُسنے قتل کیا یہ لوگ تو سب یہ افسوس کر رہے ہین غزالان ابھی اُس باغ سحر مین ہو کہ ایک مرتبہ ایک طرف
سے سناٹے کی صدا آئی سب نے دیکھا کہ اُس باغ کے ایک طرف سے ایک طاؤس اُڑتا ہوا آیا اُس طاؤس نے
گرد غزالان کے چرخ مارا اور ایک مرتبہ چرخ مار کر ایک آواز دی کہ جس سے تمام باغ مین لرزہ پڑ گیا اُسکا
صدا دینا تھا کہ ایک مقام پر سے زمین شق ہوئی ایک چشمہ پیدا ہوا اُس طاؤس نے اُس چشمے مین غوطا مارا اور غوطا
مار کر سر بلند ہوا اور اُس پانی کے قطرے غزالان پر ڈالے جیسے ہی چند قطرے غزالان پر پڑے بس غزالان
ایک مرتبہ چرخ مار کر زمین پر گری اُسکا گرنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور دو ہاتھ پیدا ہوئے وہ غزالان کو اندر زمین
کے لے گئے جب غزالان کو وہ ہاتھ لے گئے بس اُس طاؤس نے بڑے زور سے چیخ ماری اُسکی منقار سے مثل ہوسیقار
کے ایک شعلہ نکلا اور تمام باغ مین اُس شعلے نے آگ لگا دی ہر شجر مثل درخت آتشبازی کے جلنے لگا ہر گوشۂ باغ
سے شعلے نکلنے لگے راوی نے بیان کیا ہو کہ یہ سحر تھا غزالان کا یہ بہت بڑی ساحرہ ہو اسنے اپنے تحفظ رہنے کے
بہت سے تدارک کیے ہین اپنی حفاظت کے لیے بہت سے سحر تیار رکھے ہین یہ بھی ایک سحر تھا کہ جسنے آکر غزالان
کو بچایا اُدھر غزالان کو اندر زمین کے اُسکے بیرون نے ہوشیار کیا جیسے وہ ہوشیار ہوئی فوراً زمین سے نکلی
یہان آکر دیکھا کہ وہ باغ جل رہا ہو جب یہ زمین سے نکلی تھی تو اُسکے ہاتھ مین ایک گلدستہ تھا باہر آتے ہی
اُس گلدستہ کو طرف تجسم کے پھینکا ہر گل اُسکا خود بخود اُس گلدستے سے جدا ہوا اور آسمان پر گیا ہر برگ گل سے شرارے
نکلے تمام صحرا مین آگ لگ گئی تھوڑے عرصہ کے بعد جو دیکھا کیسا نفیس پر بہار باغ تیار ہو جسکی روش پر بجائے
سرخی کے ریزے یاقوت کے بچھے ہوئے ہین تمام اشجار بادلے سے منڈھے ہوئے ہین طائران خوش الحان کے قفس
درختون مین آویزان ہین ایک نہر وسط باغ مین جاری ہو ایک چبوترہ سنگ مرمر کا مربع کنارے نہر کے ہو
اُسپر فرش کیا ہوا ہو ایک نمگیرہ کارچوبی کہ جسکے ستون طلائی ہین اُسپر استادہ ہو زیر نمگیرہ ایک مسند زرنگار آراستہ
ہو اُسپر سب سامان عیش رکھا ہوا ہو کہ یکایک ایک برق چمکی یہ سب سامان سب اہل لشکر اسلام و کفار دیکھ رہے
ہین سمندر بھی دیکھ رہا ہو اور تجسم بھی کہ جو وہ برق چمکی اب جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین گلنار جوڑا پہنے ہوئے اُس
مسند پر غرور سے بیٹھی ہوئی ہو اور طرف تجسم کے دیکھ رہی ہو کہ تجسم کی نگاہ جو اُس نازنین پر پڑی ایک مرتبہ
عاشق ہو گیا اور فریفتہ ہو کر اُس نازنین کی طرف دیکھکر اشارے سے کہنے لگا کہ مین تیرے اوپر مرتا ہون جان
جاتی ہو اگر اجازت دے تو مین تیرے پاس آؤن اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ آؤ کیا مضائقہ ہو بس یہ اشعار
عاشقانہ پڑھتا ہوا سب سحر ساحری فراموش کر گیا ایسا اُسکا عشق اُسکو ہوا کہ جس سے کہ اُسکو اپنے حال کی خبر
نہ رہی یہ بھی نہ خیال رہا کہ مین نے سحر کیا تھا کسنے اُسکو رد کیا اور میدان جنگ مین برائے مقابلہ آیا ہون یہ کیا
حرکت ہو کہ کسی پر عاشق ہو کر جاتا ہون یہ اسکو خبر نہ تھی ایسا مبتلائے عشق تھا بس اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اُس باغ
مین داخل ہوا جیسے اندر باغ کے پہونچا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک نازنین پیدا ہوئی اُسنے ایک ہار
پھولون کا گلے مین تجسم کے ڈالا اُس ہار کا پڑنا تھا کہ وہ اور مبہوت ہو گیا بیقرار ہو کر طرف اُس نازنین کے چلا اور

قریب جا چبوترہ پہونچا اُدھر غزالان نے سحر کو زور دیا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ جلد آؤ بس یہ ایک مرتبہ بیتاب ہوکر چبوترے پر چڑھا جیسے قدم چبوترے پر رکھا ویسے ایک برق چمکی اب جو دیکھا تو وہ نازنین ہی نہ تھی صرف باغ ہی باغ ہے بس اُدھر غزالان نے اپنے گلے سے اپنا طوق اُتارا اُسپر اسم سحر دم کرکے اُسکو طرف مجسمے کے پھینکا وہ برق بنکر جو سر پر آکر مجسمے کے گری سر پر سے گذر کر اندر زمین کے چلی گئی مجسمے کے دو پرکالے ہوگئے ایک جسم کے دو جسم ہوئے ایک شور و غل اور گرد بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من مجسمہ جادو بود افسوس ہزار دریغ و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اُدھر غزالان اُسکو قتل کرکے پھری اب جو دیکھا طوق اُسکے ہاتھ میں تھا نہ وہ باغ نہ وہ چبوترہ اُسی طور سے میدان صاف تھا غزالان نے آواز دی کہ یوں بہوت کرکے قتل کرتے ہیں یہ جو غزالان نے کہا سب کفار گردن جھکا کر خاموش ہوگئے سمندر نے عشاق سے کہا کہ کیا عمدہ سحر غزالان نے کیا ہے دراصل اسکو خوب سحر آتے ہیں اب معلوم ہوا کہ یہ بڑی کاملہ ہے یہ ایسے کمال رکھتی ہے اُدھر اہل اسلام نے بہت بڑی تعریف کی ایک نعرۂ تکبیر بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے اُدھر غزالان نے کہا کسی کو میرے مقابلے کو روانہ کرو اور چند ساحر غزالان کے مقابلے کو طرف سے قسیم کے آئے اُن سب کو غزالان نے یوں قتل کیا کہ جیسے کوئی ایک ادنیٰ آدمی کو قتل کرتا ہے جب اُسنے اتنے بڑے ساحر کو یوں قتل کیا تو اور کسی کی کیا اصل ہے اسی معرکے میں شام ہوگئی قسیم نے جو دیکھا کہ شام ہوگئی اور آج بھی معرکہ اہل اسلام کے ہاتھ رہا اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ پر واپس آئے سمندر طرف شہر کے واپس گیا غزالان کے سر پر سے بحکم بادشاہ زرنثار ہوتا ہوا لشکرگاہ سے آیا سب سردار اپنے اپنے خیموں میں گئے لشکر نے کمر کھولی بادشاہ نے دربار کیا سب لباس رزمی اُتار کر درباری لباس پہنکر دربار میں آئے بادشاہ و صاحبقران بھی پوشاک تبدیل کرکے آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران اپنے دنگل صاحبقرانی پر اور سب سردار حاضر دربار ہوئے غزالان کی سب تعریف کرنے لگے کہ کیا خوب مقابلہ کیا ہے وہ نابکار اسی قابل تھا آج بھی بڑا داغ قسیم کو ہوا ہوگا قسیم پر کیا منحصر ہے سمندر کو رنج ہوا ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ملکہ غزالان کو خلعت دیا جائے اُسی وقت غزالان کو خلعت دیا گیا غزالان خلعت فاخرہ پہن کر خوش ہوئی اُدھر قسیم نے بھی دربار کیا لشکر نے کمر کھولی تمام لشکر آسودہ ہوا آج قسیم نے بسبب رنج و غم کے دربار نہیں کیا صرف حکم طبل جنگ کا دے کر دربار برخاست کیا ہرکاروں نے یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچائی یہاں بھی طبل جنگ بجا اُدھر سمندر جو شہر میں گیا سب کو رخصت کرکے محل میں چلا گیا مگر بڑا صدمہ تھا کہ دو روز سے مقابلہ ہو رہا ہے اہل اسلام کو برابر ظفر ہو رہی ہے دیکھیے انجام اس مقابلے کا کیا ہوتا ہے سمندر تو اس فکر میں یہاں محل میں ہے وہاں رات بھر دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا کیا یہاں تک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے سمندر شاہ بھی آکر ایک جانب اسی جاہ و حشم سے کھڑا ہوا آج لشکر حریف سے حلیم سیاہ پوش برادر قسیم برائے مقابلہ نکلا لشکر اسلام سے سہراب اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روبرو بادشاہ کے آیا اجازت لیکر بادشاہ و صاحبقران سے حلیم کے مقابلہ میں گیا حلیم نے کہا کہ اے سہراب آج تیری قضا ہے تو میرے ہاتھ سے ضرور قتل ہوگا سہراب نے کہا کہ اگر میری قضا آئی ہے تو کیا چارہ ہے اگر نہیں آئی ہے تو میں تجھ ہی کو قتل کرونگا کیوں پریشان ہوتا ہے حلیم نے کہا کہ لا جو حربہ سحر رکھتا ہو سہراب نے کہا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہے تو پہلے حربہ کر لے تو میں حربہ کرونگا حلیم نے کہا کہ اگر تیرا طریقہ نہیں ہے تو میرا تو طریقہ ہے یہ کہکر اُسنے سحر کیا سہراب نے اُسکے سحر کو رد کیا اُسنے پھر سحر کیا پھر سہراب نے رد کیا سہراب نے کہا کہ کوئی عمدہ سحر کر کیونکہ میں نے سنا ہے کہ تم چاروں بھائی بہت بڑے ساحر زبردست اور پہلوان بھی

زبردست ہو کوئی تو سحر کمال کا دکھاؤ حلیم نے کہا کہ اگر تیری خواہش یہی ہے تو لے مین سحر کرتا ہون تو رد کر سہراب نے کہا کہ مین ہوشیار رہون بس حلیم نے ایک مرتبہ اپنے تخت کی طرف دیکھا فوراً تخت کا گوشہ شق ہوا اُس گوشۂ تخت سے ایک طاؤس پیدا ہوا اُسکے پرون سے شعلے نکل رہے تھے وہ شعلے بلند ہو کر طرف آسمان کے جاتے تھے ایک ابر بنکر طیار ہوجاتا تھا یہانتک کہ ایک آسمان شعلون کا بنگیا اب حلیم نے اُس آسمان کی طرف اشارہ کیا اُس ابر سے چند شعلے علیحدہ ہوئے اور طرف سہراب کے چلے سہراب نے اشارہ کیا ایک سپر بنکر سر پہ قائم ہوئی وہ شعلہ اُس سپر پہ آکر گل ہوگیا یہ دیکھکر حلیم نے طرف اُس ابر سحر کے جو کہ آگ کا بنا ہوا تھا اشارہ کیا ایک مرتبہ وہ گرا گرا کر چلا یہ جو سہراب نے دیکھا کہ اس ابر سے بچنا چاہیے اسنے سحر کیا کہ ایک نہر روبرو تخت کے قائم ہوئی یہ اُس نہر مین کود پڑا اور وہ ابر اُس نہر پر آکر گرا اور سرد ہوگیا یہ جو حلیم نے دیکھا کہ میرے سحر کو سہراب نے یون رد کیا اور اسطور سے اپنے کو بچایا ایک مرتبہ برہم ہو کر سحر کیا کہ تمام نہر کا پانی کھولنے لگا سہراب نے دیکھا کہ اُسنے سحر کیا کہ میری نہر کا پانی بھی گرم ہوگیا اسنے جو سحر کیا وہ گرمی پانی کی کم ہوئی یہ ایک مرتبہ اُس نہر سے نکلا اور اپنے تخت پر جا کر قائم ہوا اور اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ او حلیم تو نے سحر تو اچھا کیا تھا مگر کچھ نہ چلا اب اور کچھ سحر کر یہ جو سہراب نے کہا حلیم نے ایک مرتبہ کچھ سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا اُس ابر سے بارش برف ہونے لگی سہراب نے جو اسم سحر پڑھا وہ ابر برطرف ہوگیا اُسکے مقام پہ ایک اور ابر بنکر طیار ہوا اُس سے آگ برسنے لگی حلیم نے جو دیکھا کہ آگ سہراب نے برسائی اسنے سحر کیا کہ وہ آگ برسنا موقوف ہوگئی سہراب نے کہا کہ اور کچھ سحر کر حلیم نے کہا کہ میرے تیرے سحر سے تو مقابلہ ہوچکا چونکہ مین بھی ساحر ہون اور تو بھی ساحر زبردست ہے کوئی لڑنے نہوگا بس تلوار سے مقابلہ کر سہراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بس حلیم اپنے تخت پر سے یہ کہکر کود پڑا اور سحر کیا ایک مرکب پری پیکر اُسکے زیر ران ہوا اُدھر سہراب بھی تخت پر سے کودا اُسنے بھی سحر سے مرکب بنایا بس حلیم نے تلوار نیام سے لی تلوار چلنے لگی وار پر وار ہو رہے تھے یہ نوبت آئی کہ ایک مقام پر حلیم نے تلوار کا وار کیا سہراب نے رد کرکے جواب کا وار کیا تلوار جو ڈال کر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے حلیم قلم ہو کر مرکب سحر سے زمین پر گرا ایک تلاطم برپا ہوا آندھی سیاہ چلی کہ جس سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا برف باری ہوئی بیر غل مچانے لگے صدا سے گریہ بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من حلیم جادو بود تھوڑے عرصے کے بعد وہ سب تلاطم برطرف ہوا اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ حلیم کی لاش پڑی ہوئی ہے یہ حال دیکھکر اُسکے لشکر نے قصد کیا کہ جنگ مغلوبہ کرین قسیم نے منع کیا کہ ابھی جنگ مغلوبہ نہ کرو ہمارے زیر حکم رہو لشکر منع کرنے سے قسیم کے تھم گیا ایک مرتبہ سلیم بھائی کی لاش کو دیکھکر بیقرار ہوگیا تاب نہ رہی اپنے تخت سحر کو بڑھا کر طرف میدان کے چلا قسیم نے کہا کہ بھائی تم نہ جاؤ کوئی اور مقابلے کو جائیگا اُسنے جواب دیا کہ میری آنکھون مین زمانہ تاریک ہوگیا ہے مجھ سے لاش حلیم کی نہین دیکھی جاتی ہے مین ضرور اُسکے قاتل کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر سہراب کے پہونچا اور آتے ہی اُٹھا کر گلدستۂ سحر جو کہ اُسکے تخت پر رکھا تھا سہراب پر مارا وہ گلدستہ قریب سہراب پہونچکر شق ہوا اُس سے ہزارون جانور برابر لعل کے پیدا ہوئے اور اُڑنے لگے سہراب کو گھیر لیا چاؤن چاؤن کرنے لگے اتنی مہلت نہین دیتے ہین کہ سہراب کچھ اسم سحر پڑھے اور اُنکو قتل کرے کوئی سر پہ ہے کوئی شانے پر کوئی کان کے پاس اُڑ رہا ہے کوئی پشت پر چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہین سہراب پریشان ہوگیا بس سہراب نے سحر کیا کہ ایک باز پیدا ہوا وہ اُن جانورون کا شکار کرنے لگا یہ جو سلیم نے دیکھا بس سلیم

نے اپنے سر کے چند بال توڑے اُسکا جال بنایا جھولی سے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اُسکا ایک پتلا کاٹا
اُسکو سوزن سے گودا اور چند قطرے خون کے اُسپر ڈالے اُسکو تخت پر رکھکر ماش کے دانون پر
اسم سحر پڑھکر جو مارا وہ پتلا بشکل انسان متشکل ہوا اور گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے اُسنے جال اُس پتلے کو دیا
اور کہا کہ جا اس باز کو اسیر کر لا ادھر تو سلیم نے یہ تدبیر کی اُدھر جو سہراب کو مہلت ملی اُسنے ایک
چٹکی خاک کی اُٹھا کر اسم سحر پڑھکر اُٹھا کر جو طرف اُن جانورون کے پھینکی بس یہ عالم ہوا کہ گویا کسی نے
بارود مین آگ لگا دی وہ سب جانور جلنے لگے وہ پتلا اُن جانورون کے قریب پہونچ گیا تھا وہ بھی جلنے
لگا وہ باز جو کہ سہراب کے سحر کا تھا جدھر سے آیا تھا اُسی طرف کو چلا گیا جب سلیم نے دیکھا کہ اسنے
میرے جانور بھی جلا دیے اُس پتلے کو بھی جلا دیا اسنے فوراً کاغذ کا ایک شیر تراشا اور اُسپر سحر کیا بس وہ
دفعۃً شیر ہو گیا اسنے اشارہ کیا شیر پنجہ اُٹھا کر طرف سہراب کے چلا سہراب نے جو دیکھا کہ شیر
میری طرف آتا ہے اُسنے سحر کیا کہ دو [illegible] جنگل سے پیدا ہوئے وہ شیر سے آکر لڑنے لگے یہ جو سلیم نے دیکھا
اُسنے سحر کیا کہ ہزارون پتلے پیدا ہوئے وہ سب ایک مرتبہ تلوارین لے کر طرف سہراب کے چلے
سہراب نے جو ہاتھ کو اپنے گردش دی ہزارون برقین گرین وہ جلکر فنا ہو گئے اُدھر اُن اژدہون
نے اُس شیر کو ہلاک کیا ایک مرتبہ سلیم نے جو سحر کیا ایک آفتاب ظاہر ہوا کہ جسمین از حد گرمی تھی
سہراب بسبب شدت گرمی کے بیقرار ہوا سہراب نے جو سحر کیا ایک عقرب پیدا ہوا اُسنے آکر
اُس آفتاب پر نیش مارا کہ وہ آفتاب سیاہ ہو گیا ایک تڑاقہ ہوا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے وہ ٹکڑے
طرف سہراب کے چلے سہراب نے جو سحر کیا دو ہاتھ پیدا ہوئے اُن ٹکڑون کو روکا سلیم نے ایک
سحر کیا کہ ایک مرتبہ زمین سے غبار بلند ہوا اُسنے سہراب کو گھیر لیا سہراب اُس غبار مین پوشیدہ
ہو گیا سہراب نے سحر کیا کہ ابر سحر آکر برسا وہ غبار برطرف ہوا سلیم نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا
وہ آکر اُس میدان پر چھایا ہوا جبتک کہ سہراب تدبیر کرے کہ یکایک وہ ابر آکر سہراب پر گرا سہراب
اُس ابر مین پنہان ہو گیا وہ ابر ایک گنبد بنکر تیار ہوا اُسمین سہراب تھا کہ سہراب نے جو دیکھا کہ مین ابر
سحر مین مبتلا ہو گیا بس اسنے سحر کیا کہ اُس گنبد مین ایک در پیدا ہوا یہ اُس گنبد سے نکلا اور نکلتے ہی
خاک اُٹھا کر جو اُس گنبد پر ماری وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا سلیم نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا
وہ اسنے رد کیا اب کوئی سحر عمدہ کرنا چاہیے یہ تصور کر کے سلیم نے اپنی پشت کی طرف دیکھا ایک مرتبہ
سم مرکب کی صدا آئی اب جو دیکھا کہ ایک نقاب دار صحرا کی طرف سے چلا آتا ہے اور آتے ہی اُسنے
سلیم سے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے اُسنے سہراب کی طرف اشارہ کیا کہا کہ اسکو گرفتار کر لو وہ سوار
مرکب اُٹھا کر طرف سہراب کے چلا سہراب نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا نارِیل سحر اُٹھا کر اُس
سوار پر مارا وہ اُسکے سینہ پر آکر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا وہ سوار نقاب پوش جلکر خاک ہو گیا
اب یہ ہوا کہ سلیم نے جو دیکھا کہ میرا سحر اسنے رد کیا منقل آتشین اُسکے تخت پر رکھی ہوئی تھی اسم سحر
پڑھکر طرف سہراب کے پھینکی ایک دریائے قہار پیدا ہوا سہراب نے ابر سحر سے پانی برسا کر
اُسکو برطرف کیا سلیم نے کہا کہ اے سہراب معلوم ہوا کہ تو بڑا ساحر ہے خیر اب ہوشیار ہو جا یہ سحر
مین آخری کرتا ہون اس سے تیرا بچنا محال ہے سہراب نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تو سحر کر بس
سلیم نے ایک مرتبہ اپنی جو جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اُسمین سے ڈبیہ نکالی اُسکو طرف سہراب
کے کچھ پڑھکر پھینکا وہ ڈبیہ قریب سر سہراب آکر گری لیکن اُس سے ایک چھوٹا سا بیضہ فولادی پیدا

ہوا

ہوا سہراب نے اشارا کیا کہ ایک برق چمک کر اُس بیضہ پر گری وہ بیضہ برق کے گرنے سے دو ٹکڑے
ہوا ایک سے تو چادر آتش نکلی اور وہ طرف سہراب کے آئی ایک سے ایک اژدر پیدا ہوا اُس
آگ نے آکر سہراب کو چاروں طرف سے گھیر لیا سہراب نے اُس آگ کو دیکھکر حواس جاتے رہے
یہ اُسکے بر طرف کرنے مین مصروف تھا ادھر اُس اژدر نے زمین پر گر کر جو دم کشی کی تو سہراب کو مع
تخت اور اُس آگ کے کھینچ کر لے چلا سہراب اب بے بس ہو گیا کیا کرے مجبور ہو سلیم نے سحر کو زور دیا
لشکر اسلام مین طلاطم مچ گیا کہ افسوس مفت سہراب قتل ہوا بہت بڑا ساحر ہے دیکھتا تھا تو بہتا پانی جا
رسید کہ سہراب اُسکے مُنہ کے برابر پہونچ گیا کہ ایک مرتبہ برابر سے اُس اژدر کے زمین شق ہوئی
اور ایک شعلہ پیدا ہوا اُسکے ہاتھ مین تلوار تھی اُسنے نکلتے ہی تلوار کا وار اُس اژدر پر کیا تلوار پڑتے ہی
کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہوگئے اُس سے شعلہ نکلا اُس شعلے کی طرف چلا وہ شعلہ بہت جلد زمین مین غائب
ہو گیا اُدھر سہراب قائم ہوا مگر آگ گھیرے ہوئے ہو سہراب نے جلدی سے دولی جھولی سے نکالی
اُسپر کچھ پڑھکر طرف آسمان کے اڑایا وہ ابر سیاہ بنکر طیار ہوا اُس سے بارش ہونے لگی کہ وہ آگ
گل ہو گئی سلیم نے قصد کیا تھا کہ مین کچھ اور سحر کروں چونکہ سہراب نے یہ بہت بڑی زک اُٹھائی تھی
نہایت غصہ تھا اب جو اُس آگ سے نکلا تو اُسکے ہاتھ مین ایک گولا تھا نکلتے ہی آواز دی کہ اے سلیم
میرے حربے سے بچ یہ کہکر وہ گولا طرف سلیم کے پھینکا اُسنے جو گولے کو آتے ہوئے دیکھا اپنے کو تخت پر
سے نیچے گرا دیا مگر اُسپر بھی نہ بچا وہ گولا اُسکے قریب آیا اُسنے سحر کیا کہ ایک مرتبہ وہ گولہ شق ہوا اُس سے
ایک جانور پیدا ہوا اُسنے سر پر سلیم کے آکر صدا دی کہ جس سے سلیم پتھر کا ہو گیا بس اب سہراب نے
سحر کیا کہ ایک برق چمک کر گری کہ جسنے سلیم کو جلا کر خاک کر دیا بڑا شور تعظیم برپا ہوا تمام صحرا کانپنے لگا
ہوائے تیز و تند چلنے لگی پر غل مچانے لگے کہ ایک مرتبہ ایسی تاریکی ہوئی کہ کسی کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا تھا سب طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی صدائے گریہ آرہی تھی تھوڑے
عرصے کے بعد صدا آئی کہ کشتی مرا نام من سلیم جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
جب یہ صدا آئی وہ تاریکی بر طرف ہوئی روشنی ہوئی دیکھا کہ سلیم کی لاش پڑی ہوئی ہے یہ حال دیکھکر اُسکا
بھی لشکر ایک مرتبہ قصد جنگ مغلوبہ کر کے چلا تھا کہ قسیم نے روکا اور کہا کہ ابھی جنگ مغلوبہ نہ کرو
ہنوز موجود ہین تمام لشکر والے یہ کلام سنکر خاموش ہو گئے اُس مقابلہ مین تمام روز ختم ہو گیا تھا اور
دوسرے دو بھائی قسیم کے مارے گئے اسکو انکا بھی صدمہ تھا اسنے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر اسلام
مین بھی طبل بازگشت بجا آج بھی سمندر کو بڑا صدمہ ہوا عشاق سے کہا کہ اُستاد سہراب نے تو بڑا
غضب کیا کہ ایسے نامی ساحروں کو قتل کیا اسکو بڑے کمال کے سحر آتے ہین عشاق نے کہا کہ ان دونوں
کو اپنے دل کے حوصلے نکال لینے دو پھر تو یہ سب لوگ میرے ہاتھ سے قتل ہوویگے سمندر شاہ بھی
اپنے شہر کی طرف چلا گیا چونکہ اسکو بڑا صدمہ تھا گو ابھی کچھ دن باقی تھا مگر اُسی وقت داخل دربار شہر آگل
مین چلا گیا سب سردار طرف اپنے اپنے مقام کے گئے اِدھر دونوں لشکر فرودگاہ پر آکر فروکش ہوئے
دونوں لشکروں نے کر کھولی صاحبقران نے دربار کیا آج بڑی تعریف سہراب کی صاحبقران
و بادشاہ و اہل دربار نے کی بادشاہ نے سہراب کو خلعت دیا سہراب نے سلام کرکے وہ خلعت
لے لیا سہراب نے کہا کہ خداوند آج قسیم کی کمر ٹوٹ گئی برابر کے بھائی مارے گئے یقین ہے کہ اِس
غم مین طبل جنگ نہ بجوائے تو عجب نہیں ہے کیونکہ یہ بہت بڑا صدمہ اسکو پہونچا غزالان نے کہا کہ اگر

نقیب نقابت کرکے لشکر مین آئے اُدھر سمندر شاہ بھی ایک طرف اپنے مقام پر آکر مع سردارون کے
کھڑا ہوا کہ لشکر کفار سے جسیم جادو اپنے بھائی قسیم جادو سے اجازت لیکر تخت سحر کو بڑھا کر آیا مبارز
طلب کیا لشکر کفار سے تو جسیم نکلا ملکہ غزالان نے جو جسیم کو دیکھا ایک مرتبہ طاؤس سحر کو اپنے پر سے
نکالا بادشاہ سے اجازت خواہ ہوئی بادشاہ نے اجازت دی غزالان صاحبقران و بادشاہ کو سلام
کرکے میدان مین آئی مقابل جسیم سیاہ پوش ہوئی جسیم سیاہ پوش بہت لاف و گزاف کرتا تھا
غزالان نے کہا کہ ای جسیم اپنی زبان بند کر اور حربۂ سحر اُٹھا آج میرا تیرا مقابلہ ہی کیونکہ تو بادشاہ ہی
کوہ ظلمان کا اور مین ایک ادنے ساحرہ ہون آج میرے اور تیرے سحر کا امتحان ہوا چاہتا ہی دیکھین
کون زبردست ہی جسیم سیاہ پوش نے کہا کہ ای غزالان تو مجھکو مثل اُن ساحرون کے نہ تصور کرنا
آج ضرور مین تجھکو قتل کرونگا ملکہ غزالان نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی ... کیا ہی کہ تخت جسیم
کے ایک آئینہ لگا ہوا ہی ایک گلدستہ رکھا ہوا ہی اور بہت سے اشیا ہین اسی سبب سے غزالان سے کہا ایک
مرتبہ جسیم نے ایک ظرف جو کہ ... اُسکے ... رکھا ہوا تھا اُسکی طرف دیکھا وہ ظرف اُسمین پانی کو
حرکت ہوئی اُس پانی سے ایک ماہی تڑپ کر نکلی ... اُس ماہی کو اشارہ کیا کہ ... کر کھا جا یہ
جو جسیم نے کہا تو وہ مچھلی ایک چھوٹی سی تھی یا خود بخود ... دراز ہوئی اور اپنا دہن مثل غار ... کے
کھول کر طرف ملکہ غزالان کے چلی ملکہ غزالان یہ دیکھکر مسکرائی اُسنے ... ایک برق ... کر
اُس مچھلی پر گری کہ وہ ساری ماہیت اپنی بھول گئی اور اُس آتش برق سے جل گئی یہ تو سحر جسیم کا ختم ہوگیا
غزالان نے کہا کہ ای جسیم تو اسکی ماہیت سے جو خود واقف تھا تو پھر کیون تو نے یہ سحر کیا کہ جو کچھ بھی
اصل ندرکھتا تھا ... جو جسیم نے دیکھا ایک مرتبہ وہ ظرف ... اُٹھا کر طرف غزالان کے
پھینکا وہ ظرف زمین پر گر کر شکست ہوا وہ پانی زمین پر گرا اُس پانی کے گرتے ہی یہ عالم ہوا کہ ایک دریا
خونخوار موجزن ہوا اور طرف لشکر اسلام کے موج زنی کرتا ہوا چلا اُس دریا کو دیکھکر تمام لشکر اسلام پریشان
ہوگیا ایک تلاطم لشکر مین پڑ گیا یہ جو ملکہ غزالان نے دیکھا فوراً ایک پتلہ جھولی سے نکالا اُس پتلہ پر سحر کرکے
کہا کہ دریا کے پانی کو پی جا بس یہ جو اُس پتلہ نے سنا فوراً ایک چیخ ماری یا تو بالشت بھر کا پتلہ تھا یا دراز
ہوگیا اور ایک مرتبہ اپنا منھ کھول کر اُس دریا مین کود پڑا جیسے وہ دریا مین کود پڑا غزالان نے سحر
کو زور دیا اور ایک اسم پڑھکر دستک دی اُدھر جسیم سیاہ پوش نے بھی اپنے سحر کو زور دیا مگر اُس
پتلہ نے جو پانی پینا شروع کیا دم بھر مین تمام دریا کو خشک کر دیا اسم سحر کا غزالان کے کچھ ایسا زور
تھا اُسی طور سے زمین خشک نکل آئی وہ پتلہ پانی پی کے پھر اُسی اپنی حالت اصلی پہ ہوگیا یہ حال دیکھکر
جسیم کو بہت غصہ آیا اور ایک مرتبہ اُسنے آئینہ اُٹھا کر غزالان کو دکھایا اور کہا کہ اپنی صورت دیکھ لے
کہ کیا تیری صورت ہی اپنی شکل ذرا اس آئینہ مین تو دیکھ یہ جو جسیم سیاہ پوش نے کہا ملکہ غزالان
نے جسیم کی طرف نگاہ کی بس دیکھتے ہی نگاہ اُس آئینہ پر پڑی دفعۃً اُسنے ایک چیخ ماری اور تڑپنے لگی
یہ عالم ہوا کہ تمام جسم مین آبلہ پڑ گئے یہ حال دیکھکر جسیم نے اُس گلدستہ سے ایک پھول لیکر طرف ملکہ
غزالان کے پھینکا وہ طوق ہوکر اُسکے گلے مین پڑ گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھولون کا ایک طوق ہی غزالان
اب اور زیادہ تڑپنے لگی بہت بیقرار ہوئی اُن آبلون سے پانی بہنے لگا سر سے پاؤن تک ہزار دل آبلہ
تھے سمندر شاہ نے جو یہ حالت غزالان کی دیکھی عشاق سے کہا کہ ای استاد یہ تو ... سحر کیا جسیم نے یہ سنکر
عشاق نے کہا کہ بادشاہ ہی اگر ایسا نہوتا تو حکومت کیونکر کرتا سمندر شاہ نے کہا اب کوئی صورت

غزالان کے بچنے کی نظر نہیں آتی ہے ضرور اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر مر جائیگی ادھر یہ حال جو سہراب نے دیکھا کہ غزالان کو جمشید نے بیکار کردیا اب کوئی صورت اُسکے اچھے ہونے کی نہیں ہے ملکہ غزالان نے دھوکا کھایا کہ اُسکے آئینہ سحر کی طرف دیکھ لیا بڑا غضب ہوا اب جبتک جمشید قتل نہوگا اُسوقت تک غزالان تندرست نہوگی یہ خیال دل میں کرکے اپنے تخت سحر کو صف سے نکالا روبرو بادشاہ کے آکر عرض کیا کہ مجکو اجازت میدان مرحمت ہو میں جاکر اُس گبر کو قتل کرون غزالان کو بچاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا سہراب خدمت میں بادشاہ کے جب حاضر ہوا تھا تو اُدھر جمشید نے قصد کیا تھا کہ میں بڑھکر سر غزالان کا کاٹ لون یہ تو بادشاہ اسلام سے اجازت لے رہا تھا کہ گرگین نے جو دیکھا کہ یہ نابکار میری زوجہ کو قتل کرتا ہے تاب نہ رہی فوراً اپنے مرکب کو جولان کرکے اور للکارتے ہوئے اُسکی طرف چلے کہ او گبر ناہنجار دست خود رانگاہ دار میں تیری جان کا ملک الموت آتا ہون جمشید کے کان میں جو یہ صدا آئی اُسنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان بہت قوی میری طرف للکارتا ہوا چلا آتا ہے یا تو یہ طرف غزالان کے نیمچہ سحر کھینچے ہوئے چلا تھا یا تھم گیا اور کہا کہ تو ہی آ تجکو اور اسکو دونون کو ساتھ قتل کرونگا وہ بھی نیمچہ علم کرکے کھڑا ہوگیا کہ گرگین بہت جلد قریب اُسکے پہونچے گرگین کو دیکھکر اُسنے کہا کہ تو پہلوان ہے اور یہ بھی مجکو ثابت ہے کہ غیر ساحر ہے میں تجھ سے سحر سے نہ مقابلہ کرونگا بلکہ تلوار سے یہ جواب اُسنے دیا گرگین نے کہا کہ بچھڑا جو حسد یہ رکھتا ہو اُسنے وہی نیمچہ جو کہ برائے قتل غزالان علم کرکے چلا تھا اُسکا وار کیا گرگین نے سپر پر روکا ایک شعلہ آگ کا سپر پہ گرا کہ وہ سپر جل گئی اور حدت اُس آگ کی گرگین کے ہاتھ تک پہونچی کہ گرگین نے جلدی سے سپر زمین پر پھینکدی وہ شعلۂ آتش گرگین پہ آیا گرگین تمام آگ میں پوشیدہ ہوگیا وہی حالت اُسکی بھی ہوئی جو غزالان کی تھی کہ گرگین کے بھی تمام جسم میں آبلہ پڑ گئے وہ بھی مرکب پر سے گر کر تڑپنے لگا اب یہ کار دسحر لے کر چلا کہ اسکا سر قلم کرون گو یہ قوت رکھتا تھا کہ سحر سے قتل کرتا مگر اُسنے خیال کیا کہ کیا ضرورت ہے کہ سحر سے قتل کرون کیونکہ یہ دونون بیکار رہیں ایسے پر سحر کرنا کیا ضرور ہے تلوار سے کیون نہ قتل کرون جمشید تو یہ خیال کرکے چلا اُدھر سہراب نے بادشاہ دریا حشمت ان سے اجازت حاصل کی اور طرف میدان کے چلا دیکھا کہ گرگین بھی زمین پر تڑپ رہا ہے بہت افسوس کیا اور دیکھا کہ جمشید اب نیمچہ لے کے بقصد قتل چلا ہے اسنے تخت کو سحر سے ٹھہرا کے صدا دی کہ کیا ایسے لوگون پر اپنے ہاتھ کی صفائی دکھاتا ہے میں آتا ہون مجھ سے مقابلہ کر وہ تو خود اپنی جان سے عاجز ہیں بس اسی پر یہ دعوی کہ میں پہلوان ہون اور ساحر ہون دھوکے سے قتل کرتا ہے میں تیرا حریف ہون یہ جو جمشید نے سنا آواز دی کہ تو بھی آ میں آج تجکو بھی قتل کرونگا غزالان کہ جسکو اپنے کمال پر بہت گھمنڈ تھا اور بہت بھروسا تھا وہ تو ایک میرے سحر میں اپنی جان سے گئی گرگین کوئی دم کی مہمان ہے یہ پہلوان اُنکی محبت میں آیا تھا وہی حالت اُسکی بھی ہوئی یہی عالم تیرا بھی ہوگا یہ جو سہراب نے سنا کہا کہ خیر میں آتا ہون جو تیرے بنالئے بنے میرا بنا لینا میں آتا ہون اور انکو مبتلائے سحر کرکے کیون اسقدر غرور کرتا ہے ایک تو انمین غیر ساحر تھا اُسکا مبتلائے سحر کرنا کتنی بڑی بات تھی اور جو کہ ساحرہ تھی وہ عورت تھی عورت ناقص العقل مشہور ہے اُسنے دھوکا کھایا کہ آئینہ کی طرف دیکھ لیا اگر یہ آئینہ کی طرف نہ دیکھتی تو یہ حالت نہوتی جمشید نے کہا کہ اب تو آکر میرا سحر دفع کردیگا یہ کہکر تھم گیا اور کہا کہ انکو اور تجکو ایک مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر طرف سہراب کے مُنہ کرکے کھڑا ہو گیا اب سہراب نے اپنے تخت سحر کو بڑھا کر اُسکے روبرو پہونچایا اور ہم مقابل ہوا جمشید نے کہا کہ لا جو حربہ رکھتا ہے

تا کہ تیری حسرت نکل جائے یہ نہ حسرت رہے کہ اگر مین سحر کرتا تو غالب آتا مثل غزالان کے نہ حسرت
لے کر دنیا سے جاتا سہراب نے کہا یہ اپنا طریقہ نہین ہی تو سحر کر مین اسکو رد کر دونگا جب تیرے سحر سے
میرا خدا مجھکو بچا لیگا اسوقت مین بھی سحر کرونگا جسیم سیاہ پوش نے کہا کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہی
تو بھی مثل انکے قتل ہوگا سہراب نے کہا کہ یا تو میری ہی قضا آئی ہی یا تو ہی میرے ہاتھ سے مثل سلیم
و حلیم کے واصل جہنم ہوگا یا مین تیرے ہاتھ سے شہید ہونگا اور داخل بہشت ہونگا درجۂ شہادت پاؤنگا
بس یہ جو جسیم نے سُنا کہا کہ واہ کیا خیالات ہین کہ یہ جو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے تو شہادت
پائینگے یہ لفظ شہادت کونسا کلام ہی مین نے آجتک کسی کے منھ سے نہین سُنا سہراب نے کہا
کہ تو اسکی لیاقت کب رکھتا ہی جو یہ الفاظ سُنتا تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ تو شہادت کی لفظ کو سُنے تیرے
گوش بھی اس قابل ہین یہ کان اس لائق ہین کہ آتش دوزخ سے جلا لیے جائین نہ کہ یہ لفظ پاکیزہ سُننے
مین آئے عبث ہے کہ بخشش کا نتیجہ ہی جسیم نے کہا کہ یہ لفظ آپ ہی کو مبارک رہے خیر اس تقریر سے کچھ حاصل
نہین معلوم ہو گیا کہ تم سحر نہ کروگے تو میرے سحر کو رد کرو یہ کہکر جسیم نے اس آئینہ کی طرف دیکھا
اور کہا کہ ای سہراب پہلے تو اپنی صورت اس آئینہ مین دیکھ لے کہ تو مجھ سے مقابلہ کرنے کی لیاقت
بھی رکھتا ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ غزالان وگرگین اسی طور سے تڑپ رہے ہین جب جسیم
نے کہا سہراب نے جواب دیا کہ اس خود بینی سے کیا حاصل یہ جو شیشہ تو ہر ایک کو دکھاتا ہی اسمین
کیا ہی ایک ٹکڑہ ہی شیشے کا تو خود دیکھ لے کہ اسمین کوئی اثر نہین ہی بالکل بیکار ہی پھینکدے کیون
اپنی اوقات خراب کرتا ہی اگر تیری یہی مرضی ہی تو میرے سامنے کر اسکا بھی حال کھل جائے اب یہ
جو سہراب نے کہا اب جو جسیم نے دیکھا تو دراصل وہ شیشہ تھا کوئی اسمین حالت نہ تھی یہ دیکھکر
جسیم برہم ہوا اور اسکو اٹھا کر زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ تو نے خوب سحر کیا کہ میرا سحر رد کیا معلوم ہوا
کہ تو کیسا جری زبردست ہی اچھا تیرے لیے اور تدبیر کی جاتی ہی اب اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک
رول اسکے برابر رکھا ہوا تھا ایک مرتبہ اٹھا کر تخت پر مارا اور کہا کہ اے تخت کیا تو ساکت کھڑا
ہوا ہی حرکت کر اور اپنے حریف کو قتل کر یہ جو اسنے کہا اس تخت مین حرکت ہوئی اور ایک شیر ببر
اس تخت سے پیدا ہوا کہ جسکے دو سر تھے وہ اڑکر طرف سہراب کے چلا یہ دیکھکر سہراب نے
ایک کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالا اور ایک پتلہ بہت جلد اسکا مقراض سے تراشا اور اسکو جلدی سے
تخت پر پھینکدیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر اسپر مارے کہ اسنے صورت انسانی پیدا کی اور ہاتھ
جوڑکر کھڑا ہوا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی سہراب نے ایک کارد جھولی سے نکالکر اسکے ہاتھ مین دی کہ
اس شیر کو ذبح کر اور اسکے گردے کھا لے یہ تیرا حصہ ہی یہ جو سہراب نے کہا وہ پتلہ طرف اس شیر
کے چلا وہ شیر تو اڑتا ہوا اپنے رو مین چلا آتا تھا بس اس پتلہ نے جو جست کی اسکی پشت پر تھا
اور ایک کارد اسکے ماری وہ شیر چیخ مارکر طرف زمین کے چلا پتلے نے کارد مارنا شروع کی یہ
جو حال جسیم نے دیکھا ایکبار خاک اٹھا کر اور اسپر کچھ پڑھکر اڑا دی کہ دونون جل جاوین چونکہ اسنے
خیال کیا تھا کہ یہ پتلہ شیر کو مار کر اور اسکے گردے کھا کر سہراب سے کہیگا کہ کیا حکم ہوتا ہی وہ یہ حکم
دیگا کہ میرا یہ جو حریف ہی اسکو قتل کر بس میری طرف آئیگا اسوقت اسکا دفع کرنا مشکل ہوگا ضروری
کوئی نہ کوئی زخم اسکے ہاتھ سے میرے جسم پر آئیگا کوئی نہ کوئی عضو میرا بیکار ہو جائیگا کیونکہ سہراب
نے بہت بڑا سحر کیا ہی ابھی تک کامل نہین ہوا ہی یہ دل مین خیال کرکے وہ خاک اڑائی یہ جو کہنا

کہ دونوں جل جاؤ وہ خاک اُسپر جاکر گری خاک کا گرنا تھا کہ دونوں مین آگ لگ گئی مثل ہیزم
خشک کے جلنے لگے جب جسیم نے اُس شیر اور پتلہ کو جلادیا سہراب نے کہا کہ خوب جان بچالی
ورنہ یہ پتلہ تجکو بھی قتل کرتا جسیم سیاہ پوش نے کہا کہ میرے سحر نے مجکو اس امر سے آگاہ کیا تھا اسی سبب
سے مین نے جلادیا اب مین اور سحر کرتا ہون دوسرے یہ امر ہو کہ مین نے تین سحر کیے تمنے رد کیے اب
مین تمھارے سحر کا مشتاق ہون کہ دیکھون کیونکہ مین نے سنا ہو کہ تمنے بڑے بڑے اُستادون سے حاصل
کیا ہو ایک زمانے تک چاہ بابل مین رہے ہو وہان کے ساحرون سے حاصل کیا ہو اور ایک عرصہ
تک شہر سمندر مین بھی سہ سال رہے ہو سمندر شاہ ایسے ساحر زبردست کی صحبت اُٹھائی ہو کچھ
تم بھی اپنا کمال مجکو دکھاؤ سمندر شاہ بھی سامنے موجود ہو اُسپر تمھارا کمال ظاہر ہو سہراب نے کہا کہ
کیا مین تمکو اپنا سحر دکھاؤن مین کیا کمال رکھتا ہون ان تم لوگ بڑے صاحب کمال ہو کیونکہ بادشاہ
ہو مین بھی اپنی جان تم ایسون سے بچا سکے ایسی کچھ کر اپنا ہو لی اگر تمکو میرے سحر کا اشتیاق ہو تو لو دیکھو
او یہ سحر ہوتے ہین چاہ بابل کے ایسے ساحر ہوتے ہین جسیم نے کہا کہ ہان ضرور اشتیاق ہو سہراب
نے کہا کہ یہ جو تمنے سحر کیے ہین یہ میرے ساتھ کے جو کرا دے لوگ سیکھتے اور مین نے اُنکو تعلیم کیا تھا
پہلے بھی سحر تعلیم کیے تھے تم ایسے بہت سے میرے شاگرد ہین مین غرور تکبر نہین کرتا ہون کیونکہ غرور
خداوند کریم کو ناپسند ہو یہ صرف تمھارے دکھانے کو مین اپنا کمال ظاہر کرتا ہون یہ کہکر سہراب تخت
پر سے زمین پر کودا اور ایک مشت خاک اُٹھا کر اُسپر کچھ دم کرکے اُسکے چار حصے کیے اور چارون
طرف اُس خاک کو اُڑا دیا تھوڑے عرصہ مین ایک غبار بلند ہوا اور ایک آندھی اُٹھی اُس غبار
سے برف باری ہوئی برف باری کے بعد سنگ برسنے لگے چارون طرف اُس پتھر کی دیوارین
بنگئین ایک قلعہ بنکر طیار ہوا اُسکے برج پر توپین لگی ہوئی تھین ایک مرتبہ قلعہ کا دروازہ کھلا اُس
سے ایک نقابدار پیدا ہوا اُسکے منہ پر سیاہ نقاب تھی ایک مرکب سیاہ پر سوار نیزہ ہاتھ مین تلوار
کمر مین سپر پشت پر وہ سوار قلعہ سے نکلکر روبرو سہراب کے آیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہو سہراب نے
اشارہ کیا کہ یہ جو تخت پر سوار ہو اسے قتل کرو یہ میرا حریف ہو بس وہ سوار مرکب کو مہمیز کرکے جسیم کے
تخت کے سامنے آیا سہراب نے پکار کر کہا کہ اے جسیم اس سوار سے مقابلہ کر اگر تو اسکو قتل کر ڈالیگا تو
مین جانون یہ ایک ادنےٰ میرا لشکر ہو جسیم نے جو یہ دیکھا کہ وہ سوار مرکب مہمیز کرکے میری طرف آتا ہو
بس اسنے بھی طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک مرتبہ گرد بلند ہوئی اُس گرد سے ایک سوار اژدر پوش بعد
جوش وخروش پیدا ہوا اُسنے للکارا کہ او نقابدار سیاہ پوش کدھر جاتا ہو میرا مقابلہ کر یہ جو اُس
سوار نے صدا دی نقابدار نے اُسکی طرف دیکھا مرکب کو تیز کرکے اُس سوار کی طرف چلا وہ سوار
اژدر پوش بھی مرکب تیز کرکے اُس سوار کی طرف آیا باہم مقابلہ ہونے لگا یہ جو سہراب نے دیکھا کہ
جسیم نے بھی سوار پیدا کیا ایک مرتبہ قلعے کی جانب اشارہ کیا بس اشارہ کرنا تھا کہ ایک برق چمک کر
قلعہ پر سے اُس سوار اژدر پوش پر گری کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا اُسکا جلنا تھا کہ نقابدار جو قلعہ کی
طرف سے آیا تھا وہ مرکب اُٹھا کر جسیم سیاہ پوش پر آپڑا ایک ہاتھ تلوار کا مارا جسیم سیاہ پوش نے
سحر کیا کہ سپر سر پر آگئی اور تخت بلند ہوگیا ایک مرتبہ پر اُس مرکب کے پیدا ہوگئے مرکب بھی
اُڑکر برابر اُس تخت کے پہونچا پھر اُس سوار نے تلوار ماری جسیم نے پھر سپر کو پناہ کیا چار وار
متواتر اُس سوار نے کیے ہر ایک وار سے جسیم بچا ایک مرتبہ جسیم نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا ایک چھوٹا سا

بیضہ جوڑے سے نکالا اُسکو اُس سوار پر کھینچ مارا وہ بیضہ سینہ پر اُس سوار کے پڑا اور وہ پشت کو توڑ کر
پار گذر گیا اُدھر اُس سوار نے چرخ مار کر چیخ ماری اُدھر اُس قلعہ مین حرکت ہوئی قلعہ نے گردش
کھائی اور صدا سے تڑاق تڑاق آنے لگی ایک برق چمک کر جو سر پہ جیبیم کے گرتی ہو اُسنے فوراً سحر
جو کیا خود پتھر کا ہو گیا مگر اُس برق نے اسقدر کام کیا کہ سر جیبیم کا زخمی ہوا اگر پتھر کا نہوتا تو دو نیم
ہوتا اتنا جو زخمی ہوا یہ صرف اُتنے ہی عرصہ مین کہ جبتک وہ سحر کیے اُتنے عرصہ مین اُسکا سر زخمی ہوا
کہ اُسنے اپنے تئین سنگ کر لیا وہ ایک مرتبہ اُس سر سے اُچٹ گئی کیونکہ اُسکا یہ طریقہ تھا کہ وہ
برق ایک مرتبہ گرتی تھی جسوقت پتھر کا ہو گیا تو یہ اُچٹ گئی یہ جو اُچٹ گئی تو وہ سوار جلکر خاک ہوا اُدھر وہ قلعہ
بھی برطرف ہوا اور وہ برق بھی غائب ہوئی سحر سہراب کا تو رد ہوا مگر جیبیم کو غصہ آگیا کیونکہ یہ
تو زخمی ہوا تھا سہراب نے جو دیکھا کہ جیبیم نے میرے سحر کو رد کیا اور اپنے کو پتھر کا بچایا اسنے آواز
دی کہ واہ کیا سنگدلی دکھائی اگر پتھر نہو جاتا تو میرے سحر سے بچتا تو مین جانتا کہ تو نے میرا سحر رد کیا اور یہ کیا
طریقہ سحر رد کرنے کا نہین ہو کہ تو نے اپنے کو پتھر کا کر لیا واہ کیا سحر رد کیا ہو یہ جو صدا جیبیم نے
سنی اسکو بہت ہی غصہ آیا اور اُسی حالت غیظ و غضب مین اُس پتھر سے نکلا اس مکلکہ جو اُسنے
وہ جو گلدستہ اُسکے روبرو رکھا ہوا تھا اُسکو اُٹھا کر ایک مرتبہ طرف سہراب کے پھینکا وہ گلدستہ
آسمان پر جا کر شق ہوا اُس سے آگ پیدا ہوئی آگ نے چاروں طرف سے سہراب کو گھیر لیا
اب سہراب اُس آگ کے دفع کرنے مین مصروف ہوا مگر اُس نابکار نے ایک کٹورہ جو کہ اُسکے
ہاتھ مین پڑا ہوا تھا اُسکو اپنے ہاتھ سے اُتار کر طرف آسمان کے پھینکا وہ کٹورا برق بنکر طرف سہراب
کے چلا چونکہ سہراب تو اُس آگ کے دفع کرنے مین مصروف تھا کچھ دفع کی تھی کہ وہ برق آ کر
گری کہ سر سہراب کا زخمی ہوا اُدھر سہراب تو اُس آگ کے دفع کرنے مین مصروف تھا کہ سر
سہراب کا زخمی ہو چکا ہو اُس زخم کے آنے سے سہراب اور پریشان ہوا اور اُسی حالت پریشانی
مین اُس برق کی طرف متوجہ ہو کر افسون کیا کہ وہ برق تو برطرف ہوئی اب اُدھر اُس آگ نے سہراب
کو پھر گھیر لیا سہراب برق کو دفع کر کے اُس آگ کو دفع کرنے مین مصروف ہوا کہ خون جو سر سے
نکلا اور جسم پر آیا سہراب کو غش آنے لگا کہ اُدھر جیبیم سیاہ پوش نے ایک مرتبہ اپنی جھولی پر
جو کہ اُسکے روبرو رکھی ہوئی تھی اُس جھولی سے ایک ڈبیہ نکالی اور اُس ڈبیہ کو کھولا اُس ڈبیہ
سے ایک چھوٹی سی پتلی نکلی اُس پتلی سے جیبیم سیاہ پوش نے کہا کہ تو جا کر سہراب کو گرفتار کر لا
جیبیم نے یہ طریقہ کیا کہ ایک سحر کیا حریف اُسکے دفع کرنے مین مصروف ہوا اُسنے دوسرا سحر کیا وہ
اُدھر کو متوجہ ہوا کہ حریف زخمی ہو گیا ایسا ہی سہراب کے ساتھ بھی کیا کہ پہلے تو اُسنے آگ برسائی
وہ اُس آگ کے برطرف کرنے مین مصروف ہوا اُسنے برق سحر گرا کر اُسکو زخمی کیا اُسنے برق کو تو
برطرف کر دیا تھا کہ آگ نے جلا دیا خون سر سے نکلا اسیقدر اُسکو ضعف طاری ہوا آگ نے جلایا
اُدھر اُسنے پتلی کو روانہ کیا کہ جا کر گرفتار کر لا وہ پتلی کمند لے کر طرف سہراب کے چلی سہراب
نے یہان آگ کو اُسی حالت غشی مین برطرف کیا تھا کہ اُس پتلی نے آ کر ایک پچکاری سہراب
کے اوپر ماری کہ وہ اُسکے جسم پر پڑی اُسی طور سے اُسکے بھی چھالے پڑے یہ بھی تڑپ کر زمین
پر گرا اور تڑپنے لگا اُس پتلی نے قصد کیا کہ سہراب کو گرفتار کر لون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی پیدا
ہوئی اُسنے بنگاہ قہر آلود طرف اُس پتلی کے دیکھا کہ ایک برق تڑپ کر گری وہ پتلی تو جل گئی وہ

پتلی سہراب کو اُٹھا کر اندرونِ زمین کے لیگئی اُدھر برابر غزالان کے بھی زمین شق ہوئی اُسکو بھی اُسکے بیر اُٹھا لیگئے گرگین اسی مقام پر نٹ پٹا رہگیا کہ جب جبیم سہراب کو زخمی کر چکا اور اُسکی پتلی جل چکی اور سہراب کو بیر سہراب کے اُٹھا لیگئے اُسنے سحر کیا کہ وہ زخم جو کہ اُسکے سر مین آیا تھا اچھا ہو گیا سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ جبیم نے وہ کام کیا کہ کسی ساحر نے ایسا کام نہ کیا ہوگا خوب جبیم نے غزالان و سہراب کو زخمی کیا اب یہ دونون اسی حالت مین رہینگے اور تڑپ تڑپ کر مر جائینگے انکا تو کام تمام کر چکا ہے یہ لوگ غیر ساحر ہین انکا مار لینا کتنی بڑی بات ہے عشاق نے کہا کہ دیکھا آپ نے کیونکر میان سہراب زخمی ہوئے آپ تو یہ فرماتے تھے کہ یہ سہراب بہت بڑا ساحر زبردست ہے کوئی بھی اسکا سحر کام مین آیا گلاب نے کہا کہ یہ طریقہ مقابلہ کرنیکا نہین ہے جب ایک سحر کو دفع کر لیا تو دوسرا سحر کیا نہ یہ کہ ایک سحر کر رہے ہین حریف اُسکی طرف متوجہ ہوا کہ دوسرا سحر کیا وہ تو اُدھر متوجہ تھا کہ تیسرا سحر جو ہوا حریف اُدھر متوجہ ہوا اُسنے کام کیا یا اُسنے ایک نہ ایک سحر ضرور کام کریگا ایک مرتبہ دو حربون کو کوئی نہین رد کر سکتا ہے اسی طور سے تو سہراب زخمی ہوا اگر ایک سحر ہوتا تو ہم جانتے کہ اسنے ایک ہی سحر کرکے سہراب کو زخمی کیا یا سہراب کے جسم پر آبلہ ڈالا تو مین جانتا یہ تو سہراب نے دھوکا کھایا مگر اُسپر بھی یہ جرأت تھی کہ سہراب نے برق کو رد کیا آگ سحر گل کی کہ اتنے مین وہ پتلی پہونچی چونکہ خون جو نکلا تھا اُسکے حواس جا چکے تھے ورنہ وہ اس پتلی کو چیر کر پھینکدیتا ہان یہ ساحر زبردست ضرور ہے کہ باوجودیکہ زخمی ہو چکا تھا اُسپر بھی یہ ہوا کہ اُسکے بیر اُٹھا لیگئے اور اگرچہ بیر سہراب کو نہ اُٹھا لیجاتے تو جبیم قتل کرتا یہ تو دھوکا ہوا بدین سبب سہراب مجروح ہوا سمندر شاہ نے کہا کہ ضرور ایسا کیا خیر جس طور سے چاہا حریف کو زخمی کیا گلاب نے کہا کہ ضرور ایسا تھا مگر نہ اس طور سے کہ جسطور سے جبیم نے سہراب کو زخمی کیا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہے اُدھر جبیم نے اپنے حواس درست کرکے ایک سحر کیا کہ ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے ایک برق چمکی اب جو دیکھا کہ غبار برطرف ہوا اُس غبار کے برطرف ہونے کے بعد جو دیکھا کہ گرگین کی لاش پڑی ہوئی ہے سر الگ پڑا ہوا ہے تن الگ ہے یہ حال دیکھکر اہل اسلام مین ایک تلاطم پڑ گیا اول تو غزالان کا مبتلائے سحر ہونا اُسکے بعد گرگین کا اُسی حالت مین مبتلا ہونا ... سہراب کا زخمی ہوکر مبتلائے سحر ہونا یہ حال دیکھکر تمام لشکر اسلام مین ایک تلاطم عظیم برپا تھا ہر ایک شخص یہ کہہ رہا تھا کہ بڑا غضب ہوا کہ دو ساحر کہ جو یون کام آئے اب کون ہے جو اس سے مقابلہ کریگا یہان تو لشکر اسلام مین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور ایک تلاطم برپا تھا کہ ایک مرتبہ جبیم سیاہ پوش نے لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے بس ایک سردار لشکر اسلام سے طرف دست چپ سے نکلا اور اپنے مرکب کو مہمیز کرکے بادشاہ کے روبرو آیا اور عرض کیا کہ مین اجازت میدان چاہتا ہون بادشاہ نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا کیونکہ تمھارے جانے کا موقع نہ تھا اسلیے کہ وہ ساحر ہے اور تم غیر ساحر ہو ساحر و غیر ساحر سے کیونکر مقابلہ ہوگا اُسنے کہا کہ خداوند کریم حافظ ہے یہ بات کہکر یہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور آکر صاحبقران زمان کو سلام کیا اور اجازت میدان چاہی صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا اب یہ اجازت لیکر طرف میدان کارزار لیکے چلا یہ جو جبیم نے دیکھا ایک مرتبہ جبیم نے صحرا کی طرف دیکھا اور ایکبارگی گرد اُڑائی اُس گرد سے ایک

پیدا ہوا اور شدہ شدہ میدان میں عجیم سیاہ پوش کے آیا عجیم نے کہا کہ یہ جو سوار آتا ہے اس سے مقابلہ کرو وہ سوار
مرکب کو مہمیز کر کے طرف اہل اسلام کے چلا اُدھر سے وہ سردار چلا وسط لشکر میں پہنچے دونوں لشکروں
کے درمیان میں جو کہ میدان تھا اُسمیں اُس سوار کے اور اس سردار کے مقابلہ ہوا سردار
اہل اسلام نے قصد کیا کہ میں جا کر عجیم سے مقابلہ کروں کہ اُس سوار نے روکا اور کہا کہ مجھ سے
مقابلہ کر لے پھر اُدھر کو جانا اُس سردار نے کہا کہ تو کیا مقابلہ کریگا میری ایک ضرب میں تیرا کام
تمام ہوگا اُس سوار نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو میرا مقابلہ کریگا یہ کہکر اُس سوار نے کہا
کہ لا جو ضرب رکھتا ہے سردار اسلام نے کہا کہ پہلے تو ضرب کر اگر ہمارا پروردگار عالم تیری ضرب سے
بچا لیگا تو ہم بھی ضرب کرینگے بس اُس سوار نے پھنکر اور نیزہ اُٹھا کر سینہ پر سردار لشکر اسلام کے
مارا انھوں نے بڑی تیزی سے روکا بس اُسنے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور تلوار کا وار کیا سردار لشکر
اسلام نے اُسکے وار کو رد کر کے اپنا جو وار کیا اُسنے سر کو اُسکی طرف بڑھا دیا انھوں نے تلوار ماری
اُسکی گردن پر پڑی گردن سے ایک فوارہ خون کا نکلا وہ یا ہاتھ پر سردار اسلام کے پڑا یہ معلوم ہوا
کہ کسی نے آگ لگا دی اسقدر بیتاب ہوکر تلوار چھوڑ دی ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اُدھر وہ خون جو زمین پر گرا
زمین سے ایک غبار بلند ہوا [illegible] تیرہ و تار ہو گیا کہ [illegible] جب وہ غبار برطرف ہوا اور دیکھا کہ لاش
اُس سردار کی زمین پر پڑی ہوئی ہے مرکب کوتل کھڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر سب اہل اسلام نہایت
حیران ہوگئے اور دیکھا کہ وہ سوار جو کہ طرف سے صحرا کے آیا تھا وہ اُسی طور سے کھڑا ہوا ہے بس
اُس سوار نے پھر صدا دی کہ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے یہ صدا سنکر اور ایک سردار لشکر اسلام
سے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور اُس سوار سے مقابلہ ہوا اُس سوار نے تلوار
ماری اس خدا پرست نے اُسکے وار کو رد کر کے اپنی تلوار کا وار کیا اُسنے پھر گردن خم کی اُسنے تلوار
ماری اسکا سر تن پر سے اُڑ گیا اور ایک آگ کا شعلہ اُسکے جسم سے نکلا اس شعلہ نے اُسکو گھیر لیا
پھر غبار بلند ہوا جب غبار برطرف ہوا دیکھا کہ خدا پرست کی تو لاش پڑی ہوئی ہے وہ سوار اُسی طور
سے مرکب پر سوار کھڑا ہے پھر مبارز طلب کیا اور ایک سردار لشکر اسلام سے مقابلہ کو نکلا بادشاہ سے
اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا جیسے ہی یہ اُسکے قریب پہونچا اُسنے کا دست بر مرکب کو ڈالا اور
اُس سے ایک غبار بلند ہوا دونوں سوار اُس غبار میں پوشیدہ ہوگئے جب وہ غبار برطرف ہوا
سب نے دیکھا کہ لاش خدا پرست کی پڑی ہوئی ہے سر تن پر نہیں ہے اسی طور سے اسدن شام تک
جب سے سہراب زخمی ہوا ہے اُسکے بیرا اُٹھا لے گئے ہیں جب سے لشکر اسلام کے پندرہ سردار غیر ساحر
کام آئے اب سوائے غیر ساحر کے ساحر کون ہے جو مقابلے کو نکلے بس شام ہوگئی عجیم سیاہ پوش
نے طرف قسیم کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ اب طبل بازگشت بجوائیے چونکہ شام ہوگئی ہے آج لشکر کفار
میں بڑی خوشی ہے سمندر شاہ بھی بہت خوش ہے ہر مرتبہ عشاق سے کہتا ہے کہ اُستاد کیا خوب عجیم نے
سحر کیا ہے دیکھیے کہ کس طور سے خدا پرست قتل ہو رہے ہیں یہ کیونکر مقابلہ کرینگے عشاق نے کہا کہ اے
سمندر شاہ بس زیادہ تر اہل اسلام کو سہراب و عزالان پر بھروسا تھا سو پہلے وہ تو قتل ہوئے
اُسکے بعد ان سب کی نوبت آئی اب یہ لوگ ضرور اسی طور سے قتل ہونگے کیا کر سکتے ہیں وہ غیر ساحر
ہیں یہ ساحر ہیں بھلا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ ساحر کے روبرو یہ
لوگ بالکل بیدست و پا ہیں کوئی ان لوگوں کا زور نہیں چل سکتا ہے عشاق نے جواب دیا کہ ہاں یہ

بجا ہے آپ بہت درست فرماتے ہین یہ کہکر مسعود رشاہ نے عشاق سے کہا کہ اب مقابلہ کا خاتمہ ہوگیا
کیونکہ اب شام ہوگئی ہی اسوقت مقابلہ نہوگا اب شہر کی طرف چلنا چاہئے یہ سنکر مسعود رشاہ نے
جواب دیا کہ جب لشکر طرف فرودگاہ کے واپس جائینگے تو ہم بھی شہر کی طرف واپس چلین گے
عشاق نے کہا کہ بہت خوب یہی بات اچھی ہی یہان تو یہ گفتگو ہورہی ہی نگار سپاہ کو اپنی بہن نغزالان
کا بہت رنج و غم ہی بڑا ہی اسکو اپنی بہن کا صدمہ ہی پر تو اس صدمہ مین اپنے طاؤس سحر کو روکے ہوئے
اپنے مقام پر بمرتبہ سپہ سالاری کھڑا ہی کیونکہ مسعود رشاہ جو آتا ہی اور جو مرتبہ جس سردار کا اسکے دربار
مین ہو اسی مرتبہ سے وہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہوتے ہین چونکہ ابھی اپنا ایک
چھوٹا سا لشکر ایک ہزار سے دو ہزار تک ساتھ جنگ آتا ہی نگار سپاہ کو بہت رنج ہوا ادھر قسیم نے باشارہ
قسیم طبل باز بجوایا جیسے صدائے طبل باز بلند ہوئی لشکر اسلام مین بھی کوس باز بجا پھر جو سردار
مقابلہ کرنے کو نکلا تھا وہ صدائے طبل باز سنکر لشکر کو واپس گیا چونکہ قسیم نے اشارہ کیا تھا اسکے کہنے
سے قسیم نے طبل باز بجوایا تھا اس سبب سے قسیم سیاہ پوش نے صدا دی تھی کہ اے اہل اسلام و دشمنان خدا
خدا پرستان آگاہ ہو کہ اب شام ہوگئی ہین مجکو اسکی رات کی مہلت دیتا ہون کل پھر تم جو میدان
مین آونگا تو ایک کو زندہ نہ رکھونگا سب کو ایسا ہی مرتبہ قتل کرونگا لہذا تم سب باہم صلاح کرکے
حاضر خدمت بادشاہ ہو اور دین اسلام کو ترک کرو ورنہ تم سب کی قضا آئی ہی اب ایک سلطان
میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اب تمکو اختیار ہی اسنے یہ کہا وہ سردار جیسے آیا تھا اسی طرف چلا
گیا اس ناری نے ایک مرتبہ برق چمکا کر ان سب لاشون کو جلا دیا یہ تھی آتش مزاجی کی راوی نے
بیان کیا ہی کہ لاشون کو جلا کر اور اپنے تخت سحر کو پھیر کر طرف اپنے لشکر کے چلا اہل اسلام نے اسکی
اس تقریر کے جواب مین ہزارون دشنام دیے جب اپنے لشکر مین پہونچا قسیم اپنے لشکر کو لیکر طرف
فرودگاہ کے واپس چلا لشکر اسلام بھی منظم و بیجز طرف اپنی فرودگاہ کے واپس گیا لشکر اسلام نے
پڑاؤ پر جاکر کمر کھولی سب اپنے اپنے مقام پر گئے سردار و درباری لباس پہنکر طرف دربار کے چلے
بادشاہ و صاحبقران بھی بارگاہ مین آئے بادشاہ نے تخت پر جلوہ فرمایا صاحبقران اپنے دنگل
پر رونق افروز ہوئے سب سردار آکر اپنے مقام پر بیٹھے دنگل پر ان سردارون کے فاتحے پڑے گئے
جو کہ مقابلہ مین کام آئے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ جو ہاتھ نغزالان و سہراب کو اٹھا لیگئے
تھے انھون نے لاکر ان دونون کو انکے خیمہ مین پہونچا گئے تھے یہان انکے خادم انکی تیمارداری مین
مصروف ہوئے مگر انکی یہ حالت ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین خادم گرد و پیش بیٹھے ہوئے ہین جب بادشاہ
میدان جنگ سے دربار مین آئے تو انکے خادمون نے آکر عرض کیا کہ ہمارے آقا کو دیو لیے پہونچا
گئے ہین انکی حالت بہت خراب ہی بادشاہ نے یہ سنکر کہا کہ جراحون کو حکم دیا جائے کہ وہ جاکر اور
انکی حالت دیکھکر کچھ علاج کرین بادشاہ نے اسوقت حکم دیا جراح طرف خیمہ سہراب و نغزالان
کے گئے انکو دیکھکر بہت افسوس کیا کہ انکے تمام جسم مین آبلہ پڑے ہوئے تھے ان جراحون نے
ان سب آبلون کو دھویا اور ان آبلون پر مرہم کے پھاہے چڑھا دیے اسقدر آبلے پڑے ہوئے
تھے کہ کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ آبلہ نہ پڑے ہون ادھر تو ان دونون کا علاج ہونے لگا ادھر بادشاہ
نے صاحبقران زمان سے فرمایا کہ آج بہت بڑا معرکہ پڑا اسقدر سردار ہاتھ سے اس مرتد کے
درجہ شہادت پر فائز ہوئے اب سہراب و نغزالان کی بھی کوئی امید زندگی کی نہین ہی صاحبقران نے

پھر سہراب نکلا وہ بھی خوب خوب لڑا اور مقابلہ کیا آخر کو وہ بھی جیشم کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکو بھی اُسکے
پیر اٹھا لے گئے گلاب نے کل حال جنگ بیان کیا اور کہا کہ یہ افسوس ہی کہ اگر وہ گیسو بریدہ شریک
اہل اسلام ہوتی تو ضرور میں مقابلہ کرتا جیشم کی یہ بھی لیاقت تھی کہ غزالان کو زخمی کر سکتا یا وہ اُسکے
ہاتھ سے زک پاتی مگر یہ سب انجام اُسکے اہل اسلام کی شراکت سے ہوا کہ میں بھی کھڑا دیکھا کیا سمندر
شاہ بھی تماشا سے جنگ کھڑا دیکھا کیا اسکی ماں نے کہا کہ ای بیٹا پھر اسکا افسوس ہی کیا جبکہ اپنے
قبضہ سے نکل گیا اور دوسروں کی شراکت کی اُسکا کسی طور سے صدمہ کرنا بیکار ہی کیونکہ وہ ہمارا اب
نہیں ہی بلکہ وہ ہمارے خون کا پیاسا ہی اور ہماری ذلت کا خواستگار ہی پھر ہم اُسکی ذلت پر کیوں رنج و
غم کریں بلکہ خلاف ہی گلاب نے کہا کہ یہ آپکا بجا ارشاد ہی مگر عزیز کی ذلت نہیں دیکھی جاتی خواہ وہ
شریک اپنا ہو خواہ نہو مگر اب کیا ہوتا ہی جو ہونا تھا وہ ہو گیا کیونکہ اب جب تک جیشم قتل نہوگا اسوقت
تک اُسکا اس عذاب سے نجات پانا غیر ممکن ہی اسی بلا میں وہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ماں
نے کہا کہ ای فرزند تو اسکا بیکار غم کرتا ہی جبکہ اسکو تیرا رنج و غم نہیں ہی اُسنے تجکو اور تجکو دونوں کو ترک
کیا اور دوسروں کی شراکت کی اور اُن لوگوں کی شراکت کی ہی جو کہ جان سے ہم سب کے دشمن ایمان کے
حریف بھی اُسکے لیے کیا ضرور رنج ہی جو ہم غم کریں ہمارے نزدیک وہ اُسی دن مر گئی جب ہم سے
جدا ہوئی ہمارے نزدیک مردہ ہی پھر مردہ کے لیے صدمہ کرنا بالکل خلاف دانائی ہی اور
نہ یہ ممکن ہی کہ وہ اب ہماری شرکت کرے جو ہم اُسکے لیے کوشش کریں گلاب نے کہا کہ یہ جو آپنے
ارشاد کیا کہ وہ اب ہماری شرکت نہ کریگی جو ہم اُسکے لیے کوشش کریں اگر وہ شرکت بھی
کرے تو کوشش نہیں ہو سکتی ہی سوا اس امر کے کہ سمندر شاہ سے مخالفت کریں یا جیشم سے
مقابلہ کریں اُسکو قتل کریں جب وہ رہائی پائے یہ تو غیر ممکن ہی اور نہ کوئی لشکر اسلام میں ساحر ہی
جو اُسکو قتل کرے سنا گیا ہی کہ جیشم اس فکر میں ہی کہ جو کہ لشکر اسلام کا صاحبقران ہی اُسکا اسم اعظم
بند کرے اگر اسم اعظم بند ہو گیا تو پھر تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ماں نے کہا کہ تم اُس سے کیا تم رنج
کرو اُس ننگ خاندان کا اور یہ تصور کرلو کہ اُسکو مرے ہوئے ایک زمانہ ہوا اگر اسی زمانہ میں
مر جاتی جب اُسکے مرنے کی خبر آئی تھی تو کیا تھا یہ خیال کرلو کہ وہ اسیوقت مر گئی جب دوسروں
کی شریک ہوئی اب اُسکا صدمہ کرنا بیکار ہی گلاب نے کہا کہ اب یہ نہ خیال کیا جائیگا تو کیا ہوگا
کیا اُسکے لیے سمندر شاہ سے بگاڑی جائیگی یہ تو ممکن نہیں ہی بس میں تو صبر کر چکا ہوں یہ کہکر ماں کے
پاس سے اُٹھا اور اپنے مقام پر آیا اسی فکر میں مبتلا رہا ماں بھی اسی تردد میں رہی وہ رات گزری
یہ صبح کو درباری لباس پہنکر سمندر شاہ کے پاس گیا سمندر شاہ سب کو لیکر طرف میدان کے
چلا وہاں رات بھر دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا کیا بوقت سحر دونوں لشکر میدان میں آکر
صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے لشکر میں چلے گئے سمندر شاہ بھی آکر ایک جانب اپنے
مقام پر کھڑا ہوا کہ لشکر کفار سے جیشم سیاہ پوش نکلا اور اُسنے میدان کارزار میں آکر آواز دی کہ ای
فرقہ خدا پرستان تمنے کوئی تدبیر صلح کی نہ کی اُسی طور سے میدان میں برائے مقابلہ نکلے معلوم ہوا کہ
تمہاری قضا ہی آئی ہو بس اب جسکو مقابلہ کرنا ہو میرے مقابلے کو آئے میں میدان میں موجود
ہوں یہ جو جیشم نے کہا صاحبقران نے اپنے اہل لشکر سے کہا کہ کوئی اس نابکار کے مقابلے کو نہ
جائے کیونکہ یہ ساحر ہی میں خود جاتا ہوں اسلیے کہ صاحب اسم اعظم ہوں اہل لشکر نے عرض کیا کہ

ہم کبھی آپ کو نہ جانے دینگے جبتک ہم لوگ زندہ ہین اسوقت تک آپ میدان جنگ مین
نہ تشریف لیجائین جب یہ کلمہ صاحبقران نے اہل لشکر سے سُنا مجبور ہو گئے پس ایک سردار
بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر میدان جنگ مین آیا جسم سیاہ پوش نے سحر کیا وہی سوار صحرا
سے پیدا ہوا اُسنے خدا پرست سے مقابلہ کیا جیسے مقابلہ کیا خدا پرست نے تلوار ماری اُسنے سر جھکا
دیا تلوار سر پر پڑی کہ اُسکا سر شق ہوا اُس سر سے ایک جانور پیدا ہوا اور اُس خدا پرست کے
سر پر آکر ایک ٹھوکر دی پس ٹھوکر کا دینا تھا کہ ایک برق چمک کر گری اُسکے گرنے سے تاریکی ہوئی
زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو روشنی ہوئی تو سب نے
دیکھا کہ وہ خدا پرست زمین پر پڑا ہوا ہے اور سر اُسکے تن پر نہین ہے اور وہ سوار اُسی طور سے کھڑا
ہوا ہے اُسکے کہین نشان زخم نہ تھا ابتو لشکر اسلام سے تاب نہ رہی تا بند ھ گیا سردار نکلنے لگے اور قتل ہونے
لگے دوپہر تک بیس سردار وہان کی نوبت آئی اُسنے اُسی طور سے سب کو قتل کیا اب تمام لشکر
اسلام مین تلاطم پڑ گیا یہ حال دیکھکر صاحبقران نے خود قصد کیا کہ مین خود براے مقابلہ نکلون
مرکب کو پھیر کر طرف تخت شاہی کے لائے اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت میدان مرحمت فرمائیے کیونکہ
اس گبر نا ہنجار نے قیامت برپا کر رکھی ہے یہ بدون میرے جانے کے قتل نہ ہوگا کیونکہ وہ ساحر ہے اور
یہ لوگ غیر ساحر ہین یہ اُسکا کیا کر سکتے ہین سب جا کر مبتلاے سحر ہوتے ہین اس سے کیا فائدہ ہے
کہ بندگان خدا کی جانین برباد ہون اور مین صاحب باطل السحر ہون میرے ساتھ اُسکا سحر کچھ کام نہ
دیگا مین اُسکا سحر باطل کر کے قتل کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو نہوگا کہ مین آپ کو جانے دون اگر
یہی قصد ہے تو مین بھی ہمراہ چلتا ہون کیونکہ میری حکومت آپکی وجہ سے ہے مین پھر کیا کرونگا جب
آپ لشکر مین نہونگے بادشاہ نے جو یہ فرمایا تو صاحبقران عالیجاہ نے اُسکے جواب مین یہ فرمایا
کہ نظر بخداے کریم فرمائیے مین جا کر اس نابکار کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ضرور ہے
مگر ابھی ایسا وقت نہین ہے کہ آپ تشریف لیجائین پہلے مین جا کر اپنا حوصلہ نکال لون پھر آپ کو
اختیار ہے اسی گفتگو مین سب عزیز و سردار لشکر قریب بادشاہ و صاحبقران آگئے ہر ایک نے
عرض کیا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہم حضور کو براے مقابلہ نہ جانے دینگے اگر وہ ساحر ہے
تو ہمکو مرتبہ شہادت نصیب ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ بھائیون مین صاحب اسم اعظم ہون
میرے روبرو اُسکا سحر نہ چلیگا مجھپر اُس نابکار کا سحر تاثیر نہ کریگا پھر اس سے کیا حاصل کہ تم لوگ
جا کر اپنی جانین برباد کرو اُن سب نے عرض کیا کہ جسوقت تک ہم غلام زندہ ہین یہ امر غیر ممکن
ہے کہ ہم آپ کو طرف میدان کے قدم بڑھانے دین صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو بڑی مشکل
ہوئی کہ اتنے مین مملوک نے عرض کیا کہ یہ غلام اب اُسکے مقابلے کو جائیگا میرے بعد آپ کو
اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا مملوک سب سے رخصت ہو کر میدان مین آیا
اُسی سے مقابلہ کیا پس جیسے ہی مملوک نے تلوار اُٹھائی اُس سوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام
زمین کانپ گئی اور شق ہوئی مملوک مع مرکب اُس زمین مین سما گیا اور ایک غبار بلند ہوا اب
جو وہ غبار برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ مملوک کی لاش پڑی ہوئی ہے یہ حال دیکھکر نبیرۂ جناب
صاحبقران ثانی جمشید بن داراب سین زرہ اپنے پرے سے مرکب کو چھیڑ کر نکلے اور
بادشاہ سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آئے اور اُس سوار سے مقابلہ کیا اُسنے ایکبارگی سپر

چیخ ماری کہ اُسی طور سے زمین شق ہوئی اور پھر غبار بلند ہوا تاریکی چھا گئی جب وہ غبار برطرف
ہوا اُسی طور سے اُسکی بھی لاش پڑی ہوئی تھی اسوقت لشکر میں صداے گریہ سے ایک شور برپا
تھا لشکر میں طلاطم تھا یہ حال دیکھکر صاحبقران نے خود قصد فرمایا کہ بادشاہ نے روکا اور سب
سردار گرد صاحبقران کے جمع ہوگئے ہر ایک صاحبقران کے روبرو ہاتھ جوڑ رہا ہو کہ آپ
تشریف نہ لیجائیے ابھی ہم لوگ موجود ہیں جب ہم لوگ نہ ہونگے اُسوقت پھر آپکو اختیار ہو اُدھر
بادشاہ الگ منع فرما رہے ہیں ایک شور و غل برپا ہو ابھی کوئی لشکر اسلام سے مقابلہ کو نہیں آیا ہو
کوئی دوپہر سے کچھ دن نے تجاوز کیا ہو یہ نابکار مبارز طلب کر رہا ہو نہ صاحبقران کسی سردار کو
اجازت دیتے ہیں اور نہ تو صاحبقران کو سردار میدان میں جانے دیتے ہیں یہان تو یہ حال ہی
کہ ایک مرتبہ سمت جنوب سے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار کا رنگ کاہی تھا شعر از دامن دشت
عاج اور نگ ﴿ گردے برخاست تو تیا رنگ دیگر ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر نمارہ رفتن خویش
گم کرد مہر ﴿ یہ گرد جو اُٹھی اُس گرد سے تمام صحرا تیرہ و تاریک ہو گیا اب یہ جو عالم لشکر اسلام و
کفار نے دیکھا سب لوگ اُس طرف متوجہ ہوئے بادشاہ نے صاحبقران زمان سے فرمایا
کہ اچھا اس گرد کو دیکھ لیجیے کہ یہ کیسی گرد بلند ہوئی ہو پھر آپ مقابلہ کو تشریف لیجائیےگا اب
صاحبقران و کل سردار اُس گرد کی طرف دیکھنے لگے جبیہم سیاہ پوش بھی اُسی طرف متوجہ ہوا
سمندر شاہ بھی اُس گرد کی طرف دیکھنے لگا اُس گرد کا یہ حال تھا کہ بلند ہوتی ہوئی چلی آتی تھی
تمام صحرا تاریک نظر آتا تھا یہ حالت تھی کہ گرد تیرہ تیرہ سر گرد باسمان رسیدہ دیا سے گرد بزمین
دوزیدہ مثل زلف محبوبان کے پیچیدہ یہ آئی وہ آئی بس وہ گرد قریب اُس صحرا کے آکر شق ہوئی
بس اُسکے شق ہونے سے روشنی ہوئی اب جو دیکھا کہ اُس گرد کے اندر سے گرد سبز رنگ پیدا
ہوئی کہ جس سے تمام صحرا زمردگون ہو گیا ہر ایک شجر پر عالم بہار نظر آنے لگا تمام سبزہ جو کہ دھانی تھا
ہرا ہو گیا اُس گرد سبز رنگ سے صداے سم مرکب آرہی تھی سناٹیں جھنکار رہی تھیں یہ معلوم
ہوتا تھا کہ گویا زمرد کی کشتیوں میں خودون کی کلغیان عجب لطف دکھاتی تھیں یہ جو سب نے دیکھا بادشاہ
نے صاحبقران سے فرمایا کہ کوئی لشکر آتا ہو اُدھر سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ اُستاد کوئی
ہمارا مددگار اور آتا ہو تمنے بیکار سب کو طلب کیا قسیم نے آکر فیصلہ کر دیا اب کیا ضرورت ہو جبیہم
نے تو سب کو قتل کر ڈالا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ کیا طلاطم لشکر اسلام میں پڑا ہوا ہو بڑے [illegible]
سردار جبیہم سیاہ پوش نے قتل کیے عشاق نے کہا کہ اگر کوئی آپکا مددگار آتا ہو تو آنے دیجیے
پھر کیا کیا جا سکتا ہے اور اچھا ہو کہ وہ بھی شریک قسیم ہو کر مقابلہ کریگا سمندر شاہ نے کہا کہ ہان یہان
تو یہ تقریر ہو رہی تھی اُدھر قسیم و جبیہم نے خیال کیا کہ کوئی نہ کوئی سمندر شاہ کے طلب کیے ہوئے
ہین کہ لشکر لیکر براے کمک سمندر شاہ آتا ہو اب آکر کیا کریگا ہمین نے تو خاتمہ کر دیا ہو راوی نے بیان
کیا ہو کہ وہ گرد سبز رنگ آکر شق ہوئی اُس گرد سے اسی علم سبز رنگ کہ جسکے پھریرون پر تعریف خدا
وحدہ لاشریک تحریر تھی ظاہر ہوئے آگے آگے سقے سبز وردیان پہنے ہوئے چھڑکاؤ کرتے ہوئے
ان دونون لشکرون کو دیکھکر ایک جانب صف باندھکر کھڑے ہو گئے اُن علمدارون نے جو لشکر دیکھے
یہ بھی ایک مرتبہ سب کے سب صف بستہ ہوئے اُسکے عقب میں اور جلوس سواری تھا جب
سب جلوس سواری آچکا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش مرکب سبز رنگ پر سوار نقاب سبز رنگ

منھ پر پڑی ہوئی شمشیر زمرد نگار لٹکا رہا ہے مین نیزہ کنوتی مرکب پر رکھا ہوا خود زمرد گون سر پر زرہ زمرد نگار بر مین سپر دوش پر ترکش لگا ہوا کمان کیانی بالاے دوش موزے پاؤن مین اور دستانے ہاتھون مین مرکب اڑاے لیے ہوئے چلا آتا ہے گرد اُسکے سرداران زمرد پوش مرکبون پر سوار عقب مین لشکر قریب اسی ہزار کے سب سبز پوش دوش بدوش جابجا پوش چار آئینہ بند رکاب برکاب کنوتی سے کنوتی مرکب کی ملی ہوئی سم سے سم دم سے دم برابر باگین اُٹھائے ہوئے اسی طرف چلا آتا ہے یہ حسن ہے اُس نقابدار کا کہ اُسکے روے روشن کی ضو سے تمام صحرا روشن ہو گیا روے آفتاب شرمندہ ہو گیا باوجودیکہ منھ پر نقاب پڑی ہوئی تھی اُسپر یہ حال تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہان کے کیفیت سے آفتاب طالع ہوا ہے یہ رعب و داب تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شیر ژیان چلا آتا ہے وہ سبز پوشاک بہت عمدہ معلوم ہوتی تھی اُسکے جسم مین اُس لشکر قابل مین جو تھا وہ شیر یا اژدر معلوم ہوتا تھا نقابدار سبز پوش نے جو اُن لشکرون کو میدان مین صف آرا دیکھا اور اپنے لشکر کے سامان کو ایک طرف صف بستہ پایا نقابدار نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اسی مقام پر فرو کش ہو لشکر نے جو یہ حکم پایا چنانچہ اثالہ سبز رنگ کا عقب مین لشکر کے تھا وہ ارابون پر سے اُتار گیا بارگاہ برپا ہونے لگی اور بہت سے خیمے برپا ہوئے مگر سب سبز رنگ تھے وہ جو بارگاہ درمیان مین خیمون کے برپا ہوئی مخمل سبز کی تھی اُسپر کارچوبی کام کیا ہوا تھا طلائی کلس چڑھا ہوا تھا وہ مثل آفتاب کے اپنی چمک دکھا رہا تھا اُس بارگاہ کا شمسہ شمسہ آفتاب کو ماند کرتا تھا وہ بارگاہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ زیر آسمان اور ایک آسمان قائم ہوا ہے بلندی اُسکی اسقدر تھی کہ کلس قریب آسمان کے پہونچ گیا تھا نگاہ اُسکی بلندی پر کام نہ کرتی تھی رفعت اُسکی آسمان سے کم نہ تھی اُدھر تو یہ بارگاہ فلک فرسا برپا ہونے لگی اُدھر نقابدار سبز پوش اپنے لشکر کو لے کر ایک طرف صف آرا ہوا اسمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ میرا گمان غلط نکلا یہ بھی کوئی خدا پرست ہے میرا مددگار نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا مددگار ہے وہ تو اپنے لشکر کو لے کر ایک طرف صف آرا ہوا ہے نہ معلوم کون ہے عشاق نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا اُدھر قتیشم نے جو نقابدار کو دیکھا اُسکا تمام جسم کانپ گیا ایک رعب اُسپر غالب ہوا یہی حال تہمیم سیاہ پوش کا ہوا یہ تو میدان مین کھڑا ہوا تھا مگر بند بند کانپ رہا تھا نقابدار آکر جو صف آرا ہوا صاحبقران نے جو نقابدار سبز پوش کو دیکھا ایک محبت پیدا ہوئی بادشاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے جہان پناہ خداوند بارگاہ جب سے یہ نقابدار آیا ہے اُسکی محبت میرے قلب مین پیدا ہوئی ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ اُسکو گلے سے لگا لون شہنشاہ قریب تھے اُنھون نے عرض کیا کہ اے صاحبقران عالم یہ وہی نقابدار ہے جو کہ تیرا جیپور آیا تھا یاران مہراب شاہ کے سپہ سالار کو قتل کر کے بارگاہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اسد ثانی نے اسی نقابدار کے لشکر سے بارگاہ چھین لی تھی یہی نقابدار دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے اور آپ سے بانئے طلب کر رہا تھا مین نے لاکھ کہا کہ صاحبقران کی خدمت مین چلو اسنے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ ابکی مرتبہ آکر امتحان کرونگا ایسی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے مقابلہ کرنے آیا ہے اسی نقابدار سبز پوش نے میری دعوت کی تھی آپ نے اسی کے نام نامہ تحریر فرمایا تھا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ یہ وہی نقابدار ہے شہنشاہ نے عرض کیا کہ جی ہان

صاحبقران نے فرمایا کہ جب تو صرف نام دلاوری کا حال سنکے محبت پیدا ہوئی تھی اب جب سے
دیکھا ہے تو وہ چند انس ہو گیا ہے کوئی مقابلہ کی ضرورت نہین ہے مین یون ہی اتالیق صاحبقرانی اسکو دونگا
یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر نقاب دار سبز پوش نے جو دو لشکر صف آرا دیکھے اور ایک نابکار
کو دیکھا کہ تخت پر سوار میدان مین کھڑا ہوا ہے اور ایک سوار پلنگینہ پوش اسکے تخت کے روبرو
کھڑا ہے اور بہت سی لاشین میدان مین پڑی ہین اُسکے مقابلہ مین ایک لشکر کثیر مثل مور و ملخ کے
صف آرا ہے اُسمین ایک طلاطم ہے بہت سے سردار ایک مقام پر جمع ہین ایک جوان سے کلام
کر رہے ہین ایک بادشاہ تخت پر سوار ہے اُس سے وہ جوان کچھ تقریر کر رہا ہے اُس مجمع مین وہ
بھی جوان ہے کہ جسکی مین نے دعوت کی تھی جبکہ مین صحرا بیہ پر پہونچا تھا اور بارگاہ مین سے کھانا
لی تھی اور وہ جوان بجد تھا کہ صاحبقران کی خدمت مین چلو مین نے اقرار کیا تھا کہ جب ابکی
مرتبہ آؤنگا تو خدمت مین صاحبقران عالیجاہ کے چلونگا اور وہ عیار بھی ہے جو کہ نامہ لے کر
آیا تھا جسکو سب خواجہ ثنا اسد کہتے ہین اور وہ بھی جوان ہے جو کہ میرے لشکر سے بارگاہ چھین لیگیا
تھا جسکا نام اسد ہے نقاب دار سبز پوش نے جوان سب کو دیکھا جن جن کو پہچانتا تھا اُنکو پہچان لیا
کہ وہ لوگ ہین اپنے خیال کیا کہ یہ لشکر صاحبقران ہے ایک طرف دیکھا کہ ایک بادشاہ ہے مگر ساحر
ان دونون لشکرون سے الگ چند سردارون سے کھڑا ہوا ہے اور اسی طرف دیکھ رہا ہے اور وہ جو
لشکر اسلام ہے اُسکے مقابل لشکر کفار ہے وہ سب ساحر ہین یہ دیکھکر بس نقاب دار سبز پوش نے
چند ہرکارون سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ کون لشکر ہے اور یہ لاشین کس طرف کی ہین اور یہ کون میدان
مین کھڑا ہے وہ ہرکارے طرف اُن لشکرون کے آئے چند ہرکارے تو لشکر کفار مین گئے اور چند
ہرکارے لشکر اسلام مین آئے اور لشکر اسلام سے خبر دریافت کر کے خدمت نقاب دار مین آئے
اور عرض کیا کہ یہ جو لشکر کثیر صف آرا ہے یہ لشکر اسلام ہے اور وہ جو جوان جسکو سب گھیرے ہوئے
کھڑے ہین صاحبقران ہین بادشاہ سے اجازت میدان کے خواستگار ہین بادشاہ اور سب سردار
مانع ہین میدان مین نہین جانے دیتے ہین اور یہ جو لشکر اس لشکر کے مقابلہ مین صف آرا ہے یہ
لشکر کفار ہے اسکا افسر و حاکم قسیم و نسیم جادو ہین یہ لشکر ساحران ہے یہ لشکر کمک کو سمندر شاہ کے
آیا ہے سمندر شاہ کی طرف سے صاحبقران والا شان سے مقابلہ کر رہا ہے سمندر شاہ بھی تماشائے
جنگ دیکھنے آیا ہے یہ جو لاشین میدان مین پڑی ہین لشکر اسلام کے سردارون کی ہین کیونکہ آج
کئی دن سے لشکر اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے لشکر اسلام مین دو ساحر تھے تین دن تک اُنھون نے
لشکر کفار سے مقابلہ کیا بہت سے سردارون کو لشکر کفار کے قتل کیا چنانچہ دو بھائی قسیم و نسیم
کے مقابلہ کو نکلے وہ دونون ساحر ہاتھ سے سہراب جادو کے جو کہ لشکر اسلام کا شریک تھا
مارے گئے چنانچہ کل برہم ہو کر نسیم سیاہ پوش مقابلہ کو نکلا اُن دونون ساحرون کو بھی
زخمی کیا اور بہت سے سردارون کو مارا جب شام ہو گئی تو اپنا لشکر لیکر واپس گئے پھر صبح کو صف
آرائی ہوئی یہ سردار مقابلے کو نکلے یہ جو سوار اسکے تخت کے روبرو کھڑا ہے اسی نے سب کو قتل
کیا ہے صاحبقران نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ سب سردار مانع آئے ہین منع کر رہے ہین جناب
صاحبقران نہین مانتے ہین ہرکارے جو کہ لشکر اسلام سے آئے تھے وہ یہ عرض کر رہے تھے
کہ وہ ہرکارے بھی آکر پہونچے جو کہ لشکر کفار کو گئے ہوئے تھے اُنھون نے بھی وہی عرض کیا جو کہ یہ ہرکارے

بیان کرتے تھے کہ اتنے عرصہ مین اُس سوار نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا کوئی میرے مقابلہ
کو نہ آئیگا بس جرأت تمام ہوگئی اسی پر دعوی تھا کہ ہم ساحر ہین یہ جو کلمات جمشید سیاہ پوش نے کہے
تو صاحبقران کو نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ سب کو چھوڑ کر میدان مین جاؤن کہ ادھر نقابدار
سے سوار بیکار سے حال کہہ چکے تھے نقابدار کو سنکے بہت غصہ آیا اُسنے جو مبارز طلب کیا یہ کلام اُسکا
نقابدار کو اور بھی ناگوار ہوا ایک مرتبہ پودا مرکب کا لیکر صدا دی کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے مین
تیرا حریف آپہونچا ہون تیری جان کا ملک الموت ہون تو میرا انتظار ہے یہ صدا دیکر اور مرکب کو چمکا کر اُسکی
طرف چلے سردارون نے عرض کیا کہ آپ سنچکے ہین کہ یہ ساحر ہے اور جمشید سیاہ پوش کا شہر ہے اور
پھر آپ جاوید دودمان تم اسکے مقابلے کو تشریف لیے جاتے ہین اپنے کو کام اژدر مین گراتے ہین یہ کوئی
جوانمردی نہین ہے بہادری یہ ہے اپنے سر دل لیتے ہین وہ تو لشکر صاحبقران سے مبارز طلب ہے جسکے کہ
آپ خود حریف ہین اچھا ہوگا کہ یہ لشکر صاحبقران کا یونہی خاتمہ ہوجائے ایکی صاحبقرانی
کو ترقی ہوگی بلکہ بہت لشکر ہے آپ کہانتک مقابلہ کیجیئے نقابدار نے برہم ہو کر اپنے سردارون کو
جواب دیا کہ یہ کیا بیہودہ خیال ہین وہ لوگ سب خداپرست ہین مین یہ نہین چاہتا ہون کہ خداپرست
قتل ہون اور مین دیکھا کرون یہ تو میرے اُنکے فساد ہے مگر کفار کے مقابل ہم وہ ایک ہین مین
ضرور یہی اُنکی کمک کرونگا جب میرے اُنکے مقابلہ ہوگا دیکھا جائیگا میری یہ خواہش نہین ہے کہ یہ
خداپرست میرے روبرو کفار کے ہاتھ سے پامال ہون اور یہ جو تمنے کہا کہ وہ ساحر ہے اور یہ سوار
سحر کا ہے تمنے کیا نہین دیکھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ جب شہر آشوب جادو سے شہر آشوب پر مقابلہ ہوا
ہے وہ بھی تو ساحرہ تھی اور تمام لشکر اُسکا ساحرون کا تھا مگر میرا کیا کرلیا مین نے سب سحر اُسکے رد
کیے آخر کو مین شہر آشوب پر فتحیاب ہوا اُسی طور سے مین اسے بھی قتل کرونگا میری صاحبقرانی
کا اسی پر امتحان ہے نقابدار سبز پوش نے یہ کہکر اور سردارون کو روک کر مرکب کو مہمیز کرکے چلا
اُدھر صاحبقران جو قصد چلنے کا کررہے تھے کہ خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ
تشریف رکھین نقابدار اُس سوار سے مقابلہ کرنے جاتا ہے دیکھیے وہ نصف میدان طے کرچکا ہے
یہ جو خواجہ نے عرض کیا صاحبقران نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو در اصل نقابدار نصف میدان طے
کرچکا ہے ایک مرتبہ کلیجے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا افسوس اس نقابدار کی مفت جان گئی بادشاہ
نے بھی افسوس کیا ہر ایک سردار کو افسوس ہوا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ تم جاکر اس
نقابدار کو منع کردو اور آگاہ کردو کہ یہ لشکر ساحران ہے اور یہ سحر کا سوار ہے اصلی سوار نہین ہے تم اُس
مقابلہ کو نہ جاؤ ورنہ قتل ہوگے میرے لشکر کے بہت سے سردار قتل ہوچکے ہین از برائے خدا
تم اسکے مقابلے کو نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ مجکو کیا ضرورت ہے جو مین منع کرون کیا ایسی میری ضرورت
اُس سے لاحق ہے مین کیا غرض ہے جو بیکار کو منع کرین آپکو تو ہر ایک سے محبت ہوجاتی ہے معلوم
ہوتا ہے کہ آپکو دوسری علت ہوگئی ہے جس خوبصورت اور جوان کو دیکھا اُسکی محبت ہوگئی اگر
محبت آپکے دل مین اُسکی ہوئی ہے تو آپ منع فرمائین مین تو نہ جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ
اے خواجہ یہ کونسا وقت مذاق کا ہے بس اپنے مذاق کو رہنے دو اور جاکر منع کرو خواجہ نے کہا مین
تو کبھی نہ جاؤنگا مجکو اس نقابدار سے خوف معلوم ہوتا ہے اور یہ نقابدار بہت چالاک معلوم
ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر خواجہ تم منع کروگے تو مین تمکو بہت انعام دونگا اس خدمت کے

صاحب ہین ہن تمکو ایک ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کہ لائیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہان
میدان جنگ ہی یہان روپیہ کہان جب بارگاہ مین جائین گے تو دینگے تم اطمینان رکھو خواجہ
نے کہا کہ رقعہ تحریر کر دیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہان دوات قلم کاغذ کہان خواجہ نے عرض
کیا کہ سب موجود ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم یہان تقریر کیا کروگے اور وہان
نقابدار اُسکے مقابلہ مین پہونچ جائیگا بادشاہ نے یہ سُنکے خواجہ سے کہا کہ آپ منع فرمائین مین
آپکو روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کہ اب میرا اطمینان ہو گیا یہ کہکر خواجہ صف سے لشکر کی نکلے
اور وسط مین میدان کے آئے نقابدار تین حصہ میدان کے طی کر چکا تھا قریب تھا کہ اُس سوار کے مقابلہ
مین پہونچے کہ خواجہ نے آواز بلند پکار کر کہا کہ ای نقابدار اس سوار کے مقابلہ کو نہ جاؤ یہ سحر
جمشید جادو کا جو کہ تخت پر سوار میدان مین کھڑا ہی اسنے کل سے کئی سردارون کو ہمارے لشکر کے
قتل کیا ہی اُسکے مقابلے کو نہ جاؤ صاحبقران منع کرتے ہین یہ جو خواجہ نے کہا نقابدار نے
جواب دیا کہ مین ساحر سے نہین خوف کرتا ہون بلکہ ساحر کُش ہون میری تلوار سے ہزارون ساحر
قتل ہوگئے ہین مین صاحبقران ہون کیون خوف کرون نہ مجکو اپنی جان کا خوف ہی بس معلوم ہوا
کہ مین ہی صاحبقران ہون اور جو لوگ دعوی صاحبقرانی کرتے ہین بالکل غلط اُنکا دعوی ہی
جو کہ صاحبقران ہوتے ہین وہ کسی سے نہین خوف کرتے ہین بس مین کیون خوف کرون کیا
ضرورت ہی یہ کہکر اور مرکب کی باگ لیکر طرف اُس سوار کے چلا خواجہ نے صاحبقران کی
طرف دیکھکر کہا کہ مین نے بموجب آپکے حکم کے منع کیا اُسنے یہ جواب دیا خواجہ نے اپنے دل
مین کہا کہ اب مین مجبور ہون یہ کہکر اپنے لشکر مین چلے آئے یہان نقابدار سبز پوش اُس سوار
کے مقابل پہونچا اُس سوار نے کہا کہ تو کون ہی جو میرے مقابلے کو آیا ہی مین تو لشکر اسلام سے
مقابلہ کر رہا ہون اور اُنھین کے لشکر سے مبارز بھی طلب کیا ہی وہ میرے مقابلے کو آتے تو بیکار
کو قتل ماش ہونے کو آتا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ مین تیرے قتل کرنے کو آیا ہون تیری قضا
میرے ہاتھ سے ہی مین تجکو قتل کرونگا بہت لاف وگزاف نہ کر اپنا وار کر بس یہ جو نقابدار نے
کہا اُس سوار نے تلوار کا وار کیا نقابدار نے خالی دے کر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی
مروڑکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور وہی تلوار لے کر جو وار کیا اُسنے اُسی طور سے سر جھکا
دیا تلوار اُسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی خط تک نہ آیا بس نقابدار کو تلوار اُچٹ جانے سے غصہ آگیا
اور دوسرا وار کیا اُسنے پھر اُسیطور سے سر جھکا دیا اُدھر جمشید سیاہ پوش نے سحر کیا کہ پھر وہ فولاد
کا ہو گیا تلوار اُچٹ گئی کیونکہ جمشید کو معلوم ہو گیا تھا کہ اسپر سحر نہ اثر کریگا کیونکہ جب کوئی مقابلہ کو آتا
تھا یہ سحر سے دریافت کر لیتا تھا کہ اسکا قاتل یہ تو نہین ہی اسے معلوم ہو جاتا تھا کہ نہین ہی جب نقابدار
مقابلے کو آیا اسنے اپنے سحر سے دریافت کر لیا تھا کہ یہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوگا تو معلوم ہوا تھا کہ
یہ تیرے سحر کو رد کریگا یہ بڑا زبردست ہی بس اس سبب سے وہ پتھر کا کر دیتا تھا جب دو مرتبہ
تلوار اُچٹ گئی تو نقابدار کو بہت غصہ آیا برہم ہو کر اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کیا جمشید
نے سحر کیا کہ نقابدار کا زور کم ہو جائے مگر بسبب اُس تختی سحر کے جو کہ آشوب نے بنالی تھی
اور نقابدار کو دی تھی اور اُس تعویذ کے سبب سے جو کہ دایہ نے دیا تھا سحر نے نقابدار پر
اثر نہ کیا اسنے سحر کیا کہ نقابدار اُسکو نہ اُٹھا سکے یہ بھی سحر کارگر نہوا اسوقت جمشید سیاہ پوش نہایت حیران

ہوئیں نقابدار نے اُسکو اُٹھا کر مرکب پر سے زمین پر مارا اور اپنے مرکب پر سے کود کر اُسکے
سینہ پر سوار ہوا اور اُسکے سر کو خوب مضبوط پکڑ کر جھٹکا دیا تو جیسے گردن پر سے وہ سر جدا ہوگیا
گلے سے اُسکے بجائے خون کے آگ نکلی اُس آگ نے قصد کیا کہ نقابدار کو جلاؤن مگر کچھ
نقابدار کا نہ ہوسکی نقابدار کے گرد آ کے گل ہو کر رہگئی جیسے ہی آگ اُسکے گلے سے نکلی نقابدار
جست کرکے دور جا کھڑے ہوئے وہ آگ اُسکے تن میں لگ گئی اور ایک شعلہ بھڑک کر مرکب
پر جا گرا مرکب بھی جلنے لگا ایک شور و غل برپا ہوا اطلاطم مچ گیا آگ برسنے لگی تھوڑے عرصہ تک
یہی حال رہا بعد اسکے وہ سب حالت برطرف ہوئی اور سب علامتیں جو کہ سحر کی تھیں جاتی رہیں
یہ حال دیکھکر جیبیم سیاہ پوش کو بہت غصہ آیا اُدھر لشکر نقابدار نے نعرہ تکبیر بلند کیا اُدھر
صاحبقران زمان یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے بادشاہ سے فرمایا کہ اس نقابدار نے
کس دلیری سے اس سوار کو واصل جہنم کیا کیا دلیری کی ہے ضرور یہ کسی فقیر کا یا کسی مرد بزرگ کا
چھپا ہوا ہے جو اس دلیری سے اس سوار کے مقابلہ کو گیا جیبیم کے تو ہوش جاتے رہے ہونگے
بادشاہ نے فرمایا کہ دراصل بڑی جرأت کی یہاں بادشاہ و صاحبقران میں گفتگو ہو رہی ہے اور
ہر سردار صاحبقران کا خوش ہو رہا ہے جیبیم کی یہ نوبت ہوئی کہ کانپ گیا اپنے سرداروں سے
کہنے لگا کہ ضرور یہ نقابدار ساحر ہے دیکھو کس طور سے بلا خوف و خطر اسنے آ کر اس سوار سحر جیبیم
کو قتل کیا سرداروں نے عرض کیا کہ ضرور جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہے اُدھر سمندر شاہ
نے عشاق سے کہا کہ اے اُستاد یہ نقابدار ضرور ساحر زبردست ہے تب تو اسنے اس جرأت
سے جیبیم کے سحر کو دفع کیا اور سوار کو چیر کر پھینکدیا عشاق نے کہا کہ اے سمندر شاہ یہ تو ساحر نہیں
معلوم ہوتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی ساحر زبردست اسکا مددگار ہے وہ پوشیدہ طور سے کام
کرتا ہے سمندر شاہ نے کہا بہر طور جو کچھ ہو سو ہو یہ کام سحر کا ہے اے اُستاد یہ نہ ثابت ہوا کہ اس
نقابدار کو کیا خصومت ہے جو اسنے آ کر مقابلہ کیا عشاق نے کہا کہ کیا آپکی عقل ہے بموجب مصرعہ
برین عقل و دانش بباید گریست وہ سب خدا پرست ہیں اور یہ نقابدار بھی خدا پرست ہے یہی
سبب ہے جیسے تم اُنکے حریف ہو ویسے کل خدا پرستون کے یہ لوگ باہم ایک ہیں کسی حال میں
جدا نہیں ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا خیر یہ بھی آیا ہے تو جائیگا کہاں اب مقابلہ ملاحظہ
فرمائیے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب نقابدار نے اُس سوار کا سر اُکھیڑ ڈالا وہ سوار قتل کیا جیبیم
کو بہت غصہ آیا بس ایک مرتبہ تخت سحر کو بڑھا کر صدا دی کہ او نقابدار تو نے غضب کیا کہ میرے
سوار سحر کو قتل کیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر اور قریب نقابدار پہونچکر گلدستہ
جو کہ تخت پر رکھا ہوا اُٹھا کر نقابدار پر مارا وہ گلدستہ پھٹا اور اُس سے آگ برسنے لگی
مگر گرد نقابدار کے برستی تھی قریب نقابدار کے نہ آتی تھی بس تھوڑے عرصہ کے بعد وہ
آگ خود بخود برطرف ہوگئی نقابدار کا ایک تار لباس نہ میلا ہوا نقابدار نے صدا دی کہ او
گبر اب اور کیا رہی کر چکا اور کوئی سحر کر جیبیم نے جب دیکھا کہ گلدستہ سحر نے آگ برسائی اور اُس آگ
نے بالکل اُسپر اثر نہ کیا اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنے بال توڑے اور اُسپر سحر کرکے وہ بال زمین پر
پھینکدیے اور کہا کہ اژدر بنکر نقابدار کو نگل جا وہ اژدر منھ کھولکر طرف نقابدار کے چلا
اور نقابدار کے قریب پہونچکر وہی بال ہو کر رہگیا نقابدار نے ہنسکر جیبیم سے فرمایا کہ اے

کافر کیا یہ بال تیرے سر پر جو بال تھے جو تو نے نوچ نوچ کر پھینکے تھے دیکھ تجھکو تو نے اژدر بنا کر میری
طرف بھیجا تھا وہ یہ بال ہو کر رہ گئے یہ جو لقا پدار نے کہا اب جمشید نے خیال کیا فی الواقع اصل بال
پٹے ہوئے ہیں بس ایک مرتبہ اسنے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولا نکالکر اسکی طرف
دوبارہ پھینکا وہ گولا چلا گیا تھوڑے عرصہ میں اُس طرف سے ایک شیر ببر غراتا ہوا پیدا ہوا اور
لقا پدار پر آکر حملہ ور ہوا بس لقا پدار نے ایک طمانچہ اُس شیر کے مارا اُسکا سر تن سے اُڑ
گیا اُسکے سر سے فوارہ خون کا نکلا وہ طرف لقا پدار کے چلا اور قریب لقا پدار پہونچکر وہ بھی
برطرف ہو گیا ایک شعلہ اُسکے جسم سے پیدا ہوا وہ شعلہ بھی بالکل [illegible] سیاہ ہو گیا اسنے ابر بنکر اُس سے
پانی برسایا لقا پدار پر کچھ اثر نہ کیا برف برسائی کچھ تاثیر نہوئی اسنے کئی طرح سے کئے وہ سب ضائع
ہوگئے جمشید عاجز ہوا اسنے خیال کیا کہ یہ سحر سے زیر ہو گا بلکہ اس سے مقابلہ پہلوانی کیا جاے
یہ خیال کر کے کہا کہ اے لقا پدار میں نے سنا ہی کہ تو بہت زبردست پہلوان ہے اور ایسا ہی معلوم ہوا
کہ تو بھی ساحر زبردست ہے بس تیرے سحر کا تو امتحان ہو گیا اب میں تجھ سے مقابلہ تلوار کا کرتا ہوں
لقا پدار نے فرمایا کہ میں ہر طرح موجود ہوں تیرا جس طور سے جی چاہے مقابلہ کر میں کسی طور سے تیرے
مقابلے سے باہر نہیں ہوں جمشید نے کہا کہ اچھا آ میرے تیرے کشتی ہو یہ کہکر اپنے تخت پر سے کودا
اور سحر کیا کہ میرا لنگر گران ہو جائے بس یہ دیکھکر لقا پدار بھی اپنے مرکب پر سے زمین پر کودے
اسنے سحر کیا کہ لقا پدار کا زور کم ہو میرے مقابلے میں وہاں سحر کیا اثر کرتا ہی جو اسکے قریب آیا پہونچکر
اُسنے اسکی گردن پر ہاتھ مارا کیا اُسکو یہ معلوم ہوا کہ گویا کوہ گران میرے اوپر گر پڑا یہ حال دیکھکر
جمشید کے ہوش جاتے رہے اپنے دل میں کہا کہ میں نے تو سحر کیا تھا کہ اسکا زور و طاقت کم
ہو وہاں اور زیادہ ہو گیا خیر دیکھا جائیگا اب یہ داؤں پیچ کرنے لگا اور آہستہ آہستہ سحر بھی کرنے
لگا مگر سحر کچھ تاثیر نہیں کرتا ہی لقا پدار نے چند داؤں اُسکے رد کر کے اپنا چند داؤں کیا اور کمر زنجیر
پکڑ کر جو زور کیا اُسکو سر سے اُٹھا کر پابند کیا اور گرد سر چرخ دیا اور کہا کہ کہتا ہی کہ شناخت میں اُس
پروردگار عالم وحدہ لاشریک کے اور مذہب باطل کو ترک کر میری اطاعت کر اُسنے کلام
کہے بس لقا پدار کو غصہ آگیا بس اُنھوں نے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور جھٹ پٹ اُسکی چھاتی
پر سوار ہو گئے اور کہا کہ اب بھی مذہب اسلام قبول کر اُسنے پھر کچھ کہا اُنکو اور زیادہ غصہ آگیا
اُسکی چھاتی پر سے اُٹھے اور ایک پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے اور ایک پاؤں کو نیچے دبا کر
جو زور کیا اُسنے قصد کیا کہ سحر کے چھٹر کا بچاؤں مگر یہ کب مہلت دیتے ہیں ایسا ہی زور میں
ناف تک چیر ڈالا دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں مثل کرپاس کے چیر ڈالا
اُسکا مرنا تھا ایک مرتبہ آندھی سیاہ اُٹھی برف باری و سنگ باری ہونے لگی آگ برسنے لگی
شور و غل کی صدا آنے لگی پھر ایسے غل مچانے لگے تمام عالم تاریک ہو گیا صدا آئی کشتی جوان کا نام
میں جمشید سیاہ پوش جادو ہوں وا افسوس مردیم وجان دادیم و بطلب خود نرسیدیم یہ صدا آئی
وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش جمشید جادو کی پڑی ہوئی دو ٹکڑے ہوئے
ہیں بس یہ دیکھکر لشکر لقا پدار میں صدا ے اللہ اکبر بلند ہوئی سب سرداران لقا پدار بہت خوش
ہوئے ہر ایک کی زبان پر نعرہ تکبیر بلند تھا لشکر اسلام سے بھی صدا ے نعرہ تکبیر بلند ہوئی جناب
صاحبقران عالیجاہ بہت خوش ہوئے بادشاہ سے فرمایا کہ کیا کام کیا ہی لقا پدار نے بیدار مغز

فرمایا کہ واہ واہ کیا کہنا جو کہ جری و بہادر ہوتے ہین وہ یون ہی حریف کو قتل کرتے ہین نقابدار
نے کچھ جواب نہ دیا تلوار علم کرکے جوش جرأت مین آگے بڑھا اور صدا دی کہ اے لشکر کفار و ساحران
غدار اور کسی کو بہت مقابلے کو روانہ کرو ورنہ ابھی اسکے قتل ہونے سے سب کے جی چھوٹ گئے تھے
دم ٹوٹ گئے تھے اب یہ جو نقابدار نے صدا دی کہ کون ہمسے مقابلہ کو آتا ہے یہ جو نقابدار
نے کہا اہل لشکر کفار نے قصد کیا کہ ایکبارگی مرتبہ گولہ گنج و نارنج سحر کے پکڑ پکڑ کر نقابدار پر جا پڑین مگر
قسیم نے سب کو منع کیا اور کہا کہ ایک ایک مقابلے کو جائے کیونکہ ابھی مین موجود ہون میری
زندگی مین جنگ مغلوبہ نہ کرو یہ جو قسیم نے کہا سب اہل لشکر خاموش کھڑے ہو گئے مگر اب کوئی
مقابلے کو نہین جاتا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ جب قسیم ایسے ساحر کو اسنے یون قتل کیا تو ہماری کیا اصل
ہے ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا بڑا غضب تو یہ ہے کہ اسپر سحر نہین اثر کرتا ہے ایسے ایسے خیال کرکے کوئی
مقابلے کو فرد آفرد آ نہین نکلتا ہے قسیم ادھر ادھر دیکھ رہا ہے یہان تو یہ حال ہے کہ نقابدار مبارز طلب
کر رہا ہے ادھر سمندر شاہ نے عشاق کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھا آپنے کہ کیونکر نقابدار نے
قسیم کو چیر کر پھینکدیا کیسا ساحر نامور دست قتل ہوا ضرور کوئی نہ کوئی ساحر اسکا مددگار ہے یا یہ خود
ساحر ہے کیونکہ جو سحر قسیم نے اسپر کیا کسی سحر نے تاثیر نہ کی ہمتو سنتے تھے اور اکثر کتابون مین بھی دیکھا
ہے کہ خدا پرست سحر نہین جانتے ہین میرے نزدیک یہ امر بالکل غلط ہے خدا پرست بہت بڑے
ساحر ہوتے ہین عشاق نے کہا کہ ضرور اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے اے سمندر شاہ وہ یہی امر
ہین یا تو یہ خود ساحر ہے یا کوئی ساحر اسکا مددگار ہے گلاب نے عرض کیا کہ اگر خلاف طبع نہو تو مین
بھی کچھ عرض کرون سمندر شاہ نے کہا کہ ضرور بیان کرو گلاب نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے
کہ خدا پرست سحر نہین جانتے ہین ہان اُنکے پاس اکثر اسم اور دعائین اُنکے مذہب کے موافق
ایسی ہین کہ جنکے سبب سے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہے جیسے کہ اسم اعظم صاحبقران کے پاس ہے اسیطور
سے کوئی نہ کوئی دعا اس نقابدار کے پاس بھی ہوگی سمندر شاہ نے کہا کہ ہان یہ بھی ہوسکتا
ہے عشاق نے کہا کہ گلاب نے بہت بڑی بات بیان کی جو کہ دل نے قبول کرلی ضرور یہی
امر ہے کوئی اسم اُنکے مذہب کے موافق ضرور اس نقابدار کے پاس ہے جبکہ اسکو یہ ثابت
ہو گیا کہ یہ ساحر ہے اور یہ سوار سحر کا بنا ہوا ہے اور اسقدر آدمیون کو اسنے قتل کیا ہے پھر کیا سبب
تھا کہ بلا خوف و خطر اسکی طرف چلا گیا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا باوجودیکہ لشکر اسلام کے لوگون
نے اسکو آگاہ بھی کیا مگر اسنے نہ سُنا بس ضرور اسکو کسی امر پہ بھروسا ہے جو یون ساحرون سے
مقابلہ کرنے پہ آمادہ ہے خیر دیکھا جائیگا اب کون لشکر کفار سے مقابلہ کو نکلتا ہے سمندر شاہ نے
کہا کہ اُستاد سب لشکر نے قصد کیا تھا کہ ایک مرتبہ حملہ کرین مگر قسیم نے شاید منع کیا لشکر تھم
گیا اب کوئی مقابلہ کو نہین نکلتا ہے قسیم ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے عشاق نے کہا کہ اس نقابدار
کے مقابلہ کو کوئی نہین نکلیگا کیونکہ سب کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ نقابدار ضرور قتل کریگا جبکہ قسیم ایسے
ساحر کو اسنے یون قتل کیا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ اُستاد یہ خدا پرست بڑے صاحب اقبال
اور خوش نصیب ہین کہ جبکہ یہ نوبت پہونچی کہ لشکر تباہ ہو بہت سے سردار قتل ہوئے لشکر
کی تباہی کا زمانہ قریب پہونچا کہ جو کہ افسر اعلے تھا وہ مقابلے کو چلنے پر آمادہ ہوا اُسوقت نقابدار
نے آکر کمک کی کیا طلاطم لشکر کفار مین برپا ہوا تھا عشاق نے کہا کہ ضرور خوش نصیب و صاحب اقبال

یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی ادھر نقابدار مبارز طلب کر رہا ہی ابھی کوئی مقابلہ کو لشکر کفار سے نہین
نکلا ہی ہر شخص ایک ایک کا منھ دیکھ رہا ہی کہ کوئی مقابلے کو نکلے تو خیر ورنہ مین خود جاؤن راوی
نے بیان کیا ہی کہ یہ حال بھی ضرور قابل تحریر ہی کہ جب جمشید سیاہ پوش ہاتھ سے نقابدار سبز پوش
کے قتل ہوا ادھر تو جمشید قتل ہوا اور ادھر یا تو سہراب و غزالان دونون بستر پر بیٹھے ہوئے
آہ آہ کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ان دونون کو غش آگیا یہ دونون حالت غشی مین ہو گئے تھے کہ انکو
ابھی تک زخم نہ اچھے ہوئے تھے اسی طور سے وہ مبتلا سے ہو رہے تھے بس جیسے ہی غش آیا ایک دھوان
انکے جسم سے اٹھا وہ تمام آبلے اور جو زخم تھے سب برطرف ہو گئے وہ لوگ اچھے ہو گئے جیسے
کبھی علیل ہی نہ تھے ادھر غزالان نے اپنے نوکرون سے اور ادھر سہراب نے اپنے ملازمون
سے دریافت کیا کہ تم لوگ تو میدان جنگ مین ہمراہ صاحبقران کے گئے تھے اور بعد بالاخر جمشید
سیاہ پوش لشکر آراستہ ہوا تھا لشکر کفار سے جمشید جادو مقابلے کو نکلا تھا ہم اس سے مقابلہ کو
گئے تھے اپنے خیمے مین کیونکر آ گئے خادمون نے عرض کیا کہ آپ جمشید کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
تھے آپ سے گئے پھر آپ کو آپ کے خیمے مین پہونچا گئے تھے جو حالت انکی تھی سب بیان کی کہا کہ یہ
حالت آپکی تھی کہ یکایک آپکو غش آگیا آپکے جسم سے دھوان بلند ہوا اسپر ہمنے دیکھا نہ وہ آبلے
تھے نہ وہ زخم تھے انکو خود بخود ہوش بھی آگیا ہی غزالان و سہراب نے دریافت کیا کہ لشکر کا
کیا حال ہی انھون نے عرض کیا کہ کل آپ دونون صاحبون کے زخمی ہونے کے بعد اور سترہ
سردار مقابلے کو نکلے وہ جمشید سیاہ پوش کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے اس ناری نے
انکی لاشون کو بھی جلا دیا شام کو اپنے لشکر کو واپس گیا صبح کو پھر میدان مین دونون لشکر صف آرا
ہوئے تھے ہمکو آج کا کچھ حال نہین معلوم کیونکہ ہم اس مقام سے کہین گئے نہین نہ کوئی خبر آئی
جب شام کو لشکر واپس آئیگا تو حال معلوم ہوگا یہ حال جو سہراب و غزالان نے اپنے خادمون سے
سنا تو خیال کیا کہ معلوم ہوا کہ ہم سحر مین جمشید سیاہ پوش کے مبتلا تھے اسکو کسی دلیر نے ضرور
قتل کیا کہ ہمنے اسکے سحر سے نجات پائی چلو میدان کو دیکھین کہ کیا واقعہ ہی کسنے جمشید کو واصل جہنم
کیا یہ خیال کرکے سہراب اپنے خیمہ سے اور غزالان اپنے خیمہ سے آلات حرب و ضرب سے
آراستہ ہو کر نکلی سہراب نے گھوڑے پر تخت تیار کیا غزالان طاؤس پر سوار ہوئی یہ دونون
طرف میدان کے چلے یہانتک کہ جب میدان مین لشکر سے نکل کر پہونچے تو دیکھا کہ ایک طرف
لشکر کفار صف بستہ ہی ایک طرف لشکر اسلام ہی اور ایک طرف ایک مختصر لشکر اور خدا پرستون
کا صف آرا ہی اور ایک نقابدار میدان مین مرکب پر سوار لشکر کفار کی طرف منھ کیے ہوئے کھڑا ہی
اور لاش جمشید سیاہ پوش کی پڑی ہوئی ہی میدان مین یہ دونون پہلے خدمت مین بادشاہ کے
آئے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کر فرمایا کہ تم لوگ تندرست ہو گئے کیونکر
تندرست ہوئے سہراب و غزالان نے عرض کیا کہ جب ہم دربار مین حاضر ہونگے تو سب حال
عرض کرینگے بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا یہ دونون وہان سے خدمت مین صاحبقران کے آئے
صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران انکو دیکھکر خوش ہو گئے وہ تقریر صاحبقران سے انھون نے
کی جبکہ صاحبقران نے حالت تندرستی کا سوال کیا جب انھون نے وہی جواب دیا صاحبقران
نے فرمایا کہ اپنے مقام پر جا کر مقیم ہو غزالان و سہراب اپنے اپنے مقام پر آکر ٹھہرے یہ تھوڑی ہی

دیر تک سے تھے زیادہ عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ یکایک ایک مرتبہ صحرا سے گرد اُڑی راوی نے بیان
کیا ہے کہ اُس گرد سے وہ سردار ظاہر ہوئے جو کہ ہاتھ سے جبیم سیاہ پوش کے قتل ہو گئے تھے
لشکر اسلام کے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جبیم نے یہ کیا تھا کہ جو سردار لشکر اسلام کا میدان میں
آیا اور مقابلہ کیا اُسنے سحر کیا کہ غبار پیدا ہوا وہ سوار اور وہ سردار دونوں اُس غبار میں پوشیدہ
ہوا اُدھر اُسنے سحر کر کے سحر کا پتلا اُسکی صورت کا سر کاٹ کر ڈالدیا وہ اُسکو گرفتار کر کے لے گیا
یعنی سحر سے ایک کوہ اُس صحرا میں تھا اُسکے درے میں قید کر دیتا تھا اُسکا قصد یہ تھا کہ تمام لشکر
جب گرفتار کر لونگا تو اُسوقت سب کو ایک مرتبہ قتل کرونگا اس سبب سے قید کرتا تھا سب کے
سب جبیم کے سحر میں گرفتار تھے اور جب ہاتھ سے لقا پدار کے جبیم قتل ہوا تو اُسی درے
میں یہ سب سردار مبتلا سحر ہو کر بیہوش ہو گئے تھے وہ قید سحر اُنکے جسموں پر سے خود
بخود دور ہو گئی اب جو اُنکو ہوش آیا اور اپنے کو قید سے آزاد پایا ایک نے دوسرے سے کہا کہ
بھائی یہ کیا ابھی تو ہم اور تم گرفتار تھے یا یکہ خود بخود بیہوش ہو گئے اب جو ہوشیار ہوئے اپنے
کو رہا پایا یہ امر ہمارے خیال میں نہ آیا طولک نے کہا کہ ہم لوگ اسیر سحر تھے معلوم یہ ہوتا ہے
کہ صاحبقران عالیشان نے اُسکو قتل کیا اُسکے مرنے سے ہم سب نے رہائی پائی سب نے
کہا تم سچ کہتے ہو جمشید بن داراب سیمین زرہ نے فرمایا کہ چلو دیکھیں کہ لشکر کا کیا حال ہے
بس یہ سب سردار اُس درہ کوہ سے طرف اپنے لشکر کے چلے چونکہ وہ درہ قریب تھا یہ گرد
جو بلند ہوئی تھی وہ انھیں سرداروں کے آنے کی تھی جبیم سیاہ پوش نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان
سب کو مع مرکب قید کیا تھا یہ سب اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر قریب لشکر پہونچے انھوں نے
بھی وہی منظر دیکھا کہ ایک اور لشکر صف آرا ہے لقا پدار سبز پوش میدان میں کھڑا ہوا ہے اور
ایک طرف جبیم کا لاشہ پڑا ہوا ہے جب صاحبقران نے اپنے سرداروں کو دیکھا بہت خوش
ہوئے وہ سردار خدمت میں صاحبقران و بادشاہ کے آئے سب کو سلام کر کے اپنے
اپنے مقام پر آکر قائم ہوئے پھر لشکر میں اُسی طور سے گہما گہمی ہو گئی اُدھر جب یہ حال قسیم نے
دیکھا کہ کوئی مقابلے کو نہیں نکلتا ہے اُسنے خود قصد کیا اور تخت سحر کو اپنے اُڑا کر طرف میدان کے
چلا سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ اُستاد یہ کیا واقعہ ہوا خیر یہ تو معلوم تھا کہ سہراب اور ملکہ
نوذالال کو اُنکے بیرا اُٹھا لے گئے تھے وہ زندہ تھے جب جبیم سیاہ پوش مرا تو وہ تندرست ہو گئے
اور لشکر میں آ گئے ان سرداروں کو تو جبیم نے ہم سب کے روبرو قتل کیا تھا یہ کیونکر زندہ ہو گئے
عشاق نے جواب دیا میرے خیال میں تو یہ امر آتا ہے کہ جبیم نے یہ تدبیر کی تھی کہ انکی صورت
کے پتلے قتل کیے ہیں اہل اسلام کے دکھانے کے لیے ان سرداروں کو کسی مقام پر قید کیا
تھا اُسکا قصد یہ تھا کہ جب سب لشکر گرفتار ہو لے اُسوقت ایک مرتبہ سب کو قتل کروں وہ قتل
ہوا یہ اُسی مقام پر رہا ہوئے سمندر شاہ نے کہا کہ آپکا گمان بہت درست ہوا اور سچا ارشاد
ہوا اب قسیم کی جنگ کا تماشہ ملاحظہ فرمائیے راوی نے بیان کیا ہے کہ اب وہ وقت ہے کہ کوئی
پہر بھر دن باقی ہے جب قسیم نے اپنے تخت سحر کو طرف لقا پدار کے بڑھایا تھا یہ تخت کو بڑھا کر قریب
لقا پدار کے آیا اور کہا کہ اے لقا پدار میں نے سنا تھا اور اکثر کتابوں میں دیکھا تھا کہ خدا پرست
ساحر نہیں ہوتے ہیں سحر کو کفر اور ساحر کو کافر جانتے ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ یہ سب کہنے کی باتاہی

خدا پرست بہت بڑے ساحر ہوتے ہین اگر تو ساحر نہوتا تو میرے بھائی جیسم کو یون نہ قتل کرتا کیونکہ وہ بہت بڑا ساحر تھا بعد میرے وہی ساحر تھا پھر مین یہ کیونکر تصور کرون کہ تم ساحر نہین ہو ایسے ساحر ہو کہ جسکے سحر کا کوئی رد کرنے والا نہین ہی کسی بہت بڑے ساحر زبردست و صاحب کمال سے تو نے سحر تعلیم پایا ہی جو ایسے ساحر زبردست کو تو نے ایک چشم زدن مین قتل کیا چونکہ وہ واقف نتھا بدین سبب تیرے ہاتھ سے قتل ہوا اب مین تو جان گیا کہ تو بھی ساحر ہی اب میرے ہاتھ سے تیرا بچنا محال ہی مگر ایک امر کا عجب ہی کہ تو نے جیسم سیاہ پوش کے سحر کو دفع کیا کوئی اپنا سحر نہ کیا یہ بات سنکر نقابدار نے فرمایا کہ کیا مزخرفات بیہودہ تقریر کرتا ہی ہم لوگ سحر کو کفر و ساحر کو کافر جانتے ہین یہ ہمارا شیوہ نہین ہی کہ کسی کو سحر سے قتل کرین یا سحر جانتے ہون تو پوشیدہ کرین یہ خیال تیرا خام ہی تصور نا تمام ہی یہ امر بالکل شجاعت و جوانمردی کے خلاف ہی ہمارا خدا ہمارے ہر امر مین کمک کرتا ہی ہم ساحر کو بدتر از سگ و خوک جانتے ہین اور اپنے خدا کے فضل سے اسکو مثل سگ ناپاک کے قتل کرتے ہین جیسا کہ تو نے دیکھا کہ کیونکر جیسم ناپاک کو قتل کیا جو کہ ہمہ تن سحر مجسم تھا بس اپنی زبان کو بند کر اور جو تجھکو کرنا ہو وہ کر مین کسی امر مین باہر نہین ہون جو تو سحر کریگا وہ میرے قریب آکر برطرف ہو جائیگا اور خداوند کریم کے فضل سے تو میرا کچھ بنا نہ سکیگا قسیم نے کہا اگر تو ساحر نہین ہی اور سحر نہین جانتا ہی تو کوئی ساحر تیرا ضرور مددگار ہی کہ وہ پوشیدہ رہتا ہی جو تیرے اوپر سحر کرتا ہی وہ اسکو رد کرتا ہی یہی اسکا سبب ہی جو تو سمجھتا ہی نقابدار سبزپوش نے کہا کہ یہ نامردون کا کام ہی کہ غیر کے بھروسے پر مقابلہ کرین ہم لوگ غیر کی کمک ننگ و عار جانتے ہین سوا سے مدد خدا کے اسی کی کمک کے خواستگار رہتے ہین جو سب کا مالک و مختار ہی بس مین تجھ سے کہتا ہون کہ تو میری اطاعت کر سحر کو ترک کر مذہب اسلام کو قبول کر ورنہ مثل جیسم کے تو بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا قسیم نے جواب دیا کہ یہ تو کبھی نہوگا تو مجھکو کیا قتل کریگا تیری بھی یہ لیاقت ہی یہ شعر تو نے سنا ہوگا شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ وہ وقت گذر گیا کہ تو نے جیسم کو قتل کیا وہ اور وقت تھا اب وہ زمانہ نہین ہی تیری اسی قدر زندگی تھی نقابدار سبزپوش نے کہا کہ بس زبان کو روک اپنے حربے کو سنبھال مین تیرے مقابلے کو موجود ہون شعر بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ یہ میدان رزم ہی نہ جاے بزم یہان کوئی گفت و شنید کا موقع نہین ہی اگر کچھ گفت و شنید کرنا ہی تو میدان مین کیون آیا پہلے پیام و سلام کر لیا ہوتا اسکے بعد مقابلے کو نکلا ہوتا قسیم نے کہا کہ معلوم ہوا تیری قضا ہی آئی ہی مین کیا کرون یہ کہکر اور اپنے تخت سحر کو بڑھا کر میدان مین آیا راوی کہتا ہی کہ اسکے پاس کوئی شی اسباب سحر سے نہ تھی کیونکہ قاعدہ ہی کہ جو ساحران زبردست ہوتے ہین انکے پاس جھولی وغیرہ نہین ہوتی ہی وہ صرف اشارون سے کام لیتے ہین بس اسنے اشارہ کیا اور کہا کہ مین دیکھون کیونکر میرے اس سحر سے تو محفوظ رہتا ہی یہ اشارہ کرنا تھا کہ ایک غبار بلند ہوا اس غبار سے ایک اژدہا ظاہر ہوا وہ اژدہا طرف اس نقابدار کے اپنا منھ کھولکر چلا نقابدار عالی مقدار اسی طور سے اپنے مقام پر کھڑے رہے ذرا بھی حرکت نہ کی جب وہ اژدر قریب نقابدار آیا خود بخود اسکے سر سے ایک شعلہ نکلا اسنے پہلے رخ طرف نقابدار کے کیا اور قریب نقابدار پہونچکر واپس آیا اور لشکر قسیم کی طرف چلا و فتہ لشکر پر آکر گرا کئی سو ساحرون کو جلا دیا لشکر قسیم مین طلاطم مچ گیا یہ اسی تختہ تعویذ کا اثر تھا کہ ساحر کا

خود بخود واپس جائے اور صاحب تعویذ پر اثر نہ کرے بلکہ سحر کنندہ یا اُسکے ہمراہیوں پر تاثیر
کرے ویسا ہی ہوا کہ لشکر قسیم کو جلانے لگا لشکر میں طلاطم مچ گیا ہر ایک جان بچانے کی فکر میں
ہوا کہ کسی طور سے اپنی جان بچاؤں بعض یہ کہنے لگے کہ قسیم نے تو اسوقت وہ حرکت کی کہ جیسے
کسی قسم کا ہاتی کرتا ہے وہ اپنے لشکر کو تباہ کرنے لگا وہ مثل ہوئی کہ یار کا غصہ بھتار پر دھوبی سے
بس نہ چلا بیل کے کان اینٹھے بندر کی بلا طویلہ کے سر نقابدار سے بس نہ چلا تو غصہ ہم پر اتارنے
لگے یہ کہکر اہل لشکر پکارنے لگے کہ ہمنے کیا قصور کیا ہے جو ہمکو جلائے دیتے ہو لشکر تباہ ہوا جاتا ہے
ایسا سحر نہ کیا کرو جو کہ اپنے قابو میں نہو یہ جو اہل لشکر نے پکار کر کہا قسیم نے پلٹکر جو دیکھا تو
یہ واقعہ نظر آیا کہ تمام لشکر میں آگ پھیلی ہوئی ہے لشکر کے لوگ اُس آگ کو سحر کرکے دفع کرتے
ہیں مگر وہ آگ کسی طور سے نہیں بجھتی ہے یہ حیران ہوا کہ یہ کیا سبب ہے کہ میں نے سحر کیا اور میں
نے نقابدار پر کچھ اثر نہیں کیا اور وہ سحر میرے لشکر پر اُلٹا پلٹ گیا سوا ےاس تدبیر کے
کہ اس سحر کو دفع کروں اپنے ہاتھ سے مٹاؤں اور اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے لہذا اسنے
پلٹکر ایک مشت خاک اُٹھا کر اُسپر کچھ پڑھکر طرف لشکر کے آواز دی اور اشارہ کیا کہ ایک
برق تڑپ کر اُس اثر پر گری کہ وہ جلکر خاک ہو گیا اُدھر وہ آگ جو لشکر کو جلا رہی تھی سب
برطرف ہوئی اُسنے نقابدار سے کہا کہ تمتو کہتے تھے کہ ہم ساحر نہیں ہیں اور سحر کو کفر جانتے ہیں
یہ کیا امر تھا کہ میرے سحر کو رد کرکے میرے لشکر پر گرا دیا میرے لشکر کو میرے سحر سے تباہ کیا
آخر کو خود ہی مجھے اپنے سحر کو مٹانا پڑا سچ تو یہ ہے کہ کسی اچھے اُستاد کی تونے خدمت کی ہے یہ اُسی
خدمت کا نتیجہ ہے نقابدار نے کہا کہ یہ تیرا خیال بالکل خام ہے میرے خدا نے تیرا سحر رد کیا اور
تیرے لشکر پر گرا دیا یہ اُسکا فضل ہے کہ تیرے ہی حربہ سے تیری سپاہ کو برباد کرایا کیونکہ یہ سب
کافر ہیں یہ جو نقابدار نے فرمایا قسیم نے جواب دیا کہ ہم تیرے خدا کی قدرت کو دیکھتے ہیں کہ
کیونکر تجکو اس سحر سے محفوظ رکھتا ہے یہ کہکر اسنے اشارہ کیا کہ ایک مرتبہ دو پتلے پیدا ہوئے اُنکے
سر پر ایک صندوق تھا وہ صندوق لیکر اُسکے روبرو آئے اُسنے وہ صندوق اُنسے لیکر کھولا
اور اُسمیں سے ایک ترنج نکالا اُسپر کچھ دم کرکے طرف نقابدار کے پھینکا وہ پتلے اُس
صندوق کو پہونچا کر غائب ہو گئے تھے وہ ترنج بڑے زور میں طرف نقابدار کے چلا اگر کوئی
اور اس مقام پر ہوتا تو وہ ضرور تمام ہو جاتا مگر نقابدار اُسی تختی کے سبب سے اس سحر سے
محفوظ رہا وہ ترنج قریب نقابدار آکر سرد ہو کر پڑا کوئی اثر اُسنے اپنا نقابدار پر نہ کیا جس
مقام پر آکر گرا تھا اُس مقام پر ایک غار ہو گیا اور اُس مقام پر کی گھانس باوجودیکہ تر تھی سب
جل گئی یہ سحر بھی قسیم کا رد ہوا تو قسیم کو نہایت غصہ آیا اسنے اُسی صندوق سے ایک فولادی
ڈبیہ نکالی اُسکو کھولا اُس ڈبیہ میں سے ایک طائر نکالا اُس طائر کو طرف نقابدار کے اُڑا دیا
وہ طائر قریب نقابدار کے پہلے تو بڑے زور میں آیا جب قریب پہونچا گرد سر نقابدار پہ چرخ مار
اور گر اب جو دیکھا تو ایک طائر کاغذ کا تراشا ہوا تھا اب قسیم نے متواتر سحر کرنا شروع کیے جو سحر
کیا وہ قریب نقابدار پہونچکر برطرف ہو گیا یہ حال جو صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا بادشاہ کی
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ضرور نقابدار کے پاس کوئی چیز از قسم ادعیہ متبرکہ ہے کہ جسکے سبب
سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا ہے یا کوئی تعویذ کسی درویش خدارسیدہ کا ہے یا یہ بھی صاحب اسم اعظم ہے جو

ایسے ایسے سحر رد کر رہا ہی جو کہ قسیم کے کائنات کے ہین بادشاہ نے جواب مین فرمایا جو آپنے
ارشاد فرمایا بہت بجا اور درست ہی اسی سبب سے تو اسکو اسقدر گھمنڈ سا ہی کہ بلا خوف و خطر
مقابلہ کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مجکو اس سے مقابلہ کرتے ہوئے کلام ہی کیونکہ اول
تو مجکو اس سے محبت قلبی ہو گئی ہی دوسرے یہ بہت مرد جری ہی مجھے اسکی جوانی پر رحم آتا ہی کہین
ایسا نہو کہ یہ میرے ہاتھ سے ضائع ہو جائے خواجہ قریب صاحبقران کھڑے ہوئے تھے
ہنس کر جواب دیا کہ یہ کیون نہین فرماتے ہو کہ مین اسکی جرأت دیکھکر ڈر گیا کہین ایسا نہو کہ یہ مجکو
زیر کرلے اور مین زیر ہو جاؤن تو ساری صاحبقرانی میری خاک مین ملجائے یا یہ امر ہی کہ تو
دوسری لت ہو گئی ہی یہ طریقہ ہی کہ جب انسان ضعیف ہو گیا پھر اسکو اور مزا ہو جاتا ہی جہان
اچھے جوان و حسین مرد دیکھا اسکی الفت ہو گئی وہی حال تمہارا بھی ہوا ہی کہ اسکو جو جوان اور
خوبصورت دیکھا بس الفت ہو گئی بس یہ خیال کرتے ہو کہ بسبب الفت قلبی کے مقابلہ نہو سکیگا
جب اسکی صورت دیکھونگا قلب مین محبت آجائیگی بس زیر ہو جاؤنگا یہ کیون نہین بیان کرتے ہو
صاحبقران نے کہا کہ خواجہ ہر وقت تمکو مذاق ہی سوجھتا ہی یہ وقت کوئی مذاق کا ہی خواجہ نے
جواب دیا کہ ہان یہی تو کہوگے مین نے سچی بات جو کہی تو کہنے لگے کہ خواجہ مذاق کرتے ہو جو سچ
کہتا ہی وہ ہمیشہ برا ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا آپ سچے ہین اب مقابلہ کا تماشہ دیکھیے
دو بس دل لگی ہو چکی یہ فرماکے صاحبقران طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئے سمندر شاہ
نے اس طرف عشاق سے کہا استاد آپنے ملاحظہ کیا کہ اس نقابدار نے کیسے کیسے سحر
قسیم کے رد کیے کیسا زبردست ساحر ہی کہ کوئی سحر اسپر کارگر نہین ہوتا ہی مجکو اب قسیم سے بھی
یاس ہو گئی عشاق نے جواب دیا کہ کیا بیان کرون میری عقل کام نہین کرتی ہی یہان تو
سمندر و عشاق مین یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ادھر قسیم نے جب بہت سے سحر کیے اور کوئی سحر کارگر
نہوا اور نقابدار سبزپوش پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی اسنے غصہ کرکے اس صندوق کو بند کیا اور طرف
صحرا کے دیکھا بس صحرا کی طرف دیکھنا تھا کہ صحرا کی طرف سے ہزارون شیر ببر پیدا ہوئے اور طرف
نقابدار کے چلے اور نقابدار سبزپوش پر آکر حملہ کیا نقابدار نے ان شیرون کو قتل کرنا شروع
کیا کسی کو تلوار سے کسی کو مشت سے کسی کو طمانچہ سے کسی کے پیر پکڑ کر چیر ڈالا ایک دم مین تمام شیرون
کو ہلاک کیا بس یہ جو قسیم نے دیکھا اسنے سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا اور طرف نقابدار کے چلا
اور قریب نقابدار پہونچکر وہ دریا غائب ہو گیا اب نقابدار تلوار لیکر طرف قسیم کے یہ
فرماکر چلے کہ خبردار ہو جا اب میری باری ہی شعر تو ضرب نہ زدی ضرب من نوش کن ٭ ہم شادی
از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا قسیم نے جو دیکھا تو خیال کیا کہ نقابدار بڑے غصہ
مین آتا ہی اگر اسکا وار ہو گیا تو بچنا دشوار ہی بس اسنے اس خوف سے سحر کیا کہ ایک دریاے
آتش درمیان نقابدار و قسیم کے حائل ہو گیا نقابدار اس دریاے آگ کو طے کرتا ہوا طرف
قسیم کے چلا جس مقام پر نقابدار قدم رکھتا تھا اس مقام پر آگ گل ہو جاتی تھی نقابدار آگ
کو برطرف کرکے قریب قسیم کے پہونچا قسیم نے جو نقابدار کو دیکھا ایک مرتبہ سحر کیا کہ تخت بلند
ہونے لگا بس نقابدار نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اور رکابون پر زور دیکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا چونکہ
تخت کسی قدر بلند ہو چکا تھا تلوار نقابدار کی قسیم پر تو پڑی نہین مگر تخت پر پڑی کہ تخت قلم ہوا بس

قسیم طرف زمین کے چلا نقابدار سبز پوش نے دست زبردست کو بڑھا کر کمر بجیر مین قسیم کے ہاتھ
ڈالا اسکو ہوا پر روکا سر سے بلند کر لیا سحر کرنے کی مہلت نہ دی اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا
اور مرکب پر سے کود کر مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا ایک شور عظیم برپا ہوا تمام عالم تاریک ہوگیا
سنگ باری وبرفباری ہونے لگی آندھی سیاہ اٹھی آگ برسی شور گریہ وزاری بلند ہوا صدائین
مہیب آنے لگین نقابدار پر آگ برسنے لگی مگر نقابدار کا کچھ نہوا نقابدار اُسی طور سے کھڑا رہا
برفین جہاں کر گرنے لگین سر بلا قریب نقابدار آکر برطرف ہوجاتی تھی قسیم کے سر سب تدبیر جلوہ
غل مچانے لگے ہر طرف سے صدا سے گریہ آرہی تھی بڑے عرصہ تک طلاطم رہا اسکے بعد روشنی
ہوئی وہ سب طلاطم برطرف ہوا صدا آئی کہ گشتی مرا نام من قسیم جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم
وہ بلا سب خود نرسیدیم یہ صدا آسکے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ شعلہ تمام صحرا مین پھیلا اُسنے لاش
جسیم وقسیم کو مثل ہیزم خشک کے جلا دیا دونون لاشین خاک آلودہ ہوکر رہگئین میدان صاف
ہوگیا لشکر نقابدار نے نعرہ تکبیر بلند کیا لشکر اسلام سے صدا سے تحسین وآفرین آنے لگی ہر طرف
ایک شور مبارکباد تھا ہر طرف سب خوش ہو رہے تھے صاحبقران کا توفرط خوشی سے
چہرہ گلنار تھا سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ بڑا غضب ہوا نقابدار نے قسیم کو بھی قتل
کیا عشاق نے کہا کہ تمکو کیا جو ہونا تھا وہ ہوا انکی اسی طور سے قضا تھی اب تم لوگ اور کچھ
فکر کرو یہ جو عشاق نے کہا سمندر شاہ خاموش ہو رہا یہ حال جو لشکر قسیم وجسیم وحلیم وسلیم نے
دیکھا ایک مرتبہ سب تلوارین اور حربہائے سحر لیکر نرغہ کرکے نقابدار پر چلے سحر کی بوچھار
ہونے لگی جو سحر کرتا ہی وہ سحر رد ہوجاتا ہی بس ایک مرتبہ نقابدار بھی تلوار لیکر اور مرکب کو
ڈپٹا کر لشکر کفار پر آپڑا یہ حال جو لشکر نقابدار نے دیکھا وہ بھی تلوارین لے کر اور مرکب
اُٹھا کر لشکر حریف پر آپڑے تلوار سے قتل کرنے لگے اگر کسی ساحر نے سحر کیا بلکہ کل لشکر کفار کے
ساحر ایک مرتبہ سحر کرکے لشکر نقابدار پر چلے جس ساحر نے سحر کیا کل لشکر نقابدار سحر مین
مبتلا ہوا نقابدار نے اُس ساحر کو بڑھکر قتل کیا کیونکہ انپر تو سحر اثر نہین کرتا ہی جب یہ جناب
صاحبقران نے دیکھا لشکر اسلام سے فرمایا کہ نقابدار کی کمک کرو بس کل لشکر اسلام ایک
مرتبہ لشکر کفار پر چلا صاحبقران بھی تیغ برق تاب کو علم کرکے اسم اعظم ورد زبان کرکے لشکر
کفار پر جا پڑے پھر تو منم منم کے نعرے بلند ہوئے ہر سردار نے نعرہ کیا لشکر پر جا پڑا ایک ہی حملہ
مین ہزارون ساحر واصل جہنم ہوئے بادشاہ نے بھی تخت ترک فرمایا مرکب پر سوار ہوکر
بادشاہ بھی لڑنے لگے صدائے گیرودار بلند ہوئی سہراب وغزالان نے جو سحر کیا تمام لشکر
ساحران اُس سحر مین مبتلا ہوا اُس لشکر کے ساحر نے اُس سحر کو برطرف کیا اپنا سحر لشکر پر کیا
سہراب نے اُسکو برطرف کیا اور اُس ساحر کو قتل کیا یہ عالم ہی کہ جب ساحر سحر کرتا ہی لشکر اسلام
مبتلا ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہین سحر برطرف ہوجاتا ہی لشکر نقابدار جو سحر
مین مبتلا ہوتا ہی تو سہراب یا غزالان جاکر رہا کرتے ہین یہان تو جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی ابھی اسکا
حال تحریر کرنا منظور نہین ہی اسی طور سے انکو جنگ مغلوبہ مین مصروف رکھا جاتا ہی اسکا احوال
آگے تحریر ہوگا بہت ہی بڑی جنگ ہو رہی ہی اس جنگ کا احوال آئندہ راوی بیان کریگا اب
کچھ حال دیگر تحریر کرنا منظور ہی کہ جبتکا اس مقام پر بیان ضرور ہو وہ حال یہ ہی کہ راوی نے تحریر کیا ہی

کہ نقاب دار سرخ پوش کی بھی حالت اس مقام پر تحریر کرنا ضرور ہے کہ اُسپر کیا گذری اور وہ کیونکر پھر اس مقام تک پہونچا پہلے اُسکی حالت تحریر ہو گی پھر اُسکا عین وقت پر آکر کمک کرنا اور بعد فتح پھر اپنی طرف چلے جانا

اب شمہ حال نقاب دار سرخ پوش کا تحریر ہوتا ہے مع مخمس ہذا

دیکھیے ان گلعذارون کی فضا دو چار دن
زندگانی سے اُٹھا لیجیے مزا دو چار دن
اس چمن مین نخل دل سے کیجیے ہرا دو چار دن
مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہے یہان نشو و نما دو چار دن

غور رشک چاہیے اپنے مال کار پر
آمد آمد ہے خط ان کی حسن کے گلزار پر
بلکہ نہین لازم ہے لہنا گیسوئے ہموار پر
سبزۂ خط کا تو ہو جاوے نہ رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ تو زلف دوتا دو چار دن

یا تو میری آنکھ سے ایک دم ہوتا تھا نہان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان
یا چھپایا منہ کو ایسا کچھ نہین جسکا بیان
او بت کافر تری اللہ رے بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج کل اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
واسطہ خالق کا دے کر کی جو مین نے التجا
گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
مدعا سے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھ کے مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی
چولی دامن کا جہان مین ساتھ تھا جو ہر گھڑی
آنسوؤن نے شرکی رو رو آستین قاتل نے کی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت ہوئی
دار ہی اس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین تجھے کھاتے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لاتے نہ تم
ہر شب مہتاب مین بن میرے گھبراتے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آتے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلونگا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے
مین نہ مانونگا کبھی فقرہ کسی نادان کو دے کے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہر گز مجھے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہو گئے اے بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے سر اعلے و ادنے کو فنا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
رونما آئی ہے لب گور سکندر بیان سے صدا
شادی و غم ہے برابر شاہ و گدا دو چار دن

توڑ لے پر پھول دین ہمکو ہزارون گالیان
خاک اُڑیگی باغ مین جب آئیگی فصل خزان
دور ہے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زبان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو دیتا ہے صدا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو اے سودا زدا

کی بہار کو دیکھکر زرد ہو گیا تھا اور قریب پژمردہ ہونے کے تھا یعنی غروب ہونے والا تھا وہ جا بجا
دھوپ کا عکس گلون پر عجب طرح کا سماں دکھاتا تھا چونکہ زمانہ بہار کا تھا صحرا پر جوبن تھا ہر قسم
کے پھول کھلے ہوئے تھے ہوا کے سرد سرد جھونکے آرہے تھے طاؤس صحرائی ہر طرف رقص
زنان پھر رہے تھے عجب سماں عجب وقت تھا نئی بہار تھی نئی فضا تھی لنقا بدار نے جو اُس صحرا
کو پُر بہار دیکھا اور شکار بکثرت دیکھا دل کو اشتیاق ہوا کہ اس صحرا مین قیام کر کے کچھ دنون
پھر کر شکار کھیلو دل بہلاؤ یہ تصور کر کے حکم دیا کہ خیمے وغیرہ اسی صحرا مین برپا کیے جائین ہم
یہان پر قیام کرین گے یہ جو انھون نے حکم دیا ملازمون نے ایک مقام مناسب دیکھکر خیمے برپا
کیے بارگاہ یاقوت رنگ برپا ہوئی لشکر اُترا بازار بن آراستہ ہو گئین اُس صحرا کی اور حالت
ہو گئی گویا بہار تازہ آئی ہر طرف سوار پیدل پھرنے لگے لنقا بدار اپنی بارگاہ مین اُترا پہر دن کے
بارگاہ کے اُٹھا نہ لیے سب سردار حاضر ہوئے اب لنقا بدار صحرا کی بہار دیکھنے مین مصروف
ہوا کہ آفتاب غروب ہو گیا ماہتاب نے اپنا جلوہ دکھایا لنقا بدار خاصہ نوش فرما کر آرام پذیر
ہوا وہ رات بسر ہوئی صبح کو لنقا بدار نے حکم دیا کہ سامان شکار کیا جائے ہم شکار کھیلین گے
یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت سب سامان شکار مہیا ہوا لنقا بدار سرداران کو لے کر صحرا مین شکار
کو آیا شکار مین مصروف ہوا پہلے پرندون کا شکار کیا اُسکے بعد چرندون کا شکار کیا شام کو
اپنے مقام پر آئے اسی طور سے پندرہ روز تک مصروف سیر و شکار رہے ایک دن کا ذکر
ہے کہ لنقا بدار جو شکار کھیل کر اپنے مقام پر تشریف لائے اُس دن تھکے بہت تھے دربار نہ کیا اور
خاصہ نوش فرما کر آرام کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ لنقا بدار نے عالم رویا مین دیکھا کہ مین تنہا
مرکب پر سوار صحرا مین چلا جاتا ہون کہ ایک در کہ باغ نظر آیا لنقا بدار اُس باغ کی طرف چلے
چونکہ پیاسے بھی بہت تھے تلاش آب مین چلے جاتے تھے اُسی عالم خواب مین جب اُس
درِ باغ پر پہونچے مرکب پر سے اُتر کر مرکب کو ایک درخت انار مین جو کہ برابر در باغ کے
اوپر اُدھر لگے ہوئے تھے باندھ دیا اور خود بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوئے اندر باغ کے جو
قدم رکھا ایک باغ دیکھا کہ جو رشک وہ باغ شداد کی تھا نمونہ بہشت بریں تھا بے اختیار یہ شعر زبان پر
اسی عالم خواب مین جاری ہوا شعر اگر فردوس بر روے زمین است ؏ ہمین است و ہمین است
و ہمین است ؏ روشین پڑی خوب قرینہ سے بنی ہوئی مہندی کی ٹٹیان قد آدم لگی ہوئین اور
چمن بندی کی ہوئی ایک طرف لالہ کی بہار ایک سمت گل نافرمان کی قطار زنبیل ایک جانب
مثل معشوق طناز کے کھڑی ہوئی نرگس ایک طرف دیدہ بازی مین مصروف کوڑیالہ ایک
طرف لگا ہوا نسرین و نسترن الگ اپنی بہار دکھا رہے ہین یاسمین یاسمن ایک طرف مہک
رہے ہین بیلا موتیا موگرہ چنبا کھلا ہوا گل صد برگ سے باغ زعفرانی ہو رہا ہے کیوڑا اور
گلاب اپنی خوشبو دے رہا ہے گل داؤدی الگ لگی ہوئی اشجار میوہ دار بہت سے لگے ہوئے ہین
ہر قسم کے درختون سے باغ بھرا ہوا ہے ہر رنگ کے گل کھلے ہوئے ہین طائران خوش الحان
کے قفس درختون مین آویزان ہین طاؤس باغ مین پھر رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین طائر
حمد وثناے الٰہی کر رہے ہین یہ اُسی خواب مین ہین باغ کی سیر کرتے ہوئے دل مین یہ خیال
کرتے ہوئے کہ یہ کسی بادشاہ جلیل القدر کا باغ ہے وہ اس باغ مین برائے سیر آتا ہوگا یہ اپنے

دل مین ایسا ایسے خیال کرتے ہوئے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ ایک نہر آب شفاف سے
لبریز اُسکی لب گردان بلور کی اُس نہر مین ہر قسم کی مچھلیان پڑی ہوئی تھین پانی اُس نہر کا اتنا
صاف کہ جوآب گوہر کو گرد کرے تہ تک کی چیز نظر آتی تھی کنارے نہر کے گملے رکھے ہوئے
اُسمین گلہاے خوشبو کے درخت لگے ہوئے ایک فوارہ وسط نہر مین لگا ہوا اُس سے مثل بادلون
پھوارون کے پانی گر رہا تھا انھون نے اُس عالم خواب مین اُس نہر سے پانی پیا اور حمد خدا
ادا کی بس پانی پی کر اور شکر خدا کرکے ایک طرف کو اُسی حالت خواب مین روانہ ہوئے تھوڑی
دور چلے تھے کہ دیکھا ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اُسپر جواہر کا کام کیا ہوا ہے
کیسے نفیس گل بوٹے اور بیلین بنائی ہین اُسکے پانچ برج ہین ہر برج پر طلائی کلس چڑھے ہوئے
ہین نقابدار نے اُسی عالم رویا مین خیال کیا کہ چلکر اِس بارہ دری کو اندر سے دیکھنا چاہیے
اُس بارہ دری کی طرف چلے جب قریب اُسکے پہونچے تو ایک چبوترہ سنگ مرمر کا دیکھا کہ جسکے
تین طرف بلور کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اُسی کٹہرے مین ایک طرف راستہ بنا ہوا ہے اور پانچ سیڑھیان
سنگ مرمر کی ہین اُسپر بھی خوب خوب صنعت کی ہے وہ چبوترہ سامنے بارہ دری کے ہے اور
بارہ دری مین مخمل کے پردے پڑے ہوئے ہین اُنپر کارچوبی کام کیا ہوا ہے کلابتون کی اُنمین
ڈوریان لگی ہوئی ہین اُنمین ریشمی پھول لگے ہوئے ہین اُس چبوترے پر کارچوبی شامیانہ لگا ہوا
ہے اور چوبین اُس شامیانے کی طلائی ہین نقابدار اُن سیڑھیون کے ذریعے چبوترے پر اسلئے
جب قریب بارہ دری پہونچے قصد کیا کہ پردہ اُٹھا کر اندر جاؤن کان مین آواز تسبیح و تہلیل کی
آئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی دوگانہ خالق ادا کر رہا ہے یہ حیران اُسی خواب مین ہوئے کہ یہ صدا
کہان سے آئی مگر تھم گئے اب جو خیال کرکے سنتے ہین تو معلوم ہوا کہ اِس بارہ دری سے یہ صدا
آرہی ہے بس یہ پردہ اُٹھا کر اندر کو چلے انھون نے اپنے دل مین خیال کیا کہ کوئی مرد خدا
اِس بارہ دری مین بیٹھا ہوا عبادت کر رہا ہے جو اندر بارہ دری کے آئے دیکھا کہ بارہ دری شیشہ
آلات سے خوب آراستہ ہے ہر قسم کا سامان موجود ہے فرش مخمل کاشانی کا کیا ہوا ہے یہ اُس بارہ دری
کو دیکھکر ششدر ہو گئے قدِ آدم آئینے لگے ہوئے ہین یہ اور حیران مثل تصویر ساکت ہو کر رہ گئے
تھوڑی دیر کے بعد یہ آگے چلے جب وسط مین بارہ دری کے آئے دیکھا کہ وسط بارہ دری مین
ایک مسند بچھی ہوئی ہے اُسپر سجادہ بچھا ہوا ہے اور اُسپر ایک مرد پیر باریش سفید شنجرفی کرتہ پہنے ہوئے
اور اُسی رنگ کی لُنگ باندھے ہوئے سامنے رحل پر صحیفۂ ابراہیمی کھلا ہوا رکھا ہوا ہے اُسکی تلاوت
کر رہا ہے وہ خوش آواز ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا لحن داؤدی اسی کے لیے خلق ہوا تھا اُسنے
جو پاؤن کی صدا سنی سر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ کہان سے صدا آئی کون آتا ہے جب اُس مرد بزرگ نے
سر اُٹھا کر انکی طرف دیکھا نقابدار نے اُس عالم خواب مین بہت جھککر اُس مرد پیر کو سلام
کیا اُس مرد پیر نے جواب سلام دے کر اور نقابدار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خوش آمدی و صفا
آوردی اے نقابدار یاقوت پوش مزاج تو اچھا ہے آؤ آؤ بہت جلد آؤ مین تو تمھارا بڑے عرصہ
سے انتظار کر رہا تھا ہے جو اُس مرد بزرگ نے اپنی زبان سے فرمایا نقابدار فوراً دست ادب
جوڑکر اُسی حالت خواب مین خدمت مین اُس مرد بزرگ کے جا کر پہونچا اور دونون ہاتھون کو
چوما آنکھون سے لگا کر بوسے دیے بس اُس مرد پیر نے نقابدار یاقوت پوش کو گلے سے لگایا

رنگا

پیشانی پر بوسہ دیا اور دست شفقت پشت پر رکھا اور فرمایا کہ ای شیر بیشۂ جرات و ای نہنگ دریائے شجاعت
و ای گل حدیقۂ صاحبقرانی مین تو بڑے عرصہ سے تمہارے انتظار مین تھا مجھکو تم سے ایک ضرورت
تھی نقابدار یاقوت پوش نے دست ادب جوڑکر فرمایا کہ مین تو آپکی خدمت مین حاضر ہوکر
بہت خوش ہوا مین آج پندرہ دن سے اس صحرا مین اُترا ہوا ہون مگر یہ نہ معلوم تھا کہ آپ اس
مقام پر تشریف رکھتے ہین ورنہ مین ہر روز حاضر خدمت ہوتا اور شرف قدمبوسی حاصل کرتا آپکے
نور جمال سے اپنی آنکھون کو روشن کرتا یہان آکر وہ لطف حاصل ہوا ہی کہ عمر بھر نہوگا آپ اپنے اسم
گرامی و نام نامی سے آگاہ فرمائیے اور یہ فرمائیے کہ یہ باغ کسکا ہی اور یہ کونسا مقام ہی اُس مرد بزرگ
نے پہلے صحیفۂ ابراہیمی کو گردان کر رحل پر رکھدیا اور فرمایا کہ ای نقابدار عالی مقدار آگاہ ہوکر
نام میرا نہ پوچھ کہ کیا نام ہی اور کیا مقام ہی اسوقت مین نہین ظاہر کرسکتا ہون کیونکہ یہ مجھکو حکم نہین ہی
یہان مین جس امر کیلیے تمہارا انتظار کررہا تھا وہ امر یہ ہی اسکو خوب خیال کرکے سُن لو اور اسی پر
عمل کرو نقابدار نے اُسی عالم خواب مین عرض کیا کہ بیان فرمائیے مین ہمہ تن آپکی طرف متوجہ
ہون یہ جو نقابدار نے عرض کیا اُس مرد بزرگ درویش خصلت نے فرمایا کہ ای نقابدار آگاہ
ہو اور خبردار رہو کہ لشکر اسلام کو لیکر صاحبقران طرف سمندریہ کے تشریف لیگئے ہین اور
محراب شاہ و امثال شاہ و اقبال شاہ و مراد شاہ و حسرت شاہ یہ سب لوگ شریک
صاحبقران ہوئے دین اسلام قبول کیا اب صاحبقران لشکر کو لیکر سمندریہ پہونچ گئے ہین
مین خبر دیتا ہون تمکو کہ جب لشکر اسلام سمندریہ پر پہونچیگا تو سمندر شاہ برابر آتے دیکھا لشکر اسلام
آئیگا ہر روز لشکر اسلام کو دیکھکر شہر مین جایا کریگا جب لشکر اسلام آجائیگا تو سمندر شاہ نے
بہت سے نامہ تحریر کیے ہین اپنی کمک کو لشکر طلب کیا ہی قسیم و جسیم سیاہ پوش چار بھائی ہین
وہ ساحر ہین اور پہلوان بھی ہین وہ لشکر لیکر سب سے پہلے آئینگے اور سمندر شاہ سے
اجازت لیکر لشکر اسلام سے مقابلہ کرینگے تین دن برابر مقابلہ ہوگا اسمین لشکر اسلام مین جو
سہراب و غزالان ہین بہت سے ساحرون کو لشکر کفار کے قتل کرینگے چوتھے دن خود جسیم
نکلیگا اُس سے مقابلہ ہوگا وہ سہراب و غزالان کو زخمی کریگا اور بہت سے اہل اسلام کو گرفتار
کرکے لیجائیگا کہ نقابدار سبز پوش جو کہ بدیع الملک کا فرزند ہی اور بطن سے ملکہ ناوک فگن
کے پیدا ہوا ہی فاتح ہی طلسم نورافگن کا وہ آکر جسیم و قسیم کو قتل کریگا جنگ مغلوبہ ہوگی یہ تمکو معلوم ہو
کہ تمکو لازم ہی کہ تم بھی جاکر شریک اہل اسلام ہو اور لشکر اسلام کی کمک کرو کیونکہ یہ وقت لشکر اسلام پر بہت
سخت ہی کیونکہ سوائے صاحبقران کے کوئی باطل السحر نہین جانتا ہی اور دو ساحر ہین وہ کیونکر مقابلہ
کرسکتے ہین نقابدار جو قسیم و جسیم کو قتل کریگا اُسکا سبب یہ ہی کہ اُسکو ایک ساحرہ نے ایک تختی
بنادی ہی کہ جسکے سبب سے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی اور ایک تعویذ ہی اس سبب سے وہ قسیم و جسیم
پر غالب آئیگا مین تمکو آگاہ کیے دیتا ہون کہ تم اُسوقت پہونچو گے کہ جب جنگ مغلوبہ ہولی ہوگی
یہ تختی مین تمکو دیتا ہون تم اسکو اپنے پاس رکھو اور اس تختی کو تم اپنے گلے مین ہمیشہ رکھنا اس تختی
کے سبب سے تمپر سحر تاثیر نہ کریگا اور جب تم اس لوح یاقوت نگار کو چمکاؤگے جہانتک اُسکی
ضو پڑیگی سب ساحرون کا سحر فراموش ہوگا اور سب ساحر نابینا ہو جائینگے اور جنپر سحر نے اثر
کیا ہوگا وہ اُس سحر سے نجات پاجائینگے بس تم اور سب اہل اسلام و تمہارے اہل لشکر قتل

کرین آپ اِس طور سے لشکر کو شکست دین مگر ایک امر کا خیال رہے کہ سمندر شاہ بھی اُس میدان
مین ایک طرف کھڑا ہوگا جہانتک ممکن ہو اُسکو بھی قتل کرنا مگر ابھی وہ قتل نہوگا جب وہ یہ طور
دیکھیگا تو اِس مقام پر سے طرف شہر کے فرار کر جائیگا بس جب یہ لڑائی فتح ہو جائے تم مع لشکر
آگے طرف صحرا کے چلے جانا اُس مقام پر قیام نہ کرنا کیونکہ ابھی زمانہ تمھارے ظاہر ہونے کا نہین
آیا ہی کہ تم اپنے کو ظاہر کرو بلکہ اِسکی کوشش کرنا کہ کوئی تمھارے حال سے واقف نہو اور اسی طور
سے وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کی کمک کرنا یہ فرما کر وہ لوح یاقوت نگار کہ ایک پرچہ حریر مین لپٹی
ہوئی تھی نقابدار کو دی نقابدار نے اُسی عالم خواب مین سلام کر کے لے لی اُسکے بعد اُس
مرد پیر نے ایک سیب اور چند دانے انگور کے نقابدار کو دیے اور فرمایا کہ اِسکو نوش کرو اِس
سیب کو سیب شجاعت کہتے ہین یہ تمکو ہر بلا سے محفوظ رکھیگا اور ان انگورون کو انگور طاقت کہتے
ہین نقابدار نے وہ سلام کر کے لے لیا اور روبرو اُس مرد پیر کے کھا لیا اب جو سیب کھا کر
نقابدار خیال کرتا ہی تو اپنے مین وہ چند طاقت و قوت پائی اور وہ جوش شجاعت پایا کہ کبھی نہ
تھا جب نقابدار کھا چکا اُس مرد پیر نے کہا کہ ای نقابدار اب آپ تشریف لیجائین کیونکہ میری
عبادت مین بہت دیر ہوئی ہی جو مین نے تعلیم کیا ہی اسمین فرق نہو نقابدار یاقوت پوش نے
عالم خواب مین عرض کیا کہ جسقدر آپ نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد کیا ہی اُسمین ایک
سر مو فرق نہوگا یہ عرض کر کے دونون ہاتھون کو چوما آنکھون سے لگایا اُٹھکر سلام کیا اور رخصت
ہو کر چلے اُس مرد بزرگ نے دعائے ترقی حیات دی اور فرمایا کہ پھر جب ضرورت ہوگی تو مین
تمکو طلب کرونگا اور راہ مین جو واقعہ پیش آئیگا اُسکا خیال رکھنا مین وہ بھی بیان کر دیتا مگر حکم نہین
ہی بیان اسقدر حکم تھا جو مین نے بیان کیا بس نقابدار اُس مرد بزرگ خدا رسیدہ سے رخصت
ہو کر باہر بارہ دری کے آئے اور چبوترے سے اُتر کر اِس قصد سے چلے کہ باہر جا کر مرکب پر سوار
ہو کر اپنے لشکر مین جاؤن اور اسی وقت لشکر کو لے کر طرف سمندر پیر کے روانہ ہون یہ تو اِس قصد
سے اور اُسی خواب مین یہ خیال کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ضرور یہ کوئی مرد بزرگ اور باخدا
ہین اور خدا رسیدہ ہین اور یہ شعر زبان پر تھا کہ شعر مردان خدا خدا نباشند ؛ لیکن ز خدا جدا نباشند ؛
یہ تو یہ شعر پڑھتے ہوئے عالم وجد مین اپنی طاقت کو اور زور کو خیال کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
قریب اُس نہر کے پہونچے تھے کہ اُس حالت خواب مین دیکھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر ایک ابر
سیاہ ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چمک پیدا ہوتی تھی اور سنگ باری ہو رہی تھی کہ وہ ابر اُس
باغ پر آکر محیط ہوا اور اُس ابر سے ایک دیو سیاہ و دراز قد دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوئے بالائے
ہوا سے زمین پر آیا اور نعرہ کرتا ہوا کہ او آدم زاد کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے خوب اچھا کام [illegible]
کیا لوح یاقوت نگار مرد خدا سے لیجاتا مین کب جانے دیتا ہون تجکو اور تیرے مربی کو ابھی قتل
کرتا ہون یہ کہکر زمین پر آیا نقابدار نے اُس عالم خواب مین ڈانٹ کر فرمایا کہ کیا مزخرفات بکتا
ہی مین تیری جان کا ملک الموت ہون تو مجکو کیا قتل کریگا یہ کہکر اور جھپٹ کر اُس دیو پر چلے نعرہ جو
کیا اُس نعرے سے آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا تو مین اپنی مسہری پر لیٹا ہوا ہون اپنے خیمے مین نہ
وہ باغ ہی نہ وہ دیو ہی وقت نماز صبح کا قریب تھا اُنھون نے گھبرا کر آنکھ کھولدی اپنے لباس کو
خوشبو سے معطر پایا پہلے تو آنکھ کھولکر حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے اُس سامان کا کچھ نشان

فرمایا یہ خیال کیا کہ مین خواب دیکھ رہا تھا اب جو خیال کیا تو اپنے جسم کو معطر پایا خواب کا یقین
ہوا کہ عالم رویا مین مین نے یہ سب سامان دیکھا ہی اور میرا خواب بہت سچا ہی اور وقت بھی نماز
کا ہی یہ دیکھکر بستر پر سے اُٹھے بالین زیر تکیہ جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک سیب اور چند دانہ انگور کے
رکھے ہوئے تھے یہ سیب اور انگور وہی تھے جو کہ خواب مین کھائے تھے اور وہ لوح یاقوت نگار
بھی پارچہ حریر مین لپٹی ہوئی رکھی تھی اور ایک کاغذ بستہ اُسکے برابر تھا اُٹھا کر جو دیکھا تو وہی لوح
تھی جو خواب مین اُس مرد بزرگ نے دی تھی نقابدار نے خوش ہو کر وہ لوح اُٹھا کے گلے
مین پہن لی اور اُس کاغذ کو اُٹھا کر روشنی مین شمع کے پڑھا تو وہی حال تحریر تھا جو کہ اُس مرد بزرگ
نے خواب مین بیان کیا تھا جب اُس کاغذ کو پڑھ چکے خادم کو صدا دی کہ پانی وضو کے لیے
حاضر کرو خادم نے پانی لا کر حاضر کیا نقابدار نے شکریہ کی دو رکعت نماز پہلے پڑھی اُسکے بعد
نماز سحر ادا کی وہ سیب اور انگور کھا لیے اور دراصل اپنے مین قوت و طاقت دہ چند پائی اور ہر
طرح سے دل مین قوت تھی اور زور و طاقت بھی زیادہ تھا جب نماز پڑھ چکے وظیفہ وغیرہ سے فرصت
ہوئی بارگاہ مین آئے سب سردار حاضر ہوئے اب جو دیکھتا ہو تو نقابدار پر وہ رعب و جلال
ہی اور شان و شوکت ہی کہ رستم و اسفندیار کو بھی نقابدار یاقوت پوش کا رعب و داب دیکھکر
خوف آ جائے اور بند بند کانپ جائے یہ رعب تھا بس نقابدار نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم اس
مقام پر سے طرف شہر سمندر رو کے کوچ کرینگے یہ جو حکم نقابدار نے دیا اُسی وقت لشکر مین کوچ
کا بندوبست ہونے لگا کمر بندی ہونے لگی لشکر تیار ہو گیا اور اونٹ پر سب اسباب بار ہوا اب
نقابدار نے حکم دیا کہ تم لوگ اسباب لے کر آگے قیام کرنا اگر جنگ ہوتی ہو کیونکہ مین بعد فتح
جنگ کے اُس مقام پر قیام نہ کرونگا کیونکہ ابھی مجھکو حکم نہین ہی بس نقابدار بھی مرکب برق رفتار
پر سوار ہوئے اور سردار بھی مع لشکر اس مقام پر سے طرف شہر سمندر رو کے کوچ کیا دو منزلہ
سہ منزلہ کرتے ہوئے جاتے ہین اور صحرا سے پر بہار دیکھکر فروکش ہوتے ہین ایک دن کا ذکر ہی
کہ بوقت سہ پہر ایک صحرا مین پہونچے وہ صحرا بہت پر بہار تھا اور کئی روز ہو گئے تھے کہ برابر لشکر
چلا آتا تھا انھون نے اُس صحرا کو دیکھکر حکم دیا کہ آج اسی صحرا مین قیام کرو ہم کل یہان سے کوچ
کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ اُس صحرا مین خیمے برپا ہونے لگے نقابدار مرکب کو بڑھا کر صحرا کی سیر کرنے
لگے یہ سیر کرتے ہوئے قریب پہاڑ کے پہونچے کہ اُنکے کان مین رونے کی صدا آئی انھون نے
خیال کیا کہ اس ویرانے مین کون رو رہا ہی کیا اُس پر آفت نازل ہوئی ہی جو رو رہا ہی یہ اُس
صدا کی طرف متوجہ ہوئے اور خیال کیا کہ یہ صدا کہان سے آتی ہی اب جو سنا تو معلوم ہوا کہ اس
پہاڑ سے آتی ہی بس یہ اُس پہاڑ کی طرف چلے جب قریب اُس کوہ کے پہونچے تو سنا کہ کوئی
کہہ رہا ہی کہ اے خداوند کریم مجھکو اس عذاب الیم سے جلد نجات دے یا ملک الموت کو بھیج کہ وہ
میری روح قبض کر لین کیونکہ مجھکو اب اس تکلیف کی برداشت نہین ہوتی ہی کہا تک برداشت
کرون مین بندہ بشر ہون بس رحم کر اور نجات دے یا تو کسی اپنے خاص بندے کو روانہ کر
کہ وہ آکر مجھکو اس سے رہا کرے یا ملک الموت آئین وہ میری روح قبض کرین اب مین بہت
اس کشاکش سے عاجز ہون یہ جو صدا نقابدار کے کان مین آئی ایسی دردناک اور پر تاثیر
صدا تھی کہ اُس کے سننے سے نقابدار کا دل ہل گیا قلب تھرانے لگا یہ خیال کیا کہ یہ کوئی کسی مصیبت

آفت مین مبتلا ہی کہ یون ہاک ہاک کر دعا کر رہا ہی اپنی جان سے عاجز ہی اسکی خبر لینا ضرور ہی معلوم
ہوتا ہی کہ اُن مرد بزرگ نے جو خواب مین فرمایا تھا کہ جو راہ مین گذرے اُسکا خیال رکھنا یہ
وہی امر ہی ہم لوگ حلال مشکلات کہلاتے ہین ہمکو لازم ہی کہ ہر درد رسیدہ کی کمک کرین اسکی
کمک کرنا اور اس عذاب الیم سے کہ جسمین وہ مبتلا ہی نجات دینا یہ ضرور ہی یہ خیال کرکے درہ
کوہ پر آئے مرکب پر سے اُترکر اندر اُس پہاڑ کے آئے دیکھا کہ وہ درہ بہت پر بہار ہی ہر طرف
سبزہ زار ہی یہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور خیال کیا کہ یہ کیا سبب تھا کہ بیرون درہ تو صدا آرہی تھی
اندر جو آئے تو کسی کو نہ پایا نہ وہ صدا آتی ہی یہی خیال کر رہے تھے کہ ایک طرف سے وہ صدا
آئی اُسی طور سے یہ اُس آواز پر چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ انھون نے دیکھا کہ اُس پہاڑ مین
ایک سہ دری ہی اُس سہ دری مین ایک دروازہ لگا ہوا ہی اُس دروازے کے اندر سے یہ صدا
آتی ہی بس یہ اُس سہ دری مین آئے قریب اُس دروازے کے آکر جو سُنا تو کوئی زور زور سانس
لے رہا ہی بس انکو وہ صدا جو سانس کی تھی ایسی معلوم ہوئی کہ جیسے قلب پر نشتر لگا انھون نے سر
اُٹھا کر جو دیکھا تو دروازہ کو بند پایا ایک بڑا سا قفل لگا ہوا ہی انھون نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کسی
مقام پر اِس قفل کی کلید ہو انھون نے کلید نہ پائی بس انھون نے بیقرار ہوکر اُس قفل کو پکڑ کر
جو جھٹکا دیا وہ قفل شکست ہوکر انکے ہاتھ مین آگیا بھلا انکی قوت کے روبرو اُسکی کیا اصل تھی
انھون نے قفل کو توڑ کر کنڈی کھولی اور کنڈی کھول کر دروازہ کھولا کہ اُس آفت رسیدہ نے
ایک زور سے آہ کی اور کہا کہ وہ کمبخت پھر آئی کہ جس نے مجکو اس بلا مین مبتلا کر رکھا ہی مین تو کبھی
اُسکی آرزو بر نہ لاؤنگا چاہے وہ مجکو قتل کرے جان سے جانا منظور ہی مگر اُسکی امید پوری کرنا
کسی طور سے گوارا نہین ہی اے خدا کاش تو لے میری اجل جلدی ہوتی کہ مین اُسکے آنے سے
قبل مرجاتا اُسکی صورت نہ دیکھتا یہ کہکر وہ آفت رسیدہ رونے لگا کہ لقا بدار بسم اللہ کہکر اندر
اُس کوٹھڑی کے آئے وہ کوٹھڑی نہایت تاریک تھی دوسرے روشنی سے آئے تھے کچھ نہ
معلوم ہوا جب کچھ دیر قیام کر لیا اب دکھائی دینے لگا دیکھا انھون نے کہ وسط مین اُس
کوٹھڑی کے ایک جوان کوئی برس سولہ یا سترہ کا سن اُسکا اور چہرہ مثل آفتاب کے روشن
مسین ابھی کچھ کچھ نمایان ہین گل رخسار صاف ہین باغ جوانی پر ابھی سبزہ نہین آیا ہی وہ اُسکے
عارض صاف صاف آفتاب کو ماند کرتے ہین اُسکے چہرے کے حسن سے وہ مقام روشن ہی ایک
بہت نفیس قبا جسم مین تھی جو میخ کیا ہوا چت پڑا ہی اور ایک سنگ گران اُسکے سینہ پر رکھا ہوا ہی
کہ جسکے سبب سے وہ حرکت نہین کرسکتا ہی اور نہ پورے طور سے سانس لے سکتا ہی پڑا ہوا ہی یہ
نہایت بے بس و ناچار ہی ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان ہین اور گلے مین طوق
ہی وہ طوق آہنی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہالہ گرد ماہ کے ہی کچھ اسباب ضروری ایک طرف اُس کوٹھڑی
کے رکھا ہوا ہی کچھ استخوان پڑے ہوئے ہین یہ دیکھکر لقا بدار کو حال پر اُس جوان کے رحم آیا
کیونکہ اُسکی آہ دردناک پہلے ہی اثر اپنا کرچکی تھی انھون نے اُسکے حال پر ترس کھا کر اور جھپٹ کر
وہ سنگ گران اُسکے سینہ پر سے اُٹھایا اور ایک مرتبہ اُسکی وہ زنجیر جو کہ اُسکے ہاتھ پاؤن مین
پڑی ہوئی تھی اور اُن ستون سے بندھی ہوئی تھی ایک دو مین مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالی
اور اُسکے سینہ پر سے جو پتھر کا بار کم ہوا اُسکو غش آگیا اور دوسرا سبب یہ تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک

جوان نقابدار نے آکر سر سینہ پر سے پتھر ہٹایا اُسکو نہایت خوشی ہوئی فرط خوشی سے غش
آگیا اس عرصہ مین نقابدار نے وہ زنجیرین بھی شکستہ کین ہتھکڑیان بھی بیڑیان بھی گلے کا طوق
بھی مگر اُسکو ہوش نہ آیا اب تو نقابدار مجبور ہوئے کہ کیا تدبیر کرون کہ اُسکو ہوش آئے ادھر ادھر
دیکھنے لگے انھون نے دیکھا کہ طاق پر ایک شیشہ رکھا ہوا ہی انھون نے اُسکو اُٹھکر طاق پر سے
اُتارا اُسکو جو سونگھا تو اُسمین کیوڑا تھا انھون نے اسکا منھ کھول کہ چند قطرے کیوڑے کے اُسکے
منھ مین ٹپکائے ایک چھینٹا دیا کہ اُسنے آنکھ کھولی اور اپنے کو کھولا ہوا دیکھکر خیال کرنے لگا کہ شاید
مین خواب دیکھ رہا ہون بھلا یہ کب میرا مقدر ہی جو مین رہا ہون میری ایسی قسمت کب ہی اور اس
فلک ناہنجار سے کب ایسی امید ہی کہ یہ دن مجکو نصیب ہوگا اسی طور سے تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگا اور
کوئی خبر نہ لیگا وہ خواب میرا ایسا تھا ابھی تک اُسکا کچھ ظہور نہوا مجھے تو خدا سے نا امیدی سے یہ امید
تھی کہ وہ مجکو اس عذاب مین مبتلا رکھیگا کیونکہ مین تو بت پرستی و لقاپرستی پر ہزار ہزار لعنت
کرتا ہون اور مین نے دین اسلام قبول کیا ہی اور یہ شرط مین نے اپنے دل مین کی ہی کہ اگر مین
اس بلا سے نجات پاؤنگا تو مذہب اسلام کو قبول کرونگا اور مذہب لقا پرستی کو ترک کر دونگا دین
اسلام کے رواج دینے مین کوشش کرونگا یہ حسرت میری میرے دل مین رہی جاتی ہی اور نہین
معلوم اس آفت رسیدہ بانصیب پر کیا گذر رہی ہوگی یہ جبکہ اُسنے کہا نقابدار نے سب اُسکی تقریر
سُنی فرمایا کہ ای بھائی ذرا آنکھ کھول اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اُسنے کیونکہ تجکو اس بلاے سخت
سے نجات دی وہ ایسا کریم ہی کہ جہان بندے نے اُسکا نام لیا اور اُسکی طرف دل کو رجوع کیا خواہ
کیسی ہی مصیبت مین مبتلا ہو وہ مصیبت ایک پل مین آسان ہوجاتی ہی وہ بڑا رحیم و کریم ہی ہر بندہ
پر اپنے وہ کرم کرتا ہی کیونکہ اب تو نے اپنے قلب کو آلائش کفر سے پاک کیا ہی اور پاک کرکے
اُسکی محبت کا ذخیرہ کیا اُسنے تیرے حال پر رحم کیا مجکو تیری کمک کے لیے روانہ کیا کہ مین تیری
مدد کرون اور اس بلا سے تجکو نجات دون میری بھی یہ طاقت تھی کہ مین یہان آسکتا اور تیرے
حال سے آگاہ ہوتا یہ صرف اُسکی بندہ پروری اور عنایت ہی کہ مجھ ایسے ذرہ بیمقدار کو یہ مرتبہ دیا
کہ لوگون کی مصیبت مین مدد کرون اور اُنکے اوپر جو بلا ہو اُسکو دور کردون یہ اُسکی سب مہربانی
و شان کبریائی ہی ورنہ مین کہان اور یہ صحرا کہان اور میرا آنا ادھر کیسا اگر یا اُسنے مجکو تمہاری مدد کے
لیے اپنے فضل و کرم سے یہان پہونچایا اب اُٹھو اور اُسکا شکریہ ادا کرو کہ اُسنے بڑے سخت عذاب
سے اپنے فضل و کرم سے نجات دی اور اب اپنی حالت بیان کرو کہ کس ظالم و ستمگر و ناترس نے
تمکو اس حال سے یہان قید کیا تھا اور اسکا سبب کیا تھا وہ بڑا سخت دل اور بیرحم ہی جسنے تم
ایسے گل رعنا کو یون خار بلا مین مبتلا کیا اور تم ہو کون اور کس مقام کے رہنے والے ہو اور یہ قید
سخت کس جرم مین تمپر کی گئی وہ کونسی ایسی خطا تمنے کی تھی کہ جسکی یہ سزا تمکو دی گئی اب تم یہ نہ
خیال کرنا کہ مین پھر اُسی بلا مین مبتلا ہونگا جبتک میرے دم مین دم ہی اور کسی کی یہ مجال نہین ہی
کہ کوئی تمہاری طرف نگاہ کج سے دیکھ سکے مریخ فلک کی بھی یہ قدرت نہین دیو اور جن و بشر کی
کیا اصل ہی اگر اُسکی مرضی ہی تو کوئی تمھین آزار نہین پہونچا سکتا ورنہ مین اور تم دونون اُسکے
حکم سے ناچار رہین ایسے ایسے کلام تشفی و تسکین آمیز جو نقابدار نے اپنی زبان سے فرمائے ایسی
شیرین زبان مین کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا ہی دوسرے وہ تو خود اسی فکر مین تھا کہ یہ خواب ہی یا

عالم بیداری ہو اب جو اُسنے یہ تقریر دلپذیر اپنے کانون سے سُنی پا تو اس فکر مین اپنی آنکھین بند کیئے ہوئے تھا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون وہ تقریر یاس و حسرت کر رہا تھا کہ ایکبار مرتبہ آنکھین کھول دین اور اپنے برابر ایک جوان نقاب دار کو فرش خواب پر بیٹھے ہوئے پایا بس ایک مرتبہ اُٹھکر قدم نقاب دار پر گرا اور قدم چومنے لگا اور کہنے لگا کہ خداوند کریم آپ کی عمر مین برکت دے آپنے وہ احسان میرے ساتھ کیا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہو آپ نے اُس عذاب الیم و بلاے عظیم سے میری جان بچائی ہو کہ جسکا بیان نہین کر سکتا ہون آپ نے وہ کام کیا ہو کہ تا عمر مین اس احسان سے سبکدوش نہونگا اس ناچیز کی عمر پھر سے ہوئی ورنہ مین اسی مقام پر تڑپ تڑپ کے مرجاتا کسی کو میرے مرنے کی خبر بھی نہوتی یہ کہکر قدم پر جو گرا تو نقاب دار نے اُسکا سر قدم پر سے اُٹھا کر سینہ سے لگا یا اور فرمایا کہ ای بھائی یہ بھی کوئی احسان تھا مین نے کیا جان بچائی میرے خدا نے تیری جان بچائی اُسنے مجکو ادھر روانہ کیا اور تمھاری صدا میرے کان تک پہونچائی ورنہ یہ وہ مقام تھا کہ یہان کی صدا کسی کے کان تک نہین جا سکتی تھی کیونکہ اُس ظالم نے تمکو ایسے مقام پر قید کیا تھا وہ سنگ گران تمھارے سینہ پر رکھا ہوا تھا کہ جسکے سبب سے تم کلام نہ کر سکتے تھے بلکہ آواز کا نکلنا دشوار تھا اُسنے عرض کیا کہ دراصل یہ آپکے خدا کی قدرت تھی اب معلوم ہوتا ہو کہ آپ بھی خدا پرست ہین یہ سُنکر نقاب دار نے فرمایا کہ یہی مذہب حق ہو جو کہ میرا ہو اور سب مذہب باطل ہین جب تو نے شرط کی تھی کہ مین تصویر پرستی ترک کرونگا اور دین اسلام اختیار کرونگا اُسکی برکت سے خداوند کریم نے رحم کیا اور اس عذاب سے نجات دی اب یہ تو بیان کرو کہ وہ کون ظالم ہو جسنے تمکو اس عذاب مین مبتلا کیا سب حال بیان کرو یہ جو نقاب دار نے کہا اُس جوان نے کہا کہ مین کیا عرض کرون واسطہ تمکو اپنے خدا کا جلد اس مقام پر سے تشریف لیجاؤ کیونکہ وہ ظالمہ آتی ہوگی اور مجکو جو اس قید سخت سے رہا اور آپکو میرے پاس دیکھے گی تو بہت برہم ہوگی اور بیکار آپ کی دشمن جان ہوگی وہ بہت بڑی ظالمہ اور ستم پیشہ ہو اُسکو کسی پر رحم نہین آتا ہو جب اُسنے مجھ ایسے جوان پر رحم نہ کیا اور اس بلا مین مبتلا کیا تو آپکی ضرور قاتل ہوگی کیونکہ آپ نے تو مجکو اس بلا سے نجات دی گویا وہ اب آپکی دشمن ہوگئی میرے ساتھ جو آپ نے یہ دوستی کی یہ امر اُسکو بہت ناگوار ہوگا اس سے کیا حاصل کہ آپ میرے لیے اپنے کو اس عذاب مین مبتلا کرین مجکو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے اور آپ تشریف لیجائیے جو کچھ مجھپر گذریگا مین اُسکو برداشت کرونگا کیونکہ یہ ممکن نہین کہ مین اُسکے پنجہ سے نجات پاؤن جہان جاؤنگا وہ مجکو اس مقام پر سے لے آئیگی پھر اس سے کیا حاصل نقاب دار نے فرمایا کہ کیا تاب و طاقت اُسکی کہ وہ اب کوئی حرکت تمھارے ساتھ کر سکے اگر آتی ہو تو آنے دو اپنا سر اپنے کنار مین دیکھے گی اور یہ تو بیان کرو کہ وہ کون ہو اُس جوان نے عرض کیا کہ ای جوان رعنا ای میرے محسن ای میرے جان بخش آپکی صورت اور اُس صاحب خواب کی کہ جسنے آکر مجکو عالم خواب مین اس عذاب سے نجات دی تھی اور دین اسلام تلقین فرمایا تھا بہت مشابہ ہو اُس جوان رعنا کی ہدایت سے مین نے دین اسلام قبول کیا تھا اور یہ تہیہ کیا تھا کہ اگر اس عذاب سے نجات پاؤنگا تو اپنے مذہب کو ترک کرونگا اور دین اسلام قبول کرونگا بس خدا نے میری دعا قبول کر لی اور مجکو اس عذاب سے نجات

مین اُس عالم مین یہی خیال کر رہا تھا کہ میرا خواب کیسا تھا کہ ابھی تک اُسکا ظہور نہوا گو مین نے یہ قصد کیا تھا مگر خدا سے نادیدہ نے میرے حال پر رحم نہ کیا مگر در اصل وہ خواب بہت سچا اور ٹھیک تھا بس اب آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اِس ناچیز و حقیر کو آگاہ فرمایئے اور طریقہ دین اسلام تعلیم فرمایئے تا کہ مین جو دنیا پرسے اُس ظالمہ و ستمگرہ کے ہاتھ سے جاؤن تو عالم کفر مین نہ جاؤن بلکہ با ایمان کیونکہ اِس امر کا یقین کلّی ہو کہ مین اُسکے ہاتھ سے نہ نجات پاؤنگا ضرور قتل ہونگا اِس عذاب سے تو میرا مرنا بہتر ہو نقابدار یاقوت پوش نے فرمایا کہ تم اِسکا غم نہ کرو اب وہ تمھارے ایک بال کو بھی نہین پا سکتی ہو تم اِس امر سے بالکل بیخوف ہو جاؤ اُس جوان نے عرض کیا کہ مجھکو جلد آپ آگاہ فرمایئے وہ بلا سے بیدرمان آئی ہوگی شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است ٭ اگر راہی ترا منزل کدام است ٭ یہ سُنکے نقابدار نے فرمایا کہ ای جوان آگاہ ہو مین ایک اُس خداے کریم کا عبد ہون خداوند جلیل کا ایک عبد ذلیل ہون مجکو سب نقابدار یاقوت پوش کہتے ہین میرا یہی کام ہو کہ مین صحرا صحرا پھرا کرتا ہون ہر ایک بندے عاجز کی اُسکے فضل و کرم سے کمک کرتا ہون اور مین اُس خاندان عالی سے ہون کہ جسکے بزرگ ہمیشہ ہر ایک بندے کی اُس خدا کے فضل سے غیرون کے لیے کمک کرتے تھے اور اپنے اوپر مصیبت لیتے تھے مین اُنھین کا نام لینے والا ہون مین اپنے تئین ظاہر نہین کر سکتا ہون کیونکہ اسمین ایک بھید ہو جب اُسکو ظاہر کرنے کا وقت آئیگا خود بخود ظاہر ہو جائیگا چنانچہ مین ایک ضرورت سے لشکر لیے ہوئے ایک مہم پر جاتا تھا کہ اتفاق سے اِس مقام پر پہونچا تمھاری گریہ و زاری کی صدا میرے کان مین آئی مجکو فکر ہوئی کہ مین جا کر اِس دردرسیدہ اور آفت رسیدہ کی کمک کرون اور دریافت کرون کہ یہ کون بندۂ بیکس اور مظلوم ہو کہ یون رو رہا ہو اور اپنی جان سے عاجز ہو فضل خدا سے مین آ کر تمکو اِس عذاب سے نجات دی ہے اب جلد اپنی حالت بیان کرو کہ تم کون ہو کیونکہ میرے لشکر کے لوگ میری تلاش کر رہے ہونگے وہ لوگ پریشان ہونگے مین اپنے لشکر مین جاؤن اور تم بھی میرے ہمراہ چلو اُس مقام پر سب اپنی حالت بیان کرنا اور مین تمکو مذہب اسلام کے طریقہ بھی تعلیم کرونگا یہ نہ خیال کرنا کہ مین کسی خوف سے یہانسے جانے کا قصد کرتا ہون مجکو کسی کا خوف نہین ہو اُس جوان نے کہا کہ یہ تو مین جانتا ہون کہ آپ کسی سے خوف نہین کرتے ہین مگر کیا ضرورت ہو بسم اللہ تشریف لیچلیے مین بھی آپکے ہمراہ ہون مین آپکے لشکر مین چلکر اپنی حالت آپ سے عرض کرونگا یان یہان دیر نہ فرمایئے تشریف لیچلیے کیونکہ میرا دم اُسکے خوف سے نکلا جاتا ہو یہی خوف ہو کہ اب آئی جب آئی ادھر مین نے اُسکی صورت دیکھی اِدھر میری روح قالب سے پرواز کر گئی وہ بڑی ظالمہ اور بدشکل ہو آئی ہوگی جب مین آپکے لشکر مین پہونچ جاؤنگا مجکو اِس امر سے اطمینان ہوگا میری روح یہ خیال کرکے نکلی جاتی ہو مجھ سے بات نہین کیجاتی ہو بسبب خوف کے نقابدار نے فرمایا کہ چلو یہ کہکر نقابدار نے قصد اُٹھنے کا کیا تھا کہ وہ جوان اُٹھ کھڑا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ تمام زمین کو زلزلہ سا ہوا اور کوہ کانپنے لگا ہوا زور سے چلی آندھی اُٹھی برق کی چمک ہونے لگی رعد کی گرج سنگ باری ہونے لگی یہ حالت دیکھکر اُس جوان کی تو یہ حالت ہوئی کہ مانند بید کانپنے لگا تمام جسم مین تھرتھری پڑ گئی مُنھ پر مردنی چھا گئی چہرہ زرد ہو گیا یہ عالم ہوا کہ کلام نہین کیا جاتا ہو یہ کہکر وہ گر پڑا کہ اے میرے جان بخش وہ لکا دآ گئی جسکا خوف تھا مجکو بچایئے میری قاتلہ آ گئی یہ جو نقابدار نے

سنا کہا کہان آتی ہی اُسنے کہا کہ یہ اُسی کے آنے کی علامت ہی نقابدار نے فرمایا کہ کیا کوئی وہ ساحرہ
ہی اُسنے عرض کیا کہ جی ہان مگر اس طرح کہا کہ پوری بات منھ سے نہ نکلی تھی کہ وہ آندھی برطرف ہوئی
یہ تو غش کھا کر گر پڑا نقابدار نے اُٹھاکر اُسکو اپنی پشت پر لیا کہ دیکھا ایک تخت اُس پہاڑ
کی طرف سے پیدا ہوا اُسپر دیکھا کہ ایک عورت بدشکل نہایت کہ یہ منتظر بیٹھی ہوئی ہی گلے مین
اُسکے سانپ کالے کوڑیالے پڑے ہوئے ہین نقابدار نے اُسکی صورت دیکھکر کہا پناہ بذات
خدا اُدھر وہ ملکہ شیطان کی خالہ تخت پر سے اُتری اور طرف اُس در کے چلی یہان
نقابدار بلاخوف و خطر اُسکو پشت پر لیے ہوئے کھڑے ہین وہ جو قریب در کے آئی اُسنے
دیکھا کہ کوٹھری کا دروازہ وا ہی یہ دیکھکر اُسکو خیال ہوا کہ کون ہی جسنے میرے قیدی کو آکر رہا کیا
اور دروازہ کھولا بہت برہم ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ وہ کون اجل رسیدہ تھا کہ جسنے یہان آکر
سکے قیدی کو رہا کیا اور میرا خوف نہ کیا اگر بڑا جوان مرد ہی تو وہ میرے سامنے آئے
اور یہ چوری سے کام کرنا کیا امر تھا اُسکو یہ خیال ہوا تھا کہ کوئی میرے قیدی کو رہا کرکے لیگیا بس
اسی غصہ سے چلی تھی جیسے ہی کوٹھری مین قدم رکھا اُسکی نگاہ نقابدار پر پڑی اُسنے ایک جوان
رعنا کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی اور میرا معشوق اُسکی پشت پر زمین پر پڑا ہوا ہی اور وہ جو جوان کھڑا ہوا
ہی اُسکے منھ پر نقاب پڑی ہوئی ہی باوجودیکہ نقاب پڑی ہوئی ہی اُسپر بھی حسن کا یہ عالم ہی کہ تمام
وہ مقام جہان وہ کھڑا ہی روشن ہی اُسکی اس نقابدار کے روبرو کوئی حقیقت نہین ہی ایسا حسین
ہی اور اُس سے کمسن بھی ہی یہ دیکھکر فریفتہ ہوگئی وہ جو غصہ تھا وہ بالکل برطرف ہوگیا اور ایک مرتبہ
ہنس کر کہنے لگی کہ ارے ظالم تجھکو میرا خوف بھی نہوا کہ مین جو اسکو رہا کرتا ہون جسنے اسکو قید کیا ہی
وہ جو آئیگا اور اسکو جو آزاد پائیگا تو اس جرم کی سزا دیگا کوئی بھی ایسا کرتا ہی کہ پرائے قیدی کو بدون
اُسکی اجازت کے رہا کردیتا ہی اور بلاخوف و خطر اُس مقام پر کھڑا رہتا ہی بس اسی مین بہتر ہی کہ تو
میرے وصل کو قبول کر مین تیری اس خطا کو معاف کردونگی مین نے جب سے تجھکو دیکھا ہی تیرے اوپر
عاشق ہوگئی ہون میری آرزو پوری کر مین نے اس جرم سے تیرے درگذر کی اور معاف کیا یہ جو اُسنے
کہا اور طرف نقابدار کے ہاتھ پھیلاکر یہ کہتی ہوئی چلی کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان
آ میرے گلے سے لگ جا اور اپنے عارض رنگین کے بوسے دے میری جان تیرے اوپر جب سے
مین نے تجھکو دیکھا ہی جاتی ہی مین اُسکی محبت بھی بھول گئی ہون تو تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت
اور حسین ہی نقابدار نے جواب دیا کہ او لکاتہ الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ پچھتائیگی تو کیا
میری خطا کو معاف کریگی تو کیا میرے اوپر رحم کریگی دیکھ اسی مین خیریت ہی کہ میرے سامنے سے
چلی جا ورنہ میرے ہاتھ سے دکھ اُٹھائیگی مین تجھکو قتل کرونگا تو بڑی ظالمہ معلوم ہوتی ہی کہ بندگان
خدا کو لاکر اسطور سے بلا مین مبتلا کرتی ہی تیرے دل مین بالکل رحم نہین ہی ایسے انسان سے کوئی
ایسی حرکت کرتا ہی یون گرفتار بلا کرتا ہی مین نے آکر اُسکو رہا کیا اگر مین نہ آتا تو وہ مرجاتا تو کیا محبت
مجھسے کریگی بلکہ مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ تو اگر میری اطاعت کرے اور دین ساحری پرستی ترک
کرے اور سحر و ساحری سے توبہ کرے تو مین تیرے قتل سے باز آؤن ورنہ مین تجھکو زندہ نہ رکھونگا
تو میرے ہاتھ سے ضرور قتل ہوگی کیا مجال تیری کہ جو تو میرے قریب آسکے معلوم ہوا کہ تو بڑی ہی
حرام زادی ہی تو کیا میری محبت کریگی یہ تیرا طریقہ ہی کہ جہان کسی حسین و خوبصورت کو دیکھا اُسپر فریفتہ

تیری الفت کا اعتبار کیا ابھی تو تو اسپر فریفتہ تھی اسپر یہ ظلم کر رہی تھی کہ وہ قریب مرگ تھا اب مجکو جو
دیکھا تو میرے اوپر فریفتہ ہو گئی میری الفت کا دم بھرنے لگی تیرا کیا اعتبار معلوم ہوا کہ تو شہوت پرست
ہے بخداوند کریم تجکو نثار شہ کرسکے مجھ سے یہ امید نہ رکھنا میں تیری آرزو کبھی نہ بر لاؤنگا بلکہ اسکے عوض
میں میں تجکو قتل کرونگا وہ ہنسی اور کہا کہ این گل دیگر شگفت یہ تجکو قتل کیجیئے سچ ہے کہ معشوق ایسے طور
سے عاشق سے ناز و کرشمہ کرتے ہیں تو نے جو دیکھا کہ میں تیرے اوپر فریفتہ ہوں تو نے ناز کرنے
شروع کیے جو ناز کریگا میں اُسے اُٹھاؤنگی بلکہ تیری خاطر سے میں نے اسکو بھی رہا کیا ورنہ یہ تمام
عمر قید رہا ہوتا جبتک میری آرزو نہ پوری کرتا تو تو مجکو قتل کر چکا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ تو کر چکا ہے کہ میں
تجکو قتل کرونگا اور کیا قتل کریگا کیونکہ میں تیری تیغ ابرو کی گھائل ہوں تیری تیر نگاہ نے میرے
قلب و جگر کو گھائل کر دیا ہے اور کیا قتل کریگا نقابدار نے فرمایا کہ کیوں بیہودہ بکتی ہے تو کیا اسکو میری
خاطر سے رہا کریگی ابھی تو اُسکا ایک تار لباس نہیں پاسکتی ہے اسپر تیرا دسترس ہونا غیر ممکن ہے ایک آن
میں تیرا کام تمام کر دونگا میرے تیر نگاہ نے نہ میرے تیغ ابرو نے گھائل کیا ہے بلکہ میں تجکو اپنی تلوار
سے قتل کر دونگا اگر تو میرے کہنے پر عمل نہ کریگی بس اسی میں تیرا بھلا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر اگر قبول
کریگی اور ساحری پرستی ترک کریگی اور سحر و ساحری سے توبہ کریگی تو تیری جان بچیگی ورنہ میرے
ہاتھ سے قتل ہوگی دوسرے یہ امر ہے کہ آجتک میرے خاندان میں کسی نے ساحر سے عقد و نکاح
نہیں کیا ہے جو میں کروں یہ امید بالکل قطع کر یہ آرزو کبھی نہ پوری ہوگی اسی امید میں تیری جان جائیگی
بلکہ یہ امر میرے مذہب اور طریقہ کے خلاف ہے میں اسے کبھی نہ گوارا کرونگا یہ جو نقابدار نے فرمایا
اُسنے جواب دیا کہ لو اور سنو کہ یہ مجھے قتل کرینگے اب معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہے بس تیرا ابھی قتل مجھپر لازم
ہے تو یوں نہ مانیگا جبتک اس امر کی سزا نہ پائیگا تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے بس اپنی زبان کو بند
کر میں مروت کرچکی از برائے سامری و جمشید میرے اوپر رحم کر میرے کہنے پر عمل کر نقابدار
نے فرمایا کہ تجھپر بھی لعنت ہے اور تیرے سامری و جمشید پر ہزار ہزار لعنت ہے اب میرے روبرو اُسکا
نام نہ لینا اور ہزاروں دشنام مغلظ اُسکو دیں اور سامری و جمشید کو دیں اب تو اسکو غصہ آیا اور کہا
کہ تو یوں نہ مانیگا بدون سزا پائے ایک خطا کی دوسرے یہ سزاوری اور میرے روبرو خدایان نامدار
کا نام لیتا ہے اور خداوندوں کو دشنام دیتا ہے نقابدار نے کہا کہ تیری اور تیرے خداوندوں کی ایسی تیسی
کروں وہ میرا کیا کر سکتے اور تجھ سے تو میرا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا اور نہ تیرے خداوند کر سکتے ہیں
اُسنے کہا کہ اپنی زبان کو بند کر میں اس امر کا لحاظ کرتی ہوں کہ تیرے اوپر میرا دل آیا ہے اور تیری
محبت میرے قلب میں پیدا ہوئی ہے صرف اسکی مروت ہے ورنہ اس سے بدتر تیرا حال کرتی اور ایسی
تیری حالت کرتی کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر رحم کھاتے اور مجکو تیرے حال پر رحم
نہ آتا یوں میں تجکو قتل کرتی مگر کیا کروں کہ مجبور ہوں کہ تیری الفت میرے قلب میں ایسی پیدا ہوئی
ہے کہ جس سے ناچار ہوں نقابدار نے کہا کہ تو کیا میری ایسی حالت کرتی اور میرے حال پر کیا
مرغان ہوا و ماہیان دریا رحم کھاتے اور تجکو نہ رحم آتا بس اب اپنی زبان کو بند کر اور جدھر سے آئی
ہے اُسی طرف چلی جا اسکو غنیمت جان کہ میں تجکو زندہ جانے دیتا ہوں یہ جو نقابدار نے کہا بس اُسنے
اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ یوں نہ مانیگا جبتک اسکو کچھ سزا نہ ملیگی اُسوقت تک یہ نہ مانیگا یہ دل میں
تصور کرکے اور یہ خیال کر کے کہنے لگی کہ اچھا میں دیکھتی ہوں کہ تو مجکو سزا دیتا ہے یا میں نہیں معلوم

تو کس امر پر اسقدر مغرور رہی ہاں سچ ہی جو صاحب حسن ہوتا ہی وہ اپنے حسن پر مغرور ضرور رہوتا ہی
تجکو اپنے حسن کا غرور رہی خیر جو تیرا جی چاہے کہہ لے مین تیرے کہنے کا برا نہین مانتی ہون خداوند
سامری نے تیری محبت میرے قلب مین کردی ہی مین لاکہہ چاہتی ہون کہ تو میرے کہنے پر عمل کرے
اور مین تیرے اوپر کسی قسم کا ظلم نہ کرون مگر مین یہ خیال کرتی ہون کہ کسطرح مجھ سے ہوگا کہ کچھ تجھکو
سزا دون میرا دل گوارا نہین کرتا ہی کیا کرون کیا نہ کرون لقا بدار نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہے
اپنی زبان کو بند کر وہ تیرا خداوند کیا گیدی تھا اور کیا مسخرہ ہی جو کسی کی محبت وہ تیرے دل مین کریگا
اُس بچہ شیطان کو اپنے حال کی تو خبر نہ تھی کہ ہمارا کیا انجام ہوگا وہ ناری نار جہنم سے جل رہا ہوگا اور
ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا بہت سے لوگ بروز قیامت اُسکے ہمراہ ہونگے اور تیرا قتل کرنا میرے
مذہب اور میرے طریق مین بہت اچھا اور ثواب ہی اور بڑا اجر عظیم مجھکو ملیگا لقا بدار نے جو یہ کہا
اُسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہو سو ہو مین تجکو سزا دیتی ہون یہ امر ضرور ہی کہ بعد تیرے مین بھی اپنے کو ہلاک
کرونگی کیونکہ پھر مجھ سے یہ نہوگا کہ تجھ ایسا حسین دنیا پر ہو اور مین ہون یہ غیر ممکن ہی لقا بدار نے
جواب دیا کہ تو کیا سزا دیگی اور تو خود دنیا پر نہوگی یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ اُسنے اپنی جھولی پر ہاتھ
ڈالا جیسے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا لقا بدار نے کہا کہ پہلے اپنی صورت تو دیکہ لے کہ کیا خوبصورت ہی کیونکہ
اِسکو تو یہ خیال تھا کہ مین بہت خوبصورت ہون بلکہ لقا بدار سے جب تقریر کی تھی تو یہ بھی ظاہر
کیا تھا کہ مجھ ایسی خوبصورت وحسین وشکیل وجوان عورت تجکو نصیب نہوگی پریان قاف کو میری
صورت حسین دیکھکر حسد ہوتا ہے اور میرے نظارے کو آتی ہین اور بڑے بڑے شاہان
جلیل میری امید وصل کرتے تھے اور کرتے ہین مین اُنکو کسی طور سے قبول نہین کرتی ہون یہ تیرا
نصیبہ ہی کہ مین خود تیرے وصل کی آرزو کرتی ہون اور تو ایسے کلام کرتا ہی مین اُنکو بھی گوارا کرتی
ہون اور قبول کرتی ہون مگر تو راضی نہین ہوتا اسکا یہ سبب تھا جو اُسنے اپنی صورت کی تعریف
کی تھی کہ جب وہ اپنے مقام پر سے چلی تھی تو اپنے کو سحر سے آراستہ اور خوبصورت بنا کر چلی
تھی اور ایسی حسین بنی تھی کہ اگر فرشتہ آسمانی بھی اُسکو دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا اُسنے اپنا حسن عابد فریب
زاہد کش بنایا تھا اس خیال سے کہ جو میرا معشوق ہی وہ شاید آج کے حسن پر فریفتہ ہو کر مجھ سے وصل
حاصل کرے اور اپنی زینت اس لباس اور اس زیور سے کی تھی کہ گلے مین تو کرتی تھی نیلی رنگی ہوئی
اور سر پر دوپٹہ بھی نیلا رنگا ہوا اور پاؤن مین پائجامہ تھا جو کہ عوام مین لہنگا کہلاتا ہی گھٹنون سے اونچا
وہ بھی نیلا مگر سحر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لباس زربفت وکمخواب پہنے ہوئے ہو لباس تو یہ تھا اور
زیور یہ تھا کہ بجاے طوق کے اور ہیکل کے گلے مین سانپ تھے اور بجاے ٹیکے کے پیشانی پر عقرب
سیاہ تھے یہ بھی اسکا خط تقدیر تھا اور بجاے بالیان وغیرہ کے کانون مین پیاز کی آنٹہ یا ان
نجھین سوت مین گندھی ہوئی ہاتھون مین بجاے کڑے وکنگن کے سانپ لپٹے ہوئے تھے
پاؤن مین لوہے کے کڑے پڑے ہوئے تھے سر مین ناریل کا یا کڑوا تیل پڑا تھا اور وہی تیل تمام
جسم مین ملا ہوا تھا کہ اُسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا تھا اور صورت اُس ملعونہ کی ایسی تھی
کہ جو کوئی اُسکو دیکھے صورت اُسکی دیکھکر قے آجاے کالی صورت جیسے شب دیجور اسپر چیچک کے
داغ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی جانور نے منہ کو پنجون سے نوچا ہی موٹے موٹے ہونٹ بڑے بڑے
دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے ناک یہ معلوم ہوتی تھی کہ گویا ایک رفل دونالہ رکھا ہوا ہی آنکھین

چھوٹی چھوٹی زیرہ ایسی بڑا قد دونون پستان ایسے تھے کہ دیگین بریان معلوم ہوتے تھے وہ زیرناف
تک لٹک کر آگئے تھی اسی طور سے ہر اعضا کو خیال کرنا چاہیے وہ مقام بھی کسی مکان کے مثل اس کا مرتبہ
رکھتا ہوگا ایسا کشادہ ہوگا کہ ہاتھی چلا جائے ایسی تو حسین تھی مگر وہ اپنے نزدیک سحر سے اپنے کو
خوبصورت بنا کر آئی تھی اسی سبب سے اُسنے اپنی تعریف کی تھی دوسرا امر یہ تھا کہ جب کلام کرتی تھی
منھ سے ایسی بو سے بدآتی تھی کہ دماغ پھر جاتا تھا باوجودیکہ وہ کھڑی تھی یہان نقابدار کو وہ صورت
حسین تو نظر نہ آئی بسبب اُس لوح یاقوت کے اصلی صورت نظر آئی تھی اسی سبب سے تو
نقابدار نے کہا کہ اپنی صورت تو دیکھ کیسی ہی تو بہت تعریف کرتی ہی مجھکو تو چوڑیل معلوم ہوتی
ہی تو اپنے کو پری سے بہتر خیال کرتی ہی پہلے اپنی صورت تو درست کر لے پھر کلام کرنا اور ایسا سبب
اور تھا کہ جب وہ اس مقام پر آئی اور لوح کا عکس پڑا وہ جو سحر سے اُسنے صورت بنائی تھی وہ
بالکل دفع ہوگئی تھی اُسکو یہ خبر نہ تھی یہ اس خیال مین تھی کہ میری صورت سحر سے طیار ہی جب یہ
نقابدار نے کہا اور اسنے جھولی سے ہاتھ ڈالا تھا کہ ایکمرتبہ جھولی سے ہاتھ ہٹا لیا اور ایک
آئینہ اُس کوٹھڑی مین لگا ہوا تھا اُسکی طرف جو دیکھا وہ جو سحر سے بنکر آئی تھی اُسکا تو نشان تک
نہ پایا اپنی اصلی صورت پائی یہ دیکھکر رہی اور حیران ہوئی اور کہنے لگی کہ تو بڑا ساحر زبردست معلوم
ہوتا ہی کہ تو نے میرے سحر کو دفع کر دیا اور مجھکو چوڑیل بنا دیا راوی نے بیان کیا ہی کہ اُسکا سن بھی
کوئی ہزار برس کا تھا وہ لکا نہ بچا ہے کاجل کے توے کی سیاہی آنکھون مین لگا کر آئی تھی اُس سے
اور بدصورت معلوم ہوتی تھی یہ جو اُسنے کہا نقابدار نے مسکرا کر کہا کہ اسی صورت پر تو اپنی تعریف
کرتی تھی اور کہتی تھی کہ مین تیرے اوپر عاشق ہون تیری وہ صورت ہی کہ تیرے اوپر کتا بھی تو نہ
پیشاب کرے انسان تو درکنار بس میرے سامنے سے دور ہو یہ جو نقابدار نے کہا اُسنے ہنسکر
جواب دیا کہ او جان جہان جو تیرا دل چاہے کہہ لے مین تو تجھ سے اسوقت ضرور وصل حاصل
کرونگی یہ کہکر اور دونون ہاتھ پھیلا کر مثل بلاے ناگہانی و سیاہ آندھی کے طرف نقابدار کے چلی
جیسے ہی قریب نقابدار کے پہونچی نقابدار نے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ تمام کوٹھڑی ہل
گئی اور پانچون انگلیون کا نشان اُسکے گال پہ بنگیا اُسنے اپنے کو سحر سے بچایا ورنہ سر چنبر گردن سے
اڑ جاتا طمانچہ کھا کر الگ ہوگئی اور دور جا کر گری بس اٹھکر اور سنبھل کر نقابدار کی طرف دیکھکر کہا
کہ او ظالم ابتو تو نے مار بھی لیا اب میری آرزو پوری کردے اور میرے کہنے کو مان لے نقابدار
نے فرمایا کہ تو بڑی بیغیرت و بیحیا ہی کہ باوجودیکہ ایک طمانچہ بھی پڑا اُسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہین
آتی ہو اسنے کہا کہ مجھکو تیری الفت ایسی ہی کہ کسی امر کا میرے دل مین خیال نہین ہوتا ہی تو لاکھ برائی
کر مین یہ جانتی ہون کہ یہ بھی کوئی ادا ہی اور ناز ہی ہر برائی تیری مجھکو بھلی ہی اور اچھا معلوم ہوتی ہی اسپر
نقابدار نے فرمایا کہ آگ لگے تیرے اس خیال کو اُسنے کہا کہ او جانی اب میری آرزو کو پورا کر یہ کہکر
پھر نقابدار کی طرف چلی ابکی نقابدار نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اگر میرے قریب آئی
تو ایک وار تلوار مین تیرا کام تمام کرونگا اُسنے جو دیکھا کہ یہ یون نہ مانیگا بدون سزا پائے ہوئے اس
کمبخت ناشاد نے کس زور سے میرے طمانچہ مارا ہی کہ میرا کلہ اسوقت تک جھلّا رہا ہی اور آماس
کر آیا ہی اسکو اسکی سزا دی جائے یہ بہت مغرور ہی اپنے حسن پر اور یہ تصور کرتا ہی کہ یہ میرے اوپر
فریفتہ ہی جو سلوک کرونگا اُسکو یہ قبول کریگی بس مین اسکو ضرور اسکی سزا دونگی یہ خیال دل مین کرکے

اور جھولی پہ ہاتھ ڈال کر ایک ناریل نکالا پھر خیال کیا کہ سحر کرو کہ اسکی قوت سلب ہو جائے یہ خیال
کر کے سحر کیا اسکے نزدیک تو سحر نے اثر کیا وہاں کچھ بھی نہ تھا بس سحر کرکے اُسنے کہا کہ اب بتا کیا کہتا
ہے تیری کیا حالت ہے اب تو بالکل طاقت نہو گی نقابدار نے جواب دیا کہ مجھ میں طاقت نہو گی اب میں
تجھ کو چیر کر پھینک دونگا اور میری قوت کون کم کر سکتا ہے سوا ے خداوند کریم کے میرے ہاتھ پاؤں
میں سب اعضا میں اُسی طور سے طاقت و قوت ہے یہ کہکر فرمایا کہ تو میری طاقت و قوت دیکھیگی اور
جھپٹ کر تلوار اُسپر ماری اگر وہ ہٹ نہ جاتی تو دو پرکالے ہوتی یہ حال دیکھکر وہ اور حیران ہوئی
کہ میرے سحر نے اسپر اثر نہ کیا بس اسنے نارنج نکالا اور کچھ پڑھکر نقابدار پہ مارا وہ نارنج قریب
نقابدار کے آکر شق ہو کر گر پڑا کوئی اپنا اثر نہ کیا اب تو یہ اور حیران ہوئی اور دل میں کہنے لگی کہ میں نے
اسپر دو سحر کیے کسی نے اثر نہ کیا اور اسنے میرے سحر کو رد کیا کہ جو کہ مجھکو خوبصورت بنا دیئے تھا اسکا کیا
سبب ہو گیا یہ بھی ساحر ہے یہ دل میں تصور کر کے کہا کہ معلوم ہوا کہ تجھکو اپنے کمال پہ غرور ہے کہ میں بھی
ساحر ہوں یہ میرا کیا کر سکتی ہے اسی سبب سے تو اسقدر سخت کلامی کرتا ہے اور تو نے دو سحر میرے رد
کیے نقابدار نے فرمایا کہ میں سحر پر لعنت کرتا ہوں تو نہ ساحر سمجھ سحر کو کفر اور اسکے جاننے والے
کو کافر جانتا ہوں میرے خدا نے مجھکو تیرے سحر سے بچایا بھلا سحر کیا بچا سکتا ہے اور تیرا سحر میرا کیا کر سکتا
ہے میرا خدا میرا حافظ و مالک ہے تو اسی طرح سحر کرکے پریشان ہو جائیگی اُسنے جواب دیا کہ میں نہ مانونگی
یہ کہکر اور ایک سحر کیا وہ بھی قریب نقابدار کے پہونچکر برطرف ہوا پھر تو اُسنے آگ برسائی برچھی
برسائی مگر کسی سحر نے نقابدار پر اثر نہ کیا آخر کو عاجز ہو کر کہا کہ اگر تو اس کوٹھری سے باہر میدان
میں چلا آئے تو میں سحر کروں اور دیکھوں کہ تو کیونکر میرے سحر سے بچتا ہے یہ کہکر خود باہر میدان میں آئی
نقابدار اُس جوان کو اُسی حالت غش میں اُسی مقام پہ چھوڑ کر چلے آئے چونکہ وہ اُسکے خون سے
ایسا بیہوش ہوا تھا کہ ہوش آتا ہی نہ تھا اگر ہوش آیا بھی اور آنکھیں وا کر کے دیکھا بھی تو اُسکو پڑا پایا
پھر آنکھیں بند کر لیں یہ سبب تھا یہاں یہ تقریر بھی ہوئی سحر بھی ہوئے مگر وہ اُسی طور سے پڑا رہا
ذرا بھی حرکت نہ کی بس جب نقابدار میدان میں آیا اُسنے سحر سے اژدر پیدا کیا اُسکو اُس لوح کے
اثر نے برطرف کر دیا وہ بھی قریب نقابدار آکر نابود ہو گیا اُسی طور سے شیر پیدا کیے
وہ بھی نقابدار کا کچھ نہ کر سکے آخر کو خود شیر بنکر چلی نقابدار نے کہا کہ کیا تماشا کرتی ہے کتوں کی چال
چلتی ہے یہ ہر طرح عاجز ہوئی پھر عجز و انکسار کرنے لگی نقابدار نے فرمایا کہ اپنا سر پہ کہ جنگی مجھکو سزا دے چکی
اب میں تجھکو سزا دوں اب یہ بتا کہ دین اسلام قبول کریگی ساحری پرستی پر لعنت کریگی سحر سے توبہ
کریگی یا نہیں اُسنے کہا کہ یہ تو کبھی نہو گا کہ میں سحر ترک کروں ساحری پرستی چھوڑوں نقابدار
نے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام نہ قبول کریگی تو تیرا زندہ رہنا بھی دشوار ہے یہ فرما کر اور تلوار نیام سے لیکر
اُسکی طرف چلے اُسنے قصد کیا کہ میں پر پیدا کر کے اڑ جاؤں کہ نقابدار نے اُسپر لوح کا عکس ڈالا
کہ اُسکو سحر بالکل فراموش ہو گیا اور وہ مجبور ہوئی کہ اتنے عرصہ میں نقابدار تلوار لیکر اُسکے قریب
پہونچے اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر نقابدار کی تلوار کب رکتی ہے سر پر جو پڑی شرمگاہ سے نکل
گئی اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے صدا ے گیرودار بلند ہوئی آندھی سیاہ چلی برفباری و سنگباری
ہونے لگی ہزاروں آوازیں آنے لگیں پر غل مچانے لگے بجلیاں چمک چمک کر گرنے لگیں تاریکی
ہو گئی سبزہ جلنے لگا مگر نقابدار پر کسی چیز نے اپنا اثر نہ کیا اُسی شور و غل سے اُس جوان کو پھر ہوش

آیا اب جو دیکھا تاریکی ہے ایک قیامت کبرا برپا ہے ہر طرف سے صدائیں مہیب آرہی ہیں یہ اور پریشان
ہوا بجلیاں چمک رہی ہیں یہ اس عالم کو دیکھکر بہت خائف ہوا مگر کیا کرے کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ کیا
آفت ہے کہ وہ شور و غل برطرف ہوا اور روشنی ہوئی صدا آئی کہ کشتی مرا نام من مدہوش جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ صدا آئی اور ایک شعلہ پیدا ہوا کہ جسنے لاش کو جلا دیا ادھر
اسکی لاش جلی جب روشنی ہوئی اس جوان نے دیکھا کہ وہ جوان نقابدار اپنی تلوار سے خون پاک
فرماتے ہیں یا ہر سہ دیوی کے ٹکڑے ہوئے ہیں یہ دیکھکر اسکے ہوش بجا ہوئے اور ایک مرتبہ اٹھکر
یہ خیال کرتا ہوا دل میں کہ اسی جوان نے ضرور اس ساحرہ کو قتل کیا اسنے میری جان اس عذاب
سے بچائی اسکا نہ سبب برحق ہے بس آکر قدم پر گرا اور یہ مصرعہ پڑھا مصرعہ این کار از تو آید و مردان
چنین کنند ہو واہ کیا کہنا خوب اسکے سرہ و علامہ کو قتل فرمایا میں نے تو آپکی اطاعت قبول کی جب تک
زندہ ہوں آپکی غلامی سے نہ باہر ہونگا گو اس جوان میں قوت چلنے کی نہ تھی مگر اس خوشی میں یہ طاقت
اور قوت ہوئی کہ دوڑکر قدموں پر گرا نقابدار نے سر گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے بھائی یہ اللہ کا
فضل و کرم ہے ورنہ میری یہ لیاقت تھی کہ میں ساحرہ کو قتل کرتا بقول شاعر شعر اسکے فضل کو
نہیں لگتی بار رہو نہ اس سے مایوس امیدوار رہو اب لشکر کو چلیں تو تمکو جسکا خوف تھا وہ بھی قتل
ہوئی اب تو کوئی مقام خوف نہیں ہے اس جوان نے عرض کیا کہ جی نہیں جس جگہ حضور کے قدم آئیں
اس مقام پر پھر خوف ہو بسم اللہ تشریف لیچلیے بس نقابدار اسکو ہمراہ لیکر بیرون درہ آئے
وہ جو اسباب اس مقام پر تھا اسی مقام پر رہنے دیا اور اساتھی نہ لیا جب بیرون درہ آئے یہاں
مرکب کھڑا ہوا تھا اس جوان سے کہا کہ بھائی تم مرکب پر سوار ہو لو کہ تم میں پیدل چلنے کی طاقت
نہیں ہے اسنے کہا کہ یہ تو کبھی نہوگا کہ میں مرکب پر سوار ہو کر چلوں اور آپ پیدل چلیں بلکہ آپ سوار
ہو لیں میں آپکی رکاب پر ہاتھ رکھکر چلونگا کیونکہ یہ میری سعادت ہے نقابدار نے فرمایا کہ یہ تو نہوگا
باہم تکرار ہوئی آخر کو یہ اقرار پایا کہ کوئی سوار ہو کر نہ چلے بلکہ پیدل چلیں اس جوان نے مرکب کی باگ پکڑلی
اور نقابدار سے باتیں کرتا ہوا ہمراہ نقابدار کے چلا نقابدار نے وہ ساری تقریر جو کہ اس
ساحرہ سے ہوئی تھی اور جو سحر اسنے کیے تھے سب بیان فرماتے ہیں تو ادھر سے اس جوان
سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں ادھر جب خیمہ وغیرہ برپا ہو چکے سرداران اپنے اپنے خیموں سے
کمرین کھول کر نکلے نقابدار کے جو خیمے میں آئے تو نقابدار کو نہ پایا سب نے خادموں سے
پوچھا کہ آقا کہاں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ جب خیمے برپا ہونے لگے لشکر اترنے لگا تو آقا
مرکب کو بڑھا کر صحرا کی سیر کرنے لگے ہمیں نہیں معلوم کہ کدھر تشریف لیگئے ہم لوگ یہ خیال کرتے
تھے کہ آپ لوگ انکے ہمراہ ہونگے کیونکہ صحرا بہت پر بہار ہے کسی طرف سیر فرمارہے ہونگے اس
سبب سے معلوم ہوا کہ وہ تنہا ہیں انکی تلاش کرنا ضرور ہے کیونکہ زمانہ شام کا قریب ہے یہ کلام وہ
سرداران خادموں سے سنکر اسی وقت طرف صحرا کے تلاش نقابدار میں چلے ادھر ادھر
تلاش کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا یہ لوگ پریشان ہو کے واپس آئے اور پھر دوسری طرف
روانہ ہوئے یہ لوگ چند قدم چلے تھے کہ دیکھا نقابدار مع ایک جوان کے سیر کرتے ہوئے
چلے آتے ہیں یہ لوگ نقابدار کو دیکھکر دوڑ پڑے اور عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لیگئے تھے
ہم لوگ بہت پریشان تھے اور آپکی تلاش میں سرگردان پھر رہے تھے نقابدار نے فرمایا کہ میں

اس دولکدہ مین سیر کر رہا تھا اب تماشاے گل و ریحان سے فراغت ہوئی اور شام بھی قریب
ہوئی ادھر کو آیا اور دوسرے یہ بھی خیال تھا کہ تم لوگ متردد ہو گے انھون نے عرض کیا کہ ہم اپنی
کیا حالت بیان کرین نقابدار نے فرمایا کہ خیر چلو ان سب کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین تشریف فرما
ہوئے وہ جوان بھی ہمراہ تھا سب آکر دربار مین بیٹھے اس جوان نے ایسے ایسے سردار دیکھے کہ جو
کبھی نہ دیکھے تھے اور بارگاہ کو خوب آراستہ پایا اب نقابدار نے فرمایا کہ اے بھائی اب تم اپنی
حالت بیان کرو مین تمھارے حال کے سننے کا بہت مشتاق ہون اس جوان نے عرض کیا کہ مین
اپنا حال کیا عرض کرون میرے حال کو سنکر حضور کو اور رنج و غم ہوگا اور مزاج مبارک کو صدمہ ہوگا
یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر نے بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون + مین موسم
بہار مین شاخ بریدہ ہون + یہ شعر پڑھکر کہا کہ اس فلک ناہنجار و گردون غدار کا تباہ کیا ہوا ہون
وطن آوارہ خانمان برباد اپنے مان باپ سے جدا کیا ہوا اسی ناہنجار و تفرقہ پرداز کا ہون اسکا عجب
طرز و طریقہ ہے کہ یہ کسی صاحب جاہ و مملکت کی راحت و آرام کا خواستگار نہین ہے ہر وقت اسی فکر مین گردش
کیا کرتا ہے کہ جو کہ صاحبان شان و شوکت ہین انکو تباہ و غارت کرون جو کہ اپنے معشوقون کے ہمراہ
عیش و عشرت مین مصروف ہین انکی عیش و عشرت کو سنگ تفرقہ سے درہم و برہم کرون جیسا کہ شاعر
کہتا ہے شعر یہ دو دل کو یکجا بیٹھاتا نہین + کسی کا اسے وصل بھاتا نہین + ہر وقت فکر گردش کرتا ہے اسی کے
ہاتھون سب آوارہ و سرگردان ہوتے ہین اور اسکو کسی پر رحم نہین آتا ہے یہ بڑا بے رحم اور ظالم ہے اسی
کی شان مین شاعر نے یہ چند اشعار حسرت آمیز کہے ہین اشعار

خار کے سر پہ کرے دامان گل کا سایبان
ابر دریا بار کو پیاسا رکھے دشت یاس پر
ایک طرح سے پہ نہین گاہے چنین گاہے چنان

ہنس کو موتی چگاتا ہے صدا یہ بے تمیز
خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان

پا برہنہ خار پر مجکو پھرے دشت مین
پوست کھینچے ہے ہما کا دیکھے مشت استخوان
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ پرور کا مزاج

یہ اسکا طریقہ ہے کہ جو کہ صاحب عزت و توقیر ہین انکو خاک ذلت پر
گرا کر تباہ و برباد کرتا ہے اسکا یہ طریقہ ہے کہ عاشق کو معشوق سے اور معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہے اسکو
اسکی مفارقت مین آوارہ کرتا ہے اور ہمیشہ گریان رہتے ہین اور اسکو انپر کسی صورت سے رحم نہین آتا
ہے یہ انھین تڑپاتا ہے اور بیقرار رکھتا ہے اسکا یہی طریقہ ہے مین کیا اپنی حالت عرض کرون بقول درد
ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ نہین وہ روبرو دیکھا تھا + ان باتون کو جو یاد کرتے ہو درد
کچھ خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا + دیگر اے درد یہ دردجی سے کھونا معلوم + جون لالہ جگر سے داغ
دھونا معلوم + گلزار جہان مین گشت چھوڑے نہ پھلے + اس اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم + اور اپنی
تو یہ حالت ہے کہ بیان کرنے کے قابل نہین ہے بیان کرکے اورون کو بھی صدمہ دون اس سے
کوئی حصول نہین اپنے دل کی طرح اورون کو بھی رنجیدہ کرون اپنا تو یہ حال ہے کہ جو کچھ سامان تھا
سب خواب سا تھا اور ایک حالت ویران ہے کوئی کیا جانے کہ مین کون ہون اب تو آفت رسیدہ وہ
خانہ ویران ہون اور یہ اشعار پڑھتا ہون اشعار کل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب + آج
جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب + باغبان بیرحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا + کچھ پتہ گل کا بتا
اور دے نشان عندلیب + سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد + ڈالیان سوکھی ہوئی
اور استخوان عندلیب + مین یہ خیال کرتا ہون ایک خواب سا تھا جو کہ میرا زمانہ تھا کبھی کسی وقت
مین میری خدمت مین خادم و خدمتگار رہتے ہر طرح کا سامان تھا اب جو آنکھ کھلی تو کچھ نہ پایا مثل

خواب تھا کہ سانا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا ؏ اُس حالت کا بیان کرنا کیا ضرور جو کہ بالکل خلاف
عقل ہی یہ تقریر اُس نوجوان نے اس طور سے بیان کی کہ سب حاضرین دربار کے دل بھر آئے
اور قریب تھا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہون مگر ضبط کیا نقابدار نے فرمایا کہ بھائی کچھ تو بیان کرو
ہم بہت مشتاق اور آرزومند ہین اور یہ تو ہمنے ضرور جان لیا ہی کہ تم خاندان شریف و دودمان نجیب سے
ہو کسی ملک کے شاہزادے یا شہریار ہو فلک کے ہاتھون سے تباہ ہوئے ہو اگر ہمکو اپنا جانتے ہو
تو ہمسے بیان کرو اگر غیر تصور کرتے ہو تو جانے دو یہ جو نقابدار نے فرمایا بس اُس جوان نے
کہا کہ اگر آپ یہ فرماتے ہین تو سماعت فرمائیے ای آقا سے نامدار و مولاے قدرشناس مین آپکو
اپنا محسن و جان بخش تصور کرتا ہون تا بزندگی مین آپکے قدمون سے جدا نہونگا میرا دم آپکے
قدمون پر نکلے گا نقابدار نے فرمایا کہ مین تمکو اپنے برادر بجان برابر کے نزدیک خیال کرتا ہون
ایسا تمھاری محبت نے میرے دل مین اثر کیا ہی ہان اپنی حالت بیان کرو کہ طبیعت بہت پریشان
ہی اُس جوان نے عرض کیا کہ یہ آپ کا غلام ہی ایک ملک کا شاہزادہ ہی اِس غلام کا باپ بہت
بڑا بادشاہ ہی کئی شاہ اُسکو خراج دیتے ہین جہان وہ حکومت کرتا ہی اُس ملک کا نام شہر بہارستان
ہی بہت آباد و شاداب ہی رعایا اُس شہر کی سب صاحب ثروت و دولت ہر ایک حسین و خوبصورت
خصوصًا عورتین تو ایسی خوبصورت نہین ہین جیسے مرد مگر عورتین بھی اور ملکون سے اُس ملک کی
خوبصورت ہین میرے والد کے پاس سپاہ بکثرت ہی قریب چھ سات لاکھ کے سرداران قوی ہیکل
ہر وقت حاضر دربار رہتے ہین اس سبب سے اور جو ملک اُسکے قرب و جوار مین ہین سب خراج
دیتے ہین باپ میرا بہت عدل و انصاف سے حکومت کرتا ہی مذہب سب لوگون کا تصویر پرستی ہی
چونکہ اس سرزمین مین سب خراج دیتے ہین باپ میرا بہت عدل اور انصاف سے حکومت کرتا
ہی مذہب سب لوگون کا تصویر پرستی ہی چونکہ اس سرزمین مین دور دور یہ مذہب جاری ہی خداوند
تصویر بر سر طاق مین تشریف فرما ہین اُنکی ہم لوگ سب بندگی کرتے ہین میرے باپ کے یہان
کوئی اولاد نہوتی تھی جب سن پیرانہ سالی آیا تو اُنکو اسکا بہت صدمہ ہوا کہ کوئی مالک تاج و تخت
ابتک نہ پیدا ہوا بعد میرے یہ ثروت و دولت و حکومت غیرون کا حق ہوگا جسکو کہ مین نے زرکثیر
صرف کرکے بڑی مشقت سے حاصل کیا ہی اِسکے حاصل کرنے مین ہزارون جانین تلف ہوئی ہین اگر مین
یہ جانتا تو کیون اسقدر بندگان خداوند کی جانین ضایع کرکے یہ حکومت حاصل کرتا ای آقا سے
نامدار سنئیے میرا باپ اسی فکر مین شمع سان جلا کرتا تھا یہانتک کہ اُسکی عمر اسّی برس کی ہوئی اُس زمانہ
مین اُسکے نخل امید مین بار آیا یعنے میری والدہ کو جو کہ محل خاص تھا حمل رہا اُسکی خبر بادشاہ کو ہوئی
اُنھون نے بڑی خوشی کی بعد انقضاے زمانۂ حمل کے مین ننگ خاندان پیدا ہوا اُسدن کی
خوشی جو کچھ بادشاہ نے کی ہی مین نے سُنی ہی کیا عرض کرون شمہ یہ ہی کہ کوئی اہل شہر سے نہ تھا
کہ جسکی بادشاہ نے دعوت نہ کی ہو اور کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ صحبت ناچ و رنگ نہوئی ہو صرف
کا خیال یہ تھا کہ روز ولادت سے تا یوم چلہ سب شہر مہمان رہا اور سب کی دعوت ہوا کی بڑی دھوم سے
جتنے کہ نجومی دربار مین طلب ہوئے زائچہ کرایا جو کچھ حساب سے اور اُنکے قاعدے سے نکلا
اُنھون نے بیان کیا سب کو خلعت مرحمت ہوئے میرا نام بادشاہ نے مسرت شاہ رکھا اب تک اسی
حقیر کو مسرت شاہ کہتے ہین ہان مین اپنے والد کا نام خدمت والا مین عرض کرنا فراموش کر گیا

اُنکا نام شہریار تھا چونکہ میری ولادت کی بہت خوشی ہوئی تھی اس سبب سے میرا نام مسرت شاہ
رکھا اب میری پرورش ہونے لگی جب مین تین یا چار برس کا ہوا میری تعلیم کی فکر کی گئی اطراف و
جوانب سے بڑے بڑے کامل ہر فن کے اُستاد طلب ہوئے اور مشاہرہ معقول پر نوکر رکھے گئے
مین نے تھوڑے ہی عرصہ مین سب علوم سے فراغت کی جب دس برس کا میرا سن ہوا بادشاہ
نے اپنا ولیعہد مجھکو کیا اُسکی بڑی خوشی کی اُس جشن مین تمام اہل شہر اور نیز اُن بادشاہون کی جو
کہ خراج دیتے تھے دعوت کی یہ جشن ایک ماہ تک رہا سب مہمان رہے ہر گلی کوچہ گلزار تھا ہر
مقام پر جشن خوشی تھا ناچ و رنگ کے جلسے تھے ہر دل شاد تھا جب سب رخصت ہو لئے اب
عیش و عشرت سے بسر ہونے لگی غرضکہ اب براحت اوقات بسر ہونے لگی کسی قسم کا رنج و غم نہ
تھا والد کو میرے میری شادی کی فکر ہوئی کہ کسی بادشاہ کی لڑکی کے ساتھ میری شادی کرین مگر خیال یہ
تھا کہ جو کہ مثل میرے صاحب جاہ و شوکت ہو اُسکے ہمراہ کی جائے چنانچہ اکثر مقام پر رقعہ گئے
جب دریافت کیا تو وہ مقام بادشاہ کو نہ پسند آیا اُسی زمانہ مین ایک سوداگر آیا اُسنے چند تصویرین
مختلف رنگ کی شاہزادیون کی دین اُنمین ایک ملک قنطورہ کے بادشاہ کی دختر کی تھی وہ تصویر
بہت خوب تھی اور صاحب تصویر بھی بہت حسین تھی اُس تاجر نے بھی اُسکی بہت تعریف کی اور
اُسکے حسن و سیرت کو دیکھکر بادشاہ نے اُسے بہت پسند کیا مجھکو بھی میرے ہمرازون کے ذریعہ سے
دکھائی مین بھی اُس صاحب تصویر پر فریفتہ ہوا جب والد اس حال سے آگاہ ہوئے اُنھون نے
ایک نامہ شوق اشتیاق آمیز بادشاہ قنطورہ کو کہ جسکا نام منصور شاہ تھا تحریر کیا اُسمین اپنا
منشاے دلی ظاہر کیا اُس بادشاہ نے بھی قبول کیا اور بہت طرز شائستہ سے جواب تحریر کیا جواب
یہان آیا بادشاہ نے مجھکو مع سامان شادی کے وزیر کے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور ایک نامہ
اُس بادشاہ یعنی منصور شاہ کو تحریر کیا کہ ہمنے اپنے شاہزادے کو روانہ کیا ہے لہذا اُسکے ہمراہ تم
اپنے طریقہ پر کر دو یہ نامہ اُسکو پہونچا اُسنے سامان شادی کیا اُسی زمانہ مین مین بھی پہونچا مع وزیر کے
اُسنے قبل سے میرے فروکش ہونے کے لیے مقام تجویز کیا تھا بڑے اعزاز و اکرام سے مجھکو اُتارا
اور بڑی عزت و توقیر سے پیش آیا یہانتک کہ زمانہ شادی کا مقرر ہوا جو رسم تھے سب ہونے
لگے اے آقا اُس ملک کی عورتین ادنے و اعلے سب خوبصورت اور حسین ہین گویا حسن اُنکے حصہ
کا ہے لعبتان لندن و چین اُنکے روبرو کچھ اصلیت نہین رکھتے ہین اور جس شاہزادی کے ہمراہ
میری شادی ہوئی تھی وہ تو اپنے حسن و جمال کے روبرو زہرہ فلک و مشتری چرخ کو ماند کرتی تھی
شب تاریک مین جو وہ نکلتی تھی تو روشنی ہو جاتی تھی گو مین نے دیکھا نہین مگر سنا ہے اب سنیے کہ مین
بیرون شہر فروکش تھا جس باغ مین مین اُترا ہوا تھا وہ باغ اُس ملکہ کا تھا یہانتک کہ یوم برات آیا
مین برات لیکر عروس کے مکان پر گیا حضور یہ خیال رہے کہ جس طور سے مین اپنے باپ کا ایک
فرزند تھا اسیطور سے وہ ملکہ بھی اپنے مان باپ کی ایک دختر تھی اور کوئی اولاد از قسم ذکور و اناث منصور شاہ
نہ رکھتا تھا اور اُس ملکہ کا نام ناہید قنطورہ تھا جب برات مکان عروس پر پہونچی جو رسم کہ اُس زمانہ مین مذہب
تصویر پرستی کی تھی اُسی کے موافق سب رسمین ادا کی گئین یہان تک کہ مین عروس کو بیاہ کر خوشی خوشی
برات لیکر طرف اپنی فرودگاہ کے چلا جو کچھ قسم جہیز سے ملا تھا اُسکا کیا ذکر ہو اُس بادشاہ نے بہت کچھ
اپنی لڑکی کے جہیز مین دیا اور کیا عرض کرون چنانچہ جب برات لیکر چلا اپنے مقام پر پہونچا سب تمام

وغیرہ رخصت ہوا محافہ درِ باغ پر لگا یا گیا ہیچ پردہ محافہ کا اُٹھا کر قصد کیا کہ عروس کو اتارون اب جو ہاتھ
بڑھاتا ہون تو یہ معلوم ہوا کہ اس محافہ مین کوئی نہین ہے مین حیران ہوا چونکہ وقت شب کا تھا روشنی بکثرت تھی
اب جو سر اندر محافہ کے ڈال کر دیکھا تو عجب واقعہ نظر آیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے مین نے دیکھا کہ عروس تو ندارد
ہے جو کہ اُسکے ہمراہ عورتین تھین اُنکے سر کٹے ہوئے پڑے ہین مین ایک ہاے کا نعرہ کر کے بیہوش ہو گیا اور
جو عورتین اُس مقام پہ تھین وہ میری حالت دیکھکر دوڑ پڑین پہلے مجکو اُٹھایا ایک مقام پر لاکر لٹایا مجکو اپنے
حال کی خبر نہ تھی اُسکے بعد جا کر محافہ کو دیکھا وہی حال اُنکو بھی نظر آیا سب رونے لگین اُن لاشون کو نکالا لیکن
ملکہ کا نشان نہ تھا قصہ مختصر ایک کہرام مچ گیا اور ایک طلاطم تھا یہ خبر ملکہ کے ماں باپ کو ہوئی وہ دونون عمر رسیدہ
آفت دیدہ فلک کے ہاتھون کے ستائے روتے پیٹتے خاک سر پر ڈالے گریبان چاک بصد نالہ و افغان
با دلِ بریان اُس باغ مین آئے وہ باغ نہ تھا ماتم کدہ تھا مجکو بھی ہوش آیا مین نے بھی اپنا حال تباہ کیا
چاک گریبان کیا میری یہ حالت ہوئی کہ مین دیوانہ ہو گیا وہ رات اسی حالت مین بسر ہوئی وہ رات بھی
بصد غم و الم گزری وہ شب نہ تھی شب قیامت تھی دن کیا آیا کہ بلا آیا اب جو رونے سے سب کو افاقہ
ہوا تو یہ فکر ہوئی کہ یہ جو لاشین پڑی ہین ان بیگناہون کو تو دفن کرو کہ سامان کیا جانے لگا مین حضور
کے روبرو ملکہ کے ماں باپ کی گریہ و زاری کیا بیان کرون عجب عالم تھا ہر ایک آنکھ پر نم تھی ہر ایک دل
پر غم تھا وہ باغ ویران نظر آتا تھا اُس باغ کی ہر روش پر پتری پر خاک اُڑ رہی تھی ہر گل خار کا سماں دکھاتا
تھا طائران خوش الحان کی صدا بوم و زاغ سے بدتر معلوم ہوتی تھی نہر بھی آٹھ آٹھ آنسو بہا کر رو
رہی تھی یہ حال تھا کیا عرض کرون خلاصہ یہ کہ جب اُن لاشون کو اُٹھانے لگے تو اُنکے نیچے سے ایک کاغذ
سر بستہ نکلا وہ لوگ اُس کاغذ کو اُٹھا کر لے آئے منصور شاہ کو دیا آخر مین نے اُسکو پڑھا یہ لکھا ہوا
رہا تھا مجکو دیا اور کہا کہ اے غم دیدہ و آفت رسیدہ اسکو پڑھ مضمون سے مجھے رقت کو شاد کر کہ اُسکو وا کیا اُسمین
یہ لکھا تھا کہ اے منصور شاہ تمکو معلوم ہو کہ مین ملکہ پر زمانہ طفلی سے عاشق تھا تفصیل اسکا اجمال کی یہ ہے
کہ ایک روز مین اپنے مکان سے سیر کرتا ہوا ادھر آنکلا ملکہ کو دایہ اُسکی لیے ہوئے صحن خانہ مین کھلا رہی تھی
مین اُسکو دیکھکر فریفتہ ہو گیا اُسی زمانہ سے مین اس فکر مین تھا کہ کسی صورت سے لیجاؤن مگر موقع نہ پاتا
تھا گو ہر وقت مجکو ممکن تھا کہ لیجاؤن مگر تم لوگون کے حال پر رحم کرتا تھا کہ تمہاری یہ ایک لڑکی ہے کیا
ضرورت ہے کہ تمکو اس آفت مین مبتلا کرون آکر دیکھ جاتا تھا اب تمنے دوسرے کے حوالہ کیا یعنے اُسکی
شادی کر دی اُسکا دوسرا وارث پیدا کیا مین نے خیال کیا کہ اب موقع لیجانے کا ہے بس جب وہ عروس
بنکر اور نوشاہ اُسکا اُسکو بیاہ کر لیچلا مین نے موقع پایا ملکہ کو یعنی اپنی معشوقہ کو لیگیا اور جو عورتین اُسکے
ہمراہ تھین اُنکو قتل کیا یہ تمہارا اور نیز شہریار شاہ پر رحم کیا کہ اپنے رقیب کو یعنے مسرت شاہ کو نہ قتل کیا
کہ تم لوگ اسکو دیکھکر اپنا دل ٹھنڈا کرو گو اسکا قتل بھی لازم تھا کیونکہ یہ رقیب تھا لہذا اسکو تحریر کیا جاتا ہے
کہ ملکہ کی طرف سے ناامید ہو اور صبر کرو کہ اب اُس سے ملاقات نہو گی کیونکہ وہ میرے قبضہ مین ہے اور مجھ
تک رسائی غیر ممکن ہے کیونکہ مین رہنے والا ہون طلسم آفتاب سلیمانی کا کہ جسکو طلسم ستارہ بھی کہتے ہین سکا
وہانتک کوئی نہین آسکتا ہے اور جبتک وہ طلسم فتح نہو میرے پاس آنا محال ہے اور اگر آئیگا تو گرفتار
طلسم ہوگا قتل کیا جائیگا بس ایسی حالت مین اُسکی کیونکر ملنے کی امید کرو گے تمنے اپنے ہاتھ سے خود اپنے
سر پر آفت لی نہ شادی کرتے نہ یہ آفت نازل ہوتی اور جسکو اُس ملکہ کا دعوی ہو وہ طلسم مین آکر مجھ سے مقابلہ
کرے جسکو خداوندِ دین وہ سلیمان اُس مقام پر موجود ہون یہ مین جانتا ہون کہ اس مقام پر کوئی آنہین

سکتا ہی اول تو کسی کو یہ بھی نہیں معلوم ہی کہ وہ مقام کہان ہی ہوا اور کسطرف ہی خیر یہ بھی بتا اسے دیتا ہون
تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اُسکو راستہ معلوم تھا نہ وہ مقام جو ہم جانتے اِس ملک سے شمال کی طرف چلا جائے اُس طرف
جب جائیگا تو پانچ فرسخ کے بعد ایک صحرا ملیگا جب اُس صحرا مین پہونچیگا تو وہی سرحد طلسم ہی یہین طلسم مین داخل
ہوگا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ راستہ اُسنے اصلی نہین بیان کیا ہی صرف دھوکا دیا ہی بس اے خسرو یہ اُسنے تحریر کیا
تھا کہ جب اُس صحرا مین داخل ہوا کو یا طلسم مین پہونچا اور کچھ حال نہ تحریر تھا صرف اسقدر تحریر تھا کہ جب داخل طلسم ہو مجھسے
مقابلہ کیجیے میرا نام عطار د جادو ہی مین سہ سالا زہون بادشاہ طلسم کا کوئی ایسی قدرت نہین رکھتا ہی کہ اِس طلسم
مین جاسکے اسکے سوا اور کچھ نہ تحریر تھا یہ تحریر مین نے اور منصور شاہ نے دیکھی اور کہرام مچ گیا ہر ایک
سر دھنکر اپنا پیٹنے لگا اُنکو بالکل بالکے پانے سے ناامیدی ہوگئی خداوند کیسا کھانا کیسا پینا سب حرام تھا
مین اُسکے ماں باپ کی حالت کیا عرض کرون کہ احاطۂ تحریر سے باہر ہی خیال فرمائیے کہ جسکی ایک اولاد ہوگی
اور وہ ایسی حسین و خوبصورت کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا وہ جو جدا ہو جائیگی تو اُسکا کیا حال ہوگا بس مین
کہانتک اِس داستان کو عرض کرون ایک ہفتہ تک یہ عالم رہا کہ کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا مارے
فاقون کے یہ نوبت ہوئی کہ لبون پر دم آگیا بس خیال فرمائیے کہ جب کوئی مرجاتا ہی تو اُسکے ساتھ مر نہین
جاتے ہین جب اپنی جان پر بنی تو فکر ہوئی کہ کسی طور سے اپنی جان بچاؤ لوگون کے کہنے سے کچھ کھایا
پیا حواس درست ہوے مین نے منصور شاہ سے کہا کہ مین اُس طلسم مین جاؤنگا اور اپنی زوجہ کو اُس سے
مقابلہ کرکے لاؤنگا یا اپنی جان دونگا اُسنے بہت منع کیا اور کہا کہ ہم تمکو دیکھکر صبر کرتے ہین کہ خیر اب تم ہی
بمنزلہ ہماری اولاد کے ہو اگر وہ نہین ہی تو تمسے قلب کو راحت ملتی ہی مین نے عرض کیا کہ مجکو بدون اُسکے
ایک دم کی زندگی محال ہی اگر آپ نہ جانے دیجیے گا مین اپنے کو ہلاک کرونگا جب مین نے یہ کہا وہ لوگ مجبور
ہوے مختصر یہ کہ مین اُنسے رخصت ہوکر طرف اُس صحرا کے اپنے وزیر کو ہمراہ لیکر چلا اُسوقت جو کہرام تھا
وہ کیا عرض کیا جاے بلکہ نا اُمیدی کا غم تازہ ہوا تھا آخر مین سب کو روتا اور پیٹتا اور تڑپتا چھوڑکر طرف اُس
صحرا کے چلا یہانتک کہ راہ طے کرکے اُس صحرا مین عرصہ پندرہ روز مین پہونچا جیسی حالت اُس صحرا کی اُس پرچۂ
کاغذ مین تحریر تھی مین نے اُس صحرا کو پایا اُسوقت قصد کیا کہ مین اُس صحرا مین داخل ہون اُسکی حالت یہ تھی
کہ سبزہ لگا ہوا تھا وہ سبزہ عجیب صورت ستارہ رکھتا تھا اور وسط مین اُس صحرا کے ایک گنبد تھا جو کہ بصورت
آفتاب تھا اُسکے گرد ستارے لگے ہوے تھے یہ اُسنے علامت نہ تحریر کی تھی کنارے پر صحرا کے ایک سنگ
نشان رکھا ہوا تھا اُسپر بخط جلی یہ تحریر تھا کہ این سرحد طلسم آفتاب سلیمانی یعنی طلسم ستارہ چونکہ میرا وزیر
عاقل تھا اُسنے کہا کہ اے شاہزادے یہ وقت شام کا ہی تمکو جبکہ اِس طلسم مین جانا ضرور ہی تو آج رات بھر اور میرے
کہنے پر عمل فرماؤ اپنی جدائی سے معاف فرماؤ پھر تو جدائی ہوگی رات بھر اور آپکی قدمبوسی سے مشرف ہولون مین نے
بھی خیال کیا کہ جو وزیر کہتا ہی وہ سچ کہتا ہی ایک رات اور ٹھہر جاؤ پھر تو نہ معلوم کب اِن لوگون سے ملاقات نصیب
ہو اے خداوند وزیر نے اُس سرحد سے الگ خیمہ برپا کیا سب ساتھ کے مین بھی اُترا اپنے خیمہ مین آیا دو پہر
رات تک وزیر میرے پاس رہا بعد دوپہر رات کے مین نے جاکر اپنے مقام پر آرام کیا خواب مین دیکھا
کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اُنکی عجب صورت نورانی ہی اور رعب وداب بھی ہی مین اُنکو دیکھکر اُنکی
تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا اُنکو لاکر مین نے مسند پر بٹھایا اور مؤدب ہوکر مین اُنکے روبرو بیٹھ گیا اُنھون نے
فرمایا کہ اے مسرت شاہ تو کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی اور اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی یہ مقدمہ طلسم کا ہی بدون فاتح
طلسم کے یہ طلسم فتح نہوگا اور اسکا فاتح اولاد صاحبقران سے ہی جسکا ذکر تو اکثر کتابون مین دیکھ چکا ہی اُنکی اولاد

ہزارون طلسم فتح کیے ہین اب وہ لڑ والا کہ تشریف لیگیا ہوا اپنے مقام پر اپنے فرزند کو صاحبقران کر گیا تھا
اُسنے بھی ترک صاحبقرانی کی ہے بدیع الملک لشکر کا صاحبقران ہو اُس سے کچھ غرض نہین ہے اسکا فاتح
دوسرا شخص ہو وہ بھی اُسی کی اولاد سے ہو وہ فتح کریگا تو اُسکے قدوم میمنت لزوم کا امیدوار رہ وہ فاتح طلسم ضرور
اِس طرف آئیگا بلکہ تو اور ایک آفت مین مبتلا ہوگا اُس سے تجھے نجات دیگا اور اِس طلسم کو بھی فتح کریگا تو اِس کا
فاتح نہین ہو سکتا کیونکہ اپنی جان اِسی طلسم مین جاکر تو مفت مین مبتلاے عذاب ہوگا اور وہ فاتح بھی آئیگا
تو کیونکہ تیرے حال سے آگاہ ہوگا یہ خیال کر کہ ہر امر کا ایک سبب ہوتا ہے اِس طلسم کی فتحیابی کا تو سبب
ہوگا جب تو یہ حال اُس صاحب ہمت والا سے بیان کریگا وہ اُسکا قصد کریگا اور طلسم کو فتح کرکے تیری
زوجہ کو تجھ سے ملا دیگا مگر شرط یہ ہے کہ تو جو تصویر پرستی ترک کرنیکا قصد کر لے جب وہ فاتح طلسم آئیگا وہ
تجھکو دین اسلام کے قواعد تعلیم کریگا مگر آج سے تو تصویر پرستی کو اپنا طریقہ نہ خیال کرنا کسی بڑا ہر کرنا کیونکہ
تیرے باپ کا وزیر جو اِس حال سے آگاہ ہوگا وہ تیری جان کا دشمن ہو جائیگا اگر اُسکے خلاف کریگا اور طلسم
مین چلا جائیگا تو مفت مین عذاب مین مبتلا ہوگا اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو تیری جان بچیگی آئندہ تجھکو اختیار
ہے اور چند کلمے ایسے فرماے کہ میرے دل سے یہ خیال دور ہو گیا کہ مین طلسم مین جاؤن اور تصویر پرستی
کی بھی طرف سے میرا دل پھر گیا وہ مرد پیر میرے روبرو سے غائب ہوگئے اور میری آنکھ کھل گئی تو وقت
صبح کا تھا میری بالین پر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا ہوا تھا اُسمین بھی وہی تقریر لکھی تھی جو اُنھون نے خواب
مین اپنی زبان سے ارشاد فرمائی تھی اور میرے دل کی بھی وہ حالت تھی بالکل اسطرف سے پھرا ہوا
تھا کہ مین طلسم مین جاؤن اور یہی خیال اُسوقت سے آیا کہ تصویر پرستی کو ترک کرون خداے نادیدہ سے
امید کرون وہ میری آرزو کو بر لائیگا چنانچہ مین نے اُسوقت سے یہ خیال کر لیا کہ تصویر پرستی بالکل مذہب
باطل ہے خداے نادیدہ کے اوپر اپنا بھروسہ کیا اُن پیر مرد نے چند کلمہ ایسے کچھ فرماے تھے کہ جو شان مین خداے
نادیدہ کے تھے اور اکثر کتابون مین بھی مین نے دیکھے تھے جب صبح ہوئی وزیر وغیرہ میرے پاس آئے مین نے
اُنسے کہا کہ تم لوگ جاؤ مین تمھارے ساتھ اِس طلسم مین نہ جاؤنگا مجھکو یہ خوف ہے کہ کہین ایسا نہو کہ تم لوگ بھی
میرے عقب مین چلے آؤ تو خرابی ہو تم بھی میرے ساتھ مبتلاے بلا ہو گو وہ لوگ نہ جاتے تھے مگر مین نے زبردستی
اُنکو رخصت کیا وہ روتے پیٹتے سب سامان لیکر طرف قسطنطنیہ کے روانہ ہوگئے پھر اُنکا حال مجھکو نہین معلوم
کہ کیا اُنپر گذری میرے غم مین منصور شاہ اور اُسکی زوجہ کا کیا حال ہوا اور جب میرے وزیر نے یہ حال
جاکر میرے والدین سے بیان کیا اُنکا کیا حال ہوا ہوگا مین سرحد طلسم پر فقیر بنکر بیٹھ رہا یہ جو لباس آپ میرے
جسم مین ملاحظہ فرماتے ہین یہی تھا مین اِس فکر مین تھا کہ دوسرا لباس ملے تو مین ترک لباس کرون اور
اُس فاتح طلسم کا امیدوار تھا مذہب تصویر پرستی ترک کر چکا تھا خداے نادیدہ سے ہر وقت دعا اُس
فاتح طلسم کے آنے کی کرتا تھا اِسی طور سے ایک زمانہ گذرا میری خوراک اُس صحرا کے درخت کے برگ
وغیرہ تھے جب زیادہ بھوک معلوم ہوتی تھی برگ درخت کھا لیتا چشمہ سے پانی پی لیتا خاک پر پتھر بالین
کے نیچے رکھکر سو رہتا ایک دن جو سو رہا تھا جو صبح کو آنکھ کھولی اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین کو
اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا وہ بہت خوبصورت تھی اُسکی محبت میرے دل مین پیدا ہوئی اُسنے کچھ ایسی
باتین کہین کہ مین سب خیال بھول گیا اُسکی الفت کا دم بھرنے لگا بس میرے اُسکے راز و نیاز ہونے لگے
اسوجہ مین نے دوسرے قصد سے اُسکے ساتھ اختلاط کیا اُسکے منھ کے قریب اپنا منھ لیگیا ایسی بو بد
آئی کہ میرا دماغ پریشان ہو گیا متلیان کی نوبت آئی اگر کچھ کھاے ہوتا تو ضرور استفراغ ہو جاتا مین نے منھ

ہٹا لیا اُسنے سبب پوچھا مین نے کچھ نہ بیان کیا اِس خیال سے کہ معلوم ہوتا ہی ہوا جو آئی تھی یہ بو اُسکے ساتھ
آئی تھی پشت پر باغ کے کوئی جانور مر گیا ہی یہ اُسکے سڑنے کی بو ہی تھوڑے عرصہ کے بعد پھر مین نے
قصد بوسہ لینے کا کیا وہی بو آئی اب جو مین نے خیال کیا تو اُسکے مُنہ سے بو آرہی ہی بس مجکو نفرت ہوگئی
اور مین الگ ہو کر بیٹھا اُسنے سوال کیا کہ یہ کیا سبب ہی کہ یا تو وہ شوق و اشتیاق اور اب یہ انکار کیا تو جوان
مردی نہین رکھتا ہی باوجود اِس تنہائی اور قبضہ کے یون میرے قریب سے دور ہوگیا مجھ ایسی حسینہ
تجکو خواب مین بھی تو نصیب ہوگی مین نے صاف صاف کہدیا کہ تیرے مُنہ سے ایسی بو آتی ہی کہ مجکو تیری صورت
سے نفرت ہوگئی اور نوبت قئی کی بہم پہونچی مجھ سے کسی امید کی توقع نہ رکھنا مین کبھی تیرے ساتھ ہمبستر نہونگا
اُسنے یہ کلام سُنکے جواب دیا کہ ای جانی مجھ مین سوا اِس عیب کے اور کوئی عیب نہین ہی میرا سن بھی
ابھی کم ہی کوئی ہزار برس کا ہوگا پورے دودھ کے دانت بھی نہین ٹوٹے ہین دوسرے مین ناکتخدا ابھی
ہون کسی مرد کے تصرف مین نہین آئی ہون تیسرے حسن بھی رکھتی ہون تو جو میری آرزو بر لاویگا تو یاد رکھ
کہ مین تیرے ساتھ وہ سلوک کرونگی کہ تو ہفت اقلیم کے اوپر حاکم ہوگا مین نے کہا کہ آگ لگے تیرے سن
پر اور ناکتخدا ہونے پر ہزار برس کا سن بتاتی ہی اور پھر کہتی ہی کہ مین کم سن ہون مین ایسی حکومت و سلطنت سے
باز آیا مین ہرگز ہرگز تیری آرزو نہ بر لاؤنگا اُسنے کہا کہ پچھتاویگا مین نے کہا کہ آخر بتا تو کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ میرا
نام مدہوش جادو ہی مین رہنے والی ہون اِس صحرا کی سیر کو نکلی تھی کہ تیرے اوپر نگاہ پڑی فریفتہ ہوگئی اور
تجکو عالم خواب مین یہان اُٹھا لائی اب تجھ سے امیدوار وصل ہون اُسنے جب یہ کہا تو مین نے کہا کہ تو اِس
آرزو مین مر جائیگی اور نہ پوری ہوگی اُسنے کہا کہ مین تجھے عذاب سخت مین مبتلا کرونگی مین نے جواب دیا کہ یہ
منظور ہی اور تیرے ساتھ ہمبستر ہونا کسی صورت سے نہین منظور ہی یہ جو مین نے کہا وہ اُٹھی اور میری طرف
ہاتھ پھیلا کر چلی جب میرے قریب آئی مین نے ایک طمانچہ مارا کہ اُسکا مُنہ سوج گیا اتنا اُسکو غصہ آیا کہ اُسنے
کچھ میرے اوپر پڑھکر دم کیا کہ میری طاقت بالکل سلب ہوگئی پھر اُسنے بہت کچھ عجز و انکسار کیا مگر مین نے
نہ مانا آخر کو عاجز ہوکر اور میری کمر مین پنجہ دیکر اِس درہ کوہ مین لائی اور اسطور سے کہ جسطور سے آپ نے
ملاحظہ فرمایا قید کر کے چلی گئی اور وہ یہ طریقہ مقرر کیا کہ دن اور رات مین ایک مرتبہ آتی تھی اور ہوشیار کر کے
قید سے چھوڑا کر میری منت آرزو کرتی تھی اور اپنی خواہش ظاہر کرتی تھی مین اُسیطور سے انکار کرتا تھا
آخر کو عاجز ہو کر قید کر کے چلی جاتی تھی اسے بھی ایک زمانہ گذرا میری حالت غیر ہونے لگی مین نے اپنے
نادیدہ خدا سے دعا کی کہ یا تو میری آرزو پوری ہو مجکو اِس عذاب سے نجات ملے یا میری روح قبض کر لی
جائے اِسی فکر و رنج مین مین سو گیا کہ وہی پیر مرد خواب مین پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ای مسرت شاہ
تو نا امید نہو تیرے عذاب سے نجات پانے کا زمانہ قریب آگیا ہی اور وہ جوان جو فاتح طلسم ہی وہ آکر تجکو
رہا کریگا تو نا امید نہو یہ فرما کر وہ چلے گئے میری آنکھ کھل گئی مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر میرا خواب
صادق ہی تو مجھے خواب مین اُس جوان کی بھی صورت نظر آئے یہ خیال کر کے جو سو گیا تو ایک جوان نظر آیا
جو کہ بالکل آپ کے مشابہ تھے اور اُسنے آکر مجکو رہا کیا جسطور سے آپ نے رہا کیا کہ میری آنکھ کھل گئی
صبح تھی اُسدن سے مجھے اطمینان ہوا تیسرا دن تھا اُس خواب کو کہ آج آپ نے آکر میرے حال
پر رحم کیا اور اِس عذاب سے نجات دی یہ میرا واقعہ ہی جو مین نے عرض کیا اب آپ مجھے دین اسلام
تعلیم فرمائیے نقاب دار نے جو یہ تقریر سُنی اور اُسکے حال سے آگاہ ہوئے پہلے اُسنے دین اسلام تعلیم
کیا اُسکے بعد اُس سے فرمایا کہ ای بھائی ابھی تو مین ایک ضرورت سے جاتا ہون جب اُس سے فراغت

کر دونگا تو تمہارے ہمراہ اُس مقام پر چلونگا کہ جہان سرحد طلسم آفتاب سلیمانی ہے اور اُس طلسم کو فتح کر کے
تمہاری زوجہ کو تمسے ملا دونگا اطمینان رکھو اس مرد بزرگ نے میکرازی نشان تمکو دیا ہے مین اولاد سے صاحبقران
کے ہون مگر ابھی نہین ظاہر کرونگا تمکو اختیار ہے چاہے میرے ہمراہ رہو چاہے اپنے شہر کو چلے جاؤ اپنے مان باپ
سے ملو اُنکے قلب کو سرور بخشو مسرت شاہ نے عرض کیا کہ اب مین آپکے قدمون سے جدا نہونگا آپکو اختیار ہے
کہ چاہے میری زوجہ کو مجھسے ملا دیجے چاہے نہ مین تو آپکا غلام بیدام ہون ہان اگر میری زوجہ مجھسے ملیگی
اُسوقت اگر آپکی مرضی ہوگی تو جا کر اپنے والدین اور زوجہ سے ملونگا اگر وہ لوگ زندہ رہے ہونگے اور میرے
ساس و خسر اپنی لڑکی کے غم مین اگر مر گئے ہونگے نقابدار نے فرمایا کہ اگر تمہارا قصد ہے تو مین ضرور اس طلسم کو فتح کرونگا قسم بخدا
لایزال ضرور اس طلسم کو فتح کیے ہوئے بغیر نہ جاؤنگا بعد اس کام کے جس ضرورت سے مین جاتا ہون وہ شہر بابل کا
کیا نام ہمہ مسرت شاہ نے عرض کیا کہ مین اسلیے یہ نہین عرض کرتا ہون کہ طلسم فتح کر کے مین میری زوجہ
کو مجھسے ملا دین نقابدار نے فرمایا کہ اگر تو یہ نہوگا کہ مین طلسم کو نہ جاؤن کوئی لاکھ منع کریگا مین نہ مانونگا کیونکہ
ہمارے گروہ اسی امر مین مشہور ہین کہ جہان کسی صاحب مصیبت کو دیکھا اپنے امکان بھر اُسکی حل مشکل کی کوشش
کرتے ہین اسلیے کہا کہ مین زوجہ سے بہتر آپکی خدمت مین رہنا تصور کرتا ہون نقابدار نے فرمایا کہ جیسا وہ
وقت آئیگا دیکھا جائیگا ابتو مین اُس ضرورت سے تو فراغ حاصل کر لون اس گفتگو مین رات ہو گئی سب نے
عرض کیا کہ نصف شب کے قریب آگئی ہے نقابدار نے دربار برخاست کیا مسرت شاہ کے لیے ایک
پلنگ نہایت نفیس آراستہ ہونیکا حکم دیا نقابدار نے مسرت شاہ کو اپنے ہمراہ کھانا کھلایا اسکے بعد جا کر آرام
کیا صبح کو اُٹھکر لشکر لیکر طرف سمندر ریہ کے کوچ کیا مسرت شاہ بھی ہمراہ تھا نقابدار لشکر لیکر طرف سمندر ریہ
کے برابر لشکر صاحبقران روانہ ہوئے اُنکو راہ مین رکھا جاتا ہے اب کچھ حال جنگ مغلوبہ کا تحریر ہوتا ہے اور
عین جنگ مین نقابدار کا پہونچنا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہان جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اور تلوار گھسان کی چل
رہی تھی سہراب و غزالان سحر کر رہے تھے صاحبقران ساحرون کے سحر کو اسم اعظم پڑھکر دفع کرتے
تھے سہراب و غزالان جو کوئی لشکر اسلام کا سردار مبتلاے سحر ساحران ہوتا تھا اُسکو جا کر قتل کرتا تھا اور اُس
سردار کو سحر کا فریضہ رہا کرتا تھا ہر طرف دریاے خون جاری تھا بازار مرگ گرم تھا ملک الموت روحین قبض کرتے
پھرتے تھے تلوار کی جھنکار سے صحرا اہل رہا تھا ساحرون کا سحر چل رہا تھا سمندر شاہ جنگ مغلوبہ کا تماشا دیکھ
رہا تھا اہل اسلام کی جرات کی تعریف کر رہا تھا بادشاہ بھی مصروف جنگ تھے اور جب ہاتھ مار لیتے تھے
تو نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے بڑی قیامت کی جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کفار بھی جان دیے ہوئے لڑ رہے تھے
ہر طرف سحر کی آگ برس رہی تھی لشکر اسلام بسبب سحر کے مجبور تھا ورنہ اب تک خاتمہ ہو گیا ہوتا ایک جنگ کا شور رستخیز برپا تھا کسی کو
سواے کونجہ کے زخم کے کوئی کونجہ امن کا نہین ملتا تھا اور سواے گوشہ کمان کے کوئی گوشہ نہ تھا کہ لوگ پوشیدہ
ہون نقیب صدائین دے رہے تھے جوانون کے دل طرف جنگ کے بڑھا رہے تھے ہر ایک بڑھکر تلوار
مارتا تھا اُنکا ہاتھ چلا اگر پہلے پڑ گیا تو ساحر کے دو ٹکڑے ہو گئے اگر ساحر کا سحر چل گیا تو یہ مجبور ہو گئے اُسنے قتل
کر لیا اگر سہراب و غزالان نے دیکھ لیا تو آکر اُسکو قتل کیا اُنکو رہا کیا یہ عالم ہے کسیکو کسی کی خبر نہین ہے خواجہ
ساحرون کے خون سے گلیم اوڑھے ہوئے پھر رہے ہین یہ طریقہ ہے کہ ساحر کے قریب پہونچ گلیم سر سے اُتاری
اُسکو آگاہ کیا جبتک وہ خبردار ہو کہ حباب مارا وہ بیہوش ہوا ادھر سے نیمچہ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحرون
کے مرنے کی علامت بلند ہے کبھی تاریکی ہو جاتی ہے کبھی برفباری ہوتی ہے کبھی سنگباری ہوتی ہے کبھی آگ برستی ہے
کبھی خاک پر ہیر غل مچاتے پھرتے ہین سب طرف پھول گئے ہین ہر طرف ساحرون کے مرنیکا شور ہے یا ہو ناریخ

کہا کہ پڑاؤ پر آیا ہو ضرور نقابدار یاقوت پوش میری طرف آئیگا اس سے مناسب یہ ہے کہ قبل اُسکے آنیکے
مین یہانسے چلا جاؤن اگر آپڑا تو پھر مقابلہ کرنا پڑیگا اسوقت اُنکا اقبال یاور ہے مین بھی شکست کھاونگا اسی سبب
سے مین نے لشکر تمیم کی کمک نہین کی اُسی کو لڑنے دیا عشاق نے جواب دیا کہ اگر یہ ارادہ ہے اور یہ خیال ہے
تو چلو یہان انجام تو معلوم ہو گیا کہ لشکر کو شکست ہوئی بس سمندر رند بخوف اہل اسلام و نیز بخوف نقابدار مع اپنے
سرداران کے طرف سمندر یہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہان پڑاؤ پر بھی اگر تھوڑے عرصہ تک لشکر
کفار نے مقابلہ کیا مگر چونکہ لشکر کے پیر اُٹھ چکے تھے لشکر شکست اُٹھا چکا اور کوئی سردار نہو تو کیونکر لشکر ٹھہر سکتا ہے کیونکہ
مثل ہے کہ لشکر بے سر تکیہ ہے فقیر ترکش بے تیر بالکل بیکار ہے لشکر نے اس مقام پر سے بھی فرار کیا اور شکست
فاش کھائی اور بھاگ کر کوہ و دشت مین پوشیدہ ہونے لگے پڑاؤ پر سے بھی کئی کوس تک اہل اسلام نے
اُنکا تعاقب کیا جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ اب لشکر کفار کا تعاقب کرنا خلاف ہے بس اپنی تلوار
روک لی اور نیام مین کی اُدھر کفار نے امان بھی طلب کی یہانسے جواب دیا گیا کہ امان بشرط ایمان اُنھون نے
عرض کیا کہ ہم آپکا دین قبول کرتے ہین صاحبقران نے فرمایا انکو امان دی چونکہ کفار بہت پریشان
ہو رہے تھے سب نے امان طلب کی تھی جو کہ سپاہ طلب تھے وہ تو فرار کر گئے اور باقی اپنے ہاتھ رومال
سے باندھکر صاحبقران کی خدمت مین آئے صاحبقران نے امان دی اُدھر پڑاؤ کو سب اہل اسلام
نے لوٹ لیا خواجہ کے ہاتھ بہت مال آیا سب کفار کی لاشون کو برہنہ کر دیا انکو جو فرصت ملی اُنھون نے
خیال کیا کہ لشکر تو یون ہی مقابلہ کرتا رہیگا تم اپنا کام کرو اُدھر لشکر مقابلہ مین مصروف ہوا میدان جنگ
صاف ہوا کیونکہ پڑاؤ پر مقابلہ ہونے لگا تھا اُنھون نے اپنا کام کیا جب پڑاؤ لوٹنے لگا یہ یہانسے فرصت
کر کے پہونچے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور جو راہ مین کفار کشتہ پڑے تھے اُنکو برہنہ کرنا شروع کیا وہان امان ملی
جب نقابدار یاقوت پوش نے دیکھا کہ اس لشکر نے امان طلب کی قصد کیا کہ سمندر پر جا پڑون اب جو پلٹکر
دیکھا تو سمندر کو اس مقام پر نہ پایا وہ مقام خالی تھا چونکہ یہ تو پہلے ہی فرار کر گیا تھا سمندر یہ وہان کہان تھا جو
نقابدار کو نظر آتا نقابدار نے بہت افسوس کیا اُدھر لشکر نقابدار یاقوت پوش لشکر اسلام سے جدا ہو گیا
اور اپنے سردار کیطرف چلا جب نقابدار نے سمندر کو نہ پایا بہت افسوس کیا ایک مرتبہ صاحبقران
کی طرف متوجہ ہو کے یہ کلام کیا کہ اے صاحبقران یہ جنگ میرے سبب سے سر ہوئی ورنہ سر نہوتی بس مین
صاحبقران ہون تمکو صاحبقران ثانی نے بغیر انصاف صاحبقران کیا خلاف عدل کیا بس اب تو مین
جاتا ہون ایک ضرورت سے ایک مرتبہ آکر سمجھونگا اگر تم مجھکو پاسکے صاحبقرانی کے دو گے تو خیر ورنہ مین تمسے
مقابلہ کرونگا کیونکہ یہ میرا حق ہے تمکو بغیر حق ملا ہے یہ کہکر اور باگ اُٹھا کر ایک طرف کو چھلاوے کے چلا اُسکا چلنا تھا
کہ ایکمرتبہ سب لشکر نے باگین لین اُسکے عقب مین چلے صاحبقران نے چند ہرکارون کو اُسکے عقب مین روانہ
فرمایا کہ خبر تو لاؤ یہ نقابدار یاقوت پوش کون ہے اور کس مقام پر فروکش ہوا ہے ہرکارے چلے مگر گرد قدم نقابدار
و لشکر نقابدار کو نہ پایا وہ مثل تیر شہاب کے نظرون سے غائب ہو گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اب نقابدار
یاقوت پوش کی داستان جلد سوم مین اسی دفتر کے تحریر ہوگی نقابدار کا طلسم آفتاب سلیمانی کا فتح کرنا اور
آکر صاحبقران سے مقابلہ کرنا اور عین مقابلہ مین ایک دیو کا آنا نقابدار کو نامہ دینا اُسکا نامہ پڑھکر اور جناب
صاحبقران سے اجازت لیکر مع اپنے لشکر کے ایک طرف کو روانہ ہونا یہ عجب داستانین ہین اور یہ طلسم یعنے
طلسم آفتاب سلیمانی بھی عجب طلسم ہے اسکا ہر مقام عجائبات سے خالی نہین ہے جیسا بیان ہوگا اور ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے تو لطف پائینگے اسکی لطافت اور تازگی کو کیا تحریر کرون ملاحظہ پر موقوف ہے اب نقابدار کو مع لشکر

وصاحبقران نے اُنکا افسوس کیا پھر ایک کے وارث کو طلب کرکے وظیفہ مقرر فرمایا تسلین دی جب اس
کام سے فراغت ہو چکی صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ کیا عرض کرون ایک نقابدار تو لشکر گیا ہے کہ مین
آکر مقابلہ کرونگا ایک نقابدار سے مقابلہ کل ہوگا مین ان نقابدارون کے معاملہ مین حیران ہون کہ یہ
کون ہین ان دونون کی محبت میرے قلب مین ایسی پیدا ہوئی ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا ہون خصوصًا
نقابدار سبز پوش کی محبت میرے قلب مین اسقدر ہے کہ جیسے باپ کو فرزند کی ہوتی ہے بادشاہ نے جواب
مین فرمایا کہ مجھکو بھی اسقدر محبت ہے خیر اس نقابدار کا تو کل فیصلہ ہو جائیگا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہان
یہ فرماکر کہا کہ ابھی تک وہ ہرکارے نہین آئے جو نقابدار سرخ پوش کے تعقب مین گئے تھے یہان تو
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ای خداوند ہم بڑی دور تک نقابدار کے تعقب
مین گئے تھوڑی دور تک تو سامنا رہا بعد اسکے وہ نقابدار ہوا ہو گیا ہم اسکے لشکر کے گرد کوئی نہ پاسکے آخر کو
عاجز ہوکر چلے آئے باقی خیریت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر ایسی اثنا مین وہ دن تمام ہوا شام ہو گئی بادشاہ نے
دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے بادشاہ نے خاصہ نوش فرما کے آرام
کیا اُدھر صاحبقران بھی اپنی خوابگاہ مین تشریف لائے خاصہ نوش فرما کے آرام کیا مسہری پر جاکے لیٹے
نقابدار کا خیال تھا کہ یہ کون ہے کہ آنکھ بند کی آرام کیا اُدھر نقابدار نے اپنے سردارون سے کہا کہ کل
فیصلہ ہو جائیگا خوب ہوا جو مقابلہ ہو گیا یہ امر یکسو ہو جائے تو بہتر ہے نہ معلوم نقابدار سرخ پوش کون تھا اسکو
دعوی صاحبقرانی ہے یہ بھی اثناء صاحبقرانی کا خواستگار رہے تا بھی ضرور میری طرح سے کسی نہ کسی روز مقابلہ
کریگا اگر میری فتح ہوئی اور مین صاحبقران ہوا تو مجھ سے مقابلہ کریگا سردارون نے کہا کہ جب آپ
صاحبقران کو زیر کرکے اثناء لین گے تو کون آپ سے مقابلہ کر سکتا ہے خلاصہ یہ کہ نقابدار نے بھی دربار برخاست
کیا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے نقابدار بھی خاصہ نوش کرکے تا پلنگ صاحبقران مین اپنے
بستر پر آرام پذیر ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ نقابدار نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک باغ مین ہون اور
وہ باغ بہت پربہار ہے مین باغ کی سیر کرتا ہوا ایک طرف چلا ایک بارہ دری مین پہونچا دیکھا کہ اس
بارہ دری مین ایک مرد پیر باریش دراز مسند پر متمکن ہین سجادہ بچھا ہوا ہے رحل پہ قرآن شریف رکھا ہوا ہے
اسکی تلاوت کر رہے ہین نقابدار انکے قریب آئے انھون نے سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ اے رفیع البخت
آؤ مین تمہارے انتظار مین تھا اے فاتح طلسم نور افگن خوش آمدی صفا آوردی نقابدار اس مرد بزرگ
کو سلام کرکے اُنکے روبرو بیٹھ گئے ہاتھون کو بوسہ دیا آنکھون سے لگالئے نقابدار نے عرض کیا کہ آپ کا
اسم مبارک کیا ہے نقابدار نے جو یہ عرض کیا ان مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے رفیع البخت ابھی حکم
نہین ہے کہ مین اپنا نام ظاہر کرون صرف مین نے تمکو اسلئے طلب کیا ہے کہ مین تمسے ایک امر جو کہ پوشیدہ ہے ظاہر
کرون نقابدار حیران ہوا کہ مین خود آیا ہون اور یہ فرماتے ہین کہ مین نے طلب کیا ہے خیر اس سے کیا
جو یہ فرمائین اُسکو سننا چاہیے کیونکہ یہ مرد خدا رسیدہ ہین کسی طور سے طلب کیا ہوگا یہ جو نقابدار نے اپنے دل
مین خیال کیا اُن پیر مرد نے کہا کہ تمکو یہ گمان ہوا ہے کہ مین خود آیا ہون اور یہ فرماتے ہین مین نے تمکو طلب کیا ہے
تو مین نے تمکو اسطور سے طلب کیا ہے کہ تمہارے دل مین یہ امر پیدا ہوا کہ مین اسطرف چلون چونکہ ایک امر
ضروری تمپر ظاہر کرنا تھا اس سبب سے تم یہان آئے سنو وہ امر یہ ہے کہ کل تمسے جو بدیع الملک سے مقابلہ
قرار پایا ہے پس تمکو معلوم ہو کہ تم مقابلہ بدیع الملک سے نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارے باپ ہین تم اُنکے فرزند ہو
تمکو اُنکا ادب و لحاظ کرنا ضرور ہے دوسرے وہ تمسے زیر نہونگے کیونکہ وہ صاحبقران ہین خدا کی طرف سے

اُنکا ہر ایک کو پاس و ادب کرنا پر ضرور ہے لیکن مناسب یہ ہوگا کہ صبح کو تم اُنکی خدمت مین حاضر ہونا اور اُنسے اپنی
سخت کلامی کا عذر کرو اور شرف قدمبوسی حاصل کرو اپنے نور جمال سے اُنکی آنکھون کو روشن کرو تا کہ اُنکے قلب
کو سرور ہو اور یہ عذر کرو کہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا ورنہ مین ایسے کلام نہ کرتا بادشاہ سے ملو اُسکے بعد اُنسے اجازت
لیکر طرف طلسم نور آگین کے جاؤ کیونکہ اُسکے فاتح تم ہو وہ فتح تمھارے ہاتھ سے ہوگا اور اُسپر عمل کرو جو کہ وصیت
نامہ مین تحریر ہے لیکن اب تمھارے پوشیدہ رہنے کا وقت نہین ہے یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظرون سے غائب ہو گئے
عالم خواب مین نہ وہ باغ تھا نہ وہ بارہ دری کہ نقابدار کی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا صبح کا وقت تھا نماز کا وقت
قریب تھا نقابدار کو اپنے خواب کا یقین ہوا کہ یہ خواب میرا صادق ہے اور اپنے لباس کو بھی معطر پایا بستر سے
اُٹھے ایک پرچہ زیر بالین رکھا ہوا تھا اُسمین وہی مضمون تحریر تھا اسکو پاکر نقابدار کو یقین ہو گیا خادم
سے پانی طلب کر کے وضو کیا نماز صبح ادا کی اُسکے بعد دو رکعت دوگانہ خالق بجا لائے شکریہ کی دو رکعت نماز بھی پڑھی کہ خدا نے
میری آبرو رکھ لی کہ باپ سے مقابلہ نہونے دیا ورنہ بڑی بے ادبی ہوتی یہ خیال کر کے اور شکر خالق ادا کر کے دعا
مانگی لباس بیش قیمت زیب جسم فرمایا خوابگاہ سے برآمد ہوئے اُدھر سب سردار اپنے اپنے خیمہ سے نکلکر اسلحہ
حرب و ضرب سے آراستہ دروازہ پر آئے کہ دیکھا نقابدار بلباس بزم پہنے ہوئے خوابگاہ سے برآمد
ہوئے چونکہ لشکر کو معلوم تھا کہ کل مقابلہ ہوگا سب آراستہ ہو چکا تھا اور آمد نقابدار کا منتظر تھا کہ جب
سردارون نے اس صورت سے نقابدار کو دیکھا تو جھککر عرض کیا کہ کیا خداوند میدان کو تشریف نہ
لیجائینگے اگر تشریف لیجائین تو لشکر روانہ ہو نقابدار نے فرمایا کہ لشکر سے کہو کمرین کھولے جب ہم حکم
فرمائین اُسوقت کمر بندی ہو یہ حکم دیکر نقابدار بارگاہ مین آئے ہرکارون کو طلب کر کے حکم دیا کہ جاکر لشکر
صاحبقران کی خبر لاؤ ہرکارے اُدھر کو روانہ ہوئے اُدھر نقابدار نے وہ کاغذ سب سردارون کو
دکھایا اور کہا کہ خوب خدا نے آبرو رکھ لی کہ مین نے والد سے مقابلہ کا قصد کیا تھا ضرور زیر ہو جاتا یہ
صاحبقران میرے والد ہین یہ تو مین جانتا تھا کہ مین خاندان صاحبقران سے ہون مگر یہ نہ معلوم
تھا کہ انکا فرزند ہون بس ایسی حالت مین کیونکر مقابلہ کر سکتا ہون یہ جو نقابدار نے فرمایا سب سردارون
نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا نقابدار نے فرمایا کہ ذرا دن آلے تو مین خدمت مین پدر بزرگوار جناب
صاحبقران عالیمقدار کے حاضر ہوکر معذرت کرونگا اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہونگا سردارون نے
عرض کیا کہ آپکو اختیار ہے ہم سب آپ کے تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اُسکو بجا لائینگے یہان تو یہ گفتگو ہو
رہی ہے اُدھر لشکر نے کمر کھولی ہے ہرکارے چلے ہین یہان صاحبقران نے بھی خواب مین دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ میرے خیمہ مین تشریف لائے ہین صاحبقران نے اُنکو بڑی تعظیم و تکریم سے جگہ دی آنکھون کو اُنکے
قدمون سے لگایا دست بوسی کی اُنھون نے فرمایا کہ اے بدیع الملک آگاہ ہو کہ یہ نقابدار سعد بلوش تیرا
فرزند ہے تو اُس سے مقابلہ نہ کر بلکہ اُسکو اپنے پاس طلب کر اور اُسکو بموجب وصیت نامہ طرف طلسم نور آگین
کے روانہ کر کیونکہ وہ اس طلسم کا فاتح ہے اور اس طلسم کی فتح اُسکے نام پر ہے بس ایسی حالت مین اُس لڑکے سے
مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے وہ بھی مرد جری اور بہادر ہے آگاہ ہو کہ یہ بطن سے ملکہ نادک فگن
کے جو کہ مالکہ ہے چند مرحلات طلسم نور آگین کی کہ جسکو تو نے ایک زمانہ مین صاحبقران ثانی کے فتح کیا تھا
پیدا ہوا ہے بعد تمھارے آنے کے یہ نقابدار تمھارا فرزند دلبند جگر پیوند ہے یہ فرما کر وہ مرد پیر غائب ہو گئے
یہی خواب بادشاہ نے بھی دیکھا اُنسے بھی کسی مرد بزرگ نے کہا کہ یہ نقابدار فرزند ہے بدیع الملک کا بطن
سے ملکہ نادک فگن کے پیدا ہوا ہے اور فاتح ہے طلسم نور آگین کا اب زمانہ اُسکے ظاہر ہونیکا آیا بس کہ اُنکی

مقابلہ کی ضرورت نہین ہے صاحبقران کو منع کرنا کہ مقابلہ کرین ادھر بادشاہ کی ادھر صاحبقران کی آنکھ کھلی وقت
نماز سحر کا پایا اُٹھے نماز ادا کی بادشاہ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے صاحبقران اپنے جی مین رات کے خواب سے حیران
ہوئے کہ یہ کیا خواب ہے کہ صاحبقران اُٹھکر طرف بارگاہ کے چلے تھے کہ کسیکو روانہ کرکے خبر منگاؤن کہ نقابدار لشکر لیکر
میدان مین آیا یا نہین بادشاہ بھی اس خیال سے اپنی آرامگاہ سے نکلے تھے کہ بارگاہ مین جاکر صاحبقران کو طلب کرکے منع کرون
اور خواب کا حال بیان کرون کہ صاحبقران ایکمرتبہ بارگاہ مین پہونچے کہ صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ
نے جواب سلام دیا دیکھا صاحبقران نے بادشاہ کے ہمراہ چند خادم وخدمتگار ہین اور جلوس سواری وغیرہ
کچھ نہین ہے صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کیون حضور کا مزاج مبارک تو ایسا ہے جو اسقدر سویرے تشریف
لائے بادشاہ نے فرمایا کہ مجکو آپ سے کچھ ضرورت تھی اس سبب سے سویرے برآمد ہوا کہ قبل جانے جنگگاہ کے
وہ ضرورت بیان کردون صاحبقران نے عرض کیا اگر آپنے مجھے اس مقام پر طلب فرمالیا ہوتا اور جو
ضرورت تھی فرمائی ہوتی مین اُسکو بجا لاتا بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے خیال کیا کہ بارگاہ مین جاکر طلب کرونگا
اور جو ضرورت ہے وہ کہدونگا اب فرمایئے کہ آپ خود اسقدر سویرے کیون بارگاہ مین تشریف لائے ہین اسکا کیا
سبب ہے کیونکہ آج تو دن مقابلے کا ہے نقابدار سے مقابلہ ہوگا بارگاہ مین تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی
صاحبقران نے جواب دیا کہ کیا عرض کرون تشریف فرمایئے تو عرض کرون بادشاہ آگے تخت پر جلوہ گر ہوئے جناب
صاحبقران دنگل پر بیٹھے صاحبقران نے ایک چوبدار سے کہا کہ جو کوئی پہرہ پر ہو اس سے کہدو کہ جناب
صاحبقران کا حکم ہے کہ خواجہ خضران بن عمرو کو بلا لاؤ چوبدار نے جاکر پہرے پر کہدیا ایک سوار طرف
خیمہ خواجہ کے گیا خواجہ نماز صبح پڑھکر اس قصد سے لباس پہن رہے تھے کہ لباس پہنکر خدمت
مین صاحبقران کے جاؤن کیونکہ نقابدار سے مقابلہ ہوگا تھوڑی دیر مین لشکر میدان کو جانے لگیگا
کہ سوار نے جاکر خواجہ سے کہا خواجہ اُسیوقت لباس پہنکر طرف بارگاہ کے روانہ ہوئے اس فکر مین کہ کیا
ایسی ضرورت ہے جو صاحبقران نے اسقدر سویرے طلب فرمایا ہے یہ تو ادھر سے چلے ادھر سوار سے
اسقدر دریافت کرلیا کہ صاحبقران اپنی بارگاہ مین ہین یا خیمے مین آرام کرتے ہین اُسنے کہا کہ نہین بارگاہ
مین ہین یہان صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ ہان اب سویرے آنے کا سبب بیان فرمایئے
صاحبقران نے اپنا خواب کا دیکھنا اور کل حال خواب کا بیان کیا اور کہا کہ مین اس قصد سے سویرے
بارگاہ مین آیا ہون کہ خواجہ کو طلب کرکے لشکر نقابدار کی خبر منگاؤن اس سبب سے مین نے خواجہ کو
طلب کیا ہے اب آپ ارشاد فرمائین اپنی تشریف آوری کا سبب کیا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے
بھی یہی خواب دیکھا ہے یہ کہکر بادشاہ نے خواب بیان کیا اور فرمایا کہ مجکو حکم ہوا تھا کہ صاحبقران کو منع کرنا
کہ وہ مقابلہ نہ کرین چنانچہ مین اسی خیال سے سویرے برآمد ہوا کہ آپکو بارگاہ مین طلب کرکے منع
کرون قبل اسکے کہ لشکر جنگگاہ کو جائے آپ نے خود خواب ملاحظہ فرمایا ہے اب اسکا کیا بندوبست
ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اسکا بندوبست یہ ہے کہ مین خبر منگاتا ہون اگر لشکر نقابدار آراستہ ہوکر
میدان جنگ مین آگیا تو مین بھی مقابلہ مین اُسکے اپنا لشکر لیکر جاؤنگا اور مقابلہ کرونگا پھر جیسا مناسب ہوگا وہ کیا
جائیگا اور نہ مین یہ کہونگا کہ کیون تم میرے فرزند ہو مین نے خواب مین دیکھا مین تمسے مقابلہ نہ کرونگا یہ میری شان
کے خلاف ہے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کو آنے دیجیے کہ اتنے عرصہ مین خواجہ بھی آگئے خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران
وجہان پناہ دونون صاحب بارگاہ مین تشریف فرما ہین خواجہ حیران ہوئے کہ یا الٰہی یہ کیا سبب ہے جو دونون صاحب ایکمقام
پر ہین خواجہ نے سلام کیا اور اپنی جگہ بیٹھے طلب کرنیکا سبب اور ان دونون کے سویرے آنیکا سبب دریافت کیا صاحب نے اپنا خواب

جاکر خواجہ کو طلب کرکے لشکر نقابدار کی خبر منگاؤن بادشاہ کا بھی برآمد ہونا بیان کیا بادشاہ نے اپنا خواب
دیکھنا اور اس خیال سے کہ مین بارگاہ مین جاکر صاحبقران کو منع کرون کہ وہ براے مقابلہ نقابدار نہ جائین
یہان صاحبقران کو بارگاہ مین آکر یا نا بیان فرمایا یہ سنکے خواجہ نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب کیا کرنا
چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم کسی کو روانہ کرو کہ وہ لشکر نقابدار کی خبر لائے پس خواجہ
یہ سنکے باہر بارگاہ کے آئے اور چند ہرکارون کو طلب کرکے طرف لشکر نقابدار کے روانہ کیا اور خود بارگاہ
مین چلے آئے ادھر سردار بیدار ہو ہو کر نماز سحر ادا کرکے لباس رزم سے آراستہ ہو ہو کر طرف دردولت کے
چلے لشکر مین تیاری ہونے لگی سردار جو جلوخانہ مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ بادشاہ و صاحبقران و خواجہ
بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین پس سردار حاضر دربار ہونے لگے دیکھا کہ سب موجود ہین پس سلام کرکرکے
اپنے اپنے مقام پر بیٹھنے لگے ادھر لشکر تیار ہو کر طرف میدان جنگ کے جانے پر آمادہ ہو کر کھڑا ہوا ادھر نقابدار اس
خیال مین اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے کہ ہرکارے خبر لشکر صاحبقران لائین تو کچھ انتظام کیا جائے راوی یہ
اسطور سے بیان کیا ہے کہ جب سردار حاضر دربار مسلح و مکمل ہو کر ہونے لگے صاحبقران نے سردارون سے دریافت
فرمایا کہ کیا سپاہ تیار ہو کر طرف میدان نا وردگاہ کے گئی انھون نے عرض کیا کہ سب تیار ہین سب چلنے والے کے
منتظر ہین صاحبقران نے فرمایا کہ انکو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرین لیکن اسی طور سے تیار رہین نبرد
نا وردگاہ کے جائین جب ہم انکو حکم دین اسوقت روانہ ہون پس یہ حکم صاحبقرانی سردارون نے اپنے
اپنے لشکر کے افسرون کو بذریعہ چوبدارون کے کہلا بھیجا یہان لشکر اپنے اپنے مقام پر آکر قائم ہوا لیکن سب
مسلح و مکمل ہین اب راوی بیان کرتا ہے کہ وہ جو ہرکارے خواجہ نے طرف لشکر نقابدار کے روانہ کیے تھے
لشکر نقابدار مین پہونچکر داخل بارگاہ نقابدار ہوے دیکھا کہ نقابدار اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہے سب سردار
حاضر ہین اور نقابدار سردارون سے فرما رہا ہے کہ مین اس فکر مین ہون کیا تدبیر کرون کہ میرے صاحبقران
کے ملاقات ہو اور جو خواب مین نے دیکھا ہے اسکا اظہار کرون کیونکہ مین نے جو ارادہ مقابلہ کا تھا موقوف کیا اسی سبب سے
لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا مگر جب صاحبقران لشکر لیکر میدان جنگ مین آئینگے اس حالت مین بھی ضرور
براے مقابلہ جاؤنگا اور مجکو حکم مقابلہ کرنے کا نہین ہے اسی سبب سے مین نے ہرکارے لشکر اسلام مین
براے خبر روانہ کیے ہین کہ وہ خبر لیکر آئین تو کچھ بندوبست کرون بلکہ مین خود لشکر صاحبقران مین جاؤن اور
انکی خدمت مین حاضر ہو کر انکی ملازمت اور شرف قدمبوسی حاصل کرون یہ جو تقریر سردارون نے سنی عرض کیا
کہ آپکو اختیار ہے ہم سب آپکے تابع حکم ہین ہرکارون نے جو یہ سنا اور یہ معلوم ہوا کہ نقابدار مقابلہ
نہ کریگا بارگاہ مین تو صورت تبدیل کیے ہوے موجود تھے فوراً خبر معلوم کرکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے
ادھر ہرکارے نقابدار کے جو لشکر صاحبقران مین پہونچے انھون نے دیکھا کہ لشکر سب تیار ہے سردار مسلح
و مکمل ہو ہو کر اندر بارگاہ کے جاتے ہین انھون نے خیال کیا کہ اندر بارگاہ کے چلکر دیکھنا چاہیے
کہ کیا سبب ہے غرضکہ یہ صورت بدل کر اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر تشریف فرما ہین
صاحبقران اپنے دنگل پر اور سب سردار کرسیون و دنگلون پر اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوے ہین
عزیز صاحبقران اپنے مقام پر یہ ہرکارے بھی ایک جانب اس خیال سے کھڑے ہو گئے کہ دیکھین کیا گفتگو
ہوتی ہے ان لوگون کا قصد میدان جنگ مین کیا جانے کا نہین ہے یہ بھی ہرکارے خیال کر رہے تھے کہ صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ کیون خواجہ ابھی تک ہرکارے خبر لیکر نہین آئے ہین بڑا عرصہ ہوا خواجہ نے عرض کیا کہ جب آپنے
حکم فرمایا تھا مین نے اسیوقت ہرکارون کو روانہ کر دیا تھا آتے ہونگے یہی خواجہ عرض کر رہے تھے کہ وہ ہرکارے آکر

پہونچے مجرا گاہ پر سجدہ مجرا بجا لائے کر عرض کیا کہ یہ جان نثار بخیر عرض کیا چاہتے ہیں خواجہ نے کہا کہ بیان کرو انہوں
نے زمین ادب کو بوسہ دیکر دعا و ثنا کے بادشاہی بجا لائے اور دونوں گویا ہوئے کہ اے
جہان پناہ فلک بارگاہ بہ بیت: تا سر زند آفتاب سرور باشی ٭ تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی ٭
تا تاج حیات بر سر خضر بود ٭ در شاہی اقبال سکندر باشی ٭ ہم براے خبر لشکر نقابدار میں
گئے تھے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ نقابدار نے کوئی خواب شب کو دیکھا ہے جس سبب اسکا قصد میدان میں
آنیکا نہیں ہے بلکہ نقابدار نے ہرکارے براے خبر روانہ کئے ہیں کہ وہ خبر لائیں اگر آپ میدان میں تشریف
لائینگے تو وہ بھی آئینگے ورنہ وہ تو اس فکر میں ہیں کہ کسی صورت سے آپکی خدمت میں تشریف لائیں یہ عرض
کر کے ساری تقریر نقابدار کی خدمت صاحبقران میں عرض کی صاحبقران نے یہ سنکے فرمایا کہ جب نقابدار
کا قصد مقابلہ کا نہیں ہے تو ہم بھی میدان میں لشکر لیکر نہ جاوینگے ہمارے لشکر کو حکم دو کہ کمریں کھولڈالیں اور
بے فکر رہیں خاطر تو نقابدار کا کفش خانہ ہی ہے جسوقت چاہیں تشریف لائیں یہ فرماکر طرف بادشاہ کے ملاحظہ فرمایا
بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ نقابدار نے بھی مثل ہمارے کوئی خواب دیکھا ہے صاحبقران
نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں معلوم ایسا ہی ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا ضرورت مقابلہ ہے اگر نقابدار
کو خواہش ہوگی وہ خود یہاں تشریف لائینگے اب ہم بھی انسے مقابلہ نہ کرینگے ہاں جو ہمسے مقابلہ کریگا ہم اس سے
مقابلہ کرتے ہیں جو ہمسے مقابلہ نہ کرے ہم اس سے نہیں مقابلہ کرتے صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ اسی سبب سے
تو میں نے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا پس بعد اس تقریر کے صاحبقران و بادشاہ دونوں حضرات خاموش ہو رہے
ادھر لشکر کمر کھولنے لگا ہرکارے یہ حال دریافت کر کے طرف اپنے لشکر کے چلے راہ طے کر کے داخل اپنے لشکر میں ہوئے
بارگاہ میں حاضر ہو کر مجرا کیا اور دعا و ثنا عرض کر کے عرض کیا کہ ہم خاکسار بارگاہ صاحبقران میں گئے تھے پہلے ہمنے لشکر کو
تیار اور آمادہ طرف میدان جنگ کے چلنے کے دیکھا مگر یہ دیکھا کہ سردار بارگاہ میں جاتے ہیں پھر باہر نہیں آتے ہیں ہم بھی
بارگاہ میں گئے دربار کو آراستہ پایا سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم بھی ایک طرف کھڑے ہوئے کہ اتنے
عرصہ میں چند ہرکارے پہونچے جو کہ آپکے لشکر میں براے خبر آئے تھے جو حال دریافت کر کے گئے تھے انھوں نے
سب حال بیان کیا جب صاحبقران سماعت فرما چکے تو اسیوقت حکم دیا کہ لشکر کمر کھولے جبکہ نقابدار کا
قصد مقابلہ کرنے کا نہیں ہے تو ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم مقابلہ کریں بس ہم یہ حال دریافت کر کے حاضر خدمت
ہوئے صاحبقران نے بھی کوئی خواب دیکھا ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ کیا خواب دیکھا ہے یہ سنکے نقابدار نے انکو انعام دیکر
رخصت کیا اور اپنے سرداروں سے کہا کہ اب میں خدمت میں صاحبقران کی چلتا ہوں انسے اپنا خواب بیان
کرونگا اور اپنے کو ظاہر کرونگا کیونکہ مجھکو خواب میں حکم ملا ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ تم جاؤ انسے اجازت لیکر طرف
طلسم نور افگن کے جاکر اسکی فتح کرو تمھارے نام ہی جاکر فتح کرو اپنے نانا کے خون ناحق کا عوض لو اور کچھ
حال نہیں ارشاد کیا صرف اسقدر فرمایا کہ مفصل حال تمکو صاحبقران سے معلوم ہوگا وہ بموجب وصیت نامہ
تمکو اجازت دینگے انکے پاس تمھاری ایک امانت بھی ہے وہ بھی حاصل کرو بس اب لازم ہے کہ میں جاؤں سرداروں نے
عرض کیا کہ بہت بہتر ہے چنانچہ نقابدار نے اپنے لباس کو تبدیل کیا سرداروں کو لیکر طرف لشکر صاحبقران کے
رخ پر نقاب سبز پڑی ہوئی مرکب پر سوار ہو کر بڑے جاہ و حشم سے چلا اپنے لشکر کو طے کر کے قریب لشکر صاحبقران
پہونچے چند ہرکارے براے خبر بحکم صاحبقران چلے تھے کیونکہ صاحبقران نے حکم دیا تھا کہ اب جاکر خبر لاؤ کہ
نقابدار کس فکر میں ہیں وہ ہرکارے جو حد لشکر پر پہنچے تو دیکھا کہ نقابدار مع سرداروں کے مرکب پر سوار ادھر
چلے آتے ہیں ہرکارے یہ حال دیکھکر واپس ہوئے فوراً حاضر بارگاہ ہوئے عرض کیا کہ نقابدار مع سرداروں کے

لشکر کی طرف بقصد ملاقات تشریف لاتے ہیں یہ سنتا تھا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ چند معزز سردار برائے
استقبال جائیں پس شہنشاہ گوہر کلاہ و امیر الزمان و چند سردار دست راست اپنے دنگل پر سے
اٹھ صاحبقران سے اجازت حاصل کر کے برائے استقبال روانہ ہوئے بیرون بارگاہ آکر اپنے اپنے
مرکبوں پر سوار ہو کر چلے جب قریب حد لشکر پہونچے دیکھا کہ نقابدار چلے آتے ہیں شہنشاہ چونکہ واقف تھے
اور ملاقات بھی کر چکے تھے مرکب کو بڑھا کر آگے آگئے اور صاحب سلامت میں سبقت کی نقابدار نے بخندہ پیشانی اسلوب
سے جواب سلام دیا کہ جیسے خورد بزرگ کو جواب دیتا ہے اور فوراً مرکب پر سے کود پڑا اُسکا مرکب پر سے کودنا تھا کہ کل سردار
نقابدار کے پیادہ ہوئے اور شہنشاہ بھی مرکب پر سے اتر پڑے آنکے بھی سردار اور جو سردار صاحبقران آئے تھے
سب پیادہ ہوئے پس شہنشاہ نے دوڑ کر نقابدار کو گلے سے لگایا اسکے بعد ہر سردار سے ملے ادھر ہر سردار نے
نقابدار سے شہنشاہ کو سلام کیا مزاج پرسی ہوئی ہر سردار لشکر اسلام نے بھی نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے سبکے
سلام کا جواب دیا اسکے بعد شہنشاہ نے فرمایا کہ آپکے آنے کی جو خبر شہنشاہ فلک بارگاہ و صاحبقران عالیجاہ کو معلوم
ہوئی انھوں نے فرمایا کہ کوئی استقبال کو جائے بموجب ارشاد آنجناب میں برائے استقبال آیا ہوں پس تشریف لیچلیے
نقابدار نے جواب دیا کہ استقبال کی کیا ضرورت تھی میں خود حاضر ہوتا تھا شہنشاہ نے جواب دیا کہ یہ خلاف مروت تھا
جو کسی کو برائے استقبال نہ روانہ فرماتے اب چلیے دیر نہ فرمائیے پس نقابدار کو شہنشاہ مع سرداروں کے لیکر طرف داخل
بارگاہ ہوئے جب نقابدار داخل بارگاہ ہوا نقابدار نے بارگاہ کو خوب آراستہ پایا بادشاہ تخت پر متمکن ہیں صاحبقران
اپنے دنگل پر اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر دست چپ کی طرف دست چپ کے راستی کی طرف دست راست
بارگاہ نہیں ہے گویا بیشہ شیران ہے ہر ایک بیشہ ذخت کا رستم و سہراب ہے یہ بارگاہ و سردار نقابدار دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوا
اور خیال کیا کہ کیا کیا جری و بہادر و دلاور صاحبقران نے جمع فرمائے ہیں میرے ہمراہ ایک بھی ایسا نہیں ہے اسد غازی
نقابدار کو دیکھ کر مسکرائے اور تیور پر بل ڈالے اور کنکھیوں سے اسکو گھورا اور مونچھوں پر تاؤ دیا اور طرف قبضہ تلوار کے دیکھا
پکار کر کہا کہ کیا بے ادب لوگ دربار میں آگئے ہیں جو قواعد شاہی سے بالکل ناواقف ہیں مثل تصویر کے آکر کھڑے ہو گئے
کیا زمانہ ہے کہ ایک نقاب منہ پر ڈال لی اس لیے کہ ہر ایک اس پردے کے سبب سے عزت کرے اگر بالفرض منہ کھولیں تو کوئی عزت
نہ کرے گا بالکل کوئی یہ بھی نہ خیال کرے گا کہ کون ہے اور کیوں نہیں ہے اور جب نقاب ہو گی تو لوگ یہ خیال کرینگے کہ کوئی مرد صاحب
عزت و عالی خاندان ہے ہر ایک کے دل میں عزت و آبرو کا خیال ہو گا سب قدر و منزلت کرینگے یہ خیال کرینگے کہ شاید
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں ہے مگر اصل میں تو جو ہیں سو ہیں صرف اس لیے یہ پردہ ڈالا جاتا ہے کہ عیب پوشی ہو مگر وہ
کیا کریں اپنی اصلیت کو کوئی نہ کوئی حرکت ضرور ایسی انکی لیاقت کے موافق سرزد ہوتی ہے جس سے انکی لیاقت ظاہر ہو جاتی
ہے انسان کو اپنی قدر و منزلت کی طرف خیال کرنا چاہیے وہ حرکت نہ کرے کہ جس سے ہر ایک کی نگاہ میں کم وقعت معلوم ہو
کر جو اسکی عزت ہے بلکہ یہ کوشش کرے کہ ہر ایک عزت کرے کیونکہ ایسے و دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے اسکے موافق سب خیال کرینگے
یہ ہو گا جیسے مثل ہے کہ کوا اپنی چال چلنے چلے ہنس کی چال چلا اپنی بھی چال بھولا اور اسکی بھی لیکن ڈگمگانے لگا یہ حال ہوا تو اس
کیا حاصل بس اپنا طریقہ کیوں چھوڑے اسی پر چلے میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ جہاں منہ لگایا وہ پھول
گئے کہ ہم بھی کوئی ہیں کچھ وقعت رکھتے ہیں کہ لوگ ہماری عزت کرتے ہیں یہ تقریر جو اسد نے کی صاحبقران نے اسد کی
طرف دیکھا اور خیال کیا کہ یہ کسکی طرف آوازہ کس رہا ہے یہ خیال کر کے اسد کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھا اسد خاموش ہو رہا
ادھر نقابدار نے پہلے بادشاہ کو باادب سلام کیا پھر صاحبقران کو بعد اسکے سب اہل دربار کو سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دیا کرسی اپنے دنگل کے برابر برائے نقابدار آراستہ کی ہوئی تھی اسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا ادھر سب
سردار جو کہ استقبال کو گئے تھے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے جو سردار نقابدار کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی علی قدر مراتب دنگل و

کرسی پر بیٹھے جب سب بیٹھ چکے صاحبقران نے نقابدار کے مزاج کی کیفیت دریافت فرمائی نقابدار نے جواب دیا کہ
آپکی جان و مال کو دعا دیتا ہون یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بیان فرمایئے کہ آپکا کدھر سے تشریف لانا ہوا قبل
اسکے جو آپ تشریف لائے تھے تو مین نے ایک رقعہ شوق لکھا تھا اور ملاقات کا بہت مشتاق تھا چنانچہ آپنے وعدہ کیا تھا
کہ ابکی مرتبہ جو آؤنگا تو ضرور ملاقات کے لیے بارگاہ مین آؤنگا معلوم ہوتا ہی اُسی ایفاے وعدہ کے لیے تشریف لائے ہین
نقابدار نے عرض کیا کہ مجکو آپ سے نہایت اور بے حد شرمندگی ہی کہ حضور نے مجکو طلب فرمایا نیز شہنشاہ نے بھی بہت
کوشش فرمائی کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوون مگر میری ایسی کم نصیبی اور بدقسمتی تھی کہ مین حاضر نہو سکا اُسکا سبب
یہ تھا کہ مجکو ایک اشد ضرورت تھی شہر آشوب مین مین اُسی ضرورت سے جاتا تھا کہ راہ مین یہ واقعہ درپیش ہوا مین شہنشاہ
سے رخصت ہوکر اُس ضرورت کے لیے گیا اُسی شہر مین مین نے سُنا کہ آپ لشکر لیکر سمندر ریم پر تشریف لائے ہین مین نے
خیال کیا کہ آپکے آنے سے قبل مین سمندر ریم پر ہوکر سمندر ریم کو فتح کرون اور آپسے مقابلہ کرکے اپنی صاحبقرانی کا امتحان
کرلون چنانچہ آپ مجھ سے قبل پہونچے اور آپنے مقابلہ کیا ان دونون کی قضا میرے ہاتھ سے تھی بدین سبب مجکو خداوند کریم
نے مین فرصت پر پہونچایا یہ کام میرے ہاتھ سے سرانجام پایا پس مین نے خیال کیا کہ آپسے مقابلہ کرکے اپنی آرزوے دلی
بر لاؤن چنانچہ مین نے کل آپسے عرض کیا آپنے بھی اقرار کیا آج کا دن مقابلہ کا قرار پایا تھا مین میدان جنگ سے واپس
جاکر اپنی فرودگاہ پر مسرور ہا رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک باغ مین گیا ہون ایک مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی
انھون نے فرمایا کہ ای رفیع البخت تو صاحبقران سے مقابلہ کریگا اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہی دوسرے وہ تیرے
پدر بزرگوار ہین کسی پسر نے پدر سے مقابلہ کیا ہی جو تو مقابلہ کرے گا پس تجکو لازم ہی کہ تو بوقت صبح خدمت صاحبقران
مین حاضر ہو اپنے حال سے صاحبقران کو آگاہ کر کیونکہ تو اُنکا فرزند ہی بطن سے ملکہ ناوک فگن حاکم مرحلہ طلسم
نور آگین سے جسکو بدیع الملک نے اُسی زمانہ مین فتح کیا ہی جبکہ صاحبقران ثانی حاکم لشکر تھے اور جس مرحلہ کا
آذر کیدہ نام تھا اور تو فاتح ہی طلسم نور آگین کا ہی صاحبقران کی خدمت مین جا اُنسے اجازت لیکر کوچ کر کیونکہ
اُسکی فتاحی کا زمانہ قریب ہی اور وہ جو کچھ خواب دیکھا تھا نقابدار نے بالکل بیان کیا جو کہ قبل کی خبر دن مین تحریر
ہو چکا ہی جب نقابدار خواب بیان کر چکا صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے بھی خواب دیکھا ہی اور یہ فرماکر اپنا خواب
بیان کیا یہ خواب بھی مذکور ہو چکا ہی اور بادشاہ نے بھی خواب اپنا بیان کیا پس نقابدار یہ سنکے اپنے مقام
پر سے اُٹھا اور نقاب کو منھ پر سے اُلٹ کر اور دوڑ کر بادشاہ کے قدمون پر گرنے لگا بادشاہ نے گلے سے لگا لیا
پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ای فرزند تمنے اپنے نور جمال سے ہماری آنکھون کو روشن کیا جا کر اپنے پدر بزرگوار
سے ملو پس نقابدار بادشاہ کے پاس سے اُٹھکر صاحبقران کے قدمون پر گرنے لگا یہ عرض کرکے کہ آپ میری
اس خطا کو معاف فرمایئے کہ مین نے بہت گستاخی کی ہی آپکی خدمت مین کہ مین آپسے قصد مقابلہ رکھتا تھا مصرعہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک مجکو یہ گستاخی زیبا نہ تھی آپ سا آقا سے نامدار اور مین یہ کہون کہ آپسے مقابلہ کرونگا
مین صاحبقران ہون مجکو اتنا شعور نہ تھا صاحبقرانی دیکھے یہ بیباکی ہی یہ زبان قطع ہو اور یہ ہاتھ کہ جس سے
مین مقابلہ کرون اور یہ تقصیر بہت کرون آپکی ذات کریم ہی میری خطا عفو فرمایئے بموجب این عبارت از خوردان خطا
واز بزرگان عطا یہ کہکر قدمون پر گرنے لگا کہ صاحبقران نے یہ فرماکر نقابدار کا سینے سے لگا لیا کہ یہ عین تمہاری سعادتمندی
اور لیاقت تھی کہ تمنے یہ تقصیر کی کیونکہ جو جری ہوتے ہین وہ بدون امتحان کسی کے شریک نہین ہوتے ہین یہ کوئی
تمہاری خطا نہ تھی بلکہ مین اس سے بہت خوش ہوا یہ فرماکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا خوب زور سے گلے لگایا پیار
کیا اسکے بعد فرمایا کہ آج وہ دن کہ خوشی حاصل ہوئی ہی کہ تمام عمر نہوئی تھی نہوگی اور بہت بڑی قوت ہوئی اور یہ جو الفت تمہارا
نام سنکے مجکو ہوئی تھی یہ جوش خون کے سبب سے تھی اور الفت پدری تھی جب سے صورت دیکھی جو محبت کہ میرے قلب مین تھی اُسکو

میں بیان نہیں کرسکتا ہوں بس معلوم ہوا کہ یہ سب محبت باری تعالیٰ تھی جو کہ پیدا ہوئی ہے خیر خدا نے اپنا فضل کیا کہ تم مجھ سے
ملنے پہ تم کو فرمایا کہ جاکر اپنے مقام پر بیٹھو میں نقاب دار اس کرسی پر جو کہ زر بریدہ نگل صاحبقران سے بچھی ہوئی تھی
آکر بیٹھے اب جو اہل دربار نے غور سے دیکھا تو یہ پایا کہ گویا بدیع الملک بیٹھے ہوئے ہیں بالکل صورت صاحبقران
سے مشابہ تھی کسی بات کا ایک سر مو فرق نہ تھا رفیع البخت نے اپنی کرسی پر بیٹھ کے صاحبقران
سے عرض کیا کہ وہ وصیت نامہ کہاں ہے جو کہ حضور نے آذر کدہ سے پایا تھا مجکو خواب میں حکم ہوا ہے کہ
تو فاتح طلسم نور افگین جہان کا خداوند حسین الزمان ہے تیری ماں بھی تابع حکم اسکی تھی یہ مرحلہ جو کہ
تیرے باپ کے ہاتھ سے بعد فتح کرنے طلسم مراۃ العدم کے جبکہ واپس ہوا تھا تو طرف لشکر صاحبقران ثانی کے
راہ میں اس مرحلہ پر پہونچے مریخ آفتاب علم و فہم صاف دل سے اس مرحلہ کا حال معلوم ہوا راہ میں انکے فتح
کرنے کی فکر پیدا ہوئی حاصل یہ ہے فتح کیا اور قہر پر آذر کدے میں ملکہ کے تشریف لیگئے کہ وہاں سے ایک وصیت نامہ
ولوح الماس اور اسم اعظم انکو حاصل ہوا تھا اس سے انکی حالت دریافت کر کے اور اجازت لیکر طرف
طلسم نور افگین سے جاؤ کیونکہ اسکے ابتدا فتح و ختم طلسم آنجناب کی ہے اسکے فتح کرنے کا جو تمکو حکم ملا ہے اسکا سبب تمکو
اپنے باپ سے معلوم ہوگا چنانچہ میں اسی پوری کیفیت کا امیدوار ہوں کہ آپ بیان فرمائیں اور مجکو جو
وصیت نامہ مجکو اجازت مرحمت فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند گرامی قدر اے گوشہ دل و لخت جگر
وای رفیع البخت ارجمند پہلے تم اپنی حالت سے آگاہ کرو کہ تم کہاں پیدا ہوئے اور تمھاری والدہ کہاں
ہیں یہ سنکے رفیع البخت نے عرض کیا کہ میں اس حال سے بالکل نہیں واقف ہوں ہاں میرے بازو پر
ایک کاغذ موم جامہ کیا ہوا ہے کل تک میں اپنے کو بادشاہ زرنباد کا فرزند جانتا تھا جو کہ مرد خدا پرست اور عادل
دیندار و عادل رعیت پرور ہے اور سپاہ و لشکر بھی رکھتا ہے اور نقاب پوشی کا میری یہ سبب تھا کہ مجکو خواب میں
حکم ہوا تھا جبکہ میں جوان ہوا تھا کہ تم نقاب اپنے چہرہ پر ڈالو اور دعویٰ صاحبقرانی کرو جب تک تمکو دوسرا
حکم نہ ملے چنانچہ میں اس وصیت کے بموجب کاربند ہوا اور اس روز سے چہرہ پر نقاب ڈالی ہے اسی ہزار سوار
اپنے ہمراہ لیکر اور بادشاہ زرنباد سے کہ جسکا نام خوبان تاجدار ہے کوچ کیا کہ کفار کو اسلام پر لاتا ہوا
اور دعویٰ صاحبقرانی کرتا ہوا نشان صاحبقرانی بلند کیا کل جب خواب میں یہ امر ظاہر ہوا کہ میں آپکا فرزند ہوں
اور بطن سے ملکہ نازک افگن کے ہوں تب میں آج حاضر خدمت ہوا صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ وہ کاغذ
لاؤ جو کہ تمھارے بازو پر بطور تعویذ کے بندھا ہوا ہے رفیع البخت نے عرض کیا کہ یہ تعویذ میرے بازو پر جب سے
میں نے ہوش سنبھالا ہے تب سے میں اسے دیکھتا ہوں میں نے اس خیال سے اسے نہیں کھولا کہ شاید یہ کوئی
تعویذ ہے نہ میں نے کسی سے ذکر کیا چونکہ رات کو خواب میں مجکو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ جب صاحبقران تمھاری کیفیت
دریافت کریں تو تم یہ تعویذ جو کہ تمھارے بازو پر بندھا ہوا ہے اسکو انکے روبرو پیش کرنا اس سے تمام حالت ظاہر
ہو جائیگی بس یہ حاضر ہے یہ کہکر وہ تعویذ صاحبقران کے حوالے کیا صاحبقران نے اسکا موم جامہ دور
کر کے جو اسکو کھولا تو ایک پرچہ کاغذ کا تھا اسپر یہ تحریر تھا کہ جب میں بعد عقد کے آپ سے رخصت ہو کر اپنے مقام پر
آئی اور آپ ہمراہ صاحبقران کے تشریف لیگئے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پرچہ بنام بدیع الملک لکھا تھا
اسمیں یہ تحریر تھا کہ جب میں اپنے مقام پر آئی یہ خبر جب حسین الزمان خداوند طلسم کو معلوم ہوئی کہ مرحلہ زری
فتح ہوگیا اور ملکہ مسلمان ہوئی چونکہ وہ میرے اوپر فریفتہ تھا اسکو یہ سنکے بہت غصہ آیا اسیوقت اسنے اپنا قہر و غضب
نازل کیا تمام اہل مرحلہ تباہ ہو گئے سحر حسین الزمان سے مجھ پر یہ آفت نازل ہوئی کہ میں یکہ و تنہا بے مونس
و یار و بے ہمدم ہمساز کے سرگردان آوارہ و تباہ ایک طرف کو نکلکر روانہ ہوئی چونکہ میں حاملہ تھی وضع حمل میرا

قریب تھا جب ایک صحرا میں پہونچی تھے دردزہ شروع ہوے میں کنارے ایک چشمہ کے ٹھہر گئی تھی تھوڑے عرصہ کے بعد
یہ لڑکا پیدا ہوا چونکہ میں سن چکی تھی کہ میرے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ جسکا نام رفیع البخت ہوگا اور وہ فاتح طلسم
نور افشاں ہوگا میں نے اس طفل کا نام رفیع البخت رکھا چونکہ میرے ہمراہ کوئی نہ تھا میں نے خود اس طفل کو اس
چشمہ میں غسل دیا اور اپنی پیشواز کے ٹکڑے میں لپیٹ کر ایک سنگ پر رکھدیا تھا اس سبب سے کہ مجکو اپنی جان
بچانا دشوار تھی میں کیونکر اس طفل کو بچاتی مجبور سپرد خدا کر کے اور اس خیال سے کہ یہ طفل بدشگون و منحوس قدم ہی
کہ جسکے سبب سے میری یہ حالت ہوئی بس میں نے اسکو اسی مقام پر چھوڑا اور خود وہاں سے روانہ ہوئی ایک پرچہ اس
مضمون کا لکھکر اس طفل کے گلے میں ڈالدیا تھا کہ جو کوئی اس طفل کی پرورش کریگا کیونکہ یہ لڑکا خاندان عالی سے ہی
اسکا ثمرہ بہتر ہوگا یہ پرچہ اور وہ پرچہ دونوں گلے میں ڈالدیے اور ایک لعل گران قیمت اس طفل کے پاس رکھدیا ہی
اور میں اپنی راہ سے ایک طرف کو جاتی ہوں اے بدیع الملک نامدار جب آپ سے اور اس طفل سے کسی صورت
سے ملاقات ہو تو اسوقت یہ پرچہ دیکھکر میری حالت کو یاد فرمائیگا یہ فرزند آپکا ہی اور میں اسکی ماں ہوں جب یہ سب
مضمون صاحبقران پڑھ چکے اب معلوم ہوا کہ یہ سبب تھا جو ملکہ نے مجکو اسکے ولادت سے آگاہ نہ کیا راوی نے
بیان کیا ہی کہ جب ملکہ اس طفل کو اس مقام پر چھوڑکر سپرد خدا کر کے روانہ ہوئی تھی گو بسبب خوف کے اسکو چھوڑ
دیا تھا مگر محبت مادری سے پھر پھر کر دیکھتی جاتی تھی اور آنکھوں سے اشک رواں تھے جہانتک نگاہ نے کام
کیا دیکھے گئی اسکے بعد ایک قافلہ میں پہونچی اہل قافلہ سے ملی سالار قافلہ کے پاس گئی اس سے کچھ اور حال بیان کیا
یہانتک کہ ہمراہ قافلہ کے ہولی تھی اسکا بھائی سلیم جادو جو کہ قبل میں وزیر تھا جبکہ ملکہ حاکم تھی یہ نہ سلیم کو معلوم تھا
کہ ناوک فگن میری بہن ہی نہ ملکہ کو معلوم تھا کہ سلیم میرا حقیقی بھائی ہی جب بدیع الملک نے مرحلہ فتح کیا اسوقت
یہ امر ظاہر ہوا جبکہ ملکہ تباہ ہوکر نکلی تھی سلیم بھی ایک طرف کو نکل گیا تھا یہ بھی تباہ و برباد اسی قافلہ میں پہونچا ملکہ کو
پہچانا یہ دونوں بھائی بہن اس قافلہ سے جدا ہوکر ایک طرف کو روانہ ہوے تھے اتفاق سے سب اہل لشکر و
خادم و خدمتگار ملے چونکہ زمانہ ملکہ کی سختی کا تھا بعد ولادت پسر وہ سختی برطرف ہوئی یہانتک جب حسین الزمان کو
معلوم ہوا کہ ملکہ تباہ ہوکر نکل گئی ہی بس اسنے جو سحر کیا تھا وہ اپنا سحر برطرف کر دیا اور اسی مرحلہ کو پھر اسی طور سے چھوڑ دیا
ملکہ پھر اسی مرحلہ پر آکر مقیم ہوئی اور حکومت کرنے لگی اب اپنا خوب بند و بست کیا مگر یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا کہ میں
زندہ لڑکے کو یوں چھوڑ آئی ہوں بلکہ یہ ظاہر کیا کہ فلان راہ سے فلان صحرا میں میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا مگر مر گیا
بس اسنے اسی جنگل میں ایک مقام پر دفن کر کے چلی آئی کہ راہ میں یہ قافلہ ملا اب ملکہ پھر اسی مقام پر مع اپنے بھائی کے
رہنے لگی یہ حال ہی جو کہ تحریر ہوا ہی جب یہ امر صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ملکہ پر یہ آفت گذری جب ملکہ اپنے مقام پر آئی
نہ اسکو صاحبقران کی یعنی بدیع الملک کے حال کی خبر ہی نہ بدیع الملک کو ملکہ کے حال کی خبر ہی یہ تحریر دیکھکر
بہت افسوس کیا کہ نہ معلوم ملکہ پر کیا گذری اور کس طرف کو نکل گئی کچھ حال نہیں معلوم خیر سپرد خدا کیا اگر مقدر میں
ملاقات ہی تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ برسوں ہوگئے کہ کچھ خبر نہ معلوم ہوئی یہ بھی نہ معلوم ہوتا اگر یہ امر نہ ظاہر کیا جاتا کہ تم
میرے فرزند ہو مقام افسوس ہی کہ یہ آفت آئے اور ہمکو خبر نہو خیر بعد انفراغ ان سب کاموں کے ملکہ کی تلاش کیجائیگی
یہ نہ معلوم تھا کہ ملکہ بخیر و خوبی اپنے مقام پر پہونچ گئی ہیں اب صاحبقران نے بعد افسوس ظاہر کرنے کے رفیع البخت
سے فرمایا کہ اے فرزند یہ حال تمکو کچھ معلوم ہی کہ تم خوبان تاجدار کے پاس کیونکر آئے رفیع البخت نے عرض کیا کہ
مجکو تو یہ حال نہیں معلوم ہی مگر یہاں ایک سردار ہی جو کہ میرا بزرگ ہی اور مجکو اسنے اپنی گود میں پرورش کیا ہی گویا
میرا وہ دایہ ہی اور ہر وقت میرے ہمراہ رہتا ہی میں اسکو آپکے روبرو طلب کرتا ہوں وہ کل حال بیان کریگا یہ کہکر اشارہ کیا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک سردار جو کہ صف سرداران میں بیٹھا ہوا تھا اٹھکر روبرو شاہزادے کے آیا عرض کیا کہ کیا حکم

ہوتا ہے رفیع البخت نے فرمایا کہ صاحبقران کچھ دریافت فرماتے ہیں اُسنے صاحبقران سے عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بیان کرو کہ رفیع البخت کیونکر خوبان تک پہونچے اُسنے عرض کیا کہ تفصیل اسکی یوں ہے کہ
یہ ہے کہ ایک دن خوبان شاہ برائے شکار گیا تھا یہ حقیر بھی ہمراہ تھا اتفاق سے شکار کھیلتا اُس چشمہ پر پہونچا جہاں
یہ آقا صاحب نامدار زمین پر پڑے ہوئے تھے ہاتھ پاؤں مارتے تھے خوبان شاہ نے جو دیکھا تو گھبرا کر بادشاہ نے رحم کھا کر
اُٹھا کر گود میں اُٹھا لیا پیار کیا گلے سے لگایا اب جو دیکھا تو کاغذ گلے میں پڑے ہوئے پاس انکو پڑھا ایک کاغذ
ہوا کہ اور ایک کاغذ پایا اُسیوقت شکار سے واپس آئے شہر میں انا وغیرہ نوکر رکھیں پرورش کرنے لگے
خوبان شاہ کا مذہب لات پرست تھا ایک شب کسی بزرگ نے خواب میں دکھایا کہ تو دین اسلام قبول کر اور اس طفل کی
پرورش میں کوشش کر کیونکہ اسکے سبب سے تیرا امر شیہ ہوگا اور یہ طفل خاندان عالی سے ہے بادشاہ اسی مضمون کا پرچہ بھی
دیکھا تھا کچھ ایسا خوف زدہ ہوا ایسا انھوں نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ کو اُس عالم خواب میں شاید دین اسلام قبول کرلے مجھ
میں ہزار اسی عالم خواب میں دین اسلام قبول کیا اب جو آنکھ کھولی تو بادشاہ کے دل میں نور ایمان تھا خواب کا خیال تھا
باہر آکر دربار میں سب کو جمع کیا کل حال خواب کا بیان کیا اور چند ایسے کلمے بیان فرمائے کہ ہم سب کے دلوں پر
ہدایت ہو گیا اُسیوقت ہم سب دائرہ اسلام میں آئے یہ پہلی برکت تھی انکے آنے کی کہ کل اہل شہر مسلمان ہوگئے
مساجد وغیرہ تعمیر کی گئیں چونکہ اکثر کتب میں دیکھا گیا تھا اور انھیں کتابوں کے ذریعے سے قواعد اسلام جاری کیے گئے تمام شہر
میں دین اسلام کا رواج ہوا شاہزادے کی پرورش ہونے لگی بادشاہ نے یہ مشہور کیا کہ میرے یہاں فرزند پیدا ہوا بڑی دھوم سے
جشن کی چلہ کیا بڑی خوشی کی کیونکہ میں اس حال سے واقف تھا مجکو منع کیا اور سب حال اُس پرچہ کا جبتک چاہ ک کیا تھا بیان
کیا اور یہ پرچہ جو کہ حضور کے روبرو موجود ہے مجکو دکھایا میں بھی بہت خوش ہوا اس پرچہ میں مجکو بہت کچھ انعام دیا گیا کہ میں مالامال
ہو گیا اُسدن سے انکی محبت میرے دل میں ایسی پیدا ہوئی کہ میں کیا عرض کروں میں نے اُسدن سے اس شہزادہ کی غلامی کا
قصد کیا یہان تک کہ یہ سن تمیز کو پہونچے بادشاہ نے تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا یہان تک کہ یہ ہر فن میں کامل
ہوئے انکی سپہگری کا شہرہ تمام ملکوں میں جو کہ قرب وجوار میں تھے پھیل گیا بادشاہ یہ خبر سنکے کہ خوبان شاہ نے دین اسلام
اختیار کیا ہے لشکر کشی کرکے آئے تا قدرت خدا سے اُس زمانہ میں کہ جب شاہزادے کا سن کوئی آٹھ برس کا تھا اور
سب فنون سے فراغت حاصل کر چکے تھے یہ خبر سنکے بادشاہ سے اجازت لیکر لشکر کو ہمراہ لیکر واسطے مقابلہ نکلے یہی اسی ہزار
کا لشکر تھا اور انکے ہمراہ چار لاکھ کا لشکر تھا کیونکہ وہ چار بادشاہ تھے بس مقابلہ ہوا شاہزادے نے لشکر کو شکست دی وہ
بادشاہ بھی مع لشکر مسلمان ہوئے اور خوبان شاہ کو خراج دینے لگے اسی زمانے میں اور دو ایک بادشاہ لشکر کشی
کرکے آئے شاہزادے نے مقابلہ کرکے سب کو شکست دی وہ بھی مسلمان ہوئے اسی زمانے میں شاہزادے نے خواب میں
دیکھا کہ تم منھ پر نقاب سبز ڈالکر اور لشکر لیکر بادشاہ سے اجازت لیکر سیر کرتے پھرو اور مذہب اسلام کو رواج دو یہ حال ہے جو کہ میں نے
عرض کیا صاحبقران نے اُس سردار سے سنکے فرمایا کہ اب حال معلوم ہوا کہ یہ واقعہ تھا اور اسطور سے خوبان تک پہونچے
یہ فرما کر اُس سردار سے فرمایا کہ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو وہ اپنے مقام پر جا کر بیٹھا صاحبقران نے حکم فرمایا کہ لشکر میں
منادی ندا کردے کہ نقاب دار عالیمقدار فرزند ارجمند صاحبقران ہیں میں انکے ملنے کی خوشی کرونگا اور جشن شاہانہ
ولیکا کرونگا بعد اسکے انکو اجازت طرف طلسم لیکر آئیں گے جانے کی دونگا یہ فرما کر خواجہ سے حکم فرمایا کہ سامان
جشن کرو بادشاہ کو بھی بہت خوشی ہوئی سب اہل دربار خوش ہوئے یہ خبر لشکر میں مشتہر ہوگئی کہ نقاب دار فرزند
صاحبقران ہیں ادھر صاحبقران نے رفیع البخت سے فرمایا کہ ای فرزند تم جا کر اپنے لشکر کو لے آؤ
اور میرے لشکر میں شامل کردو رفیع البخت نے عرض کیا کہ مجکو حکم والا کی بجا آوری میں کوئی عذر نہیں
ہے مگر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کل یا پرسوں تو میں آپ سے اجازت لیکر طرف طلسم کے جاؤنگا تو پھر کیا

اگر ضرورت ہوئی تو میں لشکر کو شامل لشکر عالی کروں ہاں جب طلسم فتح کر کے حاضر ہونگا تو پھر اسوقت شامل ہونگا
میری تو یہ عرض ہے ورنہ جو حکم عالی ہو یہ جو نقابدار نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر جو تمہاری مرضی
ایس رفیع التخت نے عرض کیا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اپنے لشکر میں جاتا ہوں کل پھر حاضر خدمت
ہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم یہاں میرے پاس قیام کرو لشکر کو اسی مقام پر بیٹھے دو جب طرف طلسم کے جانا
اسوقت پھر اپنا لیتا کیا ضرورت ہے لشکر میں جانیکی رفیع التخت نے عرض کیا کہ بہت خوب بہر طور بہتر جیسا فرمانا
بجا لاؤنگا مجھکو کوئی عذر نہیں ہے یہ عرض کر کے اپنے سرداروں سے فرمایا کہ تم لوگ جا کر لشکر میں یہ منادی
کرا دینا کہ اب کوئی بچاو صاحبقران نہ کہے کیونکہ میں صاحبقران نہیں ہوں صاحبقرانی در اصل صاحبقران کی
ذات سے ہے اور یہ سبکو آگاہ کرنا کہ میں غلام ہوں صاحبقران کا ہیں وہ سردار موجب حکم اپنے مالک کے
لشکر میں آئے صاحبقران و بادشاہ سے رخصت ہو کر جو صاحبقران نے رفیع التخت سے فرمایا تھا اور جو امر
ظاہر ہوا تھا سب اہل لشکر کو جمع کر کے بیان کیا ان سبکو معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مالک فرزند ہیں صاحبقران کے
ہر ایک کو خوشی ہوئی ان سرداروں نے جو حکم نقابدار نے دیا تھا اسکو بھی اہل لشکر سے بیان کیا انہوں سب اسوقت سے
اپنے آقا کو فرزند صاحبقران کہنے لگے لفظ صاحبقرانی کو ترک کیا اسوقت سے سب کو معلوم ہوگیا کہ یہ صاحبقران
نہیں ہیں بلکہ انکے فرزند ہیں بطن سے ملکہ ناوک فگن کے انکو لشکر میں خوشی ہونے لگی ادھر بادشاہ نے دربار برخاست
کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے صاحبقران اپنے فرزند کو لیکر اپنے خیمہ خاص میں تشریف لائے بڑی عزت سے
بٹھایا آپ نے بڑی خاطر و مدارات کی ادھر سامان جشن ہونے لگا وہ رات بسر ہوئی صبح کو دربار ہوا صاحبقران
اپنے فرزند کو لیکر دربار میں آئے بڑی عزت سے جگہ دی رفیع التخت نے بادشاہ کو سلام کیا دربار آراستہ ہوا
سب سردار حاضر ہوئے رفیع التخت کے بھی سردار حاضر دربار ہوئے ادھر سب سامان جشن ہو چکا تھا
محفل آراستہ ہوئی خادموں نے آکر عرض کیا کہ محفل عیش آراستہ ہے صاحبقران سب اہل دربار و سرداران
رفیع التخت کو اپنے ہمراہ لیکر محفل عیش میں آئے بادشاہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے سب سردار بہ طریقہ قرینے سے
بیٹھے اہلکاروں نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا تھا کیا نفیس و عمدہ شیشہ آلات لگایا تھا نہایت عمدہ فرش
کیا تھا ہر طرف فرش کارچوبی مخملی کیا ہوا تھا وسط میں تخت شاہی تھا گرد و پیش رنگ رنگ کرسیاں مرصع کار اسپر
سردار متمکن تھے ہر قسم کی خوشبو سے بارگاہ بسی ہوئی تھی ہر طرف خادم و خدمتگار با لباس زرنگار کھڑے ہوئے تھے
جو ہر ایک ارباب دول سب موجود تھے جب محفل عیش آراستہ ہو چکی صاحبقران نے ساقی کو حکم دیا کہ اہل محفل کو مے ارغوانی
پلاؤ اسیوقت داروغہ میخانہ نے کشتیاں شراب خالص کی جو کہ اس عہد میں حلال تھی درست کر کے روانہ کیں
ساقیان سیمین ساق مع صراحی و ساغر کے حاضر ہوئے پس باشارہ صاحبقران جام لبریز کر کے پیش کیا پہلے بادشاہ
نے جام نوش فرمایا پھر اسکے بعد صاحبقران نے پھر تو ساقی نے دورہ باندھ دیا جام گردش میں آیا آواز نوشا نوش بلند ہوئی
اسوقت ہر طرف سے صدا آنے لگی یہ شعر ہر ایک کی زبان پر جاری تھا۔ شعر۔ بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید٭
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا ٭ دیگر ٭ ساقیا برخیز و در دہ جام را ٭ خاک بر سر کن غم ایام را ٭ ہر طرف
سے صدا نوشا نوش آرہی تھی بزم عشرت برپا تھی ہر ایک شراب ناب پیکر مست ہو رہا تھا نشہ بادہ سے
جھوم رہا تھا ساقی نے دورہ باندھ دیا تھا ہر طرف الاکولا کی صدا آرہی تھی جب دو دو تین تین جام کی نوبت آئی
اسوقت صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا کہ جام کو روک لے اسنے جام کو روک لیا اور صاحبقران نے طرف خواجہ کے
دیکھا فرمایا کہ داروغہ ارباب نشاط کے نام حکم جاری کرو کہ طائفے حاضر کیے جائیں یہ حکم صاحبقران نے خواجہ کو دیا
اسیوقت خواجہ نے چوبدار سے کہ روانہ کیا کہ جا کر ارباب نشاط کے داروغہ سے حکم والا کہ سجا لانے کا حکم دو کہ فوراً طائفے لیکر حاضر دربار
ہو

ہو لیس یہ بہار نے جا کر دار دغہ سے کہا اسی وقت دار دغہ حاضر دربار ہوا اور ایک مطربہ بصد ناز و ادا اپنے سازندوں کو ہمراہ لیکر حاضر ہوئی آداب بجا لائی اسکے بعد اسکو حکم ملا کہ مجرا کرو سازندوں نے ساز ملایا اسنے اٹھکر گھونگھرو باندھے اور ایک گت ناچی اہل جلسہ کو بدمست کر دیا نئی طرز کے ساتھ گت ناچی تھی اسکے بعد بیٹھکر چونچلے بصد کرشمہ و ناز اونچے سروں میں شروع کی ٹھمری

میں تو دیکھن لاگی اندھیر
سو پیّا الہ پور رنگ کی گگر

اسکے بعد یہ غزل شروع کی غزل

سارا عالم ہو جو ہو نگران آجکی رات
مرغ بسمل کی طرح دل ہے طپان آجکی رات
آتش عشق نے دل پھونک دیا ہے میرا
صورت شمع ہے ہیجان ہو نہان آجکی رات
شور برپا ہے ہوا چلتی ہے چھائی ہے گھٹا
تلملے ہوگا مرا دل مثل کتان آجکی رات
آنکھ کیا پاس میرے سے وہ بت سنگین دل

ماہرو بام پہ کیا ہوگا عیان آجکی رات
حال ہو جائیگا سب پہ کار روشن اے ماہ
سامنے ہو نہ تکے انکا ہے دھوان آجکی رات
ہاتھ سے ہستی ہیں وہ نگار جو ہوا تجھسے جدا
بیٹھیں رہ جاؤ نہ جاؤ نہ جان آجکی رات
تم جو رہ جاؤ تو گھر میں میرے اے حور لقا
تجھسے ہیں اور لطف بڑا اور گران آجکی رات

ہر جگہ تجھسے جو دیدار حسن جہان آجکی رات
تجھسے کیا دوستی بھلا تجھسے کہان آجکی رات
ماہ وش ہو رخ روشن سے اٹھا تو پردہ
مثل بلبل ہے نالہ گری فغان آجکی رات
ساتھ غیروں کے جو سوتے گئے پاس اے ماہ
رشک فردوس ہے ہو مکان آجکی رات
یہ غزل اس طور سے گائی کہ

اہل جلسہ دنگ ہو گئے ایک عالم سکوت سب پر طاری ہوا ہر ایک عالم وجد میں آکر جھومنے لگا صدا سے آہ ہر ایک کے منہ سے نکلنے لگی عاشق مزاجوں کی تو یہ حالت ہوئی کہ اکثر جنونوں نے سر میں جوش مارا یہ دل میں سمائی کہ صحرا کی طرف چلے جائیں گریبان چاک کریں سر پر خاک ڈالیں خار مغیلان پانوں میں چبھیں یاس و حرمان سے شکستہ ہو تلووں میں آبلے پڑیں کوئی دیوانہ کہے یہ بات دل میں ہر ایک کے پیدا ہوئی بعض کی آنکھوں کے روبرو تصویر یار پھرنے لگی شوق وصل پیدا ہوا ہجر یار میں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بس جب یہ عالم ہوا اسنے گانا موقوف کیا اور تھوڑے عرصے تک اہل جلسہ کو سکوت رہا اسکے بعد جب وہ حالت برطرف ہوئی ہر ایک نے انعام دیا وہ سلام بجا لائی صاحبقران نے حکم فرمایا کہ دوسرا طائفہ حاضر ہو یہ خوب گائی خوب اہل محفل کو خوش کیا یہ جو حکم دیا اسی وقت دوسرا طائفہ حاضر ہوا وہ بھی پہلے گت ناچی اسکے بعد بیٹھکر یہ غزل گائی غزل

دشمن جان میرا وہ رشک مسیحا کیوں نہو
حسن کے جلوہ سے جسم طور جلکر خاک ہو
افعی رہزن تری زلف چلیپا کیوں نہو
جام و خم خالی ہیں ساقی بھی مرا بیہوش ہے
اپنے قبضے میں ستم قید و بیچارا کیوں نہو
پانچ وقت اللہ سے باتیں کیا کرتا ہے یہ
ساحل مقصد سے پھر اسکو کنارا کیوں نہو
فصل گل پھر آئی ہے غافل تجھے بھی ہے خبر
آئی ہے فصل جنوں پھر عزم صحرا کیوں نہو
پھر نظر آتا ہے اک یوسف لقا بازار میں
اب مرا لبریز یہ جام تمنا کیوں نہو
عیب ہے ملنے کا اسکو شبہ ہے آپ سا کو

دیکھیے جو حسن رخ دلدار شیدا کیوں نہو
سامنے تیرے بھلا ہوش ہو سکی کیوں نہو
جسپہ ہر سو آہ ہجر میں بادل کے بھی ہوش اڑگئے
یار کا خمیازہ کشش پھر قد بالا کیوں نہو
ہے بت لندن سے اعجاز مسیحا آشکار
دل ہمارا مرتبہ میں مثل موسے کیوں نہو
ایک بوسہ تو ملا ہے دوسرا بھی دیگا وہ
باغ میں صیاد کا بلبل ہمارا کیوں نہو
جانتا ہوں خوب میں تکو پھر سے کیا دیکھو
بیقرار اب دل بھلا مثل زلیخا کیوں نہو
ترک کیجیے گا کہ رکھیے گا محبت بولیے
اس بت بیباک سے صحبت مجلکا کیوں نہو

عیب سے ملنے پہ تجھسے ملنے سے جھجکا کیوں نہو
ہو جو یوسف سے حسین اسکی تمنا کیوں نہو
کچھ نہیں چلتا ہے انسوان ہے دستی عاشق کا دل
چشم سے عاشق کی ہر شب وہ نظارا کیوں نہو
آنکھیں لڑ جائیں ہماری اگر بتان ترک سے
اس زمانے میں بھلا وہ رخسار کیوں نہو
ہو گزر جسکا کسی صورت سے جو حسن تک
جو ہوا اک مرتبہ پھر وہ دوبارہ کیوں نہو
وحشت دل ہے فزون ہوگا گریبان تار تار
سامنے میرے بھلا غیروں سے پردا کیوں نہو
آجکل پھر ساقیا صحبت ہے انس سے
پردہ کیوں رہ جائے اب کیوں نہو
یہ غزل وہ مطربہ جو گائی اور رنگ

اہل محفل کا ہو گیا یہ عالم ہوا ہر سر وارجھومنے لگا سب پر وجد کا عالم طاری ہوا ہر ایک عاشق تن بدن سے زیادہ بیقرار ہوا بڑی دیر تک یہی حال رہا کہ سب کو ہوش آیا اسکو انعام دیا گیا طائفہ بدلنے کا حکم ہوا

تیسرا طائفہ حاضر کیا گیا وہ خوب ناچی گائی انعام پا کر رخصت ہوئی اور طائفہ حاضر ہوا یہانتک کہ رقاصۂ روز
نے بعد کرشمہ اپنا رقص دکھا کر طرف نشاط خانۂ مغرب کے راہی ہوا مطرب فلک نے اپنے سازو رود کے
محفل جیش فلکی پر اپنی بزم رقص برپا کی یعنی دن تمام ہوا رات ہو گئی چاند نے تمام عالم کو روشن کیا
ماہ نشاط خانۂ مغرب سے بر آمد ہوا ستارے آسمان پر چمکنے لگے ظلمت شب نے عالم کو گھیر لیا روشنی روز
ہر طرف ہوئی اور جلسہ نشاط میں خواجہ نے روشنی کی یہ عالم تھا کہ گویا شب برات تھی ہر طرف چراغان ہو رہا تھا
یہ عالم تھا کہ اگر دانہ زمین پر گرتا تو نابینا بھی اٹھا لیتا یہ روشنی کا عالم تھا یہاں اندر بارگاہ کے اسقدر
روشنی تھی کہ جسکا کچھ ذکر نہیں ہو سکتا ہی یہاں جلسہ آراستہ تھا بزم رقص و سرود برپا تھی کہ خواجہ
نے آ کر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو پردے اٹھا دیے جائیں کیونکہ آتشبازی تیار ہی اسکا تماشہ بھی ملاحظہ ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا یہ جو حکم دیا خواجہ نے پردے اٹھا دیے آتشبازوں کو اشارہ کیا بس
آتشبازی میں آتشبازوں نے آگ لگائی چرخیوں سے تمام جہان گلنار ہو گیا اناروں سے عالم گلزار تھا
دو پہر رات تک آتشبازی چھوٹی اسکے بعد سب اہل محفل نے ہمراہ صاحبقران کے خاصہ نوش کیا پھر صاحبقران
آ کر جلسہ میں بیٹھے گانا ہونے لگا اسی طور سے تین شبانہ روز بزم عشرت برپا رہی چوتھے دن صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ بہت دنوں سے میں نے تمھارا گانا نہیں سنا ہی اسوقت کچھ گاؤ خواجہ
نے جواب دیا کہ میں کوئی گویا ہوں جو گاؤں واہ کیا خوب میں خود شاہزادہ ہوں شاہزادی ولایت اول
کے خاندان سے ہوں آپ سے حسب و نسب میں اچھا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون کہتا ہی آپ
اچھے نہیں ہیں اور یہ کسکا قول ہی کہ آپ گویے ہیں یہ بھی آپکا ایک فن معلوم ہی آپنے شوقیہ حاصل کیا ہی
نہ کہ برائے کسب بس آپکے گانے سے دل محظوظ ہوتا ہی یہ جو صاحبقران نے فرمایا پھر تو ہر ایک سردار نے
خواجہ سے کہا بادشاہ نے بھی فرمایا خواجہ ناچار ہوے چوڑی لی زنبیل سے نکالی سارنگی منگوا کر اسے چھیڑنا
شروع کیا یہ عالم ہوا کہ تمام چرندو پرند آ کر گرد بارگاہ کے جمع ہوے کیونکہ خواجہ کو خدا نے لحن داؤدی عطا فرمایا تھا
یہ اثر تھا کہ جو صدا سنتا تھا بیقرار ہو کر اپنے مقام سے چلا آتا تھا اسی سبب سے سب جمع ہوئے سب طائروں اور
چرندوں کا یہ حال ہو تو انسان کیا چیز ہی ایک سماں بندھ گیا ہی ہر ایک مست ہی جھوم رہا ہی عالم سکوت ہی ہر طرف
ایک خموشی کا عالم ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سب تصویر ہیں یہ اس جلسہ کا عالم ہی سب حیران صورت آئینہ
بیٹھے ہوے ہیں ہر ایک کے منہ پر مہر سکوت لگی ہوئی ہی کوئی کسی سے کلام نہیں کرتا ہی اگر صدا آتی بھی ہی تو صدائے
آہ آتی ہی خواجہ نے لے بجا کے یہ غزل درد کی گائی ۔ غزل ۔ تھا عدم میں بھی مجھے اک پیچ و تاب

مرغ طرب ہو جسطرح موج شراب	لے بضاعت ہیں سب اہل زرق برق	چشمۂ خورشید میں کیدھر ہی آب
موت ہی آسائش افتادگان	نقش پا کا مٹ جاتا ہی خواب	کیوں نہو شرمندہ روے زمین
سیل اشک ایسا نہیں خانہ خراب	ہی تنک ظرفوں کو بیجا میکشی	جام مے کب پیتے ہیں جام حباب
جل رہا دو ہیں جو صاحب حوصلہ	پاسے خم لغزش میں کب لاوے شراب	سنتے ہیں کوئی کبھو دل مردگان
گو رہے سر پر تبسم کیا حساب	میکشی کرنے لگی محتسب کشتی	درد ہوتا ہی دل یاران خراب

خواجہ کا بھی دل لگ گیا انھوں نے اس غزل کو ختم کر کے دوسری غزل چھوٹے بحروں میں شروع کی ۔ غزل

کیونکر میں خاک ڈالوں سوز دل طپان پر	مانند شمع میرا کب حکم ہی زبان پر
بس کس طرح بتوں کے لا سامنے جھکا دوں	دل کو دماغ اپنا کھینچے ہی آسمان پر
کیا اختیار اپنا جو گل ہی اس چمن میں	گلچیں سے کیا چلے ہی کیا زور باغبان پر

جا ہے کہ بات جی کی منھ پر نہ آئے میرے — اپنے دہان کو لا کر رکھ دے مرے دہان پر
مین جانتا نہین ہون بیٹھے بٹھائے یارب — یون آ پڑی کہان سے آفت یہ میری جان پر
تار نگہ یہ دل یان دونون طرف سے دوڑے — دو نسبت مقابل آوین جس طرح آسمان پر
اے درد یار جیسا ہووے سو ہی غنیمت — اپنا کبھی جی نہ رکھے ہر وقت امتحان پر

یہ دونون غزلین جو خواجہ نے نی مین گائین ایک سمان بندھ گیا ہر طرف سے صدائے آہ و واہ بلند ہوئی خواجہ نے نی بجاتے بجاتے موقوف کی ایک سناٹا ہو گیا بڑے عرصے تک سناٹا رہا اب سبکو ہوش آیا ہر ایک نے خواجہ کو خاموش پایا اب وقت سحر قریب ہے کہ سب نے کہا کہ اے خواجہ ایک غزل اور گاؤ تمہارا بڑا احسان ہوگا خواجہ نے کہا کہ اسی سبب سے مین نہ گاتا تھا کہ تم لوگ عاجز کرو گے وہی بات ہوئی نہ خیر گاتا ہون یہ کہکر پھر نی بجانا شروع کی پھر وہین مین یہ غزل گانے لگے غزل

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون — جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہے دور دور آپکو میری فروتنی — افتادہ ہون پہ سایہ قد کشیدہ ہون
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار — ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
کرتی ہے بوے گل تو مرے ساتھ اختلاط — پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون
یہ جا ہے ہے کہ نواے طپش دل کہ بعد مرگ — کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون
اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے — مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

دیگر

ملاؤن کسکی آنکھون سے کہو اس چشم حیران کو — عیان جب ہر جگہ دیکھون اسی کے راز پنہان کو
فقط دیوانون کے دشمن نہین اطفال تنہا ہین — بھرے ہے کوہ بھی یہان پتھرون سے اپنے دامان کو
چمکتے ہین ستارون کی طرح سوراخ سینے کے — چھپایا گو کہ جون خورشید مین داغ نمایان کو

جب یہ دونون غزلین گا چکے سمان بندھ گیا پہلے سے زیادہ اہل محفل کی حالت دگرگون ہوئی آشوفتنا خواجہ نے نی کو بجانا موقوف کیا بڑے عرصے تک سمان بندھا رہا یہانتک کہ وہ حالت برطرف ہوئی سبکے حواس درست ہوے اہل جلسہ نے خواجہ کو اسقدر انعام دیا کہ خواجہ سے نہ اٹھ سکا خصوصاً رفیع البخت نے یہانتک کہ رقاصۂ فلک نے اپنے ساز کو رد کا بزم سیارگان درہم و برہم ہوئی مطرب شب مع اپنے سازندون کے طرف محفل عیش مغرب کے راہی ہوئی یعنی صبح ہوئی تاریکی شب برطرف ہوئی روشنی روز نے ظہور کیا سلطان مشرق نے دریچۂ مشرق سے اپنا سر نکالا اپنے نور جمال سے دنیا کو روشن کیا صداے اذان ہر طرف سے آنے لگی شمعین جھلملانے لگین چراغون کے منھ پر زردی چھا گئی یہ عالم دیکھکر صاحبقران نے محفل کے برخاست ہونے کا حکم دیا بس یہ حکم فرماکر بادشاہ کی طرف متوجہ ہوے عرض کیا کہ خداوندا اب آپ تشریف لیجائین جا نشبانہ روز ہو چکے ہین کہ آپنے آرام نہین کیا ہے بس بادشاہ اٹھے وہ جلسہ برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وضو کیا نماز سحر ادا کی اسکے بعد ہر ایک نے آرام کیا بادشاہ نے بھی بعد فراغ نماز آرام فرمایا صاحبقران و رفیع البخت نے بھی آرام کیا سرداران رفیع البخت جو جلسہ مین آئے تھے وہ اپنے لشکر مین گئے وہان جاکر راحت سے بیٹھے کہ وہ دن وہ رات ان سب کو راحت مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوے جب دربار آراستہ ہو چکا آشوفتنا رفیع البخت نے صاحبقران سے عرض کیا کہ مجکو حضور حالات سے اس واقعہ کے آگاہ فرمائین کہ جسکی بابت مجکو خواب مین حکم ہوا تھا کہ زبانی صاحبقران کے معلوم ہوگا بیان فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند آگاہ ہو کہ جسکے مین طلسم صراۃ العدم کو فتح کرکے طرف لشکر اسلام کے چلا راہ مین مرحلہ آذری کی سرحد ملی حصہ پنجم آفتاب [illegible]

شاہزادہ طلسم فیروزیہ و بادشاہ طلسم صراۃ العدم قیصر صاف باطن میرے ہمراہ تھے انھون نے مجکو اس حال
سے آگاہ کیا کہ یہان سے سرحد طلسم نور آگین کی شروع ہوئی ہی جہان حسین الزمان خدائی کرتا ہی اور یہ مرحلہ
جو کہ اس مقام پر ہی اسکا نام آذر کدہ ہی یہان کی حاکم ملکہ ناوک فگن ہی وہ بہت حسین ہی اس مقام کے عام طور سے
سب لوگ عورت و مرد حسین ہوتے ہین حسن اس سرزمین پر برستا ہی گویا ان لوگون کے لیے حسن خلق ہوا ہی پس انکے
مجکو اشتیاق وہان کے باشندون کے دیکھنے کا ہوا اور یہ خیال ہوا کہ اس طلسم کو بھی فتح کر ڈالو ان سب نے منع کیا مگر
مین نے نہ مانا اسکے فتح کرنے کی تدبیر کی یہانتک کہ نامہ لیکر صرصر کو ملکہ کے پاس روانہ کیا جواب نامہ آیا مقابلہ ہوا آخر کو
صلح ہوئی اب مین نے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ کے آبا و اجداد مرد خدا پرست اور صاحب اسلام تھے کوئی ساحر
قمقام جادو نامے آذر تخت نشین کا دوست تھا اُس فرزند اسکی حالت یہ ہی کہ وہ مرحلہ طلسم نہ تھا دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ نوذر کے رہنے کا مقام تھا تمہاری والدہ و سلیم دونون حقیقی بھائی بہن ہین زہرہ جمال جو کہ تمہاری
والدہ کی وزیرزادی ہی وہ بادشاہ جدید کی دختر ہی نوذر شاہ قبل میرے اس مقام کا حاکم تھا اور وہ بادشاہ کہلاتا تھا سلیم
و ناوک فگن اسکے صاحب سے تھے مگر یہ ناوک فگن کو معلوم تھا کہ سلیم میرا بھائی ہی سلیم کو سلیم اپنے کو ملکہ کا نوکر جانتا تھا ملکہ سلیم
کو ملازم تصور کرتی تھی اسکی تفصیل یہ ہی کہ نوذر اور تخت نشین مرد عابد و عامل تھا اُسنے اپنی حفاظت کے لیے اس
مقام کا بندوبست کیا تھا یہانتک کہ نوذر نے قضا کی اسکی خبر قمقام کو ہوئی اُسنے یہ خبر سنکے اس مقام پر سے کوچ کیا اور یہان آکر
نوذر کی زوجہ پر فریفتہ ہوا اُس زن پاک عصمت نے زہر کھا کر اپنی جان دیدی جب یہ قمقام کو معلوم ہوا یہ ان دونون کو
یعنی ملکہ و سلیم کو چونکہ یہ دونون کمسن تھے اپنے مکان مین لیگیا اور جہان نوذر حکومت کرتا تھا وہان کا خود حاکم ہوا اور
سحر کرکے اس مقام کو بھی شامل طلسم کیا جبکہ ملکہ و سلیم جوان ہوے قمقام نے دونون کو تعلیم سحر کیا اور کمسن کمسن
لڑکے تلاش کرکے انکے لیے مقرر کیے یہانتک کہ ملکہ سحر مین شہرۂ آفاق اور افسون گری مین طاق ہوئین ایسی طور سے
سلیم بھی آخر قمقام نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشین ہوا سلیم کو منتظم طلسم مقرر کیا اسی زمانے مین قمقام کے یہان
ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نام زہرہ جمال رکھا تھا یہانتک کہ قمقام نے انتقال کیا اب ملکہ خود مختار ہوئی زہرہ جمال کو
اپنا وزیر کیا سلیم کو منتظم طلسم چونکہ قمقام ساحر تھا جو مذہب اُسکا تھا وہی مذہب ملکہ و سلیم و نیز باشندگان طلسم
کا تھا اب ملکہ حکومت کرنے لگین یہ سبب تھا کہ جو ملکہ و سلیم نہ اس امر سے واقف تھے کہ ہم بھائی بہن ہین نہ یہ جانتے تھے
کہ ہمارے آبا و اجداد مسلمان تھے جب ہمکو یہ حال معلوم ہوا مین نے جبکہ سلیم اسیر ہوکر آیا اُس سے بیان کیا سلیم نے
اسکا اقرار کیا بلکہ کہا کہ اس سرزمین پر ایک مقبرہ ہی کہ نام اُسکا مقبرۂ نوذر تخت نشین ہی اکثر لوگ اُسکی زیارت کو
جاتے ہین اور فرزند ملکہ کے باپ ایک مرد خدا پرست و عامل زبردست تھے انھون نے اپنے علم رمل کے ذریعہ سے یہ مقام
تیار کیا جب مین گیا ہون اُس زمانے مین ملکہ کا مذہب دریا پرستی تھا اور فرزند سلیم نے جب مین نے یہ تقریر بیان
کی تو اُسنے بھی اسقدر ظاہر کیا کہ وہ مقبرہ جو ہی سنا گیا ہی کہ نوذر نے اپنی حیات مین تیار کرا لیا تھا چونکہ وہ مرد عامل و خدا پرست
تھے جب وہ مرے تو اُسی مکان مین دفن ہوے اکثر مرتبہ قمقام نے قصد کیا کہ منہدم کرا دون ممکن نہوا ساحرون نے سحر بھی
کیا مگر کچھ اثر اُسپر نہوا آخر قمقام نے عاجز ہوکر قصد اُسکے دروازے کے کھولنے کا کیا خواب مین ایک مرد بزرگ نے قمقام
سے کہا اسکا دروازہ ابھی نہ کھلیگا ہان جب کوئی فاتحہ خوان آئیگا اور فاتح طلسم نور آگین فتاح طلسم کو کچھ تحفہ
ملیگا اور فاتحہ خوان کو چند نصائح ہونگے گو یہ حال قمقام نے مجھ سے نہین بیان کیا تھا مگر مین نے سنا جب یہ تقریر
سلیم نے کی مین نے سلیم سے کہا کہ تمکو لازم ہی کہ اپنے باپ کی قبر پر فاتحہ پڑھو اور مذہب اسلام قبول کرو سلیم راضی ہوا مع اپنے
ہمراہیون کے مسلمان ہوا بعض نے اسلام نہ قبول کیا آخر کو ملکہ سے جب صلح ہوئی اور باہم ایک مقام پر صحبت قرار پائی
مین نے سلیم کے ذریعے سے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے جواب دیا کہ یہ سب درست ہی مگر جب تک کوئی دلیل معقول نہوگی مجکو یقین

تب آنہون نے کہا کہ باشندگان سے دریافت کرو ملکہ نے باشندون کو طلب کرکے دریافت کیا تو کل حال معلوم ہوا
اب ملکہ کو یقین آیا ملکہ بھی مسلمان ہوئی اور سب بھی مسلمان ہوئے بین ملکہ کو لیکر تو زر تخت نشین کے مقبرہ مین گیا
دروازہ کھولا ہم سب اندر گئے فاتحہ پڑھا قبر پر سے ایک کاغذ اور ایک لوح الماس کی پہلا ایک پرچہ کو پڑھا اسمین
لکھا تھا کہ این الکریم اعظم است اسکے بعد دوسرا کاغذ جو دیکھا وہ وصیت نامہ تھا اسمین بعد حمد و نعت کے تحریر تھا
کہ ملکہ نادک فگن تیری زوجہ ہوگی اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ طلسم نور آگین کو فتح کرے گا اور یہ تختہ الماس
جو ہے یہ اُس فاتح طلسم کے کام کی ہے کیونکہ یہ بہت مشکل مین کام آئیگی صاحبقران نے جو عبارت وصیت نامہ کی تھی
سب بیان فرمائی اور بعد اسکے اپنا ملکہ کو لیکر لشکر مین آنا ملکہ کے ساتھ عقد کرنا ملکہ کا طرفدار ہونا اس ہر جملہ کہہ جانا اور
اپنا ہمراہ صاحبقران کے طرف طلسم آنیکے تئیں جانا بیان فرمایا پھر فرمایا کہ وہ وصیت نامہ اور وہ تختۂ الماس رفیع البخت
کو دی اور فرمایا کہ ای فرزند یہ تمہارے کام کی ہے اب تمکو لازم ہے کہ تم اپنے نانا کے خون کا عوض لو رفیع البخت نے
عرض کیا کہ اگر فضل خداوند کریم شامل حال ہوا اور آپکا اقبال یاور ہے تو مین طلسم کو فتح کرونگا اب آپ مجھکو اجازت
دین کہ مین جاکر طلسم کو فتح کرون بعد اسکے حاضر خدمت ہون صاحبقران نے فرمایا کہ گو جدا کرنیکو دل نہین چاہتا
ہے مگر مجبور ہون کہ تمکو بھی ہدایت ہوئی ہے اور مجکو بھی بسم اللہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا رفیع البخت نے عرض کیا
یہ غلام کل یہان سے کوچ کرے گا بعد اس تقریر کے رفیع البخت نے اپنے سردارون سے کہا کہ کل علی الصباح لشکر
تیار رہے مین کل یہان سے طرف طلسم نور آگین کے کوچ کرونگا راوی بیان کرتا ہے کہ بعد تھوڑی دیر کے
بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سب اپنے اپنے مقام پر آئے صاحبقران اپنے فرزند کو لیکر آئے وہ دن اور رات
ساتھ اپنے فرزند کے بسر کی یہان سردارون نے آکر لشکر مین حکم دیا کہ آقا کا حکم ہے کہ صبح کو تیار رہو ہم یہان سے
کوچ کرینگے چنانچہ لشکر مین اسیوقت سے پند و نصیحت ہوتے لگا تھا وہ رات اسی پند و نصیحت مین تمام ہوئی صبح ہوئی
ہوتے ہی ادھر تو لشکر تیار ہوا ادھر بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوے صاحبقران بھی تشریف لائے مع اپنے فرزند کے
جب دربار آراستہ ہوچکا اسوقت رفیع البخت نے عرض کیا کہ مجکو اجازت مرحمت ہو کہ مین کوچ کرون کیونکہ دن
چڑھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بسم اللہ دیر نکرو یہ سنکر رفیع البخت اپنے مقام پر سے اٹھے پہلے بادشاہ کے
روبرو آئے رخصتی سلام کیا بادشاہ نے گلے سے لگا لیا پیار کیا فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا تمہاری جدائی کا
بہت بڑا صدمہ ہوا ہے پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر صاحبقران کے روبرو آئے انکو بھی سلام کیا انھون نے بھی گلے سے
لگا لیا پیار کیا بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی پھر تو ہر ایک سے ملے اور رخصت ہوکر اپنے سردارون کو لیکر بیرون بارگاہ
آئے چند سردار و عزیز صاحبقران بھی ہمراہ تھے اپنے مرکب پر سوار ہوئے صاحبقران بھی خود الفت پدری سے
تا حد لشکر ہمراہ تشریف لائے جب رفیع البخت نے قسمین دین تو فرزند کو گلے سے لگا کر رخصت کیا بادشاہ نے
بھی پردے بارگاہ کے اٹھا دیئے تھے ملاحظہ فرما رہے تھے جب صاحبقران واپس آئے ادھر رفیع البخت
مع اپنے سردارون کے اپنے لشکر مین پہونچے جو سردار و عزیز صاحبقران آئے تھے انسے رخصت ہوئے وہ طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہوئے رفیع البخت اپنے لشکر کو لیکر طرف صحرا کے راہی ہوئے چونکہ انکا لشکر بیشمار تھا جہانتک
لشکر کا سامنا رہا صاحبقران و بادشاہ اُسی طرف دیکھا کیے راوی نازک خیال تحریر کرتا ہے کہ اب حال رفیع البخت
آئندہ کی جلد مین تحریر ہوگا انکا طلسم کو فتح کرنا اور اُسکے کل حالات اور واقعات و عجائبات طلسم و نیرنجات جو کہ
آجتک ناظرین کی نظر و سمع سے نگذرے ہونگے وہ تحریر ہونگے اس طلسم کی نئی نئی داستانین ہین جب ناظرین
ملاحظہ فرمائینگے تو لطف اٹھائینگے انشاء اللہ تعالی طلسم نور آگین کی حالت و طلسم آفتاب سلیمانی
کی حالت آئندہ جلد مین تحریر ہوگی اور یہ واقعات سننے کے سبب داستانین جدا ہین اب رفیع البخت کو

طرف طلسم نور آگین کے روان رکھا جاتا ہے یہ داستان اس مقام پر ترک ہوتی ہے دیکھیے اب اسکی کیا نوبت
آتی ہے اب میں عنان قلم کو طرف حالات صاحبقران و سمندر شاہ کے پھیرتا ہون اور یہان کی
داستان تحریر کرتا ہون ناظرین ملاحظہ فرمائین

اب تتمہ حال سمندر شاہ تحریر ہوتا ہے اسکے بعد دیگر حالات تحریر ہونگے اور آمد مددگاران سمندر شاہ و عیاران خواجہ تالش کی تحریر ہوگی و دیگر حالات و داستان ہذا

راوی نے یون تحریر کیا ہے کہ جب سمندر شاہ اس مقام پر سے کہ جہان جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اس خیال سے
مع اپنے سرداران کے سمندر پیچ کو چلا آیا تھا کہ مین ابھی مقابلہ نہ کرونگا جب تک کہ میرے مددگار نہ آئینگے داخل
شہر ہوا مگر اسنے چند سرکارے سرکے مقرر کیے تھے کہ یہان کی حالت کی مجکو خبر دین یہ جب شہر میں ہو پہنچا اسنے دربار
کیا سب حاضر دربار ہوے اور جو سردار ہمراہ نہ تھے وہ بھی آئے دربار آراستہ ہوا یہ تو یہان اس فکر مین ہے
کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہے وہان جب جنگ فتح ہوئی کچھ سپاہ فرار ہوگئی کچھ باقی رہی انھونے دین اسلام قبول کیا
صاحبقران اپنی فرودگاہ پر نقابدار اپنی فرودگاہ پر گئے سرکارے سمندر شاہ کے یہ حال دریافت کرکے
داخل شہر ہوے دربار مین آئے سمندر کو بدعادی اور کل حال عرض کیا سمندر کو بڑا صدمہ ہوا اسنے
استاد سے کہا کہ پہلے ہی مجکو یقین ہوگیا تھا کہ لڑائی بگڑ گئی خیر دیکھا جائیگا میرے مددگار آئین تو مین مقابلہ
کرون سمندر شاہ نے پوچھا کہ نقابدار سنجوش بھی ہے یا گیا انھون نے عرض کیا کہ وہ تو نکل گیا مگر
نقابدار سبز پوش سے اور صاحبقران سے کل مقابلہ ہوگا سمندر شاہ نے سرکارون کو حکم دیا کہ تم
جاؤ اور جو کچھ وہان گذرے اسکی ہمکو آکر خبر دو کہ نقابدار سے اور صاحبقران سے کیا فیصلہ ہوا سرکارے آداب بجا لا کر
رخصت ہوے سمندر نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا وہ رات تو بسر کی صبح کو پھر دربار کیا سب حاضر ہوے وہ جو لشکر
قسیم و جسیم کا جنگ مغلوبہ سے بھاگ گیا تھا کوہ و صحرا مین سب اہل اسلام کے پوشیدہ ہوا تھا شب کو موقع پاکر
اور جمع ہوکر طرف سمندر پیچ کے چلا تھا بوقت سحر داخل شہر ہوے چند سردار جمع ہوکر دربار مین سمندر شاہ کے
آئے عرض کیا کہ ہم لوگ لشکر قسیم کے ہین اور ہمارے ہمراہ لشکر بھی ہے ہمکو کیا حکم ہوتا ہے کیونکہ ہمارے قسیم
و بادشاہ تو آپ پر نثار ہوے اب ہم کدھر جائین یہ سنکے سمندر نے جواب دیا کہ تم لوگ سب میرے ملازم ہوجاؤ میننے
تم سب کو مع لشکر کے ملازم کیا جب تم انکے ملازم تھے اب میرے ملازم ہو تم پریشان نہو تمہاری خاطرداری مین
کمی نہ کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو خلعت و خلعت دیا گیا لشکر کو انعام دینے کا حکم ملا اور حکم دیا گیا کہ یہ لشکر ہمارے لشکر
مین شامل ہو جو کہ زخمی ہون انکا علاج کیا جاے انکو تنخواہ خزانہ شاہی سے دی جاے یہ جو حکم دیا سب
لشکر کو انعام ملا لشکر چھاؤنی مین گیا سرداروں کو مقام رہنے کو ملے جو کہ زخمی تھے انکا علاج ہونے لگا جب سمندر
یہ بندوبست کر چکا تو عشاق سے کہا کہ استاد یہ معلوم کیا ہوا کیونکہ نقابدار سے اور صاحبقران سے مقابلہ
تھا عشاق نے جواب دیا کہ سرکارے گئے ہوے ہین وہ خبر لیکر ضرور آئینگے جو حال وہان گذرے گا یہی ذکر ہو رہا تھا
کہ وہ سرکارے حاضر ہوے انھون نے کل حال عرض کیا جو کچھ کہ ہو چکا ہے عرض کیا کہ وہ نقابدار فرزند صاحبقران
تھا کوئی ملکہ ناہ کیا فگن ہے اسکے بطن سے پیدا ہوا ہے اسکی دعوت صاحبقران نے کی اسکے ملنے کا جشن خوشی
کیا ہے سمندر نے کہا کیا خوب تو ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صاحبقران کو نقابدار ضرور قتل کرے گا یہان دوسرا
واقعہ ہوا وہ بھی عزیز صاحبقران اور کیسا عزیز کہ فرزند اور مددگار صاحبقران کا پیدا ہوا خیر تم لوگ جاؤ اور
یہ دریافت کرو کہ اب صاحبقران کا کیا قصد ہے طرف شہر کے تو نہیں کوچ کرتا ہے وہ سرکارے انعام لیکر پھر طرف لشکر

صاحبقران کے آنے یہاں سامان جشن تھا ہر کا رہے تو یہاں رہنے لگے کہ دیکھیں ادہر تمشید رنے ایک ساحر سے
کہا کہ ای پرند جادو تم اسیوقت طرف کوہ زمرد کے جاؤ وہان کا حاکم زمرد جادو وہ بڑا زبردست ساحر ہے اسکو
میری طرف سے پیام دینا کہ تم کیا غافل بیٹھے ہو تمھارے پہاڑ کے قریب لشکر اسلام آکر فروکش ہوا ہے اور ایک قلعہ
بھی ہوا ہے تمکو اسکی خبر بھی نہوئی نہ تمنے ہماری خبر لی بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم ہمارے مطیع ہو کر ایسے بیخبر ہو کہ ہم پر
مصیبت پڑے اور تم خبر نہ لو دور دور سے تو لوگ آکر کمک کریں اور جو کہ قریب ہوں وہ خبر نہ لیں بلکہ پرانے کا
رنگ ہے آگاہ ہو کہ قسیم و حبیم و سلیم و حلیم یہ چاروں بھائی ہاتھ سے لشکر اسلام کے مارے گئے اور انکا لشکر نے
شکست کھائی کوہ ظلمات کی رونق سے گئی ایک سواد وہ پہاڑ غم و الم و طوفان رنج و غم کے ہیں پڑے ہیں کہ جسکا بیان
نہیں ہو سکتا مگر تمنے خبر نہ لی جیسے تم ہمارے شریک و ہوا خواہ ہوا رہے کبھی یہ لڑائی کوئی ایک کے باعث نہیں ہے
بلکہ باعث شرکت نہ ہو ہے سب کے ہے اگر تم لوگون نے کمک نہ کی تو یاد رکھو کہ تمشید ہر سے کا نشان نہ ملے گا ایسا برباد ہوگا
کہ تم لوگون کو کوئی کنارہ ایسا نہ میسر ہوگا کہ اپنی کشتی حیات کو گذرا لو ایسے ورنہ ہلاکت میں پڑو گے اور دریا
قضا میں غرق ہو گے کہ کہیں ٹھکانا نہ ملے گا پھر کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی ابھی کوئی خرابی نہیں ہوئی ہے ابھی تک اُنکی بلاد ہے
سب بند و بست ہے لہذا کمک کرو یہ وقت کمک ہی بہت جلد آؤ تا کہ میں لشکر کشی کرون یہ کہکر پرند جادو کو
طرف کوہ زمرد کے روانہ کیا اور چند نامے اور تحریر کرائے جو کہ ان اطراف کے حاکمون کے نام تھے جو کہ یہ لوگ بہت
قریب تھے اس سبب سے انکو اسوقت نامے نہیں لکھے تھے ایک نامہ بنام آفاق جادو جو کہ قبل میں وزیر تھا اسے
سبب نیک نامی و خیرخواہی کے ایک ملک کا بادشاہ ہوا تھا بہت بڑا ساحر زبردست ہے اسکی زوجہ بھی بڑی
ساحرہ ہے اور حسین و خوبصورت ہے اور ایک نامہ بنام چہرہ کشا کہ وہ بھی تن و خیر پکسار و بھی تن وار ایک
سنگدل کے روانہ کیا یہ ہی مضمون تھا جو کہ زبانی پرند کے زمرد کو کہلا بھیجا ہے مگر آفاق کے نامے کا یہ
مضمون تھا کہ ای آفاق جادو تم تو میرے قوت بازو و قوت دل ہو میرے اور یہ وقت سخت پڑا ہے لہذا اسوقت میں
تمکو میری مدد کرنا ضرور ہے لہذا میری کمک کرو ایک وقت میں تم اس ملک کے وزیر رہے ہو تمکو بھی اس سے
محبت ہوگی لہذا یہ ملک تباہ ہوتا ہے تمکو خبر لینا لازم ہے تھوڑی تحریر کو بہت جانو یہ تحریر کرکے ایک طائر سحر کے
گلے میں باندھ کر اسکو روانہ کیا اور ایک طائر سحر کو طرف چہرہ کشا و خیر پکسار و ار ایک کے روانہ
کیا یہ دونون طائر اڑکر روانہ ہوئے اسکے بعد تمشید رنے دربار برخاست کیا اب راوی پہلے حال پرند کا
بیان کرتا ہے کہ پرند زمرد کوہ پر پہونچا زمرد جادو اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا اسکے سب سردار حاضر تھے کہ
پرند جاکر پہونچا اسی دن زمرد نے پرچہ اخبار دیکھا تھا اسمین کل حال جنگ و آمد لشکر اسلام تحریر تھا زمرد
اپنے سرداروں سے کہہ رہا تھا کہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ بادشاہ نے قسیم وغیرہ کو طلب کیا جو لوگ کہ فاصلے پر
حکومت کرتے تھے اور مجھکو نہ طلب فرمایا کہ میں بالکل قریب ہوں یہ کیا امر ہے ایک اہل دربار نے عرض کیا
کہ معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے یہ خیال کیا ہوگا کہ یہ لوگ تو قریب ہیں جب پرچہ اخبار دیکھینگے خود براے مقابلہ
و براے کمک آئینگے اور اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے انکو طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے اسی سبب سے
نہیں نامہ لکھا زمرد جادو نے کہا کہ یہ امر تو سچ ہے مگر خبر تو کرنا ضرور تھی یہ ہی تقریر ہو رہی تھی کہ پرند
آکر پہونچا زمرد جادو کو سلام کیا زمرد جادو نے پوچھا کہ ای پرند جادو کدھر آئے بادشاہ کا
مزاج تو اچھا ہے پرند جادو نے کہا کہ میں بادشاہ کا روانہ کیا ہوا آیا ہوں بادشاہ نے آپکی خدمت
میں روانہ کیا ہے آپکے مزاج کی کیا حالت دریافت کرتے ہو آجکل بادشاہ بڑی زحمت میں ہیں کہ نہیں
اہل اسلام نے لشکر کشی کی ہے مقابلے ہو رہے ہیں بادشاہ نے آپکے پاس بھیجا ہے اور یہ پیام دیا ہے کہکر

وہ پیام جو کہ ثمندر شاہ نے اس سے زبانی کہا تھا بیان کیا اُسنے سنکے جواب دیا کہ میری طرف سے بادشاہ کی
خدمت مین عرض کرنا کہ مجھکو بالکل اس حال کی خبر نہ تھی اسکا سبب یہ تھا کہ آجکل مین ایک سحر تیار کر رہا تھا
اُسکے تیار کرنے کی ضرورت سے اپنے مقام پر سے چلا گیا تھا اسمین یہ شرط تھی کہ کوئی میرے پاس نہ آئے پھر کیونکر
مجھکو خبر ہوتی یہی سبب اس حال سے مین آگاہ نہوا ورنہ ضرور حاضر ہوتا آپ اطمینان فرمائین مین مع
اپنے لشکر کے جلد حاضر ہوتا ہون کیونکہ ہمپر آپکی کمک فرض ہی اور ہم لوگ تو آپکے بندے ہین اور غلام ہین
ہم لوگ قسیم کا قدر نہین کر سکتے ہین اور بھلا اہل اسلام کیا قلابان سحر کار و جادو نگاران شہریار
سے مقابلہ کر سکتے ہین ایک حملہ مین ایسے بھاگینگے کہ جائے پناہ نہ ملیگی اور بہت عجز و انکسار سے کلمے
کہے اور سپہ سالار کو انعام دیکر رخصت کیا وہ اسیوقت زہرہ کوہ سے طرف ثمندریہ کے روانہ ہوا
یہاں بعد زہرہ کوہ نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اب مجھکو لازم ہی کہ مین جا کر بادشاہ کی
کمک کرون مگر یہ خیال ہوتا ہی کہ بادشاہ یہ خیال کریگا کہ جب ہمنے آگاہ کیا تو یہ آیا اس سے بہتر یہ ہی
کہ کوئی تحفہ ایسا نذر بادشاہ ایسا لیجاؤن کہ جسکے سبب سے بادشاہ کی نگاہ مین میری عزت و قدر
ہو تم لوگ بتاؤ کہ کیا تدبیر کرون اہل دربار نے جواب دیا کہ آپ فکر فرمائین جو ہمسے ارشاد ہو ہم بجالائین
زہرہ جادو نے کہا کہ میری راے مین ایک فکر آئی ہی وہ یہ ہی کہ کسی طور سے کچھ سرداران لشکر اسلام کے
گرفتار ہو آئین تو اُنکو لیجا کر نذر دون اہل دربار نے عرض کیا کہ یہ راے آپکی بہت ٹھیک ہی یہ
اس فکر مین ہی اسکو اس فکر مین رہنے دو اب دیکھا جاتا ہی تو زہرہ طائر جو کہ طرف آفاق کے نامہ لیکر روانہ ہوا تھا
چلا جاتا ہی آفاق اپنے شہر آفاقیہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہی زوجہ اسکی برابر اسکے تخت کے کرسی
جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی ہی اور سب سردار حاضر ہین کہ آفاق نے اہل دربار سے و نیز اپنی زوجہ سے کہا
کہ بہت دنون سے کچھ حال شہر ثمندریہ کا نہ معلوم ہوا کہ کیا حال ہی اسکی زوجہ ملکہ آئینہ اندام نے
کہا کہ کیا خبر آتی کوئی نئی بات ہوتی تو خبر آتی آفاق نے کہا کہ ای ملکہ مین نے سنا ہی کہ لشکر اسلام
قریب دریاے سنبر رنگ آگیا ہی آئینہ اندام نے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط ہی یہ ممکن نہین ہی کیونکہ اسکے
محافظ بڑے بڑے ساحران زبردست ہین آفاق نے کہا کہ داروغہ کتب خانہ کو تو طلب کرو اس
سے پرچہ اخبار طلب کرکے دیکھا جائے کہ کیا حال تحریر ہی بس اسیوقت داروغہ کتب خانہ نے سب
پرچہ اخبار حاضر کیے جو آفاق نے اُٹھا کر دیکھنا شروع کیا اسمین اول سے حال تحریر تھا لشکر اسلام
کا قریب دریا [illegible] ہونا صنوبر شاہ سے ملاقات ہونا دیوانون کا آنا انسے مقابلہ ہونا انکا زیر ہونا
اور مسلمان ہونا صنوبر شاہ کا مسلمان ہونا غرضکہ ابتدا سے اس مقام تک کہ جہانتک لشکر قسیم
وغیرہ سے مقابلہ ہوا تھا اور لشکر قسیم نے شکست کھائی تھی سب پرچہ اخبار سے ثابت ہوا یہ حال دیکھکر
آفاق نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس ثمندریہ تباہ ہوگیا دریاے سنبر رنگ مٹ گیا ساحران
وہاں کے مارے گئے آفتاب سپہ سالار ثمندر شاہ قتل ہوا سہراب شریک اہل اسلام ہوا بلکہ ملکہ
شمر الا دختر آفتاب بھی شریک ہوگئی ہی یہ واقعات گذرے ہین قسیم و جسیم وغیرہ سے ثمندریہ پر مقابلہ
ہوا تھا وہ بھی مارے گئے لشکر نے شکست کھائی ہمکو خبر بھی نہوئی یہ انقلاب ہوگئے اور ہم بالکل
غافل رہے اب ہمکو لازم ہی کہ ہم بادشاہ کی کمک کرین اسکی زوجہ نے کہا کہ ہمکو کیا ضرورت
ہی کہ ہم جا کر کمک کرین جبکہ انھون نے ہمکو آگاہ نہ کیا تو کیا ضرورت ہی کہ ہم بیکار جا کر انکی کمک
کرین جبکہ انھون نے ہمکو غیر اور اپنا دشمن خیال کیا کہ جو ہمکو اس حال سے آگاہ نہ کیا آفاق نے کہا ملکہ

یہ سبب نہین ہی بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ کونسی لڑائی ہی کہ جسکی خبر کردون یہ
لوگ اس مقابلہ کو سرکر لینگے مگر ہمکو لازم ہی کہ ہم جاکر کمک کرین کیونکہ اس سرکار سے نمک خوار ہین اگر یہ
سرکار مٹ گئی تو ہماری بھی حکومت مٹ گئی اُسکی زوجہ نے جواب دیا کہ میری تو مرضی نہین ہی آفاق نے
کہا کہ ای زوجہ مین کیا کہتا ہون اگر تمھاری مرضی نہین ہی تو میری بھی مرضی نہین ہی خیر دیکھا جائیگا اگر
بادشاہ ہم سے سوال کریگا کہ تمکو اس امر کی خبر ہوئی تھی اور تم نے کمک نہ کی اُسکا جواب دیا جائیگا ہمکو
اُنسے کوئی خوف نہین ہی ملکہ نے کہا کہ ہم کوئی اُنکا دیا تو کھاتے نہین ہین جو خوف کرین یہان تو یہ گفتگو باہم
میان بی بی مین ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ ایک سناٹا ہوا اور ایک طائر آکر گود مین آفاق کی بیٹھا جب آفاق
نے دیکھا تو اُسکے گلے مین نامہ بندھا ہوا تھا آفاق نے وہ نامہ اُسکے گلے سے کھولا اُسکے لفافہ کو چاک کرکے پڑھا وہ
نامہ سمندر شاہ کی طرف سے تھا وہی مضمون تھا جو کہ قبل مین تحریر ہو چکا ہی جب نامہ پڑھ چکا تو
آفاق نے اہل دربار اور اپنی زوجہ سے کہا کہ دیکھا تم لوگون نے آخر مجھکو بادشاہ نے طلب فرمایا
اب تو مجھکو لازم ہی کہ برائے کمک جاؤن اُسوقت اُسکی زوجہ نے کہا کہ اب مین نہین منع کرتی ہون اب
ضرور چلنا چاہیے جو اُسکی زوجہ نے کہا اُسیوقت آفاق نے اُس نامہ کا جواب تحریر کیا کہ آپکا
نامہ پہونچا مین ایک سال سے ایک شادی مین مبتلا تھا مجھکو ان حالات کی بالکل خبر نہ تھی دوسرے مین سیر
بھی کیا کرتا تھا اپنے ملک مین نہ تھا بلکہ ایک صحرا مین مع اپنی زوجہ کے مقیم تھا اس سبب سے ان خبرون
سے مین آگاہ نہوا ورنہ ضرور آپکی کمک کے لیے حاضر ہوتا کیونکہ مین تو آپکا پروردہ ہون مجھپر حق نمک کا ضرور ہین
اُسکو ادا کرنا ہی اب معلوم ہوا ہی مین مع لشکر کے حاضر ہوتا ہون معاف فرمائیگا یہ تحریر کرکے اُسی طائر کے گلے
مین نامہ باندھ دیا اور سحر کیا کہ وہ طائر جواب نامہ لیکر روانہ ہوا بعد روانگی جواب کے آفاق اسباب روانگی
چلنے کا کرنے لگا لشکر جمع کرنے لگا یہ تو اس بندوبست مین مصروف ہوا ادھر دوسرا طائر نامہ لیکر [illegible] خبر یاب
وار یک کے پاس پہونچا اُنکو بھی نامہ دیا وہ بھی اس خیال مین بیٹھے ہوئے تھے کہ جب بادشاہ طلب کرینگے
تو جائینگے کہ وہ طائر نامہ لیکر پہونچا اُنکو نامہ دیا اُنھون نے نامہ پڑھا جواب تحریر کیا کہ ہم روانہ ہوتے ہین
اور برائے کمک حاضر ہوتے ہین یہ لکھکر اُس طائر کے گلے مین ڈالکر روانہ کیا اور خود اُسیوقت سے سامان سفر مین
مشغول ہوا اور جب سب سامان ہو گیا اپنے لشکر کو لیکر بجمعیت ساٹھ ہزار ساحران نامدار و سواران جرار کے
طرف شہر سمندریہ کے روانہ ہوئے انکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر آفاق بھی اپنا بندوبست کرکے مع اپنی
زوجہ کے لشکر قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے ساحرون کا لیکر روانہ ہوا ہی انکا حال آئندہ تحریر ہوگا دوسرے
دن جو سمندر نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے عشاق وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے کہ سمندر نے کہا کہ وہ سوداگر
خبر لیکر آئے کہ کیا گذری نہ وہ طائر جواب نامہ لیکر آئے نہ پرند واپس آیا کوہ زمرد سے یہی گفتگو ہو رہی تھی
کہ پرند آکر پہونچا اُسنے جو جواب کہ زمرد جادو نے دیا تھا بیان کیا سمندر نے کہا خیر آئے تو کہ وہ طائر جواب نامہ لیکر
آئے سمندر کو جواب نامہ دیا اُسنے وہ جواب پڑھا خوش ہوا اور کہا کہ ای استاد آفاق بھی مع لشکر کے آتا ہی
یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی سوا اسکے میرے اور کسی سے نہین زیر ہو سکتا ہی مین اسکا ہمپلہ ہون اسی سبب سے
تو مین نے درجہ وزارت سے اسکو بادشاہ کر دیا عشاق نے کہا کہ جبکہ آفاق آتا ہی تو اسکو لشکر کے ہمراہ کرکے برائے
مقابلہ روانہ کرنا تم ابھی نہ جانا سمندر نے کہا کہ یہی مین نے بھی خیال کر لیا ہی سمندر نے کہا کہ خبر یاب وغیرہ بھی آتے ہین
عشاق نے کہا کہ اب سب آئینگے ہر ایک اپنے مقام سے روانہ ہو چکا ہوگا ان سب کو اس فکر مین رکھا جاتا ہی کہ آن
ہرکارون نے آکر سمندر سے بیان کیا کہ ای بادشاہ چار پہر تک جشن خوشی برپا رہا پانچوین دن صاحبقران نے

دربار کیا نقابدار نے اجازت چاہی اُن سرکاروں نے کل حالت بیان کی یعنی رفیع البخت کا اجازت
طلب کرنا صاحبقران کا کل حال اور حملۂ آذری کا بیان کرنا وصیت نامہ کے ہونے پر اجازت دینا پس
نقابدار یعنی رفیع البخت کا مع لشکر طرف طلسم نور افگن کے روانہ ہونا بیان کیا یہ خبر سنتے ہی سکندر خوش ہوا
اور کہا کہ یہ بلا تو یوں دفع ہوئی خوب ہوا کہ نقابدار چلا گیا اب صرف صاحبقران ہیں مقابلہ کیا جاویگا زیادہ
تر خوف ان نقابداروں کا تھا کہ انکے اوپر سحر اثر نہیں کرتا ہے اُن سرکاروں کو انعام دیا دریافت کیا کہ اب
کیا قصد ہے صاحبقران کا انہوں نے عرض کیا کہ ابھی تو وہ اس صدمہ میں مبتلا ہیں کچھ ارادہ معلوم نہیں ہوتا ہے
سکندر نے کہا کہ جو امر پیش ہو وہ آکر بیان کرنا وہ سرکارے پھر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے راوی بیان
کرتا ہے جب نقابدار نیشن پوش یعنی رفیع البخت طرف طلسم کے روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب کیا تدبیر ہو سکے یا تو نامہ بنام سکندر روانہ کیا جائے یا یہاں سے مع لشکر کے کوچ
کر کے شہر پر یورش کیا جائے بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے نامہ تحریر کیا جائے اسکا جواب آئے تو پھر شہر پر یورش کیا جائے
یہ جو بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے نامہ تحریر کیا جائے اسکے بعد یورش کیا جائے صاحبقران نے حکم دیا کہ دبیر کو طلب کر کے
ایک نامہ بنام سکندر بادشاہ تحریر ہو یہ جو حکم صاحبقران نے دیا اسوقت سپہراسپ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں کچھ
عرض کروں صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو سپہراسپ نے عرض کیا کہ ابھی حضور نامہ نہ تحریر کریں بلکہ شہر پر یورش بھی
نہ کریں کیونکہ سکندر بڑا مکار ہے ضرور یا تو خود ہمارے مقابلہ آئیگا یا کسی کو ہمارے مقابلہ روانہ کریگا یہ تو اسکو معلوم ہی ہے کہ لشکر
تسخیر وغیرہ نے شکست کھائی وہ کبھی نہ کسی بند و بست میں ہوگا ایک ہفتہ تک انتظار فرمائیے اسکے بعد خواہ نامہ
تحریر فرمائیگا خواہ شہر پر یورش فرمائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اسکا کیا سبب ہے سپہراسپ نے عرض کیا کہ بلکہ
میرے نزدیک تو بہتر ہوگا جو بعد اس ہفتہ کے بلا اطلاع شہر پر یورش کیا جائے کیونکہ اگر آگاہ کر کے یورش کیا جائیگا
تو خرابی ہوگی وہ شہر سے بند و بست کریگا اگر دشمن حملہ آور ہوگا اسکے دفع کرنے میں ایک زمانہ صرف ہوگا جب وہ دفع
ہوئے گا تو کہیں مقابلہ ہوگا یا وہ طاق سے کمک طلب کریگا اگر اس مقام پر کمک آگئی تو پھر خرابی ہوگی آئندہ
آپکو اختیار ہے میرے نزدیک امر مناسب تھا میں نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ میں یہ تو نہ کرونگا کہ آگاہ
نہ کروں اور یورش کروں ہاں یہ ضرور کرونگا کہ ابھی ایک ہفتہ تک نامہ تحریر نہ کرونگا جیسا جواب آئیگا ویسا کیا جائیگا
اگر سکندر نے اطاعت کی تو خیر یا مقابلہ کو آیا تو خیر یا میں نے یورش کیا اگر اسنے صدمہ پہنچایا تو انکو دفع کرینگے یا شہ طاق
سے کمک آئی انشاء اللہ اسکا بھی مقابلہ کرینگے ہم کسی امر میں بند نہیں ہیں نہ ہم کسی سے خوف کرتے ہیں ہماری نظر خدا پر ہے وہی
ہمارا حامی و مددگار ہے نہ ہمکو اس امر کا خوف ہے کہ وہ لوگ ساحر ہیں اور ہم غیر ساحر شعر سرکشی نتوان کرد شمشیر نصیب
ہر چہ آید بر سر من بالنصیب ٭ دیگر ہیچ مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراساں نشود ٭ کوئی مقام یہ ہیں
خوف کا نہیں ہے وہ سب مشکلیں آسان کریگا خیر اس ہفتہ کے بیچ میں لشکر آسودہ ہو جائیگا جو کہ مجروح
ہیں وہ اچھے ہو جائینگے یہ فرما کر خاموش ہو رہے کہ شہنشاہ و امیر الزماں و جمشید بن داراب سکین زادہ
و دیگر سرداروں نے عرض کیا کہ ابھی تو ایک ہفتہ مقابلہ کو توقف ہے لہذا اگر اجازت ہو تو ہم لوگ شکار کھیل
آئیں کیونکہ اس صحرا میں شکار بہت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ شکار کی کیا ضرورت ہے کیونکہ یہ مقام غیر ہے اور
ساحروں کا مقام ہے کیا ضرورت ہے کوئی آفت میں مبتلا ہو تو خرابی ہو کیونکہ یہاں سب دشمن ہیں انھوں نے عرض کیا کہ
ہم دن بھر شکار کھیلا کرینگے شب کو لشکر میں چلے آیا کرینگے کوئی مقام خوف و خطر نہیں ہے آپ اطمینان رکھیں جب
یوں سب نے عرض کیا اسوقت صاحبقران نے مجبور ہو کر سب کو اجازت دی اسکے بعد دربار برخاست
کیا وہ لوگ کہ جنہوں نے اجازت شکار کی لی تھی وہ اپنے سرداروں کو لیکر برائے شکار روانہ ہوئے یہ لوگ صحرا میں

شکار کھیلنے لگے یہ لوگ تو ہر روز شکار کو جاتے ہیں دن بھر شکار کھیلتے ہیں شب کو لشکر میں چلے آتے ہیں اور اپنے
لشکر میں آکر آرام پذیر ہوتے ہیں یہاں تو یہ بند و بست ہے اُدھر سمندر شہر کی سیر دیکھتا ہے کہ کیا حال گذرتا ہے
لشکر اسلام کس فکر میں ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ سمندر دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ ابر گلنار ایک طرف سے
پیدا ہوا اہل دربار نے اس ابر کو دیکھ کر کہا کہ اے بادشاہ یہ ابر کیسا اٹھا ہے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر کمک کو میری آتا ہے کہ وہ ابر قریب دربار سمندر شاہ کے شق ہوا اس سے تخت سحر پیدا ہوا دیکھا کہ اس پر
آفاق مع اپنی زوجہ کے سوار ہے اور عقب میں لشکر بیشمار ہے بس آفاق لشکر کو بیرون دربار ٹھہرا کر خود تخت
کو بڑھا کر دربار میں آیا مجرا گاہ پر سے سمندر شاہ کو سلام کیا جیسے سمندر نے آفاق کو دیکھا خوش ہو گیا چہرہ
مارے خوشی کے سرخ ہو گیا نیم قد تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا سب اہل دربار سے کہا کہ وہ شخص آیا کہ جس سے میری
قوت زیادہ ہو گئی میرے بازو قوی ہو گئے یہ جو سمندر نے کہا آفاق نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہ آپکی ذرہ پروری ہے
میں کب اس لائق ہوں یہ سب غلام نوازی ہے سمندر شاہ نے جواب دیا کہ میں تمکو اپنے بھائی کے برابر جانتا ہوں تا
یہ جب کلام ہو چکے آفاق اور اہل دربار سے ملنے لگا کہ آئینہ اندام زوجہ آفاق نے سمندر کو سلام کیا جب
آفاق سب اہل دربار سے مل چکا اسوقت پھر طرف سمندر کے متوجہ ہوا اور عرض کیا کہ مجھکو کیا حکم ہوتا ہے
سمندر نے جواب دیا کہ تم اپنے تخت کو برابر میرے تخت کے بچھا دو بس تخت آفاق کا برابر تخت سمندر کے آراستہ ہوا
آفاق مع اپنی زوجہ کے اس تخت پر بیٹھا اور سب سردار لشکر اپنے اپنے مرتبہ سے دربار میں سمندر شاہ کے
بیٹھے جب سب بیٹھ چکے اسوقت آفاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ حکم نامہ حضور کا پہونچا یہ خاکسار فوراً راہی
ہوا مع اپنے لشکر کے مگر میں حال سے ان امروں کے بالکل آگاہ نہ تھا وہ سب یہ امر ہے کہ آپنے مجھے کیوں اس
حقیر کو یاد فرمایا جو اسقدر اس معرکہ کو طول ہوا میں آگیا ہوں اس پار دریا سے [illegible] جا کر قصہ تمام کرتا
ایک کو زندہ نہ چھوڑتا یا یہ ہوتا کہ وہ لوگ اطاعت قبول کرتے اسقدر طول ہوتا یہ جو آفاق نے کہا
سمندر شاہ نے اول سے آخر تک سب قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس خیال سے تمکو آگاہ نہ کیا اور
نہ طلب کیا کہ یہ لوگ ساحر نہیں ہیں جب ساحر نہیں ہیں تو انکا مقابلہ کرنا کیا مشکل امر ہے ایک حملہ میں
سب کا کام تمام ہوگا ساحر بھی ساحر کو ایک پل میں قتل کر سکتا ہے میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ کافی ہیں جب
طول ہوا تو میں نے اور سب کو طلب کیا تمکو اس سبب سے ہمنے طلب کیا کہ تمہارا جانا انکے مقابلے میں برا جانتا ہے جبکہ
مجکو مقابلہ کرتے ہوئے عار و ننگ ہے تو آفاق کو بھی ضرور ہوگا یہ خیال کر کے میں نے تمکو آگاہ نہ کیا اب جب میں نے
دیکھا کہ یہ امر حد سے زیادہ گذر گیا اب بدون میرے جائے یہ کام سر انجام نہ پائیگا بس میں نے خیال کیا
کہ کسی کو یہاں کا بادشاہ کروں اور خود برائے مقابلہ جاؤں چنانچہ فکر کرتے کرتے یہ امر خیال میں آیا کہ
آفاق کو طلب کر کے یہاں کا بادشاہ کروں اور خود برائے مقابلہ اہل اسلام جاؤں بس میں نے
تمکو طلب کیا اب تم یہاں کی حکومت کرو میں اہل اسلام کے مقابلے کو جاتا ہوں آفاق نے جواب دیا
کہ حکومت آپکو مبارک رہے یہ جان نثار برائے مقابلہ جائیگا میری موجودگی میں آپکا جانا کیا ضرور ہے
جبکہ ہم ایسے جان نثار و سر فدا کرنے والے موجود ہوں سمندر شاہ نے جواب دیا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں
کہ تمکو انکے مقابلہ سے عار ہوگا میں خود کیوں نہ جا کر مقابلہ کروں اور تم یہاں حاکم رہو بلکہ تمہارے یہاں
بیٹھنے سے ایک یہ امر ہوگا کہ شہر کا بخوبی بند و بست ہوگا میری موجودگی سے زیادہ ہوگا میرے نزدیک
اچھا سب ہے کہ تم یہاں قیام کرو آفاق نے جواب دیا کہ یہ تو ممکن نہیں آپ یہاں تشریف فرما ہوں
یہ خاکسار جا کر مقابلہ کریگا ہاں جب میں ہوں اسوقت آپکو اختیار ہے [illegible] سمندر شاہ کی مرضی یہی تھی کہ

سبب سے تو طلب کیا تھا کہ مین یہان قیام کرونگا آفاق کو براے مقابلہ روانہ کرونگا جب آفاق نے
پوچھا سمندر رسے نے کہا کہ خیر جو تمھاری مرضی مگر ایک دو روز یہان قیام تو کرلو آفاق نے جواب دیا کہ اب
مین مقابل اہل اسلام جاکر قیام کرونگا اسی سبب سے مین نے اپنے لشکر کو فرودکش ہونے کا حکم نہین دیا
مین نے یہ قصد کر لیا ہی کہ اب جو کمر کھولونگا تو اہل اسلام کے مقابلے مین کھولونگا لہذا آپ اجازت دین
مین تو یہان نہ آتا اسی طرف چلا جاتا مگر ایک سبب سے آیا کہ آپکو آگاہ کردون جب یہ امر سمندر رسے نے
سنا جواب دیا کہ تمکو سپرد خداوند تصویر کیا تم یہ نہ خیال کرنا کہ مین نے تمکو حقیر تصور کرکے براے مقابلۂ اہل اسلام
اجازت دی بلکہ تمھارے اصرار سے دوسرے مین نے یہ خیال کر لیا کہ جیسے مین گیا ویسے تم بھی جب مین تمھارا
کہنا نہ مانتا اور جانے کے خیال کرتا ہون تو تمکو ناگوار ہوگا آفاق نے جواب دیا کہ مین کیون برا ماننے لگا جبکہ
مین نے خود اصرار کرکے اجازت لی اب مین رخصت ہوتا ہون سمندر رسے نے کہا کہ جاؤ بس آفاق سمندر رسے رخصت
ہوکر چلا سمندر رسے نے کہا کہ اے آفاق جو کوئی میرا مددگار آئیگا مین اُسے تمھاری کمک کے لیے روانہ کرونگا اور مین
ناظران سحر مقرر کیے ہین وہ دمبدم کی خبر دیتے رہینگے آفاق نے کہا کہ آپکو اختیار ہی کمک مجکو درکار نہین ہی
مگر مین آپکے حکم سے سرتابی نہین کرسکتا ہون بس یہ کہکر اور تخت سحر کو اپنے اڑا کر سمندر راور کل اہل دربار سے
صاحب سلامت کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا باہر دربار کے آکر اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر کیونکہ اُسکا لشکر
اُسی طور سے باہر سحر مین قیام پذیر تھا بس لشکر کو لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہ تو اُدھر کو چلا اب بیرون
شہر پناہ کے دروازے پر قیام کیا راوی نے بیان کیا ہی بعد روانہ ہونے آفاق کے چیرہ پک
وجیرہ پک وغیرہ نے مع ساتھ ہزار سپاہ کے شمالی دروازے پر قیام کیا اور خود
اپنے سردارون کو لیکر داخل شہر ہوے اور دربار مین آئے دربان سے اطلاع کراکے دربار مین
داخل ہوے سمندر رسے شاہ کو مجرا کیا اسکے بعد سب اہل دربار سے ملکر سیاوش کو مرحمت ہوئین
سب اُسپر بیٹھے سمندر رسے شاہ نے مزاج پوچھا انھون نے جواب دیا کہ آپکی جان و مال کو دعا کرتے ہین اور ترقی جاہ
کے خواستگار ہین آپ یہ فرمائیے کہ ہم غلامون کو کس لیے طلب کیا ہی سمندر رسے شاہ نے جواب دیا کہ تمکو اپنی کمک
کے لیے طلب کیا ہی کیونکہ اہل اسلام نے ہمپر لشکر کشی کی ہی دریاے سحر رنگ سے یہان تک اُنکا
قبضہ ہوگیا ہی تھوڑے دن ہوے کہ قسیم وغیرہ آئے تھے جبکہ یہ لوگ آچکے ہین اور لشکر اُنکا فروکش
ہوچکا ہی کہ قسیم میرے پاس آئے اور مجھ سے اجازت لیکر اُنکے مقابلے مین اُترے لڑائی شروع ہوئی
کئی مقابلے ہوے آخر کو اُنھون نے قسیم وغیرہ کو قتل کیا لشکر کو شکست دی یہ لوگ بڑے زبردست
ہین مین اس فکر مین تھا کہ کوئی میرے مددگارون مین سے آئے تو مین براے مقابلہ روانہ کرون چنانچہ
مین نے کل اپنے خراج گذارون کو نامے تحریر کیے اُنمین سے قسیم وغیرہ آئے تھے سو قتل ہوے اب تم لوگون کو
طلب کیا آفاق جادو کو طلب کیا تھا سو وہ آیا اور مجھ سے اجازت لیکر اپنے لشکر سمیت براے مقابلۂ اہل اسلام
گیا ہی بس تم بھی اپنے لشکر کو لیکر آفاق کی کمک کو جاؤ انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب ہمکو کوئی عذر نہین ہی
یہ حکم دیکر سمندر رسے نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مکان پر آئے چیرہ پک وغیرہ اپنے لشکر مین آئے وہ شب اُسی
مقام پر بسر کی بوقت سحر لشکر لیکر طرف اہل اسلام کے کوچ کیا یہ تو ادھر سے چلے اُدھر آفاق بھی بوقت صبح شہر پناہ
سے کوچ کرکے چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ چھ دن گذر گئے تھے اب دو یوم اُس ہفتہ مین باقی تھے یہان دربار
آراستہ تھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر تھے صاحبقران دنگل پر سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیرون بارگاہ کے
آ کھڑے ہوے تھے کہ بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ آج چھ دن ہوے ہین بلکہ قریب پندرہ دن کے

صاحبقران

ہوسے ہین جنگ کو فتح کیے ہوسے اور چھ دن تو اُس واقعہ کو ہوسے ہین کہ جب یہ راسے قرار پائی تھی کہ نامہ لکھا جاے
تو سہراب نے عرض کیا تھا کہ بعد ایک ہفتہ کے اب اُس ہفتہ مین دو روز باقی ہین صاحبقران نے جواب مین کہا کہ
جی ہاں پرسون مین ضرور نامہ تحریر کرونگا کیونکہ کہانتک مین اسکا انتظار کرونگا کہ کوئی براے مقابلہ آئے سہراب
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بھتیجی اب سمجھنا ندی کیا راستہ ہی پرسون نامہ لکھون یا نہ لکھون سہراب نے عرض کیا کہ
کیا مین عرض کرون گمان تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور براے مقابلہ آئیگا کیونکہ خود سمندر منچلا ہی اور جسقدر سردار اُسکے
وہ سب منچلے ہین انکو کب تاب ہوگی کہ وہ یہ خبر پائین کہ لشکر نے شکست کھائی اور وہ مقابلے کو نہ آئین ہمکو معلوم
تھا کہ سمندر خود براے مقابلہ نہ آئیگا مگر کسی کو ضرور روانہ کریگا مگر نہ معلوم کیا ہوا جو براے مقابلہ نہ آیا
صاحبقران نے فرمایا کہ اس سے کیا غرض پھر دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ شہر سمندر پری کی طرف سے ابر گلنار گون
پیدا ہوا اُس سے بارش یاقوت ہوتی تھی ابر مین چمک وکڑک برق کی تھی اور باد دل کی کشودگی پر گریہ تھی یہ حال دیکھکر
جو سردار خوش مزاج عاشق تن تھے اُس ابر کو دیکھکر اُنکے دل مین امنگ پیدا ہوئی کہ سیر صحرا کرین آگے آگے
اُس ابر کے ایک ابر تیرہ و تاریک تھا کہ جس سے کسی قدر بارش مثل [illegible] ہوتی جاتی تھی اُس ابر کے سایہ سے
صحرا کا اور رنگ ہوگیا لطافت ابر اصلی خیال کرکے اپنے اپنے مقام کی طرف جانے لگے اور چھڑائی ابر کو دیکھکر
خوش ہونے لگے کوئل کی صدا آنے لگی صاحبقران نے فرمایا کیا گھٹا اُٹھی ہی اسکو دیکھکر شکار کی رغبت ہوئی ہی تمام
تذرو پر شور وسینہ ستارک ساز آمدہ مبیکستان شد وکہ ابر آمد وبسیار آمد بادشاہ نے فرمایا کہ یہی دل چاہتا ہی جو سردار زیادہ شوقین چڑھے
تھے انھون نے تو عرض کیا کہ حضور تشریف لیچلین ابھی بادشاہ نے جواب نہ دیا تھا کہ وہ ابر قریب اُس
صحرا کے آکر منشق ہوا کہ جہان پر لشکر قیصم وجمشید فروکش تھا جب سے وہ لشکر تباہ ہوا ہی وہ مقام خالی ہی
وہ ابر آکر اُس مقام پر قائم ہوا وہ منشق ہوا اُس سے اژدر آتش فشان آنکے پشتون پر علم کہ جنکے پھریرے
سیاہ رنگ کے اُنپر تعریف خداوند لقصو تحریر تھی آکر ایک طرف قائم ہوسے اُس ابر سے اسقدر بارش ہوئی کہ
وہ جو گرد وغبار صحرا کا تھا بیٹھ گیا وہ اژدر ایک طرف ٹھہرے اُس ابر کے بعد ابر گلنار رنگ ظاہر ہوا جب کہ
صاحبقران بادشاہ واہل دربار نے یہ رنگ دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو کسی لشکر کی آمد ہی ساحرون کا لشکر
شہر سمندر پری سے ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ ابر اُس ساحر کی آمد کا ہی دیکھو وہ ابر سے اژدر پیدا ہوسے سب نے
عرض کیا بجا ارشاد ہوا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ خبر منگاؤ کہ یہ کون ساحر آیا ہی یہ خود
سمندر شاہ تو نہین ہی سہراب نے عرض کیا کہ سمندر شاہ کی آمد کا یہ طریقہ نہین ہی جب وہ لشکر کو لیکر
کسی کے مقابلے کو جاتا ہی تو جاہ وحشم سے جاتا ہی یہ اور کسی ساحر کی آمد ہی کسی نہ کسی ملک کا بادشاہ ہوگا
کہ اُسنے براے کمک اسکو طلب کیا ہوگا وہ آیا ہی سمندر نے اُسکو آپکی طرف روانہ کیا ہی سمندر خود نہ آئیگا
ابھی برسون اُسکے ہوا خواہ مقابلہ کرینگے آپ اطمینان رکھین جو کوئی ہوگا مین خود عرض کرونگا کوئی ہرکارون
کے جانے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ مین سب کو پہچانتا ہون آئندہ آپکو اختیار ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کیا
ضرورت ہی جو بیکار ہرکارون کو زحمت ہو کہ اُس ابر گلنار سے تختہاے سحر ظاہر ہوسے کہ اُنپر ساحر سوار تھے وسط مین
اُنکے تخت پر آفاق وآئینہ اندام تھی آفاق کے سر پہ تاج کج رکھا ہوا قباے نادر کا زیب تن اور جواہرات
ہر قسم کا پہنے ہوسے برابر اُسکے اُسکی زوجہ یہ عورت بہت حسین وخوبصورت ہی آئینہ اسکے روبرو لگا ہوا ہی سر سے
پاؤن تک زیور مین غرق گلنار جوڑا پہنے ہوسے بیٹھی ہی ہنس ہنس کر اپنے شوہر سے باتین کر رہی ہی ان شوہر زوجہ
مین اسقدر محبت ہی کہ کم ہوگی زوجہ کی زندگی شوہر کے بھروسے پر ہی اور شوہر کی حیات زوجہ کے بھروسے پر ہی بڑا افسوس
ہی کیون نہو کہ نہ ایسی حسین عورت ہوگی نہ ایسا خوبصورت مرد ہوگا عقب مین اُنکے لشکر ہی چند ساحر اُس سحر مین لشکر

قسیم کے تھے وہ بھی اس لشکر کو دیکھکر اُس لشکر مین شامل ہوے ہرکارے لشکر کے ہمراہ آئے تھے جو کہ لشکر اسلام
سے واقف تھے انھون نے آفاق سے عرض کیا کہ وہ سامنے لشکر اسلام فروکش ہی بس آفاق نے لشکر کے
اُترنے کا حکم دیا ہر ایک ساحر اپنی سواری سحر کو ہوا پر سے زمین پر لایا عقب مین لشکر کے اژدرون پر خیمہ وغیرہ
لدے ہوے تھے سب ساحرون نے خیمہ وغیرہ برپا کیے آفاق کی بارگاہ برپا ہوئی ادھر اسکو تو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ
سامنے لشکر اسلام فروکش ہی ادھر سہراب نے صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور یہ آفاق جادو آیا ہی جو قبل مین سمندر شاہ
کا وزیر تھا یہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی خصوصًا اسکی زوجہ بڑی ساحرہ ہی کہ اپنا مقابل نہین
رکھتی ہی ماہیان و سحران اسکے روبرو طفل مکتب کا مرتبہ رکھتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ اسکو سمندر نے طلب کرکے
آپکے مقابلے کو روانہ کیا ہی اے خداوند یہ جبکہ وزیر تھا اسنے وہ وہ خیرخواہی کی ہی کہ جسکے سبب سے یہ ہوا کہ سمندر
نے اسکو ملک آفاقیہ کا بادشاہ کیا یہ جب سے بادشاہ ہوا اسنے وہ عدل و انصاف سے کام لیا کہ تمام رعایا اس سے
خوش ہی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر آیا ہی تو اپنی سزا کو پہونچے گا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر آفاق اور اُسکا لشکر اُترا
ایک ساحر کو اُسنے طرف صاحبقران کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اے صاحبقران مین اس امر کا خواستگار ہون
کہ مین آج آکر پہونچا ہون مجکو مہلت دی جائے ایک ہفتہ کی تا کہ مین اپنا سامان کر لون میرے نزدیک تو یہ امر
بہتر ہی کہ سمندر شاہ کی اطاعت کرو یہ اور مقام نہین ہی کہ تمھارا قبضہ ہو جاے یہان ضرور تمھارا اقبال
ساتھ ادبار کے بدلے گا کوئی نہ کوئی غلام سمندر شاہ تمپر غالب آئیگا دوسرا امر یہ ہی اگر اطاعت بادشاہ کی
نہین منظور ہی تو تم یہان سے چلے جاؤ مین بادشاہ سے کہونگا یہان سے سرحد تک جاے اُسکے ادھر تمھاری
عملداری رہے ادھر سمندر شاہ کی یہ بھی اس سبب سے کہ تم نے محنت کرکے ان مقامات پر قبضہ کیا ہی یہ تمپر
رعایت کیجاتی ہی ورنہ یاد رکھو کہ ایک پل مین تمھارا سارا لشکر تباہ ہوگا ایک یہان سے زندہ نہ جائیگا سب
طعمۂ نہنگ اجل ہونگے دریاے فنا مین غرق ہونگے پھر بدون اطاعت کے اور ترک مذہب اسلام کے
تمکو پناہ نہ ملے گی آئندہ تمکو اختیار ہی یہ نہ خیال کرنا کہ مین تم سے دب کر یا کسی خوف سے یہ پیام دیتا
ہون بلکہ تمھارے حال پہ رحم کھاکر اور یہ خیال کرکے کہ اسقدر لوگون کی مفت جان برباد ہوگی
اس سے یہ بہتر ہی کہ تم چلے جاؤ ورنہ کیا ضرورت تھی کہ مین تمکو یہ پیام دیتا کیونکہ میری طبیعت انصاف
پسند ہی مین کسی پر ظلم نہین کرتا ہون پس مین یہ چاہتا ہون کہ تمھارے اور بادشاہ کے صلح ہو جاے
اگر صلح نہین منظور ہی تو ایک ہفتہ کے بعد آمادہ مقابلہ ہونگا مین تم سے مقابلہ کرونگا یہ پیام اُس ساحر
کے ہاتھ روانہ کیا یہان دربار آراستہ تھا کہ وہ ساحر آکر پہونچا بحکم صاحبقران اندر بارگاہ کے آیا
بادشاہ و صاحبقران کو مجرا کیا اور پیام آفاق کا صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران نے
فرمایا کہ میری طرف سے آفاق سے کہنا کہ ہم وہ لوگ نہین ہین کہ اپنے قصد سے باز آئین جس امر کا
قصد کر لیا پھر اُس سے نہین پھرتے ہین تم ہمپر رحم نہ کرو جو تمھارے بنائے بن سکے قصور نہ کرو نہ ہم
اطاعت کرینگے نہ ہم ترک اسلام کرینگے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مذہب حق کو ترک کرکے دین باطل اختیار
کرین ہزار ہزار لعنت ہی اصنام پرستی پر یہ سب مذاہب باطل ہین سوا اسے مذہب اسلام کے یہ مذہب
حق اور دین برحق ہی ہم کیونکر اسکو ترک کر سکتے ہین آفاق سے کہنا کہ اب ایسے کلام ہم سے نہ کرنا بلکہ ہماری
یہ خواہش ہی کہ تم بھی دین اسلام قبول کرو اور بت پرستی کو ترک کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو
مثل ماہیان و سحران وغیرہ کے قتل ہوگے تمنے جو ایک ہفتہ کی مہلت مانگی ہی تو یہ ہمکو منظور ہی ادھر تم لوگ بھی
یہان سے بدون فتح کیے نہ جاؤ گے اس پیام و سلام سے کچھ حاصل نہ ہوگا ہم جنگ پر آمادہ ہین جب تمھارا

ہوئے اور جا کر ہرن میں ملے ادھر اُدھر چرنے لگے کہ سردار شکار کھیلتے ہوئے پہونچے جب ہرن نے صدائے
سم مرکب سنی جست و خیز کی اور ہر ایک طرف کو روانہ ہوئے ہر ایک سردار نے ایک ایک ہرن کے
عقب میں مرکب مہمیز کیا وہ ہرن کہاں لگا یہاں تک کہ جنگل تمام ہو جاتا ہر ایک نے اپنے اپنے ہرن کو شکار
کر لیا مگر شہنشاہ و امیر الزماں نے اُن ہرنوں کے عقب میں مرکب جولان کیا تھا کہ جو ساحر تھے سحر
سے صورت ہرن بنے ہوئے تھے یہ دونوں صاحب مرکب دوڑاتے ہوئے اُنکے عقب میں چلے جاتے تھے اُن
جو ہرن کہ شہنشاہ کا تھا شہنشاہ اُسکے عقب میں چلے آتے تھے وہ قریب ایک پہاڑ کے پہونچا اور جست کر کے
درے میں چلا گیا چونکہ یہ اُسکے عقب میں پریشان بہت ہوئے تھے آپکو غصہ بہت تھا یہ بھی درے میں آئے
یہاں آکر دیکھا کہ ہرن کا نشان تک نہیں ہے یہ اُسکو تلاش کرنے لگے ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اُس سے
دو ہاتھ پیدا ہوئے وہ دونوں ہاتھ مرکب کو پکڑ کر مع شہنشاہ کے اُس غار میں لے گئے اور جو ہاتھوں کے
پیدا ہونے سے ظاہر ہوا تھا اُس غار کا نشان تک بعد جانے شہنشاہ کے باقی نہ رہا اُنکا حال پھر تحریر ہوگا
اُدھر امیر الزماں جو اُس ہرن کے عقب میں مرکب مہمیز کیے چلے تھے وہ ہرن جست کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا
یہ بھی وہ مقام ہے جہاں کا ذکر دسنے پتہ دیا تھا اُس مقام پر سبزہ لگا ہوا تھا چرنے لگا یہ مرکب کو بڑھا کر اُسکے
قریب آگئے اور کمند اُٹھا کر اسیر کاری چاہتے تھے کہ کمند اُسپر ڈالی کہ ایک برق چمکی اُنکی آنکھ بند ہوگئی غبار بلند ہوا
اب نہ مرکب تھا نہ امیر الزماں وہ بھی غائب ہوگئے جب یہ بھی غائب ہوگئے اب ملاحظہ فرمائیے وہ سردار
جو کہ ہرن کا شکار کر چکے تھے اپنا اپنا ہرن شکار بند میں باندھکر طرف خیموں کے آئے اور داخل خیمہ ہوکر خادموں
سے اُسکا کباب تیار کرا کے کھانے لگے کہ خادمان شہنشاہ و امیر الزماں نے آکر عرض کیا کہ ہمارے آقا کہاں
تشریف رکھتے ہیں کیونکہ اُنکے خاصہ نوش فرمانے کا وقت گذر گیا ابھی تک تشریف نہیں لائے اُنھوں نے جواب دیا
کہ ہم اور وہ یہاں سے ہمراہ گئے تھے ایک مقام پر بہت ہرن چر رہے تھے ہم سب نے اُنپر مرکب اُٹھائے وہ ہرن
بھاگے ہر ایک نے اپنا مرکب ایک ایک ہرن کے عقب میں مہمیز کیا اب ہمکو اُنکی خبر نہیں ہے کہ وہ لوگ کیا ہوئے ہم تو
اپنے شکار کو شکار کر کے اپنے خیمہ میں لے آئے وہ بھی آتے ہونگے وہ لوگ یہ سنکے خاموش ہوئے اپنے مقام پر چلے آئے
انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ وقت سہ پہر کا آیا وہ سردار نکلے کہ شکار کو جائیں اُن خادموں نے پھر آکر عرض کیا کہ
ابھی تک ہمارے آقا نہیں آئے اب ہم کہاں تلاش کریں یہ سنکے وہ سردار خود حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اُنکو
تلاش کرنے جاتے ہیں یہ کہکر مرکب اُٹھائے ہر ایک ایک طرف کو چلا سکندر شیر لقا ایک طرف کو چلے
مرکب اُٹھائے چلے جاتے تھے کہ اُنھوں نے دیکھا کہ ایک درخت کے سایہ میں ایک پیر مرد کھڑا ہے یہ اُسکے قریب مرکب
بڑھا کر آئے اُس پیر مرد سے دریافت کیا کہ ای مرد خدا کیا تم اسی مقام پر تشریف رکھتے ہو آپنے ایک مرتبہ سر اُٹھا کر
دیکھا سر اُٹھا کر دیکھنا تھا کہ سکندر غش کھا کر مرکب پر سے زمین پر گرے ایک تڑاقہ ہوا وہ پیر مرد اور مرکب اور
سکندر سب غائب ہوگئے ایک طرف ملوک گئے تھے اُنپر یہ بلا نازل ہوئی کہ ایک تکیہ ملا یہ اُس تکیہ پر
گئے کہ ایک مرتبہ قبر شق ہوئی یہ مع مرکب اُس قبر میں غائب ہوگئے اسی طور سے اور ایک سردار کہ نام اُسکا گرگین
تھا شوہر ملکہ غزالان یہ بھی ایک مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک فقیر ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا ہے یہ اس خیال سے
اُسکے قریب گئے کہ اُس سے دریافت کریں کہ تمنے کسی کو ادھر عقب میں ہرن کے جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا
یہ جب اُس چبوترے کے قریب پہونچے کہ ایک مرتبہ اُس مرد پیر یعنی فقیر نے سر اُٹھایا اور انکی طرف دیکھا اور پھر سر
جھکا لیا اور کچھ پڑھنے لگا کہ یہ مرکب پر سے اُتر کر اُسکے قریب گئے اور کہا کہ ای درویش حق آگاہ آپنے تو کسی کو
عقب میں ہرن کے ادھر سے جاتے ہوئے نہیں دیکھا اُس فقیر نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا کہ جب

انھون نے دیکھا کہ اُسنے جواب نہ دیا انھون نے پھر اُس سے وہی سوال کیا اُسنے پھر جواب نہ دیا اسی طور سے تین مرتبہ ہوا
جب جواب نہ ملا تو گرگین نے برہم ہوکر کہا کہ ای فقیر تو کیا بہرہ ہی جو میری بات کا جواب نہین دیتا ہی مین دیر سے
تجھسے کلام کر رہا ہون یہ جو گرگین نے کہا اُسپر بھی اُسنے جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا تو انکو بڑا غصہ آیا اور ایک مرتبہ
اپنے مقام پر سے یہ کہکر اُٹھے کہ تو یون نہ جواب دیگا جب تک سزا نہ پائیگا بڑا مغرور ہی فقیر کو ایسا غرور نہ چاہیے یہ فقیرون کی
شان کے خلاف ہی کہ لوگ کلام کرین اور وہ جواب نہ دین معلوم ہوا تو فقیر نہین ہی کوئی مکار ہی یہ کہکر اُسکی طرف چلے
کیونکہ اُسنے اس کلام کا بھی جواب نہ دیا تھا یہ اُسکی طرف اس خیال سے چلے کہ اُسکو اسکی سزا دون جب اُسکے قریب
پہونچے اُسکے ہاتھ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ ای مغرور مین تجھسے کلام کرتا ہون تو اسقدر مغرور ہی کہ جواب نہین دیتا ہی
کیا سوتا ہی چپکے بیٹھا ہی ہاتھ اُسکے قریب پہونچا ایک تڑاقہ ہوا بجلی چمکی انھون نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ تڑاقہ کیسا ہوا کہ غبار بلند ہوا
اب جو غبار برطرف ہوا تو گرگین نے دیکھا اُس مقام پر نہ وہ فقیر نہ وہ چبوترہ یہ بھی غائب ہوگئے شام قریب تھی اور جو سردار ادھر
اُدھر گئے تھے وہ تلاش کرکے چلے انکو کوئی بلا نہ ملی یہ اپنے مقام پر آئے انکے لوگون سے دریافت کیا کہ وہ لوگ آئے
انھون نے کہا کہ ابھی تک تو نہین آئے اتنے مین رات ہوگئی ان سردارون سے شادمان اسکندر رومی کوک و گرگین نے
آکر عرض کیا کہ ہمارے آقا آپکے ہمراہ برائے تلاش شاہزادہ گئے تھے مگر ابتک نہین واپس آئے پھر رات کے قریب
آئی ہی ان لوگون نے جواب دیا کہ گیا یہ صاحب بھی نہین تشریف لائے نہ وہ دونون صاحب یہ کیا بلا آئی خداوند کریم
خیر کرے اب اسوقت کہان تلاش کرین نہ ہم ابھی انکو جا سکینگے کیونکہ صاحبزادہ ان کو کیا جواب دینگے ان سردارون نے
اُسی مقام پر قیام کیا یہ تو یہان اس فکر مین ہین کہ صبح ہوے تو پھر برائے تلاش نکلین اُدھر کا حال سماعت ہو کہ
جب زہرہ اُن دونون ساحرون کو یہ تعلیم کرکے کہ تم ہرن بنکر جاؤ اور سردارون کو لگا کے لے آنا تم فلان راستے
مین اور تم فلان مقام پر بس یہ اور ساحرون کو لیکر طرف صحرا کے چلا رات کو جب اسکو ساحرون نے خبر دی کہ
کہ سردار برائے شکار کل صبح کو آئینگے تو یہ بھی کہا تھا کہ فلان مقام پر انکے خیمے برپا ہین بس یہ وقت صبح سے پہلے اُس
مقام پر آگئے تھے اور سردارون کو پہچان لیا تھا بس زہرہ ساحرون کو لیکر اُس درے مین آئے کہ جہان تھا اُس
ساحر کو پتہ دیا تھا اُن ساحرون سے کہا کہ تم لوگ یہ کرو کہ ایک تو فلان مقام پر جاکر قیام کرو جب وہ ہرن
کسی سردار کو لیکر اُس مقام پر آئیگا اور وہ ہرن قیام کریگا یعنی وہ سردار اُسکے پکڑنے کی فکر کریگا تم برق چمکا کر
اُسکو گرفتار کر لینا اُسنے کہا کہ اچھا وہ ساحر روانہ ہوا ایک ساحر اس کام پر مقرر کیا کہ تم بھی جاکر سردار کو
اسیر کر لاؤ تیسرا ساحر اور روانہ کیا اور جو تھا بھی چنانچہ اُس ساحر نے یہ فکر کی کہ کوئی سردار کسی طرف کو
چلے تو مین تدبیر کرون ہر ایک ساحر اپنی فکر مین تھا اور یہ خود اُس درے مین بیٹھا چنانچہ پہلے زہرہ نے
شہنشاہ کو اور اُس ساحر نے امیر الزمان کو جسطور سے مذکور ہوا ہی گرفتار کر لیا اور اُن ساحرون نے ان
سردارون کو اسیر کیا جیسا کہ بالا تحریر ہوا بس زہرہ شہنشاہ کو گرفتار سحر کرکے اُس مقام پر لایا کہ
جہان اسنے مقام قیام مقرر کیا اور ساحرون کا انتظار کرنے لگا کہ وہ ساحر امیر الزمان کو لیکر آیا اسکو بھی
اسنے گرفتار سحر کیا تھا اُن ساحرون کا انتظار کرنے لگا کہ وہ ساحر اُن تینون سردارون کو لیکر پہونچے
انکو بھی گرفتار سحر کیا بس اُسیوقت زہرہ نے چند ساحرون کے ذریعہ سے اُن سردارون کو زہرہ کوہ کی طرف
روانہ کیا اور خود رات کو اُس مقام پر آیا کہ جہان خیمے وغیرہ برپا تھے اور وہ سردار جو باقی رہ گئے تھے
اس فکر مین تھے کہ صبح ہولے تو ہم اُنکی تلاش مین روانہ ہون کہ ہر ایک اپنے خیمے مین تھا کہ زہرہ پہونچا
اسنے سحر کیا کہ سب کو ایک عالم غنودگی طاری ہوا بس یہ ہر ایک کے خیمے مین آیا اور سحر سے گرفتار کرکے
لیگیا اب سردارون مین سے سوائے ملازمین کے کوئی نہین رہا جو کہ معزز ہو بلکہ انکے چند عزیز صاحبقران بھی تھے

وہ گرفتار ہوگئے ہیں زہرو نے انکو بھی اسیر سحر کرکے طرف زہرہ کوہ کے روانہ کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب صبح
ہوئی تو یہاں ان لوگوں میں غل و شور ہوا کہ کوئی سرداروں کو رات کو جو کہ باقی رہ گئے تھے چرا کر لے گیا
دوپہر تک ان سب نے سب کو تلاش کیا کہیں سراغ نہ لگا تو پھر مایوس ہو کر سب اسباب لیکر طرف لشکر کے روانہ
ہوئے یہاں دربار آراستہ ہے سب سردار حاضر ہیں جو کہ شکار کو گئے ہیں انکی کرسیوں و ڈنگاوں پر غاشیہ پڑے ہوئے
ہیں کہ ایک مرتبہ بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ شب کو معلوم ہوتا ہے وہ سردار شکارگاہ سے واپس نہیں آئے
کیونکہ جب واپس آتے تھے تو صبح کو دربار میں آکر پھر شکار کو جاتے تھے صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں
نہیں آئے ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ اب جو وہ آئیں تو انکو منع کر دیا جائے کہ اب وہ شکار کو نہ جائیں کیونکہ
لشکر حریف مقابل میں اترا ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بہت خوب آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی
کہ ان سرداروں کے ملازم حاضر دربار ہوئے مگر عجیب صورت سے کہ باحال زار و حواس پریشان حیران
آکر مجرا گاہ پر کھڑے ہوئے مجرا کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ لٹ گئے اپنے آقاؤں سے چھوٹ گئے ہم پر
فلک غم ٹوٹ پڑا صاحبقران نے جو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ یہ تو ملازم ہیں ان سرداروں کے جو کہ برائے
شکار گئے تھے انسے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش ہوا انھوں نے سرداروں کا برائے شکار جانا اور شہنشاہ
و امیر الزمان کا شکارگاہ سے نہ واپس آنا اپنا سرداروں سے عرض کرنا انکا برائے تلاش روانہ ہونا
انہیں سے بھی چند سرداروں کا غائب ہونا آخر کو سب کا شام کو واپس آنا پھر اپنا انسے عرض کرنا انکا فکر کرنا اور
کہنا کہ صبح کو تلاش کرینگے رات کو وہ لوگ بھی خیمہ سے غائب ہوگئے ہمنے دوپہر تک تلاش کیا کہیں سراغ نہ ملا
آخر کو واپس یہاں آئے کہ آپ کو آگاہ کریں یہ واقعہ درپیش ہوا جو کہ ہمنے عرض کیا یہ خبر سنکے صاحبقران نے
طرف بادشاہ کے دیکھا اور فرمایا کہ سنا آپنے کہ یہ لوگ کیا بیان کرتے ہیں وہ سب سردار غائب ہوگئے
اس سبب سے نہیں شکارگاہ سے واپس آئے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو نیا واقعہ درپیش ہوا تو ہر ایک کو
اس امر کا عجیب ہوا سب کو بڑا صدمہ ہوا خصوصاً بادشاہ و صاحبقران کو شہنشاہ و امیر الزمان و
سکندر فتح لقا کا بڑا رنج ہوا اور سرداروں کا بھی صدمہ ہوا یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ چند سردار
شکارگاہ پر سے غائب ہوگئے ہیں یہ جو خبر لشکر میں پھیلی ہرکارے لشکر آفاق کے بھی لشکر میں موجود تھے
یہ خبر معلوم کرکے اپنے لشکر میں آئے اور آفاق کی بارگاہ میں آکر بیان کیا کہ ہم لشکر صاحبقران میں تھے
کہ یہ خبر آئی کہ چند سردار شکارگاہ پر سے غائب ہوگئے ہیں یہ خبر آئی ہے آفاق نے کہا کہ یہ کچھ دریافت
کیا تھا کہ کیونکر غائب ہوئے انھوں نے عرض کیا کہ یہ کچھ نہیں بیان کیا کہ کیونکر غائب ہوئے آفاق
نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اب لشکر اسلام میں تلاطم مچا ہوا ہے صاحبقران نے بادشاہ سے کہا کہ مجکو تو
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لشکر حریف آیا ہے انہیں سے کوئی ساحر انکو اسیر کرلے گیا ہے بڑی خرابی ہوئی کیونکہ
وہ ایک دن میں تو مقابلہ ہوگا اور سردار غائب ہوگئے ہیں اب کیا ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ میں خود
فکر میں ہوں کہ یہ کیا امر ہے اسی لیے منع کرتے تھے کہ شکار کو نہ جاؤ مگر انھوں نے نہ سنا جسکے اس سبب سے
منع کیا تھا کہ یہ شہر پرایا ہے یہاں ساحروں کا زمانہ ہے کوئی ضرورت شکار کی نہیں ہے مگر نہ سنا آخر کو
یہ دن پیش آیا اب بڑی مصیبت پڑی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا کیا جائے جو مرضی کریم جو اسکی
مصلحت ہے خیر مقابلہ تو ضرور کیا جائیگا یہ فرماکر بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب رخصت ہوکر
اپنے اپنے خیمہ میں آئے اس روز طبل بنام اسد ثانی کے نام پر تھا کیونکہ لشکر اسلام میں ہمیشہ سے یہ طریقہ
جاری ہے کہ ہر روز ایک سردار لشکر کا طبل بجاتا ہے یہاں تک کہ ایک دن صاحبقران کی بھی نوبت آتی ہے

سوا اسکے بادشاہ کے سب طلایہ پھرتے ہین صاحبقران اول وثانی بھی پھرتے تھے بس آج یہان طلایہ کا دن
اسد ثانی کا تھا وہ طلایہ پر جب کوئی دو پہر رات آئی تو گئے طلایہ پھرنے لگا ادھر زہروند نے اپنے ساحرون
سے کہا کہ مین جاتا ہون لشکر اسلام مین اگر ممکن ہوتا ہی تو چند سردارون کو اسیر کرکے لاتا ہون یہ وہان سے
سحر کرکے روانہ ہوا لشکر کے قریب آکے پہونچا دیکھا کہ صدا سے بیدار باش و ہوشیار باش بلند ہی یہ اس
کنارہ مین کھڑا ہوا تھا کہ مین لشکر مین جاؤن کہ دیکھا اسد ثانی طلایہ پھرتا ہوا چلا آتا ہی اسنے دیکھا کہ ایک
سردار چند سردارون کو لیے ہوئے طلایہ پھر رہا ہی جیسے اسکے قریب پہونچا اسنے خیال کیا کہ اسکو گرفتار
کرلون پھر اور کی فکر کرونگا یہ خیال کرکے اسنے اسد پر سحر کیا یہ بیہوش ہوکر گر پڑے اور جو سردار تھے وہ بھی
بیہوش ہوئے اسنے ان سبکو گرفتار سحر کرکے ایک مقام پر پوشیدہ کیا اور یہ خود داخل لشکر ہوا چونکہ اسکو
کچھ معلوم نہ تھا کہ کونسا خیمہ صاحبقران کا ہی اور کونسا بادشاہ کا اور دیگر سردارون کے کون کون
سے خیمے ہین بس یہ ایک خیمہ پر آیا اور سحر کرکے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ خادم و خدمتگار بیدار ہین روشنی
ہو رہی ہی اسنے سحر کیا کہ ان سب پر غنودگی طاری ہوئی وہ سب تو بیہوش ہوئے یہ اس سردار کو لیکر اسی
مقام پر آیا جہان اسد کو پوشیدہ کر دیا تھا اسکے بعد دوسرے خیمہ مین آیا دوسرے سردار کو گرفتار سحر کر
لے گیا تا صبح یہ چار سردارون کو مع اسد ثانی کے لیگیا اور اپنے مقام پر پہونچکر ان سب کو طرف زمرد کوہ
کے روانہ کر دیا یہان جو صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ ہوا ایکمرتبہ
خیمہ قیصر صاف باطن سے شور بلند ہوا کہ کوئی ہمارے آقا کو چرا لیگیا یہ اس خیمہ سے شور بلند تھا کہ خیمہ
عین الزمان و نور الزمان سے بھی شور بلند ہوا کہ ان دونون صاحب کو بھی کوئی خیمہ سے چرا لے گیا
لوگ انکے ملازم روتے پیٹتے ہوئے طرف دربار کے چلے ادھر ملازم اسد جو کہ اسد کے
ہمراہ طلایہ پھر رہے تھے اسد کو تلاش کرتے ہوئے آئے تھے جب اسد کو نہ پایا تو خیال کیا کہ کسی طرف
چلے گئے ہونگے اسقدر رات تلاش مین بسر ہوئی جب نہ ملے تو وہ بھی لوگ صبح کو طرف دربار کے
چلے ادھر عین الزمان و نور الزمان و قیصر کے نوکر روتے ہوئے آ دھر سے اسد کے ملازم پہونچے
سبھون نے بادشاہ و صاحبقران سے واقعہ عرض کیا یہ خبر سنکے اور زیادہ تعجب ہوا ایک تلاطم
اہل دربار مین مچ گیا صاحبقران و بادشاہ حیران ہوئے کہ یہ کیا ہوا کہ سردار اپنے خیمون سے
غائب ہوگئے صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ان لوگون پر تو یہ گمان کیا تھا کہ وہ شکارگاہ
سے غائب ہوگئے اب بیان فرمایئے کہ یہ تو شکارگاہ مین نہین گئے تھے یہ کیونکر غائب ہوگئے
معلوم ہوتا ہی کہ اس آفاق مرتد نے مہلت طلب کی ہی اسلیئے کہ اس ہفتہ مین سب سردارون کو سحر
کے ذریعہ سے غائب کرون تو مقابلہ کرون ہمارے لشکر کے عیار اسقدر غافل ہین کہ حریف آیا اور
اپنا کام کرکے چلا گیا انکو خبر نہوئی اب یہ لوگ بالکل غفلت کرنے لگے ہین یہ فرما کر عیارون کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ اب تم لوگ ایسی غفلت کرنے لگے کہ حریف لشکر مین سے سردار لیجانے لگا اسکی فکر کرو
خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم بھی غافل ہوگئے ہو آج چار سردار غائب ہوئے کل اور غائب ہونگے
ایک دن مین غائب ہو جاؤنگا اسی طور سے لشکر تباہ ہوگا یہ جو صاحبقران نے خواجہ سے اور
سب عیارون سے فرمایا انھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ غافل نہ تھے نہ کبھی یہ حال معلوم تھا بس آج سے ہم اسکی فکر کرینگے
خواجہ نے اسیوقت عیارون سے کہا کہ تم لشکر حریف مین جاؤ اور خبر لاؤ کہ وہ کون ہی جو [illegible]
بس اسیوقت چالاک ثانی و برق ثانی و ضرغام ثانی اپنے اپنے مقام سے اٹھکر طرف لشکر آفاق مرتد کے روانہ ہوئے

اپنی صورتین تبدیل کرکے داخل بارگاہ آفاق ہوئے دیکھا کہ آفاق تخت پر بیٹھا ہوا ہے اُسکی زوجہ اُسکے برابر ہے
اور سب سردار حاضر ہین عیارون کے آنے سے قبل ہرکارون نے آکر آفاق کو خبر دی تھی کہ رات کو لشکر اسلام
سے چند سردار غائب ہوگئے اُنکا پتہ نہین ہے آفاق نے جو یہ سنا تھا اسکو خود تردد تھا کہ یہ عیار ہونگے شوکت
آفاق اپنے سردارون سے یہ کہہ رہا تھا کہ نہ معلوم کون سرداران اسلام کو قید کرکے لیجاتا ہے بڑی خرابی کی
بات ہے کون ایسا دشمن ہے وہ لوگ یہ خیال کرتے ہونگے کہ آفاق سحر سے گرفتار کرا لیتا ہے مجکو قسم ہے اپنے خداوند کی
جو مین اس حال سے بالکل آگاہ ہون یہ کوئی دوست نہین ہے بلکہ دشمن ہے اپنے سردارون سے کہا کہ تم مین سے تو
کسی نے ایسی حرکت نہین کی ہے اس خیال سے کہ ہمارے آقا سے مقابلہ ہے ہم سردارون کو اس طور سے
گرفتار کرلین اگر ایسی حرکت کی ہو تو بیان کردو یہ امر اچھا نہین ہے میرے بالکل ناپسند ہے ابھی اُنکو رہا کردو مین
اسکو جائز نہ سمجھونگا مین سرمیدان مقابلہ کرکے سب کو گرفتار کرونگا یہ جو آفاق نے کہا سب نے دست بستہ
عرض کیا کہ ہم قسم کھا سکتے ہین کہ ہم مین سے کسی نے یہ حرکت نہین کی ہے ہم بالکل اس امر سے واقف
نہین ہین اب آفاق کو یقین آگیا جب ان سب نے قسمین کھائین عیارون نے یہ حال جو سنا تو اُنکو معلوم ہوا
کہ یہ کارروائی اسکی نہین ہے یہ لوگ اس بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے داخل دربار ہوکر خواجہ سے
عرض کیا کہ ہم آفاق کی بارگاہ مین گئے تھے آفاق کو خود اس حال سے خبر نہین ہے بلکہ وہ خود افسوس
کر رہا تھا اُسنے اپنے سردارون سے دریافت کیا اُنھون نے بھی قسمین کھائین یہ کارروائی اُنکی نہین ہے یہ
کوئی اور شخص ہے صاحبقران نے یہ سنکے خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ تم اسکی فکر کرو سوا تمھارے کوئی
فکر نہین کرسکتا ہے مین اسکے انعام مین بہت کچھ دونگا خواجہ نے کہا کہ فکر کرونگا اگر یہ بڑی تو ظاہر ہوجائیگا بعد
اس گفتگو کے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے آج خواجہ نے بندوبست کیا ہے
عیارون کا پہرہ ہر ایک سردار کے خیمہ پر مقرر کیا ہے خود کوتوالی چبوترہ پر بیٹھے ہین یہان تو خوب بندوبست ہے
اُدھر زہرہ نے خیال کیا کہ جاکر اور سردار آج گرفتار کر لاؤن یہ خیال کرکے اپنے مقام پر سے چلا
لشکر مین آکر پہونچا آج بھی چار سردارون کو گرفتار کرکے لیگیا صبح کو جب یہ اپنے مقام پر پہونچا ان
سردارون کو زہرہ کوہ کی طرف روانہ کیا آپ پھر اپنے مقام پر ٹھہرا کہ آج پھر جاکر لشکر مین سردارون کو
گرفتار کرلاؤنگا یہ تو یہان اس فکر مین ہے ادھر صبح کو بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے خواجہ
بھی کوتوالی چبوترہ پر سے دربار مین آئے سب عیار بھی اپنے اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے ابھی چند سردار
نہین آئے ہین جو سردار کہ نہین آئے تھے اُنکے خیمون سے اُنکے ملازم چاک گریبان خاک بسر یہ فریاد کرتے ہوئے کہ ہمارے
آقا کو کوئی شب کو چرا لیگیا آج شب کو زہرہ سہراب جادو و بہزاد ان دگرگین وشت چنگال و اسفندیار
گیلانی کو لے گیا تھا اُنکے خیمون سے صدائے شور و غل بلند ہوئی اُنکے نوکر روتے ہوئے حاضر دربار ہوئے حال عرض
کیا جب صاحبقران و بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ سردار شب کو غائب ہوگئے بڑا صدمہ ہوا بادشاہ نے خواجہ
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ رات کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمنے غفلت کی کہ یہ سردار غائب ہوگئے خواجہ نے
عرض کیا کہ رات تو مین نے خوب ہی چوکسی کی خود رات بھر جاگا کیا سب عیار پہرہ پر مقرر رہے ہین طلایہ پھرا کیا
نہ معلوم لیجانے والا کیونکر آیا اور کیونکر لیگیا یا تو زمین سے پیدا ہوا اور مثل ہوا کے چرا کر لیگیا یا آسمان سے مثل
قطرہ باران کے گرا اپنا کام کیا اور پھر زمین ہوگیا سوا اسکے کوئی اور طریقہ نہین معلوم ہوتا ہے آج پھر انتظام کرونگا
اب تو خواجہ کو بڑی فکر پیدا ہوئی کہ کون ہے جو اسقدر پہرہ چوکی سے سردارون کو لے گیا یہانتک کہ وہ دن
تمام ہوا رات آئی ذرہ فلک نے لباس شب روزی پہنا مع اپنے ہمراہیون کے برائے اپنے کام کے

میدان فلکی پر براسے قزاقی نکلا یعنی شب ہوگئی چاند نکل آیا آفتاب غروب ہوگیا خواجہ نے آج کل سے زیادہ بندوبست
کیا جب کوئی نصف شب ہوئی زہرہ دختر لشکر میں آیا آج بھی چند سرداروں کو لیگیا یہ لوگ پہرہ دیتے رہے
انکو خبر بھی نہوئی کہ کون لیگیا یہ لوگ بالکل اطمینان سے بیٹھے رہے کہ جو کوئی آئیگا اور پکڑ کر لیجائیگا کوئی ہوا تو نہیں
جو ہم سبکی نگاہوں سے پوشیدہ ہوکر نکل جائیگا وہ رات خواجہ عیاروں نے جاگ کر بسر کی صبح کو ادہر زہرہ نے
ان سرداروں کو پھر زہرہ کوہ کی طرف روانہ کیا اور خود اس لشکر میں بیٹھا کہ آج شب کو اور سرداروں کو گرفتار کرونگا
کل یہاں سے کوچ کرجاؤنگا کیونکہ میرے پاس قریب سو سوا سو کے سردار ہوگئے ہیں انکو لیجاکر نذر دونگا بادشاہ کو
یہاں جب صبح ہوئی بہزاد خان و طیراس و جبریل دہاول اور دیگر سرداروں کے خیمہ سے رونے کی صدا آئی
بادشاہ و صاحبقران دربار میں تشریف فرما تھے اور سردار حاضر تھے کہ یہ جو صدائے گریہ آئی صاحبقران
نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ شب کو پھر سردار غائب ہوگئے ہیں خواجہ بیٹھے ہوئے تھے اور سب سردار و عیار
حاضر تھے کہ وہ لوگ آکر روبرو کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ سب ہمارے آقا کے ہوگئے ہمارے آقا رات کو چوری سے گئے کو ہم لوگ
رات بھر جاگا کئے مگر لیجانے والا ہمکو نظر نہ آیا صبح کو جو دیکھا تو بستر پر نہ تھے یہ جو صاحبقران نے طرف خواجہ
کے دیکھا اور فرمایا کہ خواجہ اب تم بالکل غفلت کرنے لگے ہو آج کئی دن سے سردار غائب ہو رہے ہیں اور یہ نہیں
معلوم ہوتا ہے کہ کون لیجاتا ہے اب بڑی خرابی ہوئی اب لشکر کیونکر بچیگا اسی طور سے چوری ہوجائیگی اگر تم کل
تک اسکا پتہ نہ لگاؤگے تو میں تم سے ناراض ہونگا تمہاری موجودگی میں یہ آفت نازل ہو تمسے بندوبست نہوسکا جو صاحبقران
نے فرمایا خواجہ نے عرض کیا کہ میں تو فکر کرتا ہوں مگر کیا کروں کہ مجبور ہوں کہ لیجانے والا نظر نہیں آتا ہے تو اپنا
فرمائیں میں اسکا سراغ ضرور لگاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ سوائے تمہارے اور کسی سے اسکا انتظام نہوگا
یہاں تو اب لشکر میں ہر طرف یہی چرچا ہے کہ نہ معلوم سرداروں کو کون پکڑ لیجاتا ہے یہ تو بڑا اندھیر ہے اتنے بڑے
لشکر سے سردار غائب ہوجاتے ہیں اور لیجانے والے کا سراغ نہیں ملتا ہے کوئی بہت بڑا کامل ہے بادشاہ نے اس
صدمہ سے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے خیموں میں گئے رات ہوئی خواجہ نے بندوبست کیا آج پھر رات کو
زہرہ آیا اور چند سرداروں کو گرفتار کرکے صبح تک لے گیا یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ آکر سحر کرتا تھا سب غافل ہوگئے
اسنے اپنا کام کیا جب صبح ہونے لگی یہ لشکر سے نکل گیا اور سحر سے اپنے کو پوشیدہ کرکے آتا ہے صبح کو پھر لشکر میں
غوغا ہوا کہ محراب شاہ و اقبال شاہ و امثال شاہ و بہزاد شاہ یقین جمشید و جمشید شاہ غائب ہوگئے بادشاہ
و صاحبقران کو خبر ہوئی بادشاہ و صاحبقران کو بڑا صدمہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ اب کوئی بندوبست نہوگا
صاحبقران نے فرمایا کہ میں بندوبست کرونگا آج خود طلایہ پھرونگا یہ فرماکر چند سپاہ طلب فرمائے
انکو ہمراہ لیکر بیرون لشکر تشریف لائے اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور گرد لشکر آتشی پانی سے حصار کردیا
پھر دربار میں تشریف لائے بادشاہ سے عرض کیا کہ میں نے ساحر کا تو بندوبست کردیا کہ گرد لشکر حصار کردیا
اور غیر ساحر کے لیے میں خود آج طلایہ پھرونگا اور خواجہ و دیگر عیاروں پر بہت خفا ہوئے خواجہ نے
کہا کہ میں تو جاگتے جاگتے حیران ہوگیا ہوں کیا تدبیر کروں کوئی بہت بڑا ظالم زبردست ہے بس بادشاہ نے
دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اسدن صاحبقران نے اپنے طلایہ کا بندوبست کیا خواجہ
دربار سے آئے سب عیاروں کو جمع کیا اور فرمایا کہ تم لوگ نہایت غافل ہوگئے ہو پیر و مرشد صاحبقران
مجھکو برا بھلا کہتے ہیں میں شرمندہ ہوتا ہوں کہ روز اقرار کرتا ہوں کہ آج گرفتار کرونگا تم لوگوں کے
بھروسے پر اور تمکو غیرت نہیں آتی ہے خود بھی ذلیل ہوئے ہو اور مجھکو بھی ذلیل کراتے ہو کوئی تدبیر
ایسی کرو کہ وہ ہاتھ لگے جو کہ سرداروں کو گرفتار کرکے لیجاتا ہے ان عیاروں نے عرض کیا ہمکو نہایت دیکھائے دو ہم کی

مہلت چوبیس گھنٹے کی اس وقت ہم تلاش کرینگے یہان پر کھیل جائینگے اگر آسمان پر ہوگا تو پیدا کرینگے اگر تہ زمین میں ہوگا تو
پیدا کرینگے خواجہ نے فرمایا کہ تمکو مہلت دیجاتی ہے اگر اس زمانہ مہلت میں شخص نہ تلاش کیا اور نہ پتہ لگایا تو میں تم
سب کو سزا دونگا اُن لوگون نے عرض کیا کہ بہت خوب اگر ہم پتہ نہ لگائیں تو آپ ہمکو سزا دیجیے گا یہ کہکے خواجہ
نے سب کو رخصت کیا خواجہ بھی ایک مرتبہ ایک طرف کو روانہ ہوے اور عیار بھی دن بھر یہ لوگ پھرے
کہیں پتہ نہ ملا قریب شام لشکر میں ہر ایک چلا آیا یہان بند و بست ہونے لگا صاحبقران لباس
شب رو بھی پہنکر اور چند اپنے خاص ملازمون کو ہمراہ لیکر بقصد طلایہ اپنے خیمۂ خاص سے برآمد ہوے
یہان تو یہ بند و بست ہے اُدھر زمرد جو اپنے مقام پر صبح کو پہونچا اسنے اُن سردارون کو آج طرف زمرد کوہ کے
روانہ کیا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آج شب کو یہان سے طرف زمرد کوہ کے چلینگے انکو بھی لیتے ہوے
بلکہ اور کوئی سردار اگر ہاتھ لگ جائیگا تو لیتے چلینگے اُنھون نے عرض کیا کہ جو آپکی راے بس یہ اس انتظار میں رہا
وہ دن اُسنے بسر کیا جب شب ہوئی اسنے سامان کوچ کرنے کا کیا اپنا سب اسباب ہمراہ اُن ساحرون کے
روانہ کیا اور اُن سردارون کو اور خود طرف لشکر اسلام کے چلا جب یہ قریب لشکر اسلام کے پہونچا اسنے
دیکھا کہ ایک دیوار حائل ہے یہ حیران ہوا کہ یہ دیوار کیسی ہے جدھر جاتا ہے اُدھر دیوار کو حائل پاتا ہے آخر یہ
حیران ہوا ایک مقام پر آیا اسنے سحر کیا اور دریافت کیا کہ آج کیا سبب ہے جو لشکر اسلام کے گرد یہ دیوار
حائل ہے معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسم اعظم سے گرد لشکر کے حصار کیا ہے کوئی ساحر نہیں جاسکتا ہے کیونکہ
وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر کسی ساحر کا قابو نہیں ہوسکتا ہے یہ جو اسکو معلوم ہوا یہ مایوس ہوکر طرف
زمرد کوہ کے چلا گیا وہ ساحر جو کہ اسباب و سردار لیکر گئے تھے اس سے قبل پہونچے جہان اور سب سردار
قید تھے انکو بھی قید کیا کہ اتنے عرصہ میں زمرد پہونچا اپنے محل میں گیا اسنے رات تو براحت بسر کی اسکے بعد
جب سحر ہوئی تو یہ دربار میں آیا سب اسکے سردار حاضر دربار ہوے اسنے اُنسے کہا کہ میں نے چند سردار
لشکر اسلام سے گرفتار کیے ہین میرا قصد ہے کہ انکو لیکر خدمت میں بادشاہ کی جاؤن اور یہ سردار
نذر دون تاکہ بادشاہ مجھسے خوش ہو اُن سب نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک یہ امر مناسب ہے کہ پہلے
آپ بادشاہ کو اس حال سے آگاہ فرمائیے اور یہ تحریر فرمائیے کہ مجکو جو عرصہ ہوا حاضر ہونے میں اسی سبب
سے کہ میں اس فکر میں تھا یہ چند سردار میں نے گرفتار کیے ہین انکی بابت کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو
میں بجا لاؤن اگر ارشاد ہو تو ان سب کو اسی مقام پر قتل کرون اور سر لیکر حاضر ہون یا اگر حکم ہو تو
زندہ لے آؤن میں آپکے حکم کا منتظر ہون زمرد نے کہا کہ یہ راے تمھاری بہت نیک ہے میں خود اس
فکر میں تھا کہ اسکی خبر بادشاہ سے کرون جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوگا تو وہ ضرور میری عزت
کرینگے میرے استقبال کو کسی نہ کسی کو ضرور روانہ کرینگے یہ کہکر دبیر کو طلب کرکے اسی مضمون کا نامہ
تحریر کرایا یہ مضمون بعد القاب و آداب کے تحریر تھا کہ جہان پناہ خدیو بارگاہ ہیبت و پناہ
ساحران جہان آپکو معلوم ہو کہ اس خاکسار کو نامۂ حضور فیض گنجور پہونچا حال مندرجہ سے بحقیقت
آگاہ ہوا اس سفر فرائز نامہ میں اس خاکسار کی طلبی تھی چنانچہ اس غلام نے بند و بست چلنے کا
کیا مگر یہ خیال کیا کہ کوئی تحفہ براے نذر حضور ضرور ہونا چاہیے بس غلام کو جو حاضری میں عرصہ ہوا
اسکا سبب یہ تھا کہ اس حقیر نے یہ فکر کی کہ چند سردار لشکر اسلام کو گرفتار کرون اُنھیں کو نذر حضور
کرون میں باقبال حضور میں اپنے مقصد دلی پر کامیاب ہوا ہون میں نے چند سردار گرفتار کیے ہین
لہذا اُنکی بابت کیا حکم والا صادر ہوتا ہے انکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن یا قتل کرکے اُنکے سر لاؤن

جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ نامہ تحریر کرکے ایک ساحر سے کہا کہ نام اسکا عقاب جادو تھا تم اس نامہ کو لیکر خدمت مین شہنشاہ ساحران کے جاؤ اور اس نامہ کا جواب اُنسے بہت جلد لیکر آؤ تاکہ مین اپنا بندوبست کرون عقاب جادو وہ نامہ لیکر اور زمزمہ سے رخصت ہو کر طرف شہر سمندر یہ کے روانہ ہوا اسکو تو طرف سمندر یہ کے روان رکھا جاتا ہی اب حال لشکر صاحبقران کا تحریر ہوتا ہی کہ جب صبح ہوئی بادشاہ کے دربار گیا سب حاضر دربار ہوئے صاحبقران بھی تشریف لائے آج لشکر مین بالکل شور و غل ہوا کہ کوئی سردار چوری گیا بادشاہ کو خبر ہوئی کہ آج کوئی نہین چوری گیا خواجہ صرف دربار مین آئے تھے اور چند عیار تھے باقی عیار مثل برق ثانی و چالاک ثانی وغیرہ کے برائے تلاش روانہ ہوئے تھے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہان جب یہ معلوم ہوا کہ کوئی چوری نہین گیا ہی صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای خواجہ آپ کئی دن سے بند و بست کر رہے تھے آپ سے کچھ نہ ہوسکا دیکھیے مین نے جو بندوبست کیا تو کوئی نہ چوری گیا اگرچہ لیجانے والے کا پتہ نہ لگا مگر سردار اس زحمت سے تو بچا اور مین بھی خواجہ نے عرض کیا کہ اس سبب سے کوئی آج نہین چوری گیا کہ ثابت ہو گیا ہی جو لیجاتا تھا وہ ساحر تھا آپ نے جو یہ بند و بست کیا کہ گرد لشکر کے حصار کیا اس سبب سے وہ ساحر نہ آسکا سردار نہ چوری گئے اور مین ہی تلاش کرتا تھا اگر آپ حصار نہ کرتے اور پھر سردار چوری نہ جاتے تو مین جانتا صاحبقران نے فرمایا کہ کسی صورت سے یہ بلا دفع تو ہوئی اب یہ آپکی کارروائی ہی کہ آپ اس ساحر کو تلاش کرین خواجہ نے کہا کہ اگر مرضی خدا کی ہی تو مین تلاش کرکے اسکو قتل کرونگا یہ گفتگو رہی اسکے بعد دربار برخاست ہوا سب اپنے مقام پر آئے خواجہ اپنے خیمہ مین ہین تو یہان اس فکر مین ہین کہ کہین کدھر اس ساحر کو تلاش کرنے جاؤن انکو تو اس فکر مین رکھا جاتا ہی

اب حال برق ثانی کا تحریر ہوتا ہی

کہ یہ جو تلاش اُس شخص کے نکلا تھا کہ جو سرداروں کو لیجاتا تھا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا پھرتا نظری مارتا ہوا چلا جاتا ہی قریب دو پہر کے ایک چشمہ پر پہونچا چونکہ اسکو پیاس بشدت لگی ہوئی تھی اسنے پانی پیا وقت دوپہر کا تھا اسنے خیال کیا کہ تھوڑی دیر دم لے لوں ایک درخت کے سایہ مین لیٹ رہا یہ تو یہان لیٹا ہوا ہی اودھر وہ عقاب جادو پرواز کرتا ہوا سمندریہ کی طرف چلا جاتا ہی یہان تک کہ سمندریہ مین پہونچا یہان دربار آراستہ ہی سمندر تخت پر بیٹھا ہوا ہی سمندر شاہ کے بائین وزیر بائین دو دست راست کے اور دو دست چپ کے جو کہ دست راست کے ہین انکے نام ... اور واخلاق جادو دو دست چپ مین آفاق وزیر تھا جیسا یہ بحکم سمندر شہر آفاقیہ کا بادشاہ ہوا اسکا چھوٹا بھائی اخلاق اسکے مقام پر وزیر ہوا یہ دونون بڑے بیباک اور ساحر زبردست ہین جیسے اخلاق کے سپرد یہ کام ہی کہ وہ ہمیشہ ملکون کا دورہ کرتا ہی ہمیشہ دورے پر رہتا ہی ملکون کو دیکھتا ہی برس دن کے بعد دربار مین آتا ہی سب حالات عرض کرتا ہی یا جب سمندر طلب کرتا ہی اُس وقت حاضر ہوتا ہی ... ایک ملک کا بادشاہ ہی اپنی طرف سے اسنے نائب کیا ہی وہ حکومت کرتا ہی اور اشفاق کے سپرد یہ کام ہی کہ وہ کاغذات ملکی دیکھا کرتا ہی اب رہے دو وزیر ایک کا نام صراف جادو دوسرے کا نام ... اق جادو ہی یہ دونون بھی تو ساحر زبردست ہین مگر ... اور شہر ... یہ ہر وقت حاضر دربار رہتے ہین ...

سمندر کے دوست ہیں جب سے سمندر نے آفاق کو روانہ کیا ہی طرف لشکر اسلام کے اور خبر یک وغیرہ کو
اسنے چند ہرکارے مقرر کیے ہیں کہ وہ آکر دم بدم کی خبر دیتے ہیں جب آفاق نے نامہ و پیام
صاحبقران کو روانہ کیا اور مہلت طلب کی جو کچھ جواب آیا اور مہلت ملی یہاں ہرکاروں نے سمندر کو
آکر خبر دی کہ آج یہ واقعہ گذرا سمندر بہت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا نہ معلوم آفاق نے
کس مطلب سے مہلت طلب کی ہی اسکا کیا سبب ہی ہمارے خیال میں نہ آیا اہل دربار نے کہا کہ جو کچھ
مطلب ہوگا ظاہر ہو جائیگا کہ دوسرے دن ہرکاروں نے خبر دی تھی کہ چند سردار اہل اسلام کے لشکرگاہ
سے غائب ہوگئے ہیں انکا پتہ و نشان نہیں ہی نہ معلوم انکو کون لے گیا یہ جو سمندر نے سنا خوش ہوا اور
اور اہل دربار سے کہا کہ میں مطلب آفاق کی مہلت لینے کا سمجھ گیا یہ مطلب تھا سب نے عرض کیا کہ
درحقیقت اسنے خوب تدبیر کی ہی اسکو متواتر خبریں آنے لگیں کہ آج چار غائب ہوئے یہاں تک کہ ایکدن یہ
خبر آئی کہ ایکدن زہرد گرفتار کرکے سرداروں کو لیکر اپنے مقام کی طرف چلا گیا تھا سمندر یہ خبریں سنکے
بہت خوش ہوتا تھا اور آفاق کی بہت تعریف کرتا تھا وہ دن آیا کہ ایکدن زہرد نے سمندر کو نامہ
بطور عرضی کے تحریر کیا اور عقاب لیکر چلا تھا اور داخل شہر سمندر یہ ہوا تھا یہاں دربار میں سمندر
بیٹھا ہوا تھا کہ عقاب آکر پہونچا سمندر کو سلام کیا سمندر نے کرسی دی یہ اسپر سلام کرکے بیٹھ گیا
سمندر نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اسنے عرض کیا کہ حضور نے مجکو نہ پہچانا میں حضور کا غلام
زہرد جادوگر کا ملازم ہوں زہرد کے پاس سے حاضر ہوا ہوں سمندر نے جو زہرد کا نام سنا کہا کہ اب
زہرد بہت مغرور ہو گیا ہی ہمنے اسکو طلب کیا اسنے کچھ خیال نہ کیا ہماری عدول حکمی پر کمر باندھی اول تو
اسکو خود ہماری کمک کرنی ضرور تھی جبکہ اسنے یہ سب خبریں سنی تھیں نہ کہ ہم طلب کریں اور وہ کچھ
خیال نہ کرے بس اسکو اسکی سزا دیجائیگی یہ جو سمندر نے عتاب سے کہا عقاب کانپ گیا اور ہاتھ
جوڑکر عرض کیا کہ آپ بہم مضمون زہرد نے حضور کے نام ایک عرضی تحریر کی ہی اسمیں اپنے نہ حاضر
ہونے کا سبب تحریر کیا ہی یہ عرضی موجود ہی سمندر نے وہ عرضی لیکر وزیر کو دی عقاب نے کہا کہ حضور
اسکو خود دیکھیں بس سمندر نے وہ عرضی لیکر پڑھی اسمیں وہی مضمون تھا جو کہ تحریر ہو چکا ہی پڑھکے
سمندر نے اس سے کہا کہ میرے دربار میں کوئی ایسا نہیں ہی جو ہراک سے اس حال کی خبر کرے یہ کہکر
وہ عرضی دبیر کو دی کہ اہل دربار کے روبرو پڑھو تاکہ انکو بھی یہ حال معلوم ہو جو کارروائی زہرد
نے کی ہی بس دبیر نے وہ عرضی پڑھی سب اہل دربار نے سنی سب کو معلوم ہوا کہ وہ جو سردار
غائب ہوئے ہیں انکو زہرد لے گیا ہی انکی بابت تحریر کیا ہی بس جب یہ سب کو معلوم ہوا سب خوش
ہوئے سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ آپنے سنا کہ زہرد نے بہت سے سرداروں کو گرفتار
کیا ہی اور تحریر کیا ہی جو حکم ہو وہ میں بجا لاؤں اگر حکم ہو قتل کردوں اگر ارشاد ہو زندہ گرفتار
کرکے لاؤں کیونکہ میرے قبضے میں ہیں بس آپکی کیا رائے ہی شملاق و امراق جادو دو
جو کہ وزیر دست چپ ہیں کہا کہ میری رائے تو یہ ہی کہ آپ تحریر کریں کہ انکے سر لیکر حاضر ہو
زندہ لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہی کیونکہ اگر وہ زندہ لائے گئے یا کوئی افتاد راہ میں پڑے
اور یہ لوگ رہا ہو جائیں یہ جو ان وزرا نے کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ رائے آپ
لوگوں کی بہت خراب ہی کیونکہ یہ امر بالکل میری رائے کے خلاف ہی میں اسکے خلاف رائے
دونگا کیونکہ میرے نزدیک یہ امر مناسب ہی کہ ان سب کو یہاں طلب کروں اور یہ سردار آفاق

اسیر کرکے انکو بھی یہان گرفتار رکھیں جب سب لشکر کا خاتمہ ہو جائے اسوقت ان سب کو قتل کرینگے سمندر شاہ
نے جو یہ کہا اور سب اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ کی یہ راے ہی سب نے کہا کہ یہ راے ہماری بھی ہی
سمندر شاہ نے کہا کہ زمرد نے وہ کام کیا ہی کہ جو کسی سے نہو گا اُسنے بغیر مقابلہ کیے حریف کے سردار
گرفتار کر لیے اپنے لشکر کے ایک سوار کی نکسیر نہ پھوٹی اور سو سوا سو سردار گرفتار ہو گئے یہ جو بادشاہ نے کہا
سب نے عرض کیا کہ دراصل وہ کام کیا ہی کہ ہم لوگ اس کام کو نہ کر سکتے نہ ہمارے خیال مین تھا
بس اسیوقت سمندر نے دبیر سے کہا کہ زمرد کو تحریر کر دو کہ بہت ہم خوش ہوے کیونکہ تمنے وہ کام کیا کہ
جسکے سبب سے لشکر اسلام کی نصف قوت رہی ہی تمنے ہماری عدم حاضری کی خطا معاف کی لہذا تم اُن
سرداروں کو لیکر بہت جلد ہماری خدمت مین حاضر ہو یہ تحریر کر اسکو اپنی مہر اُسپر کر کے عقاب کو دیا کہ
یہ جواب لیکر بہت جلد زمرد کے پاس جاؤ اور اُسے کہنا کہ جلد ان سرداروں کو لیکر حاضر ہو مین تمہارے
استقبال کو چند سردار روانہ کرتا ہون بس یہ تحریر کر اسکے اور زبانی پیام بھی دیکر روانہ کیا عقاب کو
خلعت دیا وہ خوشی خوشی خلعت لیکر وہان سے چلا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اب حال سمندر شاہ کا
تحریر ہوتا ہی کہ جب زمرد کو جواب تحریر کرکے روانہ کر چکا اُسنے چند سرداروں سے کہا کہ تم براے
استقبال زمرد روانہ ہو انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب بعد اسکے سمندر شاہ نے ایک نامہ بنام
آفاق جادو اس مضمون کا تحریر کیا کہ تمکو معلوم ہوا ہی آفاق ایک نامہ زمرد جادو کا میرے پاس
آیا ہی اُسنے چند سرداروں کو لشکر اسلام کے گرفتار کیا ہی اُنمین سہراب و شغالان بھی ہین جو نامی ساحر
ہین جو کہ لشکر اسلام مین تھے چنانچہ آجکل لشکر اسلام ساحرون سے خالی ہی اگر تمہارا زمانہ مہلت
ختم ہو گیا ہو اور وہ کام ہو گیا ہو کہ جسکے سبب سے تمنے مہلت لی تھی تو مقابلہ کرو اور سرداروں کو
اسیر کر کے میرے پاس روانہ کرو ادھر سے زمرد اُن سرداروں کو لیکر آتے ہین ان سب کو بیرون شہر لاکر
قتل کرونگا اور وہ نامہ بھی شامل ہی جو کہ زمرد نے تحریر کیا تھا بس یہ نامہ تحریر کر کے ایک ساحر کے
ہاتھ آفاق کو روانہ کیا بلکہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ مین نے چند سردار براے استقبال روانہ کیے ہین تمکو بھی
لازم ہی کہ تم بھی چند سردار جو کہ معتبر ہون طرف زمرد کوہ کے روانہ کر دو تا کہ بحفاظت یہ سرداران
سرداران اسیر کو میرے پاس پہونچا دین بس پڑھکر اس نامہ کو اور زمرد کے نامہ کو چاک کر ڈالنا بس
ایک ساحر نامہ لیکر طرف آفاق کے روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ نامہ بر تو ادھر چلا اور عقاب
طرف زمرد کوہ کے یہان سمندر نے دربار برخاست کیا جن ساحرون کو سمندر نے حکم دیا تھا کہ تم
براے استقبال روانہ ہو وہ اسدن تو نہین گئے خیال کیا کہ دوسرے دن جاینگے ان سب کو اس قصہ مین
مبتلا رکھا جاتا ہی اب حال مین برق و چالاک کی قلم فرسائی کیجاتی ہی

چند کلمہ حال برق و چالاک کے تحریر ہوتے ہین اور یہ حال معلوم ہونا خواجہ کو کہ سردار زمرد کوہ پر اسیر ہین و دیگر حالات

بس برق جو اس چشمہ پر پہونچا تھا اور پانی پیکر اس انتظار مین لیٹ رہا تھا کہ دو پہر ڈھلے
تو اُٹھکے براے تلاش روانہ ہون یہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر چلا آتا ہی
یا تو یہ بیٹھا ہوا تھا یا اسکو دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور چلم نکالکر پینے لگا کہ وہ ساحر کنارے اُس چشمہ کے آیا
اُسنے پانی پیا پانی پیکر اِدھر اُدھر دیکھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر زیر درخت بیٹھا ہوا ہی اور حقہ پی رہا ہی

یہ دیکھکر اسکو بھی حقہ کی خواہش ہوئی اسنے خیال کیا کہ چلکر حقہ پی لون یہ کہکر دل مین اُنس وہ برخشت
کی طرف چلا اور قریب برق پہونچکر کہا کہ ای بھائی ذرا مین بھی حقہ پیونگا برق نے سر اٹھا کر دیکھا
اور کہا کہ آؤ بھائی حقہ موجود ہی بس وہ ساحر قریب برق آکر پہونچا برق سے صاحب سلامت
ہوئی برق نے کہا کہ بھائی اس وقت تم کہان جاتے ہو اسوقت تو لٹیرے اپنے آشیانون سے نہین
نکلتے ہین تمپر کیا ایسی آفت آئی کہ تم نکلے ہو اسنے جواب دیا کہ بھائی نوکری وتابعداری بری بلا ہی بھائی
بسبب تابعداری کے یہ باتین ہین کہ دو دوپہر کو بھی آرام نہین ملتا ہی بھائی کیا کرین زمانہ کی خرابی ہی کہ بدون
مشقت کے دنیا نہین ملتی ہی تیرا ہو اس پیٹ کا کہ جسکے سبب سے ہر طرح کی مصیبت گوارہ کرنا پڑتی ہی
برق نے کہا کہ بھائی یہ تو تم سچ کہتے ہو یہ کہکر حقہ اسکے روبرو رکھدیا اور کہا کہ یہ تو مین نے سنا کہ تم
ملازم ہو مگر یہ بیان کرو کہ تم کسکے ملازم ہو اور کس ضرورت سے جاتے ہو اسنے کہا کہ ای بھائی مین
ملازم ہون زمرد جادو کا جو حاکم ہی زمرد کوہ کا جو یہان سے کوئی دو منزل ہی زمرد بھی تابعدار
سمندر رشاہ کا ہی اسنے ایک عرضی بنام سمندر رشاہ تحریر کی تھی مین وہ عرضی لیکر آیا تھا اب اسکا جواب
لیکر جاتا ہون چونکہ پیاس بشدت لگی تھی اس سبب سے مین نے اس چشمہ پر آکر پانی پیا پانی جو پیچکا
حقہ کی خوشبو آئی طبیعت نے رغبت کی مین نے دیکھا کہ تم حقہ پی رہے ہو اپنا ہمجنس پایا اور ہم مذہب
پس مین نے خیال کیا کہ حقہ طلب کرکے پی لون بس مین تمھارے پاس آیا برق نے کہا کہ بھائی
زمرد نے اس عرضی مین کیا تحریر کیا تھا اسنے جواب دیا کہ بھائی مقام خوشی ہی کہ زمرد نے وہ کام کیا ہی
کہ کسی سے نہ کیا ہوگا برق نے کہا کہ کیا کام کیا ہی اسنے کہا کہ ہمارے آقا زمرد نے چند سردار لشکر اسلام
کے سحر سے گرفتار کیئے ہین زمرد کوہ سے بہت لشکر اسلام مین گئے تھے اسی قصد سے سردارون کو گرفتار
کرلائے انکی بابت تحریر کیا تھا بادشاہ کو کہ زندہ گرفتار کرلاؤن یا سر کاٹ کر لاؤن یہ عرضی لکھی تھی
اسکا جواب بادشاہ نے یہ تحریر کیا ہی کہ انکو زندہ لاؤ اور مین چند سردار برائے استقبال روانہ
کرتا ہون تو بھائی مین وہ عرضی لیکر جاتا ہون کیا کرون برق نے کہا کہ بھائی زمرد کوہ کہان ہی اسنے
کہا کہ بھائی یہ جو رستہ بنا ہوا ہی اور سنگینہ سڑک ہی یہی زمرد کوہ کو گئی ہی کیا تم کبھی زمرد کوہ نہین گئے ہو کیا تم
یہان کے رہنے والے نہین ہو اس سے برق نے جواب دیا کہ بھائی مین مسافر ہون کوہ ظلمات کا رہنے والا
ہون سمندر رشاہ کو جاتا ہون یہ کہکر کہا کہ بھائی لو پان کھاؤ برق نے یہ خیال کیا تھا کہ اسکو گرفتار کرلو
اور اسکی صورت بنا کر طرف زمرد کوہ کے چلو اور وہان جا کر عیاری کرکے سردارون کو رہا کرو کیونکہ
اتو یہ ٹل گیا ہی یہ خیال کرکے ایک ڈبیہ نکالی اسمین سے پان نکالا اور کہا کہ لو بھائی کھاؤ ہان بھائی
یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی کیونکہ اگر اتفاق سے میرا آنا کوہ زمرد پر ہو تو مین تمکو دریافت کرکے تم سے ملون ایک
ایک مقام ہی اترنے کو ملے اسنے کہا کہ بھائی مجھکو عقاب جادو کہتے ہین تم زمرد کوہ پر کسی سے دریافت کروگے
کہ عقاب جادو کا کون مکان ہی ہر ایک بتادیگا کیونکہ میرا مکان پوشیدہ نہین ہی برق نے کہا کہ اب جب کبھی آنے کا
اتفاق ہوگا تو تمھاری مکان پر اترونگا یہ کہکر پان اسکو دیا اسنے وہ پان لیکر کھایا بس ایک مرتبہ سر چکرانے لگا اور گرمی
معلوم ہوئی اسنے کہا کہ کیا بھائی اسمین تمباکو تھا کیا تم تمباکو کھاتے ہو برق نے کہا کہ ہان بھائی کھاتا تو ہون کیا
تم نہین کھاتے ہو اسنے کہا کہ نہین برق نے کہا کہ اچھا کیا حرج ہی ذرا ٹھہر کر چلو یہ حالت جاتی رہیگی کیونکہ سر چکراتا ہی ہوگا
یہ جو برق نے کہا وہ اٹھا مارا بیہوشی سے طمانچہ کھا چرخ کھا کر گرا بس برق نے دوڑ کر اسکو اٹھا لیا اور زمین پر لٹا کر
اسکا لباس اتارا اور کیسہ وقبالی اسکو کھولا تو دیکھا اسمین نامہ تھا جو کہ جواب سمندر رشاہ نے زمرد کو تحریر کیا تھا بس برق نے

اپنی صورت عقاب کی بنائی اسکے کپڑے پہنے اسکو اسی مقام پر زمین کھود کر دفن کیا اسکو زندہ درگور کیا بس اسکو دفن کر کے
اور نامہ لیکر طرف زمرد کوہ کے چلا چونکہ راہ تو دریافت کر چکا تھا اسی راہ سے چلا پاسے شناطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک
کہ قریب زمرد کوہ کے پہونچا کوہ پر آیا لوگون سے ملتا ہوا دربار مین زمرد کے آیا زمرد کو سلام کیا سب اسکو پہچانتے ہین کہ
یہ عقاب ہے لیکن کسی نے شبہ بھی نہ کیا یہ قریب زمرد کے پہونچا گو یہ پہچانتا نہ تھا مگر اس طریقے سے پہچان لیا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا
اور سب سردار گرد تھے کہ یہ سمجھ گیا کہ یہی زمرد جادو ہے اسنے بڑھکر وہ عرضی کا جواب دیا اور کہا کہ بادشاہ نے تحریر فرمایا ہے کہ
تم سردارون کو لیکر آؤ مین چند سردارون کو براے استقبال روانہ کرتا ہون آمد زمرد نے وہ جواب جو کہ آیا تھا اسکو
پڑھا یہی مضمون تھا بہت تعریف کی زمرد نے سردارون سے کہا کہ بادشاہ نے سب سردارون کو زندہ طلب کیا ہے بس سامان
سفر کرو جو سردار کہ بادشاہ نے براے استقبال روانہ کئے ہین آئینہ راہ مین ملاقات کرینگے ان سردارون نے عرض کیا کہ
بہت خوب ہم سامان کرتے ہین آمد عقاب نقلی نے کہا کہ ای آقا ذرا تخلیے مین چلو کہ بادشاہ نے کچھ بات خفیہ طور سے
فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی کے روبرو نہ کہنا یہ جو زمرد نے سنا اسیوقت اپنے مقام سے اٹھا اور کہا کہ ای عقاب آؤ
یہ کہکر ایک کمرہ مین آیا جو کہ اسکے بیٹھنے کا تھا برق نے دیکھا کہ اس کمرے مین ہزارون تصویرین لگی ہوئی ہین اور طاقون پر
گلدستے رکھے ہوئے انمین کاغذ کے پھول لگے ہوئے ہین اور سب سامان عیش کا اسی مقام پر موجود ہے کہ زمرد اس مسند پر
بیٹھ گیا ایک طرف مسہری بھی آراستہ تھی عقاب نقلی بھی آکر قریب زمرد کے بیٹھا زمرد نے کہا کہ ای عقاب
بیان کر کیا بادشاہ نے کہا ہے اسنے جواب دیا کہ عرض کرتا ہون اگر اجازت ہو تو ایک جام شراب کا پی لون جب سے مین
نامہ لیکر گیا ہون شراب نہین پی ہے کیونکر بیان کرون کیونکہ میرے حواس درست نہین ہین زمرد نے کہا خود بھی پی لو اور
مجھکو بھی دو بس عقاب نقلی نے پہلے خود جام پیا اسکے بعد ایک جام لبریز کر کے اسمین بیہوشی ملا کر زمرد کے روبرو پیش کیا
اور یہ خیال کیا تھا کہ جب یہ بیہوش ہو جائیگا تو مین اسکی صورت بنکر باہر جاؤنگا سردارون کو طلب کرونگا انکو رہا کرنے کی
تدبیر کرونگا یہ سوچکر جام بیہوشی آمیز زمرد کو دیا بس زمرد نے قصد کیا کہ جام لیکر پی جاؤن جیسے لب کے برابر لیگیا چاہتا تھا
کہ لاجرعہ کر کے پی لون بس ایک مرتبہ وہ جو گلدستہ طاق پر رکھا تھا اس سے چٹک کر ایک پھول گرا اس پھول سے ایک طائر
پیدا ہوا اسنے صدا دی کہ ای زمرد خبردار ہو یہ برق عیار ہے لشکر اسلام کا عقاب کو اسنے فلان مقام پر دفن کر دیا
ہے خود اسکی صورت بنکر آیا ہے اور اس جام مین بیہوشی ہے اور اس طائر نے یہ صدا دی ایک شعلہ پیدا ہوا کہ اسکے جسم مین لگ
گئی وہ طائر جلکر خاک ہوا اور شراب آفتاب بنکر طرف آسمان کے جام سے نکلکر اڑ گئی جب طائر نے یہ صدا دی برق ثانی نے
قصد کیا کہ مین اسکو حب بیہوشی مار دون اسنے صدا سے گیر دی کہ زمین نے برق کے پاؤن پکڑ لیے جب شراب بیہوشی کا جام
جو اڑ گئی تھی اسکے اڑنے کے بعد زمرد نے اٹھکر برق کی مشکین باندھ لین اور مسہری مین ڈالکر چھپا دیا اور آواز دی کہ کوئی ذرا
یہان آوے ایک خادم حاضر جاضر گیا ہوا اندر آیا زمرد نے اس سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر اسی مقام پر قید کر جہان اور سردار
قید ہین برق بیہوش پڑا ہوا تھا وہ خادم اسکو لیکر ادھر روانہ ہوا زمرد اس کمرے سے باہر آیا تخت پر بیٹھکر کہا کہ ای اہل دربار
بڑا غضب ہوا تھا کہ برق عیار نے آکر میرا کام تمام کیا ہوتا تھا مجکو دیوتا نے آگاہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ عیار تلاش مین
سردارون کی نکلے ہین کہین یہ انکو تلاش کرتا ہوا آتا ہوگا کہ عقاب سے ملاقات ہوئی ہوگی اسکو اسنے عیاری کر کے
گرفتار کر لیا اسکی صورت بنکر یہان آیا مجکو نامہ دیا لشکر کے کچھ تخلیہ مین لیگیا جام بیہوشی آمیز دیا تھا کہ میرے سبب سے
خبردار کیا بس اسلیے گرفتار کر لیا ہے اسکو بھی اسی مقام پر بھیجدیا ہے کہ جہان اور سردار گرفتار ہین اب چاہیے یہان سے چلنے کی
فکر کرو کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ عیار لشکر اسلام سے چلے ہین اس طرف سے تو بیٹھا ہون اور ذرا خبرداری کے ساتھ کام کرنا
زمرد نے یہ کہکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر جا کر سامان سفر کرنے لگے یہ تو اس شغل مین
ہی برق ثانی گرفتار ہو گئے ہین انکو یہان گرفتار رکھا جاتا ہے

حال چالاک کا مسخر ہوتا ہے

کہ چالاک نامی بھی جو تلاش کو نکلا تھا یہ پہلے دربار میں آفاق کے آیا صورت تبدیل کیے ہوئے دربار میں
موجود تھا عقب آفاق خادم بنا ہوا کھڑا تھا اسنے یہ خیال کیا تھا یہ اس سبب سے دربار میں تھا کہ شاید کچھ حال
معلوم ہو یہ اس فکر میں کھڑا تھا یہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ابھی تین دن مہلت کے باقی ہیں اسکے بعد میں طبل جنگ بجواؤنگا
اور اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا کہ ایک ساحر آکر پہونچا جسکی نشانی ملازمت کی لگی ہوئی تھی اسنے آفاق کو سلام کیا
اور نامہ نکالکر آفاق کے ہاتھ میں دیا اور عرض کیا کہ یہ نامہ بادشاہ نے آپکے نام تحریر کیا ہے اسکو ملاحظہ فرماکے
چاک کروا لیجئے گا کیونکہ اسمیں کچھ امور ضروری جو کہ راز کی باتیں ہیں وہ تحریر ہیں آفاق نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر دیکھا
اسکو کرسی بیٹھنے کو دی وہ سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا آفاق نامہ پڑھنے لگا خادم جو پشت پر کھڑا تھا وہ بھی پڑھنے لگا
کہ چالاک نے سب نامہ پڑھا ایک حرف نہ چھوڑا ادھر جب آفاق نامہ پڑھ چکا اسنے قصد کیا کہ میں چاک کروں
آہستہ چٹکی سے پکڑے ہوئے تھا کہ چالاک نے پشت پر سے ہاتھ بڑھا کر یہ کلمہ کہکر نامہ پر ہاتھ ڈالا کہ آپ نامہ پڑھ چکے
اب میں چاک کر ڈالونگا یہ کہکر جھٹکا دیا کہ نامہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا چالاک کے ہاتھ میں آیا نامہ کا آنا تھا کہ چالاک
نے جست کی اور بادگردون میں جا کر مل گیا دوسری صورت پر ہو گیا اللہ رے اسکی جرأت اسنے بڑی جوانمردی کی ہے ادھر
آفاق نے پلٹ کر کہا کہ یہ کون بے ادب تھا کہ جسنے نامہ میرے ہاتھ سے لے لیا پشت پر جو دیکھا تو کوئی نہیں ہے اسنے
کہا کہ میری پشت پر سے کسنے نامہ لیا کہ صدا آئی ہمنے نامہ لیا ہم عیار ہیں لشکر اسلام کے یہ نامہ ہمارے پاس ہے ہم
اسکی تلاش میں تھے کہ کون ہمارے لشکر کے سرداروں کو لشکر سے لیجاتا ہے اب معلوم ہوا کہ کوئی زہرہ جادو وغیرہ لیجاتا ہے
بہت دنوں کے بعد سراغ لگا اب وہ کیونکر ہمارے ہاتھ سے بچتا ہے یہ کہکر پیچھے سے خادموں کے نکلکر روانہ ہوا اب آفاق کو
معلوم ہوا کہ عیار لشکر اسلام کا میری پشت پر خادم بنا کھڑا ہوا تھا وہ نامہ لے گیا اسنے اشارہ کیا کہ سب خادموں کے
پاؤں زمین نے پکڑ لیے قبل اسکے کہ یہ اشارہ کرے چالاک دوسری صورت میں نکلا اور اسنے یہ حکم دیا کہ کوئی بارگاہ کے
باہر نہ جانے پائے چالاک چوبدار بنا کھڑا تھا یہ کہتا ہوا دوڑا کہ میں جاکر درگاہ سالار سے کہکر حال بیان کرکے آگاہ کروں بس
یہ فقرہ کہکے دربار گاہ پر آیا اور باہر نکلکر یہ کہتا ہوا کہ حکم بادشاہ کا ہے کہ کوئی باہر نہ جانے پائے کیونکہ عیار اندر بارگاہ کے ہے
جسنے بادشاہ کے ہاتھ سے نامہ لے لیا ہے اسکی تلاش ہو رہی ہے میں ایک ضرورت سے بادشاہ کی جاتا ہوں یہ کہتا ہوا
صاف نکلا چلا گیا اندر آفاق نے سب خادموں کی تلاشی لی ہر ایک سے باپ دادا کا نام دریافت کیا ہر ایک نے اپنے
آبا و اجداد کا نام بتایا اب معلوم ہوا کہ یہ سب لوگ اصلی ہیں انمیں کوئی نہیں ہے آفاق نے حکم دیا کہ بارگاہ میں تلاش کرو
تمام بارگاہ چھان ماری کوئی ہو تو ملے وہ تو پہلے ہی نکل گیا چوبدار کی صورت بنکر اس عرصے میں کہ میں درگاہ سالار کو
آگاہ کر دوں آفاق نے کہا کہ درگاہ سالار سے تو دریافت کرو کہ کوئی باہر تو نہیں گیا چند چوبدار آئے اور کہا کہ بادشاہ دریافت فرماتے
ہیں کہ کوئی باہر تو نہیں گیا اسنے جواب دیا کہ جب سے حکم بادشاہ نے دیا ہے کہ کوئی باہر نہ جانے پائے کوئی نہیں گیا سوائے اس چوبدار کے
کہ جسنے یہ حکم دیا تھا کہ وہ یہ حکم بیان کرتا ہوا ادھر چلا گیا چوبداروں نے آکر آفاق سے جو درگاہ سالار نے بیان کیا تھا عرض کیا
آفاق نے یہ سنکے کہا کہ بڑا غضب ہوا وہ عیار نامہ لیکر نکل گیا ابھی لشکر میں نہ پہونچا ہوگا چند ساحر جا کر گرفتار کر لائیں بس یہ حکم سنکے
چند سردار ساحر ادھر کو باہر بارگاہ کے نکلے درگاہ سالار سے یہ دریافت کرکے کہ وہ چوبدار کدھر گیا ہے جدھر انھوں نے پتہ بتایا تھا ادھر کو روانہ
ہوئے یہ کب ملتے ہیں ہوا ہو گئے انکو کون پا سکتا ہے یہ باہر بارگاہ شاہی سے اپنے لشکر میں شامل ہو گئے اور اپنے لشکر میں آکر اپنی اصلی صورت پر
ہوکر خوشی خوشی طرف خیمہ خواجہ کے چلے وہ ساحر تھوڑی دور تک تلاش کرتے ہوئے گئے جب پتہ نہ ملا واپس آئے طرف اپنے لشکر کے اور
آفاق سے آکر عرض کیا کہ وہ چوبدار نہیں ملا عیار تھا ہاتھ سے نکل گیا آفاق نے کہا کہ خیر جانے دو وہ سب اپنے مقام پر بیٹھ گئے یہ تو یہاں اس فکر میں
ہیں کہ بڑا غضب ہوا کہ عیار نامہ لیکر چلا گیا یہاں کی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عیار لوگ بڑے غضب کے معلوم ہوتے ہیں اپنے اپنی

حفاظت کرنا ضرور ہی آفاق نے حکم دیا کہ ہر ایک اپنی حفاظت کرے کیونکہ عیاران اسلام دیدہ و دانستہ خاک آنکھوں مین ڈالکر اپنا کام کرجاتے ہین انسے بچنا بہت دشوار ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی اودھر چالاک نامہ لیکر خواجہ کے خیمہ مین آیا وہان بادشاہ نے دربار برخاست کیا تھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے خواجہ اپنے خیمہ مین بیٹھے ہوے تھے اور کئی عیار بھی موجود باہم مشورے ہو رہے تھے کہ یہ کون سردارون کو گرفتار کرکے لیگیا ہی آج صبح سے برق و چالاک کا بھی پتہ نہین نہ معلوم کدھر گئے ہین قران ثالث بھی یہ خبر سنکے خواجہ کے خیمہ مین آگئے ہین کیونکہ یہ بھی مثل قران اول و ثانی کے ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین وہان عبادت خدا کرتے ہین وقتاً فوقتاً لشکر مین آتے ہین جو مشورہ ہوتا ہی اسمین شریک ہوتے ہین کل سے یہ لشکر سے نہین گئے ہین یہ شریک مشورہ ہین کہ چالاک آکر پہونچا خواجہ نے چالاک سے کہا کہ ای چالاک تم صبح سے کہان گئے تھے کچھ پتہ لگا یا چالاک نے کہا کہ ای خواجہ مین تلاش مین صبح سے نکلا تھا دربار مین آفاق کی گیا نامہ برکا آنا نامہ آفاق کو دینا اپنا خادم بنا ہوا عقب آفاق کھڑا ہونا اور سب نامے کا پڑھنا اپنا نامہ لیکر فرار کرنا سب بیان کیا سب عیار یہ سنکے بہت خوش ہوے خواجہ نے کہا کہ ای چالاک تمنے بڑی چالاکی کی واہ کیا کہنا یہ کہکر زنبیل مین ہاتھ ڈالکر ایک کاغذ کی ٹوپی نکالکر چالاک کو دی اور کہا یہ انعام ہی اس کام کا بس خواجہ نے وہ نامہ پڑھا جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے کہا کہ ای عیاران اسلام آگاہ ہو کہ پتہ لگ گیا اب مین سردارون کی رہائی کی فکر مین جاتا ہون طرف زمرد کوہ کے بس یہ کہکر خواجہ اٹھے اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر خیمہ سے باہر نکلکر چلے ایک طرف کو روانہ ہوے اور عیار بھی ایک ایک طرف کو روانہ ہوے کہ انکا حال تحریر ہوگا پہلے خواجہ کا حال تحریر ہوتا ہی کہ یہ جو خیمہ سے نکلکر چلے ایک طرف کو منہ اٹھا کر توکل بخدا روانہ ہوے کیونکہ انکو زمرد کوہ کا راستہ نہ معلوم تھا مگر خدا پر بھروسا کرکے چلے گئے جب کئی کوس پر چلے آئے تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کرون کونسی عیاری کرون کہ مین زمرد کوہ تک پہونچ جاؤن یہ فکر کرکے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ مکر پیش نگاہ آئے ایک عیاری کو پسند کیا اسکے بعد بٹوے سے چند تصویرین نکالین انمین سے ایک تصویر پسند کی اب سب اپنا بند و بست کرکے ایک طرف کو روانہ ہوے چلے جاتے ہین وہ دن تمام ہوا رات بھی انھون نے اسی صحرا مین بسر کی صبح ہوگئی انکا حال پھر تحریر ہوگا اب حال زمرد کا تحریر ہوتا ہی کہ اسنے دو روز مین سامان سفر درست کر لیا اب اسنے سب سردارون کو طلب کرکے کہا کہ کل مین یہان سے کوچ کرونگا لشکر تیار ہو یہان تو یہ بند و بست ہی سب سامان درست ہوگیا ہی کہ وہ رات گذری صبح کا وقت ہی زمرد اپنے خیمہ مین سیر کرنے کے لیے جو کہ طرف صحرا کے ہی بیٹھا ہوا اس قصد سے کہ کوئی پہر بھر دن آلے تو کوچ کرون ادھر سب سردارون کی قید تنہا سے سحر برپا دی گئی ہی وہ تخت بھی تیار ہی سب سامان درست ہی صرف سفر کرنے کی دیر تھی کہ زمرد بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی کہ ایک مرتبہ اسکے کان مین رونے کی صدا آئی کہ جیسے کوئی بصدائے دردناک رو رہا ہی مگر آواز ایسی دردناک ہی کہ دلپر تاثیر کرتی ہی یہ صدا آئی اسنے خیال کیا کہ صدا کہان سے آتی ہی کہ پھر صدا آئی اب تو یہ پریشان ہوا کہ یہ کون رو رہا ہی کیسی دردناک صدا ہی کون میری عملداری مین لوٹا گیا ہی کس پر فلک مصیبت ٹوٹا ہی جو یون بیتاب بلک کر رو رہا ہی کوئی حاضر ہو جاکر خبر تو لائے کہ یہ کون ستم رسیدہ و آفت دیدہ ہی جو یون بیقرار ہوکر روتا ہی بس وہ چوبدار جو کہ حاضر تھے اسی وقت بموجب حکم زمرد وزیر کوہ اٹھے اور اس صدا کی طرف چلے یہانتک کہ قریب جب پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت زیر درخت پلنگ پر شال اوڑھے ہوے گھونگھٹ نکالے ہوے سر جھکائے بیٹھی ہوئی رو رہی ہی عجب دردناک صدا ہی کہ قلب کے پار ہوتی ہی یہ چوبدار اسکے قریب گئے اس عورت نے اپنے منھ پر سے ذرا سا پلنگ پوش ہٹا دیا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک گئی پیشانی پر افشان لگی ہوئی تھی عروس غضب اول بنی ہوئی تھی یہ دیکھکر وہ چوبدار دنگ ہوگئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ تو کوئی نازنین آفت دیدہ ستم رسیدہ ہی اس سے کہا کہ ای نازنین تیرے اوپر کیا بلا نازل ہوئی ہی جو یون تو رو رہی ہی کچھ بیان تو کر اسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھی رہی ان دونون نے باہم صلاح کی کہ بادشاہ سے چلکر عرض کرین پھر انکین سے

ایک نے کہا کہ ای نازنین کچھ بیان تو کر کیا آفت آئی ہی کیونکہ تو ایک شب کی عروس معلوم ہوتی ہی اوسنے آہستہ سے
کہا کہ مین تمسے کیا بیان کرون جو مجھپر آفت پڑی ہی کوئی سننے والا ہو تو بیان کرون تم کیا سنوگے جاؤ اپنی راہ لو کیون اپنے
کو آفت مین مبتلا کرو یہ جو اسنے کہا ایک نے دوسرے سے کہا کہ بڑی مغرور معلوم ہوتی ہی چلو بادشاہ سے بیان کردین
یہ باہم صلاح کرکے کوہ پر آئے زہرہ وہان بیٹھا ہوا تھا کہ وہ چوبدار آئین تو مین اُنسے دریافت کرکے اُس بیکس کی دادرسی
کرون کہ وہ چوبدار آ پہونچے زہرہ نے کہا کہو کیا خبر لائے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم جو زیر کوہ گئے تو ہمنے دیکھا کہ وہ جو درخت
شمشاد کا ہی اُسکے نیچے ایک نازنین پندرہ سولہ برس کا سن پلنگ پوش اوڑھے ہوئے بیٹھی رو رہی ہی یہ وہی رو رہی
ہی یہ اُسی کی صدا ہی ہمنے جو اُس سے دریافت کیا تو اُسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھی رہی جب بہت ہمنے کہا تو اُسنے
یہ جواب دیا کہ ہم تمسے کیا بیان کرین کوئی سننے والا ہو تو اُس سے بیان کرین ہم یہ سُنکے آپکے پاس چلے آئے یہ حال ہی جو ہمنے
بیان کیا یہ سُنکے اُسنے کہا کہ چلو میرے ہمراہ مین بھی دیکھون بعد ازان یہ تو بیان کرو کچھ اُسکی صورت بھی دیکھی تھی
اُنھون نے کہا کہ وہ تو گھونگھٹ نکالے ہوئے ہی مگر ایسا کوئی بیٹھا ہوا تھا اُس سے عجیب صورت نظر آتی تھی کہ ایسی صورت تو
ہمنے آجتک نہین دیکھی داستان لگی ہوئی ہو ذرا چلکے ملاحظہ فرمایئے کہ دل لیتے سے دلربا معلوم ہوتی ہی یہ جو اُنھون نے کہا
زہرہ نادیدہ اُسپر فریفتہ ہوگیا شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد وہ اُن چوبدارون کے
کہنے سے فریفتہ ہوگیا اُسی وقت اُنکے ہمراہ طلسم اُس دشت کے کوہ پر سے اُترکے روانہ ہوا آگے آگے زہرہ تھا
عقب مین وہ چوبدار تھے زہرہ وہان تک گیا کہ قریب اُس درخت کے پہونچا اُسنے دیکھا کہ دراصل ایک عورت
زیر درخت پلنگ پوش اوڑھے ہوئے اُس سر سے پاؤن تک اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے سر زانوے غم پر
جھکائے ہوئے بیٹھی ہی ادھر اُس نازنین نے زہرہ کو دیکھا کہ ایک جوان بہت خوبصورت تاج سر پر رکھے قبائے گلکار
پہنے ہوئے میری طرف چلا آتا ہی اُسنے خیال کیا کہ یہ ضرور بادشاہ ہی جب وہ قریب آیا اُسنے اس طور سے وہ
پلنگ پوش اوڑھا کہ منھ کھل گیا ایک برق چمک گئی ایک تجلی تھی کہ زہرہ کے قلب پر پڑی ایک تیر قلب دوز
تھا کہ سینہ کو توڑ کر گذر گیا اُسنے آہ کرکے کلیجہ پکڑ لیا اپنے کو سنبھال لیا ضبط کیا تو ادھر اُس نازنین نے جلدی سے
اپنا منھ چھپا لیا اور سر کو جھکا لیا کہ زہرہ اُسکے قریب آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ای نازنین بیان کر تیرے اوپر
کیا بلا نازل ہوئی ہی کہ تجھ ایسا گل رعنا اوس خار بلا مین مبتلا ہوا کون ایسا ظالم تھا کہ جسنے تجھپر ستم
کیا ای نازنین بتا کہ تو کس باغ کی اور بلبل کس گل کی ہی اور قمری کس سرو کی ہی شعر اگر ماہے ترا منزل کدام
است شاہ اگر شاہے ترا آخر چہ نام است یہ کیا بلا آئی کہ تو عین شب برات لوٹی گئی تیری صدا نے میرے
دل مین وہ تاثیر کی کہ مین بیقرار ہوکر دوڑا ہوا آیا ہون پہلے مین نے چوبدار روانہ کیے اُنسے تمنے کچھ
حال نہین بیان کیا جب اُنھون نے دریافت کیا تو تمنے یہ کہا کہ جو کوئی لائق سننے کے ہو تو بیان کرین
تمسے کیا بیان کرین اب مین آیا ہون بیان کرو یہ جو زہرہ نے کہا اُس نازنین نے ایک آہ سرد بھر کر کہا
کہ میری داستان بیان کرنے کے قابل نہین ہی مین خیال کرتی ہون کہ مجھسا کوئی آفت رسیدہ و غمدیدہ
و کمبخت نہوگا جیسی مین ہون خداوند کسی پر ایسی بلا نہ نازل کرے جیسی مجھپر نازل کی ہی لوگون کو
لازم ہی میرے سایہ سے پرہیز کرین کہ میرا سایہ نہ آ پڑے کہ وہ بھی میری طرح مبتلائے بلا ہون
مین تو مبتلا ہون ای شخص تو میرے پاس سے ہٹکر بیٹھ کہ تجھپر نہ میرا سایہ پڑے مین تو مبتلا ہون تو بھی
مبتلا ہو کوئی مجھسا بدنصیب نہوگا خدا میرا سا نصیبا کسی کا نہ کرے مین اپنی حالت بیان کرکے دوسرے کو
بھی مبتلائے غم و الم کرون میری حالت سُنکے تمہارا دل بھی بیقرار ہوگا مین اُس آفت مین مبتلا ہون
خداوند چیونٹی پر بھی نہ ڈالے نہ دشمن پر یہ بلا پڑے جو کہ میرے اوپر پڑی ہی مین کیا بیان کرون میری

وہ حالت ہی اگر جانور سُنے تو رونے لگے پہاڑ سے بیان کرون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاے مین کچھ حال بیان
نہین کر سکتی ہون وہ غمدیدہ ہون کہ کوئی نہوگا شعر نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون ؛ مین موسم بہار مین
شاخ بریدہ ہون ؛ بس میری خداوند سے یہ التجا ہی کہ زمین شق ہو جاے اور مین اسمین سما جاؤن میری یہ حالت
ہی زمین سخت آسمان دور میری یہ آرزو ہی کہ کسی صورت سے میری قضا آے مین مرجاؤن اس دربدر خاک بسر
پھرنے سے تو یہ بہتر ہوگا کہ جہان جاتی ہون مجھکو مقام پناہ نہین ملتا ہی ایک نہ ایک آفت نازل ہوتی
ہی تین دن سے مین ویران پھر رہی ہون کوئی میرے رہنے کا روادار نہین ہی دوسرے میرے عقب مین
ایک ایسی بلا ہی کہ وہ کہین قیام نہین کرنے دیتی ہی یہ کہکر وہ رونے لگی اور یہ شعر پڑھنے لگی شعر ہمینے بھی کبھو
جام وسبو دیکھا تھا ؛ جو کچھ کہ نہین ہی رو برو دیکھا تھا ؛ ان باتون کو اب جو یاد کرتے ہی تو رو ؛ اک خواب سا تھا
جو کبھو دیکھا تھا ؛ یہ اس درد سے پڑھا کہ زہرو کے بھی آنسو نکل آے اور رونے لگا وہ پھر جبر کرکے کہا کہ اے نازنین
جلد اپنی مصیبت کو بیان کر میرے قلب مین اسقدر قوت نہین ہی کہ مین تیری حالت کو دیکھ سکون اسنے کہا
کہ مین کیا بیان کرون خیر اپنی حالت بیان کرتی ہون تو بہت بجد ہی یہ کہکر اسنے رقت کو ضبط کرکے کہا کہ مین
آفت رسیدہ ایک مہاجن کی دختر ہون میری شادی ہوئی میرا شوہر مجھکو بیاہے ہوے لیے جاتا تھا کہ
راہ مین ڈاکہ پڑا تمام مال و اسباب لٹ گیا جو مرد و عورت تھے سب مارے گئے مین پلنگ پوش
جو کہ مجھکو جہیز مین میرے باپ نے دیا تھا اسکو اوڑھکر بھاگی مین یہ جانتی تو کبھی نہ بھاگتی اپنی بھی جان
دیتی چنانچہ میرا شوہر مارا گیا ابھی مین نے اسکی پوری صورت بھی نہ دیکھی تھی نہ اسنے میری صورت دیکھی تھی کیا
منحوس ساعت تھی جب برات رخصت ہوئی مین اسدن سے تباہ پھر رہی ہون تین دن کا بیاہ
ہوا ہی کہ کہین مقام امن نہین ملتا ہی ہر طرف ماری ماری پھر رہی ہون اور بلا میرے عقب مین ہی مین کیا بیان
کرون یہ میری حالت ہی جو بیان کی زہرو نے کہا اے نازنین اگر کوئی تمکو اپنے مکان مین لیجا کر رکھے تو تم رہو گی
اسنے کہا کہ بھلا کون مجھ آفت رسیدہ کو رکھے گا جو رکھیگا وہ خود بھی بلا مین مبتلا ہوگا اور مجھکو پکڑکر لیجائیگا
اپنے سر پر بلا لائیگا کیونکہ میرے عقب مین ایک نئی بلا ہی زہرو نے کہا کہ اے نازنین آگاہ ہو کہ یہ زہرو کوہ ہمرا اور
مین اس کوہ کا مالک ہون میرا نام زہرو جادو ہی میری شادی بھی نہین ہوئی ہی اور نہ ابھی شوہر مر گیا ہی
بس مین یہ چاہتا ہون کہ تیرے ساتھ اپنی زندگی بسر کرون تمکو یہان کسی قسم کی تکلیف نہوگی ہزارون
خادم و خدمتگار کنیزین و غلام ہر وقت خدمت مین موجود رہینگے زہرو کوہ کی مالکہ کے نام سے مشہور ہوگی
اسنے جواب دیا کہ کیون اپنے کو آفت مین مبتلا کرتا ہی اگر میری تقدیر مین شوہر ہوتا تو مین بیوہ کیون ہوتی بیاہ ہوتے ہی
میرا شوہر کیون مارا جاتا بس جو میرے ساتھ اس قصد سے کہ مین اسکو اپنی زوجہ بناؤن سلوک کریگا اسپر
یہ آفت نازل ہوگی ابھی تو تم یون میری خوش آمد کرکے اپنے ساتھ لیے جاتے ہو تھوڑے عرصے مین
میرے جانی دشمن ہو جاؤگے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہو جاؤگے کیونکہ وہ بلا تمکو آکر ضرور پریشان کرے گی
زہرو نے کہا کہ مین پہلے بیان کر چکا ہون یہان کوئی بلا نہ آئیگی بس تم میرے ہمراہ چلو اب اسمین عذر
نکرو کیونکہ محبت کرنے والا ممکن نہین ہوتا ہی بس چلو دیر نکرو اب رو رو کر میرے قلب کو بیقرار کرو
مین تمھارے رونے سے بیتاب ہوتا ہون یہ کہکر زہرو نے اسکا ہاتھ پکڑنے کے قصد سے اسکی طرف
ہاتھ دراز کیا کہ اسنے یہ کہکر کیسی کمینی حرکت ہی تم بڑے بے غیرت ہو کہ سبکے روبرو میرا ہاتھ پکڑتے ہو
مین نہ کہتی تھی کہ تم بھی میرے دشمن ہو جاؤگے وہی ہوا یا نہین زہرو نے کہا کہ اے جان جہان تم
گھبراؤ نہین یہ میرے نوکر ہین الٹے کیا پردہ اچھا تم میرے ساتھ میرے مکان پر چلو وہ سامنے کوہ پر

مکان ہی یہان کے باشندے سب میری رعایا ہین سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے جب یہ زہرو نے کہا بس
وہ یہ سُنکے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ تمنے بہت مجبور کیا ناچار چلتی ہون یہ تو مجکو یقین ہی کہ تم بھی میرے دشمن جانی
ہوجاؤگے ابھی تو اس طور سے لیے جاتے ہو ادھر کجھ ہوسکے اور تم بھی دشمن ہوگے کیونکہ فلک کو یہ منظور ہی کہ مین
اسی طور سے آوارہ و سرگردان پھرون کیونکہ وہ میرے درپے آزار ہی یہ جو کہا زہرو نے کہا کہ ای جان جہان
تم اطمینان رکھو کہ مین کبھی دشمن نہونگا تمھاری خدمت بدل و جان کرونگا کبھی تمھاری اطاعت سے سر
نہ پھیرونگا کسی اور عورت کی طرف نہ دیکھونگا اُسنے کہا یہ کہنا تمھارا بیکار ہی کیونکہ تم لوگ اپنے مطلب کے
ہوتے ہو تمھاری ذات بیوفا ہی جب کوئی عورت خوبصورت دیکھوگے اُسکی خواہش کرنے لگوگے زہرو نے کہا کہ
مین خداوند کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ کبھی تمھارے ساتھ بدی نہ کرونگا اُسنے کہا کہ خیر چلتی ہون شاید ایسا نہو
کیونکہ یہ رات تو مجکو اس درخت کے نیچے بے آب و دانہ گذری ہی اور ہر وقت یہ خوف رہا کہ کوئی درندہ نکل کر
کھا جائیگا چونکہ زندگی تھی اور تمھارا ساتھ ہونا تھا اس سبب سے کسی نے نہ پوچھا گو میری خواہش تھی کہ مجکو
کوئی کھا جائے میرے قریب تو موت بھی آتے ہوئے ڈرتی ہی کیونکر آتی یہ کہکر جھم جھم کرتی ہوئی اور کہا کہ ہم
چلون اس قیامت کی چال چلی کہ ہر مرتبہ زہرو کا دل پائمال ہوگیا پاؤن مین تمامی کا لہنگا تھا وہی پلنگ پوش
اوڑھے ہوئے اپنے کو سر سے پاؤن تک چھپائے ہوئے چلی بس زہرو اُس نازنین کو بصد اشتیاق سب سے
پوشیدہ اس خیال سے کہ کوئی اسکی خبر ممندر شاہ سے نہ کردے کیونکہ وہ بھی تو حسین کو بہت دوست رکھتا ہی
اس خوف سے چور گھاٹی سے پہاڑ پر لایا اُس پہاڑ کو جو دیکھا تو گل و ریحان سے مملو تھا ہر طرف ہزارون
قسم کے درختون کی قطار لگی ہوئی تھی ہر قسم کے خوشبودار گل لگے ہوئے تھے یہ اُس نازنین کو لیکر اُس
کمرے مین آیا کہ جو اسکے تخلیہ کا تھا اُس کمرے مین ہر طرف ہزارون جانورون اور انسانون کی تصویرین
لگی تھین طاقون پر گلدستے چنے ہوئے تھے ساغر شراب کی بوتلین صراحین لگی ہوئی تھین آئینے سب
سامان عیش مہیا تھا گھڑیان لگی ہوئین قدآدم آئینے لگے ہوئے چھت پر دونون سے درست تھا
فرش مخمل کا کیا ہوا ایک مسہری آراستہ اُسپر پردے پڑے ہوئے ایک مسند زرنگار وسط مین آراستہ
تھی اُسکے برابر کشتی شراب کی رکھی ہوئی تھی اور رکابی کباب کی کیونکہ یہ شغل شراب کررہا تھا اسی حالت مین
تو اُٹھکر چلا گیا تھا بس اسکو لاکر اُس مسند پر بٹھایا آپ پائین بیٹھا اُسنے اشارہ کیا کہ ادھر آکر بیٹھو اُسنے
جواب دیا کہ مین اس سبب سے نہ بیٹھا کہ شاید تم ناراض ہو یہ کہکر اس نازنین کے برابر بیٹھا اور کہا کہ
ای جان جان و ای آرام دل مشتاقان اٹھو یہ پردہ و حجاب و حیا دور کرو اور اس پلنگ پوش کو اُتار دو
اُسنے یہ سُنکے وہ پلنگ پوش اُتارا مگر اُسکو اپنے نیچے رکھ لیا زہرو نے کہا کہ ای جانی اسکو پھینکدو اب اسکی
کیا ضرورت ہی اُسنے کہا کہ مین تو اسکو نہ پھینکونگی کیونکہ یہ تو میرا مصیبت کا رفیق ہی اور حالت بلا مین
میرا پردہ ہی اگر تم بھی میرے دشمن ہوا اور مجکو نکالدو تو مین کیا اوڑھکر نکلونگی یہ جو اُسنے کہا زہرو نے
جواب دیا کہ خداوند ایسا نہ کرین یہ کہکر قصد کیا کہ گلے سے لگاؤن اور پیار کرون کہ اُسنے کہا کہ ذرا اپنی
طبیعت کو روکو اسقدر بیباک نہو ذرا خیال تو کرو کہ میرے اوپر کیا بلا نازل تھی اور کس بلا مین مبتلا
تھی ابھی میرے حواس درست نہین ہوئے ہین مین تین شبانہ روز کے فاقہ سے ہون ذرا مین کچھ
کھا تو لون یہ جو اُسنے کہا زہرو نے کہا کہ کیون جانی کتنے تین دن سے کچھ نہین کھایا ہی اُسنے کہا کہ
جنگل مین کھانا کہان سے آیا جو مین کھاتی یہ جو اُسنے کہا اُسنے صدا دی کہ کوئی ہی بس ایک چوبدار
اندر آیا زہرو نے کہا کہ ہمارے مطبخ خانہ سے جو کچھ تیار ہو بہت جلد حاضر کرو وہ چلا گیا یہ سُنکے

زہر دست سے یہان زہر دست نے اُس نازنین سے کہا کہ اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجھے یہ معلوم تھا کہ
تمنے کھانا نہین کھایا ہے تو طعام آتا ہے یہ ہی باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا بس
زہر دست نے وہ خوان روبرو اُسکے رکھا کہا کہ طعام نوش فرمایئے اُس نازنین نے کہا کہ تم بھی کھاؤ بس
زہر دست نے کہا کہ اے ملکہ مین نہین کھاؤنگا کیونکہ مجھکو سفر کرنا ہے اگر کھانا کھاؤنگا تو کسل راہ سے میری طبیعت
پریشان ہوگی اُسکے سبب سے ہضم مین فتور ہوگا کیونکہ میرا قاعدہ ہے کہ مین جب کسی طرف کو سفر کرتا ہون تو کھانا
نہین کھاتا ہون یہ سنکے اُسنے کہا کہ دیکھا وہ ہی امر تمنے کیا نہ کہ دشمنی کرنے لگے مجھکو تو لائے اور خود جانے لگے ہو
یہ کونسی لیاقت و مروت ہے کہ ایک کو تو گھر مین لائے اُسکو تنہا چھوڑکر چلے جاؤ اگر یہ قصد تھا تو مجھے کیون لائے
مین کسی سے واقف نہین ہون نہ کوئی مجھسے واقف ہے کیونکر میری بسر ہوگی زہر دست نے کہا کہ اے جان جہان مین
تمکو اپنے ہمراہ رکھونگا ایکدم تو جدا کرونگا نہین تم گھبراؤ نہین اُسنے کہا کہ آخر کہان جاؤگے زہر دست نے جواب دیا کہ
مین تمسے کیا بیان کرون ایک ضرورت سے مع لشکر سفر کرونگا یہ جو زہر دست نے کہا وہ نازنین
کہا کہ اب معلوم ہوا یہ سفر مین تباہی تمہاری ہے کیونکہ تم لڑائی پر جاتے ہو نہ معلوم کیا انجام ہوگا جنگ کا زہر
دار و زہر دست نے کہا کہ اے جانی مین لڑائی پر نہین جاتا ہون بلکہ جسکا خراج گذار ہون اُسنے اپنی کمک کے لیے
طلب کیا ہے کیونکہ اُنکے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہے اہل اسلام نے اُنپر لشکر کشی کی ہے اگر مین نے اہل اسلام کے
لشکر کا خاتمہ کر دیا ہے اُنکے سردارون کو گرفتار کر لیا ہے اُنکی قید لیکر جاتا ہون یہ قید پہونچا کر چلا آؤنگا اُسنے کہا
کہ اہل اسلام کون لوگ ہین کیا یہ ہم ایسے لوگ نہین ہین اُن لوگون کی اور صورتین ہین جو انکو اہل اسلام کہتے
ہین یہ جو اُسنے کہا زہر دست نے خیال کیا دل مین کہ یہ بالکل نادان اور ناواقف ہے یہ اہل اسلام کو نہین جانتی ہے یہ
خیال کرکے کہا کہ اے جان جہان اہل اسلام اور ایک مذہب ہے اُسنے کہا کہ کیا اور بھی مذہب ہین زہر دست نے
جواب دیا کہ ہان اے جان جہان اہل اسلام اُنکو کہتے ہین جو خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین وہ خدائے
نادیدہ کو اپنا خدا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا خدا آسمان پر ہے اور بہت سی دلیلین بیان کرتے ہین یہ جو
زہر دست نے کہا اُسنے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ اور بھی مذہب ہین مین جانتی تھی کہ یہ ہی ایک مذہب ہے
جو کہ سب کا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ مذہب اسلام بھی ایک مذہب ہے زہر دست نے کہا کہ اے جانی کھانا کھاؤ تمکو
ان قصون سے کیا غرض ہے چونکہ زہر دست نے کہا بس اُسنے کھانا کھانے کے لیے ہاتھ دھویا مگر زبردستی زہر دست کو کھلایا
جب کھانے سے فراغت ہوئی ہاتھ منہ دھوکر بیٹھی اب جو کھانا کھایا زہر دست نے دست گستاخ کو دراز کرنا چاہا
اُسنے کہا کہ جلدی کاہے کی ہے مین کہین بھاگی نہین جاتی ہون تمہارے پاس موجود ہون مگر تم بھی کیسے بدسلیقہ
ہو بالکل تمکو کچھ مزا نہین ہے زہر دست نے کہا کہ کیا مزا اُسنے کہا کہ کھانا کھایا ہے تو اب شراب پینا چاہیے اُسکے بعد
لطف ہوگا یہ جو اُسنے کہا زہر دست نے جواب دیا کہ کشتی شراب کی موجود ہے تم بھی نوش کرو مجھکو بھی دو یہ کہکر
کشتی شراب کی کھینچکر آگے رکھدی تورے سے پوش اُٹھا دیا اب بالکل تخلیہ ہے کوئی مخل صحبت نہین ہے اب جو دیکھا
تو صراحیان قرینے سے رکھی ہوئی ہین جام شراب الماس نگار رکھے ہوئے ہین صراحیون کے منہ
کپڑے سے بندھے ہوئے ہین اُسنے ایک صراحی اُٹھا کر اُسکا منہ کھولکر ساغر مین لی اُسکو لیکر زہر دست کی
طرف زہر دست نے ہاتھ بڑھایا مگر منہ ناز سے پھیر لیا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ صورت زیبا و شکل رعنا
رکھتی تھی کہ اگر عابد بھی دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا فرشتون سے بھی قلب بیقرار رہتے ہین گو کہ وہ نفس نہین
رکھتے ہین مگر وہ بھی دیکھکر اُسکے حسن کے شیدا ہو جاتے وہ عروسی لباس پہنے ہوئے سر سے
پاؤن تک زیور جواہر نگار پہنے ہوئے ناک مین منہ عطر سہاگ ملا ہوا خوشبو چلی آتی ہے اُسنے

اس انداز سے منھ پھیر کر کہا کہ تو شراب پیلو مرد اس انداز کو دیکھکر مرگیا جیتے جی گذر گیا بس اُسنے
کہا کہ پہلے تم نوش کرو تمہارا آلش میں پیلونگا اُسنے کہا کہ مجکو یہ تجربہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہی ای
مرد ویسے لئے پی راوی سنے بیان کیا ہی کہ یہ اُسنے کہا مرد نے وہ ساغر اُسکے ہاتھ سے لیکر اور قصد کیا
کہ پی جاؤن لبون تک لایا تھا چاہتا تھا کہ لبون سے لگاؤن کہ ایک تڑاقہ ہوا اور وہ جو تصویرین
لگی ہوئی تھین اُنمین سے ایک تصویر زمین پر آئی اور پٹھا کھا کر کھڑی ہوئی وہ تصویر کبوتر کی تھی صدا اے
غم فنون دیکر کہا کہ اے مرد ہوشیار ہوجا یہ شراب نہ پینا اسمین بیہوشی ملی ہوئی ہی یہ عورت نہین ہی عیار ہی
اسکا نام خواجہ خضران بن عمرو ہی یہ خواجہ ثالث ہی تیرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہی یہ کہکر ایک چیخ ماری
اور ایک شعلہ نکلا کہ وہ کبوتر تو جلنے لگا اور شراب شعلہ بنکر اڑ گئی یہ جو واقعہ اُسنے دیکھا حیران ہوا
مگر باجتنبا دا اُسنے اُسپر سحر کردیا کہ بھاگ نہ سکے اُدھر اُس نازنین نے یہ حال دیکھکر رونا شروع کیا ادھر یہ
حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہی اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین وہ آفت رسیدہ بلا نصیب مہاجن کی لڑکی
ہون کہ جسکو تو صحرا سے لایا ہی اگر یقین نہو دریافت کرلے مین موجود ہون یہ کہکر رونے لگی اُسنے کہا کہ میرا سحر
تو کہتا ہی کہ تو خواجہ ثالث ہی جانشین عمرو اُسنے جواب دیا کہ مین پہلے ہی تجھ سے کہتی تھی کہ میرے عقب مین
ایک بلا ہی کہ وہ مجکو کہین نہین چین سے بیٹھنے دیتی ہی جہان مین جاتی ہون میرے ساتھ وہ بھی پہونچتی ہی
تو مجکو قتل کر ڈال تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤن جسنے رحم کھا کر اپنے گھر مین جگہ دی اُسنے مجکو
وہان سے بھی نکلوایا مین اس امر سے بالکل نہین واقف ہون کہ کون جانشین عمرو مین تو ایک بلا نصیب
ہون کہ جسکا کوئی وارث نہین ہی آج تین دن سے اس بلا کے سبب سے کہین قیام نہین کیا صحرا صحرا
پھر رہی ہون جہان جاتی ہون یہ ہی صدا آتی ہی آج تیسرا دن ہی کہ ایک شخص اسی طور سے رحم کھا کر
مجکو اپنے مکان پر لے گیا جب مین نے شراب پلائی یہ ہی صدا آئی وہ دشمن ہوگیا میرے قتل پر آمادہ ہوا
مین نے منت وسماجت کرکے اپنی جان بچائی وہان سے بھاگی تم اپنے مکان پر لائے مین نے اسی
سبب سے کہا تھا کہ تم میرے دشمن ہوجاؤگے میرے قتل پر آمادہ ہوگے وہ ہی پیش آیا نہ یہ جو اُسنے
رو کر کہا ایسی مایوسی سے کہا کہ تو مجکو قتل کر بس اُسکو رحم آگیا اُسنے خیال کیا کہ میرے سحر نے غلطی کی
یہ خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام نہین ہی اگر وہ ہوتا تو یون نہ روتا دوسرے مرد عورت کی صورت
نہین بن سکتا ہی یہ اسیر عاشق بھی ہوچکا تھا اس سے اُسکا رونا نہ دیکھا گیا بیقرار ہوکر کہنے لگا کہ ای ملکہ
میری خطا کو معاف کرو میرے سحر نے مجکو دھوکا دیا میرے قصور کو معاف کرو یہ کہکر اپنا سحر
اُسپر سے دفع کیا اُسنے کہا کہ تو مجکو قتل کر ڈال تاکہ یہ قصہ پاک ہوجاوے ابکی تو نے چھوڑ دیا پھر کوئی
سکیگا تو پھر پھر جائیگا تو ہر مرتبہ کا یہ ہی صدمہ ہوگا اس سے ابکی مرتبہ قصہ پاک ہو مین بلا سے نجات
پاؤن اُسنے کہا کہ مجکو زیادہ محجوب نکرو مین ہاتھ جوڑتا ہون اب ایسی خطا نہوگی اُسنے کہا کہ خیر
ابھی معلوم ہوجاتا ہی یہ کہکر وہ خاموش ہو رہی اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکی خبر نہ تھی کہ اُسنے یہ بلا کر رکھی ہی
بڑے غضب کا ساحر ہی کہ جسکے سحر کی تصویرین بولتی ہین معلوم ہوتا ہی یہ ہی ایک تصویر ہوگی مین نے تو
کام تمام کیا تھا مگر کیا کرون اُسکے سحر نے اُسکو خبردار کردیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ خیال
کرکے دل مین خاموش ہوکر بیٹھ رہی مگر آنکھون سے اشک جاری ہین سر جھکائے بیٹھی ہی اُسنے جو دیکھا کہ یہ نازنین
کچھ کلام نہین کرتی ہی رو رہی ہی کہنے لگا کہ ای جانی تمکو ہمارے سر کی قسم ہماری صف ماتم پر بیٹھو ہمارا جلوا
کھاؤ اگر اب روؤ مین ہاتھ جوڑتا ہون میرا قصور معاف کرو یہ جو اُسنے کہا اور اپنے دامن سے اشک پونچھے

اور کہا کہ لو شراب پلاؤ یہ کہکر اُسکے ہاتھ مین شراب کا ساغر دیا اُس نازنین نے پھر ساغر لبریز کیا اگلی مرتبہ
پھر منھ پھیر کر اور ساغر اُسکے منھ سے برابر کیا اور کہا کہ لو شراب پیاؤ اُسنے ساغر ہاتھ مین لیکر قصد کیا تھا کہ لبون
سے لگاؤن کہ ایک مرتبہ بیتر جو تصویر مین بنا ہوا تھا اپنے چوکھٹے مین سے جدا ہو کر فرش پر گرا اور صدا دی
کہ ای غافل خبردار ہو ایک تصویر کو تو جلا چکا اسیر بھی نہ ہوشیار ہو اور یہ ساحرون کا قاتل ہی بڑے بڑے
ساحرون کو قتل کیا ہی ماہیان وسحران اسی کے ہاتھ سے قتل کیے ہوے ہین آفتاب کو اسی نے قتل کیا ہی
یہ بڑا مکار ہی اپنی جان بچا رے یہ جانشین عمرو اول وعمرو ثانی ہی خواجہ ثالث اسکا نام ہی یہ بڑا مکار و
دغاباز ہی کبوتر سے تو آگاہ کیا تھا اسیر تو آگاہ نہوا یہ جو بیتر نے کہا وہ حیران ہوا اُسنے سحر تو کیا کہ وہ بجنس وہ حرکت
ہوگئی اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اچھا ایک مرتبہ میرے سحر نے دھوکا کھایا تھا کیا اگلی مرتبہ بھی دھوکا کھایا اودھر
ایک شعلہ نکلا کہ وہ بیتر بھی جلکر خاک ہوگیا اودھر شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اب پھر اُسنے کہا کہ سچ سچ بتا کہ تو کون ہی
میرا سحر تو خبر دیتا ہی کہ تو خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام ہی مکار ہی میرے ساتھ مکر کرتا ہی اُسنے ایک آہ سرد بھر کر کہا
کہ ارے کمبخت مین تجھ سے پہلے ہی کہتی تھی کہ مجکو اپنے ہمراہ نہ لیچل کیونکہ میرے ہمراہ بلا ہی تو بھی مثل اورون کے
میرا دشمن ہوجائیگا میرے قتل پر آمادہ ہوگا تو نے نہ سنا زبردستی منت سماجت کرکے مکان پر لایا پہلی مرتبہ جب
تو نے مجھپر سحر کیا جب تیرے سحر نے تجکو خبر دی مین نے کہا کہ تو مجکو قتل کر تیری منت کرتی رہی تو نے نہ سنا پھر
قتل سے ہاتھ اُٹھایا ارے مین وہی بلا نصیب ستم دیدہ رنج والم کی مبتلا ہون یہ فلک ناہنجار گردون غدار
میرے درپے آزار میری بہتری نہین چاہتا ہی بڑی خرابی کی بات ہی اگر تجکو یقین نہین ہی تو یہ امتحان کرلو کہ مین عورت
ہون یا مرد ہون تب تو یقین آئیگا نہ مین یہ کہتی ہون کہ تمھارا سحر جھوٹا کہتا ہی تم میرا امتحان کرکے مجکو قتل کر ڈالو
کسی عورت کو بلاؤ وہ آکر دیکھ لے تمپر ثابت ہوجاے مجکو قسم ہی خداوند زہرہ مشتری کی اب تو میرا امتحان کر لے کسی
عورت کو طلب کر کے مین اپنی زندگی سے عاجز ہون مین تو یہ کہتی ہون کہ تو مجکو ابھی قتل کر ڈال مگر جب
امتحان کر لینا اسوقت ضرور قتل کرنا اب مجھسے یہ ہروقت کی کشاکش نہین اٹھ سکتی ہی مین بہت عاجز
ہون ایک مرتبہ تو نے طرح وی پھر وہی ہوا یہ مین کیونکر کہون اور یقین کرون کہ تیرا سحر جھوٹا ہی مین ہی
جھوٹی ہون میرا مرجانا بہتر ہی یہ اس طور سے اُسنے کہا اور ایسی اپنی عاجزی ظاہر کی کہ زہرہ کا عجب
حال ہوا اُسکے رونے پر بیقرار ہوگیا فورًا سحر اسیر سے اتار لیا وہ تڑپنے لگی اور کہنے لگی کہ تو مجکو قتل کر
میری جان لے مین زندگی نہین چاہتی ہون مین بہت عاجز ہون ایسی زندگی سے میرا مرنا اچھا ہی کہ جہان
جاؤن یہی تہمت لگے کہ یہ جانشین خواجہ ہی مین کہان اور خواجہ کا جانشین کہان مین نے یہ نام بھی
نہین سنا خواب مین بھی خواجہ کی صورت نہین دیکھی نہ نام یہ کسی جانور کا نام ہی یا کسی بھوت کا نام ہی
کہ میرے پیچھے پڑگیا ہی چڑیل کی طرح کہ کسی صورت سے میری عقبی گذاری نہین ہوتی ہی اب مین اپنے کو
ہلاک کرونگی یہ کہکر رومال اُسکے پاس رکھا تھا ایک مرتبہ گلے مین ڈالکر قصد کیا کہ گلا گھونٹون کہ زہرہ نے
دوڑکر ہاتھ پکڑلیا اور قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ میری خطا معاف کر مجھسے قصور ہوا اب ایسی
خطا نہوگی میرے سحر کی غلطی ہی وہ غلطی پر ہی سچ ہی تم کہان اور خواجہ کہان وہ ایک عیار ہی اب میرے
قصور کو معاف کرو میری خطا سے درگذر و مین اپنے قصور پر نادم ہون مجھے بہت شرمندہ ہوتا
کہ مین نے سحر کے کہنے پر عمل کیا کہ تمپر سحر کر دیا اب ایسی خطا نہوگی اُسنے کہا اسوقت بھی تو تمنے اقرار کیا تھا
کہ اب ایسی خطا نہوگی پھر وہی حرکت کی مین تمھارے کس قول کا اعتبار کرون دراصل سب اپنے دشمن سے
خوف کرتے ہین اگر تمنے بطور احتیاط کے میرے اوپر سحر کیا تو کیا برا کیا خیر اگر تو رہا کرتا ہی تو یا خود یا کسی عورت کو

بلاکر پہلے دریافت کرلے کہ مین مرد ہون یا عورت مرد و عورت مین تو بڑا فرق ہے میرے پاس وہ گل تر ہے
کہ جسکے تم ایسے ہزارون شیدا ہوتے ہین اُسنے جواب دیا کہ کوئی دیکھنے کی ضرورت نہین ہے تھوڑے
عرصے مین خود معلوم ہو جائیگا جب میرے تمھارے یکجائی ہوگی کیا دیر ہے شراب پیلو مجکو بھی دو اب نہ
غصہ کرو یہ کہکر اُسکے اشک پاک کیے اپنے دامن سے اور ہاتھ جوڑے اور قصد کیا کہ عارض نازک سے
بوسے لون کہ اُسنے منھ پھیر کر ایک آہستہ سے طمانچہ مارا اور کہا کہ دور ہو مجھے یہ گرمی اچھی نہین معلوم
ہوتی ہے یہ گرمی اپنی بہینا سے جا کر کرنا اپنی امان سے مین اسکی خواستگار نہین ہون معلوم ہوا تو اپنے
مطلب کا ہے مجکو اسی لیے لایا ہے ارے ہان یہ تو بتا کہ مرد جو عورت پر مرتے ہین تو کس لیے مرتے ہین
کیا اُنکے مطلب نکلتا ہے اور کیا مزا ملتا ہے کیا چیز ایسی اُنکے پاس ہوتی ہے اور کیا کام اُنسے نکلتا ہے
زہرہ نے کہا کہ اے جانی یہ حال تھوڑی دیر مین تیرے اوپر ظاہر ہو جائیگا کہ جس غرض سے مرد عورت
سے محبت کرتے ہین اور سبب یہ ہے کا سبب یہ ہے کہ جو مین تیرے ساتھ کرونگا ایسا تو یہ سبب ہے جو مین تیرے
منھ سے کہو سے ایسا ہی ہون اُسنے کہا کہ وہ جو کام تو میرے ساتھ کریگا جا کر اپنی امان اور خالہ کے ساتھ کر وہ ہی
اسی کے قابل ہین الغین کو بتا جو جس سبب سے مرد عورت سے محبت کرتا ہے مجھے کوئی ضرورت اس سے
آگاہ ہونے کی نہین ہے زہرہ نے کہا کہ اے جانی تمھارا جو جی چاہے کہو لو مگر خفا نہو یہ جو زہرہ نے کہا تو پھر اُسنے
جام بھر کر اُسکے منھ سے لگا دیا اور کہا کہ خیر مین کیا کرون کہ مجکو بھی تجھ سے محبت ہو گئی ہے اگر کوئی اور ہوتا
تو کبھی مین اُسکے کہنے کو نہ مانتی جب سے مین نے تجکو اُس صحرا مین دیکھا ہے اُسوقت سے میرا دل تجھپر فریفتہ ہو گیا ہے
اس سبب سے تیری اسقدر بدتمیزی بھی مین نے گوارا کی یہ جو اُسنے کہا اور جام لبریز کرکے اُسکو دیا کہ مرد اور زیادہ
بیقرار ہو گیا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ ضرور میرے سحر نے کمی کی اور غلطی کی درا صل کہان خواجہ اور کہان یہ مقام
اُسکو تو اسکی خبر بھی نہوگی وہ تو یہ بھی نہ جانتا ہوگا کہ کون لیگیا ہے اور کون نہین اُسکو اُسوقت برق کا آنا بھی
نہ یاد رہا تھا کہ برق آیا ہے مین نے اُسی اسیر کیا ہے یہ اُسنے دلمین تصور کیا کہ ضرور سحر نے غلطی کھائی اُسکے سبب سے جان نے بھی
دھوکا کھایا تھا ایسی نازنین میرے ہاتھ سے قتل ہوتی تھی جو کہ بالکل نادان ہے اور دنیا کے کسی امر سے واقف نہین ہے
یہ بھی نہین جانتی ہے کہ مرد عورت کے ساتھ کیا کرتا ہے اور مرد و عورت کس کام کے ہین افسوس بڑا غضب ہوا تھا
یہ خیال کرکے جام اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور قصد کیا کہ لبون سے لگا کر پی جاؤن اور اُسکے بعد لذت وصل اس سے
حاصل کرون کیونکہ یہ ابھی ناکتخدا معلوم ہوتی ہے کس سبب سے کہ اگر یہ اپنے شوہر کے ساتھ سوئی ہوتی تو ضرور اسکو معلوم
ہوتا کہ مرد اس کام کا ہے عورت اس کام کی مرد عورت مین یہ کام ہوتا ہے اور اسکا یہ مزا ہوتا ہے بس اسی سبب سے
تو اُسنے دریافت کیا بڑے مزے حاصل ہونگے بہت لذت ہوگا جب وہ اس امر سے واقف ہوگی تو اور زیادہ
پھر محبت اُسکے دلمین پیدا ہوگی جب اُسکو مزا ملیگا بس یہ خیال کرتا تھا اور قصد کرتا تھا کہ شراب پی لون بس
جام جو اُسنے لیکر لبون سے لگایا ادھر اُسنے جام لگایا ادھر ایک زاغ جو تصویر مین لگا ہوا تھا ایک مرتبہ فرش پر
چٹک کر گرا اور صدا دی کہ تو بڑا نادان ہے دو جا تورون کی تو نے جان لی اور اپنے سحر کو برباد کیا ارے نادان
کیون دھوکا کھاتا ہے کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے یہ نہ کہنا کہ مجکو میرے سحر نے ہوشیار نہ کیا مین نے دھوکا کھایا
دو مرتبہ ہوشیار کیا اب تیسری بار ہوشیار کرتا ہون خبردار بیدار ہو آگاہ ہو کہ یہ خواجہ ثالث یعنی عمر و ثالث ہے ارے ظالم
اسکے ہاتھ سے بچ اور دیکھ کہ یہ مرد ہے عورت نہین ہے اگر تجکو یقین نہو تو اسکا کمر بند کھولکر دیکھ لے یہ جو کہتی ہے کہ یہ نازنین
گل تر ہے جسپر سب شیدا ہوتے ہین ارے اسکے پاس گل تر نہین ہے بلکہ ایک اور چیز ہے جو کہ تیرے پاس ہے تجھکو بہار اجلوا
سکاری ہے یہ کہکر وہ زاغ جو کہ گرا تھا کہنے لگا کہ لو مین بھی جاتا ہون مگر ہوشیار ہو جا ارے ظالم دھوکا نہ کھا تک بوچھے

کہا تاہی یہ کہا اور ایک شعلہ سا اسکے جسم سے نکلا کہ وہ جلنے لگا اور شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اسوقت اسکو یقین ہوا کہ یہ ضرور
عیار لشکر اسلام ہی اسنے سحر کیا کہ ایک پاٹ چکی کا اسکے گلے مین پڑ گیا ادہر وہ نازنین رونے لگی اور کہنے لگی ہے افسوس
مین کس بلا مین پھنسی ہون ای فلک تو کیون اسقدر درپے آزار ہی کیون مجکو ستاتا ہی کیون میری جان کے
پیچھے پڑا ہی کیون میرے اوپر آفت نازل کر رکھی ہی کیون اسقدر میری آبرو کی خواستگاری کر رہا ہی یہ اسنے کہا
اور رونے لگی اور تڑپنے لگی یہ حیران ہی کہ یہ کیا امر ہی کہ تین مرتبہ سحر سے خبر دی ہی دو مرتبہ تو سحر کو مین نے یہ خیال
کیا کہ اسنے دھوکا دیا ہی اور مین نے دھوکا کھایا یہ صرف سحر کی غلطی ہی مگر اب کی مرتبہ تو مین یہ خیال کر سکتا ہون
یہ خیال کر کے اسنے کہا کہ سچ سچ بتا کہ تو کون ہی اگر سچ بتا دیگی تو مین تجکو ابھی چھوڑ دونگا ورنہ قتل کر ڈالونگا اسنے
رقت کو ضبط کر کے کہا کہ تو مجکو قتل کر مین اب نہ بتاؤنگی اٹھا تلوار اور لگا دے ہاتھ تاکہ قصہ پاک ہو فیصلہ
ہو جائے یہ ظلم و بدعت مجھسے نہین اٹھ سکتا ہی یہ بار گران میری گردن سے نہین اٹھتا ہی مین اسکی متحمل نہین
ہو سکتی ہون میری جان پر بنی ہوئی ہی میری گردن ٹوٹی جاتی ہی اسی سبب سے مین کہتی تھی کہ تو مجکو قتل کر ڈال
یا میرا امتحان کر لے تو نے نہ مانا جب اسنے یہ رو کر کہا تو اسنے کہا کہ مین یہ نہین جانتا ہون سچ بتا کہ تو کون ہی
اسنے کہا کہ مین تو اپنی زبان سے نہ کہونگی جو ہون وہ ہون زمرد نے کہا کہ سچ بتاتی نہین تو مین قتل کرتا ہون یہ کہکر
اسنے آواز دی کہ کوئی حاضر ہی ایک چوبدار حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا اسنے دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی
اسکے گلے مین چکی کا پاٹ پڑا ہوا ہی بادشاہ بہت غصہ مین بیٹھا ہوا ہی کہ یہ چوبدار پہونچا عرض کیا کہ کیا حکم
ہوتا ہی اسنے کہا کہ جلاد کو بہت جلد بلا لا کہ مین اسکو قتل کرونگا مین نے خواجہ لشکر اسلام کے عیار کو گرفتار
کیا ہی یہ عورت بنکر آیا ہی مجکو دھوکا دیتا ہی اسنے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر جلد باہر آیا اور لوگون نے دریافت
کیا کہ بادشاہ نے کیا فرمایا اسنے کہا کہ جلاد کو طلب کیا ہی کسی کو بادشاہ نے گرفتار کیا ہی فرماتے ہین
کہ مین نے خواجہ لشکر اسلام کے بڑے عیار زبردست کو گرفتار کیا ہی یہ نازنین بنکر آیا تھا مین سحر نے مجکو آگاہ
کیا دو مرتبہ مین نے خیال کیا کہ دھوکا ہی اب یقین ہو گیا یہ جو اسنے باہر نکلکر کہا اسوقت تمام کوہ پر یہ غوغا ہو گیا کہ
خواجہ گرفتار ہو گئے کوئی خواجہ عیار لشکر اسلام ہین وہ گرفتار ہوئے ہین بادشاہ پر عیاری کی تھی یہان تو
یہ غوغا پڑ گیا ادہر زمرد نے اس سے کہا کہ تو خواجہ نہین ہی وہی نازنین ہی اچھا مین دیکھ لیتا ہون
اگر تو نازنین ہی تو تیرے پاس علامت عورت ہوگی اور اگر مرد ہی تو علامت مرد ہوگی ابھی معلوم
ہوا جاتا ہی کہان میرے ہاتھ سے جاتی ہی بڑا دھوکا دیا تھا مین نے اسی سبب سے پہلے سے تیار وابستہ کر لیا
تھا مین بہت ہوشیار ہون مجکو کوئی کیا دھوکا دیگا یہ کہکر اس قصد سے چلا کہ مین دیکھ لون اسکو برہنہ کر کے
راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ نازنین نہ تھی خواجہ تھا لیکن جبکہ یہ اپنے خیمہ سے برائے تلاش چلے تھے اس شاہمرد کو
دیکھا اور راہ مین عیاری خیال کی تھی گو انکو راہ زمرد کوہ کی نہ معلوم تھی مگر اسپر یہ چلے آئے تھے اور
اس خیال سے اس درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ کسی نہ کسی سے ضرور معلوم ہو جائیگا زمرد کوہ فلان
مقام پر ہی کوئی نہ کوئی اس عیاری مین ضرور مبتلا ہوگا پھر تو ہاتھ ہی لگجائیگا یہ انکا خیال تھا اور پھندا یہ
تکیہ کر کے چلے تھے بس خدا نے منزل مقصود پر پہونچا دیا عیاری بن پڑی انھون نے پہلی مرتبہ شراب مین
بیہوشی ملائی تھی اور جام دیا تھا کہ کبوتر نے آگاہ کیا انھون نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ ایک ساحر ہی
بیہوش ہو جائیگا دوسری مرتبہ جو جام دیا اسمین اس سے زیادہ بیہوشی ملائی تھی یعنی کوئی چار مثقال کہ تیر سے
[illegible] آگاہ کیا اس مرتبہ انھون نے پھر اسکو دام مکر مین مبتلا کیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین وہی نازنین ہون
[illegible] تقریر سے ثابت کیا وہ بالا گزر چکی ہی اسکو پھر یقین آگیا اب کی مرتبہ اسنے پھر حیلہ کر دیا

انھون نے ابکی جو جام دیا تھا تو اُسمین کوئی سات مثقال بیہوشی کی پڑی ہوئی تھی اگر پی جاتا تو بچنا محال تھا کہ زاغ
نے اُس لوم کو اس حال سے خبر دی اُسنے کہا تھا اور اب یہ اس قصد سے چلا کہ دیکھون یہ عورت ہی
یا مرد خواجہ نے جو دیکھا کہ میری طرف چلا اور مین جسکے بس ہون اُسکے سحر مین مبتلا ہون بڑی خرابی ہوگی
یہ دیکھیگا ظاہر ہو جاویگا اور یہ امر پوشیدہ نہ رہیگا بڑی بُری بات ہوئی جان مفت مین گئی اور کچھ نہ حاصل ہوا بُری
عیاری کی اب کبھی عورت کی عیاری نہ کرونگا ای کریم اب تو ہی جان بچانے والا ہی تو ہی آبرو رکھنے والا ہی
مین تیرا ایک بندہ عاجز ہون سوائے تیرے مجکو اور کسی کا بھروسا نہین ہی تو میرا اگر تم ہی کوئی سامان میری
رہائی کا پیدا کر خواجہ دعا مانگنے لگے اور مناجات کرنے لگے یہ رباعی آہستہ آہستہ ورد زبان کی رباعی
بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفے دستی ٭ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضی دستی ٭ بہ حالات شب معراج
دانستم ید اللہی ٭ چرا دستم نگیری یا علی بہر خدا دستی ٭ اسکو ورد سا پکارتا ہین جبرئیل کو اُسنے تحقیق
بتایا ہو ٭ مین سو برس کا نہ جی سکے آئے نا ہی سے سلمان کو تنہا کیا ہو ٭ جب بہر کہی دو جبرئیل عنبر بار سمین
چلا ہو ٭ مین نفی کرون سنگ آن میری بار کیون دیر لگا ہو ٭ بلکہ گرچہ دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
کیونکہ در ہائے آسمان کھلے ہوے تھے وقت اجابت دعا کا قریب تھا خدنگ اجابت نشانہ مراد پر
پہونچا کہ ایک شور برپا ہوا کہ ایک زنگی ساحر ایک شخص کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی وہ یہ کہتا ہی کہ مین
خواجہ ثالث کو گرفتار کر لایا ہون کوئی بادشاہ سے میری خبر کردے کہ ایک صحرائی ساحر خواجہ کو گرفتار
کر لایا ہی وہ باریابی چاہتا ہی یہ جو غوغا ہوا چند چوبدار دوڑکر اس مقام پر آئے کہ جہان سے وہ ساحر
چلا آتا تھا سب نے دیکھا کہ ایک زبردست ساحر بہت قد آور بگراز قوم حبشی پہاڑ پر چلا آتا ہی اُسکی
پشت پر ایک پشتارہ ہی یہ دیکھکر اُس ساحر کو ڈرے اتنے تمام پہاڑ پر یہی غوغا ہوگیا لوگ دیکھنے کو آنے لگے
اُن چوبدارون نے جاکر اُس کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوکر عرض کیا کہ حضور ایک ساحر صحرائی پہاڑ پر
آیا ہی وہ یہ کہتا ہی کہ مین خواجہ ثالث کو گرفتار کر لایا ہون بادشاہ کے پاس اس غرض سے آیا
ہون کہ یہ نذر دربار پاس تک پا حاضر ہی اسکو بھی اُن سردارون کے ہمراہ لیجائین حضور مین بادشاہ سے
اور مین اس خدمت اور سرکار بادشاہی کے صلہ مین انعام کا امیدوار ہون یہ جو اُن چوبدارون
نے کہا یا تو زہرد اُسکی طرف اسی قصد سے چلا تھا کہ مین ابھی دیکھے لیتا ہون میرے اوپر ظاہر ہوجائیگا
یا ٹھہر گیا اور اُن چوبدارون سے پکار کر کہا کہ اُس ساحر کو مع اُس پشتارے کے میرے پاس جلد حاضر کرو
مین دیکھون کہ وہ کون ہی وہ چوبدار دوڑے اور اُس ساحر کو دیکھا کہ وہ بلا خوف چلا آتا ہی اُس سے
کہا کہ چلو تمکو ہمارے آقا نے طلب کیا ہی انکو خبر ہوگئی ہی یہ جو اُس سے کہا اُسنے جواب دیا کہ مین خود
اُنکے پاس آیا ہون چلو مین چلتا ہون یہ کہتا ہوا اُنکے ہمراہ اُس مقام پر آیا کہ جہان زہرد مع اُس
نازنین کے موجود تھا اور وہ نازنین یہ کہہ رہی تھی کہ تو مجکو قتل کر ڈال کسکی راہ دیکھتا ہی کیون تو نہین
وار کرتا ہی اب وہ خاموش کھڑا ہی کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ جسنے تو یہ خبر دی کہ یہ نازنین نہین ہی اور چوبدار
یہ خبر لائے ہین کہ ایک ساحر خواجہ کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی کون واقعہ سچا ہی کسکو مین یقین کرون
اور کسکو دروغ جانون یہ کچھ کہتا نہین خاموش کھڑا ہی اور یہ خیال کر رہا ہی کہ کیا ہوگا یہ تو یہان
کھڑا ہی کہ چوبدار لیکر اُس ساحر کو آئے اور کہا کہ یہ حاضر ہین زہرد نے کہا کہ اندر بھیجدو اور اُس
چوبدار کو منع کردو کہ جو جلاد کو بلانے گیا ہی کہ جلاد کو ابھی نہ لائے جب ہم بھیجکر طلب کرین
اُسوقت لائے پس اُن چوبدارون نے اُس ساحر سے کہا کہ اندر جاؤ طلب ہی اُسنے کہا کہ تم بھی

چلو انکھون سے کہا کہ ہمکو حکم نہین ہی کہ ہم بے طلب اندر قدم رکھ سکین یہ جو انکھون سے کہا وہ خاموش
ہو اُس پشتارہ کے اندر رکھ دیے کہ آیا اُدھر وہ چوبدار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے ایک
چوبدار نے جا کر جلاد کو منع کیا وہ پھر اپنے مقام پر چلا آیا یہان ساحر نے ہوشیار زہرو کو سلام کیا دیکھا کہ
ایک نازنین پری نژاد حور وش عروسی کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہوئی ہی اُسکے گلے مین چکی کا پاٹ
پڑا ہی کہ اُسکے بوجھ سے اُسکی گردن ٹوٹی جاتی ہی اور رو رہی ہی اور زہرو خاموش ایک مقام پر
حیرت سے جوش مین کھڑا ہی اُسنے جو سلام کیا زہرو نے جواب سلام دیا اُسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیا
تم ہی خواجہ ثالث کو گرفتار کر کے لائے ہو اُسنے کہا کہ جی ہان مین ہی لایا ہون زہرو نے کہا کہ کہان ہی
اُسنے وہ پشتارہ پشت پر سے اُٹھا کر پھینک دیا کہ یہین ہی اُسنے کہا کہ کھولو اُس ساحر نے اُسکو کھولا اُسنے
دیکھا کہ دراصل خواجہ ثالث ہین کیونکہ یہ اُنکو دیکھ چکا تھا جب سردارون کو لشکر مین گرفتار کرنے گیا تھا
پہچان چکا تھا دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی تو خواجہ ہین اُسنے کہا کہ یہ تیرے ہاتھ کیونکر لگے اُسنے کہا کہ
پہلے حضور اپنا سحر اسیر قائم کرین مین اپنا سحر اُتار لیتا ہون اُسنے کہا کہ اچھا زہرو نے اشارہ کیا کہ
وہ پہلی چکی کا پاٹ اُس نازنین کے گلے سے اُتر کر اُسکے گلے مین آیا اسیر فلک نے یہ حکمت نکالی کہ فی الحال
وانہ گندم کے پسنے لگا یہ اُسکے بوجھ سے دب گئے وہ نازنین خود حیران ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہی یہ
کون ہی مگر کچھ پہچان گئی اُٹھ کر خاموش ہو کر اپنے دوپٹے وغیرہ کو سنبھال کر بیٹھی اور کہنے لگی کہ اے زہرو تو
پہلے مجکو قتل کر کیونکہ تو مجکو دروغ خیال کرتا تھا تیرا سحر جھوٹا ہی مجکو دھوکا دیتا ہی معلوم ہوا کہ
تو ساحر کیا ہی تیرا سحر تیرے کام کا بھی نہین ہی یہ جو اُس نازنین نے کہا یہ سنکر شرمندہ ہوا اور دلمین
خیال کیا کہ سحر نے دھوکا دیا ایسا کس کام کا بس غصہ آ گیا ایک مرتبہ سحر کے سب تصویرون کو جو سحر کی
تھین اُنکو اور جو تیر سحر کی تھین اور جو گلدستے سحر کے تھے اور جسقدر اشیا اُس کمرے مین ایسی تھین کہ
جو اُسکو خبر دیتی تھین ایک مرتبہ جلا دیا اور کہا کہ یہ سحر بالکل بیکار ہی جب سحر کو مٹا چکا تو اُس ساحر کی طرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ اے بھائی تمنے اسے کیونکر گرفتار کیا اُسنے کہا کہ اے خداوند مین زیر سایہ حضور ایک
مدت سے رہتا ہون آپکو نہین معلوم ہی مین آپکا قدیم نمک خوار ہون میرا نام قتال جادو ہی باپ دادا
ہمیشہ حضور کی سرکار سے پلے اب وہ مجھ ایسا چھوڑ کے گئے ہین کہ مین اُنکا نام لیتا ہون خداوندون
کی عبادت کرتا ہون اپنی عمر بسر کرتا ہون اسی سبب سے حاضر خدمت ہونے سے قاصر ہون کوئی
نہین جانتا ہی کہ مین یہان رہتا ہون آج صبح کا ذکر ہی کہ مین برائے رفع ضرورت اپنے مقام پر سے ایک طرف کو
گیا اب جو فراغت کر کے آیا تو دیکھا کہ میرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہی چونکہ مین بند کر کے گیا تھا
حیران ہوا کہ کسنے کھولا فورًا اندر گیا کیا دیکھتا ہون ایک شخص تمام اسباب اُٹھا رہا ہی مین یہ دیکھکر
اور ڈانٹ کر دوڑا کہ ٹھہر جا مین آیا جیسے میری صدا سنی یہ شخص فورًا گھبرا گیا میرے برابر سے جست
کر کے نکلا اور باہر مکان کے آیا یہ بھاگا مین اُسکے عقب مین چلا پہلے تو مین نے قصد کیا
تھا کہ مین اسکو بدون سحر کے گرفتار کرون جب مین نے دیکھا کہ مین اسکو نہین پہنچ سکتا
ہون اور یہ نکلا جاتا ہی مین نے سحر کر کے صدا گیر کی دی کہ زمین نے اُسکے پاؤن پکڑ لیے [illegible] پھر
لڑکھڑا کر گرا مین اسکے قریب جا دوڑ کر پہونچا اب جو مین نے دیکھا [illegible] آدمی [illegible]
چونکہ زمانہ ہوا ہی کہ بادشاہ نے بہت سی تصویرین [illegible]
کی [illegible] ایک تصویر پر یہ عیار کا نام تھا ہر ورق کاغذ پر چند عیارون کی تصویرین [illegible]

میرے پاس بھی آئی تھیں اُس زمانہ میں جب آفتاب جادو قتل ہوے تھے اور یہ حکم
ہوا تھا کہ اس صورت کے لوگ جہان تمکو ملیں اُنکو گرفتار کر لینا چنانچہ وہ تصویریں میرے
پاس موجود تھیں اور کسی قدر میری نگاہ میں تھیں میں نے جو اسکو دیکھا تو اُس تصویر کی صورت کا
خیال کیا پس میں گرفتار کرکے اپنے مقام پر لیکر آیا اُس تصویر سے جو مقابلہ کیا تو سر مو فرق
نہ پایا اُس تصویر پر یہ تحریر تھا کہ یہ تصویر ہے خواجہ ثالث حضرات بن عمرو کی جو کہ سب عیارون کا
سردار ہے پس میں نے خیال کیا کہ اسکو آپکے پاس لیجاؤن پہلے خیال کیا تھا کہ خود بادشاہ پاس لیجاؤن
پھر خیال کیا کہ آپکے پاس لیجاکر انعام حاصل کرون کیونکہ میں سُن چکا تھا کہ آپ چند سردارون کو
اسیر لائے ہیں اور قصد ہے کہ انکو لیکر خدمت بادشاہ میں تشریف لیجائیں میں نے یہ خیال کیا کہ تیرے
جانے میں تیری عبادت میں فرق آئیگا پس آپکے ہاتھ روانہ کریہ بھی ضرور انعام عنایت فرمائینگے
پس حاضر ہوا یہ موجود ہے مجکو انعام مرحمت فرمائیے پس زمرد نے سُنا کہ یہ واقعہ گذرا اسکو بھی اسکی اس
تقریر سے خیال آیا کہ میرے پاس بھی تو اُسی زمانہ کی تصویر موجود ہے اسکو نکالکر دیکھون یہ خیال
کرکے وہیں اپنے مقام پر سے اُٹھا ایک صندوقچہ نکالا اسمین ایک ورق تصویر اب جو مطابق کیا
تو بالکل مشابہ پایا ادھر اُس ساحر نے بھی تصویر نکالکر زمرد کو دی کہ یہ تصویر ہے اس تصویر میں اور
اُس تصویر میں ذرا فرق نہ تھا پس زمرد نے اُس ساحر کو ایک تختی الماس کی اسکے انعام میں دی
اور کہا کہ بیٹھ جاؤ میں اسکو بھی ہمراہ اُن سردارون کے خدمت میں بادشاہ کی لیجاؤنگا اُس ساحر نے
کہا کہ میرے بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے میں رخصت ہوتا ہون زمرد نے کہا کہ نہیں ٹھہر جاؤ یہ سُنکے وہ
ساحر ایک طرف کو کھڑا ہوا خیال فرمائیے کہ ایک تو وہ ساحر کھڑا ہوا ہے اور ایک طرف خواجہ عمران
گرفتار بیٹھے ہوئے ہیں آنکھ سے ملکہ میں آنسو کا پاٹ پڑا ہوا ہے اور سحر زمرد میں گرفتار ہیں اب زمرد متوجہ
ہوا طرف اُس نازنین کے اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ اے ملکہ اب تم میری خطا کو معاف کرو میرے سحر نے
تجکو بیقرار کردیا اور میں نے اپنا سحر اُٹھا دیا ہے اب ایسی خطا نہ ہوگی اے جان جہان میرا قصور نہ تھا یہ میرے
سحر کا قصور تھا اُسنے کہا کہ اب تو مجکو قتل کر ڈال تو اچھا ہے یہ بھی تجھپر ثابت ہوگیا کہ میں عورت ہون اور
خواجہ مشہور ہون کیونکہ خواجہ تیرے روبرو پڑا ہوا ہے اس زندگی سے موت بہتر ہے اُسنے جواب دیا کہ
اے پیاری [illegible] میں تجپر [illegible] ہوتا ہون اُسنے کہا کہ یہ صرف تیری باتیں ہیں ابھی کوئی کہدے تو اُسی طور
سے پھر بیقراری کرتا ہے اور پھر تجکو مبتلا سحر کرتا ہے ایسا تو نے سحر کیا کہ میرے بند بند میں درد ہونے لگا
گردن میری دکھ رہی ہے میں باز آئی ایسی زندگی سے اور رونے لگی تڑپنے لگی زمرد نے جو یہ حالت دیکھی
ایک مرتبہ بیقرار ہوگیا قدمون پر سر رکھدیا اور التجا کرنے لگا اُسنے سر اُٹھایا اور کہا کہ کیا کہون تیری محبت میرے
دل میں خود ایسی ہے کہ میں تیری جدائی کی خواہان نہیں ہون اسی سبب سے میں گئی نہیں بلکہ اسکی خواستگار
ہون کہ تو مجکو قتل کر ڈال کیونکہ تیری جدائی کا صدمہ مجھ سے اُٹھ نہ سکیگا پھر میں کیونکر یہ گوارا کرون
پس قتل ہونا بہتر ہے پس زمرد نے [illegible] اپنے دامن سے [illegible] پاک کیئے اور کہا کہ وہ ہاتھ قطع ہون جو تیرے اور تیرے قتل
کے قصد سے اُٹھیں اور وہ آنکھیں کور ہون کہ جن سے تیری طرف بقصد فاسد دیکھا جائے نازنین نے کہا کہ یہ تیری
باتیں ہیں پس میری رہائی کردے زمرد نے ہاتھ جوڑے منتیں کیں تب وہ خاموش ہوئی کہا کہ خیر ابھی پھر دیکھتی ہون
پھر کر اپنے مسند پر آنچل لے لیا اور زمرد نے [illegible] لیا یہ برابر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تمکو جام شراب دے اور خود بھی پی لیں
پس تمکو [illegible] اُسی حالت شرمندگی میں [illegible] اور [illegible] انداز سے جام لبریز کرکے اور کوئی نوش [illegible] ہوئی

ملا کر اُسکو دیا اور کہا کہ لو زہر مار کرو وہ مرگیا اور جام اُسکے ہاتھ سے لیا اور لبون سے ملا کر بے اندیشۂ انجام پی گیا
اُس شراب کا حلق سے اُترنا تھا کہ زہر قاتل تھی اپنا اثر کیا کہ گرمی معلوم ہوئی گھبرانے لگا کہنے لگا کہ اس شراب
مین کیا ملا تھا کہ مجھکو گرمی معلوم ہونے لگی اُسنے جواب دیا کہ سبب یہ ہے کہ بڑے عرصہ سے شراب نہ پی تھی اب جو
پی تو اُسنے گرمی کی ذرا اُٹھکر ٹہلو یہ جو اُس نے کہا بس زہرو اُٹھ کھڑا ہوا جیسے اُٹھا اور ایک قدم چلا بیہوشی تو اپنا
اثر کر چکی تھی بارا لہا چکر کہ سر تلے پاؤن اوپر دھم سے گرا اُسکا گرنا تھا کہ اُس نازنین نے چمک کر نعرہ کیا کہ منم
خواجہ ثالث حضران بن عمرو ثانی منم جانشین خواجہ منم قاتل ساحران منم شہنشاہ عیاران ادھر تو
اُس نازنین نے نعرہ کیا ادھر اُس ساحر نے نعرہ کیا منم قران ثالث یہ نعرہ کرکے دوڑ کر ایک لغدہ مارا زہرو
پر کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب تو آفت برپا ہوگئی ایک تلاطم پڑ گیا تاریکی ہوگئی ہر طرف سے شور و غل کی صدا
آنے لگی پھر شور کرنے لگے برف باری سنگ باری ہونے لگی ساری رونق زہرو کی مٹ گئی جو عمارتین کہ
زہرو کے سحر کی تھین سب مٹ گئین اور جو اصلی تھین وہ باقی رہین سرداران زہرو یہ واقعہ دیکھکر حیران ہوئے کہ
یہ کیا آفت آئی ان لوگون نے اُس آفت کو دیکھکر بیہوش جانے رہے سب سحر فراموش ہوگیا ادھر اُدھر بھاگنے لگے
بہت سے عمارت کے نیچے دب کر مرگئے جو ملازم تھے وہ حیران تھے جو معزز سردار تھے وہ پریشان تھے ہر طرف
صدائے گیرو دار بلند تھی بجلیان چمک کر گرتی تھین آندھیان سیاہ چل رہی تھین برف بار رہی کا
شور تھا بارش سحر کا زور تھا سنگ برس رہے تھے ادھر سرداران لشکر اسلام جو قید سحر زہرو مین مبتلا تھے
ایک مرتبہ سب کو ہوش آیا اپنے کو ایک مقام تو پر دیکھا اور دیکھا کہ تاریکی ہے ایک دوسرے کو دیکھکر حیران ہوا کہ
برق نے دوڑ کر عرض کیا کیونکہ یہ بھی تو اُسی مقام پر قید تھا اُسکے سحر مین مبتلا تھا وہ بھی آیا اور کہا کہ اے
سرداران اسلام آگاہ ہو اور ہوشیار ہو کہ آپ لوگون کو ایک ساحر پوشیدہ طور سے گرفتار کر لایا تھا مین آپکی
رہائی کی فکر مین نکلا تھا کہ مین بھی آکر گرفتار ہوگیا معلوم ہوتا ہے کسی نے اُسکو آکر قتل کیا ہے یہ اُسکے مرنے کی
علامت ہے جلد یہان سے نکل چلیے یہ جو کہا اب تو سب سردار ہوشیار ہوئے ہر ایک نے اپنے حواس درست کیے
سہراب و غزالان نے اشارہ کیا کہ ہماری زبان سے سوزن نکالو بس برق نے بڑھکر اُسکی زبان سے
سوزن لی سوزن لینا تھا کہ اُنکی زبان قابو مین آئی بس سہراب نے اُٹھتے ہی اب جو سحر کیا رفتنی ہوئی غزالان
نے سحر کرکے برف باری موقوف کی صدا آئی کہ کشتی مرا نام من زہرو جادو ہو وا فسوس مردیم وجان دادیم
بمطلب خود نرسیدیم یہ جو صدا آئی اور سب علامتین بر طرف ہوئین اب زہرو کے بھی سردارون کو معلوم
ہوا کہ زہرو کے مرنے کی علامت تھی افسوس ہمارے سردار کو کسی نے قتل کیا اور ہمکو خبر نہوئی اب ہم سب اُسکے
قاتل کو یہان سے زندہ جانے دیتے ہین یہ کہکر چلے ادھر سے سہراب و غزالان آگے آگے اُنکے عقب مین
سب سردار اور برق ثانی چلے آتے تھے کہ اُنسے اور سرداران زہرو سے سامنا ہوگیا اس مقام پر کوئی
ایسا سردار نہ تھا کہ جو سہراب و غزالان سے مقابلہ کرتا بس غزالان و سہراب نے جو دیکھا کہ سردار آتے ہین
زہرو کے سہراب نے ڈانٹ کر کہا کہ تم کون لوگ ہو اُنھون نے جواب دیا کہ تم کون لوگ ہو جو یون پرائی عملداری
مین چلے آتے ہو سہراب نے جواب دیا کہ مین سہراب ہون مین کیون آیا ہون تمھارا سردار ہمکو گرفتار
کر لایا تھا اب ہم فضل خدا سے رہا ہوئے وہ مارا گیا اب ہم طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین اُنھون نے جواب دیا
کہ اب ہم کب تمکو زندہ جانے دیتے ہین سہراب نے کہا کہ یہ بھی تمھاری مجال ہے یہ تمھارا خیال خام ہے یہ جو سہراب
نے کہا اُن سردارون نے سحر کیا بس سہراب نے جو اشارہ کیا کئی برقین چمک کر گرین کہ بہت سے ساحرون کے سر
اُڑ گئے صدائے گیرو دار بلند ہوئی اب پھر تلاطم برپا ہوگیا آگ برسنے لگی غزالان و سہراب نے سبکو قتل کیا جو باقی

رہے وہ فرار کر گئے اب پھر روشنی ہوئی اُدھر سے خواجہ و قران و چالاک سب اسباب لوٹ مار کر کے طرف
صحرا کے چلے تھے کہ قران نے خواجہ سے کہا کہ استاد سردار برق کو تو تلاش فرما لیجیے کہ جنکی رہائی کو یہان
آئے تھے خواجہ نے کہا کہ اچھا اب یہ بتلاش سرداران چلے کہ انکو تلاش کریں چلے آتے تھے کہ دیکھا سہراب
و عزالان و دیگر سردار چلے آتے ہین خواجہ نے جوان سب کو دیکھا خوش ہو گئے آواز دی کہ آپ لوگون کو
کسنے رہا کیا انھون نے کہا کہ جسنے زہرد کو قتل کیا اُسنے ہمکو بھی رہا کیا خواجہ نے کہا کہ اُسکو تو قران نے
قتل کیا قران نے کہا کہ مین نے نہین قتل کیا بلکہ استاد نے عیاری کرکے قتل کیا بس خواجہ و سب سردار
طرف لشکر کے روانہ ہوئے برق نے آکر سلام کیا خواجہ نے برق سے کہا کہ تم یہان کہان برق نے
اپنی عیاری کرنا اور اپنا اسیر ہونا بیان کیا خواجہ نے جواب دیا کہ یہی سبب تھا جو آپ غائب تھے یہان آپ بھی
گرفتار تھے خواجہ نے اپنی عیاری بیان کی سبنے تعریف کی قران سے خواجہ نے پوچھا کہ تم کیونکر پہونچے اور
تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یہان ہون قران نے عرض کیا کہ استاد اسکا سبب یہ ہوا کہ مین بھی آپکے ہمراہ
خیمہ سے نکلا تھا اور چالاک بھی تلاش کرتے ہوئے ادھر نکل آئے یہان جو پہونچے تو سنا یہ غل ہو رہا تھا کہ
خواجہ کو بادشاہ نے اسیر کیا مین زیر کوہ موجود تھا کہ مین نے بھی سنا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ زہرد کوہ ہی
یہان کا حاکم زہر دجادو ہوا اور خواجہ کوئی عیار ہے اُسنے آکر اُسپر عیاری کی تھی وہ گرفتار ہو گیا ہے جو مین نے
سنا مین فکرمند ہوا کہ کیا تدبیر کرون کونسی عیاری کرون اسی فکر مین تھا کہ چالاک پہونچے مین نے انکو پہچانا انھون نے
مجکو مین نے انسے کہا کہ غضب ہو گیا استاد گرفتار ہو گئے ہین ہمسے تمسے پہلے استاد یہان آکر پہونچے عیاری
کی اُسکو اُسکے سحر نے آگاہ کر دیا اُسنے اسیر کر لیا ہے کوئی تدبیر ایسی کرو کہ وہ رہا ہون بس چالاک نے کہا کہ مین
خواجہ کی صورت بنتا ہون تم مجکو گرفتار کر کے لیجاؤ اور یہ مشہور کرو کہ مین خواجہ کو گرفتار کر کے لایا ہون بس
مین نے موافق رائے چالاک کے کیا عیاری بن پڑی خواجہ نے یہ سنکر بہت تعریف کی اور سب کو ہمراہ لیکر
باہم باتین کرتے ہوئے طرف لشکر کے چلے انکو راہ مین رکھا جاتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب نامہ سمندر کا
آفاق کے پاس پہونچا اسمین تحریر تھا کہ تم چند سردار طرف زہرد کوہ کے روانہ کرو کہ وہ بحفاظت زہر دجادو
کو مع سرداران اسلام کے جو کہ گرفتار ہوئے ہین میرے پاس پہونچا دے اور مین نے بھی چند سردار براے
استقبال روانہ کیے ہین بس جب آفاق سے نامہ چالاک چھینکر لے گیا اور ساحر تلاش کر کے چلے
آئے کہین پتہ نہ ملا تو آفاق نے چند ساحر روانہ کیے ادھر سے یہ ساحر چلے اُدھر سے وہ ساحر جو کہ
سمندر نے روانہ کیے تھے ہر مقام پر قیام کرتے ہوئے اس خیال سے کہ شاید زہرد سردارون کو لیکر آتا ہو
راہ مین ملے اسی خیال مین یہ لوگ قریب زہرد کوہ کے پہونچے اسوقت پہونچے کہ جب سب سردار رہا ہو کر
خواجہ زہرد کو قتل کر کے اور سب اسباب لیکر مع سردارون کے طرف لشکر کے جا چکے تھے کہ یہ لوگ پہونچے
زہرد کوہ ویران پڑا تھا خاک اُڑ رہی تھی ہر طرف ویرانہ تھا یا وہ بہار تھی یا یہ خرابی ہوئی یہ لوگ
حیران ہوئے زاغ و زغن کی صدا آ رہی تھی درندے جو کہ حرام خوار تھے اُن لاشون کو کھا رہے تھے
یہ سب اس حالت کو دیکھکر پریشان ہوئے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ زہرد اور کسی طرف سے سردارون کو
لیکر گیا اُسکے جانے کے بعد یہان کوئی معرکہ پڑا جو کہ اُسکے ملازم تھے وہ مارے گئے یہ اُنکی لاشین ہین
یہ خیال کر کے کوہ پر پھرنے لگے کہ شاید کوئی زندہ بچا ہو اور کسی مقام پر پوشیدہ ہوا ہو اُس سے کچھ
حال معلوم ہو یہ سب اپنے دلمین خیال کر کے چلے اُدھر جو ساحر کہ سمندر نے روانہ کیے تھے وہ بھی
آکر پہونچے انھون نے بھی ویرانہ پایا انکو بھی حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے پس یہ بھی یہی اپنے دلمین خیال

اگر سکے چلے تھے کہ کوئی نہ کوئی زندہ بچا ہوگا اُس سے حال دریافت کرینگے کہ اثنے راہ مین ملاقات ہوئی
باہم صاحب سلامت کی کہا کہ آپ لوگ یہان کب آئے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑی دیر سے
آئے ہین تمام کوہ کو ویران پایا کوئی باشندہ نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ زہرہ کسی اور راہ سے سمندریہ کو
گیا ہے اُسکے جانے کے بعد یہان کوئی آیا ہے جسنے اس کوہ کو ویران کیا ہے اب ہم اسی تلاش مین چلے
تھے کہ شاید کوئی ملجائے تو اُس سے حال دریافت ہو آپ لوگ کہان جاتے ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ
بھی اسی فکر مین چلے تھے اب ہم اور آپ ملکر تلاش کرین اور جو کچھ حال معلوم ہو ہم اپنے بادشاہ سے اور
آپ اپنے آقا سے بیان کرین یہ لوگ اُنکو پہچانتے بھی تھے اور وہ اُنکو کہ یہ ملازم ہین سمندریہ شاہ کے
وہ جانتے تھے کہ یہ ملازم ہین آفاق جادو کے بس باہم وہ لوگ ملکر پہاڑ سے تلاش چلے ایک مقام پر جو پہونچے
تو دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے کہ جسکے دو ٹکڑے ہین اُس لاش پر پہرہ دو رہے ہین یہ دیکھکر یہ لوگ سٹپٹائے اور
حیران ہوئے تمام کوہ چھان مارا کوئی نہ ملا آخر کو عاجز ہوکر زیر کوہ آئے اب سرداران سمندریہ نے قصد کیا
تھا کہ ہم اپنے ملک کی طرف جائین اور سرداران آفاق نے ارادہ کیا تھا کہ ہم اپنے لشکر کو جائین کہ اُنھون نے
دیکھا کہ ایک ساحر ایک پہاڑ کے درے سے نکلا اور ہم سب کو دیکھکر پھر اُسی پہاڑ مین چلا گیا اُسکی جو نگاہ پڑی
یہ لوگ اُس درہ کوہ مین آئے اُسکو تلاش کیا تو وہ ملا اُس سے کہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیا سبب تھا
کہ جو تو ہمکو دیکھکر اندر پہاڑ کے چلا آیا اُسکی حالت یہ تھی کہ مارے خوف کے کانپ رہا تھا کچھ جواب نہ دیتا
تھا جب اُنھون نے کہا کہ تجھسے نہ خوف کر ہم لوگ تمھارے قاتل نہین ہین بلکہ تجھسے حال دریافت کرنے کو
آئے ہین بڑی دیر سے ہم تلاش کر رہے تھے کہ کوئی ہمکو ملجائے تو اُس سے اس کوہ کی حالت اور زہرہ کی کیفیت
دریافت کرین مگر کوئی نہ ملا ہمکو جو دیکھا تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے حال بیان کرو کہ زہرہ کہان ہے اور اس
کوہ پر کیا آفت آئی جو یہ ویران ہوا کیونکہ ہم لوگ زہرہ کے پہنچانے کو آئے تھے کہ اُسنے بادشاہ کو عرضی لکھی تھی
کہ مین نے لشکر اسلام کے سردارون کو گرفتار کیا ہے بس بادشاہ نے ہمکو روانہ کیا تھا کہ زہرہ کو اور سردارون کو
لے آؤ جسنے یہان آکر اُنکو نہ پایا یہ جو اُن سب نے کہا وہ رونے لگا اُنھون نے کہا بھائی کچھ حال تو بیان کرو اُسنے
رقت کو ضبط کرکے کہا کہ کیا حال بیان کرون آپکو معلوم ہو کہ بڑی آفت نازل ہوئی زہرہ جادو کو عیاران
لشکر اسلام نے آکر قتل کیا سردارون کو رہا کرکے لیگئے یہ حال ہوا کہ کوہ تباہ ہوگیا ہم دو چار آدمی جو بچ گئے
تھے در کوہ و صحرا مین پوشیدہ ہو گئے یہ کہکر اُسنے پہلے برق کا آنا اُسکے بعد اُس نازنین کا آنا اور زہرہ جو
ظاہر ہونا اُسکا جلا دینا پراسے قتل اُس نازنین کے طلب کرنا کہ ایک ساحر کا ایک پتھارہ لیکر آنا کہ مین تجھکو
اسیر کرکے لایا ہون بادشاہ کو خبر ہونا اُسکو طلب کرنا اُسکے جانے کے بعد شور و غل ہونا اور صدا زہرہ کے
مرنے کی بلند ہونا سب سردارون کا باہم ملکر چلنا کہ دیکھین کسنے قتل کیا ہے اُن سردارون کا ملنا جو کہ لشکر اسلام کے
قید تھے زہرہ کے مرنے سے رہا ہوگئے تھے اُنسے مقابلہ ہونا اُن سردارون کا جو کہ زہرہ کے تھے اُنکا قتل ہونا
قتل ہونا اور کوہ کا تباہ ہونا اپنا بھاگنا سب بیان کیا جب یہ اُنکو معلوم ہوا بڑا افسوس کیا اور آپس مین
کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو بادشاہ کے پاس بس اس ساحر کو وہ لوگ لیکر طرف سمندریہ چلے اور ملازم
آفاق طرف لشکر آفاق کے بس سرداران سمندریہ تو شہر سمندریہ مین پہونچے یہان سمندریہ شاہ
بیٹھا ہوا یہ انتظار کر رہا تھا کہ زہرہ سرداران اسلام کو اسیر کیے ہوئے لاتا ہوگا کہ یہ ساحر پہونچے
اُسکے ہمراہ وہ ساحر تھا جب سمندریہ نے ان لوگون کو تنہا دیکھا زہرہ کو ہمراہ نہ پایا تو پوچھا کہ تم لوگ
تنہا کیون آئے کیا زہرہ نہین آیا اُنھون نے سلام کیا اور اپنے مقام پر آکر بیٹھے عرض کیا کہ یہ جو ساحر

آپکے روبرو کھڑا ہوا اس سے حال زمرد کوہ کا دریافت فرمائیے ہمکو تو اسقدر معلوم ہے کہ زمرد کوہ تباہ ہوگیا
زمرد آپ پر سے نثار ہوا سرداران اسلام رہا ہوگئے سمندر یہ سنکے حیران ہوا اہل دربار کے ہوش
جاتے رہے سب کو سکتہ ہوگیا کہ یہ کیا امر واقع ہوا سمندر اس ساحر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کل حال
بیان کر اسنے سب کیفیت بیان کی سمندر نے کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین آخر کو انھون نے تلاش کر کے
نکال لیا اور اپنا کام کر گذرے یہ کہکر اہل دربار سے کہا کہ دیکھیے آفاق کا کیا انجام ہوتا ہے سب نے عرض کیا
کہ آفاق سب کو ضرور قتل کرے گا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہے اور اسکی کمک کے لیے چہ بک و خر بک
واژ بک بھی گئے ہین اور جو ساحر لشکر لیکر آئیگا اسکو بھی اسکی کمک کو روانہ فرمائیگا سمندر نے جواب دیا کہ
ضرور ایسا ہوگا بس اب سمندر کو اس امر کا بڑا صدمہ ہوا مگر کیا کرے ادھر آفاق کے سردار جو لشکر مین
پہونچے یہان آفاق بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ سردار آکر پہونچے آفاق نے انسے پوچھا کہ کیا زمرد کو بادشاہ
کی خدمت مین پہونچا آئے انھون نے سلام کر کے عرض کیا کہ آگاہ ہو جیے زمرد کوہ تباہ ہوگیا زمرد مارا گیا سب
سردار رہا ہوئے عیاران لشکر اسلام نے اپنا کام کیا جاکر زمرد کوہ کو تباہ کیا یہ کہکر تمام حال جو کہ اس ساحر سے
سنا تھا سب بیان کیا یہ حال سنکے آفاق نے بڑا افسوس کیا اور اپنے سردارون سے کہا کہ یہ جو اس روز
نامہ گیا تھا اس سے یہ سارا فساد پیدا ہوا پھر یہ لوگ میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین اب تو دن بھی نہین
باقی ہے کل مین طبل جنگ بجواکر مقابلہ کرونگا دیکھون کہ خدا پرست مجھ سے کیونکر مقابلہ کرتے ہین یہ کہکر آفاق
خاموش ہوگیا اور سب کو اس فکر مین رکھا جاتا ہے اور فکر و تشویش مین اب حال سرداران اسلام و خواجہ کا
تحریر ہوتا ہے کہ یہ سنکے سب ساحر چلے آئے تو دیکھا کہ ایک لشکر ساحرونکا اترا ہوا ہے مگر بہت سے ساحر ہین خواجہ نے
یہ دیکھکر سردارون سے کہا کہ آپ لوگ تو لشکر کو جائین مین مجھکا لون کیونکہ اس عیاری مین بیراہست سا
رو سہرحرف ہوتا ہے اور مین فوج ضدار ہوگیا ہون شاید کچھ فوج ضدا ادا ہو جاسکے لاکھو لاکھو سب نے کہا کہ خواجہ لشکر
مین چلو مگر خواجہ نہ مانا سب سردار الگ ہوکر طرف اس لشکر کے چلے پھر تو قران و برق و چالاک بھی
سردارون سے یہ کہکر آپ سے جدا ہوئے کہ استاد گئے ہین نہ معلوم کیا بلا نازل ہو ہم بھی جاتے ہین آپ لوگ
لشکر کو تشریف لیجائین وہ سب سردار مجبور ہوئے یہ عیار بھی طرف اس لشکر کے روانہ ہوئے سردار طرف اپنے
لشکر کے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہان لشکر اسلام مین بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار تھے کہ بادشاہ
نے صاحبقران سے فرمایا کہ آج دو دن سے نہ خواجہ کا نشان ہے نہ چالاک نہ برق کا پتہ ہے کچھ حال
نہین معلوم کہ یہ لوگ کہان گئے ہین صاحبقران نے جوابدیا کہ کہین براے تلاش سرداران گئے
ہونگے اب وہ لوگ ضرور تلاش کر کے لائینگے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے
مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ مبارک ہو سب سردار رہا ہوکر طرف دربار کے تشریف لاتے
ہین کیونکہ داخل لشکر ہو چکے ہین یہ جو ان ہرکارون نے عرض کیا بادشاہ نے یہ سنکے حکم دیا کہ سردار
براے استقبال جائین بس چند سردار باجازت بادشاہ براے استقبال چلے بارگاہ سے باہر آئے اپنی اپنی سواری
سوار ہوکر چلے نصف لشکر طے کیا تھا کہ وہ لوگ نظر آئے باہم صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی کی ان سب کو
ہمراہ لیکر داخل بارگاہ ہوئے سب نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا ہر ایک نے بادشاہ و صاحبقران کی قدمبوسی
حاصل کی بادشاہ و صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھا بادشاہ نے
دریافت کیا کہ کیونکر رہا ہوئے انھون نے خواجہ کی عیاری کا ذکر کیا بادشاہ و صاحبقران بہت خوش ہوئے
کہ خواجہ نے بڑی عمدہ عیاری کی دریافت کیا کہ خواجہ کہان ہین انھون نے عرض کیا کہ لشکر کو آتے تھے راہ مین ایک لشکر ملا

الغرض سب سے کہا کہ آپ لوگ لشکر کو جائیں مین کچھ اس لشکر سے جو کہ سامنے اترا ہوا ہی حاصل کرون تب لاکر لاؤن
کہا کہ آپ لشکر کو چلین مگر خواجہ نے نہ سنا اور تنہا لیکے انکے بعد برق و چالاک و قران بھی چلے گئے یہ لوگ
ادھر لشکر کو چلے آئے یہ واقعہ بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ ہان وہ تو طامع ہین انکی طمع سے نے تو
پریشان کیا ہی مثل اپنے باپ دادا کی طمع کرتے ہین یہ فرماکر خاموش ہو رہے راوی نے بیان کیا ہی کہ جب
سب سردار آ گئے اور صاحبقران کو معلوم ہوا کہ عمرو عیار وغیرہ سب کو بذریعہ سحر کے اسیر کر کے لے گیا تھا خواجہ نے
جاکر قتل کیا بہت بڑی خوشی ہوئی اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج زمانہ مہلت آفاق جادو کی تمام ہوا
بادشاہ سے فرمایا کہ دیکھیے اب کب آفاق مقابلہ کرتا ہی اسکا بھی قصہ تمام ہو تو شاید ہمیشہ سے مقابلہ ہو
یہ فرماکر خاموش ہو رہے بادشاہ نے دربار برخاست کیا ان دونون لشکرون کو اس فکر مین رکھا جاتا ہی کہ
آفاق تو اس فکر مین ہی کہ مین کل طبل جنگ بجواؤن صاحبقران کو طبل جنگ کا انتظار ہی اس قصہ کو تو
اس مقام پر رکھا جاتا ہی آئندہ بیان ہوگا اب طرف خواجہ کے عنان قلم کو پھیرتا ہون

تتمہ حال خواجہ و چالاک و برق کا تخریب ہوتا ہی اور اس لشکر کا

راوی نے بیان کیا ہی کہ برق وغیرہ جو سردارون سے جدا ہو کے صورتین تبدیل کر کے اس لشکر مین داخل
ہو کے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ملکہ گوہر روشن تن کا ہی کہ وہ برائے کمک ہمیشہ جادو
کے لشکر کو جاتی ہی اسنے اس مقام پر قیام کیا ہی لشکر اترا ہی وہ سامنے بارگاہ ملکہ کی برپا ہی برق نے چالاک
سے کہا کہ بھائی اسپر عیاری کرو اگر بن پڑے تو اسکو ہمیشہ تک جانے ہی نہ دو راہ مین اسکو گرفتار کر لو
یا قتل کرو چالاک نے کہا کہ اچھا بس دونون یہ صلاح کر کے لشکر کے باہر آئے یہان لشکر اترا ہوا ہی
ملکہ بارگاہ مین بیٹھی ہوئی ہی اسکے سب سردار حاضر ہین کہ ملکہ نے کہا کہ اے سرداران من اب کی منزل تک ہمیشہ رہ
باقی رہا ہی انھون نے عرض کیا کہ دو منزل ہی ملکہ نے کہا کہ نہ معلوم لشکر اسلام سے مقابلہ ہوا یا نہین کوئی
تابعین بادشاہ سے بادشاہ کی کمک کو آیا یا نہین انھون نے عرض کیا کہ تیسرا نامہ جو آپکے نام آیا تھا اسمین
بہت تاکید تحریر تھی اور یہ بھی تحریر تھا کہ لشکر اسلام قریب آگیا ہی ضرور کوئی نہ کوئی مقابلہ ہوا ہوگا جیسا کہ
آپکے نام تاکیدی نامہ آیا تھا اسی طور سے سبکے نام گیا ہوگا بہت سے بادشاہ اطراف و جوانب کے کمک کو
گئے ہونگے ملکہ نے کہا کہ سچ کہتے ہو خیر دیکھا جائیگا آج تو یہان قیام کرو کیونکہ کئی روز برابر ہو گئے ہین
کہ ہم چلے آتے ہین کہین قیام نہین کیا ہی راوی تحریر کرتا ہی کہ جب سے ملکہ چلی ہی اسنے کسی مقام پر قیام
نہین کیا ہی آج اس صحرا مین آکر قیام کیا ہی یہ ملکہ بہت خوبصورت ہی اسکا وزیر الطاف جادو بڑا زبردست
ساحر ہی اسکی دختر جمال آرا اسکی وزیر ہی اور ہمساز و ہمراز ہی یہ ملکہ ناکتخدا ہی حسن و جمال مین اپنا مثل و نظیر نہین
رکھتی ہی اسکا سحر بڑے غضب کا ہی کوئی اسکے سحر سے بچ نہین سکتا ہی خیر بیٹھی ہوئی تھی اپنی بارگاہ مین کہ لشکر
مین غل ہوا کہ دو جوگی کسی طرف سے لشکر مین آئے ہین بڑے کامل معلوم ہوتے ہین بس یہ خبر ملکہ کو پہنچی اسنے
کہا کہ ان جوگیون کو میرے پاس لاؤ مین بھی ذرا دیکھون یہ سنکے ایک چوبدار چلا باہر بارگاہ سے آیا
تھا کہ دیکھا کہ وہ جوگی اسی طرف سے چلے آتے ہین اس چوبدار نے بڑھکر ان سے کہا کہ آپکو ہماری ملکہ نے
یاد کیا ہی انھون نے جواب دیا کہ تمہاری ملکہ کون ہی جو ہمکو یاد کیا ہی ملکہ کیا چیز ہی ہم لوگ آزاد ہین ہمکو بادشاہون سے
کیا کام ہم لوگ فقیر ہین اور اسکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم لشکر مین آئے ہین اسنے کہا کہ اسکو لوگون کی زبانی معلوم
ہوا اسنے طلب کیا ہی وہ بہت بڑی سخی ہی اور جب آپ لشکر مین آئے ہین تو کیا ہرج ہی کہ بادشاہ

لشکر سے نہ ملاقات فرمایئے یہ جو جو پیدا رہے کہا وہ جوگی اسکے ہمراہ بارگاہ مین آئے ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے
بڑے اعزاز سے انکو اپنے قریب بلا کر بٹھایا مزاج پوچھا کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی انھون نے جواب دیا کہ ہمکو سب
جوگی یا زندہ کہتے ہین ہم دونون کا ایک ہی نام ہی ہم اس صحرا کے رہنے والے ہین یہ صحرا ہمارے قبضے مین ہی
یہان آجتک کوئی نہین آیا آپکا آنا کدھر سے ہوا انھون نے جو یہ کہا ملکہ نے کہا کہ مین اپنے ملک سے
آئی ہون اور یہ اسکے ملک سمندر شاہ جاتی ہون کیونکہ اسپر لشکر اسلام نے چڑھائی کی ہی سمندر شاہ نے
نامہ تحریر کیا تھا ہمکو طلب کیا تھا مین اُسی نامہ کے بموجب جاتی ہون انھون نے جواب دیا کہ ای ملکہ ہم تمکو خبر
دیتے ہین اور آگاہ کرتے ہین کہ رات کو ہمارے خواب مین یوسف و موسی خداوند تشریف لائے تھے اور اکثر لاتے
ہین انھون نے ہمسے فرمایا تھا کہ تم دونون بھائی آگاہ ہو کہ شہر سمندر یہ تباہ ہوگا سمندر رجا و مارا جائیگا
اور جو اسکی کمک کریگا وہ بھی تباہ ہوگا کیونکہ اسکے اقبال کا زمانہ برطرف ہوگیا ہی ادبار آگیا ہی دوسرے
وہ مغرور بھی ہوگیا ہی کسی کو اپنے برابر نہین جانتا ہی علاوہ ازین اسکو یہ خیال ہی کہ مین لشکر اسلام پر فتح پاؤنگا
یہ امر محال ہی جو اسکی کمک کریگا مثل اسکے ذلیل و خوار ہوگا یہ بھی فرمایا تھا کہ سنو زہر کوہ کے حاکم نے اسکی کمک
کی تھی اور لشکر اسلام کے چند سردارون کو اسیر کر لیا تھا وہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ عیارون کے ہاتھ سے کتے کی
موت مارا گیا سمندر کو خبر بھی نہوئی سب سردار چھوٹ گئے زہر کوہ برباد ہوگیا عیارونکا کیا کسی نے بنا لیا
علاوہ اسکے قسیم قسمام برای مقابلہ لشکر اسلام گئے تھے آخر کو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے جنگ شاہ یہ
ہوئی سمندر اس مقام پر موجود تھا اُسنے جو دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہی اپنے سردارون کو لیکر چلا اس لشکر کی
کمک تک نہ کی خیر یہ ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ کل پیچ کو اس صحرا مین ایک لشکر آئیگا اُسکی حاکم کوئی عورت
ہوگی وہ بھی سمندر کی کمک کو جاتی ہی تم اسکے پاس جانا اسکو اس حال سے آگاہ کرنا کہ تجھکو لازم ہی کہ تو نہ جا
آئندہ تجھکو اختیار ہی اگر جائیگی تو تیری بھی وہی حالت ہوگی ای ملکہ ہم اسی سبب سے تیرے لشکر مین آئے
جب صبح کو ہماری آنکھ کھلی ہمکو معلوم ہوا کہ لشکر آپکا آ ٹھہرا ہی بس ہم آئے ای ملکہ یہ بات ہی جو ہمنے تجھسے بیان کی
ہمکو جو حکم خداوندونکا ہوا وہ تجھسے عرض کر دیا تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی کوکب نے کہا کہ مین جانتی ہون
کہ آپ لوگ بہت قرب بارگاہ ہین آپکے پاس جو خداوند آتے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم ہر روز خداوندون
کی نذر دلاتے ہین انکی نذر کا مہ ہین بھوگ کہاتے ہین اُسی پر بسر اوقات ہوا اسکے سبب سے ہمکو رزق
ملتا ہی ملکہ نے کہا کہ اگر انکی نذر کا وہین بھوگ ہو تو ہمکو دو کہ وہ باعث برکت ہی انھون نے
جواب دیا کہ ای ملکہ ہمارے پاس اسوقت نہین ہی مگر منگا دیتے ہین یہ کہکر آنکھین بند کر کے اپنی
آستین مین ہاتھ ڈالا تھوڑے عرصے کے بعد ایک چھوٹی سی تشتری نکالی کہ اسمین حلوا تھا ملکہ کو دیا
یہ جو کرامت دیکھی سب اہل دربار دنگ ہوگئے اور یقین ہوا کہ ضرور یہ کاملین سے ہین ملکہ نے
وہ حلوا لیکر قصد کیا کہ کھائے سب نے عرض کیا کہ ملکہ ہمکو بھی مرحمت فرمائیگا کیونکہ یہ باعث برکت ہی
ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی پیدا ہوئی اسنے کہا کہ
ای ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ جوگی نہین ہین ایک ان مین قران ہی اور دوسرا چالاک ہی یہ دونون
عیار ہین لشکر اسلام کے غضب کیا تھا کہ ملکہ تمنے دیکھو کھایا تھا یہ جو ملکہ نے سنا بس اسمین تشتری کو تو
ہاتھ سے پھینکدیا جب تک ملکہ تحریر کرین کہ چالاک و قران جست کر کے بھاگے اور ملازمون نے
ملکے اور [illegible] ان سے جست کر کے باہر بارگاہ کے آئے اور بھاگے اور صحرا مین آ کر اس مقام پر
پہونچے کہ جہان سے چلے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ جب برق و چالاک باہم صلاح کر کے

صحرا میں گئے تھے وہاں قران سے ملاقات ہوئی تھی اُنسے کہا کہ بھائی ہم لشکر میں گئے تھے تو معلوم ہوا کہ
یہ لشکر سمندر کی مدد کو جاتا ہے تو بھائی ہم یہ صلاح کر کے آئے ہیں کہ عیاری کریں قران نے کہا
کہ اچھا ہم بھی عیاری کرتے ہیں چالاک نے کہا کہ میں آپکے ہمراہ ہوں بس یہ دونوں جوگی بنکر چلے گئے
برق یہاں ٹھہر گیا اسنے بعد انکے جانے کے جو دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے اسکے درے میں گئے دیکھا کہ
وہ درہ پر بہار ہے بس برق نے ان سب درختوں پر بیہوشی ملی اور اپنی ناک میں روئی رفع بیہوشی
کی رکھ لی تھی اب اسنے تدبیر کی تھی کہ میں بھی عیاری کروں کہ ادھر سے چالاک و قران آکر
پہونچے برق نے پوچھا عیاری کر آئے کیا ہوا انھوں نے ساری حالت بیان کی کہا کہ وہ بہت
ہوشیار ہے بس اسنے گرفتار کر لیا تھا کہ ہم بھاگے ورنہ گرفتار ہو جاتے برق نے کہا کہ بھائی میں
عیاری کرتا ہوں تم دونوں صاحب اس مقام پر ٹھہرو قران نے کہا کہ میں جاتا ہوں تم جاؤ اور چالاک
برق نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لیجائیں ہم اور چالاک سمجھ لینگے قران تو چلے گئے برق نے
کہا کہ بھائی چالاک تم یہاں بنکر بیٹھو میں جاتا ہوں اور میں پڑا تو اسکو اس مقام پر لاتا ہوں چالاک
نے کہا اچھا برق نے کہا کہ یہاں میں نے تمام گلوں پر عطر بیہوشی مل دیا ہے اپنی تدبیر کرو چالاک
نے کہا کہ اچھا تب برق چلا برق نے اپنی صورت ایک نازنین کی سی بنائی تمامی کا لہنگا پہنا ایک
ٹوکری میں چند قسم کی ترکاریاں تھیں ایک گلدستہ پھولوں کا تیار کیا اسکو لیکر طرف لشکر کے چلی سر سے
پاؤں تک جڑاؤ زیور پہنے ہوئے تھی چھم چھم کرتی ہوئی چلی آڑا دوپٹہ پڑا ہوا عجب انداز سے چال سے
پامال کرتی ہوئی جو کہ اس لشکر میں مرد تھے وہ اسکو دیکھکر کہنے لگے کہ اے مالن ذرا ہماری طرف دیکھ لے
ذرا ہمکو سرفراز کر اپنے وصل سے شاد کر کیا انداز ہے عجب کرشمہ و ناز ہے کسی کو تاوا دکھا دیتی ہے
کسی کو جوتا کبھی اس انداز سے دوپٹہ سینے پر سے ہٹا دیتی ہے کہ جوبن نظر آنے لگتا ہے بس وہ مالن
اس انداز سے داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو جاکر سلام کیا ملکہ نے کہا کہ تو کون ہے اسنے عرض کیا کہ اس
صحرا کے قریب باغ ہے میں اسمیں رہتی ہوں میرا طریقہ یہ ہے کہ جو کوئی لشکر اس مقام پر آکر فروکش ہوتا ہے
میں اس لشکر کے بادشاہ کو آکر نذر دیتی ہوں اور اپنے باغ میں لیجاتی ہوں وہ جو کچھ مجھکو دیتا ہے
اسمیں بسر اوقات کرتی ہوں ایک میں ہوں اور ایک میرا بڈھا باپ ہے وہ ایسا ضعیف ہے کہ چل نہیں
سکتا ہے بس میں ہی فکر معاش کرتی ہوں لہذا میں آپکی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں اور امیدوار ہوں
کہ میری دعوت قبول فرمائیے مجھکو سرفراز فرمائیے ملکہ سے اس مالن نے اس طور سے کہا کہ ملکہ کو
اسکے حال پر رحم آگیا اور کہنے لگی کہ اچھا تو ٹھہر جا میں چلتی ہوں یہ کہکر اٹھی اور اس مالن کے ہمراہ چلی اور
سرداروں نے قصد کیا کہ ہم بھی چلیں کہ ملکہ نے اشارے سے منع کیا کہ کیا ضرورت ہے کیونکہ یہ
غریب معلوم ہوتی ہے کیا ضرور ہے کہ اسقدر بار ڈالا جائے ملکہ کے کہنے سے سب سردار اپنے
مقام پر ٹھہر گئے ملکہ ہمراہ اس مالن کے چلی یہاں تک کہ اپنے لشکر کو طے کر کے اس طرف روانہ
ہوئی کہ جدھر وہ مالن چلی تھی یہاں تک کہ راہ طے کر کے اس درہ کو اسکے قریب آئی اس مالن
نے ملکہ سے کہا کہ ملکہ تشریف لیچلیے اس درے میں وہ باغ ہے ملکہ بیخوف داخل درہ ہوئی
اسکے عقب میں وہ مالن تھی ملکہ نے دیکھا کہ وہ درہ پر بہار ہے ہر قسم کے گلوں کے درخت لگے ہوئے
ہیں اور شجر ثمردار بہت سے لگے ہوئے ہیں ملکہ کو وہ مقام بہت پسند آیا ہر قسم کے گلوں کی
خوشبو آرہی تھی ملکہ سیر کے باغ میں پہونچی وہ مالن سیر کراتی تھی ہر طرف اسکو لیے ہوئے پھر رہی

تھی ایک مقام پر جو ملکہ پہونچی ملکہ نے دیکھا ایک مرد پیر ایک درخت کے نیچے ایک بانس کے پلنگ پر
لیٹا ہوا ہی اسنے آواز دی کہ اٹھو ملکہ عالم تشریف لائی ہین کہ وہ مرد پیر بہت دقت سے اٹھا
اتنی حرکت مین اسکی سانس پھول گئی ملکہ کو اسپر رحم آیا کہا کہ تم لیٹ جاؤ بس کافی ہی وہ دعا دیکر
لیٹ رہا اب مالن ملکہ کو اس مقام پر لائی کہ جو مقام اسنے درست کیا تھا جیسے ملکہ پہونچی اسکے
دماغ مین گلون کی خوشبو پہونچی اسکے ساتھ بیہوشی کی بھی خوشبو پہونچی ایک مرتبہ اسکو چھینک آئی اور
بیہوش ہوکر گری اسکا گرنا تھا کہ برق نے نعرہ کیا منم برق ثانی اسکے نعرے کی صدا اسکے چالاک
بھی دوڑا کہ معلوم ہوتا ہی برق نے اسکو بیہوش کیا اسقدر جلد پہونچا تھا کہ برق اسکو اٹھانے
نہ پایا تھا کہ یہ بھی پہونچا برق نے کہا کہ ای چالاک اسکو قتل کر دے چالاک نے کہا کہ یہ عورت
بہت خوبصورت ہی اسکو گرفتار کرکے لشکر مین لے چلو شاید مسلمان ہو جائے برق نے کہا کہ اچھا بس
برق و چالاک نے قصد کیا تھا کہ پشتارہ باندھین کہ زمین شق ہوئی اس سے ایک پتلی
پیدا ہوئی اسنے جھو برق اور چالاک پر مارا کہ یہ دونون سے خود ہوکر زمین پر گرے اور اس پتلی
نے ایک پچکاری اسکے ہاتھ مین تھی اسکے منھ پر ماری کہ ملکہ کو ہوش آیا اس پتلی نے کہا کہ
ملکہ تمنے بڑا دھوکا کھایا کوئی یون بدون دریافت حال چلا آتا ہی ای ملکہ یہ دونون عیار ہین ایک
انمین برق ہی اور دوسرا ایک چالاک جو کہ جوگی بنکر گیا تھا وہ ہی انھون نے یہان یہ تدبیر کی تھی کہ
درختون پر بیہوشی ملی تھی اسکے سبب سے تم بیہوش ہو گئین تھین ملکہ کو ہوش آگیا تھا ملکہ نے
اٹھکر سحر کیا یہ دونون عیار گرفتار سحر ہوے بس وہ پتلی غائب ہو گئی ملکہ نے تخت سحر بنایا اور
ان عیارون کو ڈالا اور تخت سحر اڑا کر چلی اس دیرے سے نکلی اسنے قصد کیا اپنے لشکر کا چلی
جاتی تھی کہ اسنے دیکھا کہ ایک جوگی ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوے ہین انکی یہ صورت ہی کہ تمام جسم مین
سانپ لپٹے ہوے ہین ایک بیراگی روبرو رکھی ہوئی ہی اور جھولی کاندھے پر پڑی ہوئی ہی ہر طرح کے
رنگ بدلتے ہین کبھی غائب ہو جاتے ہین کبھی پھر ظاہر ہوتے ہین یہ حالت ہی یہ جو ملکہ نے دیکھا اسنے
خیال کیا کہ ضرور یہ کامل اور برگزیدہ ہین یا تو یہ تخت اڑائے چلی جاتی تھی یا زمین پر مع تخت کے اتری
اور روبرو اس جوگی کے جاکر ادب سے کھڑی ہوئی کہ ان جوگی نے سر اٹھاکر دیکھا اسنے جھک کر
سلام کیا انھون نے بڑے غرور سے جواب دیا کہ بچی اچھی رہو اقبال ترقی پر ہو دشمن تیرے پائمال
ہون یہ کہکر پھر اپنا سر جھکا لیا یہ کھڑی رہی تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سر اٹھاکر دیکھا کہ وہ کھڑی
ہوئی ہی کہا کہ ای بچہ تو اپنے کام کو جا بیکار یہان کھڑی ہی کوئی تماشہ تو ہی نہین کہ دیکھ رہی ہی ملکہ
نے کہا جی نہین مین آپکی خدمت کو بہتر جانتی ہون مین یہ چاہتی ہون کہ آپ میرے لیے دعا
فرمائیے کہ میری عمر مین ترقی ہو اسنے اتنے عرصے مین دیکھا کہ جوگی صاحب کئی مرتبہ تو غائب
ہو گئے اور ظاہر ہوے اور ہزارون قسم کے رنگ بدلے اسکو اور زیادہ انکا اعتقاد ہوا کیونکہ
یہ لوگ تو ایسے لوگون کے مرید ہوتے ہین اب کب یہ وہان سے جاتی ہی جب یہ ملکہ نے کہا کہ
آپ میرے لئے دعا فرمائیے کہ میری عمر مین ترقی ہو اس جوگی نے کہا کہ ای بچہ یہ تیرا صرف خیال ہی
خیال ہی مین کیا جانون اور نہ مین صاحب کمال ہون جا اپنے مقام پر میرے اوقات مین حرج ہوتا
ہی اسنے یہ سنتے جوگی کے روبرو ہاتھ جوڑے اور کہا آپکو واسطہ خداوندون کا میرے لیئے دعا
فرمائیے جوگی صاحب نے کہا کہ اچھا بیٹھ جا دیکھا جائیگا مین اپنے خداوندون کی خدمت مین جاتا

ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکر غائب ہوگئے اسکو اور اعتقاد ہوا تب تو یہ اُسی مقام پر بیٹھی ہوئی ہی تخت زمین پر
رکھا ہوا ہی اسپر وہ دونون عیار برق و چالاک پڑے ہوے ہین مگر بیہوش ہین کہ تھوڑی دیر کے بعد
وہ جوگی ظاہر ہوے اب جو اُسنے دیکھا تو اور صورت ہی اور شکل ہی اور پہلے تو مرد پیر تھے اب جوان ہوکر آئے
ہین یہ حیران ہوئی اُسنے جو یہ دیکھا ملکہ نے کہا کہ آپ خداوندگی خدمت مین ہو آئے کہا کہ ہان تیرے واسطے
بھی کہا اُنھون نے تیری بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ اُسکی بہت بڑی عمر ہی اور ہم اُسپر بہت مہربان ہین
یہ اونسے سی مہربانی ہی کہ اُسکے ہاتھ سے عیاران اسلام کو گرفتار کردیا انھون نے عیاری کی تھی ہمنے اُسے خبردار
کردیا ورنہ وہ قتل کرڈالتے اگر عمر اُسکی زیادہ منظور ہی یہ امر کیونکر ہوتا کیونکہ وہ بہت بڑی ہماری ماننے
والی ہی ہم اُس سے خود بھی الفت کرتے ہین ہماری مرضی یہ ہی کہ اُسکے جاہ و حشم کی ترقی ہو بلکہ ساری دنیا پر
حکومت کرے یہ خداوندون نے تیرے لیے مجھ سے فرمایا ہی اُسنے یہ سُنکے کہا کہ مین امیدوار ہون
کہ آپ جب خدمت خداوند مین تشریف لیجائیے گا تو پھر میرے لیے اُنکی خدمت مین یہ میری طرف
سے عرض فرمائیے گا کہ میری یہ آرزو ہی کہ آپ میری عمر مین ترقی فرمائین اور میرے حشم کو زیادہ
فرمائین اور یہ طریقہ اور یہ قوت عطا فرمائین کہ مین اسی سن پر رہون جوگی نے کہا کہ اچھا اُسکے بعد
جوگی نے فرمایا کہ ای ملکہ یہ عیار تیرے ہاتھ کیونکر لگے یہ تو بڑے ظالم ہین خداوند انکے اسیر ہونے
سے اور زیادہ تجھ سے خوش ہوے ہین مجھکو یقین ہی کہ مین جب عرض کرونگا اس خوشی سے جو کچھ
مین وہ جو تیری خواہش ہی وہ پوری کرین ملکہ نے یہ سُنکے کہا کہ ای جوگی صاحب بڑا غضب ہوا تھا
مگر مین اپنا بند و بست کرچکی تھی دوسرے خداوندون کی عنایت تھی ورنہ مین گرفتار ہو جاتی یہ کہکر پہلے عیاری
کرنا اور پتلی کا نکلکر خبردار کرنا دونون عیارونکا بھاگ جانا اُسکے بعد مالن کا آنا اپنا سُننا اُسکے ساتھ باغ کی
سیر کو جانا وہان اپنا بیہوش ہونا نکلکر پتلی کا ہوشیار کرنا اور عیارون کو گرفتار کرنا اپنا اسیر کرکے
لیکر روانہ ہونا بیان کیا جوگی صاحب نے یہ سُنکے کہا کہ دراصل یہ لوگ بڑے غضب کے ہین کس کس
طور سے چاہتے ہین کہ ہم اپنا کام کرین مجکو انکے نام معلوم ہین ملکہ نے کہا کہ جی ہان پتلی نے نام بتائے تھے
مین فراموش کر گئی ہون یہ اسنے اس خیال سے کہا کہ اگر یہ کامل ہونگے تو انھون نے اپنے علم کے
ذریعہ سے نام دریافت کرلیے ہونگے اگر یہ بھی کوئی مکار ہوگا تو نہ بتا سکے گا یہ خیال کرکے اپنے دلمین
کہا کہ مین نام فراموش کر گئی ہون اُسوقت اُس جوگی نے کہا کہ اسمین ایک کا نام برق ہی اور
برق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ برق ہی اور وہ چالاک ہی اب تو اسکو یقین کلی ہوگیا ملکہ
نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ آپ میرے لشکر مین تشریف لیچلین اُس صحرا مین تو آپکو ہر طرح کی تکلیف
ہوتی ہوگی اول تو دھوپ مین زحمت ہوتی ہوگی کیونکہ کوئی مقام سایہ دار نہین ہی کہ جہان آپ
بیٹھکر دھوپ کی زحمت سے بچیے یا جب بارش ہو یا رات کی اوس سے محفوظ رہیے یہ جو
ملکہ نے کہا جوگی صاحب نے جواب دیا کہ مین تیرے لشکر مین نہین جاسکتا ہون کیونکہ مین نے
دنیا کو ترک کیا ہی اہل دنیا سے نفرت ہی کیونکہ یہ بندۂ زر ہین یہ سب لوگ دولت سے
لگے ہوتے ہین اسنے جہان تک ممکن ہو پرہیز کیا جائے دوسرے اہل دنیا مین رہکر عبادت
نہین ہوسکتی ہی اس سبب سے مین نے صحرا مین رہنا اختیار کیا ہی تاکہ عبادت کرون جب
برسون محنت کی ہی تب یہ حاصل ہوا ہی اور یہ جو تونے کہا کہ آپکو دھوپ سے اور بارش سے
اور اوس سے زحمت ہوتی ہوگی یہ تیرا خیال بہت درست ہی مگر مین نے خداوندون کی

اسقدر خدمت کی ہی اور انکی عبادت مین مشقت کی ہی کہ یہ مرتبہ ہم پہونچا ہی کہ میرے لیئے
بہشت سے مکان آجاتا ہی جب بارش ہوتی ہی یا دھوپ پڑتا یا وہ ہوتی ہی اور شب کو بھی آجاتا ہی
یا جس چیز کی ضرورت ہو مین طلب کرون مین ملے وہ میوے بہشت کے کھائے ہین کہ مجکو
کسی امر کی ضرورت نہین ہی نہ مجکو بھوک معلوم ہوتی ہی نہ پیاس مین ہمیشہ اسی مقام پر رہتا
ہون میرے لیئے خود بخود شب کو مکان بہشت سے آجاتا ہی مکان نہ کہنا چاہیے ایک مختصر سا
خیمہ ہشت پہر اسی مین بسر کرتا ہون جب صبح ہوتی ہی وہ غائب ہوجاتا ہی یہ جو ملکہ نے سنا کہا کہ
جوگی صاحب مین امیدوار ہون کہ مجکو بھی وہ خیمہ دکھا دو تجھے مین بھی دیکھون کہ بہشت کے کیسے
خیمے ہوتے ہین اور یہ آرزو ہی کہ بہشت کے میوے کا کیا مزہ ہوتا ہی آپکی مرحمت سے یہ بھی مین
دیکھونگی جوگی نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو جنت کے خیمے دیکھے اور میوے کی خواہش
کرے اب ایسا کلام میرے روبرو نہ کہنا ورنہ مین تیرے لیے بد دعا کرونگا یہ جو جوگی نے
کہا ملکہ کانپ گئی مگر ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اتنی مرتبہ میری آرزو پوری فرمایئے پھر کبھی ایسی آرزو
نہ کرونگی جوگی نے کہا کہ مین کہان اور تو کہان جواب پھر ایسی خواہش کرے بس میرے
پاس سے چلی جا سنے عذر کرنا شروع کیا اور ہاتھ جوڑنے لگی اسقدر عاجز کیا کہ اُن جوگی نے
کہا کہ خیر یہ سبب ہی کہ تو خداوند کی پیاری ہی اور وہ بھی تجھسے محبت کرتے ہین یہ فرماتے تھے
کہ اگر ملکہ یہ خواہش کرے کہ مین نہ مرون یا اور جس امر کی خواہش کرے ہم اسکو اسقدر چاہتے
ہین کہ اگر وہ یہ کہے کہ ہمکو بہشت مین طلب کرکے پھر واپس فرمایئے تو ہم یہ بھی اسکی خواہش
پوری کرین جب خداوندون کی یہ حالت ہو تو مین کیونکر نہ تیری خواہش پوری کرون یہ کہکر ایک
مرتبہ اپنی پشت کی طرف ہاتھ لے گئے اور پھر ہاتھ لے آئے اب کوکب نے دیکھا کہ ایک چھتری
سی جوگی صاحب کے ہاتھ مین ہی بس اسکو جوگی صاحب نے سر پر لگا لیا اب وہ دراز ہوکر ایک خیمہ
کے طریقے پر ہوگئی اسمین ایک پلنگ بچھا ہوا تھا ایک تخت اور سب سامان ضروری تھا جوگی
صاحب اُسکے اندر بیٹھے ہوئے تھے کوکب نے قصد کیا کہ مین بھی جاؤن جوگی نے منع کیا کہ تم نہ آنا
کیونکہ تم اہل دنیا سے ہو تمنے وہ عبادت نہین کی ہی کہ جو اس مقام پر آنے کے لائق ہو یہ صرف
تمہاری خاطر تھی جو مین نے بہشت سے اسکو طلب کیا ہان یہ تیری خواہش پوری کرتا ہون کہ
تجکو بہشت کے میوے کھانے کو دیتا ہون یہ کہکر اس خیمہ کے ایک طرف سے ہاتھ بڑھا کر ایک
طبق اٹھایا اور ملکہ سے کہا کہ آئیے ان عیارون پر سے اپنا سحر اتار دیجئے اور میرے حوالے کیجئے
تاکہ مین انکو خداوندون کی خدمت مین پہونچا دون شاید تو لیکر جائے راہ مین کوئی آفت
پڑے جیسے ادھر پڑی اور وہ مارا گیا کیونکہ انھین بہشت سے مردار گرفتار کرلیے تھے یہ جو جوگی
نے کہا ملکہ نے اُن عیارون پر سے سحر اتار کر کہا کہ یہ حاضر ہین بس اٹھا کر ایک کو دیا جوگی نے
اسکو اٹھا کر اپنی پشت کی طرف رکھا دوسرے کو دیا اسکو بھی اسی طور سے رکھا اب جو ملکہ نے
دیکھا تو دونون عیار غائب تھے ملکہ کو اور یقین ہوا بس جوگی نے وہ طبق ملکہ کو دیا کہ یہ بہشت
کے میوے ہین انکو کھاؤ بس ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر وہ طبق لیا اور قصد کیا کچھ کھاؤن جوگی دیکھ
رہے ہین کہ زمین شق ہوئی اُس سے پتلی پیدا ہوئی ابھی پتلی نے کچھ کہا نہ تھا کہ جوگی نے کچھ اٹھا کر
مارا کہ وہ پتلی اور کوکب دونون اسمین مبتلا ہوئے اور جھنجھلا دیا کہ وہ پتلی چلانے لگی ملکہ مجکو بھی

اور اپنی بھی خبر لو ارے ظالم گرفتار کیے لیے جاتا ہے بڑا غضب ہوا کہ مین جال مین پھنس گئی اُدھر
کوکبہ نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کچھ نہ بن پڑا وہ پتلی جدا چلاتی رہی ملکہ الگ سحر کرتی رہی ذرا بھی کام نہ آیا
اتنا تو پتلی نے کہا کہ ملکہ تمنے بڑا دھوکا کھایا اپنے ساتھ مجھکو بھی اسیر کرایا یہ جوگی نہ تھا بڑا عیار زبردست
ہے سب عیارون کا استاد ہے یہ وہ کہتی رہی اُدھر اس جوگی نے کھینچکر ملکہ اور اس پتلی کو زنبیل کیا
اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار بیک طرار قاتل کفار یہ نعرہ کرکے آن عیارون کو زنبیل
سے نکالا اور کہا کہ کیا خراب آدمی ہو اگر عیاری نہین آتی تھی تو عیاری کیون کی تم لوگ عیاری
کرکے ہوشیار کر دیتے ہو اسی سبب سے مین تمسے الگ رہتا ہون اے برق تو بہت چالاک ہوا ہے
تونے تدبیر تو اچھی کی تھی مگر تو کیا کرے تو اس امر سے نہ واقف تھا کہ اُسکا سحر اُسکو خبر دیتا ہے برق
نے کہا کہ استاد مین نے اپنا کام کر لیا تھا مگر اُسکے سحر نے تمکو ہوشیار کر دیا مین مجبور ہو گیا ابھی
یہ سب اُسی منڈھی مین ہین چالاک سے کہا کہ استاد یہ تو فرمائیے کہ آپکو کیونکر خبر ہوئی خواجہ نے کہا
کہ مین جو سردارون سے جدا ہوا لشکر مین پہونچا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ کوکبہ کا لشکر ہے راے
ملک سمندر جاتی ہے مین صورت بدل کر داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین جو گیا تو دیکھا کہ تخت خالی ہے
سب سردار بیٹھے ہوئے ہین باہم یہ کہ رہے ہین کہ ملکہ کو خداوندون نے خوب سمجھایا کہ عیارون سے ہشیاری
کی تھی مگر ملکہ کے سحر نے خبردار کیا مگر کیا غضب ہے کہ جب تک خبردار ہوئین وہ غائب ہو گئے
ہمکو خوف ہے ملکہ جو یہان سے ہمراہ گئی ہین کہین ایسا نہو کہ کسی عیار نے عیاری کی ہو یہان کی صورت
بنکر آیا ہو اور اس بہانے سے ملکہ کو لے گیا ہو کہ چلکر میرے باغ کی سیر فرمائیے اور یہ بھی دیکھئے
تو نفس فرمائیے یہ جو مین نے سنا تو مین نے خیال کیا کہ راہ مین چلکر عیاری کرو بس مین جوگی بنکر یہان
بیٹھا کہ وہ تمکو اسیر کیے ہوئے لیے آتی تھی مجھکو دیکھکر آخر بڑی بڑی باتین مینے تدبیرین کین کہ
اسکو میرے جوگی ہونے کا یقین ہوا اُسنے تمہاری عیاری کی حالت بیان کی اب مجھکو معلوم ہوا کہ اسنے
تدبیر کی ہے کہ اسکا سحر خبر دیتا ہے بس مین نے تدبیر کرکے منڈھی برپا کی اور اس سے تمکو لیا اسکے لب بیہوشی کے
اسکو بیہوشی سے ملا کر دیئے کہ وہ کھا کر بیہوش ہو جاے بس جب اسنے قصد کیا وہ ہی پتلی
پیدا ہوئی مین نے جال الیاسی مار کر اسکو زنبیل کیا یہ عیاری کی سب نے بہت تعریف کی خواجہ
نے کہا جاؤ اپنی راہ لو مین اسکو لیکر جاتا ہون یہ سنکے عیارون نے کہا کہ خواجہ اسکو قتل فرمائیے
کہا کہ اسکے طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہوگی خیر تم لوگ بھی کیا کہو گے یہ کہکر اسکو زنبیل سے
نکالا اور اُسکو باندھا وہ بیہوش ہو گئی تھی اس صورت سے کہ جب ہوش آتی تھی تو اُسنے جیسا سب
مار دیا تھا کہ بیخود ہو گئی تھی جب باندھ چکے اپنی صورت اصلی بنائی اور اسکو ہوشیار کیا
کوڑا ایک ٹکڑے ہوئے اب جو اسکی آنکھ کھلی اپنے کو رسن سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ ایک
عجیب الخلقت آدمی کوڑا لیے کھڑا ہے یہ دیکھکر اسکے ہوش جاتے رہے حیران ہوئی کہ یہ
کیا واقعہ ہے مین تو ابھی رتھ پر تھی کیونکر اسیر ہو گئی اور یہ کون ہے آئین تو جوگی صاحب تھے وہ جوگی کیا ہوئے
دیکھا تو زبان وغیرہ قابو مین ہے اسنے قصد کیا کہ سحر کرون مگر سحر بالکل فراموش تھا ایک حرف
نہ یاد تھا ادھر خواجہ نے کہا کہ اے کوکبہ تونے میرے خدا کی قدرت دیکھی اور اسکی شان اگر اپنی زندگی کی خواستگار
ہے تو دین اسلام قبول کر اور تصویر پرستی ترک کر اور میری شاگردی کر ورنہ مین تجھکو قتل کرتا ہون
بلا اپنے خداوندون کو کہ جنکی تو پرستش کرتی ہے کہ وہ آکر تیری کمک کرین اور تجھکو رہا کر دین

یا سحر سے کام لے اُسنے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ مین تو ایک جوگی سے کلام کر رہی تھی اور اس منڈھی مین تو
جوگی تھی وہ جوگی کیا ہوے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ جوگی مین ہی تھا مین نے تجکو عیاری کر کے اسیر کر لیا
بس اسی مین خیر ہے اور تیری زندگی ہے ورنہ یاد رکھو کہ مین تجکو قتل کرونگا تو میرے ہاتھ سے بچ نہین
سکتی ہے مین عیار ہون لشکر اسلام کا میرا نام خواجہ ثالث ہے تیری پتلی نے تجکو کبھی کام دیا وہ کبھی
میرے پاس قید ہے ای بلکہ یہ سب مذہب باطل ہین دین اصلی خدا پرستی ہے دیکھو مین نے کیونکر تمکو اسیر
کیا اور تم میرے قبضے مین ہوئین اگر چاہتا تو تمکو قتل کر ڈالتا تمکو خبر بھی نہوتی قتل کر کے اپنے لشکر کو
چلا جاتا تیرے اہل لشکر کو خبر بھی نہوتی وہ لوگ تجکو تلاش کرتے کرتے پریشان ہوتے آخر کو واپس
چلے جاتے تیری لاش کو زاغ و زغن کھاتے تجکو تیری جوانی پر رحم آیا خواجہ نے چند کلمے ایسے کہے کہ
زنگ کفر اسکے آئینہ دل پر سے محو ہو گیا اُسنے کہا کہ خواجہ تجکو چھوڑ دو مین دین اسلام قبول کرتی
ہون بس خواجہ نے اسکو فورًا کھلوا دیا وہ جست کر کے باہر آئی اور کہا کہ خواجہ تمنے بڑی نادانی کی
کہ دشمن کے اتنے سے کہنے پر اسکو رہا کر دیا اب دین اسلام نہین قبول کرتی ہون دیکھون تم میرا
کیا کر لیتے ہو یہ جو کہا وہ باہر منڈھی کے کھڑی ہوئی تھی خواجہ نے یہ سنکے کہا کہ ہان سچ کہتی ہو اس
کہنے مین جو ہاتھ اُٹھایا پاؤن گیا اون سے پانچ حباب چھوٹ کر اسکے منھ پر پڑے گو وہ باہر تھی مگر برابر
اسکے کھڑی تھی حبابون کا پڑنا تھا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی پھر خواجہ نے اسکو پکڑ کر اندر
منڈھی کے لیا اور پھر باندھا اور ہوشیار کیا کہا کہ اگر تو ہزار مرتبہ اسکا اقرار کرے گی کہ مین دین
اسلام قبول کرتی ہون اور پھر پھر جائیگی مین پھر تجکو اسی طور سے اسیر کرونگا اب بدون مسلمان
کیے تجکو نہ چھوڑونگا اب جو کو کسم نے دیکھا اپنے کو پھر گرفتار پایا جو کچھ اسکو شک اعتقاد تھی سب دفع
ہو گیا یہ پہلے ہی مرتبہ قصد کر چکی تھی کہ دین اسلام برحق ہے در اصل میری تو کسی خداوند نے کمک
نہ کی نہ سحر نے کچھ کام دیا مین اسکے قبضے مین تھی جب یہ چاہتا قتل کرتا اب چاہے قتل کرے
بس یہ خیال کر کے خواجہ سے کہا کہ آپ رہا کر دین اب مین دغا نہ کرونگی مجکو یقین ہو گیا کہ آپکا
دین برحق ہے آپ لوگ بڑے کامل ہین خواجہ نے اسکو چھوڑ دیا وہ دوڑ کر خواجہ کے قدمون پر گری
خواجہ نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ ای ملکہ اگر دین اسلام کے طریقہ سے واقف ہو گی اور کلمہ
پڑھو گی تو سحر سے بالکل بیکار ہو جاؤ گی اُسنے کہا کہ خواجہ مین اگر سحر سے بیکار ہو گئی تو ثمندر سے کون
مقابلہ کرے گا کیونکہ آپ لوگ سحر سے بالکل ناواقف ہین بس ساحرون اور غیر ساحرون کی لڑائی
کیا خواجہ نے کہا کہ اچھا مطیع اسلام ہو اپنے لشکر کو بھی مطیع اسلام کر خداوندون کو کہ جنکو تم اپنا خدا
جانتی ہو لعنت کر وا اور ساحری و تیشہ کو ہزار ہزار لعن سے یاد کر جب ثمندر سے کا فیصلہ ہو جائیگا
اسوقت کلمہ پڑھنا ملکہ نے کہا کہ اچھا بس خواجہ نے اُس سے کہا کہ مین اسی مقام پر ٹھہرا ہون تم لشکر کو
اپنے لیکر آؤ اور میرے ہمراہ میرے لشکر مین چلو یہ جو ملکہ نے خواجہ سے سنا اسیوقت خواجہ کو سلام کیا
اور وعدہ کر کے گئی کہ مین ابھی آتی ہون مع لشکر آپ اطمینان رکھیں یہان سے یہ تو اقرار کر کے
طرف اپنے لشکر کے سحر کر کے روانہ ہوئی ادھر بعد جانے اسکے خواجہ نے منڈھی نذر ڈنبیل کی برق دہلا ک
سے کہا کہ تمنے دیکھا کیونکر مین نے اسکو مطیع اسلام کیا انھون نے بہت تعریف کی اور کہا کہ سنا جاتا ہے
ای طور کی عیاری خواجہ اول و ثانی کرتے تھے یہ ہی جرأت انکی تھی ہم یہ حیران ہین کہ آپنے جو اسکو جانے دیا ہے
اگر وہ پھر جائے اور نہ آئے تو آپ کیا کر سکتے ہین اب تو سحر یاری بھی نہو سکے گی کیونکہ وہ بہت ہوشیار ہو گئی ہے

یہ جو عیاروں نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ کیا کوئی میں ایسا نادان تھا کہ اُسکو بدون اس امر کے یقین
کیے ہوئے جانے دیتا اُسکی پیشانی سے نور اسلام ظاہر تھا مجکو یقین ہوگیا کہ اب یہ نہ پھرے گی فرض کرو ہم اگر
پھر بھی جائے تو پھر عیاری کرکے گرفتار کرونگا اُسکی بھی یہ لیاقت ہی کہ وہ دہوکا نہ کھائے عیاروں نے
جواب دیا کہ یہ آپ ہی کا کام ہی کہ آپ ایسی عیاری کریں خواجہ نے کہا دیکھ لینا اگر پھر گرفتار کرتا ہوں
یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر ملکہ اپنے لشکر میں پہونچی داخل بارگاہ ہوئی دیکھا سب سردار موجود ہیں
جمال آرا زربزادی بھی موجود ہی ملکہ نے تخت پر بیٹھکر کہا اے اہل دربار آگاہ ہو کہ مذہب تصویر پرستی
بالکل باطل ہی اسی طور سے سب مذہب سوائے مذہب اسلام کے کہ وہ تو مذہب حق اور طریقہ برحق ہی
سوائے خدائے آسمانی و نادیدہ خدا کے جسکو خدا پرست اپنا خدا جانتے ہیں کوئی اور خدا نہیں ہی وہ ہی سب کا
پیدا کرنے والا ہی اور حامی ہی وہ ہر مشکل میں اپنے بندے کی مدد کرتا ہی اور یہ سب خدا جو کہ دعوی خدائی
کرتے تھے اُسکے بندے تھے بسبب ورغلانے ابلیس کے خدا سے منکر ہوگئے آپ دعوی خدائی کیا ایک
خلق خدا کو گمراہ کیا اور راہ نیک سے پھیرا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا انتقام و دوزخ قرار پایا ہیں ایسے خداؤں
سے کیا ہو سکیگا وہ اپنے کو خود تو اس آفت سے بچا نہ سکے تو وہ ہمدردوں کو کیا بچا سکینگے آجتک میں تو
حالت کفر میں تھی اور گمراہ تھی اب جو غور کرکے دیکھا تو دراصل مذہب اسلام وہ مذہب ہی کہ جسکی تعریف
بیان نہیں ہو سکتی ہی اُسکی ادنے برکت یہ ہی کہ غیر ساحر ساحر کا مقابلہ کرتا ہی اور غیر ساحر ایسا آتا ہی اسی طور سے
اہل اسلام نے ہزاروں بلکہ ساحروں کے لاکھوں طلسم فتح کیے انکا ساحر کچھ بھی تو نہ کرسکے بلکہ جو اُنکے
شریک ہوئے اُنکے بڑے مرتبے ہوئے درجہ اعلی اُنکو ملے کیونکہ اہل اسلام کا اقبال ترقی پر ہی خیال کرلو
کہ دریا سے سبز رنگ کے پار ساحر تک نہ آسکتا تھا اندر جانا کیا چیز ہی لیکن عیاروں نے اس پار
اگر پہلے آفتاب کو قتل کیا اسکے بعد اندر دریا کے جاکر ان کو بھی قتل کیا یہاں تک عیاری کی ہیں
بہت ساحر زبردست اور کامل تھے کوئی بھی انکا کچھ نہ کرسکا ابھی کل کا واقعہ ہی جیسا کہ عیاروں نے
جوگی بنکر بیان کیا زمرد کو وہ تباہ ہوا زمرد مارا گیا کوئی شک نہیں ہی کہ اہل اسلام سے کوئی مقابلہ
نہیں کرسکتا ہی جو مقابلہ کریگا ذلیل ہوگا سوائے ذلت کے کچھ نہ حاصل ہوگا اور جو انکا شریک ہوگا
وہ مرتبہ اعلی پائیگا بس میں نے تو مذہب اسلام قبول کیا کہ مجھ پر تو اُسکی بزرگی ثابت ہوگئی کیونکہ میں
یہاں سے ہمراہ مالن کے باغ کی سیر کو گئی تھی وہاں جاکر سیر کی وہ مالن نہ تھی بلکہ عیار تھا اُسنے عیاری
کی میں بیہوش ہوکر گری میرے سے اُسنے اسکو گرفتار کیا مجھکو ہوشیار کیا میں اُسکو گرفتار کیے ہوئے اپنے لشکر کو
آتی تھی کہ راہ میں جوگی سے ملے کو کیسہ نے تمام عیاری خواجہ کی بیان کی جس طور سے خواجہ نے عیاری کی تھی
اور اپنی مجبوری آخر عاجز ہوکر اقرار کرنا خواجہ کا رہا کرنا اپنا کہنا کہ اب تو میرا کیا کرسکتا ہی خواجہ کا
پھر گرفتار کرنا ایک مرتبہ پھر اقرار کرنا بیان کیا اور کہا کہ نہ خداوند کام آئے نہ سحر کام آیا اگر وہ چاہتا
تو قتل کرڈالتا تم میں سے کسی کو خبر بھی نہ ہوتی بس ثابت ہوا کہ انکا مذہب درست ہی انکو اپنے خدا پر
بھروسا ہی اگر میں پھر جاؤں وہ ابھی پھر آکر عیاری کرکے گرفتار کر لینگے اور میں اور نہ تم کچھ انکا کرسکیگے
بس میں نے تو لعنت کی ایسے مذہب پر اور مطیع اسلام ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ہمراہ چلے
جسکو میرا ساتھ نہ دینا ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے کیونکہ انکا تو مجکو بالکل یقین ہوگیا کہ شہر سمندر ضرور
فتح ہوگا سمندر شاہ ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا اور جو اُسکا شریک ہوگا وہ بہت ذلیل ہوگا
بس ایسی ذلت سے تو مرجانا اچھا ہی کیونکہ اگر ذلت حاصل ہوئی اور جان بچی تو بھی غنیمت ہی

نہ کہ ذلت بھی ہوئی جان بھی گئی اور کچھ نہ حاصل ہوا شکست اسلام میں جان بھی بچتی ہے اور ذلت بھی نہیں
ہوتی ہے اگر مرتے بھی تو مرتبہ اعلیٰ پایا اس سے کیا بہتر ہے یہ جو کہ کہہ نے تقریر کی اہل دربار نے سنی خیال
کر رہے تھے کہ یہ کیا ملکہ کہہ رہی ہیں جب ملکہ نے اپنی پوری تقریر ختم کی اور یہ کہا کہ میں نے دین اسلام
قبول کیا اب سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ نے دین اسلام قبول کیا سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ ہم تو آپکے
تابع حکم ہیں نہ ہم سمندر کو جانتے ہیں نہ کسی کو جو آپ حکم دیں ہم اسپر عمل کریں اگر آپنے دین اسلام
قبول کیا تو ہمنے بھی بس جو طریقہ آپکو آپکے ہادی نے تعلیم فرمایا ہے آپ ہمکو بھی تعلیم فرمائیے اور طرف
لشکر اسلام کے کوچ فرمائیے سمندر کیا لیاقت رکھتا ہے جو آپکو روک سکے یا آپ سے مقابلہ کرسکے
ملکہ نے یہ کلام سنکے جواب دیا کہ ماشاء اللہ جزاک اللہ مرحبا جو کہ نمک حلال اور جانثار ہوتے ہیں
وہ اپنے آقا کو کسی وقت میں نہیں ترک کرتے ہیں بس ملکہ نے اسیوقت حکم دیا کہ تم لوگ سب مطیع
اسلام ہو ساحری و جمشید پرستی ترک کرو اور آسمانی خدا کو اپنا خدا جانو یہ جو ملکہ نے کہا سب اہل دربار
نے قبول کیا ملکہ نے اسیوقت سب اہل لشکر کو جمع کیا اور انسے بھی یہی تقریر کی وہ سب بھی
مطیع اسلام ہوے اسوقت جمال آرا نے ملکہ سے عرض کیا کہ ملکہ اب میں آپ سے عرض کرتی ہوں
کہ جب آپکے نام سمندر شاہ کا نامہ طلب میں آیا تھا اور آپنے قصد کیا تھا تو میں نے بذریعہ علم سحر کے
اور علم کہانت کے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ جو لشکر آیا ہے اور جس سے سمندر سے مقابلہ
ہے وہ سمندر پر ظفر پائیگا شہر سمندر یہ اہل اسلام کے قبضے میں ہوگا سمندر مارا جائیگا اور جو سمندر کا
شریک ہوگا وہ بھی قتل ہوگا جو اہل اسلام کی شرکت کرے گا اسکا بڑا مرتبہ ہوگا کیونکہ انکا اقبال
ترقی پر ہے مجھکو اسوقت ایک خوف پیدا ہوا تھا گو میرا قصد تھا کہ میں حضور سے عرض کروں اور آپکو
اس قصد سے باز رکھوں مگر آپکے خوف سے کہ آپ یہ فرمائینگی کہ یہ بھی ہمارے امور میں دخل دینے لگی
ہیں خاموش ہو رہی ملکہ نے یہ سنکے جواب دیا کہ تو نے مجھ سے کیوں نہ بیان کیا میں بھی تو سنتی
وزیر و ہمراز کس لئے ہوتے ہیں اسنے عرض کیا کہ مجھکو یہ خوف ہوا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ شریک اہل اسلام
ہوئی کہ اہل اسلام کی تعریف کرتی ہے ملکہ نے کہا کہ خیر جو ہوتا تھا وہ تو ظاہر ہوا اب لشکر کو
کوچ کا حکم دو کیونکہ خواجہ میرا انتظار کر رہے ہونگے یہ سنکے جمال آرا نے اسیوقت لشکر کو
تیار ہونے کا حکم دیا لشکر فوراً تیار ہوا بس ملکہ لشکر کو لیکر اسطرف چلی جدھر خواجہ اسکے
انتظار میں کھڑے تھے اور عیاروں سے کہہ رہے تھے کہ اسنے دھوکا دیا وہ ضرور پھر گئی خیر میرے
ہاتھوں سے کہاں جاتی ہے اگر مرتبہ پکڑ کر ضرور قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہہ رہے تھے کہ
ایک طرف سے ابر پیدا ہوا عیاروں نے خواجہ سے کہا کہ گستاخی معاف دور سے گھٹا بلند ہوئی ہے ضرور مینہ
برسے گا خواجہ نے کہا کہ یہ تو کسی ساحر کی آمد معلوم ہوتی ہے کہ وہ ابر آکر قریب اس صحرا کے شق ہوا
اس سے لشکر ساحران پیدا ہوا وہ لشکر زمین پر اترنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ کوئی تخت پر سوار گرد
اسکے سردار عقب میں لشکر بیشمار آکر پہونچی خواجہ کو دیکھ کر تخت پر سے اتری سب سرداروں نے کہا کہ یہی
خواجہ ہیں بس خواجہ کو سب نے سلام کیا ملکہ نے خواجہ سے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے خواجہ نے کہا کہ چلو
طرف لشکر کے اسنے کہا کہ آپ بھی تشریف لیچلیں میرے تخت پر تشریف فرما ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ
تم لشکر لیکر چلو میں بھی آتا ہوں تمہارے ہمراہ نہ چلونگا یہ میرا طریقہ نہیں ہے کہ کسی کے ہمراہ چلوں یہ عیار
تمہارے ہمراہ ہیں بس برق و چالاک کو اسکے ہمراہ کر دیا وہ لشکر اور عیاروں کو ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام

کے روانہ ہوئی خواجہ ایک طرف کو روانہ ہوئے اب اس لشکر اور خواجہ کو طرف لشکر اسلام کے روان رکھا جاتا ہی

اب شمہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہی مقابلہ کرنا چتر بیگ و خر بیگ کا بحکم آفاق جادو اور مجروح ہونا سہراب و بغرا الان کا اور آنا خواجہ و کوکبہ کا عین وقت پر کوکبہ کا نکلکر مقابلہ کرنا اور دونوں کو قتل کرنا عیاری خواجہ کی آفاق پر اور دیگر حالات

راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سردار لشکر اسلام کے جو کہ زمرد اسیر کرکے لے گیا تھا اور خواجہ نے عیاری کرکے انکو رہا کیا وہ لشکر میں آئے صاحبقران و بادشاہ سے ملے سب بہت خوش ہوئے اسکے دوسرے دن یہاں دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے ادھر آفاق اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہی اُسکے بھی سردار حاضر ہیں کہ چتر بیگ نے کہا کہ ای آفاق شاہ اب طبل جنگ بجوائیے پھر مقابلہ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے کیونکہ زمانہ مہلت بھی تمام ہوگیا ہی یہ جو چتر بیگ نے کہا اسی وقت آفاق نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب لگے کوس حربی بجے ہم کل لشکر اسلام سے مقابلہ کرینگے یہ جو حکم دیا فوراً نقارۂ سحر پر چوب پڑی صدائے نقارہ تمام لشکر میں پھیلی جو ڈری ہرکارے کی جو کہ یہاں لشکر اسلام کی موجود تھی یہ خبر دریافت کرکے طرف اپنے لشکر کے چلی یہاں سب موجود ہیں کہ ہرکاروں نے داخل بارگاہ ہو کر مجرا گاہ دیر سے مجرا کیا دعا و ثنائے شاہی بجا لائے عرض کیا کہ لشکر کفار میں آج بحکم آفاق جادو و بمشورہ چتر بیگ و خر بیگ طبل جنگ بجا ہی باقی خیر سے ہی بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے ہم کل میدان جنگ میں جا کر کفار سے مقابلہ کرینگے یہ جو حکم بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا یہاں بھی فوراً نقارے پر چوب پڑی صدائے نقارہ سے میدان کین ہل گیا گوش گردون و دون کر ہوگئے۔ شعر۔ ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دون است و دون است و گردون زبون + کیونکہ طبل سکندری کی صدا چونکہ کوس جاتی ہی صدائے نقارہ سے درندے بھاگے کہ نہ معلوم کیا بلائے آسمانی نازل ہوئی کیا آسمان زمین پر پھٹ کر گرا زمین شق ہوگئی طائر پریشان ہو کر آشیانوں سے نکلکر بھاگے پریشان پھرنے لگے ایسے خوف زدہ ہوئے کہ اپنے آشیانوں سے ڈرنے لگے تمام صحرا کے درخت کانپ گئے دریا کو تلاطم ہوا صدائے کوس سنکر صدائے صور اسرافیل تھی قیامت کے آثار نمایاں ہوئے یہاں لشکر میں ہر کہ ہر جا تھا آکر بھاگے جا کر رونے دوڑ کر پڑا لشکر کفار میں آفاق حاکم طبل جنگ و کرنائل دربار سے ہمکلام تھا کہ ایک مرتبہ اُسکے کان میں نقارے کی صدا آئی یہ کانپ اٹھا اسکا تخت لرز گیا ہر سردار کے دل پر ایک چوٹ سی لگی جو کہ بزدل تھے انکو اختلاج ہونے لگا بعض صدائے نقارہ سے ایسے خوف زدہ ہوئے کہ اپنے مقام سے گر پڑے یہ صدا سنکے آفاق نے ہرکاروں سے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ کیسی صدا ہی کیا کوئی ساحر آیا ہی یا کوئی پہاڑ پھٹ پڑا ہی وہ ہرکارے باہر آئے یہاں لشکر اسلام میں آئے یہاں آکر معلوم ہوا کہ نقارۂ حربی بجا ہی یہ اس خیال سے لشکر اسلام میں آئے تھے کہ شاید وہاں کے ہرکارے سے کچھ حال دریافت کرکے آئے ہوں تو معلوم ہو جائیگا پس جب یہ معلوم ہوا تو یہ لوگ اپنے لشکر میں آئے آفاق سے عرض کیا کہ لشکر اسلام میں کوس حربی بجا ہی ایک اُس لشکر میں نقارہ ہی اُسکو طبل سکندری کہتے ہیں یہ اُسکی صدا تھی یہ سنکے آفاق نے کہا کہ نقارہ کیا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا اب راوی نے بیان کیا ہی کہ آفاق نے حکم دیا کہ آپ لوگ جا کر

اپنا بند و بست کریں کیونکہ کل لشکر اسلام سے مقابلہ ہوگا آفاق نے دربار برخاست کیا سب سردار
اپنے اپنے خیمہ کو روانہ ہوئے اور جاکر اپنا بند و بست کرنے لگے اُدھر بادشاہ اسلام نے دربار
برخاست کیا سب سردار آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے کفار سحر کو جنگ کا نقارہ بج رہا ہے اُدھر
طائران سحر یہ خبر لیکر طرف شہر سمندر ریہ کے روانہ ہوئے یہ وہ طائر ہیں جو کہ سمندر نے مقرر کیے ہیں کہ
جب طبل جنگ بجے ہمکو آکر خبر دینا یہاں شہر میں سمندر تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر
ہیں اسکو رعد کا بڑا صدمہ ہے یہ کہہ رہا ہے کہ ابھی تک کوئی میری کمک کو نہیں آیا باوجودیکہ بہت عرصہ ہوا ناموں کو
گئے ہوئے کہ وہ طائر آکر پہونچے انھوں نے بزبان انسانی یہ بیان کیا کہ کل لشکر اسلام اور لشکر آفاق سے
مقابلہ ہوگا آج طبل جنگ بجا ہے یہ خبر دیکر وہ طائر خاموش ہوئے سمندر نے سنکے انکو اشارہ کیا مطلب
یہ تھا کہ تم پھر اسی لشکر میں جاؤ وہ طائر اسیوقت طرف لشکر کے روانہ ہوئے سمندر نے اہل دربار سے
کہا کہ میں بھی کل جاؤنگا جاکر اہل اسلام کے اور آفاق کے مقابلہ کا تماشا دیکھونگا اہل دربار نے
عرض کیا کہ بہت خوب سمندر نے کہا کہ تم سب لوگ میرے ہمراہ چلنا انھوں نے عرض کیا کہ بہت خوب
بس راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ نے بھی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا محل میں گیا سب سردار
اپنے اپنے مکان کو گئے یہاں تو بند و بست لشکر میں جانے کا ہونے لگا وہاں اُسطرف دونوں طبل جنگ کے
بجنے میں بسر ہوا آفتاب غروب ہوا آمد شب کی شروع ہوئی تاریکی چھانے لگی طائر طرف اپنے آشیانوں
کے جانے لگے درندے طرف اپنے مسکن کے ہر ایک بسیرے کا وقت تھا کوئی کسی سے نہ بولتا تھا ہرن ہمراہ
شیروں کے چلے جاتے تھے گلوں کی کلیاں باغوں میں کھل رہی تھیں شفق پھولی ہوئی تھی آسمان پر آثار شب
نمایاں تھے دونوں وقت جو ملنے کے قریب تھے دریا کا پانی بھی تھم گیا تھا وہ سہانا سہانا عجب
وقت تھا کہ ہر طرف ایک سناٹا چھایا ہوا تھا وہ آفتاب کا غروب ہونا ماہتاب کا نکلنا عجب
سماں دکھا رہا تھا سردار خیموں سے نکل نکل کر صحرا کی سیر کو روانہ ہوئے تھے ہواے سرد کے جھونکے
آرہے تھے سبزہ جو چہار طرف تھا ایسا لہلہاتا تھا جیسے وقت بہار کے اسکا جو وقت بہار نہیں ہے ہواے سرد نے
اسکو بھی ہرا کر دیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبزہ نہیں ہے بلکہ زمین کے بال کھڑے ہوگئے ہیں یہاں تک کہ وہ
وقت آیا کہ لشکر اسلام میں صداے اذان بلند ہوئی سب نے صداے اذان سنکے وضو کیا نماز مغرب
بعد رجوع قلب ادا کی اُدھر لشکر کفار میں شام کی دردہی بھی پوجا پاٹ ہونے لگا گھنٹے و ناقوس
بجنے لگے جب ادھر نماز سے اور کفار کو پوجے سے فراغت ہوئی اب سب اپنے اپنے کام میں
مصروف ہوئے اُدھر فراش فلک نے چادر نور بچھائی تمام عالم نور سے معمور ہوگیا از آسمان تا زمین
ایک دریا نور کا تھا کہ موجزن تھا شعاع ہلال فلک سے اوس تھی چھن چھن کر گرنے لگی اسکے سبب سے
سبزہ میں طراوت آنے لگی پھول کھلنے لگے باغوں سے خوشبو آنے لگی شاہ شب نے اپنا دربار کیا
سب اہل دربار حاضر ہوئے تخت نیلی پر جلوہ کیا یعنی ماہتاب مع ستاروں کے برآمد ہوا ادھر
لشکر میں دونوں طرف طلایہ پھرنے لگا صداے ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہوئی لشکر کفار
میں ساحر اپنے سحر کو جگانے لگے لشکر اسلام میں نمازیان و بیدار آلات حرب و ضرب کو درست
کرنے لگے ہر ایک اپنے خیمہ سے مدارا بہادران آرہا تھا کہ وہ جاگ رہے تھے اپنی نظر بولانا کو
جیسے قبل کر رہے تھے باہم دوست و آشنا ہوئے ملکر جنگ کا حال بیان کر رہے تھے کہ
کل صبح کو مقابلہ ہوگا دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے کون سرسبز ہوتا ہے کون میدان جنگ سے

بھاگتا ہو دیکھیں کون ثابت قدمی دکھاتا ہو کون کھیت رہتا ہو دیکھیں کسکی قضا ہو اور کسکی حیات ہو
کون عروس مرگ کو بیاہ کر لاتا ہو کل وہ تلوار ہوگی کہ کفار کو بھی معلوم ہوگا کہ یون مقابلہ ہوتا ہو یون
بھی ساحر لڑتے ہین ساحرون سے راوی نے بیان کیا ہو سردارون کا یہ عالم تھا کہ خیمون سے نکل نکلکر
طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ آثار سحر نمایان ہوے یا نہین دامن کو طرف ہوا کے کر کے
دیکھتے تھے کہ نسیم سحری آتی ہو تو معلوم ہو جاے اہل اسلام کا تو یہ حال ہو سرداران اسلام تو
سامان و درستی آلات مین مصروف ہین ادھر کفار اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہوے سحر کو جگا رہے
ہین کسی خیمہ مین سے دھوان گوگل ورائی و سرسون کا بلند ہو کالے دانہ کے جلنے کی بو آ رہی ہو کوئی کسیکو
کو جھٹکا کر رہا تھا کوئی کچھ الفاظ سحر پڑھ رہا تھا کوئی اپنے سرون کو جگا رہا تھا ہر طرف لشکر کفار مین
سحر کا چرچا بلند تھا کوئی کالی کو پکار رہا تھا کوئی لونا چماری کو غرض ہر خیمہ سے یہی صدا آ رہی تھی اسقدر
دھوان بلند تھا کہ آسمان پر ابر بن کر چھا جاتا تھا طلایہ پھر رہا تھا صداے ناظر باش و حاضر باش
بلند تھی یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی انجمن شب درہم و برہم سلطان شب مع اپنے لشکر کے
طرف مغرب کے شکست کھا کر روانہ ہوا آمد آمد سلطان روز کی دھوم خانہ مشرق سے شروع
ہوئی شاہ خاور جھوئی نور شانہ پر ڈالے ہوے برآمد ہوا اپنے نور جمال سے تمام عالم کو روشن و منور کیا
نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے طائران خوش بیان آشیانون سے نکلکر شاخہاے درخت پر بیٹھکر چہچہہ زنی
کرنے لگے پھول باغون مین کھلے انکی خوشبو سے چمن مہکے باد صبا کے جھونکون نے اشجار کو حرکت دی پھول
شاخون سے جھوم جھوم کر گرے ادھر گلچین اپنے اپنے مقام پر سے چلے کہ چلکر پھولون کو چنین ادھر نور سحر جو آسمان پر
ظاہر ہوا آثار سحر دیکھکر موذن اٹھے صداے اذان بلند ہوئی شعر موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ٭
ہوئی صوت اللہ اکبر بلند ٭ فلک سے لگی ہونے تارے نہان ٭ چھپا نور مین جادہ کہکشان ٭ ہر رخ
شمع مائل بزردی ہوا ٭ لباس فلک لاجوردی ہوا ٭ صداے اذان سنتکے ہر ایک نے وضو کیا نماز سحر
بصد خشوع و خضوع ادا فرمائے اپنے خالق سے دعا مانگی اور التجا کی کہ ہمکو ظفر عنایت ہو ہماری آبرو تیرے
ہاتھ ہو تو بڑا کریم ہو بڑا رحیم ہو تو غفار ہو تو رحم کرنے والا ہو ہر ایک کی عزت و آبرو کا رکھنے والا ہو سواے
تیری ذات کے کوئی سہارا نہین ہو تو آج ہماری آبرو میدان جنگ مین رکھ لینا تو مالک ہو ہم تیرے سوا
کس سے التجا کرین ہر ایک نے دعا مانگ کر سجادہ اٹھایا آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوے ادھر لشکر مین
کمر بندی ہونے لگی بادشاہ و صاحبقران بیدار ہوے نماز سحر سے فراغت کرکے دعا طلب فتح کی فرمائی
اسکے بعد اس انتظار مین تشریف فرما ہین اپنے اپنے مقام پر کہ سحر ہوے تو لشکر کو لیکر طرف میدان جنگ کے
روانہ ہون کہ ادھر سرداران اپنے اپنے خیمون سے نکلکر جلوخانہ مین آے لشکر تیار ہوکر طرف میدان کے گیا
کہ اس عرصہ مین آفتاب نکل آیا تمام عالم نور سے مملو ہو گیا کہ صاحبقران برآمد ہوے سب نے مجرا کیا
بعد تھوڑے عرصہ کے بادشاہ تشریف لاے صاحبقران کا مجرا ہوا پھر سب سردارون کی سواری مثل باد بہاری
کے طرف میدان جنگ کے چلی یہ عالم تھا کہ گرد شاہ کے سب سردار تھے بیچ مین انکے وہ شاہ یون تھا کہ جیسے ستارون
مین ماہ یا بلبلون مین پھول ہوتا ہو وہ وقت سحر وہ ہرا ہرا سبزہ وہ سبزہ پر اوس کے قطرون کا چمکنا عجب سماں دکھاتا تھا صداے
باجہاے جنگی دلونکو امنگ جنگ دلاتی تھی اس صدا کو سنکے سرداران و اہل لشکر جھوم جاتے تھے وہ ہر رنگ کے پھریرونکے
رنگ سے صبح کا رنگ بدل جاتا تھا کہ لشکر اسلام آکر پہونچا ادھر افاق بھی بیدار ہوا اسب اپنے لشکر کو لیکر طرف
میدان جنگ کے چلا کالے علم شیطانون پر اژدرون کے بنے ہوے کہ وہ اژدر ایک طرف قائم ہوے کہ افاق بھی

آکر پہونچا دونون طرف صف آرائی ہوئی لشکر آراستہ ہوے لشکر اسلام سے نبردار نکلے انھون نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقون نے نکلکر آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھا دیا لشکر کفار سے ایک ساحر نے بڑھکر جو سحر کیا جو زمین کہ
پست و بلند تھی اُسکو ہموار کر دیا ایک دریادل نے بڑھکر سحر کیا کہ ابر اُٹھا اُس سے مثل پھہار کے بوندیان
پڑین کہ اُسکے سبب سے گرد و غبار بیٹھ گیا کہ دونون طرف سے نقیب نکلے انھون نے نقابت کی جب نقابت
کر چکے دونون لشکرون کی صفون پر سناٹا چھا گیا ہر ایک کو جوش شجاعت آگیا کہ لشکر کفار سے چہرک خود آفاق سے
اجازت لیکر نکلا آفاق نے کہا کہ اے چہرک تم کیون جاؤ اور کوئی براے مقابلہ جائیگا چہرک نے کہا کہ اے
آفاق اس سے کیا حاصل کہ اور لوگ قتل ہون مین ہی کیون نہ جاکر لشکر کا خاتمہ کر دون آفاق نے اجازت
دی وہ میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا آواز دی کہ میرے مقابلہ کو کوئی آئے جسکو تمناے مرگ ہو یہ سنکے
سہراب بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو آیا چہرک نے کہا کہ اے سہراب کیون قضا آئی ہے تو کیا نہین جانتا ہے
کہ مین روئین تن ہون میرے اوپر تیر اور حربہ کارگر نہ ہوگا سہراب نے جواب دیا کہ یہ تو مجھکو بھی معلوم ہے مگر مین
تجھکو قتل کرونگا چہرک نے کہا کہ کیا مجال اور کیا طاقت سہراب نے کہا کہ اچھا اپنا حربہ کر بس یہ سنکے
چہرک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اُس سے ایک گیند نکالا اُسپر کچھ اسم سحر دم کرکے طرف سہراب کے پھینکا
وہ گیند قریب سہراب پہونچکر شق ہوا اُس سے ہر ایک پنکھڑی جدا ہو گئی اور ہر پنکھڑی سے ایک
شعلہ آگ کا نکلا اور طرف سہراب کے چلا سہراب نے جو اشارہ کیا ایک جانور پیدا ہوا اُسنے
آکر چوسا انس لی تمام شعلے گل ہو گئے یہ دیکھکر چہرک نے اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر اُس جانور پر
گری کہ وہ جلنے لگا یہ دیکھکر سہراب نے کہا کہ یہ کیا واہیات سحر ہے کوئی عمدہ سحر کر دکھا جو حال کھلے یہ سنکے
چہرک نے کہا کہ اچھا اب مین عمدہ سحر کرتا ہون دیکھون تو میرے حربہ سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر اپنی جھولی
پر ہاتھ ڈالکر ایک گولا فولادی نکالا اپنی ران مین نشتر دیا اُس سے خون لیکر اُس گولے کو رنگین کیا اسم سحر
پڑھکر دم کیا اُس گولے کو طرف آسمان کے پھینکا وہ آسمان پر جاکر شق ہوا اُس سے ایک دھوان نکلا
وہ آسمان پر گیا تھوڑے عرصہ کے بعد ہوا چلی اب جو دیکھا تو اُس ہوا سے غبار پیدا ہوا اُس غبار نے
آکر سہراب کو چارون طرف سے گھیر لیا ایک گنبد غبار کا تیار ہو گیا ایسی تاریکی تھی کہ تمام عالم سہراب کو
تاریک معلوم ہوتا تھا کچھ نہ نظر آتا تھا یہ جو سہراب نے دیکھا بس اُسنے [illegible] اُسی تاریکی مین اپنی جھولی
سے ایک چراغ نکالا اُسکو روشن کیا روشنی ہوئی اب سہراب نے یہ کیا کہ اُس روشنی مین لیکے
جو [illegible] سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی اُسکو کھولا اُسمین سے ایک پتلی نکلی اُس سے کہا کہ تو
یہ چراغ اُٹھا لے اُسنے وہ چراغ اُٹھا لیا اب سہراب نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا اُس ابر
سے پانی برسنے لگا جو پانی برستا تھا وہ [illegible] وہ گنبد برطرف ہوتا تھا کہ تھوڑے عرصہ مین
وہ گنبد برطرف ہو گیا بس سہراب نے اُس چراغ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلہ بنکر طرف
چہرک کے چلا چہرک نے جو دیکھا کہ اسنے سحر کمال کا کیا ہے بس اسنے اپنی زبان مین نشتر دیا
اور خون لیکر اُس شعلہ پر مارا کہ شعلہ بجھ گیا [illegible] چہرک نے اُس سحر کو دفع کرکے اب جو سحر کیا ایک
برق چمک کر چلی سہراب نے لاکھ لاکھ سپر کو سر کی پناہ کیا مگر وہ برق جو گری سپر کو کاٹ کر
سہراب کے سر پر آئی سہراب نے دیکھا کہ یہ برق نہین رکتی ہے فوراً تخت پر سے جست کرکے آیا
زمین پر کیونکہ اسکا طالع خراب تھا نہ بچ سکا وہ برق آکر سر پر گری [illegible] کہ سہراب نے سحر کیا دستانہ
مارا وہ تو نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے نکلی کہ سہراب کو غش آنے لگا اسنے قصد کیا بڑھکر تلوار سے سر کاٹ لون کہ

٢٩

یہ حال دیکھکر ملکہ غزالان فوراً اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر بادشاہ کے روبرو آئی عرض کیا کہ اجازت
دیجیے کہ مین جا کر اس گبر سے مقابلہ کرون بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد خداوند کریم کیا بس غزالان
طاؤس کو بڑھا کر میدان مین آئی اور صدا دی کہ دست خود را بگذار راوی نے بیان کیا ہے کہ قبل مقابلہ
ہونے کے جب لشکر پہونچے تھے تو سمندر شاہ مع اپنے سرداروں کے تخت پر سوار گرد سرداران نامدار و افسران نامی
و پہلوانان گرامی کے آکر کھڑا ہوا تھا اسکے سر پر تاج شاہی تھا بر مین قبا تھی شمشیر الماس نگار روبرو رکھی ہوئی تھی
سر پر ابر سحر سایہ فگن تھا اس سے بارش مروارید ہو رہی تھی اور خود بخود گھنٹے و ناقوس کی صدا آ رہی تھی یہ سب
سامان تھا کہ سمندر نے آکر اپنا تخت ایک طرف قائم کیا تھا کہ مقابلہ ہونے لگا تھا خلاصہ یہ کہ غزالان اسکے روبرو ہوئی
اسنے کہا کہ اے عورت تو میرے مقابلہ کو آئی ہے مین مرد ہون تو عورت ہے میرے تیرے رات کو مقابلہ ہوگا
پلنگ پر اسوقت لطف حاصل ہوگا بڑی بیحیا ہے کہ میدان مین مقابلہ کرنے آئی ہے جا پردے مین بیٹھ یہ چہرہ بک
نے کہا غزالان کو غصہ آیا جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے جا میرے روبرو سے دور ہو یہ مقام جنگ ہے نہ جاے
کلمہ و کلام ابھی جو تو کچھ ایسے کلمے زبان سے نکالے گا تو تیری گدی کی طرف سے زبان کھینچ لونگی تو بڑا چرب زبان ہے
لاجواب رکھتا ہے چہرہ بک نے یہ سنکے کہا کہ تیری قضا ہی آئی ہے مین کیا کرون یہ کہکر طرف آسمان کے اشارہ کیا
کہ ایک جانور آسمان کی طرف سے پرواز کرتا ہوا آیا اسنے اشارہ کیا اس جانور نے سر پر غزالان کے گردش
کی اور آواز دی بس ایک صدا مین کچھ نہ معلوم ہوا دوسری صدا مین غزالان کو حرکت ہوئی تیسری صدا
مین لہرا کر گرنے لگی کہ اسنے کچھ اٹھا کر جو طرف آسمان کے پھینکا ایک برق ہاتھ کر گری کہ اسنے غزالان کو زخمی کیا
کہ ایک پتلی نے زمین سے نکلکر غزالان کو اندر زمین کے کھینچ لیا ورنہ اسنے خاتمہ کر دیا تھا کیونکہ وہ تو
مجبور ہو گئی تھی کہ اسکو ہوش نہ تھا جب غزالان کو پتلی لے گئی اور سہراب کو غزالان نے آکر اس حالت
زخمداری مین واپس کر دیا تھا اب میدان خالی ہوا اسنے مبارز طلب کیا کئی سردار آئے پہلے اسنے وار کیا
جب سردار اسلام نے وار کیا اسنے سر جھکا دیا کہ تلوار پھر کر اچٹ گئی کیونکہ وہ روئین تن تھا اسنے ایک بال
سر سے توڑا اسکی کمند بنا کر اسکو باندھ لیا اسی طور سے اسنے دوپہر تک چند لشکری جو کہ کم درجے اور نیچے ضرور
تھے انکو باندھ لیا اور قصد کیا کہ انکو میدان سے لیجاؤن سمندر ایک طرف کھڑا دیکھ رہا ہے کہ ایک طرف
سے ابر سحر پیدا ہوا کہ اس سے ہزار دن ستارے چمکتے رہے تھے کہ وہ ابر آکر شق ہوا اس ابر سے چند
اژدر پیدا ہوئے اور علم تھے وہ اژدر ایک طرف کو کھڑے ہوئے اس سے ایک لشکر ساحرون کا پیدا
ہوا چند ہرکارے طرف سے لشکر اسلام کے اور طرف سے آفاق کے اور طرف سے سمندر شاہ کے
بڑا سے خبر چلے جب ہرکارے جا چکے اب آفاق و سمندر نے دیکھا کہ تخت پر ملکہ کوکبہ روشن تن
سوار ہے اسکے عقب مین لشکر ہے سمندر شاہ نے اپنے وزیر و عشاق اپنے استاد سے کہا کہ اب
میرے کمک کرنے والے آنے لگے ملاحظہ فرمائیے کہ ملکہ کوکبہ کسقدر لشکر لیکر آئی ہے ادھر آفاق کو
بھی یقین ہوا کوکبہ کو دیکھکر کہ یہ سمندر شاہ کی کمک کو آئی ہے ضرور یہ میری مانحت ہوگی یہ خیال
کر رہے تھے کہ کوکبہ نے جو دیکھا کہ ایک طرف سمندر شاہ کھڑا ہوا ہے ایک طرف آفاق مع لشکر
کے کھڑا ہوا ہے اور چہرہ بک میدان مین ہے اور ایک طرف لشکر کثیر ہے کہ جسکی حد و انتہا
تک نہین ہے جہان تک نگاہ کام کرتی ہے سواے لشکر کے دوسری کوئی شے نہین دکھائی دیتی ہے
کوکبہ نے دیکھا کہ چہرہ بک جو میدان مین کھڑا ہوا اسکے برابر چند آدمی رسن سے بندھے ہوئے
پڑے ہین یہ دیکھکر کہا کہ اے برق و چالاک یہ دونون لشکر تو مین نے پہچانے کہ ایک آفاق کا ہے

اور ایک طرف سمندر رشاہ کھڑا ہوا ہے اپنے سردارون سمیت یہ لشکر اسلام ہے جو کہ مقابلہ مین
آفاق کی صف آرا ہے اور یہ چہر یک سے سردار مقابلہ کرنے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے ہین یہ جو سنکر کہا
برق نے جواب دیا کہ ہان انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لشکر زمین پر آچکا ہے وہ ہرکارے یہ خبر
دریافت کرکے اپنے اپنے لشکر مین چلے گئے ہین انکو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لشکر کوکبہ کا ہے آفاق کے ہرکارون
نے جاکر آفاق سے کہا کہ یہ لشکر ملکہ کوکبہ کا ہے یہی سمندر کو بھی خبر دی آفاق و سمندر نے
جواب دیا کہ ہمکو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ادھر ہرکارون نے اہل اسلام کے جاکر صاحبقران
و بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ لشکر کوکبہ کا ہے مگر اس لشکر کے ہمراہ ہمارے لشکر کے عیار ہین معلوم
ہے گرفتار کرکے لائی ہے یا وہ خود ہمراہ ہین کیا امر ہے ان عیارون کو نہ آفاق کے ہرکارون
نے دیکھا تھا نہ سمندر کے ہرکارون نے جو وہ خبر دیتے بس جب یہ صاحبقران کو معلوم ہوا
تو فرمایا کہ حال معلوم ہو جائیگا کوئی مقام فکر و تشویش نہین ہے یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہے کہ ادھر
کوکبہ نے اپنے لشکر کو ایک طرف صف آرائی کا حکم دیکر اپنا تخت سحر بڑھا کر طرف میدان کے
چلی برق و چالاک سے کہا کہ مین جاکر اسکو قتل کرتی ہون تم تحفہ براے نذر صاحبقران
لیجاؤ انھون نے جواب دیا کہ تم ادھر جاؤ ہم لشکر مین جاتے ہین بس برق و چالاک کوکبہ کے لشکر
سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلے کوکبہ میدان مین مقابل چہر یک کے آئی اور کہا کہ او کافر غدار
تو نے بڑا سر اٹھایا ہے تجکو کچھ خبر بھی ہے مین تیری قاتل آپہونچی ہون تو میرے ہاتھ سے نہین بچ سکتا ہے
چہر یک نے کہا ای ملکہ تم تو ہماری شریک ہو سمندر رشاہ کی کمک کو آئی ہو مین بھی سمندر رشاہ
کی طرف سے اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا ہون مین نے سہراب جادو و غزالان کو زخمی کیا ان
سردارون کو جو کہ نجیب ساحر تھے اسیر کر لیا ہے تم لشکر مین جاؤ آفاق کے اپنے لشکر کو بھی شریک کرو
سمندر رشاہ بھی سامنے موجود ہین یہ جو چہر یک نے کہا بس ملکہ نے جواب دیا کہ ای چہر یک مین تجھ سے
مقابلہ کرنے آئی ہون کیونکہ مین نے تو دین اسلام قبول کر لیا ہے مجکو اسکی بزرگی ثابت ہو گئی ہے یہ
سب مذہب باطل ہین یہ جو ملکہ نے کہا چہر یک نے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ تو بادشاہ سے پھر گئی ہے
تو بھی مرتد ہو گئی ہے بس مین تجکو بھی قتل کرونگا ادھر سمندر رشاہ نے ہرکارون سے کہا کہ جاکر کوکبہ
سے کہو کہ اس سے نہ مقابلہ کرے یہ ہماری دارشتا کا سردار ہے ابھی وہ لشکر مین چلی آئے اپنے لشکر کو بھی شریک
لشکر آفاق کرے کیونکہ وہ جو سامنے لشکر ہے اہل اسلام کا ہے اور یہ مقابلہ کر رہا ہے اسنے کئی سردارون کو
قتل کیا ہے اور زخمی اور گرفتار ہین آج اسی کو مقابلہ کرنے دو کل تم مقابلہ کرنا یہ جو سمندر رشاہ نے
ہرکارون سے پیام کہلا بھیجا اسکا جواب ملکہ نے یہ دیا کہ مین خود آپ سے مقابلہ کرنے آئی ہون مین آپکی
شریک نہین ہون بلکہ اہل اسلام کی شریک ہون کیونکہ مین نے وہ مذہب قبول کر لیا ہے یہ جو ملکہ نے کہا
ان ہرکارون نے جاکر سمندر سے کہا سمندر کو نہایت غصہ آیا اسنے عشاق سے کہا کہ آپنے سنا کوکبہ کی شامت
آئی ہے مجھ سے مقابلہ کا ارادہ رکھتی ہے بہت خوشی ہے مین آئی ہے خیر مین نے تو خیال کیا تھا کہ میری کمک کرنے آئی ہے مگر جب میری طلب
سے آئی اب معلوم ہوا کہ یہ بھی برخلاف ہے اور رستے پھر گئی ہے یہ جو سمندر نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ
دیکھا جائیگا ابھی دیکھیے کون کون شریک اہل اسلام ہوتا ہے اسیر کیا منحصر ہے ادھر کوکبہ نے
چہر یک سے کہا کہ کیا ارادہ ہے آیا مقابلہ کریگا یا میری اطاعت چہر یک نے کہا مین مقابلہ
کرونگا لاؤ کیا حربہ رکھتی ہو یہ کہتا تھا چہر یک کا کہ ملکہ نے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا نکالی

اسکے اندر سے بہت سے ستارے نکلے جنکو اسکو کھولا بس اُن ستارون کو ملکہ نے ہاتھ مین لیکر اور کچھ اسم سحر
دم کرکے انکو طرف آسمان کے پھینکا کہ وہ سب جاکر بالا سے آسمان چمکنے لگے اور انمین سے ہزارون ستارے نکلے
اور ہر ایک جگہ مین ہزارون ستارے لشکر آفاق پر آکر گرے کہ انھون نے کام برق کا کیا کہ جسکے سر پر پڑا
تا ناخون سے نکل گیا اور ایک بہت بڑا ستارا ایک سر جیپاک کی طرف چلا اسنے لاکھ لاکھ تدبیر کی سپر مین سر پر
قائم کیں بلکہ کچھ نہ ہوسکا سپرون کو جلاتا ہوا اسکے سر پر پڑا اور دو کرکے ٹانگ کی راہ نکل گیا کچھ دوائین بھی
نہ کام آئی اس ستارے نے وہ کام کیا کہ یہ حال ہوا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی ہر طرف شور برپا ہوا ادھر لشکر
مین اُن ساحرون کے مرنے سے ایک طلاطم ہو گیا ادھر جیپاک کے مرنے سے برف باری سنگباری ہونے لگی
آگ برسنے لگی تاریکی ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ مجھکو کشتی میرا نام من جیپاک رومین تن جادو
بود افسوس صد حیف جان دادیم مطلب خود نہ رسیدیم یہ جو صدا آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی روشنی ہوئی
اسکے بعد خلل جاکر قرار کرگئے اسکے سر کے جو دو ٹکڑے ہوئے تھے ان سے ایک طائر پیدا ہوا اسنے آواز با آواز
انسانی دی کہ اے آفاق واہل لشکر آفاق و سمندر شاہ آگاہ ہو کہ اب سمندر کے فتح ہونے کے دن آگئے
سمندر شاہ کی عمر تمام ہوئی اسکی قضا آگئی ہے یہ قتل ہوگا شہر سمندر تیرے ہاتھ سے اہل اسلام تباہ ہوگا سمندریہ
برباد شہر ہیبۃ طاق تک تباہ ہوگا یہان سب مقامون پر دین اسلام کا ڈنکا بجیگا یہ کہکر ایک شعلہ نکلا کہ
وہ طائر جل گیا ادھر تمام لشکر مین طلاطم مچا ہوا تھا وہ ستارے گرتے ہی تھے کہ جب تک کہ یہ حال دیکھکر
آفاق نے خیال کیا کہ کوکبہ نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے اگر یہی حالت رہی تو تھوڑے عرصے مین
تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ خیال کرکے بس آفاق نے اشارہ کیا کہ ایک مرتبہ ایک غبار بلند ہوا اور
وہ غبار گرد لشکر آفاق کے حائل ہوا اور ایک چھت آہنی بنکر تیار ہوئی اس پر ستارے گرنے لگے آفاق
لشکر سے نکلکر باہر آیا اور کہا کہ اے کوکبہ اگر کچھ دعوی ہے تو میرے مقابلہ کو کل آنا آج تو شام ہوگئی ہے اگر
مقابلہ ہوگا تو اور شام ہو جائیگی کچھ لطف نہ ہوگا کیا لوگ دیکھینگے لہذا کل صبح کو مقابلہ ہوگا کوکبہ نے
کہا کہ اچھا مین موجود ہون چاہے آج مقابلہ کر چاہے کل یہ سنکر آفاق نے کہا کہ مین کل مقابلہ کرونگا
یہ کہکر اپنے لشکر مین چلا آیا ادھر کوکبہ نے اپنے لشکر کی طرف رخ کیا بس آفاق نے لشکر مین پہونچکر جو سحر کیا
کہ وہ ستارے برسنا موقوف ہوگئے کوکبہ کا سحر رد ہوا یہ اسکا اوسنے سحر کیا تھا بس آفاق نے اس سحر کو دفع
کرکے خیال کیا کہ طبل بازگشت بجوا دون کیونکہ اب زمانہ مقابلہ کا نہین ہے بس طبل باز بجوایا لشکر اسلام
مین بھی طبل باز پر چوب پڑی یہان برق وچالاک نے آکر عرض کیا کہ اے صاحبقران یہ ملکہ کوکبہ
بڑی ساحرہ کہ زبردست ہے اسکو خواجہ سلامت نے عیاری کرکے اپنا شہر پاک کیا ہے عین وقت پر
پہونچی یہ خبر سنکے سب اہل اسلام خوش ہوئے اور خیال کیا کہ کچھ تو ساحر لشکر مین ہوئے ادھر
کوکبہ نے جب جیپاک کو قتل کرکے آفاق سے اقرار مقابلہ کرکے اپنے لشکر کی طرف کوچ
کیا اور دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس چلے گئے
سمندر شاہ بھی مع اپنے سردارون کے طرف شہر کے واپس گیا یہان آفاق نے فرودگاہ پر
پہونچکر لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اہل لشکر نے کمر کھولی آفاق نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے یہان تو دربار آراستہ ہوا ادھر بادشاہ نے بھی فرودگاہ پر پہونچکر لشکر کو آرام پذیر ہونیکا
حکم دیا بادشاہ و صاحبقران نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے کہ صاحبقران
نے برق تانی سے فرمایا کہ یہ لشکر تمکو کہان ملا اسنے عرض کیا کہ اسکا واقعہ تو یہ غلام شہزادوں سے

میدان جنگ مین عرض کرچکا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت کچھ اچھے طور سے نہین سُنا ہی تب برق ثانی
نے اپنا اور چالاک و قِران کا سردارون سے جدا ہونا چالاک و قِران کا عیاری کرنا اُسکا خبردار ہونا
اُنکا بھاگ کر چلے آنا اپنا عیاری کرنا اُسکے بعد خواجہ کا عیاری کرنا اور اُسکا مسلمان ہونا عرض کیا اور عرض کیا
کہ خواجہ تو لشکر کو روانہ کرکے اور خود ایک طرف کو چلے گئے ہین ہم لشکر لیکر ادھر آئے یہ جو صاحبقران
نے سُنا بہت خوش ہوے فرمایا کہ خواجہ بھی مثل خواجہ اول و خواجہ ثانی کے عیاری کرنے لگے ہین انکی
بھی عیاری اب مثل اُنکی عیاری کے ہوتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ بہت بجا ارشاد ہوا یہان یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ کوکبہ اپنے لشکر مین پہونچی سب سردارون کو لیکر اور چند کشتیان براے نذر صاحبقران
و بادشاہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لشکر کو اُسی مقام پر فروکش ہونے کا حکم دے گئی لشکر
اُترنے لگا خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے کہ ادھر ملکہ داخل لشکر اسلام ہوئی ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو
پہونچائی کہ ملکہ کوکبہ مع اپنے سردارون کے طرف بارگاہ حضور کے آتی ہین یہ جو صاحبقران نے
سماعت فرمایا فوراً چند سردار براے استقبال روانہ فرمائے وہ سردار بیرون بارگاہ آئے
کوکبہ کو اندر بارگاہ کے بصد عزت و حرمت لے گئے صاحبقران نے کرسی مرحمت فرمائی بہت آبرو
سے پیش آئے بہت خاطر کی فرمایا کہ ملکہ تمنے بڑی مہربانی کی جو دین اسلام قبول کیا اپنی عقیدے کو
درست کیا راہ ضلالت کو ترک کیا جو کہ نیک ہوتے ہین وہ ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ نے دست بستہ
ہوکر سلام و مجرا کیا اُسکے بعد وہ تحفے جو براے نذر لائی تھی پیش کش کیے بادشاہ و صاحبقران
نے قبول فرمائے وہ سلام کرکے اُسی کرسی پر بیٹھ گئی جو مرحمت ہوئی تھی اور سب سردار آسکے
صاحبقران و بادشاہ کے قدمبوس ہوے انکو بھی کرسیان مرحمت ہوئین وہ لوگ بھی سلام کرکے بیٹھے
اُسوقت کوکبہ نے صاحبقران و بادشاہ سے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ یہ جو آپنے فرمایا کہ تمنے بڑی مہربانی کی کہ
دین اسلام قبول کیا خداوند یہ تو ہمین نے اپنی عقیدے درست کی اپنے کو راہ ضلالت سے نکالا اپنے
دین کو درست کیا کسی پر کیا احسان بلکہ ہمکو آپکا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اگر آپ نہ اسطرف تشریف لاتے
نہ آپکے قدم مبارک یہان آتے نہ ہمکو یہ دن نصیب ہوتے یہ سب ہماری خوش قسمتی اور نیک انجامی تھی
کہ ہملوگ اتنے زمانہ تک راہ ضلالت مین مبتلا تھے اب آپکے قدم کی برکت سے ہم سب راہ نیک
سے بہرہ یاب ہوے اپنے مقصد اصلی پر پہونچے یہ آپکا فرمانا بجا ہی کہ تمنے دین اسلام قبول کیا یہ ہماری بدقسمتی
تھی کہ اگر ہم دین اسلام قبول نکرتے کیونکہ آپ ایسا راہنما ممکن ہوا ورنہ ہم سب اُسی ضلالت مین
مبتلا رہتے صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ یہ تمھاری نیک انجامی و خوش قسمتی ہی کہ تم ایسے کہتی ہو
ورنہ بہت سے ایسے لوگ تھے کہ جو راہ نیک پر نہ آئے قتل ہوے اور بہت سے ایسے ہین جو نہ آوینگے اسی ضلالت
مین اس عالم ایجاد سے طرف عدم کے جائینگے اور قعر دوزخ اُنکا مسکن ہوگا اور بہت سے ایسے ہین جو کہ
مثل تمھارے ایمان قبول کرینگے یہ اپنی تقدیر اور اپنا اپنا مقدر ہی بس تمکو لازم ہی کہ تم کسی سردار کو روانہ کرکے
اپنے لشکر کو بھی اسی لشکر مین شامل کرلو کوکبہ نے عرض کیا بہت خوب اُسیوقت اپنے ایک سردار کو طرف اپنے
لشکر کے روانہ کیا کہ تم جاکر میرے لشکر کو لے آؤ وہ سردار بارگاہ سے نکلکر اور لشکر اسلام کو طی کرکے داخل لشکر
ہوا اور سب لشکر لیکر اور سب سامان ہمراہ لشکر لیکر داخل لشکر اسلام ہوا مقام مناسب دیکھکر اپنے لشکر کو اُتارا
خیمے وغیرہ برپا ہوے اُسکے بعد خود دربار مین آیا ملکہ سے آکر عرض کیا کہ مین لشکر کو لے آیا اور جاے مناسب دیکھکر
فروکش کیا ملکہ نے کہا کہ اچھا یہان تو یہان سب موجود ہین کہ صاحبقران نے فرمایا کہ نہ معلوم خواجہ کدھر گئے ہین

کہ لشکر تو آ گیا مگر وہ شاہ آسکے یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ دیکھا خواجہ بھی ہنستے ہوئے چلے آتے ہیں آکر سب کو سلام کیا
اپنی کرسی پر بیٹھے بادشاہ و صاحبقران نے مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دیا کہ اچھا ہوں میرا نقصان اس
عیاری میں بہت ہوا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا سردار تو رہا ہو کر آ گئے خدا نے سرخرو تو کیا یہ قرضداری ادا ہو جاویگی
جو خواجہ نے کہا وہ جو خلعت بادشاہ اور صاحبقران نے خواجہ کے لیے رکھا تھا عنایت کیا ہر ایک سردار نے اپنی
حسب لیاقت دیا جو سردار کہ رہا ہو کر آئے تھے انھوں نے دیا جو سردار کہ چربک کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے
کوکبہ نے آکر چربک کو قتل کر کے انکو رہا کیا تھا انھوں نے خواجہ کو انعام دیا خواجہ نے ادھر ادھر دیکھا
اور کہا کہ سہراب و مغزالان کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ وہ چربک کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہیں اپنے
خیمہ میں ہیں انکا علاج ہو رہا ہے راوی نے کہا ہے کہ خواجہ کو اس بار اس قدر روپیہ ملا کہ خواجہ سے نہ اٹھ سکا
خواجہ بہت خوش ہوئے ہر ایک کو دعا دی اب صاحبقران سے خواجہ نے عرض کیا کہ آپنے میری عیاری کا حال سماعت
فرمائی ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں خواجہ نے عرض کیا کہ کیا آفاق سے مقابلہ ہوا صاحبقران نے فرمایا
کہ آفاق سے تو مقابلہ نہیں ہوا مگر چربک آفاق کی طرف سے مقابلہ کو نکلا تھا اسکے ہاتھ سے سہراب
و مغزالان زخمی ہوئے اور چند سردار گرفتار ہوئے تھے کہ کوکبہ نے آکر اسکو قتل کیا اسکے قتل ہونے پر لڑائی
موقوف ہوگئی آفاق نے کوکبہ سے اقرار کیا ہے کہ کل میں تمسے مقابلہ کرونگا کوکبہ نے لشکر آفاق میں طلاطم
ڈالدیا تھا اسقدر ستارے گرے کہ لشکر تباہ ہوگیا سیکڑوں آدمی قتل ہوئے جسکے سر پر ستارہ گرا اسکی ٹانگوں سے نکل گیا
اس طور سے لشکر تباہ ہوا آفاق کا اس امر پر لڑائی موقوف ہوئی کہ کل کوکبہ سے اور آفاق سے مقابلہ ہوگا
یہ سنکے خواجہ نے کوکبہ سے پوچھا کہ کیوں ملکہ تم آفاق سے مقابلہ کر سکتی ہو کوکبہ نے عرض کیا کہ اے
خواجہ در اصل تو میں آفاق کی ہم پلہ نہیں ہوں کیونکہ اس اقلیم سمندریہ میں دس پندرہ ساحر ایسے ہیں
کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہیں دے سکتا ہے انمیں سے ایک آفاق بھی ہے مگر آپکے اقبال سے مقابلہ کرونگی پھر میری تقدیر
جو میں اسپر غالب آؤں خواجہ نے کہا کہ آفاق بہت ساحر زبردست ہے کوکبہ نے کہا کہ سوا سمندر
یا عشاق کے کوئی اسکا ہم پلہ نہیں ہے بلکہ سمندر اس سے کسی قدر کم ہے مگر بادشاہ ہونے سے اسکا مرتبہ
زیادہ ہے یہ سب ساحر جو کہ آپکے مقابل آئینگے سب عالی خاندان اور ذی مرتبہ ہیں کہ انکی پشتوں سے
سحر چلا آتا ہے انکے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے اگر میری زندگی ہے تو میں آپکو بتا دونگی کہ ان ساحروں
کے سحر کا جواب نہیں ہے اور ان ان ساحروں سے سمندر ڈرتا ہے یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ادھر آفاق
نے دربار کیا تھا طبل جنگ کا حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے یہ خبر لیکر دربار میں آئے بادشاہ
کو سلام و مجرا کرکے دعا و ثنا بجا لا کے عرض کیا کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے یہاں بھی بادشاہ نے
طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں بھی طبل جنگ بجا دونوں طرف دربار برخاست ہوا اب دونوں
طرف کے سردار اپنے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے جو کوکبہ کے ہمراہ ساحر تھے وہ اپنا اپنا
سحر جگانے لگے ادھر لشکر کفار میں بھی سحر جگایا جانے لگا رات بھر طبل جنگ بجا کیا سامان جنگ ہوا کیا
بوقت سحر دونوں لشکر میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے نقیبوں نے نقابت کی کہ سمندر شاہ
بھی مع اپنے سرداروں کے آکر جنگ کا تماشا دیکھنے لگا کہ آفاق نے قصد کیا کہ میں مقابلہ کو جاؤں
اسکے باپ نے کہا کہ میں جاؤنگا لاکھ لاکھ آفاق نے منع کیا اسنے نہ مانا اپنے مرکب سحر کو بڑھا کر میدان میں
آیا پہلے خوب اپنے سحر کے عجائبات دکھائے اسکے بعد مبارز طلب کیا کہ ملکہ کوکبہ میرے مقابلے کو آئے
بس یہ سنکے کوکبہ اپنے تخت سحر کو بڑھا کر اسکے مقابل آئی کہا کہ کیا بکتا ہے تو کیا میرا مقابلہ کریگا ا جو حربہ

رکھتا ہوا اسنے اسوقت اپنے مرکب پر کوڑا کیا مرکب پر کوڑا کرنا تھا کہ مرکب کی پشت پر سے ایک شعلہ نکلا کہ
وہ طرف گوکبہ کے چلا جب قریب گوکبہ کے پہونچا اُس سے ایک طائر پیدا ہوا جیسے ہی طائر پیدا ہوا بس گوکبہ
نے ایک مرتبہ اپنی جھولی مین سے ایک ستارہ نکالکر اُسپر اسم اعظم دم کرکے جو اُس طائر پر پھینکا پارہ وہ ستارہ اُسکی
پشت پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اُس طائر مین آگ لگ گئی وہ جلنے لگا جلکر خاک ہوگیا یہ حال جو
ارہاسپ نے دیکھا اُسکو بہت غصہ آیا اسنے پھر مرکب پر کوڑا مارا کہ مرکب نے جرخ کیا یا اور اُسکے دہن
سے ایک اژدر دہان قلابہ آتش چھوڑتا ہوا نکلا بس گوکبہ نے اُٹھا کر وہ ستارہ اُسپر بھی مارا جیسے اُسپر
پڑا وہ بھی جلنے لگا یہ دیکھکر ارہاسپ نے پھر سحر پھینککر طرف گوکبہ کے چلا بس گوکبہ نے آواز دی کہ اُسی طرف
رہنا آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ سزا پائیگا اسنے نہ سُنا بس گوکبہ نے اُٹھا کر پھر ستارے بالاے آسمان پھینکے
وہ جاکر آسمان پر پہنچے اور شق ہوے اُس سے ایک برق چمک کر طرف ارہاسپ کے چلی ارہاسپ نے
لاکھ لاکھ تدبیر کی ہزارون سپر سحر سر پر قائم کی ایک سے بھی نہ رکا سب کو قلم کرتی ہوئی سر پر پہونچی سر قلم کرتی
ہوئی ٹانگون سے نکل گئی ارہاسپ دو ہوکر گرا صدا سے گیر و دار بلند ہوئی طلاطم مچ گیا تاریکی ہوگئی سب ساحر
تدبیر فراموش کر گئے چلانے لگے وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی صدا آئی کہ کشتہ ہوا نام میرا ارہاسپ جادو
بو واب جو دیکھا کہ ایک لاشہ زمین پر دو حصہ کیے ہوے پڑا ہے بس یہ حال دیکھکر ختر یاسپ کو تاب نہ رہی
بدون اجازت آفاق طرف میدان کے چلا اور آتے ہی اسنے ایک گولہ فولادی طرف گوکبہ کے مارا
جب قریب گوکبہ کے پہونچا گوکبہ نے اشارہ کیا وہ شق ہوا اُس سے ہزارون پریان پیدا ہوئین وہ طرف
ملکہ کے چلین ملکہ اُسکو دفع کرنے لگی یہانتک کہ سب کو دفع کرکے اُس سے محفوظ رہی ادہر طرف ختر یاسپ کے
چلی ختر یاسپ نے جو دیکھا کہ یہ میری طرف بڑے غصہ مین آتی ہے بس ایک مرتبہ تلوار لیکر چلا اُس مکار نے
یہ تدبیر کی کہ خاک قبر جمشیدی اپنے ہاتھ مین پوشیدہ لے لی تھی یہ ہی قصد کرکے پرے سے چلا تھا کہ یہ اُڑا کر اسکو
گرفتار کر لونگا جیسے ملکہ قریب پہونچی ختر یاسپ نے اُسکے دکھانے کو سحر کرکے تلوار کا وار کیا مگر خاک اُڑا دی
وہ جیسے ملکہ پر پڑی بس ملکہ بیخود ہوکر گری اسنے تلوار ماری کہ ملکہ زخمی ہوئی اسنے قصد کیا کہ دوسرا وار
کرون یہ قصد ختر یاسپ کا جمال آرا وزیرزادی نے دیکھا تاب نہ رہی اپنے طاؤس سحر کو اُڑا کر یہ کہتی ہوئی
کہ مین تیرے مقابلہ کو آتی ہون دست خود رانگہدار اسقدر جلدی پہونچی کہ وہ وار نہ کرنے پایا تھا کہ جمال آرا
پہونچ گئی اسنے جاتے ہی وار کیا اُسنے وہی خاک اُڑادی وہ بھی بیہوش ہوکر گری یہ پھر تلوار لیکر چلا کہ دونون کو
قتل کرون کہ الطاف جادو پدر جمال آرا اژدر سحر کو بڑھا کر مقابلہ کو آیا آتے ہی وار کیا ختر یاسپ نے
اُسکو بھی خاک قبر جمشیدی اُڑا کر بیہوش کیا اب تو تانتا بندھ گیا لشکر گوکبہ سے ساحر نکلنے لگے جو نکلا اُسکو
اسنے خاک سے بیہوش کیا لشکر گوکبہ مین طلاطم مچ گیا مثل پروانے کے ساحر جاتے تھے اور بیہوش
ہو ہوکر گرتے تھے جیسے شمع پر پروانے گرتے ہین گرد گوکبہ کے سب پڑے ہوے تھے لشکر اسلام کو اس
امر سے یاس ہوگئی تھی کہ ہم اس ساحر کے ہاتھ سے محفوظ رہینگے کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے ایک ابر پیدا ہوا
کہ جسکے سبب سے تمام صحرا تاریک ہوگیا سب اُس ابر کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ابر قریب اُس میدان کے
آکر شق ہوا اُس ابر سے دو سوار زرد رنگ کی پشتون پر علم جن پر تعریف خدا و نعت کریم تحریر تھی نمایان ہوے
اُنکے عقب مین اور بھی سواری اُسکے بعد دیکھا کہ تخت سحر پر صبح آفتاب عالم سر پر چتر لگا ہوا
بڑی شان و شوکت سے عقب مین اُسکے دو لاکھ ساحران نامدار آزمودہ کار قابض و قہر قہرے
طاؤس پر سوار چلے آتے ہین لشکر اسلام سے ہرکارے چلے تھے اُنھون نے جو صبح کو دیکھا واپس آکے

بادشاہ و صاحبقران و کل اہل اسلام نے پہچانا کہ یہ تو مریخ ہیں بس مریخ اپنے لشکر کو لیکر میدان میں آیا
سرداروں کو حکم دیا کہ تم لشکر کی صف بندی کرو میں خدمت میں صاحبقران کی جاتا ہوں سردار بموجب حکم صف بندی
میں مصروف ہوئے یہ چند سرداروں کو لیکر اُس صف میں آیا جہاں صاحبقران تشریف فرما تھے آنکے
قدموں پر سلام کرکے گرا انھوں نے قدموں پر سے سر کو اٹھاکر گلے سے لگایا مزاج پرسی کی اسکے بعد مریخ نے بادشاہ کی
قدمبوسی حاصل کی اور سب سرداروں سے ملا خواجہ سے ملاقات کی دریافت کیا کس سے مقابلہ ہو رہا ہے اور یہ
کون لشکر صف آرا ہے اور کون میدان میں آیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں جو کہ اسکے ہاتھ سے مجروح پڑے
ہیں خواجہ نے کہا کہ یہ جو سامنے لشکر صف آرا ہے یہ تو آفاق کا ہے طرف سے سمندر کی مقابلے کو آیا ہے
اور یہ خرپاک میدان میں آفاق کی طرف سے آیا ہے اسنے ان سب کو زخمی کیا ہے اور وہ سامنے خود
سمندر شاہ کھڑا ہوا ہے یہ مقابلہ کو نہیں آیا ہے صرف برائے سیر آیا ہے کہتا ہے کہ میرے کمک کرنے والے ہفتدر
ہیں کہ میں بے ہوں مقابلہ کرونگا تو بھی کم ہو نگے مجھے کیا ضرورت ہے یہ سنکے مریخ خدمت میں بادشاہ کی
آیا اجازت کا خواستگار ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو کیا ضرورت ہے کوئی اور مقابلے کو جائیگا
مریخ نے عرض کیا کہ یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اسکا قاتل میں ہی ہوں یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا بادشاہ
نے جواب دیا کہ اچھا جاؤ سپرد بخداوند کریم کیا مریخ بادشاہ سے اجازت لیکر صاحبقران کی خدمت میں آیا
صاحبقران سے اجازت لیکر تخت سحر کو بڑھاکر طرف خرپاک کے چلا اُدھر لشکر آفاق سے اور
سمندر شاہ کی طرف سے چند سرکارے خدمت میں خرپاک کی آئے اور کہا کہ اے خرپاک بادشاہ نے
کہا ہے کہ ان سب کو لیکر چلا آ کیونکہ اب لشکر اسلام کے ساحر آگئے ہیں انسے مقابلہ کرنا پڑیگا موقوف
چلا آ کل مقابلہ کرنا یہ کہکر لشکر اسلام میں آئے اور دریافت کرکے اپنے لشکر میں آئے آفاق سے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ جو
لشکر آیا ہے یہ لشکر ساحران ہے جو کہ طلسم فتح کیے ہیں اور جو جو ملک ساحروں کے قبضے میں صاحبقران کی آئے ہیں
انکے معزز ساحر ہیں جو کہ ہمیشہ خدمت میں صاحبقران کی رہتے ہیں یہ سب مطیع ہیں صاحبقران کے انکا افسر
شاہزادہ مریخ آفتاب علم ولیعہد طلسم فیروزہ ہے اسنے اپنی طرف سے اس طلسم کی حکومت اپنے ایک خاص کے سپرد کردی ہے یہ
وہاں کا حاکم ہے یہ شاہزادہ صاحبقران کے ہمراہ رہتا ہے صاحبقران نے یہ طلسم بھی فتح کیا ہے مگر صاحبقران ثانی لشکر کہا کہ افسر تھے
اس عہد میں جب سے مریخ ہمراہ ہے یہ فرزند ہے بادشاہ طلسم کا جسکا نام فیروز ستارہ پیشانی تھا جب صاحبقران یعنی
بدیع الملک نے قریب دریائے سبز رنگ کے قیام کیا تھا وزیر نہیں کیا تھا تخت نشینی بادشاہ کا اسکے بعد یکتا مہ آیا تھا طلسم فیروزہ
سے کہ ہمیں ایک ساحر لشکر لیکر آیا ہے طلسم پر لشکر کشی کی ہے میں اس سے مقابلہ کرنے کو مستعد ہوں صرف برائے اطلاع عرضی
تحریر کی ہے بس صاحبقران نے مریخ کو کل ساحروں سے برائے کمک کے روانہ کیا تھا چنانچہ یہ اُس جنگ کو
فتح کرکے آتا ہے اب آکر پہونچا ہے آفاق نے کہا کہ معلوم ہوا خیر کیا خوف ہے اُدھر یہی خبر سرکاروں نے
سمندر شاہ کو بھی دی سمندر نے یہ سنکے عشاق سے کہا کہ استاد بڑا غضب ہوا کہ طلسم فیروزہ
بھی فتح ہوگیا میں یہی خیال کرتا تھا کہ یہ لوگ کیونکر اُدھر آئے کیونکہ یہ مقام تو ان طلسموں کے بعد تھا
اب معلوم ہوا کہ یہ سب طلسم فتح ہوئے کیونکہ حاکم طلسم مرآۃ العدم ہمراہ لشکر اسلام ہے
خداوند طلسم آئینہ شنا گیا ہے کہ وہ خندہ طاق میں آکر پناہ گزین ہوئے ہیں اشراق قتل ہوا بس
اسی طور سے فیروز بھی مارا گیا یہ اسکا فرزند ہے میں یہ خیال کر رہا تھا کہ میں نے اسکو کسی مقام پر
دیکھا ہے مگر یاد نہ آتا تھا اب ہرکاروں کے کہنے سے یاد آیا کہ ایک مرتبہ فیروز نے ایک نامہ
روانہ کیا تھا اسکا مضمون یہ تھا کہ میں نے ایک جشن کیا ہے سب شاہان طلسم کو طلب کیا ہے

لہذا آپ بھی تشریف لائیے چنانچہ مین بھی گیا تھا اُسی زمانہ مین فیروز نے اپنی لڑکے کے ولیعہد کرنے کا
جلسہ کیا تھا سب تماشا ان طلسم ہو جو طلسم کے تھے آئے تھے سب مین نے دیکھا تھا جبسے پھر
اتفاق ہوا جو یہ خوبی دیکھنا اور پہچان لیتا اب معلوم ہوا کہ یہ تمام شہر یکبار اہل اسلام ہو سکے مین خیر دیکھا
جائیگا یہ بیان کیا کر سکتے ہین ہان جتنے تک ساحر لشکر اسلام مین نہ تھے اُس وقت تک بیداد بستی کہ بہت
جلد لڑائی فتح ہوگی اب یہ ہو کہ دیر لگے گی انسے مقابلہ پڑا ہو دیکھا جائیگا ان سبکی قضا اسی مقام پر ہو عشاق
نے کہا کہ یہ تو ضرور ہو یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی آدھر خبر باب نے قصد کیا تھا کہ مین ان سب کو اسیر کرکے
اپنے لشکر مین لیجاؤن کہ صبح آکر پہونچا اُسنے کہا کہ او نابکار کہان جاتا ہو مین تیرا حریف آگیا ہون او
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ سنکے خبر باب نے کہا کہ مین تجکو بھی اسی طور سے قتل یا غارت
یا اسیر کرتا ہون یہ کہکر تلوار لیکر صبح کی طرف چلا صبح نے کہا کہ تلوار سے مقابلہ کریگا اُسنے کہا
کہ ہان بس صبح نے بھی سپر ہاتھ مین لی اور اشارہ کیا کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک مرکب
شبرنگ رفتار پری پیکر جو زین و لجام سے آراستہ کنوتی کھڑی کیے ہوے چلا آتا ہو قریب تخت صبح
پہونچا صبح تخت پر سے اُترکر مرکب پر سوار ہوا اور اُسکے مقابل ہوا اُسنے تلوار کا وار کیا اور خاک اُڑائی
صبح مرد ہوشیار ہو اُسنے جو دیکھا کہ اُسنے وار کیا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ سے کچھ اُڑایا یہ سمجھ گیا کہ
خاک قبر جمشیدی کی ہو بس مرکب کو جو جھپٹ کرتا ہو مرکب ایک مرتبہ جست کرکے کوئی دس قدم دور جا کر اُترا
وہ وار بھی خالی گیا اور خاک بھی صبح نے صدا دی کہ او دغاباز مکار مین پہچان گیا کہ تونے ان سب کو خاک قبر
جمشیدی سے بیہوش کیا ہو نہ سحر سے نہ تلوار سے زخمی کیا ہو جب یہ بیہوش ہو کر گرے تو نے زخمی کیا اب
مین کب تیرے مکر مین آتا ہون اور کب تیری جان چھوڑتا ہون خبر باب بہت شرمندہ ہوا اگر بے غیرت اتنا بڑا تھا
کہ اُسنے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا کہنے لگا کہ حریف کو قتل کرنے سے غرض ہو جس طور سے ہوسکے صبح نے جواب دیا کہ
تو بڑا بے غیرت اور بے حیا ہو کہ اپنے فعل پر نادم نہین ہوتا ہو اور اُنکو ملا کر کلام کرتا ہو یہ کہکر اُسکی طرف تلوار لیکر
چلا اُس نے کہا کہ تو خاک اُڑا کر مجکو بھی بیہوش کرا اُسنے پھر تلوار کا وار کیا وار کا کرنا تھا کہ صبح نے سپر پر
کاٹ کر جو اُسکا وار رد کیا اور اپنا وار کیا اُسنے سر جھکا لیا تلوار سر پر پڑکے اُچٹ گئی کیونکہ وہ روئین تن
تھا جب تلوار صبح کی اُچٹ گئی صبح نے خیال کیا کہ یہ روئین تن ہو پس صبح نے اُس سے کہا کہ خبردار ہو
مین اپنا وار کرتا ہون اُسنے جواب دیا کہ مین خبردار ہون پس وار کر صبح نے طرف آسمان کے اشارہ کیا
ایک چمک پیدا ہوئی اُس چمک سے ایک برق گری کہ وہ سر خبر باب کے گری کہ اُسکے دو پرکالے ہوگئے
تمام صحرا تاریک ہوگیا برف باری ہونے لگی پھر غل مچانے لگے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من خبر باب جادو بود
اب جو روشنی ہوئی وہ طلاطم برطرف ہوا اب جو دیکھا تو لاش خبر باب کی پڑی ہو چونکہ قاعدہ ہو کہ جو ساحر
خاک اُڑا کر بیہوش کرتا ہو جب وہ قتل ہو جاتا ہو تو وہ بیہوش ہین وہ ہوش مین آجاتے ہین پس جب خبر باب قتل
ہوا تو وہ سب ساحر ہوش مین آگئے اب جو اُٹھے تو کیا دیکھا کہ خبر باب کی لاش پڑی ہو اور ایک
ساحر دوسری اقلیم کا کھڑا ہوا ہو ان سب کو یقین ہوا کہ اسی نے خبر باب کو قتل کیا ہو پس سب نے
اُٹھکر صبح کو سلام کیا اور کہا کہ آپنے اسکو قتل کیا صبح نے جواب دیا کہ جی ہان اسنے آپ سب کو
مکر سے بیہوش کیا تھا خاک قبر جمشیدی اُڑا کر انھون نے عرض کیا کہ ہمکو خبر نہ تھی پس وہ گئے ان سب کو
لیکر لشکر مین آئی صبح نے مبارز طلب کیا پس آفاق نے اپنا مرکب بڑھایا اور کہا کہ اے لطف [illegible]
یہ کہتا ہوا قریب صبح آیا صبح نے کہا کہ اے آفاق تم ایسا [illegible] دیدہ کار آزمودہ یہ حرکت کرے

کر اپنے خدا کو نہ پہچانے باطل پرستی پر کمر باندھے اب یہ سن تمھارا اس قابل نہین ہی ہاں جبتک کوئی
راہ نما نہ ملا تھا اسوقت تک اگر باطل پرست رہتے تو کوئی مضائقہ نہ تھا ہاں جبکہ راہنما ملا اسوقت مین
یہ حرکت کیجائے تو بالکل خلاف طریقہ اور قاعدہ ہی اور عقل کے خلاف ہی یہ مین تم سے عمر مین کم ہون
ہاں اگر میرے ایسے خیالات ہوت تو بیجا ہین کیونکہ مین جوان ہون جوانون کی عقل کم ہوتی ہی تم ایسا کیون اپنے
اپنے انجام کو نہ خیال کرے اور ایک شیطان کے بہکانے پر عمل کرے یہ تصویر پرستی بالکل باطل مذہب
ہی اسکی کوئی اصلیت نہین ہی مذہب حق و دین برحق مذہب اسلام ہی بس میری راے یہ ہی کہ تم اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانو اور میرے ہمراہ خدمت مسلمین مین صاحبقران کی چلو انکی اطاعت کرو آئندہ تمکو اختیار رہی
کیون اپنی عقبی خراب کرتے ہو آفاق نے جواب دیا کہ یہ جو تمنے کہا سب سچ اور بجا ہی تمھارے نزدیک اس مذہب
کی فضیلت ظاہر ہو گئی ہی تم اسکے قائل ہو میرے نزدیک یہ مذہب درست ہی مین اسکا قائل ہون دوسرے
ہلاک نہ ہو نا ہین مین کہ حرام ہی پر کمر باندھین اپنے مالک کی رفاقت ترک کرین ہاں جب کوئی حرکت
ایسی مالک سے ہو جو کہ اپنے مرتبے کے خلاف ہو اسوقت نوکر کو اختیار ہی کہ رفاقت ترک کرے اس حالت
مین بھی جہانتک ممکن ہو عذر کرے کہ حرکت مالک سے ہوئی ہو اسکو اپنے اوپر لے اور عذر کرے مین تو کبھی
اس امر سے نہ باز آؤنگا ضرور دیکھ مقابلہ کرونگا صریح نے جواب دیا کہ خیر مقابلہ ہی سہی جو حربہ رکھتے ہو تمھین موجود
ہون مین نے حجت تمام کر لی کیونکہ مین نے یہ خیال کیا کہ تم ایسا ساحر زبردست کیون میرے ہاتھ سے
مارا جاے آفاق نے جواب دیا کہ مین خود یہ خیال کرتا ہون کہ تم میرے ہمراہ چلو خدمت مین سمندر شاہ
کی وہ تمھاری بڑی عزت کرے گا بلکہ تمھاری طرف سے لشکر اہل اسلام سے مقابلہ کرکے تمھارے طلسم کو اہل اسلام
سے دلا دے گا تم بخوف و خطر خود قابض طلسم ہوگے طلسم کو درست کر دے گا کیونکہ تمھارے
باپ سے اور بادشاہ سے ایک قسم کی ملاقات اور دوستی تھی اسکا پاس ضرور کرے گا کیون اپنی جان
پیچھے پڑے ہو صریح نے جواب دیا کہ یہ جو تمنے کہا یہ بالکل خلاف عقل اور دانائی ہی پہلے سمندر شاہ اپنا تو
ملک ان لوگون کے ہاتھ سے بچالے پھر میری کمک کرے اور کیا اب مین اپنے ملک پر نہین قابض ہون
مجھے اسکی کمک کی کیا ضرورت ہی اور کیا غرض ہی کہ مین جنت کو چھوڑ کر دوزخ اختیار کرون سمندر شاہ
کیا چیز ہی اگر ساحری و جمشید آکر اسکا اقرار کرین کہ ہم تمھارے ملک کو پھر اسی طور سے درست
کیے دیتے ہین تمھارے باپ کو زندہ کیے دیتے ہین اس حالت مین بھی مین ان پر ہزار ہزار
مرتبہ لعنت کرونگا بلکہ انکے منہ پر تھوک دونگا انکی کیا قدرت ہی اور کیا لیاقت ہی بس اب تو
مین کبھی اس مذہب کو نہین ترک کرتا ہون یہ وہ مذہب ہی کہ جسکی تعریف مجھ سے ہو نہین سکتی ہی یہی
اس مذہب کے لیے اپنے باپ کو چھوڑ دیا تھا تمام طلسم غارت کرایا سمندر شاہ کیا چیز ہی کہ مین اسکی
اطاعت کرون اور ایسے آقا کو اپنے چھوڑون جسنے مجھکو نار دوزخ سے بچایا بس اب کوئی تقریر مت کرو
تم اپنا حربہ کرو اور تم مجھکو کیا قتل کرو گے یہ سننا تھا کہ آفاق کو غصہ آگیا ایک حربہ ترکیب کو تڑپا کر
صریح سے آیا تلوار کا وار کیا صریح نے بھی سپر پر اسکا وار روکا اپنا وار کیا بڑے عرصہ تک تلوار چلا کی
کسی کو ظفر نہ حاصل ہوئی آفاق نے کہا کہ تلوار سے مقابلہ کر چکے اب سحر آزمائی ہو صریح نے جواب دیا کہ
کیا مضائقہ ہی بس آفاق نے یہ سنتے ہی ایک مرتبہ طرف آسمان کے اشارہ کیا کہ دو طائر بہت بڑے پیدا ہوے
ان دونون کی پشت پر ایک صندوق رکھا ہوا تھا وہ طائر روبروے آفاق کے آئے آفاق نے وہ صندوق
اٹھا لیا وہ طائر اڑ گئے بس آفاق نے اس صندوق کو کھولا پہلا سحر آفاق کا یہ تھا کہ اس صندوق سے

ایک شعلہ نکلا اور طرف مریخ کے چلا مریخ نے ہنسکر کہا کہ یہ نیا سحر ہی کہ آگ برسانے لگے یہ شعلہ میرا کیا کریگا
اور شعلہ گل ہو جا یہ جو مریخ نے کہا وہ شعلہ گل ہو کر رہ گیا اودھر آفاق نے صندوق کھولکر ایک بیضہ فولادی
نکالا اور ایک نارنج بعد اسکے پھر صندوق بند کرکے پھر طرف آسمان کے دیکھا کہ وہ طائر پھر آگئے اسنے وہ صندوق
اسکی پشت پر رکھدیا اس طور سے وہ صندوق لیکر جدھر سے آئے تھے اسی طرف چلے گئے جب وہ طائر جا چکے اسوقت
آفاق نے مریخ سے کہا کہ یہ دو سحر مین تمپر کرونگا اگر تم اسنے بچ گئے تو پھر مین تمسے مقابلہ نکرونگا مریخ نے کہا کہ اچھا
مین بھی اسکے بعد دو سحر تمپر کرونگا اگر تمنے بھی رد کیے تو مین بھی تمسے نہ مقابلہ کرونگا بس آفاق نے پہلے اس
نارنج کو اپنی زبان کے خون سے رنگین کرکے سینہ مریخ کو تاک کر مارا مریخ نے دیکھا کہ جب نارنج قریب آگیا
اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر اس نارنج پر گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اس سے ایک ماہی پیدا ہوئی وہ طرف
مریخ کے چلی مریخ اسکی ماہیت سے نہ واقف تھا جب وہ ماہی ظاہر ہوئی مریخ نے ایک اشارہ کیا کہ ایک پتلا
پیدا ہوا اسکے ہاتھ مین جال تھا بس مریخ نے اس جال کو لیکر اس ماہی پر مارا کہ اس جال مین گرفتار ہوئی بس
مریخ نے اسکو اپنے قبضے مین کیا یہ دیکھکر آفاق نے اشارہ کیا کہ اسی نارنج سے ایک برق چمک کر طرف مریخ
کے چلی مریخ نے پتلا بڑھا لائی اس ماہی کو جال سے نکالکر اسکو حلال کیا اسکا خون لیکر اس برق کی طرف پھینکا
کہ وہ برق غائب ہوگئی یہ دیکھکر آفاق کو بہت غصہ آیا وہ بیضہ فولادی اٹھا کر مارا جیسے وہ بیضہ قریب
مریخ پہونچا مریخ نے اشارہ کیا کہ وہ بیضہ شق ہوا اس سے ایک طائر پیدا ہوا ہرا بر لعل کے اسنے نکلکر
سر پر مریخ کے آکر ایک چیخ ماری کہ جسکے سبب سے مریخ کے اندام مین رعشہ پڑ گیا اندام اسکا لرزنے لگا
مگر یہ وہ ساحر زبردست تھا کہ اسنے اپنے کو اپنے قابو مین رکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس طائر کو پکڑ لیا اسکی ٹانگین
پکڑ کر چیر ڈالا ایک شور ہوا کہ مارنا پکڑنا اس مفسد کو چارون طرف سے مریخ پر برقین چمک چمک کر گرے لیکن
اودھر آفاق نے سحر کیا کہ ایک اژدر بنکر تیار ہوا اس اژدر نے قریب مریخ آکر دم کشتی کی مریخ اس
برقون کو دفع کر رہا تھا کہ اس اژدر نے جو دم کشتی کی بہ اسم مرکب اسکی طرف چلا مریخ نے خیال کیا کہ
یہ کیا واقعہ ہی بس سحر کرکے اپنا لنگر قائم کیا کہ پھر ایک قدم نہ ہل سکا لاکھو لاکھو اس اژدر نے دم کشتی کی اتنے عرصہ
مین اسنے ان برقون کو دفع کیا کہ یہ دیکھا کہ اژدر میری طرف منہ کیے ہوئے دم کشتی کر رہا ہی بس مریخ نے
ایک ساحر تیر سحر کیا کہ اس سحر سے ایک آفتاب بنکر تیار رہا اور وہ شق ہوا اس آفتاب سے ایک پتلا
پیدا ہوا کہ اسکے ہاتھ مین ایک تلوار تھی آتے ہی اسنے اس اژدر پر تلوار کا وار کیا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوئے اس اژدر کا دو ٹکڑے ہونا تھا کہ ایک برق چمک کر سر پر مریخ کے گری کہ مریخ کا سر زخمی ہوا
بس مریخ نے اس برق کو دفع کیا سر سے خون جاری ہوا اسی حالت مین مریخ نے اس پتلے کی
طرف اشارہ کیا کہ وہ تلوار لیکر طرف آفاق کے چلا آفاق نے ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر اس
پتلے پر ماری اور کہا کہ جل جا وہ پتلا جلنے لگا اسکا جلنا تھا کہ ایک برق چمک کر اس آفتاب سے
گری اور ایسا ہولناک آواز کہ جسکے سبب سے آفاق بھی زخمی ہوا یہ دونون ساحر چھوٹنے لگے
پس آفاق کی زوجہ نے یہ حال دیکھکر سحر کیا کہ چند پتلے پیدا ہوئے اور آفاق کو اٹھا کر لشکر مین لیگئے
اور ادھر سے چند ساحر گئے مریخ کو لے آئے زوجہ آفاق نے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر اسلام مین بھی
طبل باز پس بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کی طرف واپس گئے سمندر شاہ طائر سحر سفر کرکے کہ
یہان مقابلہ ہو سکو خبر کرتا کیونکہ ابھی تو چند سے مقابلہ موقوف ہی اس سبب سے کہ آفاق مجروح ہوگیا ہی
کوئی ایسا نہین ہی جو مقابلہ کرے نہ کوئی میرا مددگار آیا ہی بس جب آفاق صحت پائیگا اسوقت مقابلہ

ہوگا جب تک ہم مین چلکر شہر کا بندوبست کرون یہ کہکر اور طالمران سحر کو مقرر کرکے طرف شہر کے چلا گیا یہان
دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر پہونچے ضریح کو اُسیوقت بادشاہ نے طلب کرکے جراحون کو یاد کرکے زخم پر
پھاہا رکھوایا ایسا کاری زخم نہ تھا کہ وہ بیہوش ہوتا یا زیادہ شکایت ہوتی وہ زخم پر پھاہا لگوا کر جو مقام اُسکے
بیٹھنے کا تھا اُسپر آکر بیٹھا سہراب وغزالان بھی اتنے عرصہ مین اس قابل ہوگئین تھین کہ وہ آکر
اپنے اپنے مقام پر بیٹھے کیونکہ جب بادشاہ جنگگاہ سے واپس آئے تو دربار فرمایا سب سردار لباس رزمی
اُتار کر لباس درباری پہنکر حاضر دربار ہوے لشکر نے کہ کشول ایک طرف لشکر ضریح بھی آگیا اب قریب
چار لاکھ کے ساحر لشکر اسلام مین ہو گئے ہین جب سہراب وغزالان دربار مین آئے تو دربار کو
ساحرون سے مملو پایا کوکبہ کو تو دیکھکر پہچان لیا صاحب سلامت کی مگر ضریح سے واقف نہ تھے اہل دربار سے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی غلامان خاص صاحبقران سے ہین کل حال معلوم ہوا اب انکو اور خوشی حاصل
ہوئی کہ اسقدر ساحر بھی لشکر اسلام مین ہوگئے ہین سب ساحران زبردست ہین ملکہ کوکبہ کے شریک
ہونے سے بہت خوش ہوئی یہ بھی آکر بیٹھی کوکبہ سے سب حال دریافت کیا اُسنے اپنا شریک ہونا بیان کیا
اب صاحبقران طرف ضریح کے متوجہ ہوے فرمایا کہ اے ضریح اب آپ اپنی حالت بیان فرمائیے ضریح نے عرض کیا
کہ مین جو حضور سے رخصت ہوکر مع لشکر روانہ ہوا تو اسوقت پہونچا کہ جب شہنشاہ جادو سے مقابلہ ہورہا
تھا مین جاکر شریک جنگ ہوا اُسکو آپکے اقبال سے قتل کیا لشکر کو شکست دی لشکر اُسکا فرار ہوگیا مین
دو روز شہر مین رہا سب بندوبست کرکے مع لشکر وہان سے طرف خدمت حضور کے روانہ ہوا پہلے اُس مقام پر
پہونچا جہان لشکر حضور فروکش تھا اب جو پہونچا تو اُس دشت کو ویران پایا نہ وہ بہار تھی نہ وہ فضا اُسکے جو
آیا تو دریا سے سبز رنگ کا بھی کہین نشان نہ تھا چند لوگ اُس مقام پر بیٹھے ہوے تھے وہ مرد مسلمان تھے
اُنسے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپنے دریا فتح کیا ساحران وماہیان جو کہ مالک تھین دریا کی وہ قتل ہوئین
اب آپ کوچ فرماکر طرف یقینیہ کے تشریف لے گئے ہین مین نے ایک دن وہان قیام کیا دوسرے دن یقینیہ پر
آیا وہان معلوم ہوا کہ یقینین شاہ مسلمان ہوا یہ ملک بھی اسلام آباد ہوا اب آپ صحرا بیمہ کو تشریف لیگئے ہین
مین نے وہان سے ایک دن قیام کرکے صحرا بیمہ کی طرف کوچ کیا لشکر کو ایک صحرا مین ٹھہرا کر طرف صحرا بیمہ
کے گیا داخل شہر ہوا اُسکو بھی اسلام آباد پایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملک بھی اسلام آباد ہوا
بادشاہ نے دین اسلام قبول کیا وہ ہمراہ لشکر اسلام کے گئے ہین اور لشکر اسلام طرف اقبالیہ کے
گیا ہے چنانچہ اُسدن تو اُس صحرا مین رہا دوسرے دن وہان سے اقبالیہ کی طرف چلا وہان جاکر بھی یہی معلوم
ہوا کہ یہان کا بادشاہ بھی مسلمان ہوا ہمراہ لشکر اسلام گیا ہے لشکر اسلام نے طرف امثالیہ کے کوچ
کیا ہے چونکہ لشکر بہت پریشان تھا مین نے امثالیہ کے قریب جو صحرا تھا اُسدن وہان مقام کیا بعد اسکے
امثالیہ مین آیا وہان بھی یہی معلوم ہوا کہ یہان کے بادشاہ نے اسلام قبول کیا ہمراہ صاحبقران
کے مرادیہ پر گیا ہے صاحبقران نے مرادیہ پر لشکر کشی کی ہے مین وہان سے تین دن رہ کر مع لشکر
مرادیہ پر آیا ای خداوند جہان مین مع لشکر جاتا تھا شہر مین ہلچل پڑ جاتی تھی کہ غنیم لشکر لیکر آیا ہے باوجودیکہ
مین لشکر کو صحرا مین چھوڑ دیتا تھا قریب شہر نہین لیجاتا تھا بس جب یہ مرادیہ پر پہونچا وہان بھی معلوم
ہوا کہ مرادشاہ بھی خداپرست ہوا اب صاحبقران مع مرادشاہ وکل لشکر کے حسربیہ پر
تشریف لے گئے ہین مین نے مرادیہ کے قریب دوجوار مین چار روز قیام کیا پانچوین روز وہان
سے حسربیہ پر آیا جب وہان بھی یہ معلوم ہوا کہ یہ ملک بھی اسلام آباد ہوچکا ہے یہان کا بھی بادشاہ

ہمراہ صاحبقران سمندر ریہ کی طرف گیا ہے کیونکہ شمشاد ریہ پر صاحبقران نے لشکر کشی فرمائی ہے چونکہ
وہ مقام بہت پُر فضا تھا میں نے اہل لشکر کے کہنے سے اُس صحرا میں ایک ماہ دس یوم قیام کیا
اس امر سے اطمینان تھا کہ حضور سے کوئی مقابلہ کر نہیں سکتا ہے گو ساحر لشکر حضور کے ہمراہ نہیں
ہیں دوسرے میری طبیعت بھی علیل ہو گئی تھی جب مجھکو صحت ہوئی ہے تو وہاں سے چلا راہ میں
مجھکو معلوم ہوا کہ آپسے اور سمندر شاہ سے کئی مقابلے ہوئے مگر آپکی ظفر ہوئی اب آفاق سے مقابلہ
ہے بس میں لشکر لیکر حاضر ہوا یہ سبب دیر کا ہوا ورنہ میں کب کا حاضر خدمت ہو چکا ہوتا آپ یہ فرمائیں کہ
یہاں کیا واقعہ گذرا بس صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم صبح کو کل حالات سے جو کہ
نکل جانے کے بعد گذرے ہیں آگاہ کر دو خواجہ نے کل حال ابتدا سے لیکر اُس روز تک جو کچھ گذرا تھا سب بیان
کیا اس مقام پر بسبب طول کے اور مکرر ہونے کے نہیں تحریر کیا جب صبح کل حال سے آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا
مگر افسوس کیا کہ چند مقام پر میرا ہونا بہت ضرور تھا مگر کیا کروں حالت مجبوری تھی بعد اس ذکر کے صاحبقران نے
فرمایا کہ اب تو کوئی نصف شب کے قریب آئی ہوگی ابھی تک ہرکارے خبر طبل جنگ لیکر نہیں آئے معلوم ہوتا ہے
کہ آج طبل جنگ نہ بجے گا کیونکہ آفاق زخمی ہو گیا ہے جب وہ اچھا ہوئے گا تو مقابلہ ہوگا بادشاہ نے
فرمایا کہ یہ امر تو ضرور ہے بس بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیموں میں آئے آرام پذیر
ہوئے یہاں تو یہ حال ہوا اور ادھر آفاق جو آفاق و لشکر کو لیکر فرودگاہ پر پہونچا لشکر کو گھر کھنے کا حکم دیا
خود دربار کیا آفاق کے سر پر مرہم لگا ہوا ہے لگانے اسکے بھی زخم کاری نہ لگا تھا وہ بھی تخت پر
بیٹھا سب سردار حاضر دربار ہوئے آفاق نے قصد کیا تھا کہ طبل جنگ بجوائے مگر سب نے
منع کیا اس سبب سے طبل جنگ نہ بجا سب نے یہ صلاح دی کہ جب آپکو صحت ہو جائے گی تو مقابلہ فرمائیگا
آفاق نے کہا کہ اچھا آفاق نے بھی بعد دو پہر رات کے دربار برخاست کیا راوی نے بیان کیا ہے
کہ مقابلہ موقوف ہوا وہ رات بسر ہوئی اسدن سمندر شاہ جو یہاں سے واپس گیا تو اپنے اسدن
دربار نہ کیا داخل محل ہوا تھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے یہاں شہر میں تو یہ حال
ہے کہ وہ رات بسر ہوئی صبح کو یہاں سمندر ریہ میں سمندر شاہ نے دربار کیا وہاں آفاق نے
لشکر اسلام میں بادشاہ اسلام نے صاحبقران نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ
اے اہل دربار میں یہ خیال کرتا ہوں کہ آفاق بہت لائق ہے اگر یہ مسلمان ہو جائے تو بڑی اچھی بات
ہے مگر طریقے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہوگا مگر افسوس ہے کہ بڑا مرد لائق اور باخلیق قتل
ہوگا اس سمندر ریہ میں سوائے آفاق کے کوئی لائق نہیں معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے آفاق کی
بہت تعریف فرمائی گوکبہ اور سہراب و عمر الالان نے بھی بہت تعریف کی اور عرض کیا کہ اے صاحبقران
در حقیقت یہ شخص بہت با مروت اور مرد خلیق اور ساحر زبردست ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ اسکی تعظیم سمندر شاہ
کرتا ہے یہ بڑا عالی خاندان ہے اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے اگر یہ کسی صورت سے مسلمان ہو جائے تو بڑی قوت ہو ایک
حصہ قوت سمندر شاہ کی کم ہو جائے مگر اس سے یہ امید رکھنا بالکل خلاف ہے کہ وہ مسلمان ہو صاحبقران
نے فرمایا کہ یہ امر تو ضرور ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ گفتگو خواجہ دعیار سے سن رہے تھے یہاں تک کہ خواجہ نے
بھی یہ کہا کہ اے صاحبقران یہ در اصل یہ بڑا ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کیونکہ میں نے آج تک ایسا نہ دیکھا مجھکو بھی افسوس ہے
کہ یہ ساحر مفت میں قتل ہوگا اور اسکی زوجہ بھی بڑی ساحرہ ہے اور وہ بھی بڑی لائق عورت معلوم ہوتی
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ مجھکو بڑا افسوس ہے کہ آفاق بھی مسلمان نہوگا خواجہ نے کہا

مین نے کہا کہ کہان سے لاؤن اُسنے جواب دیا کہ جہان سے ممکن ہو مین نے کہا کہ اے فرزند اسقدر مین مانگنے بھی نہین
جاتا ہون کون لیجائے تو تو دن بھر غائب رہتا ہے اُسنے اے میرے آقا یہ طریقہ کیا کہ کبھی مجھکو مار کبھی بہن کو
مار اچھو بچکو رکھا ہوا کھا گیا جب مین نے یہ دیکھا کہ اُسنے یہ طریقہ اختیار کیا تو مین اُس لڑکی کو لیکر نکلنے لگا
وہ میرے ہمراہ دن بھر رہتی تھی اسی طور سے دن بھر ہم باپ بیٹی مانگتے تھے اور بسر کرتے تھے وہ مرتد
آتا تھا کھا جاتا تھا اور وہی طریقہ اب بھی ہے اب یہ ہوتا ہے کہ لڑکی مجھکو صبح کو گھر سے لا کر یہان یا وکسی
مقام پر ایسے کہ جدھر سے لوگ آتے جاتے ہین بٹھا جاتی ہے مین آیندہ و روندہ سے کچھ مانگ لیتا ہون اور
وہ بھی دیہات مین جا کر مانگتی ہے بس دن بھر مین جو ملا اور وہ مانگتے ہین اُسمین بسر کرتے ہین وہ نطفہ حرام
شام کو آکر حرام کے لقمے کھاتا ہے اگر نہ دو تو مارتا ہے اب وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اُسپر لوگون کی نگاہ پڑتی ہے
مگر وہ ایسی صاحب عفت و عصمت ہے کہ اپنی آبرو بچائے ہوئے ہے مین نے یہ خواہش کی کہ اسکا عقد کر دون
اب جو لوگون سے کہا تو یہ جواب ملا کہ ہمکو تین ہزار روپیہ دو تو ہم اسکا عقد کرا دین مین نے کہا کہ مین
کہان سے لاؤن مین آپ تین تین فاقے کرتا ہون بھیک مانگکر بسر کرتا ہون میرا ایک سالے نے یہ جواب دیا کہ
تمہارے پاس بڑی دولت تھی اور ہے اُسمین سے نکالو مین نے کہا کہ وہ تباہ ہو گئی اُنکو نہ یقین آیا
اے بندۂ خدا و ند مین نے جبسے اس امر کی خواہش کی اُسنے یہی سوال کیا مین مجبور ہو گیا کہ مین نے
خبر سنی کہ شہر سمندر میں پرخدا پرستون نے لشکر کشی کی ہے اُنکے مقابلے کے لیے ہمند رشاہ کی طرف
سے آفاق شاہ مع لشکر کے اس صحرا مین آکر فروکش ہوئے ہین بڑے سخی اور رحم دل ہین بس
مین نے خیال کیا کہ ایسے مقام پر چلکر بیٹھو کہ شاید کسی دن اُنکی سواری نکلے اور مین سوال کرون
میرا کام ہو جائے اُسدن سے مین اس مقام پر آکر بیٹھتا ہون اس انتظار مین کہ ادھر سے بادشاہ
کی سواری نکلے تو مین عرض کرون کہ از برائے خدا و ند تصویر میری یہ مراد پوری فرمائیے مجھکو چار ہزار روپیہ
عنایت فرمائیے تاکہ مین اسکی شادی تین ہزار روپیہ دیکر کسی کے ساتھ کر دون اور ایک ہزار روپیہ
لیکر برائے تیرت چلا جاؤن خدا وندون کے مزار پر جا کر اپنی باقی زندگی بسر کرون تاکہ اس آفت سے
جان بچے مجھکو یہ خوف ہے کہ کہین ایسا نہو کہ اس لڑکی کا پاؤن اونچ نیچ مین پڑ جائے تو یہ بھی آبرو جائے
ابھی تک ایسی حرکت خاندان مین کسی عورت نے نہین کی بس میری یہ آرزو ہے یہ سنکے اُس سردار نے کہا کہ
اے بھائی اسقدر تو میرے پاس نہین ہے ورنہ قسم ہے مجھکو خدا و ند تصویر کی مین ضرور دیتا کیونکہ یہ نیک کام تھا مین
خود مجبور ہون کیونکہ دس روپیہ ماہواری کا نوکر ہون اُسی مین بسر کرتا ہون ہان سو دو سو کا معاملہ
ہوتا تو مین ضرور دیتا چار ہزار کہان سے لاؤن ہان اگر تم میرے ہمراہ لشکر مین چلو تو مین بادشاہ سے
تمہاری سفارش کرکے دلا دونگا بلکہ کسی نہ کسی سردار معزز کے ساتھ تمہاری لڑکی کی شادی کرا دونگا یہ جو
اُسنے کہا بس اُس مرد پیر نے رو کر کہا کہ افسوس ہے کہ مین تو جا نہین سکتا ہون اگر آپکے ہمراہ چلا جاؤن
اور وہ لڑکی یہان آکر مجھکو نہ پائے تو اپنی حالت تباہ کرے یقین ہے کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے کیونکہ مجھ سے محبت
کرتی ہے آکر دیکھ جاتی ہے ابھی تو آپکے آنے کے قبل آئی تھی یہ روٹی کی ٹوکری میرے پاس رکھ گئی ہے اب وہ
مانگنے گئی ہے یہ تو اُسکی حالت ہے ورنہ مین ضرور آپکے ہمراہ چلتا اُس سردار نے کہا کہ اچھا تم ٹھہرو مین
بھی ٹھہرا جاتا ہون جب وہ آئے گی اُسکو ہمراہ لینا اور لشکر مین چلنا اُسنے جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا
ہے کہ مین جوان لڑکی کو لشکر مین لیجاؤن اور اپنی آبرو دون کیونکہ لشکر کے لوگ بڑے حرام زادے
ہوتے ہین خدا و ند اُنسے بچائین ایسی حالت مین کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین جوان لڑکی کو لیکر آپکے ہمراہ چلون

اگر آپ سے ہوسکے تو آپ مجکو اسی مقام پر لاکر رحمت فرمائیے چونکہ اُس سردار کو اُسکے حال پر رحم آیا تھا اور یہ خیال
دلمین کیا تھا کہ کسی صورت سے اگر ممکن ہو تو بادشاہ سے سفارش کرکے روپیہ تین ہزار یا چار ہزار دلادون
اگر ہوسکے تو کسی سردار کے ہمراہ اسکا عقد بھی کرا دون اس خیال سے اُسنے کہا جب اُس پیر نے یہ جواب دیا
کہ مین جوان لڑکی کو لیکر نہین جا سکتا ہون کیونکہ پٹھرے کے لوگ بہت خراب ہوتے ہین اُسکا جواب
اُسنے یہ دیا کہ اے مرد پیر میرا یہ منشا تھا کہ اگر تم چلتے بادشاہ تمھارا حال دیکھتا اور یہ سردار بھی تو یقین تھا
کہ صرف بادشاہ نہ دیتا اور سردار بھی دیتے تیری چار ہزار کی خواہش تھی سات آٹھ ہزار جمع ہوجاتا اگر
مین جاکر بادشاہ سے عرض کرونگا اول تو یقین نہ آئیگا شاید یقین بھی آیا تو دو چار سو دیتے کیونکہ وہ
رحم دل تو بہت ہین تمھارا کام نہ نکلا اور میرا کلام رائگان گیا اور کچھ کام نہوا دوسرے یہ لوگ خیال کرین
کہ اس سردار نے اپنے لیے یہ تدبیر کی تھی کہ اسی فقیر کے سے طلب کرے مگر وہ بھی نہ ملا سبکی نگاہ مین حقیر ہون
تمکو یہ جو خیال ہے کہ جرگے کے لوگ بہت خراب ہوتے ہین تو میرے جرگے کے لوگ اور اس لشکر کے لوگ
ایسے نہین ہین کیونکہ یہ بادشاہ بہت عادل اور منصف ہے اسکا انصاف یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہین کرنے
دیتا ہے پس اگر تم چلوگے تو تمھارا حال معلوم ہوگا سب کو ترس آئیگا آئندہ تمکو اختیار ہے اُس مرد پیر نے
یہ جواب دیا کہ اچھا وہ لڑکی آلے اور مین اُس سے یہ حال کہون اگر وہ بھی چلنے پر راضی ہوگی تو مین چلا چلونگا
آپکے ہمراہ یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ آج تو خوب مال مارے بڑی دولت ہاتھ آئی
لاؤ مجکو بھی دو وہ سردار ادھر اودھر دیکھنے لگا کہ اُس مرد پیر نے کہا کہ دیکھیے وہ حرامزادہ آگیا
اُسنے جو دیکھا کہ آپ میرے پاس کھڑے ہوئے ہین ضرور کچھ نہ کچھ ملا ہوگا چلکر تو اُس سردار نے
کہا کہ کون اُس مرد پیر نے کہا کہ وہی میرا لڑکا ہے یہ کہ رہے تھے کہ دیکھا ایک جوان بہت موٹا تازہ
قدآور ایک ساری باندھے ہوئے کرتا پہنے ہوئے سر پر ٹپنڈا سا بندھا ہوا ہاتھ مین ایک موٹا سا
لٹھ آکر اُس مرد پیر کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ جو کچھ تیرے پاس روپے ہو مجکو دے اور جو کچھ اُسنے
ملا ہو وہ دے کہ مین قرضہ ادا کردون یہ سنکے اُس مرد پیر نے کہا کہ کیون مجپر ظلم کرتا ہے میرے حال پر
رحم کھا ارے مجکو کچھ نہین ملا ہے وہ تو موجود ہین دریافت کرلے ہان تیری بہن بیکار پڑے مانگ کر
رکھ گئی ہے اگر تیرا جی چاہے انکو کھالے اگر بہت بھوک لگی ہے اُسنے جواب دیا کہ کیون مجھسے فقرہ کرتا ہے
اگر یون نہ دیگا تو زبردستی چھین لونگا یہ کہکر اُسکے برابر بیٹھ گیا جو ٹکڑے سکھے کچھ تو کھالیے اور
کچھ باندھ لیے اور کچھ جنگل مین پھینکدیے کہا کہ آج تو بھوکا مرا اور کیون مرنے لگا تیرے پاس تو
روپے ہونگے یہ کہکر اُسکا ہاتھ پکڑکر کہا کہ لا مجکو بھی دے نہین تو تیری آج ہڈی پسلی توڑ ڈالونگا
وہ مرد پیر دوہائی دینے لگا انکو ترس آیا اور کہا کہ اے بھائی قسم ہے تجکو خدا وندی کی کہ جو
مین نے کچھ بھی دیا ہو کیون اس بیچارے پر ظلم کرتے ہو یہ ہین اسکا اور یہ حالت اسکی نہین ہے کہ کماکر تمکو
دے بلکہ اب تمکو لازم ہے کہ تم اسکے حال پر رحم کھا کر اسکی زندگی بسر کرنے کی صورت کرو شاباش ہے اُس
عورت کو کہ جو بیتا فوت ہوگئے وہ اسقدر باپ کی پرورش کرتی ہے اور یہ تمسے یہ بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ
اور تم ظلم کرتے ہو اُسنے یہ سنکے جواب دیا کہ آپ اس امر مین شرلو لین یہ اسی قابل ہے اسنے کیون ایسے فعل کیے
کہ ہزارون روپیہ کی دولت تباہ ہوئی کیون نہ انجام کا خیال کیا ایسے کی یہ ہی سزا ہے اور وہ تو اسکی کمائی کا
ٹھیکرا ہے اُسکو آوارہ کر رکھا ہے اسکی شادی نہین کرتا ہے ہر ایک سے اسکے بہانے سے روپیہ لیتا ہے
اور اس حالت مین بھی قمارخانہ مین جاکر قمار بازی کرتا ہے اور ہارا آتا ہے یہ کہو کہ وہ خود اپنی ذات سے

ٹھیک ہو وہ نہ اب تک سب کی ناک کٹ چکی ہوتی پھر کیوں نہ میں ظلم کرکے لوں جب میں نے یہ طریقہ دیکھا میں نے
تمہارے پیچھے پڑکر کسی میں بھی دن بھر ادھر اُدھر پھرنے لگا اور جو کچھ ملا کھا گیا بڑا غضب یہ ہو کہ میں نے جو کئی مرتبہ
کہا کہ اسکی شادی کر دے تو جواب دیتا ہے کہ میں خود اپنے تصرف میں لاؤنگا کئی مرتبہ اُس سے کہا اُسنے انکار کیا
یہ بڑا مکار ہے یہ جو اُس جوان نے کہا اُس مرد پیر نے اُسکے جواب میں کہا کہ او ناشدنی تو غارت ہوا رے میں بھی
جو ایسا خیال بھی دل میں ہو میں نے تو خود کئی مرتبہ اس امر کی تجھ سے درخواست کی کہ بیٹا نوکری کر اور کچھ روپیہ
پیدا کرکے بہن کی شادی کر دے تو نے جواب دیا کہ ہمکو کیا غرض اُسکا جسکے ساتھ جی چاہیگا اپنی آپ شادی کر لیگی
میں کہاں سے لاؤں تم ہی نکالو اور جو لوگ راضی بھی ہوے تو تو نے یہ کیا کہ یہ فلاں سے پھنسی ہے اور فلاں کے
ساتھ آشنائی کی ہے یہ خراب ہے جب اُنھوں نے دریافت کیا تو غلط نکلا تو نے یہ اُنکو پٹی پڑھائی کہ یہ مفلس نہیں ہیں
اُنکے پاس دولت ہے یہ چاہتے ہیں کہ اس لڑکی کو کسی کے ساتھ پھنسا کر خود اُس روپیہ پر قابض ہو جاؤں خوب
قمار بازی کروں چنانچہ وہ لوگ انکار کرنے لگے ہر ایک تین ہزار روپیہ طلب کرنے لگا تو اتنا بڑا بے غیرت ہے
کہ ناکتخدا لڑکی کو عیب لگاتا ہے اور اپنی زبان سے ہر ایک سے بیان کرتا ہے اور پھر یہ باتیں بناتا ہے جا دور ہو
میرے پاس سے نیز اپنا منھ کالا ہو یہ جو اُس مرد پیر نے کہا اُس جوان نے جواب دیا کہ کیوں قضا آئی ہے اپنی زبان کو
روک میں یہ نہ خیال کرونگا کہ تو باپ ہے سینے پر چڑھکر تیرا دم نکال لونگا تو نے ضرور فقرہ دیکر اُنسے کچھ حاصل کیا ہے کیونکہ
یہ مرد با مروت اور صاحب رحم معلوم ہوتے ہیں یہ سُنکے وہ مرد پیر رونے لگا اور کہا کہ جو تیرا جی چاہے میرے
ساتھ سلوک کر یہ تو مجکو یقین ہو گیا کہ آج میری قضا ہے وہ جوان یہ کہکر چلا کہ میں آج تجکو زندہ نہ رکھونگا ضرور
مار ڈالونگا جب تک تو زندہ رہیگا اُس چھوکری کا کوئی سلسلہ نہوگا ان دونوں نے جو کہ سجاوان
مرد آدمی نے دیکھے ہیں تیری جان لی جب اُنھوں نے دیکھا کہ یہ جوان بہت زبردست ہے اور وہ مرد پیر
نابینا ہے اُنکو تو اُسکے حال پر ترس آچکا تھا کہا بھائی اسپر رحم کر میں نے ایک پیسہ نہیں دیا ہے بلکہ تو تم مجھ سے
دس روپیہ لو اور اسکی جان چھوڑ دو اُسنے کہا کہ لائیے مجکو اس سے کیا غرض روپیہ سے غرض ہے
یہ کہکر اُنکے پاس آیا اُنھوں نے دس روپیہ جیب سے نکالکر اُسکو دیئے اُسنے لیے اور اُس مرد پیر کی طرف
متوجہ ہو کر کہا کہ سُنتا بڑے میاں جو کچھ تمکو اِنسے ملے اُسمیں میرا بھی حصہ ہے میں ضرور رستے لونگا یہ کہکر
خم بجاتا ہوا چلا گیا جب وہ چلا گیا تو اُس نابینا نے کہا کہ کیا وہ حرامزادہ گیا اُن سردار نے جواب دیا
کہ ہاں گیا مرد پیر نے کہا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں خداوند تعالے آپکے عالی عالی مراتب کریں بادشاہ کا
آپ پر بہت پیار ہو کوئی مرتبہ عالی مرحمت فرمائیں کہ آپنے اسوقت میری جان بچائی ورنہ وہ مجکو ضرور
مار ڈالتا آپنے اُسکی حرکت دیکھی پہلے اُسنے یہ فقرہ کیا کہ تم اس فقرے سے روپیہ لیکر قمار بازی کرتے ہو
کہ میں لڑکی کی شادی کرونگا اور خود اپنے تصرف میں لانے والے ہو اس سے یہ غرض تھی کہ جب میں یہ کہونگا
تو جو آپ نے دیا ہوگا وہ آپ کہدینگے کہ ہاں مجھ سے بھی یہ ہی فقرہ کرکے لیا ہے مگر آپ نے کچھ دیا نہ تھا
جو آپ فرماتے دوسرے آپکو میرے حال پر رحم آگیا تھا یہ جو اُس مرد پیر نے کہا اُنھوں نے جواب دیا کہ تمہارا لڑکا بڑا شہدا
اور رشوت پرست ہے اُسنے جو بدیا کہ آپنے ملاحظہ فرما لیا یہ ہی ناشدنی بہن کی شادی نہیں ہونے دیتا ہے پہلے تو اُسکو
بدنام کیا کہ یہ بد ہے جب دیکھا کہ لوگ اسپر بھی راضی ہیں اور یہ اُسکا حال سب پر ظاہر ہو گیا کہ یہ بد نہیں ہے تو
پھر یہ کہدیا کہ اُنکے پاس روپیہ ہے جب تک اسقدر روپیہ نہ لے لینا اسوقت تک شادی نہ کرنا بس ہر ایک پھر جاتا ہے اُس
سردار نے کہا کہ تم لشکر میں چلو یہ وہاں آکر اسقدر شور سے اینٹھتی اور تمپر ظلم نہ کرنے پائیگا اور تمہاری آرزو بھی پوری
ہوگی لڑکی کی بھی تمہاری اپنے گھر کی ہو جائیگی اُسنے جواب دیا کہ اگر آپکی عنایت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اُس سردار نے دیکھا

تم میرے ساتھ لشکر مین چلو پھر آپ کیون نہین جاتے ہین اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ مین اس سبب سے نہین
جاتا ہون کہ بعد دن تیرے نہین جاؤنگا کیونکہ تیرا کوئی سہارا نہین ہی شاید پھرا آنا آج ہو تو پریشان ہوگی
دوسرے تنہا گھر مین رہیگی تیرے بہت سے دشمن ہین اور تیرا بھائی تیرا خود دشمن ہی ایسی حالت مین کیونکر
تجکو چھوڑ کر جاسکتا ہون اور تو مجھ سے محبت بھی کرتی ہی اور مین تجسے تیری مفارقت ایکدم کی مجکو ناگوار ہی
ہان اگر تو چلے تو کیا مضائقہ ہی اُسنے جواب دیا کہ بابا میری یہ حالت نہین ہی کہ اسقدر لشکر مین جاسکون کیونکہ
میرے تن پر پورا کپڑا تو سالم دست ہی نہین شہر مین کیونکر چلون اُس سردار نے یہ سُنکے جواب دیا کہ ای لڑکی تو اسکا
خیال نکر کہ کوئی تیرے اوپر کچھ اعتراض کرے ہر ایک تو تیری حالت دیکھکر عبرت ہوگی اُس مرد پیر نے کہا کہ
ای بیٹیا جب فلک کی طرف سے یہ مصیبت پڑی ہی تو اور کیا کہا جاے چلو شاید کچھ کام نکلے جب اُس
مرد پیر اور اُس جوان نے یہ کہا تو اُسنے جواب دیا کہ خیر چلیے جو آبرو ریزی مقدر مین ہو اُسکو پورا کرنا ضرور
ہو شاید مصیبت اٹھانے کو جو مصائب باقی ہین وہ سب گذر جائین جب اُسنے یہ جواب دیا وہ نابینا اُٹھا
لکڑی ہاتھ مین لی اُس لڑکی نے ہاتھ پکڑا وہ سردار مرکب بڑھا کر چلا آگے آگے وہ سردار رفقا سمیت پیچھے
وہ نازنین اور نابینا چلے آتے تھے یہانتک کہ اُس صحرا کو طے کرکے لشکر مین آگئے جب لشکر مین داخل
ہوئے ہر ایک لشکری کی نگاہ اُس لڑکی پر پڑتی تھی چند آدمیون نے آوازے کسے کہ اُس سردار نے
منع کیا وہ لوگ خاموش ہو رہے اُس مرد پیر نے رو کر کہا کہ مین اسی لیے نہین آتا تھا وہ ہی
بے عزتی کی نوبت آئی ادھر وہ لڑکی رونے لگی کہ ان کلامون کے سننے کے لیے آپ یہان آئے ہین اُس مرد پیر
نے کہا کہ بیٹیا صبر کر یہ دن بھی نہ رہینگے اسی طور سے سمجھاتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ سردار قریب بارگاہ
پہونچا اندر بارگاہ کے گیا وہان آفاق نے سہ پہر کا دربار کیا تھا سب حاضر دربار تھے کہ یہ سردار
پہونچا مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یہ غلام شکار کو گیا تھا شکار سے واپس آتا تھا کہ راہ مین
ایک درخت کے نیچے ایک نابینا بیٹھا ہوا تھا اور سوال کر رہا تھا مجکو اُسکے حال پر رحم آیا مین نے جاکر
اُس سے حال دریافت کیا بس اُس سردار نے سب حال اُس سے جو کچھ سُنا تھا بیان کیا اور کہا کہ
مین اُسکو لیکر آیا ہون وہ نازنین بہت خوبصورت ہی اس عالم مین وہ حسن ہی کہ جسکا ذکر نہین ہو سکتا ہی
اگر اجازت ہو تو طلب کرون فرا ملاحظہ فرمائیے مین نے اُس سے اقرار کیا ہی کہ مین بادشاہ سے تیری خواہش
کے موافق روپیہ دلوا دونگا بلکہ اور سب سردار بھی دینگے لہذا مین اُسکی سفارش کرتا ہون وہ ضرور
لائق رحم ہی بلکہ مین نے یہ بھی اقرار کیا ہی کہ کسی نہ کسی معزز سردار کے ساتھ عقد کرا دونگا یہ جو اُس سردار
نے عرض کیا آفاق نے حکم دیا کہ بلا لو بس یہ سنتے اُس سردار نے ایک چوبدار سے کہا کہ وہ باہر جو
نابینا اور ایک لڑکی کھڑی ہوئی ہی اُسکو اندر لے آؤ کیونکہ جب یہ اندر جانے لگا تھا تو کہہ گیا تھا کہ تم
یہان ٹھہرو مین بادشاہ سے عرض کرکے طلب کرتا ہون بس وہ چوبدار باہر آیا اور کہا کہ اُس مرد پیر کو
بادشاہ نے طلب فرمایا ہی یہ سنتے وہ لڑکی اُسکا ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے ہمراہ اُس چوبدار کے آئی جب اندر بارگاہ
کے آئی اُسکے روے روشن کی ضو سے بارگاہ روشن ہوگئی ہر ایک کی نگاہ کے نیچے ایک برق چمک گئی سب نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک پری یا حور عجیب حالت سے ایک مرد پیر کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے چلی آتی ہی اُسکو دیکھکر سب
حیران ہوے ہر ایک نے اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھا اُسکی مژگان ایسی تھین کہ ناوک دلدوز تھین ابرو براے عاشقان شمشیر برّان
کا طریقہ رکھتے تھے وہ اُسی طور سے سر جھکائے ہوے بابا کا ہاتھ پکڑے ہوے چلی آتی تھی کہ قریب تخت لاکر
اُس چوبدار نے کہا کہ بادشاہ کو سلام کر دو اُس مرد پیر نے سلام کیا اُس نازنین نے بھی بسبب شرم و حیا

بھلا مین تم ایسی زوجہ کی موجودگی مین اور عورت کرونگا تمھارے تلووں کی وہ برابری نہین کرسکتی ہی اُسنے
جواب دیا کہ وقت پر اسکا جواب دیا جائیگا ابھی کیا ضرورت ہی خیر جو آپنے حکم دیا ہی مین اسکی تعمیل کرونگی بعد تھوڑے
عرصہ کے آفاق نے دربار برخاست کیا چونکہ رات ہوگئی تھی ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ مین گیا مگر
ہر ایک کو اُسکا خیال تھا کوئی یہ خیال کرتا تھا کہ کسی کو اُس مرد پیر کے پاس روانہ کرون پیام بھیجون کوئی یہ
خیال کرتا تھا کہ خود جاکر پیام دون بہت از اس خوف سے خاموش ہو رہے کہ بادشاہ کی نظر اسپر ہی جو کہ
زیادہ بیقرار تھے انھون نے اپنے ملازم خاص کے ہاتھ پیام کہلا بھیجا کہ اے مرد پیر تو اپنی دختر کی شادی
ہمارے ساتھ کر دے اُسنے یہی جواب دیا کہ بادشاہ کو اختیار ہی بعض خود آئے یہی سوال کیا اُسنے
وہی جواب دیا آخر مایوس ہوکر چلے گئے غرضکہ پہر رات گئے جو بدر اُسنے ایک خوان کھانے کا لاکر دیا
کہ اُس مرد پیر نے کہا کہ رکھدو وہ رکھکر چلا گیا اسکے جانے کے بعد آن دونون نے خوب سیر ہوکر
کھانا کھایا اسکے بعد پلنگ پر لیٹ رہے جب دیکھا کہ لشکر مین سناٹا ہو گیا تب وہ مرد پیر اُٹھا
اور وہ توڑے نذر زنبیل کرنے لگا کہ اُس نازنین نے کہا کہ اُستاد میرا بھی حصہ ہی جو جان پر کھیل کر
آیا ہون خواجہ نے کہا کہ برق تو کہان ہی کہ وہ نازنین اُٹھی کہ اُستاد مین ہی ہون آپکا برق خادم راوی نے
یہ بیان کیا ہی جب صاحبقران نے آفاق کی بہت تعریف فرمائی اور اسکے قتل ہونے کا افسوس کیا اُسوقت
خواجہ نے بھی افسوس کیا تھا اور اس خیال سے یہ کہا تھا کہ اُسپر عیاری نہین ہوسکتی کہ شاید کوئی
لشکر کفار کا جاسوس یہان موجود ہو اور خواجہ نے اُسیوقت تصور کر لیا تھا کہ عیاری کرونگا اور جب
دربار برخاست ہوا یہ عیاری سوچنگا اور نا بینا بنکر اُس درخت کے سایہ مین آ بیٹھے تھے انھون
نے اور کچھ سوچا تھا یہ خیال کرکے بیٹھے کہ کوئی ادھر سے جائیگا اُس سے وہی تقریر جو کہ
بیان کی تھی بیان کرینگے اور کسی تدبیر سے گرفتار کرکے اُسکی صورت بنکر دربار مین جاؤنگا
جب وہان پہونچ لونگا تو دوسری عیاری کرونگا اسی نیت سے انھون نے اُس سردار کو کھڑا پایا تھا مگر
عیاری دوسری ہوگئی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب یہ چلے تھے تو برق و چالاک بھی چلے تھے مقرر
اُس مقام پر پہونچے جب خواجہ اُس سے گفتگو کر رہے تھے برق و چالاک نے مشورہ کیا چالاک تو لڑکا بنکر
آیا اور دس روپیہ لیگیا برق نازنین کی شکل بنکر آیا یہ بھی مثل برق اول کے عورت بنا ہوا ہی مین جب برق
نے کہا کہ اُستاد مین ہون تو خواجہ نے جواب دیا کہ بیٹا خوب پہونچے بیان کرو کیونکر آئے برق نے عرض کیا کہ اُستاد
جب آپنے یہ فرمایا کہ اُسپر عیاری ہونا غیر ممکن ہی ہم سمجھ گئے کہ آپ ضرور عیاری کرینگے جب دربار برخاست ہوا
ہم آپکے خیمہ مین گئے آپکو نہ پایا بس خیال کرلیا کہ آپ فکر عیاری مین گئے ہین بس مین اور چالاک دونون چلے کہ آپکو
تلاش کرین جب اُس صحرا مین پہونچے آپکو بیٹھے دیکھا پہچان لیا کہ آپ نابینا بنے ہوئے ہین اور اُس سے کلام کر رہے ہین ہمنے
سب تقریر سنی بس ہمنے اور چالاک نے صلاح کی کہ اُستاد کی بات بنانا چاہیے بس چالاک تو لڑکے کی صورت بنکر آئے اور
وہ تقریر کرکے دس روپیہ لیگئے مین لڑکی کی صورت بنکر آیا خدا نے یہانتک تو پہونچایا ہی اب جو کچھ آپکے خیال کی ہو وہ کیجیے
خواجہ نے کہا کہ اے برق تم میری صورت پیر مرد کی بنکر پلنگ پر لیٹ رہو جب صبح ہو تو غل مچانا کہ کوئی میری لڑکی کو رات کو بھگا لیگیا
اور سب روپیہ بھی لیگیا مین تو لٹ گیا خوب شور و غل کرنا رونا پیٹنا اپنی حالت تباہ کرنا مین جاتا ہون عیاری کرکے
آفاق کو بیہوش کرتا ہون صبح کو اُسکی صورت بنکر تخت پر بیٹھونگا تم میرے پاس آکر فریاد کرنا پہلے تو مین بہت کچھ
سمجھاؤنگا تم نہ ماننا آخر کو مین تمکو دس ہزار روپیہ دیکر کہونگا کہ تم میرے لشکر سے چلے جاؤ تم کہنا کہ مجھکو
اُسی مقام پر پہونچا دیجیے مین جو بادار کو ہمراہ کرکے تمکو اُس مقام پر پہونچا دونگا مگر اُس روپیہ کو امانت رکھنا

کہ سر سے خون نکلنے لگا اور کہا کہ مین اپنی جان ضرور دونگا یہ جو حال ان لوگون نے دیکھا باہم صلاح کی کہ بادشاہ
کو جا کر خبر کرین کہ یہ کیا ہوا اسکی لڑکی کو کون لیگیا دو ایک آدمی اندر سے باہر آئے ادھر اسکے رونے کی صدا
بارگاہ مین گئی کیونکہ اسکا خیمہ بارگاہ سے قریب تھا آفاق نے جو سنی کہا کہ یہ کون رو رہا ہے اس طرح سے
تڑپ تڑپ کر خبر تو لاؤ کہ کس پر ہمارے لشکر مین ظلم ہوا کہ وہ لوگ پہونچے بادشاہ کو خبر کیا اور عرض کیا کہ حضور
بڑا غضب ہوا کہ اس نابینا کی لڑکی کو کوئی رات کو خیمہ سے نکالکر لیگیا اور سب روپیہ بھی لیگیا وہ اسوقت
اپنی جان دیئے دیتا ہے ہم جو سوتے سے اٹھے اسکے خیمہ سے رونے کی صدا آئی ہم یہ سمجھے کہ شاید پیر مرد مر گیا
اب جو اندر گئے اس خیال سے کہ وہ مر گیا ہے وہ لڑکی رو رہی ہے اسکو تو زندہ پایا لڑکی غائب تھی ہمنے
جو اس سے دریافت کیا تو اسنے کہا کہ مجھکو کیا معلوم ذرا تلاش کرو وہ بیہوش ہے یا نہین اب جو دیکھا تو روپیہ بھی
ندارد تھا جب یہ سنا تو وہ تڑپنے لگا رونے لگا ہمنے جو اسکی حالت خراب دیکھی تو آپ سے آکر عرض کیا کیا حکم ہوتا
ہے یہ سنتے ہی آفاق نقلی نے فرمایا کہ اسکو ہمارے پاس لے آؤ کہ ہم ذرا حال تو سنین ہمکو معلوم ہو کہ جن
لوگون کی یہ حرکت ہے مین تمام لشکر کی تلاشی لونگا ہر ایک کو باندھکر سزا دونگا کیا دینے کیا اسلئے یہ کونسی
حرکت ہے اب کسی کی بہو بیٹی کاہے کو لشکر مین رہنے لگی یہ ظلم ہمکو پسند نہین ہے ہر ایک سردار کے حواس
یہ خبر سنکے جاتے رہے ہر ایک اپنے مقام پر خیال کرنے لگا کہ یہ حرکت کسنے کی اور یہ جرأت کسکی تھی وہ
بڑا چالاک تھا اور بڑا نجومی تھا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر خیال کر رہا ہے کہ یہ فلان کی حرکت ہے یہ فلان
کی حرکت ہے آفاق نقلی حالت غیظ مین بیٹھا ہوا ہے بدن سارا کانپ رہا ہے چہرہ سرخ ہے کہ اتنے عرصے مین وہ لوگ
جو کہ بارگاہ مین آئے تھے وہ یہ حکم پاکر باہر بارگاہ سے آئے اور اس خیمہ مین جاکر اس سے کہا کہ چلو بادشاہ
طلب کرتا ہے اسنے کہا کہ مین کیا کرون جاکر بادشاہ میرا کیا کریگا مین یہان آکر رہا گیا لوگ اسکو زبردستی
پکڑ کر لائے جب وہ بارگاہ مین آیا کہنے لگا کہ دہائی ہے مین لٹ گیا تباہ ہوگیا سر پیٹنے لگا پچھاڑین کھانے لگا دہائی
دینے لگا آفاق نقلی نے کہا کہ کچھ حال تو بیان کرو اسنے کہا کہ جسوقت سے مین یہان سے اپنے خیمہ مین گیا
اسوقت سے لوگ آنے لگے کوئی کہتا تھا کہ ہمکو ہمارے مالک نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ ہمارے ساتھ شادی کردو
مین نے جواب دیا کہ بادشاہ کو اختیار ہے وہ پھر گئے بعض سردار خود آئے مین تو اندھا ہون انکی صورت سے نہ واقف ہون
نہ نام سے مین نے نام دریافت کیا انھون نے نہ بتایا مین نے وہی جواب دیا جو کہ انکے نوکرون سے کہا تھا
اسکے بعد سرکار سے کھانا گیا مین نے اسنے لیکر باہم ملکر کھایا کھایا اور سو رہے جب صبح ہوئی تو مین اٹھا مین نے
صدا دی کہ بیٹی منہ دھونے کو پانی لاؤ کئی مرتبہ پکارا کچھ صدا نہ آئی مجھکو یقین ہو گیا کہ کوئی نہ کوئی ضرور
لیگیا مین نے بڑا دھوکا کھایا کیون یہان آیا مین تو کسی طرف کا نہ رہا آفاق نقلی نے جواب دیا کہ کیون اپنی
حالت تباہ کرتا ہے صبر کر مین لشکر مین تلاش کرتا ہون اگر مل گئی اور جو لے گیا ہے اسکو سزا دیتا ہون ورنہ
صبر کرو اصل عورت کی ذات بیوفا ہوتی ہے اسنے کہا کہ وہ کبھی ایسی نہ تھی کوئی نہ کوئی ضرور اسپر آفت
آئی وہ جہان ہوگی میرے لیے بیقرار ہوگی یہ کہتا ہے اور روتا ہے بہت بہت سب نے سمجھایا اسنے رونا نہ
موقوف کیا آخر آفاق نقلی نے کہا کہ ہم دس ہزار روپیہ دیتے ہین تو اس سے بہتر کیا ہے لشکر مین رہ
اپنی جان نہ دے ہم اسکو تلاش کرکے تیرے حوالے کر دینگے اسنے کہا کہ معلوم ہوا آپنے اسکو چھپوا منگایا ہے
اسی سبب سے روپیہ دیتے ہین جب آفاق کی زوجہ نے یہ سنا تو اسکو خوشی ہوئی کہ خوب ہوا آفت
ٹلی مگر خیال ہوا کہ شاید بادشاہ نے میرے خوف سے اسکو کسی اور مقام پر چھپا دیا ہو اس سے کہا کہ تو صبح کو یہ حال بیان کرنا
جب اسنے یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے قبضہ مین ہے بادشاہ نے اسکے جواب مین قسم کھا کر کہا کہ میرے قبضہ مین نہین ہے مجھکو

کمند کس گئی سحر کیا کچھ نہو سکا اسنے خیال کیا کہ ضرور دین اسلام حق ہے چونکہ مرد باغیرت اور جری ہے یہ
نہ گوارا ہوا کہ مین بادشاہ کی شرکت ترک کرون اور لشکر اسلام کا شریک ہون پس اسنے اسی امر مین
اپنی بہتری دیکھی اور یہ ہی امر اپنے حق مین مناسب پایا کہ لشکر لیکر یہان سے چلے جاؤ نہ بادشاہ کی طرف
سے مقابلہ کرو نہ لشکر اسلام کے شریک ہو اگر مقابلہ کروگے تو ضرور یہ عیار تمکو قتل کرینگے آپ زندم
جہان زندم اگر تم قتل ہوے تو تمھاری زوجہ کی حالت خراب ہوگی اور وہ تباہ ہوگی کیونکہ اُسکا کوئی
نہین ہے ایسی حالت مین اُسپر رحم کرو اور جنگ سے دست بردار ہوکر اپنے ملک کو چلے جاؤ چنانچہ یہ ہی خیال کرکے
اُسنے قسم کھائی تھی جب خواجہ نے اُسکو کمند سے رہا کیا اُسنے رہا ہوکر خواجہ کو اپنے گلے سے مالا مروارید کا اُتار کر دیا اور
کہا کہ خواجہ تمنے کیا عیاری کی خواجہ نے کل عیاری بیان کی اب اُسنے کہا کہ خواجہ اپنی اصلی صورت دکھاؤ
خواجہ نے اپنی صورت تبدیل کی اُسنے خواجہ کی صورت دیکھکر ایک جوڑی الماس کے ایکے کی خواجہ کو دی خواجہ
اُسکو لیکر بہت خوش ہوے پس آفاق نے خواجہ سے کہا کہ آپ میرے ہمراہ لشکر مین چلین خواجہ نے کہا
کہ مین اپنے لشکر کو جاؤنگا تم اپنے لشکر کو جاؤ مگر اپنے قول پر ثابت رہنا ورنہ مین ابکی جو تمکو عیاری کرکے گرفتار
کرونگا تو فوراً قتل کرڈالونگا اُسنے جوابدیا کہ آپ اطمینان رکھین قول مردان جہان دارد سخن مردان
اعتبار ہیں یہ کہکر آفاق سحر کرکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا خواجہ طرف صحرا کے آفاق اپنے لشکر
مین پہونچا اپنے خیمے مین آیا وہان سے اُس خیمے مین آیا جہان اُسکی زوجہ سو رہی تھی آکر دیکھا کہ کوئی نہین
ہے ملکہ تنہا سو رہی ہے پس آفاق نے ملکہ کو بیدار کیا اور کل حال بیان کیا اور کہا کہ مین کل یہان سے
کوچ کرکے چلا جاؤنگا ملکہ نے یہ سُنکے کہا کہ بڑا غضب ہوا تھا مین رانڈ ہوگئی تھی میرا تو کوئی بھروسا
نہ تھا سوائے تمھارے میری کیونکر زندگی ہوتی کون خبر لیتا یہ تو اُسنے بڑا رحم مجھپر کیا ہمکو اسکی خبر بھی
نہوئی وہ دن بھر تمھاری صورت بنا ہوا لشکر مین رہا دربار کیا کسی سردار نے نہ پہچانا کیسے یہ لوگ
ساحر ہین اور نہ مین نے پہچانا ضرور یہان سے چلو ایسے عیارون سے کون مقابلہ کرسکتا ہے جو کہ
دیدہ و دانستہ آنکھ مین خاک ڈالتے ہین آفاق نے کہا کہ ملکہ تم پریشان نہو مین کل یہان سے ضرور
کوچ کر جاؤنگا پس وہ رات میان بی بی نے جاگ کر بسر کی جب صبح ہوئی آفاق نے حکم دیا کہ لشکر مین
سامان سفر ہو مین ایک ضرورت سے بادشاہ کے پاس چلتا ہون اگر وہ اجازت دینگے تو پھر آکر مقابلہ
کرونگا پس اُسیوقت لشکر مین سامان سفر ہونے لگا تھوڑے عرصے مین کل لشکر تیار ہوگیا آفاق مع اپنی
زوجہ اور لشکر کے اور مع اُس لشکر کے جو کہ حریک وغیرہ کا تھا بعد قتل ہونے حریک وغیرہ کے
آفاق کے سب تابع حکم ہوے تھے اُس مقام سے کوچ کر گیا طرف سمندر یہ کے یہ تو اُدھر جاتا ہے
یہان جب برق کو چوبدار اُس مقام پر پہونچا گئے جب برق نے دیکھا کہ چوبدار چلے گئے اُسنے اُس
روپیہ کو ایک غار مین لیجا کر دفن کیا اور خود لشکر آفاق مین آیا چونکہ اسکو معلوم تھا کہ خواجہ آفاق
بنے ہوے ہین باطمینان تمام دن بھر لشکر مین رہا کہ شاید کوئی اُفتاد خواجہ پر نہ پڑے جب رات ہوگئی یہ اُس
غار پر آکر بیٹھ رہا تھا کہ خواجہ آفاق کو رہا کرکے اُس جگہ آئے برق کو اُس عالم شب مین تلاش
کیا وہ نہ ملا خواجہ کو خوف ہوا کہ برق روپیہ لیکر بھاگ گیا رات بھر اس خفقان مین نیند نہ آئی صبح کو اُسکی
تلاش مین چلے خواجہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ایک غار پر بیٹھا ہوا ہے اُسکی طرف چلے اُدھر برق نے خواجہ
کو پہچان لیا گو کہ یہ بھی صورت بدلے ہوے تھے مگر برق پہچان گیا جب خواجہ قریب آئے تو برق نے جھک کر
سلام کیا اور یہ عرض کیا کہ اُستاد آپکی امانت موجود ہے پس خواجہ نے برق کو پہچانا برق نے سپارد یہ خواجہ

سے تسخیر کیا خواجہ نے اُسکو جا بجا کر بار زنبیل کیا اُسکے بعد خواجہ و چالاک و برق وغیرہ طرف لشکر کے روانہ ہوے
چونکہ چالاک بھی آگیا تھا جب چالاک آیا تو خواجہ نے کہا کہ ای چالاک وہ روپیہ لائیے جو کہ دس روپیہ ملے
تھے چالاک نے کہا کہ حاضر ہیں پس وہ روپیہ نکالکر دیے خواجہ نے وہ بھی لے لیے تھے سب لیکر خواجہ معہ ان دونوں
عیاروں کے لشکر کی طرف آئے یہانتک کہ داخل لشکر ہوے اُس وقت سوچے تھے کہ آفاق لشکر لیکر کوچ کر گیا تھا
یہاں سب بارہمہ تھا بادشاہ و صاحبقران دربار میں تشریف لائے دربار آراستہ ہوا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی
کہ آج صبح کو جو آفاق انکا دربار میں آیا آتے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو وہ کل لشکر کو لیکر طرف سمندریہ کے چلا گیا ہے
وہ اب مقابلہ نکرے گا یہ سُنکے صاحبقران نے فرمایا کہ نہ معلوم کیا سبب ہوا جو لشکر لیکر آفاق کوچ کر گیا ہرکاروں
نے عرض کیا کہ ہمکو نہ معلوم ہوا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ و چالاک و برق آکر پہونچے خواجہ سلام کرکے اپنی
کرسی پر بیٹھ گئے اور سب عیار اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ ابھی ہرکارے
خبر لائے ہیں کہ آفاق لشکر لیکر یہاں سے کوچ کر گیا ہے کیا سبب ہوا خواجہ مسکرائے اور یہ عرض کیا کہ کیا معلوم
کوئی سبب ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی سبب بظاہر تو معلوم نہیں ہوتا ہے جو کوئی یہ خبر دریافت کرکے
ہمکو خبر دے تو ہم اُسکو انعام دینگے خواجہ نے عرض کیا کہ کیا انعام میں عنایت فرمائیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ ایک ہزار روپیہ دونگا یہ جو صاحبقران نے فرمایا خواجہ نے عرض کیا کہ اگر کسی نے کوئی کام
کیا ہو اسکا بھی انعام دینگے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر اُسنے کام انعام پانے کا کیا ہوگا تو ضرور انعام
دیا جائیگا یہ جب صاحبقران نے فرمایا اُس وقت خواجہ نے عرض کیا کہ میں نے کارروائی کرکے اُسکو یہاں سے
روانہ کیا ہے کیونکہ آپنے فرمایا تھا کہ افسوس ہے یہ بادر وستار کی مفت میں قتل ہوگا اس سبب سے میں نے جاکر آسیب
عیاری کی اُسکو گرفتار کر لیا کل عیاری بیان کی اپنا اُسکو صحرا میں لیجا کر قتل پر آمادہ ہونا بیان کیا اُسکا اقرار کرنا عرض کیا
اور عرض کیا کہ یہ سبب ہے اُسکے کوچ کر جانے کا اس عیاری اور کارنمایان کا خرچہ اور انعام مرحمت فرمائیے اور ایک ہزار
جو کہ آپنے اقرار کیا تھا عنایت ہو یہ سُنکے صاحبقران نے حکم فرمایا کہ خواجہ کو پانچ ہزار روپیہ لاکر دیا جائے اُسوقت
لاکر پانچ ہزار روپیہ کے توڑے خزانچی نے حاضر کیے خواجہ نے صاحبقران کو سلام کرکے لے لیے اور نذر زنبیل
کیے بادشاہ نے خواجہ کو اس عیاری کے صلہ میں خلعت گران قیمت مرحمت فرمایا ہر ایک سردار نے اپنی اپنی حیثیت
کے موافق دیا بلکہ صرصر نے بھی کچھ دیا عیاروں اپنی چالاک و برق کو بھی ملا خواجہ نے یہ کہکے لے لیا کہ لاؤ
میرے پاس رکھوا دو تم صرف کر ڈالو گے اُسکے بعد پھر پیسہ پیسہ کو محتاج ہوگئے اُنھوں نے بھی ناچار ہوکر وہ دیا وہ
نذر زنبیل ہوگیا یہاں تو دربار آراستہ ہے

اب حال سمندریہ کا قلمبند ہوتا ہے

راوی تحریر کرتا ہے کہ جب سمندر شاہ یہاں سے واپس ہوکر شہر میں پہونچا تھا اُسدن تو دربار بند کیا بلکہ سب کو
رخصت کرکے داخل محل ہوا صبح کو دربار کیا سب حاضر دربار ہوے سمندر شاہ نے اپنے اُستاد سے کہا کہ ای اُستاد
اب سحر و ساحری کے مقابلے ہونگے کیونکہ لشکر اسلام میں بھی ساحر آگئے ہیں اول تو کوکب شریک ہوئی ہے اُسنے مقابلہ کیا
وہ بھی ساحر زبردست ہے کوکب کوہ کی مالک ہے وہاں کے ساحر بھی زبردست ہوتے ہیں اپنے ملاحظہ فرمایا تھا کہ اُسنے کیونکر
چہرہ باسمہ کو قتل کیا تھا لشکر میں طلاطم ڈالدیا تھا اور یہ بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا صرصر نے مکاری سے مقابلہ کیا
جو ساحر اُسنے بیہوش و زخمی کیے تاکہ تماشہ بھی آپ نے دیکھا تھا آپنے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا مشتاق نے جواب دیا
کہ یہ امر تو ضرور ہے کہ وہ لوگ اُسسے کیا مقابلہ کر سکتے ہیں آپ اس امر سے فرماتے ہیں کہ اُنکے لشکر میں جو ساحر ہے وہ اُسسے پھرتیز

آگیا ہے تو انکا سحر یہاں کارگر نہو گا آفاق کے مقابلے میں دیکھ لیا سمندر رنے جواب دیا کہ یہ تو ضرور ہے کہ وہ لوگ کچھ
کر نہیں سکتے ہیں مگر ایک زمانہ تو مقابلے میں بسر ہو گا عشاق نے جواب دیا کہ دیکھا جائیگا اطراف و جوانب سے
بادشاہ اور حاکم آ آ کر مقابلہ کرینگے آپکے مقابلے کی نوبت بھی نہ آنے کی کوئی نہ کوئی ضرور ظفر حاصل کریگا
بلکہ آفاق ہی فتح کرکے اس لڑائی کو آئیگا سمندر رنے کہا مجکو تو اسکا یقین نہیں ہے خدا چاہے ایسا کریں یہاں
دربار میں یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ہرکارے حاضر ہوے دعا دیکر عرض کیا کہ ہم غلام طرف مغرب کے شہر سے
نکلکر گئے تھے ہمنے دیکھا کہ ایک لشکر ساحروں کا اترا ہوا ہے بڑی دور تک خیمے وغیرہ برپا ہیں ہم اس لشکر میں جو گئے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر براے کمک حضور آتا ہوا ہے ہمنے دریافت کیا کہ اس لشکر کا افسر و حاکم
کون ہے تو معلوم ہوا کہ ملکہ زعفران بنفشہ پوش و ملکہ چیندرش و بادشاہ ... والی لشکر کے افسر ہیں ہم یہ خبر
دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے کہ آپکو آگاہ کریں کہ یہ لوگ آتے ہیں یہ جو ہرکاروں نے خبر دی بس اسوقت
سمندر رشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے چند سردار براے استقبال جائیں چنانچہ سرداران سمندر رشاہ اسیوقت
ہمراہ ان ہرکاروں کے روانہ ہوے ادھر سے وہ مع اپنے افسروں کے طرف شہر کے چلیں تھیں کہ پہلے سمندر رشاہ
سے ملاقات کریں اور جو وہ حکم دیں اسکو بجا لائیں جبکہ یہ سب تخت گاہ سمندر رکے پاس آئے ادھر سے آتی تھیں یہ ادھر سے جا رہے
تھے کہ سرداران سمندر رسے یہ ہرکاروں نے کہا کہ وہ سامنے سب چلے آتے ہیں ان لوگوں نے بڑھکر ملاقات کی مزاج پرسی
کی اسکے بعد انکو ہمراہ لیکر دربار میں آئے ان سب نے سمندر رکو مجرا کیا سمندر رنے کرسی مرحمت کی وہ سب اسپر بیٹھ گئیں
کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مواج شاہ و گرداب شاہ و حباب شاہ و سیلاب شاہ بھی مع
لشکر کے تشریف لائے ہیں وہ بھی حاضر دربار ہوتے ہیں انکے استقبال کو بھی سردار گئے اور استقبال کرکے
لائے انھوں نے بھی مجرا کیا وہ بھی بموجب اشارہ سمندر رشاہ کرسیوں پر بیٹھے کہ سمندر رنے سب سے پوچھا کہ آپ
لوگوں کا مزاج تو اچھا ہے انھوں نے جواب دیا کہ آپکی ترقی دولت کے خواستگار ہیں دعا کرتے ہیں آپکی پرورش سے زندہ
ہیں اسکے بعد انھوں نے پوچھا کہ حضور نے ہمکو کیوں یاد فرمایا ہے تب سمندر رنے ملاق کہ جسکو گرداب بھی کہتے ہیں
اور وزیر بردست جب ہے اشارہ کیا کہ تم سب حال بیان کردو اسنے اول سے آخر تک حال بیان کیا اور کہا کہ آفاق
مقابلے میں فرودکش ہیں انھوں نے عرض کیا کہ مجکو کیا حکم ہوتا ہے ... حکم دیا کہ آپ ... لشکر لیکر شریک
آفاق ہوں یہ نہ خیال اپنے دل میں فرمائیں کہ بادشاہ نے ہمکو قیام نہ کرنے دیا فوراً روانہ
کردیا اسکا سبب یہ ہے کہ آفاق زخمی ہوچکا ہے یہ تو آپنے سنا ہے ... ایسی حالت میں آپ لوگوں کا جانا مناسب
ہے جب آپ لوگ لڑائی فتح کرکے تشریف لائینگے تو میں آپکی دعوت کرونگا انھوں نے عرض کیا کہ ... آپکے تابع حکم ہیں
یہ ہم کیوں خیال کرنے لگے بلکہ یہ ہماری سعادت ہے کہ ہم آپکے بموجب فرمان کے ... یہ تو
خیال ہوا کہ فلاں فلاں ہمارے دوست ہیں اور ہمارے ... گذارے ہیں ... خادم تصور
کرتے ہیں بس یہ جو انھوں نے عرض کیا سمندر رنے ان سب کو خلعت دیکر رخصت کیا وہ سب ... اسیوقت دربار سے
اٹھکر لشکر میں آئے تھے اور اپنا لشکر لیکر ایک طرف وہ تینوں ... بادشاہ ... ساتھ آٹھ لاکھ کے
لشکر تیار روانہ ہوے یہاں دربار آراستہ تھا ... آفاق کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ لشکر لیکر چلا گیا ہے ... خلعت پاکے
تھے سب بیٹھے ہوے تھے کہ بادشاہ نے ... بارگاہ کے پردے اٹھا دیئے جائیں اس بارگاہ کے پردے اٹھ گئے تھے
تمام صحرا اور مقام فرودگاہ لشکر ... مقابلہ سب پیش نگاہ والا تھا کہ ایک مرتبہ دو طرف سے ابر پیدا ہوا
وہ ابر آکر قریب اس مقام کے معلق ہوا جہاں لشکر ساحران و حریف فرودکش ہوا تھا اور اس ابر سے سیاہ ساحران ظاہر ہوئی
بس لشکر زمین پر اترا خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے کیونکہ قبل سے یہ لشکر آگیا تھا ابھی افسر نہ آئے تھے کہ وہ تینوں ساحرہ بھی

مع لشکر کے وہ جو دوسرا ابر تھا پیدا ہوا لیکن پاس سے انھون نے دیکھا کہ ایک لشکر کثیر زرکش ہی دوسرے لشکر کا نام تک نہین
ہوا ان ساحرون نے اپنے لوگون کو طلب کیا جو کہ قبل سے خیمے وغیرہ لیکر آتے تھے اور دریافت کیا کہ کیا یہ جو لشکر زرکش ہی آفاق
کا ہی اور ہمنے بدون دریافت اسکو لشکر حریف تصور کرکے خیمے اسکے مقابل برپا کر دیئے انھون نے عرض کیا کہ نہ ہمکو یہ معلوم
ہی کہ یہ لشکر آفاق کا ہی ہمنے لشکر حریف خیال کیا ہمنے ایک لشکر زرکش دیکھا بس ہمنے مقابل خیمے برپا کیے
اس خیال سے کہ شاید یہ لوگ منع کرین کہ ہمارے لشکر مین نہ آؤ آپ دریافت کرلین کہ یہ لشکر آفاق ہی یا لشکر حریف
انہین سے جمشید رتن جادو نے ماہ تن سے کہا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ لشکر اسلام آفاق شاہ سے شکست کھا کر
فرار کر گیا یہ لشکر آفاق کا ہی کسی کو روانہ کیجیے دریافت کرو بس اسیوقت ماہ تن نے ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر لاؤ
کہ یہ لشکر کس کا ہی اور اپنے کارندون کو حکم دیا کہ ابھی خیمہ وغیرہ نہ برپا کرو جب ہم حکم دین اسوقت برپا کرنا ملکہ زعفران
بنفشہ مو بلبل جیا دو نے ان دونون سے کہا کہ ہمکو تو یہ لشکر حریف معلوم ہوتا ہی کیونکہ اس لشکر کے علم مثل لشکر
ساحران کے نہین ہین بلکہ انکے علمون کے پھریرے رنگ برنگ کے ہین اور ہم لوگون کے پھریرے سیاہ ہوتے ہین
اتنے مین ہوا بند ہوا کہ فوراً یہ بھی معلوم ہوا جاتا ہی کیا جلدی ہی وہ ساحرہ خاموش ہو رہی ادھر بادشاہ داخل بارگاہ
نے جو اس ابر کو دیکھا تھا آپ سے بادشاہ سے عرض کیا کہ کوئی ساحر آتا ہی کہ اس ابر سے خیمے وغیرہ ظاہر ہو رہے تھے
برپا ہونے لگے تھے کہ وہ سر سے گذر گیا یہ لشکر ظاہر ہوا بس خواجہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہرکارے
بہ احتیاط روانہ ہون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ لشکر ساحران برابر مقابلہ آیا ہی یہ معلوم ہونا چاہیے
کہ اسکے افسر کا کیا نام ہی بس خواجہ نے اسیوقت ہرکارے روانہ کیے وہ ہرکارے ادھر کو روانہ ہوے ادھر
ہرکارے لشکر کفار کے لشکر اسلام مین آئے یہ دریافت کرکے کہ یہ لشکر اسلام ہی فوراً واپس گئے یہ بھی معلوم
ہو گیا تھا کہ آفاق بلا سبب لشکر ایک مقابلے سے چلا گیا ہی بس ہرکارون نے یہ آکر وہ بروانکے بیان کیا
کہ یہ لشکر اسلام ہی جو کہ زرکش ہی اور آفاق شاہ لشکر یکہ بلا سبب و بلا وجہ یہان سے طرف
سمندر ریت کے کوچ کر گئے انھون نے مقابلہ سے دستبرداری کی یہ سنکر انھون نے کہا کہ ہم مقابلہ کرینگے
اسکا ہمکو خوف نہین ہی کہ لشکر کثیر ہی ہم تو ایک دم مین سب کو خاک سیاہ کر دینگے یاں خیمہ برپا کرو
مقابل مین لشکر اسلام کے خیمے برپا ہونے لگے پھر تو برپا ہو گئے تھے جو کہ باقی رہ گئے تھے وہ برپا ہونے لگے ادھر
انھون نے لشکر کو اترنے کا حکم دیا سب اپنی سواری سے زمین پر سے اترے تھا کہ نئی ہو گئی خیمے برپا ہو گئے یہ تینون
ساحرہ اپنے لشکر مین آئین ابھی داخل خیمہ نہوئین تھین کہ صحرا سے گرد اڑی جیسے شاہ وغیرہ مع لشکر کے آکر
پہونچے ان لشکر والون کو دیکھا ادھر لشکر کا ماہ تن وغیرہ کا تھا اسکی طرف رخ کیا کیونکہ جمشید رتن وغیرہ گرد کو دیکھکر
کنارے لشکر کے آکر کھڑی ہوئی تھین انھون نے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہ ہمارا لشکر ہی اور وہ جو مقابل مین ہی
وہ لشکر اسلام ہی بس یہ چارون بادشاہ بھی اسی طرف آکر اترے اسکے بھی خیمے وغیرہ برپا ہونے لگے انکا بھی لشکر
اترا بڑی کھا کھچی ہو گئی بعد لشکر آکر زرکش جو ہوئے تو صحرا آباد ہو گیا وہ جو ہرکارے لشکر اسلام کے
خبر کو آئے تھے یہ حال دریافت کرکے اپنے لشکر مین آئے ادھر جب گرد اڑی تھی بادشاہ نے فرمایا تھا
کہ اور لشکر آتا ہی کہ یہ لشکر پیدا ہوا اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ابکی مرتبہ تو بہت سے کمک کرنے والے
سمندر کے آگئے اور اسنے ایک مرتبہ سب کو یہان بھیجا کہ جاکر مقابلہ کرو یہ سب لشکر کثیر اجل ہین بادشاہ نے فرمایا
کہ ضرور خواجہ نے عرض کیا کہ اور ہرکارے روانہ کرون کہ خبر لائین کہ یہ کون لشکر آیا ہی جواب مین بادشاہ و
صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہی وہ ہی ہرکارے یہ بھی خبر دریافت کرینگے کیونکہ دونون لشکر ایک ہو گئے
ہین خواجہ نے عرض کیا یہ تو ضرور ہی کہ وہ ہرکارے خبر لیکر آئینگے اگر یہی مرضی حضور ہی تو مین کسی کو نہ روانہ کرونگا

اتنے عرصے مین وہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے انھون نے عرض کیا کہ پہلے جو لشکر آیا تھا وہ ساحر و نکالا ہی اُنکی حاکم و افسر ملکہ زعفران و ملکہ چندر رتن و ماہ تن تھا وہ وہین تھا اور یہ جو لشکر آیا ہی وہ دوسری مرتبہ اُنکے حاکم وافسر گرداب شاہ و سیلاب شاہ وغیرہ ہین چار ہون نام ہرکارون نے لیے یہ غیر ساحر و نکالشکر ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کسقدر ہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ دونون لشکر قریب آٹھ لاکھ کے ہونگے بادشاہ نے جواب دیا کہ کیا اصل و حقیقت ہی ہمارا خدا مالک و مختار ہی راوی کہتا ہی کہ لشکر اُترے سب خیمے وغیرہ برپا ہوئے باہم یہ رائے ہوئی کہ ایک ہی مقام پر ایک ہی بارگاہ مین دربار ہوا کرے چنانچہ وسط مین دونون لشکرون کے ایک بارگاہ نصب کی گئی بہت بڑی کہ جسمین دونون لشکرون کے افسر و اہل دربار بخوبی بیٹھ سکین وہ مقام دربار کے لیے مقرر کیا گیا سب کے سب اُس بارگاہ مین آکر بیٹھے دربار کیا چونکہ اُس روز تھکے ہوئے تھے بعد تھوڑے عرصے کے دربار برخاست کیا اپنے اپنے لشکر مین آئے یہان دربار برخاص کیا اُسکے بعد جب رات قریب ہوئی اپنے اپنے خیمے مین آکر سو رہے جب سے یہ لشکر آئے ہین عیار دو ایک اب اُس لشکر مین موجود رہتے ہین یہان بھی بادشاہ اسلام نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مقام پر آئے راوی بیان کرتا ہی کہ یہان تو یہ حال ہی اُدھر کا حال یعنی آفاق دشمند رشاہ کا ساعت فرمائیے

اُنکے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

راوی تحریر کرتا ہی کہ آفاق شاہ جو لشکر کو لیکر یہان سے کوچ کر گیا تو ایک دن اُسنے قریب شہر سوید کے بیرون شہر قیام کیا گو کہ شہر اُس مقام پر سے کہ جہان مقابلہ ہوتا ہی بہت دور نہین ہی کوئی پانچ کوس کا فاصلہ ہی مگر اُسنے قیام کیا دوسرے دن مع اپنی زوجہ کے اور چند سرداران کے داخل شہر ہوا لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ سمند رشاہ کے پاس چلا کہ عذر کر کے اپنے شہر کو چلا جاؤن اس خیال سے چلا اُدھر سمند رشاہ دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ اے بادشاہ نہ معلوم کیا سبب ہوا کہ آفاق شاہ مقابلہ سے اہل اسلام سے کوچ کر کے مع لشکر چلے آئے ہین لشکر کو بیرون شہر ٹھہرا کر خود مع اپنی زوجہ کے آپکی خدمت مین آتے ہین سمند رکو خبر ہوئی اہل دربار سے کہا کہ میرے خیال مین یہ امر نہ آیا چند سرداران اور جمشاق نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی صلح کا پیام آیا ہو وہ لیکر آفاق آیا ہو مگر آفاق کا یون چلا آنا بدون اطلاع ناگوار ہوا کسی کو استقبال کے لیے روانہ کیا خاموش بیٹھا رہا آفاق کو یہ خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور میرے استقبال آئیگا جب کوئی نہ آیا اور یہ قریب دربار پہونچ گیا اسکو بھی بہت ناگوار ہوا کہ میرے استقبال کو بادشاہ نے کسی کو نہ روانہ کیا مین نے بادشاہ کے عوض خدا پرستون سے مقابلہ کیا مین زخمی ہوا یہ خیال کر کے اپنے دل مین اپنی زوجہ سے اس امر کو بیان کیا اُسنے کہا کہ تم کو بڑی بادشاہ سے محبت ہی اور نمک کا پاس ہی خیال تو کرو کہ کسی نے خبر بھی لی تم آئے کیا خبر ہوئی ہوگی کہ آفاق آئے ہین بس ایسے نا قدردان کی خدمت مین جانا کیا ضرور ہی اسی مقام پر سے واپس چلو جب وہ سوال کرینگے تو جواب دے لیا جائیگا کوئی ہمکو بادشاہ دیتے نہین ہین نہ ہم اُنکا دیا کھاتے ہین جب کہ ہم کھاتے تھے اُسوقت ہم اُنکی خیر خواہی کے خواستگار رہتے نمک حلالی کا خیال تھا اب کیون خیال کرین آفاق نے یہ تقریر زوجہ کی سنکر اُنگلی زبان کے نیچے رکھی اور کہا کہ کوئی اپنے ولی نعمت کی طرف ایسا خیال نہین کرتا ہی اُنکو کیا خبر کہ وہ استقبال کو روانہ کرینگے وہ تو یہ جانتے ہونگے کہ آفاق مقابلہ مین اُترا ہوا ہی مین نے جو یہ تجسے کہا صرف تمھارا خیال دریافت کرنے کے خاطر بیان کیا تھا کہ دیکھون تمھارا کیا خیال ہی بیشک تمھارا خیال خلاف اپنی مرضی کے پایا اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا اس سے کوئی غرض نہین ہی کہ جب نمک کھاتے تھے اُسوقت نمک حلالی ہمکو زیبا تھی اب نہین زیبا ہی جب تک ہم زندہ ہین اُسوقت تک ہمکو زیبا ہی بلکہ کوئی کلمہ ہم اُنکی شان کے

خلاف نہ کہین ورنہ ضرر رہیگا نمک حرامی کا اطلاق ہوگا اس سے کیا ضرر ہے وہ ضرور ہمارے ولی نعمت اور خداوند
ہین ہمیں انکی اطاعت واجب ہے یہ جواب آفاق نے کہا اسکی زوجہ خاموش ہو رہی ہرکارون نے یہ بھی خبر سمندر شاہ
سے گذرانی کہ پہلے آفاق نے اپنی زوجہ سے یہ کہا اسنے اسکا جواب یہ دیا سمندر کو آفاق کی پہلی تقریر اور
اسکی زوجہ کا کلام بہت ناگوار ہوا مگر دوسرا جواب جو کہ اسنے اپنی زوجہ کو دیا تھا سنکے اسکی طرف سے جو خیال ہوا تھا بر طرف
ہوا مگر کسی کو استقبال کو نہ بھیجا کہ اتنے عرصے مین آفاق داخل دربار ہوا قاعدہ یہ تھا کہ علاوہ بادشاہ کے سب آفاق
کی تعظیم کرتے تھے جب سے مشتاق آیا ہے اسکی بھی سب تعظیم کرتے ہین مگر آج بادشاہ نے منع کر دیا ہے کہ کوئی تعظیم کو نہ اٹھے
سب اسی طور سے بیٹھے رہے آفاق نے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا مگر اسکی زوجہ کو یہ امر بھی ناگوار ہوا خاموش چلی آئی
آفاق نے قریب تخت پہونچکر سمندر شاہ کو سلام کیا سمندر شاہ نے اس طور سے جواب سلام دیا کہ جیسے کوئی مکھی
اڑا دیتا ہے آفاق کو اسکا بھی خیال نہوا طریقہ یہ تھا کہ جہان آفاق آیا سمندر شاہ نے فوراً ایک نیم تخت اپنے تخت
کے برابر بچھوا لیا اسپر وہ اور زوجہ اسکی بیٹھتے تھے اور سردار صف مین سردارون کی آج یہ بھی نہوا بلکہ دو کرسیان
آہنی اسپر حکم ہوا بیٹھنے کا آفاق چونکہ مرد معقول اور با مروت تھا اسنے سلام کیا اور اپنی زوجہ سمیت کرسی پر جا کر بیٹھ گیا
اور سردارون کو کرسیان ملین وہ بھی بیٹھ گئے اسنے کرسی پر بیٹھکر سب اہل دربار سے صاحب سلامت کی یہ سبب
کیا تھا جو مقدر سمندر کا ناراض ہوا اور یہ ہتک تین کہین اول تو بلا اطلاع مقابلہ سے چلا آنا دوسرے اسکی زوجہ کی
تقریر جب آفاق بیٹھ چکا تو اخلاق جو وزیر دوست تھا سب ہو گیا وہ اب بھی اسکا نام ہوا اشفاق سے کہ جسکا دوسرا
نام حساب ہے اور وہ بھی دوست تھا کا وزیر ہے یہ دونون لفظ مشتمل ہین ہنسکر کہا کہ کیون بھائی جسکی
لیاقت ہوتی ہے اسپر آتا ہے لاکھ بگڑ جائے مگر جب زمانہ گردش کرتا ہے تو وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتا
ہے اسنے جواب دیا کہ یہ تو ضرور ہے راوی بیان کرتا ہے کہ آفاق کی اس عزت و توقیر سے جو کہ سمندر شاہ کرتا تھا
یہ دونون حسد و رشک کرتے تھے مگر بادشاہ کے خوف سے کچھ نہ کر سکتے تھے اسی فکر مین تھے کہ کسی طور سے آفاق کو
دربار مین ذلت ہو گو سب اہل دربار کو بوجہ رشک و حسد تھا سوا اخلاق کہ جسکا دوسرا نام سہراب تھا وہ
اور اشفاق کہ جنکو سراج جاوید کہتے ہین اور یہ دونون وزیر ہین دوست راستباز اور بہت
مرد نیک و صاحب مروت ہین انکو آفاق سے حسد نہ تھا اخلاق تو چھوٹا بھائی تھا وہ کیون حسد کرتا
دوسرے اسکا یہ حال تھا کہ ہمیشہ دورے پر رہتا ہے برس دن کے بعد آتا ہے اسکی بہت عزت کیجاتی ہے
اشفاق بھی کاغذات کے سبب ہر روز حاضر دربار ہوتا ہے مگر تھوڑے عرصے کے لیے یہ مرد نیک ہے
یہ کیون حسد کرتا ہان وہ دونون اور کل اہل دربار کو ان دونون وزیرون سے بھی حسد ہے اور
آفاق سے بھی مگر انکے کام ایسے ہین کہ گویا تمام ممالک انکے سبب سے سمندر کے قبضے مین آ گئے
ہین اگر وہ نہ کوشش کرتے تو سمندر اتنا بڑا بادشاہ ہوتا یہ آفاق کی کوشش کا نتیجہ تھا اسکے بعد اخلاق
و اشفاق کی کوشش ہے اس سبب سے سمندر انکی عزت کرتا ہے سمندر نے آفاق کو اسی
نمک حلالی اور خیر خواہی کے صلے مین بادشاہ کیا خدمت وزارت سے موقوف کیا مگر اخلاق کو
اسکے مقام پر ملازم کیا ملک اسکو بھی دیا اور اشفاق تو آفاق کے ساتھ کا وزیر ہے آفاق کے بھائی
نے بھی مثل آفاق کے نام پیدا کیا اور خیر خواہی کی بس یہ جو ذلت ہوئی آفاق کو سب اہل دربار دل مین
خوش ہوئے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا مگر کسی آداب سے ضبط نہو سکا یہ جو تقریر قبل مین گذری
اتفاق سے اس زمانہ مین اخلاق و اشفاق حاضر دربار ہوئے تھے چونکہ سال ختم ہوا تھا تو
اخلاق سب ملکون کا حال کہنے آیا تھا اور قصد کیا تھا کہ رخصت ہو کر جاؤن کہ سمندر شاہ نے

حکم دیا تھا کہ لشکر اسلام برائے مقابلہ آیا ہے لہذا مین نے اطراف کے حاکمون کو طلب کیا ہے ایسے وقت مین تم بھی
نہ جاؤ نہین حاضر ہونا بضرورت ہوا اس سبب سے وہ بھی دربار مین تھا اور اشفاق سے حکم دیا تھا تم بھی جبتک
ہم دربار کیا کرین حاضر رہا کرو شاید کوئی ضرورت ہو صلاح وغیرہ کرنے کی گو کہ وہ دونون وزیر دست چپ
اور عشاق بہت منھ چڑھے ہوئے تھے مگر سمندر نے انکو بھی روک لیا تھا کہ یہ لوگ بھی خیرخواہ دولت و نمک حلال
ہین انکی بھی رائے ہمارے حق مین بہتر ہوگی بس یہ بھی موجود تھے ان دونون کو یہ امر ناگوار ہوا اور خیال کیا کہ یہ کیا حرکت
بادشاہ نے کی مگر خاموش رنجیدہ ہوکر اپنے مقام پر سر جھکا کر بیٹھ رہے بلکہ ان دونونکا یہ کلام کرنا بھی ناگوار ہوا
قصد کیا کہ جواب دین مگر بپاس بادشاہ جواب نہ دیا اور یہ خیال اپنے دل مین کیا کہ آفاق خود جواب دیگے خلاصہ
یہ کہ جب ان دونون نے یون باہم تقریر کی یہ تقریر آفاق کو بھی ناگوار ہوئی خصوصاً اسکی زوجہ کو قصد اسنے
کیا تھا کہ جواب دون کہ آفاق نے اسکا منشا سمجھ لیا اشارے سے منع کیا اور خود بھی انکی بات کا کچھ
جواب نہ دیا سمندر شاہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ مجکو یہ امر نہ ثابت ہوا کہ یہ جو آج میرے اوپر عتاب
ہوا اسکا کیا سبب ہے جو کہ باعث میری بےعزتی کا ہوا اور جو کہ آج تک کبھی میرے لیے نہ ہوا تھا
جسپر لوگ میرے اوپر طعن کرتے ہین اپنے دن بھول گئے ہین کہ یہ مرتبے ہمارے صدقے مین نصیب
ہوئے ہین اگر ہم نہ کوشش کرتے نہ یہ مرتبے ملتے زمانہ احسان فراموش ہے کوئی کیا کرے مین اس
بےعزتی کو بھی اپنی عزت تصور کرتا ہون گو اسوقت بعض اشخاص کی نظر مین حقیر ہوا ہون بس میرے اوپر
یہ امر ظاہر ہونا ضرور ہے کہ کیا سبب ہے جو بادشاہ اسقدر ناراض ہین یہ جو تقریر آفاق نے کی اسپر
سمندر نے برہم ہوکر یہ جواب دیا کہ مین نہین خیال کرتا ہون اور میری سمجھ مین یہ امر نہین آتا ہے کہ تم کیون
میری بدون اطلاع مقابلہ سے اہل اسلام کے لشکر لیکر چلے آئے اور کسواسطے عدول حکمی پر کمر باندھی یہ امر
تمنے کس بھروسے پر کیا اور تمھاری زوجہ نے یہ تقریر کس بنا پر کی جو کہ میرے عتاب کا باعث ہے بس معلوم ہوا
کہ مین جو تمھاری عزت و توقیر کرتا تھا تو تمنے یہ خیال کیا کہ مین کسی دباؤ سے کرتا تھا اور کوئی مجکو تمھارا خوف تھا جو ایسا
کرتا یہ امر نہین ہے بلکہ تمھاری لیاقت اور شرافت کے سبب سے اور تمھاری نمک حلالی و خیرخواہی کے جہت سے تمکو
اسکا غرور ہوا تمنے خود سری پر کمر کسی اور سرتابی کرنی شروع کی ہمارے حریف کے مقابلے سے لشکر لیکر چلے آئے یہ نہ خیال کیا
کہ یہ امر بادشاہ کے خلاف ہوگا اور وہ جو سوال کریگا تو کیا جواب دینگے ہمکو اطلاع کی ہوتی ہمسے رائے لی ہوتی
جو ہم حکم دیتے اسپر عمل کیا ہوتا نہ کہ جو اپنی رائے مین آیا وہ کیا اور جو بی بی نے کہا وہ کیا یہ بی بی تمکو بہت خراب
کریگی ثابت ہوا کہ تم اسی کی رائے سے لشکر لیکر چلے آئے ہو کیونکہ جو تقریر اسنے تمسے رہ مین کی ہے اس سے اسکی سرکشی
و عدول حکمی ثابت ہوتی ہے تمکو اس امر کی سزا دی گئی ہے یہ جو جواب سمندر نے دیا آفاق کی زوجہ نے قصد کیا تھا
کہ مین جواب دون مگر آفاق نے منع کیا اشارے سے اور کہا کہ مجکو سبب عتاب معلوم ہوا خیال کرنے کا مقام
ہے کہ اگر مجکو عدول حکمی و سرتابی منظور ہوتی تو مین نامے کے پہونچتے ہی کیون حاضر خدمت ہوتا اور کیون فوراً
بموجب حکم عالی برائے مقابلہ جاتا گو میری شان کے خلاف تھا کہ مین ایسے لوگون کے مقابلہ کو جاتا جو کہ عیسائی تھے مگر مین نے
عذر کرنا سبب سرتابی کا خیال کیا فوراً چلا گیا مین نے غرور پر کمر نہین کسی ہے نہ مین نے اپنی زوجہ کے کہنے پر
عمل کیا ہے یہ جو تقریر آپنے اسکی سُنی ضرور راستے کی تھی کیونکہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اس
تقریر کا سبب یہ تھا کہ جب مین حاضر ہوتا تھا تو سردار میرے استقبال کو جاتے تھے آج جو استقبال
کو نہ گئے تو اسکو خیال ہوا اسنے خلاف عقل تقریر کی اسکا جو جواب مین نے اسکو دیا وہ بھی
سمع مبارک سے گذرا ہوگا جسنے وہ تقریر بیان کی ہوگی اسنے جواب بھی بیان کیا ہوگا بس اس امر کا خیال کرنا کہ یہ

مہربانی اور عدول حکمی پر اطلاق کرنا آپ جیسے شاہون کے نزدیک بالکل خلاف ہی ایسے خیرخواہ ہم لوگ ہین جو کہ اپنی جان کو
جان نہ خیال کرین بلکہ اپنی جان کو بادشاہ پر تصدق کرنے کو حیات ابدی تصور کرین آپکو لازم تھا کہ پہلے مجھسے چلے آنے کا
سبب دریافت فرمایا ہوتا اسکے بعد عتاب کیا ہوتا نہ یہ کہ بغیر دریافت فرمائے عتاب کیا مجھے اسکا بھی کچھ خیال نہین ہی کہ آپ
نے عتاب فرمایا بلکہ یہ بھی میری عزت افزائی ہوئی اگر اس سے زیادہ میرے ساتھ سلوک کیا جاتا تو وہ بھی کم تھا کیونکہ مین خیال کرتا
ہون کہ بادشاہون کا طریقہ یہ ہی کہ انکا ہر وقت ایک طور پر مزاج نہین رہتا ہی بقول شخصے گاہے بسلامے برنجند وگاہے
بدشنامے خلعت دہند پس میرے حق مین یہ بھی عتاب باعث میری عزت کا تھا بلکہ وہ مہربانی ذلت تھی مین خیال کرتا ہون
کہ یہ لوگ جو میرے اوپر اسوقت تمسخر کرتے ہین بیکار ہے کبھی انکے لیے بھی یہی انجام ہوگا مجکو تو اسکا غم نہین ہی کیونکہ
جو مین ہون سو ہون بقول کسے چاند پر خاک ڈالنے سے اسپر نہین پڑتی بلکہ اپنے منھ پر گرتی ہی یہی لوگ ذلیل ہوسکے
اور ہونگے مین تو بالکل ذلیل نہین ہوا یہ جو آفاق نے کہا سمندر کو بہت گران گذرا سبب یہ ہی کہ جب آدمی کے ادبار کا
زمانہ آتا ہی تو جو دوست ہوتے ہین انکو بھی اپنا دشمن بناتا ہی جو لائق ہوتے ہین ان سے دشمنی پیدا کرتا ہی اور جو
خیرخواہ ہوتے ہین انکو بدخواہ خیال کرتا ہی بلکہ انکا کہنا اور نصیحت کرنا ناگوار ہوتا ہی اور جو بدراہی کی صلاح دیتے
ہین اور ہان مین ہان ملاتے ہین ان سے خوش ہوتا ہی چونکہ سمندر کے ادبار کا زمانہ آیا ہی اور اسکا جہاز عمر اجل کے
سمندر مین غرق ہونے والا ہی اور طوفان موت آنے والا ہی گرداب فنا مین اسکی کشتی حیات تباہ ہونے والی ہی
اور مثل حباب آب کے اسکا اقبال جانے والا ہی اس سبب سے دوستون کو اپنا دشمن تصور کرتا ہی اور
انکی طرف سے خیال بد اور دشمنی رکھتا ہی آفاق ایسے مصاحب صادق کے ساتھ یہ حرکت ناشایستہ جو کہ بالکل
خلاف عقل کرنا یہ ہی دکھاتا ہی کہ اسکا اقبال جانے والا ہی آفتاب اوج اور کوکب بختیاری آسمان ادبار مین غروب
ہونے والے ہین سمندر کی اس حرکت سے جو کہ آفاق کے ساتھ کی اور آیندہ کریگا ہر ذی عزت اور صاحب
غیرت کو خیال ہوا اور ہوگا کہ اسکی رفاقت ترک کرو ورنہ یہی دن تم کو بھی نصیب ہوگا اور اسکا انجام آیندہ بد معلوم ہوگا پس
آفاق کے اس جواب سے سمندر کو بہت غصہ آیا اور برہم ہوکر کہا کہ معلوم ہوا کہ آپ بہت چرب زبان ہین اس سے
کوئی حصول نہین ہان وہ سبب تو آپ بیان کرین کہ جس سبب سے آپ لشکر سے کر چلے آئے ہین آفاق نے
جواب دیا کہ مین عرض کرتا ہون مین نے اپنے امکان بھر تو کبھی چرب زبانی جناب آپ سے نہین کی نہ آپ کے روبرو
سوا سے مجرا و انکسار کے کوئی خلاف کلمہ زبان پر لایا سمندر نے کہا کہ پھر تم وہی تقریر فضول کرتے ہو اصل مطلب اپنا
بیان کرو تاکہ مین بھی تو آگاہ ہون اور خیال کرون کہ تم خیرخواہی سے چلے آئے ہو اور تقریر فضول سے بیکار دماغ پریشان
کرتا ہو اس سے کوئی مطلب نہین ہی یہ جو سمندر نے کہا آفاق نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ یہ نہ خیال فرمائیگا
کہ مین بسبب خوف جان یا آپ کی عدول حکمی کے سبب یا کسی اور سبب سے چلا آیا ہون بلکہ اپنی زبان کی پابندی
اور آپ کی خیراندیشی کے سبب سے چلا آیا ہون میری یہ مرضی ہی کہ آپ ذرا میری طرف متوجہ ہوکر سماعت فرمائین
تو مین عرض کرون کہ میرے چلے آنے کا کیا سبب ہوا سمندر نے کہا کہ مین سن رہا ہون آپ فرمائین یہ تو بخوبی
سمجھتا ہی کہ آپ اپنی زوجہ کے کہنے سے چلے آئے ہین اسنے وہ مین کوئی فقرہ سوچ لیا ہوگا اسکو بیان
کرو گے راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر کو آفاق کی بی بی سے عداوت تھی اور عداوت کا سبب یہ تھا کہ قبل اسکے سمندر
نے اس سے خواہش کی تھی کہ تو میرے ساتھ عقد کرنے اپنے شوہر کو ترک کر اسنے انکار کیا تھا سمندر نے لاکھ
لاکھ کوشش کی مگر اس نے قبول نہ کیا بلکہ آفاق کو اس امر سے آگاہ کیا تھا اور آفاق نے یہی جواب دیا تھا
کہ بادشاہ نے کبھی ایسا پیام نہ دیا ہوگا کسی درمیانی کی کارروائی ہی اس دن سے سمندر کو اس عورت
سے عداوت اور بغض ہی اور آفاق کی بظاہر تو عزت کرتا ہی مگر باطن مین یہ خیال ہی کہ کسی طور سے آفاق

ذلت دوں اور کسی طرح یہ قتل ہو بلکہ اکثر اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہے کہ جب تک آفاق زندہ ہے اُسوقت تک
یہ عورت مجکو نہ قبول کریگی اور تونے آفاق کو بادشاہ کرکے اپنے حق میں برا کیا اس نے آفاق کو اُس ملک
کا بادشاہ کیا تھا کہ جہاں ہمیشہ غنیم کی چڑھائی رہتی ہے اس خیال سے کہ کسی نہ کسی مقابلہ میں قتل ہوگا اُسوقت میرا قابو اس
عورت پر ہوگا مگر آفاق نے وہاں ایسے طور سے حکومت کی کہ سب سرکش دب گئے اور اُس ملک کی ترقی آمدنی
ہوگئی یہ امر بھی سمندر کے خلاف ہوا تھا مگر ایسی حالت میں بدون کسی الزام کے اُسکو ذلت دینا خلاف عقل
خیال کرتا تھا ہر وقت اسی فکر میں رہتا تھا کہ کوئی پہلو ملے تو اسکو ذلت دوں اسی سبب سے اس نے اسکو اہل
اسلام کے مقابلہ کو روانہ کیا تھا کہ ضرور یہ قتل ہوگا پس جلانا اُسکا اُسکو بہت ناگوار ہوا اور بعد رویت دیرینہ کے
سبب سے اس طور سے پیش آیا چنانچہ جب سمندر سے وہ تقریر مذکور بعد از آفاق سے کی اُسکے جواب میں
آفاق نے کہا کہ جب آپکو میری طرف سے یہ گمان ہے کہ میں فقرہ کرونگا تو میرا اصل حال بھی بیان کرنا بیکار
ہے کیونکہ آپ اسکو بھی فقرہ خیال کرینگے پس میرے لیے یہ امر بہتر ہے کہ میں نہ بیان کروں اور اسباب میں ترک دنیا
کردوں اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر کہیں کو چلا جاؤں کیونکہ جب آپ ایسا بادشاہ میرا سرپرست میری بات کو خلاف
تصویر کرے تو بات کہنا بیکار ہے سمندر نے کہا کہ تجکو میں بدون اُس امر کے دریافت کیے اور اس عدول
حکمی کے سزا دیے بغیر نہ جانے دونگا میں سن تو لوں کہ تم نے کس سبب سے میرے حکم کے خلاف کیا ہے
وہ فقرہ ہو چاہے اصل امر ہو میرے عدل کے خلاف ہے کہ میں اُسکو سزا نہ دوں جو عدول حکمی کرے میرے
واسطے تم بخوبی واقف ہو کہ جس بات کی مجکو ضد ہوتی ہے بدون اُسکو کیے میں دست بردار نہیں ہوتا
ہوں پس بیان کرو اگر اپنی آبرو چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ یہاں سے عزت جاؤں اور جہاں جی چاہے جاؤ سمندر نے
کہا سب اہل دربار کو حیرت ہوئی خصوصاً اخلاق و اشفاق و گلاب وغیرہ کو جو کہ خدا جانتا فرشتے تھے
نہایت حیرت و خوف پیدا ہوا مگر آفاق کی زوجہ کو سنکے اسکی تاب نہ آئی چہرہ مثل آفتاب صبح کے سرخ ہوگیا
جیسا آفتاب طلوع ہوتا ہے تو سرخ ہوتا ہے دونوں ابروے خمدار مثل شمشیر براں کے خمیدہ ہوگئیں اور تیر مژگان
مثل ناوک دلدوز کے راست ہوئیں زلفیں بل کھانے لگیں سمندر کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے بادشاہ اب
ذلت کی حد ہوگئی ہم لوگ صاحب عزت ہیں ہمکو اس قدر ذلت دینا آپ نہیں خیال کرتے ہیں کہ میرا شوہر
کس قدر عجز کرتا ہے مگر آپ کچھ خیال نہیں فرماتے ہیں اور سوا غصہ کے دوسری بات نہیں کرتے ایسی
تقصیر ہوئی ہے کہ جسکی بابت یہ عتاب و خطاب ہے اول تو اصل مطلب دریافت نہ کیا اور یہ عتاب نازل ہوا
اس پر بھی گیا گو عجز کرنے کا موقع نہ تھا مگر پاس نمک سے عجز کیا مگر اب مجکو تاب نہیں ہے نہ ذلت کی برداشت
ہے نہ سخنان نامناسب کے سننے کی قلب کو طاقت ہے میرے شوہر کو ان باتوں کی تاب ہے مجکو تاب
نہیں ہے میں جواب دیتی ہوں صاف صاف امر یہ ہے کہ اس دربار میں تو کوئی ایسا نہیں نظر آتا ہے جو ہم شوہر
و زوجہ کو سزا دے سکے ہم جب تک پاس کرتے ہیں جو چاہے سو کہہ لے ہم برداشت کرینگے یہ جواب سنکے
کہا کہ اگر ذلت نہیں چاہتے ہو اور عزت چاہتے ہو تو بیان کرو اور اپنی جان بچاؤ پس کو کیا ہماری جان
نہیں لے سکتا ہے نہ کوئی ہم سے مقابلہ کرسکتا ہے یہ تو دیوانے ہیں کہ جو یہ عجز کرتے ہیں میں کبھی عجز نہ کرتی
کوئی کیا ہم سے مقابلہ کریگا یہ جو آفاق نے کہا کہ ملکہ کو تاب نہ رہی اور جواب سخت دیا اور بادشاہ کا
رنگ بدل گیا چہرے پر غصہ آگیا آفاق نے اپنی زوجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ تجکو موقع بولنے کا نہیں ہے تم
بیکار جواب دیتی ہو ہم نے نمک کھایا ہے ہم ضرور عجز کرینگے ہم بادشاہ کو راضی کرلینگے سمندر نے
جونہی آفاق کی تقریر سنی برہم ہوکر جواب دیا کہ او عورت یہ سارا فساد تیری ذات سے ہے تو ہی

بھیک مانگونگا مین اسس امیری سے اسکو بہتر اور اسسب تصور کرونگا اس امر سے کہ مین اپنے قول سے پھرون کیونکہ مین
آپ کے سامنے کوئی امر آپ کی مرضی کے خلاف نہین کر سکتا ہون اب آفاقیہ کا کسی اور کو حاکم فرمایئے اور جو لشکر میرے
ہمراہ ہی اسکا افسر کسی اور کو فرمایئے مین دست بردار ہون چپنے ترک دنیا کیا اب رخصت ہے مین اپنے قول سے تو خلاف
نہ کرونگا سمندر رشاہ نے کہا کیا میرے حکم کے خلاف کروگے آفاق نے کہا کہ مین آپ کے حکم کے خلاف نہ کرونگا علاوہ
اس امر کے کہ اہل اسلام سے مقابلہ کرون یہ تو بہتر ہے ہوگا کہ مین جا کر مقابلہ کرون سمندر رشاہ نے کہا کہ اگر یہ غیر ممکن ہی تو تیرا
یہان سے زندہ جانا بھی غیر ممکن ہی بس جو تیرے جی مین آئے وہ کر اگر تو اہل اسلام سے مقابلہ نہ کریگا اور میری عدول حکمی
کریگا تو مین تجھکو ذلت کے ساتھ قتل کرونگا جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے روبرو کیا ہی جو میرے اوپر کریگا جب میرے حکم کے خلاف
کیا تو پھر سے روبرو کرنا کیا بات ہی اب تو تم اپنے اس قول سے نہ پھرو گے اور تم اہل اسلام کے مقابلہ کو نہ جاؤ گے
آفاق نے کہا چاہے آپ مجھکو قتل کرین مین مقابلہ کو نہ جاؤنگا مجھکو جان دینا گوارا ہی مگر اپنے قول کے خلاف کرنا
گوارا نہین ہی نہ مین آپ سے مقابلہ کرونگا جو ظلم و ستم میرے اوپر ہوگا اسکی برداشت کرونگا سمندر رشاہ نے کہا کہ معلوم ہوا
تیری قضا آئی ہی کسی اچھے استاد نے تجھکو سبق پڑھایا ہی ذرا جھاڑ افسون تیرے اوپر دم کیا ہی اے آفاق دیکھ مین
پھر کہتا ہون کہ میرے کہنے پر عمل کر اور اہل اسلام سے جا کر مقابلہ کر کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی تیری قضا آئی ہے کیون
مرتا ہی کیون اپنی زوجہ کو رانڈ کرتا ہی کیون دیدہ و دانستہ اپنی جان دیتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون تیری دوستی کے
سبب سے کہتا ہون جس طور سے تو اپنے قول کا پابند ہی اسی طور سے مین بھی اپنے قول کا پابند ہون تو ایک ادنا آدمی
ہو کر اپنے قول کی پابندی کرے مین بادشاہ وقت ہو کر اپنے قول کی پابندی نہ کرون بالکل میرے شان کے خلاف
ہی بس مین ابھی تک اس امر پہ آمادہ ہون کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگے تو جو تمہارا مرتبہ تھا اس سے زیادہ رتبہ
کرونگا اور جب مین نے کسی قسم کا حکم دے دیا پھر مجکو یہ ضرورت ہوگی کہ مین اسکی پابندی کرون اگر پھر تم سے کہا
کہ اب مین مقابلہ کو جاتا ہون تو پھر مین یہ کہنا تمہارا ہرگز نہ سنونگا آفاق نے کہا کہ آپکا جو جی چاہے حکم فرمایئے
مین ضرور اپنے قول کا پابند ہون چاہے جان جاتی رہے اپنے قول سے نہ پھرا ہون نہ پھرونگا کیونکہ قول مردان جان دارد
وسخن مردان اعتبار جو زبان سے کہا کہا جو امر گوارا کر لیا کر لیا کیونکہ مثل مشہور ہی کہ مرد مرے نام پر اور نامرد مرے نان پر
مین تو مرد ہون نام پر مرتا ہون یہ امر بھی مشہور ہو جائیگا کہ آفاق نے جان دینا گوارا کی مگر اپنے قول سے پھرنا
نہ گوارا کیا بادشاہ نے ظلم کیا مگر وہ قول کا بڑا پابند تھا سب ظلم گوارا کیا مگر خلاف قول نہ کیا ضرور دیتھا یہ جو سمندر ر
شاہ نے سنا کہا خیر معلوم ہوا کہ تم بڑے مرد ہو بس اب دیکھتا ہون کہ تم اپنے قول کے پابند رہتے ہو یہ کہکر حکم دیا کہ
کوئی حاضر ہی اسکو اسیر کرو اور شہر مین منادی ندا کر دے کہ جو بادشاہ کے خلاف حکم کرے گا اور اہل اسلام کی
شرکت کرے گا انکا حال مثل آفاق کے ہوگا وہ مثل آفاق کے سزا پائیگا اور آفاق سے کہا کہ اب جو
تمہارا جی چاہے وہ کرو مین نے تیری اسیری کا حکم دے دیا آفاق نے کہا کہ جیسا جی چاہے حکم فرمایئے مین
تو عرض کر چکا ہون کہ آپ کے روبرو کبھی نہ کرونگا ایک ادنا بھی اگر مجھکو گرفتار کرے گا تو مین نہ بولونگا یہ کہکر سب
اہل دربار کی طرف مخاطب کر کے کہا کہ سب گواہ رہین مین بے قصور ہون بادشاہ نے مجھپر ناحق ظلم و ستم کیا ہی
مین نے یہی کہا کہ مین فقیر ہو جاؤنگا اسپر بھی بادشاہ نے نہ منظور کیا مفت میری جان لیتے ہین مین نے انکا
نمک کھایا ہی مین اس نمک کا پاس کرتا ہون کوئی میری طرف سے نہ بولے مین اب صاف صاف کہتا ہون کہ
بادشاہ کے ادبار کا زمانہ آگیا ہی یہ اپنے دوستون کو دشمن تصور کرتے ہین ضرور ضرور اہل اسلام کا یہان قبضہ
ہوگا سمندر رشاہ قتل ہوگا کیونکہ اسنے ظلم پر کمر باندھی ہی مغرور ہو گیا ہی سب اہل دربار سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے
کسی نے سر نہ اٹھایا پھر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ در اصل سمندر رشاہ کے ادبار کا زمانہ آگیا ہی جس نے

اپنے اتنے بڑے خیر خواہ کے ساتھ یہ حرکت کی اپنے دوست کو دشمن کیا ایسے معزز کو یون ذلیل کیا اس سے
خون کرنا زیبا ہی ہر ایک کو عبرت ہوئی اُدھر آفاق نے زوجہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے زن پاک دامن وصاحب
عفت مین تجھ سے کہتا ہون کہ تو اپنی جوانی کو رایگان نہ کرنا ساتھ راحت کے بسر کرنا میرا تیرا ساتھ اسی قدر
مقرر ہوا تھا تو افسوس وغم نہ کرنا مین نے تیرے لیے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہی کہ تیری عمر بھر کفایت کرے گا
اگر مرضی ہو تو کسی صاحب عزت کے ہمراہ عقد کر لینا میرے غم مین اپنی حالت تباہ نہ کرنا یہ تصور کرنا کہ ایک غلام
تھا ہم نے اُسے آزاد کر دیا پس کوئی مقام رنج والم کا نہین ہی جو صاحبان عزت ہین انپر جو بلا آتی ہی وہ اُسے
خوشی خوشی کاٹتے ہین پس صبر کرو دل پر جبر کرو خداوند کا شکر یہ ادا کرو اسی طور سے ہماری قضا آئی ہی یہ بلا ایک
نہ ایک دن دفع ہوگی ہم کو دعا سے خیر سے یاد کیا کرنا یہ تو معلوم ہی کہ جب تک تم زندہ رہوگی میرے غم مین مبتلا
رہوگی اب وہ دانہ ترک کروگی یہ بھی مقدر مین لکھا تھا جو پیش آیا اور جو پیش آئے گا وہ کلک تقدیر نے تحریر کر دیا ہی
بقول اہل اسلام کہ جو خط پیشانی ہوگا وہ پیش آئے گا ہی کاتب تقدیر نے روز اول تحریر کیا ہوگا وہ ضرور ہوگا انکا
یہ قول بہت درست ہی اُنکے عقیدے واقعی ہین وہ سب درست ہین پس مین اپنے کو ضرور اہل اسلام کا بندہ تصور
کرتا ہون اس تصویر پرستی کا پشیمان ہون اگر کوئی اہل اسلام اس مقام پر ہوتا تو مین اس سے قواعد اسلام
دریافت کرتا کیا کرون کہ مجبور ہون مگر میرا عقیدہ تو یہ ہی کہ مین نے دین اسلام مرتے وقت اختیار کر لیا یہ جو سنا
اپنی زوجہ سے کہا وہ زار زار رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے پیارے شوہر اپنے غم مین مجھکو نہ مبتلا کر اپنی زندگی کو
مقدم جان اگر تم زندہ ہو تو گدائی کرکے بسر کرینگے ہم کو دولت کی خواہش نہین ہی اپنی جوانی اور میری حالت پر
رحم کر دیکھو اگر تو نے قسم کھائی ہی کہ مین بادشاہ سے نہ مقابلہ کرونگا تو مجھکو اجازت دے مین مقابلہ کرون دیکھون
کہ کون ہی جو میری زندگی مین تیرے اوپر ہاتھ ڈالتا ہی کسکی لیاقت ہی سب اہل دربار میرے آزمائے
ہوئے ہین ابھی دربار کو خون سے رنگین کر دونگی آفاق نے کہا کہ تم برہم نہ ہو مجھکو یہ امر منظور نہین ہی کہ جسکا
نمک کھایا ہو اُس سے مین مقابلہ کرون یا مقابلہ کرنے کی اجازت دون پس تم چلی جاؤ اور صبر کرو ہمارے
کہنے پر عمل کرو میرے کہنے کو مان لو کیونکہ اب مین تم سے کسی امر کی درخواست نہ کرونگا زوجہ آفاق نے
کہا کہ جو تمہاری مرضی ہو سو راضی ہون تاہم اُس مین جسمین تمہاری رضا ہی خیر مین تمہارے حکم کی پابند ہون
جس طور سے ہوگا بسر کرونگی میری زندگی تو رنج وغم مین بسر ہوگی یہ مجھکو بخوبی معلوم ہی کہ بعد تمہارے جو مجھپر
ستم ہونگے وہ مین گوارا کرونگی یہ اس امر پر تیرے اوپر نہین ظلم کیا ہی بلکہ یہ دوسرا امر ہی جسکا ایک دفعہ مین
مین نے تم سے ذکر کیا تھا یہ اسکا نتیجہ کیا گیا ہی یہ اسی خیال سے ہی کہ جب شوہر نہ ہوگا اور ستم کرینگے
یہ ہم سے راضی ہوگی تو یہ امر غیر ممکن ہی جان سے جانا منظور ہی مگر خلاف عزت کام کرنا منظور نہین ہی بیشک جو
تمہاری مرضی مین تمہارے غم مین اپنی زندگی بسر کرونگی اپنا زیور اتار ڈالونگی یہ کہکر رونے لگی اُدھر آفاق نے
کہا کہ ہان کون میری گرفتاری کو آتا ہی اور مجھکو گرفتار کرتا ہی وہ آوے مین موجود ہون یہ کہکر کہا کہ افسوس
ہی کہ اس مقام پر خواجہ نہین ہین جو مین اُن سے عقائد دین اسلام دریافت کرتا یہ جو آفاق نے کہا سب
اہل دربار تو خاموش ہو رہے مگر سمندر کو بہت غصہ آیا بہت برہم ہوکر یہ کہا کہ تو نے دین سے پھر گیا تیرا
قتل مجھپر لازم ہوا مین تجھکو جلا دونگا کیون نہین اپنی زوجہ کو اجازت مقابلہ کی دیتا ہی اُسکا بھی حوصلہ نکل جائے
آفاق نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا کہ مین آپ سے مقابلہ کرون یا زوجہ کو اجازت دون بادشاہ نے کہا کہ تیرا یہ
عجز وانکسار کام نہ آئے گا یہ کہکر قسملاق کی طرف دیکھا وہ اپنے مقام پر سے اٹھا آگے آکر آفاق پر سحر کیا
آفاق نے زبان تک نہ ہلائی خاموش کھڑا رہا وہ گرفتار کر لے گیا یہ جو امر ہوا سب کو عبرت ہوئی اہل دربار

نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ بڑا غضب ہی کہ بادشاہ نے اتنی سی خطا پر آفاق کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جو کوئی
رفاقت کے ساتھ کبھی نہیں کرتا ہی ضرور اپنی آبرو کا خیال واجب و زیبا ہی اب ہر ایک خوف کرنے لگا ہر ایک
کانپ گیا از بسکہ جو کہ صاحب غیرت تھے ان کو بڑی عبرت ہوئی زوجہ آفاق منھ دیکھتی رہ گئی سمندر نے
آفاق کو لا کر ایک تاریک زندان خانہ میں قید کیا جب آفاق قید ہو گیا تو زوجہ اسکی اسوقت دربار سے
باہر آگئی اور اس خیال سے باہر آئی کہ دیکھوں سمندر آفاق کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہی اس مکان میں جو کہ
آفاق نے اپنے زمانہ وزارت میں بنایا تھا آکر اتری اور غم میں شوہر کے نشست کر بستر پر پڑ رہی جو کہ ملازم
وغیرہ تھے سب اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھ رہے ہر ایک رنج و غم میں مبتلا تھا یہاں زندان میں آفاق
بھی سر جھکائے بیٹھا تھا کہ ادھر سمندر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ کل تمام اہل شہر بیرون شہر جا کر قیام کریں
ہم نے آفاق کو جو کہ ہمارے حکم سے پھر گیا ہی اور اپنے مذہب کو ایک عیار کے کہنے سے ترک کیا ہی ہم
نے کم سے گرفتار کیا ہی اسکو اس جرم میں قتل کرینگے اور اس جرم کی سزا دینگے اسکا سب لوگ تماشہ دیکھیں اور
یہ خیال کریں کہ جو حکم شاہی سے انحراف کرے گا اسکا یہ انجام ہوگا تاکہ ہر ایک کو عبرت ہو منادی یہ بھی
ندا کرے کہ آفاق آگ میں جلایا جائے گا یہی اوروں کی بھی سزا ہی جو بادشاہ کے حکم سے انحراف کرے گا
اور ایک منادی جا کر بیرون شہر یہ ندا کرے کہ کل آفاق کو بحکم سمندر شاہ آتش سوزاں میں جلایا جائے گا
سب آکر تماشہ دیکھیں اور ایک حکم نامہ بنام گرداب شاہ روانہ کیا جائے کہ وہ بندوبست کرے کہ ایک
میدان وسیع میں ہیزم کا انبار کرے اور اسمیں تین پہر رات سے آگ لگا دے ہم بوقت صبح آفاق کو آگ
میں ضرور جلائینگے یہ جو حکم سمندر نے دیا بس اسی وقت دبیر نے نامہ اسی مضمون کا بنام گرداب
شاہ تحریر کیا وہ نامہ ایک ساحر کو دے کر طرف لشکر کے روانہ کیا ایک منادی نے بحکم سمندر شاہ ہر گلی
کوچے میں پھر کر یہ ندا کر دی کہ سمندر نے حکم دیا ہی اس حکم سے ہر ایک دہشت زدہ ہوا اس حکم کے سنتے ہی
سب کو عبرت ہوئی ہر ایک اپنے مقام میں خوف کرنے لگا کہ جب آفاق ایسے معزز کو ذرا سی خطا پر
ایسی سخت سزا ملی مقام افسوس ہی یہ حال زوجہ آفاق کو معلوم ہوا اسکو تو یقین تھا بس اس نے اپنے
ملازموں کو طلب کر کے کہا کہ تم نے دیکھا کہ کیا سلوک بادشاہ نے میرے شوہر کے ساتھ کیا میں پہلے ہی اپنے
شوہر سے کہتی تھی کہ تم دربار میں نہ جاؤ انھوں نے میرا کہنا نہ مانا آخر کو یہ انجام ہوا کہ اپنے کو لقمہ اجل کیا میں نے
دربار میں بھی کہا تھا کہ تم مجکو حکم دو میں انتظام کر لونگی مگر انھوں نے میرا کہنا نہ سنا مفت اپنی جان دی اپنی آبرو
گنوائی خیر ہم اپنی زندگی جتنے عرصہ کی ہی بسر کر لینگے یہ تو وہ امر ہی کہ جسکی سمندر نے قبل میں خواہش کی تھی اور
میں نے انکار کیا تھا یہ وہی عداوت نکالی گئی ہی اب اسنے یہ خیال کیا ہی کہ جب شوہر نہ ہوگا تو ضرور دوسرے
کو قبول کرے گی کیونکہ جوان ہی یہ امر غیر ممکن ہی مرتے اسکی خام خیالی ہی نوکروں نے عرض کیا کہ یہ جو آپ ارشاد
کرتی ہیں بجا ہی سچا اور درست ہی وہ اپنے کئے کی سزا پاوینگے ہم سب کی یہ دعا ہی کہ خداوند ہمارے مالک کے قلب
کو پھیر دے کہ وہ اس امر پر آمادہ ہو جائیں اور بادشاہ سے مقابلہ کریں اور اپنی رہائی کی فکر کریں زوجہ آفاق
نے کہا کہ یہ امر کبھی نہ ہوگا کہ وہ اپنے قول سے پھریں اور بادشاہ سے مقابلہ کریں خیر جو ہمارے مقدر میں تھا وہ
ہوا اور جو ہوگا وہ اور ہوگا اسکا کچھ غم نہیں ہی اب مجکو یہ فکر ہی کہ وہ اپنے قول پر ثابت رہیں اور قول سے
نہ پھریں انھوں نے جو رستے وقت اپنے مذہب کو تبدیل کیا ہی [illegible] اختیار کیا اور وہ جلائے گئے ادھر میں نے
بھی ترک دنیا کی اور صحرا کو چلی گئی ملازموں نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں یہاں تو یہ
گفتگو ہو رہی تھی راوی نے بیان کیا کہ یہ جو حکم سمندر نے آفاق کے قتل کا دیا تھا سبب یہ تھا کہ وہ تو زوجہ

آفاق پر عاشق تھا اسی فکر مین تھا کہ کسی صورت سے یہ قتل ہو تو میرا بس چلے پس اُسنے یہ تدبیر کی کہ اتنی سی
خطا پر آفاق کے قتل کا حکم فرمایا اُسنے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ جب آفاق نہ ہوگا اُسکی زوجہ جوان ہی ضرور
میرے ساتھ عقد کریگی اسی بنا پر آفاق کی اُسنے جان لی وہ ہمیشہ سے اسی فکر مین تھا کوئی امر بن نہ پڑتا تھا
آخر کو یہ امر اُسکے ہاتھ لگا اُسنے اپنی پرانی دشمنی نکالی پس بہمن شہ رستم دو دیکر اور نامہ روانہ کرکے دربار
برخاست کیا خوشی خوشی محل مین گیا ادھر بہمن سردار اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوا اور اشفاق و اخلاق باہم
یہ تقریر کرتے ہوئے چلے کہ بادشاہ نے بالکل خلاف عدل کیا اگر آفاق مقابلہ کرتا تو ہم کبھی اُسکے شریک نہ ہوتے
بلکہ آفاق کی کمک نہ کرتے اخلاق نے کہا کہ مین تو ضرور اس حالت مین بھی اُسکی کمک کو موجود تھا اور قصد
کیا تھا کہ جواب دون اگر جب انھون نے اپنی زوجہ کو پیش کیا مین تو بھائی ہون میری کمک کب انکو گوارا ہوتی
کونون عزیزی نے جو کشش مارا تھا بھائی اشفاق مین تو یہ سمجھون ضرور انتقام لونگا اشفاق نے کہا کہ بھائی
تم کیا دوگے مین بھی دونگا یہ دونون باہم ایسی تقریر کرتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر آئے جو سردار غیرت دار
اور صاحب غیرت تھے اُن سب نے یہی قصد کر لیا تھا بعض کا یہ قول تھا کہ اب بہمن شاہ کے تنزل کا زمانہ آگیا
کہ دوست کو دشمن تصور کرتا ہے بھائی وہ کام کرو کہ پشیمان آبرو نہ ہو ہر ایک اسی فکر و تردد مین تھا گلاب نے اپنے
مکان پر آکر اپنی ماں سے کل حال بیان کیا اور کہا کہ اما مین صاحب غیرت ہون شاید کسی دن میرے اوپر بھی
عتاب کرے تو مجھسے اس امر کی برداشت نہ ہوگی مین ضرور مقابلہ کرونگا اچھے نامی حرامی ہو جاتے ہے نمک حلالی مین
مثل آفاق کے بے بس ہوکر جان نہ دونگا ماں نے کہا کہ ای فرزند دلبند وہ کام کیون ہو جو کہ باعث ذلت ہو
جو بادشاہ حکم دے اُسکو بجا لاؤ گلاب نے کہا یہ تو بجا ہے آفاق کی کوئی خطا نہ تھی نہ ایسی سزا کا وہ سزاوار
تھا نہ ایسا اُس نے کوئی جرم کیا تھا جسکے عوض مین یہ سزا دی گئی معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی عداوت دیرینہ تھی
کہ جسکو بادشاہ نے جب ظاہر نہ کیا تھا آخر کو اسوقت موقع پاکر بغض نکالا ماں نے جواب دیا کہ ہم کو ان
قصون سے کیا کام جو آگ کھائے گا وہ انگار ہگے گا یہ دیوار دور گوش رکھتے ہین ایسی باتین نہ کر جو خلاف
مرضی بادشاہ ہون اور اُسکو خبر ملے میرا تو تیرے سوا کوئی سہارا نہین ہے کہین وہ تیرے ساتھ بھی بدسلوکی نہ
کرے اُسوقت سوا اسکے جان دینے کے کچھ نہ حاصل ہوگا کیونکہ تو ابھی جوان ہے تیرے مزاج مین غصہ بہت ہے
پس ایسی حالت مین کیا ضرور ہے کہ اپنے کو اپنا دشمن کرے جو کہ کان رکھتا ہو اور آنکھین نہ رکھتا ہو جس نے
اپنے مغز کے ساتھ یہ سلوک کیا اصل امر یہ ہے کہ یہ ترقی جاہ و جلال و مال و منال و ترقی ممالک ذات سے آفاق
کے ہوئی ورنہ کیا تھا صرف ایک [illegible] پر قبضہ تھا وہ جو وزیر ہوا اُس نے لشکر کشی کرکے سیکڑون ملک
اپنے قبضہ مین کیے ہزارون سرکشون کو زیر کیا ملک اقالیم پر سرکشی اور لشکر کشی رہتی تھی وہان کی رعایا
بہت سرکش تھی اُسکو جو آفاق نے زیر کیا تو مشہور ہوا کہ آفاق ایسا وزیر تو کوئی اس سلطنت مین نہ ہوا ہے
اور نہ آیندہ ہوگا اُسی طور سے اُسکا بھائی بھی ہے گلاب نے کہا کہ اُسی خدمت کا صلہ اُسے دیا گیا ماں نے
جواب دیا کہ یہ لوگ بادشاہ ہین جو جس وقت جی چاہتا ہے وہ کرتے ہین اور اصل امر تو یہ ہے کہ اگر کوئی خاندانی
بادشاہ ہو تو اُسکو ہر ایک کی عزت و آبرو کا خیال ہو اور جو کہ ادنا ہو اُسکو کیا خیال ہے ہم تو اسکی اصلیت سے
واقف ہین کیا بیان کرین یہ جو حرکت بادشاہ سے سرزد ہوئی یہ اُسکے اصلیت کی خرابی ہے نہ کوئی اور امر ہے یہ
جو تم نے کسی شاعر کا شعر سنا ہو اُسکا یہ مضمون بہت سچا ہے ع پرستار زادہ نیاید بکار اگرچہ بود زادہ
شہریار پس بادشاہ نے اپنی حقیقت آج سب پر ظاہر کر دی یہ کہکر کچھ سوچی اور خاموش ہو گئی گلاب نے
کہا کہ کیون والدہ مہربان آپ خاموش کیون ہو گئین ماں نے جواب دیا کہ تیرے باپ کا خیال آگیا گلاب نے

کہا کہ کیا بادشاہ کم اصل ہی اُسنے کہا کہ تمکو نہین معلوم کہ کیا اصل ہی تیرا باپ ہمیشہ مجھسے کہا کرتا تھا کہ مجھکو ہر وقت
بادشاہ سے خوف رہتا ہی کہ کہین ایسا نہو کہ اپنی اصل کی طرف رجوع کرے اتفاقاً اکثر اہل اسلام کا یہ قول اُنکی زبان پر
آجاتا تھا کہ کل شئی یرجع الی اصلہ مین نے جو دریافت کیا تو ٹال دیا ایک دن جو مین نے بہت اصرار کیا تو صرف
اس قدر کہا کہ یہ خداوند طاق کے غلام ہین کسی جرم پر وہان سے نکالے گئے ہین یہ اُس زمانہ مین کہا تھا کہ
جب بے جرم وخطا سہراب کو یہان سے قفرہ سے ماہیان کے پاس روانہ کیا اور قید کرا دیا اُسکے بعد اُسکا اسباب
گھر لٹوا لیا اُسوقت یہ کلمہ اُنکی زبان سے نکلا تھا کہ آج بادشاہ نے اپنے اصل کی طرف رجوع کی ایک معزز
سردار کے ساتھ یہ سلوک کیا جب مین نے پوچھا تو سب حال بیان کیا تب مین نے اصل کا حال دریافت کیا تو یہ کہا
کہ جو مین نے تم سے کہا مگر جو حرکت آفاق کے ساتھ کی یہ سہراب کے ساتھ نہین کی سہراب کو چار چشمون مین
ذلیل نہین کیا بلکہ اُسکو دوسرے مقام پر بھیجکر ذلیل ورسوا کیا اُسکا سبب یہ تھا کہ کل سپاہ دست چپ اور
سرداران دست چپ اُسکے شریک تھے ڈر انکا تھا خون ہوتا وہ بھی بڑا زبردست تھا اور صاحب عزت تھا
آفاق کے صاحب عزت ہونے مین شک نہین ہی صرف آفاق نے پاس نمک سے کچھ نہین کہا ورنہ اُسکا
کوئی جواب دینے والا نہین ہی ای فرزند جگر پیوند اب اس قصہ کو جانے دے مختصر یہ ہی کہ آفاق نے پاس نمک
کیا اور ہم سے بادشاہ نے برا کیا اور انصاف کا خون کیا ہم کو یقین ہوگیا کہ بادشاہ کی خرابی کے دن آگئے ہین
جو صاحبان عزت ہونگے وہ اب ملازمت سے پرہیز کرینگے اور وقت کے منتظر رہینگے جب جسکو موقع ملے گا
ترک ملازمت کرے گا گلاب نے کہا کہ یہ آپ کا خیال بہت درست ہی خیر اب دیکھیے آفاق کا کیا انجام
ہوتا ہی یہ کہکر گلاب ماں کے پاس سے اٹھکر اپنی خوابگاہ کی طرف چلا آیا یہان تو یہ بندوبست ہی اُدھر شہر
مین منادی ہونے لگی سب اہل شہر کو معلوم ہوا سب اپنے چلنے کا بندوبست کرنے لگے وہان بیرون شہر مقابل
لشکر اسلام کے گرداب شاہ وملکہ زعفران وغیرہ فروکش ہین دربار آراستہ ہی چیدہ چیدہ سردار حضور مین
بیٹھے ہین کہ وہ نامہ بر آکر پہونچا سب کو سلام کیا اور کہا کہ نامہ لیکر آیا ہون نامہ بادشاہ کا
گرداب شاہ کے نام ہی گرداب شاہ نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے باواز بلند پڑھا اُسکا وہی مضمون
تھا جو اوپر لکھا گیا جب نامہ پڑھا گیا اور سب لوگ مضمون نامہ سے آگاہ ہوے اہل دربار گرداب شاہ
وغیرہ کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا یہ معلوم ہوا کہ کوئی حواس سب کے لیگیا ہر ایک
نے سر جھکا کر زبان کے تلے انگلی رکھی عالم سکوت مین رہ گئے کہ گرداب نے نامہ بر کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا
کہ آفاق پر عتاب شاہی کا کیا سبب ہوا اُس نے جواب دیا کہ سبب یہ ہوا کہ وہ بدون مرضی بادشاہ
کے مقابلہ سے اہل اسلام کے لشکر سے کرچلے گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم مقابلہ کو جاؤ اُنھون نے جانے
سے انکار کیا پس سبب عتاب کا یہ ہوا گرداب نے یہ سنکے نامہ بر کو خلعت دیکر رخصت کیا اور کہا کہ
عرض کر دینا جیسا حکم صادر ہوا ہی اُسکے بموجب کاربند ہونگا آپ تشریف لائین یہان سب انتظام ہو جائیگا
آپکو ہر چیز وقت پر تیار ملے گی وہ نامہ بر تو یہ پیام لیکر فوراً روانہ ہوا راہ طی کرکے داخل شہر ہوا دربار
مین آیا معلوم ہوا کہ دربار برخاست ہوگیا ہی در محل پر پہونچا محل دار سے کل حال عرض کرا بھیجا اُس نے
بادشاہ سے جاکر کہدیا سمندر شاہ نے سنکے حکم دیا کہ اُس سے کہدو کہ جائے ہم کو حال معلوم ہوگیا یہ جب نامہ بر
کو رخصت کرچکے اب ہر ایک نے سر اٹھایا اور بہت افسوس کیا اور کہا معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کا دماغ خراب
ہوگیا کہ اتنے بڑے معزز کے ساتھ یہ سلوک کیا کونسی خطا اور جرم تھا اسکا نتیجہ اچھا نہین ضرور خرابی ہوگی اسکے بعد
گرداب نے چند سرداروں کو بلاکر کہا کہ تم جاؤ اور صحرا سے ہیزم لاکر فلان مقام پر جمع کرو اور چند سرداروں

سے کہا کہ تم جا کر روغن نفت کے شیشے لاؤ اور چند سرداروں کو یہ حکم دیا کہ تم فلاں مقام پر جو بلندی ہی ایستادہ خیمہ وغیرہ
برپا کرو اور انکو ہر قسم کے اسباب سے آراستہ کرو تاکہ بادشاہ آئیں پہونچکر تماشا ملاحظہ کریں غرضکہ یہ بند و بست کر کے
اور حکم دے کر خود دربار سے اٹھا اس صدمہ سے پاگل ہو گیا کہ افسوس بڑی خرابی کا مقام ہی اور جائے عبرت ہی اسی
سبب سے دربار برخاست کیا ہر ایک کو صدمہ ہوا ادھر ہرکاروں سے یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوئے اور وہ عیار جو کہ صورت تبدیل کئے ہوئے تھے وہ بھی یہاں موجود تھے دربار آراستہ تھا سب
حاضر دربار تھے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکارے آ پہونچے بادشاہ و صاحبقران و خواجہ و سب
اہل دربار کو سلام کیا اور بادشاہ کی طرف منہ کر کے عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہو گیا ہم غلام کیا عرض کریں کچھ
کفار کے دربار میں بیٹھے تھے کہ سمندر شاہ کا نامہ گرداب کے نام آیا اسکا یہ مضمون تھا کہ فلاں تاریخ میں اشارہ ہم کرینگے
ہم صبح کو آکر آفاق کو آگ میں جلائینگے اسنے ہماری عدول حکمی کی ہی اور اپنے دین سے پھر گیا ہی گرداب
نے جو نامہ بھیجے سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عدول حکمی کی کہ مقابلہ سے حضور کے چلا گیا اور اب جو سمندر
نے مقابلہ کو جانے کے لیے کہا تو اسنے انکار کیا اور جان دینا گوارا کی مگر آپ کے مقابلہ کو جانا گوارا نہ کیا تھا یہ گوارا
کیا کہ اپنے بادشاہ سے مقابلہ کرے ایک ادنا سا یہ ہی انکو گوارا کرنا کیا ایسا نمک حلال بہ خدا مومن کو کرے ارادہ
اپنے قول کا اجرا پابندی ہی کہ میں ہرگز نہ کروں گا گرداب نے انتظام کرنا شروع کیا اور یہ بند و بست کیا ہی اور آج
دربار برخاست کر کے اپنے خیمہ میں چلا گیا اور ہم یہ خبر سنکر ادھر روانہ ہوئے اس خبر وحشت
اثر کو ہرکاروں کے زبانی سنکر صاحبقران و بادشاہ و دیگر اہل دربار کو بڑا صدمہ ہوا اور
خواجہ کا تو یہ حال ہوا کہ رنگ رو متغیر ہو گیا اور شدت بیقراری ہوئی اسی حالت میں کہا کہ ہائے ہم نے
آفاق کو ہلاک کیا یا اپنی بھی جان دی یہ کہکر کرسی پر سے اٹھے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ ایک بات سنتے
جاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ اب ہم ہرگز نہ ٹھہرینگے جب آفاق کو رہا کر لینگے تب آئینگے اسکے اوپر جو یہ آفت
آئی ہی صرف میرے سبب سے آئی ہی مجھ سے وہ اقرار کیا تھا کہ اب میں آپ کے لشکر کے مقابلہ کو نہ آؤنگا نہ
بادشاہ کی طرف سے مقابلہ کرونگا نہ آپ کا شریک ہونگا اسنے اپنے قول کی پابندی کی اپنی جان دینا گوارا
کی اور میرے اقرار کے خلاف نہ کیا جو اقرار کہ مجھ سے کر گیا تھا اسپر ثابت قدم رہا مجھکو بھی لازم ہی کہ میں اسکی
کمک کروں یہ کہکر خواجہ چلے صاحبقران خاموش ہو رہے خواجہ کا جانا تھا کہ چالاک و برق و ضرغام و
قزاقچہ بن عمرو و بہا سوز و تاتی و ترک شکالی وغیرہ کوئی دس پندرہ عیار بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھکر چلے
انکا ذکر پھر تحریر ہوگا پہلے حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ بارگاہ سے نکل کر با سے شتابی مارے ہوئے اپنے
لشکر سے نکلے اور لشکر کفار میں آئے ابھی یہ اس لشکر سے نکلے تھے کہ انکے کان میں ایک دہل کی صدا آئی
کہ انھوں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ آسمان پر سے صدا آتی ہی اب جو دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ ایک ساحر
تخت پر بیٹھا ہوا ہی اسکے سامنے تخت پر نقارہ رکھا ہوا ہی چوب اسکے ہاتھ میں ہی وہ دہل نوازی کرتا چلا
آتا ہی اسنے قریب زمین پہونچ کر صدا دی کہ خلقت خداوند تصویر کی ملک سمندر شاہ کا حکم سمندر شاہ کا
سب کو معلوم ہو کہ کل بوقت سحر آفاق جادو جو کہ قبل میں وزیر تھا اب بادشاہ ہو گیا تھا بموجب حکم بادشاہ
آگ میں جلایا جائے گا اس جرم پر کہ اسنے بادشاہ کی عدول حکمی کی اور اہل اسلام کی طرف سے منہ موڑ لیا
اسنے مقابلہ نہ کیا انکا پاس کیا جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے یہ صدا دی اور دہل پر چوب لگائی تمام لشکر کفار
میں پھرا اور اسی طور سے دہل زنی کرتا رہا سب لشکر کفار کو معلوم ہو گیا خواجہ یہ صدا سنکے اور برہم ہوئے
اس لشکر سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہوئے ادھر اس دہل زن نے لشکر اسلام میں بھی پہونچ کر تمام لشکر میں

پھر کہی صدا لگائی دربار ابھی تک آراستہ تھا کہ دہل کی صدا کان مین آئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نقارہ
کی کیسی صدا آرہی ہی کہ اُسنے بارگاہ پیرا کر وہی صدا لگائی اور دہل پر چوب ماری اب معلوم ہوا کہ آفاق
کے قتل ہونے کا نقارہ بج رہا ہی کہ وہ قتل ہوگا جسکو تماشہ دیکھنا منظور ہو آکر دیکھے منادی ندا کرتا پھرتا ہی
اُسوقت صاحبقران و بادشاہ کو بڑا صدمہ ہوا کوکبہ و سہراب و عزالان نے کہا کہ بہت بڑا شخص
مارا جاتا ہی مقام افسوس ضرور ہی ہم خیال کرتے ہین کہ شمشاد رخ اور بارگاہ زمانہ ضرور قریب ہی کہ جب تو
دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن کرتا ہی جب انسان کی بدی کے دن آتے ہین تو اُسکی یہی حالت
ہوتی ہی اب یہ ضرور تباہ ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ جو مرضی خدا ہو یہ فرما کر کہا کہ مقام عبرت ہی کہ
اتنا بڑا مغرور یون قتل ہو اُن سب ساحرون نے عرض کیا کہ کل ہم جاکر ضرور مقابلہ کرینگے اور آفاق کو
چھڑا لائینگے ہرمج نے کہا کہ یہ تو ضرور ہوگا پس سب نے اُسوقت صاحبقران کے روبرو باہم اقرار
کیا تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست ہوا سب اپنی طرف چلے گئے وہ ساحر جو ندا دیتا پھرتا تھا وہ
لشکر اسلام کا گشت کر کے دیہات و قریہ مین جو کہ اُس مقام سے قریب تھے گیا اور ندا کی سب آگاہ ہوے
اُسی وقت سے پانچ کوس دس کوس لوگون نے چلنے کا سامان کیا یہ وہان سے ضرور سے کر اُس مقام پر آیا جہان
آفاق کا لشکر اترا ہوا تھا اُس لشکر مین بھی ندا کی اور ندا کرکے چلا گیا جب لشکر و سرداران آفاق
کو معلوم ہوا کہ کل ہمارا بادشاہ و آقا و افسر قتل ہوگا یہ لوگ ایک مقام پر جمع ہوے کل لشکر اور کل افسرون نے
باہم صلاح کی کہ نہ معلوم کیا جرم ہمارے افسر نے بادشاہ کا کیا ہی کہ جسکے عوض مین بادشاہ نے قتل کرنے
کا حکم دیا ہی اور اس طور سے سب کو جمع کر کے کہا کہ ہم نے تو اپنے افسر کا نمک کھایا ہی اگرچہ دراصل ہمارے
افسر کی خطا بھی ہی تو ہم نہ قتل ہونے دینگے جب تک کہ ہم زندہ ہین پس باہم یہ صلاح کی کہ کل جب بادشاہ
کو جلانے لائین اُسوقت بلوہ کرکے چھین لو یہ صلاح ہوگئی یہان لشکر آفاق مین تو یہ بندوبست ہی اُدھر
خواجہ جو لشکر کفار سے نکلے پاسے شاطری مارتے چلے آتے ہین کہ درہ کوہ مین پہونچے دیکھا کہ قران [illegible]
بیٹھے ہوے عبادت خدا کر رہے ہین خواجہ قریب قران پہونچے قران نے جو خواجہ کو دیکھا براے
تعظیم اُٹھے اور خواجہ سے کہا تشریف لائیے خواجہ نے جواب دیا کہ مین نہین آؤنگا کہا کہ اے قران
بڑا غضب ہوگیا یہ کہکر کل حال خواجہ نے بیان کیا اور کہا کہ مین جاتا ہون اُسکی رہائی کو یہ کہکر پاسے
شاطری مارکر روانہ ہوے یہ حال قران بھی سنکے سجادے پر سے اُٹھے اور ایک طرف کو روانہ ہوے کہ انکا
حال پھر تحریر ہوگا راوی نے تحریر کیا ہی کہ خواجہ پاسے شاطری مارکر داخل شہر ہوے شہر کو بہت آباد پایا
رعایا کو بہت شاد دیکھا ہر طرف کٹورا بج رہا ہی صرافہ بزازہ کھلا ہوا ہی روپیہ اشرفی کے انبار لگے ہوے
ہین نقرئی طلائی ظروف دکانون پر رکھے ہوے ہین زیور ہر قسم کے ہر دکان پر موجود ہین خواجہ کے منھ مین
پانی بھر آیا دل مین خیال کیا کہ کچھ حاصل کرنا ضرور ہی پھر خیال آیا کہ تم تو یہان دیکھنے آئے ہو تم کو کیا ضرور ہی وہان
سے جوہری بازار مین آئے وہان اُس سے زیادہ لالچ آیا مگر کچھ خیال کر کے آگے چلے سو بازار مین پہونچے ہر قسم کے
بازار کی سیر کرتے ہوے امیران شہر و رئیسان شہر کی عمارتین دیکھتے ہوے اُس مقام پر آئے جہان پر ارکین
سلطنت کے مکانات تھے اُن سب مقامات سے گذرتے ہوے در دولت پر پہونچے جلوخانہ سے گذر کر دربار مین
آئے اسوقت تو کسی قسم کی ممانعت تھی نہین جو نہ جا سکتے وہان آکر دربار کو برخاست پایا وہان سے نکلے تو
دیکھا کہ ایک چوبدار ایک مکان عالیشان سے نکلا ہوا چلا آتا ہی انھون نے جھٹ پٹ اپنی بھی صورت
ایک چوبدار کی سی بنائی اور آگے بڑھکر اُس سے ملاقاتی اُس سے پوچھا کہ بھائی اس قدر تیزی سے کہان

جانے ہو تم کس کے ملازم ہو ذرا ٹھہر جاؤ مجھے تم سے ایک امر ضروری دریافت کرنا ہی وہ ٹھہر گیا اس خیال سے کہ یہ کسی
معزز سردار کا ملازم معلوم ہوتا ہی معلوم کیا ضرورت ہی کسی ضرورت سے اُسنے اسکو بادشاہ کے پاس تو نہین بھیجا ہی کچھ
ضروری کام تو نہین کہلا بھیجا ہی کیونکہ یہ قریب در دولت کے کھڑا ہوا ہی آج کل بادشاہ کو ہر سردار سے ضرورت
رہتی ہی لیکن ایسا نہو کہ یہ واپس چلا جائے اور کہدے کہ مین فلان چوبدار سے ملا اُسنے میری عرض بادشاہ
تک نہ کی وہ کل دربار مین اگر میری شکایت کرے تو میرے اوپر بھی مثل آفاق کے عتاب نازل ہو بادشاہ کو
غصہ آج کل زیادہ ہی اس خیال سے پھر کہا کہ بھائی جلد بیان کرو اُس نے کہا کہ تم کہان جاتے ہو اس چوبدار نے
جو کہ مکان سے نکلا تھا کہا کہ تم اپنی ضرورت بیان کرو کہ تمکو کیا ضرورت ہی مین کہین جاتا ہون اُس نقلی چوبدار
نے جواب دیا کہ جب تک تم نہ بیان کروگے مین تم کو جانے نہ دونگا اور میری تو ضرورت یہ ہی کہ مین لشکر گرداسپ
سے آیا ہون گرداسپ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضی روانہ کی ہی مین پہلے دربار مین گیا تھا تو معلوم ہوا کہ دربار
برخاست ہو چکا ہی بادشاہ محل مین تشریف لے گئے ہین وہ عرض ضروری ہی مین نے لوگون سے کہا کہ عرضی
کرادو کسی نے نہ سُنا مین پریشان ہو کر ادھر چلا آیا میرا تو یہ مطلب ہی کہ مجھکو معلوم ہو جاتا کہ میری عرض بادشاہ
تک اسوقت ہو سکتی ہی یا نہین اگر عرض ضروری ہوتی تو مین مجبور ہو جاتا جب کل دربار ہوتا تو پیش کرکے جو کچھ
جواب ملتا لیکر چلا جاتا اب کیا کرون مین نے تمکو معزز چوبدار دیکھا اور راستے سے نکلتا غنیمت کیا کہ تم شاہی
چوبدار ہو اس سبب سے تو کا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ خوب ہم نے اپنی راست سے کام لیا ورنہ خرابی ہوتی
یہ دل مین خیال کرکے کہا کہ بھائی مین جس مکان سے نکل کر ادھر جاتا ہون اسی مکان مین بادشاہ تشریف فرما
ہین کیونکہ یہ مقام مشورہ خاص کا ہی بادشاہ اسوقت اپنے اُستاد کے پاس بیٹھے ہوئے ہین اور باہم مشورہ
ہو رہا ہی مجکو اپنے وزیرون کے پاس روانہ کیا ہی کہ جاکر اُنکو لے آؤ مین وزیران دست چپ کے پاس جاتا ہون
خبر کرنے کو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہی تم چلے آؤ برابر تم کو کوئی نہ روکے گا اگر پہرے والے روکین تو اُن سے
کہنا کہ مین بادشاہ کے پاس آیا ہون عرضی لایا ہون پھر کوئی منع کرے گا چوبدار نقلی نے کہا کہ بھائی تم
اپنے نام سے آگاہ کرو کیونکہ مین یہ کہدونگا کہ مجھ سے اور اُن سے ملاقات ہوئی ہی مین انکا بھیجا ہوا
آیا ہون اور زیادہ اعتبار ہوگا کیونکہ مین یہان کبھی نہین آیا ہون اُس چوبدار نے کہا کہ مجکو منگل کہتے ہین
اُس نے کہا کہ اچھا اب آپ تشریف لے جائین مین جاتا ہون یہ کہکے وہ اپنی طرف چلا گیا یہ اپنی طرف
چلے انھون نے قریب مکان کے پہونچ کر خیال کیا کہ اگر تم اس حالت سے جاتے ہو تو بڑی خرابی ہوگی عرضی
طلب کرے گا کیا دوگے تم نے اُسکو بیہوش کیا ہوتا اُسکی صورت بن کر گئے ہوتے جو مشورہ ہوتا اُس سے
بھی آگاہ ہوتے بڑا دھوکا کھایا پھر خیال مین آیا کہ وہ وہان سے واپس آتا ہوگا اب عیاری کرکے اُسکو
بیہوش کرو اُسکی صورت بن کر جاؤ نام تم کو معلوم ہو چکا ہی سب حال سے بخوبی واقف ہو گئے ہو جہان
آفاق قید ہوگا شاید اُس مقام کا بھی پتہ مل جائے یہ دل مین خیال کرکے اُسی مقام پر ٹہلنے لگے وہ چوبدار
دونون وزیرون کو اطلاع دیکر واپس چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ امر یون تھا کہ جب دربار برخاست
کرکے سمندر محل مین گیا تھوڑے عرصہ تک محل مین رہا اُسکے بعد باہر آیا تھا اور اپنے اُستاد کو طلب
کیا تھا اس لیے کہ آفاق کی بابت مشورہ کرے اُسکے اُستاد نے اُس سے کہا تھا کہ اے سمندر تو نے
یہ حرکت بالکل خلاف کی کہ آفاق ایسے معزز کے ساتھ ایسی حرکت کی اگر یہی منظور تھا تو اُس وقت اُسکو
جانے دیا ہوتا موقع دیکھکر اسکا قصاص اُس سے لیا ہوتا پوشیدہ طور سے کیونکہ اس امر مین مجکو فساد کا
خوف ہی کیونکہ وہ ایک زمانہ تک یہان کا وزیر رہا ہی اور اب ایک ملک کا بادشاہ ہی اُسکے پاس بھی

لشکر وغیرہ ہی جب یہ خبر اُسکے لشکر میں پہونچیگی تو سب فساد پر آمادہ ہونگے ایک تو اہل اسلام سے مقابلہ ہی دوسرا
یہ فساد ہوگا اس سے کیا حاصل ہوگا اور ہر وقت کیونکر مقابلہ کرینگے سمندر نے جواب دیا کہ مجھکو اُستاد کوئی خوف
نہیں ہی اگر تمام ممالک کے حاکم مجھسے خلاف ہوکر مقابلہ کریں تو بھی میں سب کو جواب دونگا اور اب تو حرکت
میں نے کی بہت خوب کی اب اُس سے میں کسی صورت سے منحرف نہیں ہوسکتا ہوں ضرور آفاق کو قتل کرونگا
اگر خداوند بھی میرے نام یہ حکم جاری کریں کہ تم آفاق کو نہ قتل کرو تو میں اُنکے حکم کو بھی ٹال دونگا اور ضرور اپنی
رائے سے انحراف نہ کرونگا عشاق نے کہا کہ میں یہ کب کہتا ہوں تم اسکا بندوبست کرلو کہ فساد نہ ہو بس اسی سبب
سے میں نے شملاق و امراق کو طلب کیا تھا کہ اُس سے بھی اس باب میں رائے لی جاوے اور آنکا بندوبست
کرنے کا حکم دے کہ وہ چوبدار روانہ کیا تھا یہ جو مکان ہی اسکو مکان مشورت و دربار خاص کہتے ہیں اسمیں بادشاہ
ملازمان خاص و سرداران معزز سے صلاح کرتا ہی اور جو محرم راز ہیں وہ یہاں جمع ہوتے ہیں پس جب وہ چوبدار
دونوں وزیروں کو اطلاع دے کر واپس آیا اور قریب اُس مقام کے پہونچا دیکھا کہ وہ چوبدار کھڑا ہی جیسے کوئی
انتظار کرتا ہی اُسنے اُسکو دیکھا آواز دی کہ بھائی تم کیا اندر نہیں گئے جو کھڑے ہو چوبدار نقلی نے کہا
کہ بھائی میں کیا کروں یہیں میرا کام ہو گیا مجکو انعام بھی ملا میں خوش ہوا میں نے خیال کیا کہ تمھارے سبب
سے مجکو فائدہ ہوا ہی میں تم کو بھی دوں لہذا تم ادھر گوشہ میں آؤ تاکہ کوئی اور نہ دیکھے اور بادشاہ سے تمھاری
شکایت کرے یہ سُنکے وہ چوبدار خوش ہوا اور دل میں کہا کہ یہ چوبدار بڑا یار نادار ہے پس اُسکے ہمراہ گوشہ میں
آیا اُسنے دیکھی کہ میں ہاتھ ڈالا ایک مرتبہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا یعنی اُس چوبدار کی پشت کی طرف اور ہاتھ کھینچ
نکال لیا مشغول نے کہا کہ بھائی جلدی کرو کیونکہ مجکو بڑا عرصہ ہوا ہی کہیں بادشاہ ناراض نہوں خواجہ نے کہا کہ
ذرا دیکھو یہ کون ہی جو ہنستا ہوا چلا آتا ہی تمھارا آشنا ہی اسی سبب سے میں نے ہاتھ روک لیا پس جلدی
مشغول پلٹا خواجہ نے حلقہ کمند کی گانٹھ کرا کے وہ اسکے گلے میں پھنستا ہوا اُسنے ادھر کھینچ کر
خواجہ نے جناب مارا اُسکے دماغ کے برابر پہونچا اُسکو کھینچا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا پس خواجہ نے
اُسکو ہاتھوں پر روک کر زمین میں لٹا یا بیضہ طلب کرکے اُسکی صورت بنا لیا اور اُسکا لباس اُتار کر خود پہنا بیہوشی
کی اُسکے دماغ پر چڑھادی اور ایک غار میں اُسکو لٹا کر اُسپر گھاس پھوس ڈالکر اُسکا عصا ہاتھ میں لیکر
اُس مکان کی طرف چلے بلا خوف داخل مکان ہوئے جب بارہ دری میں پہونچے دیکھا کہ سمندر مسند پر بیٹھا ہوا اور
عشاق اُسکے برابر بیٹھا ہی اور ارکان دولت جو کہ معزز ہیں وہ روبرو حاضر ہیں مگر چند لوگ ہیں جیسے سمندر
نے اسکو دیکھا کہا کہ کیا خبر لایا چوبدار نقلی یعنے خواجہ نے جواب دیا کہ جی ہاں حاضر ہوتے ہیں سمندر خاموش
ہو رہا اور جہاں اور چوبدار کھڑے تھے ایک مقام خالی تھا یہ وہاں آکر کھڑا ہو گیا کہ اتنے عرصہ میں شملاق و
امراق آکر پہونچے بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے مرتبہ سے بیٹھ گئے سمندر نے شملاق سے کہا کہ اے شملاق
تم نے آفاق کو کس مقام پر قید کیا ہی ایسی جگہ تو نہیں قید کیا ہی کہ اُسکے ملازم اُسکو رہا کر لے جائیں شملاق
نے عرض کیا کہ میں نے اُس مقام پر قید کیا ہی کہ جہاں سے کوئی نہ لے جا سکے گا وہ جو قید خانہ فلاں ہی کہ جہاں
کا قیدی رہا نہیں ہوسکتا ہی وہاں میں نے آفاق کو بحکم عالی قید کیا ہی سمندر نے کہا کہ اُسکو کھانا تو دیا
جاتا ہے اسمیں برابر کھانا ملتا ہی اور گرم پانی ہوا اُسنے جواب دیا کہ میں نے یہی تدبیر کی ہی سمندر نے کہا کہ اُستاد
فرماتے ہیں کہ آفاق کے قتل سے فساد عظیم ہوگا اسکا بندوبست کیا ہوا اور یہ امر ضروری ہی کہ موافق
فرمانے اُستاد کے فساد ہوگا شملاق نے کہا کہ اُستاد کی رائے بہت ٹھیک ہی جو ارشاد فرماتے وہ
بندوبست کیا جاوے سمندر نے کہا کہ تم سے اسکا بندوبست ہوسکتا ہی کہ فساد نہ ہو امراق نے کہا کہ

کیون نہین ہوسکتا ہی ہم ضرور اسکا بندوبست کرلینگے آپ اطمینان فرمائین جو ذرا فساد ہو سمندر رخ نے
کہا کہ ہم استاد کہتے ہین کہ تم نے یہ امر بالکل خلاف کیا تم لوگ بتاؤ کہ خلاف کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہم استاد کا خیال
اگلا ہی وہ یہ چاہتے ہین کہ وہ بات نہ ہو کہ باہم شر و فساد کی صورت نکلے ورنہ استاد کو آفاق کے حرکات
کی خبر تھی کہ جسکے عوض مین اسکو سزا دی گئی ہی استاد کیا جانین کیونکہ وہ اس مقام پر تشریف فرما تو تھے نہین
آج کل ایک ضرورت سے تشریف لائے ہین انکو کیا خبر ہی یہ امر تو بہت برا ہی آفاق نے بعلت سے ایسے امر خلاف
کیے ہین کہ جن سے ہمیشہ درگذر کی گئی آخر نا بہ کے آج بادشاہ کو غصہ آگیا معقول سزا دی گئی آفاق اسی لائق تھا
گو بہت سے اہل دربار کے خلاف یہ امر ہوا ہو کوئی کیا کرے گا جو سر اُٹھائے گا یہی سزا پائے گا بلکہ اس سے
زیادہ اُسکو سزا دیجائے گی حضور ریاست بدون سیاست کے نہین آتی ہی اگر اسوقت طرح دیجاتی تو اورون
کو جرات ہوتی کہ وہ بھی ایسی حرکت کرتے اب سب کو کان ہو گئے ہونگے کوئی سرتابی نہ کرے گا عدول حکمی کے
نام لرزہ آئے گا ہمیشہ پابندی حکم کی کرے گا یہ جواب وزیرون نے کہا سمندر رخ بہت خوش ہوا اور کہا کہ کل ایسی
تدبیر کرنا کہ فساد نہ ہو اور آفاق قتل ہوجائے سب نے کہا کہ حضور ضرور ایسا انتظام کیا جائے گا آپ اطمینان
فرمائین سمندر رخ نے کہا کہ یہ جو مین نے سزا آفاق کے لیے تجویز کی ہی خوب ہی کیونکہ وہ خداوند سے پھر گیا ہی جب
جلا دیا جائے گا تو اُسکے گناہ دھو جائینگے دنیا سے نجات سے پاک جائے گا یہ بھی اُسکے ساتھ میری
مہربانی ہی بلکہ اُسکے ساتھ مین بہت بڑا سلوک کرتا ہون اُن سب نے کہا کہ در اصل آپ نے خوب سزا تجویز کی ہی
شملاق نے کہا کہ خداوند میری ایک راے اور ہی اگر آپ کی بھی مرضی ہو تو مین بیان کرون سمندر رخ نے
کہا کہ ضرور بیان کرو شملاق نے کہا کہ میرے نزدیک یہ امر بہتر ہوگا کہ آپ یہ حکم فرمائین کہ جب آفاق
قتل ہوجائے تو جو اُسکا مکان یہان ہی وہ بھی لوٹ لیا جائے اور جو اُس کے ملازم ہین اُنکو بھی یہان سے
شہر بدر کر دیا جائے اور شہر آفاقیہ مین ایک حاکم یہان سے روانہ کیا جائے کہ وہ جاکر تمام مکان کو آفاق کے
لوٹ لے سب مال و اسباب ضبط کرکے داخل خزانہ شاہی کرے اور جو ملازم ہون انکو اسیر کرکے شہر مین
تشہیر کرے اور زوجہ آفاق کو اسیر کرکے قید فرمائیے جب تک یہ بندوبست نہ فرمائیے گا اُس وقت
تک کچھ نہ ہوگا وہ عورت نہ ماننے کی ہی فساد برپا کرے گی یہ جو شملاق نے کہا سمندر رخ نے جواب دیا کہ تمھاری
راے بہت خوب ہی مجھے نہایت پسند آئی اسی کے موافق کل حکم دونگا اس شملاق کو اس قدر عداوت
قلبی تھی کہ اسی نے یہ راے بادشاہ کو دی ہی اُسکی تو یہ مرضی ہی کہ کسی طور سے یہ تمام کارخانہ برباد ہو اور
آفاق کی ذریت تک باقی نہ رہے نہ کوئی آفاق کا نام لینے والا ہو ایسی تباہی اُسپر آئے بادشاہ بھی
اس امر پر راضی ہوگیا گو عشاق نے کہا کہ اس قدر ظلم و ستم روا کرنا جائز نہین ہی مگر شملاق کی راے
بادشاہ کو بہت پسند آئی وہ اب کاہے کو کسی کی سُننے گا وہ کب اُسکے خلاف کرتا ہی راوی نے بیان کیا ہی
کہ خواجہ خاموش کھڑے ہوے سُنا کیے یہان تک کہ وہ جلسہ بھی برخاست ہوا سب اپنی اپنی طرف
روانہ ہوے سمندر رخ محل مین چلا گیا عشاق اپنے مقام خاص پر گیا شملاق وزیر وغیرہ اپنے اپنے مقام
کو گئے اُسی وقت شملاق نے مقام پر پہونچ کر ایک حکم نامہ بنام گلاب جادو جو کہ سپہ سالار تھا اور
ایک حکم نامہ بنام زورق جادو جو کہ دست چپ کا سپہ سالار تھا روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ کل صبح کو پچاس
پچاس ہزار سپاہ دونون صاحب تیار کرکے حاضر ہون اور کل سپاہ کو تیار رہنے کا حکم دین اور ایک حکم نامہ
بنام طغیان جادو کوتوال شہر کے روانہ کیا اُسکا یہ مضمون تھا کہ کل صبح سے تمام شہر کا بندوبست کرو
بلوہ نہ ہونے پائے ورنہ عذاب شاہی تم پر نازل ہوگا اور شہر کے اندر بھی بلوہ نہ ہونے پائے یہ تینون حکمنامہ

تحریر کر کے روانہ کیے کوتوال شہر نے جواب تحریر کر دیا کہ جیسا آپ نے تحریر کیا ہی اُسکے موافق عمل کیا جائیگا
یہی جواب گلاب وزرورق نے تحریر کیا اُسی وقت گلاب نے اپنے ماتحت کے افسرون کو حکم سے
وزیر کے آگاہ کیا ہر ایک نے دست راست کی سپاہ مین حکم پہونچا دیا کہ کل سپاہ پہر رات رہے سے تیار رہے
اور پچاس ہزار اسپ امرکے مستعد رہین کہ جس وقت سپہ سالار برآمد ہون اور چھاونی مین آئین سب اُنکے
ہمراہ ہون اور باقی مسلح و مکمل رہین کہ جب طلبی کا حکم آئے فوراً روانہ ہون اسی طور سے زرورق نے اپنی
ماتحت سپاہ کو بذریعہ افسرون کے حکم پہونچا دیا یہان لشکر مین بندوبست ہونے لگا راوی نے بیان کیا ہی
کہ جب وہ جلسہ برخاست ہوا تھا تو خواجہ چوبدار کی صورت بنے ہوے کھڑے تھے سب کی آنکھ بچا کر باہر
آئے اور اُس مقام پر پہونچ کر اُس چوبدار کو ہوشیار کیا مگر اُسکی یہ حالت تھی کہ برہنہ تھا اُسکی جو آنکھ کھلی
اپنے کو برہنہ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہی کیا مین خواب دیکھ رہا ہون آخر کو آنکھیں مل کر اُٹھا اپنے حواس
درست کیے اب جو خیال کیا تو اپنے کو ایک غار مین پایا خیال آیا کہ وہ کوئی عیار تھا اُس نے مجکو بیہوش کر کے
اپنے کام کے لیے میری شکل بنکر بادشاہ کے پاس گیا ہی یہ فوراً اُس مقام سے اُٹھا اپنے کو سب کی نگاہ سے
پوشیدہ کرتا ہوا مکان پر آیا لباس پہن کر بہت جلد دربار خاص کی طرف روانہ ہوا یہان آکر کسی کو نہ پایا اس خیال
سے آیا تھا کہ شاید وہ عیار وہان موجود ہو اور عیاری کر رہا ہو پس جب اس نے کسی کو نہ پایا معلوم ہوا کہ بادشاہ
محل مین ہین جو کام کہ یہ کرتا تھا اُس کام پر چلا گیا اس نے کسی سے کچھ نہ کہا اُدھر خواجہ اُسکو ہوشیار کر کے اور
اپنی صورت بدل کے اُس طرف چلے جدھر کا پتہ شملاق نے سمندر کو دیا تھا کہ فلان قیدخانہ مین مین نے
آفاق کو قید کیا ہی جو کہ دربار شاہی کی پشت پر ہی جہان کا قیدی تا حیات رہا نہین ہوتا ہی سواے مرجانے
کے یا سواے قتل ہونے کے یہ اُس مقام پر آئے کیونکہ پتہ تو سُن چکے تھے وہان آکر خوب بندوبست پایا اپنا گذر
محال پایا ایسا پہرہ چوکی دیکھا خیال کیا کہ یہان کوئی عیاری نہین چلے گی عیاری کرنا بیکار ہی کوئی اور تدبیر کرنا
چاہیے یہ خیال کر کے ایک طرف کو چلے تھوڑی دور گئے تھے کہ دیکھا ایک عالی شان پھاٹک لگا ہوا ہی اُسپر سپاہی
بیٹھے ہوے ہین انھون نے خیال کیا کہ یہ کسی امیر کا مکان ہی اُس مکان کے قریب آ گئے دیکھا کہ جو لوگ پہرے
پر بیٹھے ہوے ہین وہ سب مغموم ہین صدمہ مین مبتلا ہین خواجہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کس امیر کا مکان ہی اُنھون
نے سر اُٹھا کر کہا کہ یہ اُس امیر کا مکان ہی کہ جسکی امارت صبح کو برباد ہوگی بیگناہ قتل ہوگا ہمکو کہنا زیبا نہین اُس
شخص نے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون جدھر جاتا ہون یہی سُننے مین آتا ہی کہ کوئی بے خطا قتل ہوگا مین اسی
فکر مین ہون کہ وہ کون ہی جو بے خطا قتل ہوگا اُسکا کیا نام ہی مجھے تو ایسے مقام سے خوف معلوم ہوتا ہی کہ
جہان لوگ بے خطا قتل ہوتے ہین اگر رات نہ ہوتی تو مین یہان سے ضرور چلا جاتا کیونکہ ایسے مقام پر قیام
کرنا نادانی ہی اچھا تمھاری مہربانی ہوگی کہ اُس شخص کے نام سے ہمکو آگاہ کرو اُنھون نے جواب دیا کہ نام سے
آگاہ ہونے کی کیا ضرورت ہی یہی کیا کم ہی کہ وہ بے خطا ہی خواجہ نے کہا کہ ہمکو بھی تو معلوم ہو کہ وہ کون ہی
یہان میرا آنا ایک دوست کی وجہ سے ہوا ہی آج مین اُسکو تین دن سے تلاش کر رہا ہون اُسکا پتہ نہین ہے
مین نے سنا تھا کہ وہ قید مین بادشاہ کے ہو گیا ہی یہ مکان اُسی کا تو نہین ہی اُنھون نے کہا کہ یہ مکان
آفاق شاہ کا ہی جو کہ قبل مین وزیر تھے اب بادشاہ ہو گئے تھے وہ بے خطا ظلم سے سمندر شاہ
کے صبح کو قتل ہونگے خواجہ نے کہا معلوم ہوا کہ میرے دوست کا مکان نہین ہی کیا آفاق اسی
مکان مین قید ہین اُنھون نے کہا کہ عجب نادان ہو یہ اُنکے رہنے کا مکان ہی وہ قیدخانہ مین قید
ہین یہان کیون قید ہونے لگے یہان اُنکی زوجہ اُنکے غم مین مبتلا مقیم ہین کہ شوہر کی خبر معلوم ہوے

تو مین بھی کسی طرف کو فقیرانہ لباس کرکے نکل جاؤن ہم اُنکے ملازم ہین یہ سُنکے خواجہ نے جواب دیا معلوم ہوا کہ وہ
عورت بہت نیک ہی اور اپنے شوہر سے بہت محبت رکھتی ہی خیر مین جاتا ہون معلوم ہوا کہ یہ مکان اُنکا نہین ہی
مجکو لوگون نے دھوکا دیا یہان کے لوگ بہت خراب ہین کہ ہر ایک سے مذاق کرتے ہین یہ کہکر خواجہ ایک راہ
کو روانہ ہوے آگے بڑھکر ایک تدبیر خیال مین آئی اُسکو خیال کرکے موافق اُسکے بندوبست کرکے اُس مکان
کے گرد گشت کیا کہ کوئی مقام تو ملے جب کوئی مقام نہ ملا تو اور ایک تدبیر کی دیکھا کہ ایک کمرہ بالا بام ہی اُسکے
دروازے اسی طرف لگے ہوے ہین یہ اُسی کمرے کے سامنے اپنی صورت ایک پیرزال کی بناکر بیٹھ گئے ایک درخت
برگد کا لگا ہوا تھا اُسکے سایہ مین شب ماہ تھی خوب چاندنی پھیلی ہوئی تھی وہان بیٹھکر یہ کلام کرنے لگے اس خیال
سے کہ شاید اُس کمرے مین کوئی رہتا ہو میری صدا سُنے اور پھر اُسکے اندر مکان کے ہو تو مین تدبیر معقول کرون
دل مین خیال کرنے لگے ار افسوس مین کیونکر اُس مصیبت زدہ تک پہونچون اور جو اُسکے شوہر غریب نے
پیام دیا ہی اُسکو پہونچاؤن ای فلک تو نے کیا قہر ڈالا ہی کہ ایسے شوہر و زوجہ کو یون جدا کیا ہی کہ جو مثل
گل و بلبل کے تھے اور باہم شبانہ روز بعیش و عشرت بسر کرتے تھے وہ اُس قفس قیدخانہ مین اپنی زوجہ کے لیے
تڑپ رہا ہی اور بیقرار ہی اور یہ اپنے شوہر کے غم مین مبتلا ہی اُسے اپنی جان کی کچھ فکر نہین بلکہ اپنی زوجہ کا
ہر وقت خیال ہی یہ بھی افسوس کر رہا ہی کہ کیونکر اُسکی زندگی و جوانی کٹے گی وہ جب یہ خبر پاتی گی کہ مین جلا دیا گیا
اور ملک عدم کو راہی ہوا تو اپنی حالت ضرور تباہ کرے گی بلکہ اپنے کو ہلاک کرے گی کوئی میرے حال پر رحم نہین
کھاتا ہی کہ میرا ایک پیام پہونچا دے مجکو رحم آیا مین جس طرح سے ہوگا اُسکے پاس روپیہ پیسہ صرف کرکے پہونچونگا
اور اُسے پیام پہونچاؤنگا اب یہان جو آیا تو کوئی اندر جانے نہین دیتا ہی دروازہ بند ہی اُس غریب نے
کہا تھا کہ اُسکا جواب مجاو اُس سے حاصل کرکے آنے و بنا دوپہر رات تو گذر چکی ہی صبح کو وہ قتل ہو جائے گا
افسوس مین نے صبح کو جواب بھی حاصل کیا تو اُس تک کیونکر پہونچ پاے مجھ سے ایک غریب کی مرتے وقت
بھی کچھ خدمت نہ ہو سکی نہ مین اُسکی وصیت کو ادا کر سکا میری ساری محنت و شفقت بیکار ہوئی یہ کہتے تھے
اور روتے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس کمرے مین آفاق کی زوجہ بیٹھی ہوئی اپنے شوہر کے غم مین رو رہی تھی
اور اُسکی الفتون کو یاد کرتی تھی اور افسوس کرتی تھی کہ اسکے کان مین رونے کی صدا آئی چونکہ دل سے تو لگی ہی
تھی دل پر چوٹ لگی اور خیال کرنے لگی یہ بھی کوئی میری طرح ستم رسیدہ اور غمزدہ ہی اب جو خیال کرکے
سُنتی ہی تو زیر کمرہ رونے کی صدا آرہی ہی اسکو تاب نہ رہی اُٹھکر کمرے کا دروازہ کھولا دروازے کے کھلنے
کی جو صدا آئی اُس غمزدہ نے اور رونا شروع کیا اور دردناک کلام کرنے لگی اسنے دروازہ کھولکر دیکھا تو ایک
عورت پیرزال سر کے بال سفید منھ مین دانت نہین کوزہ پشت سفید چادر سر پر پڑی ہوئی خاک پر لیٹی ہی اور
رو رہی ہی افسوس کرتی ہی اور ہاتھ ملتی ہی اسکو اُسکے حال پر رحم آیا اور اُسکی تقریر بھی سُنی دل مین خیال کیا
کہ نہ معلوم کون علاوہ میرے شوہر کے قتل ہوگا کہ جسکا یہ پیام لے کر جاتی ہی اُسکی وہان تک رسائی نہوئی
کہین میرے شوہر نے تو کوئی پیام نہین بھیجا ہی بلاکر دریافت کرنا چاہیے پھر خیال ہوا کہ اگر کچھ کہنا ہوتا
تو وہ اُسی وقت کہتے کیا ضرورت تھی کہ قیدخانہ مین جاکر ایک غیر عورت کے زبانی کہلا بھیجتے کسی اور کا یہ
پیام اُسکی زوجہ کے پاس لیے جاتی ہوئی کیا ضرورت ہی کہ بیکار کو مین کسی کا درد سر اپنے سر مول لون مین
خود بلا مین مبتلا ہون دوسرے کا حال سُنکے اور صدمہ اُٹھاؤن پھر خیال آیا کہ ذرا اس سے کلام تو کرے یہ دل
مین خیال کرکے کہا کہ ای بڑھیا کی ذرا ادھر تو دیکھو کیون تم دوپہر رات کو ایسے مقام بیٹھی ہوئی رو رہی ہو
کیا ایسی تم پر بلا نازل ہوئی کہ تمھاری ایسی دردناک صدا ہی کہ میرے دل غمزدہ کو اور بھی بیچین کر دیا ہی

مین اپنی مصیبت بھول گئی خدا کے لیے کچھ بیان تو کرو اُس عورت نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ اے بی بی مین کیا بیان
کرون کوئی سُننے والا ہی تم اتنی دور مین یہان میرے تمھارے زمین آسمان کا فرق ہی نہ مین تم تک آسکتی ہون نہ
تم مجھ تک اور میری مصیبت سُنکے کیا کرو گی اور زیادہ صدمہ ہوگا میرا حال ناگفتہ بہ ہی مین مصیبت کی ماری اگر
مر جاتی تو اقرار نہ کرتی مین اقرار کرکے اس بلا مین مبتلا ہوئی کہ جس سے رہائی غیر ممکن ہی زوجہ آفاق نے
کہا یہ تو ممکن ہی کہ تم میرے پاس آجاؤ اور اپنا حال بیان کرو تاکہ مین بھی تو آگاہ ہون اگر مجھ سے ہوسکے تو مین
تمھاری مصیبت کو دفع کرون خواجہ تو یہ چاہتی ہی تھے کیونکہ اُنھون نے پہچان لیا کہ یہ آفاق کی زوجہ ہی اسکا
مطلب یہی تھا کہ اگر تمھارا یہی جی چاہتا ہی کہ تم میری مصیبت کو سنو تو بتاؤ مین تمھارے پاس کیونکر
آؤن خیر دو گھڑی تمھارے پاس بیٹھکر اپنی مصیبت بیان کرونگی اُسکے بعد پھر تلاش اُس شخص کی کرونگی
اور پھر اُسکے پاس جانے کی کرونگی ملکہ نے کہا اچھا اور اندر منھ کرکے کہا کہ کوئی حاضر ہی ایک خواص موجود
تھی اسی غرض سے موجود تھی کہ شاید ملکہ کو کوئی ضرورت ہو اور آواز دین تو کوئی جواب دینے والا تو ہو ایسا
نہ ہو کہ پکارا کرین اُسنے سُنکے کہا کہ حاضر ہون یہ کہکر اندر آئی ملکہ نے اپنے پاس بُلا کر کہا کہ دیکھو یہ جو باغ کی
صاحب بیٹھی ہوئی ہین انکو میرے پاس لے آ اُسنے کہا کہ ملکہ یہ کیا آپ کو ہوا ہی کہ اجنبی عورت کو اپنے پاس
بلاتی ہو دو پہر رات گذری ہی نہ معلوم کہ یہ کوئی چڑیل ہی یا کوئی مکارہ ہی کہ صورت بدل کر بیٹھی ہی ملکہ نے کہا کہ تیرا
کیا نقصان ہی اگر چڑیل ہی تو مجھکو کھا جائیگی میری جان عذاب سے نجات پائیگی اور اگر کوئی مکارہ ہی تو پھر
کیا بنائیگی ہم جتنا تجھکو حکم دیتی ہین اُسکے موافق تو تعمیل کرا ہان ان دنون تو زمانہ ہم سے برگشتہ ہی یہی
تو سبب ہی کہ نوکر ہمارے حکم کو نہین مانتے ہین گو زیادہ تر خیال کرتے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے مقدر کی خوبی ہی
تم لوگ بھی تو خیال کرتے ہو کہ اب وہ تو زمانہ انکا ہی نہین یہ کل ہم کو جواب دینگی اس سے اسی وقت سے
انکے حکم کو نہ مانین یہ کوئی ہماری مالک تو ہین نہین یہ جو ملکہ نے کہا اُس خواص نے جواب دیا کہ مجھکو کوئی عذر
نہ جانے مین ہی نہ بلانے مین ہی مگر صرف یہ خیال ہی کہ کہین ایسا نہ ہو کہ سمندر نے کسی کو بھیجا ہو اور کچھ سحر آپ پر
کیا ہو تاکہ آپکے دل کو یہ خیال ہی کہ اُس عورت کو بلا لو اور آپ کو سمندر کی محبت پیدا ہو اسلیے اُس نے
کسی کو بھیجا ہی ورنہ دو پہر رات کو یہان غیر عورت کا کیا کام ہی ملکہ نے کہا کہ وہ موا موذی کاٹا مجھپر کیا سحر
کرے گا کیا کہون میرے شوہر سے اجازت نہین ہی ورنہ مین اُسے دیوانہ کر دیتی سنکے موذی اگر سحر ہی نہ کر دیتی
اپنا نام آئینہ اندام نہ رکھتی وہ کیا سحر جانے تو جاکر اُسکو لے آ کوئی خوف نہ کر یہ سُنکے وہ خواص اُسی وقت
بام پر سے نیچے آئی راہ طے کرکے باہر چلی پہرے والون نے پوچھا کہ کون کہا کہ مین خواص ہون ملکہ کی ملکہ نے
ایک ضرورت سے مجھے بھیجا ہی ایک ضعیفہ زیر دیوار ملکہ بیٹھی ہی اُسکو ملکہ نے طلب کیا ہی اُسے لینے جاتی ہون
اُنھون نے کہا کہ کیا ضرورت ہی بارہ بجے ہین دن کو بلا لینا اُسنے کہا کہ ملکہ سے مین نے کہا تھا کہ رات کا وقت
ہی اجنبی عورت کو نہ طلب فرمایئے مگر ملکہ خفا ہوتی ہین اگر مین جاکر کہونگی کہ پہرے والے منع کرتے ہین تو تم پر
اور مجھپر بھی ملکہ کا عتاب ہوگا آئندہ تم کو اختیار ہی اُنھون نے کہا کہ جاؤ ہم کو کیا مطلب ہی ہم ملکہ کے
ملازم ہین اُنکے کسی کام مین دخل نہین دے سکتے وہ خواص یہ سُنکے اُس طرف جدھر وہ ضعیفہ بیٹھی تھی ملکہ نے
اِدھر اُس ضعیفہ سے کہا کہ مین نے خواص کو روانہ کیا ہی وہ تمھارے پاس آتی ہی تم اُسکے ساتھ چلی آؤ یہ ملکہ
کہہ رہی تھی کہ سیوتی پہونچی اُسنے کہا کہ اے ضعیفہ چل ملکہ نے تجھے طلب کیا ہی وہ عورت یہ سنکے لکڑی ٹیک کر
اُٹھی کانپتی کو تکتی ہوئی اُسکے ساتھ چلی یہ عالم تھا کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے راہ نہ چلی جاتی تھی ہر مقام پر
یہ معلوم ہوتا تھا کہ گر پڑے گی لڑکھڑائی جاتی تھی اور بیٹھ بیٹھ جاتی تھی سانس پھولی جاتی تھی یہان تک کہ

پیاتک کے قریب پہونچی بیٹھ گئی۔ راہ مین کئی مرتبہ بیٹھ گئی تھی دم لیا وہ خواص اُسکو لیکر اندر محل کے آئی خواجہ
پیچھے اُس ضعیفہ نے محل کو خوب آراستہ پایا مگر یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کسی جوان کا ماتم دھم ہے کہ تمام در و دیوار سے
حسرت ٹپک رہی تھی عالم یاس تھا ہر طرف اُداسی چھائی ہوئی تھی جو باغ کہ صحن محل مین لگا ہوا تھا اُسکا یہ حال تھا
کہ وہ ویران معلوم ہوتا تھا باوجودیکہ زمانہ بہار تھا ہر شجر سے یہ ثابت تھا کہ کسی کے غم مین سیاہ لباس پہنے ہوے
کھڑا ہے کلیان جب ہوا چلتی تھی تو کف افسوس ملتی تھین عجب عالم تھا کہ ہر گل و غنچہ آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا خواجہ
اُس عالم یاس و حسرت کو دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے نہ روشنی تھی نہ اور کچھ انتظام تھا دو ایک چراغ جل رہے تھے کہ وہ
خواص ملکہ کے پاس اُس ضعیفہ کو لیکر پہونچی ملکہ یہان بیٹھی ہوئی انتظار کر رہی تھی کہ خواص نے جاکر کہا کہ یہ
عورت حاضر ہے ملکہ زانوے فکر پر سر جھکائے ہوے شوہر کا خیال بندھا ہوا بیٹھی تھی کہ خواص نے جو یہ کہا کہ
حاضر ہے ملکہ نے کہا کہ بڑے عرصہ مین آئی اُس نے جواب دیا کہ راہ مین سے راہ نہ چلی جاتی تھی کئی جگہ بیٹھکر تو آئی ہون
وہ عورت ملکہ کو سلام کرکے فرش پر بیٹھ گئی سانس چڑھنے لگی کہ پیٹ مین نہ سماتی تھی جب دم درست ہولیا تو
ملکہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ بی بی تم پر کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ گل سے رخسار زرد ہو رہے ہین آنکھون مین
حلقے پڑ گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تم رو رہی تھین کہ آنکھین لال ہین بال پریشان ہین چہرے پر زردی چھائی ہے
یہ کیا سبب ہے ابھی تو عالم شباب ہے اللہ رکھے کھانے کھیلنے کے دن ہین بی بی ایسی حالت اپنی نہ کرو خداوند
تمہارے راج سہاگ کو قائم رکھے تم کو خیال نہین آتا ہے مفت اپنی جوانی کھوتی ہو یہ سنکے ملکہ نے ایک آہ
سرد دل پُر درد سے بھر کر کہا اور آنسو آنکھون سے جاری ہوے کہ کیا راج کہان سہاگ کہان اُسکے تو لٹنے کا
سامان ہے یہ بلا ہم پر اس جوانی مین نازل ہوئی ہے خداوند مجھ ایسی عورت بدنصیب نہ پیدا کرے کہ جسکا ایسا
بلا ہوا مقدر ہو نہ معلوم کیا گناہ ہوا ہے کہ جسکی یہ سزا ہے ملکہ نے جو یہ کہا اُسنے جواب دیا کہ بی بی یون تو نہ کہو کچھ
بیان تو کرو میرا دل گھبرا آتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے ملکہ نے کہا کہ میرا بڑا قصہ ہے پہلے تم بیان کرو کہ تم پر کیا بلا نازل ہوئی ہے
جو تم ایسی دوپہر رات کو اس درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی تھین اُسنے کہا کہ ملکہ میرے تو حواس تمہاری حالت
دیکھکر جاتے رہے ہین اپنی مصیبت بھول گئی بلکہ بڑا افسوس ہوا کہ تم ایسی حور وش پری تمثال گل اندام پر
کیا ایسی بلا نازل ہوئی ہے کہ تمہاری یہ حالت ہے ملکہ نے کہا کہ مین اپنا حال بیان کرونگی پہلے تم بیان کرو اُسنے
کہا کہ اے بی بی اس بندی کا لڑکا بحکم بادشاہ قید ہے اور اُس قید خانہ مین اسیر ہے کہ جہان کا قیدی رہا نہین
ہو سکتا ہے چنانچہ اُسکو قید ہوے دس برس گذرے ہین مین نے بادشاہ سے منت و عجز کرکے اس قدر اجازت
لی ہے کہ مجکو حکم ہو تو مین ایک ماہ کے بعد جاکر دیکھ آیا کرون اور اُسکو کچھ اپنے ہاتھ سے پکا کر کھلا بھی دیا کرون
چنانچہ بادشاہ نے اجازت دی ہے جب سے میرا یہ طریقہ ہے کہ مین کچھ عمدہ کھانا ایک ماہ کے بعد پکا کے لیجاتی ہون
اُسکو دیکھ بھی لیتی ہون اور کھانا بھی کھلا دیتی ہون اسی طور سے ایک زمانہ یعنی دس برس گذرے آج جو مین
اپنے معمول قدیم سے گئی تو مین نے دیکھا کہ ایک قیدی اُس قید خانہ مین اور ہے مگر مرد جوان معزز معلوم ہوتا ہے
بہت خوبصورت ہے سر جھکائے ہوے بیٹھا ہے آنکھون سے باران اشک جاری ہے اور یہ کہ رہا ہے کہ افسوس
وہ زن پاک دامن میری محبت مین اپنی حالت تباہ کرے گی اپنی جان عزیز رایگان کرے گی کوئی اتنا نہین کہ میرا
ایک پیام اُس تک پہونچا دے مین اسوقت جلدی مین بھول گیا دوسرے اسوقت موقع نہ تھا جو مین بیان
کرتا کیونکہ دشمن تو سامنے موجود تھا مجکو کچھ اپنی جان کا خوف نہین ہے صرف اُسکی جوانی کا افسوس ہے کیونکہ
عالم غربت مین بسر کرے گی سب اُسکے جان کے دشمن ہین کیا کرون مین چند امر اُسکو تعلیم کرتا اگر وہ اُسپر عمل
کرلی تو زندہ بھی رہتی اور ایک چیز دیتا کہ کوئی اُس تک پہونچا دیتا مگر مجکو کوئی ایسا دیانتدار نہین معلوم

ہوتا ہی افسوس صبح کو یہ جلاد کے ہاتھ لگے گی جب وہ جلاد قتل کرنے کے لیے لے جائے گا پہر نے کپڑے
اتارے گا مین نے اسکو کس محنت سے حاصل کیا تھا اور اس خیال سے اپنے پاس رکھا تھا کہ جب مجھے فرصت
ملے گی تو میری زوجہ اسکو فروخت کرکے اپنی زندگی بسر کرے گی اگر دربار مین دیتا تو سب لے لیتے اور اُسکے
جان کی دشمن ہوجاتے ایک تو دشمن سے تھے دوسرے اور ہوتے یہ جو اسنے کہا اور افسوس کیا تو مجھکو اسکے حال
پر رحم آیا مین نے کہا کہ ای شخص اگر تجھکو میرا اعتبار ہو تو اپنے مکان کا پتہ دے اور وہ چیز دی اور جو پیام دینا
ہو وہ دے مین تیری زوجہ تک پہونچا دونگی اُس نے میری طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ ای بی بی صاحب
تم نے کیا کہا مین نے اپنی تقریر کو دوبارہ بیان کیا تب اُسنے کہا کہ مجھکو سب کا اعتبار ہی اور سب کے ایمان کا
یقین ہی اُس سے تو بہتر ہی کہ جلاد لے لے اگر تم نہ پہونچاؤگی اور اپنے صرف مین لاؤگی تو مین تم سے خدا کے
یہان لین دار ہونگا اُس خطرے سے تو بچے گا یہ مین دیتا ہون تم میری زوجہ کو دے دینا مین نے کہا کہ پہلے
تم اپنی مصیبت بیان کرو کہ تم پر کیا ایسی مصیبت پڑی ہی کیونکہ مین تو تمہاری صورت پہچانتی ہون مین نے
اکثر کسی زمانے مین تم کو بادشاہ کے ہمراہ دیکھا ہی صورت آشنا ہون نام بھی معلوم ہی مگر اسوقت بھول گئی ہون
اُسنے جواب دیا کہ مین اپنا نام کیا بیان کرون میری صورت کا دوسرا کوئی ہوگا جسکو تم نے بادشاہ کے
ہمراہ دیکھا ہوگا اُسنے جو یہ کہا مین نے جواب دیا کہ یہ کبھی نہین ہی بلکہ مین نے تم کو دیکھا ہی شاید تمہارا
نام آفاق ہی یہ جو مین نے کہا اُسنے سر جھکا کر کہا کہ ہان مین وہی بدنصیب ہون ای بی بی مین اُسے بخوبی
جانتی تھی اُس قیدخانہ مین ایسی صورت بدل گئی ہی کہ نہین پہچانی جاتی تھی دوسرے سر جھکائے ہوئے
بیٹھا تھا جب سر اُٹھایا اور کلام کیا تو مین نے پہچانا جب مین نے نام لیا اور اُسنے اقرار کیا تب مین نے کہا
کہ تم تو میرے محسن ہو تم نے تو مجھپر احسان کیا ہی جواب دیا کہ مین اس لائق کب تھا کہ کسی پر احسان کرتا اگر
بڑی بی تم کو دھوکا ہوتا ہی مین نے آج تک کسی پر احسان نہین کیا مین نے کہا کہ نہین تم ہی نے میرے
فرزند کو قتل سے بچایا ورنہ وہ قتل ہوجاتا خیر یہ تو بتاؤ کہ کیا بلا نازل ہوئی تب اُسنے ساری سرگذشت اپنی
بیان کی یہ کہکر اُس ضعیفہ نے سب کیفیت جو کہ معلوم تھی اور جو قتل کا سبب تھا بیان کیا ملکہ کی یہ حالت سنکے مارے
کرب کے ہچکی بندھ گئی اور رونے لگے اُسنے کہا کہ تم تو یون روتی ہو جیسے کوئی ہمارا عزیز ہی یا دوست دلی
اور ہمدرد ہی ملکہ نے رقت کو ضبط کرکے کہا کہ ای بڑی بی میرا دل بہت کمزور ہی کسی کی کیفیت سُنی نہین
جاتی ہی ملکہ نے اپنے کو ایک سبب سے نہین ظاہر کیا وہ سبب یہ تھا کہ شاید یہ کوئی ہرکارہ ہو بس یہ کہکر کہا
کہ ہان بیان کرو پھر اُس مرد نے کیا کہا اُسنے کہا کہ جب سب وہ حالت بیان کرچکا مین نے کہا کہ تم نے
میرے اوپر احسان کیا ہی اب تو مین ضرور تمہاری خبر تمہاری زوجہ کے پاس پہونچا دونگی اور جو تم کہو گے
وہ بھی کہہ دونگی تم کسی قسم کا شک اپنے دل مین نہ لاؤ اور جو پیام دوگے وہ بھی پہونچا دونگی مگر ہان اپنے
مکان کا پتہ دو اُسنے جواب دیا کہ گو میرا مکان اصلی تو افاقیہ مین ہی مین وہان کا بادشاہ تھا مگر جب
مین وزیر تھا تو مین نے ایک مکان مکان شاہی کے قریب بنوایا تھا جب مین یہان آتا تھا اُسی مین
فروکش ہوتا تھا اُسکا یہ نشان ہی ای بی بی مین اُس مکان کو اکثر دیکھ چکی تھی یہی پتے دیتے تھے جو کہ اُس
مکان کے ہین جسمین بیٹھی ہون مگر یہ نہ معلوم تھا کہ یہ انکا مکان ہی تب اُسنے کہا کہ پتہ معلوم ہوگیا مین نے کہا
کہ ہان تم بیان کرو اُسنے کہا کہ ای بڑی بی میری زوجہ آفاقیہ کو نہین گئی ہوگی اُسی مکان مین میرے غم مین
مبتلا بیٹھی ہوگی اُسکو جاکر یہ زیور دے دینا اور یہ پیام کہنا مین نے کہا کہ اچھا اُسنے کہا وہ تم کو بہت کچھ
دے گی جب تم اُس سے میری خبر کہوگی بی بی مین وہ بیان نہین بیان کرسکتی ہون کیونکہ کسی کا راز ہی کہنا

دیا ہے پس مین نے کہا کہ تم نے کہا کہ جو وہ جواب دے مجکو دکہانا مگر اسی وقت رات کو کیونکہ صبح کو تو مین قتل
ہو نگا اے بی بی مین اُس سے اقرار کرکے باہر آئی پہرے والون سے کہا کہ مین ابہی ایک مرتبہ اُنکی پہرے
فرزند نے ایک شئ کی فرمایش کی ہی اُسکو لینے جاتی ہون اُنہون نے کہا کہ اب نہ آنا ورنہ اندر نہ جانے پاؤگی
کیونکہ ایک نیا قیدی یہان قید ہوا ہی ہم کو خوف ہی کہ کوئی اُسکو رہا نہ کرلے جاے ہم نے صرف اس سبب
سے جانے دیا کہ تو ایک ماہ کے بعد آئی ہی اور اپنے فرزند کو دیکہکر چلی جاتی ہی اب نہ آنے دینگے مین اُنکے
قدمون پر گر پڑی مین نے اُنکو کچھ روپیہ بہی دیا تب اُنہون نے کہا جلدی آنا مین نے کہا کہ مین ابہی آتی ہون
وہان سے چلی سوداگر بچہ کے اس مکان پر آئی دروازہ بند پایا کئی آواز دین کسی نے جواب نہ دیا جب
مین بہت چلائی تو پہرے والون نے کہا کہ کون ہی مین نے کہا کہ مین ملکہ کے پاس آئی ہون اُنہون نے
کہا کہ کیا دیوانی ہوئی ہی یہان کوئی ملکہ نہین رہتی ہی یہ مکان ایک سوداگر کا ہی جا مجکو شبہ ہوا ہی کہ دو پہر
رات بہت آئی ہی ہم دروازہ نہین کہولین گے کیونکہ ہمارے مالک کا حکم نہین ہی مجکو یہ سنکے خیال ہوا
کہ مین غلطی سے دوسرے مکان پہ چلی آئی کیونکہ رات کو دکہائی بہی کم دیتا ہی یہ سنکے آگے چلی کہ کہیں کسی
اس درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور اُنکے حال پر افسوس کرنے لگی ادہر یہ خیال ہوا کہ وہ بیچارہ میرا منتظر
ہوگا یہان اُسکی زوجہ تک رسائی نہین ہوئی مکان بہی نہین ملا در اصل وہ تیرا بد نصیب ہی کہ آپ نے
کمرہ کہولا مجکو طلب کیا مین اس خیال سے چلی آئی کہ شاید آپ کو کچھ حال اُسکی زوجہ کا معلوم ہو کیونکہ
آپ بہی تو مکانات شاہی کے قریب تشریف رکہتی ہین اگر بی بی معلوم ہو تو کسی کو میرے ہمراہ کرکے اُسکے
مکان پر پہونچوا دیجیے پہر مین اندر چلی جاؤنگی آپ کو بہی ثواب ہوگا ملکہ کا یہ عالم تہا کہ سنتی جاتی تہی اور
روتی جاتی تہی آنکہون سے آنسوؤن کا تار بندہا ہوا تہا دمبدم آہ سرد دل پر درد سے نکلتی تہی جب
اُسنے اپنی تقریر ختم کی ملکہ سے ضبط نہ ہوسکا کہا کہ اے بڑی بی وہ غمزدہ آفت نصیب بلاکش مصیبت
مین مبتلا مین ہی ہون اُسکی کنیز درم ناخریدہ ہون میرے سبب سے غم مین اُسکا یہ حال ہی مجہی کو اُس نے
پیام دیا ہی افسوس ہی کہ مین زندہ رہون اور وہ میرے روبرو قتل ہو کیا کرون اُنکی اجازت نہین لاکر
ورنہ مین اُس سے پہلے اپنی جان دیتی اُسنے کہا کہ بی بی آپ کا نام کیا ہی کیونکہ اُنہون نے نام بہی بتا دیا
مجکو یاد ہی مین نے جان کر نہین لیا ہی ملکہ نے کہا کہ مجکو آئینہ اندام کہتے ہین اُسنے کہا کہ بیشک تم ہی
ہو بس یہ سنکے اُسنے کہا کہ پہلے اپنے شوہر کی امانت لو جو کہ اُنہون نے مجکو دی ہے اُسنے کہا کہ لاؤ
اُسنے کہا کہ کوئی شے تو نہین بلکہ ایک امر ہی کہ مین جدہر سے آئی ہون اگر اُدہر سے گئی تو لوگ آپ
کے پہرے والے دیکہ لینگے مجہسے دریافت کرینگے کہ تو کس لیے آئی تہی مین کیا جواب دونگی ملکہ
نے کہا کہ تم کمند مار کر ادہر سے چلی جانا اُسنے کہا کہ مجہسے کمند پر سے نہ جایا جائیگا کیونکہ ضعیف ہون
تم میرے ساتھ کسی کو کردینا کہ وہ پہونچا آئیگا ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس ضعیفہ نے ایک ڈبہ نکال کر
اُسکو دیا اور کہا کہ آپ کے شوہر نے کہا ہی کہ ملکہ تم میرے غم مین اپنا حال غیر نہ کرنا مجکو یقین ہی کہ
میرے مرنے کے بعد سمنذر ضرور میرے گہر کی بربادی کا حکم دے گا اور پہر لوگون اور ملازمون پر ظلم کرے گا میرا
گہر تاراج کرادے گا اور تمہاری گرفتاری کا بہی حکم دیگا اُسوقت میری روح بے چین ہوگی جب تم گرفتار ہوگی
از براے خدا تم لشکر اسلام مین چلی جانا اور خواجہ سے کہنا کہ آپ کی محبت اور اپنی زبان کی پابندی سے
میرے شوہر نے جان دی اب آپ میری سرپرستی فرمائیے پس جب تم یہ خواجہ سے کہوگی وہ ضرور تمہاری
سرپرستی کرینگے اور تم ہر آفت سے محفوظ رہوگی اور اپنا سب مال و اسباب لے جانا ایک حبہ نہ چہوڑنا تا کہ دشمن

کے ہاتھ کچھ نہ لگے اگر ایسا نہ کروگے تو مجھکو رنج ہوگا اور مین تم سے ناخوش ہونگا اور جو طریقہ میرے مرنے کے بعد
اہل اسلام مین ہوتا ہے وہ کرنا اور کہا ہے کہ اس ڈبہ مین ایک لعل ہے جو کہ مین نے ساٹھ سال کی ابتدا مین شہزادہ آفاق سے
خرید کیا تھا ملکہ نے یہ سنکے کہا کہ مین اُنکی محبت کے قربان کہ اُنکو میرا خیال بعد مرنے کے بھی ہے کہ مجھکو اُنکے بعد
تکلیف نہ ہو خیر جو اُنھون نے کہا ہے مین اُسپر ضرور عمل کرونگی یہ کہکر کہا کہ لے اب تم جلد جاؤ کیونکہ وہ انتظار
کر رہے ہونگے اُس نے کہا کہ پھر کسی کو ساتھ کر دیجیے ملکہ نے آواز دی کہ سیوتی پس یہ سنتے ہی سیوتی
حاضر ہوئی کہا کہ انکو باہر کر دو سیوتی اُسکو ہمراہ لے کر چلی جب زینہ پر پہونچی وہ ضعیفہ ارسے کرکے بیٹھ گئی اور
یہ خیال ہوا کہ فریب کچھ کرنا چاہیے سیوتی نے ترس کھاکر اُسکا ہاتھ پکڑا اُس ہاتھ کا پکڑنا تھا کہ ایک مرتبہ اُسکے
منھ پر کچھ پڑا کہ اُسکو چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوکر گرنے لگی خواجہ یعنی ضعیفہ نے اُسکو روکا اور اُسکو زمین پر
بٹھاکر اُسکی صورت اپنی بنائی اور اُسکے کپڑے پہن کر تیار رہے اور اُسکو نذر زنبیل کیا اور گلیم اوڑھ کر تمام مکان
کی سیر کی جو ظاہرا چیزین تھین اُنکو چھوڑ دیا باقی جو بیش قیمت چیزین اور روپیہ پیسہ جواہرات ظروف طلائی
نقرئی زیور وغیرہ تھا سب نذر زنبیل کیا اور جو ظاہر مین بیش قیمت اشیا تھین وہ بھی نذر زنبیل کین اس خیال سے کہ
سن لیے تھے کہ کل سمندر یہ حکم دے گا کہ آفاق کا گھر تاراج کرو کیون اُنکے ہاتھ لگے پس سب نذر زنبیل
کر کے اُسی مقام پر آئے گلیم اُتاری اندر کمرے کے آئے دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہوئی ہے وہ ڈبہ سامنے رکھے ہوئے ہے
اور رو رہی ہے آنکھون سے اشک جاری ہے اگر سیوتی کو جو دیکھا کہا کہ سیوتی اُسکو پہونچا آئی عرض کیا کہ
جی ہان یہ کہکر سیوتی روبرو بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ ملکہ یہ کون تھی ملکہ نے رو کر کہا کہ اُنھون نے کچھ پیام کہلا
بھیجا تھا اُنکو قیدخانہ مین بھی میرا خیال ہے اور یہ ڈبہ بھیجا ہے کہ اسمین لعل ہے تم اسکو فروخت کرکے اپنے
صرف مین لانا اے سیوتی مین کیا کہون جو میرے قلب کا حال ہے مین اُنکے حکم سے مجبور ہون ورنہ تمام
سمندر یہ کو خاک سیاہ کر دیتی تجھ سے کوئی پردہ نہین ہے یہ پیام بھیجا تھا جو تجھ سے بیان کیا سیوتی نے
کہا کہ ملکہ آپ نے ڈبہ کھول کر دیکھا ہے کہ در اصل لعل ہے یا یہ کوئی عیارہ تھی صرف آپکا عندیہ لینے آئی تھی
یہ فقرہ کیا کہ پیام دیا ہے عندیہ لیے گئی ہو کہ قبل اُنکے قتل ہونے کے سمندر کوئی حکم جاری کرے تا کہ آپ
لشکر اسلام مین نہ جانے پائین کیونکہ یہ تو اب اُسکو ثابت ہو جائے گا کہ آپ لشکر اسلام مین چلی جائیے گا
تب وہ اس خیال سے انتظام کرے پس اگر فقرہ ہو تو ہم بھی اپنا بندوبست کرین یہ جو سیوتی نقلی نے کہا
ملکہ نے کہا تو سچ کہتی ہے یہ کہکر اُس ڈبہ کو اُٹھا کر کھولنا چاہا جب وہ نہ کھلا تو ملکہ نے قریب منھ کے لاکر جو زور
کیا تو ٹوٹ کر ایک مرتبہ کھلا اُسمین سے کچھ غبار سا نکلا کہ وہ ملکہ کے دماغ مین پہونچا ملکہ کو چھینک آئی خواجہ نے
دوڑ کر ملکہ کو نذر زنبیل کیا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے اُسکے کپڑے پہن لیے یہی تو تدبیر خواجہ نے کی تھی کہ ڈبہ مین
بیہوشی رکھی تھی اور اس زور سے بند کیا تھا کہ نہ کھل سکے جب تک کہ زور نہ کیا جاے اور جب زور کر کے
کھولا جاے تو بیہوشی اُڑے اور کھولنے والا بیہوش ہو کر گرے خواجہ نے سیوتی کو جو اب بیہوشی مار کر
بیہوش کیا تھا جب خواجہ ملکہ کی صورت بنے تھوڑے عرصہ کے بعد پکار اُٹھے کہ ست ہے ست ہے بس ست
ست کی صدا لگانے لگے ست کی صدا سے تمام کمرہ گونج گیا یہ حال سنکے تمام عورات محل اُٹھین اور طرف
اُس کمرے کے چلین کہ دیکھین ملکہ کی کیا حالت ہے کیا در اصل ست سوار ہوا ہے اب جو آکر دیکھا تو ملکہ کے بال
پریشان ہین آنکھین لال ہین لبون پر ست کی صدا ہے شمع روشن ہے اُسکو ہاتھ سے پکڑے لیتی ہے ست ست
کہہ رہی ہے یہ حال دیکھکر سب کو یقین ہو گیا کہ ملکہ ستی ہوگی اب یہ ضرور اپنے شوہر کے ساتھ جلے گی جو عورتین
خود صاحب بیٹی خدمتین سمجھانے لگین لیکن وہ ہوائے ست سے کوئی جواب نہین دیتی ہے ست ست کہے جاتی ہے

اور ترقی ہوتی جاتی ہی اب تو سب کو بالکل یقین ہو گیا باہم کہا کہ کسکو سمجھاتی ہو ایک شخص اپنے قابو مین نہین ہی اسکو تمہاری نظر کیا اثر کریگی ایک خواص نے کہا کہ ملکہ تسیخ ہو گئی بڑی خرابی ہی کوئی اپنے کو زندہ نہین جلاتا ہی یہ آپ کیا کرتی ہین ملکہ نے جواب نہ دیا یہی کہا کہ ستمگر وہ اس قدر رات اسی مین بسر ہوئی جیسے سحر ہونے لگی ملکہ نے تمام زیور پہنا عمدہ پوشاک زیب تن کی عطر لگایا مانگ مین سیندور کی لکیر دی افشان لگائی پیشانی پر قشقہ کھینچا آنکھون مین جھر مسرد یا نتا نہ کیا عروس شب اول بن کر تیار ہوئی سنت پکارے جاتی ہی یہ عالم اسوقت ملکہ پر تھا کہ اگر فرشتہ آسمانی بھی دیکھتا تو ہزار جان سے اسیر و فریفتہ و شیدا ہو جاتا بشر کیا چیز ہی بس تخت پر سوار ہوئی تمام محل مین شور و غل ہی کہ ملکہ ستی ہونے کو جاتی ہی سب ملازم ہمراہ ہوے کھیلین اور تال بجانے کوڑیان لٹاتے ہوے گھنٹہ و ناقوس بجتے جاتے تھے برہمن بھجن گاتے ہوے ہمراہ تھے یہ خبر جو تمام شہر مین پھیلی ہر ایک مرد و زن اپنے اپنے گھر سے دیکھنے کو چلے ادھر تو ملکہ چلی ادھر کا حال بلا حظہ ہو کہ جب سمشد ر شاہ بیدار ہوا اور امور ضروری سے فراغت کر کے باہر آیا سب سردار اور چارون وزیر حاضر ہوے شملاق نے حکم دیا کہ پچاس ہزار سپاہ ہمراہ بادشاہ کے چلے پس اسی وقت گلا اسپان سپاہ کو لیکر بادشاہ کے ہمراہ رکاب ہوا اور پچاس ہزار کا لشکر جو کہ نزدیک رزق کے ہمراہ تھا اسکو حکم ملا کہ تم اور بیسکے ساتھ ہو کہ جسمین آفاق کی قید ہو باقی لشکر ادھر کو روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ سمشد ر سب سردارون کو لیکر روانہ ہوا ادھر سب اہل شہر مین پیر را سے اس مقام کی طرف چلے جاتے تھے کہ جہان آفاق جلایا جائیگا ادھر سردار و فرزندان خانہ نے آفاق کو ابرہ پر سوار کیا اسکے زبان مین سوزن دی گئی ہین طوق گران ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان بازوؤن پر خود فولاد کے بغلون مین خار دار لنگر زنجیر گران سے جکڑا ہوا اور پہلے کالا سوار کیا دس ہزار سوار نیزہ بردار جو منتخب ہوے اسکے ہمراہ تھے اور پچاس ہزار سوارون کے حلقہ مین ارابہ چلا آتے آگے ایک منادی پکارتا ہوا چلا کہ جو بادشاہ کے حکم کے خلاف کریگا اسکو یہ سزا ملیگی ادھر سے یہ چلا اور ادھر جو سمشد ر سوار ہو کر چلے نشان و شکوہ سے چلا اسکے کان مین غل و شور کی صدا آئی اسنے سردارون سے کہا کہ یہ غل کیسا ہی خبر تو لاکا پھر کا پیشکار دوڑے ہوے آئے راہ مین عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہو گیا کہ آفاق کی زوجہ پر سوار ہو کر وہ اپنے شوہر کے ہمراہ جلنے کو جاتی ہی اسکے ملازم اسکو دلہن بناتے ہوے اسی طرف لیے جاتے ہین تمام اہل شہر اسکے ہمراہ ہین بڑا مجمع ہی یہ جو غل آپ سن رہے ہین یہ اسی کا ہی یہ سنکے سمشد ر کے ہوش جاتے رہے اپنے دل مین خیال کیا کہ جس امر کے لیے تو نے آفاق کو قتل کیا ہی اور جلانے کا قصد رکھتا ہی یہ تو اسکے خلاف ہوا کہ اسکی زوجہ پر سوار ہوا ہی وہ بھی جلنے کو جاتی ہی گو اسنے اپنا ملال ظاہر نہ کیا سردارون سے کہا کہ یہ عورتون کے نخرے ہین جب آگ کے قریب پہونچیگی سب اتر جائیگا انھون نے عرض کیا کہ جی ہان بدلا سب کیا ہوگا یہی ایک وقتی جوش ہی اپنے کلام کرتا ہوا سب کو ہمراہ لیے ہوے چلا جاتا ہی ان سب کو اس مقام کی طرف روانہ رکھا جاتا ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ ہزارون برہمن اس ارابہ کے ساتھ تھے کوئی کہتا تھا کہ ہماری سات پشت سے یہ کام ہوتا آیا ہی ہمارے بزرگون نے بڑے بڑے امیرون کو جلایا ہی ہزارون روپیہ پیدا کیے ہین اسی مین ہماری بسر ہوتی ہی یہ کہتے ہوے ہمراہ تھے یہ لوگ تو ادھر سے جاتے ہین ادھر بیرون شہر گرد اب سے ایک میل کے گرد سے لکڑی ہیزم کا انبار کر دیا ہی بڑا اونچا انبار ہی طریقہ سے ہیزم رکھی گئی ہین سیکڑون برہمن جمع ہین کوئی کہہ رہا ہی کہ وہ شخص جلایا جائیگا کہ جسکے جلنے سے سیکڑون روپیے کا راوی نے بیان کیا ہی کہ تمام صحرا مین خلقت کا مجمع ہی لوگ چلے آتے ہین ایک طرف لشکر آفاق بھی بقصد فساد اکٹھا ہی گرد اب وغیرہ نے اپنے لشکر کو آراستہ کیا ہی بادشاہ اسلام نے بھی ایک طرف کو اپنے خیمے برپا کرائے ہین

اس خیال سے کہ ہم بھی یہ تماشہ دیکھین اور جو عیار نکلے تھے اُنکو کوئی عیاری نہین پڑی وہ بھی اپنی صورت بدل کر ہجومون
مین مل گئے ہین انھون نے بھی اپنا بند و بست کر لیا ہے کہ اگر قابو چلا تو ہم آفاق کو لے کر بھاگین گے اور چوبدار
بنے ہوئے ہین اور ادھر ادھر پھر رہے ہین انتظام کرتے پھرتے ہین یہان سب جمع ہین بادشاہ کا انتظار ہے کہ
بادشاہ تشریف لائین تو اور بند و بست کیا جائے لشکر اسلام بھی تیار ہے اس خیال سے حکم صاحبقران نے دیا ہے کہ
خود اپنے عیاری کو گئے ہین کہ اگر عیاری کرنے کے لیے آئے تو فساد ہوگا یا یہ کہ لشکر کفار رنج ہوگا سمندر بھی آتے گا
ہم لوگون کو غافل پا کر فساد نہ کرے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک طرف شہر کی طرف سے ڈنکے کی صدا آئی
گرد بلند ہوئی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ تشریف لاتے ہین اتنے عرصہ مین سواری بادشاہ کی
نمایان ہوئی پچاس ہزار کا لشکر فاخر قرقرات پر سوار طاؤس پر ساحران غدار بے پیر و غرور پیشہ آتے ہین
آکر ایک طرف گرد میدان کے مقیم ہوئے کہ تخت سمندر شاہ کا ظاہر ہوا اسکے اوپر سایہ فگن ہے اس سے
بارش مروارید ہوتی ہے بجلی چمکتی ہے سب سردار ہمراہ ہین چارون وزیر تخت کے گرد ہین بڑے کروفر سے
سواری سمندر کی پہنچی جو لشکر کہ گرداب زعفران وغیرہ کا تھا سب نے سلام کیا سمندر اس مقام پر آیا
کہ جو اسکے قیام کے لیے گرداب نے مقرر کیا تھا سمندر تخت پر آکر بیٹھا سب سردار گرد سمندر کے بیٹھے
گرداب وغیرہ انتظام کرنے لگے سب بند و بست کر لیا ایک میلہ تھا کہ ہر قسم کے سوداگر واسطے دکانین
لے کر آئے تھے ہزارون تماشائی مین جمع تھے امیرون اور غریبون کے ٹھٹھے استادہ تھے طوائفان شہر کا ایک
مجمع تھا جو کہ رفیق القلب تھے انکا یہ حال تھا کہ اختلاج ہو رہا تھا بہت لوگ افسوس کر رہے تھے کہ آج
بہت بڑا افسر قتل ہوگا مقام عبرت ہے چاہے جیسا ظالم ہو مگر اسکی جوانی پر تو اہل شہر و دیگر اہل مجمع کا یہ حال تھا کہ
ہر ایک برائے آفاق افسوس کنان تھا کوئی اسکی جوانی کا افسوس کر رہا تھا کوئی خلق کی تعریف کر رہا تھا
جو کہ دشمن تھے وہ خوش ہوتے تھے مگر انکی بھی زبان سے کسی وقت افسوس نکل جاتا تھا ایک جانب ہزارون پیپے
روغن نفت کے رکھے ہوئے تھے ایک طرف لکڑی کے ڈھیر جمع کیے گئے تھے ہزارون من رال و روغن اس ہیزم پر چھڑکا تھا
برہمن آگ لیے ہوئے پھر رہے تھے کہ آفاق آئے اور ہیزم پر بٹھایا جائے تو ہم آگ دین بادشاہ سے انعام
لین بہت خوش خوش پھر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے غل کی صدا آئی گرد اڑی ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے بادشاہ کو خبر دی کہ قیدی آ پہنچا یہان ایک طرف گھنٹہ و ناقوس بج رہے ہین برہمن پوجا پاٹ
کر رہے ہین بادشاہ اسلام بھی مع صاحبقران و سرداران تشریف فرما ہین ایک طرف اپنے لشکر کے انکو
بھی بڑا افسوس ہے آفاق کی جوانی و خلق کا حال سنکے ہر طرف نگاہ ہے دیکھا کہ قریب چالیس ہزار کے لشکر
چلا آتا ہے اسکے وسط مین تلوارین برہنہ کھینچے ہین کہ وہ لشکر ایک حلقہ کر کے قائم ہوا اب جو دیکھا تو آفاق ایک
ارابے پر بیٹھا ہے سلاسل و طوق آہنی پہنے ہوئے ہے پاؤن تا سر غرق زنجیر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شیر ژیان یا اژدہا ہے
پیشانی پر ذرا رنج و ملال نہین ہے شکن تک نہین گویا ہی تماشا دیکھتا ہے ہر طرف مسکرا کر دیکھتا ہے خوشی
خوشی چلا آتا ہے غل ہوا کہ قیدی آگیا سب دیکھنے لگے ہر ایک کو رنج و غم پیدا ہوا سب افسوس کرنے لگے
ہر طرف غل ہوا کہ مقام حسرت و افسوس ہے ایسا جوان لڑاکا قتل ہوا جاتا ہے ذرا دیکھو بالکل چہرے پر
اُسکے رنج و ملال نہین کہ گویا مرنے کی خوشی ہے ہم نے آج تک کسی کو مرتے وقت خوش نہین پایا جیسا اس
جوان کو دیکھا ہے یہ طور اور یہ طریقہ وقت قتل کسی کا نہین ہوتا ہے یہ تو ایسا خوش و خرم ہے کہ جیسے کوئی دولہا
ہوتا ہے کہ اتنے عرصہ مین ارابہ قریب اُس انبار ہیزم کے لا کر کھڑا کیا آفاق نے وہان آکر چارون طرف
نگاہ اٹھا کر دیکھا نظر آیا کہ ایک طرف کو لشکر سمندر شاہ قریب لاکھ سوار کے مسلح و مکمل کھڑا ہے ایک

طرف لشکر گرداب و مواج و حباب و سیلاب و ملکہ زعفران و ملکہ چندر رخ و ماہ رخ کا لشکر اترا
ہوا ہے اسکے پس بلند و پست کرسیاں ہیں اور ایک طرف کو اہل شہر و دیگر اطراف کے لوگ جمع ہیں ایک جانب کو
لشکر اسلام کی کثرت ہے بادشاہ اسلام مع سرداروں کے تشریف فرما ہیں یہ جو لوگ کھڑے ہیں سوا اسکے اہل شہر و
دیگر اطراف کے لوگوں کے اور لشکر اسلام کے سب خوش ہیں ان لوگوں کے رخوں سے ملال ظاہر ہے دیکھا کہ
ایک بلندی پر بہت سے استادہ ہیں ان میں سمندر شاہ و سردار اسکے بیٹھے ہوئے ہیں سب
ملول ہیں سوا سمندر شاہ اور شلاق و افراق و سرداران سحر کے اپنے بھائی اور اشفاق و
گلاب وغیرہ کو بہت ملول دیکھا اب اسنے جو غور کرکے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک طرف میرا بھی لشکر مسلح و
مکمل کھڑا ہے مگر اسکے تیور بد ہیں یہ پایا جاتا ہے کہ فساد کرے گا یہ دیکھ کر اسکو خیال ہوا کہ یہ تو لشکروں کی
کثرت ہے یہ میں لاکھ سپاہ کیا کر سکتی ہے بیکار ان سب کا خون ہوگا اور ان سب کا خون میرے سر پر
ہوگا کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ دل میں خیال کرکے کہا کہ سوا اسکے اس تدبیر کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ منع کروں
مگر زبان پر سوزن دی ہوئی تھی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی جو لوگ اسکے قریب تھے انکو اشارہ سے اپنے
قریب بلا کر کہا کہ قلم و دوات و کاغذ لا دو میں کچھ تحریر کرونگا یہ جو کلام اشارہ سے کیا لوگ بڑی دیر کے بعد
سمجھے سمندر شاہ کے پاس جاکر عرض کیا کہ قیدی قلم و کاغذ طلب کرتا ہے دیا جائے یا نہیں سمندر شاہ
شراب خواری کر رہا تھا نشہ شراب سے مدہوش تھا جواب دیا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے یہ جو کہا تو افراق
و شفاق و شلاق و دیگر سرداران سحر نے کہا کہ یہ بالکل خلاف عدل ہے کہ قیدی کوئی چیز طلب کرے
اور اسکو نہ دی جائے شاید وہ کوئی وصیت نامہ یا عرض حال کرنے لائق ہو کہ جو وہ طلب کرے اسکو دیا
جائے ورنہ یہ بڑی کا سبب ہوگا جب یہ سب نے کہا سمندر نے مجبور ہوکر حکم دیا اسی وقت قلم و
کاغذ و دوات آفاق کو دیا گیا آفاق نے پہلے القاب تحریر کیا اسکے بعد تحریر کیا کہ اے سمندر شاہ
جو مہربانیاں تم نے میرے اوپر کیں اور جو عنایتیں میرے حال پر ہیں اسکا شکریہ مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا ہے
اور یہ جو سلوک تم نے میرے ساتھ کیا وہ بھی کسی مصلحت سے ہوگا اور میرے حق میں اچھا ہوگا مجھکو اسکا
بھی کوئی گلہ و شکوہ نہیں ہے میں آپ سے بہت خوش ہوں کیونکہ کوئی ایسی سزا آپ نے میرے لیے
نہیں تجویز فرمائی جس سے مجھکو ذلت ہوتی میں اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ با آبرو و با عزت میں مرتا ہوں
اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ نے مجھپر کسی قسم کا ظلم کیا بلکہ اس زندگی سے یہ مرنا اچھا ہے کہ میں اپنے
قول سے پھروں اور لوگوں میں بدعہد و پیمان شکن مشہور ہوں میری اسوقت یہ التجا ہے کہ تھوڑے سے
زمانہ کیلیے سوزن میری زبان سے نکال لی جائے تاکہ جو میرے سردار ہیں اور اہل لشکر ہیں ان سے
کچھ کلام کرلوں اور انکو جو انکا قصد ہے اس سے منع کروں میں اقرار کرتا ہوں کہ کسی قسم کا فساد نہ کرونگا
نہ میں فرار ہونگا یہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ جو میں زبان سے کہتا ہوں اسپر عمل کرتا ہوں آپ اسطرح
سے بالکل بے خوف رہیں کہ میں زبان کو اپنے قابو میں کرکے سحر کرکے نکل جاؤں یہ میں کبھی نہ
کرونگا اگر مجھکو یہ منظور ہوتا تو میں دربار میں کیوں آتا اسی طرف سے لشکر کیسے گرد جدھر میرا جی چاہتا
نکل جاتا یا شہر یک اہل اسلام ہوتا یا جب آپ نے میری گرفتاری کا حکم فرمایا تھا میں اسی وقت
فساد کرتا اور نکل جاتا کون مجھکو روک سکتا تھا یہ بالکل مردمی کے خلاف تھا اور خلاف ہے کہ میں صرف
جان کے خوف سے اپنے کو بدنام کروں اور انگشت نما ہوں کہ آفاق نے نمک حرامی کی پس آپ اس
قدر خود فہم نہ فرمائیں میں کبھی ایسا نہ کرونگا بادشاہوں پر فرض ہے کہ جو قیدی التجا کرے اسکو

بدلا لیکن آئندہ آپ کو اختیار ہے کیونکہ مین آپ کے قابو مین ہون یہ آپ پر فرض ہے کہ میری امید کو بر لائیے مین
جبر نہین کرتا ہون یہ تحریر کرکے وہ جو خط کہ لایا تھا اُسکو دیا اور اشارہ کیا کہ بادشاہ کو دے دینا لوگون کو یہ گمان
ہوا کہ آفاق نے جان کے خوف سے بادشاہ سے بذریعہ تحریر کے عذر کیا ہے پہلے وہ یہ سمجھا تھا کہ یہ وقتی عتاب
ہے دو ایک دن مین موقوف ہو جائیگا اب جو اُسنے سامان قتل دیکھا اُسکو یقین قتل ہوگیا جان توڑی خیر ہے
آخر عذر کیا سچ ہے کہ کوئی دیدہ و دانستہ اپنی جان نہین دیتا ہے یہی ہر طرف چرچا ہونے لگا یہ خبر لشکر اسلام مین
بھی پہونچی وہان بھی ہر ایک نے یہی کہا وہ کاغذ جو کہ آفاق نے تحریر کیا تھا سمندر کے پاس پہونچا سمندر و
دیگر اہل جلسہ نے خیال کیا کہ آفاق براہ بزدلی خوف جان سے عذرنامہ تحریر کیا ہے بادشاہ کو لازم ہے کہ اُسکی خطا
کو معاف کرین جو کہ دوست تھے وہ خوش ہوئے اور جو عدو تھے انکے رنگ متغیر ہو گئے لوگون نے وہ کاغذ لیکر
اخلاق کو دیا اور کہا کہ یہ تمھارے بھائی کی تحریر ہے اسکو ذرا پڑھو کہ اسمین کیا تحریر ہے اخلاق نے اُس کاغذ کو
لے کر وا کیا اور پڑھنا شروع کیا جو مضمون آفاق نے تحریر کیا تھا حرف بحرف پڑھا اور مضمون سُنکے سمندر
نے کہا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہے اب سب اہل جلسہ کو معلوم ہوا کہ آفاق نے عذر نہین کیا ہے بلکہ اپنی
خواہش ظاہر کی ہے جب سمندر نے یہ کہا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ سب سے
پہلے شملاق و دیگر دشمنان آفاق نے کہا کہ ہماری بالکل راے نہین ہے کہ منظور کیا جاے کیونکہ اسمین
مکر ہے پہلے تو آفاق نے یہ خیال کیا تھا کہ بادشاہ کو اسوقت غصہ ہے اُسنے بالکل حرکت نہ کی اس سبب
سے کہ جب اپنے کو مین بلا عذر گرفتار کرا دونگا تو بادشاہ کو میرے اوپر رحم آئیگا اور میری خطا سے درگذر
کریگا یہ مصلحت دیکھکر اُسنے کچھ نہ کہا جب اُسکو اپنے قتل کا یقین ہوگیا تب اُسنے یہ فکر کی کہ یہ خواہش
کرکے اپنی زبان قابو مین کرون جب زبان قابو مین ہو ایک سحر کرکے قید اپنی ظاہر کرون کیونکہ میرا لشکر
بھی اس مقام پر موجود ہے دوسرے لشکر اسلام بھی قریب ہے ہزارون سردار اپنے اپنے بادشاہ کے کنارے
لشکر کے بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہین مقابلہ کرکے سب کو نیچے کر نکل جاؤن اور بطرف لشکر اسلام ہو اپنی
جان بچاؤن دوسرا یہ سبب تھا کہ اُسوقت دربار مین سوا اُسکے بھائی کے کوئی اُسکا دوست نہ تھا اگر
وہ حرکت کرتا تو گرفتار ہوتا کیونکہ وہ تو مرد عاقل ہے اس سبب سے اُسنے کوئی حرکت نہ کی خاموش رہا بلکہ اپنی
زوجہ کو بھی منع کیا اب اُسنے خیال کیا کہ یہ موقع اچھا ہے کہ لشکر بھی ہے اور لشکر اسلام بھی قریب ہے بادشاہ بھی
موجود ہے اگر تدبیر بن پڑی تو بادشاہ کو اسیر کرکے لشکر اسلام کے حوالہ کرون تاکہ فساد بر طرف ہو ہمارے
نزدیک تو یہ ظلم دنیا اور آفاق کی خواہش کو پورا کرنا بالکل خلاف عقل ہے بڑا کشت و خون ہوگا آئندہ
آپ کو اختیار ہے یہ جو شملاق نے کہا بس عشناق کو غصہ آیا اور برہم ہوکر کہا کہ تو بڑا بانی فساد ہے تو یہ
چاہتا ہے کہ آفاق قتل ہو قتل ہونا اُسکا مقدم ہے مگر یہ امر منظور ہے کہ اُسکی خواہش پوری نہ ہو تیری
راے بالکل خلاف ہے آفاق جو اقرار کریگا اُسکے خلاف ہرگز نہ کریگا اُسنے مکر سے نہین تحریر کیا ہے
بلکہ اُسنے اصل واقعہ تحریر کیا ہے اگر وہ لشکر کو منع کریگا تو ضرور کشت و خون ہوگا کیونکہ اُسکے لشکر کا
رنگ بدلا ہوا ہے وہ آمادہ فساد ہے پس ایسی حالت مین اُسکا خیال کرنا کہ مین لشکر کو منع کرون ضرور درست
ہے یہ جو تم نے کہا کہ آفاق فساد کرکے نکل جائیگا محض خلاف ہے اور یہ خیال کرنا کہ دربار مین اُسنے اسوجہ سے
حرکت نہ کی کہ اُسکا وہان کوئی دوست نہ تھا اس سبب سے مجبور تھا اُسکے ہزارون دوست تھے اور وہ خود
اکیلا سب کو کافی تھا اپنی جان بچاکر ضرور نکل جا سکتا تھا اور اسوقت بھی اُسکے دوست موجود ہین اگر وہ ذرا اشارہ
کرے تو اُسکو رہا کر لین مگر وہ خود اپنے قتل پر آمادہ ہے وہ مرد ضرور ہے اُسکو اپنے قول کی پابندی کا ضرور خیال ہے

وہ عہد شکن نہین ہی اُسکی اسی بات کا خیال کرنا لازم ہی کہ وہ جو لشکر اسلام کی ہمارے سے اقرار کرتا تھا لیکن لشکر لیکر
ملا جاؤنگا اُس قول کو پورا کیا اُسکے خلاف نہ کیا اپنی ذلت گوارا کی اور نقصان دنیا گوارا کیا مگر تم لشکر لیے کر
نہ گیا تو وہ اس عہد سے کبھی نہ انحراف کرے گا جو اقرار کرے گا اُسکا ضرور خیال رکھے گا ہمارے نزدیک ضرور اُسکی
امید بر لانا چاہیے آیندہ اختیار ہی اور تمہاری رائے بالکل غلط ہی شملاق نے کہا کہ میرے نزدیک آپ کی
رائے غلط ہی اُسکی تحریر سے صاف ظاہر ہی کہ وہ آمادہ فساد ہی دوسرے یہ امر لائق غور ہی کہ دربار کی وہ تقریر
سخت اور یہان یہ عاجزانہ تحریر اُسوقت نہ خیال کیا کہ ہم کیا سخت تقریر کرتے ہین عشاق نے کہا کہ پھر کیا
جواب دیا جاے شملاق نے کہا کہ اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تمہارے مکر سے واقف ہین ہم نے خوب دیکھا کہ اب
زمانہ قتل ہونے کا قریب ہی پس تم نے مکر کی تحریر بھیجی ہم کو کسی طور سے یہ امر منظور نہین ہی کیا ضرورت ہی
ہم کو تمہارے لشکر سے کوئی خوف نہین ہی جو جیسا کرے گا وہ اُسکی سزا پاے گا آپ کی مہربانی ہی جو آپ کو
اس قدر خیال ہی یہ بادشاہ ہ دل میرے ہمراہ لشکر کثیر ہی اگر تمہارا لشکر فساد کرے گا سب قتل ہوگا اور
اب ہم کو ایسی تحریر نہ کرنا ورنہ وہ اس خواہش سے اور جو خواہش ہو وہ بیان کرو اُسکو ہم پورا کرینگے آیندہ تم کو
اپنے فعل کا اختیار ہی عشاق نے کہا کہ یہ جواب بالکل خلاف مروت اور عدل کے ہی مین ہرگز نہ رائے
دونگا سمندر خاموش بیٹھا سنا کیا جب باہم تقریر ہو چکی تو سمندر نے کہا کہ استاد آپ کی رائے بہت خلاف
ہی شملاق کی رائے بہت ٹھیک ہی پس یہی جواب تحریر کرنا چاہیے کہکر شملاق سے کہا کہ تم میری طرف سے
یہی جواب تحریر کرو شملاق نے یہی تحریر کر دیا یہ جواب اہل جلسہ کو سواے ذیشان آفاق کے بہت ناگوار ہوا
خصوصاً اُسکی بیجائی کو اور عشاق کو تو ازحد برا لگا بہت افسوس کیا تصور کیجئے کہ یہ شخص ریا شملاق نے
وہی جواب تحریر کر دیا وہ شخص جو کہ کاغذ تحریری آفاق کا لایا تھا لیکر آفاق کے پاس پہونچا آفاق کو دیا
آفاق نے پڑھکر افسوس کیا اور اسی وقت طرف آسمان کے دیکھا اور آنکھوں مین آنسو بھر لایا اپنی لاچاری
اور مجبوری پر اور سمندر کی ناانصافی پر افسوس کیا اور اُس کاغذ پر یہ تحریر کرکے اڑا دیا کہ اے اہل مجمع تم سب
آگاہ ہو کہ بادشاہ نے مجھکو بیگناہ قتل کیا غرض یہ خطا ہون کوئی میرا قصور نہین ہی یہ میرے اوپر ظلم ہی مین نے
یہ سوال کیا تھا بادشاہ نے نہین قبول کیا اور آگاہ ہو کہ اس ظلم و ستم کا ضرور صلہ ملیگا میرا خون بالکل بالا بالا
نہ جاے گا ضرور رنگ لاے گا اور سمندر شاہ تباہ ہوگا یہان اہل اسلام کا قبضہ ہوگا یہ مین تم سے کہتا ہون
جو سمندر شاہ کا ساتھ دیگا وہ مثل میرے برباد ہوگا کیونکہ یہ بادشاہ ظالم ہی مین تو اپنی جان سے جاتا ہون
مگر تم سب کو آگاہ کیے جاتا ہون اور مرتے مرتے خیر خواہی کرتا ہون کیونکہ یہ لشکر آمادہ فساد ہی اُسکے افسرون کو
بذریعہ تحریر منع کرتا ہون یہ میری خیر خواہی ہی اور یہ بادشاہ کی قدردانی ہی جو اہل اسلام کا شریک ہوگا وہ
بہت اچھا رہے گا آیندہ ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہوگا سمندر بہت جابر ہی اُسکی اطاعت مین سواے
ذلت و خواری کے کوئی دوسرا امر نہین ہی جب اُسنے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جسنے اُسکی حکومت کو اسقدر
ترقی دی کہ ہزارون بادشاہ خراج دینے لگے تو اور کسی کے ساتھ کیا کرے گا صرف اتنی سی بات پر کہ میری زوجہ
پر عاشق ہوا تھا اور عاشق ہی اُس سے سوال کیا کہ میرے ساتھ عقد کر لے اُس پاک دامن نے انکار کیا یہ
اُس دن سے فکر مین تھا کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ آفاق کو قتل کرون جب کہ اسکا شوہر مرے گا اُسوقت وہ راضی
ہوگی آخر کو اُس نے اپنی حسرت پوری کی مجھکو بیگناہ قتل کیا کوئی اپنی زوجہ کو اُسکے سامنے نہ کرے ورنہ اُسکی بھی یہی
نوبت ہوگی مین تو جاتا ہون مگر تم سب کو خبردار کیے جاتا ہون فقط زیادہ سلام جو میری تحریر پر عمل کرے گا بہت اچھا
رہے گا اور جیسے اُسکو ایسا وقت آتا ہو اور بادشاہ کی زرک سے محفوظ رہے تو مجھکو دعاے خیر سے یاد کرے کہ کسی نہ

نصیحت کی تھی اور جو ہونے والا ہی وہ تھوڑے عرصہ میں ظاہر ہو جائیگا بات نہ رہی ہی جب وہ وقت آئیگا اس وقت
میرا قول آپ لوگون کو یاد آئیگا اور جو راحت ملے گی اسوقت آپ لوگ اس خاکسار کو یاد کرینگے یہ تحریر کرکے
جسکا عذر آخر یا وہ کا عذر اکر جو انکی جمع اہل شہر کا تھا انہین جا کر گرا لا کر جاتا کہ روکین اگر بلند ہو گیا اسکے بعد آقا قلی
نے ایک حکم نامہ بنام افسران سپاہ جو اسکے ملازم تھے تحریر کیا کہ تم کو قسم ہی اپنے اولاد کی کہ تم بعد میرے بادشاہ
سے فساد نہ کرنا ورنہ میں تم سے ناخوش ہونگا اسکا سبب یہ ہی کہ اگر تم فساد کر دینگے تو میرے خون ناحق کا عوض
ہو جائیگا یہ بیگناہی میری جاتی رہے گی پس تم کو لازم ہی کہ بعد میرے قتل ہونے کے تم میری زوجہ کی اطاعت
کرنا اگر وہ منظور کرے ورنہ تم لشکر اسلام مین چلے جانا کیونکہ یہان تمہارے سب دشمن ہین تمہاری وہ لوگ بہت
قدر کرینگے یہ لوگ قدردان نہین ہین یہان تمہارا رہنا بیکار رہوگا دوسرا سبب یہ ہی کہ مین نے تم لوگون کو بہت روپیہ
صرف کرکے پرورش کیا ہی اور تمہاری مثل اپنی اولاد کے تصور کیا صرف افسوس اس امر کا ہی کہ کوئی میرے اولاد
نہین ہی ورنہ وہ تمہاری قدر کرتا مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تم لوگ بعد میرے تباہ ہو میری اس تحریر پر عمل کرنا
لشکر اسلام مین تم تباہ نہ ہوگے اگر اسکے خلاف کروگے تو مین تمہارا حق نعمت نہ بخشونگا آئندہ تم کو اختیار ہی
اپنے فعل کا اس مختصر تحریر کو بہت خیال کرو مگر اس قدر جلدی کا موقع نہ ملی جو مین تم کو لکھتا اور تم کو نصیحت کرتا نہ
زبان میرے قابو مین ہی جو مین تم کو اپنے قریب طلب کرکے نصیحت کرتا بادشاہ سے نواب صاحب کی تھی انھون نے
انکار کیا آخر مجبور ہوکر یہ کاغذ تم کو تحریر کیا مین اسکے جواب کا خواستگار نہین ہون جواب نہ تحریر کرنا کیونکہ اسپر
زمانہ بہت گذر چکا ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ کہین میری طبیعت نہ بدل جائے ثابت قدمی نہ جاتی رہے دوسرے
کہین وہ میری عاشقہ نہ آجائے اگر وہ آگئی تو مجھکو تکلیف ہوگی و دیگر اسکی میری روح اسکے ساتھ ہوگی مجھسے
اسکا رنج نہ دیکھا جائے گا بھائیو یہ دنیا بے ثبات ہی اسمین کسی کو بقا نہین ہی سب کو فنا ہی ہر فرد بشر اسمین
حباب کا سا ہی کہ وہ اٹھا ذرا سر اٹھایا اور پھر برطرف ہو گیا بقول اہل اسلام کے یہ دنیا سرا سے فانی ہی اسمین
کسی کو قیام نہین ہی بلکہ سرا مین تو نصف بستے رہتے ہین یہان تو کوئی سہارا نہین ہی جب حکم مالک آیا چلے گئے
اہل اسلام کا قول بہت ٹھیک ہی کوئی کسی کا نہین ہی سوا اسکے اپنے خیال کرنے کا مقام ہی کہ جو شاہان
جلیل القدر تھے وہ کیا ہوئے انکی قبر کے نشان نہین باقی ہین سب پیک اجل کے لقمہ ہوئے کہان بادشاہ
وہ بادشاہ جو کہ بڑے لشکر و سپاہ رکھتے تھے کہان ہین امیران با عزت جو کہ اپنی عزت کے خیال مین اپنی جان کو
جان نہ خیال کرتے تھے سب اس زمین کے پیوند ہوئے ہین مین کون ہون جو اس دنیا سے بہرہ مند ہون آخر
مین نے اہل اسلام کے طریقہ کو پسند کیا اگر مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا تو ضرور مین اس دنیا کو ترک کرتا اے بھائیو
تم میرا غم نہ کرنا مین کیا چیز ہون دیکھو یہ دنیا ایسی ہی کہ کسی کو یہان آرام نہین ملتا ہی نہ راحت ملتی ہی سب
اجل کے لقمہ ہوتے ہین کسی شاعر نے بھی بے ثباتی دنیا مین یہ چند اشعار نظم کیے ہین جو کہ تحریر کرتا ہون بس بھائیو
نیکنامی اور ثابت قدمی کا چرچا رہتا ہی تم کو خوش ہونے کا مقام ہی کہ تمہارے افسر اعلی نے وہ ثابت
قدمی اور اپنے قول کی پابندی دکھائی کہ جسکے سبب سے اسکا نام باقی رہے گا کوئی تم پر طعنہ زن نہ ہوگا یہی
چرچا رہے گا کہ ایسے لشکر کا افسر اپنے عہد پر قائم رہا اور پیمان شکنی نہ کی اور اپنی جان دی تم لوگ کوئی رنج و
غم نہ کرنا اور دنیا کو ہمیشہ بے ثبات خیال کرو اور اپنی نیکنامی کا خیال کرو یہ خیال کرنا کہ آقا نے ہم کو مرتے
وقت عبرت دلائی ہی ہم اسکے لیے جان دین اور نیکنامی حاصل کرین یا دنیا بے ثبات مین اسی وقت
مر جائین تاکہ نام ہو یہ موقع اسکا نہین ہی بلکہ میری بدنامی ہی ہان اگر کسی وقت اسکا خیال کرنا اگر اسوقت
مقابلہ کروگے تو لوگون کو خیال ہوگا کہ آقا قلی کہ گیا ہوگا میرے حال پر رحم کرنا اور اسوقت صبر کرکے چلے جا

سب میری طرف متوجہ ہون اور سماعت کرین کہ بادشاہ نے تم سب کو کیا تحریر کیا ہے یہ سنکے تمام لشکر متوجہ
ہوا کہ بادشاہ کی تحریر کو سنین بس وہ افسر پڑھنے لگا سب اہل لشکر سنتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا
یہان تک کل تحریر کو اُس افسر نے پڑھا جب پڑھ چکا تو کہا کہ کیا رائے ہے اگر خلاف حکم بادشاہ کرتے ہین تو
وہ بارحم ہونگے اگر نہین خلاف کرتے ہین تو ہم کیا کرین خیر ہم کو تو ہر وقت یہ امر ممکن ہے اسوقت یہان سے
چلے چلیے کیونکہ نہ خلاف بادشاہ ہو نہ یہ کہ لشکر نے بادشاہ کی کمک کی بس یہ سنکے وہ افسر اسی وقت لشکر کو
لے کر چلا گیا اور کوہ صحرا مین جا کر متفرق ہوا اور پوشیدہ ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ آفاق نے
دیکھا کہ میرے لشکر نے میرے حکم کی تعمیل کی اور بموجب تحریر میرے یہان سے چلا گیا بس سمندر نے دیکھا کہ آفاق
نے اپنے لشکر کو بذریعہ تحریر روانہ کر دیا ہے سمندر نے حکم دیا کہ اب دیر نہ کرو کیونکہ بہت زمانہ ہو گیا ہے یہ جو
حکم دیا بس اُسی وقت بند وبست ہونے لگا ابھی آفاق کی قید وغیرہ نہ دور کی گئی تھی کہ ایکمرتبہ ایک
طرف سے گھنٹہ وناقوس کی صدا آئی اور غل وشور کی صدا آنے لگی یہ حال دیکھکر سب لوگ جو کہ اُس
مقام پر موجود تھے اُس صدا کی طرف متوجہ ہوے کہ یہ کیسی صدا آتی ہے دیکھا کہ آگے آگے ہزارون برہمن
گھنٹہ وناقوس بجاتے ہوے جے پکارتے ہوے چلے آتے ہین اُنکے بعد ہزارون اہل شہر بھی ہمراہ ہین اب جو دیکھا تو
ملازمان آفاق چلے آتے ہین دیکھا کہ ایک تخت پر آئینہ اندام زوجہ آفاق بیٹھی ہوئی ہے عروس [illegible]
ہوے ہے ہاتھ مین کٹار لئے تیار ہو رہی ہے وہ ست پکارتی چلی آتی ہے یہ غل ہے کہ زوجہ آفاق پر ست سوار ہے وہ اب
شوہر کے ہمراہ ستی ہونے کے لیے چلی آتی ہے یہ جو معلوم ہوا اب تو سب اسکی طرف دیکھنے لگے دیکھا کہ جو ستی
کی حالت درحقیقت ہوتی ہے وہ تخت پر بڑے بڑے طشت اندر سے آگ سے بھرے ہوے رکھے ہین وہ اُن مین سے
آگ لے کر اچھالتی ہے اور آگ بالکل ضرر نہین کرتی ہے یہ دیکھکر سب کو حیرت ہوئی کہ وہ آہستہ آہستہ اُس مقام پر آ کر پہونچا
کہ جہان پر مجمع تھا جب یہ امر سمندر کو معلوم ہوا اُسکا دم نکل گیا اُسنے چند آدمیون کو ستی کے پاس بھیجا کہ
جا کر اسکو سمجھاؤ کہ وہ اس امر سے باز آئے اپنی جوانی پر رحم کھائے کیون اپنی جوانی برباد کرتی ہے کیون
ستی ہوتی ہے کوئی بھی مرنے کے ساتھ مرتا ہے ارے اپنے حال پر رحم کھا یہ اپنی صورت نہ برباد کر کیون اپنے
لیے خرابی کرتی ہے وہ تو مرتا ہے ایسی جہالت کوئی بھی کرتا ہے ارے کیون نادان ہوئی ہے اُس آدمی نے قریب
تخت ستی آ کر جو کہ سمندر نے کہا تھا سب بیان کیا اور بہت کچھ نصیحت کی مگر کچھ اثر نہ کیا وہ ست ست پکارے
گئی وہ آدمی عاجز ہو کر چلا آیا اور کہا کہ وہ نہین سنتی ہے ست پکارے جاتی ہے وہ نہ مانے گی سمندر نے کہا کہ
خیر کیا کیا جاے لاچاری ہے اُسکی بھی قضا آئی ہے بس سمندر نے حکم دیا کہ اب اشیاء قید آفاق کے
جسم سے دور کر دو اور آگ مین لے جاؤ بس اُدھر آفاق کے جسم پر سے قید دور ہونے لگی اودھر برہمنون نے
پوجا پاٹ جو کہ ستی کے لیے کیا جاتا ہے کرنا شروع کیا کوئی پھول پہنا جاتا ہے کوئی کپڑے نوچے لیے جاتا ہے کوئی
ستی سب زیور اُتار اُتار کر پھینک رہی ہے لوگ کھیلین اور کھانے لوٹ رہے ہین بڑا شور وغل ہے اُدھر آفاق
کی قید دور ہوئی اودھر اُسکو پوجا پاٹ سے فرصت ہوئی اب ستی تخت پر سے اُتر کر اپنے شوہر کے پاس آئی
اُسکا ہاتھ پکڑا آفاق کی زبان پر سوزن چڑھی ہوئی تھی اُسنے اشارے سے بہت منت وسماجت منع کیا مگر اُسنے
نہ مانا آفاق آنکھون مین آنسو بھر لایا ستی ہنس رہی ہے ذرا چہرے پر میل نہین آتا ہے ست ست پکارے
جاتی ہے سواے اسکے کوئی کلام نہین کرتی ہے طریقہ یہ ہے کہ لکڑیان اس طور سے لگائی جاتی ہین کہ اندر کسی قدر
خول رکھا جاتا ہے اور ایک در ہوتا ہے کہ اُسکی راہ سے خواہ مردہ ہو خواہ زندہ اندر لے جاتے ہین اُسکو وہان
چھوڑ کر یا رکھکر باہر آتے ہین اُسکو لکڑیون سے بند کر دیتے ہین اُسکے بعد آگ لگا دیتے ہین بس جب

قران جلد آ پہنچے یہیں نے بڑی محنت کی ہے خواجہ نے کہا کہ اچھا تم یہیں رہو خواجہ یہ سنکے خوش ہو گئے
تھے قران نے اپنا سر باہر کیا کہ خواجہ بھی اندر اُس نقب کے گئے تو دیکھا اور کہا کہ قران کدھر آؤ قران
نے کہا کہ استاد چلئے آپکے اپنی جان بچایئے یہ تو فرمایئے کہ آفاق بھی آپکے پاس ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ ہاں ہے قران نے کہا کہ برابر چلے آئیے خواجہ نے کہا کہ اے قران یہ تم نے کیا تدبیر کی آگے
سے نقب کھود رکھی تھی قران نے کہا کہ چلے آئیے پھر یہ حال عرض کرونگا ابھی تو سب کی جان بچایئے کہ
ہم اس بلا سے تو نجات ہو یہ سنکے خواجہ پاسداری راستے پر ہو چلے اور قران نے آگے بڑھکر مشعل
عیاری کو روشن کیا اُسی روشنی میں یہ استاد و شاگرد چلے کوئی کوس ڈیڑھ کوس گئے کہ دوسرا راستہ ملا
ملا خواجہ و قران اُس نقب سے نکلے خواجہ نے کہا کہ قران تم نے بڑا کام کیا چلو وہاں کا تماشا دیکھیں اگر
بن پڑے تو سمندر پر عیاری کریں یہ کہکر خواجہ اپنی صورت بدل کر چلے اُس قدر جلد آئے کہ ابھی یہاں
مجمع تھا ادھر وہ جو عیار اُس مقام پر پہنچوں کی صورت کوئی چوبداری کی صورت بنا تھا انھوں نے تدبیر کی تھی
کہ راہ کے ہمراہ بیہوشی اُس آگ پر ڈالنا شروع کی تھی ادھر مجمع بھی کم ہو گیا تھا کوئی دو چار ہزار آدمی رہ گئے
لشکر تو جا چکا تھا کوئی لشکر نہ تھا مگر ان سمندر سرداران ہمیت خیموں میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ قصد تھا کہ ان
کو انعام دے کر رخصت کروں وہ دھواں جسمیں بیہوشی ملی تھی اڑکر ان سب کی طرف چلا سب کے دماغ میں
پہونچا وہ بیہوش ہو کر گرا جسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہوا وہ جو دو چار ہزار اہل مجمع تھے سب بیہوش
ہو کر گرے ادھر سب مع سمندر کے بیہوش ہوئے وہ مقام شہر خاموشان ہو گیا جو یہاں تھے سب بیہوش
ہو گئے سوا ان عیاروں کے کوئی باقی نہ تھا یہ اس فکر میں تھے کہ ان سب کو قتل کروں کہ خواجہ و
قران صورتیں بدلے ہوئے پہونچے انھوں نے جو دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہوئے ہیں انھوں نے خیال کیا کہ یہ کیا ہوا کہ
انکو کس نے بیہوش کیا ہے خواجہ جو آگے چلے کیا دیکھا کہ چند شخص ٹہل رہے ہیں کسی فکر میں انھوں نے جو غور کرکے
دیکھا پہچانا کہ یہ تو سب عیار ہیں انمیں کوئی چالاک ہے کوئی برق ہے کوئی ضرغام ہے خواجہ نے پہچان کر کہا کہ
آج تو خوب مال مارا ہے ہم سے دولتمند ہو گئے ہوگے یہ کہو کہ یہ آپ لوگوں کی تدبیر ہے خوب کام کیا یہ کہکر قران
کہا کہ اے بھائی تم تو ان اہل مجمع کو لوٹو میں بھی اپنا کام کرتا ہوں برق نے کہا استاد میں نے سمندر کو مع سب
سرداروں ہمیت بیہوش کیا ہے وہ تنہا ہی خیمہ میں پڑے ہیں یہ جو خواجہ نے سنا کہا شاباش مرحبا خوب
عیاری کی جاؤ تم لوگ اہل مجمع کو خوب لوٹو میں جا کر سمندر کو قتل کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ اُن خیموں میں آئے
سب سرداروں کو برہنہ کرنا شروع کیا سب کو لوٹ لیا ایک کے جسم پر سوا زیر جامہ کے کچھ نہ چھوڑا سب
برہنہ کر کے اب خواجہ طرف سمندر کے چلے کہ اسکو قتل کروں جیسے قریب پہونچے اور خنجر ہاتھ ڈال کر قصد
کیا کہ وار کروں زمین شق ہوئی اُس سے ایک پتلا پیدا ہوا یہ کہتا ہوا کہ تو میرے آقا کو قتل کرتا ہے اس قدر
جلد آیا اور سمندر کو اٹھا کر اُسی زمین میں غائب ہوا پس زمین پھر شق ہوئی جو معزز سردار تھے مثل نگلاس
دشملاق و عشناق وغیرہ کے سب کو پھر اکے لے گیا اور جو سردار باقی رہے خواجہ نے کہا کہ انکو کیا قتل
کروں افسوس کر کے رہ گئے ادھر سے یہاں آ گئے یہاں عیاروں نے سب کو برہنہ کر دیا تھا خواجہ نے
جو یہاں کہ بیہوش پڑے تھے اُن سب کو برہنہ کر دیا چلیوں تک نہ چھوڑے سب لے لیے جب سب کو لوٹ چکے
کہا کہ چلو اب یہاں کیا کام ہے یہ سنکے سب عیار خواجہ کے ہمراہ طرف لشکر کے چلے یہ تو ادھر جاتے ہیں
یہاں وہ سب بادشاہ بھی جو کہ مقابلہ کو آئے ہوئے تھے اور وہ بھی سمندر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی
بیہوش ہو گئے تھے خواجہ نے اُن سب کو بھی لوٹ لیا تھا اور اُنکے سردار بھی جو تھے وہ بھی لٹ گئے اور اُن

بادشاہوں کے پیر بھی انکو اٹھا لے گئے تھے اُنکے خیمون مین لا کر اُن سب کو اتارا اور ہوشیار کیا ہر ایک نے
اپنی حالت عجیب پائی حیران ہوئے کہ یہ کیا امر ہے کہ اُنکے پیرون نے جو کہ اٹھا لے گئے تھے کہا کہ ہم آپ کو
بچا لائے ورنہ خواجہ عیار لشکر اسلام قتل کر ڈالتا اسوقت اگر ہم نہ پہونچتے یہ جو اُنھوں نے کہا وہ حیران ہوئے
کہ خواجہ کہاں سے آئے اُن پیرون نے خبر دی کہ خواجہ نے عیاری کی اُنھوں نے آفاق کو بچا لیا وہ جوستی بن کر
آئی تھی وہ آفاق کی زوجہ بنی تھی خواجہ تھے سب کا مال لوٹ کر لے گئے بڑا غضب ہوا تھا اُنھوں نے دریافت
کیا کہ ہم کیونکر بیہوش ہوئے کہا کہ عیاروں نے بیہوش کیا پیر بیہوشی پر اُسکے سات رنگ میں ملا کر اُسکا
جو دھواں اٹھا آپ سب لوگ بیہوش ہو گئے پیر جو کہار غائب ہو گئے سب نے دوسرے لباس پہنے وہاں
سے باہر گئے سب اہل لشکر حیران ہوئے کہ یہ بادشاہ اپنے اپنے خیمہ میں کیونکر آ گئے یہ لوگ وہاں بادشاہ کے
پاس پہنچے مگر کسی نے [illegible] خوف سے کچھ دریافت نہ کیا انہوں نے [illegible] اُدھر جو اہل جلسہ اور آن سب کے
لگی ہوشیار ہوئے اپنی عجیب حالت پائی کہ [illegible] کسی کے [illegible] نہیں تھی اُنکی
حالت پر سب حیران ہوئے جو کہ اہل شہر تھے وہ گھر کو چلے گئے اس خیال سے کہ اگر اس وقت
شہر میں جائیں گے تو سب [illegible] قصہ کا [illegible] سردار ان لشکر وہاں کے تھے
وہ خیمون میں جو ہوشیار ہوئے ایک دوسرے کی حالت دیکھ کر حیران ہوئے اور اٹھ اٹھ کر طرف اپنے لشکر والوں
کے چلے جو سردار سمندر کے تھے وہ ہوشیار ہوکر [illegible] کسی وقت [illegible] اور اپنے کو
پوشیدہ کرکے طرف شہر کے روانہ ہوئے مگر حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے بادشاہ کیا ہوا اور کیا حالت ہم سب
کی ہوئی یہ تو اُس فکر میں چلے جاتے ہیں اُدھر پیرون نے سمندر شاہ کو اُسکے مقام خاص پر پہونچا دیا اور
ہوشیار کیا سمندر کو جو ہوش آیا اپنے کو اپنی خوابگاہ میں پایا حیران ہوا کہ میں یہاں کیونکر آیا کیونکہ میں
تو اُس مقام پر تھا کہ جہاں آفاق کو جلایا تھا اپنے حواس درست کر کے دیکھا کہ میرے سحر کا پتلا کھڑا ہوا ہے کہا
کہ تو مجھکو کیوں لایا اُسنے کہا کہ بڑا غضب ہوا تھا خواجہ نے آپ کو قتل کر ڈالا ہوتا اگر میں نہ پہونچتا سمندر نے
کہا خواجہ کہاں تھے اُسنے کہا کہ وہ جوستی بن کر آئی تھی وہ خواجہ تھے آفاق کی زوجہ تھی اُنھوں نے
آفاق کو قتل ہونے سے بچا لیا سب اہل جلسہ و مجمع کو لوٹ لیا عیاروں نے بیہوشی ملا کر آپ سب صاحبوں
کو بیہوش کیا خواجہ آپکے تلوار لے کر چلے تھے کہ میں پہونچ گیا آپ کو لے کر چلا آیا یہ واقعہ گذرا آپ ذرا
ہوشیار رہئے خواجہ آپکے دشمن ہو گئے ہیں اس وقت میں نے بچا لیا ورنہ اُنھوں نے تو کام کر لیا تھا
کوئی ایسا غافل ہوتا ہے ایسی غفلت زیبا نہیں ہے یہ سنکے سمندر حیران ہوا کہ بڑے غضب کے عیار ہیں بڑی
عیاری کی وہ پتلا یہ کہکر اور خبر دے کر غائب ہو گیا سمندر اپنی خوابگاہ سے توبہ توبہ کرتا ہوا نکلا سب
اہل محل حیران ہوئے کہ بادشاہ کیونکر آ گئے ہم کو خبر بھی تو نہ ہوئی خواصوں نے جو کہ زیادہ منہ لگی ہوئی تھیں
دریافت کیا کہ آپ کب تشریف لائے سمندر نے کہا کہ میں ابھی تو آیا ہوں مگر تم سب سے پوشیدہ آیا
سمندر نے اُنسے اصل حال نہ بیان کیا اُدھر اسی طور سے ہر سردار کے پیر نے لے جا کر اُسکو اُسکے مکان میں
ہوشیار کیا اور اس حال سے خبردار کیا اور غائب ہو گیا جو سردار کہ خیمہ سے سفر کر کے چلے تھے وہ بھی اپنے اپنے
مکان پر آئے لباس پہنے باہر آئے سب نے دریافت کیا کہ آپ کیونکر آئے ہر ایک کے اہل خانہ و اہل
محل نے یہی پوچھا اُنھوں نے اپنی حالت بیان کی کہ نہ معلوم کیا واقعہ ہوا کہ ہم بیہوش ہو گئے اب جو ہوش [illegible]
آیا اپنے کو برہنہ پایا اسوجہ سے پوشیدہ ہوکر آئے جب لباس پہن لیا تب اپنے کو ظاہر کیا اُس دن سمندر نے
دربار نہ کیا نہ کوئی سردار باہر نکلا یہاں کی تو یہ کیفیت ہے اُدھر ملازمان آفاق جو اُس مجمع سے واپس [illegible]

آئے اس مکان کو ویران دیکھکر رونے لگے سب اسباب اٹھا لیا اور قصد کیا کہ آفاقیہ کو جائیں وہان کا
بھی اسباب اپنے قبضہ میں کرین چونکہ رات ہوگئی تھی اس سبب سے اسی مکان میں قیام کیا ادھر وہ جو
لشکر صحرا مین بحکم آفاق جاکر مقیم ہوا تھا کہ جب بادشاہ قتل ہوئے گا تو ہم اگر ضرور مقابلہ کرینگے تھوڑے
عرصہ کے بعد کچھ لوگ اس لشکر سے نکل کر یہان آئے کہ دیکھیں کیا واقعہ گذرا یہان آکر دیکھا کہ کوئی نہیں ہر
سناٹا پڑا ہوا ہی وہ مقام ہو رہا ہی آگ کا نشان ہی کچھ ہیزم کچھ لی پے پڑے ہوئے ہیں کچھ رال کے
بورے ہیں ایک طرف کچھ خیمہ برپا ہیں جہاں سمندر بیٹھا تھا ابھی کچھ آگ کا اثر باقی ہی سب لشکر اپنے اپنے
مقام پر قیام پذیر ہیں یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہان مجمع تھا یہ حال دیکھکر وہ لوگ لشکر کو واپس گئے افسرون نے
پوچھا کیا خبر لائے انھون نے بیان کیا کہ وہان تو کچھ بھی نہیں ہی نہ بادشاہ یعنی سمندر ہی نہ لشکر ہی نہ اہل شہر
ہین سناٹا پڑا ہوا ہی کچھ لکڑیان اور کچھ روغن کے پیپے پڑے ہین رال کے بورے ہین کچھ خیمے برپا ہین مگر وہ
سب خالی ہین ہان وہ لشکر جو کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو آتے تھے اپنے مقام پر مقیم ہین یہ سنکے افسرون نے
باہم صلاح کی کہ رات کو شبخون مارینگے یہ صلاح کرکے و شبخون پر آمادہ ہوکر وہ لشکر اسی صحرا مین
مقیم ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ اس لشکر کو تو یہان مقیم رکھا جاتا ہی اب خواجہ و دیگر عیارون کا حال بیان
ہوتا ہی سب سے پہلے بادشاہ اسلام کا حال معرض تحریر مین آتا ہی کہ بادشاہ و صاحبقران آفاق اور
اسکی زوجہ کو جلتے ہوئے دیکھکر افسوس کنان اپنی بارگاہ مین تشریف لائے دربار فرمایا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے دربار آراستہ ہوا مگر ہر ایک کی زبان پر افسوس ہی یہی ہر ایک کہہ رہا ہی کہ بڑا
ظالم سمندر نے کیا مگر شخص مارا گیا نہ معلوم خواجہ پر کیا گذری کل سے غائب ہین یہ کہا رہے تھے کہ اسکو
رہا کرکے لاؤنگا نہیں تو اپنی بھی جان دونگا معلوم ہوتا ہی کہ عیاری نہ بن پڑی انھون نے بھی اپنی جان دیدی اگ
بہت سے عیار جو بیٹھے تھے انھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہم نے تو خواجہ کو نہیں دیکھا ہان چالاک
و برق وغیرہ تو برہنہ ہوئے موجود تھے مگر خواجہ کا پتہ نہ تھا صاحبقران نے فرمایا چالاک وغیرہ کی
تو نہیں آئے ضرور ان سب نے جانین دین مقام افسوس ہی کہ خواجہ قتل ہوئے اور ہم نے کچھ نہ ہو سکا
یہ معلوم ہوا کہ ان لوگون نے کیونکر اپنی جانین دین بادشاہ نے فرمایا کہ خبر منگانا چاہیے کہ کیا واقعہ ہوا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرتا ہون یہی گفتگو تھی کہ چند ہرکارے آکر پہونچے انھون نے
سلام کیا اور عرض کیا کہ عجب واقعہ ہوا کہ خود بخود سب اہل مجمع و اہل جلسہ جہان کہ سمندر بیٹھا تھا ہم سردارون
کے بیہوش ہوگئے ہم یہ دیکھکر بھاگے پھر کیا حال ہم کو نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری ہم اس خوف سے بھاگے کہ
کہیں ہمپر یہ آفت نہ آئے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کارروائی عیارون کی تھی بیہوشی سے سب کو
بیہوش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضرور یہی ہوا تب معلوم ہوا کہ عیار زندہ ہین انھون نے عوض مین خون
آفاق کے سب کو قتل کیا ہوگا یقین ہی کہ سمندر بھی قتل ہوا ہو تو تعجب نہیں ہی صاحبقران نے
ہرکارون سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ کیا واقعہ گذرا ہرکارے سلام کرکے چلے تھے کہ خواجہ مع عیارون کے
ہنستے ہوئے چلے آتے نظر آئے کہ بادشاہ کی نظر خواجہ پر پڑی فرمایا کہ خواجہ آتے ہین خوش ہین یہ جو
بادشاہ نے فرمایا صاحبقران و دیگر اہل دربار نے طرف دربارگاہ کے دیکھا کہ خواجہ مع عیارون کے
خوش خوش آتے ہین خواجہ نے آکر بادشاہ وغیرہ کو سلام کیا اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور عیار اپنے اپنے
مقام پر آکر کھڑے ہوئے کہ صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تم تو کہتے تھے کہ بین بدون
آفاق کے رہا کیے ہوئے اب نہ آؤنگا مگر آفاق تو مع اپنی زوجہ کے جل گیا اور تم سے کچھ نہ ہو سکا

صرف کیا تھا اگر تم یہان سے اسکا حساب پیش کرتے وہ بھی تم کو ملتا خواجہ نے حساب کرکے کہا کہ آج تو مجھکو
کئی لاکھ کے قریب ملتا کیونکہ کس قدر سردار ہین صاحبقران نے فرمایا کہ جو سرداران معزز ہین اُن سے
پانچ سو اور جو کہ غیر معزز ہین اُنسے اُنکے مرتبے کے موافق ملتا خواجہ نے عرض کیا اُسوقت بہت کچھ ملتا بادشاہ نے
فرمایا کہ مین بھی بہت کچھ دیتا ایک خلعت بیش بہا جو پندرہ ہزار روپیہ کا مین نے تمھارے لیے تجویز کیا تھا دیتا اور
ہر عیار کو بھی خلعت دیتا یہ سنکے خواجہ نے عرض کیا کہ میرا مقدر اور بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور صاحبقران
و بادشاہ سے عرض کیا کہ روپیہ و خلعت میرے لیے اور قران و برق و چالاک و ضرغام وغیرہ کے لیے کہ سب
چھ عیار ہین طلب فرمایئے اور دیگر سردارون سے روپیہ جمع کرایئے مجھسے آفاق کو مع اُسکی زوجہ کے
زندہ لیجیے بھلا ہم اقرار کرکے جاتے اور پورا نہ کرین ہم کہہ گئے تھے کہ یا تو جان دی یا آفاق کو لیکر آئے بدون
اسکے منھہ نہ دکھاینگے اور بے نیل مقصود واپس آتے اگر صورت مقصود نہ نکلتی تو آج سمندر کا خاتمہ کرتا
یا ہم نہ ہوتے یا سمندر نہ ہوتا مین نے تو اسیر بھی اُسکا خاتمہ کیا تھا کیا کرون اُسکا بیج اُسکو لے گیا آپ سے
اور صاحبقران مین قسم کھا کر گیا تھا کہ بدون آفاق کو لیے ہوے نہ آؤنگا اپنی جان دونگا وہی کیا
جان پر کھیل کر عیاری کی تھی کوئی درجہ جان کے جانے مین باقی نہ رہا تھا خدا نے فضل کیا کہ جان بھی بچی اور
آبرو بھی رہی کام بھی ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ ہم سب روپیہ جمع کرین آپ اُسپر قبضہ
کرکے یہ فرمائین کہ یہ روپیہ اُس قضیہ مین آیا جو کہ عیاری مین صرف ہوا ہے تو مین ایسا نادان نہین ہون جو آپ
کے فقرہ مین آکر اپنا نقصان کرون اور اپنے ساتھ سب کو زیر بار کرون خواجہ نے کہا کہ مین اسکو کیا کرون کہ
آپ میرے کلام کو فقرہ تصور کرتے ہین مین قسم کھا کر عرض کرتا ہون کہ جو مین فقرہ کرتا ہون یہ جو خواجہ نے
بقسم عرض کیا صاحبقران کو یقین ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت برائے
خواجہ اور چودہ خلعت عیارون کے لیے اور ایک ایک ہزار روپیہ فوراً حاضر ہوا اور یہ حکم فرمایا کہ سب سردارون
فرمایا کہ آپ لوگ بھی خواجہ کے لیے روپیہ طلب کرین جو سردار معزز تھے اُنھون نے پانچ پانچ سو روپیہ بحکم
صاحبقران اور ایک ایک سو اپنی طرف سے برائے خواجہ اور سو سو روپیہ برای عیاران طلب کیا اور جو سردار
غیر معزز تھے اُنھون نے اپنی اپنی لیاقت کے موافق برائے خواجہ اور برائے عیاران طلب کیا اور بادشاہ
نے بھی ایک خلعت برائے خواجہ اور عیارون کے لیے خلعت و روپیہ اور پندرہ ہزار روپیہ برائے خواجہ
طلب کیا تھوڑے عرصہ مین سب روپیہ جمع ہوگیا روپیہ کا ایک انبار لگ گیا ایک طرف خواجہ کے لیے جمع
تھا اور ایک طرف عیارون کے لیے خواجہ نے عرض کیا کہ یہ حساب موجود ہے جو کہ عیاری مین صرف ہوا ہے یہ
روپیہ بھی طلب فرمایئے اور مجھ سے آفاق کو لیجیے اور میری عیاری کی داد عنایت فرمایئے اور ان عیارون کے
کام کی تعریف فرمایئے اب جو صاحبقران نے اُس فرد حساب کو دیکھا اُسمین تئیس ہزار روپیہ کا صرف
لکھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اس قدر روپیہ کس امر مین صرف ہوا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ پہلے آپ
روپیہ طلب کرلین پھر ہر رقم کے صرف کرنے کی صداقت آپ سے عرض کرونگا صاحبقران نے وہ بھی
روپیہ منگاکر جمع کیا اب خواجہ نے کہا کہ سب اہل دربار متوجہ ہون اور میری کارروائی کی داد دین کہ کیا
کام کیا ہے سب سردار مع صاحبقران و بادشاہ و عیارون کے جو کہ یہان موجود تھے اور برائے عیاری
نہین گئے تھے حاضر خدمت ہوکر ہمہ تن گوش متوجہ ہوے اب خواجہ نے اپنا یہان سے نکل کر لشکر اسلام سے جانا
لشکر کفار مین وہان سے طرف شہر کے روانہ ہونا اور داخل شہر ہونا شہر کی گشت کرکے دربار مین جانا دربار کو
اُجاڑ پانا وہان سے اسی فکر مین روانہ ہونا اُس شخص جو بدارکا ملنا اُس سے گفتگو کا ہونا آخر کو اُسکو عیاری

کرکے بیہوش کرنا اپنا دربار خاص مین جانا وہان کی تقریر جو باہم ہوئی تھی وہ کہنا اور شب سب رخصت ہوکر اپنے اپنے
مقام کو گئے تھے بیان کرنا اور اپنا طرف قید خانہ کے جانا وہان بند وبست کامل پانا وہان سے مایوس ہوکر ایک طرف
کو جانا مکان کا آفاق کے ملنا اُسکو دریافت کرکے چارون طرف مکان کے اس خیال سے پھرنا کہ اگر موقع ملے تو اُسکے
اندر کے جاؤن جگہ کا نہ ملنا مجبور ہوکر ایک درخت کے سایہ مین سامنے اُس گھر کے بیٹھنا اور فلک سے شکایت
کرنا آفاق کی زوجہ کا کمرہ کھول کر دیکھنا اُسکا تقریر کرکے طلب کرنا خواص کا آکر لیجانا اُسکے پاس اپنا پہونچنا
اور جو تقریر ہوئی تھی سب بیان کرنا اُسکو ڈبہ دینا اُس سے رخصت ہوکر اُس خواص کے ساتھ چلنا موقع پاکر
اُسکو بیہوش کرنا اُسیلے اور اُسکی صورت بن کر ملکہ کے پاس آنا یہ نہ بیان کیا کہ مین تمام مکان آفاق کا لوٹ لایا
اپنا زوجہ آفاق سے تقریر کرکے اُس ڈبہ کے کھولنے کی ترغیب دلانا اُسکا ڈبہ کھولکر اپنا بیہوشی کا اثر نا اُسکا بیہوش
ہونا اُسکو نذر زنبیل کرکے اُسکی صورت بن کر رست سب یکا زنا سب کا جمع ہونا اور سمجھانا اپنا مانتا آخر کو وقت
سحر سب کا ستی کو لیکر ہمراہ چلنا اُس مقام پر پہونچنا اور سمندر کا ملازم کو بھیجنا اور سب کے سمجھانے کے
نہ قبول کرنا آخر کو ہمراہ آفاق کے آگ مین جانا آگ کا مشتعل ہونا اپنا آفاق کو بیہوش کرکے نذر زنبیل کرنا
اور اس فکر مین ٹھہرنا کہ کوئی راہ بھاگنے کی ملے آخر کو جب سب آگ ہوگئی اور چارون طرف سے شعلہ اٹھنے لگے
اپنا گھبرانا اور اپنے کو نفرین کرنا آخر کو عاجز ہوکر طرف خدا کے رجوع کرنا قران کا آنا طبقہ کا زمین کے توڑنا اپنا گرنا
قران کا صدا دینا اپنا قران کے ساتھ اُس نقب کے ذریعہ سے باہر آنا اور صورت بدل کر قران کو لیکر
اُس مقام پر آنا جہان مجمع تھا سب کو مع سمندر کے بیہوش پانا اپنا سمندر پر تلوار کھینچ کر جانا زمین کا شق
ہونا تیلے کا نکلنا سمندر کو اٹھا لے جانا اسی طرح سے سب سردارون کے بیروان کا آنا اور انکو لے جانا اپنا مایوس
ہوکر رہ جانا سب بیان کیا اور عرض کیا کہ صاحبقران یہ نقصان ہوا کہ ان نامشخصون نے سب سردارون
کو مع سمندر کے برہنہ کیا تھا اور جواہر جمع تھے انکو کبھی بڑا نقصان ہوا یہ سب مالدار ہوگئے اب خوب قمار بازی
ہوگی یہ نقصان ہوا جب یہ سب عیاری بیان کر چکے اُسکے بعد کیا کیا کہ جال مارکر وہ سب روپیہ اور خلعت
جو کہ اُنکے تھے وہ اور جو کہ اور عیارون کے تھے نذر زنبیل کرلیا اور کہا کہ انکو کیا ضرورت ہے یہ تو مال مار چکے ہین
خوب قمار بازی ہوگی اور لشکر بازی بھی ہوگی یہ مین نے روپیہ اُس مال کے عوض مین لیا کہ جو اسمین میرا حصہ
تھا مال اب ان سے فرمائیے کہ یہ سب اپنی عیاری عرض کرین کہ انھون نے کیا کیا اور قران اپنی عیاری
بیان کرین ہان انکو مین کچھ دونگا کہ انھون نے میری جان بچائی اور انکے ہاتھ کچھ مال نہ آیا یہ محروم رہے ہین
کوئی نا انصاف نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ کیا حرکت تھی کہ تم نے جال مار کر روپیہ
لے لیا کوئی تم کو روپیہ نہ دیتا کیا یہ خیال تھا جب کہ یہ روپیہ تمہارے لیے منگایا گیا تھا تو ضرور تم کو ملتا خواجہ
نے عرض کیا کہ کیا اعتبار تھا آپ لوگون کی طبیعت پلٹ جاتی تو مین کیا آپ سے لڑتا اگر لڑتا بھی تو مین کیا
آپ سے سر بر ہوتا بیکار مہر اٹھوتا تمھو تماشا ہے مین نے تقدم بالحفظ کیا اور میرا روپیہ صرف ہوتا کیونکہ آپ لوگ تو
سلطنت کے نقشے کھا کھا کر موٹے ہوے ہین مین دبلا پتلا آدمی آپ جسکو حکم دیتے کہ اسکی گردن مین ہاتھ دیکر
باہر نکال دو تو بیکار کو آبرو جاتی اور کچھ حاصل نہ ہوتا یہ ہوتا کہ ہر ایک مجکو نفرین کرتا اور سوا اسکے ندامت کے
کچھ نہ ہاتھ آتا اور بقول آپ کے جب میرا مال تھا تو مین کیون نہ لیتا کیا ضرورت تھی کہ پڑا رہنے دیتا صاحبقران
نے فرمایا کہ بجا ارشاد ہوا ابھی حضرت جب آپ خلعت پہن کر بارگاہ سے نکلتے تو لوگ دیکھتے سب کو معلوم ہوتا
کہ خواجہ کو عیاری کے صلہ مین خلعت ملا خواجہ نے کہا کیا خوب آپ نے میرے مروانے کی تدبیر کی ہے اول تو
سب قرضدار مجکو کیون زندہ رکھتے کہتے کہ آج تو خلعت ملا ہے روپیہ بھی نقد ملا ہوگا ہمارا قرضہ ادا کرو اگر نا کو کچھ

فقرہ دے کر ٹال دیتا تو تمہارے لشکر کے انعام طلب کرتے ہیں کہاں سے دیتا فقیر انکو کچھ دے کر جان بچاتا تو
رات کو ڈاکہ پڑتا ایک تو میرے پاس ہی کیا تھا جو لے جاتے صرف ایک لوٹا اور تھیلی ہے وہی جاتا اور یہاں کے
سے کیا جاتے ہیں خلعت پہن کر جو باہر نکلتا میری جان جاتی اور کچھ نہ حاصل ہوتا اس خیال سے میں نے یہ
حرکت کی صاحبقران نے فرمایا کہ آپ کی رائے تو بہت عمدہ ہے اچھا خواجہ اب آفاق کو عنایت فرمائیے
جو کچھ کیا آپ نے بہت اچھا کیا یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم نے خلعت کیوں منگا لیا اچھا وہ جو روپیہ آپ نے برائے
صرف لیا ہے اسکا حساب بتائیے خواجہ نے کہا کہ آپ گھبراتے کیوں ہیں میں حساب بھی بتاتا ہوں اور آفاق
کو بھی نکالتا ہوں میں بھاگا نہیں جاتا ہوں آپ پہلے عیاروں سے تو انکی عیاری کا حال سن لیجیے اور دریافت
فرمائیے کہ انھوں نے جو سب مال مار لیا ہے اسکا حق ہے کہ پھر میں نے کام کیا کہ انھوں نے پھر جو فرمائیے گا میں بجا
لاؤنگا صاحبقران نے ان عیاروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ لوگ اپنی عیاری کی حالت بیان کریں
پہلے قران نے عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا کہ اتنا دیوتے انھوں نے سب
حال بیان کیا اور فرمایا کہ میں یہ اسے عیاری جانتا ہوں یہ فرما کر چلے گئے میں بھی وہاں سے نکلا تا دیر
شرافت کر کے چلا آ کر پھر کروں یہاں آیا دیکھا کہ انبار ہیزم ہو رہا ہے سب میں ہیزم کو جلا گیا ایک مقام تجویز کر کے
اور سیدھا اندر نقب لگی کرنا شروع کی اس خیال سے کہ جب تک آفاق کو ہیزم کے اندر لا کر جلائینگے
میں طبقہ توڑ کر اسکو نکال لے جاؤنگا بس نقب لگی کرتا ہوا چلا رات بھر اب میں نے نقب لگی کی اور
اسی قدر دن جو کہ گذر رہے جب وہ لوٹا ہے میری محنت کو خیال فرمائیے کہ کس قدر مشقت کی خود ہی نقب
کھودتا تھا خود ہی مٹی باہر لا کر ڈالتا تھا یہ کئی آدمیوں کا کام تھا مجھ اکیلے نے کیا خوب مشقت کی تھی کہ تھک
گیا مگر خدا نے محنت کی یہ جزا دی کہ میں وقت پر پہنچ گیا اگر تھوڑی دیر اور نہ پہنچتا تو میری محنت بیکار ہوتی
اور خواجہ و آفاق جل جاتے شکر اسکا ہے کہ محنت رایگان نہ ہوئی میں خواجہ کو لے کر نکل آیا یہاں آکر
خواجہ نے قصد سمندر کے قتل کرنے کا کیا تھا کہ اسکو نیلہ سمجھ لے گیا یہ میری عیاری تھی خواجہ نے
کہا کہ کیوں بھی قران میں نے ایک حبہ بھی پایا یا سب کہ ان سب نے سب مال لوٹ لیا تھا یہ کہیں کہ خواجہ
نے لیا تو خرابی ہو صاحبقران کو یقین ہوگا میں کہتا ہوں کیونکہ یہ سب تو جلے ہوئے ہیں میری بدولت
کی تقریر ہے کہ میں نے انکے بھی خلعت لے لیے ہیں تم پریشان ہوتا فیصلہ ہو جائے تو میں تمہارا مال ہم کو دونگا
میں کوئی غاصب نہیں ہوں قران نے یہ تقریر سنکے سر جھکا لیا اور دل میں کہا کہ تم نے وہ بھی مال مارا اور
یہ بھی ایک حبہ تو دیتے نہیں یہ دل میں کہکر کہا کہ جی ہاں بجا ارشاد ہوتا ہے یہ سنکے صاحبقران نے
کہا کہ آپ لوگ بیان کریں انھوں نے عرض کیا کہ اے صاحبقران جب ہم بعد جانے خواجہ کے یہاں سے
روانہ ہوئے پہلے شہر میں گئے وہاں کوئی موقع نہ ملا آخر کو لاچار ہو کر چلے گئے جہاں انبار ہیزم ہو رہا تھا
ہم سب نے اپنی صورتیں برہمنوں کی بنائیں جو برہمن آتے تھے انکے ساتھ شامل ہو کر کام کرنے لگے
سب لوگ آ کر جمع ہوئے یہاں تک کہ سمندر آیا آفاق آیا خواجہ کی آمد ہوئی کہ کشتی بیٹھی ہوئی تھی ہم
سب اپنے کام میں معروف تھے یہاں تک کہ آفاق مع اپنی زوجہ نقلی کے ان لکڑیوں کے اندر گیا
آگ دی گئی ہم لوگ تو وہاں موجود تھے ہم نے رات ہی کو یہ تدبیر کی تھی کہ لکڑیوں کے انبار پر بیہوشی
خوب سی ڈال دی تھی آگ جو لگی خوب دھواں بلند ہوا اسپر طرہ یہ کیا کہ جب اور روال ڈال کر آگ مشتعل
کی جانے لگی تو اسکے ساتھ ہی بیہوشی اڑانا شروع کی خوب دھواں بلند ہوا اتنے عرصہ میں سب لوگ
جلے گئے جس قدر آدمی اور سمندر اور سردار آئے تھے سب کے سب بیہوشی کے اثر سے بیہوش

ہوئے ہم نے قصد کیا کہ جا کر سمندر کو قتل کرین کہ خواجہ صاحب مع قران کے تشریف لائے ہم کو بچانا ہم نے انکو بچانا ہم کو حکم دیا کہ تم اہل مجمع کو لوٹو مین جا کر سمندر کو قتل کرتا ہون ہم بموجب حکم اہل مجمع کو لوٹنے لگے ہم نے سب کو برہنہ کیا استاد اُن ہمدن میں گئے جہان سمندر و سرداران سمندر اور وہ بادشاہ جو کہ مقابلہ کو آئے تھے اور اُنکے سردار بیہوش پڑے تھے اُن سبکو لوٹ لیا سب کو برہنہ کیا سمندر کو قتل کرنے چلے تھے کہ پتلا پیدا ہوا سمندر اور سب سرداروں کو لے گیا جب اور اسردار رہ گئے تو خواجہ وہان سے واپس آئے ہم سب لوٹ چکے تھے ایک مقام پر جمع کیا تھا کہ خواجہ نے آکر نذر زنبیل کیا ہم کو ایک حبہ نہ دیا ایک پارچہ کپڑے کا دیا فرماتے ہین کہ سب عیارون نے لے لیا ہم سے قسم لیجیے جو ہم کو کچھ ملا ہو خواجہ نے کہا کہ تم قسم کھاتے ہو کہ تم نے نہین لوٹا ہی اور بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم لوٹتے اور خواجہ تم کو نہ دیتے یہ تو ممکن نہ تھا آپ فرمائین تو سہی یہ اس قدر مال ہم کو دے دیتے صاحبقران نے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو وہ ممکن نہ تھا اور یہ ممکن ہی ضرور انھون نے لیا ہوگا یہ صرف تہمت ہی بیشک خواجہ نے عرض کیا کہ مجھ کو پہلے سے یقین تھا کہ یہ لوگ اسی طور سے بیان کرینگے اور صاحبقران کو یقین ہوگا اب معلوم ہوا کہ آپ نے اس مال کے سوا [illegible] سے بہت سا مال مارا ہوگا آپ لوگ برہمن [illegible] خوب مال مارا ہوگا ایک حبہ ایک برہمن کے ہاتھ نہ لگا ہوگا اب تو خوب قمار بازی نغمہ بازی رنڈی بازی جاری [illegible] افسوس ہی کہ اس مشقت اور محنت سے تو پیدا کر لاؤ اور یون برباد کر دو اور ہم نے تو کوئی نسبت بھی نہین کی صرف برہمن بیٹھے ہوئے مال مارا ہی خوب کھاتے کھاتے خوب [illegible] اُڑاتے [illegible] تو ہم دو آدمیون [illegible] کی ایک [illegible] قران نے اور ایک ہم نے ورنہ تم لوگ تو حرام خور ہو حرام کا مال مار لیا اور یہ تہمت لگاتے ہو کہ استاد نے لیا اور صاحبقران کو یقین بھی آگیا خیر نہین لیا تو لیا آپ ہمیر کہ اگر لیتا اور جو ملتا لوٹا تم کو دو ون کہ تم بیہودہ کامون مین فضول صرف کرو مین تو جتنا جون کو دیتا ہون خانہ کعبہ بناتا ہون اور حاجیون کو تقسیم کیا جاتا ہی کار خیر مین صرف ہوتا ہی بیشک وہ عیار خاموش ہو رہے صرف اس قدر جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوتا ہی بڑی خرابی کی بات ہی کہ جو مال لوٹ مار کے اور عیار آن آپ کے حاصل کرین وہ بھی آپ لین اور جو انعام وغیرہ ملے وہ بھی ضبط کر لیا جاتے [illegible] ہماری کیونکر بسر ہو خواجہ نے جواب دیا کہ مین غاصب ہون کہ تمہارا مال غصب کرتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ جانے دو یہ تمہارے استاد ہین انہین کو لینے دو یہ جو بادشاہ نے کہا خواجہ بھی خاموش ہو رہے مگر نگاہ غضب اُن عیارون کو دیکھا کیے وہ سر جھکائے کھڑے رہے کہ اتنے مین صاحبقران نے فرمایا کہ آفاق کو لائیے اب تو سب مال ہاتھ آگیا [illegible] سب مجمع کو لوٹ لیا سمندر کو لوٹ لیا یہان جو مال آیا تھا تمہارے لیے اور عیارون کے لیے وہ بھی لیا اب باتین نہ بنائیے بس ہو چکا خواجہ نے کہا کہ باتین مین نہین بناتا ہون بس آفاق کی رونمائی لائیے جسکو صورت دیکھنا ہو وہ روپیہ لائے ورنہ دربار سے چلا جائے صاحبقران نے فرمایا کہ زیادہ باتین نہ بنائیے دوسری تدبیر تعمیل کرنی کی جاری کی ہی کسی کو ضرورت نہیان ہی اور یہ جو روپیہ آپکو دیا گیا ہی یہ کس امر کا ہی اسی امر کے لیے دیا گیا ہی خواجہ نے تیوری بدل کے کہا کہ یہ تو میری عیاری کا انعام تھا اور جسکو دیا ہی لوگ مفت کی تہمت لی جاتی ہی کوئی مروے بر تہمت لیتا ہی آپ زمانے پر کیا خوب اگر روپیہ ملتا تو میرے پاس ہوتا کیا مین کہین لے گیا یہ جو جملہ کہا صاحبقران اور بادشاہ خوش ہوئے ہنسنے لگے خواجہ نے کہا کہ لاؤ اب ورنہ کر دو خواجہ نے کہا کہ روپیہ منگائیے اب دیر نہ فرمائیے [illegible] ہی وہ بیچارہ بیہوش پڑا ہوگا آخر کو بادشاہ و صاحبقران نے ایک ایک ہزار روپیہ اور طلب کیا سب سردارون نے بھی اپنی لیاقت کے موافق طلب کیا جب روپیہ جمع ہو گیا خواجہ سے کہا کہ لائیے بس خواجہ نے آفاق اور اُسکی

زوجہ کو زنبیل سے نکالا سب نے دیکھا کہ آفاق اور اسکی زوجہ دونون بیہوش پڑے ہین کہ خواجہ نے آفاق کو فتیلہ دافع بیہوشی دیا کہ اُسکو ہوش آیا اُسنے اپنی آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک دربار مین ہین ہون وہان خدا اپنے بیٹھے ہوے ہین اُسنے آنکھین بند کرلین یہ خیال آیا کہ مین مرا ہون اور مرنے وقت میرا یہ اعتقاد تھا کہ مذہب اسلام برحق ہی پس مین خدا پرستون کے ساتھ رکھا گیا ہون اُس مقام پر آیا ہون کہ جہان خدا پرست مرکے جاتے ہین خواجہ نے جو دیکھا کہ آفاق نے آنکھین بند کرلین پکار کر کہا کہ اے آفاق ہوشیار رہو تم زندہ ہو مین عیاری کرکے اور اپنی جان پر کھیل کر تم کو لے آیا ہون یہ دربار بادشاہ اسلام ہی ہوشیار ہوکر دیکھو کہ وہ سامنے تخت پر بادشاہ تشریف فرما ہین اور دنگل پر صاحبقران عالی جاہ جلوہ فرما ہین اور سب سردار موجود ہین یہ جو خواجہ نے کہا آفاق نے جو آنکھین کھولین دیکھا کہ فی الاصل مین زندہ ہون بارگاہ صاحبقران مین موجود ہون بس اُٹھ کھڑا ہوا سب کو سلام کیا بادشاہ کے قدم چومے صاحبقران کے قدم پر گرا صاحبقران نے گلے سے لگایا فرمایا کہ آفاق کے لیے کرسی لاؤ فوراً حاضر کی گئی آفاق کرسی پر بیٹھا اور خواجہ نے آفاق کی زوجہ کو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ مین تو اپنے مکان مین بیٹھی ہوئی سعدی سے باتین کر رہی تھی اور اپنے شوہر کے کھینچے ہوے تیر کو کھولتی تھی اُسکے بعد مجھکو کچھ نہین معلوم ہوا کہ مین یہان کہان سے آئی یہ خیال کر رہی تھی کہ خواجہ نے کہا اے ملکہ ہوشیار رہو یہ تمھارا خیال خام ہی مین تم کو عیاری کرکے اپنی بارگاہ مین لایا ہون یہ دربار صاحبقران ہی دیکھو تمھارا شوہر بھی موجود ہی اُسکو بھی مین رہا کرکے لایا ہون کوئی مقام خوف نہین ہی ہوشیار ہو یہ جو خواجہ نے کہا وہ عورت بھی اُٹھ بیٹھی سلام کیا بادشاہ کو صاحبقران کو اُسکے لیے بھی صاحبقران نے کرسی طلب فرمائی وہ بھی اپنے شوہر کے پاس بیٹھی جب وہ بیٹھ چکی آفاق اور اُسکی زوجہ نے ایسا دربار دیکھا کہ جو کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا اُس دربار کو دیکھکر حواس جاتے رہے دیکھا کہ تخت پر بادشاہ تشریف فرما ہین دنگل شوکت پر صاحبقران طرف دست راست کے اور طرف دست چپ کے سب سرداران مقرر اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہین وغیرہ صاحبقران بیٹھے ہین ایک طرف سہراب جادو بڑی عزت سے بیٹھا ہوا ہی اُسکے برابر ایک طرف ملکہ فرالان کو کیہ رو شمشن تن مع اپنے سرداروں کے بڑی آبرو سے بیٹھی ہوئی ہین مریخ آفتاب علم مع ساحران نامی کے متمکن ہی دربار ساحرون وغیر ساحرون سے بھرا ہی ہر ایک اس عزت سے بیٹھا ہی کہ یہ عزت سہراب کی نہ فرالان کی نہ کو کیہ کی کبھی دربار سمندر مین نہ تھی باوجودیکہ اسکی بڑی عزت دربار سمندر مین تھی مگر یہ عزت نہ تھی جو کہ یہان دیکھی آفاق یہ قدر و منزلت و عزت و توقیر ہر ایک کی دیکھکر بہت حیران ہوا اُسکی زوجہ نے بھی اپنے دل مین کہا کہ یہ لوگ بڑے قدردان ہین انکی اطاعت مین ہم ہر طرح سے ہین یہ خیال اپنے دل مین کر رہا تھا کہ خواجہ نے آفاق سے کہا کہ اے آفاق اب تم کیا کہتے ہو مذہب اسلام قبول کرتے ہین اور صاحبقران کی خدمت کرتے ہین کیونکہ سمندر نے تمھارے ساتھ وہ حرکت کی ہی کہ کوئی شخص ایک ادنی ملازم کے ساتھ نہ کرے گا تمھارے نسب کا پاس نہ کیا سکے کوئی سلوک اُسکے ساتھ نہ کیا یہ کوئی حرکت تھی اگر مین نہ جاتا اور عیاری نہ کرتا تو تمھاری تو جان جا چکی تھی اور یہ بھی مجھکو معلوم ہی کہ یہ جو اُسنے کیا صرف اسلیے کیا کہ بعد تمھارے تمھاری زوجہ سے عقد کرلے اسی سے ساتھ رہتا اور اُسکی اطاعت کا دم بھرتا کہ جو اپنی عزت کا خواہان ہو بالکل خلاف عقل سمندر کی ہی اور تم تو اُسکے ہاتھ سے اپنی جان کو کھو چکے تھے مگر تمھاری قضا نہ تھی مین نے جاکر تم کو بچایا پس اب کوئی نقصان اور ہرج کی بات نہین ہی نہ کوئی تمھارا حرام تم کو کہہ سکتا ہی ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہی تم نے اُسکے ساتھ کوئی بدسلوکی اور نمک حرامی نہین کی جو کوئی تم کو کہے بلکہ اُس نے تمھارے ساتھ سراسر بدسلوکی اور ظلم کیا اُسکا تو تمھاری قدر کرنا تھی کہ ایسا خیر خواہ کسی کو میسر نہین ہوتا ہی اب تم کو

لازم ہے کہ تم اسکی رفاقت ترک کرو اور شرکت لشکر اسلام کرو یہ خیال کرکے کہ سمندر ظالم ہے اب اسکا ادبار آنیکا ہے
جب تم اپنے دوست کے ساتھ وہ یون پیش آیا یہ امر ضروری ہے کہ جب لشکر کی بربادی کے دن آتے ہین تو دوست
دوست کو دشمن کرتا ہے اب شنیدہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے آفاق خاموش بیٹھا سنا کیا کچھ جواب نہ دیا جب
خواجہ اپنی تقریر ختم کر چکے آفاق نے کہا پہلے آپ یہ فرمائیے کہ آپ مجھکو اور میری زوجہ کو کیونکر لائے ہین
جلانے کے لیے آگ مین ڈالا گیا تھا مع اپنی زوجہ کے خواجہ نے کہا کہ سنو یہ عیاری مین نے کی ہے اسکی داد
یہ ہے کہ تم لشکر اسلام کی شرکت کرو آفاق نے کہا کہ آپ بیان کرین تو مین اسکا جواب آپکو دونگا یہ سنکر
خواجہ نے اپنی عیاری کا حال اول سے آخر تک سب بیان کیا اور کہا کہ یون جان پر کھیل کے تمکو رہا کرکے لایا
ہون یہ عیاری کی آفاق اور اسکی زوجہ یہ عیاری سنکے دنگ ہوگئے خواجہ نے کہا کہ مین نے تو خاتمہ کر دیا تھا
مگر مجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ اسکے سر کے تلے لکڑی رکھی ہے ورنہ مین اسکی کوئی تدبیر کرتا خیر اب یہ بچ گیا سمندر میرے
ہاتھ سے بچ کر جانے نہ پائیگا کہان ابھی اسکی زندگی باقی تھی خیر جو دن کی زندگی ہے وہ دن کی جاتا کہان ہے ایک نہ ایک
دن مین اسکو قتل کرونگا بقول کسے بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی ایک دن ضرور کارد سے سامنا ہوگا
آفاق نے جواب دیا کہ یہ تو ضرور ہے لیکن آپ لوگون سے مقابلہ کرنا بالکل حماقت اور نادانی ہے کیونکہ جب
بڑے بڑے طلسم فتح کیے ہین اور آپ نے شہر نا کے اندر جا کر تم ان کو قتل کیا تو اور کوئی کیا ہے آپ سے تو پوشیدہ
رہ نہین سکتا ہے اگر زمین کی تہ مین جا کر پوشیدہ ہو تو اس مقام پہنچ کے آپ جا کر اسکو قتل کرینگے نہ کوئی مقابلہ
صاحبقران سے کر سکتا ہے خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر کیونکہ وہ مالک اسم اعظم ہین جو کہ بالکل ظاہر ہے پھر ایسی
حالت مین یہ خیال کرنا کہ ظفر ہماری ہوگی بالکل حماقت ہے آپ نے وہ عیاری کی ہے کہ میرا دل جانتا ہے میری جان
اور آبرو آپکے سبب سے بچی یہ جو آپ نے فرمایا کہ تم شرکت لشکر اسلام کی کرو اسکا جواب یہ ہے کہ مجھکو اسکا
احسان مند فرمائیے یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ مین انکی شرکت کرون ہان یہ ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرکے اپنی زوجہ
کو ساتھ لیکر اور سب سے توبہ کرکے لباس قلندری زیب تن کرکے صحرا کو نکل جاؤنگا اور باقی زندگی اپنی عبادت
خدا مین بسر کرونگا نہ اب سمندر کے پاس جاؤنگا نہ یہان رہونگا جو ہونا تھا وہ ہوا میرے مقدر مین اسی قدر
راحت تھی اب تکلیف ہے مین اسکو بھی ساتھ خوبی کے کاٹونگا یہ جو آفاق نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ
گمان تمہارا غلط ہے اس سے کیا حاصل بشر کو لازم ہے کہ وہ کام کرے کہ جسمین اپنی بھلائی و بہتری ہو یہ کیا
ضرور ہے کہ ترک دنیا کرے کوئی تم سمندر سے بگڑ کر نہین آئے از خود نہین آئے اسنے تو اپنے نزدیک تم کو جلا دیا
سزا دی یہ تمہاری تقدیر کہ تم اسکے ظلم و ستم سے محفوظ رہے خدا نے تمہاری حفاظت کی نہ اب اسکا غم بے
سود ہے نہ کسی اور کا ہے نہ کوئی تم کو برا کہہ سکتا ہے کیون اپنی عمر عزیز کو یون برباد کرتے ہو یہ جو خواجہ نے کہا
صاحبقران نے فرمایا کہ اے آفاق میری طرف متوجہ ہو میرے کلام کو سنو آفاق نے صاحبقران کی
طرف منہ کرکے کہا کہ آپ ارشاد کرین صاحبقران نے پہلے چند کلمہ وحدانیت خدا مین اور چند کلمہ مذمت
دین تصویر پرستی و دیگر مذہب کے حال مین بیان کیے کہ جسکے سبب سے زنگ کفر آئینۂ دل پر سے آفاق و زوجہ
آفاق کے جاتا رہا مثل آئینہ کے صیقل ہوگئی آفاق نے سر جھکا کر عرض کیا کہ مجھکو مذہب اسلام کے
قبول کرنے مین کوئی عذر نہین ہے نہ اُس وقت تھا مین نے خود عرض کیا تھا کہ مذہب اسلام قبول کرکے
مین فقیر ہو کر صحرا کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تم نے بہت درست کہا مگر میرے نزدیک فقیری بہت
مشکل ہے جس نے ہمیشہ راحت سے بسر کی ہے اُس سے زحمت نہین اٹھ سکتی ہے فقیری مین خون جگر کھانا
پڑتا ہے لوگون کے کلام سخت کی برداشت کرنی پڑتی ہے ہر قسم کے کلام سننا پڑتے ہین جس نے کبھی نہین

سکتے ہین وہ تو نہ سنے گا پس ایسی حالت مین کیا ضرور ہی کہ اپنے نفس کو زحمت مین ڈالے مین یہ نہین کہتا
ہون کہ تم ترک دنیا نہ کرو مگر یہ تصور کرلو کہ بڑی خرابی ہی پھر فرمایا کہ تم یہ نہ خیال کرنا کہ میری یہ مرضی ہی کہ تم میری
شرکت کرو مجھکو اسکا بالکل خیال نہین ہی میرا خدا مالک ہی مین یہان تک کیونکر آیا یہان اگرچہ ساحر میرے
شریک ہوے یہ لشکر ساحران جو کہ تمہارے سامنے آیا ہی یہان آکر پہونچا ہی آخر مین یہان تک کیونکر مقابلہ کرتا
ہوا پہونچا پس مجکو اسکا بالکل خیال نہین ہی مین تمہاری بہتری کے لیے کہتا ہون اور وہ بہتری یہ ہی کہ اگر تم
ترک دنیا کروگے اور عبادت خدا مین مصروف ہوگے تو اس حالت مین سواے ثواب عبادت کے دوسرا
ثواب نہین ہی اور ترک دنیا کرنے مین کوئی ثواب نہین ہی کیونکہ اسمین نفس امارہ کو مار کر ترک دنیا کرتا ہی کسی کام کا نہین
رہتا ہی اسکو سواے خدا کے دوسری طرف رغبت نہین ہوتی ہی یہ کوئی بھلائی نہین ہی بلکہ اگر اسنے عبادت
ایسی حالت مین کی کہ تمام اہل دنیا سے کنارہ کیا تو کوئی کمال نہ ہوا کیونکہ اس سے نہ کسی کی غرض تعلق نہ اسکو کسی
سے وہ ہی اور اسکا نفس واحد ہی اگر ملا تو عین خدا کی عنایت ہی اس نے شکر کرکے کھا لیا نہ ملا تو کچھ پروا نہین کی
اسپر بھی اسنے شکر کیا جیسا کہ ایک نقل حضرت موسی علیہ السلام کی مشہور ہی وہ یہ ہی کہ جناب موسی علی نبینا صلواۃ
وسلام کوہ طور پر تشریف لیے جاتے تھے باری تعالی سے ہم کلام ہوتے تھے جو کچھ عرض کرنا ہوتا تھا عرض کرتے
تھے جواب وسوال باہم ہوتے تھے حسب دستور حضرت تشریف لیے جاتے تھے ایک طرف سے گذر ہوا آپنے
ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص تنہا برہنہ ہوکر عبادت خدا کر رہا ہی کبھی رکوع کرتا ہی کبھی سجود مین مصروف ہوتا ہی
آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بہت بڑا عابد ہی آپ اسکے قریب تشریف لے گئے آپنے ملاحظہ فرمایا کہ اس نے اس قدر
عبادت کی ہی کہ پیشانی مین نشان سجدہ کے پڑگئے ہین اور اسکی کہنیون اور گھٹنون پر گھٹے پڑگئے ہین اس نے جو سجدے
سے سر اٹھایا جناب موسی کو جو اپنے قریب تشریف فرما دیکھا بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آیا عرض کیا کہ آپ
تو ضرور کوہ طور پر تشریف لے جاتے ہین اور خداوند کریم سے ہم کلام ہوتے ہین میری طرف سے اس قدر
دریافت فرمالیجیے گا آج جو تشریف لیجایئے گا تو یہ میرے طرف سے درگاہ باری مین عرض کیجیے گا کہ تیرے
فلان بندے نے عرض کیا ہی کہ میری عبادت لائق قبول ہی یا نہین کیونکہ مین نے اپنی تمام عمر اسی مین بسر کی
یہ سن میرا پہونچا ہی اور اسقدر عبادت مین نے کی ہی کہ سنگ مین گڑھے پڑگئے ہین جناب موسی نے
فرمایا اچھا جب کوہ طور پر گئے اور خداوند کریم سے ہم کلام ہوے جو جو عرض کرنا تھا عرض کیا اسکے بعد اس شخص
کی طرف سے بھی عرض کیا ادھر سے جواب ملا کہ اے موسی اس سے کہدینا کہ گو تو نے عبادت میری بہت کی
مگر یہ عبادت تیری لائق قبول نہین ہی کہ تو نے تمام دنیا کو ترک کرکے صحرا مین آکر عبادت کی اس وقت تیری عبادت
لائق قبول تھی کہ جب تو اہل دنیا سے ملتا اور اپنی شادی وغیرہ کرتا تیرے اولاد ہوتی اس حالت مین تو میرا
خیال رکھتا اور عبادت کرتا جب تیرا ایک لڑکا کہتا کہ ابا بھوکے ہین دوسرا گودی مین ہوتا وہ بھی پریشان
کرتا تجکو فکر معاش ہوتی یہ خیال ہوتا کہ اگر فکر نہ کرونگا تو لڑکے بالے فاقہ سے رہینگے یہی خیال ہوتا اور اس
حالت مین میری عبادت کرتا تو لائق قبول تھی ترک دنیا کرکے عبادت کی تو کیا کی کیونکہ تجکو کوئی کام نہین ہی
کسی سے غرض نہین ہی ایسی حالت مین عبادت کی تو کیا کی کیونکہ سواے اس کام کے تجکو دوسرا کام نہین ہی
یہ اس سے کہنا جناب موسی وہان سے رخصت ہوکر آئے باری تعالی کا حکم جو ہوا تھا اس شخص سے بیان فرمایا
پس اسنے شادی وغیرہ کی مگر اسپر بھی اسکو عبادت کا خیال رہا وقت کے وقت ضرور عبادت کرتا تھا
اے آفاق ایسی حالت مین ترک دنیا کرکے عبادت کرنا بالکل خلاف ہی یہ امر جن کے لیے ہی انکے لیے ہی جو
نبی اور وصی ہین انھون نے بھی تو دنیا کو ترک نہ کیا اہل دنیا سے تعلق ضرور رکھا پھر اسکی عبادت کی پس

تمھارا مقام ہوگا کوئی ہرج کلمہ پڑھنے مین نہین ہی یہ جوہر تیغ نے کہا آفاق نے جواب دیا کہ اسی امر مین مجھکو
زیادہ تشویش تھی کہ جب مین نے دین اسلام قبول کیا اور پھر فراموش ہو گیا تو کیا حاصل کہ مین لشکر مین
رہون میرا رہنا بیکار ہی کیونکہ مین لایق مقابلہ تو رہا نہین سمندر سے کیا مقابلہ کرونگا جب یہ امر ہی تو ضرور ہی
لوگون کا شریک ہون جو طریقہ ہو وہ تعلیم فرمائیے بس صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک کتاب قواعد دین اسلام کی
آفاق کو دیجائے اور آفاق سے فرمایا کہ جو امور اس کتاب مین تحریر ہین انپر عمل کرو آفاق نے عرض کیا بہت
خوب بس صاحبقران نے کرسی آفاق کی بالاتر کرسی گوکیہ اور سہراب سے بچھوائی اسکے برابر کرسی اسکی
زوجہ کی جوہر تیغ کا تھا اس سے زیادہ کیا سب اہل دربار کو انکے مطیع ہونے کی خوشی ہوئی خصوصا بادشاہ
صاحبقران و فرزندان صاحبقران خصوصا جوہر تیغ کو کہ بہت مسرت ہوئی طریقہ لشکر اسلام کا یہ ہی کہ جو کوئی
شریک لشکر اسلام ہوتا ہی اسکے لیے خزانہ شاہی سے وظیفہ مقرر ہوتا ہی اور سرکار شاہی سے اسکے لیے
خیمہ و خادم وغیرہ اور ہر قسم کا سامان ضرورت مہیا کر دیا جاتا ہی اور یہ حکم ہی کہ کوئی دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہی خواہ
وہ سامان چاہتا ہو خواہ نہ چاہتا ہو یہ امر ضروری ہوتا ہی کہ اسکو کسی امر کی ضرورت اور تکلیف نہ ہو اور یہ بھی طریقہ ہی کہ بادشاہ سے
لیکر ادنی سردار تک اسکی دعوت کرتے ہین پس جب آفاق شریک ہو چکا بادشاہ نے حکم فرمایا کہ آفاق آج دعوت
تمھاری میرے یہان ہی پھر تو ہر ایک نے اسکی دعوت کی درجہ بدرجہ وعدہ لیا آفاق پریشان ہو گیا ایک سال
سے زیادہ اسکو دعوت کھانا پڑی بلکہ ایک دن مین چار چار پانچ پانچ سردارون نے دعوت کی صبح شام کا
وعدہ لیا گیا آفاق نے سب سے عرض کیا کہ بہت خوب ان تقریبون کے بعد آفاق نے کہا کہ مقام افسوس
اور مقام حیرت ہی کہ میرے ملازم اور میرا لشکر ضرور تباہ ہوگا کیونکہ انکو تو یہ یقین ہی کہ بادشاہ مع زوجہ کے قتل
ہوے ان لوگون کا جدھر جی چاہیگا نکل جائینگے مین نے انکو مثل اپنے فرزندون کے پرورش کیا ہی کوئی
ایسا ہوتا کہ میرے زندہ رہنے کی انکو خبر دیتا بلکہ انکو میرے پاس لے آتا تو بہتر تھا خواجہ نے کہا کہ آپ کا مین یہ کام
بھی کرونگا مگر یہ بتائیے کہ اس خدمت کے صلہ مین آپ مجھکو کیا دینگے اور اس امر کے عوض مین کہ جو مین نے آپ
کی جان بھی بچائی اور آبرو بھی براہ نیک پر بھی لگایا کیا مرحمت ہوگا یہ آپ نے ضرور سنا ہوگا کہ مزدور خوش دل
کند کار بیش آفاق نے کہا کہ بھلا میری یہ لیاقت ہی کہ مین آپ کو کچھ دے سکون میری جان حاضر ہی
مین آپ پر سے صدقہ کرتا ہون اور میرے پاس کیا ہی مین تو ایک بینی اور دو گوش سے یہان آیا ہون اور جس
طور سے آیا ہون وہ بھی آپ پر ظاہر ہی پھر مین کیا اقرار کرون خواجہ نے کہا کہ یہ نہ دینے کی باتین ہین جسکو دینا نہین
ہوتا ہی وہ ایسی باتین کرتا ہی اور جو دینے والا ہوتا ہی وہ ہزار تدبیر سے دیتا ہی آفاق نے جواب دیا کہ
خواجہ جب کہ میرے پاس نہین ہی تو مین کیونکر اقرار کرون ہان اگر مین اپنے لشکر مین ہوتا یا میرا شہر ہوتا تو مین
آپ کو ایسا کچھ دیتا کہ آپ خوش ہو جاتے مین خالی ہاتھ پانون پر کیا اقرار کرون اسوقت اقرار کر لون کل نہ ہو سکے
تو مین کہان سے دون یہ جو آپ نے فرمایا کہ ہزار تدبیرین دینے کی ہین کوئی تدبیر بتائیے خواجہ نے کہا یہ تدبیر ہی
کہ اگر تم کو دینا ہی تو ایک پرونوٹ تحریر کر دو کہ مین نے اس قدر روپیہ خواجہ سے قرض لیا ہی عند الطلب ادا کرونگا
اگر نہ ادا کرون آپ کو اختیار رہی کہ جس طور سے چاہین وصول کر لین مجھکو اور میرے وارثان کو کوئی عذر و انکار نہ ہوگا
یا اس قدر لوگ یہان موجود ہین بڑے بڑے مالدار اور سب آپ کے دوست ہین کسی سے قرض لے کر مجھکو دیجیے یہ جو
خواجہ نے کہا آفاق نے کہا کہ یہ مجھکو قبول ہی آپ تمسک لکھا لین خواجہ نے کہا کہ آپ اقرار کرین کہ کس قدر
آپ اس خدمت کے صلہ مین دیجیے گا اور کس قدر اس امر کے صلہ مین کہ مین نے جو آپ کے ساتھ نیکی کی ہی آفاق
نے کہا کہ دس ہزار روپیہ تو اس نیکی کے صلہ مین دونگا اور دو ہزار روپیہ اس کام کے عوض مین کہ آپ میرے

لیتا اور میرے ملازمون کو میرے پاس سے لیجیے خواجہ نے کہا کہ پھر تمسک تحریر فرمائیے آفاق نے کہا کہ اسٹامپ
لائیے خواجہ نے کہا کہ کوئی ضرورت اسٹامپ کی نہین ہی آپ پرونوٹ سادہ کاغذ پر بلا میعاد ہی عند الطلب
تحریر کردیجیے اور ایک آنہ کا ٹکٹ لگا دیجیے کافی ہی بس آفاق نے بجنسہ ویسے جو خواجہ نے کہا اُسی طور سے
تحریر کردیا خواجہ نے اُس کاغذ کو لے کر اپنے پاس رکھا مرادی نے تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب
اپنے اپنے مقام کی طرف چلے آفاق نے خیال کیا کہ مین کسی سردار کے خیمہ مین بسر کرون اُس وقت تک کہ
میرا لشکر آجائے پھر تو سب سامان مہیا ہوجائے گا یہ خیال کرکے بارگاہ کے باہر آیا کہ ایک چوبدار نے آکر عرض
کیا کہ حضور اپنے خیمہ مین تشریف لے چلین آفاق نے کہا کہ میرا خیمہ کہان ہی اُس نے عرض کیا کہ سرکار شاہی
سے آپ کے لیے سب سامان مہیا کردیا گیا ہی ملازم تک نوکر رکھدیے ہین مین آپ کا ملازم ہون یہان کا بھی داروغہ
ہی آفاق نے خیال کیا کہ الحمد للہ عزت افزائی قدردانی یہ خیال ہی کہ جو ہمارا شریک ہی اُسکو کسی امر کی
تکلیف نہ ہو پس آفاق اُس چوبدار کے ہمراہ اُس خیمہ مین آیا جو کہ اُسکے لیے مقرر تھا آفاق نے آکر اُس
خیمہ کو خوب آراستہ پایا ہر قسم کے سامان سے یہ دیکھکر اور خوش ہوا مسند پر آکر بیٹھا کہ ایک شخص نے فرد حساب
لاکر پیش کی اُس فرد مین ملازمون کے نام تحریر تھے اور ہر ایک کا مشاہرہ اور جو تنخواہ آفاق اور اُسکی زوجہ
کی مقرر ہوئی تھی اور اُس حساب مین سب حساب خورد و نوش کا بھی تحریر تھا آفاق اُسکو دیکھکر خوش ہوا اور
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر تو مجھکو کبھی سمندر کی سرکار مین نصیب نہ تھا میرے اوپر کیا منحصر ہی کسی کو نصیب ہوگا
جو کہ اُسکے اُستاد ہین اُنکو بھی نہ نصیب ہوگا جو یہان ادنا ادنا کے لیے ہی وہ شخص اُس فرد پر آفاق کے دستخط
کروا کے لے گیا جب وہ چلا گیا آفاق نے زوجہ سے کہا کہ تم نے قدر و منزلت دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ کس درجہ
قدر فرمائی جاتی ہی اسی سبب سے تو لوگ جان اپنی عزیز نہین کرتے ہین سپاہی تو قدر کا بھوکا ہوتا ہی اُسکی زوجہ نے
کہا کہ مین تو تم سے پہلے ہی کہتی تھی کہ تم دربار مین سمندر کے نہ جاؤ تم نے نہ سُنا آپ ہی ذلت اُٹھائی اور زر
گوارا کی اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا آفاق نے کہا کہ وہان بھی مصلحت تھی اب یہ کوئی نہین کہ سکتا ہی کہ آفاق
نے نمک حرامی کی میرا جو حق تھا مین نے ادا کردیا اپنی جان دی آبرو کھوئی میرے غدار نے کیا تکلیف دیا سب پر
سمندر کا ظلم و ستم ظاہر ہوا اور میرا صبر اُس حالت مین سب مجکو کہتے اب سب سمندر کو بدنام کرینگے اور
میری نیکی کا دم بھرینگے جو عاقل ہین اور جو نادان ہین اُسکو اچھا کہینگے مجکو بُرا اب جو مجکو بُرا کہینگے اُنکا کوئی خوف
نہین ہی بلکہ وہ لوگ بھی مجکو بُرا نہ کہینگے بس اس امر مین میری نیکنامی زیادہ ہوئی کہ سمندر نے ظلم کیا
آفاق نے دم نہ مارا ہر ظلم و ستم کو گوارا کیا اب جو کسی تدبیر سے کیا جس نے اُسکی لیاقت کی اُسکا شریک ہوگیا
تو کوئی بُرا کام نہ کیا بس اس خیال سے مین نے وہ ذلت گوارا کی زوجہ نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اُن
باتون کو یاد نہ کرو بیکار صدمہ ہوتا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک چوبدار حاضر ہوا اور آکے عرض کیا کہ
بادشاہ نے آپ کی دعوت فرمائی ہی دعوت کا کھانا لے کر حاضر ہوا ہون بس یہ کہکر اُس چوبدار نے سب خوان
کھانے کے لاکر چن دیے دسترخوان آراستہ کرکے آفاق کو کھانا کھلا کر اور جو کھانا بچا ملازمون کو تقسیم کرکے
چلا گیا اُس وقت بادشاہ نے دعوت کی شام کو صاحبقران نے اُنکو اُس فکر مین رکھا جاتا ہی آفاق خیمہ
مین مع زوجہ کے مقیم ہی خواجہ جو دربار سے نکلے تو سیدھے طرف شہر کے روانہ ہوئے پاسے شاطری مارتے
ہوئے چلے جاتے تھے کہ انھون نے دیکھا ایک لشکر دامن کوہ مین اترا ہوا ہی مگر سب اہل لشکر پریشان اور بدحواس
ہر ایک کے چہرہ سے رنج و ملال عالم حسرت و یاس ہویدا ہی یہ جو قریب لشکر آئے انھون نے سمجھا کہ یہ لشکر تو
آفاق کا ہی بس یہ داخل لشکر ہوئے اہل لشکر سے کہا کہ تمہارا افسر کون ہی انھون نے اُنکی صورت دیکھی

بہ اپنی صورت بدلے ہوے تھے صورت دیکھکر کہا کہ تم کون ہو اور کیا ضرورت ہی ہمارے افسر سے ہمارا افسر کوئی
ہی خواجہ نے کہا کہ ہم کو ایک ضرورت ہی ہم اُس سے بیان کرینگے اُنھون نے کہا کہ یہ لشکر جس افسر کا ہی اسکا
افسر آج صبح کو بیگناہ بحکم شہنشاہ قتل کیا گیا ہی ہم لوگ بے آقا کے ہین خواجہ نے کہا کہ آخر کوئی تو ضرور افسر
لشکر کا ہوگا ایک افسر نہین ہوتا ہی ایک مالک ہوتا ہی اُسکے بعد اور بہت سے افسر ہوتے ہین وہ جو اُسکے
بعد کے افسر ہین اُنکے پاس ہم کو لے چلو ہم کو اُن سے کچھ ضرورت ہی وہ لوگ خواجہ کو لے کر سپہ سالار کے
پاس آئے خواجہ نے دیکھا کہ وہ اُداس ہی چہرے پر رنج و ملال نمایاں ہی معلوم ہوتا ہی اُسکے بشرے سے کہ
کوئی اُسکا عزیز مر گیا ہی خواجہ نے اُسکو سلام کیا اُسنے جواب سلام دے کر کہا کہ آئیے تشریف لائیے خواجہ
پیش علم اُسکے قریب جا کر بیٹھے اُسنے کہا کہ آپ کون صاحب ہین اور کہان سے تشریف لائے ہین خواجہ نے
کہا یہ پہلے آپ بیان فرمائیے کہ آپ پر کیا بلا نازل ہوئی ہی کہ آپ بڑی فکر مین ہین اور آپکے چہرے سے
ملال ظاہر ہی اُنھون نے جو یہ کہا سپہ سالار نے جواب دیا کہ مین کیا اپنا حال آپ سے بیان کرون کہ مین کس
بلاے عظیم مین مبتلا ہون ہم سب پر وہ فلک مصیبت ٹوٹا ہی کہ کسی پر نہ گرا ہوگا نہ کوئی اِس بلا مین مبتلا
ہوا ہوگا ہمارا تو یہ قول ہی کہ دشمن سے بھی دشمن ہو اُس پر یہ بلا نہ نازل ہو جو ہم پر نازل ہوئی ہی ایسا اتفاق
ہوا کہ ہم ہمارا افسر ہمارے سر پر سے اُٹھ گیا جس نے ہم کو مثل اپنے فرزندون کے پرورش کیا تھا ہم اُسکو
اپنا سرپرست تصور کرتے تھے وہ ہم سے جدا ہو گئے ہم بے افسر کے ہو گئے اور ہمارا افسر بیگناہ قتل ہوا اور
کیا بلا نازل ہوئی اِس بلا مین ہم مبتلا ہین خواجہ نے کہا کہ کیا کسی لڑائی پر وہ قتل ہوے اور تمھارے افسر کا
نام کیا تھا سپہ سالار نے کہا کہ ہمارے افسر کا نام آفاق شاہ تھا ای بھائی اگر لڑائی پر قتل ہوتے تو صبر آجاتا
وہ تو بیگناہ قتل ہوے ایک ظالم نے اُنکا خون ناحق کیا ہم نے قصد کیا تھا کہ ہم بھی اپنی جان دین مگر ہمارے
آقا کا حکم نہ تھا ہم اُنکے حکم کے خلاف نہ کر سکے اب اُنکے غم مین مبتلا ہین خواجہ نے کہا کہ بیان کرو کس ظالم نے
اُنکو قتل کیا سپہ سالار نے تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ نے سُنکے کہا کہ در اصل مقام افسوس
ہی ارے بھائی اب کیا ہوتا ہی جو ہونا تھا وہ ہوا رنج و غم کرنے سے کیا حاصل ہی اِس سپہ سالار نے کہا کہ یہ تو
امر درست ہی مگر ہم اپنے دل کو کیا کرین ہم سے صبر نہین ہو سکتا ہی خواجہ نے کہا کہ اگر تمھارا آقا زندہ ہو اور
کوئی خبر اُسکے حیات کی لائے تو تم خوش ہو گے اُسکو کچھ انعام دو گے سپہ سالار نے کہا کہ کوئی بھی مر کے
زندہ ہوا ہی وہ ہمارے سامنے جلائے گئے وہ کیا زندہ ہونگے خواجہ نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو امر عجیب ہی
یا نہین سپہ سالار نے کہا کہ ضرور امر عجیب ہی کبھی آج تک ایسا ہوا نہین ہی خواجہ نے کہا کہ آگاہ ہو کہ مین تمھارے
بادشاہ کے پاس سے آیا ہون اُنھون نے مجکو بھیجا ہی وہ لشکر اسلام مین زندہ ہین اور اُنکی زوجہ بھی اُن کے
پاس زندہ موجود ہی وہ سپہ سالار خواجہ کا منھ دیکھکر کہنے لگا کہ ای شخص تو مجکو بناتا ہی مین بچہ نہین ہون جو
اِس نقرہ مین آؤن خواجہ نے کہا کہ مین قسم کھا کر کہتا ہون اگر تم کو یقین نہ آئے تو کسی کو روانہ کر کے
دریافت کر لو یہ جو خواجہ نے کہا تو اُس سپہ سالار نے کہا کہ اچھا وہ کیونکر گئے خواجہ نے کہا کہ ہان اب تم راہ
پر آئے سنو بھائی تمھارے مالک کو خواجہ عیار لشکر اسلام کے عیاری کر کے لے گئے ہین وہ یہ عیاری ہی
پس خواجہ نے کل عیاری بیان کی اور آفاق کا مطیع اسلام ہونا اپنا اِدھر آنا بیان کیا جب خواجہ نے
سب بیان کیا تو اُس سپہ سالار کو یقین آیا اُسی وقت اور سردارون کو طلب کیا وہ سب حاضر ہوے کہا یہ جو
صاحب تشریف فرما ہین بیان کرتے ہین کہ ہم تمھارے آقا کے پاس سے آئے ہین اور یہ سب بیان کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ اگر یقین نہ ہو تو کسی کو روانہ کر کے دریافت کر لو کہتے ہین تم سب کو طلب کیا ہی اُن افسرون

نے جو یہ تقریر سنی کہا کہ ہمارے قیاس میں یہ امر نہیں آتا ہی آپ کی کیا رائے ہی سپہ سالار نے کہا کہ گو یہ امر یقین کرنے
کے قابل نہیں ہی مگر عیاری کا حال سُننے کسی قدر شک ہوتا ہی کوئی شخص ایسا ہوتا کہ وہ لشکر اسلام میں
جاکر دریافت کرلاتا کہ یہ امر درست ہی یا دروغ کیونکہ وہاں تو ہر مقام پر چرچا ہوگا سرداروں نے کہا کہ یہ امر
کوئی مشکل نہیں ہی ہرکاروں کو روانہ کرکے دریافت فرمائیے بقول آپ کے ہر مقام پر چرچا ہوگا کسی پر پوشیدہ
نہ ہوگا خواجہ نے کہا کہ ان لوگوں کی رائے ٹھیک ہی میں اسی مقام پر موجود ہوں اور یہاں سے لشکر اسلام دور
نہیں ہی یہ جو خواجہ اور سرداروں نے کہا سپہ سالار نے اسی وقت ہرکاروں کو طلب کرکے کہا کہ تم لوگ
اسی وقت لشکر اسلام میں جاؤ اور وہاں کی خبر لاؤ کہ لشکر اسلام میں کیا ہو رہا ہی مگر جلد آنا اور سچ سچ حال
بیان کرنا وہ ہرکارے اسی وقت سپہ سالار کو سلام کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے یہاں خواجہ
اور سب سردار سپہ سالار کے پاس موجود رہے خواجہ نے کہا کہ اگر ہرکارے جو کہ میں نے بیان کیا ہی اسکی
خبر لاکے اور میرا قول درست ہو تو میں مستحق انعام کا ہونگا سپہ سالار نے کہا کہ ضرور جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا
میں انعام دونگا خواجہ یہاں بیٹھے ہوئے باہم گفتگو کر رہے ہیں ادھر ہرکارے برابر طے کرکے لشکر اسلام
میں پہونچے جب داخل لشکر اسلام ہوئے ہر مقام پر یہ چرچا سُنا کہ آج خواجہ نے وہ عیاری کی ہی جسکا
مثل و نظیر نہیں ہی خوب آفاق کی جان بچائی مقام شکر ہی کہ آفاق بھی مسلمان ہو کر شریک لشکر
اسلام ہوئے آج صبح کو آفاق کی دعوت بادشاہ نے فرمائی تھی اسوقت تمام کو اسما چھوڑکر ان سے
دعوت کی ہی وہ سامنے خیمہ آفاق کے لیے استادہ ہی آفاق اُس خیمہ میں مع اپنی زوجہ کے تشریف فرما
ہیں ہرکارے جدھر جاتے ہیں یہی حال سنتے ہیں انکے خیال میں آیا کہ خیمہ کے اندر چلکر دیکھ لینا ضرور ہی کہ
در اصل آفاق شاہ ہیں بس ہرکارے طرف خیمہ کے چلے اور ہرکارے چلتے اُدھر سے مہرخ نے
خیال کیا کہ آفاق نیا نیا آیا ہی اسکا دل گھبراتا ہوگا چل کر اس سے ملاقات کریں یہ خیال کرکے اپنے خیمہ
سے روانہ ہوکے ادھر سے یہ پہونچے اُدھر سے ہرکارے بلا زبان مہرخ کے ساتھ شامل ہوکر داخل خیمہ
ہوئے آفاق نے جو مہرخ کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا تا لب فرش آکے کیا بڑی تعظیم سے بٹھایا مزاج پرسی
کی مہرخ نے کہا کہ میرا دل گھبرایا میں نے خیال کیا کہ آپ کے خیمہ میں چلکر آپ سے باتیں کروں آپ بھی
گھبراتے ہونگے کیونکہ نئے آئے ہیں یہاں کسی سے آپ واقف نہیں ہیں نہ یہاں کے طریقہ سے آگاہ ہیں
آفاق نے کہا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی یہ صرف آپ کی قدر دانی ہی ورنہ میں کسی لائق نہیں ہوں ایک
نالائق آدمی ہوں آفاق و مہرخ سے یہ گفتگو ہونے لگی ہرکاروں نے بخوبی آفاق اور انکی زوجہ کو
پہچان لیا وہاں سے نکل کر خوش خوش طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے اس قدر جلد راہ طے کی تھی کہ
دو پہر کی راہ کو ایک گھنٹہ میں طے کرکے اپنے لشکر میں آئے یہ حال تھا کہ چہرے مارے خوشی کے لال ہوگئے سروں پر
خاک تھی پسینا منہ پر پسینہ تھا اسی حالت سے داخل خیمہ ہوئے جہاں سپہ سالار بیٹھا ہوا تھا ان ہرکاروں
کے کپڑوں پر خاک پڑی تھی فرط خوشی سے ایسے بدحواس گئے کہ یہ بھی نہ خیال کیا کہ سپہ سالار کہاں ہی اور
کہاں نہیں ہی برابر فرش پر جاکر گر پڑے افسروں نے کہا کہ اسقدر کیوں بدحواس ہو ذرا دیکھو ادھر
چلے آتے ہو بہت بدتمیز ہو گئے ہو یہ جو کہا اسوقت انکو خیال آیا اپنے حواس درست کیے مگر یہ حال کہ سانس
پیٹ میں نہیں سماتی ہی اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیے حواس درست ہولیں تو عرض کریں سپہ سالار
نے کہا کہ اچھا جب انکے حواس درست ہوئے سانس سماتی دم راست ہوا تب انھوں نے عرض کیا کہ
ہم حسب الحکم والا لشکر اسلام میں گئے جب داخل لشکر اسلام ہوئے تو ہر مقام اور ہر جگہ یہی چرچا تھا

کہ خواجہ نے بہت بڑی عیاری کی خوب آفاق شاہ کی جان مع لشکر کے بچائی فلاں خیمہ میں وہ
تشریف فرما ہیں صبح کو بادشاہ نے اُنکی دعوت کی تھی اس وقت شام کو صاحبقران کے یہاں دعوت
ہے ہم نے خیال کیا کہ جا کر خود دیکھیں ہم اُس شہر کی طرف گئے کیونکہ پتہ و نشان تو پاسکے تھے ہر شخص آفتاب عالم
جن سے بادشاہ سے مقابلہ ہوا تھا وہ بادشاہ کے ہمراہ جاتے تھے ہم بھی اُنکے ہمراہ ہوگئے جا کر اپنی آنکھ
سے دیکھا کہ آفاق مع لشکر کے تشریف فرما ہیں بڑی عزت و آبرو سے ہم یہ دیکھ کر وہاں سے بھاگے یہاں
آکر یہ خبر معلوم ہوئی جو بیان کی پس یہ جو ہرکاروں نے بیان کیا اب تو سپہ سالار اسلام اور سرداروں
کو یقین ہو گیا خواجہ نے کہا کہ کیوں صاحب میں جھوٹ تو نہیں کہتا تھا میرا قول درست تھا لایئے
انعام سپہ سالار نے اسی وقت دو ہزار روپیہ منگا کر خواجہ کو دیا یہ خبر تمام لشکر میں پھیلی کہ بادشاہ
زندہ ہے لشکر اسلام میں موجود ہے لوگ اس قدر خوش ہوئے کہ اُنکی خوشی کا حال کچھ مجھ سے عرض نہیں
ہو سکتا ہے احاطہ تحریر سے باہر ہے سپہ سالار اور سب سردار فرط خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اسی وقت
حکم دیا کہ لشکر تیار رہے بس شبخون لشکر کفار پر مارتے ہوئے نکل چلیں گے خواجہ نے کہا کہ آپ لوگ تو
مع لشکر کے اُدھر تشریف لے جائیں میں شہر میں جاتا ہوں اور ملازموں کو اُنکی خبر کرکے لاتا ہوں اسی
بند و بست اور آمد و رفت میں قریب ایک پہر رات کے آگئی تھی سپہ سالار نے کہا کہ میں تھوڑے عرصہ
میں لشکر کو لے کر اور ایک قریہ لشکر کفار پر گر کر قتل کرتا ہوا نکل جاؤنگا خواجہ نے کہا کہ اچھا یہ کہکر خواجہ
تو شہر کی طرف روانہ ہوئے یہاں جب لشکر آفاق تیار ہو چکا سپہ سالار کو خبر دی کہ لشکر تیار ہے پس اُسی
وقت سپہ سالار لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا لشکر کفار کے چلا اسکا حال پھر تحریر ہوگا پہلے خواجہ کا حال تحریر ہوتا ہے یہ
راہ طے کر کے داخل شہر ہوئے دیکھا کہ کوتوال شہر روند پھرتے ہوئے پھر رہا تھا صد ہا بیدار باش بلند تھی سب
لوگ اپنے اپنے مکانوں میں آرام سے سو رہے تھے خواجہ صورت بدلے ہوئے مکان پر آفاق کے گئے دیکھا
کہ پھاٹک بند ہے کمند کے ذریعہ سے اندر گئے بالائے بام سے دیکھا کہ سب ملازم عورت و مرد ایک مقام پر جمع
ہیں یہ گلیم اوڑھ کر کوٹھے پر سے نیچے آئے اُنکے قریب آ کر کھڑے ہوئے سُنا کہ باہم صلاح ہو رہی ہے کہ صبح ہو تو
طرف شہر آفاقیہ کے چلیں وہاں چل کر سب مال و اسباب پر قبضہ کر لیں کیونکہ سمشاد کے ملازموں کے ہاتھ
لگے ہم لوگ کیوں نہ لیں کیونکہ یہ تو ضرور ہوگا کہ سمشاد کسی کو ضرور وہاں روانہ کرے گا کہ جا کر آفاق کے
مکان کو تاراج کرو سب مال و اسباب لوٹ لو اس سے بہتر ہے کہ ہم پہلے جا کر قبضہ کریں یہ جو خواجہ نے سُنا
اُنکے مجمع میں آکر کہا معلوم ہوا کہ تم لوگ اسی دن کے امیدوار تھے کہ میں مروں تم میرے مال پر قبضہ کرو یہ مال تمکو
ہضم نہ ہوگا بڑی محنت سے میں نے پیدا کیا ہے پس اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو سب مال اس مقام پر رکھدو کہ
میں اُٹھا لوں ورنہ سب کو کھا جاؤنگا ایک زندہ نہ رہے گا میں نے سمشاد کا تو خاتمہ کر دیا یہ جو صدا آئی سب
عورت و مرد ڈر گئے اور کانپنے لگے ہر ایک نے خیال کیا کہ بادشاہ پریت ہو گیا بڑا غضب ہو گیا اب اسکا مال
ضرور ہم کو نہ ہضم ہوگا ایسے مال سے باز آئے اگر زندگی ہے تو اور پیدا کر لینگے یہ ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کیا
اسکے بعد باہم صلاح کی کہ بھائیو اس مال سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ جانیں ضائع ہونگی بھائی جان ہے تو جہان ہے تم نے
سنا ہوگا کہ آبرو کا صدقہ جان اور جان کا صدقہ مال ہے اور اسکے ساتھ جو مال ہمارا ہے ہم اُس سے بھی دست بردار
ہوتے ہیں باہم صلاح کر کے وہ جو مال بار کر کے رکھا تھا سب نے لا کر اُسی مقام پر جمع کیا اور کہا کہ یہ مال حاضر ہے
آپکا ہماری جانیں بخشیے ہم ایسے مال سے باز آئے صدا آئی کہ تم ہم سے خوف کرتے ہو خیر اسکی سزا دیجائیگی
کچھ مال پوشیدہ تو نہیں کیا ہے میرا سب دیکھا ہوا ہے اگر ایک چیز بھی کم ہوگی تو اُسکے عوض میں تم سب کو

پشتکر انھون نے کہا کہ اے بھائیو تلاش کرو شاید کوئی چیز رہ گئی ہو تو مفت مین جان جاے گی یہ کہکر ہر ایک گوشہ
ہر ایک کونا ہر ایک کمرہ دالان تلاش کرنے لگا جب یہان سناٹا ہوا خواجہ نے جال مارکر سب مال نذر
زنبیل کیا ایک چیز نہ چھوڑی وہ لوگ جب تلاش کرکے آئے تو یہان کچھ نہ پایا کہا کہ ہم سب مکان دیکھ آئے
کوئی چیز باقی نہین رہی ہے اور نہ ہم نے پوشیدہ کی ہے یہی مال تھا آواز دی کہ تم سب اگر اپنی زندگی چاہتے ہو
تو یہ حلوا ہم دیتے ہین اسے کھالو ورنہ مین سب کو کھا جاؤنگا یہ کہکر ایک ہاتھ اپنا آگے سے نکالا اُسمین ایک
تھال اور اُس تھال مین تازہ حلوا تھا سب عورت و مرد نے جان کے خوف سے کھایا کھاتے ہی سب بیہوش
ہوے خواجہ نے دیکھا کہ جب سب بیہوش ہوگئے سب کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور وہان سے سب مال لے کر
پھاٹک کھول کر روانہ ہوے انکو اس لیے نذر زنبیل کیا اول تو یہ لوگ یقین نہ لاتے اگر لاتے بھی تو اسوقت
نہ جانتے جب صبح کو جاگینگے تو سمندر شیخ کرے گا پس اسی خیال سے نذر زنبیل کیا اور یہ بھی خیال ہوا
کہ لشکر گیا ہے وہ شبخون مارکر طرف لشکر اسلام کے جاے گا لیکن ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام سے مقابلہ ہونے لگے
مین قبل سے چل کر اسکا بندوبست کرلون جو طلایہ پر ہے اُسکو خبر کردون تاکہ وہ ہوشیار رہے آنے دے اور آفاق
کو بھی اس حال سے آگاہ کردون کہ تمھارا لشکر اون آتا ہے اگر اپنے کو ظاہر کرونگا تو اسے بھی تقریب ہوگی پس اس
خیال سے خواجہ نے یہ تدبیر کی کہ اُن سب کو حلوا بیہوشی آمیز کھلا کر بیہوش کیا اور سب لوٹکر روانہ ہوے
پاسے فنا ہری مارتے ہوے پھر سے چوکی روندتے ہوے شہر پناہ پر آئے اُسوقت تک شہر پناہ کا پھاٹک
کھلا ہوا تھا باہر نکل کر پاسے تتاری مارتے ہوے طرف لشکر کے چلے تھوڑے عرصہ مین لشکر مین پہنچے اسدان
طلایہ اسد ثانی تھے سرحد لشکر پر مع اپنے سرداروں کے کھڑے ہوے تھے انھون نے جو خواجہ کو آتے
ہوے دیکھا آواز دی کہ کون آتا ہے اسنے کہا کہ مین ہون خواجہ اسد نے کہا کہ خواجہ کہان گئے تھے خواجہ
قریب آچکے تھے کہا کہ لشکر آفاق کو لیتے گیا تھا اے اسد ثانی تم خبردار رہنا کیونکہ لشکر آفاق لشکر کفار پر
شبخون مارکر ادھر آے گا اُسکو روکنا نہین مین تم کو خبر دیے جاتا ہون اسد نے کہا کہ آپ نے خوب
آگاہ کردیا ورنہ مین ضرور روکتا میرے اُسکے تلوار چلتی یہ کہکر خواجہ تو داخل لشکر ہوے اور داخلِ
خیمہ آفاق پر آئے یہان وہ وقت ہے کہ آفاق وغیرہ کھانا کھاتے تھے جو کہ صاحبقران کی طرف سے
آیا تھا اور اُسی وقت ہر شخص خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کو گیا ہے آفاق اس فکر مین ہے کہ جاکر آرام کرے
کہ خواجہ پہونچے کہا اے آفاق سلام علیک مین تمھارا کام کر لایا پہلے تمھارے لشکر مین گیا تمھارے
سپہ سالار سے ملاقات کی جو تقریر اور گفتگو باہم ہوئی تھی یعنی ہرکارون کا آنا یہان سے خبر لیکر جانا تب
سب کو یقین آنا اُنکا یہ کہنا کہ ہم شبخون مارکر لشکر کفار پر آتے ہین اپنا وہان سے شہر مین جانا اور سب لوگون
کا باہم جمع ہوکر یہ صلاح کرنا اپنا وہ صدا دینا اُنسے مال لیکر نذر زنبیل کرنا اور ان سب کو اس خیال سے
جو کہ تقریر ہوا ہے بیہوش کرکے نذر زنبیل کرنا پھر لشکر کی طرف روانہ ہونا اسد کو اس حال سے آگاہ کرکے خیمہ
مین آنا بیان کیا آفاق یہ تدبیر اور حرکت سنکے بہت خوش ہوا کہا کہ خواجہ اُن سب کو نکالو خواجہ نے
کہا کہ اے بھائی تمھارا مال بھی موجود ہے آفاق نے کہا کہ مین نے آپ کو بخشش دیا خواجہ نے کہا کہ
سچ لوگ کہتے تھے کہ تم بڑے سخی ہو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا بلکہ اُس سے زیادہ پایا مین نے دریا سے
سیفیر تک سے یہان تک کسی کو ایسا سخی نہ پایا جیسا تم کو پایا آفاق نے کہا کہ خواجہ مین کیا عرض کرون
تم سے بہت محجوب ہون میرے پاس ایک حبہ نہیں ہے ورنہ مین تم کو بہت خوش کرتا یہ کیا مال ہے خواجہ نے کہا
کہ اچھا جب تمھارے پاس ہوگا اُسوقت دینا میرا قرض رہا آفاق نے کہا اچھا بس خواجہ نے اُسی وقت

سب ملازمون کو زنبیل سے نکالا اور فتیلہ رفع بیہوشی دے کر سب کو ہوشیار کیا اب جو سب کی آنکھ کھلی دیکھا یا تو
ہم مکان میں تھے یا خیمہ میں ہیں نگاہ اٹھا کر جو دیکھا کہ تین آدمی اُس خیمہ میں ہیں ایک آفاق شاہ
ہمارا بادشاہ دوسرے ملکہ اور تیسرا آدمی نہیں معلوم کون ہے اُن سب نے ایک مرتبہ آنکھیں بند کرلیں اور یہ
خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے بادشاہ تم کو کھا گیا اُسکی روح نے تم کو قتل کیا افسوس مفت میں جان گئی یہ وہ مقام ہے
کہ جہان آدمی مرکر پہونچتا ہے یہ خیال کرکے ہر ایک نے اپنی آنکھیں بند کرلیں یہ جو تماشہ دیکھا خواجہ نے آفاق سے
کہا کہ تم نے انکی حرکت دیکھی اور سمجھے یہ لوگ اپنے دل میں خیال کر رہے ہیں کہ ہم مر گئے ہیں ہم کو بادشاہ کی روح جاکر
لے آئی ہے اس سبب سے انھون نے آنکھین بند کرلی ہین یہ جو خواجہ نے کہا آفاق و ملکہ قہقہہ لگاکر ہنسے خواجہ
نے اُن سے کہا کہ تم لوگ مرے نہیں ہو نہ تمہارا بادشاہ مرا ہے بلکہ تم سب زندہ ہو جیسے ہی تمہارا بادشاہ شہریار لشکر اسلام
ہوا ہے اُسنے تم کو اُس مکان سے مجھے بھیج کر طلب کر لیا ہے میں عیار ہون لشکر اسلام کا میرا نام خواجہ ہے میں تم سب
کو بیہوش کرکے لایا ہون ہوشیار ہو اپنے بادشاہ سے ملو یہ جو خواجہ نے کہا اب اُنکے حواس درست ہوے
اور خیال جو کیا تو اپنے کو زندہ پایا سب ایک مرتبہ اُٹھے بادشاہ کو سلام کیا نذر کیا بہت خوش ہوے آفاق نے
ہر ایک کے ساتھ بشفقت کلام کیا اُنکو اطمینان ہوا خواجہ نے سیوتی کو بھی زنبیل سے نکالا ہوشیار کیا اُسکو بھی
آفاق و ملکہ سے ملایا سب ملازم خوش ہوے خواجہ نے کہا کہ اب میں اپنے خیمہ کو جاتا ہون آفاق نے
جواب دیا کہ آپکو میرے سبب سے بڑی زحمت ہوئی خواجہ نے جواب دیا کہ انسان کا کام انسان سے نکلتا ہے
مجھکو کوئی زحمت نہیں ہوئی بلکہ راحت ہوئی یہ کہکر خواجہ آفاق سے رخصت ہوکر اپنے خیمہ میں آکر سو رہے یہان
آفاق ملازمون سے جو کہ معزز تھے باتین کرنے لگا اس خیال سے کہ لشکر بھی آتا ہوگا سب خواجہ کی عیاری بیان
کی سیوتی نے کہا کہ میں زینہ تک اُس ہیرزال کے ساتھ آئی کہ ایک مرتبہ میرے منہ پر کوئی چیز پڑی کہ مجھکو چھینک
آئی بس مجھکو خبر نہیں رہی اور کیا ہوا اب جو آنکھ کھلی تو میں نے آپکو دیکھا اور ملکہ کو بھی آپکے پاس بیٹھے دیکھا اور
سب ملازمونکو حیران پایا کہ یہ کیا ماجرا ہے اب معلوم ہوا کہ وہ ہیرزال خواجہ تھے انھون نے مجھکو بیہوش کرکے میری
صورت بن کر ملکہ کو بیہوش کیا اور ملکہ کی صورت بن کر عیاری کی بڑے غضب کے عیار ہین ان سے خدا پناہ میں
رکھے آفاق نے کہا کہ اے سیوتی و دیگر ملازمین میں بسمت رای رفاقت کو ترک کرکے شہریار لشکر اسلام
ہوا اچھا کیا یا برا کیا اُن سب نے عرض کیا کہ آپ نے خوب کیا اُس ظالم کی رفاقت ترک کی ہم بہت خوش
ہوے یہان تو آپ کی قدر ہوگی کیونکہ یہ لوگ بہت قدردان معلوم ہوتے ہین آفاق نے کہا ضرور یہ لوگ صاحب
قدر ہیں یہان سپاہی کی بہت قدر و توقیر ہے یہ لوگ بہت قدر کرتے ہین آفاق اُن لوگون سے یہ تقریر و گفتگو
کر رہا ہے اُدھر لشکر آفاق جو تیار ہوکر چلا تھا راہ طے کرکے جب قریب لشکر کفار پہونچا یہ لوگ بلاخوف و خطر اپنے
اپنے خیمون میں سو رہے تھے کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا اس امر سے اطمینان تھا کہ لشکر اسلام شبخون نہیں مارتا ہے
نہ طلایہ تھا نہ کچھ تھا سب سپاہی سو رہے تھے سب خواب مرگ میں مبتلا تھے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا
کیونکہ ایک رات کے جاگے ہوے تھے انتظام قتل آفاق میں رات بسر کی تھی انھون نے جو لشکر میں سناٹا
پایا یا لا خالی دیکھا خوب موقع پاکر ایک مرتبہ سپہ سالار نے اہل لشکر سے کہا کہ این کفاران را بزنید پس سب
اہل لشکر تیغ و نارنج و بانس کی ڈالی لے کر ان بد معاشون پر گرے کہ اُنکا تمام نقش بگاڑ دین خیمون میں آگ
لگا دی قتل کرنا شروع کیا تمام لشکر میں سحر ہے آگ لگا دی تھوڑے عرصہ میں لشکر کا ستھراو کر دیا ہزارون کفار
واصل جہنم ہوے یہ جو تلاطم ہوا لشکر کفار کی بھی آنکھ کھلی سب گھبرا گئے کہ یہ کیا آفت آئی کون شبخون آکر گرا سب کے
ہوش باختہ ہوگئے دریاے لشکر میں تلاطم پڑ گیا سب پیک اجل کے لقمہ ہونے لگے طوفان مرگ نے طغیانی کی

آفاق نے پھر عرض کیا کہ ہم سب تازہ غلام ہین ہمارا آقا اس لشکر مین مقیم ہوا ہی ہم اُسکی خدمت مین
جاتے ہین اسد ثانی نے کہا کہ تمھارے آقا کا کیا نام ہی اُس نے عرض کیا کہ آفاق اسد ثانی نے
کہا کہ جب صبح ہو تو آنا یہ وقت آنے کا نہین ہی کیونکہ تمھارے ساتھ مجمع بہت ہی اُس نے عرض کیا کہ
ہم لشکر کفار پر شب خون مارتے ہوئے آتے ہین ہمارے تعقب مین لشکر کفار بھی چلا آتا ہی تو مقابلہ ہونے لگے
ہمارے آقا نے ایک پیادے کو لشکر اسلام سے بھیج کر ہم کو طلب کیا ہی ہم کسی فقرے اور دھوکے
سے نہین آتے ہین ہم سب غلام ہین یہ جو اسد نے سُنا انکو تو قبل سے معلوم تھا کہا کہ دیکھو اور کوئی لشکر
ہمکو نہ دکھا ورنہ سزا سخت پاؤگے آفاق نے جو اپنے سپہ سالار کی صدا سُنی یا تو لشکر کفار کی طرف دیکھ
رہا تھا یا اُس مقام سے وہان آیا جہان اسد کھڑے ہوے تھے آکر عرض کیا کہ یہ آپ کے غلام کا لشکر
ہی چونکہ آفاق اسد کو دیکھ چکا ہی اور معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بھی بادشاہ اسلام و صاحبقران کے
عزیز ہین تو اُس نے اسد سے اس طور سے کلام کیا کہ جیسے کوئی ادنا خادم یا غلام اپنے آقا سے کلام کرتا ہی
اسد نے پہلے آفاق سے کہا کہ اگر کوئی فساد ہوگا تو تم کو جواب دینا پڑے گا آفاق نے کہا کہ اگر
فساد ہو تو مین موجود ہون مجکو سزا دے اسد نے کہا اچھا یہ کہکر کہا کہ جو کوئی آتا ہی آنے دے اب تو آگئے
سپہ سالار و آفاق اسکے عقب مین اور لشکر کے افسر و سردار انکے عقب مین لشکر نے بھی سپہ سالار و
سرداروں نے آفاق کو دیکھا دوڑکر قدمون پر گرے آفاق نے کہا کہ پہلے انکے قدم پر گرو کہ جن کے
قدمون کی بدولت یہ دن نصیب ہوا آفاق نے پہلے اپنے سپہ سالار کو اسد کے قدمون پر گرایا پھر
ہر سردار کو اُسکے بعد آپ ملا یہان تک کہ لشکر کی آمد ہوئی سب لشکر آگیا اتنے مین صبح ہو گئی
جب لشکر آچکا اُسکے بعد بارگاہ و خیمون کا آیا اسد نے آکر ایک مقام دیکھکر آفاق کے لشکر کو
قیام کرنے کا حکم دیا خیمہ وغیرہ برپا ہونے لگے یہ لشکر بھی اُس مقام پر اُترا جہان پر لشکر مریخ وش لشکر
کو کیمپ کرا ہوا تھا آفاق کی بارگاہ برپا ہوئی وہ خیمہ بھی جسمین آفاق تھا اُسی مقام پر لاکر برپا
کیا گیا بارگاہ آفاق برپا ہو چکی تھی آفاق مع اپنی زوجہ و سپہ سالار اور سرداروں کے آکر بارگاہ مین
بیٹھا خیال کیا کہ وقت دربار کا آئے تو سب کو لیکر دربار مین جاؤن خواجہ جو اپنے خیمہ مین بیدار
ہوے فراغت کرکے خیمہ کے باہر نکلے معلوم ہوا کہ لشکر آفاق آگیا وہ سامنے بارگاہ آفاق کی استادہ
ہی خواجہ آفاق کی بارگاہ مین آئے آفاق لب فرش تک لینے کو آیا بڑی عزت سے بٹھایا سب
سرداروں سے خواجہ کی تعریف کی خواجہ کے قدم پر سب کو گرایا بعد اسکے خواجہ کے ہمراہ سب کو لیکر
طرف دربار کے چلا یہان لشکر اُترنے لگا یہ تو طرف دربار کے جاتے ہین وہان لشکر کفار مین جنگ ہو رہی
کہ نور سحر نے اپنا جلوہ دکھایا آفتاب نے اپنے رخ پر سے نقاب شب کو دور کیا روشنی ہوئی ادھر معزز
سرداروں نے خیمون سے نکل کر جو سحر کیا تھا تو تاریکی ساحرون کے مرنے کی جو بلند تھی وہ برطرف ہو چکی تھی
اب سب نے اپنے اور بیگانون کو پہچانا باہم کی لڑائی موقوف ہوئی جدھر جدھر سردار گئے اُدھر اُدھر
روشنی بھی ہوئی اور دن بھی نکل آیا معلوم ہوا کہ حریف حملہ کرکے نکل گیا ہم باہم لڑ رہے ہین
لشکر مین امن ہوا سب حیران و پشیمان ہوکر اپنی اپنی طرف چلے کہ افسوس ہم نے خود اپنے لشکر کو
تباہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنے لشکر کے لوگون کو قتل کیا حریف تو باہم جنگ کراکے نکل گیا ہر طرف امن ہوا
سب اپنے اپنے مقام پر گئے گرداب و حباب وغیرہ نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے
حباب نے حکم دیا کہ یہ خبر لاؤ کہ کس نے شب خون مارا یہ لوگ کون تھے کہ تمام لشکر تباہ ہو گیا اور دیکھو

تو کوئی لاش حریف کی بھی ہے یہ جو حکم دیا چند سردار لشکر مین آگئے تلاش کیا تو سوائے اپنے لشکر کے
جوانون کے حریف کے لشکر کی ایک لاش بھی نہ دیکھی شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار سپاہ اس شبخون مین
کام مین آئی سردارون نے آکر عرض کیا کہ کوئی حریف کی لاش نہین ہے سوائے اسی لشکر کی لاشون کے
شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار اہل لشکر قتل ہوئے حباب نے کہا کہ یہ امر عجیب ہے کہ شبخون ہو
اور حریف کے لشکر کی ایک لاش نہ ہو سوائے ہمارے لشکر کے ہرکارون کو بہ لشکر اہل اسلام
مین روانہ کرو شاید وہان سے کچھ حال معلوم ہو اسی وقت چند ہرکارے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے
ہرکارے ادھر گئے ادھر لوگون نے آکر بارگاہ مین گرداب وغیرہ سے فریاد کی کہ ہمارا باپ مارا گیا کوئی
کہنے لگا ہمارا بھائی قتل ہوا کوئی فریاد کرتا تھا میرا فرزند نوجوان مفت مارا گیا کوئی کہنے لگی کہ مین بیوہ
ہو گئی میرا شوہر کام آیا گرداب نے سب کو تسکین دی کچھ وظیفہ وغیرہ مقرر کیا کچھ لوگون نے آکر
عرض کیا کہ قریب ایک لاکھ کے اہل لشکر زخمی ہوئے ہین مگر نہین کچھ تو ایسے ہین کہ وہ جان بلب ہین بادشاہ
نے حکم دیا کہ انکا علاج کیا جائے انکے اچھے ہونے کی کوشش کی جائے مگر انھون نے عرض کیا کہ کوشش
تو ضرور کی جائے گی مگر یہ بہت بڑی زک اٹھائی کی غفلت مین زک پائی کیا تدبیر کیجائے اس شبخون کے
کرنے سے لشکر مین اس قدر قوت باقی نہ رہی کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کیا جائے بادشاہ ہوش ربا نے
جواب دیا کہ خیر ابھی تو مقابلہ موقوف ہے جب سے ہم آئے ہین ایک مقابلہ بھی نہین ہوا ہم کو آئے
ہوئے کتنے دن ہوئے ہین آج تک کوئی مقابلہ کو نہین آیا اب اگر مقابلہ کرینگے جب ہمارا لشکر اچھا
ہو جائے گا گرداب و حباب نے جواب دیا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہان
لشکر اسلام کی بارگاہ مین سب سردار حاضر ہین بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہین آفاق مع اپنے سردارون کے
پہونچا سب کو بادشاہ اور صاحبقران کے قدمون پر گرایا بادشاہ و صاحبقران نے علی قدر مراتب
انکو جگہ دی جو مقام آفاق اور اسکی زوجہ کے لیے مقرر ہوا تھا وہان وہ بیٹھ گیا عیار اپنے مقام پر اور
سب عیار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے دربار خوب آراستہ ہوا اسد ثانی نے آکر اپنے زنگل پر متمکن ہو
کر بادشاہ نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ رات کو لشکر کفار مین بہت شور و غل ہوا تھا صبح تک رہا
ایسا شور و غل تھا کہ جسکی کچھ حد نہین ہزارون ساحرون کے مرنے کی صدا بلند تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی ہے کیا کوئی لشکر پر شبخون کر رہا تھا سردارون نے عرض کیا کہ جی ہان ہم نے بھی صدائے شور و غل
سنی تھی مگر معلوم نہین کیا تھا اسد ثانی نے کہا جی ہان کفار کے لشکر پر شبخون پڑا تھا یہ جو آفاق شاہ
ہین انکے لشکر نے شبخون مارا تھا یہ اسکا شور و غل تھا انکا لشکر شبخون مار کر انکے پاس آیا ہے یہ سبب تھا
جو شور و غل بلند ہوا تھا صاحبقران نے یہ سنکے آفاق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ کا لشکر شبخون
مار کر آیا آفاق نے عرض کیا کہ جی ہان یہ آپ کے غلام جلے ہوئے تھے اپنے دل کی حسرت نکال لی انکا تو
قصد اسی وقت تھا کہ جب مین پر اسے قتل لایا گیا تھا مین نے انکو قسم کے ذریعے سے منع کیا یہ سب لوگ
میرے حکم کے ایسے پابند ہین کہ میرے کہنے کو نہ ٹالا جو مین نے کہا وہ قبول کیا مین ان سے بہت خوش ہوا
صاحبقران نے فرمایا کہ جو لائق ہوتے ہین وہ اپنے مالک کے حکم کو اسی طور سے مانتے ہین جیسے تم ہو
کہ تم نے اپنی آبرو بھی دی جان پر بھی بنائی مگر سمندر سے مقابلہ نہ کیا ویسے ہی تمھارے غلام بھی ہین یہان تو یہ
گفتگو ہو رہی تھی وہ ہرکارے بھی جو کہ برائے خبر آئے تھے دربار مین موجود تھے یہ خبر معلوم کر کے کہ لشکر
آفاق نے یہ شبخون مارا ہے بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہو کر عرض کیا کہ یہ شبخون

لشکر آفاق نے آپ کے لشکر پر مارا تھا جو انکی کارروائی تھی وہ سب بادشاہ یہ خبر سنکے خاموش ہوئے
ہرکاروں نے عرض کیا کہ یہ تعجب ہے کہ آفاق ہم سب کے سامنے مع فرد جسے بلایا گیا اور پھر زندہ و
سلامت لشکر اسلام میں بڑی عزت و آبرو سے موجود ہے اسکے سردار بھی ہیں ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ خواجہ عیاری کرکے آفاق شاہ کو مع اسکی زوجہ کے بچا لے گئے ہرکاروں نے جو عیاری دریافت
کی تھی سب بیان کی اور کہا کہ یہ عیاری کی اسطرح سے یہاں سے سب کو لے گئے آفاق نے لشکر اسلام کی شرکت کی
اپنے لشکر کو طلب کیا خواجہ نے جا کر کل لشکر اور اس کے سرداروں کو آگاہ کیا اسکے بعد شہر میں جا کر
سب مال و اسباب لے آئے اور ملازموں کو آفاق کے یہ واقعہ ہوا خواجہ نے کل بادشاہ اور سب
سرداروں کو قتل کیا ہوتا وہ تو ان سب کے سر انکو اٹھا لے گئے عیاروں نے برہمنوں کی صورت بن کر بجا سے
مراد اسکے بیہوشی ملائی تھی اسکی دھونی سے سب بیہوش ہوئے تھے بڑے غضب کے عیار ہیں ان سب کے
یہ فقرے سنکے ہوش جاتے رہے اپنے اپنے دل میں کہا کہ خداوند تصویران عیاروں سے بچائیں تو جان بچے
ورنہ محال ہے گردوا اپنے حباب وغیرہ سے کہا کہ میری رائے ہے کہ ایک نامہ لکھکر چند دن کی مہلت طلب
کریں سب نے کہا کہ کیا حرج ہے بس اسی وقت دبیر سے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کرا کے روانہ
کیا چونکہ لشکر آفاق نے ہمارے لشکر پر شبخون مارا ہے ہم اس حال سے آگاہ نہ تھے بہت سے لوگ
ہمارے لشکر کے قتل ہوئے اور بہت سے مجروح پڑے ہیں لہذا ہم انکے اچھے ہونے تک مقابلہ نہیں
کر سکتے ہیں ہم کو مہلت دی جائے جب وہ صحت پائینگے تو ہم مقابلہ کرینگے یہ نامہ جب تحریر ہو چکا ایک
ساحر کو دیکے روانہ کیا وہ ساحر نامہ لیکر پہونچا داخل دربار ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور زبانی بھی یہ
پیام دیا اسکو کرسی چوبی بیٹھنے کو ملی وہ سلام کرکے بیٹھا دربار کو خوب سرداروں سے آراستہ پایا ساحر نے
کو بھی دیکھا کہ وہ حاضر دربار ہیں اور سب کی عزت و آبرو ہے ہر ایک بہت خوش و خرم ہے خصوصاً آفاق کی
بڑی عزت ہے دبیر نے نامہ پڑھا صاحبقران نے فرمایا کہ جواب اسکی پشت پر تحریر کردو کہ ہم نے تم کو
مہلت دی جب تمہارے لشکر کے لوگ اچھے ہوجائیں اسوقت مقابلہ کرنا یہ جواب تحریر کرکے اسی نامہ
کو دیا وہ جواب نامہ لیکر بادشاہ و صاحبقران کو سلام کرکے باہر بارگاہ کے آیا اپنے لشکر کی راہ لی داخل لشکر
ہوکر بارگاہ میں آیا جواب نامہ دیا بارگاہ و دربار کی بہت تعریف کی جب ان بادشاہوں کو معلوم ہوا کہ
مہلت ملی بہت خوش ہوئے اہل لشکر کے علاج کا حکم دیا علاج ہونے لگا ان سب کو تو اس بندوبست
میں اور لشکر اسلام کو اس انتظار میں رکھا جاتا ہے کہ لشکر کفار کے لوگ اچھے ہولیں تو مقابلہ ہو اب پھر حال
شہر سمندریہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شمہ حال سمندر شاہ اور اسکے دربار کا تحریر ہوتا ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سمندر شاہ کو اسکے سحر کا پتلا لیگیا تھا اور ہوشیار کرکے سب حال سے آگاہ کیا تھا اور اسکے
سب سرداروں کو ہر ایک کا سحر اٹھا لے گیا تھا اور ہوشیار کرکے آگاہ کیا تھا اس دن سمندر شاہ
نے دربار نہ کیا وہ جو سردار اور اہل شہر اسی مقام پر رہ گئے تھے تحریر ہو چکا ہے کہ اہل شہر تو صحرا و کوہ میں
پنہاں ہو گئے تھے کہ بوقت شب اپنے اپنے مکان کو جا نکلے وہ تو راتکو آ نکلے اور سردار اسی رفتار
رسی کے ذریعہ سے اپنے اپنے مکان پر آ گئے لباس دوسرا پہنا ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ کیا امر تھا خیال کیا
کہ جب کل دربار میں جا ئینگے تو بادشاہ سے معلوم ہوگا کہ نہ معلوم بادشاہ پر کیا گذری یہ کیا واقعہ ہوا تھا

اب وہ رات گذری سمندر نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے مگر جو دربار میں آتا ہی شرمندہ آتا ہی ادنی سے
اعلیٰ تک دربار میں آکر سر جھکا کر بیٹھ جاتا ہی جب سب سردار آچکے اسوقت سمندر نے حکم دیا کہ کوتوال شہر کو
طلب کرو کوتوال حاضر ہوا حکم دیا کہ تم سپاہی لے کر آفاق کے مکان پر جاؤ اور اُسکے ملازموں کو گرفتار کر لاؤ اور کچھ
مال و اسباب ہو وہ ضبط کر لو اُسکے مکان پر سرکاری پہرہ مقرر کر دو یہ حکم سنتے ہی کوتوال اُسی وقت دربار سے باہر
آیا کوتوال کے سپاہی ہمراہ ہوئے کوتوال ہمراہ لے کر آفاق کے مکان کی طرف چلا جب یہاں پہونچا دیکھا کہ
مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہی یہ لوگ دراندر چلے گئے اندر جا کے کسی کو نہ دیکھا تمام مکان کو خالی پایا نہ کچھ اسباب
پایا یہ لوگ حیران ہوئے کوتوال پہرہ مقرر کر کے طرف دربار کے گیا داخل دربار ہو کر جو واقعہ پیش آیا تھا عرض کیا
سمندر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ کل ہی آکر سب مال و اسباب لے کر چلے گئے خیر جو مال و اسباب
آفاق کا ہی ضبط کر لیا جائے گا میں کسی کو وہاں کا حاکم کر کے روانہ کرتا ہوں عشقاق نے کہا کہ کل کا
واقعہ مجھے یاد نہیں آیا کہ ہم کیونکر اپنے مکان پر آگئے یہاں آکر ہمکو معلوم ہوا کہ ہم اپنے مکان پر ہیں مگر عجیب حالت
سے تھے کہ اسواسطے پریشان ہیں کہ کوئی حرکت ہم سے نہ ہو گئی ہو سمندر نے جواب دیا کہ گو میری یہ حالت نہ تھی تاہم میں کچھ خود بخود
جو ہوشیار ہوا اپنے کو اپنی خوابگاہ میں پایا میرے سحر کا پتلا کھڑا ہوا تھا اُس نے بیان کیا کہ میں آپ کو لے آیا
ہوں بڑا غضب ہوا تھا کہ آپ کو خواجہ مالک لشکر اسلام کا عیار قتل کئے ڈالتا تھا یہ کہکر وہ پتلا غائب ہو گیا
اور اُس پتلے نے اس قدر کہا کہ آفاق کو خواجہ عیاری کر کے لے گیا مگر حال نہیں معلوم ہوا کہ کیا واقعہ گذرا
یہ سنکر عشقاق اور شلاق نے جو کہ معزز سردار تھے اور انکا سحر انکو لے آیا تھا بیان کیا کہ ہم کو بھی ہمارا سحر لے آیا تھا اور
یہی تقریر بیان کی تھی وہ جو سردار وہاں رہ گئے تھے اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم جو ہوشیار ہوئے اپنے کو خیمہ میں
دیکھا آپ لوگوں میں سے کسی کو وہاں نہ پایا حیران ہوئے اپنی حالت خراب پائی اُسی وقت ہم اپنے
کو پوشیدہ کر کے اپنے مکان پر آ گئے اپنا یہاں آکر سامان کیا یہ واقعہ ہوا کہ عیاری ہو گئی تھی مگر یہ ثابت نہ ہوا
کہ ہم سب کے سب کیونکر بیہوش ہوئے کیونکہ نہ ہم نے کچھ کھایا نہ پیا نہ کوئی چیز سونگھی سمندر نے کہا کہ یہ بھی حال
معلوم ہو جائے گا کسی کو روانہ کر کے لشکر گرداب و لشکر اسلام کی خبر منگانا ضرور ہی کہ یہ جو شہرت نے خبر دی تھی کہ
آفاق کو خواجہ عیاری کر کے لے گئے درست ہی یا غلط کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا ہی جو آگ میں جلایا جائے پھر وہ
زندہ ہو یہ کسی میں ایسی جرأت نہیں ہی کہ آگ میں جا کر عیاری کرے سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہی یہاں یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے جو سمندر نے براے خبر لشکر گرداب میں مقرر کیے تھے حاضر ہوئے دعا دے کر عرض کیا
کہ بادشاہ کو معلوم ہو کہ ہم ایک خبر تازہ لائے ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ بیان کرو اُنھوں نے لشکر پر شبخون پڑنا
اہل لشکر کا قتل ہونا سب سرداروں کا خبردار ہو کر تیار ہونا صبح تک مقابلہ ہونا حریف کا نکل جانا یہ معلوم ہونا کہ
سب اسی لشکر کے لوگ قتل ہوئے حریف کی ایک لاش تک نہیں ہی اور قریب ایک لاکھ کے مجروح ہوئے
میں ہرکاروں کا لشکر اسلام میں بشکل افسران جانا اور خبر لانا کہ لشکر آفاق نے شبخون مارا ہی اور آفاق بھی
لشکر اسلام میں موجود ہی مع اپنی زوجہ کے اُن ہرکاروں کا جو عیاری خواجہ نے کی تھی وہ بیان کرنا اور سب عیاروں کی
عیاری اور یہ بیان کرنا کہ سب لوگ جو بیہوش ہوئے تھے یہ سبب تھا کہ عیاروں نے بیہوشی جلا کر اُس کے
دھوئیں سے بیہوش کیا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ یہ بھی ہرکاروں نے کہا کہ سب لشکر اور ملازم آفاق کے پاس پہونچ گئے اور اُسکا
کل مال و اسباب بھی آفاق کے پاس پہونچ گیا ہم یہ خبر لے کر لشکر سے روانہ ہوئے اور آپکی طرف سنتے ہیں جو لشکر
گیا تھا اُسنے بادشاہ اسلام سے مہلت طلب کی تھی اُنھوں نے مہلت دی ابھی جنگ و پیکار موقوف ہو گئی
عزت آفاق کی کی گئی ہر ایک سردار نے دعوت کی ہی بڑی خوشیاں ہو رہی ہیں یہ جو سمندر نے سنا اُسکو

قران کے قریب آ گئے آواز دی کہ اے بھائی قران قران نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر پکار رہا ہے قران نے
کہا کہ تو کون ہے خواجہ نے اپنا اصل دکھایا قران نے پہچانا کہ یہ تو استاد ہیں اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آپنے تشریف لائیے
خواجہ قران کے پاس آ کر بیٹھے قران نے عرض کیا کہ استاد اسوقت کہاں تشریف لیے جاتے ہیں خواجہ نے
کہا کہ بھائی قران جس دن سے لشکر اس مقام پر آیا ہے ایک حبہ کا نفع نہیں ہوا ہے اور نہ میں دریا میں سمندر کے
گیا ہوں میں نے آج خیال کیا کہ ذرا دریا کی سیر کر آؤں شاید کچھ نفع ہو جائے شہر کو جاتا ہوں دریا کی بھی سیر
کر دیکھا ادھر نکل آیا میں نے خیال کیا تم سے بھی ملاقات کر لوں اور اس امر سے تم کو بھی خبردار کر دوں قران نے
کہا کہ استاد کیا ضرورت شہر میں جانے کی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ضرور جاؤنگا قران نے کہا کہ آپ کو اختیار
ہے بس خواجہ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہوئے ادھر جانے کے خواجہ کے قران نے بھی عبادت سے فراغت
کر کے یہ خیال کیا کہ استاد شہر میں گئے ہیں دربار میں جائینگے ضرور عیاری کرینگے ایسا نہو کوئی زحمت میں گرفتار
ہو جائیں اس سے بہتر ہوگا کہ تم بھی چلو بس یہ دل میں خیال کر کے قران بھی روانہ ہوئے خواجہ راہ طے کر کے
داخل شہر ہوئے خواجہ تو شہر کو دیکھ چکے تھے جب عیاری کرنے آئے تھے اور بر اسرار کی آفاق آ گئے تھے
اسوقت یہ سیدھے دربار کی طرف آئے دربار کو برخاست پایا خیال کیا کہ کل دیکھا جائیگا ادھر سے واپس
چلے دل میں خیال کیا کہ کچھ تو پیدا کرو ایک کونے میں گئے اپنی صورت ایک سوداگر کی بنائی [illegible] ہوئے
جوہری بازار کی طرف چلے نہایت عمدہ جامہ پہنے ہوئے سر پہ پگڑی بندھی ہوئی جواہر اسمیں لگے ہوئے ایک
جیب ہاتھ میں ہر ایک دکان کو بنظر غور دیکھتے ہوئے شہر میں پانے پھرا آتا ہے کہ کیا کیا عمدہ جواہر رکھا ہوا ہے
ہر ایک جوہری اپنے دکان پر بیٹھا ہوا ہے مگر ہر ایک سن ہی جس دکان پر کھڑے جاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ تشریف
لائیے خواجہ جواب دیتے ہیں کہ مجھکو کچھ لینا نہیں ہے میں سیر کرتا ہوں یونہی دیکھتے بھالتے ایک جوہری
کی دکان پر پہونچے وہاں بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اسمیں ایک جوان سالہ کا کم سن بہت خوبصورت بیٹھا ہوا تھا
اسنے کیا دیکھا کہ ایک سوداگر میری دکان پر کھڑا ہوا ہے اور بغور دیکھ رہا ہے اسنے کہا کہ آپکے کیا ضرورت ہے
خواجہ نے کہا کچھ جواہر کی ضرورت ہے کچھ خرید کرینگے کچھ فروخت اسنے کہا کہ تشریف لائیے جو پسند خاطر ہو ملاحظہ
فرمائیے خرید فرمائیے یہ سنکے خواجہ اسکی دکان پر بیٹھ گئے اسنے کہا کہ کس چیز کی ضرورت ہے اسنے جو یہ کہا تو
خواجہ نے کہا کہ ایک لعل کی ضرورت ہے اور ایک جوڑی موتی کی اور ایک جوڑی موتی کی ہم بھی فروخت کرنے
والے ہیں اگر قیمت مناسب مل جائے گی یہ سنکے اسنے ایک ڈبیہ اٹھائی اسکو کھولا اسمیں روئی کے اندر
ایک لعل بہت عمدہ رکھا ہوا تھا وہ خواجہ کے روبرو پیش کیا کہ ملاحظہ ہو خواجہ نے اسکے ہاتھ سے لیکر
کہا کہ دیکھوں اجازت ہے اسنے جواب دیا کہ اگر ملاحظہ نہ فرمائیے گا تو قیمت کیونکر طے ہوگی یہ سنکے خواجہ نے
اسکو دیکھنا شروع کیا دیکھتے ہیں اور منہ بناتے ہیں وہ جوہری یہ دیکھکر اپنے دل میں کہنے لگا کہ ایسا بیش
قیمت لعل ہے یہ اسکو دیکھکر منہ بناتے ہیں یا تو انکو تمیز نہیں ہے یا یہ شیخی خورے ہیں خواجہ نے کہا کہ اس لعل
سے بھی زیادہ عمدہ کوئی اور لعل ہے اسنے کہا کہ اسکے برابر تو اس بازار بھر میں کسی جوہری کے یہاں نہ نکلے گا
خواجہ نے کہا کہ لعل نہیں ہے لعلڑی ہے اس سے اچھے اچھے تو میرے پاس ہیں مگر کیا کہوں میرے گماشتے
ابھی آئے نہیں ہیں ان سے پیشتر چلا آیا ہوں میں تو اسی کی تجارت کرتا ہوں سوا لعل کے دوسرا
جواہر میرے پاس نہیں ہے ابھی ایک سلطنت میں گیا تھا وہاں میں نے چند لعل فروخت کیے ہیں وہاں مجھسے
موتیوں کی فرمائش ہوئی تھی میں نے اقرار کر لیا تھا چنانچہ چند دانہ میں نے خرید کیے ہیں مگر میرے پسند نہیں
ہیں خیر اگر لعل تمہارے یہاں نہیں ہے تو موتی دکھائیے اسنے کہا کہ یہ تو کہنے کی بات ہے کہ اس سے اچھے

لعل میرے پاس ہیں جب آپ اس لعل کو لعلڑی فرماتے ہیں تو بھلا اور کیا چیز آپ کی نگاہ میں سماسکے گی خواجہ نے
کہا کیا کہوں اگر میرا مال آگیا ہوتا تو تمکو دکھاتا کہ کسکو لعل کہتے ہیں تم بھی دیکھتے اُس نے کہا کہ اسکا ذکر نہ فرمایئے جو
چیز آپکے پاس نہیں ہے مال موتی کا اگر شوق فرمایئے اور پسند آئیں تو خرید فرمایئے یہ کہکر اُسنے ایک جوڑی موتی کی
جو کہ چنے کے دانے کے برابر تھی اور خوب آب و تاب تھی کہ چمکسے اور نگاہ کام دیتی تھی دکھائی خواجہ نے
دیکھکر کہا کہ اس سے عمدہ تو میرے پاس اس وقت موجود ہے یہ کہکر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا ایک
طلائی ڈبیہ نکالی اُسمیں سے موتی نکال کر انڈے برابر رکھدیے اُسکے سامنے اُس جوہری کے موتی گرد ہو گئے
اُن سے قدر میں بھی بڑے تھے آب و تاب میں بھی اچھے تھے اُنکے آگے رنگ کیا اصل بھی خواجہ نے کہا کہ میں تو
ان سے اچھے چاہتا ہوں اُس جوہری کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہیں حیران ہو کر رہ گیا کہ آج تک اُسکی نگاہ سے اس
قدر و قامت کے موتی نہ گذرے تھے آخر خواجہ سے کہا کہ یہ آپنے کہاں سے خرید کیے ہیں خواجہ نے کہا
کہ گو میں اسکا کام نہیں کرتا ہوں مگر جب بادشاہ [illegible] نے فرمائش کی کہ پانچ جوڑی موتیوں کی درکار ہیں تو
میں نے انکی فرمائش کے موافق [illegible] روپیہ صرف کر کے موتی نکلوائے اس سے اچھے
اچھے موتی نکلے یہ تو بالکل کوڑا ہیں اگر اس سے بہتر کوئی جوڑی مل جائے تو خرید
لوں کیونکہ میں نے روپیہ صرف کر کے بادشاہ کے لائق نہ نکلے جیسے انھوں نے طلب
فرمائے ہیں اور اُسکا نقشہ بھی دکھا دیا ہے اُس جوہری نے کہا کہ وہ نقشہ ذرا میں بھی دیکھوں خواجہ نے ایک
نقشہ نکال کر اُسکو دیا کہ کاغذ پر بنا ہوا تھا وہ مرغابی کے انڈے کے برابر موتی کا نقشہ تھا خواجہ نے کہا
کہ اتنے بڑے موتی طلب کیے ہیں ایسے نہیں ملتے ہیں اُس جوہری نے کہا کہ اتنے بڑے موتی تو اس بازار میں نہ ملینگے
نہ ہم نے آج تک دیکھے خواجہ نے کہا کہ ابھی تمہارا سن کیا ہے جو تم دیکھوگے ہم نے تو اس سے بڑے موتی دیکھے ہیں تب اُس نے
کہا گستاخی معاف جو کہ بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ جسکا سن زیادہ ہوتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے بقول مصرعہ جہاں
دیدہ بسیار گوید دروغ یہ سچ کہا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے بڑے موتی دیکھے ہیں میں کیونکر کہوں لاؤں
لعل کو آپ لعلڑی فرماتے ہیں اس سے آپکا بیان ظاہر ہے خواجہ نے کہا کیا کہوں دیکھوں شاید کوئی لعل
میرے کیسہ میں پڑا ہو یہ کہکر جو تلاش کیا ایک ڈبیہ نکلی اُسکو کھولا تو اُسمیں ایک لعل رکھا ہوا تھا خواجہ نے اُسے
دیکھکر کہا کہ گو یہ لعل کچھ نہیں ہے مگر تمہارے لعل سے تو اچھا ہے دیکھو جب میرے پاس ایسے ایسے لعل ہیں اور میں اُنکو حقیر جانتا ہوں تو
یہ کیا ہے اُسنے جو دیکھا تو اُسکے ہوش جاتے رہے اُس رنگ کا لعل اُسنے کبھی نہیں دیکھا تھا کہا کہ بیشک میرا لعل
اسکے روبرو کوئی چیز نہیں ہے کیا کہوں آپ فرمایئے کہ یہ مجکو بتاتا ہے اگر آپ فروخت کریں اور قیمت بھی میں دے
سکوں تو میں ضرور اسکو مول لوں خواجہ نے کہا کہ میں اسی لیے تو بازار میں آیا ہوں کیونکہ میرا مال ابھی آیا نہیں قبل
میں چلا آیا اور جو کچھ روپیہ لایا تھا وہ میں نے صرف کر ڈالا اب جو تکلیف ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ بازار میں چلکر
ایک موتی کی جوڑی فروخت کروں اگر کوئی میرے مطلب کی مل جائے تو خرید کرلوں اسقدر جوہری بازار میں ہیں مگر
کسی کی اتنی بڑی دکان نہیں دیکھی جیسی تمہاری دکان ہے گو تم ابھی جوان ہو اور تم کو جواہر میں نگاہ ہے اگر ہمارا
مال فروخت ہوگا تو اسی دکان پر اور جو کچھ ملے گا اسی دکان سے میرا تو قصد موتی کے فروخت کرنے کا ہے اگر تم
لو تو میں فروخت کروں تمہارے پاس کوئی جوڑی بھی نہیں جو میں لوں خیر دیکھا جائے گا اگر تم یہ جوڑی لو تو میں فروخت
کر ڈالوں اُسنے کہا میرے پاس اسقدر روپیہ اسوقت موجود نہیں ہے کہ میں موتی بھی لے سکوں اور لعل بھی اگر آپ لعل کو
فروخت فرمائیں تو اُسکی گفتگو میرے آپ سے ہو خواجہ نے کہا کہ گو میرا قصد لعل کے فروخت کرنے کا نہ تھا مگر تمکو
پسند ہے تو اچھا اسی کو لے لو اسکی قیمت چار لاکھ روپیہ ہے یہ سنکے اُسنے اُٹھا کر خوب دیکھا بھالا جواہر میں سے

بھی دیکھا اُسکے بعد کہا کہ اگر آپ خفا نہ ہون تو کچھ مین بھی کہون خواجہ نے کہا کہ اسمین خفا ہونے کی کیا بات ہی جو تمھاری
نگاہ مین سماتے وہ تم بھی کہو اُسنے کہا کہ مین اسکے دو لاکھ روپیہ دیتا ہون خواجہ نے وہ لعل اُسکے ہاتھ سے
لے لیا اور کہا کہ صاحبزادے ہو اا کو نگاہ رکھتے ہو مگر ہماری نگاہ کو کہان پہونچ سکتے ہو اگر اسکے ساتھ کے
کوئی ہم کو تین لاکھ دے تو مین دس بیس لیتا ہون ایک دو تو نہین اور اگر کوئی جھوٹ بھی بولے گا تو اسقدر
کہ نصف قیمت جھوٹ کہیگا اگر فرق رکھے گا تو بس پانچ ہزار کا یہ جو خواجہ نے کہا کہ اُسنے کہا کہ آپ برہم
نہ ہون جس قیمت کو آپ کو فروخت کرنا ہو وہ فرما دیجیے کہ یہ قیمت اسکی ہی خواجہ نے کہا کہ بھائی یہ لینے دینے
کا معاملہ ہی خیر اسکی قیمت تو بہت کچھ ہی مگر مین تین لاکھ سے کم نہ لونگا چاہیے تم لو چاہیے نہ لو اُسنے کہا کہ ابھی
قیمت بہت ہی یہ جو اُسنے کہا خواجہ نے ڈبیہ اٹھا کر لعل کو اُسمین رکھا اور قصد کیا کہ جیب مین رکھ لین اُسنے
کہا کہ آپ برہم نہ ہون ذرا مجھکو پھر دیجیے مین دیکھ لون خواجہ نے اُسکو دیا اُس نے اُسکو بڑی دیر تک دیکھا دیکھ بھال کر
کہا کہ جو کچھ کسر ہو وہ بھی نکال ڈالیے خواجہ نے کہا کہ اب اسمین کسر نہین ہی اگر ضرورت نہ ہوتی تو مین چار لاکھ سے
کم کو نہ فروخت کرتا اسکے ساتھ کے مین ساڑھے تین لاکھ و چار لاکھ کو فروخت کئے ہین اسوقت اسی سبب
سے فروخت کرتا ہون کہ میرے پاس صرف روزمرہ کے لیے روپیہ نہین ہی دوسرے تمھاری پسند ہی اگر تم کو لینا ہو
تو تین لاکھ روپیہ دو ورنہ گفتگو ہو کر دین نے تو موتی کے فروخت کا قصد کیا تھا اسکی تو خبر نہ تھی ایک لعل بھی میرے
پاس ہی یہ تمھاری تقدیر سے نکل آیا اسنے بھی مین موتی خیال کرتا تھا یہ جو خواجہ نے کہا اُسنے کہا کہ بہت خوب روپیہ
لیجیے یہ کہکر اُس نے وہ لعل اُٹھا کر اُس ڈبیہ مین رکھا اور قصد کیا کہ جہان اور سب جواہرات کے ڈبے رکھے ہوئے
ہین رکھون خواجہ نے کہا کہ افسوس تم کو اسکی قدر نہ ہوئی بھائی تم کو جواہرات کے رکھنے کا طریقہ نہین معلوم
تم کو کسی نے بتایا نہین ہی لاؤ مین رکھدون ایسی گران قیمت اشیا کوئی یون رکھتا ہی جو خراب ہو جائین یہ سنکے
اُسنے خواجہ کے ہاتھ مین دیا خواجہ نے اُسکو روئی مین رکھکر کہا کہ یون رکھتے ہین اور پھر اُسکو دے دیا وہ بہت
بڑا جوہری تھا گو کم سن تھا مگر ایسی نگاہ رکھتا تھا کہ دور دور سے لوگ اسکے پاس جواہر بھیجتے تھے کہ پہلے اسکو
یہ دکھلا دو وہ پرکھ کر روانہ کرتا تھا شہر شہسوار ریہ مین اُسکے برابر جواہری کسی کی کوٹھی نہ تھی ہر روز دو چار لاکھ کا
مال فروخت ہوتا تھا اور خریداری بھی کرتا تھا خواجہ نے خیال کر لیا تھا کہ یہی دکان بڑی ہی اسی کو ٹھیک کرنا لازم ہی
اُس نے جب خوب جانچ لیا تو تین لاکھ روپیہ دینا قبول کیا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ پانچ لاکھ کا ہی جس
سرکار مین جا ہونگا فروخت کر لونگا اسمین دو لاکھ نفع کے ہونگے یہ تصور کر کے خرید لیا خواجہ سے کہا کہ سب
روپیہ لیجیے گا یا اشرفیان خواجہ نے کہا کہ میرے ہمراہ کوئی ملازم نہین ہی اگر ملازم بھی ہوتا تو تین لاکھ روپیہ [illegible]
گاڑی وغیرہ کے جا نہین سکتا ہی اگر تمھارے پاس نوٹ ہون تو دو لاکھ کے نوٹ اور باقی روپیہ کی اشرفیان
اور ایک ہزار روپیہ نقد دے دو اُس نے کہا کہ بہت خوب صندوقچہ کھول کر نوٹ دیے اور کچھ اشرفیان
اور ایک ہزار روپیہ نقد دیے خواجہ نے سب نوٹ دیکھکر روپیہ اشرفی پرکھکر اپنے پاس رکھے اور سب بندوبست
کر کے دکان پر سے اُٹھے وہ موتی کی جوڑی بھی اٹھا لی اُسکے ساتھ اُس کی موتی کی جوڑی بھی بڑی چالاکی سے
اُٹھائی کہ وہ نہ دیکھ سکا اُٹھا کر وہان سے لپٹے ہوئے آگے بڑھکر صورت بدل کر پھرنے لگے اب جو اُس نے
خیال کیا تو وہ موتی کی جوڑی نہین ہی وہ پریشان ہوا اور گھبرانے لگا ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا جب نہ
ملی تو اپنا سر پیٹنے لگا اور شور و غل کرنے لگا کہ وہ سوداگر جس نے ایک لعل میرے ہاتھ فروخت کیا اور
تین لاکھ روپیہ اسکی قیمت مین نے دی مین نے روپیہ نکالتے لگا اُسنے میری چار لاکھ کی موتی کی جوڑی
چرالی مین تو لٹ گیا اب تو سب بازار اُسکا آ گئی اُس سے دریافت کرنے لگے کہ آپ بھی [illegible]

تھے وہ بھی اپنی اپنی دکان پر نوکروں کو چھوڑ کر آئے اُس سے دریافت کیا اُس نے سب حال بیان
کیا ہر ایک حیران ہوا صورت دریافت کی اُس نے صورت بتائی ہر ایک نے کہا کہ ہاں ہم نے بھی دیکھا تھا وہ اسی طرف
کو گئے ہیں آئے تو کہو وہ تو رستے گئے آپ کہاں ہوں تو ملیں انھیں لوگوں میں صورت بدلے ہوئے موجود ہیں خود
بھی کہہ رہے ہیں کہ ہاں میں نے بھی تمھاری دکان پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اُسکی صورت سے تو یہ بات نہیں
ظاہر تھی کہ چور ہے معلوم ہوتا ہے کہ دھوکے سے اُٹھا لیا ہے جب مکان پر جائیگا تو دیکھے گا ضرور دے جائے گا
اُس نے کہا کہ وہ کیا خوب اچھا دھوکا ہے کوئی ایسا نہیں ہے کہ پرایا مال دھوکے سے لیے جائے سب نے
کہا کہ برادر بیٹھا کیوں اُس نے کہا آپ کا نام بھی تو نہیں معلوم ہے نہ مکان کا پتہ کہ کہاں اترا ہے جب وہ اپنی حالت
تباہ کر کے نکلا آپ نے بھائی آنکھ بچا کر اُس مقام پر سے چلے گئے اور ایک گوشہ میں جا کر اپنی پہلی صورت بنا کر اُسی
طور سے چلے آئے جب قریب پہنچے سب کو ہٹا کر دکان پر آ گئے اب جو لوگوں کی نگاہ پڑی سب نے
کہا کہ آ گئے آ گئے انھوں نے کہا کہ بتائیے ہم کیا ہوا ہے اور یہ تمھاری کیا حالت ہے اُس نے کہا کہ کچھ نہیں وہ
جو موتی کی جوڑی میں نے آپ کو دکھائی تھی وہ دکان پر سے غائب ہو گئی آپ بولے بھائی وہ میں نے
دھوکے سے اُٹھا لی خیال نہ رہا اب جو جا کر مکان پر دیکھا جہاں میں اترا ہوں میں نے جو خیال کیا تو تمھارے دونوں
موتی میرے پاس تھے بس میں نے کہا کہ ہیں خدا را رستے سے اُلٹے پاؤں پلٹا کہ جا کر تم کو دے دوں کیونکہ تم کو تو
معلوم نہیں ہے تم پریشان ہو گئے اس خیال سے آیا یہاں آ کر تم کو پریشان دیکھا لو یہ موتی تمھارے حاضر ہیں بھائی
انکو خوب دیکھ لو اُس نے موتی لے کر خوب دیکھ بھال لیے خواجہ نے کہا کہ بھائی دیکھ لیا اب میں جاتا ہوں
اُس نے کہا کہ آپ تشریف نہیں رکھیں مجھکو اپنے اسم سامی سے تو آگاہ فرمائیے اور جہاں فروکش ہیں خواجہ نے
کہا کہ بھائی مجھکو خواجہ دوست کر کہتے ہیں اور فلاں مقام پر جو سرا ہے اُسمیں میں اترا ہوں اب جاتا ہوں بہت تھک
گیا ہوں اُس نے کہا کہ آپ کو تکلیف بہت ہوئی خواجہ نے جواب دیا کہ تکلیف کیوں ہوئی تم کو تمھارا مال
مل گیا مجھکو بڑی فکر تھی کہ تم یہ کہو گے کہ میری جوڑی موتی کی چرا لے گئے اُس نے کہا کہ آپ نے اور پھر بھلا ایسا
گمان ہو سکتا ہے خواجہ نے کہا بھائی طبیعت بدل جاتے ہوئے کیا دیر لگتی ہے کوئی کسی کے دل میں بیٹھا
نہیں ہے ایمان کا معاملہ ہے یہ بہت جلد خراب ہو جاتا ہے ایسی ایسی باتیں کر کے خواجہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں
یہ کہکر خواجہ وہاں سے روانہ ہوئے دو چار قدم بڑھ کر صورت بدلی اور پھر ادھر اُدھر پھرنے لگے جو لوگ وہاں جمع ہو گئے
تھے وہ باہم یہ ذکر کرتے ہوئے چلے کہ بھائی بہت ایماندار سوداگر تھا کہ اُس نے موتی لا کر دے دیے ورنہ ضرور دھو
کے سے چلے گئے اگر پھر اگر لے جاتا تو کبھی نہ لا کر دیتا اُس نے وہ موتی اُٹھا کر رکھ لیے راوی نے بیان کیا ہے کہ آپ
نے وہ لعل بھی مصری کا بنا ہوا دیا تھا اور یہ موتی بھی پس جب شام ہوئی سب لوگ دکانیں بڑھا بڑھا کر
اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے آپ بھی بازار سے کچھ خرید کر کے اُستاد چوراں پیشہ دیکھ سرا میں آ گئے ایک کوٹھری
کرایہ کی لے کر اترے ادھر قران جو چلے تھے وہ اس شہر میں آ کر سوچے مگر انھوں نے بھی خوب شہر کی سیر کی
خواجہ کی عیاری دیکھی وہ لعل کا فروخت کرنا اور موتی بدل کر دینا سب دیکھا اُسکے بعد قران بھی اُس
سرا میں آئے جہاں برق ثانی و ضرغام ثانی اُترے تھے قران تا لف نے ان سب کو پہچانا قریب
آ کر صاحب سلامت کی گو یہ لوگ ساحر کی صورت پر تھے قران نے پہچان لیا برق نے قران کو پہچانا باہم
اشارہ بازی ہوئی قران نے اشارہ سے کہا کہ استاد بھی آئے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم کو معلوم ہے قران
بھی ایک کوٹھری لے کر اترے کہ وہ رات بسر ہوئی بہت تڑکے قران تو نکل کر چلے گئے اور پہر دن چڑھے شہر آ کر
ایک گوشہ میں نماز ادا کی ادھر برق و ضرغام سرا سے نکل کر طرف دربار کے چلے قریب دربار پہنچ کر چوبدار

کی صورت بن کر سرداروں کے ہمراہ داخل دربار ہوئے برق ثانی وضرغام ثانی نے دربار کو خوب آراستہ
پایا کہ ہزاروں ساحر کرسیوں پر زرنگار پر بیٹھے ہوئے ہیں سمندر شاہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے اس کے
پایوں کی جگہ چار شیر لگے ہوئے ہیں طلائی وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں عشاق استاد
سمندر برابر تخت کے بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہیں مثل گلاب جادو و زرورق جادو و مشعلاق
جادو و دامراق جادو و اشفاق جادو و حیران جادو و گرداب جادو و موج زن جادو و دریا بار
جادو و حیران جادو و حباب ساز جادو و موج خیز جادو و طوفان جادو و ملکہ طغیان جادو
و ملکہ یاسمن جادو و ملکہ جمال آرا و ملکہ زہرہ جمال و ملکہ نیلوفر جادو وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں قریب
دو ہزار کے ساحرہ ہیں اور بہت سے ساحر ہیں دربار خوب آراستہ ہے سمندر کے سر پر چتر طلائی گردش کر رہا ہے
ایک [illegible] رکھی ہوئی ہے اسکے چاروں گوشہ پر چار گلدستہ رکھے ہوئے ہیں سامنے آئینہ لگا ہوا ہے
اُس [illegible] پر ایک مسند و تکیہ رکھا ہوا ہے اور ایک سنگ مرمر کا تخت ہے سمندر کبر و غرور سے بیٹھا ہوا ہے
ارکان سلطنت حاضر ہیں چوبدار ایستادہ ہیں موجود ہیں عیار بھی کھڑے ہوئے ہیں اور خاص جو سمندر شاہ
کا عیار ہے اسکا نام [illegible] ہے وہ ایک کرسی طلائی پر بیٹھا ہوا ہے اسکے برابر دو کرسیاں ادھر اُدھر استاد
ہیں [illegible] اسکے چار شاگرد رشید بیٹھے ہوئے ہیں قریب ہزار بارہ سو کے عیار اسکی پشت پر کھڑے ہوئے ہیں
جو سمندر کا عیار ہے اسکا نام مہتر گرداب زن ہے اور وہ جو چار شاگرد ہیں انکے نام یہ ہیں مہتر موج افزا
مہتر حباب آسا مہتر دریا سگان مہتر طوفان لقب زن یہ سب عیار حاضر ہیں سمندر ان سے کہہ رہا ہے
کہ تم نے لشکر اسلام کے عیاروں کی عیاری سنی کہ انھوں نے کس غضب کی عیاری کی اور کیونکر آفاق
کو رہا کر لے گئے اور کیونکر ہم کو بیہوش کیا میرے سحر نے میری جان بچائی جب سے وہ دریا
شیر رنگ کے کنارے آئے ہیں کتنی عیاریاں کر چکے ہیں تم نے آج تک کوئی عیاری نہیں کی مہتر گرداب
نے جو کہ سب کا افسر ہے اور سمندر کا عیار ہے عرض کیا کہ وہ کیا عیاری کرینگے جس دن غلام قصد کرے گا
گرفتار کر لیگا میرے سامنے کیا انکی اصل ہے صرف میرے قصد کرنے کی دیر ہے اسکے ان چاروں
شاگردوں نے کہا کہ استاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم میں سے ایک کافی ہے سمندر نے کہا کہ دیکھا
جائیگا تم کو بھی حکم دیا جائیگا مہتر گرداب نے کہا کہ حضور یہ جو آپ نے عیاریاں جس دن سے اس سرحد میں
داخل ہوا ہے کی ہیں فقیر سے اور شاگرد کرتے ہیں یہ عیاریاں کیا کرینگے جب میرے اسکے مقابلہ ہوگا تو
عیاروں کا انتقام ہوگا ابھی تو میں خاموش ہوں جب میں دیکھونگا کہ وہ کسی طرح سے باز نہیں آتے ہیں جا کر
گرفتار کر لاؤنگا سمندر یہ سنکے خاموش ہو رہا پھر کچھ نہ کہا برق وضرغام نے کہا کہ یہ اپنے کو بہت
بڑا عیار تصور کرتا ہے ان دونوں نے اپنے دل میں کہا کہ جب استاد سے مقابلہ ہوگا تو حال معلوم ہوگا
ساری اکڑ نکل جائیگی اسوقت کی سب تقریر بھی فراموش ہو جائے گی یہ عیار تو یہ
خیال دل میں کر رہے تھے اُدھر خواجہ جو سرائے میں بیدار ہوئے امور ضروری سے فراغت کر کے سرا سے باہر
آئے ایک صورت پر تیار ہو کر جانب دربار کے چلے قریب دربار پہونچ کر ایک سردار کے ہمراہ داخل دربار ہوئے
انھوں نے بھی دربار کو خوب آراستہ پایا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے پہلے انکی نظر مہتر گرداب پر پڑی انھوں نے
اسکو دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا مکار ہے خواجہ نے ادھر اُدھر خوب دیکھا تو دیکھا کہ برق ثانی اور
چالاک ثانی چوبدار کی صورت بنے ہوئے کھڑے ہیں خواجہ انکو دیکھ کر اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ ناخلف
یہاں بھی پہونچے اور مجھ سے قبل آ گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ و برق ثانی و ضرغام ثانی یہاں

دربار میں سمندر کے ہیں سمندر کا دربار آراستہ ہی کیسے کیسے ساحران نامی وگرامی زن و مرد جمع ہیں دربار خوب
آراستہ ہی ایک مرتبہ نہ طاق کی طرف سے ایک ابر سیاہ اٹھا اور طرف دربار سمندر کے چلا ہوا سے گرم چلنے لگی
ایسی ہوا چلتی تھی کہ جیسے لو چلتی ہی یہاں سب دربار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہوا سے گرم کے جھونکے آنے لگے
در و دیوار جلنے لگے اُس سے شعلہ نکلنے لگے سب نے پریشان ہو کر سمندر کی طرف دیکھا کہ سمندر بھی سر سے پاؤں
تک پسینہ میں غرق ہی شور شدت گرمی سے لال ہو رہا ہی عجب عالم ہی ہر ایک کو پیاس معلوم ہونے لگی کہ سمندر
سے عشاق نے کہا کہ یکایک اس قدر لو چلنے لگی ابھی تو اس قدر گرمی بھی نہیں پڑتی ہی یہ ایسا دن آیا ہی کہ
لو چلنے لگی کیا سبب ہی سمندر نے کہا کہ استاد میں خود حیران ہوں یہ کہکر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ استاد
کوئی دم میں پیدا ہوئی جاتی ہی دیکھیے ابر اٹھا ہی ضرور برسے گا کیونکہ اسکے آثار کہے دیتے ہیں عشاق اور سب
اہل دربار نے دیکھا کہ درحقیقت ابر اٹھا ہی مگر ایک ٹکڑا سا ہی عشاق نے کہا کہ کیا برسے گا چھوٹا سا ٹکڑا ہی چند
بوندیں بارانی پڑینگی اس سے تو اور زیادہ گرمی ہو جائے گی سمندر نے کہا کہ جی نہیں یہ خوب برسے گا وہ ابر بلند
ہوتا ہوا چلا آتا ہی جوں جوں ابر بلند ہوتا ہی وہ وہ گرمی زیادہ ہوتی ہی اور ہوا شدت سے چلتی ہی کہ وہ ابر قریب آیا اور
جو جھونکا ہوا کا آیا اُس سے تن بدن کو جلا دیا کپڑے تمام جسم پر گران معلوم ہونے لگے کہ سمندر نے گھبرا کر اُس
ابر کی طرف دیکھا معلوم ہوا کہ اُس ابر سے شعلہ نکل رہے ہیں اور برقیں چمک رہی ہیں رعد کی گرج بشدت ہی ہوا
گرم کے جھونکے کثرت سے ہیں یہ دیکھ کر سمندر نے عشاق سے کہا کہ استاد معلوم ہوا کہ یہ ہوا اور ابر و گرمی کسی
اور سبب سے نہیں ہی کوئی ساحر نہ طاق سے آیا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند کو علم خدائی سے معلوم ہو گیا کہ لشکر اسلام
نے سمندر پر لشکر کشی کی ہی انھوں نے میری کمک کو کسی ساحر کو روانہ کیا ہی ملاحظہ فرمائیے کیسے شعلہ آگ کے گر
رہے ہیں اور جوں جوں ابر قریب آتا ہی دوں دوں گرمی زیادہ ہوتی ہی ہوا سے گرم کے جھونکے آتے ہیں عشاق نے
دیکھکر اُس ابر کی طرف کہا کہ تمہارا خیال بہت ٹھیک سا ہی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ ابر آکر صحن دربار پر محیط ہوا
اور برق تیکی شعلہ نکلے رعد کی گرج معلوم ہوئی ہوا شدت سے چلی ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ اُس ابر سے تخت
پیدا ہوا بعد اُسکے ایک مسہری ظاہر ہوئی اُس مسہری پر ایک ساحر بیٹھا ہوا ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ بڑے
بڑے سر کے بال کھلے ہوئے ادھر اُدھر پڑے ہوئے ایک لنگ باندھے ہوئے کرتہ پہنے ہوئے جوگی شانہ پر پڑی دوزانو
تخت پر بیٹھا ہوا تخت دھوئیں سے اڑتا ہوا چلا آتا ہی وہ مسہری اُسکے عقب میں ہی یہ واقعہ دیکھکر ہر ایک حیران تھا
کہ یہ تو نیا واقعہ ہی کوئی ساحر آج تک اس طریقہ سے نہیں آیا سب اُسی طرف دیکھنے لگے جب وہ تخت
نیچا ہوا تو سمندر نے پہچانا ایک مرتبہ اپنے تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا اس طور سے کہ جیسے کوئی بڑا سے تعظیم
کھڑا ہوتا ہی سمندر کا کھڑا ہونا تھا کہ سب اہل دربار کھڑے ہوگئے عشاق نے کہا کہ اے سمندر یہ کون ہی سمندر
نے کہا کہ استاد یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی اُسنے وہ سحر بارہ برس مشقت کرکے تیار کیا ہی اگر کروروں ملک
ہوں ایک دم میں جلا دے میرا بڑا دوست ہی مجھ سے اُس سے بڑی ملاقات ہی اسکا نام عشاق نہ طاقی
ہی جب میں نہ طاق میں تھا تو میرے اسکے بڑی ملاقات تھی ہر روز صحبت رہتی تھی معلوم ہوتا ہی کہ میرے
اوپر لشکر کشی کی خبر سنکے میری کمک کو آیا ہی اب مجکو کسی کی ضرورت نہیں ہی صرف یہی کافی ہیں ایک دم
میں تمام لشکر کو جلا دینگے لشکر اسلام کی کیا حقیقت ہی یہ وہ ساحر ہی جس سے ہمیشہ خداوند خوف کرتے
رہتے ہیں کیونکہ جس قدر اسنے ریاضت کرکے سحر تیار کیا ہی اور اس سحر پر قابض ہوا ہی دوسرا کوئی نہیں بارہ
برس تک سحر ریاضت کیا اور سحر تیار ہوا اور اس سحر کا توڑ نہیں ہی ہاں جو کوئی بارہ برس تک ریاضت کرے تو یہ
حاصل ہو سکتا ہی کہ اسکا توڑ پیدا کرے یہ خداوند کو باج نہیں دیتا ہی اسکا بڑا مرتبہ ہی میں اسکے آنے سے

بہت خوش ہوگیا یہ کہتا ہوا سمندر مع جمیع اہل دربار کے صحن میں آیا کہ وہ تخت بھی زمین پر اترا یا اب سب نے
دیکھا کہ ایک ساحر قدآور سیاہ رنگ جیسے شب دیجور بڑے بڑے دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے موٹے موٹے ہونٹ
اوپر کا پرہ بینی سے گذرا ہوا لب زیرین ٹھوڑی سے لٹکا ہوا منہ پر تمام چیچک کے داغ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھڑون
نے تمام منہ کو نوچ لیا ہے نیلے نیلے ہونٹھ کالی کالی رنگت بڑے بڑے بال آنکھیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تنور روشن
ہیں موٹے موٹے ہاتھ پاؤں نیلا کرتہ پہنے ہوئے سیاہ لنگ باندھے ہوئے چوٹی شانہ پر پڑی ہوئی کانوں کے نیچے
لٹکے ہوئے پڑے ہوئے بازوؤں پر لپٹے ہوئے عقرب کیسے کیسے سیاہ پیشانی پر بیٹھے ہوئے نیش زنی کر رہے ہیں
تخت پر بیٹھا ہے اور چار سیاہ ایک مسہری کو اٹھائے ہوئے ہیں جب تخت زمین پر پہونچا سمندر اور اسکی چار
نگاہ ہوئی سمندر نے سلام کیا اس نے مسکرا کے بڑے غرور سے جواب سلام دیا اور تخت پر سے اترا سمندر نے
بڑھکر اسکا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ بھائی اچھے رہے اس نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہوں تمہاری صحت وری مزاج
کا خواستگار ہوں شب و روز میری یہ دعا تھی کہ میرے تمہارے ملاقات ہو کیونکہ جب سے تم نطاق سے آئے
ہو اس روز سے ملاقات نہیں ہوئی اسکو زمانہ کوئی دو سو برس کا ہوا ہوگا سمندر نے کہا کہ ہم یہاں کیا آتے ہیں میرا
بھی جی تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا مگر میں ایسے آلام میں مبتلا ہو گیا ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا ہوں تشریف
رکھو گے تو بیان کرونگا اس نے جواب دیا کہ بھائی میں بھی ایک عجب بلا میں مبتلا ہوا ہوں اور بڑی ضرورت سے
میرا آنا ہوا ہے ورنہ میرا آنا کیوں ہوتا ہاں جب تم کبھی نطاق میں آتے تو ملاقات ہوتی سمندر نے کہا کہ بھائی کیا
بلا پیش آئی جسمیں تم مبتلا ہوا اسنے جواب دیا کہ چل کر بیٹھو تو بیان کردن کہ جس ضرورت سے میں آیا ہوں یہ باہم کلام
کرتے ہوئے سمندر و عشاق نطاقی دربار میں آئے سمندر نے کرسی برابر اپنے تخت کے بچھوائی وہ اشیر
بیٹھا سمندر تخت پر بیٹھا وہ مسہری سامنے لاکر ان سیاہوں نے رکھدی خواجہ اور عیاروں نے جو اسکی صورت
دیکھی ہونٹ چباتے رہے کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہے صورت تو دیکھو مگر حیران ہیں کہ یہ مسہری کیسی ہے اشیر کا منہ پھر
خود سمندر حیران تھا کہ یہ مسہری کیسی ہے اور اسکے اہل دربار بھی حیران تھے جب ہوا مسہری کی طرف سے آتی تھی تو
اس قدر گرم ہوتی تھی کہ ناگوار گذرتی تھی جب سب بیٹھ چکے اس وقت سمندر نے اس سے کہا کہ بھائی بیان کرو
کہ تمہارے آنیکا کیا سبب ہوا اس نے کہا کہ تم پہلے اپنی حالت بیان کرو سمندر نے کہا کہ میرا ایسا قصہ طویل
ہے اسکے سننے کو ایک زمانہ چاہیے اور ایک وقت کیونکہ اس نے کہا کہ میں جس ضرورت سے آیا ہوں اگر بیان کرونگا
تو تم اسمیں مصروف ہو جاؤ گے تمہارا قصہ میں نہ سن سکونگا سمندر نے کہا کہ اچھا میں مختصر کر کے بیان کرونگا
سمندر اسکے ساتھ بڑی عزت و آبرو و تعظیم و اکرام سے پیش آیا وہ بہت خوش ہوا سمندر نے آنا لشکر اسلام کا
دریاے سبز رنگ کے کنارے سے سحران کا مقابلہ کرنا صنوبر شاہ کا مسلمان ہونا اپنے ساحروں کو روانہ کرکے
صنوبر کو گرفتار کرا لینا اسکو بھی دریاے سبز رنگ میں قید کرنا سحران کا سرداران اسلام کو گرفتار کرنا آفتاب
داود اپنے سپہ سالار کو ہمراہ کر کے سحران روانہ کرنا عیاروں کا اس پر عیاری کرکے آفتاب کو قتل کرنا سمو ہمراہ
کا شریک ہو کر سحران کو قتل کرانا ماہیان طوفان کش کا اسم اعظم سمندر کا خواجہ کا عیاری کرکے ماہیان کو
قتل کرنا دریا کا تماشا دیکھنا بہار افزا کا برباد ہونا بہار کا قتل سے صاحبقران کا
آنا اپنا ملک روانہ کرنا اور سپہ سالاروں کی طرف روانہ کرنا عشاق اپنے دکانا شہر تقلیبیہ ہونا
یقیق کا شریک لشکر اسلام ہونا صاحبقران کا وہاں سے کوچ کرکے آنا یہاں بھی مقابلہ ہونا اور
سہراب شاہ کا بھی شریک ہونا اقبال شاہ اقبال شاہ وغیرہ کا شریک صاحبقران ہونا صاحبقران کا
قریب سمندر کے آنا اپنا چند ساحروں کو روانہ کرنا کہ راہ میں روکو انکا ہاتھ سے سہراب و غزالان کے قتل ہونا

انکے علاوہ ان سب کو جلادونگا تم اطمینان رکھو میری بلا دفع ہونے دو میری مصیبت کٹنے دو مجھکو امید
بڑی تھی کہ یہان میری مصیبت دفع ہوگی مین اس بلا سے ضرور نجات پاؤنگا عجب نہین مگر شرط یہ ہی
کہ اگر تمھاری توجہ ہوگی اور تم مہربانی کروگے اور مجھہ میری ملاقات کا خیال کروگے اس حالت مین میری
مصیبت دفع ہوگی ورنہ مین اسی طور سے مبتلا رہونگا مجکو تمھاری ملاقات پر بڑا بھروسا ہی اسی امید پر
یہان آیا ہون سمندر نے کہا کہ بھائی بیان توکرو جہان تک میرے امکان مین ہوگا مین کوشش کرونگا
کسی قسم کی کوشش مین کوتاہی و پہلو تہی نہ کرونگا اور جہان تک ممکن ہوگا اسکو انجام دونگا بشرطیکہ
میرے امکان مین ہو ہان اسوقت مجبور رہون کہ میرے امکان مین نہ ہو یا میری کوشش سے ممکن نہو
تو مجبوری ہی عشتاق نہ طاقی نے کہا کہ آپ کے امکان مین ضرور ہی اور آپ کو کچھہ کوشش نہ کرنا پڑے گی
صرف زبان کا ہلانا ہوگا سمندر نے کہا کہ بھائی از براے خداوند تصویر بیان کرو مجکو خفقان ہوتا ہی عشتاق
نہ طاقی نے کہا کہ سنیے وہ بلا یہ ہی کہ یہ جو سہری آپ ملاحظہ کرتے ہین آپ اسکو خیال کرتے ہین کہ یہ کیون
میرے ہمراہ ہی یہی بلا ہی کہ میرے ہمراہ ہی اسکا سبب یہ ہی کہ اس سہری مین میری نانی امان ملکہ شعلہ جادو
ہین آپ بخوبی واقف ہین کیسی ساحرہ زبردست ہین اور بڑی ساحرہ ہین گو انکا سن کوئی ہزار برس
کا ہوا ہی جب سے پیدا ہوئین اس وقت سے کبھی علیل نہین ہوئین اکثر آپ نے بھی انسے ملاقات کی ہی
تعلیم سحر پائی ہی وہ آپ کو بھی مثل میرے تصور فرماتے ہین جب سے آپ یہان آئے ہین کئی مرتبہ
فرمایا کہ مین سمندر کے پاس جاؤنگی مین نے اسے بہت دن سے نہین دیکھا ہی میرا دل لگا ہوا ہی وہ بہت
لائق لڑکا ہی مگر انکار و نیز کہی سے مہلت نہ ملی کہ آتین اور یہ بھی آپکو معلوم ہی کہ جس دن سے سن تمیز
کو پہونچین اس دن سے سواے اعمال سحر کے کوئی کام نہ کیا ہمہ تن سحر خود ہو رہی ہین انکے سحر کا کیا کہنا
خیانچہ مانی امان ایک برس سے تپ شدید مین مبتلا ہوئی ہین پہلے تو یہ خیال ہوا کہ عارضی بخار رہے
جاتا رہیگا دوایک دن دوا نہ کی جب نہ گیا تو بید وغیرہ سے رجوع کی بہت سے نسخے پیے گئے کوئی
فائدہ مند نہوا دن بدن بخار مین ترقی ہونے لگی قوت کم ہونے لگی اب فکر پیدا ہوئی اطراف و جوانب
سے بید طلب کیے انکا علاج کرنے لگا روپیہ ٹھیکری کردیا مگر فائدہ کچھہ نہوا بموجب مصرعہ مرض
بڑھتا گیا جون جون دوا کی * اب تو یہ نوبت پہونچی ہی کہ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا ہی طاقت نے جواب دیا
ضعف نہایت بڑھگیا ہر وقت بخار رہنے لگا اب جس نے کہا کہ فلان مقام پر بہت عمدہ حکیم یا بید ہی مین نے
اسکو طلب کیا اگر اسنے آنے مین انکار کیا انکو خود لیکر گیا یہ سہری تیار کی انکو اسمین لٹایا یا سحر سے
پتلے تیار کیے خود تخت پر سوار ہوا انکو لیکر گیا وہان جاکر علاج کیا دس پندرہ دن مین جب مرض مین
کچھہ کمی ہوئی وہان سے دوسرے ملک مین گیا اسی طور سے قریب چھہ ماہ کے گذر رہے ہین اب تو یہ حالت
ہی کہ کسی وقت غفلت کم نہین ہوتی ہی ہر وقت آنکھین بند کیے ہوے پڑی ہین نہ کھانا ہی نہ پانی ہی
جب دوا تیار ہوگی مین نے غفلت سے ہوشیار کیا جب ہوشیار ہوئین دوا چمچون سے حلق مین
ٹپکا دی پھر آنکھین بند کرلین بخار کا یہ عالم ہی کہ ہمہ وقت رہتا ہی کوئی وقت مفارقت نہین کرتا ہی
مثل تنور کے شعلے جسم سے نکلا کرتے ہین دور سے گرمی محسوس ہوتی ہی کوئی پاس نہین بیٹھ سکتا ہی اگر
ہاتھ اگر اتفاق سے کسی نے جسم پر رکھدیا فوراً اسکے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا یہ بخار کا عالم ہی سوکھ کر کانٹا ہوگئی
ہین یا انکا اسقدر تن و توش تھا میری ضیق مین جان ہی ملاحظہ فرمایے کہ اس قدر بخار کی گرمی ہی کہ جب
ہوا اس طرف سے آتی ہی توگرم آتی ہی سمندر نے کہا مین خیال کرتا تھا کہ یہ ہوا گرم کیون آتی ہے

اسکا کیا سبب ہی معلوم ہوا کہ اسکا سبب یہ ہی عشتاق نہ طاقی نے کہا کہ بھائی مجھسے کوئی حالت دریافت
کرے کہ بچا کیسا ہی مین تو ہر وقت دیکھتا رہتا ہون میرا دل خوب جانتا ہی بھائی تم یہ خیال کرو کہ سوا سے
نانی امان کے کوئی بزرگ سر پر نہین ہی اگر یہ بھی خدا نخواستہ گذر گئین تو بڑی خرابی ہوگی کون ہم لوگون کا خبر
لینے والا ہی یہ بہت بڑی فکر ہی اسی فکر مین میرا کھانا پینا ترک ہوگیا رات دن اسی خیال مین غرق رہتا
ہون کہ کوئی تو ایسا حکیم حاذق ملے جسکے علاج سے صحت ہو کوئی نہین ملتا ہی بھائی روپیہ پیسے کی الگ
بربادی جان کی جدا ہلاکت تم یہ خیال کرو کہ جس دن سے نانی امان علیل ہوئی ہین اُس دن سے آج تک
دس ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہی اسکا تو کچھ خیال نہین ہی ہان یہ خیال ہی کہ کسی طرح صحت ہو جانے چاہیے
کل روپیہ صرف ہو جائے مین فقیر ہو جاؤن پھر حاصل کر لونگا چنانچہ مجھکو خیال آیا کہ نہ طاق مین ایک حکیم
حاذق تھے اُنھون نے جسکا علاج کیا وہ صحت پا گیا گو اُنکا مذہب دوسرا تھا اگر وہ زندہ ہون تو اُنکا
علاج کرون کیونکہ مین کوئی دو سو برس سے جب سے تم یہان آئے ہو مین بھی نہ طاق کو نہین گیا ہون
نہ وہان کے حالات کی کچھ خبر معلوم ہوئی مین نانی امان کو لیکر گیا معلوم ہوا کہ اُنھون نے انتقال کیا دریافت کیا
کہ کوئی اُنکی اولاد مین سے یا اُنکے شاگردون مین سے ہی تو معلوم ہوا کہ کوئی نہین ہی ہان یہ معلوم ہوا کہ سمندر مین
ایک بہت بڑے حکیم ہین کہ اُنکا بھی مثل و نظیر نہین ہی مگر خدا پرست ہین وہ جسکا علاج کرتے ہین اُسکو صحت
ہوتی ہی یہ جو مین نے سُنا خوش ہوگیا کہ اچھا ذریعہ تم سے ملاقات کا بھی نکلا اور دل نے گواہی بھی دی کہ نانی
امان کو صحت ضرور ہوگی بس مین وہان سے اُسی دن روانہ ہوا بلکہ خداوند کو بھی اپنے آنے کی خبر نہ کی یہان اگر
پہونچا ہون بھائی اُن حکیم صاحب کو طلب کرو تا کہ وہ نانی امان کا علاج کرین کوئی صحت کی صورت ہو بس اگر
نانی امان اچھی ہو جائین تو مین ایک دن مین اہل اسلام کا خاتمہ کر دون پھر کیا منحصر ہی خود نانی امان اس حملہ مین
تمھاری ایک کر لینگی لشکر سحر کون تاب لاسکیگا کون اُنکو جواب دے سکیگا کوئی اُنکا جواب دینے والا نہین ہی یہ
جو عشتاق نہ طاقی سے کہا سمندر نے کہا کہ بھائی اصل واقعہ یہ ہی کہ جو حکیم صاحب ہین جنکا تم ذکر کرتے ہو
یہ اُنھین حکیم کے عزیز ہین بلکہ اولاد سے ہین اور جو علاج اُنکے تھے وہی اُنکے بھی ہین اُنکے بزرگ ہمیشہ
نہ طاق مین رہتے خداوند کی سرکار مین ملازم رہے ہمیشہ معقول اُنکی بڑی خاطر ہوتی تھی یہ اُسی خاندان
سے ہین وہی سب کتابین اُنکے پاس ہین جب اُنکے بزرگون نے انتقال کیا اور کوئی حکیم نہ طاق مین
نہ رہا اُنھون نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ مین جاؤن مگر مین نے نہ جانے دیا اس خیال سے روک لیا کہ ایسا شخص
پھر نہ ملنا ممکن ہوگا میرے ملازم ہین پانچ ہزار روپیہ ماہواری دیتا ہون بڑی عزت کرتا ہون علاوہ حکمت
کے علم رمل و نجوم مین بھی دخل کامل رکھتے ہین بڑے عامل زبردست ہین ہر علم کے ماسٹر ہین علم منطق و علم
فلاسفہ و علم ہندسہ و جوتش وغیرہ بھی خوب جانتے ہین ہر علم کی کتابین موجود ہین بہت سی کتابین
تصنیف فرمائی ہین ہر علم مین ان حکیم صاحب کا مثل و نظیر نہین ہی یا وہ حکیم صاحب تھے جو کہ قبل مین نہ طاق
مین تھے یا یہ ہین انکا نام حکیم بقراط حکمت ہی واقعی اپنے زمانہ کے بقراط ثانی ہین مرض کو اس قدر
جلد پہچانتے ہین کہ شاید نبض پر ہاتھ رکھا اور مرض کی تشخیص کر لی رگون کے حال سے ماہر ہو گئے نسخہ وہ
تحریر فرماتے ہین کہ جو تمام امراض پر حاوی ہو ہر مرض کی رعایت رہتی ہی یہ خیال رہتا ہی کہ مریض کی
قوت نہ زائل ہو کیونکہ وہ یہ فرماتے ہین کہ جب مریض کی قوت زائل ہوگی تو مرض سے کون مقابلہ و مجادلہ
کرے گا کیونکہ طبیعت تو ضعیف ہی اور مرض قوی ہی جب مقابلہ ہوگا مرض غالب آئے گا طبیعت مغلوب
ہوگی اور جب قوت ہوگی اور مرض سے اور طبیعت سے مقابلہ ہوگا اُسمین مرض نہ غالب آنے پائے گا

بلکہ طبیعت غالب ہوگی مرض مغلوب ہوگا تب جلد صحت ہوگی اس سبب سے مریض کی قوت کا خیال رکھنا
پرضرور ہی بھائی اُنھوں نے یہاں ایسے ایسے مریض اچھے کیے ہیں کہ جنکے بچنے کی بالکل امید نہ تھی مگر ادھر انکا
نسخہ پیا اُسی دن سے صحت ہونے لگی مرض میں کمی پائی جانے لگی و بس پندرہ دن میں مریض اچھا ہوگیا
بہت بڑی صفت یہ ہی کہ وہ جس مریض کو دیکھتے ہیں کہ یہ اچھا ہوگا اُسکا تو علاج کرتے ہیں اور جس کو
جانتے ہیں کہ یہ اچھا نہ ہوگا اُسکا علاج نہیں کرتے ہیں تم نے خوب کیا کہ تم نانی امان کو یہاں لیے آئے یہاں انکا
علاج ہوگا میرے سبب سے حکیم صاحب خوب جی لگا کر علاج کرینگے گو یہ ممکن تھا کہ اگر تم طلب کرتے تو وہ
وہاں بھی جاتے مگر جس طور سے یہاں علاج کرینگے اُس طور سے کہیں نہ کرینگے وہاں جو جاتے تو یہ خیال ہوتا
کہ جلد ہی یہاں سے جاؤں دل نہ لگتا اسوجہ سے علاج ہوتا یہاں اُنکو کچھ تو میرا خیال ہوگا اور کچھ اپنے نام کا
یہ تو تم نے خوب کیا کہ یہاں چلے آئے عشاق نہ طاقی نے کہا کہ پھر انکو طلب فرمائیے وہ کہاں ہیں کیا دربار
میں تشریف نہیں لاتے ہیں عشاق نہ طاقی نے جو یہ کہا سمندر نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ بھائی وہ ہمیشہ
دن دربار میں آیا کرتے ہیں میں اُنکی نذر ایک خلعت و پانچ سو روپیہ کرتا ہوں اور ایک بار مروارید کا اور پانچ ہزار
روپیہ کا مشاہرہ الگ مقرر ہی یہ اُنکے نذر ہی جب وہ تشریف لاتے ہیں ہمیشہ دوسرے دن دربار میں تشریف
لاتے تھے اور جب ضرورت ہوئی طلب کیا فوراً چلے آئے مگر افسوس یہ ہی کہ جس دن سے لشکر اسلام اس سرحد
میں آیا ہی اُنھوں نے تشریف لانا ترک کیا ہم اُنکی زیارت کو ترس گئے بلکہ اُنھوں نے یہ حکم دیا کہ جب تک
لشکر اسلام یہاں ہی میں دربار میں نہ آؤنگا نہ علاج کرونگا نہ کسی کو درس دونگا چنانچہ اُس دن سے
اُنھوں نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا ہی نہ علاج کرتے ہیں نہ درس دیتے ہیں نہ کسی سے ملاقات
کرتے ہیں گوشہ نشینی اختیار کی ہی اُنکی گوشہ نشینی سے بہت کام ہرج ہوتے مگر کیا کیا جائے مرد کامل ہیں
اُنپر جبر بھی تو نہیں کیا جاسکتا ہی اگر وہ یہاں سے چلے جائیں تو خرابی ہو اب تو یہ امید ہی کہ جب لشکر اسلام
سے فیصلہ ہوجائیگا تو پھر زیارت نصیب ہوگی اُس حالت میں یہ امید قطع ہوجائیگی پس اس خیال سے
میں بھی اُنپر جبر نہیں کرتا ہوں اُنکا مشاہرہ برابر بھیجا جاتا ہوں جب کچھ ضرورت ہوتی ہی رقعہ لکھ بھیجتا ہوں وہ
نسخہ تحریر کرکے روانہ کرتے ہیں اُسکا استعمال ہوتا ہی صحت ہوجاتی ہی یہ کمال کا حال ہی کہ صرف حال
سن لیا وہ بھی مریض کی زبانی نہیں تحریری اور نسخہ تحریر کردیا شفا ہوگئی یہ اُنکے کمال کا حال ہی عشاق
نے کہا کہ بھائی پھر کیا ہوگا سمندر نے کہا کہ ایک رقعہ بہت عجز آمیز تحریر کرکے اُنکو طلب کرونگا اسمیں کچھ
عذر معذرت تحریر ہوگی اگر اُنکو خیال آگیا تو وہ ضرور تشریف لائینگے اگر نہ لائے تو مجبوری ہی میں نانی امان کو
اُنکے مکان پر لیے جاؤنگا نبض دکھا کے نسخہ لکھا لاؤنگا بڑی خرابی تو یہ ہی کہ وہ ملاقات نہیں کرتے
ہیں خیر پہلے رقعہ لکھکر طلب کرتا ہوں اُسکے بعد دیکھا جائیگا عشاق نہ طاقی نے کہا کہ بھائی جلد ہی طلب
کرو کیونکہ نانی امان کی حالت بہت خراب ہی تاکہ وہ آئیں اور نسخہ تحریر کریں کوئی صحت کی صورت ہو سمندر
نے کہا کہ کوئی تمہارے کہنے کی ضرورت نہیں ہی مجکو خود فکر ہی جبتک نانی امان کی علالت سنکے بہت تشویش
ہوگئی ہی چلیے پہلے نانی امان کو دیکھ لوں اُسکے بعد حکیم صاحب کو رقعہ تحریر کروں عشاق نہ طاقی نے کہا
کہ اُٹھو دیکھو کیا حالت ہی اپنے مریض کے بچنے کی کوئی امید نہیں آخر یہ سنکر سمندر اُٹھا اور اُن سے
کرسیاں لاکر برابر مسہری کے بچھا دیئے اور آپ سمندر و عشاق نہ طاقی و دیگر سردار آکر بیٹھے عشاق
نہ طاقی نے مسہری کے پردے اُٹھائے جیسے پردے اُٹھے یہ معلوم ہوا کہ گویا تنور سے بھاپ نکلی سب نے
دیکھا ایک ضعیفہ پڑی ہوئی ہی تمام جسم پہ اُسکے چادر پڑی ہوئی ہی اس قدر سیاہ رنگ ہی کہ نگاہ کام

نہین کرتی ہی اس قدر بخار کی حدت ہی کہ جو لوگ دور بیٹھے تھے انکو بیٹھنا گراں گذرتا تھا سوا سے سانس کی آمد و رفت کے
کوئی حس و حرکت کسی مین نہین تھی بیحس پڑی ہوئی تھی آنکھین بند ہین ایک خادمہ سر پاس بیٹھی ہوئی
مگس رانی کر رہی ہی اسکی یہ حالت ہی کہ حدت بخار سے اسکی بھی حالت تغیر ہی سمندر نے نبض پر ہاتھ
رکھا اُف کہکر فوراً اُٹھا لیا ایسی بخار کی حدت تھی کہ سمندر کے ہاتھ مین آبلے پڑ گئے عشاق نطاقی نے
آواز دی کہ نانی امان نانی امان ذرا ہوشیار ہو دیکھو یہ کون ہی اور تم کہان آئی ہو جسکے دیکھنے کی بہت سی
خواہش رکھتی تھین وہ یہان موجود ہین آپکو سمندر شاہ پکارتے ہین ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمائیے
اب آپکے علاج کی تدبیر ہوتی ہی یہ بہت بڑے حکیم ہین انکا علاج کیا جاوے گا جب کئی مرتبہ
عشاق نطاقی نے صدا دی تو اُس نے آنکھ کھولی بدقت تمام ہوشیار ہوئی آنکھ کھول کر پھر بند کر لی
کہ عشاق نطاقی اُسکے نواسے نے کہا کہ ذرا اپنے کو ہوشیار کیجیے دیکھیے آپ سمندر شاہ کے دربار
مین تشریف رکھتی ہین بادشاہ آپکے برابر بیٹھے ہوئے ہین مزاج پرسی کرتے ہین انکے دیکھنے کی آپکو
بہت خواہش تھی آپ اکثر فرمایا کرتی تھین کہ مین نے بہت دن سے سمندر کو نہین دیکھا ہی میرا دل [illegible]
ہوا ہی اب سمندر شاہ موجود ہین اور آپسے کلام کی خواہش کرتے ہین تو آپ کلام نہین کرتی ہین یہ جو
اسنے کہا اُسنے کہا کہ کیا ہی بہت ضعف صدر ہے عشاق نطاقی نے کہا کہ ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمائیے
دیکھیے سمندر شاہ کیا کہتے ہین آپکے علاج کے لیے حکیم بقراط الحکمت کو طلب کیا ہی وہ آتے ہین امید
آپکو ضرور صحت ہوگی یہ جو اُسنے کہا اُسنے آنکھ کھول کر سمندر کی طرف دیکھا سمندر نے سلام کیا اُسنے
کہا کہ بیٹا جیتے رہو یہ کہکر خاموش ہوگئی سمندر نے کہا کہ آپکا مزاج کیسا ہی جواب دیا کہ بخار ہی یہ کہکر
بیہوش ہو گئی سمندر نے عشاق نطاقی سے کہا کہ چلو اب رقعہ لکھکر حکیم صاحب کو طلب کرین
یہ کہکر سمندر وہان سے اُٹھکر اپنے تخت پر آکر بیٹھا عشاق نطاقی بھی پردے سے سواری کو [illegible] کر چلا آیا اور آکر
اپنے مقام پر بیٹھا سمندر نے قلم دوات و کاغذ طلب کیا اور حکیم صاحب کو رقعہ تحریر کیا اُسمین درج کیا اُس کا
مضمون یہ تھا کہ اے مسیح زمان و اے حکیم دوران معدن حکمت مخزن علم لطافت جناب حکیم صاحب دام
الطافکم بعد تسلیمات کے یہ آپکا نیازمند سمندر [illegible] عرض کرتا ہی عرصہ ہوا کہ آپکی زیارت و قدمبوسی سے
محروم ہی نہ آپ تشریف لاتے نہ مین [illegible] آنکھین آپکے چہرہ مبارک کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہین آپ
کی زیارت کا ہر ایک خورد و کلان کو ازحد اشتیاق ہی کیسا ہی زمانہ نامبارک آیا ہی کہ ہر ایک آپکی زیارت کو
ترس گیا الشکر الاسلام جب سے [illegible] اکثر [illegible] کہ آپنے دربار [illegible] قدوم مبارک
کی برکت سے سب اہل دربار کو سرفراز فرمانا ترک کیا کیا عرض کرون کہ جس قدر آپکی زیارت کا دل مشتاق
ہی جسقدر اشتیاق ہی دوسرا یہ امر لاحق ہوا ہی اور ایک ضرورت شدید یہ ہی کہ ایک [illegible] درپیش
آپکا نام نامی و اسم گرامی سنکر یہان آپسے علاج آیا ہی اور وہ بہت علیل ہی گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہی
اگر آپ نہ تشریف لائیے گا تو وہ مرجائے گا آپ اس وقت مسیح وقت عیسی زمان ہین آپکے دست
مبارک مین شفاے کلی ہی جسمین [illegible] ہون اُسکے عزیز جو ہین اُنسے اور مجھسے ازحد دوستی ہی بلکہ کسی قدر
قرابت بھی ہی مگر دونون نے پریشان کیا ہی بلکہ مجھکو خود اس مریض سے ایک قسم کا اُنس ہی اسکی حالت نہین
دیکھی جاتی ناچار ہو کر مین نے یہ نیازنامہ تحریر کیا ہی از راہ بندہ پروری و مہربانی وہ جلد دو چار منٹ کے
تشریف لائیے [illegible] مریض کو دیکھکر فوراً تشریف لے جائیے گا جس امر کا آپکو خوف ہی اس سے اطمینان
فرمائیے کہ وہ امر آپکے واسطے نہ ہوگا اسکی خبر کسی کے کان تک نہ پہونچے گی وہ لوگ جنہون کی پردہ سے

آپ کے نام کا شہرہ سنکے آئے ہیں اُنکو بڑی امید ہے بس سرفراز فرمائیے بعید از عنایت نہ ہوگا زیادہ والسلام
اور کیا عرض کروں میں بہت ممنون ہونگا یہ مضمون تحریر کرکے اور بہت سے کلمے عجز و انکسار ہی کے تحریر کیے
اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ عزیزہ میری نانی اماں ہیں بلکہ مشعلہ اُنکا نام ہے اور عشتاق نہ طاقی بھی آپکی زیارت
کے بہت مشتاق ہیں نہ طاق سے آپکے کمال کا حال سنکے آئے ہیں دیر نہ فرمائیے گا فوراً تشریف لائیے گا
میں بہت ممنون و شکرگزار ہونگا یہ تحریر کرکے رقعہ کو لفافہ میں رکھکر لفافہ بند کیا یہ سب کارروائی سمندر نے
اپنے ہاتھ سے کی اسپر اپنی مُہر لگائی جب مکمل کر چکا آواز دی ہیشنگا یہ ایک چوبدار قدیم ہے بلکہ سمندر کا اپنے
سمندر کو وہیں کہلایا ہے بڑا معتبر و سمجھدار ہے وہ حاضر حاضر کہتا ہوا روبرو سمندر کے آیا سمندر نے لفافہ دیکر
کہا کہ اے ہیشنگا یہ لفافہ حکیم صاحب کے پاس لیے جا اور انکو دے کر اسکا جواب لا اُسنے وہ لفافہ لیکر
کمر میں رکھا اور سلام کرکے روانہ ہوا چونکہ ہیشنگا اکثر اوقات گیا ہے اسکو مکان حکیم صاحب کا معلوم ہے
اور حکیم صاحب کو بھی اسکا اعتبار ہے یہی جایا آیا کرتا ہے بس اسی سبب سے سمندر نے ہیشنگا کے ہاتھ
رقعہ حکیم صاحب کو روانہ کیا عشتاق نہ طاقی سے کہا یقین ہے کہ حکیم صاحب اس رقعہ کو ملاحظہ فرما کے
ضرور تشریف لائیں کیونکہ میں نے بہت کچھ عجز و انکسار تحریر کیا ہے عشتاق یہ سنکے خاموش ہو رہا ادھر ہیشنگا
دربار سے نکل کر چلا خواجہ بھی دربار میں موجود تھے شکل چوبدار اور دیکھ رہا تھے بس خواجہ دربار سے باہر
آئے اور ایک مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ ہیشنگا چلا آتا ہے یہ بھی اُسکے عقب میں روانہ ہوئے جب
آبادی سے دور نکل گئے تو آواز دی بھائی ہیشنگا بھائی ہیشنگا ذرا ٹھہر جاؤ بادشاہ نے کچھ کہا ہے وہ بھی سُن
لو اُسنے پلٹ کر دیکھا جب یہ صدا اُسکے کان میں پہونچی کہ کوئی مجکو پکارتا ہے اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سمندر
شاہ کی خاص اردلی کا چوبدار مجکو پکارتا چلا آتا ہے یہ اسکو دیکھکر اس خیال سے ٹھہر گیا کہ نہ معلوم بادشاہ
نے کیا پیام دیا ہے سُن لینا چاہیے کوئی ایسی ضرورت ہے کہ جو اپنے خاص چوبدار کو روانہ کیا ہے یہی خیال
کر رہا تھا کہ وہ چوبدار پہونچا اسنے پوچھا کہ کیوں کیا ضرورت ہے اُسنے کہا کہ جب تم دربار سے نکلے اُسی وقت
بادشاہ نے مجھسے فرمایا کہ اے منگلا تم جاؤ اور ہیشنگا سے پتہ حکیم صاحب کے مکان کا دریافت کرکے حکیم
صاحب کے مکان پر جاؤ اور میرا رقعہ دو اور اُسکو میرے پاس بھیج دو مجکو اس سے ایک ضرورت ہے وہ بھی نہایت
ضروری ہے سو اسے ہیشنگا کے وہ کسی سے نہ کہے گی خواجہ نے اپنی صورت چوبدار کی بنائی تھی یعنی منگلا
کی سی بنائی تھی ہیشنگا نے نام لیکر کہا تھا کہ بھائی منگلا تم کیوں آئے ہو اس سبب سے خواجہ کو معلوم ہوا تھا
کہ میں جسکی صورت پر تیار ہوا ہوں اُسکا نام منگلا ہے جب ہی تو خواجہ نے کہا کہ بادشاہ نے کہا کہ منگلا ادھر
آؤ اور یہ جا کر ہیشنگا سے کہو بس بھائی میں بھی تمہارے عقب میں چلا تم دربار سے نکل کر چلے گئے نہ مجھے
ایسا ہوتا نہ تھکایا تا میں نے تم کو بڑی دور سے دیکھا تھا برابر آواز دیتا چلا آتا تھا آخر کو تم نے بھی سُن لیا ہاں
بھائی رقعہ مجکو دو اور حکیم صاحب کے مکان کا پتہ جلد بتا دو اور تم بہت جلد واپس جاؤ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ
ناراض ہوں تم اُسکے غصہ سے واقف ہو پھر بھی عتاب ہوا اور تم پر بھی آفاق کی کیفیت دیکھ چکے ہو اُسنے یہ سنکر
فوراً رقعہ کمر سے نکال کر اُس چوبدار کو دیدیا اور کہا کہ تم برابر چلے جاؤ تھوڑی دور پر جا کر ایک دوراہا ملے گا جو
راہ دست چپ کو گئی ہے اُدھر سے نہ جانا بلکہ جو دست راست کو گئی ہے اُدھر کو جانا جب تم وہ طے کر دوگے
اُسکے بعد دہنے ہاتھ کو تم کو ایک گلی ملے گی تم اُس گلی میں چلے جانا جب اُس گلی سے نکلو گے تو تم کو ایک
کھنڈھیا ملے گی وہاں بہت سے مکان کھاڑ دہن سکے ہیں تم اُن مکانوں کو طے کرکے کھنڈھیا کے اُس کنارے پر
جانا وہاں تم کو ایک دیوار پختہ ملے گی تم اُس دیوار کے نیچے نیچے چلے جانا جہاں پر وہ دیوار ختم ہوگی وہاں ایک

سیڑھی کوئی اٹھارہ انیس ڈنڈون کی لگی ہوگی تم اوسپر چڑھ جانا وہ سیڑھی ایک کھڑکی کے برابر لگی ہوگی وہ کھڑکی
گو کہ بند ہوگی لیکن اوسپر جاکر تین مرتبہ چٹیا پکڑکے ہاتھ مارنا اندر سے آواز آئیگی کہ کون ہی تم کہنا کہ
مین ہون اپنا نام بتانا اور کہنا کہ بادشاہ نے آپکی خدمت مین رقعہ روانہ کیا ہی وہ صدا خود حکیم صاحب
کی ہوگی جب تم یہ کہوگے حکیم صاحب جواب دینگے کہ کوئی ضرورت نہین ہی رقعہ وغیرہ کی تم کہنا کہ بہت
ضرورت کا رقعہ ہی اوس وقت حکیم صاحب پٹ کھول کر تم کو اندر بلا لینگے تم چلے جانا رقعہ دینا اور
زبانی بھی جو بادشاہ نے فرمایا ہی وہ کہنا یہ سنکے خواجہ نے وہ لفافہ لیکر کمر مین رکھا اور کہا کہ مجھکو معلوم
ہوگیا کہ گڑھیا پر جو پختہ مکان ہی وہ حکیم صاحب کا ہی اور وہ جو کھڑکی لگی ہی وہ راستہ ہی مین جانتا تھا کہ
کسی اور رئیس کا مکان ہی بس مین جاتا ہون یہ کہکر ایک ڈبیہ کمر سے نکالی اور اوسکو کھولا ایک پان نکال کر
خود کھایا اور ہینگا سے کہا کہ لو بھائی پان کھاؤ اوسنے کہا کہ بھائی تم نے بڑا احسان کیا یہ کہکر پان لیا اور کھالیا
بس پان کا کھانا تھا کہ اوسکو چکر آیا کہا کہ بھائی مشکلا اسمین کیا تھا کہ کھاکر مجکو چکر آگیا خواجہ نے کہا معلوم ہوتا ہی
کہ تمباکو زیادہ ہی تم بلا کہا ہوتے ہو تمکو معلوم نہ تھا تم پان ایسا نگل گئے اوس سے سر چکرانے لگا ذرا اٹھو مین جاتا ہون
یہ سنکے ہینگا نے کہا کہ اچھا جاؤ خواجہ چلے ادھر ہینگا نے قصد کیا کہ قدم اٹھاکر چلاجاؤن کہ بیہوش ہوکر
اور دھم سے گرا خواجہ تو اسکے منتظر تھے بس اوسکے کپڑے اتارے اپنی صورت اوسکی ہوشیار بنائی ہینگا کو
اوٹھاکر وہان ایک غار عمیق تھا اوسمین ڈال دیا کہ ہینگا کا کچلا بن گیا ہڈی پسلی سب ٹوٹ گئی پھر خواجہ
ہینگا کی صورت بنکر طرف حکیم صاحب کے روانہ ہوئے یہ تو ہینگا سے دریافت کرچکے تھے جس طور
سے تم نے کہا تھا اوسی طور سے روانہ ہوئے راہ طے کرکے دورا ہے پر پہونچے داہنی طرف کو روانہ ہوئے
گلی ملی گلی کوچہ طے کرکے گڑھیا پر پہونچے جب کمہارون کے مکان ختم ہوئے تو پختہ دیوار ملی اکثر کمہارون نے
سلام کیا اور عرض کیا کہ خداوند کی طبیعت اچھی رہی بول بالا رہے بہت دنون کے بعد تشریف لائے
ہین حکیم صاحب کے پاس آئے ہونگے ہینگا نقلی نے اونکے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تم تو اچھے رہے
ہان بھائی حکیم صاحب کے پاس ایک ضرورت سے آیا ہون یہ کہتا ہوا اوس کھڑکی کے پاس پہونچا بذریعہ
سیڑھی کے اوتر گیا جاکر دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کھڑکی لگی ہوئی ہی آہستہ سے ہاتھ رکھا اندر سے بند پائی راوی
نے بیان کیا ہی کہ حکیم لقمان حکمت حکیم قسطاس الحکمت کے خاندان سے ہین حکیم قسطاس الحکمت
ہمیشہ نہ طاق مین رہتے تھے مرد مسلمان تھے بڑے کامل ہر فن کے عامل تھے کوئی فن ایسا نہ تھا
کہ جسکو وہ نہ جانتے ہون اور ساتھ کمال کے جانتے تھے اونکے کمال کے سبب سے افراسیاب تاجدار جو کہ
مالک نہ طاق ہی اور خدائی کرتا ہی ان سے کوئی تعرض نہ کرتا تھا بلکہ عزت و آبرو کرتا تھا کئی ہزار
روپیہ ماہواری کا مشاہرہ مقرر کیا تھا جب سے اونھون نے انتقال کیا اونکے فرزند رہے وہ بھی مثل اونکے
تھے اب کئی برس ہوئے کوئی حکیم نہ طاق مین نہین ہی یہ حکیم صاحب اونکے نبیرے ہین یہ ہمیشہ سے
سمندریہ مین رہتے تھے یہ بھی مثل اپنے جد امجد کے کامل ہین مرد مسلمان دیندار ہین سمندر اونکے
کمال کے سبب سے ان سے یہ بھی نہین کہتا ہی کہ آپ اپنا مذہب ترک کرین بلکہ عزت کرتا ہی کوئی تعصب
اوسکو اسکا نہین ہی کہ آپ اپنا مذہب ترک کرین کیونکہ کمال عجب چیز ہی دشمن بھی دوست ہوتا ہی اور یہ
عزت کرتا ہی کئی مرتبہ حکیم صاحب نے قصد کیا کہ مین نہ طاق کو چلا جاؤن مگر سمندر نے نہ جانے دیا
روک لیا حکیم صاحب بھی مجبور ہوگئے بس یہ سبب ہی اونکے یہان قیام پذیر ہونے کا مگر جب سے
لشکر اسلام یہان آکر فروکش ہوا ہی اور سمندر سے مقابلہ ہوا ہی حکیم صاحب نے دربار مین آنا

درس دینا علاج کرنا بالکل ترک کیا ہی وہ شاگرد جو کہ رشید تھے وہ حکیم صاحب کی خبر کو گاہے گاہے آجاتے ہین حکیم صاحب
اُن سے ملاقات فرماتے ہین یا ہیشنگا جب بادشاہ کے یہان سے کوئی پیام لاتا ہی تب حکیم صاحب اُس سے
ملتے ہین اور مہینہ کی پہلی تاریخ حکیم صاحب سے اور ہیشنگا سے ملاقات ہوتی ہی کیونکہ تنخواہ لاتا ہی حکیم صاحب
نے گوشہ نشینی اختیار کی ہی سمندر شاہ سے کہلا بھیجا ہی کہ جبتک لشکر اسلام یہان فروکش ہی اور آپکے اُنکے فیصلہ نہین ہوتا ہم
دربار مین نہ آوینگے حکیم صاحب کے مطب کا کمرہ شاہراہ پر تھا اور خوب آراستہ تھا حکیم صاحب نے اُسکو ترک
کیا ہی ایک کمرہ بالاے بام طرف گڈھیا کے تھا اُسمین ایک کھڑکی ہی وہ کھڑکی طرف گڈھیا کے ہی اُسی طرف سے
اپنے شاگردون اور ہیشنگا سے بھی ملتے ہین ادھر کا دروازہ نہین کھلتا ہی حکیم صاحب دن رات بیٹھے ہوے
کتب کی سیر کرتے ہین یا کتاب تصنیف فرمایا کرتے ہین ہر وقت کتابین پیش نظر ہین دیکھا کرتے ہین بی بی
بھی بڑی پارسا ہی وہ بیچاری تمام گھر کا کام کرتی ہی صرف حکیم صاحب کھانے کے وقت دن کو گھر مین جاتے ہین
اور کھانا کھا کر چلے آتے ہین رات کو دو پہر رات گئے جاتے ہین اور کھانا وغیرہ کھا کر آرام فرماتے ہین اکثر بی بی یہ
کہتی ہی کہ تم نے بالکل دربار مین جانا ترک کیا ہی جو روپیہ کی آمدنی تھی وہ بھی موقوف ہوگئی ہی صرف تنخواہ پر
بسر ہوتی ہی علاج وغیرہ جو کرتے تھے اُس سے دستبردار ہوے آیندہ کیا ہوگا اگر بادشاہ یہ خیال کرے
کہ حکیم صاحب سے کوئی کام نہین نکلتا ہی تنخواہ دینا فضول ہی وہ موقوف کردے تو کیا ہو حکیم صاحب یہ
جواب فرماتے ہین کہ خدا مالک و رازق ہی کوئی اور صورت رزق کی نکالے گا مین تو نہ جاونگا جبتک لشکر
اسلام یہان فروکش ہی مجکو اُس عیار سے خوف معلوم ہوتا ہی یہ خوف ہی کہ وہ کہین نہ آجاے تو خرابی ہو میرا نام
لیکر لوٹ لے جاے بہت کوسے وہ بڑا مکار ہی مین نے اُسکے خوف سے علاج وغیرہ کرنا درس دینا دربار مین
جانا ترک کردیا اُسکو ہر طرح اختیار ہی جسکی صورت چاہے بن جاے اگر میری صورت بنکر آے اور کوئی حرکت
کرے تو بڑی خرابی ہو بادشاہ سے ندامت ہو گو مجکو اختیار ہی کہ مین چاہون تو اُسکو اسوقت طلب کرلون
مگر وہ مسلمان ہی مین مسلمان کے ساتھ برائی کرون اپنے حق مین دوزخ مول لون مین یہ خیال کرتا ہون کہ مین جو
باہر نکلونگا وہ میرے ساتھ کوئی حرکت کرے مجکو معلوم ہو اور مین اُسکا معاوضہ کرون تو میری خرابی ہو اس سبب
سے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی ہی زوجہ یہ کلام سنکے خاموش ہوجاتی ہین یہ طریقہ ہی حکیم صاحب کا جو کہ عرض
ہوا حکیم صاحب کے چار کہار ملازم ہین اور ایک خدمتگار پانچون آدمی پڑے رہتے ہین کلو کو ڈیوڑھی پر بیٹھا رہتا ہی دروازہ
بند کیے ہوے کہار اپنے گھر پر رہتے ہین مفت کی تنخواہ پاتے ہین پہلے تو یہ تھا کہ دو وقت تکیے سے حکیم صاحب سوار
ہوتے تھے اب تو برس سوا برس سے یہ بھی موقوف ہی چین سے کھاتے ہین اور فرصت کرتے ہین راوی بیان کرتا ہی
کہ [illegible] اُسی طور سے پیٹ پر تین مرتبہ ہاتھ مارا کہ جس طور سے ہیشنگا نے کہا تھا اندر سے آواز آئی کہ کون ہی
انھون نے کہا کہ ہیشنگا چوبدار حاضر ہی بلکہ سمندر شاہ کا داد آواز آئی کہ کیا ضرورت ہی ابھی تو پرسون تنخواہ لیکر
آے ہو ہیشنگا نے کہا کہ بادشاہ نے ایک رقعہ آپکی خدمت مین تحریر کرکے بھیجا ہی وہ لیکر آیا ہون اور بہت
ضروری رقعہ ہی یہ حکیم صاحب نے سنا خود آکر دروازہ کھولا ہیشنگا سے کہا آؤ پہلے ہیشنگا کو بغور دیکھا اُسکے
بعد اندر بلاکر دروازہ بند کرلیا ہیشنگا نے اندر آکر دیکھا کہ چارون طرف الماریان لگی ہوئی ہین اُنمین کتابین رکھی
ہوئی ہین چند صندوق رکھے ہوے ہین وہ بند ہین بوریا بچھا ہوا ہی اُسپر ایک چھوٹا سا قالین ہی ایک پلنگ
لگا ہوا ہی چند کتابین کھلی ہوئی رکھی ہین قلمدان رکھا ہوا ہی قاعدہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حکیم صاحب کچھ تحریر
کر رہے تھے ہیشنگا آکر بیٹھ گیا حکیم صاحب نے آکر کہا کہ ہیشنگا کیسے آنا ہوا اُسنے کہا کہ آپکو بادشاہ نے
طلب فرمایا ہی کیونکہ عشق آباد قرن کا مقابلہ ہی اُنکے کوئی عزیز ہین وہ تشریف لائے ہین اُنکی ناک کا علاج

کے لیے آپ کا نام سُنکے آئے ہین پس بادشاہ نے طلب کیا ہی فرمایا ہی کہ تھوڑی دیر کے لیے تشریف لائیے
فوراً واپس جائیے گا مین روکونگا نہین یہ سُنکے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای ہیننگا مین نے سمندر شاہ
سے عرض کیا تھا کہ مجکو نہ طلب فرمائیے گا جب تک لشکر اسلام فروکش ہی مین نے ترک دنیا کیا گوشہ نشین
ہوا ہون معاف فرمایا جاؤن مین نے اسی سبب سے مطب کرنا درس دینا ترک کیا بالکل خانہ نشین ہوا دن
بھر یہین ہون اور یہ کتابین ہین پس پھر بھی بادشاہ کو میرا کہنا یاد نہ رہا مجکو طلب کیا لاؤ وہ رقعہ کہان ہی یہ کہکر رقعہ
طلب کیا خواجہ نے رقعہ کمر سے نکال کر حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب نے رقعہ لے کر لفافہ چاک کیا اور پڑھنے لگے
حکیم صاحب نے ایک مرتبہ آواز دی کہ کنیز تھوڑا پانی پلا جا اس قدر حکیم صاحب کو احتیاط تھی کہ پانی وغیرہ
زنانے سے منگا کر پیتے تھے ایک کنیز حکیم صاحب کی اگلے وقت کی ہی اُسنے حکیم صاحب کو پرورش بھی کیا ہی اُسی کے
ہاتھ سے پانی وغیرہ بھی پیتے ہین یا اپنی زوجہ کے ہاتھ سے سوا ان دو عورتون کے تیسری عورت مکان مین
نہین ہی جو حکیم صاحب نے کہا خواجہ نے دیکھا کہ پردہ اُٹھا ایک پیرزال ایک آبخورہ لیے کھڑی ہی حکیم صاحب
نے اُسکے ہاتھ سے پانی لیا وہ چلی گئی اُسنے جاکر حکیم صاحب کی زوجہ سے کہا کہ آج تو ہیننگا خواجہ برخلاف معمول
آیا ہوا بیٹھا ہی حکیم صاحب کے ہاتھ مین ایک کاغذ ہی اُسکو پڑھ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی رقعہ بادشاہ
کا آیا ہی بی بی خوش ہوئین کہ بادشاہ نے طلب کیا ہی کیونکہ برسون دن سے نہین گئے ہین یہان تو زوجہ یہ
خیال کر رہی ہی کہ اُدھر حکیم صاحب نے ہیننگا سے رقعہ پڑھکر کہا کہ مین اسکا جواب تحریر کرتا ہون اور زبانی بھی
بادشاہ سے میری طرف سے کہنا کہ مین حاضر نہین ہوسکتا ہون کیونکہ مین عرض کرچکا ہون اور بہت بہت آداب
کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میری عدم حاضری معاف فرمائی جائے مین مجبور رہون ورنہ ضرور حاضر ہوتا اور یہی مین رقعہ مین
بھی تحریر کرتا ہون ہیننگا نے کہا کہ خوب یاد آیا مین جب آتا تھا تو یہ خیال کرتا تھا کہ حکیم صاحب سے اسکا سبب
دریافت کرون کہ آپ کیون گوشہ نشین ہوے ہین کیا کوئی امر بادشاہ کی طرف سے ناگوار ہوا یا کوئی دوسرا
سبب ہی مگر بھول جاتا تھا اس وقت جو آپ نے فرمایا تو یاد آیا ذرا مجکو بھی اس حال سے آگاہ فرمائیے
کوئی سبب میرے خیال مین نہین آتا ہی مجکو بہت خفقان رہتا ہی اسکا علاج فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا
کہ ای ہیننگا تم سے کوئی پردہ نہین ہی کیونکہ تم پرانے ہو اور میرے حال سے بخوبی واقف ہو بھائی جب سے
لشکر اسلام آیا ہی مین نے اس لشکر کے خوف سے نکلنا موقوف کردیا کیونکہ وہ بھی مسلمان ہین مین بھی
مسلمان ہون اگر دربار مین جاؤنگا تو بادشاہ ضرور راے لین گے اگر انکار کرونگا تو ناراض ہونگے اگر راے
دونگا تو اہل اسلام کا خون ہوگا اُسکا سبب مین ہونگا وہ خون میرے سر پر ہوگا ایک سبب تو گوشہ نشین
ہونے کا یہ ہی کہ نہ مین وہان جاؤنگا نہ اہل اسلام کے خون مین مبتلا ہونگا دوسرا سبب قوی یہ ہی کہ ای ہیننگا
اُس لشکر مین ایک عیار ہی جو کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اُسکی صفت یہ ہی کہ وہ سب کی صورت بن جاتا ہی
پہلے اُسکے خاندان کا حال سُنو خانہ کعبہ مین ایک مرد مسلمان اور دیندار بڑے عابد مین شہر کعبہ تھے اُنکا نام
خواجہ عبد المطلب تھا اُنکے فرزند حمزہ صاحبقران کہ جن کے حال سے کتابین مملو ہین اُنکو نوشیروان
بادشاہ ایران نے اپنا فرزند کیا تھا خواجہ عبد المطلب کے یہان ایک امیہ ملازم تھا جب حمزہ پیدا ہوے
تھے تو بادشاہ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ جس قدر لڑکے آج شہر مین پیدا ہوے ہون داخل محل کیے جائین
چنانچہ چالیس ہزار لڑکے اُس روز پیدا ہوے تھے وہ سب داخل محل ہوے امیہ کو جو خبر ہوئی اُسکی بھی
زوجہ حاملہ تھی سنا تو [illegible] اپنی زوجہ سے کہا کہ تو بھی [illegible] اُس نے کہا کہ کوئی میرے اختیار
مین ہی جب زمانہ آئیگا تو لڑکا پیدا ہوگا یہ سُنکے امیہ نے زوجہ کو مارنا شروع کیا ایسا مارا کہ لڑکا پیدا ہوا

بس امیہ نے لاکر اُسکو بھی وہین لڑکون مین شامل کیا وہ بھی پرورش پانے لگا یہان تک کہ جوان ہوا حمزہ کو
پہلوانی کا شوق ہوا اُس نے عیاری اختیار کی بڑا کامل عیار ہوا اُسکو چند تبرکات ملے بڑا مرتبہ ہوا حمزہ کو
مرتبہ صاحبقرانی ملا اُسکا نام عمر بن امیہ ضمری تھا خواجہ لقب تھا وہ اپنے کو شاہزادہ ولایت اولیا کہتے
بڑا طامع تھا کہ کوڑی کوڑی پر جان دیتا تھا اُسکا دوسرا لقب ریش تراشندۂ کافران سر برندۂ جادوگران تھا
اُس نے بڑے بڑے کام کیے بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا بہت سے بادشاہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوے
ایسا عیار تھا کہ اُسنے لقا جو کہ خدا ہے باطل اور کافر تھا اُسکی داڑھی پر پیشاب کرکے مونڈا اور لقا کو خبر نہوئی
اسی طور سے بہت سی خدائیان برباد کین زبرجد شاہ کی خدائی کو برباد کیا فرعون کی خدائی کو برباد کیا یہان تک
تک کہ حمزہ صاحبقران اپنے فرزند اسد ثانی کو جو کہ نوشیروان کی دوسری بیٹی کے بیٹے سے پیدا ہوے تھے
اُنکو اپنے رتبہ صاحبقرانی پر مقرر کرکے خانہ کعبہ کو گئے تو خواجہ عمر اول اپنے فرزند عمر ثانی کو اپنے مقام پر
مقرر کرکے سب بانے عیاری کے دے کر ہمراہ حمزہ کے خانہ کعبہ کو گئے گو نہ جانے والے تھے مگر حکم بزرگان
دین سے ناچار ہوے یہ مجبوری یہ امر گوارا کیا عمر ثانی بھی مثل اپنے باپ کے عیار تھے بلکہ کسی قدر اُن سے
بڑھکر تھے طمع کی بھی وہی صورت تھی بلکہ کچھ زائد تھی اُنکی بھی بہت عیاریان قابل دید تھین مگر بھی اس طمع کی حالت
مین بہت سے ملک کافرون کے تباہ کیے بڑا نام پیدا کیا جب حمزہ ثانی بعد قتل زمرد ثانی خانہ کعبہ کو
جانے لگے اور بدیع الملک کو صاحبقران لشکر کا کیا تو خواجہ ثانی نے اپنے فرزند خضران بن عمر کو اپنا
نائب کیا سب بانے عیاری کے دیے اُنکو لقب خواجہ ثالث کا ملا یہ تو اُن دونون صاحبون سے کچھ زیادہ
ہین ان مین دادا کا بھی اثر ہے اور باپ کا بھی یہ بھی مثل اُنکے حریص وطامع ہین کیون نہون کہ دو اثر ہین بس
مین اُنکے خوف سے گوشہ نشین ہوا ہون یہ تو ظاہر ہے کہ اُنھون نے دربار کے اندر جاکر سوا اُنکو مثل آفتاب
کے مار اماہیان کو دریا کے کنارے کہ وہ اپنے سخت دن بسر کرتے گئی تھی قتل کیا زمرد کوہ پر کیا بلا نازل
کی ایسے عیار سے جہان تک ممکن ہو اپنے کو بچائے کیونکہ وہ ہر ایک صورت بن کر عیاری کر سکتا ہے
گھر کا لوٹ لیتا ہے جہان اُنکا قدم پہونچا اُس گھر کی صفائی ہوئی مین نے یہ خیال کیا کہین ایسا نہو کہ میری
صورت پر تیار ہوکر کوئی عیاری کرے تو بڑا غضب ہو کیونکہ دزد مکار کا بھیرہ ہے خود بھی بڑا عیار ہے تو مجھکو
بادشاہ سے پشیمانی حاصل ہو گو مجھکو مین اس قدر قدرت ہے کہ اگر مین چاہون تو اسی وقت اُسکو طلب کرون
اور جو چاہون سزا دون مگر وہ مرد مسلمان ہے مجھے کیا ضرورت ہے کہ مین مرد مسلمان کو زحمت دون مگر وہ ایسا
نہین خیال کرے گا اُسکا جس وقت موقع ہو گیا اُس نے سیدھا کیا خواہ مسلمان ہو خواہ کافر کیونکہ وہ
بڑے عیار کا پوتا ہے جو کہ دزد بارپک کہلاتا ہے بس اُسی خوف نے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی یہ سُنکے
ہیشنگا نے کہا کہ حکیم صاحب کوئی اُسکی شناخت بھی ایسی ہے کہ جس سے آپ اُسکو پہچان لین حکیم
صاحب نے کہا کہ ہان ہیشنگا نے کہا کہ وہ کیا پہچان ہے حکیم صاحب نے کہا کہ اُس کے دادا کی بائین
آنکھ پر ایک تل ہے جس سے اُسکی شناخت کی جاتی ہے وہی تل اُسکے باپ کی آنکھ پر تھا اور وہی تل
اُسکے بھی آنکھ پر اُسی مقام پر ہے یہ بیان کہ اُس کے دادا کی یعنے عمر عیار کی آنکھ پر تھا ہیشنگا نے عرض
کیا کہ حکیم صاحب اب معلوم ہوا کہ تل کی او سٹ یہ بھار ہے یہ کہکر اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ذرا ملاحظہ
تو فرمائیے ایسا تو تل نہین تھا یہ وہی تل تو نہین ہے کہ جس تل کی آپ نشانی بیان فرماتے ہین یہ کہکر اپنی وہ
آنکھ دکھائی حکیم صاحب نے پہچان لیا کہ یہ خواجہ ثالث خضران بن عمر ثانی ہیشنگا کی صورت بن کر
آئے ہین غضب ہو گیا گھر لٹ گیا مین نے بہت کچھ کہا ہے یہ دیکھکر حکیم صاحب کا دم نکل گیا جان بڑی روح

قالب خاکی میں مثل مرغ بسمل کے تڑپنے لگی حکیم صاحب کو سکتہ ہو گیا اختلاج ہونے لگا نبض بہ تیزی چلنے لگی
انجرے گھر کر دماغ کو جانے لگے یہ معلوم ہوا کہ وحشت آنے لگا خفقان کی شدت ہوئی ساری طاقت فراموش
ہوئی ضعف دماغ کی شکایت ہوئی ششدر و حیران ہو کر رہ گئے کسی امر کی تشخیص نہیں ہوتی تھی کہ کیا کروں
وہ دل کا جو مخزن ادویہ تھا وہاں کوئی دوا نہ رہی سبب یہ تھے کہ فراموش تھے مالیخولیا کے آثار نمایاں تھے جو اس
میں اختلال تھا نبض میں اختلاف تھا کبھی صغیر ہوتی کبھی عظیم یہ جز وقت حکیم صاحب کی ہمدردی تو کچھ تدبیر نہ بنی کہ کیا
کریں اسی طرف دیکھ کر رہ گئے کہ خواجہ نے فوراً ہاتھ اٹھا کر حساب مارا کہ پانچوں انگلیوں سے پانچ جناب حکیم صاحب
کے منہ پر پڑے حکیم صاحب اس گمان سے در حقیقت تھے جناب منہ پر پڑے تو بے ہوشی نے دماغ میں جا کر
اثر کیا حکیم صاحب کو چھینک آئی بیہوش ہو کر گرے خواجہ نے اٹھ کر پہلے سب الماریوں کی کتابیں اٹھا کر نذر زنبیل
کیں اس کے بعد صندوق کھول کر سب کتابیں نکالیں انکو بھی نذر زنبیل کیا اور جو کچھ وہاں تھا مع قلمدان تاک
سب اٹھا لیا اس کے بعد اپنی صورت حکیم صاحب کی صورت سے مشابہ کی اپنے کپڑے اتار کر نذر زنبیل کیے اور جو
کپڑے حکیم صاحب پہنے ہوئے تھے خود پہنے اور ایک لنگ حکیم صاحب کے باندھ دیا دماغ پر بیہوشی کی پٹی
چڑھا کر حکیم صاحب کو صندوق میں بند کیا ایک پرچہ لکھ کر حکیم صاحب کے پاس رکھ دیا اس کا مضمون یہ تھا
کہ حکیم صاحب کو معلوم ہو کہ وہ ہیشنگا نہ تھا بلکہ میں تھا شمشیر ان بن عمر عیار صاحبقران خواجہ تاج
شاہزادہ ولایت اول ہمشیرہ شاہزادہ ولایت اول فرزند عمر ثانی نسبی میں نے آپ پر رحم کیا کہ آپ کو قتل
نہیں کیا ورنہ آپ میرے قبضہ میں تھے اگر چاہتا تو قتل کرتا یہ خیال ہوا کہ آپ مرد شریف ہیں دوسرے
آپ نے میرا کچھ نقصان نہیں کیا ہے اور یہ خیال کیا کہ آپ مرد مسلمان ہیں میں آپ کے گھر میں بھی نہیں گیا
کیونکہ کسی کے ناموس پر نگاہ کرنا گناہ ہے پس آپ کو لازم ہے کہ آپ شمشاد کے دربار میں بھی نہ جائیے گا
اگر وہ لاکھ طلب کرے ورنہ سمجھا جائے گا آئندہ آپ کو اختیار ہے میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں میں آپ کی صورت
بن کر جاتا ہوں شعلہ کو دربار میں جا کر قتل کرتا ہوں پھر آپ کو تحریر کرتا ہوں کہ آپ دربار میں نہ آئیے گا ورنہ
آپ کو قتل کر دوں گا پھر پاس اسلام نہ کروں گا آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ لکھ کر اس پرچے کو اندر صندوق کے رکھا اور
صندوق بند کر کے قفل دیا اس کے بعد ایک پرچہ اور صندوق کے لکھ کر لگا دیا کہ اس کے اندر حکیم صاحب ہیں انکو
اندر سے نکال کر ہوشیار کرنا یہ پرچہ لگا کر آواز دی کہ کنیز وہ جو شال کی اچکن ہے اور وہ شمشیر کا پاجامہ اور
شال عمامہ اور سودا سلف کی تھیلی دے جاؤ خواجہ یہ دریافت کر چکے تھے کہ ملازم کوئی ہے یا نہیں معلوم ہوا تھا
کہ کلو نام ہے اور فنس بھی ہے تو کلو سے کہو کہ کپڑے پہنے کہاروں کو لا کر فنس نکلوا لے کہاروں کو دربان نکال کر
دو کیونکہ بادشاہ نے طلب کیا ہے میں دربار کو جاؤں گا یہ جو حکیم صاحب نے کہا بی بی خوش ہو گئیں کہ خدا
نے فضل کیا کہ دربار سے طلب ہوئی اور انکو بھی خیال آ گیا کہ جانے پر تیار ہوئے جلدی جلدی کپڑے نکالے
کنیز سے کہا کہو کہ کہیں جائیں اس نے کہا کہ حکیم صاحب کپڑے نکلے رکھے ہوئے ہیں تشریف لائیے کہا کہ
یہیں دے جاؤ اس نے لا کر دے دیے حکیم صاحب نے کہا کہ کلو سے کہو کہ وہ جا کر دربار میں خبر کر دے کہاروں
کو بھیج دے بس لونڈی نے کلو سے کہا کہ جلدی کہاروں کو طلب کر کے فنس نکلواؤ کیونکہ حکیم صاحب دربار
میں تشریف لے جائیں گے کلو بھی خوش ہو گیا کہ آج کچھ انعام ملے گا جلدی سے کہاروں کو جا کر لایا اور
کہاروں نے فنس نکالی قالین لونڈی نے لا کر دیا وہ بچھایا گیا اور دربان ننھی ننھی بی بی نے نکال کر دیں وہ لونڈی
نے دیں کہاروں نے پہنیں پگڑیاں باندھیں تیار ہوئے کلو نے آواز دی کہ فنس تیار ہے لونڈی نے حکیم
صاحب سے آ کر کہا کہ فنس تیار ہے حکیم صاحب نے پوچھا کہ کلو گیا تو نہیں کہا کہ ابھی نہیں گیا اس سے کہا کہ یہ

جا کے اشرفیاں اُسکو دو اور کہو کہ قفس لیکے کہار ادھر آئے لونڈی نے جا کر کلو کو اشرفیوں کا رومال دیا کہا خبردار
احتیاط سے رکھنا کہاروں نے قفس اُٹھائی ادھر لا کر لگائی حکیم صاحب کو آواز دی حکیم صاحب نے دروازہ
کھولا اوپر سے نیچے اُترے لونڈی سے کہا کہ دروازہ آکر بند کر لے اُس نے آکر دروازہ بند کر لیا اور جلدی سے
حکیم صاحب نے کہا کہ ذرا خبردار رہنا کوئی پکارے دروازہ نہ کھولنا بہت ہوشیاری کے ساتھ کام کرنا
آئندہ اختیار ہے کیونکہ وہ ناعیار شہر میں آگیا ہے یہ لونڈی سے کہکر باہر آئے سوار ہوئے کہاروں نے
قفس اُٹھائی کلو کے ہاتھ میں پوٹلی اشرفیوں کی ہے بغل میں چھتری ہے لوٹا ہے خاصدان پانوں کا ہے غرض سامان ہر
اسی طرح سے سواری حکیم صاحب کی چلی حکیم صاحب گھڑی گھڑی پکارتے ہیں کلو وہ کہتا ہے کہ حاضر ہوں فرماتے ہیں
چلے آؤ اشرفیوں سے ذرا خبردار رہنا وہ دل میں کہتا ہے کہ یہ کیا امر ہے آج ہر دفعہ حکیم صاحب پکارتے ہیں اور
کہتے ہیں اشرفیوں سے خبردار رہو یہ خیال دل میں کرتا ہوا چلا آتا ہے یہاں تک کہ جب سواری حکیم صاحب کی سڑک
پر پہونچی حکیم صاحب نے کلو سے کہا کہ تو جا کر دربار میں میرے آنے کی خبر کر کہ حکیم صاحب آتے ہیں یہ سُنکے کلو
روانہ ہوا حکیم صاحب نے کہاروں سے فرمایا کہ تم آہستہ آہستہ چلو کہ کلو خبر کر کے آئے کلو دوڑ کر چلا بہت جلد
قریب دربار آیا بلا خوف داخل دربار ہوا کسی نے منع نہ کیا کہ حکیم صاحب کا ملازم ہے آتے ہی اُسنے سمندر و اہل دربار
کو سلام کیا اور کہا کہ حکیم صاحب تشریف لاتے ہیں مجھکو خبر کے لیے روانہ کیا ہے یہ سُنکے سمندر خوش ہو گیا
عشاق کا تو خوشی سے عجب حال ہوا کلو یہ خبر دے کر دربار سے باہر آیا اب جو سمندر نے دیکھا کہ کلو ندارد
تب سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ کلو کہاں گیا سب نے عرض کیا وہ یہ کہکر چلا گیا کہ حکیم صاحب تشریف
لاتے ہیں سمندر نے یہ سُنکے عشاق نہ طاقی سے کہا کہ ابھی نانی اماں کی حیات باقی ہے کیونکہ حکیم صاحب
آتے ہیں مجھکو اُنکے آنے کا یقین نہ تھا کیونکہ وہ فرما چکے تھے کہ جب تک اہل اسلام یہاں ہیں اور تم سے اُن سے
فیصلہ نہیں ہوتا ہے میں دربار میں نہ آؤنگا نہ مجھکو طلب فرماتے گا نہ میں آؤنگا آپ کو رنج ہوگا میں نے تمھارے
خیال سے رقعہ تحریر کیا رقعہ میں میں نے خوب عجز و انکسار تحریر کیا اُنکو اُسپر خیال ہوا تشریف لاتے ہیں یہاں
حکیم صاحب کے آنے کی خوشی ہونے لگی کہ کلو اُدھر پہونچا اب جو حکیم صاحب نے کلو کو دیکھا کہا کہ ذرا قریب
آنا جب کلو قریب آیا حکیم صاحب نے اُسکو بغور دیکھا اور اپنی آنکھ دکھائی وہ مسکرایا حکیم صاحب نے کہاروں
سے کہا کہ جلد چلو اور کلو سے کہا کہ اشرفیوں سے خبردار رہنا اگر جی چاہے تو میرے پاس رکھ دو اُس نے کہا
کہ حاضر ہیں آپکا اگر جی چاہے لیجیے میں نے تو اس لیے اپنے پاس رکھی ہیں کہ شاید آپ بھول جائیں میرے
پاس ہونگی تو کوئی ہرج نہیں ہے یاد دلا دونگا حکیم صاحب اُس سے باتیں کرتے ہوئے چلے آتے تھے
کہ کہاروں نے قفس لا کر دردولت پر رکھی بسم اللہ کہکر غل ہوا کہ حکیم صاحب تشریف لائے یہ خبر جو مشہور ہوئی
سمندر نے چند سردار براے استقبال روانہ کیے حکیم صاحب قفس سے اُتر کر چلے کلو سے کہا کہ قفس فلاں مقام
پر لیکے ٹھہرنا کہاروں سے وردیاں لینا اُنکو مہلت دینا کہ وہ کچھ کھائیں پئیں سب چیزیں احتیاط سے رکھنا کیونکہ
میں ابھی دربار میں ٹھہرونگا یہ کہکر چلے کلو پیچھے چلا کہاروں نے قفس اُٹھا کر باہر لا کر رکھی جلوخانہ میں کہ وہ سردار آکر پہونچے
حکیم صاحب کو سلام کیا مزاج پرسی ہوئی حکیم صاحب اُنکے ہمراہ دربار میں آئے بادشاہ کو سلام کیا سب اہل
دربار سے صاحب سلامت ہوئی عشاق نہ طاقی سے بھی صاحب سلامت ہوئی سمندر نے قبل سے
کرسی حکیم صاحب کے لیے روبرو تخت کے بچھوائی تھی حکیم صاحب سلام کر کے کرسی پر بیٹھے سمندر نے نیم قد تعظیم
کی جب حکیم صاحب نے کلو سے اشرفیاں لیکر نذر دی سمندر نے اُسپر ہاتھ رکھا اور حکم دیا کہ حکیم صاحب
کے لیے خلعت اور نذرانہ لاؤ کسی یہ حکم دیتا تھا کہ سو اسو کشتی خلعت کی اور پچاس ہزار روپیہ نقد حاضر کیا گیا اور

لانے سے قبل اُنکے پاس گیا تھا یہ معلوم ہوا کہ گویا تنور کے قریب آیا ہاتھ جو رکھا تو دور رکھا گیا میں نے فوراً اُٹھا لیا اگر
رہنے دیتا تو یقین تھا کہ آبلہ پڑ جاتا یہ حالت مرض کی ہے جب اُنھوں نے سُنا کہ نہ طاق میں بہت بڑے
حکیم ہیں یہ وہاں آئے معلوم ہوا کہ اب کوئی حکیم یہاں نہیں ہے ہاں سمندریہ میں بہت بڑے حکیم ہیں اُن کی
بہت تعریف سُنی نانی کو لے کر یہاں آئے مجھ سے بیان کیا میں نے جو کچھ آپ کے اوصاف تھے بیان کیے انکو
خواہش ہوئی کہ آپ کا علاج کریں میں نے آپ کو رقعہ تحریر کیا آپ میرے فرمانے کے بموجب تشریف لائے
یہ آپ کی عنایت ہے پس اُس مریض کو دیکھ کر نسخہ تحریر فرمائیے جو حال ہو وہ بھی ملاحظہ فرمائیے حکیم صاحب
نے کہا کہ وہ مریض کہاں ہے سمندر نے کہا کہ وہ سامنے مسہری پر ہے خواجہ قبل میں دیکھ چکے تھے جب حکیم بنکر
آ سکتے تھے سب حال معلوم تھا مگر انجان بن کر سب حال دریافت کیا جب سمندر نے کہا کہ وہ مسہری پر
ہے جو کہ سامنے ہے حکیم صاحب اُٹھے اُس طرف کو جانے دیکھ کر خادموں نے جلد چند کرسیاں لا کر بچھا دیں کہ
حکیم صاحب و سمندر و عشاق نہ طاقی و عشاق اُستاد سمندر و اشفاق وزیر سمندر آ کر اُن کرسیوں
پر بیٹھے عشاق نہ طاقی نے ایک خادم کو اشارہ کیا کہ پردہ مسہری کا اُٹھا دو اُس نے پردہ اُٹھایا پردہ جو
اُٹھا ایک غبار سا اندر سے نکلا جیسے تنور سے نکلتا ہے حکیم صاحب نے اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ بہت شدت
کا بخار ہے کہ پردہ جو اُٹھا تو ایسی گرمی نکلی کہ جیسے کسی تنور جلنے سے نکلتی ہے سمندر نے کہا کہ میں نے تو آپ سے عرض نہ
کیا تھا کہ بخار شدت سے ہے پس حکیم صاحب نے نبض پر ہاتھ رکھا فوراً اُٹھا لیا بعد تھوڑے وقفہ کے پھر ہاتھ رکھا
عرصہ تک نبض دیکھا کیے نبض دیکھ کر سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اسکو تو تپ محرقہ ہے نہ معلوم کن احمق حکما
نے علاج کیا ہے بالکل خیال نہ کیا مرض کو طول ہو گیا ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر کا بخار ہے اگر تھرمامیٹر لگایا جائے
تو کوئی ٹمپریچر سو درجہ پر پہونچے یہی ایسی ہیں جو زندہ ہیں دوسرا ہوتا تو تمام ہو جاتا نبض تو بلا دیکھے فرمائیے کہ حکیم
ہی مزاج ہے حرارت غریبہ تو اتر بسبب بخار کے پہونچ گئی ہے حدت بخار سے تمام اخلاط جل گئے ہیں جسم میں نہ
خون کا نام ہے نہ بلغم کا نہ سودے کا سوائے صفرا کے زنگاری کی کثرت ہے قبل میں انکو نزلہ ہوا تھا اُسکا علاج
جو کیا گیا تو خلاف کیا گیا حکیم نے نزلہ کا خیال نہ کیا اُس وقت جو بخار تھا وہ عارضی تھا بسبب نزلہ کے تھا
اُنکی رائے نے غلطی کی نزلہ بگڑ گیا صدر پر گرا اُسکا علاج نہ ہوا دوسرے علاج ہوتے رہے وہ مرض بڑھتا گیا
نزلہ حار تھا اُسمیں گرم دوا سے علاج ہوا انجام یہ کہ ترقی ہو گئی اُس نے اندر ہی اندر رطوبت کو جلا تاثیر و
کیا حکیم ایسے اندھے تھے کہ جنکو نہ معلوم ہوا کہ یہ بخار کیسا ہے وہ تپ بادی سمجھے اُسکا علاج کیا خرابی کی یہ بات
تھی کہ اُنکا مزاج ہمیشہ سے گرم تھا اور گرم علاج ہوا اُسنے اور بھڑکا دیا انکو اختلاج بھی رہتا تھا اکثر اوقات
تغیر بھی ہوتی تھی ضعف معدے کی بھی شکایت تھی انکو کئی مرض تھے اُن سب کی کثرت ہو گئی اب ضعف
اس قدر ہے کہ نبض نہیں ملتی ہے بلکہ ایک ہاتھ کی نبض تو ساقط ہے بسبب مرض کی شدت ہے اگر آپ کا درمیان
نہ ہوتا تو میں کبھی نہ علاج کرتا ایسے مریض کو ہاتھ نہ لگاتا نہایت بدنامی کا سبب ہے کیونکہ انھوں نے
ایسے ویسے حکیموں کا علاج کر کے مرض کو طول دیا اب تو پہلے بخار کا علاج ہوگا اُسکے بعد اور امراض کا
علاج ہوگا افسوس بڑی خرابی ہوئی کہ طاقت نہیں ہے ورنہ دو دن میں بخار کو کھو دیتا اب ذرا آرام نہ
ہوگا کیسی حکمت رہ گئی ہے کہ مریض کی حالت پر غور نہ کیا جو جی میں آیا علاج کرنا شروع کیا چاہے
مریض مرے چاہے جیے اب یہ طبابت ہے خیر جہاں تک ہوگا میں کوئی درجہ علاج کا باقی نہ رکھونگا یہ کہکر پھر
نبض دیکھی بڑے عرصہ تک غور کیا پھر نبض دیکھ کر کہا کہ ذرا ہوشیار فرمائیے کہ میں کچھ حالت دیکھوں عشاق
نے ایک خادم سے کہا کہ نانی اماں کو ہوشیار کرو اُس نے کئی مرتبہ پکارا ہوش نہ آیا تب عشاق نے

خود آواز دی کہ نانی اماں ہوشیار ہوجیے حکیم صاحب تشریف لائے ہین ذرا اُن سے کلام کیجیے اپنے مزاج کی حالت
بیان فرمائیے تاکہ وہ نسخہ تحریر کرین یہ بہت بڑے حکیم ہین کہ انکا مثل و نظیر نہین ہی جب عشاق نے کئی مرتبہ پکارا
اور شانہ پکڑ کر حرکت دی تو آہستہ آنکھ کھولی اور نحیف آواز سے کہا کہ کیون بار بار تکلیف دیتے ہو اس سے کیا حاصل مجکو
پڑا رہنے دو اور یہ خیال کرو کہ مین مرگئی عشاق نے کہا کہ خداوند ایسا نہ کرین ذرا ہوشیار ہوجیے حکیم صاحب سے
حال بیان فرمائیے دیکھیے حکیم صاحب تشریف رکھتے ہین یہ جو عشاق نے کہا اُس نے آنکھ کھولی اپنے کو ہوشیار
کیا کہا کہ بٹھا دو عشاق اور اُس خادمہ نے پکڑ کر اٹھایا پشت پر تکیہ لگایا وہ بیٹھی خادمہ کھڑے رہی اُس نے
سلام کیا حکیم صاحب نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی کیا حالت ہی قلب کی کیا کیفیت
ہی منہ کا کیا مزہ ہی یہ سنتے ہی اُس نے کہا حکیم صاحب میری یہ حالت ہی کہ بخار کی شدت سے دل و جگر جلا
جاتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ تمام جسم تنور مین پڑا ہوا ہی منہ سے شعلے نکلتے ہین ضعف کی یہ شدت ہی کہ بات نہین
کی جاتی ہی نبض ہی چھٹی جاتی ہی کہ آنکھین بند کیے ہوئے پڑی رہون غشی پر غشی آتے ہین جو کوئی بات کرتا ہی
بری معلوم ہوتی ہی پیاس کی شدت ہی زبان تالو سے لگی جاتی ہی تالو چھٹا جاتا ہی منہ مین کانٹے پڑے ہوئے
ہین بھوک نہین آتی ہی مزہ منہ کا تلخ ہی یہ جی چاہتا ہی کہ کوئی ترش چیز ہو یہ معلوم ہوتا ہی کہ منہ مین نیب
کسی نے پیس کر گھول دی ہی بھوک بالکل نہین لگتی ہی طعام کی طرف رغبت نہین ہی حکیم صاحب نے جواب
دیا معلوم ہوا یہ فرمائیے کہ قبل مین آپ کو نزلہ ہوا تھا اُس نے کہا کہ ہان اختلاج بھی رہتا تھا کہا کہ ہان ضعف
معدہ بھی تھا وہ بولی ہان ہوگا حکیم صاحب بولے دیکھا یہ بتائیے کہ جب آپ کھانا کھاتی ہین اُس کے بعد
آپ کو کچھ حرارت سی معلوم ہوتی تھی یہ جی چاہتا تھا کہ لیٹ رہون اُس نے کہا کہ یہ امر ضرور تھا حکیم صاحب
نزلہ تو ضرور ہوا تھا مگر اسکا مین نے کچھ خیال نہ کیا پہلے تو مین اس خیال مین رہی کہ نزلہ ہی وہ جاتا رہیگا جب
خفت نہ ہوئی تو علاج کرنا شروع کیا مگر مرض مین ترقی ہوئی جب تک مجکو ہوش رہا مین نے اپنی رائے
سے حکیمون کا علاج کیا جب مرض کی شدت ہوئی مجھ مین کچھ حالت نہ رہی خاموش ہو رہی اب یہ علاج
کرنے لگے انھون نے بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر مقدر اُلٹی تقدیر یہ تو مجکو یقین ہوگیا ہی کہ اس مرض سے
مین نہ بچونگی ضرور تمام ہونگی یہ مرض نہین ہی بلکہ مرض الموت ہی کیونکہ اگر جانے والا مرض ہوتا تو اب تک
کچھ خفت ہوتی شدت نہ ہوتی بس مجکو تو امید قطع ہوگئی ہی کوئی امید زندگی نہین ہی اور ایک زمانہ بعید ہوا کہ
زندگی کو اس زمانہ کی ہون کہ جب سامری و جمشید کی خدائی تھی دامہ و شتامہ میرے ساتھ کی
کھیلی ہوئی تھین وہ میرے روبرو پیدا ہوئین تھین وہ تو مرگئین مین زندہ ہی کوئی دو ہزار برس سے زیادہ عمر ہی
مگر مین ہر ایک سے یہ کہتی ہون کہ ہزار برس کی ہون وہ وہ سحر مین نے سیکھے اور ایسا کمال سحر مین بہم پہنچایا کہ ہمہ تن
مجسم سحر ہوگئی میری تو سحر سے یہ نوبت ہی کہ جدھر کو نگاہ اٹھا کر دیکھا جو امر چاہا وہ فوراً ہوگیا تمام سحر میرے قابو مین
ہین اب کوئی حد بھی زندگی کی ہی سات سات لوگ مرگئے اب بھی مین مرونگی یا نہین یہ کہہ رہی تھی کہ غش آگیا آنکھ بند
ہوگئی گر پڑی حکیم صاحب نے کہا کہ کاغذ و دوات لائیے مین نسخہ تحریر کردون ایک نسخہ باشوبہ کا ایک جوارش کا
ایک ماء اللحم کا ایک روز مرہ پینے کا یہ جو حکیم صاحب نے طلب کیا فوراً دوات قلم حاضر کیا گیا حکیم صاحب نے نسخہ
تحریر کرنا شروع کیا یہان تو حکیم صاحب کو نسخہ تحریر کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی ادھر عیار سمندر نے
جو یہ دیکھا کہ یہ حکیم صاحب نہین ہین اسکو یہ شبہ گمان ہوتا ہی کہ کوئی عیار ہی کیونکہ جب حکیم صاحب آتے تھے
تو یہ حرکت نہ تھی جو آج انکی حرکت ہی مین کبھی نہ جانا کونگا اسکو تاب نہ رہی وہ اٹھکر عشاق کے پاس آیا آہستہ
سے کان مین کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہی کہ حکیم صاحب کی آج کیا حرکتین ہین یہ کبھی نہ حرکت تھی میرے

گمان ہین یہ کوئی عیار ہی شملاق نے کہا کہ تمہارا گمان غلط ہی کہین ایسا ہو سکتا ہی عیار نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر وہ اپنے مقام پر آکر بیٹھا یہان کا یہ رنگ ہی ادھر حکیم صاحب نسخہ تحریر کر رہے ہین ان کو تو
اس حال مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال حکیم صاحب اصلی کا تحریر ہوتا ہی اور انکی حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد جانے حکیم صاحب کے تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب کی زوجہ کو خیال آیا
کہ ذرا چل کر دیکھون کہ یہ دن بھر اور دوپہر رات تک جو باہر بیٹھے ہوئے لکھا کرتے ہین تو کیا تصنیف کرتے ہین یہ
خیال کر کے چلین چونکہ پڑھی اور لکھی تھین اس سبب سے یہ خیال ہوا اُس کمرے مین آئین یہان آکر جو دیکھا تو تمام
کمرے کو خالی پایا کسی الماری مین کتاب نہ تھی حیران ہوئین یہ کیا سبب ہی کہ سب اسباب کہان گیا ہی کہین حکیم صاحب
نے کہان رکھدین یہ خیال کیا کہ شاید صندوق مین رکھی ہونگی یہ تصور کر کے صندوقون کے پاس آئین دیکھا کہ ایک
صندوق پر ایک پرچہ لگا ہوا ہی اُسکا یہ مضمون ہی کہ اس صندوق کے اندر حکیم صاحب بند ہین انکو نکال
لینا یہ کام میرا ہی مین ہون خواجہ الیث حکیم صاحب کو بیہوش کر کے بند کیا ہی یہ بی بی زوجہ حکیم صاحب نے
پڑھا حیران ہوئین کہ یہ کیا واقعہ ہی حکیم صاحب تو دربار مین گئے ہین یہ کیا امر ہی کہ اسپر پرچہ لگا ہی کہ حکیم صاحب
یہان اسی صندوق مین بند ہین بس گھبرا کر جو صندوق کو کھول کر دیکھا کہ حکیم صاحب اسمین انکی باندھے ہوئے
بیہوش پڑے ہین اپنے تن بدن کا انکو ہوش نہین ہی یہ حال دیکھکر انکی زوجہ نے انکو صندوق کے اندر
سے نکالا باہر بوریہ پر لٹایا اب جو دیکھا تو ایک کاغذ لپٹا ہوا پایا اُسکو اٹھا کر پڑھا وہی مضمون بالا جو کہ مذکور
ہو چکا ہی تحریر تھا حکیم صاحب کو پانی وغیرہ چھڑک کر ہوشیار و خبردار کیا حکیم صاحب کی جو آنکھ کھلی تو اپنی عجب حالت
پائی زوجہ کو سرھانے دیکھا یہ دیکھکر ایک آہ سرد کا نعرہ مارا اور کہا کہ لٹ گیا وہ دربار ایک ایک نا عیار
لوٹ لے گیا ایک چیز تو چھوڑی نہ ہوگی سب لے گیا ہوگا جسکا خوف تھا اور جس کے سبب سے مین خانہ نشین
ہوا تھا وہی پیش آیا مین کیا جانتا تھا کہ ہمینگا کی صورت بن کر آویگا اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی نہ آنے دیتا
بڑا دھوکا کھایا بڑا افسوس ہوا کہ سب اسباب لے گیا ہوگا اسنے مجھکو بیہوش کر کیا نہ معلوم کیا غرض تھی جو یہان
آیا تھا بی بی نے کہا کہ تمکو اس صندوق مین بند کیا تھا اور یہ پرچہ لکھکر صندوق پر لگایا اور ایک پرچہ تحریر کر کے
اندر تمہارے پہلو مین رکھ گیا حکیم صاحب نے کہا یہ تو کہو اندر گیا تھا یا نہین بی بی نے کہا کہ اندر نہین آیا بلکہ ایک
شال کی اچکن جو کہ تم نے پانسو روپیہ کی دربار مین پہنکر جانے کے لیے خریدی تھی اور شیروکا پائجامہ جو کہ سلا
رکھا تھا اور شالی عمامہ اور سوا سو اشرفی طلب کین مین کیا جانون کہ تم ہو یا کوئی اور ہی مین نے پہلے تو کہلا بھیجا کہ
یہان آکر پہن جاؤ تو کہلا بھیجا کہ مین اندر نہ آؤنگا مین نے بجبر یا فرش بچھوائی قالین وغیرہ [illegible]
کو طلب کیا پر وانتے سوا کچھی نہ ہوا اسی طرف سے سوار ہو کر چلا گیا اندر قدم نہ رکھا مین بہت
حیران ہون کہ اُسنے کس کا کیونکر نام معلوم ہوا اور نہ کیا [illegible] معلوم ہوا کہ کہان نوکر ہین حکیم صاحب نے کہا کہ
سب مجھ سے باتون باتون مین دریافت کر لیا تھا اور جو یہ کہو کہ اچکن کیونکر شال کی طلب کی اور پائجامہ اور عمامہ اور
اور سوا سو اشرفیان یہ اُسکو معلوم تھا کہ جب حکیم صاحب دربار جانے ہونگے تو دربار نہین کپڑے عمدہ
پہننے ہونگے اس خیال سے مانگے اور فرش وغیرہ یا اس خیال سے صینے کہین کہ جب کبار آدار یان تو وردیان ضرور ہونگی
یہ امر تھا جب اُسکو معلوم تھا تو سب مال لے گیا ہوگا پھر کہا وہ پرچہ دیکھو انکا تحریر ہی زوجہ نے پرچہ
دیا حکیم صاحب نے پڑھا اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کے کہا شاید تم لیے وہ میری صورت بن کر دربار مین

یا مین اپنی زندگی سے بیزار ہون یا تم میرا مرنا چاہتی ہو جو ایسی تقریر کرتی ہو پہلے اپنی ایسی ہی مین مریض اور بادشاہ
اور اُسکا دربار ایکہی بات ہی از ندم جہان زندم آیہ مردم جہان مردم یہ خیال کرنا کہ مین مرنے سے خوف کرتا ہون بلکہ
موت کو ہر وقت یاد کرتا ہون صرف اس امر کا خیال ہی کہ جب تک زندہ رہونگا تو یہ تو ہوگا کہ عبادت خدا
کرونگا عقبیٰ تو درست ہوگی مر گیا تو کیا حاصل ہوا صرف میرا یہ خیال ہی کہ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہین ہی
کہ جسکے سبب سے مجکو یہ امید ہو کہ میرے گناہ صغیرہ و کبیرہ سب عفو کر دیے جاینگے ہان اگر کچھ دنون زندہ
رہا تو پھر امید ہوگی کہ گناہ عفو ہو جاینگے کچھ عذاب مین تخفیف ہو جائیگی بس اب مین گوشہ مین بیٹھکر عبادت
کرونگا مین نے دنیا کو بالکل ترک کیا کسی سے نہ ملونگا دربار کیا ہی اور بادشاہ کیا چیز ہی اُس بادشاہ حقیقی کی بندگی
کرتا ہون جس نے سمندر ایسے ہزارون بادشاہ پیدا کئے اور ایکدم مین مٹا دیے جس نے زمین و
آسمان کو خلق کیا جسکے حکم مین سب زمانہ ہی جو کہ دنیا کا مالک اور خدا ہی اُسکی بندگی سے بہت کچھ نفع ہی اور
ایسے بادشاہ کی اطاعت کرنے سے کیا حاصل ہی کیونکہ یہ تو بادشاہ دنیا کے ہین یہ جو کچھ دیگا اس خیال سے دیگا
کہ پھر کام ہو خدمت لیکر دیگا بڑا احسان کریگا اور اب مین جسکی عبادت کرتا ہون وہ دونون جہان کا بادشاہ
ہی وہ جسکو دیتا ہی ایسا دیتا ہی کہ پھر اُسکو ضرورت نہین رہتی کہ کچھ مانگے وہ ایسا دیتا ہی کہ تمام زندگی گذر جاتی ہی
اُسکو اسکی ضرورت نہین ہی کہ کسی طمع سے اُسے خوشامد کرو یا خدمت کرو وہ جسکو دیتا ہی بلا خدمت دیتا ہی وہ
بڑا رزاق ہی اپنے بندون کو رزق عطا فرماتا ہی وہ بڑا رازق ہی چاہیے اُسکی عبادت کی جاے جیسے چاہیے عبادت
کی جاے اُس نے جو مقرر کیا ہی وہ ضرور دیگا وہ مثل اہل دنیا کے نہین ہی کہ جہان اُنکی خدمت نہ کی یا کوئی
خطا ہوئی موقوف کر دیا مین ایسے کی کیون نہ بندگی کرون کہ جو بہر طور دنیا سے فراغت کر دیا ہے کہ جو اُسنے
مقرر کر دیا ہی ملیگا مین اُس مالک کی کیون نہ بندگی کرون کہ جو دشمن اور دوست کو برابر دیتا ہی دیکھا ہی
اہل دنیا کی خدمت کرنے سے سوا اپنے ذلت کے کچھ نہین حاصل ہوتا ہی بمصداق اس شعر کے کہ جو شان مین
خدا کے ہین سدا ہی کہ بیت ای کریمی کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری + دوستان را کجا کنی محروم + تو کہ
با دشمنان نظر داری + وہ بڑا کریم ہی رحیم ہی یہ اُسی کی عنایت اور پرورش تھی کہ اُس نے سمندر شاہ
کو جو کہ کافر ہی میرے اوپر مہربان کیا میرا یہ مرتبہ تھا کہ وہ میرے اوپر مہربان ہوتا یہ سب اُسکی مہربانی ہی وہ
اپنے بندے کی پرورش کی کوئی صورت ضرور نکالتا ہی جسکے ساتھ سے وہ رزق مقرر کیا ہی دیتا ہی یہ اُسکی ادنا سی
پرورش ہی کہ جب تک میرا رزق سمندر کے خزانہ مین مقرر ہی مین جو نہ بار بار کرونگا اور وہ دیگا
جب اُسکے خزانہ سے اُٹھ جائیگا تو مین لاکھ خوشامد کرونگا وہ نہ دیگا بلکہ دوسرے کے ہاتھ مقرر
کریگا اُس سے ملیگا اسکا مجکو تو کوئی خوف نہین ہی کہ رزق نہ ملیگا جب تک کہ زندگی ہی ضرور ملیگا
کیا خوف ہی وہ سب کا روزی دینے والا ہی وہ سب کا رازق ہی اُسی کی شان مین یہ شعر ہی شعر خدا سے
راست مسلم بزرگواری و حلم + کہ جرم بیند و نان برقرار می دارد + زوجہ نے جواب دیا کہ تم کو اختیار ہی مین
کوئی تم کو مجبور نہین کرتی ہون بلکہ میرا یہ مطلب تھا کہ تم دربار مین جاتے اُس مریض کی جان بچتی تمہارا
نام ہوتا ذرا وہ بھی تو زرک پاتا حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اول تو رات کو نہ مین زندہ ہوتا نہ تم دونون
کا خاتمہ ہوتا گھر بھر کا مال اُنکے قبضہ مین ہوتا اگر مین دربار مین جاؤن اور وہ مریض مر چکا ہوگا کیا اُنہون
نے باقی رکھا ہوگا خاتمہ ہی کر دیا ہوگا فرض کرو کہ زندہ بھی ہوگا تو ایسے کافرون کا مرنا میرے نزدیک بہتر
ہی جو کہ اہل اسلام کے دشمن ہون زوجہ حکیم کہنے لگی کہ تم کو اختیار ہی مین یہ نہین چاہتی کہ تمہاری
جان پر بنے یا تم تباہ ہو یہ کہکر اندر مکان کے چلی آئین حکیم صاحب یہان عبادت خدا مین مصروف ہوئے

عبادت خدا کرنے لگے انکو تو اسی حالت مین رکھا جاتا ہے

اب پھر حال دربار سمندر مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب قلم وغیرہ حکیم صاحب کے پاس آیا حکیم صاحب نے ایک نسخہ پاشوئے کا تحریر کیا برگ سدر تراشہ خیار سبوس گندم نمک لاہوری در آب جوشانیدہ پاشویہ کنایند یہ تحریر کرکے ایک نسخہ مارا للحم کا تحریر کیا وہ یہ ہے گوشت مرغ گوشت بز گوشت تذرو گوشت آہو گوشت شتر گوشت دراج گوشت تیہو گوشت باز گوشت افعی سیاہ گوشت ماہی گوشت سنگ پشت گوشت کرگ گوشت کرکس گوشت عقرب گوشت تیتر گوشت مورچہ گوشت زنبور گوشت خوک گوشت زاغ گوشت پلنگ گوشت شیر گوشت اسپ گوشت مگس گوشت موش سیاہ ہمہ را یخنی کردہ در ادویہ اندا ختہ مارا للحم کشیدہ ادویہ اسکا یہ ہیں آب انار آب سیب آب انناس آب بہی آب نارنج آب ترنج آب آلو آب کولہ آب امرود آب ناشپاتی آب مہتابی آب کیلا آب انگور آب تربز آب پیٹھا آب خیار آب کدو آب پالک آب کاسنی آب برگ کاہو آب برگ عنب الثعلب غرض یہ کہ بہت سی ادویہ تحریر کین کہاں تک تحریر کیا جائے ایک نسخہ جوارش کا تھا کہ جس مین مروارید یاقوت مرجان سب سنگ یشب زہر مہرہ جواہر وغیرہ تھا یہ نسخے تحریر کرکے کہا کہ یہ یہاں نہیں تیار ہو سکتے ہیں اگر اسکی قیمت مل جائے تو مین تیار کرکے روانہ کر دون یا دوائیان مل جائین اگر کچھ خیال نہو سمندر نے جواب دیا کہ دوائیں جس طور سے آپ درست فرمائینگے اور تیار کرینگے دوسرا نہین کر سکتا ہے آپ اپنے مکان پر تیار کرکے روانہ فرمائیے گا یہان اسکا انتظام کسی سے نہ ہوگا بلکہ نسخہ خراب ہوگا روپیہ کا ہرج نہوگا جو قیمت فرمائیے وہ دیجائے حکیم صاحب نے فرمایا کہ تین ہزار روپیہ قیمت ہو جو کم ہوگا پھر طلب کر لونگا سمندر نے کہا اچھا اور اسی وقت تین ہزار روپیہ منگا کر حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب نے وہ روپیہ لیکر کلو کو دیا کہ اسکو بھی لے جاکر خیمہ مین رکھو مین بھی ان پر چل کر اسکی دوائیں منگا لونگا یہ سنکے کلو وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور حفاظت سے رکھ آیا اب حکیم صاحب نے بادشاہ سے فرمایا کہ یہ دونون نسخہ تو بعد کو استعمال ہونگے جب کہ بخار دور ہو جائیگا یہ تو قوت کے لیے ہیں اگر انکا استعمال پورے طور سے ہوگیا تو یہ پھر سے جوان ہو جائینگی ہان اب جس دوا سے بخار کم ہوگا وہ یہ ہے کہ ایک آدھ پاؤ موتی منگائیے اور اسی قدر مرجان سرخ اور اسی قدر یشب سبز اور زہر مہرہ خطائی اور دیگر اجزا جو کہ نسخہ مین تحریر ہین اور ایک کھرل سنگ سماق کا طلب فرمائیے عود غرقی مشک وعنبر زعفران خالص تاکہ مین اپنے ہاتھ سے پہلا نسخہ درست کرکے پلاؤن اور آپ کے سامنے تیار کرون تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے پس فوراً بموجب حکم دواخانے سے کل دوائیں لا کر حاضر کی گئین مشک وعنبر عود غرقی زعفران خالص مروارید وغیرہ حاضر کی گئین اور کھرل بھی سنگ سماق کی حاضر کی بس حکیم صاحب نے چالاکی کرکے سب جواہر غائب کر لیا اسی طور سے مشک وعنبر عود زعفران اسکے عوض مین جو نقلی چیزین موجود کین ہو کی تو سنکھیا کے ٹکڑے تھے مرجان بھی اسی کا تھا یاقوت سنکھیا سے گلابی کا بنا ہوا تھا ہرتال طبقی گوگرد احمر سیاہ دھتورے کے بیج اور اسی قسم سے زہر کچلہ مار وغیرہ نکالا اور سنکھیا آدھ پاؤ وسکم طبقی اور ہرتال طبقی یا ورق گندھک یا ورق دھتورے کے بیج یا دھوکرہ مار آدھ پاؤ ان سب کو کھرل مین ڈالکر خود حکیم صاحب نے کھرل کرنا شروع کیا وہ ادویہ جو کہ جوش ہو رہی تھین انکے پانی مین بھی بیہوشی ملا دی یہ وہ چیزین ہین کہ ادھر حلق سے اترین ادھر دل وجگر کو پاش پاش کر دیا دم بھر مین انسان تڑپ کر مر گیا اگر چہ کیسا ہی سخت جان ہو بلکہ مار سیاہ کو کہ جس کے دم سے آدمی بہ جاتے ہین اسکو دیا جائے وہ بھی سر نہ اٹھا سکے

یا وصفیکہ خود زہر رکھتا ہی جب یہ سبب دوا تیار ہو چکی اُس وقت حکیم صاحب نے ایک بڑا پیالہ طلب کیا
اُسمین وہ دوا ڈالی اور کہا کہ ہوشیار رہیے مین اپنے ہاتھ سے پلا دون عشاق نہ طاقی نے کہا کہ مین ہوشیار
کرتا ہون آپ مجکو یہ پیالہ عنایت فرمائیے مین پلا دونگا حکیم صاحب نے کہا کہ ہوشیار تو کیجیے راوی بیان
کرتا ہی کہ جب حکیم صاحب نے الماس طلب کیا تھا تو سمندر نے کہا تھا کہ الماس تو جگر کو پاش پاش کرتا ہی
اگر ایک رتی بھر ہو نہ کہ آدھ پاو حکیم صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا تھا کہ تم کو کیا معلوم میرے پاس اسکا علاج
موجود ہی کیا کوئی مین ایسا نادان ہون کوئی مین نے گھاس نہین کھودی ہی حکمت پڑھی ہی جب بادشاہ کو یون
جواب دیا تو پھر کسکی طاقت تھی جو کچھ کہتا سب خاموش بیٹھے رہے کہ عشاق نے شعلہ کو آواز دی کہ نائی امان
بیدار ہو جیے دوا نوش فرمائیے کیونکہ حکیم صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے تیار فرمائی ہی دیکھیے وہ پیالہ لیے
کھڑے بیٹھے ہین انکو بڑی زحمت ہوئی جب اس طور سے کئی مرتبہ کہا تو اُس نے آنکھ کھولی اپنے کو ہوشیار
کیا کہا کہ بٹھا دو اُٹھا کر بٹھایا اُس نے حکیم صاحب کیطرف دیکھکر کہا کہ آپکو بڑی زحمت و تکلیف ہوئی حکیم صاحب
نے کہا کہ کچھ زحمت نہین ہی تم یہ دوا پی لو یہ سنکے اُس نے اپنے ہاتھ مین پیالہ لیا گو طاقت اسکو نہ تھی
عشاق نے ہاتھ لگا لیا جب پیالہ ہاتھ مین اُس کے پہونچا اُس نے حکیم صاحب کی طرف منہ کر کے کہا
کہ اے حکیم صاحب مین وہ ساحرہ ہون کہ میرے سامنے سامری و جمشید کی دونون خدائیان برباد ہو گئین
دیا مہ و تنبا مہ میرے ساتھ کی کھیلی ہوئی ہین وہ وہ سحر مین نے کیے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین ہی ہر سحر میرے
قابو مین تھا بلکہ مجھ سے تو ہر چیز بات کرتی تھی زمین کی مٹی درخت کے برگ و ثمر سنگ ریزے وغیرہ جہان مین نے
اُن سے سوال کیا انھون نے جواب دیا اپنی خاصیت نام ماہیت جو اثر رکھتی ہو سب بتا دیا گو اس وقت مجھ
مین بسبب بخار کے حالت نہین ہی مگر تب بھی وہی قدرت ہی اگر چاہون تو ایک پل مین تمام عالم تباہ ہو خاک
سیاہ ہو یہ بارگاہ خون سے رنگین ہو ہزارون برقین چمک کر گرین اولہ برسین سنگ باری ہو اس وقت تک
یہ قدرت ہی گو کوئی حالت نہین ہی یہ چھوٹا سا کرشمہ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے دوا بنا کر دی ہی اور سب
اجزا ملے ہوے ہین بلکہ سائیدہ ہین مگر ہر ایک مجکو اپنے نام سے اور اثر سے آگاہ کرے گا یہ کہکر پیالہ کیطرف
دیکھکر کہا کہ جلد بتاؤ تم مین کون کون اجزا ہین اور اُنکا کیا اثر ہی اور کیا تاثیر کرتی ہی یہ جو اُس نے کہا دوا سے ایک
ایک مرتبہ جوش مارا ابھی تک حکیم صاحب خاموش بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین مگر اس سبب سے وہ کچھ ہوشیار
ہوے ہین کہ اُس نے دوا سے سوال کیا ہی یہ بھی درست ہی بیٹھے پیالے کے اندر سے صدا آئی کہ ہم مین کتھا مار
ہی جسکا یہ اثر ہی کہ انسان کو ایک دم مین بہا کر پانی کر دیتا ہی دھتورا ہی جو قتل کرتا ہی سنکھیا گلابی سیاہ
سفید ہی جو جا کر قلب و جگر کو پاش پاش کر دیتا ہی ہرتال ہی گندھک ہی ان سب کا اثر یار ڈالنا اور جگر کو
ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہی اگر آپ نوش فرمائیے گا تو دم بھر مین آپ کا خاتمہ ہو جائے گا ای ملکہ یہ حکیم صاحب
نہین ہین بلکہ یہ خواجہ تالث عیار لشکر اسلام ہین انھون نے بھگا کو بیہوش کر کے قتل کیا اُسکی صورت
بن کر حکیم صاحب کے پاس گئے اُنکو بیہوش کر کے صندوق مین بند کیا اُنکی صورت بن کر یہان آئے آپکے
قتل کی تدبیر کی یہ جو اُس نے سُنا اور دوا کی طرف دیکھا ایک مرتبہ ایک شعلہ پیدا ہوا وہ پیالہ مین آگرا وہ دوا
شعلہ بن کر طرف آسمان کے چلی گئی دوا کو اوڑا کر طرف حکیم صاحب کے پلٹی اور پکارتی کہ کیون دزد بار بار
تو نے مجکو قتل کیا تھا میرا کام تمام کیا تھا نہ مجھ ایسی ساحرہ ہوتی نہ جان بچتی نہ مین دوا سے سوال کرتی نہ یہ
اپنا اثر و خاصیت بیان کرتی نہ مین واقف ہوتی تو نے تو اپنا کام تمام کر لیا تھا ابھی میری زندگی تھی کہ بچ گئی یہ کہا
اور قصد کیا کہ سحر سے اسکو گرفتار کر لون ملکہ نے یہ بھی کہا کہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہی تیری قضا

تجھکو یہان لائی تھی کہ تو حکیم صاحب بن کر میرے علاج کے لیے آیا تھا مگر اسکا رہو خوب عیاری کی تجھکو اسکی خبر
نہ تھی کہ یہ بڑی ساحرہ زبردست ہی ورنہ تو کبھی عیاری نہ کرتا خواجہ نے جو دیکھا کہ دو شعلہ بن کر اڑی اور یہ
میری طرف متوجہ ہوئی ہی اور قصد سحر کرنے کا کیا ہی خواجہ نے کرسی پر سے جست کی اور نعرہ کیا منم خواجہ
ثالث پسر ہمزہ ثانی خضران بن عمر عیار صاحبقران ریش تراشیدہ کافران سر برندہ جادوگران شاہ عیاران
عیار بیا سر از خنجر گذار یہ نعرہ کرکے بالائے ہوا قائم ہوئے اور آواز دی کہ او لکاتہ تو در اصل ساحرہ زبردست
بڑی مکارہ ہی مجھکو یہ حال معلوم نہ تھا کہ تیری اس حالت میں یہ حالت ہی کہ تو ہمہ تن سحر ہی مجھسے پھر ایک جنم زور
سحر کا کام کرتی ہی تو مین دوسری تدبیر کرتا مین تو تیرا کام تمام کرچکا تھا اگر ایک قطرہ بھی تیرے حلق کے نیچے اتر جاتا
تو تیرا کام تمام تھا مگر بڑی سخت جان ہی کہ بچ گئی اب میرے ہاتھ سے تو بچ کر کہان جائے گی اگر یہان آئی ہی تو
ضرور مین تجھکو قتل کرونگا زندہ رہنا تیرا دشوار ہی کہ تو آفت کی پرکالہ ہی اگر زندہ رہی تو آفت برپا کرے گی بندگان
خدا کو اذیت دے گی اس حالت مین تو یہ طاقت و قوت ہی اور سحر کی یہ حالت ہی پھر دیکھا جائے گا اور تو مجھکو
کیا قتل کرے گی مین اسی وقت اپنا کام کرچکا تھا بڑے بڑے ساحر موجود تھے کسی نے نہ پہچانا کہ مین حکیم صاحب
ہون یا عیار ہون یہ میری کم نصیبی تھی کہ تو نے دوا سے سوال کیا اگر یہ معلوم ہوتا تو مین تجھی تجھکو نہ ہوشیار
کرتا اسی طور سے حالت بیہوشی مین پلا دیتا کہ تو مر جاتی خبر نہ ہوتی ای سمندر ذرا ہوشیار رہنا مین خبردار کیے
جاتا ہون تم کو بھی اور اس لکاتہ کو بھی اور ای عشاق و مساق تو بھی اپنی نانی سے خبردار رہنا مین ضرور آکر تجھکو
اور اسکو دونون کو قتل کرونگا اور جا کر حکیم صاحب کی خبر لو مین انکو صندوق مین بند کر آیا ہون کہیں انکا نہ
کام تمام ہو یہ کہکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے غل مچگیا کہ پکڑنا جانے نہ دینا خواجہ کو لوگ ادھر ادھر ڈھونڈنے لگے فورا
حکم درگہ سالار کو ملا کہ کوئی باہر جانے پائے دروازے بند ہونے لگے آپ نے فورا اپنی صورت بدلی اور
چوبدارون مین شامل ہو کر کھڑے ہوئے ادھر وہ لکاتہ یہ کہکر گری کہ وا سمندر تم نے خوب میرا علاج کیا تھا
مجھکو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم میرے ساتھ یہ حرکت کروگے اگر مین نہ ہوشیار ہوتی تو میرا کام تمام تھا یہ کہکر بیہوش
ہوکر گری اب ادھر ہر طرف لوگ دوڑ رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ ابھی اس مقام پر تھا کوئی کہتا ہی ابھی دربار مین
سے نکلا نہین یہین موجود ہی آپ بھی چوبدارون مین کھڑے ہوئے دیکھا کیے کہ لوگ تلاش کر رہے ہین کہ شملاق
نے سمندر سے پکار کر کہا کہ آپ اوراق سامری مین دیکھیے تا کہ معلوم ہو یہ جو شملاق نے کہا کہ اوراق جمشیدی
مین یا سامری نامہ مین ملاحظہ فرمایئے پس سمندر نے دیکھا اوراق مین یہ نکلا کہ خواجہ چوبدارون مین کھڑے ہوئے
ہین ادھر سمندر نے دیکھا ادھر خواجہ نے جو دیکھا کہ سمندر اوراق مین شملاق کے کہنے سے دیکھ رہا ہی
یہ اپنی صورت بدل کر دوسری طرف خادمون کے مجمع مین جا کھڑے ہوئے ادھر یہ جو سمندر کو معلوم ہوا کہ چوبدارون
مین ہین فورا سحر کیا کہ ہر ایک چوبدار کے پانون تا زانو زمین مین گڑ گئے بلکہ زمین نے پکڑ لیے یہ واقعہ دیکھکر ہر ایک
پریشان ہو چلانے لگا کہ ہم نے خطا کی ہین ہماری خطا کو معاف فرمایئے سمندر نے کہا کہ تم مین خواجہ ہی عیار لشکر
اسلام کا انھون نے عرض کیا کہ ہم مین کوئی نہین ہی ہم سب آپ کے قدیم خادم ہین اب سمندر نے ہر ایک کا
نام دریافت کیا انھون نے اپنی سات پشت کے نام بتلائے سمندر نے چھوڑ دیا سحر اتار لیا وہ جو دونون عیار
برق ثانی و ضرغام ثانی تھے وہ جب یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ یہ حکیم صاحب نہین ہین بلکہ خواجہ ہین وہ دونون
وہان سے نکل کر چلے گئے وہ باہر دربار کے کھڑے ہوئے تھے غل ہوا کہ خواجہ چوبدارون مین تھے گرفتار ہوئے بادشاہ
نے اوراق جمشیدی کو جو دیکھا تو اسمین نکلا کہ خواجہ چوبدار بنے ہوئے کھڑے ہین بادشاہ نے سب چوبدارون
کو اسیر کر لیا کہ معلوم ہو جائے کون خواجہ ہین سب سے دریافت کر رہے ہین اب ضرور گرفتار ہونگے یہ جو انھون نے

شمّا اپنے دل میں کہنے لگے کہ بڑا غضب ہوا کہ خواجہ اسیر ہوئے اگر ہم بھی ہوتے تو ضرور اسیر ہوتے لیکن اسکا شکر
ہم بھی اندر ہوتے تو ضرور خواجہ کے ہمراہ اسیر ہوتے اس سے بہتر ہوا کہ ہم پہلے باہر چلے آئے اب یہ تو کوئی نہ
کہے گا کہ استاد کو گرفتار کرا کے خود چلے آئے اپنی جان بچا لی یہ دونوں اپنے دل میں یہ خیال کر رہے تھے
یہ سنا کہ ان چوبداروں میں نہیں نکلے نہ معلوم کیا ہوئے یہ خوش سنا تو انکو اطمینان ہوا اُدھر سمندر نے پھر
اوراق میں دیکھا نکلا کہ خدمتگاروں میں کھڑے ہوئے ہیں ادھر خواجہ نے دیکھا کہ سمندر نے اوراق دیکھ
طرف خدمتگاروں کے دیکھا اسنے ضرور دریافت کر لیا ہے بس خواجہ نے اسی مقام پر سے [illegible] کی سر پر
سمندر کے آئے ایک دھپ لگا کر تاج کیا شملاق کے سر پر سے مندیل وزارت لی عشناق نہ طاقی کے
ایک لات ماری کہ وہ منہ کے بھل کرسی پر سے گرا اور شید اہل دربار کو ذلیل کر کے صحن دربار میں آگئے اور
زمین پر اتر کر نعرہ کیا یہ چال دیکھ کر عیار سمندر دوڑا اپنی کرسی پر سے اٹھکر خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ بری طرف دوڑا
جست کر کے بالائے سقف آگئے اور جست وخیز کرتے ہوئے چلے یہ بھی چلا جست کر کے سقف پر آیا دار خانہ
میں کود پڑے اور بارگاہ پر آئے درگہ سالار نے روکا انہوں نے ایک طمانچہ اسکو مارا کہ یہ بیہوش ہو کر
گرا یہ جست کر کے باہر آ گئے اور بھاگے اب تو غل وشور ہو گیا کہ خواجہ جاتے ہیں لینا پکڑنا جانے نہ دینا
اتنے عرصہ میں وہ عیار بھی باہر آیا جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے دریافت کیا کہ کدھر گئے ہیں دیکھا کہ
درگہ سالار بیہوش پڑا ہی دریافت کیا کہ اسکو کیا ہوا انہوں نے عرض کیا کہ ایک آدمی دربار سے نکلا ہوا تو
درگہ سالار نے منع کیا کہ حکم باہر جانے کا نہیں ہی اُسنے یہ سنکے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ یہ بیہوش
ہو کر گرے وہ جست کر کے نکل گیا عیار نے کہا کہ یہی تو میں تم سے پوچھتا تھا کہ کدھر گئے ہیں تم نے یہ جواب
دیا یہ سنکے انہوں نے کہا کہ سامنے گیا ہی یہ عیار بھی اسی طرف چلا جب برق ثانی وضرغام ثانی نے
دیکھا کہ استاد نکل گئے یہ دونوں بھی وہاں سے چل کھڑے ہوئے ایک مقام پر پہونچ کر ایک سائر کی دوکان
سے [illegible] کھڑے ہوئے تھے کہ وہ عیار جست وخیز کرتا چلا آتا تھا کہ انکے قریب پہونچا دریافت کیا کہ کیوں
بھئی ادھر سے کوئی بھاگا ہوا گیا ہی اس نے کہا کہ ہاں ایک آدمی بہت زور و تیزی سے بھاگا ہوا آیا ہی
بلکہ میرے دھکا بھی لگا کہ میں گر پڑا میں اٹھکر اُس کے عقب میں چلا وہ ایسا بھاگا کہ پھر نظر نہ آیا میں مجبور
ہو کر رہ گیا یہ سنکے وہ عیار بھی اسی طرف کو چلا یہ بھی اسنے کہا تھا کہ وہ کچھ دور نہ گیا ہوگا میں اُس کے
عقب میں ضرور جاتا مگر میرے چوٹ بہت لگی تھی اس سبب سے زیادہ نہ دوڑ سکا آ گئے [illegible]
وہ اُدھر جا کر غائب ہو گیا یہ سنکر وہ عیار اسی طرف کو چلا جب وہ چلا گیا یہ اپنی صورت بدل کر اور
گرداب کی صورت تبدیل کر کے طرف دربار کے یہ کہتے ہوئے چلے کہ کس قدر یہ عیار چالاک ہے کہ باہر
آتے ہی غائب ہو گیا بڑی دور تک اسکے عقب میں گیا کہیں پتہ نہ ملا مجبور واپس پھر آیا میں بہت
تھک بھی گیا خیر میرے ہاتھ سے جائے گا کہاں یہ کہتے ہوئے دربار میں آئے یہاں لوگوں نے
درگہ سالار کو ہوشیار کیا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ گرداب پہونچا اسنے سلام کیا گرداب نے
درگہ سالار سے پوچھا تو نے جس کو منع کیا تھا کہ باہر نہ جائے اسنے طمانچہ مارا کہ تم بیہوش ہو کر
گر گئے تھے اسکا کیا سبب تھا اس نے کہا کہ میرے منہ پر جو طمانچہ مارا اسنے مجھے معلوم ہوا کہ میرے منہ
پر کوئی چیز پڑی کہ میں چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہ ہوئی کہ وہ کدھر گیا خیر اچھا یہ
کہتے ہوئے اندر دربار کے آئے سمندر نے اپنے تئیں درست کیا دوسرا تاج منگا کر پہنا شملاق
نے بھی دوسری مندیل دی سب اہل دربار قرینہ سے بیٹھے عشناق نہ طاقی بھی بیٹھا اس نے مندیل

بہت چوٹ آئی ہے یہ حالت ہو رہی تھی کہ خون نکل آیا تھا اسکو بہت غصہ تھا کہ گرداب اگر پہونچا سمندر
نے کہا کہ کیوں گرداب اسکو گرفتار کرنے لائے گرداب نے کہا کہ ای بادشاہ کیا عرض کروں
وہ تو ہمارے ساتھ ہی غائب ہوگیا پتہ نہ ملا میں پریشان ہوکر چلا آیا لاکھ ڈھونڈھا اور اُس کے
پیچھے میں دوڑا مگر ہاتھ نہ آیا نظر سے سایہ کی طرح غائب ہو گیا سمندر نے کہا کہ بڑا چالاک تھا میرا
تاج لے گیا شملاق کی منزل عشاق کو ایسی لات ماری کہ اُسکے چوٹ لگی منھ کے بھل گرا اُسکے خون
نکل آیا خداوند تسمور کا بڑا فضل آیا یہ حال گذرا جو کہ میں نے تجھ سے کہا مگر معلوم ہوا کہ تم سے کچھ نہ ہوگا
یوں ہی تم ہر مرتبہ کہا کرو گے کہ میں گرفتار کر لونگا اس وقت آپ گئے تھے تو کیا بنا لیا اپنا منھ لیکر چلے
آئے گرداب نقلی نے کہا کہ دیر آید درست آید میں ایک نہ ایک دن ضرور اُسکو گرفتار کر لونگا میرے
ہاتھ سے بچ کر کہاں جا سکتا ہے آپ نے سنا ہوگا سہ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ✽ اگر خارے بود گلدستہ
گردد ✽ یہ سنکر شملاق نے سمندر سے کہا کہ میں ایک اور آپ سے عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ گرداب نے
مجھ سے کہا تھا کہ ای وزیر صاحب تمھارے تو یہ حکیم صاحب نہیں معلوم ہوتے ہیں آج انکی وہ حرکتیں ہیں جو
کبھی نہ تھیں میری دانست میں یہ کوئی عیار ضرور ہے میں نے جواب دیا تھا کہ یہ تمھارا گمان غلط ہے بیچارے
شیشہ کیا خاموش ہو رہے ہیں انکا کہنا سچ نکلا انکا خیال بہت صحیح تھا اسوقت انکی نہ سنا گردون نے بھی کہا کہ ای امیر
کو گرداب نے ہم سے بھی کہا تھا ہم نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ آپ کی راے غلط ہے مگر ہم لوگ غلطی پر تھے
استاد کی راے درست تھی جو استاد نے کہا تھا وہ بہت درست تھا مگر اب کیا ہوتا ہے وقت از دست
رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نمی آید وہ وقت گیا وہ بات گئی اب رنج و غم کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے اس
پچھتانے سے کیا فائدہ ہے جیسے مثل ہندی ہے آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیو نہ ہیت ✽ اب پچھتائے
کا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ✽ یہ جواب سب نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ اے
گرداب تم نے ہم سے تو کہا ہوتا ہم ضرور تمھارے کہنے کا خیال کرتے اور جس طور سے تم کہتے اُسی کے
موافق امتحان کرتے تم نے بڑی غلطی کی کہ ہم سے نہ کہا اور ان لوگوں سے کہا گرداب نقلی نے کہا کہ اچھا اب
جب وہ آئیگا کسی صورت پر میں آپ کو آگاہ کر دونگا سمندر نے کہا تھا آئندہ اس بات کا ضرور خیال
رکھنا جب یہ تقریر ہو چکی اُسوقت عشاق نہ طاقی نے سمندر سے کہا کہ ای بادشاہ اگر آپ اسقدر
میری نانی اماں کی خبر رکھیے کہ کوئی اُسکو رنج نہ پہونچا سکے نہ کسی طرح کی تکلیف ہو تو ابھی میں جاتا ہوں
اور وہ اپنا سحر جو کہ میں نے بارہ برس کے عرصہ میں تیار کیا ہے کرتا ہوں کیونکہ اُس نے میری نانی کے
قتل میں کوئی امر باقی نہ رکھا تھا اگر وہ ایسی ساحرہ نہ ہوتیں تو نہ انکی جان بچتی نہ میری جان بچتی در حقیقت
یہ عیار بے غضب کے ہیں دوسرے میرے ساتھ وہ حرکت کی کہ ابھی تک میرے منھ میں درد ہے بلکہ کسی
قدر آماس کر آیا ہے وہ تکلیف و اذیت ہے کہ میرا دل جانتا ہے کیا بیان کروں مجھکو بڑا غصہ ہے اب میں ان خدا کے دشمنوں
کو ضرور اس امر کی سزا دونگا سب کو اپنے سحر کا زور دکھلا دونگا خاک سیاہ کر دونگا مجھکو اب صبر نہیں ہے ایک نہ ایک دن
یہ لوگ ضرور دغا کرینگے اب مجھکو خوف ہے کہ یہ لوگ موقع پاکر ضرور آئینگے نکلے پہلے تو میرا یہ قصد تھا کہ نانی
اماں کے علاج سے فراغت کر لوں تو ان لوگوں سے تمھاری طرف سے مقابلہ کروں مگر انھوں نے پہلے میرے
ہی اوپر ہاتھ صاف کیا تھا کہ میری نانی اماں کو قتل کیا تھا مگر خداوند تسمور نے ہم دونوں پر فضل کیا کہ جان
بچی اب جب تک اسکا عوض نہیں لیتا ہوں مجھکو چین نہ آئیگا میرے اوپر کھانا پینا حرام ہے مثل مشہور ہے کہ
مرد مرے نام کو نامرد مرے نان کو اب میرا یہ کام ہے کہ میں لشکر اسلام کو تباہ کروں اگر وہ تمھاری اطاعت و

فرمانبرداری پر راضی ہوں تو خیر ورنہ ایک پل میں سب کو جلا دوں اس لشکر کی کیا اصل ہے اگر تمام عالم کے لشکر ہوں وہ بھی ایک پل میں جل کر خاک ہو جائیں مجھکو تو غصہ ہے جب خیال آتا ہے کہ اگر وہ سحر سے ہوشیار نہ ہوتیں تو خاتمہ تھا میری آنکھوں میں خون اتر آتا ہے دوسرے جب مجھکو اپنی حالت کا خیال آتا ہے تمام جسم غصہ کے سبب سے کانپنے لگتا ہے جی چاہتا ہے کہ ابھی لشکر اسلام کو خاک سیاہ کر دوں اب مجھکو اسکے سوا کچھ خیال نہیں نہ علاج کا ہے نہ معالجہ کا اب تباہی و بربادی لشکر اسلام کا خیال ہے خصوصاً اس عیار [illegible] مجھے افسوس آتا ہے کہ اسنے پیٹھے ساتھ سب کی جان لی اور سب کو قتل کرایا یہ جو عشاق نہ طاقی نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ بھائی ہمارا دل و جگر تھا کہ ایسی ایسی عیاریاں اور زحمتیں گوارا کیں مگر ایک عزیز بھی نہ اپنا کیسے کیسے سرداران زبردست مثل آفتاب جادو و ماہیان طوفان کش و سحران سیہ پوش اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے ہم نے صبر کیا دریائے سیمبر نگیں برباد ہو گیا ہم نے اُف نہ کہا تمام کلیجہ داغوں سے بھر گیا آبلہ پڑے ہوئے ہیں اگر دکھانے کی چیز ہوتی تو دکھا دیتا یہ میرا ہی قلب تھا اور میرا ہی دل تھا جو ہاں سے آج تک صبر کیا اور زبان سے اُف تک نہ کی اور اس صدمہ کو اپنے حسب حال سمجھا کیا سہ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ع آپ پر تو اس نے ذرا سی عیاری کی آپ کا یہ حال ہوا میرا کلیجہ خون ہو گیا عشاق نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ سوا آپ کے دوسروں کی طاقت نہ تھی کہ وہ ان بلاؤں اور سختیوں کو سہتا اور صبر کرتا میں تو اگر آپ کے مقام پر ہوتا اب تک اسکا خاتمہ کر چکا ہوتا اس قدر صبر نہ کرتا ہرگز ترجیح نہ دیتا یہ بھی ملاحظہ ہو کہ میں ابھی وقت کی عیاری کے سبب سے سب کا خاتمہ کئے دیتا ہوں سمندر نے کہا کہ تم کو اختیار ہے خیر جاؤ میں تمہاری نانی اماں کی خبر لونگا کسی امر کی زحمت نہ ہوگی ہاں مگر ابھی اب دل پریشان ہو گیا ہے بہت عاجز کیا ہے کوئی حد و انتہا عاجز کرنے کی ہے اب کہاں تک صبر کروں گو مجھکو رنج ہوگا کہ انہیں چند لوگ ایسے ہیں کہ جن کو میں نے پرورش کیا ہے مثل سحر اسپ و شرر الالان و کوکب و آئینہ اندام کے بلکہ آئینہ اندام اور شرر الالان پر تو میری جان جاتی ہے آج میں کہتا ہوں کہ آفاق کے قتل کا جو میں نے حکم دیا تھا اسی خیال سے دیا تھا کہ جب اسکا شوہر نہ ہوگا تو یہ مجھکو ضرور قبول کریگی ورنہ آفاق کی کوئی ایسی خطا نہ تھی کہ جو اس سزا کا سزاوار ہوتا جب اسکی زوجہ اسکے ساتھ ستی ہوتی ہے جو میرے قلب کا حال تھا وہ خداوند پرورش ہی میں کیا بیان کروں میرا کچھ اختیار نہ تھا جو منع کرتا کیونکہ عقائد مذہبی میں خلل پڑتا بزرگان مذہب منظور نہ کرتے اس سبب سے خاموش تھا اور زبان نہ ہلا سکا گو وہ دوسرا امر ہوا کہ نہ آفاق جلا نہ اسکی زوجہ بلکہ دونوں لشکر اسلام کے شریک ہوئے یہ اس سے زیادہ صدمہ ہوا مگر خاموش رہا انہیں لوگوں کے سبب سے میں کوئی امر نہیں کرتا ہوں سب صدمہ گوارا کرتا ہوں کہ یہ لوگ بھی انکے ہمراہ قتل ہونگے انکا قتل ہونا مجھکو گوارا نہیں ہے بس تم اپنا ابر جا کر لاؤ وہ ان سب کا خاتمہ کر دیں میں صبر کر لونگا اور اپنے دل کو سمجھا لونگا کہ یوں بھی میرے ہاتھ سے اور میرے پاس سے وہ گئے ہیں اور اس طور سے بھی جائینگے جو کچھ تم کو کرنا ہو کر دو میں نے تم کو اختیار دیا ہے میں برائے تماشہ نہیں آؤنگا کیونکہ مجھ سے ان لوگوں کا قتل ہونا دیکھا نہ جائیگا ہاں اگر وفادار مسلمان تباہ ہوئے تو میں ضرور آتا عشاق نہ طاقی نے جواب دیا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو میں نہ جاؤں نہ ابر سحر لا کر ان لوگوں کو تباہ کروں میرا کیا نقصان ہے میں اپنی نانی اماں کو لے کر چلا جاؤنگا اور کسی مقام پر رہ کر علاج کرونگا آپ نے فرمایا تھا کہ میری کمک کرو میری مدد کرو میں نے جواب دیا تھا کہ میں اس امر سے فراغت کر لوں تب نانی اماں کی صحت حاصل ہو بعد اس کے میں ان سب کا خاتمہ کر دونگا اب آپ نے مجھکو بھی پریشان کیا میں نے یہ خیال کیا کہ پہلے انکا خاتمہ کر لوں تو پھر باطمینان علاج کرونگا ورنہ [illegible] ہوگی

سمندر شاہ نے کہا کہ اے بھائی عشّاق نہ طاقی یہ میرا مطلب نہیں ہے کہ تم میرا خاتمہ کرو بلکہ میرا
یہ مطلب ہے کہ یہاں شہر میں رہو گا تم جا کر خاتمہ کرنا کوئی مقابلہ تو ہوگا نہیں جو میں تمہارا خاتمہ دیکھوں عشّاق نے
کہا کہ آپ کو اختیار ہے میں تو ضرور اپنا خاتمہ کیے دیتا ہوں سمندر نے جواب دیا کہ [illegible] یہ گفتگو
ہو رہی ہے کہ داب نقالی بھی بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں عشّاق نہ طاقی نے یہاں تک کہا کہ میرا جی
اس خیال سے کہ ہاتھ سے خون ہو گیا ہے اگر مجھکو مل جائے تو میں اُسکو اس طرح قتل کروں کہ مرغان ہوا اور ماہیان
دریا اس کے حال پر رحم کھاتے ہیں اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے ایک ایک عضو اسکا جدا کروں بوٹیاں اسکی کاٹ کر
زاغ و زغن کو دوں تب میرے دل کو چین ہو سمندر نے کہا کہ اختیار ہے در اصل میں بھی اس سے عاجز ہوں
میں اسکا کہاں تک خیال کروں گا کہ یہ چند لوگ پرورش کردہ ہیں جب انہوں نے نمک حرامی اور ترک رفاقت
پر کمر کسی تو مجھکو کیا ضرور ہے کہ میں انکے ساتھ رعایت کروں بس یہی امر کافی ہے کہ میں نے اپنے خیال کے موافق
آج اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے ترک رفاقت کی اب کوئی مدعی طرح دینے کی ہے عشّاق نہ طاقی
نے جواب دیا کہ آپ تو داپنے دل میں خیال فرمائیں کہ آپ خود تو قتل نہیں کرتے ہیں دوسرا قتل کرتا ہے
سمندر نے کہا کہ ہاں یہی امر درست ہے اچھا تم جاؤ اپنی جان اماں کی طرف سے اندیشہ نہ کرو انکو کسی امر کی تکلیف
نہ ہوگی عشّاق نے جواب دیا کہ مجھکو کوئی بہت زمانہ گزرے گا میں آج جاؤنگا کل صبح تک واپس آؤنگا
دو پہر تک خاتمہ کر دونگا سمندر نے کہا کہ رتھا میں نے سب لوگوں کو تقویت وغیرہ کی انکی تباہی کے دن
آگئے ہیں میں کیا کروں جو مجھکو یقین تھا کہ اس مقام سے اہل اسلام بدوں خارج ہوئے واپس نہ جائینگے
وہی ہوا جہاں جسکی تباہی ہوا انکے ساتھ خداوند تصویر نے بڑی رعایت اور بڑی بڑی مہربانی کی ان کو
اس قدر زور و قوت دیا کہ تمام عالم پر غالب آئے پھر اسی کو [illegible] اُس [illegible] بندوں کو قتل کرنے لگے
اب کہاں تک وہ انکا خیال کریں اور اپنے بندوں کو انکے ہاتھ سے تباہ کرائیں آخر کو یہ طریقہ نکالا ورنہ پہلے
تمہارا اس قدر محکم قصد نہ تھا اب خداوند کو غصہ آگیا انہوں نے تمہارے دل میں یہ امر ڈال دیا کہ تم کو اس
امر کا خیال ہوا اسی سے امر کا ملال ہوا معلوم ہوا کہ انکی تباہی خداوند کو منظور ہے کہ جب تو تم اس قدر آمادہ
خرابی ہو عشّاق نے جواب دیا کہ یہ جو آپ فرماتے ہیں یہی امر ہے کہ مجھکو رہ رہ کر جوش آتا ہے یہی جی
چاہتا ہے کہ اسی وقت ان سب کو قتل کروں مگر لاچار ہوں کہ میرا آتش یہاں ہمراہ نہیں ہے ورنہ ابھی ان کو
اس خود سری کا مزہ چکھاتا سنتا ہے کہ خداوند کو دشنام دیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں سمندر نے کہا کہ برا بھلا
کیسا ہزاروں دشنام کہ جو کوئی کسی کو نہ دیگا دیتے ہیں اور کیا بیان کروں خداوند کا نام لکھتے ہیں اپنے
میں زبان سے کیا کہوں نقل کفر کفر نباشد پیشاب کرتے ہیں جوتیاں مارتے ہیں ایسے خداوند کے ساتھ
یہ سلوک کرتے ہیں جو کوئی ہماری طرف کا آدمی گرفتار ہوتا ہے اسکے پاس جو تصویر خداوند کی ہوتی ہے اسکو
اس سے لیکر تصویر خداوند کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں میں نے یہ سنا ہے شملاق سے دریافت کر لو وہ
بھی یہی بیان کرتے ہیں عشّاق نے طرف شملاق کے دیکھا اور کہا کہ ہاں بیان تو کرو کہ یہ اہل اسلام کیا بیان
کرتے ہیں شملاق نے جواب دیا کہ میں کیا عرض کروں وہ جو نا عیار عمرو اعظم ہے وہ یہ کرتا ہے کہ ایک تصویر
خداوند کی گلی بناتا ہے اسکے گلے میں پہلے تو جوتیوں کا ہار ڈالتا ہے پھر نصف منہ سیاہ اور نصف سفید ایک
خر بے دم پر سوار کرتا ہے آگے آگے ایک نقارہ نواز نقارہ بجاتا ہوا ہوتا ہے یہ کہتا جاتا ہے کہ جو دعوی خدائی
کرتا ہو اُسکا یہ حال ہوتا ہے یہ خداوند تصویر ہیں کہ جو نہ طاق میں خدائی کرتے ہیں اہل لشکر لعن کرتے ہیں
تھوکتے ہیں [illegible] سنگ اندازی کرتے ہیں غلیظ اور بول اُس پر پھینکتے ہیں ہزاروں جوتیاں پڑتی ہیں اسکے

پھر ایک مقام پر جہاں لشکر کی لڑائی دیوار اوپر لاکر رکھ دیتے ہیں جو ادھر سے نکلتا ہے وہ حرکت بیجا کرتا ہے یہاں
تک کہ تمام گرد اور اتون کے توڑ ڈالتے ہیں یہ سب کی حرکتیں ہیں اور اسی طور سے بہت سی باتیں ہیں بنا
کہاں تک عرض کروں عشاق نے کہا کہ اے شملاق تم اپنی زبان سے بیان کرو شملاق نے اُس وقت اپنے
شعبدہ سے پیدا شخص تمام اتوبہ کی کہا کہ اے خداوند میرے قصور کو معاف فرمائیے گا میں نے آپکی حالت بیان کی نہ کہ
میں نے کوئی آپ کی توہین یا ہتک کی راہ سے بیان کیا یہ کہکر شملاق نے گلے سے تصویر اتاری اور
اسکو سجدہ کیا یہ حالت دیکھکے عشاق شہ طاقی کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ ایسے لوگوں کو ایسے مقام پر قتل
کرنا لازم ہے کہ جہاں ایک قطرہ پانی کا ملنا ممکن ہو نہ ایک دانہ جنس کا یہ تڑپ تڑپ کر تمام ہوں میں انکو ضرور
قتل کرونگا چاہئے آپ کی خوشی ہو چاہئے نہ ہو معلوم ہوا کہ آپ کو خود یہ امر منظور ہے کہ خداوندی اس طور سے
بے آبرو کی ہو جب یہ ہیں تو آپ نے ان لوگوں کو اتنا سزا نہ دی یہ کلام سمندر کو ناگوار ہوا مگر یہ مصلحت
وقت جواب نہ دیا اسقدر کہا کہ اب آپ انکو سزا دینگے اب خداوندی کی ہتک نہ ہوگی یہ کلمہ انکا عشاق
کو بھی ناگوار ہوا اتنا تو سنتے کہا ضرور اب دیکھئیے گا میں وہ شخص ہوں کہ جو زبان سے کہتا ہوں پھر اُس امر
سے انکار نہیں کرتا ہوں جس امر کا قصد کرتا ہوں اُس سے نہیں پھرتا ہوں بدون اسکو پورا کیے ہوئے
آپ لوگوں کے خیال کرنے کا مقام ہے کہ میں بندگی خداوندی کرتا ہوں اُنکو خدا جانتا ہوں اُنکا بندہ ہوں
مگر یہ جو کہدیا ہے کہ میں خراج نہ دونگا وہی کیا کہ آج تک باج نہ دیا لاکھ لاکھ کوشش کی مگر میں نے ایک
نہ سنا یہی اب بھی حالت ہے کہ اور سب امروں میں مطیع خداوند ہوں مگر اُس امر میں منحرف ہوں چاہے
خداوند اپنا خدا ہونا اظہار کریں مجھکو کوئی خوف نہیں ہے اگر لشکر روانہ کرینگے تو ایک مقابلہ کرونگا یہ امر تحریر میں نے
انھیں کے مقابلہ کے لیے تیار کیا تھا مگر اب مجھکو ان لوگوں سے عداوت ہوگئی ہے پہلے انکا خاتمہ کرتا ہوں یہ چند
کلمے ایسے غرور کے عشاق نے کہے کہ اہل دربار سمندر اسکا منہ دیکھنے لگے بلکہ سمندر کو ناگوار ہوے مگر
بسبب اسکے کہ ساحر زبردست ہے دوسرے یہاں لایا ہے تیسرے جب یہ خداوند سے نہیں خوف کرتا ہے اُن سے
مقابلہ پر آمادہ ہے تو سمندر کی کیا اصل ہے ایسا سحر ایسا تیار کر لیا ہے کہ جسکا توڑ ممکن نہیں ہے جب تک کہ اُسی قدر
و برابر کی محنت نہ کرے پس اس خیال سے سمندر نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا مگر یہ خیال ہر ایک
نے اپنے دل میں کیا کہ اسکو غرور ہوگیا ہے اب ضرور یہ گرے گا اسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ اور غرہ ہے کہیں ایسا
نہ ہو کہ برباد ہو مگر سب اپنے مقام پر یہ کلام اپنے دل سے کر رہے ہیں کوئی جواب نہیں دیتا ہے ہاں اسقدر
جو اشخص غرور سے کہا گرداب نقلی کو بڑا معلوم ہوا حد سے زیادہ عشاق کی طرف دیکھکر کہا کہ اے عشاق
شہ طاقی اسقدر غرور نہ فرمائیے آپ تو خداوند ایسے ہوں کو فرماتے کہ وہ جو خداوند کو برا کہتے ہیں ضرور
واجب القتل ہیں اب آپ یہ کلام شان میں خداوند کے اپنی زبان سے فرماتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ
خداوند کو غصہ آجائے اور آپکا سحر برباد کر دیں جتنا آپ کو غرہ ہے یہ سب یہ گستاخی اور غرور و نخوت
آپکے دماغ سے نکل جائے کیونکہ انکو ہر طرح کا اختیار ہے وہ ہر ایک کے دل کا حال جانتے ہیں یہ جو دربار میں کہا
کہ آج تک خداوند نے میرا کیا کر لیا جو اب کر لیں گے اسکا یہ جواب ہے کہ اُنھوں نے یہ خیال فرمایا کہ جہاں
اور جگہ سے منحرف ہیں وہاں یہ بھی سہی بلکہ اس امر سے تو انحراف کرتا نہیں ہے کہ مجھکو خدا مانتا نہ جانے یا
مجھکو سجدہ نہ کرے ہاں ایک باج نہیں دیتا نہیں سہی میں اسکے نہ دینے سے اس سے ذیب تو گیا نہیں یہ
بھی ان کی ایک رحمت ہے کہ آپ سے باج نہ لیا اُنکی ذات کریم ہے باج کے نہ دینے سے کوئی آپ اُن کے
بندوں سے نکل گئے یا اُنکے حکم سے باہر ہو گئے یہ اُنکے رحم کی حالت تھی کہ تم اپنے بندوں پر رحم کیا کہ جو تم

۱۰

سے کہا اُسنے گوارا کیا جب اُنھون نے آج تک سب بکار و خدا پرستون کے ساتھ نہ کیا تو تمھارے ساتھ کیا کرتے
تم سے زیادہ اُنکو دولت دی طاقت دی حکومت دی پھر وہ دنیا سے کرتا ہے وہ قیامت تک اُنکی
حکومت کر دی اور یہ اُنکی طاقت کی دعا کہ ہر کہ دیوان واقف نام سے ان لوگون کے لڑتے ہین نام اُنکا
سب سپہ کلتے آتے ہین جس نے اُنکو ایسی طاقت دی اور قوت دی اُسپر ان لوگون نے اُنکی اطاعت
نہ کی بجاے اسکے ہین بندگی نہین کرتے ہین تاہم خداوند نے اُنکے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین کیا آخر کو آج تک یہ
ہوا کہ اُنھون نے یہان پہونچا کر سب کا تمھارے ہاتھ سے خاتمہ کرا دیا کہ یہ امر تمھارے دل مین ڈالا کہ تم
اُنکے قتل پر آمادہ ہو سے تم خیال کرو کہ خداوند کا ایسا فراخ ہے کہ وہ منکرون کے ساتھ بھی بھلائی کرتے
ہین تمھارے ساتھ کیونکر بدسلوکی کرتے اور کیونکر تم پر اس خطا پر عذاب نازل کرتے یہ کوئی امر ہے جو خدا
نازل کرین یہ سنکر وہ سب لقلقی سے کہا عشاق زنطاقی کو بہت ناگوار ہوا اور کہا کہ یہ خیال نہ کرنا کہ
مین خداوند سے دب کر یہ امر نہین کرتا ہون کہ مین اُنکی بندگی کسی خوف سے کرون بلکہ اس امر سے
کرتا ہون کہ مین اُنکا بندہ ہون اسلیے جو بندہ ہو اُسکو خداوند کی اطاعت لازم ہے وہ مین بندگی کرتا ہون
دوسرا کوئی اور خدا نہین ہے جو مین اُسکی بندگی کرون تم تاکو تمکو خداوند سے خوف نہین ہے نہ اُن کے
عذاب کا نہ کسی اور امر کا عشاق نے ایسی تقریر کی کہ سب کو ناگوار ہوا مگر خاموش رہے یہ خیال کیا
کہ اب ضرور کوئی نہ کوئی عذاب اسپر نازل ہوگا راوی بیان کرتا ہے کہ یہان دربار مین تو یہ تقریر ہو رہی
تھی اور یہ واقعہ پیش آمادہ ہے اور وہان گرداب عیار جو قفس مین خواجہ کے چلا تھا اور خواجہ نے
اُسکو دھوکا دیکر اُدھر کو روانہ کیا تھا اور خود اُسکی صورت بن کر دربار مین آ گئے تھے یہان بیٹھی ہو
عشاق زنطاقی کی تقریر سن رہے تھے گرداب عیار جو تلاش مین خواجہ کے چلا تھا باہر جاتا تھا
تھا یہ خیال کر لیا تھا کہ جہان ملے گا مین ضرور گرفتار کر کے لاؤنگا اگر اپنے لشکر مین گیا ہے تو وہان سے بھی لاؤنگا
اگر دربار مین کہین ہوگا تو دربار سے بھی لاؤنگا یہ تو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا چلا جاتا ہے اسے تلاش کرتا ہوا
یہان تک کہ شہر کے ہر گلی کوچے کو ڈھونڈ کے بیرون شہر نکل گیا جلدی مین کسی سے کچھ دریافت بھی نہین کرتا ہے اہل
شہر اسکو بادشاہ کا عیار جانتے ہین سب سلام کرتے ہین نہ یہ کسی کا سلام لیتا ہے نہ جواب سلام دیتا ہے
برابر چلا جاتا ہے وہ یہ خیال کرتے ہین کہ کسی ضرور شاہی سے جاتے ہین جو یون چلے جاتے ہین ایسے
تو یہ نہ تھے کہ کسی کا سلام نہ لین یا جواب سلام نہ دین یہ تو اسی طور سے بیرون شہر چلا گیا راوی نے بیان
کیا کہ جب یہ بیرون شہر پہونچا اسکو خیال آیا کہ تو یہان تک چلا آیا لیکن کہین اُسکا پتہ نہ چلا کیا وہ ہوا تھا
یا کوئی پیر جن تھا کہ غائب ہو گیا یا مثل ہوا کے سن سے نکل گیا کہین ایسا نہ ہو کہ وہ اُسی مقام پر ہو
مین ادھر آیا ہون وہ میری صورت بن کر دربار مین جائے اور دربار کو تباہ کرے یہ جو دل مین خیال
آیا دل سے کہا کہ چل کر دربار مین دیکھو اگر نہ ہوگا تو جب دربار برخاست ہوگا اُس کے لشکر مین اُسوقت جا کر گرفتار
کر لانا جب یہی قصد ہے کہ لشکر مین سے لائینگے تو یہ ہر وقت ہو سکتا ہے یہ تصور کرکے طرف شہر کے پلٹا یہ تو ادھر
کو چلا اُدھر اُس جوہری کا حال ملاحظہ ہو جسکے ہاتھ خواجہ نے لعل فروخت کیا تھا اور موتی اُسکے اُسکو بدل کر
دے گئے تھے وہ جو دکان پر آیا اور چند جوہری آ گئے اُنھون نے کہا کہ بھائی ہم نے سنا ہے کہ تم نے ایک لعل کل خرید
کیا ہے اور بہت قیمتی ہے ذرا ہمکو بھی دکھاؤ ہمنے یہ بھی سنا ہے کہ جس تاجر سے تم نے لعل خریدا ہے وہ بڑا ایماندار تھا اُسکے
موتیون مین لاکر تمھاری موتیون کی توڑی بھی ملی ہوئی تھی وہ لا کر دے گیا اُس جوہری نے کہا کہ ہان بھائی یہ ہم
تو ضرور ہے اگر وہ لعل تو اسوقت یہان نہین ہے جب مکان پر جوہری کو جاؤنگا تو ملا لیتا آؤنگا اُنھون نے

نے کہا کہ ہم کو تم سے ایسی امید نہ تھی کہ تم ایک مال خرید کروگے اور اُسمین ہم کو نہ شریک کروگے کیونکہ ہمارے
تمہارے یہ امر قرار پا چکا ہی کہ جو مال ہم خرید کرین اُسمین نصف روپیہ ہمارا ہی اور نصف تمہارا اور جو تم خرید کرو
اُسمین بھی اسی طور سے نصف نصف کے نفع کے شریک دار رہے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مال زیادہ قیمت کا ہی
تم کو کم قیمت کو مل گیا ہی اُسمین نفع زیادہ ہوگا اس خیال سے تم نے ہم کو نہین شریک کیا گو تم نے یہ بالکل
خلاف اقرار کیا مگر یہ امر تمہاری خوشی پر موقوف تھا کوئی ہم زبردستی نہ کرتے کہ تم ضرور ہم کو شریک کرو ہان
دکھا یا تو ہوتا کوئی ہم چھین نہ لیتے بھائی تم کو مبارک رہے تمہارا نفع کسکا نفع ہی ہمارا نفع کسکا نفع ہے
تم کو جو نفع ہوا ہم کو ہوا ہم دوست ہین کوئی دشمن نہین ہین جو تمہارے نفع سے رشک کرین جو تم نے
کہا ہی کہ یہان نہین ہی مکان پر ہی یہ تمہارا کہنا بالکل غلط ہی کس لیے کہ بکری کا مال کوئی مکان پر نہین
رکھتا ہی اگر خریدار آجاسکے تو مکان پر سے لایا جاسکے یہ امر خلاف دکانداری کی ہی غنیمت ہوا کہ جو انھون نے کہا اسکو
کچھ بن نہ پڑا سواے اسکے کہ دکھا دے کو اس نے پہلے اسی خیال سے کہ شریک نہ کیا تھا نہ دکھایا تھا بلکہ یہ
فقرہ کیا تھا کہ مکان پر ہی لیکن جب یہ تقریر اُنھون نے کی کہا کہ اچھا دیکھو دکھاتا ہون مجکو تو خیال پڑتا ہی کہ
مکان پر مین چھوڑ آیا ہون کیونکہ مین مکان کو لے گیا تھا مگر آپ کے کہنے سے ہو جب صندوقچہ مین دیکھتا
ہون یہ کہکر کہا کہ بھائی یہ تم سب کا گمان غلط ہی مین تم سب کو ضرور شریک کرتا تم لوگ اس وقت اپنے
اپنے مکان پر موجود تھے تاجر صاحب کو جلدی تھی مین نے روپیہ یہ خیال کرکے دے دیا کہ جب وہ لوگ
آئینگے انکو دکھائینگے روپیہ شرکت کا لینگے تم لوگ اُس دن سے آئے نہین میرے خیال سے اُتر گیا
پھر مجھے یاد نہ رہا اس امر سے تم اطمینان رکھو کہ جو چیز تمہاری عدم موجودگی مین مین خرید کرونگا خواہ اُسمین
تمہارا روپیہ ہو خواہ نہ ہو مین تمہارا حصہ نفع مین ضرور دونگا کیونکہ جب اقرار ہی اور جب نقصان ہوگا تو تم
کو بھی لازم ہی کہ اُس کے بھی شریک رہنا اُن سب نے جواب دیا کہ فی الحقیقہ تو یہی کہتا ہی آئندہ ہر ایک کو اپنے
قول کا اختیار ہی اس جوہری نے یہ سُنکے جواب دیا کہ بھائی اگر مجھ سے پوچھو تو وہ لعل سلطنت [illegible]
اس وقت اگر ٹھیک دی جاے تو پانچ لاکھ روپیہ ہی اگر کوئی قدردان مل جائے تو دس لاکھ سے کم نہ ملے
مین نے تین یا چار لاکھ کو خرید کیا ہی اسوقت زبانی یاد نہین ہی کھاتہ مین لکھا ہوا ہی جب تم لوگ دیکھو گے
تو معلوم ہو جائے گا ابھی تم لوگ جانتے ہو کہ مین جھوٹ کہتا ہون اُن سب نے جواب دیا کہ بھائی جوہر مین
تمہاری نگاہ ہم سب سے تیز ہی تم خوب پرکھ لیتے ہو گو ہم لوگ سن رسیدہ ہین مگر تمہاری ایسی نگاہ نہین اگر
یہ صرف خداوند کی عنایت ہی اچھا لاؤ ذرا دیکھین اُس نے کہا کہ تمہارے سامنے صندوقچہ مین دیکھتا ہون
اگر ملا جاتا ہی تو کوئی عذر نہین ہی نہین تو جب مکان پر جاؤنگا وہان سے لاکر تم کو دکھاؤنگا یہ کہکر صندوقچہ
کھول اُس کے ہر خانہ کو دیکھا ایک خانہ مین وہ ڈبیہ رکھی ہوئی تھی کہا کہ بھائیو مل گئی یہین ہی گو یہ خیال ہوا تھا
کہ ان لوگون سے کہدون کہ یہان نہین ہی مگر پھر خیال ہوا کہ اسوقت دکھانا پڑے گا جب مکان سے واپس
آؤنگا اس سے کیا ضرور ہی کہ اپنے دل کو بُرا دل کرون اسی طور سے اگر انکے ہاتھ کبھی کوئی چیز لگ جائے گی
تو وہ بھی پوشیدہ کرینگے یہ اپنے دل مین خیال کرکے کہا تھا کہ یہین مل گیا اسی صندوقچہ مین تھا مجکو دوسرے
صندوقچہ کا گمان تھا وہ اس وقت ساتھ نہ آیا تھا یہ کہکر وہ ڈبیہ خانہ سے اُٹھا کی اُسکو کھولا اب جو دیکھا
تو ہزارون چیونٹیان اُسکے اندر ہین بڑے بڑے چیونٹے ہین یہ حیران ہوا کہ یہ چیونٹے اور چیونٹیان کہان سے
آگئے یہ کیا ماجرا ہی اب جو غور کرکے دیکھتا ہی تو ہزارون آسمانی چیونٹے جوتے ہین یہ حال دیکھا بہت حیران ہوا
اور کہنے لگا کہ ذرا بھائیو یہ تماشا دیکھو کہ چیونٹیان اور چیونٹے [illegible] ہین یہ نئی بات ہی انھون نے کہا

کہ دیکھیں یہ پھٹنے اُس سے ڈبیہ آپکے آگے بڑھا دی اُنھوں نے جو دیکھا کہ در اصل چیٹیاں ہزاروں چمٹی ہوئی ہیں
ہیں سب حیران ہوئے ہر ایک کو تعجب ہوا اُس سے کہا کہ بھائی اسکو نکال کر صاف کرو اُس نے کہا کہ اچھا
یہ کہکر اُس نے ڈبیہ اُٹھائی اور آدمی سے پانی مانگا اُس نے فوراً پانی لاکر دیا جب تک وہ پانی لاتے
اس نے تمام اُس لعل کو ڈبیہ سے نکالا اور صاف کرنے لگا کہ آدمی نے پانی لاکر دیا اس نے چلو سے پانی
لیا کیونکہ ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ کیسے ہی صاحب مرتبہ یا مالدار ہوں مگر چلو سے پانی ضرور لیتے ہیں اس نے
پانی لیا رومال سے ہاتھ پونچھکر لعل کو اُٹھایا مگر کسی قدر ہاتھ میں نمی باقی تھی اب جو اُسکو چھوا تو وہ ہاتھ میں
چپک گیا اب اُسنے دوسرے ہاتھ سے اُسکو الگ کیا تو ایک ذراسی سُرخی اسکو اُس مقام پر نظر آئی اسپہ تو
اسکو اور تعجب ہوا اس نے اُس لعل کو مل کر دیکھا تو تمام ہتھیلی لال ہو گئی یہ زیادہ حیران ہوا کہ نئی بات ہے
کہ لعل سے رنگ چھوٹتا ہے یہ امر تو ہم نے آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا یہ خیال کرکے اُن لوگوں سے کہا
کہ ایک تو وہ نئی بات تھی کہ چیٹیاں ان لعل سے چمٹی ہوئی تھیں یہ دوسرا امر اُس سے زیادہ عجیب کیا ہے
عقل نہیں کام کرتی ہے کہ اُس سے رنگ چھوٹتا ہے اُنھوں نے کہا کہ تم دیوانے ہوا ادھر لاؤ تو اور شخص تو
لعل سے کہیں رنگ چھوٹتا ہے یہ بھی کہیں ہوا ہے تمھاری عقل جاتی رہی ہے دیوانے کی سی یہ کہکر اُنھوں نے
اُس کے ہاتھ سے لیا اور مل کر دیکھا اُسی طرح سے اُنکا بھی ہاتھ رنگین ہوا جہاں سے وہ رنگ چھوٹتا ہے
وہاں سے اُسکی وہ آب وتاب جاتی رہتی ہے بالکل بے نور ہو کر رہ گیا اب تو سب حیران ہوئے عقل کے
ناخن گرگئے سکتے کا عالم ہو گیا اُنھوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو بھائی ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ تاجر تم کو دھوکا
دے گیا بنا ہوا لعل دے گیا تم کو لوٹ لے گیا اُس نے کہا کہ بھائیو میں کوئی ایسا نادان نہ تھا ناتجربہ کار
نہ تھا کہ میں دھوکا کھاتا اُسکے فریب میں آجاتا کیا کہوں اچھا پانی تو لاؤ جو ہیں کہ دکان پر نوکر تھا اُس نے
گیلاس میں لاکر پانی موجود کیا اس نے اُٹھا کر اُس لعل کو پانی میں ڈالا تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا تو وہ
لعل ہاتھ لگانے سے مثل شکر کے گھل گیا پانی تمام لال ہو گیا اب تو یہ امر دیکھکر ہر ایک نے جو اُس
جا رہے سب سر پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہے وہ تو سر پیٹ پیٹ کر کہنے لگا کہ ہائے میں تو لٹ گیا کسی کام
کا نہ رہا جیتے جی مر گیا میرا تین لاکھ روپیہ تباہ ہوا مجھکو تاجر دھوکا دے گیا بنا ہوا لعل تین لاکھ کے عوض میرے حوالے
کیا اب یہ جو اُسنے کہنا شروع کیا اور اپنا سر پیٹنے لگا ایک نے اُن میں سے اُنگلی اُس گیلاس میں
ڈال کر زبان پر جو لگائی تو شیریں معلوم ہوئی اُس نے کہا کہ لو بھائیو یہ پانی میٹھا ہو گیا جیسے شربت
اب تو اُسکی یہ حالت ہے کہ بیقرار ہے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہے پھر ایک نے کہا کہ ذرا وہ موتی
بھی نکال کر دیکھو کہ وہ بھی اصلی ہیں یا بنے ہوئے ہیں یہ جو اُس سے کہا وہ بولا سچ کہتے ہو
بس اُس نے ڈبیہ سے موتی کی جوڑی نکالی اُسکو جو کھولا اسمیں بھی ہزاروں چیٹیاں دیکھیں اس نے کہا بھائی
میں تو مر گیا کسی کام کا نہ رہا یہ موتی بھی ویسے ہی ہیں دیکھو اسمیں بھی چیٹیاں موجود ہیں اب جو غور سے دیکھا
در اصل اُس سے زیادہ چیٹیاں ہیں دوسرے گیلاس میں پانی منگا کر جو اُن موتیوں کو ڈالا وہ بھی مثل لعل کے
گھل گئے وہ پانی بھی شربت ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ نے وہ لعل مصری کا فروخت کیا تھا اور
وہ موتی بدل کر مصری کے موتی دیے تھے گو مصری کی قیمت کا نقصان ہوا تھا مگر کیا کرتے اور ایسی شیریں زبانی
سے تقریر کی تھی کہ وہ بھی گھل کر انکی شیریں زبانی پر مثل شیر کے مل گیا تھا اس طور سے ملا تھا کہ جیسے شیر و
شکر ملتے ہیں انھوں نے اُسکو بل کر چیر کیا تو اُسکا پتلا کر دیا ایسی زک دی کہ اُسکو کسی کام کا نہ رکھا اب
تو وہ ادھر سر پیٹنے لگا زمین پر تڑپنے لگا اور زار زار رونے لگا رونے کی آواز سنکر اور دوکاندار آ کے جمع ہوئے

راہ گیر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ کیا واقعہ ہوا جو کوئی پوچھتا ہی سوائے رونے کے کچھ جواب نہیں دیتا ہی اور
اور جو جوہری اُس کی خیریت دریافت حال کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں جو حال سنتا ہی وہ حیران ہوتا ہی بیان تو یہ تھا
ہی اُدھر سے گرداب عیار بیٹھا ہوا چلا آتا ہی یہ خیال کرتا ہوا کہ اگر دربار میں ہو آؤ تو پہچانا جا کر گرفتار کر لیا تو بادشاہ
سے کہوا دونگا کہ میری صورت بنا ہوا بیٹھا ہی یقین ہی کہ ایسا نہ کیا ہو کیونکہ ابھی تو عیاری کر کے دربار سے نکلا ہی پھر
عیاری کرے یہ ایسے خیال کرتا ہوا چلا آتا ہی چوک میں جو پہونچا تو اُس نے ہر ایک کی زبان سے یہ سُنا کہ عیار
ورقہ ہی ٹیرا دھوکا دیا کہ لعل اور موتی مصری کے بنا کے اور اپنے جوہری کے ہاتھ فروخت کیے کہ جو سب کا
افسر تھا اور شہر کی نگاہ جواہر میں رکھتا ہی اُس کے برابر اس وقت کوئی جوہری اس شہر میں نہیں ہی در اصل وہ
لُٹ گیا جس قدر وہ بیقرار ہو تجا ہی اب تو اس شہر میں بڑا اندھیر ہی کہ دن دہاڑے دغابازی ہونے لگی کل
قزاق پڑتے تھا ایسا نہ کہا کہ کیا ڈاکے کے سر پر پاس ہوتے ہیں جو ہی ڈالتا ہی کان یہی ہوگا کہ جو کوئی جوہری
بازار میں سے گذر کر راہ گھاٹ نکلے گا وہ زبردستی چھین لی جائیگی گرداب ایسی ایسی باتیں سنتا ہوا چلا آتا ہی
اپنے خیال میں غرق ہی کچھ دریافت نہیں کرتا ہی کہ یہ تم لوگ کیا کہتے ہو سننے والے تو بیان تک کہ اُس مقام
پہونچا جہاں یہ مجمع تھا اور وہ رو رہا تھا اُس نے جو مجمع دیکھا اب اسکو خیال آیا کہ چل کر ذرا دریافت کرو
کہ یہ کیسا مجمع ہوا اور کیا امر ہی بس یہ مجمع کے قریب آیا سب گرداب کو دیکھ کر ہٹنے لگے کہ افسر تھا حسب
آنے میں لوگوں نے راہ دی یہ قریب دُکان پہونچا اُسنے دیکھا کہ یاقوت لال پڑے رہا ہی اور زار زار
رو رہا ہی پچھاڑیں کھا رہا ہی اُسنے جا کر کہا کہ یہ کیا امر ہی وہاں جو لوگ موجود تھے اُنھوں نے سب واقعہ جو کہ
گذرا تھا بیان کیا کہا کہ پرسوں اُنھوں نے لعل خرید کیا تھا وہ بنا ہوا نکلا دیکھیے تمام پانی لال ہو گیا ہی شربت
ہو کر رہ گیا اسی طور سے موتی کا بھی حال ہی یہ بیچارہ بے مارے مر گیا یہ جو گرداب نے سُنا کہا کہ وہ کون
تاجر تھا اُس نے رقت کو ضبط کر کے کہا کہ تاجر باہر سے آیا تھا اُسنے اپنا نام ... بتایا تھا وہ سرا میں
اترا ہوا تھا اُسکو ضرورت روپیہ کی تھی اُسنے میرے ہاتھ فروخت کیا میں نے خوب دیکھ بھال کر خرید کیا تھا
میں کیا جانتا تھا کہ یہ بنا ہوا ہی اور شکر کا ہی گرداب نے کہا کہ ارے کم بخت یہ شکر کا نہ تھا بلکہ مصری کا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ کوئی عیار لشکر اسلام کا تجکو دغا دے کر فروخت کر گیا اب اُسنے کل حال بیان کیا گرداب نے
کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب صبر کرو رونے دھونے سے کیا فائدہ اب اُسکا پتہ نہ لگے گا وہ چلا گیا ہی مگر
اب ذرا سمجھ بوجھ کر مال خریدا کرو کیونکہ عیار شہر میں لشکر اسلام سے آئے ہیں ابھی بادشاہ کے دربار میں یاری
کی حکیم صاحب بن کر آیا تھا شعلہ جادو کو جو کہ نانی عشاق نہ طاقی کی ہیں قتل کیا ہوتا کیونکہ وہ بہت
بڑھی ساحرہ ہیں اُنھوں نے سحر سے دریافت کیا کہ تم میں کیا کیا دوا ہی جو ... تمام سب نے اپنا اپنا
نام بتایا بڑا غضب یہ ہی کہ بادشاہ سے تو موتی لیے یاقوت لیے اُس کے مقام پر سنگریزہ دھر دیا ہی تو بالا
دست کر کے اُسکا خاتمہ کیا ہوتا اُسکے بعد جب معلوم ہوا تو بادشاہ کا تاج عشاق کی منڈیل سے کرتا کا میں
اُسکی گرفتاری کے لیے نکلا کہاں پتہ نہ لگا اب دربار کو جاتا ہوں بادشاہ کو جا کر خبر دوں کہ وہ بھاگ گیا
میرے ہاتھ نہ آیا وہ سب کا افسر ہی اسی طور سے اور بھی عیار آتے ہونگے اُنھوں نے یہ عیاری کی اب
پہنچنگے سب کے جو شخص آ گئے ہر ایک وہاں سے مل کر اپنی اپنی دُکان پر اس خیال سے آیا کہ ہم تو یہاں
کھڑے ہوئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اور عیار آکر دُکان لوٹ لے تو ہم کیا کریں گرداب
اُسکو سمجھا بجھا کر طرف دربار کے چلا وہ مایوس ہو کر بیٹھ کے رہ گیا بیچارہ غریب کیا کرے یہ ساٹھ لاکھ
کا نقصان ہو گیا جیب کتر کر رہ گیا ادھر گرداب جب قریب دربار پہونچا تو لوگ کہ باہر کھڑے تھے

انھون نے دیکھا کہ ایک گرداب تو اندر جا چکے ہین تھوڑی دیر ہوئی یہ دوسرے کہان سے آ گئے یہ نیا واقعہ ہی کہ
درگہ سالار نے عرض کیا کہ حضور ایک گرداب تو اندر آپ سے حال دریافت کرکے جا چکے ہین دیکھیے دوسرے
گرداب آ گئے ہین آپ نے کہا کہ تم روکنا ہرگز اندر جانے نہ دینا مین بادشاہ کو خبر کر دون شاید یہ وہی عیار ہی
اور جا کر دیکھو یہی آ دن کہ گرداب اندر ہین یا کسی ضرورت سے دوسرے دروازے سے گئے ہون تو مین جھوٹا
ہون یہ کہکر درگہ سالار اندر آیا دیکھا کہ گرداب اپنی کرسی پر بیٹھے ہوے ہین سب عیار اپنے اپنے مقام
پہ ہین دربار آراستہ ہی درگہ سالار نے سمندر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ خداوند یہ عیار کسقدر پرخوف ہین دیکھیے
کہ گرداب عیار آپ کی خدمت مین حاضر ہین وہ انکی صورت بن کر طرف دربار کے آتے ہین مین خبر کرنے
آیا ہون آپ نے دو دن یار روک لون سمندر نے کہا آنے دو یہان گرفتار کر لینگے درگہ سالار یہ سنکے باہر چلا آیا
قبل اس کے آنے کے یہان گرداب نقلی نے جو یہ سنا تو کہا کہ سنا آپ نے کس قدر یہ لوگ پرخوف
ہین اور کس قدر بے کلیجہ ہین یہ وہی ناشدنی خواجہ ہی کہ یون بے خوف چلا آتا ہی یہ نہین معلوم ہی
کہ مین آپ کے حضور مین حاضر ہون ورنہ وہ یہ عیاری نہ کرتا خیر آنے دیجیے مین آپ کے تخت کے نیچے
پوشیدہ ہوتا ہون پھر جیسے وہ آپ کے روبرو آئے فوراً اسے گرفتار کر لیجیے گا مین تخت کے نیچے
سے نکل کر شکلین باندھ لونگا یون یہ اسیر ہوگا سمندر نے کہا کہ اچھا بس گرداب نقلی جست کر کے
سمندر کے تخت کے نیچے پوشیدہ ہو گیا ادھر گرداب عیار دربار گاہ پر پہونچا دیکھا کہ سب لوگ میری
طرف بغور دیکھ رہے ہین یہ دیکھتا ہوا خاموش اندر چلا گیا درگہ سالار نے اسے ٹھہرا ہوا [illegible] کہا کہ ا[illegible]
فنا لایا ہی ضرور قتل ہوگا بادشاہ کو تو معلوم ہی سحر کرکے اسکو اسیر کر لینگے عشاق نہ ملا تو جلا ہوا
بیٹھا ہی ضرور قتل کر ڈالے گا سب نے کہا کہ خوب ہوا ایک بلا تو سر سے دفع ہوئی اگر یہ مارا گیا تو لشکر اسلام کا
نصف زور رہ گیا کیونکہ انکو اسکا بہت بھروسا ہی یہ ہر مقام پر اپنا سپر کرتا ہی عیاری کرکے بچا لاتا ہی
درگہ سالار نے کہا کہ خداوند ایسا کرین کہ وہی ہو اور کوئی دوسرا عیار نہ ہو مجھکو تو وہ نہین معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسکو
تو معلوم ہی کہ گرداب میرے عقب سے واپس ہو کر گیا ہی دربار مین یہ کوئی اور عیار ہی اگر وہ ہو تو مین
بہت خوش ہون کیونکہ اس نے مجھکو بھی ایک دفعہ مار ڈالا تھا جس کے سبب سے ابھی تک میرے کان مین
درد ہی خداوند میرے صبر کا اور اسکے ظلم کا آج عوض دین کہ یہ قتل کیا جاے ہم لوگون نے کہا کہ اگر وہ نہین ہی
کوئی اور ہی تب یہ قتل ہوگا اسکی خبر اسکو ہوگی وہ ضرور آ کے گا اس وقت گرفتار ہوگا یہان
تو یہ باتین ہو رہی ہین ادھر گرداب اصلی دربار کے اندر آیا دیکھا سب لوگ حاضر دربار ہین مگر دربارگاہ
کی طرف دیکھ رہے ہین اسنے دیکھا کہ میری کرسی خالی ہی یہ اپنی کرسی کی طرف چلا سمندر نے کہا کہ
گرداب یہان آنا گرداب یہ کہتا ہوا چلا کہ [illegible] کیا مگر یہ نہ ملا سکا زحمت
ہوئی یہ کہتا ہوا قریب تخت سمندر کے پہونچا پس سمندر نے کہا کہ او نا عیار اب تو میرے ہاتھ سے کہان
جاتا ہی مین تجھکو پہچان گیا سخت بد قلب ہی اور کیا جگرہ ہی کہ ابھی تو یہان سے سب کو ذلیل کرکے گیا تھا
پھر میرے عیار کی صورت بنکر چلا آیا تو نے دھوکا کھایا تو نے یہ نہ خیال کیا کہ وہ دربار مین ہی بلکہ یہ خیال کیا کہ سب
عقب مین جو نکلا تو کسی اور طرف کو چلا گیا مین چل کر پھر دربار کو تباہ کرون یہ کہکر حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤن
زمین نے پکڑ لیے وہ ادھر ادھر حیران و پریشان ہوکر دیکھنے لگا کہ یہ کیا امر اور کیا واقعہ ہی یہ بادشاہ کیا
فرماتے ہین یہ تو یہ دل مین خیال کر رہا ہی اور پریشان ہو ہو کر دیکھ رہا ہی کہ سمندر نے صدا دی کہ اسے
گرداب نکلو یہ جو بادشاہ نے کہا گرداب نقلی چپکے سے تخت کے نیچے سے نکلا آتے ہی اسکی

مشکیں باندھیں اور سمندر سے کہا کہ میں نے گرفتار کر لیا اب آپ سحر اُتار لیں سمندر نے سحر اُتار لیا اُسے لاکر اُسکو ستون سے خوب جکڑ کر باندھ دیا اور خود اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا وہ اُسکو دیکھکر حیران ہوا کہ بیاو میری صورت کا دوسرا آدمی یہاں موجود ہے یہ اپنا رنگ خوب جما چکا جو میرا گمان تھا وہی ہوا کہ میں ادھر اسکی تلاش میں گیا اور وہ ادھر میری صورت بن کر آیا اپنا رنگ جما یا مجھ کو دھوکا کھایا میں کیوں اس وقت اس طور پر آیا اور کیسی صورت پر آتا بادشاہ کو خبر کرتا یہاں آکر خود گرفتار ہو گیا الٹی آنتیں گلے پڑیں اب کیا تدبیر کروں یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ ادھر گرداب نقلی یعنی خواجہ نے کہا کہ کیوں کیسے گرفتار ہوئے تم کو اسکی خبر نہ تھی یہاں پہلے ہی بندوبست ہو چکا تھا رزلہ سالار آپ کی خبر دے گیا تھا کہ آپ میری صورت پر آئے ہیں میں نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کے تخت کے پیچھے پوشیدہ ہوا جاتا ہوں آپ دیکھیے پس جس وقت قریب آئے گرفتار کر لیجیے گا بادشاہ نے منظور کیا اگر میں اپنے مقام پر ہوتا تو دور سے مجکو دیکھکر بھاگ جاتے پھر ہاتھ نہ آتے جس طور سے ہو میں تیرے تعاقب میں گیا تھا آخر کو عاجز ہو کر چلا آیا یہ جو خواجہ گرداب نقلی نے کہا اُسنے یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ افسوس میں نے بڑا دھوکا کھایا کیا کروں بڑی خرابی ہوئی اگر میں جانتا کہ تو یہاں موجود ہے تو کبھی نہ آتا اور کیسی صورت پر آتا بادشاہ کو تیرے حال سے خبردار کرتا تو نے یہاں آکر اپنا رنگ جما لیا تھا ارے میں تو گرداب اصلی ہوں اور تو عیار ہے اپنی ہا لگیا دوسرے پر کنواں یہ کہکر سمندر کی طرف منھ کر کے کہا کہ ای بادشاہ خبردار ہو میں آپ کا پرانا خادم گرداب ہوں اور جو یہ آپکے روبرو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے یہ خواجہ عیار لشکر اسلام ہے مجکو دھوکا دے کر یہاں چلا آیا میری صورت بنکر آپکے دربار میں آکر بیٹھا مجکو گرفتار کرا دیا سمندر شاہ نے کہا کہ ہاں تو مجکو دغا دیتا ہے میں تیرے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہوں میں سخت عاجز ہو رہا ہوں بلا میں کب چھوڑتا ہوں ادھر سے خواجہ نے کہا کہ ہاں ہاں تو ضرور پرانا خادم ہے کیا دلیری ہے کہ میں سامنے موجود ہوں اسپر تو یہ تقریر کرتا ہے اور وہی کہے جاتا ہے بڑا غیرت دار ہے مجکو سامنے گفتگو کرتے شرم نہیں آتی ہے اب کوئی تیرے فقرہ میں نہ آئیگا تو بکا کر اپنی زبان تھکاتا ہے بس دیکھ اپنی طرف تیری قضا آگئی ہے یہ کہکر سمندر سے کہا کہ جلد جلاد کو طلب فرمائیے کہ اسکو آکر قتل کرے اگر اسکے اسیری کی خبر لشکر اسلام میں ہو گئی تو سب عیار یہاں چلے آئینگے خود حمزہ ان اسکے قتل ہونے کی خبر پاکر آئینگے اس وقت مشکل ہو گی کوئی تدبیر بن نہ آئیگی یہ جو سمندر سے خواجہ نے کہا کہ اسکو قتل فرمائیے بس سمندر نے حکم دیا کہ جلاد کو حاضر کرو بس یہ حکم دیتا تھا کہ جو جلاد دوڑا ہوا گیا اور جلاد کو لے کر دربار میں آیا یہاں گرداب اصلی نے بہت کچھ سماجت اور بجاجت کی اور بہت کچھ کہا سمندر نے نہ منظور کیا جو بات اُس نے کہی خواجہ نے اُسکی بات رد کر دی اب سب اہل دربار کو یقین ہو گیا کہ یہ خواجہ ہیں جو کہ گرفتار ہیں اور یہ گرداب ہیں جو کہ قبل سے موجود ہیں جب گرداب نے دیکھا کہ جلاد آتا ہے منت میں ہار رہے گئے اسوقت گرداب نے کہا کہ ای بادشاہ اچھا میری ایک بات اور سماعت فرمائیے کہ میرا اور اسکا منھ دھلائیے اور پھر ملاحظہ فرمائیے اگر میں عیار ہونگا تو میری صورت اصلی نکل آئیگی اگر وہ عیار ہو گا اسکی صورت جو اصلی ہو گی وہ اپنی صورت پر قائم رہیگا جو روغن عیاری سے بنا ہو گا وہ ظاہر ہو گا خواجہ نے کہا کہ ہاں یہ دوسرا فقرہ ہے اپنی صورت معجزے سے بنا کر آتا ہے وہ کبھی نہ چھٹیگی اس وقت تو یہ کہیگا کہ میں اصلی ہوں اسکی صورت معجزہ کی ہے یہ تو کبھی نہ ہو گا یہ کہکر اپنی کرسی سے اٹھکر ایک ڈھیلہ زور سے اُسکے سر پر مارا کہ بھیجا اُسکا بھنّا گیا اسکا مارنا تھا سب عیاروں نے مارنا شروع کیا اس قدر مارا کہ اُسکے حواس باختہ

ہو گئے تمام منہ سوچ گیا بال سر کے کھڑے ہوئے خواجہ نے کہا کہ جو تابعت تھا گرداب نے اسکو مار ڈالا ۔ اس نے کہا
سے مار ڈالا ہوش اڑ گئے بھلا پھر کیوں نہ ہر ایک سے پوچھا تا نہ معلوم سمندر چلتا یہ انسیت کہ کیا کوئی قتل و خون و دار کیا تھے
کھانے بولا گیا کہتا تھا تو یہ ہوئی اب ایسی حرکت نہ ہوگی ضرار قید ہے ورنہ سکے معاف کرو خواجہ نے کہا اچھا
اب جانے دو تو یہ کرتا ہے جب مارے سے فراغت ملی اسکے جو اس درست ہوئے اتنے میں جلاد بھی آگیا
جیسے ہی جلاد کو بیٹھے دیکھا اسنے کہا کہ اے بادشاہ ایک بات اور میری عرض سنئے اوراق آسمان نہ آسکے
وہ یہ بات ہے میرا علوم سچ آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور کون اصلی ہے اور کون نقلی
آپ اوراق جمشیدی ملاحظہ فرمائیے صاف حال معلوم ہو جائیگا یہ جو اس نے کہا سمندر سمجھ گیا اسنے
دل میں خیال کیا کہ سچ ہے دیکھ لو کیونکہ باہم جھگڑا پڑا ہے بس یہ خیال کرکے اوراق اٹھائے کہ دیکھوں ادھر
خواجہ نے دیکھا کہ اب راز ظاہر ہوا یہ اس نے بہت برا فقرہ کیا ہوشیار ہونا چاہیے جب سمندر اوراق
دیکھیگا اسکو معلوم ہو جائے گا کہ وہ گرداب اصلی ہے میں نقلی ہوں بس سحر کرکے گرفتار کرے گا اب
کوئی صورت مفر کی نہیں ہے بس یہ خیال کرکے دل میں کہا کہ اگر یوں ہی بیٹھے رہو گے تو بڑی خرابی ہوگی کیونکہ
چاروں طرف کھڑا ہے اس سے شاگرد یہیں ادھر ظاہر ہوا ادھر انہوں نے کمند مار کر پکڑ لیا اب کوئی تدبیر اور
کرو بس خواجہ نے آہستہ سے گلیم نکالی اور دل میں خیال کر لیا کہ ادھر سمندر نے دیکھا ادھر اُڑنا یا
ادھر میں نے گلیم اوڑھ لی خواجہ تو یہ سامان کر کے بیٹھے ادھر سمندر نے اوراق میں دیکھا ظاہر ہوا
کہ یہ جو سامنے کھڑا ہے یہ گرداب اصلی تمہارا عیار ہے اور وہ جو کرسی پر بیٹھا ہے وہ خواجہ ہیں تمہارا
عیار سچ کہتا ہے تم نے اسے بیکار گرفتار کیا ہے جو اوراق میں دیکھا سمندر نے تو کہ حیرت ہوئی مگر تامل
قصد کیا کہ سحر کروں ادھر خواجہ نے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن عمر تاکی یہ نعرہ کرکے جست کی اور گلیم اوڑھ لی
یہ جو نعرہ ہوا سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے ادھر سمندر نے سحر کیا کہ جس قدر اس مقام پر لوگ
موجود تھے اور شاگرد گرداب سب کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے اب جو کرسی پر دیکھا تو خواجہ ندارد
تھے کرسی خالی تھی سمندر نے سحر کرکے کہا کہ اسکو پکڑ لو یہ سنکے خواجہ کو سب ادھر ادھر دیکھنے لگے
کہ کہاں ہے ایک خواجہ تو گرفتار ہیں یہ دوسرے خواجہ کہاں سے آگئے سمندر نے کہا کہ ادھر ادھر
کیا دیکھتے ہو وہ جو کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اب سب نے کرسی کی طرف دیکھا کرسی کو خالی پایا عرض کیا
کہ ہم کسکو گرفتار کریں کرسی پر ہم کو کوئی بیٹھا ہوا نظر نہیں آتا ہے یہ سنکے سمندر نے کہا کہ اوسکو چھوڑ دو یہ
بیچارہ بے قصور بند ہوئے ہیں مجاو نے پڑا دھوکا ہوا یہ سچ کہتے تھے کہ میں گرداب اصلی تمہارا
عیار ہوں خواجہ نہیں ہوں یہ جو بادشاہ نے کہا لوگوں نے اٹھکر گرداب کو کھولا گرداب سر
جھکائے ہوئے کھڑا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ آج دربار میں میری بڑی ذلت ہوئی خود بھی تم نے
نے مارا اور خوب میرے شاگردوں نے بھی مارا یہ تو یہ خیال کر رہا تھا ادھر شاگرد گرداب سے
پکارے کہ اے بادشاہ ہم پر کیوں سحر کیا ہے ہم بے خطا ہیں ہم پر سے سحر اتار لیجئے ہم اپنے استاد
سے اپنا قصور معاف کرالیں گے ہم سے بڑی خطا ہوئی ہے کہ ہم نے اپنے استاد کو مارا اگر انکی ان کی
معافی ہے یہ جو انہوں نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ میں نے تم سب پر اس لیے سحر کیا تھا کہ وہ تم میں
ہو تو سحر میں گرفتار ہو جائے نہ معلوم کدھر چلا گیا ہوا ہے ادھر سمندر سے بچ نکلا ادھر وہ غائب مجاو گرداب
سے بڑی شرمندگی ہوئی کہ میں نے اسکا کہنا نہ سنا اسکے کہنے پر عمل نہ کیا بیکار کو ذلت ہوئی یہ کہکر
سب پر سے سحر اتار لیا وہ لوگ اپنے مقام پر سے اٹھے ادھر گرداب سے چلے خواجہ گلیم

اور ڈھے ہوئے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں وہ لوگ اگر گرداب اپنے استاد کے قدم پر گر کے
اور کہا کہ استاد ہم سب کی خطا معاف فرمائیے مگر وہ سر جھکائے کھڑا ہے کچھ جواب نہیں دیتا ہے جب سب نے بہت
عاجز کیا تو کہا کہ تم نے کیا کیا جب بادشاہ خود میری ذلت و رسوائی کا خواہاں ہو اور میرے کہنے پر عمل نہ کرے ساحر ہو کر بھی
دریافت نہ کرے تو تمہاری کیا خطا ہے جو میری قسمت میں تھا وہ ہوا اس قدر ساحر یہاں موجود تھے ایک کو خیال
نہ آیا سب اندھے ہو گئے عقل کے ناخن کھو بیٹھے میرے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا میں لاکھ لاکھ کہتا ہوں کوئی سماعت
نہیں کرتا ہے بڑے عجب کی بات ہے دوسرے کسی نے گرفتار بھی نہ کیا وہ چلا بھی گیا مجھکو تو کسقدر جلد اسیر کر لیا اسکو
کوئی گرفتار نہ کر سکا اگر میں یہ نہ کہتا تو کبھی نہ ظاہر ہوتا میری جان مفت میں جاتی عجب میں نے دیکھا کہ اب
قتل ہوتا ہوں تو میں نے پریشان ہو کر کہا کہ اوراق جمشیدی ملاحظہ فرمائیے اگر میں یہ نہ کہتا تو کچھ ظاہر نہ ہوتا
یہ بھید ہرگز نہ کھلتا سمندر نے کہا کہ تم نے پہلے کیوں نہ کہا ای گرداب اس نے ایسی تقریر کی تھی کہ سننے
یقین تھا میں کیا کہوں اگر خود خداوند ہوتے تو وہ بھی دھوکا کھاتے خیر بھائی اب کچھ خیال اس بات کا نہ کرو
جو ہونا تھا سو ہوا خیر گذشتہ صلوٰۃ گرداب نے جواب دیا کہ جی ہاں بجا ارشاد ہوا جسکو ذلت ہوئی اسکو
ہوئی آپ کا کیا نقصان ہوا سمندر نے کہا کہ یہ تو تمہارا کہنا سچ ہے کہ تم کو بڑی ذلت ہوئی مگر کیا کیا جائے
اب ایسا کبھی نہ ہوگا تم اپنے مقام پر جا کر بیٹھو مگر عجب یہ ہے کہ وہ اس قدر جلد یہاں سے چلا گیا نہ معلوم
کہاں گیا گرداب نے کہا کہ کیا کہاں ہوگا یہیں چوبداروں میں یا خدمتگاروں میں ملا کھڑا ہوگا پہلے
سب پر سحر فرمائیے پھر اوراق جمشیدی میں ملاحظہ فرمائیے جہاں ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ سنکے سمندر نے
سب پر سحر کیا اس کے بعد اوراق میں دیکھا نکلا کہ دربار میں ہے مگر نہ چوبدار کی صف میں ہے نہ خدمتگار کی صف
میں اب تو سمندر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ہے تو دربار میں مگر کسی صف میں نہیں ہے اپنے سرداروں
کی صف میں دیکھا کہ ان میں ہے نکلا نہیں ہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں ہے یہ دیکھکر بادشاہ نے اہل
دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ اعجوبہ ہے کہ یہ تو اوراق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہے دربار میں مگر کسی میں ملا نہیں
کھڑا ہے کسی صورت پیہ ہے یہ کیا بات ہے میری عقل تو نہیں کام دیتی کہ کیا کروں کیا نکروں گرداب سر
جھکائے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھا ہے کچھ کلام نہیں کرتا ہے خاموش بیٹھا ہے یہ جو سمندر نے کہا تو
گرداب نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ آپ سحر کر دیجئے جس میں کوئی دربار سے بدون
آپ کی اجازت کے نہ جا سکے اگر دربار میں ہوگا تو نہ جا سکے گا آخر عاجز ہو کر اپنے کو ظاہر کرے گا یہ تدبیر
معقول ہے جو گرداب نے کہا گرداب کے پہلو سے صدا آئی کہ او گرداب تو بڑا بے غیرت ہے
اور بے حیا ہے کہ دنیا میں دوسرا کوئی نہیں ہے اتنی بڑی ذلت سر دربار تجکو دی تیرے شاگردوں کے
ہاتھ سے جوتیاں کھلوائیں اور پھر ویسے بے غیرت تجکو غیرت نہ آئی کیا کہوں کہ تو نے سمندر کو ہوشیار کر دیا
کہ اوراق جمشیدی دیکھئے ورنہ میں نے تیرا خاتمہ کر دیا تھا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا ایسا
نہ ایک دن میرے ہاتھ سے تو ضرور قتل ہوگا بیکار میرے پیچھے پڑتا ہے دیکھ ذرک اٹھائے گا آئندہ تجکو اختیار ہے یہ جو
صدا آئی سب اہل دربار اور نیز گرداب ادھر ادھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا گرداب نے کہا کہ سامنے آکر اور ظاہر
ہو کر ہم کلام ہو تو ہم جانیں یہ کیا کہ پوشیدہ ہوا اور پھر نکل جاؤ تو جانیں کہ بڑے عیار ہو جواب ملا کہ یہ فقرہ کسی
اور کو دینا ہاں جب جائیں گے تو ہم سب کو آگاہ کر کے یوں نہ جائیں گے کہ تم کو خبر نہ ہو اس امر سے خاطر جمع رکھو
یہ صدا جو آئی عقب سے عشاق نہ طاقی کے آئی اس نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ میرے عقب میں کون ہے پلٹا تھا
کہ ایک چپت اس زور سے پڑی کہ تمام دربار گونج گیا تاج سر سے گر پڑا یہ بہت ذلیل ہوا اترا قدر کی صدا ا

سب ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ کون تھا اُدھر عشاق نہ طاقی نے تاج اُٹھا لیا سر سہلا کر رہ گیا عرق ندامت
میں ڈوب گیا خواجہ نے بڑھکر ایک چپت سر پر شملاق کے لگائی کہ اسکو بھی چکر آ گیا اسی طور سے سب اہل دربار
کے چپتیں لگائیں علاوہ اشتعاق و سمندر و عشاق استاد سمندر و گلاب و دیگر سرداران
معزز تھے کہ جنکی انکو عزت مدنظر تھی اور جو لوگ انکے درمیان میں نہ بولے تھے وہ تو محفوظ رہے باقی سب کے
چپتیں پڑیں سمندر کو اسلیے چھوڑ دیا کہ یہ بادشاہ ہے اسکو ایسی ذلت نہ دینا چاہیے عشاق نہ طاقی
سے تو از حد جلے ہوئے تھے اس کے تو خون کے پیاسے تھے کیونکہ اسنے بہت بکھیڑا مچایا تھا انکو یہ منظور
تھا کہ جان تلک ہو اسکو ذلت و رسوائی ہو پھر خواجہ نے چپت لگا کر دیا اب تو پھر ایک مارے خوف کے سر
جھکا کر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ تو بڑی بلا آئی ہے کسی طور سے جاتی نہیں ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے جب
خواجہ سب کو سرفراز کر چکے خیال کیا کہ چلو اب یہاں کیا کام ہے بہت عیاری کر چکے یہ خیال دل میں کر کے
فوراً گلیم اتاری چپت کی سمندر کے سر پر سے پھر تاج لیا شملاق و اعراقی کی شملہ لی اور عشاق
نہ طاقی کے ایک لات اس زور سے ماری کہ وہ پھر کرسی پر سے زمین پر گرا اور اسکا بھی تاج لیا وہاں سے
گرداسپ کے سر پر آئے اسکی بھی کلاہ عیاری لی اور کہا کہ اب میں جاتا ہوں جسمیں طاقت ہو وہ مجھکو
روک لے یہ کہتے ہوئے صحن میں آئے سمندر نے قصد کیا کہ سحر کروں خواجہ صحن میں آ کر طرف
دروازے کے چلے تھے کہ سمندر نے گرداسپ کے کہنے کے موافق یہ سحر کیا تھا کہ کوئی باہر نہ جا سکے تو
دروازہ نہ دکھائی دیا اب تو خواجہ حیران ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ میں کیونکر یہاں سے جاؤں بڑی مصیبت
ہوئی پھر سے یہ خیال میں آیا کہ جست کر کے نکل جاؤں جست کی دیکھا کہ دیوار بلند ہو گئی اب سمندر
نے سنبھل کر حکم دیا کہ سحر کر کے اسکو گرفتار کر لو خواجہ نے جو یہ سنا بہت پریشان ہوئے دل میں خیال
کرنے لگے کہ کیا کروں کیونکر یہاں سے جاؤں اب امید قوی ہوئی کہ اسیر ہوئے پھر سے چھٹنے کی فوراً یاس
ہو گئی گھبرا کے دعا کی خیال آیا کہ منڈی برپا کر لیں فوراً زنبیل سے نکال کر برپا کی اس کے اندر بیٹھ کر
صحن میں آ بیٹھے اور سامنے ایوان کے آراستہ کی ایک پلنگ اسمیں لگا ہوا تھا خواجہ اسپر آرام
لیتے ہوئے تھے ایک کرسی بچھی ہوئی تھی یہ جو واقعہ سب اہل دربار نے دیکھا نہایت حیران ہوئے سمندر
نے حکم دیا کہ سحر کر کے گرفتار کر لو یہ بے شعور میری طرف پاؤں پھیلائے کس اطمینان سے لیٹا ہے اسکو کوئی
خوف اس بات کا نہیں ہے کہ بادشاہ کے سامنے ایسی گستاخی کرتا ہوں یہ جو سمندر کا حکم دینا تھا کہ جو بڑے
بڑے ساحر تھے انھوں نے سحر کرنا شروع کیا خصوصاً عشاق نہ طاقی نے کہ خواجہ سے جلا ہوا بیٹھا تھا
سحر کرنے میں جان لڑا دی گولہ ترنج نارنج آتش کے دانہ برسنے لگے ساحر آگ برسانے لگے تمام صحن دھواں
دھار ہو گیا مگر وہاں کچھ اثر نہ ہوا سب سحر اُسکے قریب آکر برطرف ہو گیا اسپر کچھ بھی اثر نہ کیا جب سب
سحر اپنا اپنا کر چکے سمندر نے کہا کیا یہ خاتمہ ہو گیا ہوگا اب سحر کرنا کیا ضرور ہے جب وہ سحر برطرف ہوا دیکھا کہ
اسی طور سے وہ چھپرداری برپا ہے آپ اسکے اندر فرش پر لیٹے ہیں سب ساحر یہ کہتے ہوئے دوڑے
کہ پکڑنا چاہئے نہ پاسکے یہ جو غل ہوا آپ ایک مرتبہ پلنگ پر سے اُٹھے اور یہ کہنے لگے کہ سونا دشوار کر دیا
نیند حرام ہو گئی کیا غل ہے کیا بیہودہ حرکت ہے یہ کہکر کرسی پر آکر سامنے سمندر کے بیٹھے اور پکار کر کہا کہ
اے سمندر شاہ کسی کو حکم دو کہ وہ مجھکو آکر گرفتار کرے یا آپ خود آکر گرفتار کریں سامنے آپ کے
بیٹھا ہوا ہوں یہ سنکے سمندر نے کہا کہ خواجہ جاؤ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو میں اگر قصد کروں گا
تو گرفتار کر لونگا تم نے بہت پریشان کیا ہے مگر تم پر رحم آتا ہے بہتر اسی میں ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ

خواجہ نے جواب دیا جب میرا جی چاہے گا مین جاؤنگا میرے اوپر کوئی حاکم نہین ہی مین اپنے دل کا
مختار ہون ابھی تو میرا جانے کو جی نہین چاہتا ہی جب جی چاہے گا چلا جاؤنگا پھر کسی کے روکنے سے
رکونگا نہین سمندر نے کہا کہ یہ بھی کوئی اندھیر ہی کہ نہین جاتے ہو کیا اسکے مکان پر قبضہ کر لیا ہی یہ بھی
کوئی زبردستی ہی جاؤ تم کو کوئی نہ روکے گا خواجہ نے کہا کہ ہم کو کون روک سکتا ہی کسکی طاقت ہی کسکا مان
ڈھونسا کھایا ہی کہ ہمین روکے جب ہم چاہین گے چلے جائین گے یہان ہمارا دل لگ گیا ہی سمندر نے کہا کہ
مین منت و سماجت کرتا ہون کہ آپ یہان سے تشریف لیجائیے مجھپر احسان ہوگا خواجہ نے کہا کہ
نہین آپ قصد میری گرفتاری کا کرین یا کسی ساحر کو حکم دین کہ وہ آکر مجھے گرفتار کرے مین بھی دیکھون
کہ تمھین کتنا دم ہی مین تو سامنے موجود ہون یہ کہکر گرداب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میان گرداب
آپ فرماتے تھے کہ سامنے آکر تقریر کرو تو مین جانون لو مین آپکے روبرو موجود ہون اگر کچھ دم ہی تو آپ مجھے
گرفتار فرمایئے جب مین جانون کہ آپ بڑے عیار ہین یہ جو گرداب سے خواجہ نے کہا گرداب
نے جواب دیا کہ کیون قضا آئی ہی بہت چرب زبانی اچھی نہین ہی اپنی جان کا خیال کرو جو بادشاہ سلامت
فرماتے ہین اسپر عمل کرو ورنہ خراب ہوگے تم نے یہ شعر نہین سنا ہی ؎ خلاف راے سلطان راے
جستن ⁂ بخون خویش باید دست شستن ⁂ خواجہ نے جواب دیا کہ مین تو نہ خراب ہونگا بلکہ تم اور
تمہارا بادشاہ خراب ہوگا یہ سنکے گرداب کو غصہ آیا اور قصد کیا کہ جاکر پکڑ لاؤن کہ اسکے ایک شاگرد
نے منع کیا اور کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہین استاد یہ تو خیال فرمایئے کہ سب ساحرون نے سحر کیا
کچھ اثر نہ ہوا کوئی تو ایسی بات ہی کہ وہ یون بے خوف و خطر بیٹھا ہوا ہی کہین کوئی زحمت پہونچے نہ گرفتار
ہوجایئے اُلٹی آنتین گلے پڑین جب ساحرون کے سحر نے نہ اثر کیا آپ ساحر نہین ہین جو سحر سے کام
لیجیے گا اور سحر کرکے گرفتار فرمایئے گا یہ جو شاگردون نے کہا گرداب خاموش ہو رہا اور اپنے
مقام پر آکر بیٹھ رہا سمندر نے کہا کہ خواجہ جاؤ تم یہان کیون آکے ہو تم سے کوئی نہ بولے گا مین منع کیے
دیتا ہون خواجہ نے کہا کہ مین تمہارا کیا لیتا ہون ایک گوشہ مین بیٹھا ہون سمندر نے کہا کہ مجکو تم
سے خوف معلوم ہوتا ہی تم جاؤ تاکہ وہ خوف برطرف ہو خواجہ نے کہا کہ مین تو عشاق نہ طاقی اور
اسکی نانی کو قتل کرکے جاؤنگا نہ تو نہین جاؤنگا یہ جو کہا عشاق نہ طاقی کو غصہ آیا اور گولہ اٹھا کر مارا کہ تمام
صحن دربار آگ سے بھر گیا شعلہ نکلنے لگے منڈھی کو کوئی ضرر نہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد سحر برطرف ہوا دیکھا
کہ خواجہ اُسی طور سے بیٹھے ہوے ہین سب اہل دربار دیکھکر حیران ہوے خواجہ نے کہا کہ تم لوگ
بیکار سحر کرتے ہو جسکو دعوی ہو میرے پاس آکر مجکو گرفتار کرے یہ سنکے عشاق اُٹھا اور کہا کہ رہ جا
مین آتا ہون تو یون نہ مانے گا یہ کہکر اُٹھتا تھا کہ سمندر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کہان جاتے ہو کچھ ہوش
درست ہین عشاق نہ طاقی نے کہا کہ اس عیار کو سزا دیئے جاتا ہون سمندر نے کہا کہ کیون جان کے
پیچھے پڑے ہو یہ منڈھی سحر سے کب ہے اسپر کسی کا سحر اثر نہ کرے گا عشاق نے کہا کہ مین پکڑ کر باہر
نکالے دیتا ہونگا سمندر نے کہا کہ یہ خیال خام ہی بس اس وقت ٹھہر جاؤ جب کوئی موقع ہوگا دیکھا جائیگا
عشاق کہنے سے سمندر کے ٹھہر گیا خواجہ نے کہا کہ اچھا جاتے ہین تم کو ہمارا یہان ٹھہرنا ناگوار
ہی یہ کہکر منڈھی سے کہا کہ مجکو باہر دربار کے پہنچا دے یہ جو کہا منڈھی مثل غبارے کے بلند ہوے
باہر کی طرف چلے سمندر نے اپنا سحر برطرف کر لیا کہ [illegible] کا [illegible] بس منڈھی
صحن سے جنگل مین نکل گئی [illegible] خواجہ کا [illegible] کوئی نہ [illegible] خواجہ نے چلتے وقت کہا کہ اے سمندر

سلام تمسکو ہو اب مین جاتا ہون جب میرا جی چاہیگا پھر آؤنگا یہ کہکر خواجہ تو چلے گئے دور جا کر
اُترے سنڈی کو نذر زنبیل کیا اب قران کی تلاش مین چلے کیونکہ جو کچھ مال ملا تھا سب اُس کے
پاس تھا قران نے وہان جب یہ قبل دستور سنا تو قفس وغیرہ کو لیکر بھاگے کل مال مع خلعت و زر نقد
و وردیان وغیرہ ایک مقام پہ لاکر دفن کر چکے تھے مع اپنے کہارون کے کہار جو آئے تم انھون نے کوئی
چیز نہ پائی اتنے مین غل ہوا کہ وہ حکیم صاحب نہ تھے بلکہ عیار لشکر اسلام کا انکی صورت بن کر آیا تھا ظاہر
ہوا سنکر سب لوگ دوڑ رہے تھے کہ جا کر وہ سب مال لے لو جو مین نے دیا ہی یہ جو لوگ آئے تھے
انھون نے وہان کسی کو نہ پایا کہارون کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے رو رہے ہین دریافت کیا کہ کلو ملازم
حکیم صاحب کہان ہی انھون نے کہا کہ ہم کو کیا معلوم ہی ہم سے کہا کہ تم روٹی وغیرہ کھا آؤ مین یہان
بیٹھا ہون ہم لوگ چلے گئے یہان آکر کچھ نہ پایا کلو کا پتہ تک نہین ہی وہ لوگ یہ سنکے وہان سے طرف
دربار کے چلے گئے کہار طرف اپنے مکان کے چلے جاتے تھے راہ مین آکر دیکھا کہ ایک مقام پر ایک
شخص ایک غار مین پڑا ہی جب مکان کے قریب پہونچے تھے باہم صلاح کی کہ نہ معلوم اسکو کیا ہوا ہی
جو یون گر پڑا ہی اسکو اٹھا کر اسکا مکان اس سے دریافت کرکے پہونچا دو باہم یہ قرار کرکے غار مین
اُترے قریب جا کر جو دیکھا تو کلو ملازم حکیم صاحب کا ہی بس انھون نے اسکو باہر نکالا بیہوش پایا تھا
ادھر ادھر سے پانی لا کر اسکے منھ پر چھڑک دیا ہوشیار کیا کلو کی جو آنکھ کھلی اپنے کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا گھبرا کر
اٹھ بیٹھا دیکھا کہ کہار ہین پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اور مین کہان ہون مین تو حکیم صاحب کی سواری
کے ہمراہ چلا تھا یہان کیونکر آیا انھون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم ہم گھر کو واپس جاتے تھے ہم نے
تم کو یہان پڑے ہوئے دیکھا تم کو ہوشیار کیا وہ خلعت و زر نقد جو کہ حکیم صاحب کو ملا تھا اور
وردیان وغیرہ تم نے کیا کین اُسنے کہا کہ کیسی مین کیا جانون مجکو خبر تک نہین ہی مین دربار تک بھی
ہرگز نہین گیا کہارون نے کہا کہ واہ ہم نے خود تم کو وردیان دی ہین تم نے ہم سے خود کہا ہی کہ تم جاؤ
روٹی کھا آؤ ہم روٹی کھانے گئے روٹی جو کھا کر آئے تم کو اس مقام پر نہ پایا قفس تک نہ تھی بلکہ
یہ اکسنا کہ وہ حکیم صاحب نہ تھے بلکہ خواجہ عیار تھے جو انکی صورت بن کر آئے تھے وہ پہچانے
نہ گئے ہم وہان سے مایوس ہو کر چلے اس خیال سے کہ معلوم ہوتا ہی جب یہ امر کلو کو معلوم ہوا
وہ سب مال و اسباب لیکر اور قفس اور وردیان کہارون سے اتروا کر مکان کی طرف چلے گئے یہان جو پہونچے
تو تم کو اس غار مین بیہوش پایا پانی لاکر تمھارے منھ پر چھڑکا تم کو ہوش آیا بلکہ بادشاہ کے ملازم
یہان آئے تھے اس مال کے مفید کرنے کو تم کو جو نہ پایا تو چلے گئے تم نے یہ امر اچھی کیا کہ یہ بتاؤ کہ تم اس
غار مین کیونکر پڑے تھے کلو نے کہا کہ نہ معلوم تم کیا بک رہے ہو مین کسی امر سے واقف نہین ہون کیسا روپیہ کیسی
وردیان کیسی قفس کیا خلعت کیسا روپیہ مین کسی بات سے واقف نہین ہون نہ معلوم مین کب سے یہان
پڑا ہون مجکو کچھ خبر نہین ہی مین سواری کے ساتھ گھر سے چلا تھا یہان پر جو پہونچا تو مجکو پیشاب لگا مین پیشاب
کرنے بیٹھا کہ کسی نے منھ پر پیچھے سے کچھ مارا کہ مین گر پڑا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا ہوا انھون نے کہا اب معلوم ہوا
کہ تم کو بھی کسی نے بیہوش کرکے یہان ڈال دیا اور وہ تمھاری صورت بن کر ہمراہ ہوا تب کہارون نے
کلو سے کل ماجرا کہا جو ان کو معلوم تھا کلو وہ حال سنکے وہان سے طرف حکیم صاحب کے مکان کے چلا کہار
اپنے اپنے مکان کو گئے کلو یہان آکر حکیم صاحب کے مکان پر پہونچا آواز دی کہ حکیم صاحب دروازہ کھولیے
مگر صدا اسکی سننا کسی نے جواب نہ دیا یہ پکارا کیا اتنے عرصے کے بعد آواز دی کہ کون ہی اس نے

کہا کہ مین ہون کلو ملازم قدیم آواز نہ آنے کا یہ سبب تھا کہ حکیم صاحب نے منع کیا تھا کہ اگر کوئی آکر پکارے ہرگز کوئی جواب نہ دینا جب یہ خوب چلایا تب کیسر نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ کوئی پکار رہا ہے مجھکو تو کلو آپ کا ملازم قدیم معلوم ہوتا ہے حکیم صاحب نے کہا کہ دریافت کرو تب اُسنے آواز دی تھی جب اُسنے کہا کہ مین ہون کلو کیسر نے بموجب حکم حکیم صاحب جواب دیا کہ تمہارے باپ دادا کا کیا نام ہے اُسنے اپنے باپ دادا کا نام بتایا تب حکیم صاحب نے اُسے حکم دیا کہ کلو میرا ملازم ہے اُسکو بلاؤ کیسر نے دروازہ کھول کر اُسے بلا لیا ایک زینہ تھا تب مین حکیم صاحب کے پاس جانے کا تھا کلو اُسکے ذریعہ سے حکیم صاحب کے پاس آیا یہاں آکر دیکھا کہ تمام کمرہ خالی پڑا ہے نہ کوئی کتاب ہے نہ کچھ اسباب ہے یہ جو کلو نے دیکھا اسکو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے دیکھا کہ حکیم صاحب تہمت باندھے ہوے بیٹھے ہین مگر مایوس ہین کلو نے جھک کر سلام کیا پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اچھا ہون کلو نے عرض کیا کہ آج آپ مغموم و رنجیدہ کیون ہین حکیم صاحب نے جواب دیا کہ بھائی لٹ گیا وہ ناعیار دزد بار ایک جسکا نام خواجہ عیار ہے جسکی عیاریان مشہور ہین آکر سب مال و اسباب لوٹ لے گیا ایک کتاب تک نہ چھوڑی جو کہ مین نے اپنی عمر بھر مین جمع کی تھین مجھکو کسی کام کا نہ رکھا یہ سنکے کلو سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور افسوس کرنے لگا حکیم صاحب نے کہا کہ کلو کچھ دربار کا حال بھی تجھے معلوم ہوا کہ وہ ناعیار میری صورت بن کر دربار مین گیا تھا کیا واقعہ ہو کلو نے کہا کہ مجھکو کیا معلوم جو کلو پر گذرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ کہارون کی زبانی مین نے اتنا سنا تھا کہ سمندر شاہ نے اُسکو بہت کچھ دیا خلعت دیا بہت سا روپیہ دیا کچھ دوائیون کے نام سے لیا وہ سب مال کہاب لے گیا جو کہ آپ کی صورت بنا تھا یہان تک کہ جس فنس پر آپ سوار ہوکر دربار مین جاتے تھے وہ بھی لے گیا آپ کے کہارون کی وردیان بھی لے گیا بادشاہ کا تاج وغیرہ لے کر دربار سے نکل گیا کوئی کچھ نہ کرسکا اتنے ساحر وہان موجود تھے حکیم صاحب نے سنکے یہ مصرعہ پڑھا سار رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؎ اتنی رحمت میرے مقدر مین تحریر تھی اسے کلو ایسا تم دروازے پر بیٹھو جو آکے اُس سے کہنا کہ حکیم صاحب باہر گئے ہین گھر مین نہین ہین اب کسی سے ملاقات نہ کرونگا یہ کہکر کلو کو رخصت کیا وہ بہت خوب کہکر اپنے مقام پر آکر بیٹھا حکیم صاحب پر تو یہ گذری حکیم صاحب اُس دن سے گوشہ نشین ہوے اب خواجہ کا حال سماعت فرمائیے یہ جو تلاش مین قران کے چلے تمام شہر مین اُسکو تلاش کیا کہین نہ پایا صحرا مین آئے یہان قران ثالث نے وہ سب مال ایک مقام پر رکھا تھا خود اُسکی حفاظت کر رہے تھے کہ خواجہ تلاش کرتے ہوے پہونچے خواجہ نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے یہ اپنی صورت ایک ساحر کی بنا کر چلے تھے وہان قران بھی ساحر کی شکل بنے ہوے تھے جب خواجہ قریب پہونچے قران نے خواجہ کو دیکھکر کہا کہ کون ادھر آتا ہے یہ مقام ہمارا ہے یہان کسی غیر کا دخل نہین ہوسکتا ہے قران نے جو یہ کہا خواجہ نے کہا کہ تمام زمین بادشاہ کی ہے کسی کا اسپر قبضہ نہین ہے جہان جسکا جی چاہے وہ رہے ہم کو کوئی منع نہین کرسکتا ہے یہ کہتے ہوے قریب قران کے آئے قران خنجرہ پکڑ کر کھڑا ہوگیا اُسنے کہا کہ ہم منع کیا اور تم نے نہ مانا بس اسی مین خیر ہے کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگے خواجہ نے کہا کہ کیا مجال ہے جو تو مجھکو قتل کرسکے کسی کا صحرا اجارہ نہین ہے جسکا جی چاہتا ہے جہان چاہے ٹھہرے کوئی صحرا کا مالک سوائے بادشاہ کے نہین ہے اگر یہ صحرا تمہاری ملکیت مین ہے اور تم اپنے کو اس صحرا کا مالک سمجھتے ہو تو قبالہ دکھاؤ تو ہم یہان سے ابھی چلے جاتے ہین پھر کبھی نہ آئینگے قران نے کہا کہ مین یہ نہین پاتا نہین جانتا ہون قبالہ و بالہ کیا چیز ہے ہم نے جہان قبضہ کرلیا وہ مال ہمارا ہوگیا بادشاہ کی کیا لیاقت ہے کہ وہ یہ

یہ مال تم سے لیں جو کچھ یہاں سے حاصل ہوتا ہے یا اُس زمین پر قبضہ کر سکیں جبکہ وہ یہ قدرت نہیں رکھتے ہیں تو اور کسی کی
کیا لیاقت ہے بس خیر اسی میں ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے سر پیٹتے ہو گا خواجہ نے کہا کہ تیری بھی یہ قدرت ہے کہ ایک صحرائی
ہو کر یہ تقریر کرتا ہے یہ کہکر تیغ پر ہاتھ ڈالا اسے ابھی خواجہ نے پہچانا ہے نہ قران نے بس قران بغدہ اٹھا کر جھپٹ کر چلا خواجہ نے
جو بغدہ دیکھا اور جست دیکھی گمان ہوا کہ یہ قران ہے آواز دی کہ قران وہ ٹھہرا کہ انہوں نے اپنی بائیں آنکھ کا تل دکھایا قران
کی جو نگاہ پڑی اُسے پہچان لیا بغدہ پھینک کر اور دوڑ کر قدموں پر گرا کہا کہ استاد غضب ہوا تھا کہ میں نے بغدہ مارا تھا ایسی صورت
بنکر آیا کیجیے کہ ایسا ہو خواجہ نے کہا کہ قران تم بھی تو ایسی صورت بنے تھے کہ میں نے بھی نہ پہچانا جب میں نے بغدہ دیکھا
اور جست کو خیال کیا تو شبہ ہوا میں نے صدا دی تم ٹھہرے میں نے تل دکھایا قران نے کہا کہ جب میں نے تل دیکھا
تو مجھکو آپ کا یقین ہوا ورنہ یقین نہ ہوتا میں یہ سمجھا تھا کہ کوئی ساحر ہے خواجہ نے قران کو گلے سے لگایا اور کہا کہ معلوم
ہوا کہ تم بڑے خیر خواہ ہو یہ کہکر کہا کہ وہ مال سب کہاں ہے قران نے کہا کہ موجود ہے خواجہ نے کہا کہ لاؤ بس قران
نے زمین کھود دی وہ مال نکالا نفیس بلا کر حاضر کی کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ قران نے چھوڑی ہو بلکہ کہا کہ رد نگی وزیر یا پانچ
کہ وہ پہنے ہوئے تھے وہ بھی لے آیا کیونکہ وہ قران کے پاس رکھکر چلے گئے تھے کہ پھر آئیں گے تو ہم لیں گے
خواجہ نے جو سب مال دیکھا بہت خوش ہوئے قران کو پھر گلے سے لگایا سب مال کشتیوں و توڑوں پر خوش و نفیس
و جگہ پر سب اندر زنبیل کیا اور کہا کہ اے قران تم کیونکر یہاں پہنچے قران نے کہا کہ جب آپ سے جدا ہوا میں دربار میں آیا یہاں موجود
تھا کہ معلوم ہوا کہ ہگا حکیم صاحب کو بٹھا گیا ہے میں چلا کہ چلا کوئی عیاری کروں میں نے لوگوں سے دریافت
کیا کہ حکیم صاحب کہاں رہتے ہیں کسی نے پتہ نہ بتایا اگر تو کلت علی اللہ چلا تھوڑی دور چلا تو دیکھا کہ آپ ہگا سے
باتیں کرتے ہیں میں یہ دیکھکر ایک طرف کو پوشیدہ ہو گیا کہ آپ نے ہگا کو بیہوش کیا اور اٹھا کر غار میں ڈالا
اور خود ہگا کی صورت پر لباس ہو کر چلے اُسکے بعد میں بھی چلا آپ تو چلے گئے میں ایک مقام پر ٹھہر گیا تھوڑی
دیر کے بعد آپ قفس میں سوار چلے آتے تھے آپ نے کئی مرتبہ سر نکال کر ہگا کو پکارا میں نے پہچان لیا کہ
ہگا ملازم ہے ایک مقام پر شتاب کو بیٹھا میں نے ایسا بیضہ مار کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنا میں داخل
ہوا اُسکو اٹھا کر غار میں ڈال دیا آپ اُسکی صورت پر آکر ہمراہ ہو لیا آپ نے جب کہا کہ دربار میں جا کر خبر کر دو میں
جا کر خبر کر آیا پھر چلا آیا جو کچھ بعد اسکے حال گذرا وہ تو آپکو معلوم ہے خواجہ نے کہا کہ میں نے یہ عیاری کی یوں جا کر
بنکر آیا جو کچھ گذرا سب ظاہر ہے یہ عیاری بگڑ گئی اُسکے بعد یہ عیاری کی وہ بھی بگڑ گئی مگر میں نے سمندر کے عیار
کو بہت مار کھلوائی خوب اُسکے شاگردوں سے مار پٹوائی خوب انہوں نے مارا اور بہت ذلیل کیا ہوا قران بہت ہنسے
خواجہ نے کہا کہ اے قران اب لشکر کو چلو قران نے کہا بہت خوب بس خواجہ و قران طرف دربار کے آئے اور
اپنے لشکر کی طرف چلے انکو تو راہ میں چھوڑیے پہلے حال دربار سمندر کا سنیے کہ جب خواجہ وہاں سے چلے آئے دربار
خالی ہوا سمندر نے کہا کہ خوب ہوا کہ یہ بلا گئی اُسنے تو اچھا مگر دیکھا ہے کیوں گرداب آج تو بڑی خرابی ہوئی سنتے
ہی گرداب نے کہا کہ میں کیا عرض کروں میں لاکھ لاکھ آپکو سمجھاتا تھا مگر آپکے خیال میں نہیں آتا تھا میں کیا
کرتا جب عاجز ہوا تب میں نے کہا کہ آپ اوراق جمشیدی میں دیکھیے تاکہ آپکو خیال ہو خیر میرے اس کہنے سے
آپکو خیال تو آیا ورنہ میری جان جاتی سمندر نے کہا کہ اب بتاؤ کیا کیا جائے گرداب نے کہا کہ میں ضرور
عیاری کرکے اسیر کرونگا آپ اطمینان رکھیں سمندر نے کہا کہ اچھا عشاق نہ طاقی نے کہا کہ میں تو جاتا
ہوں اپنا ابر سحر لیکر آتا ہوں اب میں اُن سب کو قتل و غارت کرکے آؤنگا میری نانی کی خبر رکھیے گا
سمندر نے کہا اچھا ابکی عشاق کے اُس مرتبہ سے زیادہ چوٹ آئی ہے وہ بہت برہم ہے اسی وقت
اپنے مقام پر سے اٹھ کر محل میں آیا اور محنت سے سحر تیار کرکے طرف اپنے مقام کے روانہ ہوا اسکے جانے

کے بعد سمندر نے حکم دیا کہ فلان مقام پر مشعلہ کی مسہری بچھوا دو اور اسقدر پہرا چوکی مقرر کردو حسب الحکم سب
بندوبست ہوگیا جب یہ حکم سمندر پرسے چکا اور مسہری اسکے ملازم اٹھا کر لیے گئے اسکے بعد سمندر نے اہل دربار سے کہا
کہ میں دیکھتا ہون کہ عشاق کو اپنے سحر پر بہت غرور ہے اسکو بڑا غرہ ہے سب نے کہا کہ بیشک آپ بجا فرماتے ہیں اسکی
تقریر سے ثابت ہوتا ہے اگر ایسا غرور کریگا تو خراب ہوگا سمندر نے کہا کہ دیکھنا کیسا خراب ہوگا ہم کو کیا یہ کہکر خاموش
ہوا کہ وہ لوگ آئے جو مال حکیم صاحب کا بحکم سمندر لینے کو گئے تھے انھون نے آکر عرض کیا کہ ہم وہان گئے جہان حکیم صاحب
کی قفس رکھی ہوئی تھی نہ ہم نے کلو کو دیکھا نہ کچھ مال پایا بلکہ کہار بھی بیٹھے ہوئے رو رہے تھے ہم یہ حال دیکھکر چلے
آئے سمندر نے کہا کہ آخر کیا ہوا وہ مال کون لے گیا گرداب نے کہا کہ جس طور سے عیار حکیم بنکر آیا تھا اسیطرح
کلو بھی کوئی عیار ہوگا جب یہان غل ہوا ہوگا کہ تم اچھے ہیں حکیم صاحب نہیں ہیں وہ سب مال لیکر فرار کر گیا
سمندر نے کہا کہ اسقدر مال اور اسکے ساتھ قفس بھی ہے گرداب نے عرض کیا کہ آپ اسکو نہیں سمجھ سکتے ہیں یہ
عیاری کے طریقے ہیں یہ کہکر گرداب نے پھر عرض کیا کہ کسی کو روانہ کرکے حکیم صاحب کی تو خبر منگائیے کہ انپر کیا گذری
یہ سنکر گرداب نے کہا سب اہل دربار نے بھی گرداب کے قول کی تائید کی سمندر نے گرداب سے کہا کہ
گرداب تم ہی جاؤ بلکہ یہ پانچ ہزار روپیہ لیتے جاؤ میری طرف سے مزاج پرسی کرنا یہ روپیہ دینا نہ معلوم بیچارے
بھلے چنگے پر کیا گذری کہ وہ ابھی تک نہیں آیا سب نے کہا کہ جی ہان اسکی خبر نہ معلوم ہوئی یہ کہکر سمندر نے دربار
برخاست کیا سب اپنی اپنی طرف گئے تو راہ بھر کی ترہات کرتے ہوئے چلے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا ایک
نے کہا کہ کیا ذلیل کیا ہے عشاق کو اور کیسا ذلیل کیا ہے گرداب کو بیچاری بڑے غضب کی تھی اسی طرح سے
ہر ایک باہم کلام کرتا تھا اور چلا جاتا تھا اپنے اپنے مکان پر ہر ایک پہونچا باطمینان تمام جا بیٹھے ادھر سمندر داخل
محل ہوا گرداب جو دربار سے اٹھا شاگردون کو رخصت کیا خود روپیہ لیکر حکیم صاحب کے مکان کی طرف چلا
راہ طے کرکے مکان پر پہونچا آواز دی کسی نے جواب نہ دیا بلکہ کلو بیٹھا ہوا تھا جب یہ بہت چلایا تب کلو نے کہا کہ
کون ہے اسنے کہا کہ میں ہون عیار بادشاہ گرداب نقب زن مجھکو بادشاہ نے بھیجا ہے حکیم صاحب کے پاس
آیا ہون کلو نے کہا کہ حکیم صاحب باہر گئے ہیں گرداب نے کہا کہ کب کہا کہ آج صبح کو پوچھا کہ کب آئینگے کلو
نے کہا کہ یہ ہم کو نہیں معلوم ہے کچھ کہکر نہیں گئے تھے گرداب نے کہا کہ اچھا جب آئیں تو ان سے کہدینا کہ
گرداب آیا تھا کلو نے کہا کہ اچھا گرداب وہان سے وہ روپیہ لیکر چلا پھر خیال آیا کہ روپیہ تو بادشاہ نے
حکیم صاحب کو بھیجا ہے دیدو اگر واپس لیجاؤن بادشاہ یہ کہین کہ تم واپس کیون لائے انکے گھر میں دیدیا ہوتا اگر
حکیم صاحب نہ تھے تو کیا ہوا اسواسطے یہ خیال کرکے روپیہ لیکر پھر آیا اور کہا کہ کلو یہ روپیہ لے لو بادشاہ نے
روپیہ بھیجا ہے کلو نے کھڑکی کھول کر جو دیکھا کہ تھیلی لگی تھی روپیہ لیا گرداب نے کہا کہ دروازہ کیون نہیں
کھولتے ہو کہا کہ حکیم صاحب منع کر گئے ہیں بس گرداب روپیہ دیکر چلا کہ حکیم صاحب کو خبر ہوئی کہ گرداب
عیار روپیہ دے گیا ہے بادشاہ نے بھیجا ہے حکیم صاحب بہت خوش ہوئے کلو نے جا کر روپیہ حکیم صاحب
کو دیا حکیم صاحب نے وہ روپیہ اٹھا کر رکھا اور نکلا چلا آیا اب راوی نے بیان کیا ہے کہ یہان کی تو یہ داستان ہے
ادھر لشکر اسلام کا حال سنا چاہئے کہ یہان بادشاہ نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے اور
سب عیار بجز خواجہ و برق ثانی و ضرغام ثانی نہ آئے صاحبقران نے اہل دربار سے کہا کہ کل سے
نہ برق کا پتہ ہے نہ ضرغام کا نہ خواجہ کا پتہ ہے دونوں صاحب کہان گئے ہیں سب نے عرض کیا کہ نہ معلوم
کہان گئے ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھون نے خیال کیا کہ لڑائی موقوف ہے کسی طرف چلے گئے ہون گے
چالاک ثانی نے عرض کیا کہ پرسون خواجہ نے مجھکو طلب کرکے کہا تھا کہ ای چالاک ابھی تو لڑائی

موقوف ہے ذرا مین شہر کی سیر کر آؤن تم یہان کا بندوبست کر لینا وہ پرسون سے شہر کی سیر کو گئے ہین صاحبقران نے
فرمایا کہ یہ امر ہے کچھ نہ کچھ عیاری ضرور کرینگے یہ فرما کر ادھر ادھر کی باتین ہونے لگین کہ قریب دوپہر کے برق ثانی
و ضرغام ثانی حاضر دربار ہوئے بادشاہ اور صاحبقران کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کہان گئے تھے کہا کہ کیا عرض کرون
استاد نے پرسون سب کو جمع کر کے کہا تھا ابھی تو لڑائی موقوف ہے ذرا مین شہر کی سیر کر آؤن چنانچہ حسب الحکم ثانی کو برائے
حفاظت لشکر چھوڑ گئے تھے ہم نے جو یہ سنا تو ہم بھی شہر کی سیر کو چلے گئے خوب سیر کی آج صبح کو دربار مین سمندر شاہ
کے گئے دربار خوب آراستہ ہے ہر طرح کا سامان ہے چنانچہ استاد بھی تھے کوئی عشاق شہ طاقی ہے وہ اپنی نانی شعلہ جادو
کو برائے علاج لیکر آیا ہے وہ علیل ہے چنانچہ کوئی جالینوس الحکمت ہین انکو سمندر نے طلب کیا تھا استاد کسی صورت
سے انکی صورت بنا کر آئے بہت کچھ مال و اسباب پایا بڑی عزت ہوئی نبض وغیرہ دیکھی نسخے تحریر کیے [illegible] اسکے
نام سے مال لیا آج تو قریب ایک لاکھ سوا لاکھ روپیہ پایا ہے جو دوا بنا کر دی اس مین سب [illegible] تھا وہ اتنی بڑی
ساحرہ ہے کہ مری تو نہین مگر حالت اسکی اچھی نہایت ہی مگر یہ عالم ہے کہ ہم تین شہر کی بنی ہوئی ہے [illegible]
وہ اون کا نام اور انکی نانی [illegible] دریافت کرنا چاہتی تھی کہ استاد کو اسیر کر لین مگر استاد [illegible]
بھاگ گئے ہم اسی مقام پر موجود تھے کہ جب یہ واقعہ ہوا [illegible] بیہوش ہو کر گر پڑی کہ دربار مین تلاطم ہو گیا کہ
خواجہ حکیم صاحب کی صورت بنا کر آئے تھے [illegible] باتین دربار سے باہر [illegible]
باتین بہت سمندر نے کوششین کین [illegible] آخر کو عاجز ہو کر اور اق جمشیدی دیکھے ہم تو باہر چلے
آئے تھے باہر سنا تھا کہ جو پیادہ ون مین تلاش ہوئی کیونکہ [illegible] وہان [illegible] خدمتگار دونو تلاش کیے
گئے خواجہ نے جست کر کے سمندر کا تاج لیا اشتعلاق وزیر کی مندیل عشاق شہ طاقی کو ایسی لات ماری کہ وہ
کرسی پر سے گر پڑا ہم سب خبر پہ باہر کھڑے ہوئے سن رہے تھے کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ پکڑنا [illegible] خواجہ جست
کر کے باہر آئے درگاہ سالار نے روکا خواجہ نے اسکو طمانچہ مار کر بیہوش کیا خود کھا [illegible] عقب مین سمندر کا
عیار بھی چلا تھا وہ آیا اور تلاش مین چلا جب ہم نے دیکھا کہ خواجہ دربار سے نکل کر چلے ہم بھی وہان سے طرف
اپنے لشکر کے چلے ہم کو تو معلوم تھا کہ خواجہ دربار مین پہونچ گئے ہونگے یہان جو آکر دیکھا تو خواجہ کو نہ پایا نہ معلوم
کدھر چلے گئے ہین صاحبقران نے یہ سنکے فرمایا کہ وہ اور کسی طرف چلے گئے ہونگے آتے ہونگے خیر معلوم ہوا کہ انکو
یہ کارروائی کی ہے پس جب یہ اہل دربار کو معلوم ہوا کہ عشاق شہ طاقی آیا ہے کچھ اور سہارا ہے اور ضرغام
اور آفاق نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یہ بڑا ساحر ہے اپنا ساحر [illegible] آجتک الوان تاجدار کو جو [illegible]
طاق مین خراج نہ دیا اسنے خوف نہ کیا بڑا مضبوط ساحر ہے اسنے بارہ برس کی محنت مین ایک سحر تیار کیا ہے برق
نے عرض کیا کہ جی ہان اس سے سمندر سے اقرار ہوا ہے کہ جب نانی اسکی اچھی ہو لین گی تو مین اہل اسلام سے مقابلہ
کرونگا اور ان سب پر ایسا سحر کرونگا کہ خاتمہ کر دونگا سمندر نے کہا کہ اچھا اسی سبب سے سمندر نے استدعا کی کوششین
کر کے حکیم صاحب کو طلب کیا تھا اس سبب سے کہا کہ وہ ایسا ہی ساحر ہے اگر انہون نے سمندر سے اس امر کا اقرار
کر لیا تو یہ تو غضب ہوا اسکے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہین ہے سمندر خود اس سے مقابلہ نہین کر سکتا ہے اور
اگر اسکی نانی اچھی ہوئی وہ بڑی ساحرہ ہے دیا ہے وشتما سے کے ساتھ کی ملی ہوئی ہے دراصل سحر مجسم ہے آپ
نے برق وغیرہ کی زبانی سماعت فرمایا کہ مرتی تھی اور کوئی حالت اچھی نہین ہے اس پر یہ حال ہے کہ ایسا
قابو مین ہے کہ جس پتھر کو چاہا دریافت کر لیا انسے جو اب دیا کہ ایسی ساحرہ سے ڈرنا چاہیے تھا صاحبقران نے
فرمایا کہ خدا سب سے بزرگ ہے تم کو کوئی خوف نہین ہے پروردگار حافظ اور مالک ہے مغلوب ہو مصر سحر و دشمن
اگر قوت نگہبان قوی تر است ہان کیا ضرور ہے کہ ہم خوف کرین کوئی نہ کوئی اسکے قتل کا سامان ہو رہیگا

غیب سے پیدا ہوگا وہ خالق برحق کسی شہر کسی کو پیدا نہ فرمائیگا کہ وہ اسکو قتل کریگا ہو لی دوسرا سامان کریگا پیش از مرگ
واویلا کرنے سے کیا حاصل اگر وہ ابر سحر لیکر آئیگا تو کوئی ایسی برق غضب اُس پر گریگی کہ وہ مع ابر سحر کے خاک
سیاہ ہوگا یہ حسرت اُسکے دل مین باقی رہجائیگی کہ مین نے لشکر اسلام کا خاتمہ نہ کیا اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے آئی ہی
اور موت ہم کو یہان لیکر آئی ہی تو ہم کیا کرسکتے ہین کوئی ہمارا زور نہین ہی ہم بالکل مجبور و ناچار ہین موت سے
کہان بچ کر جائینگے وہ تو ہر مقام پر آسکتی ہی جب کہ بڑے بڑے نبی اور ولی بھی نہ بچ سکے تو ہم کیا ہین جنکے لیے
زمین و آسمان خلق ہوا ہی جو باعث ایجاد عالم و نبی آدم ہین جب وہ اس امر سے نہین محفوظ ہین تو ہم کیا ہین
بس جب کہ یہ امر بالکل ظاہر ہی تو اس امر سے خوف کرنا کہ بہت زبردست ساحر ہی اور وہ ساحرہ زبردست
ہو ہمارے واسطے نزدیک سب ایک ہی خواہ زبردست ہو خواہ زبردست بس جیسی وہ ہم پر ڈالیگا ہم برداشت
کرینگے کوئی خوف نہین ہی اگر آیا ہی تو آنے دو ہماری قضا نہین ہی تو ہمارا کچھ نہین کرسکتا ہی ایک موئی تک بھی نہ
کم کرسکیگا اگر قضا ہی اُس پر کیا منحصر ایک طفل شیرخوار ہمارے لیے کافی ہی کسی شاعر کا شعر ہی شعر روز یکہ قضا
باشد در روز یکہ قضا نیست ۔ روز یکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست ۔ پس اس امر سے کیا خوف ہی سب نے
عرض کیا کہ ہم نے اس خیال سے نہین عرض کیا ہی کہ ہم کو موت سے اندیشہ ہی بلکہ جو امر تھا ہم نے اس کو
بطور ذکر کے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ مین نہین کہتا ہون کہ آپ لوگون نے کسی خوف کے سبب
سے بیان فرمایا بلکہ اُسکی حالت بیان کی ہی تو خوب امر کیا کہ ایسے امر سے آگاہ کردیا کہ حالت غفلت مین
توشہ و صدمہ کا اُٹھانا ہین اپنے بچنے کی تدبیر کرین بچانا نہ بچانا اُسکے اختیار مین ہی اپنے حفاظت کی فکر و ذکر لازم
و واجب ہی کیونکہ وہ فرماتا ہی کہ تم کوشش کرو اُسکے پورا کرنے کا ہم کو اختیار ہی پس ہر ایک کو اپنی حفاظت
لازم ہی سب نے عرض کیا کہ اسی خیال سے ہم نے خدمت والا مین عرض کیا کہ بعد کو یہ الزام ہو کہ ایسا امر
سے واقف تھے پھر ہم کو خبر نہ کی صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگون نے خوب کیا یہ امر تو دانائی کے خلاف نہ
تھا بلکہ دوستی اور خیرخواہی کے مرتبہ پر ہی یہ فرما کر خاموش ہو رہے سب اہل دربار خاموش بیٹھے ہین
سب کو یہ فکر ہی کہ خواجہ کہان چلے گئے ہین آج بادشاہ سلامت نے دربار برخاست نہ فرمایا ہی اُسی طور سے آراستہ
ہی سب متفکر بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ دربارگاہ سے خواجہ و قران نظر آئے کیونکہ یہ سب مال و اسباب قران
سے لیکر نذر زنبیل کرکے طرف لشکر کے روانہ ہوئے تھے قران سے اقرار کیا تھا کہ آج کی خدمت اور اُس روز
کی محنت کا وہ جو تم نے میری جان بچائی تھی تم کو آج صلہ دون گا سب کے روبرو تاکہ اور عیار حسد
کرین بدین سبب قران بھی ہمراہ تھے جب داخل بارگاہ ہوئے تھے تو قران سے کہا تھا کہ [illegible] مین
کہونگا کہ مجکو کچھ نہین ملا برق و ضرغام وہان موجود تھے اُنھون نے سب حالت دیکھی ہی اگر وہ ضرور
کہین گے کہ ملا کیون نہین یہ ملا وہ ملا خلعت پایا اسقدر روپیہ پایا اُس وقت مین جواب دونگا کہ جو کچھ ملا تھا
جب یہ ظاہر ہوا کہ مین خواجہ عیار ہون حکیم صاحب نہین ہون شمشیر رنے سب ضبط کرلیا ایک حبہ تک
نہ چھوڑا نہین قران گواہ ہین انھین کے پاس تھا یہ کیا کرسکتے تھے شہنشاہ سے تم کہنا کہ خواجہ سچ کہتے ہین
قران نے جواب دیا کہ بہت خوب یہ امر قران کو سمجھا کر آئے تھے منہ بنائے ہوئے ایک عالم یاس جیسے کوئی
کسی صدمہ مین مبتلا ہوتا ہی مغموم صورت منھ پر گرد کلفت عجب حالت تھی یہ جو حال سب نے دیکھا اپنے
اپنے دل مین کہا کہ نہ معلوم کیا ہی جو خواجہ اس صورت سے آئے ہین انکو تو خوش آنا تھا کیونکہ بڑا
مال ملا ہی برق اور ضرغام کے روبرو اہل دربار تو یہ خیال کر رہے ہین کہ خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے
مگر سر جھکائے ہوئے نہ کسی سے کچھ کلام کیا نہ کسی طرف دیکھا طرفہ بادشاہ صاحبقران کو سلام

تو صاحب مشقش اور دیا منہ اور شہزادہ سے زیادہ زبردست تھا سے جو ادا سے قتل کیا تو اسکی کیا اصل ہے
تم بھی تو انہیں سے پوچھتے ہو ادیا انکی مرضی پر ہو تو قتل کروگے صاحبقران نے کہا کہ ہم کو سر پرورد ہم سے تو شش
کی ہو گو ہم کو بہت کچھ روپیہ ملا ہو خواجہ سے کہا کہ آپ کا گمان غلط ہے کہ کیا وہ جو سب الا ہو ہم نے تو پہلے عرض
کیا کہ وہ سب مال سمندر میں ضبط کرا لیا قران کے پاس تھا بیچارہ قران اکیلا کیا کرتا کیونکہ تنہا قران میں
تجھو سے تو نہیں کہتا ہوں قران نے سر جھکا کر کہا کہ جی نہیں آپ بھی نہیں فرماتے خواجہ نے کہا کہ سنئیے
قران کیا کہتا ہیں اسکا قران نے کہا کہ ہم نے فرمایا کہ اور وہاں سے جو تھے کہ ان کے تھے خواجہ
نے کہا کہ کیا عرض کر دوں میں نے یہ خیال کیا کہ جو کر اور کچھ عیاری کر دوں مگر کچھ میں نہ تھی وہ بھی عیاری کی
خراب ہوئی نہ معلوم کس کا تھا کہ کیا اسکو کام کیا وہ خراب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو
کیا عیاری کی تھی خواجہ نے دوسری عیاری جو کہ کی تھی بیان کی اور کہا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ سب کو
قتل کروں مگر وہ بھی نہ ہوا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اتفاق ایسا پڑا اگر وہ یہ کرتا تھا کہ میں اسی
انتظار کرونگا کہ نانی امان ابھی یہیں ہیں پہلے تھا کہ اسکا خاتمہ کرونگا کیونکہ انھوں نے آپکو بھی پریشان کیا
ہے اور نیز مجھکو بھی پریشان کیا ہے غرض وہ اس عیار نے صاحبقران سے فرمایا کہ کہا خواجہ نے کہا کہ
رو برو تو نہیں کہا تھا ہاں کہتا تھا کہ میں جا کر اسے لاتا ہوں میں نے اسکی سزا اسکو دی ہے مگر ذلیل
کیا ہے ایسی سزا دی ہے کہ تمام عمر یاد کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ یہی تو سبب ہے تو وہ زیادہ ہم
ہو خیر خدا سے یا بزرگ اسے یہ فرما کر خواجہ کو پانچ ہزار روپیہ دلا کر دئیے اس خیال سے کہ خواجہ کا دل
شکستہ ہو لیں جب خواجہ نے روپیہ پاسنا ایک بار شکر کیا سجدہ کیا اور کہنے لگے کہ اس نمک حرام شیدالان
ولد الحرام کی یہ طاقت ہے کہ وہ لشکر اسلام کی ذات آنکھوں سے دیکھ لے یا یہ لیاقت ہے کہ وہ ادھر کا قصد کرے
اور اسکی ریکاشہ کی بھی یہ جرات ہے کہ وہ صحبت پا کر مقابلہ کرے میں نانی امان سے دونوں کو قتل کر دونگا اگر خدا نے
اپنا فضل کیا غرور کی راہ سے نہیں کہتا ہوں سا تھا جو اکیلا ہے یہ کہکر کہا کہ آپ لوگ کچھ خوف نہ کریں
جب تک میں زندہ ہوں آپ لوگوں پر آنچ نہ آنے دونگا پہلے میں اپنا سر دے کر دونگا وہ مراد زادہ کیا ہے وہ میرا کیا
کر سکتا ہے یہ کہکر بہت کچھ دشنام دیئے سب کہتے ہیں بہت بڑا ساحر ہے جو سر دست ہے میں سامنے بیٹھا ہوا تھا
پہچان نہ لیا اگر انکا وہ امید تھی جو کہ اسنے بارہ برس کی محنت میں اختیار کیا ہے اگر برباد نہ کیا تو اپنا نام خواجہ نہ
رکھا یہ تقریر اسی نہج سے کی کہ سب خوش ہو گئے بعد اس تقریر کے وہ روپیہ نذر تکمیل کیا اور ایک
کاغذ کی ٹوپی اور پانچ پیسے زنبیل سے نکال کر اور پکار کر کہا کہ سب اہل دربار گواہ رہیں کہ میں نے قران
سے اس دن اقرار کیا تھا کہ میں تم کو اس محنت کا صلہ دونگا کہ تم نے میری جان بچائی ہے تو میں آج اسکا صلہ
دیتا ہوں یہ کہکر وہ کلاہ کاغذی اٹھا کر قران کے سر پر رکھی اور وہ پانچ پیسے دیے جو کہ بالکل گھسے ہوئے
تھے جو کوئی دمڑی کو بھی نہ لے اور کہا کہ اے قران تالیش تم بھی مثل قران اول کے ہو جیسے وہ
جان بخش میرے دادا کے تھے ویسے تم میرے جان بخش ہو قران نے جواب میں عرض کیا کہ میں کس
قابل ہوں یہ سب آپکی بندہ پروری اور ذرہ نوازی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ در اصل اس لشکر میں سوائے
تمہارے عیاروں میں کوئی لائق نہیں ہے سب شہدے ہیں قمار باز تماش بین چاندی باز ہیں تم کسی فعل
میں شامل ہو قران نے جھک کر سلام کیا اور وہ کلاہ کاغذی سر پر رکھے بہت خوش ہوئے صاحبقران
چند ہی کا سے حاضر دربار ہو گئے ہیں سب یہ بیان ہوئے میں قران کو خلعت مل چکا ہے خواجہ کی
وراثت سے کہ ان ہو گیا روں سنا کر خدا کا وہ پر تیرا کیا اور یہ قصہ تھا شعر الٰہی تم سے تو بیان یا دا فراد و لیت

معلوم ہوتا تھا کہ دھوان چھایا ہوا ہے وہ بھی ابر سحر تھا کہ مثل دھوئیں کے چھایا رہتا تھا اُس سے شعلے نکلتے تھے
جو اُس پاس کر گزرتی تھی جو کوئی اُدھر جا سکتا تھا وہ جل کر خاک ہو جاتا تھا پھر اُسکا نشان نہ ملتا تھا اُس مقام کو
اُسنے سحر سے آراستہ کیا تھا اور راہ اُسکی بند کر دی تھی کوئی اُدھر نہ جا سکتا تھا جانور تک کا اُس مقام پر گذر نہ
تھا انسان کی کیا اصل تھی سوائے عشاق کے کسی کا وہان گذر نہ تھا پس جب اُس مقام پر آیا اُسنے اپنے ہاتھ
سے زمین لیپی خون خوک سے غسل کیا کچھ بلبلا کر پڑھا کہ اُس ابر مین ایسا تحرک پیدا ہوئی اُسنے چند دانہ
ماش کے پڑھکر اُس ابر کی طرف پھینکے کہ اُس مین حرکت ہوئی اُسنے سحر کرنا شروع کیا کہ وہ ابر چھوٹا ہونے لگا
یہان تک ایک مختصر سا لکہ ہو کر رہ گیا اُسنے سحر کیا کہ وہ اُسکے قریب آیا پس اُسنے تخت سحر طیار کیا اُس پر سوار ہوا
اور سحر کرکے تختہ کو لیکر طرف شہر سمندر کے عشاق کے علاقہ سے چلا چلتے وقت سحر کیا کہ وہ ابر سحر بھی
گرد اُڑاتا ہوا اُسکے عقب مین چلا اُس مین رعد کی گرج برق کی چمک تھی اُس تیزی سے آتا تھا کہ جیسے شعلہ
آتا ہے دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دود [illegible] ظاہر ہے کہ وہ چلا آتا ہے اُس سے شعلے آگ کے نکلتے
تھے وہ قریب جاتا تھا اگر فرد ہوا سے تھے جو کوئی جانور اجل رسیدہ اُسکے سایہ مین آگیا وہ جلکر خاک ہو گیا یہ
حال تھا جس شہر پر وہ شعلہ پڑا جل گیا یہ اپنا تخت سحر اُڑائے ہوئے [illegible] چلا آتا ہے [illegible] کہ
جیسے کمان مین سے تیر یا ہاتھ سے تکا جاتی ہے ایک جھونکا ہوا کا ہے کہ [illegible] آیا وہ ابر جو
ہمراہ ہے اُس سے جو ہوا نکل کر آتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لو کا جھونکا ہے یہان تک کہ [illegible]
پہنچا ایک مقام ویران دیکھکر اُسنے سحر کیا کہ وہ ابر قائم ہوا یہ تخت اُڑا کر شہر مین آیا اور دربار سمندر مین
دربار مین سمندر تخت پر بیٹھا ہوا ہے سب ارکان دولت حاضر ہین ذکر عشاق کی لڑائی کا ہو رہا ہے کہ آج
اُنکو [illegible] ہوئے دوسرا دن ہے ابھی تک نہین آیا سمندر نے کہا کہ اچھا ہے کہ وہ نہ آئے کیونکہ وہ جو آئے گا
تو ایسا سحر کریگا لشکر اسلام تباہ ہوگا مین اپنے غرور کی کمک نہین چاہتا ہون کہ جو اپنے سوا دوسرے کی
منت نہ چاہئے اور یہ خیال کرے کہ سوائے میرے کوئی دوسرا نہین ہے وہ اگر لشکر اسلام کو تباہ کریگا
اور تمام عمر یہ احسان اپنا میری گردن پر رکھیگا کہ میرے سبب سے سمندر کو یہ فتح حاصل ہوئی ورنہ کبھی
نہ حاصل ہوتی سمندر انکا کچھ نہ کر سکتا وہ بڑے زبردست لوگ تھے اگر مین جا کر نہ کمک کرتا تو یہ امر
مجھکو کسی صورت سے گوارا نہین ہے کہ مین اُسکا اتنا بڑا احسان اپنے سر پر لون جبکہ مین خود اس امر
کی قدرت رکھتا ہون کہ جب چاہون ایک پل مین ان سب کا خاتمہ کر دون صرف مجھکو یہ خیال ہے کہ
یہ سب [illegible] مین خداوند کے [illegible] ہو گئے ہین کبھی نہ کبھی خداوند کی طرف رجوع
کرینگے یا یہ کہ اگر مین انکو تباہ اور قتل کرون اور خداوند کو خبر ہو اُسکے مزاج کے خلاف ہو وہ مجھ سے
سوال کرین کہ کیون سمندر تم نے کیا تجھکو حکم دیا تھا کہ تو انکو غارت و قتل کر تو کیا جواب دونگا اگر یہ
جواب دون کہ وہ آپکے منحرف تھے اس امر کے عوض مین نے انکو قتل کیا تو اُسکے جواب مین اگر وہ یہ فرمائین
کہ وہ ہم سے منحرف تھے ہم جو چاہتے سزا دیتے تو کون تھا ایک عرصے سے وہ ہم سے منحرف تھے ہم نے کسی
سبب سے انکو سزا نہ دی کیا ہم مین اسقدر قدرت نہ تھی کہ ہم انکو غارت یا تباہ کرتے تو اسکا کیا جواب ہے
اگر یہ کہون کہ وہ آپکے خاص بندون پر لشکر کشی کرکے آئے تھے ہم نے اُسکے عوض مین قتل کیا تو اگر وہ
یہ جواب دین کہ ہم سے شکایت کی ہوتی یا قتل ہونے دیا ہوتا ہم سمجھ لیتے تو کیا جواب ہے پس اس خیال سے
مین نے آج تک خود اُنسے کوئی مقابلہ نہین کیا بلکہ اورون کو اُنکا مقابلہ کے لیے روانہ کیا کہ شاید وہ اس
امر سے اپنے برے فعل سے نادم ہو کر خداوند کی طرف رجوع کرین یہ جو اُنپر لشکر کشی کی گئی پائی جاتی ہے

یہ صرف انکی چشم نمائی کے لیے ہے کہ انکے قتل کرنے کے لیے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ تو جسکو پاتے ہین قتل کرتے ہین یہ
انکا فعل ہے وہ تو بہ خلاف ہین بس جن جن لوگون کی موت انکے ہاتھ سے ہے اور جن جن لوگون نے دنیا پر گناہ کیے
ہین انکو خداوند نادیدہ خدا کی پرستش کرنے والونکے ہاتھ سے قتل کراکے اپنے پاس بلاتے ہین تاکہ اُن کو
وہان کوئی سزا نہ ملے وہ پاک و صاف دنیا سے جاتے ہین تاکہ جو اور وہان ہین ان سے کوئی گناہ نہین ہوا
ہے وہ چین سے بسر کرتے ہین انکی نظرون مین نہ حقیر ہون کہ وہ باہم ہنسی مذاق کرین کہ انھون نے دنیا پر گناہ
کیے تھے اسکی سزا انکو دیجاتی ہے تاہم یہ لوگ اسوقت تخفیف ہونگے یہ جو سمندر رسنے کہا کہ آپ بجا ارشاد
کرتے ہین کیون نہ ہون یہ سون خداوندی کی خدمت کی ہے بڑے مرتبہ سے فائز رہے ہین آپکا کوئی مقابلہ کرسکتا
ہے سمندر رسنے کہا کہ مین کسی غرور سے سب سہاسے نہین کہتا ہون بلکہ جو کہ مین نے سنا ہے اور جو میرا خیال ہے
اسکے موافق کہتا ہون مین تو مشتاق سے ملک پہنچا یا اگر مین یہ جانتا تو کسی امر کا اقرار نہ کرتا کہ مین تمھاری
نانی کا علاج کرادونگا نہ اہل اسلام کی شکایت کرتا تمکو یہ خیال تھا کہ جو مین کہونگا یہ اُس پہ عمل کریگا ایسا
خود سر نہ ہوگا کیونکہ میرے گھر پر آیا ہے تمکو اسکی خاطر زیبا ہے یہ میری خاطر کریگا مین نے خیال کیا تھا کہ جب اسکی
نانی اچھی ہوجائیگی اور یہ مجھ سے کہیگا کہ مین جانا چاہتا ہون اب تم بطلے اور اہل اسلام سے مقابلہ کرتا ہون تو یہ
جواب دونگا کہ ابھی تم جاؤ جب تمکو ضرورت ہوگی اور مین اُسکے مقابلہ سے عاجز ہونگا اسوقت تمکو برائے
کمک طلب کرونگا یہ میرے اس کہنے سے چلا جاتا پھر کون طلب کرتا ایسے کم ظرف کا احسان لینا تھوڑا ہی ہین
اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوتا خواہ وہ میرے ہاتھ سے مگر خرابی یہ ہوئی کہ اُس پر عیاران اسلام نے
عیاریان کین اسکی نانی کے قتل کے درپے ہوئے اسکو اسپر غصہ آیا اُس پر یہ ہوا کہ اسکو میرے دربار مین ذلیل کیا
دومرتبہ اسکو کرسی پر سے الٹا مار کر گرادیا اب وہ برہم ہوگیا اُسنے اسکی بھی راہ نہ دیکھی کہ اسکی نانی اچھی
ہولے وہ ابر پر بیٹھکر چلا گیا اور جو تقریر اسنے کی تمکو ازحد ناگوار ہوئی مگر مین نے جو مین سب باتون کا
جواب نہ دیا کہ ایک تو وہ میرے گھر پر آیا ہے دوسرے ساحر زبردست ہے اگر مین کچھ جواب دون اسکو ناگوار
ہو وہ جواب دے میرے ناگوار ہو زبانی تقریر ہونے لگے یہانتک کہ مجادلہ اور مقابلہ کی نوبت آجائے
ایک تو اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے دوسرے اُس سے ہو یہ مقابلہ برابر کا ہے گو اہل اسلام سے بھی
برابر کا مقابلہ ہوگیا ہے کیونکہ انکے پاس بھی ساحر ہوگئے ہین سب زبردست ہین خصوصا آفتاب جو (?) کو دیکھو کیسے
آفاق جب ساحر نہ تھے تو انھون نے کس قدر درہم برہم کیا اور کن کن ملکون پر قبضہ کرلیا اور کیسے کیسے
ساحر زبردست قتل کیے تھے اب تو انکے پاس بھی ساحرون کا لشکر ہے بس یہ خیال کرکے مین نے اسکی تقریر
کا کچھ جواب نہ دیا خاموش شکل تصویر کے ہو رہا اور سنا کیا آخر اسکا یہ انجام ہوا مین مجبور
ہون کیا کرون سوا اسکے کہ جو وہ کرے اسکو تنہا دیکھا کرون کوئی میرا بس نہین ہے مین اُس سے اس
امر کو کہکر پشیمان ہوا اب کوئی بس میرا نہین ہے سوا اسکے کہ اُس سے مقابلہ کرون جب مین اُس سے
مقابلہ کرونگا وہ بھی ضرور مقابلہ کریگا کیونکہ جب وہ خداوند سے مقابلہ کرنے پر موجود ہے تو میری کیا اصل
ہے بس اس سے خاموشی بہتر ہے جب خداوند دریافت کرینگے جو سنا سب وقت ہوگا جواب دیدیا جائیگا
یہ جو سمندر رسنے کہا اہل دربار نے کہا کہ آپ اس امر مین دراصل ناچار ہین کیونکہ کوئی آپ اُس سے خواہش
نہ کی تھی بلکہ بطور تذکرہ ذکر کیا تھا جب وہ کمک پر آمادہ ہوئے اور عیارون کے ہاتھ سے جو
ذلت انکی ہوئی اُسنے انکے مزاج کو افروختہ کردیا اور وہ ہے سبب اس کرشمہ کا ہوا بس آپکے
پاس بھی جواب موجود ہے جب آپ سے خداوند اس امر مین دریافت کرین آپ یہی فرمادیجیگا

کہ مین نے کوئی انکو کمک کے لیے نہین طلب کیا تھا بلکہ اور سب کو تو مین نے نامے تحریر کیے انکو تو نامہ
بھی نہ تحریر کیا کیونکہ مین تو جانتا تھا کہ وہ خود سر ہین مگر اسکو مین کیا کرون کہ وہ اپنی نادانی سے [illegible] کو آئے
عیارون نے انکو پریشان کیا اُس غصہ مین اُنھون نے یہ امر کیا بلکہ مین نے منع کیا اُنھون نے نہ مانا اگر
زیادہ کہتا وہ مجھ سے مقابلہ پر آمادہ ہوتے جب کہ وہ آپ سے نہین ڈرتے ہین تو مین کیا چیز ہون یقین ہے کہ
خداوند اس جواب سے پھر ایسے ناخوش ہونگے سمندر نے کہا کہ ہان سوا اسکے اور کیا جواب ہے مگر مجھکو
بڑا افسوس ہے اہل دربار نے کہا کہ پھر کیا کیجئے آپ کا کیا بس ہے سمندر نے یہ سنکے کہا کہ کیا کرون مین چاہتا
ہون کسی صورت سے یہ لوگ یہان سے چلے جائین تا کہ انکی جانین تو بچین اہل دربار نے جواب دیا کہ
یہ تو ہونے کی امید نہ رکھیے گا بلکہ وہ اُس سے بھی مقابلہ کرینگے اور جہان تک ممکن ہوگا اُسکے قتل کی کوششین
کرینگے یہ بھی تو خرابی ہے کہ وہ لوگ جس امر کا قصد کرتے ہین اپنے ابتدا قدم ہین پھر اُس سے نہین پھرتے
ہین چاہے جان جاتی رہے وہ لوگ اپنے قول کے دھنی ہین آپ نے اکثر کتابون مین اُنکے احوال کی ملاحظہ
فرمائین ہونگی سمندر نے کہا کہ یہ تو سب درست ہے مگر انسان کو لازم ہے کہ کسی مقام پر انجام کو دیکھے کہ
اس امر کا انجام کیا ہے بقول شاعر ؏ نہ ہر جا مرکب توان تاختن ٭ کہ جا ہا سپر باید انداختن ٭ اہل دربار
نے کہا کہ اس امر کو وہ کیا کرین کہ حریف کے خوف سے ہٹنا وہ عیب جانتے ہین یہ امر انکے طریقہ مین عیب
ہے سمندر نے جواب دیا کہ انکا اقبال یہان آکر ساتھ ادبار کے بدل گیا کہ جب تو ایسا شخص بدون بلائے
آیا اُسپر یہ ہوا کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل ہوا شملاق وزیر بیٹھا ہوا یہ تقریر سنا کیا کچھ نہ بولا جب
اُسنے دیکھا کہ تقریر کو طول ہوتا ہے ایک مرتبہ برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہ بیکار کی قیل وقال اور افسوس ہے جب
وہ ہمارے دشمن ہین اور ہمارے قتل پر آمادہ ہین تو ہم کو کیا ضرور ہے کہ ہم اُنکی خیر خواہی اور بہتری کی تدبیر کرین
جو آگ کھائیگا وہ انگارے ضرور ہگیگا دشمن کے مرنے کا کبھی افسوس نہ کرے بلکہ جہان تک ممکن ہو اُسکے
زک دینے اور قتل کرنے کی صورت نکالے اور قتل کرے مین تو یہ جانتا ہون انکا افسوس کیا ہے بلکہ اچھا
ہے کہ ہم ایک امر سے نجات پاتے ہین اس امر سے محفوظ رہتے ہین کہ یہ جو ہر وقت کی فکر ہے کہ کس لشکر کو مقابلہ
کے لیے روانہ کرین کس کو برائے مقابلہ بھیجین یا یہ جو خون ہوتے ہین ہزارون کے اس کی مظلمہ سے جان
بچتی ہے ہر وقت کی کاہش جاتی ہے دوسرے مقابلہ کرنے مین یہ بھی نقصان ہے کہ ہمارا لشکر بھی کام آتا ہے ہمارا زور و
قوت کم ہوتا ہے اگر فرض کر لیا جائے کہ ہم ہی ظفر یاب ہوئے مگر اُس حالت مین کہ ہمارا نصف لشکر رہ گیا اُسوقت
چونکہ ہمارے مخالف ہین اور وہ ہمیشہ سے اس امید پر ہین کہ انکی قوت کم ہو تو ہم انپر لشکر کشی کرین جیسے کہ
آتشبار جادو ہے کہ آپ لوگون نے اُس دن کی تقریر اسکی سُنی تھی اور جو حرکت اُسنے کی تھی دیکھی تھی اُسکو
ایک موقع ملے کہ وہ لشکر کشی کرکے آئے پھر یہ لوگ ہم پلہ ہین اُنسے ورا دقت ہے مقابلہ کرنا نہ معلوم کیسی
بنے کیسی نہ بنے دوسرے اہل اسلام سے بھی مقابلہ مین یہی گمان کرنا زیبا ہے کہ جنگ دو سردار ہے اگر اُنکی
ظفر ہو تو اُسوقت یہ افسوس ہو کہ کیون ہم نے نہ کوشش کی بس ایسی حالت مین جبکہ نہ اپنا کچھ درد
ہوتا ہے نہ اپنے لشکر کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے پھر ہم کیون پہلو تہی کرین اور ایک شخص کو شریک کرین تمام دنیا کے
جھگڑون سے جان بچتی ہے سب بلاؤن سے بچا رہتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ ہم خواہ مخواہ اپنے سر درد سر
مول لین یہ بالکل خلاف عقل و دانائی ہے شملاق نے یہ تقریر اس طور سے کی کہ پھر کسی نے جواب
نہ دیا گو سب کے سب خلاف تھے مگر اسکا سبب یہ تھا کہ وہ بادشاہ کے منہ زیادہ چڑھا ہوا ہے سمندر
اُسکے کہنے کو زیادہ مانتا ہے سب نے خیال کیا کہ اگر ہم نے اسکی تردید مین کچھ کہا شاید بادشاہ کو ناگوار ہو

کیونکہ بادشاہ نے خود اُسکی تقریر کا کوئی جواب نہین دیا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ کچھ میلان بادشاہ کا اُسکی تقریر کی
طرف ہی پس سب خاموش رہے عشلاق بھی یہ تقریر کرکے خاموش ہو رہا مگر اپنے دل مین کہنے لگا کہ مین نے
وہ تقریر کی نہ بادشاہ نے اُسکی تردید کی نہ دیگر اہل دربار نے جو کہ بڑی دیر سے بیکار کی تقریر کر رہے تھے
کسیکا نہ کچھ سر تھا نہ پیر یون ہوگا یون ہوگا مین نے سب کو بند کر دیا یہ خیال کرکے اپنی چرب زبانی کا قائل ہوا
مثل خیبر سلام بیلم سے بھول گیا مونچھون پر تاؤ دینے لگا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا مثل مار سر بریدہ کے بل کرنے لگا
ہر ایک کی طرف دیکھکر مسکرایا مگر کسی نے بھی خیال نہ کیا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہی سب نے اس خیال سے کہ ایسے
باتی کے منھ کون لگے جو کہ اپنی حقیقت کو تھوڑے سے عرصے مین بھول جائے اور یہ خیال کرے کہ ہم چنین
دیگرے نیست یہان تو یہ تقریرین ہو رہی تھین اور یہ دربار کا رنگ ہی کہ ایک مرتبہ ہوا سے تند کا جھونکا آیا مگر
گرم اور کچھ ابر سحر کے آثار نمودار ہوئے کسی ساحر کی آمد معلوم ہوئی اہل دربار نے سمندر سے عرض کیا کہ کوئی
ساحر آتا ہی خواہ عشاق نہ طاقی ہون خواہ کوئی اور سمندر نے کچھ جواب نہ دیا کہ وہ ابر آہستہ عرصہ مین آکر
صحن ایوان پر قائم ہوا اس سے ایک تخت ظاہر ہوا یہان تک کہ جب وہ تخت قریب اترا تو سب نے پہچانا
کہ عشاق نہ طاقی ہین ایک لٹا کماروسے کا باندھے ہوئے ایک کرتہ پہنے ہوئے ایک چھوٹا رکھے ہوئے
تخت پر بیٹھا ہی یہ دیکھکر سمندر اٹھکر کھڑا ہوا تا ایوان اُسکے استقبال کو آیا وہ تخت پر سے اترا آکر سمندر کا ہاتھ
پکڑ لیا سمندر سے اُسنے معانقہ کیا سب اہل دربار اٹھکر کھڑے ہوئے سمندر اُسکی تعظیم کرکے لایا آپ
تخت پر بیٹھا وہ کرسی اُسکی برابر تخت سے لگی ہوئی تھی جس پر وہ آکر پہلے بیٹھا کرتا تھا وہ بیٹھا سب اہل دربار
اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے جب سب بیٹھ چکے اُسوقت سمندر نے عشاق نہ طاقی کی مزاج پرسی کی اور کہا کہ
اچھے رہے اُسنے سمندر کی کسی بات کا جواب بھی نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ یہ بتائیے کہ نانی امان تو اچھی ہین کسی قسم کا
اُنکو ضرر تو نہین ہوا نہ کسی قسم کی تکلیف پہونچی مرض مین کمی ہی یا زیادتی ہی یا اُسی طور پر ہی سمندر نے کہا
کہ نہ کمی ہی نہ زیادتی اُسی طور پر ہین نہ کوئی مین نے اپنے امکان بھر اُنکو تقویت دی ہی مین اُنکی دن مین دو مرتبہ
خبر لیتا تھا یہ سنکے اُسنے کہا کہ یہ بتائیے کہ لشکر اسلام اُسی طور سے اترا ہوا ہی یا میرے جانے کی خبر سنکے کہ مین
ابر سحر لینے گیا ہون کوچ کر گیا سمندر نے کہا کہ نہین وہ اپنے مقام پر فروکش ہی اُنکو اسکی کیا خبر کہ آپ ابر سحر
لینے گئے ہین عشاق نے کہا کہ مین نے خواجہ سے روبرو جبکہ وہ گرداب کی صورت بنے ہوئے تھے
کہا نہ تھا کہ مین ابر سحر لاکر سب کو جلا دونگا انھون نے ضرور جاکر کہا ہوگا سمندر نے کہا کہ کہا ہو یا نہ کہا ہو
مگر وہ لوگ اُسی طور سے بیچ لشکر کے اترے ہوئے ہین اُنہین تو ذرا بھی اندیشہ نہین ہی عشاق نے
کہا کہ کل اُنکو حال معلوم ہوگا رہنے دیجئے یہ کہکر کہا کہ اب آپ ایک نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ تحریر
فرمائیے کہ وہ آج شب کو طبل جنگ بجوا دین صبح کو میدان مین جاکر صف آرا ہون مین یہان سے ابر سحر لیکر
پہونچونگا بس سب کو قتل کرونگا یہ امر اس غرض سے ہی تاکہ وہ سب لوگ ایک مقام پر جمع ہون کوئی
متفرق نہ ہو بلکہ آپ بھی تشریف لے چلین تماشہ ملاحظہ فرمائین سمندر نے کہا کہ مجکو تو معاف فرمائیے
مین تو نہ جاؤنگا ہان نامہ بنام گرداب وغیرہ تحریر کئے دیتا ہون کہ وہ طبل جنگ بجوا کر صبح کو صف آرا
ہون اور یہ بھی تحریر کئے دیتا ہون کہ تم کو تنہا یہ نبرد کرنا پڑیگا ہمارے ایک دوست بلکہ عزیز قریب آکر مقابلہ
کرینگے ایک پل مین تمام اہل اسلام کا خاتمہ کرینگے عشاق نے کہا کہ یہ امر بہت مناسب ہی بلکہ یہ
تحریر فرما دیجئے کہ وہ اہل اسلام کو اس امر سے آگاہ کرین ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کرکے روانہ
کردین کہ اگر تم لوگ اپنے جان کی حفاظت چاہتے ہو تو آکر سمندر شاہ کی اطاعت کرو خدا پرستی سے باز آؤ

ورنہ یہ خیال کرو ایک کو بھی میں زندہ نہ چھوڑونگا عشاق نہ طاقی سے آیا ہی وہ ایک جنبش لب میں تمام
لشکر کو تباہ کر دیگا خاک میں جلا کر ملا دیگا تم میں سے ایک زندہ نہ رہیگا اُسنے وہ سحر طیار کیا ہی کہ جو آج تک
کسی ساحر نے نہ طیار کیا ہوگا اُسکا رد کرنا کوئی نہیں جانتا ہی یہ نہ خیال کرنا کہ میرے لشکر میں ساحر ہیں
وہ اُسکے روبرو طفل مکتب ہیں نہ یہ تصور کرنا کہ ہم لوگ کرو ردین ہین اُس سحر کے روبرو ہم دنیا کچھ نہیں ہی
اگر وہ چاہے تو تمام دنیا کو ایک پل میں مٹا دے یہ امر نہ خیال کرنا کہ ہم مثل قسیم اور تسیم کے اُسکو بھی قتل
کرینگے وہ ہم سے مقابلہ بھی نہ کریگا آتے ہی اپنا ابر سحر گرا دیگا بس مناسب یہ ہی کہ تم غاشیہ اطاعت کو دوش
پر رکھکر مثل غلامان حلقہ بگوش کے حاضر خدمت ہو اور سمندر شاہ کی فرمانبرداری پر کمر کسو خداوند لقا
کو اپنا خدا جانو خدا ے نادیدہ کی بندگی ترک کرو دوسرا امر یہ ہی کہ وہ جو عیار تمھارے لشکر میں خواجہ نام ہی
اُسکو گرفتار کر کے روانہ کرو کہ اُسنے عشاق کو بہت پریشان کیا ہی یہ سارا غصہ اُنکو اُسی کے سبب سے
آیا ہی ورنہ اُنکو کیا غرض تھی اُسنے بہت حرکت بیجا کی کہ اُنکی نانی کی قتل کا درپے ہوا اور اُنکو سر دربار
ذلیل کیا بس وہ اُسکے خون کے پیاسے ہین اگر وہ مل جاے تو وہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرین اُنکو اُسکے
حال پر رحم نہ آئے تمھارے حق میں یہی دو امر بہتر ہین کہ ایک تو سمندر شاہ کی اطاعت کرو دوسرے اُس
دربار کے گردن کو گرفتار کر کے روانہ کرو اگر انمین سے تم ایک بھی قبول کرو گے دوسرا نہ قبول کرو گے تب بھی
تمھاری جان نہ بچیگی جب تک دونون امر نہ قبول کرو گے شاید تم یہ خیال کرو کہ ہم اطاعت کرلین خداوند
تصویر کو سجدہ کرین خواجہ کو ندین تو یہ نہ ہوگا خواجہ کو ضرور دینا ہوگا یا یہ خیال کرو کہ خواجہ کو گرفتار کر کے
دین اور اطاعت نہ کرین یہ بھی غیر ممکن ہی دونون امر قبول کرنا ہونگے ورنہ اور کوئی صورت تمھارے جان
بچنے کی نظر نہیں آتی ہی اگر یہ دونون امر منظور خاطر ہوں تو کل بوقت سحر دست بستہ حاضر ہو ورنہ آمادہ
قضا اور لقمۂ موت ہو کر میدان میں آؤ کیونکہ عشاق نہ طاقی کل تم سے عدول حکمی اور لشکر کشی اور اپنی
ذلت کا جو کہ سر دربار اُسکو تمھارے عیار کے ہاتھ سے پہونچی عوض لینگے اور تم سب کو ایک پل میں
خاک سیاہ کرینگے آیندہ تم کو اختیار ہی زیادہ والسلام یہ مضمون اُس نامہ کا ہی جو کہ بنام اہل اسلام
لکھا جائے سمندر نے اُسی وقت دبیر کو حکم دیا کہ ایک حکم نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ تحریر کیا جاے اُنکو
یہ حکم ہو کہ ہم نے یہ جو مضمون تحریر کر کے تم کو روانہ کیا ہی اُسکو دوسرے کاغذ پر صاف کر کے لشکر اسلام
میں روانہ کرو اور اسکا جواب اُنسے طلب کرو اگر وہ لوگ اسکے مضمون پر عمل کرین اور ہماری اطاعت
قبول کرین ترک اسلام کرین اور خواجہ کو گرفتار کر کے دینے پر آمادہ ہوں تو کل تم اُن سب کو ہمراہ لیکر
اور خواجہ کو جو وہ اسیر کر کے دین تو اس حالت سے خواجہ کو لیکر کہ نصف منہ کالا ہو اور نصف لال ایک
خر بے دم پر سوار کر کے ایک منادی یہ ندا کرتا ہوا آگے آگے کہ جو شاہوں کے ساتھ بے ادبی کرے
اُسکی یہ سزا ہی لاؤ اور نیز اہل اسلام کو بھی اپنے ہمراہ لاؤ تاکہ اُنکے قصور معاف کیے جائین اگر وہ لوگ
اس تحریر پر عمل نہ کرین یا اسکی ایک شرط منظور کرین ایک نہ کرین تو تم اُس حالت میں طبل جنگ بجوانا
اور صبح کو میدان جنگ میں نکل کر صف آرا ہونا تم کو مقابلہ نہ کرنا ہوگا بلکہ عشاق نہ طاقی ہمارے بہت
بڑے دوست اور عزیز آکر مقابلہ کرینگے ایک پل میں سب کو خاک سیاہ اور سب کا خاتمہ کر دینگے تم کو
کوئی زحمت نہ ہوگی صرف صف آرائی کی تکلیف ہوگی تم کو یہ تحریر کیا جاتا ہی کہ جب تک وہ دونون
شرطین لینے ترک مذہب اسلام و اطاعت میری اور سجدہ خداوند تصویر کا و خواجہ کو اسیر کر کے دینا نہ
منظور کرین اُسوقت تک تم طبل جنگ بجوانے مین کوتاہی نہ کرنا ضرور طبل جنگ بجوانا اگر منظور کر لین

کے فروکش ہیں علاج ہو رہا ہی طریقہ یہ ہی کہ ساتون بادشاہ ایک مقام پر دربار کرتے ہین یعنے گرداسپ حباب
سیلاب بلکہ زعفران بلکہ چندر رتن بلکہ بادہ تن کی بارگاہ مین دربار ہوتا ہی جب دربار برخاست
ہوتا ہی سب اپنے اپنے خیمون کو چلے جاتے ہین ہان سہ پہر کا دربار الگ الگ ہوتا ہی اور جو کام ہوتا ہی
سب کی راے سے ہوتا ہی جب ساتون کی راے ایک ہو لیتی ہین تب کام کیا جاتا ہی پس اُسی طور سے دربار
آراستہ ہی ساتون بادشاہون کے سردار حاضر دربار ہین بادشاہ تختون پر بیٹھے ہوے ہین گرداسپ نے
حباب سے کہا کہ ابھی تک ہمارے لشکر کے زخمی نہ اچھے ہوے کہ مقابلہ کرتے سمندر رشاہ فرماتے
ہونگے کہ یہ لوگ جاکر بیٹھ رہے کوئی مقابلہ نہ کیا تو اس بہانے سے گئے تھے بالکل جاکر خاموش ہو رہے
جراحون کو تاکید کی جاے کہ وہ بہت جلد علاج کرین یہ کیا کہ اتنے دن لگا دیے حباب شاہ نے کہا
کہ دراصل بہت عرصہ ہوا ہی ایک نے اپنے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تاکید کرو کہ جراح علاج مین جلدی کرین
دیر کیون لگائی ہی اُنھون نے عرض کیا کہ بہت خوب آج ہی حکم والا سے اُنکو آگاہ کیا جائیگا یہان یہ تدبیر
ہو رہی تھی ہر ایک بادشاہ اپنے وزیر کو حکم دے رہا تھا کہ پرچہ نویس نے حاضر ہوکر پرچہ اخبار پیش کیا
اُس مین خواجہ کی عیاریون کا حال اور عشاق کا اپنی نانی کو لیکر براے علاج آنا اور خواجہ کے ہاتھ
سے ذلیل ہوکر اپنا ابر سحر لیکے جانا تحریر تھا یہ حال دیکھکر ہر ایک بادشاہ بہت حیران ہوا اور باہم کہا کہ کیا
غضب کا عیار ہی کہ ایک مرتبہ تو حکیم صاحب کی صورت بنکر آیا ظاہر ہوا پھر عیار کی صورت پر آیا اور خوب
اُسکو ذلیل کیا بار بار کھلوائی ایسا شعبدہ ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ ہم کو بھی ذلیل کرے اور پھر باعلان
سب کے سامنے نکلا چلا گیا کوئی کچھ نہ کرسکا مگر ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ اب خاتمہ ہی کہ عشاق شرطا فی کو
ذلیل کیا ہی وہ اپنا ابر سحر لیکے گیا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی اسنے سواے سجدہ کرانے کے اور کسی
قسم کی خداوندی کی اطاعت نہین کی ہی اسنے یہ سحر پانچ برس کی محنت مین طیار کیا ہی پس ضرور وہ آکر
خاتمہ کریگا یہ انجام ہوا اس ذلیل کرنے کا وہ ہرگز نہ رہا جاتا کریگا سب نے کہا کہ یہ تو ضرور ہی ہم کو کیا
جو جیسا کریگا ویسا پائیگا ہم کو جو حکم ملا ہی اُسکی تعمیل کو موجود ہین اور جو حکم ہوگا اُس پر عمل کرینگے یہان یہ تقریر
ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی صحن بارگاہ کی اُس سے کچھ شعلے پہلے نکلے اُسکے بعد ایک ساحر
پیدا ہوا کہ جس کی صورت دیکھکر سب ڈر گئے خاموش بیٹھے رہے کہ وہ ساحر نکل کر وسط دربار
تک چلا دربار مین آکر کہنے لگا کہ مین نامہ دار سمندر رشاہ تمہارے نام نامہ لایا ہون یہ اس صدا سے اور
ہیبت سے کہا کہ سب خوفزدہ ہوگئے گرداسپ نے فوراً کرسی اُسکے لیے روبرو بچھوا دی اُس سے
کہا کہ آپ تشریف رکھین وہ کرسی پر بیٹھ گیا ایسا مغرور تھا کہ نہ کسی کو سلام کیا نہ مجرا اپنے غرور مین
آپ اُٹھا جاتا ہی جب بیٹھ چکا گرداسپ نے کہا کہ کدھر تشریف لانا ہوا کیون سرفراز فرمایا اُسنے برہم ہوکر
جواب دیا کہ کیا تم نے نہین سنا مین نے پہلے کہا تھا کہ مین نامہ دار سمندر رشاہ باعدولت بادشاہ کا
نامہ لیکر آیا ہون یہ جو اُسنے کہا تو گرداسپ وغیرہ نے کہا کہ لائیے پس اُسنے دونون لفافے نکال کر
دیے ایک لفافہ پر مہر شاہی ثبت کی ہوئی تھی اور سب کے نام تھا دوسرا لفافہ سادہ تھا اُس پر
نہ کچھ تحریر تھا نہ مہر تھی پس اُنھون نے وہ لفافہ چاک کیا جس پر مہر تھی اور اندر سے کاغذ نکال کر
پہلے خود پڑھا اُسکے بعد دبیر کو دیا اُسنے پڑھا سب اہل دربار آگاہ ہوے کہ یہ مضمون تحریر کیا ہی
اور کل خاتمہ ہی اہل اسلام کا اگر بادشاہ کی تحریر پر عمل نہ کیا تو پس گرداسپ وغیرہ نے اُس ساحر
سے کہا کہ آپ تشریف رکھین ہم ابھی جیسا بادشاہ نے حکم فرمایا ہی اُسکی تعمیل کرتے ہین نامہ لشکر

روانہ کیے ہیں ایک ساحر لیکر آتا ہی ہم یہ حال دریافت کرکے وہاں سے روانہ ہوئے باقی خیریت ہی بادشاہ
نے اُنکو انعام دیکر رخصت کیا وہ آداب بجا لاکر بارگاہ سے باہر آئے اور طرف شہر سمندر پیچ کے روانہ
ہوئے وہ ہرکارے یہ عرض کرکے گئے تھے کہ خواجہ نے عرض کیا معلوم ہوگیا کہ وہ نابکار آیا ہی اُسنے
نامہ تحریر کیا ہی نہ معلوم اُسکا کیا مضمون ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جب نامہ آئیگا تو معلوم ہوجائیگا کیا
ضرورت ہی فکر کرنے کی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ہرکارے جو کہ لشکر کفار سے خبر لیکر روانہ ہوئے تھے
حاضر دربار ہوئے مجرا بجا لائے اور نامہ بر کا آنا نامہ دینا اُسکا پڑھا جانا گرداسپ کا بموجب تحریر سمندر
نامہ کو صاف کراکے روانہ کرنا عرض کیا کہ نامہ بر نامہ لیکر آتا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ نے حکم فرمایا کہ درگہ
سالار سے کہدو کہ منع نہ کرے آنے دے یہ حکم درگہ سالار کو ملا اُن ہرکاروں کو بھی انعام ملا وہ مجرا
کرکے بارگاہ سے نکل کر طرف لشکر کفار کے راہی ہوئے یہاں دربار کی آراستگی کی گئی ہر ایک اپنے
مقام پر سنبھل کر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ نامہ بر یعنی براق جادو نامہ لیے ہوئے داخل لشکر اسلام
ہوا لشکر کو طی کرکے قریب بارگاہ پہونچا در بارگاہ پر پہونچکر ٹھہرا چونکہ مرد معقول ہی درگہ سالار سے کہا کہ خبر کردو
ایک نامہ بر گرداسپ شاہ وغیرہ کا نامہ لیکر آیا ہی باریاب ہونا چاہتا ہی اُس نے جواب دیا کہ تمھاری خبر ہوچکی ہی ہمکو جانے
کا حکم ہی لیں وہ نامہ بر داخل بارگاہ ہوا بارگاہ کو خوب آراستہ پایا پانچ ہزار یا پانچ سو پچیس سردار دنگل
کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما تھے صاحبقران زمان اپنے دنگل شیر تو اسپ پر رونق
افروز تھے خواجہ اپنی کرسی پر اور سب عیار حاضر دربار تھے اسنے دربار کو اس طور سے آراستہ دیکھا کہ
کبھی کسی کا دربار نہ دیکھا تھا مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کو کرسی ملی یہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا
کہ صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اُسکو دیا اُسنے جام لیکر سلام کیا اور پی گیا
جب اُسکا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اُسنے کہا کہ میں نامہ لایا ہوں گرداسپ شاہ وغیرہ کا خواجہ
نے کہا کہ پھر کیا دیر ہی نامہ پیش کریں اُسنے کیسے سے نامہ نکالکر پیش کیا بادشاہ نے میر منشی کو اشارہ
کیا اُسنے اُسکے ہاتھ سے نامہ لیکر لفافہ چاک کیا نامہ پڑھنا شروع کیا پہلے اُس میں تعریف خداوند
زمین کی تحریر تھی اُسکے بعد صفت و ثنا سمندر شاہ کی اُسکے بعد تعریف عشاق نہ طاقی کی مرقوم تھی
اور اُسکے سحر کی صفت بعد اُسکے وہ ہی مضمون جو کہ بالا تحریر ہوچکا ہی تحریر تھا جب صاحبقران و
خواجہ نے یہ مضمون سُنا متبسم ہوکر کہا کہ اسنے بہت سا گو کھایا ہی اور جھک مارا ہی اُس سے
ہماری طرف سے کہدینا کہ ابھی تجھکو کیا ذلیل کیا ہی ہاں اب ذلیل کرونگا اور اس طور سے تجھکو قتل
کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر رحم کھائینگے اور مجھکو ترس نہ آئیگا تو کیا مجھکو اور اہل اسلام
کو قتل کریگا یہ حسرت لیکر اس دنیا سے جائیگا معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہی یہ بھی ممکن ہی کہ تو یہاں
سے زندہ جاسکے پھر میں نے تیرے حال پر رحم کھایا کہ تجھکو زندہ چھوڑ دیا ورنہ قتل کرتا تو تو میرا کیا
کرتا میں تیرے روبرو سے چلا آیا تو نے سیر اکیا بس اپنی جان کی اگر خیریت چاہتا ہی تو اپنی نانی کو لیکر
چلا جا ورنہ میں تجھکو اور اُسکو دونوں کو قتل کرونگا آیندہ تجھکو اختیار ہی یہ جو تو نے صاحبقران کو
تحریر کیا ہی کہ خواجہ کو اسیر کرکے روانہ کردو اور خود آکر سمندر کی اطاعت کرو اور مذہب اسلام
ترک کرو میں کوئی صاحبقران کا غلام نہیں ہوں جو وہ مجھکو گرفتار کرکے روانہ کریں یہ نہ خیال کرنا
اس امید میں تو اس دنیا سے جائیگا کہ میں کسی کو اہل اسلام سے قتل کروں یہ تجھکو نصیب نہ ہوگا
یہ خیال کرلے کہ تجھکو اہل اسلام کے چاکروں اور حلال خوروں کا موسے زیار تک نہ نصیب ہوگا

پھر تو بڑا ہی تیرہ بخت لشکر اسلام کے سرگروہون کے سمون کی گرد تیرے نصیب مین نہین ہی ایک جانور تک تو اہل اسلام
کے لشکر کا تیرے ہاتھ نہ آئیگا انسان کیا چیز ہی بس مین خود اُس سے کہتا ہون کہ وہ آکر میری اور صاحبقران
کی اطاعت کرے اور مذہب اختیار کرے یہ سمجھکر کہ اسی مین اُسکے لیے بہتری اور اچھائی ہی ورنہ وہ ہی
اور پھر انجام اُس کا خراب ہی یہ تو میری طرف سے اُس سے کہدینا اور خواجہ نے وہیر سے کہا کہ جب صاحبقران کی
طرف سے جواب تحریر کر چکنا تو میری طرف سے یہ بھی تحریر کر دینا جو کہ مین نے بیان کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ
بہت خوب جب خواجہ اپنی تقریر کر چکے اسوقت صاحبقران نے اُس نامہ بر کی طرف متوجہ کرکے
فرمایا کہ اُس نابکار سمندر جادو و عشاق نابکار سے میری طرف سے کہنا کہ کیون قضا آئی ہی اپنی زبان
بند کر یہ جو اُس نے تحریر کیا ہی کہ آکر اطاعت سمندر شاہ کی کرو اور دین اسلام ترک کرو خداوند سمندر کو سجدہ
کرو وہ کون خداوند سمندر ہی کہ جسکو ہم سجدہ کرین اور وہ کون نامعقول ہی جو ہم سجدے کو کہتا ہی
لاکھ لاکھ لعنت خداوند سمندر پر اور کروڑ کروڑ لعنت اُسکے بندگی کرنے والون پر اور اُسکی ہفتاد پشت پر اور
یہ جو تحریر کیا ہی کہ ترک اسلام کرو کیا خوب یہ خیال کیا ہی کہ اگر ترک اسلام نہ کروگے اور سمندر کی اطاعت
نہ کروگے تو ہم آکر قتل کرینگے اُس سے کہدینا کہ تجھکو ہم مسلمانون کا ماننا حرام ہی کہ جو تو ہمکو آکر قتل کر
اور گیدی تو کیا ہی اور تیرا سمندر شاہ کیا ہی اور وہ خداوند سلسلہ فنا نستی کیا ہی جو ایسے کہتے اُسکو سجدہ
کرینگے بھلا ہم کیا سجدہ کرینگے کیا اسوقت تو تشنہ بادہ تھا جو یہ نامہ تحریر کر کے روانہ کیا ہی کیا وہ
فرشتہ بھول گیا ہی جو خواجہ نے سردار [illegible] یقین ہی کہ ابھی تک تو تجھ [illegible] ورنہ ہوتا ہوگا جب
ہمارے لشکر کے ایک عیار کی پشم نہ کر سکا وہ تجکو ذلیل کر کے چلا آیا تو تو ہم کو کیا قتل کریگا وہ کہہ شیطان و
نطفہ حرام تو بھولا الٹی باتین بکتا ہی ہمارا خدا وہ خدا ہی کہ جو تیرے خدا کو دوزخ مین جگہ دیگا اور
اسکے بنانے مین کچھ نہ ہو سکیگا سوا نار دوزخ مین جلنے کے تجھو کا ٹھیکری بات لوشان خدا ہم سمندر
اپنے ولد الزنا کی اطاعت کرین اور خداوند سمندر ایسے ولد حرام کی بندگی کرین اسکو سجدہ کرین اور جو سب کا
مالک اور رازق و پیدا کنندہ ہی اُسکی بندگی ترک کرین ورنہ یہ شیطان بچہ ہم کو قتل کریگا پہلے اپنی نانی کو جو
کہ اول درجہ کی [illegible] ہی اُس خداوند سے کہنا کہ اچھا اُسے پھر اور اورون کو اُسکی بندگی کرنے کی نصیحت کرنا خواجہ
نے تیرے اور سمندر کے اور تیری نانی کے وہ پیچ مارے تھی کہ جو مقدار رکھتی تھی مگر ابھی اُس فاحشہ کی اور
تیری زندگی باقی تھی جو یہ امر ظاہر ہوا ورنہ سیدھی جہنم واصل ہوتی کسی نہ کسی مہری دوزخ کی ڈانٹ بتائی جاتی
یہان کبھی جاتی [illegible] یہان بھی سبقت کی او گدھے ہم سوتے سے نہین ڈرتے ہین اگر ہماری قضا آئی ہی اور
ہمارے کل لشکر کی اگر ہم قلعہ آہنی مین بھی پوشیدہ ہونگے تو ضرور قتل ہونگے اگر نہین آئی ہی تو تو کیا ہی
اگر خود سمندر یا تیرا اور خدا یہ شیطان جس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہی کوشش کریگا تو یہان کسی کا
ایک موی پشم نہ کم کر سکیگا بس مین تجکو تحریر کرتا ہون کہ تو آکر میری اطاعت کر ورنہ کتے کی موت
مارا جائیگا یہ جو تو نے تحریر کیا ہی کہ خواجہ کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردو احمق کوئی خواجہ میرے
غلام تھوڑی ہین جو مین ان پر ہاتھ ڈالون میرے ملازم ہین انکا تو مرتبہ ہی تو نے پہلے یہ سوال کرکے دیکھا ہوتا
کہ مجکو اہل اسلام سے سوئے زبان کی ضرورت ہی کیونکہ حکیم صاحب نے ثانی امان کو دوا مین بتایا ہی اگر آپکی
مہربانی ہو تو کسی حلال خور سے تمکو دلوا دیجیے تو سنتا کہ اسکا کیا جواب ملتا اور سے وہ کبھی منہ ملتا تو
پھر خواجہ کا تیرے ہاتھ آنا دشوار ہی خواجہ ہی تو تیرے اور تیری نانی کے پیچ مار کر درست کرینگے
بس اسیطرح کی تحریر کبھی ہم کو نہ بھیجنا ورنہ اس سے سخت تر جواب ملیگا یہ امر اپنے دل سے دور رکھ

کہ خواجہ یا کوئی ادنا آدمی اہل اسلام سے میرے ہاتھ آ گئے یہ بالکل غیر ممکن ہے بس لاحول ولا قوۃ الا باللہ
الشیطان الرجیم ہر امید دل سے دور رکھنا کہ یہاں کا ادنا شخص سمندر کی اطاعت کرے یا دین اسلام
ترک کرے بس ہم کو تیری کوئی شرط منظور نہیں ہے ہم اپنے خدا پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں جو اس نے
ہماری مقدر میں لکھ دیا ہے وہ پیش آویگا نہ تیرے بنائے کچھ بنیگا نہ تیرے خدا کے بموجب شعر
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ❊ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ❊ فرد ❊ ہیچ مشکلے نیست کہ آسان نشود ❊ مرد باید کہ
ہراسان نشود ❊ دیگر ❊ بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد ❊ دیگر ❊ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ❊ بس
وہ ہمارا حافظ اور مالک ہے بموجب شعر ❊ اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ❊ نبرد رگے تا نخواہد خدا ❊ بس یہ
خیال کرے کہ کوئی امر ہم کو قبول نہیں ہے لیکن ہم میدان میں ضرور آئینگے تو آنا اور اپنا ابر سحر ہم پر گرا کر ہمارے
خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنا کہ وہ ہم کو کیونکر تیرے ظلم سے محفوظ رکھتا ہے بس اسی میں تیری بہتری ہے
کہ تو یا تو ہماری اطاعت کر یا یہاں سے اپنی نانی کو لیکر چلا جا ورنہ بہت پچھتائیگا کتے کی موت مارا
جائیگا آیندہ تجکو اختیار ہے ہم کوئی امر جو کہ تو نے تحریر کیا ہے قبول نہیں ہے اور یہ سب وہ قبول
کرے جو موت سے ڈرے جس کو یہ خوف ہو کہ افسوس ہم مر جائیں گے ہم اس طور کے مرنے کو حیات
ابدی تصور کرتے ہیں مثل تیری زندگی کے زندہ رہنے کو ہم بہتر جانتے ہیں تیرے جینے کو تو کتا نہ جیتا
کہ جو ذلت اٹھا کر تو جیتا رہا ارے تجکو تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا تھا مگر معلوم ہوا کہ اول درجہ کا
بے غیرت ہے اور بے حیا ہے تیری زندگی سے تو سگ و خوک کی زندگی اچھی ہے وہ کسی قدر غیرت
رکھتے ہیں مگر تجکو بالکل حیا نہیں ہے بس میں کہاں تک اپنے دماغ کو خراب کروں اے منشی یہ بھی
تقریر ایک پرچہ کاغذ پر لکھ دو اور لاؤ اسکا نامہ تجکو دو منشی نے وہ نامہ جو کہ آیا تھا صاحبقران کو دیا
صاحبقران نے اسکو چاک کرکے اس نامہ بر کی طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ کہہ دینا کہ اسکی بتی بنا کے
یا تو اپنے مقام خاص میں رکھ دے یا سمندر کے پاس خدا کے کہ جسکی تو بندگی کرتا ہے اگر یہ ممکن نہ ہو
تو اپنی نانی کے اس مقام میں رکھ دے کہ جہاں سے تیری ماں پیدا ہوئی تھی کہ تجھ ایسے نطفہ حرام کو
اسنے جنا کہ جس نے تمام دنیا کی سیاہی اپنے منہ پر ملی اور ذلت پر ذلت اٹھائی اور پھر شرم نہ آئی
اسکو بھی بدنام کیا تا کہ وہ پھر کسی سے ایسا فعل نہ کرا سکے کہ جس کے سبب سے تیری ماں کے ایسے
لڑکے پیدا ہوں اس سے تجھ سا ایسا نالایق لڑکا ہوا اور اگر تیری ماں زندہ ہو تو اس سے کہہ دینا کہ وہ پھر نہ تجھ سا ایسا
لڑکا جنے اور بہت حفاظت سے رکھنا اے منشی یہ بھی تحریر کر دینا جو کہ میں نے اس نامہ بر سے کہا ہے وہ
نامہ بر خاموش بیٹھا سنا کیا کچھ جواب نہ دیا بلکہ وہ نامہ چاک شدہ لے لیا ادھر منشی نے نامہ لکھنا شروع
کیا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ تحریر کیا اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا وہ تحریر کیا اور اس شعر پر
سطر پر نامہ کو ختم کیا مصرع ❊ جواب جاہلان باشد خموشی ❊ شعر ❊ منت ایزد کہ حق بود گفتم تمام ❊ تو دانی
دگر بعد آفرین والسلام ❊ صاحبقران نے فرمایا کہ ایک میری طرف سے سمندر کو تحریر کر دینا کہ یہ
جو شعر فردوسی طوسی نے فرمایا ہے اسکا مضمون بہت سچا ہے اور درست فرمایا ہے یہ شعر تیرے
حال ہے شعر پرستار زادہ نیاید بکار ❊ اگرچہ بود زادہ شہریار ❊ دبیر نے یہ شعر بھی تحریر کر دیا لفافہ
میں بند کرکے مہر شاہی و مہر صاحبقرانی سے مزین کر کے پیش کیا صاحبقران نے اس نامہ بر کو
دیکر فرمایا کہ یہ جواب نامہ ہے اور جو زبانی ہم نے کہا ہے وہ بھی کہہ دینا اسنے عرض کیا کہ میں تو اس دربار
میں جاؤنگا نہیں ہاں جو نامہ لیکر آیا ہے یہ جواب اسکو دیکر چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ تو اس سے

میرا پیام کہہ دینا کہ یہ صاحبقران نے زبانی فرمایا ہی نامہ بر بیشبہ بے خطا ہین جو تجھکو جواب دیا جاتا ہی اسکے
بیان کرنے مین کوئی نقصان نہین ہی اگر ہم زبانی پیام دیتے تو تو کیا نہ بیان کرتا اُسنے جواب دیا کہ ضرور بیان
کرتا صاحبقران نے فرمایا اب بھی بیان کرتا اُسنے عرض کیا ضرور بیان کرونگا صاحبقران نے فرمایا
کہ ایک پیام ہماری طرف سے اپنے شاہون کو دینا کہ صاحبقران نے فرمایا ہی تم سے کہ تم لوگ
کیون راہ ضلالت مین پڑے ہو دیکھ لیا کہ یہ سمندر اور جو جو اُسکے ساتھ ہین مثل سگ وخوک کے قتل
ہوگئے یا بھاگتے پھرتے ہین اور انکو پناہ نہ ملیگی اور عشاق کا اور اُسکے سحر کا تو کل تماشہ دیکھ ہی چکے تم اپنی
آنکھون سے دیکھ لوگے کہ وہ کل کیونکر قتل ہوتا ہی اور کس طور سے اُسکا سحر برباد ہوتا ہی کہ جس پر اُسکو بڑا بھروسا
ہی اور بہت بڑا دعوی ہی ہم تم کو سمجھائے دیتے ہین قبول کرنے نہ کرنے کا تم کو اختیار ہی کہ یہ بالکل راہ
ضلالت ہی جو کہ تم اختیار کیے ہوئے ہو بالکل گمراہی مین پڑے ہو بیہودہ عقلمند اُٹھاؤ اپنے خدا کو پہچانو
اُسکی بندگی کرو اس تصویر پرستی پر لعنت کرو آیندہ اختیار ہی ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار رہا ہی اور ہر
ایک اپنے نیک و بد کا مختار ہی پھر کہنا افسوس ملو گے کچھ ہاتھ نہ آئیگا سوا ذلت اور خواری
کے بس اسقدر کافی ہی اگر عقلمند ہوگے تو اسی پر عمل کروگے زیادہ کہنا لاحاصل ہی جو عاقل ہی اُسکو اشارہ
کافی ہوتا ہی اگر نادان سے روبرو تمام عمر بیان کرے تو اُسکو کچھ نہین معلوم ہوتا ہی جیسے اسی مضمون کو شعر
مین کہتا ہی شعر اگر صد باب حکمت پیش نادان ۔ بخوانی آیدش بازیچہ در گوش ۔ بس عاقل و دانا کے
لیے پند و نصیحت ہی نادان کے لیے نہین ہی یہ اپنے بادشاہون سے کہہ دینا اُسنے عرض کیا بہت خوب
بس وہ نامہ بر جواب نامہ لیکر رخصت ہوئے اُٹھا صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا اور رخصت ہو کر ایسا
بھاگا کہ اُسنے پیچھے پھر کر نہ دیکھا کہ مین کہان آیا تھا اور کس کام کو آیا تھا کیونکہ وہ جو اُسنے دیر تک وہان کھڑا
رہا تھا اُسکو وہی گمان تھا کہ اب قتل کا حکم دیا اب قتل کا حکم دیا پس اُسکو بیٹھنا ناگوار تھا جو اپنے نامہ
ملا سر پر پاؤن رکھکر بھاگا پلٹ کر بھی نہ دیکھا سیدھا بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر کا رستہ لیا راوی کہتا ہی
کہ وہان دربار کفار مین وہ ساحر کہہ رہا تھا کہ ابھی تک جواب نامہ نہین آیا بڑی دیر ہوئی کردا
نے کہا کہ آتا ہوگا باہم صلاح مشورہ ہوئی کیونکہ نامہ بہت سخت ہی اسکا جواب بھی بہت مشکل
ہی تحریر کرنا یہان تو یہ تذکرہ ہی وہ کیا اپنا حال ہوا پھر وہ بھاگا چلا آتا ہی یہان تک کہ لشکر اسلام سے نکل کر آپہنچے
لشکر مین پہونچا اُسکے دم مین دم آیا کہ اطمینان ہوا جب تک لشکر اسلام مین رہا اُسوقت تک یہ
خوف رہا کہ اب کسی نے آکر قتل کیا اسی خوف سے بہت جلد راہ طی کرکے اپنے لشکر مین آیا جب
لشکر مین آیا اپنا دم راست کیا ہوش درست کیے ایسی ہیبت لشکر اسلام و دربار بادشاہ اسلام کی
اُسکے دل پر اثر کر گئی تھی کہ اُسکے ہوش جاتے رہے تھے پس جب ہوش درست کرچکا دربار مین
آیا کردا نے اُس ساحر سے کہا کہ یہ نامہ لیکے آپ گھبرا کے گئے جواب نامہ لائے اُسنے دیکھکر
کہا کہ کیا جواب نامہ لایا اُسنے کہا کہ بیٹھنے دیجیے بیان کرتا ہون ابھی تو چلا آتا ہون کیا سہل ہی بیان
کرنا ایک قصہ طویل اور داستان عظیم ہی پس جب بیٹھ لونگا تو بیان کرونگا وہ خاموش ہو اپنے
مقام پر بیٹھا اُسنے ہاتھ باندھکر کردا ب وغیرہ سے عرض کیا کہ مین امیدوار ہون کہ پیام سخت لایا ہون
میرا قصور معاف ہو اُنھون نے جواب دیا کہ تم بے خطا ہو تم کو جو جواب ملا ہی وہ بیان کرو پس
اُسنے کہا کہ جو صاحب وہان سے نامہ لیکر آئے ہین وہ ذرا کان کھول کر سن لین جو پیام ملا ہی تاکہ
کوئی بات رہ نہ جائے جو کہ خرابی کا باعث ہو اُسنے کہا کہ مین کوئی بہرہ نہین ہون تو بیان کر

پس اُس نامہ بر نے پیام صاحبقرانی بیان کرنا شروع کیا کل پیام کہ سنایا وہ نامہ چاک شدہ اُسکو دیا اور
کہا کہ یہ سمندر شاہ کو دیدیا اور عشناق کو اُسنے لیا اور کہا کہ کیا کہا تھا اُسنے سب تقریر صاحبقران کی جو کہ
تحریر ہوئی تھی اول سے آخر تک بیان کی اور خواہش کی جب وہ بیان کر چکا اُس سے کہا کہ تو خاموش بیٹھا
سنا کیا کچھ جواب نہ دیا اُسنے کہا کہ مین کیا جواب دیتا اور جواب دیکر اپنی آبرو دیتا اُسنے کہا ہان وہ کون تھا
جو آبرو لیتا اُسنے جواب دیا کہ جس نے سمندر شاہ کا تاج لیا عشناق کو ذلیل کیا گرداب عیار کی
وہ گت کی کہ جو کہ ایسا دنائی نہین کی جاتی ہو اُنکے شاگردون سے اُنکو جوتیان کھلوائین اور یون اُسنے
کہا کہ تو کیسا ساحر ہو کہ ایک غیر ساحر کو سزا ندے سکا اور نہ گرفتار کرسکا اگر اُسنے ایسی تقریر کی تھی
اُسنے کہا کہ سمندر شاہ و عشناق کیسے ساحر تھے کہ وہ اُنکے منہ مین کالک لگا کے چلا آیا ایک بھی نہ
گرفتار کرسکا جب وہ اُنکے ہاتھ نہ آیا تو میرے ہاتھ کب آتا دوسرے اُس دربار مین کیا ساحر نہین ہین
آفاق ایسا ساحر ہے سا ساحر جو کہ اسوقت اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین یہ جو اُسنے کہا تب اُسنے
کہا کہ خیر اگر مین ہوتا تو سب کا حال کھل جاتا ہان یہ بیان کر کہ زبانی کہا ہی یا کچھ تحریر بھی دی ہی اُسنے
کہا کہ ہان تحریر بھی ہی یہ کہکر نامہ نکال کر دیا اُسنے وہ نامہ لیا بس مارنجوار نے کہا کہ اے گرداب شاہ تم
طبل جنگ بجواؤ اُسنے جواب دیا کہ ہان مین طبل جنگ بجواتا ہون آپ تشریف لے جائین یہ سنکے
وہ اپنی کرسی پر سے اُٹھا اُسی طور سے وہان سے صحن مین آیا زمین مین پیر مارکر غرق زمین ہو گیا یہ
تو اُدھر کو گیا ادھر براق نے صاحبقران کے خلق و مروت کی بہت تعریف کی اور ہر ایک کا مرتبہ
بیان کیا اور کہا کہ آفاق کا اور اُسکی زوجہ کا ایسا مرتبہ ہی کہ کبھی کسی کو خواب مین بھی نصیب ہوگا یہ
کہکر صاحبقران کا پیام دیا ہر ایک سنکے خاموش ہو رہا بس گرداب نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
کوس حربی نام پر عشناق شہ طاقی کے بجے کہ وہ کل یہان آکر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یہ حکم دیا
نقارہ حربی پر چوب پڑی نقارہ سحر بجا تمام لشکر مین اُسکی صدا پھیلی یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے جو
کہ بنا بر جاسوسی تشریف رکھتے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر لشکر کفار کو معلوم
ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا ہر ایک سامان جنگ کرنے لگا انکو تو سامان جنگ کے درست کرنے مین مصروف
رکھا جاتا ہی گو یہ معلوم تھا کہ ہم سے مقابلہ نہ ہوگا کوئی عشناق [illegible] ہی وہ آکر مقابلہ کریگا مگر از راہ
احتیاط سامان جنگ درست کرنے لگے پر تو سب سامان جنگ مین مصروف ہین انکو اسی حال
مین رکھا جاتا ہی اب حال اُس ساحر کا اور دربار سمندر کا تحریر ہوتا ہی کہ اُسکو جو جواب نامہ ملا تو
اُسکا کیا حال ہوا بس راوی تحریر کرتا ہی کہ جب وہ ساحر یہان سے جواب نامہ لیکر اندر زمین کے
غائب ہوا اندر ہی اندر چلا جاتا ہی وہان سمندر و عشناق مع سب سردارون کے بیٹھے ہوئے
ہین دربار آراستہ ہی وہی تقریر ہو رہی ہی عشناق کہتا ہی کہ صلح ہو جائیگی اہل دربار کہتے ہین کہ
ابھی صلح نہ ہوگی وہ مقابلہ کرینگے یہان یہ بحث ہی کہ عشناق نے ایک مرتبہ سمندر کی طرف دیکھکر
کہا کہ بڑا عرصہ ہوا کہ ابھی تک وہ ساحر جواب نامہ لیکر نہین آیا ذرا اوراق مین ملاحظہ فرمائیے کہ
کیا سبب عرصہ کا ہی سمندر نے قصد کیا تھا کہ اوراق اُٹھا کر دیکھے کہ ایک مرتبہ وہ زمین شق
ہوئی وہ ساحر ظاہر ہوا زمین سے نکل کر دربار مین آیا اُسے کرسی ملی کرسی پر بیٹھا سمندر نے
کہا کہ کیا جواب لایا ہی اُسنے پہلے وہ چاک شدہ نامہ عشناق کو دیا اور وہ جو تقریر زبانی اُسکے
سننے کی تھی بیان کرنی شروع کی از اول تا آخر سب بیان کی بس یہ تقریر جو عشناق و سمندر نے

بھی رنگ رو دونون کا متغیر ہوگیا کیونکہ وہ تقریر بدتر از تیر و تبر تھی ہر فقرہ اُسکا قلب کے لیے سنان کا اثر
رکھتا تھا بس سمندر اور عشاق کا یہ حال تھا کہ جالست نجیب مین جھوم رہے تھے اور رہ رہ کر بروت
مخمس کو بل دیتے تھے چہرہ لال ہورہا تھا منھ مین کف تھا یہ حال تھا کہ جیسے پٹھا بگڑ جاتا ہے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ دو خوک صحرائی ہین کہ بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین جب وہ سب تقریر صاحبقران کی اور خواجہ
کی بیان کر چکا کہا کہ مین نے یہ زبانی اُنکی نامہ بر سے سُنی ہے جو کہ نامہ لیکر گیا تھا اور نامہ بھی دیا ہے بس یہ
کہا اُسنے وہ نامہ جو کہ بدتر از صبر تھا اور انکے حق مین زہر قاتل کا اثر رکھتا تھا اُسکا ہر فقرہ زہر ہلاہل سے
کم نہ تھا کمر سے نکال کر دیا کہ یہ جواب نامہ آیا ہے یہ بھی اُسنے دیا ہے بس سمندر نے دبیر کو وہ نامہ دیا کہ اسکو
باواز بلند پڑھو تاکہ اُسکے مضمون سے سب آگاہ ہون بس دبیر نے نامہ لیکر پڑھنا شروع کیا اول حمد و
نعت خدا و رسول خدا تحریر تھی اسکے بعد وہی مضمون تھا جو کہ زبانی اُس ساحر نے بیان کیا تھا بلکہ کچھ
زیادہ تھا جو فقرے کہ اُسکے یاد نہ تھے یا اُسنے اس سبب سے چھوڑ دیے تھے کہ یہ بالکل خلاف شان
ہین کیا بیان کرون ایسا اُنہین نامہ کے پڑھنے جانے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ فقرے ہین اور یہ تحریر
ہے ہر فقرہ اور ہر مقام اُسکا شمشیر بران و خنجر و پیکان کا اثر قلب کے لیے رکھتا تھا یہ عالم تھا کہ سمندر
و عشاق کو رہ رہ کر جوش آتا تھا کہ آپ مین نہ رہا جاتا تھا کہ کیا کرین جب دبیر اُس مضمون کو پڑھ چکا جو کہ
صاحبقران کی طرف سے تھا اب اُسنے کہا کہ یہ مضمون جو کہ اب پڑھتا ہون خواجہ کی طرف سے ہے
یہ کہکر پڑھنا شروع کیا وہ مضمون بھی سمندر و عشاق نے سُنا نامہ سُنکے مثل مار سر دودم بریدہ کے
پیچ و تاب کھایا وہ نامہ نہ تھا اُنکے لیے زہر ہلاہل تھا ایسا اُسکے فقرات تلخ و ناگوار تھے اُنکے قلب پر اثر
کیا کہ آبلے پڑ گئے جگر خون ہوگیا بہت عرصہ تک سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے سر اُٹھا کر دیکھا نہ دیکھا
دبیر پڑھ چکا سب اہل دربار سُنا کئے جب دبیر نے یہ شعر پڑھا شعر پرستار زادہ نیاید بکار .. اگرچہ بود
زادہ شہریار .. اسنے سمندر کے دل مین ایسا اثر کیا کہ یا تو سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا یا اس شعر کو سُنکے
ایک دو غلیظ تھا کہ کانون سے سینہ مین مشتعل ہوا اور کاخ دماغ کو توڑ کر نکل گیا سمندر نے برہم ہو کر
اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ سارا فساد اُس نمک حرام سہراب کا ہے یہ اُسنے بیان کیا ہوگا
ورنہ صاحبقران کو کیا معلوم نہیں دیکھا جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا اگر اُسی پرستار زادگی
کا حال اُس سے نہ دریافت کیا تو اپنا نام سمندر نہ رکھا سب قدر و عاقبت اُسکو معلوم ہوئی کہ کون پرستار
زادہ ہے اور کون شہریار زادہ ہے سمندر نے تو یہ کہکر خاموش ہوا مگر سملاق نے یہ غصہ سمندر کا دیکھکر عرض کیا
کہ اگر گستاخی معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون سمندر نے کہا کہ بیان کرو اُسنے کہا کہ تمام نامہ آپ خاموش
سنا کیے کسی مقام پر غصہ نہ آیا گو بہت سی بہت سخت و درشت کلمات تحریر تھے مگر اِس مقام پر آپکو غصہ
آیا یہ ہے جو سچ امر ہوتا ہے وہ گران معلوم ہوتا ہے کوئی مقام شک و تردد نہین ہے کھری بات سب کو گران
گذرتی ہے سمندر نے جواب دیا کہ یہ امر نہین ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جو جھوٹی بات ہوتی ہے وہ گران گذرتی
ہے یہ وہ مثل ہوئی دروغ گوئیم برروے تو سملاق نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا اُدھر اہل دربار نے
عشاق نہ طاقی سے کہا کہ کہون جو ہم عرض کرتے تھے وہی پیش آیا دیکھئے اُسنے جواب کیسا صاف
اور کس قدر سخت تحریر کیا کہ جو زہر ہلاہل سے بھی بدتر ہے آپکا خیال غلط نکلا تھا اور نہ یہ لوگ بڑے
چرب زبان اور اپنے قول کے پابند اور ثابت قدم ہین انکی ثابت قدمی کا تمام عالم مین از شرق
تا غرب و از جنوب تا شمال از آسمان تا تحت الثریٰ چرچا ہے ہر ایک انکی ثابت قدمی کی قسم کھاتا ہے

یہ لوگ وہ ہین کہ اگر آسمان پھٹ کر اُنکے سر پر گر پڑے مگر یہ اُس مقام پر سے نہ سرکین جو زبان سے کہدین
اُس سے نہ پھرین جو جس امر کا اقرار کریے جو جان بھی جائے مگر قدم اُس قول کے پورا کرنے سے نہ ہٹائین
سر کٹ جائے مگر بات نہ جائے مرنے کو حیات زندگی کو حباب جانتے ہین عشاق نے جواب دیا کہ کل صبح
کو ثابت قدمی قول کے اوپر قائم رہنا معلوم ہو جائیگا کوئی ان مین سے امان نہ پائیگا اگر بھاگتے نہ پھرین
اور مقام امن نہ تلاش کرین تو مین اپنا نام عشاق نہ رکھون اہل دربار نے عرض کیا کہ جو کچھ ہوگا وہ
ظاہر ہو جائیگا اتنا دن اور ایک شب درمیان مین ہے سمندر نے یہ تقریر سُنکے جواب دیا کہ بس اب اس
تقریر سے کیا حاصل جو ہوگا وہ ظاہر ہوگا اب اس سے کیا فائدہ کہ باہم ایک امر پر تکرار کرین عشاق
نے کہا کہ اے بادشاہ کل آپ بھی تشریف لے چلیں میرے مقابلہ کا تماشہ ملاحظہ کرین سمندر نے کہا
کہ مین نہین چلونگا جب وہ سب لوگ تباہ ہو لین گے اُسوقت اُس مقام پر آکر دیکھونگا اس مین زیادہ
کد نہ کرو مین ہرگز نہ چلونگا عشاق خاموش ہو رہا سمندر نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا عشاق
وہان سے اُٹھکر اپنی نانی کے پاس آیا اُسکو غش مین پایا ہوشیار کیا اُسنے آنکھ کھولی اُسنے مزاج پوچھا
اُسنے کہا کہ اسی طور سے ہے اے عشاق تو کہان تھا کہ تو نے میری خبر نہ لی عشاق نے جواب دیا
کہ نانی امان مین اپنا سحر لینے کو گیا تھا کہ لاکران خدا پرستون کا خاتمہ کرون کیونکہ اُنھون نے بہت سر
اُٹھایا ہے سرکشی پر کمر باندھی ہے آپکے دشمنون کے جان کے پیچھے پڑے تھے اگر آپ ایسی ساحرہ
نہ ہوتین تو معلوم ہوتا اُس عیار نے بڑا غضب کیا تھا کہ زہر ہلاہل پلا دیا تھا ایک تو یہ امر میرے غصہ
کا ہوا دوسرے دو مرتبہ مجکو سر دربار ذلیل کیا ایسی حرکت کی کہ مین کرسی پر سے گر پڑا میرے منھ مین چوٹ
آئی اسوقت تک درد ہے اس سبب سے اور زیادہ غصہ آیا مین نے خیال کیا کہ ان سب کا خاتمہ کر دوں جا کر
اپنا سحر لایا میرا قصد ہے کہ کل اُن سب پر گرا دون اُنکا خاتمہ کرون جلا کر خاک سیاہ کرون یہ جو عشاق نے
کہا اُسکی نانی نے جواب دیا کہ اے فرزند کیا کرون مجبور ہون اگر اچھی ہوتی ایک پل مین خاتمہ کرتی تجکو زحمت
نہ ہوتی مگر علالت نے بیکار کر رکھا ہے بس جو تجسے بن آئے وہ کر میری کوئی تدبیر کیونکہ مین کچھ دنونکی
مہمان ہون جو دم گذرتا ہے وہ غنیمت ہے اور جو ساعت گذرتی ہے بہتر ہے میرا کوئی بھروسا نہین ہے کیونکہ ایک
زمانہ میری علالت کو ہوا ہے اب طاقت بالکل نہین رہی ہے یہ ضعف کی حالت ہے کہ ہاتھ کا ہلانا گران ہے
اگر کوئی مکس جسم پر بیٹھ جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ گرا یہ حالت ناتوانی کی ہے اشتہا بالکل جاتی رہی ہے
کھانے کو جی نہین چاہتا ہے بخار ہر وقت موجود ہے استخوان کو جلائے دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے ایک شمع
اندر جسم کے روشن ہے کہ وہ جلا رہی ہے بس ایسی حالت مین کیونکر زندگی کی امید ہو اور کیا خیال کیا جائے
کہ زندہ رہونگی جو دم ہے غنیمت ہے بقول شاعر مصرع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند۔ اے فرزند اپنی
فکر کرلے کہ کوئی اعتبار نہین ہے عشاق نے جواب دیا کہ نانی امان آپ مایوس نہ ہون مین کل اہل
اسلام کا خاتمہ کرون تو خود حکیم بقراط الحکمت کی خدمت مین جا کر اور انکو اپنے ہمراہ لاکر آپ کا
علاج کرونگا کیونکہ اُنکا یہی عذر ہے کہ جب تک اہل اسلام یہان فروکش ہین مین گوشہ عافیت سے نہ
باہر آؤنگا نہ کسی کا علاج کرونگا یہ عذر بھی اُنکا جاتا رہیگا جس قدر روپیہ صرف ہوگا صرف کرونگا یہ سُنکے
اُس مکار نے کہا کہ خداوند تعالیٰ تجکو سلامت رکھے مین کہ مجکو میرا خیال تو ہے بس یہ کہکر کہا کہ اب لٹا دو
کیونکہ اب نہین بیٹھا جاتا ہے عشاق نے لٹا دیا غش آگیا عشاق وہان سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا
جو کہ اُسکے لیے سمندر نے مقرر کیا تھا اب اس انتظار مین ہے کہ یہ دن تمام ہو اور رات آئے تو وہان جا کر

اہل اسلام کا خاتمہ کرون راوی نازک خیال اُسکو تو اسی خیال مین مصروف رکھتا ہی اور پہلے کچھ حال لشکر اسلام
کا تحریر کرتا ہی کہ یہان کیا بند و بست ہی اور کیا تدبیر ہو رہی ہی راوی نازک طبع لکھتے تحریر کیا ہی کہ جب
نامہ بر جواب نامہ لیکر چلا گیا اُس وقت صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اب یقین ہو گیا
ہی کہ ہماری قضا آئی ہی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ وہ کل میدان مین آکر مقابلہ کریگا ابر سحر گراکر سب کو قتل
کریگا اور سب کو جلا دیگا میرے نزدیک یہ امر بہتر ہوگا کہ لشکر مین منادی کرا دیجائے کہ جس کو اپنی
جان بچا کر نکل جانا ہو وہ اسقدر دن اور رات مین نکل جائے اگر خداوند کریم نے اپنا فضل و کرم
کیا اور ہماری فتح ہوئی تو پھر چلے آئین کیون ہمارے ساتھ اپنی جان دین اگر کفار کی فتح ہو تو یہان
سے اُن ملکون کو چلے جائین کہ جو اہل اسلام کے قبضہ مین ہین بلکہ خانہ کعبہ کو چلے جائین صاحبقران
اول و ثانی کو اس حال سے آگاہ کر دین کہ یہ واقعہ گذرا تاکہ وہ کوئی تدبیر کرین بلکہ میری رائے
تو یہ ہی کہ آپ تشریف لے جائین ان سب کو لیکر تاکہ کوئی تو یہان سے زندہ نکلے ہماری فاتحہ خوانی کرے
بادشاہ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین جہان آپ وہان یہ حقیر کیونکہ یہ سارا مرتبہ
اور شان و شوکت میری آپ کی وجہ سے ہی ورنہ مین اس لائق تھا کہ صاحب تاج و تخت ہوتا یا میرے
نام کا سکہ جاری ہوتا یہ سب آپکی بندہ پروری اور خداوند کریم کی نوازش تھی کہ یہ مرتبہ ملا بادشاہ ہو
کہلایا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین آپ کو ایسے وقت مین چھوڑ کر چلا جاؤن اپنی جان بچاؤن اس زندگی
سے تو موت بہتر ہی کہ تمام جہان مین بدنام ہون کہ جب تک دیکھا کہ چین و عیش ہی خدمت کرتے کوئی
اور ہزارون سرداران جلیل مثل خادمان ذلیل کی خدمت کرنے کو آمادہ ہین اُسوقت تک تو ساتھ دیا
جب دیکھا کہ اب جان پر بنی ہی سوا موت کے کوئی اور صورت نہین ہی تو ساتھ چھوڑ دیا ایسے لوگونکا
کیا بھروسا یہ تو وہی مثل ہی کہ جب تک رکابی مین بھات میرا تیرا ساتھ تو مین اپنے کو بدنام کرنا نہین چاہتا
ہون جو آپ کے اوپر گذرے گی وہی میرے اوپر بلکہ راہ عدم ساتھ ہمراہی ہے تو سب کو میسر ہوگی اگر
کوئی خادم ضرور درکار ہی یہ بندہ آپ کی خدمت کو موجود ہی مین تو کبھی نہ جاؤنگا کل اسی میدان مین
آپکے ہمراہ مرتبہ شہادت پاؤنگا اور یہ کیا معلوم کہ ہمارا خاتمہ ہو جائیگا امید و بیم کبھی ہی یہ بھی تو
امید ہی کہ ہماری ظفر ہو کیونکہ ابھی تک آپکو اسم اعظم یاد ہی کوئی دوسری صورت اور ہی نکل آئے
کہ جس سبب سے یہ بلا دفع ہو ہم سب نجات پائین کیا خوب آپ نے میرے ساتھ تو یہ سلوک
کیا کہ مجھکو بادشاہ کیا خود نہ تخت پر پاؤن رکھا خود مثل ملازمون کے رہتے جو مین نے کہا اُسکو بسر و
چشم ادا کیا کوئی عذر نہ کیا اب جو وقت پڑا تو مین چلا جاؤن ساتھ چھوڑ دون گو مین آپکی برابری نہین
کر سکتا ہون مگر یہ امر ضرور ہی کہ جس خاندان عالی سے آپ ہین اُسی سے کچھ توسل یہ بندہ بھی
رکھتا ہی گو اپنے کو اُس خاندان کا خادم تصور کرتا ہون مگر ہون اُسی خاندان کا تو کہ آپکا خاندان ہی گو وہ
مرتبہ نہین حاصل ہی جو کہ آپکو حاصل ہی بس جس گلشن شرافت و نجابت کے آپ گل رعنا ہین اُسی
گلشن کا مین بھی خار ہون یا جس آفتاب شرافت کے آپ ٹکڑے ہین اُسکا مین بھی ایک ذرہ بےنشان
یا جس آسمان لیاقت کے آپ ماہتاب ہین بس اُسکا مین بھی ایک ستارہ ہون پھر خیال تو فرمائیے
کہ مین کیونکر موت سے خوف کرون اور جان کو بچا کر چلا جاؤن گو مین ابھی کوئی قدر و منزلت نہین
رکھتا ہون یہ خیال فرمائیگا کہ میری برابری کرتا ہی بخدائے لایزال مین اپنے کو آپکا خادم تصور
کرتا ہون لیکن اسوقت آپکے سبب سے کل لشکر میرے قبضہ قدرت مین ہی اور

تابع حکم ہین سیاہ و سفید کا اختیار ہی مگر یہ سب آپ کے دم سے ہی بعد آپکے خدا نخواستہ سب ہیچ ہے
نزدیک خاک ہی یہ شاہی فقیری سے بدتر ہی یا یہ تاج کشکول گدائی کے برابر ہی یہ تخت تختہ تابوت ہی
یہ پوشاک شاہی کفن سے خراب تر ہی بعد آپکے مجکو زندگی درکار نہین آپکے ہمراہ مرنا جینا ساتھ
ابدی ہی پس مجھ سے آپ یہ امید نہ رکھیے گا بادشاہ نے جو یہ فرمایا صاحبقران نے جواب دیا
کہ یہ کیا آپ فرماتے ہین آپ ہمارے سر کے تاج ہین ہمارے سبب افتخار ہین ہم آپکی بندگی اور
اطاعت کو اپنا سبب افتخار خیال کرتے ہین بلکہ آپ آسمان شرافت کے آفتاب ہین اور گلشن
نجابت کے گل رعنا ہین ہم کو مرتبہ خار کا ہی مین ایک ذرہ بے مقدار ہون آپ یہ کیا فرماتے ہین
مین نے اس خیال سے عرض کیا کہ اگر آپ تشریف لیے جائینگے تو یہ چند سراوقہ عصمت و عفت اور
یہ چند بے دست و پا جو کبھی پردے سے باہر نہین نکلے ہین مثل بوے گل کے پوشیدہ رہے ہین
راہ سے بالکل نابلد کوچہ مصیبت سے ناواقف کبھی کوئی بلا انکے سر پر نہین آئی کہ جس کے سبب
سے یہ باہر نکلے ہون تباہی سے محفوظ رہین گے آپکے ہمراہ انکو گزند زیادہ تر اس امر کا خیال
ہی آپ یہ فرماتے ہین کوئی اور تدبیر کی جائیگی یہ کہکر صاحبقران نے قصد فرمایا تھا کہ اہل دربار سے
کلام کرین کہ ایکمرتبہ صداے طبل گوش مبارک مین پہونچی صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا
ہی کہ کل مقابلہ ہوگا اُسکے سبب سے لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی یہ اُسکی صدا آرہی ہی کوئی جاکر خبر تو
لاے خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر دربار ہوے
مجرا بجالا کر عرض پیرا ہوے کہ لشکر کفار شقاوت آثار مین بنام عشاق شہ طاقی طبل جنگ بجا ہی
کل بوقت سحر لشکر کفار غدار میدان مین صف آرا ہوگا اور عشاق آکر مقابلہ کریگا اپنے سینہ سے
آتش بغض ونفاق کو نکالیگا باقی خیریت ہی یہ جو ہرکارون نے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزمی بجے ہم کل اُس کبرنا ہنجار و ساحر غدار سے مقابلہ
کرینگے اگر فضل خدا شامل حال ہی تو اُسکو بھی مثل اور ساحرون کے قتل کرینگے یہ جو حکم بادشاہ
نے فرمایا چوبدار فوراً یہ حکم لیکر نقارخانہ مین آئے داروغہ نقارخانہ کو حکم والا سے آگاہ کیا بس نقارچیون نے
نقارے سینکسا سانکسا کر درست کیے غاشیہ طبل اسکندری پر سے اُٹھایا گیا شہنا نواز باہم ملکر بیٹھے اس انتظار مین کہ
خواجہ آکر طبل اسکندری پر چوب لگائین ہم شہنا بجائین یہان تو یہ بندوبست ہی بس خواجہ نے عرض
کیا کہ مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر اپنی کرسی پر سے اُٹھے نقارخانہ مین آئے داروغہ نقارخانہ نے پانچ اشرفیان
نذر دین خواجہ نے مسکرا کر یہ فرمایا کہ کیون مجکو محجوب کرتے ہو تم میرے خرد ہو مین تمکو دون مگر ایسا
کرون کہ مجبور ہون میرے پاس کچھ نہین ہی ایک ایک پیسہ کو محتاج ہون میرا دینے کا حق تمہارا لینے کا
اس سبب سے لیتا ہون کہ تم یہ خیال کروگے کہ خواجہ نے ہماری یہ لیا فقط نذر دیکھی کہ ہماری نذر قبول
کی بس یہ خیال کرکے کہ تمکو صدمہ ہوگا مین لیے لیتا ہون بس جب خدا مجکو دیگا جو مجھ سے اس کا
عوض ہوگا وہ کرونگا اس نے عرض کیا کہ یہ سب آپکا دیا ہوا ہی جو کچھ مال و دولت اور یہ مرتبہ ہی سب
آپکی بدولت ہی خواجہ نے جواب دیا کہ دراصل تم بہت لائق ہو جو کہ سعادتمند ہوتے ہین وہ
ایسے ہی خیالات کرتے ہین اپنے بزرگون کی عزت کرتے ہین تمہاری ہی سعادتمندی ہین کوئی
شک نہین ہی یہ فرماکر قریب طبل اسکندری کے آئے چوب آبنوسی اٹھاکر بیٹھے پہلو بدل کر خوب قوت
سے طبل پر لگائی بس چوب کا پڑنا تھا کہ صداے طبل گنبد فلک الافلاک مین گونجی تمام عالم کو تزلزل

ہوا چھو شلیر کوس تک اسکی صدا گئی صحرا ہل گیا گاؤ زمین کانپ اٹھی زلزلہ سا ہوا گوش گردون کر ہو گئے
ساکنان فلک مضطر ہو گئے جو مردے زمین مین دفن تھے خواب مرگ سے چونک اٹھے یہ خیال کیا کہ قیامت
آگئی صور اسرافیل کو دم ملا یہ حال تھا کہ ہر طرف زلزلہ تھا ادھر شہنا نوازون نے شہنا کو ملا کر دم دینا شروع
کیا راوی بیان کرتا ہی کہ صدائے طبل اسکندری سے یہ حال ہوا کہ جانوران صحرائی اپنے اپنے
آشیانون کو چھوڑ کر طرف جنگل کے بھاگے کہ کیا بلا آئی اشعار درآید بغرید آن آواز کوس ٭ فلک تا
بیابان دہل داد بوس ٭ چنان آمد آن نای ترکی خروش ٭ کہ از نای ترکان برآورد جوش ٭ برآورد خر مہرہ آواز
تیز ٭ دماغ از دم گاو دم گشت تیز ٭ ترا فی کہ از تقرعہ خاستہ ٭ برون رفت زین طاق آراستہ ٭ زمین
گفتی از بانگ بر دو سپاہ ٭ سرافیل صور قیامت دمید ٭ دہل زن دہل زن بہ تحسین او ٭ یہ بین دین اور دین او
دین او ٭ صدائی طبل سے اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل کفار سے مقابلہ ہوگا سب سامان
جنگ کرنے لگا جوانون کو خوشی ہوئی صورت فتح و ظفر چار آئینہ مین نظر آنے لگی یہان اہل لشکر تو
سامان جنگ مین مصروف ہوئے طبل پر چوب لگا کر وہان سے پھر بارگاہ مین آئے اپنی کرسی پر بیٹھے
صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ تم ان عورات پردہ نشین کو لیکر طرف خانہ کعبہ کے چلے جاؤ
تاکہ یہ سب تو اس آزار گی سے نجات پائین ورنہ یہ سب تباہ ہونگی خواجہ نے جواب دیا کہ واہ
کیا خوب یہ سب آفت میرے سبب سے ہی اور مین ہی چلا جاؤن جہان آپ وہان مین یہ تو مجھ سے
کبھی نہ ہوگا اور کسی کو تجویز فرمائیے بس خواجہ نے یہ جواب دیا تو صاحبقران نے اہل دربار سے
متوجہ ہو کر فرمایا کہ مین آپ سب صاحبون سے کہتا ہون انمین میرے عزیز بھی ہین اور غیر بھی اور
جو کہ اب سب مسلمان ہین ان سب سے میرا خطاب ہی کہ آپ لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جان دین
اور کیون اپنے اہل و عیال کو تباہ کرین اسی وقت اپنے ملک کو چلے جائین اس مین میرا بھی
ایک کام نکلیگا کہ مین ناموس کو آپ کے ہمراہ کردونگا یہ جو صاحبقران نے فرمایا سب اہل دربار
کیا عزیز کیا غیر کیا مسلمان کیا ساحر کیا غیر ساحر نے متفق ہو کر جواب دیا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہم سب
آپکے ساتھ ہین جو آپ کا حال ہی وہ ہمارا حال ہوگا ہم آپکا اور بادشاہ کا دامن نہ چھوڑینگے ہم
جان دینے آئے ہین نہ اپنی جان بچانے یہ جواب سنکے فرمایا کہ میرے ناموس تباہی سے بچین گے
اس امر سے اب اور کسی کو تجویز فرمائیے ہم مین سے کوئی اس خدمت کے لائق نہین ہی صاحبقران
نے جب ان سب سے یہ کلام سنا عیارون کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اس خدمت کو قبول
کرو انھون نے بھی انکار کیا اب صاحبقران سب طرف سے لاچار ہوگئے کہ جس سے کہتا ہون وہ
انکار جانے سے کرتا ہی کیا تدبیر کرون کہ یہ عورتین تباہی سے ساتھ حفاظت کے محفوظ رہین مگر
کوئی نظر نہین آتا ہی راوی نازک فہم بیان کرتا ہی کہ یہان صاحبقران اس فکر مین مبتلا تھے کہ کس کے
سپرد انکو کرون قران اسوقت دربار مین نہ تھے وہ صحرا مین بیٹھے ہوئے عبادت کر رہے تھے انکے
کان مین صدائے طبل پہونچی انھون نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کل کفار سے مقابلہ ہی جو طبل
رزمی بجا ہی ذرا چلکر خبر تو لاؤن یہ دل مین خیال کرکے سجادہ اٹھایا لباس پہنکر طرف لشکر کے چلے
داخل لشکر ہوئے دیکھا لشکر مین سامان جنگ ہو رہا ہی یہ بارگاہ مین آئے بادشاہ و صاحبقران
کو مجرا کیا اور اپنے مقام پر کھڑے ہوئے مگر دیکھا کہ سب اہل دربار مع بادشاہ و صاحبقران کے
خاموش بیٹھے ہین جیسے کسی امر کے سوچ مین یہ جو حال قران ثالث نے دیکھا ایک مرتبہ

اور بادشاہ بھی ہر ایک کو سمجھا رہے ہیں ایک کہرام مچا ہوا ہے ہر بی بی بہت رو رہی ہے کوئی اپنے فرزند سے
لپٹی ہوئی رو رہی ہے کوئی اپنے باپ سے کوئی بھائی سے کوئی شوہر کا دامن پکڑے ہے اور کہہ رہی
ہے کہ میرا راج لٹتا ہے کوئی ہائے پدر کہہ کر روتی ہے کوئی اپنے منہ پر طمانچے مار رہی ہے کوئی گریبان چاک
کیے ڈالتی ہے عجب عالم ہے وہ خیمہ ایک ماتم کدہ معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نوجوان مر گیا ہے
اسکے ماتم میں ان سب کا یہ حال ہے آخر کو صاحبقران و بادشاہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر
راضی کیا ہر ایک عزیز نے اپنے اپنے ناموس کو راضی کیا اور یہ کہا کہ خدا پر نظر رکھو اگر ہماری ظفر
ہوئی تو ہم تم کو طلب کر لیں گے ورنہ تم ہمارے بزرگوں کی خدمت میں رہنا وہ بہت عزت سے
پیش آئینگے ہر طرح کا سامان راحت تمہارے لیے مہیا کر دینگے ہم سے زیادہ راحت دینگے غرضکہ بصد
کد سب نے بصد منت راضی کیا بس سواریاں ہونے لگیں خواصوں نے سب مال بار کیے اور باہر
روانہ کیے وہ اراہوں پر لاد کے گئے صاحبقران نے سب کو تشفی و دلاسا دیکر سوار کیا اور
عزیزوں نے نکل کر باہر اپنے اپنے لشکر سے پانچ پانچ سوار ہمراہ کیے ایک مختصر سا لشکر قریب
پندرہ بیس ہزار کے ہمراہ ناموس کے ہو گیا قران نے صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا مگر
آنکھوں سے ہر ایک کے آنسو رواں ہیں ناموس سواریوں میں گریاں ہیں قلب سب کے آتش
مفارقت سے بریاں ہیں بس ہر ایک اپنے مالک کی اور وارث کے حکم سے ناچار ہے کیا کر سکتی ہے
آہستہ آہستہ رو رہی ہے اپنی جان کھو رہی ہے لشکر میں ایک تلاطم مچا ہوا ہے کوئی ایسا مقام نہیں ہے
کہ جہاں سے رونے کی صدا نہ آتی ہو صاحبقران اپنے قلب کو سنبھالے ہوئے کھڑے ہیں
بادشاہ بھی جو عزیز و سردار پاس صاحبقران و بادشاہ کے ہیں وہ بہ سبب لحاظ کے خاموش ہیں
کیا کریں مگر رومال پر رومال تر ہو رہے ہیں آہستہ آہستہ اپنے اپنے ناموس کی مفارقت میں رو رہے ہیں
خصوصاً انکی بیکسی اور مجبوری پر اور رونا آتا ہے کہ ایسی مجبور ہیں کہ جو ہم نے کہا وہ منظور کر لیا کیا
کریں کچھ قابو نہیں ہے یہ لوگ تو اس خیال میں مبتلا خاموش کھڑے ہیں کہ قران نے سلام رخصت
کیا اور عرض کیا کہ آپ سب صاحبوں کو سپرد خدا کیا دیکھیے اب زندگی میں آپ کی زیارت ہوتی ہے
یا نہیں خدا وہ دن نہ لائے کہ دنیا آپ لوگوں سے خالی ہو اور قران زندہ ہو خدا ایسا کرے کہ میں
آپ لوگوں کے قدموں پہ اپنی جان نثار کروں یہ کہکر جو کہ لشکر اسکے ہمراہ تھا اسکو حکم دیا کہ تمام
سواریاں ناموس کی بیچ میں لے لو اور چلو یہ جو قران نے کہا لشکر نے محافہ سکھپال فنسیں بیچ میں
لیں اور گرد اسکے حلقہ کیا اور لیکر چلے قران سلام کر کے قریب ناموس خاص صاحبقران و بادشاہ
کے اپنا گھوڑا بڑھا کے چلا اس حفاظت سے ناموس کو قران لیکر روانہ ہوا جب تک لشکر میں رہا
اسوقت تک صاحبقران و بادشاہ دیکھا کیے جب لشکر سے نکل گیا اور سامنا بھی جاتا رہا سب
اپنے اپنے خیمہ کو چلے آئے صاحبقران اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے بادشاہ اپنے خیمہ میں
راوی بیان کرتا ہے کہ پہلے حال قران کا قلمبند ہوتا ہے اسکے بعد حال لشکر اور مقابلہ کا رقم طراز ہوگا
راوی نے بیان کیا ہے کہ قران جو ناموس کو برابر لیکر چلا چونکہ دن کچھ مختصر سا تھا تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ شام ہو گئی آفتاب بھی غم میں ان آفت نصیبوں کا یارا نہ رکھ کر زرد رو ماتم کدہ مغرب
کو روانہ ہوا اور آمد آمد فلک نیلی پر ماہتاب کی ہوئی چاند بھی انکے غم میں چاک گریبان مع اپنے
ہمراہیوں کے نکلا رات بھی انکے غم میں سیاہ پوش تھی باوجودیکہ چاند نکلا ہوا تھا مگر بیتابی

تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بہت بڑا غم ہے کہ جس کے سبب سے نور ماہتاب بھی زائل ہو گیا ہے یہ تاریکی
اور سناٹا ایسا ہوا کہ دیکھ کر درندے اور چرندے اور پرندے اپنے اپنے آشیانوں میں پوشیدہ ہو گئے
تھے تارے خوف سے باہر نہ آتے تھے جدھر دیکھو اندھیرا چھایا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کے ماتم میں
سیاہ پوش ہے جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھا ایک عالم تاریک نظر آیا زیادہ اوس پڑتی تھی آسمان اسکے غم میں
روتا تھا جب ہوا کا جھونکا چلتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص کف افسوس ملتا ہے یہ حال تھا کیا بیان کیا
جائے کبھی ایسی اداسی عالم پر نہ آئی تھی جیسی اس شب کو تھی لیکن ایسی خاموشی اور سناٹے میں قران
ناموس صاحبقرانی کو اپنے ہمراہ لیے چلا جاتا تھا کسی طرف سے جھینگر کے بولنے کی صدا آتی تھی کسی
جانب سے اور درندوں کی صدا آتی وہ جھونکا سناٹا اور بھی زیادہ کر دیتا تھا وہ ہوا کے جھونکے وہ درندوں
کی صدا قران کو ہلائے دیتی تھی کبھی ان کو شہنشاہان عظمت و عصمت سے ایسی مصیبت کا ہیکو
اٹھانی تھی یہ عالم حسرت و یاس کا سامنے آتا تھا کبھی آیا تھا ایک تو وارثوں کی جدائی کا غم و الم دوسرے
اپنی حالت کا صدمہ اس پر سناٹا کا یہ عالم اور یہ سناٹا کہ جس کے سبب سے ایک عالم یاس و حسرت
ہر ایک کے دل پر طاری تھا ایک یاس و حسرت ہر ایک چشم سے جاری تھا مگر مجبور چلے جاتے
تھے کیا کریں اسی طور سے جب نصف شب گذری اور رات ڈھلی اور شب تاریک پہنچی لیلائے
شب نے سیاہ لباس پہنا وہ جو کسی قدر نور ماہتاب تھا وہ بھی کم ہونے لگا ہر طرف اور تاریکی
چھانے لگی سناٹا زیادہ ہونے لگا قران اتفاق سے قریب ایک کوہ سربلند کے پہونچا ابھی
قران کوئی اس مقام سے بہت دور نہیں آیا ہے کہ جہاں لشکر اسلام فروکش ہے صرف کوئی پانچ
کوس آیا ہوگا جب قریب اس کوہ کے قران پہونچا ناموس کی سواریوں میں بیبیاں تھیں پریشان
ہو گئیں تھیں انھوں نے بذریعہ خواصوں کے قران سے کہلا بھیجا کہ اے قران سنا ہے تو کسی مقام پر
قیام کرو یہ رات کچھ باقی ہے بسر کریں پھر جب حال لشکر کا معلوم ہووے گا اسوقت کوچ کرنا ہم یہ بقیہ
رات اپنے وارثوں کے فتح کی دعا مانگ کر بسر کریں شاید کریم کارساز ہماری دعا قبول کرے اور اس
بلا سے ہم کو نجات دے اور ہمارے وارثوں کی ظفر ہو قران نے بھی خیال کیا کہ دراصل اچھا تو اس
مقام سے اسقدر فاصلہ پر چلے آئے ہیں پس کیا نقصان ہے کہ یہ رات یہاں بسر کریں صبح کو آیندہ اور
روانہ سے حال لشکر دریافت کر کے اگر ہماری ظفر ہوئی ہو تو خیر ورنہ اسوقت کوچ کریں اس امر میں
کئی نفع ہیں اول تو یہ کہ یہ رات جو کچھ باقی ہے بسر ہو جائیگی دوسرے دعا بھی کریں گے تیسرے حال
لشکر کا بھی معلوم ہو جائیگا اگر ہماری ظفر ہوئی ہو تو یہ تو ہوگا کہ ہم خبر پا کر خوش تو ہونگے اور لشکر کو
روانہ تو ہونگے اگر یہاں سے چلے جائینگے تو کیا حال معلوم ہوگا قران نے اپنے دل میں یہ خیال
کر کے اہل لشکر سے کہا انھوں نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے ہم آپ کے ہمراہ ہیں پس قران
نے اسی کوہ سربلند کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اسی کوہ پر قیام کریں اپنا بندوبست کریں اس پر جو
قران نے کہا اہل لشکر نے اس کوہ کی طرف رخ کیا قران نے اس کوہ کا اس سبب سے رخ کیا
کہ خیال کر لیا تھا کہ یہ پہاڑ بہت سربلند ہے پس قران ان سب اہل لشکر کو مع ناموس کے زیر
کوہ ٹھہرا کر اور یہ خیال کر کے کہ چلکر پہلے یہ تو دیکھ لو کہ کوئی دوسری بھی اس پہاڑ سے اتر جانے کی
راہ ہے یا نہیں ہے اگر شاید لشکر کفار آ پہونچے تو ہم اسی راہ سے نکل جائیں پھر اہل لشکر سے بھی کہا
کہ تم لوگ یہاں قیام کرو میں کوہ کو دیکھ آؤں تو آتا ہوں وہ لوگ ٹھہرے یہ اٹھا یہاں پہاڑ کی طرف گیا

پہونچے اول تو راہ پہاڑ کی بہت صعب و دشوار گذار پائی کہ ایکا ایک حریف نہین آسکتا ہی دوسرے
اُسکے دوسری طرف بھی ایک صحرا پایا اور اُس صحرا مین اُسکی راہ تھی دوسرے اور ایک پہلو مین کوہ
کے دریا رواں تھا دوسرے پہلو مین ایک غار عظیم تھا پس قران نے اُس کوہ کو بہت پسند کیا
حقیقت یہ تھی کہ وہ گلہاے رنگا رنگ سے مملو تھا سبزہ روئیدہ تھا ایک چشمہ آب خوشگوار کا
بہر نسیم اُس کوہ پر تھا پس قران اُس پہاڑ پر سے اُترے اور لشکر مین آئے اور سوار پیادہ و میانے
پہاڑ پر گئے ایک مقام وسیع دیکھکر خیمہ برپا ہونے کا حکم دیا تمام لشکر کوہ پر چلا آیا ایک سوار پیادہ تک
زیر کوہ نہ رہا راوی نے بیان کیا ہی کہ قران نے اسقدر جلد خیمہ برپا کرائے کہ تمام خیمے جسکی حد و انتہا نہ تھی
ایک آن واحد مین سب کاموں سے فراغت ہوگئی قران نے ناموس کو خیمون مین اتارا گرد خیمہ لشکر کو
پڑاؤ کرنے کا حکم دیا گھاٹیان درست کین اُس پر لشکر مقرر کیا خود بھی پہاڑ پر روبرو خیمہاے ناموس کے
افسران فوج کو لیکر مقیم ہوا خوب بندوبست و انتظام کیا ہی کہ اُس پہاڑ پر پرندہ پر نہین مار سکتا ہی درندہ
کی کیا اصل ہی انسان تو کیا ایسا مقدور رکھتا ہی پس قران یہ بندوبست اپنی مرضی کے موافق کرکے مقیم
ہوا اُدھر ناموس نے خیمون کے صحن مین آکر زیر آسمان اپنے سرون کے بال کھولے اور اپنے وارثون کے
حیات کی اور اس بلا سے نجات پانے کی دعا مین مصروف ہوئے راوی تو ان سب کو اسی حال مین چھوڑتا
ہی اب حال لشکر کا قلمبند کرتا ہی ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ جب قران ناموس کو لیکر بموجب حکم
صاحبقران لشکر سے چلا گیا ہر ایک سردار اپنے خیمہ مین گیا سامان جنگ کرنے لگا اِدھر لشکر مین
بموجب حکم صاحبقران منادی نے ندا دی کہ حکم ہی صاحبقران کا کہ جس لشکری کو اپنی جان
عزیز ہو وہ اس لشکر سے نکل جائے کیونکہ مین یہ نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے یا میرے
حکم کے پابندی کی وجہ سے اپنی جان دے مین نے اپنی اطاعت تم سب سے اوپر سے اُٹھا لی
کی ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار باقی ہی یہ جو منادی نے ندا کی اور اہل لشکر کو معلوم ہوا پس اُسی وقت
گروہ گروہ غول غول جمع ہو کر اپنے اپنے افسرون کے پاس آئے اور عرض کیا کہ کیا خطا ہم سے ایسی
سرزد ہوئی ہی کہ جس کے سبب سے صاحبقران نے یہ منادی کرائی ہی اُنکو ہماری طرف سے کیا
خیال پیدا ہوا ہی ہم نے تو کبھی آجتک کوئی عدول حکمی نہین کی نہ اپنی جان عزیز کی ہر وقت جان
نثاری کا خیال کیا اور یہ بھی خیال رہا کہ جس طریقہ سے ہو صاحبقران کے حکم کی اطاعت کیجیے
آجتک کبھی صاحبقران نے ایسے کلمہ ہم لوگون کی نسبت نہین فرمائے آج کیا سبب ہی کچھ آپ کو
معلوم ہی کیونکہ آپ لوگ تو دربار مین تشریف فرما رہتے ہین یہ جو ہر ایک اہل لشکر نے عرض کیا اُن
سب نے جواب دیا کہ نہ تم سے کوئی خطا ہوئی ہی نہ کسی قسم کا گمان تم لوگون کی طرف سے صاحبقران
کو ہی صرف یہ سبب ہی کہ کل کفار سے مقابلہ ہی اور بہت بڑے ساحر سے سُنا گیا ہی کہ اُسنے وہ
سحر طیار کیا ہی کہ جس سے وہ ایک پل مین تمام عالم کو جلا کر خاک کر دے گا اُس سحر پر کسی ساحر کا
سحر اثر کرتا ہی نہ کوئی ساحر اُسکو رد کر سکتا ہی نہ کوئی تدبیر اُسکے رد کرنے کی فی الحال ہو سکتی ہی آج
نامہ اُسکا آیا تھا کہ یا تو مع لشکر کے سمندر کی اطاعت کرو اور دین اسلام کو ترک کرو مذہب [illegible]
پرستی قبول کرو حلقہ اطاعت سمندر اپنے گلے مین ڈالو اور خواجہ ثالث خضران بن عمر کو اسیر
کرکے ہمارے حوالہ کرو اگر یہ نہ منظور ہو تو آمادہ قضا ہو کر میدان مین آؤ مین کل صبح کو میدان مین
آکر تم سب کو قتل کرونگا پس اس سبب سے یہ حکم صاحبقران نے جاری فرمایا ہی کیونکہ [illegible]

اسکو تو یہ جواب صاف دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ نہ ہم اطاعت کرینگے نہ ترک اسلام نہ خواجہ کو گرفتار کرکے دینگے بلکہ
میدان میں آکر مقابلہ کرینگے اے بھائیو یہ امر تو دراصل بہت عمدہ ہے کہ چاہے جان جائے مگر ایمان نہ جائے
پر خیال صاحبقران کا بہت غضب ہے جس صاحبقران نے بعد نامہ روانہ کرنے کے ہم سب سے یہی کہا
تھا کہ آپ لوگ نکل جائیں ہم نے قبول نہیں کیا نہ صاحبقران کے عزیزوں نے اسکے بعد صاحبقران
نے ناموس کو قاران کے سپرد کرکے ہم سب کے سامنے تھوڑا سا لشکر ہمراہ کرکے خانہ کعبہ کو روانہ کیا
اسکے بعد منادی سے ندا کرا کے تم کو آگاہ کیا تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ اپنے ساتھ ہماری بھی جان لی اگر ہم کو یہ
معلوم ہوتا تو ہم ضرور نکل جاتے یہ جو سرداروں سے اہل لشکر نے سنا مسکرا کر جواب دیا کہ ہم جو صاحبقران
کے ہمراہ اس زمانے میں یا اگلے بزرگوں کی خدمت کی یا انکی تو اس لیے نہیں کی کہ جب تک انکو راحت
ہو اسوقت تک ہم ساتھ رہیں اور جب کوئی وقت پڑے تو اسوقت میں چھوڑ کر نکل جائیں اور اپنی
جان بچائیں یہ تو کبھی ہم سے نہ ہوگا ہم ضرور ہمراہ صاحبقران کے جان دینگے ہم تو کسی وقت میں جانینگے
یہ امر بالکل خلاف مردی و مروت ہے کہ جب تک فرصت کرتے گو کہ اسوقت تک ساتھ رہتے جب جان جانے
موقع ہوا صاف نکل گئے لیں ہم کبھی ایسا نہ کرینگے ضرور ہمراہ رہیں گے افسروں نے کہا کہ خدا تم کو جزائے
خیر دے بس جا کر اپنا سامان کرو یہ سنکر سب اپنے اپنے مقام پر آئے وہ باقی دن اسی آمد و رفت میں
بسر ہوا طبل جنگ بجا کیا یہانتک کہ آفتاب بطرف خانہ مغرب کے میدان نیلی رواق سے روانہ ہوا وہ آفتاب کا
غروب ہونا [illegible] رنگ کا مائل بزردی ہونا گلوں کا ہوا کے جھونکوں سے شاخوں سے درختوں
میں ہلنا خوشبو سے تمام باغ کا مہکنا وہ جو سبزہ بسبب حدت دھوپ کے پژمردہ ہو رہا تھا اسپر جو ہوا
چلی وقت شام کا آیا کچھ خنکی ہوئی تر و تازہ ہوا یہ معلوم ہوا کہ زمین کے بال کھڑے ہو گئے یہ [illegible]
سے وہ سہانا سہانا وقت وہ ابرات کا شام کے وقت کو قریب دیکھکر طرف اپنے مسکن کے روانہ ہونا
وہ سنو سن اسکے [illegible] دن کی تمامی سے ایک نیا عالم تھا ہر طرف درندے سر جھکائے ہوئے راستے کے
خیال میں کہ کہیں شام نہ ہو جائے اپنے مقام مسکن کو پہنچ جاتے تھے کسی سے خبر نہ ہوتے تھے
اسی طور سے چرندے بھی میدان سے جانوران آبی بھی تہ آب جا کر مقیم ہوئے جانوران صحرائی جھاڑیوں میں
گھاٹیوں میں غاروں میں مقیم ہوئے طائروں نے اشجار پر بسیرا لیا کہ آفتاب بالکل غروب ہو گیا مؤذن
نے اذان دی بانگ اللہ اکبر سے تمام عالم گونج اٹھا ہر طرف نماز مغرب کا بندوبست ہونے لگا شام
کی وردی لشکروں میں بجی زمین پر تو یہ سماں تھا بالائے آسمان خسرو انجم کی وہ آمد ہر طرف وہ چادر
نور کا پھیلنا وہ میدان فلکی پر مثل ذرہ ہائے ریگ کے ستاروں کا چمکنا ہر طرف ایک عجیب سماں تھا
آسمان پر ایک طرف کہکشاں کا ظہور ایک دریائے نور تھا کہ موج زن تھا وہ اوس کا گرنا اسکے سبب
سے وہ سبزہ کا لہکنا برگ درخت پر وہ اوس کے قطروں کا مثل گوہر کے چمکنا کیا بیان کیا جائے آسمان پر
ماہتاب بصد آب و تاب نکلا ہوا تھا گویا کسی حور جمال نے چادر نور کو زیب سر کیا تھا اسطرح
سے روشنی ماہتاب سے تمام صحرا منور تھا باوجودیکہ اس قدر عالم نورانی تھا ہر طرف ایک نور برس رہا تھا
مگر کچھ اداسی سی ہر طرف چھائی تھی رنگ ماہتاب بیرنگ گویا زرد تھا گریبان شب چاک تھا روئے
ماہتاب فق تھا بلکہ تا دامن گریبان شق تھا رات باوجود چادر نور کے ہونے کے سیاہ پوش تھی جدھر
نگاہ اٹھ گئی ایک تاریکی نظر آئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جل یہاں بہت [illegible] ہوگا ایک عالم ہو تھا سناٹا
صحرا کا فراٹا ہوا کا دلوں کو بیقرار کیے دیتا تھا یہ عالم تھا کہ کوئی اس رات کو ایسا نہ تھا کہ جو اس نحو

ہمدم و مونس بجز حسرت و یاس کے کوئی نہ تھا ہر ایک کو لشکر اسلام سے یہ خیال تھا کہ کل صبح کو میدان
جنگ میں ہمارا تماشہ ہی کل قصاب اجل ہمسے سامنا ہی لشکر کفار میں خوشی کا عالم تھا ہر طرف گھنٹہ و
ناقوس بج رہے تھے اہل لشکر کفار اپنے خیموں میں بیٹھے ہوئے ناچ و رنگ دیکھ رہے تھے ہر ایک
جگہ صحبت عیش برپا تھی گرداب و غیرہ نے بسبب خوشی کے ایک جلسہ قرار دیا تھا اُس میں سب
سردار موجود تھے دو پہر سے ہر مقام پر رقص و سرود ہو رہا تھا ناچ گانے کا شغل تھا کوئی چوسر کھیل رہا
تھا کوئی بدمعاش عجیب قماش سے مصروف بازی شطرنج تھا کہیں سوجست ہو رہا تھا کہیں لہو و لعب و تلاش
تماش ہو رہا تھا تا نصف شب لشکر کفار میں یہی خوشی کے رستے ملا یہ پھرنے لگا صدا سے حاضر باش بلند
ہی نقارہ رزمی بج رہا ہی جب نصف شب آئی تو گرداب و غیرہ نے حکم دیا کہ جلسہ برخاست ہو دو گھڑی
جا کر ہر ایک استراحت کرے اُسکے بعد پھر تیغ کو تیز کرے ان میں جا کر مقابلہ میں اہل اسلام کے صف آرا
ہونا پڑیگا یہ کہکر گرداب و حباب و سیلاب و موّاج و ملکہ بادشتن و ملکہ چیپدر رتن و ملکہ زہرہ ہران
اپنے اپنے مقام پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور طرف اپنے اپنے خیمہ آرام کے گئے راوی نے بیان کیا ہی
کہ جب گرداب و غیرہ نے طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا تھا اور طبل جنگ بجا تھا اور لشکر اسلام میں
بھی کوس رزمی بجا تھا اُسکے بعد یہ بادشاہ دربار برخاست کرکے اپنے اپنے مقام کو گئے تھے اُسکے بعد
جلسہ آراستہ ہونے کا حکم دیا تھا بموجب اُنکے حکم کے محفل عشرت برپا ہوئی تھی یہ اُسمیں آکر بیٹھے تھے
چنانچہ یہ وہی جلسہ تھا جب جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اب ہر طرف لشکر کفار
میں سحر جگایا جانے لگا ہر خیمہ سے دھواں بخورات کا بلند ہونے لگا ہر ایک اپنے سحر کو تیار کرنے لگا
گو لشکر کفار میں کوئی خوف نہ تھا سب کو معلوم تھا کہ ہم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا جو کہ شوقین ہیں سحر کے وہ
سحر کو اپنے درست کر رہے ہیں باقی سب باخاطر خوش و با اطمینان تمام خواب مرگ میں مبتلا ہیں ذرا بھی
خیال نہیں ہی کہ کل صبح کو مقابلہ ہوگا صدائے نفیر خواب بلند ہی اہل کفار کا تو یہ حال ہی ادھر لشکر اسلام
میں بھی نقارہ رزمی بج رہا ہی جو کہ لشکر اسلام میں ساحر ہیں مثل مریخ آفتاب علم و آفاق شاہ و
زوجہ آفاق و کوکبہ و سہراب و شعلہ الان وغیرہ کے دیگر سردار لشکر ساحران اپنے اپنے خیمہ میں
سحر کو زور دے رہے ہیں اس خیال سے کہ ایک مرتبہ تو ہم بھی اپنا سحر یہ اسپر کرینگے شاید کارگر ہو گو یہ
امید رکھنا کہ ہم اُسکے ابر سحر کو مٹا دینگے بیکار ہی ہاں اگر خدا کا فضل شامل حال ہی تو کیا عجب ہی کیونکہ وہ مور
ضعیف کو فیل مست پر غالب کرتا ہی ضعیف کو قوی پر ظفر دیتا ہی بموجب شاعر کے اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر ستمی کوئی کیا کر سکے ❊ کبھی ناتوانوں کو بخشے وہ زور ❊ سلیمان کو گاہے کرے مثل مور ❊ جب اسکا ہی
یہ قدرت ہی کیا عجب ہی کہ ہمارے حال پر رحم کرے ہمارا سحر اُسکے ابر سحر پر کارگر ہو تو ہماری ظفر ہو اس
خیال سے سرداران لشکر ساحران سحر کو جگا رہے ہیں مگر خداوند کریم سے دعائے فتح و ظفر کے بھی خواستگار
ہیں یہ تو ساحران مطیع اسلام کا حال ہی اُنکے خیموں سے بھی بخورات کی بو آ رہی ہی طلایہ لشکر میں پھر رہا ہی
صدائے بیدار باش ہوشیار باش بلند ہی و سرداران غیر ساحر و اہل لشکر غیر ساحر جو ہیں سجادے
بچھائے ہوئے نماز شب میں مصروف ہیں بصد رجوع قلب اپنے خالق مطلق و مالک برحق سے یہ
دعا کر رہے ہیں کہ اے مالک تو سب کا حافظ و مالک ہی تو بڑا کریم ہی تیرے کرم سے یہ امید ہی کہ تو ہم سبکی
آبرو کو نگاہ رکھیگا اگر ہماری سب کی قضا آئی ہی تو ہم کو تیرے حکم سے کوئی سرتابی نہیں ہی راضی ہیں
مگر یہ خیال ہی کہ اگر ہم یوں قتل ہوے تو کفار کو خوشی ہوگی تیرے دین کے رواج پانے میں برہمی

ہوگی کیونکہ ہم سب تیری راہ مین جہاد کو کمر باندھے ہین تیری راہ مین ہم اپنی جان کو جان نہین خیال کرتے ہین سر
ہم کو تیری راہ مین بار دوش ہی ہمین یہ دعا ہی کہ جب مقابلہ ہوا اور مرنے کا وقت قریب آئے تو تیری راہ سے
قدم نہ ہٹے ثابت قدم رہین سر تن سے کٹ جائے جان جاے مگر تیری راہ سے نہ پھیرین اگر ہم کو ہزار
مرتبہ قتل کرے اور ہم سب تیری قدرت سے زندہ ہون اور پھر وہ یہ کہے کہ دین اسلام ترک کردو تو
ہم کبھی نہ قبول کرین بلکہ اسی طرح ثابت قدم رہین چاہے وہ ہماری خاک تک برباد کرے ہم کو یہ کسی
طور سے گوارا نہین ہی کہ ہم تیری بندگی کو ترک کرین دوسرے کو اپنا خدا جانین جو کہ مثل ہمارے آنکھ
وناک اور جسم بھی رکھتا ہو یا مثل ہمارے اسکو ہر قسم کی ضرورت ہو ہم کیونکر اسکو اپنا خدا تصور کرین
یہ تو ہم سے نہ ہوگا کہ ہم ایسے خدا کو اپنا خدا جانین جب کہ تو موجود ہوا ہی کریم رحیم کرنا ہر طرح سے
حفاظت آبرو کرنا یہ دعا کرتے تھے اور نماز شب مین مصروف تھے ہر خیمہ سے صداے گریہ وزاری
آرہی تھی ہر ایک اپنے مالک سے اپنے گناہ کی معافی کا خواستگار تھا و ثابت قدمی کا طلب گار
تھا تمام شب لشکر اسلام مین شب قدر تھی ہر طرف سے صداے تکبیر آرہی تھی کوئی رکوع مین تھا
کوئی سجدے مین کوئی تشہد پڑھ رہا تھا کوئی ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کر رہا تھا یہ تو حال سرداران
لشکر و عزیزان صاحبقران کا تھا کہ ہر ایک اپنے خیمہ مین بیدار تھا مصروف عبادت پروردگار تھا
اہل لشکر بھی جاگ رہے تھے نمازین پڑھ رہے تھے آج کوئی سامان جنگ نہین کرتا تھا بلکہ
عروس مرگ کی خواستگاری مین دعا کر رہے تھے کسی مقام پر سواے نماز وغیرہ کے دوسرا شغل
نہ تھا اکثر شب جنگ مین یہ حال ہوا ہی کہ باہم گلے ملے مین سامان جنگ کیا ہی جو کہ بزدل تھے وہ
چلے گئے ہین مگر اس سبب سے نہ کسی نے سامان جنگ کیا نہ کوئی لشکر سے نکل کر گیا سب عبادت
خدا مین مصروف تھے باہم عبادت خدا کر رہے تھے اور صاحبقران نے بھی جاکر سجدہ کیا پس مین شب
بیداری فرمائی ہی بادشاہ اپنے خیمہ خاص مین سجادہ عبادت پر جلوہ گر ہین خدا سے بصدر جوع
قلب یہ دعا کر رہے ہین کہ ای کریم گو میرا یہ مرتبہ نہ تھا کہ مین بادشاہ ہوتا صرف تیری عنایت
اور رحمت اور بندہ پروری سے یہ مرتبہ مجھکو ملا اس درجۂ اعلی کو پہونچا مین بہت خوش ہوا تیری
راہ مین کمر ہمت کو استوار کیا کہ جہاد کرون تو نے ہر مقام پر میری آبرو رکھ لی مجھکو سرفراز کیا مین موت
سے نہین خوف کرتا ہون مرنے کو حیات جانتا ہون زندگی کو سبب بدنامی کا اگر قضا آئی ہی تو
کیا پرواہ ہی کوئی اندیشہ نہین ہی ہم سب موجود ہین بلکہ خوش ہین کہ مرتبۂ شہادت ملیگا مگر تیری
ذات سے ہر وقت امید نیکی رکھنا چاہیئے ناامید نہ ہونا چاہیئے مجھکو کیونکر گوارا ہوگا کہ اسقدر میرے
بندے ایک کافر خاسر کے ہاتھ سے قتل ہون مجھکو امید قوی ہی کہ تو فرزند کو ہلاک کریگا یہ بلا سب کے
سر پر سے رد کریگا تیری ذات پر جو بھروسا کرے اسکو ہرگز ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ نیکی کی امید
رکھنا زیبا ہی بموجب شعر تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار، نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار، بس مین
تیری درگاہ مین یہ دعا کرتا ہون اور مجھکو امید ہی کہ تو اپنے فضل و کرم سے میری دعا کو قبول
فرمائیگا اس بلاے آسمانی و عذاب ناگہانی سے ہم گناہ گارون کو نجات دے کیونکہ تو رحیم
ہی کریم ہی آمرزگار بڑا غفار ہی تیرے سوا اور کس کا سہارا ہی کون ہمارا ہی بادشاہ اس طور
سے دعا کر رہے ہین تو نے اپنے قدرت کاملہ سے جناب ابراہیم کو آگ سے بچایا سلیمان
کو شمشیر کے پنجہ سے نجات دی حضرت موسی کی پرورش دشمن کے گھر مین کرائی علاوہ اسکے

ہر نبی اور ہر وصی نبی کی تو نے ہر وقت مشکل سے کام کی ہے جد امجد حمزہ صاحبقران پر سے
کیسی کیسی بلا رد کی ہے کیا ہے اس سے زیادہ مشکل ہو آسان ہے بادشاہ تو دعا فرما رہے ہیں
اُدھر صاحبقران سجدہ کر کے تمام شب میں مصروف ہیں رکوع و سجود میں مشغول ہیں اُنکی زبان
پر یہ مناجات ہے مناجات خدایا میں بندہ گنہگار ہوں ۔ عقوبت کا بیشک سزاوار ہوں ۔ تیرا ایسا
بندہ ہوں میں بے ہنر ۔ تیرے عہد اعظم کا ہوا ہوں بے پسر ۔ کیا ہے تئے حشر دنیا نے نصرت ۔ فراموش
ہے مجکو عہد الست ۔ نہیں چھوڑتا ساتھ دم بھر گناہ ۔ سراسر خطا ہوں سراسر گناہ ۔ نہیں دھیان کچھ
روز میعاد کا ۔ گنہ مجھ میں جو ہر ہے فولاد کا ۔ فلک تیغ آفت نکالے ہوئے ۔ میں غفلت میں گردن کو
ڈالے ہوئے ۔ میرے حال پر رحم کر اے کریم ۔ کہ ہے ذات تیری غفور الرحیم ۔ میں عاصی ہوں اپنی
طرف دھیان کر ۔ حساب مجھ پہ آسان کر ۔ زبان کو نہ لغزش ہو وقت حساب ۔ نکیرین کو دون
بخوبی جواب ۔ رہوں راہ حق میں میں ثابت قدم ۔ تیری ہی محبت میں نکلے یہ دم ۔ ہے اب عاصیوں پر
رحم کا مقام ۔ بحق محمد علیہ السلام ۔ یہ مناجات ورد زبان تھی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ کلام
لب پر تھے کہ اے کریم تیری عنایت سے یہ مرتبہ جلیل مجھ عاجز ذلیل کو نصیب ہوا میں کہاں صاحبقران
کا مرتبہ کہاں یہ مرتبہ اُنہیں صاحبان ہمت و جرأت کو سزاوار تھا وہی لوگ اس منصب جلیل و مرتبہ
عظیم کے لائق تھے میں نے اس اپنی عمر میں سوائے گناہ کے کوئی ایسا فعل نیک نہیں کیا کہ جو
تیری بخشش کا وسیلہ ہوتا اور زیادہ تر یہ بھی خوف ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا تحفہ نہیں ہے کہ میں
لیکر تیری خدمت میں حاضر ہوں جو کہ میرے نجات کا سبب ہو اور میرا پلہ اعمال اُسکے سبب
سے سبک ہو سوائے اس امر میں بسر ہوئی کہ اس ملک پر لشکر کشی کی ہوس دنیا میں اُس ملک پر
لشکر کشی کی ہزاروں تیرے بندوں کا خون کیا لیس یہ جو میں نے کیا اس خیال سے کہ تیری راہ
میں جہاد کروں شاید یہی سبب میرے نجات کا ہو وہ بھی حوصلہ نہ پورا ہوا کہ قضا نے آکر دامن
پکڑ لیا ورنہ میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ جو چند ملک کافروں سے آباد ہیں انکو فتح کر کے اور خانہ کعبہ
میں جا کر تیری عبادت کرونگا مگر اجل نے مہلت نہ دی یہ تو ضرور ہے کہ جسکی موت جس مقام پر لکھی
مقرر ہوئی ہے وہ ضرور اُس مقام پر پہونچتا ہے میری بھی موت یہ صحرا تھا میرے مقدر میں یہ لکھا
تھا کہ میں ساتھ چند عزیزوں کے ایسے مقام پر مروں کہ جہاں سوائے کفرستان کے دوسرا مقام نہ ہو
افسوس یہ ہے کہ قبریں بھی ہم سب کی نہ بنیں گی اگر کسی نے ترس کھا کر دفن بھی کیا تو کیا اپنے
عزیزوں سے تو جدا رہے یہ تو نہ ہوا کہ کوئی آکر فاتحہ پڑھے اور دو پھول چڑھائے خیر اس کا بھی
کوئی غم نہیں ہے حسرت اسکا غم ہے کہ سنا تھا ایسے عادل برحق کا ہے اور کوئی وسیلہ نہیں ہے کہ جو سبب
نجات کا ہو میں تو اُسی امر میں خوش ہوں جو تیری مرضی ہے یہاں لشکر میں تو فریاد و فغاں ہو رہی ہے
صاحبقران بھی دعا فرما رہے ہیں اُدھر جو اپنے خیمہ خاص میں تنہا بیٹھے ہیں مصروف دعا
ہیں کہ حسینا عیار شیل برق ثانی و ضرغام ثانی و ہیلاک ثانی سے خیمہ دربار برخاست ہوا
تھا یہ لوگ صورت تبدیل کر کے بادشاہ زادوں کی خدمت میں صورت پرورش
ہوکر پہلے لشکر کفار میں آئے تھے اور وہاں سے شاطری بار لیتے ہوئے شاہ سمندر
میں اس خیال سے آئے کہ چل کر اگر پڑے تو عیاری سے سمندر شاہ و مشتاق لقا کو
اسی پردۂ شب میں قتل کریں یا اسیر کر کے لے آئیں تاکہ یہ ہدم پاک ہو اس خیال سے

شہر مین آسکے یہان ہر مقام پر یہی چرچا پایا کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ ہی کیونکہ عشاق شرطاقی اپنا
ابر سحر گر کے سب کو خاک سیاہ کر دیگا ایک کو زندہ نرکھےگا اُسکو بہت غصہ ہی تہ عیار ہر مقام
پر دیا نظر کرتے ہین اور بیٹھے آتے ہین راوی نے بیان کیا ہی کہ دربار سے جو سب سردار اپنے اپنے مقام
پر گئے ہر ایک کو اس امر کا افسوس ہی کہ مفت اہل اسلام کی جان اس عشاق کے ہاتھ سے
برباد ہوئی بعض سردار مثل گلاب و نزورق و اشفاق وغیرہ کے بہت رنجیدہ ہین خصوصاً
عشاق اُستاد سمندر اسکو یہ امر بہت ناگوار ہوا ہی عشاق شرطاقی کا دربار مین اسقدر بیٹھ کر
غرور کرنا اور یون اہل اسلام کے قتل کرنے پر آمادہ ہونا مگر کیا کرے دو سبب ہین ایک تو
یہ کہ وہ یہ سبب سمندر کے کچھ کہہ نہین سکتا ہی کیونکہ اگر کچھ اس مین خارج ہوکر مانع ہوتا ہی تو
سمندر کو خیال ہوگا کہ شاید انکو بھی کچھ اہل اسلام سے انس ہی وہ میرے ساتھ بھی مثل
آفاق کے حیلہ کرتے آفاق نے تو تحمل کیا مین نہ تحمل کرون مقابلہ ہو بین دوستی اور محبت
مین فرق آسکے بلکہ خود ہی بزرگی جاتی رہے استاد شاگرد مین مقابلہ ہو لوگ طعنہ زن ہون کہ
کیسے اُستاد و شاگرد تھے کہ باہم مقابلہ ہونے لگا شاگرد نے اس امر کا خیال کیا کہ یہ اُستاد
مین نہ اُستاد تھے کہ یہ شاگرد ہی اور وہ جو الفت مجکو سمندر سے ہی وہ جاتی رہے مجکو یقین ہی
کہ مین اُسکے فراق مین ہلاک ہون صرف اُسکی الفت کے سبب سے مین نے کو شہنشاہی کو
ترک کیا اہل دنیا سے ملا مین ایک امر اُسکے خلاف کرکے اس امر کو گوارا کرون دوسرے
اُسوقت یہ ممکن نہین ہی کہ سمندر کو اس امر پر آمادہ کرون کہ وہ عشاق سے مقابلہ کرے
گو سمندر میری اس رائے کو قبول کرلے گا ابھی اُس سے مقابلہ پر آمادہ ہوگا یہ بھی خیال ہی
کہ سمندر کسی طور سے عشاق سے کم نہین ہی بلکہ ساحر زبردست ہی مگر عشاق نے ایک
سحر ایسا طیار کیا ہی کہ جسکی ردّ فی الحال ممکن نہین ہی میرے امکان سے بھی خارج ہی جبتک
محنت نہ کرون گو میرا یہ مرتبہ ہی کہ مین عشاق کو ابھی برسون سحر کی تعلیم دون وہ میرے روبرو
طفل مکتب سے بدتر ہی مگر قاعدہ یہ ہی کہ جو ساحر جس سحر پر محنت کرچکے اُسکو اپنے قابو مین کرنا
ہی پھر اگر دوسرا ساحر قصد کرے کہ ہم اُس کی رد کو تیار کرین تو اُسی قدر محنت کرے جب
جاکر اُسکی رد طیار ہوتی ہی مین نے سب پر محنت کی ہی ہر سحر میرے قابو مین ہی مگر اسوقت
فوراً ہر ایک پر محنت ہونا دشوار ہی اور وہ اسی سحر پر محنت کرتا آیا ہی اُسکے قابو مین ہی بلکہ مقابلہ
کرکے احمق بننا ہی یہ دو امر اُسکو مانع ہین اور ایسے ایسے خیال دل مین کرکے خاموش تھا مگر
ملکہ رو تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سمندر دربار برخاست کرکے گیا تھا تو عشاق
اپنی نانی کے پاس آیا بعد دریافت حال اپنے مقام پر آیا تھا اس قصد سے کہ یہ اس قدر
دن و رات گذر جائے تو مین صبح جاکر خاتمہ کرون بس اس کا سوچتے دل لگا ہوا اُسنے
مقام پر سے اٹھکر در محل سمندر پر آیا تھا اور بذریعہ محلدار کے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ
سے کہدو کہ آپسے دوست عشاق آپکو بلاتے ہین کہتے ہین کہ یا تو آپ خود تشریف
لائیے یا مجکو طلب فرمائیے تمکو کچھ امر ضروری عرض کرنا ہی محلدار نے جاکر سمندر سے
عرض کیا اُسنے فوراً سمندر نے محل سے باہر آیا اور عشاق کا ہاتھ پکڑکے دربار خاص مین لے
گیا بڑی عزت سے بٹھایا کہا کہ کیون کیا بات ہی فرماتا ہی بیان فرمائیے عشاق نے جواب دیا

کی سب تنہائی کے میرا دل گھبرایا لہذا میں اس خیال سے یہاں آیا کہ آپ کی خدمت میں جا کر آپ سے عرض کرون کہ چند طائفے طلب فرمایئے تاکہ یہ راستہ گذرے سمندر نے کہا کیا مضائقہ ہے پھر عشاق نے جواب دیا کہ کوئی انتظام زیادہ نہ فرمایئے صرف دل کے بہلانے کے لیے یہ امر ہے ہان کل جب اہل اسلام کا خاتمہ ہوویگا پھر جشن عشرت برپا فرمایئے گا دوسرے مجھکو یہ بھی خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آئے اور غافل پاکر عیاری کرے کیونکہ انکو تو اس امر کی خبر ہے سمندر نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ آپ چلے آئے میں بھی پریشان تھا یہ کہکر سمندر نے صدا دی کہ کوئی حاضر ہے بس چند چوبدار حاضر ہوئے سمندر نے کہا کہ داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچا دو کہ چند طائفے حاضر کرے ہم اسوقت گانا سماعت کرینگے اور اہلکاران سرکاری کو حکم دو کہ خانہ عیش کی درستی بہت جلد کرین اور فلان فلان سردار کو آگاہ کردو کہ وہ حاضر ہون جن جن کے نام لیے کہ فلان فلان سردار کو آگاہ کردین اُنمین عشاق اُستاد سمندر و کلاب و اشفاق و روزق تھے یہ حکم سُنکے وہ چوبدار روانہ ہوئے پہلے داروغہ ارباب نشاط کو حکم شاہی سے آگاہ کیا بعد اُسکے جو خانہ عیش کا منتظم تھا اُسکو خبردار کیا اُسنے فوراً جاکر سب سامان درست کیا درستی کرائی داروغہ ارباب نشاط طائفہ لیکر چلا ادہر چوبداروں نے سرداروں کو خبر کردی وہ سب کے سب چلے شملاق و اعراق اور چند سردار جو کہ دشمن تھے اہل اسلام کے اپنے اپنے مکان میں خوش خوش بیٹھے ہوئے تھے شراب خواری کر رہے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ کل خاتمہ ہے اہل اسلام کا کل عید کا دن ہے ہم تو اپنے مکان پر ضرور جلسہ کرینگے جب یہ خبر سن لینگے کہ اہل اسلام قتل ہوئے چنانچہ سب لوگ اپنے اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے یہ خیال کر رہے تھے کہ چوبدار نے جا کر کہا کہ بادشاہ نے آپکو طلب کیا ہے وہ فوراً لباس درباری پہن کر روانہ ہوئے یہاں سمندر کو آکر چوبدار نے خبر دی کہ سب سامان درست ہے بس سمندر عشاق شرطاقی کو لیکر خانہ عیش میں آیا راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر نے ایک مکان بنوایا ہے اُسکو سجے سے آراستہ کیا ہے جب ناچ و رنگ دیکھنے کو جی چاہتا ہے اُسکو درست کراکے اُس میں جاکر مشغول عیش و عشرت ہوتا ہے اُسکا نام خانہ عیش رکھا ہے بس اسوقت بھی عشاق کی فرمائش سے اُسمین جلسہ مقرر کیا سب سردار آئے ناچ ہونے لگا جب خوش خوش بیٹھے ہوئے ہین ملک الفان شہر نگار ہی ہین ہر قسم کی صحبت برپا ہے شراب کا دور بندھا ہوا ہے یہان تو یہ سامان ہے اُدھر وہ عیار تمام شہر کی گشت لگا کر ہر مقام پر وہ ذکر سنتے ہوئے قریب سحر راستے کے اُس مقام پر آئے کہ جہان عشاق کی نانی تھی وہان جو پہونچے تو یہ خیال کیا کہ اسی پر کچھ عیاری کیجئے مگر موقع نہ ملا بہت پہرہ چوکی و ہوشیاری پائی کوئی صورت نہ ملی ناچار بیٹھے آخر کو مجبور ہوکر وہان سے چلے کہ اب اور کوئی فکر کرنا چاہیے رات بھی بہت آئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسی فکر میں رہو صبح ہو جائے جس فکر میں آئے ہو وہ نہ ہو نہ عشاق ہاتھ آئے نہ سمندر یہ باہم تجویز اور صلاح کرکے اُس مقام پر سے اور طرف چلے اس خیال میں کہ سمندر کی خوابگاہ کا پتہ چلے اور عشاق کی اُنھوں نے تدبیر کرکے یہ تو دریافت کر لیا کہ فلان مقام عشاق اُترا ہوا ہے مگر مقام و محلا کا تو طرف مقام عشاق کے روانہ ہوئے برق ثانی نا

طرف محل سمندر کے برق کمند مار کر بالاے بام آیا پیچھے جھانک کر جو دیکھا تو خوب روشنی ہو رہی
ہی پہرہ چوکی ہو رہی کنیزین جا بجا اپنے اپنے عہدے سے کھڑی ہوئی ہین جاگ ہو رہی ہی
اسنے موقع نہ پایا کہ پیچھے اُترے چارون طرف پہرہ ہی کہین موقع نہ ملا ایک طرف جو گیا تو اسکو
کچھ آہٹ معلوم ہوئی یہ چھپ کا پوشیدہ ہوکر کھڑا ہو گیا کہ اسنے دیکھا کہ چند جوان عورتین
باہم ہنستی ہوئین بالاے بام آئین یہ کہتی ہوئی کہ خوب ہوا جو بادشاہ نے آج جلسہ مقرر
کیا جان بچی ورنہ بہت پریشان ہوتے عجب مرد ہی کہ بدون عورت کے قرار نہین آتا ہی ایک بہن
رات بھر پریشان کرتا ہی مین تو عاجز ہون دوسری نے کہا کہ تم کیا عاجز ہو مین بھی عاجز ہون
مین اسی خیال سے مین تو بیٹھی رہی کہ شاید بادشاہ باہر سے آکر طلب کرین تو اسوقت
نیند خراب ہوگی اس سے بہتر ہی کہ جاگو اُسنے بھی یہی جواب دیا مگر خداوند تصویر نے خوب
کیا کہ بادشاہ ناچ و گانے مین مصروف ہوا خداوند عشاق شہ طائی کا بھلا کرین کہ جسنے
آج اگر ہماری جان آفت سے بچائی بہن مین تو اب جاکر سوتی ہون اُسنے کہا کہ تم کیا
سوتی ہو مین بھی جاکر سوتی ہون یہ کہکر ہر ایک ایک طرف چلی گئی یہ جو برق نے سنا
کہ سمندر محل مین نہین ہی کسی مقام پر جلسہ مقرر کیا ہی وہان ہی یہ وہان سے کچھ اُترا
اور اس تلاش مین روانہ ہوا اُدھر ضرغام و چالاک جو عشاق کی خوابگاہ مین پہونچے
اُنھون نے اُسکی خوابگاہ کو خالی پایا ہر ایک کو یہ فکر ہوئی کہ یہ نطفہ حرام کہان چلا گیا
وہان سے مایوس ہوکر باہر چلے آئے اور طرف روانہ ہوئے یہان برق نے وہ مقام
بھی تلاش کرلیا کہ جہان جلسہ برپا تھا سب سردار حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا برق نے چارون
طرف پھر کر یہ موقع تلاش کیا کہ کسی صورت سے مین اس جلسہ مین پہونچ جاؤن مگر ممکن نہ ہوا
اول تو یہ کہ سمندر و عشاق نے یہ حکم دیدیا تھا کہ جس کو آنا ہو وہ آجائے اندر پھر نا وقتیکہ جلسہ
برخاست ہو باہر نہ جائے اور جب سے جلسہ شروع ہو جائے اسوقت سے کوئی باہر
سے اندر نہ آئے جب ناچ و گانا ہونے لگا تھا سب نوکر جا کر اپنے اپنے کام سے فراغت
کر کے چلے آئے تھے اب جو اندر آگیا وہ باہر نہین جا سکتا ہی جو باہر رہ گیا وہ اندر نہین آسکتا
ہی سمندر و عشاق نے سحر سے دریافت بھی کرلیا تھا یہ سب میرے ملازم ہین اور میرے
سردار ہین ان مین کوئی عیار ہی نہ نجیب ہی اور یہ بھی دریافت کرلیا تھا کہ جو طائفہ ہین سب
اصلی ہین کوئی ان مین بنا ہوا طائفہ نہین ہی بس بدین سبب برق باہر کھڑا پھٹا کر اور
تڑپ تڑپ کر رہ گیا اندر نہ جا سکا یہ نہایت مجبور ہی کہ کیا کرون کوئی تدبیر نہین پڑتی ہی
یہ تو اسی فکر مین تھا کہ جب تین پہر رات گذری سمندر نے کہا کہ اب پہر بھر رات باقی ہی
اب جلسہ برخاست ہو اول تو آپکو صبح کو براے مقابلہ جانا ہی اگر رات بھر جاگیے گا تو صبح کو
کسل ہوگا عشاق نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا بس سمندر نے جلسہ برخاست ہونے کا حکم
دیا خود اُٹھ کر محل مین گیا اور اپنی خوابگاہ پر جاکر سو رہا مگر جب سے اُسکو یہ معلوم ہو گیا
ہی کہ عیار شہر مین آگئے ہین یہ جب سوتا ہی تو سحر کرکے سوتا ہی کہ اسکی خوابگاہ سواے
اسکے ملازمون کے دوسرے کو نہین معلوم ہوتی ہی وہ بھی جس کا جس کا نام لیتا ہی وہ
دیکھ سکتا ہی باقی کوئی نہین دیکھ سکتا ہی [illegible] اپنا بچھونا بچھوا

عیاران لشکر اسلام کے یہ تو یون خواب مرگ مین اپنا انتظام کرکے سو رہے اُدھر عشّاق بھی اُس جلسہ
سے اُٹھکر اپنے مقام پر سحر کے تخت پر سوار ہوکر بالائے ہوا سے آیا کہ کسی کو نہ معلوم ہوا کہ
عشّاق اپنی خوابگاہ مین آیا اُسنے بھی سحر کئے اپنی خوابگاہ کو معدوم کر دیا سب کی
نگاہ سے اب جو طائفہ اور دیگر سردار وہان سے نکلے تو باہم یہ کلام کرتے ہوئے کہ اس وقت
بادشاہ نے بہت کچھ دیا مگر کیا کرین کہ اُنکو نیند آگئی وہ اُٹھکر اندر تشریف لے گئے اُن کے
تشریف لے جانے سے عشّاق تشریف لے گئے ورنہ اس قدر رات بھی کٹ جاتی صبح کو
پھر وہین خوب سنتے یہ جو سردار باہم کلام کرتے ہوئے باہر آئے برق تو یہان اس فکر مین
کھڑا ہوا تھا اُنکے ہمراہ ہولیا جب یہ معلوم ہوا کہ سمندر محل مین گیا اور عشّاق اپنے مقام کو
تو یہ وہان سے طرف مقام عشّاق کے چلا یہ ادھر سے جاتا ہے اُدھر سے ضرغام و چالاک
آتے ہین راہ مین ملاقات ہوئی یہ تو اُنکو وہ اُنکو بخوبی پہچانتے ہین جب خوب پہچان لیا تو
برق نے کہا کہ کہان جاتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم عشّاق کی خوابگاہ مین گئے تھے
وہ مرتد وہان نہین ہے کہو تم اپنا کام کر آئے برق نے تمام حال بیان کیا کہ یہ سبب تھا جو وہ
نہین ملا آؤ ہم تم ملکر اُس پر عیاری کرین سمندر کی کیا ضرورت ہے اسوقت تو جو کچھ فساد ہے
اُسکی ذات کا ہے سمندر کو جب چاہین گے گرفتار کر لین گے اگر یہ بچ گیا تو صبح کو سب کا خاتمہ
ہے اُنھون نے کہا کہ اچھا چلو یہ باہم صلاح کرکے وہ تینون عیار اُس مقام پر آئے جو کہ عشّاق
کے قیام کا تھا اب جو وہان پہونچے ہین تو دیکھا کہ دروازہ اُسی طور سے کھلا ہوا ہے پہرے والے
بیٹھے ہوئے ہین یہ اُس طرف کو چلے جب قریب پہونچے تو وہ مکان نگاہون سے غائب ہوگیا
کہین اُسکا نشان تک نہ تھا اب تو یہ لوگ ٹھہر گئے اور حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے جب
بہت دور رہ گئے پھر وہ مکان نظر آنے لگا یہ اُدھر سے اُس مقام کے پشت پر آئے جب تک
دور رہے تو نظر آیا جب قریب پہونچے تو غائب ہوگیا وہ اُس قدر رات جو کہ باقی تھی ان عیارون کی
اسی مین بسر ہوئی کہ جب دور ہٹ گئے مکان نظر آنے لگا جب قریب آئے غائب ہوگیا
چالاک نے ضرغام سے کہا کہ کیون بھائی جب ہم اور تم پہلے آئے تھے تو یہ بات نہ تھی
بلاخوف اندر چلے گئے تھے تمام مکان کی سیر کی تھی اب کیا سبب ہے کہ یہ مکان دور سے تو
معلوم ہوتا ہے جب قریب جاتے ہین تو نہین آؤ الگ الگ ہوکر چلین یہ باہم صلاح کرکے
الگ الگ ہوئے جب یہ چالاک نے کہا تو ضرغام نے جواب دیا تھا کہ معلوم ہوتا ہے
برق پر کسی نے سحر کر دیا ہے یہ اُس سحر مین مبتلا ہے اُس کے سبب سے ہم کو بھی نہین معلوم
ہوتا ہے بس اسوقت الگ الگ جانے کی رائے ہوئی تھی تینون عیار تین طرف روانہ ہوئے
وہی واقعہ پیش آیا جب تک دور رہے مکان نظر آیا جب قریب گئے غائب ہوگیا آخر کو
عاجز ہوکر پھر سب ایک مقام پر آئے اپنی اپنی حالت بیان کی اسی فکر و تردد مین آثار سحر
نمایان ہونے لگے ہر طرف چراغون پر زردی چھانے لگی نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے
باہم صلاح کی کہ رات بیکار بسر ہوئی کوئی تدبیر نہ کارگر ہوئی چلو لشکر مین معلوم ہوتا ہے
کہ سب کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے کہ یہان آنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا اب چلکر سب کے
ہمراہ جان دو یہ صلاح کرکے یہ تو وہان سے روانہ ہوئے یہ طرف لشکر کے آتے ہین

انکا حال پھر تحریر ہوگا اب پھر حال لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ رات غازیان
دیندار و شیران شجاعت شعار نے عبادت خدا میں بسر کی ایسا عروس مرگ کا اشتیاق
تھا کہ خیموں سے نکل نکل کر فلک کی طرف دیکھتے تھے کہ ستارہ سحری چمکا یا نہیں سفیدی
سحری نے ظہور کیا پھر چلے جاتے تھے اسی صورت سے سب نے رات بسر کی کہ ناگاہ
چرخ اخضری پر مرغ سحر نے بانگ آذان بلند کی ان جوان مردوں کا اشتیاق سحر میں یہ حال
تھا کہ جیسے عاشقوں کا حال ہوتا ہے جب کہ انکو شب وصل نصیب ہوتی ہے کہ شب
طولانی ہو جائے اور درازی شب کی دعا کرتے ہیں انکا یہ حال تھا کہ یہ کوتاہی شب کی
دعا کرتے تھے وہ دن کو بار بار طرف آسمان کے اس خیال سے دیکھتے ہیں کہ دن تمام ہو
شب وصل آئے وعدہ وفائی ہو اپنے معشوق سے ملیں راز و نیاز ہو یا جس طور سے
نو عروس کے اشتیاق میں دن پہاڑ ہو جاتا ہے وہ شب کی دعا کرتا ہے اسی طور سے یہ بار بار
خیموں سے نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ رات کس قدر باقی ہے تاکہ سحر ہو معشوق
اجل سے ہمکنار ہوں اس سے راز و نیاز ہوں وہ ہمارے گلے کا ہار ہوں جب یہ دیکھا
کہ آثار سحر فلک پر نمایاں ہونے لگے خروس فلک نے آذان دی بس ان سب نے تجدید
وضو کیا اور سجادوں پر آ کر نماز سحر میں مصروف ہوگئے ہر طرف لشکر میں صدائے اذان
بلند بانگ اللہ و اکبر نے تمام فضائے آسمان کو گونج کیا ہر خیمہ سے اذان کی صدا آرہی تھی اودھر لشکر کفار
گھڑیال و ناقوس بجنے لگے دونوں لشکروں میں وردیاں بجیں ادھر ماہتاب کا چہرہ غم میں
اہل اسلام کے فق ہوا چرخ زبرجدی پر ایک اداسی سی چھا گئی ہر شمع کے رخ پر زردی
آگئی شمع نے وہ رات ہر محفل میں رو رو کر بسر کی تھی باوجودیکہ نور سحر کا ظہور تھا مگر تاریکی
سے تمام صحرا معمور تھا غم میں اہل اسلام کے گریبان سحر چاک ہوا خسرو انجم بصد رنج و الم
مع اپنے ہمراہیوں کے طرف غمکدۂ مغرب کے بارنگ زرد چہرہ فق روان ہوا بجنسہ انجم روان
دوان ہوئی نور سحر نے اپنا چہرہ نقاب شب سے نکالا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا اسکو
بڑا صدمہ ہے رہنمائے روز نے نقاب شب کو اپنے چہرہ پُر نور سے برطرف کیا نور سحری چھانے
لگا ستارے دریائے فلک میں غوطہ زن ہوئے روز کی آمد ہوئی وہ اوس نہ تھی اوڑتے
فوارے تھے یا آسمان حال پر اہل اسلام کے گریبان چاک تھا نسیم سحری نے چلکر ہر غنچہ گل کو
شگفتہ کیا مگر اس سے صدائے آہ پیدا ہوئی گویا یہ سبب اشجار کے سر پر جو شبنم
بلکہ غم میں اہل اسلام کے خاک سر پر پڑی تھی طائران صحرائی زمزمہ سنجی کرتے تھے یہ نہ تھا بلکہ اہل
اسلام کے لیے نوحہ کر رہے تھے وہ بلبل کی صدا نہ تھی وہ طائروں کے نغمہ نہ
تھے بلکہ نوحے تھے کیونکہ گلزار صلح جانفزائی پر بلائے ناگہانی آنے والی تھی باد صبا بھی
جو آتی تھی تو دلوں کو شگفتہ کرنے کے مقام پر پژمردہ کر جاتی تھی اسکی چال بھی بار غم سے
خراب ہو رہی تھی سبزہ نہ تھا بلکہ زمین نے لباس سبز غم میں اہل اسلام کے زیب تن
کیا تھا ہر شجر سبز پوش بنتا ہر غنچہ بلبس کر یہ سبب صدمہ کے رہ گیا لالہ اسی دن سے
داغ بدل ہے قمری نے اسی دن سے لباس قلندری اختیار کیا ہے ماہ میں بھی جو عیب
کلف اسی شب سے نمودار ہوا ہے خلاصہ یہ کہ کوئی دل ایسا نہ تھا کہ اس صدمہ میں مبتلا

نہ ہو چہرہ پر خوشی کا نام نہ تھا قمریان درختوں پر نالہ کش بیٹھی تھیں اس فکر میں کہ آج سرو باغ
صاحبقرانی قلم ہوگئے فاختہ ایک طرف اس فکر میں تھی کہ افسوس آج شمشادان و نونہالان
چمن اسلام تیغ اجل سے قلم ہوگئے بلبلیں گو گلوں کے پہلو میں بیٹھی ہوئیں تھیں مگر عالم
سکوت میں طائران صحرا زمزمہ سنجی بھول گئے ہوئے تھے اپنے آشیانوں سے باہر نہ آتے تھے
چرندے و پرندے الگ اپنے اپنے مسکن میں مقیم تھے کوئی وجہ معاش کو نہ نکلا تھا دریا
میں تلاطم تھا مرغان آبی بالائی سطح پر چلے آئے تھے مگر بارے غم کے تہ نشین تھے یہ صدمہ ایک
شب پہ اہل اسلام کا تھا ادھر تو یہ عالم تھا ادھر آمد آمد افق مشرق سے ساحرہ روز کی ہوئی جھولی
نور کی شانہ پر چڑھائے ہوئے لباس ساحری پہنے ہوئے فلک نیلی پہ نمودار ہوا اپنے نور جمال
سے تمام عالم کو روشن و منور کیا یعنے آفتاب نکل آیا درختوں سے چھن چھن کر دھوپ زمین
پر آنے لگی جو گوہر بے بہا صدف قدرت سے سبزے پر پڑے ہوئے تھے وہ جذب زمین
ہونے لگے ادھر تو آفتاب کا ظہور ہوا ادھر لشکر اسلام نے عبادت سے فراغت کرکے
مرنے پر کمر کسی ہر ایک لشکری نے لباس نوزیب تن کیا عطر لگایا کیونکہ عروس مرگ سے
ہم کنار ہونے کو چلے ہیں کمریں باندھ کر اپنے سرداروں کے خیموں کی طرف روانہ
ہوئے ادھر سرداروں نے بھی تبدیل لباس کیا عطر ملا کمر ہمت کو مرنے پر کسا اسلحہ لگا لگا کر
خیموں سے باہر آئے دیکھا کہ لشکر مرنے پر طیار کھڑا ہے ہر ایک نے طرف وعدہ گاہ ممات
کے لشکر کو روانہ کیا بس یہ عالم تھا کہ غول کے غول غٹ کے غٹ جوق جوق اہل اسلام
مرنے پر آمادہ خوش خوش طرف میدان کے چلے جاتے تھے جیسے بروز عید عیدگاہ کو اہل
شہر جاتے ہیں یا کسی میلے کے شوق میں وہ صبح کا سہانا سہانا وقت وہ اہل اسلام کا جنگی
باجے بجاتے ہوئے جانا عجب سمان تھا ادھر سردار سوار ہو ہو کر در دولت پر آئے یہاں
آکر دیکھا کہ ابھی بادشاہ برآمد نہیں ہوئے ہیں جلوس سواری موجود ہے مگر ایک عجب
یاس و حسرت برس رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لوٹ لیگیا ہے باوجودیکہ ابھی تک
سب سامان موجود ہے مگر نہایت اداسی معلوم ہوتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ سب کے دل
اداس ہیں یہی سبب اداسی کا ہے بقول شاعر شعر کیونکر کھولیں حضور کی محفل اداس ہے
کوئی نہیں اداس مرا دل اداس ہے ۔ یہ سبب اداسی دلوں کے اداس ہونے سے معلوم ہوتی ہے
سے تب سب سردار جلوخانہ میں آکر جمع ہوئے اب آمد عزیزان صاحبقران کی شروع
ہوئی اسی طور سے انکے بھی لشکر انکے خیموں پر حاضر ہوئے تھے یہ سب لباس کو تبدیل
کرکے خیموں سے برآمد ہوئے لشکروں کو طرف میدان جنگ کے جانے کا حکم دیکر خود طرف
در دولت کے راہی ہوئے یہاں آکر دیکھا کہ سب سردار ہم سے قبل آچکے ہیں جلوس شاہی
حاضر ہے صرف بادشاہ و صاحبقران کے برآمد ہونے کی دیر ہے کہ اتنے عرصہ میں سب
عیار بھی بانہاے عیاری سے چاق و چست ہوکر حاضر ہوئے ہر ایک اپنے اپنے سردار کے
قریب آیا جو باقی رہے وہ ایک طرف صف باندھ کر کھڑے ہوئے کہ خواجہ بھی اپنے خیمہ
سے نماز ادا کرکے چلے مگر آج عجب شان و شوکت سے ایک جامہ بہت پرانا زیب تن کیے
ہوئے کہ جس میں ہزار مقام پر سینے کے طور کے پیوند لگے ہوئے نہیں پہ گلبدن کا پیوند

کی پریاں حضرت سلیمان کے تخت کو لیے ہوئے آتی ہیں اس طور سے صاحبقران جلوخانہ پر تشریف لاتے
یہاں ہر رنگ کا گلدستہ آراستہ پایا ایک اپنے گلدستہ کے چند پھول شگفتہ دیکھے دوسری طرف
گلدستہ صاحبقران اول کو آراستہ پایا تیسری جانب گلدستہ صاحبقران ثانی کو پیراستہ
دیکھا اسی طور سے گلدستہ بادشاہان اسلام جو کہ گذر گئے ہیں شگفتہ تھا افسردہ تھا وہ جلوخانہ چمن کا
رنگ دکھا رہا تھا کہ کیسے کیسے گل خوشرو کھلے ہوئے تھے جہاں تک نگاہ جاتی تھی سرداران
نامی و عزیزان گرامی سے وہ مقام مملو تھا چمن دہر میں ایسے بھی گل کم کھلتے ہیں صاحبقران کی
ہوا اس گلدستہ پر نگاہ پڑی اور ہر رنگ کے گل شگفتہ پائے انجام کا خیال کر کے اشک آنکھوں میں
بھر لائے طرف آسمان کے دیکھا اور آہ کی ادھر ان سب نے جو دیکھا کہ صاحبقران تشریف
لائے ہیں یا تو سب باہم ملے ہوئے کوئی تیر اندازی کر رہا تھا کوئی سیدھا ہاتھ لے رہا تھا کہ ایک پر پیچے
کے ہاتھ نکال رہا تھا یا سب مودب ہوئے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے جو کہ مرکب پر سوار ہو
پر لگائے تھا وہ بھی اتر پڑا جو زرین پوش بچھائے ہوئے بیٹھا تھا وہ بھی کھڑا ہو گیا ایک
صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے ایک مقام پر آ کر مرکب پر
سے اترے کہ خادم نے زرین پوش بچھا دیا صاحبقران اس پر تشریف فرما ہوئے انتظار بادشاہ
میں ادھر جب سب سردار صاحبقران کو مجرا کر چکے اور عزیزان صاحبقران نے تو خواجہ سے
سلامت کی خواجہ نے ان سب کو ترقی عمر و جاہ و مرتبہ کی دعا دی خواجہ بھی عقب صاحبقران
آ کر کھڑے ہوئے اب سب کی نگاہ طرف در دولت کے ہے یہاں تو سب انتظار میں جہاں پناہ
کے ہیں کہ ادھر بادشاہ نے نماز سے فراغت فرما کے لباس پہنا تاج سر پر رکھا شمشیر
الماس نگار کمر سے لگائی کہ خواجہ سرا نے بڑھ کر در دولت پر خبر پہونچائی کہ سب سردار خبردار
ہو جائیں کہ جہان پناہ تشریف لاتے ہیں سب مودب ہو جائیں یہ جو خبر آئی سب سردار
قرینہ سے ہو گئے تھوڑا سا عملہ زنانہ جو کہ ملازم خاص شاہی تھا وہ ناموس کے ہمراہ نہ گیا تھا
مثل کہاریوں وغیرہ کے ادھر بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا صدا بسم اللہ بلند ہوئی ہر
ایک نے یہ دعا دی کہ خداوند کریم ان کا سایہ ہمارے سر پر تا دور گردوں قائم رکھے کہاریوں نے
تخت کو اس سلیمان تخت کے دوش پر رکھا وہ پری جمالیں تخت شاہی لیکر روان ہوئیں
آگے آگے طفلان ماہ صورت کے ہاتھ میں لوٹے لخلخہ کے روشن اس سے بوئے مشک و عنبر
آتی ہوئی عود سلگتا ہوا کہاریاں طلائی مچھلیاں لگائے ہوئے کارچوبی لہنگے پاؤں میں سرو
کارچوبی دوشالہ سر سے پاؤں تک زیور میں غرق پڑی ہیں انگلیں کچھ نہ فرق خواجہ سرا کوڑا پکڑے
ہوئے انتظام کرتے ہوئے پہلی ڈیوڑھی پر آئے لال پردہ اٹھا جلوس سواری باہر آیا کہاروں
نے تخت شاہی اپنے دوش پر لیا وہ سب واپس گئے کہار سبز مخمل کی وردیاں کارچوبی پہنے
تخت دوش پر اٹھائے ہوئے جلوخانہ کی طرف روانہ ہوئے نقیب صدا دے دورباش
با ادب باش پکارتے ہوئے آتے ہیں کہ لال پردہ چرخی پر کھینچا نعرے کی صدا بلند ہوئی
سب نے دیکھا کہ جلوس سواری برآمد ہوا کہ بعد اس جلوس کے تخت شاہی بصد
شان و شوکت نمودار ہوا صاحبقران نے بڑھ کر مجرا کیا عرض بیگی نے عرض کیا کہ
جہان پناہ صاحبقران نگاہ روبرو بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ آپ کی جگہ میرے سامنے

دل میں ہر آپ کی محبت میرے آپ وگل میں ہر پھر تو اور عزیزان مقرب کا مجرا ہونے لگا بادشاہ
سب کا مجرا لیتے ہوئے خیابان خراسان چلے آتے تھے کہ بعد عزیزون کے سرداروں کا مجرا ہونے
لگا و بیدار غلام ہوا سب کا سلام ہوا یہانتک کہ بادشاہ کا تخت جلوخانہ سے باہر آیا بادشاہ
نے صاحبقران کو سوار ہونے کا حکم فرمایا صاحبقران نے صدر زین کو زینت بخشی
معلوم ہوا کہ آفتاب نے مشرق سے سر نکالا دونوں رکابوں میں حلقہ بدرقین صاحبقران کا سوار
ہونا تھا کہ سب نقیب پکارنے و سرداران اپنے مرکبوں پر سوار ہوئے جو بادشاہ کے ہمراہ
ہوتے تھے قریب ساعت نازک سلامت ساتھ ہوگئے وہ مرکبوں پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے
گرد تخت آئے دست راستی و دست راست کی طرف و دست چپ و دست چپ کی طرف آئے
صاحبقران اپنے قریب سے روان ہوئے سواری مثل باد بہاری کے طرف میدان جنگ
کے چلی [illegible] تھا اور [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ باغ یا ان کی [illegible] سے نیا گلدستہ
آراستہ کیا [illegible] گل نازہ شگفتہ ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ عیار ہر سردار کا
ہر سردار کے ہمراہ تھا خواجہ عمرو عیار صاحبقران پر سایہ کئے ہوئے ہمراہ تھے باقی ماندہ عیار
عقب بادشاہ کے [illegible] ہوئے اس چمن سرو نازہ و گل ہائے رعنا کو بلبلوں نے جو دیکھا
تو گلون کی الفت سے دل کو نقش [illegible] کی سے از گران گلون کی بلا گرد آن
ہو گئیں اس سواری کے ساتھ نشان و شکوہ سے روان تھی بادشاہ و صاحبقران و دیگر سردار
مجرا کرنے ہوئے چلے جاتے تھے جو دھر نگاہ اٹھا کر دیکھا صحرا کو سبزہ سے ہرا دیکھا پایا اشجار
کو اشجار سے ہرا بھرا [illegible] برگون پر چمک عکس آفتاب پڑتا تھا وہ مثل موج زمرد کے تھی
قطرہ ہائے شبنم مثل گوہر غلطان کے پڑے ہوئے تھے یہ نازک خرام اس سبزہ کو پامال
کرتے ہوئے صحرا کو طے کرتے ہوئے مقام جنگ گاہ میں پہونچے سلامی کے باجے بجے علم کے
پھریرے کھلے علم سلامی ہوئے سب لشکریوں نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے سب کا
سلام لیا تخت شاہی قلب میں آیا صاحبقران زیر علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے سرداران اپنے
اپنے مقام پر آراستہ ہوئے صف آرائی کا صف بندی ہونے لگی راوی نے بیان کیا ہے کہ یہاں تو یہ بندوبست
ہوا اُدھر لشکر کفار میں بھی سب خواب مرگ سے بیدار ہوئے لباس ہائے رنگ برنگ سے
تیار ہوئے اسلحہ لگائے [illegible] ہائے سحر کا دھواں اڑا لشکر آراستہ ہوا چاروں بادشاہ اپنے
اپنے خیموں سے نکلے اسی طور سے تینوں ملکہ بھی برآمد ہوئیں تخت ہائے سحر پر سوار ہوئے
سردار گرد و پیش آئے سلامی کی باجے بجے سیاہ پھریرے علموں کے کھلے تخت روان
ہوئے لشکر چلا ساحر سواری ہائے سحر پر سوار ابر سحر سروں پر سایہ کیے ہوئے بارش
مرداریدی ہوتی ہوئی چلے آتے ہیں یہاں صف بندی ہو رہی تھی کہ یکایک آمد لشکر کفار
کے آثار نمودار ہوئے کالے کالے علم لہراتے ہوئے ساحران غدار آفت کے پرکالے
جھولیاں تھیلیاں کاندھوں پر ڈالے چلے آتے ہیں لشکر کفار آکر بھی ساتوں تخت
قلب میں قائم ہوئے صف لشکر کی آراستہ ہوئی مقابل میں لشکر اسلام کے اُدھر بھی
صف بندی ہونے لگی [illegible] دونوں لشکروں کی آراستہ ہوئیں بادشاہ اسلام [illegible]
گردش کرنے لگا خوشا صاحب [illegible] کرنے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ اس صحرا

امور ضروری سے فراغت کرکے دربار میں آیا سب سردار حاضر دربار ضلالت آثار ہو چکے تھے کہ سمندر
نے تخت نکبت پر قدم نحس رکھا سب نے مجرا کیا اور دعا دی سمندر تخت پر بیٹھا جو سردار باقی تھے
وہ بھی حاضر ہوئے مجرا کرکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے کہ سمندر نے کہا کہ کیا عشاق طرف لشکر اسلام
کے برائے مقابلہ چلے گئے ہیں یا ابھی نہیں سرداروں نے عرض کیا کہ ابھی نہ گئے ہوں گے
آپ سے ملکر ضرور جائینگے یہ ذکر تھا کہ ادھر عشاق خواب مرگ سے اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ
اٹھا اٹھتے ہی ہر ایک پر برہم ہونے لگا کہ تم نے جگا دیا معلوم تھا کہ میں مقابلہ کو جاؤنگا اس قدر
دن آگیا ہو ساعت اہل اسلام پر سخت گذرتی ہی مجھکو ناگوار ہوتا ہی کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں برہم ہوکر
امور ضروری سے فراغت کی لباس پہنا جو کہ اسکو پسند تھا تخت سحر پر سوار ہو کر طرف دربار کے
چلا کہ سمندر سے مل لوں اسکو آگاہ کرلوں تو جاؤں پس دربار میں آکر پہونچا سمندر نے بڑی تعظیم
کی سب اہل دربار تعظیم کو اٹھے یہ تخت سے اترکر اپنے مقام پر آکر بیٹھا سمندر سے کہا کہ
اب میں جاتا ہوں آپ تو تشریف اب چلیں سمندر نے کہا کہ ضرور اس نے کہا کہ پھر ضرورت
کیونکہ بہت دن آگیا ہی وہاں سب کو میرا انتظار ہوگا سمندر نے کہا کہ اے بھائی میں ایک امر تم پر
ظاہر کرنا بھول گیا اسکا بندوبست لازم تھا عشاق نے کہا کہ وہ کیا امر ہی بیان فرمائیے سمندر
نے کہا کہ وہ یہ امر ہی کہ صاحبقران جو کہ مالک لشکر اسلام اور سب کے سردار ہیں وہ مالک
اسم اعظم ہیں جو کہ باطل السحر ہی جسکے سبب سے کوئی سحر اثر نہیں کرسکتا ہی اور اسی امر میں انکو
بھروسا ہی اور تم نے اپنا ابر سحر قائم کیا انھوں نے پانی پر اسم اعظم دم کرکے چھینٹا دیا اور ابر سحر کی
طرف دم کیا تمام تمہاری محنت رائگان ہوئی ابر منتشر ہو کر برطرف ہو جائیگا اسکا کیا بندوبست
ہوگا اب مجھکو یاد آیا کہ وہ اسی کے بھروسے پر ہیں عشاق نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب اب
آپ یہ فرماتے ہیں جب کہ میں جانے پر آمادہ ہوں اب کیا ہوتا ہی اگر قبل سے آگاہ کرتے تو میں
اسکی تدبیر کرلیتا اب کیا ہوگا ورنہ یہ ممکن ہی کہ میں نہ جاؤں آپکی بھی عقل کے قربان آپکی تو
وہ مثل ہی کہ جب مقابلہ کرنے لگے تو کچھ خیال نہ آیا جب خوب مار کھائی اسکے بعد خیال آیا کہ
یوں مارتے جیسا کہ کسی نے کہا ہی کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد جب میں جانے پر
آمادہ ہوا اسوقت آپ نے یہ امر یاد کیا خیر اسکا میں بندوبست وہاں جاکر لونگا اگر اسوقت
اسم اعظم نہ بند کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ بھی میرا کمال ملاحظہ ہو یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور طرف اپنے تخت
سحر کے چلا سمندر اور کل اہل دربار اسکو تخت تک پہونچانے آئے وہ تخت سحر پر سوار ہوا
تخت کو سحر سے بلند کیا اور اس طرف چلا جدھر اپنا ابر سحر قائم کر آیا تھا اور یہ فکر کرتا جاتا تھا کہ
کیا تدبیر کروں کیونکر اسم اعظم بند کروں سمندر نے بڑا دھوکا دیا میرا سب مٹانے کی تدبیر کی تھی خیر
اسی قدر انکی عنایت کافی ہی کہ اسوقت بھی آگاہ کردیا اگر نہ آگاہ کرتے تو ضرور میری بارہ برس
کی محنت رائگان ہوتی یہ بھی اسنے خیال کیا کہ اگر وہ عیار جو کہ حکیم بنکر آیا تھا اور اس نے
مجھکو سر دربار زک دی تھی اور ذلیل کیا تھا اگر میرے ہاتھ آجائے یا صاحبقران گرفتار
کرکے میرے حوالہ کردیں تو میں انکے اور کل اہل اسلام کے قتل سے ہاتھ اٹھاؤں ابھی تک
یہ قدرت مجھ میں ہی کہ میں اپنا ابر سحر کھینچ لیجاؤں ایسے ایسے خیال اپنے دل میں کرتا ہوا چلا جاتا
ہی راوی نازک خیال ناظرین کی پیش نگاہ کرتا ہی کہ جب عشاق تخت سحر پر سوار ہو کر چلا گیا

سمندر اپنے تخت پر آکر بیٹھا سب اہل دربار بھی اپنے مقام پر بیٹھے کہ سمندر نے کہا عشاق کو
بہت غرور رہی ہین یہ خیال کرتا ہون کہ اس غرور کا انجام اچھا نہ ہوگا مین نے تو ایک امر اسکی نیکی
کے لیے بیان کیا اُسنے مجھکو الزام دیا اگر مین نہ بیان کرتا تو وہ کیا کر سکتا تھا جلتا ابر سحر اسکا برباد
ہوتا اور کیا اب نہ برباد ہوگا ایسے تو وہ ہین کہ اسم اعظم جانتے ہی بند کرلین گے لازم یہ تھا کہ یہان
قیام کرتے اُسکا بندوبست کرتے جب اسم اعظم بند ہوجاتا اُسوقت پھر نامہ تحریر کرتے انکو آگاہ
کرتے کہ ہم کو جس امر کا دعوی تھا اور جس پر بھروسا تھا وہ بھی ہم نے بند کرلیا اب کیون اپنی
جان دیتے ہو اس سے کیا حاصل شاید وہ لوگ راہ پر آجاتے اس قدر بندگان خداوند کا
کیون خون ہوتا آپکا بھی مطلب حاصل ہوتا اب آپ ایسے ہوگئے ہین اور ایسا غصہ ہے
کہ کسی کی بات کا کچھ خیال مین نہین آتی بقول اہل اسلام کہ جو زیادہ غرور کرتا ہے وہی سرنگون
ہوتا ہے بموجب اسکے انھون نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اٹھا سکتے چلے ہیں بیچکو اور انکا بہت ناگوار ہوا کہ یہ بھی
میرا کہنا بلاحظہ ہوا اہل دربار نے خصوصاً عشاق تجرہ نشین نے کہا کہ ہم کو کیون اسقدر فکر
ہے جو آگ کھائے گا وہ انگارے ضرور ہگے گا یہ سنکے سمندر خاموش ہو رہا ہرکارے براے
خبر روانہ کئے ہین کہ خبر لاؤ کہ کیا ہوا سمندر تو یہان دربار مین موجود ہے دربار آراستہ ہے
اسکو تو یہان چھوڑا جاتا ہے

اب راوی نازک فہم و دقیقہ رس حال عشاق مین قلم فرسائی کرتا ہے کہ انجام کار کیا ہوا اسی سلسلہ مین حال سمندر بھی تحریر ہوگا

بس ناظرین پر ظاہر ہو کہ عشاق اسی قسم کے خیالات کرتا ہوا اپنے دل سے اُس مقام پر آیا کہ جہان
اُسنے اپنا ابر سحر قائم کیا تھا اور شہر مین کیا تھا بس آکر وہان عشاق نے کچھ پڑھکر ابر پر دم کیا کہ اُس
مین چمک ہوئی اُس سے شعلے نکلنے لگے گرج اُس مین پیدا ہوئی حرکت مین آیا ابھی تو ایک پارچہ ابر
ہے وہ بھی مثل دخان تنک کے بس پھر اُسکو سحر سے حرکت دیکر اور اشارہ کرکے لیکر چلا تخت سحر کو
اپنے طرف لشکر کے روانہ کیا عقب مین اسکے وہ ابر اُس سے رعد کی گرج برق کی چمک ہوتی ہوئی
شعلے نکلتے ہوئے اپنے سحر کرکے ایک سیاہ آندھی پیدا کی یہ اُسمین پنہان چلا جاتا ہے عجب ہوا کا جھونکا
چلتا ہے درختون کو جلا دیتا ہے یہ یہان سے اس طور سے روانہ ہوا اُدھر کفار اسکا انتظار کررہے ہین
اہل اسلام آمادہ مرگ کھڑے ہین کہ خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ کو اسم اعظم
یاد ہے صاحبقران نے جو خیال فرمایا تو حرف بحرف یاد نکلا جواب دیا کہ ہان ابھی تک تو یاد ہے خواجہ
نے جواب دیا کہ پھر کچھ پرواہ نہین ہے وہ جو نار کیا کر سکتا ہے اگر لاکھ جا بین رکھتا ہوگا تو کب بچاکر
لے جا سکتا ہے خواجہ یہ تقریر کر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوا سے گرم کا ایسا آیا کہ جس نے سب
کے تنون کو گرم کردیا کہ سب نے پریشان و حیران ہوکر طرف آسمان کے دیکھا کہ یہ گرم ہوا کدھر
سے آئی ابھی تو آفتاب بھی اسقدر بلند نہین ہوا ہے نہ وہ وقت ہے کہ یہ گمان ہو کہ لو چلنے لگی ہے
کہ یہ اسکی حدت ہوا مین ہو کہ دوسرا جھونکا اُس سے زیادہ گرم آیا اب تو سب اہل لشکر پریشان
ہوگئے کہ ایکبارگی نگاہ اُس طرف جا پڑی کہ جدھر سے عشاق نمودار ہوا ابر سحر لیے ہوئے آتا تھا

بھی اُس لشکر سے گذرنا محال ہی یک نگاہ سے قدم تھکے جاتے ہین انتہاے لشکر تک جاتے ہوئے مرغ
وہم و خیال کے پر شکستہ ہوتے ہین کہ اگر اُس پار لشکر کے جاسکے ایک طرف کو ہزارون بلکہ لاکھون
خیمہ بپا ہین اور بارگاہین کہ جنکے شمار کرنے مین عقل کو حیرانی ہی ایسا لشکر کثیر عشاق نے
اپنی مدت العمر مین کبھی نہ دیکھا تھا اسکے ہوا اُس سمت جاتے رہے مرغ وہم نے اپنے مقام پر کمی کی اسنے
دیکھا کہ وسط لشکر یعنی قلب سپاہ مین تخت شاہی قائم ہی اُس مقام پر ہزارون بادشاہ مثل خادمون
کے گرد تخت کے بیٹھے ہوئے ہین ایک طرف لاکھون عیار ہین آگے لشکر کے ایک علم اژدہا پیکر ہی کہ جسکے
سایہ مین ایک جوان مرکب خوشتر رفتار پر سوار سر سے پاؤن تک آلات حرب و ضرب سے آراستہ
کھڑا ہی اُسکے برابر دو عیار کہ جس کو خواجہ کہتے ہین اُسکی رکاب پر ہاتھ ڈالے کھڑا ہی خواجہ کو دیکھکر اس
فرزند کی آنکھون مین خون اُتر آیا گو یہ صاحبقران کو پہچانتا نہ تھا مگر یہ سنے ہوئے تھا کہ صاحبقران
زیر علم چالیس قدم پر ہوا کرتا ہی نشست ہوتے ہین انکے برابر خواجہ ہوتے ہین بس اپنے عقل سے دریافت
کرلیا کہ یہی صاحبقران ہین اور یہی مالک اسم اعظم ہین بس جب یہ سب اُسنے دیکھ چکا اُسنے اُسی
مقام پر سے صدا دی کہ اے فرقہ برا پریشان و اے سرگشتگان تم کو معلوم ہو کہ مین وہ شخص ہون کہ سنہ
آج تک سواے سجدہ کرنے کے خداوند تصویر کی اطاعت نہ کی بلکہ خراج بھی نہ دیا مین ایسا نامبردست
ساحر ہون کہ سب ساحر اس طرف کے مجھسے خوف کرتے ہین مین نے دو ہزار بارہ برس کے
عرصہ مین طیار کیا ہی کہ جس کا کوئی جواب دینے والا نہین ہی اگر مین قصد کرون تو ایک چشم زدن مین
تمام عالم کو جلا کر خاک سیاہ کردون لیکن مین تم کو پھر آگاہ کرتا ہون کہ تم لوگ اگر میری اور سمندر کی
اطاعت کرو ترک اسلام کرو خداوند تصویر کو اپنا خدا جانو ورنہ یاد رکھو کہ تم مین سے ایک زندہ نہ رہیگا
گو مین نے تم کو نہ ستایا اسکا جواب یہ تھا کہ تم پر رحم آتا ہی آیندہ تم کو اختیار ہی میری
یہ راے ہی کہ صاحبقران کو تم سب ملکر اس امر پر راضی کرو کہ وہ ترک اسلام کرین سمندر کی اطاعت
کرین خواجہ کو میرے حوالہ کرین اگر ایسا نہ ہوگا تو تم مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا مین نے اپنی تقریر
تمام کی جو تم کو منظور ہو وہ کرو [illegible] اہل اسلام نے ہزارون دشنام تعلیمانہ کو اور اُسکے خداوند کو
دین اور بہت لعن و نفرین کی اور کہا کہ جو تیرے بنائے بن سکے وہ کر ہم سب مستعد ہین جو ہمارے
خدا کی مرضی ہمارے حق مین ہوگی وہ ہم کرینگے اگر یہی مرضی ہی تو کیا پرواہ اور مصلحت یہی ہم راضی برضا
ہین تم کو اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کلمات طعن آمیز اُسنے سنکے بہت برہم ہوا اور صاحبقران کی طرف
متوجہ ہوکے پکارنے لگا کہ اے سر گروہ مسلمانان و اے افسر لشکر خدا پرستان و اے صاحبقران زمان مین
تم کو آگاہ و خبردار کرتا ہون کہ اگر تم کو یہ امر منظور ہی کہ اس قدر اہل اسلام کا خون تمہارے سر نہو
اور تم اس خونریزی مین مبتلا نہو تو خیر ہوا وہ تمہاری جو اپنی وزیران سپاہ کے حال پر رحم آیا ہو تو مین سب
مین تمسے دو امر کی درخواست کرتا ہون اول تو یہ کہ تم مع اپنے لشکر کے دین اسلام ترک کرو
اور سمندر کی اطاعت کرو یا اس عیار کو جو کہ تمہارے پہلو مین کھڑا ہی اُسکو اسیر کرکے میرے
حوالہ کرو تاکہ مین اس سے اپنی ذلت کا عوض لون اور ہزار دکھ دون گو میرا ارادہ اس مضمون کا
تھا کہ جب تک دونون امر نہ قبول کروگے اُسوقت تک تمکو رہائی ممکن نہی مگر مجھکو تم کو
دیکھکر رحم آیا بس مین نے خیال کیا کہ اگر تم سب اطاعت سمندر شاہزادی نہین کرتے ہو تو
خیر یہ شرط تمسے بیان کرون کہ تم خواجہ کو میرے حوالہ کردو مین اسکو لیکر چلا جاؤن تم جانو اور

سمندر رشتاہ خواہ تم اُسکو قتل کرو اور اُسکے ملک پر قبضہ کرو خواہ وہ تم کو مجھکو کوئی غرض نہیں ہی کیونکہ
میرے تمھارے مقابلہ نہیں ہی نہ میں اُسکی کمک کو آیا ہوں میں اپنی ضرورت سے آیا تھا اسمیں یہ
واقعہ پیش آیا کہ تمھارے عیاروں نے عیاری کی میری نانی کو قتل کیا ہوتا اُس پر بھی اکتفا نہ کی مجھکو
سر دربار ذلیل کیا دو مرتبہ میں بہت شرمندہ ہوا لیں مجھکو غصہ آگیا میں تمھارے مقابلہ پر آمادہ ہوا
ورنہ میں اپنی ضرورت سے فراغت کرکے اپنے مقام کو چلا جاتا مجھکو کیا ضرورت تھی کہ میں دوسرے
کے قصہ میں پڑتا اور اپنے سر درد سر مول لیتا میں ایسا بد مغز اور نافہم نہ تھا یہ امر صرف تمھارے
عیاروں کی ذات سے ہوا کہ مجھکو تم سے مقابلہ کرنا پڑا اور میں اپنا ایسا سحر لیکر آیا تم کو نامہ لکھا وہ جو شرط
میں نے لکھی تھی کہ دین اسلام ترک کرو اور اطاعت سمندر رشتاہ پر کرو اور خواجہ کو میرے
حوالہ کرو تو اس سبب سے تھی تاکہ سمندر سے تم سے میل ہو جاوے اسی سبب سے یہ تحریر
کیا تھا کہ جب تک دونوں شرطیں قبول نہ کروگے یہاں سے بری ہونا ممکن نہیں اب میں اس شرط سے باز
آیا اس امر کا تم کو اختیار ہی چاہے سمندر کی اطاعت کرو چاہے نہ یا ترک اسلام کرو یا نہ مجھکو کوئی
غرض نہیں ہی مجھکو اپنے مطلب سے غرض ہی تم خواجہ کو میرے حوالہ کرو میں چلا جاؤں ورنہ یہ یاد
رکھو کہ میں تم میں سے ایک کو زندہ نہ رکھونگا اگر تم نے میری یہ شرط قبول نہ کی یہ تقریر جو عشتاق
نے بیان کی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے عشتاق تو بیکار بچہ ہی اور سب اہل لشکر پر رحم کرتا
ہی تو کیا رحم کریگا ہمارا خدا ہم پر رحم کریگا ہم سب جس کے بندے ہیں اور جس نے ہم سب کو جان دی
ہی اور ہماری موت اُسکے قبضہ قدرت میں ہی کوئی تیرے قبضہ میں نہیں ہی کہ تو جو چاہے وہ ہو وہ
مالک ارواح ہی ابھی اُسکو منظور ہو سب کے قبض روح کا حکم دے اگر اُسکو منظور ہو تو زمانہ
ایک طرف ہو جاوے کچھ نہیں ہو سکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے نبرد رگی تا نخواہد خداے
بس اسقدر تو اور اچھا نہیں ہی اسی میں خیر ہی کہ تم اپنے مقام کو چلے جاؤ یہ سوال تمھارا بالکل بیکار ہی
کہ یا دین اسلام ترک کرو اور اطاعت سمندر رشتاہ یا خواجہ کو اسپر کرکے میرے حوالہ کرو ورنہ
تم سب کو قتل کرونگا ہم نے ان دونوں شرطوں کا جواب بہ تصریح تمھارے نامہ میں تحریر کر دیا ہی
اور اسوقت بھی دیتے ہیں وہ جواب یہ ہی کہ ہم کو نہ دین اسلام ترک کرنا منظور ہی نہ اطاعت
سمندر رشتاہ ہزار لعن ہی تمھارے خداوند پر اور سمندر رشتاہ کیا پلیدی ہی کہ جسکی اطاعت کریں
دوسرے یہ ہم کو ایک کافر کے حوالہ خواجہ و فرزند سلطان کو کرنا منظور ہی جب تک ہم زندہ ہیں اور
ہمارے دم میں دم ہی تو ہمارے لشکر کے ایک چاکر کا اگر تم موے تن طلب کروگے تو ہم نہ دینگے
خواجہ کا تو ذکر ہی کیا تم کو اختیار ہی ہمارا خدا مالک ہی یہ جو جواب صاحبقران نے دیا عشتاق بہت
برہم ہوا اور کہنے لگا کہ تم کیا کرو تمھاری قضا اسی طور سے آئی ہی اب میں پہلے اپنا وہ کام کرتا
ہوں کہ جس سے تم لاچار ہو جاؤ یہ کہکر عشتاق نے بانس کا آفتابہ نکالا اُسکا ایک نور
بنایا اور ایک شیشہ نکالا اُسکو اُس تخت پر رکھا اور ایک پتلہ بانس کا بنایا اُسکو بھی سامنے
رکھا پھر ایک دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ اسنے اُسی تخت پر اگیاری دی خوشبو راست مثل
گوگل وکندر کے جلایا ایک کاغذ کا پرچہ جیب سے نکالا اُس پر کچھ الفاظ لکھے سحر کے
اُسکو پڑھ کر کچھ پڑھا کہ وہ پرچہ کاغذ خود بخود ایک مرتبہ تخت پر سے اُڑا طرف آسمان
کے گیا نظروں سے غائب ہو گیا دونوں لشکر دیکھا کیے یہ اُسی طور سے چڑھتا گیا کہ وہ پرچہ کاغذ

جو خیال کرتے ہین تو بالکل اسم اعظم لوح سینہ پر سے محو تھا ایک حرف نہ یاد تھا خواجہ سے کہا
کہ بڑا غضب ہوا اسنے اسم اعظم بند کر لیا ضرور قضا آئی ہی یہ جو خواجہ کو معلوم ہوا حواس
جاتے رہے ہوش پران ہوئے صاحبقران کا بھی رنگ روفق ہو گیا شل ہاتھ پا سب کے
سب کے موت کا یقین کامل ہوا خواجہ سے کہا کہ کبھی یہ امر ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ
ابھی لشکر مین برہمی پیدا ہو گی سب فرار ہو جائین گے خدا پر نظر رکھو شاید کوئی اور صورت
ظفر کی آئینہ مراد مین ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ یا صاحبقران ترک اسلام فرمایئے تاکہ جان
بچے صاحبقران نے برہم ہو کر جواب دیا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ مین جان
کے خوف سے مرتد ہون اپنا مذہب آبائی جو کہ دین برحق ہی ترک کرون مجھے جان سے جانا
قبول ہی یہ امر نہین منظور ہی خواجہ نے کہا کہ اچھا مین آپکو زنبیل مین ڈال لون اور یہان سے
نکل جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی نہین ہو گا کہ مین ایک کافر کے خوف سے
بھاگون یا پوشیدہ ہون اپنے ہم چشمون کو کیا منہ دکھاؤنگا خواجہ نے کہا کہ اگر یہ نہین منظور
ہی تو آپ مجکو گرفتار کرکے اسکے حوالہ فرمایئے اپنی اور ان سب کی جان بچایئے اگر میری جان
جاتی رہیگی جائے یہ تو سب بچین گے صاحبقران نے فرمایا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر
ہو سکتا ہی کہ مین صرف اپنی جان کے خیال سے یا ان سب کے خیال سے ایک بندے
مسلمان کی جان لون دشمن کے حوالہ کرون یہ تو کبھی نہ ہو گا خواجہ نے کہا کہ معلوم ہوا آپکو
اپنی جان دینا منظور ہی بندہ تو خانہ کعبہ کو جاتا ہے بندہ کو اپنی جان عزیز ہی آپ زندم
جہان زندم آپ مردم جہان مردم وہان جاکر عبادت خدا کرونگا یہ اپنی باقی عمر عبادت مین
بسر کرونگا اور آپکے حال سے سب آپکے بزرگون اور عزیزون کو آگاہ کرونگا خدا حافظ و
ناصر یہ کہکر خواجہ نے قصد جانے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ ابھی تو تم کہتے تھے
کہ مجکو اسکے حوالہ کر دیا یہ کہ خود جاتے ہو اگر مین اس امر کو قبول کرتا تو کیا ہوتا خواجہ نے جواب دیا
کہ مین صرف آپکا دل لیتا تھا نہ کہ دراصل ایسا ہوتا اگر آپ اس امر کو منظور کر لیتے مین کسی اور
ذریعے سے نکل جاتا کوئی مین اپنی جان نہ دیتا اب زیادہ باتین نہ فرمایئے میری راہ کھوٹی ہوتی
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ تم ہم سے ایسے وقت مین جدا ہوتے ہو حیف کہ ہم عازم
ملک عدم ہین ہمارا ساتھ ندو گے ہان بھائی یہ وقت ایسا ہی کہ کوئی ساتھ ندیگا تم پر کیا منحصر
ہی جب تم ایسا دوست یون ساتھ چھوڑ دے تو اور کسی کا کیا اعتبار بھائی تم کو تو یہ لازم نہین ہی
خواجہ نے کہا کہ آپکے ساتھ تو اتنے لوگ ہین جو کہ آپکے ہمراہ جان دینے پر طیار رہین
آپکے ہمراہ مین ایک مین نہ ہونگا تو کیا نقصان ہی آپکو اپنی جان اور انکو عزیز نہین
ہی مجکو عزیز ہی بیکار کی تقریر ہے کیا فائدہ اصل مین آپ نہ دیتے کہین ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھ لے اور
میرے جانے مین خلل ہو میرا ابھی [illegible] آپ [illegible] کرون یا ہو مین نہ کرونگا لاکھ آپ طعنہ زن ہون
مین ایسی دوستی سے باز آیا میرا تمہارا چھوڑنے [illegible] خواجہ نے اس طور سے کی کہ صاحبقران
جدا ہونا گوارا ہوا خاموش ہو رہے پھر کچھ نہ کہا فلک کی طرف دیکھ کر رہ گئے خواجہ نے
اسی مقام پر گھوڑے کو ایڑ دی سوار ہو سرشار ایک مسافر کی بنائی اور مسافرانہ لشکر سے نکل کر روانہ
ہو گئے [illegible] باہم خادم اور مخدوم کے ہوئی اور خواجہ نکل گئے اسکی خبر کسی کو نہ ہوئی کو

لشکر سامنے تھا مگر سب اپنے حال میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے نہ کسی کو
معلوم ہوا کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند ہو گیا ہے ادھر جہاں تک سامنا رہا وہاں تک خواجہ
پلٹ پلٹ کر دیکھتے گئے اور صاحبقران بھی دیکھا کئے خواجہ اشارے سے صاحبقران کو
بلایا کئے صاحبقران انکار کیا کئے جب نظروں سے پنہاں ہوئے صاحبقران مایوس
ہوئے دل میں خیال فرمایا کہ اسوقت تو وہ طوطا چشمی خواجہ نے کی ہے کہ جسکی امید نہ تھی میں
خواجہ کو اپنا دوست صادق جانتا تھا نہ کہ ایسا خیال کرتا تھا سچ ہے مشکل کے وقت کوئی کسی کے
کام نہیں آتا ہے اپنے ہاتھ پاؤں جواب دیتے ہیں شاباش ہے ان سب پر جو میرے ہمراہ
رہنے کو موجود ہیں مگر یہ لوگ بھی اس خیال سے موجود ہیں کہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہیں اگر یہ حال ان سب پر ظاہر ہو جائے ابھی سب ساتھ چھوڑ دیں خیر خدا تو ساتھ چھوڑنے کا
جسکی ذات کا بھروسا ہے اور جو سب کا مالک ہے اسکی ذات پر بھروسا رکھو یہ فرما کر اپنے دل کو
قوی کیا اور خیال فرمایا دل میں کہ ایک خبر دینے والا تو ہو یہ جا کر سب کو ہمارے حال سے آگاہ
کریگا صاحبقران تو اپنے دل میں اپنے خیالات فرما رہے ہیں خواجہ ادھر چلے گئے ہیں اسے
راوی واقعہ نگار تحریر کرتا ہے کہ جب مشتاق اسم اعظم کے بند کرنے سے فارغ ہوا اور اس نے
سب طرف دیکھا اسکے بعد اسنے اپنے جھولے میں ہاتھ ڈالا اس میں سے ایک فولادی ڈبیہ
نکالی اسکو کھولا اس میں سے ایک جانور برابر لال کے نکلا اسنے اسکو ہاتھ میں لیکر کچھ اسپر
پڑھکر دم کیا کہ اسنے قد پیدا کرنا شروع کیا تھوڑے عرصہ میں وہ برابر بطخ کے ہو گیا اسنے
اسکو ہاتھ سے چھوڑا اسنے پرواز کیا اور اسکے سر کے گرد چرخ لگایا اسنے کچھ پڑھکر اسکو اشارہ
کیا طرف ابر کے وہ ابر کی طرف چلا اسنے پڑھ پڑھکر دم کرنا شروع کیا اسنے جاتے ہی اپنے
پنجے اس ابر میں مارے اور ابر کو لیکر چلا اسنے لشکر اسلام کا اشارہ کیا بس ابر سے ایک
ایسی چمک پیدا ہوئی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور ایک ایسی صدا آئی کہ سب کے دل
ہل گئے صحرا کانپنے لگا زمین تھرائی اب متواتر چمک و گرج ہونے لگی اور ابر
محیط ہونے لگا مزا یہ تھا کہ سوائے لشکر اسلام کے دوسری طرف محیط نہ ہوتا تھا وہ جانور
پنجے میں دبائے ہوئے آگے چلا جاتا تھا ابر سے شعلے نکل رہے تھے ہوا سے گرم
آتی تھی جوں جوں وہ ابر دراز ہوتا تھا وہ گرمی بڑھتی جاتی تھی یہ پڑھ پڑھکر دم کر رہا تھا
یہ عالم تھا کہ وہ صحرا کرہ نار ہو گیا تھا یہ جو عالم اہل اسلام نے دیکھا شدت گرمی و حدت ہوا
سے پسینے آنے لگے لباس تن پر ایک کے گراں ہوا ہتھیار جلنے لگے پیاس کی یہ شدت
ہوئی کہ زبانیں تالو سے چمٹ گئیں حلق میں کانٹے پڑ گئے مرکبوں کی یہ حالت ہوئی کہ زبانیں
نکل آئیں ہانپنے لگے سب اہل اسلام کے قلب شدت عطش سے جلے جاتے تھے
کوئی ایسا نہ تھا کہ پیاس سے بیقرار نہ ہو یہ عالم تھا اہل اسلام کا ادھر ابر محیط ہوتا جاتا تھا اب
جسنے نگاہ اٹھا کے دیکھا سوائے ابر کے کوئی چیز نظر نہ آئی آسمان پوشیدہ ہو گیا روئے آفتاب
پنہاں ہوا تاریکی ہونے لگی زمین بسبب گرمی کے پھٹنے لگی بس یہ حال دیکھکر اہل اسلام
نے ایک ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر اپنے اپنے گریبان میں ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو لحد ہو جا اور
لباس سے کہا تو کفن ہو امیر صاحبقران و بادشاہ نے بھی کہا بس ایک مرتبہ بادشاہ کو

جو خیال کرتے ہین تو بالکل اسم اعظم لوح سینہ پر سے محو تھا ایک حیرت تھی یاد تھا خواجہ سے کہا
کہ بڑا غضب ہوا اُسنے اسم اعظم بنا کر لیا ضرور قضا آئی ہے یہ جو خواجہ کو معلوم ہوا حواس
جاتے رہے ہوش پران ہوئے صاحبقران کا بھی رنگ رو فق ہو گیا شل با ہتا سب کے
سب کے موت کا یقین کامل ہوا خواجہ سے کہا کہ کسی پر یہ امر ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ
ابھی لشکر مین برہمی پیدا ہوگی سب فرار ہو جائینگے خدا پر نظر رکھو شاید کوئی اور صورت
ظفر کی آئینہ مراد مین ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ یا صاحبقران ترک اسلام فرمایئے تاکہ جان
بچے صاحبقران نے برہم ہوکر جواب دیا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ مین جان
کے خوف سے مرتد ہون اپنا مذہب آبائی جو کہ دین برحق ہے ترک کرون مجھے جان سے جانا
قبول ہے یہ امر نہین منظور ہے خواجہ نے کہا کہ اچھا مین آپکو زنبیل مین ڈال لون اور یہان سے
نکل جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی نہین ہوگا کہ مین ایک کافر کے خوف سے
بھاگون یا پوشیدہ ہون اپنے ہمچشمون کو کیا منہ دکھاؤنگا خواجہ نے کہا کہ اگر یہ نہین منظور
ہے تو آپ مجھکو گرفتار کرکے اُسکے حوالہ فرمایئے اپنی اور ان سب کی جان بچایئے اگر میری جان
جائیگی جائے یہ تو سب بچین گے صاحبقران نے فرمایا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر
ہوسکتا ہے کہ مین صرف اپنی جان کے خیال سے یاران سب کے خیال سے ایک بہادر
مسلمان کی جان لون دشمن کے حوالہ کرون یہ تو کبھی نہ ہوگا خواجہ نے کہا کہ معلوم ہوا آپکو
اپنی جان دینا منظور ہے بندہ تو خانہ کعبہ کو جاتا ہے بندہ کو اپنی جان عزیز ہے آپ زندم
جہان زندم آپ مردم جہان مردم وہان جاکر عبادت خدا کرونگا یہ اپنی باقی عمر عبادت مین
بسر کرونگا اور آپکے حال سے سب آپکے بزرگون اور عزیزون کو آگاہ کرونگا خدا حافظ و
ناصر ہے کہکے خواجہ نے قصد جانے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ ابھی تو تم کہتے تھے
کہ مجھکو اُسکے حوالہ کرو یا یہ کہ خود جاتے ہو اگر مین اس امر کو قبول کرتا تو کیا ہوتا خواجہ نے جواب دیا
کہ مین صرف آپکا دل لیتا تھا نہ کہ دراصل ایسا ہوتا اگر آپ اس امر کو منظور کرلیتے مین کسی اور
طرف سے نکل جاتا کوئی مین اپنی جان نہ دیتا اب زیادہ باتین نہ فرمایئے میری راہ کھوٹی ہوتی
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ تم ہم سے ایسے وقت مین جدا ہوتے ہو جب کہ ہم عازم
ملک عدم ہین ہمارا ساتھ نہ دوگے ہان بھائی یہ وقت ایسا ہی ہے کہ کوئی ساتھ نہ دیگا تم پر کیا منحصر
ہے جب تم ایسا دوست یون ساتھ چھوڑ دے تو اور کسی کا کیا اعتبار بھائی تم کو تو یہ لازم نہین ہے
خواجہ نے کہا کہ آپکے ساتھ تو اتنے لوگ ہین جو کہ آپکے ہمراہ جان دینے پر طیار ہین
اب آپکے ہمراہ مین ایک نہ ہونگا تو کیا نقصان ہے آپکو اپنی جان اور انکو عزیز نہین
ہے مجھکو عزیز ہے بیکار کی تقریر سے کیا حاصل ہے اب شر وہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھ لے اور
میرے جانے مین خلل ہو میرا ابھی ارادہ آپ لی کر لینا ہے تو مین نہ رکونگا الا کو آپ طعنہ زن ہون
مین ایسی دوستی سے باز آیا میرا پیچھا چھوڑ دیجئے یہ کہہ کر خواجہ نے اس طور سے کہ صاحبقران
کو اتنا گوارا ہو کہ خاموش ہو رہے کچھ نہ کہا فلک کی طرف دیکھکر رہ گئے خواجہ نے
اسی مقام پر کپڑے اپنے اتار کر صورت ایک مسافر کی بنائی اور مسافر بنکر لشکر سے نکل کر روانہ
ہوئے میر یہ ہو اتفاق ہم خادم اور مخدوم کیسے ہوئی اور خواجہ نکل گئے اسکی خبر کسی کو نہ ہوئی کو

لشکر سامنے تھا لشکر سب اپنے حال میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے نہ یہ کسی کو
معلوم ہوا کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند ہو گیا ہے ادھر جہاں تک سامنا رہا وہاں تک خواجہ
پلٹ پلٹ کر دیکھتے گئے اور صاحبقران بھی دیکھا کئے خواجہ اشارے سے صاحبقران کو
بلایا کئے صاحبقران انکار کیا کئے جب نظروں سے پنہان ہوئے صاحبقران مایوس
ہوئے دل میں خیال فرمایا کہ اسوقت تو وہ طوطا چشمی خواجہ نے کی ہے کہ جسکی امید نہ تھی میں
خواجہ کو اپنا دوست صادق جانتا تھا نہ کہ ایسا خیال کرتا تھا سچ ہے مشکل کے وقت کوئی کسی کے
کام نہیں آتا ہے اسپر ہاتھ پاؤں جواب دیتے ہیں شاباش ہے ان سب پر جو میرے ہمراہ
مرنے کو موجود ہیں مگر یہ لوگ بھی اس خیال سے موجود ہیں کہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہیں اگر یہ حال ان سب پر ظاہر ہو جائے ابھی سب ساتھ چھوڑ دیں خیر خداوند ساتھ نہ چھوڑے کہ
جسکی ذات کا بھروسا ہے اور جو سب کا مالک ہے اُسکی ذات پر بھروسا رکھو یہ فرما کر اپنے دل کو
قوی کیا اور خیال فرمایا دل میں کہ ایک خبر دینے والا تو ہوا یہ جا کر سب کو ہمارے حال سے آگاہ
کریگا صاحبقران تو اپنے دل میں ایسے خیالات فرما رہے ہیں خواجہ ادھر چلے گئے ہیں اسے
راوی واقعہ نگار تحریر کرتا ہے کہ جب مشتاق اسم اعظم کے بند کرنے سے فارغ ہوا اور اس نے
سب طرف دیکھا اسکے بعد اُسنے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اُس میں سے ایک فولادی ڈبیہ
نکالی اُسکو کھولا اُس میں سے ایک جانور برابر لال کے نکالا اُسنے اُسکو ہاتھ میں لیکر کچھ اُسپر
پڑھکر دم کیا کہ اُسنے قد پیدا کرنا شروع کیا تھوڑے عرصہ میں وہ برابر چیل کے ہو گیا اب اُسنے
اُسکو ہاتھ سے چھوڑا اُسنے پرواز کیا اور اُسکے سر کے گرد چرخ لگایا اُسنے کچھ پڑھکر اُسکو اشارہ
کیا طرف ابر کے وہ ابر کی طرف چلا اُسنے پڑھ پڑھکر دم کرنا شروع کیا اُسنے جاتے ہی اپنے
پنجے اس ابر میں مارے اور ابر کو لیکر چلا اُسنے لشکر اسلام کا اشارہ کیا بس ابر سے ایک
ایسی چمک پیدا ہوئی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور ایک ایسی صدا آئی کہ سب کے دل
ہل گئے صحرا کانپنے لگا زمین تھرا گئی اسپر متواتر چمک و گرج ہونے لگی اور ابر
محیط ہونے لگا مگر یہ تھا کہ سوائے لشکر اسلام کے دوسری طرف محیط نہ ہوتا تھا وہ جانور
پنجے میں دبائے ہوئے آگے چلا جاتا تھا ابر سے شعلے نکل رہے تھے ہوا سے گرم
آتی تھی جوں جوں وہ ابر دراز ہوتا تھا وہ گرمی بڑھتی جاتی تھی یہ کچھ پڑھ پڑھکر دم کر رہا تھا
یہ عالم تھا کہ وہ صحرا کرۂ نار ہو گیا تھا یہ جو عالم اہل اسلام نے دیکھا شدت گرمی و حدت ہوا
سے پسینے آنے لگے لباس تن پر بار ہوا اسلحے گران ہوا ہتھیار جلنے لگے پیاس کی یہ شدت
ہوئی کہ زبانیں تالو سے چمٹ گئیں حلق میں کانٹے پڑ گئے مرکبوں کی یہ حالت ہوئی کہ زبانیں
نکل آئیں ہانپنے لگے سب اہل اسلام کے قلب شدت عطش سے جلے جاتے تھے
کوئی ایسا نہ تھا کہ پیاس سے بیقرار نہ ہو یہ عالم تھا اہل اسلام کا ادھر ابر محیط ہوتا جاتا تھا اب
جسنے نگاہ اٹھا کے دیکھا سوائے ابر کے کوئی چیز نظر نہ آئی آسمان پوشیدہ ہو گیا روئے آفتاب
پنہان ہوا تاریکی ہونے لگی زمین بسبب گرمی کے پھٹنے لگی بس یہ حال دیکھکر اہل اسلام
نے ایک ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر اپنے اپنے گریبان میں ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو لحد ہو جیو اور
لباس سے کہا تو کفن بنیو امیر صاحبقران و بادشاہ نے بھی کہا بس ایک مرتبہ یاد خدا کرو

جو خیال آیا تاج سر سے اُتار کر وہ جہان پناہ بدرگاہ کبریا محتاج ہو ادعا کا خواستگار ہوا جو سب اہل
لشکر نے دیکھا کلاہیں سروں پر سے اُتاریں ہاتھوں پر رکھکر خدا سے اپنی حفاظت کی دعا کرنے لگے
صاحبقران بھی ملتجی بدرگاہ باری ہوئے اور یہ رباعی زبان پر لائے رباعی بگرداب بلا افتادہ
ام یا مصطفیٰ دستے ✽ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستے ✽ زحالات شب معراج ✽ اشنیدم یداللّٰہی ✽ چو افتادم
بگیری یا علی بہر خدا دستے ✽ سکر و شنسار پکارتے ہیں جبرئیل کو اپنے بتایو ✽ تین سو
برس پہلی جی سے پہلے تا ہر سلمان کو چھوڑا یو ✽ جب بھیڑ پڑی ور خیبر کی عنتر بار سیں چلایو ✽ میں منتی کرتا ہوں
اے سناست الکہ میری بار کیون دیر لگایو ✽ تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ✽ دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا ندہ دانم ترا ✽ درین عاجزی چون نخوانم ترا ✽ اے آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ✽ وز
دامن شب صبح نمایندہ توئی ✽ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ✽ بکشائے خدا یا کہ کشایندہ توئی ✽ علی
مرتضیٰ یا مددکن ✽ وصی مصطفیٰ یا مددکن ✽ بہ یکدم مشکلے سلمان کشودے ✽ بیا مشکل کشا یا
مددکن ✽ صاحبقران کی زبان پر یہ مناجات تھی جو کہ تحریر ہوئی بادشاہ یہ دعا کر رہے تھے اشعار
میں افتادہ یا رب سر بخاک ہوں ✽ گرفتہ بدام افلاک ہوں ✽ یہ پھرتا نہیں بخت برگشتہ ✽
رکھے ہے یہ سرگشتہ شام و پگاہ ✽ مجھے آرزو تیری رحمت کی ہے ✽ تمنا گلستان جنت کی ہے ✽ سوا
تیرے کس سے میں چاہوں پناہ ✽ کوئی اور معبود ہے یا الٰہ ✽ میں بندہ ہوں تیرا اور تو خدا ✽ نہیں کوئی
ملجا کا تیرے سوا ✽ بادشاہ کی یہ مناجات تھی ہر ایک سردار و لشکری اپنے مقام پر سر برہنہ
کئے ہوئے دعا کر رہا تھا سامنے وہ تخت سحر پر بیٹھا ہوا انکی حالت پر مسکراتا تھا اور شمر کرتا
جاتا تھا یہاں تک اُسنے سب ابر سحر کو محیط لشکر اسلام کیا اپنے سحر کو تمام کیا اب فقط یہ امر
باقی ہے کہ وہ اشارہ کرے کہ اُس سے آگ برسے اور وہ ابر سحر گرجکر گرے سب کا خاتمہ
ہو سب اہل اسلام جلکر خاک ہوں جب یہ اپنے سحر کو پورے طور سے درست کر چکا اُسنے
صرف اہل اسلام کی بیقراری دیکھنے کے لیے ذرا توقف کیا کہ دیکھوں یہ لوگ کیا کرتے ہیں
راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس ابر کی یہ تاثیر تھی کہ جس قدر ساحر لشکر اسلام میں کامل و غیر کامل تھے
سب کو سحر فراموش ہو گیا تھا ایک حرف الفاظ سحر سے یاد نہ تھا سب شل ہاتھ آپ سے
تڑپ رہے تھے کیا ساحر کیا غیر ساحر اور دعا کر رہے تھے ایک تلاطم برپا تھا یہ تخت پر بیٹھا
ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ اہل اسلام کا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا خدنگ دعا نے نشانہ
پر جاکر قیام کیا خداوند کریم نے اُن بیچاروں کے حال پر رحم کیا کیونکہ دریائے آسمان وا تھے اور
وقت اجابت دعا کا قریب آگیا تھا اور عرصہ ہوا تھا اہل اسلام کو تڑپتے ہوئے ابھی ان سب کی
زندگی باقی ہے پس خدا نے پردہ غیب سے سبب اُن کی رہائی کا ظاہر کیا وہ مسبب الاسباب
ہے اپنے بندوں پر بلا میں رحم کرتا ہے اور جو تڑپ کر دعا کرتا ہے وہ اُسکی دعا کو قبول کرتا ہے پس
یہ سبب ظاہر ہوا کہ جس سے ان سب کی جان بچی خدا نے اپنی ذات کبریائی دکھائی کہ ایک
مرتبہ شہر سمندریہ کی طرف سے ایک ابر گلنار پیدا ہوا جس سے بارش یاقوت کی ہوتی
تھی وہ ابر بہت تیز چلا آتا تھا وہ ابر جو پیدا ہوا اُس ابر کو اہل کفار دیکھنے لگے اور اہل اسلام بھی کو
بیقرار ہو رہے تھے مگر اُس ابر کو دیکھکر وہ بیقراری کم ہوئی سب اُدھر دیکھنے لگے کہ وہ
ابر شق ہوا اُس ابر سے سمندر شاہ تخت پر سوار تاج شاہی رکھے ہوئے شمشیر

الماس نگار ہاتھ میں قبا سے قلم کار زیب تن موتیوں کی مالے گلے میں پڑے ہوئے الماس کا پکہ
بازو پر تخت سحر سے اڑائے چلا آتا ہے جیسے اسنے عشاق کو دیکھا آواز دی کہ بھائی ٹھہر جانا جب
میں آئوں اس وقت اہل اسلام پر سحر گرانا میرے آنے تک توقف کرو یہ جو سمندر نے
صدا دی عشاق نے قصد کیا تھا کہ ابر سحر گرا کر سب کا خاتمہ کروں مگر سمندر کی اس صدا
سے تھم گیا لشکر کفار و لشکر اسلام نے دیکھا کہ سمندر اپنا تخت بہت جلد بڑھا کر قریب تخت عشاق
آیا عشاق نے سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھائی عشاق اب ان سے
رحم کھاؤ اور اپنی طرف دیکھو میرے کہنے سے ایک شہر والے باز آؤ لو یہ خواجہ موجود ہیں میرے
پاس میں گرفتار کر کے لایا ہوں میں دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجکو تمہارا خیال آیا میں نے اپنے
دل سے کہا کہ ذرا میں اپنے بھائی کا حال تو دیکھوں اور واقعی میں جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تم نے
اپنا سب کام کر لیا اسم اعظم بھی بند کر لیا لشکر پر ابر بھی پھیلا دیا اب صرف گرانے کی دیر
ہے میں نے یہ خیال کیا اور میرے سحر نے خبر دی کہ جس کے لیے عشاق اسقدر بندگان
خداوند کی جان لیتے ہیں اور سب کو جلائے دیتے ہیں وہ تو لشکر سے نکل کر جاتا ہے یعنی خواجہ
عیار لشکر اسلام کہ جس کے [illegible] سے انکو غصہ آیا ہے اور جس نے انکو ذلیل کیا ہے بس یہ جو
میں نے دیکھا دریافت کیا کہ کدھر جاتا ہے معلوم ہوا فلاں صحرا میں مسافر بنا کھڑا ہوا ہے پہلے میرا
قصد ہوا کہ کسی ساحر کو روانہ کروں وہ گرفتار کر لائے پھر مجکو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر
کو بھی فقرہ دیکر نکل جائے تو بڑی خرابی ہو میں نے یہ تخت سحر طیار کیا اور اس صحرا کو روانہ ہوا
اسقدر جلد پہونچا کہ یہ وہاں سے جانے نہ پایا تھا [illegible] ہی سحر کیا اور سحر میں مبتلا کر کے تخت
پر ڈالکر تمہاری طرف روانہ ہوا کہ بھائی کو جا کر اسکو دوں اور بھائی سے کہوں کہ تم اہل اسلام
پر سے اجل [illegible] کو برطرف کرو میرے اسکے مرتا [illegible] انسب سمجھو نگا تم کو کوئی سروکار نہیں ہے
جو تمہارا دشمن تھا میں اسکو لے آیا ہوں یہ جو سمندر شاہ نے کہا عشاق نے سمندر
کی طرف دیکھا کہ ذرا اسکے تخت پر خواجہ بے ہوش پڑے ہیں اور سمندر کے ہاتھ میں ایک گیندا
ہے اسکو بار بار سونگہا رہا ہے عشاق نے کہا کہ جو تم نے کی تو دخواہش تھی میں نے انسے کہا تھا
یعنی صاحبقران سے کہ تم خواجہ کو میرے حوالہ کرو میں لیکر چلا جاؤں باقی تم جانو سمندر شاہ
جانے مجکو نہ تم سے کوئی سروکار ہے نہ سمندر شاہ سے مجکو خواجہ سے غرض ہے تم سمندر شاہ
کے گنہگار ہو خواہ تم انکو قتل کرو خواہ وہ تم کو مگر انھوں نے نہ قبول کیا یہ نوبت آئی کہ کس قدر
ہلاک ہوا ابھی تو لشکر میں موجود تھا جب تک میں نے اسم اعظم بند کیا معلوم ہوتا ہے لیکن اس تدارک
میں مصروف ہوا یہ فوراً نکل گیا یہ کہکر عشاق نے لشکر اسلام کی طرف دیکھا کہ دیکھوں خواجہ لشکر میں ہیں
کسی مقام پر نہ پایا سمندر شاہ سے کہا تم نے اہل اسلام کی حالت دیکھی کیسے مثل ماہی بے آب
و مانند مرغ بسمل کے تڑپ رہے ہیں بڑے بڑے ساحر تھے کسی کا بھی سحر کام نہ آیا بہت صاحبقران
کو اسم اعظم پر بھروسا تھا میں نے ایک پل میں بند کر لیا کچھ بھی نہ کر سکے سمندر شاہ نے کہا کہ
لو بھائی خواجہ کو اور اس بلا کو اہل اسلام پر سے دفع کرو کیونکہ مجھ سے انکا تڑپنا نہیں
دیکھا جاتا ہے اہل اسلام مع بادشاہ و صاحبقران کے دیکھ رہے ہیں کہ سمندر شاہ سے اور عشاق
سے باہم کلام ہو رہے ہیں کیونکہ یہ دونوں تخت اس ابر سے پہونچے تھے اور مقابل لشکر اسلام

اور کفار بھی دیکھ رہے ہین بلکہ کفار یہ چاہتے ہین کہ بادشاہ اس طرف قصد کرین تو ہم سلام کرین
جب سمندر نے عشتاق سے کہا عشتاق نے جواب دیا کہ بھائی بڑی مشکل ہوئی کیونکہ مین تو
اپنا کام بالکل کر چکا ہون سحر بالکل طیار ہی یہ سحر تو اب میرے برطرف کئے ہوئے برطرف نہ ہوگا
جب تک یہ کسی مقام پر گرا لیا نہ جائے کیونکہ اب اسکا برطرف ہونا محال ہی یہی تو اس مین خرابی
ہی کہ جب یہ پورے طور سے طیار ہو جاتا ہی تو پھر بدون کام مین لائے ہوئے برطرف نہین ہوتا اب
مین کیا کرون کیونکہ پورے طور سے درست کر چکا ہون ادھر مین نے اشارہ کیا یہ کڑکڑا کر گرا اسکو
جلا دیا سمندر نے جواب دیا کہ ایسا سحر کس کام کا کہ جو اپنے قابو مین نہ ہو یہ کہکر سمندر نے کچھ دیر
سکوت کیا اُسکے بعد سر اٹھا کر کہا کہ وہ جو چھوٹی پہاڑی نظر آتی ہی اُس پر میرا تین کرور کا لشکر مجھ سے باغی
ہو کر چلا گیا ہی اور سامان جنگ کر رہا ہی میرا قصد تھا کہ مین جا کر اُسکو اس کردار کی سزا دون کہ اہل
اسلام سے مقابلہ در پیش ہوا اب مین ادھر مصروف ہوا اُنکو اطمینان ہوا اُنھون نے خوب
طور سے سامان جنگ درست کر لیا ہی ابھی ہرکارون نے تمھارے آنے کے بعد مجھکو خبر دی
کہ اُنکا قصد ہی کہ آپ سے آکر مقابلہ کرین مین نے کہا کہ آنے دو مگر مجھکو اُسوقت سے یہ فکر ہوئی
کہ کسی طور سے انکا خاتمہ ہو جائے یہ اپنے کردار کی سزا پائین پس تم یہ اپنا ابر سحر اُن پر گرا دو تاکہ
وہ فنا ہو جائین اہل اسلام سے مین سمجھ لونگا وہ جو سامنے پہاڑ ہی اُس پر وہ سب مقیم ہین اُس
کوہ کا نام گرداب کوہ ہی گرداب دریا نشین اُنکا اسم ہی یہ جو سمندر نے عشتاق سے
کہا عشتاق نے کہا کہ بہت اچھا جو آپ کی مرضی یہ کہکر کچھ پڑھکر طرف ابر کے اشارہ کیا کہ
وہ ابر ایک مرتبہ سمٹ کر اور کڑکڑا کر طرف اُس پہاڑ کے چلا چمکتا ہوا گرجتا ہوا ایسی صدا کے
ہیبت اُس سے آتی تھی کہ زمین ہلی جاتی تھی اور شعلے نکل رہے تھے ایک چشم زدن مین
وہ ابر نظرون سے پنہان ہو گیا اور کڑکڑا کر ایک مرتبہ اُس پہاڑ پر گرا سب لوگون کو جو کہ اُس
پہاڑ پر قریب تین کرور کے موجود تھے سب کو جلا دیا ایسا جلایا کہ خاک تک باقی نہ رہی
کوہ کو مثل کوہ طور کے سرمہ کر دیا وہان کی خاک تک نہ باقی رہی وہ ابر پھر برطرف ہو گیا
عشتاق کی بارہ برس کی محنت رائیگان ہوئی وہ ساری بلا گرداب دریا نشین کے سر پر
آئی وہ ساری گردابی اپنی بھول گیا یہان اہل اسلام کے جان مین جان آئی وہ گرمی برطرف
ہوئی پیاس کی شدت کم ہوئی وہ ہوائے گرم کے جھونکے کم ہوئے سب نے سجدہ شکر ادا
کیا ادھر عشتاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ بھائی لاؤ خواجہ کو میرے حوالہ کرو سمندر
نے کہا کہ بھائی وہ جو تم نے اسم اعظم صاحبقرانی بند کیا ہی اُسکو بھی کھولدو تاکہ مین اُنسے
مقابلہ کرون جب کہ میرے اُنکے مقابلہ ہوگا مین خود بند کر لونگا مین کسی کی کمک کا خواستگار
نہین ہون کہ مین اتنا تمھارا احسان اپنے اوپر قائم رکھون یہ جو سمندر نے کہا عشتاق نے
جواب دیا کہ مجکو کیا ضرورت ہی کہ مین اسم اعظم بند رکھون مجکو اپنے مطلب سے مطلب
ہی اپنے دشمن سے غرض ہی یہ جو سمندر نے سنا جواب دیا کہ پھر اپنے دشمن کو مجھ سے لیجیے
وہ میرے پاس موجود ہی دیکھیے یہ تخت پر پڑا ہی آپ اسم اعظم کھولیے مین آپ کو آپکا
دشمن حوالہ کرون پس عشتاق نے کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اب جو دیکھا
وہی پتلہ چلا آتا ہی کہ جس کے سینہ مین عشتاق نے اسم اعظم بند کر کے رکھا تھا وہ پتلہ قریب

عشتاق آیا عشتاق نے انگلی کا اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر سر پر اُس پتلے کے گری کہ اُس نے
اُس پتلے کو جلا دیا وہ شیشہ اُسکے شکم سے نکلا عشتاق نے اُسکو سحر سے روکا اور ہاتھ مین لیکر
اُسکو شکست کیا اُس طائر کو نکالا نکالکر اُسکو اڑایا اُسنے گرد سر صاحبقران کے گردش کی جب تین
مرتبہ گردش کر چکا ایک برق چمک کر اُس پر گری کہ وہ جل گیا اُسکے ساتھ وہ کاغذ بھی جل گیا
جس پر اسم اعظم بند تھا سحر کے ذریعہ سے اور سب حرف اُس پر تحریر تھے اُس کاغذ کا جلنا تھا کہ
صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا سمندر نے آواز دی کہ یا صاحبقران آپ کو اسم اعظم یاد ہی
صاحبقران نے سمندر کی صدا اُسکی جو خیال کیا تو حرف بحرف اسم اعظم یاد تھا جواب دیا کہ
مجکو فراموش کب تھا بس راوی نے بیان کیا ہی کہ یا جو اسم اعظم بند کرتا ہی وہ قتل ہوتا ہے اسم اعظم
کھاتا ہی یا وہ خود جیسے بند کیا ہو اسکے سبب اسم اعظم کو قتل کیا کہ خود عشتاق نے
سمندر کے کہنے سے کچھ امداد کی تھی اب یہ بیان کرتا ہی کہ اب عشتاق کا اسقدر کمال بھی نہین
رہا جو کچھ کہ کمال اُسکو تھا وہ اسی اسم کے سبب سے تھا وہ سب گیا اب معمولی ساحر وہ گیا
مقابل ہی ہر ایک ساحر اُس سے مقابلہ کر سکتا ہی جب عشتاق اسم اعظم صاحبقران کو دل
چکا سمندر شاہ کو معلوم ہو گیا اُس سمندر شاہ نے عشتاق سے کہا کہ بھائی یہ کیا ہوا سو کچھ
دیکھو امیرین کیسی خوش ہو رہی مجکو اُسی سحر سے ملا ہی جہان پارینہ خواجہ کو گرفتار کیا ہی یہ کہکر عشتاق
کی طرف پھینکا عشتاق نے ہاتھ بڑھا کر روکا اور روکنا تھا کہ اُسکو اپنی ناک کے پاس لایا اور سونگھا
جیسے ہی قریب ناک اُس کے پہنچا خود بخود کھل گیا اور ہوا اُسکی بہت تیز جل ہوئی اور اُس سے غبار
پیدا ہوا وہ غبار جو اُسکے دماغ مین پہونچا اُسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہو کر تخت پر گرا اُس کا
گرنا تھا کہ اُسکا سحر جو کم ہوا اُسکا تخت طرف زمین کے چلا اور سمندر نے قصد کیا کہ عشتاق کو
تخت پر سے اٹھالون مگر قابو نہ چلا بہلیدی سے جال نکالا اُسکے مارنے کا بھی موقع نہ پایا اب
یہ حال ہی کہ سمندر نے سمجھ لیا ہی کہ اگر موقع مل جاوے تو ایک ہاتھ تیغ کا مارون دونون لشکر یہ
حال دیکھ کر حیران ہین کہ یہ کیا واقعہ ہی سمندر عشتاق کا کیون اسقدر دشمن ہو گیا ہی کہ اُسکے قتل
پر آمادہ ہی بس راوی عجائب بیان یہ تحریر کرتا ہی کہ دونون تخت غلطان بجانب زمین کی طرف
چلے آتے ہین سمندر ہر مرتبہ اپنا تخت عشتاق کے تخت کے برابر لاتا ہی پھر وہ تخت نیچا
ہو جاتا ہی اہل اسلام و اہل کفار حیران حیران دیکھ رہے ہین راوی انکو اسی حالت مین چھوڑتا ہی

کچھ حال سمندر کا حوالہ قلم عجائب رقم کرتا ہے

راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر شاہ بعد جانے عشتاق کے تخت پر آکر بیٹھا اور وہ تقریر کی جو
کہ تحریر ہو چکی ہی سب اہل دربار جمع ہین کہ جب عرصہ ہوا تو ایک مرتبہ سمندر شاہ کو خیال آیا
کہ ذرا حال عشتاق دیکھنا چاہیے کہ اسنے کیا کارروائی کی آیا اہل اسلام کو قتل کیا یا صاحبقران
نے اسم اعظم کے ذریعہ سے اُسکے ابر سحر کو برطرف کر دیا بس یہ دل مین سوچ کر اوراق جمشیدی
اُٹھا کر دیکھا اُس مین یہ تحریر پایا کہ اے سمندر شاہ جلد خبر لے عشتاق کی خواجہ نالش نے
تیری صورت بنکر تمام سحر عشتاق غارت کیا اور عشتاق نے گرداب دریا کشتیان کو مع اُسکے
لشکر کے خواجہ کے کہنے سے جلا دیا تین کرور کا لشکر تیرا جل گیا اب کوئی دم مین خواجہ عشتاق کو

مارے گئے سب اہل اسلام اُسکے سحر سے بچ گئے عشاق نے اسم اعظم بھی بند کر لیا تھا اُنکو بھی کھلوا لیا
بڑی ہی عیاری کی جو کیفیت گذری تھی سب عرض بحرہ فنا اُس سے سمندر کو آگاہ کیا بس یہ حال دیکھکر سمندر
کے ہوش اُڑ گئے مارے غضب کے کہکر اُٹھا اور فوراً سحر کیا کہ ایک تخت پیدا ہوا اُس پر سوار ہو کر
چلا اہل دربار نے کہا کہ آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں ہم بھی آئیں کہا کہ تم لوگ اُسی مقام پر
رہو میں آتا ہوں اُستاد سمندر نے کہا کہ کچھ بیان تو کرو سمندر نے کہا کہ آپ تشریف رکھیں میں آ کر آتا
ہوں آ کر سب حال بیان کرونگا یہ سُنکے سب اپنے مقام پر بیٹھ گئے عشاق بحرہ نشین بھی بیٹھ گیا
سمندر تخت سحر کو اُڑا کر طرف میدان جنگ کے چلا ایسا تیز چلا کہ گویا شاہین و باز جا رہا تھا خود سب سحر کو
زور دیتا ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ کہیں عشاق قتل نہ ہو جائے چلا جاتا ہے یہاں سب حیران ہیں کہ بادشاہ
کس کام کو اس قدر جلد گئے ہیں کسی کو ہمراہ بھی نہیں لیا کیا خبر اور اتنے دی ہے کہ جسکو دیکھکر
ہانسے کی اور تخت سحر پیدا کر کے چلے گئے یہ لوگ تو اس فکر میں ہیں سمندر ادھر چلا جاتا ہے وہاں ان
دونوں لشکر حیران ہیں ادھر دونوں تخت ملے اور چلے آتے ہیں اہل اسلام کی زبان پر یہ مصرعہ
جاری ہے مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد راوی نازک خیال نے تحریر کیا ہے کہ سمندر
قریب تخت عشاق پہونچ گیا اور پنجہ اُٹھا کر نعرہ کیا منم خواجہ تاسف عیار لشکر اسلام رہزن
تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران شاہ عیاران ربیب طرار منکم خواجہ الہ ابن عجم نعرہ کرکے چاہا تھا
کہ ہاتھ ماروں کہ اتنے میں سمندر اصلی پہونچ گیا اور اسنے نعرہ کیا کہ او عیار دزد باریک لک
لک باخبر دار دست خود را نگہدار میں آپہونچا ہوں وقت پر تو نے تو چاہا تھا ہی کیا تھا کہاں جاتا ہے
میرے ہاتھ سے یہ کہکر تخت کو تیز کیا اب دونوں لشکروں نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ دوسرا
سمندر اور چلا آتا ہے مگر نہایت تیز ادھر خواجہ نے جو نعرہ کیا تھا اپنے نام کا اس سے ثابت
ہوا کہ وہ سمندر جو کہ قبل آیا تھا خواجہ ہیں یہ اصلی سمندر ہے پیچھے ہی خواجہ نے سمندر کی صدا
سُنی پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آئی دیکھا کہ سمندر تخت اُڑائے ہوئے بہت تیز چلا آتا ہے
قریب ہے کہ میرے تخت کے قریب پہونچے بس یہ دیکھکر خواجہ نے فوراً گلیم اوڑھ لی اور
غائب ہو گئے اتفاق سے جو لباس خواجہ پہنکر سمندر کی صورت بنکر آئے تھے وہی لباس
سمندر پہنے ہوئے تھا بس سمندر اپنے تخت کو بڑھا کر قریب تخت عشاق آیا دیکھا کہ عشاق
غلطان و پیچان چلا جاتا ہے اور وہ دوسرا تخت غائب ہے یہ حیران ہوا کہ وہ تخت کیا ہوا کہ جس پر خواجہ
تھے بس سمندر نے خیال کیا کہ تخت زمین پر گرا تو صدمہ سے عشاق تمام ہو جائیگا اُسنے سحر کیا
کہ وہ تخت اُسی مقام پر قائم ہوا یہ اپنا تخت بھی اُسی تخت کے برابر لایا ابھی اُسنے عشاق کو ہوشیار
نہ کیا تھا کہ پہلو سے صدا آئی کہ اے سمندر تو وقت پر پہونچا ورنہ میں نے خاتمہ کر دیا تھا اور سحر
تو اُسکا برباد کیا اسم اعظم صاحبقران کا جو اُسنے بند کیا تھا کھلوا لیا اب کوئی اُس سے خوف
نہیں ہے جس سحر پر اُسکو بڑا بھروسا تھا وہ یوں برباد ہوا اب وہ بھی مثل اور ساحروں کے ہو گیا
ہے میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا میں نے تو اسی وقت اپنا کام کر لیا تھا اگر تو نہ آتا اور تھوڑی
دیر تو میں قتل کر چکا تھا میرے زد پر آ گیا تھا پھر کہاں بچ کر جائیگا اگر میں نے اسے قتل نہ کیا
اپنا نام خواجہ نہ رکھا ہے گو ہے اور یہی میدان ہے آج نہیں کل کل نہیں پرسوں یہ میرا تو شکار
ضرور ہے اور میں اسکی جان کا دشمن ہوں اور یہ میرا دشمن ہے میں کب چھوڑونگا کہ یہ زندہ ہے

ہو جیسا مصرعہ پھر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ہی ابھی اسکی کچھ زندگی باقی ہی اور دنیا کی ہوا کھانا اسکے
مقدر مین ہی کہ بیہ اس طور سے بچ گیا ورنہ کیا مقدور تھا کہ یہ بچ سکتا خیر مین جاتا ہون یہ جو صدا
آئی سمندر کا شبہ کیا اپنے دل مین کہا کہ یہ تو کوئی پیر معلوم ہوتے ہین کہ نظر سے پوشیدہ ہین
اور برابر بول رہے ہین پھر نظر نہین آتے ہین خواجہ تو یہ اسکو صدا دیکر تعظیم اوٹھتے ہوئے اپنے
لشکر مین آئے کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا ابھی تک کسی کے اہل اسلام سے تو اس بچا نہین ہوئے ہین
سب حیران ہین ایکبار تو اس آفت مین مبتلا تھے دوسرے اس سے جو رہائی ہوئی تھی تو یہ
سانحہ پیش آیا ہی یہ لوگ تو اس فکر و تشویش مین ہین کہ یہ کیا واقعہ تھا کفار الگ حیران ہین
کہ ایکبار سمندر تو وہ آیا کہ جس نے ابر سحر اہل اسلام پر گرانے سے عشاق کو منع کیا وہ ابر سحر
اور کسی پر گرایا گیا پھر خود ہی سحر کرکے اسکو بھی قابو مین کیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہوئے کہ دوسرا
سمندر آیا اسنے ذرا سا خواجہ عیار لشکر اسلام کا اور ہوا یہ کیا امر ہی کفار اس فکر مین غلطان اور دم
جب سمندر کو خواجہ آگاہ کرتے چلے گئے سمندر نے تلاش کیا کہین خواجہ کا پتہ نہ لا تو
سمندر نے قریب تخت عشاق تو پہونچ چکا تھا تخت کو روک چکا تھا بس پانی
سحر طلب کیا اسکا عشاق کو چھڑکا دیا اور سحر کیا کہ اسکو ہوش آیا وہ جو ہوشیار ہوا اسنے
یہ خیال کیا کہ سمندر نے مجھ پر سحر کیا تھا کہ جس کے سبب سے مین بیہوش ہو گیا وہ مگر
صد برگ سحر کا تھا سمندر ابھی کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ عشاق نے اپنے دل مین یہ خیال کرکے
جھولی پر فوراً ہاتھ ڈالکر ایک ترنج نکالا اس پر کچھ پڑھ کر دیا سمندر کے کھینچ مارا اگر سمندر
ہوشیار نہ ہو جائے کیونکہ اسنے جب اسکو ہوشیار کیا تھا تو اسکے تیور سے سمجھ گیا تھا کہ اسکی
نیت بدلی اسنے خیال کیا تھا کہ اسکو آگاہ کردون کہ اسنے جو یہ کیا اسنے اپنے کو بچایا اور دوسرے
ساحر زبردست ہی بادشاہ ہی جیسے وہ ترنج قریب آیا اسنے اشارہ کیا کہ برق چمک کر گری
کہ اس نارنج کو جلا دیا بالکل خاک سیاہ کر دیا یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا اسکو اور غصہ
آیا اب تو اسکو یقین ہوا کہ سمندر نے میرے اوپر سحر کیا اور برق چمکا کر اور ترنج کو جلا کر
سمندر مسکرایا اور قصد کیا تھا کہ کہون کہ عشاق ذرا خبردار ہو کہ عشاق نے غصہ مین آکر
اپنے جھولے پر ہاتھ ڈالا اور ایک بیضہ فولادی نکالا کہ اس پہ ہزارون خون کے ٹیکے دیئے
ہوئے تھے کچھ پڑھ کر اور گردش دیکر بیضہ سمندر کے مارا وہ سینہ پر تو نہین پڑا مگر پیشانی پر
سمندر کے پڑا کہ اس سے اسکو ایک چکر آیا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو سر پاش پاش ہو جاتا
نشان بھی نہ ملتا مگر سمندر نے اس ضرب کو روک کر اپنے کو قائم کرکے وہ بیضہ ہاتھ پر لیا
اور کہا کہ او عشاق اپنے حواس درست کر تجکو کیا ہو گیا ہی ایک تو چوری اس پر سینہ
زوری ارے اسنے بیگانے کو پہچان کیا تجھ دماغ مین خلل آیا ہی دو مرتبہ میرے اوپر تو نے
سحر کیا مین نے اپنے کو بچایا ورنہ تو نے تو کام تمام کیا تھا اگر تجھ ایسا ساحر نہ ہوتا نہ بچتا
اول تو وہ خطا کہ تیرا تین گرد ر کا لشکر جلا دیا اسپر نادم نہ ہوا جب مین آیا اور مین نے
ہوشیار کیا تو میرے ساتھ یہ سلوک کیا تیری تو اس ہاتھی کی سی مثل ہی وہ مثل یہ ہی
کہ گا مڈو ہاتھی اپنی فوج کو مارے تو نے اسوقت وہی حرکت کی پایہ کہ گدھے
اولبس چلا عراقی کے کان پکڑے پایہ کہ تمہاری بلا طویلہ کے سر لبس اپنے حواس درست

کرو اور اپنے سینگ نے مین تمیز کرو عشاق نے جواب دیا کہ مین تو نسل اُس ہاتھی کے نہین ہون بلکہ
تم ہو کہ تم نے پہلے تو آکر میرا سحر اُس پہاڑ پر گروایا اُسکے بعد اسم اعظم کھلوایا جب مین ان کامون
سے فراغت کر چکا مجھ پر سحر کیا کہ مین بیہوش ہو گیا کوئی دوسرا ساحر میرے مقام پر ہوتا تو
وہ مر جاتا نہ معلوم کس امر کی میرے اور تمھارے عداوت واقع ہوئی ہی اس سے ثابت ہوتا ہی
کہ تم ہی نے میری دولت اُس عیار سے کرائی اول تو یہ کہ اُسوقت تک خاموش رہے جب تک
مین ابر سحر لیکر نہین چلا تھا مجکو اس امر سے آگاہ نہ کیا کہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین جب مین
مقابلہ کو چلنے لگا اُس وقت آگاہ کیا اس خیال سے کہ اب کیا ہو گا مین اُس پر بھی چلا آیا مین نے
کچھ خیال نہ کیا یہان آکر اسم اعظم بند کیا وہان تم نے اوراق مین دیکھا تم کو رشک ہوا یہان
سے تم چلے خواجہ کو گرفتار کرنے کو لائے میرا ابر سحر مٹا یا اسم اعظم کھلوایا پھر مجھ سے یہ دشمنی کی
کہ سحر کیا خواجہ کو غائب کر دیا سمندر نے کہا کہ عشاق ذرا اپنے ہوش درست کرو مین کب آیا مین نے
کب تم پر سحر کیا بلکہ مین نے تمھاری جان آکر موت کے پنجہ سے بچائی ورنہ تم قتل ہو جاتے اگر مین وہ تم
ورنہ آتا خواجہ نے تمھارا خاتمہ کیا تھا اس احسان سے تو گئے اُس پر میرے اوپر تم نے سحر کیا ایک
تو میرا لشکر تباہ کیا دوسرے یہ غصہ میرے اوپر ہے بھائی مین تو خواجہ سے واقف ہون نہ
اس امر سے کہ تم نے اسم اعظم بند کیا کیسا اسم اعظم کھلوانا کیسا ابر سحر گرداب کوہ پر گروانا یہ کیا تم
کہتے ہو یہ جو سمندر نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ یہ کیا سب جھوٹ ہے آپ نہ تھے پھر کون تھا
بھلا بتائیے تو سوائے آپکے اور کون تھا سمندر نے کہا کہ تم اپنے حواس تو درست کرو تو
پھر مین سب حال بیان کرون تم تو ذرون پہ چڑھے ہوئے ہو میرے قتل پہ آمادہ ہو مین کیا بیان
کرون اپنی جان بچاؤن یا بیان کرون یہ جو سمندر نے کہا عشاق نے اپنے حواس درست کئے
کہا کہ بیان فرمائیے سمندر نے کہا کہ اے عشاق تم نے بہت بڑا دھوکا کھایا اُس عیار نے تمھارے
ساتھ عیاری کی تم کو دھوکا دیکر تمھارا ابر سحر مٹا دیا اب تم سب واقعہ بیان کرو کہ تم نے یہان آکر
کیا کیا عشاق نے اپنا ابر سحر لیکر آنا اہل اسلام کو نصیحت کرنا صاحبقران کو سمجھانا اپنا خواجہ کو
طلب کرنا سب کا انکار کرنا صاحبقران کا جواب صاف دینا اپنا برہم ہو کر غصہ کرنے ابر سحر کو
محیط لشکر اسلام کرنا اُنکے تڑپنے کا اپنا تختہ اُس ابر سے نیچا کر کے تماشہ دیکھنا ابر یاقوت رنگ
ظاہر ہونا اُس سے سمندر شاہ کا ظاہر ہونا قریب تخت کے آنا باہم کلام ہونا اُس سمندر کا جواب
دینا آخر الامر بموجب سمندر کے کہنے کے ابر سحر کو کوہ گرداب پر گرانا اسم اعظم کا کھلوانا بیان
کیا اور کہا کہ آپ نے ایک گیند مجکو دیا تھا مین نے جو اُسکو سونگھا وہ خود بخود پھٹ گیا اُس سے
کچھ غبار سا پیدا ہوا وہ میرے دماغ مین گیا کہ پھر مجکو خبر نہین ہی کہ میرے اوپر کیا گذری اب جو
مجکو ہوش آیا مین نے آپکو پایا مین نے خیال کیا کہ میرے اوپر آپنے سحر کیا ہی مین نے بھی
برہم ہو کر آپ پر سحر کیا مجکو کیا معلوم کہ کیا ہوا اب آپ بیان فرمائیے کہ کیا واقعہ اصلی ہی سمندر
نے کہا کہ تمھارے حواس درست ہین مین بیان کرون عشاق نے جواب دیا کہ مین بدحواس
کب تھا سمندر نے کہا کہ اچھا دربار مین چلو وہان مین بیان کرونگا عشاق نے کہا کہ اچھا تشریف
لے چلئے بس یہ سنکر سمندر نے بصدائے بلند کہا کہ اب اہل اسلام تم نے بہت سر اُٹھایا
ہی اور تمھارے لشکر کے عیارون نے بہت پریشان کیا ہی اب کہان تک طرح دیجائے جبہ

اب مین تمھاری جرات و بہادری دیکھونگا اب تو مین جاتا ہون کیونکہ اسوقت مجکو ایک ضرورت
ہے اپنا بندوبست کرکے آونگا تم بھی اپنے پڑاؤ پر جاؤ یہ کہکر اُسنے طرف گرداب شاہ وغیرہ کے رخ
کیا اور کہا کہ اے گرداب شاہ تم بھی اپنا لشکر لیکر جاؤ اب جب تمھارا جی چاہے طبل جنگ بجوا کر
اہل اسلام سے مقابلہ کرنا عشاق کا سحر برباد ہوا عیار لشکر اسلام نے بڑے غضب کی عیاری
کی انھون نے دھوکا کھایا تحیر دیکھا جا بیگان سب نے سمندر شاہ کو سلام کیا سمندر نے جواب
سلام دیا اور عشاق کو ہمراہ لیکر طرف سمندر ریم کے چلا اہل اسلام نے اُسکی تقریر کا یہ جواب دیا
کہ اے سمندر و عشاق دیکھو یہ ہمارے خدا کی قدرت ہے کہ کیونکر ہم کو بچایا اور کیونکر ہماری حفاظت کی
اور کس آسانی سے عشاق کا ابر سحر غارت کیا اور کیونکر صاحبقران کا اسم اعظم کھولا کہ جسکی امید
نہ تھی اگر اسکو ہماری ظفر منظور ہوگی تو اسی طور سے ہر مشکل مین مدد کریگا ہم کو اُسکی ذات پر
بھروسا ہے اگر تو نہ آتا تو عشاق کا خاتمہ تھا ابھی اسکی زندگی باقی ہے سمندر یہ کلام سنتا ہوا
عشاق کو لیکر روانہ ہوا بلکہ عشاق نے قصد کیا تھا کہ جواب دون مگر سمندر نے کہا کہ کیا
ضرورت ہے انکو کہنے دو ہم کو اپنے مطلب سے مطلب ہے عشاق و سمندر تو اُس طرف روانہ
ہوئے ادھر گرداب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور لشکر کو لیکر طرف فرودگاہ کے روانہ ہوا یہ
کہتا جاتا تھا کہ کچھ حال نہ کھلا کہ کیا واقعہ پیش آیا یہ کیا ہوا کہ لشکر اسلام پر تو بالکل آنچ نہ آئی
خواجہ نے کیا خوب عیاری کی ہم کو تو یہ عیاری نہین معلوم ہوتی تھی اسکا کلام کے موافق اعجاز
معلوم ہوتا ہے کہ بین بھی اسکا سامان و گمان ہو سکتا ہے کہ یہ عیاری ہے در اصل بڑے غضب کے
عیار ہین واہ کیا کہنا ایسی باتین کرتے ہوئے فرودگاہ پر آئے لشکر نے کمر کھولی یہ سا تون بادشاہ
و ملکہ داخل بارگاہ ہوئے مع سرداروں کے اور ہرکارون کو طلب کرکے حکم دیا کہ تم لشکر اسلام
مین جاؤ خبر لاؤ کہ یہ عیاری کس طور سے ہوئی ہرکارے ادھر کو روانہ ہوئے ادھر بعد سمندر و
عشاق و لشکر کفار کے بادشاہ بھی مع کل لشکر کے شادان و فرحان خوشیان کرتے ہوئے یہ
مصرع پڑھتے ہوئے ع مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت طرف فرودگاہ کے تشریف
لے چلے یہانتک کہ فرودگاہ پر پہونچے جب سب کو معلوم ہوا جو لوگ کہ اُس مقام پر نہ تھے
کہ اہل اسلام کی ظفر ہوئی عجب طرح کی خوشی ہوئی ہر ایک شاد تھا بند رنج و غم سے آزاد تھا
ہر طرف لشکر مین ایک چہل پہل تھی گویا روز عید تھا ہر ایک گلے مل رہا تھا اور یہ کہتا تھا کہ
خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ آج زندگی کی امید نہ تھی وہ بڑا کریم ہے رحیم ہے اُسنے سب پر رحم کیا
خوب جان بچائی ایسی ایسی باتین ہو رہی ہین لشکر مین لشکر نے قیام گاہ پر آکر کمر کھولی بادشاہ
مع صاحبقران و کل سرداروں کے بارگاہ مین تشریف لائے دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے
تخت پر جلوس فرمایا صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما ہوئے اور سب سردار اپنے اپنے مقام
متمکن ہوئے جب دربار آراستہ ہوچکا عیار اپنے مقام پر آکر کھڑے ہو چکے اُس وقت
بادشاہ نے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا رحم کیا خوب اس
بلا سے نجات دی ہم کو تو آج امید زندگی کی نہ تھی آپ نے ملاحظہ فرمایا تھا کہ کس قدر گرمی
تھی کہ زمین سے شعلے نکلتے تھے اور مارے پیاس کے کیا حالت تھی کہ سب مثل ماہی بے
آب کے تڑپ رہے تھے باوجود یکہ دریا قریب تھا مگر کوئی حرکت نہ کر سکتا تھا مگر سنا تھا

بیقرار تھے کیا بیان کیا جائے اگر دو گھڑی اور یہی حالت رہتی تو کوئی نہ زندہ رہتا چاہیے وہ ابر سحر گرتا
جاتا ہے نہ مگر شدت عطش خاتمہ کر دیتی گرمی جدا ہلاک کرتی اور مرنے میں کیا باقی رہ گیا تھا وہ
گرمی ہلاک کر رہی تھی اُدھر پیاس تپ سے وہ ابر سحر گراتا خاتمہ کھانہ خواجہ عیاری کرتے
نہ جان بچتی خدا نے دوبارہ زندگی عطا فرمائی میرے نزدیک پھر سے جیا شتا تازہ پائی بڑی بلا
رد ہوئی مگر آج خضران بن عجب نے بلا کی عیاری کی کہ جسکا سان و گمان نہ تھا ہم کو تو شمشیر
کا یقین تھا واقعی یہ مثل اپنے دادا اور باپ کے ہیں بلکہ اگر کہا جائے تو اُنسے بھی فطرت میں
کسی قدر زیادہ ہیں کیا کام کیا ہے کہ جسکی تعریف نہیں ہو سکتی ہے ہم سب خواجہ کے پیدا کیے
ہوئے ہیں انھوں نے ہم سب کی جان بخشی کی ہے ہم تو اس بار احسان سے اُنکے سر اُٹھا
سکیں نہ گے ہمیشہ اس احسان سے اُنکے شرمندہ رہیں گے گو یہ امر ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو وہ
کیا کر سکتے تھے نہ عیاری کام دیتی نہ فطرت خدا نے مدد کی انھوں نے تدبیر کی بلا رد ہوئی
صاحبقران نے بادشاہ کی تقریر سنکے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا در اصل مجھکو بھی قطع امید
ہو گئی تھی پہلے تو مجھے بڑی امید تھی کہ اسم اعظم کے ذریعہ سے اس بلا کو رد کرونگا اور جب تک
میری اور عشناق کی تقریر ہوئی ہے مجھکو اسم اعظم یاد تھا جب اُسنے جواب صاف پایا آپ سب
نے دیکھا ہوگا کہ اُسنے سحر کر کے میرا اسم اعظم بند کر لیا وہ جو کاغذ میرے روبرو آیا تھا وہی
طریقہ اسم اعظم کے بند کرنے کا تھا جب اسم اعظم بند ہوا اُسوقت مجھکو قطع امید ہوئی
خواجہ نے مجھ سے دریافت کیا میں نے صاف کہا وہ بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے مگر ہاں انہوں نے
اپنے قدم راہ نیک سے نہ ہٹائے ثابت قدم رہا کسی کو اس حال سے آگاہ نہ کیا اس استقلال
پر خدا نے رحم کیا ورنہ کیا کسی کی قدرت تھی سوائے خدا کے کہ وہ بلا کو رد کرتا یہ سب اُس کی
بندہ پروری اور ملک نوازی ہے ورنہ خواجہ کیا عیاری کرتے مگر در اصل خواجہ نے غضب
کی عیاری کی کہ اسکا بالکل گمان بھی نہ تھا ہم تو اصلی سمندر سمجھے تھے کہ اُسکو کچھ خیال آیا ہے
کچھ خداوند کریم نے اُسکے قلب میں یہ امر ڈالا ہے کہ اُس نے آکر یوں ہم کو بچایا ہے اور یہ مصرعہ
میری زبان پر تھا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد مگر کیا خوب ابر سحر کو مٹا دیا اُس کے
سحر سے سمندر کے لشکر کا خاتمہ کیا اسم اعظم بھی خوب وقت سے اُسی کے ہاتھ سے کھلوایا الٰہی
چالاکی کی یہ عیاری نہ تھی بلکہ قدرت خدا کا ایک یہ بھی نمونہ تھا کہ اُسنے اپنے بندے کے دل میں
یہ امر ڈالا کہ وہ ایسی عیاری کرے اور یوں جان بچائے اگر سمندر اصلی نہ آجاتا تو خواجہ نے
عشناق کا خاتمہ کیا تھا مگر ابھی اُسکی جیا شتا باقی تھی اس سبب سے سمندر عین وقت پر پہونچا
بس مجھکو تو اُس وقت معلوم ہوا کہ یہ خواجہ ہیں کہ جب خواجہ نے نعرہ کیا ہے اور سمندر پر
ظاہر ہوا ہے اب نہ معلوم خواجہ کہاں چلے گئے ہیں اگر وہ آتے تو ہم اُنکو آج بہت کچھ انعام دیتے
اور اپنے گلے سے لگاتے بلکہ اُنکے ہاتھوں کو چومتے بادشاہ نے فرمایا کہ کام تو ایسا ہی
کیا ہے سب اہل دربار خواہ ساحر خواہ غیر ساحر دست راستی و دست چپی سب نے کہا کہ
آج تو خواجہ نے وہ کام کیا ہے کہ اگر انکو ہر ایک ہفت اقلیم کی دولت دے تو بھی کم ہے
مگر ہم لوگ تو مجبور ہیں جہاں تک ہم سے ہو سکیگا ہم خواجہ کو خوش کرینگے اب تو خواجہ
کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے نہ معلوم خواجہ کدھر چلے گئے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ

جب کلیم اور دو کر غائب ہوئے اور سمندر سے وہ تقریر کرکے وہاں سے چلے تو لشکر میں آ گئے وہ ابر
وغیرہ سب غائب ہو گیا پھر اسکا نام و نشان نہ رہا تھا خواجہ لشکر میں آ گئے تھے مگر کلیم اوڑھے
ہوئے لشکر میں تھے جب لشکر فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی دربار آراستہ ہوا خواجہ
بھی دربار میں موجود تھے سب کی تقریر سماعت کر رہے تھے جب خواجہ نے یہ سنا تو شتابی
قریب دربارگاہ آئے کلیم اتاری ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے طرف دربار کے چلے
جاتے نگاہ صاحبقران کی جو خواجہ پر پڑی بے ساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا اور اپنے
دل کی نسبت سے اٹھے اور طرف خواجہ کے چلے شعر پڑھا کہ تراتنگ در کنار کشم * بہ تنگ آمدہ ام
چند انتظار کشم * یہ فرماتے ہوئے جو چلے خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران فرط خوشی سے
میری طرف آتے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ صاحبقران کا اٹھنا تھا کہ سب دربار اٹھ کھڑا
ہوا بادشاہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے یہ حال دربار کا خواجہ دیکھ کر اور صاحبقران کو اپنی طرف تشریف
لاتے ہوئے دیکھ کر خود بھی فرط خوشی سے دوڑے اور قریب صاحبقران آکر صاحبقران کے
قدموں پر سر جھکایا کہ صاحبقران نے خواجہ کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے خواجہ آج تم نے
وہ کام کیا ہے کہ آج خواجہ اول عمرو بن امیہ ضمری ہوتے یا تمہارے والد تو اس عیاری کی داد دیتے
انکو قدر ہوتی کیا کوئی عیاری کریگا یہ عیاری تھی کہ اعجاز تھا واہ کیا کہنا ہے آپ تو تم وہ کام کرتے ہو
کہ جس میں عقل نہیں کام کرتی ہے ہمارے عقل میں یہ عیاری نہ آئی کہ تم نے کیا کیا اور کیونکر آنکھوں میں
خاک ڈالی تم تو ہم سے رخصت ہو کر طرف خانہ کعبہ کے گئے تھے کیا تم نے راہ میں کسی سے یہ عیاری
تعلیم پائی جو کی اور اسقدر جلد کی جس کی کچھ انتہا نہیں ہے خواجہ مسکرائے اور عرض کیا کہ عرض کرونگا
صاحبقران نے خوب خواجہ کو گلے سے لگایا اسکے بعد خواجہ نے بادشاہ کی قدمبوسی چاہی بادشاہ
نے بھی سر خواجہ کا سینہ سے لگایا پھر تو ہر سردار سے خواجہ ملے ہر ایک سردار نے خواجہ کا
شکریہ ادا کیا بادشاہ و صاحبقران اپنے مقام پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار بھی بیٹھے [illegible]
سے دربار آراستہ ہوا خواجہ پھر کل عیاروں سے ملے خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے تب صاحبقران
نے فرمایا کہ عیاری کا حال بیان کرو کہ یہ کیا عیاری تھی خواجہ نے عرض کیا کہ جب میں آپ سے
رخصت ہو کر اور مسافر کی صورت بنکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوا تو پاسے شاطری مارتا ہوا
تیز چلا جاتا تھا کہ قریب ایک کوہ کے پہونچا کہ میں نے دیکھا اس پہاڑ پر ایک لشکر اترا ہوا ہے
میں اس پہاڑ پر گیا میں نے جو خیال کیا تو وہ ساحروں کا لشکر ہے اور بہت بڑا لشکر ہے میں اس
لشکر میں گیا اور دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر گرداب دریا نشین کا ہے جو کہ سمندر شاہ
کا سپہ سالار سابق تھا اسکے سپرد تین کرور کا لشکر سمندر شاہ نے کرکے اس پہاڑ پر مقیم
کیا ہے کہ جب ہم کو ضرورت ہوگی اور ہم تم کو براے کمک طلب کرینگے اسوقت تم ہماری
کمک کو یہ لشکر لیکر آنا ورنہ اسی مقام پر رہو کوئی کام تم سے نہیں ہے جتنا بخشیدہ وہ لشکر ہے میں
جو لشکر کو دیکھا اور سب حال یہ کہتے سنا پایا اور سنکر بھی جیسا تھا کہ تین کرور کا لشکر ہے میں نے تمام
لشکر کی تو سیر کی نہیں صرف بارگاہ میں گیا بارگاہ گرداب دریا نشین کو خوب آراستہ پایا
لاکھوں افسر تھے ہزاروں سردار بیٹھے خوب بارگاہ سجی آراستہ تھی میں بارگاہ سے آیا کہ اتنے میں
دربار برخاست کیا میرے خیال میں آیا کہ کیا خوب ہو اگر کسی صورت سے لشکر اسلام کی

عشتاق کے ہاتھ سے جان بچی تو سمندر ضرور اس لشکر کو طلب کرے گا یہ تین کروڑ ہے کب تک
صاحبقران مقابلہ فرمائینگے اس کی تدبیر کرنا چاہئے میں وہاں سے زیر کوہ آیا ایک مقام پر
بیٹھکر عیاری خیال کرنے لگا فوراً یہ خیال میں آیا کہ تو سمندر کی صورت بنکر جا اور عشتاق کو قتل کر
اور وہ ابر سحر عشتاق سے پہلے اس پہاڑ پر کسی فقرے سے گروا دے اُسکے بعد اُسکو قتل کریں
لشکر اسلام اس بلا سے بھی نجات پائے جس میں مبتلا ہے اور اس بلا سے بھی جو کہ آنے والی
ہے یعنی اس لشکر کی آفت سے اور صاحبقران کا اسم اعظم بھی کھل جائے اگر عشتاق فقرے
میں آجائے اور ان سب کی زندگی ہو بس یہ تو خیال کر لیا کہ سمندر کی صورت بنکر جاؤ مگر یہ بھی
خیال کیا کہ کیا فقرہ کرو بس اب جو فکر کی تو خیال میں آیا کہ خواجہ اپنی صورت پر کسی کو بناؤ اور
عشتاق سے کہو کہ خواجہ کو مجھ سے لو اور جو میں کہوں اس پر عمل کرو بس اسی فقرے پر بار
کھائیگا جب یہ تدبیر خیال میں آئی میں پھر کوہ پر آیا چند ساحر جو کہ نہایت معزز تھے جو کہ
سپہ سالار تھے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام کو جا رہے تھے اُن میں سے
جب وہ سناٹے میں پہونچے اُنکو حباب مارکر بے ہوش کیا ذرا میری چالاکی کو خیال فرمائیے
کہ یہ گمان ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں عرصہ ہو وہاں خاتمہ ہو جائے جلدی پھر وہ ساحر
جنکو میں نے حباب مارکر اسیر کیا تھا وہ زیر کوہ جانے کو تھے سیر کرنے کو کہ میں نے اسیر کرلیا بس
میں اُنکو نیچے کوہ کے لایا زنبیل سے نکالکر درخت سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا کوڑا پکڑکر طرارا
ہو کر کیا چونکہ میں نے قیافہ سے پہچان لیا تھا کہ یہ ضرور اسلام قبول کرینگے باقی تین کروڑ تھے
کسی کی پیشانی سے نور اسلام نہ پیدا تھا سوائے ان کے بس میں نے اسی خیال سے
اُنکو گرفتار کیا اور کوڑا پکڑکر اُنکو بہت کچھ دھمکایا اور خوف دلایا مختصر یہ کہ کچھ کلمے توحید خدا میں
اُنکے روبرو بیان کیے گفتہ آصفا سے باصفا سے باندھا تھا اُنھوں نے لاکھ زور کیا مگر کچھ نہ ہوا
زبان میں سوزن دئے ہوئے تھے کیا کرسکتے تھے آخر کو مجبور ہو کر اُنھوں نے دین اسلام
قبول کیا اشارے سے کہا کہ ہم کو رہا فرمائیے میں نے بلا خوف نظر بخدا کے رہا کر دیا اُنکو
رہا کیا وہ اپنے قول کے صادق تھے اُس سے نہ پھرے میرے مطیع ہوگئے میں نے اُنسے
کہا کہ ابھی تم کلمہ نہ پڑھو جب سمندر کا خاتمہ ہوگا اُس وقت کلمہ پڑھنا اُنھوں نے منظور کیا
میں نے اُنسے کل حال کہا اُنھوں نے کہا کہ ہم کیا کرسکتے ہیں میں نے اُن سے کہا کہ تم اتنی
کمک کرو کہ ایک ابر سحر بناؤ اور ایک تخت سحر میں تدبیر کرلونگا چنانچہ اُنھوں نے ابر یاقوت
رنگ بنایا اور تخت سحر میں نے ایک ساحر کو اُن میں سے اپنی صورت بنایا اُسکو بے ہوش
کرکے تخت پر ڈالا اور آپ سمندر کی صورت میں طیار ہوا اُن سے کہا کہ کوئی فرق تو مجھ
میں نہیں رہا ہے میں بالکل ہم صورت سمندر ہوں اُنھوں نے جواب دیا کہ اگر باد سمندر
بھی دیکھے تو نہ پہچان سکے اور کسی کی کیا مجال ہے یا صاحبقران قدرت خدا ملاحظہ فرمائیے کہ وہ
ساحر ایسے مطیع ہوئے کہ جو میں نے کہا وہ قبول کیا کوئی عذر نہ کیا باوجودیکہ اُسوقت اُنکو
میں نے دین اسلام کا مطیع کیا تھا پھر جاتے تو میں کیا کرتا مگر اُسکی مشیت جاری ہو چکی
تھی کیونکر پھر جاتے بس میں اُس تخت پر سوار ہوا میں نے کہا کہ یہ ابر سحر یاقوت رنگ
میرے سر پر قائم کرو اور تم اسی ابر میں پوشیدہ ہو کر میرے ہمراہ چلو اور اس ابر سے

یاقوت کی بارش ہوا اور یہ تخت سحر سمندر پر کی طرف سے اس مقام پر پہونچے کہ جہان عشاق اہل اسلام
سے مقابلہ کر رہا تھا اور تخت جلد پہونچا کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام کا خاتمہ ہو جائے بس وہ
ساحر ہو جب پہونچے تو تخت سحر کو لیکر آئے جس طور سے ہمین نے کہا تھا اور جو تدبیر
ہمین نے کی تھی ... ہمین اسی وقت پر پہونچا عشاق کو منع کیا جو تقریر کہ عشاق سے ہوئی تھی
وہ سب اور اسکا سحر گرانا کو وہ گرداب تھا اور اپنا اسکا فقرہ دیکر اسم اعظم پڑھوانا سب بیان
کیا اور لعبندہ سے بیہوشی دیکر اسکو بیہوش کرنا اسکے قتل کی تدبیر مین چلنا سب بیان کیا اور
کہا کہ جو کچھ حال گذرا وہ تو سب پر ظاہر ہوا اسکے بیان کی کیا ضرورت ہی یہ عیاری تھی جو کہ بیان
کی مگر خدا نے خوب بات بنا دی کہ سمندر راستہ میں آکر پہونچا کہ جب مین سب کام کر چکا تھا
ورنہ بڑی خرابی ہوتی ہمین نے اسکو دیکھتے ہی گلیم اوڑھلی تھی اور ان ساحرون سے کہدیا
کہ تم جلدی اپنی جان بچاؤ کسی طرف چلے جاؤ جب سمندر جا لیگا لشکر مین آنا وہ ساحر وہ
سنتے تھے اور اسکے مرتے ہی خود بھی کسی طرف چلے گئے ہمکو زمین پر پہونچا دیا ...
یہ عیاری جب تھا پتا ہو تو بھی خوب ہو ورنہ ہمین کہان اور یہ عیاری کہان ... کیا کچھ
نقل ہے سمائی کی مقدر کی خوبی سے کام پورا ہوا دونوں بلائین دفع ہوئین صاحبقران نے
فرمایا کہ خواجہ تم نے خوب عیاری کی اور جو کچھ اس ابر کے سبب سے یہان سب اہل اسلام
نے اور پر مصیبت گذری تھی سب بیان کی خواجہ نے عرض کیا کہ جو کچھ بیان فرماتے بجا ہے بس
اسوقت خواجہ کے لیے صاحبقران نے پچاس ہزار روپیہ نقد ایک خلعت اکیس پارچہ کا عطا
فرمایا بادشاہ نے اپنے گلے سے مالا مروارید کا کہ جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ سے کم نہ تھی اتار کر
خواجہ کو مرحمت کیا اور اسی ہزار روپیہ نقد اور تینتیس پارچہ کا خلعت پھر تو ہر سردار نے اپنی اپنی
لیاقت کے موافق منگا منگا کر دینا شروع کیا کسی نے دس ہزار کسی نے آٹھ ہزار ایک انبار
ہو گیا ہر شخص نے علی قدر مراتب دیا بارگاہ روپیوں سے مملو ہو گئی خواجہ نے سب اٹھا کر نذر زنبیل
کیا عیارون سے لیا صاحبقران نے حکم فرمایا کہ آج سے سامان کیا جائے کل شام سے تین
دن تک اس خوشی کا جلسہ ہو بادشاہ نے بھی پسند فرمایا اسی وقت سے سامان جشن کے تیار
ہونے کا حکم صادر ہوا سامان جشن ہونے لگا بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس قران مثالث اس
جشن مین شامل نہین وہ ناموس کو لیکر طرف خانہ کعبہ کے گئے ہین اگر وہ بھی ہوتے تو بہت خوشی
ہوتی خواجہ نے عرض کیا کہ ابھی وہ خانہ کعبہ نہین پہونچے ہونگے بلکہ اسی نواح مین ہونگے
اگر سوار روانہ فرمائے جائین تو کیا عجب ہے کہ راہ مین مل جائین وہ پھیر لائین بادشاہ نے فرمایا
کہ یہ رائے تو تمھاری بہت ٹھیک ہے بس سانڈنی سوار روانہ کرو خواجہ نے عرض کیا بہت خوب
بس بادشاہ نے دربار برخاست کیا کیونکہ کل کے جاگے ہوئے تھے رات بھر عبادت خدا کی
تھی صبح سے میدان جنگ مین تھے اور حالت پریشانی اور مایوسی مین اس قدر دن بسر ہوا
تھا اگرچہ خوشی حاصل نہ ہوتی تو کبھی اسقدر بیٹھا بھی نہ جاتا وہ تو حالت مسرت مین کسی تکلیف
کا خیال نہ رہا بس دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیمہ کو روانہ ہوئے صاحبقران و
بادشاہ نے اپنے خیمہ خاص مین آکر دو رکعت نماز شکر ادا کی اسکے بعد آرام کیا اسی طور
سے ہر سردار و ہر عزیز صاحبقران نے نماز شکر ادا کی اسکے بعد آرام کیا خواجہ نے بارگاہ

سے اگرچند ساٹھ نی سوار طرف خانہ کعبہ کے روانہ کیے اور خود ہر ایک لشکری کے پاس آئے اور
اُس سے یہ کہکر روپیہ لیا کہ بھائی تمھاری جان بچائی اُس مین روپیہ صرف ہوا اور دوسرے یہ کہ ہم نے
منت مانی تھی کہ اگر لشکر اسلام اس بلا سے نجات پائیگا تو ہم مستحق کہلاتے ہین کہ لوگونکو برائے
حج طرف خانہ کعبہ کے روانہ کرینگے اُن سے روپیہ لیکر بس سب نے دربار مین بھی دیا ہی تم بھی دو
کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے خواجہ کو روپیہ نہ دیا ہو یہانتک کہ حلال خور تک بیچارے جا کر ٹکا سکے
لیا اور اُسنے دیا خواجہ نے سب سے بہت کچھ وصول کیا اپنے خیمہ مین آئے اور کعبہ شاہ
نماز پڑھی اُسکے بعد وہ بھی سو رہے راوی اب لشکر اسلام کو سامان جشن مین مصروف رکھتا
ہی حال اُن ہرکارون کا تحریر کرتا ہی جو لشکر کفار سے برائے خبر آئے تھے داخل بارگاہ تھے
کہ خواجہ نے سب حال عیاری کا بیان کیا اُنھون نے جو کچھ خواجہ کو بلا ہی دیکھا جب دربار
برخاست ہوا تو وہان سے روانہ ہوئے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناموس کو لشکر سے طرف خانہ کعبہ کے روانہ
کیا تھا اُنکے ہمراہ قران عیار گیا تھا اُن کے لینے کو ساٹھ نی سوار جائینگے اور کل سے جشن ہوگا
بس وہان سے یہ ہرکارے اپنے لشکر مین آئے یہان سب اُنکے انتظار مین بیٹھے ہوئے تھے داخل
دربار ہوکر کل حال بیان کیا جب سب کو معلوم ہوا کہ یون عیاری ہوئی ہر ایک کو حیرت ہوئی
یہ حال سنکے کفار نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے راوی انکو اُنکے
مقام پر اس فکر مین مصروف رکھتا ہی کہ یہ لوگ اس فکر مین مصروف ہین کہ ہمارے زخمی اچھے ہولین
تو ہم مقابلہ کرین آج جو میدان مین آئے تھے یہ تو امرا انکو بخوبی معلوم تھا کہ ہم کو تو مقابلہ کرنا پڑیگا
نہین جو کوئی مقابلہ کرے گا وہ کرے گا ہم تو صرف تماشائی ہین بس یہ وجہ تھی میدان مین آنے
کی ورنہ اُنکا ابھی قصد مقابلہ کرنے کا نہ تھا بس یہ تو اس خیال مین مصروف ہین لشکر اسلام سامان
جشن مین ہے ساٹھ نی سوار طرف خانہ کعبہ کے برائے خبر جاتے ہین کہ قران کو راہ مین خبر کرین
اور واپس لائین راوی سب کو اپنی اپنی طرف مصروف رکھتا ہی اور حال قران تحریر کرتا ہی

اب تتمہ حال قران کا قلم بند ہوتا ہے

راوی نے یہ حال یہانتک تحریر کیا تھا کہ قران ایک پہاڑ پر مع مستورہ ناموس مع لشکر
وناموس کے آدھے قریب نصف شب کے وہ اُس مقام سے کہ جہان لشکر اسلام فرو کش
تھا کوئی کچھ ساٹھ کوس کتا ایک پہاڑ پر اُترے تھے اور خوب اپنا بند و بست کیا ناموس
نے صحن خیمہ مین زیر آسمان اپنے وارثون کے فتح کی دعا کرنا شروع کی تھی وہ رات جو کچھ
باقی تھی وہ سب دعا مین بسر ہوئی سحر ہوئی قران زیر کوہ آئے تھے ناموس ابھی طور سے
دعا مین مصروف تھے جو سمندر ریہ کی طرف سے آتا تھا لشکر اسلام کی طرف سے اُس سے مقابلہ
کا حال دریافت کرتے تھے برابر خبر مل رہی تھی کہ اب دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے ہین ابھی عشاق نہین آیا ہی پھر خبر ملی کہ عشاق آیا اُس سے اور اہل اسلام سے
باہم تقریر ہوئی صاحبقران کو سمجھایا یہ کون لوگ خبر دیتے ہین جو مسافر لشکر کفار مین
ہین اور لشکر اپنی طرف جاتے ہین یا جو شہر سمندر ریہ سے جاتے ہین جو کہ رحم دل ہین وہ تو
یہ حال دیکھکر افسوس کرتے چلے جاتے ہین راہ مین قران اُن سے دریافت کر لیتا ہی جو کہ

ذرا سخت بیتاب ہیں وہ یہاں اس قصد سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ انجام اس معرکہ کا دیکھ لیں تو جائیں
جب وہ واقعہ ہوا کہ لشکر اسلام بچ گیا تو وہ بھی روانہ ہوئے لیکن قران کو مسافروں
سے دم بدم کی خبر ملتی تھی یہاں تک کہ خبر ملی کہ عشتاق نے اپنا ابر سحر محیط لشکر اسلام کیا یہ
بھی دعا کرنے لگا تھا کہ تھوڑے عرصے کے بعد چند مسافر اُدھر سے گذرے اُن سے جو قران
نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سمندر نے آکر اہل اسلام کو اُس ابر سے بچا لیا یہ جو خبر سنی
قران کو یقین نہ آیا جھوٹ خیال کیا کہ بھلا سمندر کیونکر بچاتا کہ پھر چند مسافر آئے اُن سے
معلوم ہوا کہ خواجہ نے عیاری کر کے سب اہل اسلام کو بچا لیا ابر سحر عشتاق مٹایا اس امر کا
قران کو یقین آیا پھر لاکھ لاکھ کوششیں کیں کچھ خبر معلوم ہو نہ معلوم ہوئی یہاں تک تو معلوم
ہوا تھا کہ سمندر نے عشتاق کو پچھاڑ لیا اور دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر واپس گئے مگر قران
کو بالکل یقین نہ تھا یہ متفکر ہوتا کیونکر حال معلوم ہو بالائے کوہ بیٹھا ہوا طرف اُس راہ کے
دیکھ رہا تھا کہ جدھر سے لشکر اسلام کی خبر آتی تھی اسنے یہ تو کیا تھا کہ جو کچھ خبر سنی تھی
قریب پردہ جا کر ناموس سے بیان کی تھی ناموس کا وہ ملال اور وہ بیقراری کم ہوئی تھی
اور تڑپ دل کی کم تھی مگر ابھی اچھے طور سے اطمینان نہ ہوا تھا ناموس نے قران سے فرمایا
تھا کہ اب تو خبر معلوم ہو چکی ہے پھر لشکر کو واپس چلو قران نے عرض کیا تھا کہ جب تک بالکل
ٹھیک سے سب کچھ خبر نہ معلوم ہوگی میں یہاں سے نہ طرف خانہ کعبہ کے کوچ کروں گا نہ طرف
لشکر کے کسی نہ کسی مسافر سے خبر معلوم ہو جائے گی آپ لوگ اطمینان رکھیں سب خدا کا فضل
ہے یہ قران کہکر بالائے کوہ آکر بیٹھا تھا اور راہ کی طرف نگاہ لڑی ہوئی تھی کہ ناگاہ سمندر
کی طرف گرد اڑی اور اُس گرد سے چند سانڈنی سوار پیدا ہوئے کہ وہ سانڈنیاں اڑاتے
ہوئے چلے آتے ہیں چونکہ دور سے قران نے انکو نہ پہچانا لیکن قران انکو دیکھ کر کوہ سے
نیچے آیا کہ شاید ان سے کچھ حال معلوم ہو سر راہ آکر کھڑا ہوا کہ وہ سانڈنی سوار قریب آگئے
اب قران نے پہچانا کہ یہ تو سانڈنی سوار لشکر اسلام کے ہیں یہ کدھر جاتے ہیں اُدھر اُن
سانڈنی سواروں نے دور سے دیکھا تھا کہ ایک شخص کوہ پر سے اتر کے ہماری راہ میں
آکر کھڑا ہوا ہے جدھر سے ہم جائیں گے انھوں نے کچھ خیال نہ کیا سانڈنی اڑائے ہوئے
چلے آئے مگر جب قریب پہونچے انھوں نے بھی پہچانا سانڈنی پر سے آواز دی کہ اے مہتر قران
تم یہاں اکیلے کہاں ناموس و لشکر کو کہاں چھوڑا اس نے پکار کر اور خوب پہچان کر جواب دیا
کہ ای بھائی تم لوگ کدھر کو جاتے ہو کس کام سے لشکر اسلام کی کیا خبر ہے کچھ خبر ہے بیان
کرو تو میں اپنا حال بیان کروں لشکر اسلام کی طرف سے بہت پریشان ہوں یہ سنتے ہی اُن
سانڈنی سواروں نے سانڈنیاں روک لیں اور خوب قران کو پہچان کر جب اطمینان ہوا
تو سانڈنی پر سے اترے قران کو سلام کیا اور اول سے آخر تک کل حال بیان کیا خواجہ
کی عیاری وغیرہ کا اور اپنا ادھر کو بہ حکم صاحبقران روانہ ہونا کہ قران کو جہاں پائیں اس
حال سے خبر کرو اور واپس لاؤ قران یہ حال سنکے نہایت خوش ہوا اور چہرہ فرط خوشی
سے سرخ ہو گیا جامہ جسم میں تنگ ہو گیا بس قران مع الشان ان سانڈنی سواروں کو لیکر
پہاڑ پر آیا سب اہل لشکر سے حال بیان کیا لشکر میں ایک قسم کی خوشی ہوئی ہر طرف غلغلہ ہوا

کہ لشکر اسلام کی فتح ہوئی قران انکو لیکر در خیمہ ناموس پہ آیا محلدار کو بلا کر عرض کرایا کہ سب سے میری طرف سے عرض کرنا کہ مبارک ہو اہل اسلام کی ظفر ہوئی یہ سانڈنی سوار آئے ہین جو کچھ ان سے سُنا تھا سب بیان کر دیا محلدار نے ناموس صاحبقران و بادشاہ سے سب حال بیان کیا بہت بڑی خوشی ہوئی سب نے بدرگاہ باری سجدۂ شکر ادا کئے اسوقت قران سے اسلام نے بھیجا کہ اسی وقت یہان سے طرف لشکر کے کوچ کرو دیر نہ کرو بس قران کو خود بھی منظور تھا اسی وقت لشکر کو کمربندی کا حکم دیا ناموس کو سوار کیا خیمہ وغیرہ بار کرکے سب ناموس و لشکر کو ہمراہ لیا اُس کوہ سے اُتر کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہو کہ قران نے جس قدر راہ کل تین پہر تمام کی تھی اسی قدر راہ آج دو پہر مین تمام کی تین پہر دن آچکا تھا پہر بھر دن باقی تھا کہ سانڈنی سوار پہونچے تھے اسی وقت قران نے کوچ کیا تھا پہر بھر رات آئی تھی کہ داخل لشکر ہوا سانڈنی سوارون نے آگے آکر سب سردارون و خواجہ کو ناموس کے آنے کی خبر دی خواجہ خود سردارون کو لیکر ناموس کے استقبال کو گئے صاحبقران کو بھی خبر کی چونکہ معلوم تھا کہ رات بھر کے تھکے ماندے ہین اسو ... سردارون کے تکلیف ... سبانڈ ... پس خواجہ ناموس کا استقبال کرکے لشکر مین لائے جب لشکر مین پہونچ گئے تب صاحبقران و بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی محل خاص سے برامد ہوئے مختصر یہ کہ سب ناموس اُترے اپنے اپنے خیمہ مین گئے اپنے اپنے وارثون سے ملے سب خوش ہوئے صاحبقران و بادشاہ نے قران کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ہم اسکا صلہ تم کو کل دینگے قران رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آئے جو لشکر قران کے ہمراہ گیا تھا وہ جس جس لشکر کے سوار تھے سب اپنے اپنے مقام پر گئے کمر کھولی آرام پذیر ہوئے ادھر ناموس بھی اپنے اپنے وارثون سے مل کر شاد جو کچھ واقعہ اُن پر گذرا تھا اُنھون نے بیان کیا جو کچھ ان پر گذرا تھا اُنھون نے بیان کیا وہ رات اسی مین بسر ہوئی سحر ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے قران بھی آئے قران نے سب حالت بیان کیے اُسکے بعد کل حال یہان کا سُنا بادشاہ و صاحبقران و دیگر سردارون نے قران کو بہت کچھ انعام مین دیا بلکہ ناموس نے بھی اُدھر ناموس نے جو جو نذرین پائین تھین سب کا سامان کیا اُنکا بندوبست ہونے لگا اندر ناموس مین نذر و نیاز کا بندوبست ہو رہا ہی باہر سامان جشن کی طیاری ہی ان کو تو اسی حال مین مصروف رکھا جاتا ہی اب طرف سمندر کے عنان قلم پھیری جاتی ہی

ضمیمہ حال سمندر و عشاق کا تحریر ہوتا ہی لامکان بنانا عشاق نہ ولائی کا سرداران اسلام کو اسی مین قید کرنا و خود بھی قیام کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

غزل روندے ہی نقش پا کی طرح خلق یان مجھے ٭ ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے ٭ دل مرا باغ دل کشا ہی مجھے ٭ دیدہ جام جہان نما ہی مجھے ٭ چشم نقش قدم ہون مین بے کس ٭ خاک آنکھون مین طوطیا ہی مجھے ٭ مجھ سے ہر چند تو مکدر ہی ٭ مجھ سے پھر اور ہی صفا ہی مجھے ٭ کہین خاموش ہو کہ مثل شمع ٭ ای زبان تجھ سے بھی گلا ہی مجھے ٭ پاؤن لرزتے ہی سمت کے مانند

آئے ہین اور تنہا بس یہ بیٹھ گئے کہ وہ اسکے قریب آیا اب انکو بالکل یقین ہوگیا بس وہ کسی کو
اپنی صورت بنا کر لایا تھا اسنے کہا کہ اے بھائی تم خواجہ کو لو اور اہل اسلام سے دست بردار
ہو مین سمجھ لونگا خواہ مین انکو قتل کرون خواہ یہ مجھکو چونکہ وہ میری صورت پر تھا انھون نے
قبول کر لیا جو کچھ تقریر ہوئی تھی اور عشاق نے سمندر سے کہی تھی سب بیان کی بس ابر سحر کا
کوہ گرداب پر گروانا اور اسم اعظم کا کھلوانا سب بیان کیا اور گیند کے بے ہوشی ویکر بے ہوش کرنا
تخت کا طرف زمین سے چلنا خواجہ کا قصد قتل کرنا اپنا اوراق مین کچھ خیال کرکے دیکھنا اور
پریشان ہو کر جانا غیب وقت پر پہونچنا نعرہ کرنا خواجہ کا غائب ہونا اپنا عشاق کو ہوشیار کرنا
عشاق کو دو مرتبہ سحر کرنا اسکے بعد خوب ہوش مین لاکر سب حال دریافت کرنا عشاق کا
کل حال کہنا اسکے ہمراہ لیکر آنا بیان کیا اور کہا کہ استاد یہ ویسے ہاتھی ہین عشاق استاد
سمندر نے کہا کہ کیسے ہاتھی ہین سمندر نے جواب دیا کہ گائدو جو کہ اپنی فوج کو آپ مارتا ہے
یہ کہکر عشاق شرطاقی سے کہا کہ بھائی برا نہ ماننا مین مذاق سے کہتا ہون اس مین تمھاری
کیا خطا ہے جو کوئی ہوتا وہ دھوکا کھاتا کیونکہ اس نے سامان ایسا ہی کیا تھا خوب عیاری کی
خوب تمھارا ابر سحر مٹا دیا یہ عیاری ہے اسکو فطرت کہتے ہین یہ کہکر عشاق سے کہا کہ اسقدر
تم نے غلطی کی کہ تم نے میری تین کرور فوج جو کہ بانا عمدہ تھی برباد کی کہ جس کے بھروسے پر
مین اہل اسلام سے آمادہ فساد تھا اور مجکو بہت بڑی قوت تھی عشاق نے کہا کہ بھائی
مین کیا بیان کرون کہ اُس نے کس طور سے مجھ سے تقریر کی اور کس طریقہ سے کلام کیا کہ
مین بالکل محو ہوگیا اور مجھکو تمھارا بالکل گمان ہوا اور یقین ہوگیا کہ تم ہو اور اس سے اور
زیادہ ہوا کہ مین نے دیکھا کہ تخت پر بے ہوش خواجہ پڑے ہوئے ہین بھائی نہ معلوم یہ
ابر سحر کہان سے لایا جس سے یاقوت کی بارش ہوتی تھی لوگ کہتے ہین کہ خدا پرست ساحر
نہین ہوتے ہین بہت بڑے ساحر ہین اگر نہ ساحر ہوتے تو یہ ابر سحر کہان سے پیدا کرتا
اور تخت سحر سمندر نے کہا کہ کسی ساحر کو ہمراہ لے لیا ہوگا مگر خوب عیاری کی کیونکر گرداب
گرداب نے عرض کیا کہ خداوند کیا عیاری کی غلام کے سامنے ایسی عیاری کرے اور نہ
ظاہر ہو تو مین جانو سمندر نے کہا کہ تمھاری صرف زبانی باتین ہین آج تک تم نے کوئی
عیاری ہم کو دکھائی نہین اُس نے عرض کیا کہ کوئی موقع پڑے تو غلام کی عیاری ملاحظہ
فرمائیے سمندر نے جواب دیا کہ خیر دیکھا جائیگا ادھر یہ جو واقعہ اہل دربار نے سنا سبکے
ہوش جاتے رہے بلکہ ہر ایک نے عشاق پر ہنسنا کی سمندر بھی بہ نگاہ حقیر عشاق
کو دیکھنے لگا کوئی قدر نہ رہی شملاق نے بہت کچھ طعن آمیز کلام عشاق سے کیے یہ
جو حالت عشاق نے دیکھی اپنے دل مین خیال کیا کہ تو نے بہت بڑی یہ ذلت
پائی ہے اور تو ہر ایک کی نگاہ مین حقیر ہوگیا ہے اور ہر ایک طرف سے بہ نگاہ حقارت دیکھا
جاتا ہے کیونکہ مجھ مین اب کوئی کمال نہین رہا تو بھی مثل اور ساحرون کے ہوگیا
کیا تدبیر کرنا چاہیے تیرا بہت بڑا سحر برباد ہوا کہ جسکا دفعیہ سامری و جمشید نہ کرسکتے تھے
اگر وہ بھی ہوتے تو مجھ سے خوف کرتے وہ یون برباد ہوا کچھ حاصل وصول نہ ہوا
سوا سے خفت اور خسارت کے اب اس دربار مین تیرا بیٹھنا بیکار ہے یہان سے چلا جانا

تو بہتر ہوگا یہ خیال کرکے عشاق نہ طاقی نے سمندر سے کہا کہ ای بھائی اب مین کسی کام کا نہین
رہا جو میرے پاس بساط تھی وہ یون برباد ہوئی مین بالکل بیکار ہون لہذا مین تم سے رخصت ہوتا
ہون اور جاکر کوئی تدبیر کرتا ہون پھر آکر اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا اس ذلت کا عیوض اونسے
لونگا اگر خداوند تصویر نے چاہا گو سمندر و دیگر اہل دربار اس سے بہت ناخوش تھے خصوصاً
سمندر تو بالکل ناراض تھا یہ چاہتا بھی تھا کہ کسی طور سے یہ میرے دربار سے چلا جائے اب
نہ ٹھہرے کیونکہ اسنے وہ وہ حرکتین کی ہین کہ جو لائق بیان نہین ہین اول تو میرے لشکر کو تباہ
کیا دوسرے بہت غرور کیا لاکھ منع کیا پھر نہ مانا ہتک کی اسکی سزا پائی پھر جب مین نے جاکر
قتل سے بچایا تو میری ہلاکت کا درپے ہوا دو مرتبہ سحر کیا اگر مین نہ ہوتا دوسرا ساحر ہوتا تو
خاتمہ تھا کیا حرکت بیجا کی تھی اس سے یہ بہتر ہے لیکن اگر یہ چلا جائے تو انسب ہے بالکل
خراب آدمی ہے اپنے روبرو کسی کو نہین جانتا ہے وہ سے زک اٹھاتا ہے یہ خیال دل مین سمندر
کے تھا جب عشاق نہ طاقی نے سمندر سے کہا کہ مین جاتا ہون یہان کیا کرون گو بظاہر
دنیا سازی کے لحاظ سے سمندر نے کہا کہ بھائی کہان جاؤگے ٹھہرو میرا مقابلہ دیکھو تمہارا
گھر ہے اپنی نانی کا علاج کرو عشاق نے کہا کہ اب میرا یہان دل نہ لگیگا بلکہ مجھکو یہ دربار
کاٹنے کو کھاتا ہے اگر زندہ رہا تو پھر آونگا اور آج ہی رخصت ہونگا دو سبب ہین ایک تو
یہ کہ وہ عیار میری جان کا بہت بڑا دشمن نکلا ایک نہ ایک دن ضرور مین اسکے ہاتھ سے
ایسی زحمت اٹھاؤنگا کہ پھر نہ جان بر ہونگا اگر آج ہی آپ اور اق کو دیکھکر نہ جاتے تو
آج ہی خاتمہ تھا بس ایسی حالت مین مین کیونکر یہان قیام کرون جب کہ جان کا بھی خوف
ہوا اور آبرو کا بھی دوسرے یہ امر ہے کہ مجھکو بہت بڑی خفت ہوئی ہے تم سے کہ مین لائق
منھ دکھانے کے نہین رہا ہون اسی وقت مین نانی امان کو لیکر اپنے مکان کو روانہ
ہونگا سمندر نے یہ تقریر سنکے و دیگر اہل دربار نے صرف بطور دنیاسازی کے طریقہ سے بہت
روکا ٹوکا اور اوپر کے دل سے صرف یہ مطلب تھا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ لوگ میرا رہنا نہین
چاہتے ہین مگر اسنے نہ سنا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگا تب سمندر نے کہا کہ تم کو اختیار
ہے مین نہین کہتا ہون کہ تم جاؤ عشاق نے جواب دیا کہ مین کب یہ کہتا ہون میرا خود
یہان قیام کرنے کو جی نہین چاہتا ہے جب عشاق نے سمندر سے اجازت لی تو اپنی
کرسی پر سے اٹھا سمندر کو سلام کیا اور سب اہل دربار سے ملا ایک تخت سحر طیار
کیا اس کے بعد وہان آیا جہان اسکی نانی ملکہ شعلہ جادو پڑی ہوئی تھی بیہوش
بس اسنے وہان آکر نانی کے جو لوگ خدمت کر رہے تھے انکو کچھ بطور انعام کے دیا
خود مسہری کے پاس آیا سحر کیا کہ چار عقاب پیدا ہوئے ان چارون نے چارون پائے
اپنی منقار سے پکڑے اور مسہری کو لیکر بلند ہوئے یہ وہان سے تخت پر آکر بیٹھا سحر
کیا تخت بھی بلند ہوکر چلا آگے آگے اسکا تخت چلا جاتا ہے عقب مین وہ مسہری راوی
نے یون بیان کیا ہے کہ جب عشاق سمندر کے دربار سے چلا گیا اور اپنی نانی کو بھی
لے گیا سمندر نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ مصرعہ رسید بود بلائے ولے
بخیر گذشت خوب عشاق گیا اسنے تو بڑا غضب کیا میرے اس لشکر کو تباہ کیا

حالت سے بخوبی واقف ہوں کیا بیان کروں پس اس سے کیا حاصل یہ امر غیر ممکن ہے کہ اہل اسلام ترک مذہب کریں
یا سمندر کی اطاعت کریں وہ لوگ ترک مذہب کرینگے جو کہ اب تو مسلم ہوئے ہیں اور ایسے نا قدر کی کیوں اطاعت
کرے کہ جسکو دوست و دشمن کی پہچان نہیں ہے جو اپنے دوست کو نہیں جانتا ہے اُسنے بیکار آفاق شاہ پر ظلم و ستم
کیا کوئی اُسکی خطا نہ تھی یہ بھی اُسنے نہ خیال کیا کہ ہم اپنے عزت دار کو یوں ذلیل کرتے ہیں بھلا دروں کو تم سے
کیا امید ہوگی پس جسکو اپنی ذلت منظور ہوگی وہ سمندر کا ساتھ دیگا جو ذرا بھی صاحب عزت ہوگا وہ کبھی ایسی
حالت میں ساتھ نہ دیگا افسوس ہے کہ جو خیر خواہی کرے وہی دشمن ہو پس میں یہ ظاہر کئے دیتی ہوں کہ سمندر
ضرور قتل ہوگا یہ شہر سمندر ہے بھی اہل اسلام کے قبضہ میں آئیگا میرے نزدیک تو بہتر ہوگا کہ تم بھی اہل اسلام کی
شرافت کرو اور اس مذہب پر لعنت کرو ورنہ قتل ہو گی یہ کہکر چند کلمے وحدانیت خدا میں بیان کیے جو کہ صاحبقران
سے سنے تھے یہ جو تقریر شفراالان نے کی اور سمندر کی نسبت حقارت و شکست کہا زعفران کو بہت ناگوار ہوا
برہم ہوکر جواب دیا کہ او چھوکری تو [illegible] معلوم ہوا کہ تو آفتاب جادو کی دختر ہے میں نے اب
پہچانا میں ٹہری [illegible] خیال کرتی تھی کہ [illegible] دیکھا ہے مگر یاد نہ آتا تھا جب تو نے آفتاب کا نام لیا
تو یاد آیا کہ تو آفتاب کی لڑکی ہے [illegible] میں دیکھا تھا جب کہ تو دودھ پیتی تھی یا ان
تیرے بھائی سے بخوبی واقف تھی [illegible] اُسکو کئی مرتبہ آفتاب کے ہمراہ دیکھا تھا اری کم بخت تو نے
تمام اپنے خاندان کی ناک کاٹ دی [illegible] خاندان میں کسی نے ایسا نہیں کیا کہ نکل گیا ہو یا ترک مذہب کیا ہو
میں پشتوں سے تو میں بھی واقف ہوں بلکہ پیشتر تیرے خاندان کے لوگ اپنے مالک کی عزت کیا کیے ہیں کبھی نمک
حرامی نہیں کی اور مذہب کے ایسے پابند تھے کہ کسی مذہب کو اچھا نہ کہتے تھے خصوصاً تیرا باپ اُس باپ
کی تو ایسی لڑکی نکلی کہ کچھ خیال نہ کیا اب میں تجھ سے کہتی ہوں تیرے اور برادر تیری جوانی پر تیرے باپ کی
ملاقات کا خیال کرکے کیونکہ میرے اُسکے بڑی ملاقات تھی بلکہ وہ مجھکو ہمشیرہ [illegible] تھی اُسکا خیال
کرکے کہ تو میری بھتیجی ہوئی یہ امر ظاہر کرتی ہوں کہ تو کیوں اپنی جان دے اہل اسلام کی شرافت ترک کرا پنے
مذہب قدیم پر آ میں تیرا قصور بادشاہ سے سفارش کرکے معاف کرا دونگی اری چھوکری اپنے خاندان اور اپنے باپ
کی لیاقت و بھائی کی شرافت پر خیال کر یہ جو زعفران نے کہا شفراالان نے جواب دیا کہ آپ میرے اور [illegible]
میرے باپ کی ملاقات کا پاس کریں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں راہ نیک کو ترک کروں یہ جو تم نے کہا کہ وہ لوگ [illegible]
مذہب کے پختہ تھے اور والد بزرگوار کو جو کہا کہ وہ اپنے مذہب کے اوپر جان دیتے تھے تو جب تک کوئی راہ نما نہ
ملا تھا ان سب کو اس مذہب باطل کا باطل ہونا ثبوت ہوا تھا یہ مذہب اسلام کا برحق ہونا بدیں سبب
وہ لوگ اُسی مذہب پر رہے اور تصویر پرستی کو اچھا جانتے تھے اگر کوئی اُنکو دلیل سے ثابت کر دیتا اور قائل کرتا
جیسے مجھکو تو وہ لوگ ضرور ایسا کرتے اور مذہب اسلام قبول کر لیتے یہ کیا فرض ہے کہ جو مذہب بزرگوں کا ہو وہی سب
خود بھی اختیار کریں یہ کوئی امر ضروری اور واجبی نہیں ہے اُنکو اس مذہب کا برحق ہونا ثابت ہوا اُنھوں نے قبول
کیا پس اس تقریر سے تو کچھ حاصل نہیں ہے جو آپ کو کرنا ہو وہ کیجیے میں موجود ہوں یہ تمام رزم ہے نہ مقام بحث
و بنیاد اس امر کا یہ جواب ہے یہ جو آپ نے فرمایا کہ تیرا بھائی ابھی تک اُسی مذہب میں ہے میرا کوئی بھائی نہیں ہے
کیونکہ میرے اُسکے مذہبی فرق ہے کافر و اہل اسلام سے کیا قرابت اور میری دوسرا مذہب قبول کرنے سے کوئی
شرافت نہیں گئی بلکہ ہیں اور نزد خدا معزز ہوئی کہ میں راہ نیک پر آئی یہ جو شفراالان نے کہا زعفران نے
جواب دیا کہ تو بڑی صاحب تقریر و چرب زبان ہو لی ہے پس معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہے لا کیا [illegible] رکھتی ہے
شفراالان نے جواب دیا کہ ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم بیٹھیں دستی کریں اہل اسلام ہیں پیش قدمی کرنا [illegible]

اُس مکان میں آیا اُسکو اپنی رائے کے موافق آراستہ کیا ایک طرف اپنی نانی کو لاکر رکھا اُسکے
لیے خوب طور سے بندوبست کیا آپ بھی اُس مکان میں رہا اُسکو نظر مردم سے پوشیدہ
کردیا اُسکا دروازہ بند رکھا جب کہیں جائیگا دروازہ سحر سے پیدا کریگا اور جب آئیگا پھر
دروازہ غائب ہوجائیگا وہ مکان جب طیار ہوچکا یہ جاکر اُس میں مقیم ہوا باطمینان تمام
اب فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کروں یہ تو اس فکر میں ہے اُدھر کا حال سماعت ہو کہ جب وہ
دن بسر ہوا اُنتیس دن کر لشکر اسلام میں سامان جشن وغیرہ ہو رہا تھا رات آئی اندر محل
میں نذر و نیاز ہوئی کونڈے بھرے گئے دیئے جلے لئے بی بی کی صحنک ہوئی خوشیاں منائیں بیرون
لشکر میں بھی سب سامان طیار ہوا تمام لشکر میں روشنی ہوئی سب خوش ہیں ہر مقام پر کھانے
پکا رہے ہیں سامان رقص و سرود مہیا ہے ہر خیمہ میں گانا ہو رہا ہے طبلہ پر تھاپ پڑ رہی
ہے سارنگی کی صدا بلند ہے اور محفل عیش میں بادشاہ و صاحبقران جلوہ فرما ہیں طائفہ
عمدہ ناچ رہے ہیں سب سردار جمع ہیں انعام مل رہا ہے خواجہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں
اسی طور سے وہ شب گزری دوسرا دن ہوا وہ دن بھی گزرا شب آئی وہ رات بھی بزم عشرت
کے برپا ہونے میں بسر ہوئی تیسرا دن آیا دن بھر خوشی رہی شب کو پھر عشرت رقص و سرود
برپا ہے آج صاحبقران نے خواجہ سے گانے کی فرمائش کی پہلے خواجہ نے انکار کیا
مگر اُسکے بعد بادشاہ و صاحبقران و دیگر سرداروں کے کہنے سے راضی ہوئے تھوڑی
ہفتہ جو بندھی کی زنبیل سے نکالی اُسکی تھلیاں درست کرکے غزل اس طرح کی غزل

بہار آئی ہے بھر دے بادہ گلگون سے پیمانہ	رہے لالا کو دون برس ساقی شراب آ با دیکھا نہ
نہ چھوڑ کیونکر ہمارے اُس پری پیکر کے یارانہ	وہ بے پروا میں سودائی وہ نا آشنا دل میں دیوانہ
سمجھ آتا ہے کہ چلتی کی صحبت میں جانانہ	ہمیری فصور ستاکے آئینہ دار رشادیا نہ
گلہ ہے یار سے گلستان میں ہے کس شرابی کا	کہ شانہ میں چمن میں نالہ بلبل ہے مستانہ
غزال دشت بوسے دیکھ کے مجنون کی بیتی کو	ہر وحشی مر گیا اب ہو چکا آباد ویرانہ

یہ غزل اس لحن سے گائی کہ ساری محفل پامال ہو گئی آسمان پر زہرہ و مشتری کو وجد ہوا تمام
طائران صحرائی و جنگلی درندے سب گرد بارگاہ آکر جمع ہو گئے خواجہ نے
ایک ایک شعر کو دو دو مرتبہ گایا ہر مرتبہ نئے طرز سے بہت کچھ انعام ملا خواجہ
نے گانا موقوف کیا رات ابھی کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہے کہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خواجہ اب تمہارے بعد کسی کا گانا نہ اچھا معلوم ہوگا لہٰذا تم اب گائے جاؤ یہ آخری
رات جو کہ باقی ہے بسر کرو اب نہ معلوم کب پھر بزم عشرت برپا ہو کیا معلوم کون ہو
کون نہ ہو ہمیں نہ ہوں یہ حسرت کیوں رہ جائے کہ خواجہ کا اچھی طرح گانا نہ سنا
خواجہ نے انکار کیا مگر صاحبقران نے نہ قبول کیا آخر خواجہ نے مجبور ہو کر دوسری غزل شروع کی غزل

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
فارغ جو بیٹھے فکر سے دونوں جہان کی	خطرہ جو ہے سو آئینہ دل پہ زنگ ہے
حیرت زدہ نہیں ہے فقط تو ہی آئینہ	پہچان تک بھی جسکی آنکھ لگی ہے سو دنگ ہے
اس ہستی خراب سے کیا کام تھا ہمیں	اے نشہ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

اٹھو نماز پڑھو کچھ یاد خدا کرو یہ کونسی بات ہے کہ یاد خدا فراموش کر دی ہے یہ جو خواجہ نے کہا
سب کو ہوش آیا وہ جلسہ برخاست ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ آج تین شبانہ روز بیٹھے گذرے
ہیں کہ کوئی سویا نہیں ہے اب جلسہ برخاست ہو پھر اگر زندگی ہے تو دیکھا جائیگا یہ فرماکر
اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے صاحبقران نے بھی نماز سحر پڑھکر آرام کیا ادھر ہر سردار
جلسہ سے اٹھکر اپنے خیمہ میں آیا نماز سحر ادا کی اور سو رہا خواجہ بھی بہت کچھ لیکر اپنے
خیمہ میں آئے بہت کچھ انعام ملا نہایت خوش تھے نماز سحر پڑھکر سو رہے راوی نے
بیان کیا ہے کہ اس تین دن کے عرصہ میں عشاق نہ طاقی ہر روز اپنے لامکان سے باہر
آیا اور لشکر میں اس قصد سے آیا کہ کچھ سردار مل جائیں تو گرفتار کرکے جاؤں مگر قابو
نہ چلا کیونکہ یہ سب جلسہ ناچ و رنگ میں تھے قابو کیونکر چلتا بس اب جلسہ برخاست
ہوا اس دن بادشاہ نے دربار بھی نہ کیا آرام فرمایا گئے سہپہر کو بیدار ہوئے نماز ظہر
و عصر سے فراغت فرماکر تھوڑے عرصہ تک سیر صحرا کی چند سردار حاضر ہوئے انکے ہمراہ
اسکے بعد نماز مغرب و عشا سے فراغت کرکے خاصہ نوش کیا آرام کیا اسی طور سے ہر
سردار نے کیا اب راوی دقیقہ سنج نازک خیال بیان حال کو یوں تحریر کرتا ہے کہ جب شب
ہوئی آج پھر عشاق نہ طاقی اپنے لامکان سے نکلا لشکر اسلام میں آیا ہر طرف پہرہ چوکی حسب
دستور کے پایا طلایہ پھر رہا تھا اپنے کو سحر سے پوشیدہ کرکے لشکر میں پھرنے لگا ہر سردار کے
خیمہ میں سناٹا پایا کیونکہ سب سو رہے تھے پہرے والے بھی اونگھ رہے تھے جب اسنے یہ
حالت دیکھی اور دیکھا کہ آج جلسہ نہیں ہے پھر اب اس فکر میں ہوا کہ کس کو خیمہ سے نکال لیجانا
چاہیے بس یہ سحر کرکے غرق زمین ہوا تا یک خیمہ میں نکلا وہ خیمہ قیصر صاف باطن کا تھا اسنے
سحر کیا کہ سب ارد کشتی گل ہوئی اور وہ جو پہرے پر لوگ تھے وہ خود بخود بے ہوش ہوکر گرے
اسنے سحر کیا تھا کہ یہ سب بے ہوش ہو جائیں اسکے بعد یہ زمین سے نکلا اسنے پھر یہ سحر کیا
کہ وہ بالکل غافل ہو گیا اسکو اٹھا کر یہ سحر کرکے غائب ہوا غرق زمین ہوکر لشکر سے باہر آیا
ایک مقام پر پوشیدہ کرکے پھر لشکر میں آیا اور پھر غرق زمین ہوا اب کی یہ خیمہ میں گرگین کے
نکلا اسی طور سے سب روشنی گل کرکے سحر سے سب کو بے ہوش کرکے گرگین کو بھی لیکر
خیمہ سے باہر آیا اور بیرون لشکر آکر اسکو بھی اسی مقام پر پوشیدہ کیا پھر لشکر میں اب کی مرتبہ خیمہ
غزالان میں آیا ملک غزالان کو لے گیا غافل پاکر ان سب پر سحر کیا غزالان کی زبان میں
سوزن دیکر یہ غزالان کو جو لیکر نکلا تھا تو صبح قریب تھی اب اسنے خیال کیا کہ اب لشکر
میں جانا بیکار ہے کیونکہ تھوڑے عرصہ میں صبح ہو جائیگی کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی خبردار ہو جائے
تو پھر خرابی ہو آج پہل تو ہوئی ہے تین سردار گرفتار کئے ہیں بس زیادہ ہوس بیکار ہے یہ اپنے
دل میں باتیں کرکے اور ان سرداروں کو لیکر الٹا اپنے لامکان سے روانہ ہوا اور لامکان میں
داخل ہوکر ان سرداروں کو قفس آہنی میں بند کیا اور وہ قفس سقف میں لٹکا دئے خود آکر
مسند پر بیٹھا شراب خواری کی اسکے بعد سو رہا چونکہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا راوی بیان کرتا
ہے کہ یہ فرزند نطفہ حرام سو رہا ہے خواب مرگ ہے وہاں سحر ہوتے ہی بادشاہ دربار میں تشریف
لائے صاحبقران بھی تشریف فرما ہوئے سب سردار حاضر دربار ہوئے مگر قیصر صاف باطن

وگرگین درہشت چنگال و بالکہ شہزاالان حاضر دربار نہ ہوئے بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا
کہ یہ سردار نہیں آئے اسکا کیا سبب ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ آتے ہونگے یہاں تو
یہ گفتگو ہے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سب عیار بھی حاضر دربار ہیں اُدھر جوان بیٹھے
سرداروں کے ملازم ہوا سے سنتری کے جھونکے سے اُٹھے آنکھ کھلی گھبرا کر اُٹھ بیٹھے اپنے حواس
درست کئے جب حواس درست ہوئے تو خیال کیا کہ مالک کو بیدار کریں اب جو قریب پلنگ کے
آئے ہر ایک نے اپنے اپنے مالک کو پلنگ پر نہ پایا حیران ہوئے کہ کیا سبب ہے کیا سویرے
سے سب بیدار ہوئے ہیں بڑے عرصہ تک دیکھتے رہے کہ کسی امور ضروری سے فراغت
کرنے گئے ہونگے مگر اس امر سے حیران تھے کہ کیا سبب تھا کہ ہم کو نہ جگایا جب عرصہ ہوا
کوئی نہ آیا باہر آئے پہرے والے سے دریافت کیا کہ کیا آقا دربار کو تشریف لے گئے ہیں
اُنھوں نے کہا کہ کیسے آقا کیا تم اندر نہ تھے جو تم کو معلوم ہوتا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم سوتے
تھے جب سوئے تھے وہ بھی آرام کر رہے تھے اب جو آنکھ ہماری کھلی تو پلنگ پر نہ پایا پہلے
ہم نے خیال کیا کہ کسی ضروری سے فراغت کرنے گئے ہونگے چوکی پر ہونگے جب عرصہ ہوا
وہ نہ تشریف لائے تو ہم باہر آئے تم سے دریافت کریں اُنھوں نے کہا کہ جب سے
اندر تشریف لے گئے ہیں باہر نہیں تشریف لائے سب سردار دربار کو جا بھی چکے دربار
آراستہ ہے ہم خود حیران تھے کہ کیا سبب ہے کہ ابھی تک باہر نہیں تشریف لائے معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی چرا لے گیا جیسے کہ قبل اسکے ہوا تھا جب کہ لشکر آفاق مقابلہ میں تھا اسی طور سے
بہت سردار غائب ہوگئے تھے سب کو زمرد جادو گرفتار کرکے لے گیا تھا ہم کو یہ بھی
وہی طریقہ معلوم ہوتا ہے بس سب ملازم روتے ہوئے طرف دربار کے چلے اسی طور سے
ملازم گرگین و قیصر و شہزاالان روتے ہوئے داخل دربار ہوئے بادشاہ وغیرہ ان لوگوں کی
حالت دیکھکر حیران ہوئے کہ کیا سبب ہے کہ یہ لوگ روتے ہوئے آتے ہیں جب وہ
قریب دربار آئے مجرا کیا ہر ایک نے رو رو کر اپنی حالت بیان کی ہم پر یہ آفت
آئی ہمارے آقا خود بخود بستر خواب پر سے غائب ہوگئے یہ سنکے بادشاہ و صاحبقران
نے فرمایا کہ کیونکر کوئی علامت ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ کوئی علامت ایسی نہیں ہے کہ
جسے ہم عرض کر سکیں کہ فلاں شخص لے گیا نہ نقب لگی ہے نہ سر اپیچھا کسی کا ہے جو یہ گمان ہو سکے
کہ عیار لے گئے ہیں نہ معلوم کیا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ شکار وغیرہ کو گئے ہونگے اُنھوں نے
عرض کیا کہ سب ملازم موجود ہیں اگر شکار کو جاتے حضور سے اجازت ضرور لیتے بدون
اجازت حضور نہ جاتے فرض کر لیا جاوے کہ اگر وہ بلا اجازت چلے گئے تو ہم سب کو ضرور
اپنے ہمراہ لے جاتے بدون ہمارے نہ جاتے یہ جو اُنھوں نے عرض کیا بادشاہ و صاحبقران
کو بہت کو نہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ درست کہتے ہیں فرمایا کہ اچھا جاؤ تلاش کرو اور خواجہ
سے کہا کہ ای خواجہ یہ بھی مقدمہ اسی طور کا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ہوا تھا جبکہ آفاق سے
مقابلہ ہونے والا تھا بہت سے سردار غائب ہوگئے سب پریشان تھے کہ کیا ہونے والا
نہ معلوم ہوتا تھا جب میں بہت خفا ہوا تو تم نے تلاش میں کوشش کی اور آخر کو پتہ
لگایا کہ زمرد جادو لے جاتا ہے بس اب بھی کوئی ساحر لے جاتا ہے ذرا سب صاحب ہوشیار رہیں

ہین ہمین پہلے ہین کہ برابر شب سے ہین سردار غائب ہین عیارون پر بھی تاکید کی گئی چند ہرکارے لشکر کفار
کی طرف روانہ کیے گئے کہ تماشا دیکھ وہان سے کچھ حال کھلے لشکر کفار کے ہرکارے یہان تھے انکو
بھی یہ حال معلوم ہوا یہ حکم دیکر بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اہل دربار اس خبر سے مغموم
تھے بادشاہ بھی اور صاحبقران بھی ہرایک نے اپنے اپنے خیمہ مین آکر اسی وقت سے انتظام
کیا پہرے والون کو حکم دیا کہ کوئی بدون ہماری اجازت کے خیمہ مین نہ آئے انھون نے عرض
کیا کہ بہت خوب کیا خیال ہر سردار نے اپنے اپنے طریقہ کے موافق بندوبست کر لیا ادھر ہرکارون
نے جاکر لشکر کفار مین تلاش کیا کہ ابھی پتہ لگے مگر کہین پتہ نہ لگا وہان سے اپنے لشکر کو واپس
آگئے وہ جو ملازم انکے برائے تلاش گئے تھے وہ بھی واپس آگئے کہین نشان نہ ملا ادھر کفار
کے دربار مین جاکر ہرکارون نے انکو پتا دیا اور عرض کیا کہ ابھی ہم دربار مین لشکر اسلام کے گئے
تھے برائے خبر تو ہم نے سنا کہ رات کو تین سردار لشکر اسلام کے کیسے خواب پر سے غائب ہوگئے
ہین انکے ملازم صاحبقران کو خبر دینے آئے تھے صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوا تو انھون نے
ہرکارے برائے تلاش روانہ کیے اور انکے ملازمون کو حکم دیا کہ تلاش کرو یہ خبر سنکے بادشاہ ان کفار
بھی حیران ہوئے کہ یہ کون ہے جو سردارون کو گرفتار کرکے لے گیا اگر کوئی عیار ہے تو آج پھر آئیگا
کل تم جاکر پھر خبر لانا انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر وہ ہرکارے دربار سے باہر آگئے
یہان بھی دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ دن
لشکر اسلام کے چند عیارون کو ان سردارون کی تلاش مین گذرا انکے ملازم تو تھک کر مایوس
ہوکر چلے آئے تھے کہین سراغ نہ ملا تھا کیا کرتے جب شام ہوئی سب اپنے اپنے مقام پر
آئے بندوبست کیا پہرہ چوکی لشکر مین مقرر کیا طلایہ پھرنے لگا ہر مقام پر پورا بندوبست
تھا کہ ایک مرتبہ مشتاق کوئی پہر رات گئے اٹھا اور لامکان سے باہر آیا کہ چل کر اور سردارونکو
لاؤن سحر کے ذریعہ سے لشکر مین آکر پہونچا آج لشکر مین بہت انتظام پایا اسنے اپنے کو سحر سے
پوشیدہ کیا ادھر ادھر ٹہلنے لگا کہ جب نصف شب کے قریب آئی اسنے خیال کیا کہ اب اپنا
کام کرنا چاہیے بس اسنے سحر کیا اور غرق زمین ہوا اسجا جو اسنے سر نکالا تو یہ خیمہ مین نور الزمان
عم صاحبقران کے پہونچا تھا اسنے دیکھا کہ تمام لوگ جاگ رہے ہین اسنے چپکے سے سحر
کیا جب سحر کیا تو ایک مرتبہ بجلا چلی سب کے سب بیہوش ہوکر گرے جسقدر ملازم تھے اور نور الزمان
بھی بیہوش ہوگئے بس زمین سے نکلا اسنے انکو سحر سے اور بیہوش کیا اور سحر کرکے
مع انکے غرق زمین ہوا اور زمین ہی زمین چلا یہان تک کہ اسنے خیال کر لیا کہ اب لشکر سے
نکل آیا ہون نکلا اسجا تو سر زمین سے نکالا تو دیکھا کہ مین لشکر سے بہت دور نکل آیا ہون بس
اسنے نکل کر نور الزمان کو پوشیدہ کیا اور پھر سحر کرکے غرق زمین ہوا ایکی مرتبہ پھر خیمہ
آفاق مین آیا یہان بھی سب کو بیدار پایا اسنے سحر کرکے سب کو بیہوش کیا آفاق و اسکی
زوجہ کو لیکر سحر کرکے زیر زمین چلا اور اسی صحرا مین نکل کر انکو بھی قید سحر آراستہ کی
زبان مین سوزن دیکے انکے بعد پوشیدہ کرکے پھر وہان سے چلا اور خیمہ مین عالم الزمان
کے آیا انکو گرفتار کرکے لے گیا اور اسی طور سے پہونچا کر پھر آیا ایکی مرتبہ سکندر فرخ لقا
کو لے گیا اور پھر آیا اور کلکیہ کو گرفتار کرکے لے گیا آج شب بھر مین یہ آٹھ سردارون کو

سے گیا جن میں تین ساحر تھے اور پانچ پہر ساحر جب صبح قریب ہوئی اُن سب کو تخت سحر پر ڈالکر
لامکان میں لایا سب پر قید سحر آراستہ کی اور قفس آہنی میں قید کر کے سقف میں لٹکا دیا آپ
سو رہا کہ صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے خواجہ بھی آئے کہ ان سرداروں
کے خیموں سے صدا سے گریہ آنے لگی کیونکہ جب اُنکے ملازم ہوشیار ہوئے اور اپنے مالکوں کو
نہ پایا پہلے ادھر اُدھر تلاش کیا جب پتہ نہ لگا رو دیے پھر اُٹھ کر طرف دربار کے چلے داخل دربار
ہو کر بادشاہ و صاحبقران کو خبر کی کہ ہمارے سردار شب کو چوری گئے ایک مرتبہ جو آٹھ
سرداروں کے غائب ہونے کی خبر آئی صاحبقران بہت پریشان ہوئے کہ یہ کیا امر ہے
کہ ایک ایک شب میں آٹھ آٹھ سردار غائب ہونے لگے کل پہلا دن تھا تین غائب ہوئے
آج آٹھ یہ کون ایسا ہے خواجہ سے کہا کہ کیا رات کو لشکر میں پہرہ چوکی کا بندوبست نہیں
ہوتا ہے طلایہ نہیں پھرتا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ رات کو خوب بندوبست تھا بڑا انتظام
تھا ہر مقام پر پہرہ تھا طلایہ بھی پھر رہا تھا میں نے عیار بھی پہرے پر مقرر کیے تھے نہ معلوم
یہ سردار کیونکر غائب ہوئے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ اچھا اسکا سراغ لگاؤ
خواجہ نے عیاروں سے کہا انہوں نے عرض کیا بہت خوب صاحبقران نے خواجہ سے
کہا کہ لشکر اسلام کا انتظام کرو یہ بات اچھی نہیں ہے خواجہ نے کہا آج سے دوسرا بندوبست
کیا جائیگا ہر سردار کے خیمہ میں ایک عیار برائے حفاظت مقرر کیا جائیگا یہ حکم صاحبقران نے
دیا کہ سانڈنی سوار برائے تلاش روانہ کیے جائیں پھر عیار شہر سمندر رسیہ میں جائیں وہاں سے
خبر لائیں کہ سمندر رسیہ نے تو کوئی تدبیر نہیں کی ہے لیکن خواجہ نے ضرغام سے کہا کہ تم شہر میں
جا کر خبر لاؤ ضرغام اسوقت طرف شہر کے صاحبقران و بادشاہ کو سلام کر کے دربار سے نکل کر روانہ ہوا
کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب دربار سے اپنے مقام پر آئے خواجہ
نے دربار سے آکر پہرے والوں پر بہت غصہ کیا اور پہرہ مقرر کیا سانڈنی سوار روانہ کیے طلایہ کا بندوبست
کیا کوتوال لشکر پر بہت خفا ہوئے ہر ایک نے جواب دیا کہ ہم غافل نہیں ہوئے تھے نہ کوئی لشکر میں آیا
خواجہ نے آج کل سے زیادہ بندوبست کیا ادھر کفار کے ہرکاروں نے جو کہ یہاں دربار میں موجود
تھے یہ خبر دریافت کر کے کہ رات کو آٹھ سردار غائب ہو گئے ہیں بیان کی کفار بھی حیران ہوئے کہ یہ
کون ہے ادھر پرچہ نویس نے سمندر شاہ کو خبر بذریعہ پرچے کے پہنچائی سمندر رسیہ نے جو پرچہ اخبار دیکھا
اہل دربار سے کہا کہ آج کل لشکر اسلام میں غدر مچا ہوا ہے کل سے کئی سردار غائب ہو گئے ہیں اُنکا
کہیں نشان نہیں ہے نہ لے جانے والے کا پتہ چلتا ہے میں تو خیال کرتا ہوں یہ کسی میرے دوست کا
کام ہے جیسے کہ اُس زمانہ میں جب کہ آفاق مقابلہ میں لشکر اسلام کے اترا تھا اور بہت سے سردار
غائب ہوئے تھے اور زہرہ گرفتار کر کے لے گیا تھا پتہ نہ چلتا تھا اُسی طور کا یہ بھی واقعہ ہے اہل دربار
نے کہا بجا ارشاد ہوا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے سمندر رسیہ نے ایک حکم نامہ بنام گرداب شاہ ان مضمون کا
جاری کیا کہ جو واقعہ لشکر اسلام میں گذرا کرے ہم کو بذریعہ تحریر کے ہر روز خبر دیا کرو اور یہی حکم
پرچہ اخبار والے کے نام جاری کیا اور ہی نے تحریر کیا ہے کہ سمندر رسیہ نے بندوبست کر کے دربار
برخاست کیا پھر شب ہوئی آج بہت بڑا انتظام ہے لشکر اسلام میں پہرہ پر نہیں مارا جاتا ہے
شام تک وہ سانڈنی سوار بھی تلاش کر کے واپس آئے خواجہ سے آکر بیان کر دیا کہ کہیں سراغ نہ ملا

کیونکہ طریقہ ہے کہ خواجہ سہ پہر سے پہر رات تک کوتوالی میں رہتے ہیں جو کوئی ضرورت ہوتی ہے وہ لوگ
خواجہ سے بیان کرتے ہیں جو لوگ کہ دریا کے پار نہیں جانے والے نہیں ہیں انکی اور جو کہ دریا پار
میں جاتے ہیں وہ خود عرض کرتے ہیں انکو کیا ضرورت ہے جو خواجہ سے عرض کریں پس سانڈنی
سواروں نے خواجہ سے عرض کیا خواجہ نے سنا انکو رخصت کیا اور کوتوالی میں ڈیڑھ پہر رات
تک بیٹھے رہے خوب پہرہ چوکی مقرر کرکے ہر سردار کے خیمہ پر ایک ایک عیار کا پہرہ مقرر کرکے
خواجہ اپنے خیمہ میں آئے آرام کیا راوی نے اس واقعہ کو تحریر کیا ہے کہ عشاق آج پھر اپنے
الامکان سے روانہ ہوا اور [illegible] قریب لشکر کے پہنچا [illegible] اس مقام سے تحریر کرکے [illegible] فرق نہیں ہوا اور
جب اسکو یقین ہوا کہ [illegible] لشکر [illegible] کرکے دیکھا تو لشکر میں [illegible] پہرہ چوکی
اور ہوشیاری پائی [illegible] خیمہ سے [illegible] میں نکلا وہاں ہوشیاری
پائی [illegible] کیا [illegible] اسی طور سے [illegible] سردار [illegible] کیا
[illegible] اپنے الامکان کی طرف چلا گیا اور [illegible]
لیجا کر [illegible] سردار [illegible] غائب ہوگیا کوئی پتہ
نہ چلا کہ کون [illegible] کوئی نہیں [illegible] ہر سردار
کے خیمہ میں [illegible] دریافت کیا کہ کیا واقعہ گذرا
انھوں نے جواب دیا [illegible] کسی نے [illegible] اندر خیمہ کے [illegible]
کسی کو نہیں دیکھا کہ کون [illegible] تمام لشکر میں [illegible] ہر طرف یہی چرچا ہے ہرکاروں نے لشکر گفتار
کے اپنے لشکر میں جا کر یہ خبر یہاں کی [illegible] سمندر کو تحریر کیا وہاں دربار میں سمندر
کے [illegible] حاضر [illegible] آراستہ [illegible] عرضی گذرا [illegible] شاہ کی پہونچی ضرغام ثانی بحکم خواجہ
صورت تبدیل [illegible] انکو حکم دیا تھا کہ تم دربار سمندر میں جا کر
خبر لاؤ یہاں پر موجود تھے کہ [illegible] شاہ کی عرضی آئی [illegible] اس میں تحریر تھا
کہ آج تین دن سے لشکر اسلام میں یہ آفت ہے کہ ہر شب کو سردار غائب ہو جاتے ہیں لے جانے والا
کا پتہ نہیں چلتا ہے کہ کون ہے کیا ہم خود حیران ہیں کہ یہ کسکی کارروائی ہے چونکہ آپ کا حکم سے نام
آیا تھا کہ جو حال گذرا کرے اسکو تحریر کیا کرو یہ حال آج گذرا ہے سمندر نے سنا اسنے جو عرضی کا مضمون
سنا اہل دربار سے کہا یہ امر [illegible] تک [illegible] اور یہ ظاہر ہوا کہ کسی کی یہ کارروائی ہے میں خود حیران
ہوں کہ وہ کون ایسا دشمن اہل اسلام کا پیدا ہوا ہے کہ اس طور سے انکی کثرت کو کم کرتا ہے عشاق
استاد سمندر نے کہا کہ اے سمندر تم کو ضرور معلوم ہوگا سمندر نے کہا کہ مجھکو قسم ہے خداوند تصویر
کی جو معلوم ہو عشاق نے جواب دیا کہ خیر جو کوئی ہے حال کھل جائیگا جس طور سے عیاروں
نے زرد کوہ کو غارت کیا اسی طور سے یہ مقام بھی تباہ ہوگا اور جس طور سے زرد قتل ہوا
ہے اسی طرح یہ بھی دشمن قتل ہوگا وہ لوگ کیا زندہ رہینگے دیکھ سمندر نے کہا کہ یہ امر تو ضرور
ہے ضرغام نے خیال کیا کہ یہ کارروائی انکی نہیں ہے خیر دیکھوں تو کیا ہوتا ہے جو امر ہے اسی مقام سے
ظاہر ہوگا میں تو یہاں دریا سے [illegible] ہوئے یہاں سے نہیں جاتا ہوں یہاں دربار سمندر کا
تو یہ حال ہے ادھر لشکر اسلام میں تلاطم مچا ہوا تھا ہر طرف یہی چرچا تھا کہ یہ تو بڑا غضب ہوا کہ یوں
سردار غائب ہوتے ہیں کوئی معلوم نہیں ہوتا ہے اب کوئی کاہے کو بچنے لگا دربار آراستہ ہوا بادشاہ

وصاحبقران سے خواجہ نے آکر کل حال بیان کیا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ یہ تمھاری
غفلت سے ہوا سب تم نے بالکل لشکر کی طرف سے خیال دور کیا ہے اور تم کو کسی امر کا خیال نہین ہے
بس مین تم کو حکم دیتا ہون کہ جلد اسکا پتہ لگاؤ اور اُس کو تلاش کرو ورنہ مجھکو بہت رنج ہوگا خواجہ نے
عرض کیا کہ یہ آپکا گمان ہے مین کیونکر عرض کرون کہ غلط ہے کہ مین لشکر کی خبر سے دست بردار ہو گیا ہون
اور غافل ہون مین نے وہ وہ تدبیرین کی ہین کہ کیا عرض کرون خیر آج اور تدارک کرونگا راوی بیان
کرتا ہے کہ بادشاہ نے دربار برخاست کیا اور کچھ تھوڑی دیر تک دربار آراستہ رہا آپکو ہر ایک بعد برخاست
ہونے دربار کے اپنے خیمہ مین آکر یہ فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کی جائے اُس دن خواجہ نے
بہت بندوبست کیا بڑا انتظام کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس شب کو بھی عشاق نہ طاقی آکر دس
سرداروں کو لے گیا اور بہت ہوشیاری کے ساتھ صبح کو صاحبقران کو جو خبر ہوئی خواجہ پر بہت خفا
ہوئے قصہ مختصر دس دن کے عرصہ مین قریب سو سو سو کے سردار غائب ہوگئے اور کچھ حال نہ کھلا
کہ کون لے جاتا ہے صاحبقران ہر روز خواجہ پر خفا ہوتے ہین خواجہ ایک دن سے دوسرے دن
زیادہ بندوبست کرتے ہین مگر کچھ کام نہین آتا ہے پس صاحبقران نے عاجز ہو کر ایک دن جب
دربار آراستہ تھا سب عیار سوا عمرو [illegible] کے اُس مقام پر موجود تھے صاحبقران کی اجازت سے ایک
رقعہ اس مضمون کا لکھکر اڑایا کہ جو کوئی ہم کو اس راز سے آگاہ کریگا پچیس ہزار روپیہ اسکو ہم انعام
دینگے اور یہی تقریر زبان سے بھی فرمائی پس اور عیاروں نے [illegible] قصد کیا تھا کہ خواجہ نے انکی
طرف بہ نگاہ قہر دیکھا ہر ایک اپنے مقام پر تھم گیا خواجہ نے اپنے مقام پر سے اُٹھکر وہ رقعہ لیا
اور اسکو پڑھا صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپکو یہ حال معلوم ہوگا تو پچیس ہزار روپیہ عنایت
فرمائیگا اور سردار جو رہا ہو کر آئین تو انکا بھی کچھ انعام ملیگا صاحبقران نے فرمایا ضرور خواجہ
نے عرض کیا کہ کس قدر فرمایا کہ پچیس ہزار خواجہ نے عرض کیا کہ انکا بھی رقعہ تحریر فرمایئے پھر مین
کوشش کرون گو کوشش کرتا تھا مگر اس طور کی کہ جس سے ظاہر ہوتا درحقیقت لشکر کا بندوبست
کرتا تھا اب مین بیرون لشکر جا کر تلاش کرونگا یہ کام سوائے میرے دوسرے سے نہ ہوگا یا ستا
یہ ہے مصرعہ کہ مزدور خوش دل کند کار بیش [illegible] اب تک کوئی نفع کی صورت نہ تھی اب امید قوی
ہوئی ہے مین جان لڑا دونگا صاحبقران نے اُسوقت اُس پچیس ہزار کا بھی رقعہ تحریر کرکے خواجہ
کو دیا جب خواجہ رقعہ پا چکے خواجہ نے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثالث سے کہا
کہ بعد دربار کے تم ہمارے خیمہ مین آنا ہم کچھ مشورہ کرینگے ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب
دربار آراستہ رہا راوی بیان کرتا ہے کہ ہر روز کی خبر سمندر کو معلوم ہوتی رہتی ہے بذریعہ چیرا خبار
کے اور غرضی سے گرداب شاہ وغیرہ کی خبر تمام بھی دربار مین سمندر شاہ کے ہے یہ ابھی
وہان سے نہین آیا ہے اس خیال سے کہ شاید کچھ حال معلوم ہو تو تدبیر کی جائے سمندر خود حیران
ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے اہل دربار سے کہتا ہے کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے ایسے ایسے عیار ہین وہ کچھ تدبیر
نہین کرتے اور اس امر کو عیاری کرکے نہین دریافت کرتے یہان پر کچھ عیاری نہین کام کرتی
ہے اسکا کیا سبب ہے سب عرض کرتے ہین کہ اس فکر مین ہونگے تدبیر کرتے ہونگے سمندر نے
کہا کہ مین دریافت کرتا مگر کیا کرون جب وہ اپنے کام سے فراغت کر لیگا مجھکو خود تحریر کریگا اُسوقت
معلوم ہو جائیگا جو ہوگا جیسے فرود نے خبر دی تھی اہل دربار نے کہا کہ یہ امر تو ضرور ہے اس بہانے

اسکو تو یہان چھوڑا جاتا ہی کہ پھر اسکا حال تحریر ہوگا اب حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ جو صورت مسافر کی
پہنچے ہوئے لشکر سے نکلے اور دریا ہر لشکر کے آئے انھون نے فال کھولی بس جدھر کو اُسکے فال نے
راستہ دی اُس طرف یہ پاسے شاداری یا بڑے ہوئے روانہ ہوئے کوسون نکل گئے ایک صحرا سے
پُر بہار ملا اُسکے قریب دو پہاڑ بھی تھے خواجہ اس صحرا کی سیر کرنے لگے وہ صحرا بہت پُر بہار تھا
ہر طرف مرغزار تھا لالہ لگا ہوا تھا خواجہ کو وہ صحرا بہت پسند آیا تھوڑا چل کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور
فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کرون اور کیا عیاری کرون کہ یہ حال ظاہر ہو کہ کون سردارون کو گرفتار کر لیجاتا ہی
مگر عیاری کس پر کرون کسی کا حال معلوم ہو مقام کا نشان ہو تو عیاری بھی کی جائے نہ نام معلوم نہ
نشان عیاری کس پر ہو یہ فکر کرکے خیال کیا کہ یون تو بیکار رہنا بالکل عبث ہی چار پیسون کی فکر کرو
تاکہ کچھ نفع ہو یہ خیال کرکے اپنے دل مین کہ سو صورت عیاری کی نکالی ہاتھ کو دیکھا یا تھوڑی پشت کو تین سو
ساٹھ تصویرین نگاہ آئے ایک اُن مین سے پسند کیا اب کس صورت کو کھولا بہت سی تصویرین نکالین
ایک تصویر کو پسند کیا وہ ایک ساہوکار کی لڑکی کی تھی اپنی صورت آئینہ سامنے رکھکر اُسکی صورت
سے مشابہ بنائی بالکل فرق نہ رہا جب صورت سے مشابہ ہو چکا تو ایک لہنگا بہت عمدہ نکالا اُسکو
پہنا اور ایک شلوکہ پہنا خوب مسی لگائی پٹیان بنائین زیور پہنا سیندور کی لکیر مانگ مین دی سرمہ لگایا
دوپٹہ کاسنی سر پر اوڑھا اس پر ایک دولائی اوڑھی گھونگٹ نکالا ایک تھال بڑی اُس مین حلوا
اور کچھ ہار پھول اور ایک مٹکا اُس مین روغن گاؤ بھرا ہوا بتیان بڑی ہوئین ہاتھ مین لیکر اور
سب سامان نذر زنبیل کرکے ایک طرف چھم چھم کرتی ہوئی عجب ناز و انداز سے چلی اگر عابد شب
بیدار بھی دیکھ لے تو فریفتہ ہو جائے وہ صورت بنائی تھی جو کہ عابد کش زاہد فریب تھی وہ نازک
نازک کلائیان وہ نرم نرم انگلیان وہ پھول سے بازو کہ جسکے اوپر بلبل ہزار جان سے فریفتہ ہو
وہ نورانی پیشانی اُس پر سیندور کا ٹیکا قشقہ سہاگ ملا ہوا وہ اونچی اونچی چھاتیان جو کہ دل عاشق
کو برباد کرین وہ جوبن کا اُبھار سینہ پر غضب کرتا تھا اگر فرشتہ آسمان بھی دیکھ لے تو دل ہار دیتا
وہ مار دیتا کے اُس پری کی چاہ محبت مین قید ہونا گوارا کرے باوجودیکہ صاحب نفس نہین ہی اور
جو کہ نفس رکھتے ہین اُنکا کیا حال ہوگا ایسی صورت تو ہر ناک نے بھی نہ پائی ہین پیرانہ سالی چشم
مہر و ماہ سے نہ دیکھی ہوگی جیسی صورت خواجہ نے اپنی بنائی تھی بس عجب انداز سے قیامت
برپا کرتی ہوئی چلی یہ تو اس صورت پر اپنے کو آراستہ کرکے ایک طرف کو روانہ ہوئی کہ انکا
حال پھر تحریر ہوگا اب کچھ حال عشاق کا تحریر ہوتا ہی

اب قصہ حال عشاق نطاقی مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی نازک خیال بیان کرتا ہی کہ آج جو عشاق سردارون کو قید کرکے لایا اپنے لامکان مین لاکر
اُنکو مثل طائرون کے قفس مین بند کیا اور خود شراب خواری کرکے سو رہا راوی نے بیان کیا
ہی کہ سب پر قید سحر ہی اور جو ساحر ہین اُنکی زبان مین سوزن ہی وہ بھی قید سحر مین مبتلا ہین زبان
بیکار ہی دوسرے کے حس و حرکت آیا کرین جنکو زمانہ گذرا ہی وہ بیہوشی مین آنکھین سوا
دیکھنے کے کوئی اُن مین حالت نہین ہی خاموش بیچارے جو حال گذرتا ہی سنتے اور دیکھتے ہین
کیا کرین کہ کچھ بس نہین ہی پھڑپھڑا کر گرفتار ہین وہ قفس مین سر ٹکراتے ہین رہ جاتے ہین ہاں اُنکا سامنے

کہ اُسنے اپنے پیچ پیچ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور اُسکو نیام سے لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اُسنے چمک کر
آواز دی کہ خبردار ہو جاؤ ایسا جو وار کرتی ہے ایک برق کی سی ہے کہ نگاہ ہر شخص کی خیرہ ہو گئی اُس برق کا کوندنا
تھا ایک جو دیکھا تو چاروں سحر کے سر تن سے اُڑ گئے ہیں اور دو دو ٹکڑے ہو گئے ہیں اُنکی گردنوں سے
بہا سے خون سے شعلے نکل رہے ہیں وقتاً وہ شعلے بالا سے آسمان تک گئے اور ایک چادر آتشین
بنکر زعفران پر چلی رہتے جو دیکھا کہ چادر آتشین جو پہلے اوپر آتی ہے گو کہ جلا نہیں سکتی ہے مگر ساحر زبردست
کا سحر ہے کچھ نہ کچھ ضرور رنگ پہونچا سکے گی فوراً سحر کیا کہ ایک نہر نکل طیار ہو گئی یہ فوراً اُس نہر میں کود پڑی
اور غرق آب ہو گئی وہ شعلے اُس نہر میں آ کر گرے اور بجھ گئے اور چار رشتے پھر اُنکے جسم سے انکا خون
نے اُنکو جلا کر خاک کر دیا مرنج نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ اُسنے میرے چاروں چیلوں کو بھی قتل کیا اور چادر
آتشین سے بھی نہر بنا کر اپنے کو بچایا پس غصہ آیا اور اپنے چیلوں کو جلتا دیکھ کر اور زیادہ طیش میں آیا فوراً
جھولی میں ہاتھ ڈالا جو کہ سامنے تخت پر رکھی ہوئی تھی اور اُسمیں سے ایک ناریل نکالا اُنہیں خون سے اُسکے
دے کر جو اسم سحر دم کر کے اس نہر پر مارا اور وہ ناریل قریب نہر جا کر شق ہوا اُس ناریل کا شق ہونا تھا
کہ اُس سے ایک چادر آگ کی نکلی اور پانی میں نہر کے گر کے ایک سناٹا نہر میں تمام پانی خشک ہو گیا زمین
صاف ہو گئی اُس نہر کے مقام پر دریا سے آگ موجیں مارنے لگا شعلے بلند ہو ہو کر بالا سے آسمان جانے
لگے اسقدر وہ زمین گرم ہوئی کہ زعفران کو تاب نہ رہی اُسنے خیال کیا کہ یہ کیا آفت آئی زمین کیوں اسقدر
تپنے لگی کیونکہ یہ تو اُسی مقام پر غرق زمین تھی اس آگ کی حدت نے تمام زمین کو گرما دیا تھا اُسی آگ کی
گرمی نے اُسکے جسم پر اثر کیا اگر تھوڑے عرصہ تک اُسی مقام پر رہتی تو ضرور کچھ نہ کچھ رنگ اُٹھاتی جب
یہ گرمی محسوس ہوئی تو گھبرا کر وہاں سے چلی ایک مقام پر آ کر اُسنے سحر سے طبقہ زمین کا شق کیا اور تڑپ کر باہر نکلی سنبھلا
دیکھا کہ خاک میں آلودہ تھی یہ طبقہ شق کر کے نکلی کہاں پر کہ قریب تخت مرنج مرنج نے جو دیکھا کہ زمین سے
سلامت نکلی کچھ بگڑ کر جو دم کیا جہاں پر کھڑی تھی وہاں پر کی زمین شق ہوئی یہ غرق ہونے لگی زعفران
نے جو دیکھا کہ مرنج نے سحر کیا ہے کہ میں زمین میں غرق ہوئی جاتی ہوں فوراً سحر کیا کہ زمین جیسی پہلی حالت میں آ گئی
یہ اُسی طرح قائم رہی آدھر مرنج نے زعفران پر سحر کر کے اب جو سحر کیا وہ دریا سے آگ جو موجیں مار
رہا تھا ایک مرتبہ دھواں ہو کر غائب ہو گیا یہ تو اس دریا کو نابود کر کے پھر اٹھا تو اپنا فکر تھا مگر جس غرض سے
کیا تھا وہ مطلب حاصل ہو گیا مطلب یہ تھا کہ یہ نہر خشک ہو جاوے اور زعفران زمین سے نکل آوے وہی ہوا کہ
نہر خشک ہو گئی زعفران زمین سے نکل آئی جب یہ دریا کو برطرف کر چکے اُدھر اُسنے زمین کو قائم کیا اور اپنے
تو اس درستی کے ایک مرتبہ تیغ بکف لپکا اور یہ کہکر کہ تو سحر سے نہ قتل ہو گا معلوم ہوا میں تجھکو تیغ سے
قتل کروں گی چلی مرنج کی طرف مرنج نے جو اُسکو تیغ بکف آتے ہوئے دیکھا خود بھی تخت پر سے
کود پڑے اور اپنے تیغ کو نیام سے لیا اور پینترا بدل کر کھڑے ہو گئے سحر کر کے ایک سپر اپنے سر پر
قائم کی راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ جب مرنج کوئی سحر زعفران کا رد کرتے تھے تو اہل اسلام تعریف
کرتے تھے اور جب زعفران اپنے کو سحر مرنج سے بچاتی تھی تو کفار تعریف کرتے تھے اب راوی
نے اس طور سے اس جنگ کو بیان کیا ہے کہ باہم تیغ چلنے لگا پہلے وار زعفران نے تیغ کا کیا
مرنج نے اپنے کو اُس سے بچایا صفت یہ ہے کہ سپر خود بخود گردش کرتی ہے جدھر تیغ زعفران کا آتا
ہے اُس طرف سپر بھی آ کر سپر ہوتی ہے پس مرنج زعفران کے وار رد کرتا ہے زعفران
مشتاق تھی وار کرنے کی مرنج ہر ایک وار کو تحسین خوبی رد کرتا ہے سپر مثل پرکار کے پھرتی ہے جب کوئی وار

شہزادے جاتا ہی جب خواجہ نے دیکھا کہ قران فرزند شہر سے ہوا جاتا ہی ہنسکر فرمایا کہ اے قران تم اس قدر
خجل کیوں ہوتے ہو میں دل لگی کرتا ہوں یہ مجھکو یقین ہی کہ تم نے مجھکو پہچانا نہ تھا ورنہ تم کبھی ایسی حرکت
کے مرتکب نہ ہوتے میں تمہارے افعال سے بالکل واقف ہوں اور اے قران ہر وقت دل پر کسی کا
قابو نہیں ہی تم کو کیا معلوم تھا کہ میں ہوں تم نے جانا کوئی نازنین ہی بس اب شہزادہ یہ بتاؤ کہ تم یہاں
کہاں قران نے اپنی حالت بیان کی خواجہ سے قران نے عرض کیا کہ اُستاد آپ کہاں اس
صورت پر طیار ہو کر جاتے ہیں کیا کسی مقام پر پتہ لگا ہی خواجہ نے کہا کہ نہیں میں نے یہ صورت تو صرف
کچھ پیدا کرنے کے لیے بنائی ہی تاکہ پھول جائے اگر تجھے تم نے فریب کھایا تھا اسی طرح شاید کوئی اور دھوکا
کھا جائے ورنہ ابھی تک تو کہیں پتہ بھی نہیں ملا یہ کہہ کر ساری حالت اپنے آنے کی بیان کی خواجہ قران
سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے قران خواجہ سے اتفاق زمانہ سے شہزادہ ملک شاہ قلی اپنے تخت
سحر پر بیٹھا ہوا اور تخت سحر کو اُڑاتے ہوئے خرامان خرامان صحرا کی سیر کرتا ہوا چاروں طرف نگاہ دوڑاتا
ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ اُسکا گذر اس صحرا میں بھی ہوا اور اسکی نگاہ ان دونوں پر پڑی اُسنے دیکھا
کہ واہ کیا قدرت خداوندی ہی کہ پہلو بہ پہلو بیٹھی ہی یا پہلو سے گل میں خار یا زاغ و بلبل کا ساتھ ہی
یا ماہتاب کو ابر سیاہ نے گھیر لیا ہی اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کوئی بڑا ملک کی حبشی اور یہ نازنین
کیونکہ اُسنے دیکھا کہ ایک مرد حبشی قوی ہیکل گران اندام لٹکا ہوا ہی اُسکے روبرو ایک نازنین نازک
بدن گل پیرہن نازک اندام سر سے پاؤں تک زیور سے آراستہ ایک پیالہ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑی ہی
اور ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہی اُسکو رشک ہوا کہ یہ حبشی کیا خوش تقدیر ہی کہ اُسکو ایسی نازنین
نصیب ہوئی اور یہ نازنین کیا بد تقدیر ہی کہ ایسے حبشی پر عاشق ہوئی ہی افسوس اپنا مقدر ہی ایسی
تقدیر خداوند نے ہماری نہ کی کہ ہم پر ایسی نازنین عاشق ہوتی کیا اس حبشی کی ہیبت کیا ہی کہ ایک
لنگ باندھے ہوئے ہی اور ایک گرز کندھے پر رکھے ہوئے سر پر منڈاسا بندھا ہوا ہی کچھ بال داڑھی
تو نہیں معلوم ہوتا ہی نہ معلوم نازنین اسکی کس بات پر عاشق ہی اگر اسکو کہا جائے کہ وہ جو عاشق ہی
تو اسکی نازک اندامی اور خوبصورتی پر یہ کس بات پر فریفتہ ہی وہ تو ایسی صورت نہیں رکھتا ہی کہ
کوئی اُس پر فریفتہ ہو کس طور سے خوش ہو ہو کر باتیں کر رہی ہی اور وہ بھی کیا خوش ہی اگر وہ خوش
ہی تو بجا خوش ہی کہ اُسکو ایسی نازنین ملی ہی یہ ایسے ایسے خیال کر رہا تھا اور تخت بالا ہوا اور دیکھے
ہوئے کھڑا تھا اب جو اُسنے بہ نگاہ غور دیکھا اور نظر خریداری سے دیکھا تو ایک تیر عشق تھا کہ اسکے
قلب و جگر کے پار ہو گیا اُسنے اُف کر کے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا اور کلیجہ پکڑ کر رہ گیا کہنے لگا اپنے
دل سے کہ اب تو جو کچھ ہو میں تو اسکو اسکے پاس سے اُٹھا لے لیتا ہوں یہ حبشی میرا کیا کریگا کیونکہ
سینے اسکے فراق میں صبر نہ ہو گا یہ اپنے دل سے کلام کرکے جھولی پر ہاتھ ڈالا اس میں سے ایک
پنجہ نکالا اُس پر سحر کرکے جھولی سے پھینکا اور کہا کہ اس نازنین کو اُٹھا لا جو کہ اس حبشی کے روبرو
کھڑی ہوئی باتیں کر رہی ہی تڑاق سے بجلی چمکی کہ جس کے سبب سے اُسکی اور اُس حبشی کی
آنکھ میں چکاچوندی سی ہو کر رہ گئی ادھر وہ پنجہ اُس نازنین کی کمر میں آکر پڑا اور اُسکو لیکر طرف آسمان
کے چلا وہ چلائی کہ اے میرے عاشق کوئی مجھکو طرف آسمان کے لیے جاتا ہی جلد میری خبر لے
میں یہ تجھ سے کہتی تھی کہ کوئی نہ کوئی آفت آئیگی دیکھو وہ میں چلی مگر تم نے نہ مانا کہا کہ تھوڑی
دیر تو ہوا کھا لیں خوب ہوا کھائی مجھکو ہاتھ سے کھو بیٹھے میں تیرے قربان جلد میری خبر لے اور مجھکو

اس آفت سے بچا قِران نے جلدی سے آنکھیں مل کر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ کوئی خواجہ کو بالائے آسمان لیے
جاتا ہے یہ اُچھلا کودا بہت کی مگر کچھ نہ ہوا وہ پنجہ ہوا سے لیکر بالائے ہوا جا کر غائب ہو گیا یہ مایوس ہو کر
پہلے اُسکے بتائے کچھ نہ بنا انکو بڑا افسوس ہوا کہ خواجہ میری ذات سے مبتلائے بلا ہوئے نہ میں روکتا نہ
وہ ٹھہرتے نہ اس آفت میں مبتلا ہوتے نہ معلوم کوئی دوست لے گیا ہے یا کوئی دشمن خدا جانے خواجہ کی
اسیری کا میں سبب ہوا وہ اپنے دل میں کیا کہتے ہونگے ہزاروں باتیں سناتے ہونگے اور لعن و طعن
کرتے ہونگے میں کیا جانتا تھا کہ یہ نازنین خواجہ ہیں اگر میں جانتا تو کبھی نہ روکتا یہ بدنامی میرے مقدر میں
لکھی ہوئی تھی لاحول ولا قوۃ جب معلوم ہو گیا تھا تو پھر میں کیوں بات کرنے لگا کیا فاش خطا ہوئی خیر
خدا انکا مالک ہے اگر دوست لے گیا ہے تو کوئی مقام خوف نہیں ہے ہاں اگر دشمن لے گیا ہے تو خدا کے سپرد
کیا کیونکہ وہی سب کا مالک ہے اور جانثار قِران یہ کہکر ڈھونڈھتا ایک طرف کو سر جھکائے ہوئے چل
کھڑے ہوئے کہ اگر برق کہیں مل جائے تو اُس سے خواجہ کا حال کہیں اور کہیں کہ اس صحرا سے خواجہ کو
آسمان پر سے بلا آئی ہے اُٹھا لے جاتی ہے اگر اسکی صلاح ہو تو خواجہ کی تلاش میں جائیں کہ کون لے گیا
ہے اس مقام پر توقف نہ چاہیے کیونکہ یہ مقام ہوسناک مخدوش ہے یہ کچھ نشان نہ تھا نہ گمان ایسا مرتبہ برق کی
پھر جو آنکھ کھولی تو خواجہ کو بالائے ہوا دیکھا قِران مثالِ شعلہ اپنے اپنے خیال کرتے ہوئے اُسی صحرا میں
ایک طرف کو جاتے ہیں تلاش میں برق فرنگی کی انکو تو اُدھر رہ دان رہنے دیجیے اب حال خواجہ کا سماعت
فرمائیے وہ پنجہ جو انکو لیکر چلا یہ چلاتے رہے کہ اُٹھا ایسا بلند ہو گیا یہ جھٹکے سے اور تموج
ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے کہ اُس پنجہ نے لاکر عشاق کے پاس تخت پر پہنچا دیا عشاق نے
اُس نازنین کو دیکھکر ایک آہ کی مگر خوش ہو گیا تخت پر لٹایا اور کچھ گلاب وغیرہ چھڑک کے بیدار کرکے چہرہ کا
کیا اُسکو ہوش آیا تو آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہے میں اُسکے برابر لیٹا ہوں اب جو غور کرکے
دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو عشاق نہ طلائی ہے بس فوراً آنکھ بند کر لی اور کہنے لگی کہ یہ کیا خواب ہے میں تو کھڑی
ہوئے اپنے معشوق سے وہم عاشق سے کلام کر رہی تھی کہ یکایک کوئی چیز میری کمر میں پڑی کہ میں
اُسکے سبب بلند ہوئی میں بیہوش ہو گئی شاید خواب دیکھ رہی ہوں میں ایسے خواب سے باز
آئی میں اپنے عاشق کی خواستگار ہوں یہ کیا خواب پریشان ہے یہ جو اُس نازنین نے کہا عشاق
نے جواب دیا کہ اے جان من وائے معشوق من یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے تو ذرا ہوشیار ہو
اور خبردار ہو اُٹھکر بیٹھ تو میں تجھسے حال بیان کروں یہ جو خواجہ نے اُسکی زبانی سنا فوراً گھبرا کر اُٹھ
کھڑے ہوئے اور آنکھ مل کر کہنے لگے کہ تو کون ہے تو نے کیونکر مجکو میرے عاشق سے جدا کیا یہ کیا ظلم تو نے
کیا وہ میرے فراق میں تڑپ کر مر جائیگا ارے جلد مجکو اُسکے پاس پہونچا دے ورنہ میں اپنی جان
دونگی تو نے مجکو میرے دل سے جدا کیا ہے یہ کیا کیا ہے تو بڑا ظالم معلوم ہوتا ہے یہ جو اُسنے کہا عشاق
نے جواب دیا کچھ غم نہ کر اب تیری اور اُسکی ملاقات غیر ممکن ہے میری طرف دیکھ میں تیرے اوپر عاشق
ہوں میں تجکو اپنی جان کے برابر رکھا کرونگا کیوں اسقدر گھبرا گئی ہے ارے اپنے کو دیکھ اور اُسکو دیکھ تو پری
جمال وہ دیو خصال تو حسن میں طاق وہ بدصورتی میں شہرۂ آفاق وہ سیاہ رنگ تو مثل پری کے
شوخ و شنگ کہیں بھی آجتک دیو و پری میں وصل ہوا ہے کبھی بھی خار برابر گل کے بیٹھا ہے یہ کیا
تیری حرکت ہے یہ کون سی لیاقت ہے کہ تجھ ایسی پری ایسے بدصورت پر فریفتہ ہو اری میرے
وصل کو قبول کر میں تجکو تمام دنیا کی نعمتوں سے کامیاب کرونگا یہ تقریر جو اُسنے کی اب خواجہ سنکے اپنے

درست کرکے اور سب طرف سے اپنے کو پوشیدہ کیا اُس سے ہٹ کر بیٹھے اب جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو
عشاق نہ طاقی ہی بڑا ساحر ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہی سرداروں کو بھی اُٹھا لاتا ہی لشکر
سے خبر معلوم ہو جاتی تھی نہ معلوم اسکا مکان کہان ہی اور کہان رہتا ہی اگر خدا نے چاہا تو اسکو تو قتل کیا
پر میرے ہاتھ سے اب پھر کہان جاتا ہی یہ تصور دل مین کیا اور دل سے کہا کہ اُس دن تو سمندر
سے آکر بچا لیا اب تو ورا سکی قضا ہی یہ خیال کرکے ایک مرتبہ نیچے جھک کر دیکھا اور آہ کی اُسنے
جواب دیا کہ اے جان مت کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہی ارے وہ تیرے قابل نہ تھا وہ تو ایک کالی
بلا ہی تو اپنی طرف دیکھ اور اسکی صورت دیکھ یہ کیا غضب ہی کہ تو اپنی جان دیے دیتی ہی اُسنے
جواب دیا کہ یہ تو کیا ہی جو وہ کلام کرتا ہی کیا تو نے نہین سُنا ہی کہ کسی نے مجنون سے کہا کہ لیلا
تو ایک بدصورت عورت ہی تو کس بات پر اُسپہ مرتا ہی یہ سُنکے مجنون نے ایک آہ کی اور جواب دیا
کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید اگر تو میری آنکھ سے دیکھے تو تجھے معلوم ہو بس تیری نگاہ مین
وہ بدصورت ہی میری نگاہ سے دیکھ اور میرے دل سے اُسکا حال دریافت کر نہ معلوم
کہ میرے قالب پر کیا گذرتی ہی سنتا اس درد کی کیا لذت اُس قالب سے دریافت کر کہ جسکو
اور یہ مصیبت پڑی گل کی جدائی کو دل بلبل سے پوچھ اور فراق یار کو دل عاشق سے
دریافت کر یہ تو بیگانہ کہتا ہی جس پر یہ مصیبت پڑی ہی وہی خوب اسکا مزا جانتا ہی جس پر نہ
پڑی ہو وہ کیا جانے میرے دل سے اس لذت کو دریافت کر مین ضرور اُسکے فراق مین تڑپ
تڑپ کر مثل بلبل کے جو کہ قفس مین گل سے جدا کرکے بند کی جائے وہ بہت بیقرار ہو اور
صیاد بیرحم نے اُس پر ظلم ہون وہ قفس مین اپنی جان دے اُسی طور سے یہ آفت
کبھی میرے اوپر نہ آئی تھی جب سے میری شادی اُسکے ساتھ ہوئی تھی مین کیونکر نہ محبت
کرتی اور کیونکر نہ عاشق ہوتی کیونکہ میرے بزرگون نے میرا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیا ہی یہ
انس و الفت قدیمی ہی جو کہ زن و شوہر مین ہوتی ہی مین اس جدائی سے اپنے کو ہلاک کرونگی
اُسنے جواب دیا کہ اے جان سن اب تو اس محبت کو ترک کر اور اُسکے خیال کو اپنے دل
سے دور کر نہ تو اپنے والدین سے ملیگی نہ اُس سے اب یہ امر محال ہی یہ بتا کہ تو جاتی کہان
تھی اُسنے کہا کہ مین اپنے شوہر کے ساتھ ہو جاکو جاتی تھی یہ صحرا اچھا معلوم ہوا مین اور وہ
سیر کرنے لگی کہ یہ آفت آئی اب تو جلد بتا کہ تو کون بلا ہی جو تو نے یہ ظلم میرے اوپر کیا
ہی عشاق نے کہا کہ اے آرام دل ناصبور میری اصل حالت یہ ہی کہ مین ایک ساحر
ہون میرا نام عشاق نہ طاقی ہی مین صحرا سے نہ طاق مین رہتا ہون اُسنے یہ سُنکر کہا
کہ کیا وہان تو طاق ہین اُسنے جواب دیا کہ نہین اُس مقام کا نام ہی جواب دیا ہان مین
سمجھی خیر بیان کرو عشاق نے کہا کہ مین نہ طاق سے اپنی نانی کو لیکر یہان آیا تھا
براے علاج کہ وہ علیل تھی یہ خیال کیا تھا کہ وہان ایک حکیم ہین مین جاکر اُنکا علاج
کرون تاکہ نانی کو صحت ہو یہ مجکو نہ معلوم تھا کہ یہان لشکر اسلام اُترا ہوا ہی اور سمندر ریشان
سے مقابلہ ہو رہا ہی اگر یہ معلوم ہوتا تو مین کبھی نہ آتا جب یہان آیا حکیم صاحب کو سمندر ریشان
نے طلب کیا یہ سبب لشکر اسلام کے آنے کے حکیم صاحب بھی گوشہ نشین ہوئے
ہین بس اُنکی صورت بنکر لشکر اسلام کا عیار آیا وہ بڑا مکار ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ میری

نانی کو قتل کرے اُس نازنین نے کہا کہ عیار کس کو کہتے ہین اور وہ دوسرے کی صورت کیونکر بنا
عشاق نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بالکل نادان اور ناسمجھ ہے یہ تو کچھ نہین جانتی ہے جواب
دیا کہ ای جان من عیار بھی ایک انسان کی قسمت ہے مثل ہمارے اور تمہارے وہ بھی آدمی
ہے اُسنے جواب دیا کہ مین یہ سمجھتی تھی کوئی جانور ہوتا ہے یا کوئی پری ہو ہے کہ دوسرے کی صورت
بن جاتا ہے عشاق نے کہا کہ وہ آدمی ہے یہ بھی ایک پیشہ ہے کچھ دوا لگا کر دوسرے کی
صورت بن جاتے ہین کبھی عورت کبھی مرد ایسے بنتے ہین کہ کوئی پہچان نہین سکتا ہے خیر اس
سے کوئی غرض نہین ہے وہ تو میری نانی نے اسکو سحر کے سبب سے پہچان لیا اُسنے جواب دیا
کہ تم تو کہتے تھے کہ کوئی پہچان نہین سکتا ہے پھر کیونکر پہچان لیا جواب دیا کہ سحر سے سب حال
معلوم ہو جاتا ہے اُسنے کہا کہ اب معلوم ہوا بس عشاق نے کل حال بیان کیا اپنا ذلیل ہونا
اپنا اُپر سحر جاکر لانا اُسکا بہادر ہونا سمندر کا عین وقت پر پہونچنا اور اُسکے ہاتھ سے جان کا
بچنا ہمراہ سمندر کے آنا دربار مین اُس سے رخصت ہوکر اپنی نانی کو لیکر روانہ ہونا طرف
شہطاق کے راہ مین خیال آیا کہ خالی جانا بدون اہل اسلام کو زک دئیے ہوئے بیکار ہے
اپنا لامکان طیار کرنا اُس مین قیام کرنا شب کو جاکر سردارون کا لشکر سے اُٹھا لانا بیان کیا
کہ اب مین اُسی لامکان مین رہتا ہون آج میرا ارادہ ہے کہ مین لشکر مین نہ جاؤن کیونکہ کئی
شب سے جاگ رہا ہون اسوقت اسی قصد سے بیٹھا ہوا تھا کہ آج شب کو چین سے بسر
کرونگا کل سے پھر جاؤنگا کہ دل گھبرایا تخت سحر پر سوار ہو کر براے سیر نکلا کہ صحرا کی سیر
کرون سیر کرتا ہوا ادھر آ نکلا تم کو اس حبشی کے ہمراہ کلام کرتے دیکھا بڑا تعجب ہوا میرا
دل تم پر آیا تم کو سحر سے اُٹھا لیا اب اُسی لامکان مین جاکر رکھونگا وہان سب سامان
راحت موجود ہے تمہارے ساتھ بعیش و راحت بسر کرونگا اب تم اُسکا خیال اپنے
دل سے دور کرو اور میری محبت کو اپنے قلب مین جگہ دو مین تم پر جان و دل سے عاشق
ہون میرے حال پر رحم کرو یہ جو تقریر اُسنے سُنی اپنے دل مین کہا کہ اب معلوم ہوا کہ اُنکی
کارروائی تھی بھلا کیونکر پیش چلتا خیر خدا نے اپنا فضل کیا کہ یہان تک پہونچایا اب انجام
اچھا معلوم ہوتا ہے ضرور کوئی نہ کوئی سبیل اُن سب سے رہائی کی نکلے گی اسکے قتل کا
زمانہ قریب آیا ہے یہ خیال دل مین کرکے ایک آہ کی اور کہا کہ ای عشاق تو نے مجھکو کسی
طرف کا نہ رکھا کیونکہ اُس میرے عاشق سے یون جدا کیا کہ جو میرے ساتھ اپنی زندگی
بسر کرتا تمہارا کیا اعتبار جب تم کہتے ہو کہ ایسے عیار دشمن ہین وہ ضرور تلاش کرکے یہان
بھی آئینگے اور ضرور تمہارے قتل کی تدبیر کرینگے عشاق نے کہا کہ ای ملکہ تم اسکا
نہ خوف کرو اب کوئی مجھ تک نہین پہونچ سکتا ہے اول تو مکان مین نے درمیان زمین و
آسمان کے بنایا ہے دوسرے اُسکا دروازہ نہین ہے تیسرے یہ حال میرا کسی کو معلوم
نہین ہے اب تم کو میرے کہنے سے معلوم ہوا ہے تیسرا نہین جانتا ہے تم یہ چاہو گی نہین
کہ مین قتل ہون اُس نازنین نے جواب دیا کہ تم نے تو مجھکو کسی قابل نہین رکھا اب
سواے تمہارے ہمارا کیا سہارا ہے جو کچھ ہو تم ہی ہو مین کیا کر سکتی ہون جو میرے
مقدر مین تھا وہ ہوا میرا عاشق ضرور میرے فراق مین اپنا حال تباہ کریگا اور مین اسکی

نازنین میں عشاق نے کہا کہ اے ملکہ تم اب اسکا خیال نہ کرو میری طرف اپنا دل لگاؤ کیونکہ
اب اس سے ملاقات ہونا محال ہے جواب دیا کہ ہاں اب سوا اسکے اس امر کے کیا ہوگا جو گذری
دل کو ارا کرینگے یہ کہکر خاموش ہورہی عشاق بہت خوش خوش تخت سحر اڑائے ہوئے اس
نازنین یعنی شوخ اجہ سے باتیں کرتا ہوا چلا جاتا ہے راوی اسی سپہر صحرا میں سے اس نقلی نازنین
کے مفرورت ہے اب حال قران کا تحریر ہوتا ہے کہ جب وہ پنجہ شوخ اجہ کو اٹھا کر طرف آسمان
لے گیا قران مایوس ہوکر افسوس کرتے ہوئے ایک طرف صحرا کے چلے تھے یہ چلے
جاتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے پھر صدائے چھم چھم آئی انھوں نے پلٹ کر دیکھا
کہ یہ صدا کہاں سے آئی کیا شوخ اجہ پھر آگئے اسے جو دیکھا تو ایک درے پہاڑ سے ایک
نازنین سبز مین مہر تمکین کارچوبی لہنگا پہنے ہوئے گلنار دوپٹہ سر پر دھانی محرم کرتی دونون
چھاتیاں مثل انار کے یا حباب کے سینہ پر نمودار آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا ناک میں نتھ چٹیاں
بھی ہوئیں سر سے پاؤں تک زیور میں غرق چھمچھم نازواد سے درے کوہ سے نکلی طرف صحرا
کے چلی جاتی تھی قران کی اس پر بڑی دل پکڑ لیا اور کہا کہ یہ تو اس سے بھی زیادہ شوخ
وشنگ ہے یہ تو استاد ہے یہ کون ہے ذرا اسکو بھی دیکھنا چاہیے آواز دی کہ اے جانے والی
ذرا ادھر بھی ایک نظر عنایت ہم تمہارے مشتاق ہیں اسنے خیال بھی نہ کیا کہ پھر قران نے
صدا دی ابکی اسنے پلٹ کر دیکھا کہ حبشی پکارتا ہے منھ پھیر لیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
اسنے ادھر منھ کیا تھا تو ایک اسکے چہرہ سے نور پیدا ہوا تھا اور ایسی پاکیزہ صورت تھی کہ
جسکو دیکھ کر قران از حد بیقرار ہوا بس جب اسنے دیکھا کہ حبشی ہے فوراً اسنے پیر کا انگوٹھا دکھا
اشارہ یہ تھا کہ پاپوش لوسے ہی جا اپنی راہ لے اس کالی صورت پر یہ انداز یہ اسکی شرارت
قران کو اور پسند آئی دل نہایت بیتاب ہوا مثل شعلہ جوالہ کے یا سیاہ آندھی کے لپکا کر
اسکے قریب آگیا اور کہا کہ کدھر جاتی ہو میرے دل کو لیکر میں تو نہ جانے دونگا کہ اسنے جو نگاہ
قہر قران کی طرف دیکھا ادھر قران نے جو اسکی طرف دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو برق ثانی
ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جس طرح سے برق فرنگی پر عورت کی عیاری ختم ہے اور عورت
خوب بنتا تھا اسی طور سے برق ثانی بھی خوب عورت بنتا ہے اسی سبب سے اسکو برق ثانی
خطاب ملا اور اسی مرتبہ پر فائز ہوا بس قران نے پہچان لیا مگر یہ خیال کیا کہ اسکو ستاؤ ادھر
برق نے بھی قران کو پہچان لیا کہ یہ حبشی قران ثالث ہیں مگر ظاہر نہ کیا قران نے پھر پروا
نہ کی جھپٹ کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور قصد کیا کہ بوسہ لوں کہ برق نے کہا کہ ہائیں بھائی قران
یہ کیا ہے کیا تم کو اپنے بیگانے میں تمیز نہیں ہے ایسے بے بہرہ ہوئے یہ کون حرکت ہے قران
نے کہا کہ کیسا اپنا اور کیسا بیگانہ میں بہت بیقرار ہوں دل کسی طور سے نہیں مانتا ہے میں
ضرور اپنی خواہش پوری کرونگا یہ کہکر قصد کیا کہ گلے سے لگاؤں کہ برق نے کہا کہ بھائی
قران میں ہوں برق ثانی ذرا ہوش میں آؤ یہ کون سی حرکت ہے کوئی ایسا مطیع نفس
امارہ نہیں ہوتا ہے جو برق نے کہا تو قران نے جواب دیا کہ لاحول ولاقوۃ نہ معلوم
میرے دل کو کیا ہوگیا اے برق تم نے تو ایسی صورت بنائی تھی کہ اگر تم نہ ظاہر کرتے
تو میں ضرور بوسہ لیتا اور دست گستاخ کو دراز کرتا کیونکہ میرا دل بہت بیقرار تھا یہ دونوں

مجھسے ہوئین پہلی حرکت سے تو مین بہت شرمندہ ہون برق نے کہا کہ تم بڑے بدمعاش ہو
مجھکو کنوڈا کیا تھا قران نے کہا کہ ضرور ایسا ہوتا مین تم کو گود مین اٹھاکر فلان درے مین
لے جاتا میرا جو جی چاہتا وہ کرتا خوب ہوا کہ تم نے اپنے کو ظاہر کیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی
برق نے کہا کہ مین نے غلطی کی جب تم درے مین لے جاتے اسوقت مین اپنے کو ظاہر
کرتا تو تم کو بڑی خفیف ہوتی قران نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر مین نہ چھوڑتا چاہے جو ہوتا
برقی نے کہا کہ آپ تو ایسے قوی بھی مجھسے نہ تھے کہ نہ چھوڑتے خوب گدم گدا ہوتی
اگر یقین نہ ہو آزمالو قران نے کہا کہ خیر پھر کبھی دیکھا جائیگا ای برقی بڑا غضب ہوا
مین کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہا استاد کو مین نے اپنے ہاتھ سے کھویا نہ معلوم
دشمن لے گیا کہ دوست خدا انکا حافظ ہے برق نے کہا کہ کیا ہوا بیان تو کرو استاد سے
کس مقام پر ملاقات ہوئی اور کس صورت سے قران نے اول سے آخر تک حال بیان
کیا برقی نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ کوئی بیسے اوپر نہین فریفتہ ہوئے پہلی اپنے بزرگون
سے کی ای بھائی قران وہ کون تھا جو استاد کو اٹھالے گیا قران نے جواب دیا کہ مین
نے دیکھا بھی تو نہین ورنہ مین جانے دیتا یہان قران مین اور برق مین ہنس ہنس کر یہ باتین
ہو رہی ہین کہ عشاق اس نازنین سے باتین کرتا ہوا چلا آتا ہے بالاے ہوا کہ اسکی نگاہ
اتفاق سے ان دونون پر پڑی دیکھا کہ وہی حبشی ایک نازنین سے جوکہ پہلی نازنین
سے بھی زیادہ خوبصورت ہے کھڑا ہوا ہنس ہنس کر باتین کر رہا ہے وہ بھی بہت کھل مل کر
کلام کر رہی ہے یہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت اور صاحب جمال ہے اسکو رشک ہوا
یہ حال دیکھکر اور اپنے دل مین کہا کہ یہ حبشی بہت صاحب قسمت ہے کہ جو عورت اسکو
ملتی ہے وہ صاحب جمال اور بے مثال ہوتی ہے اپنا حسن و جمال مین مثل و نظیر نہین
رکھتی ہے پہلے وہ تماشہ دیکھا اسکو مین نے فریفتہ ہوکر رشک و حسد سے اٹھا لیا اب جو
دیکھا تو اس سے زیادہ نازک اندام سے وہ کھڑا ہوا باتین کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے
پاس کوئی ایسی چیز ہے کہ جسکے سبب سے ایسی ایسی عورتین اسکو پیار کرتی ہین یہ عورت
کی طرف سے بہت خوش نصیب اور صاحب تقدیر ہے کوئی حبیب کا تعویذ اسکے پاس ہے
یا اسکی آنکھ مین موہنی ہے کہ جسکے سبب سے ہر ایک اس سے الفت کرتا ہے یہ خیال کرکے
اور حسد کے سبب سے اسنے خیال کیا کہ اس نازنین کو یہ واقعہ دکھانا چاہیے کہ اسکا
دل اسکی طرف سے پھر جائے اور یہ مجھسے رغبت کرے جب یہ سوت کو دیکھے گی تو اسکو
اس سے نفرت ہوگی میری رغبت ہوگی کیونکہ عورت کو سوت کی جلن بہت ہوتی ہے
یہ ارادہ اپنے دل مین تصور کرکے کہا کہ ای ملکہ ایک تماشہ دیکھو گی اسنے کہا کہ ہان وہ
کیا تماشہ ہے اسنے کہا کہ سامنے صحرا کی طرف دیکھو کہ وہ کون کھڑا ہے اور کس سے باتین
کرتا ہے تم یہی کہتی تھین کہ وہ مجھ پر مرتا ہے میرے غم مین ہلاک ہوگا میری مفارقت
مین اپنی جان دیگا اسکو تو کچھ پروا نہین ہے وہ تو دوسری عورت سے دیکھو کس خوشی
سے کھڑا ہوا باتین کر رہا ہے اسکے چہرہ پر ذرا بھی کچھ ملال نہین ہے معلوم ہوا کہ اسکا یہ طریقہ تھا
کہ تمھاری بھی خوشی کرتا تھا دوسری عورت بھی رکھتا تھا اس سے بھی اپنا دل

خوش کرتا تھا تم کو مین نے اٹھا لیا اُسنے خیال کیا ہوگا کہ تم نہین او سہی ہم اکیلے رہینگے اے
ملکہ تم تو اپنی جان دو اسکو کچھ پروا نہ ہوا ایسے مرد کا کیا اعتبار بلکہ جو کوئی مرتا ہی اُس پر مرتا
ہی جو اپنے پر مرے راہ چلتے پر نہین مرتا ہی دیکھو لو کبھی اُسکو تمھاری جدائی کا ملال ہی تم
اپنی جان دیئے دیتی ہو بس دیکھ لی اُسکی محبت معلوم ہوا کہ تم اُس پر عاشق تھین وہ تم پر
عاشق نہ تھا صرف تمھارے سبب سے اور نیز اس سبب سے کہ تمھارے اقوال اُس کے
ساتھ شادی ہوئی تھی وہ بھی یہ خیال کرتا تھا کہ کیا کرون یہ بھائی برادری کا معاملہ ہی اگر
چھوڑ دونگا تو سب بدنام کرینگے بسر کرتا تھا جیسا کہ اُسکے پاس تم سے خوبصورت موجود ہی
تمھاری کیا پروا ہی یہ آپ کا تصور تھا یہ معلوم ہو گیا یہ جو مشتاق نے کہا اُس نازنین
نے دامن سے ... پہلے ہی نظر مین دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ فراق مین اور اُس نازنین
کو فریب اور باز گفتگو سے کو ... خیال کیا کہ یہ پرتو مثالی ہی جب تو اس طور
سے باہم کلام ہی ورنہ اس صحرا مین ایسی نازنین کہان کہ جہان کو سون پوست امرا نہ کا آنا
دشوار ہی تمام جان تک یہ ممکن نہین ہی کہ پیکر خیالی بھی انسان کا یہان آسکے نہ کہ پیکر اصلی
بس ایسی حالت مین ضرور یہ برق مثالی ہی اور عورت بھی خوب بنتا ہی بس یہ خیال دل
مین کرکے کہا کہ کہان کہان اُسکے چند لڑکو اُسنے اُنگلی کا اشارہ کرکے کہا کہ فلان درخت
کے سایہ مین جو کہ اُس دریے کوہ کے سامنے ہی جب اُسنے اس طور سے پتہ دیا تو اُسنے
دیکھکر کہا کہ سچ کہتی ہو یہ کہکر پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ واے مقدر مین نے اپنی جوانی
مفت برباد کی اگر مین یہ جانتی تو کبھی اُسکے ساتھ محبت نہ کرتی یہ تو ایسی باتین کرتا تھا
کہ مین کیا کہون مین جانتی تھی کہ اپنی زبان و روح جانتا ہوگا افسوس یہ کیا ہوا یہ تو وہ
بات ہوئی کہ ہم تو تم پر مرتے مین تمھارے کچھ خیال مین نہین آتا ہی ہم تو دم بھر کی جدائی کو
برابر ایک سال کے خیال کرین وہ دوسرون کی محبت اپنے قالب مین پوشیدہ کرین اور
یون ظاہر کرین دراصل میری تو حالت اُسکے فراق مین غیر تھی مین ضرور اپنے کو ہلاک کرتی
اسکو کچھ پروا نہین ہی بس مین نے بھی اُسکی محبت کو ترک کیا مرد کا کچھ اعتبار نہین یہ اپنے
مطلب کا یار ہوتا ہی جس سے مطلب نکلا وہ اُسوقت تک اچھا ہی جب تک کہ مطلب ہی
جہان مطلب نکلا پھر تم کون اور ہم کون معلوم ہوا یہ سب مرد اپنے مطلب کے ہین انکی محبت
غرضی ہوتی ہی جہان غرض پوری ہوئی پھر اپنے نہین ہوتے دوسرے کی تلاش کرتے ہین بیکار
کو عورت کو بدنام کیا ہی کہ عورت بے وفا ہوتی ہی ہم تو عورت سے زیادہ وفادار کسی
نہین جانتے مرد کی ذات بے وفا ہی بے وفائی انکی سرشت ہی اگر مین اس مقام پر نہ ہوتی
تو ضرور اپنی جان دیتی کہ ہائے یون محبت کرنے والا جدا ہوگیا وہان کچھ پروا
اب مجھے تم سے بھی امید نہین ہی کوئی مجھسے زیادہ حسین و خوبصورت تم کو ملیگی
اُس سے محبت کرلوگے میری پروا نہ ہوگی بس تم لوگون کا اعتبار نہین ہی مشتاق نے
جواب دیا کہ اے ملکہ مجھ سے قسم لے لو کہ مین جو تم سے کبھی بے وفائی [illegible]
یہ کوئی فرض نہین ہی کہ سب عورتین ایک سی ہون اور سب مرد یکسان [illegible]
کی طبیعت و صورت و سیرت و خصلت و حرکت جدا جدا ہی اپنا اپنا [illegible]

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد خدا نے پنج انگشت یکسان نکرد تم مجھ سے کسی قسم کا خوف نہ کرو
میں اپنی زندگی تمہارے ساتھ بسر کرونگا اگر آپ میرے مرد ہو پری تھانہ یا خبر رہے تبھی آئیے
تو تمہاری موجودگی یا غیر موجودگی میں کبھی اسکی ذات آنکھ اٹھا کر نہ دیکھوں اگر دیکھوں تو میری
آنکھیں پھوٹ جائیں میں جوان مرجاؤں اس نازنین نے کہا کہ خداوند ایسا کریں تو زبان سے
نکالو اچھا ہوگا تمہارا ابھی امتحان ہو جائیگا اگر میری خوشی چاہتے ہو اور تم سے ہو سکتا ہو تو
ان دونوں کو اٹھالو میں انکو اپنے روبرو بٹھا کر تمہارے ساتھ عیش کرونگی شراب خواری
کرونگی مزے وصل سے حاصل کرونگی اور انکو جلاؤنگی کیونکہ میں اسوقت ان دونوں کو باہم
کلام ہوتے ہوئے دیکھکر جلی ہوں راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ نے اپنے دل میں خیال
کیا تھا کہ کسی تدبیر سے قران وبرق بھی آجائیں تو شاید کوئی سلسلہ اسکی قتل کا نکلے یہ خیال
کرکے کہا تھا کہ اٹھالائیے عشاق نے جو سنا تو کہا کہ اگر تمہاری یہ مرضی ہے تو ابھی لو یہ کونسی
بڑی بات ہے یہ تم نے سچ کہا کہ ہم اسکو بھی جلاؤ میرے ساتھ عیش کرو مگر وہ اسکے ساتھ عیش
کریگا اس نازنین نے جواب دیا کہ غصہ تو ضرور آئیگا جب میں تم سے ہم کلام ہونگی تو ضرور
جلیگا دوسرا مزہ یہ ہے کہ ہم اور تم جو شراب پئیں گے اور دونوں جلینگے وہ ان دونوں پر بار سکے
ہم انکو جلائیں گے عشاق نے کہا کہ ابھی لو یہ کہکر چھڑی ہاتھ ڈالکر دو پنجہ نکالے ان پر کچھ
پڑھکر براق سے اٹھا کر پھینکے اور کہا کہ وہ جو دونوں زن و مرد باہم کلام کر رہے ہیں انکو
یہاں اٹھا لاؤ کسی قسم کی زک نہ پہونچے برق بھی براق سے وہ پنجہ اٹھکر انکی طرف چلے انکے
قریب پہونچے کہ ایک چمک ہوئی قران نے کہا کہ ذرا خبردار رہنا ایسی ہی برق اسوقت بھی
چمکی تھی جب تک یہ دونوں خبردار ہوں دوسری چمک ہوئی آنکھ جھپک گئی ایک مرتبہ
دونوں کی کمر میں آکر پنجے پڑے اور لیکر طرف آسمان کے چلے ادھر برق شاتی و ادھر قران
اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ کیا آفت آئی کہاں ہم کو لیے جاتا ہے ادھر ادھر ہاتھ مارنے
لگے مگر کچھ نہ ہاتھ میں آیا وہ پنجے سن سے لیکر اونچے ہوئے کہ یہ دونوں بیہوش ہوگئے
پنجوں نے لاکر تخت پر عشاق کے روبرو ڈالدیا پس عشاق نے انکو دیکھکر اس نازنین
سے کہا کہ یہ دونوں حاضر ہیں اس نے کہا کہ اب میں تیری ہو چکی چلو جہاں تم رہتے ہو بس یہ
جو اسنے کہا عشاق خوش ہوگیا اپنے تخت سحر کو طرف لامکان کے روانہ کیا یہ دونوں
ابھی بیہوش پڑے ہیں کہ وہ تخت ایک مرتبہ قریب لامکان پہونچا اسنے وہاں پہونچکر
سحر کیا کہ لامکان ظاہر ہوا اب خواجہ یعنی نقلی نازنین نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان
درمیان زمین و آسمان کے ہوا پر قایم ہے گردش کر رہا ہے کہ جب وہ گردش کرکے اسکی
طرف وہ رخ آیا کہ جدھر اسنے دروازہ قایم کیا ہے اسکو پہچان ہے اسنے سحر کیا کہ وہ ساکت
ہوگیا پس عشاق نے بعد ساکت کرنے کے سحر کیا کہ دروازہ ظاہر ہوا یہ مع تخت کے
اندر مکان کے آیا اب پھر سحر کیا کہ وہ مکان گردش کرنے لگا مگر صفت یہ ہے کہ اندر جو لوگ
ہیں انکو گردش اس مکان کی نہیں معلوم ہوتی ہے بس تخت پر سے اترکر اس نازنین
کہا کہ ملکہ آؤ یہ جو کہا وہ نازنین اسکے ہمراہ چلی اسنے کہا کہ انکو بھی لیتے چلو عشاق نے
کہا کہ تم چلکر مسند پر بیٹھو پھر انکو بھی ہوشیار کرینگے ملکہ نے کہا کہ اچھا بس ہمراہ عشاق کے

آکر مسند زر نگار پر جیسے عروسے بیٹھی دیکھا کہ مکان خوب آراستہ ہی ہر قسم کی اشیا موجود ہی شیشہ
آلات چھت پر سے فرش فروش وغیرہ سے پیراستہ جس چیز کی احتیاج ہو سب موجود ہی کسی بات کی
کمی نہین ہی سقف مین سیکڑون قفس آویزان ہین انمین سردار قید ہین یہ دیکھکر خواجہ نے اپنے
دل مین کہا کہ خدا نے یہان تک تو پہونچایا اب ایسی کوئی سبیل ہو کہ یہ سب قید سے رہا ہون
یہ فرزند نثار ہوا ادھر ان سب نے دیکھا کہ یہ فرزند جو گیا تو دو عورتین اور ایک مرد کو لایا مرد
حبشی ہی او عورتین ایک دوسرے سے زیادہ حسین ہی ایک عورت اور مرد تو تخت پر
بے ہوش پڑا ہی ایک نازنین اسکے ہمراہ آکر تخت پر سے مسند پر بیٹھی ہی یہ لوگ حیران ہوئے
کہ یہ نازنین اسکو کہان سے مل گئی یہ سب تو یہ خیال کر رہے ہین ادھر اسنے تالین کہاب کی
صراحیان شراب کی کشتیون مین قرینے سے لگی ہوئی ہین انمین ساغر بلورین رکھے انکے منھ مین
چھلکتے نیم ہوئے تو توڑ سے بادہ نوش پڑے ہوئے لاکر سامنے مسند کے رکھین بعدہ سامان
گانے بجانے کی ستار طبلہ وغیرہ بھی لایا جب سب سامان کر چکا آپ بھی خود بھی آکر کنارے
مسند کے بیٹھنے کا قصد کیا خواجہ نے دیکھا کہ ایک مسہری بھی لگی ہوئی ہی وہ بھی خوب آراستہ
ہی جب یہ کنارے بیٹھنے لگا اس نازنین نے کہا کہ ادھر آکر بیٹھو میرے برابر اسنے کہا کہ یہ
بے ادبی مین کیونکر کرون شاید آپکے مزاج کے خلاف ہو جواب دیا کہ تم مجھ سے ایسی
باتین نہ کرو یہ کیا حرکت ہی بس مجھے ہو چکی یہ ہم لوگون کو زیبا ہین یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے برابر
اپنے مسند پر بٹھا لیا ادھر یہ ہوا ادھر جو چکی ان دونون کو ہوش آیا اب جو آنکھ کھلی تو اور ہی ما
پایا کہ ہم ایک مکان مین ایک تخت پر پڑے ہین اب جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایوان
مین دو آدمی بیٹھے ہین انھون نے اپنے کو ہوشیار کیا ایک نے دوسرے سے اشارہ کیا
کہ ہم کہان آگئے اسنے اشارہ مین جواب دیا کہ معلوم ہو جائیگا یہ کہکر دونون تخت پر سے
اٹھے اور باہم ملکر طرف ایوان کے چلے اب کیا دیکھتے ہین کہ سیکڑون قفس آویزان ہین انمین
ہمارے لشکر کے سردار قید ہین اب تو یہ دونون ہوشیار ہوئے ایک نے دوسرے کی
طرف اشارہ کیا کہ تم نے دیکھا یہ کیا واقعہ ہی مقدر نے کہان پہونچایا خوب تقدیر نے
رسائی کی کہ ایسے مقام پر آگئے کہ جسکی تلاش مین نکلے تھے آج کئی دن سے پریشان تھے اسنے
جواب دیا کہ ذرا ادھر تو دیکھو اب جو ایوان کی طرف دونون نے دیکھا کہ عشقاق شطاقی
ساتھ ایک نازنین مہ جبین ماہ جبین کے بیٹھا ہوا ہی باہم اشارے سے کہا کہ پہچانا جواب
دیا کہ خوب پہچانا یہ تو عشقاق شطاقی ہی اب معلوم ہوا کہ یہ اسکی حرکت تھی کہ سردارون
اسیر کرلاتا تھا بھلا اسکا پتہ کہان چلتا خوب خداوند کریم نے سبب پیدا کیا یہ باہم اشارے
کرتے ہوئے ایوان مین آگئے اب جو قران نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ نازنین تو وہ نازنین ہی کہ
جو مجکو صحرا مین ملی تھی یعنی خواجہ ہین کہ ایک مرتبہ برق چمکی تھی خود بخود بالا سے آسمان
چلی آئی تھی خوب خواجہ بھی یہان تک پہنچے اپنا تک سمجھا لیا اب مار لیا جاتا کہان ہی یہ
خیال دل مین کرکے برق فرنگی سے اشارہ کیا کہ تم نے پہچانا کہ یہ نازنین کون ہی اسنے
جواب دیا کہ نہین قران نے کہا کہ یہی خواجہ ہین انہین نے باتین کر رہا تھا کہ خود بخود
یہ طرف آسمان سے اونچی ہو گئی اب معلوم ہوا کہ ہمارے یہان آنے کا خواجہ سبب

ہوئے ہین پس جب یہ دونون رو برو عشتاق و نازنین کے پہونچے ایک دفعہ اُس نازنین نے
اُس حلبشی کی طرف دیکھکر کہا کہ او موئے کل موہے یہ کون سی حرکت تھی کہ ہم تو تیرے اوپر
جان دین تو دوسرون پر جان دے تو نے میرا غم بھی نہ کیا دوسرا معشوق پیدا کر لیا جا مین نے
بھی تیرے جلانے کے لیے دوسرا عاشق پیدا کیا اور تجکو مع تیری معشوقہ کے اُٹھوا لیا
اب مین اسکے ساتھ عیش کرونگی اور مین اور وہ تجکو دکھا دکھا کے شراب خواری کرونگی کہ
جس مین تو جلے اُس حلبشی نے جواب دیا کہ میری بلا جلتی ہے میرے پاس تجھ سے اچھا معشوق
موجود ہے بلکہ مین اسکے ساتھ جب مصروف عیش ہونگا تو تو جلے گی تو مجکو کیا جلائے گی تیرا
خیال کدھر ہے تو اسکی جوتی کی برابری نہین کر سکتی ہے جا بیٹھ اُدھر وہ جلنے والے اور ہوئے ہین
ایسی تیسی سے تو مین نے دوسرا معشوق پیدا کر لیا مین نے تیرا ناک نقشہ دیکھا مین نے
دوسری طرف دل لگایا اب اُسکا انجام کھلا یہ جو حلبشی نے کہا اُسکو بہت غصہ آیا برہم ہو کر
کہا کہ تو مجھ سے زبان لڑاتا ہے تیری قضا آئی ہے تیری بھی یہ کیا قسمت ہوئی ہے کہ تو ہم سے مقابلہ
کریگا یہ جو کہا حبشی نے جواب دیا کہ کیا کوئی مین تیرا غلام ہون جو تجھ سے زبان نہ لڑاؤن
بلکہ تو مجھ سے زبان نہ لڑا اری تجکو شرم نہین آتی ہے میرے سامنے دوسرے مرد کے پہلو
مین بیٹھی ہوئی مجھ سے اس طور سے کلام کرتی ہے بس اپنی آبرو اگر چاہتی ہے تو اپنی زبان بند کر لے
ورنہ خرابی ہوگی یہ جو حلبشی نے کہا اُس نازنین کو غصہ آگیا یہ کہکر اُٹھنے کا قصد کیا کہ دیکھ تو تجکو
کیسی سزا دیتی ہون تو برابری کرتا ہے کہ عشتاق نے کہا ملکہ جانے دو غصہ نہ کرو تم کو ہمارے
سر کی قسم بس ہو چکا یہی سزا کافی کہ تم اُسکے سامنے میرے پہلو مین بیٹھی ہو اُسکے مر جانے کو
یہی کافی ہے یہ کہکر کہا کہ اے حبشی تو سامنے سے اپنی معشوقہ کو لیکر وہ جو اُس طرف دالان ہے
جا اور اُسکے ساتھ عیش کر سامنے سے ملکہ کے چلا جا یہ جو عشتاق نے کہا قران نے برق
کا ہاتھ پکڑا اور جدھر کو عشتاق نے کہا تھا اُدھر کو چلا اور یہان آکر کہا کہ دیکھا تم نے برق
کیا رنگ اُس نے جما لیا ہے اب یہ حرام زادہ کوئی دم کا مہمان ہے ادھر عشتاق نے کہا کہ
گانا کہو مین ملکہ نے پہلے انکار کیا جب عشتاق نے بہت اصرار کیا تو ستار اُٹھا کر
لیا وہ طبلہ بجانے لگا یہ تو ادھر مصروف ناچ و رنگ و گانے مین ہوئے برق
نے دیکھا کہ جہان ہم بیٹھے ہین اُسکے سامنے ایک دالان ہے اُس مین ایک مسہری
بچھی ہے اور اُس مین پردے پڑے ہوئے ہین اب برق نے پہچانا کہ یہ تو وہ مسہری
ہے کہ جس مین عشتاق کی نانی بیمار پڑی ہوئی تھی پس اسنے خیال کیا کہ اُس ملعونہ کو لیجانا
چاہیے یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ اُس مسہری سے اُسکی خادمہ جو کہ اُسکی تیمار دار تھی وہ باہر
آئی اور ایک طرف کو چلی برق نے قران سے کہا کہ ذرا تم ٹھہر جاؤ مین عیاری کرتا ہون
یہ کہکر اُسکے تعقب مین چلا وہ ایک مقام پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگی برق نے حباب سے
بیہوشی مار کر اُسکو بے ہوش کیا آپ اُسکی صورت بن کر طیار ہوا یہان تو یہ دونون مصروف
گانے بجانے مین ہین انکو کیا خبر کہ کیا ہو رہا ہے ادھر کا عشتاق کو کچھ خیال بھی نہین ہے بس
برق اُس خادمہ کی صورت بنا ہوا اُس مقام پر آیا مسہری کے پردے اُٹھا کر اندر
آیا دیکھا کہ مشعلہ جادو بخار مین پڑی ہوئی جل رہی ہے یہ اُسکو دیکھکر خوش ہوا بس اُسکی چارپائی

نکلے تھے ایک نازنین کی صورت بنے ہوئے صحرا مین گھومتے تھے کہ عشّاق اُن پر عاشق ہو گیا
انگوٹھی سحر کے ذریعہ سے اپنے پاس اٹھا لیا اب اُنکے ہمراہ بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہی خواجہ
نے شراب مین بے ہوشی ملائی ہی اور جام دیا ہی عشّاق پیا چاہتا ہی کوئی دم مین عشّاق
کا خاتمہ ہی کیونکہ اس جام مین صرف بے ہوشی نہین ہی زہر ہلاہل بھی ہی کہ ادھر شراب حلق
سے اُتری اُدھر اُسنے قلب و جگر کو کاٹ دیا اور دم تمام کیا یہ دیکھتا تھا کہ سمندر نے زانو
پر ہاتھ مارا اور کہا کہ غضب ہوا یہ کہکر جلدی سے اوراق جمشیدی پھینک دیے اور کچھ حال
نہ دیکھا اور نہ قران و برق کا بھی حال ظاہر ہوتا اوراق جمشیدی پھینک کر اُسنے اپنی پُشت
کی طرف دیکھا کہ ایک مرتبہ پُشت کی دیوار شق ہوئی یہ خیال رہے کہ ضرغام دربار مین بیٹھا
ہی اُس سے ایک نازنین پیدا ہوئی اُسنے سمندر کو جھک کر سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم
ہوتا ہی سمندر نے کہا کہ اے ملکہ حباب افزا تم یہ انگشتری لو اور یہ لوح اور یہان سے فوراً روانہ
ہو فلان صحرا مین عشّاق نے لامکان طیار کیا ہی اُس مین اُس نے سرداران اسلام کو لشکر
اسلام سے لے جا کر اسیر کیا ہی مگر غضب یہ ہوا ہی کہ خواجہ عیار لشکر اسلام کسی ترکیب سے
نازنین بنکر پہونچ گیا ہی اور شراب پلا کر اُسکو بے ہوش کرتا ہی اور قتل کرنے پر آمادہ ہی
اگر ذرا عرصہ ہوا وہان خاتمہ ہی پس تم جاتے ہی اُس نازنین کو جو پہلو مین عشّاق کے بیٹھی
ہی سحر کے پکڑ لینا کہ وہ خواجہ ہی اسکے بعد عشّاق کو اس حال سے خبردار کرنا اور میری
طرف سے کہنا کہ کوئی ایسا غافل ہوتا ہی اور شعلہ جادو کو میرا سلام کہنا اور میری طرف
سے مزاج کی حالت دریافت کرنا یہ انگشتری اس لیے ہی کہ وہ لامکان پوشیدہ ہی اور
گردش مین ہی اُس صحرا کی یہ پہچان ہی جہان وہ لامکان ہی کہ وہان لالہ کے درخت بہت ہین
بس جب تم وہان پہونچنا تو اس انگشتری کو چمکانا تو وہ مکان ظاہر ہوگا اور تھم جائیگا بس تم
یہ لوح دکھانا کہ دروازہ پیدا ہوگا تم اندر چلی جانا اور جلدی جاؤ جو مین نے کہا ہی اُس پر عمل
کرنا دیر نہ کرو بس یہ سُنکے حباب افزا نے وہ دونون چیزین سمندر سے لین اور سحر کرکے
اپنے شانون پر دم کیا کہ دو پر پیدا ہوئے سمندر کو سلام کرکے اُڑ کر طرف صحرائے لالان
کے روانہ ہوئی ضرغام بھی چونکہ اُس مقام پر موجود تھا یہ حال سُنکے فوراً دربار سے نکل کر
اُسکے سایہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا اس خیال سے کہ شاید یہ کسی مقام پر اُترے تو عیاری
کرون ادھر سمندر نے اُسکو روانہ کرنے کے بعد سب حال اہل دربار سے کہا وہ لوگ سُنکے حیران
ہوئے کہ خواجہ بڑے غضب کا عیار ہی یہان سمندر اس انتظار مین بیٹھا ہوا ہی کہ ملکہ حباب افزا
آئے تو کچھ حال عشّاق کا معلوم ہو پھر مین دربار برخاست کرون اسکو تو یہان چھوڑا جاتا ہی
اب حال حباب افزا کا بیان ہوتا ہی کہ یہ اُڑتی ہوئی چلی جاتی ہی ساحرہ بہت حسین و
خوبصورت ہی یہان تک کہ یہ اُس صحرا مین پہونچی کہ جسکا نشان عشّاق نے دیا تھا وہان
پہونچکر اُسنے انگشتری کو چمکایا کہ تڑاقہ ہوا وہ مکان ظاہر ہوا گردش کر رہا تھا کہ ساکت
ہوا اُسنے لوح دکھائی کہ دروازہ پیدا ہوا یہ اُس دروازے کے اندر داخل ہوئی یہ اُسوقت
پہونچی ہی کہ عشّاق نے جام لبوں سے لگایا ہی کہ یہ پہونچی اسنے دور سے دیکھا کہ در
اصل ایک نازنین پہلو مین عشّاق کے بیٹھی ہی اور عشّاق جام ہاتھ مین لیے ہوئے ہی پینے کو

قصد کرتا ہی کہ اسنے سحر کیا کہ وہ شراب شعلہ بنکر اُڑی اُس شعلہ سے صدا آئی کہ ای عشاق ہوشیار
ہو یہ نازنین نہین ہی بلکہ خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام تیرے قتل کی فکر مین آیا ہی عشاق
حیران ہوا تھا کہ یہ کیا واقعہ ہی ادھر خواجہ نے جو یہ واقعہ دیکھا حیران ہوئے یہ صدا سُنی کہ
اس شعلہ نے ظاہر کر دیا کہ انھون نے قصد کیا کہ گلیم اوڑھ لون ادھر اسنے سحر کیا تھا کہ
انکے ہاتھ پاؤن بالکل بیکار ہوگئے تھے کیونکہ اسنے پہلے ہی سحر کر دیا تھا اب وہ قریب آئی اور
کہا کہ ای عشاق خبردار ہو یہ نازنین نہین ہی بلکہ عیار ہی اسنے شراب مین بیہوشی ملا کر
اُس مین زہر ہلاہل بھی تھا تم کو دیا تھا اگر مین نہ آتی تو تمھارا کام تمام تھا مین عین وقت پر
پہونچی یہ کہکر جو سحر کیا جو کچھ روغن عیاری تھا سب اُتر گیا خواجہ کی اصلی صورت ظاہر ہوئی
اُس ساحرہ نے کہا کہ عشاق دیکھ یہ نازنین ہی یا خواجہ اب جو عشاق نے دیکھا خواجہ
کو پایا اب تو یہ بہت حیران ہوا کہا کہ ای ملکہ تم کو کیونکر حال معلوم ہوا تم نے خوب میری
جان بچائی اُسنے جواب دیا کہ ای عشاق مجھے بادشاہ نے بالکل تمھارا حال دریافت کرکے
روانہ کیا کہ جلدی جا ورنہ عشاق کا خاتمہ ہو جائیگا مین فوراً روانہ ہوئی ایسا انگشتری
اور لوح دی تھی کہ جس کے ذریعہ سے یہان تک آئی سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے
تم کو دیکھا کہ تم شراب پیا چاہتے ہو مین نے سحر کیا کہ اسکا اثر اور زہر اُتر گیا ہاتھ پاؤن
بیکار ہوگئے ورنہ یہ بھاگ جاتا یہ سنکر عشاق نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنا سحر اس پر سے
اُتار لو مین اپنا سحر کرتا ہون اب صبح کو سامنے ان سب کے اسکو بھی قتل کر دونگا اسکے بعد لشکر پر
جاکر صاحبقران کا مع اعظم بند کرکے تمام لشکر کو غارت کر دونگا اور ملکہ تم یہ رات جو کہ
ہی ساتھ عیش سے بسر کرین کیونکہ مین تم پر ایک مدت سے فریفتہ ہون تمھارے وصل کا
مشتاق ہون اُسنے جواب دیا کہ مین خود تیری مشتاق تھی خداوند نے یہ دن نصیب کیا
کہ میری تیری ملاقات ہوئی مین آئی ہون ذرا نانی امان کے پاس ہو آؤن جو پیام شہنشاہ
نے انکو دیا ہی وہ دے آؤن تو پھر آتی ہون عشاق نے کہا کہ اچھا جب تک مین اس کو
گرفتار کرتا ہون اُس نے کہا کہ نانی امان کہان ہین عشاق نے کہا کہ اُس دالان مین ہین
عشاق ایسا مدہوش ہی کہ بالکل خیال اُسکو اُن دونون کا نہین ہی کہ مین اور کسی کو بھی
لایا تھا یہان قران شعلہ بنا ہوا ایک گوشہ مین بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین سامنے
نہین ہین بس انکو اس حال کی خبر نہین ہی بلکہ برق مثالی سامنے ہی وہ مسہری مین
سے بندھا ہوا دیکھ رہا ہی اُس نے یہ سب حال دیکھا ہی افسوس کر رہا ہی کہ کیا وقت مجھ
پہ لگا ہی آئی ہی ورنہ خواجہ نے کام تمام کیا تھا آج کل کیا خیر اب تقدیر ہی ہم سب کی
کہ جو کام کرتے ہین وہ خراب ہو جاتا ہی تھوڑی دیر نہ آئی اُدھر اب سب حال برق کو
کو معلوم ہوا کہ یہ نازنین خواجہ ہے ہماری رہائی کے لیے آئے تھے خود بھی اسیر
ہوئے انکو بھی افسوس ہوا اپنے دل مین کہا کہ کیا خیر اب قسمت ہی کہ جو کوئی آتا ہی
گویا وہ گرفتار بلا ہوا ادھر اُس نے یعنی حباب نے جب اپنا سحر اُتار لیا عشاق
نے سحر کیا خواجہ کو ستون سے باندھ دیا خود مسند پر جا کر بیٹھا ادھر حباب عشاق
کے پاس سے اُس مقام پر آئی کہ جہان شعلہ پڑی ہوئی تھی مسہری کا پردہ اُٹھا کر

اندر آئی دیکھا کہ شمشاد چھپر کھٹ پر ہزاروں تکیے لگائے بیٹھی ہوئی ہیں بخار اسقدر ہے کہ بھاپ نکل رہی ہے بیہوش
پڑی ہے کچھ خبر نہیں ہے عجب حالت ہے یہ سرہانے بیٹھ گئی رومال سے پسینہ پونچھا کانوں میں شانہ پکڑ کر ہوشیار
کیا جب کئی مرتبہ شانہ ہلایا تو ہوشیار ہوئی بہ صد آہستگی کہا کہ تم کون ہو اسنے جواب دیا کہ میں
آپکی کنیز حباب افروز ہوں اسلام پہونچاتی تسلیم عرض کرتی ہوں اسنے کہا کہ عمر دراز ہو بیٹی
اسوقت تو کہاں آئی اسنے کہا کہ بادشاہ نے مجھکو آپکے فرزند کے پاس بھیجا تھا یہ کہکر سب حال
بیان کیا کہ یہ ضرورت تھی کہ میں نے اگر اس عیار کو اسیر کر لیا آپکے مزاج کی حالت دریافت
کی ہے مجھ سے کہا تھا کہ نانی اماں سے ملکر انکی حالت دریافت کر لینا سو میں حاضر ہوئی دوسرے
مجھے خود بھی آپکی زیارت منظور تھی یہ سنکر اسنے جواب دیا کہ اے کنیز یہ سمندر سے کہنا کہ اس
مخلص کا کیا بھروسا کہ جو ہر وقت بخار میں جلا کرے کسی وقت کم نہیں ہوتا کیا امید کہ جو ایک ٹکڑا
بھی کھا سکے ہر وقت مثل مردے کے پڑی رہتی ہوں اب تو آنکھوں اندھیری ہوگئی ہوں کہ عمر مشتاق
کی خبر بھی نہیں لیتا ہے اپنے دن رات شغل ناچ و رنگ میں مصروف رہتا ہے کبھی کوئی نازنین ہے
کبھی کوئی نازنین ہے جب آنکھ کھل گئی صدا طبلہ کی چلی آتی ہے پہروں پانی کے لئے تڑپا کرتی ہوں کوئی
نہیں بولتا ہے وہ جو خادم ہے وہ بھی پاس بیٹھنے سے پرہیز کرتی ہے اٹھکر چلی جاتی ہے مکھیاں بھنکا
کرتی ہیں کوئی خبر لینے والا نہیں ہے ایسی زندگی سے تو خداوند موت دیں تو بہتر ہے اری بچی کیا
کہوں کہ جو میری حالت ہے کیا اعتبار زندگی کا اسنے جواب دیا کہ خداوند تصویر آپکو سلامت
رکھیں کیونکہ آپ ہم سب کی بزرگ ہیں یہ کیا فرماتی ہیں کیا کسی کو بخار آتا نہیں ہے کوئی آپکو
نیا بخار نہیں آیا ہے بہت جلد شفا ہوگی دیکھیے میں عمر مشتاق سے کہونگی کہ یہ کیا حرکت ہے اسنے
کہا کہ اے فرزند اب کوئی امید زندگی کی نہیں ہے کیونکہ اب دوا تک حلق سے نہیں اترتی ہے دو
دو دن دوا نہیں ہوتی ہے وہ جو خادم ہے وہ کہتی ہے کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تم سے مردے کی بو
آتی ہے میں ڈرتی ہوں اے حباب کیا مجھ سے دراصل مردے کی بو آتی ہے اسنے کہا کہ وہ جھوٹ
بولتی ہے کہ گھبراتی ہے آپ ایسا خیال نہ فرمائیے اسنے جواب دیا کہا یہ بھی نہیں ہے اور تو دراصل
ہے دیکھو میری پیشانی پر جو پسینہ آیا ہے اس سے مردے کی بو آتی ہے مجھکو خود معلوم ہوتی ہے میں اب
کوئی چند گھڑی کی مہمان ہوں یہ جو کہا حباب نے دیکھا کہ دراصل اسکی پیشانی پر
پسینہ آیا ہے شمشاد نے یہ بھی اس سے کہا تھا کہ میرے پاس سے ہٹکر بیٹھ کہ مجھ سے مردے کی
بو آتی ہے تیرے اوپر اسکا اثر نہ پہنچے بس اسنے جواب دیا تھا کہ یہ کیا آپکے خیالات واہیات
ہیں بھلا میں آپ سے پرہیز کروں یہ کیا آپ خیال فرماتی ہیں یہ کہکر پیشانی پر سے پسینہ لیکر سونگھا
کہا کہ کہیں بھی نہیں مردے کی بو آتی ہے کہا کہ ذرا اچھی طرح سونگھ یہ جو کہا حباب نے خوب سا
لیکر سونگھا بس سونگھنا تھا کہ ایک دم چھینک آئی اور لہرا کر چلی برق نے جھٹ پٹ اٹھکر
اسکو سنبھالا اور اسکو آہستہ سے زمین پر رکھدیا اور اٹھکر اپنی صورت اسکی صورت سے
مشابہ کی جیسا اپنی صورت اسکی صورت سے مشابہ کی تب اسکو ایک چادر میں باندھا اور
عمر مشتاق کی آنکھ بچا کر قران کے حوالہ کیا کہ اسکو بھی لو اس کا بھی کام تمام کرو میں جا کر عمر مشتاق
کی خبر لیتا ہوں اسنے تو آکر بڑا غضب کیا استاد کو گرفتار کر لیا بس قران نے اسکو بھی مشعل
پر رکھا اور ادھر برق بیٹھ گئے اور کچھ [illegible] ادھر حباب اٹھی مسکراتی ہوئی طرف

عشاق کے چل عشاق نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا چونکہ یہ عاشق تو ہو چکا تھا فوراً مسند پر سے
اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آؤ ملکہ آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا تھا کہو نانی امان کا مزاج کیسا ہے جواب دیا کہ
بخار ہے عشاق نے جواب دیا کہ بخار تو اب کوئی دم مفارقت نہیں کرتا ہے میں تو علاج کرتے
کرتے پریشان ہو گیا اب کہاں تک علاج کروں کوئی دوا اثر نہیں کرتی ہے اب میں ان خداوندوں
کے مقدمے سے فراغت کر لوں تو انکا علاج کروں ملکہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر برابر عشاق
کے مسند پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ میں تو ایک مدت سے تم پر عاشق ہوں مگر کوئی موقع نہیں ملتا تھا کہ
تم سے ملاقات کرتی اپنے راز دل سے تم کو آگاہ کرتی عشاق نے کہا کہ یہی میرا بھی حال تھا
تمہارے فراق میں آج خداوند نے خوب پیری اور تمہاری ملاقات کرائی راوی بیان کرتا ہے
کہ سامنے خواجہ ستونوں سے بندھے ہوئے کھڑے ہیں سب سردار جو کہ قید ہوئے ہیں قفس
میں مقید سلطنت میں اور برزان میں قران وہاں بیٹھے ہوئے انکا تماشا دیکھ رہے ہیں کہ دختر حباب
نقلی سے عشاق نے کہا کہ ملکہ شراب نوش کرو اپنا نوش مجکو بھی دو کہ مسرور ہو ہم تم دونوں
باہم عیش کریں وصل کا مزا حاصل کریں کیونکہ ایک مدت کے بعد یہ دن مقدر سے نصیب ہوا
ہے خداوند لقا تصویر سے یہ نصیب ہوا کیا عیش کریں نہ معلوم اب کب ملاقات ہو کب نہ ہو ملکہ
نقلی نے جواب دیا کہ اچھا اگر مجکو یہ منظور نہ ہوتا تو میں تمہارے پاس کیوں جاتی خیر آج دل کے ارمان
نکال لو یہ کہکر کشتی شراب کی کھینچی اور پہلے خود نوش کر کو اٹھایا کیونکہ سب سامان تو پہلے سے موجود
تھا جب کہ خواجہ نازنین کی تصویر سے بندھے ہوئے آئے تھے عشاق نے موجود کیا تھا
کہ تاکہ اسکے ہمراہ شراب خواری کرے وصل کی لذت حاصل کرونگا راوی کہتا ہے کہ خواجہ مایوس
اپنی زندگی سے سامنے کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور دل میں کہہ رہے ہیں کہ کس وقت یہ لعین ہم
تک آ پہونچی ہے کہ جب میں سب کام کر چکا تھوڑا زمانہ باقی رہا اگر تھوڑی دیر اور نہ آتی تو طلسم
کام تمام کیا تھا مگر مقدر سے کیا چارہ ہے ہم سب کی کاتب تقدیر نے اسی قدر زندگی تحریر کی تھی بروز
ازل ضرور یہ بوقت سحر ہم سب کو قتل کریگا اور میرے تو ضرور پرزے پرزے اڑا دیگا
کیونکہ میرا تو دشمن جانی ہے یہ عشاق نے کہا بھی تھا کہ اب بتاؤ خواجہ کہ تمہاری کیا
حالت کروں اب تمہاری رہائی میرے ہاتھ سے غیر ممکن ہے میں ضرور تم کو ان حرکتوں
کی سزا دونگا جو کہ تم نے میرے ساتھ کی ہیں خوب تم نے مجکو ذلیل کیا خوب میرے سحر کو
برباد کیا میرا کلیجہ تمہارے ہاتھوں خون ہو گیا ہے لاکھوں آبلہ دل میں پڑے ہیں اب میں
کب چھوڑتا ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے بچ کر جا سکو میں تمہاری تلاش میں تھا خوب خداوند
تصویر نے میری جان بھی بچائی اور تم کو میرے قبضہ قدرت میں بھی دیا ایسے ایسے کلام
بہت سے عشاق نے خواجہ سے کہے تھے خواجہ کو اس سبب سے زندگی سے یاس تھی کہ
اب ضرور قتل کریگا راوی کا قول ہے کہ خواجہ تو ایسے ایسے خیال کر رہے تھے کہ کسی
ملاقات نہ ہوئی صاحبقران کو ہمارے حال کی خبر نہ ہوئی ہم یہاں ایسی حالت سے
قتل ہوئے کہ جسکا کوئی پرسان حال نہیں ہے ادھر ملکہ صبا نے کشتی میں سے
صراحی اٹھا کر جام لبریز کیا اور منہ پھیر کر عشاق سے کہا کہ لو شراب نوش کرو عشاق
اسکی اس ادا کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا کہ ملکہ پہلے تم نوش کر لو پھر میں پیونگا ملکہ نے کہا

کہ ہر دو سے تجربہ نہ کر پیتا ہو تو لے میرا ہاتھ تھکا جاتا ہی مین ایسے تجربے نہیں جانتی یہ سنکے عشاق
نے اُسکے ہاتھ سے جام لیکر بے اندیشہ انجام لاجرعہ کرکے پی لیا اور جو کچھ دُرد بچا وہ خواجہ کی
طرف پھینک دیا خواجہ کو بہت غصہ آیا مگر کیا کرسکتے ہین مجبور ہین بندھے ہوئے ہین کیا زور ہی
جو بد عست نہ ہو وہ بجائے جام خالی کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے ہاتھ سے جام لیکر اُسکے دکھانے کو لبون تک
لیا اور اپنے منہ سے لگایا اُسکی آنکھ بچا کر اُس مین بیہوشی ملا لی اور اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا
کہ لو یہ بھی زہر مار کرو یہ ہمارا اُلش ہی اس سے تمھاری نجات ہوگی وہ جام بھی ہاتھ سے لیکر پی گیا ذرا
سی بھی نہ چھوڑی اب تو ملکہ نے کئی جام بے ہوشی آمیز اُسکو پلائے ادھر تو شراب نے نشہ کیا ادھر
بے ہوشی نے اپنا کام کیا بس اسکو گرمی معلوم ہونے لگی سر گردش کرنے لگا اسنے کہا کہ ملکہ
تم نے شراب مین کیا ملا دیا کہ میرا سر گردش کرنے لگا یہی شراب مین روز پیتا تھا ملکہ نے جواب
دیا کہ کیا خوب مین کیا ملاؤنگی تم نے کئی جام متواتر پیے ہین یہ اُسکا سبب ہی تو ذرا اُٹھ کر ٹہلو شراب
نے گرمی زیادہ کی ہی ہوا کھاؤ گرمی کم ہو جائے گی یہ بات جاتی رہے گی یہ سنکے عشاق اُٹھا کہ
بے ہوشی تو اپنا پورا اثر کر چکی تھی بارا اُٹھتے تھا پچھ کہ سر تلے ٹانگین اوپر دھم سے گرا ادھر دھم اسکے کی
صدا جو کان مین قران کے آئی اُنھون نے جھانک کر دیکھا کہ کیا ہوا دیکھا کہ برق نے اپنا کام
کر لیا بس یہ خوب زور دیکر بیٹھے اب اُنھون نے خوب کس کس کر گھونسہ مارنا شروع کیا ہڈیان پسلیان
دونون کی نیلی کردین خوب کسر نکالی وہ جو سے بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ نیا واقعہ ہی
کہ اسکو کس نے بیہوش کیا مین تو گرفتار ہون یہ کس کی کارروائی ہی قران کبھی عورت کی عیاری
کرتا نہیں ہی کون ہی کہ جس نے بیہوش کیا سب سردار بھی حیران ہین کہ برق نے نعرہ کیا منم
برق ثانی یون عیاری کرتے ہین اسکا نام عیاری ہی یہ کہکر خنجر لیا اُسکے قریب پہونچا اور ادھر
اُدھر دیکھنے لگا خواجہ نے جو برق کا نعرہ سنا اب جو دیکھا وہ ملکہ مہتاب افزا نہ تھی بلکہ
برق ثانی تھا خواجہ نے برق سے کہا کہ واہ کیا کہنا یار دستہ ہاتھ نا کہ کام تمام ہو مین تمہارا
سے نجات پاؤن برق نے جواب دیا کہ اُستاد اسوقت کچھ قبول کرو دینا تو مین قتل کرتا ہون
ورنہ ہوشیار کرونگا مین کو دیکھا تدرک نکل جاؤنگا آپ اسی طور سے بتایا ہی آپ خوب مال لے لیکر
پڑے ہین جو انعام مین صاحبقران نے دیا سب لے لیا یہ کہکر کہ یہ تو میرا مال ہی اب جو کچھ
ملیگا وہ بھی داخل زنبیل ہوگا یہ بیان کیا جائے گا کہ مین نے یون عیاری کی اس قدر روپیہ
صرف کیا یہ نقصان ہوا سب اپنا نام کیا جائیگا یہی تو موقع ہی بیان فرمائیے کہ کیا مرحمت فرمائیگا
جو انعام پائیگا اپنا تو نام عیاری مین نہ فرمائیے گا میرا بھی نام شریک ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے
فرزند برق ثانی تم کیون پریشان ہوتے ہو یہ عیاری تمھارے نام پر ختم ہوئی تم نے میری
جان بچائی اے برق میرا مال تو تمھارا ہی مال ہی تمھارا مال بھی میرا مال ہی کوئی غیر تھوڑی ہی اُستاد شاگرد
کے مال مین کوئی فرق ہی برق نے کہا کہ یہ تو بجا ارشاد ہوا کہ میرا مال آپ کا ہی اور آپ کا
مال بھی آپ کا ہی مگر یہ بتائیے کہ کیا عنایت ہوگا خواجہ نے کہا کہ زیادہ باتین نہ بناؤ اپنا
کام کرو کہین اُسی طور سے پھر سمندر نہ خبردار ہو جائے کسی کو روانہ کرے کہ وہ آکر
تم کو بھی گرفتار کرلے پھر حسرت دل کی دل مین رہ جائے میرے تمھارے پھر حساب
ہو جائیگا یہ جو خواجہ نے کہا برق کو بھی خیال آیا بس اسنے خنجر کو تولا کہ عشاق کی گردن پر

اور جادوگرون کو تحریر کیے تھے اُن مین سے چند آئے باقی ابھی تک نہ آئے اسکا کیا سبب ہے عشاق نے جواب دیا کہ جب
نہ آئے اب آئینگے جا بینگے کہان اپنے ملک کا بندوبست کرتے ہونگے جب بندوبست کرلین گے تو آئینگے سمندر نے کہا کہ ہان
یہی معلوم ہوتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ خبر تمام ملکون مین پہونچی کہ سمندر شاہ نے آفاق شاہ کے ساتھ یہ حرکت
کی کہ اُسکو بے قصور سر دربار ذلیل کیا اور اسکے قتل کے درپے ہوا صرف اس خیال سے کہ یہ قتل ہو جاتے تو مین اسکی
فروج کو اپنے تصرف مین لاؤن کوئی آفاق کا قصور نہ تھا اگر خواجہ یا لسفف عیار لشکر اسلام رہا کر کے عیاری سے لے
گئے اب وہ شریک لشکر اسلام مع اپنی زوجہ و لشکر کے ہوگیا ہے اور کچھ بھی نہیں جو بادشاہ ذی عزت ہیں اور صاحب لیاقت
و انصاف تھے انھون نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ ایسے ناقدردان کی شرکت کرنا کیا ضرور ہے جو کہ کسی قسم کے ناحق کا
خواہش رکھتا ہے اسکی شرکت مین سوا رسوائی کے اور کچھ نہین حاصل ہے بس ہم نہ شرکت کرینگے اگر سمندر اہل اسلام
پر ظفر یاب ہوا تو اُس سے اُس وقت کچھ عذر کرلین گے جب وہ ہم سے سوال کریگا اگر اہل اسلام ظفر یاب ہوئے تو
دیکھا جائیگا اگر مقابلہ کا موقع ہوگا تو خیر ورنہ صلح کرلین گے کیونکہ جب سمندر مقابلہ کر سکا وہ فتح نہ پا سکا تو ہماری
کیا اصل ایسے ایسے خیال کر کے ہر ایک اپنے دل مین خاموش ہو رہا وہ جو قصد رکھتے تھے کہ سمندر کی کمک
کرین وہ فسخ کردیا جو اپنے پایہ مین لشکر جمع کر رہے تھے وہ اور نیز وہ بادشاہ اور ساحر جو کہ اپنے ملکون سے لشکر
لیکر چلے تھے راہ سے واپس گئے بلکہ وہ جو قریب سمندر پہونچ چکے تھے بعض اُن مین سے جو کہ لشکر لیکر چل چکے تھے
اور بعض وہ جو کہ اپنے ملک مین تھے مگر نہایت سیاہ قلب تھے وہ طرف سمندر کے ضرور روانہ ہوئے اس
خیال سے کہ چلکر بادشاہ کی کمک کرین خدا پرستون کو قتل کرین اُنکے خون مین شریک ہون تاکہ ہم کو ثواب ملے
خداوند بادشاہ ہم سے خوش ہون بس اُنکا حال آئندہ تحریر ہوگا کہ وہ کون کون تھے اور اُنکے کیا نام تھے
جو کہ سمندر کے آکر شریک ہوئے تھے اُنکا انجام کیا ہوا کیونکر قتل ہوئے راوی پھر اُنکا حال بیان کریگا اب
راوی خوش بیان اصل قصہ بیان کرتا ہے کہ جب سمندر نے عشاق سے سنا کہ آئین گے خاموش ہو رہا اسوقت
سے اُسکو یہ فکر ہوئی کہ اب خود مقابلہ کرون اس کو تو اس فکر مین لکھا جاتا ہے

اب حال لشکر اسلام مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

بس جب صبح ہوئی بادشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے وہ سردار نہ تھے کہ جو چوری گئے تھے آج لشکر مین
غل نہ ہوا کہ سردار غائب ہوئے چالاک ثانی اپنے مقام پر کھڑا ہوا تھا کہ صاحبقران نے چالاک سے فرمایا کہ
آج خواجہ و برق کہان ہین چالاک نے عرض کیا کہ وہ کل سے برائے تلاش سرداران لشکر سے تشریف لے گئے ہین
برق ثانی بھی گئے ہین مجاور برائے حفاظت لشکر حکم فرماتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ آج تو کوئی نہین چوری گیا
چالاک نے کہا کہ حضور کے اقبال سے آج تو کوئی نہین سردار چوری گیا سب حاضر دربار ہین صاحبقران نے چالاک ثانی
کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور فرمایا کہ تم نے خوب حفاظت کی راوی خوش گفتار بیان کرتا ہے کہ یہان تو دربار آراستہ ہے سب
حاضر ہین اب حال ضرغام ثانی کا ساعت ہو کہ یہ جو دربار سمندر سے بلکہ چھپا کے عقب مین چلے تھے وہ تو سحر سے
اُڑتی ہوئی چلی جاتی تھی یہ اُسکے سایہ مین روان تھے چونکہ قریب شام چلے تھے تھوڑی دور چلے تھے کہ رات ہوگئی اب یہ
کیا کرین کیونکر روانہ ہون پیادہ رہے تھے یہ وہان پہونچی اپنا کام کیا قتل بھی ہوئی سب یہ بھی ہوئے لشکر کی طرف روانہ بھی
ہوئے مگر یہ اس جنگل مین رات بھر سرگردان پریشان رہے انکو راہ نہ ملی جب صبح ہوئی انھون نے خیال کیا دل مین کہ اب کدھر
جاؤن نہ معلوم رات کو کیا گذری اب بیکار ہے لشکر مین چلو صاحبقران کو اس حال سے آگاہ کرو یہ تصور کر کے وہان سے
طرف لشکر کے چلے راہ طے کر کے داخل لشکر ہوئے بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کو صاحبقران نے

نے فرمایا کہ اے ضرغام ثانی تم کہاں گئے تھے کچھ بیان کرو ضرغام نے عرض کیا کہ میں آج کئی دن سے شہر سمندریہ میں پڑا ہوا
تھا کیا ہوا تھا کہ خواجہ کی خبر دریافت کروں کہ یہ کارروائی سمندر شاہ کی تو نہیں ہے کہ اسنے کسی ساحر کو مقرر کیا ہو کہ وہ سرداروں کو
لیے جاتا ہو یا کسی عیار کو سبب میں وہاں حاضر تھا صاحبقران نے فرمایا کہ پھر کچھ خبر معلوم ہوئی اسنے عرض کیا کہ وہ خود حیران
تھا کہ یہ کون ہے روز اسکو خبر جاتی تھی وہ خود اپنے اہل دربار سے کہتا تھا کہ یہ کون سرداران اسلام کو اسیر کرکے لے جاتا ہے کل
تک وہ اسی فکر میں رہا مگر کل اسکا معلوم ہوا مجکو بھی حال کھلا یہ سب کارروائی میاں عشاق کی ہے جب وہ یہاں سے
تنبیہ ہوکر گئے تو انھوں نے [illegible] عرش الامکان بنایا اس میں قیام کیا شب کو آتے تھے سحر کرکے سرداروں کو اسیر کرکے لے
جاتے تھے اس عرش الامکان کو سب کی نظروں سے پوشیدہ کردیا تھا چنانچہ کل سمندر ریہ کے قریب شام جو حال عشاق کا دریافت
کیا تو معلوم ہوا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ استاد بھی اس عرش الامکان میں پہونچ گئے ہیں نازنین کی صورت بنے ہوئے عشاق کو
خبر اسیر [illegible] ساحر کو روانہ کیا [illegible] تو اسکی حال سے عشاق کو خبردار کریا کہ خواجہ کو گرفتار
کرے عشاق نے [illegible] اب مجکو خبر دیتا ہے جو حال مجکو معلوم ہوا کیونکہ میں بھی چوبدار کی صورت بنا پر وہاں
[illegible] دیکھتا فوراً [illegible] میں روانہ ہوا [illegible] سے پیدا کرکے چلی میں بھی اُسکے ساتھ میں چلا آیا
صحرا میں [illegible] رات [illegible] میں تورہ گیا رات بھر اُس صحرا میں سرگردان رہا کہیں پتہ نہ چلا نہ
معلوم وہاں خواجہ پر کیا گذری کیا نہ گذری جب صبح ہوئی میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں واقعہ یہ ہے
آج تو کوئی سردار نہیں چوری گیا صاحبقران نے فرمایا کہ سردار تو کوئی نہیں چوری گیا مگر تمنے یہ خبر وحشت
اثر سنائی کہ جس کے سننے سے ایک قسم کا خفقان پیدا ہوا ہے نہ معلوم خواجہ پر کیا گذری آیا اُس نے حال اسیر
کیا یا خواجہ نکل آئے [illegible] خبر نہیں آتی ہے دل پریشان ہے چالاک ثانی نے عرض کیا کہ حضور تشویش نہ فرمائیں
خواجہ کے غلام کو تو کوئی اسیر کر نہیں سکتا ہے تو بھلا خواجہ کی کیا حقیقت ہے کہ کوئی انکو گرفتار کرے وہ ایسے ویسے عیار
نہیں ہیں وہ بات دوسری ہے کہ دھوکا دیکر صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ہی تو امر ہے کہ اسکو تو سمندر ریہ نے خبردار کردیا کہ وہ
جو نازنین ہے وہ خواجہ ہیں بس وہ جاتے ہی گرفتار کرے گی انکو کچھ ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے چالاک
نے عرض کیا کہ کسی نہ کسی صورت سے ضرور خواجہ اپنے کو رہا کرینگے کوئی نہ کوئی صورت ضرور اپنی رہائی نکالیں گے اگر
ایسا ہوا ہوگا آپ پریشان نہ ہوں وہ عشاق نہ طاقی کو قتل کرکے مع سرداروں کے حاضر خدمت والا ہونگے صاحبقران
نے فرمایا کہ خدا ہم بھی کہتے ہیں تو یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہے اور سب اہل دربار خواجہ کے لیے فکر مند ہیں وہاں جو خواجہ کو اور
سب سرداروں کو ساحر تخت پر سوار کرکے چلے تھے چونکہ شب ماہ کا زمانہ تھا راہ فراموش کی دوسری طرف نکل گئے تھے
وہ رات اُن سب کو راہ تلاش کرنے میں بسر ہوئی صبح کو جب خسرو ماہ اپنے اشیانہ سے نکلا اُسنے اپنے شعاع نور سے
عالم کو روشن کیا زمانہ شب برطرف ہوا نقاب شب سے صبح برآمد ہوئی آفتاب نے اپنے چہرہ پر سے نقاب شب کو دور کیا تمام
عالم میں روشنی پھیلی تو انکو معلوم ہوا کہ ہم راہ گم کرکے ادھر چلے آئے ہیں بس اب یہ سب اُدھر سے طرف لشکر کے چلے
تھوڑے عرصہ میں نشان لشکر نظر آنے لگا بارگاہوں کے کلس دکھائی دینے لگے وہ ساحر اپنے تخت کو سمت سے بڑھا کر
بہت جلد مع سب کے داخل لشکر فیروزی اثر ہوئے قریب بارگاہ تخت اتارے سب سرداروں کے ملازم اپنے اپنے
آقا کو دیکھکر دوڑے لشکر میں غل مچ گیا کہ وہ سردار جو کہ چوری گئے تھے وہ رہا ہوکر آگئے ہر طرف سے لوگ دوڑے یہ
سردار تخت پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے سب کے آگے آگے خواجہ تھے جلو خانہ کو طے کرکے بارگاہ میں آئے یہاں
دربار آراستہ تھا سب حاضر تھے کہ ایکبار مرتبہ صاحبقران کی نگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا کہ خواجہ مسکراتے ہوئے
چلے آتے ہیں اُنکے عقب میں سب سردار ہیں یہ دیکھکر صاحبقران خوش ہوئے کہ اتنے عرصہ میں خواجہ نے
آکر مجراگاہ پر سے صاحبقران و بادشاہ کو مجرا کیا اور دوڑکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل فرمائی بادشاہ نے دست

شفقت پیش آئے پھر خواجہ کو رکھا بہت مہربانی فرمائی خواجہ صاحبقران سے ملے انھوں نے بھی بہت شفقت فرمائی
پھر تو ہر سردار سے ملے مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کی قدم بوسی حاصل کی اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے
قران ثانی اپنے مقام پر برق ثانی اپنے مقام پر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ کیا واقعہ پیش آیا کیونکر ان سب کا
پتہ ملا خواجہ نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا کل عیاری اپنی و قران کی و برق کی عشاق کا قتل کرنا عیار
و مشعلہ کو مارنا سب روبرو صاحبقران کے بیان کیا صاحبقران و بادشاہ نے و نیز سب اہل دربار نے بہت تعریف کی
اسی وقت خلعت طلب کیے مرحمت فرمائے اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے خواجہ کو انعام میں ملا اور قران و برق کو بھی بہت
کچھ انعام ملا اگر خواجہ کے روبرو کم سب نے پوشیدہ طور سے دینے کا اقرار کیا کیونکہ انھوں نے اثنا سے منع کر دیا تھا کہ اگر آپ
انکے روبرو مرحمت فرمائیگا تو یہ سب نہ لین گے ہمارے پاس ایک حصہ نہ رہیگا یہ بھی سب انکو قدر سے قلیل [illegible] خواجہ نے
سے لے لیا اور کہا کہ جب تم کو ضرورت ہوگی مجھ سے طلب کر لینا میں فوراً دیدونگا انھوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم کو کبھی ضرورت نہ ہوگی ہم نے
آپ سے لینے کو کوشش کی تھی ہمارا جو مال ہے وہ آپ کا ہے بسم اللہ اب اپنے صرف میں لائیے خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تم دونوں
مجھ سے لائق ہو ہاں سچ ہے کہ تمھارا مال تو میرا ہی تھا گو دو اولادیں کیا فرق ہوتا ہے کچھ نہیں بس یہ باہم خوشی کی تقریر ہوئی بادشاہ
و سب اہل دربار بہت خوش ہوئے بڑی خوشی حاصل ہوئی لشکر کفار کے سرکار سے یہاں جو دوست تھے وہ سب حال دریافت کر کے
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے دربار میں پہونچکر مجرا بجا لا کر جو حال تھا سب بیان کیا اور کہا کہ خواجہ کو بار لائے عشاق شہ طاقی
قتل ہوا یہ جو انھوں نے سنا سب حیران ہوئے کہ خواجہ کو کیونکر خبر ہوئی اور یہ کیونکر وہاں پہونچے ہم کو خبر نہ تھی غضب کے عیار
ہیں یہ ہم سے اندر کی بات تلاش کر کے نکالتے ہیں ان سے خداوند بچائے یہ تو بلا ہیں دیکھو تو عشاق نے کیا تدبیر کی تھی مگر
وہ تلاش کر کے وہاں تک پہونچے اور کیونکر عیاری کی کیا کہنا یہ تو ہم نے عیار ایسے نہیں دیکھے ان سے کون بچ سکتا
ہے ایسی بلا کہ جس سے کون محفوظ رہ سکتا ہے خداوند تصویر اپنی عنایت شامل حال کریں تو شاید کوئی صورت بچاؤ کی ہو
ورنہ بڑی ہی خرابی ہے جب یہ سب شاہ نے کہا کہ اگر ہم کو یہ حال معلوم ہوتا تو بھائی ہیں تو کبھی لشکر لیکر نہ آتا اگر اب آ کے واپس جانا
[illegible] کہا کہ تم نے آئے عیار ہمارا کیا کرینگے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اس سے اسکے ساتھ
کیا انھوں نے اسکا جواب دیا ہم کو یہاں آئے ہوئے پندرہ بیس روز کا عرصہ ہوا انھوں نے کوئی بھی عیاری
ہم پر نہ کی کہا کہ یہ تو ضرور ہے مگر ہم کو اس قصہ سے کیا غرض جس کام کو آئے ہیں اسکی تدبیر کرو گردا سب نے
کہا کہ آج بادشاہ کا حکم نامہ بھی آیا ہے انھوں نے بڑے جناب تاکید فرمائی ہے لہذا انکے حکم کی تعمیل پر ضرور ہے اس امر میں آپ
لوگوں کی کیا رائے ہے انھوں نے جواب دیا کہ اگر لشکر کے مجروح اچھے ہو گئے ہوں تو کیا نقصان ہے گردا سب نے جواب دیا
کہ ابھی لشکر کے مجروح نہ اچھے ہوئے ہونگے کیونکہ زیادہ بیس دن کا ہوا کہ برابر علاج ہو رہا ہے بس یہ جو گردا سب نے کہا
سب نے جواب دیا کہ پھر شوق سے طبل جنگ بجوائیے کس امر کا انتظار ہے گردا سب نے جواب دیا کہ کل میں ضرور طبل
جنگ بجواؤنگا پرسوں مقابلہ کرونگا سب نے جواب دیا کہ بہتر ہے بس بعد گفتگو کے عرصہ کے دربار برخاست کیا سب
بادشاہ اپنے اپنے خیمہ خاص میں آئے گرد آ کر جراحوں کو طلب کیا ان سے دریافت کیا کہ وہ سب مجروح جو کہ تمھارے
زیر علاج تھے اچھے ہوئے انھوں نے عرض کیا کہ انکو صحت پائے ہو گئے آٹھ روز کا زمانہ ہوا
میں وہ بادشاہ یہ سنکر خوش ہوئے یہاں تو اب یہ رائے ہوئی ہے کہ کل طبل جنگ بجیگا اودھر لشکر اسلام میں دربار
آراستہ ہے سب خوش بیٹھے ہوئے ہیں کہ بادشاہ نے فرمایا کہ آج ان سب کی دعوت ہے جو کہ قید سے رہا ہو کر آئے ہیں
یہ فرما کر دعوت کے سامان کا حکم دیا اسکے بعد دربار برخاست کیا سب اپنے مقام پر آئے اپنے دوستوں عزیزوں سے
ملے لشکر میں ایک خوشی ہے کہ خدا نے ان سب کی عمر دوبارہ کی ہم سب پر سے بلا دفع کی اور سبکی جانیں اس مہلکہ
سے بچائیں اللہ کا شکریہ کرنا چاہیے وہ ہم سب کا حافظ ہے اور مالک ہے خدا نے خوب حفاظت کی ورنہ بڑی خرابی ہوتی

وہ اسی طور سے سب کو گرفتار کر کے جاتا ایک کو بھی نہ معلوم ہوتا اور لیجا کر سب کو ایک مرتبہ سحر کر کے قتل کرتا یہان لشکر مین تو
ہر طرف یہ چرچا ہو رہا ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ ہر ایک کی باتین ہو رہی ہین جو جسکے ذہن مین آتا ہے وہ کہتا ہے راوی بیان
کرتا ہے کہ وہ دن تمام ہوا رات کو سب کی بادشاہ نے دعوت فرمائی تھی سب دعوت مین حاضر ہوئے بزم عشرت برپا
ہوئی طعام لذیذ کھائے رات بھر ناچ دیکھا تا شبا صبح کو سب دربار مین آئے دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ
دیکھیے اب کیا معرکہ پیش آتا ہے کون مقابلہ کو آتا ہے جس دن سے یہ لشکر آیا ہے اسنے تو ایک مرتبہ بھی مقابلہ نہ کیا اب
دیکھیے کس کو سمند بر بستہ مقابلہ روانہ کرتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ جسکی قضا ہوگی یا جو مسلمان ہونے والا ہوگا
یا جو خداوند کریم کو ہمارے حق مین منظور ہوگا وہ پیش آئیگا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہے خواجہ اپنے مقام پر متمکن ہین
سب سردار اپنے مرتبہ سے سب عیار اپنے طریقے سے اب قران مخالف بھی ہر روز دربار مین آتے ہین اجد برخاست
دربار صحرا کو چلے جاتے ہین یا اپنے مقام پر کھڑے ہوئے ہین لشکر کفار کا حال قلمبند ہوتا ہے کہ وہان بھی دربار ہوا سانون
بادشاہ دربار مین آکر بیٹھے سب اُسوقت باہم سلامت کر کے گرداسپ نے حکم دیا کہ نقارہ سحر پر چوب پڑے ہم کل اہل
اسلام سے مقابلہ کرینگے آتش فتنہ و فساد کو دوبالا کرینگے بس یہ جو حکم دیا فوراً نقارے پر چوب پڑی صدائے نقارہ
گوش زد اہل لشکر کفار کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سامان جنگ ہونے لگا ادھر جو ہرکارے لشکر اسلام کے باہر جاسوسی
لشکر کفار مین موجود تھے یہ خبر لیکر رخصت طبل جنگ ایکطرف لشکر کے روانہ ہوئے یہان گوش ہمایون مین بادشاہ و صاحبقران
کے صدائے طبل جنگ آئی خواجہ سے فرمایا کہ کیسی صدا نقارے کی آئی کیا کفار نے نقارہ طبل جنگ بجوایا ہے یا کوئی انکے
لشکر مین انکی کمک کے لیے آیا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے تو لشکر کفار مین موجود ہین جو امر ہوگا وہ آکر گذارش
کرینگے ورنہ حکم عالی ہو تو اور ہرکارے روانہ کیے جائین صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہین تھوڑے عرصہ مین
سب حال ظاہر ہو جائیگا کیا ایسی ضرورت ہے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب یہی باتین ہو رہی تھین باہم خادم
و مخدوم مین کہ تھوڑی دیر ہرکارے سے کہ دو مین آئے وہ آکر حاضر دربار ہوئے مجراگاہ پر سے مجرا بجالائے دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے
شعر الٰہی بخت تو بیدار باد اختر دولت ہمیشہ یار باد جہان پناہ فلک بارگاہ کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارہ اوج
اقبال ہو دوست ہمیشہ شاد دشمن پائمال ہون ہم لشکر کفار مین موجود تھے کہ باہم صلاح ہوئی اُسکے بعد یہ حکم کفار فسادات
شعار نے دیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل ہم غلامان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے آتش کین و فساد کو دوبالا کرینگے
جب طبل جنگ پر چوب پڑی تو یہ غلام اس خبر وحشت اثر کو لیکر طرف لشکر شاہی کے راہی ہوئے حاضر بارگاہ ہو کر سمع
مبارک تک پہونچائی باقی تیر غیب ہے بس جب ہرکارے بیان کر چکے بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو انعام دیا جاے وہ
مجرا بجالا کر انعام پا کر بادشاہ و صاحبقران کو دعائین دیتے ہوئے دربار سے باہر آئے اور طرف لشکر کفار کے روانہ
ہوئے یہان بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے ہم بھی کل
میدان جنگ مین جاکر کفار سے مقابلہ کرینگے جسکے مقدر مین منشی ازل نے فتح تحریر فرمائی ہوگی وہ سربلند ہوگا اور جسکے
مقدر مین شکست تحریر فرمائی ہوگی وہ سرنگون ہوگا عرصہ سے مقابلہ بھی نہ ہوا تھا بہت دل چاہتا تھا کہ مقابلہ ہو خدا
نے وہ دن دکھایا سرداروں نے عرض کیا کہ حضور ہم کیا عرض کرین جو کہ ہمارے دلونکی شوق جنگ مین حالت تھی اور
اب جو اس خبر کو سنکے حالت ہوئی ہے ہم خدمت عالی مین عرض نہین کر سکتے ہین خدا حضور کو سلامت باکرامت ہمارے
سرون پر رکھے کہ یہ دن نصیب ہوا بس بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگاؤ تاکہ لشکر کو
خبر ہو سب اپنا سامان جنگ کرین یہ سنکے خواجہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے طرف نقارخانہ کے چلے وہان سب نقارے
درست تھے داروغہ پانچ اشرفیان براے نذر خواجہ لیے ہوئے کھڑا تھا کہ خواجہ پہونچے اُسنے نذر پیش کی خواجہ نے
سرسری انکار کر کے نذر قبول کر لی اُسنے بڑھکر طبل سکندری پر سے غاشیہ لیا خواجہ نے چوب اُٹھا کر اُس پر لگائی شعر

ز نقارہ آواز آمد برون * کہ دون است و دون است گردون دون * صدائے نقارہ سے طبقہ زمین کے ہل گئے گوش گردون
ہوگئے مردے قبر مین چونک اُٹھے رستم ایسا ہوا نعرہ خواب مرگ سے چونک پڑا گاؤ زمین کی مدد و نگو لرزہ سا ہو گیا قوی دلون کے
دل ہل گئے بزدلون کی جانین لبون پر آگئین خواجہ اِدھر تو یہ سب لگا رہے تھے اُدھر نقارچیون نے نوبت بجانا شروع کی سُننا کو دم
طلا اب لشکر اسلام مین خبر پھیلی کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ہر طرف ایک خوشی تھی معلوم ہونے لگی ہر طرف ایک چہل پہل
ہوگئی ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست کیا بلکہ حکم دیا کہ آج ہم سپہر کا بھی دربار نہ کرینگے سب سامان جنگ مین مصروف
ہون آج سب کو مہلت ہی یہ فرما کر داخل خیمہ خاص ہوئے سردار اپنے مقام پر آئے سامان جنگ مین مصروف ہوئے ادھر کفار
نے بھی دربار برخاست کیا سب کفار بھی سامان جنگ کرنے لگے اور اہل اسلام بھی جو کہ ساحر تھے وہ تو اپنے خیمون مین جا کر سحر کے
کی تدبیر مین مصروف ہوئے جو کہ غیر ساحر تھے اُنھون نے کیا کیا کہ خنجر نکو صیقل کیا تلوارون کو چرخ پر چڑھایا کہ عقل پیر فلک
کی چکر مین آئی خود وغیرہ صیقل کئے زرہ بکتر نکو درست کیا کمانین جو خانہ خوبہ کرلیتین تھین اُنکو سینا سانک کر درست کیا تیر
جو اچھے اچھے تھے وہ ترکش رکھے ہوئے نکال ڈالے وہ دن غازیان اسلام کو اسی سامان مین گذرا جب شب ہوئی تو
سب ایک مقام پہ جمع ہوئے باہم کلام کرنے لگے جو کہ ساحر تھے اُنھون نے خیمون مین جا کر سحر کا ذخیرہ دیکر سحر کو جگایا اس
خیال سے کہ ساحرون سے مقابلہ ہی سحر کو تازہ دم کرلین ہر خیمے سے رائی سرسون گوگل کی بو آتی تھی ادھر تو یہ سامان تھا
اُدھر لشکر کفار مین بچہ خوک جھٹکا ہو رہے تھے بیر پکارے جاتے تھے کوئی کالی کلکتہ والی کو پکارتا تھا کوئی لونا چماری
کو بلاتا تھا کوئی بھوانی کی پوجا کرتا تھا کوئی کہہ رہا تھا یا سامری تمھاری سحر ہی کوئی جمشید کی سحر کو پکارتا تھا کوئی
خداوند تصویر کو پکارتا تھا کہ تم جاگتی جوت ہو خداوند ہو بڑے زبردست خدا ہو میری آبرو رکھ لینا جو کہ چھوٹے چھوٹے
ساحر تھے انکا یہ حال تھا جو کہ زبردست ساحر تھے اُنھون نے صرف تھوڑی دیر تک پوجا پاٹھ کیا اسکے بعد جا کر سو رہے اپنے
بیرون کو اپنے قبضہ مین کرلیا انکا جو دشمن تھا اُسکو بلا کر اپنا قبضہ کیا سحر کو تازہ کرلیا مگر لشکری اپنے اپنے
طریقہ سے سحر کو جگا رہے ہین ہر طرف سے الفاظ سحر کی آوازین آرہی ہین ماس کے دانے جل رہے ہین کوئی یون سمجھتا ہی
کوئی ہنڈیا ریوا تہ کرتا ہی کوئی دشمنون کا نام بیرون کے سامنے لے رہا ہی کوئی اپنے بیرون سے یہ کہتا ہی کہ اُسکو مت
کمی شکر نا ورنہ خرابی ہوگی کوئی غسل کر رہا ہی خون خوک سے کوئی حلوہ تازہ تیار کرکے اپنے بیرون کو کھلاتا
ہی لشکر کفار مین ایک عجب طرح کا حال ہی ہر ایک کو جنگ کا خیال ہی بلکہ یہی خیال ہی کہ ہمارا نام رہے ہم دشمن پر ظفر
پائین اہل اسلام کو شکست ہو ہماری ظفر ہو یہ امر خداوند کریم کے ہاتھ ہی نہ معلوم کس کی ظفر ہو اور کس کی شکست
ہو الغرض ہر ایک اپنے اپنے طور پر لشکر کفار مین سامان جنگ مین مصروف ہی یہان اہل اسلام مین جو کہ غازیان دیندار
تھے وہ کو اپنا سامان جنگ کر کے باہم ایک مقام پر بیٹھے ہین اور باہم مشورے کر رہے ہین انتظار سحر مین کیسے خوش
ہین چہرہ مثل لعل بدخشان کے بجوش شجاعت سے گل رنگ ہو رہے ہین بات بات پر ہنسے دیتے ہین راوی
نے بیان کیا ہی کہ وہ رات بسر ہوئی سفیدی سحری نے اپنا ظہور کیا دونون لشکرون مین سحر کی وردی تھی یہ عالم
ہوا کو جب شعلے لگے ہونے نظرون سے تارے نہان * چھپا نور مین جادۂ کہکشان * رُخ شمع مائل بزردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا * قصہ مختصر صبح ہوئی اُدھر لشکر کفار مین کمر بندی ہونے لگی ادھر لشکر اسلام کے سردار
مسلح و مکمل ہو کر در دولت پر حاضر ہوئے لشکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہوا صاحبقران نماز سے فراغت
کرکے تشریف لائے بادشاہ برآمد ہوئے مع سردارون کے طرف میدان کے روانہ ہوئے مقام جنگ گاہ مین پہونچے
صفین آراستہ ہوئین کہ لشکر کفار بھی آیا وہ بھی صف آرا ہوا جب صف بندی ہوچکی نقابت نقیب کرچکے
لشکر کفار سے ملکہ حیندر رتن اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر میدان مین آئی مبارز طلب کیا ادھر سے ملکہ نظر الان پہلے
اپنی صف سے اپنے طاؤس کو بڑھایا بادشاہ سے اجازت لیکر اسکے مقابل ہوئی پہلے نوبت ہم کلامی کی آئی

نے بہت کچھ سمجھایا ملکہ نے سوا انکار کے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا یہ مقام جنگ ہے نہ جائے نصیحت و پند ہم جس قصد سے آئی وہ کام کرو اس بیکار کی دماغ خراشی سے کیا حاصل اسنے جواب دیا کہ تم لوگ بہت مغرور ہو خیر بدون سزا پائے ہوئے نہ مانو گے یہ کہکر سحر کیا کہ ایک برق چمکی تاریکی ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے جو دیکھا تو ایک ماہتابان آسمان پر نمایان ہوا غزالان ابھی کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے کہ اس ماہتابان سے ایک برق چمکی اور ایک شعلہ پیدا ہوا طرف غزالان کے چلا غزالان نے کچھ اسم پڑھکر آفت جو کی وہ شعلہ برطرف ہوگیا چندر رتن نے کہا کہ اگر تم نے شعلہ کو کل کر دیا تو کیا میرے ہاتھ سے بچ جاؤ گی بس یہ کہکر اسنے کچھ پڑھکر دستک دی کہ اس چاند سے ایک رسن پیدا ہوئی اور وہ طرف غزالان کے چلی غزالان نے جو اس رسن کو دیکھا اسنے سحر کیا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اسنے اس رسن کو جلا دیا چندر رتن کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے اس رسن کا جلنا تھا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور برق چمکی کہ اسکی چمک کے ساتھ ہی ایک پنجہ پیدا ہوا وہ کمر مین غزالان کے پڑا اور غزالان کو اٹھا کر طرف آسمان کے لے گیا چندر رتن نے سحر کیا کہ ایک گنبد بلوری پیدا ہوا بس اسنے دستک دی کہ وہی پنجہ غزالان کو لیے ہوئے ظاہر ہوا اسنے اسکی زبان مین سوزن دیکر اس گنبد مین قید کیا پھر نہیب دی کہ کوئی میرے مقابلہ کو آئے اسنے چاند اسی طور سے قائم ہے نہیب کا دینا تھا کہ کوکب روشن تن نے اپنے طاؤس سحر کو صف سے نکالا بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آئی چندر رتن سے کہا کہ ابھی کوکب ابھی مین بہتری ہے کہ تم میرے ہمراہ چلو مین سمندر سے تمہارا قصور معاف کرادون گی ورنہ مثل غزالان کے تیرا بھی حال ہوگا کوکب نے جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگی سمندر کیا کیدی ہے کہ مین اپنا قصور اس سے معاف کراؤن بلکہ تو میرے ہمراہ چل مین تیرا قصور صاحبقران سے معاف کرادون یہ سنکر اسنے جواب دیا کہ لا جو سحر ہو کرنی ہو کوکب نے کہا کہ یہ تو میرا دستور ہی نہین ہے پہلے تو اپنا سحر کر لے اگر مین نہ مرسکی تو اپنا سحر کرونگی ورنہ جو مرضی خدا کی یہ سنا تھا کہ اسنے اس چاند کی طرف دیکھا اس مین حرکت ہوئی اور ایک صورت پیدا ہوئی جب وہ شکل پیدا ہوئی اسنے کوکب سے کہا کہ ذرا آسمان کی طرف دیکھ پھر مین سحر کرونگی کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا جیسے ہی نگاہ اس شکل پر پڑی کوکب کی زبان سے کلمات یہ نکلنا تھا کہ ایک مرتبہ وہ ظاہر آئی اور طاؤس سحر سے چلی کہ چندر رتن نے اپنا طاؤس بڑھایا اور اسکے قریب آکر اسکی زبان مین سوزن دیکے اسکو روک کر اس گنبد کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے ایک پنجہ پیدا ہوا وہ اسکو اٹھا کر اس گنبد مین لے گیا یہ حال دیکھکر آئینہ اندام زوجہ آفاق کو تاب نہ رہی بس ایک مرتبہ اپنے شوہر سے اجازت لیکر طاؤس بڑھا کر خدمت مین بادشاہ کے آئی اجازت لیکر اسکے مقابل آئی اور کہا کہ یہ کیا سحر کرتی ہے کوئی عمدہ سحر کر اسنے کہا کہ کیون شامت آئی ہے تو بھی مثل کوکب و غزالان کے گرفتار ہوگی آئینہ اندام نے جواب دیا کہ خیر یا مین گرفتار ہونگی یا تو اسنے کہا کہ اپنا سحر کر جواب دیا کہ تو سن چکی ہے کوکب سے اور غزالان سے کہ ہم پیش دستی نہین کرتی ہین پھر کہتی ہے کہ اپنا سحر کر یہ سنکے اسنے کہا کہ اچھا بس اسنے طرف چاند کے اشارہ کیا کہ وہ ایک مرتبہ درمیان سے دو ہوکر بھلا آواز دی کہ تیغ مین نے اپنا سحر کیا آئینہ اندام نے جو سنا اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اس مین سے ایک بیضہ نکالا جھٹ پٹ کچھ اس پر پڑھکر دم کیا اور طرف اس چاند کے جو کہ اسکی طرف آتا تھا اچھالا جب وہ بیضہ اسکے قریب پہونچا شق ہوا اس مین سے ایک شعلہ پیدا ہوا وہ شعلہ چاند پر پڑا دونون ٹکڑون پر کہ اس شعلہ نے اسکو بے نور کر دیا اور وہ دونون ٹکڑے اسی مقام پر قائم ہوکر رہگئے یہ جو چندر رتن نے دیکھا فوراً اپنے طاؤس سحر کو اڑایا اور ایک طرف آسمان پر جاکر غائب ہوگئی بعد تھوڑے عرصہ کے پھر ظاہر ہوئی آئی ہے ملکہ آئینہ اندام پر ایک نارنج مارا کہ جسکے پڑنے سے آئینہ اندام کی یہ نوبت ہوئی کہ لہرا کے اسکی غشی سے آنے لگی بس اسنے سحر کیا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا وہ آئینہ اندام کو اٹھا کر اسکے قریب لایا اسنے اسکی زبان مین بھی سوزن دی وہی پنجہ اسکو بھی اٹھا کر اسی گنبد مین لے گیا اب تو آفاق کو تاب نہ رہی وہین سے للکارتا ہوا اپنے تخت سحر کو بڑھا کر چلا کہ مین آیا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی مین تیرا قاتل ہون بادشاہ سے اجازت لی میدان مین گیا

کہ لاجوجر یہ رکھتی ہوا اُسنے وہ نارنج جو کہ آئینہ اندام پر مارا تھا اور پھر اُسکے پاس پہونچ گیا تھا آفاق پر مارا جیسے وہ نارنج آفاق
کے قریب آیا آفاق نے اُنت جو منہ سے کی ایک شعلہ نکلا وہ نارنج پر پڑا کہ نارنج جلکر خاک ہوگیا اُس خاک سے ایک طائر
پیدا ہوا اُسنے آکر سر پر آفاق کے صدائے افسوس دی بس آفاق نے دستک دی کہ ایک باز پیدا ہوا اُسکو اشارہ کیا
کہ اسکو کھائے اُس باز نے جھپٹ کر اُسکو شکار کیا اور کہا کہ جدہر سے آیا تھا اُسی طرف چلا جا پھر جادوگر نے جو یہ حال دیکھا
ایک مرتبہ اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا نیچہ نکالا اُس پر کچھ پڑھکر طرف آسمان کے پھینکا کہ وہ برق بنکر چلا ادھر آفاق
نے دستک دی کہ سیکڑون سپرین اُسکے سر پر قائم ہوئین کہ وہ برق اُن سپرون کو کاٹ کر آفاق کے قریب آگئی اُسنے
کچھ پڑھکر جو اُس برق پر ہاتھ ڈالا وہ برق اُسکے ہاتھ مین نیچہ ہوکر رہی بس یہ نیچہ کو لیکر اُسکی طرف چلا یہ کہا کہ مین تجکو سحر سے کیا قتل
کرون اسی نیچہ سے تیرا کام تمام کرونگا پہلے تیرا سحر جو کہ تو نے کیا تھا کہ چاند بنکر طیار ہوا تھا اُس سے تو نے دو سردارون کو اسیر کیا میری
بی بی نے آکر اُسے بیکار کر دیا جب سے وہ اُسی طور سے قائم ہے پہلے اُسے مٹاؤن پھر تیرا بھی کام کرونگا یہ کہکر ایک مرتبہ کچھ دانے کاش
کے تخت پر سے اُٹھائے اُنپر کچھ پڑھکر جو اُس چاند پر مارے بس ایک تڑاقہ ہوا اور چاند ریزے ریزے ہوکر زمین پر گرا اُسنے عجب
طرح اُسنے ایک اور سحر طیار کیا تھا کہ اُسنے اپنے سر کے بال توڑ کر اُسکا ایک کوڑا بنایا اُسکو ہاتھ مین لیکر کھڑی ہوئی جب
آفاق اُس چاند کو مٹا کر اُسکی طرف چلا اُسنے کہا کہ اچھا میرا یہ سحر رد کرو تو مین جانون آفاق نے کہا کہ بس اُسنے اُٹھا کر وہ کوڑا
زمین پر مارا کہ زمین کو لرزہ سا ہوا تمام زمین ہلنے لگی جہان پر آفاق تھا وہان پر سے زمین شق ہوئی اُس میں سے ایک مرتبہ ایک مرکب
کوتل پیدا ہوا با زین و لگام اور طرف صحرا کے جست کرکے چلا گیا ایک آن واحد مین وہان سے واپس آیا اب جو دیکھا تو اُس پر
ایک طفل حسین سوار ہے اُس طفل نے آکر چندر رتن کو سلام کیا بس چندر رتن نے وہ کوڑا اُس لڑکے کے ہاتھ مین دیا کہ اس
کوڑے سے آفاق کو سزا دے کہ اُسنے میرے ساتھ بہت بے ادبی کی ہے بس وہ طفل اُس کوڑے کو لیکر طرف آفاق کے یہ
کہتا ہوا چلا کہ ابھی مین اسکو سزا دیتا ہون اسنے میری ملکہ کے ساتھ بے ادبی کی ہے آفاق نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا سحر
کے ذریعہ روکنا چاہا مگر وہ نہ رُکا بس ایک مرتبہ آفاق نے دستک دی کہ اُسی طور سے بلکہ اُس سے زیادہ زمین لرزش ہوئی زمین لرزنے
لگی کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اُس سے ایک عورت پیرزال پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ مین کچھ لڑکون کے کھیلنے کے کھلونے تھے مثل
ہاتھی گھوڑے کے … اُسنے آفاق کو سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے آفاق نے کہا کہ تیرا لڑکا دیکھ یہان چلا آیا ہے تو اسکو لے نہین
جاتی ہے اُسنے عرض کیا کہ مین تو بڑے عرصہ سے تلاش کر رہی تھی مجکو کیا معلوم تھا کہ یہان ہے یہ کہکر آفاق سے کہا کہ کدھر آفاق نے
اشارہ اُس طفل مرکب سوار کی طرف کیا وہ طفل مرکب سوار کوڑا لیے ہوئے چلا آتا تھا جیسے ہی آفاق نے اشارہ کیا تو وہ
پیرزال کھڑی تھی بس ایک مرتبہ جست کرکے اُس طفل کی طرف چلی میرا بچہ کہکر اور بہت جلد اُسکے قریب پہونچی اُس طفل نے کوڑا مارا
کہ اُسنے اُف کی وہ کوڑا جلنے لگا اُس پیرزال نے جست کرکے اُسکو مرکب پر سے اُٹھا لیا اور پیار کرتی ہوئی وہان سے چلی آفاق
کو سلام کیا اور پیار کر کر غرق زمین ہوئی اُسکا غرق زمین ہونا تھا کہ ایک برق چمکی وہ اُس مرکب پر گری کہ اُس مرکب کے دو پر
نکالے ہوئے بس آفاق نے ملکہ سے کہا کہ مین نے تمھارے سحر کو دفع کیا اب میرے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤ یہ کہکر وہی نیچہ لیکر
اُسکی طرف چلا اُسنے بھی نیچہ لیا لگی نیچہ بازی ہونے بس ایک مقام پر اُسنے گانٹھ کر لینا آفاق نے جو نیچہ مارا اُسنے سپر سحر کو سر کی پناہ
کیا مگر کچھ نہ ہوا وہ نیچہ سپر کو کاٹ کر سر پر آیا سر اسر کلہ جبڑے کو کاٹتا ہوا سینہ سے گذرتا ہوا شرمگاہ کے پاس تک سے صاف
نکل گیا اُسکا قتل ہونا تھا کہ ایک سیاہ آندھی اُٹھی برف باری سنگ باری ہوئی زمین کانپی تاریکی ہوگئی تھی تھوڑے عرصے کے بعد
جو روشنی ہوئی تو صدا آئی کشتی مرا کہ نام من ملکہ چندر رتن جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم … بخود نہ رسیدیم دیکھا
کہ ایک عورت کی لاش خاک پر پڑی ہے کہ ایک مرتبہ ایک بگولہ غبار کا پیدا ہوا اُس لاش کو اُٹھا کر وہ بگولہ طرف شہر سمندر ریم
کے روانہ ہوا اُس سے صدائے گریہ و زاری آتی تھی اُدھر وہ گنبد بلور شکست ہوا سب سردار جو کہ قید تھے رہا ہوکے اپنے
حواس مین آئے ورنہ بے ہوش پڑے تھے تو اُنہون نے جو اُس بگولہ کو طرف سمندر ریم کے جاتے ہوئے دیکھا بھی اپنی صورت ش

طبل کے اس خیال سے کہ دیکھیں یہ بگولہ کہاں جاتا ہے اور کس کے پاس اسکی لاش جاتی ہے اگر ہن چڑھے تو اسکو بھی قتل
کریں روانہ ہوئے اسکا حال پھر تحریر ہوگا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ملکہ چندر رتن قتل ہوئی ہاتھ سے آفاق کے پس
گرداب نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوا دیا گو کہ ابھی زمانہ بہت باقی تھا کہ مقابلہ ہو سکتے تھے مگر ایسا بدحواس ہوا کہ طبل بازگشت
بجوا دیا لشکر اسلام میں بھی کوس بازگشت پر چوب پڑی پس گرداب سب لشکر کو لیکر طرف فرودگاہ کے واپس چلا گو اسوقت کا
طبل باز بجوانا اور سب کو ناگوار ہوا مثل حباب و ماہ تن وغیرہ کے مگر کیا ہو سکتا ہے ناچار وہ بھی اپنے اپنے لشکر کو لیکر واپس
آئے لشکر نے پڑاؤ پر آ کر کھولی سب سردار اپنے اپنے خیمہ میں گئے ادھر لشکر اسلام بھی طرف فرودگاہ کے چلا آفاق سکو لے کر
خدمت میں بادشاہ کے آیا بادشاہ نے آفاق کی بہت تعریف کی بحکم بادشاہ آفاق پر سے زر نثار ہوا صاحبقران سب کو لیکر
طرف قیامگاہ کے واپس آئے لشکر کھلنے لگا بادشاہ و صاحبقران اپنے خیمہ میں تشریف لیگئے اور سب سردار اپنے خیمہ میں جا
کر تھوڑی دیر آرام کیا اسکے بعد تشریف لائے بارگاہ میں سب سردار حاضر ہوئے اپنے اپنے مقام پہنچے سب عیار بھی آئے مگر خواجہ نہ آئے
صاحبقران نے فرمایا چالاک ثانی سے کہ اے چالاک خواجہ کہاں ہیں کیونکہ جنگ آفاق نے مقابلہ کیا ہے اور اسکو قتل کیا ہے
اسی وقت سے برابر دیکھ رہے ہیں طبل باز بجا ہیں نے انکو نہیں دیکھا کہ کسی طرف چلے گئے ہیں چالاک نے عرض کیا
کہ مجھکو نہیں معلوم کہ خواجہ کہاں تشریف لے گئے ہیں یہ سنکے صاحبقران خاموش ہو رہے کہ کسی ضرورت سے گئے ہونگے سب
سردار آفاق کی تعریف کرتے تھے وہ سب کو سلام کر رہا ہے یہاں کا تو یہ رنگ ہے ادھر لشکر کفار کا یہ حال ہے کہ بعد تھوڑے
عرصہ کے گرداب و حباب وغیرہ نے دربار کیا سب حاضر ہوئے جو سردار کہ ملکہ چندر رتن کے تھے وہ سب آئے اپنے مالک
کے غم میں مبتلا تھے جب دربار آراستہ ہو چکا اسوقت ملکہ ماہ تن و حباب شاہ نے گرداب سے کہا کہ آپ نے بیکار ابھی
طبل باز بجوایا ابھی بہت دن باقی تھا کوئی اور مقابلہ کو نکلتا گرداب نے کہا کہ مجھکو ملکہ چندر رتن کے قتل کا اسقدر صدمہ
ہوا کہ میرے حواس بجا نہ رہے اسی بدحواسی میں طبل باز بجوا دیا خیر حکم دو کہ پھر طبل جنگ بجے کل پھر مقابلہ کرنا ہے کہا حکم دیا
کہ دبیر حاضر ہو دبیر حاضر ہوا گرداب نے دبیر سے کہا کہ ایک عرضی اس سب حال کی بادشاہ کی خدمت میں تحریر کر کہ میں
روانہ کروں دبیر نے بموجب حکم گرداب کے سارے حالات جو کہ گذرے تھے سب تحریر کئے بعد مہر کر کے حاضر کی گرداب
نے حکم کیا کہ ایک طائر پیدا ہوا اسکو عرضی دی کہ یہ خدمت میں بادشاہ کے پہونچا دے وہ طائر عرضی لیکر طرف سمندریہ کے
روانہ ہوا کہ اسکا حال بھی قلم بند ہوگا بعد عرضی روانہ کرنے کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً طبل جنگ کی صدا سے نقارہ زرنگ
بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے داخل بارگاہ ہوئے مجرا بجا لاکے عرض کیا کہ لشکر کفار میں
طبل جنگ بجا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بدرنگ بجے ہم کل مقابلہ کرینگے ہرکاروں کو
کو انعام دیکر رخصت کیا یہاں نقارہ پر چوب پڑی معلوم ہوا کہ کل پھر لشکر کفار سے مقابلہ ہوگا ہر ایک سامان جنگ
کرنے لگا ہر ایک اپنے حربہ درست کرنے لگا دربار آراستہ ہے ادھر لشکر کفار میں بھی سامان ہونے لگا دیکھیں دربار آراستہ
ہے دونوں لشکروں کو سامان جنگ میں مصروف رکھا جاتا ہے

اب تتمہ حال شہر سمندریہ کا تحریر ہوتا ہے اور سمندر شاہ کا

راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ دربار میں بیٹھا ہے سب سردار حاضر دربار ہیں کیونکہ اسکو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آج
لشکر اسلام سے اور میرے لشکر سے مقابلہ ہے اسی کا ذکر ہو رہا ہے کہ مقابلہ ہو رہا ہوگا دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہونگے
بڑا لطف ہوگا کیسے کیسے ہتھیار چل رہے ہونگے باجے جنگی بج رہے ہونگے سردار عرض کرتے ہیں حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں
سمندر شاہ نے کہا کہ نہ معلوم کدھر کے سردار زیادہ قتل ہوئے ہیں اہل دربار نے عرض کیا کہ سرداران اسلام حضور کے غلاموں
کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہونگے اسی ذکر و مذکور میں دوپہر آگئی کہ ایک مرتبہ ایک طرف سے کچھ شور و غل کی صدا آئی

اور رونے کی کہ سمندر شاہ نے کہا کہ یہ آج شہر میں غل کیسا ہی اور یہ صدا سے گریہ کہاں سے آرہی ہی سرداروں نے عرض کیا
کہ چونکہ شہر میں بہت سے لوگ بستے ہیں کوئی مرگیا ہوگا اسکے عزیز و اقربا روتے ہونگے سمندر نے کہا کہ ہاں یہی امر ہی کہ
ایک مرتبہ ایک بگولہ پیدا ہوا اور وہ دربار میں آسمان پر سے آیا اس سے ایک لاش پیدا ہوئی دو ٹکڑے اُس بگولے [illegible]
صدا آرہی تھی ہاے ملکہ چندر رتن تیری جوانی پر ظالم نے رحم بھی نہ کیا کس بیدردی سے قتل کیا کہ [illegible]
یہ سب اہل دربار [illegible] لاش دیکھی حیران ہوئے کہ اسکو کس نے قتل کیا کہ یہ تو [illegible] تھی کیا
[illegible] کیا آفت آئی کہ لاش کے ایک پہلو سے ایک جانور پیدا ہوا وہ سامنے سمندر شاہ
کے آیا اور آدمی سے بیان کیا ہی کہ خواجہ بھی [illegible] چلے تھے مگر دس قدم آگے نکلے جب وہ بگولہ [illegible] سمندر [illegible]
آیا تھا خواجہ [illegible] خیال ہے کہ تم اپنی رہ میں آرہے ہو شاید کوئی پہچان لے تو بڑی خرابی [illegible]
[illegible] اور [illegible] جب [illegible] داخل دربار سمندر ہوا یہ بھی دربار میں داخل ہوئے اور عقب سمندر [illegible]
[illegible] پہلو سے اُس لاش [illegible] پیدا ہوا سامنے سمندر کے آکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے سمندر شاہ
آگاہ ہو کہ ملکہ چندر رتن کو آفاق شاہ نے قتل کیا یہ کہکر کل حال معرکہ آرائی کا بیان کیا اسکا نکل کر مقابلہ کرنا اور لڑنا
[illegible] آفاق [illegible] اسیر کرنا آفاق [illegible] آخر اسکا اسکو قتل کرنا بیان کیا اور ایک نعرہ کرکے جل گیا یہ حال
[illegible] سمندر [illegible] حکم دیا کہ اسکی لاش طرف شہر چندر رتان کے روانہ کی جائے وہاں اسکے عزیز
[illegible] اُسی وقت کئی چندر برہمن حاضر ہوئے اُسکی لاش کو لیکر روانہ ہوئے یہ حال تو قابل تحریر
نہیں [illegible] ہوگا طول ہی ہے کیا حاصل اصل مطلب [illegible] غرض بعد روانہ
کرنے لاش کے سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ اب اہل اسلام نے بہت سر اٹھایا ہی میں یہ کہتا تھا کہ کیا ان سے ہوں
[illegible] مگر یہ نہیں مانتے ہیں اور چندر [illegible] شریک ہوگئے ہیں انھوں نے بہت پریشان کیا ہی
[illegible] آفاق شاہ نے [illegible] کو بڑا ساحر جانتا ہی اب میں اسکی تدبیر کرتا ہوں بس یہ کہکر حکم دیا کہ دربار برخاست
[illegible] محل میں چلا گیا اندر محل کے جاکر خواجہ سرا سے کہا کہ تم جاکر عشاق و [illegible] و [illegible] و امراق و دیگر سرداروں
[illegible] میں [illegible] کہنا کہ مکان مشورت میں حاضر ہوں میں کچھ مشورہ کرونگا یہ سردار [illegible] دربار میں [illegible]
[illegible] خواجہ سرا [illegible] آگاہ کیا ہر ایک نے جواب دیا کہ بہت خوب خواجہ بھی موجود [illegible]
[illegible] اب [illegible] روانہ ہوں مگر جب یہ حکم سنا تو خواجہ نے خیال کیا کہ اس مشورے کو بھی
[illegible] مشورہ ہوتا ہی شاید اسکی کوئی تدبیر بن پڑے ابھی سے آگاہ ہونا بہتر ہی یہ دل میں خیال کرکے خواجہ
[illegible] ہمراہ عشاق کے اسکے مقام پر آئے وہ تھوڑی دیر ٹھہر کر وہاں سے طرف مکان مشورت کے روانہ ہوا جن
سرداروں کو سمندر نے طلب کیا تھا سب اپنے اپنے امور ضروری سے فراغت کرکے وہاں آئے خواجہ بھی موجود
[illegible] جب سب جمع ہولیے سمندر کو خبر ہوئی وہ محل سے برآمد ہوا سب نے تعظیم کی وہ آکر اپنے مقام پر بیٹھا جب انجمن
مشورت آراستہ ہو چکی [illegible] فانوس میں شمع رائے کو روشن کیا سمندر نے اُن لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپکی
کیا راے ہی میں خود مقابلہ کو جاؤں اب کہاں تک اُن لوگوں کا انتظار کروں کہ جنکو میں نے نامہ تحریر کیے ہیں وہ تو ابھی
نہیں آئے ہیں یہاں اہل اسلام نے پریشان کر دیا ہی ہر روز ایک نیا واقعہ پیش آتا ہی جو شریک ہو کر مقابلہ کرتا ہی اُسکو
ساحر یا غیر ساحر قتل کرتا ہی جو پوشیدہ ہو کر مقابلہ کرتا ہی اسکو عیار عیاری سے قتل کرتے ہیں یہ طور میرے لشکر کا خاتمہ
ہوتا ہی [illegible] وہ [illegible] ہو گیا بس پھر کچھ ان صدمات سے قریب ہی کہ مجنون ہو جاؤں میں یہ خیال کرتا
ہوں کہ خود جاکر مقابلہ کروں ایک پل میں سب کو مار ڈالوں مجھکو کچھ لشکر کی بھی ضرورت نہیں ہی صرف برائے نام طبل
[illegible] ہوگا میں یہاں سے تنہا چلا جاؤنگا ایک پل میں سب کا خاتمہ کرکے چلا آؤنگا

اسکو بناکر اسکی رو بنانا بھول گئے اسی سبب سے انھون نے اسکو نکالا نہین کہ یہ وہ چیز ہی کہ جسکے رو برو مین بھی بیکار ہون اور
میری بھی کوئی اصل نہین ہی کیسا ہی ساحر زبردست ہو مگر یہ بیکار ہی ایک مفقود گوشت ہی بلکہ اسکے سایہ سے سحر فراموش ہوتا
ہی جب اسکے جسم کا سایہ پڑتا ہی اے سمندر یہ میرے پاس پشت در پشت سے چلی آتی ہی مین نے اسکا نام برق غضب رکھا
ہی مگر تو نے آجکل میری ایسی خدمت کی ہی کہ مین بہت خوش ہون مین تجھکو دیتا ہون مگر ایک امر سے اور خبردار کرتا ہون
کہ اس سے ہوشیار بہت رہنا اپنے پاس سے جانے نہ دینا یہ جسکے پاس گئی پھر اسی کا حکم بجا لائی گی اسکو ساحر دیکھ کر ساحر دونو
کام مین لاسکتے ہین وہ صرف ترکیب ہی جو اس ترکیب سے کام لیگا وہ کام کریگی فرمایا تھا کہ میرے کسی کام کی نہین ہی کیونکہ مین تو
خداوند ہون اس سے بہتر چیزین طیار کرسکتا ہون جہان اور چیزین تھین وہان یہ صندوقچہ بھی پڑا تھا اب تو لے جا کیونکہ تجھکو اکثر
ضرورت ہوگی اور جب کسی دشمن سخت سے مقابلہ ہو بس اس سے کام لینا مین نے سلام کر کے لیا وہ میرے پاس ابتک
موجود ہی مین نے صرف آزمائش کے لیے ایک مرتبہ ایک صحرا مین جاکر اسکو کھولا تھا ایک شیر میرے سامنے آیا مین نے اسی
طور سے تیری کو دہنی طرف ہٹایا وہ تلوار نمودار ہوئی فورًا ایک تڑاقہ ہوا میری نگاہ اچھی طور سے اس تلوار پر پڑی بھی نہ تھی کہ تڑاقہ ہوا
برق چمکی ایک شرارہ طرف آسمان کے گیا مین نے کہا کہ لینا اس شیر کو بس پھر چمک ہوئی اب جو دیکھا تو شیر کے دو ٹکڑے ہوگئے
وہ اسکو قتل کر کے آسمان پر گئی مین نے بائین طرف تیری ہٹائی پھر چمک ہوئی وہ اپنے مقام پر آگئی صرف اسکا قبضہ باہر ہی
اس سے ثابت ہوتا ہی کہ تلوار ہی جب وہ چمک کر آسمان پر جاتی ہی تو قبضہ غائب ہوجاتا ہی جب آتی ہی تیری کو ہٹانے سے تو
پھر قبضہ ظاہر ہوتا ہی بس جب سے وہ میرے پاس ہی مین نے آجتک اس سے کام نہین لیا اب میرا قصد ہی کہ اب اس سے
کام لون اس سبب سے مین نے کہا تھا کہ مین تنہا جاکر سب کا خاتمہ کردونگا ورنہ کیا مین دیوانہ تھا جب یہ تقریر سمندر
نے سب کے روبرو بیان کی تو عشّاق اسکی استاد نے کہا کہ آپکی بھی کیا عقل ہی کہ آپ خود جاکر مقابلہ کرین جب اس
مین یہ صفت ہی تو جس کے ہاتھ چاہو روانہ کردو وہ جاکر کام کرے تمھارے جانے کی کیا ضرورت ہی ارے بھائی اتنے سے کام
کے لیے تم خود تکلیف کرو سمندر نے جواب دیا کہ مجھکو یہ خوف ہی کہ وہ نایاب چیز ہی جس کے ہاتھ لگے گی وہ پھر مجھکو نہ دیگا اگر
طلب کرونگا تو مقابلہ کو موجود ہوگا عشّاق نے کہا کہ یہ صرف تمھاری عقل ہی اس قدر آدمی جو کہ اسوقت یہان موجود
ہین ان مین سے کوئی تمھارا دشمن نہین ہی تم کسی کو دشمن خیال کرو بس جس کو تمھارا جی چاہے دیکر روانہ کرو سمندر
نے کہا کہ اچھا دیکھا جائیگا اب آپ سب صاحبون کی کیا راے ہی کہ مین اہل اسلام کا خاتمہ کردون سب نے کہا کہ ہان
یہ امر تو ضرور ہی کہ ہر روز رشتہ ٹوٹتے اور تجھکو شکست ہوتی ہی ہم لوگون کو ہمارے خوف سے نیند نہین آتی ہی کہ کوئی عیار آکر قتل تو
نہ کرڈالیگا اس امر سے تو اطمینان ہو جائیگا تب سمندر نے کہا کہ کل مین اسے صبح کو طلب کرکے کسی نہ کسی کے ہاتھ
لشکر مین روانہ کرونگا یقین ہی کہ کل ہی مقابلہ ہو بلکہ مین اسوقت ایک نامہ بنام گرداب شاہ تحریر کرتا ہون کہ وہ کل صبح
تیار ہو مین یہان موجب آپ لوگون کی راے کے کسی کے سپرد کرکے حملہ مدد کو بھیجکر روانہ کرونگا میرے نزدیک تو
مناسب تھا کہ مین خود جاتا عشّاق نے جواب دیا کہ بالکل خلاف ہی اب تمھارا ایسے امر پر جانا ہی کہ کوئی انکی اصل نہ
تھی یہ جو عشّاق نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ اسی خیال سے آجتک مین نے اسکو نکالا نہین کہ کیا ان لوگون سے
مقابلہ کرون اسکو لیجاکر مگر اب جو عاجز ہوا اور یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ یہان سے دفع ہون تو بہتر ہی گوارا کیا
جو جب آپکی راے کے کسی کے ہاتھ اس امر کو سرانجام دونگا مگر گرداب شاہ وغیرہ کو اس امر سے خبردار کرتا ہون کہ کل تم
مستعد ہو مین ایک چیز ایسی بھیجونگا جو کہ کل ہی اہل اسلام کا خاتمہ کردے مین کل خود چند ساحرون کا [illegible]
خون منثل اور خون لون کے بالا بالا جائیگا عشّاق نے کہا کہ اسکا کچھ مضائقہ نہین ہوا یہ راے قرار پائی سمندر
نے منشی کو طلب کیا اور کہ ایک خط گرداب شاہ کے نام لکھو سمندر کے آگے بیٹھ گیا اب جو سمندر نے دیکھا اسکے [illegible] مین
نامہ لکھا سمندر نے اسکو کھول کر پڑھا اوس مین [illegible] گرداب شاہ وغیرہ کی اس مین سب حال جنگ کا تحریر تھا

اور قتل ہونا چند ساحرون کا بھی تحریر تھا کہ ہم کل پھر مقابلہ کرینگے حضور کو آگاہ کر دیا یہ مضمون پڑھکر سمندر نے سب اہل دربار کو سنایا جو
اسوقت وہان موجود تھے اور خود اسکی نشیت پر اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیا کہ تم کو معلوم ہو کہ تم کل مقابلہ مین صف آرا ہوتا
مین یہان سے ایک سحر طیار کرکے روانہ کرونگا کہ وہ سب اہل اسلام کا یکے بعد دیگرے خاتمہ کرونگا تم کو مقابلہ کرنے کی نوبت نہ
آئیگی اس سے اطمینان رکھو یہ لکھکر اُسی طائر کے گلے مین باندھدیا وہ طائر اڑکر چلا گیا جب وہ طائر چلا گیا تو ان سب نے
دریافت کیا کہ اے بادشاہ وہ صندوقچہ آپکے پاس ہر وقت رہتا ہے سمندر نے کہا نہین بلکہ مین نے اُسے طاق مین ایک
مقام پر امانت رکھا ہے اور اس پر سحر کیا ہے اور ایک ساحر اُسکا محافظ نام سے نگہبان ہے بس مین کل صبح کو طلب کرونگا
راوی نے بیان کیا ہے کہ اسقدر سمندر نے دروغ کہا ہے کہ وہ نہ طاق مین ہے اور محافظ اُسکا تنہا فقط ہے بلکہ وہ اُسکے
محل مین ہے ناظرین کو آیندہ اسکا حال معلوم ہوگا یہ امر سمندر نے اس خیال سے کہا کہ شاید کوئی ان [illegible] بر خلاف ہو یہ
چونکہ اُنکا حال [illegible] چلے ہین [illegible] محل مین آئے اور [illegible] جائے گو میری پہچان ہو سوائے [illegible] کوئی اسکی شناخت
نہین کرسکتا ہے مگر کیا ضرور ہے کہ یہان کرون کہ محل مین ہے اگر یہ کہونگا تو وہ یہ ضرور دریافت کرینگے کہ کس مقام پر ہے سب
حال کہنا پڑیگا اس سے وہ بات کہی کہ یہ کوئی مقام دریافت کا باقی نہ رہے بدین خیال سمندر نے یہ فقرہ کیا اسی اثنا مین
اور مشورے مین کوئی ایک پہر رات آئی کہ سمندر نے حکم دیا کہ اب تم سب جاؤ مین بھی محل مین جاتا ہون یہ کہکر سمندر
اُٹھکر محل مین چلا گیا خواجہ بھی اسکے ہمراہ محل مین گئے سمندر نے جاکر خاصہ زہر مار کیا اُسکے ساتھ مہجبینان دمر
تمکین کے عیش مین مصروف ہوا جام شراب گردش مین آیا رقص و سرود ہونے لگا وہ ساتھ اپنی معشوقون کے بوس و کنار مین مصروف
ہوا خواجہ نے یہ خیال کیا تھا کہ شاید کچھ قابو مل جائے کہ مین سمندر کو اسیر کرون یا اس سے کچھ اسکا حال معلوم ہو مگر
موقع نہ پایا بلکہ یہ خیال ہوا کہ تم تو یہان اس فکر مین رہو صبح ہو جائیگی وہ لوگ تو غافل ہین انکو تو اسکی خبر نہین ہے وہ برا
مقابلہ آئین یہان یہ بلا پہونچے وہان سب کا خاتمہ ہو جائے تم یہان تدبیر کرتے رہا ہو شاید اُن لوگون کو خبر ہو آفاق
وغیرہ کچھ تدبیر کرین جبتک تم جاکر خبر کروگے کیونکر خبر ہوگی شاید کوئی تدارک ہو یہان تم جو رہوگے تو وہان کا تدارک سمجھا گا
اور یہان بھی تمھارا کام نہ ہوا وہان انکا کام تمام ہو گیا تو وہ قتل ہوئے دبدھا مین دونون گئے نہ مایہ ملی نہ رام تم یہان
تدبیر کرتے رہے وہ لوگ غافل رہے کفار کا مطلب ہو گیا یہ خیال اپنے دل مین کرکے سمندر کو مصروف عیش چھوڑ کر
وہان سے باہر آئے اور شہر کو طے کرکے طرف لشکر کے روانہ ہوئے انکو راہ مین رکھا جاتا ہے اور حال لشکر کفار کا تحریر ہوتا ہے
کہ یہان طبل جنگ نہ بجیگا ہے دربار آراستہ ہے سامان جنگ ہر طرف ہو رہا ہے کہ دن تمام ہوا کفار کا دربار اس سبب سے
آراستہ ہے کہ وہ تو عرضی سمندر شاہ کو تحریر کی ہے اُسکا کچھ جواب آلے تو ہم دربار برخاست کرین ابھی فکر مین رات ہوگئی کوئی
دو گھڑی رات آئی ہوگی کہ وہ طائر جواب عرضی لیکر آیا گرداب شاہ کو جواب عرضی دیا خود جدھر سے آیا تھا اُدھر کو روانہ ہو گیا
بس گرداب شاہ نے دبیر سے وہ جواب پڑھوایا اُسنے بصدائے بلند پڑھا یہان لشکر مین چند عیار مثل ضرغام وغیرہ کے
موجود تھے انھون نے سنا کہ سمندر نے تحریر کیا ہے کہ تم لوگ صف آرا ہو مین کل ایک چیز ایسی روانہ کرونگا کہ جس سے سب
کل اہل اسلام کا خاتمہ ہوگا تم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا ضرغام یہ سنکے دربار سے باہر آیا اور طرف اپنے لشکر کے چلا یہان گرداب
نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے ملکہ زعفران قشم پوش نے و ملکہ ماہ تن نے اپنے خیمہ
مین آکر اپنا سحر تازہ کیا اُسکے بعد جاکر آرام کیا اگر لشکر مین ہر طرف سحر باری ہو رہی ہے ساحر اپنے سحر جگا رہے ہین گوگل و
کندر کی بو آرہی ہے بچہ خوک [illegible] ٹانکے ہوئے پڑے ہین سرسون رائی جل رہی ہے ہر خیمہ سے دھوان بلند ہے ساحران
کفار سحر کو جگا رہے ہین یہان تو یہ بندوبست ہے اُدھر لشکر اسلام مین جو کہ ساحر ہین وہ اپنا سحر جگا رہے ہین جو کہ غیر
ساحر ہین وہ اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کر رہے ہین اس خیال سے کہ صبح کو پھر سامنا کفار سے ہے دربار ابھی بادشاہ
اسلام کا آراستہ ہے مگر سہراب [illegible] و اجازت لیکر اپنے خیمہ مین گیا تھا چونکہ اسکی طبیعت کچھ کسل مند تھی جاکر سو رہا

راوی نے بیان کیا ہے کہ میں قبل میں سامعین کی خدمت میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ سمندر شاہ کی دختر نایاب اختر پر سہراب
فریفتہ ہے کہ جسکا نام ملکہ نسیم جادو ہے گو یہ ملکہ سحر نہیں جانتی ہے مگر اسکا باپ سمندر شاہ جو کہ حاکم سمندریہ ہے بہت بڑا ساحر
ہے اس سبب سے اسکا نام ملکہ نسیم جادو رکھا گیا ہے لیکن یہ اسکے عشق کے جرم میں سمندریہ سے نکالا گیا گو یہ مرد جری
صف شکن تیغ زن ساحری میں بھی شہرہ آفاق افسونگری میں طاق ہے اور سرکار سمندر شاہ میں اسکا یہ مرتبہ تھا
کہ سپہ سالار تھا ہم پلہ تھا آفتاب جادو کا جسکو خواجہ نے دریا کے اس پار آ کر ناگن کی عیاری کر کے جلد اول میں قتل
کیا ہے ایک وہ سپہ سالار تھا ایک یہ جب اسکا عشق سمندر پر ظاہر ہوا تو سمندر نے اسی دھوکے سے پاس ماہیان طوفان
عشق سے روانہ کیا تھا اسنے اپنی چھوٹی بہن کے پاس یعنی سحران کے سپرد کیا تھا اور قید کا حکم دیا تھا وہ اس پر خود فریفتہ
ہوئی تھی کیونکہ یہ مرد قوی تن اور خوبصورت ہے حسن بھی خوب رکھتا ہے ملکہ نسیم جادو بھی اس پر فریفتہ ہے اکثر صحبت
زار و نزار ہوئی ہے اسکو بھی اسکے یہاں سے جانے کا صدمہ ہے مگر عورت ذات ہے اور ناتجربہ کار ہے بدین سبب اسنے اپنے راز کو
افشا نہ کیا دوسرے والدین کے خوف سے مگر دن رات فراق سہراب میں جلا کرتی ہے عجب اسکی حالت ہے خیر یہ قصہ تو پھر
تحریر ہوگا سہراب کا حال گو جلد اول میں تحریر ہو چکا ہے مگر اس جا بطور یاد دہی مختصر طور سے تحریر ہوتا ہے کہ جب سحران
اس پر فریفتہ ہوئی اپنا عشق ظاہر کیا اس حیلہ میں اسکو قید نہ کیا بلکہ رہا رکھا یہ ہر روز اسکو حیلہ و حوالہ میں رکھتا تھا
اسی زمانہ میں صاحبقران مع لشکر دشت بہار افزا میں پہونچے تھے جشن کیا تھا صاحبقران کی صنوبر شاہ سے لیے
کنارے دریا کے عین صحبت دعوت میں دریا سے شیر پیدا ہوا تھا صاحبقران نے اسکو قتل کیا تھا کیونکہ وہ صنوبر شاہ کو
اٹھا کر لیے چلا یہ سہراب بہ حکم سحران خرس لیکر آیا تھا جب صاحبقران حباب جادو کے تعاقب میں گئے اسنے
صنوبر کو صحرا میں چھوڑ دیا تھا خود بھاگا یا صاحبقران نے تعاقب کیا تھا اور خرس یعنی سہراب صنوبر شاہ کو اٹھا کر
پر پرواز پیدا کر کے چلا تھا خواجہ نے جال مار کر اسکو نذر زنبیل کیا تھا صنوبر کو اسکے پنجہ سے چھڑایا تھا صاحبقران نے حباب کو
جو صورت شیر تھا قتل کیا تھا خلاصہ یہ کہ یہ مسلمان ہوا تھا صاحبقران نے اس سے اقرار کیا تھا کہ جب سمندریہ
فتح ہوگا سمندر شاہ قتل ہوگا تو میں تیری شادی کر دونگا بس یہ جب سے شریک صاحبقران ہوا ہے کئی مقام پر
اسنے لشکر اسلام کی کمک کی یہ سب حال جلد اول میں تحریر ہے یہاں کچھ بیان کی ضرورت نہیں ہے اسی امید پر یہ اب تک
زندہ اور ہمراہ صاحبقران کے لڑتا چلا آتا ہے اور ساحر زبردست بھی ہے مگر اسکو ملکہ نسیم جادو کے خیال سے کسی وقت مہلت
نہیں ہے بلکہ اسکے فراق میں اسکی عجب حالت ہے جو کہ قابل تحریر نہیں ہے خصوصا جب سے قریب سمندریہ لشکر فیروزی اثر
آکر فروکش ہوا ہے جب سے تو عجب اسکا حال ہے رات رات بھر سوتا نہیں ہے اشعار عاشقانہ ورد زبان ہیں کھانا پینا ترک
ہو گیا ہے یہ حالت ہے کہ تصویر بلکہ سامنے پھرا کرتی ہے نوبت بہ جنون ہے مگر صاحبقران کے لحاظ سے و نیز اس امید سے
زندہ ہے کہ خداوند کریم نے یہاں تک تو پہونچا دیا ہے بس اب کیا باقی ہے سمندریہ فتح ہوا میرا معشوق مجھکو ملا اس امید
نے اسکو زندہ رکھا ورنہ اب تک کب کا مر گیا ہوتا خلاصہ یہ کہ یہ دربار میں بیٹھا تھا کہ ملکہ کا خیال آیا بادشاہ سے
اجازت لیکر اپنے خیمہ میں آیا پلنگ پر جو لیٹا تو سو گیا خواب میں ملکہ کو دیکھا یہ کہ یہاں اپنے خیمہ میں سو رہا ہے اور
خواب دیکھ رہا ہے وہاں دربار آراستہ ہے کہ یہ حکم بادشاہ نے فرمایا کہ جن صاحب کا جی چاہے وہ تشریف لیجائیں
کوئی لحاظ کو کام نہ فرمائیں میں آج نصف شب تک دربار میں رہونگا چونکہ یہ جو حکم فرمایا بہت سے سردار اس
خیال سے اٹھکر چلے گئے کہ چل کر اپنے سامان جنگ کو درست کریں اب کون ہے دربار میں کہ آفاق شاہ ہے اسکی زوجہ
ہے گوکیہ ہم غزالان ہے مریخ آفتاب علم اور چند ساحر نامی شہنشاہ گوہر کلاہ سلیمان اعظم نور الزمان عین الزمان
قیصر صافت باطن و دیگر عزیز صاحبقران کوئی ہزار بارہ سو سردار ہیں عیار بھی مثل چالاک ثانی برق ثانی
قران ثانی وغیرہ کے ہیں ذکر صبح کی لڑائی کا ہو رہا ہے کہ ضرغام ثانی حاضر دربار ہوا اسنے مجرا کر کے عرض کیا

کہیں کفار کے دربار میں برائے تماشہ گیا تھا کہ دیکھوں کیا مشورہ ہو رہا ہے وہاں جو گیا دربار آراستہ تھا سامان جنگ ہو رہا
تھا کہ ایک عرضی جو سے چار روز قبل کر دوا سپ سے سمندر کو روانہ کی تھی اس میں حالت جنگ تحریر تھی اسکا جواب
سپہ سالار نے آیا ہے یہ لکھا تھا کہ تم کل صبح تک آرا ہونا ہم یہاں سے ایک جزیرہ روانہ کرینگے وہ کل اہل اسلام کو قتل کریگی اور
کل اہل اسلام کا خاتمہ ہوگا تم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا جب یہ جواب آیا تو کفار نے دربار برخاست کیا میں یہ خبر لیکر ادھر آیا نہ
معلوم وہ کیا چیز روانہ کریگا یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ خداے بزرگ است ناصر مظہر دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
کوئی اندیشہ نہیں ہے پھر آپ نے خواجہ کی کرسی کی طرف ملاحظہ فرمایا خواجہ کی کرسی خالی پائی فرمایا کہ ابو چالاک ثانی جب سے
خواجہ نہیں آئے نہ معلوم کہاں گئے ہیں پوچھا انکا حال تم کو معلوم ہے چالاک نے دست بستہ عرض کیا کہ میں تو یہاں حاضر ہوں ورنہ
تلاش کرتا جہاں صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی مقام خوف تو نہیں وہ کسی نہ کسی ضرورت سے گئے ہونگے یہاں تو یہ ذکر ہو رہا
ہے کہ ادھر سہراب نے اپنی معشوقہ کو خواب میں دیکھا ایسا بیقرار ہوا کہ خواب سے آنکھ کھل گئی دل نہایت درجہ بیقرار
ہو گیا [illegible] ہوا تھا اٹھ بیٹھا شعر [illegible] پڑھنے لگا [illegible] یہ بیقراری جو خادموں نے دیکھی عرض کیا
[illegible] آج کیا [illegible] اس وقت آپ کی طبیعت زیادہ ملول ہے سہراب نے کہا کہ کیا دریافت کرتے ہو جس پر
کوہ فراق ٹوٹا ہو اور ارمان جدائی کا پھٹا ہو وہ کیا اپنی حالت بیان کرے مجھے اس وقت اپنی معشوقہ کا خیال آیا دل پریشان
ہو گیا [illegible] صبح ہو جاؤں اور دوسرے صبح کو مقابلہ ہے ورنہ صحرا کو چلا جاتا دربار کے وقت پر آ جاتا کیا کروں
خادموں نے عرض کیا کہ [illegible] باہر [illegible] تو سردار دربار کی طرف سے یہ کلام کرتے ہوئے باہم آتے تھے کہ آج بادشاہ
اندر [illegible] تک دربار فرمائیں گے ہم تو اجازت [illegible] چلے آئے تا کہ سامان جنگ درست کریں اگر آپکا دل بہت پریشان ہے
تو [illegible] دربار آراستہ ہے تھوڑی دیر جا کر دربار میں بیٹھیے دل بہل جائیگا کیونکہ وہاں تو ادھر ادھر کے ذکر ہو رہے ہونگے جب
خادموں نے عرض کیا سہراب نے خیال کیا کہ چلو اگر موقع بن پڑے تو بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر ملکہ کے باغ میں
چلیں [illegible] آ رہتا جہاں قتال جہان سے ملاقات ہو جاتے یہ اپنے دل میں تصور کرکے دربار میں کپڑے پہنکر
نکل کر [illegible] دربار کے [illegible] دیکھا کہ دراصل سواریاں سرداروں کی کھڑی ہوئی ہیں جو بار بار پھر آتے جاتے ہیں [illegible]
[illegible] باتیں کرتا جاتا تھا کہ آج کیا سبب ہے کہ دربار ابھی تک آراستہ ہے باوجودیکہ صبح کو مقابلہ ہے آج بھی
مقابلہ تھا سب دن [illegible] ہیں اس پر ابھی تک نہ بادشاہ محل میں تشریف لے گئے ہیں نہ صاحبقران ایسی
ایسی باتیں کرتا ہوا دل [illegible] دربار میں آیا دیکھا کہ سب سردار بیٹھے ہیں بلکہ عزیز سردار ہیں اور عزیز صاحبقران ہیں یہ
بھی سلام کرکے اپنی [illegible] پر بیٹھ گیا صاحبقران نے جو چہرہ سہراب کا دیکھا تو بہت متغیر پایا ہر روز سے زیادہ اس کے
چہرہ پر تغیر تھا کہ صاحبقران نے سہراب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے سہراب جاؤ تم تو اجازت لیکر اپنے خیمہ
کو [illegible] کہ میری طبیعت آج کچھ کسل مند ہے میں معاف فرمایا جاؤں اور تمہارے چہرہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے پھر اسکا کیا
سبب ہے کہ تم پھر اس وقت دربار میں آ گئے اور تم کو کیونکر معلوم ہوا کہ دربار آراستہ ہے سہراب نے عرض کیا کہ حضور کو
تو میری طبیعت کا حال بخوبی معلوم ہے بار بار عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے بلکہ میں نے کئی مرتبہ بذریعہ عرضی کے آپکو
آگاہ بھی فرمایا تھا اس پر آپنے بھی دستخط فرمائے کہ اب زمانہ بہت کم رہا ہے وہی حال ہے جو کہ عرض کر چکا ہوں خصوصا
جب سے اس نواح میں لشکر آکر فروکش ہوا ہے حضور نے یہاں ورود اجلال فرمایا ہے جب سے تو کسی وقت طبیعت
بحال نہیں ہوتی ہے ہر وقت یہی خیال رہتا ہے یہی سبب ہے کہ میں دن بدن مضمحل ہوتا جاتا ہوں گو اس وقت اجازت
لیکر دربار سے گیا تھا یہ خیال تھا کہ شاید وہاں جا کر کچھ طبیعت بہل جائے مگر اور زیادہ پریشانی ہوئی معلوم ہوا
کہ ابھی تک حضور دربار میں جلوہ فرما ہیں اور بادشاہ بھی تشریف رکھتے ہیں میں نے خیال کیا کہ چلکر آپ ہی کی
خدمت میں حاضر ہوں وہاں سے یہاں کچھ کم طبیعت پریشان ہوگی کیونکہ ہر طرح کے ذکر ہونگے یہ خیال کرکے حاضر ہوا ہوں

یہ سبب نہ معلوم ہوا کہ آج حضور کیوں ابھی تک تشریف فرما ہیں خیریت تو ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیریت ہے مگر آج کچھ
بادشاہ سلامت کے مزاج میں برہمی ہے اُنکی طبیعت پریشان ہے اُنھوں نے فرمایا ہے کہ آج ہم دربار نصف شب تک فرمائینگے
بدین سبب دربار آراستہ ہے ہاں ایک نیا امر یہ ہے کہ ابھی ابھی ضرغام ایک خبر تازہ لشکر کفار سے لایا ہے کہ جسکے سننے سے
ایک گونہ تردد ہے سہراب نے عرض کیا کہ وہ کیا خبر تازہ ہے جو کہ باعث تردد مزاج عالی کے ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ
ضرغام ثانی لشکر کفار میں گیا تھا دربار میں موجود تھا گردا سب نے ایک عرضی سمندر کو آج کے حالات کی تحریر کی تھی
چنانچہ اسنے اُسکے جواب میں یہ تحریر کیا کہ تم کل صف آرا ہونا میں یہان سے ایک چیز بذریعہ ساحرونکے روانہ کرونگا کہ جو
کل اہل اسلام کا خاتمہ کر دیگی اُسکے روبرو نہ کسی ساحر کا سحر کارگر ہوگا نہ صاحبقران کا اسم اعظم ہم کو مقابلہ نہ کرنا پڑیگا
اب مجکو خدا پرستون کا خاتمہ منظور ہے یہ تحریر تھا کہ جسکو پڑھکر سب کفار خوش ہوگئے ضرغام وہان سے چلا آیا یہ سب بیان
آکر بیان کیا یہ کچھ نہ تحریر تھا کہ وہ کیا چیز ہے اور کس قسم کی ہے صرف اسقدر تحریر تھا جو کہ میں نے تم سے بیان کیا یہی ضرغام
نے بھی بیان کیا دوسرے یہ امر ہے کہ آج خواجہ غائب ہیں میدان جنگ سے واپس نہیں آئے نہ معلوم کدھر گئے ہیں جو نہیں
آئے ہیں باوجودیکہ یہ انکو معلوم ہے کہ کل پھر مقابلہ ہوگا اُس پر غائب ہیں یہ دو تردد ہیں خیر اسکی تو کچھ پروا نہیں ہے
کہ وہ کوئی چیز روانہ کریگا جو کہ باعث ہلاکت ہوا اگر اسی طور سے قضا آئی ہے تو کیا خوف ہے کیا ہم کر جا سکتے ہیں راضی ہیں
جو اسکی مرضی بموجب شعر اگر بخشی زہے رحمت وگر بخشی تو شکایت کیا ۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۔ ہم
موت سے نہیں خوف کرتے ہیں زندگی بھی اُسکے قبضہ میں ہے اور موت بھی اگر اُسکی مرضی ہے کہ ہم سب قتل ہوں تو
اگر تمام دنیا ایک ہو جائیگی تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے ہیں اگر اُسکی مرضی نہیں ہے اور اُسکی طرف سے نہیں آئی ہے تو ہمارا کوئی
کچھ نہیں کر سکتا ہے ابھی چندروز کا ذکر ہے کہ عشتاق نے کیا کیا نہ کیا اسم اعظم بھی بند کر لیا ابر سحر کو بھی کر دیا جو
کچھ شداید گذرے وہ سب ظاہر ہیں کہ بہ سبب شدت گرمی کے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے تھے پھر کیونکر اُس بلا
کو اُسنے دفع کیا اور ہم سب کو بچایا اُسکے بعد وہ تم سب کو گرفتار کرکے لیگیا تھا لا امکان بنا رکھا تھا کہ جہان سے رہائی
کی بالکل امید نہ تھی پھر کیونکر رہا ہوئے اُسکے نزدیک کوئی بات نہیں ہے مشکل کا دفع کرنا بلا سے بچانا دینا سمندر
کیا ہے اگر تمام عالم چاہے کہ ہم انکو قتل کرین اگر اُسکی مرضی نہیں ہے تو کوئی کچھ نہیں بنا سکتا ہے اگر اُسکی مرضی ہے تو ایک
مور ضعیف کافی ہے بس اس امر سے خوف کرنا کہ وہ کوئی چیز روانہ کریگا وہ ہماری ہلاکت کا باعث ہوگی بالکل خلاف
عقل ہے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ جو انسان چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا ہے جب تک اُسکی مرضی نہیں ہوتی ہے خیال کرلو کہ ہم کس
شد و مد سے چلے تھے کہ جاتے ہی سمندر بیہ کو فتح کرلین گے مگر ابھی تک ایک اُسکا ضلع بھی فتح ہوا اسقدر تقابل ہو چکے ہیں
انسان کچھ خیال کرتا ہے وہ سب کا مالک کچھ خیال کرتا ہے بموجب شعر من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ۔ کاریست کہ خدا کند
فلک را چہ مجال ۔ بموجب قول اہل عرب لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کوئی بھی ایک آیہ ہے بعض اشخاص کا اس پر بھروسہ ہے
پس جب یہ امر ہیں تو خوف کرنا بیجا ہے اگر اُسکو یہ منظور ہے کہ اتنے بندون کی جانین ہم ایک کافر کے ہاتھ سے تلف کرائین
تو کیا پروا ہے اُسنے جان دی ہے وہ ہی لیے لیتا ہے ہمارا کیا اجارہ ہے یہ امر ہے اور یہ جو تردد و فکر ہوتی ہے یہ بشریت
ہے چونکہ خدا نے ہم کو نفس دیا ہے جب کوئی مصیبت درپیش ہوتی ہے نفس اسوقت میں تنگی کرتا ہے اور اسکے سبب
سے ایک فکر پیدا ہوتی ہے دوسرا وسوسہ شیطانی ہے چونکہ شیطان ہم پر حاوی ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ ایسا کچھ کیا جائے کہ
جادہ اعتقاد سے منحرف ہوکر ضلالت کو اختیار کرین بس یہ انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کو اپنے قبضہ میں رکھے اور
وسوسہ شیطانی کو اُس پر غالب نہ ہونے دے صبر اختیار کرے اُسکا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے گو وہ بہت شیرین
ہے مگر پہلے بہت تلخ و ناگوار معلوم ہوتا ہے جب انسان اس پر بھروسا کرتا ہے اور اُسکا انجام بہتر آتا ہے تو کیا خوش ہوتا ہے
کہ شاعر نے کہا ہے مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ۔ بس صبر بہت عمدہ چیز ہے اس سے خدا بھی خوش ہوتا ہے ۔

ہمیشہ صابروں کی مدد کرتا ہے انبیا و اوصیا جو اسکے مقبول بندے ہیں بس انھوں نے صبر اختیار کیا وسوسہ شیطانی کو اپنے قریب
نہ آنے دیا ہر بلا و رنج میں صابر رہے ہر بلا و صدمہ کو گوارا کیا مرتبہ اعلیٰ ملا کیسی کیسی بلاؤں میں مبتلا ہوئے مگر عنان صبر کو ہاتھ
سے نہ دیا ہر بلا میں ساتھ استقلال کے بسر کی پھر جو مرتبہ ملا وہ ظاہر ہے خدا کے پیارے بندے مشہور ہو گئے مرتبہ اعلیٰ پایا بس
نتیجہ اس تقریر کا یہ ہے کہ انسان کو لازم ہے کہ صبر کرے اور کسی بلا کو بلا نہ خیال کرے پاے استقلال کو اپنے قائم رکھے غیر مستقل
نہ ہو میرا مآل کار یہ ہے کہ اے سہراب صبر کرو اگر زندگی ہے تو تمھارا ابھی کام ہوا جاتا ہے اب بہت کم زمانہ باقی ہے اگر خدا کو منظور ہے
تو کل کی بھی تم سر ہو گی سہراب نے عرض کیا کہ خداوند میں کب عذر کرتا ہوں بس میری سبب زندگی ذات والا ہے ورنہ
اب تک میں کب کا مر گیا ہوتا نہ معلوم میرے اوپر کیا گذرا ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ سب کی زندگی
و موت اسکے قبضہ میں ہے پھر تم یہ کیسے ہو کہ میرا سبب زندگی آپ ہیں میں کیا ہوں جو کہ اسکے خاص بندے تھے انکو تو اسکا
اختیار تھا نہیں میں ناچیز حقیر اسکا عبد ذلیل وہ رب جلیل میں کیا باعث زندگی ہونگا اسکی طرف سے تمھاری حیات
تھی اسنے ایک سلسلہ نکالدیا ورنہ کیا میری مجال تھی یہ جو صاحبقران نے فرمایا سہراب خاموش ہو رہا گو یہ قصد کر کے
آیا تھا کہ اجازت لیکر ملک سبز باغ میں جاؤنگا شاید مالمہ سے ملاقات ہو جائے مگر صاحبقران کی اس تقریر سے کچھ تسکین
دل ہوئی یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی صاحبقران کھڑا رہنا پند و نصائح فرما رہے تھے سب بیٹھے ہوئے خاموش سن رہے تھے
عجب اسوقت دربار کا عالم تھا ہر ایک اپنے حال میں نہ تھا سب ہمہ تن گوش بیٹھے ہوئے صاحبقران کی تقریر سن
رہے تھے کسی کو حرکت تک نہ تھی صاحبقران کس خوش بیانی سے فرما رہے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلبل ہزار داستان
چہک رہا ہے عالم محویت میں سب کے تماشا خدا کی راوی شیرین مقال مجموع سخن راوی نے بیان کیا ہے کہ یہاں تو یہ صحبت تھی ادھر
خواجہ جو سمندر پہ سے چلے تھے پاسے شاطری مارتے ہوئے راہ طے کرتے ہوئے بصد تیز گامی چلے آتے تھے یہاں تک کہ
داخل لشکر ہوئے دیکھا کہ ہر طرف سامان جنگ ہو رہا ہے سب اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کر رہے ہیں ساحر سحر
نگاری میں اہل لشکر میں چہل پہل ہے چونکہ رات کو کوئی سوا پہر کے قریب آگئی تھی خواجہ کو گمان تھا کہ دربار برخاست
ہو گیا ہو گا صاحبقران و بادشاہ آرام فرماتے ہونگے یہاں آکر یہ کرشمہ دیکھا کہ سامان جنگ ہو رہا ہے اپنی اصلی صورت پر
کوتوالی چبوترے میں آئے کوتوال کھڑا ہو گیا کرسی پر آپ بیٹھے فرمایا کہ کیا طبل جنگ بجا ہے جو سامان جنگ ہو رہا ہے
اسنے عرض کیا کہ جی ہاں طبل جنگ بجا ہے کل کچھ مقابلہ ہوگا یہ سنکے آپ اٹھے اپنے خیمہ کی طرف چلے راہ میں دیکھا
کہ دیکھا کچھ لوگ دربار کی طرف سے چلے آتے ہیں انھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ صبح کو بادشاہ و صاحبقران سے
کہونگا اسوقت آرام کرتے ہیں جب انھوں نے دربار کی طرف سے لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو خیال کیا کہ کیا
سبب ہے کہ دربار کی طرف سے لوگ چلے آتے ہیں یہ آگے بڑھے دیکھا کہ سواریاں سرداروں کی در دولت پر موجود ہیں
انھوں نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے ابھی دربار برخاست نہیں ہوا یہ طرف دربار کے چلے کہ ایک چوبدار کسی سردار کا
آتا تھا خواجہ نے اسکو آواز دی کہ کون ہے اسنے خواجہ کی صدا پہچان کر اپنا نام بتایا خواجہ نے کہا کہ کہاں جاتے ہو
عرض کیا کہ اپنے مالک کے خیمہ کو جاتا ہوں خواجہ نے کہا کہ تمھارے مالک کہاں ہیں اسنے عرض کیا کہ دربار میں تشریف
فرما ہیں خواجہ نے کہا کہ کیا دربار ابھی تک آراستہ ہے جو تمھارے مالک دربار میں ہیں اسنے عرض کیا کہ جی ہاں یہ
سننا تھا کہ خواجہ پاؤں اٹھا کر طرف دربار کے آئے در کہ سالار دنگل پر پہنچا تھا اسکے روبرو ایک روشن تھا خواجہ نے
ایک قسم کی روشنی ایجاد کی ہے کہ ادھر شام ہوئی وہ خود بخود روشن ہو گئی وہ روشنی ہر مقام پر لگائی ہے اسکا جھاڑ بنایا ہے
میں وہ مثل شب ماہ کے ضو دیتا ہے جیسے نور ماہتاب ایسی صاف ہے کہ اگر سوئی گرے تو اٹھا لو اس روشنی میں وہی روشنی
تمام لشکر میں پھیلادی ہے ایک جھاڑ کی روشنی بہت دور تک کافی ہوتی ہے نہ کہ متعدد ہیں یہی روشنی بارگاہ و ہر سردار
کے خیمہ میں ہوتی ہے شمعیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں مگر یہ روشنی ضرور ہوتی ہے اس سے اور رونق و زینت ہوتی ہے جیسے

آج کل ہماری سرکار دولت مدار گورنمنٹ نے تار بجلی کی روشنی ایجاد کی ہے اسی طور سے خواجہ نے روشنی ایجاد کی تھی دو سہرے
اُسکی صفت یہ تھی کہ دور کا آدمی بخوبی معلوم ہوتا تھا اور پہچانا جا سکتا تھا بس اُسی قسم کا جھاڑ درگہ سالار کے روبرو روشن
تھا جلیسہ اُسنے خواجہ کو دیکھا اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہ بیٹھے جاؤ میں اندر جاتا ہوں یہ سُنکے اُسنے سلام
کیا خواجہ اسکو جواب سلام دیتے ہوئے پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے آئے سب جلوہ ظاہر کرکے آپ خاص بارگاہ میں پہونچے
صاحبقران وہی تقریر بیان کر رہے تھے کہ خواجہ جا کر پہونچے سب ایسے محو تھے کہ خواجہ کو کسی نے نہ دیکھا کہ خواجہ قریب
تخت شاہی پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کی تقریر سُنکے کہا کہ دراصل صاحبقران آپ بہت خوش تقریر ہیں
اسوقت جو میں دیکھتا ہوں تو سب آپ ہی کی طرف متوجہ ہیں کسی کو اپنے تن بدن کی خبر نہیں ہے میں یہاں تک آیا بھی اور
کسی نے مجھکو نہ دیکھا یہ جو خواجہ نے کہا اب صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے سلام کیا اور سب سرداران
سے صاحب سلامت ہوئی بس خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے راوی بیان کرتا ہے کہ جب سے صاحبقران نے سہراب نے
یہ فرمایا ہے کہ سمندر نے تحریر کیا ہے کہ کل میں ایک ایسی چیز روانہ کرونگا کہ جو سب اہل اسلام کا خاتمہ کر دیگی ہم کو مقابلہ کی زحمت
نہ ہوگی اسوقت سے سہراب خیال کر رہا ہے کہ سمندر کیا ایسی چیز روانہ کریگا کیا اُسکے پاس ہے جو کچھ ہے وہ سب مجھکو معلوم
ہے میرے خیال میں تو کوئی ایسی چیز نہیں آتی ہے ہاں شاید کوئی اُسنے اس عرصہ میں سحر طیار کیا ہو تو کیا عجب ہے اسپر
اسکو بھروسا ہو وہ روانہ کرے سہراب اس صندوقچہ کو بھول گیا ہے بالکل یاد نہیں ہے ایسے ایسے خیالات اپنے
دل میں کر رہا ہے اور خاموش بیٹھا ہوا صاحبقران کی تقریر سن رہا تھا کہ خواجہ آئے صاحبقران نے تقریر ختم فرمائی
خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ کو جو دیکھا تو مکدر و مغموم و رنجور پایا جیسے کسی کو بڑا صدمہ ہوتا ہے کچھ عجب حال ہے یہ حال
ملاحظہ فرما کر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ کیوں خواجہ خیریت تو ہے مزاج کیسا ہے تم کہاں میدان جنگ سے
چلے گئے تھے اسوقت تک کہاں رہے میں نے کئی مرتبہ یاد بھی کیا مگر تمھارا نشان نہ ملا تمھارے چہرے سے رنج و ملال
ظاہر ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے خواجہ نے جواب دیا کہ کہاں گیا تھا تنہا آوارہ و سرگردان تھا چار پیسوں کی تلاش میں گیا
تھا کہ شاید کچھ مل جائے وہاں سے ایک صدمہ لیکر آئے کیا میں اپنے ملال کا حال بیان کروں خیر میرا تو قصہ طولانی ہے
جب آپ سب صاحب سماعت کرینگے آپ کو بھی صدمہ ہوگا بلکہ مصیبت عظیم ہر ایک کو اپنی جان کی پڑیگی پہلے آپ
فرمائیں کہ یہ کیا سبب ہے کہ خلاف معمول دربار آراستہ ہے دوسرے اس قسم کی آپ تقریر فرما رہے ہیں کہ جس سے بوے
یاس آتی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسکے کئی سبب تھے اول تو یہ کہ بادشاہ نے فرمایا کہ آج ہم دربار نصف شب تک
کرینگے دربار کے آراستہ رہنے کا تو یہ سبب تھا اس تقریر کے یہ سبب ہیں کہ اول تو عمرو عیار نے ایک خبر تازہ سنائی کہ
جس کے سبب سے اہل دربار کو ایک قسم کا انتشار ہوا جو خبر عمرو عیار نے بیان کی تھی صاحبقران نے خواجہ سے
فرمائی دوسرے کچھ سہراب نے شکایت کی ہے میں نے اُسکے جواب میں تقریر بیان کی تیسرے تمھاری طرف سے دل
پریشان تھا کہ نہ معلوم تم کہاں چلے گئے ہو بدون اطلاع زمانہ بھی دشمن ہو رہا ہے زیادہ تر دربار کے آراستہ رہنے کا
سبب یہی تھا کہ تمھارا حال نہیں معلوم تھا یہ خیال ہوا کہ شاید تم کوئی خبر لاؤ بس خواجہ نے یہ تقریر صاحبقران
کی سنی ایک آہ کی اور عرض کیا کہ اے میرے مالک واقعی میں بھی ایک خبر وحشت اثر لیکر حاضر ہوا ہوں جب
سے وہ خبر سنی ہے جو میرے قلب کا حال ہے میں کیا عرض کروں بس میرا ہی دل خوب فرشتہ اُٹھا رہا ہے حضور
وہ خبر سماعت فرمائیں سب لوگ میری طرف متوجہ ہوں بس سب اہل دربار مع بادشاہ کے خواجہ کی طرف
متوجہ ہوئے خواجہ نے عرض کیا کہ جب آفاق نے چندر رتن کو قتل کیا اور اس کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی جب وہ علامت برطرف ہو چکی تو ایک بگولہ پیدا ہوا وہ لاش کو لیکر چلا میں بھی اس کے
عقب میں چلا یہاں تک کہ وہ بگولہ شہر سمندر میں پہونچا داخل دربار سمندر شاہ ہوا میں بھی دربار

میں کیا دریا پار راستہ تھا وہ لاش جا کر گری طائر پیدا ہوا اُس نے کل حال بیان کیا سمندر نے بہت افسوس
کیا اور بڑا صدمہ ہوا اسکو پس اُس نے انجمن مشاورت برپا کی اُس میں سب حاضر ہوئے میں بھی موجود
تھا خواجہ نے سمندر کی سب تقریر وہ اہل جلسہ کا اعتراض اُسکا جواب حال صندوقچہ سب بیان کیا
جو کچھ تقریر ہوئی تھی غرضی کل آنا اُس کا جواب خواجہ نے کہا کہ وہی صندوقچہ کل صبح کو آئیگا یہ جو حضرت عالم
نے کہا ہے کہ سمندر نے تحریر کیا ہے کہ میں ایک چیز روانہ کرونگا وہی صندوقچہ ہے اسکی یہ صفت ہے کہ وہ بند
رہتا ہے جب اسکو کھولا اس میں ایک پڑی لگی ہے اُس پڑی کے نیچے تلوار ہے صرف اُسکا قبضہ باہر ہے
اگر دہنی طرف اُس پڑی کو ہٹایا تو برق کوندی تڑاقا ہوا تلوار آسمان پر گئی برق بنکر چلی پس جس کے اوپر
اُس صاحب صندوقچہ نے کہا گری اُسکے دو ٹکڑے کر ڈالے اسنے بائیں طرف پڑی ہٹادی وہ پھر اپنے مقام پر
آئی اگر اسی طور سے ہزار مرتبہ لاکھ مرتبہ کریگا وہ کام دیگی جانگزا اس سے مفر کی کوئی صورت نہیں
ہے نہ اسکا کوئی توڑ ہے نہ اُس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اسم اعظم سے وہ ردی کی جا سکتی ہے ساحر بچ سکتا ہے نہ غیر ساحر
اگر قلعہ آہنی میں بھی ہوگا اور صاحب صندوقچہ اُس کی طرف اشارہ کر دیگا وہ ضرور اپنا کام کریگی یہ صندوقچہ
طیار کیا ہوا سامری کا ہے ایسا سحر طیار کیا تھا کہ اپنے واسطے [illegible] قائم رہا اسکا نام تیغ سامری ہے اس سے
خود سامری عاجز تھا بنا کر پشیمان ہوا یہ الوان تاجدار کے پاس تھی اُسنے سمندر کو دی سمندر نے مجھسے احتیاط
سے رکھی تہ طاق میں رہی صبح کو طلب کر کے روانہ کرونگا دوسری صفت یہ ہے کہ ساحر و غیر ساحر برابر ہیں
اُس سے کام لے سکتا ہے کوئی ساحر پر منحصر نہیں ہے یہ حال سنکے ہمراہ سمندر کے محل میں گیا کہ اگر موقع
ملے تو سمندر کو گرفتار کروں مگر موقع نہ ملا میں نے خیال کیا کہ جا کر اسکی خبر کروں تاکہ کوئی تدبیر کی
جائے یہ حال جو خواجہ نے بیان کیا پس سب اہل دربار کا رنگ رو متغیر ہو گیا ہر ایک کے چہرہ پر مردنی
چھا گئی ہر ایک کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی امید زندگی منقطع ہو گئی تصویر موت سامنے پھرنے لگی
سب کو یہ معلوم ہوا کہ کسی نے روح قبض کر لی چہرہ مرجھا گیا اور آفاق و عزالدین کا تو عجب
حال ہوا کہ اُنکے دم میں دم نہ تھا کیونکہ یہ لوگ اُس حال سے واقف تھے اپنا سہرا سب کو خیال آیا کہ یہ اُسی
کے ڈر سے یہ ہے اور وہی تحریر کیا ہے کہ کل میں وہ چیز روانہ کرونگا کہ جو سب کا خاتمہ کر دیگی اُس نے
سچ تحریر کیا ہے کوئی بات جھوٹ نہیں ہے واقعی اس پر نہ سحر اثر کریگا نہ اسم اعظم کام دیگا ساحر و غیر ساحر
سب برابر ہیں سب کا ایک مرتبہ ہے [illegible] لا علاج ہے پس اسی خیال سے یہ حال ہوا
کہ اب کل ضرور خاتمہ ہے زندگی تمام ہوئی غرض جب خواجہ بیان کر چکے اور اہل دربار کا یہ حال ہوا
خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ اسوقت یہ لشکر یہاں
سے کوچ فرمائیے جب اسکی کوئی تدبیر ہوگی تو پھر اس سے مقابلہ تشریف لائیے کیا ضرور
ہے کہ اپنی بلا میں دیدہ و دانستہ اپنے کو مبتلا کریں کہ جس سے کوئی صورت مفر کی نہ ہو سوا اسکے
موت کے چارہ نہ ہو کیا ضرور ہے کہ اسقدر بندگان خدا کا خون ہو انسان کو خدا نے عقل اسی لئے
دی ہے کہ وہ اپنے نفع و ضرر کا خیال رکھے جس امر میں ضرر ہو اس سے اپنے کو بچائے اور یہ نہ کرے
کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالے خواجہ نے جو یہ کہا ابھی صاحبقران نے جواب نہ دیا تھا کہ
سہراب نے اپنے مقام سے اٹھکر اور ہاتھ جوڑ کر یوں عرض کیا کہ یا صاحبقران خداوند دو جہاں
آپکی عمر دراز فرمائے میں اُس صندوقچہ کے حال سے بخوبی واقف ہوں جو کہ خواجہ فرماتے ہیں
ایسا ہی ہے اُس سے کوئی نہیں بچ سکتا ہے اسقدر ساحر جو اسوقت ہمراہ حضور کے ہیں ان میں

ہر ایک اپنے وقت کا سامری و جمشید ہے خصوصاً دو تین صاحب تو اپنا مثل نہیں رکھتے ہیں یعنی صاحبقران آفتاب علم
ولی عہد طلسم فیروز بہیا آفاق شاہ اور انکی زوجہ ملکہ کوکبیہ کہ یہ سب صاحب اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں
انکے روبرو سمندر کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ سب صاحب اُس سمندر کی وجہ سے نہیں بچ سکتے ہیں نہ اُس پر سحر کر سکتے ہیں
سامری نے ایک ایسی چیز بنا دیا ہے کہ اس سے سب عاجز ہیں اسکے سامنے سب عقل بکتب ہیں میں کیا عرض کرون
جو خواجہ فرماتے ہیں سوائے اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر نجات کی نہیں ہے صاحبقران نے سہراب
کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے سہراب میں ابھی اسی قسم کی تقریر کر رہا تھا افسوس ہے تم نے اس قدر فراموش کی
یہ فرمایا کہ میں آپ سب صاحبون سے کہتا ہون کہ جن جن صاحب کو اپنی جان اس سمندر کی وجہ اجل سے بچانا ہو
وہ صاحب اسوقت تشریف لے جائیں میں مانع نہیں ہون کیون میرے ساتھ کوئی اپنی جان تلف
کرے ایسی حالت میں جب کہ بالکل امید زندگی نہ رہے سوائے موت کے اور میں تو یہان سے ہرگز ہرگز
ایک قدم نہ ہٹونگا مجھکو کوئی خوف نہیں ہے اگر یون ہی آئی ہے تو کیا پروا ہے شعر سر سے گذرے تیغ شمشیر جب آ پہنچے
آید بر سر من بانصیب ہو موت سے ڈرنا کیا اگر یہان یہ امید ہو کہ اگر ہم اسوقت یہان سے ٹل جائینگے تو پھر کبھی نہ
مرینگے تو ایسا بھی کیا جائے جب کہ یہ ظاہر ہے کہ اس زیست کا انجام یہ ہے کہ ضرور ایک نہ ایک دن ذائقہ
موت چکھنا ہوگا تو پھر کیون وہ کام کیا جائے جو کہ باعث بدنامی ہو اور میرے بزرگون سے نہ کیا ہو میں
تو اُسکی ذات پر تکیہ و سہارا رکھتا ہون وہ مالک ہے اور سب کا خالق ہے زندگی و حیات اسکے اختیار کی
میں ہے تو پھر سمندر کیا چیز ہے اور تیغ ساحری کیا بلا ہے یہ سب اُنکے لیے ہے جو کہ موت سے ڈرتے ہیں زندگی
کو اچھا جانتے ہیں اور اُس کے نزدیک زندگی و موت یکسان ہے جو کہ خدا پر نظر رکھتا ہے اُس کو اپنا
خالق جانتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ جو اُسکی مشیت میں ہوگا وہ پیش آئیگا دنیا سرا ہے جب تک اس میں
حکم رہنے کا ہے رہتے ہیں طلب کے ساتھ ہی کوچ کرینگے پھر کیا ضرور ہے کہ ہم اس مقام پر سے گریز
کرین جو کہ جائے خوف ہو اگر اسی طور سے بدی ہے تو کیا چارا کوئی اجارہ نہیں ہے اگر قلعہ آہنی میں
بھی پناہ گزین ہو سکے تو نہ سفر ملیگا ضرور موت آ کر گریبان گیر ہوگی خیال کرنے کا مقام ہے کہ سب کو
عشقاق کے ہاتھ سے کب زندگی کی امید تھی کیونکر بچے بلکہ خواجہ نے اسکے قتل کی تدبیر کی وہ
کیونکر بچا جب تک اُسکی نہ آئی تھی جب آ گئی تو اُسنے لامکان بھی بنایا اپنے کو کسی پر ظاہر بھی نہ
کیا مگر قضا نے نہ چھوڑا کیونکر جا کر خواجہ عمرو نے قتل کیا اب کوئی اُسکی سحر و ساحری کام نہ آئی
آج صبح کا ذکر ہے کہ چندر رتن نے نکل کر مقابلہ کیا جب تک اُسکی قضا نہ تھی دو دن سے اُسکے مقابلہ
کو نکلے اُسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے جب قضا آئی آفاق نے نکل کر قتل کیا کچھ نہ کر سکی بس ایسی
حالت میں جبکہ جو امر ہمارے اختیار میں بالکل نہیں ہے اُس سے خوف کرنا بالکل بیجا ہے اور ہم تو سر کو ہتھیلی
پر لیے پھرتے ہیں یہ صرف اُسکی بندہ پروری ہے جو اب تک زندہ ہیں ورنہ کب کے مر چکے ہوتے ہم نے مقابلہ
اور اُسکی راہ میں جہاد پر جو کمر باندھی تو موت کو پہلے خیال کر لیا اگر یہ نہ خیال کرلیتے تو آج تک اسقدر کافر نہ
قتل کرتے نہ اتنا بڑا مرتبہ پاتے بس ایسی حالت میں میں تو کبھی اس مقام پر سے کنارہ کشی نہ کرونگا اگر مر گیا
تو مرتبہ شہادت پایا جو کہ آجتک کسی کو نہ ملا سوائے انکے جو کہ صاحب نصیب ہیں اگر زندہ رہا تو اتنا بڑا نام ہوا اور
کیا تعریف ہوئی نیکنامی کو ترک کر کے بدنامی اختیار کرون یہ تو کبھی نہ ہوگا میں کسی کو منع بھی نہیں کرتا
ہون نہ جبر کرتا ہون کہ میرا ساتھ دو یا لشکر سے نہ جاؤ اپنی جان نہ بچاؤ بلکہ میری خوشی ہے کہ جس جس کو اپنی جان
عزیز ہو وہ چلا جائے کیون میرے ساتھ اپنے کو ہلاک کرتا ہے میں واسطے میرے ساتھ کوئی رہتا ہے تو یہ بات تو تعیناتی اور

حیات کو موت جانتا ہون اور ہر وقت اپنے کو مردہ تصور کرتا ہون جب رات کو سوتا ہون تو کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہون
بس کیون کوئی میرا ساتھ دے اپنی زندگی مین طفیل واسطے ہین تو مردہ ہون مرنے سے ڈرتا نہین ہون بلکہ اچھا
جانتا ہون اور سب کو حیات درکار ہو یہان حیات سے انکار ہو یہ جو صاحبقران نے فرمایا سب نے جواب دیا
کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہو اور ہمارے ہاتھون مین طاقت ہو زبان مین گویائی ہو تلوار مین خم ہو ہم آپ
کے قدم نہ چھوڑینگے جو آپ کا حال وہ ہمارا حال یہ کیون آپ بار بار فرماتے ہین اگر آئے بھی تو کیا خوف ہو بسم اللہ
آپ کل صف آرا ہون اگر ہمارے قدم میدان سے ہٹ جائین تو آپ ہم کو مرد نہ فرمائیے گا بلکہ نامرد تصور فرمائیگا
کیا سنتے کہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے آپ ایسا قدردان ہم کہان پائین گے جو ہماری قدر کریگا ہم تو آپ کے
ناز اٹھائے ہوئے ہین آپ کی صحبت پائے ہوئے ہین جو ناز کیا آپ نے گوارا فرمایا بھلا دوسرا یہ کون گوارا کرنے
لگا ہمارے فراق کی برداشت کرنے دیگا ایسا قدردان آقا و مالک مقدر سے ملتا ہو نہیں ہم ایسے کلام کے سننے
کی تاب نہین لا سکتے ہین ہم ایسے آقا کو چھوڑ کر کہان جا سکتے ہین جو ہر وقت ہمارا خیال رکھے اپنی اولاد سے
زیادہ ہم کو سمجھتا اسی سبب سے ہم اپنی حکومت کو ترک کیے ہوئے آپ کی غلامی اختیار کیے ہین اور اس حکومت
سے اس غلامی کو بہتر جانتے ہین سردارون نے تو یہ عرض کیا عزیزون نے یہ عرض کیا کہ اگر ہم کو آپ کا ساتھ
نہ منظور ہوتا تو ہم ہمراہ کیا صاحبقران ثانی کے خانہ کعبہ کو چلے جاتے اگر وہ نہ لے جاتے تو خود چلے جاتے
وہان جا کر عبادت خدا کرتے ہم تو آپ کے ساتھ ہین آپ کا دامن ہمارے ہاتھ مین ہے جب یہ تقریر سب
سنی صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمہارے یہ ارادے ہین تو خدا ضرور مدد کریگا یہ بلا بھی رد کریگا کوئی
مقام خوف نہین ہے اپنے دلون کو قوی رکھیے وہ سب کا حاکم ہے وہ عادل ہے ظلم اس کو پسند نہین ہے
ظالم سے وہ نفرت کرتا ہے عدل و انصاف اس کا طریقہ ہے وہ یہ کب گوارا کریگا کہ اس قدر بندے بیرحم
جو کہ میری راہ مین جہاد پر آمادہ ہین اور میری ذات پر بھروسا رکھتے ہین ہر بلا کو میری راہ مین راحت
جانتے ہین مرنے کو حیات خیال کرتے ہین ایک ساحر کے ہاتھ سے ان کو قتل کراؤن اور ان کی
امید بر نہ لاؤن وہ ضرور ہماری مدد کریگا اور حمایت کریگا کوئی نہ کوئی سبب ضرور پردۂ غیب سے
پیدا کریگا کہ جس کی وجہ سے یہ بلا رد ہو اور ہماری مدد ہو یہ فرما کر کہا کہ تم لوگ کچھ غم نہ کرو صبر کرو
وہ صابر سے بہت خوش ہوتا ہے دیکھو تم نے مشتاق کے مقدمہ مین صبر کیا اس نے کیسی مدد کی ہی
پوشیدہ مدد کی کیسا ذریعہ نکالا کہ اس بلا سے نجات ملی سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا سمندر کیا
چیز ہی اور ساحری کیا نطفہ حرام تھا کہ جو ایسی چیز بنا گیا اس خدا کے سامنے سب بیکار ہی جو سب کا
مالک و مختار ہی ہم تو اسی پر بھروسا رکھتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ بس اسی قول پر ثابت قدم رہو
دیکھو کیا ظہور ہوتا ہی جب یہ تقریر تمام ہوئی سہراب تو دست بستہ کھڑا تھا اس نے عرض کیا
کہ میری ایک آرزو ہی اگر اجازت ہو تو عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو مین نے
کب منع کیا ہی سہراب نے عرض کیا کہ مین نے کئی مرتبہ قصد کیا جب سے یہان آیا ہون
کہ آپ سے اجازت لے کر اپنی معشوقہ کے باغ مین جاؤن اس کے دیدار سے اپنے قلب
بیقرار کو قرار دون مگر بسبب شرم و حیا کے عرض نہ کر سکا مجبور ہو گیا مگر اس وقت میرا قلب
بہت بیقرار ہی مین نے لاکھ قصد کیا کہ نہ عرض کرون مگر اس نے نہ مانا آخر مجبور ہو کر عرض
کرنا پڑا مین اس قدر اجازت کا امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت ملے کہ مین چند ساعت کے
لیے اس کے باغ مین جاؤن اگر وہ ہو تو اس کا آخری دیدار دیکھ آؤن ایسا زمانہ ہوا ہی کہ

مین نے اس کو نہین دیکھا ہی مین بہت بیقرار ہون نہ معلوم کل کیا ہو گیا نہ ہو یہ حسرت تو نہ باقی رہے
کہ مرتے دم اُس کو نہ دیکھا اس طور سے سہراب نے عرض کیا کہ صاحبقران کے دل پر چوٹ لگی
بلکہ آنسو نکل آئے فرمایا کہ اے سہراب اپنے دل کو قابو مین رکھو اور مین نے کب منع کیا ہی کہ تم نہ
جاؤ تم جب اجازت طلب کرتے مین دیتا یہ تمھارا گمان غلط تھا کہ مین نہ دیتا تم شوق سے جاؤ تم اسکا
دیکھو وہ تم کو یہ کب ہو سکتا ہی کہ مین ایسے امر کی ممانعت کرون جو کہ سبب ہلاکت ہو مگر اس امر
کا خیال رہے کہ ملک غیر ہی دشمنون سے سامنا ہی جہان تک ممکن ہو اپنے کو بچائے رکھنا کسی پر یہ
ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ تمھاری بدنامی ہی آیندہ تم کو اختیار ہی اُس نے عرض کیا کہ حضور اس امر
سے خاطر جمع رکھین کہ کسی پر ظاہر نہ ہوگا میری بدنامی کے سوا اُسکی بھی تو ناموس ہی اور اُس کے
والدین جانی دشمن ہو جائینگے یہ مین کب گوارا کرونگا کہ میرے سبب سے میرے معشوق کی
بدنامی ہو صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ کس امر کا انتظار ہی بس یہ جو صاحبقران نے فرمایا
سہراب نے اپنا سر قدم صاحبقران کی طرف جھکایا عرض کیا کہ آپ نے غلام کو زندہ کر لیا بس
صاحبقران نے ہان ہان فرما کر اُسکا سر سینہ سے لگایا فرمایا کہ سہراب یہ کیا حرکت ہی مین نے کیا
ایسا امر کیا کہ تم اس قدر بیقرار ہوئے جاؤ اپنی معشوقہ کو دیکھ آؤ ابھی رات بہت باقی ہی یہ
سنکے سہراب خدمت مین بادشاہ کی آیا اُن سے اجازت طلب کی بادشاہ نے بھی اجازت
دی بس سہراب سب کو سلام کرکے بارگاہ سے باہر آیا سحر سے ایک طائر خوش رنگ
بنکر طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا اسکو تو ادھر روان رکھا جاتا ہی پہلے حال دربار کا تحریر ہوتا ہی
کہ جب سہراب جا چکا صاحبقران نے فرمایا کہ دراصل سہراب اسوقت بہت بیقرار تھا
اُس نے اس طور کی تقریر کی کہ میرے قلب سے برداشت نہ ہو سکی میرے آنسو نکل آئے واقعی
خدا کسی کو درد محبت مین مبتلا نہ کرے یہ عجب درد ہی لا دوا سوائے وصل معشوق کے دوسرا اسکا
علاج نہین ہی اور ایک زمانہ ہوا ہی کہ سہراب نے اپنی معشوقہ کو دیکھا بھی نہین ہی اسی کا قلب
تھا کہ اُس نے اتنے عرصہ تک صبر کیا دوسرا اس مقام پر ہوتا جب سے یہان آیا تھا پچاس مرتبہ
جاتا مین نے بھی خیال کیا کہ اب اجازت طلب کی ہی اور تمھارے لحاظ سے آج تک گیا نہین ہی
اگر سحر کے ذریعہ سے جاتا اور چلا آتا تو کیا معلوم ہوتا ضرور اجازت دونا کہ اسکے قلب ناصبور
کو کچھ تو صبر ہو اگر مین اجازت نہ دیتا ضرور سہراب آج رات کو مرجاتا آج بہت بیقرار تھا سب
نے عرض کیا کہ حضور نے بہت مناسب کیا جو اجازت دی خواجہ نے کہا کہ مین ایک بات
عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو خواجہ نے عرض کیا کہ سہراب اپنی جان بچا کر
نکل گیا کیونکہ اسکو تو امر بخوبی ظاہر ہی کہ کل اُس برق غضب سے کوئی زندہ نہ بچیگا مین اپنی
جان بچا کر کیون نہ چلا جاؤن شاید کبھی نہ کبھی وصل جانان نصیب ہو اس مرنے سے تو وہ امید
منقطع ہوتی ہی بس یہ خیال کرکے اُس نے نقرہ کیا اور چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ امر کبھی
نہین ہی اُسکو نقرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ مین نے عام اجازت دیدی ہی کہ جس کا
جی چاہے چلا جاوے پھر وہ یہ کہکر چلا جاتا کہ مین آپ کا ساتھ نہین دے سکتا ہون دراصل وہ اپنی
معشوقہ کے دیکھنے کو گیا ہی خواجہ نے عرض کیا کہ صبح کو معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا
کہ تمھارا بھی قول درست ہی کہ وہ نقرہ کرکے چلا گیا ہی تو پھر کیا کیا جائے ارے بھائی کوئی مرنا

نہیں گوارا کرتا ہی اُسکو اپنی جان عزیز ہی جو کہ اپنی جان عزیز رکھتا ہی اور موت سے ڈرتا ہی اُس پر کوئی زور
نہیں ہی وہ کوئی میرا غلام نہ تھا کہ میں اُس کو روک لیتا خواجہ اپنی اولاد پر تو قابو چلتا نہیں ہی
اگر وہ وقت بد میں ساتھ نہ دے تو کیا کیا جائے نہ کہ دوست و آشنا سے اُس کا خیال رکھنا
محض نادانی ہی میں سب کے سامنے کہتا ہوں کہ اس مقام پر میرے عزیز بہت ہیں جو میرے
ہم نبرد گوارا ہیں اگر یہ میرا ساتھ نہ دیں تو کوئی قابو نہیں ہی کہ ان میں میرا خون ملا ہی جو ان کو میری
محبت ہوگی وہ دوسروں کو نہ ہوگی یا تو مجھ کو ایسی ہوگی اور کو نہ ہوگی یا شہنشاہ جو اگر یہ میرا ساتھ
نہ دے تو جبر نہیں کر سکتا ہوں باوجودیکہ میرا فرزند ہی بس پھر اوروں سے امید رکھنا بیجا ہی جس کو اپنی
عقبی درست کرنا ہوگی وہ میرا ساتھ دیگا جو اسکا خیال نہ کریگا اپنی راہ لیگا میں کہاں تک
کسی کا دامن پکڑا کرونگا سب نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہیں بقول آپ کے کوئی کہانتک
ساتھ دیگا ہم نے جو فی الحقیقت نصیحت کا تھا وہ تمام کیا ایک جھونپڑی سی منزل ہی اپنی اپنی گور اپنی اپنی
منزل کوئی قبر میں کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہی سوا اعمال کے بس جو اعمال نیک کریگا وہاں خوش
بسر ہوگی بد کریگا اُسکی سزا پائیگا یہ تقریر جو سب نے کی اور صاحبقران نے اس طرح سے سمجھایا تو وہ
خاموش ہو رہے لیکن تھوڑے عرصہ کے دربار برخاست ہوا بادشاہ محل میں آئے ایک مرتبہ باوجودیکہ
اُس مرتبہ سے زیادہ تعویت تھا ناموس کو رستے دیا روانہ نہ کیا اس خیال سے کہ ابھی کوئی نہ کوئی
بیکار سخن رائیگان جائیگا بادشاہ اپنے ناموس میں صاحبقران اپنے ناموس میں سب سردار و
عزیز صاحبقران اپنے اپنے مقام پر آئے خواجہ اپنے خیمہ میں اور سب عیار اپنے مقام پر پہونچے
سرداروں نے آکر پہلے آلات حرب و ضرب درست کئے جو کہ ساتھ تھے انھوں نے سحر تا شام انکے
بعد عبادت میں مصروف ہوئے خواجہ بھی عبادت کرنے لگے اب کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہاں عبادت
خدا نہ ہوتی ہو ادہر بادشاہ اپنے خیمہ میں صاحبقران اپنے خیمہ میں مصروف اطاعت پروردگار ہوئے
انکو تو اب یہاں عبادت میں اور دونوں لشکروں کو سامان جنگ و انتظار سحر میں رکھا جاتا ہی آئندہ حال
تحریر ہوگا کہ کیا گذری اب کچھ دوسرا حال تحریر ہوتا ہی

اب راوی شمہ حال ملکہ نسیم جادو دختر سمندر جادو کا بیان کرتا ہی کہ اُسکا کیا حال ہی فراق میں سہراب کے و حال سہراب و دیگر حالات داستان ہذا

راوی پہلے ابھی تک ملکہ نسیم کی داستان کسی مقام پر نہیں بیان کی کہ اُسکی کیا حالت ہی فراق میں سہراب
کے کیونکر اُسکی بسر ہوتی ہی اسکا سبب یہ تھا کہ کوئی موقع نہ تھا کہ بیان کی جاتی ہاں اب موقع آیا
تو گذارش ہوتی ہی تاکہ شائقین و ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ بھی سہراب پر فریفتہ ہی اور ایسی کہ بدون اُسکے
اُسکو قرار نہ آتا تھا بموجب شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے
مہر مہر ۔ چونکہ یہ تو مسئلہ طے ہو چکا ہی کہ ایک دل کو دوسرے دل سے راہ ہوتی ہی اور محبت ہوتی ہی
پس جب سہراب کو اُس سے الفت ہی تو اُسکو بھی ضرور الفت ہوگی لہذا راوی بیان کرتا ہی کہ
اُسکی الفت کا سہراب سے یہ حال تھا وہ اُسکو دیکھ کر زندہ رہتی تھی یا اُسکو دیکھتا تھا اگر وہ عورت تھی دوسرے ماں باپ کے
بس میں تھی ناموس و بے عزتی کا خیال تھا جب سہراب اُس کے باغ میں جاتا تھا تو ملاقات ہو جاتی تھی
راز و نیاز کی باتیں محبت و الفت کی کہانیاں ہوتیں تھیں جب یہ چلا آتا تھا وہ دن رات اس کے

آتش فراق مین مثل شمع جلا کرتی تھی تن گھلا کرتا تھا مگر کیا کرے نہ تاب وصل تھی نہ طاقت جدائی نہ کچھ منھ
سے کہہ سکتی تھی نہ خاموش رہا جاتا تھا ایک شعلہ تھا کہ دن رات قلب مین بھڑکا کرتا تھا یہ اسکا عالم
ہی تھا جب سے اسنے سُنا کہ سہراب کو تیرے باپ نے کسی جرم پر یہان سے نکال دیا اور دریاے سبز
رنگ مین قید کیا ہی پاس ماہیان طوفان کش کے اب اسکو یہ بھی امید جاتی رہی تھی کہ کبھی نہ کبھی ملاقات
ہوگی اور کوئی نہ کوئی صورت وصل پیدا ہوگی وہ جو کہتا ہے کہ ایک دوسرے کے دیدار سے بہرہ ور
ہوتا تھا وہ بھی امید قطع ہوگئی اسکو بڑا صدمہ ہوا اب تو اسکی غیر حالت ہوئی سمندر کو خبر ہوئی دریافت
کیا اُسنے عرض کیا کہ مجھکو مرض خفقان ہوگیا ہی تنہائی پسند ہی بس یہ باغ مین رہتی ہی گاہے گاہے باپ
پاس ماں پاس ہو آتی ہی باپ نے نسخہ حکیم صاحب سے لکھوا کر بھیجدیا ہی کہ اسکا استعمال کیا جاے وہ اُسی
دن سے عطر دان مین رکھا ہوا ہی جب سمندر نے دریافت کیا کہ تجھے نسخہ نے نقصان تو نہین کیا یا خود کہدیا یا
کسی کے ذریعہ سے کہلوا دیا کہ نقصان نہین کیا بلکہ نفع کیا یہ حالت ہی کہ رات رات بھر نیند نہین آتی ہی
فراق مین سہراب کے اُسکا تصور بندھا رہتا ہی شعر عاشقانہ پڑھا کرتی ہی اور رویا کرتی ہی سوکھ کر
کانٹا ہوگئی ہی اب نہ کچھ کھایا جاتا ہی نہ پیا جاتا ہی جو کہ ہمراز ہین وہ کچھ زبردستی کھلا دیتی ہین بس سواے
رونے کے کوئی کام نہین ہی نہ بناؤ کی فکر ہی نہ سنگار کی جب کسی نے عرض کیا کہ ملکہ کپڑے میلے ہوگئے
ہین نہا کر بدل ڈالو کنگھی کرو سرمہ لگاؤ ذرا دل کو سنبھالو تو ایک آہ سرد بھر کر جواب دیا کہ وہ کیا دل
کو سنبھالے کہ جسکا دل قابو مین نہ ہو کہا یہ سنبھالے سے کہین سنبھلتا ہی بدون وصل یار کے اب کیا
نہاؤن کیا کپڑے بدلون کیا شانہ کرون کیا سرمہ لگاؤن وہ اس بناؤ کا دیکھنے والا کہان ہی جو میرا سنگار
دیکھکر خوش ہوتا تھا اور مین اُسکے خوش کرنے کو ہر روز نیا بناؤ کرتی تھی کہ شاید وہ آجاے اور دیکھکر
خوش ہوا اب مین کس کے دکھانے کو بناؤ کرون اب وہ دل ہی نہ رہا یہ کہتی تھی اور رونے لگتی تھی
اسی طور سے ایک مہینہ گذرا ہر ایک خواص و مصاحب پر تاکید تھی کہ تم ہمارے روبرو سہراب کا
ذکر کیا کرو اور بلکہ یہ تاکید تھی کہ محل مین جا کر خبر لایا کرو کہ وہان تو کچھ ذکر نہین ہوتا ہی جو ذکر ہو تم سنکر
بیان کیا کرو [illegible] کا ذکر تھا کہ جب سہراب نے مصاحبان کی شرکت کی ہی اور اس
بات پر سہراب کو قتل کیا ہو خواہ قید کیا گیا اسی امر کا ذکر سمندر نے محل مین کیا کہ اپنی زوجہ سے کہ
سنا تم نے سہراب جو کہ بڑا سپہ سالار تھا مین نے اُسکو ایک جرم کی سزا مین دریاے سبز رنگ مین
قید کیا تھا سہران نے اُس پر ترس کھا کر رہا کر دیا اور اُسکو ایک فرد رست سے بیرون دریا بھیجا اُسنے
جا کر اہل اسلام کی شرکت کی اور وہان سے آکر سہران کو فقرے سے قتل کرا یا اور بہت سے دوسرے سپہ سالار
کو بھی اب وہ شہر بھی اہل اسلام ہو گیا بڑی خرابی ہوئی کیونکہ وہ یہان کے اکثر حالات سے واقف
ہی مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سحر کہ پیش آئیگا ورنہ مین اُسکو قتل کرتا اب اُسکا ہاتھ آنا بہت مشکل
ہی اُسکی زوجہ نے کہا تھا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے دوست کو دشمن کیا جیسا کیا ویسی سزا
پائی اسکی شکایت بیکار ہی نہ تم اسکو قید کرتے نہ وہ تمھاری رفاقت ترک کرتا سمندر نے اسکا
جواب دیا تھا کہ وہ سیر کیا کریگا جو اسکی امید ہی وہ کبھی نہ پوری ہوگی یہان تک لشکر اسلام کو
آنا نصیب ہوگا ماہیان [illegible] کریگی یہ باہم کلام ایک دن ہو رہے تھے اُس دن سے اُسکی زوجہ
اکثر حالات سہراب دریافت کیا کرتی تھی کیونکہ سہراب دور کا اُسکا رشتہ دار تھا یہ حال جاکے
ملکہ نسیم کی خواص نے ملکہ سے کہا تھا کہ اے بی بی تم نہ پریشان ہو تمھارے عاشق ابھی زندہ ہین

انکو بادشاہ نے زندان میں قید کیا تھا وہ کسی تدبیر سے رہا ہو گئے ہیں اور کوئی اہل اسلام ہیں خدا پرست
کہلاتے ہیں انکے شریک ہوئے ہیں انکا مذہب قبول کیا ہے اب انکے ہمراہ ہیں بلکہ آج بادشاہ ملکہ سے
فرماتے تھے کہ سہراب نے بڑا غضب کیا میرے سپہ سالار کو عیاروں کے ہاتھوں سے قتل کرایا اور یہ ملکہ سہران
کو جو کہ دریا میں رہتی تھی وہاں عیاروں کو لیجا کر اسکو قتل کرایا وہ میری ملک کی تباہی کی فکر میں ہے جو ملکہ
نے اس خواص سے سنا کہا کہ فوراً ایلان المارمی سے پرچہ اخبار تو اٹھا لا وہ دوڑ کر اٹھا لائی اب ملکہ نے
پرچہ اخبار دیکھنا شروع کیا اس میں کل حال صاحبقران کے آنے سے لیکر جو کچھ اسدن تک گذرا تھا
تحریر تھا اسکے دیکھنے سے ملکہ کو کچھ امید ہوئی کہ میرا عاشق زندہ ہے اگر زندہ ہے تو کبھی نہ کبھی ملاقات ہوگی
مگر بیقراری کی وہی حالت تھی مگر اتنی بات تھی کہ پرچہ اخبار روز دیکھا کرتی تھی جو واقعے گذرتے تھے سب
اسکو معلوم ہوتے رہتے تھے یہانتک کہ دریا کا قصہ صاحبقران کا ادھر کو آنا تمام شاہوں کا شریک ہونا
قیصم و جمشید کی لڑائی اور ایک جزیرہ کے مقابلہ لشکر اسلام کا قریب سمندر کے فرو کش ہونا سہراب کا
جا بجا مقابلہ کرنا یہاں سمندر پر آکر جو کچھ واقعے گذرے سب اسکو پرچہ اخبار سے ثابت ہوئے بلکہ سب
سے اسکو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ لشکر اسلام سمندر پر آیا ہے میرا عاشق شہزادہ لشکر اسلام ہے اور مسلمان ہوا ہے
اسنے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا ہے مگر خفیہ طور پر ابھی کسی پر ظاہر نہیں کیا ہے کچھ دل کو بھی قرار ہوا ہے اب بھی
کبھی نہایت بیقرار رہتی ہے پھر بھی انکے بھی رہتی ہے اس خیال سے کہ شاید سہراب آجائے کیونکہ اب تو قریب
شہر لشکر اترا ہوا ہے جو معرکہ گذرتا ہے اسکو سنکے دعا کرتی ہے صاحبقران کے ظفر کی ابھی مشتاق ہے
سو کہ میں اسنے دعا کی تھی بس اب یہ کوئی وقت باغ سے نہیں جاتی ہے دن رات سہراب کی یاد
میں مبتلا رہتی ہے اپنے دل سے کہتی ہے کہ کیا سبب ہے کہ اتنا نزدیک آنکو یہاں آئے ہوئے ہوا ابھی تک انکو میرا
خیال نہ آیا ارے ایک دن بھی میرے دیکھنے کو نہ آئے انکے نزدیک کیا بات ہے جب چاہیں سحر سے
صورت بدلکر چلے آئیں کوئی مشکل امر نہیں ہے یہاں انکا کوئی دشمن نہیں ہے جو خبر کر دیگا معلوم ہوتا ہے
کہ میری محبت انکے دل سے جاتی رہی کوئی اور معشوق انکو مل گیا اسکی طرف دل راغب ہو گیا ایسے
خیالات دل سے کیا کرتی ہے اور رویا کرتی ہے آج کا ذکر ہے کہ اسکا دل بہت بیقرار ہے سہراب کے دیدار
کا نہایت مشتاق ہے کسی پہلو قرار نہیں آتا ہے سر شام سے پڑی رو رہی ہے اور یہ شعر ورد زبان ہے شعر نیند کچھ
اڑ گئی آنکھوں کی خدا خیر کرے ٭ پھر مجھے وصل کی راتوں کا مزا یاد آیا ٭ دیگر تو ہی عادل تو ہی منصف تو ہی
شہید البلا ٭ اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر ٭ فتنہ پرداز فسوں ساز ستمگر عیار ٭ ہائے کمبخت دل
آیا ہے تو آیا کس پر ٭ یہ شعر پڑھتی ہے اور دل سے کہتی ہے کہ کیوں تو اسقدر بیقرار ہوتا ہے ارے کمبخت اب
اسکو تیری پروا نہیں ہے اسنے تجکو بھلا دیا وہ اور کسی زلف میں پھنس گیا تو کیوں اسقدر اسکے لیے بیقرار
ہوتا ہے اسی طور سے سمجھاتی ہے مسہری پر پڑی ہوئی تصویر خیال سہراب کی سامنے موجود ہے رو رہی ہے
تمام تکیہ آنسوؤں سے تر ہیں لاغر اسقدر ہو گئی ہے کہ پہچانی نہیں جاتی ہے وہ پھول سے عارض مانند گل
آفتاب کے زرد ہیں تمام جسم بھر میں خون کا نام نہیں ہے آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں ہونٹھ خشک
رہتے ہیں یہ تو اسکی حالت ہے باغ کی یہ حالت ہے کہ ویران پڑا ہوا ہے سنبل کے درخت یہ معلوم ہوتے ہیں
کہ کوئی مغموم بال کھولے ہوئے کھڑا ہے لالہ اپنی طرف دل بداغ کوئی درخت قرینہ سے نہیں ہے جھنڈی
الگ ویران پڑی ہوئی ہے نہر مثل دیدۂ عاشق کے خشک پڑی ہے کہ جب زیادہ جدائی کا صدمہ
اٹھاتی ہے تو آنسو بھی خشک ہو جاتے ہیں اسی طور سے نہر بھی خشک ہے تمام باغ اجاڑ ہے جب کہ

صاحب باغ کا دل ویران ہی تو باغ کیون نہ ویران ہو یہ وہی باغ تھا کہ جو کوئی آتا تھا اُسکا پھر جانے کو جی نہ چاہتا
تھا ہر قسم کے جانور قفسہای طلائی مین بند درختون پر آویزان ہین کیسی کیسی خوشنما آوازین آتی تھین بلبلون کا
ہجوم رہتا تھا قمریان شمشاد پر جمع رہتی تھین یہ عالم تھا کہ ہمیشہ بہار رہتی تھی یا یہ کہ اب اُس باغ مین سوا
زاغ و زغن کے دوسرے جانور کا نام نہین ہی جا بجا بومون نے آشیانے بنائے ہین ٹہنیون کی شاخین سوکھی
ہین یہ عالم ہی کہ اُس باغ مین جانے کو جی نہین چاہتا ہی مثل دل عاشق کے ویران ہی برگ ہاے باغ
صاحب باغ کے حال پر کف افسوس ملتے ہین ہر روش پڑی ہی پر خاک اُڑتی ہی دل گھبراتا ہی جو بارہ دری کہ
مثل عروس شب اول کے ہر وقت آراستہ رہتی تھی وہ اب مثل زن سوگوار کے ویران ہی نہ فرش ہی
نہ شیشہ آلات جا بجا خاک پڑی ہوئی ہی جن طاقون پر بوتلین شراب کی و ساغر رکھے رہتے تھے وہ
خالی پڑے ہین کوئی سامان آرایش نہین ہی سب ادھر اُدھر پڑا ہی مسہری کی چھت کہین ہی پردے کہین
مسند کا ٹھکانا نہین ہی کہ کہان پڑی ہی یہ حال کیون نہ ہو جو کہ صاحب خانہ ہی جس کے دم سے یہ ساری
رونق ہی جب وہی اپنے آپ مین نہین ہی تو ملازمون کو کیا ضرورت ہی جو خیال رکھین یہ عالم ہی جو کہ مین
عرض کیا مگر اب یہ طریقہ ہی کہ نصف شب تک سب خواصین و مصاحبین ملکہ کے پاس رہتی ہین بعد
نصف شب کے سب اپنے اپنے مقام پر جا کر پڑ رہتی ہین ملکہ عالم تنہائی مین بیٹھی ہوئی پرچہ اخبار دیکھتی
ہی کبھی مسہری پر پڑ رہتی ہی یہ طریقہ ہی اُسی طور سے آج بھی کچھ خواصین ملکہ کے پاس ہین کچھ باغ مین پھر
رہی ہین ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہی یاد مین سہراب کے رفقا جنین سمجھا رہی ہین یہان کا تو یہ عالم ہی
راوی بیان کرتا ہی کہ سہراب جو اجازت لیکر اور طائر خوش رنگ بنکر سے چلا پرواز کرتا ہوا چلا آیا اگر باغ
ملکہ کی دیوار پر بیٹھا دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی چونکہ شب ماہ تھی اس سبب سے حال باغ کا معلوم
ہوا کہ عجب اُسکی حالت ہی اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیرا آنا بیکار ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ نے
آنا باغ کا چھوڑ دیا جب تو باغ کی یہ حالت ہی خیر اے دل اُس مقام کو دیکھ لیا کہ جہان ہمارا معشوق و
دلدار بیٹھا تھا اور صحبت آرا ہوتا تھا اُسنے خیال کیا کہ چلکر ذرا بارہ دری کو بھی دیکھ لون کہ وہان تو بیٹھا کرتی
تھی شاید اُسکی بو و باغ مین آجاے کہ اُس جگہ کے بوسہ لون جہان وہ جلوہ گر ہوتی تھی یہ خیال کرکے دیوار
پر سے اُڑکر اُس درخت شمشاد پر آکر بیٹھا جو سامنے بارہ دری کے تھا اب طرف بارہ دری کے دیکھنے
لگا اُسنے دیکھا کہ کچھ خواصین ملکہ کی باغ مین پھر رہی ہین اُنھون نے بھی دیکھا کہ ایک جانور خوش
رنگ شمشاد کے درخت پر آکر بیٹھا ہی مگر بہت پیارا پیارا ہی نہایت خوش رنگ ہی مگر کچھ حیران
حیران ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی وہ خود حیران ہوئین کہ یہ رات کا وقت اسوقت یہ جانور کہان سے
آیا یہ تو نئی بات ہی ایک نے دوسری سے کہا کہ بوا تو نے دیکھا کہ یہ تو آج نیا واقعہ ہوا کہ اسوقت
ایک جانور آکر اس درخت پر بیٹھا ہی یہ وقت جانورون کے اپنے آشیانون مین رہنے کا ہی نہ کہ
پرواز کرنے کا اُسنے کہا کہ عجب کی کیا بات ہی یہ جانور اپنے آشیانے مین بیٹھا ہوگا کسی جانور نے
ستایا ہوگا یہ وہان سے ویران ہو کر یہان چلا آیا ہی چونکہ شب ماہ ہی اُسنے درخت پر بسیرا
لیا اُسنے کہا کہ بوا وہ تو بہت خوبصورت ہی کیا کہون اگر دن ہوتا تو کسی نہ کسی طور سے اُس کو
پکڑتی اور ملکہ کو دکھاتی کیا کہین ہماری ملکہ نے تو اپنی وہ حالت بنائی ہی کہ نہ دنیا کی خبر
ہی نہ ما فیہا کی سوا اسکے رونے کے کوئی کام نہین ہی نہ کھاتی ہین نہ پیتی ہین اپنی جوانی کو مفت
برباد کر رکھا ہی جس کے لیے یہ حال کیا ہی اسکو کچھ پروا نہین ہی وہ اپنی نیند چین سے سوتا

ہوگا کھاتا ہوگا پیتا ہوگا اُسکو اُنکا خیال بھی نہ ہوگا ابی بوا ذرا خیال کرو کہ کتنا زمانہ ہوا لشکر اسلام کو
اس مقام پر آئے ہوئے سنتے ہین کہ اُس لشکر کے ہمراہ سہراب بھی ہین مگر ایک دن توفیق نہ ہوئی
کہ چلکر ملکہ کو دیکھ آئین جب یہان تھے تو دوسرے تیسرے ملکہ کو اپنی محبت جتانے آتے تھے جب
دیکھا کہ ملکہ کا دل آگیا اب رُک گئے یہی تو مردون کے حال ہوتے ہین پہلے خوب اپنا دل لگاتے
ہین تاکہ دوسرا انکی محبت کرے جب دوسرا محبت کرنے لگا خود رُک گئے دوسری طرف دل
لگا دیا اب انکو کیا پروا چاہیے کوئی مرے چاہے جیے اپنا مطلب حاصل کر چلے وہی حرکت یہان
سہراب نے بھی ملکہ کے ساتھ کی کہ جب ملکہ کا دل اُنکی طرف آگیا آپ خود بھی رُک گئے ملکہ
اُنکے فراق مین مری جاتی ہین پہلے تو یہ نام تھا کہ قید ہین پھر یہ نام ہوا کہ دریا حائل ہی پھر لشکر کے ہمراہ تھے
شہر دور تھا اب کیا بات ہی جو نہین آتے ہین نہ شہر دور ہی نہ دریا حائل ہی نہ قید ہین پھر کیون نہین آتے
ہین تو سب باتین تھین کہ ملکہ نے اپنے تمام پر خیال کر لین ہم تو کبھی اسکو یقین نہ لاتے تھے کہ اس سبب
سے نہین آتے انکو ملکہ کی الفت ہی نہین ہی ایک نے کہا کہ بوا ہم مرد اپنے مطلب کے دوست
ہوتے ہین انکو اپنے مطلب سے غرض ہی جب تک مطلب نہین نکلتا ہی اسوقت تک بڑی الفت بھی اور
جان بھی جاتی ہی جہان مطلب نکلا پھر تم کہان اور ہم کہان دوسرا اگر تلاش کرنے لگے مگر یہان اسکے
خلاف ہوا مطلب تو حاصل نہ ہوا صرف امید رہی مگر سہراب مرد عاقل تھا انہنے خیال کیا کہ یہان
مطلب نہ حاصل ہوگا کیونکہ ملکہ صاحب اختیار نہین ہی وہ صرف اپنی محبت جتا کر چلے گئے دوسری کو
عذاب مین مبتلا کر دیا آپ چین سے دوسرون کے ساتھ عیش کرنے لگے تیسری بولی کہ یہ کوئی امر نہین
ہی دراصل سہراب بھی عاشق تھا مگر مجبور ہی موقع نہ ملا کہ وہ آتے یہ باتین جو ان سب کی سہراب
نے سنین اپنے دل مین کہا کہ افسوس تونے ایسی بیوفائی کی کہ یہ عورتین تیری مذمت کرتی ہین کہ
ایک مرتبہ بزبان انسانی گویا ہوا کہ ای شبو و شگوفہ و سیوتی اچھی طور ہین مزاج کیسا ہی یہ جو صدا
سنی اس مین سے سیوتی ذرا چالاک تھی پکاری تو بوا وہ مونڈ نی کا ٹا جانور ہم سب کے نام جانتا
ہی اور ایک ایک کا نام لیکر پکارتا ہی یہ نئی بات ہی اس موئے کو نام کہان سے معلوم ہوئے یہ موا
جانور نہین ہی کوئی آدمی ہی واہ کیا خوب بڑا حرامزادہ معلوم ہوتا ہی بھلا ہمارے مزاج کے دریافت
کرنے سے کیا کام جا کر اپنی امان کا یا بہینا کا مزاج دریافت کرے یہان کسی کو مرد کی ضرورت نہین
ہی یہان کوئی ملکہ کی طرح دیوانی نہین ہی جو ایک ایک پر جان دیتی پھرے میری بوا مجھکو بڑا معلوم
ہوا اگر میرے ہاتھ آجائے تو گلا نکین پھر کہ پھینکدون کیا خوب نئی بات سنو ہم سے جانور ہوکر کہتا ہی
کہ مزاج تو اچھا ہی نہ معلوم موئے کو نام کیونکر معلوم ہو گیا شبو نے کہا کہ سیوتی خاموش رہ کوئی شاہ
یا شہریار زادہ نہ ہو کہ سحر سے انسان کی صورت سے تبدیل ہوکر جانور بنکر آیا ہو تو بڑی خرابی ہو
تنفت کی ذلت ہو اور سزا ملے کہین ملکہ کا کوئی عاشق نہ ہو جس کے فراق مین ملکہ کی یہ حالت ہی
تو اور بُرائی ہو جب ملکہ سے ملاقات ہو تو شکایت کرے ذرا سمجھ بوجھکر بات کہا کر سیوتی
نے کہا کہ تم ڈرو مین نہین ڈرتی ہون کیا شامت ہی کسی شاہ یا شہریار زادہ کی یا ملکہ کے عاشق
کی کہ وہ جانور بنکر آئیگا یہ موا کوئی ایسا ویسا ہوگا کہ جو یون آیا ہی اگر کوئی شاہ یا شہریار زادہ ہی
تو اسکے اوپر بھی لعنت ہی کہ ایسی حالت سے آیا کہ جو کہ اُسکے کم عقلی کا سبب ہی شگوفہ نے
جواب دیا کہ تو بڑی چرب زبان ہی اپنی زبان بند کر اپنے ساتھ ہم کو بھی جوتیان کھلوائیگی سیوتی بڑبڑا کر

خاموش ہو رہی کہ پھر سہراب نے کہا کہ اے شیبو تم نے کچھ ہمارے کلام کا جواب نہ دیا کہ ہم نے تم سے کیا دریافت
کیا شیبو نے کہا کہ میں کیا جواب دوں پہلے آپ یہ فرمائیں کہ آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لائے
ہیں کس کے اشتیاق میں آنا ہوا شعر اگر شاہی تیرا آخر چہ نام است ٭ اگر ماہی تیرا منزل کدام است ٭ میں
آپ کے نام سے آگاہ ہوں تو جواب دوں یہ تو وہ مثل ہوئی کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام یہ جو
شیبو نے کہا اس جانور نے ایک آہ کی اور کہا کہ سچ ہے خانماں آوارہ بیکس و تباہ کا کوئی کیا نام جانے جب
آفت آتی ہے اور مصیبت پڑتی ہے تو دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں اپنے دشمن ہوتے ہیں کہ پہچانتے نہیں
ہیں پھر مجھے کسی کا گلہ نہیں ہے حسرت اپنے مقدر سے گلہ ہے یہ امر کچھ شکایت کا نہیں ہے بلکہ مقام افسوس ہے
کہ جو ہم کو جانتے تھے وہ بھی فراموش کر گئے ارے شیبو میں وہی خانماں برباد فلک کا ستایا کسی کا عاشق و شیدا
ہوں میں وہی بدنصیب ہجران کا مارا غریب اپنی جان سے جدا دل ناصبور کے ہاتھوں کا برباد کیا ہوا مثل قیس و فرہاد
آوارہ دشت جدائی دنیا سے شکیبائی میں وہی مفارقت دیدہ ہجر کشیدہ اپنی جانی سے دور افتادہ فلک کا
برباد کیا ہوا سہراب ہوں کہ جس کی ابھی تم باہم شکایت کر رہی تھیں دراصل میں اسی لائق ہوں
بلکہ اس سے زیادہ کلمات کے مستحق ہوں جو کچھ تم نے کہے یہ کچھ نہ تھے بلکہ اگر تم اور زیادہ کہتیں تو
بھی کم تھے میں نے دراصل ایسی ہی خطا کی ہے کہ جس کے سبب سے میں سر نہیں اٹھا سکتا ہوں میں
فی الواقع لائق اسکے نہیں ہوں کہ کوئی میرے آنے کا روادار ہو ضرور میں خطاوار ہوں یہ سب کلام
تمہارے بجا تھے جو ایسا کریگا وہ ایسے کلاموں کا مستحق ہوگا اچھا ذرا میری خبر اس شاہ خوبان و ماہ
محبوبان بادشاہ حسن میری پیاری ملکہ نسیم جادو کو کردو اور عرض کرو کہ آپ کا خادم و بندۂ غلام کہنہ
گنہگار خطاوار آپ کے شربت دیدار کا پیاسا آپ کے قدموں سے دور افتادہ لائق سزا آپ کے دیدار
کے اشتیاق میں حاضر ہوا ہے اگر وہ اس لائق ہو تو ذرا اسکو اپنا دیدار دکھائیے ورنہ اسکو اپنی تیغ
ادا سے قتل فرمائیے کہ اب اس سے صدمہ جدائی و دوری اٹھ نہیں سکتا ہے اب کہاں تک آپ کی
مفارقت کی تاب لائے دل ناصبور کو اب قرار نہیں ہے تاب میں طاقت باقی نہ رہی کہ صدمہ اٹھا سکے
پھر ہوں حاضر ہوا ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں یہ جو اس طائر نے کہا شیبو نے کہا کہ کیا آپ سہراب جادو ہیں
سہراب نے کہا کہ ہاں ہوں تو پھر مجھکو شرم آتی ہے اپنا نام بتاتے ہوئے ابھی تم میری مذمت کر رہی
تھیں یہ سنتا تھا کہ شیبو نے سہراب کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیوں ہوئی ہم نہ کہتے تھے کہ تو جو بک رہی ہے
کوئی سنتا ہوگا یا شہزادہ نہ ہو ملکہ کا عاشق و شیدا نہ ہو کیونکہ آج ملکہ بہت بیقرار تھیں یہ حالت ملکہ کی
کبھی نہ ہوئی تھی جو آج ہے دیکھو وہی شگون نہ یہ سمجھتا تھا کہ ہر ایک اپنے شعر پڑھتی تھیں بار بار رونے لگتی اور کہنے لگی
کہ خطا ہوئی ہماری خطا معاف ہو ہم نہ جانتے تھے کہ آپ تشریف لائے ہیں نادانستگی میں ہم سے
قصور ہوا قصور معاف فرمائیں سہراب نے کہا کہ میں خود تم سب کا خطاوار ہوں تم سب میری
خطا ملکہ سے معاف کرا دو انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے مالک ہیں ہم آپ کے تابعدار ہیں ابھی جاکر
ملکہ کو آپ کی تشریف آوری کی خبر کرتے ہیں کہ سہراب جادو تشریف لائے ہیں ملکہ کی تو آپ کے
فراق میں عجب حالت ہے ملاحظہ فرمائیگا تو معلوم ہوگا ملکہ تو پہچانی نہیں جاتی ہیں برسوں کی بیمار ہو گئی
ہیں نظروں سے اتر گئی ہیں سوائے رونے کے دوسرا کام نہ تھا سہراب نے کہا کہ اچھا جاکر خبر تو کرو یہ سنکر وہ خواصیں
دوڑی ہوئی گئیں یہ حالت کہ سر کا دوپٹہ کہیں جوتی کہیں سانس پھولی جاتی ہے پیٹ میں نہیں سماتی
ہیں گرتی پڑتی بارہ دری میں پہونچیں ملکہ اور خواصوں سے بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں کہ یہ جو اس

حالت سے پہونچین تو ملکہ حیران ہوئی کہ کیا آفت آئی ہے سب کی سب جا کر ملکہ کے روبرو بدحواس ہو ہو کر
گر پڑین فرط خوشی سے منہ سے بات نہین کی جاتی ہے زبان لڑکھڑاتی ہے کہتی کچھ ہین نکلتا کچھ ہے سپیوتی نے اپنے
حواس درست کرکے کہا کہ ملکہ وہ آ گئے ہین وہ آئے ہین ملکہ خود انکی حالت دیکھکر حیران و ششدر رہی کہ انکو
کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایسی بدحواس ہین کہ انکو کچھ لحاظ و پاس نہین ہے میرے روبرو آکر گر پڑی ہین جو سپیوتی
نے کہا کہ ملکہ وہ آ گئے ہین ملکہ اور حیران ہوئی کہ کون آ گئے ہین سمجھی کہ یہ سب کی سب دیوانی ہو گئی ہین
انکے حواس جاتے رہے ہین وہ جو پرخواصین تھین انسے ملکہ نے کہا کہ انکو سنبھالو تاکہ انکے حواس درست
ہون تاکہ وہ صاف طور سے کلام کرین یہ حکم ملکہ نے دیا اور خواصون نے انکو سنبھالا کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے
تم کیون اسقدر بدحواس ہو اپنے حواس درست کرو ملکہ خفا ہوتی ہین تب پھر سپیوتی نے کہا کہ ملکہ
وہ آ گئے ہین ملکہ نے برہم ہو کر فرمایا کہ کون آئے اسنے کہا وہی ملکہ نے کہا کہ کیا عیار یا سپہ سالار جو تو ایسی بدحواس
ہوئی ہے کہ پوچھے سے طور سے بات نہین کرتی ہے ملکہ تو سپیوتی پر خفا ہونے لگی اور سپیوتی اور شگوفہ نے
اپنے حواس درست کر کے عرض کیا کہ ملکہ آپکو مبارک ہو ہم ایسی خبر خوشی کی لائی ہین کہ آپ
اسکو سنکر بہت خوش ہونگی ہم لوگ لائق انعام کے خبر لائی ہین ملکہ نے فرمایا کہ تم مختصر بیان کرو مین
سنون کہ ہمین پھر اسقدر ایسا کہان کہ ہمین خبر خوشی سنادین سوا اسکے رنج و الم کے جب کبھی کچھ آگاہ جاتی
ہے تو خواب بھی ایسے پریشان نظر آتے ہین کہ جسکو دیکھکر مین خود شرمندہ ہوتی ہون میرا نصیب کہان
کہ کوئی خوشی کی بات میرے گوش زد ہو مین ایسی کم بخت ہون کہ کبھی اپنے معشوق کو خواب مین بھی
نہین دیکھتی ہون ظاہر ہے وصل تو درکنار بموجب شعر ہوگا مجھ سا بھی محروم وصل یار کوئی کہ خواب
بھی کبھی دیکھا نہ ان خیال لب کا [illegible] عرض کیا کہ ملکہ ایسا کلمہ زبان پر نہ لائیے اپنے دل کو خوش فرمائیے
مجھسے خبر خوش سماعت فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ کیا شہر سمندر پر فتح ہو گیا یا اہل اسلام نے قبضہ کر لیا
تو یہ خبر خوش نہین ہے ملکہ اور سب باعث رنج و الم ہے کہ باپ اور ماں سے بھی جدائی ہوئی جسکے لیے یہ سب
جھگڑا ہوا اس سے ملاقات نہ ہوئی یہ سب خبر غلط تھی کہ وہ لشکر اسلام کے ساتھ ہین خبر یہ تھا اہل اسلام
ہوئے اگر ایسا ہوتا جب سے یہان لشکر اسلام آیا تھا وہ میری ملاقات کو ضرور آتے یا کوئی خط کوئی
شقہ کسی طور سے میرے پاس ضرور روانہ کرتے جو کہ میرے تسکین کا سبب ہوتا لیکے وہ بے مروت
نہ تھے میرے حال سے بالکل واقف تھے میری حالت ان پر ظاہر تھی معلوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی اور سہراب
ہے اسکا حال پر چہ اخبار مین تحریر ہے انکو تو ضرور یہ بیان سنکے قتل کیا یہ ممکن نہ تھا کہ وہ زندہ ہوتے اور
میری خبر نہ لیتے جب یہ امر ہے تو مین یہ خیال نہین کر سکتی ہون کہ تم یہ خبر لائی ہوگی کہ وہ آ گئے ہین
یہ تو خیال کرنا عبث ہے بالکل خلاف عقل تقدیر مین کہان کہ پھر آ سکے یہ گردون دون ایسی بازی کبھی نہین
کھیلتا ہے یہ عاشق و معشوق باہم با ادب و مطلوب حبیب و محبوب کو ایک جا نہین دیکھ سکتا ہے نہ ایک
مقام پر جمع ہونے دیتا ہے اسکو تفرقہ بہت پسند ہے اسکو دونون کا تڑپنا و بیقرار ہونا اچھا معلوم ہوتا ہے
بموجب شعر یہ درد دل کو بچا سکتا نہین کسی کا اسے وصل بھاتا نہین لہذا یہ خیال خام ہے یہ تمام
ہے خبر بیان کرین سنون لون تمہری بڑی خوشی ہو جائے اتنے مین ملکہ کی وزیرزادی بھی آ گئی جو کہ ساحرہ
بھی تھی بولی کہ ملکہ تم کو کیا ہو گیا ہے ارے صاحب کچھ سن تو لو کہ یہ کم بختین کیا بیان کرتی ہین کہ خواہ مخواہ
کی شکایت کرنا ہے سپیوتی بھی اپنے حواس درست کرکے بولین کہ ہم بیان کرتے ہین یہ کیسا
عرض کریگی ملکہ نے کہا کہ کوئی بیان کرے پس سپیوتی سب مین چالاک ہے اسنے اپنا چین چین کہنا

طائر خوش رنگ کا آکر بیٹھنا اپنا تعجب کرنا وہی جواب دینا جو کہ تحریر ہوا ہے اُس طائر کا سب کا نام لیکر پکارنا
اپنا باتین سُننا انکا منع کرنا اُس طائر کا اپنا حال کہنا اپنا آگاہ ہونا اُس سے دریافت کرنا اُسکا کہنا
کہ ملکہ کو خبر کردو کہ وہ غلام خانہ زاد سہراب آیا ہے اور یہ جو کہ تقریر سہراب سُنی کی تھی سب ملکہ کے روبرو
عرض کی ملکہ سُنکے یہ بولی کہ تم مجھسے دل لگی کرتی ہو اب چل نکلی ہو بھلا وہ کہاں آسکتے ہین تم چلی ہون
اگر وہ ہوتے تو یون آتے اگر آتے بھی تو پہلے خبر کرتے اُسکے بعد آتے ارے وہ کہاں کیون بیکار میرے
جلے ہوئے دل کو اور سوختہ کرتی ہو ان باتون سے تم لوگ یہ خیال کرتی ہو کہ مجھکو صبر آجائیگا ملکہ اور
دونی بیقراری ہوگی سیوتی نے یہ سُنکے عرض کیا کہ ملکہ مین جھوٹ نہین عرض کرتی ہون نہ فقرہ بازی
ہون مجھکو قسم ہے آپکے سر مبارک کی مین کبھی آپکے سر کی قسم نہ جھوٹی کھاؤنگی میرے دیدے پھوٹ
جائین جو مین جھوٹ کہتی ہون یہ جو قسم کھا کر سیوتی نے عرض کیا شبو و شگوفہ نے بھی عرض کیا کہ سیوتی
سچ عرض کرتی ہے اگر حضور کو باور نہ ہو تو فلان چمن مین تشریف لے چلین اور پہلے پوشیدہ ہو کر دریافت
فرمالین پھر ہمارے قول کو باور کرین وزیرزادی نے ملکہ سے عرض کیا کہ اے ملکہ آج تک کبھی انھون نے
فقرہ نہ کیا جو آج فقرہ کرینگی انکے کلام سے مجھکو صدق آتی ہے میرا دل بھی گواہی دیتا ہے کہ وہ ضرور
آئے ہین انکو خبر کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ خبر کرکے آتے ساحر ہین چلے آئے یہ امر کوئی تعجب کا نہین
ہے یہ جو حسن آرا نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ اچھا تم یہان سب سامان درست کرو مین جاتی ہون انکا
جھوٹ سچ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اگر انھون نے فقرہ کیا ہے وہ سزا دونگی کہ یہ عمر بھر یاد کرینگی یہ کہکر ملکہ اُٹھی
مگر عجب عالم ہے کہ بال پریشان لب خشک کچھ تو یقین اُسکے سبب سے چہرہ پر خوشی کے آثار کچھ اپنی
تقدیر کے سبب ناامیدی اُسکی وجہ سے رنج و الم ان خواصون کو ہمراہ لیکر طرف باغ کے چلی دو چار قدم
سنکر ادھر کی ہوا ملکہ تو ادھر چلی ادھر وزیرزادی نے مسہری کو درست کیا فرش آراستہ کیا مسند لگائی
اور جو سامان جلدی مین ہو سکا درست کردیا بھلا جو مکان اجڑا ہوا ہو وہ فوراً درست ہو سکتا ہے صرف
اسقدر درست کرلیا کہ کوئی آکر بیٹھ جائے یہ تو نہ معلوم ہو کہ بالکل ویرانہ تھا یہان تو یہ سامان کررہی
ہے ادھر ملکہ ٹہلتی ہوئی اُس چمن مین آئی اور ایک درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو کر کھڑی ہوئی ملکہ خود
اس لیے آئی تھی کہ مین جا کر دریافت کرلون کہ انکا فقرہ نہ ہو وزیرزادی کو اس خیال سے نہین روانہ
کیا تھا کہ شاید ان سب نے ملکر یہ اسے قرار دی ہو کہ تم ملکہ سے اس طور سے بیان کرنا ہم تمھارے
قول کی تصدیق کرینگے مطلب یہ ہے کہ جو ہمارا جی چاہے سو کہین اگر مین اسکو روانہ کرتی ہون یہ
اگر فقرہ کردے کہ ہان آئے ہین چلیے تو کیا ہو کیونکہ انکو تو اب فکر ہے کہ کسی طور سے مین اپنے دل کو
پھیر دون اور یہ بیقراری موقوف کردون یا والدین کو خبر ہو گئی ہے انھون نے ان سب کو ملا لیا ہو اور
کوئی دوسری تدبیر کی ہو اس سے مین خود جا کر پوشیدہ طور سے دریافت کرلون اگر اصل واقعہ
ہوگا تو ظاہر ہو جائیگا یا جو فقرہ وغیرہ ہوگا وہ بھی معلوم ہوگا بس راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ تو آڑ مین
کھڑی ہوئی کہ سیوتی نے اُس شجر کے قریب جا کر کہا کہ جس پر وہ طائر یعنی سہراب جادو بیٹھا
ہوا تھا کہ مین نے جا کر ملکہ سے آپکے آنے کی خبر کی ملکہ کو یقین نہ آیا فرمایا کہ تو فقرہ کرتی ہے یہ جو
سیوتی نے کہا اُس طائر نے ایک آہ کرکے جواب دیا کہ اے سیوتی مین ایسا ہی کم بخت ہون
در اصل ملکہ کو کیونکر یقین آئے کیونکہ ایک زمانہ سے مین نے ملکہ کی خبر نہ لی مگر کیا کرون مجبور تھا
کیونکہ میرے اور ملکہ کے زمین و آسمان کا فرق تھا دوسرے مقابلون سے مہلت نہ تھی جب سے

شہر کے قریب پہنچ گیا ہے ہر روز ایک پیام نیا وانکو پیش آتا ہے بس مین کیونکر آتا گو جو میرے دل کا حال تھا اور ہے وہ
میرے خدا پر روشن ہے وہ میری بدقسمتی اور کم نصیبی ہے کہ مین حسین کی ملاقات کے لیے آیا ہون اسکو یقین ہوئے
بغیر سواے رونے کے اور کیا چارہ ہے یہ جو تقریر اس طایر نے کی ملکہ کو یقین ہوا اور یہان سے یہ سُنکے اپنی بارہ دری
مین آئی مگر خوشی سے یہ حال تھا کہ چہرہ گلنار ہو گیا تھا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے یہان اپنی وزیر
زادی سے آکر کہا کہ وہ حرامزادیان سچ کہتی تھین اے حسن آرا تم جا کر لے آؤ مجھکو تو اس حال سے سامنا
کرتے ہوئے شرم آتی ہے مین اپنی حالت کو درست کرتی ہون یہ کہکر ملکہ نے فی الحال غازہ وغیرہ کرکے
اپنے بال درست [illegible] و پیرہن درست کرکے اوڑھنا مگر وہ پوشاک نہ بدلی جو کہ پہنے تھی حسن آرا بموجب
ارشاد ملکہ وہان آئی جہان سہیلی وغیرہ اس طایر سے کلام کر رہی تھی کہ حسن آرا نے آکر کہا کہ میرا بھی سلام
پہونچے اے طایر فرخندہ حال یہ اسنے کہا کہ اے سہیلی تو بڑی حرامزادی ہے ملکہ سے کہکر جو بھاگی تو پھر کوئی خبر
جا کر نہ لی کہ ملکہ نے تجھسے ارشاد کیا ہے کہ تم جا کر دریافت کرو اگر یہ سچ کہتی ہین تو انکو لے آؤ یہ جو وزیرزادی
نے کہا سہیلی نے [illegible] تو جواب نہ دیا اس طایر نے کہا کہ مین سلام کے لائق کب ہون اس زمانے نے مجھکو
اس قابل ہی نہ رکھا کہ کوئی سلام کرے مین تو لائق گردن زدنی ہون مین خطاوار ہون میرا منہ اس لائق
کب ہے کہ مین ملکہ کو دکھاؤن بلکہ ملکہ کے روبرو جاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ روسیاہ انکے دکھانے
کے قابل نہین ہے کیونکہ کوئی عاشق بھی ایسا ہوگا کہ وہ برسون اپنے معشوق کی خبر نہ لے مگر یہ حالت
عالم ناچاری و مجبوری سے ہوئی ورنہ کوئی ایسا کر سکتا ہے بس ملکہ کی خیریت معلوم ہو گئی اگر زندہ رہے
تو پھر آکر خبر لے جائین گے مر گئے تو حسرت ملاقات لیکر گئے اپنے دوستون سے یہ وصیت کر جائین گے
کہ ہماری قبر مین روزن رکھدینا شاید ہمارے دلدار کا کبھی ادھر گذر ہو یہ آنکھین جو حسرت دیدار
مین وا رہین گی اسکو دیکھ لین بعد مرنے کے شاید یہ حسرت پوری ہو گو فلک ایسا ہے کہ یہ بھی امید نہین ہے
ایسا اُسنے ہم کو اس امر مین محروم رکھا کسی کو نہ رکھا ہوگا بس مین تم سے اتنا کہتا ہون کہ اس آفت جان
قتال جہان سے میری طرف سے یہ کہدینا کہ کبھی کبھی میری قبر پر آکر ایک ٹھوکر لگا جانا دل اسی کا مشتاق
ہے مین اپنا منہ دامن کفن مین پوشیدہ کرکے گوشۂ قبر مین اس شرم سے پنہان ہونگا کہ یہ روسیاہ منہ دکھانے
کے لائق نہین رہا اب مین جاتا ہون حسن آرا نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین تشریف لے چلیے
آپ سب لائق ہین یہ کوئی بات ہے آپ کا منہ کیون نہین دکھانے کے لائق ہے کیا آپ کا خیال ہے کہ
ہماری ملکہ کا منہ دکھانے کے لائق نہین ہے کہ آپ تشریف لا کے اور ملکہ کو آپ کی تشریف لانے کا
یقین نہ ہوا اتنی دیر سے آپ یہان تشریف فرما ہین آپ کو ملکہ کے سر کی قسم تشریف لے چلیے آپ
سے کوئی خفا نہین ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ آپ ہم سب سے خفا ہین جو نہین تشریف لے چلتے ہین ملکہ
آپ کا انتظار کرتی ہونگی اگر مین جا کر کہونگی کہ وہ تشریف لاتے تھے یہ فرما کر تشریف لے گئے تو ملکہ
اپنی حالت خراب کرینگی یقین ہے کہ اپنے کو ہلاک کرین ہم پر خفا ہون کیونکہ آج تک ہم سب کے سمجھانے
سے تو وہ زندہ رہی ہین ورنہ نہ معلوم کیا حال ہوتا آپ انکو زندہ بھی نہ پاتے اگر یہ منظور خاطر ہے کہ وہ ہلاک
ہون تو بسم اللہ تشریف لے جائیے انکی حالت تو چل کر ملاحظہ فرمایئے کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہین وہ
گل عارض مرجھا کر عجب رنگ لائے ہین وہ چہرہ آفتاب سا مثل ماہتاب کے دق ہو گیا ہے انکا
خیال کرنا بیجا ہے جلد انکو اپنے دیدار سے شاد فرمائیے یہ جو حسن آرا نے کہا سہراب نے جواب
کہ اے حسن آرا مین کیا کرون کہ میری جرأت و خیال اس امر کو گوارا نہین کرتا ہے کہ اُسکا [illegible] ہر و

جاؤں کہ جسکا تیرے سبب سے یہ حال ہوا ہین اس حال سے دیکھنے کو زندہ رہا کاش مرجاتا تو صبر آجاتا مگر
تیری قسم سے مجبور ہون خیر چلتا ہون سوا تیرے میری آبرو کا بچانے والا کوئی نہین ہی تو میری طرف
سے سفارش کرنا یہ کہکر اُس درخت پر سے زمین پر آیا اور اپنی صورت بدل کر اصلی صورت پر آیا سر جھکائے
ہوئے اُس طرف بارہ دری کے چلا بلکہ رومال سے ہاتھ بھی باندھ لیے یہان ملکہ اپنے کو سب طرف سے
پوشیدہ کرکے سمٹ کر ایک گوشہ مسند پر سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی کہ سامنے سے سہراب نمایان ہوا
ملکہ نے جو سہراب کو دیکھا تو عجب حالت پائی سر جھکا ہوا ہی ہاتھ رومال سے بندھے ہوئے ہین عرق
مین ڈوبی ہوئی ہی اور حسن آرا دختر ملکہ نے یہ دیکھکر سر جھکا لیا اور رونے لگی مگر خوشی کا یہ حال تھا کہ خود
دل خود بخود شگفتہ ہوا جاتا تھا یہی دل تقاضا کرتا تھا کہ اٹھکر اپنے عاشق کا استقبال کیجیے مگر حیا دار تھا
کیا ہی ملکہ بیقرار ہی ادھر سہراب کی نگاہ ملکہ پر پڑی دیکھا کہ ملکہ ایک گوشہ مسند پر سر جھکائے ہوئے بیٹھی
ہی مگر زیر دیدہ نگاہون سے میری طرف دیکھ رہی ہی بارہ دری کی عجب حالت ہی کہ جیسی آراستہ ہوئی بس
ملکہ کو دیکھکر سہراب کے دل کو تاب نہ رہی دوڑکر ملکہ کے قریب آیا اور اپنا سر قدم پر ملکہ کے رکھدیا ملکہ
نے یہ باتین کہکر اپنے پاؤن ہٹا لیے سہراب نے کہا کہ مین خطاوار ہون میری خطا کو معاف فرمائیے موجب
شعر ہاتھ باندھے ہوئے کہتا ہون کرو عفو قصور ۔ پاؤن بھی لیجیے تو مشفق یہ گنہگار ہے ۔ جو قصور و خطا
عدم حاضری و نہ خبر گیری کی مجھسے سرزد ہوئی ہی اُسکو معاف فرمائیے ورا اصل مین نے بہت بڑی خطا کی
ہی مین اس لائق نہین ہون کہ میرا کوئی منھ دیکھ سکے یا مین اپنا منھ دکھاؤن مین نہ آتا تھا کہ مین اس قابل
نہ تھا مگر محکوم حسن آرا لائی ہی مین صرف اتنا کہنے آیا تھا کہ میری قبر پر آکر ٹھوکر لگا جانا کبھی یہ کبھی اپنے
کشتہ حسرت کو اس سے سرفراز کرنا مین جانتا تھا کہ مین نے وہ قصور کیا ہی کہ جو لائق عفو نہین ہی لیکن مین
ہاتھ باندھے ہوئے ہون یہ سر حاضر ہی اپنے جلاد سے میرا سر قلم کرو تاکہ اس کشاکش دنیا سے نجات
پاؤن اپنی سزا کو پہنچون اس جرم کی سزا پاؤن اتنے عرصہ مین حسن آرا بھی قریب آگئی تھی ملکہ نے اُس
کی طرف متوجہ کرکے آہستہ سے کہا کہ یہ تو اپنے ساتھ کیا آفت لائی ارے کم بخت تو بڑی چالاک ہی ارے مین
کون اور یہ کون میری انھون نے کیا خطا کی ہی یہ ساری فتنہ پردازی تیری ہی تو بڑی مفسد ہی مین تیرے
ہاتھ سے بہت عاجز ہون میری سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا کہتے ہین کیسی خطا اور کیا عفو قصور میری تو
خطا کسی نے آج تک نہین کی ہی مجھکو تو اپنے مقدر کی شکایت ہی مین کیا جانون کہ یہ کون صاحب ہین
میرے انکے کیا واسطہ ہی انکو دھوکا ہوا ہوگا ذرا اپنے حواس درست کرین تسلی انھون نے خطا کی
ہوگی وہ معاف کریگا یہ معاملہ میری سمجھ مین نہ آیا ارے تو کسے لائی ہی مین تو آج تک نہ کسی پر عاشق
ہوئی نہ کوئی مجھ پر اور پھر مین اس لائق کب ہون اُنسے کہو کہ یہ جسکے خطاوار ہون اُسکے پاس جائین مجھسے
کیا غرض ہی حسن آرا نے جواب دیا کہ یہ سچ کہتے ہین یہ آپ کے خطاوار ہین بس سنے بس ایسی باتین
نہ فرمائیے یہ بھی کوئی بات ہی کہ کوئی اپنے پاس آئے اور اُس سے اس طور سے کلام کرو برسون کے بعد یہ
دن نصیب ہوئے اُس پر یہ تقریر ملکہ نے کہا کہ تو کیا کہتی ہی بس ہے بس مجاو یہ تیری باتین اچھی نہین
معلوم ہوتی ہین ادھر سہراب نے حسن آرا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے حسن آرا تم کچھ نہ کہو مین
آج اپنی جان سے عاجز ہوکر آیا ہون یہ تیغ حاضر ہی ملکہ سے کہو کہ میرا سر تن سے جدا کرین اگر میرا قصور نہ
معاف کرین ورنہ اپنے دست نازک سے میرے ہاتھ باندھے ہوئے کھول لین یا قتل کرین شعر سیم کی
پیچم ز شمشیر حبیب ۔ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ۔ دیگر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے

میں سمندر سے اس صندوقچہ کی موجودگی میں مقابلہ کر نہیں سکتا ہوں مجھ کو بھی مرنا ہے اور یہ سب امر میں تو کیا
ضرور ہے کہ اسکا ساتھ ترک کروں ہاں اگر اہل اسلام کی فتح ہوئی تو ضرور امید وصل ملکہ ہے کیونکہ صاحبقران
نے اقرار کر لیا ہے کہ جب سمندر پر فتح ہوگا سمندر شاہ خواہ قتل ہو خواہ مسلمان ہیں اسکی دختر کے ساتھ
تیرا عقد ضرور کر دونگا اسی امید پر میں زندہ تھا ورنہ اب تک کب کا مر گیا ہوتا لیکن کل فتح کو وہ امید بھی قطع
ہو جائیگی بلکہ میں سب سے پہلے اپنی جان دونگا وہ سب اہل اسلام کا شہید ہونا بھی مجھ سے نہ دیکھا
جائیگا لیکن جو دم گذرتا ہے غنیمت گذرتا ہے یہ سبب ہے کہ یہ فکر ہے جو حسن آرا نے تسلی کہا کہ معلوم ہوا کہ آپ
اپنی جان دینے پر آمادہ ہیں سہراب نے کہا کہ میں کوئی اپنے بس میں ہوں جو جان نہ دوں اس کے
سبب میں نے بیان کر دیئے ملکہ خاموش بیٹھی سنا کی کچھ جواب نہ دیا حسن آرا نے کہا کہ آپ کو یہ کیونکر
معلوم ہوا کہ کل صندوقچہ سے کام لیا جائیگا سہراب نے سب کیفیت خواجہ کے آنے کی سمندر کے
مشورہ کرنے کی گروا سپتاشاہ کے عرض آنے کی سمندر کا جواب بیان کیا اور کہا کہ خواجہ نے اگر
یہ خبر دی ہے اس سبب سے معلوم ہوا حسن آرا نے کہا کہ جب یہ امر ہے تو در اصل اب کوئی امید
زندگی نہیں ہے ہاں بلکہ اسنے کلام کر لو جو وہ گھڑی ہنسنا بولنا ہو بول لو پھر یہ کہاں اور ہم کہاں واقعی انسے
بھی کوئی بد نصیب نہ ہوگا نہ ہم سا اور نہ ہم لوگ سا کوئی واقف ہے نہ رہے کیونکہ ہم کو یہ امید نہیں ہے کہ ایسے
مرنے کی تم خبر سنکے اپنے کو ہلاک نہ کرو یہ ممکن ہی نہیں ادھر تم نے اپنے کو ہلاک کیا ادھر ہم سب
نے بھی اپنی جانیں دیں نہ معلوم کون سی وہ ساعت بدبختی تھی کہ ہم لوگ پیدا ہوئے آج تک کہ برسوں
گذر گئے کہ خوشی کا نام تک زبان پر نہ آیا ہم تو کبھی خواب میں بھی نہ ہنسے یہ تو ہمارا حال ہے اور
ہم سب کے دل پہ بنی ہوگی انکا کیا حال ہوگا مگر عالم ناچاری و مجبوری ہے کوئی زور نہیں ہے یہ کہکر حسن آرا
رونے لگی سہراب کے بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تب ملکہ نے کہا کہ اگر وہ صندوقچہ ہاتھ آجائے تو
پھر تو کوئی نا امیدی نہیں ہے سہراب نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر صندوقچہ مل جائے تو پھر کیا بات
ہے ایک دم میں تو میں سمندر پر چڑھائی کرا دوں پھر مجھ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ سنکے ملکہ نے تامل کر کے
کہا کہ ہاں ہم جو بتلائیں سوچ کر جائیں اسکا تدارک کریں یہ بھی ممکن تھا کہ ہم صندوقچہ منگوا لیتے لیکن یہ کہ صندوقچہ
نکال کر سہراب کے رو برو رکھ دیا کہا لیجئے آپ کو حیات مبارک ہو مع تحفہ اہل اسلام کے مگر میری
زندگی سے ہاتھ اٹھائیے کہ جب یہ حال سمندر کو معلوم ہوگا وہ ضرور میری جان کا دشمن ہوگا اور
مجھکو قتل کریگا کیونکہ یہ حال سوائے میرے اور کسی کو نہ معلوم تھا یہ جو ملکہ نے کہا سہراب نے جواب دیا
کہ مجھکو اپنا مرنا بہتر ہے تمھارے مرنے سے تمہاری بلا لے کر اگر میں مر جاؤں تو اچھا ہے لیجئے یہ صندوقچہ
تم اسی مقام پر رکھو آؤ کوئی اسکی ضرورت نہیں ہے میں یہ نہیں گوارا کر سکتا ہوں کہ میں دنیا پر ہوں اور
تمھارے دشمن نہ ہوں ایسی زندگی بیکار ہے خدا وہ دن نہ دکھائے کہ تم نہ ہو اور میں ہوں ملکہ
نے جواب دیا کہ بس ایسی باتیں نہ کرو حیات مبارک ہو خوشی کرو میں جان پر کھیل کر یہ صندوقچہ لائی
ہوں حسن آرا نے عرض کیا کہ ملکہ بیان فرمائے کیونکر لائی ہو ملکہ نے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا
جو کچھ واقعہ گذرا سب کہ سنایا کہا کہ اس فقرہ سے یہ دستیاب ہوا حسن آرا اور سہراب نے ملکہ
کی تعریف کی اور کہا کہ ملکہ تم نے بھی وہ کام کیا جو کہ عیار کرنے میں بڑی ہوشیاری کی خوب
دھوکا دیا کہ کیا کہنا اور کیا تدبیر کی ہے ملکہ نے کہا کہ میں بڑی ورنہ سمندر دھوکا کھانے والا نہ تھا
صرف میری محبت کے سبب سے وہ دھوکا کھا گیا کیونکہ مجھ سے بہت الفت کرتا ہے میرا رنج

کہا کہ اپنی جان دو گی اگرچہ یہ امر ہوتا تو میں ضرور انگشتری الماس چبا کر سو رہتی تیغ کو تھا منظور تھا یہ میرا
قصد تھا میں نے یہ خیال کیا کہ اگر اہل اسلام کا مذہب سچا ہوا اور اُن کا خدا برحق ہے تو آنکھوں اس قلعہ
کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اس کافر کو سزا دیگا کوئی نہ کوئی سبب اس کے قتل کا ہو گا اگر یہ لوگ
اس شقی کے شر سے محفوظ رہے اور یہ قتل ہوئے تو میں اپنا دین تبدیل کروں گی اور دین اسلام
قبول کروں گی اور میں نے خدا نادیدہ سے دعا مانگی تھی پس خدا نے سن لی وہ کافر مارا گیا سچ
سچ کہتی اُس دن سے میں نے مذہب تصویر پرستی پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا میں مسلمان
ہوئی مگر میں نے پوشیدہ رکھا اس وقت تم پر ظاہر کیا اب بھی میری یہی دعا ہے کہ اگر وہ خدا
برحق اور اہل اسلام کا دین سچا ہے تو وہ میری سن لے گا اور کوئی ایسی سبیل نکالے گا کہ تم
اور تمہاری یادلان عقد ہوا اس بیاہ کر جانے سے بچاتا ہی ہے اُسی سے اور پھر نگاہ رکھو وہ
بڑا رحیم ہے رحم کرے گا میں ابھی سے امیدوار تھی ہوں اس قدر بیقرار ہو سہراب نے جواب دیا
کہ خیر جو مرضی تمہاری ہاں وہ بڑا کریم ہے سبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی ذریعہ پیدا کرے گا
خیر اس شکوہ کو موقوف کرو جس قدر رات باقی ہے اس کو ہنسی خوشی بسر کرو شکوہ و
شکایت ہو چکے کچھ دیر تو رات ہو چکی ملکہ نے جواب دیا کہ اچھا بس یہ کہہ ملکہ نے حکم دیا
کہ مراعیان شراب کی حاضر کی جائیں پس پری زادی نے جو کچھ ملکہ نے کہا وہاں حاضر کیا سہراب
نے جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے مسکرا کر لیا اور منہ سے لگا کر پی گئی پھر ملکہ نے لبریز کرکے
سہراب کو دیا سہراب بھی پی گیا اب جام شراب گردش میں آیا باہم شغل بادہ خواری ہونے لگی
دو دو چار جام کی نوبت آئی سرور ہوا سہراب کے دل نے بیقراری کی اپنے دست گستاخ کو
دراز کیا یہ رنگ دیکھ کر سب خواصیں وغیرہ یہاں سے چلی گئیں خلوت ہو گیا اب جو اُس مقام
کو تخلیہ سہراب نے خالی پایا ملکہ کو گلے سے لگا لیا لب نازک کے بوسے لیے خوب
پیار کیا ملکہ نے کہا کہ اے سہراب اپنے دل کو قابو میں رکھو اور خدا پر نظر رکھو اگر وہ چاہے گا
تو خوب سا تم نیک اسلوب سے میرے اور تمہارے وصل ہوگا اس قدر بیقراری نے کیا
حاصل سہراب نے جواب دیا کہ ملکہ میں کہاں تک صبر کروں اب یہ دل ناصبور نہیں مانتا
ہے قابو سے نکلا جاتا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ یہاں اتنے دنوں صبر کیا وہاں اور صبر کرو کیونکہ
اب زمانہ بہت کم باقی ہے خدا نے چاہا تو بہت جلد صورت وصل پیدا ہوتی ہے سہراب
نے جواب دیا کہ ملکہ یہ تو تمہارا کہنا بہت درست ہے یہ کہتا جاتا ہے اور بوسے لیتا جاتا ہے
گلے سے لگائے لیتا ہے اسی طور سے وہ اُسقدر شب بسر ہوئی یہاں باہم عاشق و معشوق
میں راز و نیاز ہو رہا تھا سہراب اپنے دل کی حسرت بوسے لے کر نکال رہا تھا اپنے
دل کو تسکین دے رہا تھا یہ امر بھی اس فلک ناہنجار کو ناگوار ہوا کیونکہ یہ تفرقہ انداز ہے اس کو
کسی کی خوشی اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے یہ ایسا تفرقہ انداز ہے کہ جہاں اس نے دیکھا کہ دو دل خوش
ہوئے اسنے یہ فکر کی کہ کسی طور سے تفرقہ پڑے یہاں تو برسوں کے چھوٹے ہوئے باہم
ملے تھے صرف بوس و کنار سے اپنے دل کو تسکین دے رہے تھے اور فلک کو یہ امر بھی ناگوار ہوا
کیونکہ اسکی عادت ہے کہ یہ باہم عاشق و معشوق کو ایک جا نہیں دیکھ سکتا ہے غرض یہ دو دل کو یکجا
بیٹھا تا نہیں ہے کسی کا اس سے وصل دیکھا نہیں جاتا پس ہو گیا یک مرغ سحر نے اذان دی صدا کے

اوان جو کان مین سہراب کے پہونچی ایک مرتبہ فق سے اُس کا چہرہ ہو گیا اور یہ شعر زبان پر لایا
شعر۔ دی مؤذن نے شب وصل اذان پچھلی رات ❊ ہائے کم بخت کو کس وقت خدا یاد آیا ❊
یہ شعر پڑھ کر کہنے لگا کہ ملکہ صبح ہو گئی مین اپنا رخصت ہوا اور ایسا سراسیمہ ہوا کہ بالکل اپنے کام کو
فراموش کر گیا کیونکہ صبح کو مینا ملکہ ہے اور مین یہان بیٹھا ہوا ہون سب یہ خیال کرتے ہونگے کہ
سہراب اپنی جان بچا کر نکل گیا ملکہ نے جواب دیا کہ ضرور یہی ہے سنکر سہراب نے ملکہ سے کہا
کہ اب مین کیونکر جاؤن کیونکہ صبح ہو گئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ خوب تم کس اوہ کا ہو جس طرح سے آئے ہو
اُسی طور سے جاؤ یہ سن سہراب بجلت باہر نکل کر طرف آسمان کے دیکھا تو دیکھا کہ اثار صبح فلک پر ظاہر
ہوئے ہین نور سے ظہور کر رہا ہے ابھی بالکل صبح نہین ہوئی ہے یہ پھر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ملکہ اب
مین رخصت ہوتا ہون خدا حافظ تمکو سپرد خداوند کریم کیا اگر زندہ رہے تو پھر آئینگے اور کہا کہ تم
یہان ہو یہان آرام سے اپنے دیدہ مشتاق کو روشن و منور رکھیو اگر مر گئے تو ہمارے کے سنے کو
کرنا کبھی کبھی ہمکو خوا تمہین سے یاد کرنا کیونکہ تمہارے وصل کی حسرت لیکر دل مین جاتے ہین
افسوس اس امر کا ہے کہ اس فلک ستمگار دغا باز کو دو دن خدا کرو اس قدر بھی نا گوار ہوا کہ ہم و تم باہم
بیٹھکر کچھ دیر تک اپنے دل کی حسرت نکالتے ہم اپنے ارمان ہین کہ کوئی نہ ہوگا خیر کیا کرین
جو اسکی مرضی اور جو مقدر مین ہے ملکہ نے جواب دیا کہ فقط خدا سے کرم اور لطف سے نا امید ہو
اُسکی ذات سے یہ مطلب دل امید ہے وہ کریم ہے اُس کے فضل پر نگاہ رکھو بقول شاعر شعر
اُسکے فضل کرنے پہ نہین لگتی بار ❊ نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار ❊ ملکہ نے جو یہ کہا سہراب
نے جواب دیا کہ ہان اب سوا اسکے اور کیا ہوگا خیر جو کچھ گذرے سو وہ برداشت کرینگے یہ
کہکر ملکہ کو گلے سے لگا کر لب و عارض کے بوسے لیے خوب پیار کیا اپنے دل کو تسکین دی
گو جی نہ چاہتا تھا کہ چھوڑ دون مگر یہ خیال تھا کہ اگر بالکل سحر ہو گئی تو پھر جانا مشکل ہوگا لہذا
یہ خیال دل مین کرکے کہا کہ لو ملکہ خدا حافظ و ناصر ملکہ رونے لگی سب خواصین و شہزادی اُسکو
ملکہ کو سمجھانے لگین سہراب ملکہ کو بٹھا کر باہر بارہ دری کے آیا ملکہ بھی اُسکے ہمراہ آئی یہان
سہراب نے آکر تخت سحر طیار کیا اور بصورت اصلی اُس پر سوار ہو کر سحر سے اُسکو اڑا کر
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا ملکہ چپ کھڑی رہی جب تک تخت مین سہراب سامنے رہا سہراب
بھی ملکہ کو دیکھتا گیا اور ملکہ سہراب کو دونون کا یہ عالم تھا کہ آنکھون سے اشک حسرت جاری
تھے سہراب بھی روتا جاتا تھا ملکہ بھی کہ تخت ایک مرتبہ ملکہ کی نگاہ سے پوشیدہ ہو گیا ملکہ
ایک نعرہ آہ کر کے گر پڑی اور بیہوش ہو گئی وزیرزادی ملکہ کو اٹھا کر وہان سے بارہ دری
مین لائی گلاب وغیرہ چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا ملکہ نے رونا شروع کیا سب نے سمجھایا اور عرض
کیا کہ ملکہ صبر فرمائیے اب زمانہ مفارقت دور ہو گیا ہے تھوڑا عرصہ باقی ہے اے ملکہ اس امر کی سب
امید تھی کہ پھر ملاقات ہوگی جس خدا نے یہ دن دکھایا وہی پھر آپ کو اُن کو باہم یکجا کریگا نا امید
نہ ہوجیے ملکہ نے جواب دیا کہ مین اپنے دل کو کیا کرون وہ نہین مانتا ہے انھون نے عرض کیا کہ
اسکو اپنے قابو مین رکھیے ملکہ نے جواب دیا کہ ہان جس پر یہ مصیبت پڑتی ہے وہی خوب جانتا
ہے دوسرا کیا جانے خدا کسی کو یہ مرض لا دوا نہ دے ارے صاحبو جس پر یہ بلا نازل ہوتی ہو
اسکے دل سے دریافت کرو یہ عشق وہ بلا ہے پہ ہے کہ اسنے گھر کے گھر برباد کر دیئے بڑے بڑے

صاحبقران صبر اس بلا مین مبتلا ہو کر اپنی جان و سینہ پر آمادہ ہوتے ہین انکو خیال کرو کہ اُسنے عشق لیلیٰ
مین اپنے ننگ و ناموس کو ترک کیا صحرا کو آباد کیا سواے لیلیٰ کے اُسکو اور کسی کی خواہش نہ تھی فرہاد
نے اسی عشق کی حالت مین اپنی جان دی سواے شیرین کے دوسرے کی اسکو خواہش
نہ تھی اُسکے عشق مین اور ولولہ محبت مین اُسنے پہاڑ کو تراش کر ستون بنایا آخر کو تیشہ مار کر
جان دی یہ عشق وہ بد بلا ہے کہ سواے وصل معشوق کے دوسری اس سے مفر کی صورت نہین ہے
یا جان جاے یا وصل حاصل ہو بس جب کہ یہ امر ہے تو یہ سمجھانے سے کیونکر جا سکے اب نصیحت
دینے سے یہ آگ اور زیادہ افروختہ ہوتی ہے اور اس سے شعلے نکلتے ہین سواے آب وصل کے کسی
کسی چیز سے فرو نہین ہوتی ہے بس ایسی حالت مین بیکار ہے کہ اسکو سمجھایا جاے بس مجکو میری حالت
پر چھوڑ دو جو میرا خدا چاہے گا وہ ہوگا یہ کہکر اور فقرہ عاشقانہ پڑھ کر لگی رونے لگی اپنی حالت
تباہ کرنے لگی خواصین وغیرہ سمجھانے لگین ملکہ کو تو اس حالت مین مبتلا رکھا جاتا ہے کہ پھر اسکا
حال تحریر ہوگا اب حال سہراسپ کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ شخص اُٹھا لے جاتے ہوئے مبتلا جاتا ہے اس کی
آنکھون سے آنسو روان ہین اپنے دل مین خیال کر رہا ہے کہ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے کہ اس
رنج والم مین مبتلا ہون اپنے معشوق سے جدا ہوا ہون اگر مر جاؤن تو اس کشاکش دنیا سے نجات
پاؤن اب تو صبر نہین ہو سکتا ہے کہان تک صبر کرون افسوس ایک تو مدت دراز کے بعد ملاقات
بھی ہوئی تو کس حالت مین کہ اچھی طرح سے کلام بھی نہ کر سکے یا ہم بیٹھے تھے کہ فلک کو یہ بھی ناگوار
ہوا اُسنے باہم جدائی کرادی کہ سحر ہو گئی اے سہراسپ خدا ایسا کرے کہ تو [illegible]
مر جائے اے سہراسپ اب تو دو بلاؤن مین مبتلا ہوا ہے اول تو مفارقت ملکہ نے مجکو جان بلب کر دیا
ہے اگر صاحبقران اس قدر دل دہی اور تسکین نہ فرماتے اس وقت تیرا فاتحہ تھا مرنا بہتر تھا
مگر کیا سخت جان ہے کہ ابھی تک زندہ ہے کیون نہ زندہ رہتا کیونکہ ان آلام مین مبتلا ہونا تھا
اور یہ صدمے اٹھانے تھے ایک مرتبہ اور ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی آخری وقت مین ملکہ کا
دیدار دیکھنا تھا دوسرے یہ امید تھی کہ شاید کوئی صورت وصل نکلے مگر ہم کہان اور وصل کہان
اب کوئی دم مین خاتمہ ہے خیر اگر مین مر جاؤن تو بہتر ہے کیونکہ اب ان بلاؤن مین میرا قدم ٹھہر نہین
سکتا ہے مجکو اس زندہ رہنے سے موت اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ بلاے تازہ جو کہ نازل
ہونے والی ہے اور یہ نئی بلا ہے کہ اس سے مفر کسی صورت سے ممکن نہین ہے یہ تو مجکو گوارا
نہ ہوگا کہ میرے روبرو لشکر اسلام تباہ ہو مین دیکھا کرون پہلے مین مقابلہ کرونگا یہ تو ہو نہین
سکتا ہے کہ مین مقابلہ نہ کرون ہا مین کیونکر خیال کر لون کہ ملکہ نے اصل صندوقچہ مجکو لا دیا ہو
کیونکہ جو چیز نایاب ہو وہ یون رکھی ہو کہ جسکا جی چاہے لے آئے ملکہ نے جو مجکو بیقرار
دیکھا دوسرے ایک مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی صرف میرے دل کے رکھنے کے واسطے
ایک صندوقچہ مصنوعی لا دیا بھلا کیونکر مین اس پر یقین کر لون کہ وہی صندوقچہ ہے جو سب لشکر
کا خاتمہ ہے لیکن ایسے خیال کرتا ہوا جاتا تھا سہراسپ کو اس امر کا بالکل یقین نہ تھا کہ یہ وہی
صندوقچہ ہے کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ اگر یہ وہی صندوقچہ ہے تو جب سمندر کو معلوم ہوگا تو ملکہ
پر بہت بد گمان ہوگا افسوس وہ میری محبت مین مبتلا یہ بلا سے سخت ہوئی اے میرے
کریم اگر سمندر اسکو اس جرم مین قتل کرے تو تو پہلے میری قبض روح کا حکم فرمانا کیونکہ دنیا

لیے کہار کارچوبی وردیان پہنے ہوئے پگڑیان باندھے ہوئے طلائی مہر کمر لگے ہوئے تخت
شاہی کو دوش پر اُٹھائے ہوئے کھڑے ہین ایک طرف اور سامان سواری موجود ہے ہر کسی
کوتل پھر رہے ہین چار طلائی چوبیان لیے ہوئے نقیب رانی کر رہے ہین چوبدار انتظام کر رہے
ہین یہان تو جلو خانہ مین سب سامان سواری موجود ہے ادھر صاحبقران مسجد
کے پاس مین سجادہ عبادت پر بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہین اپنے خالق سے بصد رجوع
قلب اپنے ظفر کی دعا مانگ رہے ہین رو رو کر یون عرض کر رہے ہین رباعی یارب خلاق
مہر و ماہی تو ہی ۞ بخشندہ تاج و تخت شاہی تو ہی ۞ بے منت و بے سوال و بے استحقاق ۞
دیتا ہے جو سب کو یا الٰہی تو ہی ۞ ارے تو خدا ہے مین ہون بندہ تیرا ۞ وحدت مین نہین ہے کوئی ہمتا تیرا
کبھی فرماتے ہین کہ اے خالق کون و مکان و اے خلاق زمین و آسمان و اے مالک نار و جنان و اے
مختار ہر دو جہان تو ہی مالک ہے تو ہی مختار ہے تو وہ ہے کہ موجودات کی تاریکی سے ذرہ روشن کو
ظاہر کرتا ہے روشنی روز کو تاریکی شب سے مبدل کرتا ہے زمین سے دانہ کو پیدا کرتا ہے تو ایسا
خالق ہے کہ دن کو تو نے نور آفتاب سے روشن و منور کیا تاکہ اسکی روشنی مین بندے تیرے
اپنے حوائج دنیوی سے فارغ ہون رات کے لیے ماہتاب و ستارون کو خلق کیا تو ایسا خالق
ہے کہ تیرے ہاتھون کی شہادت پر گیاہ دیتی ہے جو جسم شجر ہر گیاہ کہ از زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید ۞ اے خالق تو مالک ہے تو ضعیف کو قوی کرتا ہے قوی کو ضعیف مور کو فیل پر
غالب کرتا ہے تیری قدرت کاملہ سے یہ امید ہے کہ تو مجھکو کفار پر فتح دے مین ایک مرد ضعیف
ہون تیرا بندہ حقیر ہون اگر تو چاہے گا تو مجھکو فتح دیگا اے کریم رحیم کرم کر اے خالق
تو نے اپنے بندون کو بچایا تو نے نار سے ابراہیم خلیل اللہ کو بچایا داؤدی سلطان کو شیر سے
بچایا تو نے ہر اپنے بندے کی مشکل مین مدد کی ہر ایک کی بلا رد کی صاحبقران دعا کر رہے تھے
اُدھر خواجہ نے نماز سے فراغت کر کے باتھا عماری تن پر آراستہ کیے اور اپنے خیمہ
سے نکل کر طرف در دولت کے چلے یہان آکر سب سردارون کو جلو خانہ مین موجود پایا وہان
سے مسجد کے پاس مین آئے دیکھا کہ صاحبقران مناجات مین مصروف ہین تب صاحبقران
خاموش کھڑے ہو رہے صاحبقران نے مناجات سے فراغت کر کے سر کو اپنے سجدہ گاہ
خالق مین خم کیا سجدہ شکر ادا کیا سجدہ سے سر اُٹھا کر جو دیکھا دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوئے
ہین فرمایا کہ کیون خواجہ کیا خبر ہے خواجہ نے عرض کیا کہ سب سردار حاضر ہین لشکر نبردگاہ
مین جا پہونچا ہے یہ سماعت فرما کر حکم دیا کہ صندوق اسلحہ حاضر کرو خادم نے صندوق حاضر کیا
صاحبقران نے تبرکات جسم پر آراستہ کیے ہتھیار لگائے مسلح و مکمل ہو کر سجادے پر سے
اُٹھے بیرون مسجد سے تشریف لائے یہان خادم مرکب لیے ہوئے حاضر تھا انگشت
شہادت سے گردن مرکب پر یا علی مدد تحریر کر کے پاؤن رکاب مین رکھا حلقہ رکاب مثل
ہلال کے ہو گئے صاحبقران مرکب پر سوار ہو کر طرف در دولت کے چلے خواجہ نے
رکاب سعادت پر ہاتھ رکھ کر روانہ ہوئے ادھر صاحبقران چلے ادھر چوبدار نے
بڑھکر سردارون کو خبر دی کہ اے سردارون آگاہ ہو کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین
سننا تھا کہ سب سردار ایک مرتبہ قرینہ سے کھڑے ہوئے کہ صاحبقران تشریف لائے

سب نے سلام و مجرا کیا صاحبقران نے سبکے سلام کا جواب دیا مرکب پر سے اترے خادم نے
زرین پوش بچھا دیا صاحبقران اُس پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار ساحر و غیر ساحر بھی بیٹھ گئے
سو ادب یہاں تو صاحبقران تشریف لائے ہیں جلوخانہ میں بیٹھے ہوئے ہیں اُدھر بادشاہ محل
میں نماز سحر ادا کرکے مسند پر جلوہ فرما ہوئے حکم فرمایا کہ لاؤ حاضر کرو کشتیاں پوشاک کی
لیکر خادم سامنے حاضر ہوئیں بادشاہ نے پوشاک رزم زیب تن فرمائی اسلحہ تن پر آراستہ کیے
شمشیر الماس نگار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا کہ جواہر نگار بازوں پر باندھا تاج جواہر نگار سر پر
آراستہ کیا قبائے زرنگار زیب تن فرمائی جب اسلحہ و لباس سے آراستہ ہو چکے حکم فرمایا کہ تخت
حاضر کرو کہاریاں تخت لے کر حاضر ہوئیں ظل اللہ نے تخت پر قدم رکھا خادمان محل نے
صدا بسم اللہ بلند کی پریوں نے تخت اُس سلیمان حشمت کا دوش پر اٹھایا وہ گوری گوری
صورتیں وہ کاستی و گلابی پیشانیوں میں سیندور ٹیکا لگا ہوا سروں پر جھلمل پیشانی پر تمام
سے پاؤں تک سرتاپا جواہر نگار ہیں زرق برق کار چوبی لہنگے پاؤں میں چھم چھم کرتی ہوئی تخت کو
دوش پر اٹھائے ہوئے ایک ناز و ادا سے طرف دردولت سمجھلیوں کے آگے کنیزیں چشمک زن
انتظام کرتی ہوئیں خواجہ سرا کو راہ بتاتے ہوئے طفلان خوبصورت ہاتھوں میں تھالے
لوبان کے اُن میں عود و عنبر و مشک سلگتا ہوا کہاریوں کے ہاتھوں میں رنگ برنگ کے کنول روشن
اور جلوس سواری نقیب صدا لگاتے ہوئے کہ خبردار باش ہوشیار باش جہان پناہ
کیوان بارگاہ تشریف لاتے ہیں بادشاہ سب اہل محل کا مجرا لیتے ہوئے دعا سے ترقی
و اقبال سماعت فرماتے ہوئے دردولت پر تشریف لائے کہاروں نے بڑھکر خادمان
دردولت کو آگاہ کیا کہ جہان پناہ ظل اللہ تشریف لاتے ہیں اُدھر چوبداروں نے آگے
بڑھکر سب سرداروں کو خبر دی کہ باادب باش سواری شہنشاہ کی آگئی سب سردار
سو ادب ہوگئے صاحبقران اپنی مسند سے ایستادہ ہوئے اُدھر چوبدار کر خواجہ سرا نے سرخ
پردہ چرخی پر کھینچا کہ دو گز راہ تخت پیدا ہوئی کہار تخت شاہی سے کر قریب پردہ پہنچے
سب نے دیکھا کہ آگے آگے خواجہ سرا انتظام کرتے ہوئے آرہے ہیں اُنکے عقب میں
بہت سے طفلان حسین کنول ہاتھوں میں لیے ہوئے اُن میں شمع مومی و کافوری
روشن ہیں وہ بھی ایک طرف آکر کھڑے ہوگئے اُنکے عقب میں اور بہت سے لڑکے اُنکے
ہاتھوں میں مشک و عنبر کے لو سلگتے ہوئے اُنکے بعد ترکنیں و حبشنیں پیدا ان سب کے
تخت شاہی بادشاہ اُس پر جلوہ فرما ہیں کہاروں نے بڑھکر مجرا کیا تخت کو تختگاہ
سے ملا دیا بادشاہ اُس تخت سے اس تخت پر جلوہ فرما ہوئے صدا بسم اللہ سے جلو
گونج گیا زنانہ عملہ واپس گیا مردانہ عملہ حاضر ہوا سب نے اپنا بند و بست کیا کہ سواری
جلوخانہ کو طے کرکے باہر آئی صاحبقران نے مجرا کیا عرض بیگی نے عرض کی جہان پناہ
صاحبقران نگاہ رو برو بادشاہ نے صاحبقران کا مجرا لیکر سینہ پر ہاتھ رکھا کہ آپ کی
جگہ میرے دل میں ہے پھر تو خسروان صاحبقران و بادشاہ کا مجرا ہونے لگا عرض بیگی عرض
کرنے لگا کہ یہ فلاں سردار ہے یہ فلاں سردار ہے بادشاہ سب کا سلام مجرا لیتے ہوئے
تختگاہ پر سوار چلے آتے ہیں صاحبقران نے بڑھکر پایہ تخت پر ہاتھ رکھا اسپ تو جس جگہ

اڑا کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے ہرا سے مقابلہ دل میں خیال کرتے جاتے تھے کہ ہمارا بڑا مرتبہ ہی جو
بادشاہ نے ہم سے یہ کام لیا ہماری بادشاہ کے نزدیک بڑی عزت ہی اور اس کام کے عوض ہم کو بہت
بڑا مرتبہ ملیگا ہماری بہت عزت ہوگی یقین ہی کہ اس خدمت کے صلہ میں ہم کو وزارت ملے یہ امر اپنے
اپنے دل میں خیال کرکے کہا کہ اے بھائی تجھا فقط خداوند تصور سے لکھا اپنا فضل کیا کہ یہ کام ہمارے ہاتھ
سے سمندر شاہ نے لیا ہی یقین ہی کہ اسکے عوض مرتبہ عالی ملے سب میں وہی عزت ہو اُس نے
جواب دیا کہ اب کیا کم عزت ہی ایسی عزت ہی کہ یہ کام لیا گیا کسی اور سے نہ لیا بڑے مرتبہ کے
لوگ دربار میں بیٹھے ہیں اسکا سبب سمجھ گیا ہوں یہ سبب ہی کہ ہمارے بزرگ سدا خدمت خداوند
میں حاضر رہے اور مرتبہ عالی پر ممتاز رہے بلکہ کوئی فراست تھی خداوند کی اسی سبب ہی کہ جو
سب ہماری عزت کرتے ہیں یہ سنکر اسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ دونوں لیا ہم باتیں کرتے ہوئے لشکر
لشکر کے جاتے ہیں یہاں سمندر شاہ نے اُنکے جانے کے بعد کہا کہ آج میں دربار برخاست نہ
کرونگا جب تک احتیاطاً وہ فقط لشکر اسلام کو قتل کرکے نہ آئیں اگر چہ ہم کو اس امر کے سننے کی
خوشی ہی کہ اہل اسلام کا کیا انجام ہوا اور دو فاحشہ گرانی کیسا ہوا جو ہم چاہتے کہ ہمیں ان دونوں
کو اس خدمت کے عوض میں دونگا ایسی کرسی و قسمت خلعت اعلیٰ کہ سمندر نے حکم دیا کہ
سامان جشن مہیا کیا جائے جب ہم یہ خبر سنیں کہ لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اسی وقت سے بزم عشرت
برپا کرینگے یہ حکم دیا سامان جشن ہونے لگا یہاں تو یہ تیاریں ہو رہی ہیں وہ دونوں صندوق
لیے ہوئے جاتے ہیں وہاں جب دونوں لشکر میدان میں آ پہنچے صف آرائی ہونے لگی ساتوں
دہ قلیں جانبین کی آراستہ ہو چکیں صاحبقران زیر علم اژدہا پیکر بسر صاحبقرانی استادہ ہو
لشکر اسلام سے سقون نے نکل کر آب پاشی کی ہموار دن سے نکل کر جو پست و بلند زمین تھی اس کو
ہموار کیا اور جو شجر کہ حائل نظر تھا اسکو قلم کیا لشکر کفار سے ایک ساحر نے نکل ابر سے پانی برسایا
گرد و غبار کو بٹھایا ایک سنگدل نے بڑھ کر سحر کیا تو برق چمکا کر گری اُسنے جو درخت حائل تھے
اُنکو قلم کیا اور جلا کر خاک کر دیا جو پست و بلند زمین تھی ایک ہوا اٹھی چلی وہ اُڑا لے گئی زمین برابر
ہو گئی جب یہ سب بند و بست ہو چکا تو لشکر اسلام سے نقیب نکلے اقیون نے اس طور سے نقابت
کرنا شروع کی کہ اے مجاہدان اسلام و غازیان نیک نام و بہادران تیغ زن شعار و اے سرداران نامدار یہ
دن نام آوری کا ہی نام کرو اپنے آبا و اجداد کے نام کو صفحہ ہستی پر روشن کرو کیونکہ یہ دنیا ناپائدار
ہی اس میں ٹھہرنا ایک دم کا دشوار ہی یہ مقام فانی ہی یہاں ہر ایک کو درپیش سفر جاودانی ہی اگر ہزار برس
بھی زندہ رہے تو کیا رہے انجام اس زندگی کا قضا ہی جو دنیا پر آیا ہی اسکو ایک دن فنا ہی اس پر کچھ
منحصر نہیں ہی کہ جو جوان ہی وہ نہ مریگا جب حکم خداوند آئیگا ضرور قضا آکر دامن گیر ہوگی خیال تو
کرو تو کہ شاہان ہفت ملک تھے جنکی خدمت میں ہزاروں بندگان خدا دست بستہ حاضر رہتے
تھے جنکے حکم سے گردن ماری جاتی تھی لوگ جنکے روبرو جاتے ہوئے لرزتے تھے جنکی سکونت
کے لیے بڑے بڑے عالی شان محل تھے ہمہ وقت پریوں کے مجمع میں رہتے تھے دن عید ہوتی
تھی شب شبرات تھی ہمہ وقت صحبت ناچ و رنگ جلسہ عیش و عشرت برپا رہتے تھے مگر ایک
چشم زدن میں وہ سب خاک ہو گیا جب موت نے آ کر گریبان پکڑا کچھ نہ بنا سب خاک تھا نہ
شاہی کچھ کام آئی نہ ملک سے نہ مال و دولت نہ خادم و خدمتگار سب کو چھوڑ کر تنہا چلے مال دنیا

سے ساتھ بھی گیا تو سوائے دو گز کفن کے اور تھوڑی سی زمین کے اپنے مصرف میں اور کچھ نہ آیا وہاں
سے خالی ہاتھ آئے تھے یہاں سے بھی خالی ہاتھ گئے ای جوانو ان بعد مرنے کے گدا و شاہ برابر ہیں سب
سامان ظاہری ہو زیر زمین ایک مرتبہ ہے ہاں ای بھائیون بس فرق اتنا ہے کہ اپنے اپنے اعمال ہیں اگر اعمال
نیک ہیں تو راحت سے قبر میں سونا ملیگا ورنہ جو مرضی اسکی ہوگی وہ سزا ملیگی خیال تو کرو کہ انکے
قبر تک کے نشان باقی نہیں ہیں کوئی دو پھول بھی نہیں چڑھاتا ہے نہ کوئی سورہ الحمد قبر پر
جاکر پڑھتا ہے وہ لوگ تو فاتحہ کو ایسے دیکھو انکو محتاج ہیں افسوس اس امر کا ہے کہ انکے لیے انکے
زمانہ حیات میں کیا کیا سامان تھے سونے کے لیے نرم و نازک پلنگ تھے کیسے نفیس فرش
اس پر وہ لوگ آرام کرتے تھے ہزاروں آدمی پہرہ دیتے تھے ایام گرما میں خس خانہ طیار ہوتے تھے
سردی کی خواہش ہوتی تھی ایام سرما میں دوسرے سامان کی ضرورت ہوتی تھی عطر مٹی کا بھی ملتے تھے
دھوپ میں نکلنا ناگوار ہوتا تھا یا وہی لوگ زیر زمین پیوند خاک پڑے ہوئے ہیں وہ جسم نازک
خاک میں ملگیا ہے کہ استخوان تک نہیں باقی ہے تھے آنکھوں میں کھا گئی مٹی میں انکے وہ جسم نازنین
مل گئے ای جوانمردو ان میں سے کسی کا نام و نشان تک نہیں ممکن ہوتا ہے وہ لوگ جو کہ تاریکی میں گھبراتے
تھے روشنی شمع کافوری و موسمی میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے یا وہی لوگ تاریکی قبر میں مبتلا ہیں
جنکے پاس ہمیشہ ہزاروں نازنین و مہ جبین رہتی تھیں کوئی وقت تنہائی کو گوارا نہیں کرتے تھے
یا وہی اکیلے تنہا بے یار و مددگار و بے مونس و غمخوار کنج لحد میں پڑے ہوئے ہیں کوئی پرسان حال
بھی نہیں ہے کہ تم پر کیا گذری دنیا میں یا انکے اعمال ہیں مگر جو نیکی کہ وہ دنیا میں کر گئے ہیں اسکے سبب
سے انکا نام اب تک صفحہ دنیا پر باقی ہے مثل نوشیروان و فریدون کے یا جس جس نے اس دنیا میں
ظلم و ستم کیا ہے وہ ساتھ بدی کے مشہور ہیں مثل ضحاک ماران و نمرود و حجاج کے بس اس امر سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ اس دنیا میں سوائے نام کے کچھ نہیں باقی رہتا ہے بس جہاں تک ممکن ہو
دنیا میں نیکی کرے اور وہ کام کرے کہ جس کے سبب سے نام باقی رہے یہ دنیا سرا ہے اور جو اس میں
آیا ہے وہ بطور مہمان کے ہے ای جوان مردون آج کا دن نام کا ہے بس ایسی جوانمردی کرو تاکہ تمہارا نام
باقی رہے آج وہ کام کرنا ہے کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہ کیا ہو آج تلوار کرو کہ تا زمانہ قیامت اس
معرکہ یادگار رہے کیا اعتبار ہے زندگی کا خیال کرنے کا مقام ہے کہ حبیب مرسلان برحق و پیغمبر آخر الزمان با
سلطنت نہ رہے کہ جنکے لیے زمین و آسمان خلق ہوئے ہیں انکو موت سے مفر نہ ملا تو ہماری کیا اصل
ہے بس انسان کو لازم ہے کہ وہ کام کرے کہ جو ساتھ نیک نامی کے مشہور ہو مقام افسوس ہے کہ
اس موت سے کسی کو مفر نہیں ہے ای بھائیون خیال تو کرو کہ اگر ہم یہاں قتل ہونگے تو ہمارے
عزیز و اقربا ہماری میت پر گریہ کرینگے دوست ہم کو سپرد فرمائینگے آشنا [illegible] رو رو کے
افسوس کرینگے وہ لوگ جو کہ عالم مسافرت میں مرے ہونگے اور انکے عزیز و اقربا انکی لاش پر نہ
ہونگے انکا کیا عالم ہوگا سوائے تنہائی اور مایوسی کے انکے پاس کیا ہوگا کوئی رونے والا
بھی نہ ہوگا کسی نے ترس کھا کر دفن کر دیا ہوگا یا جو لوگ کہ صحرا میں مرے ہونگے انکو کفن
تک نہ ملا ہوگا انکے استخوان و گوشت کو جانوران صحرائی کھا گئے ہونگے وہ دو گز کفن اور قبر
کو بھی محتاج رہے ہم لوگ تو بڑے خوش نصیب ہیں کہ ہمارے لیے سب سامان موجود ہے مگر
ہم یقین نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم یہاں مریں اور کفن وغیرہ ہم کو ممکن ہو یہ کیا معلوم شاید ہمارے

اسقدر لشکر تھا اور کئی بادشاہ تھے اور سب ہمین مشتاق تھے لڑائی کے پاس کچھ نہ بن سکا جب یہ شکست
کی تو لشکر اسلام نے شکست کھائی بس ہمارا نشان میدان مین جا کر جب تک شہزادے پرستون کو غارت نہ کر لونگی اس
وقت تک شہر واپس آؤنگی یا اپنی جان دونگی شہر کے جو یہان آئے تھے بڑا نہ تھا مقابلہ کے گئے تھے کہ اس
لیے کہ تماشہ دیکھیں اور بیکار یہان بیٹھے رہین اس لیے بڑی بدنامی ہر سب کی زبان پر یہ امر جاری ہوگا
کہ یہ لوگ کیسے ساحر تھے اور کیسا دعوی کرتے گئے کہ دو ماہ تک پڑے رہے ایک مقابلہ نہ کیا ایک
سرکہ جو بڑا اس مین ہوا ایک سردار عالی قتل ہوا دوسرے دن بادشاہ سے ملک طلسم کی بادشاہ
نے اپنے پاس سے کارنامہ کی خبر دار کی کہ جتنے سحر سے ظفر حاصل ہوئی ہین انکے حالات سحر
وساحری ہم پہ کھل گئے ہین میرے نزدیک اس بدنامی سے کیا فائدہ گرداب شاہ نے جواب دیا
کہ خیر آپ کو اختیار ہے مین نے جو امر کہ میرے نزدیک مناسب تھا وہ کہدیا ملکہ زعفران نے جواب دیا
کہ اے گرداب شاہ ابھی بادشاہ کے پاس سے کوئی آیا بھی نہین ہے پس مناسب ہے کوئی آئے مین
جا کر مقابلہ کرون پس گرداب شاہ نے جواب دیا کہ جو آپکی مرضی پس ملکہ زعفران نے یہ کہکے اپنے
تخت کو اڑایا تھا کہ لشکر سے نکلے کہ یکایک سمندر کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اس ابر
سے شعلے آگ کے نکل رہے تھے برق کی چمک رعد کی گرج تھی یہ جو امر نظر آیا گرداب نے ملکہ زعفران
سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کیسا ہے کہان سے آیا ہے کوئی ساحر آتا ہے ملکہ تخت روک کر کھڑی
ہو گئی اس ابر کی طرف دیکھنے لگی صدائے رعد سے دونون لشکر اس ابر کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا
کہ وہ ابر قریب لشکر کفار کے آکر شق ہوا اس ابر سے ایک تخت پیدا ہوا دونون لشکر کے لوگ
دیکھ رہے ہین کہ وہ تخت پایون بلند تھا اسطرف پستی کے مائل ہوا دونون لشکرون نے مع بادشاہ
و صاحبقران و خواجہ کے دیکھا کہ اس تخت پر دو ساحر سیاہ رنگ و مکروہ صورت شیطان سیرت بیٹھے
ہوئے ہین گلون مین انکے سانپ کوڑیالے پڑے ہوئے ہین پیشانی پر قشقے دیے ہوئے ہین
کھوپریان شانہ پر پڑی ہوئی ہین سامنے تخت کے ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہے چلے آتے ہین یہ
دیکھ کر اہل اسلام کو زندگی سے نا امیدی ہوئی کیونکہ خواجہ کی زبانی سن چکے تھے کہ سمندر کے
پاس ایک صندوقچہ ہے کہ جس مین برق بھری ہوئی ہے وہ ایسی برق ہے کہ جس پر اسم اعظم بھی نہین اثر کرتا
ہے پس ان ساحرون کو جو دیکھا اور صندوقچہ کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی صندوقچہ ہے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا
کہ کل سمندر اسکو روانہ کریگا پس یقین ہوگیا کہ وہی صندوقچہ یہ ساحر لیکر آئے ہین شہنشاہ و
صاحبقران و بادشاہ و خواجہ و دیگر سرداران کو تو بالکل مرگ کا یقین ہو گیا فوراً ان کا تو چہرہ
متغیر ہو گیا اور ساحرون کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا آفاق نشتر ہوا آگے تمام ندام حیران ہوئی چونکہ
ساحر تھے انکو زیادہ ہراس تھا جب لشکر اسلام کا یہ حال ہوا مگر کیا ہو سکتا ہے کوئی صورت
مفر کی نہین پائی اب ہر طرف یہ چرچا ہے کہ سہراب خوب اپنی جان بچا کر چلا گیا اسنے اپنی جان
عزیز کی اسکو تو معلوم ہو چکا تھا یہ سچ ہے کوئی بڑے وقت مین کسی کا ساتھ نہین دیتا ہے لشکر مین
تو یہ چرچا ہو رہا ہے سب کو زندگی سے مایوسی ہے مگر نظر بخدا لگائے ہوئے میدان مین صف
آرا ہین صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ سہراب اپنی جان بچا کر فقرہ کر کے
نکل گیا اسکو خوف ہوا ایسا ڈر غالب ہوا کہ چلا گیا مین یہ کہتا ہون کہ اس وقت نے کیا
حاصل تھا جبکہ مین نے یہ حکم دیا تھا کہ جس کا جی چاہے چلا جائے تو پھر کیا ضرورت تھی کہ یہ

فقرہ کیا اگر وہ صاف صاف کہتا تو کوئی اُسکو روکتا نہیں خواجہ نے جواب دیا کہ اُسنے یہ خیال کیا کہ
اگر صاف صاف کہکر جاتا ہوں تو لوگ بدنام کرینگے کہ سہراب جان کے خوف سے فرار کر گیا
شد دے سکا اس سے یہ بہتر ہی کہ اس طور سے چلا جاؤں اے صاحبقران کوئی برے وقت میں کسیکا
ساتھ نہیں دیتا ہی وہ اور لوگ ہوتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اور جو
ہوگا وہ ہم پر گذرے گا خوب ہوا کہ وہ چلا گیا اگر وہ رہتا تو اوروں کو بھی اپنے ساتھ حالت
انتشار میں ڈالتا ایسے کا لشکر سے نکل جانا اچھا ہی یہاں تو خواجہ و صاحبقران میں یہ تقریر
ہو رہی تھی لشکر میں سب بالوں سے تھے کہ وہ تخت قریب تخت گرداب شاہ وغیرہ کے آیا لشکر
کفار میں تھا فقط اسپر بیٹھنے والے نے گرداب شاہ وغیرہ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم کو بادشاہ نے روانہ
فرمایا ہی اور یہ صندوقچہ دیا ہی کہ تم اسکو لیجاکر گرداب شاہ سے اجازت لے کر میدان میں
جاؤ اور صاحبقران کو براے مقابلہ طلب کر کے انسے مقابلہ کرو اس میں سے جو اسکو قتل
کر دا اس پر اسم اعظم وغیرہ کچھ اثر نہ کرے گا لہذا ہم آئے ہیں ہم کو اجازت دیجئے تاکہ اہل اسلام
سے مقابلہ کریں انکا خاتمہ کرکے قدمبوس ہوں بادشاہ کے جائیں جب یہ ساحر نمودار ہوئے تھے
انکو دیکھ کر لشکر کفار بھی حیران ہوا تھا گرداب شاہ وغیرہ بھی جب یہ لشکر میں آئے اور حال
بیان کیا تو معلوم ہوا گرداب شاہ نے کہا کہ وہ جو لشکر مقابل آرہا ہی اہل اسلام کا ہی اور یہ جو
جوان زیر علم کھڑا ہی یہی صاحبقران ہی برابر اسکے خواجہ عمار لشکر میں اور قلب لشکر میں جتنے چتر
دیکھ رہے ہو انکے سایہ میں بادشاہ اسلام ہیں اور یہ سب لشکر انکے عزیزوں اور سرداروں کا ہی
اور وہ بائیں طرف لشکر اسلام کے لشکر ساحران ہی انکا افسر والا گہر مریخ آفتاب علم ہی اور آفاق
اس لشکر ساحران میں دو لشکر ہیں ایک اس اقلیم کے ساحر ہیں ایک طلسم فیروزہ و دیگر طلسم
کے جو اس اقلیم کے ساحر ہیں انکا افسر آفاق شاہ ہی جو اور طلسم کے ساحر ہیں انکا افسر
مریخ ہی بس لشکر اسلام میں نامی و نامآور ساحر کوئی پچاس ہونگے جن میں دس ساحر ایسے
نامی ہیں مثل مریخ و آفاق و زردیہ آفاق و کوکبہ و عزالاں کے سہراب کا آج اس لشکر میں
نشان نہیں ہی ہرکاروں سے معلوم ہوا ہی کہ سہراب رات سے غائب ہی ورنہ وہ بھی ساحر
زبردست تھا میں نے آپکو سب حال سے خبردار کر دیا تھا فقط نے جواب دیا کہ ہم سب سے
واقف ہیں کوئی خبردار کرنے کی ضرورت نہیں ہی بس ہم کو اجازت دیجئے یہ سنکے گرداب نے
ملکہ زعفران سے کہا کہ ری ملکہ اب تم میدان میں نہ جاؤ انکو جانے دو کیونکہ یہ تو آگئے ہیں راوی
کہتا ہی کہ ملکہ زعفران گرداب سے اجازت لے کر اور نصف لشکر کو طے کر چکی تھی کہ یہ ابر نمودار
ہوا تھا اسی مقام پر ٹھہر گئی تھی جب اس ابر سے وہ تخت ظاہر ہوا تھا اس پر جو ساحر تھے اور وہ
ساحر قریب گرداب آئے تھے تو یہ بھی واپس آئی تھی کھڑی ہوئی انکی گفتگو سن رہی تھی جب
گرداب نے یہ کہا تو زعفران بنفشہ پوش نے جواب دیا کہ میں قصد کر چکی ہوں آج میں
مقابلہ کرونگی آج کا دن میرا ہی کل انکو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ کیا ضرورت ہی کہیں ایسا
نہ ہو کہ سمندر شاہ ناخوش ہوں کہ ہم نے اپنا سحر روانہ کیا یہ لوگ ایسے صاحب اختیار ہوئے
کہ ہمارے حکم کو ٹالا اور خود مقابلہ کیا اجتک خاموش رہے مقابلہ نہ کیا جب ہم نے مدبر کر کے
ساحر بھیجے تو خود بھی جرات ہوئی پہلے جرات نہ ہوئی تو کیا ہوگا انکا غضب خداوندی کا

کسی کو طلب کرتے ہیں لیکن جو گیا وہ قتل ہوا یہ لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ دیکھا سب اہل اسلام نے کہ جو
ساحر آئے تھے وہ تو مقابلہ کو نہیں آئے ہیں ملکہ زعفران اپنا تخت بڑھا کر برائے مقابلہ آتی ہے سب کو
اطمینان ہوا اور خیال کیا کہ ابھی زندگی باقی ہے جو یہ آتی ہے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ
وہ مرتبہ تو اسکے مقام پہ ہیں اور نہ ایسا [illegible] اسکے پاس ہے یہ تو کوئی عورت مقابلہ کو آتی ہے خواجہ نے عرض کیا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ مقابلہ کر لی اسکے بعد وہ مقابلہ کرینگے شاید یہ امر قرار پایا ہے کہ ہم اہل اسلام سے مقابلہ
کرنے کا طریقہ دیکھیں لیکن خواجہ صاحبقران سے یہ عرض کر رہے تھے کہ ہرکارے جو لشکر کفار میں تھے جب یہ
ساحر آئے تھے تو برابر خبر ہرکاروں کو دیتے تھے کہ دریافت کریں کہ کہاں سے یہ آئے ہیں اور یہ صندوقچہ
کیسا ہے پس انھوں نے سب گفتگو سنی جو کہ ان ساحروں نے کروا سے کی تھی اور جو کروا سے اور
زعفران سے ہوئی تھی اور جو ان ساحروں اور ملکہ سے ہوئی تھی جب ملکہ طرف میدان کے مقابلہ کو
لیے چلی یہ خوشی خوشی خبر لیکر خدمت میں بادشاہ کے حاضر ہوئے اور چند خدمت میں صاحبقران کے
انھوں نے بادشاہ کو سلام کر کے کل حال عرض کیا اور عرض کیا کہ یہ ملکہ بڑی جاہی سے آتی ہے کہ میں جاکر
تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتی ہوں یہ لوگ میرا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں انکی تو مرضی نہ تھی وہ آئے تھے مگر اسنے
انکو روکا خود آگئی ہے یہ خبر ان ہرکاروں نے صاحبقران سے بیان کی خواجہ نے جواب دیا کہ اسکی
تو دہانا آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہم سب کی زندگی باقی ہے یہ جو لکھا تھا آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت مغرور
ہے اور بڑی ساحرہ ہے اپنے نزدیک کسی کی حقیقت نہیں جانتی ضرور ہے کسی نہ کسی اہل اسلام کا شکار ہوگی
یہ آپ سے نہیں آتی ہے بلکہ اسکی موت اسے لائی ہے صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ خدا لاتا ہے جو
اسکی مرضی ہوگی اور جو ہمارے حق میں بہتر ہوگا وہ کریگا کوئی مقام خوف و انتشار نہیں ہے یہاں یہ گفتگو
ہو رہی تھی یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ آج وہ ساحر جو کہ سمندر سے صندوقچہ سحر لیکر آئے ہیں
مقابلہ نہ کرینگے بلکہ ملکہ زعفران تنہا [illegible] مقابلہ کریگی وہ جو مایوسی سب کو زندگی سے تھی ہر
طرف ہوئی سب نے اپنی زبان پر کلمہ شکر جاری کیا اور یوں عرض کیا کہ تو بڑا رحیم ہے تیری ذات پر جو
تکیہ کرے اور تجھ سے التجا کرے تو ضرور اسکی سنتا ہے تو اپنے بندوں کا ہر امر میں حامی و مددگار ہے تو بڑا غفار
ہے ہر مشکل کو آسان کرتا ہے خوب تو نے ذریعہ ہمارے نجات کا پیدا کیا ضرور کوئی نہ کوئی ایسا سبب ظاہر
ہوگا کہ یہ ساحر قتل ہونگے اور ہم سب محفوظ رہیں گے لشکر میں یہ چرچا ہو رہا ہے ہر ایک خدا کا شکریہ
ادا کرتا ہے جو ساحر ہیں وہ خیال کر رہے ہیں کہ ہم جاکر اس سے مقابلہ کرینگے بھلا یہ کیا کر سکتی ہے بڑے غرور
و تمکنت سے آتی ہے اسے اگر تو [illegible] طلب کرے ہم جاکر پہلے مقابلہ کرینگے ہر ایک یہ خیال کر رہا ہے ادھر خواجہ
[illegible] عیار یہ خیال کر رہے ہیں کہ اگر یہ دونوں ساحر رہ گئے اور آج انھوں نے مقابلہ نہ کیا تو ہم رات کو
عیاری کر کے صندوقچہ انکے قبضہ سے نکال لیں گے یہ جانتے کہاں ہیں ہم اس امر سے مجبور تھے کہ ہم کو معلوم
نہ تھا کہ یہ صندوقچہ کہاں ہے ورنہ ہم سمندر میں جاکر محل سے سمندر شاہ کے لے آتے یا ہم کو یہ
معلوم ہوتا کہ وہ صندوقچہ لیکر آئے ہیں تو ہم راہ میں عیاری کرتے اس سے ناچار تھے اور اب
بھی ناچار ہیں کہ ہم بالکل بے خبر تھے اور یہ آئے بھی تو میدان جنگ میں آئے یہاں کوئی امر نہیں
ہو سکتا ہے نہ کوئی عیاری ہو سکتی ہے ہاں اگر آج یہ رہ گئے تو کل یہ صندوقچہ ہمارے پاس ہوگا ایسے
ایسے خیال عیار کر رہے ہیں اور خواجہ نے یہاں تو یہ ہر ایک اپنے دل میں فکر و خیال کر رہا ہے لشکری شکر
کر رہے ہیں وہ مایوسی انتشار برطرف ہو گیا ہے کہ ملکہ زعفران اپنا تخت سحر اڑا کر میدان میں آئی

آتے تھے اُسنے سحر کیا کہ ایک ابر طیار ہوا اس سے بارش برق ہونے لگی آگ برسنے لگی عقرب و مار کی بارش
ہونے لگی سنگ ریزے برسے پھر اسنے سحر کیا کہ دو جانور پیدا ہوئے وہ باہم لڑتے ہوئے ایک طرف چلے
گئے کئی شعبدے سحر کے اسنے دکھائے دونوں لشکر بہ نگاہ غور دیکھا کیے جب وہ اپنا سراپا دکھا چکی تو
اسنے اپنا تخت روک کر بہ نگاہ قہر اہل اسلام کی طرف دیکھا بڑے عرصہ تک دیکھا کی کوئی دل پھر آیا تھا
کہ جب یہ میدان میں آئی تھی ابھی اچھی طرح سے آفتاب بلند نہیں ہوا تھا جا بجا سایہ تھا یہاں تک وقت
پہنچا لشکر گذار ہی سے اپنے سپروں کے سایہ میں ہیں بلکہ لشکر اسلام کے ساحروں نے سحر کر کے ایک ابر
اپنے لشکر پر قائم کیا ہے کہ جس کے سبب سے ان پر دھوپ نہیں پڑتی ہے شاید کسی کو دھوپ سے تکلیف
نہیں ہے یہاں یہ تو سارا میدان کا دکھا رہی تھی اور ہمہ گیر دھوپ تھا فقط احتیاط سے کہا کہ اس وقت
زعفران نے بالکل تمہارے سامنے کی تم دیکھ لینا کہ جو کچھ بھی ہو سکے سوا سے تولے گئے انھوں نے جواب دیا کہ
اسنے اصرار کیا ہم مجبور ہو گئے دوسرے آپ نے بھی اشارہ کیا اور نہ کیا مجال تھی جو وہ جا سکتی اس سے ہم کو
خوف تھا ہی بادشاہ کی ناراضی کا کہ وہ ناراض نہ ہوں کہ تم نے ہماری عدول حکمی کی تھا اب خدا نہ
کیا اگر دو اب سے نے کہا کہ اس میں تمہارا کیا قصور ہے تم اتنا کہہ دینا کہ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ مقابلہ
کر رہی تھی ہم نے ہزار مرتبہ کہا کہ تم چلی آؤ ہم مقابلہ کرینگے اسنے نہ سنا ہم مجبور ہو گئے کیونکہ وہ تھی ایک
ملک کی حاکم تھی دوسرے ہم نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ ناخوش نہ ہوں بدیں سبب ہم نے زیادہ کچھ
نہ کی خیال کیا کہ کل مقابلہ کر لینگے یا بعد اسکے اُنکی بھی حسرت نکل جائے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں یہی تو
عرض کرینگے اسی صورت سے تو جان بچتی نظر آتی ہے ورنہ عتاب نازل ہوگا یہ سنکر دو اب نے کہا اچھا مقابلہ
کا تماشہ دیکھو جب وہ وقت آئیگا جو امر تم کو اپنے حق میں بہتر معلوم ہو وہ کرنا یہ سنکے وہ دونوں طرف
میدان جنگ کے دیکھنے لگے دیکھا کہ زعفران تخت کو روکے ہوئے طرف لشکر اسلام کے دیکھ رہی ہے یہ دیکھ رہے
تھے کہ زعفران نے ایک مرتبہ صدا دی کہ اے خدا پرستان تم میں سے جسکو تمنا ہو میرے مقابلہ کو آئے
مگر پہلے ساحر آئیں غیر ساحر سے میں ابھی مقابلہ نہ کرونگی جب ساحروں کو قتل کر لونگی اسکے بعد غیر ساحروں سے
لڑونگی یہ جو صدا زعفران نے دی پہلو سے آفاق کے ملکہ مہر الان نے اپنے طاؤس سحر کو بڑھایا اور خدمت بادشاہ
میں آکر عرض کیا کہ مجھکو اجازت مرحمت ہو کیونکہ یہ ناشہزادی مغرور ہے اسنے سحر پر اسکو بڑا ناز ہے میں جا کر اسکا
غرور نکالدوں بادشاہ نے مہر الان کو دیکھا فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا وہ اجازت پا کر اور سلام کر کے رخصت ہوئی اپنے طاؤس
کو اڑا کر خدمت میں صاحبقران کے آئی صاحبقران سے اجازت لیکر میدان کا رخ کیا زعفران دیکھ رہی تھی کہ ایک
لڑکی برس پندرہ کی میرے مقابلہ کو آتی ہے مگر اسی اقلیم کے ساحروں میں سے ہے یہ خیال کر رہی تھی کہ اس لڑکی کو
تو میں نے کہیں دیکھا ہے نام سے یہ واقف تھی مگر اس سے نہیں واقف تھی کہ یہ آفتاب جادو کی لڑکی ہے نام سے
بھی یہاں آکر واقف ہوئی تھی نہ پہچاننے کا یہ سبب تھا کہ اسنے مہر الان کو حالت صغیر سنی میں دیکھا تھا جب
سے پھر نہیں اتفاق ہوا کہ دیکھتی اس سبب سے ناواقف تھی یہ تو خیال کر رہی تھی کہ یہ کون ہے کہ مہر الان اپنے طاؤس
کو اڑا کر اسکے مقابل ہوئی طاؤس کو روک کر کھڑی ہوئی اسنے اصلی طرف دیکھا اور تیوری پر بل ڈالا کہا کہ او چھوکری
کیا کوئی ساحر زبردست ان ساحروں میں نہ تھا کہ تو میرے مقابلہ کو آئی ارے کمبخت کیوں نہ آئی اپنا انجام کیوں نہ
سوچا میاں آفاق کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے اور وہ سحر و ساحری میں طاق ہیں وہ کیوں نہ میرے مقابلہ کو آئے ان سے
سوا میاں مرحج جو کہ بڑے ساحر زبردست ہیں بلکہ ایک طلسم بزرگ کے شاہزادے ہیں وہ کیوں نہ آئے انھوں نے
اپنا علم سحر و ساحری بلند کیا ہے مثل آفتاب کے مشہور ہو گئے ہیں اپنے نور جمال سے اور سحر سے ایک عالم کو مسخر کر
یا

کا کلیجہ چیر کر پھینکدوں یہ تو اس فکر میں متوجہ ہوئے انکی طبیعت تو ادہر لگی ادہر زعفران نے جو دیکھا کہ آفاق
نے میرے اژدر سحر کو بیکار کر دیا اور اب میرا کمال کا سحر برطرف ہوتا ہے اور مٹتا ہے میری ساری کششیں برباد ہوتی ہے
اور سب کئے دہرے کی کرکری ہوتی ہے تو اسکے خیال میں ایک تدبیر آئی اور اسنے آفاق شاہ کا یہ قصد پایا کہ میرے
اژدر کو شکست دیکے اثر کر چہرہ زمین پر ڈالدیگا سارا سحر مٹ جائیگا ایسے میں ساتھ کوئی مکر کرنا زیبا ہے پس اسنے یہ
سوچکر یہ صدا دی کہ اب معلوم ہوا کہ تم صاحبقران کے بہروسے پر مقابلہ کرتے ہو وہ وہان سے اسم اعظم پڑھ پڑھکر
دم کرتے ہین یہانتک کا سبب یہ ہے کہ جو میرا اژدر ساکت ہو گیا ہے سحر کو تم نے رد کرنے کا قصد کیا اسکی شرط نہین ہے
یہ سنکر زعفران نے کہا آفاق نے جواب دیا کہ کبھی ایسا نہ ہوگا ہم سوا خدا کی کمک کے دوسرے کی کمک درکار نہین
ہے اور یہ صاحبقران کا [illegible] خالی ہو یہ کہکر خیال کیا کہ شاید صاحبقران کو کچھ خیال آیا ہو انھون نے
اژدر [illegible] اسم اعظم پڑھا ہو اسکو منع کرنا چاہیے مگر وہ کبھی ایسا نہ فرمائینگے یہ خیال کرکے آفاق نے پلٹ کر طرف
صاحبقران کے دیکھا [illegible] پانی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج نکال کر اس پر اسم سحر دم
کرکے طرف آفاق کے [illegible] اس اژدر پر دم کیا اور اس حباب بلوری کی طرف اشارہ کیا اس سے
ایک ہوا پیدا ہوا [illegible] آفاق [illegible] قائم ہوا ادہر وہ جو نارنج چلا اور ایک برق چمکی آفاق کو طرف صاحبقران
کے دیکھ رہا تھا اور [illegible] کیا کہ بیکار کر دیا [illegible] دم برق چمکی اسنے فوراً خیال کیا کہ [illegible] دہوکا
دیا پس یہ خیال [illegible] آگ مشتعل ہوا اس سے ایک [illegible] اور آتش نکلی کہ آگ نے
چاروں طرف سے آفاق کو گھیر لیا یہ [illegible] دفع کرنے لگا کہ اس [illegible] کہ اس اژدر پر ماری کہ اس مین
حرکت ہوئی اور پھر وہ اپنی حالت اصلی پر آیا اور شعلہ چہوڑنے لگا اس نے زور دیا کہ وہ قوی ہوا
اس نے صدا دی کہ اے اژدر [illegible] لینا آفاق شاہ کو یہ کہتا تھا کہ وہ اژدر چلا یہان آفاق شاہ
اس آگ کو دفع کر رہا تھا کہ وہ اژدر قریب آیا اسنے شعلہ چہوڑا یہ شعلہ اس آگ کو دفع کرکے آفاق کے
منھ پر آکر پڑا کہ جسکے سبب سے آفاق شاہ پریشان ہوا کہ اس نے اسی چاند کی طرف اشارہ کیا
اس سے ایک حباب پیدا ہوا اس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا اسی مقام پر قائم رہا ایک ٹکڑا
اس حباب کے ساتھ چلا زعفران نے اشارہ کیا کہ وہ حباب قریب آفاق اس آگ مین آیا یہان
آفاق اس آگ کے دفع کرنے مین مصروف تھا وہ آگ دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی اسکا سبب یہ تھا
کہ اژدر کے منھ سے جو شعلہ نکل رہے تھے وہ آگ کو مشتعل کرتے جاتے تھے جب وہ قریب آفاق
پہونچا برابر آفاق کے منھ کے آکر شق ہوا اس سے چند قطرے پانی کے نکلے جو کہ آفاق کے منھ پر
پڑے ادہر تو وہ قطرے منھ پر پڑے ادہر اس ٹکڑے چاند سے ایک برق چمک کر آفاق کے سر پر گری کہ دو
انگل سر مین در آئی آفاق نے برہم ہو کر ادہر جو دیکھی وہ برق تو ٹکڑا ہو کر گری مگر سر سے خون جاری
ہوا ادہر وہ قطرے جو پڑے تھے اس نے تمام منھ پر آبلہ ڈالدیئے اس مین تمام سوزش پیدا ہوئی اب
جو اسقدر فرصت ملی اس نے اس آگ کو دور دور کر دیا ایک مرتبہ وہ تمام آگ آفاق پر آگہری ابھی تک
دور تھی اسکے آنے سے یہ بات پیدا ہوئی کہ تمام جسم مین آبلے پڑگئے آفاق ایسا سخت ساحر تھا جو ان
آفتون سے بچا ورنہ اگر دوسرا کوئی اور ساحر ہوتا وہ جل کر خاک ہو جاتا اسکا پتہ بھی نہ ہوتا آفاق نے
بڑی جرات کی اس عالم زخمداری اور بدحواسی مین اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا پارچہ
نکالا اس پر کچھ اسم سحر دم کرکے چھوڑ دیا کہ وہ آسمان پر گیا اور ایک لکہ ابر نمودار ہوا اس سے پانی
برسنے لگا اس پانی کے قطرون مین یہ اثر تھا کہ اس نے تمام آگ کو گل کر دیا یہان اسنے یہ خیال کیا کہ

تھا آفاق کو میں نے دھوکے سے اور فقرہ دے کر قتل کیا یقین ہے کہ جل گیا ہوگا اگر دھوکا نہ دیتی تو ضرور وہ مجھ
اور غالب آتا کیونکہ بہت ساحر زبردست تھا اور یہ خیال کر رہی تھی اور ادھر آفاق نے ابھی سے تمام آگ بجھا دی
تھی سب جو زخم کاری لگا تھا اُس سے خون جاری تھا جسم میں آبلے پڑ گئے تھے جب صاحبقران نے دیکھا کہ
آفاق نے آگ بجھا دی ابھی تک زندہ ہی جلا نہیں اسکا وہ خیال برطرف ہوا دل میں خیال کیا کہ اس سحر
نے بھی اس پر کچھ اثر نہ کیا گو دھوکے میں اس سے آیا تو ایسا کامل تھا کہ سب بلاؤں کو دفع کیا ایسی پہوچتے
لگے کہ کیا تدبیر کرون اتنا ہوا نے ضرور کیا کہ اس اژدر کو پھر اشارہ کیا کہ وہ طرف آفاق کے چلا ادھر آفاق
آگ کو برطرف کرکے اُسکے اندر سے نکلا قصد کیا کہ میں اپنا سحر کرون چونکہ خون سر سے بہت نکل چکا
تھا وہ صدمے اٹھائے تھے ضعف طاری ہونے لگا اپنے ارادے سے باز رہا ایک مرتبہ
تخت پر جھوما یہ حال جو اُس کا اُس نے دیکھا بس فوراً اشارہ کیا اُس حباب بلوری کی طرف اُس سے
دو پنجے پیدا ہوئے وہ آفاق کی کمر میں پڑے آفاق کے اب ہوش بجا نہ تھے اول تو زخم سر کے صدمے
سے دوسرے آبلوں کی تکلیف سے کیا کر سکتا تھا وہ پنجے اُٹھا کر اُسکو بھی اُسی حباب میں لے گئے
یہ حال جو آفاق کا اہل اسلام نے دیکھا ایک تلاطم مچ گیا ہر ایک افسوس کرنے لگا بادشاہ نے فرمایا
کہ بہت بڑا ساحر گرفتار ہوا اس نے تو ہماری لڑائی کو تمام کیا تھا وہ بھی فوراً اسیر ہوا یہ بڑی ساحرہ
زبردست ہے صاحبقران نے خواجہ سے ادھر فرمایا کہ بڑا غضب ہوا آفاق کیسا اسیر ہوا اب یہ
یاروں میں سے جائے ہوئے قتل نہ ہوگی یہ اسم اعظم سے ماری جاوے گی خواجہ نے عرض کیا کہ میں
بھی یہ خیال کرتا ہوں اس نے بہت سے ساحروں کو گرفتار کیا ہے بڑی زبردست ساحرہ ہے پھر اگر یہ
آج بچ گئی تو میں اس کو شب کو گرفتار کرونگا زندہ نہ رکھونگا جس قدر اس نے ساحر میرے لشکر
کے اسیر کیے ہیں اُسی قدر میرے دل پر داغ پہنچے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ میں جا کر اس کو قتل
کرتا ہوں یہاں صاحبقران خواجہ سے یہ فرما رہے ہیں ادھر لشکر میں سب کو صدمہ ہے بادشاہ
بھی افسوس کر رہے ہیں ادھر جب آفاق کو بھی وہ گرفتار کر چکی اُس نے اشارہ کیا کہ وہ اژدر
اُسکے تخت کے قریب آیا بس اُس نے جھوم کر آواز دی کہ اور کوئی میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز
دے کر خاموش ہوئی یہاں لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا سب کے دم بخود تھے دوسرا امر یہ تھا کہ
آفتاب وغیرہ نے منع کیا تھا اور صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ جب تک ہم لوگ زندہ ہیں
پھر ساحر ساحر کے مقابلہ کو نہ نکلے جب ہم نہ رہینگے اُس وقت آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے سب
سرداروں و اہل لشکر کو منع کر دیا تھا پھر ساحر تو اس سبب سے نہ نکلے ساحروں کے یہ حالت دیکھ کر
حواس جاتے رہے ہیں کون نکلے اور کون مقابلہ کرے تھوڑی دیر اور اُس نے انتظار کرکے پھر صدا دی
کہ اسقدر لشکر ہے کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آتا ہے یہ چند سردار جو میرے سب کے سب جو بچ رہے تھے ان
کو بہت شہرہ جرأت کا سنتی تھی یہ کیا ہوا بس اتنی ہی اُمرا کا شہرہ تھا کہ جو مقابلہ میں پڑا بند ہو گیا اگر
ساحر نہیں آتے ہیں تو پھر ساحر آئیں ان میں کوئی بھی مقابلہ کرنے کو موجود ہوں یا نہ صاحبقران
نگاہیں یہ جو اُس نے کہا ہے یہ فخر آفتاب عالم کو غصہ آیا اپنی صف سے اپنے تخت کو بڑھایا اور آواز دی
کہ تجھ میں بھی یہ لیاقت ہے کہ تیرے خوف سے کوئی نہ نکلے اور تیرے مقابلہ کو خود صاحبقران تشریف
لائیں ابھی ان کے غلام بہت سے موجود ہیں جب تک غلام نہ ہو لے اُس وقت تک اختیار ہی
تھوڑا ہی ہیں تجھ سے مقابلہ کو آتا ہوں یہ کہکر بادشاہ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ مجھکو اجازت مرحمت ہو کہ میں جا کر

مقابلہ کرون کیونکہ اب مجھ سے اسکی لاف زنی و کلمات سخت کی برداشت نہین ہو سکتی ہی میری موجودگی مین وہ ایسے
کلام کرے اور مین سنون اور تحمل کرون بادشاہ نے جواب مین فرمایا کہ تم آفاق کا حال دیکھ چکے ہو کہ وہ کیونکر
اسیر ہوا گو وہ ساحر زبردست تھا مگر کچھ نہ کر سکا مریخ نے جواب مین عرض کیا کہ مین اسکا تو اقرار نہین کر سکتا ہون
کہ مین گرفتار نہ ہونگا ہان اگر اقبال شاہی و صاحبقرانی شامل حال ہی تو مین ضرور اسکو قتل کر دونگا اور
سب کو رہا کر کے لاؤنگا آپ مجکو اجازت مرحمت فرمائیے کسی امر کا خیال نفرمائیے وہ ودھر بیٹھا پکار رہا ہے
کہین ایسا غضب نہو کہ وہ صاحبقران کا نام لیکر پکارے پھر بڑی مشکل ہوگی یہ سنکے بادشاہ نے مریخ کو اجازت
دی مریخ بادشاہ سے اجازت لیکر بسلام رخصت کر کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا عرض کیا کہ اجازت عنایت
ہو تاکہ مین اس لکا تھ کو جا کر سزا دون صاحبقران نے مریخ سے فرمایا کہ مین کیونکر اجازت دون کیونکہ مین آفاق
کا حال دیکھ چکا ہون یہ ساحر زبردست ہی بدون میرے جائے قتل نہوگی کیا مین تمکو بھی اجازت دے کر
ہاتھ سے گنواؤن مریخ نے عرض کیا کہ یہ غلام تو اسوقت اجازت لیگا جب تک اس غلام کے دم مین دم ہی
آپکو میدان مین نہ جانے دیگا یہ کہکر پا ؤن پر گر کر عرض کیا کہ اب آپ منع نفرمائین ورنہ اس غلام کی سب مین
حقارت اور ذلت ہوگی سب یہ خیال کرینگے کہ مریخ کی کوئی لیاقت نہ تھی خود لڑنا چاہتا تھا کہ وہ میدان مین
آتا مریخ نے [illegible] جب صاحبقران نے دیکھا
تو نہ آیا جانتا تھا کہ مین بھی جا کر گرفتار ہو نگا یا صاحبقران [illegible] کا دل بیٹھا جاتا تھا اور بڑا تاسف
ہی اگر اجازت نہ دیا فرمایئے گا کہ کی [illegible] جاؤنگا مین کوئی کمزور دکھائی نہین دیتا کہ قابل نہ ہونگا یون ہی
مریخ نے عرض کیا صاحبقران مجبور ہو کے گو تنہا اجازت دینے کا نہ تھا مگر [illegible] کی تقریر سے ناچار
ہو کر فرمایا کہ جاؤ دیکھو لیکن مقابلہ کرنا میرے نزدیک تو مناسب نہ تھا لاچار اور جو ادھر جو کچھ ساحر سے
وہ جا کر مقابلہ کرے تم لوگ تو طلسم کشا نہین ہو کوئی اسکو قتل کرتا مریخ نے عرض کیا کہ مین نے
آپ سے قبل مین بھی عرض کیا تھا اور اب پھر عرض کرتا ہون کہ جیسا لشکر ساحران ہی اور اپکے لشکر مین ساحر
ہین اسوقت تک کوئی غیر ساحر مقابلہ کو نہ جائے یہ مین ہے کہ وہ ساحر اپنی سحر سے مقابلہ کرینگے یہ لوگ
سحر کیا جانین قتل ہون گے اس سے کیا حاصل بندگان خدا کا خون ہوگا ہان جب لشکر مین ساحر نہون
اسوقت لاچاری ہی کون مقابلہ کرے سوائے غیر ساحر کے اور جبکہ آپ یہ ملاحظہ فرما چکے ہین کہ یہ لکا تھ ساحر
زبردست ہی ساحر اسکا کچھ نہ کر سکے اور گرفتار ہو کے تو غیر ساحر کیونکر مقابلہ کر سکتے ہین پس مین یہ یقین
کرتا ہون کہ اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اسی سبب سے تو کوئی غیر ساحر مقابلہ
کو نہین گیا کہ مینے منع کیا تھا ورنہ اب تک کوئی چلا جاتا یہ صرف تمھارا سبب تھا مریخ نے عرض کیا کہ یہ صرف
آپ کی غلام نوازی ہی کہ آپ غلام کے عرض کرنے کو قبول فرماتے ہین پس یہ غلام جا کر اقبال حضور سے
اسکو قتل کرتا ہی اگر سفید رین ہو تو اسکا سر لاتا ہی ورنہ قدم پر حضور کے مثل آفاق کے نثار ہوگا صاحبقران
نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا مریخ نے جو اجازت پائی سلام کیا اور اپنا تخت طرف میدان
کے ہوسے اڑا کر چلا زعفران نے منع کیا تھا پھر صاد دل مریخ کو جاتے ہوئے دیکھا
خاموش کھڑی رہی ادھر صاحبقران والاشان نے خواجہ سے فرمایا کہ خداوند کریم مریخ کو اسپر
ظفر یاب کرے خواجہ نے عرض کیا کہ امید قوی ہی کہ مریخ اسپر ظفر مند ہوگا یہان سب اہل لشکر مریخ
کی ظفر کی دعا کر رہے ہین ادھر گرداب سے جہاں پناہ شاہ نے کہا کہ آپ نے دیکھا کہ زعفران نے کیا
کار نمایان کیا ہی کہ جو بڑے بڑے ساحر زبردست تھے انکو کیونکر گرفتار کر لیا اگر مریخ بھی گرفتار ہو گیا

تو پھر کوئی ساحر مقابلہ کو نہ آوے گا غیر ساحرون کا قتل یا اسیر ہونا کتنی بڑی بات ہی زعفران نے تو آج دم غضب کیا ہی
جو کبھی کسی سے نہ کیا ہوگا بڑی کاملہ ہی ہم اسکو ایسا نہ جانتے تھے ہاں اب معلوم ہوا میرے نزدیک
سمندر بادشاہ اگر ہوتے تو بڑی تعریف کرتے یہ سب مدح کی زعفران نے کیا ہی اگر ساحر ہی وہ شمشیر سے
توان سے بھی اسکا رد نہو سکتا وہ بھی عاجز ہوتے گرداب نے جواب دیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین مالم
ہوا کہ زعفران بھی اسی سحر کی بھروسے پہ میدان مین گئی ہی حباب نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہین یہ اگر
گرداب وغیرہ نے احتیاطاً کہا کہ ہم جانتے ہین کہ آپ کے تکلیف فرمانے کی کوئی ضرورت نہو گی پیرایہ
سمندر جیسے بھی لیجا کر بادشاہ کو دیجیئے گا اور جو حال گذرا ہی سب بیان کیجئے گا اور فرمایئے گا کہ آپ کی
ایک کنیز نے یہ کارنمایان کیا ہی پس ہم سب لوگ ان سب کو لیکر حاضر خدمت ہونگے انھون نے جواب
دیا کہ ہم ابھی تو جاتے نہین ہین ہان جب لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے گا سب اہل اسلام گرفتار ہولین تب
اسوقت جاینگے گرداب نے جواب دیا کہ مین یہی اشارہ کرتا ہی کہ آپ اسی وقت تشریف لیجائین ہان جب
لڑائی کا خاتمہ ہوجاوے اسوقت جب آپ جائین تب عرض کرین احتیاطاً کہا کہ اسکا کوئی مضایقہ نہین ہی
یہ گفتگو باہم کرکے سب طرف میدان کے دیکھنے لگے تماشائیوں نے کہا مخوش ہی کہ آج اہل اسلام کا خاتمہ ہی
یہان مرمح نے اپنے تخت کو اُڑا کر مقابل زعفران کے پہونچا اور تخت کو روک کر کہا کہ کیا لاف زنی کر رہی ہی
لا جو غصہ یہ رکھتی ہی مین تیری جان کا مالک الموت آیا ہون تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگی یہ کیا تماشا
کیا ہی زعفران نے جواب دیا کہ تم لوگ بہت مغرور ہو حالت دیکھ رہے ہو کہ جو کوئی آیا میرے ہاتھ سے گرفتار
ہوا پھر بھی تم لوگون کو خیال نہین آتا ہی اسی طور سے کلام کرتے ہو تم سب کو کیا ہوگیا ہی کچھ بھی تو خیال کرو
کہ مین نے کن کن لوگ گرفتار کیا ہی جو دعوے کرکے آیا وہ ہی میرے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا پس اس امر سے
کیا حاصل جو تمھارے پاس حربہ ہو وہ کرو کیونکہ تمھارے دل کی حسرت نکل جاوے یہ نہ ہو چاہیئے کہ وہ لوگ اپنے
دل کی حسرت دل ہی مین لیکر گرفتار ہوے اور کچھ نہ کر سکے مرمح نے جواب دیا کہ آپ کی بلا سے ہمارا یہ
طریقہ نہین ہی کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین ہان جب حریف کے حربے سے خدا بچاوے گا تو ہم بھی حربہ کرینگے
زعفران نے جواب دیا کہ ای مغرور تو سب کو پست کیا اور کچھ بھی ارمان نہ نکلا مرمح نے کہا کہ ای زعفران
ہم لوگ غرور کے پاس نہین جاتے ہوتے ہین بلکہ غرور و تکبر کو ناپسند کرتے ہین فروتنی اپنا طریقہ ہی اسی سبب سے
تو ہمارے خدا نے ہمکو یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہی کیونکہ غرور و تکبر خداوند کریم کو ناپسند ہی جو کہ عجز و انکسار
کرتا ہی خداوند کریم اسکو مرتبہ عالی مرحمت فرماتا ہی پس ہم لوگ سوا اسکے دوسرے امر کو نہین پسند کرتے
ہین لیکن تو حربہ کر جو تیرے خدا کو منظور ہوگا وہ کریگا کوئی خوف نہین ہی جو مقدر مین ہوگا وہ پیش آوے گا
یہ جو تو نے کہا کہ ان سب نے غرور کیا اسکا نتیجہ پایا یہ غرور کا نتیجہ نہ تھا بلکہ انھون نے بالکل غصہ در
پیش کیا اگر وہ غرور کرتے تو خدا انکو کبھی یہ سزا نہ دیتا بلکہ تیرے ہاتھ سے قتل کراتا یہ صرف انکے مقدر
مین زحمت لکھی جو کہ پیش آئی کوئی مقام خوف و اندیشہ کا نہین ہی ہم بس تو اپنا حربہ جو ہو سکے اور کر
زعفران نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تمھاری کچھ قضا آئی ہی جو حربہ مانگتا ہی تم بھی مغرور ہو یا تو سکے
اپنے کردار سے باز نہ آؤ گے یہ کہکر اسی اژدر کی صورت اشارہ کیا وہ اسکے تخت کے قریب
کھڑا ہوا شعلہ منہ سے چھوڑ رہا تھا اسنے اشارہ کیا وہ مرمح کی طرف اپنا منہ مثل قعر بلا کے کھولکر
شعلہ چھوڑتا ہوا چلا زعفران نے کہا کہ ای مرمح خبردار ہو جاؤ مین نے اپنا حربہ کیا مرمح نے
ہنسکر جواب دیا کہ یہی اژدر تیرا حربہ ہی اُسنے کہا کہ ہان مین نے اسی حربے سے ان سب کو

ان سب کا کیا تھا کیا ہو صرصر نے کہا کہ خیر میں پھر سے اس حربہ کو رد کرتا ہوں تو بھی کیا تھ کھیلی میں سنے
ایسے ایسے سحر سے عالم طفلی میں بہت سے بنائے ہیں اور ہم تو اسکے پیر ہیں جو کہ عالم طفلی میں کلہ
اژدر کو چیر کر پھینک دیتا تھا یہ کہکر اپنے تخت سے برے کود اور اسی اژدر کی طرف چلا جیسے ہی وہ اژدر
قریب آیا اور اسنے اپنا منہ شعلے سے بھرا کھولا صرصر نے جھپٹ کر اپنے دونوں ہاتھ اسکے
منہ میں ڈال دیئے اور دونوں طرف سے اسکے جبڑے پکڑ کر یا علی ولی کہکر جو زور کیا اور کچھ الفاظ
اپنی زبان پر جاری کئے دونوں لشکروں نے دیکھا کہ مثل کمر پاس کہنہ کے اسکو چیر کر پھینکدیا اہل لشکر
کو تو یہ معلوم ہوا یہاں وہی بالوں کی لٹ تھی جو کہ اسنے اپنے سر سے توڑ کر سحر کے ذریعہ سے اژدر
بنایا تھا صرصر نے اسکی طرف ان بالوں کو پھینکدیا اور کہا کہ اسی امر کا تجکو دعوی تھا کہ یہی میرا حربہ ہے
دیکھو یہ وہ اژدر ہے کہ تیرے سر کے بال ہیں ارے ہم ایسے بال کی بابت بہت سے سحر کرتے ہیں اور مثل
بال باریک کے بہت سے شعبدے بنائے ہیں یہ کیا ہیں اب تو تجکو اپنی جان وبال ہوگی مثل بال
کے [illegible] میں پریشان ہوگی سحر آ کو بھی سحر نہ چلا وہ اژدر آخر کو بال ہوکر رہ گیا کیا خوب
سحر کیا ہے یہ صرصر نے کہا اور اسنے دیکھا کہ صرصر نے میرے سحر کو برباد کیا کوئی میرا اژدر اسکے
روبرو نہ چلا بہت خفیف ہوئی ادھر صرصر نے فتح کرکے اپنے تخت پر سوار ہوگیا یہ جو کارنمایاں صرصر
نے کیا تھا حمزہ اس نے بہت آفرین فرمائی اور لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
ایک مرتبہ سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور لشکر کے طبلوں کو بجوا دیا اس حرکت سے اہل اسلام کی اسکو
اور غصہ آیا اور برہم ہوکر اپنے تخت پر سے کود آئی یہ عالم تھا کہ چہرہ فرط غضب سے لال ہورہا تھا اور منہ سے
کف جاری تھا یہ کہا کہ اب میرے حربہ سے بچ دیکھوں کہ تو کیا ساحر ہے میں تیرے ساتھ
سب لشکر اسلام کو برباد کرتی ہوں میں کہاں تک ہر ایک سے فردا فردا مقابلہ کرونگی افسوس اس امر کا
ہے کہ تو نے اپنے ساتھ سب کی جان لی یہ کہکر اور کچھ پڑھنے لگی صرصر نے اسکی اس تقریر کا یہ جواب دیا کہ
کیوں اپنی زبان کو خراب کرتی ہے کیا گوکہاتی ہے اگر ایسی ہوتی تو اب تک کیا نہ کرتی جب صرصر نے
تو یہ جواب دیا اسنے پڑھنے کو موقوف کرکے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے اب تجکو غصہ آگیا ہے میرا غصہ
قہر خداوندی ہے یہ کہکر ایک دو پتھر زمین پر مارا اور کہا کہ اے زمین تو الٹ جا یہ کہنا اور دو پتھر کا
مارنا تھا کہ ایک مرتبہ ایک صدائے مہیب آئی کہ سب کے کلیجے ہل گئے کیا ساحر کیا غیر ساحر
دونوں لشکر کے لشکری کانپ کر رہ گئے اور زمین میں اس صدا آنے کے بعد ایک تزلزل
پڑگیا اور مثل گہوارہ کے ہلنے لگی اور جھولے کھانے لگی اور جا بجا سے شق ہوگئی اسمیں سے
پانی نکلنے لگا پیادوں کے پاؤں اور سواروں کے مرکب ڈگمگانے لگے یہ عالم تھا کہ گویا زلزلہ
آیا ہے یہ نوبت پہونچی کہ صفیں درہم برہم ہوگئیں ایک تلاطم دونوں لشکروں میں پڑگیا ہر ایک کو جان
سے یاس ہوئی اہل اسلام تو دعا مانگنے لگے جب کنارے کے یہ عالم دیکھا ایک مرتبہ پکار کر کہا کہ لشکر کیا
امر ہے ہم سب تباہ ہوتے ہیں دشمن کے ہمراہ ہمکو بھی غرق زمین کرتی ہے برائے خداوند لقا اس زلزلہ کو
برطرف کرو ہمارے قدم اکھڑ گئے ہیں اب زمین پر نہیں قائم ہوسکتے ہیں بڑی خرابی کی بات ہے ہم سب بھی
تباہ و غرق زمین ہوتے ہیں یہ تو تم نے وہ حرکت کی جو کسی قسم کے باطنی کی مثل ہے ہمکو غرق و تباہ ہونے سے
بچاؤ ہمارے تو پاؤں اب زمین پر نہیں لگتے ہیں تمام لشکر میں ایک ہلچل پڑی ہے یہ تو تم نے بڑا غضب
کیا اگر ہم سب تباہ ہوگئے تو بادشاہ کو کیا جواب دوگی یہ اہل لشکر نے پکار کر فریاد کی صرصر ان نے

جو غور کیا تو دراصل تمام زمین کو متلاطم پایا اسکو بھی یقین ہو گیا کہ ضرور اہل اسلام کے ہمراہ میرا لشکر و دیگر
شاہوں کا لشکر غرق زمین ہو جاوے گا میں یہ خیال کرکے اُسنے ایک ہی مرتبہ کچھ پڑھکر زمین کی طرف اشارہ
کیا کہ ساکت ہو جا یہ زبان سے کہنا تھا کہ زمین ساکت ہو گئی وہ زلزلہ برطرف ہو گیا اہل اسلام و کفار کے
حواس درست ہوئے مگر طرفہ ماجرا یہ تھا کہ جہاں پر یہ کھڑی تھی آتش زمین ساکت تھی اُسکو بالکل
حرکت نہ تھی ادھر تو اُسنے زمین کو متزلزل کیا تھا اُدھر مریخ نے اسکے قائم کرنے کی تدبیر کرلی تھی بلکہ یہ
امر یہ تھا کہ جہاں پر مریخ کھڑا تھا وہ ہی زمین ساکت تھی ادھر تو مریخ تدبیر کر رہا تھا کہ کفار نے واں
فریاد کی اُسنے خود زمین کو قائم کر دیا مریخ یہ ماجرا دیکھکر خاموش ہو رہا اُدھر وہ بعد قائم کرنے زمین کے
ایک مرتبہ اور زیادہ برہم ہوئی اور کچھ اپنے لشکر کے لوگوں سے بھی شرمندگی ہوئی اُدھر اہل اسلام نے
یہ صدا دی کہ [illegible] اسکو بچانا ہے اُدھر صاحبقران نے بھی پانی طلب فرمایا تھا کہ پانی پر اسم اعظم
دم کرکے زمین پر چھڑکا دوں گا کہ اسکے سبب سے حرکت زمین کی برطرف ہو جاوے گی اسکا [illegible]
پانی آنے سے پہلے اُسنے خود اپنے لشکر کی فریاد سے زمین کو قائم کیا خواجہ نے پکار کر کہا تھا کہ ہمارے
خدا کی قدرت ہے کہ خود تونے اپنے لشکر کو [illegible] اور یہ بھی ثابت ہو گئی تھی کہ اپنے لشکر کو خود برباد کر لی
تھی ہمارا کیا نقصان تھا وہی لوگ تباہ ہوتے یہ کلام اسکو [illegible] معلوم ہوئے تھے اور قالب [illegible]
[illegible] کے پڑ سکے تھے اور اسکے قلب کو مجروح کیا تھا اسکو اور شرمندگی ہوئی تھی غصہ آیا تھا کہ ایک
مرتبہ برہم ہو کر اور غیظ میں آکر کچھ پڑھکر بالا سے آسمان پر پرواز پیدا کرکے گئی اور وہاں جا کر برق بنکر
طرف مریخ کے چلی کڑکڑاہٹ اور چمک [illegible] خبردار ہوا اُدھر خواجہ نے بھی
پکار کر کہا کہ اے مریخ خبردار ہو کہ تو عنقریب [illegible] برق بنکر تجھ پر گرا چاہتی ہے اور یہ گرتی ہی ہے تو سنتا تھا دفعتہ
خود بھی ہوشیار ہو گیا تھا پیشتر اسکے یہ سبب سے تھا کہ اس طرف اسکا دھیان تھا کہ میں زمین کو قائم کر رہا
یہ اس فکر میں تھا کہ وہ زمین کو قائم کرنے [illegible] فوراً آسمان پر گئی تھی یہ اسطرف متوجہ تھا کہ یہ امر ثابت ہو گیا
تھا کہ زمین قائم ہو گئی ہے خود صاحبقران نے قائم کی ہے یہ خاموش [illegible] اس فکر میں تھا کہ اب میں اپنا حربہ کروں کہ
اُسنے آسمان پر جا کر اپنے کو برق بنا یا تھا اور مریخ پر چلی تھی مریخ [illegible] گڑگڑاہٹ سے خبردار ہو گیا
تھا دوسرے خواجہ نے صدا دی تھی [illegible] مریخ نے دیکھا کہ وہ برق [illegible] آتی ہے ایک مرتبہ کچھ پڑھکر
دستک دی کہ زمین میں تلاطم پیدا ہوا اس مرتبہ سے زیادہ تر زلزلہ ہوا اب کی مرتبہ زمین نے گردش کی پس
جب گردش زمین کی کم ہوئی اور وہ تزلزل برطرف ہوا [illegible] مریخ کی ایک مرتبہ زمین شق ہوگئی اور ایک صدا
ہولناک آئی کہ جسکے سبب سے سب کے دل ہل گئے [illegible]
بھی اپنی قبروں [illegible] آشفتہ ہوا ایسا تلاطم ہوا تھا کہ دریا کا پانی نیزوں بلند ہو گیا ہزار ہا درخت جڑ سے
اکھڑ گئے کہ بہت سے مقام پر غار [illegible] جہاں زمین شق ہوئی تھی اس سے ایک پتلا پیدا ہوا کہ اسکے
ہاتھوں میں ایک سپر تھی اسنے آتے ہی اُس سپر کا سایہ مریخ پر کیا تھا وہ سایہ نہ کرتا تھا کہ ایک اور پتلا اس سے
قوی ہیکل و قد آور اسی غار سے نکلا اسکے ہاتھوں میں بھی سپر تھی اُسنے بھی آکر سایہ سپر کا مریخ کے اسی طور
سے کیا کہ اس سپر سے ایک ہاتھ بلند اپنی سپر قائم کی کہ تیسرا پتلا اور ان دونوں سے قوی ہیکل اور قد آور نکلا وہ
بہت بڑی سپر اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھا اُسنے ان دونوں سپروں کے اوپر ایک ہاتھ اپنی سپر قائم کی کہ چوتھا پتلا اسی غار
سے آیا وہ ان سب سے قوی اور بلند قامت تھا اُسکے ہاتھوں میں بھی ایک بہت بڑی سپر آئی تھی اُسنے
بھی آتے ہی ان تینوں سپروں کے اوپر اپنی سپر قائم کی یہ ایسی عجیب صورتیں [illegible] دیکھنے والوں [illegible]

سب ہوئے جاتے تھے اور شید نبید کانپ رہے تھے سحر کی پڑی ہوئی تھی سب نے اپنی آنکھیں بند کر لی
تھیں دو دن لشکر کے لشکری کانپ رہے تھے یہ عالم تھا اور ایسی انکی مہیب صورتیں تھیں وہ تیلے سپرین لئے
قائم ہوئے کھڑے تھے مریخ ان سپروں کے سایہ میں بلا خوف و خطر کھڑا تھا ورنہ اتو پرند بھی نہ سکتا
اسکو یہ بھی قوت نہ تھا کہ یہ کیا امر ہے بلکہ صاحبقران نے خود نفس نفیس پکار کر فرمایا کہ اے مریخ اگر تم کہو
تو میں تمھارے قریب آؤں اور اسم اعظم پڑھکر تم پر سے یہ بلا دفع کروں مریخ نے اسکے جواب
میں یہ عرض کیا کہ غلام کو سوائے فضل خداوندی اور کمک رب اکبر کے کوئی ضرورت نہیں ہے آپ ملاحظہ
فرمائیں کہ یہ بلا کیونکر دفع ہوتی ہے اور یوں تو آپ کی کمک کی ہر وقت ضرورت ہے اور آپ اپنے غلام کی
امداد فرماتے ہیں اقبال صاحبقرانی سے میں اس لکاتہ کو قتل کرتا ہوں یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہاں
جاسکتی ہے اگر فضل خدا شامل حال ہے تو میں اسکو واصل جہنم کرتا ہوں ورنہ آپ کے قدموں پر نثار ہو نگا
یہ کہکر مریخ نے سلام کیا مریخ نے سلام کرکے جو رخ ادھر سے پھیرا ویسے ہی زعفران برق تو بنی ہوئی تھی کڑک کر
ہو کر تی ان سپروں کو دفع کرتی ہوئی سر پر آئی مریخ نے اپنے کو ذرا سا کھینچ دیا کہ سامنے جو آئی اسکے جو
کرتا ہے ایک شعلہ منہ سے نکالا وہ اس برق سے لپٹ گیا اسکا لپٹنا تھا کہ وہ برق طرف زمین کے چلی
اور چلتے ہی آکر برابر تخت مریخ جادو کے زمین پر گری اب سب نے دیکھا کہ ملکہ زعفران اپنی
اصلی حالت پر بیہوش پڑی ہوئی ہے وہ صورت برق برطرف ہو گئی ہے مگر اسکی وہ بیہوشی ایسی تھی کہ
زمین پر گرتے ہی وہ ایک لمحہ کے بعد کھڑی ہو گئی مگر سستی تھی اور بدحواس تھی یہ ہوا ایران کی طرف
ہوئیں مریخ کو یہ یقین تھا کہ یہ جل بھن کر خاک ہو گئی ہوگی کیونکہ مریخ کا یہ سحر ہی کچھ ایسا ہی تھا اور جسکو آ
اسکی وہ چیز جلکر خاک ہو گئی خواہ جانور ہو خواہ کوئی چیز ہو خواہ انسان ہو اور کیسا ہی ساحر ہو
ہو وہ بھی جل جاتا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ان وہ ساحر نہیں جلتا ہے جو کہ سحر بند ہوتا ہے پس جب
اسنے ان کی یہ حالت اسکو یہ یقین ہوا تھا کہ زعفران جل گئی ہوگی جب اسنے اسکو سلامت پایا تو یقین ہوا
کہ یہ سحر بند ہے ادھر وہ کچھ دور چلی تھی یا لوا تخت کی طرف سمت جاتی تھی یا ایک مرتبہ پھر جالاک
ہو گئی اور پلٹ پڑی مریخ نے اسکو بلا کر کہا کہ خبردار ہو جاؤ اپنا سحر پھیر کرتی ہوں تم تو یہ خیال کر رہے
ہو گے کہ یہ شکست سے عاجز ہو کر واپس جاتی ہے میں عاجز نہیں ہوئی ہوں تمھارے مقابلہ کو موجود ہوں
مریخ نے جواب دیا کہ خیر میں نے اسوقت ایک امر میں دھوکا کھایا میں یہ جانتا تھا کہ تو سحر بند ہے ورنہ
اسکی بھی تدبیر کرتا ابھی تیری زندگی باقی تھی جو تو بچ گئی ورنہ میرے سحر سے جو کہ میں نے کیا تھا اور میری
آف کی گرمی سے جلی جاتی خیر کہاں جاتی ہے یہ کہکر ان تیلوں کی طرف اشارہ کیا یا تو وہ سپرین لئے
ہوئے کھڑے تھے یا انہوں نے سپرین ہاتھ سے پھینکدیں اور ایک مرتبہ تلواریں میان سے کھینچ کر
اسکے اوپر بموجب حکم مریخ چلے یہاں مریخ باطمینان اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے صاحبقران نے بعد ا
بلند فرمایا کہ واہ کیا کہنا تمھارا کیوں نہ ہو ساحر زبردست ہو طلسم فیروز نیہ کے شاہزادے ہو خوب اس
بلا کو دفع کیا مریخ نے سلام کرکے عرض کیا کہ یہ سبب حضور کا اقبال ہے میں نے تو قتل کرنے میں کوئی درجہ باقی
نہ رکھا تھا میری آف میں یہ تاثیر ہے کہ جسپر اسکی گرمی پڑی اسکو جلا دیا مگر یہ سحر بند ہے اس سبب سے سلامت رہی
ورنہ جلکر خاک ہو جاتی ابھی حضور کے اقبال سے میرے ہاتھ سے سلامت نہ جاسکے گی مریخ تو یہ
کہہ رہا تھا ادھر وہ تیلے قریب اسکے پہونچے چاروں نے ایکبار گی حملہ کیا زعفران نے
جلد ہاتھ کو گردش دی چار سپرین آ کے اوپر قائم ہوئیں چاروں کے وار خالی گئے وار کا خالی جانا تھا

کہ اسنے اپنے پنجہ سحر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور اسکو نیام سے لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اسنے چمک کر
آواز دی کہ خبردار ہوجاو ایسا جو وار کرتی ہی ایک برق کی سب کی نگاہوں میں کوندہ ہوگئی اس برق کا کوندنا
تھا ایسا جو دیکھا تو چاروں کے سر تن سے اڑ گئے ہیں اور دور پڑے ہوئے ہیں انکی گردنوں سے
بجائے خون کے شعلے نکل رہے ہیں دفعتاً وہ شعلے بالا ہے آسمان گئے اور ایک چادر آتشین
زعفران پر چلے رہتے جو دیکھا کہ چادر آتشین سر پر آتی ہی کوئی بچا نہیں سکتی ہی مگر ساحر پر بھی
کا سحر ہی کچھ نہ کچھ ضرور رنگ پہونچا ہے گی فوراً سحر کیا کہ ایک نہر نمودار ہوگئی یہ فوراً اسی نہر میں کود پڑی
اور غرق آب ہوگئی وہ شعلے اس نہر میں آکر گرے اور بجھ گئے اور چاروں ساحر پھر انکے جسم سے نکلا انہوں
نے انکو جلا کر خاک کر دیا مہر تیغ نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ اسنے میرے چاروں پہلوانوں کو کیونکر قتل کیا اور چادر
آتشین سے بھی نہر بنا کر اپنے کو بچایا پس غصہ آگیا اور اپنے پہلوانوں کو جلتا دیکھکر اور زیادہ طیش میں آیا فوراً
جھولی میں ہاتھ ڈالا جو کہ سامنے تخت پر رکھی ہوئی تھی اور اسمیں سے ایک ناریل نکالا اسپر افسون پڑھ کے ایک
دے کر جو اسم سحر دم کر کے اس نہر پر مارا اور وہ ناریل قریب نہر جا کر شق ہوا اس ناریل کا شق ہونا تھا
کہ اس سے ایک چادر آگ کی نکلی اور پانی میں نہر کے گرے ایک منٹ میں تمام پانی خشک ہوگیا زمین
صاف ہوگئی اس نہر کے مقام پر دریا سے آگ موجیں مارنے لگا شعلے بلند ہوکر بالا ہے آسمان جانے
لگے اسقدر وہ زمین گرم ہوئی کہ زعفران کو تاب نہ رہی اسنے خیال کیا کہ یہ کیا آفت آئی زمین کیوں اسقدر
تپنے لگی کیونکہ یہ تو اسی مقام پر غرق زمین تھی اس آگ کی حدت نے تمام زمین کو گرما دیا تھا اسی آگ کی
گرمی نے اسکے جسم پر اثر کیا اگر تھوڑے عرصہ تک اسی مقام پر رہتی تو ضرور کچھ نہ کچھ زک اٹھاتی جب
ہی گرمی محسوس ہوئی فوراً وہاں سے چلی ایک مقام پر آکر اسنے سحر سے بطریقہ زمین کا شق کیا اور فوراً باہر نکلی سنبھل کے
دیکھا کہ خاک میں آلودہ تھی یہ طریقہ شق کر کے نکلی کہاں پر قریب تخت مہر تیغ مہر تیغ نے جو دیکھا کہ زمین سے
سلامت نکلی کچھ پڑھکر جو دم کیا جہاں پر کھڑی تھی وہاں پر کی زمین شق ہوئی یہ غرق ہونے لگی زعفران
نے جو دیکھا کہ مہر تیغ نے سحر کیا ہی کہ میں زمین میں غرق ہوئی جاتی ہوں فوراً سحر کیا کہ زمین پہلی حالت میں آگئی
یہ اسی طرح قائم رہی ادھر مہر تیغ نے زعفران پر سحر کر کے اب جو نظر کیا وہ دریا سے آگ جو موجیں مار
رہا تھا ایک مرتبہ دھواں ہوکر غائب ہوگیا یہ تو اس دریا کو نابود کر کے پھر اٹھا گو اپنا سحر رد تھا مگر جس غرض سے
کیا تھا وہ مطلب حاصل ہوگیا مطلب یہ تھا کہ نہر خشک ہوجائے اور زعفران زمین سے نکل آئے وہ ہی ہوا کہ
نہر خشک ہوگئی زعفران زمین سے نکل آئی جب یہ دریا کو برطرف کر چکے ادھر اسنے زمین کو قائم کیا اور اپنے
حواس درست کیے ایک مرتبہ تیغ سحر لیکر اور یہ کہکر کہ تو سحر سے نہ قتل ہوگا معلوم ہوا میں تجھکو تیغ سحر سے
قتل کرونگی چلی مہر تیغ کی طرف مہر تیغ نے جو اسکو تیغ بکف آتے ہوئے دیکھا خود بھی تخت پر سے
کود پڑے اور اپنے تیغ کو نیام سے لیا اور پینترا بدل کر کھڑے ہوگئے سحر کر کے ایک سپر اپنے سر پر
قائم کی راوی نے یہ بیان کیا ہی کہ جب مہر تیغ کوئی سحر زعفران کا رد کرتے تھے تو اہل اسلام تعریف
کرتے تھے اور جب زعفران اپنے کو سحر مہر تیغ سے بچاتی تھی تو کفار تعریف کرتے تھے اب راوی
نے اس طور سے اس جنگ کو بیان کیا ہی کہ باہم تیغ چلنے لگا پہلے وار زعفران نے تیغ کا کیا
مہر تیغ نے اپنے کو اس سے بچایا صفت یہ ہی کہ سپر خود بخود گردش کرتی ہی جدھر تیغ زعفران کا آتا
ادھر اسی طرف سپر بھی آکر سپر ہوتی ہی پس مہر تیغ زعفران کے وار رد کر رہا ہی زعفران
متواتر وار کرتی ہی مہر تیغ ہر ایک وار کو حسن خوبی سے رد کرتا ہی سپر مثل پرکار کے پھر رہا ہی جب کوئی وار

زعفران کے مریخ نے رد کیے اب تو یہ نوبت ہوئی کہ یہ بھی وار کرنے لگا وہ بھی رد کرنے لگی اور اپنے
تئین بچانے لگی جب امیر مریخ وار کرتا ہی پٹا پٹا ہے تا ہی کہ زعفران نسیکھے گی جو وہ وار کرتی ہی تو یہ
ثابت ہوتا ہی کہ مریخ نے تیغ کا نیمچہ کیا ہے گویا دو بجلیاں برابر چمک رہی ہین یا دو برقین ہین کہ
گر رہی ہین میدان جنگ مین ایک چکا چوند سی مچی ہوئی ہی کسی کی نگاہ کام نہین کرتی ہی سب کی
آنکھین اسیطرف اٹھی ہوئی ہین سب ہمہ تن چشم بنے ہوئے دیکھ رہے ہین جس قدر اہل اسلام
ہین سب ہمہ تن اسی طرف مصروف ہین اسی طرح سے کفار بھی پس جب امیر مریخ وار کرتا ہی اہل اسلام تعریف
کرتے ہین یا اسکے وار سے بچتا ہی جب وہ وار کرتی ہی تو کفار اسکو فاعت تحسین و آفرین سے خوش کرتے
ہین یا جب وہ مریخ کے وار سے اپنے کو بچاتی ہی راوی سے بیان کیا ہی کہ کوئی ڈیڑھ گھنٹے باہم یہ
جدال رہا جب وہ پسپا ہونے لگی اور اسکا ہاتھ سست پڑنے لگا بلکہ کئی مرتبہ چہرہ بھی ہو گیا اب اسکا کوئی وار
قابل تعریف نہین ہوتا ہی مریخ نے جو دیکھا کہ یہ اب کمی کرنے لگی ہین تو کنون سے زور ڈالنا شروع
کیا اور وار کرتے ہوئے اسکی طرف بڑھے اور بڑھتے قدم چلنے لگے اور یہ وار اسکے رد کرتے ہوئے اور
اسکو پسپا کرتے ہوئے چلے یہان تک کہ وہ میدان جنگ سے پسپا ہو کر ایک طرف کو چلی اور یہ اسکو
پسپا کرتے ہوئے چلے یہان تک کہ یہ دونون مقام جنگ سے دور نکل گئے زعفران نے جو خیال
کیا کہ اب تو یہ میرے اوپر غالب آیا اور مین مغلوب ہوئی اب کی جو یہ وار کرے گا تو عقبیٰ گزاری مشکل
ہوگی بلکہ مین ضرور مجروح ہونگی تو اب کی کا سامنا ہی کیا کرون خیال کرتے کرتے اسکے ذہن مین ایک بات
آئی امر یہ تھا کہ یہ وار بھی کرتی جاتی تھی اور رد بھی کرتی جاتی تھی اور فکر بھی کرتی جاتی تھی کہ کیا
تدبیر کرون کہ مین اسپر غالب آؤن اور یہ مغلوب ہو اسی فکر اور خیال مین اسکے ذہن مین ایک تدبیر
آئی تھی وہ تدبیر یہ تھی کہ تو اسکو لگا کر ایسے مقام پر لیجا کہ جہان سے دونون لشکرون کا سامنا نہ ہوسکے
جب تو ایسے مقام پر پہنچے تو کسی تدبیر سے اسکو غافل کرکے ناک پر کچھ شیشہ دوا چھڑک کر بیہوش کر دے
تاکہ یہ مغلوب ہو سوائے اس تدبیر کے یہ مغلوب نہ ہوگا پس اسی فکر مین لگاتے ہوئے لائی جبکہ ایسے مقام پر
پہنچی اسنے دیکھا کہ اب دونون لشکرون کا سامنا نہین ہی بلکہ دونون لشکر دور ہین لیں یہ ایک مقام پر
تھم گئی اور پیہم وار کرنے لگی مریخ نے کئی وار اسکے رد کیے اور اپنے وار کیے پس جب اسکو اس امر
سے اطمینان ہو گیا کہ کوئی میرے حال سے اور مکر سے واقف نہ ہوگا اسنے ایک مرتبہ ہاتھ روک کر
کہا کہ کیا خوب تم مقابلہ کرتے ہو مین تو تم سے مقابلہ مین مصروف تھی مین نے نہین دیکھا کہ مین بیان کرتی اب
معلوم ہوا کہ تم صاحبقران والاشان کی کمک پر مقابلہ کر رہے ہو مین یہی کہتی تھی کہ کیا سبب ہی
کہ یہ میرے اوپر غالب آ رہے ہین مین سحر کرکے وار کرتی ہون اور میرے ہر وار سے معلوم ہوتا ہے
کہ تم قتل ہو سکے مگر بپیکر تم بچ جاتے ہو اسکا سبب میرے اوپر نہ ظاہر ہوتا تھا اب ظاہر ہوا کہ
تم جو مجھ سے مقابلہ کر رہے ہو صاحبقران والاشان تمھارے عقب مین چلے آتے ہین اسم اعظم
پڑھتے ہوئے اسی سبب سے میرا سحر رد ہو جاتا ہے اور وار بھی رد ہوتا ہی کیونکہ تمھیں سحر ہی اسکا وار
کیونکر اثر کرے جبکہ اسم اعظم کی تاثیر اسپر اثر کرتی ہو اور تمھارا وار میرے اوپر کیونکر نہ اثر کرے
کیونکہ مین تو کوئی امر تمھارے اوپر رد سحر کا کرتی نہین ہون مین ایسے فریب کے مقابلہ سے باز آئی
یا تو صاحبقران والاشان کو منع کر دو یا میرے مقابلے سے تم چلے جاؤ یہ کیا امر ہی کہ تم پیچھے
ساتھ مقابلہ کرتے ہو اب ثابت ہو گیا کہ تم لوگ جو مظفر منصور ہوتے ہو تو اسی تدبیر سے جب ساحرے

پایا کہ خواجہ [illegible] دیکھا زعفران مریخ کو بھی اسیر کر لائی بڑی ساحرہ زبردست ہے مگر یہ ثابت ہوا کہ مریخ
خوار ہو [illegible] یہاں تو پتا ہے مریخ غالب تھا وہ مغلوب تھی یہ کیا امر ہوا کہ وہ غالب آئی خواجہ نے
عرض کیا [illegible] مگر فرو [illegible] کیا اُس نے مکر سے مریخ کو اسیر کیا صاحبقران نے فرمایا شاید
ایسا ہی ہے کیا معلوم صاحبقران خواجہ سے یہ فرما رہے ہیں اُدھر حباب شاہ نے سلاب سے کہا کہ اب
ضرور اہل اسلام کا ستارہ گردش میں آیا اور اقبال ادبار سے بدل گیا ہے کیونکہ جو ساحر زبردست تھے
لشکر اسلام میں وہ یوں اسیر ہوئے ہاں ایک صاحبقران باقی ہیں کیونکہ وہ مالک اسم اعظم ہیں جو کچھ ہوتا
ہو وہ صاحبقران سے ہو [illegible] مقابلہ کو نکلیں اُس وقت دیکھا جائے گا ہم کو یقین ہے کہ زعفران
صاحبقران کو بھی قتل یا اسیر کرے گی اور اُنکا اسم اعظم بیکار کر دی ہو گی سلاب شاہ نے جواب دیا کہ ضرور
اسیر [illegible] کون مقابلہ کو آتا ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر زعفران مریخ کو اُس حباب بلوری
میں قید کر کے زمین پر آئی اور اپنے تخت پر سوار ہو کر آواز دی کہ اے اہل اسلام میرے مقابلے کو آؤ جس کو
[illegible] ہو وہ میرا مقابلہ کرے یہ سنتا تھا کہ گرگین اپنی صف سے اپنا مرکب جولان کر کے خدمت بادشاہ
میں آیا اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت میدان ملے تاکہ میں جا کر اُس لکا کو ایک ضرب تیغ سے دو رنگ کروں یا
[illegible] بادشاہ نے فرمایا کہ تم تو عیار ہو جب ساحر اُس سے اسیر ہو گئے تو تم کیا کر سکتے ہو
گرگین درشت جنگال نے جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو میں ضرور جا کر مقابلہ کروں گا پس بادشاہ نے اجازت
میدان دی گرگین بادشاہ سے اجازت لیکر صاحبقران و بادشاہ کو سلام رخصت کر کے اپنے مرکب کا
تماشا [illegible] کر کے میدان میں آیا اور کہا کہ لا کیا [illegible] ہے اُسنے کچھ نہ کیا کچھ پڑھ کر جو گرگین
پر دم کیا گرگین درشت جنگال کی بالکل قوت سلب ہو گئی اور مرکب پر سے گر پڑا پس زعفران نے
ایک مرتبہ کچھ اسم پڑھ کر دستک دی کہ ایک سیاہ [illegible] حباب بلوری مثل اُس حباب کے آکر قائم ہوا اُس سے پنجہ
پیدا ہوا اور گرگین کو اُٹھا کر لے گیا جب گرگین کو اسیر کر چکی پھر اُسنے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے اور
ایک پہلوان مقابلہ کو آیا اسی طور سے زعفران نے اُسے بھی اسیر کیا اسی طور سے نوبت پہنچی اہل اسلام مقابلے
کو آتے [illegible] راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو مقابلہ ہو رہا ہے اور اہل اسلام گرفتار ہو رہے ہیں اب لشکر اسلام
سے کوئی ساحر مقابلہ کو نہیں آتا ہے سب ساحر خاموش کھڑے دیکھ رہے ہیں نہ ساحر آتے ہیں اور اسیر ہوتے ہیں
ساحروں کو یہ خوف ہے کہ جب ایسے زبردست ساحر اُسکا کچھ نہ کر سکے ہم ہماری کیا اصل ہے پس اس خیال سے کوئی
نہیں آتا ہے خلاصہ یہ کہ [illegible] سے بہت ساحروں سے خالی ہو گئے کئی سردار [illegible] اسیر ہو گئے اتنا
سب کو یہ حال دیکھکر خیال آیا اب ذرا [illegible] تامل کرنے لگا میدان میں جانے سے نوبت یہ پہنچی کہ
پہر [illegible] ہو گیا اب جو اُسنے مبارز طلب کیا تو کوئی مقابلہ کو نہ آیا خاموش کھڑے ہوئے ہیں ایک دوسرے
کا منہ دیکھ رہا ہے جب اُسنے دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے کو نہیں آتا ہے سب خاموش کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہیں ایک دوسرے کا منہ تک رہا ہے جب زعفران نے دیکھا کہ کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آتا ہے
تو اُسنے پکار کر کہا کہ اے اہل اسلام تمہاری وہ جرأت کیا ہوئی اور غیرت کہاں کتنی دیر سے مبارز
طلب کر رہی ہوں کوئی میرے مقابلہ کو نہیں آتا ہے کیا میں خود آؤں اگر ایک ایک نہیں آتا ہے تو دس دس پانچ پانچ
ملکر آئیں میں مقابلہ کرنے کو موجود ہوں یہ جو اُسنے کہا شہنشاہ [illegible] کلاہ نے اپنے مرکب کو صف سے
نکالا بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لے کر میدان میں اُسکے مقابلہ میں آئے اُسنے اُن کو بھی
سحر سے گرفتار کر لیا اُسکے بعد نور الزمان آئے وہ بھی اسیر ہوئے عین الزمان آئے وہ بھی گرفتار ہوئے اسکندر [illegible]

مقابلہ کیا وہ بھی گرفتار بلا ہوے سلیمان رعدی و دیگر سرداران صاحبقران یکے بعد دیگرے مقابلہ کو آئے
سب اسیر ہوئے اور جو سرداران مثل گرگین و رشک تاج گل و قمر ناز و شمال شہزادہ لندھور بن سعدان و کرب
بن مالک اسد ثانی وغیرہ کے وہ بھی سب گرفتار ہو گئے اب لشکر میں سوائے صاحبقران و بادشاہ کے
کوئی باقی نہیں رہا ہی سرداران معزز سے یا عیاروں سے سب اسیر ہو چکے ہیں کہ آگے کو ہو سپاہی
طلب کیا اب کوئی اہل لشکر سے حرکت تک نہیں کرتا ہی راوی بیان کرتا ہی کہ سب خاموش مثل تصویر گلی کے
کھڑے ہوئے ہیں جواب تک نہیں دیتے ہیں اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ کون آج مقابلہ کو جاوے اور
جاکر اپنی جان بیچا کے سم بانراکے ایسے مقابلہ سے اور نام سے کوئی پہلوان ہوتا تو اس سے مقابلہ کرتے
دو چار ہاتھ تلوار کے چلتے پھر ہار کے کمال دکھا سکتے اگر قتل ہوتے تو شہید ہوتے اگر اسکو قتل
کرتے تو نام ہوتا اس سے کیا فائدہ کہ یہاں تو بڑے ارمان سے مقابلہ کو گئے وہاں جب لڑکر کچھ نہ کر سکے
اسنے جو چاہو کر دیا ہمکو ایک چھو ہو گیا ہمارے ہاتھ پاؤں رہ گئے مقید گوشتہ ہو گئے دل کے ارمان دلہی میں
رہ گئے کچھ نہ ہو سکا اس سے کیا حاصل جبکہ ایسی طرح سے مرنا ہی تو وہ یہاں آکر قتل کرے ہم موجود ہیں نہ یہاں
ہاتھ ہلا سکینگے نہ وہاں پھر کیا فرق ہی کہ میدان میں جاکر اپنا نام بدنام کریں لشکر کے سپاہی تو پہلے ہی خاموش کھڑے
ہوئے ہیں وہ بیان مطلب کرتے ہی ہیں کہ سب اپنے دلوں میں اپنے خالق سے دعا مانگ رہے ہیں کہ اے خالق اکبر
کسی اپنے ایسے بندے کو ہمارے کام آئے کو روانہ کر کہ وہ آکر ہماری کمک کرے اور اس بلا کو رد کرے جو کوئی اسکے
مقابلہ کو گیا ساحر یا ساحرہ وہ اسکے ہاتھ سے اسیر ہوا اگر اسی طرح سے ہماری قضا آئی ہی تو کیا چارہ ہی مگر ہمکو
اس ذلت سے مرنا گوارا نہیں ہی مگر بے حکمت سے لاچار ہیں کیا ہمارا دم ہی ذرا کہیں یہ وقت مدد کا ہی بلا کے رد کرنے
کا ہی نگاہ کام آ جتلا ہے بلا لشکر اسلام کا اہل لشکر تو یہ دعا کر رہے ہیں کہ ادھر بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ہماری
سواری کا مرکب لاؤ ہم اس سے جا کر مقابلہ کرینگے ادھر صاحبقران بھی اپنے مقام سے مرکب کو مہمیز کر کے
قریب بادشاہ آئے ادھر خادم نے مرکب حاضر کیا کہ بادشاہ کے قریب صاحبقران بھی پہنچے صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب مجھکو اجازت مرحمت ہو تاکہ میں جاکر اس سے مقابلہ کروں کیونکہ وہ مبارز طلب
ہی یہاں سے کوئی اسکے مقابلہ کو نہیں گیا اگر جائیگا ذلت کی بات ہی کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا کہ حریف
مرد مقابل طلب کرے اور ہمارے لشکر سے اسکے مقابلہ کو کوئی نہ نکلے ہوا سے آج کے بس اب مجھ سے صبر
نہیں ہو سکتا ہی میں اجازت کا خواستگار ہوں بادشاہ نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ اے زینت لشکر اسلام وای
گل گلشن صاحبقرانی یہ آپ کیا فرماتے ہیں کہ میں خود اس امر کا آپ سے امیدوار ہوں کہ آپ مجھکو اجازت
مرحمت فرمائیے تاکہ میں جاکر اس سے مقابلہ کروں کیونکہ اب مجھ سے لشکر کی تباہی نہیں دیکھی جاتی اسنے
تو جگر کو خون کر دیا کوئی مقام ایسا دل میں نہیں باقی ہی کہ جہاں پر داغ نہوں یہ میں کیونکر گوارا کروں کہ میری
موجودگی میں آپ اسکے مقابلہ کو تشریف لیجائیں یہ امر غیر ممکن ہی کیونکہ آپکے سبب سے یہ لشکر قائم ہی اور لشکر
کی زینت ہی آپ صاحب اسم اعظم ہیں میں تو ایک مرد سپاہی ہوں صرف آپ کے فرمانے سے میں نے تخت
حکومت کو قبول کیا ورنہ مجھکو اس امر سے انکار رہتا جب آپ نہوں گے تو پھر شاہی کس کی اور لشکر
کس کا ہی اور نہ کریم وہ دن آنکھ سے دکھاوے کہ میں آنکو خدا نخواستہ قتل یا اسیر ہوتے ہوئے دیکھوں
اور اپنی جان نہ فدا کروں لہذا میں آپسے التجا کرتا ہوں کہ مجھکو اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں جاکر مقابلہ کروں میرے
بعد آپکو اختیار ہی میں کبھی آپکو اجازت نہ دونگا یہ دلپذیر بادشاہ نے فرمائی صاحبقران نے
آنکے جواب میں فرمایا کہ یہ کیا فرماتے ہیں میں اسکو کیونکر گوارا کروں اگر جنگ بادشاہ لشکر ہو وہ تو مرنے کو

اسکو خیال تھا کہ ملکہ نے صرف میری تسکین قلب کیلیے یہ صندوقچہ لا دیا ہی جو کہ ایسی نایاب چیز ہوگی وہ
کہان رکھی ہوگی کہ جب کا جی چاہے اٹھا لائے یہ بھی ایک امر تھا ملکہ نے خیال کیا ہوگا کہ میرے عاشق کا
دل نہ میلا ہو یہ صندوقچہ لا کر دیا کہ یہ وہی صندوقچہ ہی خیر مین اس امر سے تو ضرور بچا کہ میرے روبرو اہل اسلام
کا لشکر نہ تباہ ہوا اگر یہ بدنامی میرے لیے ضرور ہوئی کہ سہراب اپنی جان بچا کر نکلگیا ہر ایک کو یہی خیال ہوگا
یہان بھی جان گئی اور وہان بھی جان جاتی مگر سب کے ہمراہ جان جانا اچھا تھا اس جان جانے سے مگر کیا کیا
جاسکے جو مقدر مین تحریر ہو خیر آخری دیدار سے تو اپنی معشوقہ کے مشرف ہو گئے ایسے ایسے خیال کرتا تھا
اور خاموش تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دیو سہراب کو لیے ہوئے چلا گیا سہراب کی یہ حالت ہی کہ شدت
ہوا سے کبھی بیہوش ہو جاتا ہی کبھی ہوشیار ہو جاتا ہی جب ہوشیار ہوتا ہی تو وہی خیال کرتا ہی جو کہ تحریر ہوئی ہے
نوبت باینجا رسید کہ قریب ایک پہر دن کے اس دیو کو عالم ہوا مین گذرا جب پہر بھر دن آگیا تو وہ دیو قریب
ایک کوہ سر بلند کے جو کہ پرے کوہ قاف سے قریب تھا پہونچا اسنے خیال کیا کہ اگر تو اس آدم زاد کو لیکر قاف مین
جائیگا تو مشکل ہوگی اسنے تو چار دن سے کچھ کھایا نہین ہی اور بہت گرسنہ ہی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت
سے یہ ایک لقمہ بہت عمدہ عنایت فرمایا ہی پس اگر تو لیگیا تو وہان حصہ بانٹ ہو جائیگا تجھے حصہ مین کمی
ایک پارچہ گوشت کا آئیگا ایک کلہ بھی نہ گرم ہوگا اس سے بہتر یہی کہ یہ جو کوہ سامنے ہی لیکر چل
اسکو بیٹھکر کھا لے تاکہ شکم سیر ہو جائے یہ حالت گرسنگی تو جاتی رہے پس یہ سوچکر یا تو اڑا ہوا جاتا تھا یا ایک
مرتبہ اس کوہ کی طرف متوجہ ہوا جو زمین کی طرف مائل ہوتا تھا وہ سہراب کے حواس درست ہونے لگے
یہانتک کہ وہ اس کوہ پر آ اترا سہراب کو زمین پر رکھا سہراب نے جو اپنے کو زمین پر اسکے پنجے سے پایا ایک
مرتبہ آنکھ اٹھا دیو کو سامنے کھڑا پایا اگر سہراب مین اس قسم کی قدرت تھی کہ وہ اسکو مجھ سے قتل کرتا اگر دنیا سے
اسقدر بیزار تھا اور ایسا صدمہ پہونچا تھا ناچار تھا کہ اسنے اسے نہ قتل کیا بلکہ آمادہ مرگ ہوا اور اس دیو سے
کہا کہ تو کس لیے مجھکو یہان لایا ہی اور تیرا کیا منشا ہی کیون مجھ ستم رسیدہ ظلم دیدہ کو پریشان کیا ہی اس
دیو نے جواب دیا کہ مین آج چار روز سے بہت بھوکا ہون اور کسی قسم کی چیز مجھکو ایسی نہ ملی کہ مین اپنا شکم
پر کرتا اور اس درد گرسنگی سے اپنی جان بچاتا جب کچھ نہ ممکن ہوا تو مین نے خیال کیا کہ یہ دو دنیا پر سے
جاوے کسی آدم زاد کو تلاش کرون اسنے کہا کہ اپنے آپ کو سمجھا دل پس اسی فکر مین یہ دو دنیا پر آیا یہان بھی میسر
نہ ہوا کوئی انسان یہ نہ ملا آخر ناچار ہو کر قاف کو واپس جاتا تھا کہ راہ مین تجھ سے ملاقی ہوا مین نے دیکھا کہ تو
تخت پر سوار چلا جاتا ہی پس تجھکو تا سب نہی مین تجھکو اٹھا لایا تا قاف مین اس سبب سے نہین لے گیا کہ وہان جو
لیجاؤنگا تو بہت سے حصہ ہو جاینگے سب بطور تبرک کے کھائینگے میری اشتہا کم ہوگی مین اسی صدمہ
مین مبتلا رہونگا پس اس سبب سے اس پہاڑ پر تجھکو لایا کہ یہان کھاؤن اپنی اشتہا کو رفع کرون خداوند
ابلیس کا کہ جنون نے یہ نعمت عظمی تجھکو عنایت فرمائی پس اب مین تجھکو کھائے لیتا ہون سہراب نے جو
یہ سنا اپنے دل مین کہا خیر خوب ہوا کہ اس دنیوی صدمون سے تو نجات ملی ہمارے مقدر مین غسل و کفن نہ تھا نہ
قبر تھی نہ یہ امر تھا کہ کوئی ہماری میت پر آوے ایسے مقام پر مرتے ہین کہ کسی کو خبر بھی نہوگی کہ ہم پر کیا گذری
افسوس اس امر کا ہی کہ ہمارے حال سے نہ صاحبقران والا شان واقف ہونگے نہ ملکہ نسیم اس امر سے بھی
محروم رہے کہ ملکہ کو ہمارے حال کی خبر ہوتی ہائے کیا کرون کیا نہ کرون عجب عالم ہے بیکسی مین مرنا ہوا ہی
مگر مشیت ایزدی کا اسکی مشیت مین کیا چارہ ہی ہر ایک بندہ مجبور ہی وہی مالک قضا و حیات ہی جس طور سے
اسنے جبکی قضا تحریر کی ہی اور جس قدر اسنے زندگی تحریر کی ہی اسی قدر زندہ رہ سکتا ہی اس سے زیادہ

نہین جی سکتا ہی اور جس طور سے قضا آکر پہونچی ہی اُسی طور سے مرتا ہی اُسکے خلاف نہین مرسکتا ہی کیونکہ اُسکا فعل
ایسا نہین ہی کہ ابھی وہ کچھ تحریر کرے اور بعد کو کچھ جو کچھ اُسنے تحریر کر دیا اُسکے حکم سے نبی و ولی بھی مجبور رہتے
اور دم نہ مار سکے میری کیا اصل ہی خیر جنبشیا اگر قضا اگر یون ہی آئی تو کیا اختیار ہی مگر اے سہراب ایسا اس صندوقچہ
کی تو آزمائش کرلے شاید قضا نہ آئی ہو تو اپنے کو بھرسے نہ بچا بلکہ اس صندوقچہ کا امتحان کر اگر تیری قضا آئی ہو
تو یون ہی مریگا اور وہان بھی جا کر مرے گا یہ حسرت تو نہ رہے کہ ملکہ نے صندوقچہ دیا تھا نہ معلوم وہ کیا تھا
اس امر کا بھی امتحان ہو جاے گا کہ ملکہ کو بھی تجھ سے الفت ہی یا نہین یا صرف منہ دیکھے کی محبت ہی صرف
بلا ٹالنے کو یہ صندوقچہ دیا ہی اسکے امتحان سے یہ امر ضرور ظاہر ہوگا شاید خدا نے اسی کے امتحان کے لیے
دیو کے پنجہ مین تجکو اسیر کرایا ہو کیونکہ مجکو تو اسکی طرف سے خیال دوسرا ہی کہ یہ صندوقچہ وہ نہین ہے
پس خدا نے یہ صورت نکالی ہو اور اس دیو کی قضا تیرے ہاتھ سے ہو اگر یہ صندوقچہ اصلی ہی اور دیو تیرے
ہاتھ سے قتل ہو تو ضرور تجکو ملکہ کا وصل بھی نصیب ہوگا اگر ملکہ نے صرف تالیف قلب کی ہی تو ایسی زندگی
بیکار ہی کہ تو جسپر جان دے وہ تیرا کچھ خیال نہ کرے پس ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہی تو فکر نہ کر نا دیو کو
کھا جانے دینا یہ امر جو سہراب کے خیال مین آیا اور دل نے بھی اس امر کی گواہی دی یا تو سہم کھا کے
ہو کے اپنی ایسی بیکسی کی موت پر افسوس کر رہا تھا کیونکہ اپنے دل مین قسم کھا چکا تھا کہ اسکو کبھی نہ قتل
کرونگا یہ سبب تھا مجبوری کا پس سر اٹھایا اور اس دیو سے کہا کہ تو بہت گرسنہ ہی اور تجکو کھانے کو لایا ہے
کہ مجکو کھا کر اپنی اشتہا کو کم کرے مین موجود ہون دیر کس بات کی ہی مگر اے دیو اگر تو مانے تو مین ایک بات کہتا
کہون اس بات مین تیرا نفع ہی میرا کوئی نفع نہین ہی بلکہ تیرا شکم خوب پر ہو جائیگا پھر کبھی بھوک نہ لگیگی دیو نے
کہا کہ وہ کون بات ہی اور کیا تدبیر ہی پس سہراب نے کہا کہ اگر تو مجکو اسقدر مہلت دے کہ مین اس چیز کو
نکال لون اور تجکو دون وہ چیز میرے پاس ہی مین نے ایک مرتبہ کھائی تھی جب سے آج تک مجکو کبھی بھوک
نہ لگی وہ ایسی خوشبودار اور باذائقہ تھی کہ مین کیا بیان کرون انسان کے لیے ایک تولہ بھر کافی ہی دیو زاد کے
لیئے ایک سیر بھر مین نے وہ بہت مشکل سے حاصل کی ہی کیونکہ مجکو تو اپنی زندگی کی امید ہی نہین ہے تو مین
جانتا ہون کہ تو ضرور مجکو کھا جاے گا جب مین مر جاؤنگا تو وہ بیکار ہی پس ایسی حالت مین مین کیون اُسے
برباد کرون تو ہی کیون نہ کھا لے تاکہ اور آدم زاد کی جان تیرے ہاتھ سے بچے اور تو میرا احسان مند ہو
کہ کسی آدمزاد نے مرتے وقت یہ احسان میرے اوپر کیا گو مین اُسکا دشمن تھا مگر اُسنے دوستی کی مین تجکو
کبھی کبھی یاد آیا کرونگا اُس دیو نے کہا کہ وہ تیرے پاس کہان ہی اور کیا چیز ہی اُسکا نام تو بتا مین نام تو
سنون جو تو اسقدر اسکی تعریف کر رہا ہی کہ میرا دل بہت بیقرار ہوا جاتا ہی سہراب نے کہا کہ میرے
پاس ہی اسکا نام حلواے بے انتہا ہی مجکو ایک حکیم نے طیار کرکے دیا ہی میرا بڑا روپیہ صرف ہوا ہی
وہ میرے پاس ہر وقت ایک صندوقچہ مین رہتا ہی اُس دیو نے کہا کہ وہ صندوقچہ کہان ہی سہراب نے
کہا کہ میری کمر مین دیو نے کہا کہ لا پھر مجکو دے کہ مین اسکو کھا کر اپنی اشتہا رفع کرون سہراب نے کہا کہ
ابھی نہ کھانا مین تجکو وہ صندوقچہ کھول کر نکالے دیتا ہون تو اُسکو اپنے قبضہ مین کرلے پہلے مجکو کھا لے
پھر اُسکے بعد کھانا تاکہ میرا تیرے منہ کا بدل جاے دیو نے جواب دیا کہ جلدی کر میری حالت مارے
بھوک کے تباہ ہی تو کیسے باتون مین لگا رہا ہی سہراب نے اُس سے کہا کہ ذرا تو میرے پاس سے
چند قدم ہٹ جا یہ سنکے وہ دیو سہراب کے قریب سے ہٹ گیا اُس حلوے کے اشتیاق مین یہ
نہ جانتا تھا کہ یہ آدم زاد خود میرا حلوہ بناے گا اور اس انتظار کی سزا دیگا جب دیو سہراب کے

چند قدم ہٹ گیا مگر سامنے کھڑا ہوا اسی طرف دیکھ رہا ہے پس سہراب نے اپنی کمر سے صندوقچہ نکالا پہلے
تو دیو کو شک ہوا تھا کہ شاید یہ آدم زاد مجھ سے کچھ فقرہ کرتا ہے چاہتا ہے کہ جتنی دیر جان بچے اتنی دیر
بچا لوں اور یہ کیا شے ہے کیوں باندھ رکھا اسکا سبب یہ تھا کہ سہراب نے دیو کی تعریف کی تھی بہت اسکو
اس امر کا گمان ہوا تھا کہ شاید ایسا ہو کیونکہ اکثر آدم زاد ایسی چیزیں تیار کرتے ہیں اس امر سے اطمینان تھا
کہ یہ میرے ہاتھ سے بھاگ کر جا نہیں سکتا ہے میں دیو ہوں یہ آدم زاد ہے صرف بھوک کی تکلیف ہے
تھوڑی دیر اور سہہ دشت کر لو جہاں چار دن بھوک گوارا کی وہاں اور گھڑی دو گھڑی ہیں اسکا جھوٹ
سچ معلوم ہو جانے کا تو ایسی لذت ملتی ہے جو کہ عمر بھر کے لیے کافی ہے نہ کہ ساش سے جان بچتی ہے اگر جھوٹا ہے
تو بھی اپنا لقمہ ہے پس ایسے خیالات دل میں کر کے ہٹ گیا تھا جب سہراب نے صندوقچہ کمر سے نکالا تو اسکو
اب بالکل اس امر کا یقین واثق ہو گیا کہ یہ سچا ہے بہت خوش ہوا اور کودا تالیاں بجائیں خوشی ظاہر
کرنے لگا یہاں سہراب نے صندوقچہ کھولا دیکھا کہ ایک پڑی لگی ہوئی ہے اسکے باہر قبضہ تلوار کا نمایان
ہے یہ حال دیکھ کر سہراب کو کسی قدر یقین ہوا کہ صندوقچہ اصلی ہے کچھ خوشی ہوئی پس جلدی پڑی کو بائیں
طرف ہٹایا کچھ بھی نہ ہوا اب تو یقین کامل ہو گیا کہ ملکہ نے دھوکا دیا معلوم ہوا کہ ملکہ کو مجھ سے الفت
نہیں ہے صرف دنیا سازی کی باتیں کہتی تھی جو میرا گمان تھا وہ سچ نکلا راوی نے بیان کیا ہے کہ سہراب
نے غلطی سے پڑی بائیں طرف ہٹائی تھی اور کو پہلے دہنی طرف ہٹانا تھی ملکہ نے یہی تعلیم بھی کیا تھا سہراب
بھول گیا دوسرے جلدی تھی ایسی آفت میں حواس خمسہ کا درست رہنا قدم ہے اسی قدر سہراب نے بہت
جرأت کی کہ اپنے حواس بجا رکھے اور یہ فقرہ کیا ورنہ دوسرا ہوتا اور موت کو سر پہ موجود پاتا تو کبھی
نہ اتنی جرأت کرتا نہ اسکے حواس بجا رہتے یہ سہراب ہی کا کام ہے اگر اتنی غلطی ہوئی تو کوئی امر عجیب
نہیں ہے پس فوراً خیال آیا کہ ای سہراب اس پڑی کو دہنی طرف تو ہٹا دیکھ شاید ادھر کے ہٹانے
سے تیرا مطلب حاصل ہو اس دیو نے جو دیکھا کہ اسنے صندوقچہ کھولا مگر کوئی چیز نکال کر نہ دی
آواز دی کہ ای آدم زاد میرا مارے بھوک کے دم نکلا جاتا ہے دیتا ہو تو دے ورنہ میں سمجھ لو
کھاتا ہوں میں ایسے حلوے سے باز آیا جبکہ میرا خود حلوہ نکل گیا بھوک سے تو میں کیا اسکو لے کر چاٹونگا
سہراب نے یہ سنکر کہا کہ لے میں تو نکال رہا ہوں جہاں اسقدر صبر کیا ہے دو منٹ اور صبر کر
میں تیرے نفع کے لیے کہتا ہوں ورنہ مجھے کیا ضرورت ہے یہ کہکر اس پڑی کو دہنی طرف ہٹایا
جیسے ہی وہ پڑی دہنی طرف ہٹی ایک برق ایسی کوندی اور ایک نور ایسا پیدا ہوا کہ دیو کی آنکھیں
چوندھیا گئیں اور بند ہو گئیں اور ایک صدا آئی گڑگڑاہٹ کی آسمان پر سے پس وہ تلوار جو کہ
اس صندوقچہ میں تھی آسمان پر جا کر چمکی اور وہاں سے کڑکڑا کر گری سہراب نے صدا دی
کہ لینا اسے دیو ناپکار کو پس یہ کہنا تھا کہ وہ برق ایک مرتبہ اس دیو کی طرف چلی یہ غافل
کھڑا ہوا تھا اور حیران تھا کہ یہ چمک کیسی ہوئی یہ کیا بلا آئی یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ برق
آکر سر پر دیو کے گری وہاں سے قلم کرتی ہوئی دونوں پاؤں کے درمیان سے ہو کر زمین میں
آئی اور زمین میں پہنچکر ایک مرتبہ پھر چمک کر بلند ہوئی دیو کے دو ٹکڑے ہو کے دیو مرکر زمین
پر گرا وہ برق بالا کے آسمان جا کر چمکی پس سہراب نے جلدی سے پڑی کو بائیں طرف ہٹایا
جیسے ہی پڑی ہٹائی وہ تلوار اپنے مقام پر آکے قائم ہو گئی سہراب نے جلدی سے صندوقچہ
بند کر لیا اور فوراً اسی خاک پر سجدہ شکر کیا جب سجدہ سے فراغت ہوئی سر اٹھا کر دیکھا

تو اُس دیو کو کشتہ پایا بہت خوش ہوا اپنے دل مین کہا کہ ملکہ کو مجھ سے الفت ہی اگر الفت نہوتی تو ایسی نایاب
چیز یون لاکر نہ دیتی جبکہ یہ معلوم ہی کہ اسکی ضرب سے کوئی نہین بچ سکتا ہی اسنے بلاے دیو کو کیونکر اُس نے
دو حصہ کیا اور وہ ابسکا کچھ نکر سکا پس یہ تو بخوبی ملکہ کو معلوم تھا نہ اسنے ماں کی محبت کی نہ باپ کی میری
الفت مین سب کو میرے ہاتھ سے قتل کرانے کی تدبیر کی اب مین چھوڑتا ہون آج ہی تو جب طبل
جنگ بجواتا ہون اگر میدان مین صف آرائی ہوگی اور کل یہان سے کل لشکر کو قتل کرکے سیدھا شہر سمندریہ
پر جاؤنگا شہر کے اندر جاکر سمندر شاہ کو عین دربار مین لڑکر قتل کرونگا اب کیا میرے ہاتھ سے کفار
زندہ بھی رہتے ہین یہ تو عجب چیز میرے ہاتھ آئی اگر صف آرائی ہوگی تو آج ہی مین نے کل لشکر کفار کا تمام
کیا اور صاحبقران سے اجازت لیکر سمندر شاہ کا مقابلہ شہر مین جاکر کرونگا اب تو ضرور میرے وصل سے
ملکہ شاد ہوگی مین اسکے وصل سے خوش ہونگا اتنی میری زندگی تھی جو یون میری جان سلامت بچی
اور اہل اسلام کی بھی زندگی ہوئی اور ضرور میری آرزو دلی بر آئیگی یہ کہکر سہراب نے اپنے دل سے
خوشی خوشی صندوقچہ کو کمر مین باچھپا کر رکھا اور تکیہ کے تحت بٹھایا اور پھر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے بہت
عجلت کے ساتھ چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سہراب نے اپنے دل مین یہ خیال کیا تھا کہ ان صندوقچہ
کا امتحان اس دیو پر کرون اُسی وقت خیال آیا کہ کس تدبیر سے فوراً فقرہ ذہن مین آگیا تھا جو کہ دیو سے
بیان کیا تھا پس اُسی فقرہ نے کام دیا اور جان بچی پس سہراب اُس دیو کو قتل کرکے صندوقچہ کو لیکر
چلا یہ تو یہان سے روانہ ہوا ہی اور راہ کو طے کرکے اُسوقت قریب لشکر پہونچا جبکہ صاحبقران بادشاہ
سے اجازت طلب کر رہے تھے اور بادشاہ صاحبقران سے اور تمام لشکر مین تلاطم مچا ہوا تھا سب
دعا مانگ رہے تھے اور زعفران مبارز طلب کر رہی تھی ایک حباب بلوری مین سرداران لشکر
اسلام جو کہ ساحر تھے وہ تڑپ رہے تھے اور ایک حباب مین جو کہ غیر ساحر تھے اور زعفران ہنس ہنس کر
اہل اسلام سے کہتی تھی کہ میرے مقابلہ کو کوئی نہ آئیگا معلوم ہوا تم سب نامرد ہو سوا اسکے عورتون کے
طور سے رونے کے تمکو کچھ نہین آتا ہی خیر مین ہی تمہارے اوپر آتی ہون پس راوی نے بیان کیا ہی
جب یہ کلمہ صاحبقران والاشان نے سنا بادشاہ سے فرمایا کہ اگر آپ اجازت نہ دینگے تو مین اپنے
کو آپ کے روبرو ہلاک کرونگا ابھی ابھی اپنا سر تلوار سے قلم کرونگا یہ جو صاحبقران نے کہا بادشاہ
نے سر جھکا لیا اور خیال کیا کہ کیا تدبیر کرون کہ صاحبقران اسکے مقابلہ کو تنہا مین تمکو اجازت دون ہزار
ہزار فکر کی مگر کوئی تدبیر بن نہ آئی اب یہ فکر کی کہ خیر جو مرضی خدا اب یہ تدبیر کرون کہ کچھ دیر کے لیے
صاحبقران اور ٹھہر جائین شاید کوئی امر پردہ غیب سے پیدا ہو یہ خیال کرکے دل مین صاحبقران سے فرمایا
کہ مین مجبور ہون آپ بہت مجبور کرتے ہین مگر اے صاحبقران [illegible] ہمکو سہراب سے یہ امید نہ تھی کہ وہ
ایسے وقت مین ہمارے ساتھ سے الگ ہو جائیگا اور یون ساتھ چھوڑ دیگا ملاحظہ کرو کہ وہ کیونکر
اپنی جان بچا کر نکل گیا اُسکو صندوقچہ کے خوف نے یہان سے نکالا کیونکہ اُس نے جب تم نے صندوقچہ
کا ذکر کیا تھا تو اسنے کہا تھا کہ اسکا رد ہونا محالات سے ہی نہ اُسپر کسی ساحر کا سحر اثر کریگا نہ اسم اعظم
پس اسی خوف سے جان بچا کر یہ فقرہ کرکے چلا گیا اگر وہ ہوتا مدد کوئی تدبیر وہ اسکے قتل کرنے کی
ضرور کرتا کیونکہ وہ یہان کا ایک مدت تک سپہ سالار رہا ہی وہ کل ساحرون کے حال سے واقف تھا مگر وہ
بھی چلا گیا سچ ہی کہ وقت بد مین کوئی کسی کا نہین ہوتا ایسا حال نہین ہوتا ہی باپ فرزند کی سفارش
نہین کرتا ہی نہ فرزند باپ کی پھر وہ تو غیر تھا اسپر امید اس امر کی کرنا کہ وہ وقت بد مین شریک ہوگا یا اسکی شکایت

اسی مین بہتری ہی اگر زندگی کی طلبگار ہو تو رفاقت سمندر شاہ سے دست بردار ہو مذہب اسلام قبول کر
دین تصویر پرستی ترک کر تو جان بچے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگی اگر یہ امر منظور نہین ہی تو جلد اپنا حربہ
کر کیونکہ مجکو تیری صورت دیکھکر غصہ آتا ہی اسکا سبب یہ ہی کہ جب مین یہ خیال کرتا ہون کہ اسقدر اہل اسلام
تیرے سبب سے مبتلائے عذاب ہین اور تڑپ رہے ہین بس ایک شعلہ کلیجے سے اُٹھتا ہی کہ وہ تمام
قالب و جگر کو پھونک دیتا ہی یہ دل چاہتا ہی کہ تیری چھاتی پر چڑھکر تیرا خون پی لون بلکہ میری آنکھون سے
بیچ خون اُترا آتا ہی کہین تو جلد قتل ہوتا کہ وہ اس عذاب سے نجات پائین یہ جو سہراب نے کہا
زعفران نے جواب دیا کہ اے سہراب تم بہت بے زبان ہو گئے ہان سچ کسی نے کہا ہی کہ جب قضا
آتی ہی آدمی کی تو اسکی زبان دراز ہوتی ہی اور جب چیونٹی کے مرنے کے دن قریب آتے ہین تو اسکے پر
نکلتے ہین پس تیری وہی حالت ہی کہ قضا جو سر پر آئی ہی تو زبان دراز ہو گئی ہی سہراب نے جواب
دیا کہ آپ تقریر کر چکین اپنا حربہ کیجئے مین اس تقریر کا جواب زبان تلوار سے دونگا مین کہہ چکا ہون
کہ تیری صورت دیکھکر میری آنکھون مین خون اُترا آتا ہی مگر اس امر سے مجبور ہون کہ حربہ پہلے کرنا میرے مذہب
مین روا نہین ہی ورنہ اسقدر کلام بھی نہ کرتا آتے ہی قتل کر دیتا یہ جو سہراب نے کہا اسنے کہا
کہ تو میرے حربہ کا مشتاق ہی پس ایک منتر اُسنے پڑھکر ہوا پر پھونکا اور ایک نارنج نکالا اُس نارنج پر
اسم پڑھکر دم کیا اور وہ طرف سہراب کے پھینکا جب سہراب نے دیکھا کہ اُسنے
نارنج مارا فوراً کچھ اسم پڑھکر اُسپر ہاتھ ڈال دیا وہ موم ہو کر سہراب کے ہاتھ مین آگیا وہ سبب یہ تھے
ایک تو سہراب کے پاس وہ صندوقچہ موجود تھا کہ جسپر کوئی حربہ اثر کر سکتا تھا نہ کوئی دعا دوسرے
خود بھی سہراب ساحر زبردست ہی اگر نارنج موم ہو گیا اور جب ہاتھ مین سہراب نے اُس نارنج کو
زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ یہ ہی حربہ تھا جو میرے قریب آکر موم ہو گیا اب خبردار ہو جاؤ مین اپنا حربہ
کرتا ہون زعفران نے کہا کہ مین خبردار ہون پس جو اسنے کہا سہراب تخت پر تو بیٹھا ہوا ہی اور تخت
زمین سے کچھ اونچا ہی اور وہ بھی تخت پر سوار ہی دونون تخت برابر ہین پس سہراب نے اپنی کمر
سے صندوقچہ نکالا اُسنے کہا کہ واہ میان سہراب کیا تم بھان متی کے تماشا کرنے والون کی طرح سے
صندوقچہ نکالتے ہو کیا اس صندوقچہ مین تمھارا سحر بند ہی اور وہ حربہ کیا ہی صندوقچہ مین ہی جو کہ مجھ پر
اوپر کروگے سہراب نے کہا کہ ہان اسی صندوقچہ مین ہی سب قدر و طاقت معلوم ہو جاتی ہی کہ
صندوقچہ کھولا اس تیزی سے کہ وہ دوسرا نہ دیکھ سکے پاسے جیسی پٹڑی صندوقچہ کا بلند ہوا سہراب
نے کہا کہ پھر مین کہتا ہون کہ خبردار ہو جائین بار بار خبردار کرتا ہون اب مین اپنا حربہ کرتا ہون اُسنے کہا کہ
تو بار بار کیا کہتا ہی مین خبردار ہون ایسے ایسے مین نے بہت سے کرشمے دیکھے ہین یہ اُسکا کہنا تھا کہ سہراب
نے اُس پٹڑی کو دہنی طرف ہٹایا پس جیسی پٹڑی دہنی طرف ہٹی اُسی طور کی ایک برق چمکی اور
ویسی ہی روشنی ہوئی جیسی اُس پہاڑ پر ہوئی تھی جبکہ دیو کو سہراب نے قتل کیا تھا دونون لشکرون
کی آنکھین بند ہو گئین وہ چمک یا تو یہان ہوئی تھی یا بالائے آسمان ہوئی اور برق آسمان پر سے چلی
سہراب نے کہا کہ لینا اے برق عجب ساحری اس زعفران لکاتہ کو یہ کلمہ جیسے ہی سہراب کی زبان
سے نکلا ویسے ہی ایک کڑاکا ہوا اور برق نے زعفران کی طرف کا رخ کیا کہ تمام لشکر کفار پکار اُٹھا
کہ اے ملکہ زعفران اپنے کو بچا ورنہ یہ برق تجھے نقصان کی ہی یہ جو پکار کر سب لشکر نے کہا اور اُسکو بھی
چمک ہونے سے آگاہی ہوئی اُس نے اُسی حالت مین سحر کیا کہ کئی سو چیزین اُسکے سر پر قائم ہوئین

آیا ایک ابر آہنی طیار ہو گیا مگر وہ برق جو کڑ کڑا کر چلی اس ابر آہنی کو قلم کرتی ہوئی اور اُن سپروں کو بھی قلم کرتی ہوئی
اُسکے سر پر آئی کئی ہاتھ خود بخود پیدا ہوئے اور زعفران کے سر پر اُن ہاتھوں نے اپنا سایہ کیا مگر وہ
بھی مثل خیار تر کے قلم ہو گئے اور یہ سب سپرین و ابر آہنی مثل خیر کے کٹ گئیں وہ برق کسی چیز پر نہ رکی
اُن ہاتھوں کو قلم کر کے سر پر آئی اُسنے اُف کی کہ میری اُف سے یہ برق خاموش ہو جائے مگر اسکی
اُف نے بھی کچھ اثر نہ کیا اُس برق نے اُسکے سر کو دو پارہ کیا صراحی گردن سے گذرتی ہوئی صندوق سینہ
مین آئی اُسکو ویران و برباد کرتی ہوئی شکم مین آئی شکم کا ستھراؤ کرتی ہوئی مقام شرمگاہ کی سیر کرتی ہوئی
دونون ٹانگون کے بیچ سے نکل گئی زمین کو بوسہ دیا اور پھر بلند ہوئی اور بالا سے آسمان جا کر چمکی دوسرا
سہراب نے چھڑی کو بائین طرف ہٹایا ایک چکاسی ہوئی اور وہ برق اپنے مقام پر آ کر قائم ہوئی
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ برق زعفران کو قلم کر چکی سہراب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا
کہ یون حریف کو قتل کرتے ہین مین تو جانتا ہی تھا کہ اسکی وقعت میرے ہاتھ سے تھی اور مین ہی اسکا
ملک الموت ہون اسی سبب سے تو مین لشکر مین نہ تھا عین وقت پر پہونچا ہین یہ تو سہراب نے کہا ادھر
کا حال سنئے جیسے ہی زعفران دو پارہ ہو کر زمین پر گری ایک شور و غل برپا ہوا تاریکی چھا گئی برقین
چمک کر گرنے لگین آندھی سیاہ اٹھی شعلے بلند ہونے لگے سنگباری برف باری ہونے لگی بھر
غل مچانے لگے کشتی مرا نام من ملکہ زعفران بنفشہ پوش جادو لیو دانہ افسوس صد ہم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم عجب یہ صدا آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ ادھر
زعفران مر کر گری اودھر اسکا سحر برطرف ہوا دو نون حباب بلوری ٹوٹے سرداران لشکر اسلام
قید سحر سے چھوٹے جیسے ہی زعفران مری سب کے جسم پر سے قید سحر برطرف ہوئی ساحرون سے
اُسکے سحر سے نجات پائی غیر ساحر بھی چھوٹے مگر ساحران لشکر اسلام نے یہ چالاکی کی کہ جیسے ہی قید سے
نجات پائی اُس حباب کی طرف جھپٹے کہ جس مین ساحر قید تھے کیونکہ یہ اپنے حباب سے دیکھ رہے تھے
قوت بصارت باقی تھی ہوش مین تھے مگر نہ سحر کر سکتے تھے نہ بات کر سکتے تھے نہ حرکت بے حس و حرکت
پڑے ہوئے تھے پس اسکا مرنا تھا کہ اُنکے حواس درست ہوئے حباب ٹوٹا یہ اُس حباب کے
قریب پہونچے وہ بھی ٹوٹا سرداران اسلام چھوٹ کر اُس طرف زمین کے چلے تھے کہ انھون نے روکا
ایک ایک نے چار چار کو روکا ایک کو بھی زمین پر نہ آنے دیا اگر خدا نخواستہ یہ لوگ زمین پر گرتے تو استخوان
ریزہ ریزہ ہو جاتے نشان بھی نہ ملتا پس سب نے لا کر زمین پر اُنکو اُتارا اتنے عرصہ مین وہ تاریکی
بھی برطرف ہوئی صدا سے شور و غل موقوف ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ لاش سے زعفران کی ایک
طایر سیاہ رنگ پیدا ہوا وہ اُڑ کر بالا سے آسمان گیا اور اُسنے تین مرتبہ صدا سے بہت بہت بلند کی
اور کہا کہ اے ساحران خبردار و آگاہ باشند کہ شہ روح ملکہ زعفران مین تمکو خبر دیتی ہون کہ ملکہ قتل
ہوئی کیونکہ سحر بند تھی جبتک تھا زعفران مقابلہ نہ کرے مگر ملکہ کو سہراب نے اُس چھڑی سے قتل
کیا ہے کہ جو کہ بادشاہ نے اہل اسلام کے قتل کے لیے تجویز فرمائی تھی اب مین خدمت مین بادشاہ کی
جاتی ہون انکو اس حال سے خبردار کرتی ہون یہ صدا دیتی ہوئی وہ طائر طرف سمندر رنیم کے روانہ ہوا
لشکر اسلام مین ایک نعرہ خوشی بلند ہوا کفار کے ہوش اُڑ گئے سب کے چہرے زرد ہو گئے سوا اس
جاسوسے رہے مردنی منھ پر چھا گئی حیران ہوئے کہ یہ کیا ہوا اور سہراب جادو نے صدا دی کہ
اور حسبا و تنا سے مر کے ہو میرے مقابلہ کو آئے میدان مین تنہا جادو و تم جو صلہ و پھر بادشاہ کے پاس

لیکر آئے ہو وہ لیکر میرے مقابلہ کو آؤ دونون صندوقچون کا امتحان ہو جائے دیکھین اُسکا صندوقچہ
کام دیتا ہی مین بھی اپنے بزرگون کا تحفہ لایا ہون جو کہ پشت در پشت سے میرے پاس چلا آتا ہی بیان کنندہ
کے حواس باختہ تھے اور سب افسوس کر رہے تھے کہ کیسے لڑائی بگڑ گئی یہ کیا ہوا سب حیرت زدہ چہرہ
دیکھ رہے تھے اور اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ کیا غضب کا حربہ ہی کہ کسی پر بند نہین ہوتا ہی زعفران
سحر بند تھی اسکی سحر اُسنے اپنے بچنے کے لیے کیے مگر کچھ نہ ہوا ابراہنی کو اُسنے تمام کیا آخر کو انجام یہ ہوا
کہ خود ہی ماری گئی گرداب نے جناب شاہ سے کہا کہ ای جناب شاہ ہم نے دیکھا کہ زعفران کو کیونکر
سہراب جادو نے آکر قتل کیا اب ثابت ہوا کہ یہ اسی تدبیر کے لیے گیا تھا اگر ہمکو یہ معلوم ہوتا تو ہم ملکہ
کو میدان سے واپس کر لیتے اور طبل بازگشت بجوا دیتے بہت بڑی ساحرہ زبردست قتل ہوئی اب
کون مقابلہ کرے گا جناب نے جواب دیا کہ محافظ جادو جا کر مقابلہ کرین گے یہ بادشاہ کے پاس سے
صندوقچہ جو لے کر آئے ہین اس سے یہ وہ چیز ہی کہ جو کسی امر سے نہین رک سکتی ہو جب تک اسم اعظم
سے اسکی رد بدی نہ کی جاے کام بس نہ چلے گا گرداب نے جواب دیا کہ یہ امر تم درست ادا کہتے ہو مگر
اسپر ہمکو شک گذرتا ہی وہ یہ ہی جو کہ زعفران کی لاش سے نکلا تھا آسے یہ چیز دی تھی کہ جو چیز بادشاہ
بڑا سے قتل اہل اسلام روانہ کرنے والا تھا وہ ایکے ہاتھ لگ گئی اسی سے زعفران کو قتل کیا یہ لوہو
اس بات کی شہادت دلاتی ہی کہ تھا فقط کے پاس صندوقچہ وہ نہین ہی وہ سہراب ہی وہ سہراب کے ہاتھ کسی
طور سے آگیا جناب نے کہا کہ یہ صرف گمان ہی کیونکہ یہ کہان ممکن ہی کہ سہراب کے ہاتھ وہ صندوقچہ
آئے نہ سہراب کی وہان تک رسائی ہی اور نہ اسکا گذر ہو سکتا ہی دوسرے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسی نادر
چیز بادشاہ نے اس لاپرواہی سے رکھی ہو کہ جسکا جی چاہے چرا کر لیجائے پس ایسی حالت مین یہ گمان
کرنا محض بیکار ہی گرداب نے جواب دیا کہ ابھی حال کھلا جاتا ہی یہان گرداب و جناب مین یہ گفتگو
ہو رہی تھی ادھر جسقدر سردار رہا ہوئے ساحر وغیرہ ساحرہ اور ساحرون نے سب کو زمین مین لاکر
پہونچایا بعد دفع ہونے تاریکی کے سب خدمت بادشاہ صاحبقران مین آئے مجرا بجا لا کے عرض
کیا کہ حضور سہراب نے آکر ہماری جان بچائی امر عجیب یہ ہی کہ ہمکو ہوش تھا اور ہم سب حال دیکھ رہے تھے
مگر نہ طاقت گویائی تھی نہ جسم مین حس و حرکت تھی ہم سب بیکار تھے یہی ساحرون نے بھی عرض کیا بادشاہ
صاحبقران نے فرمایا کہ خدا نے بڑا فضل کیا انھون نے عرض کیا کہ اگر کچھ اور عرصہ تک ہماری یہی
حالت اور رہتی تو ہمارے جسم سے روح نکل جاتی صاحبقران نے فرمایا کہ اگر سہراب جادو نہ آتا تو
مین خود نکلکر مقابلہ کرتا کیونکہ یہ امر مجھکو مریخ کی تقریر سے جو کہ مریخ نے میرے سوال کے جواب مین
کی تھی ثابت ہو گیا تھا کہ یہ سحر بند ہی پس بدون اسم اعظم کے یہ قتل نہ ہوتی ای مریخ تم لوگ سحر
غالب آئے تھے اور وہ مغلوب ہو کر پسپا ہونے لگی تھی پھر کیونکر تم گرفتار ہوئے مریخ نے عرض
کیا کہ جب آپ یہان سے دربار مین تشریف فرما ہون گے تو مین تمام واقعہ عرض کرونگا کیونکہ
میرا واقعہ طولانی ہی پس یہ سنکے صاحبقران نے سب کو گلے سے لگا لگا کر رخصت کیا ہر ایک
اپنی اپنی صف مین آکر اپنے مقام پر قایم ہوا پھر اُسی طور سے لشکر مین آبادی ہوئی سب صفین
درست ہو گئین اُسی طرح سے لشکر آباد ہو گیا ہر ایک سہراب کو دعا دے رہا ہی راوی نے بیان کیا کہ ادھر
سہراب نے کہا کہ ای محافظ جادو کیا تم میرے مقابلہ کو نہین آؤگے اگر نہ آؤ تو جواب دو اور
کسی کو روانہ کرو یہ سننا تھا کہ محافظ نے احتیاط جادو سے کہا کہ تم یہان رہو مین سہراب کے مقابلہ کو

فراش پر اعتبار تھا وہ انحراف کر گئے اب سہراب کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا سہراب کو سمندر کے بڑے
وزیر تقریب نے یہ منصوبہ دیا ہو گا سوا اسکے کوئی اس حال سے آگاہ نہ تھا اب سمندر کے
گھر کی تیاری ہے وہ بھی مارا جائیگا جو اس وقت سہراب کے مقابلہ کو جائیگا وہ قتل ہوگا یہ کہکر وہ طائر
طرف شہر سمندر کے چلا اسکے پرون سے ایک شعلہ آگ کا نکلا وہ آکر محافظ کی لاش پر گرا کہ لاش
محافظ کی جلنے لگی وہ طائر نگاہ سے پوشیدہ ہو گیا یہ صدا اسکی سب نے سنی اور اہل لشکر کفار کو بہین
ہوا طبل بازگشت کے بجتے ہی فوراً صفین کی صفین طرف پڑاؤ کے روانہ ہوئین اسس امر کا انتظار
نہ کیا کہ بادشاہ واپس ہون تو ہم بھی چلین اپس گرداب وغیرہ مع اصحاب طلسم کے باہم افسوس کرتے
ہوئے طرف فرودگاہ کے واپس چلے جب لشکر کفار مین طبل بازگشت پر چوب پڑی تھی تو حکم بادشاہ
لشکر اسلام مین بھی کوس بازگشت بجا تھا کفار تو مغموم و محزون افسوس کنان طرف قیام گاہ کے واپس
گئے جب لشکر کفار میدان سے بعد قتل ہونے محافظ کے واپس چلا گیا سہراب خوشی خوشی شادان و
فرحان اپنے تخت سحر کو اڑا کر پہلے خدمت صاحبقران والاشان مین حاضر ہوا آداب شاہی بجا لایا اسکے
بعد صاحبقران والاشان سے رخصت ہو کر خدمت بادشاہ مین آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے خوش ہو کر گلے
سے لگایا بہت تعریف کی اسکے بعد حکم فرمایا کہ لشکر طرف فرودگاہ کے واپس چلے یہ حکم فرما کر حکم دیا کہ چند
کشتیان زر سرخ کی حاضر کیجائین بموجب حکم بادشاہ داروغہ خزانہ نے کشتیان فوراً میدان جنگ مین
حاضر کین بادشاہ نے فرمایا کہ سر پر سے صاحبقران کے پانچ کشتیان نثار کرو اور تین کشتیان سر سہراب
پر سے یہ حکم دینا تھا کہ زر سرخ نثار ہونے لگا یا تو خواجہ رکاب صاحبقران پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے
کھڑے تھے جیسے دیکھا کہ کشتیان زر سرخ کی سر صاحبقران پر نثار کیجاتی ہین فوراً رکاب کو چھوڑا اور جال
الیاسی زنبیل سے نکال کر طرف شہدون کے چلے جیسے کشتیان سر صاحبقران پر سے تصدق کرکے اور
تو رہی پوستین اٹھا کر کے خادمون نے نثار کین اور شہدے چلے خواجہ نے بڑھ کر جال مارا کہ تمام
اشرفیان جال مین آگئین ایک کے بھی ہاتھ مین نہ آئین وہ باہم فساد کرنے لگے خواجہ لوٹ کر اور زنبیل
کرکے اپنے مقام پر آکھڑے ہوئے یہ بھی کسی کو ثبوت نہوا کہ خواجہ لے گئے وہان شہدے باہم لڑا کیئے
جب صاحبقران و سہراب کے سر پر سے زر نثار ہو چکا اور سب خواجہ نے لوٹ لیا اب لشکر روانہ
طرف فرودگاہ کے فرحان و شادان چلا بادشاہ سب کو لیے ہوئے خوشی خوشی فرودگاہ پر تشریف لائے داخل
خیمہ خاص ہوئے یہان ناموس نے کونڈے بابے تھے صحنک مانی تھی ہر ایک دعائے فتح و ظفر کر رہے تھے
سب بیبیان بال کھولے ہوئے صحن خیمہ مین کھڑی تھین اپنے اپنے وارثون کے بچنے کی دعا کر رہی تھین
جیسے یہ خبر انکو پہونچی تھی کہ بادشاہ کی ظفر ہوئی سب نے سجدہ شکر ادا کیے اور جو منت مانی تھی اسکے
سامان مین مصروف ہوئین کسی نے سپیڑ واسطے دونا منگایا کسی نے بی بی کی پڑیا منگائی کوئی کونڈون کی
تدبیر کرنے لگی کوئی صحنک کے سامان مین مصروف ہوئی کسی نے کھڑے پیر کا دونا منگا کر نذر دی جلد
کھلایا کہ بادشاہ پہونچے خادمان در دولت نے صدائے مبارکباد بلند کی بادشاہ کو مبارک ہو وہی صدا آئے
بسم اللہ الرحمن الرحیم سنکر خبر ہو گئے کہ بادشاہ تشریف لاتے ہین سب مؤدب ہو گئے ظل اللہ تشریف
لائے خادمان محل نے لا کر مسند زرنگار پر بٹھایا نذرین فتح کی گزرنے لگین بادشاہ نے سبکو انعام
دے کر سرفراز فرمایا ہر ایک خواجن و مہرہ نے آکر مبارکباد دی بادشاہ نے سبھون کو انعام وافر سے
سرفراز کیا اسکے بعد لباس رزم تبدیل فرمایا پوشاک بزم پہنکر تھوڑی دیر استراحت فرمائی اسکے بعد

طرف دربار کے تشریف لے چلے ادھر صاحبقران بھی اپنے خیمہ خاص میں تشریف لے گئے تھے انکو بھی سب
خادمان محل نے مبارکباد دی تھی صاحبقران نے بھی سب کو انعام دیا لباس رزم اُتارا اور سادے کپڑے
زیب تن فرمائے دربار میں تشریف لائے اُدھر ہر ایک سردار بھی اپنے اپنے خیمہ سے کپڑے بدل کر حاضر
دربار ہوا اپنے اپنے مقام پر صاحبقران کو مجرا کر کے بیٹھا کہ بادشاہ تشریف لائے سب براے تعظیم کھڑے
ہوئے خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے سب عیار حاضر دربار ہوئے فتح کی نذریں گذرنے لگین ادھر لشکر کے
پڑاؤ پر پہونچکر کمرین کھولین سب آرام پذیر ہوئے مگر لشکر اسلام میں ہر طرف ایک خوشی کی دھوم مچی ہوئی ہر ایک دل
شاد تھا محل ہی کا ذکر تھا کہ سب متفکر تھے ابھی تھوڑی دیر کا ذکر ہے کہ سب مثل مردہ صد ساله کے تھے یا ایک
آن میں یہ خوشی کی نوبت ہوئی کہ کلی کلی پھولے نہیں سماتا ہے ہر طرف نوبتین بج رہی ہین سب خوش ہین
دربار میں نذریں گذر رہی ہین انعام و خلعت تقسیم ہو رہے ہین جب نذروں سے فراغت حاصل ہوئی
بادشاہ نے سحر جادو سے دریافت فرمایا کہ تم کو زعفران نے کیونکر گرفتار کیا سحر جادو
نے عرض کیا کہ جب میں اسیر غالب آنے لگا اور وہ پیام لے کے لگی آپکے سامنے وہ ٹوکرا لگا کر ایک طرف
طرف کو لے گئی جب دونوں لشکروں سے دور نکل گئی اور سناٹا تھا اُس نے یہ فقرہ کہا مرحبا سحر جادو
سے دم ہی اثر ہے جو کہ زعفران نے کہا تھی مرے سحر نے دھوکا کھایا تھا بیان کی اور عرض کیا کہ جب پیچھے
پلٹ کر اپنی پشت کی طرف دیکھا کیونکہ میں اُسکے دھوکہ میں آگیا تھا اسے بہ عجلت میں اُس نے خاک
جمشیدی نکال کر ایک مٹھی جیب سے میں پڑا میرے اوپر پھینک دی میں بیہوش ہو کر زمین پر گرا ورنہ
میں نے اُسکو گرفتار کر لیا تھا اگر وہ یہ تدبیر نہ کرتی تو میرے اوپر غالب نہ آتی میں غالب آچکا تھا اُس
تدبیر سے اُسنے مجھکو اسیر کر لیا بادشاہ نے فرمایا کہ بڑی مکارہ تھی رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت شکر
خداوند کریم نے اپنا فضل کیا یہ جو کہ شکر آفاق نے سنی کہا کہ اے خداوند یہی فقرہ اُسنے میرے ساتھ
بھی کیا پس جو کچھ آفاق جادو پر گذرا تھا سب آفاق نے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ معلوم ہوا تم دونوں صاحب اُس کے دام تزویر میں آکر اسیر ہوئے تھے اُس نے عیاروں کا کام کیا
بہت چالاک معلوم ہوتی تھی مگر سہراب جادو نے خوب ہی آکر اسکا کام تمام کیا تم لوگ کیا کرو یہ نیکنامی
اور اُسکی قضا سہراب جادو کے ہاتھ سے تھی اور یہ جنگ فتح ہوئی سہراب کے نام پر تھی کیونکہ تم
لوگ اسیر غالب آسکے خیر خوب ہوا خداوند کریم نے اس آفت جانکاہ سے نجات دی یہ فرما کر سہراب جادو سے
فرمایا کہ اے سہراب جادو ہم تو یہ جانتے تھے کہ تم اپنی جان بچا کر چلے گئے ہو ہم پر کیا منحصر ہے سب کو
اسی امر کا یقین تھا مگر معلوم ہوا کہ تم دوست صادق ہو بلکہ جان بچا کر نہیں گئے تھے اس امر کی تدبیر
میں لگے تھے تم نے بہت بڑا احسان کیا آج کی لڑائی تمہارے ہی سبب سے فتح ہوئی ورنہ سب کا
کام تمام ہو چکا تھا اب تم اپنی کیفیت بیان کرو سہراب نے عرض کیا کہ یہ کیا آپ فرماتے
ہیں یہ سب آپکا حسن اخلاق ہے ورنہ غلام کس قابل نہیں ہے میں نے کون یہ لڑائی فتح کی آپکے
اقبال اور میرے خدا نے مدد کی کہ میں وقت پر آپہونچا اور یہ صندوقچہ میرے ہاتھ لگا
خداوند کریم ملکہ کی عمر میں ترقی عطا فرماے کہ یہ کام اُس نے کیا اُس آپکی کنیز نے یہ
صندوقچہ مجھکو لا کر دیا ورنہ کسی کو کیا طاقت تھی اور میری کیا لیاقت کہ میں یہ صندوقچہ پا سکتا
تھا مگر آج اُسنے حق ملاقات و مرتبہ دوستی ادا کیا بالکل اپنے ماں باپ و اہل شہر کی جان کا خیال
نہ کیا نہ اپنی آبرو و نہ جان کا پاس کیا اس امر کا مجھکو یقین ہے کہ جب صرصر کو یہ سب حال معلوم ہوگا

وہ اسکا دشمن جان ہو جاے گا گر بہ سے ملکہ کو سپرد خدا کیا ہی وہ ہی ملکہ کا عیب فقط ہو یہ جو آپ نے
فرمایا کہ تم نے سب پر احسان کیا یہ کوئی امر نہیں ہی میری کبھی یہ لیاقت ہی کہ میں کسی پر احسان کرونگا
یہ سب اسکی بندہ پروری اور نوازش ہی کہ اسنے مجھ ناچیز سے اتنا بڑا کام لیا اور وہ سب کا مالک
ہی ابھی سب کی قضا نہ تھی کیونکہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوتے اسکی قضا آگئی تھی وہ میرے ہاتھ سے قتل
ہوئی یہ اسکی شان کبریائی ہی کہ اسنے یہ دو غیب سے سامان فتح ظاہر فرما دیے ورنہ کیا ہو تا جب تک
اسکا منظور نہیں ہوتا ہی اسوقت تک کوئی کچھ نہیں کرسکتا ہی میں کہاں اور یہ مرتبہ کہاں یہ صرف اسکی
عنایت ہی یہ کلام آپ فرما کر غلام کو شرمندہ فرماتے ہیں یہ جو آپ نے فرمایا کہ مجکو یقین تھا کہ تم اپنی
جان بچا کر چلے گئے ہو تو ایسا تصور خیال اگر رکھتا ہوں آپ جو فرماتے ہیں بجا ہی یا اور جو صاحب خیال فرماتے ہیں
بجا ہے لا یزال میرا کسی وقت یہ خیال نہیں ہی اور نہ تھا میں اپنی زندگی میں کبھی یہ قدم نہیں چھوڑونگا ایسا
سوا آپ کے دو چار بزرگان دین کے کہ جنہوں نے راہ ضلالت ترک کرائی میرا کون ہی یا آپ ہیں
یا صاحبقران یا خواجہ ہیں قدم تک کبھی یہ قدم جدا ہوسکا اور میرا سر ہوگا آپ یہ خیال فرمائیے کہ مجھے
اوپر کوئی جبر نہیں ہی کسی قسم کا ظاہر ہی کہ تم دین اسلام نہ ترک کرو ہماری اطاعت کرو خدا مجھ سے کسی
کے جبر سے قبول کیا ہی بلکہ اپنی خوشی سے اور خواہش دلی سے نہ آپ کوئی جبر کرتا ہی میں صاحب اختیار
ہوں اور اپنے فعل کا مختار رہوں پھر میں کیوں اپنی جان بچا کر چلا جاتا میں یہ کلمے نہ زیبا ہی
کبھی اس غلام سے نہ ہونگی بادشاہ نے یہ کلام سماعت فرما کر فرمایا کہ یہ سب سچ ہی اور خوش اعتقادی
ہی یہ اسکا داخل بہشت کریگا خدا تم سے خوش رہے گا ان اپنی کیفیت بیان کرو کہ تم پر کیا
گزری اور کہاں دیر لگی سوار ایسا نے عرض کیا کہ میرا واقعہ یہ ہی کہ میرا جانا رخصت لیکر صاحبقران
سے اور لا کر ملکہ کے باغ میں جانا اور مجسمہ بنا کر بیٹھنا ملکہ کی خواصوں کی تقریر اپنا آنا اسکی
تقریر کو سنکر اور بیقرار ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرنا انکا حیران ہونا آخر کو ظاہر ہونا انکا جا کر ملکہ کو
خبر دینا پہلے ملکہ کا فقرہ جاننا اپنی وزیرزادی کو بھیجکر دریافت کرنا پھر اپنا وزیرزادی کے ہمراہ
جانا ملکہ کی خدمت میں باہم ہم کلام ہونا جو جو باتیں باہم ہوئی تھیں سب بیان کیں ملکہ کا کل حال
سنکر افسوس کرنا اور ملکہ کا سمندر رسے کے پاس جانا اور فقرہ کرکے حال صندوقچہ کا دریافت کرنا
جس طور سے ملکہ صندوقچہ لائی تھی وہ سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ اس تدبیر سے یہ صندوقچہ
ہاتھ آیا میں نے جب صندوقچہ پایا تو گمان ہوا کہ ملکہ نے فقرہ کیا اور میری تسکین دل کے لیے
یہ صندوقچہ لائی ہی مگر میں نے یہ امر ملکہ پر بالکل ظاہر نہیں کیا اور اپنا ملکہ کے ساتھ باہم بیٹھکر
شراب خواری کرنا صبح کا ہونا ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہونا راہ سے
دیو کا اٹھا لیجانا اسکو فریب سے قتل کرنا بیان کیا اور عرض کیا کہ مجکو امتحان صندوقچہ کا
بھی منظور تھا خدا ذو الکرم نے اس طور سے میری خواہش دلی پوری کی دیو کو قتل کرکے یہاں
کا آنا بیان کرکے سب حال سے آگاہ ہونا عرض کیا اور عرض کیا کہ اس تدبیر سے یہ صندوقچہ
ہاتھ لگا مگر حضور ایک امر کا خیال ہی کہ جب یہ حال ہمشیرہ شاہ پر ظاہر ہوگا وہ ملکہ پر ضرور
ظلم و ستم کریگا مجکو اسکی جان کا خوف ہی کہ دیکھیے آخر کیا گزرتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
تم ملکہ کو اپنے ہمراہ کیوں نہ لے آئے جبکہ وہ مسلمان ہو چکی ہی اور عاقلہ بالغہ راشدہ ہے
تو کیا ضرورت تھی کہ تم اسکو دشمنوں میں چھوڑ آئے ہو اور پھر یہ خوف کرتے ہو تم کو

ایسی حالت مین اُسکو ہمراہ لانا زیبا تھا جبکہ یہ گمان تھا کہ یہان سب دشمن ہین ایسے دوست کو کوئی قاتلون
مین چھوڑ لیتا ہی جہان سواے دشمن کے کوئی دوست نہو سہراب جادو نے عرض کیا کہ مین نے بہت سا
تدبیر کی اور لاکھ لاکھ کہا مگر ملکہ نے انکار کیا اور کہا یہ امر کبھی مین گوارا نہ کرونگی کہ تمھارے ہمراہ بدون اطلاع
چلی جاؤن یہ امر بالکل خلاف شرافت اور عالی خاندانی کے ہی یہ ننگ مین نہ قبول کرونگی کہ ہر ایک کی زبان
پر یہ امر جاری ہو کہ سمندر کی لڑکی شب کو کسی کے ساتھ نکل گئی یہ امر بالکل بدنامی کا سبب ہی یہ سواے
پیچ قوم کے دوسری قوم مین نہین ہی مین مجبور ہو گیا ملکہ سے مین نے کہا کہ سب یہان تمھارے دشمن
ہین اور جب یہ امر ظاہر ہوگا تو سمندر تمپر ظلم کرے گا ایسی حالت مین جان کی حفاظت ضرور ہی ملکہ نے
جواب دیا کہ میری نظر خداے نادیدہ پر ہی جو اُسے منظور ہوگا وہ کرے گا تم اسکا خوف نہ کرو اگر میری
زندگی ہی اور بہت سے [illegible] مقدر مین ہی تو کوئی میرا کچھ نہین کر سکتا تم جاؤ اپنا کام کرو جو یہان میرے
اوپر گذرے گی مین اُسکی برداشت کرونگی مگر وہ امر نہ کرونگی جو کہ بدنامی کا سبب ہو مجبور ایسی حالت
مین کیا کر سکتا تھا بادشاہ نے فرمایا پھر جو اُسکے حق مین خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اُسی امر مین کوئی
مصلحت ہوگی جو اُسنے یہ امر ملکہ کے دل مین نہ ڈالا کہ وہ تمھارے ساتھ چلی آتی بلکہ ایسے خیالات پیدا
کیے کہ وہ نہ آئی کیونکہ کوئی فعل خداوند کریم کا خالی از حکمت نہین ہوتا ہی جیسا اس قول سے ثابت ہی
فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ تم کچھ ملکہ کو [illegible] خداوند کریم کہ وہی حافظ حقیقی ہی اُس سے بہتر
کوئی حفاظت نہین کر سکتا ہی سہراب جادو نے عرض کیا اور کیا چارہ ہی کچھ زور ہمارا نہین ہی جو خدا
چاہیگا وہ ہوگا سمندر ہمارا دشمن مجبور ہی یہ عرض کرکے سہراب نے عرض کیا کہ [illegible] ہوا جو غلام کا عرض
ہوا اور نہ غلام صبح کو آ جاتا اس دیو نے یہ حرکت کرنے کا عزم کیا اگر اسکی قضا [illegible] دوسرے خدا کو
[illegible] فتح کرتا تھا اور اسکی سزا الٰہی دی [illegible] کہ ایک دوست نے [illegible] کی اور مین نے اُسکے
فعل کو فقرہ خیال کیا اور خیالات یہ دل مین لایا مین نے اُس بدکار کی سزا کو یہ فرمائی کہ [illegible]
پریشان کیا تا کہ آیندہ کسی کے فعل کا مین [illegible] خیال کرون [illegible] کسکی
تصور کرون نہ یہ تصور کرون کہ اُسنے فقرہ کیا [illegible] سب اہل دربار نے بادشاہ صاحبقران کی
سہراب کی بہت تعریف کی اور ملکہ کے لیے دعا کی کہ خدا اُسکو [illegible] سہراب نے
عرض کیا کہ اب خداوند طبل جنگ بجوائین اور مجھکو حکم دین مین یہان سے لڑتا ہوا سمندر پر مین جاؤن
سمندر شاہ کو قتل کردن یہ کلام سنکے صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ یہ ہمارا طریقہ نہین ہی کہ ہم طبل
جنگ بجوائین یا حریف پر سبقت کرین ہان جب وہ ہم پر اسکے مقابل طبل جنگ بجوا کر میدان مین آئین تو
ہم بھی مقابلہ کرین گے اسے سہراب جادو اس امر کا خیال رہے کہ جب تک کوئی وقت سخت نہ پڑے
یا کسی دشمن زبردست یا ساحر زبردست سے نہ مقابلہ ہو اُسوقت تک اس صندوقچہ سے کام نہ لینا یہ نہ
کرنا کہ اُسی صندوقچہ کے ذریعہ سے جو تمھارے روبرو آوے اُسکو قتل کردو ورنہ سواے ساحر کے
غیر ساحر پر کبھی اسکا وار نہ کرنا سہراب جادو نے عرض کیا کہ جو آپ نے فرمایا ہی وہی ہوگا جب عمل کرونگا
صاحبقران والاشان نے فرمایا اسکا سبب یہ ہی کہ میرے الفاظ مین فرق آ جاویگا اور سبب یہ کہ لوگ کہینگے
کہ صاحبقران والاشان نے سحر سے یہ مقام فتح کیا اگر سحر ساحری کا صندوقچہ نہ ملا ہوتا یہ مقام ہرگز
ہرگز فتح نہ ہوتا مین تمھارے خیال کو پاگیا تمھارا یہ منشا ہی کہ طبل جنگ بجوا کر اسی صندوقچہ کے ذریعہ
سے سب کو قتل کردن تم کو حکم دون کہ تم بہ آسانی [illegible] کفار کو پامال کر سکتے ہو

صندر سیہ مین جاؤ وہان جاکر سمندر سے مقابلہ کرو اسکو بھی اس صندوقچہ کے ذریعہ سے قتل کر دا سکے
سہراب نے سمجھا یہ خیال بالکل خام ہے مین کیونکر ایسے امر کی اجازت دون کہ جسمین الکھون بندگان خدا
کا خون ہو گو وہ کافر ہین مگر آخر تو بندے ہین بہت سے ابھی ایسے بھی ہون گے کہ ہدایت کو سنکے
راہ نیک قبول کرین گے جو کہ بالکل سیاہ قلب ہین وہ قتل ہون گے پس ایسی حالت مین کبھی ایسے
امر نازیبا کی اجازت نہ دونگا نہ ہم سے کبھی کرنا نہ بدون میری اجازت ایسی حرکت کرنا یہ تمنے اچھا کیا کہ
اسکو لے آئے کیونکہ اسمین ایک امر کا خوف تھا اگر سمندر کے پاس یہ صندوقچہ رہتا تو وہ ضرور اس سے
کام لیتا ضرورت وہ ناحق بندگان خدا کا خون ہوتا لیکن اسکے پاس سے چلا آنا اسکا بہت اچھا
ہوا تم اپنے پاس رکھو جب موقع ہوا کوئی گا ہم خود تمکو اس امر کی اجازت دیا کرینگے کہ اسے
سمندر سے اپنا ہے ہم اس صندوقچہ کو نگاہ مین وہ امر نہین کر سکتا ہون جو کہ خلاف عدالت ہو تم بھی
خیال کرلو کہ جبکہ یہ امر صاحبقران اول کو ثابت ہو گیا کہ اہل اسلام سب پر غالب ہونگے اور ان کی
ضرب دست سے کوئی نہ بچیگا تو انھون نے خلاف انصاف یہ امر جانا کہ پہلے اہل اسلام حریف
پر ضرب لگائین بلکہ جب انکی ضرب سے بچ لین اسوقت اپنا وار کرین یا یہ امر خلاف شجاعت تصور
فرمایا کہ جنگ مین اپنی طرف سے سبقت کرنا یا پہلے خود طبل جنگ بجوانا وہ طریقے مقرر فرمائے تاکہ کوئی
یہ الزام نہ دے کہ وہ لوگ قوی تھے اور ہم ضعیف یا انھون نے سبقت کی ہم کیا کرتے وہ طریقے ایجاد
فرمائے کہ جہان تک ہو حریف کے ارمان نکل جائین کوئی الزام نہ رہے طریقہ نامہ و پیام جاری کیا پہلے
خوب حریف کو پند و نصیحت کرکے سمجھا لیا آئندہ کے لیے مقابلے کی جنگ کا طریقہ ایجاد ہوا تو ایسی حالت مین مین
کیونکر یہ گوارا کرونگا کہ اس حربہ کو مین اپنے لشکر مین ایجاد کرون اور اس حربہ سے حریف کو قتل کراؤن
جب کہ دیکھن نہین ہے نہ سامنے نہ غیر سامنے پس یہ بالکل خلاف ہے ہان جب ایسی ہی ضرورت ہوگی اسوقت
دیکھا جائیگا ابھی کیا ضرورت ہے نہ مین خود ابتدا کرونگا کہ طبل جنگ بجاؤن ہم جیسا انکا جی چاہے گا وہ
بجوائین گے مین انکے مقابلہ کرونگا مقابلے سے نہ باز آؤنگا یہ تقریر صاحبقران نے فرمائی سب نے
صاحبقران والاشان کے عدل و انصاف کی تعریف کی اور کہا کہ ان امرون کا خیال سوائے اہل اسلام
کے دوسرون کو نہین ہے سچ ہے اگر یہ لوگ یہ طریقہ نہ جاری کرتے تو اب تک تمام عالم پر قبضہ کر لیتے
اور کوئی انمین کا قتل نہ ہوتا جب قضا آتی مر جاتا مگر کسی کے ہاتھ سے نہ قتل ہوتا واہ کیا عدل و انصاف
ہے دشمن کے بھی قتل مین انصاف کا خیال ہے ایسے لوگ کہان ممکن ہوتے ہین اہل دربار یہ باتین باہم
کرنے لگے راوی نے بیان کیا ہے لشکر کفار کے ہرکارے بھی صورت بدلے ہوئے یہان موجود تھے
یہ تقریر انھون نے سنی سہراب جادو کا جانا اور صندوقچہ لانا ہر ایک امر سے وہ خبردار تھے
جو تقریر سہراب نے کی یا اور سردارون نے اور جو تقریر صاحبقران والاشان نے کی سب سے
وہ آگاہ ہوئے اسی اس خیال سے یہان ٹھہرے تھے کہ دیکھین اور کیا رائے ہوتی ہے کہ بادشاہ نے
حکم دیا کہ اہلکارون کو حکم دیا جائے کہ وہ سامان جشن مہیا کرین ہم اس لڑائی کے فتح ہونے کا بہت
بڑا جشن خوشی سے برپا کرین گے یہ حکم دیکے دربار برخاست ہونے کا حکم فرمایا رات بھی کوئی پہر
ایک پاس کے آئی تھی بادشاہ تخت سے اٹھکر محل سرا مین تشریف لے گئے صاحبقران اپنے
خیمہ خاص مین پھر بادشاہ و صاحبقران کا اٹھکر جانا تھا کہ سب سردار اٹھ اٹھکر اپنے اپنے مقام
کی طرف روانہ ہوئے راہ مین باہم کلام کرتے جاتے تھے کہ سہراب نے خوب تدبیر کی اور خوب

صندوقچہ پر قبضہ کیا اگر صاحبقران کیا صاحب الفصاحت ہین کہ انکو یہ گوارا نہ ہوا کہ حریف کو اس تدبیر سے قتل کرون
بلکہ مقابلہ کرکے اسی طور سے کہ جس طور سے ہمیشہ جنگ ہوتی آئی ہے اسی طور سے اب بھی مقابلہ ہو کوئی ضرورت
نہین ہے کہ اس صندوقچہ کے ذریعہ سے مقابلہ کیا جائے یہ بالکل خلاف انصاف ہے ایسی ایسی باتین
کرتے ہوئے اپنے خیمے مین آئے کھانے کا وقت آیا تھا دسترخوان پر کھانا کھا کر آرام پذیر ہوئے سہراب جادو اپنے
خیمہ مین آیا اسنے خیال کیا کہ جبکہ صاحبقران کو منظور نہین ہے کہ مین اسکے ذریعہ سے مقابلہ کرون تو پھر
اسکا میرے قبضہ مین رہنا کیا ضرورت ہے جب کل دربار مین جاؤنگا یہ صندوقچہ نذر دونگا اور عرض کرونگا
کہ اسکو ایسے مقام پر بحفاظت رکھے جانے کا حکم فرمائیے کہ کوئی نہ پاسکے اگر یہ ایسی ویسی جگہ رکھا
جائے گا شاید حریف کسی تدبیر سے منگالے تو پھر بڑی خرابی ہو سہراب نے یہ اپنے دل مین خیال
کیا اور کھانا کھا کر سو رہا صندوقچہ کو برابر پلنگ کے سرہانے رکھ دیا کیونکہ اسکو یہ خوف نہ تھا کہ کوئی غیر
یہان سے لیجائیگا نہ ابھی حریف کو اس امر سے آگاہی ہوگی جب تک یہان سے کوئی نہ جائیگا
یا اس واقعہ کی خبر نہ جائے گی جب احتیاط جادو اس صندوقچہ مصنوعی کو لیکر جائیگا اسوقت
سب دربار کو معلوم ہوگا تب وہ تدبیر کرینگے مین کل نذر صاحبقران کی کردونگا وہ اسکو خزانہ
مین ضرور داخل فرمائینگے یا خواجہ کے سپرد کرینگے پس یہ خیال کرکے سو رہا ان سب کو
تو یہان آرام پذیر رکھا جاتا ہے اب کچھ لشکر کفار کا حال تحریر کیا جاتا ہے جب کہ گرداب شاہ
وغیرہ طبل بازگشت بجواکر اپنے کل لشکر کو لیکر ملکہ زعفران و حافظ جادو کا ماتم
کرتے ہوئے فرودگاہ پر پہونچے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا خود مع سرداروں کے داخل
بارگاہ ہوئے دربار آراستہ ہوا احتیاط جادو کو کرسی برابر تخت کے دی احتیاط جادو اسپر
بیٹھا کہ گرداب شاہ نے زعفران کے تخت کی طرف دیکھکر ایک آہ کی اور کہا کہ افسوس
صد افسوس بہت بڑی ساحرہ زبردست قتل ہوئی روح زعفران کو صدمے کیا کیا
بیان کیا جائے جو صدمہ ملکہ کے قتل ہونے کا دل پر گذرتا ہے دل کا یہ حال ہے کہ دل ٹکڑے ٹکڑے
ہوا جاتا ہے جہاب شاہ نے کہا کہ اے گرداب شاہ ملکہ نے تو خاتمہ ہی کردیا تھا لشکر اسلام کا صرف
صاحبقران و بادشاہ باقی تھے انکا بھی خاتمہ ہوجاتا اہل لشکر کیا کرتے مگر سہراب نے آکر سبکو غارت کرکے
غم مین مبتلا کیا اس کے ساتھ اور ایک رنج تازہ دیا کہ جسکے سبب سے ہم بادشاہ کو منہ دکھانے کے
لائق نہ رہے کہ حافظ جادو کو قتل کیا جو کہ خزانہ شاہی کے محافظ تھے بادشاہ انکو از حد دوست رکھتے
تھے گرداب شاہ نے جواب دیا کہ اے بھائی کیا بیان کرون جو دل کا حال ہے بس یارا ہے بیان نہین
ہے اب کیا تدبیر کیجائے جہاب شاہ نے کہا کہ ایک عرضی اس کل حالات کی بادشاہ کی خدمت
مین تحریر کرو اور یہ تحریر کرو کہ کوئی ایسی تدبیر کیجائے تاکہ لشکر اسلام تباہ ہو یہ بھی تحریر ہو کہ وہ صندوقچہ
آپ کا کسی تدبیر سے دشمن تک پہونچ گیا ہم کیا عرض کرین کیا غضب ہوا خلاصہ یہ تحریر ہو کہ ملکہ زعفران
نے کل لشکر اسلام کا خاتمہ کیا تھا صرف صاحبقران و بادشاہ باقی رہے تھے صاحبقران مقابلہ کو
آنے والے تھے کہ سہراب جادو آکر پہونچا رات سے سہراب لشکر اسلام مین تھا اس نے آکر
مقابلہ کیا وہ کسی تدبیر سے صندوقچہ لے آیا تھا آپ کے کسی عزیز قریب سے معلوم اسکو دیا تھا پس
اس نے اسکے ذریعہ سے ملکہ کو قتل کیا اسکے بعد حافظ جادو کو کہ جن کو آپ نے صندوقچہ لیکر
روانہ کیا تھا وہ آپ والے صندوقچہ کو لیکر برائے مقابلہ گئے جو صندوقچہ ان کے پاس تھا

اس سے کام لینا چاہا اُسنے کچھ کام نہ دیا کیونکہ وہ اصلی نہ تھا بلکہ مصنوعی تھا کیا کام دیتا اصلی تو سہراب
جادو کے قبضہ میں تھا وہ بھی مارے گئے میں نے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ سہراب آج ہی خاتمہ
کر دیتا اور یہ عرضی مشتمل بر حالات گذشتہ تحریر کی اب جو امر فرمائیے وہ کیا جائے احتیاط جادو نے
عرض کیا کہ یہ بھی تحریر کر دو کہ احتیاط اُس صندوقچہ مصنوعی کو لیکر حاضر خدمت ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیے
اور دریافت فرمائیے کہ یہ کسکی کارروائی ہے ہم نے لیے یہ عرضی تحریر کر کے انکے ہاتھ روانہ کی گرداب
نے احتیاط جادو سے کہا کہ آپ آج ہی جائیں عرضی کا جواب آ سکے تو جائیں اُسنے جواب دیا کہ میں
ضرور جاؤنگا ایک لمحہ نہیں ٹک سکتا ہوں گرداب جادو نے کہا کہ شام قریب ہے اُسنے کہا کہ مجھکو
اسکا خوف نہیں ہے جب اُسنے کسی طور سے نہ مانا تو گرداب نے کہا کہ ہم یہی تحریر کر دینگے ابھی
یہی تقریر ہو رہی تھی کہ دو ہرکارے حاضر دربار ہوئے جو کہ لشکر اسلام میں برائے خبر موجود رہتے تھے ہمرا
کرکے عرض کیا کہ ہم سب غلام جبکہ آپ ادھر کو واپس آئے اور لشکر اسلام اپنی فرودگاہ کی طرف
چلا تو ہم صورت بدل کر اُسکے ہمراہ ہوئے لشکر نے پڑاؤ جب کر لیا کھولی دربار آراستہ ہوا سردار
حاضر دربار ہوئے نذریں گذریں خوشیاں ہوئیں ہر ایک نے ... کی بادشاہ نے انعام تقسیم کیے
اُسکے بعد ہر ایک سردار سے کیفیت دریافت کی ہر ایک نے اپنی حالت بیان کی سہراب جادو سے
حال دریافت کیا اُسنے یہ حال بیان کیا یہ کہکر جو حال کہ سہراب نے بادشاہ کے روبرو بیان کیا تھا
اور جو کہ اُس پر گذرا تھا وہ اُن ہرکاروں نے اسکی زبانی سنا تھا سب بیان کیا اور سہراب کی درخواست
کہ کوس طبل جنگ بجوائیے صاحبقران کا جواب مذکور دینا بادشاہ کا حکم سامان جشن ارشاد فرمانا سب
بیان کیا اور عرض کیا کہ یہ حال ہے اور یوں صندوقچہ سہراب کے ہاتھ آیا اور اس طرح دختر بادشاہ
نے بادشاہ سے دریافت کرکے لاکر دیا اور کبھی نہ ہاتھ آتا یہ سنتا تھا کہ گرداب کے اوسان [illegible]
ہوش اس جاتے رہے اور خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ امر اس طرح سے ہوا کہ دختر بادشاہ شریک سہراب
ہو گئی اُسنے کچھ یہ نہ خیال کیا نہ آبرو کا نہ ماں باپ کی جان کا احتیاط جادو نے گرداب شاہ سے کہا
کہ جو ہرکاروں نے خبر دی ہے یہ بھی عرضی میں تحریر کرنا اور بہت جلد عرضی تحریر کرو اب میں ٹھہر نہیں سکتا
ہوں میں جا کر اس حال سے بادشاہ کو خبردار کروں تاکہ وہ اپنی لڑکی سے ہوشیار ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو
کہ کوئی راز در میان کر دیں یا سہراب اُسکے ذریعے سے ناگاہ شاہ پہنچ جائے اور بادشاہ کو قتل کرے
تو بڑی خرابی ہو اب کسکا اعتبار کیا جائے جب اولاد ہی دشمن ہو تو لازم کا کیا حق ہے بر طرف افسوس
جسکو پرورش کیا ہر قسم کا خیال رکھا اپنا خون جگر پرورش میں صرف کیا دن کو دن رات کو رات
نہ خیال کیا اُسنے یہ حرکت کی اگر نوکر کرتا تو نمک حرام کہلاتا اب اس کو کیا کہا جائے جبکہ اپنے ہاتھ
پاؤں اپنے ساتھ دشمنی کریں تو اور کسکا یقین ہو بس اب کسی سے کچھ امید نہ رکھنا چاہیئے اگر آفاق
و سہراب و غزالان وغیرہ نے بادشاہ کی سرکشی سے دست برداری کی تو کوئی مقام تعجب نہ تھا
کیونکہ وہ ملازم تھے مگر ہم اُس پر تعجب کرتے تھے اور ان سب کو نمک حرام کہتے تھے یہ تو اُن سے
زیادہ امر عجیب ہے کہ بادشاہ کی لڑکی ہو کر اور ایک سپہ سالار کی شریک ہو جو کہ اپنے باپ کا
ملازم رہا ہو اور باپ کے قتل کے درپے ہوا اور اُسکے قتل کی تدبیر بتانے وہ راز ظاہر کرے
جو کسی کو نہ معلوم ہو تمام جسم پسینہ ہو گیا پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی گرداب جادو نے کہا
لڑائی کا امر کا افسوس کرنے سے کیا حاصل زیادہ نہ بیان کرو شاید بادشاہ کے خلاف ہو کر اُن

سب سے پہلے ہمکو تمام عالم میں بدنام کیا ایک راز ہمارا نہ پوشیدہ کیا گیا احتیاط جادو نے کہا کہ کیا یہ پوشیدہ
رہتا ہے تمام عالم میں مثل چھلاوے کے نمایاں ہوگا ہر ایک کی زبان پر جاری ہوگا گرداب نے
کہا یہ تو سچ ہے مگر ہم کیوں اپنی زبان سے نکالیں احتیاط جادو نے کہا کہ اچھا تم عرضی تحریر کرو
اگر دیر کرو گے میں بدون عرضی لیے ہوئے چلا جاؤنگا یہ سنکے گرداب جادو نے دبیر کو عرضی
کے تحریر کرنے کا حکم دیا دبیر نے پہلے القاب و آداب سبکی طرف سے جو کہ شاہوں کو تحریر کرتے
ہیں تحریر کیا اسکے بعد کل واقعہ جنگ کا آنا محافظ و احتیاط کا مسند قیچ لیکر اور رضا کے جانا
ملکہ زعفران کا برائے مقابلہ اہل اسلام اہل اسلام کو گرفتار کرنا یہانتک کہ اسکا قتل ہونا ہاتھ سے
سہراب کے محافظ جادو کا برائے مقابلہ جانا اور قتل ہونا گرداب شاہ کا طبل باز گشت
بجوا کر واپس آنا ہرکاروں کا آکر خبر دینا اور کل حال بیان کرنا سب عرضی میں تحریر کیا جو کچھ گرداب
نے حکم دیا تھا وہ سب مضمون تحریر کیا اور جو احتیاط نے کہا تھا وہ بھی تحریر کیا پس لفافہ
کرکے مہر اسپر سب بادشاہوں کی کرکے احتیاط کو دی احتیاط اسیوقت وہ عرضی اور مسند قیچ
مصنوعی ساتھ لیکر طرف شہر سمندر کے روانہ ہوا بعد جانے احتیاط کے گرداب وغیرہ نے
دربار برخاست کیا کیونکہ ان سب کو زعفران کا بڑا صدمہ تھا ہر ایک اپنے مقام پر آیا اور خواب مرگ
میں مبتلا ہوا ان کو تو یہاں خواب مرگ میں مبتلا سمجھا چاہئے اور احتیاط کو طرف شہر کے روان اپنے
قلم کو طرف حال سمندر شاہ کے پھیرا جاتا ہے اسکا حال تحریر ہوتا ہے کہ بعد روانہ کرنے مسند قیچ کے
اسنے کیا کیا اور جب انکو ان واقعات کی خبر پہنچی تو کیا کہا پھر اسکے بعد حال لشکر اسلام کا تحریر ہوگا

اب ذکر حال سمندر شاہ کا تحریر ہوتا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں و دیگر حالات داستان ہذا

راوی اس داستان کو یوں حوالہ قلم بلاغت رقم کرتا ہے کہ جب سمندر شاہ نے محافظ جادو و احتیاط
جادو کو مسند قیچ دے کر طرف لشکر کے روانہ کیا تھا اور ہر ایک کی انکو تعلیم کر دی تھی اور کہہ دیا تھا
کہ کل لشکر اسلام کو قتل کرنا پہلے سب سے صاحبقران کو اور بہت جلد آج ہی تم کو میرے پاس
آنا چاہئے وہ روانہ ہوئے تھے تو اسنے حکم دیا تھا کہ آج دربار آراستہ رہے جبتک گرفتار ہو کر
لشکر اسلام نہ آوے گی اور احتیاط جادو وغیرہ واپس نہ آئیں گے میں اسوقت تک دربار سے
نہ جاؤنگا پس اسکا دربار آراستہ ہے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اہل دربار سے باتیں لشکر اسلام کے غارت
ہونے کی کر رہا ہے کہ اب محافظ جادو پہونچ گئے ہونگے وہاں دونوں لشکر صف آرا ہوں گے
یقین ہے کہ محافظ جادو نے احتیاط جادو کو لشکر میں چھوڑا ہو خود میدان میں مسند قیچ لیکر
گیا ہو کیونکہ وہ مرد جہاندیدہ ہے صاحبقران کو کیا ... ہوگا وہ سب اسکے مقابلے نکلے ہوں گے مقابلے ...
نصیحت کی ہوگی یقین ہے انہوں نے ... آنا ہوگا ... قتل کیا ہوگا ابھی ابھی آتے ہیں
کر رہا ہے نوبت باینجا رسید کہ دوپہر دن آیا [illegible] کیا کسی اہل دربار
کو جانے دیا جب دوپہر اسی حالت میں گذر [illegible] اپنے [illegible] کی طرف
دیکھکر کہا کہ نہ معلوم کیا واقعہ گذرا کہ ابتک [illegible]
چھوٹا سا ہے کہ ایک ہی دن میں قتل [illegible]
ابھی جلد خاتمہ ہوا [illegible] خیال میں [illegible]

ایک مرتبہ مین قتل کرین تو بہتر ورنہ بیسون مین قتل ہوگا سمندر نے کہا کہ اب اس عرصہ مین قرار نہ کر جا سکینگے
عشاق نے کہا کہ جو کچھ ہو سمندر بولا مین بھول گیا کہ تھا کہ تم ایک ہی مرتبہ برق کو اشارہ کرتا کہ دس ہزار
کے سر اڑا دے وہ ایک ہی مرتبہ مین ہزارون کو قتل کرتی عشاق نے کہا کہ اب کیا ہوتا ہے
یہ وہ مثل ہے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد سمندر نے کہا کہ خیر کہان تک فرار کرینگے
زیادہ سے زیادہ فرار کرین گے تو نصف نصف کا تو خاتمہ ہو جاے گا اور جو سرغنا اور افسر اعلے
ہے جب اسکا خاتمہ ہو گیا تو پھر کون لشکر کشی کرے گا اب کوئی مقام خوف نہین ہے راوی کہتا ہے
کہ تین پہر دن تک سمندر خوش رہا پھر بھی اسکو رنج و ملال تھا جب تک یہان ملکہ زعفران لشکر
اسلام کے سردارون کو گرفتار کرتی رہی مگر بعد تین پہر دن کے خود بخود سمندر رکدر ہو گیا دل
پریشان ہوا کچھ گھبرانے لگا آثار رنج و ملال اسکے چہرے پر پائے جانے لگے بیٹھے بیٹھے گھبرانے
لگا دل کا یہ عالم ہوا کہ پریشان ہونے لگا عشاق سے کہا کہ او استاد اسوقت میرا دل کچھ خود بخود گھبراتا
ہے اسکا کیا سبب ہے عشاق نے جواب دیا کہ صبح سے یہ وقت آیا ہے کہ شہر در بار بر خاست کیا نہ کچھ کیا
ایک مقام پر بیٹھے ہو دل پریشان نہو تو کیا ہو اب کوئی دم مین عرضی آئی ہو گی کہ آج ہم نے استقدر لشکر
اسلام کو تباہ کیا اور ملکہ زعفران نے قتل کیا اس امر کا خیال کرنا کہ وہ خود آئین گے یہ فقیر لیکر یہان
کل حالات کی عرضی تحریر کرین گے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک بیرون سے سنانے کی صدا آئی جس
کوئی طائر اڑ کر آتا ہے سمندر نے کہا استاد مرضی طائر ہے کہ آیا سمندر یہ کہہ رہا تھا کہ وہ طائر سیاہ رنگ
جو کہ ملکہ زعفران کی لاش سے پیدا ہوا تھا آکر سامنے سمندر کے ایک طاق پر بیٹھ گیا اور سمندر کی طرف
منہ کر کے اپنا سر پیچون سے پیٹنے لگا اور پھر چیخنے لگا وہ زبان انسانی گویا ہوا کہ اے سمندر شاہ
کیا بیخبر بیٹھا ہوا ہے دن خاتمہ ہو گیا بڑا غضب ہوا ہماری ملکہ زعفران نفشیم پوش جو کہ اہل اسلام کے
مقابلہ مین فردکش تھی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئی مین اسکی روح ہون تجکو خبر دینے آئی ہون
خبردار ہو جا ارے غافل تیرے ہاتھ پاؤن نے تجکو دغا کی ارے نادان تو یہان بیخبر ہے وہان
دشمن اپنا کام کر گئے وہ صندوقچہ جو تیرے عزیز قریب نے سمندر کر دے دیا اسکے عوض مین دوسرا
صندوقچہ مصنوعی اسی طریقہ کا بنا کر رکھدیا تو نے وہی مصنوعی صندوقچہ اپنے ملازمون کے ہاتھ روانہ کیا
ہے وہ کیا کر سکتا ہے اے سمندر شاہ تیری بربادی کے دن آگئے ہین تو برباد و تباہ ہوگا اے سمندر شاہ
اس شہر مین بھی اہل اسلام کا سکہ جاری ہوگا ان کا ڈنکا بجیگا اب تو ضرور بالضرور قتل ہوگا تجکو
جائے امن نہ ملیگی تیری قوم کے ساحر سب تباہ و برباد ہونگے طلسم نہ طاق بھی برباد ہوگا یہ کہکر اس
طائر نے ایک ایسا کا نعرہ مارا اسکے منہ سے ایک شعلہ نکلا اسنے اسکو جلا دیا وہ جلکر خاک سیاہ
ہو گیا یہ جو خبر اس طائر نے بیان کی سمندر شاہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مین نے تو محافظ
جادو و احتیاط جادو کو برائے مدد اہل اسلام روانہ کیا تھا وہ نہین پہونچے جو ملکہ زعفران نے
مقابلہ کیا کہ وہ اہل اسلام سے مل گئے یہ امر کچھ میری سمجھ مین نہین آتا ہے سمندر شاہ نے عشاق
کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے استاد آپ نے سنا کہ جو اس طائر نے خبر دی یہ کیا امر ہے عشاق نے
جواب دیا کہ ہان مین نے سنا مگر میرے قیاس مین کچھ نہین آتا مین حیران ہون کہ ملکہ زعفران نے
کیون مقابلہ کیا محافظ جادو وغیرہ تو صندوقچہ سامری لیکر گئے تھے کیا کوئی آفت و آسیب راہ مین پڑی
کیا تم سے منحرف ہو گئے سمندر شاہ نے کہا کہ مین بھی خیال کر رہا ہون سب اہل دربار بھی حیران تھے

کہ سمندر شاہ نے عشاق سے کہا کہ مین اوراق سامری مین دیکھ لیتا ہون سب حال ظاہر ہو جاویگا یہ کہکر اوراق
سامری اوٹھائے ابھی دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ وہ سراستاتا ہوا طائر سفید رنگ جو کہ محافظ جادو کی
لاش سے نکلا تھا پہونچا اور روبرو سمندر کے بالا سے ہوا قائم ہو کر صدائے بہایت بلند کی اور بزبان بشری
کہا کہ اے سمندر آگاہ ہو مین روح ہون محافظ جادو کی مین نے آج قید سے نجات پائی مین خبر
دینے آئی ہون کہ محافظ جادو کو کبھی سہراب نے قتل کیا وہ صندوقچہ جو کہ تیری مایہ اور پشتبان تھی وہ سہراب
کے پاس ہے تیرے عزیز قریب نے اُسکو دیا ہے بلکہ خود تیرے ہاتھ پاؤن نے یہ تیرے ساتھ عداوت کی
اور تو صندوقچہ تو نے روانہ کیا تھا وہ نقلی تھا اب تیرے ادبار کا زمانہ قریب آیا ہے اپنی فکر کر ہم
آگاہ کئے دیتے ہین یہ کہا اور ایک شعلہ اسکے دہن سے نکلا جسنے اُسکو جلا دیا اب تو سمندر نے وہ اوراق
ہاتھ سے پھینک دیئے اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ لیا اور کہا کہ غضب ہو گیا کہ تقدیر پلٹ گئی
صندوقچہ دشمن کے قبضہ مین گیا اُسی کے ذریعے سے سہراب جادو نے ملکہ زعفران و محافظ جادو
کو قتل کیا اب کیا کرون دشمن کو بڑی قوت بہم ہو گئی ایک دن مین وہ خاتمہ کر دیگا سہراب جادو
تو جانی دشمن ہے عشاق نے یہ سنکے کہا کہ اے بادشاہ تم تو فرماتے تھے کہ مین نے صندوقچہ کا حال
کسی سے نہین کہا اور نہ کسی کو معلوم ہے اور مین نے ایسی جگہ رکھا ہے کہ کوئی پا نہین سکتا ہے پھر کیونکر سہراب
تک پہونچ گیا اور کیونکہ سہراب جادو کو اس حال کی خبر ہوئی اور کیونکر اُسکو دینے والے کو جسنے
سہراب کو دیا معلوم ہوا سمندر نے جواب دیا کہ او ستادگیا بیان کرون مجھ سے ایک بہت غلطی و نادانی
ہوئی میرے پاس رات کو میری لڑکی نسیم روتی ہوئی آئی تھی مین نے بہت دن سے اُسکو نہین دیکھا تھا
جب مین نے سبب گریہ دریافت کیا اور اسکی حالت دیکھی تو بہت خراب پائی یہ حالت تھی اُسکی کہ جیسے برسون
دن کا بیمار ہوتا ہے سوکھ کے کانٹا ہو گئی تھی پہلے تو اُس نے بیان کرنے مین انکار کیا مگر روتی جاتی تھی جب
مین نے بہت اصرار کیا تو اُسنے یہ سبب بیان کیا کہ مین نے سنا ہے کہ لشکر اسلام نے یہان آکر لشکر کشی کی ہے
اور کئی ساحر آپکی طرف کے مارے گئے اور کئی شریک اہل اسلام بھی ہو گئے ہین مجکو اندیشہ ہے کہ وہ یہان
آکر آپکو قتل کرین گے ہم سب تباہ ہون گے اسی صدمہ سے میری یہ حالت ہے اور اسی غم سے مین
زار زار روتی ہون پہلے تو مین نے بہت کچھ اسکو سمجھایا جب اُسکی رقت کسی طرح کم نہ ہوئی تو مین نے
صندوقچہ کا اُس سے ذکر کیا بلکہ مین نے اُسکو اپنے ہمراہ لیجا کر دکھا بھی دیا تب اسکو اطمینان ہوا وہ
رخصت ہو کر اپنے باغ کو چلی گئی سواے اُس کے مین نے آج تک یہ حال کسی سے نہ کہا تھا نہ کسی
پر ظاہر تھا نہ اُس سے مجکو یہ امید تھی کہ وہ ایسا کریگی نہ اب مین یہ امید کرتا ہون کہ اُس نے
ایسا کیا کہ وہ صندوقچہ اُسنے لیجا کر سہراب جادو کو دیا ہو اول تو سہراب جادو تک اُسکی
رسائی کہان وہ اپنے باغ مین سہراب بیرون شہر دوسرے سہراب کو وہ جانتی کیا تیسرے وہ
میرے پاس اُسوقت آئی تھی کہ نصف شب گذر چکی تھی وہ یہ کیون کرنے لگی کہ سب کی جان کی دشمن
ہو جائے اور میرے دشمنوں سے مل جائے مین ایسا اُسکی نسبت کبھی نہین خیال کر سکتا ہون یہ جو
سمندر شاہ نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ یہ جو تم کہ رہے ہو سب درست اور بجا ہے مگر یہ تو خیال
کرو کہ جب تم نے اُس سے یہ حال کہا ہے اُسوقت وہان کون کون موجود تھا ہم یہ نہین کہتے ہین کہ یہ فعل
اُسکا ہو کوئی اور سنتا ہو اُسی نے یہ حرکت کی ہو یہ گمان آپکا درست ہے کہ وہ سہراب جادو کو کیا
جانتی نہ سہراب تک اسکی رسائی نہ سہراب کی اُس تک مجھ سے آپ ہی خیال فرمائیے کہ یہ کام کسکا ہے

ملکہ نے جواب دیا کہ اب تو مین جوش الفت مین ایک حرکت کر چکی اب کیا ہوتا ہی بقول مصرع عشق مین تیرے
کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو۔ مثل۔ جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا خوف ہی ابتو جو کرنا تھا وہ کر گزری
جو ہونے کی اسکا کیا ٹھکانا بیٹھی بلکہ مین خوش ہون اگر والد ماجد کو یہ حال معلوم ہو جاے اور وہ اس خطا کے
عوض مجھکو قتل کرین تو اچھا ہی کیونکہ اب مجھ سے صدمات ہجر کی برداشت نہین ہو سکتی ہی اس کشاکش سے
نجات پاؤنگی وزیر زادی نے جواب دیا کہ ملکہ یہ کیا کلام کرتی ہو ہم سب کی زندگی آپ کے ہمراہ ہی اگر
خدا نخواستہ آپ سلامت نہ رہینگی تو ہمارا کون ہی آپ کو خداوند کریم ہم سب کے سر پر تا صد ہزار سال سلامت رکھے
اور آپکی مراد دلی پوری کرے پس اب تو ہم آپ کے ہمراہ ہین اگر فرمایئے تو ہم آپ کو یہان سے لیکر
نکل جاوین لاکھ بادشاہ سر پٹکین مگر پتہ نہ پاوینگے ملکہ نے جواب دیا کہ اگر یہی امر منظور ہوتا تو مین انکے ہمراہ
کیون نہ چلی جاتی وہ لاکھ لاکھ کہا کیے لشکر اسلام مین چلو اگر [illegible] کو بھی یہ حال معلوم ہوتا کہ مین لشکر
اسلام مین ہون وہ لاکھ لاکھ کوشش کرتا مجھکو ہوتا مگر مین نے خود انکار کیا جب انکے ہمراہ نہ گئی اور کسی
کے ہمراہ کیا جاونگی اگر جہ مشتاق ہون تو انکا وصل مقدر ہی تو [illegible] کچھ نہین کر سکتا ہی اگر یہ امر نہین ہی تو کیا
حصول وزیر زادی نے کہا کہ ملکہ ایک اپنی جان کی حفاظت ضرور ہی جہان تک ممکن ہی ملکہ نے جواب دیا
کہ اس کشاکش مین مبتلا ہونے سے جان کا جانا اچھا ہی اب مین بہت پریشان ہون کوئی دم کی صدمات سے
اٹھانے کی ہی وزیر زادی نے کہا کہ یہ آپ کا خیال خام ہی ملکہ نے جواب دیا کہ جا یہ خیال خام ہو جاوے
بلکہ مین نے جو قصد کر لیا وہ کر لیا اب مجھکو کسی امر کا خوف نہین ہی مین ہر بلا کے اٹھانے کو اور برداشت
کرنے کو موجود ہون دیکھون یہ فلک نا ہنجار و گردون غدار کہان تک مجھ مبتلا کو آلام و صدمات کرتا ہی
کیونکہ یہ مسلم ہی اہل اسلام کا کہ جو زیادہ تر صدمات مین مبتلا ہوتا ہی اور اسکی برداشت کرتا ہی اسکا بڑا اجر
ہوتا ہی اور جو مبتلاے بلا صبر کرتا ہی وہ بندہ خدا کا ہی پس جب مین نے مذہب اسلام اختیار کر لیا جو صدمہ مجھ سے
اوپر اور جو بلا مین نازل ہوگی اسکو مین برداشت کرونگی کیونکہ اکثر کتب اہل اسلام سے ثابت ہوتا ہی کہ
ہر ایک بندہ کا خداوند کریم اسکی بساط کے موافق امتحان لیتا ہی جسکہ نبی و وصی ہین انکا امتحان انکی لیاقت
کے موافق لیا گیا اور جو کم مرتبہ کے بندے ہین انکا امتحان انکے موافق لیا گیا پھر جو بندہ اس امتحان مین
پورا اترا اسکو مرتبہ اسکے لائق مرحمت ہوا پس اب میرا بھی امتحان ہی اگر مین نے ان سب صدمات کی برداشت
کر لی تو خداوند کریم میری راحت سے بسر کرائیگا پھر کسی غم مین نہ مبتلا کرے گا لہذا مین کیون اس امر سے
پرہیز کرون جو ہونا ہو سو ہو جاے تاکہ ابد کو آرام ہو ملکہ نے جب یہ کہا وزیر زادی نے عرض کیا کہ
ای ملکہ اگر آپ خفا نہ ہون تو مین ایک بات عرض کرون ملکہ نے کہا کہو اسنے کہا کہ آپ نے کب سے
مذہب اسلام قبول کیا ملکہ نے جواب دیا کہ جب سے لشکر اسلام کے قریب شہر آ کر فروکش ہونے کی خبر سنی
اسی دن سے وزیر زادی نے عرض کیا کہ بس ای ملکہ ہم لوگ بھی آپ کی اطاعت کرتے ہین کیونکہ یقین کلی
ہی کہ جب بادشاہ کو اس امر کی خبر ہوگی تو وہ ضرور ہم سب پر عتاب کرے گا لہذا ہم آپ کی اطاعت سے
نہ پھرین گے جو امر وہ دریافت کرے گا چاہے جان رہے چاہے جان جاے ہم انکار ہی کرین گے
ہمارے قتل کے درپے ہوگا بدل حکمی مین پھر ہم کیون دنیا پرستے بے ایمان ولا مذہب جاوین لہذا جو طریقہ
مذہب اسلام کے قبول کرنے کا ہو ہمکو تعلیم فرمایئے ای ملکہ آپ کو کس نے تعلیم کیا ملکہ نے جواب دیا
کہ وہ کوئی امر مشکل ادا نہین ہی نہ کسی کے تعلیم کرنے کی ضرورت ہی کتب اہل اسلام مین سب امور تحریر
ہین [illegible] مین جو تمکو بتاؤن اسی کے مطابق عمل کرو کوئی امر مشکل

ای ملکہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ مین صبح کو یہان سے مقابلہ اہل اسلام مع لشکر کے جاؤنگا لہذا تم اسوقت میرے
پاس آؤ تاکہ مین تم کو دیکھ لون یہ جو خواجہ سرا نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ میری خواصون کے طلب کرنے
کی کیا ضرورت ہے اسنے جواب مین عرض کیا کہ اس امر سے مین آگاہ نہین ہون یہ سنکے ملکہ نے سب سے کہا
کہ چلو مگر ملکہ کا دل کھٹک گیا اشارہ سے وزیرزادی سے کہا کہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے خیر چلو
کیا خوف ہے جو مرضی باری یہ کہکر ملکہ اسی حالت سے اٹھ کھڑی ہوئی مع وزیرزادی و خواصون کے ہمراہ
خواجہ سرا کے طرف محل کے چلی مگر یہ فکر رہی تھی کہ کیا فقرہ کرونگی اگر بادشاہ صندوقچہ کو دریافت کریگا
اسی فکر و تردد مین محل مین پہونچی دیکھا کہ سب اہل محل ایک مقام پر جمع ہین مگر خاموش ہین چہرے زرد
ہین رنگ پریدہ ہین حواس باختہ ہین سب خوف زدہ معلوم ہوتے ہین ملکہ آگے بڑھی دیکھا کہ ایوان مین
ملکہ کی مان پیرایہ بادشاہ کے خاموش بیٹھی ہے اور بادشاہ عالم غیظ و غضب مین بیٹھا ہوا ہے تلوار سامنے
رکھی ہوئی ہے منہ سے کف جاری آنکھین لال ہین چہرہ بسبب غیظ کے کبود ہو رہا ہے یہ دیکھکر وزیرزادی نے
اشارہ کیا کہ ملکہ خیر نہین ہے بادشاہ نے دھوکے سے طلب کیا ہے صورت ملاحظہ فرمایئے ملکہ نے جواب دیا
کہ کیا خوف ہے شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرم باشد نصیب ٭ دیگر بر اولاد آدم ہر چہ
آید بگذرد ٭ دیگر مشکل نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ دیگر دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی تر ست ٭ ملکہ یہ کہتی ہوئی اور اشارہ سے بتاتی ہوئی کہ وہ مالک ہے پھر کیا خوف ہے ایوان مین آئی
جھک کر باپ کو پہلے تسلیم کی اسکے بعد مان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوگئی نہ مان نے جواب سلام دیا
نہ باپ نے پھر ملکہ کی خواصون و وزیرزادی نے مجرا کیا سب مودب کھڑی رہین تھوڑی دیر تک ملکہ
نے انتظار کیا کہ بادشاہ کچھ حکم فرمائین کیونکہ ہمیشہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب ملکہ آتی تھی ادھر تسلیم کی سمندر
نے دعا سے ترقی عمر دی اور حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ جب بیٹھی تب گلے سے لگا یا دست شفقت سر پر رکھا
آج ملکہ نے بالکل خلاف قاعدہ پایا جب دیکھا کہ نہ مان نے کچھ کہا نہ باپ نے مگر یہ حالت دیکھی کہ جب سے
مین آئی ہوئی ہون ہر ایک اہل محل کے جسم مین تھرتھری پڑی ہوئی ہے مان کی تو یہ نوبت تھی کہ میری طرف
دیکھتی ہے اور آنکھون مین آنسو بھر لاتی ہے بادشاہ کا یہ عالم ہے کہ ایکسان نگاہ قہر آلود میری طرف دیکھ رہے
ہین کچھ بولتے نہین ملکہ نے یہ حالت دیکھکر وزیرزادی کی طرف دیکھا اور ادھر سے منہ پھیر کر بادشاہ
کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھکو آپ نے کسلیے یاد فرمایا ہے مین حاضر ہون کیا حکم ہوتا ہے یہ کہنا تھا کہ یہ معلوم ہوا
کہ تودہ بارود مین کسی نے آگ ڈال دی ایکمرتبہ بیحد اسے قہر و غضب سمندر نے کہا کہ کیا مین اندھا
ہون دیکھتا نہین ہون جو تو مجھکو آگاہ کرتی ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہوگئی ہے تیری چالاکی و زبان درازی
کسی طرح نہین جاتی ہے ہم نے کسی امر کے لیے طلب کیا ہے جب ہمارا جی چاہیگا حکم دینگے بس
خاموش کھڑی رہ اب نہ کلام کرنا ورنہ سزا پاویگی یہ کلام سمندر نے اس طور سے کیا کہ جس قدر
عورتین و خواجہ سرا اس مقام پر تھے سب کانپ کر رہ گئے بلکہ در و دیوار کو حرکت ہوئی تمام مکان
ہل گیا یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی پھر مطلق کلام نہ کیا تھوڑے عرصہ کے بعد بادشاہ نے حکم
دیا کہ ناظر محل کو بلا لاؤ اور کہنا کہ کوڑا لیتا آوے یہ حکم دینا تھا کہ سب کے دم نکل گئے سب نے خیال کیا
کہ غضب ہو گیا یہ تن نازک اس قابل ہے کہ اسپر کوڑے پڑین مگر کون دم مار سکتا تھا سب اسی طور سے
خاموش کھڑے رہے کہ خواجہ سرا نے ناظر محل کو حکم شاہی سے خبر دی وہ فوراً اسیوقت کوڑا لیکے
حاضر ہوا جب وہ آگیا اسوقت بادشاہ نے مرجان کو ملکہ کی اسکا نام لیکر اپنے روبرو طلب کیا

جب وہ روبرو ڈرتی ہوئی کانپتی ہوئی آئی کہا کہ او حسن آرا صاف صاف کہنا جو مین تجھ سے دریافت کرون جھوٹ نہ بولنا اگر صاف کہدے گی تو مین تجکو سزا نہ دونگا بلکہ خوش ہونگا یہ نہ خیال کرنا کہ مجکو کچھ حال معلوم نہین ہے سب حال میرے روبرو روشن ہے اور مین بخوبی واقف ہون اگر تو جھوٹ بیان کرے گی تو معلوم ہو جاے گا کہ تو نے جھوٹ کہا کہ سچ اگر جھوٹ کہا تو یاد رکھ کہ ناظر محل کھڑا ہوا ہے ابھی اُسکو حکم دونگا کہ مارے کوڑون کے تیری کھال کرا دیگا اس امر مین کسی کا پاس نہ کرونگا حسن آرا نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا مجال جو مین خلاف عرض کرون جو مجھکو معلوم ہوگا وہ حضور مین عرض کرونگی ماننے نہ ماننے کا حضور کو اختیار ہے یہ سن کے بادشاہ نے کہا کہ پہلے یہ بیان کر کہ ملکہ کے پاس سہراب جادو ہمارا سپہ سالار آیا کرتا ہے یا کبھی آتا تھا یا کل رات کو آیا تھا ملکہ نے اُس سے باہم راز و نیاز ہوا تھا حسن آرا نے پہلے اپنے حواس درست کرکے کہا کہ یہ امر جس نے آپ سے بیان کیا ہے بالکل غلط ہے ہماری ملکہ سہراب کے نام سے تو واقف نہین صورت کیسی اور اسکا آنا کیسا نہ وہ جب کبھی آیا جب یہان ملازم تھا نہ اسکا کبھی پیام آیا مین تو ہر وقت ملکہ کے پاس رہتی ہون نہ کل آیا اسے تو سنا جاتا ہے کہ وہ دریاے سبز رنگ مین قید تھا جب اہل اسلام نے دریا کو مٹا یا وہ دب کر مرگیا کہا اسکی روح ملکہ کے پاس آئی تمیری ملکہ کا یہ چال چلن ہے نہ ہم مین سے کسی کا یہ طریقہ ہے ملکہ کو تو مرد کے نام سے نفرت ہے ہرگز یہ امر ہے کہ ملکہ کی کیا شامت تھی کہ نہ وہ کسی شاہزادے نہ شہریار زادے سے آشنائی کرین کبھی تو کس سے جو کہ اپنے یہان ملازم ہے یہ بالکل افترا اور تہمت ہے بادشاہ نے کہا کہ تو بالکل جھوٹ بولی ذرا بھی تو نے سچ نہین کہا کہ تم ہی سب کی خرابی کی ہوئی ہے تم ہی سب نے اُسکو ان امرون سے آگاہ کیا تم ہی کی سب چھنالی اول درجہ کی ہو دیکھ حسن آرا سچ سچ بیان کر ورنہ مین حکم دیتا ہون ناظر کو وہ تیری خبر کوڑے سے لیتا ہے اور حرامزادی ابھی رات کا تذکرہ ہے کہ سہراب آیا تھا تمام رات باغ مین رہا ملکہ اسکو باغ مین چھوڑ کر آئی مجھ سے حال دریافت کرکے صندوقچہ کا کچھ اور صندوقچہ لے کے آ دیا تو کہتی ہے کہ سہراب مرگیا کیا خوب دروغ گویم بر روے تو اس کم بخت نا شدنی ملکہ محل مین آئی ہے تو اسکو اپنے پاس لیے بیٹھی رہی فعل بد کرایا کی تو کیون بیان کرنے لگی جو ابھی تو وہ یار ہے تو اپنے یار کی حالت تو کیون بیان کرنے لگی ہمشیر نے ہزارون گالیان دین حسن آرا نے جواب دیا کہ یون جو آپ کا جی چاہے فرماتے ہین اس حال سے بالکل واقف نہین ہون نہ ملکہ نے کبھی میرے سامنے سہراب کا نام لیا نہ کسی خواص نے کبھی ملکہ کی شکل کی بابت جو آپ فرماتے ہین تو کل تو بہت سے ورد سر مین مبتلا تھی اور بہا ر شدت تھا کل تو مین ملکہ کے پاس بھی نہ آئی بلکہ ملکہ نے طلب بھی فرمایا کہ مین نہ آسکی تو گویا نہ ملکہ کے محل مین آنے کی خبر تھی نہ اپنے تن بدن کا ہوش تھا مین کیا جانون یہ صندوقچہ کیا اور سہراب کا دینا کیسا بالکل افترا ہے جس سے کہا ہے جھوٹ کہا ہے بادشاہ نے کہا اور کا ذکر رہنے دے جانے یہ تو تیا کہ کیا واقعہ ہے حسن آرا نے کہا کہ جو اصل امر تھا وہ مین نے عرض کر دیا سمندر نے یہ سنکے کہا کہ تو بیان کر کہ یہ صندوقچہ لیکر سہراب کے پاس پہونچ گیا اُس صندوقچہ کا حال سہراب سے پوچھ لے اور کسی کو نہ معلوم تھا اس سے ہی پہلے کل بیان کیا تھا ہان اگر اور کسی کو بھی معلوم ہوتا تو مین بیان کرتا اگر اس سے لے لیا کر دیا ہو یہ کام تم ہی سب کا ہے تم سب نے صلاح ملکہ کو دی ہوگی لیکن بادشاہ نے دریافت کرو وقت سے بیان کر دین کے اور تدبیر بتائی ہوگی تیا چہ اس سے دلوا دیا ہو کہا اور صندوقچہ سہراب جادو کو دیا یہ سب کی ہوئی باتین ہین اور تو جھوٹ بولتی ہے یون اپنی شامت

بجوزہ جادو ہی بڑی سکارہ اور لکاتہ ہی اُسکے کاٹے کا منتر نہین ہی بہت بڑا الک اور بیباک ہی سابرہ بھی زبردست
ہی اُس لکاتہ نے کالے سر کا ایک نہین چھوڑا بڑی فاحشہ ہی اس پیرانہ سالی مین بھی نہین بندہی اسوقت چار
یار جوان جو کہ خوب صاحب قوت ہین موجود ہین رات بھر اسکے ساتھ رہتی ہی خوب مزے اُڑاتی
ہی صبح کو گھر سے نکال دیتی ہی سمندر کے محل کے برابر اسکا مکان ہی اسوقت بھی اپنے یار کے ساتھ سو رہی
تھی اور وہ اُسکی خواہش دلی کو پورا کرکے لیٹا تھا کہ اسکی یون ہی سی آنکھ لگ گئی کہ شور و غل کی جو صدا
آئی یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی اور کان لگا کر سننے لگی اسکو معلوم ہوا کہ محل کی طرف سے غل کی صدا آرہی ہی کسی پہ
مار پڑ رہی ہی اسنے خیال کیا کہ یہ کون سا وقت مار پڑنے کا ہی اور محل مین کس پہ مار پڑ رہی ہی دریافت
کرنا چاہیئے یہ سوچ کر اُس نے اپنی خادمہ کو صدا دی وہ بھی سہمی ہوئی تھی اُسکے آواز دینے سے اُٹھی
آنکھین ملتی ہوئی اُسکے خوابگاہ مین آئی دیکھا کہ بی بی تو پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہین مگر عجیب حالت سے کہ ہم
سے کی ہوئی دو ٹانگین لٹک رہے ہین سر پر ڈوپٹہ نہین ہی آنکھین بالون تک کھلی ہوئی ہین میان پلنگ
پر پڑے ہوے ہین بی بی کی ٹانگون مین ٹانگین پڑی ہین یہ حال دیکھکر یہ منھ پھیر کر ہٹ گئی کہ اُس نے
آواز دی کہ آتی کیون نہین یہان کیا ہی جو زمانہ کا دستور ہی وہ ہی کیا تو اپنے میان کے ساتھ نہین سوتی
ہی کونسی شرم کی بات ہی جو تیرے پاس ہی وہ میرے پاس جو تیرے میان کے پاس ہی وہ میرے
میان کے پاس جو وہ تیرے ساتھ کرتا ہی وہ ہی یہان بھی ہو رہا تھا اب تو کچھ نہین ہی صرف ساتھ ہی آ دیکھ
مین بیٹھی ہون وہ لیٹے ہین بھلا اگر کچھ ہوتا تو مین بیٹھی ہوتی یہ جو اُس نے کہا اُسنے مانے اپنے دل
مین کہا کہ یہ بڑی بے غیرت ہی اسکو کسی امر کا لحاظ نہین ہی گو یہ ہی امر ہی کہ باہم ہر عورت و مرد مین ہوتا ہی اور
یہ امر ضرور ہی کہ سب عورتین برابر ہین اور سب مرد مگر کچھ تو شرم و حیا دوسرے کی ہوتی ہی خود تو یار کے ساتھ سو رہی
ہی اور مجھکو بلاتی ہی مین جو واپس چلی تو پھر جان کر بلا لائی ہی مگر کیا ہی یہ کہکر سامنے آئی مگر شرم سے سر جھکائے کھڑی
تھی ابھی اس نے کچھ کہا نہ تھا کہ وہ مرد سو رہا تھا اُس لکاتہ کی باتون سے اسکی بھی آنکھ کھل گئی آلہ مردی نے
زور کیا یا تو وہ لیٹا ہوا تھا یا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور لپٹ گیا وہ ٹانگین ہلنے لگا اُسکے دہن ناپاک کو چومنے لگا دوسرے
امر کی خواہش کرنے لگا اُس لکاتہ نے کہا کہ اتنی دیر تامل کرو کہ مین اس سے کچھ پوچھون پھر تم کو اختیار ہی
یہ سن کے وہ ٹھہر گیا اُسنے خادمہ سے کہا کہ تو محل مین جا کر ذرا دریافت تو کر کہ یہ کیسا غل و شور ہی کہ جسکے سبب
سے میری آنکھ کھل گئی ہی یہ مجھکو محل کی طرف سے صدا آتی ہوئی معلوم ہوتی ہی اُسنے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر
وہ جلدی سے اُس مقام سے باہر آئی وہ دونون باہم منھ کالا کرنے مین مصروف ہوگئے وہ خادمہ اُس
مکان سے نکل کر باہر آئی اور محل مین آ کے محل کے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل کیسا ہی بجوزہ
جادو نے دریافت کیا ہی جن سے اُسنے دریافت کیا تھا اُنھون نے کل واقعہ بیان کیا اور کہا
کہ ملکہ نسیم کی خواصون پر مار پڑ رہی ہی وہ خادمہ یہ حال سُن کے محل سے واپس آئی اپنے مکان کی طرف
جب وہان سمندر نے دیکھا کہ یہ سب کی سب مار کھاتے کھاتے بیہوش ہو گئین اور جسم سے خون
بہنے لگا مگر اپنے قول سے نہ پھرین کہا کہ انکو لیجا کر قید کرو جب پھر ہم طلب کرین گے اسوقت ان
سب کو حاضر کرنا پس اُنکو خواجہ سرا لیکر ایک مکان مین آ گئے اور لا کر زمین پہ ڈال دیا اور
دروازہ بند کر کے چلے گئے یہان جب انکی سزا دینے سے سمندر کو فراغت ہوئی اور اصل
واقعہ نہ معلوم ہوا برہم ہو کر نسیم کی طرف دیکھا اور کہا کہ او ننگ خاندان تو بڑی شوخ دیدہ
ہوئی ہی مگر کچھ خوف نہ ہوا نہ کچھ تو نے آبرو کا خیال کیا یاری الفت مین تو نے سب کی جان

حکم دیا کہ تسنیم کی خواصون کو رہا کرادو وہ یہ حکم پاکر اُس مکان مین آیا جہان وہ سب مصیبت زدہ اہین پڑی ہوئی
تھین ہم انکو ہوش آسکے اپنی حالت دیکھکر روتی تھین اور سمندر کو کوس رہی تھین کہ اتنے مین
نواب ناظر پہونچا اُسکو دیکھکر سب کی سب کہنے لگین کہ پھر اُس ظالم نے طلب کیا ہی اب کی دفعہ مار ڈالے گا
کہ نواب ناظر نے آکر کہا کہ جاؤ تم سب کو بادشاہ نے رہا کیا دعا دو دائی امان کو کہ جن کے صدقہ مین
تم رہا ہوئین اور ملکہ کی جان بھی بچ گئی وہ آتی نہ تم رہا ہوتین نہ ملکہ کی جان بچتی یہ سنکے وہ کہنے لگین
کہ خیر اس ظلم کی بادشاہ کو سزا ملیگی دل مین کہا کہ ہمارے خدا نے ملکہ کو بھی بچایا اور ہم پر بھی رحم
کیا ورنہ کچھ باقی نہین رہا تھا یہ اُسی خدا کی قدرت ہی کہا کہ ہمکو کہان جانے کا حکم ہوا ہی کہا کہ اپنی ملکہ کے پاس
جاؤ نواب ناظر یہ کہکر چلا آیا پس وہ سب کی سب اپنی مار سہتی ہوئی اٹھین اپنے اپنے زخم باندھکر جس طور
سے ہوا وہان سے چلین کہ چل کر ذرا ملکہ کی حالت دیکھین کہ اُس ظالم نے ملکہ پر کیا ظلم کیا ہی یہان
دایہ نے آکر ملکہ سے کہا کہ لو تمہاری خواصین بھی چھوڑا لائی اب تو تم خوش ہوئین اب مین اپنے
مکان کو جاتی ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ملکہ نے کہا کہ دائی امان پھر تم نے وہی کہا جیسا پہلے
کوئی حرکت کی بھی ہو دایہ نے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے مکان کی طرف بڑبڑاتی ہوئی چلی کہ میری
راحت مین خلل آیا وہ موا پیر اس انتظار کر رہا ہوگا اُسکو جاکر راضی کرون اُسکے بعد جاکر صندوقچہ لاؤن دایہ
تو یہ کہکر چلی گئی اسکا سب حال عنقریب تحریر مین آئیگا یہان ملکہ کی مان نے ملکہ کی بلائین لین گلے سے
لگایا خواصین اُسی وقت دوڑکر جلدی چونا لائین جہان جہان نیل پڑے تھے وہان وہان لگایا شب کھانی
اور شیر گرم کرکے پلایا کہ اتنے مین سب خواصین ملکہ کی گرتی پڑتی آئین ملکہ کے قدم پر گر کر رونے
لگین اور یون عرض کرنے لگین کہ ہم نے پھر آپکے قدم دیکھے ہمارے بعد آپ پر کیا گذری ملکہ نے
سب حال بیان کیا وہ سب دل مین سمندر کو کوسنے لگین اور برا بھلا کہنے لگین ملکہ کی مان نے کہا
کہ بیٹی اب تو جاکر سو رہو ابھی کچھ رات باقی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ واہ مین اپنی خواصون کا علاج نکرون
پس اُسی وقت جلدی چونا منگاکر سب کے لگایا پھر سب کو چرپا ہا کھلایا پیرا اُن سب کو لیکر ملکہ اپنی خوابگاہ مین
آئی کیونکہ کسل مندی تھی سو رہی رات تھوڑی باقی تھی اُدھر زوجہ سمندر بھی جاکر سو رہی اب
انکا حال پھر تحریر ہوگا کہ ملکہ پر کیا گذری دایہ کا حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو گئی اسکو یقین تو ہو ہی گیا
تھا اُسی عرضی کے مضمون سے کہ اسکے اور سمندر جادو کے آشنائی ہی اور اسی نے صندوقچہ
دیا ہی مگر بسبب محبت کے اُسکو چھپایا فساد رفع کر آیا وہان سے اپنے مکان مین آئی اپنے یار سے سب
حال بیان کیا اسکو خوش کیا کہ اتنے مین صبح ہوگئی اُسکو رخصت کیا اب ملکہ وزیرزادی حسن آرا کی
صورت بنکر اور اپنے مکان سے نکلکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا یہان جب
صبح ہوئی ملکہ بیدار ہوئی دو دو دو وغیرہ جو کہ جوشاندہ کو دفع کرتا ہی مان نے طیار کر رکھا تھا اُسکو
پی کر اور مان سے رخصت ہوکر اپنے باغ کی طرف چلی گئی اب اسکا حال جلد سوم مین تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ
راوی بیان کرتا ہی کہ جب صبح ہوئی گو رات کم تھی مگر سمندر جادو سو رہا تھا جب بیدار ہوا منھ ہاتھ دھوکر دربار
مین آیا سب سردار حاضر ہوئے سمندر کی حالت جو دیکھی تو متغیر پائی کسی نے کچھ کلام نہ کیا سمندر کا بھی
حال آئندہ تحریر ہوگا اب لشکر اسلام کی طرف مراجعت کیجاتی ہی کہ وہ رات لشکر اسلام کو براحت بسر ہوئی
صبح کو بادشاہ نے دربار کیا سب سردار حاضر ہونے لگے صاحبقران آکر دنگل پر تمکن ہوئے بادشاہ
تخت پر ہر ایک سردار آتا ہی اپنے اپنے مقام پر بیٹھا جاتا ہی کل اہل کارسامان جنگ کر رہے ہین لشکر مین

چہل پہل بھی ہوئی تھی ہر طرف سامان جشن کی خبر تھی ہر ایک سردار اپنے خیمہ سے نکلکر دربار کو جا رہا تھا
راوی نے بیان کیا ہے کہ وہان جو ملکہ لقیس پر ستمند شاہ نے بدعت کی تھی مہمان رات بھر سہراب
کو نیند نہ آئی تڑپا کیا رہ رہ کر آنکھ کھل جاتی تھی طبیعت گھبراتی تھی وہ رات سہراب نے بھی
عجیب حالت مین بسر کی صبح ہوتے ہی اُسکی آنکھ لگ گئی تھی چونکہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا سو گیا دن
چڑھ آیا وقت دربار کا آیا کہ ایک مرتبہ گھبرا کے اُٹھا خادمون سے دریافت کیا کہ کسقدر
دن آیا ہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ کوئی ایک پاس دن آیا ہوگا سہراب نے کہا کہ دربار تو آراستہ
ہو چکا ہوگا بادشاہ تشریف لا چکے ہون گے عرض کیا کہ جی ہان بہت عرصہ ہوا دربار کو آراستہ ہوئے
اس نے پانی طلب کیا تا کہ امور ضروریہ سے فراغت کر کے دربار مین جاؤن وہ صندوقچہ سند
پر برابر گاؤ تکیے کے رکھا ہوا ہی سہراب جادو کا یہ قصد ہی کہ اسی وقت صندوقچہ لیجا کر صاحبقران
کی خدمت مین حاضر کر دونگا کہ یہ حاضر ہی جو چاہیے اسکو کیجیے کیونکہ یہ میرے کام کا نہین ہے
یہ منہہ ہاتھ دھو رہا تھا کہ ایک چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایک مسماۃ آپکے در خیمہ پر حاضر ہی اور کہتی ہی کہ مین
سہراب جادو سے کچھ عرض کرونگی ہم نے لاکھ لاکھ دریافت کیا مگر اُنھون نے ہمکو کچھ نہ بتایا پس ہمنے
آکر عرض کر دیا یہ سُنکے سہراب نے کہا کہ اُسکو لے آؤ وہ خادم گیا اور کہا کہ چلیے آپکو ہمارے آقا
نے طلب کیا ہے پس وہ عورت ہمراہ اس خادم کے خیمہ کے اندر آئی سہراب جادو کو سلام کیا اور سر
سے پاؤن تک برقع مین پوشیدہ تھی سہراب جادو نے کہا کہ ای بی صاحب آپ کون ہین اور کیا
غرض ہی اُس عورت نے سہراب کی طرف منھ کر کے ذرا سا برقع منھ پر سے ہٹا یا اب جو سہراب نے
دیکھا تو حسن آرا اپنی معشوقہ کی وزیر زادی کو پایا پس چہرہ پر ایک آثار خوشی نمایان ہوے جو کہ خادم
وغیرہ اُسوقت حاضر تھے اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ تم ذرا دیر کے لیے باہر چلے جاؤ اور اب جو آنا تو پکار کے
آنا وہ سب کے سب باہر چلے آئے مگر حیران تھے کہ وہ کون عورت ہی کہ جسکے آنے سے ہمکو آقا نے
باہر کر دیا یہ امر کچھ خیال مین نہ آیا یہ اپنے دل مین خیال کر کے اپنے بستر پر آکر بیٹھ رہے پھر وہ
پہرہ پر رہے وہان سہراب نے لب فرش آکر کہا کہ ای حسن آرا ابھی تو ہان اور یہ شعر پڑھا
ای پیک راستان خبر یار ما بگو ✤ احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو ✤ اسوقت کدھر آنا ہوا ملکہ کا تو مزاج اچھا ہی
اور سب خیریت ہی تم نے مجکو سرفراز فرما کر بہت مسرور کیا غم دل دور کیا رات سے مین بہت بیقرار اور پریشان
تھا کیونکہ پرسون سے جب سے آیا ہون کچھ حال ملکہ کا نہ معلوم ہوا اُن سے اور ستمند سے کیونکر گذری
آیا ستمند کو صندوقچہ کی خبر ہوئی یا نہین یہ کہتا ہوا قریب حسن آرا کے آیا اور اسکا ہاتھ پکڑکر مسند کے
قریب لایا اور قصد کیا کہ مسند پر بٹھاؤن حسن آرا نے آہستہ سے کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہین میری کبھی یہ
لیاقت کہ مین مسند پر بیٹھون یہ مرتبہ آپ کو زیبا ہے یا ملکہ کی لازم ہی لیے آپ کی سہراب نے
جواب دیا کہ تم میری مہمان ہو اور مہمان ناخوانده عطیہ خدا ہوتا ہی مجکو تمھاری عزت کرنا زیبا ہی حسن آرا نے
کہا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر میری یہ لیاقت نہین ہی یہ کہکر گوشہ مسند پر بیٹھ گئی اور سہراب سے کہا کہ ذرا آپ بیٹھ جائین
جو ملکہ نے فرمایا ہی وہ عرض کر دون سہراب نے جواب دیا کہ مین جاتا کہان ہون کہ میرا دربار مین جانے کا وقت ہی دربار
آراستہ ہوگا صاحبقران و بادشاہ تشریف لا چکے ہونگے مگر اب نہ جاؤنگا عذر لکھ بھیجونگا رخصت طلب کر لونگا اور آج
دیر ہو گئی تھی دوسرے نیند آئی ہی حسن آرا نے کہا کہ جی نہین آپ بیٹھے میں کچھ کلام کر لیون مین دیر جاؤن تو کہو
نہین سکتی ہون ملکہ نے فرمایا تھا کہ مدد آرا نہین ایسا غضب لاتا ہی تھا کہ میرے اُسکے کا ذکر کسی سے

یا عرض میں تحریر فرمایئے کیونکہ میں پوشیدہ ہو کر آئی ہوں کسی کو نہ معلوم ہو کیونکہ یہاں کے سب حال کی خبر سمندر
کو پہونچتی ہے میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتی ہوں اپنے لشکر کے لوگوں اور آپ کے لشکر کے لوگوں سے میں بچ کر آئی ہوں
سہراب نے کہا کہ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری دعوت بھی نہ کروں اور تمکو یوں ہی رخصت کر دوں اس امر
کے لیے جو تم نے کہا کہ کسی کو خبر نہ ہو ہاں یہ امر ممکن ہے کہ کسی کو خبر نہ ہوگی مگر میں ابھی نہ جانے دونگا حسن آرا نے
کہا کہ اچھا جو میں عرض کرتی ہوں پہلے اسکو سماعت تو فرمایئے اسکے بعد آپکو اختیار ہے سہراب نے کہا کہ ہاں
بیان کرو حسن آرا نے عرض کیا کہ ملکہ نے سلام شوق کہا ہے اور کہا ہے کہ ابکی تم مجکو آن کر قتل کر گئے جو کچھ حواس
باقی تھے وہ بھی لے گئے پر سوا اسکے کہ سوائے تمہارے خیال کے دوسرا خیال نہیں ہے کوئی تدبیر بہت جلد ایسی
نکالو تاکہ ملاقات ہو اور یہ صدمہ جدائی برطرف ہو ورنہ اب ہم تمکو زندہ نہ پاؤگے اگر عرصہ ہوا سہراب نے
کہا کہ میری طرف سے ملکہ کی خدمت میں عرض کرنا کہ میں کیا بیان کروں کہ جو میرا حال انکی مفارقت میں ہے
میرے خدا پر روشن ہے وہی سب کا عالم و مددگار ہے پوشیدہ کیا کرتا ہے میں خود ہی اس امر کا خواستگار رہوں کہ کسی صورت
سے یہ ایام جدائی ہمارے سر پرسے دفع ہوں مگر جب تک خدا کو منظور ہوگا اسوقت تک کچھ ہوگا میں
غافل نہیں ہوں انکے فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں ازیں سے پیشتر تھیں تدبیر نکالی تھی اسنے
عرض کیا تھا کہ تم میرے ساتھ لشکر اسلام پناہ میں چلی چلو انھوں نے انکار کیا میں ناچار ہو گیا لیکن میں خود
اسی فکر میں ہوں اے حسن آرا ملکہ نے بہت بڑا احسان مجھ پر اور کل لشکر پر کیا کہ صندوقچہ دیکر سبکی
جان بچائی دیکھو یہ صندوقچہ کی ہوا ہے کیا کل واقعہ جو کہ گزرا تھا ابتدا سے انتہا تک سب کہہ سنایا
اور کہا کہ اگر میں نہ آتا تو بہت بڑا غضب ہو گیا تھا زعفران نے کل تمام کر دیا تھا میں نے آکر زعفران کو
قتل کیا اسکے بعد یاقفط جادو کو ان دونوں کے مرنے کا سمندر کو بڑا صدمہ ہوگا اے حسن آرا جس چیز پر
یہاں تہمتن سمندر کو بڑا گھمنڈ تھا وہ تو ملکہ نے ہمکو دیدی اب کیا ہو سکتا ہے ملکہ سے کہنا کہ ایک دن میں سمندر پر
فتح کر لونگا تم پریشان نہو حسن آرا نے کہا کہ ہاں ملکہ نے بار بار کیا ذکر بارکی ہے اور فرمایا ہے کہ پہلے تو مبارک
ہو ہم بھی بہت خوش ہوئے کہ تمہارے خدا نے تمہاری کمک کی مگر اس امر کا خیال رہے کہ صندوقچہ کو بہت
احتیاط سے رکھنا کیونکہ دشمن اسکے لیجانے کی ضرور فکر کرینگے اور ہم تو اب دیکھیے کیونکر تمہارے فراق میں
زندہ رہتے ہیں اور دیکھیے جب صندوقچہ کا حال ظاہر ہوتا ہے تو ہم پر کیا گذرتی ہے اگر مر جائیں تو کبھی کبھی یاد کرنا
اور ہمارے احسان کو نہ فراموش کرنا اسکا ضرور خیال کرنا کہ ہم نے اپنی جان کھو کر تمہاری جان کی حفاظت کی اور
کچھ نہ خیال کیا کہ ہم پر کیا گذرے گی سہراب نے کہا کہ اے حسن آرا خدا نخواستہ ایسا ہو تو میری یہ دعا ہے کہ ملکہ
سلامت رہیں میں مر جاؤں در اصل ملکہ نے بہت بڑا کام کیا میری الفت میں کچھ انھوں نے اپنی جان کا خیال نہ کیا
خدا انکو اس امر خیر کی جزا دے گا اور انکی مراد دلی بر لائے گا کیونکہ آجکل انکی وجہ سے لاکھوں بندگان خدا کی جان ایک
ظالم ازظلم کے ظلم و ستم سے بچائی ہے اے حسن آرا میرے اوپر کیا منحصر ہے اس احسان ملکہ کے سب اہل اسلام
احسانمند ہیں اے حسن آرا تو دیکھ لے ابھی تک صندوقچہ میرے پاس موجود ہے یہ جو ملکہ نے فرمایا ہے کہ بہت
حفاظت کرنا دشمن ضرور فکر کرینگے یہ امر میں بھی خوب جانتا ہوں اور یہ تو میری جان در دو ہے اسکو میں
کہاں چھوڑ سکتا ہوں اپنی جان سے برابر رکھونگا در اصل یہ انوکھا نایاب چیز ہے دوسرے معشوقہ کی دی
ہوئی اور شوق سے تمہی اپنی جان پر کھیل کر دی ہے اسکی میں کیونکر نہ حفاظت کروں رات دن تھیں میں سے
اپنے سینہ پر اسکو رکھا [illegible] ضرورت کے لیے گیا سمجھتا
حسن آرا نے کہا کہاں ہیں صندوقچہ [illegible] سہراب نے کہا کہ لاؤ اے حسن آرا [illegible]

حسن آرا نے کہا کہ جی ہان دیکھا تو تھا مگر اچھی طرح سے نہین دیکھا تھا کیونکہ رات کا وقت تھا واقعی صندوقچہ
بہت خوبصورت ہی سہراب نے جواب دیا خوبصورتی در کنار جو صفت اسمین ہی اُس سے تم بخوبی ناہر ہو
ملکہ نے تم سے کہی ہو گی حسن آرا نے کہا کہ ہان اُس صفت سے مین بخوبی واقف ہون دراصل ایک نایاب
چیز تمھارے ہاتھ لگی ہی ایسی چیز کی تو لوگ خواہش رکھتے ہین اور نہین ملتی ہی تمھارا مقدر اچھا تھا کہ یون بدون
محنت و مشقت کے ہاتھ لگی سہراب نے کہا کہ جسکی ملکہ ایسی الفت کرنے والی ہوتی ہے تو ایسی چیز ہاتھ آتی
ہی حسن آرا نے کہا کہ اب مین جاتی ہون کہین ایسا نہو کہ میرے آنے کا حال کسی پر ہویدا ہو تو بڑی
خرابی ہو اول تو ملکہ کی رسوائی کا سبب ہو دوسرے سمندر شاہ کو بھی آگاہی ہو تو وہ اور زیادہ دشمن
ہو سہراب نے کہا کہ اے حسن آرا تھوڑے عرصہ تک ٹھہر جاؤ کہ مین تمھاری دعوت کر لون بدون دعوت
کیے ہوئے مین نجانے دونگا اگر تم کوشش کرو مین سچ کہتا ہون کہ کسی کو تمھارے آنے کی کانون کان خبر
تک نہوگی نہ کوئی واقف ہوگا کیونکہ حسن آرا ملکہ تو باغ مین ہونگی حسن آرا نے کہا کہ ہان سہراب جادو
نے جواب دیا کہ اگر موقع ملگیا تو مین کبھی آج رات کو آؤنگا انکے احسان کا شکریہ ادا کرونگا حسن آرا نے
جواب دیا کہ ابھی دو ایک روز ملکہ سے باغ مین ملاقات نہوگی نہ تم آنے کا قصد کرنا جب تک اس صندوقچہ کا
فیصلہ نہو جائے کیونکہ جب سمندر کو حال معلوم ہوگا وہ ضرور فکر کریگا سوائے ملکہ کے اس حال
سے کوئی دوسرا واقف نہین ہی وہ ضرور اُنسے دریافت کریگا یہ انکار کرینگی پس اسکو فکر ہوگی کہ حال
میرے اوپر ظاہر ہو وہ ہرکارے مخبر روانہ کریگا اگر کسی نے تمکو دیکھ لیا اور سمندر کو خبر کر دی تو
خرابی ہوگی اور سب سے زیادہ بدنامی ہوگی اس سے کیا ضرور ہی کہ تم آؤ ہان بعد دو ایک دن کے آنا
سہراب نے کہا کہ تم نے نیک بات کہی حسن آرا نے کہا کہ اب مجکو جانے دو سہراب نے جواب دیا
کہ یہ تو ہرگز ہرگز نہوگا یہ کہکر سہراب اپنے مقام پر سے اٹھا کہ تم ٹھہرو یہان ابھی آتا ہون داروغہ کو
بلاکر تمھاری دعوت کا سامان کردون یہان بلا لیتا ہون کیونکہ تم پہلی ہی مرتبہ آئی ہو حسن آرا نے کہا
کہ میرے آنے سے آپ کو بڑی زحمت ہوئی مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ کسی خواص وغیرہ کو روانہ فرمایئے
میرا جانا اچھا نہین ہی مگر ملکہ نے فرمایا کہ تم عقلمند ہو تمھارا جانا خوب ہی مین پہلے ہی سمجھ ہو سکتی کہ میرے
جانے سے زحمت ہوگی مگر بعض وقت کی اُنکی دلی خواہش کرتی ہی اول تو خود پریشان ہو رہی ہونگی کہ
عرصہ کا کیا سبب ہوا یہان مین عجیب مخمصہ مین مبتلا ہون اگر کہنا آپ کا نہین مانتی ہون تو آپ کو
صدمہ ہوتا ہی مانتی ہون تو اُنکی پریشانی کا خیال ہی مین حیران ہون کہ کیا کرون کیا نہ کرون سہراب
جادو نے کہا تم پریشان نہو بہت عرصہ نہوگا ایک گھنٹہ سے کم مین مین تمھین اجازت جانے کی
دیدونگا حسن آرا نے کہا کہ خیر مین اُنکی پریشانی کو گوارا کر لونگی مگر آپکی ناراضی کو نہ گوارا کرونگی
کیونکہ جب آپ اُن سے میری شکایت فرمائین گے تو وہ ضرور مجھسے ناراض ہونگی فرمائینگی کہ تمنے
میرا کچھ بھی خیال نہ کیا اُنکو ناخوش کیون کیا اُس وقت بھی تو خرابی ہوگی خیر مین موجود ہون یہ کہکر
خاموش ہو رہی سہراب اُس خیمہ سے نکل کر دوسرے خیمہ مین آیا جو کہ اُسکے کھانا کھانے کا خیمہ تھا اور
آکر اپنے داروغہ کو طلب کیا مگر بہت خوش ہی کہ آج ملکہ کی وزیرزادی میری مہمان ہوئی ہی معلوم
ہوا کہ ملکہ کو مجھ سے الفت قلبی ہی جب تو مجھ سے کے لیے اپنی وزیرزادی کو روانہ کیا یہ اپنے دلمین
خیال کرتا ہی اور خوش ہوتا ہی داروغہ حاضر ہوا اُس سے حکم کیا کہ بہت جلد اسقدر سامان دعوت
تیار کرو وہ بہت خوب کہکر چلا گیا سہراب نے قلمدان کھینچکر ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کی خدمت مین تحریر کی

کہ جناب عالی بعد گذارش آداب کے عرض پرداز ہون کہ مین اسوقت دربار کی حاضری سے مجبور ہون ایک
ایسی ضرورت مین مبتلا ہون کہ مین اسوقت حاضر نہین ہو سکتا ہون لہذا معاف فرمایا جاؤن بعید از
غلام نوازی نہو گا جب سہ پہر کے دربار مین حاضر ہونگا تو عرض کرد ونگا تحریر کرنا مناسب نہ تھا ورنہ مین اس
امر کو عرضی مین مفصل تحریر کرتا زیادہ حد ادب یہ مضمون تحریر کرکے اور عرضی لفافہ کرکے ایک چوبدار کو دی کہ تو یہ
عرضی میری دربار مین پہونچا دے اور جو حکم ہو اُسکے حال سے بہت جلد مجھکو آگاہ کر چوبدار وہ عرضی لیکر
طرف دربار کے روانہ ہوا یہان سہراب اُسی خیمہ مین اس انتظار مین بیٹھا ہوا ہے کہ جواب آلے تو مین حسن آرا
کے پاس جاؤن کہین ایسا نہو کہ چوبدار جواب لیکر آئے اور وہ مجھکو یہان نپائے اُسی خیمہ مین چلا آئے تو
خرابی ہو سہراب جادو تو یہان بیٹھا ہوا یہ خیال کر رہا ہے اُدھر کا حال سُنئے کہ چوبدار عرضی لیکر دربار مین
گیا صاحبقران نے سب اہل دربار کی طرف دیکھا سب کو حاضر دربار پایا مگر سہراب جادو کے دنگل کو
خالی پایا خواجہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ آج یہ کیا سبب ہے کہ سب دربار مین آئے سہراب جادو نہ
آیا خواجہ نے کہا کہ وہ کل کا تھکا ماندہ ہوگا رات کو سویا ابھی تک آنکھ نہ کھلی ہوگی ورنہ سہراب دربار مین
آتا ضرور یہ سُنکے صاحبقران نے حکم فرمایا کہ کوئی جاکر خبر لائے ابھی کوئی چلا نہ تھا کہ سہراب کا چوبدار اُسکی
کی عرضی لیے ہوئے حاضر دربار ہوا بادشاہ صاحبقران و خواجہ و کل اہل دربار کو مجرا کیا اُسکے بعد عرض
کیا کہ غلام ایک عرضی لیکر اپنے آقا کی حاضر خدمت ہوا ہے صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ کسکی عرضی
لائے ہو اُسنے کہا کہ سہراب جادو کی صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ابھی کوئی خبر کو تو نہین گیا اگر نہ
گیا ہو تو اسے بچائے کیونکہ سہراب جادو کی عرضی آگئی ہے اُس سے حال معلوم ہو جائیگا یہان خواجہ نے
جیسے چوبدار کو آتے ہوئے دیکھا تھا اسیوقت منع کر دیا تھا کہ اب کوئی ضرورت جانے کی نہین ہے کیونکہ سہراب
کا چوبدار آتا ہے اُس سے حال معلوم ہو جائیگا پس صاحبقران نے خواجہ سے یہ فرماکر اُس چوبدار سے یہ فرمایا
کہ پہلے یہ بتا کہ تیرے آقا کا مزاج تو اچھا ہے پھر عرضی دینا اُسنے عرض کیا کہ جی ہان آپ کے جان و مال کے
دعاگو ہین سب طرح سے اچھے ہین یہ سُنکے صاحبقران نے اُس سے عرضی طلب فرمائی اُسنے عرضی پیش کی
صاحبقران نے خود ملاحظہ فرمائی اُسکے بعد دبیر کو دی کہ اسکو باواز بلند پڑھو اور اسکی پشت پر تحریر کردو
کہ اچھا آج کی حاضری تمہاری معاف فرمائی گئی دبیر نے وہ عرضی لیکر باواز بلند پڑھی اُسکے بعد جو کچھ
صاحبقران والاشان نے فرمایا تھا پشت پر تحریر کر دیا اہل دربار مضمون عرضی سے واقف ہوئے دبیر نے
وہ مضمون تحریر کرکے وہ عرضی چوبدار کو دی چوبدار سلام رخصت کرکے طرف خیمہ سہراب جادو کے روانہ
ہوا اسکو راہ مین رہنے دیجیے سہراب کو اسکے انتظار مین اب حسن آرا کا حال ملاحظہ فرمایئے راوی بیان کرتا
ہے کہ یہ حسن آرا وہی عجوزہ ساحرہ مکارہ دایہ ہے جو کہ سمندر شاہ سے وعدہ کر چکی تھی کہ مین تمہارا
صندوقچہ لا دونگی اور صبح کو ملکہ کی وزیرزادی کی صورت پر سحر سے طیار ہو کر چلی تھی تمام راہ سحر سے طے
کرکے آئی تھی اس فقرہ سے یہان آئی اور داخل خیمہ سہراب جادو ہوئی اسکو یہ دریافت کرنا تھا کہ
در اصل ملکہ تسنیم سے اور سہراب جادو سے آشنائی ہے یا نہین اور یہ صندوقچہ سہراب کو اس نے
دیا ہے جیسا کہ گرداب شاہ سے ہرکارون نے بیان کیا اور اُسنے سمندر کو عرضی مین تحریر کیا ہے یا غلط ہے
یا اور کسی کی کارروائی ہے دوسرے صندوقچہ کو نہین پہچانتی تھی اسکی بھی شناخت کی ضرورت تھی ورنہ وہ اسطور
سے آئی کہ کسی کو اسکے آنے کی خبر بھی نہوتی اور صندوقچہ لیجاتی یہ بصورت مذکور آئی اور وہ جو اوپر
کہ بالا گذری ہے اُسنے سہراب جادو سے کی ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ اصلی حسن آرا نہین ہے مگر سہراب کو یہ بھی

یقین ہے کہ یہ بیری معشوقہ کی وزیر زادی ہے وہ اس حال سے بالکل ناواقف ہے اسنے کل حال کہدیا بلکہ
صندوقچہ بھی دکھا دیا یہ تو اسی فکر میں آئی تھی دل میں خوش ہوئی کہ خوب تدبیر نشانہ پر بیٹھا مطلب
بر آیا اب میں چھوڑتی بھی ہوں کہ یہ صندوقچہ تیرے پاس رہے یہ لگا تہ اپنے دل سے یہ تقریر کر رہی تھی
اور اسی فکر میں تھی کہ سہراب جادو کسی طور سے یہاں سے ہلا جاے پس جو تقریر اسنے کی تھی سب بناوٹ
کی تھی کیسی ملکہ اور کیا باہم اسکا منشا یہی تھا کہ سہراب مجکو روکے جب ہی تو بار بار کہتی تھی کہ میں جاتی
ہوں پس اسکے سحر نے سہراب پر اثر نہ کیا تھا سہراب جادو اسکو بٹھا کر خوشی خوشی اسکی دعوت کے سامان
کی فکر میں دوسرے خیمہ میں آیا تھا جیسا کہ بالا مذکور ہوا ہے یہاں جو اسنے بالا خالی پایا فوراً اٹھی صندوقچہ
پر قبضہ کیا اور بہت جلد پشت خیمہ چاک کرکے روانہ ہوئی سحر سے اپنے کو پوشیدہ کر لیا اسقدر تیز چلی کہ دس
منٹ کے عرصہ میں لشکر اسلام سے نکل گئی مقام عجب ہے کہ جو لشکر کئی کوس کے گرد سے میں اترا ہوا اس سے
اسقدر جلد آدمی نکلجاے اسکا سبب یہ تھا کہ پشت خیمہ سہراب سے چلی تھی اور پشت پر لشکر نہ تھا
صرف ملازمان لشکر و دیگر اہلکاران کے خیمے تھے وہ سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے یہ اسطرف
سے گئی دوسری اسنے تدبیر یہ کی کہ جب سہراب آئیگا اور مجکو نہ پاے گا اور نہ صندوقچہ تو ضرور وہ
تلاش میں خود بھی چلے گا اور کسی دوسرے کو بھی روانہ کریگا اس سے شاہراہ سے نہ چلو جنگل اور کوہ
کی راہ سے چلو یہ سیدھی جنگل کیطرف چلی گئی صندوقچہ لیے ہوے خوش خوش چلی جاتی ہے ایسی بدحواس
ہے کہ راہ فراموش کر گئی بسبب خوشی کے کچھ خیال نہ تھا جانا ادھر تھا دوسری طرف چلی گئی خدا کے
کارخانہ میں کسی کو دخل نہیں ہے خدا کو یہ منظور ہوا کہ یہ صندوقچہ نہ دشمن کے پاس جاسکے نہ سہراب کے پاس
رہے اسنے دوسری تدبیر کی راوی بیان کرتا ہے کہ یہ راہ کو فراموش کیے ہوے چلی جاتی تھی اسکو کچھ بھی
خبر نہ تھی کہ کیا ہوگا یہ برابر راہ طے کیے ہوے جاتی تھی گردش فلکی کو ملاحظہ فرمائیے کہ کیا بازی اس نے
کی راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ اخضر ماہی پوش ایک ساحرہ ہے بہت زبردست اور وہ عاشق ہے آئینہ اندام
جادو پر جو کہ طلسم اشراق کا خداوند تھا اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب بدیع الملک نے طلسم اشراق فتح کیا
اور یہ آئینہ اندام جادو وہاں سے فرار کرکے تہ طاق میں آیا اسکے آنے کی خبر ایوان تاجدار
کو ہوئی تھی اس نے حکم دیا تھا کہ امتحان لیا جاے جب امتحان لیا گیا تو آئینہ اندام امتحان میں پورا
نہیں اترا تب حکم ہوا تھا کہ وہ ساحر اسکی تعلیم میں کوشش کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا کہ شبرنگ جادو
و دودمان جادو کے سپرد کیا گیا تھا ایکسال تعلیم دی گئی اب جو امتحان ہوا تھا تو پورا ہوا اسوقت حکم ہوا
تھا کہ ایک مرحلہ بیرون تہ طاق دشت ہولناک میں بنا دیا جاے یہ اسمیں رہے اور وہاں کی حکومت کرے
چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اخضر ماہی پوش اسی حالت میں جبکہ یہ آیا تھا اسپر فریفتہ ہوئی تھی اور اسکی محبت
اسکے دل میں پیدا ہوئی تھی جبکہ اسکے لیے مرحلہ بنایا گیا اور آئینہ اندام وہاں جا کر مقیم ہوا اسنے آئینہ اندام
پر اپنا عشق ظاہر کیا وہ بھی اسپر عاشق ہوا دونوں باہم رہنے لگے کچھ حال تو اصل نامہ کی جلد دوم میں تحریر
ہوچکا ہے باقی حال ابھی تک تحریر نہیں ہوا ہے انشاء اللہ تعالے آیندہ بتفصیل تحریر ہوگا جب آئینہ اندام
کے مرحلہ کا ذکر آے گا یہاں پر بطور اجمال کے تحریر کر دیا کہ ناظرین یہ خیال نہ کریں کہ یہ اخضر کون
ہے اور اسکو آئینہ اندام جادو سے کیا غرض ہے جب سے یہ اسپر عاشق اور یکجائی ہوئی تھی
اسکو یہ امر ناگوار ہوا تھا کہ ایوان تاجدار نے آئینہ اندام کی کچھ بھی قدر نہ کی باوجود
یہ بہت بڑا معزز ساحر تھا ایک مدت تک خدائی کی ایک اقلیم اسکو اپنا خدا جانتی تھی اسپر

قدر ہوئی حسرت ایک وہی مرحلہ بیرون نہ طاق نہوا یا نہ طاق مین اسکا رہنا بھی گوارا نہ کیا اور کوئی تبرک بھی
کسی قسم سے ایسا نہ پایا کہ جسکے سبب سے اسکی قدر ہوتی اور سمندر کو جو کہ غلام تھا اور ایوان مین پرورش کیا
تھا اسکو ایک اقلیم کا بادشاہ کیا کئی تبرکات دیے اور دریاے سبز رنگ بنوا دیا بڑے بڑے ساحر و
جادوگر و ساحرہ جو کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین اسکے تابع کین انکو اطاعت کا سمندر کی حکم دیا بالکل خلاف
انصاف کیا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ آئینہ اندام کی ایوان کے نزدیک قدر و منزلت ہوا ور یہ بھی معزز
خیال کیا جاے اسکو یہ حال بھی معلوم تھا کہ ایوان نے سمندر کو وہ صندوقچہ دیا ہی جو کہ تیغ سامری کے نام سے
مشہور ہی جسکا کوئی رد نہین کر جا سکتا ہی نہ اسپر کوئی سحر اثر کرسکتا ہی نہ کوئی دعا اسکے آگے نہ ساحر کی اصل ہی
نہ غیر ساحر کی اسکو کیونکر معلوم ہوا تھا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ یہ بھی ایک ارکین نہ طاق سے ہی بہت بڑی
معزز ساحرہ ہی کئی ملک اسکے قبضہ مین ہین بہت سا لشکر ہی ساحر زیر دست اسکے ماتحت ہین اسکی طرف سے
اسکے کارندے اسکے ملک کا کام کرتے ہین یہ ہمیشہ نہ طاق مین رہتی ہی سال بھر کے بعد جاکر حساب و کتاب
ملک دیکھ آتی ہی اس سے اور اگوان تاجدار سے جو کہ بھائی ہی ایوان تاجدار کا بڑی ملاقات جسکے
وہ اسکو اپنا دوست دلی اور یہ اسکو جانتی ہی بلکہ اگوان کے سبب سے اسکو یہ مرتبہ ملا اور ارکین نہ طاق
مین شامل ہوئی اگوان جادو اس سے کوئی راز پوشیدہ نہین کرتا ہی جب ایوان نے سمندر کو یہ مرتبہ
دیا تھا تو اگوان کو بھی بہت ناگوار ہوا تھا اسنے بطور شکایت کے اخضر سے ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند
نے وہ چیز سمندر شاہ کو دی ہی کہ جس کے سبب سے وہ زمین پر پیر نہین رکھتا ہی اخضر نے کہا تھا کہ
کیا دیا ہی تب اسنے سب حال صندوقچہ کا بیان کیا تھا بدین سبب یہ آگاہ تھی مگر کیا کر سکتی ہی جب اگوان
مجبور تھا تو اسکی کیا لیاقت تھی کہ یہ کچھ دخل دیتی مگر جب سے آئینہ اندام پر عاشق ہوتی تھی اسکو یہی
فکر تھی کہ کوئی چیز ایسی جیسی سمندر کو ملی ہی آئینہ اندام میرے معشوق کو بھی ملجاے مگر کوئی فقرہ نہین
چلتی تھی کئی مرتبہ اسنے اگوان سے بھی اسکا ذکر کیا نہ اس طور سے کہ اسپر ظاہر ہوتا کہ یہ اسکی سفارش
کرتی ہی اور یہ اسپر عاشق ہی مگر تذکرتا اگوان نے جواب دیا تھا کہ تمکو امور خداوندی مین کیا دخل ہی جو
انھون نے مناسب جانا وہ کیا یہ کس کی مجال ہی کہ کوئی اعتراض کرے اور عتاب خداوندی مین گرفتار
ہو یہ خاموش ہو جاتی تھی مگر فکر مین تھی آج اتفاق سے اخضر ماہی پوش تنہا اسی فکر مین مبتلا دریا کے
کنارے بیٹھی ہوئی شکار ماہی کر رہی تھی نہ کوئی خادمہ ہمراہ تھی نہ خادم شست ڈالے ہوے سایہ درخت
مین بیٹھی تھی چونکہ وقت صبح کا تھا اسوقت اکثر شکار ہاتھ آتا ہی یہ تلاش شکار مین تھی کہ اسنے دیکھا کہ
ایک طرف سے بگولہ گرد کا اٹھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کوئی مسافر چلا آتا ہی مگر تیز پیرا اسکے قدم سے
جو گرد اڑتی تھی وہ بلند ہوتی تھی اسنے اس بگولہ کو دیکھکر خیال کیا کہ ادھر سے تو کوئی راہ کسی ملک
کی نہین ہی سواے صحرا کے کیا کوئی مسافر راہ بھول کر ادھر چلا آیا یہی خیال کر رہی تھی کہ وہ بگولہ قریب
دریا کے آکر ختم ہوا اس سے تھوڑا سا ترہ پیدا ہوئی اس نے جو غور کرکے دیکھا تو دیکھا کہ ایک بیزرال
لباس ہوئی چلی آتی ہی اسکو اسکے حال پر ترس آیا اور خیال کیا کہ نہ معلوم اسپر کیا آفت پڑی
کہ یہ راہ بھول کر ادھر چلی آئی اور اس تیزی کے ساتھ چلی آتی ہی کہ جوان بھی راہ نہین چل سکتا ہی
کیا کوئی بلا اسکے عقب مین آتی ہی اسکو روک کر اسکا حال دریافت کرنا چاہیے اگر راہ بھول گئی ہو
تو اسکو راہ پر لگانا چاہیے ورنہ یہ اسی صحرا مین ٹکرا ٹکرا کر مر جاے گی راہ نہ ملیگی سخت پریشان
ہوگی یہ اس امر کو خیال کر کے اور کو قصد دل پر لگا کر کھڑی ہوے اور اسکی طرف چلی ادھر اسی

رکا تو نے دیکھا کہ ایک شاہزادی تن تنہا دریا کے کنارے بیٹھی ہوئی شکار ماہی کر رہی تھی مجکو آتے ہوئے
دیکھکر ڈور کو چھوڑکر میری طرف آتی ہے اُسنے تعجیل کے ساتھ راہ جو طے کی تھی بشدت پیاس لگ آئی
تھی بڑی دور سے تلاش آب مین چلی آئی تھی جب اُسنے دریا کو دیکھا اسکی جان مین جان آئی ورنہ
بشدت پیاس سے اسکے ہونٹھ خشک ہو گئے تھے زبان مین کانٹے پڑے ہوئے تھے کلام نہ کیا جاتا تھا
یہ اخضر ماہی پوش کو دیکھکر اسکی طرف اس خیال سے چلی تھی کہ اُسکے ہمراہ ظرف پانی پینے کا ہوگا دوسرے
آب سرد ہوگا اگر مین دریا سے پانی پیونگی تو سوا اسکے چلو کے میرے پاس کوئی ظرف نہین ہے
دوسرے پانی بھی گرم ہوگا اس سے مناسب یہ ہے کہ تھوڑی دیر اور تکلیف اُٹھالون پھر راحت سے
پیاس بھرکر پانی پی لونگی پس یہ خیال کرکے قدم اُٹھا کر چلی اُدھر سے یہ چلی اِدھر سے اخضر جب دونون
قریب پہونچے ایسے کہ شناخت ہوسکے اخضر نے پہچانا کہ یہ تو دایہ ہے سمندر کی اسکا نام عجوزہ
جادو ہے یہ ادھر کہان سے آئی اسپر کیا آفت پڑی جو یہ یون تن تنہا اس صحرا مین پہونچی اب تو فرض ہوا
کہ اس سے کچھ حال دریافت کرون سمندر کا اور اُسکے ملک اور اسطرف آنے کا اس حالت سے اُدھر
اُسنے بھی پہچانا کہ یہ تو ملکہ اخضر ماہی پوش حاکم شہر اخضر یہ ہے جو کہ ارکین نہ طاق سے ہے بہت
معزز ہے خوب ہوا اس سے ملاقات ہو گئی اب اگر کوئی میرے عقب مین بھی آئیگا تو مین اور یہ دونون
ملکر اُس سے مقابلہ کرلین گے خوب خداوند لقمو نے کاک کی ورنہ مجکو بہت بڑا خوف تھا کہ اگر کوئی آ گیا
تو مین کیونکر مقابلہ کرونگی مگر اسے بخوبی مقابلہ ہو جاسے گا کیونکہ ہم بھی دو ہین اور ساحرہ بھی اب قریب سے ملیگی
ناظرین پر یہ امر بھی واضح رہے کہ یہ جو سحر کرکے اور تخت پر سوار ہو کے بذریعہ سحر کے نہ چلی اسکا سبب یہ تھا
کہ یہ جانتی تھی کہ سہراب جادو ساحر ہے وہ بھی سحر کے ذریعہ سے میرے عقب مین چلیگا ایسے وقت
مین اسی طور سے راہ چلنا مناسب ہے دوسرے بسبب جلدی کے یہ کچھ سحر نہ کرسکی اسکو تو اپنی جان بچانا
تھی اسی سبب سے راہ کو چھوڑکر جو کہ سیدھی تھی صحرا کا راستہ لیا اگر یہ سیدھی راہ سے پا تخت کو جاتی
تو یہ اخضر ماہی پوش سے کیونکر ملتی خدا کو تو دوسرا امر منظور تھا خدا نے اسکی عقل کو بھی گم کر دیا تھا پس یہ
کیونکر وہ کام کرتی کہ جسکے سبب سے صندوقچہ سمندر شاہ تک پہونچ جاتا اُسنے جو اخضر ماہی پوش
کو دیکھا اور زیادہ خوش ہوئی جلدی جلدی قدم اُٹھانے لگی شدت پیاس سے کلام کرنے کی طاقت نہ تھی
کہ کلام کرے یا اخضر کو پکارے اخضر ماہی پوش نے جو اسکو دیکھا آواز دی کہ اے دائی امان تم
یہان کہان کچھ بیان تو کرو کہ کس بلا مین مبتلا ہو اسقدر بدحواس چلی آتی ہو چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی
دور سے چلی آتی ہو اُس سے کلام تو کیا نہ گیا مگر اشارہ سے کہا کہ مین تمھارے قریب آلون تو بیان
کرون اخضر اشارہ نہ سمجھی پھر پکار کر کہا اُسنے پھر اشارہ سے کہا کہ ٹھہر جاؤ مین آتی ہون بیان کرتی
ہون اشارہ کرتی ہوئی قدم اُٹھا کر قریب اخضر ماہی پوش آئی اخضر نے جو دیکھا کہ زبان باہر نکلی ہوئی
مثل کتے کے ہانپ رہی ہے اخضر اپنے مقام سے چند قدم بڑھی تھی جب وہ قریب پہونچی اُسکا یہ حال دیکھکر
اور اُسکا ہاتھ پکڑکر اپنے مقام پر لائی اُس سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے اُسنے اشارہ سے کہا کہ تھوڑا پانی
پہلے مجکو پلا دو تاکہ میرا دم ٹھہرے بہت پیاسی ہون مارے پیاس کے جان بلب ہون اخضر کے ہمراہ
ایک صراحی تھی اُس نے جو پانی طلب کیا پس اخضر ماہی پوش نے ایک گلاس لبریز کرکے اُسکو
دیا اُس نے ڈگڈگا کر خوب سیر ہوکر پانی پیا حواس درست ہوئے وہ ہانپنی موقوف ہوئی زبان کے
کانٹے دور ہوئے اب وہ اپنے آپ مین آئی جب اخضر نے دیکھا کہ اسکے حواس درست

ہوے کہا کہ ای دائی امان تم ادھر کہان سے آئی ہو کہان جاتی تھین کہ ادھر چلی آئین کیونکہ ادھر سے تو کسی طرف کا راستہ بھی نہین ہی اور کہان سے گھبرائی ہوئی آتی ہو عجوزہ نے کہا کہ ای بیٹی کیا بیان کرون اس محبت اور الفت کا برا ہو کہ جسکے سبب سے مین اسوقت مر گئی ہوتی تو اگر نہ ملتی تو مین مر جاتی اُس چھوکرے اور اُسکی لڑکی کی الفت نے یہ حال کیا اب میرے حواس درست ہوے ہین بیان کرتی ہون مگر یہ بتلا کہ تو یہان کہان اُسنے جواب دیا کہ دائی امان مین شکار کو آئی تھی عجوزہ نے کہا کہ اکیلی کوئی ہمراہ نہین ہی جواب دیا کہ مین جب شکار کو آتی ہون تو تنہا آتی ہون آپ یہ فرمایے کہ سمندر شاہ تو خیریت سے ہین اور انکے بال بچے وہ تو جب سے نہ طاق سے گئے ایک مرتبہ بھی نہ آے مجکو اسقدر کاروبار سے مہلت نہین ملتی ہی کہ مین خود آؤن مین نے سُنا ہی کہ اب تو بہت سے ملک اُسکے قبضہ مین آ گئے ہین بادشاہ بزرگ ہو گئے ہین عجوزہ نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ہان ایسا تو ہو گیا تھا مگر اب چند سے ایسی بلا مین مبتلا ہوا ہی کہ جو کہ دوست تھے وہ دشمن ہو گئے کئی بڑے بڑے نامی ساحر جو کہ اُسکے قوت بازو سمجھے جاتے تھے مگر بہت سے منحرف ہو گئے اپنے عزیز اپنے دشمن ہوے آج کل زمانہ سمندر سے برخلاف ہی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی خداوند اُسکی جان بچائین آبرو رکھین ای بیٹی ہان پہلے تو بتا کہ نہ طاق مین تو سب امن و امان ہی سب اچھی طرح سے ہین کوئی انقلاب تو نہین ہوا اکوان تاجدار کا مزاج تو اچھا ہی اور سب وزیر و امیر اچھی طرح سے ہین کسی پر عتاب خداوندی تو آجکل نہین ہی تمھارے سب ملکون مین امن و امان ہی خراج برابر چلے جاتا ہی اخضر نے کہا دائی امان نہ طاق مین سب طرح سے خیریت ہی سب خوش ہین اکوان تاجدار بھی خوش ہین اور سب امیر و وزیر بھی کسی پر کسی طرح کا عتاب نہین ہی میرے ملکون سے بھی برابر خراج آتا ہی اب آپ سمندر کا حال بیان فرمایے کیونکہ آپکے فرمانے سے مجکو بہت بڑی تشویش ہی کہ کس بلا مین مبتلا ہوے ہین ہمکو مطلق خبر بھی نہوئی تب عجوزہ نے اُس سے حال بیان کرنا شروع کیا آنا لشکر اسلام کا کنارے دریاے سبز رنگ کے صنوبر شاہ کا دعوت کرنا صاحبقران کی سہراب و حباب کو سحران کا روانہ کرنا حباب کا قتل ہونا سہراب کا اسیر ہونا سہراب کا شریک اسلام ہونا سمندر کا صنوبر شاہ کو اسیر کرکے طلب کر لینا سحران کا صاحبقران سے مقابلہ کرنا دیگر حالات دریاے سبز رنگ کا برباد ہونا ماہیان و سحران و آفتاب جادو کا قتل ہونا لشکر اسلام کا اُدھر کو آنا غزالان دختر آفتاب کا لشکر اسلام کے شریک ہونا یقین خود پرست و دیگر بادشاہون کا شریک اسلام ہونا اور جو واقعات گزرے تھے اور لشکر کا قریب سمندر پہ فروکش ہونا سمندر شاہ کا برابر مقابلہ لشکر روانہ کرنا شکست کھانا لشکر سمندر شاہ کا آفاق کا شریک اہل اسلام ہونا کوکبہ کا شریک ہونا زمرد جادو کا قتل ہونا عشاق نہ طاقی کا مع شعلہ کے قتل ہونا سب بیان کیا اور جو کچھ گذرا تھا اور مقابلے اور عیاریان ہوئی تھین سب کہہ سُنایا کہا کہ بیٹی سمندر اس بلا مین آجکل مبتلا ہی اخضر ماہی پوش نے کہا کہ پھر اسکا انجام کیا ہوا فیصلہ ہو گیا یا نہین عجوزہ جادو نے جواب دیا کہ ابھی مقابلہ ہو رہا ہی گرداب شاہ دغیرہ لشکر لیے ہوے پڑے ہین ابھی کل کا ذکر ہی کہ سمندر شاہ نے سب اہل اسلام کا خاتمہ کر ڈالا تھا مگر اُن کی لڑکی نے بڑا غضب کیا کہ لشکر اسلام سے مل گئین وہ بھی تو سہراب جادو پر عاشق ہین اسی محبت سہراب مین باپ کی دشمن ہو گئین ہین مگر قتل والدین کی تھی کیونکر نہ ہو گئی مین نے بڑا کام کیا لیکن عجوزہ نے سمندر شاہ کا ... کا حال تفصیل سے بیان کرنا اسکا صندوقچہ چورا کر سہراب جادو کو دینا وہان لشکر تنہا زعفران کا مقابلہ ... اہل اسلام کو اسیر کرنا عین وقت پر سہراب جادو کا پہونچنا زعفران کو قتل کرنا صحا فتحا حسا ...

قتل کرنا اسکی خبر سمندر رینہ کے پاس آنا سمندر کا افسوس کرنا حال صندوقچہ کا عرضی سے گرداب شاہ کی معلوم ہونا اور
سمندر رینہ کا نسیم پر بدمعاشی کرنا اپنا یہ خبر پاکر آنا نسیم کو دست سمندر سے نجات دلوانا اور اسکا اقرار ہونا کہ مین ضرور
صندوقچہ لا دونگی پس اپنا روانہ ہونا سہراب جادو کے خیمہ مین جاکر سہراب سے ملکر اُسکو دھوکا دیکر
موقع پاکر اپنا صندوقچہ لیکر جانا اس خیال سے کہ شاید کوئی تلاش مین آئے شاہراہ چھوڑکر صحرا کی
راہ سے سمندر رینہ کو روانہ ہونا راہ بھول کر ادھر کو آنا سب بیان کیا اخضر ماہی پوش نے کہا کہ دائی امان
ہمکو اس امر سے آگاہی نہ تھی ورنہ ہم ضرور آکر سمندر شاہ کی امداد کرتے یا کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور کرتے خداوند
کرتے سمندر شاہ نے بالکل خبر نہ کی نہ کوئی عرضی روانہ کی نہ کوئی پیغام بھیجا عجوزہ نے کہا کہ سمندر نے
خیال کیا کہ مین اسکی کیا خبر کردوں کیونکہ وہ لوگ غیر ساحر ہین اور اُنکے ہمراہ اگر ساحر بھی ہین تو کچھ میرے ملازم ہیکے
بکار آمد سکرایا ہو گئے ہین کچھ دوسرے اقلیم کے انکا گرفتار کرلینا یا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی لیکن مرتبہ ایسا ہی
ہوا جو ساحر یہان سے گیا اُسنے جاکر اسیر کر لیا یا عیار نے آکر قتل کیا یا کوئی اور سبب ہوا پس ایسی حالت
مین جبکہ انکی کوئی اصل نہین ہی کیا خبر کرتا خبر کرکے سب کے نزدیک اپنے تئین حقیر ٹھیراتا لوگ یہ کہتے کہ اتنا بڑا
بادشاہ ہوکر غیر ساحرون سے مقابلہ نہ کرسکا خداوند سے کمک طلب کی کل یہی کا ذکر ہی زعفران نے خاتمہ کردیا
تھا جیسا کہ مین نے بیان کیا تم سے نہ سہراب جادو کو صندوقچہ ملتا نہ وہ قتل ہوتی اب مین سہراب کے پاس
سے صندوقچہ لیے جاتی ہون کل پرسون مین سب کا خاتمہ ہو جائیگا ایسی حالت مین کوئی ضرورت نہ تھی جب
عجوزہ جادو نے کہا اخضر ماہی پوش نے خیال کیا کہ اے اخضر اگر یہ صندوقچہ کسی عنوان سے مل جائے تو بہت
عمدہ چیز ہی اور تو اسی فکر مین تھی کہ کوئی چیز خداوند سے اپنے شوق کو بھی دلوا دون جیسے کہ سمندر
کے پاس ہی لیکن اگر یہ صندوقچہ مانگا تو اسکا سبب پاس کرین گے اور پیش خداوند عزت ہوگی یہ خیال کرکے
اُسنے عجوزہ سے کہا کہ دائی امان مین نے وہ صندوقچہ جو کہ خداوند نے سمندر کو دیا تھا اور تم نے جس کا
ذکر کیا آج تک نہین دیکھا کہ کس قسم کا صندوقچہ ہی اسمین کیا صفت ہی اگر تمہاری مہربانی ہو تو مین بھی دیکھ لیتا
عجوزہ نے کہا کہ اے اخضر وہ کوئی سنے طور کا صندوقچہ نہین ہی بلکہ معمولی ہی اسکو کیا دیکھے گی اخضر نے کہا
کہ معلوم ہوا کہ تمکو کسی قسم کا مجھ سے خوف ہی جو تم نہین دکھاتی ہو مجکو اُسدن سے اسکا اشتیاق ہی جب سے
مین نے اُسکی حقیقت سنی ہی پہلے تو مجکو یہ خیال تھا کہ یہ سراسر جھوٹ ہی مگر جب سے تم نے اسکا حال بیان
کیا از حد دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا تم اپنے دل مین کوئی خوف نہ کرو مین صرف دیکھکر تم کو دے دونگی اخضر
نے ایسی چاپلوسی کی باتین کین کہ عجوزہ جادو ایسی مکارہ اُسکے دام فریب مین آگئی کہا کہ اے اخضر مجکو
تم سے مطلق خوف نہین ہی یہ گمان تیرا بالکل غلط ہی ہان خوف اس امر کا ہی کہ شاید کوئی میری تلاش مین آتا ہو
وہ صندوقچہ کو دیکھکر پہچان لے اگر صندوقچہ نہ دیکھے گا تو وہ یہ نہین جان سکتا ہی کہ مین ہی صندوقچہ لیکر
بھاگی ہون بلکہ یہ خیال کرے گا کہ کوئی ہوگا کیونکہ مین کوئی اصلی صورت سے لشکر اسلام مین گئی نہ تھی بلکہ جیسے
کہا بھی کہ نسیم وزیرزادی کی صورت بنکر گئی تھی ہان صندوقچہ کو سب پہچانتے ہین صرف خوف اسکا ہے
اخضر نے جواب دیا کہ مین ابھی تو دیکھکر دیے دیتی ہون کوئی نہین ہی نہ کوئی ادھر آسکتا ہی کیونکہ
سب جانتے ہین کہ یہ صحرا سے ہولناک ہی اسمین آبادی مطلق نہین ہی نہ ادھر سے راہ ہی جو کوئی تلاش
کو نکلے گا بھی تو سیدھا سمندر رینہ جائے گا اس طرف کیون آنے لگا کیا کوئی دیوانہ ہی کہ راہ چھوڑکر ادھر
آئے اور اپنے کو آفت مین مبتلا کرے گا دوسرے اگر کوئی آ بھی جائے گا تو ہم اور تم دونون باہم مل کر
مقابلہ کر لین گے ہم دو ہونگے وہ ایک ہوگا جب اخضر ماہی پوش نے یہ کہا عجوزہ نے بھی خیال کیا کیا نقصان ہی

یہ اپنے دل مین خیال کرکے صندوقچہ نکال کر دیا کہ بیٹھے دیکھ بیٹھے اخضر ماہی پوش نے صندوقچہ ہاتھ سے لیکر اپنے
سامنے رکھا اور ایک مرتبہ حسرت آلودہ ہوکر دیکھنے لگی اور صندوقچہ پہ اپنا ڈوپٹہ ڈال دیا عجوزہ نے کہا کیون
اسپر ڈوپٹہ کیون ڈالا اخضر نے کہا کہ ای دائی امان دیکھو کوئی آتا ہی ہے مین نے اس خیال سے ڈوپٹہ ڈال دیا ہی کہ
وہ نہ دیکھے کوئی ایسا نہ ہو کیونکہ مین پہچانتی نہین ہون ذرا تم بھی پلٹ کر دیکھو یہ جو اخضر ماہی پوش
نے کہا عجوزہ نے کہا زمین نہ ہلتی تھی کہ ضرور کوئی نہ کوئی ادھر بھی آ نکلے گا وہ ہی ہوا یہ کہکر اپنی پشت کیطرف
پھر کر دیکھنے لگی اور کہا کہ کدھر اخضر نے کہا کہ وہ دریا کے کنارے یہ کہا اور بہت جلد تیغ سحر پر ہاتھ رکھا اور اسکو
نیام سے کھینچ کہا کہ اے دائی امان ذرا غور سے دیکھو وہ تو ادھر دیکھ رہی تھی اسکی خبر ہی نہ تھی کہ پشت کیطرف
کیا ہو رہا ہے پس جب تک وہ پیٹھے پلٹے اخضر ماہی پوش نے دو قدم ہٹ کر پینترا بدل کر جو ہاتھ لگایا باعض
اگر دل پر پورا ہاتھ پھیر لو بیٹھا اسکا سر اس کا تنہ کا قلم تن پر سے اُڑ کر دور جا کر گرا بجاے خون کے شعلہ
آتش کی گردن سے نکلا ایک طلاطم برپا ہوا آثار حشر ونشر نمایان ہوئے زمین کانپنے لگی زلزلہ آگیا تاریکی
ہوگئی برف باری سنگباری ہونے لگی آندھی سیاہ اٹھی پر شور و غل مچانے لگی سب تر بتر ہو بھول گئے تھوڑے
عرصہ تک یہی عالم رہا بعد وہ تاریکی دور ہوئی سب آثار حشر ونشر برطرف ہوئے صدا آئی کہ ہی مرا کہ نامرن
عجوزہ جادو بود افسوس مرا بکوشت خطا ادر کام تمام کیا میرا حیف صد حیف مردیم وجان دادیم مطلب
خود نرسیدیم بہ صدا ہیبت آتی اخضر ماہی پوش نے دیکھا کہ ایک شعلہ خود بخود زمین سے پیدا ہوا وہ لاشہ
اس لاشہ کی لپٹ گیا اور اسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس خاک سے ایک طائر پیدا ہوا وہ اڑکر آسمان
پر گیا اور کہا کہ مین جاکر سمندر شاہ کو اس حال پر ملال سے آگاہ کرتا ہون کہ اخضر ماہی پوش نے
دایہ کو قتل کیا وہ صندوقچہ لیے ہوئے آتی تھین یہ جو اخضر ماہی پوش نے سنا خیال کیا کہ اس طائر
کو سحر سے قتل کرنا لازم ہے پس اسنے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ سحر کا نکالا کہ اس سے اس
طائر کو قتل کرے جب تک وہ گولہ نکالے اتنے عرصہ مین وہ طائر یہ صدا دیکر چلا گیا یہ منہ دیکھکر
رہ گئی جب وہ طائر چلا گیا اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب اس مقام پر قیام کرنا بیکار ہے یہان سے
اپنے معشوق کے پاس چلو خوب خداوند تصویر نے تجکو یہ چیز دی بد دن مشقت اور زحمت کے
سمندر شاہ کو بڑا غرور تھا یہ صندوقچہ لائق آبگینہ اندام کے تھا نہ کہ سمندر کے لائق وہ اسکی
خوب قدر کرے گا سمندر شاہ نے صندوقچہ کی کچھ بھی قدر نہ کی ایسی ناقدری کی کہ اہل اسلام تک
پہونچ گیا اسوقت یہ حرامزادی خوب ادھر آئی اور میرے فقرے مین بھی خوب آئی دھوکا بھی کھایا ورنہ
ہاتھ آنا اسکا محال تھا یہ صندوقچہ میرے مقدر کا تھا اسی سبب سے یہ راہ فراموش کرکے ادھر آئی
اسکی سزا ابھی یہ ہی تھی بڑی ساحرہ زبردست تھی اب کہان تک زندہ رہتی مرتی بھی یا نہین اسکے
مرنے سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک چیز عمدہ ہاتھ آئی عجوزہ نے اسکے کام مین لانے کی تدبیر بھی بیان
کر دی تھی اس سے اخضر ماہی پوش اور بھی زیادہ خوش تھی کہ تدبیر بھی معلوم ہے اگر وہ تدبیر
نہ بتاتی تو بڑی خرابی تھی مگر اے اخضر جب سمندر شاہ کو یہ حال معلوم ہوگا وہ ضرور کسی نہ کسی
کو میری تلاش مین ادھر کو روانہ کرے گا دوسرے خداوند کو تحریر کرے گا پس یہان سے اب چلا جانا
مناسب ہے کیا فائدہ کہ بیکار کا فساد ہو کیونکہ اب یہ تو ممکن نہین ہے کہ کوئی میرے پاس سے صندوقچہ
لے جاسکے سوا اسکے اس امر کے جو آئیگا وہ میرے ہاتھ سے مارا جاسے گا اس فساد کو یون دفع
کرو اور جب سمندر خداوند کو میری شکایت تحریر کرے گا وہ مجھ سے فوراً بنت کرین گے اسوقت

جو امر مناسب ہوگا جواب دے دونگی یہ چند امر خیال کرکے سمندر کے خوف سے اسی وقت اخضر ماہی پوش
پس صندوقچہ کو لیکر طرف ملکہ آئینہ اندام کے جو کہ ملکہ الوان تاجدار سیردان طلسم بنا دیا
گیا ہے اور آئینہ اندام وہان حکومت کرتا ہے روانہ ہوئی اسکا حال آیندہ جلد سوم مین انشاء اللہ تعالیٰ
تحریر ہوگا اگر حیات مستعار باقی ہے اب اسکو راہ مین رکھا جاتا ہے کہ اسنے جب صندوقچہ جاکر آئینہ اندام
کو دیا اسنے کیا کیا اور سمندر نے اسکے ساتھ آگاہ ہونے پر کیا کیا یہ داستان اس مقام پر ترک کی گئی جلد
سوم مین بیان ہوگی اب مین حال سمندر و دیگر حالات جو کہ گذرے ہین تحریر کرتا ہون راوی نے اس
طور سے بیان کیا ہے کہ جب صبح ہوئی یہان سمندر نے دربار کیا سب سردار [illegible] ویسے حاضر دربار
ہوئے عشاق بھی آکر پہونچا احتیاط جادو بھی آیا جبکہ دربار جمع ہوگا سمندر نے کیفیت مقابلہ اسنے
دریافت کی احتیاط نے کل حال جو کہ عرضی مین تحریر تھا سب بیان کیا مگر صندوقچہ کا آنا نہ بیان کیا
اس خیال سے کہ بادشاہ یہ نہ خیال کرین کہ اسنے میری حقارت چاہی اہل دربار [illegible] سمندر شاہ
نے بھی کچھ نہ دریافت کیا عشاق جادو نے سمندر سے کہا کہ ای بادشاہ کچھ [illegible] صندوقچہ
سہراب جادو کو کیونکر ملا سمندر شاہ نے کہا کہ ایک خواص خاص میری اسوقت [illegible] ہوئی تھی
جبکہ مین نے نسیم سے حال بیان کیا تھا وہ پوشیدہ طور سے سن رہی تھی اسنے [illegible] سہراب جادو کو دیا
سہراب سے اس سے آشنائی تھی اسطور سے شہر تک پہونچا جب مین نے جاکر [illegible] کی
اور مارنا شروع کیا تب میرے روبرو ظاہر ہوا وہ قبولی پس مین نے اسے قید کیا ای استاد میری
دائی امان سہراب جادو کے پاس گئی ہونگی انھون نے اقرار کیا ہے کہ مین ضرور بالضرور لادونگی تب
مین نے اسے چھوڑا ورنہ مین قتل پر آمادہ تھا مگر قید کرلیا ہے عشاق جادو نے کہا کہ وہ کیونکر لائینگی
بھلا یہ بھی کوئی بات قیاس کرنے کی ہے سمندر شاہ نے کہا کسی تدبیر سے تو لائینگی کوئی امر انھون نے خیال
کرلیا ہوگا عشاق نے کہا کہ میری عقل مین تو نہین آتا ہے کہ ایسی چیز جو کہ نایاب ہو وہ اب کسی تدبیر سے
سہراب جادو کے قبضہ سے نکل آئے بالکل خلاف عقل ہے سمندر نے کہا ہمکو اس امر سے کیا غرض کہ ہم دریافت
کرسکے کہ آپ کیونکر لائینگی ہم کو اپنے مطلب سے غرض ہے عشاق نے کہا کہ خداوند ایسا کرین کہ وہ صندوقچہ
کسی طرح سے آپکے ہاتھ آجائے مگر میرے نزدیک اب اسکا آنا غیر ممکن ہے سمندر نے کہا کہ خیر دیکھا جائے گا
اگر نہ آئیگا تو ضرور مین اُس لکاتہ کو قتل کرونگا عشاق نے جواب دیا کہ اب کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا وہ
ہوگیا اب آپ اپنی جان بچانے کی فکر فرمائیے سمندر شاہ نے کہا کہ گرداب نے تحریر کیا ہے کہ جو آپ
حکم فرمائین وہ کیا جائے کل تو مین نے جواب اُسکی عرضی کا نہین تحریر کیا مگر آج تحریر کیے دیتا ہون
کہ تم ابھی مقابلہ مین اُس سے رہو ہم کوئی تدبیر کرتے ہین جب ہم حکم دین اُسوقت طبل جنگ بجوانا اور
مقابلہ کرنا یا تو ہم خود آئینگے یا کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے جو کہ پورے طور سے تمہاری کمک
کرے عشاق جادو نے کہا کہ اب سوا اسکے اس تدبیر کے اور کیا تدبیر ہے کیونکہ ہم لوگ بالکل بیدست
و پا ہوگئے ہین اب جبتک اپنا کامل طور سے بندوبست نہ کرلینگے ہم مقابلہ نہین کرسکتے ہین بس یہی
مضمون سمندر شاہ نے دبیر سے تحریر کراکے طائر سحر کے ذریعے سے پاس گرداب شاہ کے روانہ
کیا بعد اسکے اور کاغذات دیکھنے لگا اسکو خیال ہے کہ دایہ ضرور سہراب جادو کے پاس گئی ہوگی
احتیاط جادو نے وہ نقلی صندوقچہ پیش کیا تھا وہ اسکے پاس رکھا ہوا ہے بیٹھا ہوا اسی کو
دیکھ رہا ہے اور ہر مرتبہ عشاق سے کہتا ہے کہ استاد بڑی عمدہ کاریگری کی تھی اس صندوقچہ مین اور

انمین سر مو فرق نہین ہی اگر یہ وہ ایک مقام پر ہون تو کوئی نہین پہچان سکتا ہی کہ اصلی کون ہی اور نقلی کون ہی
مین تو اس عقل و دانش پر آفرین کرونگا یہ اس خواص کی کارروائی نہین ہی بلکہ یہ فطرت خاص سہراب
جادو کی ہی اُسنے بنا کر دیا ہوگا مگر بڑی چالاکی اور دانائی کی سواے اس تدبیر کے کوئی تدبیر نہتھی عشاق
نے کہا کہ اگر ایسی تدبیر نکرتا تو تم دھوکا کیونکر کھاتے فکر کیا سہراب کی بھی لیاقت ہی کہ اسکو کوئی عورت
بھی نملی اُس نے ایکسا تدر عورت خواص سے آشنائی کی سمندر نے کہا کہ یہ صرف اپنا مطلب نکالنے کے لیے
کیا گیا تھا کیا وہ اسکو اپنے ساتھ رکھیگا اب تجہ بھی نرہیگا اسنے ستانے مین آکر اسکے ساتھ نیکی کی اور احسان
کیا اُس نے صرف اپنی غرض سے اس فعل کو گوارا کیا تھا ورنہ اسکو کیا ضرورت تھی عشاق نے کہا کہ یہ
آنکا گمان درست نہین ساحر اچھا بیٹھا ہوا دلیری سے کہتا ہی اور کہتا ہی کہ خوب بادشاہ سے فقرہ کیا اگر مین حال
بیان کرتا تو ضرور برہم ہوتا اسوقت میری عقل نے خوب ہی آمد دیکھائی ورنہ ضرور آبرو ریزی ہوتی کیا اُس نے
اپنی لڑکی کا عیب پوشیدہ کیا اور خواص کے ذمہ الزام لگایا بگاڑ کیا ضرور وہ ایک نہ ایک دن رنگ دیگی
اور ایسی رنگ کہ سمندر کو سواے مر جانے کے دوسری تدبیر نہ سوجھے گی اگر صاحب غیرت ہی ورنہ زندہ
رہنے کا وہ سب مین منہ دکھانے کا یہی امر غیرت دار کے لیے مر جانے کو کافی تھا مگر دراصل جو معلوم ہوتا ہی
یہ ایسا ادا جادو اپنے دل مین کہتا تھا اور شاہ محل بیٹھا ہوا تھا یہان سمندر نے محل مین یہ بندوبست کر لیا
تھا کہ یہ جو واقعہ شب کو گذرا ہی اگر اسکی خبر باہر ہوگی تو مین تمام اہل محل کو قتل کر دونگا اسوقت یہ نہ دریافت
کر دونگا کہ کس نے یہ خبر باہر بیان کی بیان ایک کریگا قتل سبکے سب ہونگے یہی تو حکم دیا تھا
تو اب اُسوقت سے کوئی چرچا نکرتا تھا سب کو جان کا خوف تھا گویا منہ پر مہر لگ گئی تھی پس اسی
سبب سے یہ فقرہ سمندر نے دربار مین بیان کیا کیونکہ اسکو یقین تھا کہ اب کوئی محل والون سے تو بیان
نکریگا جو ظاہر ہوگا پس اسی طرح سے اُسکو پوشیدہ کر دیکھو کہ بڑی بدنامی کا سبب ہی یہان سمندر
نے یہ فقرہ کیا عشاق سے یہ آگاہ ہوئی کہ سمندر کا دھیان اپنی دایہ کی طرف لگا ہوا ہی کہ وہ ضرور
صندوقچہ لے کر آئی ہوگی ایک پاس دن آیا ہوگا کہ یکایک ایک صداے مہیب آئی اور جو عمارت کہ
شہر سمندریہ مین عجوزہ کی بنائی ہوئی تھی اور جو اسنے سحر سے طیار کی تھین وہ سب ایک مرتبہ
ہلنے لگین اور عمارتین گرنے لگین اور دیوارین ہو کر اُڑنے لگین ایک طلاطم مچ گیا کہ یہ کیا آفت آئی کہ
یکایک یہ عمارت گرنے لگی اور ایسی صدا آئی کہ جسکے آنے سے تمام شہر ہل گیا زمین کانپنے لگی ایک
مکان عجوزہ کا سامنے دربار کے بھی آتا وہ بھی گر پڑا اسکے منہدم ہونے کی جو صدا آئی اول تو اس
صداے مہیب کے آنے سے سب اہل دربار حیران تھے اور متفکر تھے کہ یہ کیسی صدا آئی خود سمندر
حیران تھا جب یکایک عمارت کے گرنے کی صدا آئی تو اُس نے حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کون سی
عمارت گری ہی ایک چوبدار باہر آیا اور دریافت کرکے پھر دربار مین گیا اور عرض کیا کہ اے خداوند
جو عمارت کہ آپ کے محل اور دربار کے سامنے آپکی دایہ عجوزہ ساحرہ کی تھی وہ سب گر پڑی ہی اور
جس قدر عمارت تھی سب منہدم ہو گئی اور دھوان ہو کر اُڑ گئی اور جو اشیا اُنکی طیار کی ہوئی
تھین سب مین یکایک آگ لگ گئی یہ جو چوبدار نے کہا سمندر شاہ نے زانون پر ہاتھ مارا اور کہا کہ
افسوس صد افسوس دایہ بھی قتل ہوئی یہ اُسکے مرنے کی علامت ہی جو جو چیزین اُس نے سحر سے
بنائی تھین سب برباد ہوئین بڑا ہی غضب ہو گیا اب کوئی بزرگون مین سے نرہا عجوزہ نے
مجکو گود یون مین پرورش کیا تھا ابھی اُسکا سن کیا تھا صرف ایک ہزار برس کی عمر تھی وہ میرے ادھ

مثل ماں کے شفقت کرتی تھی میں اسکو ابھی ماں جانتا تھا اور دائی اماں کہتا تھا وہ مجھکو اپنا فرزند تصور
کرتی تھی برسوں میں اور وہ ساتھ سویا ہوں جب اور کسی امر کی ضرورت ہوئی اسنے اسکو بھی رفع
کر دیا بلکہ میں اس امر سے اسی کے سبب سے واقف ہوا ہوں بڑی میرے حال پر مہربان تھی آج میرے
سر پر سے ماں کا سایہ اٹھا اب تو میرے اوپر مصیبت پر مصیبت بلا پر بلا نازل ہوتی ہے افسوس کیونکر
دریافت کروں کہ کس نے میری دائی اماں کو قتل کیا ہے ہائے اس ظالم کو اسکی جوانی پر رحم بھی نہ آیا
بعض اہل دربار سمندر کے ان کلمات سے منھ پھیر کر اور رومال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بعض نے اپنے
دل میں کہا کہ واہ ری دائی اماں جو کہ اپنا فرزند خیال کرے اور شوہر بھی بنائے بعض نے اپنے دل میں
کہا کہ آگ لگے اس جوانی پر کہ ہزار برس کی تو عمر تھی مگر جوان تھی اس کلمہ پر تو عشاق کو تاب نہ رہی یوں
دل اٹھا کر ای بادشاہ جسکی ہزار برس کی عمر تھی وہ کیا جوان ہوگی یہ تو آپکا ارشاد کرنا میرے خیال
میں نہ آیا کہ ہائے اس ظالم کو اسکی جوانی پر رحم نہ آیا میری عمر گیارہ سو برس کی ہے میں بالکل پیر
ہو گیا ہوں وہ بھی مثل میرے ہوگی بلکہ جب میں نے عجوزہ کو دیکھا تھا تب ہی وہ ضعیفہ ہو چکی تھی دانت
ٹوٹ چکے تھے اب تو زیادہ لٹ گئی ہوگی مگر ہاں ساحرہ زبردست تھی فن ساحری میں کاملہ تھی اسکا
مثل نہ تھا سمندر شاہ نے برہم ہوکر جواب دیا کہ استاد وہ آپکے نزدیک پیرزالہ ہوگی میرے نزدیک
تو وہ ابھی جوان تھی میں کیا کہوں کہ اسنے مجھکو کس کس قسم کی راحت دی تھی جب ان راحتوں کا خیال
آئے گا تاب و طاقت سے شعلے نکلیں گے عشاق نے کہا یہ امر ضرور ہے مگر کیا کیا جائے سمندر غم میں اپنی
دایہ کے صندوقچہ کا بھی حال بھول گیا اسکا خیال بھی نہ آیا خاموش ہوکر عالم سکوت میں رہ گیا ابھی سمندر
کو عجوزہ کا خیال برطرف نہ ہوا تھا کہ عشاق نے کہا کیوں سمندر آپکی دایہ کی جان صندوقچہ نے
لی نہ وہ صندوقچہ لینے جاتیں نہ قتل ہوتیں معلوم نہیں تازی سہراب جادو نے یہ حال معلوم کیا کہ کس تدبیر
سے وہ گئی ہوں اسنے قتل کیا سمندر نے کہا کہ استاد اس صندوقچہ نے معلوم کس کس کی جان لی اور
پھر ہاتھ نہ آیا اگر میں یہ جانتا تو دایہ کو کبھی نہ جانے دیتا صبر کر لیتا عشاق نے جواب دیا کہ ہم نے نہ
کہا تھا کہ اب صندوقچہ کا ہاتھ آنا محال ہے آپنے فرمایا تھا کہ دائی اماں کسی نہ کسی تدبیر سے لے آئینگی آپنے ملاحظہ
فرمایا کہ کیا ہوا انکی جان بھی گئی اور صندوقچہ بھی نہ ہاتھ آیا اور صدمہ تازہ ہوا سمندر نے جواب دیا کہ استاد
کیا عرض کروں اب تو مجھکو صندوقچہ کا بھی صدمہ نہیں ہے جو دائی اماں کے مرنے کا صدمہ ہے سمندر یہ کہہ ہی
رہا تھا کہ وہ طائر جو کہ خاک عجوزہ سے پیدا ہوا تھا آکے پہونچا سر پر سمندر کے قائم ہوکر پکارا کہ ای سمندر
خبردار ہو کہ تیری دائی اماں عجوزہ ساحرہ کو ملکہ اخضر ماہی پوش نے صندوقچہ کے لیے قتل کیا وہ
صندوقچہ فقرہ کرکے سہراب کے خیمہ سے لیکر بھاگی تھیں بسبب اس امر کے کہ شاید کوئی تلاش کو آئے گا
شاہراہ سے نہ آئیں بلکہ صحرا و کوہستان سے ہوکر آنے کا کیا جلدی میں راہ فراموش کر گئیں دریاے
محیط کے کنارے جو صحرا ہے کہ حد سے بیرون کسی طرف کا راستہ نہیں ہے سواے نہ طاق کے اور وہاں اکثر مسافر
جاکر پھر واپس نہیں آتے ہیں نکل گئیں وہاں دریا کے کنارے اخضر ماہی پوش شکار ماہی میں مصروف
تھی یہ بہت سے پیاسی تھیں اخضر ماہی پوش کو دیکھکر براے ملاقات ٹھہر گئیں اور پانی طلب کیا اسنے
پانی دیا انہوں نے پانی پیا سب حال بیان کیا نہ طاق کا حال دریافت کیا اس ذکر میں صندوقچہ کا بھی
حال بیان کیا اسکے دل میں بدی آئی اس نے دایہ سے صندوقچہ دیکھنے کی خواہش کی انہوں نے
صندوقچہ دکھایا اسنے فقرہ انکو دیا کہ کوئی تمہاری پشت کی طرف سے آتا ہے یہ پلٹیں اسنے تیغ مار کر انکا سر تن سے

اڑ گیا اور مر گئین مین تو اخضر سے بہت خوش ہوا کہ اُسکے سبب سے مین نے قید سے رہائی پائی نہ وہ قتل
کرتی نہ یہ مرتی مین ہزار برس سے اُسکی قید مین تھا یہ کہکر وہ طایر فراٹا مار کر اڑ گیا اب تو سمندر حیران ہوا
کہ یہ تو نئی بات ہوئی بی اخضر نے میری دایہ کو قتل کیا اور صندوقچہ بھی لے لیا انھون نے کب کی عداوت ادا کی
میری انکی کب کی دشمنی تھی مین کب چھوڑتا ہون کہ وہ صندوقچہ لیجائین میرے ہاتھ سے وہ کب بچی ہین معلوم
ہوا کہ انکو غرور ہو گیا ہی کہ مین رکن طلسم نہ طاق ہون میرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا مین نہ طاق مین جا کر اس سے
اپنا صندوقچہ لاؤنگا اور اپنی دایہ کے خون کا عوض لونگا یہ تو اخضر ماہی پوش نے بنا فساد کی ڈالی ایک تو
صندوقچہ لیا دوسرے خون کیا کیا خوب وہ اپنے دل مین سمجھی کیا ہی کہ اپنے تئین بہت بڑی کاملہ خیال کرتی ہی
میرے نزدیک ایک چھوکری ہی مین خداوند سے اسکی شکایت کرونگا مجکو صندوقچہ خداوند نے دیا تھا کوئی
مین نے اُس سے یا اُسکے بزرگ سے چھین نہ لیا تھا نہ اُسکی ملکیت کا تھا جو وہ لیکر لے گئین مین کسی کو
طرف دریا کے روانہ کرتا ہون کہ وہ جا کر اسکو گرفتار کر لائے میرا ملک اب بھی اُسکے ملک سے بڑا ہی میرے
پاس اب بھی اُسکے پاس سے ساحر زیادہ ہین لشکر کثیر ہی ہزارون بادشاہ میرے باج گذار ہین گو آج کل میرا
لشکر تباہ ہو چکا ہو لوگ بیشتر پھر گئے ہین ملک میرے قبضہ سے نکل گئے ہین مگر مین اس حالت مین بھی اس سے
زیادہ ہون صاحب قوت ہون وہ بھولی کس بھروسہ پہ ہی صرف اس امر پہ کہ مین رکن طلسم ہون اگر وہ رکن
طلسم ہی تو مین بھی شہنشاہ جلیل القدر ہون اُسکے ایسے میرے ملازم ہین مین کچھ خیال نہ کرونگا اپنا صندوقچہ
لے لونگا عشاق نے کہا ای سمندر انسان کو لازم ہی کہ جو امر کرے سمجھ بوجھکر کرے پہلے رقم جمشیدی سے
دریافت کر لو کہ وہ دریا کے کنارے ہی یا نہین یا وہ نہ طاق کو گئی ہی جہان وہ ہو پہلے اُسکو ایک نامہ بطور
شکایت کے تحریر کرو اور خداوند کو بھی اس حال سے آگاہ کر دو دیکھو وہ کیا جواب تحریر کرتی ہی کیونکہ اگر تم اپنی
طرف سے بنا فساد کی ڈالو گے تو خداوند کو بھی ناگوار ہوگا وہ اُسکی شرکت کرین گے اور دوسرے
بھی تمکو الزام دینگے کہ پہلے تم نے کیون نہ باشتی پیام و سلام کیا جو لشکر لے کر مقابلہ کو آمادہ ہوے اُسکو بھی
یہی کلام ہوگا اگر مجھ سے باشتی طلب کرتے اور مین نہ دیتی تو اُسوقت آپ کو زیبا تھا مقابلہ کرنا اب تو مین
نہ دونگی کوئی مین پاپکی کا نہین رکھتی ہون جو دبے کر دے دون مقابلہ کرونگی اُسوقت سب تم کو نادان
بنائین گے اور کہین گے کہ اُسکا سوال معقول ہی سواے خاموشی کے دوسرا جواب نہوگا اسوقت مین
جبکہ تم باشتی طلب کروگے وہ نہ دے گی اور تم اُس سے مقابلہ کروگے تو کوئی تمکو الزام نہ دے گا بلکہ اُسی کو
الزام دین گے اور سب تمھارے شریک ہون گے اور تمھاری بات بالا ہوگی وہ کچھ جواب نہ دے سکے گی
دوسرے یہ امر ہی کہ ابھی تم سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہی اگر اُدھر بھی جنگ ہونے لگے تو بڑی ہی
خرابی واقع ہوگی ایک لشکر دو طرف کس طرح سے مقابلہ کرے گا اگر اُدھر مقابلہ کو گئے انکو زد رہا یہ
چڑھ آئے اور شہر پر قبضہ کر لیا تو خرابی ہوئی کیونکہ تم سے آج کل بہت سے لوگ برخلاف ہین اگر اِدھر
مصروف مقابلہ ہوے اُدھر کی لشکر کشی ہوئی وہ چڑھ آئی تو بھی مشکل ہوئی ایسی حالت مین بگاڑنا خلاف
عقل ہی لیکن یہ تو معلوم ہو چکا ہی کہ وہ صندوقچہ اہل اسلام کے قبضہ مین نہین ہی اب اُن سے مقابلہ کرنے
مین کچھ خوف نہین اخضر ماہی پوش سے پیام و سلام کرو اہل اسلام سے مقابلہ کر کے فیصلہ کرو اگر وہ
اس عرصہ مین تمھاری خواہش کے موافق راضی ہو جاے اور صندوقچہ بخوشی خاطر دے دے تو
خیر ورنہ بعد مقابلہ اہل اسلام اُس سے مقابلہ کر کے وہ صندوقچہ لے لو دو طرف سے مقابلہ کرنا بالکل نادانی
اور خلاف عقل ہی آیندہ تم کو اختیار ہے جو امر میری راے مین آیا اور میرے نزدیک مناسب تھا

بیان کردیا سمندر نے یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ آپ کی راے بہت ٹھیک ہی مین اسی پر عمل کرتا ہون یہ کہکر
سمندر نے رقعہ جمشیدی اُٹھاکر پہلے حال اپنی دایہ کا دیکھا کیونکہ صندوقچہ حاصل کیا وہ صورت
مذکور الصدر تحریر فرمائی جو کہ تحریر ہوچکی ہی سمندر نے اپنے دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا فقرہ کیا اُسکے بعد
تحریر تھا کہ وہ صندوقچہ لیکر جو چلین تو سبب اس خیال کے کہ اگر شاہراہ سے جائنگی تو شاید کوئی میری
تلاش مین آسے مقابلہ ہو تو کیا فائدہ بس کوہستان کی راہ سے چلی راہ بھول گئی دریا کے کنارے پہونچی
اخضر ماہی پوش سے ملاقات ہوئی اُس نے سب حال بیان کیا اُس نے قتل کرکے صندوقچہ لے لیا
جب یہ حال سمندر دیکھ چکا تو دریافت کیا کہ اخضر کہان ہی آئین نکالا کہ اخضر اُس مقام پر دریا کے
کنارے ہی نہ طاق کو گئی ہی بلکہ وہ اُس اقلیم کو مع اُس صندوقچہ کے گئی ہی اب اُسکا آنا مشکل ہی اور
اس امر مین کوشش بیکار رہی ہان ایک مدت تک صبر کیا جاے تو شاید کوئی صورت نکلے اسوقت مین
کوشش کرنا بالکل بیکار ہی یہ مضمون جو رقعہ جمشیدی مین نکلا سمندر کا چہرہ متغیر ہوگیا رقعہ کو ہاتھ سے رکھدیا
اور خاموش ہوکر فکر کرنے لگا عشاق نے کہا کہ رقعہ سے کیا امر ظاہر ہوا سمندر نے پہلے تو سب حالت
عجوزہ کی پورے طور سے بیان کی کہ وہ اُس خواص کی صورت بن کر میرے پاس آئی اور میرے نام کا ذکر
دی پھر تقریر جو کہ عجوزہ نے کی تھی بیان کی مگر دوسرے الفاظ مین بعد ازان نوبت آئی کہ میرا اسباب اُسکو دیکر
چلا گیا جب وہ تن تنہا ہوئی صندوقچہ لے کر بھاگی اسی خیال سے شاہراہ سے نہ آئی بلکہ صحرا کی راہ سے
جیسا کہ ظاہر ہی بیان کیا تھا اخضر ماہی پوش سے ملاقات ہوئی اخضر سے سب حال بیان کیا اُسنے فقرہ دیکر
قتل کیا کیون اُستاد مین نہ کہتا تھا کہ دائی امان ضرور صندوقچہ لائینگی آپ لوگ نہ مانے تھے کہ مشکل ہی دیکھئے کون
سے لائیں مگر وہ کیا کرین کہ ہمارے مقدر مین نہ تھا دوسرے کی تقدیر مین تھا اُنکی جان گئی صندوقچہ بھی گیا
وہ تو اپنی سی کرگذرین دشمن کے قبضہ سے آئین عشاق نے کہا کہ بہت بڑی چالاکی اور دانائی کی کیون نہ کرین
جہاندیدہ تھین ہان اے سمندر کچھ اخضر کا بھی حال ظاہر ہوا کہ کہان ہی سمندر نے کہا رقعہ مین یہ لکھا نکلا ہی کہ نہ
اخضر دریا کے کنارے ہی جہان کہ اُسنے دائی امان کو قتل کیا نہ طاق کو گئی ہی بلکہ اپنے ملک کو چلا اور اقلیم
کو گئی ہی صندوقچہ لیکر اُسکا تعاقب کرنا بالکل بیکار ہی اب اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی اس امر کی کوشش لاحاصل
ہی اپنے اُس کام مین مصروف ہو جو کہ درپیش ہی صبر کرو ایک مدت کے بعد ہاتھ آئیگا ابھی سر اسر نادانی اور بیوقوفی ہی
اس امر مین کوشش کرنا اگر کوشش کروگے تو پشیمان ہوگے سواے ندامت کے کچھ نہ حاصل ہوگا اس مقابلہ مین
کوشش کرو کہ اسمین بیان کا خود منع ہی اب مین کیا کرون کیونکہ رقعہ منع کرتا ہی عشاق نے جواب دیا کہ کیون میری
راے نے اسوقت کیا فائدہ دیا اور کتنا بڑا کام نکالا تم جیسے بیدون دیکھے بھالے قصد مین آکر ایک امر کرتے تو کیا ہوتا
سواے خفت کے سمندر نے کہا آپ نے بڑا اسوقت آپکی راے نے بڑا کام کیا اب مین اس معاملہ مین خاموشی اختیار کرتا
ہون اور اہل اسلام کے مقابلہ مین کوشش کرتا ہون بعد فیصلہ اہل اسلام کے دیکھا جاے گا مین خود جاکر خداوند سے
شکایت کرونگا وہ کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور کرینگے عشاق نے کہا کہ سواے اس امر کے کوئی دوسری
تدبیر نہین ہی جب یہ راے قرار پاچکی سمندر نے صندوقچہ کی طرف سے صبر کیا اب یہ راے ہوئی کہ آج تو دن کل سے
اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کی تدبیر کیجاے گی یہ کہکر سمندر شاہ نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا سب
اپنے اپنے مکان کو گئے مگر سمندر کو از حد صدمہ ہوا اول تو دائی امان کے مرنے کا دوسرے صندوقچہ کے
ہاتھ سے جانے کا سمندر نے اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ دائی امان بھی مرگئین وہ بھی بہت
روئی اب ان سب کو تو یہیں ماتم مین مبتلا رکھا جاتا ہی آئندہ انکا حال تحریر ہوگا اب کچھ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہی کہ

کرسکے جب ہم آپ خیمہ میں برائے طیاری سامان دعوت گئے تھے وہ موقع پاکر صندوقچہ لے کر غائب چالاک
کرسکے راہی ہوئی اسکا مطلب یہ ہی تھا ہم کسی طور سے یہاں سے ہٹ جاؤ ویسا ہی ہوا بولا اسکی غرض تھی
اب آگے جو حال ہے نہیں معلوم ہے پس یہ سنا تھا کہ سہراب جادو نے ایک چیخ ماری کہ ہاے اور الیاس صدمہ
ہوا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا یہ صدا جو باہر خیمہ کے آئی جو خادم وغیرہ موجود تھے وہ فوراً بدون اجازت اندر
چلے آئے کہ نہ معلوم کیا ہوا جو آقا اس زور سے چلا سے کچھ خوف نہ کیا کہ آقا نے منع کیا ہے یہاں تک جو
آئے تو سہراب کو بیہوش پایا سب کے حواس جاتے رہے دیکھا کہ ایک تپائی کھڑا ہوا ہے اسکو اٹھوا اور کچھ
بن نہ پڑا فوراً گلاب وغیرہ چھڑکا کہ سہراب کو ہوش آیا جب ہوش آیا سہراب نے کہا اب افسوس محنت
رائیگان گئی میں لٹ گیا دشمن اپنا کام کر گیا میں ایسا غافل ہوا کہ کچھ خیال نہ کیا اب صاحبقران کو کیا جواب
دونگا امیر المومنین کو کیا منہ دکھانے کے قابل نہ رہا سب یہ خیال کرین گے کہ جو چیز صندوقچہ میں تھی تو سہراب
نے یہ فقرہ کیا ملکہ کے پاس بھیجدی ہوگی یا خود اسکے پاس ہوگی اب میں کیا کروں خادموں نے پوچھا
کہ آقا کیا ہوا کچھ بیان تو فرمائیے ہم بھی تو آگاہ ہوں سہراب نے جواب دیا کہ کیا بیان کروں تقدیر
الٹ گیا تقدیر برگشتہ ہوگئی سب سے شرمندہ ہوا جب انھوں نے بہت اصرار کیا تو سہراب نے اول
سے آخر تک کل حال بیان کیا اور کہا کہ صندوقچہ ہاتھ سے نکل گیا یہ واقعہ ہوا یہ سنا تھا کہ اب تو سب کے
حواس جاتے رہے سب کے اندام پہ رعشہ پڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا اب ہاتھ نہ آئے گا ادھر سمندر کے
پاس پہنچا وہ خود لشکر لے کر آئیگا اور سب کو قتل کرے گا اب کوئی صورت نجات کی نہیں اگر یہ خبر باہر خیمہ
کے بھی ہوئی ایک سے دوسرے کو دوسرے سے تیسرے کو معلوم ہوئی لشکر میں پہنچنے لگی تھوڑے
عرصہ میں کل لشکر میں پھیل گئی ہر ایک کی زبان پر یہ کلام تھا کہ بڑا غضب ہوا اب کوئی صورت نجات
کی نہیں اب سمندر کسی کو بھی زندہ نہ رکھے گا نہ صندوقچہ کسی تدبیر سے ہاتھ آسکتا جو نجات ہو سب سامان
جشن کی تدبیر بھول گئے اسکی خوشی فراموش ہوگئی ہر ایک کے چہرے پر گرد رنج و ملال ہم رنگ سبزہ
متغیر ہوگیا زندگی سے یاس ہوگئی تصویر مرگ سامنے پھرنے لگی لشکر میں تلاطم پڑ گیا ہر ایک مایوس ہوگیا
کیا ساحر کیا غیر ساحر کہاں جشن کی صبح سے ہر ایک کو خوشی تھی کہاں یہ خبر رنج و الم نے اپنا دخل کیا ہر طرف
لشکر میں یہی چرچے ہو رہے تھے کہ سمندر جلا ہوا ہے وہ زندہ نہ رکھے گا ضرور کل آکر قتل کرے گا
لشکر میں تو یہ تلاطم پڑا ہوا ہے وہاں سہراب اپنے خیمہ میں تڑپ رہا ہے تمام ملازم گرد [illegible] سمجھا
رہے ہیں کہ اسمیں آپ کا کیا قصور ہے مقدری امور کو آپ کیا کریں کوئی آپ نے جان کے تو دیا نہیں
یہ بھی ایک ناگہانی ہونے والی تھی جو ہوئی اسکو کوئی کیا کرے اس امر کی ندامت جو اصل واقعہ ہے
آپ صاحبقران سے بیان فرما دیجیے گا وہ یقین کر لیں گے اگر آپ کو لانا ہوتا یا یہ امر منظور ہوتا
کہ میں کسی کو نہ دوں تو آپ کیوں ظاہر کرتے سہراب کہتا ہے کہ نہ معلوم تم لوگ کیا خیال کرتے ہو اور کیا
بک رہے ہو اور میرے کیا خیالات ہیں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کل ہی سمندر آکر سب کو قتل کریگا
کیونکہ جلا ہوا ہے کل ہی سب کا خاتمہ ہے جس امر کے لیے میں نے اتنی بڑی کوشش کی اور اسکو حاصل
کر لیا پھر یوں اپنی نادانی اور غفلت سے کھو دیا کاش میں کل ہی خواجہ کے پاس رکھدیتا یا خود صندوقچہ
میں رکھدیتا نہ سامنے ہوتا نہ وہ لقا تک لے جاتا کیا نادانی کی بڑی حقارت ہوئی خواجہ صاحبقران سے خارج
کی ندامت ہوئی جی چاہتا ہے کہ شکم میں خنجر مار لوں کہ میرا کام تمام ہو جائے میں اپنی آنکھوں سے لشکر
اسلام کا تباہ ہونا نہ دیکھوں انھوں نے عرض کیا کہ حرام موت مرنے سے کیا فائدہ اگر خدا اور رسول کی

بھی

ہوسے پھر کچھ نہ حاصل ہوا اگر ہلاک ہونے سے صندوقچہ مل بھی جاسے تو خیر ورنہ کیا ضرورت ہو کل سب کے
ساتھ کیون نہ میدان مین جان دیجیے کہ جو مرتبہ شہادت پاسیئے نام سب جہان مین ہو کہ فلان شخص
نے کیا جرأت کے ساتھ جان دی اور اسطور کے مرنے مین سواے ناموری کے اور کیا ہی جبکہ مرنا
آج بھی ہی اور کل بھی تو سب کے ساتھ کیون نہ مرین یہ جو سب نے کہا سہراب کو بھی پسند آیا سہراب
نے جواب دیا کہ تم سب گواہ رہنا پہلے جو کل میدان مین جاے گا جبکہ سمندر آکر مقابلہ مین صف آرا
ہوگا اور مبارزطلب کریگا اسکے مقابلہ کو جو پہلے جائیگا وہ مین ہونگا سب سے پہلے اپنی جان دونگا
تاکہ مین بربادی لشکر اپنے آنکھون سے نہ دیکھون انھون نے عرض کیا کہ اسمین کوئی مضایقہ
نہین ہی ایک نے سہراب جادو سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو صاحبقران کو بھی اس حال سے
آگاہ فرمایئے کسی کو بیرا سے تلاش روانہ فرمایئے یہ سنکے سہراب نے چند ساحر جو کہ اسکے ملازم
تھے اور زبردست تھے انکو بلاکر کہا کہ تم ذرا تھوڑی تھوڑی دور جاکر تلاش تو کرو کہ اس
دفع اور قلع کی قدرت کا ہر جانی ہی گر وہ مل بھی جاے گی مگر اب صندوقچہ کا ہاتھ آنا غیر ممکن
ہی اگر ملجاے تو اس سے مقابلہ نہ کرنا سواے قتل ہونے کے کوئی دوسری صورت نہین ہی نہ وہ تحریر کی
نہ کچھ اس صندوقچہ کے ہے مقابلہ کرے گی ہان پھر ہاتھ آے گی تو خواجہ کسی نہ کسی تدبیر سے اسکو اسیر کر لیگا
مین جاتا ہون صاحبقران سے عرض کرتا ہون اور خواجہ سے کہتا ہون کہ آپ کوئی تدبیر کرین یہ کہکر
سہراب نے درباری کپڑے پہنے ملازمون سے کہا کہ یہ پتلا اٹھالو اپنے خیمہ سے نکل کر طرف دربار کے
چلا یہان جو یہ خبر لشکر مین پھیلی اور لشکر مین تلاطم جو ہوا تو رفتہ رفتہ دربار مین پہنچی کہ سہراب جادو
کو کوئی فقرہ دے کے سمندر یہ سے آکر صندوقچہ لے گیا سہراب اپنے کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہی سب
مصاحب و ملازم اسکو سمجھا رہے ہین یہ خبر دربار مین بیان ہوئی تھی کہ سب کے چہرے متغیر ہوگئے ہر ایک
کو موت کا یقین ہوگیا اس خیال سے کہ اب سمندر خود آکر مقابلہ کرے گا اور اب صندوقچہ کا ہاتھ آنا
محال ہی اس مرتبہ سمندر سے ل گیا کیا ساحر کیا غیر ساحر سب مایوس ہوگئے خوشی چین کی بھول گئے بادشاہ
کو بھی بڑا صدمہ ہوا صاحبقران والاشان کی پیشانی پر شکن تک نہ آئی نہ کچھ رنج ہوا فرمایا کہ خوب ہوا
مگر اس امر کا صدمہ ہوا کہ سہراب اپنے کو ہلاک کرتا ہی خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ ذرا تم سہراب کے
پاس چلے جاؤ اس سے اس خبر کو بھی دریافت کرو اور اس امر نا مشروع سے اسکو روکو کہ یہ کون حرکت
ہی بلکہ میری طرف سے کہنا کہ ای سہراب تو مرد عاقل ہو کر حرام موت کا مرتکب ہوتا ہی یہ کونسی حرکت ہی
کہنا کہ اگر صندوقچہ کوئی لے گیا تو لیجانے دو خداوند کریم پر نگاہ رکھو وہی حامی و مددگار ہی جس نے اب کی
مرتبہ بچایا ہی وہ ہی پھر بچاے گا کیون اپنے کو ہلاک کرتے ہو اسکی ذات پر تکیہ کرو کیا ہم کوئی صندوقچہ
کے بھروسہ پر تو مقابلہ کرنے نہ آے تھے اپنے خدا کی ذات پر ہمکو بھروسہ ہی کیون اسقدر متفکر ہوتے
ہو خواجہ کا خود مزاج پریشان تھا اور صدمہ تھا عرض کیا کہ بہت اچھا جاتا ہون سب اہل دربار بسبب
رنج و صدمہ کے خاموش بیٹھے ہین سواے صاحبقران کے کہ وہ تو خوش و خرم ہین کہ اتنے مین خبر
آئی کہ سہراب خود حاضر دربار ہوتا ہی صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اب تمکو جانے کی ضرورت
نہین ہی سہراب خود آتا ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی ادھر سہراب جو اپنے خیمہ سے نکلا تو سب لشکر
کے لوگ اسکو دیکھکر اسکے قریب آے اور دریافت کرنے لگے سہراب جادو نے یہ کہنا شروع
کیا کہ میری حماقت سے یہ امر ہوا اور کل حال بیان کیا اپنے خیمہ سے اور دربار تک اسکو اسقدر مہلت نہ لی

کرو خاموش چلتا سوائے اس امر کے بیان کرنے کے ہزاروں مرتبہ بیان کیا یہاں تک کہ داخل دربار ہوا
جلوخانہ طے کر کے مجرا گاہ پر آیا بادشاہ و صاحبقران کو سلام کیا اور سب اہل دربار سے صاحب سلامت
ہوئی خواجہ کو سلام کیا سب نے دیکھا کہ سہراب کی یہ صورت ہے کہ فرط صدمہ و رنج و الم سے ایسے ہو گئے
جیسے برسوں کا بیمار بال پریشان چہرہ اداس عالم یاس رنگ رنج مارے غم کے زرد ہو گیا ہے آنکھوں میں
حلقہ پڑ گئے ہیں آنسو نرگسی آنکھوں میں بھرے ہوئے یہ حالت دیکھکر سب کو حیرت ہوئی سہراب کو تین
صدمہ ہیں اول تو خوف جان دوسرے رنج صنم و فرقت [illegible] کیفیت [illegible] نکل گیا صرف میری نادانی سے
تیسرے یہ صدمہ کہ شب کو ملکہ پر [illegible] بدعت کر چکا ہے اب جو یہ [illegible] ہوا کر گئی [illegible] آئے گا
نہ معلوم کس طور سے پیش آئے کیا الفت کرے کیونکہ اسے تو بالکل اسکو یقین کلی ہے جو جانتے گا ابھی تک تو
شک ہو گا اب مرتبہ یقین کا ہو گا افسوس کیوں زندہ [illegible] لگا اس فکر کے سبب سے دونوں صدمہ
فراموش ہیں سوائے ملکہ کے خیال کے دوسرا خیال نہیں ہے [illegible] گر گیا
کو سلام کر کے خاموش اپنے مقام پر جا کر بیٹھ رہا ملازموں سے وہ [illegible]
اسکے سامنے رکھدیا اور اپنے مقام پر جا کر مودب کھڑے ہو گئے [illegible] حال تھا کہ سب
عالم سکوت میں بیٹھے ہوئے تھے کوئی کسی طرف سر اٹھا کر نہ دیکھتا تھا سب کو صدمہ تھا [illegible] صاحبقران نے سہراب
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیوں سہراب کیا بات ہے یہ کیا تمہاری حالت [illegible] صدمہ
اسوقت پہونچا ہے جو تمہاری یہ صورت ہے کہ جیسے برسوں کا بیمار [illegible] کرو
سہراب جادو نے ایک آہ جگر سے کھینچکر جواب دیا اور عرض کیا کہ اے صاحبقران عالی قدر کیا عرض
کروں جو صدمہ پہونچا ہے احاطہ تقریر سے باہر ہے میں لٹ گیا [illegible] سب کا لم
اور برباد ہوئی میرے اوپر آسمان مصیبت ٹوٹ پڑا میری امید منقطع ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ
تو بیان کرو سہراب نے کہا کہ کیا میں اپنی نادانی کو عرض کروں مگر یہ بھی خلاف ادب ہے [illegible]
فرمائیں اور میں نہ عرض کروں خداوند نعمت جو کل دربار سے گیا رات [illegible] نیند [illegible]
آنکھ لگ گئی دن چڑھے جب ملازموں نے بیدار کیا تو اٹھا دربار میں آنے کا [illegible] کر رہا تھا کیونکہ
دربار آراستہ ہو چکا تھا کہ ایک چوبدار نے آ کر بیان کیا کہ ایک مساۃ آپ کے دروازہ پر حاضر ہے وہ آپکی
خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہے میں نے کہا کہ بلا لو خداوند وہ صندوقچہ مسند پر برابر تکیہ کے رکھا ہوا تھا
اس سبب سے کہ میں نے خیال کیا تھا کہ جب حاضر دربار ہونگا تو خدمت میں نذر کروں گا کیونکہ آپ نے
فرمایا تھا کہ اس سے کام نہ لینا میں نے خیال کیا کہ جب ممانعت ہے تو پھر اپنے پاس رکھنا کیا ضرور ہے کیونکہ ایک
چیز نایاب ہے اور اسکے دشمن بھی بہت ہیں ایسا نہ ہو کسی طور سے ہاتھ سے نکل جائے [illegible] اس سے بہتر ہو گا کہ
آپ کے پاس حاضر کر دوں آپ اسکو کسی کے سپرد کر دیں گے کہ وہ اچھا [illegible] رکھیگا میں نے باہر رہنے
دیا تھا وہ برابر پلنگ مسہری کے اسکے قریب مسند پر رکھا تھا کہ وہ عورت موجب میری طلب کے آئی اب جو
میں نے دیکھا تو پہچانا کہ ملکہ کی وزیرزادی حسن آرا ہے میں اسکو دیکھکر خوش ہو گیا سب ملازموں کو رخصت کیا
اسکو عزت سے بٹھایا اس سے میرے گھر کے باتیں ہونے لگیں پھر سہراب نے سب تقریر اسکی خدمت
صاحبقران میں عرض کی کہ یہ تقریر کی یہ تقریر کی میں نے یہ کہا سب حال بیان کیا صندوقچہ بھی دکھا دیا
چونکہ یہ امر میرے اوپر بخوبی ظاہر تھا کہ یہ ملکہ کی وزیرزادی ہے میں نے اسکو [illegible] کی کہ میں بھی چلوں
مگر میں نے نہ جانے دیا آخر کو اسنے قبول کیا گو اب معلوم ہوا کہ یہ سب اسکے فقرے تھے وہ حسن آرا نہ تھی [illegible]

کرکے صندوقچہ لینے آئی تھی وہ عجوزہ مکارہ تھی وایہ تھی سمندر کی مگر مین اس حال سے بالکل ناواقف تھا کہ یہ سب مکرو
فریب ہی جب وہ راضی ہوئی مین اسکو اسی خیمہ مین تنہا چھوڑکر دوسرے خیمہ مین آیا اور اپنے اہلکارونکو
طلب کرکے سامان دعوت کا حکم دیا اور عرضی آپکی خدمت مین عدم حاضری کی تحریر کی اُسکے جواب کا منتظر
اسی خیمہ مین بیٹھا رہا وہان جو اُسنے فرصت پائی اور تخلیہ پایا صندوقچہ لیکر قنات پشت خیمہ چاک کرکے
نکل گئی کیونکہ وہ اسی غرض سے آئی تھی اُسکا مطلب ہوگیا جب جواب عرضی مجکو ملا مین خیمہ مین گیا اُسکو نہ پایا
تمام خیمہ مین تلاش کیا کچھ نشان نہ ملا قنات خیمہ چاک پائی مسند پہ آکر جو دیکھا صندوقچہ ندارد تھا پس یقین ہوگیا
کہ وہ صندوقچہ لیکر چلی گئی اُسکے قدم کی خاک اُٹھاکر پتلا بنایا اُس سے جو دریافت کیا تو سب حال معلوم
ہوا مین نے ایک چیخ ماری کہ تمام خیمہ ہل گیا بسبب صدمہ کے مجکو غش آگیا خادمون نے مجکو ہوشیار کیا حال
دریافت کیا جو واقعہ گذرا تھا اول سے آخر تک سب بیان کیا مین نے قصد ہلاکت کیا اُنھون نے سمجھایا
میرے خیال مین آیا کہ یہ سچ کہتے ہین پس مین نے چند ساحر اُسکی تلاش مین روانہ کیے خود بوقت فجر
حاضر خدمت ہوا یہ پتلا بھی لیتا آیا یہ کہکر اُس پتلے پر سحر کیا اور اُس سے حال دریافت کیا اُسنے وہ ہی
حال بیان کیا جبکہ سہراب نے کہا تھا یا صاحبقران والاشان یہ واقعہ میرے ادب گذار اور یہ صدمہ
مجکو ہوا تھا اس رنج سے میرا یہ حال ہوا ہی اب یہ خوف ہی کہ جب سمندر شاہ کو یہ حال معلوم ہوگا وہ ملکہ کو
ضرور قتل کریگا اس امر کا صدمہ ہی اسکے بعد لشکر لیکر یہان آئیگا میری نادانی اور حماقت سے
یہ امر ہوا اکثر بندگان خدا کی مفت جان برباد ہوگی یہ کلام سہراب کا سنکے صاحبقران نے فرمایا
کہ ای سہراب تمسا عقلمند یہ خیال کرے کوئی مقام خوف نہین ہی اگرچہ سب کی قضا اسی طور سے آئی ہی تو کیا
پروا ہی تم ہی بتاؤ کہ جمشید سے مقابلہ مین کب صندوقچہ تھا یا عمر کا تختہ کے وقت مین کب تھا زمرد جادو
جب تم سب کو گرفتار کرکے لیگیا کس نے کمک کی یا عشاق کے مقابلہ مین کب امید تھی کیونکہ وہ بلا رد ہوئی
پس جس نے ان سب بلاؤن سے رہائی دی اور کمک کی وہ ہی اس بلا سے بھی نجات دیگا وہ سب کا
مالک اور مختار ہی وہ ہر امر مین اپنے بندون کا حافظ ہی بموجب مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی ترست ❊ پس کچھ خوف کا مقام نہین ہی یہ فرماکر چند کلمے ایسے صاحبقران نے فرمائے کہ جنکے
سبب سے وہ جو ہر ایک کو اہل دربار سے سمندر کا خوف پیدا ہوا تھا بالکل برطرف ہوگیا اور ہر ایک
کو امید قوی ہوئی کہ سچ ہی خدا سب کا حافظ مطلق اور توانا ہی کوئی مقام خوف نہین ہی سہراب کا
بھی وہ صدمہ کم ہوا پس سہراب نے خواجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ای خواجہ سلامت اب آپ کے
کیے سے تدبیر ہوگی آپ کوئی تدبیر کرین تو شاید صندوقچہ ہاتھ آئے خواجہ نے کہا کہ ای سہراب اب
صندوقچہ کا ہاتھ آنا محال ہی نظر بخدا سے کریم رکھنا چاہیے مین تدبیر کرونگا یہ کہکر خواجہ نے کہا کہ کچھ
کفار کے لشکر کا حال نہ معلوم ہوا کہ وہان کیا فکر ہو رہی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ پھر کسی کو روانہ
کرو خواجہ نے کہا کہ ہرکارے تو گئے ہوئے ہین وہ کچھ نہ کچھ خبر لیکر آئینگے یہ کہکر خواجہ نے
برق ثانی و ضرغام ثانی کو اپنے قریب طلب کیا اور کہا کہ ای برق و ضرغام تم ابھی وقت
شہر سمندریہ مین جاؤ دربار سمندر شاہ کی حالت دریافت کرو کہ وہان کیا تدبیر ہو رہی ہی اور
سمندر کس فکر مین ہی انھون نے کہا کہ بہت اچھا پس اُسی وقت یہ دونون عیار دربار سے
نکل کر اپنی صورتین بدل کر طرف شہر سمندریہ کے روانہ ہوئے انکا حال پھر تحریر ہوگا یہان
دربار آراستہ ہی سب متفکر بیٹھے ہوئے ہین وہان دربار صاحبقران کو اُسی طور سے آراستہ رکھا جاتا

اور کچھ حال لشکر کفار کا مختصر یہ ہوتا ہے کہ یہان بھی دربار آراستہ ہے سب کفار حاضر دربار ہین گرداب شاہ
وغیرہ تخت پر بیٹھے ہوے ہین گرداب شاہ نے حباب شاہ سے کہا کہ ابھی تک ہماری عرضی کا
کچھ جواب نہ آیا کہ کیا کرین حباب شاہ نے جواب دیا کہ بادشاہ فکر کے جواب تحریر کرین گے یہ ذکر
ہو رہا تھا کہ وہ طائر جو کہ جواب عرضی لیکر سمندر کا چلا تھا آکر کفار کے دربار مین پہنچا اور گرداب شاہ
کی گود مین بیٹھ گیا گرداب شاہ نے آسکے گلے سے وہ کاغذ کھولا جو کہ بندھا ہوا تھا اسکو
پہلے خود پڑھا وہ سمندر کی طرف سے جواب تھا وہی مضمون تھا جو کہ سابق تمہاری تحریر ہو چکا ہے کہ
تم ابھی لبل جنگ نہ بجواؤ مقابلہ مین خاموش رہو مین خود لشکر لیکر آتا ہون بالکل روانہ ہوا
ہون جیسے ہم تحریر کرین اسوقت مقابلہ کرنا یہ پڑھ کر گرداب نے وزیر کو دیا کہ اسکو پڑھ کر سب کو
شاہ و وزیر کے پڑھ کر سنا دیا سب کو معلوم ہوا کہ یہ حکم ہوا ہر کار سے لشکر اسلام کے جو یہان موجود
تھے انہون نے بھی سنا پس گرداب نے یہ تحریر کر دیا کہ بہت خوب ایسا ہی عمل کیا جاویگا
یہ لکھوا کر گلے مین اُس طائر کے باندھ دیا اور وہ طائر سے کہا اُڑ گیا گرداب نے حباب سے کہا
کہ اب اطمینان سے بیٹھو جیسا حکم ہے وہ کیا جاویگا حباب نے جواب دیا کہ اور کیا ہوگا
پس دربار برخاست ہوا وہ ہر کارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر دربار مین آئے بادشاہ کو
مجرا کیا اور یہ واقعہ کہ لشکر کفار مین گذرا تھا اور جو حکم کہ سمندر کا گرداب شاہ کے نام آیا
تھا بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگون نے سنا کہ کیا حکم سمندر نے گرداب کو تحریر کر کے
روانہ کیا ہے یہ سنکر دیکھا تو ابھی مقابلہ ہوگا جشن کرو کوئی مقام خوف نہین ہے یہان جو یہ حکم صاحبقران
نے دیا بندوبست جشن کا ہونے لگا انکو مصروف جشن رکھا جاتا ہے یہ خبر ابھی گرداب وغیرہ کو نہین معلوم
ہوئی تھی کہ سمندر وغیرہ لشکر اسلام سے کوئی لے گیا ہے گو ہر کارے کفار کے موجود تھے انکو سب حال
معلوم تھا مگر اپنے لشکر مین نہ گئے تھے یہان دربار مین جب صاحبقران نے یہ حکم دیا اسی وقت سب
سامان درست ہو گیا محفل عیش برپا ہوئی ناچ و رنگ ہونے لگا اگر سامان جشن کا تحریر کیا جاوے تو طول
پیدا ہوگا اس سے اسی پر اکتفا کیا کہ تمام لشکر مین روشنی ہونے کا بندوبست ہوا ہر ایک خیمہ مین ناچ ہونے
لگا سب لشکر کی دعوت کی گئی اہل لشکر کو انعام تقسیم ہونے لگا یہان تو یہ سامان اور بندوبست ہے دربار
برخاست ہوا سب محفل عیش مین آکر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے پریزادان خوش گلو گانا سنانے لگے وہ ہر کارے
طرف اپنے لشکر کے یہ سب خبرین دریافت کر کے چلے اُسوقت پہنچے کہ جب دربار برخاست ہو چکا تھا
اپنے اپنے مقام پر پہنچ آئے کہ کل دربار مین سب حال بیان کرینگے یہان محفل اشتلا بر پا ہے انکو تو اسی سامان
مین مصروف رکھا جاتا ہے اب حال اُن عیاروں کا تحریر ہوتا ہے جو کہ جب حکم خواجہ طرف سمندر کے
روانہ ہوے ہین اب حال برق ثانی و ضرغام ثانی مین نامہ فرسائی کیجاتی ہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ برق ثانی و ضرغام ثانی دونون راہ طے کر کے داخل سمندر کے ہوے
کئی مرتبہ آ چکے ہین ہر ایک مقام سے آگاہ ہین صورت ساحرون کی بنا کے شہر کی سیر کرتے ہوے طرف
دربار کے پہنچے انھون نے کسی مقام پر کچھ ذکر سمندر وغیرہ کا نہ سنا بلکہ یہ سنا کہ آج بادشاہ کی دائی زمان
جادو زن ساحرہ نے انتقال کیا ہے جو اسکا باغ اور عمارت آنکے عرکی تھی ہوئی تھین وہ سب منہدم ہو گئین
یہ حیران ہوے کہ یہ کیا واقعہ ہے جادو زن ساحرہ تو سمندر وغیرہ کے ہمراہ بیابان دوسرے پاس آئی تھی
یہان یہ خبر ہے یہ راز ہم پر نہین کھلتا کہ کیا ہے کیا ہمراہ جادو نے دغا کیا برق ثانی نے

اپنے دل مین یہ خیال کرکے اور اہل شہر کی تقریرین سکے آہستہ سے ضرغام ثانی سے کہا کہ بھائی تم نے اہل شہر
کی تقریرین سنی کہ وہ کیا ذکر کر رہے ہین یہ امر میری سمجھ مین نہین آتا یہ اتنا بڑا فقرہ سہراب جادو نے کیون کیا جسکا
وہ نام لیتا ہی کہ وہ صندوقچہ مجھکو دیدے یہ دستکاری کرنے گئی یہان آسکے دینے کی نہ خبر شہ دربار کو جبکہ وہ مرگئی ہو پھر کون
صندوقچہ دے گی ضرغام نے جواب دیا کہ اگر سہراب یہ فقرہ کرتا تو اپنی ایسی حالت کیون بناتا اور اُسکو
اس فقرہ سے کیا فائدہ تھا کیونکہ کسی سے آپ چھپ نہ کیا تھا کہ تم صندوقچہ [illegible] خوف سے
فقرہ کرتا برق ثانی نے کہا کہ بھئی یہ امر ہی یہ خبر غلط ہوگی ضرغام نے کہا کہ [illegible] معلوم ہوتا ہی کہ
اسطور کی باتین کرتے ہوئے [illegible] شاہی کے قریب آپہنچے اُس مقام پہ پہونچے جہان دربار ہوتا تھا
دربار کو برخاست پایا برق نے ضرغام سے کہا کہ دربار تو برخاست ہی اب کیا کرین ضرغام نے جواب دیا
کہ آج کے روز اسی شہر مین قیام کرو کل جب دربار آراستہ ہوگا اُسوقت آکر حال دریافت کرین گے برق
نے کہا کہ اچھا لیس وہ دونون آکر سرا مین اُترے ایک کمرہ لیکر اُسمین قیام کیا اُتنا دن وہ رات سرا مین بسر
کی جبکہ مسافر شب نے اپنی منزل تمام کی اور داخل سرای مغرب ہوا اور بادشاہ خاور کی افق مشرق سے شروع ہوئی
شمہ مشرق سے تخت زبرجدی فلکی پر رونق پائی نقاب شب کو اپنے چہرہ سے برطرف کیا اپنے فیض سے
جہان کو روشن و منور کیا یعنے آفتاب طالع ہوا سب بیدار ہوئے اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئے یہ دونون
عیار اُٹھکر طرف دربار کے روانہ ہوئے یہان سمندر رند نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار تھا وقت آنا
ہوئے سمندر رند نے مسند نگار پہ قدم رکھا دربار کا ٹھٹھکا ہوا یہ عیار بھی اپنی صورت چوبدارون کی بناکر دربار
مین آکے کان لگائے ہوئے کھڑے ہین کہ کیا ذکر ہوتا ہی ابھی کسی نے کچھ کلام نہ کیا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر ایک
ابر نمودار ہوا ایک آندھی اٹھی اُس ابر سے برق کی چمک رعد کی گرج پیدا تھی وہ ابر نہ طاق کی طرف سے
اُٹھا اس ابر کو دیکھکر سب اہل دربار نے کہا کہ ای بادشاہ یا تو کسی پہ قہر خدا [illegible] نازل ہوا ہی یا کوئی ساحر
یا ساحرہ آتی ہی مگر اگر کوئی ساحر یا ساحرہ کی آمد ہی تو زبردست ساحر یا ساحرہ ہی سمندر رند نے کہا کہ یہ آثار
غضب خداوندی نہین ہین بلکہ کسی ساحر کی آمد ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ علامت آمد ملکہ ایوان نہ طاقی [illegible]
بزرگ عشاق نہ طاقی کی ہی اسکا واقعہ یہ ہی کہ جب یہ خبر ملکہ ایوان نہ طاقی کو معلوم ہوئی کہ میرا بھائی
نانی امان شعلہ جادو کو حالت علالت مین لیکر برائے علاج شہر سمندر یہ کو گیا تھا کہ نانی امان کا علاج
حکیم لقراط الحکمہ کا کرون شاید کوئی صورت صحت پیدا ہو جب وہان پہونچا سمندر رند شاہ سے ملاقات
کی سمندر رند بہت خلق سے پیش آیا حکیم صاحب کو طلب کیا خود اچھی [illegible] لشکر اسلام کا دربار
سمندر [illegible] تھا کیونکہ سمندر رند سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہی کئی شکستین سمندر رند پیہم کھا چکا ہے
اس عیار نے جو یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ عشاق نے اقرار کیا ہی کہ نانی امان تندرست ہو جائین
تو مین ایک پل مین سب اہل اسلام کا خاتمہ کردونگا اس نے حکیم صاحب کو جاکر بیہوش کیا اُنکی
صورت بدل کر خود آیا چاہا تھا کہ نانی امان کو قتل کرے مگر نانی امان کے [illegible] انکو خبردار کر دیا اُسکا
حال ظاہر ہوا سب نے قصد گرفتار کرنے کا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا دو مرتبہ بھائی کو میرے ذلت دی اُسپر
انکو غصہ آیا وہ اپنا ابر [illegible] سمجھے کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو گئے اُسی عیار نے سمندر کی صورت پہ
اپنے کو آراستہ کرکے میرے بھائی کا سحر برباد کیا تین گروہ ساحر سمندر شاہ کے برباد کر اسنے
بھائی کو قتل کیا ہوتا مگر سمندر رند نے آکر بچایا پھر بھائی نے ایک لامکان ایک صحرا مین بنایا بہت سے
سردار لشکر اسلام کے گرفتار کیے اُنمین خود بھی رہتے تھے اور نانی امان کو بھی لیجاکر رکھا تھا اُسنا

حال سے بھی عیار آگاہ ہوئے عیاروں نے ملکہ عیاری کی امکان مین پہونچے بھائی کو اور نانی امان کو
بیع دیکھا اور ساحرہ کے قتل کیا ان عیارون مین ایک خواجہ تھے ایک برق ثانی تھا ایک قران ثالث
خواجہ تو گرفتار ہو گئے تھے برق نے بھائی کو قتل کیا قران نے نانی امان کو ٹکڑے ٹکڑے مار کر دم
نکالا انکی جان بڑی مشکل سے نکلی سب استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے تھے بلا اثبا دیا اپنے سرداروں کو رہا کر کے
لیکن یہ جو واقعہ سنا اسکو بڑا صدمہ ہوا بھائی اور نانی کا غم کیا اسی حالت رنج و غم مین خیال آیا کہ ان
دونوں کے قاتلون سے چلکر ان کے خون کا عوض لینا ضرور ہے جبکہ مجھ ایسی بہن عشاق کی اور
مجھ ایسی نواسی شعلہ کی زندہ ہو اور خون کا عوض نہ ملے دنیا کیا کہے گی پس یہ اپنے مقام سے
اسی فکر مین چلی تھی آج آکر سمندریہ مین پہونچی ہے بہت بڑی ساحرہ زبردست ہے جب مقابلہ
ہوگا تو اسکے سحر کا حال معلوم ہوگا ایسی ہشیار ہے کہ اسکے اوپر عیاری ہونا غیر ممکن ہے اب یہ آتی
ہے اسکا حال ظاہر ہوگا یہ واقعہ ہے پس آمدم برسر قصہ کہ وہ ابر قریب ایوان سمندر آکر شق ہوا ایک
ہوا سے گرم کا جھونکا آیا کہ سب کے جی چھوٹ گئے اس ابر سے شعلے نکلنے شروع ہوئے تھوڑے عرصے کے بعد جو
دیکھا تو یہ دکھائی دیا کہ ایک ساحرہ ضعیفہ مگر بہت خوبصورت ایک تخت پر بیٹھی ہوئی تخت کو چار
عقاب اٹھائے ہوئے اس ابر سے پیدا ہوئے وہ عقاب اس تخت کو لے کر زمین کی طرف مائل
ہوئے اور صحن دربار مین لاکر تخت اتارا ان سب نے دیکھا مگر کسی نے نہ پہچانا سوا سمندر
کے کیونکہ سمندر دیکھ چکا تھا کہ یہ بہن ہے بڑی عشاق شعلہ طاقی کی پس دیکھتے ہی اٹھ کھڑا
ہوا تخت پر سے اسکا اٹھنا تھا کہ سب حاضرین دربار مودب کھڑے ہو گئے یہ کہتا ہوا کہ ملکہ آئیے آئیے
تا لب فرش آیا ادھر وہ اپنے تخت پر سے اٹھکر اسکی طرف چلی اب سب نے دیکھا کہ ایک مینا
اسکے شانہ پر بیٹھی ہوئی ہے اسکے پاؤن مین طلائی زنجیر پڑی ہے اور ایک طلائی اڈا بھی ہے اور ایک
چھوٹا سا صندوقچہ اسکے ہاتھ مین ہے سب یہ سمجھے کہ شاید یہ وہی صندوقچہ لے کر آئی ہے جو کہ اخضر
ماہی پوش بادشاہ کی دایہ کو قتل کرنے کے لئے لے گئی تھی اسی نے اسکا حال بیان کیا ہے اسکو قتل کرکے
اسی سے دینے کو لائی ہے اور خود بھی آئی ہے اور سبھوں کو تو یہ گمان ہوا ادھر سمندر کی اور اسکی
صاحب سلامت ہوئی بعد اسکے مزاج پرسی ہوئی سمندر اسکا استقبال کرکے دربار مین لایا
اپنے تخت کے برابر کرسی اسکے لیے بچھوائی خود تخت پر بیٹھا وہ کرسی پر بیٹھی اڈا مینا کا اپنی
پر لگایا پھر مینا بھی باتین کرنے لگی ٹرٹر بولے جاتی ہے ایوان نہ طاقی نے کہا کہ خاموش
ہو جا کیون بے بیٹھے بولے جاتی ہے مینا خاموش ہو رہی اسنے ایک کرسی اپنے آگے
بچھوا کر اس پر صندوقچہ رکھا سب اہل دربار اپنے مقام پر بیٹھے عیار جو بدارستہ ہوئے کھڑے
ہین مگر اس ساحرہ کو دیکھکر ان کے اندام مین رعشہ پڑ گیا تھا خیال جو کیا تو ساحرہ
کو بہت ہی زبردست پایا چہرہ سے اسکے آثار مکر و فریب ظاہر ہوتے تھے صورت تا
خوشنما تھی مگر خوبصورت تھی سن بھی کوئی آٹھ نو سو برس کا ہوگا منہ مین ایک دانت نہ تھا
مگر قوی بہت تھی اعضا بھی قوی تھے جب سب اہل دربار بیٹھ گئے ان عیارون نے جو اسکی صورت
دیکھی اور بسبب خوف کے یہ حال ہوا پناہ طرف خداوند کریم و رحیم کے لے گئے اور خاموش کھڑے رہے
جب دربار آراستہ ہو چکا سمندر شاہ نے ایوان کی طرف دیکھکر کہا کہ ملکہ کدھر آنا ہوا سب
خیریت ہے ایوان نہ طاقی نے جواب دیا کہ خیریت کہان تمنے خوب بڑے بھائی اور نانی کو قتل کرایا اور اب ملکہ

خون کا خوب عوض لیا کیا خوب حکیم صاحب نے علاج کیا اب یہ بتاؤ کہ تم نے میرے بھائی اور نانی کے
قاتلوں کو قتل بھی کیا یا وہ ابھی زندہ ہین سمندر نے جواب دیا کہ ملکہ کیا بیان کرون کہ مین کن آلام مین
مبتلا ہون اُنکے قتل کی جو فکر کرتا ہون وہ پوری نہین ہوتی ہو ایک نہ ایک زک مجکو حاصل ہوتی ہو
ابھی تک تو وہ سب زندہ ہین وہ لوگ بڑے غضب کے ہین تمھارے بھائی اور نانی کو تو عیارون
نے قتل کیا ہو انکو کون قتل کر سکتا ہو اُنھون نے تو وہ وہ کام کیے ہین کہ مین کیا بیان کرون میرا
ناک مین دم کر دیا ہین اُنکے ہاتھ سے بہت پریشان ہون لاکھ لاکھ تدبیر اُن کے پھانسنے کی کی گئی مگر نہ پھنسا
سکا ایسی صورت بنکر آتے ہین کہ کوئی نہین پہچان سکتا ہو مین کیا انکا حال بیان کرون ایوان نے
جواب دیا کہ سچ ہو کس کی پکڑی کون ڈالے گا انکا کام اپنے سے خوب ہوتا ہو مجکو تو گمان تھا کہ تم نے
انکا خاتمہ کر دیا ہوگا مگر ابھی تک وہ زندہ ہین ہان یہ بتاؤ کہ وہ کہان ہین مین اُنسے اپنے عزیزون کے خون
کا عوض لینے آئی ہون بھلا میرے روبرو وہ کیا عیاری کرین گے جس صورت پر بنکر آئینگے مین پہچان لونگی
مین نہ مثل بھائی کے اور نانی کے نادان ہون نہ تم لوگون کے مانند بے عقل ہون میرے آگے عیار کیا
چیز ہین مین اپنے سحر و ساحری کے نزدیک سامری و جمشید کو طفل مکتب خیال کرتی ہون اگر وہ ہوتے تو مین انکو
درس سبق دیتی میرے برابر اسوقت روے زمین پر کوئی ساحرہ یا ساحر نہین ہو ایسا ہی دعوی تھا جو مین تنہا
آئی ہون لشکر وغیرہ نہین لائی ہون مین ایک جنبش لب مین جس قدر لوگ ہون گے سب کو قتل کرونگی عیارون
کی کیا اصل ہو اگر کرورون کا لشکر ہو تو مین ایک پل مین سب کا خاتمہ کر دون سمندر نے کہا اے ملکہ وہ لوگ
یہان کہان اپنے لشکر مین ہین ملکہ نے کہا کہ انکا لشکر کہان ہو سمندر نے جواب دیا کہ وہ لشکر بیرون شہر اُترا
ہوا ہو اُسکے مقابلہ مین میرا لشکر بھی موجود ہو یہان جب تم وہان جاؤ تو مقابلہ کرو تو وہ لوگ سامنے آئین یا جب
اُنکو معلوم ہو کہ تم لڑنے مقابلہ کرنے آئی ہو تو وہ خود یہان آئین تم پر عیاری کرین اسوقت پہچان لو تو جانین
ایوان نے جواب دیا کہ اُنکی عیاری تمھارے روبرو کارگر ہوگی میرے روبرو کچھ نہ چلیگی سمندر شاہ
نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا جب سامنا پڑے گا اسوقت حال کھلیگا ایوان نے کہا کہ ہان تمکو جو حال معلوم ہوا
تو اسیطرح سب کو جانتے ہو ایک تم ایسے نکلے کہ عیارون کا مطلق بند و بست نہ کر سکے اپنا سا سب کو خیال
کرتے ہو میرے نزدیک تمکو شاہی کا مرتبہ نہ ملنا تھا تم سے تو بدتر بدتر اور لوگ اور جو کم مرتبہ رکھتے ہین وہ
عیارون سے نہین ڈرتے ہین تم بادشاہ جلیل القدر ہوکر اسقدر خوف کرتے ہو اور کچھ بند و بست نہین کر سکتے
ہو یہ کلام سنکے سمندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر شلاق وزیر بول اُٹھا کہ اب آپ تشریف لائین ہین بند و بست
فرمائینگی ایوان نہ طلاقی نے کہا کہ ضرور دیکھ لینا کہ کیونکر عیارون کو گرفتار کر کے قتل کرتی ہون مین پہلے
عیارون کا خاتمہ کرونگی پھر اہل لشکر سے مقابلہ کرونگی مین زیادہ تر عیارون کی دشمن ہون خصوصاً
برق و قران و خواجہ کی انھین تینون عیارون نے یہ ظلم کیا مجکو سب حال معلوم ہو ان مین بھی جیسی مین
قران کی دشمن ہون ویسی مین خواجہ کی نہین ہون اور جیسی خواجہ کی ہون ویسی برق کی نہین
ہون قران نے تو میری نانی اماں کو گھلا گھلا کے جان سے مارا ہو کہ اُنکا دم گھٹ گھٹ کر نکلا ہے اگر
اُسکو کہین پاجاؤن تو بوٹیاں چیل کر اُڑاؤن اور مجکو مطلق رحم نہ آئے جیسے آتشہ شعلہ
پر کچھ رحم نہ کیا اور تکلیف کے ساتھ قتل کیا مین اسی لیے تو آئی ہون ورنہ مجکو کیا ضرورت تھی کہ
مین دوسرون کے لیے اتنی بڑی زحمت گوارا کرتی اور درد سر مول لیتی اپنی راحت مین خلل ڈالتی
یہ صرف خون عزیزی کا سبب ہو کہ وہ بیقرار کر کے لایا اور مین یہان آئی ہان اے سمندر سب واقعہ

تو بیان کرو سمندر نے شغلاق سے کہا کہ تم بیان کرو ملکہ کے روبرو شغلاق نے خوب اسکو اپنی طرف سے
رنگ کر اور چند امر زائد کرکے بیان کیا اسکے بعد کل حال عشاق اور لشکر اسلام کے آنے کا بیان کیا یہ
حال سن کے اسکو بڑا غصہ آیا شغلاق نے کہا ملکہ تازہ واقعہ تو سنو شغلاق نے سمندر کا صندوقچہ
روانہ کرنا اور وہاں زعفران کا مقابلہ کرنا سہراب کی کل حالت کہہ سنائی یہ بھی کہہ دیا کہ بادشاہ کی
والئ امان صندوقچہ لینے گئیں صندوقچے بھی آئیں مگر راہ میں دوسری افتاد پڑی خود بھی قتل ہوئیں
اور صندوقچہ بھی ہاتھ سے گیا شغلاق نے اخضر دالاسب واقعہ سنایا اب اسکو اور غصہ آیا برہم ہو کر
کہا کہ میں اہل اسلام کا بند و بست کرلوں تو پھر اخضر سے ضرور مقابلہ کرکے بادشاہ کا صندوقچہ لا دونگی
یہ بالکل حرکت بیجا ہے یہ کہکر سمندر شاہ سے کہا کہ دراصل تم آجکل عجب آفت میں مبتلا ہو اب میں آئی
ہوں سب امروں کا فیصلہ ہوا جاتا ہے لشکر اسلام کی کیا اصل ہے اور ان عیاروں کی یا جو ساحر ہیں انمین
سب میرے سامنے طفل مکتب ہیں میں یہ کہتی ہوں کہ آفاق کو کیا ہوا اور لولیہ اور نصر اللہ کو اور سہراب
جادو سے تو ایک قسم کی عداوت تھی کہ جسکے عوض میں اسنے یہ کیا ان سے تو کوئی امر نہ تھا یہ لوگ کیوں
پھر گئے معلوم ہوا یہ سب فساد انھیں سب کے ہیں اور یہی لوگ جرأت والا کر پائے ہیں ورنہ لشکر اسلام کبھی ادھر
نہ آتا انکو ادھر کا راستہ نہ معلوم تھا تمام عمر کوشش کرتے اسپر بھی نہ پاتا کہ یہ سب کارروائی سہراب
کی ہے اسنے انکو راہ بتائی شغلاق نے جواب دیا کہ بلکہ اسنے آپ کی ہر ایک ساحر کے قتل میں شریک ہوا
الوان نے کہا کہ پہلے عیاروں سے سمجھ لوں تو پھر میاں سہراب وغیرہ کے مزاج کا حال دریافت
کرونگی سمندر نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے الوان نے کہا کہ ایک امر ہے کہ پہلے سمندر تم قسم کھاؤ کہ
میں نے ملکہ الوان نہ طاقی کو اختیار دیا سیاہ سفید کا مجکو مقدمہ اہل اسلام میں کوئی سروکار نہیں ہے پھر میں بند و بست
کروں سمندر نے اسی وقت قسم کھائی پس الوان نے سمندر سے کہا کہ میں آج دخل تو دے لوں
پرسوں عیاروں کا بند و بست کر دونگی سب کو اسیر کرکے اپنے قبضہ میں لا دونگی اسکے بعد اسلام کا خاتمہ کر دونگی
تم غم نہ کھاؤ اب تو میں آئی ہوں میں بھی تو دیکھ لوں کہ ایسے عیار ہیں اور کیونکر میرے اوپر عیاری
کرتے ہیں اور کیسے صاحبقران اور انکے لشکر کے ساحر ہیں کہ میرے سحر سے بچتے ہیں اور کیونکر میرے
سحر کا جواب دیتے ہیں سمندر نے کہا کہ وہ لوگ اس امر پر زیادہ تر بے خوف ہیں کہ صاحبقران
والاشان مالک اسم اعظم ہیں پس یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر سحر اثر نہ کرے گا الوان نے جواب دیا
کہ میں اسکا بھی بند و بست کر لونگی اور دیکھ لونگی کہ انکا اسم اعظم میرا کیا کرتا ہے سب اسم اعظم میرے مقابلہ
میں پڑا رہ جائیگا سمندر نے کہا کہ آپکو اختیار ہے جبکہ میں قسم کھا چکا ہوں تو مجکو کیا ہے یہ کہکے
سمندر خاموش ہو رہا الوان بھی خاموش ہوئی مگر فرط غیظ میں بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہے یہ لقندریہ
جو ضرغام و برق نے سنی انکے ہوش جاتے رہے اپنے دل میں کہا کہ اسکو اپنی ساحری کا بڑا غرہ
ہے اور یہ عیاروں کی زیادہ تر دشمن ہے خداوند کریم خیر کرے اور اسکے شر سے ہم سبھوں کو بچائے
ضرغام نے جو یہ کہا برق نے جواب دیا کہ بھائی صاحب کیا تم نے سنا بھی کہ یہ موری اور استاد
کی اور قران ثالث کی زیادہ تر دشمن ہے تمام دنیا دشمن ہو مگر خداوند کریم نہ دشمن ہو کہ جسکے
قبضہ میں جان ہے یہ بھی لکاتہ مثل اپنے بھائی اور نانی امان کے میرے ہاتھ سے قتل ہوگی سارا
غرور نکل جائیگا جب سامنا ہوگا بھلا یہ کیا شناخت کریگی اسکی ماں بھی قبر سے اٹھکر آئے تو
ہمکو نہیں پہچان سکتی ہے اسکی کیا لیاقت ہے ضرغام نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا لے اب یہاں سے چلے

کیونکہ اپنا کام ہوگیا صندرہ تچہ کا حال معلوم ہوگیا کہ سمندر تک نہ آیا بلکہ راہ سے کوئی دوسرا لے گیا
اس لکا تو کبھی قتل کیا گیا خدا کی قدرت ہی جس امر سے خوف تھا اس سے تو اطمینان ہوا یہ آئی ہی تو
مقابلہ ہوگا اب کوئی خوف کا مقام نہین ہی ہان موجودگی صندرہ نہین ضرور خوف تھا کہ اس سے کسی کا بس نہ چلتا اس سے
ہرا ایسا مقابلہ کرے گا جسکو خدا ظفر دے وہ لے برق نے جواب دیا کہ بیٹھے ہین مگر ای بھائی یہ کہتی ہی کہ مین
عیارون کو پہچان لونگی ہم کتنی دیر سے یہان ہین پہچان نہ لیا یہ صرف اسکی باتین ہین ضرغام نے کہا کہ ہوگا
چلو اس حال سے بھی سب کو آگاہ کرین تاکہ کوئی بندوبست کیا جاسے برق نے کہا کہ چلو یہ کہکر دونون
کے دونون اسی صورت سے دربار سے باہر آئے اور طرف اپنے لشکر کے شہر سے چلے تھوڑی دور
چلے تھے کہ برق ثانی نے کہا ای بھائی ضرغام یہان سے بدون اسپر عیاری کیے ہوے جانا بالکل خلاف ہی
چلو اسپر دربار مین عیاری کرین یہ کہتی ہی کہ مین بہت ہوشیار ہون ذرا اسکی ہوشیاری دیکھین ضرغام نے کہا
کہ اچھا بس یا تو دونون لشکر کا قصد کرکے چلے تھے یا راہ سے واپس ہوے اور پھر طرف دربار کے
چلے ایک گوشہ مین جاکر ایک تدبیر کرکے اپنے سامان سے درست ہوکر چلے ہین کہ آیندہ حال معلوم ہوگا
یہان ابھی دربار آراستہ ہی سمندر نے حکم دیا کہ ملکہ کے آنے کا جشن کرین گے اور آج ملکہ کی دعوت
ہی اسکا سامان کیا جاسے ایوان سے کہا کہ ملکہ آج تمہاری دعوت ہی ایوان نے کہا کہ ای سمندر ابرادل
تو مین کسی کے یہان دعوت مین جاتی نہین ہون دوسرے ابھی مین دعوت تمہارے یہان نہ کھاؤنگی
جب تک عیارون کا بندوبست نہ کرلونگی شاید کوئی فتور پڑے تو بڑی خرابی واقع ہو سمندر نے
جواب دیا کہ آپ اس امر سے اطمینان رکھین کوئی فتور نہوگا مین خوب بندوبست کرلونگا جب بہت
اصرار سمندر نے کیا تو ایوان نے کہا کہ اچھا مگر ایک امر ہی جو مین کھاؤن اسکو کھانے دینا کسی چیز پہ
اصرار نہ کرنا سمندر نے کہا کہ اچھا یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک دربارگاہ سے ایک مالن کم سن
کوئی برس پندرہ کی سینہ پر جوبن کا ابھار یہ معلوم ہوتا ہی کہ چھوٹے چھوٹے دو انار سینہ پر رکھے ہوے
ہین آڑا ڈوپٹہ پڑا ہوا اس سے وہ نمایان گرگلابی رنگا ہوا پاؤن مین اطلس سبز کا بڑا سا لہنگا اسمین
لچکہ وبنت وغیرہ لگی ہوئی ڈوپٹہ مین لچکا وبنت لگی بناؤ کیے ہوے آنکھون مین سرمہ دیے ہوے
پیشانی پر قشقہ لگا ہوا ابرو محراب ابر دسیندور کا ٹیکا جسکو شاعر کہتا ہی ۔ نہین سیندور کا ٹیکا عیان محراب
ابرو مین ٭ چراغ اُس شمع رو نے عین کعبہ مین جلایا ہے ٭ بڑی بڑی آنکھین چھوٹی چھوٹی بازو
مثل گل کے پیشانی کشادہ لب مثل برگ گل نازک بدن پر مسی لگی ہوئی اسپر پان کی سرخی جسکو کسی
شاعر نے نظم کیا ہے ۔ شفق پھولی ہی دیکھو شام کو شہر بدخشان مین ٭ لب لعلین پہ مسّی
مل کے لاکھا پان کھایا ہی ٭ سر سے پاؤن تک زیور مین غرق پور پور چھلے ہاتھون مین سبلے کے گجرے لیے
وہ مالن سراپا نور کی تصویر تھی مثل گوہر غلطان کے اسکے دانت تھے یا ہیرے کی کنیان تھین ساعد
نور کے سانچہ مین ڈھلے ہوے تھے گردن صراحی دار تھی سینہ چوڑا تھا کمر پتلی تھی ساقین بوری کی
بنی ہوئی تھین لہنگا ہوا سے اُڑتا جاتا تھا جب ساق پا پر سے ہٹ جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک
نور پیدا ہوا ازلطین نامہ ودرش بڑی ہوئین بڑا سے اسیری اہل دل انہین شانہ کیا ہوا ہاتھ مین
ایک برنجی تھال اُس مین چند گلون کے بہت خوشنما گلدستے سجے ہوے رکھے ہین ناز وادا سے
قدم اُٹھاتے ہوے جوانون کے دل کو پامال کرتی ہوئی خرامان خرامان چلی آتی ہی کبھی مسکرا اٹھتی
ہی کبھی اپنا ڈوپٹہ درست کرتی ہی اسکے ذلف پیچان ایک ایک موتی پرو ا سکے بالون مین گیندے کا پائجامہ

جھٹ بول اٹھی کہ ای ملکہ خبردار ہو یہ مالن نہین ہی بلکہ عیار برق ثانی ہی مالن کی صورت بنکر آیا ہی تمکو دھوکا دینے اُن گلدستون مین بیہوشی آمیز پھول لگے ہوے ہین وہ دوسرا جو مرد بیٹھا ہی وہ ضرغام ثانی عیار لشکر اسلام ہی ان سب پھولون مین بیہوشی ملی ہوئی ہی عیاری کر کے وہ تمھاری فکر مین آئے ہین کیا ہو سکے دیو سے کے عیار ہین کہ دن دہاڑے پھر سے دربار مین عیاری کرنے آتے ہین یہ بینا کا کہنا تھا کہ ایوان نے گھبرا کر صدا سے گیر دی کہ برق اور ضرغام کے پانون زمین نے پکڑ لیے ان دونون نے قصد کیا تھا کہ بھاگین مگر ایوان نے مہلت نہ دی ادھر زمین نے پانون پکڑ لیے اُدھر اُسنے سحر کیا کہ وہ روغن عیاری چہرہ سے اڑ گیا اور وہ پھول بھی شعلہ سحر سے گر پڑے اور وہ پھل بھی ان دونون کی اصلی صورتین نکل آئین راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ تدبیر کر کے دونون چلے تھے برق ثانی عورت کی شکل خوب بنتا ہی یہ مالن بنا اور ضرغام کو باغبان بنایا تھا اس تدبیر سے آئے تھے اس بینا حرامزادی نے ایوان کو آگاہ کر دیا اور کسی کی کیا مجال تھی جو پہچانتا بینا نہوتی تو پہچانے جاتے یہ بینا سحر کی ہی اگر یہ معلوم ہوتا تو کوئی اسکی بھی فکر کرتے دھوکا کھایا کیا کرین ناچار ہوے آج دیکھا سے کون کا پاسا دیکھا سب اہل دربار حیران ہوے کہ کیا چالاک اور بےخوف ہین کہ اسی وقت عیاری کر گزرے جب موجود رہی سے سن رہے تھے کہ ملکہ نے کہا ہی کہ مین ہوشیار رہون ضرور ملکہ ہوشیار تھی اپنی تدبیر کر کے آئی تھی اگر بینا آگاہ نہ کرتی تو وہ اپنا کام کر چکے تھے قسمت ملکہ رہی بہت حیران ہی کہ کیا کہنا ان عیارون نے مجھکو سچا کر دیا مین بہت خوش ہوا سمسند رشاہ یہ اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ ادھر ایوان نے برق و ضرغام کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون عیاری کا مزا ملا خوب پھر عیاری کرنے آؤ گے ہمکو بھی مثل اور ساحرون کے خیال کر لیا تھا ہر ایک پر عیاری کر کے بہت چالاک ہو گئے ہو پھر یہ نزدیک وہ جو تمہارے استاد ہین انکی عیاری کی بہت شہرت ہی وہ اگر آئین تو وہ بھی مثل تم دونون کے گرفتار ہون یہان انکا بھی کچھ بس نہ چلے مین پہلے ہی سے بندوبست کر کے آئی ہون یہ جو اس نے کہا برق نے لپک کر جواب دیا کہ ملکہ کو خداوند سلامت رکھین ہم نے سنا تھا کہ ملکہ ایسی ہوشیار ہین کہ جو کوئی انکے سامنے عیاری کر کے جائیگا وہ فوراً پہچان لینگی ہمارے قیاس مین نہ آیا ہم نے خیال کیا کہ یہ امر تو غیر ممکن ہی آج تک ہم نے ایسا ساحر نہین دیکھا کہ جو ہمکو پہچان سکے ہم نے یہ اپنے دل مین عہد کیا کہ اگر ملکہ ہمکو پہچان لینگی تو ہم پھر ان کے اپنی مدت العمر مین عیاری نہ کرینگے اور امتحان بھی ہو جاے گا ہم اقرار کرتے ہین کہ اگر ہمکو آپ رہا کر دین تو ہم پھر کبھی ادھر نہ آئین ملکہ خواجہ کو بھی منع کر دین ماننے نہ ماننے کا انکو اختیار ہی ہم تو ضرور لشکر اسلام سے چلے جائین گے اور اب بھی آپ پر قصد عیاری کرنے کا نہ کرین گے کیونکہ آپ کے روبرو کوئی عیاری پیش نہ جاے گی ہر مرتبہ اسیر ہون گے دوسرے یہ امر ہی کہ اب آپ کے ہاتھ سے لشکر اسلام کا بچنا محال ہی ضرور بالضرور تباہ و برباد ہو گا اتنی بڑی زبردست ساحرہ آج تک ہم نے نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی جیسی آپ ہین ہم تو اب اس امر کا اقرار کرتے ہین ای ملکہ ہم نے تو اسوقت انعام کا کام کیا وہ عیاری کی کہ کسی نے نہ پہچانا بڑے بڑے ساحر موجود تھے خود سمسند شاہ نے نہ پہچانا عیاری اسکا نام ہی بس جیسی ہم نے عیاری کی ویسا آپ نے بھی اپنا کمال دکھایا بس آپ کی بڑی مہربانی ہوگی جو آپ ہمکو انعام دین کیونکہ قدردان سے ہر طرح کا بس چلتا ہی ہم دونون آپ کی قدردانی اور سخاوت کی تعریف سنکے آئے ہین ہم نے سنا تھا کہ ایک ملکہ نے طاق نکلی آئی ہین وہ عیارون کی بڑی قدر و منزلت فرماتی ہین پس ہمکو بھی اشتیاق ہوا کہ آپ کی خدمت

حاضر ہو کر کچھ حاصل کر لیں پس ہم دونوں نے آپ کی طبیعت کو خوش کیا اپنا کمال دکھایا اور آپ کا
کمال دیکھا جیسا سنا تھا ویسا ہی آپ کو پایا آج تک ہماری نظر سے کوئی ایسا عیار نہیں گذرا تھا
کوئی ساحرہ ہم کئی مرتبہ سمندر شاہ کے بھی دربار میں آئے مگر ہمکو مطلق کسی نے نہ پہچانا اسوقت
سوا آپ کے کیا خوب سحر ہی ہیں اب ہم آپ کے سر مبارک کی قسم کھاتے ہیں کہ آپ ہمکو انعام
دے کر رخصت کر دیں اب ہم لشکر میں کبھی نہ آئیں گے حضرت خواجہ کو اس حال سے آگاہ کر کے جدھر منہ پڑیگا
چلے جائیں گے کیونکہ اب ہمکو یقین ہو گیا ہے کہ کوئی آپ سے مقابلہ نہیں کر سکے گا اول تو کوئی عیار عیاری
کر سکے گا جو آپ کے سامنے آئے گا آپ پہچان لیں گی دوسرے سحر میں آپکا کوئی مقابلہ
نہیں کر سکتا ہے لشکر اسلام ضرور تباہ ہو گا میں جا کر صاحبقران کو بھی سمجھاؤنگا کہ اب آپ کا مقابلہ
کرنا بیکار ہے جو آپ یہاں سے تشریف لیجائیں تو اچھا ہے خواجہ کو بھی سب حال سے آگاہ کر دوں کہ ملکہ کے
اوپر اب آپکی عیاری کارگر نہ ہوگی بیکار گرفتار ہوں گے اب قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار انکو ہے
میں تو قسم کھاتا ہوں کہ میرے لڑکے چھوٹے ہیں تو ادھر کا رخ بھی نہ کرونگا عیاری کرنا تو شے دیگر
ہے اب تو جبکہ آپکا اگر سوتے میں بھی خیال آئے گا تو کانپ جاؤنگا وہ زک میں نے اٹھائی ہے
یہ کہکر سمندر شاہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے بادشاہ آپ بھی کچھ سفارش ملکہ سے فرمائیے ہمارے
حق میں ہم نے آپ کو بچا کر دیا اور آپ کو وہ عیاری دکھائی کہ آپ نے اب تک نہ دیکھی ہوگی ہم تو آپکے
نمک خوار ہیں کچھ تو اسوقت حق مالکی ادا فرمائیے سمندر شاہ یہ سنکے مسکرا دیا الیوان نے کہا کہ او برق
ثانی تو مجھکو فقرہ دیتا ہے میں تیرے فقرہ میں آنے والی نہیں ہوں ضرور جو تو نے کہا اس پر عمل کرونگا
ارے ادھر تو گرفتاری سے چھوٹا ادھر تو نے لوٹا اسوقت سمجھا گرفتار ہوئے تو یہ باتیں کر رہے ہو تم
لوگوں کے قول فعل کا اعتبار نہیں تم لوگ ایسے بدمعاش ہوتے ہو کہ اپنے باپ کے ساتھ دغا کرو جو اقرار
کئے پر عمل کرے وہ شخص نادان ہے کیوں باتیں بناتا ہے اب میں تجکو رہا کر چکی کسی نے بھی اپنے دشمن کو
گرفتار کر کے رہا کیا ہے ارے اگر میں پہچان نہ لیتی تو تو اپنا کام کر چکا تھا جب گرفتار ہو گیا یہ باتیں بنانے
لگا یہ فقرہ اور کسی کو جا کر دے تو اور عیاری نہ کرے مگر عیب تو تم لوگوں کے آب و گل میں ہے میں
تو تیری دشمن جانی ہوں تو نے اور قرآن و خواجہ نے مل کر میرے بھائی اور نانی کو قتل کیا ہے
اب میں تجھے کب چھوڑتی ہوں ملکہ نے جو یہ کہا برق ثانی نے جواب دیا کہ یہ تو بالکل آپ کے
عدل و انصاف کے خلاف ہوا ہے ملکہ جو آپ سے آئے اور امتحان کرے اس پر ظلم و ستم نہیں کرتے ہیں
میں یہ آپ سے قول کرتا ہوں کہ اب پھر کبھی جو آپ پر عیاری کروں اور آپ مجھے گرفتار کر لیں تو پھر نہ رہا
کریں نہ میں پھر عیاری کروں گا ایک مرتبہ رہا کر کے میرے قول کو آزما لیجئے اے ملکہ اگر میں یہ جانتا کہ میں
امتحان کرنے جاؤنگا اور ملکہ گرفتار کر کے مجھے قتل کریگی تو میں کبھی نہ آتا بلکہ میں تو اسی امید پر آیا تھا
کہ ملکہ خوش ہو کر انعام کثیر دینگی اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تو نے اور قرآن نے اور خواجہ نے
میرے بھائی اور میری نانی کو قتل کیا ملکہ یہ تو مقابلہ تھا ہم نے ان پر عیاری کی وہ ہمکو نہ پہچانے
ہم نے قتل کیا اور ہم اسی ارادہ سے گئے تھے اگر انھوں نے پہچان لیا تو وہ ہمکو قتل کریں گے
انھوں نے نہ پہچانا تو کیا کیا جائے اور یہاں تو میں اس قصد سے نہ آیا بلکہ سراسر امتحان اور
انعام لینے آپ کے پاس اور سمندر شاہ سے اور اپنا کمال دکھانے سو یہاں آکر گرفتار ہو گیا
اگر آپ نہ بھی پہچانتیں تو میں اپنے کو آپ پر ظاہر کرتا اور آپ سے انعام لیتا اے ملکہ اب تو میں

آپ کے بس مین ہون جو چاہے میرے حق مین فرمایئے مگر افسوس اس امر کا ہی کہ میری ابھی شادی ہوئی
تھی پورے طور سے دولہن سے بات بھی نہ کرنے پایا دل کے ارمان بھی نہ نکلے ابھی اسکا گھونگھٹ
بھی منھ سے نہین اُٹھا کہ وہ رانڈ ہوئی جاتی ہی ہائے وہ کمبخت اپنے دل مین کیا کہے گی اسکی جوانی کیونکر
بسر ہوگی کیونکہ نہ اُسکے ماں ہی نہ باپ نہ بھائی صرف اسکو میرا بھروسا ہی ہان ایسی بدنصیب
عورت کم ہوتی ہی جیسی میری عروس ہی کوئی اسکا پرسان حال نہوگا سوائے بھیک مانگنے کے اور کیا کریگی
یہ جو برق نے کہا ملکہ کے دل مین ترحم آیا کہا کہ اے برق تو سچ کہتا ہی برق ثانی نے کہا اگر آپ کو یقین
نہو تو میرے ہاتھون پر سے سحر دفع فرمایئے مین آپ کو دکھا دون کہ وہ جو مہندی کے دن مین نے مہندی لگائی
تھی ابھی تک اسکی سرخی میرے ہاتھون مین موجود ہی میرے جھوٹ و سچ کا آپ کو باور ہو جاے ملکہ نے
مسکرا کر کہا کہ تیری دولہن کی صورت کیسی ہی برق ثانی نے کہا کہ اگر آپ ناراض نہون تو عرض کرون
ملکہ نے جواب دیا کہ ناراض ہونے کی کیا بات ہی تو بیان کر برق نے کہا کہ ملکہ ہیہات آپ ہی کی صورت
ہی کوئی بات اس مین ایسی نہین ہی جو آپکی صورت مین نہو مین نے جب سے آپ کو دیکھا ہی اسیوقت سے اسکی تصویر
میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی مین یہ یقین کرتا تھا کہ وہ تو یہی بیٹھی ہوئی ہی صرف اسقدر فرق ہی کہ آپ
ضعیف ہین وہ ابھی جوان ہی اگر اُسکا آپ کا سامنا ہوتا تو مین کبھی نہ باور کرتا کہ آپ ملکہ ہین مین یہی
خیال کرتا کہ میری عروس ہی ملکہ الوان نے قہقہہ لگایا کہا کیون موے تو مجھے اپنی جورو بناتا ہی برق
ثانی نے جواب دیا کہ ملکہ مین نے آپ سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ آپ ناراض ہونگی آپ نے
فرمایا تھا کہ نہین اسمین ناراض ہونے کی کیا بات ہی سو اب اے ملکہ عالم مجھکو انعام دیکر رخصت فرمایئے
وہ کھانا لیے بیٹھی ہوگی میرا انتظار کر رہی ہوگی بغیر میرے کھانا نہ کھاے گی وہ مجھ سے محبت بدرجہ کمال
کرتی ہی جب تک مین گھر مین نہین جاتا ہون پریشان رہتی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ اے برق یہ نہ کہتا
کہ مین نے ملکہ کو فقرہ یاد ہو کا دیا مجکو تیرے اوپر ترحم آگیا ورنہ مین کبھی نہ رہا کرتی مین تیرے فقرہ مین آکر
کچھ نہین رہا کرتی ہون بلکہ تیرے اوپر ترحم کر کے مگر اس امر کا خیال ضرور رہے کہ اب میرے اوپر ہرگز ہرگز
عیاری نہ کرنا بلکہ اپنے اُستاد خواجہ کو بھی منع کر دینا اور سمجھا دینا کہ وہ بھی پھر عیاری کرنے کا قصد نہ کرین
اور اُس الوہیت کا یہ کہنا کہ وہ ہوشیار رہے مین اُسکو ضرور قتل کرونگی برق ثانی نے کہا ملکہ مین آپ کا پیام
سب کو دونگا مگر مین یہ عرض کرتا ہون کہ کوئی میرا کہنا نہ مانے گا بلکہ قران نے آپکی ثانی کا برا حال کر کے
قتل کیا وہ ضرور لائق سزا ہی مین اُسکو آگاہ کر دونگا اور مین تو آپ سے اقرار کر چکا ہون اب کبھی عیاری
نہ کرونگا آپ پر بلکہ لشکر مین بھی نہ ہونگا ملکہ الوان نے یہ سُنکے برق پر سے سحر اُتار لیا اور کہا کہ
اپنے قول پر قائم رہنا عہد شکنی نہ کرنا برق ثانی نے کہا کہ لایئے انعام لایئے ملکہ الوان نے پانچ
اشرفیان برق کو دین برق نے کہا کہ ملکہ یاد رکھیے اپنی لیاقت کے موافق یا دوسرے کی میری تو
یہ لیاقت نہین ہی کہ پانچ اشرفیان لون اور اتنے بڑے کام کے صلہ مین پس آپ اپنی لیاقت کے موافق
عنایت فرمایئے ملکہ نے مسکرا کر پندرہ اشرفیان اور برق ثانی کو دین اور کہا کہ جاؤ ہم نے تمکو رہا کیا
برق ثانی نے اپنے کو سحر سے رہا پایا اشرفیان لے کر سلام کیا اور کہا کہ ملکہ میرے ساتھی کو تو رہا فرمایئے
اور اسکو بھی انعام عنایت فرمایئے ملکہ الوان نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام چاہے ہم اُسکو رہا
کرین چاہے نہ رہا کرین وہ کوئی آپ کا قیدی تو نہین ہی برق ثانی نے کہا کہ اے ملکہ یہ کب ہو سکتا
ہی کہ مین تو رہا ہو کر انعام پا کر چلا جاؤن اور اپنے ساتھی کو نہ لیجاؤن لوگ کیا کہین گے مفت بدنام

اگر نہ کئے اور کہیں گئے کہ اپنی تو جان بچا کر چلا آیا دوسرے کو پھنسا آیا اس سے بہتر ہے کہ آپ ہمکو بھی نہ
رہا کریں اگر آپ رہا فرماتی ہیں تو دونوں کو رہا فرمایئے برق نے اسطرح سے اس امر کو کہا کہ ملکہ
سپہر ہول ضرغام کو بھی پندرہ اشرفیاں دے کر رہا کیا جب برق ثانی و ضرغام ثانی دونوں
عیار ایوان سے رہا ہوئے ایوان کو بہت دعا دی اور بہت ہی جھک کر اور مودب ہوکر سلام کیا اور
وہاں سے سمندر شاہ کے سامنے آئے برق ثانی سمندر کی طرف دیکھکر بولا کہ اے بادشاہ ہم نے جیسا
ملکہ کو سنا تھا ویسا ہی پایا ملکہ کے برابر نہ کوئی حکیم ہے نہ کوئی تھی نہ ساحر ہے یہ امر تو ضرور ہے مگر ہم نے آپ کی
بھی سخاوت کی تعریف سنی تھی اسوقت بھی وہ عیاری کی ہے کہ کبھی نہ کی ہوگی آپکو ملکہ ایوان سے ربر بچا
کر دیا اور اپنا فن دکھا دیا جیسی آپ نے ہم سب کی تعریف فرمائی تھی پس ہم امیدوار اس امر کے ہیں کہ آپ
بھی ہم دونوں کو انعام و اکرام عنایت فرمایئے تاکہ ہم آپ کی تعریف کریں اور آپ کے سبب سے ہماری بھی
دونوں زندگی بسر ہو سمندر نے مسکرا کر برق ثانی سے کہا کہ ہیں کس امر کا تم کو انعام دوں تو نے میرے
ساتھ کیا سلوک کیا برق ثانی نے جواب دیا کہ جب ملازم کوئی کام کرتا ہے اور مالک خوش ہوتا ہے تو انعام
دیتا ہے ہم نے ملکہ کے روبرو عیاری کی آپ بھی خوش ہوئے اس پر انعام عنایت فرمایئے سمندر نے جواب دیا
تم میرے ملازم کب ہو برق نے جواب دیا کہ جب سے یہاں آکر آپ سے ہیں لشکر میں اہل اسلام کے رہتے
ہیں مگر ملازم آپ کے ہیں ہم تو آپ کا کہنے سے ہیں برق نے وہ تقریر دلپذیر کی کہ سمندر نے بھی برق
و ضرغام کو پانچ پانچ اشرفیاں انعام کی دیں اس خیال سے کہ دونوں یہاں سے جلدی چلے جائیں
ایسا نہ ہو کہ کوئی اور آفت برپا کریں ان لوگوں کے تو بہانے سے خوب ہے اور یہیں برق و ضرغام نے
وہ اشرفیاں لے کر سمندر شاہ کو سلام کیا اور دعا دی اٹھے اور کہا کہ ہم رخصت ہوتے ہیں یہ کہکر پھر
سلام رخصت کیا ملکہ کو اور سمندر کو وہاں سے چلے کہ ملکہ نے پکار کر کہا کہ برق اپنے قول پر ثابت قدم
رہنا خواجہ کو بھی بہت سمجھانا اور صاحبقران کو بھی برق ثانی نے جواب دیا کہ ضرور یہ کہا اور پاسے شاطری
مار کر دونوں دربار کے باہر آ گئے اور باہم یہ کلام کرتے ہوئے چلے کہ خوب خدا نے جان بچائی یہ ناچشم
بڑی زبردست ساحرہ ہے جیسا اسکو سنا تھا ویسا ہی پایا مگر اے بھائی ضرغام ہم کو یہ معلوم ہے اگر ہمکو نہ آگاہ
کرتی وہ کبھی نہ پہچان سکتی سارا دار و مدار اس کا بیٹا ہے ضرغام نے کہا کہ بھائی مجھکو تو سب یہ انہیں شر تھا کہ
ہم دونوں گئے خوب تم نے تقریر دلپذیر کی اور خوب فقرہ دیا کیا چالاکی اور دانائی کی ہے سوا تمہارے اس
تقریر کی کوئی اور تدبیر نہ تھی برق نے جواب دیا کہ نہ ہارتی تو کیا کرتی قتل ہی کر ساتی تھی ابھی زندگانی باقی
تھی ضرغام نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور تھا مگر اور کون سی صورت رہائی کی تھی برق نے کہا یہ تو درست
ہے مگر بھائی ضرغام ایک امر بھول گئے یہ نہ دریافت کیا کہ اس صندوقچہ میں کیا ہے اسوقت وہ ضرور بتا
دیتی کیونکہ ہمیں سے وہ خوش تھی کہ خوش ہوگئی تھی اے ضرغام آج کسی اچھے کا منہ دیکھا تھا کہ بیش قیمت
اشرفیاں ملیں چلو استاد سے یہ سب حال کہیں اور کہیں کہ استاد ذرا سوچ سمجھکر عیاری اسپر کیجئے گا
ورنہ خرابی ہوگی اور فسانہ ان کو بھی آگاہ کر دیں کہ وہ زیادہ تر تمہاری دشمن ہے پر یہ بھی دشمن تھی مگر
ہمیں نے اپنی فطرت سے اپنے کو بچایا تم بھی خوب ہوشیار رہنا ضرغام نے کہا کہ یہ ضرور ہے یہ باہم باتیں کرتے
ہوئے شہر کے باہر آ گئے پاسے شاطری مارتے ہوئے قریب لشکر پہنچے دیکھا کہ جشن ہو رہا ہے ناچ
رنگ کی صحبت برپا ہے محفل عیش میں آئے یہاں خواجہ کا رستم سامان بندھا ہوا تھا برق دفعتاً
سننے لگے جب خواجہ خوب گانا کہتے تھے ضرغام سے توبہ تک وہ ہی حال رہا جب سب کو ہوش آیا

خواجہ کو ہر ایک نے انعام دیا خواجہ بہت خوش ہوئے کہ برق نے وضع غلام سے بڑھ کر بادشاہ و صاحبقران کو
مجرا کیا خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا کہ کیا خبر لائے ہو انھون نے عرض کیا کہ عرض کرتے ہین بادشاہ نے
برق ثانی سے فرمایا کہ اسوقت ہم سب کے سب رات بھر کے جاگے ہوئے ہین اسوقت تم بیان کرو صبح کے
دربار مین بیان کرنا انھون نے عرض کیا بہت خوب پس بادشاہ نے جلسہ برخاست ہونے کا حکم دیا خود
محل مین تشریف لے گئے جاکر آرام کیا صاحبقران والاشان اپنے خیمہ مین گئے انھون نے بھی آرام کیا بعد
بادشاہ و صاحبقران کے سردار سب اپنے اپنے خیمہ کو گئے آرام پذیر ہوئے خواجہ اپنے مقام پر آئے کہ وہ
دن تمام ہوا بادشاہ نے دربار فرمایا سب آکر حاضر ہوئے بادشاہ تخت پر رونق افروز ہوئے صاحبقران
اپنے دلکل شوکت پر سب عیار بھی آکر حاضر ہوئے خواجہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے کہ برق نے اپنے مقام سے
آگے بڑھکر پہلے بادشاہ کو دعا دی اسکے بعد عرض کیا کہ ہم دونون غلام بموجب ارشاد خواجہ سمندر مین گئے
اُسدن دربار برخاست ہوچکا تھا دربار مین نہ جاسکے سرای مین لیٹ رہے صبح کو دربار مین گئے دربار آراستہ
پایا پس برق ثانی نے ملکہ ایوان نہ طاقی کا آنا سمندر کا اُس سے سب حال بیان کرنا اور عیارون کی
شکایت اور صندوقچہ کا حال اور ظاہر کرنا کہ یہی وہ صندوقچہ سہراب جادو کے پاس سے لے آئی تھی راہ
مین اخضر ماہی پوش نے اُسکو قتل کرکے لیا نہ معلوم کس طرف چلی گئی ہے مین لیکر استیصال اہل اسلام
کے امیر لشکر کشی کرونگا ایوان نہ طاقی کا یہ کہنا کہ مجھکو نہ عیارون سے خوف ہے نہ صاحبقران سے
بلکہ مین زیادہ تر عیارون کی فکر مین آئی ہون سمندر کا کہنا کہ عیارون سے تم سر بر ہوگی اُسکا دعوی کرنا سمندر
سے قسم لینا بیان کیا اور عرض کیا کہ جب یہ سب حال منکشف ہولیا تو ہم دربار سے باہر آئے پھر خیال آیا کہ
اسکا امتحان تو کرو ہم نے جاکر عیاری کی برق ثانی نے اپنی کل عیاری اور اسکا پہچاننا اور اچھا تقریر
چاپلوسی کرکے اور انعام لے کر ایوان سے اور سمندر سے لشکر مین آنا بیان کیا اور کہا کہ دراصل ساحرہ
زبردست ہے اور بہت ہوشیار ہے غضب یہ ہے کہ وہ جو بیٹا اسکے پاس ہے وہ بڑے غضب کی ہے وہ سب حال
اُس سے کہدیتی ہے وہ ہوشیار ہو جاتی ہے یہ جو تقریر برق ثانی نے بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ آئی ہے
تو کیا خوف ہے کچھ پروا نہین ہے وہ بھی قتل ہوگی یا شریک ہوگی اسی سہراب جادو تم نے قدرت خدا
دیکھی کہ وہ صندوقچہ یہان سمندر تک نہ پہونچا راہ سے دوسرا لے گیا تم کو بہت خوف تھا اب تو اطمینان
ہوا سبب خداوند کریم حفاظت کرتا ہے تو یون بچاتا ہے اسکی ذات پاک پر تکیہ رکھنا بہت اچھا ہے یہ حال سنکے
سب اہل دربار کو ایک تازہ خوشی پیدا ہوئی ہر ایک کے چہرہ کا رنگ بدل گیا بلکہ متفق اللفظ سب نے کہا
کہ اگر ایوان آئی ہے تو ہم ضرور بالضرور اُس سے مقابلہ کرینگے کوئی وہ دو ہری نہین یا ندھا ہے اب
کوئی خوف نہین ہے ہان کسیقدر خوف تھا تو اسی صندوقچہ سے تھا وہ تو گیا یہ کلام اہل دربار کا سنکے
برق نے کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہے اور بڑی کاملہ معلوم ہوتی ہے مین کیا اسکی تعریف کرون اور سختی بھی
بہت ہے آفاق نے کہا کہ اے برق ثانی جو تم کہتے ہو بہت درست اور بجا کہتے ہو مگر ہم ضرور
اُس سے مقابلہ کرینگے برق نے کہا کہ مین یہ کب کہتا ہون کہ اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا ہے بلکہ میرا
قول یہ ہے کہ ساحرہ زبردست ہے یہ کہکر خواجہ سے کہا کہ اے استاد اُسنے جام آپکو دیا ہے کہ
خواجہ تم تجسس عیاری کا قصد نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے بہت ذلت اُٹھاؤ گے میرے روبرو ادھر آئے
اُوسے مین نے پہچان لیا اور مین تھا اسے اور قران کے لیے فرض کرکے آئی ہون اے استاد دراصل
یہی واقعہ ہے کہ وہ زیادہ تر عیارون کو دریافت کرتی ہے اور قران کی نسبت تو وہ بہت کہا سخت

اپنی زبان سے لاتی ہو آپ سے کہا ہو کہ کبھی بھولے سے بھی میرے اوپر عیاری کرنے نہ آنا ورنہ قتل ہوگے
اتنی اسنا و جیسا اُنسے کہا ہو ویسا ہی ہم نے اُسے پایا ہمارے نزدیک تو مناسب ہوگا کہ جب تک وہ یہان ہو
آپ لشکر سے نکلجائین تو بہتر ہوگا کیونکہ وہ ساحرہ زبردست ہو آپ کی دشمن جانی ہو کیا ضرور ہو کہ ایسی
حالت مین قیام فرمایئے یا جب وہ قتل ہوگی یا چلی جاسے گی اُسوقت پھر تشریف لایئے گا ہم لوگ تو خطرہ
سے جان بچا کر چلے آئے ہین اور اقرار کر آئے ہین کہ اب ہم عیاری تمہارے اوپر نہ کرین گے بلکہ
انعام بھی لائے ہین ہمکو تو یقین ہو کہ اُسپر کوئی عیاری نہین کرسکتا ہو آیندہ آپکو اختیار ہو خواجہ نے یہ
سنکے برق ثانی کو جواب دیا کہ او برق کیون تو مجکو بناتا ہو وہ میرا کیا کرسکتی ہو اگر میری تلاش مین آئی ہے
تو آیا کرے یہ ہوسکتا ہو کہ مین ایک ساحرہ لکاتہ فاحشہ کے خوف سے چلا جاؤن وہ کیا چیز ہے کس کی قسم
نا تجربہ کار سے تجھے پہچان لیا تم اپنے قول پہ ثابت قدم رہو حیف کی بات ہو کہ تم کل کے لونڈے ہو کر تو انسے
انعام لے آئے اور مین استاد عیاران ہو کر اُسکے خوف سے بھاگ جاؤن ہرگز نہین مین نے جا کر اُس سے عیاری
نہ کی اور تم سے زائد نہ لایا تو مین استاد کس بات کا یہ بدنامی اپنے سر مول لون کہ برق دختر قاصم تو عیاری
کرکے لے آیا ہے اور خواجہ فرار کر گئے قسم خدا اگر مین نے جاکر اُسے مسلمان نہ کیا تو اپنا نام خضران نہ رکھا
مین ضرور اُسکو مسلمان کرونگا اور جاتا ہون ابھی عیاری کرونگا اور تم سے دونا لاتا ہون بتا یہ کہ کیا ابھی کم سنی تجھ
اُسکے کہ کیا خوف ہمکو دلایا جاتا ہے اگر وہ پہچان لیتی ہو تو میرا کیا کرسکے گی مجکو سواے خدا ذوالکرم کے اور
کسی کا خوف نہین ہو وہ لکاتہ کیا ہو برق نے کہا کہ استاد غصہ نہ فرمایئے میری بات تو سماعت فرمایئے کہ
مین کیا عرض کرتا ہون خواجہ نے کہا کہ سن لیا بس اب مین ضرور جاؤنگا تم اپنے نالائق تو ہو نہین بیٹا آیا ہو
لے آئے اور مین نہ لاؤن یہ تو کبھی نہوگا برق نے کہا کہ استاد آپ ایسی صورت سے تشریف لے جایئگا اُسکی بیٹا
ضرور بتا دے گی خواجہ نے جواب دیا کہ آپکی بلا سے نہ مین بلا سے خوب تر کرتا ہون غرض طرح سے ایسا دام
تزویر پھیلاؤن کہ وہ بیٹا بھی پھڑک کر رہجاے دام مکر و فریب سے اُسکو بھی گرفتار کرون عیاری کی بغل مین
نہ بند کرون تو تم خواجہ نہ کہنا برق نے جواب دیا کہ استاد پہلے بات کو اپنے مقام پہ سوچ لیجئے پھر جایئے
خواجہ نے کہا کہ ممکن نہین ہے کہ نہ جاؤن برق نے دیکھا کہ خواجہ نہ مانین گے اپنے تو کوشش کی اور کہا کہ دین
مین بیٹھے کہا مفت مین استاد گرفتار ہون گے اسوقت بجہالت فرماتے ہین یہ دل مین خیال کرکے صاحبقران
سے اشارہ کیا کہ یا صاحبقران والاشان اُستاد کو منع فرمایئے روکیئے اسوقت جاکر ضرور اسیر ہون گے
آپکا فرمانا قبول کرین گے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ کیا قصد ہو خواجہ نے جواب دیا کہ
سمندر کے دربار مین جاتا ہون اور عیاری کرکے روپیہ لاتا ہون صاحبقران نے جواب مین فرمایا کہ
کیون خواجہ اپنے کو مفت مین بلا سے بلا کرتے ہو اسکی حالت ابھی برق سے سن چکے ہو پھر بھی جاتے ہو
یہ کون سی عقلمندی ہے کہ دشمن کے پاس جانا دیدہ و دانستہ اپنے کو آفت مین پھنسانا ہے اگر روپیہ کی خواہش
ہو تو ایک ہزار روپیہ ہم سے لو دربار مین سمندر شاہ کے نہ جاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ یا صاحبقران
اس امر مین آپ کچھ دخل نہ فرمایئن مین ضرور بالضرور جاؤنگا جب سے مین نے یہ سنا ہو کہ میری نسبت
سخت سخت کلمات کہے ہین اور کہا ہو کہ میرے اوپر عیاری کا قصد نہ کرین ایک آگ سی بدن مین لگی ہوئی
ہی دوسرے جب سے یہ معلوم ہوا ہو کہ یہ کل کے چھوکرے تو اسپر عیاری کرکے انعام لائے پھر مین
کیون نہ جاؤن یہ بدنامی لون کہ شاگرد تو عیاری کر گئے مگر استاد مارے خوف کے نہ آسکے مین ضرور
جاؤنگا صاحبقران والاشان نے خواجہ کو بہت کچھ سمجھایا مگر خواجہ کب سنتے ہین بادشاہ نے بھی فرمایا

کہ تم مجھ سے اسقدر روپیہ لے لو مگر بخدا وہ ہر ایک سردار سے کہا کہ تم ہم سے سو لو کسی سے کہا کہ دو سو لو مگر نہ جاؤ
آفاق دلوکیہ نے کہا کہ خواجہ تمھارا جانا اچھا نہیں ہے ہم بھی آپ کو دو دو سو روپیہ دیں گے کیونکہ وہ
ساحرہ زبردست ہے معمولی ساحرہ نہیں ہے ہم اسکے حال سے بخوبی واقف ہیں جو کچھ برق ثانی کہتے ہیں سب
سچ ہے جب خواجہ نے یہ سنا کہ سب سردار مع بادشاہ کے روپیہ دینے پر آمادہ ہیں خواجہ نے جواب دیا کہ میں
جاؤنگا ضرور مگر عیاری نہ کرونگا صرف اسکی صورت دیکھکر چلا آؤنگا میرا روپیہ ہر ایک پر ہوگیا اس امر کو بھی
ہر ایک نے منع کیا خواجہ نے نہ سنا اور اسی وقت خواجہ دربار سے نکل کر اپنی صورت تبدیل کر کے باتہا
عیاری سے درست ہو کر طرف شہر سمندر ریسہ کے روانہ ہوئے راہ میں تدبیر سوچ لی خواجہ تو ادھر
روانہ ہوئے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ یہ طمع خواجہ کی ضرور جان لیگی صرف زر کی طمع میں
گئے ہیں یہ خیال کر کے کہ برق و ضرغام تو اشرفیاں لاتے ہیں میں کیوں نہ لاؤں سب اہل دربار نے
عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا برق نے عرض کیا کہ خواجہ ضرور گرفتار ہوں گے وہ اسکی جان کی دشمن ہے اگر
خدانخواستہ پکڑے گئے تو پھر رہائی مشکل ہوگی بڑی جہالت فرمائی ہے استاد نے صاحبقران والاشان نے
فرمایا کہ ہم سب نے منع کیا لالچ بھی دیا مگر انہوں نے نہ سنا کہا جا سکتے ہیں برق نے جواب دیا کہ حضور مجبوری ہیں
میں بھی جاتا ہوں کہ دیکھوں کیا گذری برق اور ضرغام دونوں اٹھے بن ٹھن کر طرف شہر سمندر ریسہ کے
صاحبقران والاشان سے اجازت لے کر روانہ ہوئے انکا بھی حال تحریر ہوگا یہاں بادشاہ نے دربار
برخاست کیا محل میں تشریف لے گئے صاحبقران اپنے خیمہ میں سب سردار اپنے اپنے مقام پر گئے انکا حال
پھر قلمبند ہوگا خواجہ و برق ثانی وغیرہ بصورت مبدل طرف شہر سمندر ریسہ کے راہی ہیں انکو تو راہ میں
رکھا جاتا ہے کچھ حال دربار سمندر شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ جب برق وغیرہ عیاری کر کے ایوان نہ طاقی
اور سمندر شاہ سے انعام لیکر دربار سے باہر آئے اور لشکر کی طرف روانہ ہوئے ملکہ ایوان نے
سمندر شاہ سے کہا کہ بڑے غضب کے عیار ہیں کچھ بھی خوف اپنے دل میں نہ کیا فوراً عیاری کر گذرے
اور کیسے چرب زبان ہیں جو غصہ بیٹھا تھا وہ شیرین کلامی کر کے برطرف کر دیا اور انعام لے کر چلے گئے سمندر
نے کہا کہ یہ کیا امر ہے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے ایسی ایسی بہت سی عیاریاں ہوں گی یہ تو کچھ بھی نہ تھی ایوان نے
کہا کہ اب کی مرتبہ اگر یہ دونوں عیار آئے تو میں ضرور انہیں قتل کرونگی یقین واثق ہے کہ اب وہ دونوں نہ آئینگے
کیونکہ اقرار کر گئے ہیں سمندر شاہ نے کہا انکے قول و فعل کا کیا اعتبار خیر دیکھا جائیگا یہ جا کر بیان
کریں گے انکا استاد خواجہ ضرور آئیگا وہ بھی آ کر عیاری ضرور کریگا ملکہ نے کہا کہ آئیگا تو کیا
گرفتار رہیگا اب تو یقین ہے کہ یہ حال سن کے وہ بھی نہ آئے سمندر نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ خواجہ
نہ آئیں ملکہ نے کہا کہ کیا خوب ہے آئیگا تو آئے یہ سن کے سمندر خاموش ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے
دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے سمندر شاہ داخل محل ہوا جو مقام ملکہ ایوان نہ طاقی کے
اترنے کے لئے قرار دیا گیا تھا ایوان چار دیواری میں آئی گرد مکان سحر کر لیا وہ دن تمام ہوا سمندر
نے دعوت میں طلب کیا دعوت کھانے کی جو اشیا کہ خشک تھیں اور جن میں اس امر سے اطمینان
تھا کہ کوئی بیہوشی نہیں ملا سکتا ہے وہ کھائیں تھوڑی دیر ناچ دیکھکر پھر اپنے مقام پر چلی آئی حصار سحر
کر لیا یہ تو یہاں سو رہی اور خواب مرگ میں مبتلا ہوئی سمندر اپنے محل میں آرام پذیر ہوا انکو تو بستر
خواب مرگ پر رکھا جاتا ہے ادھر خواجہ راہ طے کر کے داخل شہر سمندر ریسہ ہوئے انکے بعد برق
وغیرہ بھی داخل ہوئے خواجہ شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار کی عمارت کے قریب آ کے دربار کے

برخاست پایا خیال کیا کہ وہ جس مقام پہ اتری ہے وہاں چلو بسے عرصہ تک تلاش کیا نشان نہ ملا پس اپنے دل
سے کہا کہ یہ شب تو سرا مین بسر کرو صبح کو دربار مین جانا یہ دل مین خیال کرکے چوک کی سیر کرتے
ہوئے آئے ایک مہاجن کے ہاتھ ایک مصری کا لعل فروخت کیا کہ اسی عرصہ مین شام ہوگئی سرا
مین آئے ایک درخت کے سایہ مین بستر لگایا بھٹیاری نے لاکھ کہا کہ کوٹھری خالی ہے مانیا ملیار
کر دون کہا کہ ہم لوگ فقیر ہین ہمکو کسی امر کی ضرورت نہین ہے ہم اسی درخت کے سایہ مین رات
بسر کرین گے وہ یہ سن کے خاموش ہو رہی پھر نہ کہا ادھر برق وغیرہ بھی پہلے دربار کی تلاش
مین گئے انھون نے بھی دربار برخاست پایا سرا مین آکر آئے مگر دوسری سرا مین کمرہ
کرایہ کا لیا بھٹیاری سے کھانا پکوایا راحت سے بسر کی یہان خواجہ نے جب دیکھا کہ سب
سو رہے کوئی نہین جاگتا ہے اپنے مقام سے اٹھے چند مسافر سرا مین تھے سب کا مال و اسباب کمر
ٹٹول ٹٹول کے نکال لیا ایک جبہ نہ چھوڑا اور پھر اپنے مقام پر آکر لیٹ رہے یہان تک کہ صبح ہوئی سرا
کا پھاٹک کھلا سب سے پہلے آپ سرا سے اپنا بستر اٹھا کر نکل گئے باہر آکر دوسری صورت تبدیل کرکے
دربار کی طرف چلے ادھر برق وضرغام وغیرہ بھی پہلے یہان سمندر نکل سے برآمد ہوا دربار
آراستہ ہوا سب سردار اپنی اپنی جگہ آکر بیٹھے ملکہ ایوان کرسی پہ برابر سمندر کے آکر بیٹھی پشت پہ
اژدہا لگا ہوا ہے اسپر بیٹھی ہوئی ہے پانون مین طلائی زنجیر پڑی ہوئی ہے صندوقچہ سامنے کرسی کے رکھا
ہوا ہے یہان دربار آراستہ ہے کہ برق وضرغام وغیرہ تو سوداگرون کی صورت بنکر ایوان کے
سامنے جلوہ ایک طرف کو کھڑے ہو رہے مگر ایک ایک کو دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کون خواجہ ہین اور
خواجہ کسی صورت پر داخل دربار ہوئے ہین کسی کو پتا نہین ہے برق نے ضرغام
سے کہا کہ ابھی تک استاد نہین آئے ضرغام نے کہا کہ آتے ہون گے آئین گے ضرور گرداب نقب زن
عیار سمندر شاہ اپنی کرسی پہ بیٹھا ہوا ہے اسکے برابر اسکے چارون شاگرد جو کہ عیار ہین وہ بیٹھے ہوئے
ہین اور سب عیار کھڑے ہوئے ہین کہ ایوان نے گرداب سے کہا کہ ہم تمہاری عیاری کی بڑی تعریفین سنتے
تھے کہ بہت بڑے عیار ہو مگر آج تک تم نے کوئی عیاری لشکر اسلام مین جاکر نہ کی گرداب نے جواب دیا
کہ بادشاہ نے حکم نہین فرمایا ورنہ مین خواجہ کو لشکر سے جاکر اسیر کر لاتا خواجہ کی اصل کیا تھی ملکہ نے جواب
دیا کہ مین اجازت دلا دون راوی نے بیان کیا ہے کہ جب خواجہ قریب دربار پہنچے تھے تو انھون نے زنبیل
سے گلیم نکال کر اوڑھ لی تھی داخل دربار ہوئے تھے سب دربار کو آراستہ پایا تھا قریب کرسی گرداب
نقب زن کھڑے ہوئے گرداب کی اور ایوان کی تقریر سن رہے تھے جبکہ یہ ملکہ نے کہا کہ مین اجازت
دلا دون تم گرفتار کر لاؤ گے گرداب نقب زن نے جواب دیا کہ ضرور اگر وہ عیار زیر زمین جاکر پوشیدہ ہوگا
تو مین جاکر اسیر کر لاؤنگا میرے روبرو اسکی ہستی کیا ہے برسون فن عیاری تعلیم کرون اس امر سے مجبور ہون
کہ اسکے پاس چند اشیاء ایسی ہین جو کہ نایاب زمانہ ہین اگرچہ لیکن مین نہین خوف کرتا ہون اس امر کا امیدوار
ہون کہ بادشاہ اجازت فرمائین اور حکم فرما دین کہ وہ جو اشیا خواجہ کے پاس ہین سب تیری ہین تو مین
کوشش کرون یہ سنکے ملکہ نے سمندر سے کہا کہ آپ گرداب نقب زن کو کیون نہین اجازت دیتے
ہین جس طریقہ سے ہو سکتا ہے سمندر نے جواب دیا کہ اسنے کب ذکر کیا اگر یہ اجازت چاہتا ہے تو کیا مضائقہ
ہے یہ جاکے خواجہ کو اسیر کر لائے اسکو خواجہ کی ہر چیز کا اختیار ہے گرداب سے ملکہ نے کہا کہ اب تو
اجازت ملی گرداب نے جواب دیا کہ مین کل جاکر اسیر کر لاؤنگا آپ مجھ سے لیکن مین اسی امر کا تو امیدوار تھا

کہ حکم شاہی جو پاؤں تو میں اپنا کمال دکھاؤں اور اتنی مدت جو نمک شاہی کھایا ہے اسکو ادا کروں اب آپ میرا
کمال ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے کہا کہ اگر تو خواجہ کو گرفتار کر لاے گا تو میں تجھکو مالا مال دنیا سے نہال کر دونگی گو میں یہ
قوت رکھتی ہوں کہ ابھی چاہوں تو خواجہ کو اسی مقام پر بیٹھے بیٹھے طلب کر لوں کسی کا کچھ بس نہ چلے ساحرہ
بھی ساحر سب منہ دیکھا رہجائیں پر جو تو منتظر ہے دیکھتا ہو کہ میرے روبرو رکھا ہے اس صندوقچہ میں چار کنیزان
ساحری ایسی ہیں کہ وہ میرے طابع ہیں جو حکم انکو دوں وہ فوراً بجا لائیں اور اس صندوقچہ پر میرا اسم ہے کہ
کوئی اسکو بدون میری اجازت کے ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے اگر ہاتھ لگائے تو ہاتھ اسکا صندوقچہ میں جسم جاے
پھر جب تک نہ حکم دوں صندوقچہ نہ چھوٹے بس اگر میں چاہوں تو کنیزان ساحری کے ذریعہ سے اسیر
کرا لوں مگر تیرا کمال دیکھنا ہے کہ میں نے تیری بہت شہرت سنی ہے گرداب نے کہا کہ کل ملاحظہ فرمائیے گا ملکہ نے
کہا کہ اچھا خواجہ تکلیم اور بیٹھے ہوے سب تقریریں سنتے تھے دل میں کہا کہ یہ بڑی ساحرہ زبردست ہے
ایسی ایسی چیزیں اسکے پاس ہیں پس قصد کیا تھا کہ صندوقچہ اٹھالوں جب یہ سنا کہ صندوقچہ ہاتھ پکڑ
لیتا ہے تو اس قصد سے باز رہے اور میان گرداب نقب زن اب یہ نہیں سمجھتے کہ میں کل شب کو
خواجہ کو اسیر کرا لاؤنگا کرسی پر بیٹھے ہوے اکڑا رہے ہیں بار بار منہ پھولا رہا تا و دے رہے ہیں یہاں
خواجہ نے خیال کیا کہ تم کھڑے کیوں ہو جس کام کے لیے آئے ہو وہ کام کر دو پس پاؤں عقب گرداب کھڑے
تھے یا ہاتھ بڑھا کر گرداب کے سر پر سے کلاہ مرصع دار جو جگمگ جگمگ کر رہی تھی اتار لی کہ وہ برہنہ سر ہو گیا
خود وہاں سے عقب مسند آئے کہ برق کی نگاہ گرداب کے سر پر پڑی دیکھا کہ برہنہ سر بیٹھا ہوا ہے
ضرغام سے کہا کہ استاد آگئے پہلے ہاتھ گرداب نقب زن پر صاف کیا کہ کلاہ سر پر سے اتار لی
اسکو خبر تک نہ ہوئی ابھی منہ پر اسکے جو دعوے مقابلہ کرنے کو رانی ہیں اور اقرار کیا ہے کہ اسیر کر لاؤنگا ضرغام نے
کہا کہ اسکی یہی بیباکی تو ہے لیکن یہ اسیر کر لائیگا کہ خود گرفتار ہوگا یہاں ضرغام و برق میں یہ باتیں اشاروں
میں ہو رہی تھیں کہ ایک گرداب کے شاگرد کی نگاہ گرداب نقب زن کے سر پر پڑی اس نے جو
برہنہ سر دیکھا تو آہستہ سے کہا کہ استاد کیا آپ کلاہ پہنکر دربار میں نہیں آئے تھے کہ برہنہ سر ہیں بڑی
خیر یہ ہوئی کہ بادشاہ کی نگاہ نہ پڑی ورنہ خرابی ہوتی کیونکہ بالکل خلاف تہذیب ہے گرداب نے کہا کہ
کیا بکتا ہے میں کلاہ پہنکر کیوں نہیں آیا اُسنے کہا کہ ذرا ہاتھ سے ملاحظہ فرمائیے کہ کلاہ سر پر ہے یا نہیں
اُسنے جو سر پر ہاتھ رکھا کلاہ کو نہ پایا سخت حیران ہوا ادھر اُدھر دیکھا کہیں گر نہ پڑی ہو وہ گری ہو تو ملے
یہ حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے کلاہ کیا ہو گئی یہ حیران ہو رہا تھا ادھر خواجہ جو عقب پشت مسند رہے پہنچے اسکے
سر پر سے تاج لیا افراق و شمراق کے سر پر سے مندیل وزارت لی عشاق کے بھی سر پر سے کلاہ اتار
لی اور باقی اہل دربار میں سے کسی کی کلاہ نہ لی یہ سب کلاہ و تاج لے کر عقب پشت ایوان کے آئے اور
آہستہ سے مینا کی زنجیر پکڑ کے اپنی طرف کھینچا مینا جو کھنچنے لگی پکاری کہ ملکہ کوئی مجھے کھینچتا ہے
دیکھو میں جاتی ہوں جیسے ہی مینا نے یہ صدا دی خواجہ نے ہاتھ روک لیا ایوان نہ طاقی نے پلٹ کر
دیکھا کسی کو نہ پایا پھر اپنے منہ کو پھیر لیا کہ خواجہ نے پھر کھینچا پھر مینا پکاری کہ ملکہ کوئی مجھے پھر کھینچتا
ہے ایوان نہ طاقی نے پھر پلٹ کر دیکھا کسی کو نہ پایا مینا کو اسی مقام پر ٹنگے دیکھا ایوان مینا پر خفا
ہوئی اور کہا کہ تو دیوانی ہوئی ہے نہ کوئی کھینچتا ہے نہ کچھ کرتا ہے نہ کوئی ہے بیکار پکار رہی ہے یہ کہکر پھر اپنی
طرف منہ کر لیا اب کی مرتبہ خواجہ نے زور سے پکڑ کر جھٹکا دیا وہ چلائی کہ ملکہ خبردار ہو کوئی مجھکو لیے
جاتا ہے مینا چلاتی رہی خواجہ نے مع زنجیر داڑ کے مینا کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا ایوان نے خیال کیا

کہ بینا دیوانی ہو گئی ہیکاریت تیسے چلاتی ہے ہویہ بات کرتا دیکھا بیٹھی ہوئی ادھر خواجہ اسکو نذر زنبیل کر کے سمندر
کی پشت پر سے ہو کر ایوان بارگاہ سے صحن میں آئے کہ برق نے دیکھا سمندر و عشاق و شلاق و اصراق
سب برہنہ سر ہیں اور بینا اندر دیگر ضرغام سے کہا کہ خواجہ تشریف لائے بینا کا تو فیصلہ کیا بھون کر کھا گئے
خوب دام بکر میں اسیر کیا بڑی ہوشیار تھی کچھ نہ ہو سکا پھیپھڑا اکر رہ گئی اب زنبیل میں ہو گی اور دیکھو کہ
سب کو خواجہ نے مع سمندر کے برہنہ سر کر دیا ضرغام نے جواب دیا کہ دیکھے جاؤ ہوتا کیا ہے
ادھر عشاق کی نگاہ سمندر شاہ کے سر پر پڑی اسنے کہا کہ اے بادشاہ گستاخی معاف یہ کیسی حرکت
تھی کہ آج دربار میں سر برہنہ آئے دائی زمان تو پریشان ہیں مگر آنکا غم آج کہا یہ جو عشاق نے
کہا سمندر نے سر اٹھا کر عشاق کی طرف دیکھا برہنہ سر پایا سمندر نے کہا کہ واہ استاد اپنی
پائی اور یہ گنوائی آپ خود تو برہنہ سر ہیں اور مجھکو کہتے ہیں یہ خوب استاد اور شاگرد میں تقریر
ہوئی اب سب اہل دربار نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ ماجرا نظر پڑا کہ دونوں وزیر بادشاہ و
عشاق سر برہنہ بیٹھے ہوئے ہیں ہر ایک نے یہ واقعہ دیکھا اپنے سر پر ہاتھ رکھا اپنی کلاہ کو سر پر پایا
اس خیال سے کہ شاید ہم بھی سر برہنہ ہوں جب کلاہ سر پر پائی تو اطمینان ہوا کہ اب جا کے شلاق نے
کہا کہ آپ نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا آپ بھی اپنی کلاہ بینکار نہیں اسے نہ اصراق اب تو ہر ایک کو حیرت ہوئی
گرداب نقب زن نے جو یہ سنا تو فوراً شرمندہ سر جھکا کے بیٹھا ہوا تھا یہ جو سنا کہ بادشاہ نے
سر پر تاج نہیں ہے اسنے سر اٹھا کر دیکھا سر برہنہ پایا اس مرتبہ دیر تک سمندر شاہ کے آیا اور عرض کیا
کہ غلام بھی اسی بلا میں مبتلا ہے بڑے عرصہ سے اسی فکر میں تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا اب
سب نے گرداب نقب زن کو بھی برہنہ سر پایا سب کو بڑی حیرت ہوئی سمندر نے کہا کہ یہ امر ہماری سمجھ
میں نہیں آیا کہ یہ کیا بات ہے کون ایسا زبردست تھا کہ ہم سب کی کلاہ لے گیا اور مجھکو سر برہنہ کر گیا مگر یہ دوسری
عجیب کی بات ہے کہ اور کسی سے نہ بولا سوائے ہم چند اشخاص کے بڑا ہوشیار تھا کہ جو قیمتی کلاہ تھیں وہ لے گیا
باقی کو ہاتھ نہ لگایا بس اسوقت سمندر شاہ نے دوسرا تاج منگا کر سر پر رکھا اسی طرح سے ہر ایک نے
کلاہ طلب کر کے سر پر پہنی گرداب نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ خوب آبرو بچی ورنہ ضرور آبرو جاتی
جب بادشاہ ایسی حالت سے دیکھتا سوال کرتا میں کیا جواب دیتا ہاں خدا کا شکر تاج برآمد ہو گیا اب یہ
وہ کیا عتاب کرتے کہ منصف تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ کسی نے ملکہ ایوان کی طرف نہ دیکھا سب یہ واقعہ
دیکھکر حیران ہوئے اور سر جھکائے سمندر خود شرمندہ ہوا کہ یہ کونسی حرکت ہے اور سر کو ڈھک لیا دل میں کہا
کہ اہل دربار کیا کہتے ہوں گے یہی خیال کرتے ہوں گے کہ بادشاہ سٹری ہو گیا ہے اور استاد اور وزیروں کو
سب کو دیوانہ خیال کرتے ہوں گے اور سب کو سر برہنہ نہ آنا چاہئے تھا ایسی کوئی بھی حرکت کرے گا
یہ نئی بات ہوئی کہ خود بخود چند آدمی سر برہنہ ہو گئے کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے سمندر سر جھکائے
ہوئے یہ اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ یکایک در بارگاہ سے ایک شخص سر پر تاج رکھے ہوئے قبا
زرکار پہنے ہوئے چلا آتا نظر پڑا سمندر شاہ بھی نگاہ سے دیکھ رہا تھا مگر خاموش تھا راوی
بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ بینا کو لے کر صحن بارگاہ میں اپنی صورت تبدیل کی معقول آدمی کی صورت بنکر
تاج سر پر رکھ کر طرف دربار کے چلے جب ایوان میں پہنچے اب سب نے دیکھا کہ یہ کون شخص آیا ہے خواجہ
نے مجرا گاہ پر سے سمندر کو بہت جھک کر مجرا کیا اسکے بعد ملکہ ایوان نطاقی کو مجرا کیا کہ سمندر نے
چوبداروں کو اشارہ کیا کہ انکو کرسی دو خواجہ کو جو سب نے دیکھا تو اسے سمندر کے آتے ہوئے

اسکا سبب یہ تھا کہ سب سر جھکائے ہوئے اس حیرت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ کیا ماجرا تھا کہ سمندر
وغیرہ کی تو پہچان ہمسے ندارد ہو گئیں بدین سبب کسی نے نہ دیکھا اُدھر خواجہ بدار نے کرسی لا کر حاضر کی خواجہ
سمندر شاہ کو سلام کر کے روبرو ملکہ الیوان نہ طاقی کے کرسی پر بیٹھ گئے برق نے ضرغام سے کہا کہ بھائی
ضرغام یہ جو مرد بزرگ آئے ہیں یہ استاد ہیں مینا کو غائب کر کے آئے ہیں تاکہ حال نہ کھلے ضرغام
نے اشارہ سے کہا کہ سچ کہتے ہو اُدھر خواجہ نے ملکہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ملکہ آپ نے مجھے پہچانا
کہ میں کون ہوں اور کس غرض سے آیا ہوں ملکہ نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا نہ میں نے آپ کو
کبھی دیکھا تھا جو پہچانوں خواجہ نے سمندر سے کہا کہ آپ نے پہچانا سمندر شاہ نے بھی انکار کیا پھر تو خواجہ
نے سب اہل دربار سے پوچھا کہ آپ لوگوں میں سے کسی نے مجھکو پہچانا سب نے انکار کیا گو واصف لقب ان
سے کہا کہ بتاؤ تو آپ نے کہا کہ میں نہیں واقف ہوں جب سب انکار کر چکے خواجہ نے سمندر اور الیوان اور
عشاق سے مکرر سہ کرر دریافت کیا جب سب انکار کر چکے اسوقت خواجہ نے الیوان سے کہا کہ ملکہ
تم اسی امر پہ دعوے کرتی تھیں کہ جب خواجہ میرے روبرو صورت بدل کر میرے اور عیاری کرنے
آئیں گے تو میں پہچان لونگی میں تمہارے سامنے موجود ہوں اور تم میں سے کسی نے نہ پہچانا یہاں کو خواجہ
میرے مقابلہ کا دعوے رکھتے ہیں وہ بھی مطلق نہ پہچان سکے کیا خوب اسی منھ پہ یہ دعوے اُدھر برق نے
ضرغام سے کہا کہ لو اور سنو خواجہ نے اپنے کو ظاہر بھی کر دیا بڑا غضب کیا اب ضرور اسیر ہوں گے کوئی
بھی دشمن کو آگاہ کرتا ہے جو کام کرنا تھا کیا ہوتا اور اپنی راہ لی ہوتی ضرغام نے جواب دیا کہ کوئی مصلحت
ہو گی برق یہ سن کے خاموش ہو رہا اُدھر خواجہ نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ و اے سمندر و اے [illegible]
و اے کل اہل دربار آگاہ ہو کہ میں خواجہ شالکش خضران بن عمرو ثانی افسوس کسی نے نہ پہچانا خود ہی تا
ملکہ نے میں تو ملکہ کا امتحان کرنے آیا کہ میں نے سنا تھا ملکہ پہچان لیتی ہے مگر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا تھا
وہ سب بالکل جھوٹ تھا کیا کوئی مجھے پہچان سکتا ہے میں جو چاہتا تو سب کو بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتا اور سب کو
قتل کر کے چلا جاتا سمندر نے یہ سن کے کہا کہ ہر گز کیونکر یقین ہو کہ آپ خواجہ عمرو ہیں آپ اپنی اصلی
صورت ہمکو دکھائیے یہی کلام ملکہ نے بھی کیا الیوان نہ طاقی ایسی متحیر ہوئی تھی کہ مینا کو بھی فراموش
کر گئی تھی کہ دیکھے کہ میری مینا نے کیوں نہ آگاہ کیا مینا ہوتی تو آگاہ کرتی سکتے تو پہلے ہی پکڑے گئے
نہ کسی اہل دربار نے ملکہ کو یاد دلایا نہ مینا کی طرف دیکھا سب کے سب چشم حیرت سے خواجہ کی طرف دیکھ
رہے ہیں جب سمندر اور الیوان نے یہ کلمہ کہا خواجہ نے کہا کہ تم اصلی صورت یہ جو دیکھو گے تو یقین
لاؤ گے بس میں برائے امتحان تو آیا ہوں یہ کہکر کرسی پر سے جست کی سقف ایوان تک گئے وہاں
جا کر قلابازی لگائی زمین تک آتے آتے اپنی اصلی صورت پر ہوگئے وہ سب سامان غائب تھا وہی
تکا سی ڈاڑھی وہی کھپے گال وہی زیرہ سی آنکھیں وہی خوبانی ایسے کان وہی طباق ایسا
پیٹ تنکا ایسے ہاتھ پاؤں تین گز کا دھڑ اوپر کا چھ گز کا قد نیچے کا نو گز کا پیادہ شطرنج کا جو کہ
بڑھ کر فیل سوار ہو گیا ہے ایک ٹاٹ کا کرتہ آپ پہنے ہیں اور بورے کا پائجامہ سر پر کاغذ
کی ٹوپی جس میں لومڑی کی دم لگی ہوئی آکر کرسی پر بیٹھے راوی نے بیان کیا ہے کہ خضران بن عمرو
ثانی بالکل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی صورت میں سر مو فرق نہیں ہے بلکہ عمرو ثانی اس قدر مشابہ
نہ تھے جیسے یہ ہیں پس جب خواجہ آکر اپنی صورت اصلی سے کرسی پر بیٹھے سمندر شاہ اور ملکہ
الیوان نہ طاقی اور کل اہل دربار کو حیرت ہوئی کہ کیا سحر اور امر عجیب ہے کہ بالائے سقف جا کے جاتے

صورت بدل گئی سمجھے میں بھی تو یہ ملاقات نہیں ہے کل اہل دربار خواجہ کو کئی مرتبہ اصلی حالت پر دیکھ چکے تھے
ملکہ اسوقت تھا جو دیکھتا و دیکھا ڈر گئے ملکہ تو خوف زدہ ہو کر سہم گئی خواجہ نے کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کہ اب تو پہچانے
پہچانا اب بھی کوئی شک ہے سب نے مع سمندر اور ملکہ کے جواب دیا کہ ہم سب نے پہچانا خواجہ نے
آ گئے کر تو پہلے سمندر اور ملکہ کو پھر سلام کیا اور پھر کرسی پر بیٹھے سمندر نے خواجہ سے کہا کہ اسوقت آپکا
نظر آنا اور یہ کیا سبب ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ میں نے سنا تھا کہ ملکہ عیاروں کو خوب پہچانتی ہیں
دوسرے جو کوئی آ کے روپ و عیاری کرے اسکو انعام دیتی ہیں تو میں نے کہا کہ میں بھی جا کر عیاری
کر دوں اور ملکہ کا امتحان کروں کہ مجھکو بھی پہچانتی ہیں یا نہیں اور بلا مشقت انعام لوں مگر میں نے یہاں آکر
جس نے مجھ سے بیان کیا تھا آپ کے قول کے خلاف پایا کہ تو ذرا بھی نہ پہچانا الوان نے کہا کہ میں
تو ضرور پہچان لیتی مگر یہ معلوم کیا سبب ہوا کہ جس وقت میری مینا نے مجھکو نہ بتایا خواجہ نے کہا کہ ملکہ
مینا کیسی کیا کوئی مینا بھی تمہارے پاس تھی ملکہ نے کہا کہ تم سے جس نے بیان کیا ہو گا یہ بھی بیان کیا
ہو گا کہ ملکہ کی مینا جو کچھ حال ہوتا ہے مفصل بیان کر دیتی ہے خواجہ نے کہا کہ ہاں بیان کیا تھا اب یاد آیا
اب ملکہ وہ تمہاری مینا کہاں ہے تب الوان نے پلٹ کر دیکھا کہ کیا سبب ہوا جو میری مینا نے مجھے خبر
نہ دی دیکھا تو وہاں مینا ندارد ہے کوئی صیاد مع اڈے اور زنجیر کے لے گیا یہ دیکھنا تھا کہ اسکو بڑا صدمہ
ہوا اسنے مینا کو کرا اپنے زانو پر ہاتھ دے کے مارا سر پیٹ لیا اور کہا میری بڑی عمدہ مینا تھی میں نے اسکو
بڑی مشقت سے پالا تھا خوب باتیں کرتی تھی نہ معلوم کون کمبخت لے گیا افسوس اب ایسی مینا کہ
نصیب ہی نہیں اپنی مینا کو کہاں سے لاؤں آئینہ و مرشد بھی کہا کہ کوئی مجھکو کھینچتا ہے میں نے
دونوں مرتبہ پلٹ کر دیکھا کسی کو نہ پایا جب آئینہ تیسری مرتبہ کہا میں نے خیال کیا کہ دیوانی ہو گئی ہے
جو بیہودہ بکتی ہے میں نے کچھ سماعت نہ کی پلٹ کر بھی نہ دیکھا اسے میری مینا اسے میری مینا کہاں سے تجھکو
تلاش کر کے لاؤں میرا تو کچھ بہ دل بہلتا تھا کس ظالم نے تجھکو مجھ سے جدا کیا کون وہ کمبخت تھا ملکہ الوان نے
جو یہ کہکر رونا شروع کیا سب اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اہل دل دیکھ شگفتہ تاج اور کلاہ
تک حیرت ہو ادھر کا سامنا تھا مینا کو کون لے گیا وہ کون ایسا تھا کہ جو مینا کو لے گیا سب کو حیرت تھا
خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم اسقدر زار زار کیوں روتی ہو ایک مشت پر کے لیے اور مینا خرید کر کے پال لینا ہے
وہ دو پر دن کے لیے جان کھوتی ہو اور اپنے کو ہلاک کرتی ہو ملکہ الوان نے جواب دیا کہ خواجہ وہ مینا
میری بہت عمدہ تھی خوب باتیں کرتی تھی میں نے اسکو تعلیم کیا تھا میری مونس تنہائی تھی جب میں اکیلی
ہوتی تھی تو اس سے باتیں کرتی تھی ایسی پیاری پیاری باتیں کرتی تھی کہ میرا دل بہلتا تھا میں اس سے بہت
محبت کرتی تھی نہ معلوم کون دشمن تھا جو مجھکو رلا گیا میری مینا کو لے گیا میں اب کہاں سے تلاش کر کے لاؤں یہ تو خواجہ
تم نے سچ کہا کہ ایک مشت پر کے لیے جان کھوتا ہر کارہ ہے اور خرید لینا ہے خواجہ پھر میں اتنے زمانہ تک محنت کروں
تب اس لائق ہو اور نہ معلوم بولے یا نہ بولے کوئی جانور ہے تو ز درستے میں خواجہ نے کہا کہ ملکہ
خیر اور نہیں تمہاری مینا تو مل جاوے گی تم کیوں اسقدر پریشان ہوتی ہو میں صرف آزماتا تھا ملکہ نے
کہا کہ کہاں سے مل گی اسکو تو کوئی لے گیا ہے خواجہ سچ بتاؤ کہ کیا تمہارے پاس ہے خواجہ نے
کہا کہ میں تو تمہارے پاس بیٹھا ہوں میرے پاس ہو گی تو تمہارے سامنے ہو گی اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم اپنی
مینا کو پہچان لو گی جو ملے ملکہ الوان نے کہا کہ اے خواجہ اب وہ کہاں ہاں اگر ملے تو ضرور با لضرور پہچان لوں
یہاں سب اہل دربار مع سمندر کے حیران ہیں کہ یہ کیا امر ہے اور کس طور کی باتیں ملکہ مینا اور

اور خواجہ مین ہو رہی ہین کہ خواجہ نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ تم اس مینا سے بہت محبت کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ
ضرور مین اُسکو چاہتی ہون خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ تمھاری مینا میرے پاس ہے مگر اصل امر یہ ہے کہ میرے پاس
اور بھی مینائین ہین شاید انہین مل گئی ہو مین اُنکو نکالتا ہون تم اپنی مینا کو پہچان لو ملکہ نے کہا کہ خواجہ مینا تمھارے
پاس کہان سے آئی خواجہ نے جواب دیا کہ ملکہ مینے صرف تمھارے امتحان کی خاطر مینا پہلے سے لیلی تھی مگر تمنے
مطلق نہ پہچانا یہ بیان کیا کہ میری مینا تمھارے پاس ہے اے ملکہ جیسی مین نے تمھاری صفت سنی تھی اُسکے خلاف پایا
ملکہ نے سر جھکا لیا تھوڑے سے عرصہ کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ اے خواجہ جو تعریف کہ مین نے تمھاری سنی تھی اُس سے
زیادہ تمکو پایا ور اصل تم سب کے سب بڑے عیار کامل ہو مگر مین تم سے مقابلہ کرونگی اب تم میری مینا مجھکو
دے دو کیونکہ مین اُسکے لیے بہت بیتاب ہون خواجہ نے کہا کہ ملکہ مین تم سے مذاق کرتا تھا بھلا یہ تبلاؤ کہ
مینا میرے پاس کیونکر آئی کیا خوب مین نے جو آپ سے مذاق کیا آپ کو بھی یقین ہوگیا مین کیا مینا کیا وہ پردار
جانور تھا معلوم ہوتا ہے کہ کہین اڑ گیا ملکہ نے جواب دیا کہ سچ ہے اور زنجیر کے خواجہ نے کہا کہ مین کیا جانون
تمھارا ہی قول ہے کہ مین نے اسکو یہ در سحر تعلیم کیا تھا وہ سحر کرکے اڑ گئی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ جانور بھی
کہین سحر کرتے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ مین کیا جانون ملکہ نے جواب دیا کہ خواجہ مذاق ہوچکا میری مینا مجھکو
دو خواجہ نے کہا ملکہ ذرا ہوش مین آؤ واہ کیا خوب تم نے میری بات کو پکڑ لیا ملکہ نے جواب دیا کہ
خواجہ مینا تمھارے پاس ضرور ہے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ صرف تمھارا خیال ہے ملکہ بولی کہ خواجہ جب تک تم مینا
نہ دوگے اُسوقت تک مین تمکو جانے نہ دونگی خواجہ نے کہا کہ یہ بھی کوئی زبردستی ہے اور کیا مین کوئی چڑیمار
ہون کہ میرے پاس مینا ہے یہ کسی چڑیمار سے فرمائیے کہ وہ آپ کو مینا لادے ملکہ نے کہا کہ خواجہ بہت
باتین نہ بناؤ یہ تقریر ملکہ اور خواجہ کی سب اہل دربار و ہمندر خاموش بیٹھے ہوے سن رہے تھے جب بہت
ملکہ نے کہا تو خواجہ نے کہا کہ ملکہ ایک شرط سے مینا مل سکتی ہے وہ شرط یہ ہے کہ کچھ روپیہ صرف کرو تو مین چڑیماروں
سے تلاش کرا کے تمھاری مینا تمکو منگا دون ملکہ نے کہا کہ اے خواجہ مین روپیہ کیون صرف کرون میرا ہی تو
مال جاے اور مین ہی روپیہ صرف کرون خواجہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ الوان پھر مینا کا ہاتھ آنا امر
محال ہے بغیر روپیہ صرف کیے ہوے مین چڑیماروں سے منگاتا اُنکو روپیہ کا لالچ دیتا شاید مینا ملجاتی ملکہ
جواب دیا کہ اے خواجہ خیر مین سو روپیہ تک دونگی خواجہ نے کہا کہ کیا خوب اتنا بڑا کام اور سو روپیہ
حاصل کلام ملکہ الوان نہ طاقی نے ہزار روپیہ کا اقرار خواجہ سے کیا خواجہ نے کہا کہ لاؤ ملکہ نے کہا
کہ تم پہلے مینا لاؤ خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ تم اس امر کا بخوبی اپنے دل مین اطمینان رکھو کہ مین تمھاری
مینا تمکو ضرور لادونگا یہ خوف نہ کرو کہ روپیہ تو مین تم سے لے لون اور تمھاری مینا تمکو نہ ملے یہ جو
خواجہ نے کہا ملکہ نے روپیہ منگا کر خواجہ کو دیا خواجہ نے روپیہ لیکر کہا کہ ملکہ لو اپنی مینا یہ کہکر خواجہ نے
اپنی زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور چند تلوریان نکال کر ملکہ الوان نہ طاقی کے روبرو پیش کین اور کہا کہ لو
پہچان لو ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ مینائین نہین ہین بلکہ تلوریان ہین اے خواجہ مینا مین منگا دو اور خواجہ
تم تو کہتے تھے کہ مین کوئی چڑیمار ہون کہ میرے پاس مینا ہوگی تم روپیہ صرف کرو تو مین
منگا دونگا یہ تو تمنے اپنی بغل سے نکالین کیا کھٹکی تمھاری بغل مین ہے خواجہ نے جواب دیا کہ میرے
پاس سب قسم کے جانور ہین مینا طوطا ہدہد وغیرہ جس جانور کی ضرورت تمکو ہو مجھسے مول لے لو
خیر اگر ان مین تمھاری مینا نہین ہے تو مین اور نکالتا ہون اہل دربار حیران تھے کہ خواجہ نے چڑیماروں
کے بھی کان کاٹے گویا خواجہ کے پاس کھٹکی کی کھٹکی ہے کچھ معلوم نہین ہوتا ہے اور کس قدر

خواجہ نے کہا کہ یہ آپ کی صرف پرورش ہے ورنہ مین کوئی بھیک نہین مانگتا ہون سمندر نے کہا کہ یہ
کوئی امر نہین ہے ہمارا حکم ہے خواجہ نے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہے تو خیر ورنہ اسپ بھی جن صاحب کا جی چاہے
دین جن صاحب کا جی چاہے نہ دین کوئی کسی پر جبر نہین ہے بس یہ جو حکم سمندر نے دیا شلاق وغیرہ نے خواجہ
کو اپنی اپنی کلاہ معاف کی جو کہ گران قیمت تھی اور ایک ایک ہزار روپیہ انعام کا دیا خواجہ کی اس عیاری
سے ہر ایک بہت خوش ہوا تھا اہل دربار نے حسب لیاقت اپنی خواجہ کو روپیہ منگا کر دیا اب خواجہ کے
سامنے روپیہ کا ایک انبار ہو گیا سمندر نے گرداب لقب زن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے
اپنی کلاہ خواجہ کو نہ معاف کی اس نے جواب دیا کہ مین تو نہ معاف کرونگا کیا خوب ایک تو زبردستی ٹوپی
لی پھر مین معاف کرون آپ لوگون کو اپنے فعل کا اختیار ہے مین تو لیسے اپنی کلاہ لونگا کیونکہ میرا اسکی طیاری مین
بہت سا روپیہ صرف ہوا ہے خواجہ نے یہ سنکے سمندر سے کہا کہ آپ کوشش نکرین انکو رہنے دیجئے یہ
مجھ سے اپنی کلاہ لے لین گے یہ کہکر خواجہ نے گرداب لقب زن سے کہا کہ میرے اور تمہارے یہ شرط
ہے کہ اگر تم مجھ سے اپنی کلاہ لے لو تو مین تمکو دس ہزار روپیہ اور دون ورنہ تم مجکو دو گرداب نے کہا کہ اچھا
خواجہ کی اور گرداب لقب زن کی باہم شرط روبرو سمندر اور کل اہل دربار کے ہو گئی ہاتھ پر ہاتھ
پڑا پس جب شرط ہو چکی خواجہ نے وہ سب روپیہ اٹھا کر نذر نذیل کیا اور اپنی کرسی پر سے اٹھکر
سمندر شاہ اور ملکہ ایران شوطاقی سے کہا کہ مین جاتا ہون اے ملکہ مین پھر کہے جاتا ہون کہ ہوشیار
رہنا مجھ سے ملکہ نے جواب دیا کہ تم بھی مجھ سے خبردار رہنا خواجہ نے کہا کہ اچھا اور ملکہ کو سلام کیا اسکے
بعد سمندر شاہ کو مجرا کیا صحن بارگاہ مین آکے پکار کر کہا کہ اے گرداب مین جاتا ہون یہ نہ کہنا کہ خواجہ
مجکو خبردار کر کے نہین گئے منہ چھپا کر چلے گئے مین موجود ہون اگر تمکو کلاہ لینا ہو تو لے لو گرداب نے
جواب دیا کہ یہ کوئی طریقہ نہین ہے کہ تم میرے گھر پر آئے ہو مین تم پر زیادتی کرون ہان جب موقع ملیگا
مین اپنی کلاہ لیلونگا اب آپ شوق سے تشریف لیجائین یہ سنکے خواجہ جست کر کے باہر آئے باہر آکر اپنے
لشکر کا شہر سے راستہ لیا اور مضر برق ثانی و مضر تاہم وغیرہ بھی دربار سے نکلکر دوسرے راستہ سے بہت جلد
طرف لشکر کے چلے خواجہ ابھی خراماں خراماں چلے آتے تھے یہان دربار آراستہ تھا بادشاہ تخت پر اور
صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما تھے اور سب سردار اپنے اپنے دنگل و کرسی پر متمکن تھے خواجہ کا ذکر ہو رہا
تھا کہ خواجہ قل سے گئے ہین کچھ حال نہ معلوم ہوا یہ طمع خواجہ کی جان لے گی کچھ کیا ضرورت تھی کہ دشمن
کے روبرو ایسی حالت مین جائین جبکہ وہ جانی دشمن ہوا اور ابھی لشکر مین آیا ہوا ہم سب نے روپیہ بھی دیئے
تھے اگر نہ سنا یہی ذکر ہو رہا تھا کہ برق ثانی و مضر تاہم وغیرہ بہت تھرائے پہنچے ہوئے آکر حاضر دربار ہوئے مگر
چہرہ فرط مسرت سے لال بھبوکا ہو رہے تھے مجرا کیا اور بادشاہ و صاحبقران کو دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند
خواجہ نے بہت بڑا کام کیا یہ کہکر سب عیاری اول سے آخر تک بیان کی اس حرکت پر کبھی تو بیان لین
سب مع بادشاہ کے بہت ہنسے مینا کا غائب ہونا اپنا بھی حیرت کرنا خواجہ کا دوسری صورت پر آنا پھر
اپنے کو ظاہر کرنا اور مینا کو دے کر بیہوش کرنا اور پھر ہوش مین لانا انعام لیکر وہان سے چلنا سب بیان
کیا یہ حال سنکے بادشاہ و صاحبقران بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی یا کہ خواجہ کی اسقدر
تعریف کی کہ فرمایا شاباش خواجہ اول کے یہ بھی ہین اپنے باپ سے چالاک ہین کیا کام کیا ہے بہت بڑی عیاری
کی لیاقت کا کام کیا اہل دربار نے بھی بہت تعریفین کی کہ اتنے عرصہ مین خواجہ آ کر بیٹھے سب کو
سلام کیا اپنی کرسی پر بیٹھ گئے مگر منہ بنائے ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کیا گذری کیا ملا

خواجہ نے کہا کہ کچھ نہیں ملا ملتا کیا کیا میں کچھ لینے کو گیا تھا صرف ملک الیوان کو دیکھنے گیا تھا دیکھ آیا دراصل بہت
بڑی مناره زبردست ہی خدا اسکے شر سے بچائے اور محفوظ رکھے مگر میرا نقصان بھی ہوا ایک دو ہشت
ہزار روپیہ کا گر گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم کو قسم ہے میرے سر کی سچ سچ بیان کرو جب خواجہ
کو صاحبقران نے اپنے سر کی قسم دی خواجہ مجبور ہو گئے تب خواجہ نے کل حال بیان کیا مگر یہ نہ ظاہر کیا
کہ انعام بھی ملا بلکہ یہ کہا کہ روپیہ میرا بہت صرف ہو الا ہے وہ جو آپ سب نے اقرار کیا تھا اسی سبب سے
میں نے نہیں لیا کہ آپ ندیں گے صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ خواجہ یہ امر تو بالکل خلاف ہے کہ
تم نے کچھ لیا نہیں سمندر سے لیا اہل دربار سے لیا ملک الیوان نہ طاقی نے دیا جو ہم سب نے اقرار کیا ہے
وہ ہم سب ضرور دیں گے پس یہ بیان کرو کہ کیا ملا جب خواجہ کو یقین ہو گیا تو کہا کہ ہاں کچھ ملا پس پیشکش
بادشاہ اور صاحبقران وکل اہل دربار نے خواجہ کی بہت تعریف کی بادشاہ وصاحبقران نے
خواجہ کو ایک ایک خلعت مرحمت فرمایا اور جس قدر روپیہ کا اقرار خواجہ سے کیا تھا وہ عنایت کیا
سب سرداروں نے دیا خواجہ بہت خوش ہو گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام کو گئے خواجہ اپنے خیمہ میں آئے یہاں تو سب خوش ہیں وہاں دربار سمندر کا
حال سماعت فرمائیے پہلے دربار کفار کا حال سنئے کہ کل کی جو خبر کفار سے لشکر اسلام سے دریافت کو گئے
گئے تھے جب صبح کو کرداس وغیرہ نے دربار کیا تھا تو بیان کی تھی وہ سب کے سب خوش ہو رہے تھے کہ ملکہ آکر
مقابلہ کرے گی آج پھر ہرکارے لشکر اسلام میں موجود تھے یہ سب حال دریافت کر کے دربار میں آئے
کرداس وغیرہ سے سب حال بیان کیا انکو حیرت ہوئی خواجہ کی تعریف کی انکو تو یہاں اسی فکر میں
رکھا جاتا ہے کہ دیکھئے کیا حکم آتا ہے سمندر کا حال تحریر ہوتا ہے کہ جب خواجہ انعام لے کر دربار سے نکلے
سے چلے آئے بعد اسکے خواجہ کے سمندر نے بہت تعریف خواجہ کی کی اور الیوان سے کہا کہ ملکہ تم نے
دیکھا کہ کیا بلا کے عیار ہیں اور خواجہ کا تو جواب نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ میں کیا بیان کروں میری تو عقل
گم ہے جرأت بھی ویسی اور چالاکی وفطرت بھی ویسی مجکو اپنی مینا کا بہت بڑا صدمہ ہے میں نے بڑی محنت
سے تیار کی تھی یہ تو اسوقت آنکھوں میں خاک ڈال کر لے گیا خیر میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے
میں اسکو ضرور گرفتار کر کے قتل کرونگی گو اسوقت بھی ممکن تھا مگر خلاف مروت تھا کہ جو اپنے تحفہ پر
آئے اسکے ساتھ دغا کیجائے اب میں اسے اسیر کرونگی سمندر نے کہا اے ملکہ میں یہ نہیں کہتا ہوں
کہ تم اسیر نہیں کر سکتی ہو بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو میں کہتا تھا وہ پیش آیا آپ کو یقین نہ تھا اب تو یقین
آیا ہوگا یہ سن کے الیوان نے سمندر سے کہا کہ اے بادشاہ آپ گرداس شاہ کو آگاہ کریں کہ میں کل
جاؤنگی اور یہ سن اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی کل سب عیاروں کا بندوبست کرونگی سمندر نے کہا کہ اے ملکہ
دو ایک روز اور ٹھہر جاؤ پھر جا کر مقابلہ کرنا الیوان نہ طاقی نے کہا کہ اے سمندر اب یہ نہیں ہو سکتا ہے
کہ ایک تو مجکو خجالت و شرمندگی لاحق ہیں دوسرے میں خواجہ سے اقرار کر چکی ہوں اگر عذر کرونگی تو خواجہ
یہ کہیں گے کہ الیوان ڈر گئی سمندر نے کہا کہ اچھا آپکو اختیار ہے میں انکو آگاہ کرتا ہوں پس
سمندر نے اسی وقت دبیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام گرداس بہت جلد تحریر کرو اور اسکا مضمون
یہ ہو کہ تم لوگ خبردار رہو کہ ملکہ الیوان نہ طاقی مع اپنے لشکر کے تشریف لاتی ہیں آپکی اطاعت کرنا انکے
حکم سے سرتابی نہ کرنا جو وہ حکم دیں اسپر عمل کرنا اور انکے حکم کے خلاف ہرگز نہ کرنا الغرض یہ ہی
سب مضمون دبیر نے تحریر کر دیا سمندر نے ایک نامہ بر کے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا اسکے بعد دربار

برخاست کیا ملکہ اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور سب اپنے اپنے مقام پر گئے سمندر رسنے دعوت کا سامان
روانہ کیا ملکہ نے کھانا کھایا آرام کیا یہان اُس طائر نے آکر نامہ گرداب شاہ کو دیا گرداب شاہ
نے دبیر کو نامہ پڑھنے کا حکم دیا اُسنے نامہ پڑھا مضمون نامہ سن کے گرداب شاہ نے حکم دیا کہ طبل
بشارت پر چوب لگائی جائے لشکر مین سب کو آگاہ کیا جائے کہ کل ملکہ ایوان نہ طاقی یہانسے مقابلہ
اہل اسلام تشریف لائینگی یہ جو حکم گرداب شاہ نے دیا طبل بشارت پر چوب پڑی سب لشکر کو معلوم ہوا
ایک خوشی لشکر مین ہوئی سب خوش ہوئے جاسوسان لشکر اسلام یہ خبر سنکر اپنے لشکر مین آئے دربار کو
برخاست پایا خواجہ سے جا کر عرض کیا خواجہ نے جاسوسون سے کہا کہ تم لشکر کفار مین جاؤ اور جو واقعہ
گزرے وہ دریافت کرکے خبر دینا ہرکارے پھر گئے گرداب شاہ نے بھی دربار برخاست کیا خلاصہ یہ کہ
وہ شب تمام ہوئی صبح ہوئی بادشاہ اسلام نے دربار کیا صاحبقران والاشان دربار مین تشریف لائے سب
سردار آئے خواجہ نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور جو ہرکارون سے سنا تھا وہ بیان کیا صاحبقران نے
فرمایا کہ آتی ہے تو آئے خدا سے مالک ہر رگ است کچھ خوف نہین ہے اپنا سر اپنی کنار مین پائیگی یہان یہ ذکر
ہے وہان گرداب شاہ نے حکم دیا کہ سب لشکر طیار ہو ہم ملکہ ایوان کا استقبال کرینگے اسیوقت لشکر مین
کمربندی ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین لشکر طیار ہو گیا گرداب شاہ نے اپنے لشکر کو طریقہ سے صف بستہ کیا
خود تخت پر سوار ہو کر وسط لشکر مین قایم ہوا اسی طرح سے گرداب شاہ وحباب شاہ وسیلاب شاہ وغیرہ
بھی وسط لشکر مین قیام پذیر ہوئے ملکہ ایوان کا انتظار کرنے لگے ہرکارون نے یہ خبر آکر بادشاہ اسلام
سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بھی حد لشکر سے ایوان نہ طاقی کی آمد کا تماشا دیکھینگے صاحبقران
والاشان نے فرمایا کہ کیا مضایقہ ہے پس اسیوقت سے انتظام ہونے لگا بادشاہ مع سردارون کے حد لشکر
پر تشریف لائے تخت پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار کرسیون پر یہان تو یہ بندوبست ہے وہان سمندر ریہ
کا حال سماعت فرمایئے کہ جب صبح ہوئی سمندر شاہ نے دربار کیا سب جب آچکے ملکہ ایوان نے کہا
کہ اب مین رخصت ہوتی ہون مجکو اجازت دے سمندر نے کہا کہ اچھا جاؤ سپرد خداوند تصویر کیا کل ہم بھی
تمہاری جنگ کا تماشا دیکھنے آئینگے ملکہ ایوان نے کہا کہ بہت خوب پس ملکہ نے کرسی پر سے اٹھکر سمندر
کو سلام کیا سمندر تا لب فرش ملکہ کے پہونچانے کو آیا ملکہ نے صحن بارگاہ مین آکر تخت طیار کیا اسپر
بیٹھکر روانہ ہوئی جب شہر سے باہر آئی ایک مقام پر ٹھہری اور سحر کرکے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا وہ
ابر آکر سر پر ملکہ کے قایم ہوا اُس سے بارش مروارید ہوتی تھی اُسکے بعد ملکہ ایوان نہ طاقی نے پھر
بڑھکر دستک دی کہ ایک طائر پیدا ہوا ملکہ ایوان نے اُس طائر سے کہا کہ میرے سپہ سالار اژدر جادو
سے کہو کہ بہت جلد لشکر اور خیمہ وغیرہ لیکر چلے وہ طائر یہ سنکر فراٹا مار کے اُڑ گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ
نہ طاق کی طرف سے ایک ابر اٹھا آگے آگے اژدر جادو کرگدن مست پر سوار تھا عقب مین اُسکے لشکر کفار اُس
ابر سے پیدا ہوا کوئی ساحر ہمنس پر سوار تھا کوئی گدھے پر کوئی شیر پر کوئی اژدر پر قشقہ پیشانیون پر جھولیان
شانون پر ترسول ہاتھون مین اس شان سے وہ لشکر آکر پہونچا اژدر نے ملکہ ایوان نہ طاقی کو
سلام کیا سب لشکر نے مجرا کیا پس ملکہ نے اس لشکر کو لیکر جو کہ قریب دس ہزار کے تھا طرف لشکر گرداب
کے روانہ ہوئی یہان گرداب شاہ وغیرہ انتظار ملکہ ایوان مین لشکر کو صف بستہ کئے ہوئے برائے
استقبال کھڑے تھے بادشاہ اسلام مع سردارون کے اپنے لشکر کی حد پر تشریف فرما تھے لشکر کفار کی طرف
ملاحظہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ سمندریہ کی جانب سے ایک ابر اٹھا اُس ابر سے برق کی چمک رعد کی گرج

پیدا ہوئی وہ بہت بڑا آیا اور قریب لشکر کفار آکر ایک طرف قائم ہوگیا اُس ابر کے بعد ایک اور ابر کالا پیدا ہوا
اُس سے چھوٹی چھوٹی بوندیں پڑتی ہوئیں کہ جس کے سبب سے گرد و غبار بیٹھا جاتا تھا گویا چھڑکاؤ
ہوتا تھا اُسی ابر کے برابر آکر قائم ہوا اب سامان سواری ملکہ امروا کا بیان کیا جاتا ہے جن پر صورت نور اوند
لشکر ہیبت کی بنی ہوئی وہ آکر ایک طرف جدھر وہ ابر تھے ہوئے تھے قائم ہوا اب فوج غول کے غول
عفریت کے عفریت ساحروں کے طاؤس ہنس واژدرہے سوار نمودار ہوئے اور ایک طرف آکر قائم
ہوئے اُسکے بعد سلاشکر بین ایک تخت پر ملکہ ایوان قرطاقی سوار سر پر سایہ چھتر اُس سے بارش
مروارید ہوتی ہوئی پایہ تخت پر اژدرہا و باخبر رکھے ہوئے کر گردن پر سوار نمودار ہوا اُسکے عقب میں
لشکر جب ملا آکر پہونچی خواجہ دیبق وغیرہ نے بادشاہ و صاحبقران وکل سرداروں سے کہا کہ یہی
ملکہ ہے بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا خاموش ہو رہے ادھر ملکہ نے دیکھا کہ ایک لشکر گیتی بارہ کوس کے حلقہ میں
فروکش ہے لاکھوں خیمہ اور بارگاہیں برپا ہیں نشان کھلے ہوئے ہیں پھر یرے اُنکے ہوا سے اڑ رہے ہیں
بازار میں آراستہ ہیں ملکہ نے دیکھا کہ ایک بادشاہ مع کئی ہزار سرداروں اور کئی سو بادشاہوں کے صدر لشکر پر
زیر نگیرہ زرنگاری تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور سب سردار کرسیوں پر ہیں ساحر بھی ہیں غیر ساحر بھی اور ایک لشکر
مختصر صف آرائی کئے بادشاہان ہیں اسپر ملکہ نے غور سے دیکھا تو پہچانا کہ یہ گرداب شاہ کا لشکر ہے
کیونکہ ملکہ نے گرداب شاہ وغیرہ کو پہچانا اور گرداب شاہ وغیرہ نے ملکہ کو دیکھا بڑھ کر سلام کیا ملکہ نے
جواب سلام دیا سب لشکر گرداب شاہ نے سلام کیا علم سلامی کے جھکے سلامی کے باجے بجنے لگے طبل بجنا ہے
پھر بہت بڑی تخت ملکہ قریب تخت گرداب شاہ آیا ملکہ نے دریافت کیا کہ یہی لشکر اسلام ہے گرداب
شاہ نے جواب دیا کہ جی ہاں ملکہ ایوان نے کہا کہ یہ ساحر بھی ہیں گرداب شاہ نے کہا کہ ہاں بہت ہیں
آفاق و کوکب وغیرہ تو تمہارے اقلیم کے ساحر ہیں باقی دوسرے مقامات کے ہیں مثل شمس شیخ وغیرہ کے
ملاحظہ فرمائیے کہ بادشاہ اسلام آپکی آمد کی خبر سنکر بہ اسپ تماشا مع کل سرداروں کے صدر لشکر پر موجود
ہیں پس گرداب شاہ نے ایوان کو بادشاہ سے لیکر کل سرداروں کو پہچنوا دیا ملکہ ایوان نے ہر ایک
کا نام پوچھا گرداب شاہ نے سب کے نام بتائے ملکہ نے کہا کہ خواجہ کہاں ہیں گرداب نے کہا کہ
وہ سامنے صاحبقران کے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں ملکہ نے جو دیکھا تو خواجہ کو بڑے مرتبے سے پایا اور
عیاروں کو بھی دیکھا برق و ضرغام کو تو پہچان لیا مگر اور کسی کو نہ پہچانا گرداب نے سب کے نام بتائے پس ملکہ نے
اپنے لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ لشکر گرداب سے آگے کچھ فاصلہ پر فروکش ہونا یہ حکم
دینا تھا کہ لشکر ملکہ کا اترنے لگا خیمہ و بارگاہیں برپا ہو گئیں سب لشکر اترا ملکہ چند سرداروں کو اپنے ہمراہ
لے کر ہمراہ گرداب شاہ کے گرداب کی بارگاہ میں آئی گرداب شاہ وغیرہ نے بڑی
عزت سے ملکہ کو بٹھایا جب سب لوگ باطمینان بیٹھ چکے ملکہ ایوان نے کہا کہ نامہ تحریر کرنے کی
کوئی ضرورت نہیں ہے یا ہے گرداب نے جواب دیا کہ کیا ضرورت ہے وہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں
بیکار ہے پس ملکہ ایوان نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ پس یہ حکم دینا تھا کہ گرداب شاہ نے
طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا نقارہ پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا ملکہ ایوان اپنے
لشکر میں بھی طبل جنگ بجا پس ملکہ نے تھوڑی دیر ٹھہر کر وہاں سے اٹھکر اپنے لشکر میں آئی بارگاہ میں
پہونچی دربار کیا دونوں لشکروں میں سامان جنگ ہونے لگا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر طبل جنگ
بجنے کی لے کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں جب ملکہ ایوان نے وطاقی خیمہ گرداب میں

کیا ایسکے پاس بھی اُسکے سردار معتبر آکر بیٹھے مثل اژدر جادو و زنار جادو و غلیواز جادو و دلسوز جادو وغیرہ کے یہان
بھی دربار آراستہ ہی لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہی اور خیمہ خواجہ مین آفاق کوکبہ سہراب برق چالاک
برق ضرغام وغیرہ موجود ہین خواجہ اپنی مسند پر بیٹھے ہوئے ہین اور سب سردار بھی برابر بیٹھے ہین قران
ثالث برو برابر بیٹھے ہوئے ہین شمع رانے روشن ہو رہی ہی شور سے ہو رہے ہین خواجہ نے آفاق و برق
کی طرف دیکھکر کہا کہ آپکی کیا رائے ہی اسپر عیاری کی جاسکے یا نہین انھون نے کہا کہ ہماری رائے کیا ہی اور ہم
کیا ہین بات ان سبکی رائے لیجیے خواجہ نے عیارون کی طرف دیکھکر کہا کہ تم سبکی کیا رائے ہی انھون نے جواب دیا
کہ جو حکم آپکا ہو ہم موجود ہین اگر آپ حکم دین کہ آگ مین کود پڑو تو ہم دریغ نکرینگے مگر عیاری کرنے مین اس امر کا
خوف ہی کہ وہ خبردار بہت ہی ایسا نہو کہ کوئی خرابی ہو اور دھوکا نہ کھا جائین دوسرے امر یہ ہی کہ وہ سب حالات
سے واقف ہی آیندہ جو مرضی آپکی ہو دو ایکدن دیکھکر پھر عیاری ضرور کرینگے ذرا ایسکے مقابلہ کا بھی طریقہ دیکھ لین کہ
کیا طریقہ ہی آفاق وغیرہ نے بھی یہی کہا کہ یہ رائے بہت عمدہ ہی ہان ذرا ہم لوگون کی بھی از جان کا یہی ملاحظہ
رہے لیکن گوارا نہو کہ سب نامردین عیارون کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہین جہان کوئی زبردست اسپر دیکھا اُسکو
عیارون کے ذریعہ سے گرفتار کرا لیا خواجہ نے کہا کہ جیسی آپ سبکی رائے مگر میری ایک رائے ہی کہ کل
سب عیار لشکر سے متفرق ہو جائین کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہو چکا ہی کہ وہ زیادہ تر عیارون کی دشمن ہی اور جو لشکر
مین موجود رہین وہ بصورت مبدل رہین اور قران سے کہا کہ تم کل لشکر مین نہ آنا کیونکہ وہ زیادہ تر تمھاری
دشمن ہی قران ثالث نے جواب دیا کہ مجھکو اُس سے کوئی خوف نہین ہی میری امید و مرا اتکیہ ذات باری پر ہی کہ
وہ جو چاہیگا وہ کریگا مین ایک ناتہ فاحشہ ساحرہ کے خوف سے لشکر مین نہ آؤن خواجہ نے کہا کہ ای قران
اسکا سبب یہ ہی اور میرا منشا یہ نہین ہی کہ تم اُسکے خوف سے لشکر مین نہ آنا بلکہ اس سبب سے کہ شاید کوئی بلا نازل ہو
ہم سب خدانخواستہ مبتلا ہون تو تم اگر کوئی صورت رہائی کی تو کرو گے کوئی تو باقی رہے قران نے جواب دیا
کہ جو آپکی مرضی ہو اُسپر عمل کرونگا اور یہ رائے ہونے لگی یہان تو یہ ہو رہی تھی وہان کلیہ الوان کو بیٹھے
بیٹھے اپنی نانی کا اور بھائی کا خیال آیا ایک کو غلیم بہتا کہ دل پر آرا ایک آہ کی اور خیال کیا کہ اس حبشی نے
میری نانی کو بڑے ظلم سے قتل کیا اُنکا دم گھٹ گھٹ کر نکلا اس پیرانہ سالی مین یہ صدمہ پہونچا اس حبشی کو ضرور
ضرور گرفتار کرکے قتل کرنا چاہیے باقی کا تو کل خاتمہ کر دونگی مگر اس حبشی کو ابھی گرفتار کرکے حاضر کرون یہ خیال کرکے
غلیواز سے کہا کہ ای غلیواز مین تجھکو یہ تصویر دیتی ہون اس صورت کا عیار جہان تجھکو ملے ابھی اسیر کر لا مین تجھکو
بہت کچھ انعام دونگی غلیواز نے عرض کیا کہ بہت خوب لیجیے اپنے مقام پر سے اُٹھی وہ تصویر کلیہ الوان نے
قران ثالث کی تصویر سحر سے اُسکی صورت دریافت کرکے تیار کی تھی وہی تصویر اُس ساحرہ کو دیکر روانہ
کیا غلیواز نے صحن بارگاہ مین آکے اپنے شانون پر اسم سحر دم کیا کہ پر پیدا ہو گئے پس وہان سے مثل
غلیواز کے اُڑکر طرف لشکر اسلام کے چلی اور لشکر مین پہونچکر تلاش کرنے لگی اتفاق سے قران ثالث
خیمہ خواجہ سے نکل کر اپنے مقام کو جاتے تھے چونکہ یہ رائے قرار ہو گئی تھی کہ سب عیار متفرق ہو جائین جب
یہ رائے قرار پا چکی تو وہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے خواجہ اپنے خیمے
مین آئے قران اپنے مقام کی طرف چلے غلیواز نے جو بلندی پر نگاہ کی اور اُس تصویر کو دیکھا
کیونکہ یہ تو اسی فکر مین تھی قران کو پہچانا بس ایک مرتبہ گُندے جو کرکے چلی قریب قران پہونچکر سحر کیا
کہ برق چمکی یہ اس برق کی چمک مین زمین پر آئی قران چمک کو دیکھکر جھجکے تھے کہ اُسی نے کھینچ کر دبا لیا
بالاے آسمان لے اُڑا چمک جو بر طرف ہوئی سب نے دیکھا کہ کوئی قران کو لیے جاتا ہی لشکر مین

اب تیری قضا آگئی خیر کیا زور ہوا اور مین نے طرف خدا کے دل کو رجوع کیا اور آہستہ آہستہ دعا کرنے لگا چونکہ
میرے کپڑون مین عطر بیہوشی ملا ہوا تھا مین نے پہلے سے یہ تدبیر کی تھی کہ اپنی ناک مین روئی رکھ لی تھی تاکہ
میرے دماغ مین بیہوشی کا اثر نہ کرے مین تو اس سبب سے ہوشیار رہا اُسکے دماغ مین جو پہونچی بیہوشی
نے اپنا کام کیا وہ بیہوش ہو کر چلی طرف زمین کے مین اُسکے قبضے سے چھوٹا بس مین نے دونون پاؤن
اُسکے سینے پر جما دیے اور یونہی اُسکو لیے ہوئے زمین پر آیا یہان آکر آپ سبکے روبرو اُسکو قتل کیا
یہ واقعہ پیش ہوا جو کہ مین نے عرض کیا سبنے یہ حال سنکے کہا کہ کیا خوب دانائی اور عقلمندی کی خوب تمنے عیاری
کی ہر ایک نے بڑی تعریف کی بہت خوشی حاصل ہوئی خواجہ نے کہا کہ اے قران اب تم نہ جاؤ لشکر مین مگر
قران نے جواب دیا کہ اب کوئی خوف نہین ہے سبنے قران کو انعام دیا بادشاہ و صاحبقران نے خلعت
دیا خواجہ نے قران سے کہا کہ اے قران یہ سب میرے پاس رکھ دو تمکو جب ضرورت ہوگی دیدونگا
قران نے جواب دیا یہ سب مال آپکا ہے بس خواجہ نے جو روپیہ ملا تھا وہ بھی اور خلعت بھی لیکر نذر قبول
کیا قران نے کہا کہ مین جاتا ہون بس قران وہان سے رخصت ہو کر لشکر کو طے کر کے اپنے مقام عیاری
پر آگیا اسی قصہ مین رات ہو گئی تھی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے خیمون مین آگئے ساحر تمیز
جنگ کرنے لگے غرض ساحر اپنے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے نقارہ کا حربی بج رہا ہے طبل لشکر اسلام پر بھی
لگا صدا سے ہوشیار باش و خبردار باش کی بلند ہوئی ادھر لشکر کفار مین بھی کوس حربی بج رہا ہے ساحر
اپنا سحر جگا رہے ہین یہان بھی طبل بج رہا ہے اپنی بارگاہ مین الوان جادو بیٹھی ہوئی تھی اس انتظام
مین کہ غلیوانی قران کو گرفتار کرنے گئی ہے اُسکو لیکر آتی ہوگی اپنے لشکر مین بھی ساحر سحر جگا رہے ہین
طبل بج رہا ہے گرد اب نے دربار برخاست کیا ہے یہان یہ بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ طائر جو کہ خاک غلیوانی سے
پیدا ہوا تھا آکر پہونچا الوان کے گرد پھر چرخ مار کر صدا دی کہ افسوس اے ملکہ ساحرہ خاص غلیوانی کو ہمزاد
عیار نے قتل کیا اور وہ ساری کھین مین اُسکی روح ہون اب مین اپنے مقام کو جاتی ہون یہ کہکر وہ طائر
بھی چلا گیا الوان کو حیرت ہوئی اُس نے اسی وقت اوراق ساحری اُٹھا کر دیکھے اسمین وہی حال نکلا
جو کہ باعث قتل غلیوانی کے تحریر ہوا ہے الوان کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ افسوس بہت بڑی ساحرہ تھی اور
میری ہوا خواہ قتل ہوئی اُسکے خون کے عوض مین کل تمام لشکر اسلام کو نہ قتل کرون تو اپنا الوان
نام نہ رکھون غلیوانی کے مرنے سے میری بارگاہ سونی ہو گئی یہ کہکر غلیوانی کے لیے خوب روئی ایک
تھوڑی دیر کے بعد گریہ کو ضبط کرکے اور رومال سے آنسو پونچھ کر اپنا صندوقچہ منگوایا اُس صندوقچہ مین راوی
نے بیان کیا ہے کہ چار خانہ تھے ہر خانہ مین ایک طلائی پتلی تھی بالشت بھر کی الوان نے اشارہ کیا ایک
پتلی اُس صندوقچے کے ایک خانہ سے جست کر کے باہر آئی الوان کو سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے
الوان نے کہا کہ اے کنیز ساحری تو اسوقت جا اور میری وزیر زادی ملکہ عطارد آسمانی اُسکو خبر
کر کہ ملکہ نے تمکو طلب کیا ہے اور کہا ہے کہ تیغ کر کہ ہم سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہے لہذا تم بھی آؤ کہ وہ
پتلی فوراً اُڑ گئی ایک برق چمک کر رہ گئی یون غائب ہوئی کہ جیسے نگاہ عینک سے فوراً جاتی ہے یا کمان
سے تیر یا سنگ سے شرارہ تھوڑے عرصہ کے واپس آئی ملکہ کے روبرو کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کہ
خبر دے آئی عرض کی کہ ہان ملکہ نے اشارہ کیا وہ پتلی اُسی خانہ مین چلی گئی ملکہ نے صندوقچہ بند کر کے
دربار برخاست کیا خود ایک خیمہ مین آگئی بخشو عیار اپنے لشکر اسلام اُسکے ساحر سحر قائم کیا اور
تھوڑے عرصہ تک سحر جگایا کی اُسکے بعد پلنگ پر جا کر لیٹ رہی یہان ہر ایک ساحر اپنا سحر جگانے

تینون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ رہی سامان جنگ ہوا کیا طبلہ بجوا کیا صدا سے ہوشیار باش و
خبردار باش بلند رہی یہان تک کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا انجم فلک غروب ہونے لگے ظلمت شب
برطرف ہوئی نور سحر نے اپنا جلوہ دکھایا شہباز روز نے اپنے پر نورانی کو پھیلایا اپنے نور جمال سے عالم کو روشن
کیا سلطان شب نے اپنی صحبت برخاست کی مع اپنے مصاحبون یعنی گروہ انجم کے طرف مغرب کے
کوچ کیا آفتاب خسرو خاور کی چوکی یعنی آفتاب نکل آیا تمام عالم روشن ہوا شاہد روز نے نقاب شب کو اپنے
منہ پر سے اٹھایا تمام باغون مین گل کھلے طائر آشیانون سے نکلکر شاخہا سے درخت پر بیٹھکر چہچہاری
کرنے لگے نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے لشکر اسلام مین صدائے اذان بلند ہوئی سب نے وضو
کیا نماز سحر سے فراغت کی آلات حرب وضرب سے آراستہ ہوکر طرف دردولت کے روانہ ہوئے
لشکر آراستہ ہوکر میدان جنگ کی طرف راہی ہوا ادھر لشکر کفار مین بھی کفار بیدار ہوئے پوجا پاٹ
سے فراغت کی گرداب شاہ وغیرہ اپنے خیمہ سے نکلے لشکر کو لیکر طرف میدان جنگ کے چلے ادھر
اپنے خیمہ سے ملکہ الوان بھی نکلی سب سردار حاضر ہوئے اپنے لشکر کو لیکر طرف میدان کے چلی یہان
صاحبقران عبادت خدا سے فراغت کرکے تشریف لائے اسیطرح بادشاہ محل سے برآمد ہوئے سبکا
مجرا ہوا غرض کہ بادشاہ سبکو لیکر ہوا سے سحری کے جھونکے کھاتے ہوئے طرف میدان کے تشریف لائے
لے چلے عیار جو بیدار ہوئے تھے تو طرف صحرا کے چلے گئے تھے کچھ طرف لشکر کفار کے اپنی صورت مبدل کرکے
جو کہ لشکر مین باقی رہے انہون نے بھی صورت بدلی تو آج بھی صورت بدلکر چلے گئے قران بھی اپنے مقام کو صورت بدلکر
ہوکے ایک طرف کو راہی ہوئے ان سبکا حال تحریر ہوگا برق ثانی لشکر مین موجود ہے مگر بصورت
مبدل راوی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ آکر میدان مین پہونچے صف آرائی ہونے لگی ایک طرف
لشکر ساحران جو کہ مطیع اسلام تھے آکر صف آرا ہوئے ایک طرف کل لشکر اسلام صف آرا ہوا
تخت شاہی قلب سپاہ مین قائم ہوا صاحبقران زیر سایہ علم اژدر پیکر کھڑے ہوئے ابھی لشکر
اسلام صف آرا نہ ہونے پایا تھا کہ یکایک لشکر کفار کی آمد شروع ہوئی کالے کالے علم لہراتے
ہوئے ساحران غدار جادوگران سحر پرداز ساحران و شیران سحر پر سوار تخت پر سب بادشاہ سوار
کفار پری شان دشت کشتہ غول کے غول غٹ کے غٹ نمایان ہوئے ساحران نابکار و کافران غدار
سیہ کار جھولیان [illegible] شانو پر ڈالے آتش کے پرکالے آکر ایک طرف قائم ہوئے
تخت گرداب شاہ وغیرہ وسط لشکر مین قائم ہوا صف بندی ہونے لگی کہ ملکہ الوان بھی
اپنے لشکر سے بڑھ کے جاکے اپنا لشکر خوب اچھی طرح سے آراستہ کیا اپنا تخت قلب لشکر
مین قائم کیا مگر بار بار طرف آسمان کے دیکھتی ہے اور کہتی ہے اپنے دل مین کہ خداوند آسمان شیطان
نہ آئی بڑا عرصہ ہوا کہ ایک مرتبہ نہ طاق کی طرف سے ایک ابر نیلگون شب رنگ اٹھا اور وہ آکر تمام
لشکر اسلام و لشکر الوان پر محیط ہو گویا کہ ایک شب زمستان کی تھی جب وہ ابر قائم ہوچکا
الوان نے دیکھا کہا کہ یہ بالکل آگئی [illegible] کا انتظار تھا الوان نے قصد کیا تھا کہ سبکو
برائے مقابلہ روانہ کرون کہ ایک مرتبہ سمندر کی طرف سے گھنٹہ ناقوس کی صدا آنے لگی
یا خداوند تصویر کی جو پکاری جانے لگی کہ ایک ابر پھر ظاہر ہوا وہ ابر آکر ایک طرف قائم ہوا
لشکر اسلام اور لشکر کفار اس ابر کی طرف دیکھنے لگا کہ تینون لشکرون نے دیکھا کہ اس ابر سے
چھینٹا ہوتا ہوا چلا آتا ہے اسکے بعد اور سامان سواری بعد سب سامان سواری کے تخت

سمندر شاہ سوار اور گرد و پیش سرداران نامی و گرامی سواری یاسے سحر پر سوار عشاق چہرہ نشین بھی ہمراہ و
شماق و اہراق وزیر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے ابر سے بارش مروارید ہوتی ہوئی لعل و یاقوت
برستے ہوئے گھنٹہ و ناقوس بجتے ہوئے آکر پہونچا کل لشکر کفار نے سمندر شاہ کو دیکھکر سلام کیا سمندر شاہ
نے سبکا سلام و مجرا لیا اور ایک سمت دونوں لشکروں سے علحدہ مع کل سرداروں کے ٹھہر گیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر شاہ نے الوان سے کہا تھا کہ میں بھی کل تمہارے مقابلہ کا تماشا
دیکھونگا جب سمندر صبح کو بیدار ہوا دربار میں آیا سب سردار حاضر ہوئے انکو ہمراہ لیکر طرف لشکر
کفار کے آیا جب سمندر بھی آپہنچا اسوقت لشکر کفار و لشکر اسلام سے نقیب نکلے انھوں نے
نقابت کی جوانوں کو جوش جنگ دلایا نے ثنا لی دنیا کو ثابت کیا کرگٹ نکلے انھوں نے کڑکا کہا
جب نقیب نقابت کرکے اور کرگٹ کڑکا کہکے لشکروں میں چلے آئے تیر ایک صف ہوا دونوں لشکروں
نے سناٹا سا چھا گیا ابھی کوئی نہ نکلا تھا کہ شہر آفاقیہ کی طرف سے ایک برق چمکتی ہوئی نظر آئی
آفاق نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اے ملکہ برق سرسبز ملک کی طرف سے کیسی چمکتی ہوئی آتی ہے ملکہ آئینہ اندام
نے کہا کہ کوئی آتا ہوگا کہ وہ برق آکر ایک مرتبہ شق ہوئی آفاق منور جادو ہویدا ہوئی ملکہ آئینہ اندام کی
اسکو آئینہ اندام نے پرورش کیا ہے مثل اپنی اولاد کے خوب سحر تعلیم کیا تھا اسمیں دس سال ہوئی
زبردست ساحرہ ہے جب آفاق ان نے قبضہ کی تھی اسکا سن بہت دن کا تھا آئینہ اندام نے پرورش
کیا اب اسکا سن کوئی دس برس کا ہے گوئیری چالاک اور ہوشیار ہے اور خوبصورت ہے شوخی
و چالاکی آسکے خط و خال سے ظاہر ہوتی ہے بولی ٹھولی سے ڈھنگ سے غرضکہ ستھرے بھی اسکو جو برق
نے دیکھا چونکہ برق لشکر میں صورت ہوئے تھا بلکہ منور کو دیکھا آسکے دل میں ایک
سی پیدا ہوئی یہاں منور جادو نے آکر آئینہ اندام کو جھک کر سلام کیا انھوں نے دعا دی کہ بچی سلامت
رہو اسنے پھر آفاق کو سلام کیا آفاق نے کہا کہ بہ خداوند ارض سلامت رہو منور جادو جب
کرکے آئینہ اندام کے برابر آئی طاؤس سحر پر سے کچھ چھوٹی چھوٹی گڑیاں اور کچھ کھلونے آ
سامنے رکھد ئے اور کہا کہ اس سے اپنا جی بہلاؤ منور نے کہا کہ کیوں خالہ اماں آپ ہمکو بھول
گئیں جب سے آپ ادھر آئیں ہمکو یاد بھی نہ کیا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے اور یوں دل سے فراموش
کرتا ہے آپ کو تو نہ چاہیے تھا آئینہ اندام نے کہا کہ اے فرزند میں بھولی نہیں بلکہ ہر وقت میرے دل میں
تیری یاد تھی میں تیرے لیے از حد بیقرار تھی مگر جب سے یہاں آئی ہوں ہر وقت یہی فکر ہے
کر دیکھیے کیا ہوتا ہے کون دن مقابلے سے نجات ہوتی ہے میں نے خیال کیا کہ ایسی حالت میں کیا
تمکو طلب کروں کیا بیان کروں کہ جو آلام مجھ پر گذرے ہیں تیرے سننے کے قابل نہیں ہیں تو کمسن بچہ
ہے تجکو بھی بلا کر عذاب میں مبتلا کروں اس سبب سے نہیں بلایا منور نے کہا کہ اے خالہ اماں آپسے
تو امید نہ تھی اگر کوئی واقعہ ہوتا تو میں کسکے بھروسہ پر اپنی زندگی بسر کرتی میرا سوا آپکے کون ہے
آج میرا دل بہت پریشان ہوا میں خود چلی آئی ملکہ نے کہا کہ اچھا کیا منور نے پوچھا کہ یہ سامنے لشکر
کسکا پڑا ہے آئینہ اندام نے کہا کہ سمندر کا منور نے کہا کہ کیا آپ سے اور سمندر سے بگاڑ
ہوگیا آئینہ اندام نے کہا کہ سمندر نے تیرے خالو پر بڑے ظلم و ستم کیے ہیں اس سبب سے انھوں نے سمندر کی اطاعت
سے منہ پھیرا اور شریک اہل اسلام ہوئے اہل اسلام سے اور سمندر سے مقابلہ ہے وہ سامنے داہنی
طرف دیکھو سمندر خود موجود ہے یہ لشکر گرداسپ شاہ کا ہے اور تاج لشکر اسلام سے اور ملکہ الوان خاقی سے

مقابلہ ہی وہ سمندر کی طرف سے مقابلہ کرنے آئی ہی ابھی تک خود سمندر نے مقابلہ نہین کیا ہی جو لشکر
اسلام ہی جس طرف کو کھڑی ہی یہ ساحران اسلام کا لشکر ہی وہ غیر ساحرون کا لشکر ہی وہ زیر سایہ علم
صاحبقران تشریف فرما ہین منور نے سبکو دیکھا اور بہت خوش ہوئی کہا کہ مین خوب وقت پر
آئی ہی کہ مقابلہ دیکھنے مین آیا ای خالہ امان یہ تو خالو جان نے خوب کیا کہ سمندر کی اطاعت ترک کی وہ
وہ ہواہوندی کا تماشا اقدرہ ہی یہان تو خوب قدر ہوگی کیون خالہ امان یہ جو ساحرونکا لشکر اہل اسلام
کی طرف ہی یہ سب اسی مقام کے ساحر ہین ملکہ نے جواب دیا کہ نہین ہشیار اور مقام کے بھی ساحر
ہین تیرے زبردست ساحر ہین مریخ وغیرہ یہ بڑے نامی ساحر ہین کہ انکا مثل نہین ہی اور کچھ ساحر
کئی ساحر ہین یہ سنکے منور خاموش ہورہی اتنے مین اسے پیاس لگی اسنے پانی مانگا ملکہ نے
جانا کہ مین اسنے ملازم کو حکم دیدون کہ وہ پانی لاوے کہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک مرد صراحی لیے ہوے گلاس
مین پانی بھرا ہوا لیے آتے جاتا کہ اس سے طلب کرون کہ اسنے خود بڑھکر گلاس منور کو دیا آئینہ اندام
نے اسکی طرف غور سے دیکھا اسنے آہستہ سے کہا کہ تم خوف نہ کرو مین ہون برق تالی جب سے
مین پاس تمھاری کیا بچی کو دیکھا ہی محبت ہوگئی ہی یہ مین اسوقت سے اسی تخت کے پاس موجود ہون
کہ یہ لڑکی ہی اسکو کسی امر کی تکلیف نہو تم بیخوف رہو آئینہ اندام خاموش ہورہی راوی نے
بیان کیا ہی کہ دراصل برق تالی اسیوقت سے صورت تبدیل کیے ہوے آئینہ اندام کے تخت کے
سے ابر بنا ایک لمحہ کے لیے بھی نہ ہٹا تھا جب منور پانی پی چکی بس نقیب تو اترا بات کرکے جاگے
بیٹھ ایلوان نے اپنے سپہ سالار اژدرجادو کو حکم دیا کہ تم جاکر لشکر اسلام کا خاتمہ کردو پس اژدر نے
اپنے کرگدن مست کو صف سے نکالا اسکے بال بڑے بڑے تھے بہت جوان قوی تھا سیاہ رنگ
وسط ہاتھ مین اسکے ایک گرز تھا جس پر کہ پڑا ہوا تھا اور اسی ہاتھ مین ایک صندل فولادی کوئی ایک
گز کا لمبا تھا یہ اسکا معتمد تھا راوی نے یہ بیان کیا ہی کہ وہ صندل کو کرگدن کے سر پر زور سے مارتا ہی جب
اسکے مقابلہ مین کوئی آتا ہی یا جسپر اسکو اپنا سحر روانہ کرنا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ جا فلان کو پکڑ لا اس کرگدن
کے سر سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا ہی وہ جاکر اسکے لپٹ جاتا ہی جسکا وہ نام لیتا ہی پھر وہ لاکھ کوشش کرتا ہی
کسی طرح سے بچ نہین سکتا ہی وہ شعلہ اسکو پکڑلاتا ہی یا اسکو جلا دیتا ہی یہ سحر اسکا ہی پس جب اژدرجادو میدان
چلا منور نے اپنی خالہ سے پوچھا کہ ای خالہ امان یہ کون آتا ہی آئینہ اندام نے کہا کہ یہ اژدرجادو سپہ سالار
ایلوان جادو کا ہی اسنے کہا کہ یہ کیا کریگا یہان آکر ملکہ نے کہا ای منور اسکا یہ صندل تو دیکھتی ہی کہ اسکے
ہاتھ مین ہی یہ اس کرگدن کے سر پر ماریگا اس سے ایک شعلہ پیدا ہوگا یہ جسکی طرف اسکو اشارہ
کریگا وہ شعلہ اسکو جاکر جلا دیگا یا پکڑ لائیگا پھر کسی کے بنائے کچھ بھی نہوگا منور جادو نے کہا کہ ای خالہ امان مین
اس سے مقابلہ کرونگی آئینہ اندام نے کہا کہ چھوکری ہوش مین آ بڑے بڑے ساحر تو اسکا مقابلہ کر نہین
سکتے ہین تو کیا مقابلہ کریگی کبھی ایسا قصد نہ کرنا منور جادو یہ سنکے خاموش ہورہی جب اژدرجادو میدان
مقابل لشکر اسلام آیا اپنا کرگدن مست کو روک کر کھڑا ہوا اور منتظر تند و تیز طرف لشکر اسلام کے دیکھا جب
منور جادو آئی تھی تو سمندر اور گرداب اور ایلوان نے اسکو پہچان لیا تھا کہ یہ بھانجی ہی ملکہ آئینہ اندام
کی اور اپنی خالہ کے پاس آئی ہی سب اسکو پہچانتے ہین پس جس وقت اژدرجادو طرف لشکر اسلام
دیکھا کیا اسنے دیکھا کہ ایک لڑکی جو کہ آئی ہی اور آئینہ اندام کے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی وہ میری طرف بار بار
دیکھ رہی ہی مگر نگاہ تند اسنے قصد کیا کہ مین اژدر کے سر پر صندل مارون اور اس لڑکی کو گرفتار کرلون آ

رول اٹھایا اُدھر منور جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر کہا کہ اے کرگدن فولاد کا ہوجا یہ جو منور جادو
نے کہا کرگدن فوراً فولاد کا ہو گیا اُدھر اژدر نے رول کرگدن کے سر پر مارا اور کہا کہ اس لڑکی کو
پکڑ لا رول اُسکے سر پر پڑا اور ٹن سے صدا آئی شعلہ نہ نکلا نہ کچھ ہوا اُسوقت یہ حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے میرا عصا
کبھی خطا نہیں کرتا ہے آج کیوں نہیں کام دیتا ہے اُسنے پھر اسم پڑھکر اُسکے سر پر رول مارا پھر اُسیطرح صدا آئی
اور شعلہ نہ نکلا اژدر اور حیران ہوا اسکو غصہ آیا اُسنے کرگدن پر سے مارے غصہ کے کود پڑا اور ایک
چٹکی خاک کی اٹھا کر اُسپر کچھ دم کر کے کرگدن پر ماری یہ معلوم ہوا کہ گویا تودۂ باروت میں آگ لگا دی
وہ کرگدن جلکر خاک ہو گیا یہ واقعہ دیکھکر منور جادو مسکرائی اور اہل اسلام میں اُسکی اس حرکت پر
دفعتہ پڑا گیا ساحران لشکر اسلام جو اُسکے قریب تھے وہ واقف تھے مثل آفاق و گوکبہ و آئینہ اندام کے
وہ حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے اُسکے سحر نے کچھ کیوں نہ کی آفاق وغیرہ نے خیال کیا کہ شاید قسمت نے سحر
کیا کہ اُسکا کرگدن کو فولادی کر دیا اور اُسنے اس غصہ میں آکر اُسکو جلا دیا مگر یہ غیرہ سمجھ گئی
اُسکا سحر تھا کہ جب رول کرگدن کے سر پر مارتا تھا یا وہ گر جاتا تھا یا جلا دیتا تھا اب سحر بے اثر ہوا کیا ہے
اب غصہ میں آکر کرگدن اپنے اژدر نے جلا دیا اس حرکت سے منکو ہنسی آئی اسکو اژدر نے دیکھا
تب اُسنے خیال کیا کہ کسی ساحر نے لشکر اسلام کے میرے کرگدن پر سحر کیا ہے اُس سبب سے میں نے
شعلہ نہ پایا میں نے غصہ میں آکر جلا دیا تو سبب اس امر سے مگر اب سحر دفع نہ ہوسکا اب اُسنے خیال کیا کہ
دریافت کرو کہ یہ سحر کسکا تھا پہلے اُسکو سزا دون جسنے مجکو دھوکا دیا اسی طرح سے میں اُسکو
دھوکا دون یہ خیال کر کے اُسنے خاک جو اُس کرگدن کی پڑی ہوئی تھی اٹھائی اُسپر اُسنے سحر کیا
اور کہا کہ بتا تیرے اوپر کسنے سحر کیا تھا اُس خاک سے صدا آئی کہ منور جادو نے جو کہ بیٹھی ہے ملکہ
آئینہ اندام کی اُسنے سحر کیا تھا یہ سنکے بڑا غصہ آیا اور خیال کیا کہ ایک چھوکری نے مجکو زک دی اور میرا
سحر خود میرے ہاتھ سے مٹوایا پہلے اسے قتل کرون پھر اوروں سے مقابلہ طلب کرون یہ خیال
کر کے اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اُدھر ملکہ نے منورہ سے پوچھا کہ چھوکری تو نے تو کچھ سحر نہیں کیا کیونکہ وہ
تیری طرف بار بار دیکھ رہا منور نے کہا کہ آپ نے منع کیا تھا ورنہ میں اُسکو اب تک قتل بھی کر چکی ہوتی ملکہ
نے کہا کہ خبردار کوئی حرکت ایسی ویسی نہ کرنا اُدھر اُسنے جھولی سے ایک نارنج سحر نکال کر اُسپر
کچھ پڑھکر اور اپنی زبان میں نشتر دیکر زبان کا خون لیکر نارنج پر لگایا اور اُسکو طرف آسمان کے پھینکا
وہ نارنج آسمان پر جا کر شق ہوا اُس سے ایک چادر آتش نکلی وہ طرف تخت آئینہ اندام کے چلی
پھر اُسنے اُسیوقت وہ کڑا فولادی جو ہاتھ میں تھا اُسکو ہاتھ سے اُتارا اور اُسپر سحر کر کے کہا کہ تو جا کر گلے
میں اس لڑکی کے پڑ جا جو کہ آئینہ اندام کے پہلو میں بیٹھی ہے بس وہ کڑا ابھی اُسکے ہاتھ پر سے ہلا ہی تھا
جیسے اُسکے قریب آیا ابھی چادر آتش نہیں آئی تھی منور جادو نے کچھ پڑھکر کہا کہ اے کڑے تو کھلا ہوجا
اور میرے ہاتھ میں آجا یہ جو اُسنے کہا وہ کڑا حالت اصلی پر ہو گیا اور منور کے ہاتھ میں آگیا یہ حرکت جو
آئینہ اندام نے دیکھی کہا کہ کیوں چھوکری تو نے کہنا نہ سنا میرے کہنے کے خلاف کیا تو بڑی چالاک
ہو گئی ہے لے اب اُسکی چادر سے بچ منور نے کہا کہ آپ خفا نہ ہوں میں تدبیر کر لونگی یہ کہکر اُس
کڑے کو ہاتھ سے اُتارا اور اُسپر اپنا سحر کر کے کہا کہ اے کڑے تو برق بنکر اژدر پر گر اور اُسکو قتل کر
یہ کہکر اُس کڑے کو طرف اژدر کے پھینکا وہ کڑا برق بنکر چلا اُدھر وہ چادر آتش اُسکے قریب پہونچی یہ
بہ چالاکی تخت پر سے زمین پر آئی وہ چادر اُسکی طرف چلی آئینہ اندام نے تو کاسہ پر ہاتھ رکھ لیا اور

اور آفاق سے کہا کہ صاحب اس چھوکری نے مفت اپنی جان دی کیا کرون اُدھر منوّر نے زمین پر
آتے ہی کچھ پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ فوراً ایک نہر پیدا ہوئی یہ آستین کود پڑی اور پانی مین غرق
ہو گئی وہ چادر آگ اُس پانی مین گری کہ مین منوّرہ کو جلا دون جیسے وہ چادر سے شعلہ آگ
پانی پر گرا پانی نے اُسکو ٹھنڈا کر دیا سحر اژدر بیکار ہو گیا یہ جو واقعہ اژدر نے دیکھا کہ اُسنے
نہر پیدا کر کے میرے سحر کو دفع کیا ایک مرتبہ زمین پر گرا اور خود اژدہا بنا کہ اتنے مین وہ گرا
جو کہ منوّر نے اُسکی طرف سحر کر کے پھینکا تھا اور برق بنکر چلا تھا اُسکے قریب آیا اژدر جادو نے
گو اژدہا بنا ہوا تھا آفت جو کی ایک شعلہ مونہہ سے نکلا اور اُس برق پر پڑا وہ اُس شعلے سے جلنے لگی
اور خاک پر گری تو وہ بھی گرا اتنے مین اژدر نے قریب آکر جو دم کشی کی تمام پانی نہر کا پی گیا منوّر نے جو دیکھا
کہ یہ اژدر بنا ہوا پانی کو پی رہا ہے پانون زمین مین مار کر غرق زمین ہو گئی یہ پانی پی کر لیٹا اور اُسنے اپنی
اصلی صورت پیدا کی اور لشکر اسلام کیطرف مونہہ کر کے کہا کہ اے آئینہ اندام تو نے مفت مین اپنی بھانجی کی
جان لی تو نے منع بھی نہ کیا اُسنے بہت بیجا حرکت کی آخر کو اپنی حرکت کی سزا پائی مین اُسکو اژدر بنکے
نگل گیا تو وہ نہر بنا کے غرق ہوئی تھی مگر نہ بچی آئینہ اندام نے کہا کہ مین کیا کرون اُسکی قضا اُسکو لائی تھی
یہ کہکر آئینہ اندام نے قصد کیا کہ مین مقابلہ کو جاؤن آفاق نے کہا کہ مین جا کر اسکا مقابلہ کرونگا منوّر
کے خون کا عوض لونگا آفاق یہ اپنی زوجہ سے کہہ رہا تھا اُدھر اژدر اپنے مقام پر پہونچا کہ اُسنے قصد
کیا تھا کہ مین دوسرا اگر دن سحر سے تیار کر کے آسیر ہوا ہو کر اہل اسلام سے کسی مقابلہ کے لیے طلب
کرون ابھی اُسنے سحر نہین کیا تھا کہ برابر سے زمین شق ہوئی اور صدا آئی کہ او اژدر خبردار رہنا مین
آپہونچی تو میرا بھی مقابلہ کر میرے تیرے مقابلہ ہوا ہے یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ جو صدا آئی اژدر نے
بانشتر دیکھا دونون لشکر کفار و سمندر و لشکر اسلام نے دیکھا کہ منوّر جادو زمین سے کچھ باہت نکلی
قریب اژدر نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کدھر سے آئی اُسنے جھک کر اور نعرہ کر کے کہا کہ منم منوّر جادو
اسپاتیغ [illegible] ڈال کر ہاتھ مارا تو سر اُسکا ٹوٹ کر مثل ہیما تیر کے دو ٹکڑے اژدر جادو کے ہو گئے
اُسکا مرنا تھا کہ تاریکی ہو گئی آگ برسنے لگی پتھرون کی صدا آنے لگی صدا آئی مارا ہائے ان کا نام اژدر
جادو سپہ سالار ملکہ ایوان زمرد قبا بود یہ جو صدا آئی پہلے تو اُس تاریکی سے یقین ہوا تھا کہ اژدر
نے منوّر کو قتل کیا مگر جب یہ صدا آئی تو سب حیران ہوئے سمندر نے حیران ہو کر عشاق اپنے اُستاد
سے کہا کہ اس چھوکری نے کیا چالاکی کی ہے واہ کیا خوب قتل کیا اژدر کو کہو آپ نے سب سے منوّر
تعریف کی ایوان کو بڑا غصہ آیا اپنے سپہ سالار کے مرنے کا بڑا صدمہ ہوا جہان اُسکی آنکھون مین سیاہ و تاریک ہو گیا
ادھر منوّر اُسکو قتل کر کے اُسی حالت تاریکی مین اپنی خالہ کے پاس تخت پر آکر بیٹھ گئی تھی برق
تو یہ عالم تھا جب سے منوّر غرق نہر ہوئی تھی اور اژدر پانی پی گیا تھا کہ جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے مگر اُدھر
یہ صدا آئی کہ منم منوّر جادو اُدھر اُسکے حواس بجا ہوئے جان مین جان آئی اپنے مقام پر آیا ورنہ دیوانہ
وار میدان مین دوڑ رہا تھا جب منوّر تخت پر آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی برق آفاق منوّر کو دیکھکر
تخت پر آکر کھڑا ہوا آئینہ اندام نے کہا کہ او چھوکری تو نے بڑا غضب کیا کہ اژدر جادو کو قتل کیا اب
خود ایوان مقابلہ کو آئیگی اور تجھکو طلب کریگی کیونکہ وہ تیری دشمن جانی ہے تو نے اُسکے سپہ سالار کو قتل کیا
منوّر نے جواب دیا کہ آنے دو تو کیا کریگی مین اُسکو بھی اسی طور سے قتل کرونگی لشکر اسلام مین ساحر جتنے
ساحر و بادشاہ و صاحبقران منوّر کی نسبت تعریف کر رہے ہین کہ یہ لڑکی بڑی چالاک ہے کیسی تیزی کی

اپنے اژدر کو قتل کیا ہے کہ وہ پیدا پلٹا نہ تھا کہ مجھ چل گیا یہان تو سب تعریف کر رہے ہین کہ ایوان
اپنا تخت قلب لشکر سے نکالا کہ بیرون لشکر آئی سمت سر کو سلام کیا اور میدان مین آئی کہ اُس ابر
سیاہ سے صدا آئی کہ تمکو کیا قصد ہے ابھی تم مقابلہ نہ کرنا مین مقابلہ کرون پھر تمکو اختیار ہے پہلے میرے
مقابلہ کا تماشا دیکھو یہ صدا جو ایوان نے سنی اُسی مقام پر تخت کو روک کر کھڑی ہو گئی اور اُدھر
اُس ابر سے قہقہہ کی صدا آئی وہ ابر شق ہوا پھر قہقہہ کی صدا آئی تو وہ صدا کل لشکر اسلام کے ساحرون
نے سنی اور کسی نے نہ سنی ایک مرتبہ سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہ یہ صدا کہان سے آئی دیکھا کہ
وہ جو ابر محیط تھا یہ صدا اُسی ابر سے آئی ہے یکایک وہ ابر شق ہوا سبھی نے دیکھا کہ ایک چہرہ عورت کا
بہت خوبصورت اُس ابر سے پیدا ہوا یعنی سب نے جو اُس صورت کو دیکھا ایک خیرگی سی ہر ایک
کی نگاہ مین پیدا ہوئی اُدھر سب لشکرون نے دیکھا کہ اُس ابر سے ایک ستارہ ٹوٹا وہ ستارہ قریب
منوچہر جادو کے آیا اور اُسکے گلے مین مثل طوق کے پڑا اور اُسکو کھینچکر طرف آسمان کے لے گیا آہنی اندام
نے قصد کیا کہ مین سحر کرون کہ دوسرا ستارہ ابر سے ٹوٹا وہ گلے مین آہنی اندام کے پڑا اُسکو بھی
پھیلا اسی طور سے آفاق نے قصد کیا پھر ایک ستارہ ٹوٹا وہ آفاق کو پھیلا اُسکو لے گیا ابر
ستارے اُس ابر سے گرنے لگے ساحرون کو اٹھانے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ ہمراہ شغال
دلکوب اور چند سردارون کو اسی طور سے ستارے اُٹھا لے گئے جو کہ سمندر کے رفیق تھے اور
سمندر شاہ کے ملازم تھے ہزار دو ہزار قریب پچاس ساحرون کے ستارون سے اسیر کیے کہ
پھر قہقہہ کی صدا آئی ایوان نے کہا کہ اے نازنین اب تم ٹھہر جاؤ ہم مقابلہ کرتے ہین پھر اسکے مقابلہ کا بھی تماشا
دیکھو اُس ابر سے صدا آئی کہ اچھا یہ صدا آئی تھی کہ وہ صورت اُس ابر مین پوشیدہ ہو گئی راوی
بیان کیا ہے کہ دوسرے قہقہہ کی صدا سب نے سنی لیکن لشکر کفار نے بھی اور سب لشکر اسلام
نے بھی سنی جن ستارے گرتے ہوئے دیکھا اُنہون نے اس قہقہہ کے بعد وہ چہرہ بھی سب کو نظر آیا
جب ایوان نے یہ کلمہ کہا وہ چہرہ اُس ابر مین پنہان ہو گیا اب جنہون نے دیکھا تھا جب وہ چہرہ اُس
ابر مین پوشیدہ ہو گیا اسوقت ایوان نے اپنا تخت بڑھایا اور میدان مین آکر کہا کہ اے اہل اسلام
تمنے میرا مقابلہ دیکھا اب اسی مین خیریت ہے کہ تم سب کے سب اگر سمندر کی اطاعت کرو اور دین آتش
پرستی قبول کرو ورنہ مین تم سب کو ایک پل مین قتل کرونگی اب میرے سحر کی نوبت آئی ہے اور خواجہ عمرو برق
ثانی و قران کو میرے حوالہ کرو تاکہ مین انکو قتل کر کے اپنے بھائی اور نانی اور اپنی مصاحب شعلہ وار کے
خون کا عوض لون آئندہ تمکو اختیار ہے اہل اسلام نے اس تقریر کے جواب مین اسکو ہزارون گالیان دین
اور کہا کہ جو تیرے بنائے بن سکے وہ کر ہم ترک اسلام نہ کرینگے نہ سمندر کی اطاعت کرینگے نہ خواجہ
اور نہ برق نہ قران کو تیرے حوالہ کرینگے یہ جواب ایوان نے سنا بہت برہم ہوئی اور اپنے
تخت پر سے اُسی حالت غیظ مین کود پڑی اور زمین پر آکر ایک دو ٹھوکر مارا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا
اور زمین شق ہوئی پس اُس مقام پر سے پانی نکلنا شروع ہوا دفعتاً ایک دریائے ذخار درمیان
لشکر اسلام و لشکر کفار کے جاری ہو گیا کہ جسکا کنارا کنارہ عدم سے ملا ہوا تھا آسمان ایک حباب
معلوم ہوتا تھا جس مین ساحل سے ٹکرا رہی تھین چادر آب پر ایک موج برق تھی طوفان آ رہا تھا ہزارون مقام پر
گرداب پڑ رہے تھے مردمان آبی بالائے آب بسبب تلاطم کے آ گئے تھے وہ دریا نہ تھا دریائے
فنا تھا معلوم ہوتا تھا کہ پانی آنکھین نکالے ہوئے ہے عجیب طرح کا دریا تھا لشکر اسلام و لشکر کفار کا

دریا کو دیکھکر خوف زدہ ہوا ہر ایک بند بند کانپ گیا ادھر الوان نے کنارے دریا کے آکے کچھ کیا
کہ ایک حباب بڑا بہت ہی غربالی کے دریا میں پیدا ہوا اور شناوری کرتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہاں صاحبقران
زیر سایہ علم کھڑے تھے صاحبقران سے اور دریا سے برابر ایک تیر کے فاصلہ تھا کہ وہ حباب پانی پر
قائم ہوا اور روبرو صاحبقران کے آکر ٹھہرا صاحبقران نے دیکھا کہ اُس حباب میں ایک شمع روشن
روشن ہے یہ شمع سوائے صاحبقران کے اور کسی کو نہ دکھائی دیتی تھی ہاں سب کو حباب نظر آتا تھا جب
وہ حباب مقابل روبروے صاحبقران کے ہوا اور اُسکا عکس یعنی روشنی شمع صاحبقران کے
مونہہ پر پڑی جوں جوں عکس اُسکا صاحبقران کے مونہہ پر پڑتا تھا وہ صاحبقران کا چہرہ متغیر ہونے لگا
یہانتک کہ صاحبقران کے بالکل حواس جاتے رہے چہرہ زرد ہوگیا ہاتھ پاؤں میں درد ہونے لگا
آنکھوں میں حلقے پڑ گئے اور ایک حالت بخار کی سی پیدا ہوئی غضب یہ نوبت صاحبقران کی پہونچی
اُدھر وہ حباب خود بخود ایک مرتبہ گردش میں آیا اور غرق ہوگیا ادھر وہ حباب غرق ہوا ادھر
صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور مرکب پر سے گر پڑے یہ جو حال بادشاہ نے دیکھا فوراً حکم دیا کہ دیکھو
صاحبقران کو کیا ہوگیا لوگ دوڑے صاحبقران کو اُٹھا کر بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے اُس
مقام پر گلاب و کیوڑا طلب کرکے صاحبقران کے مونہہ پر چھڑکا تب صاحبقران کو ہوش آیا
بادشاہ نے فرمایا کہ اسم اعظم پڑھئے تاکہ یہ حالت برطرف ہو صاحبقران نے اشارے سے فرمایا کہ اسم اعظم
فراموش ہے اُسی سبب سے تو یہ حال ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ الوان نے اُس حباب میں بزور
روشنی شمع کے اسم اعظم بند کیا تھا جب تک وہ حباب پانی پر قائم رہا وہ کنارے دریا کے بیٹھی ہوئی
سحر کرتی تھی جب بالکل اسم اعظم صاحبقران کا بند کرلیا اور صاحبقران کو فراموش ہوگیا اُسنے سحر
کیا کہ وہ حباب غرق ہوگیا اُسنے سحر کیا کہ صاحبقران کی یہ حالت ہوئی یہ اُس کے تدارک میں رہی کہ کوئی
صاحبقران کو اُٹھا لے گئے صرف صاحبقران کو ہوش آیا ہے مگر کلام نہ کرتے ہیں نفس و حرکت بھی خاموش
پڑے ہیں بادشاہ نے خیال کیا کہ اگر لشکر لیکر ہٹا جاتا ہوں تو خلاف ہے نہیں اٹھاتا ہوں تو دیکھئے کیا ہوتا ہے
یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ الوان نے صاحبقران کا اسم اعظم بند کرلیا ہے اب لشکر میں تلاطم پڑ گیا
ہر ایک کو جان سے مایوسی ہوئی سب کو زندگی سے ناامیدی ہوئی مرزنج نے قصد کیا کہ میں جاؤں مقابلہ
کروں پھر خیال کیا کہ اُسنے کسی کو ہمارے مقابلہ طلب نہیں کیا میں کیونکر جاؤں خلاف طریقہ صاحبقران کی
ہوگا یہ اپنے مقام پر کھڑا ہوا صاحبقران کے صحت کی دعا کر رہا ہے اہل لشکر کو سمجھا رہا ہے کہ تم پریشان
نہ ہو چند ساعت کے لیے صاحبقران پر نحوست ہے اور چند ستارے ناقص ہیں وہ جب دفع ہو جاوینگے
سب حالت برطرف ہو جاویگی مقام خوف نہیں ہے مرزنج اسی سبب سے صاحبقران کے پاس نہیں گیا
کہ میں اُدھر کو جاؤں ادھر لشکر میں تلاطم تو مچا ہوا ہے کہیں ایسا نہو کہ لشکر بھاگ جاوے یہ لشکر کو روکے
ہوئے ہے اُدھر سب غیر ساحروں کو شہنشاہ کو سرکلاہ وغیرہ سمجھا رہے تھے اور لشکر کو بھی روکے ہوئے
تھے لشکر اسلام میں تلاطم تھا عیار جو کہ باقی تھے وہ بھی سب نکل گئے تھے لشکر سے یہاں تو یہ تلاطم برپا تھا
اُدھر اُسنے سحر کیا کہ ایک مرتبہ دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک کشتی دریا کے اندر سے نکل وہ کشتی اوپر
آب آکر قائم ہوئی اور ایک مرتبہ شق ہوئی اُس کشتی سے ایک پھول سی کشتی پیدا ہوئی اُسپر ایک عورت
بیٹھی ہوئی تھی اُسکے ہاتھ میں ایک شمع تھی اُسنے الوان کو سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے الوان نے
کہا کہ اے زورق جادو تو جاکر درمیان لشکر اسلام اور سمندر شاہ کے صلح کا پیام دے اگر وہ لوگ

حضور میں اسیر کر لا میں مجکو برائے اسیری غیر ساحران حکم دیتی ہون یہ سنا تھا کہ وہ کشتی تیر کر کنارے پر آئی اور کہا
کہ ای اہل اسلام میں تمکو آگاہ کرتی ہون جو کہ غیر ساحر ہین کہ سمندر شاہ کی اطاعت کو اور ہماری ملکہ کی
خدمت مین حاضر ہو تاکہ وہ درمیان تمھارے اور سمندر کے صلح کرا دین اگر اسکے خلاف کروگے تو مین
اسیر کرکے لیجاؤنگی اور قید سخت مین رکھونگی لشکر اسلام سے کسی نے جواب نہ دیا وہ تھوڑی دیر تک خاموش
رہی پھر اسنے کہا کسی نے جواب نہ دیا وہ پھر خاموش رہی بعد تھوڑی دیر کے اسنے پھر کہا کچھ جواب نہ ملا اسی طرح
سے اسنے جب تین مرتبہ کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے پکار کر کہا کہ جبکہ کوئی جواب نہین دیتا ہو اب کیا حکم
ہوتا ہو ملکہ نے کہا کہ اب تو اپنا کام کر تب اسنے فوراً لشکر اسلام کی طرف منہ کرکے اس شمع پر افسون کیا
کہ ایک شعلہ اسکے منہ سے نکلا وہ شمع روشن ہو گئی اسنے اس شمع کو گردش دی چنانچہ جسپر اس شمع کا عکس پڑا وہ
مانند دیوانون کے اپنے مقام پر سے چلا اور دریا کے قریب آکر دریا مین کود پڑا اور غرق دریا ہو گیا اتنی
رسد غرق ہو گئی پر سے [illegible] ہوگئے قریب تھا کہ اہل اسلام کا اور دو سو سواروں کے جو کہ
غیر ساحر تھے غرق دریا ہو گئے جب اسقدر لوگ غرق دریا ہو چکے تب الوان نے آواز دی کہ ای زن [illegible]
اب تم اپنے مقام پر جاؤ اب کل پھر تمکو جب مین طلب کرون تم آنا یہ سنا تھا کہ وہ معہ اس روشن شمع کے
کنارے سے واپس آئی پیچھے کشتی دریا کے وسط مین پہونچی ویسے ایک تلاطم ہوا کہ وہ کشتی غرق ہو گئی دریا
مین ایک تلاطم پڑ گیا اب پھر ایک بار وہی ہو گیا ایک روز [illegible] کی صورت دیکھو [illegible] کا یہ عالم تھا کہ بالکل
سے فراموش ہو چند ساحر لشکر مین [illegible] فراموش ہو گئے [illegible] ساحر [illegible] فراموش ہو گیا اور
کسی کی کیا اصل اور اسکا سبب یہ تھا کہ جب اسنے دریا پیدا کیا تھا اور [illegible] تھا [illegible] قران کا
اسم اعظم بند کیا اور ساحروں کا سحر فراموش کیا تھا [illegible] بیان کرتا ہو کہ جب وہ کشتی غرق دریا
ہوئی تب اسنے پھر کنارے دریا کے آکر سحر کیا کہ ایک گنبد اس دریا سے پیدا ہوا اسمین ایک دروازہ
تھا کہ وہ دروازہ کھلا اس در مین ایک کرسی پر ایک نازنین بیٹھی ہوئی تھی اوسکے ہاتھ مین ایک آئینہ
تھا اسپر غلاف تھا اسنے الوان کو سلام کیا اور کہا کہ حکم کیا ہے ملکہ نے کہا کہ تو جا کر لشکر اسلام مین سے
مین اسنے کہدو کہ وہ سمندر شاہ سے صلح کرین یہ سنا تھا کہ اس گنبد کو حرکت ہوئی وہ گنبد کنارے سے لگا
اور اسکے [illegible] ساحروں کا لشکر تھا وہ [illegible] پھر اس نازنین نے بھی وہی کلام کہا جو کہ نازنین اول نے کہا تھا
تین مرتبہ مگر کسی نے جواب نہ دیا تب اس نازنین سے الوان نے کہا کہ اب کیا حکم ہوتا ہو کیونکہ کوئی جواب
نہین دیتا ہو الوان نے کہا کہ ای مشاطہ جادو ان سبکو اسیر کرلے یہ سنا تھا کہ اسنے اس آئینہ پر سے
غلاف اتارا کہ ایک برق چمکی جسپر اس آئینہ کا عکس پہونچا وہ مثل غیر ساحروں کے آکر غرق دریا ہونے لگا [illegible]
رسید کہ [illegible] بھی غرق دریا ہوا جب بہت سے ساحر غرق دریا ہو گئے اور دلون کو [illegible] اسوقت الوان نے
کہا کہ ای مشاطہ جادو اب تم اپنے مقام پر جاؤ کل ہم جب پھر تمکو طلب کرین تب تم آنا ہم انکو ایک شب
کی مہلت دیتے ہین تاکہ یہ باہم صلاح کرین شاید راہ پر آجائین ورنہ کل سبکو غرق کر دینا یہ کہنا تھا
کہ اسنے آئینہ پر غلاف چڑھا دیا اور وہ گنبد وسط دریا مین آیا اور غرق ہو گیا جب وہ گنبد غرق ہوا الوان
اسنے ایک مرتبہ لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای اہل اسلام مین تمکو ایک شب کی مہلت دیتی
ہون کہ تم باہم صلاح کرلو کہ مقابلہ ملکہ سے بہتر ہی یا صلح بس جو رائے قرار پاوے کل اسپر عمل کرنا
اگر صلح کی رائے قرار پاوے تو صلح کرلینا اگر مقابلہ کرنا منظور ہو تو مقابلہ کرنا یہ کہکر اپنے تخت سحر پر
سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے پھر طبل بازگشت پر چوب پڑی صدا سے طبل بازگشت بلند

ہوئی گرداب نے بھی اپنے لشکر میں طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر طرف اپنے اپنے پڑاؤ کے چلے سمندر شاہ نے
قصد کیا کہ میں شہر کو واپس جاؤں کہ گرداب شاہ نے یہ عرض کیا کہ آج شب کو یہاں قیام فرمایئے
صبح کو مقابلہ کا تماشا دیکھئے گا تشریف لیجائیے گا سب سرداروں و عشاق نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے جب یہ
رائے قرار پائی سمندر شاہ ہمراہ گرداب مع سرداروں کے اصلی بارگاہ میں آیا اور تخت پر بیٹھا
سب سردار گرد تخت کرسیوں اور [illegible] پر بیٹھے اور گرداب بھی تخت پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا لشکر
کفار نے کمریں اپنی کھولیں ادھر ایوان اپنے پڑاؤ پر پہونچی لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اور خود بارگاہ میں
آئی تخت پر بیٹھی اور سب سردار حاضر ہوئے انکو تو یہاں مصروف خوشی چھوڑ کر ادھر دربار گرداب
میں سمندر نشست فرما بیٹھا ہوا تھا کہ گرداب نے طائفے طلب کیے تاکہ صحبت ناچ و رنگ ہو سمندر
سب سے بلا ایوان کی تعریف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم نے دیکھا کہ کس قدر سر ان نے اونچا کیا تھا اگر
اور پڑاؤ نہ رہا نہ جاتا تھا کیا ہوا ایک پہر میں سب کا خاتمہ ہو گیا نہ اسم اعظم کام آیا نہ ساحروں کا سحر
عیاروں کی عیاری میں نے خیال کر کے جو دیکھا تو ایک عیار لشکر اسلام میں نہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ سب
ملک کے قریب سے بھاگ گئے گرداب نے کہا کہ کل شام تک تو تھے مگر آج میں نے صبح سے نہیں
دیکھا ہے اصل بلا ایوان نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہے ادھر جب لشکر اپنا طبل بازگشت بجوا کر
واپس گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل بازگشت بجے جب طبل باز بجا تب [illegible] بادشاہ اس لشکر تباہ
اور سپاہ پراگندہ کو لیکر اور صاحبقران کو اس حالت میں اپنے تخت پر ڈالے ہوئے طرف فرودگاہ کے
چلے مگر مایوس دست از جان شستہ چہرے کے زرد اس عالم یاس افسوس کناں فرودگاہ پہونچے
بادشاہ نے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا لشکر نے کمر کھولی بہت سے خیمہ ویران ہو گئے کہ انکے مالک
اپنے آقاؤں کے لیے رو رہے ہیں بہت سے خیموں سے صدائے گریہ ناموس آ رہی ہے ایک لشکر
میں تلاطم مچا ہوا ہے بازار میں [illegible] عیار [illegible] ہو کے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں بادشاہ
داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران کو تخت پر ڈالدیا آپ بالیں پر بیٹھ گئے ناموس میں خبر ہوئی [illegible]
بیگم کیا ہوا [illegible] صاحبقران کے لیے رو رہا ہے ایک تلاطم مچا ہوا ہے جو سردار ساحر و غیر ساحر
باقی بچے تھے وہ بھی بارگاہ میں آ کے گرد صاحبقران کے بیٹھے سرداروں کی [illegible] خالی پڑی تھی اور
صاحبقران بے حس و حرکت [illegible] ذرا بھی حس و حرکت بدن میں نہیں [illegible]
صاحبقران کی حالت دیکھتے ہیں اور روتے ہوئے چلے جاتے ہیں ناموس میں کہرام مچا ہوا ہے کوئی
بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہی ہے کوئی غش میں پڑی ہے کوئی خیمے سے سر ٹکرا رہی ہیں کوئی
سر و منہ پر خاک ملتی ہے کوئی گریبان چاک کیے ہے وہ صدمہ کی کیفیتوں سے خبر نہیں [illegible] اگر
کہتی ہیں کہ وہ ہی حالت ہے بادشاہ رو رہے ہیں سردار سب گریاں ہیں یہاں تو یہ تلاطم مچا ہوا ہے اس
حال کی تحریر میں چشم قلم سے اشک سیاہ گرتے ہیں دل میں قوت نہیں ہے ہاتھ میں طاقت ہے کہ حال
لشکر اسلام تحریر کیا جائے لہذا اسی حال پر ختم کیا جاتا ہے کہ سب اپنے تن بدن کا ہوش نہیں ہے
کہرام پڑا ہوا ہے کوئی خیمہ نہیں ہے کہ جس سے صدائے گریہ نہ آتی ہو [illegible] ایک تلاطم ہے لشکری
اپنے گھر رو رہے ہیں سردار اپنا [illegible] ہیں [illegible] کی فکر [illegible] یہاں تو یہ نوبت
ہے کہ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے ادھر بارگاہ گرداب میں سمندر تخت پر بیٹھا ہوا جام انعام گردش میں [illegible]
[illegible] نہایت تسکین اور خوشی [illegible] اور سب کو [illegible] انعام دیا غزل

مجھکو جو یہاں جلوہ فرما نہ کیا
کہ صبر کو کسو نے کبھو وا نہ کیا
از بسکہ مصیبت ملامت لا انتہا
کبھو تو نے آکر تماشا نہ کیا
حیا سے رخ ناز ہو اب بھی تم
کسو نے جیتے یہاں نہ کچھا نہ کیا

برابر ہی دنیا کو دیکھا نہ کیا
بیگانہ ہو تو آہ بیگانگی میں
تیرے عشق میں ہمیشہ کیا کیا کیا
زلف قتل سے تیرے یہ کچھ دن دکھائے
کھلی آنکھ عجب کوئی پردہ نہ کیا

مرا غنچہ دل وہ دل ہے گرفتہ
کوئی دوسرا اور ایسا نہ کیا
کیا مجھکو داغوں سے تو نے چراغاں
ادھر تو نے ہرگز نگاہ نہ کیا
شب و روز اک دہر میں ...

یہ غزل وہ مطرب گا رہی تھی سب خاموش سنتے ہوئے سروں دھنتے ہیں ایسا عالم حیرت سے در بار ہوش ربا کا تو یہ عالم ہوا ادھر جب الیوان نے دربار کیا تخت پر بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک ابر سیاہ اس ابر کو جنبش ہوئی اور وہ شق ہوا اس سے ملکہ عطارد تخت پر سوار اور سب اسیران لشکر اسلام تخت پر ہمراہ جکڑے ہوئے بارگاہ میں آئے الیوان نے جو سب کو دیکھا یہ کہکر کھڑی ہوگئی کہ آؤ بہن آؤ تم نے آج بڑا کام کیا خوب اپنا نام کیا عطارد مسکراتی ہوئی قریب الیوان کے آئی الیوان نے کرسی دی عطارد نے سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی اور کہا کہ ملکہ میرا ارادہ ہے بیٹھ دم لو پھر ایا میں نے خیال کیا کہ ملکہ کے پاس چلوں ان قیدیوں کو بھی لیکر وہاں جہاں ملکہ نے لشکر قید فرمایا ہے وہاں انکو بھی قید کریں لہذا میں انکو لیکر حاضر ہوئی ملکہ نے کہا کہ اے عطارد تم نے اچھا کیا میں خود تمکو خطاب کرنے والی تھی کہ ان قیدیوں میں وہ چھوکری کہاں ہے جس نے سپہ سالار کو قتل کیا میں اسکو اسوقت قتل کرونگی عطارد نے ان سبکو لاکر فرش پر ڈالا یا ہے سب بیہوش پڑے ہیں ملکہ نے کہا کہ انکو ہوش میں لاؤ تاکہ میں آپ کلام کروں عطارد نے عمل کیا کہ وہ سب ہوش میں آئے سب نے دیکھا کہ ہم سب قید ہیں اسیر ہیں زبان میں سوزن دی ہوئی ہے کلام کرنے کی طاقت نہیں ہے سامنے ملکہ الیوان تخت پر بیٹھی ہوئی ہے ساحر ہیں اور وہ عورت بھی ہے جو اپنے پاس نذر لیتی تھی ...کے ... قید کیا تھا ... ملکہ الیوان نے کہا کہ ان سبکو کیا اسیران کی خبر تھی کیا تم میرے حال سے آگاہ نہ تھے جو تمنے شہر سے سرکشی پر کمر کسی تھی وہ اس خیال سے کچھ تدارک کرتا تھا اور طرح دیتا تھا کہ تم سب اسکے ملازم تھے تم یہ جانتے تھے کہ تم ملکہ سے ہرگز قتل کرڈالینگے کوئی بہانا کیا کرینگا تم سب کو اس امر پر بھیجا گیا تھا کہ ہم اس شخص کے ... ہیں جو کہ لات اسم اعظم کا ہے اسم اعظم کا بھی بند کرنا کوئی امر اہم تھا ایک ذرا سے ... میں اسم اعظم بند ہوتا ہے تمکو کچھ خبر بھی ہے میں نے اسم اعظم بند کرلیا ہے صاحبقران کی عجب حالت ہے اب کوئی دم کے مہمان ہیں ان سبنے کہا کہ تیرے منہ میں خاک اپنے دلوں میں ان سبنے کہا کیونکہ ہم کلام کر نہیں سکتے ہیں الیوان نے کہا کہ میں نے ہزاروں سرداران اسلام اور ساحر وغیرہ ساحر کو غرق دریا کردیا ہے ایک شب کی مہلت دیتی ہوں کہ تم سب باہم صلاح کرلو اگر مرضی ہو کہ بادشاہ سے صلح کریں تو خیر ورنہ میں کل تمکو تباہ کردونگی یہ تو انکا حال ہوا جو کہ اسلیئے کہ تم سب الٰہی میں نے جو آنکی شراکت کی اور نمک حرامی پر کمر باندھی تو کیا سمجھا یہ دن بھول لیے تھے اسکی خبر نہ تھی اسے بھی کچھ نہیں گیا ہے اگر تم اسکا اقرار کرو کہ ہم شہنشاہ کی اطاعت ... بھی ملازمت کریں تو میں بادشاہ سے کہکر تمہارا قصور معاف کرادوں اور اسی مرتبے پر سبکو قائم کرادوں ورنہ ابھی سبکو قتل کرونگی یہ جواب سنکر کہا ایک نے سر ہلا کر انکار کیا کہ ہمکو قتل ہونا گوارا ہے مگر اطاعت کرنا گوارا نہیں یہ نہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ جلاد کو بلاؤ شمشیر کھینچکر کہا کہ او چھوکری تو نے سب سر اٹھایا تھا اور میرے سپہ سالار کو قتل کیا میں تیرے خون کی پیاسی ہوں ابھی تجھکو قتل کرتی ہوں ...

ہے اس سر اٹھانے کی اور شکیب حرامی کرنے کی زبان میں سوزش دسیلے تجھ کو کوئی کیا جواب دیتا دل
ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب لشکر صف آرا ہوا تھا تو بہت سے عیار
لشکر سے نکل گئے تھے بہت سے تو اسی طرف صحرا میں رہتے تھے اپنے لشکر کی پشت پر بہت سے
لشکر میں تھے بہت سے اس کفار کے لشکر میں چلے آئے تھے صورت بدلے ہوئے لشکر میں پھر رہے تھے وہ عیار جو لشکر کفار
میں تھے انھوں نے قصد کیا کہ ہم اپنے لشکر میں جائیں وہاں کا حال دیکھیں مگر بسبب دریا کے سحر کے
راہ نہ پائی ہزار ہزار طرح سے تدبیر کی کوئی صورت نہ نکلی جہاں تک گئے سوا دریا کے دوسری چیز
نظر نہ آئی قصد کیا کہ شناوری کر کے چلے جائیں وہ بھی ممکن نہوا کیونکہ شعلہائے آتش پانی سے نکل رہے
تھے مایوس ہو کر واپس آئے خواجہ سلامت بھی اسی طرف کے صحرا میں اس خیال سے آئے تھے
کہ جو کوئی ساحر تلاش کو جائیگا تو لشکر میں جائیگا اور اس طرف تلاش کریگا تم اس طرف نکل چلو چنانچہ کئی
دن گم رہا تو صحرا سے واپس آئے لشکر کفار میں دیکھا کہ لشکر میدان جنگ سے واپس آ چکے ہیں سب
اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ چلے کہ اپنے لشکر میں جا کر سب حال دیکھیں انکو بھی یہ بلا ایسا دریا
کبھی نہ دیکھا نہ سنا تھا نہ کوئی کشتی تھی نہ کوئی ڈونگی سوا کشتی فلک کے سوجھی نہ مثل تلوار کے آ رہیں
تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ تلوار چل رہی ہے آسمان اس دریا میں ایک حباب معلوم ہوتا تھا ہزاروں حباب
آنکھیں نکال نکال کر ڈرا رہے تھے کئی مرتبہ خواجہ نے قصد کیا کہ پیر کر چلا جاؤں مگر ممکن نہوا شعلہ نکل
رہے تھے بس لاچار ہو کر پھر لشکر میں واپس آئے دیکھا کہ بارگاہ میں گرداب شاہ کے سب جمع ہیں یہی
اس بارگاہ میں آئے دیکھا کہ سمندر شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور سب سردار حاضر ہیں جام شراب گردش
میں ہے ایک مطربہ گا رہی ہے خواجہ نے خیال کیا کہ آج ان لوگوں میں بڑی خوشی ہے خواجہ تھوڑے عرصہ
تک اس بارگاہ میں صورت بدلے ہوئے موجود رہے لیکن تھوڑے عرصہ کے اس بارگاہ سے نکل کر طرف
بارگاہ ایوان گئے اسکے جب بارگاہ میں پہونچے دیکھا کہ پچاس ساٹھ ساحران لشکر اسلام اسیر روبرو فرش
پڑے ہوئے ہیں تخت پر ایوان بیٹھی ہوئی ہے اور کرسی پر ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی ہے ایوان ان سرداروں
سے وہی تقریر کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کل صاحبقران کا خاتمہ ہے اور لشکر اسلام کے اسقدر سردار
ساحر و غیر ساحر میں غرق دریا کر چکی ہوں اگر ان لوگوں نے کل صلاح لی کہ باہم آشتی کر لی تو خیر ورنہ مثل انکے
سب کے انکو بھی غرق دریا سے فنا کر دونگی اور صاحبقران تو تڑپ تڑپ کر رات بھر میں تمام ہو گئے یہ جو صاحبقران
کی حالت خواجہ نے سنی خواجہ کا دل بیقرار ہو گیا تاب نہ رہی بیقرار ہو کر بارگاہ سے باہر آئے اور پھر دریا
کی طرف چلے لاکھ لاکھ تدبیر کی نہ جا سکے مایوس ہو کر پھر چلے کر ایوان میں آئے بارگاہ میں نہ گئے یہاں
ایوان نے جلادوں کو طلب کیا تھا جلاد حاضر ہوئے ایوان نے حکم دیا کہ ان سرداروں کو روبرو قتل کرو
جلاد چلے اسوقت عطارد نے کہا کہ اے ملکہ میرے نزدیک تو یہ امر مناسب ہے کہ ان سرداروں کو قید
رہنے دو کل ان سب کے ہمراہ انکو بھی قتل کیجیے گا جب ان سب کو بھی اسیر کر لیجیگا انکو بھی اسی دریا میں قید فرمائیے
ایوان نے کہا کہ اگر تمہاری یہ رائے ہے تو کیا مضائقہ ہے صبح کو انھیں سب کے ہمراہ بھی یہ جو تھے
کہا کہ دریا میں انکو بھی قید فرمائیے کوئی ضرورت نہیں ہے یہاں سے کوئی رہا کر لیجائیگا کیا امکان ہے ان سب کو
اسیر رکھئیے عطارد نے کہا کہ جو آپکی مرضی ہو ایوان نے کہا کہ میں خود انکو اسیوقت قتل کرونگی کیونکہ
انکے میرے دل کو بڑا صدمہ دیا ہے اسکی صورت دیکھ کر میری آنکھوں میں خون اترتا ہے جس طور سے انکا
میرے قلب و جگر کو جلا کر کباب کیا ہے اسی طور سے میں انکی نار کے قلب و جگر کو جلا کر کباب کروں گی

عطارد نے کہا کہ جو آپ کی مرضی مجھکو کیا دخل ہے مرضی مولا از ہمہ اولی یہ کہکر وہ خاموش ہو رہی ملکہ نے
جلاد کو حکم دیا کہ اس چھوکری کو روبرو میرے قتل کرو ابھی جلاد چلا نہ تھا اُسکے قتل کرنے کو کہ یکایک دربارگاہ
کی طرف سے رونے کی صدا آئی سب نے سر اُٹھا کر بارگاہ کی طرف دیکھا کہ ایک ضعیفہ کوزہ پشت مارگیر کا پائجامہ
از حد کثیف چند پیوند لگے ہوئے پہنے ہوئے سر پر چادر وہ بھی میلا اوڑھے تھی اور از حد ضعیف کہ سر کے بال
بالکل سفید مثل پشم کے تھے اور پلکین تک سفید تھین اونچا جوڑا بندھا ہوا ایک لکڑی ہاتھ مین لیے ہوئے
روتی ہوئی چلی آتی ہے ایسی ضعیف ہے کہ بسبب پیرانہ سالی کے ہر قدم پر آہ کر کے بیٹھ جاتی ہے سانس پھولی ہوئی
ہے پیٹ مین نہین سماتی ہے اور یہ کلمہ زبان پر ہے کہ بیٹی منوہر مین تجھکو زندہ پاؤن اپنی آنکھون سے تجھکو زندہ دیکھون
اری کمبخت تو نے میرا کہنا نہ سنا فلاکی محبت مین اپنے کو عذاب مین مبتلا کیا مین کہتی تھی کہ تو نہ جا وہان ملکہ لوگون
سے مقابلہ ہونے والا ہے مگر اُسنے اپنی ضد مین ایک نہ سنی مجھ کمبخت کو اس بڑھاپے مین رونڈاپا اور یہ داغ
دکھایا مین کن آنکھون سے تیرا یہ حال دیکھون اری منوہر تیری جدائی نے میری آنکھون کی بصارت بھی کم کردی
مین نے تو تجھکو مثل اولاد کے پرورش کیا ہے یا خداوند تصدق مین اپنی منوہر کو زندہ پاؤن تجھکو کچھ دکھائی نہین دیتا
ہے نہ معلوم دربار کدھر ہے ملکہ ایوان کس مقام پر تشریف فرما ہین مین جا کر اُنسے کچھ سفارش کرون یہ جو ملکہ نے
سنا ملکہ کو اُسکے حال پر رحم آیا خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اُسکی عزیزہ یا کھلائی ہے جلاد سے کہا کہ ٹھہر جا ایک
چوبدار کو حکم دیا کہ اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس لے آ تاکہ مین اس سے کچھ حال دریافت کرون ملکہ نے یہ
جو حکم دیا چوبدار اُس ضعیفہ کے پاس آیا وہ مارے ضعف کے بیٹھ گئی تھی دم چڑھ رہا تھا کہ چوبدار نے آکر ہاتھ پکڑا
اُسنے کہا کہ کیون مجھ آفت رسیدہ بلا کشیدہ کو پریشان کرتا ہے مین خود بلا مین مبتلا ہون مجھکو نہ ستا کہ بد دعا دونگی
چوبدار نے کہا کہ مین ملکہ کا چوبدار ہون تیرے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجھکو حکم دیا ہے کہ اُسکو میرے پاس لے آ تو مین
تجھکو ملکہ کے پاس لیے چلتا ہون اُسنے جو یہ سنا ایک آہ کی اور کہا کہ خداوند ملکہ کو تا صد و بیست سال سلامت باکرا
رکھے کہ انکو رحم آیا مگر کیا سخت قلب کے اہل اسلام ہین کہ اُنکو بالکل میرے حال پر رحم نہ آیا یہ کہکر کھڑی ہوئی
لڑکھڑا کر گرنے لگی چوبدار نے سنبھالا بازو پکڑ کر طرف دربار کے لے چلا راہ مین کئی مرتبہ یہ حالت ہوئی کہ وہ گرتے
گرتے بچی چوبدار نہ ہوتا تو گر پڑتی یہانتک کہ اُس چوبدار نے بارگاہ پر لا کر کھڑا کیا کہا کہ ملکہ کو سلام کر اُسنے
کہا کہ ملکہ کدھر ہین مجھکو تو صدمے کے سبب سے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے تم بتاؤ چوبدار نے کہا کہ سامنے بیٹھی ہین
ضعیفہ نے جھککر سلام کیا چوبدار نے کہا کہ پھر سلام کر ملکہ کی وزیرزادی عطارد جادو کو وہ بھی ملکہ کے پہلو مین
کرسی پر بیٹھی ہین اس ضعیفہ نے پھر سلام کیا اور دعا دی کہ ملکہ کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارۂ اوج اقبال
ہو دولت شاد دشمن پریشان اور پامال ہون ہمیشہ ملکہ کے سر پر سایہ خداوند رہے خداوند کی نظر عنایت
ملکہ پر رہے بعد اُسکے کہا کہ بی وزیرزادی کی بھی حیات مین ترقی ہو ملکہ کا پیار رہے یہ جو دعا دی
ملکہ نے فرمایا کہ اس ضعیفہ کو قریب لاؤ اُسکے بڑھاپے کا یہ حال ہے کہ بسبب نقاہت کے آواز کانپتی ہے اور
ہاتھون مین رعشہ ہے سر برابر ہل رہا ہے اس طور سے کہ جیسے کھلونے والے مٹی کی بڑھیا بناتے
ہین اسکا سر برابر ہلے جاتا ہے اس طریقے سے چوبدار اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے روبرو تخت کے لایا
اور کہا اب قدم آگے نہ اُٹھانا کیونکہ اب تو قریب تخت آگئی ہے جو کچھ عرض کرنا ہو کر لے ملکہ روبرو
تخت بیٹھی ہین یہ سننا تھا کہ وہ ضعیفہ چیخین مار کر رونے لگی آنکھون سے آنسوؤنکا دریا رواں ہوا اسقدر
روئی کہ اُسکے حال پر سب اہل دربار کو رحم آیا ملکہ نے باصرار فرمایا کہ اے ضعیفہ گریہ کم کر اور
ضبط کر کے کچھ حال تو بیان کر کہ تیرے اوپر کس نے ستم کیا کس نے تجھکو لوٹ لیا کیا تیرے ساتھ ہوا

نازل ہوئی کسنے تجھکو اس حالت کہنسنی میں ستایا کہ تو بیابان وحشی ہوئی آن کیا یا تیرے اوپر آئی
بیکون ایسا سخت تھا کہ رحم نہ آیا گھر بار ترک کیا کچھ مال تیرا لوٹ لیا یا تجھ ضعیفہ جان کر کسنے مارا
بیچو ملکہ نے شفقت بیان کیا او سے استفسار حال کیا اُس ضعیفہ نے گریہ کو ضبط کر کے ایک آہ سرد
کھینچی اور کہا کہ اے ملکہ مجھسے کھڑا رہا نہیں جاتا ہے اگر حکم ہو تو بیٹھ جاؤں ملکہ نے فرمایا کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی
ملکہ نے کہا کہ اپنا حال بیان کر تاکہ میں اُس ظالم کو اس ظلم کی سزا دو دلا دوں جب ملکہ نے کہا اُسنے عرض
کیا کہ ملکہ مجھکو کسی نے نہیں ستایا نہ میرا کچھ مال دنیا سے کسی نے لوٹ لیا نہ مجھکو کسی نے مارا نہ میرے
اوپر کسی نے ظلم کیا میرے مقدر نے مجھکو ستایا ہے اور اس حال میں دربدر پھرایا ہے میں اُسکے
ہاتھوں سے پریشان ہوں کیا عرض کروں کہ جو میرے قلب کی حالت ہے اس حال سے میرا ہی دل آگاہ
ہے یا یہ صدمہ جسپر پڑا ہوگا وہ اس درد سے واقف ہوگا ملکہ نے کہا کہ کیا کوئی تیرا مرگیا ہے اُسنے کہا کہ نہیں
نہ کوئی ابھی تک مرا ہے وہ جو مرنے والے تھے وہ مرگئے یہ نیا صدمہ ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں میری گستاخی
معاف ہو ملکہ نے کہا کہ تجھے تیری گستاخی معاف کی تو شوق سے بیان کر اس ضعیفہ نے دست بستہ عرض کیا
کہ یہ مصیبت آئی ہے آپکے سبب سے آئی ہے آپنے مجھکو بیقرار کیا آپ نے مجھپر ستم کیا اور آپ نے مجھکو اس بلا میں
مبتلا کیا آپ نے اس حالت ضعیفی میں مجھپر ایسا صدمہ ڈالا کہ آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا ہے یہ کہکر
ادھر اُدھر دیکھنے لگی پھر اس ضعیفہ نے دیکھا کہ مصیبت سے سر در سفر میں مبتلا تھا کہ سر پیٹنے کو ٹوٹ رہی ہے
تو نہیں مانتی ہے یہ اسطرف دیکھکر آدمی ملکہ نے جو یہ تقریر سنی اودھر اُسنے کہا کہ اے ملکہ میں اسلئے زندہ رہی
کہ تیرا حال ان آنکھوں سے دیکھوں تیرے دشمن اسیر ہوں اور میں دیکھا کروں زمین شق ہو جائے اور
میں اسمیں سما جاؤں افسوس تو نے میرا کہنا نہ مانا اور اُسنے کو قید میں پھنسایا اور یہ حالت اُسکی کیا کروں
ترس کھا کے آسمان بھی رو دیتا ہے میں وہ سخت جان ہوں کہ مجھکو موت نہیں آتی یہ کہکر زار زار
رونے لگی ادھر ملکہ نے کہا کہ اے ضعیفہ تو نے کہا کہ آپ نے میرے اوپر ظلم کیا آپ کے ہاتھوں سے بلا میں
مبتلا ہوئی حالانکہ میں نے تجھکو کبھی نہیں دیکھا ہے میں تیری صورت سے واقف بھی نہیں ہوں پھر میں
نے تیرے پاس کبھی ... کیا عالم خواب میں ہے اور تو دیوانی ہوگئی ہے کہ بیکار میرے
اوپر تہمت لگاتی ہے ... یہ طوفان لیتا ہے کیونکر زندہ ہے اس پیرزال نے کہا کہ اے ملکہ میں طوفان نہیں
اُٹھاتی ہوں ملکہ میں سچ عرض کرتی ہوں اے ملکہ اب میں صاف صاف کہتی ہوں کہ تو نے میرے اوپر ظلم
ستم کیا ہے کہ میری بچی کو اسیر کر لیا ہے اور اُسپر ظلم کرتی ہے جسکو میں نے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے جسپر کبھی
کبھی پھول کی چھڑی نہ لگائی تھی اور کبھی اکیلا نہ چھوڑا اُسپر یہ ستم کہ وہ قید میں مبتلا ہوئی ہے ملکہ تجھکو اُسکے
کہنے پر کچھ رحم نہ آیا وہ بھولی بھالی صورت اُسکی ایسی ہے کہ ہر ایک کو اُسپر رحم آتا ہے تجھے یہ ستم کیا کہ اُسکو
قید کیا اے ملکہ میرے حال پر رحم کر اور منظور کو میرے حوالے کر کیونکہ سوا اسکے کوئی میرا سہارا
نہیں ہے میں نے منظور کو بڑی محنت سے پالا ہے دن کو دن رات کو رات نہ خیال کیا جب یہ برس دن
کی تھی اُسکی ماں مرگئی میں نے اسکو پرورش کیا اسیر کیا منظور نے میں نے اُسکی ماں کو پالا تھا یہ میری بیوی
بیبی کی نشانی ہے میں اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں اے ملکہ اگر تجھے اُسے قید کیا ہے اور قتل
کرنے کا قصد ہے تو مجھکو بھی اُسکے ساتھ قید کر دے اور اس سے پہلے قتل مجھکو کرنا میں نہ مانونگی یہ کہکر
کہا کہ او جلاد تو پہلے مجھکو قتل کر پھر اور طرف جانا کہ میں اپنی بچی کا قتل اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں یہ کہکر رونے
لگی اور اس بیقراری سے روئی کہ حاضرین بارگاہ کے آنسو نکل آئے ملکہ نے کہا کہ اے ضعیفہ تو اپنا کچھ نشان ہی

تو ملکہ نے اُس ضعیفہ سے کہا کہ اے ضعیفہ تو اپنا حال خراب نہ کر مین نے تیرے کہنے پر عمل کیا ایک رات
کی اسکو مہلت دی مین تو کبھی نہ مانتی مگر تیرے رونے اور تیرے پیٹنے نے میرے دل پر اثر کیا مگر یہ تو
بتا کہ تیرا اور اُسکا ساتھ کب ہوگا کہ تو اُسے سمجھا سکے یہ جو ملکہ نے کہا اُسنے گریہ کو ضبط کرکے اور اپنے حواس
درست کرکے ملکہ کی بلائین لین اور کہا کہ خداوند لقطو پر مرتبہ بلند کرین اُنکا صدا پیار رہے اور مرتبہ مین ترقی
ہو آپنے بڑا میرے حال پر رحم کیا اے ملکہ پھر آپ لوگون کے دل مین رحم ہو یہ خدا پرست موسے مونڈیکا
غارت کرے خداوند انکو بھی جلدی غارت کرین اپنا اپنا عذاب جلد نازل کرین یہ خاک کا پیوند ہون اگر
میرے ہاتھ یہ لوگ آجائین تو انکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر اور اُسپر نمک مرچ چھڑک کر زخمون پر چیلون اور
کوون کو دون اور اس عذاب سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر رحم کھائین اور
مجھکو ترس نہ آوے کیا عرض کرون کہ ایک مدت ہوئی ترک حمزہ کیے ہوئے سب فراموش ہو گیا دوسرے
یہ کہ زمانہ پیرانہ سالی کا ہے ورنہ مین انکو مزا چکھاتی اور اُنکے مزاج پوچھتی کیا کہون مجبور ہون کیونکہ اب محنت نہیں ہوسکتی
ورنہ محنت کرکے انکو قتل کرتی خداوندا اس آئینہ اندام کی تو ایسی حالت کرتی کہ لوگ دیکھکر ترس کھاتے
اور مین بالکل رحم نہ کرتی جیسے اسنے میری بچی کو بہکا یا ہے اور اُسکی جان لی ہے اے ملکہ یہ مسلمان ایسے سخت ظالم
ہین کہ انکے دل مین ذرا بھی رحم نہین ہے مین پہلے ان کمبختون کے لشکر مین گئی تھی کیونکہ مین نے سنا تھا
کہ منور ربا دو اپنی خالہ کے پاس گئی ہے کیونکہ سبب یہ پوچھو کہ کیون آئی ہے تو مین سمجھی تھی کہ مجھکو معلوم ہے کہ وہ کیون گئی
اور اسکا سبب یہ تھا کہ یہ مجھ سے جو پوشیدہ ہے کہ آئی مین سُن چکی تھی کہ آفاق سے کچھ ہوا ہے کہ آئی اور بادشاہ
کی شرکت سے ہاتھ اُٹھا یا شریک اہل اسلام ہوا ہے اپنے لشکر کے مین نے یہ امر اس سے پوشیدہ رکھا تھا
مگر جب یہ کہتی تھی کہ مین خالہ کے پاس جاؤنگی مین منع کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اُنکو بادشاہ سے کچھ لڑائی
پر روانہ کیا ہے نہ معلوم وہ کہان ہین تو کسکے پاس جائیگی یہ کہتی تھی کہ واہ وہ تو لڑائی پر جاتے ہین اور مین انکے
پاس نہ جاؤن مین فقرے دیکر رکھتی تھی کہ آج آئینگی کل آئینگی یا انکا کوئی خط آئے تو تو جانا یہ نہ
مانتی تھی مگر مین نے اسکو روکا یہی کہتی تھی کہ کیا سبب ہے کہ ابھی تک کچھ خبر نہ آئی مین یہ کہتی تھی کہ جب تیری
الفت خالہ کو نہین ہے تو تو کیون اپنی جان دیے دیتی ہے کیون اپنے کو تباہ کرتی ہے ارے جو اپنے اوپر مرتا
ہے اُسپر مرتے ہین تو تو یہان خالہ کے لیے بیقرار ہے انکو اسکی خبر بھی نہین ہے یہ سنکے خاموش ہو جاتی تھی مگر یہ
رات دن اسی فکر مین مبتلا رہتی تھی اسکو کسی سے خبر ملگئی کہ خالہ میری لشکر اسلام مین ہے اور خالو بھی اب
سمندر شاہ سے اور خالو سے بگاڑ ہو گیا اسنے مجھ سے کہا مین نے جواب دیا کہ جو کہتا ہے وہ جھوٹ کہتا
ہے ایسا نہو گا کیونکہ سمندر شاہ آفاق کو اپنا بزرگ اور خیرخواہ خیال کرتا ہے اور تیرا خالو سمندر شاہ کو
اپنا ولی نعمت اور آقا تصور کرتا ہے بھلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ تیرے خالو کو جدا کرین اور خالو تیرے انکی
اطاعت سے منہ پھیرین یہ جو مین نے کہا اسنے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی گو مین سمجھ چکی تھی کہ اسنے جان اور
سن چکی تھی مگر اسکے سمجھانے کو مین نے یہ کہا وہ اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر فکر مین رہی آج صبح کو
موقع پاکر مجھکو سوتا چھوڑکر چلی آئی جب مین اُٹھی مین نے دریافت کیا کیونکہ جب مین سوتے سے اُٹھی تھی
اسکا منہ دیکھتی تھی جب منہ دیکھنے کو بلایا پہلے تو اُسکی خواصون نے پوشیدہ کیا کہ رفع حاجت کو گئی ہین
یا کسی طرف کھیل رہی ہین جب مین خفا ہوئی تو سب نے کہا کہ وہ اپنی خالہ کے پاس گئی ہین یہ سننا تھا
کہ میرا دم نکل گیا جان تن مین نہ رہی گھبرا کر اُٹھی اُس گھبراہٹ مین گر بھی پڑی دیکھیے یہ سر مین چوٹ
آئی خون نکل آیا ہاتھ پاؤن چھل گئی پسلیان سب بسبب گرنے کے درد کر رہی ہین مشانہ پر نیل پڑ گیا کیا عرض

کیا دراصل آپ بہت رحم دل ہین اہل اسلام تو بڑے سخت قلب کے لوگ ہین بالکل میرے حال پر
ترس نہ آیا خیر اب اُسے سمجھا لونگی ملکہ نے کہا کہ تم تو کہتی تھین کہ مجھکو سحر نہین آتا ہو بھول گئی ہون پھر کیونکر سحر
یاد آیا اُسنے جواب دیا کہ ای ملکہ مجھکو سحر اسیقدر آتا ہو کہ مین اُسکے سبب سے راہ دور کو طی کرلون یا دریا یا کوہ
کو طی کرکے چلی جاؤن باقی مین کسی سے مقابلہ نہین کرسکتی ہون نہ کوئی قفس طیار کرسکتی ہون ملکہ نے کہا کہ
اب معلوم ہوا خیر اب تم جاکر کسی مقام پر بیٹھو مین صبح کو سب کے ساتھ اس چھوکری کو بھی قتل کرونگی
یہ عورتین سب ساحرہ ہین ورنہ یہ ہین نہ مانتی یہ کہکر حکم دیا کہ چند قفس لاؤ تاکہ مین قیدیون کو انھین قید کرون
ملازمان نے قفس لاکر حاضر کیے ملکہ نے محفوظ جادو سے کہا کہ تم ان سب کو ان قفسون مین قید کرو اور
انپر اپنا سحر قائم کرو سحر طاری رہے کہا تم اپنا سحر اُتار لو بس محفوظ نے اپنا سحر اُنپر قائم کیا اور سحر طاری رہنے
سحر اپنا اُتار لیا یہ ضعیفہ خاموش بیٹھی ہوئی دیکھ رہی ہو کہ محفوظ نے ایک ایک قفس مین سب کو قید کرنا
شروع کیا اور ہر قفس پر اپنا سحر کیا جب سب کو قید کرکے فراغت پائی اب منور جادو کے بھی قید کرنیکو
قفس کی طرف آیا کہ اسکو بھی قفس مین قید کردون بس یہ دیکھکر وہ ضعیفہ تڑپنے لگی اور کہنے لگی کہ ای ملکہ اپنے
ملازم کو منع فرما دو کہ وہ میری بچی کو قفس مین نہ قید کرے اس سے قفس کی تکلیف نہ اُٹھیگی یہ تڑپ تڑپ
کر مرجائیگی اسنے کبھی ایسی تکلیف نہین اُٹھائی ہی یہ ایسی رحم دل اور رقیق القلب ہو کہ جہان اسنے کوئی
جانور قفس مین دیکھا اسنے مول لیکر اُسے آزاد کیا یا جہان کوئی قیدی دیکھا اسکو غش آگیا کیونکر
قفس کی زحمت اُٹھائیگی بلکہ یہ مرجائیگی ملکہ نے کہا کہ او ضعیفہ تو نے تو پاؤن پھیلا لیے یہ تو کبھی نہوگا بس
اب نہ کہنا یہ کہکر حکم دیا کہ اسے رونے دو اور منور کو قید کرکے لیجاؤ بس یہ سنکر محفوظ جادو نے منور
کو بھی ایک قفس مین قید کیا اور قفس سب کے لیکر چلا بس یہ دیکھنا تھا کہ وہ ضعیفہ تڑپنے لگی اور زار زار
رونے لگی اپنی حالت تباہ کرنے لگی اور کہنے لگی کہ جلد کسی کو حکم دو کہ وہ مجھکو قتل کرے مین اب زندہ نہ
رہونگی یا یہ حکم دو کہ جہان یہ قید کی جائے اُسکے قفس کے نیچے مین رات بھر بیٹھی رہون کیونکہ یہ کبھی اکیلی
نہین سوئی ہو اسکو نیند نہ آئیگی تنہائی مین گھٹ گھٹ کے مرجائیگی اگر مین ہونگی تو کچھ تو اسکو سہارا ہوگا ای
ملکہ جہان تمنے اسقدر رحم کیا ہو وہان یہ بھی رحم فرمائیے ای ملکہ یہ ہمیشہ نرم بستر پر سوتی تھی جہان ذرا سا
بھی کوڑا ہوا یہ بیقرار ہوگئی جبتک بستر صاف نکر لیا اُسوقت تک یہ بیقرار رہتی تھی نیند نہ آتی تھی
اسکے جسم پر نشان پڑجاتے تھے شکن بستر اسکو ناگوار ہوتی تھی یا یہ سخت قید اور قفس فولادی کیونکر اسکی
زندگی ہوگی بارے کیا اپنے کو بلا مین ڈالا ہو خالق کی الفت مین خیر اب جو کچھ گذریگی اُسکی برداشت کریگی
ملکہ مجھکو اتنا حکم دو مین تیرے قربان ہون صدقے ہوجاؤن میری ملکہ میرے اوپر رحم کرتا کہ مین رات بھر
اور اسکی صورت دیکھا کرون یہ میری زندگی کا سہارا ہو یہی میری زندگی کا بھروسا ہو مین نے ایک جوگ
گنوا کر اسکو پالا ہو اس طریقے سے بات کرکہا کہ ملکہ کو ترس آگیا کہنے لگی کہ اچھا یہ تو ممکن نہین ہو کہ جہان
یہ قید ہو اُسکے اندر زیر قفس تجھکو جگہ دی جائے ہان اُس قید خانے کے در پر تو بیٹھ جانا تیرے روبرو
اُسکا قفس ہوگا تو رات بھر دیکھنا یہ جو ملکہ نے کہا اُسنے مایوس ہوکر کہا کہ بہت خوب یہی سہی مگر ای ملکہ
یہ حکم دو کہ قفس میرے سامنے ہو تاکہ مین دیکھتی جاؤن ملکہ نے کہا کہ ای محفوظ اسکو بھی لیے جاؤ اور
منور کا قفس ایسے مقام پر لٹکا تا کہ اسکا سامنا رہے محفوظ نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر سب قفس لیکر
چلا اس سے کہا کہ آؤ یہ ملکہ کو سلام کرکے اُٹھی مگر اس طور سے کہ پھر گر پڑی اور کہا کہ ہائے منور تیری
الفت نے مجھکو مار ڈالا اور کسی طرف کا نہ رکھا یہ جو ملکہ نے دیکھا ایک چوبدار سے کہا کہ اسکو وہان پہونچا

کہ جہان محفوظ ان سب کو قید کریگا اور جس مقام پر محفوظ کہے اسکو بٹھا دینا وہ چوبدار بموجب حکم ملکہ
اُس ضعیفہ کو لیکر ہمراہ محفوظ کے چلا محفوظ بارگاہ سے باہر آیا سب قفس شہر کے [illegible] سے اپنے ہمراہ
لایا تھا ایک تخت پر رکھے ہوئے تھا یہانتک کہ اپنے خیمے کے قریب آیا اور اُسی خیمے کی سقف مین
سب قفس آویزان کیے منور کا قفس سامنے در خیمے کے اور باقیس ساحر نامی و نامور اسکے گرد
مقرر کیے اور خود ایک چھوٹا سا نگیرہ استادہ کرا کے اور [illegible] بچھا کر اُسپر بیٹھا چوبدار سے کہا کہ اسکو در خیمہ
مین بٹھا دو چوبدار نے لا کر اسکو در خیمے مین بٹھا دیا اور کہا کہ دیکھ یہ قفس لٹکا ہوا ہے اسمین منور جادو قید
ہے اسنے جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو سب قفس آویزان پائے منور کا قفس سامنے پایا یہ دیکھکر اسنے ایک آہ
کی اور رونے لگی قاعدہ یہ مقرر کیا تھا محفوظ نے ایک ایک [illegible] ساحر جو کہ اسنے پہرہ کے
لیے مقرر کیے تھے اُٹھتا تھا اور چارون طرف اُس خیمہ کے گشت لگاتا تھا [illegible] پھر آکے محفوظ کے پاس
بیٹھ جاتا تھا چونکہ رات ہو گئی تھی وہ رات ایسی تاریک تھی کہ کبھی ایسی [illegible] رنج مجنون
مین اپنا خیمہ سیاہ استادہ کیا وہ تاریک شب تھی کہ [illegible] تاریکی اپنی [illegible] آفتاب
سے نہ دیکھی ہوگی تمام ستارے سیاہ معلوم ہوتے تھے [illegible] تاریکی کے کوئی شئے
نظر نہ آتی تھی ہزارون پنچتاسے اور ہزارے لشکر مین روشن تھے مگر [illegible] تاریکی ہر طرف ہوتی تھی یہ
عالم تھا کہ نہ منھ دکھائی دیتا تھا نہ ڈیرا ایک پردہ سا [illegible] پڑا ہوا تھا [illegible] لشکر مین پھر رہا تھا صدا ہے
ناظر باش و حاضر باش بلند تھی ایسی تاریک شب تھی [illegible] سے دم گھٹے
جاتے تھے اپنے ہاتھ کو کوئی نہ دیکھ سکتا تھا یہ شب [illegible] اہل اسلام [illegible] تھی اسکے غم مین اسنے
لباس سیاہ پہنا تھا باوجودیکہ لشکر [illegible] ہوتے تھے مگر [illegible] دل گھبراتے تھے ہوش
اُڑے جاتے تھے ہوا ایسی [illegible] چل رہی تھی [illegible] دلون کو پریشان کیے دیتی
تھی گو کل کفار خوش تھے مگر اس خوشی اور اُس تاریکی [illegible] اور ہوا کے سبب [illegible] رنج ہوتا
تھے کسی کے دل کو چین نہ تھا [illegible] ہوا [illegible] جاتے تھے چراغ گل ہوئے جاتے تھے ان
چراغون کی کیا اصل ہے چراغ عقل و دانش گل ہوئے [illegible] اس سبب [illegible] تاریکی تھی اُس شب
کو یہ عالم ظلمت تھا کہ [illegible] کوئی اصل [illegible] آتی تھی لوگ باہم ٹکرا جاتے تھے
[illegible] پریشان تھے [illegible] طرف آسمان کے دیکھتے تھے کہ [illegible] شب نے ظہور کیا ہو
[illegible] بھی [illegible] اہل اسلام مین گوشہ گیر ہوا تھا [illegible] دین اسلام کوشش
کرین [illegible] ہر ایک [illegible] درندے بھی اور چرندے بھی و پرند
بھی اپنے آشیانون مین مارے خوف کے پنہان تھے [illegible] بیٹھے ہوئے صدائین
[illegible] صدا [illegible] شیر آتی تھی لوگ [illegible] عالم تھا کہ سب مارے خوف
کے گوشون مین خیمون کے پنہان ہو رہے تھے [illegible] راوی
[illegible] بیان کیا ہے یہ عالم تھا کفار کا [illegible] محفوظ بیٹھا [illegible] کر رہا تھا وہ ضعیفہ
در خیمہ مین بیٹھی ہوئی تھی اُسکے روبرو قفس منور جادو کا لٹکا ہوا تھا وہ اُسکی طرف خطاب کرکے
کہتی تھی کہ کیون ای بیٹی اب وہ فرش نرم کہان [illegible] راحت [illegible] افسوس تیرے مقدر مین
اِس سن مین یہ قفس فولادی تمہاری قسمت [illegible] بدن مین گڑتا ہوگا [illegible] مین فرش
[illegible] ہائے کل یہ چاند سی صورت آنکھون کے سامنے سے پنہان ہو جائیگی [illegible] قبر کی تاریکی [illegible]

تیرا کیا حال ہوگا جب کبھی رات کو شمعین گل ہو جاتین اور تیری آنکھ کھل جاتی تھی تو تو پریشان ہوتی تھی اور
کہتی تھی کہ اے ودا میری میرا دم نکلا جاتا ہی یا یہ تاریکی زندان اور کل تاریکی قبر مین تیرا بستر ہوگا وہان کون
ہوگا جو تیری خبر لیگا ارے کمبخت اب بھی اپنی خالہ کی الفت سے ہاتھ اٹھا دیکھ مین کہتی ہون کیا پاوے گی
سوا اسکے قتل ہونے کے کیون اپنی جان شیرین کو برباد کرتی ہی منوبر اسکی طرف بچشم حیرت سے دیکھتی ہے
اور دل مین کہتی ہی کہ کون اسقدر محبت کرنے والی میری پیدا ہوئی ہی میری تو کھلائی کبھی مرگئی ہی جب یہ
اسکی طرف دیکھتی تھی وہ یہ کہتی تھی کہ میرا کیا بس ہی کیون میری طرف بچشم حیرت سے دیکھتی ہی تو نے تو
خود اپنے ہاتھ سے یہ بلا اپنے سر لی ارے کمبخت محبت کا یہی مزا ہی اب بھی باز آ مین سفارش کر دونگی جب
وہ یہ کہتی تھی وہ منھ پھیر لیتی تھی اور پھر دیکھتی تھی وہ جو لوگ پاسبانی کو بیٹھے ہوئے تھے باہم یہ کہہ رہے تھے
کہ کیا اس بڑھیا کو اس سے الفت ہی کہ دیکھو رو رہی ہی وہ کچھ پروا بھی نہین کرتی ہی محفوظ نے کہا کہ بچپن کے
پالنے کی ایسی ہی الفت ہوتی ہی بعضون نے کہا کہ بعد اسکے یہ ضرور مر جائیگی انھون نے کہا کہ اسکو تو اسکا
کچھ خیال نہین ہی یہ اپنی جان دیے دیتی ہی محفوظ نے کہا کہ جو کچھ ہو وہ اسکو گوارا ہی یہان یہ باتین ہو رہی
ہین وہ ضعیفہ رو رو کر اسکو سمجھا رہی ہی اس قصہ کو یہان موقوف رکھا جاتا ہی اور اب حال ایوان کا
تحریر ہوتا ہی کہ ایوان نے جب ان سب کو سپرد محفوظ کے کیا اور وہ لیکے چلا گیا اور وہ ضعیفہ بھی گئی
تب ایوان نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ اس عورت نے آکر اور رو کر میرے حواس باختہ کر دیے
مین پریشان ہو گئی سوا اسکے اس امر کے کہ مین اسوقت نہ قتل کرون کوئی تدبیر نہ بڑی خیر صبح کو دیکھا
جائیگا یہ کہہ رہی تھی کہ اسکے کان مین طبلہ کی صدا آئی یہ طبلہ کی صدا سنکے بیقرار ہو گئی چوبدار سے کہا کہ خبر تو
لا کہ یہ طبلہ کہان بج رہا ہی کون گانا سن رہا ہی کیا اچھا طبلہ کوئی بجا رہا ہی کہ دل بیقرار ہو گیا جب سے نانی
و بھائی نے انتقال کیا مین نے گانا نہین سنا اسوقت دل قابو سے نکل گیا چوبدار یہ حکم پاکر بارگاہ سے
باہر آیا اور کان لگا کر سنا کہ یہ صدا کدھر سے آرہی ہی معلوم ہوا کہ یہ لشکر گرداب شاہ کا ہی یہ وہان سے لشکر مین
گرداب شاہ کے آیا معلوم ہوا کہ بارگاہ مین گانا ہو رہا ہی یہ بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سمندر شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہی سب سردار اسکے اور جو بادشاہ یہان تھے حاضر ہین اسکے روبرو گانا ہو رہا ہی جام شراب
گردش مین ہی کہ سمندر شاہ کی نگاہ اسپر پڑی گرداب شاہ سے کہا کہ شناخت تو کرو کہ یہ چوبدار کہان کا
ہی گرداب نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور پہچانا کہ یہ چوبدار ملکہ ایوان کا ہی کیونکہ یہ پہچان چکا تھا جبکہ
ایوان اپنا لشکر لیکر آئی تھی اور جب اسکے ہمراہ بارگاہ مین آئی تھی تو یہی چوبدار اسکے ہمراہ تھا یہ سبب
تھا کہ اسنے پہچان لیا اور سمندر شاہ نے جو نہ پہچانا اسکا سبب یہ تھا کہ جب ایوان بارگاہ سمندر مین پہلے
مین آئی تھی تو اکیلی آئی تھی وہان سے آکر اسنے لشکر طلب کیا تھا بدین سبب سمندر نے نہ پہچانا گرداب
سے کہا گرداب نے اسے دیکھکر عرض کیا کہ یہ چوبدار ایوان کا ہی سمندر نے کہا کہ اسکو سامنے بلاؤ
گرداب نے ایک چوبدار کو حکم دیا کہ یہ جو چوبدار کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اسکو بلا لاؤ وہ چوبدار گیا اور
اس سے کہا کہ چلو تمکو بادشاہ نے طلب فرمایا ہی وہ اسکے ہمراہ آیا سمندر شاہ کو سلام کیا بعد اسکے اور
سب کو سمندر شاہ نے کہا کہ کیا تو ملکہ کے چوبدارون مین سے ہی اسنے عرض کیا کہ جی ہان سمندر شاہ
نے کہا کہ یہان کس غرض سے آیا ہی اسنے کہا کہ ملکہ نے برائے دریافت اس امر کے مجھکو حکم دیا تھا کہ انکے
کان مین طبلہ کی صدا آتی تھی ملکہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ دریافت کر یہ طبلہ کہان بج رہا ہی مین جو باہر
آیا تو مجھکو صدا ادھر سے آتی ہوئی معلوم ہوئی مین یہان بغرض دریافت حال آیا یہان آپکو تشریف فرما

دیکھا اسپ ملک سے جا کر عرض کر دونگا کہ یہ واقعہ ہے بادشاہ سے کہا کہ کیا تیری ملک پیدا ہوئی آئے کہا [illegible]

[illegible]

بیٹھکے ایوان انکے ہمراہ بارگاہ میں آئی سمندر رعد تالب فرش اسکو لینے آیا بڑے اعزاز سے لاکر کرسی
پر بٹھایا برابر تخت کے جب بیٹھ چکی سمندر نے ساقی کو حکم دیا کہ ملکہ کو جام شراب دو اسنے جام دیا
ملکہ نے لیکر پیا بعد شراب پینے کے ایوان نے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کسلیے طلب فرمایا ہے سمندر شاہ نے
کہا کہ بیٹھو تو میں کہونگا جلدی کس امر کی ہے ناچ دیکھو جب جانے لگوگی تو کہدونگا ایوان نے کہا کہ میں ٹھہر نہین
سکتی ہوں اول تو دن بھر کی تھکی ہاری ہوں دوسرے میری دختر زادی تنہا ہے وہ پریشان ہوگی میں جاتی
ہوں صرف بموجب آپ کی طلب کے حاضر ہوئی بلکہ مجکو تو آپ سے شکایت ہے اگرچہ نہ فرماتے کہ ضرورت
کی باتیں کہنا ہیں تو میں نہ آتی کس سبب سے جبکہ ہم محفل صحبت ہو چکے تو کیا ضرورت تھی آپ کے جلسہ آراستہ
کیا سارا کام ہمارا کیا ہوا ہے ہمارے سبب سے یہ خوشی ہوئی اور ہمیں کو فراموش کیا سمندر نے ہنسکر کہا
کہ ملکہ تمھارے سر کی قسم میں نے ہرگز نہیں آراستہ کیا بلکہ گرداب شاہ نے آراستہ کیا ہے میں تو اسے
شہر سمندر یہ کو جاتا تھا جب تم لشکر لیکر واپس چلی ہو تو گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ آج شب کو
یہاں قیام فرمائیے صبح کو مقابلہ ملاحظہ فرما کر تشریف لیجائیگا میں نے بھی خیال کیا کہ سچ کہتے ہیں کیونکہ
صبح کو پھر آنا ہوگا کوئی نقصان کا امر نہیں ہے میں ٹھہر گیا اور انھوں نے یہاں آکر یہ جلسہ آراستہ کیا میں
ناچ دیکھنے لگا گرداب شاہ سے دریافت کیا کہ میں نے کہا تھا ملکہ کو بھی خبر کردو میرے تنہا ہونے کی
اور جلسہ آراستہ ہونے کی انھوں نے کہا کہ ملکہ دن بھر کی تھکی ہوئی ہیں وہ جا کر آرام کرینگی وہ صبح
انکو کل پھر مقابلہ کرنا ہے میں نے بھی خیال کیا سچ کہتے ہیں اس سبب سے نہ خبر کی ورنہ میں بدون تمھارے
ناچ دیکھتا اور جب میں بزم عشرت آراستہ کرونگا بدون تمھارے کیا ممکن ہے جو آراستہ کروں یہ صرف
تمھارا گمان ہے ای ملکہ ابھی کیا کوئی بہت دیر ہوئی ہے ایک غزل اسنے گائی تھی کہ تمھارا چوبدار آیا اس
چوبدار سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ تم ہمارا رہو بلکہ دربار میں بیٹھی ہو میں نے خود اس سے کہا
کہ ملکہ کو بھیجدینا اور کہنا کہ ایک امر ضرور کہنا ہے یہ سبب تھا تمھارے نہ بلانے اور تمکو خبر کرنیکا اب
بیٹھو جلدی کس امر کی ہے سنتے سمندر یہ کی گانے والیاں کہاں سنی ہونگی انکو بھی سن لو کہ انکا بھی گانا
یادگار رہے گو تمھارے پسند نہ آئیگا کیونکہ تم ان لوگوں کو سن چکی ہو جو خداوند کے روبرو گاتے ہیں کہ
جنکے ڈنکے بج رہے ہیں خیر یہ گانا بھی لائق دید اور قابل تعریف ہے ہم ایسا نہ ان لوگوں کو خیال
کرتے تھے مگر خوب گاتے ہیں جب سے ہم نہ طاق سے آئے ہیں ان لوگوں کے گانے کو ترس
گئے مگر انھوں نے ہمارے دل کو محظوظ کر دیا ہمکو تو پسند آیا نہ معلوم کہ تمکو پسند آئیگا یا نہیں سنلو تو معلوم
ہو اور یہ جو تم نے کہا کہ میری دختر زادی تنہا ہے پریشان ہوگی انکو کیوں نہ ہمراہ لائیں کیا وہ ہماری صحبت
سننے پر پرہیز رکھتی ہیں اگر ہمراہ نہیں لائی ہو تو اب طلب کرلو وہ بھی یہاں آکر کچھ دیر گانا سن لیں ملکہ
نے کہا کہ یہ تو سب آپکی باتیں ہیں کہ میں نے یہ خیال کیا اور وہ خیال کیا یہ کیوں نہیں فرماتے کہ یاد
نہ رہا یہ خیال کیا کہ کیا ضرور ہے بیکار صحبت میں خلل ہوگا تو میں ایسی بے تمیز نہ تھی خیر اس سے تو
کوئی مطلب نہیں ہے آپ وہ امر فرمائیں سمندر نے کہا میں ابھی تو نہ جانے دونگا اور نہ ابھی وہ امر بیان
کرونگا جبتک تم کچھ دیر بیٹھ نہ لوگی تمکو زیادہ تر دختر زادی کا خیال ہے میں انکو بھی طلب کرتا ہوں ملکہ
نے کہا کہ آپ انکو نہ طلب فرمائیے وہ نوآموز بڑی نازک مزاج ہے آپکے مزاج سے واقف
نہیں ہیں میں خوب واقف ہوں میں نے خود اسنے جان کر کہا اس خیال سے اول تو آپنے
اسے طلب نہ فرمایا تھا اگر میں کہتی تو یہ جواب دیتی کہ اگر انکو طلب کیا ہوتا تو وہ خود طلب فرماتے

میں بھرون بلا لے شہجادگی میری بات رائیگان ہوتی دوسرے اسے منہ آجاتی تو پھر وہ نہ آتی تیسرے
یہ خیال کیا کہ نہ معلوم کیا امر آپکو فرمانا ہی جو طلب کیا ہی نہ معلوم سب کے روبرو کہنے کا ہی یا نہین بس وہ
آتی اور آپ تخلیہ چاہتے تو اسکو ناگوار ہوتا اسکو رنج ہوتا اس سبب سے مین نہمراہ لائی اور نہ اب طلب
کرنا مناسب جانتی ہون اسکا سبب یہ ہی کہ وہ خیال کریگی کہ ملکہ نے جاکر کہا ہوگا اس سبب سے طلب کیا ہی
اگر انکو طلب کرنا ہوتا تو پہلے نہ طلب کرتے میری طرف سے اسکو صدمہ ہوگا دوسرے اب وہ نہ آئیگی لیکن
اسوقت اسکو صدمہ ہوگا کہ بیٹی اسکی وزیرزادی کو طلب کیا وہ نہ آئی بڑی مغرور ہی وہ ایسی بدمزاج اور
بدخو اور نازک مزاج ہی کہ بات بات پر بگڑ جاتی ہی مین ہی ایسی ہون کہ اسکے ناز اٹھاتی ہون اسکی کسی بات
کا برا نہین مانتی ہون وہ برابر سے مجکو جواب دیتی ہی مین خاموش ہو جاتی ہون سبب اسکا یہ ہی کہ وہ بہت
بڑی کاملہ ہی اسکا اسوقت مثل و نظیر نہین ہی اسکے کمال کے سبب سے مین قدر کرتی ہون بس اس امر کو
تو آپ معاف کرین نہ مین یہ چاہتی ہون کہ اسکو صدمہ ہو نہ یہ امر مجکو گوارا ہی کہ آپکو رنج ہو مین آپکی خاطر
سے ایکسا یا دو غزلین سنیکے اور اس امر سے آگاہ ہو سکے کہ جسکے لیے مجکو طلب فرمایا ہی چلی جاؤنگی سمندر
نے کہا کہ اچھا بیٹھو تو پھر دیکھا جائیگا سمندر رسانے کہا کہ جب یہ جانے لگی تو اسوقت پھر روک لین گے
اور اسکی وزیرزادی کو طلب کرکے ضرور دیکھنا چاہیئے کہ دیکھین کیسی خوبصورت ہی اور کیا سبب ہی اسکے اسقدر
مغرور ہونے کا یہ اپنے دل مین سمندر رسانے خیال کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب مین حکم دیتا ہون کہ ناچ شروع
ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مین نے منع کب کیا تھا آپ مجھ سے باتین کرنے لگے یہ سنکے سمندر رسا شاہ نے
ساقی کو حکم دیا کہ پہلے سب کو ایک مرتبہ شراب پلاؤ ساقی نے پھر سب کو ایک مرتبہ شراب پلائی
بعد شرابخواری کے سمندر رسا نے اس مطربہ کو حکم دیا کہ گاؤ اپنا کمال ملکہ کو دکھاؤ انھون نے بڑے
بڑے گانے والون کو سنا ہی ایسا اسوقت گاؤ کہ ملکہ خوش ہو جاین اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا
کہ جو کچھ مجکو آتا ہی مین گاؤنگی اپنے امکان بھر اسکی کوشش کرونگی پسند فرمانے نہ فرمانے کا ملکہ کو اختیار
ہی سمندر رسا نے جواب دیا کہ ملکہ بھی ایسی نامنصف نہین ہین کہ پسند آئے اور تعریف نہ کرین یہ سنکے
اسنے پہلے گت ناچی خوب خوب اپنا کمال دکھایا ایوان نے بہت تعریف کی ہر مرتبہ اسکے توڑا
لینے پر ایوان کے منہ سے واہ نکل جاتی تھی اسکے بعد اسی حالت مین وہ یہ غزل درد کی اسطرح
سے بہ حسن و ادا گانے لگی غزل

ہنجا سکے ایکسان مین گذرتا بلا سے ہان
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین
ہر چند آئینہ ہون پر اتنا ہون ناقبول
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
ہم آئینے کے سامنے جب آکے ... کرین
سر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین
ہی اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر

دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین
نے گل کو ہی ثبات نہ ہمکو ہی اعتبار
ای درد آکے بیعت دست سبو کرین

یہ غزل جو اس نازنین نے گائی ایوان نے بہت تعریف کی اب وہ بیٹھ گئی اور یہ غزل گانے لگی غزل

سنتے سنتے جو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا
... سے کہان اپنا کبوتر گر پڑا
شب کو روتا تھا کھڑا مین ... ابر ...
آسمان کیا سے طالع کا اختر گر پڑا
... سنتے ہی وہ کر سکا مجکو قتل

ہاتھ کانپے ساقی کے ساغر گر پڑا
ہو گئی مدت پھر اب تک نہ ... پڑا
کان کی بجلی جو مین چمکی تڑپ کر گر پڑا
جنبش باد صبا نے کر دیا بے ابرو
دست نازک لیکے ... گر پڑا

جسم کے اعضا مین ... دل ... نہین
ہاتھ سے قاصد کے میرا خط مقرر گر پڑا
کھاتے ہی چوٹ ... مر کر کوئی ...
دامن گل سے مرے شبنم کا گوہر گر پڑا
شب جو وہ لیکے تیغ قتل کو میرے چلے

دیکھو قسمت کی بدی رستے میں پتھر گر پڑا
عالم بالا سے بسم اللہ کی آئی صدا
اونگھ کر شب کو جو محفل میں وہ جھک کر گر پڑا
رہ گئے اِس سے بچے اہل صفا زیر زمین
آ کے اپنے پاؤں پر ایک ہاتھ میں پھر گر پڑا
ذرے افشاں کے قریب ابروے جانان میں
پانی پانی ہو کے دریا میں سمندر گر پڑا

یار کے آتے ہی میخانے میں ہلچل پڑ گئی
دوڑتے میں جب وہ طفل بادہ پیکر گر پڑا
میں وہ بلبل ہوں کہ یک پھنس گیا جب جال میں
شدت باران سے کب آئینے کا گھر گر پڑا
ناتواں وہ ہوں کہ میں اکثر دم سیر چمن
ماہ نو پر اختر تابان کا لشکر گر پڑا
لاغری میں بھی امانت تو نہ بھولا اپنی چال

میں گرا ساقی پہ ساقی محتسب پر گر پڑا
خفتگان خاک لے جاتے عاشق کے نصیب
منہ کے بل گلدام پر صیاد آ کر گر پڑا
بوسہ مانگا تیغ ابرو کا جو اس خونریز سے
دام موج نکہت گل میں الجھ کر گر پڑا
سیر کی باتوں سے لگی آتش دل میں ایسی آگ
کوچہ جانان میں پہنچا لڑکھڑا کر گر پڑا

یہ جو غزل گائی اور خوب خوش آوازی کے ساتھ گائی ملکہ نے بہت تعریف کی ایوان بہت خوش ہوئی پھر اُس سے اسی غزل گانے کی دوبارہ فرمائش کی اُسنے پھر شروع کی یہان تو ایوان بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہو اور گانا سن رہی ہو اِسکو تو یہان مصروف ناچ ورنگ رکھا جاتا ہو اور اب اِسکی بارگاہ کا حال تحریر ہوتا ہو کہ وہان عطارد وزیرزادی اِسکی اِسکے انتظار مین بیٹھی ہوئی ہو جب کچھ عرصہ ہوا تو عطارد نے اُن سب لوگون سے کہا کہ مین نہ کہتی تھی کہ ملکہ کا وہان جا کر جی لگ جائیگا وہ اب نہ آئینگی مجھکو بیکار بٹھا گئی ہین بیکار مجھکو رخصت دی ملکہ کی بعض وقت ایسی نادانی کی بات ہوتی ہو کہ جسکے سبب سے خواہ مخواہ طبیعت پریشان ہوجاتی ہو اب مین جاتی ہون اُنھون نے جواب دیا کہ تھوڑی دیر اور انتظار فرمالیجیے پھر آپ کو اختیار ہو اگر ایسا ہی تھا تو آپ کیون نہ ملکہ کے ہمراہ تشریف لے گئین اب چلی جائیے عطارد نے تیوری بدل کر جواب دیا کہ کیا خوب مان نہ مان مین تیرا مہمان مین تو کبھی نہ جاتی اور نہ تو اُنھون نے طلب نہ کیا مین چلی جاتی وہ لوگ خیال کرتے بڑی بدتمیز اور نالائق ہین نہ ہمنے طلب کیا نہ کچھ چلی آئین مین ایسی بدتمیز اور نالائق نہین ہون راوی نے بیان کیا ہو کہ دراصل یہ بڑی بدمزاج اور بدخو اور نازک طبع ہو اپنے روبرو یہ خداوند کی کچھ اصل نہین سمجھتی ہو سواے اپنے اور ایوان کے ایوان اِسکے بڑے ناز اُٹھاتی رہی اور کوئی نہین اُٹھا سکتا ہو جب اِسنے یہ امر تیوری بدل کر کہا سب خاموش ہو رہے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک در بارگاہ پر غل ہوا کہ ہم بدون اجازت کے نہ جانے دینگے عطارد نے طرف چوبدار کے یہ غل سنکے دیکھا اور کہا کہ خبر تو لاؤ یہ در بارگاہ پر کیا شور ہو ایک تو میرے سر مین یون ہی درد ہو رہا ہو دوسرے اِن سب کے غل و شور نے اور پریشان کر دیا ہو منع کر تا آنا کہ کیون غل کرتے ہو میرا نام لینا کہ اُنکی طبیعت نہین اچھی ہو یہ سنکر چوبدار چلا تھا کہ آپ ہی ایک شخص ... اور دوڑا ہوا آیا عطارد کو سلام کیا عطارد نے جو اُسکی صورت دیکھی تو اُسکو بدحواس و پریشان پایا اُس سے پوچھا کہ کیون تو اِسقدر بدحواس کیون ہو اُسنے کہا کہ اے ملکہ کیا عرض کرون ایک ساحر آیا ہو لشکر کردار شاہ سے وہ اندر آنے لگا مین نے اُسکو روکا اُسکی صورت کچھ ایسی مہیب اور خوفناک تھی مین اُسکو دیکھکر ڈر گیا مگر جرأت کر کے مین نے روکا کہ کہان جاتے ہو بدون اجازت ملکہ عطارد کے اور کہانسے آئے ہو اُسنے کہا کہ ہم ملکہ کے پاس آئے ہین اور ہمکو اجازت کی کوئی ضرورت نہین ہو ہم سب مقام پر بدون اجازت کے جاتے ہین اور ہم سلم بھیجے ہوئے خداوند لقا کے آئے ہین ملکہ کے لینے کو ہمنے کہا کہ خداوند تو شرطاق مین ہین وہ یہان کہانسے آئے ہم نہ جانے دینگے اُسنے برہم ہو کر جواب دیا کہ میرا دم نکل گیا پھر مین نے کچھ عذر کیا وہ تو یہ کہتا ہو کہ ہم بڑے بڑے شاہون کے دربار مین بدون اجازت کے جاتے ہین بالکہ اُنکے گھرون مین تمہاری ملکہ کیا چیز ہو یہ جو اُسنے

سے میرا جہان قدم جاتا ہی وہ گھر کے گھر تباہ ہو جاتے ہین بس خیال کیجیے مجھکو جسکی روح قبض کرنیکا
حکم ہوتا ہی مین فوراً روح قبض کرتا ہون کسی کی آہ وزاری کو نہین سنتا ہون ایک پل مین لشکرون
کو خاک سیاہ کر دیتا ہون شہر کے شہر تباہ ہوتے ہین میرے سبب سے میرے نام کے دریافت
کی کیا ضرورت ہی یہ جو اُنھون نے کہا تو ملکہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ تو مین بھی سمجھی مگر ذرا اسے مہربانی اور
کنیز نوازی نام نامی سے آگاہ فرمائیے کہا کہ میرا نام ملک الموت جادو ہی اب سُنا ملکہ یہ نام سنکے کانپ
گئی اور عرض کیا کہ آپ کیا میری روح قبض کرنے تشریف لائے ہین مین نے تو ابھی کچھ دنیا کا مزا
دیکھا بھی نہین اور نہ مین نے کوئی ایسی خداوند کی خطا کی جو اُنھون نے آپکو روانہ کیا کہ آپ میری
روح قبض فرمائین آپ اہل اسلام کی روح کو قبض فرمائین کیونکہ وہ لوگ بہت مغرور اور گنہگار ہین
ملک الموت نے جواب دیا کہ مین تیری روح قبض کرنے نہین آیا ہون بلکہ تجھکو اسی طور سے لیجاؤنگا
دربار مین سمندر شاہ کے کہ اُنھون نے طلب کیا ہی اگر روح قبض کرنے آتا تو اس طور سے نہ آتا اُسکا
اور سامان تھا مین تجھکو نظر نہ آتا اور اسقدر بھی فرصت نہ دیتا کہ تو کلام کرتی ابتک تو تیرا خاتمہ بھی ہو چکا
ہوتا ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ فرمائیے کہ آپ کیون تشریف لائے آجتک کسی نے خداوند کو نہین دیکھا اور نہ
ہر کوئی دیکھ سکتا ہی اسکا کیا سبب ہی جواب دیا کہ سُن اسکا یہ سبب ہی کہ خداوند نہ طاق مین تشریف فرما
تھے کہ اُنکو معلوم ہوا کہ ملکہ ایوان نہ طاقی نے جاکر سب اہل اسلام کا خاتمہ کیا سب کو اسیر کر لیا
ہی اب کل صبح کو اُنکو قتل کریگی اور سمندر اپنے لشکر مین بیٹھا ہوا خوشی کر رہا ہی اور ملکہ ایوان بھی ہی
بس خداوند نے مجھسے فرمایا کہ اے ملک الموت طیار ہو آجتک مینے اپنے بندون کو اپنا جلوہ نہ
دکھایا تھا آج دکھائینگے کیونکہ آج دن خوشی کا ہی اور کل اپنے روبرو تمھے اہل اسلام کی روح
قبض کرائینگے مین نے عرض کیا بہت خوب پھر مین نے عرض کیا کہ کوئی اور بھی ہمراہ چلیگا فرمایا
کہ ہم اور تم اور کوئی نہین مین اُن بندون کو جلوہ دکھاؤنگا وہ بندے اس لائق ہوئے ہین کہ اُنھون نے
خدا پرستون کو گرفتار کیا ہی اور کوئی اس لائق نہین ہی بس خداوند واسطے تشریف لائے یہ سبب ہی
خداوند کے آنے کا مجھکو اسلیے ہمراہ لائے جو کہ مین نے بیان کیا اور مین جو تیرے لینے کو آیا اسکا سبب
یہ ہی کہ جب خداوند یہان آکر پہونچے تو ایوان سے اور سمندر سے یہ تقریر ہو رہی تھی کہ تم ٹھہرو وہ کہتی
تھی کہ مین ٹھہر نہین سکتی ہون میری وزیرزادی پریشان ہوگی کیونکہ مین تنہا اُسے چھوڑ آئی ہون خداوند
جو آکر پہونچے سمندر بھی خاموش ہو رہا ایوان بھی چپ ہو رہی سب نے تعظیم کی خداوند تخت پر جلوہ فرما
ہوئے سب نے سجدہ کیا جب سب سجدہ کر چکے اُسوقت خداوند نے ملکہ سے کہا کہ تمنے سب اہل اسلام
کو اسیر کیونکر کیا ملکہ نے سب حال بیان کیا تمھارا بھی نام لیا اور یہ بھی کہا کہ آپ پر تو سب حال ظاہر
ہو گیا مین کیا عرض کرون ملکہ نے جو یہ کہا تو خداوند نے فرمایا کہ یہ امر تو ضرور ہی مین تمھاری زبان
سے سننے کا مشتاق تھا سُن لیا جب ملکہ نے تمھارا نام لیا خداوند نے فرمایا کہ وہ کہان ہی تمھارے
ساتھ دربار مین نہ آئی کہ ہم بھی اُس سے ملاقات کرتے ملکہ نے کہا کہ وہ نہ آئی چونکہ بادشاہ نے
اُسکو طلب نہ کیا تھا صرف مجھکو طلب کیا تھا مین آئی وہ نہ آئی بلکہ میرے اور بادشاہ سے اسی امر پر
تکرار ہو رہی تھی یہ فرماتے تھے کہ تم نہ جاؤ اپنی وزیرزادی کو طلب کر لو مین کہتی تھی وہ نہ آئیگی بلکہ تنہا
گھبرائی ہوگی تب خداوند نے کہا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی بس اُس ساحر نے وہی تقریر جو کہ درمیان
سمندر اور ایوان کے ہوئی تھی بیان کی جو کہ بالا تحریر ہو چکی دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین ہی

ملک الموت نے کہا کہ جب یہ ملک نے خداوند سے کہا خداوند نے مجھکو حکم دیا کہ تم اُنکی بارگاہ مین جاؤ
اور اُنکی وزیرزادی کو بہت جلد لاؤ اُنکا نام لینا اور بیشمار رکھا اور میرا اگر وہ آنے مین انکار کرے تو کوئی
حکم لینے کی ضرورت نہین ہی اُسکی عدول حکمی کے جرم مین اُسکی روح قبض کر لینا مین تمکو اجازت دیتا ہون
بس اگر تم انکار کروگی تو مین روح قبض کر لونگا یہ سُنکے عطارد کانپ گئی کہ آپ روح قبض نہ کرین مین
جاتی ہون مجھکو کوئی عذر نہین ہی ملکہ نے کہا یہ بیان فرمایئے کہ آپ روح قبض کرکے کہان رکھتے ہین یہ
سُنکر ملک الموت نے کہا کہ کیا دیکھیے گی عطارد نے کہا کہ جی ہان بس یہ سُنکے ملک الموت نے بغل مین
اپنے ہاتھ کو بڑھایا اور ایک شیشہ نکالا کہ اُنمین بہت سی روحین بند تھین سرخ زرد سبز سفید چمک رہی تھین
کہا کہ اسی شیشے مین بند کر لیتا ہون یہ اُن لوگون کی روحین ہین جو کہ حکم سے خداوند کے راہ مین قبض
کرلین مین نہ طاق سے یہان تک آنے کے لئے اسی مین تیری بھی روح بند کر لیتا ہی جو ملک الموت
نے کہا یہ ڈر گئی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ تخت سحر تیار کرین تا کہ مین اُسپر بیٹھکر آپ کے ہمراہ چلون تاکہ
بہت جلد پہونچین ایسا نہو کہ خداوند کو غصہ آجائے تو خرابی ہو ملک الموت نے کہا کہ کیا تجھکو سحر نہین
آتا ہی جو تو مجھ سے کہتی ہی کہ آپ تخت سحر تیار کرین اُسنے کہا کہ آتا کیون نہین ہی مگر مین آپ کے سامنے
سحر کر سکتی ہون میری بھی یہ مجال ہی ملک الموت نے کہا کہ نہین تو بن سحر کرا دے تخت سحر تیار کرادے
تو مجھکو دیتا ہی سحر کرنے کا خداوند کا حکم نہین ہی دوسرے مین تیرے سحر کا بہت مشتاق ہون مین اجازت
دیتا ہون یہ جو ملک الموت نے کہا عطارد نے کہا کہ میری طاقت نہ تھی کہ مین آپکی موجودگی
مین سحر کرون مگر جب آپ اجازت دیتے ہین تو مین مجبور ہون یہ کہا کہ اُن سب سے کہا کہ تم اپنے
اپنے مقام پر جاؤ مین پاس ملکہ کے جاتی ہون یہان بیکار بیٹھکر کیا کروگے اُن سب نے کہا کہ بہت
خوب ملکہ سے فریاد کیجیے گا عطارد نے کہا کہ ہان بس عطارد یہ کہکر ہمراہ ملک الموت جادو
کے باہر بارگاہ کے آئی اُسنے سحر کیا تخت تیار ہوا اُسپر سوار ہوئی ملک الموت سے کہا کہ آپ بھی تشریف
لایئے اُنھون نے کہا کہ مین سوار نہونگا بلکہ اُسکا پایا پکڑ کے چلونگا جسطور سے مجھکو حکم ملا ہی عطارد نے
کہا کہ یہ بے ادبی ہی ملک الموت نے کہا کہ ہم جو کہتے ہین اُسپر عمل کرو زیادہ تقریر نہ کرو دیر ہوتی ہی
ملکہ کا دم نکل گیا خاموش ہو رہی تخت قدآدم بلند ہوتا چلا ملک الموت نے تخت کے پائے پکڑ لیے
وہ تخت طرف دربار گرداب شاہ کے چلا اُنکو تو اُدھر جانے دیجیے پھر اُنکا حال تحریر ہوگا جب
عطارد چلی گئی سب سردار آکے اپنے خیمون مین خواب مرگ مین مبتلا ہوئے کیونکہ دربار مین بیٹھے
ہوئے اُونگھ رہے تھے کیا کرتے تابعداری سے ناچار تھے یہ تو سب سو رہے اُنکو تو خواب مرگ مین
مبتلا چھوڑیے اب حال محفوظ جادو اور اُس ضعیفہ کا سماعت فرمایئے کہ اُسنے کیا کیا اور کیا
گذری راوی نے اس طور سے بیان کیا ہی کہ وہ ضعیفہ بیٹھی ہوئی اُسی طور سے رو رہی تھی اور اپنا
جی کھو رہی تھی اور سمجھا رہی تھی جب کوئی ڈیڑھ پہر رات کے قریب پہونچی تو ایک مرتبہ کہنے لگی کہ ہاے امیر
بچی تم ابتک نہین سوئین ہان اس تکلیف مین نیند کہان آتی ہی تمکو تو عادت تھی نرم بستر ہو روشنی
ہو خواصین پہلو مین ہون قصے کہتی ہون خواصین پانون دباتی ہون یا یہ تکلیف بجاے بستر نرم کے
تو لادی نفس بجاے روشنی کے تاریکی بجاے قصہ کہانی کے اپنی جان کا خوف بجاے خواصون
کے تنہائی پانون دبانے کی جگہ پر پانون مین بیڑیان ایسی حالت مین نیند کیا بڑی زحمت ہوگی ارے
اب بھی میری سُن لے اور اس خیال سے درگذر ابھی بہت رات باقی ہی اس طور سے بین کر رہی

تھی کہ محفوظا کا کلیجہ نکلا آتا تھا بعض بعض تو رو رہے تھے اور بعض سرد آہ جگر سے بھر رہے تھے جو کہ
صاحب اولاد تھے وہ زیادہ تر بیقرار تھے اسی عالم مین کوئی دو پہر رات کے قریب آئی کہ ایکمرتبہ
وہ ضعیفہ وہانسے ہاسے کرسکے اُٹھی گرتی پڑتی روتی قریب محفوظا جادو کے آئی اور اُسکے قریب
بیٹھکر اور ہاتھ جوڑکر رو رو کر کہنے لگی کہ اے محفوظا جادو آپکی مین نے بہت تعریف سنی ہے اور سُنا ہے کہ
آپ بہت صاحب خلق اور رحیم ہین میری ایک عرض ہے اگر آپ فرمائین تو مین بیان کرون یہ سُنکر
محفوظا نے کہا کہ اے ضعیفہ بیان کر اُسنے کہا کہ آپکے صدقے جاؤن مجھکو اتنی اجازت دیجیے کہ
مین اگر کی بتی روشن کرون شاید اُسکے سبب سے یہ غم زدہ آفت مین مبتلا ستم رسیدہ سو جاسکے
اتنی دیر راحت پاسکے جتنی دیر سو رہے محفوظا جادو نے کہا کہ یہ امر میری سمجھ مین نہین آیا کہ تو نے
کیا کہا کیسی اگر کی بتی اور کیسا روشن کرنا اور کیسا سونا کچھ صاف طور سے بیان کر اُسنے یہ تقریر محفوظا
کی سماعت کرکے کہا کہ اے محفوظا جادو اسکا واقعہ اس طور سے ہے کہ یہ ناشاد و نامراد منور جادو
بہت نازک دماغ اور بدمزاج ہے مین نے اِسے جب یہ برس دن کی تھی جب سے پرورش کیا
ہے جب سے اِسکی مان نے اِسکو چھوڑکر انتقال کیا باپ اِسکا بہت بڑا صاحب مال تھا اُسنے اِسے
اور مجھ دونون کو اِسکی خالہ آئینہ اندام کے مکان پر پہونچا دیا اور خود اُس عورت کو گھر مین لے آیا
کہ جس سے اِسکی مان کی زندگی سے ملاقات تھی آپ اُسین سے بسر کرنے لگا پھر اُسدن سے اُسکی
خبر نہ لی یہ لڑکی جو آئینہ اندام کے پاس پہونچی اور مین نے اِسکے مان کے مرنے کی خبر سُنائی تو یہ
سُنکر آئینہ اندام کی یاد مین بہت روئی آئینہ اندام اِسکی مان جسکا نام گل اندام تھا سگی بہنین تھین
ایک مان اور ایک باپ سے مگر ایک عرصہ سے کچھ باپ مان کے ترکہ پر تکرار ہو گئی تھی اِس سبب سے
آمد و رفت موقوف تھی اِسکی مان چھوٹی تھی مگر بہن سے الفت بہت رکھتی تھی بس جب آئینہ اندام
نے یہ سُنا کہ بہن مرگئی اور اُسکے شوہر نے دوسرا عقد کر لیا لڑکی کو مع اُسکی کھلائی کے میرے پاس
بھیجدیا اُسنے اِس سے بہت الفت کی گلے سے لگا یا پیار کیا اور کہا تو میری موئی مٹی کی نشانی ہے نہ
میرے مان باپ ہوسکے نہ گل اندام پیدا ہوگی نہ تو ہوگی میرا بازو ٹوٹ گیا میری قوت کم ہوگئی
گو میرے اُسکے نزاع تھی مگر مین نہ اِس امر کی خواستگار تھی کہ وہ مرجائے میری آس ٹوٹ گئی مین خیال
کرتی تھی کہ وہ مجکو روئیگی یہ نہ جانتی تھی کہ مین روؤنگی خلاصہ یہ کہ بہت کچھ روئی اور الفت ظاہر کی اور
اُسی وقت انا طلب کرکے اِسپر نوکر رکھی اور سب سامان درست کردیا کیونکہ خداوند نے سب کچھ اُنکو
دیا تھا آفاق پر سر حکومت تھا یہ پرورش پانے لگی جب اِسکا سن کوئی ڈیڑھ برس کا ہوا تو یہ از حد بیمار
ہوئی چونکہ آفاق کے کوئی اولاد نہ تھی وہ اِسکو بہت پیار کرتا تھا اپنی اولاد کے برابر جانتا تھا
ذراسی اِسکی طبیعت سست ہوئی وہ بیقرار ہو گیا اور آئینہ اندام بھی اب جو یہ بیمار ہوئی تو کوئی امید
زندگی کی نہ رہی تمام حکماے شہر کا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہوا اور مرض زیادہ ہوتا گیا نوبت بانجا رسید
کہ آفاق نے اطراف و جوانب کے حکیم و بید طلب کیے مگر کوئی صورت صحت کی نظر نہ آئی اور دور دور
سے حکیم بُلاے کسی کے علاج نے فائدہ نہ کیا درحقیقت آفاق نے ہزارہا روپیہ صرف کیا
اگر اِسکی مان زندہ ہوتی اور یہ اپنے گھر مین ہوتی تو نہ اِسکے مان باپ اِسقدر روپیہ صرف کرتے
کیونکہ وہ لاسکتے کہانسے اور ایسے حکیم اُنکو کہان ممکن ہوتے نہ وہ ایسے مالدار تھے جو صرف کرتے
جیسا کہ آفاق نے صرف کیا جب سب اطراف کے حکیم آچکے سمندر یہ سے بھی آفاق نے حکیم طلب

کرنا شروع کیے تمام شہر سمندر پہ کے حکیم آئے پر کچھ نہوا حاصل کلام یہ کہ آفاق نے ایک عرضی بنام
سمندر رشاہ تحریر کی اور اسمین تحریر کیا کہ مین امیدوار ہون کہ جو حکیم خاص آپکا علاج کرتے ہین اور
ملازم سرکار ہین اُنکو ایک تھوڑے عرصے کیلیے یہان کے آنے کی اجازت فرمایئے کہ میری دختر
بہت علیل ہی مین سب حکیمون کا علاج کرکے تھک گیا کچھ فائدہ نہوا اور یہی میری ایک لڑکی ہی نہایت
آپکی مہربانی اور غلام نوازی ہوگی یہ عرضی سمندر رشاہ کے پاس پہونچی اُنھون نے اُسی وقت حکیم
بقراط الحکمت جو کہ ملازم خاص اور اپنے وقت کے مسیح زمانہ تھے اُنکو اپنے سامنے طلب کرکے
روانہ کیا چونکہ سمندر رشاہ آفاق شاہ کی بڑی خاطر کرتے تھے اور قدر کرتے تھے کچھ ایسی اُس زمانہ
مین اُنکی قدر تھی کہ جو آفاق نے کہا سمندر نے اُسے قبول کرلیا بس حکیم صاحب آفاقیہ مین پہونچے
بڑی قدر و منزلت سے آفاق نے دعوت کی بس حکیم صاحب نے اسکو دیکھا اور فرمایا کہ یہ علیل کیا
ہی پرسون اچھی ہوجائیگی ایک نسخہ حکیم صاحب نے پینے کے لیے تحریر کیا ایک مالش کے لیے اور
ایک نسخہ اور تحریر کیا اور فرمایا کہ اسکی بتیان بنائی جائین صرف حکم کی دیر تھی سب بند و بست ہوگیا
حکیم صاحب نے اپنے روبرو نسخہ طلب کرکے سب دوائیان درست کین لڑکی کو اور انا کو بلوایا
مالش کرائی جب بتیان اُسدن طیار ہوگئین حکم دیا کہ جب رات کو سب سونے لگین خواہ بیدار رہین
ایک بتی انمین سے روشن کردی جائے اسطور سے کہ اسکی خوشبو اسکے دماغ مین جائے اصل علاج
اسکا یہی ہی اور فرمایا کہ یہ بتیان ہمیشہ طیار کی جائین اور روشن کیا کین اسکے برابر خواہ جسمقام پر
سوتی ہو اُس کمرے مین یہی اسکی صحت کا سبب ہوا اب یہ کبھی نہ علیل ہوگی اگر اسکا بند و بست رہیگا
چنانچہ جب سے وہی بند و بست کیا گیا اسکو اب عادت ہوگئی ہے کہ جبتک بتی روشن نہ کی جائے
اور اُسکی خوشبو اسکے دماغ مین نہ پہونچے اُسوقت تک اسکو نیند نہین آتی ہے اور چین نہتی ہے محفوظا
نے کہا کہ پھر حکیم صاحب کیا آفاقیہ مین رہے اُسنے جواب دیا کہ حکیم صاحب نے فرمایا تھا
کہ یہ پرسون اچھی ہوجائیگی بس ویسا ہی ہوا جسدن کا اقرار کیا تھا اُسی دن صحت ہوگئی مرض کا نام
نہ رہا حکیم صاحب نے دوا موقوف فرمائی مگر اسکے روشن کرنے کی تاکید فرمائی رخصت ہوکر چلے گئے
بہت کچھ آفاق نے دیا مین خیال کرتی ہون کہ اسقدر بادشاہ سمندر رشاہ بھی دیتا ہوگا بس اے
بھائی محفوظا مین نے تجھسے اُسی بتی کے روشن کرنے کی اجازت مانگی ہی محفوظا نے کہا اُنمین کیا کیا
اجزا ہین اُسنے جواب دیا کہ اُنمین اگر ہی کافور ہی عود ہی عنبر ہی مشک ہی زعفران ہی گلاب ہی کیوڑہ ہی
اور دونون الائچیان ہین جوزہ جوتری ہی اور بہت سے اجزا ہین جو مجھکو یاد نہین ہین اگر سب سے
زیادہ ہی تو صندل بھی ہی اسی طور سے کہ جسقدر خوشبویات ہین سب اسمین شریک ہین تب محفوظا نے
کہا وہ کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ میرے پاس ہی محفوظا نے کہا پھر کیا غرض ہی اُسنے کہا کہ میری
غرض یہ ہی کہ اگر تم اجازت دو تو مین روشن کرون تاکہ اسکی خوشبو اسکے دماغ مین پہونچے نیند آسکے
تاکہ یہ زحمت نیند دفع ہو کچھ دیر تو راحت پائے صبح کو تکلیف تو نہ اُٹھائیگی مجھسے اُسکی تکلیف نہین
دیکھی جاتی ہی آپکی بڑی مہربانی ہوگی مین آپکی بہت ممنون ہونگی محفوظا نے یہ سُنکے کہا کہ تو نے مالک سے
کیون نہ اجازت لی بھلا ہم بدون اُنکے حکم کے کیونکر اجازت دین اگر وہ ناراض ہون تو ہم کیا
جواب دینگے ہم اجازت نہین دے سکتے ہین اُسنے ہاتھ جوڑ کر اور رو کر کہا کہ میرے اُسوقت حواس
درست نہ تھے اور نہ مجھکو یاد آیا ورنہ ہرگز نہ عرض کرتی وہ اجازت ضرور دیتین مگر میرے

قیاس مین نہ آیا اگر آپ بھی اجازت دینگے تو ملکہ خفا ہونگی کیونکہ اُنھون نے آپ کو اختیار دیا ہی اِس
سبب پھر آپ کو اِن سب کا اختیار ہی کیونکہ یہ آپ کے قبضہ مین ہین یہ کہکر قدمون پر سر رکھدیا محفوظ
نے اپنے ہمراہیون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب کی کیا راے ہی بعض نے تو کہا کہ ہماری راے نہین
ہی کیونکہ نہ معلوم کیا ہو گیا ہو کوئی فقرہ ہو تو بڑی خرابی ہو ملکہ سے آپکو خفت ہو ملکہ یہ ارشاد کرین کہ
تمنے بدون ہماری اجازت کے کیون اجازت دی جیسا کہ آپ کا خیال ہی گو یہ امر ضرور ہی کہ آپکا اختیار
ہی کہ اُنکی خبرگیری فرمائیے آب و طعام سے یہ اختیار نہین ہی کہ رہا کر دیجیے یا قتل فرمائیے قیدی تو ملکہ کے
ہین ہماری تو کسی صورت سے راے نہین ہی آیندہ آپکو اختیار ہی محفوظ نے اُنکا کلام سُنکے کہا کہ میری
بھی یہی راے ہی مگر اسنے بہت پریشان کیا ہی جو کہ رحم دل اور صاحب اولاد تھے اُنھون نے جواب
دیا کہ اے آقا اِس امر مین کوئی نقصان نہین ہی اور فقرہ کیا ہوگا ہمارے سامنے تو وہ روشن کریگی یہ تو وہ
کہتی نہین ہی کہ مین اندر جاکر روشن کرون بلکہ یہ کہتی ہی کہ یہان پر مین بیٹھی ہون اُسی مقام پر روشن
کریگی اگر ملکہ کو معلوم بھی ہوگا تو وہ خفا نہونگی اگر اُنکو کچھ خیال ہوتا تو وہ اجازت کیون فرماتین پس ہم
لوگون کے نزدیک تو کوئی نقصان نہین معلوم ہوتا ہی جو اُنھون نے کہا محفوظ کو اُنکی راے پسند آئی اپنی
راے کو اور اُنکی راے کو جو کہ خلاف تھے اُنکی راے سے ناپسند کیا اُس ضعیفہ سے کہا کہ ہم بھی دیکھین کہ
وہ بتیان کیسی ہین اچھا سر تو قدم پر سے اُٹھا اُسنے سر اُٹھایا اور کہا کہ آپ ملاحظہ فرمالین یہ کہکر ایک پوٹلی
نکالی اُسمین سے ایک چھوٹی سی صندوقچی نکالی اُسکو کھولا اُسمین پانچ بتیان تھین اُنمین سے ایک بتی نکال کر
محفوظ کے ہاتھ مین دی اور کہا کہ ملاحظہ فرمائیے محفوظ نے وہ بتی ہاتھ مین لیکر دیکھی اور سونگھی ایسی خوشبو
آئی کہ دماغ معطر ہو گیا کہا کہ اے ضعیفہ اِسمین تو بڑی خوشبو ہی اُسنے کہا کہ جی ہان ابھی کیا ہی جب روشن
ہوگی اُسوقت ملاحظہ فرمائیے گا محفوظ نے کہا کہ اچھا جاؤ روشن کرو مگر ملکہ سے نہ کہنا اُسنے کہا کہ مجھکو کیا
ضرورت ہی جو مین ملکہ سے کہنے بیٹھونگی ایسا تو تم میرے اوپر مہربانی کرو دوسرے مین ملکہ سے کہنے
بیٹھون مین ایسی محسن کش نہین ہون یہ کہکر دعائین دیتی ہوئی اُسی مقام پر آئی اور کہا کہ ذرا سی آگ
منگا دیجیے محفوظ نے اپنے خادم کے ہاتھ آگ منگائی وہ ایک مٹی کے پیالے مین آگ لایا اُسکو
دی اُسنے وہ پیالہ لیکر زمین پر رکھدیا اور ایک بتی لیکر اُس آگ پر توڑ کر بھر بھرا دی اُسکا آگ پر
پڑنا تھا کہ ایک دود غلیظ اُس سے بلند ہوا اور ایک خوشبو ایسی پھیلی کہ جو کبھی آجتک اِن لوگون
نے سونگھی نہ تھی وہ دھوان تمام خیمے مین بھر گیا اِنکے دماغ خوشبو سے معطر ہونے لگے اُنکو جو اچھی
معلوم ہوئی اور ناک پھلا پھلا کے سونگھنے لگے اِدھر اُس ضعیفہ نے اور اُس آگ پر ڈالی اور کہا کہ لو
فرزندو خوشبو سونگھو اور آرام کرو مین نے تمھاری راحت کے لیے سب کی منت کی تاکہ تم سب کو آرام
ملے کچھ دیر تو یہ تکلیف قید بر طرف ہو گو نیند نہ آئیگی اور تکلیف کیا بر طرف ہو گی کہین قید کی بھی تکلیف
جاتی ہی مگر اتنی دیر تو راحت ضرور ملیگی یہ کہکر اُسنے اُس آگ پر ڈالنی شروع کی اِن لوگون کو جو
اچھی زیادہ معلوم ہوئی اور دماغ نے اُنکے خواہش کی خوب ناک چڑھا چڑھا کر سونگھنے لگے اُسنے
جاکر اُنکے دماغ مین اپنا اثر کیا ایک مرتبہ سب کو گرمی معلوم ہوئی محفوظ نے گھبرا کر کہا کہ کسقدر گرمی
ہی اور لوگ بولے کہ جی ہان کیا عرض کرین یہ سُنکے محفوظ اپنی کرسی پر سے اُٹھا کرسی سے اُٹھنا تھا
اور چند قدم چلا ہوگا کہ ایک مرتبہ سر نے گردش کھائی چکر آیا سنبھل نہ سکا بس دھم سے زمین پر
گرا اُسکا گرنا تھا کہ ہائین ہائین کرکے وہ لوگ اُٹھے جو کہ خیمے مین بیٹھے ہوے تھے اُسکے اُٹھانیکو

بھی چلے بعد مرنے کے بھی چلے اُنکے گرشتا کے جلنے کی چہار طرف اُس صحرا مین پھیلی ہوئی تھی شاید کوئی جان
بچا کر نکلا ساحران لشکر اسلام کنارے کنارے کھڑے ہوئے تھے کافرون کے مرنے کا تماشا دیکھ
رہے تھے اُنھون نے جو اُسکو جاتے ہوئے دیکھا برق گرا کر قتل کیا اُسکو اس بلائے آسمانی کی خبر تک
نہوئی یہ عالم تھا ایک غدر مچا ہوا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا بلند تھی اُسی ہنگام مین برق ثانی
نے صدا دی کہ ای ساحران لشکر اسلام مین نے تم سب کو رہا کیا اب تمکو اختیار ہو جدھر چاہو چلے جاؤ
مین تو جاتا ہون اپنی جان بچاؤ کیونکہ ایوان اور عطارد کے مرنے کی صدا نہین بلند ہوئی ہو بس
معلوم ہوتا ہو کہ وہ دونون کسی نہ کسی تدبیر سے نکل گئی ہین وہ ساحرہ زبردست ہین ورنہ اُنکا بھی یہی
حال ہوتا وہ ضرور اپنے حواس درست کرکے آئینگی اور مقابلہ کرینگی تم لوگ تکلیف قید سے پریشان ہو
لہذا ایسا نہو کہ پھر تم مصیبت مین پھنسو دوسرے لشکر کفار قریب ہی وہ یہ خبر پاکر نہ آپڑے یہ صدا دیکر
برق تو ایک طرف کو گریزان ہوا اُسی صحرا کی اُسی تاریکی مین یہ اُسکو خبر نہ تھی کہ ایوان بارگاہ سمندر
مین ہو اور عطارد کو ملک الموت جادو لیگئے ہین ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ تو دوسرے خیمہ مین تھا
اپنے کام کی تدبیر مین یہ جو صدا برق ثانی کی ان سبھون کے کان مین آئی سبھون نے خیال کیا کہ برق
سچ کہتا ہو بس ایک مرتبہ سحر کرکے ہر ایک اپنا دار کرتا ہوا راہی ہوا اُس طلاطم مین جدھر جسکا منھ اُٹھ گیا
اُسی طرف چل دیا کچھ خیال نہ کیا اول تو وہ تلاطم دوسرے تاریکی شب تیسرے یہ لوگ بھی تو بدحواس
ہین ہیبت کا خوف ہو چوتھے ساحرون کے مرنے سے تاریکی چھائی ہوئی ہو اس حملہ مین جو ساحر
کہ لشکر کے باقی رہے تھے وہ بھی شقی اشرار ہوئے پچیس ہزار کا لشکر تھا انھون نے اس تدبیر سے
قتل کیا کہ ایک بھی نہ بچ سکا تدبیر یہ کی تھی کہ رات ہوتے ہی منتشر ہو گئے تھے چارون طرف سے
آگ لگا دی تھی وہ لوگ کدھر جاتے ایک آفت برپا کر دی تھی طلاطم جو پھیلا رہے تھے وہ بھی گھبرا کر
لشکر مین چلے آئے تھے جب انھون نے شور وغل سُنا تھا اس خیال سے کہ کیا آفت لشکر پر نازل ہوئی
وہ بھی قتل ہوئے ملک الموت نے سب روحین قبض کین خوب بازار مرگ گرم ہوا تھا بعض ارواح پریشان
ہوگئے روحین قبض کرنا بھول گئے دس کی روحین قبض کین اتنے عرصہ مین ہزار جلکر تڑپنے لگے یہ اُنکی
طرف مصروف ہوئے اور سنبھلنے لگے تمام بار یہ کو انھون نے پھر دیا اکثر فرشتہ جو کہ مختار دوزخ ہو وہ
کھڑا ہوا گھر رہا تھا کہ لاؤ میرے حوالے کرو مین انکو ان کی گمراہی کی سزا دون فرشتگان عذاب لیجاکر
اُسکے سپرد کرتے تھے وہ داخل جہنم کرتا تھا یہ اسطرح سے اُس صحرا مین پریشان پھر رہے تھے کہ جیسے
طائر ستائے ہوئے پریشان ہوتے ہین یا آندھی آئی ہو اپنے اپنے مالکون کے مرنے سے پریشان
تھے اور دوسرے قید سے چھوٹے تھے ہر طرف سے رونے کی صدا آرہی تھی وہ صحرا اُس دن سے
مسکن ہوگیا ہو غول وشیاطین کا جہان ایک مرتبہ بیس ہزار کا نزول عذاب ہو پھر وہ صحرا کیونکر نہ بلایا
کا مسکن ہو خلاصہ یہ کہ سب ایک طرف کو روتے ہوئے روانہ ہوئے یہان تو یہ طلاطم برپا ہو اُدھر کا
حال سنیے کہ سمندر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا مع ایوان کے ناچ دیکھ رہا ہو کہ ایک مرتبہ ایوان نے سمندر
کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ اب مین جاتی ہون بڑی دیر ہوئی میری وزیرزادی پریشان ہو رہی ہوگی
مین اُس سے ابھی کا وعدہ کرکے آئی تھی سمندر نے کہا کہ مین نے اس مرتبہ بھی کہا کہ بلا لو مگر تمنے
نہ مانا اب مین پھر کہتا ہون کہ بلا لو ایوان نے پھر وہی جواب دیا سمندر نے کہا کہ اچھا مین اپنے دل
کی ہوس نکال لون ایوان نے کہا کہ آپکو اختیار ہو لیکن سمندر

یہ دیکھنا تھا کہ اسکے ہوا اس جا کے رہنے سے اسنے پھر یہ نہ دیکھا کہ کون عیار ہے اور کیا نام ہے اسنے سرداروں سے کہا
کہ جلد جاؤ عطارد کے ساتھ عیار آتے ہیں تم خاموش عطارد کے پاس چلے جانا اور اسکو اس حال
سے خبردار کرنا تاکہ وہ اسیر کرلے کی ایوان نے مارے جلدی کے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ کس صورت پر ہے
صرف اس قدر دیکھا تھا کہ یہ عطارد اصلی ہے یا عیار اور یہ جو ساحر ہمراہ عطارد کے ہے اصلی ہے یا یہی عیار
ہے بس یہ نکلا تھا کہ عطارد اصلی ہے مگر ساحر عیار ہے اسنے اوراق نہ دیکھے تھے اور سرداروں کو وہ بات جو
کہ بالا تحریر ہوئی ہے تعلیم کرکے روانہ کیا تھا ادھر سے سردار چلے ادھر اتفاق سے عطارد قریب بارگاہ
پہونچی تب ملکہ الموسکہ نے دیکھا کہ اب یہ قریب بارگاہ آگئی یہ موقع دیکھتے چلے آتے تھے کہ موقع
پاؤں تو اپنا وار کروں کسی مقام پر موقع نہ ملا گو شکل میں نہ ملا تھا مگر عطارد بہت ہوشیار تھی اس
سبب سے قابو نہ چلا قریب بارگاہ پہونچکر انھوں نے خیال کیا کہ اگر یہ بارگاہ میں چلی گئی تو ساری
محنت بیکار ہوئی اب انھوں نے اپنے کو درست کیا اور قصد کیا تھا کہ میں وار کروں کہ بارگاہ کے
اندر سے وہ سردار نکلے جنکو ایوان نے روانہ کیا تھا انکی نگاہ عطارد پر پڑی عطارد کی نگاہ ان پر
پڑی یہ بیٹھے ہی تھے باہم چار نگاہ ہوتے ہی انھوں نے اشارہ کیا کہ ملکہ ہوشیار ہو یہ اشارہ انکا مالک الموسکہ
نے دیکھ لیا بس قیافہ سے معلوم کرلیا کہ انھوں نے میری بابت اشارہ کیا ہے اب آمادہ تو ہو چکے تھے
بس کہا جو کچھ ہوا سو دل پہ کہا اور یا حیدر کرار بڑھکر جو ایک مرتبہ تخت کو پکڑ کر زور کرتے ہیں اسنے
سحر کرنا موقوف کیا تھا تاکہ تخت زمین پر آہستہ کیونکہ ملکہ کے لینے کو ساحر آتے ہیں یہ تو انکی طرف
متوجہ تھی سحر بھی موقوف ہوا تھا انھوں نے نعرہ یا حیدر کرار کرکے جو زور کیا تخت کو اٹھا لیا اور دے کے
مارا کہ نیچے عطارد ہو گئی اور پر تخت ہوا اس زور سے پٹخا کہ اسکے استخوان چورا چورا ہو گئے اور پر
سے تخت جو پڑا وہ ریزہ ریزہ ہو گئی وہ ساحر قریب پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ انھوں نے خاتمہ کردیا
وہ تخت اصلی تھا سحر کا نہ تھا ہاں وہ سحر سے اسکو لے کر چلتی تھی بس اسکا مرنا تھا کہ ساحرہ زبردست
تھی اسکے مرنے کی علامت پیدا ہوئی تاریکی ہو گئی آندھی سیاہ چلی ہوا زور سے آئی برف باری سنگ
باری ہونے لگی بڑی بڑی سلیں برف کی گرنے لگیں شعلے آسمان سے آگ کے گرنے لگے پیر غل
مچانے لگے ایک تلاطم برپا ہو گیا اسی عالم تلاطم میں ایک صدا آئی کہ مخبر قران ثالث یوں کام تمام
کرتے ہیں خوب اسنے اہل اسلام کو تکلیف دی یوں عوض لیتے ہیں یہ کہکر قران ثالث وہ تخت
لے کر طرف صحرا کے راہی ہوئے یہ تلاطم جو برپا ہوا ان سرداروں نے دیکھا کہ عطارد کو اس ساحر
نے اٹھا کر تخت زمین پر دے مارا اسکا کام تمام ہو گیا اپنا گریبان چاک کرکے فوراً طرف دربار
کے چلے وہاں سمندر و ایوان بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے ایوان سمندر سے کہہ رہی تھی کہ اے
بادشاہ عیار بڑے غضب کے ہیں باوجودیکہ میں نے یہ آفت برپا کردی ہے کہ سب اہل اسلام
کو گرفتار کرلیا ہے صاحبقران کی عجب حالت ہے کوئی دم کے مہمان ہیں اس پر یہ جرات کی
کہ میری بارگاہ میں جا کر ایک ساحر کی صورت بنکر عطارد کو فقرہ دے کر یہاں لاتے تھے
کہ سبب جو بدار نے آکر خبر دی کہ ملکہ وہ خود آتی ہیں تو مجھکو شک ہوا میں نے اوراق جمشید کو
میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ عیار ہمراہ ہے میں نے اپنے سرداروں کو روانہ کیا کہ تم جاکر عطارد
کو اس حال سے خبردار کردینا پھر دیکھتی ہوں سمندر نے کہا کہ ملکہ میں کیا کہوں کہ کس بلا
کے یہ لوگ ہیں میرا بھی خوب دل جانتا ہے ایوان نے کہا کہ صبح کو انکا بھی تدارک کروں گی

کا انتظار دیکھنا انھون نے کہا کہ ملکہ جب ہم اُنکے قریب کئی بہوپنچے ہوں تو آگاہ کرتے ہم جو بارگاہ سے نکلے
ہم نے دیکھا کہ ملکہ مع اُن ساحرون کے قریب بارگاہ آچکی ہیں ہم یہ دیکھ کر قدم اُٹھا کر چلے ہماری اور بیچارد
کی چار نگاہ ہوئی ہم نے اشارہ کیا اُسنے ہم کو ملکہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا بس نہ معلوم کیا کیا کہ ایک
مرتبہ تخت ملکہ کا اُلٹا لیا گو ملکہ تخت کو سنبھالے رہیں تھین مگر نہ معلوم کیا اُسکو اسم اعظم یاد تھا کہ جسکے
پڑھنے سے سحر دفع ہوگیا بس ملکہ اُسنے تخت کو اُٹھا کر اس زور سے زمین پر مارا کہ ملکہ کے استخوان تک
چورہ ہوگئے یہ تو بہت ہوئی کہ ملکہ نیچے اور تخت اوپر ہم چلے تھے کہ جا کر اُسکو اسیر کر لین کہ ملکہ کے مرنے
کی علامت بلند ہوئی بادشاہ نے کہا کہ تم نے کیون نہ سحر کر کے اسیر کر لیا جیسے اُسنے تخت کو اُٹھا لیا تھا ویسے
تم نے سحر کیا ہوتا اسکی کیون مہلت دی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ اُسکی حرکت سے کچھ ایسے حیران
ہو گئے کہ ہوش جاتے رہے سحر فراموش ہوگیا ہم کو کچھ نہ یاد رہا یہ شکست ہوئی کہ یہ کیا امر ہوا اُس کے
مرنے کی علامت بلند ہوئی اور زیادہ بدحواس ہوگئے ملکہ نے کہا کہ مجھ سے خود غلطی ہوئی کہ میں تم سے
کہتی کہ تم جیسے اسکو دیکھنا ویسے ہی سحر کرنا اور اسیر کر لینا بلکہ تم کو بھی لازم تھا مگر اتنی عقل کہان انھون نے
کہا کہ ہم کو یہ خیال نہ ہوا آپ نے ہم سے فرمایا تھا ورنہ ہم ایسا ہی کرتے ملکہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا وہ یہ شور
کرکے کدھر گیا انھون نے کہا کہ پھر ہم نے اسکو نہ دیکھا ہان اتنی صدا تو ہمارے کان میں اس شور و
غل میں یہ آئی کہ منم قران ثانی یون اہل اسلام دشمن کو پامال کرتے ہیں یون عوض لیتے ہیں ہمارے
ہاتھ سے بھلا یہ بچ بھی سکتی تھی یہ صدا تو ہم نے سُنی مگر پھر اُسکو نہ دیکھا یہ جو انھون نے کہا ایوان
نے کہا کہ اس قران نے بہت سر اُٹھایا ہے بڑے صدمے دیے ہیں پہلے نانی کو مارا پھر میری بہن
غلیوار کو قتل کیا اب تو میری کمر توڑ دی میرا کلیجہ شق ہوگیا اب میں صبح کو پہلے اسکی تدبیر کرونگی پھر
اور کسی کی طرف متوجہ ہونگی ملکہ یہ کہہ رہی تھی سب سن رہے تھے کہ سمندر نے مطربون سے کہا کہ اب
تم جاؤ کہ اب موقع نہین ہے نہ ہم گانا سنینگے نہ ناچ دیکھینگے کیونکہ ایوان کے صدمہ سے ہم کو
صدمہ ہے وہ یہ سنکے اپنے ساز و دو نکو لیکر اپنے مقام کی طرف بارگاہ سے نکل کر سب کو سلام کرکے
روانہ ہوئی جب وہ چلی گئی سمندر نے کہا کہ ملکہ تم نے یہ نہ اُس وقت اوراق میں دریافت کیا کہ کون
عیار ہے تاکہ معلوم ہوجاتا ملکہ نے کہا کہ اب دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکر ملکہ نے اوراق اُٹھائے تھے کہ
پھر شور و غل کی صدا آئی اب کی اُس مرتبہ سے زیادہ تھی سب اہل دربار نے سر اُٹھا کر دیکھا چونکہ لشکر ایوان
کا سامنے بارگاہ کے لشکر گرد اس سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھا اُس طرف سب کو آگ کے شعلے
اُٹھتے ہوئے نظر آئے برقین چمکتی ہوئی دکھائی دین اُسی طرف سے غل و شور کی صدا آتی ہوئی معلوم
ہوئی اُن لوگون نے گھبرا کر سمندر اور ملکہ سے کہا کہ دیکھیے یہ کیا واقعہ ہے آپ کے لشکر کی طرف ملکہ نے جو آنکھ
اُٹھا کر دیکھا گھبرا کر کہا کہ میرے لشکر میں آگ لگ گئی ہے یہ شعلے میرے لشکر میں بلند ہین ابھی کوئی
چوبدار خبر لے کر نہ آیا نہ معلوم لشکر پر کیا آفت آئی کوئی جا کر جلد خبر لائے یہ سننا تھا کہ ایک سردار
ملکہ کا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آیا اور سحر کر کے طرف لشکر کے پرید کرکے چلا فوراً
قریب لشکر آیا یہان آکر عجب آفت دیکھی کہ تمام لشکر کے خیمے جل رہے ہین ایک تلاطم برپا ہے سنگ
باری برف باری ہو رہی ہے غل مچا رہے ہین صدائین ساحرون کے مرنے کی بلند ہین یہ تو حال
دیکھ کر فوراً واپس ہوا طرف بارگاہ سمندر کے یہان ایوان کی بھی بارگاہ جل گئی کیا یہ ساحر اُس
وقت آیا تھا کہ جب سب ساحر لشکر اسلام کے پاس آفت برپا کر کے جا چکے تھے اور برق بھی

پتو بیچ دریافت کرکے چلا تھا وہ جو چوبدار پہلے آیا تھا وہ یہ سب حالت دیکھکر واپس گیا تھا اُس ساحر کے
پہونچنے سے قبل بارگاہ مین آیا اور یون عرض کرنے لگا کہ ملکہ مین کہان سے خبر لاؤن وہان تو قیامت
برپا ہی ملکہ نے خود اُس سے کہا کہ تو میرے لشکر مین ہو آیا کیا خبر ہی اُس نے جب یہ اُس کے جواب
مین کہا ملکہ نے کہا کہ کیا آفت برپا ہی اُسنے کہا کہ مین جو بموجب حکم بادشاہ کے آپ کے لشکر کے
قریب پہونچا تو مین نے یہ دیکھا کہ ہر خیمہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین لشکر مین آگ لگی ہوئی ہی کوئی
گوشہ سوائے گوشہ موت کے پناہ کا آپ کے لشکر کو نہین ملتا ہی ہر طرف سے آگ شعلہ ور ہی دریا
آتش ہی کہ موجزن ہی آپ کے لشکر کے ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ہی مین یہ ماجرا دیکھکر حیران
ہوا کہ یہ کیا آفت آئی کون لشکر پر آکر گرا کیا کسی نے شبخون مارا یا اہل اسلام کی کمک آگئی مین اُس
آگ سے اپنے کو بچائے ہوئے دور کھڑا تھا کہ میرے کان مین صدا آئی کہ منم برق ثانی عیار دوسرے
مرتبہ صدا آئی کہ منم آئینہ اندام و آفاق و سہراب و کوکبہ و غزالان و شہوہ جادو یہ صدا آئی اور
ایک مرتبہ ایسے شعلے بھڑکے کہ جو خیمہ باقی تھے وہ بھی جلنے لگے مین یہ حالت دیکھکر وہان سے گریزان
ہوا ہی ملکہ یہ صدا آئی کہ کشتی مرا نام مین محفوظ جادو بود یہ جو اُس چوبدار نے بیان کیا الوان نے
کہا کہ اے سمندر مین تباہ ہوگئی میرا لشکر لٹ گیا میرے یہان آنے سے یہ آفت برپا ہوئی معلوم
ہوتا ہی کہ برق ثانی عیار نے آکر سب سردارون کو شفوہ جادو کو قتل کر ڈالا کیا جب تک اہل لشکر ان
کے کھیلے بازرے سے تھے سو رہے ہونگے انکو خبر بھی نہ ہوئی ساحر جو بیدار ہو گئے ہونگے اکثرون نے
سحر کرکے سب کو قتل کرنا شروع کیا ہوگا جو ان مین آگ لگا دی ہوگی اہل لشکر نے خبر پائی ہوگی
افسوس سب جل گئے ہونگے میرے آتے ہی یہ آفت آئی مین جانتی تو نہ آتی تباہ کیا خبر تھی سمندر
نے کہا کہ تم نے سردارون کو قتل کیون نہ کیا الوان نے کہا کہ اول تو آپ کا خیال ہوا کہ آپ کے
ملازم ہین اگر آپ یہ فرمائین کہ ہم نے کبھی نہ دریافت کیا تو کیا جواب دونگی دوسرے اُس فرنے
والی نے سفارش کی تھی اس سبب سے قتل کیا بلکہ مین نے جلا وطن طلب کرلیے تھے
سمندر نے کہا کہ خوب ہوا تم وہان نہ تھین ورنہ تم بھی آرام مین نہ تھین تمھارے بھی دشمن قتل
ہوتے الوان نے کہا کہ یہ تو آپ نے بجا فرمایا کیونکہ معلوم ہو کہ یہ کیا ہوا کیا عیاری برق نے کی
کیونکر لشکر مین آیا سمندر نے کہا کہ اوراق سے دریافت کرلو الوان نے کہا کہ بہت خوب ابھی
سمندر سے الوان کہہ رہی تھی کہ وہ سردار آکر پہونچا جو بدراست خبر لیا تھا بارحال پریشان الوان
نے اُس سے پوچھا کہ کیا خبر لائے اُسنے بھی وہی حال بیان کیا کہ جو اُس چوبدار نے بیان کیا تھا
الوان نے کہا کہ ہم کو پہلے ہی خبر ہو گئی تھی ہم تو یہان آکر تباہ ہوئے لشکر الگ تباہ ہوا ہم جلا
تباہ ہوئے نہ معلوم کون سی منحوس ساعت تھی جب مین وہان سے چلی تھی خیر اب تو مین اہل
اسلام کا خاتمہ کرکے جاؤنگی ان سب کے خون کا عوض لونگی یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگے کہان
ہین لیس یہ کہکر الوان نے اوراق اُٹھا کر دیکھا اور دریافت کیا کہ عطارد کے ساتھ کون عیار
تھا اور کس تدبیر سے اُسکو یہان لایا تھا کیا فقرہ دیا تھا اُس عیار کا کیا نام تھا معلوم ہوچکا
تھا کہ قران ثالث تھے یہ نکلا کہ قران ثالث نے ایک الوقت بنا کے اُسکے پاس سے نئے
اور یہ کہکر اُٹھا لائے تھے کہ تم کو الوان اور سمندر نے طلب کیا ہی بلکہ خداوند کا بھی نام لیا تھا
جو عیاری اور جو تقریر قران ثالث نے کی تھی وہ سب اُس اوراق سے ظاہر ہوئی اور

یہ بھی ظاہر ہوا کہ اگر تم بھی لشکر میں ہوتیں تو گرفتار ہو جاتیں بڑی خیر ہوئی اور طلسم میں قتل کی بھی تحریر تھا کہ اس طور
سے قتل کیا کہ تخت اٹھا کر دے مارا گو عطارد سحر کر رہی تھی مگر نام قران نے ایسے نیرنگ کا لیا کہ جسکے نام سے
سحر دفع ہو جاتا ہے وہ سحر جو کہ صرد ہوتا ہے عطارد نے اپنے سحر کو کم کیا تھا اس سبب سے کہ تخت زمین پر آتا رکن
جب یہ دیکھ چکی سمندر نے سب حال کہا کہ اس فقرہ میں اگر عطارد قتل ہوئی بڑے بلا کے عیار ہیں کیا
خوب تدبیر کی وہی سب تقریر بیان کی کہ جو میرے آپ کے بابت عطارد کے ہوئی تھی میں جانتی ہوں
کہ وہ یہاں دربار میں موجود تھا یہاں سے سنکے گیا اور اس فقرے سے اسکو لا کیا خوب یا اسماالمورشا
کی عیاری کی یہ کام انھیں عیاروں کا ہے سمندر نے کہا کہ میں نہ آپ سے کہتا تھا کہ بڑے شریر اور
چالاک عیار ہیں آپ فرماتی تھیں کہ میرے روبرو کیا انکی عیاری چل سکتی ہے دیکھا آپ نے کہ
آپ جب سے یہاں آئیں سمندریہ میں تشریف لائی ہیں کئی عیاریاں ہو چکی ہیں ایوان نے کہا کہ
یہ قران تو کچھ نہ تھا اس سے بھی زیادہ تیز ہے سمندر نے کہا کہ جب میں نے اسکی عیاری کی سنی ایسے ہی نقشے
کی سنی دائی ہو چکا ہے سے چالاک ہے سمندر نے کہا کہ لشکر کا حال تو دیکھو کیونکہ میرے خیال میں تو برق ثانی
نے غضب کی عیاری کی ہے میں خود دیکھتا مگر میری طبیعت اسوقت پریشان ہے ایوان نے اوراق
اٹھا کر دیکھا کہ بہت لشکر پر کیا آفت آئی ہے کیونکر قتل ہوا اس میں تحریر تھا کہ وہ ضعیفہ جو کہ تمہارے
پاس بارگاہ میں آئی تھی اصل میں وہ برق ثانی بنکر آیا تھا اور منور کی سفارش کر کے اسکو قتل
سے بچا لیا اور منصوط کے ہمراہ میرے حکم سے جا کر بے ہوشی کی بتی روشن کر کے سب کو بے ہوش
کیا منصوط کو قتل کیا منصوط کے مرنے سے سب سردار رہا ہوئے انھوں نے رہا ہوتے ہی قیامت
برپا کر دی تمام لشکر کے خیموں میں آگ لگا دی برق ثانی نے بھی حقہ آتش بازی مار کر تمام لشکر
کے خیمے جلا دیے ساحران اسلام نے سب ساحروں کو غافل پا کر قتل کرنا شروع کیا یہ آفت آئی
سمندر نے یہ حال دیکھ کر ایوان نے سب واقعہ ابتدا سے آخر تک بیان کیا جو کہ اسکے روبرو گذرا تھا
اور بعد گذرا اوراق سے معلوم ہوا سمندر نے کہا کہ کیا غضب کے عیار ہیں جو عیاری کرتا ہے بلا کی
کرتا ہے دیکھا تم نے کس غضب کی عیاری کی ایوان نے کہا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا اب ایوان
کو غصہ آیا اس نے کہا کہ میں اسوقت عیاروں کی فکر کرتی ہوں انھوں نے بہت سر اٹھایا ہے
بہت مجھکو پریشان کیا ہے میرے اوپر بہت اودھم اٹھایا ہے سارے عداوت مجھ ہی سے کرتی میری
جان کے پیچھے پڑے ہیں میرے لشکر کو قتل کیا میری وزیرزادی کو قتل کیا میں انکا خاتمہ کرتی ہوں
یہاں یہ جو ایوان نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ ابھی بلکہ میری بھی رائے یہی ہے کہ پہلے عیاروں کا
بندوبست کر لو پھر لشکر اسلام کا خاتمہ کرنا کیونکہ لشکر کا تو خاتمہ ہو چکا ہے کچھ تھوڑا ہی سا لشکر باقی
ہے عیار ایسی عداوت میں ضرور عیاریاں کرینگے اور جہاں تک ممکن ہوگا سب کے قتل کی فکر کرینگے
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ جو سمندر نے کہا ایوان نے کہا کہ میں ابھی فکر کرتی ہوں یہ کہکر ایوان
نے صندوقچہ کھولا راوی بیان کرتا ہے کہ جب صبح کو لشکر اسلام صف آرا ہوا تھا اور شہپر کو خواجہ
نے رائے دی تھی کہ سب عیار متفرق ہو جائیں چنانچہ وہی واقعہ ہوا تھا سب عیار متفرق ہوا
تھے چالاک ثانی یہاں بارگاہ میں چھپ بدارے بنے ہوئے کھڑے تھے یہ سب واقعہ اسکے روبرو
ہوئے اپنے دل میں بہت خوش ہوئے کہ قران نے عیاری کر کے عطارد کو قتل کیا برق
نے اس سے بڑھکر کام کیا کہ تمام لشکر کا خاتمہ کیا ہم یوں ہی رہے کوئی تدبیر کرنا چاہیے لاؤ میں

ہوگئے پتلی نے لاکر برق کو بھی سامنے رکھدیا اور کہاکہ برق حاضر ہے ملکہ نے برق پر بھی سحر کیا کہ رنگ و
روغن اتر گیا اصلی صورت نکل آئی اسنے برق کو بھی قید سحر میں اسیر کیا اور سحر کیا کہ برق بے ہوش تو تھا
اور بے ہوش ہو گیا جب اسنے حکم دیا کہ زنجیر بن عمر کو پکڑلا زنجیر بن عمر اپنے لشکر میں شامل رہتے تھے اسما
کے صدمہ میں اور انکی حالت پر رو رہے تھے صورت بدلے ہوئے کہ یہ پتلی آگر اور پنجہ کمر میں دے کر انکو بھی
لے اڑی یہ بھی ہوا کے کرہ میں جا کر بے ہوش ہو گئے تھے پتلی نے انکو بھی لاکر اس کے روبرو فرش
پر ڈالدیا اب تو چالاک یہ حیران ہوئے کہ یہ تو اس طور سے جاتی ہے اور لے آتی ہے کہ جیسے مرغا ہم
معلوم ہو اب شیر افشن ہوا کوئی اسکے ہاتھ سے نہ بچے گا یہ سب کو اسیر کرلا ئیگی ادھر انسنے اسی طور
سے سحر کیا کہ رنگ وروغن اتر گیا اصلی صورت نکل آئی انکو بھی سحر کرکے قید کیا اور بے ہوش کردیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے وہ اور دس عیار اسیر کرلائی کہ اسی اثنا میں وہ رات تمام
ہوئی نور سحر افق مشرق سے ظاہر ہوا اندھیاری شب برطرف ہونے لگی ظلمت شب نے نور روز سے
شکست کھائی عیار شب بخوف عیار روز کے پاسے شاطری بار کر طرف مغرب کے روانہ ہوا اور آمد
شاطر روز کی دریچہ مشرق سے شروع ہوئی عیار فلک پاسنہا سے نور سے آراستہ ہو کر میدان فلک پر دو گیر
ہوا چندوں میں اذان ہوئی ڈیروں میں ناقوس بجے طائر اپنے آشیانوں سے نکل کر درختوں پر
الحمد پڑھا کی کرنے لگے گل ہائے چمن کھلے سبزہ لہلہانے لگا اوس کے قطروں نے اپنا جوبن الگ
دکھلایا ہنگام سحر عجیب سماں تھا یہاں بارگاہ میں ایوان بیٹھی ہوئی پتلی کو بھیج بھیج کر عیاروں کو پکڑ بلاتی
ہے کہ جب صبح ہو گئی ایوان نے سمندر سے کہا کہ آج اسی تدارک میں رات بھی بسر ہوئی کل دن
بھر مقابلہ میں گزرا رات اس پریشانی میں بسر ہوئی اب میں قسم کھاتی ہوں کہ جب تک سب
عیاروں کو نہ اسیر کرلونگی اور لشکر اسلام کا نہ قتل کرلونگی اس وقت تک نہ خود آرام کرونگی نہ کسی کو آرام
کرنے دونگی سمندر نے کہا کہ اے ملکہ ہم تو تمہارے ہمراہ ہیں ہم کو تمہاری خوشی منظور ہے جو تم کہوگی
ہم اس سے انکار نہ کرینگے بس یہ جو سمندر نے کہا ایوان نے جواب دیا کہ یہ آپ کی مہربانی ذرہ نوازی
ہے ورنہ میری کیا لیاقت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ضرغام کو پکڑلا پتلی گئی یہاں سنا ہے ضرغام ثانی اسی
لشکر میں تھے ایک دوکان میں سو رہے تھے یہاں اسقدر شور وغل ہوا تمام لشکر میں اہل لشکر
اٹھے مگر یہ سو رہے جب صبح ہوئی آنکھ کھولی انھوں نے قصد کیا تھا کہ چلوں کہ پنجہ گرا انکو بھی اٹھا
لے گیا یہ بھی بے خبر ہو کے لاکر پہونچا دیا ملکہ نے ضرغام ثانی کو بھی اسیر کیا اور چند عیار پکڑوا منگائے
یہ جو حال چالاک نے دیکھا انھوں نے خیال کیا کہ اب سوا میرے اور استاد کے اور قران
کے نامی عیاروں میں سے کوئی نہیں باقی رہا ہے ضرور یہ انہیں سے کبھی یہ کسی کے لیے حکم دے گی
اب یہاں سے چلو اگر استاد مل جائیں تو انکو اس حال سے آگاہ کرو اگر استاد گرفتار ہو گئے تو
بڑا غضب ہوا یہ دل میں خیال کرکے سب کی آنکھ بچا کر بارگاہ سے نکلا اور یہ پاسے شاطری بارتا
ہوا چلا چونکہ دن بخوبی نکل آیا تھا بازاروں میں دکانیں کھلیں خرید و فروخت جاری تھی ہر ایک
کی زبان پر طلایہ دار کے مرنے اور لشکر ایوان کے قتل ہونے کا ذکر تھا کیونکہ جب یہ آفت لشکر میں
برپا ہوئی تھی اور طلایہ دار کے مرنے کے اشعار بلند ہوئے تھے تو سب لشکر کے لوگ بیدار ہو گئے
تھے اور حال دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ یہ واقعہ ہے اسی سبب سے ہر ایک کی زبان پر
بھی چرچا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ جو لشکر سے نکلے تھے تو صحرا میں چلے گئے تھے جب

لشکر واپس فرودگاہ پر آئے تھے تو یہ لشکر کنار میں آئے تھے وہاں سے اپنے لشکر میں جانے کی تدبیر کی تھی بہ
سبب دریا کے نہ جا سکے تھے ایوان کی بارگاہ میں آ گئے تھے وہاں سے صاحبقران کے حال کی خبر
سنکے بیقرار ہو کر پھر دریا پر آئے تھے جب راہ نہ ملی تو اسی پریشانی میں رات ہوا گئے چلے گئے تھے [illegible] صبح کو کچھ
کھایا پیا نہ رات کو اس وقت بہت شدت سے بھوک لگی تھی تو اس تدبیر میں لشکر میں آئے تھے کوئی تدبیر ایسی
کچھ پیدا کروں یا نان پز سے دھوکا دیکر کچھ لوں اپنے پاس سے تو صرف کرنا بالکل حماقت ہے پس یہ ایک نانبائی
کی دوکان پر کھڑے ہوئے اس سے روٹی خرید رہے تھے اور نانبائی پر تکرار ہو رہی تھی اور اہل شہر کی
بھی تقریر سن رہے تھے اور کہ رہے تھے کہ یہ کیا کہ رہے ہیں کیسا لشکر تباہ ہوتا اور کیسا عیاروں کا مارا جانا
چالاک جو بارگاہ سے نکل کر چلا تھا اس کا گذر ادھر سے ہوا اس نے جو دیکھا کہ ایک شخص نانبائی سے
تکرار کر رہا ہے کچھ طرز تقریر سے اسکو شک ہوا اس نے قریب آ کر اس خیال سے دیکھا کہ یہ تو تقریر خواجہ کی سی
ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہی ہوں تو بڑی خرابی ہو گی یا دہان اندر میں اپنے یاروں سے آپ کو [illegible] بڑے
پس یہ قریب آیا اتفاق سے خواجہ جو یوں کرتے ہیں منہ کو یعنی خود دوسری طرف پھیرتے ہیں تو اتنا [illegible] تال
چمک گیا چالاک کی نگاہ پڑ گئی اسنے پہچان لیا اپنے دل میں کہا الحمد للہ خوب [illegible] قیاس نے خطا نہ
کی پس ایک مرتبہ خواجہ کے قریب آکر ایک دھکا دے کر چلا خواجہ نے ہاتھ کر دیکھا اور کہا کہ کون
نابینا تھا کہ راہ دیکھ کر نہ چلا دھکا دیتا ہوا چلا جاتا ہے جیسے ہی خواجہ نے چالاک کی طرف دیکھا چالاک
نے اشارہ کیا اور کہا کہ کھانا کو اشارے میں خواجہ نے کہا کہ یہ کیا کہ کیا اپنے دل میں یہ خیال کیا
اس سے دریافت کرنا پڑ ضرور ہے کچھ انکو اس وقت ایسا خفقان ہوا اور دل پریشان ہوا کہ یہ سب [illegible]
بھول گئے روٹی لینا اور دام دینا یا فقرہ دینا جو کچھ روٹی لی تھی وہ اسی دوکان پر پھینک کر چالاک
کے عقب میں چلے چالاک انکو لگائے ہوئے کنارے لشکر سے آیا اور صحرا کی طرف روانہ ہوا خواجہ اس
وقت کچھ ایسے بے خود تھے کہ انھوں نے یہ کچھ خیال نہ کیا کہ میں اس کے عقب میں جاتا ہوں کیا
یہ دشمن ہے یا دوست اسی طور سے چلا یا [illegible] جب چالاک نے دیکھا کہ بالکل تنہائی ہے
ٹھہر گیا اور خواجہ کی طرف منہ کرکے اشارہ کیا کہ جلد میرے پاس آؤ چونکہ خواجہ دور تھے پس خواجہ
لپک کر اسکے قریب آئے خواجہ جب قریب آئے چالاک نے کہا کہ استاد آپ نے مجھے پہچانا
میں نے تو آپ کو نانبائی کی دوکان پر پہچان لیا تھا کہ میں کون ہوں خواجہ نے کہا کہ کیسے خواجہ
اور کیسا پہچاننا میں ایک مسافر ہوں یہ سنکر خواجہ سے کہا چالاک نے کہا کہ استاد اپنے کو پوشیدہ
کر کے جلد ظاہر کرو چالاک کو تو یقین ہے کہ استاد ہیں خواجہ کو یہ خوف ہوا کہ کوئی ساحر نہ ہو یا
کوئی عیار اقلیت زن ہو دھوکا دے کر گرفتار کرے [illegible] خواجہ تم نے بڑی نادانی کی کہ تم اسکے
عقب میں چلے آئے بے دین سمجھے اور یوں سمجھے ایسی بھی کوئی حرکت کرتا ہے خیر اب تو جو کچھ کیا وہ کیا
اسکو جواب دو خواجہ نے کہا کہ تو کون ہے سچ بتا چالاک نے کہا کہ افسوس آپ سا عقلمند
ہو کر شناخت کرتے ہیں آپ کا غلام چالاک ہوں میں نے تو پہچان لیا خواجہ نے کہا کہ
کیوں دھوکا دیتا ہے چالاک نے کہا کہ آپ میری بھی جان سے عزیز ہیں اور اپنی بھی
جان سے جلد بیان فرمائیے میں آپ کو پہچان چکا ہوں صرف اپنا شک رفع کرنا چاہتا ہوں چالاک
نے جو یہ کہا خواجہ نے خیال کیا کہ اب مجھ کو نادانی سے [illegible] عذاب تو ہوئے ہی اس سے
بیان کر دو کہ ہاں میں خواجہ ہوں یہ دل میں تصور کرکے کہا کہ جو تیرا گمان ہے وہ درست ہے میں خواجہ

ہوں چالاک نے کہا کہ گو مجھکو آپ کے کہنے کا یقین آیا مگر اصلی صورت دکھائیے تو اور زیادہ یقین آئے خواجہ
نے جواب دیا کہ تم اصلی صورت دکھاؤ تب چالاک نے اپنی اصلی صورت دکھائی رنگ و روغن دور
کیا خواجہ نے چالاک کو پہچانا خواجہ نے اپنی صورت بدلی اصلی صورت پر آئے تب چالاک نے
خواجہ سے کہا کہ استاد غضب ہو گیا خواجہ نے کہا کہ کیا ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی اور
کہا کہ میں شام سے دربار میں تھا ایوان اور سمندر سے قران نے عیاری کر کے عطارد آسمان سیر کو
قتل کیا برق نے تمام لشکر کو تباہ کیا یہ واقعہ جو گذرا تو ایوان کو غصہ آیا اور اسنے برہم ہو کر یہ تدبیر کی کہ
سب عیاروں کو پتلی سحر سے گرفتار کرنا شروع کیا پتلی کو نام بتا کر روانہ کیا کہ فلان کو پکڑ لا فلان کو پکڑ لا
استاد میرے سامنے ابھی ضرغام ثانی اسیر ہو کر آئے تھے یہ حال دیکھکر میں وہاں سے بھاگا کہ
آپ کو اگر آپ مل جائیں تو خبر کروں اتفاق سے آپ نان بڑی کی دکان پر کھڑے ہوئے تھے اس سے
تکرار کر رہے تھے میں نے اسی عالم میں آپ کی آنکھ کا تل دیکھ لیا آپ کا مجھکو یقین ہوا میں وہاں سے
آپ کو دھکا دے کر چلا میں نے آپ کو اشارہ بھی کیا تھا خواجہ نے جواب دیا کہ میں اسی اشارے
کے سبب سے ادھر تمھارے تعاقب میں آیا مگر اسوقت میں نے نادانی کی تھی اگر کوئی دشمن ہوتا
تو خرابی ہوتی مگر دل ایسا پریشان ہوا کہ تاب نہ رہی ادھر چلا آیا یہ جو خواجہ نے کہا چالاک نے
کہا کہ استاد وہ پتلی اس طرح جا کے لے آتی ہے کہ جیسے اسکو مقام معلوم ہے کسی شکل میں ہو وہ لے
آئیگی لہذا جلد یہاں سے چلئے خواجہ نے یہ سنکے کہا کہ صورت کا تبدیل کرنا بیکار ہے کیونکہ جب
جس صورت میں ہونگا وہ گرفتار کر کے لے جائیگی چالاک نے کہا کہ جی ہاں پھر خواجہ نے کہا کہ میں
صورت بدل کر کیا کروں یہ کہکر خواجہ ایک طرف پاسے شاطری مار کر راہی ہوئے چالاک ایک
طرف کو چلا خواجہ اپنے دل میں یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ اے کریم تو ہی بچانے والا ہے تو ہی سبب کا
پیدا کرنے والا ہے تیری ہی حمایت کافی ہے تو ہی مالک ہے میں ایک تیرا حقیر و ناچیز بندہ ہوں تو میری حمایت
کر اور شر سے اس بلا کے بچا یہ تو کہتے ہوئے چلے جاتے ہیں چالاک ایک طرف کو راہی ہوا اور
وہ چالاک بھی پاسے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ وہاں ایوان نے ایک مرتبہ
اس پتلی سے کہا کہ جا چالاک کو پکڑ لا وہ یہ سنتے ہی فوراً اڑی اور بلند ہوئی اور سن سن کر کے پتلی
گئی چالاک چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ چالاک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ برق کیسی چمکی
کہ ناگاہ ہوا اشراق سے ایک پنجہ نکلا میں چالاک کے پڑا اور چالاک کو لے کر اڑا اور بلند ہو گیا کہکشان فلک کے
قریب پہونچ گیا کہ چالاک شدت ہوا سے بیہوش ہو گیا جب پنجہ لے کر اڑا تھا چالاک نے
خیال کیا تھا کہ اب قید ہوئے یہ پنجہ مجھکو بھی لے جا کر ایوان کے پاس پہونچا دیگا وہ سحر کر کے
بیہوش کر دیگی اور قید سحر میں مبتلا کریگی چالاک یہ خیال دل میں کر رہا تھا کہ بیہوش ہو گیا
اس پتلی نے لا کر چالاک کو بھی اسکے روبرو ڈالدیا اسنے اس پر بھی سحر کیا اور قید سحر میں مبتلا کیا
پتلی سے پوچھا کہ یہ کہاں ملا اسنے بیان کیا کہ فلان جنگل میں یہ چلا جاتا تھا اسی طور سے اس نے
سب کا حال بیان کیا تھا کہ یہ فلان درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا یہ پہاڑ پر تھا یہ لشکر میں
اپنے تھا جو جہاں سے اسیر کیا تھا اس مقام کا پتہ دیدیا تھا جب چالاک اسیر ہو کر آئے اس
وقت ایوان نے کہا کہ اے سمندر ابھی تک وہ دونوں نہ آئے یعنی خواجہ اور قران سمندر نے
کہا کہ تم نے پتلی کو انکا نام کب بتایا کہ وہ لاتی ایوان نے کہا کہ اب اسکو روانہ کرتی ہوں یہ کہکر

پتلی سے کہا کہ جا جہان تجکو خواجہ یا قران ملین پکڑلا یہ سنکے پتلی روانہ ہوئی پتلی تو سہراب کے نظروں سے غائب
ہو گئی یہ تو تلاش خواجہ اور قران مین جاتی ہی وہان خواجہ دعائین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین بڑا
تیز یہ تو جاتے ہین قران کا حال سماعت فرمایئے کہ یہ جو عطارد آسمان سپہر کو قتل کرکے اور اسکا
تخت لیکر بھاگے تھے لشکر کو طے کرکے ایک درہ کوہ مین تخت کو رکھا اور آپ بالاے کوہ
آکر بیٹھے انتظار سحر کرنے لگے عبادت خدا مین مصروف ہوئے انھون نے وہ رات اسی پہاڑ پر
بسر کی انکی حالت یہ ہی کہ جب یہ عبادت خدا کرتے ہین تو اپنی اصلی صورت پر بس اصلی صورت
پر تھے اور عبادت کر رہے تھے کہ صبح ہو گئی انھون نے نماز صبح سے فراغت کی اور وظیفہ شروع
کیا اس مین دن بخوبی آ گیا جب وظیفہ تمام ہوا اب قران نے قصد کیا کہ لشکر کو چلیے کچھ حال
دریافت کیجیے کہ کیا گذری ایمان کس فکر و تردد مین ہی یہ قصد کر رہے تھے کہ صحرا سے بگولا اٹھا
انھون نے خیال کیا کہ یہ بگولا کیسا اٹھا ہی کون آتا ہی یہ ایک درخت کی آڑ پکڑ کر کھڑے ہوکے
اور دیکھنے لگے کہ وہ بگولہ قریب آکر شق ہوا دامن گرد سے ایک پیادہ پیدا ہوا اور وہ پہاڑ کیطرف
چلا جب بالکل قریب آیا تو قران نے پہچانا کہ یہ تو خواجہ ہین یا تو قران درخت کی آڑ مین سے تھے
یا انھون نے سامنے آکر صدا دی اور یہ خیال کر لیا کہ اگر کوئی خواجہ کی صورت بنکر آیا ہی
ادھر کو تو اسکا خاتمہ کرنا چاہیے یہ خیال کرکے صدا دی کہ اے استاد اس پہاڑ پر آئیے مین آپ کا
منتظر ہون خواجہ نے یہ صدا سنی اور سر اٹھا کر دیکھا تو قران کو پہاڑ پر پایا حیران ہوئے کہ قران
یہان کہان خواجہ نے خیال کیا کہ ضرور یہ کوئی نکوئی مکار ہی کہ قران کی صورت بنکر مجکو دھوکا
دیتا ہی کچھ جواب نہ دیا سبب یہ تھا کہ قران اپنی صورت پر تھے خواجہ اپنی اصلی شکل پر تھے
اس سبب سے خواجہ نے قران کو قران نے خواجہ کو پہچانا مگر دونون کو گمان ہوا کہ یہ کوئی مکار
ہی خواجہ نے قران کو قران نے خواجہ کو مکار خیال کیا پس خواجہ نے سر اٹھا کر اور دیکھکر
قران کو کچھ جواب نہ دیا اور چلے قران نے دیکھا کہ یہ جو خواجہ کی صورت بنکر میرے ہاتھ
سے مفت نکلا جاتا ہی کیا تدبیر کرون کہ یہ میرے ہاتھ آئے ادھر خواجہ نے کہا کہ اے خواجہ یہ
تو بڑے نامردی کی بات ہی کہ تم اسکے روبرو سے بھاگے جاتے ہو وہ اپنے لوگون سے کہیگا
کہ مین نے خواجہ کو فلان مقام پر ٹوکا تھا خواجہ نے میری طرف خیال نہ کیا اور میرے خوف سے
فرار کر گئے خاک بھی جرات نہین ہی نہ کچھ عیاری یاد ہی یہ خیال کرکے پلٹے ادھر قران نے جو دیکھا
کہ یہ میرے ہاتھ سے نکلا جاتا ہی ایک مرتبہ سپر پاؤن کے نیچے رکھکر پہاڑ پر سے کود پڑا زمین پر آکر
صدا دی کہ او مکار تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا بھلا مین نے خوب پہچانا کہ تو خواجہ کی صورت
بنکر کسی کو ڈھونڈھنے جاتا ہی مین کب جانے دیتا ہون یہ کہکر اور جھپٹ کر اسکے قریب پہونچے
خواجہ نے جو سنا کہ قران نقلی نے کہا کہ او مکار تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی مین کب
جانے دیتا ہون کہ تو جاکر کسی پر عیاری کرے اور مجھسے کر میرے قریب آگیا خواجہ بھی پینترا
بدل کر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ او مکار تو مجکو دھوکا دیتا ہی قران کی صورت بنکر مین کب چھوڑتا
ہون کہ تو کسی کو اہل اسلام سے اس لباس مکاری سے اسیر کرے اور سمجھ لیا اور لپک کر
ہاتھ مارا اس جھپٹ مین جو سنگ گردش کھائی تھی قران کی نظر خواجہ کے تل پر پڑی ابن قران
نے سپر خواجہ کے نیچے کو روک کر کہا کہ استاد معاف فرمایئے مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا کو

آپ اپنی اصلی صورت پر ہین مگر مین نے یہ خیال کیا اپنے دل مین کہ زمانہ تو پر آشوب ہو رہا ہے خواجہ کو کیا ضرورت
ہے کہ ایسے وقت مین وہ اپنی اصلی صورت پر آئین شاید یہ کوئی مکار ہے کہ کسی کی تلاش مین خواجہ کی صورت
پر چلا ہے یہ امر خواجہ کی عقل مندی سے بعید ہے یہ جو قران نے کہا خواجہ نے کہا کہ او مکار مین تیرے مکر
مین آنے والا نہین ہون تو مجھکو دھوکا دیتا ہے جب دیکھا کہ اب جان نہ بچے گی تو یہ مکر کیا قران نے کہا
کہ ای استاد قسم بخدا مین آپ کا غلام قران ہون مین کیونکر اسپر اعتبار کرون جب قران نے قسم کھائی
تو خواجہ کو کچھ یقین آیا خواجہ نے کہا کہ ای قران تم نے کیونکر جانا کہ مین خواجہ اصلی ہون قران نے
کہا کہ جب آپ نے وار نیچہ کا کیا آپ کے آنکھ کو گردش ہوئی آپ کے آنکھ کے تل پر میری نگاہ پڑی
بس اُس سے پہچان لیا خواجہ نے کہا کہ ای قران مین نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے اہل
اسلام کے فریب مین لانے کو قران کی صورت بنا ہے قران نے کہا کہ جی نہین قران نے کہا کہ استاد
کہان جاتے ہو خواجہ نے کہا کہ ای قران تم یہان کہان ارے جلد کہین پوشیدہ ہو ہمارا شہزادہ کہا
یہ کہکر ساری حالت جو کچھ چالاک سے گذری تھی بیان کی اور کہا کہ مین اُسی کے ڈھونڈنے کو بھاگ کر
ادھر آیا ہون قران نے کہا کہ ای استاد آپ کی عقل سے نہایت درجہ بعید ہے کہ آپ سا عقلمند بھاگ گئے
جبکہ یہ خیال ہوا ور سن چکا ہو کہ جہان ہوگا وہ پتلی گرفتار کرلائے گی پھر کیا ضرورت ہے کہ بھاگا تو
بلکہ میری صلاح تو یہ ہے کہ خود اُس کے سامنے چلیے اور اُس پر اپنا وار کیجیے اگر وار چل گیا تو خیر ورنہ
گرفتار تو ضرور ہونگے دل کی ہوس تو نکل جائے اس سے تو بہتر ہوگا کہ پتلی پکڑے کی خواجہ نے
کہا کہ آپ کی عقل کے قربان واہ کیا خوب اپنے پاؤن سے دہان اژدر مین گرنا آپ ہی کا کام ہے مجھ سے
تو نہ ہوگا جہان تک بچا جائے گا وہان تک بچونگا قران نے کہا کہ مین تو آج تک ساحر
کے خوف سے بھاگا نہین ہون جو آج بھاگون میرے مولا میری حفاظت کرینگے یہ کہکر قران
نے کہا کہ ای استاد میرے ساتھ اس درے مین آیئے خواجہ نے خوب اپنا اطمینان کرلیا ہے جب
قران سے اس طور کے کلام کیے ہین خواجہ قران کے ہمراہ درے مین آئے قران نے خواجہ کو
تخت دیا اور کہا کہ اسی تخت پر عطارد سوار تھی مین اُسکو قتل کرکے یہ تخت لے آیا کہ آپ کے کام
کا ہے بس خواجہ نے قران کی بڑی تعریف کی اور تخت کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور قران نے کہا کہ
ای فرزند آؤ ہم اور تم دونون کسی طرف نکل چلین قران نے کہا کہ استاد یہ تو ہرگز نہ ہوگا چاہے
گرفتار ہو جاؤن یہ جو قران نے کہا خواجہ نے کہا کہ بڑی مشکل ہوئی یہ جاتا نہین ہے اگر مین اُسکو
چھوڑ کر جاتا ہون تو خلاف مروت ہے بڑی خرابی ہوئی اور یا پہلوان اسکی جان دشمن ہے اگر یہ جائیگی
تو ذرا بھی دیر نہ کریگی فوراً قتل کریگی کیا تدبیر کرون لاکھ لاکھ قران کو سمجھایا مگر قران نے نہ سنا وہ
کلام کرتے کیا اُسوقت خواجہ نے ہاتھ دیکھا اور ہاتھ کی پشت دیکھی ایک تدبیر تازہ دماغ میں آئی اور
قران کے بچنے کا ذہن مین آیا قران سے کہا کہ اچھا تم کہا کرو نہ مین بس جہان مین تم کو بٹھا دون
بیٹھ جاؤ وہان سے نہ حرکت کرنا اگر اسکو نہ مانوگے تو مین ناراض ہونگا قران نے کہا کہ فرمایئے
تو کیا تدبیر کیجیے گا خواجہ نے کہا کہ مین سنگ نفی کھڑی کرتا ہون اُسمین مین بھی بیٹھونگا تم بھی بیٹھو
قران نے کہا کہ اُستاد مین آجتک ساحر کے خوف سے نہ فرار ہوا نہ پوشیدہ ہو کر بیٹھا پھر اب
مین کیونکر گوارا کرون خواجہ نے برہم ہو کر کہا کہ اب تم بہت خود سر ہوگئے ہو کہ میرے کہنے کو
نہین سنتے ہو جب مین نے کہا کہ اگر نہ مانوگے تو مین ناخوش ہونگا اُس پر تکرار کرتے ہو تم نے

تو کبھی ایسا نہیں کیا آج کیا ہوا ہی قران نے جو خواجہ کو برہم پایا کہا کہ آپ کو اختیار ہی میں موجود ہون جو
آپ فرمائیں میں قبول کرون بس یہ سنکے خواجہ نے زنبیل سے مٹھی نکالی اسکو برپا کیا اپ قران
کو لے کر مٹھی میں آئے قران کو ایک طرف بٹھا دیا اور خود سامنے بیٹھے یہ تو جیالاک سے سن چکے
تھے کہ پتلی پلک سے جاتی ہی جال الیاسی نکال کر در پیر مٹھی کے لگایا آپ ایک کرسی نکال کر بیٹھے
قران سے کہا کہ ای قران اسوقت بہت شدت سے بھوک لگی ہی بات نہیں کی جاتی ہی جب تک
خواجہ مٹھی میں نہ بیٹھے تھے اسوقت تک بھوک نہ تھی اب جو اطمینان سے بیٹھے بھوک لگی قران نے
کہا کہ استاد یہی میرا بھی حال ہی اگر حکم ہو تو جاکر بازار سے کچھ خرید لاؤن خواجہ نے کہا کہ کیا خوب میں تو
مال ملا ہوا چھوڑ آیا تم کو لانے کی اجازت دونگا ای قران تم تو دام صرف کرکے لاؤ گے میں نے تو مفت
کا مال چھوڑ دیا میں نے روٹی کباب خریدے تھے صرف دام دینے کی کسر تھی میں دھوکا دے کر لے آتا
کہ جالاک نے یہ حرکت کی میں اسکے عقب میں وہ سب اشیا پھینک کر چلا آیا قسمت کا نقصان
بھی ہوا اور بھوکا بھی رہا قران نے کہا کہ میں ابھی لاتا ہون خواجہ نے کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہی
وہ دشمن ہو رہی ہی کہیں ایسا نہو کہ تم بھی گرفتار ہو جاؤ تو تباہی ہو خواجہ نے [illegible] کہا قران نے کہا
کہ پھر کیا شدت بھوک سے مر جاؤن دوسرے آپ کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی ہی خواجہ نے
کہا کہ تم اطمینان رکھو میں تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر خواجہ نے زنبیل سے ایک [illegible] کا پیالہ نکالا
جو کہ جا بجا سے ٹوٹا ہوا تھا اور شیرہ گڑ کا نکالا جو کہ تنباکو والے مول لیتے ہیں اسمیں چند مکھیان بھی
پڑی ہوئی تھیں انکو نکال کر پھینکدیا اور روٹی کے سوکھے ٹکڑے نکالے اس شیرے میں توڑ کر
ڈالدیے اور پانی نکال کر ڈالا اس شربت میں وہ ٹکڑے تر ہو گئے جب پھول گئے تو [illegible] خواجہ
نے قران سے کہا کہ آؤ کھاؤ قران نے پہلے ہی جب اسکی حالت دیکھی تھی تو اسکو ابکائی ہونے
لگی تھی اپنا منھ پھیر لیا تھا اب تو اور حالت خراب ہو گئی قے اسکو آنے [illegible] ہوئی ہی خواجہ
نے کہا کہ آؤ کھاؤ قران نے جواب دیا کہ ای استاد اسکو پھینکدیجیے اسکو تو دیکھ کر طبیعت مالش
کرتی ہی آپ کو گھن نہیں آتی ہی کہ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس میں سے مکھیان نکال کر پھینکی ہیں
اور پھر اسی کے کھانے پر آمادہ ہوئے مجھ سے تو یہ نہ کھایا جاے گا میں تو فاقے سے مر جاؤنگا
چاہے میں بھوک کے مارے مر جاؤن مجھکو گوارا ہی مگر اسکا کھانا گوارا نہیں ہی خواجہ نے
کہا کہ جی ہاں آپ کا بڑا مزاج نفیس ہی خیر نہ کھائیے اور میں پلاؤ کہاں سے لاؤن قران نے
جواب دیا کہ خداوند کریم ہم کو پلاؤ کھلاتا ہے ہم کیوں اسکی ناشکری کرین جب وہ پلاؤ کھلا
ہم اسوقت کھائینگے خواجہ نے کہا کہ اسی سبب سے تو تم لوگ بے پیسے کو تباہ پھرتے
ہو اسی زبان کے مزے نے تو یہ حال کیا ہی قران نے کہا کہ جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو فرمائیے کیا ہی خواجہ
نے کہا کہ انسان کو لازم ہی کہ ہر ایک بات کی عادت ڈالے جہان جو ممکن ہو وہ کھالے
کبھی کسی امر کا محتاج نہو کہ وہی ہو تو ہم کھائیں کوئی مقام ایسا ہو کہ جہان عمدہ کھانا ممکن نہ
ہو تو کیا ہو جیسے اسوقت قران نے کہا کہ ہم کو یہ مقام پر ممکن ہی اگر آپ ابھی اجازت دین
تو میں لے آؤن خواجہ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اور خیر نہ کھاؤ بھوکے رہو میں تو اجازت
نہ دونگا دیکھو قران اب بھی کھالو قران نے کہا کہ آپ کھائیں یہ کھانا آپ کو مبارک ہو
یہ سنکے خواجہ نے برہم ہو کر قران کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم بہت نازک دماغ ہو یہ کہکر کھانے

لگے لکھیان پڑھن پڑھن کر رہی ہین خواجہ لکھا رہے ہین قران کہتے ہین کہ استاد لکھیان تو ہٹا کا ہے کوئی لکھی نہ تختی جا
یہ سنکے خواجہ سر ہلا دیتے ہین خواجہ بیٹھے ہوئے وہ تختے لکھا رہے ہین قران ایک گوشہ مین سر جھکائے
ہوئے بیٹھے ہین کہ ایک دھماکا ہوا کہ خواجہ نے دیکھا قران نے بھی سر اٹھا کر دیکھا خواجہ و قران نے
دیکھا کہ ایک ڈھیلا آ کر چھت سے زمین پر گرا پہلا اسکا دھماکا ہوا تھا کہ خواجہ نے دیکھا وہ ڈھیلا نہ تھا بلکہ
ایک سونے کی پتلی تھی جب زمین پر گری تھی یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد پیدا کرنے لگی برابر تو
دس برس کی لڑکی کے قد کے برابر اُس نے قد پیدا کیا خواجہ اور قران نے اسکو دیکھکر سر جھکا لیا
بلکہ خواجہ نے قران کو اشارہ بھی کیا کہ خاموش رہو کچھ نہ کہنا خواجہ سر جھکا کر لکھانے مین
مصروف ہوئے کہ اُس پتلی نے کہا کہ اے خواجہ چلو تم کو ملکہ ایوان نے طلب کیا ہے تو مجھکو حکم تھا کہ
جہان خواجہ اور قران مل جائین اُنکو گرفتار کر لاؤ مگر مین یہ تمہاری عزت کرتی ہون کہ زبردستی
گرفتار کرکے نہین لیے جاتی ہون بلکہ تم سے یہ کہتی ہون کہ تم خود میرے ہمراہ چلو مین ملکہ سے تمہاری
سفارش بھی کر دونگی اپنے ہمراہ قران کو بھی لے چلو انکی بھی سفارش کرونگی اس طور سے تمہارے
جانے سے ملکہ بہت خوش ہوگی خواجہ نے کچھ جواب بھی نہ دیا کہ یہ کیا بک رہی ہے وہ لڑکی
خاموش ہوئی کہ خواجہ کچھ جواب دینگے جب خواجہ نے جواب نہ دیا اسنے پھر کہا مگر ابکی یہ بھی
کہا کہ اے خواجہ مین تم سے کہتی ہون تم نے کچھ جواب نہ دیا کیا سنا نہین خواجہ نے پھر جواب نہ دیا
وہ پھر تھوڑی دیر خاموش رہی جب خواجہ نے جواب نہ دیا تو اسنے برہم ہو کر کہا کیا خواجہ تو
بہرہ ہے کہ مین تجھ سے باتین کرتی ہون تو کچھ جواب نہین دیتا ہے یہ بھی نہین خیال کرتا ہے کہ کون
بات کہ رہا ہے تو بڑا مغرور ہے اگر اب کی جواب نہ دیگا تو مین اندر آ کر تیری گردن پکڑ کر اور قران کی
لے جاؤنگی مین نے جو تیرے حال پر رحم کیا تو تو بہت سرکش ہوا اور اپنے آپے سے گزر گیا ہے تو
کشتی دیکھو کہ ہم تو کلام کر رہے ہین وہ سر جھکائے ہوئے کچھ نہ ہر بار کر رہے ہین جواب تک
نہین دیتے ہین یہ جو اسنے کہا خواجہ نے سر اٹھا کر اور برہم ہو کر ڈانٹ کر کہا کہ او لکاثہ دور
ہو میرے رو برو سے بک بک کرکے دماغ خالی کر دیا سر مین درد ہونے لگا اب جو کچھ کہا تو
تجھکو وہ سزا دونگا کہ تو یاد کریگی جا دور ہو میرے روبرو سے مین نہ تیرا نوکر ہون نہ تیری ملکہ فاحشہ
کے باپ کا نوکر ہون کہ تیرے ساتھ چلون بہت سی ایسی لکاثہ آئین میری خدمت مین آیا کرتی
ہین مین ایک کی بھی نہین سنتا ہون کہ کیا بکتی ہین تو کیا ہے جو جواب دون اب کچھ نہ کہنا اگر
اپنی زندگی چاہتی ہے تو سیدھی چلی جا کیون قضا آئی ہے یہ جو خواجہ نے برہم ہو کر کہا اُس نے
مسکرا کر کہا کہ کیا خوب اب تو بڑے خوش ہوئے یہ تیور سے اور تیور بدکسی کو دکھائیے گا مین
آپ کے اس تیور سے مین آنے والی نہین ہون ابھی تک تو مین تم سے باتین کہتی ہون کہ چلو
پھر زبردستی لے جاؤنگی اُس وقت کچھ بس نہ چلیگا خواجہ نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو
مجھکو لے جائے خواجہ نے جو یہ کہا اسکو غصہ آیا اور کہا کہ دیکھو مین لیے جاتی ہون یہ کہکر اور کہا
کہ تو یون نہ مانے گا بس تڑپ کر چلی جیسے تڑپ کر قریب در آئی اور قصد کیا کہ جست کرکے اندر
جاؤن جیسے جست کرکے اندر جانے لگی خواجہ نے جال تو قبل سے لگا رکھا تھا اُسکا گلا
جال مین پھنس گیا وہ لٹکنے لگی اُسی طور سے کہ جیسے پھانسی دیجاتی ہے پھڑکنے لگی چلانے لگی
کہ ملکہ مجھکو بچاؤ خواجہ نے پکڑ لیا میرا دم نکلا جاتا ہے خواجہ نے کہا کہ آؤ مجکو پکڑ کے لے جاؤ زبردستی

خواجہ نے کہا دیکھا بدون میری اجازت کے آنے کا مزا یہ کہکر اُسکو بھی پکڑ کر نذر زنبیل کیا وہ چلاتی رہی اُسکی
کون سنتا ہی جب خواجہ اسکو بھی نذر زنبیل کر چکے قران سے کہا کہ دو کا تو خاتمہ کیا اب دو اور باقی
ہین قران نے کہا کہ اُستاد آپنے خوب تدبیر کی ہی خواجہ نے کہا کہ دیکھے جاؤ اسی طور سے سب کو
نذر زنبیل کرونگا یہان تو خواجہ خوشی خوشی اُنکے اسیر کرکے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہین قران سے
باتین کر رہے ہین وہان ایوان انتظار کر رہی ہی کہ ابھی تک یہ تحفہ بھی نہ آئی سمندر نے کہا کہ یہ ماجرا
کیا ہی کہ یہ حرامزادی بھی جاکر بیٹھ رہی مثل اُنکے سمندر نے کہا کہ نہ معلوم کیا سبب ہی بس ایوان
کو غصہ آیا صندوقچہ کی طرف اشارہ کیا تیسری پتلی نکلی اُس سے کہا کہ جا تو دیکھ یہ دونون حرامزادیان
کہان بیٹھ رہین کیا اپنے باپ خواجہ سے مل گئین یا کوئی یار کر لیا اُنکو مع خواجہ و قران کے پکڑ لا
مگر جوتیان مارتی ہوئی لانا یہ جو ایوان نے کہا وہ پتلی بھی فوراً روانہ ہوئی ایوان نے سمندر سے
کہا کہ یہ جاکر ضرور لائیگی معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو خواجہ ملے نہین وہ تلاش کر رہی ہین سمندر نے کہا
کہ یہی امر ہی بس ایوان یہ سنکے خاموش ہو رہی اور انتظار کرنے لگی یہان خواجہ بیٹھے ہوئے
تھے کہ اُسی طور سے یہ بھی آکر گری اور وہی تقریر کی خواجہ نے بعد تھوڑی دیر کے جب اُسکو
بہت غصہ آلیا تو جواب دیا کہ چل کیون قضا آئی ہی ہین کہ نہین جاؤنگا یہان سے کوئی مجھکو نہین
لے جاسکتا ہی اور مین کیا جانون کہ کیسی ملکہ اور کیسی کنیزین اگر تجھ مین کچھ طاقت ہو تو مجھکو پکڑ
کر لیجا یہ جو خواجہ نے کہا اسکو بھی غصہ آیا اور فوراً جست کرکے چلی اور اُسی طور سے یہ بھی اُنکو
کر رہی بھی چلانے لگی خواجہ نے اُٹھکر اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور کرسی پر بیٹھ گئے قران سے کہا
کہ ہین تینون کا تو خاتمہ کیا اب کی اُس کا بھی خاتمہ ہی کیون قران اور کوئی صورت مقرر کی نہ تھی
یہ پتلیان بڑے غضب کی ہین انکے تھا احتمال تھا تم نے دیکھا کہ وہ اس طور سے آتی ہین کہ جیسے
اُنکو معلوم ہی کہ مین اور تم ہون یا کوئی اُنکو بھیجتا ہی یا پتہ دے دیتا ہی قران عیار نے
کہا کہ آپنے بجا ارشاد کیا خواجہ نے کہا کہ وہ بھی آئے تو پھر ہم اُسکے پاس چلینگے قران نے
کہا کہ بہت خوب بس یہان تو خواجہ قران سے یہ تقریر کر رہے ہین وہان ایوان انتظار کر رہی
ہی جب اسکو بھی عرصہ ہوا تو اُسکو غصہ آیا اور فوراً صندوقچہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ چوتھی
پتلی نکلی اُس سے کہا کہ تو جا اور دیکھ کہ ان حرامزادیون پر کیا بلا نازل ہوئی کہ ابھی تک نہ آئین
جو گئی وہ بیٹھ رہی کیا خواجہ نے پکڑ لیا یا کسی کے ساتھ چلی گئین ایسی تو حرکت کبھی نہ کی تھی
آج تک سوا ایک کے دوسری کی نوبت ہی نہ آئی تھی جہان بھیجا اُنکو گرفتار کرکے لانا اور خواجہ
اور قران کو بھی جسقدر مین چاہتی ہون کہ جلدی یہ کام سرانجام پائے مین جاکر اہل اسلام کا
خاتمہ کرون وہان تک عرصہ ہوتا ہی یہ کہکر اُسے بھی روانہ کیا وہ بموجب حکم ایوان روانہ ہوئی
اب صندوقچہ خالی ہوگیا ایک پتلی ہی رہی سمندر سے کہا کہ کچھ میرے خیال مین نہین آتا
کہ یہ امر کیا ہی کہ وہ جاکر کہان بیٹھ رہین اب مین نے اسکو روانہ کیا ہی یہ جاکر ضرور سب کو لائیگی
سمندر نے کہا کہ ملکہ مین کیا بیان کرون خود میری عقل حیران ہی ایوان نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہی آج اُنکو خوب سزا دونگی ایوان تو یہان بیٹھی ہوئی گفتگو سمندر سے کر رہی ہی مگر خیال
اُسی طرف ہی اور فکرمند ہی یہان خواجہ اُسی مکان مین بیٹھے ہوئے ہین منتظر ہین اُس پتلی
نے بلند ہوکر خیال کیا کہ خواجہ کہان ہین وہ پتلیان کہان ہین بس ایک مرتبہ اسکو معلوم

گیا ہے کہ ایک مرتبہ زمین سے طرف آسمان کے بلند ہو کر چلی ہے تو ادھر سے جاتے ہین وہان ایوان بیٹھی ہوئی
سمندر سے کہہ رہی ہے کہ یہ حرامزادی بھی مثل اُنکے جاکر نہ پھر رہی یہ ماجرا کیا ہے میری عقل حیران ہے کچھ
کام نہین دیتی ہے کہ یہ سبب کیا ہے کیا راہ مین کوئی مقام ایسا ہے کہ وہان جاکر یہ اسیر ہو جاتی ہین یا
خواجہ ساحر زبردست ہے اسنے کوئی حصار کر لیا ہے اُسکے اندر بیٹھا ہوا ہے کہ انکا وہان تک گذر نہین
ہو سکتا ہے خداوند خیر کرین یہ معاملہ مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہے کچھ نہ کچھ ضرور ہے سمندر نے کہا کہ
ملکہ مین کیا بیان کرون اور عیارون کو وہ یون پکڑ لائی کہ جیسے اُسکے پاس سے خواجہ و قران کے
لا سکے مین اتنا عرصہ کیا میری عقل گم ہے حواس پریشان ہین کہ یہ کیا امر ہے تم نے غصہ مین آکے یکے
بعد دیگرے سب کو روانہ کر دیا اور جو گئی وہ واپس نہ آئی یہ تو نیا واقعہ ہوا ایوان نے کہا کہ مین کیا
عرض کرون ایسا تو سانحہ کبھی نہ ہوا ایک زمانہ ہوا کہ یہ میرے پاس ہین اور مین انکی خدمت کر
رہی ہون انھون نے کبھی میرے کام مین کبھی کمی نہ کی سوا سے آج کے نہ معلوم کیا سبب ہے آج
میری طبیعت پریشان ہوتی ہے اور خفقان ہوتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کیا تدبیر کرون کہ ایک سردار
نے کہا کہ ملکہ اوراق مین دیکھو اُس سے حال معلوم ہو جائیگا ایوان نے اُسکی طرف دیکھ کر کہا
کہ تم نے خوب تدبیر بتائی یہ کہکر اُس نے اوراق کرسی پر سے اُٹھا کے قصد کیا کہ کھول کر حال
پتلیون کا دیکھون کہ ایک ہوا سے سرد کا جھونکا آیا اور ایسی خوشبو آئی کہ سب اہل دربار کے
دماغ معطر ہو گئے اور سب ادھر اُدھر دیکھنے لگے ملکہ بھی حیران ہو کر دیکھنے لگی اوراق کا دیکھنا
بھول گئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک نور خود بخود صحن بارگاہ مین آسمان پر سے پیدا ہوا سب
اُس طرف دیکھنے لگے کہ یہ نور کہان سے پیدا ہوا اور کیسا ہے سب اُس طرف متوجہ ہو گئے
کہ یکایک سب نے دیکھا کہ ایک گنبد آسمان کی طرف سے صحن مین اُترا یہ نور اُسی سے پیدا ہوا ہے
سب اُس گنبد کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ گنبد کہان سے آیا کہ اس اثنا مین وہ گنبد زمین پر آیا اور
ایک گز بلند زمین پر قائم ہوا کہ یعنی زمین سے گز بھر بلند تھا اب جو سمندر اور ایوان نے غور
کرکے دیکھا کہ یہ کیا واقعہ ہے دیکھا کہ خداوند سامری کرسی پر جلوہ فرما ہین کیونکہ یہ لوگ سامری کی
صورت کو ہزار مرتبہ دیکھ چکے تھے دیکھتے ہی پہچان لیا یا تو وہ گنبد صحن مین تھا یا خود بخود ایوان
مین آیا جیسے ہی سب نے دیکھا کہ خداوند سامری تشریف فرما ہین اور تشریف لائے ہین فوراً سمندر
اور ایوان اپنے مقام پر سے اُٹھے اور اُنکے ہمراہ سب اہل دربار اُدھر اُس فرشتہ نے صدا دی
کہ کیا دیکھ رہے ہو سجدہ کرو کہ خداوند سامری بہشت سے تشریف لائے ہین یہ کل خواجہ نے
قران کو تعلیم کر دیا تھا یہ صدا آتی تھی کہ سب کے سب ایک مرتبہ سجدے کو جھک گئے راوی
نے بیان کیا ہے کہ سب عیار اسی طور سے فرش پر پڑے ہوئے ہین پھر صدا آئی کہ اب سجدے
سے سر اُٹھاؤ جب سب نے سجدے سے سر اُٹھایا دیکھا کہ خداوند کرسی پر جلوہ فرما ہین پشت
پر ایک غلمان زرد پوش مگس رانی کر رہا ہے اور ایک فرشتہ عجیب الخلقت پس پشت کھڑا
ہے کہ جس کے دس سر ہین ہزار ہاتھ ہین ہر ہاتھ مین گرز ہے مگر چار ہاتھون مین چار موگریان
ہین طلائی اور دو حورین دونون طرف کرسی پر ایک سبز پوش اور ایک سرخ پوش کھڑی
ہین فرش مخمل کا کیا ہوا ہے عود سوز اگر سوز روشن ہین لخلخے کے لوٹے رکھے ہوئے ہین وہ
گنبد خوب آراستہ ہے بہشت کے پھولون کی خوشبو آ رہی ہے اس گنبد مین سب خداوندون کی

تصویر پیدا لگی ہوئی ہین ایک مرتبہ خود خداوند نے سمندر کی طرف منہ کرکے کہا کہ تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم
کون ہین سمندر نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ جی ہان مین نے آپ کو پہچانا کہ آپ خداوند سامری ہین آپ
ہمارے خداوند ہین سامری نے کہا کہ تو نے تو ہماری بندگی ترک کی اور بنا خدا پیدا کیا گو وہ
بھی ہمارا نائب ہی ہمین نے اسکو اپنا نائب کرکے جنت سے یہان بھیجا ہی اسنے اپنے کو خدا ظاہر
کیا خیر سمندر نے کہا کہ مین آج سے آپ کی بندگی کیا کرونگا کیا نہین تم اسکی بندگی کرتے ہو
اُسی کی کرو سمندر نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ یا خداوندان خدا پرستون نے مجھکو بہت پریشان کیا
ہی مین ان کے ہاتھ سے بہت عاجز ہون خداوند نے جواب دیا کہ تو پریشان کیون ہوتا ہی تیرے
پاس اتنی بڑی ساحرہ ہی کہ جس نے تمام لشکر اسلام کا خاتمہ کردیا ہی مین اسی سبب سے کوہ شفیہ
سے آیا ہون کہ تم کو آگاہ کرون کہ ملکہ کا مہرہ نزدیک ہے بڑا مرتبہ ہو ملکہ نے بہت عمدہ کام کیا ہی
سمندر نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اس سامری طرف ایوان کے متوجہ ہوئے اور کہا کہ ایوان
تیرا بڑا مرتبہ ہی میرے نزدیک مین تجھ سے بہت خوش ہون میرے علاوہ اب خداوند خوش
ہین ہم نے تیرے لیے بہت عمدہ مکان بہشت مین آراستہ کیا ہی مرتبہ کسی کے لیے نہ تھا جو کہ تیرا
ہی ہم نے ازل سے ان خدا پرستون کی موت تیرے ہاتھ مقرر کی تھی تو تجھا کی قابل ہی یہ
تو اب تیرے حق کا تھا کسی اور کو کیونکر ملتا تو پریشان نہ ہوتا آج تیرے ہاتھ سے انکا خاتمہ
ہی ایوان نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ مین آپ کی ادنی کنیز ہون یہ سب مرتبہ آپ کا دیا ہوا
ہی بھلا میری بھی یہ لیاقت تھی کہ مین اس مرتبہ کو پہونچتی اور یہ ثواب عظیم حاصل کرتی کہ
جس کے بڑے بڑے لوگ امیدوار ہین آپ نے مجھکو مرتبہ کیا بارا ہی خداوند مین ان عیارون
کے ہاتھ سے بہت پریشان ہون اول تو خواجہ نے اور قران نے میری نانی اور بھائی کو قتل
کیا انکا مجھکو بڑا صدمہ ہوا خداوند نے کہا کہ تو صدمہ نہ کر ہم نے تو انکو طلب کرلیا ہی اب
بعد اس فیصلہ کے انکو پھر زندہ کر دینگے وہ ہمارے پاس بہت آرام سے ہین اور بہت خوش
ہین تو انکا خیال نہ کر وہ مرے نہین بلکہ ہم نے انکو زندہ طلب کرلیا ہی اپنی صورت کی اور پتلے
ڈالدیے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ وہ مرگئے اس مین ایک راز خداوندی ہی تو اس نے نہین دیکھا
ہی یہ سنکے ایوان خوش ہوئی اور کہا کہ کیا پھر وہ زمین پر آئینگے خداوند نے کہا کہ ضرور
اگر انکا جی چاہیگا ایوان نے کہا کہ اگر خلاف نہ ہو تو میری طرف سے نانی کو سلام فرما دیجیگا
خداوند نے کہا کہ اچھا اکثر یاد کرتیری نانی کرتی ہی اور تیرے مرتبہ کو دیکھکر خوش ہوتی ہی ایوان
نے کہا کہ خداوند دوسرا ظلم میرے اوپر ان عیارون نے کیا کہ میری مصاحب غلیوانہ کو قتل
کیا اسکو خداوند نے کہا مجکو بڑا صدمہ ہوا اسکا کہ وہ بھی بہشت مین بہت اچھی طرح ہی اور خوش ہی ایوان نے
کہا کہ خداوند مین نے مقابلہ کیا میرا سپہ سالار مارا گیا میری وزیرزادی نے بہت ساحر
لشکر اسلام کے اسیر کیے مین نے بھی سحر کرکے بہت سے ساحر و غیر ساحر اسیر کیے مگر میری
وزیرزادی کو قران نے عیاری کرکے قتل کیا آپکو تو بزور خداوندی سب حال معلوم ہوگا
بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی اور برق نے میرے لشکر کو تباہ کر دیا ہی یہ آفت میرے اوپر
نازل ہوئی مین نے بھی غصہ مین آکر سب عیارون کو بذریعہ پتلی سحر کے گرفتار کرلیا اب مین
نے پتلیان برائے گرفتاری خواجہ و قران روانہ کی ہین وہ ابھی تک نہین آئین وہ بھی

گرفتار ہوکر آجائین تو مین جاکر اہل اسلام کو میدان مین طلب کرکے جو کہ باقی ہین انکو بھی اسیر کرلون اُسکے بعد
قتل کرون یہ جو ایوان نے کہا خداوند نے کہا کہ ایوان آگاہ ہو کہ ہم کو سب حالات تیرے اور اہل
اسلام کے معلوم ہین جو جو ظلم تیرے اوپر ہوئے وہ سب ہم پر ظاہر ہین ہم سب امرون سے با خبر
ہین تو غم نہ کھا ہم تیرے سب لشکر کو پھر زندہ کر دینگے اور تیری وزیرزادی کو مگر تجھ سے ایک
ایک سخت گستاخی ہماری خدمت مین ہوئی ہی ہم تجھکو اُس سے آگاہ کرنے آئے ہین مین اسوقت
بہشت مین بیٹھا ہوا تھا تیری نانی بھی اور تیرا بھائی ہماری خدمت مین تھا کہ تیرے بھائی نے [illegible]
خداوند کچھ حال میری بہن کا فرمائیے کہ وہ اسوقت دنیا پر کیا کر رہی ہے مین نے سب واقعہ بیان کیا
جو جو کام تو نے کیے تھے وہ سب کہے وہ بہت خوش ہوئے اسی حالت مین مجھکو یہ [illegible]
کے ظاہر ہوا کہ تو نے سب عیارون کو اسیر کرلیا ہی اب خواجہ کی اور قران کی فکر ہی [illegible]
کیا تو خواجہ اور قران کو ایک مقام پر پایا کہ جہان سے تیرا [illegible] مین لا [illegible]
کرکے دونون کو اٹھوا لیا اور گرفتار کرا لیا اور یہ قصد کیا کہ انکو [illegible]
تا اسی ارادے سے کہ تیری پتلی بہشت مین پہونچی اور قصد کیا کہ خواجہ اور قران کو اٹھا لائے
نے منع کیا اُسنے نہ سُنا اور کہا کہ ہم کو ملکہ کا حکم ہی کہ خواجہ کو پکڑ لاؤ [illegible]
نے کہا کہ ملکہ سے کہنا کہ خواجہ اور قران خداوند کے پاس ہین [illegible]
اُس نے کہا کہ اب تو مین ضرور لے جاؤنگی تب مجھکو غصہ آیا مین نے [illegible] اُسکی طرف [illegible]
طلائی موگری ہوکر رہگئی ہمین سحر و ساحری سے کچھ اور یہین ہو [illegible] کہان ممکن ہمارے
روبرو سحر کی کیا اصل ہی اور ساحر کی کیا ہستی ہی تو نے نہ خیال کیا کہ کیا سبب ہی کہ جو پتلی واپس
نہ آئی دوسری روانہ کی اُسنے بھی جاکر یہی سرکشی کی آخر وہ بھی اپنی سزا کو پہونچی تیسری آئی
وہ سرکشی پر آمادہ ہوئی وہ اپنی سزا سے نیست ہوئی تو نے تو تار باندھ دیا چوتھی روانہ کی وہ بھی
جاکر سرکشی کرنے لگی آخر اُسکا بھی وہی انجام ہوا دیکھ لے یہ چارون موگریان وہی تیری پتلیان ہین ری
ایوان ہم پر کسی کا سحر اثر کر سکتا ہی ہمارا کیا جادو ہم ہی پر اثر کرے تیرا دھیان کدھر تھا بہت
نادانی کی اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا تیرا نور کم ہو گیا اگر ہزار پتلیان روانہ کرتی سب کا یہی حال
ہوتا کیا آسان تھا میرے پاس سے خواجہ کا لانا اب تو خود ہم کو منظور ہوا کہ ہم اہل اسلام کا خاتمہ
کرین اسی سبب سے تجھکو اُن پر غالب کیا سب عیارون کو اسیر کرا دیا تو نے جو یہ دیکھا تو مغرور ہوگئی
اور یہ خیال کیا کہ مین بھی کچھ ہون ہم سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی تم نے سحر کی پتلیان روانہ کین اپنا ... بہشت
مین بھیجا خیر اب ایسی خطا کبھی نہ کرنا جب یہ مجھکو معلوم ہوا کہ اب تیرے پاس کوئی پتلی نہ رہی تو
مین نے خیال کیا کہ دنیا پر چلکر تجھکو اس حال سے آگاہ کرون تیری پتلیان جو کہ موگری بن گئی ہین
تجھکو دکھا دون اور خواجہ و قران کو بھی تجھکو دکھا دون تاکہ تجھکو اطمینان ہو جائے اور تو پھر کبھی ایسی
حرکت نہ کرے بس مین بہشت سے دنیا پر آیا دیکھ یہ خواجہ پڑا ہوا ہی اور یہ قران سب نے مع
ایوان اور سمندر کے دیکھا کہ دراصل خواجہ و قران بیہوش پڑے ہوئے ہین سب اہل
دربار مع سمندر و ایوان کے کانپ گئے ایوان نے ہاتھ جوڑکر اور کانپ کر عرض کیا کہ خداوند
میری خطا کو معاف فرمائین مجھکو اس امر کا علم نہ تھا کہ قران اور خواجہ خداوند کے پاس ہین ورنہ
مین کبھی نہ اپنی پتلیان روانہ کرتی بھلا میری بھی یہ مجال تھی کہ مین خداوند سے مقابلہ کرتی مین نے

پیخیال کیا کہ معلوم کیا سبب ہے جو میری پتلی نہ آئی اسی خیال سے دوسری روانہ کی جب وہ نہ آئی ان کی
تلاش میں تیسری روانہ کی جب وہ بھی نہ آئی چوتھی روانہ کی میں نہ جانتی تھی کہ وہ آپ کے پاس جاتی ہیں
اور سرکشی کرتی ہیں اسکی سزا پاتی ہیں خوب ہوا آپ کی مہربانی سے اور طیار کر دونگی ایسی حرکت نہ ہوگی
یہ سنکے خداوند نے کہا کہ تو نے خواجہ اور قران کو پہچان لیا ایوان نے کہا کہ جی ہاں خداوند سمندر کی
طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم بھی پہچان لو اسنے کہا کہ میں نے بھی پہچان لیا خداوند نے کہا کہ میں ان کو
تم سب کے سامنے دوزخ میں ڈالے دیتا ہوں یہ کہکر فرشتہ عذاب سے کہا کہ انکو دوزخ میں ڈالدے
فرشتہ عذاب نے ایک ہاتھ سے دونوں کو اٹھا کر دوزخ میں ڈالدیا یعنی خواجہ نے نذر زنبیل کر لیا
یہ عجوبہ دیکھا پھر سب ایک مرتبہ سجدے کو جھک گئے جب سے خداوند آئے ہیں سب کھڑے
ہیں کوئی بیٹھا نہیں ہے کئی مرتبہ سجدے کر چکے ہیں جب سجدے سے اٹھا تو ایوان نے کہا
کہ اگر خلاف طبع نہ ہو تو میں ایک امر اور عرض کروں خداوند نے کہا کہ بیان کر ایوان نے کہا کہ میری
مرضی ہے کہ میں جلاد کو طلب کروں اور ان سب عیاروں کو آپ کے روبرو قتل کرا دوں خداوند نے کہا
کہ ہم کیوں کرا کر تیرا جی چاہے ہمارے حوالہ کر میں انکو تیرے سامنے دوزخ میں ڈالدوں کیوں ان
کے خون میں مبتلا ہو ایوان نے کہا کہ یہ آپ نے خوب امر ارشاد فرمایا اب میں موجود ہوں خداوند نے
کہا کہ تو ان سب پر سے اپنا سحر اتارلے میں ایک مرتبہ اٹھا کر سب کو ڈالے دیتا ہوں یہ سن ایوان
نے اپنا سحر ان پر سے اتار لیا اور کہا کہ میں نے سحر اتار لیا بس خداوند نے ایک مرتبہ خیال باندھ کر
سب کو نذر زنبیل کیا اسی مقام پر سے بیٹھے بیٹھے اور کہا کہ دیکھا تو نے سب کو جہنم [illegible]
سب نے سجدہ کیا سجدے سے سر اٹھا کر ایوان نے کہا کہ اب وہ جل رہے ہونگے خداوند
نے کہا کہ ہاں جل رہے ہیں وہ ہائے ہائے کر رہے ہیں یہ کہا صدا آرہی ہے کہا تو تماشہ انکے جلنے کا دیکھے
گی اور سیر بہشت کریگی مجھکو تیری خاطر اسقدر منظور ہے کہ میں بیٹھے بیٹھے تجھے سیر بہشت کراتا ہوں
اور اپنے خدائی کا تماشہ دکھاتا ہوں ایوان نے کہا کہ اگر آپ کی مہربانی ہو تو میں اپنے دشمنوں
کو جلتے ہوئے دیکھوں کہا کہ اچھا سمندر سے کہا کہ تم بھی دیکھو گے سمندر نے کہا کہ جی ہاں
اسی طور سے سب اہل دربار سے کہا سب نے اپنی خواہش ظاہر کی خواجہ نے خیال کیا تھا
کہ آج سب کا خاتمہ کرو جب سب نے خواہش ظاہر کی خداوند نے کہا کہ آؤ میں سیر کرادوں
عیاروں کے جلنے کا تماشہ دکھا دوں یہ کہنا تھا کہ ایوان سب سے پہلے چلی اسکے ساتھ اسکے
سردار انکے عقب میں سمندر اور اسکے سردار انکے عقب میں گرداب شمام وغیرہ اور ان کے
کل سردار باشتیاق سیر بہشت طرف خداوند کے چلے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ہم پہلے پہونچ جائیں
تاکہ ہم پہلے دیکھیں بھلا کب ممکن تھا کہ زندگی میں بہشت کی سیر ہو ایک سے اور ایک
گرا پڑتا ہے ایک تلاطم مچا ہوا ہے دربار پر ادنی و اعلی کو اشتیاق ہے اسوقت یہ کسی کو تمیز نہیں
ہے کہ ہم نوکر ہیں یہ آقا ہیں نوکر اپنے مالک کو گرائے دیتے ہیں یہ سوت [illegible] فرما
خوشی سے نوبت باجتا [illegible] قصہ مختصر ایوان سب سے پہلے قریب اس گنبد کے پہونچی خداوند
نے اپنی بغل کشادہ کی اور کہا کہ اسکے اندر دیکھ ایوان نے دونوں ہاتھ ٹیک کر خداوند کے
ٹیک کر جس تخت پر کرسی بچھی ہوئی تھی جھانکا جیسے جھانکا ہوں جو ذرا سمایا [illegible] میں
ایوان نذر زنبیل ہو گئی اسوقت ایسا حال تھا اور تلاطم تھا کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی

ہو کیا ہوا یہ بھی کسی نے نہ دیکھا کہ ایوان کدھر گئی اب تو خواجہ نے جسقدر سردار ایوان کے تھے اسی طریقہ
سے سب کو نذر زنبیل کر لیا جو جاتا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ وہ سیر کرکے دوسری طرف چلا گیا جب تو خداوند
نے ہم کو طلب کیا یہ نہ خیال کرتا تھا کہ کدھر گیا خداوند نے یہ طریقہ کیا تھا کہ ادھر دیکھنے کو سردار جھکا
پیچھے سے بغلوں میں ہاتھ دے کر ذرا جو سہارا دیا وہ زنبیل میں تھا اس پھرتی اور چالاکی سے ہاتھ آتا تھا کہ نہ
اسکو محسوس ہوتا تھا نہ دوسرے کو [illegible] کرنا اسکا داخل زنبیل ہونا معلوم ہوتا تھا دوسرے ہلڑ تھا کسی کو کسی
کی خبر بھی نہ تھی اپنی اپنی سب کو پڑی تھی خواجہ نے یعنی خداوند نقلی نے جب سردار ایوان کے مع
ایوان نذر زنبیل کیے ایک مرتبہ سمندر سے کہا کہ تمہیں بھی آؤ تم کو بھی سیر کرا دوں ایوان تو مع اپنے
سرداروں کے سیر کرکے گئی یہ سنتے سمندر بڑھا اسکا بڑھنا تھا کہ اسکے سردار چلے جیسے ہی سمندر
قریب منڈھی کے پہونچا اور قصد کیا کہ منڈھی پر جاکر بہشت کی سیر کروں کہ ایک صدا آئی کہ او
سمندر کیا غضب کرتا ہے ٹھہر جا کہیں ایسا غضب نہ کرنا کہ تخت پر ہاتھ رکھ کر [illegible] نکلنا ورنہ زندہ
درگور ہو جائیگا ارے او نادان تو کیسا عقل مند ہے کہ تو یہ خیال نہیں کرتا ہے کہ کہاں بہشت
اور کہاں دنیا بھلا خداوند کیوں کر آئے انکو کیا غرض ہے کہ وہ اپنی راحت ترک کرکے دنیا پر آئیں
اپنے [illegible] کام کو آنکو کیا غرض ہے کہ وہ عیاروں کو سیر کریں ارے کم بخت یہ خواجہ ہیں
حضرات میں [illegible] ثانی خبردار ہو ایوان اور اسکے سرداروں سے ہاتھ دھو ان سب کو خواجہ
نے نذر زنبیل کر لیا تم سب ایسے اندھے ہوگئے کہ ایک نے بھی نہ دیکھا اسی طور سے تم کو بھی
نذر زنبیل کرتے لیکن یہ صدا آئی سمندر تھا کہ ایک ستارہ آسمان پر سے ٹوٹ کر گرا اور زمین
پر آکر شق ہوا ایک چھپکا سا پیدا ہوئی اور اس ستارے سے ایک ساحر پیدا ہوا اسنے آکر سمندر کا ہاتھ پکڑ کر
اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ او سمندر خبردار ہو بڑا غضب ہوا تھا اگر میں نہ آتا تو خواجہ نے سب کا
خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر اسنے کہا کہ یہ خواجہ ہیں اور یہ منڈھی ہے اور وہ پشت پر قران ہیں خواجہ
نے عیاری کرکے سب عیاروں کو رہا کیا اور ایوان کو نذر زنبیل کر لیا تم لوگ ایسے نادان
تھے کہ تم سب فقرے میں آ گئے کچھ خیال نہ کیا ایک نے نہ سمجھا تا یہ کہکر سحر کیا کہ تمام منڈھی
پر آگ برسنے لگی خواجہ اسی طور سے بیٹھے رہے قران نے کہا کہ میں نے تو خاتمہ کر دیا تھا
مگر نہ معلوم یہ کہاں سے آگیا ابھی سمندر کی زندگی باقی ہے خیر اب کی بچ گیا اب کی خاتمہ
کرونگا جب اس ساحر نے سحر کیا اور سمندر سے یہ کہا سمندر کا بھی منہ اترا اسکو ہوش آیا سبب
یہ تھا کہ اس بوے مشک و عنبر نے سب کو بیخود کر رکھا تھا کسی امر کا خیال نہ تھا جب اس ساحر نے
آکر سحر کیا اور سمندر کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو سب کو ہوش آیا اسنے آتے ہی یہ سحر کیا تھا کہ جس
قدر بوے مشک و عنبر ان سب کے دماغ میں تھی اور بارگاہ میں پھیلی ہوئی تھی سب اس سحر
کے اثر سے برطرف ہوئی سب کے حواس درست ہوئے اب سمندر نے اسکو دیکھا کہا
کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ اے سمندر تم تخت پر چل کر بیٹھو تو میں بیان کروں اتنے عرصہ میں وہ آگ
سب برطرف ہو گئی جو اسنے سحر سے برسائی تھی منڈھی پر یہ سبب [illegible] منڈھی کے [illegible]
یہ خیال کیا تھا کہ خواجہ جل گئے ہونگے کیونکہ اسنے سب کو اس امر سے خوب اچھی طرح سے
واقف کر دیا تھا کہ یہ خواجہ ہیں خداوند نہیں ہیں سب کو معلوم ہو گیا تھا جس وقت وہ آگ
برطرف ہوئی سمندر اپنے تخت پر آکر بیٹھا ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا کسی نے آگ

تھا دس برس کے بعد اُسی دن جاتا تھا یا نہ جاتا تھا یہاں اُسی دن جو کہ مقرر تھا اُسکے خلاف نہ جاتا تھا ہاں
جب کوئی مصیبت ہوتی تھی تو پوشیدہ جا کر کمک کرکے چلا آتا تھا اسکا سحر یہ ہی کہ ستارہ بنکر جاتا ہی
اور کمک کرکے چلا آتا ہی کسی کو ظاہر بھی نہیں ہوتا ہی چنانچہ سمندر کی کمک کو بھی اُسی طور سے آیا
تھا اور صدا دی تھی جب اُسنے دیکھا کہ سمندر نے اس صدا پر کچھ خیال نہ کیا تو ناچار ہو کر اُسنے اپنے
کو ظاہر کیا سمندر اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسکو ہمراہ لیکر دربار میں آیا اور اپنے تخت
کے برابر کرسی پر بٹھایا سب نے جب یہ ظاہر ہوا تھا تو دیکھا تھا کہ ایک شخص شنجرفی رنگ کی
پارچہ پہنے تھا اور ایک کرتہ پہنے تھا سر پر کلاہ تھی بال بڑے بڑے تھے جس طور سے اور ساحر
کے منھ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں اسکے منھ سے نہیں نکلتے ہیں نہ سانپ وغیرہ لپٹے
ہیں ہاں قشقہ سیندور کا دیا ہوا ہی آدمی خوبصورت ہی جوگی وضع سب دیکھکر حیران ہوئے
کیونکہ ان لوگوں نے کبھی اسکو نہ دیکھا تھا سوائے سمندر کے یہ سمندر کی ملاقات کو کبھی آتا
تھا تو ایک مقام اسکے لیے سمندر نے مقرر کیا تھا کہ وہاں آتا تھا وہاں سوائے سمندر
کے کوئی اور نہ ہوتا تھا اسوقت اسنے ناچار ہو کر الفت سمندر میں اپنے کو ظاہر کیا جو سب
نے دیکھا بس یہ برابر سمندر کے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ سمندر نے وہ تقریر کی اور کہا کہ کیونکر
آپکو خبر ہوئی خوب وقت پر کمک کی مزاج تو اچھا ہی کہو کیونکر آنا ہوا اسنے کہا کہ مزاج تو اچھا ہی
تمھاری الفت کھینچ لائی اور اس طور سے خبر ہوئی تم ڈیڑھ برس سے ملاقات کو نہ گئے
تھے ہر وقت تمھارا خیال رہتا تھا کئی مرتبہ قصد کیا کہ بذریعہ نامہ کے دریافت کروں مگر
پھر یہ خیال ہوا کہ شائد تم شہر میں نہ ہو کسی اور مقام پر کسی ضرورت سے گئے ہو اس سبب
سے نہ آئے ہو تو خرابی ہو میرا نامہ بر تباہ پھرے لہذا تھوڑا زمانہ تمھارے جانے میں خود
باقی ہی جب تم جاؤگے سب معلوم ہو جائیگا اس سے نامہ وغیرہ نہ تحریر کیا مگر ہر وقت
فکر رہتی تھی چنانچہ آج میں ابھی اُسی ایوان میں بیٹھا تھا کہ جہاں تصویریں تم سب دوستوں کی
لگی ہوئی ہیں میری نگاہ تمھاری تصویر پر تھی کہ یکایک اُس میں تغیر ظاہر ہوا میں پریشان
ہوا کہ یہ کیا سبب ہی بس میں اوراق سامری جو اُٹھا کر تمھارا حال دیکھا تو یہ ظاہر ہوا کہ تم
کو خواجہ لشکر اسلام کا عیار قتل کیا چاہتا ہی کوئی ایوان نہ طاقی ہی اسکو اسیر کر لیا ہی خداوند
سامری کی صورت بنکر عیاری کی ہی اب سمندر کو اسیر کرنے کی فکر میں ہی اور سمندر اسکے
فقرے میں آگیا ہی بس میں یہ حال دیکھکر اوراق کو اُسی مقام پر رکھکر چلا کہ تم کو چلکر خبردار
کروں میں اپنے طریقہ سے آیا یہاں آکر دیکھا کہ دراصل خواجہ خداوند بنے ہوئے ہیں اور
تم طرف اُنکے جاتے ہو میں نے صدا دی تم نے کچھ خیال کیا مگر پورے طور سے نہ خیال کیا
جب میں نے دیکھا کہ تم نے کچھ اچھی طرح نہ خیال کیا تب میں نے ناچار ہو کر اپنے کو
ظاہر کیا یہ بھی اُس میں تحریر تھا کہ خواجہ نے شراب و عنبر کے ساتھ بیہوشی ملاکر
سب کو کسی قدر بدحواس کر دیا ہی کہ اُنکی عقل میں فتور آگیا ہی میں نے سحر کرکے اُس
بیہوشی کو تم سب کے دماغ سے دور کیا خواجہ پر سحر کیا کہ تم سب کے حواس
درست ہوگئے تم نے مجکو پہچانا اے سمندر یہ امر اوراق سے ظاہر ہوا تھا کہ خواجہ
نے یہ تدبیر کی تھی کہ پہلی پتلیاں ایوان کی اس طور سے پکڑ لیں یہ کہکر زحل نے سب

آخر کو اس تقریر کی سزا دیتا ہوں ادھر خواجہ نے اسکے تیور دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ اس قصد سے آتا ہے کہ میرے
حملہ کرے خواجہ نے ایک حبشی زنبیل سے نکال کر گوشہ مین کھڑا کر دیا اس سے کہا کہ جب یہ ہاتھ بڑھاوے تم
اسکو پکڑ کر اندر کھینچ لینا اور دس جوتے مار کر باہر پھینکدینا اسنے کہا بہت خوب خواجہ پاؤن پھیلا کر بیٹھے
شغلاق نے کہا کہ خواجہ چلے آؤ کس لیے بیٹھے ہو خواجہ نے جواب دیا کہ اگر کچھ طاقت ہو تو ہم کو نکال
لیجاؤ یہ جو خواجہ نے کہا شغلاق کو غصہ آیا سمندر اور اہل دربار منع کرتے رہے اسنے ایک کی
نہ سنی اسی قصد سے ہاتھ بڑھایا کہ پاؤن پکڑ کر کھینچ لون کہ اس حبشی نے گوشہ سے نکل کر اسکا ہاتھ
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل آ گرا اسنے وہین جوتے خوب زور زور مارے اور پھر باہر پھینکدیا یہ
خاک کو جھاڑ کر اٹھا اور قصد کیا کہ سر کرون خواجہ نے منڈھی سے کہا کہ اب یہان سے مجکو لیے چلو
یہ منڈھی سے کہکر سمندر سے کہا کہ ہم جاتے ہین سمندر نے کہا کہ تشریف لیجائیے بس منڈھی
اڑکر چلی خواجہ تو ادھر جاتے ہین اب آن کی داستان کب تحریر ہوتی ہے انشاء اللہ جلد
سوم مین تحریر ہوگی شغلاق شرمندہ ہوکر بہت خفیف ہوکر ذلت اٹھا کر واپس آیا سمندر نے کہا
کہ ہم نے کہنا نہ سنا یہ ذلت اٹھائی اور خفیف ہوا پھر حرامزادہ دیا بس سمندر نے گرداب کو
بہت کچھ تسلیم کیا اور کہا کہ جب ہم تحریر اس کی کرتا ہے یہ کہکر اور بیرون بارگاہ آکر مع اپنے سردار
ورزحل سمندر ہمیشہ کے رہا اب دیکھیے اسکا حال کہان پر جلد سوم مین تحریر ہوتا ہے
خواجہ منڈھی پر سوار جاتے ہین سمندر سرداروں سے
مقام پر تمام ہوئی اب باقی حالات چہارم مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا

تمام الکتاب

ہزار ہزار سپاس اس کریم مطلق کا کہ جس نے مجھسی ناچیز کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا اور یہ مرتبے اسکی قدرت
کاملہ سے یہ مرتبہ پایا کہ میرا کلام بھی پسند اور صاحبان قدر ہوا شکر ہے اس خالق مطلق کا کہ
جس نے ایک لفظ کن سے طاق فلکی و زمان پیدا کیا احسان ہے خدائے کریم کا کہ اسکی عنایت سے
جلد دوم دفتر آفتاب شجاعت بحسن و خوبی ہوئی اب یہ امید اسکی ذات سے ہے کہ پسند ناظرین
ہو اور ناظرین میری عرق ریزی پر خیال فرماکر خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائین ناظرین
کی خدمت مین یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ انشاء اللہ جو جو مقامات جلد دوم مین باقی رہے ہین تحریر
ہونے سے اگر جناب معلی القاب کرم گستر شیر دل معدن لطف و کرم مخزن جود و سخا جناب بابو
پیراگ نرائن صاحب دام اقبالہ حکم فرمائینگے تو فقیر ناچیز انکو جلد سوم مین تحریر کریگا جب ناظرین
انکو ملاحظہ فرمائینگے تو لطف مزید پائینگے اور میری عرق ریزی کی داد عنایت فرمائینگے وہ ایسے
مقامات اور عجائبات ہین کہ ملاحظہ فرمانے سے تعلق رکھتے ہین اب یہ ناظرین کی خدمت مین میری گذارش
ہے کہ اگر کوئی عیب اس جلد مین ہو اسکو اپنے دل مین مثل عروس کے پوشیدہ فرمائین کیونکہ
انسان مرکب ہے خطا اور نسیان سے شاید کوئی امر پر نقص نظر آئیگا تو ناظرین کی عنایت سے امید ہے
کہ وہ عیب پوشی فرمائینگے اور خلعت تعریف سے مجکو سرفراز فرمائینگے زیادہ والسلام خیر ختام